

بسم الله الرحمن الرحيم
الحمد لله الذي هدانا لهذا
ما كنا لنهتدي لولا أن هدانا الله

شرح صحیح

تفسیر

علامہ غلام رسول بیاضی
مفت اعظم پاکستان اسلامیہ کراچی ۲۸

تألیف

فرید کربلائی
۳۸ اردو بازار لاہور

وَمَا كَانَ لِنَبِيٍّ أَنْ يَكُونَ لَهُ أَسْوَاقٌ خَالٍ مِنْ رِجَالٍ يُفْتَنُونَ
اور رسول تم کو جو احکام دیں ان کو قبول کرو اور جن کاموں سے تم کو منع کریں ان سے باز رہو

شرح صحیح مسلم

(جلد ثانی)

مساجد، شفاعت، صلوٰۃ المسافرین، فضائل القرآن، جمعہ، صلوٰۃ العیدین
صلوٰۃ استسقاء، صلوٰۃ کسوف، جنازہ، زکوٰۃ

تصنیف

علامہ غلام رسول سعیدی

شیخ الحدیث، دارالعلوم نعیمیہ کراچی ۳۸

ناشر

فرید ہیکٹال ۳۸ اردو بازار لاہور ۲
marfat.com



جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ ہیں

نام کتاب : شرح صحیح مسلم (الجزء الثانی)
 تصنیف : علامہ مفتی غلام رسول سعیدی
 تصحیح : مولانا حافظ محمد ابراہیم فیضی
 ایم۔ اے، ایل۔ ایل۔ بی، فاضل علوم شرقیہ
 کتابت : دار الکتابت حضرت کیلیا نوالہ، گوجرانوالہ
 مطبع : ہاشم اینڈ حماد پرنٹرز، لاہور
 بدیہ : 330/- روپے
 الطبع الثامن : صفر ۱۴۲۱ء / مئی ۲۰۰۰ء
 الطبع العاشر : جمادی الاول ۱۴۲۳ھ / جولائی ۲۰۰۲ء

نَاشِر

فرید بک سٹال (رجسٹرڈ)
 ۳۸۔ اردو بازار لاہور

فون نمبر 042-7312173 ، فیکس نمبر 092-042-7224899

ای۔ میل نمبر Email: info@faridbookstall.com

ویب سائٹ Visit us at : www.faridbookstall.com



فرید بک سٹال ۳۸۔ اردو بازار لاہور

marfat.com

فہرست مضامین شرح صحیح مسلم (جلد ثانی)

نمبر شمار	عنوان	صفحہ نمبر	نمبر شمار	عنوان	صفحہ نمبر
۱	کلمات تفکر	۲۲	۱۷	حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حضور الوہیت میں وجاہت قرآن سے۔	۲۲
۲	عکس جمال	۲۶	۱۸	حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وجاہت احادیث سے	۲۳
	کتاب المساجد	۳۱	۱۹	شفاعت پر قرآن کریم سے دلائل۔	۲۴
۳	مسجد کی تعریف	۳۱	۲۰	شفاعت پر احادیث سے دلائل۔	۲۸
۴	مسجد کی فضیلت	۳۱	۲۱	اقسام شفاعت	۵۹
۵	غیر مسلموں کا مسجد بنانا	۳۲	۲۲	نظریہ کفارہ مسیح اور شفاعت میں فرق	۶۰
	باب ۱۸۷	۳۶	۲۳	استشفاع	۶۱
۶	بیت المقدس سے بیت الحرام کی طرف قبلہ کو تبدیل کرنا۔	۳۶	۲۴	مساجد کی بنانے کی ذمہ داری	۶۲
۷	تعمیر کعبہ کی تاریخ	۳۷	۲۵	بچل دار درختوں کا ٹٹا۔	۶۴
۸	کعبہ اور بیت المقدس کا درمیانی عرصہ	۳۷	۲۶	قبرِ مسلمین پر مسجد بنانا	۶۶
۹	تمام روئے زمین کے مسجد ہونے کی وضاحت	۳۸	۲۷	رجز کی تعریف	۶۵
	شفاعت	۳۸	۲۸	حضور کی شعر گوئی	۶۶
۱۰	شفاعت کے لغوی معنی	۳۸		باب ۱۸۸	۶۶
۱۱	شفاعت کے اصطلاحی معنی	۳۹	۲۹	بیت المقدس کی بجائے بیت اللہ کو قبلہ قرار دینا۔	۶۶
۱۲	اہل قبلہ کے شفاعت میں نظریات	۳۹	۳۰	نسخ کی بحث	۶۸
۱۳	خوارج کے شبہ کا ازالہ	۳۹	۳۱	نسخ کی تعریفات	۶۸
۱۴	معتزلہ کے شبہ کا ازالہ	۳۹	۳۲	نسخ کی اقسام	۶۹
۱۵	بعض مخالفین کے شبہ کا ازالہ	۴۰	۳۳	نسخ القرآن بالقرآن	۷۰
۱۶	انبیاء علیہم السلام کی حضور الوہیت میں وجاہت	۴۰	۳۴	نسخ القرآن بالحدیث	۷۱
			۳۵	نسخ الحدیث بالحدیث	۷۱

نمبر شمار	عنوان	صفحہ نمبر	نمبر شمار	عنوان	صفحہ نمبر
۳۶	نسخ الحديث بالقرآن	۷۱	۵۴	اعتقاد کا معنی	۹۲
۳۷	تحويل قبلہ کی تاریخ	۷۱	۵۵	ناز میں عورتوں کے بیٹھنے اور سجدہ کے طریقے۔	۹۲
۳۸	کعبہ کی طرف پہلی ناز	۷۱			
۳۹	روایات میں تطہیق	۷۲		باب ۱۹۳	۹۳
۴۰	خبر واحد پر عمل	۷۲	۵۶	ناز میں کلام کو حرام کرنا اور اباحت سابقہ کو منسوخ کرنا۔	۹۳
۴۱	درود شرع سے قبل تکلیف کا حکم	۷۲	۵۷	منسوخیت کلام کی تاریخ	۹۴
۴۲	دیگر فوائد	۷۳	۵۸	اباحت اصل ہے۔	۹۴
۴۳	مکہ میں قبلہ کا رخ	۷۳	۵۹	نقہ احکام	۹۴
			۶۰	بقیہ فوائد	۹۸
	باب ۱۸۹	۷۴			
۴۴	قبول پر مسجد بنانے ان پر تصاویر رکھنے اور انکو سجدہ کرنے کی ممانعت	۷۴	۶۱	باب ۱۹۴	۹۹
۴۵	تصاویر کا حکم	۷۶		ناز میں شیطان پر لعنت کرنا، اس سے پناہ مانگنا اور عمل قبیل کا جائز ہونا۔	۹۹
۴۶	وڈیو، ٹی وی، سینما	۷۶	۶۲	جنات کا ثبوت	۱۰۰
۴۷	جوار قبر میں مسجد	۸۲	۶۳	جنات کی تخلیق	۱۰۰
۴۸	ایک اشکال کا جواب	۸۶	۶۴	جنات کی اقسام	۱۰۲
۴۹	غلیل کا معنی	۸۷	۶۵	جنات کے افعال و احوال	۱۰۳
			۶۶	جنات کا مکلف ہونا	۱۰۴
	باب ۱۹۰	۸۸	۶۷	جنات کی جزا و سزا	۱۰۵
۵۰	مسجد بنانے کی فضیلت اور ترغیب۔	۸۸	۶۸	جنات میں رسول	۱۰۵
			۶۹	انسان پر جن آجانا۔	۱۰۶
	باب ۱۹۱	۸۹	۷۰	جنات کو دیکھنا	۱۰۷
۵۱	حالت رکوع میں ہاتھوں کو گھٹنوں پر رکھنا اور تطہیق کا منسوخ ہونا۔	۸۹	۷۱	ایک اشکال کا جواب	۱۰۷
۵۲	دیگر فوائد	۹۱	۷۲	حضرت سلیمان علیہ السلام کی دعا سے حمار لعنت کی تحقیق	۱۰۸
			۷۳		۱۰۸
	باب ۱۹۲	۹۱	۷۴	لعن یزید	۱۰۹
۵۳	ناز میں ایڑیوں پر بیٹھنا۔	۹۱	۷۵	ترجہ اباب سے مناسبت	۱۱۰

صفحہ نمبر	عنوان	نمبر شمار	صفحہ نمبر	عنوان	نمبر شمار
۱۱۹	حدیث سے حاصل شدہ فقہی احکام	۸۹	۱۱۰	باب ۱۹۵	
۱۱۹	باب ۱۹۹		۱۱۰	حالت نماز میں بچوں کو اٹھانے کا جواز	۷۶
۱۱۹	مسجد میں حقو کھنے کی ممانعت	۹۰	۱۱۰	جب تک نجاست متحقق نہ ہو کپڑوں کا پاک ہونا، عمل قلیل سے نماز کا باطل نہ ہونا۔	
۱۲۳	حقو کھنے کے احکام	۹۱	۱۱۱	حضرت ابو قتادہ رضی اللہ عنہ	۷۷
۱۲۳	عظمت مصطفیٰ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم)	۹۲	۱۱۲	حضرت زینب بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم	۷۸
۱۲۴	مسجد کی صفائی۔	۹۳	۱۱۲	رسالت مآب کی صاحبزادیاں	۷۹
۱۲۴	علوم نبوت۔	۹۴	۱۱۳	نماز میں بچہ کو گود میں لینے کے بارے میں مذاہب اربعہ۔	۸۰
۱۲۴	باب ۲۰۰		۱۱۴	باب ۱۹۶	
۱۲۴	جوتے پہن کر نماز پڑھنے کا جواز	۹۵	۱۱۴	نماز میں ضرورت کی بناء پر ایک دو قدم چمنا اور امام کا مقتدیوں سے بلند ہونا۔	۸۱
۱۲۴	جوتوں کے ساتھ نماز پڑھنا	۹۶	۱۱۴	شرح حدیث استن حنائہ	۸۲
۱۲۵	جوتوں کی طہارت	۹۷	۱۱۴	باب ۱۹۷	
۱۲۵	چمڑے اور پلاسٹک کی طہارت	۹۸	۱۱۴	نماز میں کو کھ پر ہاتھ رکھنے کی ممانعت	۸۴
۱۲۵	باب ۲۰۱		۱۱۴	اختصار کے معانی	۸۵
۱۲۵	بیل بوڑھے دار کپڑوں میں نماز کی کراہت	۹۹	۱۱۴	اختصار سے ممانعت کی حکمتیں۔	۸۶
۱۲۶	اشیاء ذرینت کا حکم	۱۰۰	۱۱۶	باب ۱۹۸	
۱۲۶	ایک اشکال کا جواب	۱۰۱	۱۱۸	نماز میں کنکریاں ہٹانے اور مٹی صاف کرنے کی کراہت	۸۷
۱۲۶	باب ۲۰۲		۱۱۸	حضرت معقوب رضی اللہ تعالیٰ عنہ	۸۸
۱۲۶	کھانے کے وقت نماز کی کراہت	۱۰۲			
۱۲۸	کھانے کو نماز پر مقدم کرنا۔	۱۰۳			
۱۲۶	باب ۲۰۳				
۱۲۶	لہسن یا کوئی اور بدبودار چیز کھا کر مسجد میں جانے کی کراہت۔	۱۰۴			

نمبر شمار	عنوان	صفحہ نمبر	نمبر شمار	عنوان	صفحہ نمبر
۱۰۵	بدبودار چیزیں کھا کر مسجد میں جانا	۱۳۳	۱۰۶	اسلام میں حکومت قائم کرنے کا طریقہ	۱۳۳
	باب ۲۰۴	۱۳۴			
۱۰۷	مسجد میں گم شدہ چیز تلاش کرنے کی نعت	۱۳۴	۱۰۸	مسجد میں گم شدہ اشیاء کا اعلان	۱۳۵
۱۰۹	مسجد میں سوال کا حکم	۱۳۵			
	باب ۲۰۵	۱۳۶			
۱۱۰	سجدہ سہو کا بیان	۱۳۶	۱۱۱	اذان سن کر شیطان کا بھاگان	۱۳۷
۱۱۲	سجدہ سہو میں مذاہب ائمہ اور ترجیح	۱۳۹			
	مذہب احناف		۱۱۳	شک کی صورت میں نماز کی ادائیگی	۱۴۱
	تحصیل مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم	۱۴۲	۱۱۵	بشریت	۱۴۲
	مثلیت	۱۴۲	۱۱۶	آپ کا نسیان	۱۴۷
	پانچ رکعات کی تفصیح	۱۴۸	۱۱۸	باب ۲۰۶	۱۵۱
	باب ۲۰۷	۱۵۱			
۱۱۹	سجدہ تلاوت	۱۵۱	۱۲۰	سجدہ تلاوت میں مذاہب ائمہ	۱۵۳
	فقہی احکام	۱۵۴	۱۲۱	سجرات کی تعداد	۱۵۵
۱۲۳	روایت تلک الغزالی کی تحقیق	۱۵۵	۱۲۴	روایت تلک الغزالی کا متن	۱۵۶
۱۲۵	روایت تلک الغزالی کی فنی حقیقت	۱۵۶			
	باب ۲۰۸	۱۵۷			
۱۲۶	ذکر بعد از نماز	۱۵۷	۱۲۷	ذکر بالجہر	۱۵۷
	باب ۲۰۹	۱۵۷			
۱۲۸	ذکر بالجہر	۱۵۷			
	باب ۲۱۰	۱۵۷			
۱۲۹	نشہ اور سلام کے درمیان عذاب قبر وغیرہ	۱۵۷			

صفحہ نمبر	عنوان	نمبر شمار	صفحہ نمبر	عنوان	نمبر شمار
۲۱۵	نماز کو جاتے وقت دوڑنے کا حکم	۱۶۵	۱۸۴	سے پناہ مانگنا	۱۴۴
۲۱۵	باب ۲۱۴		۱۸۵	تشریح	۱۴۴
۲۱۵	نماز کے لیے کس وقت کھڑا ہو	۱۶۶	۱۸۵	عذاب قبر	۱۴۵
۲۱۶	اقامت میں ”حی علی الفلاح“ پر کھڑے ہونا	۱۶۷	۱۸۵	منکرین عذاب قبر کے شبہات	۱۴۶
۲۱۷	تشریح	۱۶۸	۱۸۶	عذاب قبر پر دلائل	۱۴۷
۲۱۸	امام مسجد وقت پر نہ ہو تو کوئی اور نماز پڑھا دے۔	۱۶۹	۱۸۷	عذاب قبر پر عقلی شبہات کے جوابات	۱۴۸
۲۱۸	باب ۲۱۵		۱۹۰	سیح دجال	۱۴۹
۲۱۸	جس نے نماز کی ایک رکعت کو پایا اس نے نماز کو پایا۔	۱۷۰	۱۹۰	زندگی اور موت میں آزمائش	۱۵۰
۲۲۰	دوران نماز آفتاب کے طلوع یا غروب سے نماز کا حکم۔	۱۷۱	۱۹۰	قبر میں آزمائش	۱۵۱
۲۲۱	ائمہ ثلاثہ کی احادیث کا جواب	۱۷۲	۱۹۱	حضور کے استغفار کی وجہ	۱۵۲
۲۲۱	باب ۲۱۶		۱۹۱	قرض مذموم اور قرض محمود	۱۵۳
۲۲۱	پانچویں نمازوں کے اوقات	۱۷۳	۱۹۱	باب ۲۱۱	
۲۲۲	قرآن مجید سے استدلال	۱۷۴	۱۹۱	نماز کے بعد ذکر کا طریقہ	۱۵۴
۲۲۳	احادیث سے استدلال	۱۷۵	۱۹۲	ذکر ماثور میں اضافہ یا تغیر	۱۵۵
۲۲۳	اجماع امت سے استدلال	۱۷۶	۱۹۴	دعا قبول نہ ہونے کی وجوہات	۱۵۶
۲۲۴	عقل سے تائید	۱۷۷	۱۹۷	قبولیت دعا کی شرائط	۱۵۷
۲۲۵	بلغاریہ اور قطبین میں نماز کے اوقات	۱۷۸	۲۰۳	تشریح	۱۵۸
۲۲۵	حدیث دجال کی تحقیق	۱۷۹	۲۰۴	غنی اور فقیر	۱۵۹
۲۲۸	ایک نماز پڑھنے کے بعد اسی نماز کا وقت دوسرے شہر میں	۱۸۰	۲۰۵	باب ۲۱۲	
۲۲۸	ایک شہر میں روزے رکھنے کے بعد		۲۰۵	بنگیر تحریر کے بعد دعا	۱۶۰
			۲۰۶	دعائے استغفار میں مذاہب اربعہ	۱۶۱
			۲۰۷	عصمت کی تحقیق	۱۶۲
			۲۱۱	نماز میں ذکر کے اضافہ اور بدعت کی بحث	۱۶۳
			۲۱۳	باب ۲۱۳	
				نماز میں وقار اور سکون	۱۶۴

نمبر شمار	عنوان	صفحہ نمبر	نمبر شمار	عنوان	صفحہ نمبر
	دوسرے شہر میں آیام رمضان پانا۔				
	باب ۲۱۷	۲۳۵			
۱۸۲	گرمیوں میں ظہر کو ٹھنڈے وقت پڑھنے کا استحباب	۲۳۵	۱۸۲	گرمیوں میں ظہر کو ٹھنڈے وقت پڑھنے کا استحباب	۲۳۵
۱۸۳	ظہر کے آخر وقت میں مذاہب فقہاء	۲۳۰	۱۸۳	ظہر کے آخر وقت میں مذاہب فقہاء	۲۳۰
۱۸۴	ائمہ ثلاثہ کی حدیث کے جوابات	۲۳۰	۱۸۴	ائمہ ثلاثہ کی حدیث کے جوابات	۲۳۰
۱۸۵	دوشل سایہ تک وقت ظہر کا ثبوت	۲۳۸	۱۸۵	دوشل سایہ تک وقت ظہر کا ثبوت	۲۳۸
۱۸۶	بعض شارحین کا نسخ	۲۳۹	۱۸۶	بعض شارحین کا نسخ	۲۳۹
	باب ۲۱۸	۲۴۱			
۱۸۷	گرمی نہ ہونے پر ظہر کو اول وقت پڑھنے کا استحباب	۲۴۱	۱۸۷	گرمی نہ ہونے پر ظہر کو اول وقت پڑھنے کا استحباب	۲۴۱
۱۸۸	اول وقت نماز پڑھنے میں مذاہب اربعہ	۲۴۲	۱۸۸	اول وقت نماز پڑھنے میں مذاہب اربعہ	۲۴۲
۱۸۹	متعارض احادیث میں تطبیق	۲۴۳	۱۸۹	متعارض احادیث میں تطبیق	۲۴۳
۱۹۰	نمازی کا اپنے فاضل کپڑے پر سجدہ کرنا	۲۴۳	۱۹۰	نمازی کا اپنے فاضل کپڑے پر سجدہ کرنا	۲۴۳
	باب ۲۱۹	۲۴۳			
۱۹۱	عصر کو اول وقت میں پڑھنے کا استحباب	۲۴۳	۱۹۱	عصر کو اول وقت میں پڑھنے کا استحباب	۲۴۳
۱۹۲	عصر میں تاخیر کا استحباب	۲۴۶	۱۹۲	عصر میں تاخیر کا استحباب	۲۴۶
۱۹۳	ائمہ ثلاثہ کی احادیث کے جوابات	۲۴۶	۱۹۳	ائمہ ثلاثہ کی احادیث کے جوابات	۲۴۶
	باب ۲۲۰	۲۴۷			
۱۹۴	نماز عصر میں تنلیظ	۲۴۷	۱۹۴	نماز عصر میں تنلیظ	۲۴۷
۱۹۵	تشریح	۲۴۷	۱۹۵	تشریح	۲۴۷
	باب ۲۲۱	۲۴۷			
۱۹۶	نماز وسطیٰ نماز عصر ہے۔	۲۴۷	۱۹۶	نماز وسطیٰ نماز عصر ہے۔	۲۴۷
				
۲۴۹	غزوہ خندق میں آپ کی نماز عصر قضا ہونے کی وجہ۔	۱۹۷	۲۴۹	غزوہ خندق میں آپ کی نماز عصر قضا ہونے کی وجہ۔	۱۹۷
۲۴۹	نماز عصر نماز وسطیٰ ہے۔	۱۹۸	۲۴۹	نماز عصر نماز وسطیٰ ہے۔	۱۹۸
۲۵۰	احادیث میں تطبیق۔	۱۹۹	۲۵۰	احادیث میں تطبیق۔	۱۹۹
۲۵۰	رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بعض کفار کے لیے دعائے حرر	۲۰۰	۲۵۰	رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بعض کفار کے لیے دعائے حرر	۲۰۰
۲۵۳	والعصر کی قرأت کا نسخ	۲۰۱	۲۵۳	والعصر کی قرأت کا نسخ	۲۰۱
۲۵۳	کفار کو سب و شتم	۲۰۲	۲۵۳	کفار کو سب و شتم	۲۰۲
۲۵۴	باب ۲۲۲	۲۴۱	۲۵۴	باب ۲۲۲	۲۴۱
۲۵۴	صبح اور عصر کی نماز کی فضیلت اور ان کی حفاظت۔	۲۰۳	۲۵۴	صبح اور عصر کی نماز کی فضیلت اور ان کی حفاظت۔	۲۰۳
۲۵۶	ویدار الہی کی تحقیق	۲۰۴	۲۵۶	ویدار الہی کی تحقیق	۲۰۴
۲۵۸	عصر اور فجر میں ملائکہ کے اجتماع اور نوید جنت کی خصوصیت کی وجہ۔	۲۰۵	۲۵۸	عصر اور فجر میں ملائکہ کے اجتماع اور نوید جنت کی خصوصیت کی وجہ۔	۲۰۵
۲۵۸	باب ۲۲۳	۲۴۳	۲۵۸	باب ۲۲۳	۲۴۳
۲۵۸	مغرب کا اول وقت غروب آفتاب کے بعد ہے۔	۲۰۶	۲۵۸	مغرب کا اول وقت غروب آفتاب کے بعد ہے۔	۲۰۶
۲۵۹	مغرب کے وقت میں مذاہب اربعہ	۲۰۷	۲۵۹	مغرب کے وقت میں مذاہب اربعہ	۲۰۷
۲۶۰	باب ۲۲۴	۲۴۷	۲۶۰	باب ۲۲۴	۲۴۷
۲۶۰	عشاء کی نماز کا وقت اور اس میں تاخیر۔	۲۰۸	۲۶۰	عشاء کی نماز کا وقت اور اس میں تاخیر۔	۲۰۸
۲۶۲	عشاء کے وقت میں مذاہب اربعہ	۲۰۹	۲۶۲	عشاء کے وقت میں مذاہب اربعہ	۲۰۹
۲۶۵	آپ کی امت پر شفقت اور رعایت	۲۱۰	۲۶۵	آپ کی امت پر شفقت اور رعایت	۲۱۰
۲۶۶	منصب رسالت اور تشریع احکام	۲۱۱	۲۶۶	منصب رسالت اور تشریع احکام	۲۱۱
۲۶۹	احادیث میں تطبیق۔	۲۱۲	۲۶۹	احادیث میں تطبیق۔	۲۱۲

صفحہ نمبر	عنوان	نمبر شمار	صفحہ نمبر	عنوان	نمبر شمار
۲۹۳	حدیث سے حاصل شدہ بقیہ احکام -	۲۳۰	۲۴۰	باب ۲۲۵	
۲۹۳	باب ۲۲۹		۲۴۰	صبح کی نماز جلد پڑھنا اور اس میں قرات کی مقدار	۲۱۳
۲۹۳	جماعت کے ساتھ نوافل پڑھنے اور چپائی وغیرہ پر نماز پڑھنے کا جواز	۲۳۱	۲۴۱	فجر کے مستحب وقت میں مذاہب ائمہ -	۲۱۴
۲۹۵	تشریح -	۲۳۲	۲۴۲	نماز عشاء کے بعد باتیں کرنا -	۲۱۵
۲۹۶	باب ۲۳۰		۲۴۳	باب ۲۲۶	
۲۹۶	نماز باجماعت ادا کرنے، نماز کا انتظار کرنے اور مسجد میں دُوسے آنے کی فضیلت -	۲۳۳	۲۴۴	مستحب وقت سے مؤخر کر کے نماز پڑھنا مکروہ ہے	۲۱۶
۳۰۱	کثرتِ عجا اور فرشتوں کا استغفار	۲۳۴	۲۴۵	نماز میں تعمیل	۲۱۷
۳۰۱	قریب والی مسجد کا حق	۲۳۵	۲۴۶	حکام کی اطاعت	۲۱۸
۳۰۱	پانچ نمازوں سے گناہوں کا دُھلنا	۲۳۶	۲۴۷	باب ۲۲۷	
۳۰۲	باب ۲۳۱		۲۴۸	نماز باجماعت پڑھنے کی تاکید اور اس کے فرض کفایہ ہونے کا بیان	۲۱۹
۳۰۲	صبح کی نماز کے بعد اپنی جگہ پر بیٹھے رہنے کی اور مسجدوں کی فضیلت -	۲۳۷	۲۴۹	جماعت کی فضیلت اور اہمیت	۲۲۰
۳۰۳	بازاروں کا ناپسندیدہ ہونا -	۲۳۸	۲۵۰	جماعت میں مذاہب	۲۲۱
۳۰۳	باب ۲۳۲		۲۵۱	احادیث میں تطبیق	۲۲۲
۳۰۳	امامت کا مستحق	۲۳۹	۲۵۲	جماعت کے فوائد	۲۲۳
۳۰۴	امامت کی فضیلت	۲۴۰	۲۵۳	باب ۲۲۸	
۳۰۴	تاریخ یا عالم میں کون امامت کا مستحق	۲۴۱	۲۵۴	غدر کی بنیاد پر جماعت ترک کرنے کی نصیحت	۲۲۵
۳۰۴	فاسق کی امامت کی تحقیق اور مذاہب ائمہ -	۲۴۲	۲۵۵	احادیث میں تطبیق	۲۲۶
			۲۵۶	رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دلوں کے حال پر آگاہی -	۲۲۷
			۲۵۷	کلمہ کے اجزاء کی تحقیق اور اس کا حکم -	۲۲۸
			۲۵۸	بتدعین اور گمراہوں سے میل جول -	۲۲۹

نمبر شمار	عنوان	صفحہ نمبر	نمبر شمار	عنوان	صفحہ نمبر
۲۴۳	فتوت نازلہ پڑھنے کا عمل اور اس کا استحباب	۳۱۴	۲۶۶	مقام مصطفیٰ	۳۴۶
۲۴۴	فتوت نازلہ	۳۱۹	۲۶۷	سنتوں کی تفصیل مذاہب ائمہ	۳۴۷
۲۴۵	فتوت نازلہ میں مذاہب	۳۱۹	۲۶۸	ائمہ ثلاثہ کے دلائل کا جواب	۳۴۸
۲۴۶	احناف کا مذہب	۳۲۰	۲۶۹	احناف کی دلیل	۳۴۹
۲۴۷	احناف کے دلائل	۳۲۱	۲۷۰	علم رسالت	۳۴۹
۲۴۸	بعض شارحین کا تسامح	۳۲۳	۲۷۱	دلائل الوہیت و نبوت	۳۵۰
۲۴۹	فتوت نازلہ اجتہاد ہی ہے	۳۲۵	۲۷۲	بعض شارحین کا تسامح	۳۵۱
۲۵۰	متاخرین احناف	۳۲۵	۲۷۳	کثیر نمازوں کی قضاء کا طریقہ	۳۵۱
۲۵۱	زندہ کافروں کے لیے لعنت کا عدم جواز	۳۲۵	۲۷۴	تفاد عمری	۳۵۲
۲۵۲	فتوت فجر میں مذاہب	۳۲۶	۲۷۵	مزید مسائل	۳۵۲
۲۵۳	شافعیہ اور مالکیہ کا استدلال اور اس کا جواب	۳۲۷			
۲۵۴	لیس لك من الامر شیء کی تحقیق	۳۲۹			
۲۵۵	اصحاب بیر معونہ	۳۳۱			
۲۵۶	علم رسالت پر اعتراض کا جواب	۳۳۲			
۲۵۷	مفسرین حدیث کے اعتراض کا جواب	۳۳۲			
۲۵۸	باب ۲۳۴	۳۳۵			
۲۵۹	قضا نمازوں کی جلد ادائیگی کا استحباب	۳۳۵			
۲۶۰	قلب رسالت کے بیدار رہنے کی تحقیق	۳۴۱			
۲۶۱	واقعہ تقریس کی تعداد	۳۴۲			
۲۶۲	آثار شر اور خیر کے ثمرات اور اوقات	۳۴۲			
۲۶۳	منہیہ میں مذاہب	۳۴۳			
۲۶۴	احادیث میں تطبیق	۳۴۳			
۲۶۵	قضا نمازوں کی اذان میں مذاہب	۳۴۳			
	حضور سے نماز فجر قضا ہونے کی وجہ	۳۴۵			

صفحہ نمبر	عنوان	نمبر شمار	صفحہ نمبر	عنوان	نمبر شمار
۳۹۷	ریل میں نماز	۳۱۰	۳۷۵	مدت قصر	۲۸۹
۴۰۲	عذر من جہتہ العباد	۳۱۱	۳۷۵	ائمہ ثلاثہ کے دلائل۔	۲۹۰
۴۰۶	ریل میں نماز پڑھنے کا طریقہ	۳۱۲	۳۷۶	ائمہ ثلاثہ کے دلائل کے جوابات۔	۲۹۱
۴۰۷	ہوائی جہاز میں نماز	۳۱۳	۳۷۶	امام ابو حنیفہؒ کے دلائل۔	۲۹۲
۴۰۷	تنبیہ	۳۱۴	۳۷۸	روایات میں تطبیق۔	۲۹۳
۴۰۷	باب ۲۳۷		۳۷۸	وجوب قصر میں مذاہب	۲۹۴
۴۰۷	سفر میں دو نمازوں کا جمع کرنا	۳۱۵	۳۷۸	ائمہ ثلاثہ کے دلائل اور ان کے جوابات۔	۲۹۵
۴۱۱	جمع بین الصلوٰتین میں مذاہب	۳۱۶	۳۸۱	منیٰ میں حضرت عثمان کے قصر نہ کرنے کی وجہ۔	۲۹۶
۴۱۳	ائمہ ثلاثہ کے دلائل اور ان کے جوابات۔	۳۱۷			
۴۱۴	احناف کے دلائل۔	۳۱۸	۳۸۲	دیگر دلائل کا جواب۔	۲۹۷
۴۱۷	باب ۲۳۸		۳۸۲	وطن کی اقسام اور احکام۔	۲۹۸
۴۱۷	نماز کے بعد دائیں بائیں پھرنے کا جواز۔	۳۱۹	۳۸۲	سفر معصیت کے احکام	۲۹۹
۴۱۷	تطبیق۔	۳۲۰	۳۸۳	سنن کا حکم	۳۰۰
۴۱۷	فرق مراتب قائم رکھنا	۳۲۱	۳۸۳	کیا ہوائی جہاز سے کم وقت میں بغیر مشقت کے سفر کرنا رخصت قصر کے منافی ہے؟	۳۰۱
۴۱۸	باب ۲۳۹				
۴۱۸	امام کے دائیں طرف کھڑے ہونے کا استحباب	۳۲۲	۳۸۹	باب ۲۳۵	
۴۱۸	باب ۲۴۰		۳۸۹	بارش میں قیام گاہوں کے اندر نماز پڑھنے کا جواز۔	۳۰۲
۴۱۸	اقامت کے بعد نفل شروع کرنے کی حمانعت۔	۳۲۳	۳۹۱	رحل کا معنی	۳۰۳
۴۲۰	اقامت کے وقت سنت فجر پڑھنے کا حکم۔	۳۲۴	۳۹۲	جماعت اور جمعہ سے رخصت۔	۳۰۴
۴۲۱	احناف کا نظریہ۔	۳۲۵	۳۹۲	الاصلوٰ فی الحال	۳۰۵
۴۲۲	لفظ ابن کے ساتھ صفت لانے کا قاعدہ۔	۳۲۶	۳۹۲	اذان کے درمیان کلام کا حکم	۳۰۶
۴۲۲	باب ۲۴۱		۳۹۳	باب ۲۳۶	
۴۲۲	مسجد میں داخل ہونے کی دعا۔	۳۲۷	۳۹۳	سفر میں سواری پر نماز پڑھنے کا جواز۔	۳۰۷
			۳۹۵	سواری پر نوافل کے جواز میں مذاہب	۳۰۸
			۳۹۶	بحری جہاز پر نماز	۳۰۹

نمبر شمار	عنوان	صفحہ نمبر	نمبر شمار	عنوان	صفحہ نمبر
۳۲۸	فضل الہی کے معانی۔	۲۲۳	۳۲۸	جمعہ کی سنتیں۔	۲۲۴
	باب ۲۲۲	۲۲۳		باب ۲۲۷	۲۲۷
۳۲۹	تہجۃ المسجد	۲۲۳	۳۲۹	نوافل پڑھنے کا طریقہ۔	۲۲۷
۳۳۰	تہجۃ المسجد کے احکام	۲۲۴	۳۳۰	سنن اور نوافل کا گھر میں پڑھنا۔	۲۵۱
	باب ۲۲۳	۲۲۵	۳۳۱	نوافل کی حکمت۔	۲۵۲
	مسافر کے وطن پہنچتے ہی دو رکعت پڑھنے کا استحباب	۲۲۵		بیٹھ کر نوافل پڑھنے کا جواز	۲۵۲
	باب ۲۲۴	۲۲۷		باب ۲۲۸	۲۵۲
۳۳۲	نماز چاشت کا استحباب۔	۲۲۷	۳۳۲	تہجد کی رکعات کی تعداد اور وتر کا بیان۔	۲۵۲
۳۳۳	چاشت کا وقت۔	۲۳۰	۳۳۳	تہجد کی روایات میں تطبیق	۲۶۹
۳۳۴	چاشت کی نماز میں بلحاظ ثبوت کے تطبیق۔	۲۳۱	۳۳۴	تہجد کا حکم۔	۲۷۰
۳۳۵	چاشت کی نماز میں بلحاظ عدد کے تطبیق	۲۳۱	۳۳۵	وتر کے حکم میں مذاہب ائمہ	۲۷۲
۳۳۶	حضرت ام ہانی کی روایت کے فوائد	۲۳۲	۳۳۶	وجوب وتر پر اخاف کے مزید دلائل	۲۷۴
۳۳۷	رکعات نوافل میں مذاہب	۲۳۲	۳۳۷	ائمہ ثلاثہ کے دلائل کا جواب۔	۲۷۸
۳۳۸	عورت کے امان دینے میں مذاہب	۲۳۳	۳۳۸	رکعات وتر میں مذاہب ائمہ۔	۲۷۹
	باب ۲۲۵	۲۳۳	۳۳۹	تین رکعت وتر پر اخاف کے دلائل۔	۲۸۱
۳۳۹	سنت فجر کا استحباب اور تاکید	۲۳۳	۳۳۹	ائمہ ثلاثہ کے دلائل کے جوابات۔	۲۸۲
۳۴۰	احکام شرعیہ کی اقسام۔	۲۳۴	۳۴۰	ایک رکعت وتر پر استدلال کا جواب۔	۲۸۵
۳۴۱	سنت کا نفوی و اہل طلاحی مفہوم۔	۲۳۴	۳۴۱	قنوت وتر میں مذاہب	۲۸۶
۳۴۲	طلوع فجر کے بعد نوافل میں مذاہب	۲۳۹	۳۴۲	قنوت بعد از رکوع پر شوافع اور خابہ کے دلائل۔	۲۸۷
۳۴۳	وقت سے پہلے اذان۔	۲۴۰	۳۴۳	قنوت قبل از رکوع پر اخاف کے دلائل	۲۸۷
	باب ۲۲۶	۲۴۰	۳۴۴	قنوت وتر کا محل	۲۸۸
۳۴۴	سنن مؤکدہ کی فضیلت اور ان کی تعداد۔	۲۴۰	۳۴۴	کان غلقہ القرآن کی تشریح۔	۲۸۹
۳۴۵	فرائض کے ساتھ سنن مؤکدہ کے دلائل۔	۲۴۲	۳۴۵	ائمہ علی خلق عظیم کی تشریح	۲۹۰
۳۴۶	منرب سے پہلے دو رکعت۔	۲۴۳	۳۴۶	باب ۲۲۹	۲۹۱
۳۴۷	اخاف کے دلائل۔	۲۴۳	۳۴۷	تراویح کی فضیلت اور اس کی ترغیب۔	۲۹۱
			۳۴۸	قیام رمضان	۲۹۳

صفحہ نمبر	عنوان	نمبر شمار	صفحہ نمبر	عنوان	نمبر شمار
۵۲۳	شیطان کے کان میں پیشاب کرنے کی تشریح۔	۳۹۰	۲۹۴	کرم رسالت	۳۷۱
۵۲۳	حدیث قرعاس پر امامیہ کے اعتراض کا ایک جواب۔	۳۹۱	۲۹۴	عبادت سے گناہوں کی بخشش۔	۳۷۲
۵۲۳	شیطان کے گدی میں گرہ لگانے کی تشریح۔	۳۹۲	۲۹۴	رکعات تراویح میں مذاہب۔	۳۷۳
۵۲۴	باب ۲۵۴		۲۹۵	بیس رکعات تراویح پر دلائل۔	۳۷۴
۵۲۴	نفل نماز گھر میں پڑھنے کا استحباب۔	۳۹۳	۵۰۱	تراویح میں ختم قرآن۔	۳۷۵
۵۲۵	گھر میں نوافل کی فضیلت	۳۹۴	۵۰۱	رمضان میں ختم قرآن کا نذرانہ	۳۷۶
۵۲۶	باب ۲۵۵		۵۰۲	غیر مفصلین سے گزارش	۳۷۷
۵۲۶	دامی عمل کی فضیلت	۳۹۵	۵۰۲	تعماد مشاہد پڑھنے والا باجماعت وتر پڑھ سکتا ہے۔	۳۷۸
۵۲۸	اکتے اور استنہاد وغیرہ کا اللہ تعالیٰ پر اطلاق۔	۳۹۶	۵۰۹	باب ۲۵۰	
۵۳۹	نفلی عبادات میں دوام کا معنی	۳۹۷	۵۰۹	شب قدر میں قیام کی تاکید اور تاکید	۳۷۹
۵۳۹	نفلی عبادات اور بدعات کے درمیان حد فاصل۔	۳۹۸	۵۱۰	شب میں شب قدر کا تحقق۔	۳۸۰
۵۴۳	جس فعل کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیشہ ترک کیا ہو وہ علی الاطلاق بدعت نہیں ہے۔	۳۹۹	۵۱۱	باب ۲۵۱	
۵۴۵	رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کسی کام کو ترک کر بیگی وجہ سے بدعت کا شائبہ	۴۰۰	۵۱۱	رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز تہجد اور دعاؤں کا بیان۔	۳۸۱
۵۴۸	نفلی عبادات کے ساتھ فرض یا واجب کا معاملہ کرنے کی ممانعت۔	۴۰۱	۵۲۲	حدیث ابن عباس سے مستفاد انتہر (۶۹)	۳۸۲
۵۵۱	بدعتِ ستینہ کی تعریف	۴۰۲	۵۲۶	احکام شریعیہ۔	۳۸۳
۵۵۲	بدعت کا شرعی معنی اور اقسام	۴۰۳	۵۲۰	دعاؤں اور نذر	۳۸۴
۵۵۰	بدعات حسنہ اور مصالح مرسلہ	۴۰۴	۵۲۸	لفظ رب کی تحقیق	۳۸۵
۵۵۹	بدعات حسنہ کی وجہ اختراع اور بدعتِ ستینہ کا مصداق۔	۴۰۵	۵۲۹	اللہ تعالیٰ کی طرف شر کی نسبت	۳۸۶
			۵۳۰	باب ۲۵۲	
			۵۳۱	تہجد میں طویل قرأت کا استحباب	۳۸۷
			۵۳۲	سورتوں کی ترتیب۔	۳۸۸
			۵۳۲	نماز میں تنظیم رسول	۳۸۹
			۵۳۲	باب ۲۵۳	
			۵۳۲	تہجد کی ترغیب خواہ کم رکعات ہوں۔	۳۹۰

نمبر شمار	عنوان	صفحہ نمبر	نمبر شمار	عنوان	صفحہ نمبر
۴۰۶	ایک شبہ کا ازالہ	۵۶۲	۴۰۷	قرآن ثلاثہ پر سنت و بدعت کا مدار -	۵۶۳
۴۰۸	باب ۲۵۶	۵۶۴	۴۰۸	نماز، تلاوت یا ذکر کے دوران اوتھنے کا حکم	۵۶۴
۴۰۹	تشریح	۵۶۵	۴۰۹	قرآن مجید کے فضائل احادیث کی روشنی میں -	۵۶۸
۴۱۰	کتاب فضائل القرآن	۵۶۶	۴۱۱	بعض سورتوں کے فضائل	۵۶۸
۴۱۱	قرآن مجید کے فضائل احادیث کی روشنی میں -	۵۶۸	۴۱۲	اسم سجدہ کی فضیلت	۵۶۸
۴۱۲	بعض آیات کے فضائل	۵۶۹	۴۱۳	یسین کی فضیلت	۵۶۹
۴۱۳	آیت الکرسی کی فضیلت	۵۶۹	۴۱۴	سورہ رحمن کی فضیلت	۵۶۹
۴۱۴	سورہ بقرہ کی آخری آیات کی فضیلت	۵۶۹	۴۱۵	تبارک الذی کی فضیلت	۵۶۹
۴۱۵	سورہ البینہ کی فضیلت	۵۶۹	۴۱۶	سورہ اخلاص کی فضیلت	۵۶۹
۴۱۶	سورہ الفاتحہ کی فضیلت	۵۶۹	۴۱۷	بعض آیات کے فضائل	۵۶۹
۴۱۷	بعض آیات کے فضائل	۵۶۹	۴۱۸	آیت الکرسی کی فضیلت	۵۶۹
۴۱۸	سورہ بقرہ کی آخری آیات کی فضیلت	۵۶۹	۴۱۹	سورہ آل عمران کی آخری دس آیات کی فضیلت -	۵۶۹
۴۱۹	سورہ آل عمران کی آخری دس آیات کی فضیلت -	۵۶۹	۴۲۰	باب ۲۵۷	۵۷۱
۴۲۰	باب ۲۵۷	۵۷۱	۴۲۱	قرآن کریم کو یاد رکھنے کا حکم	۵۷۱
۴۲۱	قرآن کریم کو یاد رکھنے کا حکم	۵۷۱	۴۲۲	تشریح	۵۷۳
۴۲۲	تشریح	۵۷۳	۴۲۳	باب ۲۵۸	۵۷۳
۴۲۳	باب ۲۵۸	۵۷۳	۴۲۴	خوش الحالی کے ساتھ قرآن مجید پڑھنے	۵۷۳
۴۲۴	خوش الحالی کے ساتھ قرآن مجید پڑھنے	۵۷۳			
۴۲۵	کتاب فضائل القرآن	۵۷۳			
۴۲۶	قرآن مجید کے فضائل احادیث کی روشنی میں -	۵۷۳			
۴۲۷	بعض سورتوں کے فضائل	۵۷۳			
۴۲۸	اسم سجدہ کی فضیلت	۵۷۳			
۴۲۹	یسین کی فضیلت	۵۷۳			
۴۳۰	سورہ رحمن کی فضیلت	۵۷۳			
۴۳۱	تبارک الذی کی فضیلت	۵۷۳			
۴۳۲	سورہ البینہ کی فضیلت	۵۷۳			
۴۳۳	سورہ اخلاص کی فضیلت	۵۷۳			
۴۳۴	بعض آیات کے فضائل	۵۷۳			
۴۳۵	آیت الکرسی کی فضیلت	۵۷۳			
۴۳۶	سورہ بقرہ کی آخری آیات کی فضیلت	۵۷۳			
۴۳۷	سورہ آل عمران کی آخری دس آیات کی فضیلت -	۵۷۳			
۴۳۸	باب ۲۵۹	۵۷۳			
۴۳۹	قرآن مجید پڑھنے پر سکینہ کا نازل ہونا	۵۷۳			
۴۴۰	تشریح	۵۷۳			
۴۴۱	باب ۲۶۰	۵۷۳			
۴۴۲	ما فظ قرآن کی فضیلت	۵۷۳			
۴۴۳	تشریح	۵۷۳			
۴۴۴	باب ۲۶۱	۵۷۳			
۴۴۵	افضل کا مفضل کے سامنے قرآن مجید پڑھنے کا استحباب	۵۷۳			
۴۴۶	تشریح	۵۷۳			
۴۴۷	باب ۲۶۲	۵۷۳			
۴۴۸	قرآن مجید سننے کی فضیلت اور قرآن مجید سننے وقت رونا -	۵۷۳			
۴۴۹	تشریح	۵۷۳			
۴۵۰	باب ۲۶۳	۵۷۳			
۴۵۱	نماز میں قرآن مجید پڑھنے اور اس کو سکینہ کی فضیلت	۵۷۳			
۴۵۲	تشریح	۵۷۳			
۴۵۳	باب ۲۶۴	۵۷۳			
۴۵۴	قرآن مجید اور سورہ بقرہ پڑھنے کی فضیلت	۵۷۳			
۴۵۵	تشریح	۵۷۳			
۴۵۶	باب ۲۶۵	۵۷۳			
۴۵۷	سورہ فاتحہ اور سورہ بقرہ کی آخری آیات کی فضیلت	۵۷۳			

صفحہ نمبر	عنوان	نمبر شمار	صفحہ نمبر	عنوان	نمبر شمار
۵۹۷	باب ۲۷۱		۵۸۶	باب ۲۶۶	
۵۹۷	قرآن مجید کو ترتیل کے ساتھ پڑھنے اور ایک رکعت میں ایک سے زیادہ سورتوں کے پڑھنے کی اجازت تشریح -	۲۵۱	۵۸۶	سورۃ کہف اور آیۃ الکرسی کی فضیلت	۲۳۹
۵۹۹		۲۵۲	۵۸۷	آیت الکرسی کی فضیلت	۲۴۰
۶۰۰	باب ۲۷۲		۵۸۸	دیگر فوائد	۲۴۱
۶۰۰	قرأت کے مطلقات	۲۵۳	۵۸۸	باب ۲۶۷	
۶۰۲	احادیث پر تحریف قرآن کا الزام -	۲۵۴	۵۸۸	سورۃ قل ہوا اللہ احد کی فضیلت	۲۴۲
۶۰۳	باب ۲۷۳		۵۹۰	سورۃ اخلاص کے تنہائی قرآن مجید ہونے کی وجہ	۲۴۳
۶۰۳	ان اوقات کا بیان جن میں نماز پڑھنا ممنوع ہے -	۲۵۵	۵۹۰	باب ۲۶۸	
۶۱۱	اوقات ممنوعہ اور مکروہہ کی تفصیل	۲۵۶	۵۹۰	معوذتین پڑھنے کی فضیلت	۲۴۴
۶۱۱	قرن شیطان پر اعتراض کا جواب -	۲۵۷	۵۹۰	حضرت ابن مسعود کی طرف معوذتین کے انکار کی نسبت	۲۴۵
۶۱۳	باب ۲۷۴		۵۹۱	باب ۲۶۹	
۶۱۳	ناز مغرب سے پہلے دو رکعتوں کا بیان	۲۵۸	۵۹۱	قرآن مجید پر عمل کرنے والے اور اس کی تعلیم دینے والے کی فضیلت -	۲۴۶
۶۱۴	باب ۲۷۵		۵۹۳	حسد اور رشک کا معنی	۲۴۷
۶۱۴	نماز خوف کا بیان	۲۵۹	۵۹۳	باب ۲۷۰	
۶۱۸	نماز خوف کا قرآن مجید سے ثبوت	۲۶۰	۵۹۳	قرآن مجید کے سات حرفوں پر نازل ہونے کا مطلب -	۲۴۸
۶۱۹	اخاف کے نزدیک نماز خوف کا طریقہ -	۲۶۱	۵۹۶	سات حرفوں پر نزول قرآن -	۲۴۹
۶۱۹	ائمہ اربعہ کے مآخذ -	۲۶۲	۵۹۶	رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے علم اور تصرف کا ثبوت -	۲۵۰
۶۲۰	امام ابو یوسف کا نظریہ -	۲۶۳			

نمبر شمار	عنوان	صفحہ نمبر	نمبر شمار	عنوان	صفحہ نمبر
	کتاب الجمعہ	۶۲۱	۲۸۵	مکبیرات عیدین میں امام ابو حنیفہ کا مسک	۶۵۷
۴۶۲	جمعہ کے دن کو جمعہ کہنے کی تحقیق۔	۶۲۱	۲۸۶	مالکیہ کا مسک۔	۶۶۰
۴۶۵	جمعہ کے مسائل اور احکام۔	۶۲۱	۲۸۷	حنابلہ کا مسک	۶۶۰
۴۶۶	شہر کی شرط پر دلیل	۶۲۲	۲۸۸	شافعیہ کا مسک۔	۶۶۰
۴۶۷	انبر علی پر اعتراضات کے جوابات۔	۶۲۲	۲۸۹	عید گاہ جاتے وقت راستہ تبدیل کرنا۔	۶۶۰
۴۶۸	احناف کا مسک۔	۶۲۳	۲۹۰	عیدین میں عورتوں کا جانا۔	۶۶۹
۴۶۹	شہر کی تعریف۔	۶۲۳	۲۹۱	حضرت عائشہ کا حبشیوں کے کھیل کود	۶۷۰
۴۷۰	جمعہ کے دن غسل کا حکم۔	۶۲۴		کود دیکھنا۔	
۴۷۱	نماز جمعہ کے لیے جانے کا وقت۔	۶۲۷	۲۹۲	عید کے دن حضرت عائشہ کے سامنے	۶۷۱
۴۷۲	دورانِ خطبہ خاموش رہنے میں مذہب	۶۲۸		بچوں کا گانا۔	
۴۷۳	ساعت جمعہ	۶۲۸	۲۹۳	گانے کا شرعی حکم۔	۶۷۲
۴۷۴	فضیلت جمعہ	۶۲۸	۲۹۴	غنا اور آلات موسیقی کے شرعی احکام کی	۶۷۵
۴۷۵	جمعہ کا وقت۔	۶۲۹		تفصیل۔	
۴۷۶	خطبہ جمعہ کے احکام	۶۲۹	۲۹۵	احادیث اور آثار سے آلات غنا کی حرمت	۶۷۷
۴۷۷	انشاد اور رسول کا ضمیر واحد سے ذکر۔	۶۵۰	۲۹۶	نکاح اور عید کے موقع پر صرف دف بجانے	۶۸۶
۴۷۸	عبادت میں نئے طریقوں سے صحابہ کی	۶۵۱		کی اجازت۔	
	نفرت۔		۲۹۷	فقہاء مالکیہ کا نظریہ۔	۶۸۷
۴۷۹	خطبہ جمعہ کے دوران نیچے مسجد پڑھنے	۶۵۱	۲۹۸	فقہاء حنبلیہ کا نظریہ۔	۶۸۹
	میں مذہب۔		۲۹۹	فقہاء شافعیہ کا نظریہ۔	۶۹۰
۴۸۰	تبلیغ اسلام اور تعلیم عقائد کی اہمیت۔	۶۵۲	۵۰۰	فقہاء احناف کا نظریہ۔	۶۹۰
۴۸۱	نوافل کو غسل سے پڑھنا۔	۶۵۲	۵۰۱	ہمارا موقف۔	۶۹۲
	کتاب صلوٰۃ العیدین	۶۵۵	۵۰۲	مجازین موسیقی کے دلائل کا ضعف۔	۶۹۴
۴۸۲	عید کا معنی۔	۶۵۵	۵۰۳	مجازین موسیقی کا موقف۔	۶۹۵
۴۸۳	احناف کے نزدیک عیدین کے احکام	۶۵۶	۵۰۴	مجازین کے اہم دلائل کا ایک جائزہ	۶۹۶
۴۸۴	عیدین کے حکم میں ائمہ ثلاثہ کے مذاہب۔	۶۵۶	۵۰۵	مجازین موسیقی کی دلیل۔	۶۹۷
			۵۰۶	علامہ شامی کی عبارت سے موسیقی پر	۷۰۱
				استدلال۔	

صفحہ نمبر	عنوان	نمبر شمار	صفحہ نمبر	عنوان	نمبر شمار
۵۰۷	قرآن کریم سے موسیقی پر استدلال۔	۷۰۲	۵۰۸	شیخ عبدالحق دہلوی کی عبارات سے مناجات۔	۷۰۲
۷۰۳	منصب رسالت۔	۵۲۵	۷۰۳	آفریدی۔	۷۰۳
۷۰۸	بعض شارحین کی نفرتیں۔	۵۲۶	۷۰۴	مذہب موسیقی کے دلائل پر علامہ آوی کا تبہ۔	۷۰۴
۷۰۹	تبرکات کی اہمیت۔	۵۲۷	۷۰۵	ریڈیو، ٹی، وی، دسی سی آر اور سینا۔	۷۰۵
۷۱۳	تکفین میں مذاہب۔	۵۲۸	۷۰۶	کتاب صلوٰۃ الاستسقاء۔	۷۰۶
۷۱۴	اخاف کے دلائل۔	۵۲۹	۷۰۷	امام ابو حنیفہ کے موقف پر دلائل۔	۷۰۷
۷۱۵	عورت کا کفن۔	۵۳۰	۷۰۸	تشریح۔	۷۰۸
۷۱۶	نماز جنازہ پڑھنے کے طریقہ میں مذاہب۔	۵۳۱	۷۰۹	کتاب الکسوف۔	۷۰۹
۷۱۷	نماز جنازہ میں سورہ فاتحہ پڑھنے کے دلائل کا تجزیہ۔	۵۳۲	۷۱۰	امام ابو حنیفہ کی دلیل۔	۷۱۰
۷۱۸	نماز جنازہ میں قرآن مجید پڑھنے کی ممانعت۔	۵۳۳	۷۱۱	ائمہ ثلاثہ کی دلیل اور اس کا جواب۔	۷۱۱
۷۱۹	نماز جنازہ پڑھنے کے طریقے میں اخاف کا موقف۔	۵۳۴	۷۱۲	امام ابو حنیفہ کی تائید میں دیگر احادیث۔	۷۱۲
۷۲۰	شہادہ۔	۵۳۵	۷۱۳	اسلام میں سورج گرہن کی حیثیت۔	۷۱۳
۷۲۱	درود شریف۔	۵۳۶	۷۱۴	نماز کسوف کا فلسفہ۔	۷۱۴
۷۲۲	مروجہ دعا کی دلیل۔	۵۳۷	۷۱۵	علم رسالت۔	۷۱۵
۷۲۳	میت کے لبس اجزاء پر نماز جنازہ میں مذاہب۔	۵۳۸	۷۱۶	علم الہی کی وضاحت۔	۷۱۶
۷۲۴	حادثہ میں فوت ہونے والے مسلمانوں کی نماز جنازہ۔	۵۳۹	۷۱۷	علم رسول پر علم غیب کے اطلاق کے جواز یا عدم جواز کی بحث۔	۷۱۷
۷۲۵	دوبارہ نماز جنازہ پڑھنے میں مذاہب۔	۵۴۰	۷۱۸	کلمات رسالت۔	۷۱۸
۷۲۶	غائبانہ نماز جنازہ۔	۵۴۱	۷۱۹	جانوروں کے ساتھ سلوک۔	۷۱۹
۷۲۷	حدیث نجاشی کے جوابات۔	۵۴۲	۷۲۰	کتاب الجنائز۔	۷۲۰
۷۲۸	غائبانہ نماز جنازہ کے عدم جواز پر اخاف کے دلائل۔	۵۴۳	۷۲۱	مرنے والے کو کلمہ کی تلقین۔	۷۲۱
۷۲۹	زندہ لوگوں کے نوم سے میت پر عذاب۔	۷۲۲	۷۲۲	زندہ لوگوں کے نوم سے میت پر عذاب۔	۷۲۲

نمبر شمار	عنوان	صفحہ نمبر	نمبر شمار	عنوان	صفحہ نمبر
۵۴۴	جناز کا تعہد	۸۰۷	۸۳۰	محمل	۸۳۰
۵۴۵	قبر پر نماز جنازہ۔	۸۰۷	۸۳۱	الکحل آمیز دواؤں اور خون چڑھانے کا شرعی حکم۔	۸۳۱
۵۴۶	جنازہ کو ایک شہر سے دوسرے شہر منتقل کرنا۔	۸۰۸	۸۳۲	خون چڑھانے اور دیگر حرام اشیاء سے علاج کا جواز قرآن مجید سے۔	۸۳۲
۵۴۷	دفن کے بعد میت کو قبر سے دوسری جگہ منتقل کرنا۔	۸۰۹	۸۳۳	حرام اشیاء سے علاج کا احادیث سے ثبوت۔	۸۳۳
۵۴۸	عذر شرعی کی وجہ سے میت کو قبر سے منتقل کرنا۔	۸۰۹	۸۳۴	حرام چیزوں سے علاج کی ممانعت کی حدیث۔	۸۳۴
۵۴۹	امانت کے طور پر دفن کے بعد میت کو قبر سے منتقل کرنا۔	۸۱۰	۸۳۵	حرام اور نجس اشیاء سے علاج کے بارے میں فقہاء کا نظریہ۔	۸۳۵
۵۵۰	جنازہ کی تعظیم کے لیے قیام۔	۸۱۰	۸۳۶	مالکیہ اور حنبلیہ کا نظریہ۔	۸۳۶
۵۵۱	نماز جنازہ پڑھانے کے لیے امام کے کھڑے ہونے کا طریقہ۔	۸۱۱	۸۳۷	فقہاء حنفیہ کا نظریہ۔	۸۳۷
۵۵۲	قبر میں میت کے نیچے کپڑا بچھانا۔	۸۱۲	۸۳۸	اس بات کا جواب کہ اطباء کا تجربہ غلطی سے وہ حرام قطعی کے لیے ناسخ نہیں ہو سکتا۔	۸۳۸
۵۵۳	رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا جنازہ۔	۸۱۲	۸۳۹	اس بات کا جواب کہ حصول شفا میں علم قطعی معتبر ہے۔	۸۳۹
۵۵۴	پختہ قبر بنانے کی ممانعت اور کوہان کی شکل بنانے کا استحباب۔	۸۱۳	۸۴۰	انسانی اعضاء کی پیوند کاری۔	۸۴۰
۵۵۵	قبر پر نام وغیرہ لکھنے کا حکم۔	۸۱۴	۸۴۱	سید مودودی کی رائے۔	۸۴۱
۵۵۶	مزارات پر گنبد بنانے کا حکم۔	۸۱۴	۸۴۲	مفتی محمد شفیع کی رائے۔	۸۴۲
۵۵۷	مزارات پر چادر چڑھانے کا حکم۔	۸۱۶	۸۴۳	شیخ خمینی کی رائے۔	۸۴۳
۵۵۸	زیارت قبور کے شرعی احکام۔	۸۱۹	۸۴۴	مردہ کے اعضاء سے پیوند کاری کا حکم۔	۸۴۴
۵۵۹	مسجد میں نماز جنازہ پڑھنے کا حکم۔	۸۲۲	۸۴۵	حالت اضطراب میں پیوند کاری کا حکم۔	۸۴۵
۵۶۰	پوسٹ مارٹم کا حکم۔	۸۲۳	۸۴۶	کیا حالت اضطراب میں مردہ انسان	۸۴۶
۵۶۱	سید مودودی کی رائے۔	۸۲۴	۸۴۷	حکم۔	۸۴۷
۵۶۲	شیخ خمینی کی رائے۔	۸۲۵	۸۴۸	کیا حالت اضطراب میں مردہ انسان	۸۴۸
۵۶۳	پوسٹ مارٹم کے مواقع۔	۸۲۶	۸۴۹	حکم۔	۸۴۹
۵۶۴	پوسٹ مارٹم کے جواز اور عدم جواز کا	۸۲۶	۸۵۰	کیا حالت اضطراب میں مردہ انسان	۸۵۰

صفحہ نمبر	عنوان	نمبر شمار	صفحہ نمبر	عنوان	نمبر شمار
۸۷۵	کتاب الزکوٰۃ			کے اعضاء سے پیوند کاری کی جاسکتی ہے؟	
۸۷۵	زکوٰۃ کا لغوی اور شرعی معنی۔	۵۹۵	۸۵۵	دودھ اور خون سے علاج پر پیوند کاری	۵۸۱
۸۷۵	زکوٰۃ کی حکمتیں۔	۵۹۶		کے قیاس کا حجاب۔	
۸۷۸	فرصیت زکوٰۃ کی تاریخ۔	۵۹۷	۸۵۶	اضطرار کی بنیاد پر بھی انسانی اعضاء سے علاج جائز نہیں۔	۵۸۲
۸۷۹	شرح زکوٰۃ۔	۵۹۸		اعضاء کی پیوند کاری کے سلسلے میں	۵۸۳
۸۸۱	زکوٰۃ کی اہمیت۔	۵۹۹	۸۵۶	علائے اردن کا فتویٰ۔	
۸۸۲	نظام زکوٰۃ کی مرکزیت	۶۰۰		اعضاء کی پیوند کاری میں مصری علماء کی تحقیق۔	۵۸۴
۸۸۴	زرعی پیداوار کے نصاب زکوٰۃ میں فقہاء کے نظریات۔	۶۰۱	۸۵۷	اعضاء کی پیوند کاری پر بعض پاکستانی علماء کے دلائل۔	۵۸۵
۸۸۶	ائمہ ثلاثہ کا نظریہ۔	۶۰۲	۸۶۰	اعضاء کی پیوند کاری میں مصنف کا موقف اور بحث و نظر۔	۵۸۶
۸۸۷	امام ابو حنیفہ کا نظریہ۔	۶۰۳	۸۶۲	حضور کے والدین کا ایمان۔	۵۸۷
۸۸۹	امام ابو حنیفہ کے نظریہ پر ایک حدیث۔	۶۰۴		آپ کے والدین اہل فترت سے تھے۔	۵۸۸
۸۹۰	سونے اور چاندی کا نصاب۔	۶۰۵	۸۶۶	آپ کے تمام اباد اور اہمات اہل ایمان سے ہیں۔	۵۸۹
۸۹۲	نوٹ پر زکوٰۃ۔	۶۰۶	۸۶۸	آند، حضرت ابراہیم کے چچا تھے۔	۵۹۰
۸۹۳	ٹیوب ویل وغیرہ سے سیراب ہونے والی زمینیں۔	۶۰۷	۸۶۸	ایک اشکال کا جواب۔	۵۹۱
۸۹۳	زیورات پر زکوٰۃ۔	۶۰۸	۸۶۹	تیسرا مسلک۔	۵۹۲
۸۹۵	یتیم کے مال پر زکوٰۃ میں مذاہب	۶۰۹	۸۷۱	عورتوں کا قبروں کی زیارت کرنا۔	۵۹۳
۸۹۶	قرض کے زکوٰۃ سے منہا ہونے میں مذاہب۔	۶۱۰	۸۷۱	خودکشی کرنے والے اور شبہید کی نماز جنازہ۔	۵۹۴
۸۹۷	میںادی قرض	۶۱۱	۸۷۲		
۸۹۸	صنعتی اور کاروباری قرض۔	۶۱۲	۸۷۳		
۸۹۸	ہاؤس بلڈنگ فنانس کا پوریشن کے قرض۔	۶۱۳			

صفحہ نمبر	عنوان	نمبر شمار	صفحہ نمبر	عنوان	نمبر شمار
۹۲۲	باب ۲۸۱		۸۹۹	پراویڈنٹ فنڈ پر زکوٰۃ	۶۱۴
۹۲۲	اہل دخیال پر خرچ کی فضیلت اور ان کے حقوق ضائع کرنے کا گناہ۔	۶۲۷	۸۹۹	پراویڈنٹ فنڈ پر اضافے کے سود ہونے یا نہ ہونے کا حکم۔	۶۱۵
۹۲۳	باب ۲۸۲		۹۰۰	باب ۲۷۶	
۹۲۳	خرچ میں پہلے اپنی ذات سے ابتدا کرنا پھر اہل قرابت سے۔	۶۲۸	۹۰۰	صدقہ فطر	۶۱۶
۹۲۴	مدبر کی بیع میں مذاہب۔	۶۲۹	۹۰۳	صدقہ فطر کے حکم میں مذاہب۔	۶۱۷
۹۲۵	باب ۲۸۳		۹۰۴	گندم کے نصاب میں مذاہب۔	۶۱۸
۹۲۵	اقربار، خاوند، اولاد اور والدین پر خرچ کرنے کی فضیلت خواہ مشرک ہوں۔	۶۳۰	۹۰۴	نظریہ احناف پر دلائل۔	۶۱۹
۹۲۸	باب ۲۸۴		۹۰۷	باب ۲۷۷	
۹۲۸	میت کے لیے ایصالِ ثواب۔	۶۳۱	۹۰۷	زکوٰۃ نہ دینے کا گناہ۔	۶۲۰
۹۲۸	ایصالِ ثواب۔	۶۳۲	۹۱۳	گھوڑوں پر زکوٰۃ میں مذاہب۔	۶۲۱
۹۲۸	لیس للانسان الاماسعی سے معارضہ کے جوابات۔	۶۳۳	۹۱۴	باب ۲۷۸	
۹۳۰	ایصالِ ثواب کے متعلق علماء مذاہب کی تصریحات۔	۶۳۴	۹۱۴	عالمین زکوٰۃ کو راضی رکھنا۔	۶۲۲
۹۳۲	باب ۲۸۵		۹۱۴	عالمین زکوٰۃ کو راضی کرنے کی مناجات۔	۶۲۳
۹۳۲	ہر نیکی صدقہ ہے۔	۶۳۵	۹۱۵	باب ۲۷۹	
۹۳۸	مال حرام سے صدقہ کا حکم	۶۳۶	۹۱۵	زکوٰۃ ادا نہ کرنے والوں پر عذاب شدید۔	۶۲۴
			۹۱۹	حضرت ابوذر کے نظریہ سے مشغول ہونا۔	۶۲۵
				پراسیدال۔	
			۹۲۱	باب ۲۸۰	
			۹۲۱	خرچ کرنے والے کی فضیلت اور بشارت۔	۶۲۶

صفحہ نمبر	عنوان	نمبر شمار	صفحہ نمبر	عنوان	نمبر شمار
۹۵۱	شہر کے مال سے بغیر اجازت صدقہ کرنے کا مسئلہ۔	۴۴۷	۹۳۹	باب ۲۸۶	
۹۵۱	باب ۲۹۲		۹۳۹	صدقہ اور خیرات کی ترغیب۔	۴۳۷
۹۵۱	صدقہ کے ساتھ دیگر نیکیوں کی فضیلت	۴۴۸	۹۴۲	مسجد میں چندہ کرنا۔	۴۳۸
۹۵۲	حضرت ابو بکر صدیق کی فضیلت۔	۴۴۹	۹۴۳	بدعت حسنہ پر استدلال۔	۴۳۹
۹۵۳	باب ۲۹۳		۹۴۴	باب ۲۸۷	
۹۵۳	خرچ کرنے کی فضیلت اور جمع کرنے کا ناپسندیدگی۔	۴۵۰	۹۴۴	کم صدقہ دینے والے کی مذمت کرنے سے ممانعت۔	۴۴۰
۹۵۴	باب ۲۹۴		۹۴۵	باب ۲۸۸	
۹۵۴	فقوڑا صدقہ دینے کی فضیلت۔	۴۵۱	۹۴۵	دودھ دینے والے جانور کو عاریتاً دینے کی فضیلت۔	۴۴۱
۹۵۴	باب ۲۹۵		۹۴۵	باب ۲۸۹	
۹۵۴	پوشیدگی کے ساتھ صدقہ دینے کی فضیلت۔	۴۵۲	۹۴۵	سخنی اور بخیل کی مثال	۴۴۲
۹۵۵	باب ۲۹۶		۹۴۷	باب ۲۹۰	
۹۵۵	تندرست اور حریص انسان کا صدقہ	۴۵۳	۹۴۷	فاصلی کو صدقہ دینے سے بھی ثواب مل جاتا ہے۔	۴۴۳
۹۵۶	باب ۲۹۷		۹۴۸	کسی کو برا جان کر اس کی مدد سے ہاتھ نہ روکے۔	۴۴۴
۹۵۶	اوپر والا ہاتھ نیچے ہاتھ سے بہتر ہے۔	۴۵۴	۹۴۸	باب ۲۹۱	
۹۵۸	باب ۲۹۸		۹۴۸	مالک اور شہر کے مال سے صدقہ دینا۔	۴۴۵
۹۵۸	سوال کرنے کی ممانعت۔	۴۵۵	۹۵۰	غیر اللہ کے ساتھ نامزد جانوروں کا حکم۔	۴۴۶

صفحہ نمبر	عنوان	نمبر شمار	صفحہ نمبر	عنوان	نمبر شمار
۹۷۲	سوال کرنے کے جواز اور عدم جواز کا محل۔	۹۷۲	۹۷۲	سوال کرنے کے جواز اور عدم جواز کا محل۔	۹۷۲
۹۷۳	مؤرخ فاروقی میں روایت حدیث میں احتیاط۔	۹۷۳	۹۷۳	مؤرخ فاروقی میں روایت حدیث میں احتیاط۔	۹۷۳
۹۷۴	فقہ کی فضیلت۔	۹۷۴	۹۷۴	فقہ کی فضیلت۔	۹۷۴
۹۷۵	انما انا قاسم کی تشریح۔	۹۷۵	۹۷۵	انما انا قاسم کی تشریح۔	۹۷۵
۹۷۶	باب ۲۹۹	۹۷۶	۹۷۶	باب ۲۹۹	۹۷۶
۹۷۷	سوال کرنے کا جواز۔	۹۷۷	۹۷۷	سوال کرنے کا جواز۔	۹۷۷
۹۷۸	پیشہ ور گداگر۔	۹۷۸	۹۷۸	پیشہ ور گداگر۔	۹۷۸
۹۷۹	باب ۳۰۰	۹۷۹	۹۷۹	باب ۳۰۰	۹۷۹
۹۸۰	بغیر سوال کے لینے کا جواز۔	۹۸۰	۹۸۰	بغیر سوال کے لینے کا جواز۔	۹۸۰
۹۸۱	حکومت کے عطیات کا حکم۔	۹۸۱	۹۸۱	حکومت کے عطیات کا حکم۔	۹۸۱
۹۸۲	باب ۳۰۱	۹۸۲	۹۸۲	باب ۳۰۱	۹۸۲
۹۸۳	حرص دنیا کی مذمت	۹۸۳	۹۸۳	حرص دنیا کی مذمت	۹۸۳
۹۸۴	باب ۳۰۲	۹۸۴	۹۸۴	باب ۳۰۲	۹۸۴
۹۸۵	قناعت کی فضیلت	۹۸۵	۹۸۵	قناعت کی فضیلت	۹۸۵
۹۸۶	قناعت کی وضاحت۔	۹۸۶	۹۸۶	قناعت کی وضاحت۔	۹۸۶
۹۸۷	باب ۳۰۳	۹۸۷	۹۸۷	باب ۳۰۳	۹۸۷
۹۸۸	زینت دنیا سے فریب کمانے کی ممانعت۔	۹۸۸	۹۸۸	زینت دنیا سے فریب کمانے کی ممانعت۔	۹۸۸
۹۸۹	تشریح۔	۹۸۹	۹۸۹	تشریح۔	۹۸۹
۹۹۰	وحی خفی۔	۹۹۰	۹۹۰	وحی خفی۔	۹۹۰
۹۹۱	باب ۳۰۴	۹۹۱	۹۹۱	باب ۳۰۴	۹۹۱
۹۹۲	رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، نبی ہاشم، اور نبی عبدالمطلب کے لیے بیویوں کا جواز۔	۹۹۲	۹۹۲	رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، نبی ہاشم، اور نبی عبدالمطلب کے لیے بیویوں کا جواز۔	۹۹۲

صفحہ نمبر	عنوان	نمبر شمار	صفحہ نمبر	عنوان	نمبر شمار
۱۰۲۳	غیر نبی کے لیے صلوٰۃ اور سلام کے مسئلہ میں علماء کی آراء۔	۴۸۸	۱۰۱۷	شرح۔	۴۸۳
۱۰۲۴	حرف مدعا۔	۴۸۹	۱۰۱۸	باب ۳۰۸	
۱۰۲۴	باب ۳۰۹		۱۰۱۸	صدقہ لانے والے کو دعا دینا۔	۴۸۴
۱۰۲۴	زکوٰۃ وصول کرنے والوں کو راضی رکھنا۔	۴۹۰	۱۰۱۸	غیر انبیاء پر استقلالاً صلوٰۃ پڑھنے میں مذاہب ائمہ۔	۴۸۵
۱۰۲۵	تشریح۔	۴۹۱	۱۰۱۹	غیر انبیاء کے لیے استقلالاً لفظ صلوٰۃ استعمال نہ کرنے کے دلائل۔	۴۸۶
۱۰۲۶	مسجد میں ناز جنازہ کے متعلق ضمیمہ	۴۹۲	۱۰۲۱	غیر نبی کے لیے صلوٰۃ بھیجنے والوں کے شبہات اور ان کے جوابات۔	۴۸۷
۱۰۳۳	مراجع اور آمخذ	۴۹۳			

کلمات تشکر

اللہ تعالیٰ کا بے حد و حساب شکر ہے جس کے بے پایاں کرم سے میں پھر اس لائق ہر اک شرح صحیح مسلم کی تعینیت کے سلسلہ کو آگے بڑھا سکا جو گذشتہ پانچ سال سے میری علالت کے باعث رکا ہوا تھا۔ جولائی ۱۹۸۵ء کو کراچی کے احباب کی دعوت پر میں دارالعلوم نعیمیہ کراچی میں آگیا اور حالات نے ایک خوشگوار کردہ لی، میری صحت بحال ہونے لگی۔ اس دوران میرے ایک مخلص دوست جناب عارف ثنیانی قادری صاحب مجھ سے ملنے کراچی آئے اور جب انہوں نے میری صحت بہتر دیکھی تو اصرار کیا کہ میں شرح صحیح مسلم کے کام کو دوبارہ شروع کروں۔ انہوں نے لاہور جا کر یہ تذکرہ جناب سید محمد اعجاز صاحب مالک فرید بک شال سے بھی کیا۔ سید محمد اعجاز صاحب کی ہمت اور حوصلہ قابلِ داد ہے کہ وہ باوجود علالت اور ضعف بصارت کے کراچی تشریف لائے اور مجھ سے شرح صحیح مسلم کے کام کو مکمل کرنے کا وعدہ لے لیا۔ اس وقت میرے سامنے ضروری مسئلہ مطلوبہ کتابوں کی فراہمی تھا کیونکہ لاہور میں بیماری کے دوران زندگی بھر کی جمع کردہ کتابیں نیلامی کے بھاؤ بک چکی تھیں۔

کتابوں کی فراہمی اور دیگر سہولیات فراہم کرنے میں جن احباب نے تعاون کیا ان میں جس ڈاکٹر مفتی سید شجاعت علی قادری انج (دانی شرعی عدالت)، پروفیسر نعیم الرحمن، مفتی محمد اظہر نعیمی، مولانا محمد اقبال حسین نعیمی، حافظ محمد اظہر نعیمی کا بہت بڑا حصہ ہے۔ اس سلسلہ میں جن دوستوں کا میں خاص طور پر شکریہ ادا کرنا چاہتا ہوں ان میں حضرت مولانا جمیل احمد نعیمی ناظم تعلیمات دارالعلوم نعیمیہ کراچی، حضرت مولانا غلام محمد سیالوی ناظم اعلیٰ شمس العلوم کراچی، مولانا مفتی محمد رفیق حسنی جہتم مدرسہ گلزار حبیب، مولانا محمد اکرام سیالوی استاد شمس العلوم کراچی اور مولانا حسن الد محمود - کراچی - زید جہتم کے اسما قابل ذکر ہیں۔ ان حضرات نے نہ صرف یہ کہ اپنی لائبریریوں سے مجھے کتابیں دیتا کیس بلکہ میری مزدورت کی کتابیں خرید کر بھی مجھے فراہم کیں اور حقیقت یہ ہے کہ شرح صحیح مسلم جلد ثانی کی تکمیل میں ان تمام حضرات کے تعاون کا بہت بڑا حصہ ہے۔

پہلی جلد کچھتے وقت سابق پبلشر سید عام صاحب کی طرف سے مجھ پر یہ پابندی تھی کہ میں زیادہ سے زیادہ مختصر مکھوں اس لیے میں نے پہلی جلد میں بہت سارے مباحث و انتہ تفسیر چھوڑ دیے۔ اس جلد میں، میں نے سید محمد اعجاز صاحب سے اجازت لے کر وقت اور کٹاؤ کو پیش نظر رکھتے ہوئے انتہائی تفصیل اور تحقیق سے لکھا ہے۔

اس کتاب میں اسلام کی ختانبیت اور اہل سنت و جماعت کے اعتقادی نظریات پر محسوس دلائل پیش کیے ہیں۔ فقہاء اربعہ کے مساہک کو ان کی اصل کتابوں کے حوالوں سے لکھا ہے اور فقہ حنفی جو فی الواقع وحی الہی اور مزاج رسالت سے قریب تر اور سب سے زیادہ خوف خدا و وقت نظری اور احتیاط کی حامل ہے۔ اس کی ان خصوصیات کو زیادہ سے زیادہ واضح کرنے کی سعی کی ہے جو مسائل حاضرہ اس کتاب کے ابواب کے مناسب تھے ان کو شرح و بسط سے ذکر کیا ہے۔

کسی موضوع پر بھی کہتے وقت میں نے کسی نئی بندھی فکر کو ثابت کرنے کی کوشش نہیں کی بلکہ کتاب و سنت اور فقہ حنفی کی روشنی میں جو کچھ لکھا ہے وہ معروفی انداز میں لکھا ہے۔ کسی شخص یا کسی مکتب فکر کے خلاف غیر سنجیدہ یا غیر شائستہ زبان استعمال نہیں کی اور کسی موقع پر بھی احترامِ انسانیّت کو ہاتھ سے نہیں جانے دیا۔ علمی مسائل میں اہل علم کا اختلاف کرنا ان کا علمی حق ہے اس لیے میں گذارک کرتا ہوں کہ اہل علم حضرات اگر کسی مسئلہ میں میرے نظریہ سے اختلاف کریں تو اس خاص سنجیدہ اور شائستہ انداز کو قائم رکھیں۔ برآپ کو اس پوری کتاب میں نظر آئے گا۔

آخر میں میں مولانا حافظ محمد ابراہیم فیضی، ایم اے، ایل ایل بی، فاضل علوم شرقیہ کا تہ دل سے شکریہ ادا کرنا چاہتا ہوں جنہوں نے جانفشانی اور عرق ریزی سے اس کتاب کی پروف ریڈنگ کی فجزاۃ اللہ خیر الجزاۃ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ اس شرح کو قبول عام عطا فرمائے۔ اہل حق اس کتاب کے مطالعہ سے اپنے عقائد و نظریات میں مزید روشن اور تقویت پائی اور دوسرے حضرات اس کتاب کے مطالعہ سے راہ حق کو اختیار کر لیں اور تادیر اس کتاب کی افادیت قائم اور جاری رہے۔ اللہ تعالیٰ اس کتاب کے مصنف، ناشر، معاونین اور جمیع قارئین کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے وسیلہ حبیب سے سعادت و ارین عطا فرمائے آمین۔ یارب العالمین بجا محمد سید المرسلین علیہ و آلہ و صحابہ و بارک و سلم۔

۱۵ ایشوال ۱۴۰۴ھ

غلام رسول سعیدی غفرلہ

شیخ الحدیث، دارالعلوم نعیمیہ

گلستانِ مصطفیٰ، بلاک - ۱۵ (فیڈرل بی، ایریا)

کراچی ۳۸

ٹیلیفون: ۶۸۴۲۳۲ و ۶۷۴۵۰۸



تحریر: پروفیسر منیب الرحمن

ایم۔ اے، ایل ایل۔ بی

صدر شعبہ علوم اسلامیہ
علامہ اقبال گورنمنٹ کالج۔ کراچی

جنرل سکریٹری، دارالعلوم نعیمیہ ٹرسٹ
بلاک نمبر ۱۵، فیدل 'بی' ایریا۔ کراچی

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

نحمدہ و نصلی و سلم علی حبیبہ الکریم

عکس جمال

اہل علم و نقابت و ارباب فکر و نظر قارئین کرام:

یہیجے "شرح صحیح مسلم" (جلد ثانی) مصنفہ شیخ الحدیث علامہ غلام رسول سعیدی مدظلہ آپ کے مبارک ہاتھوں میں ہے۔ امید ہے کہ آپ درق پلٹنے اور قدم آگے بڑھانے سے پہلے اس جلیل القدر اور عظیم المرتبت کتاب کے بارے میں سطور ذیل پر ایک نظر سے خوش گزرے ضرور ڈالیں گے۔ اس سے انشاء اللہ آپ کو اس کتاب کی امتیازی خصوصیات اور مصنف کے منفرد انداز تحریر و تحقیق کو سمجھنے اور کتاب کی علمی حیثیت کو پرکھنے میں مدد ملے گی۔

جن حضرات نے مصنف محترم کی تحریر کردہ اس کتاب کی جلد اول کا مطالعہ کیا ہے، وہ اس جلد کو اس پر ہر گز قیاس نہ کریں۔ کیونکہ اس وقت جن اصحاب نے اس علمی کام کی طباعت و اشاعت کا بیڑا اٹھایا تھا ان کا اصرار تھا کہ اختصار کو ملحوظ رکھا جائے۔ تاہم یہ مصنف کے انداز تحریر کی اعجاز آفرینی ہے کہ انھوں نے اختصار کے ساتھ ساتھ جامعیت کو بھی ملحوظ رکھا اور حتی المقدور کوشش کی کہ وارفتگان علم اور فہم حدیث کا ذوق رکھنے والوں کو تشنگ علم کا احساس کم سے کم ہو۔

marfat.com

جلد ثانی

لیکن جب دوسری جلد پر کام کا آغاز ہوا تو مصنف پر ایسی کوئی پابندی عائد نہیں کی گئی بلکہ ان کے راہوار قلم کو آزاد چھوڑ دیا گیا۔ انہیں مکمل اجازت دے دی گئی کہ احادیث مصطفوی صلی اللہ علیہ وسلم اور ان میں پنہاں علوم نبوت کے بحرِ ناپید انکار کی جس قدر چاہیں علمی و فکری سیر کریں اور جتنی گہرائی تک چاہیں غواہی فرما کر علم نبوت اور حکمت رسالت کے انمول موتی اپنی پلکوں سے چُن کر لائیں اور پوری بسط و تفصیل کے ساتھ انہیں الفاظ کے حسن و جمال میں پرو کر صفات قرطاس پر سجادیں تاکہ تشنگانِ علوم نبوت جی بھر کر سیراب ہوں اور اصحابِ علم اپنے اپنے خراف کے مطابق معانی و مطالب کے انمول موتیوں کو اپنے دامن میں سمیٹ سکیں۔ اُمید ہے اب انشاء اللہ العزیز تاریخینِ کرام کو اپنی ”تنگی و اماں“ کی شکایت تو یقیناً ہوگی، لیکن حضرت مصنف نے نوازہِ علوم نبوت کے جو بیش قیمت علمی جواہر پائے ٹٹائے ہیں ان سے علمی تشنگی یا کسی اجمال کی شکایت ہرگز نہ ہوگی۔

کتابیات اور مآخذ و مراجع کی فہرست پر اک سرسری نظر ڈالنے سے بھی آپ کو بخوبی اندازہ ہو جائے گا کہ مصنف نے کس قدر محنت، تحقیق اور وقتِ نظر سے کام لیا ہے، اتنا وسیع علمی کام ایک فرد تو کجا ایک ادارہ بھی مشکل انجام دے سکتا ہے، لیکن یہ ایک حقیقت ہے کہ یہ صرف اور صرف ایک فرد کی ذاتی محنت اور مکتبہ کی کاثر و ہے اور بلاشبہ ”ذٰلِكَ فَضْلُ اللَّهِ يُؤْتِيهِ مَن يَشَاءُ“ (البقرہ آیت ۲۶۹) کا مصداق ہے۔

تاہم اس امر کا اعتراف نہ کرنا احسان ناشناسی اور بخل ہو گا کہ بہت سی ذبیح اور گر اندر نادر کتب کی برائے اسفادہ مستعار فراہمی میں دارالعلوم نعیمیہ، کراچی کے اراکین کے علاوہ مولانا غلام محمد سیالوی، مہتمم شمس العلوم ہامدہ رضویہ بکراچی، مولانا محمد اکرم یالوی مدرس شمس العلوم کراچی، صاحبزادہ محمد بان، مہتمم دارالعلوم مجددیہ نعیمیہ کراچی، مفتی محمد رفیع حسینی، مہتمم جامعہ اسلامیہ گلزار حبیب کراچی اور بعض دیگر احباب کے علمی تعاون کا بھی بڑا دخل ہے۔ مصنف کے علاوہ اس کتاب سے اسفادہ کرنے والوں اور اہلسنت کو بھی ان حضرات کا شکر گزار ہونا چاہیئے۔

چلتے چلتے یہ بھی ذہن نشین فرمائیے کہ اس کتاب میں زیر بحث مسائل کی تحقیق و تدقیق کا اندازِ فکر کیا ہے؟ کسی بھی علمی مسئلے پر تحقیق اور علمی مویشگافیوں کے اہم ترین اسلوب اور طریقے دو ہیں ایک موضوعی طرزِ تحقیق (Subjective) کہلاتا ہے اور دوسرا معروضی (Objective)۔ موضوعی انداز تو یہ ہے کہ ایک شخص اپنا مسلک، علمی موقف اور نتیجہ فکر پہلے متعین کر لیتا ہے اور پھر اس کے مطابق مفادات ترتیب دیتا ہے اور استدلال کی بنیادیں اُٹھاتا ہے، جو خصوصاً قرآن و حدیث، آثارِ سلف اور اقوالِ ائمہ اس کے پہلے سے متعینہ نتیجے کے حصول میں معاون ثابت نہیں ہوتے، ان سے یا تو صرف نظر کرتا ہے یا ان کی دوبارہ تائید کا راستہ اختیار کرتا ہے یا تلبیس (DECEPTION) سے کام لیتا ہے کیونکہ اسے یہ انداز و یا کم از کم خوش فہمی ہوتی ہے کہ ہر قاری کی نظر مآخذ و مراجع پر نہیں ہوتی اور بہت کم لوگ کسی کے نتیجہ فکر یا مقدماتِ استدلال کو مزید تحقیق پر توڑنے کی زحمت گوارا کرتے ہیں۔ تاہم یہ امر اظہر من الشمس ہے کہ اس طرزِ فکر کو تحقیق سے زیادہ تلبیس اور مفالہ آفرینی ہی قرار دیا جاسکتا ہے اور بہت سے مسائل و معاملات میں مسلکی اختلافات کا سبب یہی اندازِ فکر ہے اسی کے باعث میں بجا طور پر کہا گیا ہے

خود بدلتے نہیں قرآن کو بدل دیتے ہیں۔

معروضی اندازِ فکر یہ ہے کہ انسان خالی الذہن ہو کر نعصوص قرآن و حدیث، آثارِ صحابہ و تابعین اور اقوالِ ائمہ کی روشنی میں کسی مسئلے کی چھان پھشک کرے اور نعصوص قطع اور دلائل معتبرہ سے نتیجہ کا منطقی طور پر مرتب ہو کر سامنے آئے اسے اس میں دُعا

قبول کرے اور کمال دیانت سے اسے دوسروں کے سامنے پیش کرے خواہ وہ اس کے پہلے سے محرم فکر (PRESUMED) یا نظریے کے بالکل برعکس یا متضاد ہی کیوں نہ ہو دراصل یہی حق بینی، حق آگہی اور حق پرستی ہے: **اَللّٰهُمَّ اَرِنَا الْحَقَّ حَقًّا وَّ اَرِنَا الْبَاطِلَ بَاطِلًا وَّ اَرِنَا زُقَّتَنَا اِجْتِنَابًا**۔

میں دوران تصنیف مصنف سے انتہائی فکری قرب کی بنیاد پر شرح صدر کے ساتھ بہ بانگ دہلی یہ عرض کرنے کی جرات کرتا ہوں کہ اس کتاب کی تصنیف اور ترتیب و تسوید کے دوران مصنف کا انداز فکر سو فیصد معروضی رہا ہے۔ بہت سے مسائل پر عمیق مطالعے کے باوجود حتمی رائے قائم کرنے سے قبل انھوں نے معاصر اہل علم سے علمی تبادلہ خیال اور مذاکرے کا طریقہ کار بھی اختیار کیا ہے، کئی مسائل ایسے بھی ہیں جن میں حق پر آگہی کے بعد انھوں نے اپنی سابقہ رائے کو تبدیل کیا ہے اور درحقیقت ہر دور میں علماء حق کا شمار بھی یہی رہا ہے کہ نفسانیت اور انانیت کو قبول حق کی راہ میں انھوں نے کبھی مائل نہیں ہونے دیا۔

تیسرے مسجد میں غیر مسلموں سے مالی اعانت قبول کرنے، مسافت قصر اور پراویڈنٹ فنڈ پر سود ایسے چند مسائل پر مصنف نے مولانا مفتی محمد رفیع عثمانی، مہتمم دارالعلوم کراچی، مولانا سبحان محمود، شیخ الحدیث دارالعلوم کراچی، مفتی عبدالرؤف اور شبہ افتاد کے چند دیگر علماء کے ساتھ دارالعلوم کراچی میں جا کر باقاعدہ مذاکرہ کیا، اس علمی مذاکرے میں شرکت کا اعزاز مصنف غلام کے ساتھ راقم الحروف اور مولانا شاہ حسین گردیزی کو بھی حاصل ہوا، مذاکرے کا ماحول خوشگوار اور خالص علمی تھا، تمام شرکاتے شرح صدر اور وسعت ظرف کے ساتھ ان فقہی مسائل پر بحث میں حصہ لیا۔ اس مذاکرے کا داعی تو راقم الحروف تھا لیکن اس کا اہتمام کرنے کا اعزاز مولانا مفتی محمد رفیع عثمانی کو حاصل ہوا اور اس امر کی دلدنہ دینا انصافی ہوگی کہ انھوں نے اپنے والد محترم کی تفسیر کی اشاعت میں "تیسرے مسجد میں غیر مسلموں کی مالی اعانت" کے مسئلے کی تفصیح اور بعض متفق علیہ وضاحتی حواشی کے اضافے کا وعدہ فرمایا۔

احادیث کی شرح کے دوران جو بھی علمی و فقہی مسئلہ زیر بحث آیا مصنف نے اس امر کا التزام کیا ہے کہ اسلامی عقائد و نظریات اور اہل سنت و جماعت کے معمولات کو کتاب و سنت سے ثابت کیا جائے، مذاہب اربعہ اور حسب ضرورت فقہ جعفریہ کے موقف کو ان کی اصل، مستند اور مسلک کتب سے دلائل کے ساتھ نقل کر کے دیا نہ کہ تلافی مطالعے (Comparative Study) کا موقع فراہم کیا ہے اور پھر فقہ حنفی کی وجہ ترجیح کو کتاب و سنت سے واضح کیا ہے۔

دور جدید کے "مجتہد فیہ" مسائل سے مصنف نے پہلو نہی اختیار نہیں کی بلکہ ان کا قرآن و سنت کی روشنی میں دانی و شافی حل پیش کیا ہے۔ یہ امر باعث اطمینان بلکہ لائق انتظار ہے کہ جدید مسائل کا حل پیش کرتے وقت مصنف نام نہاد متجددین (Innovators) اور مستشرقین سے محروم نہیں ہوئے بلکہ دلائل و براہین سے یہ ثابت کر دکھایا ہے کہ اسلام قیامت تک کے لیے قابل عمل اور واجب الاتباع دین ہے اور اس میں ایسے جامع اصول ہیں جو نئے نئے پیش آنے والے مسائل کو حل کرنے کی صلاحیت رکھتے ہیں۔ لہذا مصنف نے نئے "مجتہد فیہ" مسائل میں تجدد پسندی اور جمود و تجدد (RIGIDITY) یعنی افراط و تفریط دونوں سے ہٹ کر توازن و اعتدال کی راہ کو اختیار کیا ہے، اور اسلام کی حقانیت، ہمہ گیری اور وسعت پذیرگی کو دلائل حقہ، نصوص قرآن و حدیث، آثار صحابہ و تابعین اور اقوال ائمہ سے

ثابت کیا ہے۔

بعض معاصر شراح حدیث کا یہ بھی دھیرہ ہے کہ وہ نہایت دیدہ دلیری سے شرح حدیث کے موقع پر بعض اکابر کے قول فیصل اور محاکمے کو ”ایجاد بندہ“ اور ذاتی دشمنی رائے کے طور پر اصل مآخذ و مراجع کا حوالہ دیے بغیر پیش کر دیتے ہیں۔ یہ طریقہ کار دوبرہ حاضر کے مروجہ و مسلک طرز تحقیق کے بالکل منافی ہے کیونکہ یہ ایک طرح کا علمی و ادبی سرقت (Literary Theft) ہے جسے عربی ادب میں انتحال (Plagiarism) کہتے ہیں۔

لیکن الحمد للہ مصنف نے اس کے بالکل برعکس فقہی و اجتہادی مسائل کے بارے میں متقدمین و معاصرین کی آراء کو ان کے حوالہ جات کے ساتھ پیش کیا ہے اور جہاں اختلاف رائے کی نوبت آئی ہے دلائل اپنا محاکمہ - عندہما (Just Opinion) مراحت کے ساتھ پیش کیا ہے اور اپنی فقہی و علمی رائے کی برتری کو دلائل سے ثابت کیا ہے۔

زیر نظر جلد ثانی میں بالعموم مصنف محرم نے تقریباً ہر مسئلے پر تفصیلی بحث کی ہے اور دلائل کی ترتیب و تدریج حسب ذیل ہے: قرآن، حدیث، آثار صحابہ و تابعین، اقوال فقہاء و علماء معاصرین وغیرہ تاہم جن فقہی مسائل پر مکرر الآراء البحاث سپرد قلم کی گئی ہیں اور جو شاید آپ کو اتنی جامعیت و بسط کے ساتھ کہیں نہ ملیں گی وہ یہ ہیں:-

مسئلہ شفاعت، تعمیر مسجد میں غیر مسلموں کی مالی اعانت کا قبول کرنا، مسافت قصر، ریل گاڑی، ہوائی جہاز، بحری جہاز پر ناز اور غدر من جہت العباد پر بحث، رفع سبہ و تشہید، ہذا و ہذینٹ فنڈ پر زکوٰۃ، اؤس بلڈنگ فنانس کارپوریشن کے قرضوں اور دیگر مبیعہ قرضوں کے زکوٰۃ پر اثر انداز ہونے کا مسئلہ، پوسٹ مارٹم، ایڈوانسنگ دوادوں سے علاج کا جواز عطیہ خون و انتقال خون، اعضاء کی پیوند کاری، حرمت تصویر کا مسئلہ، غناء و موسیقی، ریڈیو و ٹیلی ویژن اور آڈیو و وڈیو کی سیٹ ریکارڈ وغیرہ کے استعمال اور جواز کی بحث وغیرہ۔

بہت سے حضرات کے ذہن میں یہ بات ہوتی ہے کہ کسی کتاب کی عربی شرح یا حاشیہ فی نفسہ اس قدر دقیق و کام ہے کہ اسے اردو و شروح پر ہر صورت میں فوقیت دی جانی چاہیے۔ عربی زبان پر دسترس اور عربی تقریر و تحریر میں ملکہ و مہارت تامہ کا حاصل ہونا بلاشبہ ایک دصعب کمال اور اعزاز ہے۔ لیکن اس کے باوجود کسی کتاب کی علمی حیثیت اور مرتبہ کا تعین اس کی عربیت پر نہیں ہونا بلکہ اس کے مندرجات، علمی مواد اور فقہانیت و ثقافت پر موقوف ہے۔ درس نظامی میں ادب عربی اور دیگر علوم و فنون کی بہت سی کتب کے حاشیے ایسے ملیں گے جن میں محشی یا شارح کا حصہ ”قال فلان“ اور ”یقول فلان“ سے زیادہ کچھ نہیں ہوتا اور سینکڑوں صفحات کی کتاب کی شرح یا حاشیے میں محشی یا شارح کے اپنے نتیجہ فکر کو یکجا کیا جائے تو چند صفحات سے زیادہ نظر نہ آئیں جب کہ ان ممالک میں جہاں اردو کھلی، بولی اور سمجھی جاتی ہے، اردو شرح کی افادیت زیادہ ہوتی ہے کیونکہ اردو شرح سے علماء کے علاوہ عام پڑھ لکھے حضرات بھی حسب استعداد استفادہ کر سکتے ہیں۔

مندرجہ بالا گذارشات کی روشنی میں یہ کہا جاسکتا ہے کہ زیر نظر کتاب شرح صحیح مسلم (جلد ثانی) بلا تخصیص عربی و اردو یا دنیا کی کسی بھی زبان میں دستیاب صحیح مسلم کی سب سے جامع، مفصل، مبسوط اور دقیق شرح ہے۔ یہ بلاشبہ اس لائق ہے کہ اسے ہر علمی ادارے اور صاحب علم کی لائبریری کی زینت بنایا جانا چاہیے۔

اس موقع پر میں شرح صحیح مسلم کی کتاب، علماء و افاضہ کے اعزاز حاصل کرنے والے ادارے

marfat.com

جلد ثانی

Marfat.com

فرید بک شال، اردو بازار لاہور کے مالکان جناب سید محمد اعجاز صاحب اور جناب ڈاکٹر منیر صاحب کو بھی غراج تحمیں پیش کرنا ضروری سمجھتا ہوں کیونکہ اہلسنت کے اس عظیم علمی سرمائے کو منظر عام پر لانے میں ان کی کادشوں کا بہت بڑا دخل ہے۔ اللہ رب العزت کی بارگاہ سے امید واثق ہے کہ دنیا میں یہ کتاب ان کے نام کو تادیر زندہ و تابندہ رکھے گی اور آخرت میں بھی ان کی یہی مشکور و ماجور ہوگی۔ دراصل اہلسنت و جماعت کو ایسے اشاعتی اداروں کی اشد ضرورت ہے جو محقق، اہل علم اور ارباب قلم کی سہ پرستی فرمائیں اور فروری مالی منفعت کے لالچ سے بے نیاز ہو کر ایسی دیر پا اور دقیق علمی کتب کی اشاعت کا زیادہ سے زیادہ اہتمام کریں۔ ان شاء اللہ یہ کتاب ان کے لیے دینی و دنیوی دونوں اعتبار سے منفعت بخش ثابت ہوگی۔ امید ہے مالکان فرید بک شال اس علمی سفر میں میرے کارواں ثابت ہوں گے۔

بہت سے احباب اور اہل علم کے علم میں شاید یہ بات نہ ہو کہ علامہ سیدی صاحب کافی عرصے سے ذیابیطس اور درد کمر کے عارضہ میں مبتلا ہیں اور اس کے باوجود اتنا عظیم علمی کارنامہ انجام دے رہے ہیں، اس لیے قارئین کرام سے التجا ہے کہ دعا فرمائیں اللہ رب العزت علامہ سیدی صاحب کو صحت و سلامتی کے ساتھ طویل زندگی عطا فرمائے تاکہ وہ نہ صرف شرح صحیح مسلم کی بقیہ جلدیں مکمل کرنے کے بعد "جلد اول" پر بھی نظر ثانی کر سکیں۔ بلکہ اس جیسے اور بھی دقیق علمی کارنامے سر انجام دیں سکیں چلتے چلتے یہ خوشخبری بھی سناتا چلوں کہ جلد ثالث کا مسودہ بھی علامہ صاحب مکمل کر چکے ہیں اور اسی رمضان المبارک کے کسی مبارک دن کو جلد رابع کا بھی آغاز فرمادیں گے۔

چونکہ راقم الحروف علامہ سیدی صاحب سے "شرح صحیح مسلم" کا رُکا ہوا کام جلد ثانی سے از سر نو شروع کرانے کی تحریک و ترغیب میں کم از کم اخلاقی حد تک معاون و شریک کار رہا ہے اس لیے میرا یہ اخلاقی فرض تھا اور ایک لحاظ سے مجھ پر یہ فرض تھا کہ اس دقیق علمی کارنامے کی قدر و قیمت سے قارئین کو آگاہ کر دوں اور اسے ستارے کرنے کا شرف حاصل کر دوں۔ اگرچہ میں اس کا حق ادا نہیں کر سکا تاہم ایک سہی ناتمام ضرور کر ڈالی ہے۔ اللہ رب العزت اس کا رُخیر میں اس حقیر سے تعاون کو میرے لیے ذریعہ نجات اور وسیلہ شفاعت مصطفیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام بنائے۔

انحریم دعلب اللہ جل شانہ اپنے حبیب کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے طفیل اس کتاب کو اہل علم، اہل نظر، ارباب عقیدت و محبت اور عامۃ المسلمین میں قبولیت تامہ عطا فرمائے اور اس کے علمی و روحانی فیض کو تاقیامت جاری و ساری فرمائے۔

امین بجاء سید المرسلین علیہ وعلی الہ واصحابہ افضل الصلوٰۃ والتسلیم

طالب دوما

منیب الرحمن

۲۲ رمضان المبارک ۱۴۰۸ھ

۱۱ مئی ۱۹۸۸ء

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

الحمد لله حمد الشاكرين والصلوة والسلام على
خاتم النبيين سيد الانبياء والمرسلين اكرم الاولين و
الاخرين حامل لواء الحمد يوم الدين اول الشافعين
والمشفعين صاحب المقام المحمود بين المحشورين
الذي نطقه وحى رب العالمين والذي خلقه معيار
للحسن في الاولين والاخرين رحمة للعالمين حبيب
رب العالمين سيدنا محمد وعلى آله الطيبين الطاهرين
 واصحابه الراشدين المهديين وازواجه الطاهرات
المطهرات ائمه المؤمنين واولياء امته الواصلين
الكاملين وعلماء امته الراسخين من المفسرين
والمحدثين والائمة المجتهدين اجمعين ○



بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

نَحْمَدُهُ وَنُصَلِّي وَنُسَلِّمُ عَلَى رَسُولِهِ الْكَرِيمِ

کِتَابُ الْمَسَاجِدِ وَمَوَاضِعِ الصَّلَاةِ

مسجد کی تعریف اور احکام | اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے: اِنَّمَا يَعْمُرُ مَسَاجِدَ اللَّهِ مِنْ اٰمَنٍ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ (التوبہ: ۱۸) ”اللہ تعالیٰ کی مساجد صرف وہی لوگ تعمیر کرتے ہیں جو اللہ تعالیٰ اور روزِ آخرت پر ایمان لائے ہیں“ مسجد کا نئی معنی ہے: مسجد کی جگہ۔ اہم سابقہ صرف معروف مساجد میں نماز پڑھ سکتی تھیں۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے تصدیق سے اللہ تعالیٰ نے اس امت کو یہ خصوصیت عطا فرمائی کہ روئے زمین کی ہر پاک اور عبادت کے لائق جگہ پر نماز پڑھی جاسکتی ہے۔ فقہی اصطلاح میں مسجد اس جگہ کو کہتے ہیں جس کو کسی مسلمان نے اپنی ملک سے الگ کر کے مسلمانوں کی عبادت کے لیے وقف کر دیا ہو اور عبادت کے لیے اذن عام کر دیا ہو۔ جو جگہ ایک بار مسجد بن جائے قیامت تک مسجد ہی رہتی ہے اس جگہ مسجد کی عمارت تعمیر کرنا اسی میں محراب، منبر اور مینار وغیرہ بنا کر اس کو اسلامی تشخص دینا سنت، مستحب اور مسلمانوں کی روایت ہے۔ مسجد کی تعمیر میں غیر مسلموں کا تعاون حاصل کرنا یا مال حرام شامل کرنا جائز نہیں ہے۔ (اس پر تفصیلی گفتگو آرہی ہے) مسجد میں صرف اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر اور وہ کام جائز ہیں جو محض عبادت کی اقسام ہوں۔ خرید و فروخت، حفظ نفسانیت، فضول باتیں اور شر و شغب ناجائز ہیں۔ مسجد میں عبادت کا ثواب ۲۴ درجہ سے لے کر ۵۰۰ درجہ تک ہے۔ ابن ماجہ (مساجد ثلاثہ کا حکم الگ ہے) امام ابو حنیفہ کے نزدیک اہل کتاب کو مسجد میں داخل کرنا جائز ہے۔ کیونکہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”اس سال کے بعد ہماری مساجد میں سوا اہل ذمہ اور ان کے خدام کے کوئی مشرک داخل نہ ہو“ امام مالک کسی کافر کو مسجد میں داخل کرنے کی اجازت نہیں دیتے۔ امام شافعی کوہ مکہ اور حرم کے علاوہ مسلمانوں کے اذن سے ہر قسم کے کافروں کا مسجد میں دخول جائز قرار دیتے ہیں۔ (عمدة القاری ج ۲: ص ۲۳۷)

گھر میں کسی جگہ کو عبادت کے لیے خاص کر لینا مسجد بیت کہلاتا ہے لیکن اس پر فقہی احکام مرتب نہیں ہوتے۔

مسجد کی فضیلت | مسجد کی فضیلت میں بہت سی روایات ہیں۔ ہم ان میں سے بعض کا یہاں ذکر کر رہے ہیں۔ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص مسجد سے الفت رکھتا ہے اللہ تعالیٰ اس سے الفت رکھتا ہے۔ (المعجم الاوسط ج ۱، الجامعہ النصفیہ للبیوط، حضرت ابو سعید خدری رضی

اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ عز وجل قیامت کے دن فرمائے گا ”میرے پروردی کہاں ہیں؟“ فرشتے عرض کریں گے تیرا پروردی کون ہو سکتا ہے اللہ تعالیٰ فرمائے گا مسجدوں کو آباد کرنے والے (حلیۃ الاولیاء) حضرت سلمان رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”جس شخص نے اپنے گھر میں اچھی طرح وضو کیا پھر مسجد میں آیا وہ اللہ کا جہان ہے اور جہان کی تحکیم میزبان پر جہان کا حق ہے۔ (الجامع الصغیر للطبرانی) حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”میرے زمین پر اللہ کے گھر مساجد ہیں اور اللہ تعالیٰ نے اپنے اوپر لازم کر لیا ہے کہ وہ اس کے گھر آنے والوں کی تحکیم کرے۔ (المعجم الکبیر للطبرانی) حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”جو شخص اللہ کی رضا جوئی کے لیے مسجد بناتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے لیے جنت میں گھر بنا دیتا ہے اور جو شخص مسجد میں قنبل روشن کرتا ہے اس کے لیے ستر ہزار فرشتے اس وقت تک استغفار کرتے رہتے ہیں جب تک وہ قنبل روشن رہتی ہے۔“ (تقریرات رافعی)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اس آیت کی تفسیر پوچھی گئی: حُما بَنَتْ عَلَیْہِہُمُ السَّمَاءُ وَالْأَرْضُ وَمَا کَانَ مِنْظُورٍ (دخان: ۲۶) (وہ ان پر آسمان وزمین روئے اور وہ نہایت دیبے ہوئے تھے) فرمایا ”مخلوق میں سے ہر ایک کے لیے آسمان میں ایک دروازہ ہے جس سے اس کا رزق اترتا ہے اور اسی دروازہ سے اس کے نیک اعمال اوپر چڑھتے ہیں۔ جب مومن مر جاتا ہے تو آسمان کا وہ دروازہ بند کر دیا جاتا ہے پھر آسمان اس کی یاد میں روتا ہے اور زمین کا وہ حصہ جس پر وہ نماز پڑھتا تھا جب وہ اس نمازی کو نہیں پاتا تو زمین کا وہ حصہ اس کی یاد میں روتا ہے۔ (ابن جریر) ابن منذر و بیہقی۔“

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ”کہ زمین کے جس حصہ پر مومن اللہ تعالیٰ کی عبادت کرتا ہے زمین کا وہ حصہ دوسرے حصص کی نسبت (اس عبادت پر) فخر کرتا ہے۔ (المعجم الکبیر للطبرانی) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جو شخص مسجد میں آکر نماز کے انتظار میں بیٹھتا ہے جب تک وہ اس نماز کے انتظار میں ہے فرشتے اس کے لیے استغفار کرتے رہتے ہیں جب تک اس کا وضو نہ ٹوٹے۔ (بخاری، مسلم، ترمذی، ابوداؤد، ابن ماجہ) جو شخص سفر میں کسی جگہ ٹھہر کر عبادت کرے تو وہ جگہ اس کے لیے استغفار کرتی ہے۔ رحمت کی دعا کرتی ہے اور اس جگہ گناہ کرے تو اس پر رحمت کرتی ہے۔

غیر مسلموں کا مسجد بنانا غیر مسلموں کا اصالتاً یا تنہا ہر طرح مسجد تعمیر کرنا ناجائز ہے اور نہ مسلمانوں کے لیے جائز ہے کہ وہ غیر مسلموں سے مساجد کی تعمیر کے لیے چندہ وصول کریں۔ البتہ اگر کوئی غیر مسلم کسی مسلمان کو کسی معین چیز کا مالک بنادے اور وہ مسلمان اپنے طور پر اس سے مسجد تعمیر کرے تو یہ ایک علیحدہ بات ہے۔ فقہاء اسلام نے اس کے جواز کی تصریح کی ہے۔ بعض علماء نے ایک یہ شکل بیان کی ہے کہ غیر مسلم اگر ثواب کے لیے مسجد بنادیں یا مرمت کر دیں اور اس سے مسلمانوں کو فائدہ نہ پہنچے تو اس صورت میں غیر مسلموں سے چندہ وصول کرنا جائز ہے۔
فیخ لنگو ہی صاحب لکھتے ہیں:

”بس کافر کے نزدیک مسجد بنانا عمدہ عبادت کا کام ہے۔ اس کے مسجد بنانے کو حکم مسجد ہو گا۔ لفظ مفتی محمد شفیع دیوبندی کہتے ہیں:

”اگر کوئی غیر مسلم ثواب مسجد بنانے کے لیے مسلمانوں کو چندہ دیدے تو اس کا قبول کر لینا بھی اس شرط سے جائز ہے کہ اس سے کسی دینی یا دنیاوی نقصان کا یا الزام کا یا آئندہ اس پر قبضہ کرنے کا یا احسان بخلانے کا خطرہ نہ ہو۔ مفتی صاحب نے یہ بات بلا حوالہ شامی کی طرف منسوب کی ہے حالانکہ علامہ شامی نے اپنی تصانیف میں اس کے غلط لکھنے (سیدی غفران) اس سلسلہ میں اولاً گزارش یہ ہے کہ قرآن کریم نے جس طرح صراحت کے ساتھ بالعموم مشرکین کو تعمیر مسجد سے منع کیا ہے اس میں اس استثناء کی گنجائش نہیں ہے۔ ثانیاً کفار اپنے کفر پر قائم رہتے ہوئے ثواب کی خاطر مساجد تعمیر کریں یہ دو متغداد باتیں ہیں جس تقدیر پر وہ مسجد بنانے کو کار ثواب قرار دیں گے اسی وقت ان کے کفر کی عمارت خود ان کے ہاتھوں منہدم ہو جائے گی اور وہ شاہد بن علی انفسہم بالکفر کے مصداق نہیں رہیں گے۔ کیونکہ جن چیزوں کو وہ عبادت گردانتے ہیں مساجد میں دن رات ان کے بطلان کا اعلان کیا جاتا ہے۔ پھر یہ کس طرح مستحضر ہے کہ وہ کافر بھی رہیں اور مساجد بنانے کو کار ثواب بھی سمجھیں۔ کیا یہ فرض کیا جاسکتا ہے کہ ایک مسلمان ثواب مسجد کی عمدہ عبادت گردان کر کسی بت کدہ، مندر، گرجا، گردوارہ یا آتش کدہ کی تعمیر کر دے!۔

ثالثاً اگر فرض کر لیا جائے کہ کافر ثواب کی نیت سے مسجد تعمیر کرتے ہیں تب بھی یہ صحیح نہیں ہے کیونکہ فقہاء اسلام نے تصریح کی ہے کہ کفار کی نیت ثواب کا اعتبار نہیں ہوتا کیونکہ بیعت کی محنت کے لیے نیت کرنے والے کا مسلمان اور عاقل ہونا ضروری ہے۔ علامہ علانی متوفی ۱۰۸۸ھ اور علامہ ابن عابدین شامی متوفی ۱۲۵۲ھ سے درمختار اور رد المحتار ج ۳ ص ۲۹۵ میں اس کے ثبوت میں واضح عبارت مذکور ہے۔ اور ان عبارات کی سند قرآن کریم کی یہ آیت ہے۔

من عمل صالحاً من ذکر او انثی و هو
مرد اور عورت میں سے جو بھی نیک کام کرے در آن حالیکہ
ہو من۔ (نمل: ۹۷) وہ مومن ہو۔

رابعاً کفار جب مساجد کی تعمیر کے لیے چندہ دیں گے تو وہ احسان بخلائیں یا نہ بخلائیں واقع میں خواہی نخواہی مسلمانوں پر ان کے مذہبی شائریں ان کا احسان ہو گا اور مسلمانوں کا ایسا اقدام کہ ناسب سے وہ اپنے اسلامی شائریں میں کفر کے مرہون احسان ہوں شرعاً حرام ہے۔

خامساً اسلام میں کفر سے عداوت مطلوب ہے جس پر قرآن مجید کی متعدد آیات شاہد ہیں۔ اور جب کفار سے مسجد بنوائی جائے گی یا تعمیر مساجد میں ان سے چندہ لیا جائے گا تو فطری طور پر ان سے عداوت اور انیسیت ہوگی کیوں کہ انسان عبد الاحسان اور کم از کم یہ ہو گا کہ ان سے عداوت یا نہیں رہے گی یا کم ہو جائے گی اور یہ قرآن مجید کی تعلیم اور منشاء اسلام کے سراسر خلاف ہے۔ اس لیے کفار سے مسجد بنانا یا تعمیر مسجد میں ان سے چندہ لینے کے کفار کی افضلیت ان کے احسان، ان کی تعظیم اور کم از کم ان کو برائہ جاننے کا جو مسلمانوں کی گردنوں پر ڈال دینا کسی طرح جائز نہیں ہے۔ یہ دنیا کی نگاہوں میں اسلام کے وقار کو کم کرنا ہے اور زبان رسالت کے مطابق قصر اسلام کو منہدم کرنا ہے لقولہ علیہ السلام من دقر صاحب بدعة فقد اعان علی ہدم الاسلام (یہ مفتی بخوالہ مشکوٰۃ ص ۳۱)۔

۱۔ شیخ رشید احمد گلگڑی متوفی ۱۳۲۲ھ فتاویٰ رشیدیہ کامل مقبوض ص ۵۳۷، مطبوعہ محمد سعید اینڈ سنز کراچی۔

۲۔ مفتی محمد شفیع متوفی ۱۳۹۶ھ، مبارک الاولیاء ج ۲، ص ۲۳۱، مطبوعہ ادارۃ المعارف کراچی، ۱۳۹۶ھ۔

مجوزین کے شبہات پر گفتگو کرنے کے بعد ہم اصل مسئلہ قرآن کریم، تفسیرات، مفسرین اور فقہاء اسلام کی عبادت کی روشنی میں بیسیں کرتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

مشرکین کے لیے جائز نہیں کہ وہ اللہ تعالیٰ کی مساجد تعمیر کریں اور اُن کا ایک کھڑے اپنے کھڑے قائم ہوں۔ ان کے اعمال اکارت ہیں اور وہ ہمیشہ جہنم میں رہیں گے۔ اللہ تعالیٰ کی مساجد تو صرف وہ لوگ تعمیر کر سکتے ہیں جو اللہ تعالیٰ اور روزِ آخرت پر ایمان لائے ہیں۔

مَا كَانَ لِلْمُشْرِكِينَ أَنْ يَعْمُرُوا مَسَاجِدَ اللَّهِ شَاهِدِينَ عَلَى أَنْفُسِهِمْ بِالْكَفَرِ أُولَٰئِكَ حَبِطَتْ أَعْمَالُهُمْ فِي النَّارِ هُمْ خَالِدُونَ ۚ إِنَّهَا يَوْمَئِذٍ مَسَاجِدُ اللَّهِ مِنْ أَمِنْ بِلِلَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ۔

(التوبة: ۱۷، ۱۸)

تعمیر مساجد سے مراد، مسجد کا بنانا، بویا مسجد کا آباد کرنا۔ قرآن کریم کی اس نص صریح نے کفار کے باغیوں اس کو ممنوع قرار دیدیا ہے اور قرآن کریم کی نص صریح کے مقابلہ میں جب اخبارِ احماد بھی مقبول نہیں ہوتیں تو اس کے خلاف مادِ شام کی بات کب سنی جاسکتی ہے یا کسی عالم یا فقیہ کے قول میں اتنی قوت ہے جو قرآن مجید کی نص صریح کے منہ زخم ہو سکے؟

دیکھئے مفسرین دیکھتے ہیں:

اس آیت کا مقتضی یہ ہے کہ کفار کو مسجد میں داخل ہونے، مساجد کو بنانے، اس کے مصالح کا انتظام کرنے اور اس کا نگران بننے سے روک دیا جائے کیونکہ لفظ تعمير ان دونوں باتوں کو شامل ہے۔

فَأَقْضَتِ الْآيَةُ مَنَعَ الْكَافَرِ مِنْ دُخُولِ الْمَسَاجِدِ وَمِنْ بِنَائِهَا وَتَوَلَّى مَصَالِحَهَا وَالْقِيَامَ بِهَا لَا نَتَّظِمُ اللَّفْظَ لِلْمَرْيِنِ۔

کافر کے لیے مسجد کی تعمیر کرنا جائز نہیں ہے اور یہ اس وجہ سے ہے کہ مسجد عبادت کی جگہ ہے پس مسجد کا منظم ہونا واجب ہے اور کافر مسجد کی توہین کرتا ہے اور اس کی تعظیم نہیں کرتا نیز کافر عموماً نجس ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: مشرکین نجس ہیں اور مساجد کی پاکیزگی واجب ہے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے میرے گھر کو طواف کرنے والوں کے لیے پاک کرو اور اس وجہ سے بھی کہ کافر نجاست سے نہیں بچتا۔ لہذا مسجد میں اس کے دخول سے مسجد ناپاک ہوگی اور اس سے مسلمانوں کی عبادت میں حرج ہوگا،

ليس للکافر ان یقدم علی مرمۃ المساجد و انہا لم یجزلہ ذلک لان المسجد موضع العبادة فیجب ان یکون معظما ۚ الکافر یهینہ ولا یعظمہ ایضاً الکافر نجس فی الحکم لقولہ تعالیٰ انما المشرکون نجس و تطہیر المساجد واجب لقولہ تعالیٰ ان طہرا بیتي للطائفین و ایضاً الکافر لا یحذر من النجاسات فدخلہ فی المسجد تلویث للمسجد و ذلک قد یودی الی فساد عبادۃ المسلمین ۚ و ایضاً اقدامہ علی مرمۃ

علامہ ابو بکر جہاں متونی، ۳۷۰، احکام القرآن ج ۳ ص ۸، مطبوعہ سہیل اکیڈمی لاہور، ۱۴۰۰ھ

المسجد یجری مجرى الانعام علی المسلمین ولا یجوز
ان یصیرا کافراً صاحب النعمة علی المسلمین
واجب الله علی المسلمین منعهم من ذلك
لان المساجد انما تعمّر لعبادة الله تعالى
وهذه فمن کان کافراً بالله فلیس له ان یعمّر
مساجد الله

یجب علی المسلمین منعهم من ذلك
لان مساجد الله انما یعمّر لعبادة الله وحده
فمن کان کافراً بالله فلیس من شأنه ان
یعمرها

آئیے فقہاء اسلام کی عبارات ملاحظہ کریں !

اذا اوصی بما ینون قربه فی حقنا ولا ینون
قربه فی معتقدہم کما اذا اوصی بالحج او بان
یبنی مسجد للمسلمین او بان یسرم فی
مساجد المسلمین وهذه الوصیة باطله
بالاجماع

لو جعل ذمی داره مسجد للمسلمین و
بناہ کما بق المسلمون واذن لہم بالصلاة
فیہ ثم مات یصیر میراثاً لورثتہ وهذا
قول الکمل کذا فی جواهر الاخلاط

ان وقف اهل الذمة لا یجوز الا اذا کان

نیز کفار کی تعمیر مساجد سے مسلمانوں پر ان کا احسان ہو گا۔
اور کفار سے مسلمانوں پر احسان کرنا جائز نہیں ہے۔
اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں پر کفار کو تعمیر مساجد سے روکنا واجب
کر دیا ہے۔ کیونکہ مساجد صرف اللہ تعالیٰ کی عبادت کے لیے
تعمیر کی جاتی ہیں اور جو شخص اللہ تعالیٰ کا منکر ہو اس کے لیے
مساجد اللہ کی تعمیر جائز نہیں ہے۔

مسلمانوں پر واجب ہے کہ وہ کفار کو تعمیر مساجد سے منع
کریں کیونکہ اللہ تعالیٰ کی مساجد صرف اللہ تعالیٰ کی عبادت
کے لیے بنائی جاتی ہیں اور جو شخص اللہ تعالیٰ کا منکر ہو
اس کو مساجد بنانے کا کوئی حق نہیں ہے۔

جب ذمی اس چیز کے بارے میں وصیت کریں جو صرف ہمارے
نزدیک عبادت ہے اور ان کے نزدیک عبادت نہیں ہے۔
مثلاً وہ حج کی وصیت کرے یا مسلمانوں کے لیے مسجد
بنانے کی یا مساجد میں چراغ روشن کرنے کی تو یہ وصیت
بالاجماع باطل ہے۔

اگر کوئی ذمی اپنے گھر کو مسلمانوں کی مسجد کی طرح مسجد بنا
دے اور انھیں اس میں نماز پڑھنے کی اجازت دیدے
اور مر جائے تو وہ گھر اس کے ورثہ کو وراثت میں مل جائے گا۔
(یعنی مسجد نہیں بنے گا) یہ تمام فقہاء کا قول ہے۔
اسی طرح جواہر الاخلاط میں ہے۔

اہل ذمہ کا وقف کرنا جائز نہیں ہے۔ الا یہ کہ وہ وقف

۱۔ امام فخر الدین رازی متوفی ۶۰۶ھ، تفسیر کبیر ج ۲ ص ۴۰۹ مطبوعہ دار الفکر بیروت، ۱۳۹۸ھ

۲۔ علامہ علی بن محمد خازن متوفی ۷۲۵ھ، تفسیر خازن ج ۲ ص ۲۲۲ مطبوعہ دار الکتب العربیہ بپشاور

۳۔ قاضی شمس اللہ پانی پتی متوفی ۱۲۲۵ھ، تفسیر مظہری ج ۴ ص ۴۶ مطبوعہ بلوچستان بک ڈپو کوئٹہ

۴۔ علامہ ابوالحسن علی بن ابی بکر فرغانی متوفی ۵۹۳ھ، بدایہ ج ۲ ص ۴۶۔

ایضاً۔ علامہ ابن عابدین شامی متوفی ۱۲۵۲ھ، رد المحتار ج ۵ ص ۶۱۰ مطبوعہ مطبعہ عثمانیہ استنبول، ۱۳۲۷ھ

۵۔ مولانا نظام الدین متوفی ۱۱۰۷ھ، تفسیر ج ۲ ص ۱۱۰ مطبوعہ مطبعہ عثمانیہ استنبول، ۱۳۱۰ھ

marfat.com

قربة عندنا وعندهم حتى لو جعل داره مسجدًا
للمسلمين لا يجوز له
ان کے اور ہمارے دونوں کے نزدیک عبادت ہر شی کی اگر ذمی
اپنے گھر کو مساجد بنائے مسجد بنانے سے قوبہ جائز نہیں ہے۔

حسب تفریح معتبرات بالہ ہنود کا تغیر عبادت عامہ اہل اسلام میں صرف کرنا درست نہیں ہے بناء علیہ صورتہ مسئلہ میں روپیہ
ہنود کا بتحریک غیر خواہ لا بتحریک دین، لینا نہیں چاہیے۔

اگر ہم اپنی عبادت گاہوں کی تعمیر میں کفار کا احسان لینا نہیں چاہتے اگر ہم دین کی اہمیت اور کفار سے عداوت رکھتے ہیں۔ اگر ہم
اسلام کا دفاع قائم رکھنا چاہتے ہیں تو ہمیں کسی تامل اور عجیب کے بغیر تعمیر مسجد میں کفار کے چند و کو زکوٰۃ دینا چاہیے۔ اور اگر کفار کسی
مسجد کی تعمیر کریں تو اپنے ایمان کی قوت سے مزاحمت کریں خواہ اس معاملہ میں جان دے دیں مگر اسلام کی آن نہ جانے دیں۔

”هذا ما ذهب اليه نظري و للناس فيما يشقون مذاهب“

باب ۱۰۶۳ - حَوِيلَ الْقِبْلَةِ مِنَ الْقُدُسِ إِلَى الْكُعْبَةِ
بیت المقدس کے بیت الحرام کی طرف قبلہ کو تبدیل کرنا۔

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، میں نے عرض کیا،
یا رسول اللہ! زمین پر سب سے پہلے کون سی مسجد بنائی گئی۔ آپ
نے فرمایا ”مسجد حرام“ (کعبہ منظمہ) میں نے عرض کیا، اس کے بعد
کون سی آپ نے فرمایا ”مسجد اقصی“ (بیت المقدس) میں
نے عرض کیا ان دونوں کی تعمیر میں کتنا عرصہ ہے، آپ نے فرمایا
چالیس سال کا۔ اور جہاں نماز کا وقت آجائے وہیں نماز پڑھو۔
وہی مسجد ہے۔

۱۰۶۳ - حَدَّثَنَا أَبُو كَامِلٍ الْجَحْدَرِيُّ قَالَ نَا
عَبْدَ الْوَاحِدِ قَالَ نَا الْأَعْمَشُ ح وَحَدَّثَنَا أَبُو
بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَابْنُ كُؤَيْبٍ قَالَا نَا أَبُو مُعَاوِيَةَ
عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ إِبْرَاهِيمَ التَّيْمِيِّ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي
ذَرٍّ قَالَ قُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ أَتَى الْمَسَاجِدَ وَضِعَ فِي
الْأَرْضِ وَقَالَ الْمَسْجِدُ الْحَرَامُ قُلْتُ وَمَنْ أَتَى
قَالَ الْمَسْجِدُ الْأَقْصَى قُلْتُ كَمْ بَيْنَهُمَا قَالَ
أَرْبَعُونَ سَنَةً وَإِنَّمَا أَذْرَاكَ الصَّلَاةُ فَصَلِّتَهُ فَهُوَ
مَسْجِدٌ وَفِي حَدِيثٍ أَبِي كَامِلٍ ثُمَّ حَيْثُمَا أَذْرَكَكَ
الصَّلَاةُ فَصَلِّ فَإِنَّهُ مَسْجِدٌ۔

۱۰۶۴ - حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ السَّعْدِيُّ قَالَ
أَنَا عَلِيُّ بْنُ مُسْهِرٍ قَالَ نَا الْأَعْمَشُ عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ
يَزِيدٍ التَّيْمِيِّ قَالَ قُلْتُ أَقْرَأَ عَلَى أَبِي الْقُرْآنِ فِي
السَّجْدَةِ فَإِذَا قَرَأَتِ السَّجْدَةَ سَجَدَ فَقُلْتُ لَهُ
يَا بْتَ أَتَسْجُدُ فِي الطَّرِيقِ قَالَ إِنْ سَمِعْتُ أَبَا ذَرٍّ
يَقُولُ سَأَلْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ
عَنْ أَذَلِ مَسْجِدٍ وَضِعَ فِي الْأَرْضِ قَالَ الْمَسْجِدُ

حضرت ابراہیم بن یزید تیمی بیان کرتے ہیں کہ میں نے اپنے
والد کو مسجد کے باہر سائبان میں قرآن سنایا کرتا تھا، جب میں مسجد
کی آیت تلاوت کرتا تو وہ مسجدہ کر لیتے۔ میں نے عرض کیا اے
باپ! کیا آپ راستہ ہی میں مسجدہ کر لیتے ہیں، انہوں نے کہا میں
نے حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے سنا ہے، وہ کہتے تھے میں نے
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا زمین پر سب سے پہلے کون
سی مسجد بنائی گئی۔ آپ نے فرمایا ”مسجد حرام“ میں نے عرض کیا

۱۰۶۵ - علامہ ابن مابین شامی متوفی ۱۲۵۲ھ، تنقیح: تادوی الحامیہ ج ۱ ص ۱۱۹۔

۱۰۶۶ - منحة الخالق علی الماش البحر الرائق (ج ۵ ص ۱۸۹ مطبوعہ مصر)۔

۱۰۶۷ - مولانا عبدالحی لکھنوی متوفی ۱۳۰۴ھ، marfat.com، منی ہند ۱۳۲۵ھ۔

الْحَرَامُ قُلْتُ ثُمَّ أَيْ قَالَ الْمَسْجِدُ الْأَقْصَى
قَالَ كَمْ بَيْنَهُمَا قَالَ أَرْبَعُونَ عَامًا ثُمَّ
الْأَرْبَعُونَ لَكَ مَسْجِدٌ فَحِينَئِذٍ مَا دُرِّكَتِكَ الصَّلَاةُ
فَصَلِّ -

پھر کونسی۔ آپ نے فرمایا ”مسجد اقصیٰ“ میں نے عرض کیا۔ ان دونوں کے درمیان کتنا فرق ہے۔ آپ نے فرمایا چالیس سال کا۔ اور پھر ساری زمین تباہ ہے یہ مسجد ہے جہاں نماز کا وقت آئے ہیں نماز پڑھ دو۔“

تعمیرِ کعبہ کی تاریخ

کعبہ کی تعمیر سب سے پہلے فرشتوں نے کی۔ پھر حضرت آدم علیہ السلام نے پھر شیلت پھر حضرت ابراہیم علیہ السلام۔ پھر عائشہ پھر جبرئیل پھر قسری پھر قریش پھر عبد اللہ بن الزہر پھر حجاج نے اور آج تک دہی بنا قائم ہے۔

علامہ علی بختے ہیں کہ کعبہ صرف تین مرتبہ بنایا گیا ہے۔ پہلے ابراہیم علیہ السلام نے، اس کے دو ہزار سات سو پچھتر سال بعد قریش نے، اور اس کے بیاسی سال بعد عبداللہ بن الزہیر نے اور حضرت آدم اور شیث کا بنانا صحیح نہیں ہے۔ (علیہما السلام) اور جبرم علاقہ اوقسی نے صرف ترمیم کی تھی بنایا نہیں تھا۔ لیکن علامہ علی کی یہ تحقیق قرآن کریم کی آیہ مبارکہ (ان اول بیت وضع للناس للذى ببكة مبادىءا وهدى للعلمین ۵ (آل عمران: ۹۶) اور متعدد روایات کے خلاف ہے کیونکہ اس تحقیق کا نتیجہ یہ ہوگا کہ بناد ابراہیم علیہ السلام سے پہلے زمین پر اللہ تعالیٰ کی عبادت کے لیے کوئی گھر نہ تھا۔ نیز علامہ علی نے حجاج بن یوسف کی بناء کا بھی ذکر نہیں کیا۔ حالانکہ اس کی بناء کے بارے میں دو رائیں نہیں ہیں اور کعبہ کی بناء آج تک حجاج کی تعمیر پر قائم ہے۔

کعبہ اور بیت المقدس کا درمیانی عرصہ

ایک مشہور سوال یہ ہے کہ کعبہ کی تعمیر حضرت ابراہیمؑ نے کی اور بیت المقدس کی تعمیر حضرت سلیمان علیہ السلام نے کی (علیہما السلام) اور ان کے درمیان ہزار سال سے

زیادہ کا عرصہ ہے پھر حدیث شریف میں جو کعبہ اور بیت المقدس کے درمیان چالیس سال کا ذکر کیا گیا ہے اس کی کیا توجیہ ہوگی ؟
اس کے متعدد جوابات ہیں۔ (۱) بعض علماء نے کہا ہے کہ کعبہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے بنایا اور بیت المقدس یعقوب بن اسحاق علیہما
السلام نے بنایا اور ان کے درمیان چالیس سال ہی کا عرصہ ہے اور حضرت سلیمان نے بیت المقدس کی تاسیس نہیں نجد بید کی تھی۔ (۲)
امام بلقیانی نے جواب دیا کہ ان دونوں کی تعمیر سے مراد ان کے لیے زمین کو مسطح کرنا ہے۔ پہلے کعبہ کی زمین مسطح کی گئی اور اس کے چالیس سال
بعد بیت المقدس کی زمین مسطح کی گئی (۳) اور بعض روایات میں ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام نے کعبہ کو بنانے کے چالیس سال بعد بیت المقدس
کو بنایا ہے۔ (۴) علامہ ابن جوزی نے کہا کہ حضرت آدم علیہ السلام کے کعبہ بنانے کے چالیس سال بعد ان کی اولاد میں سے کسی نے بیت
کو بنایا ہے۔ (۵) نواب صدیق حسن خان لکھتے ہیں کہ کعبہ کو سب سے پہلے فرشتوں نے بنایا اور کعبہ بنانے کے چالیس سال بعد فرشتوں نے
بیت المقدس بنایا اور حضرت ابراہیم اور حضرت سلیمان (علیہما السلام) کعبہ اور بیت المقدس کے بانی اور مؤسس نہیں نشاۃ ثانیہ اور تکمیل
جدید کرنے والے ہیں۔ ۵۰

۱۵ علامہ سید محمد الہی متوفی ۱۲۷۱ھ روح المعانی ج ۳ ص ۵ مطبوعہ دار احیاء التراث العربی بیروت۔

٢٤ علامه علی بن برهان الدین حلبی متوفی ۱۰۴۲ھ انسان الیمون ج ۱ ص ۲۷۹ مطبوعه معصطفی البابی واولاده مصر ۱۳۸۴ھ

ج ۱ ص ۲۴۹

علامہ علی بن سلطان محمد قاری متوفی ۱۰۱۳ھ، المرقاۃ ج ۲ ص ۲۲۹، مطبوعہ مکتبہ امدادیہ مکتب ان ۱۳۹۲ھ

۵۵ نواب صدیق حسن خان بھوپالی متوفی ۱۳۰۱ھ، فتح البیان ج ۴ مطبوعہ مطبعہ کمری امیر بیہ بولان مصر ۱۳۰۱ھ

تمام روئے زمین کے مسجد ہونے کی وضاحت

حدیث شریف میں روئے زمین پر ہر جگہ نماز پڑھنے کی اجازت دی گئی ہے اس معلوم سے وہ جگہیں شرعاً مستثنیٰ ہیں جہاں نماز پڑھنے سے شارع علیہ السلام نے منع کر دیا ہے مثلاً قبرستان، حمام، مذبح، شارع عام، اونٹوں کی جگہ اور وہ جگہ جہاں نجاست ہو۔

۱۰۶۵۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى قَالَ أَنَا هَشِيمٌ عَنْ سَيَّارٍ عَنْ يَزِيدٍ الْفَقِيرِ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ الْأَنْصَارِيِّ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أُعْطِيَتْ خُمْسًا لَمْ يُعْطَهُ أَحَدٌ قَبْلِي كَانَتْ كُلُّ نَبِيٍّ يَبْعَثُ إِلَى قَوْمِهِ خَاصَّةً وَبُعُوثٌ إِلَى كُلِّ أُمَّةٍ وَأَسْوَدٌ وَاجْتَلَتْ لِي الْعَنَائِمُ وَلَمْ تَحُلْ لِأَحَدٍ قَبْلِي وَجُعِلَتْ لِي الْأَرْضُ طَلَبَةً طَهُورًا وَمَسْجِدًا أَفَئِيْمًا رَجُلٌ أَذْنًا كَتَمْتُ الصَّلَاةَ صَلَّى حَيْثُ كَانَ وَنُصِرْتُ يَا لِرُغْبٍ بَيْنَ يَدَي مَسِيرَةٍ شَهْرٍ وَأُعْطِيَتْ الشَّفَاعَةُ .

حضرت جابر بن عبد اللہ انصاری رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجھے پانچ ایسی چیزیں عطا کی گئی ہیں جو مجھ سے پہلے کسی کو نہیں دی گئیں۔ پہلے ہر نبی صرف اپنی قوم کی طرف بھیجا جاتا تھا اور میں ہر سرخ و سیاہ (مشرقی اور مغربی قوم) کی طرف مبعوث کیا گیا ہوں۔ پہلے کسی نبی کے لیے مالِ تعلیمت حلال نہیں ہوتا تھا وہ صرف میرے لیے حلال کر دیا گیا ہے اور صرف میرے لیے تمام روئے زمین مطہر اور مسجد بنادی گئی لہذا جو شخص جس جگہ بھی نماز کا وقت پالے وہاں نماز پڑھ سکتا ہے۔ اور میری ایسے دعب سے مدد کی گئی جو (لوگوں پر) ایک ماہ کی مسالت سے ملاری ہو جاتا ہے اور مجھ کو شفاعت عطا کی گئی۔

۱۰۶۴۔ حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ قَالَ نَا سَيَّارٌ قَالَ نَا يَزِيدُ الْفَقِيرُ قَالَ نَا جَابِرُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ قَدْ كُرِّهُوا .

امام مسلم کہتے ہیں کہ اسی مضمون کی ایک روایت حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے بھی منقول ہے۔

۱۰۶۳۔ حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ قَالَ نَا سَيَّارٌ قَالَ نَا يَزِيدُ الْفَقِيرُ قَالَ نَا جَابِرُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ قَدْ كُرِّهُوا .

اللہ تعالیٰ اپنے فضل عظیم سے روزِ حشر اپنے گنہگار بندوں کو بخش دیگا۔ بندے اسی کے مجرم ہیں۔ وہی بخشے والا ہے۔ اس بخشش میں اس پر کسی کا اجارہ نہیں۔ کسی کا زور نہیں۔ وہی تنہا اس مغفرت اور کرم گستری کا مالک ہے۔ لیکن اللہ تعالیٰ اپنے مقبول اور مقرب بندوں کی عزت اور وجاہت و کھلانے کے لیے اپنے محبوب اور پسندیدہ بندوں کی شان ظاہر کرنے کے لیے، اپنے عبادِ خواص کی خصوصیت جتلانے کے لیے ان کو روزِ حشر یہ اعزاز بخشے گا یہ مقام عطا فرمانے کا، انہیں اجازت دے گا۔ اذنِ رحمت فرمانے کا کہ وہ اس کے گنہگار بندوں کی شفاعت کریں اور اللہ تعالیٰ محض اپنے فضل و کرم سے ان کی شفاعت قبول فرما کر بے حساب گنہگاروں کو بخش دے گا۔

شفاعت کا لفظ شفع سے ماخوذ ہے جس کا معنی ہے:

شفاعت کا لغوی معنی

شفع کا معنی لانا اور زیادتی ہے کیونکہ شفعہ کہنوال، مبع کو اپنی ملک کے ساتھ ضم کرتا ہے گویا کہ وہ ایک اور طاق کو، دو اور جفت کرتا ہے اور شافع وہ شخص ہے جو طاق

”شفع“ وہی، مشتقہ من الزیادۃ لان الشفیع یضد المبیع الی مدد، فیشفعه لہ کانه کان واحدا و تراخصا ر نہ وجا شفعوا والشافع هو الجاعل الواحد شفعاً۔

کو جفت کر دیا ہے۔

(نماز کے دو گناہ کو بھی شفعہ کہتے ہیں کیونکہ اس میں بھی ایک رکعت کو دوسری رکعت کے ساتھ ملایا جاتا ہے۔ اسی طرح شفاعت میں بھی مجرم اپنی شفاعت کے لیے کسی مقبول بارگاہ الہیہ کو اپنے ساتھ ملاتا ہے)

الشفاعت! السؤال في التجاوة عن الذنوب و الشفاعت :- آپس میں جرائم اور معاصی سے درگزر

کرنے کی درخواست ہے۔

شفاعت: سفارش کرنا یہ لفظ بہت سی حدیثوں میں وارد ہے اور یہ عام ہے خواہ دنیا کے کاموں میں ہو یا آخرت کے اُمور میں اور اس کے معنی یہ ہیں کہ مدد کسی کے گناہوں اور قصوروں کی معافی پانہا۔ ۱۵

شفاعت کا اصطلاحی معنی: معصیت کبیرہ میں تخفیف عذاب یا بالکل اسقاط عذاب یا صفائے معافی یا جب تکمیل اور بڑائیاں برابر ہوں تو دخول جنت یا درجات کی بلندی کے لیے کوئی مقبول بارگاہ ہدایت اللہ تعالیٰ کے حضور اس کی عبادت سے یا اس کی عطا کردہ درجات اور محبوبیت کی بنیاد پر کسی شخص کی شفاعت کرے۔

خوارج: شفاعت کے مطلقاً قائل نہیں۔

اہل قبلہ کے شفاعت میں نظریات: معتزلہ: صفائے مغفرت اور رفع درجات کے لیے شفاعت کے قائل ہیں۔ معصیت کبیرہ کے لیے شفاعت کے قائل نہیں ہیں۔

وہابیہ: دنیا میں طلب شفاعت کے قائل نہیں ہیں۔

ویاہبہ: آخرت میں شفاعت بالاذن کے قائل ہیں (صفائے کبار کی بخشش اور رفع درجات وغیرہ کے لیے) شفاعت بالوجاہت اور شفاعت بالمحبت کے قائل نہیں۔

اہل سنت: دنیا اور آخرت میں صفائے کبار کی مغفرت اور تخفیف عذاب اور بس کنارے کے لیے تخفیف عذاب اور رفع درجات ہر قسم کی شفاعت کے قائل ہیں خواہ یہ شفاعت بالاذن ہو، بالوجاہت ہو یا بالمحبت ہو۔

خوارج کے شبہ کا ازالہ: قرآن کریم میں ہے:

ما للظالمين من حميم ولا شفيع يطاع۔

(غافر: ۱۸)

ظالمین کا کوئی دوست اور مددگار ہے نہ ایسا شفاعت کرنے والا جس کی شفاعت قبول ہو۔

جواب: یہاں ظالمین سے مراد مشرکین ہیں کیونکہ قرآن کریم میں ظلم سے مراد شرک بھی بیا گیا ہے۔

سب سے بڑا ظلم، شرک، ہے۔

ان الشراك لظلم عظیم (لعمان: ۱۳)

معتزلہ کے شبہ کا ازالہ: اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

۱۵ علامہ محمد بن اثیر الجوزی متوفی ۶۰۶ھ، نہایہ ج ۲ ص ۴۸۵ مطبوعہ موسسۃ مطبوعاتی اسماعیلیان ایران ۱۳۶۴ھ

ایضاً شیخ محمد طاہر بنی متوفی ۹۸۶ھ، مجمع بحار الانوار ج ۲ ص ۲۰۰ مطبوعہ نوکشتورسند

۱۶ شیخ عبد الزمان متوفی ۱۳۳۸ھ، جامعہ الشریعہ ج ۳ ص ۱۰۰ مطبوعہ نوکشتورسند تجارت کتب کراچی

marfat.com

جلد ثانی

Marfat.com

ولا یقبل منها شفاعۃ (البقرة: ۲۵۸) روزِ حشر کسی شخص کی کوئی شفاعت قبول نہیں ہوگی۔
جواب :- اولاً اس آیت میں شفاعت کی مطلقاً نفی کی گئی ہے اور یہ عموم نفی معترضہ کے لیے بھی معترض ہے کیونکہ معاذ کی مغفرت اور دفعِ دُعا کے لیے وہ بھی شفاعت مانتے ہیں۔ ثانیاً یہ آیت بنی اسرائیل کے کفار کے بارے میں وارد ہے جیسا کہ سیاقِ سابق سے ظاہر ہے اور عموم الفاظ کے مقابلہ میں خصوصیت موردِ اس وقت اعتبار نہیں ہوتا جبکہ وہ دوسرے دلائل سے ثابت نہ ہو۔ ثالثاً یہاں اس شفاعت کی نفی ہے جو اذنِ الہی کے بغیر ہو۔ رابعاً: دنیا میں بعض اوقات اور بعض احوال میں شفاعت کی نفی ہے۔ خامساً: آخرت کے بعض احوال میں شفاعت کی نفی ہے۔

بعض مخالفین کے شبہ کا ازالہ | مجاز میں کہ دی ہے (دیکھئے تاریخ نجد و حجاز ص ۹۰)۔
مذاہبہ دنیا میں طلبِ شفاعت کے قائل نہیں ہیں اور ہم نے اس کی مکمل اور مبسوط بحث تاریخِ نجد

بعض علماء کہتے ہیں کہ شفاعت بالمحبت کا معنی ہے "اگر اللہ تعالیٰ اپنے محبوب کی شفاعت قبول نہ کرے تو اسے رنج ہوگا"۔
اور یہ اللہ تعالیٰ کی شان کے خلاف ہے (تقویت الایمان ملخصاً)

جواب :- اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب کو جو منکرات عطا فرمائے ہیں ان میں سے ایک یہ ہے کہ وہ اپنے محبوب کی شفاعت کو قبول کرنا ہے۔ اس کی درخواست کو مان لیتا ہے۔ اگر قبول نہ کرے، نہ مانے تو اس کو کوئی رنج نہیں ہوتا۔ لیکن نہ ماننا، نہ قبول کرنا اس مقامِ محبت کے خلاف ہے جو اس نے اس محبوب کو عطا کیا ہے۔ خود فرماتا ہے کہ جب میں اپنے بندہ کو محبوب بنا لیتا ہوں تو...

لئن سئلنی لا عطیتہ ^۱
دیتا ہوں۔ اسی طرح بعض علماء کہتے ہیں کہ شفاعت بالوجاہت کا معنی ہے: "اگر اللہ تعالیٰ اپنے کسی وجیبہ بندہ کی شفاعت نہ قبول کرے تو اسے نقصان کا خوف اور خطرہ ہے (تقویت الایمان ملخصاً)"

جواب :- اللہ تعالیٰ نے اپنے محکم بندہ کو یہ عزت اور وجاہت دی ہے کہ وہ اس کی درخواست کو شرفِ قبولیت عطا فرماتا ہے۔ اگر وہ اس درخواست کو قبول نہ کرے، نہ مانے تو اس کو کوئی خوف ہے نہ کسی نقصان کا خطرہ ہے لیکن اس عیدِ وجیبہ کی بات نہ ماننا اس عزت اور وجاہت کے خلاف ہے جو اس نے اپنے مقبول اور محکم بندہ کو عنایت فرمائی ہے۔

انبیاء علیہم السلام کی حضور الوہیت میں وجاہت | حضرت نوح علیہ السلام کے بارے میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

سلام ہو نوح پر تمام بہانوں میں، لاریب ہم نیکو کاروں
کو رہنمی جزا دیتے ہیں، بلاشبہ وہ ہمارے اعلیٰ درجہ کے
کامل الایمان بندوں میں سے ہیں۔

سلام علی نوح فی العالمین انا کذلک نجیزی
المحسنین ^۲ من عبادنا المؤمنین ^۳
(الصافات ۹۱، ۹۲)

حضرت نوح علیہ السلام کے بارے میں فرماتا ہے:

ہم نے (نوح) کو اپنی رحمت میں داخل کر لیا، لاریب وہ

و ادخلتہ فی رحمتنا ^۴ من

صالحین میں سے ہیں۔

اور اللہ تعالیٰ نے ابراہیم کو خلیل بنالیا۔

اور کتاب میں اسماعیل کا ذکر کیجئے، لاریب وہ صادق الوعد تھے۔

اور کتاب میں ادریس کا ذکر کیجئے، بلاشبہ وہ بہت سچے نبی تھے۔

اور (موسیٰ) اللہ تعالیٰ کے نزدیک صاحب عزت و وجاہت تھے۔

اور ہم نے داؤد کو، سلیمان عطا کیا۔ وہ کیا ہی خوب بند تھے جو اللہ تعالیٰ کی طرف بکثرت رجوع کرتے رہے تھے۔

کیا ہی خوب بندے ہیں، بکثرت رجوع کرنے والے

یہ ہمارے نزدیک، بہترین، پسندیدہ اور برگزیدہ ہیں

اسماعیل، یسع اور ذوالکفل کا ذکر کیجئے۔ یہ سب بہترین ہیں۔

(عیسیٰ بن مریم) دنیا اور آخرت میں صاحب عزت

الصالحین۔ (انبیاء: ۷۴)

حضرت ابراہیم علیہ السلام کے بارے میں:

واخذہ اللہ ابراہیم خلیلاً۔

(النساء: ۱۲۵)

حضرت اسماعیل علیہ السلام کے بارے میں:

واذکرو فی الکتاب اسماعیل انکنا صادق الوعد

(مریم: ۵۴)

حضرت ادریس علیہ السلام کے بارے میں:

واذکرو فی الکتاب ادریس انکنا صدیقان نبیا۔

(مریم: ۵۶)

حضرت موسیٰ علیہ السلام کے بارے میں:

وکان عند اللہ وجیہاً۔

(احزاب: ۶۹)

حضرت سلیمان علیہ السلام کے بارے میں:

ووهبنا لداؤد سلیمان نعم العبدانہ اواب۔

(ص: ۳۰)

حضرت ایوب علیہ السلام کے بارے میں:

نعم العبدانہ اواب

(ص: ۴۳)

حضرت ابراہیم، اسحق اور یعقوب علیہم السلام کے بارے میں:

وانہم عندنا لمن المصطفین الاخیار۔

(ص: ۴۴)

حضرت اسماعیل، یسع اور ذوالکفل کے بارے میں:

واذکرا اسماعیل والیسع وذا الکفل کل من

الاخیار۔ (ص: ۴۸)

حضرت عیسیٰ کے بارے میں:

وجیہا فی الدنیا والآخرۃ۔

(الاعراف: ۱۵۷)

marfat.com

تمام نبیوں کے بارے میں،

ووهبنا له اسحق ويعقوب كلا هدينا
ونوحا هدينا من قبل ومن ذريتہ داود
سليمان وايوب ويوسف وموسى وهارون
وكذلك نجزي المحسنين ونكرويا ويحيى
وعيسى والياس كل من الصالحين واسماعيل
واليسع ويونس ولوطا وكلا فضلنا على العالمين
ومن ابائهم وذرياتهم واخوانهم
اجتبيناهم وهديناهم الى صراط
مستقيم - (الانعام : ٨٥ تا ٨٨)
ان الله اصطفى ادم ونوحا وال ابراهيم
وال محمد ان على العالمين .
(آل عمران : ٣٣)

اور ہم نے (ابراہیم کو) اسحاق اور یعقوب عطا کیے اور ص
کو ہدایت دی۔ اور اس سے پہلے نوح کو ہدایت دی۔
اور اس کی اولاد سے، داؤد، سلیمان، ایوب، یوسف،
موسیٰ اور ہارون کو ہدایت دی۔ اور ہم اسی طرح نیکو کاروں
کو بڑا دیتے ہیں۔ اور زکریا، یحییٰ، عیسیٰ اور ایسا
سب صالحین سے ہیں۔ اور اسماعیل، یسع، یونس اور
لوط۔ اور ہم نے (ان) سب کو تمام جہانوں پر فضیلت دی۔
اور ان کے آباء، اولاد اور اخوان کو ہم نے پسندیدہ قرار
دیا اور ہم نے ان کو صراط مستقیم کی ہدایت دی۔
لاریب اللہ تعالیٰ نے آدم کو، نوح کو، آل ابراہیم کو اور
آل محمد کو تمام جہانوں پر فضیلت دی

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی حضور الوہیت میں وجاہت قرآن سے | حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

اور ہم نے آپ کو تمام جہانوں کے لیے رحمت ہی بنا
کر بھیجا ہے۔

اللہ تعالیٰ کی یہ شان نہیں کہ وہ کفار پر عذاب نازل کرے
در آں حالیکہ آپ ان کے درمیان ہوں۔

ہم آپ کا قبلہ وہی بنادیں گے جس پر آپ راضی ہیں۔

آپ دن کے اطراف میں نماز پڑھیں تاکہ آپ (اللہ
سے) راضی ہوں۔

آپ کا رب آپ کو عنقریب اس قدر دیگا کہ آپ راضی
ہو جائیں گے۔

اللہ تعالیٰ آپ کو عنقریب مقام محمود پر فائز فرمائے گا۔

وہ جو آپ کو دیکھتا رہتا ہے خواہ آپ قیام میں ہوں یا
سفر میں۔

(۱) وما ارسلناك الا رحمة للعالمين .
(انبیاء : ۱۰۷)

(۲) ما كان الله ليعذبهم وانت فيهم .
(انفال : ۳۳)

(۳) فذلولىنك قبله ترضىها .
(بقرہ : ۱۲۲)

(۴) فسبحم واطراف النهار لعلك ترضى .
(طہ : ۱۳۰)

(۵) ولسوف يعطيك ربك فترضى .
(ضحیٰ : ۵)

(۶) على ان يعثلك ربك مقاما محمودا .
(اسراء : ۷۹)

(۷) الذى يواك حين تقوم وتغلبك فى
الساجدين . (شعراء : ۲۱۹)

(۸۱) وَالَّذِينَ يُؤْذُونَ رَسُولَ اللَّهِ لَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ
(التوبة: ۶۱)

اور جو لوگ رسول اللہ کو ازیت پہنچاتے ہیں ان کے لیے
دردناک عذاب ہے۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بارگاہ رسالت میں عرض کرتی ہیں:

حضرت مسلمی اللہ علیہ وسلم کی وجاہت احادیث سے

(۱) مَا أَرَىٰ رَبِّكَ إِلَّا سَاءَ مَا فِي حَوَالِكُ
میں یہی خیال کرتی ہوں کہ آپ کا رب آپ کی رضا
جوئی میں بہت جلدی کرتا ہے۔

(۲) أَنَا سَيِّدٌ وَلَدَاؤُمُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَلَا
فَخْرٌ وَبَيْدَىٰ لَوَاءِ الْحَمْدِ وَلَا
فَخْرٌ يَّهْ
قیامت کے دن تمام اولاد آدم کا سردار میں ہوں گا
اور مجھے اس پر فخر نہیں، حمد کا جھنڈا میرے ہی ہاتھ
میں ہوگا اور اس پر فخر نہیں۔

(۳) وَأَنَا مُبَشِّرُهُمْ إِذَا لَئِي سَوَاءُ
روزِ حشر جب تمام لوگ ناامید ہو جائیں گے تو ان کو
بشارت کی نوید، میں سناؤں گا۔

(۴) وَمَا مِنْ بَنِي يَوْمَئِذٍ آدَمُ فَمَنْ سَوَاءُ
الَا تَحْتَ لَوَائِي يَّهْ
آدم سمیت تمام انبیاء قیامت کے دن میرے ہی جھنڈے
نکلے ہوں گے۔

(۵) الْإِنَّا وَنَا حَبِيبُ اللَّهِ وَلَا فَخْرٌ وَنَا حَامِلُ
لَوَاءِ الْحَمْدِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَلَا فَخْرٌ يَّهْ
سنو! میں اللہ کا محبوب ہوں اور فخر نہیں، قیامت
کے دن حمد کا جھنڈا میرے ہاتھ میں ہوگا اور فخر نہیں۔

(۶) أَنَا أَوَّلُ شَقِيعٍ فِي الْجَنَّةِ لَمْ يَصْدُقْ نَجِي
مَنْ الْأَنْبِيَاءُ مَا صَدَقَتْ يَّهْ
سب سے پہلے جنت کی شفاعت میں کروں گا، کسی نبی
کی اس قدر تصدیق نہیں کی گئی جس قدر میری تصدیق کی گئی ہے

(۷) إِذَا كَانَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ كُنْتُ أَمَامَ
النَّبِيِّينَ وَخُطِيبُهُمْ وَصَاحِبُ شَفَاعَتِهِمْ يَّهْ
قیامت کے دن تمام نبیوں کا امام میں ہوں گا انہیں
خطبہ دوں گا ان کی شفاعت میں کروں گا اور فخر نہیں کرتا۔

۱ امام محمد بن اسماعیل بخاری متوفی ۲۵۶ھ، صحیح بخاری ج ۲ ص ۷۶، مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی ۱۳۸۱ھ

۲ امام مسلم بن حجاج قشیری متوفی ۲۶۱ھ، صحیح مسلم ج ۲ ص ۲۲۵، مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی، ۱۳۷۵ھ

۳ امام محمد بن یزید ابن ماجہ متوفی ۲۴۳ھ، سنن ابن ماجہ ص ۳۱۹، مطبوعہ نور محمد کارخانہ تجارت کتب کراچی

۴ امام ابو یسیٰ ترمذی متوفی ۲۴۹ھ، جامع ترمذی ص ۵۲۰، مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی

۵ امام ابو یسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی متوفی ۲۴۹ھ، جامع ترمذی ص ۵۱۹، مطبوعہ نور محمد کراچی

۶ جامع ترمذی ص ۵۲۰

۷ جامع ترمذی ص ۵۲۰

۸ امام مسلم بن حجاج قشیری متوفی ۲۶۱ھ، صحیح مسلم ج ۱ ص ۱۱۲، مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی، ۱۳۷۵ھ

۹ امام ابو یسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی متوفی ۲۴۹ھ، جامع ترمذی ص ۵۲۰، مطبوعہ نور محمد کارخانہ تجارت کتب کراچی

۱۰ امام محمد بن یزید ابن ماجہ متوفی ۲۴۳ھ، سنن ابن ماجہ ص ۳۲۰، مطبوعہ نور محمد کارخانہ تجارت کتب کراچی

(۸) انا اول من يحرك خلق الجنة فيقتدر
الله لي به

(۹) انا اكرم الاولين والآخرين ولا
فخر به

(١٠) انا قائد المرسلين ولا فخر.

تمام انبیاء علیہم السلام کی وجاہت قرآن کریم کی مستند آیات سے ظاہر ہو چکی ہے۔ اور بالخصوص نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی وجاہت اور محبوبیت مستند آیات اور احادیث شریفہ سے ثابت ہو چکی ہے۔ اور صحیح بخاری کے حوالہ سے پہلے گزر چکا ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے محبوب بندوں کا سوال ضرور ضرور پورا فرماتا ہے۔ ان دلائل کی بنیاد پر اہل سنت کہتے ہیں کہ شفاعت کی عمومی اجادت کے علاوہ انبیاء علیہم السلام بالعموم اور حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم بالخصوص اپنی وجاہت اور محبوبیت کی بناء پر شفاعت فرمائیں گے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی وجاہت پر ہم نے تاریخ سجد و حجاب میں بھی مفصلاً گفتگو کی ہے۔

شفاعت پر قرآن کریم سے دلائل | انبیاء علیہم السلام شفاعت کرتے ہیں:

حضرت نوح علیہ السلام۔

(۱) رب اغفر لی ولوالدی وللمن دخل بیتی
مؤمناً۔ (نوح: ۲۸)

حضرت ابراہیم علیہ السلام۔

(۲) ربنا اغفر لی ولوالدی وللمؤمنین یوم
 یقوم الحساب - (ابراہیم: ۴۱)

(۳) ساستغفر لك رب انى كان بى حفياء۔
(مریم: ۴۷)

(٢) اقول ابراهيم لا يبيلاستغفرون لك -
(مستمع: ٢)

(۵) من تبعنی فانه منی ومن عصانی فانک
غفور رحیم۔ (ابراہیم: ۳۶)

سب سے پہلے جنت کا دروازہ میں کھٹکھاؤں گا
اور اللہ تعالیٰ اسے میرے لیے کھول دیگا۔

حشر کے دن تمام اولین اور آخرین میں سب سے زیادہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک محرم، امیں عوں گے اور فخر نہیں۔
 میں تمام رسولوں کا قائد ہوں اور فخر نہیں۔

اے میرے رب! میری امیرے والدین کی اور جو مومن
میرے گھر میں داخل ہوں ان کی مغفرت فرما۔

اے جاسے رب! رزقِ محشر میری، میرے والدین کی
اور تمام مومنوں کی مغفرت فرما۔

میں عنقریب اپنے رب سے تیری شفا عت کروں گا، وہ مجھ پر مہربان ہے۔

مگر ابراہیم کا قول اپنے باپ کیلئے کہ میں تیری شفاعت کروں گا۔

جو میرا پیر دکار ہے، وہ میرا ہے، اور جس نے میرے کہنے پر عمل نہیں کیا تو اس کے لیے تُو بخشتے والا اور مہربان ہے۔

جامع ترمذی ص ۵۲۰، مطبوعہ نور محمد کارخانہ تجارت کتب کراچی

جامع ترمذی ص ۵۲۰

۱۶ مطبوعه مطبع نظامی کونپور ۱۲۸۳ هـ۔

۱۰ امام ابو عیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی متوفی ۲۴۹ھ

“ “ “ R

ۛ امام ابو محمد عبد الله بن عبد الرحمن واد

حضرت موسیٰ علیہ السلام۔

(۶) رب اعقر لی ولا تخی وادخلنا فی رحمتک۔
(اعران: ۱۵۱)

حضرت یوسف علیہ السلام۔

(۷) سوف استغفر لکم ربی انہ هو العفور الرحیم۔

(یوسف: ۹۸)

(۸) لا تثریب علیکم الیوم یغفر اللہ لکم۔

(یوسف: ۹۲)

حضرت عیسیٰ علیہ السلام۔

(۹) ان تعذبہم فانہم عبادک وان تغفر لہم

فانک انت العزیز الحکیم۔

(مائتہ: ۱۱۸)

حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم۔

(۱۰) ولوانہم اذ ظلموا انفسہم جاؤا

فاستغفروا اللہ واستغفر لہم الرسول

لو جددوا اللہ توا بارحیمہا۔

(نساء: ۶۴)

(۱۱) واستغفر لذنبک وللمؤمنین والمؤمنات۔

(محمد: ۱۹)

(۱۲) فاعف عنہم واستغفر لہم۔

(آل عمران: ۱۵۹)

(۱۳) واستغفر لہم اللہ۔ (النور: ۶۲)

(۱۴) واستغفر لہن اللہ۔ (ممتحنہ: ۱۲)

یوسف علیہ السلام کے بھائی شفاعت طلب کرتے ہیں۔

(۱۵) قالوا یا ابا نا استغفر لنا ذنوبنا انا کنا

فاحطین۔ (یوسف: ۹۷)

شفاعت کی تلقین از غیب اور شفاعت کا اذن:

(۱۶) من ذا الذی یشفع عندہ الا باذنہ۔

(بقرہ: ۲۵۵)

اے میرے سب! مجھے اور میرے بھائی کو معاف فرما۔

اور ہمیں اپنی رحمت میں داخل کر دے۔

میں عنقریب اپنے رب سے تباہی شفاعت کروں گا۔

لا ریب وہ بخشنے والا مہربان ہے۔

آج تم پر کوئی علامت نہیں اللہ تعالیٰ تباہی مغفرت

فرماتے۔

اگر تو ان کو عذاب دے تو یہ تیرے بندے ہیں۔

اور اگر تو ان کو بخش دے تو تو غالب اور حکمت والا

ہے۔

اگر یہ لوگ گناہ کر کے اپنی جانوں پر ظلم کر بیٹھیں تو آپ

کی بارگاہ میں حاضری دیں، اپنے گناہوں پر اللہ تعالیٰ

سے توبہ کریں اور آپ ان کی شفاعت کر دیں تو یہ لوگ

اللہ تعالیٰ کو توبہ قبول کرنے والا مہربان پائیں گے۔

اپنے مظاہر خلاف اولیٰ کاموں اور مسلمان مردوں اور مسلمان

عورتوں کے لیے مغفرت طلب کیجئے۔

ان کو معاف کر دیجئے اور ان کے لیے شفاعت

کیجئے۔

صحابہ کے لیے اللہ تعالیٰ سے شفاعت کیجئے۔

صحابیات کے لیے اللہ تعالیٰ سے شفاعت کیجئے۔

انہوں نے کہا: اے ہمارے باپ ہمارے گناہوں

پر مغفرت طلب کیجئے بے شک ہم خطا کار ہیں۔

اللہ تعالیٰ کے حضور اس کی اجازت کے بغیر کون شفاعت

کر سکتا ہے۔

اللہ تعالیٰ کے بغیر کوئی شفاعت کرنے والا

marfat.com

(پرفیس : ۳۰)

(۱۸) لَا يَمْلِكُونَ الشَّفَاعَةَ إِلَّا مَنِ اتَّخَذَ عِنْدَ

الرَّحْمَنِ عَهْدًا - (مریم: ۸۶)

(۱۹) يَوْمَئِذٍ لَا تَنْفَعُ الشَّفَاعَةُ إِلَّا مَنْ أَذِنَ لَهُ

الرَّحْمَنُ - (طہ: ۱۰۹)

(۲۰) وَلَا تَنْفَعُ الشَّفَاعَةُ عِنْدَهُ إِلَّا لِمَنْ أَذِنَ

لَهُ - (سبا: ۲۳)

(۲۱) مَنْ يَشْفَعُ شَفَاعَةً حَسَنَةً يَكُنْ لَهُ نَصِيبٌ

مِنْهَا - (نار: ۸۵)

صالحین کی شفاعت مومنین کے لیے۔

(۲۲) رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا وَلِإِخْوَانِنَا الَّذِينَ سَبَقُونَا

بِالْإِيمَانِ - (حشر: ۱۰)

فرشتوں کی شفاعت۔

(۲۳) الَّذِينَ يَحْمِلُونَ الْعَرْشَ وَمَنْ حَوْلَهُ

يَسْبَحُونَ بِحَمْدِ رَبِّهِمْ وَيَسْتَغْفِرُ لَكُمْ

لِلَّذِينَ آمَنُوا - (غافر: ۷۰)

(۲۴) يَوْمَ يَقُومُ الرُّوحُ وَالْمَلَائِكَةُ صَفًّا لَا

يَتَكَلَّمُونَ إِلَّا مَنْ أَذِنَ لَهُ الرَّحْمَنُ وَ

قَالَ صَوَابًا -

(نبأ: ۳۸)

(۲۵) وَلَا يَشْفَعُونَ إِلَّا لِمَنِ ارْتَضَى -

(انبیاء: ۲۸)

(۲۶) فَاعْفُ لِلَّذِينَ تَابُوا وَاتَّبَعُوا سَبِيلَكَ

وَقِهِمْ عَذَابَ الْجَحِيمِ (مؤمن: ۴۱)

(۲۷) رَبَّنَا وَادْخُلْهُمْ جَنَّاتِ عَدْنٍ الَّتِي وَعَدْتَهُمْ

وَمَنْ صَلَحَ مِنْ آبَائِهِمْ وَأَزْوَاجِهِمْ

وَذُرِّيَّتِهِمْ إِنَّكَ أَنْتَ الْعَزِيزُ

الْحَكِيمُ -

نہیں ہے۔

اللہ تعالیٰ کے معذور شفاعت دہی کر کے گا جس نے

اللہ تعالیٰ سے شفاعت کا عہد لیا ہے۔

روز حشر اسی کی شفاعت نفع دیگی جس کو اللہ تعالیٰ نے

اجازت دے دی ہے۔

شفاعت اسی کے لیے نفع بخش ہوگی جسے اللہ تعالیٰ

اجازت دے گا۔

جو شخص نیکی کی شفاعت کرے گا اس کو شفاعت پر

اجر ملے گا۔

اے ہمارے رب! ہماری مغفرت فرما۔ اور ہم سے

پہلے گزرے ہوئے مسلمان بھائیوں کی۔

وہ فرشتے جو عرش الہی کو اٹھائے ہوئے ہیں اور جو

آل کے ارد گرد ہیں وہ اپنے رب کی حمد اور تسبیح کرتے

ہیں اور مسلمانوں کے لیے بخشش طلب کرتے ہیں۔

جس دن جبریل اور عام فرشتے صف باندھے کھڑے

ہوں گے اس دن اللہ تعالیٰ کے معذور وہی بات کر

سکے گا جس کو اللہ تعالیٰ اجازت دے گا۔ اور وہ

صحیح بات کرے گا۔

اور فرشتے اسی کی شفاعت کریں گے جس کی شفاعت

پر اللہ تعالیٰ راضی ہوگا

اے اللہ! ان لوگوں کو صاف کر جنہوں نے توبہ کی

اور تیری راہ پر چلے اور ان کو جہنم کے عذاب سے بچا۔

اے ہمارے رب! مسلمانوں کو دائمی جنت میں داخل

فرما جس کا تو نے ان سے وعدہ کیا ہے اور جو ان

کے گناہوں اور اذواج اور اولاد میں سے صالح ہوں۔

ان کو بھی جنت میں داخل فرما۔ لا ریب قر غالب

(۲۸) وَقَهُمُ السَّيِّئَاتُ وَمَنْ تَقِ السَّيِّئَاتِ يَوْمَئِذٍ فَقَدْ رَحِمْتَهُ وَذَلِكَ هُوَ الْعَوْنُ الْعَظِيمُ - (نور: ۹)

اے اللہ! ان لوگوں کو گناہوں کے عذاب سے بچا اور جس شخص کو تو نے اس دن گناہوں کے عذاب سے بچا لیا اس پر تو نے رحم کیا اور یہی بہت بڑی کامیابی ہے۔

کفار کا شفاعت سے محروم ہونا، شفاعت کا ان کے لیے نفع آدہ نہ ہونا اور ان کا کوئی مددگار نہ ہونا اور اس محرومی پر ان کی حسرت (اگر مسلمانوں کو بھی کسی کی نصرت اور شفاعت حاصل نہ ہوتو کفار کے لیے یہ محرومی باعث حسرت نہ ہوگی کیوں کہ وہ دیکھیں گے کہ مسلمان بھی اس محرومی میں ان کے ساتھ ہیں)۔

(۲۹) فَمَا تَنْفَعُهُمْ شَفَاعَةُ الشَّافِعِينَ - (مذہب: ۴۸)

کفار کو شفاعت کرنے والوں کی شفاعت نفع نہ دیگی۔

(۳۰) فَهَلْ لَنَا مِنْ شَفْعَاءٍ فَيُشْفَعُوا لَنَا - (اعراف: ۵۳)

تو کیا ہمارے شفاعت کرنے والے کوئی ہیں؟

(۳۱) فَهَلْ لَنَا مِنْ شَافِعِينَ - (شعراء: ۱۰۰)

کیا ہمارے لیے شفاعت کرنے والے ہیں؟

(۳۲) لَيْسَ لَهُمْ مِنْ دُونِهِ وَلِيٌّ وَلَا شَفِيعٌ - (انعام: ۵۱)

انہوں سے ہٹ کر کفار کا کوئی مددگار ہے نہ کوئی شفاعت کرنے والا۔

(۳۳) مَا لِلظَّالِمِينَ مِنْ حَاسِبٍ وَلَا لَشَيْعٍ يُطَاعُ - (زمر: ۱۸)

کفار کے لیے کوئی ایسا مددگار اور شفاعت کر نیوالا نہیں ہوگا جس کی بات مانی جائے۔

(۳۴) وَلَوْ يَكُنْ لَهُمْ مِنْ شَرِكائِهِمْ شُفَعَاءٌ - (روم: ۱۳)

اور ان کے شریکوں میں سے کوئی ان کا شفاعت کرنے والا نہیں ہوگا۔

(۳۵) وَلَا يَمْلِكُ الَّذِينَ يَدْعُونَ مِنْ دُونِهِ الشَّفَاعَةَ إِلَّا مَنْ شَهِدَ بِالْحَقِّ - (زمر: ۸۶)

جن ربوتوں کی یہ اللہ کے سوا عبادت کرتے ہیں وہ شفاعت کا امتیاز نہیں رکھتے البتہ جو حق کی شہادت دیتے ہیں (انہیں شفاعت کا اختیار دیا گیا ہے)۔

(۳۶) أَهْلَكْنَاهُمْ فَلَا نَاصِرَ لَهُمْ - (محمد: ۱۳)

ہم نے کفار کو ہلاک کر دیا! ان کا کوئی مددگار نہیں!!

(۳۷) فَمَا لَهُمْ مِنْ قُوَّةٍ وَلَا نَاصِرٍ - (طارق: ۱۰)

اس کے لیے کوئی طاقت ہے نہ مددگار!

(۳۸) وَمَا لَهُمْ مِنْ نَاصِرِينَ - (آل عمران: ۲۲)

ان کا کوئی مددگار نہیں۔

(۳۹) فَاعِذْ بِهِمْ عَذَابًا شَدِيدًا فِي الدُّنْيَا وَ

اللہ تعالیٰ نے ان کو دنیا اور آخرت میں سخت عذاب

الْآخِرَةِ وَمَا لَهُمْ مِنْ نَاصِرِينَ

میں ان کو سخت عذاب دے دوں گا کہ ان کا کوئی مددگار نہیں!

marfat.com

ان کے لیے دردناک عذاب ہے اور ان کا کوئی مددگار نہیں۔

اللہ تعالیٰ گمراہوں کو ہدایت نہیں دیتا اور ان کا کوئی مددگار نہیں۔

تہارا ٹھکانا جہنم ہے اور تہارا کوئی مددگار نہیں۔

اور تہارا کوئی مددگار نہیں

ظالموں کا کوئی مددگار نہیں ہے۔

اور ظالموں کا کوئی مددگار نہیں۔

زمین میں ان کا کوئی حامی ہے نہ مددگار۔

ظالموں کا کوئی مددگار نہیں۔

ظالموں کا کوئی مددگار نہیں۔

تم منافقوں کا کوئی مددگار بہرگو نہ پاؤ گے۔

یہ لوگ حامی پائیں گے نہ مددگار

پھر وہ کوئی حامی اور مددگار نہیں پائیں گے:

(۴۱) اولئك لهم عذاب الیم وما لهم من ناصرین۔ (آل عمران: ۹۱)

(۴۲) فان الله لا یهدی من یرید وما لهم من ناصرین۔ (نحل: ۳۷)

(۴۳) وما واکم النار وما لکم من ناصرین (ملکوت: ۲۵)

(۴۴) وما لکم من ناصرین۔ (جاثیہ: ۳۴)

(۴۵) وما للظالمین من انصار۔ (آل عمران: ۱۹۲)

(۴۶) وما للظالمین من انصار۔ (مائدہ: ۷۲)

(۴۷) وما لهم فی الارض من ولی ولا نصیر۔ (توبہ: ۴۷)

(۴۸) وما للظالمین من نصیر۔ (ع: ۷۱)

(۴۹) وما للظالمین من نصیر۔ (فاطر: ۳۷)

(۵۰) ولن تجد لهم نصیرا۔ (نساء: ۱۴۵)

(۵۱) لا یجدون ولیاً ولا نصیرا۔ (احزاب: ۱۷)

(۵۲) ثم لا یجدون ولیاً ولا نصیرا۔ (فتح: ۲۲)

شفاعت پر احادیث سے دلائل

(۱) فاذا رايتہ وقعت ساجدا فیدعی ما شاء الله ان یدعی ثم یقال لی ارفع ساک فل تعطه وقل تسع واشفع تشفع فارفع راسی فاحمد ربی بتحمید یدعی ثم اشفع فیحد لی حدا ثم اخرجهم من النار وادخلهم الجنة ثم اعود فاقع ساجدا مثله فی الثالثة او الرابعة حتی ما بقی فی النار الا من حیسه القرآن واما قتادة یقول عند هذا

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں اپنے آپ کو اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں سمجھ دینا چاہتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ جب تک چاہے گا مجھے سجدہ میں رکھے گا۔ پھر مجھ سے کہا جائیگا ”اپنا سر اٹھاؤ، مانگو ملے گا، شفاعت کرو، قبول ہوگی“ پھر میں اپنے رب کی حمد کروں گا جو اللہ تعالیٰ مجھے اس وقت قیام دے گا۔ پھر میں شفاعت کروں گا پھر میرے لیے ایک حد مقرر کی جائے گی پھر میں گنہگاروں کو جہنم سے نکال کر جنت میں داخل کروں گا۔ پھر

عليهم الخلود

حتی کہ جہنم میں صرف وہ لوگ رہ جائیں گے جن کو قرآن نے روک لیا ہے۔ قنادہ کہتے تھے یعنی جن پر جہنم کا دھام واجب ہو چکا ہے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "قیامت کے دن میری شفاعت حاصل کرنے میں سب سے زیادہ کامیاب شخص وہ ہوگا جس نے خلوص دل سے کلمہ پڑھا۔"

حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجھے پانچ ایسی چیزیں دی گئیں ہیں جو مجھ سے پہلے کسی نبی کو نہیں دی گئیں۔ ایک ماہ کی مسافت کے رعب سے میری مدد کی گئی۔ تمام روئے زمین کو میرے لیے مسجد اور جاسے تیمم بنا دیا ابنا میری امت سے جو شخص نماز کا وقت پائے ناپڑھے اور میرے لیے مال غنیمت حلال کر دیا گیا جو مجھ سے پہلے کسی کے لیے حلال نہ تھا۔ مجھے شفاعت عطا کی گئی۔ پہلے نبی ایک خاص قوم کی طرف مبعوث ہوتے تھے اور مجھے تمام لوگوں کی طرف مبعوث کیا گیا۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں لوگوں میں سب سے پہلے جنت کی شفاعت کروں گا۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہر نبی کی ایک دعا ضرور قبول ہوتی

(۲) اسعد الناس بشفاعتی يوم القيامة من قال لا اله الا الله خالصا من قلبه

(۳) عن جابر بن عبد الله ان النبي صلى الله عليه وسلم قال اعطيت خمسا لم يعطهن احد قبلي نصرت بالوعب مسيرة شهر وجعلت لي الارض مسجدا وطهورا فايما رجل من امتي اذ ركعت الصلوة فليصل و احلت لي المعانم ولم تحل لاحد قبلي و اعطيت الشفاعة وكان النبي يبعث الى قومه خاصة وبعثت الى الناس عامة

(۴) عن انس بن مالك قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم انا اول الناس من يشفع في الجنة

(۵) عن ابى هريرة ان رسول الله صلى الله عليه وسلم قال لكل بنو دعوة مستجابة فتعجل

صحیح بخاری ج ۲ ص ۹۷۱، مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی ۱۳۸۱ھ
صحیح مسلم ج ۱ ص ۱۹، مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی ۱۳۷۵ھ
ابن ماجہ ص ۳۲، مطبوعہ نور محمد کارخانہ تجارت کتب کراچی
صحیح بخاری ج ۱ ص ۲۰، مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی ۱۳۸۱ھ
صحیح بخاری ج ۱ ص ۲۸، مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی ۱۳۸۱ھ
صحیح مسلم ج ۱ ص ۱۹۹، مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی ۱۳۷۵ھ
صحیح مسلم ج ۱ ص ۱۱۲

امام محمد بن اسماعیل بخاری متوفی ۲۵۶ھ
امام ابو الحسین مسلم بن حجاج قشیری متوفی ۲۶۱ھ
امام محمد بن یزید ابن ماجہ متوفی ۲۴۳ھ
امام محمد بن اسماعیل بخاری متوفی ۲۵۶ھ
امام محمد بن اسماعیل بخاری متوفی ۲۵۶ھ
امام ابو الحسین مسلم بن حجاج قشیری متوفی ۲۶۱ھ
" " " " " " " " " " " "

کل نبی دعوته فی اختیارات دعوتی شفاعت
لامتی یوم القیامۃ فہی نائلۃ ان شاء اللہ
من مات من امتی لا یشرک باللہ
شیئاً۔ ۱۷

(۶) عن عبد اللہ بن عمر و بن العاص ان النبی
صلی اللہ علیہ وسلم تلاقول اللہ تعالیٰ فی
ابراہیم علیہ السلام رب انہن اضللن کثیراً
من الناس فمن تبعنی فانه معی الایۃ و قال
عسی علیہ السلام ان تعذبہم فانه عبادک
وان تغفر لہم فانت انت العزیز الحکیم فرفع
یدہ فقال اللہم امتی امتی و بکی فقال اللہ
یا جبرائیل اذهب الی محمد و ربک
اعلم فاسئلہ ما یشیک فاتاہ جبرائیل
علیہ السلام فسئلہ فاخبرہ رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم بما قال و هو اعلم فقال
اللہ تعالیٰ یا جبرائیل اذهب الی محمد
فقل اناسر ضیک فی امتک ولا
نسؤک۔ ۱۸

علامہ نووی متوفی ۶۷۶ھ اس حدیث کی شرح میں لکھتے ہیں:

و هذا الحدیث موافق لقول اللہ
عن وجل و لسوف یعطیک ربک فترضی
واما قوله تعالیٰ ولا نسؤک فقال صاحب
التحریر هو تاکید للمعنی ای لا
یحزنک لان الارضاء قد یحصل فی
حق البعض بالاعفو عنہم و یدخل

ہے اور ہر ایک نے اس دعا کو دنیا میں خرچ کر لیا اور میں
نے اس دعا کو قیامت کے دن اپنی امت کی شفاعت کے لیے
بچا کر رکھا ہے اور یہ ان شاء اللہ میری امت کے ہر اس فرد کو
مائل ہوگی جو شرک سے پاک رہے گا۔

حضرت عبد اللہ بن عمر بن عاص رضی اللہ عنہ بیان کرتے
ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے قرآن کریم میں ابراہیم علیہ السلام
کا یہ قول تلاوت فرمایا: رب انہن اضللن
اور عیسیٰ علیہ السلام کا یہ قول تلاوت فرمایا: اے اللہ! اگر تو
انہیں عذاب دے تو یہ تیرے بندے ہیں اور اگر تو انہیں
بخش دے تو تو غالب اور حکیم ہے پھر آپ نے ہاتھ بلند
کیے اور فرمایا: اے اللہ! میری امت، میری امت، پھر
آپ پر گریہ طاری ہو گیا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اے جبرائیل!
محمد کے پاس جاؤ اور پوچھو (حالانکہ وہ خوب جانتا ہے) کہ وہ
روتے ہو، پھر جبرائیل آپ کے پاس آئے اور آپ سے
دریافت کیا۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں خبر دی پھر جبرائیل
نے جاکر اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں عرض کیا حالانکہ وہ خوب جانتا
ہے۔ اللہ تعالیٰ نے جبرائیل کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس
بھیجا اور فرمایا جاکر کہو "ہم تم کو تمہاری امت کے بارے
میں راضی کر دیں گے اور رنجیدہ نہیں ہونے دیں گے۔"

یہ حدیث اللہ تعالیٰ کے فرمان و لسوف یعطیک
ربک فترضی کے موافق ہے۔ رب اللہ تعالیٰ کا قول ولا
نسؤک ہم آپ کو رنجیدہ ہونے نہیں دیں گے) اس کی
شرح میں صاحب تحریر کہتے ہیں کہ یہ تاکید ہے کیونکہ راضی
کرنے کا معنی یوں بھی ہو سکتا ہے کہ بعض کی مغفرت کر دیں اور
بعض کو عذاب دیں۔ اور جب اللہ تعالیٰ نے فرمادیا ہم آپ

الباقی النساء فقال تعالیٰ نرضیک ولا ندخل
علیک حزنا بل فنهی الجبیر۔
واللہ اعلم

(۶) عن ابی سعید الخدری عن رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ذکر عندہ عہ
ابوطالب فقال لعلہ تنفعہ شفاعتی یوم
القیامۃ

(۸) عن انس قال قال رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم شفاعتی لا اهل الکبائر
من امتی۔

(۹) عن ابی امامۃ یقول سمعت رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم یقول وعدنی
ربی ان یدخل الجنة من امتی سبعین
الف لا حساب علیہم ولا عذاب مع
کل الف سبعون الفا وثلاث حثیات
من حثیات ربی

(۱۰) عن عبد اللہ بن شقیق قال کنت مع
رہط بایلیاء فقال رجل منہم سمعت

کو راضی کریں گے اور رنجیدہ ہونے نہیں دیں گے تو اس
کا مطلب یہ ہے کہ ہم تمام گنہگاروں کو نجات دے دیں گے۔
واللہ اعلم۔

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے
ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے آپ کے چچا ابو
طالب کا ذکر کیا گیا۔ آپ نے فرمایا کہ قیامت کے دن
میری شفاعت سے اس کو فائدہ پہنچے گا۔ (غذاب میں
تخفیف ہوگی)۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اکرم
صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں اپنی امت کے گناہ کبیرہ کرنے
والوں کی شفاعت کروں گا۔

حضرت ابی امامہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے آپ نے فرمایا کہ اللہ
تعالیٰ نے مجھ سے وعدہ فرمایا ہے کہ میری امت سے ستر
ہزار (افراد) کو جنت میں غذاب و حساب کے بغیر داخل کر
دے گا اور ان میں سے ہر ہزار کے ساتھ مزید ستر ہزار
کو داخل کرے گا۔ نیز اللہ تعالیٰ اپنی مٹھیوں میں سے تین
مٹھیاں بھی جنت میں ڈال دے گا۔

حضرت عبد اللہ بن شقیق بیان کرتے ہیں میں نے
ایلیاء میں ایک شخص سے سنا وہ کہتا تھا کہ رسول اللہ صلی اللہ

شرح النوادی علیٰ ما مشی المسلم ج ۱ ص ۱۱۴ مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی ۱۳۵۰ھ
صحیح بخاری ج ۲ ص ۹۱، مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی ۱۳۸۱ھ۔
صحیح مسلم ج ۱ ص ۱۱۵، مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی ۱۳۵۵ھ۔
جامع ترمذی، ص ۳۵۱، مطبوعہ نور محمد کارخانہ تجارت کتب کراچی
سنن ابو داؤد ج ۲ ص ۲۹۶، مطبوعہ مطبع مجتہد پاکستان لاہور ۱۴۰۵ھ
جامع ترمذی ص ۳۵۱، مطبوعہ نور محمد کارخانہ تجارت کتب کراچی۔
جامع ترمذی ص ۳۵۱

ابوزکریا یحییٰ بن شرف نووی متوفی ۶۷۶ھ
امام ابو عبد اللہ محمد بن اسماعیل بخاری متوفی ۲۵۶ھ
امام ابو الحسین مسلم بن حجاج قشیری متوفی ۲۶۱ھ
امام ابو عیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی متوفی ۲۶۹ھ
امام ابو داؤد سلیمان بن اشعث متوفی ۲۶۵ھ
امام ابو عیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی متوفی ۲۶۹ھ
" " "

علیہ وسلم نے فرمایا کہ میری امت میں سے ایک شخص (ابو یس قرنی یا عثمان) کی شفاعت کے سبب بنو قیم کے افراد سے زیادہ لوگ جنت میں داخل ہوں گے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم يقول
يدخل الجنة بشفاعته رجل
من امتي اكثر من بني
قيم۔

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میری امت میں سے کچھ لوگ ایک گروہ کی شفاعت کریں گے کچھ ایک قبیلہ کی کچھ ایک جماعت کی اور کچھ ایک شخص کی حتیٰ کہ وہ سب جنت میں داخل ہو جائیں گے۔

(۱۱) عن ابی سعید ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال ان من امتی من یشفع للفقہاء من الناس ومنہم من یشفع للقبیلۃ ومنہم من یشفع للعصیہ ومنہم من یشفع للرجل حتی یدخلوا الجنة۔

حضرت عوف بن مالک بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میرے پاس اللہ کا پیغام آیا اور مجھے اللہ تعالیٰ نے اختیار دیا کہ اللہ میری آدمی امت کو جنت میں داخل کر دے، یا میں شفاعت کر دوں۔ میں نے شفاعت کو اختیار کر لیا اور یہ شفاعت ہر اس مسلمان کو حاصل ہوگی جو شرک پر نہیں مرسے گا۔

(۱۲) عن عوف بن مالک الاشجعی قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اتانی ات من عند ربی فخیری بین ان یدخل نصف امتی الجنة و بین الشفاعۃ فاخترت الشفاعۃ و ہی لمن مات لا یشترک بائدہ شیئاً۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میری امت میں سے جس شخص کے دو پیش رو (فوت شدہ دو کم سن بچے) ہوں۔ وہ اس شخص کو جنت میں لے جائیں گے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا آپ کی امت میں سے جس شخص کا ایک پیش رو ہو؟ فرمایا: اسے صاحبہ خیرات! اس کو وہ ایک پیش رو ہی لے جائیگا۔ عرض کیا جس کا کوئی پیش رو نہ ہو؟ فرمایا: "بس کا کوئی نہیں ہوگا۔ اس کا میں ہوں گا" کیونکہ میری امت کو میری جدائی سے بڑھ کر کسی کی جدائی کی تکلیف نہیں پہنچی۔

(۱۳) عن ابن عباس انہ سمع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم يقول من کان لہ فرطان من امتی ادخلہ اللہ بہما الجنة فقال لہ عائشۃ فمن کان لہ فرط من امتک قال ومن کان لہ فرط یا موفقتہ قالت فمن لم یکن لہ فرط من امتک قال فانما فرط امتی لن یصا بوا بمثلی۔

۱۔ امام ابو یسعی محمد بن عیسیٰ ترمذی متوفی ۲۰۹ھ۔

۲۔

۳۔

۴۔ امام محمد بن یزید بن ماجہ متوفی ۲۴۳ھ۔

۵۔ امام ابو یسعی محمد بن عیسیٰ ترمذی متوفی ۲۰۹ھ۔

سنن ابن ماجہ ص ۳۱۹، مطبوعہ نور محمد کارخانہ تجارت کتب کراچی

جامع ترمذی ص ۱۴۲

marfat.com

جلد ثانی

(۱۴) عن عبد الله بن عمرو بن العاص انه سمع النبي صلى الله عليه وسلم يقول اذا سمعت المؤذن فقولوا مثل ما يقول ثم صلوا على فانه من صلى على صلاة صلى الله عليه بها عشرًا ثم سلوا الله لي الوسيلة فانها منزلة في الجنة لا تنبغي الا لعبد من عباد الله وارجوا ان اكون انا هو فمن سال لي الوسيلة حلت عليه الشفاعة ۞

(۱۵) عن ابن عمر رضي الله تعالى عنهما قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم من زار قبري وجبت له شفاعتي ۞

(۱۶) عن ابي هريرة رضي الله عنه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم من ارادني بعد موتي فلانما زارني وانا حي ومن ارادني كنت له شهيدًا وشقيعًا يوم القيامة ۞

(۱۷) عن انس بن مالك رضي الله تعالى عنه ان رسول الله صلى الله عليه وسلم قال من ارادني بالمدينة كنت له شقيعًا وشهيدًا يوم القيامة ۞

حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تم مؤذن سے اذان سنو تو وہ کلمات دہراؤ پھر مجھ پر درود شریف پڑھو، کیونکہ جو مجھ پر ایک صلوٰۃ بھیجتا ہے اللہ تعالیٰ اس پر دس صلوٰت نازل فرماتا ہے۔ پھر میرے لیے وسیلہ مقام ربیع کی دعا کرو کیونکہ وہ جنت میں ایک مرتبہ ہے جو اللہ تعالیٰ کے بندوں میں سے صرف ایک بندہ کو ملیگا۔ اور مجھے امید ہے کہ وہ بندہ میں ہوں گا۔ جس شخص نے میرے لیے وسیلہ کی دعا کی اس پر میری شفاعت واجب ہوگئی،

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس شخص نے میری قبر کی زیارت کی اس کے حق میں میری شفاعت واجب ہوگئی۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس شخص نے میرے وصال کے بعد میری زیارت کی گویا اس نے میری حیات میں میری زیارت کی اور جس نے میری زیارت کی روز قیامت میں اس کے حق میں گواہی دوں گا اور اس کی شفاعت کروں گا۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس شخص نے مدینہ میں میری زیارت کی، میں روز قیامت اس کے حق میں شہادت دوں گا اور اس کی شفاعت کروں گا۔

- ۱۔ امام ابوالحسن مسلم بن حجاج القشیری المتوفی ۲۶۱ھ - صحیح مسلم ج ۱، ص ۱۶۶، مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی ۱۳۷۵ھ۔
 ۲۔ امام ابو یوسف محمد بن یحییٰ ترمذی متوفی ۲۶۹ھ - جامع ترمذی ص ۵۲۰، مطبوعہ نور محمد کارخانہ تجارت کتب کراچی
 ۳۔ امام علی بن عمر دارقطنی متوفی ۳۸۵ھ - سنن دارقطنی ج ۲ ص ۲۷۸، مطبوعہ نشر السنۃ لبنان۔
 ۴۔ علامہ علی بن احمد سمہودی متوفی ۹۱۱ھ - وفاء الوفا ج ۲، ص ۱۳۲۵، مطبوعہ دار احیاء التراث العربی بیروت

جو شخص اذان میں "اشھدان محمد رسول اللہ" سن کر انگلیٹوں کے ناخنوں کو چوسے گا میں اس کی قیادت کروں گا اور اسے جنت کی صفوں میں داخل کروں گا۔

(۱۸) من قبل ظفری ابھامیہ عند
سماع اشھدان محمد رسول
اللہ فی الاذان انا قد اشد ولا مدخل
فی صفوف الجنة

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قیامت کے دن سب سے پہلے شفاعت میں کروں گا اور سب سے پہلے میری شفاعت قبول کی جائے گی اور اس پر فخر نہیں۔

(۱۹) عن ابن عباس رضی اللہ عنہما قال!
قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
انا اول شافع واول مشفع يوم القيامة
ولا فخر به

حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب قیامت کا دن قائم ہو گا تو تمام نبیوں کا امام امی، ہونگا۔ خطبہ دینے والا امی، ہونگا، شفاعت کرنے والا امی، ہونگا اور اس پر فخر نہیں۔ سب سے پہلے جنت میں داخل کی شفاعت میں کروں گا۔

(۲۰) عن ابی بن کعب قال: قال النبی صلی
اللہ علیہ وسلم اذا کان يوم القيامة
كنت امام النبیین وخطیبہم وصاحب
شفاعتہم غیر فخر به
(۲۱) انا اول شفیع فی الجنة -

حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قیامت کے دن تین گروہ شفاعت کریں گے، انبیاء، علماء، پھر شہداء۔ حضرت ابو دراد رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ طالب علم کے لیے آسمان و زمین کی تمام مخلوق حتیٰ کہ پانی میں مچھلیاں بھی مغفرت طلب کرتی ہیں۔

(۲۲) عن عثمان بن عفان قال: قال رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یشفع يوم
القيامة ثلاثة الانبياء ثم العلماء ثم الشهداء
(۲۳) عن ابی الدرداء قال: قال رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم ان طالب العلم یتغفر له
من فی السماء والارض حتی الحیتان فی
الماء۔

- ۱۔ علامہ ابو منصور شہرہان بن شیر دیہ دہلی متوفی ۵۵۸ھ - مسند الفردوس بحوالہ رد المحتار ج ۱ ص ۳۶۰، مطبوعہ مطبع ثنائیہ اشتریل ۱۳۲۶ھ
- ۲۔ امام مسلم بن حجاج قشیری متوفی ۲۶۱ھ - صحیح مسلم ج ۲ ص ۲۵، مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی ۱۳۷۵ھ
- ۳۔ ایضاً امام ابو عیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی متوفی ۲۵۹ھ - جامع ترمذی ص ۵۲ نور محمد کارخانہ تجارت کتب کراچی۔
- ۴۔ ایضاً امام محمد بن یزید بن ماجہ متوفی ۲۴۳ھ - سنن ابن ماجہ ص ۳۱۹، نور محمد کارخانہ تجارت کتب کراچی۔
- ۵۔ امام ابو عیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی متوفی ۲۵۹ھ - جامع ترمذی ص ۵۲۰، نور محمد کارخانہ تجارت کتب کراچی
- ۶۔ ایضاً امام محمد بن یزید بن ماجہ متوفی ۲۴۳ھ - سنن ابن ماجہ ص ۳۲۰، نور محمد کارخانہ تجارت کتب کراچی
- ۷۔ امام محمد بن یزید بن ماجہ متوفی ۲۴۳ھ، سنن ابن ماجہ ص ۳۲۰، مطبوعہ نور محمد کارخانہ تجارت کتب کراچی
- ۸۔ امام محمد بن یزید بن ماجہ متوفی ۲۴۳ھ، سنن ابن ماجہ ص ۳۲۰، مطبوعہ نور محمد کارخانہ تجارت کتب کراچی

(۲۴) عن علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ قال: قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من قرأ القرآن وحفظه أدخله الجنة وشفعه فی عشرة من اهل بیته کلهم قد استوجب النصارى

(۲۵) عن ابی الدرداء قال: سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم يقول انه يستغفر للعالمین فی السنون ومن فی الارض حتی الحیتان فی الماء

(۲۶) عن علی قال: قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان السقط لیراغم ربہ اذا دخل ابویہ النار فیقال ایہا السقط المرأغم ربہ ادخل ابویک الجنة فیجرهما بسرہ حتی یدخلهما الجنة

(۲۷) اول من اشفع له من امتی اهل بیتی ثم الاقرب فالاقرب من قریش ثم الانصار ثم من امن بی واتبعنی من الیمن ثم سائر العرب ثم الاعاجم
(۲۸) اول من اشفع له من امتی من اهل المدینة ثم اهل مکة ثم اهل الطائف

حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس شخص نے قرآن پڑھا اور اس کو حفظ کر لیا اللہ تعالیٰ اس کو جنت میں داخل کر دے گا اور اس کو اس کے خاندان کے ان دس افراد کے لیے شفاعت کرنے والا بنا دے گا جن کے لیے جہنم واجب ہو چکا ہوگا۔

حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ عالم کے لیے تمام اہل آسمان و زمین حتیٰ کہ پانی کی پھیلیاں بھی شفاعت کرتی ہیں۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تمام بچہ (مثلاً ۵ یا ۶ ماہ کا ساقط بچہ) جب اپنے ماں باپ کو جہنم میں بھجواتے ہوئے دیکھے گا تو اللہ تعالیٰ سے جھگڑا کرے گا۔ حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ فرمائے گا اے جھگڑالو جا اپنے ماں باپ کو جنت میں داخل کر دے۔ وہ اپنے ماں باپ کو اپنی ناف سے باندھ کر گھسیٹ کے جنت میں لے جائے گا۔

اپنی امت میں میں سب سے پہلے جس کی شفاعت کروں گا وہ میرے اہل بیت ہیں۔ اقرب ناقرب۔ پھر انصار پھر بنی مومنین پھر باقی عرب اور تمام عجم کے مومنین

اپنی امت میں میں سب سے پہلے اہل مدینہ کی شفاعت کروں گا پھر اہل مکہ کی پھر اہل طائف کی۔

۱ امام محمد بن یزید بن ماجہ متوفی ۲۴۳ھ - سنن ابن ماجہ ص ۱۹، مطبوعہ نور محمد کارخانہ تجارت کتب کراچی

۲ سنن ابن ماجہ ص ۲۱ - " " " " " " " " " " " "

۳ سنن ابن ماجہ ص ۱۱۵ - " " " " " " " " " " " "

۴ سنن دارقطنی و طبرانی بحوالہ الصواعق المحرقة ص ۱۶، مطبوعہ مکتبۃ القاہرہ مصر ۱۳۸۵ھ

۵ سنن ابی داؤد بحوالہ الصواعق المحرقة ص ۹۶، مطبوعہ مکتبۃ القاہرہ مصر ۱۳۸۵ھ

marfat.com

(۲۹) عن عدان بن حصین عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال یخرج من النار قوم بشفاعۃ محمد فیدخلون الجنة فیسمون الجہنمیین۔ لہ

(۳۰) عن انس بن مالک قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حیاتی خیر لکم یتزل علی الوحی من السماء فاخبرکم بما یحل لکم وما یحرم علیکم وموتی خیر لکم تعرض علی اعمامکم کل خمیس فما کان من حسن حمدت اللہ علیہ وما کان من ذنب استوہب اللہ ذنوبکم۔ لہ

(۳۱) عن عائشۃ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال ما من میت تصلی علیہ امۃ من المسلمین یدعون ما ة کلہم یشفعون لہ الا شفعا فیہ۔ لہ

(۳۲) عن عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما قال انی سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول ما من رجل مسلم مت فیقوم علی جنازۃ اربعون رجلا لا یشیرکون باللہ شیئاً الا شفعتہم اللہ فیہ۔ لہ

(۳۳) عن ابی امامۃ الباہلی قال سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول اقروا

حضرت عمر ان بن حصین رضی اللہ عنہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں: آپ نے فرمایا کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی شفاعت سے ایک قوم جہنم سے نکل کر جنت میں داخل ہو جائیگی اور ان کا نام جہنمی ہوگا۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میری زندگی میں بھی تمہارے لیے خیر ہے کیونکہ مجھ پر آسمان سے وحی اترتی ہے اور میں تم کو حلال اور حرام کی خبر دیتا ہوں اور میری وفات میں بھی تمہارے لیے خیر ہے کیونکہ ہر جمعرات کو تمہارے اعمال مجھ پر پیش کیے جاتے ہیں۔ اچھے اعمال پر میں خدا کا شکر ادا کرتا ہوں اور تمہارے گناہوں پر میں اللہ تعالیٰ سے تمہاری مغفرت کی شفاعت کرتا ہوں۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس شخص کی نماز جنازہ میں سو مسلمان شریک ہوں اور اس کی شفاعت کریں تو ان کی شفاعت ضرور قبول کی جاتی ہے۔

حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے۔ آپ نے فرمایا جو مسلمان شخص فوت ہو جائے اور اس کے جنازہ میں چالیس مسلمان شریک ہوں اللہ تعالیٰ ان مسلمانوں کی اس شخص کے حق میں شفاعت قبول فرماتا ہے۔

حضرت ابو امامہ باہلی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قرآن پڑھو۔ وہ اپنے

۱۔ امام ابو عبد اللہ محمد بن اسماعیل البخاری متوفی ۲۵۶ھ۔ صحیح بخاری ج ۲ ص ۹۱، مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی ۱۳۸۱ھ۔

۲۔ علامہ ابن جوزی۔ الوفا باحوال المصطفیٰ ص ۸۱۰، مطبوعہ مکتبہ نوریہ رضویہ فیصل آباد ۱۳۹۷ھ۔

۳۔ امام ابو الحسین مسلم بن حجاج قشیری متوفی ۲۶۱ھ۔ صحیح مسلم ج ۱ ص ۳۰۸، مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی ۱۳۸۱ھ۔

۴۔ امام ابو الحسین مسلم بن حجاج نیشاپوری متوفی ۲۶۱ھ۔ صحیح مسلم ج ۱ ص ۳۰۸، مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی ۱۳۷۵ھ۔

امام احمد طبرانی، حاکم، بیہقی اور ابونعیم نے اپنی اپنی اسانید کے ساتھ حضرت اُمّ حبیبہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میرے بعد میری امت جن گناہوں میں مبتلا ہوگی اور جو آپس میں خون ریزیاں کریگی وہ سب مجھے خواب میں دکھا دیے گئے اور یہ قضاء الہی ہے پھر میں نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی کہ قیامت کے دن مجھے ان کی شفاعت عطا فرماتا تو اللہ تعالیٰ نے یہ دعا قبول کر لی۔ ابن ابی شیبہ اور ابویعلیٰ نے سند صحیح کے ساتھ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی کہ انسانوں کے بچے بچل کوئی گناہ کر بیٹھے ہیں ان کو عذاب نہ دے تو اللہ تعالیٰ نے یہ دعا قبول کر لی۔ ابن عبد اللہ نے کہا ان اعمال سے مراد وہ اعمال ہیں جو بغیر ارادہ اور قصد کے کیے جاتے ہیں۔

حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجھے آدمی امت کو جنت میں داخل کرنے اور شفاعت کے درمیان اختیار دیا گیا تو میں نے شفاعت کو اختیار کر لیا کیونکہ وہ زیادہ عام اور کافی ہے، تمہارا خیال ہے وہ نیکو کاروں کے لیے ہے، نہیں! وہ گناہ کاروں اور خطا کاروں کے لیے ہے۔

بزار اور طبرانی نے اپنی اپنی اسانید کے ساتھ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں اپنی امت کے لیے شفاعت کرتا رہوں گا حتیٰ کہ میرا رب فرمائیگا، اے محمد! کیا تم راضی ہو گئے؟ میں کہوں گا، ہاں میرے رب! میں راضی ہو گیا! "

(۳۷) اخرج احمد والطبرانی (فی الاوسط) والحاکم والبیہقی وابونعیم عن ارجبیتہ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال ادیت ما یلتق امتی من بعدی وسفک بعضهم دماء بعض وكان ذلك سابقاً من اللہ فسألت ان یولنی شفاعتہ فیہم یوم القیامۃ فتعل

(۳۸) اخرج ابن ابی شیبۃ وابویعلیٰ بسند صحیح عن انس قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سألت ربی اللہ من ذریتہ البشرون یدعہم فاعطاہم قال ابن عبد اللہ ہم لا ینالون لان اعمالہم کاللمو واللعب عن غیر قصد ولا عن مرۃ

(۳۹) عن ابی موسیٰ الاشعری قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خیرت بین الشفاعۃ و بین ان یدخل نصف امتی الجنة فاخترت الشفاعۃ لانہا اعم واکفی ترونها للمتقین لا و لکنہا للمذنبین الخطائین المتلوثین

(۴۰) اخرج البزار والطبرانی (فی الاوسط) عن علی ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال لا شفیع الا حق حتی ینادی ربی ارضیت یا محمد فاقول ای رب ارضیت

نصائص کبریٰ ج ۲ ص ۲۲۳، مطبوعہ مکتبہ نوریہ رضویہ فیصل آباد۔

ایضاً

سنن ابن ماجہ ص ۳۲۹، مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی

نصائص کبریٰ ج ۲ ص ۲۲۳، مطبوعہ مکتبہ نوریہ رضویہ فیصل آباد۔

علامہ جلال الدین سیوطی مترنی ۹۱۱ھ

ایضاً

محمد بن یزید ابن ماجہ مترنی ۲۴۳ھ

علامہ جلال الدین سیوطی مترنی ۹۱۱ھ

اقسام شفاعت

۱	شفاعت عامہ کبریٰ (تاکہ اللہ تعالیٰ حساب بنیاد شروع کر دے)	۲۴	محبت کی بنیاد پر
۲	انبیاء علیہم السلام کے لیے خصوصی شفاعت۔	۲۵	وجاہت کی بنیاد پر
۳	اہل بیت کے لیے حضور کی خصوصی شفاعت۔	۲۶	جس کا کوئی نہ ہو اس کے لیے شفاعت
۴	قریش کے لیے۔	۲۷	جن کے دلوں میں رانی کے برابر ایمان ہو ان کے لیے شفاعت۔
۵	انصار کے لیے	۲۸	تقبیل حساب کے لیے
۶	اہل مدینہ کے لیے	۲۹	جنت کا پروانہ دلوانے کے لیے۔
۷	اہل مکہ کے لیے	۳۰	اطفال مومنین کے لیے
۸	اہل طائف کے لیے	۳۱	اطفال مشرکین کے لیے
۹	اہل یمن کے لیے	۳۲	جب تک چاہیں شفاعت
۱۰	عرب و عجم کے لیے	۳۳	وہ شفاعت جو مسترد نہیں ہوگی
۱۱	زائرین مدینہ کے لیے		(یہ شفاعت کی وہ اقسام ہیں جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مختص ہیں اور یہی اعطیت الشفاعۃ کا مقتضی ہے۔ ان کے دلائل بیان کر دیے گئے ہیں اس کے بعد ہم عمومی شفاعت کی اقسام بالنتیجہ ذکر کر رہے ہیں اور ان کے دلائل بھی ہم پہلے ذکر کر چکے ہیں۔)
۱۲	زائرین قبر انور کے لیے	۳۴	انبیاء، علماء، شہداء، حفاظ صلحا اور تمام اہل ارض و سما کی شفاعت
۱۳	اذان سن کر وسیلہ کی دعا مانگنے والوں کے لیے		نماز جنازہ میں شرکاء کی
۱۴	اذان میں نام اقدس سن کر انگوٹھے چومنے والوں کیلئے	۳۵	قرآن مجید کی
۱۵	زندگی میں راتوں کو رورو کر امت کی شفاعت	۳۶	حضرت عثمان اور اویس قرنی کی
۱۶	قبر انور میں گناہ گاروں کے گناہ دیکھ کر شفاعت		صغیر بچوں کی
۱۷	جس دعا کو خرچ نہیں کیا اس دعا سے شفاعت	۳۸	ناتمام بچوں کی
۱۸	حساب و کتاب کے بغیر دخول جنت کے لیے شفاعت	۳۹	سالمین عرش اور عام ملائکہ کی
۱۹	گناہوں کے بدلہ میں نیکیاں دلوانے کے لیے۔۔۔	۴۰	شفاعت محبت
	(فرقان: ۷۰)	۴۱	بعض کفار کے عذاب میں تخفیف کے لیے
۲۰	جہنم سے گناہ گاروں کو نکال کر جنت میں داخل کرانے کے لیے۔	۴۲	جنت کا دروازہ کھلوانے کے لیے
۲۱	بعض کفار کے عذاب میں تخفیف کے لیے	۴۳	سب سے پہلی شفاعت
۲۲	جنت کا دروازہ کھلوانے کے لیے		
۲۳	سب سے پہلی شفاعت		

۴۳ اذن سے

۴۴ حکم سے

۴۵ اللہ تعالیٰ پر ناز کی بنیاد پر دھجکڑ کر دخول جنت

کے لیے شفاعت

۴۶

۴۷

۴۸

۴۹

جتنی نیکیاں اور برائیاں برابر ہوں انکے لیے دخل جنت کی

تخفیف عذاب کے لیے

استقاط عذاب کے لیے

رفع درجات کے لیے

نظر یہ کفارہ مسیح اور شفاعت میں فرق

بعض لوگ کہتے ہیں نظر یہ شفاعت اور نظر یہ کفارہ مسیح ایک جیسے ہیں۔ جس طرح عیسائی کہتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے (العیاذ باللہ) صلیب پر چڑھ کر تمام انسانوں کے گناہوں کا کفارہ ادا کر دیا اور اب عذاب کے خوف سے کسی گناہ سے بچنے کی ضرورت نہیں۔ اسی طرح مسلمانوں کا نظر یہ شفاعت ہے کہ بیشک نیکیاں چھوڑ دو اور پیٹ بھر کر برائیاں کرو۔ قیامت کے دن حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت سے بخشش ہو جائیگی۔ یہ بھی کہا جاسکتا ہے کہ نظر یہ شفاعت فرقہ مرجعہ کی تائید کرتا ہے کیونکہ وہ بھی کہتے ہیں ایمان لانے کے بعد کوئی گناہ ضرر نہیں دیتا۔ کیوں کہ شفاعت سے بخشش تو بہر حال ہو جائے گی پھر کس بنیاد پر گناہوں سے بچنے کا خوف اور نیکیاں کرنے کا شوق پیدا ہوگا؟

اس سوال کا جواب یہ ہے: قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

لَا تَقْنَطُوا مِنْ رَحْمَةِ اللَّهِ إِنَّ اللَّهَ يَغْفِرُ
الذُّنُوبَ جَمِيعًا۔ (زمر: ۵۳)

وَأَنْ رَبُّكَ لَذُوْ مَغْفِرَةٍ لِلنَّاسِ عَلَى ظُلْمِهِمْ۔
(رعد: ۶)

اگر قرآن کریم کی دیگر آیات سے صرف نظر کر لیا جائے تو کہا جاسکتا ہے کہ نہ کفارہ مسیح کی ضرورت ہے نہ شفاعت کی۔ اللہ تعالیٰ ویسے ہی تمام گناہ بخش دیگا پھر کیا ضرورت ہے کسی برائی سے رُکنے کی اور کسی اچائی کے کرنے کی۔

قرآن کریم میں بعض گناہوں پر جہنم میں داخل کرنے اور عذاب دینے کا ذکر ہے مثلاً کافرانہ پڑھنے والوں پر۔ (مدثر: ۴۳) مسکینوں کو نہ کھلانے پر۔ (مدثر: ۴۴) نماز میں سستی کرنے پر۔ (الماعون: ۵) معمولی چیز دینے سے منع کرنے پر۔ (الماعون: ۷) زکوٰۃ نہ دینے والوں پر۔ (توبہ: ۳۵) یتیم کا مال ناحق کھانے والوں پر۔ (نساء: ۱۰) ناحق قتل کرنے والوں پر۔ (فرقان: ۷۸) زنا کاروں پر۔ (فرقان: ۶۸) سود خوروں پر۔ (بقرہ: ۲۷۵) ڈاکہ زنی پر۔ (مائدہ: ۳۳) ۱۔

ان آیات کے حوالوں سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ کی وسعت رحمت اور عموم مغفرت کے باوجود ان گناہوں پر بعض گناہگار کو عذاب ہوگا اور دوسری آیات مغفرت سے معلوم ہوتا ہے کہ بعض گناہگاروں کو اللہ تعالیٰ اپنی رحمت محض یا حضور صلی اللہ

علیہ وسلم اور دیگر مقررین کی شفاعت سے بخش دے گا پھر بخشش کی کئی صورتیں ہیں یہ بھی ہو سکتا ہے کہ کچھ عذاب بھگتنے کے بعد بخشش ہو یا اصل عذاب میں کمی کر دی جائے یا بالکل معاف کر دیا جائے۔ کیا ہوگا؟ یہ صرف اللہ تعالیٰ ہی جانتا ہے۔ بہر حال ہم نہیں جانتے کہ ہمارا خدا کس طرح ہمیں ڈرتے رہنا چاہیے۔ از کتاب

معصیت کے وقت عذاب الہی کے خوف کو دل میں جگہ دے کہ معصیت سے باز رہیں اور اگر خدا نخواستہ شامت نفس سے کوئی گناہ سرزد ہو جائے تو پھر آریہ سماج کی طرح مایوس نہ ہوں اور اللہ تعالیٰ کے فضل، رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور دیگر مقررین الہی کی شفاعت سے بخشش کے امیدوار رہیں۔

حضرت سواد بن قارب رضی اللہ عنہ سرکار رسالت مآب کی بارگاہ میں ایک نعمت عرض کرتے ہیں جس کو سن کر روئے مبارک پر خوشی کے آثار ظاہر ہوئے اس نعمت کا آخری شعر ہے۔

وکن لی شفیعاً یوم لا ذی شفاعۃ

سواء بمغن عن سواد بن قارب

یا رسول اللہ جس دن آپ کی شفاعت کے سوا کسی کی شفاعت میرے کام نہیں آئے گی اس دن آپ میری شفاعت کر دیں۔

و آنسوؤں کی زبان، یومیری ترہاں،

استشفاع

یا رسول اللہ! آپ کا گناہ گار، سیاکار امتی جو آپ کے سامنے سر تو کیا نظر بھی نہیں اٹھا سکتا جس کا سر شرمندگی سے پست اور آنکھیں ندامت سے نیچی ہیں۔ یا رسول اللہ! اس گناہ گار کی سر حشر نہ صرف گناہوں کی بخشش کرا دیں بلکہ گناہوں کے بدلہ میں نیکیاں ولادیں اور بغیر حساب و کتاب کے جنت میں داخل کرا دیں۔

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہمیں اور انسانوں پر تین درجہ سے فضیلت دی گئی ہے۔ ہماری صفیں فرشتوں کی صفوں کی طرح بنا دی گئیں، ہمارے لیے تمام روئے زمین مسجد بنا دی گئی اور اس کی مٹی پانی نہ ملنے کے وقت ہمارے لیے پاک کرنے والی بنا دی گئی (راوی نے) ایک اور خصوصیت کا ذکر بھی کیا۔ (وہ خصوصیت سورہ بقرہ کی آخری آیات ہیں)۔ امام مسلم کہتے ہیں کہ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے ایک اور سند کے ساتھ ایسی ہی روایت منقول ہے۔

۱۰۶۶۔ حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ قَالَ سَأَلْتُ مُحَمَّدَ بْنَ قُصَيْبٍ عَنْ أَبِي مَالِكٍ الْأَشْجَعِيِّ عَنْ رَبِيعٍ عَنْ حَذِيفَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَضَّلْنَا عَلَى النَّاسِ ثَلَاثَ جُعَلَتْ صُفُوفُنَا كَصُفُوفِ الْمَلَائِكَةِ وَجُعَلَتْ لَنَا الْأَرْضُ كُلُّهَا مَسْجِدًا وَجُعَلَتْ تُرْبَتُهَا لَنَا طَهُورًا إِذَا الْمَرْءُ نَجَسَ الْمَاءَ وَذَكَرَ حَصْلَهُ الْخَرَى۔

۱۰۶۸۔ حَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ قَالَ سَأَلْتُ ابْنَ أَبِي نَازِدَةَ عَنْ سَعْدِ بْنِ طَارِقٍ قَالَ حَدَّثَنِي رَبِيعُ بْنُ خَرَّاشٍ عَنْ حَذِيفَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمِثْلِهِ۔

۱۰۶۹۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ أَيُّوبَ وَقُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ وَعَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ قَالُوا سَأَلْنَا إِسْمَاعِيلَ وَهُوَ ابْنُ جَعْفَرٍ عَنِ الْعَلَاءِ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ فَضَّلْتُ عَلَى الْأَنْبِيَاءِ

حضرت البرہ برہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مجھے چھ وجہ سے اور انبیاء کرام پر فضیلت دی گئی ہے۔ مجھے جوامع کلم غطا کیے گئے۔ میرے لیے مال غنیمت کو

حلال کر دیا گیا۔ میرے لیے تمام روئے زمین پاک کھانے والی
اور نازی جگہ بنا دی گئی۔ مجھے تمام مخلوق کی طرف مبعوث کیا گیا
اور مجھ پر نبوت عظم کر دی گئی۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں جوامع کلم کے ساتھ
مبعوث کیا گیا میری رعب کے ذریعہ مدد کی گئی۔ خواب میں
زمین کے خزانوں کی چابیاں لا کر میرے ہاتھوں میں رکھ دی گئیں۔
حضرت ابوہریرہ کہتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم تو دنیا سے
تشریف لے گئے اور تم وہ خزانے نکال رہے ہو۔

بِسْمِ اللَّهِ أَعْطَيْتُ جَوَامِعَ الْكَلِمِ وَنُصِرْتُ بِالرُّعْبِ
وَأُحْكِمْتُ لِي الْمَغَارِبُ وَجُعِلَتْ لِي الْأَرْضُ مِنْ طَهْوَرًا وَ
مَسْجِدًا وَأُورِسْتُ إِلَى الْخَلْقِ كَافَّةً وَخُتِمَ بِي الْيَتُومُونَ -
۱۰۶۰ - حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ أَبِي خَالَةَ قَالَ سَمِعْتُ
أَبَا بَكْرٍ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ قَالَ قَالَ قَالَ قَالَ قَالَ
عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ قَالَ
رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعِثْتُ بِجَوَامِعِ
الْكَلِمِ وَنُصِرْتُ بِالرُّعْبِ وَبَيَّنَّا أَنَا قَائِمًا أُتِيتُ
بِمَفَاتِيحِ خَزَائِنِ الْأَرْضِ فَوَضَعْتُ فِي يَدَيَّ قَالَ
أَبُو هُرَيْرَةَ قَدْ هَبَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
وَأَنْتُمْ تَنْتَشِلُونَهَا.

(یعنی اسلامی فتومات) (جوامع کلم سے مراد زیادہ معانی پوشش کم عبارت ہے)۔

ایک اور سند کے ساتھ بھی حضرت ابوہریرہ سے ایسی
ہی روایت منقول ہے۔

۱۰۶۱ - وَحَدَّثَنَا حَاجِبُ بْنُ الْوَلِيدِ قَالَ سَمِعْتُ
مُحَمَّدَ بْنَ حَرْبٍ عَنْ الزُّبَيْدِيِّ عَنْ الزُّهْرِيِّ قَالَ
أَخْبَرَنِي سَعِيدُ بْنُ الْمُسَيَّبِ وَأَبُو سَلَمَةَ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ
أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ يَقُولُ مِثْلَ حَدِيثِ يُونُسَ -

مزید ایک سند کے ساتھ حضرت ابوہریرہ سے یہی
روایت منقول ہے۔

۱۰۶۲ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ وَعَبْدُ بْنُ
حُمَيْدٍ قَالَا نَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ قَالَ أَنَا مَعْمَرُ بْنُ الزُّهْرِيِّ
عَنْ ابْنِ الْمُسَيَّبِ وَأَبِي سَلَمَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنْ
النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمِثْلِهِ -

۱۰۶۳ - وَحَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ أَبِي خَالَةَ قَالَ سَمِعْتُ
وَهْبَ بْنَ عَمْرٍو وَابْنَ الْحَارِثِ عَنْ أَبِي يُونُسَ مَوْلَى
أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّهُ حَدَّثَنَا عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنْ رَسُولِ
اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَالَ نُصِرْتُ بِالرُّعْبِ
عَلَى الْعُدُوِّ وَأُوتِيتُ جَوَامِعَ الْكَلِمِ وَبَيَّنَّا أَنَا
قَائِمًا أُوتِيتُ بِمَفَاتِيحِ خَزَائِنِ الْأَرْضِ فَوَضَعْتُ
فِي يَدَيَّ -

۱۰۶۴ - وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ قَالَ سَمِعْتُ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول
اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ دشمن پر رعب کے ذریعہ میری
مدد کی گئی، مجھے جوامع کلم دیے گئے۔ خواب میں زمین کے خزانوں
کی چابیاں لا کر میرے ہاتھوں میں رکھ دی گئیں۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میرا رب طاری کر کے میری مدد کی گئی اور مجھے جوامع کلم دیے گئے۔

عَبْدُ الرَّزَّاقِ قَالَ نَامَعَهُ عَنْ هَتَامِ بْنِ مَتِيَّةٍ قَالَ هَذَا مَا حَدَّثَنَا أَبُو هُرَيْرَةَ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَذَكَرَ أَحَادِيثَ مِنْهَا وَقَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نُصِرْتُ بِالرَّغِيبِ وَأُوتِيتُ جَوَامِعَ الْكَلِمِ.

۱۰۷۵۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى وَشَيْبَانُ بْنُ قُرَيْبٍ كِلَاهُمَا عَنْ عَبْدِ الْوَارِثِ قَالَ يَحْيَى أَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ ابْنُ سَعِيدٍ عَنْ أَبِي الْتَّيَّاحِ الصَّبْعِيِّ قَالَ نَأَى نُسُ بْنُ مَالِكٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدِمَ الْمَدِينَةَ فَتَنَزَلَ فِي عُلُوِّ الْمَدِينَةِ فِي حَيٍّ يَفْتَالُ لَهُمْ بَنُو عُمَيْرٍ وَبَنُو عَوْفٍ فَأَقَامَ فِيهِمْ أَرْبَعَ عَشْرَةَ لَيْلَةً ثُمَّ إِنَّهُ أَرْسَلَ إِلَى الْمَلَأِ بَنِي التَّجَارِ فَجَعَلُوا مُتَوَلِّدِينَ سِيُوفَهُمْ قَالَ فَكَأَنِّي أَنْظُرُ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى رَأْسِ حِلَّتِهِ وَأَبُو بَكْرٍ رَدْفُهُ وَمَلَأُ بَنِي التَّجَارِ حَوْلَهُ حَتَّى أَلْفَى يَفْتَاءُ إِلَى أَيُّوبَ قَالَ فَكَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّي حَيْثُ أَدْرَكَتْ الصَّلَاةُ وَيُصَلِّي فِي مَرَابِيعِ الْعَتَمِ ثُمَّ إِنَّهُ أَمَرَ بِالسُّجُودِ قَالَ فَأَمْسَلَ إِلَى الْمَلَأِ بَنِي التَّجَارِ فَجَاءُوا فَقَالَ يَا بَنِي التَّجَارِ ثَامِنُونِي بِحَايِطِكُمْ هَذَا قَالُوا لَا وَاللَّهِ مَا نَطْلُبُ ثَمَنَهُ إِلَّا إِلَى اللَّهِ تَعَالَى قَالَ أَنَسُ فَكَانَ فِيهِ مَا أَقُولُ كَانَ فِيهِ نَعْلٌ وَقُبُورُ الْمُشْرِكِينَ وَخَرِبٌ فَأَمَرَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالنَّحْلِ فَقُطِعَ وَيَعْبُورُ الْمُشْرِكِينَ فَنِيَشَتْ وَبِالْخَرِبِ فَسَوَّيْتُ قَالَ فَصَفُّوا النَّحْلَ قِبَلَهُ وَجَعَلُوا عَصَا دَنِيَسَ حَبَاذَةً قَالَ فَكَانُوا يَأْتُونَ جَزُونَ وَرَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَعَهُمْ وَهُمْ يَقُولُونَ ۝

اللَّهُمَّ لَا خَيْرَ إِلَّا خَيْرُ الْأَخِيَرَةِ

فَانْصُرِ الْأَنْصَارَ وَالْمُسْلِمِينَ

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ پہنچے اور شہر کے بالائی علاقہ کے ایک محلہ میں تشریف لے گئے (جو بنو عمر بن عوف کا محلہ کہلاتا تھا) آپ نے وہاں چودہ دن قیام فرمایا پھر آپ نے قبیلہ بنو نجار کو بلوایا۔ وہ اپنی تلواریں لٹکائے ہوئے حاضر ہوئے۔ حضرت انس کہتے ہیں یہ منظر آج بھی میری آنکھوں کے سامنے ہے کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھ رہا تھا۔ آپ اونٹنی پر سوار تھے اور حضرت ابو بکر آپ کے پیچھے بیٹھے ہوئے تھے اور بنو نجار آپ کے ارد گرد تھے۔ آپ حضرت ابو ایوب کے گھر کے صحن میں اترے۔ حضرت انس کہتے ہیں کہ جہاں نماز کا وقت آجاتا تھا رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم وہیں نماز پڑھ لیتے تھے حتیٰ کہ بکریوں کے بازو میں بھی نماز پڑھ لیتے تھے۔ اس کے بعد آپ نے مسجد بنانے کا ارادہ کیا اور بنو نجار (کے سرداروں) کو بلوایا جب وہ آئے تو فرمایا تم اپنا باغ مجھے فروخت کر دو، انھوں نے عرض کیا بجز ہم آپ سے اس باغ کی قیمت نہیں لیں گے۔ ہم اس کا ماضی صرف خدا سے چاہتے ہیں (۲) حضرت انس کہتے ہیں کہ اس باغ میں جو چیزیں تھیں انھیں میں بتاتا ہوں (۳)؛ اس میں کچھ کھجوروں کے سخت ہشکین کی قبریں اور کندرات تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کھجور کے درختوں کو کاٹنے کا حکم دیا وہ کاٹ دیے گئے (۴) مشرکین کی قبریں اکھاڑ کر پھینک دی گئیں اور کندرات ہموار کر دیے گئے اور کھجور کی لکڑیاں قبلہ کی جانب گاڑ دی گئیں اور اس کے دونوں

صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام رضیہ کلمات پڑھ رہے تھے۔
(۶) جو یہ تھے "اے اللہ! خیر صرف آخرت میں ہے تو مہاجرین
اور انصار کی مدد فرما۔"

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مسجد بننے سے پہلے بکریوں کے باڑہ
میں ناز پڑھا کرتے تھے۔

ایک اور سند کے ساتھ بھی حضرت انس رضی اللہ
عنہ سے ایسی ہی روایت منقول ہے۔

۱۰۷۶- حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللَّهِ بْنُ مَعَاذٍ الْعَنْبَرِيُّ
قَالَ نَا أَرِيَّ قَالَ نَا شُعْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو الْتِيَّاجِ عَنْ
أَبِي أَنْ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُصَلِّي
فِي مَوَاطِنَ الْغَنَمِ قَبْلَ أَنْ يُجْبِيَ الْمَسْجِدَ.

۱۰۷۷- وَحَدَّثَنَا لَا يُحْيَى بْنُ يَحْيَى قَالَ نَا خَالِدٌ
يَعْنِي ابْنَ الْحَارِثِ قَالَ نَا شُعْبَةُ عَنْ أَبِي الْتِيَّاجِ قَالَ سَمِعْتُ أَنَا
يَقُولُ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَجْلِسُ

(۱) حاکم نے بیان کیا ہے کہ اخبار متواترہ سے ثابت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قبا میں ۸ ربیع الاول بروز پیر تشریف
لائے تھے (مدۃ القاری جز: ۴ ص: ۱۷۵)

(۲) واقعہ نے ذکر کیا ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے عذرا کے دو بیٹوں سے یہ زمین دس دینار کے عوض خرید
لی تھی اور حضرت ابوبکر نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے قیمت ادا کر دی تھی۔ یہ زمین درحقیقت سہل اور سہیل نامی
دو تھیم بچوں کی تھی۔ اس لیے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بلا معاوضہ لینا پسند نہیں فرمایا۔ (اکمال اکال المسلم ج ۲: ص ۲۲۸)

اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ مسجد بنانے کے لیے زمین کو اس کے مالک
کی ملک سے خارج کرنا ضروری ہے۔

مساجد بنانے کی ذمہ داری

(۳) علامہ محمد بن خلفہ وثنانی مالکی متوفی ۸۲۷ھ تحریر فرماتے ہیں۔ مساجد بنانے کی ذمہ داری دراصل حاکم وقت کی ہے اور
اگر حکام یہ ذمہ داری پوری نہ کریں تو عام مسلمانوں پر فرض ہے کہ وہ مساجد بنائیں۔ اگر آبادی کی ضرورت ایک مسجد
بنانے سے پوری ہو جائے تو فہما ورنہ حسب ضرورت مساجد بنائی جائیں۔ اسی طرح ائمہ مساجد کی ضروریات کے
مطابق انھیں وظائف ادا کرنا دراصل حکومت کی ذمہ داری ہے اور اگر حکام اس میں قسائل کریں تو پھر یہ مسلمانوں
کی اجتماعی ذمہ داری ہے۔ (اکمال اکال المسلم ج ۲: ص: ۲۲۸)

(۴) قاضی عیاض کہتے ہیں کہ سایہ دار اور پھلدار درختوں کو ضرورت کی وجہ سے کاٹ
دینا جائز ہے مثلاً مسجد یا کوئی اور مفید عمارت بنانا مقصود ہو، کفار کو حالت جنگ

پھلدار درختوں کا کاٹنا

میں ان کے فوائد سے محروم کرنا مقصود ہو، اگر درخت کے گرنے یا کسی غیر کی دیوار پر جھکنے کا خدشہ ہو (اکمال
اکمال المسلم ج ۲: ص: ۲۲۹)

(۵) مشرکین کی قبریں اکھاڑ دینے کا حکم آپ نے اس وجہ سے دیا کہ جن لوگوں کی یہ قبریں تھیں ان کے وارث وہاں موجود تھے۔
نیز مشرکین کی قبروں کا شرعاً کوئی احترام نہیں ہے۔

قبر مشرکین پر مسجد بنانا | جن مقامات پر عذاب کے آثار ہوں وہاں سے روئے بغیر گزرنابھی شرعاً منع ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ان مذبذبین پر روئے بغیر نہ گزرو اور اگر روئے سکو تو عذاب میں مبتلا ان لوگوں پر نہ گزرو!

مبادا تم پر بھی وہ عذاب آئے جو ان پر آیا تھا۔ اسی بنا پر حضرت علی رضی اللہ عنہ ارض بابل پر نماز پڑھنے کو کھودہ گودانتے تھے (صحیح بخاری ج ۱، ص ۶۲) اور جس جگہ مشرکین کی قبریں ہوں وہاں عذاب الہی نازل ہوتا ہے اس بناء پر یہ کہا جاسکتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسی جگہ مسجد کیوں بنائی جہاں مشرکین کی قبریں تھیں۔ اس کا جواب یہ ہے کہ ہو سکتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ اقدام اس لیے کیا ہو کہ آپ یہ ظاہر کر دیں کہ آپ ہر طرح انقلاب برپا کر دیتے ہیں۔ آپ نے لوگوں کے دلوں میں کفر کی جگہ ایمان قائم کیا۔ بے زبان پتھروں اور درختوں کو زبان دی، کڑوے کنویں کو میٹھا کیا۔ مہ شیطاں (آپ کا ہم زاد) کو مہ رحمان کیا تو کیا عجیب ہے کہ آپ نے اپنی اسی انقلاب آفرینی تاثیر سے آثار عذاب کو مبادی ثواب سے بدل ڈالا جو۔ وجہ خواہ کوئی بھی ہو اس میں کوئی شک نہیں کہ یہ آپ کی خصوصیت عام مسلمانوں کیلئے یہ جائز ہے کہ وہ قبر مشرکین کو اکھاڑ کر اس جگہ مسجد بنادیں یا نہیں؟ اس مسئلہ میں ائمہ کا اختلاف ہے۔ امام اوزاعی

آثار عذاب والی زمین پر گزرنے سے مخالفت کی حدیث کے پیش نظر منع کرتے ہیں اور امام شافعی اور احناف مسجد بنانے والی حدیث کے پیش نظر جائز قرار دیتے ہیں (مدۃ القاری ج ۲، ص ۱۷۹)۔ ہماری رائے امام اوزاعی کیساتھ ہے اولاً ایسے نہ ہیں حدیث میں منع فرمایا ہے وہ آپ کا قول ہے اور قبر مشرکین اکھاڑ کر مسجد بنانا آپ کا فعل ہے اور جب آپ کے قول اور فعل میں تضاد ہو تو قول کو ترجیح دی جاتی ہے نانا حدیث منع تحریم پر دلالت کرتی ہے اور دوسری حدیث اباحت پر اور یہ قاعدہ ہے کہ جب تحریم اور اباحت میں تضاد ہو تو تحریم کو ترجیح دی جاتی ہے۔ ثالثاً حضرت علی رضی اللہ عنہ کے اس اثر سے بھی اس موقف کی تائید ہوتی ہے جس میں آپ نے ارض بابل میں نماز پڑھنے کو کھودہ قرار دیا ہے (بخاری ج ۱، ص ۶۲)

قبر مسلمین پر مسجد بنانا | یعنی متوفی ۸۵۵ھ نے ابن قاسم (مالکی عالم) سے نقل کیا ہے کہ جب قبرستان سے قبروں کے آثار مٹ جائیں تو اس قبرستان کو مسجد بنادینا جائز ہے کیونکہ مسجد بھی وقف ہے اور مقبرہ بھی وقف ہے اور یہ دونوں وقف معنی ایک ہی ہیں (مدۃ القاری ج ۲، ص ۱۷۹) یہ صرف ایک مالکی عالم کی رائے ہے مالکیہ، شافعیہ، حنفیہ میں سے کسی کا بھی یہ مذہب نہیں ہے (اکمال الکمال العلم ج ۲، ص ۲۳۰، نووی ج ۱، ص ۲۰۰، عالمگیری ج ۲، ص ۳۵۰)

علامہ عینی کو چاہیے تھا کہ ابن قاسم کے اس جواب کو ذکر کرنے کے بعد یہ واضح کر دیتے کہ یہ من ابن قاسم کی رائے ہے اور یہ کہ وہ مالکی ہیں اور یہ کہ حنفیہ، شافعیہ اور مالکیہ میں سے کسی کا یہ مذہب نہیں ہے علامہ عینی چونکہ حنفی ہیں اور ان کی کتاب میں ابن قاسم کا یہ جواب منکر ہے اس لیے یہ خیال کیا جاسکتا ہے کہ اس مسئلہ میں احناف کا وہی نظریہ ہے جو ابن قاسم نے بیان کیا ہے۔ اسی بنا پر شیخ رشید احمد گنگوہی متوفی ۱۳۷۳ھ نے بڑے طعناً سے یہ فتویٰ دیا کہ مسلمانوں کی قبروں کو اکھاڑ کر مسجد بنانا جائز ہے اور ثبوت میں مدۃ القاری کا مذکورہ بالا حوالہ دیا۔ اعلیٰ حضرت احمد رضا فاضل بریلوی متوفی ۱۳۴۰ھ نے اس فتویٰ پر زبردست فقیہانہ انداز سے ”اہلک اولاد بین علی توہین قبور المسلمین“ نامی رسالہ میں گرفت کی ہے۔ یہ رسالہ لائق مطالعہ ہے۔ بعض محاصرین نے بھی شیخ گنگوہی کی طرح لکھ دیا ہے: ”اور مسلمانوں کی قبریں جب پُرانی ہو کر ان کے آثار مٹ جائیں تو وہاں مسجد بنانی جائز ہے تو حرج نہیں تقسیم البخاری ج ۱، ص ۶۲“ (۶) علامہ طاہر پٹنی رجنی کی تعریف میں رقم طراز ہیں:

رجنہ کی تعریف | رجنہ، شجر کی بجوریں سے ایک بجر اور انواع میں سے ایک نوع ہے۔ اس کا ہر مصرع منفرد ہوتا ہے اس کے قصائد کو اراجیز کہتے ہیں۔ یہ کلام موزون اور وزن شمر پر ہوتا ہے اور اس کے قائل کو راجز کہتے ہیں جیسے بجر شمر کے قائل کو

فَوَلُّوا وُجُوهَهُمْ قِبَلَ الْبَيْتِ۔

یہ سنتے ہی وہ لوگ (حالت نمازیں) بیت اللہ کی طرف پھر گئے۔

حضرت بلا درغی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ سولہ یا سترہ مہینوں تک بیت المقدس کی طرف (منہ کر کے) نماز پڑھی۔ پھر ہم کو کعبہ کی طرف پھیر دیا گیا۔

حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ لوگ قبا میں صبح کی نماز پڑھ رہے تھے، اتنے میں ایک آنے والا آیا اور کہا: "رات کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پھر قرآن نازل ہوا ہے اور اس میں آپ کو نماز میں قبلہ کی طرف منہ کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔ یہ سنتے ہی لوگوں نے کعبہ کی طرف منہ کر لیا حالانکہ اس سے پہلے ان کے منہ شام کی طرف تھے۔

المسلم کہتے ہیں کہ ایک اور سند کے ساتھ بھی حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے حسب سابق روایت منقول ہے۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بیت المقدس کی طرف منہ کر کے نماز پڑھنا کرتے تھے کہ یہ آیت نازل ہوئی: "لَارِيبَ لَكُمْ أَنَّهُ لَآتِيكُمْ فِيهِمْ أَهْلًا مِّنَ السَّمَاءِ قَدْ نَزَّلَ عَلَيْكُمْ فِي الْبَيْتِ الْمُقَدَّسِ الَّذِي تَرْتَضُونَ فِيهِ دِينَكُمْ فِي الْأَسْمَاءِ فَلَنُؤَيِّنَنَّكُمْ قِبْلَتَكُمْ لَنَرْضَاهَا فَوَلَّيْكُمْ وَجْهَكُمْ لِمَشْرِقٍ أَوْ مَغْرِبٍ فَسَبِّحْهُمَا كَلِمَ تَرْضَاهَا لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُونَ"۔

۱۰۷۹۔ وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى وَابْنُ بَكْرِ بْنُ خَلَّادٍ جَمِيعًا عَنْ يَحْيَى قَالَ ابْنُ مَتَّى نَحْنُ يَحْيَى ابْنُ سَعِيدٍ عَنْ سَعِيدٍ قَالَ حَدَّثَنِي أَبُو سُهَيْبٍ قَالَ سَمِعْتُ الْكِبْرَاءَ يَقُولُ صَلَّيْنَا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَحْنُ بَيْتِ الْمُقَدَّسِ سِتَّةَ عَشَرَ شَهْرًا أَوْ سَبْعَةَ عَشَرَ شَهْرًا ثُمَّ صُوفِنَا نَحْنُ الْكُفَّةَ۔

۱۰۸۰۔ حَدَّثَنَا شَيْبَانُ بْنُ خَزْزَرٍ قَالَ سَأَلَ عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ مُسْلِمٍ قَالَ نَاعَبِدُ اللَّهَ بَيْنَ دَيْنَارٍ عَنِ ابْنِ عَمَرَ وَحَدَّثَنَا أَقْتَبَةُ بْنُ سَعِيدٍ وَالْفُطَيْلَةُ عَنْ مَالِكِ ابْنِ أَنَسٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ دِينَارٍ عَنْ ابْنِ عَمَرَ قَالَ بَيْنَمَا النَّاسُ فِي صَلَاةِ الصُّبْحِ بِقُبَاءٍ إِذَا جَاءَهُمْ فَاتٌ فَقَالَ إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ نَزَلَ عَلَيْهِ الْبَلَدُ وَقَدْ أَمَرَ أَنْ يُسْتَقْبَلَ الْقِبْلَةُ فَاسْتَقْبَلُوهَا وَكَانَتْ وَجُوهُهُمْ إِلَى الْقَابِ فَاسْتَدْرَوْا إِلَى الْكُفَّةِ۔

۱۰۸۱۔ حَدَّثَنَا سُؤَيْدُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ حَدَّثَنِي حَفْصُ بْنُ مَيْسَرَةَ عَنْ مُوسَى بْنِ عُقْبَةَ عَنْ نَافِعٍ عَنْ ابْنِ عَمَرَ وَعَبْدِ اللَّهِ بْنِ دِينَارٍ عَنْ ابْنِ عَمَرَ قَالَ بَيْنَمَا النَّاسُ فِي صَلَاةِ الْعَدَاةِ إِذَا جَاءَهُمْ رَجُلٌ بِمِثْلِ حَدِيثِ مَالِكٍ۔

۱۰۸۲۔ حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ قَالَ نَاعِقَانُ قَالَ سَأَلَ حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ عَنْ ثَابِتٍ عَنْ أَنَسٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُصَلِّي نَحْوَ بَيْتِ الْمُقَدَّسِ فَتَرَكْتُ قَدْ نَزَى تَعْلَبَ وَجْهَكَ فِي السَّمَاءِ فَلَنُؤَيِّنَنَّكُمْ قِبْلَتَكُمْ لَنَرْضَاهَا فَوَلَّيْكُمْ وَجْهَكُمْ لِمَشْرِقٍ أَوْ مَغْرِبٍ فَسَبِّحْهُمَا كَلِمَ تَرْضَاهَا لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُونَ۔

نَحْوَ الْقِبْلَةِ۔

کہا کہ قبلہ تبدیل ہو چکا ہے، یہ سن کر وہ لوگ اسی حالت میں قبلہ کی طرف پھر گئے۔

نسخ کی بحث

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ تشریف لانے کے بعد ۱۲ یا ۱۱ ماہ تک بیت المقدس کی طرف منہ کر کے نماز پڑھتے رہے۔ پھر اللہ تعالیٰ نے آپ کی مرضی کے مطابق آپ کا قبلہ بیت الحرام کو بنا دیا۔ چونکہ مسجد اقصیٰ کی طرف منہ کر کے نماز پڑھنے کا ثبوت صرف احادیث میں ہے۔ اس لیے علماء کہتے ہیں کہ یہ حکم حدیث سے ثابت تھا اور قرآن مجید نے اس کو منسوخ کر دیا۔ نسخ کی حسب ذیل تعریفات علماء سے منقول ہیں۔

نسخ کی تعریفات

(۱) والنسخ ابطال

شئ و اقامة غيره مقامه

نسخت الشمس الظل وهو معنى ما

نسخ من آية

(۲) النسخ في اصطلاح العلماء عبارة

عن طريق شرعي يدل على ان الحكم الذي

كان ثابتاً بطريق شرعي لا يوجد بعد ذلك مع

توافق عند على وجه لولاه لكان ثابتاً

(۳) النسخ لغة التبديل وشرعاً بيان لانتفاء

الحكم المطلق

(۴) النسخ في اللغة عبارة عن التبديل والرفع

والانالة يقال نسخت الشمس الظل

اذالت وفي الشريعة هو بيان انتهاء الحكم

الشرعي في حق صاحب الشرع وكان انتهاء

نسخ ایک شے کو باطل کرنا اور دوسری شے کو اس کا قائم مقام کرنا ہے۔ سورج نے سایہ مٹا دیا۔ ایک کمرے میں بھی نسخ کا یہی معنی ہے۔ ہم نے جس آیت کو منسوخ کر دیا (یعنی اس کا حکم بدل دیا۔ سیدھی غفرلہ)

علماء کی اصطلاح میں نسخ اس طریق شرعی کو کہتے ہیں جو اس پر دلالت کرتا ہے کہ جو حکم پہلے طریق شرعی سے ثابت تھا اب وہ نافذ العمل نہیں رہا اور یہ (طریق شرعی) پہلے طریق شرعی سے مؤخر ہوتا ہے یاں طور کہ اگر یہ نہ ہوتا تو پہلا طریق شرعی ثابت رہتا۔ نسخ کے لغوی معنی تبدیل کرنا ہے اور شرع میں حکم مطلق کی انتہا بیان کرنا ہے۔

نسخ کے لغوی معنی تبدیل کرنا، اٹھانا اور زائل کرنا ہے۔ کہا جاتا ہے۔ سورج نے سایہ زائل کر دیا۔ اور اصطلاح شریعت میں نسخ شیع کے اعتبار حکم شرعی کی انتہا کا بیان ہے، اللہ تعالیٰ کو اس حکم کی انتہا معلوم ہوتی ہے، ہمارے سامنے

مجمع بحار الانوار ج ۳، ص ۲۵۲، مطبوعہ فوکلند

تفسیر کبیر ج ۱ ص ۴۳۳، مطبوعہ دار الفکر بیروت ۱۳۹۸ھ۔

مرقاۃ ج ۱ ص ۳۶۲، مطبوعہ مکتبۃ املادیہ لبنان، ۱۳۹۲ھ۔

۱۔ شیخ محمد طاہر بنی متونی ۹۸۶ھ

۲۔ امام فخر الدین رازی متونی ۶۰۶ھ۔

۳۔ ملا علی قاری متونی ۱۰۱۲ھ۔

عند الله تعالى معلوما الا ان في علمنا مكان
استمراره و دوامه و بالنا نحن علمنا انتهاءه
وكان في حقتنا تبدلا و تعديرا۔

چونکہ ناسخ نہیں ہوتا اس لیے ہم اس حکم کو دائمی خیال کرتے
ہیں اور ناسخ آنے کے بعد ہم کو اس حکم کی انتہا معلوم ہوتی ہے
اس لیے جاری اعتبار سے نسخ حکم سابق کا بدل جانا ہے۔

نسخ کی اقسام | ملا علی قاری رحمہ الباری (متوفی ۱۰۱۳ھ) لکھتے ہیں کہ نسخ کی چار قسمیں ہیں۔ قرآن کا قرآن سے، قرآن کا حدیث سے،
حدیث کا حدیث سے اور حدیث کا قرآن سے۔ (مرفاۃ ج ۱، ص ۳۶۲)

علامہ ابن خلدون متوفی ۸۰۸ھ لکھتے ہیں کہ احادیث میں ناسخ اور منسوخ کو معلوم کرنا بہت دشوار ہے۔ بہر حال اگر دو حدیثیں نفیاً
و اثباتاً متعارض ہوں اور ان میں تطبیق نہ ہو سکے اور کسی دلیل سے یہ ثابت ہو جائے کہ ان میں سے ایک حدیث مقدم اور دوسری
مؤخر ہے تو مقدم منسوخ اور مؤخر ناسخ قرار پائے گی (مقدمہ ابن خلدون ج ۲، ص ۳۳۵)

قرآن کریم میں ناسخ اور منسوخ کو معلوم کرنا اس قدر دشوار نہیں ہے کیونکہ سورتوں اور آیات کا مقدم اور مؤخر ہونا صریح
اور منضبط ہے تاہم یہ بات ملحوظ رکھنی چاہیے کہ نسخ کا عمل صرف انشاء (امر اور نہی لینی احکام) میں جاری ہوتا ہے۔ وہ آیات
اور احادیث جن میں کسی واقعہ کی خبر ہو اور باہم متعارض ہوں ان میں نسخ کا عمل جاری نہیں ہوگا ورنہ منسوخ کو خلاف واقعہ اور جھوٹا
ماننا پڑے گا۔

یہود مطلقاً نسخ کا انکار کرتے ہیں اور اپنی شریعت کو قیامت تک جاری اور اپنی کتاب کو ہمیشہ کے لیے قابل عمل گردانتے
ہیں۔ ان کا یہ نظریہ اولاً اس لیے باطل ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام کی شریعت میں بہن بھائی کا آپس میں نکاح جائز تھا (تورات)؛
اور وہ بھی مانتے ہیں کہ اب یہ حکم منسوخ ہے۔ ثانیاً حضرت نوح علیہ السلام کی شریعت میں تمام جانور ملال تھے اور تورات نے بہت
سے جانوروں کو حرام کر دیا۔ (تفسیر کبیر ج ۱، ص ۴۳۴، ۴۳۳ ملخصاً) ثالثاً اس لیے کہ یوسف علیہ السلام کی شریعت میں آزاد آدمیوں کو
غلام بنانا جائز تھا۔ رابعاً پہلے ہفتہ کے دن شکار جائز تھا۔ (عمدة القاری ج ۱، ص ۲۴۷)

بعض شافعیہ قرآن کا حدیث سے اور حدیث کا قرآن سے نسخ نہیں مانتے۔ (شرح مسلم للنزادی ج ۱ ص ۲۰۱) اس کے
برخلاف جمہور علماء اہلسنت نسخ کی چاروں قسموں کو مانتے ہیں۔

شوافع کہتے ہیں کہ اگر قرآن کا نسخ حدیث سے مانا جائے تو لازم آئیگا کہ اللہ کے کلام کی سب سے پہلے تکذیب اس کے رسول
نے کی ہو اور اگر حدیث کا نسخ قرآن سے مانا جائے تو لازم آئیگا کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے کلام کی سب سے پہلے تکذیب اللہ
تعالیٰ نے کی ہو، لیکن یہ دلیل اس لیے مخدوش ہے کہ شوافع نسخ انقرآن بالقرآن مانتے ہیں اس صورت میں لازم آئیگا کہ قرآن کا سب سے
پہلا مکذوب خود اللہ تعالیٰ ہو! نیز وہ نسخ الحدیث بالحدیث بھی مانتے ہیں اس طور پر لازم آئیگا کہ حدیث کا مکذوب سب سے پہلے اللہ
تعالیٰ کا رسول ہو!

در اصل ان حضرات نے نسخ کے معنی پر غور نہیں کیا۔ نسخ کے معنی ”مکذوب“ نہیں ”بیان“ ہیں جیسا کہ نسخ کی تعریف میں ہم
بیان کر چکے ہیں

اکثر علماء اور محققین نے کسی حکم کی انتہاء کے بیان کو نسخ قرار دیا ہے لیکن دقیق نظر سے معلوم ہوتا ہے کہ کسی حکم کے عدم اور شمول
سے بعض افراد کے استثنائاً کا بیان بھی نسخ ہے اور نسخ القرآن بالحدیث کے سلسلہ میں ہم اس کی نظائر بیان کر رہے ہیں۔

علامہ میر سید شریف جرجانی متوفی ۱۰۱۶ھ

نسخ القرآن بالقرآن

ان یکن منکم عشرون صابرون

یغلبوا ملثتین وان یکن منکم مائة یغلبوا الغامن
الذین کفرو بانهم قوم لا یعقون ه الثن خفف الله عنکم
و علم ان فیکم صنفان فان یکن منکم مائة صابرة
یغلبوا ملثتین وان یکن منکم الف یغلبوا الفین باذن
الله - (انفال ۶۶، ۶۷)

اگر تم میں سے بیس صابر ہوں تو وہ دوسو پر غالب
ہوں گے اور اگر تم میں سے سو صابر ہوں تو وہ ہزار کفار پر غالب
ہوں گے کیونکہ کفار اپنی عقل سے (صحیح) اور رک نہیں کرتے۔
اب اللہ نے تم پر تخفیف فرمائی ہے اور اس نے تمہارے
ضعف کو ظاہر کر دیا ہے۔ اگر تم میں سے سو صابر ہوں تو وہ دوسو
پر غالب آئیں گے اور اگر ہزار ہوں تو دوسو ہزار پر۔

ان آیات سے ظاہر ہے کہ پہلے اللہ تعالیٰ نے ایک مسلمان کو دس کافروں کے ساتھ لڑنے کا مکلف کیا پھر یہ حکم منسوخ کر کے ایک مسلمان کو دس کافروں کے ساتھ لڑنے کا مکلف کیا۔

نسخ القرآن بالحدیث

نسخ کی یہ قسم انتہائی نازک اور اہم ہے۔ منکرین حدیث فقہا کی توہین کرتے ہوئے اس قسم کا بہت
چرچا کرتے ہیں اور یہ مغالطہ دیتے ہیں کہ خبر متواتر (لفظی) صرف ایک ہے۔ باقی اخبار احاد ہیں۔ پھر
قرآن مجید کو جو کہ تواتر سے ثابت ہے خبر واحد سے کیسے منسوخ کیا جاسکتا ہے۔

اس کا جواب یہ ہے کہ اس قسم سے یہ مراد نہیں ہے کہ حدیث کے ذریعہ متن قرآن کو یا اس کے عام حکم کو کسبیتہ منسوخ کر دیا
جائے۔ بلکہ اس کا مطلب یہ ہے کہ قرآن کریم کے کسی عام حکم کے بعض افراد کو زبان رسالت سے خاص کر لیا جائے یہ تخصیص ہم
تک جن اسانید سے پہنچی وہ متواتر نہیں لیکن جن لوگوں نے زبان رسالت سے یہ تخصیص سنی ان کے لیے وہ تخصیص ایسی ہی قطعی
اور یقینی تھی جیسا کہ قرآن کریم کا قرآن کریم ہونا قطعی اور یقینی ہے کیونکہ جس زبان سے کسی آیت کی تلاوت کر کے آپ نے یہ بتلایا کہ
یہ قرآن ہے اسی زبان نے یہ بتلایا کہ اس حکم عام سے فلاں فلاں اشخاص خاص کر لیے گئے ہیں۔ مثلاً قرآن کریم نے عام حکم دیا ہے
کہ ہر مسلمان اپنی پسند کی چار شادیاں کر سکتا ہے (نساء: ۳ ملخصاً) لیکن حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو اس حکم
سے مستثنیٰ کر دیا اور فرمایا کہ علی، حیات فاطمہ میں ابو جہل کی بیٹی سے شادی نہیں کر سکتے (سنن ابوداؤد ج ۱، ص ۲۸۲، ۲۸۳ ملخصاً)
اسی طرح قرآن حکیم نے عام حکم دیا ہے کہ ہر نر اعلیٰ مقام میں دو مردوں یا ایک مرد اور دو عورتوں کی گواہی مقبہ ہوگی (بقرہ) لیکن حضور صلی اللہ علیہ
وسلم نے حضرت خزیمہ بن ثابت انصاری کو اس حکم سے مستثنیٰ کر دیا اور فرمایا کہ خزیمہ کی اکیلی گواہی دو کے برابر ہے (سنن ابوداؤد
ج ۲، ص ۱۵۲)۔ اسی طرح قرآن کریم نے عام حکم دیا ہے کہ ہر نر اپنے وقت میں ادا کی جائے (نساء: ۱۰۳) لیکن حضور صلی اللہ علیہ وسلم
نے اس حکم عام سے عرفات کی عصر اور مزدلفہ کی مغرب کو خاص کر لیا۔ کیونکہ عرفات میں عصر ظہر کے وقت میں اور مزدلفہ میں مغرب،
عشاء کے وقت میں پڑھی جاتی ہے (سنن ابوداؤد، ج ۱، ص ۲۶۴) اسی طرح قرآن کریم نے عام حکم دیا کہ اگر میت کے ورثہ میں
سے ایک لڑکی ہو تو اس کو آدمی میراث میں لگے (نساء: ۱۱) لیکن حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اس عام حکم سے حضرت سیدہ
فاطمہ رضی اللہ عنہا کو خاص کر لیا اور آپ کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی وراثت میں سے نصف حصہ نہیں دیا کیونکہ جس زبان سے انھوں نے

فان كانت واحدة فلها النصف - (نساء: ۱۱) ساتھ اسی زبان سے انھوں نے ساتھ لیا سو رات
ہم گروہ انبیاء کسی کو وارث نہیں بناتے (صحیح بخاری ج ۲، ص ۸۰۶) ان کے لیے دونوں حکم ایک جیسے قطعی تھے

نسخ الحديث بالحديث

عن ابن مسعود

رسول الله صلى الله عليه وسلم قال كنت نهيتكم عن زيارة القبور فزوروا

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا میں نے تم کو (پہلے) زیارت قبور سے منع کیا تھا۔ سنو! قبروں کی زیارت کیا کرو!

اس حدیث سے صراحتہ معلوم ہوتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پہلے قبروں کی زیارت سے منع فرمایا تھا بعد میں اس حکم کو منسوخ کر کے قبروں کی زیارت کا حکم دیا۔

قرآن مجید سے حکم حدیث کے منسوخ ہونے کی واضح مثال باب مذکور کی حدیث ہے جس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے معین کردہ قبلہ کو اللہ تعالیٰ نے بدل کر کعبہ کو قبلہ بنا ڈالا۔

تحويل قبلہ کی تاریخ ہجرت کے ۱۲ یا ۱۴ ماہ بعد کعبہ کی تحویل ۱۵ رجب سنہ ۱ھ میں ہوئی (عمدة القاری ج ۱ ص ۲۴۵، فتح الباری ج ۱ ص ۹۷)۔ بعض معاصرین کا یہ کہنا صحیح نہیں ہے کہ ”یہ تحویل ہجرت کے دو سال بعد نصف رجب میں ہوئی“ (تفہیم البخاری، ج ۱ ص ۴۳۰)۔

کعبہ کی طرف پہلی نماز کی طرف منہ کر کے سب سے پہلے کون سی نماز پڑھی۔ حضرت برادر بن عازب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ تشریف لانے کے بعد ۱۲ یا ۱۴ ماہ بیت المقدس کی طرف رخ کر کے نماز پڑھی اور آپ یہ چاہتے تھے کہ آپ کا قبلہ کعبہ بنا دیا جائے اور آپ نے کعبہ کی طرف منہ کر کے جو نماز پڑھی وہ عصر کی نماز تھی (صحیح بخاری ج ۱ ص ۱۰)۔ اس حدیث شریف میں واضح تصریح ہے کہ کعبہ کی طرف منہ کر کے جو پہلی نماز پڑھی وہ عصر کی نماز تھی۔ صحیح بخاری میں حضرت برادر بن عازب رضی اللہ عنہ سے ایک اور روایت میں ہے، تحویل قبلہ کا حکم نازل ہوا، ایک شخص نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نماز پڑھی نماز پڑھنے کے بعد اس شخص کا انصار کی ایک جماعت پر گزر ہوا، وہ لوگ بیت المقدس کی طرف رخ کر کے عصر کی نماز پڑھ رہے تھے اس شخص نے قسم کھا کر کہا کہ اس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کعبہ کی طرف منہ کر کے نماز پڑھی ہے تو اس جماعت نے کعبہ کی طرف رخ کر لیا۔ (صحیح بخاری ج ۱ ص ۵۷)۔

اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ تحویل قبلہ کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جو سب سے پہلی نماز پڑھی وہ ظہر کی نماز تھی کیونکہ انصار عصر کی نماز پڑھ رہے تھے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے تحویل قبلہ کے بعد جو نماز پڑھی وہ اس سے پہلی (یعنی ظہر) تھی۔ علامہ محمد بن سعد طبقات میں لکھتے ہیں: ایک روایت میں ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ظہر کی دو رکعات مسلمانوں کو مسجد میں پڑھائیں، پھر آپ کو مسجد حرام (کعبہ) کی طرف منہ کرنے کا حکم دیا گیا، آپ نے کعبہ کی طرف اثناء نماز میں رخ کر لیا اور مسلمان بھی آپ کے ساتھ کعبہ کی طرف پھر گئے۔ روایات میں یہ بھی ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ام بشار بن برادر بن معمر سے ملاقات کے لیے بنو سلمہ میں گئے۔ انہوں نے آپ کے لیے کھانا تیار کیا۔ اسی دوران ظہر کا وقت آگیا۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم

نے اپنے اصحاب کو ذر رکعت نماز پڑھانی اس کے درمیان آپ کو کعبہ کی طرف رخ کرنے کا حکم دیا گیا۔ آپ کعبہ کی طرف پھر گئے اور اس مسجد کا نام ”مسجد القبلتین“ رکھا گیا۔ علامہ ابن سعد کہتے ہیں کہ علامہ واقدی فرماتے ہیں کہ یہ روایت ۱۷۷ سے نزدیک زیادہ ثابت ہے۔ ابو داؤد، ہزار اور طبرانی میں یہ روایات موجود ہیں۔ (فتح الباری ج ۱ ص ۵۰۳)

روایات میں تطبیق | صحیح بخاری ص ۱۰ اور ص ۵ کی دونوں روایتیں متعارض ہیں۔ کیونکہ ایک روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ تحویل کے بعد آپ نے پہلی نماز عصر اور دوسری سے ظہر ہوتا ہے کہ ظہر پڑھی۔ اور دوسری روایت کی مؤید ابو داؤد، ہزار اور طبرانی کی روایات بھی ہیں۔

علامہ ابن حجر عسقلانی متوفی ۸۵۲ھ ان روایات میں تطبیق دیتے ہوئے کہتے ہیں: تحقیق یہ ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے تحویل کے بعد پہلی نماز بشر بن براہ بن معمر کی وفات کے موقع پر ان کی مسجد میں ظہر پڑھی اور مسجد نبوی میں تحویل کے بعد پہلی نماز عصر پڑھی۔ اور قبائ میں تحویل کے بعد پہلی نماز صبح پڑھی۔ (فتح الباری ج ۱ ص ۹۷)

اس تحقیق سے ظاہر ہوا کہ بخاری ج ۱ ص ۵ میں جس پہلی نماز کا ذکر ہے اس مراد اولیت حقیقی ہے اور بخاری ج ۱ ص ۱۰ پر جس اولیت کا ذکر ہے اس سے مراد اولیت اضافی ہے۔ بعض ماسرین اس حقیقت کو نہ پاسکے اور انہوں نے لکھ دیا: ”یہ کہنا صحیح نہیں کہ ظہر کی آدھی نماز پڑھنے کے بعد سر در کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے کعبہ کی طرف منہ کر لیا تھا کیونکہ صحیح روایات اس کے خلاف ہیں۔ تحویل کعبہ ظہر اور عصر کے درمیان ہوتی اور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے کعبہ کی طرف منہ کر کے سب سے پہلی نماز عصر پڑھی تھی۔“

(تفسیر البخاری ج ۱ ص ۶۹)

خبر واحد پر عمل | ایک شخص نے اہل قبا کو حالت نماز میں خبر دی کہ ”قبلہ بدل گیا ہے“ اور انہوں نے حالت نماز میں رخ بدل لیا۔ اس سے علماء استدلال کرتے ہیں کہ خبر واحد پر عمل کرنا جائز ہے۔ نیز انہوں نے قبلہ اولیٰ کو قطعی اور یقینی قرار دیا۔ خبر واحد سے کیسے منسوخ کر دیا جو بہر حال ظنی ہے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ خبر دینے والے نے قرآن پاک کی آیت پڑھی اور انہوں نے پہلے حکم کو قرآن کریم سے منسوخ کر دیا اور چونکہ وہ لوگ اہل زبان اور فصحاء عرب تھے اور اسلوب قرآن سے آشنا تھے اس لیے انہوں نے قرآن کریم کو اس کی اعجاز آفریں عبارت سے پہچان لیا۔

ورد و شرع سے قبل تکلیف کا حکم | اہل قبا کو خبر دینے سے پہلے یہ معلوم نہیں تھا کہ اب کعبہ کو قبلہ بنا دیا گیا ہے اس لیے ان سے وہ ان احکام کا مکلف نہیں ہے۔ (عمدة القاری ج ۱ ص ۲۴۷)

اہل علم کا اس بات پر اتفاق ہے کہ جس شخص تک نبوت، صلا، جزا، سزا اور احکام شرعیہ نہ پہنچے ہوں وہ ان کا مکلف نہیں ہے۔ البتہ اس بات میں اختلاف ہے کہ اس پر اللہ تعالیٰ کی معرفت واجب ہے یا نہیں، مارتبیدیہ امام ابو حنیفہ اور عام معتزلہ کے نزدیک صحیح یہ ہے کہ اس پر اللہ تعالیٰ کی معرفت واجب ہے اور اگر وہ اللہ تعالیٰ پر ایمان نہیں لایا تو وہ مستحق عذاب ہوگا اور اشاعرہ کا مسلک یہ ہے کہ اس پر اللہ تعالیٰ کی معرفت واجب نہیں ہے۔ (۲۲۴)

اشاعرہ کے دلائل یہ ہیں:
اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے:

وما كنا معذبين حتى نبعث رسولا - ہم اس وقت تک عذاب نہیں دیں گے جب تک کہ رسول کو نہ بھیج دیں۔
(بنی اسرائیل: ۱۵)

رسلا مبشرين ومنذرين لئلا يكون للناس على الله حجة بعد الرسل - اللہ تعالیٰ نے رسول بھیجے جو بشارت دینے والے اور عذاب سے ڈرانے والے ہیں تاکہ لوگوں کے لیے اللہ تعالیٰ کے سامنے کسی عذر کا موقع نہ رہے۔
(النساء: ۱۶۵)

سید نسیم الدین مراد آبادی متوفی ۱۳۶۷ھ، اس کی تفسیر میں کہتے ہیں:
اس آیت سے یہ مسئلہ معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ رسولوں کی بعثت سے قبل خلق پر عذاب نہیں فرماتا جیسا کہ دوسری جگہ ارشاد فرمایا:
”وما كنا معذبين حتى نبعث رسولا“ اور یہ مسئلہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ معرفت الہی بیان شرع و زبان انبیاء ہی سے حاصل ہوتی ہے عقل محض سے اس منزل تک پہنچنا میسر نہیں ہوتا۔

اللہ تعالیٰ عذاب جہنم میں مبتلا کفار کو فرشتوں کی زبان سے قائل کرتے ہوئے کہہ دے گا:
الہ یا تکہ رسل منکم یتلون علیکم آیات ربکم - کیا تمہارے پاس تمہاری جنس سے رسول نہیں آئے تھے؟
جو تم پر تمہارے رب کی آیات تلاوت کرتے تھے! جہنم کے فرشتے کہیں گے کیا تمہارے پاس رسول معجزات بیکہ نہیں آئے تھے۔ کفار کہیں گے ”کیوں نہیں!“

قالوا اولم تک تأتیکم رسدکم بالبینات قالوا بلی - ان آیات سے معلوم ہوا کہ کفار کو عذاب دینے کی حجت، رسولوں کا مبعوث فرمانا ہے۔ قرآن کریم میں کہیں بھی اللہ تعالیٰ نے عقل محض کو حجت نہیں قرار دیا۔

ما ترید یہ ان آیات کی تاویل کرتے ہوئے رسول سے عقل، مراد لیتے ہیں۔ لیکن قرآن کریم کا اسلوب اس سے انکار کرتا ہے۔ اور بداهت شاہد ہے کہ یہ بے جا تاویل ہے۔ صحیح بات وہی ہے جو اشاعرہ نے کہی ہے۔

اس حدیث میں سب سے نمایاں طور پر جو بات سامنے آئی ہے وہ ہے اللہ تعالیٰ کے نزدیک نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی قدر و منزلت کہ اللہ تعالیٰ نے کسی دعا اور سوال کے بغیر آپ کی خواہش کے مطابق کعبہ کو آپ کا قبلہ بنا دیا۔ بقول حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا ”اللہ تعالیٰ آپ کی خواہش بہت جلد پوری کرتا ہے۔“ (بخاری ج ۲ ص ۷۶)۔ اگر کوئی شخص لاعلمی سے غیر قبلہ کی طرف نماز پڑھ لے تو اس پر عادیہ نہیں ہے۔۔۔ صحابہ کرام دینی معاملات میں اپنے مسلمان بھائیوں سے خیر خواہی کیا کرتے تھے۔ مسلمان کو چاہیے کہ وہ طاعات میں اکل احوال کا خواہاں رہے۔ نماز میں قبلہ کی طرف رخ کرنا واجب ہے۔ اور اب قبلہ کعبہ ہے۔ شرعاً اللہ تعالیٰ۔

مکہ میں قبلہ کا رخ | علماء کا اس میں اختلاف ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم مکہ میں کس قبلہ کی طرف رخ کر کے نماز پڑھتے تھے۔ بعض حضرات نے کہا کہ مکہ میں کعبہ کی طرف رخ کر کے نماز پڑھتے تھے لیکن محققین نے اس کو ضعیف قرار دیا ہے۔ کیونکہ اس سے لازم آئے گا کہ فتح مکہ کے بعد وہ مکہ کو مندرجہ بالا سمت اللہ تعالیٰ سے پھر اس کو منسوب کر کے دوبارہ کعبہ کو قبلہ بنایا۔

ہو۔ زیادہ تر علماء کی تحقیق یہ ہے کہ آپ مکہ میں بیت المقدس کی طرف رخ کر کے اس طرح کھڑے ہوتے تھے کہ کعبہ کی طرف پیٹھ نہیں ہوتی تھی۔ (عمدة القاری جز ۱ ص ۲۴۰)

قبروں پر مسجد بنانے ان پر تصاویر رکھنے اور ان کو سجدہ کرنے کی ممانعت

بَابُ النَّهْيِ عَنْ بِنَاءِ الْمَسْجِدِ عَلَى الْقُبُورِ وَاتِّخَاذِ الصُّورِ فِيهَا وَالنَّهْيِ عَنْ اتِّخَاذِ الْقُبُورِ مَسَاجِدَ

۱۰۸۳۔ حَدَّثَنَا زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ نَا هِشَامُ بْنُ سَعِيدٍ يَعْنِي الْقَطَّانَ قَالَ نَاهِشًا مَرْثَا أَخْبَرَنِي أَبِي عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ أُمَّ حَبِيبَةَ وَأُمَّ سَلَمَةَ ذَكَرَتَا كَيْسَةَ مَا آيَتْهَا بِالْحَبَشَةِ فِيهَا نَصَارٌ وَبُرُكُوسٌ لِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ أَوْلَيْكَ إِذَا كَانَ فِيهِمُ التَّوَجُّلُ الصَّالِحُ قَمَاتَ بَنُو أَعْلَى قَبْرِهِ مَسْجِدًا وَصَوْرًا دَا فِيهِ تِلْكَ الصُّورَةُ أَوْلَيْكَ شِمَا أَلْخَلْقِ عِنْدَ اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ يَوْمَ الْقِيَمَةِ۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ حضرت ام حبیبہ اور حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہما نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ایک گر جا کا ذکر کیا جسے انھوں نے حبش میں دیکھا تھا اور اس میں تصویریں آویزاں تھیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ان لوگوں کا وہی حال تھا کہ جب ان میں کوئی نیک آدمی مر جاتا تو وہ اس کی قبر کو سجدہ گاہ بناتے اور اس میں تصاویر آویزاں کرتے یہ لوگ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کے نزدیک سب سے بدترین لوگ ہوں گے۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کے وقت لوگ آپس میں باتیں کر رہے تھے۔ حضرت ام سلمہ، حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہما نے بھی گر جا کا تذکرہ کیا۔ بقیہ حدیث حسب سابق ہے۔

۱۰۸۴۔ حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَعَمْرُو التَّائِبُ قَالَا نَا وَكِيعٌ قَالَ نَاهِشًا مَرْثَا عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ تَهُمَ تَذَاكَرُوا عِنْدَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي مَرَضِهِ فَذَكَرَتْ أُمُّ سَلَمَةَ وَأُمُّ حَبِيبَةَ كَيْسَةَ ثُمَّ ذَكَرْنَ حَوْهَ۔

۱۰۸۵۔ وَحَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ قَالَ نَا أَبُو مُعَاوِيَةَ قَالَ نَاهِشًا مَرْثَا عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ ذَكَرْنَ أَزْوَاجَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَيْسَةَ مَا آيَتْهَا بِأَرْضِ الْحَبَشَةِ يُقَالُ لَهَا مَادِيَةُ بِمَثَلِ حَدِيثِهِمْ۔

۱۰۸۶۔ وَحَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَعَمْرُو التَّائِبُ قَالَا نَا هَانِئُ بْنُ الْقَاسِمِ قَالَ نَا شَيْبَانُ عَنْ هَدَّالِ بْنِ أَبِي حَبِيدٍ عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج نے ایک گر جا کا تذکرہ کیا جو انھوں نے ملک حبش میں دیکھا تھا اس کا نام ”ماربہ“ تھا۔ اس کے بعد حدیث مثل سابق ہے۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ جس بیماری کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وسلم تندرست نہیں ہوئے اس میں آپ نے ارشاد فرمایا اللہ تعالیٰ یہود اور نصاریٰ پر لعنت فرمائے۔ اپنے رسولوں کی قبروں کو سجدہ گاہ بنالیا حضرت عائشہ

بیان کرتی ہیں اگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اس بات کا خیال نہ ہوتا تو آپ اپنی قبر کو ظاہر کر دیتے مگر آپ کو یہ خیال تھا کہ لوگ آپ کی قبر کو سجدہ گاہ بنالیں گے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ یہود کو تباہ و برباد کرے انھوں نے اپنے انبیاء کی قبروں کو سجدہ گاہ بنا ڈالا۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہود پر اللہ تعالیٰ کی لعنت ہو انھوں نے انبیاء کی قبروں کو سجدہ گاہ بنا ڈالا۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کا وقت قریب آیا تو آپ نے اپنے منہ پر چادر ڈال دی جب آپ گھبراتے تو چادر کو منہ سے ہٹا دیتے۔ اور فرماتے یہود پر اللہ تعالیٰ کی لعنت ہو۔ انھوں نے اپنے نبیوں کی قبروں کو سجدہ گاہ بنا ڈالا درنہ ایک آپ ان کے افعال سے ڈراتے تھے۔

حضرت جندب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال سے پانچ روز قبل سنا، آپ نے فرمایا: میں اللہ تعالیٰ کے سامنے اس چیز سے بری ہوتا ہوں کہ کسی کو اپنا خلیل بناؤں کیونکہ اللہ تعالیٰ نے مجھے اپنا خلیل بنالیا ہے جیسا کہ حضرت ابراہیم کو خلیل بنایا تھا اور

فِي مَرَضِهِ الَّذِي لَمْ يَعْتَمِدْ مِنْهُ لَعَنَ اللَّهُ الْيَهُودَ النَّصَارَى اتَّخَذُوا قُبُورَ أَنْبِيَائِهِمْ مَسَاجِدَ قَالَتْ فَلَوْلَا ذَلِكَ لَابُرِيَ قَبْرُهُ غَيْرَ أَنَّهُ حَشِيَ أَنْ يَتَّخَذَ مَسْجِدًا وَفِي رِوَايَةٍ بَنِ آجِي هُتَيْبَةَ وَلَوْلَا ذَلِكَ يَذْكُرُ قَالَتْ۔

۱۰۸۷۔ حَدَّثَنِي هَارُونُ بْنُ سَعِيدٍ الْأَيْلِيُّ قَالَ نَأْبَنُ وَهَيْبُ قَالَ أَخْبَرَنِي يُونُسُ وَمَالِكُ بْنُ أَبِي شَهَابٍ قَالَ حَدَّثَنِي سَعِيدُ بْنُ الْمُسَيَّبِ أَنَّ أَبَاهُ هِيرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَاتِلِ اللَّهُ الْيَهُودَ اتَّخَذُوا قُبُورَ أَنْبِيَائِهِمْ مَسَاجِدَ۔

۱۰۸۸۔ وَحَدَّثَنِي قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ نَأْبَنُ الْفَرَارِيُّ عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ بْنِ الْأَصَمِ قَالَ نَأْيَزِيدُ بْنُ الْأَصَمِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَعَنَ اللَّهُ الْيَهُودَ وَالنَّصَارَى اتَّخَذُوا قُبُورَ أَنْبِيَائِهِمْ مَسَاجِدَ۔

۱۰۸۹۔ وَحَدَّثَنِي هَارُونُ بْنُ سَعِيدٍ الْأَيْلِيُّ وَحَزْمَلَةُ بْنُ يَحْيَى قَالَ حَزْمَلَةُ أَمَا وَقَالَ هَارُونُ نَأْبَنُ وَهَيْبُ قَالَ أَخْبَرَنِي يُونُسُ عَنْ ابْنِ شَهَابٍ قَالَ أَخْبَرَنِي عُبَيْدُ اللَّهِ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ أَنَّ عَائِشَةَ وَعَبْدَ اللَّهِ ابْنُ عَبَّاسٍ قَالَا لَمَّا تَرَكْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ طِفْطِطَ يَطْرَحُ حَبِيبَةً لَهَا عَلَى وَجْهِهِ فَإِذَا اغْتَمَّ كَتَفَهَا عَنْ وَجْهِهِ فَقَالَ وَهُوَ كَذَلِكَ لَعَنَهُ اللَّهُ عَلَى الْيَهُودِ وَالنَّصَارَى اتَّخَذُوا قُبُورَ أَنْبِيَائِهِمْ مَسَاجِدَ يَحْتَضِرُونَ مَا صَنَعُوا۔

۱۰۹۰۔ حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَإِسْحَاقُ ابْنُ إِبْرَاهِيمَ وَالتَّفْطُلَانِي بَكْرٌ قَالَ إِسْحَاقُ أَنَا وَقَالَ أَبُو بَكْرٍ نَاذَكَرَ يَا ابْنَ عَدِي عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو عَنْ نُمَيْدِ بْنِ أَبِي أُنَيْسَةَ عَنْ عَمْرِو بْنِ مُرَّةٍ عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو ابْنِ الْحَارِثِ التَّجَرْنِي قَالَ حَدَّثَنِي جَنْدَبٌ قَالَ

سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَبْلَ أَنْ يَمُوتَ يَخْمُسُ وَهُوَ يَقُولُ إِنِّي أَبْرَأُ إِلَى اللَّهِ أَنْ يَكُونَ لِي مِنْكُمْ خَيْلٌ فَإِنَّ اللَّهَ قَدْ اتَّخَذَ فِي خَيْلِكَ كَمَا اتَّخَذَ اللَّهُ إِبْرَاهِيمَ عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ خَيْلًا وَكَوْ كُنْتُ مُتَّخِذًا مِنْ أُمَّتِي خَيْلًا لَا تَخْذُلُ أَبَا بَكْرٍ خَيْلًا الْآوِلَاتِ مَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ كَانُوا يَتَّخِذُونَ قُبُورَ أَنْبِيَائِهِمْ وَصَالِحِيهِمْ مَسَاجِدَ إِلَّا فُلَا تَتَّخِذُوا الْقُبُورَ مَسَاجِدَ إِنِّي أَنهَاكُمْ عَنْ ذَلِكَ.

اگر میں امت میں سے کسی کو خیل بناتا تو ابوبکرؓ کو خیل بناتا۔ سنو! تم میں سے پہلے لوگ اپنے نبیوں اور میک لوگوں کی قبروں کو مسجد گاہ بنالیتے تھے۔ سنو! تم قبروں کو مسجد گاہ نہ بنانا میں تم کو اس سے روکتا ہوں۔

تصاویر کا حکم | اس حدیث میں قبر پر بنائی جانے والی ان تصاویر کی مذمت کی گئی ہے جن کی عبادت کی جاتی تھی۔ اس سلسلہ میں یہ بحث غور طلب ہے کہ تصاویر کا کیا حکم ہے۔ اس مسئلہ میں علماء کا قدیم و جدید اختلاف رہا ہے، اکثر علماء تصویر بنانے کو مطلقاً منع کرتے ہیں اور بعض علماء ان تصاویر کو جائز قرار دیتے ہیں جن کا حجم اور سایہ نہ ہو ان کی دلیل یہ حدیث زید بن خالد بن ابی طلحة صاحب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انہ قال ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال ان الملائكة لا تدخل بیتا فیہ صورة قال بسرثم اشتكى ناید فعدا ناه فاذا على بابہ ستر فیہ صورة قال فقلت لعبيد الله الخولاني يا بيب سيمونة ما وجه النبی صلی اللہ علیہ وسلم الم یخبرنا ناید عن الصور یوم الاول فقال لعبيد الله الم تسمعه حین قال الارتما فی شوب بله

زید بن خالد بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابی حضرت ابو طلحہ سے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس گھر میں تصویر ہو اس میں فرشتے نہیں ہوتے۔ بسر کہتے ہیں کہ زید بیمار ہو گئے ہم ان کی عیادت کے لیے گئے تو ان کے گھر کے دروازہ پر تصویر والا پردہ دکھیا۔ میں نے عبید اللہ خولانیؓ سے ام المؤمنینؓ کے بیٹے سے پوچھا کیا پہلے زید ہم کو تصویروں سے منع نہیں کرتے تھے؟ عبید اللہ نے کہا کیا تم نے نہیں سنا کہ وہ کپڑوں پر منقش تصویروں کا اشتنا کرتے تھے۔

علامہ نووی اس کی شرح میں لکھتے ہیں:

هذا یحتبہ بہ من یقول بابا حۃ ما کان رقتاً مطلقاً۔

علامہ ابن حجر عسقلانی لکھتے ہیں:

علامہ قمر طبری فرماتے ہیں زید بن خالد کی حدیث سے ظاہر ہوتا ہے کہ ملائکہ اس گھر میں داخل ہونے سے نہیں رکتے۔ جس میں ایسی تصویر ہوں جو پر دلوں پر منقوش ہوں اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی روایت سے فرشتوں کا نہ آنا ظاہر ہوتا ہے ان میں تطبیق اس طرح ہے کہ حدیث عائشہ کا مفاد کراہت سے اور حدیث ابی طلحہ کا مفاد مطلقاً حواز ہے اور حواز کراہت کے معانی نہیں ہوتا۔ علامہ ابن حجر کہتے ہیں کہ یہ بہترین تطبیق ہے۔

علامہ نووی متوفی ۷۶۶ھ زید بن خالد کی حدیث کی شرح میں لکھتے ہیں:

”زید بن خالد نے کپڑے پر منقوش نقادیر کے جواز کی جو روایت بیان کی ہے اس روایت میں نقادیر سے مراد بے جان چیزوں کی نقادیر لیسا صحیح نہیں ہے کیونکہ جواز کا استثناء انہی نقادیر سے ہے جن کو پہلے ناجائز قرار دیا تھا اور وہ جاندار چیزوں کی نقادیر ہیں نیز بے جان نقادیر محل نزاع نہیں ہیں اور ان کے جواز میں کبھی اختلاف نہیں رہا۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے ان کے بنانے کی واضح اجازت دی ہے۔“

نیز علامہ ابن حجر مکتے ہیں:

حنبلوں کے مذہب میں کپڑوں پر منقوش تصاویر مطلقاً جائز ہیں جیسا کہ ابو طلحہ کی حدیث سے واضح ہے البتہ اگر ان تصاویر سے دیوار کو چھپا دیا جائے تو وہ منع کرتے ہیں علامہ نووی کہتے ہیں کہ اسلاف میں سے بعض کا مذہب یہ تھا کہ جن تصاویر کا جسم نہ ہو ان کا بنانا مطلقاً جائز ہے۔

ان مذهب المختار جواز الصورة في
الثوب ولو كان معلقاً على ما في خبر ابي طلحة
لكن ان ستر به الجدار منع عند هوف قال النووي
وذهب بعض السلف الى ان الممنوع ما كان له
ظل واما ما لا ظل له فلا بأس باتخاذ
مطلقاً ٥٢

علامہ نووی متوفی ۶۷۲ھ نے بعض اسلاف کے مذہب کو باطل قرار دیا ہے لیکن علامہ ابن حجر عسقلانی متوفی ۸۵۲ھ نے ان پر تعاقب کیا ہے دیکھتے ہیں :

ابن عربی بیان کرتے ہیں کہ میں مکہ کے بالائی علاقہ میں قاسم کے گھر گیا میں نے وہاں ایک ڈولی دیکھی جس میں تقدس اور عتقا کی تصاویر تھیں۔ اس لیے نووی کا مطلقاً باطل قرار دینا محذوش ہے کیونکہ ان لوگوں نے کپڑوں میں منقوش تصاویر کی اجازت سے استدلال کیا ہے۔ کیونکہ یہ اجازت

عن ابن عون قال دخلت على القاسم
هو بأعلى مكة في بيته فرايت في بيته حجلة فيها
تصاوير القديس والعقبا "فتي اطلاق كونه
مذهبا بأطلا نظرا اذ يحتمل انه تمسك في
ذلك بعموم قوله الارتما في ثوب فانه اعم من ان

۱۵ علامہ ابن حجر عسقلانی متوفی ۸۵۲ھ - فتح الباری ج ۱، ص ۳۹۲ مطبوعہ لاہور

۷ علامہ ابن حجر عسقلانی متوفی ۸۵۲ھ - فتح الباری ج ۱، ص ۳۶۶ مطبوعہ لاہور

عام ہے خواہ تصاویر اُویز الی ہوں یا کچی ہوئی ہوں اور حیث مالک
میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے پردوں میں منقوش تصاویر کی وجہ
سے جو انکار کیا تھا وہ دو وجہوں سے مرکب تھا ان پردوں میں تصاویر
بھی تھیں اور ان تصاویر نے دیوار کو چھایا بھی دیا تھا۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ابتداءً تصاویر بنانے اور رکھنے سے منع فرمایا تھا بعد میں کپڑے میں منقوش یا مکتوب تصاویر کی
اجازت دیدی اس کی وجہ بتاتے ہوئے علامہ عینی لکھتے ہیں:

شارع علیہ السلام نے اولاً ہر قسم کی صورتیں بنانے سے
منع کر دیا اگرچہ وہ کپڑوں میں منقوش ہوں کیونکہ اس وقت لوگ
تصویروں کی عبادت کے مادی تھے اس لیے مطلقاً منع فرما دیا
پھر جب لوگ اس ممانعت کے غور ہو گئے تو آپ نے صورت
کی بناد پر کپڑوں میں منقوش تصاویر کی اجازت دیدی۔

وانما نهي الشارع اولا عن الصور كلها وان
كانت رقما لانهم كانوا حديثي عهد بعبادة الصور
فتحلي عن ذلك جملة ثم لما تقرب منه
عن ذلك اباح ما كان رقما في الشوب
للضرورة۔

اعادیت میں اس کی متعدد نظائر ہیں مثلاً پہلے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے قبر پرستی کے خدشہ سے زیارت قبور سے منع کیا اور
جب مسلمان توحید کے غور ہو گئے تو اجازت دیدی۔ اسی طرح شروع میں لوگ کتوں سے بہت زیادہ اشتغال کرتے تھے اس لیے کتوں
کو قتل کرنے کا حکم دیا اور کتے کے بھوٹے برتن کو سات مرتبہ دھونے کا حکم دیا اور جب مسلمان کتوں سے کھیت مجتنب ہو گئے تو
قتل کرنے کے حکم کو منسوخ کر دیا اور سات مرتبہ دھونے کی بجائے تین مرتبہ دھونے کا حکم دیا۔ اسی طرح ابتدائے لوگ شراب کے
مادی تھے تو جب شراب کو حرام کیا تو ان برتنوں کے استعمال کو بھی حرام کر دیا جن میں شراب پی جاتی تھی اور بعد میں جب مسلمان
شراب سے کھیت مجتنب ہو گئے تو ان برتنوں کے استعمال کی اجازت دیدی۔
اسی بحث میں علامہ ابن حجر نے یہ بھی لکھا ہے:

وانما فعل ذلك او اثلهم ليتأخروا برؤية
تلك الصور ويتذكروا احوالهم الصالحة
فيجتمدوا كاجتماعهم ثم خلف من بعدهم
خلف جهلوا مرادهم ووسوس لهم الشيطان
ان اسلافكم كانوا يعبدون هذه الصور
ويعظمونها فعبدها فحذر النبي صلى الله عليه
وسلم عن مثل ذلك سد للذريعة المؤدية
الى ذلك وفي الحديث دليل على تحريم الصور

جو لوگ قبر پر تصویریں بناتے تھے ان کا مقصد یہ تھا
کہ لوگ ان تصاویر سے فائز ہوں اور انہیں دیکھ کر ان کے
اعمال صالحہ یاد کریں اور ان کی طرح عبادت میں کوشش کریں۔
ان کے بعد ناخلف لوگ آئے جو ان کی مراد کو نہ پاسکے اور
شیطان نے ان کے دلوں میں یہ وسوسہ ڈال دیا کہ تمہارے
اسلاف ان تصاویر کی پرستش کرتے تھے اور ان کی تعظیم کرتے
تھے پس انہوں نے ان تصاویر کی پرستش شروع کر دی اس
سبب سے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے تصاویر بنانے سے

۱۔ علامہ ابن حجر عسقلانی متوفی ۸۵۳ھ۔ فتح الباری ج ۱ ص ۳۸۸ مطبوعہ دار نشر مکتب الاسلامیہ لاہور، ۱۴۰۱ھ

۲۔ علامہ بدر الدین عینی متوفی ۸۵۵ھ۔ عمدۃ القاری جز ۲ ص ۴۷ مطبوعہ ادارة الطباعة المنيرية مصر ۱۳۴۸ھ۔

وحد بعضہم الوعید علی من کان فی ذلک الزمان
للقرب العهد بعبادة الاوثان واما الان
فلان۔ لہ

منع کر دیا تاکہ بت پرستی کا سد باب ہو جائے اور بعض علمائے
اسی وعید کو زمان نبوت کے لوگوں پر محمول کیا کیونکہ وہ لوگ
زیادہ بت پرستی کے قریب تھے اور اب تصویر کی حرمت
کا حکم نہیں ہے۔

اس تحقیق سے ظاہر ہوا کہ بعض اسلام اور خالہ غیر مجسم تصاویر کو مطلقاً جائز قرار دیتے ہیں۔ مالکیہ میں سے خصوصاً علامہ قرطبی
متوفی ۶۷۱ھ شافعیہ میں سے خصوصاً علامہ ابن حجر عسقلانی متوفی ۸۵۲ھ نے غیر مجسم تصاویر کو جائز قرار دیا ہے۔ حنفیہ میں سے
خصوصاً علامہ بدر الدین عینی متوفی ۸۵۵ھ نے غیر مجسم تصاویر کو ضرورۃً جائز قرار دیا ہے۔

عام طور پر فقہانے مجسم تصاویر کو حرام قرار دیا ہے لیکن علامہ ابن حجر نے بعض علماء کا محمولہ بالا یہ قول بھی نقل کیا ہے کہ تصویر
کی حرمت کی علت ان کی غایت تعظیم کرنا اور عبادت ہے اور جب تصاویر بنانے یا رکھنے کی وجہ تعظیم اور عبادت نہ ہو تو ہمیں
حرج نہیں ہے۔ اس دور میں بعض معاشی ضروریات فوٹو گراف کے بغیر پروری نہیں ہو پاتی۔ شناختی کارڈ، پاسپورٹ مختلف
چیزوں کے لائسنس وغیرہ ان سب میں فوٹو گراف ناگزیر ہے۔

جن فقہاء نے غیر مجسم تصویر کی اجازت دی ہے ان کے دور میں فوٹو گراف کی اس قدر اہمیت اور ضرورت نہیں تھی پھر
بھی انہوں نے وسعت نظر سے کام لیا اور حرمت تصویر کی صحیح لم اور علت تلاش کی اور غیر مجسم تصاویر کی اجازت دے دی۔
فوٹو گراف اب صرف ثقافت اور فیشن کی بات نہیں ہے اب یہ ضرورت کا مسئلہ ہے۔ فوٹو گراف آج کے دور کی معاشی
اقتصادی، سیاسی، سماجی، فلاحی اور عمرانی ضرورت ہے۔ غیر محاک کا سفر جس میں حج اور عمرہ کے علاوہ تجارت، ملازمت، سیاست
ثقافت اور صلہ رحمی شامل ہیں۔ یہ تمام سفر بغیر پاسپورٹ اور ویزا کے نہیں ہو سکتے، فوج اور سول سروسز میں شمولیت شناختی
کارڈ کے بغیر نہیں کیا جاسکتا۔ ملک پر واز اور ریڈے بکنگ میں بھی شناختی کارڈ کی ضرورت پڑتی ہے۔ ڈوم سائل (Domicile)
بنک میں اکاؤنٹ مختلف صنعتوں اور اشیاء کے لائسنس ان میں کوئی چیز بھی شناختی کارڈ کے بغیر ممکن نہیں۔

فقہاء نے ضرورت کی بناء پر خنزیر کے بالوں سے جتنی کی حرمت کو جائز قرار دیا ہے۔ (فتح القدیر ج ۶ ص ۶۲، مطبوعہ مکتبہ
نورینکھو لیکن اب ایسی چیزیں ایجاد ہو چکی ہیں جن کی وجہ سے خنزیر کے بال استعمال کیے بغیر بھی جوتی کی مضبوط مرمت ہو سکتی ہے۔
اس لیے اب اس کام کیلئے خنزیر کے بال استعمال کرنا جائز نہیں ہے کیونکہ حالات بدلنے سے احکام بدل جاتے ہیں۔ علامہ
شامی لکھتے ہیں کہ ضرورت اور عموم ہوی کی وجہ سے اب مزاحمت، معاہدہ اور وقف میں امام ابو حنیفہ کے قول پر عمل نہیں کیا جاتا لہ
اس کے بعد انہوں نے متعدد نظائر بیان کی ہیں جن میں ظاہر الروایۃ کے خلاف فتویٰ دیا گیا ہے۔ پھر لکھتے ہیں:

لہ حافظ ابن حجر عسقلانی متوفی ۸۵۲ھ، فتح الباری ج ۱ ص ۵۲۵ مطبوعہ دار نشر اکتب الاسلامیہ لاہور، ۱۴۰۱ھ

اس تصریح سے معلوم ہوتا ہے کہ فقہاء جس ضرورت کی وجہ سے احکام میں رعایت دیتے ہیں اس سے مراد عام ضرورت ہے (جس کی
وجہ سے کوئی معاشی، اقتصادی، سیاسی، سماجی اور فلاحی ناہمواری ہو) اضطراب نہیں ہے اور اس ضرورت میں فوٹو گراف بھی داخل
ہے۔ را اضطراب تر اس کی وجہ سے احکام میں تخفیف محتاج بیان نہیں ہے۔

فهذه كلها قد تغيرت احكامها لتغير الزمان
اما للضرورة واما للعرف واما لقراة الاحوال
وكل ذلك غير خارج عن المذهب لان صاحب
المذهب لو كان في هذا الزمان لقال بقاء ولو
حدث هذا التغير في زمانه لم ينص على
خلافها وهذا الذي جزمه المجتهدون في
المذهب ولعل النظر الصحيح من المتأخرين
على مخالفتهم النصوص عليه من صاحب المذهب
في كتب ظاهرها الرواية بناء على ما كان في
زمانه

مزید لکھتے ہیں:

فلا بد للمفتي والقاضي بل والمجتهدين
معرفة احوال الناس وقد قالوا ومن جهل
باهل زمانه فهو جاهل به
خلاصہ یہ ہے کہ:

ان تمام چیزوں کے احکام زمانہ کے بدلنے سے بدل
گئے خواہ اس کی وجہ ضرورت ہو، عرف ہو یا عصری تقاضے ہوں۔
ان احکام کا بدلنا مذہب سے خروج نہیں ہے کیونکہ صاحب
مذہب اگر اس زمانہ میں ہوتا تو اس کا قول بھی یہی ہوتا اور
اگر اس کے زمانہ میں یہ تغیر واقع ہو جاتا تو وہ اس کے خلاف
نہ کہتا۔ اور یہی فکر ہے جس نے مجتہدین فی المذاهب کو جرات
عطا کی ہے۔ ظاہر الروایۃ میں جو صاحب مذہب کی نصوص ہیں
متاخرین نے ان کی مخالفت اپنے زمانہ کے حالات کی وجہ سے
کی ہے۔ اور یہی نظر صحیح کا تقاضا ہے۔

مفتی، قاضی اور مجتہد کے لیے اپنے زمانہ کے احوال
جاننا ضروری ہے کیونکہ فقہاء نے کہا ہے جو اپنے عصر کے
تقاضوں سے ناواقف ہو وہ جاہل ہے۔

رقم فی الثوب والی حدیث سے غیر مجتم تصاویر کی اجازت ثابت ہے، ضابطہ کا یہی مذہب ہے۔ مذاہب ثلاثہ کے مستند
فقہاء کی یہی رائے ہے اور موجودہ زمانہ کی معاشی اور عمرانی ضروریات کا یہی تقاضا ہے۔
یہاں یہ وضاحت ضروری ہے کہ تمدن اور ثقافت کے نام پر شوقیہ فوٹو گرافی کی وکالت اور حمایت ہمارا موضوع نہیں
ہے۔ اسی طرح پیروں اور بزرگوں کی تصاویر بنانا بھی ناجائز ہے کیونکہ ان کی تصاویر بنانا، اس منظر کو دعوت دینا ہے جس کے
پیش نظر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے تصاویر بنانے سے منع فرمایا تھا۔

مولانا مدنی میاں لکھتے ہیں: (اس مسئلہ کی پوری تحقیق جلد سادس میں ملاحظہ فرمائیں)۔
وڈیو، ٹی وی اور سینما
تحقیق کے بعد یہ بات واضح ہوتی ہے کہ وڈیو کیسٹ میں کسی طرح کی کوئی تصویر نہیں چھپتی بلکہ
اس کے ذریعے اس کے سامنے والی چیزوں کو ریز (شاعوں) کو ٹیپ کر لیا جاتا ہے جس طرح آواز کو ٹیپ کر لیا جاتا ہے۔
ٹیپ ہونے کے باوجود جس طرح آواز کی کوئی صورت نہیں ہوتی بلکہ وہ غیر مرئی ہوتی ہے اسی طرح ان ریز کی بھی کوئی صورت
نہیں ہوتی جنہیں فیتے پر دیکھا جاسکے۔ المختصر وڈیو کیمرہ کا کام ان غیر مرئی ریز اور آوازوں کو ٹیپ کرنا ہے لہذا ان کو فلمی
فیتوں پر قیاس کرنا صحیح نہیں جن میں باقاعدہ تصویریں چھپتی اور دیکھی جاسکتی ہیں اور جنہیں پردہ سیمین پر بڑا کر کے

علامہ ابن عابدین شامی متوفی ۱۲۵۲ھ - رسائل ابن عابدین ج ۵ مطبوعہ سہیل اکیڈمی لاہور۔

علامہ ابن عابدین شامی متوفی ۱۲۵۲ھ - رسائل ابن عابدین ج ۵ مطبوعہ سہیل اکیڈمی لاہور۔

marfat.com

جلد ثانی

Marfat.com

دکھایا جاتا ہے۔ وڈیو کیسٹ گمشدہ (مٹا دی گئی) ہوتے ہیں۔ جی کہ مذکورہ ریڈ (کڑوں) جذب کر لیتے ہیں پھر انہیں جذب شدہ ریڈز کو ٹی۔ وی سے منتقل کیا جاتا ہے تو ٹی۔ وی ان ریڈز کو صورت میں بدل کر اپنے آئینے سے ظاہر کر دیتا ہے چونکہ یہ صورت متحرک قادر ہوتی ہے اس لیے اس کو عام آئینوں کی صورتوں پر قیاس کیا جاسکتا ہے جبکہ کوئی آئینہ کے رد و رد جو اس میں صورت رہے گی اور ہٹ جانے کی شکل میں ختم ہو جائیگی۔ میں ہی جب تک وڈیو کا رابطہ ٹی۔ وی سے رہیگا تصویر نظر آئے گی اور رابطہ منقطع ہونے ہی تصویر فنا ہو جائے گی۔ رہ گئی یہ بات کہ مذکورہ رابطہ پیدا کرنے کے لیے جی جی وغیرہ کو حرکت میں لایا جاتا ہے تب ہمارے صورت نظر آتی ہے تو یہ ایسا ہی ہے جیسا کہ پردہ آئینہ میں پردہ ہٹانے کے بعد ہی صورت منکس ہوتی ہے۔ انٹرنیٹ یا بھی انکس صورت کے لیے پردہ ہٹانے کا عمل ناگزیر ہے ان متحرک وغیرہ تصویروں کو پردہ فلم کی غیر متحرک وقات تصویروں پر قیاس نہیں کیا جاسکتا۔ اس لیے کہ پردہ فلم کی تصویریں حقیقت حامد و ساکن ہوتی ہیں جن کی حرکت محض نگاہوں کا دھوکا ہے۔ جیسا کہ ٹرین پر چلنے والا باہر کے ملاحظہ کنندوں کو نیچے بھاگتا ہوا دیکھتا ہے ویسے ہی پردہ فلم پر جن باہر متحرک تصویریں کو بڑا کر کے دکھایا جاتا ہے ان کے غیر متحرک و جامد ہونے میں کسی کو شبہ نہیں ہو سکتا۔

وڈیو کیسٹ کا سادہ اس کے بالکل برخلاف ہے اس میں کسی طرف کی کوئی تصویر منکس ہوتی ہی نہیں اور جب اس کے ریڈز ہمارے ٹی وی میں پہنچ کر شکل اختیار کرتے ہیں تو وہ متحرک وغیرہ قرار ہوتے ہیں۔ اس لیے ٹی وی کی تصویروں کے حقیقی طور پر جامد ہونے کا شبہ تک نہیں کیا جاسکتا۔ اس مقام پر یہ بات بھی غالی از قافہ نہیں کہ جن پر دیگر لوگوں کو وڈیو کیسٹ کے بغیر براہ راست ٹی وی سے نظر کیا جاتا ہے ان میں جی پی ہوتا ہے کہ کیمروں اور مشینوں کے ذریعہ ان جی ریڈز کو ٹی وی ٹائمر تک پہنچایا جاتا ہے ٹی وی ٹائمر انہیں گھٹا کر کے ٹی وی سیٹ کی طرف منتقل کر دیتا ہے پھر وہی صورت ہو جاتی ہے جو وڈیو کیسٹ کے رابطہ کی صورت میں ٹی وی سے ظاہر ہوتی ہے اور سارے مناظر نظر آنے لگتے ہیں۔

آئیے اور ٹی وی کے ناپائیدار عکس کو حقیقی منوں میں تصویر، تشل، مجسمہ، اسٹیجو وغیرہ کہنا صحیح نہیں اس لیے کہ پائیدار ہونے سے پہلے عکس صرف عکس ہی رہتا ہے تصویر نہیں بنتا اور جب اسے کسی طرح سے پائیدار کر دیا جائے تو وہی تصویر بن جاتا ہے۔ موجد معروف اور متعارف آئینہ بالکلیہ انسانی صنعت مگر یہ ہے لہذا اس میں جی عکس کے ظہور میں قطعی طور پر حیل انسانی کا دخل ہے اس لیے اگرچہ ٹی۔ وی کے آئینے پر عکس کے ظہور میں حیل انسانی دخل ہے جب بھی اس کا حکم آئینے کے حکم کی طرف ہی ہونا چاہیے کیونکہ غیر قرار ناپائیدار ہونے میں دونوں بالکل ایک طرح ہیں۔

اس تحقیق کے بعد یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ وڈیو اور ٹی۔ وی کے استعمال کرنے کا سادہ آئینوں کے استعمال کرنے کی طرح ہے جس طرح آئینے کے اندر اس چیز کو دکھایا جاسکتا ہے جس کا دیکھنا آئینہ کے باہر بھی جانتے بالکل اسی طرح وڈیو اور ٹی۔ وی کے ذریعہ ہر اس چیز کو دکھایا جاسکتا ہے جس کا دیکھنا سننا اس کے بغیر بھی جائز ہو۔ نہ مٹے وہ احمد جن کا دیکھنا سننا ناجائز و حرام ہو، وڈیو اور ٹی۔ وی کے ذریعہ بھی ان کا سننا اور دیکھنا ناجائز و حرام ہے۔

غیر حرام مرد و زن کا عام میل جول شرعاً حرام ہے اور ظہور میں بھی دکھایا جاتا ہے اس لیے یہ فلمیں سینما میں دیکھی جائیں یا ٹی۔ وی کے ذریعہ ٹی وی پر ہر حال حرام ہیں۔

ہمارا خیال یہ ہے کہ ٹی وی اور وڈیو کی فلمیں ایسی تصاویر نہیں ہیں جیسے شیجر وغیرہ ہوتا ہے تاہم یہ کہا جاسکتا ہے کہ یہ فلمیں تصویر کی جدید شکل ہیں اور برائی کا بالکل سد باب کرنے کے لیے ان کی حوصلہ افزائی نہیں کرنی چاہیے۔ اگر علماء کی تفادیر کے لیے وڈیو کی اجازت دی جائے تو ٹی وی کے ڈراموں اور فلموں کا راستہ اپنے آپ نکل آئے گا اور اسلام میں برائی سے روکنے کا متعارف طریقہ یہی ہے کہ برائی کی طرف جانے والے راستوں سے بھی روک دیا جائے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

جوار قبر میں مسجد | اس حدیث میں ان لوگوں کی مذمت ہے جنہوں نے قبر کے گرد مسجد بنائی اس میں تصاویر آویزاں کیں اور ان کی تعظیم اور عبادت کی۔ اس بنا پر متشدد علما نے صالحین کی قبروں کے پاس مسجد بنانے کو بہت شدت سے منع کیا ہے۔ مولانا مودودی متوفی ۱۳۹۹ھ لکھتے ہیں :

الذین غلبوا علی امرہم سے مراد وہ لوگ ہیں جو سچے پیروان مسیح کے مقابلہ میں اس وقت عیسائی عوام کے رہنا اور سربراہ کار بنے ہوئے تھے اور مذہبی و سیاسی امور کی باگیں جن کے ہاتھوں میں تھیں یہی لوگ دراصل شرک کے علمبردار تھے اور انہوں نے بی فیصلہ کیا کہ اصحاب کہف کا مقبرہ بنا کر اس کو عبادت گاہ بنا دیا جائے۔

مسلمانوں میں سے بعض لوگوں نے قرآن مجید کی اس آیت کا بالکل الٹ مفہوم لیا ہے۔ وہ دلیل مثمر کہ مقابلہ صحابہ پر عبادتیں اور مسجدیں بنانے کو جائز قرار دیتے ہیں حالانکہ یہاں قرآن ان کی اس گمراہی کی طرف اشارہ کر رہا ہے کہ جو نشانی ان ظالموں کو بعثت بعد الموت اور ارکان آخرت کا یقین دلانے کے لیے دکھلائی گئی تھی۔ اسے انہوں نے از نکاب شرک کے لیے ایک خدا داد موقع سمجھا اور خیال کیا کہ چلو کچھ اور دلی پوجا پاٹ کے لیے اٹھ آگئے پھر آخر اس آیت سے قبور صالحین پر مسجدیں بنانے کے لیے کیسے استدلال کیا جاسکتا ہے جبکہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے یہ ارشادات اس کی نہی میں موجود ہیں لہ۔

سید مودودی صاحب کے دلائل کی تین بنیادیں ہیں اول اصحاب کہف کی یاد میں ان کے غار کے پاس مسجد بنانے کے سچے پیروان مسیح کے مقابلہ میں مشرکانہ پوجا پاٹ کے رسیا عوامی رہنا تھے۔ ثانی قرآن کریم نے اس فعل کو گمراہی قرار دیا۔ ثالث احادیث میں اس فعل سے منع کیا گیا ہے۔

آئیے پہلے دیکھیں کہ مسجد بنانے والے کون تھے ؟

امام رازی متوفی ۶۰۶ھ لکھتے ہیں :

بعض لوگوں نے کہا بہتر یہ ہے کہ غار کا دروازہ بند کر دیا جائے تاکہ کوئی شخص وہاں داخل ہو سکے اور نہ ان کے احوال پر واقف ہو سکے۔ بعض لوگوں نے کہا بہتر یہ ہے کہ غار کے دروازہ پر مسجد بنا دی جائے اور یہ قول اس پر دلالت کرتا ہے کہ یہ لوگ عارف باللہ تھے اور نماز اور عبادت کے قائل تھے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا الذین غلبوا علی امرہم اس سے مراد مسلمان بادشاہ ہے یا اصحاب کہف کے دربار یا شہر کے افراد

ان بعضهم قال الاولیٰ ان یسد باب الکھف لئلا یدخل علیہم احدہم ولا یقت علی احراہم انسان وقال اخرون بل الاولیٰ ان یدعی علی باب الکھف مسجد وھذا القول یدل علی ان اولئک الاقوام کانوا عارفین باللہ معترفین بالعبادۃ والصلوۃ۔ الی ان قال۔ ثم قال تعالیٰ قال الذین غلبوا علی امرہم

وقيل الم اذ به الملك المسلم وقيل اولياء اصحاب الكهف
وقيل رؤساء البلديات اتخذوا عليهم مسجد اتبعوا الله فيه و
فستبقى آثار اصحاب الكهف بذلك المسجد

جنہوں نے کہا ہم یہاں مسجد بنائیں گے جس میں اللہ تعالیٰ کی عبادت
کریں گے اور اس مسجد کے سبب سے اصحاب کہف کے
آثار کو باقی رکھیں گے۔

علامہ ابوسعود مثنوی ۹۵۱ھ، الذین غلبوا علی امر ہم کی تفسیر میں کہتے ہیں:

وهو الملك و المسلمون

یہ بادشاہ اور مسلمان لوگ تھے۔

علامہ آلوسی بھی قبول کے گرد مسجد بنانے کے خلاف میں لیکن انہوں نے اپنے نظریہ کو تفسیر کا لباس نہیں پہنایا اور تفسیر میں
نیا نہ نہیں کی۔ الذین غلبوا علی امر ہم کی تفسیر میں کہتے ہیں:

والد اذ بالذین غلبوا قیل الملك المسلم
وقیل اولیاء اصحاب الكهف وقیل رؤساء البلد و
المذکور فی القصۃ ان الملك جعل علی باب الكهف
مسجداً وجعل له فی کل سنة عیداً عظیماً وعن
الزجاج ان هذا یدل علی انہ لما ظہر امرہم
غلب المؤمنون بأبعث لان المساجد
انما تكون للمؤمنین بہ و غیر واحد
الموصول بالملك و المسلمین ولا بعد
فی اطلاق الاولیاء کما فی قولہ تعالیٰ:
المؤمنون و المؤمنات بعضهم
اولیاء بعض

الذین غلبوا سے مراد مسلمان بادشاہ یا اصحاب کہف کے
ورثاء یا شہر کے اہل میں فقہ یہ ہے کہ بادشاہ نے غار کے
دروازہ پر مسجد بنادی اور وہاں ہر سال عید منائی جاتی زجاج بیان
کرتے ہیں یہ واقعہ اس پر دلالت کرتا ہے کہ جب اصحاب
کہف کا واقعہ ظاہر ہوا تو عشر نشر پر ایمان لانے والے
غالب ہو گئے کیوں مساجد عشر نشر پر ایمان لانے والوں کی
ہوتی ہیں اور بہت سے مفسرین نے کہا ہے کہ الذین غلبوا
سے مراد بادشاہ اور مسلمان لوگ ہیں اور یہ بھی ممکن ہے کہ وراثہ
سے مراد بھی ہو لوگ ہوں۔ کیونکہ مومن آپس میں وارث ہوتے
ہیں۔ جیسا قرآن مجید میں ہے کہ مسلمان ایک دوسرے کے
وارث ہیں۔

مستند مفسرین کی ان عبارات سے واضح ہو گیا کہ الذین غلبوا علی امر ہم کی تفسیر میں مودودی صاحب نے بنی حراؤں کے جو کچھ
کہا ہے وہ ان کی خیال آفرینی ہے۔ خود ساختہ اور طبع زاد تفسیر ہے اور غلط تفسیر ہے۔

مودودی صاحب کے فکر کی دوسری بنیاد یہ ہے کہ قرآن کریم نے اس فعل کو گمراہی قرار دیا ہے۔ یہ بھی غلط ہے۔ قرآن کریم
میں یہ ہے کہ:

ان الساعة لا ريب فيها اذ يتنازعون
بينهم امرهم فقلوا ابنوا عليهم بنينا

قیامت میں کوئی شک نہیں جب یہ لوگ دفرغ قیامت کے
بارے میں بحث کرتے تھے ان لوگوں نے کہا ان (اصحاب کہف)

۱۔ امام فخر الدین رازی مثنوی ۶۰۶ھ - تفسیر کبیر ج ۵ ص ۷۵ مطبوعہ دار الفکر بیروت ۱۳۹۸ھ

۲۔ علامہ ابوسعود حنفی مثنوی ۹۵۱ھ - تفسیر ابوسعود علی ہامش الکبیر، ج ۶ ص ۹۶ مطبوعہ دار الفکر بیروت

۳۔ تفسیر کی جتنی عبارات میں مسلم کا لفظ آیا ہے اس سے مراد صحیح العقیدہ عیسائی ہیں۔ سعیدی غفرلہ

۴۔ علامہ محمود آلوسی مثنوی ۱۲۷ھ - تفسیر آلوسی ج ۱ ص ۱۵۵ مطبوعہ دار الفکر بیروت

marfat.com

ربهم اعلم بهم قال الذین علیہم احوهم
لنتخذن علیہم مسجداہ سيقولون ثلثۃ رابعہم
کلیہم الایۃ - (کہت ۲۱۱)

قرآن کریم کی اس آیت میں کہیں ہلکا سا اشارہ بھی نہیں ہے کہ غار پر مسجد بنانا اگر اسی تقایا بنانے والے گمراہ لوگ تھے۔ اس کے برخلاف واضح طور پر معلوم ہوتا ہے کہ مسجد بنانے والے وہ لوگ تھے جو بعثت بعد الموت کے قائل تھے۔ کیونکہ پہلے کچھ لوگ بعثت بعد الموت (مرنے کے بعد دنیا) کے منکر تھے۔ اصحاب کہف کی دریافت سے یہ عقیدہ ثابت ہو گیا اور آخرت پر ایمان لانے والوں کو غلبہ ہو گیا۔ اس لیے انہوں نے چاہا کہ ان کے غار پر مسجد بنادی جائے تاکہ اس عقیدہ کی نشانی پائیدہ رہے۔

مودودی صاحب کی فکر کی تیسری بنیاد یہ ہے کہ احادیث میں ہے: اللہ تعالیٰ یہود و نصاریٰ پر لعنت فرمائے۔ انہوں نے اپنے نبیوں کی قبروں کو مسجد (مسجد گاہ) بنالیا۔ (مسلم ج ۱ ص ۲۱)

ٹھیک ہے۔ ہم بھی کہتے ہیں کہ قبروں کو عبادۃ مسجد کرنا شرک اور تغلیظاً مسجد کرنا حرام ہے۔ قبر کا طواف کرنا حرام ہے۔ اس کے سامنے بھگنا حرام ہے قبر کو چرنا مکروہ ہے۔

اس کی تفصیل دیکھنے کے لیے فاضل بریلوی متوفی ۱۳۴۰ھ کا رسالہ الزبۃ الزکیہ اور فتاویٰ رضویہ ج ۴، کتاب الجنائز کا مطالعہ کافی مفید ہے۔

لیکن حدیث شریف میں قبروں کو مسجد کرنے کی جو محمانت ہے اس سے یکب لازم آتا ہے کہ صالحین کی قبروں کے جوار میں ان سے خیر و برکت حاصل کرنے کے لیے مسجد نہیں بنانی چاہیے۔

کعبہ سے بڑی دنیا میں کوئی مسجد نہیں ہے اور اس کے جوار میں حضرت اسماعیل علیہ السلام اور حضرت حاجرہ کی قبریں ہیں۔ محمد جبار اللہ متوفی ۱۹۵۰ء لکھتے ہیں:

ومن فضائل الحجوان فیہ قبور اسماعیل
وامہ ہاجرہ -
عظیم کعبہ کے فضائل میں سے یہ ہے کہ اس میں حضرت اسماعیل اور ان کی والدہ کی قبریں ہیں۔

کعبہ کے بعد سب سے بڑی مسجد، مسجد نبوی ہے اور اس کے جوار میں روضہ انور ہے۔ علامہ انبلی مستند فقہاء اسلام نے صالحین کے جوار میں مسجد بنانے کو جائز قرار دیا ہے۔

علامہ شہاب الدین خفاجی حنفی سورۃ کہف کی تفسیر میں لکھتے ہیں:

وکونہ مسجد ایدل علی جواد البناء علی قبور
الصلحاء ونحوہم کما اشار الیہ فی الکشاف وجوان
الصلوٰۃ فی ذلک للبناء -
غار پر مسجد بنانا، قبروں پر عمارت بنانے کی دلیل ہے جیسا کہ کشف میں ہے اور یہ کہ اس عمارت میں نماز پڑھنا جائز ہے۔

علامہ مستطانی شافعی اس باب کی حدیث کے تحت لکھتے ہیں:

۱۔ محمد جبار اللہ متوفی ۱۹۵۰ء - الجامع الطیغ ص ۸۹۔

۲۔ شہاب الدین خفاجی متوفی ۱۰۶۹ھ - جامع الترمذی ص ۱۰۶۔
marfat.com

فاما من اتخذ مسجداً في جوار صالح وقصد
التبرك بالقرب منه لا التعظيم له ولا التوجه منه
فلا يدخل في ذلك الوعيد
علامہ قسطلانی شافعی نے بھی اس حدیث کی شرح میں من و من دہی لکھا ہے جو علامہ قسطلانی نے لکھا ہے
لا طلی قاری ہر وی متنی اس حدیث کی شرح میں کہتے ہیں:
علامہ طیبی کہتے ہیں:

اما من اتخذ مسجداً في جوار الصالح اد
صلى في مقبرة وقصد الاستظهاً بوجوه اد وصول
اثر ما من اثر عبادته اليه لا للتعظيم له و
التوجه نحوه فلا حرج عليه الا ترى ان مرقد
اسماعيل عليه السلام في المسجد الحرام
عند الحطيم ثم ان ذلك المسجد افضل
مكان يتحرى المصلى لصلوته والنهي عن
الصلوة في المقابر مختص بالقبور النبوية
لما فيه من النجاسة كذا ذكره الطيبي
وذكر غيره ان صودة قبر اسماعيل عليه السلام
في الحجر تحت الميزاب وان في الحطيم
بين الحجر الاسود ومن مزم قبر سبعين نبيا
شيخ نور شاه کشمیری اس حدیث کی شرح میں کہتے ہیں:

قال الطيبي واما من اتخذ مسجداً
بجوار قبر صالح بحيث يبتقى قبره خارج
المسجد وقصد التبرك بالقرب منه لا
التعظيم له ولا التوجه نحوه فلا بأس به ويروى
فيه النفع ايضاً۔

جو شخص کسی صالح کے جوار میں مسجد بنائے اور اس کے
قرب سے برکت حاصل کرنے کا ارادہ کرے نہ کہ اس کی تعظیم اور
ناز میں اس کی طرف توجہ کا، تو وہ اس وعید میں داخل نہیں ہے۔

علامہ قسطلانی شافعی نے بھی اس حدیث کی شرح میں من و من دہی لکھا ہے جو علامہ قسطلانی نے لکھا ہے
لا طلی قاری ہر وی متنی اس حدیث کی شرح میں کہتے ہیں:
علامہ طیبی کہتے ہیں:

جو شخص کسی مرد صالح کے جوار میں مسجد بنائے یا مقبرہ
میں ناز پڑھے اور اس کی روح سے مدد کا قصد کرے یا اس
کے آثار عبادت سے فیض حاصل کرنے کا قصد کرے جبکہ
ناز میں اس کی تعظیم اور اس کی طرف توجہ مقصود نہ ہو تو اس
میں کوئی حرج نہیں ہے کیا تم نہیں دیکھتے کہ حضرت اسماعیل
علیہ السلام کی قبر کعبہ میں حطیم کے پاس ہے اور اس جگہ ناز
پڑھنا سب سے افضل ہے اور قبر کے پاس ناز پڑھنا
اس وقت منع ہے جب اس جگہ کی مٹی اموات کی نجاست
سے آلودہ ہو اور علامہ طیبی کے علاوہ دوسروں نے کہا کہ
حضرت اسماعیل علیہ السلام کی قبر کی صورت حطیم میں میزاب
کے نیچے ہے۔ اور حطیم میں حجر اسود اور میزاب کے درمیان
ستر نیوں کی قبریں ہیں۔

علامہ طیبی نے کہا ہے کہ جو شخص کسی مرد صالح کے قرب
میں مسجد بنائے باقی طور کہ اس کی قبر مسجد سے خارج ہو اور وہ
اس کے قرب سے برکت کا ارادہ کرے نہ کہ اس کی تعظیم اور
اس کی طرف توجہ کا اس میں کوئی حرج نہیں اور اس میں نفع کی
امید ہے۔

شیخ شبیر احمد عثمانی نے بھی اس حدیث کی شرح میں دہی لکھا ہے جو علامہ قسطلانی اور علامہ قسطلانی نے لکھا ہے۔ ان

۱۔ علامہ ابن حجر عسقلانی متوفی ۸۵۲ھ - فتح الباری ج ۱ ص ۲۵ مطبوعہ دار نشر الکتب الاسلامیہ لاہور ۱۴۰۱ھ -

۲۔ ملا علی قاری متوفی ۱۰۱۳ھ - مرقاۃ ج ۲ ص ۲۰۲ مطبوعہ مکتبۃ الادبیہ سلطان ۱۳۹۲ھ

۳۔ شیخ نور شاہ کشمیری متوفی ۱۲۵۲ھ - فیض الباری ج ۲ ص ۴۳ مطبوعہ مطبع مجازی قاہرہ ۱۳۵۶ھ

۴۔ شیخ شبیر احمد عثمانی متوفی ۱۳۶۹ھ - فتح الملخص ج ۲ ص ۱۲۱ مطبوعہ مکتبۃ المجاہد کراچی -

کی عبارت دیکھنے کے لیے علامہ عثمانی کا حوالہ ایک بار پھر دیکھ لیں۔
علامہ عثمانی مالکی اس حدیث کی شرح میں لکھتے ہیں:

فاما من اتخذ مسجدا قرب رجل صالح
اوصلی فی مقبرته قصد للتبرک بأثاره واجابة
دعائه هناك فلا حرج فی ذلك واحتج لذلك بان
قبر اسماعیل علیہ السلام فی المسجد الحرام عند
الحطیم شح ان ذلك الموضع افضل مکان
للمصلوة فیہ۔

جس شخص نے کسی مرد صالح کے قرب میں مسجد بنائی یا
اسکے مقبرہ میں نماز پڑھی درآن مالک یہ کہ اس کے آثار سے
تبرک کا قصد کرنا ہو یا اس جگہ دعا کی قبولیت کا ارادہ کرتا ہو
تو اس میں کوئی حرج نہیں ہے اس پر دلیل یہ ہے کہ حضرت
اسماعیل علیہ السلام کی قبر حطیم کے پاس ہے اور وہ جگہ نماز
پڑھنے کے لیے سب سے افضل ہے۔

اور علامہ سنوسی مالکی نے بھی اس حدیث کی شرح میں من وعین یہی لکھا ہے۔
اس تحقیق اور تفصیل سے ظاہر ہو گیا کہ:

مردودی صاحب نے جو کچھ لکھا ہے وہ امام رازوی، علامہ ابوشامہ، علامہ آٹوسی، علامہ ابن حجر عثمانی، علامہ احمد قسطلانی
علامہ عثمانی، علامہ سنوسی، طاعلی قارشی، شیخ عبدالحق، شیخ انور شاہ کشمیری، شیخ شبیر احمد عثمانی کی تصریحات کے خلاف لکھا
ہے اور تفہیم القرآن میں انھوں نے امت مسلمہ کو جو راستہ دکھلایا ہے وہ اکابر اسلام، اسلاف امت حتیٰ کہ اکابر دین
کے بھی خلاف ہے۔

دقت نظر سے دیکھا جائے تو احناف کا مذہب صحت کے زیادہ قریب ہے کیونکہ حدیث شریف میں ہے۔

عن ابی سعید الخدری قال قال رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم الارض کلها مسجد الا
المقبرة و الحمام۔
حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے
ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مقبرہ اور حمام
کے سوا تمام روئے زمین مسجد ہے۔

چونکہ اس حدیث میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مقبرہ میں نماز پڑھنے سے منع فرمادیا ہے اس لیے مقبرہ میں نماز
مکروہ قرار دی جائیگی خواہ مقبرہ کی جگہ پاک ہو یا نہ ہو اس وجہ سے امام شافعی اور امام مالک کا مذہب صحیح نہیں ہے اور
چونکہ یہ حدیث خبر واحد ہے جو قطعیت کا فائدہ نہیں دیتی لہذا یہ بھی تحریم کا فائدہ نہیں دے گی اس لیے امام احمد بن
حنبل جو تحریم کے قائل ہیں ان کا مذہب صحیح نہیں ہے۔

ایک اشکال کا جواب
یہود اپنے نبیوں کی قبروں کو سجدہ کرتے تھے لیکن عیسائیوں کے نبی صرف حضرت
عیسیٰ ہیں اور ان کی قبر ہی نہیں ہے۔ پھر حدیث شریف کا معنی کس طرح درست
ہو گا کہ یہود اور عیسائیوں نے اپنے نبیوں کی قبروں کو سجدہ گاہ بنالیا۔ اس اشکال کو بخاری اور مسلم کے بہت سے

۱۔ علامہ محمد بن خلف عثمانی متوفی ۸۲۷ھ، اکمال اکال المسلم ج ۲ ص ۲۳۴، مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت۔

۲۔ علامہ محمد بن محمد سنوسی متوفی ۸۹۵ھ، مکمل اکال المسلم ج ۲ ص ۲۳۵، مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت۔

۳۔ امام ابو عیسیٰ ترمذی متوفی ۲۵۵ھ، جامع ترمذی ج ۱ ص ۱۰۰، مطبوعہ نور محمد کارخانہ تہارت کتب کراچی

فخارین نے اٹھایا ہے لیکن جواب کسی نے نہیں دیا۔ بات یہ ہے کہ عیسائی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا بت بنا کر اس کی پرستش کرتے ہیں اور اپنی قبروں پر بھی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا بت بنا کر نصب کرتے ہیں۔ اور اس حدیث شریف میں قبروں پر بت بنانے اور ان کی پرستش پر بھی وعید ہے۔ اس لیے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے یہود کے ساتھ عیسائیوں کا بھی بالیقین ذکر کر دیا کیونکہ انبیاء علیہم السلام کے بت اور تصویریں بنانے اور ان کی پرستش میں عیسائی بھی یہود کے ساتھ برابر کے شریک ہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم ورسولہ۔

خیل کا معنی | اس حدیث کے آخر میں ہے: ”اللہ تعالیٰ نے مجھے اپنا خیل بنالیا ہے جیسے (حضرت) ابراہیم کو خیل بنایا تھا اور اگر میں امت میں سے کسی کو خیل بنانا تو ”ابو بکر“ کو خیل بنانا۔“ اس لیے ضروری ہے کہ خیل کا معنی بیان کر دیا جائے۔ علامہ ابن اثیر لکھتے ہیں:

خلت کا معنی گہری دوستی اور سچی محبت ہے ایسی محبت جو دل میں سرایت کر جاتی ہے حتیٰ کہ محب کا وصف باطن بن جاتی ہے خیل گہرے اور سچے دوست کو کہتے ہیں یہ محب اور محبوب دونوں معنی میں مستعمل ہے۔ اس حدیث کی وجہ یہ ہے کہ آپ کی محبت اللہ تعالیٰ کی ذات میں ضم ہو گئی۔ اس محبت میں کسی اور کی گنجائش تھی نہ اس میں ذیبا اور آخرت کی پسندیدہ چیزوں میں سے کسی کی شرکت تھی، یہ ایک عظیم دینی کیفیت ہے جس کے حصول میں ارادہ اور کوشش کا دخل نہیں ہے، اللہ تعالیٰ اپنے بندوں میں سے جسے چاہتا ہے اس نعمت سے نوازتا ہے جیسے حضور سید المرسلین علیہ الصلوٰۃ والسلام کو یہ سرفرازی عطا کی، بس لوگوں نے کہا کہ خیل، خلعت بمعنی اختیاج سے ماخوذ ہے۔ اس صورت میں حدیث کا معنی ہے میں اللہ تعالیٰ کے علاوہ کسی اور پر اعتماد کرنے اور اس کی طرف محتاج ہونے سے بری ہوں یعنی صرف اللہ تعالیٰ پر اعتماد کرتا ہوں اور اسی کا محتاج ہوں۔ اس معنی میں یہ حدیث ہے: ”اگر میں کسی کو خیل بنانا تو ابو بکر کو بنانا۔“

الخلعة بالضم الصداقة والمحبۃ التي تحللت القلب فصارت خلا له ای فی باطنه والخیل الصدیق فخیل بمعنی فاعل وقد یكون بمعنی مفعول، وانما قال ذلك لان خلته كانت مقصورة على حب الله تعالى فلیس فیها لغيره متسع ولا شركة من محاب الدنيا والاخرة وحرال شریفة لایزالها احد یکسب واجتهاد فان الطباع غالبية واما یخص الله بها من یشاء من عبادہ مثل سید المرسلین صلوات الله وسلامه علیہ ومن جعل الخیل مشتقا من الخلۃ وهی الحاجة والعقر اراد انی ابرأ من الاعتماد والافتقار الی احد غیر الله تعالیٰ وفی رواية ابرأ الی کل خل من خلته بفتح الحاء وبکسر ها وها بمعنی الخلۃ والخیل ومنه الحدیث لو کنت متخذاً خلیلاً لاتخذت اباً بکر۔

اس حدیث میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے خیل کا ان دونوں معنوں میں استعمال فرمایا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے مجھے اپنا خیل بنایا، یعنی حضور صلی اللہ علیہ وسلم خود خیل ہیں اس اعتبار سے خیل کا معنی سچی اور گہری محبت کرنے والا ہے۔ نیز فرمایا:

”اگر میں امت میں سے کسی کو اپنا خلیل بناتا تو ابوبکر کو خلیل بناتا۔ یعنی اللہ تعالیٰ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا خلیل ہے اس اعتبار سے خلیل کا معنی ہے سب کو چھوڑ کر جس پر میرا اعتماد اور جس کی امتیاج ہے وہ اللہ ہے۔“ یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مخلوق میں نہ کسی پر توکل کرتے ہیں نہ کسی کے محتاج ہیں صرف اللہ کے محتاج ہیں اور اسی پر بھروسہ کرتے ہیں اگر مخلوق میں سے کسی کے ساتھ یہ معاملہ کرتے تو ابوبکر کے ساتھ کرتے۔

مسجد بنانے کی فہمیت اور اسکی ترغیب

عبداللہ غولانی بیان کرتے ہیں کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے جب مسجد نبوی کو بنایا تو انھوں نے لوگوں کو اس مسئلہ میں چہ بیگونیاں کرتے سنا آپ نے فرمایا تم نے اس مسئلہ میں بہت بے دے کی ہے حالانکہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے ”جو شخص اللہ تعالیٰ کی رضا جوئی کیے مسجد بنائے گا تو اللہ تعالیٰ اس کے لیے جنت میں ایک گھر بنائے گا۔“

محمود بن لبید بیان کرتے ہیں کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے مسجد نبوی کو بنانا چاہا تو لوگوں نے اس کو ناپسند کیا وہ چاہتے تھے کہ مسجد کو اس کی مالیت پر چھوڑ دیا جائے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے کہا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے آپ نے فرمایا ”جو شخص اللہ تعالیٰ کی رضا جوئی کے لیے مسجد بنائے گا اللہ تعالیٰ اس کے لیے جنت میں اس جیسا مکان بنا دے گا۔“

بَابُ فَضْلِ بِنَاءِ الْمَسْجِدِ وَالْحَثِّ عَلَيْهَا

۱۰۹۱۔ وَحَدَّثَنَا ثَنَا هَارُونُ بْنُ سَعِيدٍ الْأَيْبِيُّ وَاحْمَدُ ابْنُ حَيْثَمٍ قَالَا نَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ أَخْبَرَنِي عَمْرُو بْنُ بَكِيرٍ أَحَدُ ثَمَّةَ أَنَّ عَاصِمَ بْنَ عَمْرٍو بْنَ قَتَادَةَ حَدَّثَنَا أَنَّهُ سَمِعَ عُبَيْدَ اللَّهِ الْخَوْلَافِيَّ يَذْكُرُ أَنَّهُ سَمِعَ عُثْمَانَ بْنَ عَفَّانَ عِنْدَ قَوْلِ النَّاسِ فِيهِ حِينَ بَنَى مَسْجِدَ الرَّسُولِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّكُمْ قَدْ أَكْثَرْتُمْ وَإِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ مَنْ بَنَى مَسْجِدًا لِلَّهِ وَجَدَ قَالَ بَكِيرٌ حَسِبْتُ أَنَّهُ قَالَ يَبْتَغِي بِهِ وَجْهَ اللَّهِ تَعَالَى يَقُولُ اللَّهُ لَهُ بَيْتًا فِي الْجَنَّةِ وَقَالَ ابْنُ حَيْثَمٍ فِي رِوَايَتِهِ مِثْلَهُ فِي الْجَنَّةِ۔

۱۰۹۲۔ حَدَّثَنَا زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ وَمُحَمَّدُ بْنُ مُثَنَّى وَالْفُطَيْلِيُّ بْنُ مُثَنَّى قَالَا نَا الشَّعْبَانِيُّ بْنُ مَخْلَدٍ قَالَ أَنَا عَبْدُ الْحَمِيدِ بْنُ جَعْفَرٍ قَالَ حَدَّثَنَا أَبِي عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ يَسِيدٍ أَنَّ عُثْمَانَ بْنَ عَفَّانَ أَمَّا إِذَا بَنَى الْمَسْجِدَ فَكِرَةُ النَّاسِ ذَلِكَ فَاحْبَبُوا أَنْ يَدْعَهُ عَلَى هَيْئَتِهِ فَقَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ مَنْ بَنَى مَسْجِدًا لِلَّهِ بَنَى اللَّهُ لَهُ بَيْتًا فِي الْجَنَّةِ۔

لوگ نماز پڑھ چکے ہیں۔ انہوں نے کہا: "ہاں" پھر حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ ان کے درمیان کھڑے ہوئے ایک کو دائیں اور دوسرے کو بائیں جانب کھڑا کیا پھر رکوع کیا ہم نے اپنے ہاتھوں کو گھٹنوں پر رکھا حضرت عبداللہ بن مسعود نے ہمارے ہاتھوں پر (ہاتھ) مارا اور دونوں ہاتھوں کو ملا کر رانوں کے درمیان رکھا اس عمل کو تطبیق کہتے ہیں۔ سعیدی) جب نماز پڑھ چکے تو فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسی طرح کیا ہے۔

تطبیق حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے تعزلات میں سے ہے۔ باقی صحابہ، تابعین اور قلم ائمہ کے نزدیک تطبیق منسوخ ہے۔ ناسخ کا ذکر اگلی حدیث میں ہے۔ (سعیدی)۔

۱۰۹۶۔ وَحَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ وَأَبُو كَامِلٍ الْجَعْفَرِيُّ وَالتَّفْطِلِيُّ قَالَا نَأْبُو عَوَانَةَ عَنْ أَبِي يَعْفُورٍ عَنْ مُصْعَبِ بْنِ سَعْدٍ قَالَ صَلَّيْتُ إِلَى جَنْبِ أَبِي قَالَ وَجَعَلْتُ يَدَيَّ بَيْنَ رُكْبَتَيْ فَقَالَ بِيْ أَبِي إِمْرِيْ بِكَفَيْكَ عَلَى رُكْبَتَيْكَ قَالَ ثُمَّ فَعَلْتُ ذَلِكَ مَرَّةً أُخْرَى فَضَرَبَ يَدَيَّ وَقَالَ إِنِّي نَهَيْتَا عَنْ هَذَا وَامْرَأَتَا أَنْ تَضْرِبَ يَدَاكَ كَيْفَ عَلَى الرُّكْبِ

حضرت مصعب بن سعد رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: میں نے اپنے والد کے پہلو میں نماز پڑھی اور اپنے ہاتھ دونوں گھٹنوں کے درمیان رکھے۔ میرے والد نے کہا: "تم اپنے دونوں ہاتھ گھٹنوں پر رکھو" وہ کہتے ہیں میں نے پھر ایسے ہی کیا انہوں نے پھر میرے ہاتھوں پر مارا اور فرمایا تم اس سے روک دیے گئے ہیں اور ہمیں حکم دیا گیا ہے کہ ہاتھوں کو گھٹنوں پر رکھیں۔

امام مسلم فرماتے ہیں ایک اور سند سے بھی ایسی ہی روایت منقول ہے۔

۱۰۹۷۔ حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ قَالَ نَأْبُو كَيْسَرٌ عَنْ إِسْمَاعِيلَ بْنِ أَبِي خَالِدٍ عَنِ الرَّبِيعِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ عَنْ مُصْعَبِ بْنِ سَعْدٍ قَالَ رَكَعْتُ فَعَلْتُ بِيَدَيَّ هَكَذَا يَعْنِي طَبَقْتُ بِهِمَا وَضَعْتُهُمَا بَيْنَ رُكْبَتَيْ فَقَالَ أَبِي قَدْ كُنَّا يَفْعَلُ هَذَا ثُمَّ امْرَأَتَا يَالْوَكْبِ

حضرت مصعب بن سعد رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رکوع کیا اور دونوں ہاتھوں کو ملا کر رانوں کے درمیان رکھ لیا۔ میرے والد نے کہا پہلے ہم ایسا ہی کرتے تھے مگر بعد میں ہمیں گھٹنوں پر ہاتھ رکھنے کا حکم دیا گیا۔

۱۰۹۸۔ حَدَّثَنَا ابْنُ الْحَكَمِ بْنِ مُوسَى قَالَ نَأْبُو عَيْسَى بْنُ يُونُسَ قَالَ نَأْبُو إِسْمَاعِيلَ بْنِ أَبِي خَالِدٍ عَنِ الرَّبِيعِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ عَنْ مُصْعَبِ بْنِ سَعْدٍ عَنْ أَبِي قَتَادَةَ قَالَ

حضرت مصعب بن سعد رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے اپنے والد کے پہلو میں نماز پڑھی تو ایک ہاتھ کی

رکھ لیا انھوں نے میرے ہاتھ پر (ہاتھ مارا اور نماز کے بعد فرمایا: پہلے ہم ایسا کرتے تھے پھر ہمیں گھٹنوں پر ہاتھ رکھنے کا حکم دیا گیا۔

صَلَّيْتُ إِلَى جَنْبِ أَبِي قَلْتَمَارَ كَمْتُ تَبَكَّتْ أَصَابِعِي وَجَعَلَتْهُمَا يَمِينٍ مُكَبَّتِي فَضَرَبَ يَدَيَّ فَلَمَّا صَلَّيْتُ قَالَ قَدْ كُنَّا نَفْعَلُ هَذَا شِعْرًا مِرْنَا أَنْ نَرَفَعَهُ إِلَى الرُّكْبِ۔

- اس حدیث میں تطہیق کے علاوہ مندرجہ ذیل امور بھی حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے تفردات میں سے ہیں۔
- جماعت کے لیے امام کے علاوہ تین آدمیوں کا ہونا۔
- اگر امام کے علاوہ دو آدمی ہوں تو ایک امام کے دائیں جانب اور دوسرا بائیں جانب ہو۔
- گھر میں جماعت کے لیے اذان اور اقامت کا نہ ہونا۔

دیگر فوائد

- اگر امام وقت مختار میں نماز نہ پڑھائے تو لوگ وقت مختار میں نماز پڑھیں اور بہتر یہ ہے کہ جماعت کیساتھ پڑھیں۔
- عذر شرعی کی بناء پر جماعت کو چھوڑا جاسکتا ہے۔
- امام کے ساتھ دوبارہ نفل پڑھنا جائز ہے۔ اور اس سے فجر عصر اور مغرب کی نمازیں دیگر دلائل سے مستثنیٰ ہیں۔
- اگر امام تاخیر سے جماعت کراتا ہو پھر بھی نفل کی نیت سے امام کے ساتھ نماز پڑھیں تاکہ امت انتشار، افتراق اور نفاق کا شکار نہ ہو۔

نمازیں ایڑیوں پر بیٹھنا

طاؤس بیان کرتے ہیں کہ ہم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے قدموں پر بیٹھنے کے متعلق پوچھا انھوں نے کہا: یہ تو سنت ہے۔ ہم نے کہا: ہمارا خیال ہے اس میں مشقت ہے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: نہیں! یہ تمہارے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت ہے۔

بَابُ جَوَازِ الْإِقْعَاءِ عَلَى الْعَقَبَيْنِ

۱۱۰۰۔ حَدَّثَنَا إِسْحَقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ أَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَكْرٍ وَحَدَّثَنَا حَسَنُ الْحُلُوْ فِي قَالَ تَابِعُ الرَّزَّاقِ وَتَعَارَبَا فِي اللَّفْظِ قَالَا جَمِيعًا أَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ قَالَ أَخْبَرَنِي أَبُو الزُّبَيْرِ أَنَّهُ سَمِعَ طَاوُسًا يَقُولُ قُلْنَا لِابْنِ عَبَّاسٍ فِي الْإِقْعَاءِ عَلَى قَدَمَيْنِ فَقَالَ هِيَ السُّنَّةُ فَقُلْنَا لَهُ رَأَيْتُمَا لَرَأَاهُ جَفَاءً بِالرُّجُلِ فَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ بَلْ هِيَ سُنَّةُ نَبِيِّكَ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ۔

اقعاء کا معنی

اقعاء کے معنی ہیں سرین کو ایڑیوں پر رکھ کر بیٹھنا۔ شوافع کا ایک قول یہ ہے کہ دو سجدوں کے درمیان اسی طرح بیٹھنا افضل ہے۔ باب مذکور سے اسی قول کی تائید ہوتی ہے۔ احناف کے نزدیک دو سجدوں کے درمیان اصل کے مطابق وایاں پیر نصب کر کے بائیں پیر پر بیٹھنا سنت ہے اور بطور اقعاء کے نہیں بیٹھنا چاہیے۔ ان کی دلیل یہ حدیث ہے:-

عن علی قال قال لی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یا علی احب لک ما احب لنفسی واکره لک ما اکره لنفسی لا تقعر بین السجدة تین

حضرت علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے علی! میں تمہارے لیے وہی پسند کرتا ہوں جو اپنے لیے پسند ہے اور تمہارے لیے وہی ناپسند کرتا ہوں جو مجھے اپنے لیے ناپسند ہے! دو سجدوں کے درمیان بطور اقعاء نہ بیٹھا کرو!

شوافع کہتے ہیں کہ اس حدیث کی سند میں ایک راوی "حارث اعور" ہے اور وہ محدثین کے نزدیک ضعیف ہے۔ ثانیاً اقعاء کا دوسرا معنی ہے: "دونوں ٹانگیں نصب کر کے سرین کے بل بیٹھنا" یہ بالاتفاق مکروہ ہے اور اس حدیث میں یہی معنی مراد ہے۔

نماز میں عورتوں کے سجدے اور بیٹھنے کا طریقہ

عن یزید بن ابی حبیب ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مر علی امرأتین تصلیان فقال اذا سجدتما فضا بغض اللحم الی الارض فان المرأة لیس فی ذلک کالرجل

نماز میں عورتوں کے سجدے اور بیٹھنے کا طریقہ مردوں سے مختلف ہے جیسا کہ حسب ذیل احادیث سے ظاہر ہے۔ یزید بن ابی حبیب بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دو عورتوں کے پاس سے گزرے۔ عورتیں سجدہ کر رہی تھیں۔ آپ نے فرمایا جب تم سجدہ کرو تو اپنے جسم کے بعض حصے کو زمین سے لگایا کرو کیونکہ اس میں عورتوں کی مردوں کی طرح نہیں ہیں۔

عن ابن عمر اذا جلست المرأة فی الصلوة وضعت فخذها علی فخذها الأخری فاذا سجدت الصقت بطنها فی فخذیہا کاستوما یکون لها۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ جب عورت نماز میں بیٹھی تو اپنی ایک ران دوسری ران پر رکھ لے اور جب سجدہ کرے تو اپنے پیٹ کو رانوں کے ساتھ چٹائے یا اس کے لیے زیاں ستر کی مثل ہے۔

۱۔ امام ابو یوسف محمد بن عیسیٰ ترمذی متوفی ۲۲۹ھ جامع ترمذی ص ۶۷، مطبوعہ نوریہ کاغذ تجارت کتب کراچی۔

۲۔ امام ابو داؤد سجستانی متوفی ۲۴۵ھ مرآیل ابو داؤد ص ۸، مطبوعہ مطبع مجتہبی پاکستان لاہور ۱۴۰۵ھ

۳۔ علامہ علی منقہی بن حسام الدین بریلوی متوفی ۷۵۰ھ، مطبوعہ دارالعلوم دیوبند، مطبوعہ مؤسسة الرسالة بیروت طبع ۱۴۰۵ھ

بَابُ تَحْرِيمِ الْكَلَامِ فِي الصَّلَاةِ وَلَسِيخِ مَا كَانَ مِنْ إِبَاحَتِهِ

۱۱۰۱- وَحَدَّثَنَا أَبُو جَعْفَرٍ مُحَمَّدُ بْنُ الصَّبَّاحِ وَابْنُ بَكْرِ بْنِ أَبِي شَيْبَةَ وَتَقَارَبَا فِي لَفْظِ الْحَدِيثِ قَالَا نَاسِمِ بْنِ إِبرَاهِيمَ عَنْ حَتَّابٍ وَالضَّوَّاقِ عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ عَنْ هِلَالِ بْنِ أَبِي مَيْمُونَةَ عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَّارٍ عَنْ مُعَاوِيَةَ بْنِ الْحَكَمِ السَّلَمِيِّ قَالَ بَيْنَا أَنَا أَصَلُّ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَدَّ عَطَسَ رَجُلٌ مِنَ الْعَوْمِ فَقُلْتُ يَرْحَمُكَ اللَّهُ كَرَمَانِي الْعَوْمُ بِأَبْصَارِهِمْ فَقُلْتُ وَأَتَكَلَّمُ أَمِيَّةٌ مَا شَأْنُكُمْ تَنْظُرُونَ إِلَيَّ فَجَعَلُوا يَضْرِبُونَ بِأَيْدِيهِمْ عَلَى أَفْخَادِهِمْ فَلَمَّا أَيْتَهُمْ يَصْتَبِئُونَ لِيَكُونُوا سَكَنًا فَلَمَّا صَلَّى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَيَأْتِي هُوَ بِأَيِّ مَاءٍ آيَةٍ مَعَلَّمًا قَبْلَهُ وَرَمَعْدَةً أَحْسَنَ تَعْلِيمًا مِنْهُ فَوَاللَّهِ مَا كُفِّرَ فِي وَلَا ضَرْبِي وَلَا شَمَتِي ثُمَّ قَالَ إِنَّ هَذِهِ الصَّلَاةُ لَا يَصْلَحُ فِيهَا شَيْءٌ مِنْ كَلَامِ النَّاسِ إِنَّمَا هُوَ التَّسْبِيحُ وَالتَّكْبِيرُ وَقِرَاءَةُ الْقُرْآنِ أَوْ كَمَا قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنْ أَتَى حَدِيثٌ عَنْهُ بِجَاهِلِيَّةٍ وَقَدْ جَاءَ اللَّهُ بِالْإِسْلَامِ وَإِنْ مِتَّارِجَالٌ يَأْتُونَ الْكُفَّانَ قَالَ فَلَا تَأْتِيهِمْ قَالَ وَمِتَّارِجَالٌ يَعْطِئُونَ قَالَ ذَلِكَ شَيْءٌ يُعْجِدُونَ فِي صُدُورِهِمْ فَلَا يَصْدَهُمْ وَقَالَ ابْنُ الصَّبَّاحِ فَلَا يَصْدَهُ تَكْرَهُ قَالَ قُلْتُ وَمِتَّارِجَالٌ يَخْطُونَ قَالَ كَانَ يَتَى مِنَ الْأَنْبِيَاءِ يَخْطُ فَمَنْ وَافَقَ خَطَّهُ فَذَلِكَ قَالَ وَكَانَتْ لِي جَارِيَةٌ تَرْعَى غَنَمًا لِي قَبْلَ أَحَدٍ وَالْجَوَانِيَّةُ فَاعْلَمْتُ ذَلِكَ يَوْمَ فَإِذَا الذِّئْبُ قَدْ ذَهَبَ بِشَاةٍ مِنْهَا

نَازِلٌ فِي كَلَامِ الْكَلَامِ كَرَامًا وَابَاحَتِ سَابِقَةٍ كَوِ مَنْسُوخِ كَرَامًا

حضرت معاویہ بن حکم سلمی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نماز میں شریک تھا کہ جماعت میں کسی شخص کو چھٹک آئی۔ میں نے کہا یرحمک اللہ لوگوں نے مجھے گھورنا شروع کر دیا۔ میں نے کہا کاش یہ مرحکا ہوتا تم مجھے کیوں گھور رہے ہو! یہ سن کر انہوں نے اپنی زبانوں پر ہاتھ مارنا شروع کر دیا جب میں نے سمجھا وہ مجھے خاموش کرانا چاہتے ہیں تو میں خاموش ہو گیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر میرے دل باپ فلا ہوں میں نے آپ سے پہلے اہل آپ کے بعد آپ سے بہتر کوئی سمجھنے والا نہیں دیکھا۔ خدا کی قسم، آپ نے مجھے جھڑکا نہ بڑا اچھا کہا، نہ مارا، نہ مارے فارغ ہونے کے بعد آپ نے فرمایا: نماز میں باتیں نہیں کرنی چاہئیں۔ نماز میں صرف تسبیح تکبیر اور تلاوت کرنی چاہیے۔ (اذا کما قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم) میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! میں دور جاہلیت کے قریب تھا اور اللہ تعالیٰ نے دولت اسلام سے سرفراز کر دیا۔ ہم میں سے بعض لوگ کاہنوں (راکل) پتھر سے غیب کی خبریں بتانے والے) کے پاس جاتے ہیں فرمایا، تم ان کے پاس مت جاؤ! میں نے عرض کیا ہم میں سے بعض لوگ بدشگون لیتے ہیں۔ فرمایا: یہ ان کی من گھڑت بات ہے تم اس کے درپے مت ہو۔ میں نے پھر عرض کیا ہم میں سے بعض لوگ عملِ رمل (زانچہ بنانا) کرتے ہیں۔ آپ نے فرمایا: انبیاء (کرام) میں سے ایک نبی کو یہ علم دیا گیا تھا جس شخص کا عمل اس کے مطابق ہو تو وہ صحیح ہے۔ حضرت معاویہ بن حکم نے کہا میری ایک لونڈی تھی جو امداد اور جانیہ میں میری بکریاں چرایا کرتی تھی۔ ایک دن میں وہاں گیا تو دیکھا کہ بیڑیا ایک بکری کو اٹھا کر لے گیا ہے میں بھی آخر انسانوں میں سے

نے اس کے ایک تہتر مار دیا پھر مجھافسوس ہوا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا۔
”میں اس نوٹھی کو آزاد نکروں؟ آپ نے فرمایا اس کو میرے پاس لے کر آؤ۔ میں اسے آپ کے پاس لے کر آیا۔ آپ نے اس سے پرچھا اللہ کہاں ہے؟ اس نے کہا آسمان پر۔ آپ نے فرمایا ”میں کون ہوں؟“ اس نے کہا ”اللہ کے رسول“ آپ نے فرمایا ”اس کو آزاد کر دو یہ مؤمنہ ہے۔“

امام مسلم فرماتے ہیں کہ ایک اور سند سے بھی یہ روایت اسی طرح منقول ہے۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم نہانہ رسالت میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو مالعبہ ناز میں سلام کر لیا کرتے تھے اور آپ ہمیں سلام کا جواب دیتے تھے۔ جب ہم نباشی کے ہاں سے لوٹ کر آئے اور آپ کو (مالت نازی میں) سلام کیا تو آپ نے جواب نہیں دیا۔ ہم نے عرض کیا یا رسول اللہ! ہم (پہلے) آپ کو (مالت نازی میں) سلام کرتے تھے اور آپ جواب دیتے تھے۔ آپ نے فرمایا۔
”نازی میں صرف نازی ہی کی طرف مشغول رہنا چاہیے۔“ (یعنی نازی میں افعال نازی کے علاوہ کوئی اور کام یا کلام نہیں کرنا چاہیے) امام مسلم فرماتے ہیں کہ ایک اور سند سے بھی ایسی ہی۔۔۔ روایت منقول ہے۔

حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ پہلے ہم نازی میں باتیں کیا کرتے تھے، ہر ایک شخص نازی میں اپنے صاحب سے بات کرتا تھا حتیٰ کہ یہ آیت نازل ہوئی وَحُوْا مَوَاطِنَہِ قَائِمَتِیْنَ۔ اس کے بعد ہمیں (نازی میں) خاموش رہنے کا حکم دیا گیا اور باتوں سے روک دیا گیا۔

وَ اَنَا رَجُلٌ مِّنْ بَنِي اَدَمَ اسَفْتُ كَمَا يَاسَفُوْنَ لِكَيْفَ اُصْحَمَا صَكَةً فَاَتَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّ اللّٰهُ عَلَیْہِ وَسَلَّم فَعَظَّمْتُ ذٰلِكَ عَلٰی قَلْبِیْ رَسُوْلَ اللّٰهِ اَفَلَا اُعْتَقَهَا قَالِ اِشْتَرِیْ بِهَا فَاَتَيْتُ بِهَا فَقَالَ لَهَا اَیْنَ اللّٰهُ قَالَتْ فِی السَّمَاءِ قَالِ مَنْ اَنَا قَالَتْ اَنْتَ رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالِ اُعْتَقَهَا فَاْتَمَّتْ مُؤْمِنَةً۔

۱۱۰۲۔ حَدَّثَنَا اسْحَقُ بْنُ اِبْرَاهِیْمَ قَالَ اَنَا یَحْیٰی بْنُ یُوْنُسَ قَالَ اَنَا الْاَوْسَعِيُّ عَنْ یَحْیٰی بْنِ اَرْبَعٍ کَثِیْرٌ بِهَذَا الْاِسْنَادِ نَحْوُهُ۔

۱۱۰۳۔ حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ اَبِی شَیْبَةَ وَ زُهَيْرُ ابْنِ حَرْبٍ وَ ابْنُ ثَمْرِ وَ ابُو سَعِیْدٍ الْاَشْجَرِ وَ اَلْقَاضِیُّ مُتْقَارِبَةً قَالُوْا اَنَا ابْنُ فَضِیْلِ قَالَ اَنَا الْاَعْمَشُ عَنْ اِبْرَاهِیْمَ عَنْ عَلْقَمَةَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ كُنَّا نُسَلِّمُ عَلٰی عُمَرَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْہِ وَسَلَّم وَ هُوَ فِی الصَّلٰوةِ فَاَیْرُدُّ عَلَیْنَا فَلَمَّا رَجَعْنَا مِنْ عِنْدِ النَّبَاشِیِّ سَلَّمْنَا عَلَیْہِ فَلَمْ یَرُدُّ عَلَیْنَا فَعَقَلْنَا یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ كُنَّا نُسَلِّمُ عَلَیْكَ فِی الصَّلٰوةِ فَتَرُدُّ عَلَیْنَا فَقَالَ اِنَّ فِی الصَّلٰوةِ شُغْلًا۔

۱۱۰۴۔ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ بْنُ ثَمْرِ قَالَ حَدَّثَنَا اسْحَقُ ابْنُ مَنْصُورٍ الشَّكُوْنِیُّ قَالَ اَنَا مَرْثَمَةُ بْنُ سَفْیَانَ عَنِ الْاَعْمَشِ بِهَذَا الْاِسْنَادِ نَحْوُهُ۔

۱۱۰۵۔ حَدَّثَنَا یَحْیٰی بْنُ یَحْیٰی قَالَ اَنَا هُثَیْمٌ عَنْ اِسْمَاعِیْلَ بْنِ اَبِی خَالِدٍ عَنِ الْحَادِثِ بْنِ ثَمْرِ عَنْ اَبِی عَمْرِو الشَّیْبَانِیِّ عَنْ زَیْدِ بْنِ اَرْقَمَ قَالَ كُنَّا نَتَكَلَّمُ فِی الصَّلٰوةِ یُكَلِّمُ التَّارِجُ صَاحِبَہُ وَ هُوَ اِلٰی جَنْبِیْہِ فِی الصَّلٰوةِ حَتّٰی تَزَلَّتْ وَ قَوْمُوْا لِلّٰہِ قَائِمَتِیْنَ قَامُوْنَا بِالسَّكُوْتِ وَ نُهْمِنَا عَنْ الْكَلَامِ۔

امام مسلم فرماتے ہیں کہ ایک اور سند کے ساتھ بھی یہ روایت اسی طرح منقول ہے۔

۱۱۰۴ - حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ قَالَ سَأَلْتُ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ نُمَيْرٍ وَكَثِيرٌ ح وَحَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ سَأَلْتُ عِيسَى بْنَ يُونُسَ كُلُّهُمْ عَنْ إِسْمَاعِيلَ بْنِ أَبِي حَالٍ بِهَذَا الْإِسْنَادِ نَحْوَهُ.

حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے کسی کام سے بھیجا پھر میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا، — لاوی کہتے ہیں کہ اس وقت حضور صلی اللہ علیہ وسلم سواری پر نفل پہنچ رہے تھے، حضرت جابر کہتے ہیں کہ میں نے آپ کو سلام کیا۔ آپ نے اشارہ سے جواب دیا، نماز سے فارغ ہونے کے بعد آپ نے مجھے بلایا اور فرمایا تم نے مجھے ابھی سلام کیا! حالانکہ میں نماز پڑھ رہا تھا! "حضرت جابر کہتے ہیں اس وقت آپ کا چہرہ مشرق کی جانب تھا

۱۱۰۵ - وَحَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ سَأَلْتُ كَيْثَ ح وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رُمْحٍ قَالَ أَنَا اللَّيْثُ عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ أَنَّهُ قَالَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعَثَنِي لِحَاجَةِ ثُمَّ أَدْرَكْتُهُ وَهُوَ يَسِيرُ قَالَ قُتَيْبَةُ: يُسْأَلُ فَسَلَّمْتُ عَلَيْهِ فَأَمَّا مَا رَأَيْتُ فَلَمَّا فَرَعْتُ دَعَانِي فَقَالَ إِنَّكَ سَلَّمْتَ إِيَّانَا وَأَنَا أَصَبْتُ وَهُوَ مُتَوَجِّهٌ حِينَئِذٍ قِبَلَ الْمَشْرِقِ.

۱۱۰۸ - حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ يُونُسَ قَالَ حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ قَالَ حَدَّثَنِي أَبُو الزُّبَيْرِ عَنْ جَابِرٍ قَالَ أَرْسَلَنِي رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ مُصْطَلِقٌ إِلَى بَنِي الْمُصْطَلِقِ فَأَتَيْتُهُ وَهُوَ يُعْصِي عَلَى بَعِيرِهِ فَكَلَّمْتُهُ فَقَالَ لِي يَبْدُ هَ هَكَذَا أَوْ هِيَ زُهَيْرٌ يَبْدُ هَ ثُمَّ كَلَّمْتُهُ فَقَالَ لِي هَكَذَا أَوْ هِيَ زُهَيْرٌ أَيْضًا يَبْدُ هَ خَوْرُ الْأَرْضِ وَأَنَا أَسْمَعُهُ يَقْرَأُ يُؤْمِنُ بِرَأْسِهِ فَلَمَّا فَرَعْتُ قَالَ مَا فَعَلْتَ فِي الَّذِي أَرْسَلْتُكَ لَهُ فَإِنَّهُ لَمْ يَسْمَعْ عَنِّي أَنْ أُكَلِّمَكَ إِلَّا إِنِّي كُنْتُ أَصْلَى قَالَ زُهَيْرٌ وَأَبُو الزُّبَيْرِ جَالِسٌ مُسْتَقْبِلُ الْكُعْبَةِ فَقَالَ يَبْدُ هَ أَبُو الزُّبَيْرِ إِلَى بَنِي الْمُصْطَلِقِ فَقَالَ يَبْدُ هَ إِلَى غَيْرِ الْكُعْبَةِ.

۱۱۰۹ - حَدَّثَنَا أَبُو كَامِلٍ الْجَحْدَرِيُّ قَالَ نَاحِمًا دُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ كَثِيرٍ عَنْ عَطَاءٍ عَنْ جَابِرٍ قَالَ كُنَّا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي

حضرت جابر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایک سفر میں تھے۔ آپ سے بھیجا، جب میں لوٹ کر آیا تو آپ

فِي حَاجَةٍ فَرَجَعْتُ وَهُوَ يُصَلِّي عَلَى مَا أَحْلَيْتَهُ وَ
وَجْهَهُ عَلَى غَيْرِ الْقِبْلَةِ فَسَلَّمْتُ عَلَيْهِ فَلَمْ يَرُدَّ
عَلَيَّ فَلَمَّا انْصَرَفَ قَالَ إِنَّهُ لَمْ يَمْنَعْنِي أَنْ أُمِدَّ
عَلَيْكَ إِلَّا أَنِّي كُنْتُ أَصْبَى

۱۱۱۰۔ وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ حَاتِمٍ قَالَ سَأَلْتُ
مُعَلَّى بْنَ مَنصُورٍ قَالَ نَاعَبَدُ الْوَاوِيَّةَ بْنَ سَعِيدٍ
قَالَ نَاكَرْتُهُ بْنُ شَنْظِيرٍ عَنْ عَطَاءٍ عَنْ جَابِرٍ قَالَ
بَعَثَنِي رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي
حَاجَةٍ يَتَعْنَى حَدِيثَ حَتَّاءٍ

اپنے ادب پر نماز پڑھ رہے تھے ادسا آپ کا منہ قبلہ کی طرف نہ
تھا۔ میں نے سلام کیا تو آپ نے جواب نہیں دیا۔ نماز سے فارغ
ہونے کے بعد آپ نے فرمایا کہ میں نے جواب صرف اس
وجہ سے نہیں دیا کہ میں نماز پڑھ رہا تھا۔

امام مسلم فرماتے ہیں کہ ایک اور سند سے بھی ایسی ہی
روایت جابر رضی اللہ عنہ سے منقول ہے۔

منسوخیت کلام کی تاریخ | ابتداء اسلام میں نماز میں ضرورتاً کلام کرنا مباح تھا۔ بعد میں اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول
اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو منسوخ کر دیا۔ علماء کا اس میں اختلاف ہے کہ یہ نسخ کب واقع
ہوا۔ علامہ ابن حبان اور ابو طیب طبری کہتے ہیں کہ ہجرت سے تین سال پہلے یہ نسخ واقع ہوا۔ (فتح الباری ج ۳ ص ۷۳،
عمدة القاری ج ۷ ص ۲۷۸) کیونکہ یہ نسخ اس وقت ہوا جب حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نجاشی کے ہاں سے
لوٹ کر مکہ مکرمہ آئے جیسا کہ صحیح مسلم کی حدیث نمبر ۱۱۰۲ سے واضح ہے۔ اس کے برخلاف جہور علماء کی رائے یہ ہے کہ
ہجرت کے ڈیڑھ سال بعد غزوہ بدر سے کچھ پہلے یہ نسخ واقع ہوا ان کی دلیل یہ ہے کہ قرآن کریم کی جس آیت مبارکہ (قوموا
لللہ قانتین۔ بقرہ: ۲۳۸) نے نماز میں سکوت کا حکم دیا ہے وہ بالاتفاق مدنی ہے۔ ثانیاً حضرت زید بن ارقم رضی
اللہ عنہ بن سے یہ حدیث (۱۱۰۴) منقول ہے کہ نماز میں کلام حرام کر دیا گیا وہ انصاری صحابی ہیں اور مدینہ میں مشرف باسلام
ہوئے ہیں۔ ثانیاً حدیث شریف میں ہے: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم
دور کعت نماز پڑھنے کے بعد نماز سے فارغ ہو گئے۔ حضرت ذوالبیدین نے کہا نماز کم ہو گئی؟ یا آپ بھول گئے؟ یا رسول
اللہ! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا کیا ذوالبیدین نے سچ کہا؟ صحابہ نے عرض کیا ہاں! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دور کعت
اور پڑھیں اور سلام پھیر کر سجدہ بھوکیا۔ لے

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ یہ واقعہ اس وقت کا ہے جب نماز میں کلام مباح تھا اور کلام کرنے والے صحابی حضرت
ذوالبیدین بن کا نام خرباق تھا۔ ہری کی تصریح کے مطابق غزوہ بدر میں شہید ہو گئے تھے۔ (فتح الباری ج ۳ ص ۹۶) اس
سے ثابت ہوا کہ ہجرت کے بعد مدینہ میں بھی نماز میں کلام مباح تھا اس لیے صحیح یہی ہے کہ یہ نسخ ہجرت کے بعد مدینہ ہی
میں ہوا ہے۔

علامہ ابن حبان اور ابو طیب طبری نے جو یہ کہا ہے کہ یہ نسخ اس وقت واقع ہوا جب حضرت عبداللہ بن مسعود
رضی اللہ عنہ نجاشی کے ہاں سے لوٹ کر آئے یہ صحیح ہے لیکن یہ صحیح نہیں ہے کہ جب آپ مکہ آئے کیونکہ حضرت

عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ دومرتبہ حبشہ گئے۔ علامہ واقدی لکھتے ہیں حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ پہلی بار نبوت کے پانچویں سال پندرہ نفوس کے ساتھ سمندری راستہ سے حبشہ ہجرت کر گئے پھر جب وہاں بیخبر ملی کہ اہل مکہ اسلام سے آئے تو مکہ مکرمہ آ گئے وہاں آ کر معلوم ہوا کہ یہ خبر غلط تھی تو انھیں بہت افسوس ہوا اور پھر زیادہ افراد کے ساتھ دوبارہ حبشہ ہجرت کر گئے اور دوسری مرتبہ وہاں سے لوٹ کر مدینہ منورہ آ گئے۔ (عمدة القاری ج ۷، ص ۶۸) اور حدیث شریف میں جو ذکر ہے کہ حضرت عبداللہ بن مسعود نجاشی کے پاس سے لوٹ کر آئے تو نماز میں کلام منسوخ ہوا۔ اس لوٹ کر آنے سے، مدینہ منورہ میں لوٹ کر آنا مراد ہے۔ اس لیے علامہ ابن حبان کا اس حدیث سے استدلال صحیح نہیں ہے اور صحیح یہی ہے کہ یہ نسخ ہجرت کے ڈیڑھ سال بعد مدینہ منورہ میں ہوا۔ فاختتم هذا التحقيق۔

اباحت اصل ہے | علامہ اسلام کا اس مسئلہ میں اختلاف ہے کہ احکام شرعیہ نازل ہونے سے پہلے احکام میں اصل اباحت یا تحریم؟ مسئلہ تحریم کے قائل ہیں اور جمہور اہلسنت کا مسلک یہ ہے کہ جس چیز کو شریعت نے حرام کر دیا وہ حرام ہو گئی اور جس کو شریعت نے حرام نہیں قرار دیا وہ اپنی اصل پر مباح ہے یعنی اس کے کرنے نہ کرنے میں انسان مختار ہے۔ جب تک نماز میں کلام کرنے سے شارع نے منع نہیں کیا کلام کرنا مباح تھا۔ اسی طرح جواد، سود، شراب، متغہ اور مُردار جانوروں کا کھانا یہ تمام چیزیں منع سے پہلے مباح تھیں۔ جب شارع علیہ السلام نے ان سے روک دیا تو حرام ہو گئیں۔ اور جن کاموں سے شارع نے منع نہیں روکا وہ اپنی اصل پر جائز اور مباح ہیں۔

اس اصل اور قاعدہ کے مطابق بہت سے احکامات شرعیہ کا استخراج ہوتا ہے مثلاً جدید سائنٹفک طریقوں سے علاج کا جواز جن میں سرسری اور ایکسرے وغیرہ داخل ہیں۔ اسی طرح ریڈیو اور ٹی وی کے اعلان پر روزہ اور عید، لاڈا سپیکر پر نماز، ٹیلی فون پر نکاح کا وکیل بنانا، جدید ساخت کے جنگی آلات، کھانے، پینے، آرام اور سہولت کی نئی نئی جدید اشیاء رسل و رسائل اور سفر کی سہولتیں، وزن اور ہیماٹشس کے طریقے، عید میلاد اور سیرت النبی کی مجالس یہ تمام امور اس اصل اور قاعدہ سے جائز اور مشروع ہیں۔

فقہی احکام | تمام علماء اسلام اور ائمہ اربعہ کے نزدیک عملاً کلام کرنے سے نماز فاسد ہو جاتی ہے خواہ اس کلام سے نماز کی اصلاح مقصود ہو یا نہ ہو البتہ بھول کر کلام کرنے سے امام مالک، امام شافعی اور امام احمد کے نزدیک نماز فاسد نہیں ہوتی اور امام اعظم ابوحنیفہ کے نزدیک فاسد ہو جاتی ہے لہ ائمہ ثلاثہ کی دلیل حدیث ذوالبیدین ہے۔ امام اعظم کی طرف سے جواب یہ ہے کہ حضرت ذوالبیدین کا واقعہ کلام کے منسوخ ہونے سے پہلے کا ہے جیسا کہ گذر چکا ہے اور اس کی مزید تفصیل آئندہ آئے گی۔

اگر کوئی شخص مسئلہ سے ناواقف ہو اور عہد اسلام کے قریب ہو تو امام شافعی کے نزدیک نماز میں بات کرنے سے نماز نہیں ٹوٹتی۔ جیسا کہ معاویہ بن حکم کا واقعہ ہے کیونکہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو نماز ٹوٹانے کا حکم نہیں دیا (نوری

۱۔ علامہ یحییٰ بن شرف نووی متوفی ۶۷۶ھ۔ مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی ۱۳۷۱ھ

ایضاً۔ علامہ بدرالدین عینی متوفی ۷۵۱ھ۔ عمدة القاری ج ۷، ص ۱۷۱، مطبوعہ ادارة الطباعة المنيرية مصر، ۱۳۴۸ھ

ج ۱، ص ۲۰۳) احناف کے نزدیک اس کی ناز ثوث جائیگی اور حدیث کا جواب یہ ہے کہ ہو سکتا ہے آپ نے اعادۃ صلاۃ کا حکم دیا ہو اور ہم تک نہ پہنچا ہو یا پھر یہ خصوصیت پر معمول ہے۔

احناف کے نزدیک سلام کا جواب دینے اور مصافحہ کرنے سے ناز ثوث باقی ہے اور نماز میں اشارہ کرنا مکروہ ہے۔

امام مالک، امام شافعی اور امام احمد کے نزدیک نماز میں سلام کا جواب اشارہ سے دینا مستحب ہے۔
علامہ بدرالدین عینی متوفی ۸۵۵ھ نے اصلاح نماز کے لیے کلام میں متضاد اقوال ذکر کیے ہیں پہلے لکھا ہے کہ اگر اصلاح نماز کے لیے نماز میں کلام کیا جائے تو ابو حنیفہ، مالک، شافعی اور احمد کے نزدیک نماز فاسد ہو جاتی ہے البتہ اوزاعی اور بعض مالکیہ کے نزدیک فاسد نہیں ہوتی (عمدة القاری ج ۱، ص ۲۷۱) اور اس کے بعد کہتے ہیں اصلاح نماز کے لیے کلام سے مالک، شافعی اور احمد کے نزدیک نماز فاسد نہیں ہوتی (عمدة القاری ج ۱، ص ۳۰۹) اسی کی پیروی میں بعض معاصرون پہلے لکھا کہ تمام علماء کا اس بات پر اتفاق ہے کہ نماز میں ہر قسم کی عمدہ گفتگو کرنی ممنوع ہے۔ (تفہیم البخاری ج ۲ ص ۲۸۰) اس کے بعد لکھا امام مالک، شافعی اور احمد رضی اللہ عنہم کے نزدیک لوگوں کا امام کے ساتھ نماز کی اصلاح کے لیے نماز میں کلام کرنا جائز ہے۔ (تفہیم البخاری ج ۲ ص ۲۹۹) اس کے بعد سہو کا حکم بیان کیا جس سے واضح ہوتا ہے کہ حکم سابق کلام مستعمل کے بارے میں ہے۔ — فلیتدبر —

صحیح بات یہ ہے کہ نماز میں عمدہ کلام کرنے سے بعض مالکیہ کے سوا تمام ائمہ کے نزدیک نماز فاسد ہو جاتی ہے خواہ وہ کلام اصلاح نماز کے لیے کیوں نہ ہو۔ علامہ عبدالرحمن الجزیری نے بھی ایسا ہی لکھا ہے۔ دیکھئے الفقہ علی المذاہب الاربعہ ج ۱ ص ۲۹۸۔

بقیہ فوائد • اگر کوئی شخص نادان فقیہ سے کوئی غلط کام کرے تو پیارا اور محبت سے اس کو مسئلہ بتانا چاہیے جیسے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت معاویہ بن حکم کو تحریم کلام کا مسئلہ بتایا۔

- چھینک کا جواب ”یذبح اللہ“ کے ساتھ دینے میں رغبت کرنی چاہیے۔
- کاہنوں سے مستقبل کی خبریں معلوم کرنا ممنوع ہے، نجومیوں سے مستقبل کا حال معلوم کرنے کا بھی یہی حکم ہے۔
- بڑا لشگون لینا اسلام میں ممنوع ہے جیسے جہلا میں مشہور ہے کہ بلی راستہ کاٹ جائے تو سفر پر نہیں جانا چاہیے۔
- زانچہ بنانا منع ہے کیونکہ کوئی نہیں جانتا کہ اس کا زانچہ نبی علیہ السلام کے موافق ہے یا نہیں۔
- انسانی فطرت کے تقاضے سے اگر کوئی شخص اپنے ماتحت پر زیادتی کر بیٹھے تو بعد میں اس کے ساتھ احسان کر کے اس کی تلافی کرے جیسے حضرت معاویہ بن حکم نے باندی کو آزاد کیا۔
- اللہ تعالیٰ کسی جہت اور سمت کے ساتھ مخصوص نہیں ہے یہ جو کہا جاتا ہے کہ اللہ تعالیٰ آسمانوں میں ہے مرن اس وجہ سے ہے کہ آسمان اور بلندی کو زمین اور پستی پر شرف مائل ہے۔
- مدینہ منورہ کی طرف ہجرت کرنے سے پہلے مکہ سے حبشہ کی طرف دوسرے ہجرت کی گئی جیسے حضرت عبداللہ بن

۱۔ علامہ ابن ہمام متوفی ۸۶۱ھ - فتح القدر ج ۱ ص ۳۵۸، مطبوعہ مکتبہ نوریہ رضویہ سکر

۲۔ علامہ بدرالدین عینی متوفی ۸۵۵ھ - فتح القدر ج ۱ ص ۳۵۸، مطبوعہ دار الفکر بیروت

مسعود رضی اللہ عنہ اپنے رفقاء کے ساتھ سے جہتہ گئے۔ یہ ہجرت دارالخوف سے دارالامن کی طرف کہلاتی ہے۔

• زید بن ارقم کی روایت سے ثابت ہے کہ تو مواللہ تانین میں قنوت بمعنی سکوت ہے مفسرین نے قنوت کو اطاعت اور خشوع کے معنی میں بھی لیا ہے۔

• نفل، سواری پر پڑھنا جائز ہے کیونکہ حضرت جابر کی روایت میں یہ ہے کہ آپ نے سواری پر نفل پڑھے۔

• جب سواری پر نفل پڑھیں تو قبلہ کی طرف منہ ہونا ضروری نہیں ہے۔

• اگر کسی عبادت میں مشغول ہونے کی وجہ سے کسی کے سلام کا جواب نہ دے سکے تو بعد میں سلام کا جواب دے اور

غیر بھی بیان کر دے آپ نے ایسا ہی کیا ہے۔

• جب کوئی شخص نماز یا کسی اور ایسی عبادت میں مشغول ہو جس میں سلام کا جواب دینے سے اس عبادت کو منقطع کرنا پڑے تو اس کو بعد میں سلام کرے۔

• ان فی الصلوٰۃ شغلا کے اس ترجمہ کے علاوہ جو ہم نے حدیث (نمبر ۱۱۰۲) کے تحت کیا ہے اور بھی معانی ہیں مثلاً نماز میں ایک

خاص قسم کا اشتغال جس میں کسی اور چیز کے ساتھ مشغول ہونا سب نہیں، نماز میں ہیبت عظیم مشغولیت ہے کیونکہ

اس میں بندہ اپنے رب کے ساتھ مشغول ہوتا ہے پہلی صورت میں تنوین تنوین اور دوسری میں تعظیم کی ہے۔

نماز میں شیطان پر لعنت کرنا اس سے پناہ لگانا

اور عمل قلیل کا جائز ہونا

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول

اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا گذشتہ شب ایک زبردست

جن میری طرف بڑھا تاکہ میری نماز توڑ دے لیکن اللہ تعالیٰ

نے اسے میرے قابو میں کر دیا۔ میں نے اس کا کلا گھونٹ

دیا اور ارادہ کیا کہ اسے مسجد کے ستونوں میں سے کسی ستون کے

ساتھ باندھ دوں۔ حتیٰ کہ صبح ہوتے ہی تم سب اسے دیکھ

لو۔ پھر مجھے اپنے بھائی سلیمان علیہ السلام کی یہ دعا یاد آئی۔

اے اللہ! مجھے معاف فرما دے اور مجھے ایسی سلطنت دے

جو میرے بعد کسی اور کو نہ ملے، پھر اللہ تعالیٰ نے اس حق کو

ناکام و نامراد ٹوٹا دیا۔

امام مسلم فرماتے ہیں کہ ایک اور سند سے بھی یہ روایت

اسی طرح منقول ہے۔

بَابُ الْجَوَازِ لِعَنِ الشَّيْطَانِ فِي أَثْنَاءِ الصَّلَاةِ وَ

التَّعَوُّذِ مِنْهُ وَجَوَازِ الْعَمَلِ الْقَلِيلِ فِي الصَّلَاةِ

۱۱۱۱ - حَدَّثَنَا اسْحَقُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ وَاسْحَقُ بْنُ

مَنْصُورٍ قَالَا نَا النَّضْرُ بْنُ شُمَيْلٍ قَالَ اَنَا شَعْبَةُ

قَالَ نَا مُحَمَّدٌ وَهُوَ ابْنُ زَيْدٍ قَالَ سَمِعْتُ اَبَا هُرَيْرَةَ

يَقُولُ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

اِنَّ عِفْرَ بْنَ مَرْثَدَةَ الْجَنْجَنِيَّ جَعَلَ يَقْتَدُ عَلَيَّ الْبَارِحَةَ

لِيَقْطَعَهُ عَلَى الصَّلَاةِ وَاِنَّ اللّٰهَ اَمْكَنُ مِنِّي مِنْهُ

فَدَعَاهُ فَلَقَدْ هَمَمْتُ اَنْ اَرْبِطَهُ اِلَى جَنْبِ

سَارِيَةٍ مِّنْ سَوَارِي الْمَسْجِدِ حَتَّى تَضِيحُوا تَنْظُرُونَ

اَلَيْهِ اَجْتَمَعُونَ اَوْ كُلُّكُمْ حُرَّةٌ كَرْتُ قَوْلَ اَخِي

سَلَمَانَ عَلَيْهِ السَّلَامُ رُبَّ عَفْرِ فِيْ مَكَالٍ لَا يَتَّبِعُوْهُ

لَا حِدٌّ مِّنْ بَعْدِي فَرَدَّ اللّٰهُ خَاسِمًا

۱۱۱۲ - وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ نَا مُحَمَّدٌ

هُوَ ابْنُ جَعْفَرٍ وَحَدَّثَنَا اَبُو بَكْرِ بْنُ اِبِي شَيْبَةَ

قَالَ نَا شَيْبَةُ اِبْنُ يَزِيْدٍ عَنْ ثُوْبَانَ عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ

وَلَيْسَ فِي حَدِيثِ ابْنِ جَعْفَرٍ قَوْلُهُ فَدَعَتْهُ وَأَمَّا
ابْنُ أَبِي هُبَيْرَةَ فَقَالَ فِي رِوَايَتِهِمْ فَدَعَتْهُ -

۱۱۳ - وَحَدَّثَنَا شَيْخُ مُحَمَّدُ بْنُ سَلَمَةَ النَّمَادِيُّ
قَالَ نَأَيْدُ اللَّهِ بْنُ وَهَبٍ عَنْ مَعَارِثِ بْنِ صَالِحٍ
يَقُولُ حَدَّثَنِي رَبِيعُ بْنُ يَزِيدَ عَنْ أَبِي إِدْرِيسَ
الْخَوْلَانِيِّ عَنْ أَبِي الدَّرْدَاءِ قَالَ قَامَ رَسُولُ اللَّهِ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَسَمِعْنَاهُ يَقُولُ أَعُوذُ
بِاللَّهِ مِنْكَ ثُمَّ قَالَ أَلْعَنُكَ بِعَنْتِ اللَّهِ ثَلَاثًا وَ
بَسَطَ يَدَهُ كَأَنَّهُ يَمْتَنَاوُلُ شَيْئًا فَلَمَّا كَرَعَ مِنَ الصَّلَاةِ
قُلْنَا يَا رَسُولَ اللَّهِ قَدْ سَمِعْنَاكَ تَقُولُ فِي الصَّلَاةِ
شَيْئًا لَمْ نَسْمَعْكَ تَقُولُهُ قَبْلَ ذَلِكَ وَرَأَيْنَاكَ
بَسَطْتَ يَدَكَ قَالَ إِنْ عَدَّ اللَّهُ إِبْلِيسَ جَاءَ
بِشَهَابٍ مِنْ تَارٍ لِيَجْعَلَهُ فِي وَجْهِ فَقُلْتُ أَعُوذُ
بِاللَّهِ مِنْكَ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ ثُمَّ قُلْتُ أَلْعَنُكَ بِعَنْتِ
اللَّهُ الثَّامَةَ فَلَمْ يَسْتَخِرْ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ ثُمَّ أَرَدْتُ
أُخْذَهُ وَاللَّهُ لَوْلَا دَعْوَةُ أَحِبِّينَا سَلِمَ لَوْلَا صَبْرُ
مَوْثِقَا يَعْلَبُ بِهِ وَلَدَانِ أَهْلُ الْمَدِينَةِ -

جنات کا ثبوت

تمام اہل اسلام کا اس بات پر اجماع ہے کہ جنات کا وجود ثابت ہے کیونکہ جنات کا ثبوت انبیاء علیہم السلام سے متواتر منقول ہے تمام سابقہ شرائع اور مذاہب میں جنات کا ذکر موجود ہے اور قرآن

اور حدیث میں بکثرت جنات کا ذکر وارد ہے۔ زنا و فحشاء، فلاسفہ، جہمیہ، قدریہ جنات کے منکر رہے ہیں اور اس زمانہ میں بھی بعض ان لوگوں نے جنات کا انکار کیا ہے جو اپنی فہم و ارسا و عقل نامت سے حقائق کائنات کے ادراک کے دعویٰ دار ہیں۔ یہ صحیح ہے کہ عام لوگ اپنے حواس سے جنات کا ادراک نہیں کر سکتے لیکن ہر اس چیز کا ادراک نہیں کیا جاسکتا جس کو ہم اپنے حواس سے نہ جان سکیں۔ عام محسوسات کے علاوہ ایک عالم غیب ہے اللہ تعالیٰ کی ذات و صفات، فرشتے، جنت، و دوزخ، عرش کرسی یہ سب غیب ہیں۔ اسی طرح جنات بھی ہمارے لیے غیب ہیں۔ جس شخص کا غیب سے کوئی رابطہ ہو وہ جنات کا ادراک نہیں کر سکتا، انبیاء علیہم السلام کا کیونکہ غیب سے رابطہ ہوتا ہے اس لیے وہ جنات کو ان کی اصلی شکل میں دیکھتے ہیں اور ان کا کلام سنتے ہیں۔ علامہ مینی اللہ عباسی بن حجر عسقلانی نے اولیاء کرام کے حق میں بھی جنات کا ادراک ثابت کیا ہے۔

جنات کی تخلیق

اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے: وَالْجَانُ خَلَقْنَاهُ مِنْ قَبْلِ مَنْ نَأْمُرُ السَّمُومَ - (الحجر: ۲۶)
”اور ہم نے انسان سے پہلے جنات کو بغیر دھوئیں کی تیز آگ سے پیدا فرمایا۔“ حضرت عمر بن عباس رضی اللہ

عنه بیان کرتے ہیں: اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام سے دو ہزار سال پہلے جنات کو پیدا فرمایا۔ علامہ مینی نے اسحاق بن بشر کی سند

سے روایت کیا ہے۔ ”اللہ تعالیٰ نے جنات کو پیدا فرمایا اور انہیں زمین آباد کرنے کا حکم دیا۔ وہ ایک مدت تک زمین پر اللہ کی عبادت کرتے رہے پھر انھوں نے اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کی اور غرور و شریک پرستی شروع کر دی اور یوسف نامی ایک فرشتہ کو قتل کر دیا۔ اللہ تعالیٰ نے ان کی سرکوبی کے لیے فرشتوں کا ایک لشکر بھیجا جو آسمان دنیا سے آئے ابلیس بھی انہیں میں تھا۔ یہ لشکر چار ہزار فرشتوں پر مشتمل تھا۔ انھوں نے جنات کو سمندری جزیروں کی طرف دھکیل دیا اور زمین پر ابلیس اور اس کے ساتھ آئے ہوئے فرشتے رہنے لگے۔“ لہ

قرآن کریم کی نصوص مرہجہ سے ثابت ہے کہ جنات ناری مخلوق ہیں لیکن اس کا یہ مطلب نہیں کہ وہ حقیقتاً آگ ہوتے ہیں جیسا کہ انسان خاکی مخلوق ہے اور قرآن کریم کی تصریح کیطابق مٹی سے پیدا ہوا ہے لیکن وہ حقیقتاً مٹی نہیں ہے۔ جنات بھی انسان کی طرح جسم کثیف کے حامل ہوتے ہیں اور انسانوں کی طرح ان کے بھی افعال اور احوال ہوتے ہیں انھیں بھی گرمی اور سردی لگتی ہے اور ان کے لیے بھی نار جہنم ایسا ہی ہولناک عذاب ہے جیسا انسانوں کے لیے (العیاذ باللہ)

اس کی تائید اس حدیث سے ہوتی ہے! سنن نسائی میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں نے اس بن کو پکڑ کر گرا دیا اور اس کا گلا گھونٹنے لگا حتیٰ کہ میں نے اس کی زبان کی ٹھنڈک اپنے ہاتھ پر محسوس کی (فتح الباری ج ۱ ص ۵۵۵) اور بعض صحیح روایات میں ہے کہ میں نے اس کے لباب کی ٹھنڈک اپنے ہاتھ پر محسوس کی (فتح الباری ج ۲ ص ۳۴۵) اس صحیح حدیث سے معلوم ہو گیا کہ جن مجسم آگ نہیں ہوتا اور اس کا حال ہماری ہی طرح ہوتا ہے بعض معتزلہ نے جنات کی تعریف میں کہا وہ اجساد رقیقہ بسیطہ ہیں (فتح الباری ج ۲ ص ۳۴۴)۔ قاضی ابویعلیٰ جبلی نے کہا جنات اجسام مرکبہ ہیں وہ رقیق بھی ہو سکتے ہیں اور کثیف بھی (عمدة القاری جز ۱۵ ص ۱۸۳) بوطی سینا نے کہا کہ جن ایک جوہر ہوائی ہے جو مختلف اشکال میں متشکل ہو جاتا ہے (تفسیر کبیر ج ۸ ص ۲۲۱) امام رازی نے ایک قول یہ ذکر کیا ہے کہ جنات جوہر مجرد ہیں جو عظم، سمع اور بصر کے حامل ہیں اور افعال شاقہ پر قدرت رکھتے ہیں۔ ایک قول یہ ذکر کیا ہے کہ جنات جسم الگ ہونے کے بعد جب روح کسی شریہ جسم سے متعلق ہو جائے تو وہ جن کہلاتی ہے۔ قاضی بیضاوی نے کہا کہ جن ایک روشن جوہر ہے جو دھان آمیز آگ سے بنا ہوا ہے۔ (بیضاوی ص ۶۴)۔ علامہ آلوسی نے ذکر کیا ہے کہ جنات اجسام مرکبہ ہیں جن میں سے بعض یا سب، اشکال مختلفہ میں متشکل ہو سکتے ہیں۔ ان کی خاصیت یہ ہے کہ وہ مخفی رہتے ہیں اور بسا اوقات اپنی اصلی شکل کے علاوہ کسی اور شکل میں نظر آتے ہیں بلکہ بعض مرتبہ اپنی خلقی صورت میں بھی نظر آ جاتے ہیں یہ روایت انبیاء علیہم السلام کے ساتھ خاکی ہے اور وہ افعال شاقہ پر قدرت رکھتے ہیں علامہ آلوسی نے ایک تعریف یہ بھی کی ہے کہ جنات، اجسام ناریہ لطیفہ ہیں جو حیات اور قدرت کے حامل ہیں (روح المعانی ج ۲۹ ص ۸۲) شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی لکھتے ہیں:

دوسری قسم وہ جاندار ہیں جن کی عقل، شہوت اور غضب پر وہم اور خیال غالب ہے۔ ان کا جسم ناری اور ہوائی اجزاء کا خلاصہ ہے جس کو قرآن مجید میں کہیں مارج من نار اور کہیں من نار السموم سے تعبیر فرمایا ہے۔ ان کا یہ بدن آدمی کی ہوائی روح کا حکم رکھتا ہے جو دل میں پیدا ہوتی ہے۔ آدمی کی ہوائی روح اور ان کے بدن میں یہ فرق ہے کہ آدمی کی ہوائی روح

عناصر اربعہ کا خلاصہ ہے جو آدمی کی غذا میں کام آتی ہیں اور ان کا بدن فقط ناری اور ہوائی اجزاء کا خلاصہ ہے ان کے وہم اور خیال کی قوت ان کے اصلی بدنوں کو ہوائی بدن کی مانند متغیر اشکال اور متبدل صورت کہہ دیتی ہے۔ جس طرح آدمی کا ہوائی جسم عوف اور وحشت اور سرور اور خوشی کی حالت میں متغیر ہوتا ہے۔ ان کا ہوائی بدن کبھی اپنے اسی بدن پر کثافت کرتا ہے اور کبھی تصرف کر کے تنگ جگہ مثلاً انسانی جسم کے مسامات میں ڈر آتا ہے اور ان سے نکل جاتا ہے اور کبھی اجسام کثیفہ میں منتشر ہو جاتا ہے اور اس سے ہولناکیاں صادر ہوتی ہیں لیکن یہ نظر نہیں آتا، جس طرح آگ ہوا اور شعاعوں سے باوجود ان کی لطافت طبع کے بڑے بڑے ہولناک کام ہو جاتے ہیں مثلاً آئندہ حیاں درخت کو بجڑ سے اکھاڑ دیتی ہیں۔ یہ کھاتے پییتے ہیں، غرقوں سے صحبت کرتے ہیں۔ ہندی میں ان کو دیوتا کہتے ہیں اور جو بڑے کاموں کے ساتھ خاص ہوں ان کو دیوت کہتے ہیں اور فارسی میں بُردوں کو دیو اور اچھوں کو پُری کہتے ہیں۔ عربی میں بُردوں کو شیطان اور جن میں جبلی شرارت نہ ہو۔ ان کو چن کہتے ہیں۔ اعلیٰ بیٹ سے معلوم ہوتا ہے کہ ان کی شکلوں میں بہت اختلاف ہے یعنی ان کی ایک معین شکل نہیں ہے بعض کے پُری ہونے ہیں وہ نیز ہوا کی طرح ہوا میں اڑتے ہیں۔ بعض سانپ اور کُتے کی شکل بن کر پھرتے ہیں۔ بعض آدمیوں کی صورت میں ہوتے ہیں اور ان کے گھر بار بھی ہوتے ہیں یہ کوچ اور مقام بھی کرتے ہیں لیکن ان کے گھر اور پھیراؤ کی جگہ اکثر ویرانہ جنگل اور پہاڑ ہوتے ہیں۔ ان کی صورتوں کا مختلف ہونا ان کی صورتوں پر رغبت کے اعتبار سے ہے ورنہ ان کی اصل وہی ناری اور ہوائی اجزاء سے ترکیب ہے اور یہ قسم عالم ملائکہ اور عالم حیوانات کے درمیان برزخ ہے۔ ۵۔

علامہ ابن اثیر متوفی ۶۰۶ھ فرماتے ہیں:

لعنت میں جن کا معنی ہے "سُتْر اور خفا" اور جن کو جنّ اسی لیے کہتے ہیں کہ وہ عام لوگوں کی نگاہوں سے مخفی اور مستور ہوتا ہے۔ (نہایہ ج ۱ ص ۳۰۷)۔

جنّ کی حقیقت کیا ہے یہ تو اللہ تعالیٰ ہی جانتا ہے تاہم قرآن مجید اور احادیث شریفہ سے جو جنات کے افعال احوال اور خواص معلوم ہوئے ہیں ان کے مطابق جنات اجسام کثیفہ ہیں ان کی خاصیت یہ ہے کہ وہ عام لوگوں کی نگاہوں سے مستور اور مخفی ہیں جیسے قرآن مجید میں ہے (انہ یروا کہ ہر د قبیلہ من حیث لا ترونہم) (اعراف: ۲۶) ان میں علالت اور برودت ہوتی ہے وہ کھاتے پیتے ہیں اور غرور و نوش کے عوارض بھی انھیں لاحق ہوتے ہیں۔ ان میں تلذذ، تناسل اور تولید بھی ہے۔ ان کی ایک صنف حیوانات، بہائم، چرند و پرند، حشرات الارض اور بالخصوص سانپ اور کچھو وغیرہ کی شکل میں ہوتی ہے اور ایک صنف وہ ہے جو خدا داد قوت سے مختلف اشکال میں متشکل ہو جاتی ہے۔ اور افعال شاقہ پر قادر ہوتی ہے جیسے سلیمان علیہ السلام کے جنات کا قرآن مجید میں ذکر ہے۔ جنات میں مؤمن بھی ہیں اور کفار بھی، ابرار بھی ہیں اور فجار بھی۔

ابن جہان اور حاکم نے ابو نعیمہ خشنی سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

جنات کی اقسام جنات کی تین قسمیں ہیں اول، جنّ کے پُری ہیں اور وہ ہوا میں اڑتے ہیں۔ دوم سانپ اور کچھو

سوئم جو سفر اور قیام کرتے ہیں لے۔

علامہ عینی نے قرآن کریم، احادیث شریفہ اور آثار کا تتبع کر کے کچھ اور اقسام بھی بیان کی ہیں۔ جو درج ذیل ہیں:

- (۱) غول یا غفریت: یہ بہت زبردست، خطرناک اور نمیبیٹ جتن ہے۔ کسی سے مانوس نہیں ہوتا، جنگلات میں رہتا ہے۔ مختلف شکلیں بدلتا رہتا ہے، عموماً دیرانوں میں مسافروں کو دکائی دیتا ہے اور انہیں راستہ سے بھٹکاتا ہے۔
- (۲) سحلاۃ: جنگلوں میں رہتا ہے انسان کے سامنے ناچتا ہے جس طرح بتی چڑھتے سے کھیلتی ہے اس طرح انسان سے کھینتا ہے۔
- (۳) غدار: مصر اور یمن کے علاقہ میں پایا جاتا ہے اسے دیکھتے ہی انسان بے ہوش ہو جاتا ہے۔
- (۴) ولہان: دیران سمندری جزیروں میں رہتا ہے اس کی شکل ایسی ہے جیسے انسان شتر مرغ پر سوار ہو جو انسان جزیروں میں جاگرتے ہیں انہیں کھا لیتا ہے۔
- (۵) شق: لمبائی میں نصف انسانوں کے برابر ہے۔ سفر میں ظاہر ہوتا ہے۔
- (۶) آدمیوں سے مانوس ہوتا ہے اور انہیں انڈا نہیں پہنچاتا۔
- (۷) کنواری لڑکیوں کو اٹھا کر لے جاتا ہے۔
- (۸) چھپکلی کی شکل میں ہوتا ہے۔
- (۹) گتے کی شکل میں ہوتا ہے۔ لے۔

مناسب معلوم ہوتا ہے کہ علامہ عینی رحمہ اللہ کی ذکر کردہ ان تو اقسام میں ایک قسم وہ شامل کر لی جائے جو سانپ کی شکل میں ہے۔ ایک وہ جو بچہ کی شکل میں ہے۔ ایک وہ جس کے پیہیں اور ہوا میں اڑتا ہے۔ ایک وہ جو افعال شاقہ پر قدرت رکھتا ہے۔ توتیرہ (۱۳) اقسام حاصل ہو جائیں گی۔ حقیقت یہ ہے کہ جنات کی اقسام بے شمار ہیں اور ان کا صحیح علم صرف اللہ عزوجل ہی کو ہے۔

جنات کے افعال اور احوال | احادیث میں جنات کے کھانے پینے کا ذکر ہے۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے تم میں سے کوئی شخص بائیں ہاتھ سے نہ کھائے نہ پیئے۔ کیونکہ شیطان بائیں ہاتھ سے کھاتا ہے اور بائیں ہاتھ سے پیتا ہے۔ (مسلم بحوالہ مشکوٰۃ ص ۳۶۳)۔ اور جنات کے تنازع پر قرآن کریم کی یہ آیت مبارکہ دلیل ہے۔

”لَمْ يَعْطُوا نَفْسَ قَبْلَهُمْ وَلَا جَان“ (رحمان: ۵۶)

”ان حوروں کو ان سے پہلے نہ کسی انسان نے چھوا نہ جتن نے“

اور تناسل اور تولد پر یہ آیت کریمہ دلیل ہے۔

”اَفْتَحْذَوْنَہُ وَذَرُوہُ اُولَیاءُ مِنْ دُونِی“ (کہف: ۵۰)

”کیا ابلیس کو اور ان کی ذریعات کو میرے سوا دوست بناتے ہو۔“

۱۔ حافظ ابن حجر عسقلانی متوفی ۸۵۲ھ - فتح الباری ج ۶ ص ۳۶۵، مطبوعہ دار نشر الکتب الاسلامیہ لاہور ۱۴۰۱ھ۔

۲۔ علامہ بدرالدین عینی متوفی ۸۵۵ھ - عمدۃ القاری ج ۱۵ ص ۱۸۴، مطبوعہ دار الفکر للطباعة والنشر مصر۔

marfat.com

جلد ثانی

کھانے پینے کے بارے میں ہم نے مسلم شریف سے حدیث نقل کی ہے اور کھانے پینے کے عوارض کے ثبوت کا بھی احادیث میں ذکر ہے جس کو ہم نے طوالت کی وجہ سے ذکر نہیں کیا۔

مذکورہ صدر قرآن کریم کی آیات سے جنات کا تعلق اور قولہ و تناسل بھی ثابت ہو گیا اور حضرت سلیمان علیہ السلام کے قہر میں جنات کے افعال شائقہ اور مافوق الاسباب تصرف کا بھی ذکر ہے۔

جنات پر موت بھی طاری ہوتی ہے اور ان کی تکفین اور تدفین بھی ہوتی ہے علامہ ابن حجر کئی نے ایک طویل روایت ذکر کی ہے جس کا خلاصہ یہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بشت سے چار سو سال پہلے ایک جن آسمانی خبریں سن کر آپ پر ایمان لے آیا تھا۔ وہ سانپ کی شکل میں تھا دن کو روزہ رکھتا تھا اور رات کو عبادت کرتا تھا اس کے فوت ہونے کے بعد جنات کی ایک قوم نے اس کو کفن پہنایا اور دفن کر دیا حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس واقعہ کی ایک حدیث کی بنا پر تصدیق کی۔ ۱۔
جنات کا دھوکہ نا بھی ثابت ہے کیونکہ پہلے بتایا جا چکا ہے کہ وہ آگ سے بنے ہوئے ہیں لیکن بیہوش آگ نہیں ہیں جیسے ہم مٹی سے بنے ہوئے ہیں لیکن بیہوش مٹی نہیں ہیں پانی اپنی برودت کی وجہ سے جس طرح آگ کے مٹانے کی اسی طرح پانی اپنی رطوبت کی وجہ سے مٹی کے بھی غلاف ہے کیونکہ مٹی یا بس (خشک ہوتی ہے) ایسے جب انسان پانی سے مباشر ہو سکتا ہے تو جنات بھی ہو سکتے ہیں۔ علامہ ابن حجر کئی نے سند حسن کے ساتھ یہ حدیث بیان کی کہ ابلیس کا پوتا ہام، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا کہ میں نے اہل کے قتل میں شرکت کی تھی کیا میری توبہ ہو سکتی ہے آپ نے چند چیزیں بتا کر فرمایا دھوکہ اور درگمات نماز پڑھو اس نے ایسا ہی کیا تو اس کی توبہ نازل ہو گئی۔ ۲۔

جنات کا مکلف ہونا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: **وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْإِنْسَ إِلَّا لِيَعْبُدُونِ** (ذاریات: ۵۱)
میں نے جنوں اور انسانوں کو صرف اس لیے پیدا کیا ہے کہ وہ میری عبادت کریں۔ اس آیت کریمہ سے معلوم ہوا کہ جنات بھی اللہ تعالیٰ کے احکام کے مکلف ہیں اور ان میں سے بعض مومن ہیں اور بعض کافر بعض ابرار ہیں اور بعض فجار، اللہ تعالیٰ جنات سے حکایت کرتے ہوئے فرماتا ہے۔

”وَأَنَا مِنَ الصَّالِحِينَ وَمَنَادُونَ ذَلِكَ كُنَّا طِرَائِقُ قَدْ دَا“ (الجن: ۱۱)

”اور ہم میں کچھ نیک ہیں اور کچھ اس کے خلاف ہم کئی گروہوں میں منقسم ہیں۔“

جنات ان تمام احکام کے مکلف ہیں جن کے انسان مکلف ہیں۔ علامہ ابن حجر کئی فرماتے ہیں: علامہ تاج الدین سبکی اپنے فتاویٰ میں تحریر فرماتے ہیں: جنات ہر چیز میں نبی علیہ السلام کی شریعت کے مکلف ہیں۔ ابن مفلح حنبلی فرماتے ہیں جنات تمام احکام کے مکلف ہیں شیخ ابن تیمیہ کا بھی یہی قول ہے۔ اخبار اور آثار میں وارد ہے کہ مومنین جن نماز پڑھتے ہیں، روزہ رکھتے ہیں، حج کرتے ہیں، قرآن کریم کی تلاوت کرتے ہیں علوم دینیہ اور روایت حدیث کو انسانوں سے اس طرح حاصل کرتے ہیں کہ انھیں شعور نہیں ہوتا۔ ۳۔ تاہم وہ جنات جو مختلف جانوروں کی شکلوں میں

۱۔ علامہ ابن حجر کئی متوفی ۹۷۴ھ۔ فتاویٰ حیدریہ ص ۶۰ مطبوعہ مصطفیٰ البابی واولادہ مصر ۱۳۵۶ھ

ایضاً

۲۔ ایضاً

۳۔ علامہ ابن حجر کئی متوفی ۹۷۴ھ۔ فتاویٰ حیدریہ ص ۶۰ مطبوعہ مصطفیٰ البابی واولادہ مصر ۱۳۵۶ھ۔

marfat.com

جلد ثانی

Marfat.com

ہوتے ہیں ان کی احکام شرعیہ کے ساتھ تکلیف ان کے حسب حال ہوتی ہے۔

جنات کی جزا اور سزا | تمام علماء اسلام کا اس پر اتفاق ہے کہ جنات میں سے کفار کو جہنم میں دائمی عذاب ہوگا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: **یامعشر الجن قد استكثرتم من الانس وقال اولیاءوهم من الانس دینا**

استمتم بعضنا ببعض وبلغنا اجلنا الذی اجلت لنا قال النار مثو بکم خالدين فیہا الا ما شاء اللہ - (انعام: ۱۲۸)

”اے جن کے گروہ! تم نے بہت انسان گمراہ کیے، انسانوں میں سے ان کے دوست عرض کر رہے گے۔ اے ہمارے رب ہم نے ایک دوسرے سے فائدہ اٹھایا اور اپنی اس میعاد کو پہنچ گئے جو تو نے ہمارے لیے مقرر فرمائی تھی۔ اللہ تعالیٰ فرماتے گا تمہارا ٹھکانا اگ ہے اس میں ہمیشہ رہو مگر جسے خدا چاہے۔“

البتہ جنات کی جزا میں اختلاف ہے۔ امام اعظم ابو حنیفہ سے مشہور روایت یہ ہے کہ مومنین جن کو ثواب نہیں ہوگا۔ اور اللہ تعالیٰ مومنین جن کو حساب کتاب کے بعد مٹی بنا دے گا یہی ان کی جزا ہے اور امام مالک، امام شافعی، امام احمد، امام ابو یوسف اور امام محمد کا نظریہ ہے کہ ان کو اجر دیا جائیگا رفتح الباری ج ۶ ص ۳۴۶)۔ امام ابو حنیفہ سے بھی ایک روایت اسی طرح منقول ہے (قادی حدیثیہ ص ۶۱)۔

جمہور کی ایک دلیل یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ جن اور انس کا ذکر کرنے کے بعد فرماتا ہے: **و لکل درجات مما عملوا۔۔۔۔۔** (انعام: ۱۳۲) ”ہر ایک کے لیے ان کے کاموں پر درجات ہیں۔“ اسی طرح سورہ اخفات میں بھی جن اور انس کے ذکر کے بعد فرمایا: **و لکل درجات مما عملوا۔ (اخفات: ۱۹)** اور قرآن کریم کی وہ آیات جن میں جن اور انس کی تخصیص کے بغیر بالعموم جزا اور سزا کا ذکر کیا گیا ہے۔ ان کی تعداد بہت زیادہ ہے مثلاً اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: **فمن یعمل مثقال ذرۃ خیرا یرہ ومن یعمل مثقال ذرۃ شرا یرہ۔ (الزلزال: ۸-۷)**۔ ”جو شخص بھی ایک ذرہ کے برابر عمل خیر کرے گا اس کی جزا دیا جائے گا اور جو شخص بھی ایک ذرہ کے برابر عمل شر کرے گا اس کی سزا پائے گا۔“ (خواہ وہ شخص جن ہو یا انسان)۔

ان دلائل کی روشنی میں صحیح یہ ہے کہ جنات بھی ثواب حاصل کر رہے گے۔ اس بات میں پھر اختلاف ہے کہ جنات کی جزا یا ان کے لیے ثواب کیا ہے۔ ایک قول یہ ہے کہ وہ مسلمانوں کی جنت میں ہوں گے اور یہ اکثریت کا مذہب ہے دوسرا قول یہ ہے کہ جنت کے گرد و نواح میں ہوں گے۔ یہ امام مالک کا نظریہ ہے۔ تیسرا قول یہ ہے کہ وہ اعراق میں ہوں گے چوتھا قول توقف کا ہے۔ (فتح الباری ج ۶ ص ۳۴۶)

جنات میں رسل | اس مسئلہ میں بھی علماء اسلام کا اختلاف ہے کہ جنات کے لیے انہی کی جنس سے رسول تھے یا نہیں۔ اکثرین کا نظریہ یہ ہے۔ جنات کے لیے انسانوں میں سے ہی رسول تھے اور جنات سے کوئی رسول نہیں تھا۔ اور ضحاک وغیرہ کا نظریہ یہ ہے کہ جنات میں رسول انہی کی جنس سے تھے۔ البتہ اس میں سب کا اتفاق ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جن و انس سب کے لیے رسول ہیں، اختلاف آپ سے پہلے کے دور میں ہے۔

ضحاک وغیرہ کی دلیل یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: **یامعشر الجن والانس الم یاتکم رسل منکم یفصون علیکم آیاتی وینذرونکم لقاء یومکم هذا۔ (انعام: ۱۳۱)**

”اے جن اور انسان کے گروہ! کیا تمہارے پاس تو ہی نہیں ہے جو تم پر میری آیات تلاوت کرتے

تھے اور تم کو اس دن کی ملاقات سے ڈراتے تھے۔“

اس آیت سے ظاہر ہوا کہ جنات کے پاس بھی ان میں سے رسول آئے۔ جہود اس آیت کی تائید میں کہتے ہیں کہ منکم کا معنی ہے من احدکم یعنی تم دونوں میں ایک میں سے رسول آئے اور یہ تائید ضعیف ہے۔

مجازین کی دوسری دلیل یہ ہے کہ جب کفار نے مطالبہ کیا کہ کوئی فرشتہ رسول بن کر آئے تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا: لو جعلناہ ملکاً لجعلناہ رجلاً۔ (انعام: ۹)

”اگر ہم فرشتہ کو رسول بنانے تک بھی اسے مرد ہی بناتے“ اس کی وجہ یہ ہے کہ انسان فرشتہ کی بجائے انسان سے مانوس ہوتا ہے۔ اور انسان پر انسان ہی کے احوال حجت ہو سکتے ہیں اور انسان کے اعمال ہی انسان کے لیے غور بن سکتے ہیں۔ اس لیے اللہ تعالیٰ کی حکمت کا تقاضا یہ تھا کہ انسانوں کے لیے انسانوں میں سے رسول بھیجے۔ یہی تقریر جنات کے بارے میں بھی کی جاسکتی ہے جس سے ثابت ہوگا کہ جنات کے لیے جنات میں سے ہی رسول ہونا چاہیے۔ مجوزین کی تیسری دلیل یہ ہے: وان من امت الا خلا فیہا نذیر (فاطر: ۲۴)

”ہر گروہ میں ایک نذیر آچکا ہے۔“

چوتھی دلیل یہ ہے کہ مسند بزار میں ہے۔

كان النبی یبعث الی قومہ وبعث الی الجن والانس۔ اور ابن کلبی سے روایت ہے:

كان النبی یبعث الی الانس فقط وبعث محمد الی الانس والجن۔ پہلے نبی صرف انسانوں کی طرف مبعوث ہوتے تھے اور محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) انس اور جن کی طرف مبعوث کیے گئے ہیں۔

ان احادیث سے بھی ظاہر ہوتا ہے کہ جنات میں رسول ہوتے تھے۔ قرآن مجید اور احادیث طیبہ کا ظاہر منطوق یہی ہے لیکن امت کی اکثریت کا نظریہ ہے کہ جنات میں رسول نہیں ہوتے تھے۔ (واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب)

جنات کی بحث کو ختم کرتے ہوئے مناسب معلوم ہوتا ہے کہ اس عنوان پر بھی گفتگو کرنی چاہئے انسان پر جن آجانا کہ عوام و خواص میں مشہور ہے کہ بعض انسانوں پر جن آجاتے ہیں جس کی وجہ سے انسان کے

حواس اور مشاعر مفلج ہو جاتے ہیں اور اس کے اعضاء پر جن کا تسلط اور تصرف ہو جاتا ہے۔ احادیث اور آثار سے یہ تو ثابت ہے کہ شیاطین اور جنات بنی آدم کو ضرر پہنچاتے ہیں لیکن جنات کا بنی آدم کے حواس اور دیگر اعضاء پر استیلاء اور تسلط ثابت نہیں ہے ایذا و رسانی پر یہ دلائل ہیں:

ما من مولود یولد الا یمسہ الشیطان فیستهل صارفاً من مس الشیطان غیر مرید وابتہا۔ جو بچہ پیدا ہوتا ہے شیطان اس کو مس کرتا ہے جس کی وجہ سے وہ بچہ بلند آواز سے روتا ہے اس واسطے کہ مریم اور ان کے بیٹے کے۔

۱۔ حافظ ابن حجر عسقلانی متوفی ۸۵۲ھ۔ فتح الباری ج ۶ ص ۳۴۴ مطبوعہ دار نشر الکتب الاسلامیہ لاہور ۱۴۰۱ھ۔

۲۔ امام محمد بن اسماعیل بخاری متوفی ۲۵۶ھ۔ صحیح بخاری ج ۱ ص ۴۸۸، مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی ۱۳۸۱ھ۔

غیر حدیث شریف میں ہے:

كغوا صبيًا نكح اول العشاء فانه وقت انتشار الشياطين - عشاء سے پہلے پچھل کو نہ نکلنے دو کیونکہ وہ شیاطین کی آمد و رفت کا وقت ہوتا ہے۔

اور شیاطین اور اجتنہ کے مس کرنے سے بسا اوقات جنون طاری ہو جاتا ہے جن کی طرف اس آیت میں اشارہ ہے۔ ”كما يقوم الذي يتخبطه الشيطان من المس“ (بقرہ: ۲۴۵) ”جیسے وہ شخص کھڑا ہو جو شیطان کے چھوٹنے سے مجنونا الحواس ہو جاتا ہے۔“ انسان کے حواس اور مشاعر اور اعضاء اور جوارح پر شیطان اور اجتنہ کا تسلط نہ صرف یہ کہ کتاب و سنت سے ثابت نہیں بلکہ انسان کی ذہنی اور جسمانی آزادی اور مکلف ہونے کے خلاف ہے اور بہت سی قباحتوں کا موجب ہے۔ تاہم بہت سے علماء نے اس کو مانز قرار دیا ہے۔

علامہ آلوسی اس مسئلہ پر اظہار خیال فرماتے ہیں:

”بسا اوقات یہ بخارات انسان کے حواس پر غالب ہو کر حواس مطفل کر دیتے ہیں اور وہ خبیث روح انسان کے جسم پر تصرف کرتی ہے اور اس کے اعضاء سے کلام کرتی ہے، چیز دل کو پکڑتی ہے اور دوڑتی ہے حالانکہ اس شخص کو بالکل تپا نہیں چلتا اور یہ بات عام مشاہدات سے ہے جس کا انکار کوئی ضدی شخص ہی کر سکتا ہے“۔ اس مسئلہ کی مکمل تفصیل مشرح صحیح مسلم جلد سابع میں ملاحظہ فرمائیں۔

جنات کو دیکھنا باب مذکور کی حدیث میں ہے کہ ایک زبردست جتن حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر حملہ کرنے کے لیے آگ کے انگارے لایا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے اس کو دھکیلنے پر قادر کر دیا۔ اس میں ایک بحث یہ ہے کہ قرآن کریم میں ہے: ”انه يواكهم و قبيله من حيث لا ترونهم“ (اعراف: ۲۷) شیطان اور اس کا کتبہ تمہیں دلوں سے دیکھتا ہے جہاں سے تم انہیں نہیں دیکھتے“۔ پھر رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو کیسے دیکھ لیا۔ اس سوال کا ایک جواب یہ ہے کہ شیطان اور اجتنہ کو ان کی اصل صورت میں دیکھنا عام یا اکثر لوگوں کے حق میں منتفی ہے یا عادت دیکھنے کی نفی ہے۔ بطور خلاف عادت دیکھنے کی نفی نہیں ہے دوسرا جواب یہ ہے کہ قرآن کریم نے مطلقاً جنات کو دیکھنے کی نفی نہیں کی بلکہ اس حال میں دیکھنے کی نفی کی ہے جب وہ بھی ہمیں دیکھ رہا ہو۔ یہ دونوں جواب علامہ ابن حجر عسقلانی نے فتح الباری میں ذکر کیے ہیں۔

ایک اشکال کا جواب دوسری بحث یہ ہے کہ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ شیطان آپ کے نزدیک آ سکتا ہے آپ پر حملہ کرنے کی جرأت کر سکتا ہے جبکہ آپ کے امتی حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کو دیکھ کر وہ راستہ بدل دیتا ہے۔ حدیث شریف میں ہے:

قال رسول الله صلى الله عليه وسلم
يا ابن الخطايا و الذي نفسي بيدي ما لقيك
رسول الله صلى الله عليه وسلم
اس ذات کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے۔

علامہ محمود آلوسی متوفی ۱۲۷۰ھ - روح المعانی ج ۳ ص ۴۹ مطبوعہ دار احیاء التراث العربی بیروت -

الشیطان سالکاً فحافظ الا سلك فجاخید
فجلك ۛ

شیطان جب بھی تم سے کسی راستہ میں قلاب راستہ بدل لیتا ہے۔

علامہ دشتائی متوفی ۸۲۸ھ نے اس کے دو جواب دیے ہیں ایک یہ کہ شیطان حضرت عمر کو دیکھ کر راستہ بدل دیتا ہے اس کا مطلب یہ ہے کہ دین میں ان کی صلاحیت اور شدت کو دیکھ کر شیطان انہیں دوسو سو اندازی کرنے سے بچر جاتا ہے اور پلٹ جاتا ہے۔ دوسرا جواب یہ دیا ہے کہ جو شیطان حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو دیکھ کر راستہ بدل دیتا ہے وہ عام شیاطین میں سے ہے اور یہ خاص شیطان عفریت من الجن تھا۔

حضرت سلیمان علیہ السلام کی دعا سے معاف
حضرت سلیمان علیہ السلام نے دعا مانگی تھی: دب اغفر لی وھب لی
مکلاً لا ینبغی لاحد من بعدی - (ص: ۳۵)

”اے میرے رب! مجھے بخش دے اور مجھے ایسی سلطنت عطا کر جو میرے بعد کسی اور کو سزاوار نہ ہو۔“

قرآن کریم نے بتایا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت سلیمان علیہ السلام کو جنات اور ہواؤں پر قدرت عطا فرمائی تھی۔ حضرت سلیمان علیہ السلام کی اس دعا سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ ان کے علاوہ کسی اور شخص کا جنات اور ہواؤں پر قدرت دینا ان کی دعا کی استجاب کے خلاف ہے اس بناء پر یہ سوال متوجہ ہوتا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا اس حضرت کو دھکیلنا یا گرا دینا ان کی دعا کی قبولیت کے خلاف ہے لیکن حقیقتہً ایسا نہیں ہے امام رازی اس آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں:-

فقل لا ینبغی لاحد من بعدی یعنی لا
یقدر احد علی معارفۃ ۛ

ان کی اس دعا کا مطلب یہ ہے کہ کوئی اور شخص اس معجزہ میں ان کا مقابل نہ ہو سکے۔

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اس دعا کا تعلق ان کے زمانہ نبوت کے ساتھ تھا۔ یعنی ان کے زمانہ نبوت میں کوئی شخص جنات اور ہواؤں پر قدرت ظاہر کر کے ان کے مزاحم نہیں ہو سکتا تھا۔ تحقیق کی رائے یہ ہے کہ نبی علیہ السلام تمام انبیاء کرام کے معجزات اور کمالات کے حامل ہیں اس لیے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی جنات پر قدرت اور سلطنت حاصل ہے را حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا حضرت سلیمان علیہ السلام کی دعا کو یاد کر کے اس عفریت من الجن کو ستون سے باندھنے کے ارادہ کو ترک فرما دینا تو وہ علامہ دشتائی کی تصریح کے مطابق واضح اور حضرت سلیمان علیہ السلام کی رعایت کرنے پر محمول ہے۔ در نہ ظاہر ہے کہ جب آپ نے اس کو مسجد کے ستون سے باندھنے کا ارادہ فرمایا تھا تو آپ ایسا کر بھی سکتے تھے۔

لعنت کی تحقیق | اس حدیث میں ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے عفریت من الجن سے تین بار فرمایا ”میں تجھ پر اللہ تعالیٰ کی لعنت ڈالتا ہوں۔“

لعنت کا معنی ہے ”عذاب“ منجد میں ہے اللعن العذاب ۛ اور عذاب دائمی بھی ہوتا ہے اور

ۛ امام محمد بن اسماعیل بخاری متوفی ۲۵۶ھ

ۛ امام فخر الدین رازی متوفی ۶۰۶ھ

ۛ نویس مالوف البصری

صحیح بخاری ج ۱ ص ۵۲۰، مطبوعہ فور محمد راجح المطابع کراچی ۱۳۸۱ھ

تفسیر کبیر ج ۷ ص ۱۹۶، مطبوعہ دار الفکر بیروت، ۱۳۹۸ھ

المعجم ج ۲ ص ۲۵، مطبوعہ دار الاشاعت ۱۹۷۵ھ

عارضی بھی، دائمی عذاب کفار کے ساتھ خاص ہے اور عارضی عذاب مومنین فساق کے ساتھ قرآن کریم اور احادیث شریفہ کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ لعنت اوصاف کے لحاظ سے بھی ہوتی ہے اور اشخاص کے اعتبار سے بھی خواہ ملعون مومنین ہوں یا کافر لعنت کی حسب ذیلی اقسام ہیں:

(۱) اوصاف پر لعنت کفر کے اعتبار سے: **لَعْنَةُ اللَّهِ عَلَى الْكَافِرِينَ** (بقرہ: ۸۹) "کافروں پر اللہ تعالیٰ کی لعنت ہو۔"

(۲) اوصاف پر لعنت گناہ کبیرہ کے اعتبار سے: **لَعْنَةُ اللَّهِ عَلَى الْكَاذِبِينَ** (آل عمران: ۷۱) "جھوٹوں پر اللہ تعالیٰ کی لعنت ہو۔"

(۳) اوصاف پر لعنت گناہ صغیرہ کے اعتبار سے حدیث شریف میں ہے:

لَعْنُ اللَّهِ الْمُتَشَبِّهِينَ مِنَ الرِّجَالِ بِالنِّسَاءِ
وَالْمُتَشَبِّهَاتِ مِنَ النِّسَاءِ
بِالرِّجَالِ
اللہ تعالیٰ ان مردوں پر لعنت فرماتا ہے جو عورتوں کی مشابہت اختیار کرتے ہیں اور ان عورتوں پر لعنت فرماتا ہے جو مردوں کی مشابہت اختیار کرتی ہیں۔

ان صورتوں میں اوصاف کے اعتبار سے لعنت کرنا جائز ہے۔ پہلی صورت میں لعنت عذاب دائمی کے معنی میں ہے۔ اور دوسری اور تیسری صورت میں عارضی عذاب کے معنی میں ہے۔

علیٰ یقین دائمی عذاب کے معنی میں لعنت کرنا ان اشخاص کے لیے جائز ہے جن کی موت علیٰ الکفر حتمی طور پر معلوم ہو جیسے ابو جہل اور ابولہب پر لعنت کی جائے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: **الدِّمَةُ لِحَيَاتٍ وَدَعْلَا وَذُكْرَانٍ وَعَصِيَّةٌ** (مسلم ج ۱، ص ۲۳۷) اور جس شخص کی موت علیٰ الکفر معلوم نہ ہو اس پر یہ لعنت جائز نہیں بلکہ خطرہ ہے کہ لعنت کرنے والے کی طرف وہ لعنت لوٹ آئے۔

لعنت کی یہ وہ اقسام ہیں جن کا عام طور پر علماء نے ذکر کیا ہے قرآن کریم کے مطالعہ سے لعنت کی ایک اور قسم ثابت ہوتی ہے۔ وہ ہے مسلمان پر علیٰ انقیاد عارضی عذاب کے معنی میں لعنت کرنا جیسا کہ معان میں ہوتا ہے۔ ایک فریق چار بار اپنی صداقت پر قسم کھاتا ہے اور پانچویں بار لعنت کرتا ہے اور کہتا ہے اگر وہ جھوٹا ہو تو اس پر اللہ کی لعنت ہو۔ قرآن مجید میں ہے:

وَالْخَاسِئَةُ اِنْ لَعْنَةُ اللَّهِ عَلَيْهِ اِنْ كَانَ مِنَ الْكَاذِبِينَ (النور: ۶)

یہ لعنت وصفت پر نہیں شخص پر ہے اور عذاب دائمی کے معنی میں بہر حال نہیں ہے۔

لعن یزید | یزید پر لعنت (یعنی دائمی عذاب) کرنے میں علماء کا اختلاف ہے بعض جائز قرار دیتے ہیں اور اکثرین منع کرتے ہیں ہماری تحقیق یہ ہے کہ یزید اصل میں مسلمان تھا اور بعد میں کسی یقینی اور قطعی دلیل سے اس کا کفر ثابت نہیں ہوا اس لیے اس پر لعنت کرنا خلاف تحقیق ہے صحابہ کرام نے امت کے وسیع مفاد کے پیش نظر اس کی بیعت کی تھی حضرت جبین اور حضرت ابن الزبیر رضی اللہ عنہم کا اس مسئلہ میں جہود صحابہ سے اجتہاد و اختلاف تھا۔ اس کے باوجود یہ ایک حقیقت ہے کہ یزید نے اپنے دور حکومت میں تمام مسلمانوں کو مارا مارا کیا جاسکتا۔ ایک یہ

کہ اس نے امام حسین رضی اللہ عنہ اور ان کے رفقاء کے قاتلین کو کوئی سزا نہیں دی۔ دھڑا یہ کہ مدینہ منورہ پر طلبہ کے بعد اس نے اپنی زوجوں پر تین دن کے لیے اہل مدینہ کے جان و مال کو مباح کر دیا اور تیسرا حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما سے جنگ کے لیے (جنگ کعبہ منظمہ میں محصور تھے) اس نے حرم کعبہ کی حرموں کو ہمال کیا حتیٰ کہ خاند کعبہ کے پردوں میں آگ لگ گئی۔ اگر یہ شخص کافر نہیں تھا تو اس کے بدترین فاسق اور ظالم ہونے میں کوئی کلام نہیں ہے۔ یہ ایک اجالی کلمہ ہے۔ کتاب الحج میں ان شاء اللہ ہم اس کی تفصیل ذکر کریں گے۔

ترجمہ الباب سے مناسبت | امام مسلم نے اس باب کا جو عنوان قائم کیا ہے اس سے حسب ذیل فوائد ظاہر ہوتے ہیں۔

- (۱) نماز میں عمل قبل کا جواز کیونکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے شیطان کو اپنے ہاتھ سے دھڑکیا۔
- (۲) نماز میں شیطان پر لعنت بھیجنے اور اللہ تعالیٰ سے اس کے شر سے پناہ مانگنے کا جواز۔
- (۳) جنات کا وجود اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا انہیں دیکھنا۔
- (۴) حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا عفریت من الجن پر غالب آنا۔

حالت نماز میں بچوں کے اٹھانے کا جواز جب تک نجاست متحقق نہ ہو کہ پلوں کا پاک ہونا اور عمل قلیل سے نماز کا باطل نہ ہونا

بَابُ جَوَازِ حَمْلِ الصَّبِيَّانِ فِي الصَّلَاةِ وَأَنَّ ثِيَابَهُمْ مَحْمُولَةٌ عَلَى الطَّهَارَةِ حَتَّى يَتَحَقَّقَ نَجَاسَتُهُمَا وَأَنَّ الْفِعْلَ الْقَلِيلَ لَا يَبْطِلُ الصَّلَاةَ وَكَذَا إِذَا فَتَرَكَ إِلَّا فَعَالٌ

۱۱۴ - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مَسْكَمَةَ بْنُ قَعْنَبٍ وَثَيِّبَةُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَا نَا مَا لَكَ عَنْ عَامِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الزُّبَيْرِ ح وَحَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى قَالَ قُلْتُ لِمَالِكٍ حَدَّثَكَ عَامِرُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الزُّبَيْرِ عَنْ عَمْرِو بْنِ سُلَيْمٍ الزُّمَرِيِّ عَنْ أَبِي قَتَادَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُصَلِّي وَهُوَ حَامِلٌ مِمَّا مَرَّ بِنَتِّ رَأْيَنَ بَنَتِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا فِي الْعَاصِ بْنِ الزُّبَيْرِ فَإِذَا مَرَّ حَمَلُهَا وَإِذَا سَجَدَ وَضَعَهَا قَالَ يَحْيَى قَالَ مَالِكٌ نَعَمْ

حضرت ابو قتادہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز پڑھ رہے تھے اور آپ نماز میں اپنی نواسی امامہ کو اٹھائے ہوئے تھے یہ آپ کی ماجراؤں حضرت زینب رضی اللہ عنہا کی بیٹی تھیں جو ابو العاص کے نکاح سے پیدا ہوئی تھیں حالت قیام ہی آپ امامہ کو اٹھا لیتے اور جب آپ سجدہ کرتے تو انہیں زمین پر بٹھا دیتے۔

۱۱۵ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ أَبِي عُمَرَ قَالَ نَا سُفْيَانُ عَنْ عُثْمَانَ بْنِ أَبِي سُلَيْمَانَ وَابْنِ عَجَلَانَ سَمِعَا عَامِرَ بْنَ عَبْدِ اللَّهِ

حضرت ابو قتادہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں میں نے دیکھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز پڑھا رہے ہیں اور امامہ بنت ابی العاص (جو کہ حضرت زینب بنت رسول

عَنْ وَبْنِ سُلَيْمٍ الرَّمَاقِيِّ عَنْ أَبِي قَتَادَةَ الْأَنْصَارِيِّ قَالَ رَأَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ النَّاسِ وَامَامَةُ بِنْتُ أَبِي الْعَاصِ وَهِيَ بِنْتُ نَزَيْبِ بْنِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى عَاتِقِهَا وَإِذَا مَرَكَةً وَضَعَهَا وَإِذَا رَفَعَهَا مِنَ السُّجُودِ أَعَادَهَا.

۱۱۱۶ - حَدَّثَنَا أَبُو الْقَاسِمِ قَالَ نَابُنْ وَهَبٌ عَنْ مَحْمُودِ بْنِ بُكَيْرٍ وَهَامْدُونَ عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْأَيْلِيِّ قَالَ نَابُنْ وَهَبٌ قَالَ أَخْبَرَنِي مَحْمُودٌ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَمْرِو بْنِ سُلَيْمٍ الرَّمَاقِيِّ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا قَتَادَةَ الْأَنْصَارِيَّ يَقُولُ رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَصِلُ لِلنَّاسِ وَامَامَةُ بِنْتُ أَبِي الْعَاصِ عَلَى عُنُقِهَا إِذَا سَجَدَ وَضَعَهَا.

۱۱۱۷ - حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ نَابُنْ وَهَبٌ وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى قَالَ نَابُنْ وَهَبٌ أَخْبَرَنِي قَالَ عَبْدُ الْحَمِيدِ بْنُ جَعْفَرٍ جَمِيعًا عَنْ سَعِيدِ الْمُقْبَرِيِّ عَنْ عَمْرِو بْنِ سُلَيْمٍ الرَّمَاقِيِّ سَمِعَ أَبَا قَتَادَةَ يَقُولُ بَيْنَا نَحْنُ فِي الْمَسْجِدِ جُلُوسٌ خَوَّجَ عَلَيْنَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَنْحَرُ حَدِيثَهُمْ غَيْرَ أَنَّهُ لَمْ يَذْكُرْ أَنَّهُ أَمَرَ النَّاسَ فِي تِلْكَ الصَّلَاةِ.

اللہ کی صابرا دی تھیں) آپ کے کندھے پر تھیں جب آپ رکوع میں جاتے تو آپ انہیں اُٹا دیتے اور جب سجدے سے اُٹھتے تو پھر اُٹھا لیتے۔

حضرت ابو قتادہ انصاری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں میں نے دیکھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز پڑھتا تھا میں اور امامہ بنت العاص رضی اللہ عنہا آپ کی گردن پر ہیں، جب آپ سجدہ کرتے تو ان کو بٹھا دیتے۔

حضرت ابو قتادہ انصاری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں ہم مسجد میں بیٹھے ہوئے تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے... امام مسلم فرماتے ہیں اس کے بعد حدیث شریف میں ہے۔ البتہ اس میں یہ ذکر نہیں ہے کہ آپ نے اس میں لوگوں کی امامت کرائی۔

حضرت ابو قتادہ | ان کے نام میں کافی اختلاف ہے لیکن مشہور حدیث ہے اس حدیث کے راوی حضرت ابو قتادہ رضی اللہ عنہ انصاری صحابی ہیں۔ غزوہ بدر میں ان کی شرکت کے بارے میں اختلاف ہے لیکن علامہ ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ نے سند کے ساتھ یہ روایت ذکر کی ہے کہ حضرت ابو قتادہ شب بدر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حفاظت کرتے رہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا فرمائی تے اللہ! ابو قتادہ کی اس طرح حفاظت کہ جس طرح اس نے اس رات تیرے نبی کی حفاظت کی ہے۔

غزوہ اُحد اور اس کے بعد کے مشاہد میں ان کی شرکت پر اتفاق ہے۔ انہیں فارس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ کا شہسوار کہا جاتا تھا۔ مسلم میں یہ حدیث بھی ہے ہمارے بہترین شہسوار ابو قتادہ ہیں اور بہترین تیر انداز سلمہ بن اکوع ہیں۔ علامہ واقدی نے اپنی سند کے ساتھ بیان کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تمہارے چہرے پر کیا ہوا ہے عرض کیا تیر لگا تھا رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس جگہ اپنا لہاب دھن لگا دیا۔ حضرت ابو قتادہ کہتے ہیں پھر وہاں زخم کا نشان بھی نہیں رہا۔

کے ساتھ تمام جگہوں میں شریک رہے۔ ستر سال کی عمر گزار کر چالیس ہجری میں وفات پائی۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے نماز جنازہ بڑھائی اور علامہ ابن حجر نے ذکر کیا ہے۔ ۵۰ اور ۶۰ ہجری کے درمیان وفات ہوئی۔ ۱۷

حضرت زینب بنت رسول اللہ | حضرت زینب رضی اللہ عنہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سب سے بڑی صاحبزادی تھیں۔ بعثت سے دس سال پہلے پیدا ہوئیں۔ رسالت مآب نے آپ کا نکاح

آپ کے خالہ زاد بھائی ابوالعاص بن زینب سے کر دیا وہ اسلام نہیں لائے تھے (اس وقت تک مشرکوں سے نکاح کی مخالفت وارد نہیں ہوئی تھی اور ان سے نکاح وغیرہ کے معاملات ہوتے رہتے تھے) غزوہ بدر میں ابوالعاص قید ہو گئے اور حضرت زینب نے ان کی رہائی کے لیے جو فدیہ بھیجا اس میں وہ ہار بھی تھا جو حضرت خدیجہ نے انھیں دیا تھا۔ اس ہار کو دیکھ کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا دل بھر آیا اور مسلمانوں نے وہ ہار واپس مجبوراً دیا اور ابوالعاص کو رہا کر دیا۔ غزوہ بدر کے بعد حضور نے ابوالعاص سے فرمایا کہ وہ حضرت زینب سے علیحدہ ہو جائیں۔ محرم سات ہجری میں ابوالعاص مسلمان ہو گئے رضی اللہ عنہ وارضاه اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے نکاح سابق سے حضرت زینب ابیں ٹوٹا دیں۔ حضرت زینب رضی اللہ عنہا آٹھ ہجری کے اوائل میں وصال فرما گئیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی تجسیم و تکفین کا اہتمام فرمایا۔ بخاری اور مسلم میں اس کا ذکر ہے۔

حضرت ابوالعاص رضی اللہ عنہ سے حضرت زینب رضی اللہ عنہا کے دو بچے ہوئے صاحبزادہ کا نام علی تھا وہ بلوغت کی عمر کو پہنچنے کے بعد اپنے والد کی حیات میں وصال فرما گئے ۱۷ اور صاحبزادی حضرت اماتہ بنت العاص رضی اللہ عنہا نے کافی عمر پائی سیدنا فاطمہ رضی اللہ عنہا کے وصال کے بعد حضرت زینب بن عوام نے حضرت امامہ کا نکاح حضرت علی رضی اللہ عنہ سے کر دیا۔ حضرت علی کی شہادت کے بعد حضرت علی کے علم سے حضرت مغیرہ بن نوفل نے حضرت امامہ سے نکاح کر لیا اور انھیں کے نکاح میں حضرت امامہ کا وصال ہو گیا۔ حضرت امامہ کی یہ حضرت علی سے اولاد ہوئی نہ حضرت مغیرہ بن نوفل سے اور اس طرح آج آل زینب میں۔۔۔ کوئی باقی نہیں ہے۔ ۱۸

رسالت مآب کی صاحبزادیاں | رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی چار صاحبزادیاں ہوئیں۔ حضرت زینب، حضرت رقیہ،

مفسر ذکر آچکا ہے۔ حضرت رقیہ بعثت سے سات سال پہلے پیدا ہوئیں۔ بعثت سے پہلے عتبہ بن ابی لہب سے آپ کا نکاح ہو چکا تھا رخصتی نہیں ہوئی تھیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اعلان نبوت کے بعد ابولہب نے اپنے بیٹے کو حضرت رقیہ کو طلاق دینے پر مجبور کر دیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے پھر حضرت عثمان سے حضرت رقیہ کا نکاح کر دیا۔ حضرت عثمان نے حضرت رقیہ کے ساتھ حبشہ کی طرف ہجرت کی مٹی وہاں آپ سے پہلے ایک ناقام بچہ ہوا اس کے بعد ایک صاحبزادہ ہوا جس کا نام عبد اللہ رکھا۔ اسی وجہ سے حضرت عثمان کی کنیت ابو عبد اللہ ہے۔ حضرت عبد اللہ رضی اللہ عنہ دنیا کو چھ برس

۱۷ حافظ ابن حجر عسقلانی متوفی ۸۵۲ھ۔ الاصابہ ج ۴ ص ۱۵۸ مطبوعہ دار الفکر بیروت، ۱۳۹۸ھ

ایضاً حافظ ابن عبد البر متوفی ۴۶۲ھ۔ الاستیعاب علی الممشی الاصابہ ج ۴ ص ۱۶۱ مطبوعہ دار الفکر بیروت، ۱۳۹۸ھ

۱۸ حافظ ابن حجر عسقلانی متوفی ۸۵۲ھ۔ الاصابہ ج ۴ ص ۳۱۲۔ مطبوعہ دار الفکر بیروت، ۱۳۹۸ھ۔

۱۹ الاصابہ ج ۴ ص ۲۴۴۔ مطبوعہ دار الفکر بیروت، ۱۳۹۸ھ۔

شرف بخشنے کے بعد راہی فرودس ہو گئے۔ اس کے بعد حضرت رقیہ کے ہاں کوئی اولاد نہیں ہوئی۔ غزوہ بدر کے پیام میں حضرت رقیہ کچھ عرصہ علیل رہ کر حنظلین ہو گئیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تیمری صاحبزادی حضرت امّ کلثوم رضی اللہ عنہا ہیں۔ ابوبہب کے دوسرے بیٹے عقیبہ سے آپ کا نکاح بعثت سے پہلے ہو چکا تھا۔ رخصتی نہیں ہوئی تھی۔ اعلان نبوت کے بعد عقیبہ نے ابولہب کے اصرار سے آپ کو طلاق دیدی اور حضرت رقیہ کے وصال کے بعد تین ہجری میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عثمان سے آپ کا نکاح کر دیا آپ چھ سال حضرت عثمان کے مقد میں رہیں اور کوئی اولاد نہیں ہوئی تو ہجری کو آپ کا وصال ہو گیا۔ اسماء بنت عمیس اور صفیہ بنت عبدالمطلب نے آپ کو قتل دیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کی غار جنازہ پڑھائی حضرت علی، فضل بن عباس اور اسامہ بن زید رضی اللہ عنہم نے آپ کو کھد میں اتارا۔ رضی اللہ عنہا دار فناء علیہ اس تفصیل سے ظاہر ہو گیا کہ آپ کی تینوں بڑی صاحبزادیوں کی اولاد کا سلسلہ قائم اور جاری نہیں رہا۔ اللہ تعالیٰ کی مشیت یونہی تھی اگر آپ کی ان تین صاحبزادیوں کا سلسلہ بھی جاری ہوتا تو وہ بھی اشرف اور سادات کے انقباب سے نوازے جاتے مگر آل رسول کے سلسلہ کا فروغ نسب عالمی سے مقدر تھا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی چوتھی صاحبزادی سیدتنا فاطمہ زہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا ہیں۔ آپ بعثت کے ایک سال بعد پیدا ہوئیں۔ علامہ ابن حجر مکی نے الصواعق المحرقة میں اور علامہ عبد الوہاب شرانی نے کشف الغمہ میں لکھا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو حیف اور نفاس سے پاک رکھا۔ علامہ ابن حجر عسقلانی کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جنت میں سب سے افضل چار عورتیں ہیں خدیجہ، فاطمہ، مریم اور آسیہ بخاری شریف میں ہے سرکار رسالت مآب نے فرمایا جس نے فاطمہ کو ایذا دی اس نے مجھے ایذا دی علامہ ابن حجر عسقلانی لکھتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا سلسلہ نسب صرف اولاد فاطمہ سے قائم ہے کیونکہ آپ کی باقی اولاد یا زندہ نہیں رہیں جیسے صاحبزادگان یان سے اولاد نہیں ہوئی جیسے تین بڑی صاحبزادیاں پندرہ سال کی عمر میں آپ کا نکاح حضرت علی سے غزوہ احد کے بعد ہوا آپ سے حضرت حسن، حضرت حسین اور ام کلثوم یادگار ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کے چھ ماہ بعد آپ نے جنت کو مشرف فرمایا اے شیعہ حضرات، حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے سوا باقی تین صاحبزادیوں کو نہیں مانتے۔ شرح صحیح مسلم کی جلد اول باب ۲۷ میں حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کی سوانح کے تحت ہم نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی چار صاحبزادیوں کے ثبوت میں اہل شیعہ کی مستند کتب اصولی کافی، منتہی الامال اور حیات القلوب کی عبارات ذکر کی ہیں۔ ایران سے تاریخ یعقوبی کا فارسی ترجمہ شائع ہوا ہے اس میں بھی چار صاحبزادیوں کا ذکر ہے، لکھتے ہیں:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاں حضرت خدیجہ

وازد و زلمان آل بزرگوار از خدیجہ قاسم و رقیہ

سے قاسم، رقیہ، زینب اور ام کلثوم بعثت سے پہلے

دزینب و ام کلثوم پیش از بعثت و

۱۔ حافظ ابن عبد البر متوفی ۴۶۲ھ۔ استیعاب علی لامش الاما ج ۴، ص ۲۹۹۔ مطبوعہ دار الفکر بیروت ۱۳۹۸ھ

۲۔ حافظ ابن عبد البر متوفی ۴۶۲ھ۔ استیعاب علی لامش الاما ج ۴، ص ۴۸۶۔

۳۔ " " " " ۴۲ ج ۳۷۳

۴۔ حافظ ابن حجر عسقلانی متوفی ۵۲ھ۔ الاما ج ۴، ص ۴۸۶

marfat.com

جلد ثانی

Marfat.com

پیدا ہوئے اور عبد اللہ بن کا نام طیب اور طاہر ہے
اسلام میں پیدا ہوئے اور (حضرت) فاطمہ بخت کے
بعد پیدا ہوئیں۔

عبد اللہ کہ لقب طیب و طاہر است ہوا است چہ در
اسلام ولادت یافتہ است فاطمہ سی از لعنت متولد
شدند

نماز میں پچھ کو گود میں لینے کے بارے میں مذاہب اربعہ | امام ابو حنیفہ، امام شافعی اور امام احمد رحمہم اللہ
کے نزدیک نماز کی حالت میں پچھ کو گود
میں اٹھانا جائز ہے بلکہ اس کے لیے عمل کثیر نہ کرنا پڑے (عمل کثیر وہ کام ہے جو دو ہاتھوں سے کرنا پڑے یا نماز کے
ایک رکن میں ایک ہاتھ سے تین مرتبہ حرکت ہو اور امام مالک کے نزدیک داخل میں پچھ کو اٹھانا جائز ہے فرائض میں نہیں۔
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ عمل فرض نماز میں تھا کیونکہ ابو داؤد میں ہے کہ یہ نماز ظہر یا عصر کی تھی اس لیے مالکیہ کہتے ہیں
کہ یا تو یہ عمل "ان فی الصلوٰۃ شذلا" سے منسوخ ہے یا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خصوصیت پر محمول ہے۔
لیکن چونکہ اس عمل میں عمل کثیر نہیں ہے اس لیے اس تاویل کی ضرورت نہیں ہے۔

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بچوں پر شفقت کرتے تھے اور امام بنت ابی العاص رضی اللہ عنہا
سے آپ کو بہت محبت تھی۔ اس حدیث سے یہ مطلب نہیں نکالنا چاہیے کہ چھوٹے بچوں کو مسجد میں بالعموم لے جانا چاہیے۔
اور بچوں کو گود میں اٹھا کر نماز پڑھنا چاہیے بلکہ اس حدیث کا مطلب یہ ہے کہ کسی مجبوری کی وجہ سے بچوں کو مسجد میں لے
جانا پڑے یا چھوٹے بچے کے رونے یا گھبرانے کا خدشہ ہو تو اس کی ماں اسے گود میں اٹھا کر نماز پڑھ سکتی ہے۔ کیونکہ نبی
علیہ السلام سے یہ فعل پوری زندگی میں ایک مرتبہ منقول ہے اس لیے یہ فعل بالعموم سنت نہیں ہے جن حالات میں نبی علیہ
اسلام سے یہ فعل منقول ہے انہیں حالات کی روشنی میں یہ فعل سنت ہے۔

نماز میں ضرورت کی بناء پر ایک دو قدم
چلنا اور اماں کا مقتدیوں سے بلند جگہ پر ہونا

بَابُ جَوَازِ الْخُطْرَةِ وَالْخُطَرَتَيْنِ فِي الصَّلَاةِ
وَأَنَّهُ لَا دَرَاهَةَ فِي ذَلِكَ إِذَا كَانَ لِلْحَاجَةِ وَجَوَانِ
صَلَاةِ الْإِمَامِ عَلَى مَرْنِهِمْ أَرْفَعَهُنَّ الْمَأْمُومِينَ
لِلْحَاجَةِ كَتَعْلِيمِ الصَّلَاةِ أَوْ غَيْرِ ذَلِكَ
۱۱۱۸ - وَحَدَّثَنَا أَيُّوبُ بْنُ يَحْيَى وَثَّقِيَّةُ بْنُ سَعْدٍ

ابو حازم بیان کرتے ہیں کہ کچھ لوگ بھل بن سعد رضی
اللہ عنہ کے پاس آئے درآں مالیک وہ لوگ اس بات میں بحث
کر رہے تھے کہ منبر نبوی کس کثری کا بنا ہوا تھا حضرت بھل

كَلَاهِمَا عَنْ عَبْدِ الْعَزِيزِ قَالَ يَحْيَى أَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنِ أَبِي
حَنَانٍ مَرَعَنَ أَبِيهِ أَنَّ نَفَرًا أَجَاءُوا إِلَى سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ

۱۔ احمد بن ابی یقرب منزنی ۲۰۸ - تاریخ یعقوبی ج ۱ ص ۳۰۵ - مطبوعہ مرکز انتشارات علمی ایران طبع سوم ۱۳۶۲ھ

۲۔ علامہ بدر الدین عینی متوفی ۷۵۵ھ - مقتدری ج ۲ ص ۳۳۳ - المطبعة المنيرية مصر ۱۳۴۲ھ

marfat.com

جلد ثانی

Marfat.com

نے کہا خدا کی قسم میں جانتا ہوں کہ وہ منبر کس لکڑی کا تھا اور اسے کس نے بنایا تھا اور مجھے وہ وقت یاد ہے جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس منبر پر پہلی بار رونق افروز ہوئے تھے۔ ابو حازم کہتے ہیں میں نے کہا اے ابوالعباس آپ یہ واقعہ بیان کیجئے۔ انہوں نے بتلایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک عورت کے پاس قاصد بھیجا، (ابو حازم کہتے ہیں کہ سہل نے اس عورت کا نام بھی بتلایا تھا) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم اپنے لڑکے سے کہو کہ وہ میرے بے لکڑی کا ایک منبر بنا دے جس پر بیٹھ کر میں لوگوں سے خطاب کروں، اس لڑکے نے تین سیڑھیوں کا جھاڑو کی لکڑی سے ایک منبر بنا دیا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم سے وہ منبر اس جگہ رکھ دیا گیا، میں نے دیکھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس پر کھڑے ہو کر تکبیر کہی اور لوگوں نے بھی آپ کی اقتداء میں تکبیر کہی درآں حالیکہ آپ منبر پر کھڑے تھے پھر آپ نے رکوع سے سر اٹھایا اسے پٹوں نیچے اتر کر منبر کی جڑ میں سجدہ کیا پھر منبر پر کھڑے ہو گئے حتیٰ کہ ناز پوری کر لی اس کے بعد لوگوں سے متوجہ ہو کر فرمایا: اے لوگو! میں نے یہ کام اس لیے کیا ہے تاکہ تم میری اقتداء کرو اور میری نماز کو جان لو!

امام مسلم نے ایک اور سند سے بھی یہ روایت اسی طرح بیان کی ہے۔

قَدْ تَمَّامُوا فِي الْمِنْبَرِ مِنْ آتِي عُرْوَةٍ هُوَ فَقَالَ
أَمَّا اللَّهُ إِنِّي لَا عُرْفُ مِنْ آتِي عُرْوَةٍ هُوَ مِنْ عَمَلِهِ وَ
رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَوَّلَ
يَوْمٍ جَلَسَ عَلَيْهِ قَالَ فَقُلْتُ لَهُ يَا أَبَا الْعَبَّاسِ
فَقَدْ نَشَأَ قَالَ أُرْسِلَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ إِلَى امْرَأَةٍ قَالَتْ أَبُو حَازِمٍ لَمْ لَيْسَ سَمِيًّا بِهَا
يَوْمَئِذٍ أَنْظِرْنِي عِلَامَكَ الشَّجَارَةَ يَمُكُّ فِي أَعْوَادِهَا
أَكَلَهُ النَّاسُ عَلَيْهَا فَعَمِلَ هَذِهِ الثَّلَاثَ دَرَجَاتٍ
ثُمَّ أَمَرِهَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
فَوَضَعَتْ هَذِهِ الْمَوْضِعَ فَمِنْ طَرَفَيْهَا الْغَابَةِ
وَلَقَدْ مَا آيَتْ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
قَامَ عَلَيْهِ فَكَبَّرَ وَكَثَّرَ النَّاسُ وَمَاءً عَذْبًا وَهُوَ
عَلَى الْمِنْبَرِ ثُمَّ رَفَعَهُ فَتَنَزَلَ الْقَهْقَرَى حَتَّى
سَجَدَ فِي أَصْلِ الْمِنْبَرِ ثُمَّ عَادَ حَتَّى فَرَغَ
مِنْ آخِرِ صَلَاتِهِ ثُمَّ أَقْبَلَ عَلَى النَّاسِ قَالًا
يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنِّي إِنَّمَا صَنَعْتُ هَذَا
لِتَأْتُمُوا بِي وَلِتَعْلَمُوا صَلَواتِي

۱۱۱۹. وَحَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ سَأَلْتُ
يَعْقُوبَ بْنَ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ مَعْتَدٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ
عَبْدِ الْعَزِيزِ الْقُرَشِيِّ قَالَ حَدَّثَنِي أَبُو حَازِمٍ
أَنَّ رَجُلًا أَتَى سَهْلَ بْنَ سَعْدٍ السَّاعِدِيَّ فِي حَرْبٍ
حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَهُوَ يَرْوِي عَنْ
وَأَبْنِ أَبِي عُمَرَ قَالُوا إِنَّا سَمِعْنَا عَنْ أَبِي عَمِيْنَةَ
عَنْ أَبِي حَازِمٍ قَالَ أَتَى سَهْلَ بْنَ سَعْدٍ فَسَأَلُوهُ
مِنْ آتِي شَيْءٍ مِنَ الْمِنْبَرِ الَّذِي صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
سَلَّمَ وَسَأَلُوهُ الْحَدِيثَ بِنَحْوِ حَدِيثِ ابْنِ
أَبِي حَازِمٍ

شرح حدیث

کسی مسئلہ میں حقیقت کا سراغ لگانے کے لیے بحث کرنا اور جو شخص اس مسئلہ کا عالم ہو اس کی طرف رجوع کرنا اور اپنے تمام افعال اور اعمال کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اسوہ کے تابع کرنا یہ تمام امور اس حدیث سے ثابت ہیں۔ نماز میں فعل کثیر اگر متفرق طور پر ہو تو جائز ہے کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا نماز میں منبر سے اترنا اور چڑھنا فعل کثیر ہے لیکن یہ متفرق طور پر نہ تھا بلکہ ایک ہی جگہ پر تھا۔ نماز میں امام اپنی جگہ پر ہو اور مقتدی پیچھے جگہ پر ہو تو نماز صحیح ہے جیسا کہ اس حدیث سے ثابت ہے اگر اس کے برعکس ہو یعنی امام چلی منزل پر ہو اور مقتدی بالائی منزل پر ہوں تو یہ بھی صحیح ہے۔ اس حدیث میں منبر بنانے کا بھی ثبوت ہے اور مستحب یہ ہے کہ منبر، محراب کی دائیں جانب ہو۔ اگر منبر نہ ہو تو کوئی اور اپنی چیز رکھ لی جائے یا ستون رکھ لیا جائے جیسا کہ منبر بننے سے پہلے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کھجور کے ستون سے ٹیک لگا کر خطبہ دیا کرتے تھے۔

استن حناتہ | منبر بنانے کی تاریخ میں علامہ عینی نے سات آٹھ اور نو ہجری کے تین اقوال ذکر کیے ہیں لہ۔ منبر بنائے جانے سے پہلے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کھجور کے ستون سے ٹیک لگا کر خطبہ دیا کرتے تھے۔ حدیث شریف میں ہے:

عن جابر بن عبد اللہ قال کان جزع يقوم عليه النبي صلى الله عليه وسلم فلما وضع له منبر سمعنا للجزع مثل اصوات العشار حتى نزل النبي صلى الله عليه وسلم فوضع يده عليه وفي رواية فصاحت النحلة التي كان يخطب عندها حتى كادت ان تنشق فنزل النبي صلى الله عليه وسلم حتى اخذ فضهها اليه فجعلت تارت انين الصبي الذي يسجك حتى استقرت ۞

حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ پہلے کھجور کا ایک ستون تھا جس کے سہارے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہوتے تھے۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے منبر بنادیا گیا تو اس ستون سے اس طرح رونے اور چلانے کی آواز آئی جیسے اونٹنی اپنے بچے کے فراق میں: شرح از مینی (اردنی اور چلاتی ہے۔ پھر نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس ستون پر اپنا ہاتھ رکھا۔ ایک روایت ہے کہ کھجور کا وہ تناجس کے پاس آپ خطبہ دیا کرتے تھے یوں رو یا جیسے پھٹ پڑے گا حضور صلی اللہ علیہ وسلم منبر پر سے اترے، اس تنے کو پکڑ کر اپنے سینہ مبارک سے چٹایا تو وہ اس طرح سسکیاں لینے لگا جیسے بچہ سسکیاں لیتا ہے حتیٰ کہ خاموش ہو گیا۔

صحیح بخاری کی اس روایت سے معلوم ہوا کہ کھجور کا تنابھی آپ کو پہچانتا تھا، آپ سے محبت کرتا تھا، آپ کے فراق میں دھڑلے مارا کر روتا تھا اور یہ تمام امور بغیر حیات کے متصور نہیں ہو سکتے۔ لگتا ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قرب

۱۔ علامہ بدر الدین عینی متوفی ۸۵۵ھ - عمدۃ القاری جز ۲ ص ۲۱۵ مطبوعہ ادارة الطباعة، المنیرہ مصر
۲۔ امام محمد بن اسماعیل بخاری متوفی ۲۵۶ھ - صحیح بخاری ج ۱ ص ۱۲۵، ۲۸۱ مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی ۱۳۸۱ھ
۳۔ امام محمد بن اسماعیل بخاری متوفی ۲۵۶ھ - صحیح بخاری ج ۱ ص ۱۲۵، ۲۸۱ مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی، ۱۳۸۱ھ۔

اور بس سے اس تنہ میں اللہ تعالیٰ نے حیات پیدا فرمادی۔ اور اک، شہود اور آپ کی محبت اور آپ کے فراق میں گریہ پیدا کر دیا۔ اگر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ہاتھوں اللہ تعالیٰ نے مردہ انسانوں میں جان ڈال دی جن میں پہلے عادت اور عرفا حیات ہوتی تھی تو اس سے زیادہ حیرت اور کمال کی بات یہ ہے کہ آپ کے قرب اور بس کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے کھجور کے تنہ میں جان ڈال دی جس میں عادت اور عرفا حیات نہیں ہوتی جن کے اعجاز انہی بس سے بے جان میں حیات آجائے خود ان کی حیات کی غلطیوں کا کیا کہن! کھجور کا تنا آپ کے فراق اور محبت میں رقتا ہے۔ اگر آپ کا کلمہ پڑھنے والا انسان آپ کی محبت اور فراق میں نہ روئے تو وہ بے جان کھجور سے بھی گیا گزرا ہے۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ابرکرم موج میں آتا ہے تو کھجور کے تنہ پر بھی بارانِ رحمت ہو جاتی ہے۔ دستِ شفقت سے نوازتے ہیں۔ سینہ سے لگا کر تسلیاں دیتے ہیں۔ کیا عجیب ہے کہ جو غلام آپ کی فرقت میں شب و روز روتے ہیں آپ کے فراق میں آنسو بہاتے ہیں ان پر بھی نظر کرم فرمائیں کسی بے قرار دل کے سینہ پر ہاتھ رکھیں اور اس کے مقدر کو رشک جبرائیل بنا دیں!۔

باب ۱۹ گراہۃ الاختصار فی الصلوۃ

۱۱۲۰ - حَدَّثَنِي الْحَكَمُ بْنُ مُوسَى الْقَنْطَرِيُّ قَالَ نَأَيْمُ اللَّهِ بْنِ الْكُبَّاءِ ح وَحَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ قَالَ نَا أَبُو خَالِدٍ وَأَبُو إِسْمَاعِيلَ جَمِيعًا عَنْ هِشَامٍ عَنْ مُحَمَّدٍ عَنْ زَيْدِ بْنِ هُرَيْرَةَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَتَاهُ نَهْلِي أَنْ يُصَلِّيَ الرَّجُلُ مُتَّعِمًا وَفِيهِ وَإِيَّاهُ بَكَرًا قَالَ نَهْلِي رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ .

نماز میں کوکھ پر ہاتھ رکھنے کی ممانعت

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کوکھ پر ہاتھ رکھ کر نماز پڑھنے سے منع فرمایا ہے۔

اختصار کے معانی۔ امام ترمذی اور امام ابو داؤد نے ابن سیرین سے نقل کیا ہے کہ خصص فی الصلوۃ۔ کا مطلب ہے نماز میں کوکھ پر ہاتھ رکھنا۔ علامہ ابن حجر عسقلانی فرماتے ہیں کہ مشہور تفسیر یہی ہے علامہ ہر وی نے اس کی ایک تفسیر یہ کی ہے کہ آخر صلا سے ایک یا دو آیتوں کی محقر تلاوت کرنا دوسری یہ کہ جلدی جلدی قرأت کرنا، امام غزالی نے فرمایا کہ اختصار فی الصلوۃ یہ ہے کہ تلاوت کے درمیان سے آیت سجدہ کو چھوڑ کر پڑھنا، علامہ خطابی نے بیان کیا کہ اختصار کا معنی ہے ہاتھ میں عصا لیکر نماز پڑھنا، پہلے معنی کی تائید اس سے ہوتی ہے کہ ابو داؤد اور نسائی میں سید بن زیاد سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں میں نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے ساتھ نماز پڑھی اور نماز میں کوکھ پر ہاتھ رکھا۔ حضرت عبداللہ نے نماز کے بعد فرمایا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس فعل سے منع کیا ہے۔

اختصار سے ممانعت کی حکمتیں اختصار کے معانی کی طرح اس سے ممانعت کی حکمت میں بھی اختلاف ہے امام ابن ابی شیبہ نے حمید بن بلال سے موقوفاً روایت کیا ہے کہ ابلیس کو جب زمین پر اتارا گیا تو اس نے کوکھ پر ہاتھ رکھا ہوا تھا۔ امام بخاری نے نبی اسرائیل کے ذکر میں حضرت عائشہ سے روایت کیا ہے کہ چونکہ بنی اسرائیل کثرت اختصار کرتے تھے (یعنی کوکھ پر ہاتھ رکھتے تھے) تو ان سے شایہت کی وجہ سے اس فعل سے منع فرمادیا۔

(ابن ابی شیبہ نے یہ اضافہ کیا ہے کہ بنی اسرائیل نماز میں ایسا کرتے تھے) ابن ابی شیبہ کی ایک روایت میں ہے کہ تشبیہاً بالیہود - یہود سے مشابہت نہ اختیار کرو۔ امام ابن ابی شیبہ نے مجاہد سے ایک روایت بیان کی ہے، ”کوکہ پر اتر رکھنا جہنمیوں کا آرام ہے“ بنا براین ان ناس سے مشابہت کی وجہ سے نماز میں اس فعل سے منع کر دیا۔ سعید بن مسعود نے سند حسن سے بیان کیا ہے کہ یہ رجز کرنے کا طریقہ ہے (رجز کا مطلب ہے رزمیہ اشعار جو جنگ میں پڑھتے ہیں) علامہ مہلب نے بیان کیا کہ یہ حکم بنی کا طریقہ ہے۔ علامہ خطابی نے بیان کیا ہے کہ یہ اہل معائب کا فعل ہے۔ علامہ ابن حجر عسقلانی نے ان حکمتوں میں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی بیان کردہ حکمت کو ترجیح دی ہے یعنی یہودیوں سے مشابہت کی وجہ سے اس فعل سے منع کیا گیا ہے۔

امداد ربہ کے نزدیک یہ فعل مکروہ ہے لہ

بَابُ كَرَاهَةِ مَسْحِ الْحَصَى وَكُسْرِيَةِ التَّرَابِ فِي الصَّلَاةِ

نماز میں کنکریاں ہٹانے اور مٹی صاف کرنے کی کراہت

حضرت میقب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز میں سجدہ گاہ سے کنکریاں ہٹانے کے بارے میں فرمایا: اگر تمہیں ایسا کرنا ہی پڑے تو ایک بار کرو۔“

۱۱۲۱ - حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ قَالَ نَا وَرَكِيهٌ قَالَ نَاهِشَامُ الدَّسْتَوَائِيُّ عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ مُعَيْقِبٍ قَالَ ذَكَرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمَسْحَ فِي الْمَسْجِدِ يَعْنِي الْحَصَى قَالَ إِنْ كُنْتَ لَا بُدَّ فَأَعِدَّ كَوَاجِدًا -

حضرت میقب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ صحابہ کرام نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے نماز میں کنکریوں کے بارے میں پوچھا فرمایا ایک بار۔

۱۱۲۲ - وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى قَالَ يَحْيَى بْنُ أَبِي كَثِيرٍ عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ مُعَيْقِبٍ أَنَّهُمْ سَأَلُوا النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الْمَسْحِ فِي الصَّلَاةِ فَقَالَ وَاجِدًا -

امام مسلم نے ایک اور سند سے حضرت میقب سے ایسی ہی روایت کی ہے۔

۱۱۲۳ - وَحَدَّثَنَا زَيْدُ بْنُ عُبَيْدٍ اللَّهُ بْنُ عَزَّارٍ الْقَوَارِيرِيُّ قَالَ نَا حَالِدٌ يَعْنِي ابْنَ الْحَارِثِ قَالَ نَاهِشَامُ هَذَا إِسْنَادٌ وَقَالَ فِيهِ حَدَّثَنَا مُعَيْقِبٌ -

حضرت میقب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سجدہ گاہ سے مٹی برابر کر نیوالے

۱۱۲۴ - وَحَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ قَالَ نَا أَحْسَنُ بْنُ مُوسَى قَالَ نَا شَيْبَانُ عَنْ يَحْيَى عَنْ أَبِي سَلَمَةَ

۱۔ علامہ ابن حجر عسقلانی متوفی ۸۵۲ھ - فتح الباری ج ۳، ص ۸۹ مطبوعہ دار نشر الکتب الاسلامیہ لاہور ۱۴۰۱ھ۔

۲۔ علامہ عبد الرحمن الجزیری - الفتاویٰ علی المساجد والاعراب ج ۱، ص ۲۸۴ مطبوعہ دار الفکر بیروت

قَالَ حَدَّثَنِي مَعْقِبُ بْنُ أَنَسٍ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ فِي التَّحْدِيدِ يُسَوَّى التُّرَابُ حَيْثُ يَسْجُدُ قَالَ إِنْ كُنْتُمْ قَاعًا فَوَأَحَدًا -

شخص سے فرمایا اگر تمہیں ایسا کرنا ہی پڑے تو ایک بار
کرو۔

حضرت معقیب رضی اللہ عنہ | حضرت معقیب رضی اللہ عنہ قدیم الاسلام صحابی ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مہر کے محافظ تھے حضرت ابوبکر اور عمر رضی اللہ عنہما نے انہیں بیت المال کا عامل مقرر کیا۔ انھیں جہلم لائن ہو گیا تھا حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ان کے لیے اہلباک کو بھیج کیا جس سے مرض موقوف ہو گیا۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے زمانے میں حضرت معقیب کے ہاتھ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی انگوٹھی اریس نامی کنویں میں گر گئی تھی اور انہیں مل سکی اور انگوٹھی کے گم ہونے کے بعد مسلمانوں میں فتنہ واقع ہو گیا۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے آخری ایام خلافت میں فوت ہو گئے۔ بعض علماء نے لکھا ہے کہ حضرت علی کے ایام خلافت میں ۴۴ حج میں فوت ہوئے۔ ۱۵۔

حدیث سے حاصل شدہ فقہی احکام | حضرت ابوذر، حضرت ابوہریرہ، حضرت حذیفہ، حضرت ابن عمر، حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہم نماز میں ایک مرتبہ کنکریاں ہٹانے کو رخصت قرار دیتے تھے۔ اور حضرت عمر بن الخطاب اور حضرت جابر رضی اللہ عنہما تارض اور خضوع اور خضوع کے منافی ہونے کی وجہ سے اس کو مکروہ قرار دیتے تھے۔

ائمہ اربعہ ایک بار سے زیادہ اس عمل کو مکروہ قرار دیتے ہیں اور غیر مقلدین ایک بار سے زیادہ اس عمل کو حرام قرار دیتے ہیں۔ علامہ ابن حزم ظاہری لکھتے ہیں کہ نمازی پر فرض ہے کہ ایک بار سے زیادہ کنکریاں نہ ہٹائے ۱۵۔

ظاہر ہے کہ فرض، قطعی الثبوت اور قطعی الدلالة دلیل سے ثابت، ہوتا ہے کنکریاں ہٹانے سے ممانعت خبر واحد سے ثابت ہے جو قطعی الثبوت ہے اور اس کام کے نہ کرنے کا لزوم ثابت نہیں کیونکہ اس کام پر نہ آپ نے کسی وعید کا ذکر کیا نہ یہ فرمایا کہ اس سے نماز ٹوٹ جاتی ہے اس لیے اس کی ممانعت مکروہ تنزیہی ہے۔ مکروہ تنزیہی کو حرام قرار دینا علامہ ابن حزم کے تفردات میں سے ہے۔

مسجد میں تھوکنے کی ممانعت

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قبلہ کی جانب دیوار میں نفوک لگا ہوا دیکھا، آپ نے اسے کھڑچ ڈالا پھر لوگوں کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا جب تم نماز میں ہو تو اپنے سامنے نہ تھو کو کیونکہ اللہ تعالیٰ نماز کے وقت نمازی کے سامنے

بَابُ النَّهْيِ عَنِ الْمَسَاقِ فِي الْمَسْجِدِ فِي

الصَّلَاةِ وَغَيْرِهَا

۱۱۲۵ - وَحَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى التَّمِيمِيُّ قَالَ قَرَأْتُ عَلَى مَا يَذْكُرُ عَنْ قَافِرٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَأَى بَصَاقًا فِي جَدَارِ الْيَقْبَلَةِ فَحَمَلَهُ ثُمَّ أَقْبَلَ عَلَى النَّاسِ فَقَالَ إِذَا كَانَ أَحَدُكُمْ يُصَلِّي فَلَا يَبْصُقْ قَبْلَ دُجُوعِ قَبَائِلِ

۱۔ علامہ بدر الدین عینی متوفی ۸۵۵ ھ - عمدۃ القاری جزء ۷ ص ۲۸۴، مطبعہ دارالطباعة المنیریہ مصر ۱۳۴۸ ھ

۲۔ علامہ علی بن احمد بن حزم متوفی ۴۵۷ ھ - مطبعہ دارالطباعة المنیریہ مصر ۱۳۴۹ ھ

marfat.com

اللہ قَبِلَ وَخَبَرًا إِذَا صَلَّيْ -

ہوتا ہے۔

امام مسلم فرماتے ہیں دیگر کئی اسانید سے اس کی مثل مروی ہے۔

۱۱۲۶ - حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ قَالَ تَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ نُمَيْرٍ أَبُو سَامَةَ ح وَحَدَّثَنَا ابْنُ نُمَيْرٍ قَالَ تَنَا ابْنُ جُمَيْعٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ ح وَحَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ وَمُحَمَّدُ بْنُ رُمْحٍ عَنِ الْكَلْبِيِّ بْنِ سَعْدٍ ح وَحَدَّثَنَا زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ تَنَا إِسْمَاعِيلُ يَعْنِي ابْنَ عُكَيْبَةَ عَنْ أَبِي يُوْبَ ح وَحَدَّثَنَا ابْنُ مَرْوَةَ قَالَ تَنَا ابْنُ أَبِي خَدَّيْكَ قَالَ تَنَا الصَّحَّاحُ يَعْنِي ابْنَ عُثْمَانَ ح وَحَدَّثَنَا هَارُونُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ تَنَا جَابِرُ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ قَالَ ابْنُ جُرَيْجٍ أَخْبَرَنِي مَرْوَسُ بْنُ عَقَبَةَ كُلُّهُمْ عَنْ تَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمرَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ رَأَى نُخَامَةَ فِي قُبْلَةِ الْمَسْجِدِ إِلَّا الصَّحَّاحَ فَإِنَّ فِي حَدِيثِهِمْ نُخَامَةَ فِي الْقُبْلَةِ بِمَعْنَى حَدِيثِ مَالِكٍ -

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قبلہ کی جانب مسجد میں بلغم دیکھا۔ آپ نے اسے ایک گنگری سے کھرچ ڈالا پھر آپ نے دائیں جانب یا سامنے مٹرنے سے منع فرمایا اور بائیں جانب یا قدم کے نیچے مٹرنے کی اجازت دی۔

۱۱۲۷ - وَحَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى وَابْنُ بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَعَمْرُو النَّاقِدُ جَمِيعًا عَنْ سُفْيَانَ قَالَ يَحْيَى أَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ حُمَيْدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَأَى نُخَامَةَ فِي قُبْلَةِ الْمَسْجِدِ فَحَكَّمَا بِحَمَاسَةٍ ثُمَّ نَهَى أَنْ يَبْرُقَ الرَّجُلُ عَنْ يَمِينِهِ أَوْ أَمَامِهِ وَلَكِنْ يَبْرُقُ عَنْ يَسَارِهِ أَوْ تَحْتَ قَدَمِهِ الْيُسْرَى -

امام مسلم نے ایک اور سند ذکر کر کے فرمایا اس سے بھی مثل سابق مروی ہے۔

۱۱۲۸ - وَحَدَّثَنَا ثَنَا أَبُو الطَّاهِرِ وَحَرَمَكَةُ قَالَ تَنَا ابْنُ وَهْبٍ عَنْ يُونُسَ ح وَحَدَّثَنَا زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ تَنَا يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ تَنَا ابْنُ كَلَّابٍ عَنْ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ حُمَيْدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ أَنَّ أَبَاهُ هَارُونَ وَأَبَا سَعِيدٍ أَخْبَرَاهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَأَى نُخَامَةَ بِمِثْلِ حَدِيثِ ابْنِ عُيَيْنَةَ -

۱۱۲۹ - وَحَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ عَنْ مَالِكٍ ابْنِ أَنَسٍ نِيعَارُ بْنُ عَلِيٍّ عَنْ هِشَامِ بْنِ حُرَيْرَةَ عَنْ أَبِي بَكْرٍ

حضرت ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان فرماتی ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے قبلہ کی جانب دیوار میں

یارینٹ یا بلغم دیکھا تو اسے کھڑچ ڈالا۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قبلہ کی جانب مسجد میں تھوک دیکھا تو لوگوں سے متوجہ ہو کر فرمایا "تم لوگ کیا کرتے ہو! ایک شخص اپنے رب کی طرف منہ کر کے کھڑا ہوتا ہے پھر اپنے سامنے تھوکتا ہے کیا تم لوگ یہ پسند کرتے ہو کہ کوئی شخص تمہارے سامنے کھڑا ہو کر تمہارے سامنے تھوک دے۔ جب تم میں سے کسی کو تھوکتا ہو تو بائیں طرف قدم کے نیچے تھوکے یا کپڑے میں تھوک کر اسے صاف کرے (یعنی آپ نے کر کے دکھایا۔ حدیث کے راویوں نے بھی ایسا کیا)۔

مام مسلم فرماتے ہیں کہ کئی اور اسناد سے بھی اسکی مثل مروی ہے۔ البتہ ایک سند میں یہ زیادتی ہے کہ حضرت ابوہریرہ یہ کہتے ہیں کہ گویا کہ میں دیکھتا تھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (تھوک کو) کپڑے میں مل دیتے تھے۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم میں سے کوئی شخص جب نماز پڑھتا ہے تو وہ اپنے رب سے مناجات میں مشغول ہوتا ہے۔ اس لیے اپنے سامنے اور دائیں طرف نہ تھوکے بلکہ بائیں جانب یا قدم کے نیچے تھوک سکتا ہے۔

عَنْ مَا كُنْتُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا أَيْ بَصَافًا فِي جِدَارِ الْبَيْتِ أَوْ مَخَاطًا أَوْ مُخَامَةً فَحَبَلَهُ - ۱۱۳۰

حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَزُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ جَمِيعًا عَنْ ابْنِ عُكَيْتٍ قَالَ نُرَاسُ بْنُ هُرَيْرَةَ عَنْ الْقَاسِمِ بْنِ مِهْرَانَ عَنْ أَبِي مَرْثَدَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا أَيْ مُخَامَةً فِي قِبْلَةِ الْمَسْجِدِ قَابِلَ عَلَى النَّاسِ فَقَالَ مَا بَالُ أَحَدِكُمْ يَقُومُ مُسْتَقْبِلَ مَا يَهْ فَيَتَنَحَّرُ أَمَامَهُ أَوْ يَحِثُّ أَحَدُكُمْ أَنْ يَسْتَقْبِلَ فَيَتَنَحَّرُ فِي وَجْهِهِ فَإِذَا اتَّخَذَ أَحَدُكُمْ قَابِلًا تَنَحَّرَ عَنْ يَسَارِهِ تَحْتَ قَدَمِهِ فَإِنْ لَمْ يَجِدْ فَلْيَتَفَلَّهِ كَذَا وَصَفَ الْقَاسِمُ فَتَفَلَّ فِي قَوِيهِ ثُمَّ مَسَحَ بَعْضُهُ عَلَى بَعْضٍ -

۱۱۳۱ - حَدَّثَنَا شَيْبَانُ بْنُ خَزْزُورٍ قَالَ سَأَلَ عَبْدُ الْوَارِثِ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى قَالَ أَنَا هُشَيْمٌ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مَتَّى قَالَ نَافِعُ بْنُ جَعْفَرٍ قَالَ نَاشِعَةُ كُلُّهُمْ عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ مِهْرَانَ عَنْ أَبِي مَرْثَدَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَحْوَ حَدِيثِ بْنِ عُكَيْتٍ وَنَزَادَ فِي حَدِيثِ هُشَيْمٍ قَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ كَأَنِّي أَنْظُرُ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَرُدُّ تَوْبَةً بَعْضُهُ عَلَى بَعْضٍ -

۱۱۳۲ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى وَابْنُ بَشَّارٍ قَالَ ابْنُ الْمُثَنَّى حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ قَالَ نَاشِعَةُ قَالَ سَمِعْتُ قَتَادَةَ يُحَدِّثُ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا كَانَ أَحَدُكُمْ فِي الصَّلَاةِ فَإِنَّهُ يَنْجُو رَبَّهُ فَلَا يَبْرُقَنَّ بَيْنَ يَدَيْهِ وَلَا عَنْ يَمِينِهِ وَلَكِنْ عَنْ شِمَالِهِ أَوْ تَحْتَ قَدَمِهِ -

۱۱۳۳ - حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَمَةَ

اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مسجد میں تھوکانا گناہ ہے اور اس کا کفارہ اس کو دفن کر دینا ہے۔

قَالَ يَحْيَىٰ أَنَا وَقَالَ قُتَيْبَةُ مَنَا أَبُو عَوَانَةَ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْبِرَّاقُ فِي الْمَسْجِدِ خَطِيئَةٌ وَكَفَّارَتُهَا دَفْنُهَا.

شعبہ بیان کرتے ہیں میں نے قتادہ سے مسجد میں تھوکنے کے بارے میں دریافت کیا انہوں نے کہا میں نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے سنا وہ فرماتے تھے مسجد میں تھوکانا گناہ ہے اور اس کا کفارہ اس کو دفن کرنا ہے۔

۱۱۲۱- حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ حَبِيبٍ الْحَارِثِيُّ قَالَ أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْبِرَّاقُ فِي الْمَسْجِدِ خَطِيئَةٌ وَكَفَّارَتُهَا دَفْنُهَا.

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجھ پر میری امت کے اچھے اور بُرے تمام اعمال پیش کیے گئے۔ میں نے امت کے اچھے اعمال میں "لاستہ میں ایذا دینے والی چیز کا بٹانا" دیکھا اور بُرے اعمال میں مسجد میں "وہ تھوک دیکھا جس کو دفن نہ کیا گیا ہو"۔

۱۱۳۵- وَحَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدٍ بْنُ أَسْمَاءَ الطَّبِيعِيُّ وَشَيْبَانُ بْنُ فَرُّوخٍ قَالَا حَدَّثَنَا مَهْدِيُّ بْنُ مَيْمُونٍ قَالَ تَأَوَّاهُ مَوْلَى أَبِي عَيْنَةَ عَنْ يَحْيَى بْنِ عَتِيبٍ عَنْ يَحْيَى بْنِ يَعْقُوبٍ عَنْ أَبِي الْأَسْوَدِ الدَّيْلِيِّ عَنْ أَبِي ذَرٍّ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ عَرَسْتُ عَلَى أَعْمَالٍ أُمِّي حَسَنًا وَسَيِّئًا فَوَجَدْتُ فِيهَا مِنْ أَعْمَالِهَا الْأَذَى يُمَاطُ مِنَ الطَّرِيقِ وَوَجَدْتُ فِي مَسَاوِي أَعْمَالِهَا الْغَنَامَةُ تَكُونُ فِي الْمَسْجِدِ وَلَا تُدْفَنُ.

حضرت عبد اللہ بن شعیب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نماز پڑھی میں نے دیکھا آپ نے تھوکا اور اسے اپنے بائیں جوتے سے مل ڈالا۔

۱۱۳۶- حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللَّهِ بْنُ مُعَاذٍ الْعَنْبَرِيُّ قَالَ نَا أَبُو قَالَ نَا كَهْمُسٌ عَنْ يَزِيدَ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الشَّخِيرِ عَنْ أَبِيهِ قَالَ سَلَيْتُ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَرَأْنِي، تَنَحَّهَ قَدْ لَكُمَا يَنْعَلِي.

حضرت عبد اللہ بن شعیب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نماز پڑھی۔ آپ نے تھوکا اور اسے اپنے بائیں جوتے سے مل ڈالا۔

۱۱۳۷- وَحَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى قَالَ نَا يَزِيدُ بْنُ مَرْثُوعٍ عَنِ الْجَرِيرِيِّ عَنْ أَبِي الْعَلَاءِ يَزِيدَ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الشَّخِيرِ عَنْ أَبِيهِ أَنَّهُ صَلَّى مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ فَتَنَحَّهَ قَدْ لَكُمَا يَنْعَلِي.

مختوئے کے احکام | قبلہ کی جانب مٹھو کن مطلقاً ممنوع ہے خواہ حالت نماز ہو یا غیر نماز جیسا کہ حدیث نمبر ۱۱۲۶ کے عموم سے واضح ہے اسی کے حکم میں دائیں جانب مٹھو کن ہے۔ مسجد میں بائیں جانب یا قدم کے نیچے مٹھو کنے کی اجازت مطلقاً نہیں ہے بلکہ اس شرط کے ساتھ کہ اس مٹھو کو مسجد میں دفن کر دیا جائے کیونکہ حضرت انس رضی اللہ عنہ (روایت نمبر ۱۱۳۳) کی روایت میں مسجد میں مٹھو کنے کو مطلقاً گناہ قرار دیا ہے اور یہ بات بالکل ظاہر ہے کہ آج کل بالعموم مسجد کا فرش پچھنڈ (سیمنٹ یا موزائیک کا) ہوتا ہے اور سیمنٹ یا موزائیک کے فرش کو کھود کر مٹھو کنے کو مٹھو کنے کی بالکل اجازت نہیں ہے۔ غیر حالت نماز میں اگر مٹھو کنے کی ضرورت لاحق ہو تو مسجد کے باہر جو وضو کی جگہ مخصوص ہے وہاں مٹھو کنے اور اگر حالت نماز میں مٹھو کنے کی ضرورت لاحق ہو تو اپنی چادر یا قمیص کے ذریعہ فراغت حاصل کرے جیسا کہ حضرت ابوہریرہ کی حدیث (نمبر ۱۱۲۹) میں تسلیم دی ہے۔

عظمت مصطفیٰ | حدیث نمبر ۱۱۲۴ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے: ”اللہ تعالیٰ نمازی کے سامنے ہوتا ہے“ اس فرمان کی متعدد توجیہات کی گئی ہیں: اللہ تعالیٰ کی عظمت سامنے ہوتی ہے، اللہ تعالیٰ کا ثواب سامنے ہوتا ہے۔ علامہ عینی نے کہا اللہ تعالیٰ کو نمازی کے سامنے تشبیہاً فرمایا ہے۔ علامہ ابن عبد البر نے کہا اس فرمان سے کعبہ کی تنظیم مقصود ہے۔ میرا خیال یہ ہے ہر چند کہ اللہ تعالیٰ کسی جہت کے ساتھ خاص نہیں ہے لیکن نمازی چونکہ قبلہ کی جانب منہ کر کے اللہ تعالیٰ کی طرف متوجہ ہوتا ہے اور نمازی کا حال اس بات کا متقاضی ہے کہ وہ قبلہ کی جانب اللہ کی طرف متوجہ اور اس سے مخاطب ہے۔ اس لیے آپ نے نمازی کے حال کے اعتبار سے فرمایا اللہ تعالیٰ نمازی کے سامنے ہوتا ہے۔ ان احادیث میں یہ بھی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مسجد میں قبلہ کی جانب مٹھو کنے کو منع فرمایا اور اسے خود کھرج کر صاف کر دیا۔ اس سے پتا چلتا ہے کہ امام کو نمازیوں کے افعال اور احوال کی جستجو میں رہنا چاہیے اور جو کام اور جو بات غلط ہو اس کو ٹوک دینا چاہیے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس فعل سے آپ کی تواضع ظاہر ہوتی ہے کہ باوجود اس حقیقت کے کہ آپ سید المرسلین ہیں کائنات میں سب سے افضل اور اللہ تعالیٰ کے محبوب ہیں۔ آپ لوگوں کے ڈالے ہوئے مٹھو کن، رینٹ اور بلغم سے عاری نہیں کرتے۔ اپنے ہاتھوں سے رینٹ اور بلغم کھرچ کر مسجد کی دیوار صاف کرتے ہیں! اللہ اللہ! یہ وہ ہاتھ ہیں کہ ان ہاتھوں سے آپ کنکریاں پھینکیں تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ”وما رمیت اذ رمیت ولكن الله رمى“ (انفال: ۱۷) ”آپ نے جب کنکریاں پھینکیں تو آپ نے نہیں پھینکی اللہ نے پھینکی“ آپ نے بیت رضوان کے وقت صحابہ کرام کے ہاتھوں پر ہاتھ رکھا تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ید اللہ فوق ید یدہ۔ (فتح: ۱۱) ان کے ہاتھوں پر اللہ کا ہاتھ ہے۔

جن ہاتھوں کا یہ جاہ و جلال ہو یہ شکوہ اور احتشام ہو وہ ہاتھ ہیں اور مسجد کی دیوار سے لوگوں کے مٹھو کنے ہوئے بلغم اور رینٹ کی صفائی!!

ادھر ہم کیا ہیں اور ہمارے ہاتھ کیا ہیں بلغم اور رینٹ تو انکے رہی سموی سی گندگی بھی مسجد سے صاف کر دینا ہم اپنی ہتک اور شان کے خلاف سمجھتے ہیں اور نہیں سمجھتے کہ عزت اور شان نہ سلطنت اور امارت میں ہے نہ تقویٰ اور پرہیزگاری کے بلند بانگ دعوؤں میں، عزت اور شان تو آپ کی اقتدار اور آپ کی پیروی میں ہے۔ اگر امامت اور امارت کا موقع سامنے آئے تو ہم بڑھ کر فخر سے امیر اور امام بن جاتے ہیں۔ اگر اس کا محرک آپ کی پیروی ہے تو جب مسجد کی صفائی کا موقع ہو تو کھلے دل سے بڑھ کر ہمیں مسجد صاف کرنا چاہیے۔ مگر کہیں کیا کہ آج لوگوں نے اپنی بڑائی

اور عظمت کے اصول اللہ پہنانے بل ڈالے ہیں۔

مسجد کی صفائی | اس حدیث سے یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ مسجد کی نظافت اور اس کی صفائی آپ کو کس درجہ مطلوب تھی کہ آپ نے مسجد میں متروکے کو گناہ اللہ بڑا اعلیٰ فرمایا اللہ اگر کہیں مسجد میں متروک دیکھا تو اپنے اہل حقوں سے صاف کر دیا۔ علامہ زودی لکھتے ہیں "مسجد میں جو رینٹ دفن نہ کی گئی ہو" آپ نے اس کو بڑا اعلیٰ فرمایا ہے۔ اس کا یہی مطلب ہے کہ صرف رینٹ پھینکنے والا مجرم نہیں ہے وہ سب لوگ مجرم ہیں جو مسجد میں رینٹ دیکھیں اور اس کو دفن یا صاف نہ کریں مسجد میں باقی گندگی ڈالنے کا بھی یہی حکم ہے۔ گندگی ڈالنے والا اور گندگی دیکھ کر صاف نہ کرنے والا دونوں مجرم ہیں۔

علوم نبوت | حدیث نمبر ۱۱۳۲ میں یہ تصریح ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر امت کے تمام اعمال پیش کیے جاتے ہیں بعض روایات میں تصریح ہے کہ دھال کے بعد بھی آپ پر اعمال پیش کیے جاتے ہیں اور یہ کہ نیک اعمال پر آپ خوش ہوتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کی حمد کرتے ہیں اور بُرے اعمال پر آپ غلگین ہوتے ہیں اور اللہ تعالیٰ سے منفرت کی دعا کرتے ہیں بہر حال اس روایت میں آپ کے علم کی وسعت پر قوی دلیل ہے۔

بَابُ جَوَائِزِ الصَّلَاةِ فِي التَّعْلِيْنِ

۱۱۳۸ - حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى قَالَ أَنَا بِشَرِّ بْنِ الْمُعْتَمِلِ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ سَعِيدُ بْنُ يَزِيدَ قَالَ قُلْتُ لِأَنْسَ بْنِ مَالِكٍ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُعَلِّقُ فِي التَّعْلِيْنِ قَالَ نَعَمْ

سعيد بن زید کہتے ہیں میں نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے دریافت کیا کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جوتے پہن کر نماز پڑھتے تھے؟ انہوں نے کہا ہاں!

۱۱۳۹ - حَدَّثَنَا أَبُو أَرْثَرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ سَأَلْتُ عُبَادَةَ بْنِ الْعَوَّامِ قَالَ سَأَلْتُ سَعِيدَ بْنَ يَزِيدَ أَبِي سَلَمَةَ قَالَ سَأَلْتُ أَنَسًا يَمِثْلُهُ

امام مسلم کہتے ہیں کہ ایک اور سند سے بھی مثل سابق مروی ہے۔

جوہر تلوں کے ساتھ نماز پڑھنا | جب جوتی پر نجاست نہ ہو اور پیروں کی انگلیاں جوتی کی وساطت سے زمین پر لگ سکیں تو جوتی کے ساتھ نماز پڑھنا جائز ہے۔

علامہ عسقلانی تحریر فرماتے ہیں علامہ ابن دقیق العید نے کہا کہ جب جوتی پر نجاست نہ ہو تو اس کیساتھ نماز پڑھنے کی رخصت اور اجازت ہے لیکن یہ فعل مستحب نہیں ہے کیونکہ جوتی پہن کر نماز پڑھنا نماز کے مطالب اور مقاصد میں داخل نہیں ہے۔ ہر چند کہ انسان کے لباس اور اس کی زمین کی تکمیل جوتی کیساتھ ہوتی ہے اور پابرمہ شخص عرنا باوقار اور عزت میں قرار دیا جاتا اور نماز وقار اور زینت کی ہیئت کے ساتھ پڑھنی چاہیے لیکن چونکہ جوتیاں بالعموم ایسی جگہ واقع ہوتی ہیں جہاں نجاست اور گندگی ہوتی ہے اور یہی ان کے بنانے کا مقصد ہے اس لیے جوتیاں نماز کی جگہ لانے کے لائق نہیں رہیں اور یہی ادب کا تقاضا ہے جیسے فاخلہ نعلیک (ظہ: ۱۲) (روادعی مقدس پر اپنی جوتیاں اتار دو) سے ظاہر ہے۔ علامہ عسقلانی کہتے ہیں سنن ابوداؤد اور حاکم میں شداد بن اوس کی روایت سے رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان مذکور ہے "یہود کی مخالفت کہ وہ جوتیوں اور عریضوں کے ساتھ نماز نہیں پڑھتے" اس حدیث کی بنا پر فقہاں

سابق کو ترک کر کے یہ کہا جاسکتا ہے کہ جوئی پہن کر نماز پڑھنا مستحب ہے بشرطیکہ اس پر نجاست نہ ہو۔
جوئیوں کی طہارت اگر جوئی پر گیلی نجاست لگی ہو تو امام ابو حنیفہ، امام مالک اور امام شافعی کے نزدیک پانی سے دھوئے بغیر وہ پاک نہیں ہوگی اور بعض ائمہ کے نزدیک مٹی گلتے سے وہ جوئی پاک ہو جاتی ہے۔ ۷

چمڑے اور پلاسٹک کی طہارت بعض چیزیں تری کو جذب کر لیتی ہیں جیسے چمڑے اور کپڑے کی مصنوعات، اور بعض جذب نہیں کرتیں جیسے ربڑ، پلاسٹک اور رگیزین کی مصنوعات۔ جو چیزیں نجاست کو جذب کر لیتی ہیں ان کو پاک کرنے کے لیے تین دفعہ دھونا فرض ہے اور ہر مرتبہ دھونے کے بعد نچوڑنا ضروری ہے۔ اگر نچوڑا نہ جاسکے تو ایک دفعہ دھونے کے بعد خشک ہونے دیں اور یہ نچوڑنے کے قائم مقام ہے۔ تین بار اس طرح کریں تب وہ چیز پاک ہوگی اور اگر وہ چیز تری کو جذب نہیں کرتی تو اس کو پاک کرنے کے لیے اس پر تین دفعہ پانی بہا دینا کافی ہے۔ اس قاعدہ سے معلوم ہو گیا کہ اگر جوئی چمڑے کی ہے تو اس کو پہلے ذکر کردہ طریقے سے پاک کیا جائے۔ اور اگر ربڑ یا پلاسٹک کی ہے تو دوسرے طریقے سے۔

بیل بوٹے دار کپڑوں میں نماز کی کراہت

باب کراہۃ الصلوۃ فی ثوبٍ لہ اُعلامٌ

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک نقشین چادر میں نماز پڑھی پھر فرمایا اس چادر کے نقوش میرے انہماک میں خلل انداز ہونے پر چادر ابو جہم کو دے دو اور اس کی چادر مجھے لا دو۔

۱۱۴۰۔ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ الْقَاسِمِ وَالثَّاقِبِيُّ وَهَبُ بْنُ حَزْبٍ وَحَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَاللَّفْظُ لِهَبِ قَالُوا أَنَا سَمِعْنَا ابْنَ عُيَيْنَةَ عَنِ الرَّهْزِيِّ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلَّى فِي خُمَيْصَةٍ لَهَا أَعْلَامٌ وَقَالَ سَخَلَتْنِي أَعْلَامُ هَذِهِ فَأَذْهَبُوا بِهَا إِلَى أَبِي جَهْمٍ وَأَتَوْنِي بِأَنْبِجَانِيَّةٍ۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک نقشین چادر اوڑھ کر نماز پڑھنے لگے۔ نماز میں آپ کی نظر اس کے نقوش پر پڑی۔ نماز سے فارغ ہونے کے بعد آپ نے فرمایا یہ چادر ابو جہم بن حذیفہ کے پاس لے جاؤ اور ان کی چادر مجھے لا دو کیونکہ اس چادر نے میری توجہ میں خلل ڈال دیا۔

۱۱۴۱۔ وَحَدَّثَنَا حَزْمَةُ بْنُ يَحْيَى قَالَ أَنَا ابْنُ وَهَبٍ قَالَ أَخْبَرَنِي يُونُسُ عَنْ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ أَخْبَرَنِي عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ قَامَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَصُلي فِي خُمَيْصَةٍ ذَاتِ أَعْلَامٍ فَتَوَكَّرَ إِلَى عَالِمِهَا فَتَوَكَّرَ قَطْعَى صَلَوَتِهِ قَالَ أَذْهَبُوا بِهَذِهِ الْخُمَيْصَةِ إِلَى أَبِي جَهْمٍ مِنْ حُدَيْفَةَ وَأَتَوْنِي بِأَنْبِجَانِيَّةٍ فَأَتَانَا الْهَمْتَنِي أَنْبِجَانِيَّةٌ فِي صَلَاتِي۔

۱۱۴۲۔ وَحَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ قَالَ سَأَلْتُ

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ آپ

کے پاس ایک نقشین چادر تھی جس کے نقوش کی وجہ سے آپ کی توجہ میں ملتا تھا آپ نے وہ چادر ابو جہم کو دیدی اور اس سے سادہ چادر لے لی۔

وَكَيْفَ عَنْ رَهْشَامٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَتْ لَهُ خُمَيْصَةٌ لَهَا عِلْمٌ فَكَانَ يَتَشَاغَلُ بِهَا فِي الصَّلَاةِ فَأَعْطَاهَا أَبَا جَهْمٍ وَ أَخْلَدَ كِسَاءً لَهُ أَنْبَجَانِيًّا.

اشیاء ازینت کا حکم | اس حدیث سے معلوم ہوا کہ نقش و نگار والے کپڑوں کا پہننا اور ان کو پہن کر نماز پڑھنا جائز ہے۔ اور یہ کہ نماز میں معمولی غور و فکر کرنے میں کوئی سرج نہیں ہے خواہ ایسے امور کی طرف توجہ ہو جو اخل نماز سے نہیں ہوتے کیونکہ حضور نے نقشین چادر پہن کر نماز پڑھی اور اس کے نقوش کی طرف توجہ بھی فرمائی۔ ہر چند کہ یہ فعل غیر اولیٰ ہے لیکن حضور صلی اللہ علیہ وسلم چونکہ شائع ہیں اس لیے آپ نے بیان جواز کے لیے یہ فعل کیا۔ اور بعد میں آپ نے جب یہ چادر واپس کر دی تو یہ ہدایت دی کہ جو چیزیں اللہ تعالیٰ کی یاد، اس کی طرف توجہ اور اس کی عبادت میں خلل اور غفلت کا سبب ہوں ان سے کنارہ کش ہو جانا چاہیے۔ خاص طور پر حالت نماز میں ایسی چیزوں کے ساتھ مشغول نہیں ہونا چاہیے، غور کیجئے جس امت کے پیغمبر نے نقشین چادر تک کو اپنے پاس رکھنا گوارہ نہیں کیا اس امت کا زینت دنیا، لہو و لعب اور یاد خدا سے غافل کرنے والے دوسرے امور میں مشغول رہنا کہاں تک درست ہوگا! متفقہ میں فقہاء نے مسجد کی محراب میں نقش و نگار بنانے اور اسے مزین کرنے کو اسی بنا پر مکروہ قرار دیا ہے البتہ متاخرین فقہاء کہتے ہیں کہ آج لوگ جب اپنے گروں کی آرائش کرتے ہیں تو اللہ تعالیٰ کا گھر سجادت اور آرائش کے زیادہ لائق ہے اور اب چونکہ یہ زیب و زینت ایک عام معمول بن چکی ہے اس لیے یہ خطرہ نہیں ہے کہ مساجد کی سجادت سے نمازیوں کی نماز میں خلل ہوگا۔ اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ ظاہری اشیاء اور ان کی شکل و صورت کی نفوس قدسیہ کے قلوب میں تاثیر ہوتی ہے۔

ایک اشکال کا جواب | حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو وہ نقشین چادر ناپسند تھی تو آپ نے حضرت ابو جہم کو وہ چادر کیوں بھیجی اس کے جواب میں علماء نے لکھا کہ آپ اس چادر کو اوڑھ کر نماز پڑھنا ناپسند فرماتے تھے اور حضرت ابو جہم کو اس لیے چادر نہیں بھیجی تھی کہ وہ اس چادر کو اوڑھ کر نماز پڑھیں وہ اسے کسی اور طریقہ سے بھی اس کو استعمال کر سکتے تھے اور چونکہ یہ چادر حضرت ابو جہم نے ہدیہ دی تھی اس لیے ان سے فرمایا کہ وہ اس کی بجائے سادہ چادر بھیج دیں۔ اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ کسی کا ہدیہ رد نہیں کرنا چاہیے بلکہ کسی وجہ سے کسی کا تحفہ ناپسند ہو تو اس کو تبدیل کرالیں۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی نظر عبادت کے وقت اللہ عزوجل کی طرف متوجہ رہتی تھی اور آپ اسی حال میں مستغرق ہوتے تھے لیکن بعض اوقات آپ پر عوارض بشریہ اثر انداز ہوتے تھے لیکن آپ کے یہ احوال حکمت تشریح سے خالی نہیں ہوتے تھے۔

کھانے کے وقت نماز کی کراہت

بِأَنَّ كَرَاهَةَ الصَّلَاةِ بِحَضْرَةِ الطَّعَامِ

الَّذِي يُرِيدُ أَكْلَهُ فِي الْحَالِ

۱۱۴۳ - أَخْبَرُونِي عَنْهُ وَأَنَا سَمِعْتُ مِنْ أَبِي جَهْمٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَأْكُلُ فِي الْحَالِ

marfat.com

جلد ثانی

Marfat.com

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر نماز کی اقامت (نکیر) کے وقت شام کا کھانا تیار ہو تو پہلے کھانا کھا لو۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب مغرب کی نماز کھڑی ہونے لگے اور شام کا کھانا تیار ہو تو پہلے کھانا کھا لو، کھانے سے پہلے نماز نہ پڑھو۔

ایک اور سند سے بھی حضرت انس کی ایسی ہی روایت منقول ہے۔

حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تم میں سے کسی کے سامنے شام کا کھانا رکھ دیا جائے اور جماعت بھی کھڑی ہو جائے تو وہ پہلے کھانا کھائے اور کھانے کی فراغت سے پہلے نماز کے لیے جلدی نہ کرے۔

ایک اور سند سے بھی حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کی ایسی ہی روایت منقول ہے۔

ابن ابی عقیق بیان کرتے ہیں کہ میں اور قاسم بن محمد (حضرت عائشہ کے بھتیجے) حضرت عائشہ سے ایک حدیث (بالکرم) لے گے۔ قاسم بن محمد بہت باتونی تھے (ان کی

بُنْ جَوْبٍ وَابْنُ بَكْرِ بْنِ أَبِي شَيْبَةَ قَالُوا نَأْسُفِيكَ بِنْ عَيْنَةَ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِذَا أَحْضَرَ الْعِشَاءُ فَأَقِمْتَ الصَّلَاةَ فَأَبَدُوا وَإِلَّا الْعِشَاءُ -

۱۱۴۴ - وَحَدَّثَنَا هَارُونُ بْنُ سَعِيدٍ الْأَيْبِيُّ قَالَ نَأْبُ وَهْبٍ قَالَ أَخْبَرَنِي عَمْرُو بْنُ ابْنِ شَهَابٍ قَالَ حَدَّثَنِي أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِذَا اقْتَرَبَ الْعِشَاءُ وَحَضَرَتِ الصَّلَاةُ فَأَبَدُوا وَإِلَّا قَبِلَ أَنْ تَصَلُّوا صَلَاةَ الْمَغْرِبِ وَلَا تَتَّبِعُوا عَنْ عِشَاءٍ كَمْ -

۱۱۴۵ - وَحَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ قَالَ نَأْبُ ابْنِ ثَمِيرٍ وَحَفْصُ بْنُ كَعْبٍ عَنْ هِشَامٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمِثْلِ حَدِيثِ ابْنِ عَيْنَةَ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ أَنَسٍ -

۱۱۴۶ - حَدَّثَنَا ابْنُ ثَمِيرٍ قَالَ نَأْبُ ابْنِ حَرْثَةَ قَالَ نَأْبُ بَكْرِ بْنِ أَبِي شَيْبَةَ وَالتَّفْطَلُ قَالَ نَأْبُ سَامَةَ قَالَ نَأْبُ عَبْدِ اللَّهِ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا أَضْمَعَ عِشَاءُ أَحَدِكُمْ وَأَقِمْتَ الصَّلَاةَ فَأَبَدُوا وَإِلَّا الْعِشَاءُ وَلَا يَعْجَلَنَّ حَتَّى يَفْرُغَ مِنْهُ -

۱۱۴۷ - وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْحَاقَ الْمُسَيْبِيُّ قَالَ حَدَّثَنِي أَنَسُ بْنُ يَعْنَى عَنْ ابْنِ عِيَّازٍ عَنْ مُوسَى بْنِ عُبَيْدَةَ عَنْ وَحْدَةَ هَارُونُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ نَأْبُ هَارُونُ بْنُ سَعْدَةَ عَنْ ابْنِ جُرَيْجٍ عَنْ وَحْدَةَ هَارُونُ بْنُ سَعْدَةَ قَالَ نَأْبُ سَعِيدَانِ بْنِ مُوسَى عَنْ أَبِي يُوْبَ كُلُّهُ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمِثْلِهِ -

۱۱۴۸ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ نَأْبُ هَارُونُ بْنُ سَعِيدٍ عَنْ ابْنِ أَبِي عَتَقٍ قَالَ تَحَدَّثْتُ أَنَا وَالْقَاسِمُ عِنْدَ عَائِشَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمِثْلِ حَدِيثِ ابْنِ أَبِي عَتَقٍ قَالَ

رَجُلًا لَهَا نَهْ وَكَانَ لَا مِرْوَلٍ فَتَقَالَتْ لَهُ عَائِشَةُ
مَا لَكَ لَا تُحَدِّثُ كَمَا يُحَدِّثُ ابْنُ أَخِي هَذَا
أَمَا إِنْ قَدْ عَلِمْتُ مِنْ آيِنِ أُقْبِيَتْ هَذَا أَذْبَتْهُ
أُمُّهُ وَأَنْتَ أَذْبَتْكَ أُمُّكَ قَالَ فَغَضِبَ
الْقَاسِمُ وَأَصْنَتْ عَلَيْهَا فَلَمَّا رَأَى مَا شَدَّ
عَائِشَةَ قَدَّ إِنْ يَمَاقَامَ قَالَتْ آيِنَ قَالَ أَصْبِي
قَالَتْ إِنْ جَلَسَ قَالَ إِنْ أَصْبِي قَالَتْ أَجْلِسْ
غَدُ إِنْ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ يَقُولُ لَا صَلَوَةَ بِحَضْرَةِ طَعَامٍ وَلَا
وَهُوَ يَدْفَعُ الْأَخْبَثَانِ .

ماں ام ولد تھیں) حضرت عائشہ نے ان سے فرمایا ”کیا بات
ہے تم اس بھینچے کی طرح بات کیوں نہیں کرنے؟ میں جانتی
ہوں تم کہاں سے آئے ہو اسے اس کی ماں نے ادب
سکھایا ہے اور تمہیں تنہا ہی ماں نے یہ سن کر قاسم بخیر
ہوئے اور حضرت عائشہ سے اپنے رنج کا اظہار بھی کیا۔
قاسم نے جب دیکھا کہ حضرت عائشہ دسترخوان گوارہی ہیں تو
وہ اٹھ کر کھڑے ہو گئے۔ حضرت عائشہ نے پوچھا ”کہاں
جا رہے ہو؟“ کہنے لگے ”ناز پڑھنے“ حضرت عائشہ
نے فرمایا ”بیٹھ جاؤ“ وہ کہنے لگے ”میں ناز پڑھنے جا رہی ہوں“
دوسری بار حضرت عائشہ نے فرمایا ”اسے
بے وفا بیٹھ جا!! میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا
ہے آپ نے فرمایا نہ کھانے کے وقت ناز پڑھو نہ حلق
ضروریہ کے وقت (یعنی جس وقت تم قضاء حاجت کو روک
رہے ہو)۔

ایک اور سند سے بھی حضرت عائشہ کی یہ روایت منقول
ہے لیکن اس میں قاسم بن محمد کا فقرہ نہیں ہے۔

۱۱۴۹ - وَحَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ أَيُّوبَ وَقُتَيْبَةُ
بْنُ سَعِيدٍ وَابْنُ حُجْرٍ قَالُوا أَنَا سَمِعُ بِلُ هُوَ ابْنُ
جَعْفَرٍ قَالَ أَخْبَرَنِي أَبُو حَرَّةٍ أَنَّ عَاصِمَ بْنَ عَبْدِ اللَّهِ
ابْنَ أَبِي عَتِيْقٍ عَنْ عَائِشَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ يَنْهَاهُ وَلَمْ يَذْكُرْ فِي الْحَدِيثِ قِصَّةَ الْقَاسِمِ .

بعض علما کہتے ہیں کہ صرف روزہ دار کے لیے کھانے کو ناز پر مقدم کرنا جائز ہے کیونکہ
امادیت میں ”عشاء“ (شام کا کھانا) کا ذکر ہے اور بعض احادیث میں ناز مغرب کی تصریح
ہے۔ لیکن اس سے بہر حال یہ لازم نہیں آتا کہ یہ رخصت صرف روزہ دار کیلئے ہے کیونکہ ناز سے مراد اگر ناز مغرب بھی ہو
تو بھی کسی حدیث میں اس ناز کی رمضان کے ساتھ تفسیر نہیں ہے۔ یہ صحیح ہے کہ بالعموم احادیث میں ”عشاء“ (شام کا
کھانا) کا ذکر ہے لیکن بعض احادیث میں مطلقاً طعام (کھانے) کا ذکر ہے جیسا کہ حدیث نمبر ۱۱۴۸ میں مذکور ہے۔ اس
لیے صحیح یہ ہے کہ مطلقاً ہر شخص کے لیے جائز ہے، کہ وہ کھانے کے وقت ناز کو مؤخر کر دے خواہ کسی وقت کا کھانا
امام شافعی کہتے ہیں کہ اگر شدید بھوک لگی ہو تو ناز کو مؤخر کرے ورنہ نہیں۔ اس کے برخلاف امام احمد بن حنبل، اہل
ظاهر اور علامہ ابن حزم کہتے ہیں کہ اگر کھانے کے وقت ناز پڑھی تو ناز باطل ہو جائیگی۔ امام مالک کہتے ہیں کہ اگر...

علیحدہ رہے اسے چاہیے کہ اپنے گھر بیٹھے۔ ایک مرتبہ آپ کی خدمت میں بتیلی لائی گئی جس میں ترکاری تھی آپ نے اس میں بدبو محسوس کی۔ آپ نے اس ترکاری کے بارے میں دریافت کیا آپ کو اس کے بارے میں بتلایا گیا۔ آپ نے کسی صحابی کے پاس اسے بھیجنے کا حکم دیا۔ اس صحابی نے آپ کی کراہت کی وجہ سے اسے ناپسند کیا۔ آپ نے فرمایا تم کھا سکتے ہو کیونکہ میں بالعموم ان (فرشتوں) سے محکوم رہتا ہوں جن سے تم مجھ کو گفتگو نہیں رہتے۔

حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص اس لہسن کو کھائے (ایک مرتبہ لہسن اور پیاز دونوں کا ذکر فرمایا) وہ ہماری مسجد کے قریب نہ آئے کیونکہ فرشتوں کو بھی ان چیزوں سے ایذا پہنچتی ہے جن سے انسانوں کو ایذا پہنچتی ہے۔

ایک اور سند سے بھی ایسی ہی روایت منقول ہے۔

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں ہم نے نہ کھاتے تھے نہ پیتے تھے کہ خیمہ کا قلعہ فتح ہو گیا اس روز ہم اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جو کہ کی وجہ سے لہسن کے پودوں پر ٹوٹ پڑے اور ہم نے خوب سیر ہو کر لہسن کھایا پھر ہم مسجد کی طرف گئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بدبو محسوس کی تو فرمایا جس شخص نے اس خبیث درخت سے کچھ کھایا ہو وہ ہماری مسجد کے قریب نہ آئے۔ لوگوں نے کہا ہاں حرام ہو گیا۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تک یہ بات پہنچی تو آپ نے فرمایا اے لوگو! میں اللہ تعالیٰ کی حلال کردہ چیز کو حرام

قَالَ وَفِي رِوَايَةٍ أُخْرَى قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ أَكَلَ ثَوْمًا أَوْ بَصَلًا فَلْيَعْتَزِلْنَا أَوْ لْيَعْتَزِلْ مَسْجِدَنَا وَلْيَعْتَزِلْ مَسْجِدَ فَارَ وَلْيَعْتَزِلْ فِي بَيْتِهِ وَلَا تَأْتِ بِقِدْرِ فِيهِ خَضِرَاتٍ مِنْ بَقُولٍ فَوَجَدَ لَهُ بِرَاقًا فَسَالَ فَخُيِّرَ بِمَا فِيهَا مِنَ الْمَبْقُولِ فَقَالَ قَدَرُوهَا إِلَى بَعْضِ اصْحَابِهِ فَلَكَأَمَّا أَهْلُ كِبَرَةٍ كُلُّهَا قَالَ كُلُّ خَافِي السَّاجِي مَنْ لَا تَنَاجِي.

۱۱۵۶ - وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ حَامٍ قَالَ نَاجِي بْنُ سَعِيدٍ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ قَالَ أَخْبَرَنِي عَطَاءٌ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ أَكَلَ مِنْ هَذِهِ الْبَقْلَةِ الثَّوْمِ وَقَالَ مَنْ أَكَلَ الْبَصَلَ وَالثَّوْمَ وَالْكَرْمَ أَثَ فَلَا يَقْرَبَنَّ مَسْجِدَنَا فَإِنَّ الْمَلَائِكَةَ تَنَادَى مَتَابَكَا ذِي مِنْهُ بَنُوا أَدَمَ.

۱۱۵۷ - وَحَدَّثَنَا اسْحَقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ أَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَكْرٍ وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ قَالَ نَاجِي بْنُ سَعِيدٍ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ قَالَ أَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ هَذَا الْإِسْنَادُ مَنْ أَكَلَ مِنْ هَذِهِ الشَّجَرَةِ يُرِيدُ الثَّوْمَ فَلَا يَغْتَسِلُ فِي سَبْعَ نَاقِمَاتٍ وَلَا يَدْخُلُ الْمَسْجِدَ وَلَا الْكَرْمَ أَثَ.

۱۱۵۸ - وَحَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ نَاجِي بْنُ سَعِيدٍ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ قَالَ أَخْبَرَنِي عَطَاءٌ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ أَكَلَ ثَوْمًا أَوْ بَصَلًا فَلْيَعْتَزِلْنَا أَوْ لْيَعْتَزِلْ مَسْجِدَنَا وَلْيَعْتَزِلْ مَسْجِدَ فَارَ وَلْيَعْتَزِلْ فِي بَيْتِهِ وَلَا تَأْتِ بِقِدْرِ فِيهِ خَضِرَاتٍ مِنْ بَقُولٍ فَوَجَدَ لَهُ بِرَاقًا فَسَالَ فَخُيِّرَ بِمَا فِيهَا مِنَ الْمَبْقُولِ فَقَالَ قَدَرُوهَا إِلَى بَعْضِ اصْحَابِهِ فَلَكَأَمَّا أَهْلُ كِبَرَةٍ كُلُّهَا قَالَ كُلُّ خَافِي السَّاجِي مَنْ لَا تَنَاجِي.

الْأَمْصَارَ فَإِنِ انْتَابَعْتَهُمْ عَلَيْهِمْ لَعْنَةُ اللَّهِ
عَلَيْهِمْ وَلَعْنَةُ النَّاسِ دِيْنَهُمْ وَسُنَّةُ نَبِيِّهِمْ
وَيَقْسِمُوا فِيهِمْ فَيَأْخُذُهُمْ وَيَذْفَعُوا إِلَى مَا أَهْكَلَ
عَلَيْهِمْ مِنْ أَمْرِهِمْ لَعْنَةُ اللَّهِ عَلَيْهَا النَّاسُ
تَأْكُلُونَ شَجَرَتَيْنِ لَا أَمَامَهُمَا إِلَّا خَيْبَتَيْنِ
هَذَا الْبَصَلُ وَالشُّومُ وَلَقَدْ رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا وَجَدَ رِيحَهُمَا مِنْ
الرَّجُلِ فِي الْمَسْجِدِ أَمَرَهُ بِمَا خُذِرَ إِلَى
الْبَقِيْعِ فَمَنْ أَكَلَهَا فَلَيْسَ بِهَا طَبْعًا

نہیں ہوئی جو گرمیوں میں نازل ہوتی ہے اگر میں زندہ رہا تو
کلاہ کی ایسی تفسیر کر کے جاؤں گا جس کی مدد سے آنے والی
نسلیں اس کے بارے میں فیصلہ کر لیں گی خواہ انہوں نے
قرآن مجید پڑھا ہو یا نہ، ”اے اللہ! میں تجھے گواہ کر کے
کہتا ہوں میں نے شہروں میں حکام اس لیے مقرر کیے تھے
کہ وہ لوگوں کے درمیان انصاف کریں، انہیں دین کی باتیں
سکھائیں نبی علیہ السلام کی سنت کی تعلیم دیں مال (غنیمت) ان میں
تقسیم کریں اور جس مسئلہ میں انہیں دشواری ہو اس میں مجھ سے
رجوع کریں۔ اے لوگو! تم لہسن اور پیاز کے درختوں سے
کھاتے ہو۔ حالانکہ میں ان کو نجیث ہی سمجھتا ہوں۔ مجھے یاد
ہے کہ دور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم میں جس شخص کے منہ
سے ان کی بدبو آتی آپ اسے حکم دیتے کہ وہ مسجد سے نکل کر
بقیع کے قبرستان کی طرف چلا جائے۔ لہذا جس شخص انہیں کھانا
چاہے وہ انہیں پکا کر ان کی بدبو ختم کر دے۔

فتاویٰ رضویہ اللہ عنہ سے اسی سند کے ساتھ اسی طرح
ایک اور روایت منقول ہے۔

۱۱۶۱۔ حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ قَالَ
نَا سَمْعِيلُ بْنُ عَلِيٍّ عَنْ أَبِي عَمْرٍو وَبَنِي حَرْبٍ وَحَدَّثَنَا
زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ وَاسْحَقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ كِلَاهُمَا عَنْ
شَيْبَةَ بْنِ سَوَّارٍ قَالَ نَا شُعْبَةُ جَمِيعًا عَنْ قَتَادَةَ
فِي هَذَا الْإِسْنَادِ مِثْلَهُ

بدبو دار اشیاء کا مسجد میں جانا | کچا لہسن اور کچی پیاز کھا کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مسجد میں جا کر نماز پڑھنے
سے منع فرما دیا کیونکہ ان کی بدبو سے فرشتوں کو تکلیف ہوتی ہے۔ لہسن اور
پیاز کی طرح ہر ایسی چیز کھا کر مسجد میں جانا ممنوع ہے جس سے منہ میں بدبو آئے، نسوار اور تمباکو بھی اسی حکم میں ہیں
ان چیزوں کی بدبو سے عام مسلمانوں کو بھی تکلیف پہنچتی ہے اس لیے جہاں لوگوں کا اجتماع ہو وہاں ایسی چیزیں کھا
کر جانے سے احتراز کرنا چاہیے اور اگر ناگزیر صورت میں ان چیزوں کو استعمال کرنا ہی پڑے تو ٹوٹھ پیسٹ وغیرہ
استعمال کر کے بدبو زائل کرنے کے بعد جانا چاہیے۔

چونکہ آپ نے بعض صحابہ کو لہسن وغیرہ کھانے کے بعد مسجد میں جانے سے روک دیا اس سے معلوم ہوا کہ
جماعت فرض یا واجب نہیں ہے۔ تحقیق یہ ہے کہ جماعت سنت مؤکدہ ہے اور اخلاف کا یہی مذہب ہے۔
حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے خلیفہ کے انتخاب کے لیے چھ صحابہ کی
کئی نامی، حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے حضرت عمر کو نامزد
marfat.com
جلد ثانی

وَلَيْسَتْهَا شَجَرَةٌ أَكْرَهُ بِرِيحِهَا .

۱۱۵۹ - وَحَدَّثَنَا هَارُونُ بْنُ سَعِيدٍ الْأَيْبِيُّ وَ
أَحْمَدُ بْنُ عِيسَى قَالَا نَابُنْ وَهَبٌ قَالَ أَخْبَرَنِي عَنْهُ
عَنْ بُكَيْرِ بْنِ الْأَشَجِّ عَنْ ابْنِ خُبَّابٍ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ
أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَرَّ عَلَى ذِرَاعَةٍ
بَصِلَ هُوَ وَاصْحَابُهُ فَتَزَلَّ نَاسٌ مِنْهُمْ فَأَكَلُوا مِنْهُ
وَلَعَنُوا كُلَّ الْآخِرُونَ فَزَحْنًا الْبَيْهَ قَدَّعَا الَّذِينَ لَهُمْ
يَا كُلُوا الْبَصَلَ وَآخِرُ الْأَخِيرِينَ حَتَّى ذَهَبَ رِيحُهَا .

۱۱۶۰ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى قَالَ نَابِجِيُّ
ابْنُ سَعِيدٍ قَالَ نَابِجِيُّ قَالَ نَابِجِيُّ قَالَ نَابِجِيُّ قَالَ نَابِجِيُّ
ابْنُ أَبِي الْجَعْدِ عَنْ مَعْدَانَ بْنِ أَبِي طَلْحَةَ أَنَّ عُمَرَ
بْنَ الْخَطَّابِ خَطَبَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ فَذَكَرَ نَبِيَّ اللَّهِ صَلَّى
اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَذَكَرَ أَبَا بَكْرٍ قَالَ إِنِّي مَا أَيْتُ كَأَنَّ
بِيكَ نَفَرًا ثَلَاثَ نَفَرَاتٍ وَإِنِّي لَا أَرَاكَ إِلَّا مُضَوَّرًا جَلِيًّا
إِنْ أَقْوَامًا يَأْمُرُونَنِي أَنْ أَسْتَخْلِفَ فَإِنَّ اللَّهَ تَعَالَى لَمْ يَكُنْ لِيُصْنِعْ
دِينَهُ وَلَا خِلَافَتَهُ وَلَا لَأُذِي بَعَثَهُ بِهِ نَبِيَّهُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ فَإِنْ عَجَلَنِي أَمْرٌ فَأَلْخِذْ خِلَافَتَهُ شَوْمًا يَبِينُ لَهُوْلَاءِ
السَّيِّئَةِ الَّذِينَ تُوْفِّي رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
وَهُوَ عَنْهُمْ سَائِرٌ وَإِنِّي قَدْ عَلِمْتُ أَنَّ أَقْوَامًا
يَطْعَمُونَ فِي هَذَا الْأَمْرِ أَنَا صَرَفْتُ عَنْهُمْ بَدِي هَذَا عَلَى
إِلَّا سَلَامَةً فَإِنْ فَعَلُوا ذَلِكَ فَتَأْذِيكَ أَعْدَاءُ اللَّهِ كَفَرُوا
الْعَبْدُ لِلَّهِ كُفْرًا لِي لَا أَدْرَعُ بَعْدِي شَيْئًا أَهَمَّ عِنْدِي
مِنْ الْكَلَالَةِ مَا مَا أَجَعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
سَلَّمَ فِي شَيْءٍ مَا مَا أَجَعْتُ فِي الْكَلَالَةِ وَمَا أَغْلَظَ
لِي فِي شَيْءٍ مَا أَغْلَظَ لِي فِيهِ حَتَّى يَأْصِبِعَ فِي
صَدْرِي فَقَالَ يَا عُمَرُ أَلَا تَكُونُكَ آيَةُ الصَّيْفِ النَّبِيِّ
فِي آخِرِ سَوْرَةِ النَّسَاءِ وَإِنِّي إِنْ أَعْيَشَ أَقْضِي فِيهَا
بِقَضِيَّةٍ يَقْضِي فِيهَا مَنْ يَقْرَأُ الْقُرْآنَ وَمَنْ لَا يَقْرَأُ
الْقُرْآنَ ثُمَّ قَالَ اللَّهُمَّ إِنِّي أَشْهَدُ أَنَّكَ

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ
ایک مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا اپنے صحابہ کے ساتھ ایک
پیاز کے کھیت سے گزر ہوا، ان میں سے کچھ لوگوں نے کھیت
میں جا کر پیاز کھائی اور کچھ نے نہیں کھائی۔ آپ نے ان لوگوں
کو بلایا جنہوں نے پیاز نہیں کھائی تھی اور ان کو مؤخر کر دیا جنہوں
نے پیاز کھائی تھی۔ یہاں تک کہ اس کی بدختم ہو گئی۔

حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے جمعہ کے خطبہ
میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور ابوبکر صدیق کا ذکر فرمایا اور
فرمایا میں نے خواب دیکھا ہے کہ ایک مرغ نے مجھے تین مرغیں
ماریں۔ میرے خیال میں اس کی تفسیر میری ہے کہ میری موت قریب
آگئی۔ بعض لوگ کہتے ہیں کہ تم کسی کو اپنا خلیفہ نامزد کر دو، اللہ
تائے اپنے دین، جناب رسالت مآب کی شریعت اور آپ
کی خلافت کو مانع نہیں ہونے دیگا اگر میری موت جلدی آ
گئی تو ان چھ حضرات میں سے کسی ایک کو خلیفہ منتخب کر لینا
جن سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تاجات راضی رہے۔
یعنی عثمان، علی، طلحہ، زبیر، سعد بن ابی وقاص اور عبدالرحمن
بن عوف رضی اللہ عنہم) آپ نے مزید فرمایا میرا خیال ہے
میں لوگوں سے میں نے دین اسلام کے لیے جہاد کیا ہے وہ
لوگ اس خلافت پر طعنہ زن ہوں گے۔ اگر انہوں نے ایسا
کیا تو بہر حال وہ اللہ تعالیٰ کے دشمن، گمراہ اور کافر ہیں، مجھ پر
زندگی بھر کالہ (وہ شخص جو فوت ہو جائے اور اس کے ورثا
میں نہ والین ہوں نہ اولاد) کا مسئلہ (کما حقہ) منکشف نہیں ہوا۔
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے میں نے کالہ کے بارے میں
جس قدر سوالات کیے ہیں کسی اور مسئلہ کے بارے میں
نہیں کیے اور آپ نے بھی اس مسئلہ میں شدت فرمائی،
یہاں تک کہ آپ نے اپنی انگلی میرے سینہ میں مار کر فرمایا

ہیں

لَقِيْتُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا وَجَدَتْ إِلَّا مَا بُنِيَتْ
الْمَسَاجِدُ لِمَا بُنِيَتْ لَهُ -

حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی اکرم
صلی اللہ علیہ وسلم کے نماز سے فارغ ہونے کے بعد ایک
شخص نے کہا یہ سرخ اونٹ کون لے گیا ہے؟ رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجھے نہ ملے "مساجد صرف انہی
کاموں کے لیے ہیں جن کے لیے بنائی گئی ہیں

۱۱۶۵ - وَحَدَّثَنَا أَبُو يَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ قَالَ سَأَلْتُ
وَكِيدَةَ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ عَلْقَمَةَ بْنِ مَرْثَدٍ عَنْ سُلَيْمَانَ
بْنِ بُرَيْدَةَ عَنْ أَبِيهِ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
كَتَبَ صَلَاتِي فَأَمَرَ دَجْلًا فَتَالَ مَنْ دَعَى إِلَى الْجَمْعِ الْأَحْمَرِ
فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا وَجَدَتْ إِلَّا مَا
بُنِيَتْ الْمَسَاجِدُ لِمَا بُنِيَتْ لَهُ -

حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم کے نماز پڑھنے کے بعد ایک دیہاتی مسجد
کے دروازہ سے اندر داخل ہوا..... بقیہ حدیث مثل
سابق ہے۔

۱۱۶۶ - حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ نَاجِرِيُّ
عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ شَيْبَةَ عَنْ عَلْقَمَةَ بْنِ مَرْثَدٍ عَنِ ابْنِ
بُرَيْدَةَ عَنْ أَبِيهِ قَالَ جَاءَ أَعْرَابِيٌّ بَعْدَ مَا صَلَّيْتُ النَّبِيَّ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلَاةَ الْفَجْرِ فَأَدْخَلَ مَاءً أَسَدَ
مِنْ بَابِ الْمَسْجِدِ قَدْ كَرِهْتُ حَيْثُ هُمَا قَالَ مُسْلِمٌ
هُوَ شَيْبَةُ بْنُ نَعْمَانَ أَبُو نَعْمَانَ مَأْوَى عَنْهُ مَسْعُودُ
هُشَيْمٍ وَجَرِيرٌ وَغَيْرُهُمْ مِنَ الْكُوفِيِّينَ -

مسجد میں گمشدہ اشیاء کا اعلان
مسجد میں گم شدہ چیز کا اعلان کرنا ان احادیث کے پیش نظر مکرمہ ہے۔ قرآن کریم کی تلاوت
وعظ و نصیحت اور ذکر الہی کے علاوہ مسجد میں آواز بلند کرنا ممنوع ہے کیونکہ یہ عمل مسجد
کے آداب کے خلاف ہے۔ اہل پاکستان کے شہروں اور دیہاتوں میں عام رواج ہے کہ کسی کامریشی یا بچہ گم ہو جائے تو مسجد
میں اعلان کرتے ہیں اگر اہل مسجد نے مسجد بناتے وقت کوئی جگہ خارج از مسجد بنائی ہے اور اس میں لاؤڈ اسپیکر کے مالک
کا انتظام ہے تو اس جگہ اعلان کرنے میں کوئی حرج نہیں۔ کیونکہ وہ اعلان خارج از مسجد ہے اور لاؤڈ اسپیکر کے ذریعہ
اہل محلہ کو مطلع کرنا مقصود ہے اور اگر اس قسم کا انتظام نہیں ہے تو مسجد میں گم شدہ چیز کا اعلان کرنا ہر حال میں مکرمہ ہے۔
مسجد میں سوال کا حکم
کسی شخص کا مسجد میں اپنے لیے سوال کرنا ممنوع ہے۔ علامہ حصکفی لکھتے ہیں کہ مسجد میں سوال کرنا حرام
ہے۔ البتہ یہ کہا جاسکتا ہے کہ اپنے لیے سوال کرنا حرام ہے البتہ دوسرے مسلمان کی مدد کے
لیے سوال کرنا جائز ہے کیونکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز کے بعد مقرر کے خستہ حال لوگوں کے لیے لوگوں کو صدقہ کی ترغیب
دی تھی۔ مسجد میں سائل کو دینے کے بارے میں اختلاف ہے۔ علامہ حصکفی نے اس کو مطلقاً مکرمہ قرار دیا ہے اور علامہ ثنائی
لکھتے ہیں کہ اگر سائل لوگوں کی گردنیں چلانگ کر سوال کرتا ہے تو اسے دنیا مکرمہ ہے کیونکہ یہ معصیت پر معاونت ہے۔

۱۔ علامہ علاء الدین حصکفی متوفی ۱۰۸۸ھ۔ مختار علی ہامش رد المحتار، ج ۱، ص ۶۱، مطبوعہ مطبعہ عثمانیہ استنبول ۱۳۲۷ھ۔

۲۔ شیخ ولی الدین تبریزی متوفی ۷۲۲ھ۔ مشکوٰۃ ص ۳۳، مطبوعہ اصح المطابع دہلی

کر دیا تھا اور خود ابو بکر رضی اللہ عنہ مسلمانوں کے امام انتخاب سے خلیفہ منتخب ہوئے تھے اس سے معلوم ہوا کہ اسلام میں قیام حکومت کیلئے کوئی خاص طریقہ معین نہیں ہے۔ یہی وجہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سربراہ مملکت مقرر کرنے کے لیے خاص ہدایات نہیں دیں نہ اپنے بعد کوئی بائشیں چھوڑا۔ ایک حدیث شریف میں ہے: ”میرے بعد تیس سال تک خلافت رہے گی۔ اس کے بعد بادشاہت ہو جائیگی۔“

اس کا مطلب یہ ہے کہ خلافت اور بادشاہت دونوں اسلامی طریقہ حکومت میں یہ سمجھنا غلط ہے کہ بادشاہت غیر اسلامی حکومت ہے ورنہ لازم آئے گا کہ تیس سال بعد دنیا میں اسلامی حکومت قائم نہ رہی ہو اور تمام دنیا کے مسلمانوں نے گمراہی اور غلط روی کو قبول کر لیا ہو۔ اسلامی حکومت کے لیے یہ امر کافی ہے کہ مسلمانوں کا حکمران مسلمان ہو، مملکت کے نظم و نسق اور حدود الہیہ کو قائم کر سکتا ہو اور ملک کی غالب اکثریت نے اسے اپنا مالک مان لیا ہو، خلیفہ ہو نا اور چیز ہے اور سلطان ہونا انگ بات ہے۔ اس وقت اگر ہم دنیا کے اسلامی ممالک کو دیکھیں تو کہیں بادشاہت قائم ہے، کہیں پارلیمانی نظام حکومت ہے۔ کہیں صدارتی نظام حکومت ہے کہیں جمہوریت ہے اور کہیں مارشل لا ہے۔ خود پاکستان میں ہر قسم کے نظام لانے حکومت قائم رہ چکے ہیں۔

مسجد میں گمشدہ چیز تلاش کرنے کی ممانعت

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں۔
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص باوازا بلند کسی شخص کو مسجد میں اپنی گمشدہ چیز تلاش کرتے ہوئے سنے تو کہے ”اللہ کے تیری چیز نہ ملے گا کیونکہ مساجد اس لیے نہیں بنائی گئیں

ایک اور سند سے حسب سابق روایت منقول ہے۔

حضرت بربدہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں ایک شخص نے مسجد میں اعلان کر کے کہا ”سرخ اونٹ کون لے گیا ہے“ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ”جتنے نہ ملے“ مساجد صرف اسی کاموں کے لیے ہیں جن کے لیے بنائی گئی

بَابُ التَّهْيِ عَنْ تَشْدِ الضَّالَّةِ فِي الْمَسْجِدِ وَمَا يَقُولُهُ مَنْ سَمِعَ النَّاشِدَ ۱۱۶۲ - حَدَّثَنَا أَبُو التَّحَاةِ أَحْمَدُ بْنُ عَمْرِو قَالَ نَابِئٌ وَهَبٌ عَنْ حَبِيبَةَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ عَنْ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ مَوْلَى شَدَّادِ بْنِ الْهَادِ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ يَقُولُ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ سَمِعَ رَجُلًا يَنْشُدُ ضَالَّةً فِي الْمَسْجِدِ فَلْيَقُلْ لَهَا دَهَا اللَّهُ عَلَيْكَ فَإِنَّ الْمَسَاجِدَ لَمْ تُبْنَ لِهَذَا - ۱۱۶۳ - وَحَدَّثَنِي عَنْ هَبِ بْنِ حَرْبٍ قَالَ نَابِئٌ قَالَ نَابِئٌ قَالَ نَابِئٌ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا الْأَسْوَدِ يَقُولُ حَدَّثَنِي أَبُو عَبْدِ اللَّهِ مَوْلَى شَدَّادِ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ يَقُولُ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ بِشَيْءٍ -

۱۱۶۴ - وَحَدَّثَنِي حَجَّاجُ بْنُ الشَّاعِرِ قَالَ قَالَ عَبْدُ الرَّحْمَنِ قَالَ أَنَا الثَّوْرِيُّ عَنْ عَلْقَمَةَ بْنِ مَرْثَدٍ عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ بَرْيَدَةَ عَنْ أَبِيهِ أَنَّ رَجُلًا لَفَدَ فِي الْمَسْجِدِ فَقَالَ مَنْ دَعَى إِلَى الْجَمَلِ الْأَخْبَرِ فَقَالَ

کہ دیتا ہے اور اس کی بھولی ہوئی باتوں کے بارے میں کہتا ہے: "فلان بات یاد کر، فلان بات یاد کر" سچی کہ نازی کہ یاد نہیں رہتا کہ اس نے کتنی رکعات پڑھی ہیں۔ جب تم میں سے کسی شخص کو یہ یاد نہ رہے کہ اس نے کتنی رکعات پڑھی ہیں تو وہ بیٹھ کر دو سجدہ سہو کرے۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب نماز کی تکبیر ہوئی ہے تو شیطان گوزارتا ہوا بیٹھ موڑ کر چلا جاتا ہے، بقیہ حدیث مثل سابق ہے۔ اور یہ زیادہ ہے کہ پھر وہ اسے اگر غبتیں اور آرزوئیں دلاتا ہے اور اس کی وہ ضرورت یاد دلاتا ہے جو اسے یاد نہ تھی

فَإِذَا قُضِيَ الْأَذَانُ أَقْبَلَ فَأَذَا الْقُوبَ بِمَا أَدْبَرَ حَيَاةً أَقْصَى النَّفْسِ قَبْلَ حَتَّى يَحْطُرَ بَيْنَ الْكَمْرِ وَنَفْسِهِ يَقُولُ أَذْكَرْ كَذَا أَذْكَرْ كَذَا أَلِمَا لَمْ يَذْكَرْ حَتَّى يَظْلَمَ التَّوَجُّدَ أَنْ يَذْكَرَ بِمَا كَفَّ صَلَاتِي فَإِذَا لَمْ يَذْكَرْ أَحَدٌ كَفَّ كَفَّ صَلَاتِي فَلْيَسْجُدْ سَجْدَتَيْنِ وَهُوَ جَائِسٌ - ۱۱۷ - وَحَدَّثَنِي حَرَمَكَةُ بْنُ يَحْيَى قَالَ نَا بَنُ وَهْبٍ قَالَ أَخْبَرَنِي عُمَرُ وَعَنْ عَبْدِ رَبِّهِ بْنِ سَعِيدٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ الْأَعْمَرِيِّ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنَّ الشَّيْطَانَ إِذَا اشْتَوَى بِالصَّلَاةِ وَلَّى وَلَهُ ظُرُاطٌ فَذَكَرْ نَحْوَهُ وَتَرَادَفْهَا وَدَمْنَاهُ وَذَكَرْ مِنْ حَاجَاتِهِ مَا لَمْ يَكُنْ يَذْكَرُ -

اذان سن کر شیطان کا بھاگنا

اذان سن کر شیطان کے بھاگنے کی علماء کرام نے متعدد وجوہ بیان کی ہیں مثلاً یہ کہ اللہ تعالیٰ کے نام کی بیعت سے اضطرابی طور پر اس کا گوز نکل جاتا ہے اور وہ بھاگ جاتا ہے اور یہ کہ اللہ تعالیٰ کے نام کی قرین کرتا ہوا وہ یقین گوز مار کر بھاگ پڑتا ہے یا یہ کہ بندگان خدا کو اللہ تعالیٰ کا نام بلند کرتے ہوئے دیکھنا اسے ناگوار معلوم ہوتا ہے اس لیے اعراضاً بھاگ جاتا ہے۔ ایک سوال یہ ہے کہ اذان میں اللہ تعالیٰ کا نام سن کر جب وہ بھاگ جاتا ہے تو پوری نماز کے دوران وہ کیسے موجود رہتا ہے۔ جب کہ نماز میں از اول تا آخر اللہ تعالیٰ کا ہی ذکر ہوتا ہے۔ علامہ عینی نے اس کے جواب میں فرمایا کہ اذان کے ذریعہ قواعد دین اور شقائق اسلام کا اظہار ہوتا ہے لیکن یہ جواب اس لیے ضعیف ہے کہ نماز کے ذریعہ بدرجہ اولیٰ قواعد دین اور شقائق اسلام کا اظہار ہوتا ہے۔ علامہ عینی نے دوسرا جواب یہ دیا کہ اذان میں چونکہ توحید کا اعلان ہوتا ہے اس لیے شیطان وسوسہ اندازی سے مایوس ہو جاتا ہے اور نماز میں اس کے لیے وسوسہ اندازی کا دروازہ کھل جاتا ہے اس لیے نوٹ آتا ہے یہ جواب بھی ضعیف ہے اس لیے کہ اگر توحید کا اعلان وسوسے کو روکنے کا سبب ہے تو نماز، اذان کی بہ نسبت توحید کے اعلان کو زیادہ شامل ہے۔ لہذا نماز کے وقت بھی اسے بھاگ جانا چاہیے۔ میرے خیال میں اس کی وجہ یہ ہو سکتی ہے کہ بعض کلمات میں اللہ تعالیٰ نے مخصوص تاثیر پیدا کر دی ہے مثلاً لا حول ولا قوۃ۔ سے شیطان کا بھاگنا یا جیسے آیتہ الکرسی میں یہ تاثیر ہے کہ رات کو اس کو پڑھ کر سونے والا شیطان کے شر سے محفوظ رہتا ہے۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ نے اذان میں تاثیر رکھ دی ہے کہ اذان سن کر شیطان بھاگ جاتا ہے۔ دوسرا سوال یہ ہے کہ اذان دنیا میں کسی نہ کسی جگہ ہر وقت ہو رہی ہوتی ہے اس کا تقاضا یہ ہے کہ شیطان ہر وقت مفرور رہے اور اسے کسی کو وسوسہ ڈالنے کا موقع ہی نہ ملے حالانکہ وہ یقیناً ہر وقت وسوسہ اندازی کرتا رہتا ہے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ صرف ایک شیطان ہی تو وسوسہ کے لیے مصروف عمل نہیں ہے، اس کی بے شمار ذریعات بھی ہیں اس لیے اگر مان لیا جائے کہ وہ خود ہمہ وقت مفرور ہے تو اس کی ذریعات وسوسہ اندازی کے لیے کافی ہیں۔ دوسرا جواب یہ ہے کہ حدیث شریف کے مطابق ہر انسان کے ساتھ ایک شیطان پیدا ہوتا ہے اور اذان سن کر

سعیدی) ورنہ نہیں ملے۔ علامہ ابن حجر لکھتے ہیں کہ مسجد میں سائل کو بیٹے میں کوئی حرج نہیں ہے کیونکہ حدیث صحیح میں ہے حضرت علی رضی اللہ عنہ وسلم نے فرمایا تم میں سے کسی شخص نے آج کسی مسکین کو کھانا کھلایا یا حضرت ابو بکر کھائے ہیں میں مسجد میں داخل ہوا وہاں ایک سائل کو دیکھا میں نے عبدالرحمان کے ہاتھ سے روٹی کا ٹکڑا لے کر اس کو دے دیا۔ فاضل بریلوی رحمۃ اللہ لکھتے ہیں:

مسجد میں اپنے لیے مانگنا جائز نہیں اور اسے دینے سے بھی علماء نے منع فرمایا ہے یہاں تک کہ امام اسماعیل زہد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا جو مسجد کے سائل کو ایک پیسہ دے اسے چاہیے کہ ستر پیسے اللہ کے نام پر اور دے کہ اس پیسے کا کفارہ ہوں اور کسی دوسرے کے لیے مانگنا یا مسجد میں کسی اور ضرورت دینی کے لیے پھنکنا جائز اور سنت سے ثابت ہے یہ فاضل بریلوی نے امام زہد رحمۃ اللہ کا جو قول نقل کیا ہے وہ اسی سائل پر محمول ہے جو لوگوں کی گزین پھلانگ کر سولہ کرے ایسے سائل کو دینا مکروہ ہے جیسا کہ ہم اس سے پہلے علامہ ابن حجر اور علامہ شامی کے حوالہ سے لکھ چکے ہیں۔

مسجد سہو کا بیان

بَابُ التَّهْوِي فِي الصَّلَاةِ وَالسُّجُودِ لَهُ

۱۱۶۷ - حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى قَالَ قَرَأْتُ عَلَى مَالِكٍ عَنْ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنْ أَحَدُكُمْ لَمَّا دَاخَمَهُ يُصْبِتُ جَاءَهُ الشَّيْطَانُ فَلَيْسَ عَلَيْهِ حَتَّى لَا يَذْهَبَ كَيْفَ صَلَّى فَإِذَا وَجَدَ ذَلِكَ أَحَدُكُمْ فَلْيَسْجُدْ سَجْدَتَيْنِ وَهُوَ جَالِسٌ -

۱۱۶۸ - حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنْ عَبْدِ الْمُعِزِّ وَرُحَيْزُ بْنُ حَرْبٍ قَالَا نَأْسَنِيَانُ وَهُوَ ابْنُ عُيَيْنَةَ ح وَحَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ وَمُحَمَّدُ بْنُ رُمَيْحٍ عَنِ اللَّيْثِ بْنِ سَعْدٍ كِلَاهُمَا عَنِ الرَّهْزِيِّ يَهْدُ الْإِسْنَادُ -

۱۱۶۹ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى قَالَ نَأْمَأُذُ بْنُ هِشَامٍ قَالَ حَدَّثَنِي أَبِي عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ قَالَ سَأَلَ أَبُو سَلَمَةَ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ أَنَّ أَبَاهُ هُرَيْرَةَ حَدَّثَهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِذَا تَوَدَّى بِإِلَازِإِ ابْ أَدْبَرَ الشَّيْطَانُ لَهُ ضُرَاطٌ حَتَّى لَا يَسْمَعَ الْإِفْخَانَ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم میں سے جب کوئی شخص نماز پڑھتا ہے تو شیطان آکر (ارکان نماز) اس پر غلط طعناور مشتبہ کر دیتا ہے حتیٰ کہ اُسے یاد نہیں رہتا کہ اس نے کتنی رکعات پڑھیں جب تم میں سے کسی شخص کو یہ امر پیش آئے وہ بیٹھ کر دو سجدہ سہو کرے۔

ایک اور سند سے بھی یہی روایت منقول ہے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب اذان ہوتی ہے تو شیطان پیٹھ پھیر کر گوزارتا ہوا جگتا ہے تاکہ اذان نہ سن سکے، اذان کے بعد پھر آجاتا ہے اور جب تکبیر ہوتی ہے تو پھر جھاک جاتا ہے ہیکبیر کے بعد اگر نازی کو دوسرے اذان شروع

لے علامہ ابن عابدین شامی متوفی ۱۲۵۲ھ - رد المحتار ج ۱ ص ۶۱۷ مطبوعہ مطبعۃ عثمانیہ استنبول ۱۳۲۶ھ -

لے امام احمد رضا فاضل بریلوی متوفی ۱۳۴۰ھ - فتاویٰ رضویہ ج ۶ ص ۴۶۶ مطبوعہ مکتبۃ دارالاشاعت فیصل آباد

سجده سہو میں مذہب ائمہ اور ترجیح احناف | ناذ کے واجبات میں سے کسی واجب کے ترک کرنے سے یا فرض کی تاخیر سے کہ درحقیقت وہ بھی ترک واجب ہے (ناز میں سجده سہو واجب ہوتا ہے۔ مثلاً ناز میں سورۃ فاتحہ پڑھنے سے رہ گئی یا سورۃ فاتحہ کے ساتھ سورت ملانا رہ گیا یا قنوی دہائی رہ گیا یا تین رکعات کے بعد بیٹھ کر چوتھی رکعت میں کھڑا ہوا اور اس طرح فرض میں تاخیر ہو گئی ایسی صورت میں سجده سہو واجب ہوتا ہے۔ سجده سہو کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ آخری تشہد پڑھنے کے بعد سلام پھیر کر دو سجده کرے اس کے بعد تشہد درود اور دعا پڑھنے کے بعد سلام پھیر دے۔

سجده سہو میں ائمہ کے مسائل حسب ذیل ہیں :

حنفیہ : سلام کے بعد سجده سہو کرے۔

شافعیہ : سلام سے پہلے سجده سہو کرے۔

مالکیہ : ناز میں کسی فعل کی کمی ہو تو سلام سے پہلے سجده سہو کرے اور اگر کسی فعل کی زیادتی ہو تو بعد میں سجده کرے۔

حنابلہ : جن صورتوں میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سلام سے پہلے سجده کیا وہاں پہلے سجده کرے اور جن صورتوں میں بعد میں سجده کیا ان میں بعد میں سجده کرے۔

غیر مقلدین : ان صورتوں کے سوا سجده نہ کرے جن میں آپ نے سجده کیا اور وہ پانچ صورتیں ہیں : اول : دو رکعت کے بعد بلا قنہ کھڑے ہو گئے جیسا ابن بکینہ کی روایت میں ہے۔ ثانی : دو رکعت کے بعد سلام پھیر دیا جیسا کہ ذوالبیدین کی روایت ہے۔ ثالث : تین رکعت پڑھ کر سلام پھیر دیا جیسے عمران بن حصین کی روایت ہے۔ رابع : پانچ رکعات پڑھا دیں جیسا کہ عبد اللہ بن مسعود کی روایت ہے۔ خامس : شک کی صورت میں سجده کیا جیسا ابو سعید خدری کی روایت ہے۔

سجده سہو میں ائمہ کا یہ اختلاف اولویت میں ہے جہاں میں کسی کا اختلاف نہیں ہے۔ صحیح احادیث میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا صریح قول ہے کہ ”سلام کے بعد دو سجده کرے“ شوافع حن احادیث سے استدلال کرتے ہیں ان میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا فعل ذکر ہے کہ آپ نے سلام سے پہلے سجده کیا اور یہ احادیث ان احادیث سے معارض ہیں جن میں یہ ہے کہ آپ نے سلام کے بعد سجده کیا، دلیہ کہ معنی احادیث میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا قول ہے ”سلام سے پہلے سجده کرو“ تو ان روایات کی اسانید میں ضعف ہے مثلاً حضرت ابو سعید کی روایت مسلم میں متصل ہے لیکن امام مسلم اس کے انفصال میں منفر د ہیں۔ امام مالک اس کو مرسل روایت کرتے ہیں۔ حضرت معاویہ کی روایت جو نسائی میں ہے اس کی سند میں یسٹ ہے اس کے بارے میں نسائی کہتے ہیں غیر مشہور راوی ہے، علیٰ ہذا القیاس اس کے برخلاف صحیح روایات میں آپ کا قول ہے کہ سلام کے بعد سجده کرو۔ مثلاً عبد اللہ بن جعفر سے مروی ہے : ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال من شك في صلواته فليسجد سجدة ثنتين بعد ما يسلم۔ ”جس شخص کو نماز میں شک ہو وہ سلام کے بعد دو سجده کرے“ (صحیح ابن حزمہ ج ۱ ص ۱۲۵) (ابو داؤد ج ۱ ص ۱۳۸) ”عن ثوبان لكل سہو سجدتان بعد ما يسلم“ (سنن کبریٰ ج ۲ ص ۳۳۷) ثوبان سے روایت ہے کہ سہو میں سلام کے بعد دو سجده ہیں۔

کہ وہی شیطان بھاگ جاتا ہے اور نماز کے وقت ٹوٹ آتا ہے جس جگہ بھی اذان اور نماز ہوتی ہے وہاں کے انسانوں کے ساتھ جو شیطاں مشتعل ہوتے ہیں ان کا یہی معاملہ ہوتا ہے۔ اس حدیث سے اذان کی نفیست ظاہر ہوتی ہے۔ کیونکہ اس کی وجہ سے شیطان بھاگ جاتا ہے۔ علامہ عینی کہتے ہیں: صحیح ابن خزیبہ اور ابن حبان میں ہے مؤذن کی آواز جہاں تک جاتی ہے، وہاں تک کی ہر خشک و تر چیز اس کے لیے استغفار کرتی ہے اور نماز کو جانے والے کے لیے پچیس نیکیاں لکھی جاتی ہیں اور دو اذانوں کے درمیان گناہ مٹا دیے جاتے ہیں۔

۱۱۶۱۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى قَالَ قَرَأْتُ عَنْ

مَالِكٍ عَنْ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ الْأَعْرَابِيِّ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ بُحَيْنَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَعْتَيْنِ مِنْ بَعْضِ الصَّلَوَاتِ ثُمَّ قَامَ فَلَمْ يَجْلِسْ فَتَأَمَّرَ النَّاسُ مَعَهُ فَلَمَّا قَضَى صَلَاتَهُ وَنَظَرْنَا تَسْلِيمَةً كَثُرَ فَسَجَدَ سَجْدَتَيْنِ وَهُوَ جَالِسٌ قَبْلَ التَّسْلِيمِ ثُمَّ سَلَّمَ۔

۱۱۶۲۔ وَحَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ نَأَيْتُ

حَدَّثَنَا ابْنُ رُمْحٍ قَالَ قَالَ أَنَا أَلَيْتُ عَنْ ابْنِ شِهَابٍ عَنِ الْأَعْرَابِيِّ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ بُحَيْنَةَ الْأَسَدِيِّ حَدَّثَنَا بَنِي عَبْدِ الْمُطَّلِبِ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَامَ فِي صَلَاةِ الظُّهْرِ عَلَيْهِ جُلُوسٌ فَلَمَّا أَتَمَّ صَلَاتَهُ سَجَدَ سَجْدَتَيْنِ يُكَيِّرُ فِي كُلِّ سَجْدَةٍ وَهُوَ جَالِسٌ قَبْلَ أَنْ يُسَلِّمَ وَسَجَدَ هُمَا النَّاسُ مَعَهُ مَكَانَ مَا نَسِيَ مِنَ الْجُلُوسِ۔

۱۱۶۳۔ وَحَدَّثَنَا أَبُو الرَّبِيعِ الزَّهَرَانِيُّ قَالَ

نَاحَتًا هُوَ ابْنُ رَيْدٍ قَالَ نَأَيْتُ عَنْ سَعِيدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ الْأَعْرَابِيِّ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَالِكٍ ابْنِ بُحَيْنَةَ الْأَزْدِيِّ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَامَ فِي الشَّفْعِ الَّذِي يُرِيدُ أَنْ يَجْلِسَ فِي صَلَاتِهِ فَخَضَعَ بِي صَلَاتِهِ فَلَمَّا كَانَ فِي آخِرِ الصَّلَاةِ سَجَدَ قَبْلَ أَنْ يُسَلِّمَ ثُمَّ سَلَّمَ۔

حضرت عبداللہ بن بحینہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں ایک مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دو رکعت نماز پڑھا کر بغیر قعدہ کیے کھڑے ہو گئے لوگ بھی آپ کے ساتھ کھڑے ہو گئے۔ جب آپ نے نماز پوری کر لی اور ہم سلام کا انتظار کر رہے تھے کہ آپ نے تکبیر کہی اور بیٹھے ہوئے سلام سے پہلے دو سجدے کیے۔

حضرت عبداللہ بن بحینہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ظہر کی نماز میں قعدہ کیے بغیر تیسری رکعت میں کھڑے ہو گئے نماز پوری کرنے کے بعد آپ نے بیٹھے ہوئے سلام سے پہلے دو سجدے کیے ہر سجدہ کے ساتھ تکبیر کہی یہ سجدے اس قعدہ کے عوض تھے جو آپ بھول گئے تھے لوگوں نے بھی آپ کے ساتھ سجدہ کیا۔

حضرت عبداللہ بن بحینہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس دکان کے بعد کھڑے ہو گئے جس کے بعد آپ کا بیٹھنے کا ارادہ تھا۔ اس کے بعد آپ نماز پڑھتے رہے حتیٰ کہ آخر میں سلام سے پہلے سجدہ کیا۔

شک کی صورت میں نماز کی ادائیگی | جب نمازی کو شک پڑ جائے کہ اس نے تین رکعات پڑھی ہیں یا چار، تو اس صورت میں امام مالک، امام شافعی اور امام احمد بن حنبل رحمہم اللہ یہ

کہتے ہیں کہ جتنی رکعات کا یقین ہے اس کے مطابق نماز پڑھے مثلاً جب تین اور چار میں تردد ہے تو تین رکعات تو یقینی ہیں اس لیے ان رکعات کو تین قرار دے۔ ان کی دلیل حدیث مذکور الصدر ہے ۱۵۔ امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ شک کی صورت میں تین حکم بیان فرماتے ہیں: اگر پہلی بار شک واقع ہوا ہے تو دوبارہ نماز پڑھے اور اس کی دلیل یہ حدیث ہے: ”طبرانی میں عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا گیا ایک شخص نماز میں بھول گیا اور اسے یاد نہیں رہا کہ اس نے کتنی رکعات نماز پڑھی ہے۔ آپ نے فرمایا وہ نماز دہرائے اور بیٹھ کر دو سجدے کرے ۱۶۔ دوسری صورت یہ ہے کہ تین اور چار رکعات کے تردد میں جو جانب رائج ہو اور جس پر غلبہ غالب ہو اس پر عمل کرے۔ اس کی دلیل یہ حدیث ہے: حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تم میں سے کسی شخص کو نماز میں شک ہو تو صحیح صورت پر غور کرے اور اس کے مطابق نماز پڑھے پھر دو سجدے کرے ۱۷۔ تیسری صورت یہ ہے کہ جب اسے تین اور چار رکعات کے درمیان تردد ہو اور کوئی جانب رائج نہیں ہو تو جتنی رکعات کا یقین ہو اتنی رکعات قرار دے کر نماز پڑھے جس کو فقہی اصطلاح میں بناء علی الاقل کہتے ہیں۔ اس کی دلیل حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ کی مذکور الصدر حدیث ہے یعنی شک کو ساقط کرے اور جتنی رکعات کا یقین ہو اس کے مطابق نماز پڑھے۔ ۱۸۔

جب تین یا چار رکعات کا تردد ہو اور نمازی ان کو تین رکعات قرار دے تو بیٹھ کر تشہد پڑھے اس کے بعد ایک رکعت اور پڑھے کہ سجدہ سہو کر کے سلام پھیر دے۔ تین رکعات کے بعد بیٹھنا اس لیے ضروری ہے کہ ہو سکتا ہے کہ واقع میں وہ چار رکعات ہوں تو کہیں قعدہ اخیرہ جو فرض ہے اس کا ترک لازم نہ آئے۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز پڑھائی (راوی ابو یوسف) کہتے ہیں، آپ نے نماز میں کچھ کمی یا زیادتی کر دی، جب آپ نے سلام پھیرا تو آپ سے کہا گیا: ”یا رسول اللہ! کیا نماز میں کوئی نیا حکم نازل ہوا ہے؟“ آپ نے فرمایا: ”لوگوں نے کہا آپ نے اس اس طرح نماز پڑھی ہے۔ ابن مسعود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں آپ نے پیر پلٹے اور قبلہ کی طرف

۱۱۷۶۔ حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ وَعُثْمَانُ ابْنَا أَبِي شَيْبَةَ وَاسْحَقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ جَمِيعًا عَنْ جَرِيرٍ قَالَ عُثْمَانُ نَا جَرِيرٌ عَنْ مَنْصُورٍ عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنْ عَلْقَمَةَ قَالَ قَالَ عَبْدُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِبْرَاهِيمُ زَادَ نَقَصَ فَلَمَّا سَلَّمَ قِيلَ لَهُ يَا رَسُولَ اللَّهِ أَحَدٌ فِي الصَّلَاةِ شَيْءٌ قَالَ وَمَا ذَلِكَ قَالَ لَوْ صَلَّيْتُ كَذَا وَكَذَا قَالَ فَتَنِي رَجُلِي وَاسْتَقْبَلُ

۱۵ علامہ بدر الدین عینی متوفی ۸۵۵ھ۔ عمدۃ القاری جزء ۲ ص ۲۱۲ مطبوعہ ادارة المطابع النیریہ مصر ۱۳۴۸ھ

۱۶ شیخ محمد بن علی شوکانی متوفی ۱۲۵۰ھ، نیل اوطار ج ۳ ص ۴۱۵، ۴۱۴، مطبوعہ مکتبۃ الکلیات الازہریہ مصر ۱۳۹۸ھ

۱۷ امام مسلم بن حجاج القشیری متوفی ۲۶۱ھ۔ صحیح مسلم ج ۱ ص ۲۱۲ مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی ۱۳۷۵ھ

۱۸ ابن مسعود رضی اللہ عنہ، صحیح مسلم ج ۱ ص ۲۱۲ مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی ۱۳۷۵ھ

امام مالک نے ایک فرقہ دار ملحق الرشید کے سامنے بیان کیا کہ اگر ناز میں کسی نفل کی کمی ہو تو سلام سے پہلے سجدہ سہو کرے اور اگر کسی نفل کی زیادتی ہو تو بعد میں سجدہ سہو کرے۔ امام ابو یوسف نے اعتراض کیا کہ اگر کسی شخص سے ناز میں کمی بھی ہو اور زیادتی بھی تو وہ کیا کرے؟ امام مالک سے اس اعتراض کا کوئی جواب نہیں بن سکا۔ امام احمد بن حنبل کے مذہب پر بھی یہ اعتراض بعینہ وار ہوتا ہے۔ رہے غیر متعلقین تو وہ جن پانچ صورتوں میں سجدہ سہو کے قائل ہیں ان کے علاوہ دیگر فرقوں میں بھی کمی زیادتی سے سہو ہو سکتا ہے اس کی تلافی کے لیے آخر کیا طریقہ کار ہو گا؟

امام ابو حنیفہ کے نزدیک تشہد پڑھنے کے بعد سلام پھیرے، امام شافعی سجدہ سہو کے لیے تشہد کے قائل نہیں ہیں نیز امام ابو حنیفہ کے نزدیک سجدہ سہو واجب ہے اور امام شافعی کے نزدیک سنت ہے امام اعظم کی دلیل وہ احادیث ہیں جن میں آپ نے سجدہ سہو کا امر فرمایا ہے اور قاعدہ یہ ہے کہ امر واجب کے لیے آتا ہے۔ ملہ اگر کسی شخص کو سجدہ سہو میں سہو لاحق ہو تو اس پر مزید سجدہ سہو نہیں ہے، علم صرف کے ایک امام نے اس پر ایک نفیس دلیل قائم کی اور کہا سجدہ سہو غار کی تعبیر ہے اور تعصیر کی تعبیر نہیں آتی اس لیے سجدہ سہو کے لیے سجدہ نہیں ہو گا۔

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تم میں سے کسی شخص کو ناز میں شک ہو جائے اور پتا نہ چلے کہ اس نے تین رکعت ناز پڑھی ہے یا چار تو شک کو سا فظ کر دے اور جتنی رکعات کا یقین ہو اس کے مطابق ناز پڑھے اور سلام سے پہلے دو سجدے کر لے۔ اب اگر اس نے واقع میں پانچ رکعت پڑھی ہیں تو ان دو سجدوں کے ساتھ چھ رکعات ہو جائیں گی اور اگر چار رکعات پڑھی ہیں تو یہ دو سجدے شیطان کی ذلت کا سبب ہو جائیں گے۔

ایک اور سند سے مثل سابق حدیث مروی ہے۔

۱۱۴۴ - وَحَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ أَحْمَدَ بْنِ أَبِي حَنِيفَةَ قَالَ نَأْمُو سُبُّنْ دَاوُدَ قَالَ نَأْسَلِمَانُ بْنُ يَدْلٍ عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَّارٍ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخَدْرِيِّ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا شَكَّ أَحَدُكُمْ فِي صَلَاتِهِ فَلَمْ يَدْرِكْ صَلَاتِي ثَلَاثًا أَمْ أَرْبَعًا فَلْيَطْرَحِ الشَّكَّ وَلْيُبْنِ عَلَى مَا اسْتَيْقَنَ ثُمَّ يَسْجُدْ سَجْدَتَيْنِ قَبْلَ أَنْ يُسَلِّمَ فَإِنْ كَانَ صَلَّى خَمْسًا شَفَعْنَ لَهُ صَلَاتَهُ وَإِنْ كَانَ صَلَّى اِثْمًا مَا لَزِمَ شَفَعْنَ لَكَ تَرْغِيمًا لِلشَّيْطَانِ -

۱۱۴۵ - حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ وَهْبٍ قَالَ حَدَّثَنِي عُمَيْرُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ وَهْبٍ قَالَ حَدَّثَنِي دَاوُدُ بْنُ قَيْسٍ عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ يَهْدِي إِلَى سَنَادِهِ فِي مَعْنَاهُ قَالَ يَسْجُدُ سَجْدَتَيْنِ قَبْلَ السَّلَامِ كَمَا قَالَ سَلِمَانُ بْنُ يَدْلٍ -

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ظہر کی پانچ رکعات پڑھا دیں، جب آپ نے سلام پھیرا تو آپ سے کہا گیا کیا نماز زیادہ ہو گئی ہے؟ آپ نے فرمایا: ”کیسے“ عرض کیا گیا آپ نے پانچ رکعات پڑھا دیں تب آپ نے دو سجدے کیے۔

١١٨٣ - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مَعَاذٍ الْعَمَرِيُّ
قَالَ نَأَى قَالَ شُعْبَةُ عَنِ الْعَلَوِيِّ عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنْ
عَلْقَمَةَ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَ
سَلَّمَ صَلَّى الظُّهْرَ خَمْسًا فَلَمَّا سَلَّمَ قِيلَ لَهُ أَرَأَيْدَ فِي
الْعِبَادَةِ قَالَ وَمَا ذَاكَ قَالُوا صَلَّيْتَ خَمْسًا فَسَجَدَ
سَجْدَتَيْنِ -

١١٨٣ - وَحَدَّثَنَا ابْنُ مُنِيرٍ قَالَ نَا ابْنُ إِدْرِيسَ
عَنِ الْحَسَنِ بْنِ عُبَيْدٍ اللَّهِ عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنْ عَلْقَمَةَ أَنَّ
صَلَّى بِهِمْ خُمْسًا وَحَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ
وَاللَّفْظُ لَهُ قَالَ نَاجِرِيُّ عَنْ الْحَسَنِ بْنِ عُبَيْدٍ اللَّهِ
عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ سُوَيْدٍ قَالَ صَلَّى بِنَا عَلْقَمَةُ الظُّهْرَ
خُمْسًا فَلَمَّا سَلَّمَ قَالَ الْقَوْمُ يَا أَبَا شَيْبَةَ قَدْ صَلَّيْتُ
خُمْسًا قَالَ كَلَّا مَا فَعَلْتُ قَالُوا بَلَى قَالَ وَكُنْتُ فِي
بَاحِيَةِ الْقَوْمِ دَنَا غَلَامٌ فَقُلْتُ بَلَى قَدْ صَلَّيْتُ
خُمْسًا قَالَ بَلَى وَأَنْتَ أَيُّضًا أَعُوذُ تَقُولُ ذَلِكَ قَالَ
قُلْتُ تَعْمَقُ قَالَ فَأَنْفَتَلَ سَجْدَ سَجْدَتَيْنِ ثُمَّ سَلَّمَ ثُمَّ
قَالَ قَالَ عَبْدُ اللَّهِ صَلَّى بِنَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ خُمْسًا فَلَمَّا أَنْفَتَلَ تَوَشَّوْشَ الْقَوْمُ بَيْنَهُمْ
فَقَالَ مَا شَأْنُكُمْ قَالُوا يَا رَسُولَ اللَّهِ هَلْ نَرِيكَ فِي
الضَّلَاةِ قَالَ لَا قَالُوا فَإِنَّكَ قَدْ صَلَّيْتَ خُمْسًا
فَأَنْفَتَلَ ثُمَّ سَجَدَ سَجْدَتَيْنِ ثُمَّ سَلَّمَ فَقَالَ لَمَّا نَا
بَشَرٌ مِثْلَكُمْ أُنْسَى كَمَا تَنْسَوْنَ نَرَادُ ابْنَ مُنِيرٍ
فِي حَدِيثِهِ فَإِذَا انْسَى أَحَدُكُمْ فَلْيَسْجُدْ
سَجْدَتَيْنِ .

١١٨٥ - وَحَدَّثَنَا عَنْ عَوْنِ بْنِ سَلَامٍ الْكُوفِيِّ
قَالَ أَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ التَّمَشَلِيِّ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ
الْأَسْوَدِ عَنْ أَبِي بَعْنٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ صَلَّى بِنَا رَسُولَ
اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَمْسًا فَقُلْنَا يَا رَسُولَ اللَّهِ
أَرَأَيْتَ فِي الصَّلَاةِ قَالَ وَمَا ذَاكَ قَالَ

ابراہیم بن سوید کہتے ہیں کہ علقمہ نے ظہر کی نماز پانچ رکعات پڑھا دیں جب سلام پھیرا تو لوگوں نے کہا اے ابو شبل! آپ نے پانچ رکعات نماز پڑھائی ہیں۔ انھوں نے کہا: ہرگز نہیں! "لوگوں نے کہا آپ نے پڑھائی ہیں ابراہیم کہتے ہیں میں ایک کونے میں تھا اور اس وقت تھا بھی کم سن! میں نے بھی کہا ہاں آپ نے پانچ رکعات پڑھائی ہیں۔ وہ کہنے لگے: "اے کانے! تو بھی یہ کہتا ہے!" میں نے کہا ہاں، یہ سن کر وہ مڑے اور دو سجے کیے اور پھر سلام پھیرا اور پھر کہا حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے بیان فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں پانچ رکعات نماز پڑھائی جب نماز سے فارغ ہوئے تو لوگوں نے ایک دوسرے سے پوچھنا شروع کر دیا آپ نے پوچھا کیا بات ہے؟ انھوں نے عرض کیا: یا رسول اللہ! کیا نماز کچھ لاندہ ہو گئی ہے؟ فرمایا "نہیں!" حاضرین نے کہا آپ نے پانچ رکعات پڑھائی ہیں آپ نے قبلہ کی طرف رخ کیا اور دو سجدے کیے پھر سلام پھیر دیا اور فرمایا ہر گاہ میں تنہا ہی طرح بشر ہوں جس طرح تم بھڑکتے ہو، بھول جاتا ہوں۔ ایک روایت میں ہے جب تم میں سے کوئی شخص بھول جائے تو دو سجدے کرے۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں پانچ رکعات نماز پڑھا دیں۔ ہم نے عرض کیا یا رسول اللہ! کیا نماز میں زیادتی ہو گئی۔ آپ نے فرمایا وہ کیسے! حاضرین نے کہا آپ نے پانچ رکعات پڑھا دیں۔ آپ نے فرمایا: ہر گاہ میں تمہاری

سرخ پھیر لیا دو سجدے کیے پھر سلام پھیر دیا پھر چہرہ مبارک ہماری طرف متوجہ کیا اور فرمایا اگر ناز کے بارے میں کوئی نیا حکم نازل ہوتا تو میں تمہیں اس کی خبر دیتا لیکن میں تمہاری طرح بشر ہوں اور تمہاری طرح بھول جاتا ہوں لہذا جب میں بھولوں تو تم مجھے یاد دلادیا کرو۔ اور تم میں سے جب کسی کی ناز میں شک پیدا ہو غور کر کے جو بیگ اور بیج معلوم ہو اس کے مطابق ناز پوری کرے پھر دو سجدے کر کے سلام پھیر دے۔

ایک اور سند کے ساتھ کچھ تغیر سے یہ روایت منقول ہے۔

ایک اور سند کے ساتھ یہ حدیث مروی ہے جس میں ہے جب شبہ پیدا ہو غور کر کے (ناز کی) درستگی کے لیے یہی مناسب ہے۔

ایک اور سند کے ساتھ بھی کچھ تغیر سے یہ حدیث مروی ہے۔

ایک اور سند کے ساتھ یہ حدیث مروی ہے جس میں ہے جو بیج ہو، اس کے بارے میں غور کرے۔ بیجا چیز درستگی کے زیادہ قریب ہے۔

ایک اور سند کے ساتھ یہ حدیث مروی ہے جس میں ہے جو بیج ہو، اس کے بارے میں غور کرے۔

ایک سند کے ساتھ ہے صحیح امر تلاش کرے۔

الْقِبْلَةَ فَسَجَدَ سَجْدَتَيْنِ ثُمَّ سَلَّمَ ثُمَّ أَقْبَلَ عَلَيْهِمَا بِوُجْهِهِ فَقَالَ إِنَّهُ لَوَحْدَتٌ فِي الصَّلَاةِ شَيْءٌ أَنْبَأْتُكُمْ بِهِ وَلَكِنْ إِنَّمَا أَنَا بَشَرٌ مِثْلُكُمْ أَلَسُنَى كَمَا تَنْسَوْنَ فَإِذَا لَسِيْتُ فَذَكِّرُونِي وَإِذَا شَكَّ أَحَدُكُمْ فِي صَلَاتِهِ فَلْيَتَحَرَّ الصَّوَابَ فَلْيَعِمَّ عَلَيْهِ ثُمَّ اسْجُدْ سَجْدَتَيْنِ۔

۱۱۷۷ - حَدَّثَنَا لَا أَبُو كُرَيْبٍ قَالَ نَا بَنُ بَشِيرٍ وَحَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ حَاتِمٍ قَالَ نَا وَكِيعٌ يَلَا هُمَا عَنْ مَسْعُورٍ عَنْ مَنْصُورٍ يَهْدَا الْإِسْنَادَ وَفِي رِوَايَةٍ ابْنُ بَشِيرٍ فَلْيَنْظُرْ آخِرَى ذَلِكَ لِلصَّوَابِ وَفِي رِوَايَةٍ وَكِيعٍ فَلْيَتَحَرَّ الصَّوَابَ۔

۱۱۷۸ - حَدَّثَنَا لَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ الدَّارِيُّ قَالَ نَا يَحْيَى بْنُ حَسَّانٍ قَالَ نَا وَهَيْبُ بْنُ عَالِيٍّ قَالَ نَا مَنْصُورٌ يَهْدَا الْإِسْنَادَ وَقَالَ مَنْصُورٌ فَلْيَنْظُرْ آخِرَى لِلصَّوَابِ۔

۱۱۷۹ - وَحَدَّثَنَا لَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ أَنَا عُبَيْدُ بْنُ سَعِيدٍ الْأُمَوِيُّ قَالَ نَا سَفْيَانُ عَنْ مَنْصُورٍ يَهْدَا الْإِسْنَادَ وَقَالَ فَلْيَتَحَرَّ الصَّوَابَ۔

۱۱۸۰ - وَحَدَّثَنَا لَا مُحَمَّدُ بْنُ مَتَّى قَالَ نَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ قَالَ نَا شُعْبَةُ عَنْ مَنْصُورٍ يَهْدَا الْإِسْنَادَ وَقَالَ فَلْيَتَحَرَّ أَقْرَبَ ذَلِكَ لِلصَّوَابِ۔

۱۱۸۱ - وَحَدَّثَنَا لَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى قَالَ أَنَا فَضِيلُ ابْنِ عِيَّازٍ عَنْ مَنْصُورٍ يَهْدَا الْإِسْنَادَ وَقَالَ فَلْيَتَحَرَّ الَّذِي يَرَى أَنَّ الصَّوَابَ۔

۱۱۸۲ - وَحَدَّثَنَا لَا ابْنُ أَبِي عُمَرَ قَالَ نَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ عَبْدِ الصَّمَدِ عَنْ مَنْصُورٍ يَهْدَا الْإِسْنَادَ هُوَ لَا مَرَّ وَقَالَ فَلْيَتَحَرَّ الصَّوَابَ۔

حقیقت کو ہم کیسے جان سکتے ہیں۔ قرآن کریم سے قطعیت کے ساتھ جو معلوم ہے وہ یہ ہے کہ آپ نوع انسان سے مبعوث ہوئے آپ انسان کامل اور افضل البشر ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

لقد من الله على المؤمنين اذ بعث فيهم رسولا من انفسهم۔ (آل عمران: ۱۶۴) میں انہیں سے ایک رسول بھیجا۔

اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم چاند سورج یا فرشتوں کی طرح کوئی فوری مخلوق ہوتے تو ہم میں سے نہ ہوتے اور نہ یہ ہمارے لیے باعث احسان ہوتا، نیز فرمایا:

لقد جاءكم رسول من انفسكم عن ينر عليه ما عنتم۔ (توبہ: ۱۲۸) ہم نے آپ سے پہلے بھی صرف مردوں ہی کو رسول بنایا ہے تم لوگ جاننے والوں سے پوچھ لو۔

اور فرمایا:

وما ارسلنا من قبلك الا رجالا نوحي اليهم فاستلوا اهل الذکر۔ ہم نے آپ سے پہلے بھی صرف مردوں ہی کو رسول بنایا ہے تم لوگ جاننے والوں سے پوچھ لو۔

(انبیاء: ۱۷۱)

اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر نور کا اطلاق بھی فرمایا ہے۔

قد جاءكم من الله نور و کتاب مبين۔ ہر گاہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے تمہارے پاس نور اور کتاب مبین آگئی۔

(مائدہ: ۱۵)

نور کے معنی میں کہا گیا ہے کہ نور وہ کیفیت ہے جو خود ظاہر ہو اور دوسروں کو ظاہر کر دے۔ اسی وجہ سے چاند سورج اور ستاروں میں جو کیفیت فیاض ہے اس کو نور کہا جاتا ہے اس کے علاوہ جس صفت کے ساتھ جہالت اور گمراہی کے اندھیروں کو دور کیا جائے اس کو بھی نور کہتے ہیں۔ اسی وجہ سے علم اور ہدایت کو نور کہتے ہیں پہلا نور مادی ہے اور دوسرا معنوی۔ اس میں تو کوئی شک نہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم علم اور ہدایت کے اعتبار سے علی وجہ اکمال نور تھے۔ اور یہ بھی ایک کھلی ہوئی بات ہے کہ کفر اور شرک اور جہالت کے اندھیروں کو دور کرنا انبیاء کا کام ہے اور یہ کہ افضل نور وہی ہے جو علم اور ہدایت کا نور ہے۔ تاہم بعض مواقع پر آپ سے حسی نور کا بھی ظہور ہوا جیسا کہ بعض روایات میں ہے جب آپ کلام کرتے تو آپ کے دندان مبارک سے نور کی طرح ایک کیفیت نکلتی دکھائی دیتی تھی اور کہا جاسکتا ہے جس طرح حضرت موسیٰ علیہ السلام پر بیضاء رکھنے کے باوجود بشر تھے تو آپ کے دندان مبارک سے اگر نور کی طرح کوئی کیفیت ظاہر ہو تو وہ بھی آپ کے بشر ہونے کے خلاف نہیں ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم باوجود بشر ہونے کے بشری کمالات اور مادی غلاظتوں سے پاک تھے انجاء امت کا اس پر اجماع ہے کہ آپ کے جسم مبارک کا تاریک سایہ نہ تھا۔ آپ کا خون اور دیگر فضلات طیب اور طاہر تھے۔ علامہ غسقلانی فرماتے ہیں:

marfat.com

Marfat.com

قَالُوا لَقَدْ آتَيْنَاكَ بَشَرًا مِّثْلَكَ فَأُكْرِهُوا أَنْ تَنْكِحُوْنَ وَأَنْشَىٰ كَمَا تَنْسُوْنَ ثُمَّ سَجَدَ سَجْدَةً فِي السَّجْدَةِ

۱۱۸۶ - وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْحَارِثِ الْقِصْبِيُّ قَالَ أَنَا ابْنُ مُسَيْبٍ عَنْ الْأَعْمَشِ عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنْ عَلْقَمَةَ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ صَلَّى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَرَاءَةً وَنَقَصَ أَوْ نَقَصَ قَالَ إِبْرَاهِيمُ وَالْوَهْمُ مَعِي فَقِيلَ يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنَّا نَرِيكَ فِي الصَّلَاةِ تَوَشَّيْتَ فَقَالَ إِنَّمَا أَنَا بَشَرٌ وَمِثْلَكُمْ أَتَسْأَلُونَ كَمَا تَنْسُونَ فَإِذَا نَسِيتُ أَحَدَكُمْ فَلْيَسْجُدْ سَجْدَةً تَيْنِ وَهُوَ جَالِسٌ ثُمَّ تَحَوَّلَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَسَجَدَ سَجْدَةً تَيْنِ

طرح بشر میں مجھے بھی اسی طرح بات یاد آتی ہے جس طرح تمہیں یاد آتی ہے۔
مطلوع تم بھرتے ہو اس طرح میں بھی بھول جاتا ہوں پھر آپ نے ہر کے دو سجود کیے۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کچھ کی یاد دہانی کے ساتھ ناز پڑھا دی (ابراہیم کہتے ہیں کہ یہ دوم میری طرف سے ہے) آپ کے عرض کیا گیا: یا رسول اللہ! کیا ناز میں کچھ زیادتی ہو گئی ہے آپ نے فرمایا ہر گاہ میں تہاری طرح بشر ہوں جس طرح تم بھرتے ہو، بھول جاتا ہوں۔ جب تم میرے کوئی شخص بھول جائے تو بیٹھ کر دو سجود کرے پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (قبلہ کی طرف) پھر سے اور دو سجود کرے کیے۔

نصائح مصطفیٰ

اس باب کی متعدد احادیث میں اس بات کا بیان ہوا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے صحابہ کرام نے ناز کے دوران گفتگو کی۔ علامہ ذہبی کی تحقیق کے مطابق یہ واقعہ اس وقت کا ہے جب ناز میں گفتگو کی بات منسوخ ہو چکی تھی۔ اس کے باوجود صحابہ کرام نے آپ سے گفتگو کی۔ علامہ ذہبی لکھتے ہیں: "ہمارے اور دیگر علماء کے نزدیک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ہم کلام ہونے سے ناز نہیں ٹوٹی اور یہ مسئلہ مشہور ہے۔ یہ صرف آپ کی خصوصیت ہے کسی اور شخص سے نازی بات کہنے کو اس کی ناز ٹوٹ جائے گی۔ ان احادیث میں یہ بھی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم قبلہ سے منہ پھیر کر صحابہ کی طرف رخ کر چکے تھے جب آپ نے اس بات کی تحقیق کر لی کہ پانچ رکعات ہوئی ہیں تو پھر آپ قبلہ کی طرف پھر گئے اور یہ بھی آپ کی خصوصیت ہے کوئی اور نازی ناز میں قبلہ سے پھر جائے تو اس کی ناز ٹوٹ جائے گی اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ آپ اپنی ناز کے اتمام میں قبلہ کے محتاج نہیں ہیں بلکہ حق یہ ہے کہ قبلہ اپنے قبلہ ہونے میں آپ کا محتاج ہے۔ آپ جب تک مسجد اقصیٰ کی طرف متوجہ رہے وہ قبلہ تھا اور جب آپ نے کعبہ کو قبلہ بنا لیا تو اللہ تعالیٰ نے اسے قبلہ بنا دیا، آج کعبہ کی یہ عظمت و تجلیم، چار سو سے اس کی جستجو، خلق کا جھوم اور ازدحام سب آپ کی حجت کرم کا تصدیق ہے۔ آپ ترجمہ فرماتے تو یہ عظمتیں کہاں سے ملتی۔ بعض عقائد نے کہا ہے آپ کے جسم کا قبلہ کعبہ ہے اور آپ کی روح کا قبلہ خود ذات الہی ہے اور اللہ تعالیٰ کا قبلہ آپ کی ذات ہے۔ یعنی آپ کی روح اللہ تعالیٰ کی ذات کی طرف اور اللہ تعالیٰ آپ کی ذات کی طرف متوجہ ہے۔

بشریت

ان احادیث میں آپ کا یہ ارشاد بھی ہے: ہر گاہ میں تہاری طرح بشر ہوں "قرآن کریم میں بھی ہے: قَدْ آتَيْنَاكَ بَشَرًا مِثْلَكَ" (کہف: ۱۱۰) آپ کیجیے میں تہاری مثل بشر ہی ہوں "تہاری مثل" کی تفسیل اور تحقیق ہم آئندہ سطور میں پیش کریں گے۔ سر دست ہم بشریت پر کچھ لکھنا چاہتے ہیں۔

بعض لوگ اہلسنت کے بارے میں یہ گمان کرتے ہیں کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو جنس بشر سے مبرا نہیں مانتے اور آپ کو چاند سورج کی طرح نوری مخلوق مانتے ہیں۔ یہ الزام سراسر غلط ہے آپ کی حقیقت کیا ہے۔ اس سے بحث کرنا ہمارا منصب نہیں ہے ہمیں marfat.com کی حقیقت کیسے تو حضور سرور کائنات کی

گھر سے لگا تو وہ صرف سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم ہوں گے۔ اس گفتگو سے یہ واضح ہو گیا کہ کائنات میں کوئی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا مثل نہیں ہے۔ سوال یہ ہے کہ جب آپ کا کوئی مماثل نہیں ہے تو پھر قرآن اور حدیث میں کیوں آیا ہے ”میں تمہاری مثل پیش کروں“ اس کا جواب یہ ہے کہ ہم صرف اس بات میں حضور کی مثل ہیں کہ ہم خدا ہیں نہ حضور خدا ہیں۔ کسی وجودی چیز میں ہم حضور کے مماثل نہیں ہیں۔ مماثلت صرف اس عدنی چیز میں ہے۔ عدم الوہیت میں ہم حضور جیسے ہیں اور کسی وصف میں آپ کے مماثل نہیں ہیں۔

آپ کا نسب اس باب کی متعدد مدنیوں میں آیا ہے انسی کا تفسیر۔ میں اس طرح بھونتا ہوں جس طرح تم بھولتے ہو۔ اس لیے اس مقام پر نسب کی تشریح بھی ضروری ہے: علامہ نووی لکھتے ہیں کہ اس بات پر علماء کا اتفاق ہے کہ امور تبلیغیہ میں آپ پر سہرہ اور نسب ان جانتہ نہیں یعنی یہ نہیں ہو سکتا کہ آپ رشد و ہدایت کی تبلیغ فرمائی اور کوئی غلط بات بتلا دیں البتہ دنیاوی معاملات میں اور عبادات میں بعض اوقات آپ پر نسب طاری ہو جاتا ہے لیکن علی الحمد للہ تعالیٰ آپ کو امر واقعہ سے آگاہ کر دیتا ہے اور اس بات پر بھی اجماع ہے کہ امور اعتقادیہ میں آپ پر نسب نہیں آ سکتا ہے

حضور صلی اللہ علیہ وسلم جو نماز میں بھول گئے تھے اس کی تحقیق یہ ہے نماز پڑھتے وقت آپ یا د الہی میں اس قدر مستغرق ہوئے کہ افعال نماز سے آپ کی توجہ ہٹ گئی اور بجائے چار کے پانچ رکعات پڑھا دیں جبکہ ہمارا بھولنا عموماً اس وجہ سے ہوتا ہے کہ ہم دنیاوی معاملات میں مستغرق ہو جاتے ہیں اور افعال نماز میں توجہ نہیں رہتی۔ علامہ یہ ہے کہ ہم دنیا کی محبت میں بھولتے ہیں اور سرکارِ موتی کی محبت میں بھولتے ہیں ہمارا بھولنا نقص اور آپ کا بھولنا کمال، ہماری بھولی.. غفلت اور آپ کی بھول اطاعت ہے۔ اور آپ کا فرمانا میں تمہاری طرح بھولنا ہوں نفسِ نسیان میں مماثلت کے طور پر یا تو وضع ہے۔ امام مالک روایت کرتے ہیں: ”انی لانیسی او انسی لانیسی“ ”ست“ ”لست“ ”انیسی“ ”میں بھولنا ہوں یا بھلا دیا جاتا ہوں۔“ ”تاکہ کوئی سنت قائم ہو۔ اور قاضی عیاض روایت کرتے ہیں: ”لست انسی و لکن انسی“ ”میں بھولنا نہیں ہوں لیکن بھلا دیا جاتا ہوں۔“ اگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نماز میں نہ بھولتے اور سمجھ سہونہ کرتے تو آپ کی نمازیں تو ہوجاتیں لیکن بعد میں جب ہم بھولتے اور ہمیں سہولت حق ہوتا تو ہماری نمازوں کو کس کے دامن میں پناہ ملتی۔ اگر کوئی شخص یہ کہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم زبانی سہر کے مسائل بتلا دیتے اور خود نہ بھولتے تب بھی تبلیغ کا تقاضا پورا ہو جاتا تو میں کہوں گا پھر ہر کام کی ادائیگی کے لیے آپ کا نمونہ حاصل نہ ہوتا اور سجدہ

- ۱۔ علامہ یحییٰ بن شرف نوادی متوفی ۶۷۶ھ، شرح مسلم طنوازی ج ۱ ص ۲۱۴ مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی الطبعة الثانیہ ۱۳۷۵ھ۔
 ۲۔ امام مالک بن انس السجی متوفی ۱۷۹ھ، موطا امام مالک ص ۸۴ مطبوعہ مطبع مجتبیٰ لاہور، الطبعة الثانیہ۔
 ۳۔ قاضی عیاض بن موسیٰ مالکی اندلسی متوفی ۵۴۴ھ۔ الشفاء ج ۲ ص ۱۲۱ مطبوعہ عبد التواب البیہمی طن۔
 ایضاً حافظ ابن عبد البر مالکی متوفی ۴۶۳ھ، تہذیب ج ۵ ص ۲۰۸ مطبوعہ مکتبہ قدوسیہ لاہور، الطبعة الاولى ۱۴۰۲ھ۔
 ایضاً ” تبیید ج ۶ ص ۳۹۲۔
 ایضاً علامہ محمد عبد الباقی زرقانی مالکی متوفی ۱۲۲ھ، شرح موطا امام مالک ج ۱ ص ۱۵۴ مطبوعہ المطبعة الخیر مصر۔

وقد تكثر الأدلة على طهارة فضلاته وعد
الائمة ذلك في خصائصه -
۱۵ ائمہ نے اس کتاب کی خصوصیت قرار دیا ہے۔

علامہ یحییٰ نے بزار، طبرانی، حاکم بیہقی اور ابونعیم کے حوالہ سے ذکر کیا کہ ابو طیبہ اور عبد اللہ بن زبیر نے آپ کا خون پی یا
اور حاکم دارقطنی، اور ابونعیم کے حوالہ سے ذکر کیا کہ ام امین نے آپ کا پیشاب پیا۔ ۱۶ علامہ یحییٰ نے ذکر کیا ہے کہ امام
ابو حنیفہ رحمہ اللہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پیشاب کو ظاہر قرار دیتے تھے ۱۷ شیخ اشرف علی تھانوی نے نشر الطیب میں
آپ کے فضلات کی طہارت ثابت کی لیکن اپنی آخری تصنیف جواد نوادر میں طہارت کا انکار کیا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے
اس فرمان سے استدلال کیا کہ جب ایک صحابی نے آپ کا خون پیا تو آپ نے فرمایا ”دوبارہ نہ پینا کیونکہ ہر خون حرام ہو کہے“
شیخ تھانوی نے یہ حدیث لکھ کر کہا پس مسئلہ بالکل منقطع ہو گیا کہ طہارت کا قول بلا دلیل ہے حالانکہ اہل علم پر مخفی نہیں کہ حرمت
نجاست کو مستلزم نہیں مثلاً مال غیر حرام ہے نجس نہیں۔

مشکیات | اس سلسلہ میں دوسری اہم بحث یہ ہے کہ قرآن کیم میں ہے ”آپ کیسے کہ میں تمہاری مثل بشر ہوں؟“ اور اس
باب کی بعض احادیث میں بھی ہے میں تمہاری مثل بشر ہوں۔ بعض لوگ اس مسئلہ میں تقریباً کاشکار ہیں۔ میں
نے خود بعض لوگوں کو کہتے ہوئے سنا ہے کہ حضور ہم جیسے تھے۔ ایک شخص نے کہا بتاؤ کیا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے دواغ
م تھے آپ کی دواغیں نہ تھیں آپ کے دوکان نہ تھے (امیاذ باللہ) میں نے کہا ظالم اتم دواغ تو دکھا دو گے انھوں میں
وہ قوت کہاں سے لاؤ گے کہ اشادہ کریں تو چاند شق ہو جائے، لنگر یاں پھینکیں تو کفار کے چہرے بگڑ جائیں۔ تمہاری
دواغیں تو ہیں لیکن ان آنکھوں میں وہ طاقت کہاں سے لاؤ گے کہ بے حجاب اللہ تعالیٰ کو دیکھ سکے۔ کان تو دو دکھا دو
گے لیکن کانوں میں وہ شکنجہ کہاں سے لاؤ گے کہ جنات اور ملائکہ کا کلام سن سکے بجز خود خدا نے تم پر اس کا کلام سن سکے۔
اس نے کہا صفات اور خواص کی بات الگ رکھیں صرف دواغیں ہونے میں تو میں آپ کی مثل ہوں یہ جہاں بات ہے
کہ آپ کی آنکھیں کیسی ہیں اور میری آنکھیں کیسی ہیں۔ میں نے کہا اگر صفات اور خواص کا لحاظ نہ رکھا جائے تو کوئی کہنے
والا کہہ سکتا ہے کہ تم خنزیر کی مثل ہو کیونکہ اس کی بھی دواغیں ہیں اور تمہاری بھی دواغیں ہیں اور دواغیں رکھنے میں
دونوں برابر ہیں۔ فہمت الہی کہاں ہم کہاں حضور! کوئی ہمیں نماز میں سلام کر دے تو اس کی ناز
نارت ہو جائے اور حضور کو سلام کیے بغیر ناز کا مل نہیں ہوتی۔ ہم کسی نمازی کو حالت نماز میں بلائیں تو نہ جانا واجب اور
سرکار کسی نمازی کو حالت نماز میں بلائیں تو اس کا جانا واجب، ہم قبلہ کے محتاج، ان کا خود قبلہ محتاج۔ ہم کسی سے نماز میں
بات کریں تو نماز ٹوٹ جائے اور سرکار کسی نمازی سے نماز میں بات کریں تو نماز قائم بلکہ کامل رہے۔ ہم کیا اور ہماری حیثیت
کیا ہے۔ انبیاء علیہم السلام بھی ان جیسے نہیں۔ میدان حشر میں دنیا دیکھ گئی کہ جب اللہ عز و جل جلال میں ہو گا کسی نبی کو
اللہ تعالیٰ سے یا اسے سخن نہیں ہو گا کوئی زبان شفاعت نہیں کھوے گا۔ اس وقت اگر کوئی اللہ تعالیٰ کی جناب میں شفاعت

۱۵ علامہ ابن حجر مستطانی متوفی ۸۵۲ھ - فتح الباری ج ۱ ص ۲۷۲ مطبوعہ لاہور۔

۱۶ علامہ بدر الدین عینی متوفی ۸۵۵ھ - عمدۃ القاری ج ۳ ص ۳۵ مطبوعہ مصر - عمدۃ القاری ج ۳ ص ۷۹۔

۱۷ ایضاً شیخ اشرف علی تھانوی متوفی ۱۳۶۲ھ - نوادر میں ص ۲۹ مطبوعہ لاہور۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں ظہر یا عصر کی نماز پڑھانی اور دو رکعات پڑھا کر سلام پھیر دیا، پھر مسجد میں قبلہ کی جانب گئے ہوئے ایک ستون کی طرف آئے اور عصر میں اس پر ٹیک لگا کر کھڑے ہو گئے۔ نمازیوں میں حضرت ابوہریرہ اور عمرؓ بھی تھے۔ ان دونوں کو اس مسئلہ میں آپ سے بات کرتے ہوئے ڈر لگا، اور لوگ جلدی سے یہ کہتے ہوئے نکل گئے کہ نماز میں کمی ہو گئی، حضرت ذوالبیدین نے عرض کیا یا رسول اللہ! آیا نماز میں کمی ہو گئی ہے یا آپ بھول گئے ہیں؟ میں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دائیں بائیں دیکھا اور پوچھا کہ ذوالبیدین کیا کہتا ہے، صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ! وہ سچ کہتا ہے، آپ نے صرف دو رکعت نماز پڑھی ہے! آپ نے دو رکعت نماز پڑھا کر سلام پھیرا اس کے بعد آپ نے اللہ اکبر کہا پھر سجدہ کیا، پھر اللہ اکبر کہہ کر سجدے سے سر اٹھایا پھر تجیر کہہ کر سجدے میں گئے پھر تجیر کہہ کر سر اٹھایا۔ محمد بن سیرین کہتے ہیں کہ مجھے حضرت عمران بن حصین نے یہ خبر دی تھی کہ آپ نے سلام پھیر دیا۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم کو ظہر یا عصر کی نماز پڑھانی اس کے بعد حسب سابق حدیث ہے۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عصر کی نماز پڑھانی اور دو رکعت پڑھا کر سلام پھیر دیا۔ حضرت ذوالبیدین نے عرض کیا: یا رسول اللہ! کیا نماز کم ہو گئی ہے یا آپ بھول گئے؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ان میں سے کچھ بھی نہیں ہوا، انھوں نے کہا: یا رسول اللہ! ان سے کچھ کم ہو گیا ہے! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

۱۱۸۹۔ وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ أَنَّهُ قَالَ وَرُفِعَ بَنِي حَرْبٍ جَمِيعًا عَنْ ابْنِ عُيَيْنَةَ قَالَ عَنْ مَالِكٍ وَنَافِعٍ ابْنِ عُيَيْنَةَ قَالَ نَافِعُ بْنُ يُوَيْبٍ قَالَ سَمِعْتُ مُحَمَّدَ بْنَ سِيرِينَ يَقُولُ سَمِعْتُ أَبَاهُ يُرَوِّعُ يَقُولُ صَلَّيْ بِنَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِحْدَى صَلَوَاتِي الْعِشِيِّ إِمَّا الظُّهْرَ وَإِمَّا الْعَصَرَ فَسَلَّمَ فِي دُعَائَيْنِ ثُمَّ أَقْبَضَ جُذْعًا فِي قِبْلَةِ الْمَسْجِدِ فَاسْتَدَّ إِلَيْهَا مُغْضَبًا وَفِي الْقَوْمِ أَبُو بَكْرٍ وَعُمَرُ فَهَابَا أَنْ يَتَكَلَّمَا وَخَرَجَ سُرْعَانَ النَّاسِ يَقُولُونَ قُصِرَتِ الصَّلَاةُ فَقَامَ ذُو الْيَدَيْنِ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ أَقْصَرَتِ الصَّلَاةُ أَمْ نَسِيتَ فَنَظَرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَسِينَا وَشِمَالًا فَقَالَ مَا يَقُولُ ذُو الْيَدَيْنِ قَالُوا صَدَقَ لَمْ تَصَلِّ إِلَّا رَكْعَتَيْنِ فَصَلَّيْ رَكْعَتَيْنِ وَسَلَّمْ ثُمَّ كَبِّرْ ثُمَّ سَجِدْ ثُمَّ كَبِّرْ فَرَفَعَ ثُمَّ كَبِّرْ وَسَجِدْ ثُمَّ كَبِّرْ وَرَفَعَ قَالَ وَخُفِرَتْ عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ أَنَّهُ قَالَ وَسَلَّمْ

۱۱۹۰۔ وَحَدَّثَنَا أَبُو الرَّبِيعِ الزُّهْرِيُّ أَنَّهُ قَالَ نَافِعُ بْنُ يُوَيْبٍ عَنْ مُحَمَّدٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ صَلَّيْ بِنَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِحْدَى صَلَوَاتِي الْعِشِيِّ بِمَعْنَى حَدِيثِ سُفْيَانَ ۱۱۹۱۔ وَحَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ عَنْ مَالِكٍ بْنِ أَنَسٍ عَنْ دَاوُدَ بْنِ الْحُصَيْنِ عَنْ أَبِي سُفْيَانَ مَوْلَى أَبِي أَحْمَدَ أَنَّهُ قَالَ سَمِعْتُ أَبَاهُ يُرَوِّعُ يَقُولُ صَلَّيْ بِنَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلَاةَ الْعَصْرِ فَسَلَّمَ رَكْعَتَيْنِ فَقَامَ ذُو الْيَدَيْنِ فَقَالَ أَقْصَرَتِ الصَّلَاةُ يَا رَسُولَ اللَّهِ أَمْ نَسِيتَ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كُلُّ ذَلِكَ لَمْ يَكُنْ فَقَالَ تَحَدَّثَ بَعْضُ

سہوا کر کے والوں کو شرف بالا قنواد حاصل نہ ہوتا۔

پانچ رکعات کی تفصیح نمازی نے چار رکعات فرض نماز پھول کر پانچ رکعات پڑھیں تو دیکھنا یہ ہے کہ اس نے چار رکعت کے بعد قنود کیا ہے یا نہیں۔ اگر قنود کر لیا ہے تو فرض ادا ہو گیا۔ اب سجدہ سہو کر کے سلام پھیر دے بلکہ اور اگر قنود اخیرہ نہیں کیا تو ایک رکعت اور پڑھ کر سلام پھیر دے اور یہ چھ رکعات امام ابوحنیفہ اور ابو یوسف کے مذہب پر نفل ہو جائیں گی۔ البتہ امام محمد کے نزدیک یہ چھ رکعات باطل ہو گئیں۔ کیونکہ بطلان فرضیت سے اصل نماز باطل ہو گئی۔ دوسری وجہ یہ ہے کہ امام محمد کے نزدیک ہر دو گانہ کے بعد قنود فرض نہیں ہے جو یہاں نہ کیا بلکہ امام اعظم اور امام ابو یوسف کے نزدیک نوافل میں ہر دو گانہ کے بعد قنود فرض نہیں ہے بلکہ تمام رکعات کے بعد قنود فرض ہے اور تمام رکعات بمنزلہ صلوٰۃ واحدہ ہیں حتیٰ کہ آخر رکعات میں ایک قنود کے ساتھ صحیح ہیں اور علامہ ابن عابدین شامی نے تصریح کی ہے کہ نوافل میں ہر دو گانہ کا مستقل نماز ہونا قاعدہ کلیہ نہیں ہے۔ لہٰذا۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے سلام پھیرنے اور گفتگو کرنے کے بعد دو سہو کے سجدے کیے۔

۸۷۔ اَلْحَدَّثَنَا اَبُو يَزِيدُ بْنُ اَبِي كَثِيْبَةَ وَ اَبُو ذَرِيْبٍ قَالَا نَا اَبُو مُعَاوِيَةَ ح وَ حَدَّثَنَا اِبْنُ نُمَيْرٍ قَالَا نَا حَفْصٌ وَ اَبُو مُعَاوِيَةَ عَنِ الْاَعْشَشِ عَنْ اِبْرَاهِيْمَ عَنْ عَلْقَمَةَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ سَجَدَ سَجْدَتَيْنِ اِسْتَمْرَ بَعْدَ السَّلَامِ وَ الْكَلَامِ - ۱۱ ۸۸ وَ حَدَّثَنَا اَبُو الْقَاسِمِ بْنُ ذَكْرِيَّا قَالَا نَا حُسَيْنُ بْنُ عَلِيٍّ الْجُعْفِيُّ عَنْ زَايِدٍ عَنْ سُلَيْمَانَ عَنْ اِبْرَاهِيْمَ عَنْ عَلْقَمَةَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ صَلَّيْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ فَاَمَّا زَايِدٌ اَوْ تَقْصُّ قَالَ اِبْرَاهِيْمُ وَ اَيُّ اللّٰهِ مَا جَاءَ ذَاكَ اِلَّا مِنْ قِبَلِيْ قَالَا قُلْنَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَحَدَتْ فِي الصَّلَاةِ شَيْءٌ فَقَالَ لَا قَالَ فَقُلْنَا لَهُ الَّذِيْ صَنَعْتُمْ فَقَالَ اِذَا زَادَ الرَّجُلُ اَوْ تَقْصَصَ فَلْيَسْجُدْ سَجْدَتَيْنِ قَالَ ثُمَّ سَجَدَ سَجْدَتَيْنِ -

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نماز پڑھی۔ آپ نے نماز میں کچھ زیادتی یا کمی کر دی، راوی ابراہیم کہتے ہیں بخدا یہ شبہ مجھے لاحق ہوا ہے، حضرت ابن مسعود کہتے ہیں ہم نے کہا یا رسول اللہ! کیا نماز میں کوئی نیا حکم آگیا ہے؟ آپ نے فرمایا نہیں! حضرت ابن مسعود کہتے ہیں پھر ہم نے ذکر کیا کہ آپ نے اس طرح نماز پڑھی ہے آپ نے فرمایا: جب کسی شخص سے نماز میں زیادتی ہو یا کمی ہو تو وہ دو سجدہ سہو کرے، پھر آپ نے دو سجدہ سہو کیے۔

۱۔ باب مذکور کی احادیث میں پانچ رکعات نماز پڑھنے کی صورت اسی قاعدہ پر محمول ہے اور علامہ نووی کا اس پر یہ اعتراض صحیح نہیں ہے کہ قنود اخیرہ کرنے یا نہ کرنے کی تفصیل کا حدیث میں ذکر نہیں ہے کیونکہ دوسرے دلائل سے قنود اخیرہ کی فرضیت ثابت ہو چکی ہے۔ سبیدی

۲۔ محقق علی الاطلاق امام ابن ہمام متوفی ۸۶۱ھ فتح القدیر ج ۱ ص ۴۶۶ مطبوعہ مکتبہ نوریہ رضویہ کھر
۳۔ علامہ سید ابن عابدین شامی متوفی ۸۵۲ھ المطاوع ج ۱ ص ۴۳۳ مطبوعہ مکتبہ ثنائیہ استنبول ۱۳۲۷ھ

یا رسول اللہ! کیا نماز کم ہو گئی ہے؟ آپ غصہ میں آئے اور جو رکعت رہ گئی تھی وہ پڑھا دی پھر آپ نے سلام پھیرا پھر دو سجدہ سہو کیے اور سلام پھیر دیا۔

سجود تلاوت

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب سجدہ تلاوت والی سورت کی تلاوت فرماتے تو سجدہ کرتے اور ہم بھی آپ کے ساتھ سجدہ کرتے حتیٰ کہ ہم میں سے بعض کو اپنی پیشانی رکھنے کے لیے جگہ نہیں ملتی تھی۔

فَيَسْجُدُ وَتَسْجُدُ مَعَهُ حَتَّى مَا يَجِدُ بَعْضُنَا مَوْضِعًا لِمَكَانٍ جَنَّتِهِ -

حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں۔ بسا اوقات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز کے علاوہ قرآن مجید پڑھتے اور آیت سجدہ تلاوت کرتے تو ہم اسے ساتھ سجدہ تلاوت ادا کرتے حتیٰ کہ ہجوم کی وجہ سے ہم میں سے کسی کو سجدہ کی جگہ نہ ملتی۔

حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے سورۃ النجم پڑھی اور سجدہ تلاوت ادا کیا۔ آپ کے پاس بچے لوگ تھے ان سب نے سجدہ کیا، سوا ایک شخص کے اس نے مٹی کی ایک مٹھی بھر کر اپنی پیشانی سے لگائی اور کہا مجھے یہی کافی ہے۔ حضرت عبد اللہ بن مسعود کہتے ہیں کہ وہ شخص اس کے بعد کفر ہی کی حالت میں قتل کیا گیا۔

علاؤ بن یسار کہتے ہیں کہ میں نے حضرت زبید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے سوال کیا کہ کیا امام کے پیچھے قرأت کرنی جائز ہے۔ فرمایا امام کے پیچھے قرأت ہرگز جائز نہیں اور کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے النجم انا ہوا می کی قرأت کی اور سجدہ نہیں کیا۔

فَلَمَّا كُنْتُ رُكْعَاتِ بْنِ الْعَصْرِ ثُمَّ قَامَ مَعَ خَلِّ الْحُجْرَةِ فَقَامَ رَجُلٌ سَيْطَانِي
الْيَدَيْنِ فَقَالَ أَقْصَرَتِ الصَّلَاةُ يَا رَسُولَ اللَّهِ فَخَرَجَ مُغْضِبًا فَقَالَ الرَّكْعَةُ
الَّتِي كَانَتْ تَرَكْتُ ثُمَّ سَلَّمَ ثُمَّ سَجَدَ فِي السُّهُرِ ثُمَّ سَلَّمَ -

باب سَجُودِ التَّلَاوَةِ

۱۱۹۶ - حَدَّثَنَا شُعْبَةُ بْنُ زُهَيْرٍ عَنْ حَرْبٍ وَعَبِيدِ اللَّهِ
ابْنِ سَعِيدٍ وَمُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى كُلُّهُمْ عَنْ يَحْيَى الْقَطَّانِ
قَالَ نَافِعُ بْنُ أَبِي يَحْيَى عَنْ سَعِيدِ بْنِ سَعِيدٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ
أَخْبَرَنِي نَافِعٌ عَنْ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ كَانَ يَقْرَأُ الْقُرْآنَ فَيَقْرَأُ سُورَةً فِيهَا سَجْدَةٌ

فَيَسْجُدُ وَتَسْجُدُ مَعَهُ حَتَّى مَا يَجِدُ بَعْضُنَا مَوْضِعًا لِمَكَانٍ جَنَّتِهِ -
۱۱۹۷ - حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ قَالَ نَافِعُ
مُحَمَّدُ بْنُ يَشِيرٍ قَالَ نَافِعُ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عُمَرَ عَنْ نَافِعِ بْنِ
عُمَرَ قَالَ رُبَّمَا قَرَأَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
الْقُرْآنَ فَيَمُوسُ بِالسَّجْدَةِ فَيَسْجُدُ بِهَا حَتَّى ارْتَدَّ حِمْلَانِ عِنْدَهُ
حَتَّى مَا يَجِدُ أَحَدًا نَاكِسًا لَا يَسْجُدُ فِيهِ فِي غَيْرِ صَلَاةٍ

۱۱۹۸ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى وَمُحَمَّدُ
بْنُ بَقَّارٍ قَالَا نَافِعُ بْنُ جَعْفَرٍ قَالَ نَافِعُ عَنْ أَبِي
إِسْحَاقَ قَالَ سَمِعْتُ الْأَسَدَ يُحَدِّثُ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ عَنْ النَّبِيِّ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَرَأَ وَالتَّجْمُ فَسَجَدَ فِيهَا وَ
سَجَدَ مَنْ كَانَ مَعَهُ غَيْرَ أَنْ تَشِيخًا أَخَذَ
كَفًّا مِنْ حَصَى أَوْ تَرَابٍ فَرَفَعَهُ إِلَى جَنَّتِهِ وَقَالَ يَكْفِينِي هَذَا
قَالَ عَبْدُ اللَّهِ لَقَدْ رَأَيْتُهُ بَعْدَ قِتْلِهِ كَافِرًا -

۱۱۹۹ - حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى وَيَحْيَى بْنُ
أَيُّوبَ وَقُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ وَابْنُ حُجْرٍ قَالَ يَحْيَى بْنُ
يَحْيَى أَنَا وَقَالَ الْأَخْرُونَ نَافِعُ بْنُ سَعِيدٍ وَهُوَ ابْنُ جَعْفَرٍ عَنْ
يَزِيدَ بْنِ مَعْصُومَةَ عَنْ ابْنِ قُسَيْطٍ عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَافٍ
أَنَّهُ سَأَلَ زَيْدَ بْنَ ثَابِتٍ عَنِ الْقِرَاءَةِ مَعَ الْإِمَامِ فَقَالَ
لَا قِرَاءَةَ مَعَ الْإِمَامِ فِي شَيْءٍ وَكَرَّمَ اللَّهُ عَنْهُ قَرَأَ عَلَى
رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

نے گوں کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا: کیا ذوالیہدین سچ کہتے ہیں؟ صحابہ نے عرض کیا: جی ہاں رسول اللہ! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے باقی ماندہ رکعات پڑھیں اور بیڑ کر سہو کے در سجدے کیے۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ظہر کی دو رکعت پڑھیں پھر سلام پھیر دیا۔ بنو سلیم میں سے ایک شخص نے اگر عرض کیا یا رسول اللہ! آیا نماز میں کچھ کمی کر دی گئی ہے یا آپ بھول گئے ہیں؟ باقی حدیث حسب سابق ہے۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ظہر کی نماز پڑھ رہا تھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دو رکعت کے بعد سلام پھیر دیا۔ بنو سلیم کا ایک شخص کھڑا ہوا اس کے بعد حسب سابق حدیث ہے۔

رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنَ الرَّكَعَتَيْنِ فَقَامَ رَجُلٌ مِنْ بَنِي سُكَيْمٍ وَاقْتَصَّ الْحَدِيثَ.

حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عصر کی نماز پڑھائی اور تین رکعات کے بعد سلام پھیر دیا اور گھر جانے لگے، پھر بے اہولوں والے خرباق نام کے ایک شخص کھڑے ہوئے اور انھوں نے عرض کیا: یا رسول اللہ! اور آپ کے تین رکعت نماز پڑھانے کا ذکر کیا، آپ غصہ میں چادر کھینچے ہوئے نکلے اور نمازیوں سے جا کر پوچھا: کیا یہ سچ کہتے ہیں؟ انھوں نے کہا جی! آپ نے ایک اور رکعت نماز پڑھا کر سلام پھیر دیا پھر دو سجدے کر کے سلام پھیرا۔

حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عصر کی تین رکعات نماز پڑھا کر سلام پھیر دیا، پھر آپ کھڑے ہو کر حجرے میں جانے لگے۔ ایک بے اہولوں والے شخص نے کہا:

ذَلِكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ فَأَقْبَلَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى النَّاسِ فَقَالَ أَصَدَقَ ذُو الْيَدَيْنَيْنِ فَقَالُوا نَعَمْ يَا رَسُولَ اللَّهِ فَأَتَمَّ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا بَقِيَ مِنَ الصَّلَاةِ ثُمَّ سَجَدَ سَجْدَتَيْنِ وَهُوَ جَالِسٌ بَعْدَ التَّسْلِيمِ. ۱۱۹۲ - وَحَدَّثَنِي جَعْفَرُ بْنُ الشَّاعِرِ قَالَ نَا هَارُونَ بْنُ إِسْمَاعِيلَ الْخَوَّارِ قَالَ عَلِيُّ وَهُوَ ابْنُ الْمُبَارَكِ قَالَ نَا يَحْيَى قَالَ نَا أَبُو سَلَمَةَ قَالَ نَا أَبُو هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلَّى رَكْعَتَيْنِ مِنْ صَلَاةِ الظُّهْرِ ثُمَّ سَلَّمَ فَأَتَاهُ رَجُلٌ مِنْ بَنِي سُكَيْمٍ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ قُصِرَتِ الصَّلَاةُ أَمْ نَسِيتَ وَسَاقِ الْحَدِيثَ.

۱۱۹۳ - وَحَدَّثَنِي إِسْحَاقُ بْنُ مَنْصُورٍ قَالَ أَنَا عُبَيْدُ اللَّهِ بْنُ مُوسَى عَنْ شَيْبَانَ عَنْ يَحْيَى عَنْ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ بَيْنَا أَنَا أَصَلُّ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلَاةَ الظُّهْرِ فَلَمْ

رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنَ الرَّكَعَتَيْنِ فَقَامَ رَجُلٌ مِنْ بَنِي سُكَيْمٍ وَاقْتَصَّ الْحَدِيثَ. ۱۱۹۴ - وَحَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَزُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ جَمِيعًا عَنْ أَبِي عُبَيْدَةَ قَالَ زُهَيْرُ بْنُ مَرْجَانٍ عَنْ ابْنِ إِسْرَافِيلَ عَنْ خَالِدٍ عَنْ أَبِي قِلَابَةَ عَنْ أَبِي الْمُهَلَّبِ عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلَّى الْغُصْرَ فَسَلَّمَ فِي ثَلَاثِ رَكَعَاتٍ ثُمَّ وَخَلَ مَنزِلَهُ فَقَامَ إِلَيْهِ رَجُلٌ يَقَالُ لَهُ الْخَوَّارُ وَكَانَ فِي يَدِهِ طَوْلٌ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ قَدْ كَرِهْتُ صَيْغَةً وَخَرَجَ غَضَبَانُ يَجُزُّ بَرَاءَةً حَتَّى أَمْتَحَى إِلَى النَّاسِ فَقَالَ أَصَدَقَ هَذَا قَالُوا نَعَمْ فَصَلَّى رَكْعَةً ثُمَّ سَلَّمَ ثُمَّ سَجَدَ سَجْدَتَيْنِ ثُمَّ سَلَّمَ.

۱۱۹۵ - وَحَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ نَا عَبْدُ الْوَهَّابِ الثَّقَفِيُّ قَالَ نَا خَالِدٌ وَهُوَ الْحَدَّادُ عَنْ أَبِي قِلَابَةَ عَنْ أَبِي الْمُهَلَّبِ عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ قَالَ سَلَّمَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

علیہ وسلم کی اقتدار میں بھی یہ سجدہ کیا تھا اور تاحیات یہ سجدہ کرتا رہو گا۔

السَّجْدَةُ قَالَ سَجَدْتُ بِهَا خَلَفْتُ أَبِي الْقَاسِمَ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَا أَمَّا إِنْ أَسْجُدُ بِهَا حَتَّى أَلْقَاهُ وَقَالَ ابْنُ عَبْدِ الْأَعْلَى فَلَا أَمَّا إِنْ أَسْجُدُ هَا۔

ایک اور سند سے بھی یہ روایت منقول ہے۔

۱۲۰۶ - وَحَدَّثَنِي عَنْهُ وَالثَّقِيفِيُّ قَالَ نَابِئِي ابْنُ يُونُسَ حَدَّثَنَا أَبُو كَامِلٍ قَالَ نَابِئِي يَعْنِي ابْنَ زَيْدٍ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ نَابِئِي ابْنُ أَحْمَرَ كُلُّهُمْ عَنِ التَّيْمِيِّ بِهَذَا الْإِسْنَاءِ وَغَيْرِ النَّهْمِ لَهُ يَقُولُوا خَلَفْتُ أَبِي الْقَاسِمَ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَحَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى وَابْنُ بَشَّارٍ قَالَا نَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ قَالَ نَا شُعْبَةُ عَنْ عَطَاءِ ابْنِ أَبِي مَيْمُونَةَ عَنْ أَبِي رَافِعٍ قَالَ رَأَيْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ يَسْجُدُ فِي إِذَا السَّمَاءُ انْشَقَّتْ فَقُلْتُ تَسْجُدُ فِيهَا فَقَالَ نَعَمْ أَيْتُ حَبِيبِي صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَجَدَ فِيهَا فَلَا أَمَّا إِنْ أَسْجُدُ فِيهَا حَتَّى أَلْقَاهُ قَالَ شُعْبَةُ قُلْتُ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ نَعَمْ۔

ابو رافع بیان کرتے ہیں میں نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کو اذا السماء انشقت کی تلاوت کے بعد سجدہ کرتے دیکھا میں نے ان سے پوچھا تو انہوں نے کہا میں نے اپنے غلیل صلی اللہ علیہ وسلم کو اس آیت کے بعد سجدہ کرتے دیکھا ہے اور میں تاحیات یہ سجدہ کرتا رہوں گا۔

سجدہ تلاوت میں مذاہب ائمہ امام مالک، امام شافعی، امام احمد بن حنبل اور جمہور فقہاء کے نزدیک سجدہ تلاوت سنت ہے اور امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے نزدیک سجدہ تلاوت واجب ہے۔ امام اعظم ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے دلائل یہ ہیں:

قد ان کریم بی ہے۔

”نما لہم لا یؤمنون ۵ واذا قرئ علیہم القرآن لا یسجدون۔ (انشقاق: ۲۱، ۲۰) وہ کیوں ایمان نہیں لاتے! اور جب ان کے سامنے قرآن مجید کی تلاوت کی جائے تو وہ سجدہ کیوں نہیں کرتے!“ اس آیت میں قرآن مجید کی تلاوت پر سجدہ نہ کرنے والوں کی مذمت کی گئی ہے اور مذمت واجب کے ترک پر کی جاتی ہے۔ نیز قرآن کریم میں ہے:

”فاسجدوا لله واعبدوا“ (نجم: ۶۲)

”اللہ کے لیے سجدہ کرو اور اسی کی عبادت کرو۔“

ادرام ورجب کے لیے آتا ہے اس سے معلوم ہوا کہ سجدہ کرنا واجب ہے۔

مصنف ابن ابی شیبہ میں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے: ”السجدة علی من سمعها“ آیت (سجدہ) سننے والے پر سجدہ تلاوت واجب ہے“ صاحب ہدایہ نے یہ حدیث ذکر کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

۱۲۰۰ - حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى قَالَ قَرَأْتُ عَلَى مَالِكٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ يَزِيدٍ مَوْلَى الْأَسْوَدِ بْنِ سُهَيْلٍ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ قَرَأَ لَهُمْ إِذَا السَّمَاءُ انْشَقَّتْ فَسَجَدَ فِيهَا فَلَمَّا انْصَرَفَ أَخْبَرَهُمْ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَجَدَ فِيهَا -

۱۲۰۱ - وَحَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى عَنْ أَبِي عَدِيٍّ عَنْ هِشَامِ بْنِ كَلْبَةَ عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمِثْلِهِ -

۱۲۰۲ - حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَعَمْرُو النَّاقِدُ قَالَا نَسُفِيَانُ بْنُ عَيَيْنَةَ عَنْ أَيُّوبَ بْنِ مَوْسَى عَنْ عَطَاءِ بْنِ مَيْسَاءَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ سَجَدْنَا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي إِذَا السَّمَاءُ انْشَقَّتْ وَاقْرَأُوا بِاسْمِ رَبِّكَ -

۱۲۰۳ - وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رُمْحٍ قَالَ قَالَ نَافِلٌ عَنْ يَزِيدَ بْنِ أَبِي حَبِيبٍ عَنْ صَفْوَانَ بْنِ سُلَيْمٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ الْأَعْرَجِ مَوْلَى أَبِي مَخْزُومٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّهُ قَالَ سَجَدَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي إِذَا السَّمَاءُ انْشَقَّتْ وَاقْرَأُوا بِاسْمِ رَبِّكَ -

۱۲۰۴ - وَحَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى قَالَ قَالَ نَافِلٌ وَهَبٌ قَالَ أَخْبَرَنِي عَمْرُو بْنُ الْحَارِثِ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ جَعْفَرٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمِثْلِهِ -

۱۲۰۵ - وَحَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مُعَاوِيَةَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ الْأَعْلَى قَالَ قَالَ النَّاسِغَمِيُّ عَنْ أَبِيهِ عَنْ بَكْرِ بْنِ أَبِي تَرَاوِغٍ قَالَ صَدَّقْتُ مَعَ أَبِي هُرَيْرَةَ صَلَوةَ الْعَمَةِ فَقَرَأَ إِذَا السَّمَاءُ انْشَقَّتْ فَسَجَدَ فِيهَا فَلَمَّا انْصَرَفَ أَخْبَرَهُمْ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَجَدَ فِيهَا -

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے اذ السما انشقت پڑھی اور سجدہ تلاوت ادا کیا اور نماز سے فارغ ہونے کے بعد کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سورت میں سجدہ کیا ہے -

ایک اور سند سے ایسی ہی روایت منقول ہے -

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ اذ السما انشقت اور اقرار باسم ربک میں سجدہ کیا -

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اذ السما انشقت اور اقرار باسم ربک میں سجدہ کیا -

ایک اور سند سے بھی ایسی ہی روایت منقول ہے -

ابو رافع بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی اقتداء میں عشا کی نماز پڑھی۔ انہوں نے اذ السما انشقت تلاوت کی اور سجدہ کیا۔ میں نے پوچھا آپ نے یہ کیا سجدہ کیا۔ انہوں نے کہا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اقتداء میں کیا -

سجرات کی تعداد | سجرات تلاوت کی تعداد میں ائمہ کا اختلاف ہے۔ امام شافعی کے نزدیک چودہ سجدے ہیں۔ دو سجدے سورہ حج میں اور تین مفصل میں ہیں اور سورہ ص میں سجدہ نہیں ہے امام مالک کے نزدیک گیارہ سجدے ہیں وہ مفصل کے تین سجدے نہیں مانتے، امام ابو حنیفہ کے نزدیک چودہ سجدے ہیں۔ مفصل کے سجدے اور سورہ ص کا سجدہ البتہ حج کا ایک سجدہ نہیں مانتے اور امام احمد کے نزدیک پندرہ سجدے ہیں وہ سب سجدے مانتے ہیں لے روایت تلک الغرائق کی تحقیق:

اس باب کی تیسری حدیث حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی روایت ہے اس میں ذکر ہے کہ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے سورہ والنجم پڑھی تو آپ نے سجدہ کیا اور سب مسلمانوں اور مشرکوں نے بھی سجدہ کیا۔ مشرکوں نے جو سجدہ کیا اس کی صحیح وجہ یہ ہے کہ آپ نے یہ آیات تلاوت فرمائی: **اٰخِرُ اٰیٰتِهِمُ اللَّاتُ وَالْعُزٰی وَمَنَاةُ الثَّالِثَةُ** الاخری (نجم: ۱۹، ۲۰) کیا تم نے دیکھا لات اور عزتی کو اور اس تیسری مناتہ کو۔ تو مشرکین اس بات سے خوش ہوئے کہ قرآن کریم میں ان کے بتوں کا ذکر آگیا اور انھوں نے بھی سجدہ کر لیا۔ اس سلسلہ میں مسند بزار اور تفسیر ابن مردویہ میں ایک شدید ضعیف روایت ذکر کی گئی ہے جس میں ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جب **وَمَنَاةُ الثَّالِثَةُ** الاخری کی تلاوت کی تو شیطان نے آپ کی تلاوت میں خودیہ الفاظ ملا دیے یا آپ کی زبان سے جاری کر دیے **”تلک الغرائق العلی فان شفاعتہن ترتجی“** یہ مرغان بلند بانگ ان کی شفاعت کی مقبولیت متوقع ہے۔ یہ سن کر مشرکین خوش ہوئے اور سجدہ کر لیا۔ بعد میں جبریل نے آکر عرض کیا آپ نے وہ چیز تلاوت کی جس کو میں لیکر آیا نہ اللہ تعالیٰ نے اس کو نازل کیا اور آپ کے استفسار پر بتلایا کہ آپ نے یہ کلمات پڑھے ہیں۔ آپ رنجیدہ ہوئے تو اللہ تعالیٰ نے آپ کی تسلی کے لیے یہ آیات نازل فرمائی: **وَمَا ارسلنا من قبلك من رسول ولا نبی الا اذا تمنی القی الشیطان فی امنیته فینسخ اللہ ما یلقی الشیطان ثم یحکم اللہ ایاہ۔** (حج: ۱۵۲)

”اللہ تعالیٰ نے آپ سے پہلے کوئی رسول اور نبی نہیں بھیجا مگر (اس کے ساتھ یہ واقعہ گزرا ہے) جب اس نے آیات کی تلاوت کی تو شیطان نے اس کی تلاوت میں اپنی طرف سے کچھ ملا دیا پس اللہ تعالیٰ نے شیطان کے کچھ کو منسوخ کر دیا اور اپنی آیات کو محکم کر دیا۔“

یہ روایت اپنی تمام اسانید کے ساتھ سنداً باطل اور عقلاً مردود ہے۔ کیونکہ یہ ممکن ہے کہ شیطان آپ کی زبان سے کلام کرے اور نہ یہ کہ اپنی آواز کو آپ کی آواز کے مشابہ کر سکے اور سننے والے اس کی آواز آپ کی آواز قرار دیں اگر بالفرض یہ ممکن ہو تو تمام شریعت سے اعتماد اٹھ جائیگا کیونکہ ہو سکتا ہے کہ ہم تک صحابہ کی روایت سے جو احکام پہنچے ہیں وہ آپ کا قرآن نہ ہوں بلکہ شیطان کا کہا ہوا ہو نیز حدیث صحیح سے ثابت ہے کہ شیطان خواب میں آکر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی مثل نہیں بن سکتا تو جب شیطان آپ کی صورت کے مماثل نہیں ہو سکتا تو آواز کے مماثل کیسے ہو سکتا ہے اور جب وہ سونے والے پر اشتباہ نہیں ڈال سکتا حالانکہ وہ اس حال میں مکلف نہیں ہوتا تو قیاد پر کیسے اشتباہ ڈال سکتا ہے جبکہ وہ مکلف ہوتا ہے۔ امام ابو منصور اتریدبی، امام بیہقی، امام رازی، قاضی بریناوی، علامہ نووی، علامہ کرمانی، علامہ بدر الدین عینی، علامہ قسطلانی اور علامہ آلوسی اور دیگر تمام محققین نے ان روایات کو رد کر دیا ہے۔ اہل علم میں سوا علامہ قسطلانی اور علامہ کرمانی کے کسی نے ان روایات پر اعتماد

نے فرمایا: السجدة على من سمعها وعلى من تلاها "آیت (سجده) تلاوت کرنے والے اور سننے والے دونوں پر سجدہ واجب ہے" وجہ استدلال یہ ہے کہ علی وجوب کے بیٹے آنا ہے۔ لیکن علامہ مدنی اور علامہ ذیلی نے بیان کیا ہے کہ صاحب ہلبیہ کی پیش کردہ حدیث غریب ہے بلکہ ثابت نہیں ہے۔

امام بخاری نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے: انما السجود على من استمع له سجده اس پر واجب ہے جو آیت (سجده) کو قصد استماع سے۔

حضرت زہد بن ثابت رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر آیت سجده تلاوت کی گئی اور آپ نے سجدہ نہیں کیا۔ باقی ائمہ اور جہور انھیں روایات کی بنا پر کہتے ہیں کہ سجده تلاوت واجب نہیں ہے اس کا جواب یہ ہے کہ ان روایات سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ آپ نے آیت سجده سن کر علی الفور سجده نہیں کیا اور سجده تلاوت فوراً واجب نہیں ہوتا بلکہ سننے والے کے ذمہ ہو جاتا ہے چاہے اسی وقت ادا کرے چاہے بعد میں اور ہو سکتا ہے آپ نے اس وقت اس لیے سجده نہ کیا ہوتا کہ بعد میں سجده کرنے والوں کے لیے سہولت رہے اور آپ کا نمونہ موجود ہو۔

فقہی احکام | سجده تلاوت کے لیے وضو اور قبلہ رخ ہونا شرط ہے۔ اول آخر بکبر سنت اور قیام مستحب ہے سجده تلاوت کی آیت سننے کے بعد سجده واجب ہو جاتا ہے خواہ اسے سننے کا قصد ہو یا نہ ہو۔ اگر ایک مجلس میں کئی آدمی آیت سجده تلاوت کریں تو ہر ایک کی تلاوت پر سجده واجب ہو گا۔ نماز میں سجده تلاوت کی آیت پر رکوع کر لیا جائے یا اس کے بعد تین آیات پڑھ کر رکوع کر لیا جائے اور رکوع میں سجده تلاوت کی نیت کر لی جائے تو سجده تلاوت ادا ہو جاتا ہے اور علیحدہ سجده کی ضرورت نہیں اور اگر رکوع میں نیت نہ کی ہو تو سجده میں بلا نیت سجده تلاوت ادا ہو جاتا ہے۔ علیحدہ سجده کی ضرورت نہیں۔ اور آیت سجده پڑھنے کے بعد تین آیات سے زیادہ پڑھ کر رکوع کیا تو علیحدہ سجده کرنا ہو گا۔ اور اگر نماز میں سجده تلاوت ادا کرنے سے رہ جائے تو وہ ساقط ہو جاتا ہے۔ سجده تلاوت صرف انسان کی تلاوت سے واجب ہوتا ہے اگر گھوڑے یا گندیا پھاڑے مگر اگر سجده تلاوت کی بازگشت سنی تو سجده تلاوت واجب نہ ہو گا۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ کبیر (خواہ آڈیو یا ویڈیو) سے سجده تلاوت کی آیت سننے سے سجده واجب نہ ہو گا۔ ریڈیو اور ٹی وی سے جو قرأت نشر ہوتی ہے اس میں بالعموم ریکارڈنگ پیش کی جاتی ہے اس لیے ان کی آواز پر بھی سجده واجب نہ ہو گا۔

نصب الراية ج ۲ ص ۱۷۸ مطبوعہ مجلس علمی سورت ہند، ۱۳۵۵ھ

صحیح بخاری ج ۱ ص ۲۶ مطبوعہ نور محمد راجع المطابع کراچی ۱۳۸۱ھ

ایضاً

رد المحتار ج ۱ ص ۲۶ مطبوعہ مطبع عثمانیہ استنبول ۱۳۲۷ھ

" "

" "

رد المحتار ج ۱ ص ۲۲

" "

" "

marfat.com

حدیث ثانی

Marfat.com

۱ علامہ جمال الدین ذیلی متوفی ۷۶۲ھ

۲ امام ابو عبد اللہ بخاری متوفی ۲۵۶ھ

۳ ایضاً

۴ علامہ ابن عابدین شامی متوفی ۱۲۵۲ھ

۵ علامہ ابن عابدین شامی متوفی ۱۲۵۲ھ

۶ "

ثم يحكم الله آياته -

پھر اللہ تعالیٰ شیطان کے لقاؤ کو مٹا دیتا ہے اور اپنی آیات پختہ کر دیتا ہے۔

اس روایت کو بیان کرنے کے بعد امام بزار کہتے ہیں:

قال البزار لا تعلمه يروي باسناد متصل
يجوز ذكره الا بهذا الاسناد واميه بن خالد ثقة
مشهور وانما يعرف هذا من حديث الكلبى عن ابى
صالح عن ابن عباس له
علامہ البیہقی اسی روایت کو امام طبرانی اور امام بزار کے حوالے سے ذکر کرنے کے بعد کہتے ہیں:

امام بزار فرماتے ہیں کہ ہمارے علم میں اس سند کے
سوا اس حدیث کی اور کوئی ایسی سند متصل نہیں ہے جس کا ذکر
کرنا جائز ہو، امیہ بن خالد مشہور ثقہ ہے، یہ حدیث کلبی از
ابو صالح از ابن عباس کی سند کے ساتھ معروف ہے۔

ان الطبرانی قال لا أعلمه الا عن ابن عباس
عن النبي صلى الله عليه وسلم وقد تقدم حديث
مرسل في سورة الحج اطول من هذا ولكن
ضعيف الاستناد

امام طبرانی نے فرمایا میں اس حدیث کو صرف حضرت
ابن عباس کی روایت سے جانتا ہوں، سورہ حج کی تفسیر
میں اس سے طویل حدیث گزر چکی ہے لیکن وہ ضعیف الاستناد
ہے۔

علامہ البیہقی نے طبرانی کی سند سے سورہ حج میں جو طویل حدیث مرسل بیان کی ہے اس کے بعض حصے یہ ہیں:

وقرأ اخرايتم اللات والعزى ومناة
الثالثة الاخرى التي الشيطان عند ذلك
ذكر الطواغيت فقال لانهم من الغواني
العلی وان شفاعتهم لترتجى وذلك من
سجعة الشيطان وفتنته فوقعت هاتان
الكلمتان في قلب كل مشرك وذلت بها
السننهم واستبشروا بها وقالوا ان محمدا
قد رجع الى دينه الاول ودين قومه فلما بلغ
رسول الله صلى الله عليه وسلم اخر السورة
التي فيها التمجيد سجد وسجد معه كل من
حضره من مسلم ومشرک الى قوله
فلما امسى اتاه جبريل عليه السلام فمشكا
اليه فامر به فقرا - - - فلما بلغها تبرا

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پڑھا "افرايتم اللات
والعزى ومناة الثالثة الاخرى"
تو شیطان نے نبیوں کا ذکر ڈال دیا اور کہا انہم من
الغواني نصق العلى وان شفاعتهم لترتجى -
"یہ بلند بانگ پرندے ان کی شفاعت متوقع ہے" اور یہ
کلمات شیطان کے بنائے ہوئے اور اس کے فتنہ سے
تھے۔ یہ دو کلمے ہر مشرک کے دل میں جاگزیں ہو گئے اور ان
کی زبانوں پر جاری ہو گئے اور انہوں نے خوش ہو کر کہا محمد
اپنے اور اپنی قوم کے پہلے دین کی طرف لوٹ گئے۔ جب
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سورہ النجم کے آخر میں پہنچے تو آپ
نے سجدہ کیا اور آپ کے ساتھ ہر مسلمان اور مشرک نے سجدہ
کیا۔ شام کو آپ کے پاس جبریل آئے اور
آپ سے اس واقعہ کی شکایت کی، آپ نے جبریل کو پڑھنے

۱۔ حافظ نور الدین علی بن ابی بکر البیہقی متوفی ۸۰۷ھ، کشف الاستار عن زوائد البزار ج ۲ ص ۲۷ مطبوعہ موسسۃ الرسالۃ بیروت الطبعة الاولى ۱۴۰۲ھ

۲۔ مجمع الزوائد ج ۳ ص ۳۷ مطبوعہ دار الکتب العربی، الطبعة الثالثة ۱۴۰۲ھ

نہیں کیا۔ سورہ حج کی اس آیت کی تفسیر کرتے ہوئے علامہ آلوسی نے فرمایا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جب اپنی تبلیغ کے پیش نظر امت میں وسعت کی تمنا کرتے تو شیطان مسلمانوں کو دین سے برگشتہ کرنے کے لیے ان کے دلوں میں اسلام کے خلاف شکوک ڈال دیتا مثلاً شجرۃ الزقوم کے بارے میں کہتا جہنم میں درخت کا کیا معنی؟ درخت تو لکڑی کا ہوتا ہے اور آگ لکڑی جلا دیتی ہے پھر جہنم میں درخت کیسے ہو سکتا ہے۔ قرآن میں مکھی کا ذکر آیا تو کہا انا بڑا خدا ہے اور اتنی حقیر چیز کی مثال دیتا ہے۔ قرآن کریم میں ہے: انکھروا تعبدون من دون اللہ حسب جہنم - (انبیاء: ۹۸) تم اور اللہ کے سوا تمہارے معبود سب جہنم کا ایندھن ہیں۔ تو کہا عیسیٰ اور عزیٰز کی بھی عبادت کی گئی ہے اگر وہ بھی جہنم میں گئے تو ہمارے بت بھی چلے جائیں تو کوئی حرج نہیں۔ قرآن کریم میں ہے: ولا تأکلوا مما لعدین کو اسم اللہ علیہ السلام (انعام: ۱۲۲) جس پر خدا کا نام نہ لیا جائے اسے مت کھاؤ۔ تو کہا کمال ہے خدا کا مارا برا حرام ہو اور تمہارا مارا ہوا حلال ہو جائے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کی زبان سے ان تمام شبہات کو زائل کر کے اپنے دین اور اپنی آیات کو حکم فرمادیا۔ اس تفسیر کی بنیاد اس بات پر ہے کہ کتنی کامنی ”پرٹھا“ نہیں بلکہ ”آرزو کی“ ہے۔ یہ اور اب آیت کا ترجمہ یوں ہوگا:

”ہم نے آپ سے پہلے کسی رسول اور نبی کو نہیں بھیجا مگر جب بھی اس نے (اپنی امت کی وسعت کی تمنا کی) تو شیطان نے اس کی تمنائیں (شبہات پیدا کر کے) عمل ڈال دیا تو اللہ تعالیٰ شیطان کے وسوسہ کو مٹا دیتا ہے اور اپنی آیات کو حکم کر دیتا ہے۔“

روایت تلک الغرائق کا متن | امام بزار بیان کرتے ہیں :

امام بزار اپنی سند میں یوسف بن حماد، امیہ بن خالد، شعبہ، ابو بشر، سعید بن جبیر کے ساتھ حضرت ابن عباس سے روایت کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم مکہ میں تھے آپ نے سورۃ النجم پڑھی جب اس آیت پر پہنچے ”اخر ایتہ اللات والعزى ومناة الثالثة الاخرى“ تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان پر یہ کلمات جاری ہوئے: ”تلک الغرائق العلی، الشفاعة منهم ترتجی،“ ”یمرغان بلند بانگ، ان کی شفاعت متوقع ہے۔“ حضرت ابن عباس کہتے ہیں کہ مشرکین یہ سن کر خوش ہوئے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رنجیدہ ہوئے پس اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی ”(ترجمہ:) ہم نے آپ سے پہلے جب بجا کوئی نبی یا رسول بھیجا تو اس کے ساتھ یہ ہوا ہے کہ جب اس نے تلاوت کی تو شیطان اس کی تلاوت میں کچھ اتار کر دیتا ہے“

حدثنا یوسف بن حماد، ثنا امیہ بن خالد، ثنا شعبہ، عن ابی بشر، عن سعید بن جبیر عن ابن عباس، فیما احسب اشک فی الحدیث ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم کان بمکة، فقرأ سورۃ النجم حتی انتہی الی: افرأیتہم اللات والعزى ومناة الثالثة الاخرى“ فجری علی لسانہ تلک الغرائق العلی، الشفاعة منهم ترتجی، قال فسمع ذلک مشرکو اهل مکة، فسروا بذلک فامشوا علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فانتزل اللہ تباریک وتعالیٰ وما ارسلنا من قبلك من رسول ولا نبی الا اذا تمی القی الشیطان فی امنیتہم فینسخ اللہ ما یلقی الشیطان

اصل ہے۔ علم حدیث میں حافظ ابن حجر عسقلانی کا مقام بہت بلند ہے اور ہم ان کی عظمتوں کی گردِ راہ کو بھی نہیں پاسکتے لیکن اس کے باوجود مندرت کے ساتھ یہ کہنے کی جرات کرتے ہیں کہ حافظ ابن حجر عسقلانی نے انقطاع کی صراحت کے ساتھ یہ حدیث بزرگوار ابن مردودہ کی سند کے ساتھ حضرت ابن عباس سے روایت کی ہے پھر کلبی، سدیی، نخاس، ابن اسحاق، طبری، ابن ابی حاتم اور ابن منذر کی اسانید کے ساتھ بھی حضرت ابن عباس سے اس روایت کا ذکر کیا ہے اور یہ تصریح بھی کی ہے کہ یہ اسانید ضعف اور انقطاع سے خالی نہیں ہیں۔ ہماری گزارش یہ ہے کہ یہ روایت اپنی تمام اسانید کے ساتھ صرف حضرت ابن عباس سے مروی ہے ان کے علاوہ کسی اور صحابی سے یہ روایت مروی نہیں ہے۔ اگر بالفرض یہ روایت صحیح ہوتی تو یہ واقعہ ان عجیب و غریب امور پر مبنی ہونے کی وجہ سے بجز حضرت صحابہ سے مروی ہوتا۔ جبکہ اس روایت کے مطابق اس وقت بجز حضرت صحابہ موجود تھے پھر صرف حضرت ابن عباس ہی اس کو کیوں روایت کرتے ہیں؟ دوسری گزارش یہ ہے کہ یہ ہجرت سے پہلے کا واقعہ ہے اور ہجرت کے وقت حضرت ابن عباس کی عمر صرف تین سال تھی تھ تو کیا ایک یا دو سال کی عمر میں حضرت ابن عباس نے اس واقعہ کا مشاہدہ کیا تھا؟ اس روایت کو وضع کر کے حضرت ابن عباس کی طرف منسوب کرنے والوں نے اس وقت ابن عباس کی عمر پر بھی غور نہیں کیا، تیسری گزارش یہ ہے کہ اس روایت میں ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان سے شیطان نے یہ کلمات (تلك الغرائيق العلی الخ) کہلوا لیے تو حضرت جبریل نے آکر کہا آپ نے وہ بات کہی جس کو میں نے نہیں آیا اور اللہ تعالیٰ نے نازل کی اس پر آپ رنجیدہ ہوئے پس اللہ تعالیٰ نے آپ کے حزن و دلال کو نازل کرنے کے لیے سورہ حج کی یہ آیت نازل فرمائی (وما ارسلنا من قبلك من رسول ولا نبی) اور سورہ حج مدنی ہے اور سورہ نجم سن کر مشرکوں کے سجدے کا واقعہ ہجرت سے کئی سال پہلے کا ہے تو گویا آپ کو جو اس واقعہ سے رنج و دلال ہوا اس کو نازل کرنے کے لیے کئی سال بعد سورہ حج کی یہ آیت نازل ہوئی، یہ بات منطقی کے بھی خلاف ہے اور اس میں گھڑت روایت کے بھی خلاف ہے کیونکہ اس میں یہ ہے کہ آپ رنجیدہ ہوئے تو حضرت جبریل یہ آیت لے کر آئے۔ چوتھی گزارش یہ ہے کہ امت کا اس پر اجماع ہے کہ قرآن مجید کو پہنچانے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عدا، خطا، نسیاناً، سہواً کسی طرح غلطی نہیں ہو سکتی پھر یہ کیسے متصور ہو سکتا ہے کہ بقول اس روایت کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے العیاذ باللہ! کفر یہ کلمات صادر ہو گئے۔ پانچویں گزارش یہ ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر شیطان کا جبر کمرنا کسی مسلمان کے نزدیک متصور نہیں ہے پھر یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ شیطان نے یہ کلمات آپ سے کہلوا لیے ہوں، ہم اس روایت سے ہزار بار اللہ کی پناہ مانگتے ہیں۔

روایت تلك الغرائيق کے بارے میں محدثین کی آراء | حافظ بدرالدین اس بحث میں حافظ ابن حجر عسقلانی پر رد کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ قاضی عیاض

۱۔ حافظ شہاب الدین ابن حجر عسقلانی متوفی ۸۵۲ھ، فتح الباری ج ۸ ص ۴۳۹، مطبوعہ دار نشر الکتب الاسلامیہ لاہور، ۱۴۰۱ھ۔

۲۔ شیخ ولی الدین عراقی متوفی ۷۴۲ھ، الاکمال فی اسماء الرجال مع مشکوٰۃ ص ۶۱۴، مطبوعہ اصح المطابع دہلی۔

۳۔ ایسی حدیث کا اعتبار فضائل اعمال میں کرنا جائز نہیں ہے، ان کے بغیر واحد صحیح بھی اس باب میں حجت نہیں (سعیدی)

منہا جبریل وقال معاذ اللہ من ہاتین
ما انزلہما ربی ولا امرق بہما ربک
فلما راٰی ذلک رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم شق علیہ وقال اطعت الشیطان
وتکلمت بکلامہ وشرکتی فی امر اللہ
فینسخ اللہ ما یلقی الشیطان وانزل علیہ
وما ارسلنا من قبلك من رسول ولا نبی
الا اذا تمق العقی الشیطان فی امنیۃ
فینسخ اللہ ما یلقی الشیطان ثم یرحمہ
اللہ آیاتہ واللہ علیہ حکیم لیجعل
ما یلقی الشیطان فتنۃ للذین فی قلوبہم
مرض والقاسیۃ قلوبہم وان الظالمین
لفی شقاق بعید فلما براہ اللہ عزوجل
من سجع الشیطان وفتنۃ انقلب
المشکون بصلالہم وعداوتہم بلہ

کا حکم دیا جب وہ ان کلمات پر پہنچے تو انھوں نے ان سے
بلات کا اظہار کیا اور کہا معاذ اللہ ان کلمات کو میرے رب نے
نازل کیا مجھے ان کے پہنچانے کا حکم دیا، جب رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم نے یہ دیکھا تو آپ کو رنج ہوا اور آپ نے فرمایا
میں نے شیطان کی اطاعت کی اور اس کے کلام کو بڑھا اور
وہ اللہ کے حکم میں میرا شریک ہو گیا پھر اللہ تعالیٰ نے شیطان
کے اس انقاد کو منسوخ کر دیا اور آپ پر یہ آیت نازل کی:
(ترجمہ:) ہم نے آپ سے پہلے جب بھی کوئی نبی یا رسول
بھیجا اس کے ساتھ یہ ہوا کہ جب بھی اس نے تلاوت کی تو
شیطان نے اس کی تلاوت میں انقاد کر دیا، تو اللہ تعالیٰ
شیطان کے انقاد کو منسوخ کر دیتا ہے، پھر اللہ اپنی آیات
کو حکم کر دیتا ہے اور اللہ تعالیٰ جاننے والا اور حکمت والا ہے تاکہ
اللہ تعالیٰ شیطان کے انقاد کو ان لوگوں کے حق میں آزمائش
کر دے جن کے دلوں میں بیماری ہے اور جن کے دل
سخت ہیں اور بے شک ظالم مخالفت میں بہت دُرّ جاڑے
ہیں۔ جب اللہ تعالیٰ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو شیطان کے انقا
د سے بری کر دیا تو مشرکین اپنی گمراہی اور دشمنی کی طرف پھڑٹ
اُٹے۔

علامہ الہیثمی نے اس روایت کو امام طبرانی کے حوالے سے عروہ بن زبیر سے روایت کیا ہے اور یہ روایت مرسل ہے
کیونکہ عروہ بن زبیر تابعی ہیں انھوں نے زمانہ رسالت نہیں پایا تھا۔
ہم نے اس روایت کو سند متصل اور سند مرسل دونوں طریقوں سے بالتفصیل اس لیے بیان کیا ہے تاکہ اہل علم اور
قارئین کو معلوم ہو جائے کہ ہم اس روایت سے اس قدر شدید اختلاف کیوں کر رہے ہیں۔

روایت تلک الغرائق کی فنی حیثیت پر بحث و نظر

ما فظ ابن حجر مستطابق نے کہا ہے کہ ان روایات کی تمام اسانید ہر چند کہ ضعف، انقطاع اور ارسال سے خالی نہیں لیکن
چونکہ یہ روایت منہد اسانید سے منقول ہے اس لیے اس کی کثرت اسانید سے پتا چلتا ہے کہ ان کی کوئی نہ کوئی

روایت تلک الغرائق کے بارے میں مفسرین کی آراء قاضی ابوبکر بن العربی نے دس وجوہ سے اس روایت کو باطل کیا ہے۔ پہلی وجہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ جب نبی کے پاس فرشتہ کو وحی دے کر بھیجتا ہے تو اس میں ایک علم پیدا کرتا ہے جس سے وہ جانیتا ہے کہ یہ فرشتہ ہے ورنہ نبی کو کیسے یقین ہوگا کہ یہ اللہ کی وحی ہے پھر یہ کیسے ممکن ہے کہ شیطان اگر کچھ کلمات پڑھے اور آپ کو پتا نہ چلے۔ دوسری وجہ یہ ہے کہ اہل اسلام کا اس پر اجماع ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو کفر و شرک سے معصوم رکھا ہے اور جو شخص ایک آن کے لیے بھی آپ پر کفر کو جائز رکھے وہ خود اسلام سے خارج ہو جائے گا۔ اور ظاہر ہے کہ بتوں کی تعریف کرنا اور ان کو شفاعت کرنے والا کہنا کفر ہے۔ تیسری وجہ یہ ہے کہ ہم امت محمدیہ کا تلخیص ہیں ہم بھی ان کلمات کا کفر یہ ہونا جانتے ہیں تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم جن کو اللہ تعالیٰ نے خود اپنی معرفت کرائی ہے، اب ان کلمات کے کفر سے غافل ہو سکتے ہیں۔ علامہ ابن العربی نے اسی طرح باقی وجوہات بیان کیں اور آخر میں فرمایا کہ یہ تمام روایات باطل ہیں ان کی کوئی اصل نہیں ہے لہ

علامہ نسفی اس روایت پر رد کرتے ہوئے لکھتے ہیں اس روایت کے مطابق اگر آپ نے یہ کلمات عدا کہے تو یہ باطل ہے کیونکہ یہ کفر ہے اور اگر شیطان نے بزور آپ کی زبان سے یہ کلمات جاری کرائے تو یہ بھی محال ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: (اِنَّ عِبَادِيْ كَيْفَ لَكَ عَلَيْهِمْ سُلْطٰنٌ) (اسراء: ۷۵) ”(اے شیطان) تجھے میرے خاص بندوں پر تسلط نہیں ہو سکتا“ تو حضور پر بطریق اولیٰ تسلط نہیں ہوگا یا سہو اور غفلت کی وجہ سے یہ کلمات نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان سے نکل گئے۔ یہ بھی باطل ہے کیونکہ وحی پہنچاتے ہوئے اس قسم کی غفلت آپ پر جائز نہیں ہے ورنہ شریعت سے بالکلیہ اعتماد اٹھ جائے گا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: لَا يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْ بَيْنِ يَدَيْهِ وَلَا مِنْ خَلْفِهِ (حم السجدہ: ۴۲) ”(قرآن میں) باطل نہ سامنے سے آسکتا ہے نہ پیچھے سے“ یعنی غیر قرآن، قرآن میں شامل نہیں ہو سکتا اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: اِنَّا نَحْنُ خَيْرُ لَدُنَّا الذِّكْرَ وَاِنَّا لَهٗ لَخٰفِضُوْنَ (الحجہ: ۹) ”ہم نے قرآن مجید کو نازل کیا ہے اور ہم ہی اس کے محافظ ہیں۔ لہ

امام رازی لکھتے ہیں کہ یہ روایت قرآن، سنت اور عقلی دلائل سے باطل ہے پھر انھوں نے اس کے بطلان پر قرآن مجید کی سات آیات پیش کی ہیں اور سنت سے اس کے بطلان پر دلیل پیش کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ امام محمد بن اسحاق بن خزمیر سے اس قصہ کے بارے میں سوال کیا گیا تو انھوں نے فرمایا یہ روایت زندیقوں نے گھڑی ہے اور اس پر انھوں نے ایک کتاب تصنیف کی اور امام ابوبکر احمد بن حسین بیہقی نے فرمایا یہ قصہ از روئے روایت ثابت نہیں ہے اور انھوں نے اس روایت کے تمام راویوں پر کلام کیا اور یہ واضح کیا کہ اس کے تمام راوی مطعون ہیں نیز صحیح بخاری میں ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے سورہ واتجم پڑھی جس کو سن کر تمام مسلمانوں، مشرکوں اور جت دانس نے سجدہ کیا اور اس میں غرائق کا قصہ نہیں ہے۔ اس کے بعد امام رازی نے اس روایت کے بطلان پر

۱۔ علامہ ابوبکر محمد بن عبد اللہ ابن العربی متوفی ۵۴۳ھ، احکام القرآن ج ۳، ص ۱۳۰۳-۱۳۰۰، مطبوعہ دار المعرفۃ بیروت۔

۲۔ علامہ ابوبکر محمد بن عبد اللہ ابن العربی متوفی ۵۴۳ھ، احکام القرآن ج ۳، ص ۱۳۱۳، مطبوعہ دار الکتب پشاور۔

اور ابن عربی نے اس روایت کو رد کیا ہے اور یہی چیز نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی جلالت قدر اور عظمت خلاق کے لائق ہے۔ کیونکہ ان کلمات کفریہ کے جاری ہونے سے آپ کی زبان کی عصمت، نزاہت اور برادرت دلائل کثیرہ اور اجماع امت سے ثابت ہے آپ اس چیز سے بری ہیں کہ آپ کے قلب یا زبان پر اس قسم کی کوئی چیز جاری ہو یا شیطان کا آپ پر تسلط ہو یا آپ اللہ تعالیٰ کی طرف غلط بات کی عدا یا سہواً نسبت کریں یہ دلائل عقلیہ اور نقلیہ سے محال ہے اور اگر بالفرض ایسا ہوتا تو بہت سے مسلمان مرتد ہو جاتے اور یہ منقول نہیں ہے۔ نیز اگر ایسا ہوتا تو صحابہ سے یہ امر مخفی نہ رہتا بلکہ

علامہ کرمانی لکھتے ہیں کہ تلک الخرائین العلی والی روایت باطل ہے۔ عقلاً صحیح ہے نہ نقلاً۔ کیونکہ مشرکین کے خدائوں کی تعریف کرنا کفر ہے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف اس کی نسبت کرنا صحیح نہیں، نہ یہ صحیح ہے کہ آپ نے یہ کہا اعیاذ باللہ آپ اس سے بری ہیں۔ سورہ نجم کی تفسیر میں بھی علامہ کرمانی نے اس کا رد کیا ہے۔

ملا علی فارسی لکھتے ہیں کہ بعض مفسرین نے اس روایت کو نقل کیا ہے لیکن صحیح نہیں ہے نیز فرماتے ہیں کہ یہ جو روایت میں ہے کہ مشرکین نے اس لیے سجدہ کیا تھا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے باطل خدائوں کی تعریف کی تھی یہ باطل قول ہے اور زندیقوں کا گھڑا ہوا ہے۔ ۷۵۔

شیخ عبدالحق محدث دہلوی کہتے ہیں کہ یہ قصہ عظام اور نقلاً وحوہ کثیرہ سے بالکل ہے اور یہ روایت موضوع ہے یہ

- ۱۔ علامہ بدر الدین عینی متوفی ۸۵۵ھ - عمدۃ القاری ج ۱۹ ص ۶۶، مطبوعہ ادارۃ الطباعة المیزان مصر، ۱۳۴۸ھ۔
 ۲۔ قاضی عباس بن موسیٰ مالکی اندلسی متوفی ۵۴۴ھ، الشفا محصلہ ج ۲ ص ۱۱۰-۱۰۶، مطبوعہ عبد التواب اکبریدی ملتان۔
 ۳۔ علامہ محمد بن یوسف کرمانی متوفی ۷۸۶ھ، شرح البخاری للکوفی، ج ۶ ص ۱۵۳، مطبوعہ دار احیاء التراث العربی بیروت ۱۴۰۱ھ۔
 ۴۔ " شرح البخاری لکرمانی ج ۱۸ ص ۱۱۶ " "
 ۵۔ ملا علی بن سلطان محمد القاری متوفی ۱۰۱۴ھ، مرقات ج ۳ ص ۳۲، مطبوعہ مکتبۃ المداد بیروت ۱۳۹۲ھ۔
 ۶۔ شیخ عبدالحق محدث دہلوی متوفی ۱۰۵۲ھ، اشعة المسرات ج ۱ ص ۲۴، مطبوعہ مطبع تیج کار کھٹنہ، برنسہم ۱۹۶۴ع۔

ہیں کہ آپ نے قرآن مجید پہنچاتے ہوئے اس میں کچھ اور کلمات ملا دیئے۔

علامہ آلوسی نے ص: ۱۶۶ سے لے کر ص: ۱۸۷ تک اس موضوع پر طویل بحث کی ہے اور حافظ ابن حجر عسقلانی اور شیخ ابراہیم کورانی نے اس روایت کی جس قدر تاویلات بیان کی ہیں سب کا چُن چُن کر ذکر کیا ہے۔ اس بحث میں انھوں نے صلیح الاقواء سے شیخ ابو منصور ماتریدی کا یہ قول نقل کیا ہے کہ صحیح بات یہ ہے کہ شیطان نے اپنے نزدیک اور بے دین چیلوں کے دلوں میں تلک الغرانیق کا دوسرا ڈالا ہے تاکہ وہ ضعیف مسلمانوں کو دین کے بارے میں شک و شبہ میں مبتلا کریں حالانکہ بارگاہ رسالت پناہ اس قسم کی خرافات سے بری ہے۔ ۵

شیخ ابو منصور ماتریدی کی طرح قاضی عیاض نے بھی یہی لکھا ہے اور اس کی تائید میں حضرت ملا علی قاری نے

یہ آیت پیش کی: وَكَذَلِكَ جَعَلْنَا لِكُلِّ نَبِيٍّ عَدُوًّا شَيَاطِينَ الْإِنْسِ وَالْجِنِّ يُوحِي بَعْضُهُمْ إِلَى بَعْضٍ

ذُخِرَ الْقَوْلُ غُورًا وَلَوْ شَاءَ رَبُّكَ مَا فَعَلُوهُ فَذَرْهُمْ وَمَا يَفْتَرُونَ - (انعام: ۱۱۲)

اور اسی طرح ہم نے ہر نبی کا شیاطین انس اور جن کو دشمن بنا دیا، یہ ایک دوسرے کو ملے کی ہوئی جھوٹی بات (لوگوں کی) بہکانے کے لیے پہنچاتے ہیں اور اگر آپ کا رب چاہتا تو وہ یہ کام نہ کرتے، پس آپ انھیں اور ان کے بہتان کو چھوڑ دیں۔ اور امام مسلم نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ آخر زمانہ میں کچھ لوگ ایسی حدیثیں بیان کریں گے جن کو تم نے سنا ہو گا نہ تمہارے باپ دادا نے۔ تم ان سے دور رہو وہ تم سے دور رہیں تاکہ وہ تمہیں گمراہ کر سکیں نہ فتنہ میں ڈال سکیں۔ نیز آپ نے فرمایا: آخر زمانہ میں دجال اور کذاب ہونگے وہ تم کو ایسی حدیثیں سنائیں گے جو تم نے سنی ہونگی نہ تمہارے باپ دادا نے، تم ان سے دور رہو وہ تم سے دور رہیں تاکہ وہ تم کو گمراہ کر سکیں نہ فتنہ میں ڈال سکیں۔

ایک شبہ کا ازالہ

ہم نے اس روایت کی فنی نوعیت واضح کی ہے۔ اور جلیل القدر محدثین اور مفسرین کی اُراد بھی بیان کی ہیں جن سے اس روایت کا من گھڑت اور جھوٹ ہونا واضح ہو گیا۔ حافظ ابن حجر عسقلانی نے اس روایت کی یہ تاویل کی ہے کہ شیطان نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی مشابہ آواز میں یہ کلمات کہے اور سننے والوں نے یہ سمجھا کہ آپ نے یہ کلمات فرمائے ہیں اس جواب کو بعض علماء نے اپنی تصانیف میں نقل کیا ہے۔ لیکن یہ جواب اس لیے صحیح نہیں ہے کہ جس طرح شیطان آپ کی مثل نہیں بن سکتا اسی طرح آپ کی آواز کی مثل بھی نہیں بنا سکتا۔ کیونکہ مماثلت کی نفی یا اس وجہ سے ہے کہ ہدایت اور گمراہی میں اشتباہ نہ ہو یا تعظیم کی وجہ سے ہے اور اگر شیطان آپ کی آواز کی مثل پر قادر ہو تو یہ تعظیم کے خلاف ہے اور اگر شیطان آپ کی آواز کی مثل پر قادر ہو جائے گی۔ بعض علماء نے اس پر اس سے استدلال کیا ہے کہ لوگ شیطان کی آواز سنتے تھے کیونکہ جنگ بدر میں شیطان نے کفار سے کہا تھا کہ ”لا غالب لکم الیوم“

۵۔ علامہ ابوالحیاء محمد بن یوسف اندلسی غرناطی متوفی ۵۴۲ھ، المعجم المصنوع ج ۶ ص ۳۸۲-۳۸۱، مطبوعہ دار الفکر بیروت، ۱۴۰۳ھ۔

۶۔ علامہ سید محمود آلوسی متوفی ۱۲۷۲ھ، روح المعانی ج ۱، ص ۱۷۷، مطبوعہ دار احیاء التراث العربی بیروت۔

۷۔ ملا علی بن سلطان محمد القاری متوفی ۱۰۱۴ھ، شرح المشکوٰۃ علی مشرف فیہ الریاض ج ۲ ص ۹۲، مطبوعہ دار الفکر بیروت۔

پانچ عقلی دلیلیں قائم کی ہیں۔ پانچویں دلیل یہ ہے کہ اگر یہ جائز ہو کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے قرآن پہنچانے میں شیطان آپ کی زبان سے وہ کلمات کہلوادے جو قرآن نہیں ہیں تو شریعت سے بھر و سدا اعتقاد اسٹھ جائے گا اور ہر آیت میں یہ احتمال ہوگا کہ شاید یہ غیر قرآن ہو اور یہ بلا ہتہ باطل ہے۔

علامہ قرطبی کہتے ہیں کہ: قرآن مجید میں ہے: "وَأَن كَادُوا لَيَفْتَنُونَكَ أَلَّذِي أَوْحَيْنَا إِلَيْكَ لَتُنْفِرُوا

علینا غیریہ وادعاً لاتخذوا خلیلاًہ ولولان ثبتناک لقد کدت ترکن الیہم ضیثاً قلیلاً (اسراء: ۷۴، ۷۵) ”وہ آپ کو ہماری وحی سے نفرت سے دینے کے قریب تھے تاکہ آپ ہم پر کوئی بات مگر دیں اور اس وقت وہ ضرور آپ کو اپنا دوست بنا لیتے اور اگر ہم آپ کو مضبوط نہ رکھتے تو آپ ان کی طرف تھوڑا سا مائل ہو جاتے یہ ان آیتوں کا مفہوم یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو اللہ پر افترا باندھنے سے محفوظ اور معصوم رکھا اور اس روایت میں ہے کہ آپ نے اللہ پر افترا باندھا اور وہ بات کہی جو اللہ تعالیٰ نے نہیں فرمائی نیز یہ ہے کہ آپ نے کہا ”میں نے شیطان کی اطاعت کی اور اس کا کلام کہا“ لہذا یہ روایت صراحتہً ان آیتوں کے خلاف اور ان کی ضد ہے پس یہ روایت اگر سند صحیح سے بھی وارد ہوتی تو مردود قرار دی جاتی اور جب فی الواقع اس کی سند صحیح میں ہے تو کیونکر مردود ہوگی! نیز علامہ قرطبی نے لکھا ہے کہ ہم اس روایت سے خدا کی پناہ مانگتے ہیں اس کی کسی تاویل کی ضرورت نہیں ہے یہ

علامہ ابو جہان اندلسی لکھتے ہیں کہ ابن عطیہ، زعزعی اور بعض دوسرے مفسرین نے اس جگہ ایسی چیزیں لکھی ہیں جن کا وقوع عام مسلمانوں سے بھی نہیں ہو سکتا چہ جائیکہ ان کی نسبت نبی معصوم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف کی جائے جامع السیرۃ النبویہ امام محمد بن اسحاق سے اس قصہ کے بارے میں سوال کیا گیا تو انہوں نے فرمایا کہ اس کو زندہ لیتوں نے گھڑ بیا ہے اور اس پر انہوں نے ایک مستقل کتاب لکھی اور امام ابو بکر احمد بن حنبل نے فرمایا کہ اذروئے روایت یہ قصہ صحیح نہیں ہے اور اس کے تمام راوی ملعون ہیں اور صحاح اور حدیث کی دیگر معتبر کتب میں یہ قصہ نہیں ہے اور اس قصہ کو پیچیدہ دینا واجب ہے اس لیے میں نے اپنی کتاب کو اس قصہ کے ذکر سے پاک رکھا ہے جن لوگوں نے اس قصہ کو نقل کیا ہے ان پر توبہ ہے کہ ایک طرف تو وہ قرآن مجید میں یہ آیات تلاوت کرتے ہیں وَالنَّجْمِ إِذَا هَوَىٰ ۝ مَا صَدَّلَ صَاغِبُكُمْ ۝ مَا غَوَىٰ ۝ وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوَىٰ ۝

وَالنَّجْمِ إِذَا هَوَىٰ ۖ مَا ضَلَّ صَاحِبُكُمْ وَمَا غَوَىٰ ۚ وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوَىٰ ۚ

إِنْ هُوَ إِلَّا وَحْيٌ يُوحَىٰ (والنجم : ١-٣)

۱۲۰۹ - حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ نَا لَيْثٌ
عَنِ ابْنِ عَجَلَانَ ح وَحَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ
وَالْقَفْظُ لَهُ قَالَ نَا أَبُو حَالٍ الْإِسْمَاعِيلِيُّ عَنْ ابْنِ عَجَلَانَ
عَنْ عَامِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الزُّبَيْرِ عَنْ أَبِيهِ قَالَ كَانَ
رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا قَعَدَ يَدْعُو
وَضَعُ يَدَهُ الْيُمْنَى عَلَى فَخِذِهِ الْيُمْنَى وَيَدَهُ الْيُسْرَى
عَلَى فَخِذِهِ الْيُسْرَى وَأَشَارَ بِأَصْبَعِهِ السَّبَّابَةِ
وَوَضَعَ إِبْهَامَهُ عَلَى إَصْبَعِهِ الْوُسْطَى وَيُلْقِيهِ
كَقَوْلِهِ الْيُسْرَى عَلَى رُكْبَتَيْهِ .

۱۲۱۰ - وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ وَعَبْدُ بْنُ
حُمَيْدٍ قَالَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ رَافِعٍ نَا عَبْدُ الْوَهَّابِ
قَالَ أَنَا مَعْمَرُ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ عَنْ نَافِعٍ عَنْ
ابْنِ عُمَرَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ إِذَا
جَلَسَ فِي الصَّلَاةِ وَضَعَ يَدَيْهِ عَلَى رُكْبَتَيْهِ وَمَا فَعَرَّ
إَصْبَعَهُ الْيُمْنَى الَّتِي تَلِي الْإِبْهَامَ فَفَعَلَ بِهَا وَيَدَهُ
الْيُسْرَى عَلَى رُكْبَتَيْهِ الْيُسْرَى بِأَسْطَحِهَا عَلَيْهِمَا .

۱۲۱۱ - وَحَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ قَالَ نَا يُونُسُ
بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ نَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ عَنْ أَيُّوبَ عَنْ
نَافِعٍ عَنْ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
كَانَ إِذَا قَعَدَ فِي التَّشَهُّدِ وَضَعَ يَدَهُ الْيُمْنَى عَلَى رُكْبَتَيْهِ
الْيُسْرَى وَوَضَعَ يَدَهُ الْيُمْنَى عَلَى رُكْبَتَيْهِ الْيُسْرَى وَعَقَدَ ثَلَاثًا
وَحَمْسِينَ وَأَشَارَ بِالسَّبَّابَةِ .

۱۲۱۲ - حَدَّثَنَا أَبِي جَبِي بْنُ يَحْيَى قَالَ قَرَأْتُ عَلَى
مَالِكٍ عَنْ مُسْلِمِ بْنِ أَبِي مَرْوَةَ عَنْ عُرَيْبِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ
الْمَعْدَنِيِّ أَنَّهُ قَالَ مَا أَرَى عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عُمَرَ وَآنَا أَهْبَطُ
بِالْحَصَى فِي الصَّلَاةِ فَلَمَّا انْصَرَفَ نَهَانِي فَقَالَ اصْنَعْ
كَمَا كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَصْنَعُ قُلْتُ
وَكَيْفَ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَصْنَعُ
قَالَ كَانَ إِذَا جَلَسَ فِي الصَّلَاةِ وَ

حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں
کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم دعا کے وقت اس طرح بیٹھے
ہوتے کہ دایاں ہاتھ دائیں ران پر اور بایاں ہاتھ بائیں ران پر
ہوتا اور شہادت کی انگلی سے اشارہ کرتے انگوٹھا بیچ کی
انگلی پر رکھتے اور بایاں ہاتھ گھٹنوں پر رکھتے۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں
کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جب نماز میں بیٹھتے تو اپنے ہاتھ
اپنے گھٹنوں پر رکھتے اور جو انگلی انگوٹھے کے قریب ہے
اس سے اشارہ کرتے دراصل حالیکہ آپ کا بایاں ہاتھ بائیں
گھٹنے پر بچھا ہوتا۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب تشہد میں بیٹھے تو بایاں ہاتھ
بائیں گھٹنے پر رکھتے اور دایاں ہاتھ پر اور شہادت کے
وقت ترمین کا ہاتھ بناتے اور انگشت شہادت سے اشارہ
کرتے۔

عبدالرحمن ملاحی بیان کرتے ہیں کہ حضرت عبداللہ
بن عمر رضی اللہ عنہما نے مجھے نماز میں گنگریوں سے کہتے ہوئے
دیکھا انھوں نے نماز سے فارغ ہونے کے بعد مجھے اس
سے منع کیا اور کہا اس طرح کیا کرو جیسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم کرتے تھے۔ میں نے پوچھا آپ کیسے کیا کرتے تھے۔

کہا جب آپ نماز میں بیٹھتے تو دائیں ہاتھ بائیں ران پر
رکھتے اور بائیں ہاتھ بائیں گھٹنے پر رکھتے اور شہادت کے
وقت ترمین کا ہاتھ بناتے اور انگشت شہادت سے اشارہ
کرتے۔

اور جنگ اُمد میں شیطان نے آواز دی تھی کہ "مغفور شہید ہو گئے" لیکن یہ استدلال صحیح نہیں ہے۔ کیونکہ یہاں شیطان کی آواز مغفور کے مشابہ تھی نہ کسی نے اس کی آواز کو آپ کے مشابہ سمجھا تھا پھر اس سے اس پر کیسے استدلال ہو سکتا ہے کہ شیطان آپ کی آواز کی مشابہت کر سکتا ہے۔

میرے نزدیک چونکہ یہ روایت بارگاہ رسالت کی عظمتوں کے معنائی تھی اس لیے میں نے اس کے رد اور ابطال میں کافی تفصیل اور تحقیق سے گفتگو کی ہے۔ میں اس پر بہت عرصہ سے غور و فکر کرتا رہا ہوں۔ سب سے پہلے میں نے یہ بحث ابریز میں پڑھی جس میں سیدی غوث عبدالعزیز و باغ قدس سرہ نے اس روایت کو باطل اور موضوع قرار دیا اور سورۃ حج کی زیر بحث آیت (۵۲: ۱) کا صحیح محمل بیان کیا، اس کے بعد میں اس پر مسلسل مطالعہ کرتا رہا، میں نے اپنے معاصر علماء سے اس روایت کے بارے میں مذاکرہ بھی کیا، میں نے دیکھا کہ حافظ ابن حجر مستطانی کی اتباع میں بعض جید علماء نے بھی اس موضوع روایت کو اس باطل تاویل کے سہارے اختیار کر لیا ہے جس کو ابھی ہم نے حافظ ابن حجر کے حوالے سے ذکر کیا ہے تاہم یہ علماء صحیح العقیدہ ہیں اور ان کی نیت فاسد نہیں ہے صرف روایت پرستی کے رنگ کی وجہ سے انہوں نے اس روایت کو اس باطل تاویل کے ساتھ اپنی تصانیف میں درج کر دیا، اللہ تعالیٰ ان کی مغفرت فرمائے اور مصنف کے دل میں محبت رسول کو اور زیادہ کر دے۔ اے اللہ! تو گواہ ہے کہ میں شخصیت پرست نہیں ہوں، اللہ اور اس کے رسول کی حرمت سے بڑھ کر مجھے کسی کی حرمت عزیز نہیں ہے، میں نے جو یہ سچی کی ہے وہ صرف اور صرف مقام رسول کے تحفظ کی خاطر کی ہے، اے اللہ! اس کوشش کو قبول فرما اور اس کو مصنف کے لیے توشہ آخرت اور مغفرت اور رحمت کا ذریعہ بنا دے، مصنف کو بیش از بیش خدمت دین کی توفیق دے اور اس کا ایمان پر خاتمہ فرما اور دلائل کی نعمتیں اور سادات میں اس کا مقدر کر دے! آمین یا رب العالمین! والحمد لله رب العالمین والصلوة والسلام علی محمد سید المرسلین خاتم النبیین علیہ وعلى آلہ واصحابہ وازواجه واولیاء امتہ وعلماء ملتہ اجمعین!

بَابُ صِفَةِ الْجُلُوسِ فِي الصَّلَاةِ وَكَيْفِيَّتِهِ وَضَعِ الْيَدَيْنِ عَلَى الْفَخْرَيْنِ

حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب نماز میں بیٹھے تو بائیں پیر کو ران اور پٹلی کے درمیان کھڑا کر لیتے اور دایاں پاؤں بچھاتے اور بایاں ہاتھ بائیں گھٹنے پر اور دایاں ہاتھ دائیں ران پر رکھتے اور (شہادت کے وقت) انگلی سے اشارہ کرتے۔

۱۲۰۸ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مَعْمَرٍ بْنُ رَبِيعٍ الْقَيْسِيُّ قَالَ نَأَى أَبُو هِشَامٍ الْمُعْزَمِيُّ عَنْ عَبْدِ الْوَّاحِدِ وَهُوَ ابْنُ زَيْدٍ قَالَ نَأَى حُثْمَانُ بْنُ حَكِيمٍ قَالَ حَدَّثَنِي عَامِرُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الزُّبَيْرِ عَنْ أَبِيهِ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا قَعَدَ فِي الصَّلَاةِ جَعَلَ قَدَمَهُ الْيُسْرَى بَيْنَ فَخْذَيْهِ وَسَاقِهِ وَقَرَشَ قَدَمَهُ الْيُمْنَى وَوَضَعَ يَدَهُ الْيُسْرَى عَلَى رُكْبَتِهِ الْيُسْرَى وَوَضَعَ يَدَهُ الْيُمْنَى عَلَى فَخْذِهِ الْيُمْنَى وَأَشَارَ بِأَصْبَعِهِ

اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عمل کو اپناتے ہیں اور یہی امام ابوحنیفہ کا قول ہے۔

امام مالک انگلی سے اشارہ کرتے تھے.... ابن
انعام مالکی تشہد میں اشارہ کرنے کو مستحب قرار دیتے تھے۔
اور ابن رشد مالکی اس کو سنت قرار دیتے تھے۔

احادیث صحیحہ کی بنا پر انجمن شہادت سے تشہیدی
لا الہ الا اللہ پڑھتے وقت اشارہ کرنا مستحب ہے اور
صرف دائیں انگوٹھ کی انجمن شہادت سے اشارہ کرے۔

نمازی کے لیے مستحب یہ ہے کہ جب تشہد کے
یہ بیٹھے تو ریاں ہاتھ بائیں ران پر رکھے اور اس حاکمہ ہاتھوں
کی انگلیاں قبضہ کی طرف ہوں اور دایاں ہاتھ دائیں ران پر رکھے
مختصر اور نمبر (چھنگلیاں) کو بند کر کے انگوٹے اور درمیان
انگلی سے حلقہ بنا دے اور انگوٹے کے تریب انگشت
شہادت سے اشارہ کرے۔

امام ابو حنیفہ، امام مالک اور امام شافعی کے نزدیک سبابہ (انگشت شہادت) کے سوا تمام انگلیوں کے ساتھ مٹھی بند کرے اور سبابہ سے اشارہ کرے

اسی کو ترمین کا عقد کہتے ہیں اور امام احمد بن حنبل کے نزدیک خنصر اور بنصر کو بند کرے اور درمیانی انگلی کو انگوٹھے کے ساتھ ملا کر حلقہ بنائے اور انگشت شہادت سے اشارہ کرے۔ امام ابو حنیفہ کے نزدیک اَشْهَدُ اَنْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰہُ - میں لا پر انگلی اٹھائے اور اَلَا پر رکھ دے تاکہ نفی کے ساتھ رفع، اور اثبات کے ساتھ وضع کی مناسبت ہو۔ امام احمد بن حنبل اور امام شافعی کے نزدیک لفظ اللہ پر انگلی اٹھائے تاکہ قول اور عمل سے توجید ظاہر ہو۔ واضح رہے کہ ائمہ ثلاثہ جو

علی فتحہ الیسی قال محمد وبضع رسول اللہ
 صلی اللہ علیہ وسلم ناخذ وهذا قول ابی حنیفہ ^{رحمہ}
 علامہ وشافعی الکی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

عن مالك انه يحركها ---- استحب في سماع
ابن القاسم تحريك الاصابع في التشهد ابن رشد
تحريكها هو السنة من فعله صلى الله عليه وسلم
علامه نووي شافعي رحمه الله عليه فرماتے ہیں:

اما الاشارة بالمسيحة مستحجة عندنا للاحدیث
الصحيحة قال امحيا بن ايشير عند قوله لا اله الا
الله من الشهادة ويشير بمسيحة اليمنى لا غير
علامه ابن قدامه غنيلي رحمه الله فرماتے ہیں :

يستحب للمصل إذا جلس للشهادة وضع
اليدين اليسرى على فخذه اليسرى بمبسوطة مضومة
الأصابع مستقبلاً بجميع أطراف أصابعها القبلة
ويضع يده اليمنى على فخذه اليمنى يقبض منها
الخنصر والبنصر ويحلق الإبهام مع الوسطى ويشير
بالسبابة وهي الأصبع القليل الإبهام مع

مذاہب اربعہ میں رفع سبابہ کی کیفیت

۱۷ امام محمد شیبانی متوفی ۱۸۹ ھ

۵ علامہ ابو عبد اللہ وشتانی متوفی ۸۲۸ ھ

۳ علامہ یحییٰ بن شرف نووی منوفی ۶۷۶ ھ

ۛ ابو محمد عبد اللہ بن احمد بن قدامہ متوفی ۴۲۰ ھ

۴۴ عبد الرحمن الجزيري

موظا امام محمد ص ۱۰۶۔ مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی۔

اکمال اکمال المعلم ج ۲ عن ۲۷۸ مطبوعه دارالکتب العلمیہ بیروت

شرح مسلم للنووی ج ۱ ص ۴۱۶ مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی

منشی باین قدامہ ج ۱ ص ۳۱۳ مطبوعہ دارالفکر بیروت

ماہنامہ مارٹا

فَخَذَهُ الْيَمْنَى وَقَبَضَ أَصَابِعَهُ كُلَّهَا وَأَشَارَ بِأَصْبَعِ
الَّتِي تَلَى الْإِبْهَامَ وَوَضَعَ كَفَّهُ الْيُسْرَى عَلَى فَخْذِهِ
الْيُسْرَى.

قریب ہے اس سے اشارہ فرماتے اور بائیں ہاتھ کی بائیں
انگوٹھ پر رکھتے۔

۱۲۱۳۔ وَحَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عَمْرٍو قَالَ سَمِعْتُ
عَنْ مُسْلِمِ بْنِ أَبِي مَرْزُومٍ عَنْ عَلِيِّ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ التَّمَعَاوِيِّ
قَالَ صَدَّقْتُ ابْنَ جُنَيْبٍ ابْنَ عَمْرٍو حَدَّثَنَا عَنْ جَدِّهِ حَوْصَلَةَ بْنِ
مَالِكٍ وَهَذَا قَالَ سَمِعْتُ ابْنَ جُنَيْبٍ ابْنَ سَعِيدٍ
حَدَّثَنَا بِه عَنْ مُسْلِمِ بْنِ حَمْدٍ ثَنِيهِ مُسْلِمٌ۔

ایک اور سند سے بھی ایسی ہی روایت منقول ہے۔

تورک کا طریقہ | پچھا کر سرین پر بیٹھا جائے جیسا کہ احادیث صحیحہ سے ثابت ہے۔ حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما
کی روایت میں بائیں پیر کو نصب کرنے اور دائیں پیر کو پچھانے کا ذکر ہے جیسا کہ اس باب کی پہلی حدیث میں ہے۔ یہ حدیث
چونکہ باقی احادیث صحیحہ کے خلاف ہے اس لیے قاضی عیاض کی رائے ہے کہ اس روایت میں دائیں پیر کی جگہ بائیں پیر
کا ذکر کر دیا گیا۔ علامہ نووی نے یہ بھی ذکر کیا ہے کہ اصل تو دائیں پیر کا نصب کرنا ہے۔ بیان جواز کے لیے حضور صلی اللہ
علیہ وسلم نے بائیں پیر کو بھی نصب کیا ہے۔

تورک میں مذاہب | دائیں پیر کو نصب کر کے سرین پر بیٹھا تورک ہے اور بائیں پیر کو پچھا کر اس پر بیٹھا افتراش ہے۔
امام ابوحنیفہ کے نزدیک دونوں قدوں میں افتراش افضل ہے۔ امام مالک کے نزدیک دونوں
میں تورک افضل ہے۔ امام شافعی کے نزدیک پہلے تشہد میں افتراش اور دوسرے میں تورک افضل ہے۔ امام احمد بن حنبل کا
بھی یہی مذہب ہے بلکہ البتہ اس میں کسی کا اختلاف نہیں کہ دونوں طرح بیٹھنا جائز ہے۔ ۱۔

رفع سبابہ میں مذاہب اربعہ | صحیح مسلم، جامع ترمذی اور دیگر کتب حدیث میں ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم تشہد میں
کلمہ شہادت پڑھتے وقت معنی بند کر کے شہادت کی انگلی سے اشارہ کیا کرتے تھے
بلکہ اس موضوع پر اس قدر احادیث ہیں کہ بعض علماء نے کہا کہ تشہد میں انگشت شہادت سے اشارہ کرنا حدیث متواتر سے
ثابت ہے۔ ائمہ اربعہ نے بھی اس کو مستنون قرار دیا ہے۔ امام محمد رحمہ اللہ تحریر فرماتے ہیں:

كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
إِذَا جَلَسَ فِي الصَّلَاةِ وَضَعَ كَفَّهُ الْيَمْنَى عَلَى
فَخْذِهِ الْيَمْنَى وَقَبَضَ أَصَابِعَهُ كُلَّهَا وَأَشَارَ
بِأَصْبَعِ الَّتِي تَلَى الْإِبْهَامَ وَوَضَعَ كَفَّهُ الْيُسْرَى

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب نماز میں بیٹھتے تو
دایاں ہاتھ دائیں لان پر رکھتے اور شمی بند کر کے انگوٹھے
کے قریب والی انگلی سے اشارہ کرتے اور دایاں ہاتھ
بائیں لان پر رکھتے۔ امام محمد رحمہ اللہ فرماتے ہیں ہم رسول

۱۔ علامہ شمس الدین محمد بن احمد سرخسی متوفی ۴۸۳ھ۔ البسوط ج ۱ ص ۲۴ مطبوعہ دار المعرفۃ بیروت، ۱۴۰۰ھ

۲۔ ابو محمد عبداللہ بن احمد بن قدامت متوفی ۴۲۲ھ۔ مطبوعہ دار الفکر بیروت، ۱۴۰۵ھ

تھے اور ہم بھی اسی طرح کرتے ہیں۔ جس طرح رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کرتے تھے۔ پھر امام محمد نے فرمایا: ”یہی میرا اور ابو حنیفہ (رضی اللہ عنہما) کا قول ہے۔“ یہ قول روایات نوادر میں سے ہے نہ روایات اصول میں سے۔

فتاویٰ غرائب میں ہے کہ محیط میں لکھا ہے کیا نمازی اپنے دائیں ہاتھ کی انگشت سبابہ سے اشارہ کرے۔ امام محمد نے اصل (مسطبی) میں اس مسئلہ کا ذکر نہیں کیا اور مشائخ کا اس میں اختلاف ہے۔ ان میں سے بعض کہتے ہیں کہ اشارہ نہ کریں اور بعض کہتے ہیں کہ کریں اور امام محمد نے غیر روایت اصول میں ایک حدیث ذکر کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اشارہ کرتے تھے۔ پھر امام محمد نے اس بارے میں فرمایا یہی میرا اور ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کا قول ہے۔ ۱۷

حضرت مجدد علیہ الرحمۃ معتزف تھے کہ رفع سبابہ کے بارے میں بہت سی احادیث وارد ہوئی ہیں، لیکن تاہل اس بات میں تھا کہ یہ مسئلہ امام محمد نے اصول میں ذکر نہیں کیا بلکہ غیر اصول یعنی نوادر میں ذکر کر کے ہے۔ دراصل بات یہ ہے کہ کتب فقہیہ کے چار مراتب ہیں کتب اصول یعنی ظاہر الروایۃ ۱۷، کتب نوادر ۱۸، درجہ خامسہ تک کے فقہاء کی تصانیف اور چھٹے درجہ کے فقہاء کی تصانیف تاہم یہ ہے کہ اگر ظاہر الروایۃ اور نوادر میں تنازع ہو تو ظاہر الروایۃ کو ترجیح ہوگی اور اگر مسئلہ ظاہر الروایۃ میں نہ ہو نوادر میں ہو اور نوادر اور بعد کے فقہاء میں تنازع ہو تو نوادر کو ترجیح ہوگی اور بعد کے فقہاء میں پھر ترتیب سے مجتہدین فی المذہب، اصحاب تخریج، اصحاب ترجیح، اور اصحاب تمیز جن مشائخ نے رفع سبابہ سے منع کیا ہے وہ فقہاء کے پانچویں درجہ یعنی اصحاب ترجیح میں بھی نہیں ہیں۔ یہ سب چھٹے درجہ کے فقہاء ہیں۔ زیر بحث صورت میں جیسا کہ حضرت مجدد نے فرمایا رفع سبابہ کا مسئلہ ظاہر الروایۃ میں مذکور نہیں ہے یہ مسئلہ امام محمد کی دوسری تصانیف نوادر مثلاً موطاء امام محمد اور کتب المشیخۃ میں ہے اس لیے یہ کہنا صحیح نہیں ہے کہ اصول (ظاہر الروایۃ) کے مقابلہ میں غیر اصول (نوادر) کا اعتبار نہیں ہوگا۔ کیونکہ تنازع اس وقت ہوتا جبکہ اصول میں نوادر کے خلاف مذکور ہوتا کہ رفع سبابہ نہ کریں اور نوادر میں ہوتا کہ رفع سبابہ کریں اور جب کہ اصول میں یہ مسئلہ اصلاً ذکر ہی نہیں اور نوادر میں ذکر ہے تو اصول اور نوادر میں تنازع کس طرح ہوا۔ ان نوادر اور چھٹے درجہ کے فقہاء کی تصانیف میں ضرور تنازع ہے لیکن ظاہر ہے کہ امام محمد کی تصانیف کے مقابلہ میں فتاویٰ غرائب، غیاثیہ، سر اجیہ اور دوا الجبر کی کیا حیثیت ہے؟ امام محمد کے مقابلے میں توسرخی، سلوانی اور قاضی خان کی بھی کوئی حیثیت نہیں پھر غیاثیہ اور دوا جبر کس شمار قطار میں ہیں؟

حضرت مجدد علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں :

اور کہا گیا ہے کہ اشارہ سنت ہے اور کہا گیا ہے کہ مستحب ہے پھر فتاویٰ غرائب دے دے فرمایا یہ وہ ہے جو علمائے ذکر کیا اور صحیح یہ ہے کہ اشارہ حرام ہے اور فتاویٰ صراحہ میں ہے اور مکروہ ہے کہ نمازی ”اشھدان لا الہ الا اللہ“ پر انگشت سبابہ سے اشارہ کریں یہی مختار مذہب ہے ۱۸

۱۷ مکتوب نمبر ۳۱۲، دفتر اول حصہ پنجم۔

۱۸ حضرت مجدد الف ثانی ۱۰۳۴ھ

۱۹ ظاہر الروایۃ امام محمد کی ان کتابوں کو کہتے ہیں جنکی امام محمد کیون نسبت تواتر سے ثابت ہے یہ چھ کتابیں ہیں مبسوط، زیادات، جامع معین، جامع کبیر،

میسر صغیر، میسر کبیر ————— سعیدی

۲۰ نوادر امام محمد کی وہ تصانیف ہیں جن کی نسبت امام محمد کی طرف تواتر سے ثابت نہیں ہوگا امام محمد ہی نوادر میں سے ہے ————— سعیدی

۲۱ حضرت مجدد الف ثانی، ۳۴۷ marfat.com ۳۱۲، دفتر اول حصہ پنجم۔

ترہین کے مقدمہ کے قائل ہیں اس کا ذکر اس باب کی حدیث نمبر ۱۲۱۱ اور ۱۲۱۲ میں ہے اور امام احمد بن حنبل جو حلقہ کے قائل ہیں اس کا ذکر اس باب کی حدیث نمبر ۱۲۰۸ میں ہے۔ علامہ ابن قدامہ نے المغنی میں حضرت وائل بن حجر سے حلقہ بنا کر اشارہ کرنے کی روایت بھی نقل کی ہے۔

اخلاف کے ائمہ ثلاثہ کا نظریہ | موطا امام محمد کے حوالہ سے گذر چکا ہے کہ امام ابو حنیفہ اور امام محمد رفع سبابہ (انگشت شہادت) کے استحباب کے قائل ہیں اور دوسری کتب فقہ سے معلوم ہوتا ہے کہ امام ابو یوسف کا بھی یہی نظریہ ہے۔ علامہ شامی لکھتے ہیں:

کذا نقلوا عن ابی یوسف فی الامالی کمایا فی
فہو منقول عن ائمتنا الثلاثہ وفي القمستان
وعن اصحابنا جميعا انه سنة فيحلق ابهام اليمنى
ووسطها ... فہذا المنقول کلمہ صریحہ بان
الاشارة المسنونة انما هي على كيفية خاصة وهي
العقد او التحلیق
ہم نے جو تحقیق ذکر کی ہے اس سے ظاہر ہو گیا کہ رفع سبابہ سنت مشہورہ ہے اس کے استحباب پر ائمہ اربعہ کا اجماع ہے بلکہ ہمارے ائمہ ثلاثہ میں امام اعظم، امام ابو یوسف اور امام محمد کا بھی اجماع ہے۔ تمام متقدمین اخلاف اس کے استحباب کے قائل تھے۔ متاخرین اخلاف میں سے بعض اصحاب فتاویٰ نے رفع سبابہ سے منع کیا بلکہ بعض نے اس کو مکروہ یا حرام قرار دیا یا ان لوگوں میں صاحب خلاصہ، صاحب بزاز، صاحب کبری، صاحب غنایہ، صاحب غیاثیہ، صاحب دلاویجیہ، صاحب عمدۃ المغنی اور صاحب ظہیر بہ شامل ہیں یا وہ کہ یہ وہ لوگ ہیں جو فقہاء کے طبقہ غامسہ میں سے بھی نہیں۔ حضرت مجدد ثانی رحمہ اللہ نے انہیں علماء سے متاثر ہو کر رفع سبابہ (انگشت شہادت کو اٹھانا) کو بڑی شدت سے منع کیا ہے۔ چونکہ رفع سبابہ سنت مشہورہ ہے۔ اسی لیے ہم محض ایجاد سنت کے جذبہ سے حضرت مجدد علیہ الرحمۃ کے اعتراضات کے جوابات ذکر کرتے ہیں۔

حضرت مجدد کے اعتراضات کے جوابات | حضرت مجدد الف ثانی رحمہ اللہ تحریر فرماتے ہیں:

مخدوم گرامی! احادیث نبوی علی مصدر اصولہ والسلام، جواز اشارہ سبابہ کے باب میں بہت وارد ہوئی ہیں اور اس باب میں فقہ حنفی کی بھی بعض روایات آئی ہیں جیسا کہ مولانا نے رسالہ میں ان کا ذکر کیا ہے اور جب فقہ حنفی کی کتابوں میں اچھی طرح مطالعہ کیا جاتا ہے تو معلوم ہوتا ہے کہ جواز اشارہ کی روایات اصول کے غیر اور ظاہر مذہب کے بھی غیر ہیں اور وہ جو امام محمد شیبانی نے کہا ہے کہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انگشت شہادت سے اشارہ کرتے

وقد نص محمد بن الحسن على هذا في كتاب المشيخة
حدثنا عن رسول الله صلى الله عليه وسلم انه كان
يفعل ذلك اي يشير ثم قال تصنع بصنيع رسول الله
صلى الله عليه وسلم وناخذ بفعله وهاكذا قول
ابن حنيفة وقولنا

امام محمد بن حسن نے کتاب المشيخة میں تصریح کی ہے
کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انگشت شہادت سے اشارہ فرماتے
تھے۔ پھر کہا ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عمل کے مطابق
عمل کرتے ہیں اور آپ کے فعل سے استدلال کرتے ہیں
یہی ہمارا اور ابو حنیفہ رحمہ اللہ کا قول ہے۔

اس سے پہلے ہم شامی کے حوالہ سے ذکر چکے ہیں کہ امام ابو یوسف نے بھی رفع سبابہ کو سنت قرار دیا ہے۔
شامی کے علاوہ امام ابن ہمام، طاعلی قاری اور علامہ غلزامی نے بھی اس کا ذکر کیا ہے۔ شمس الائمہ الحلوانی فقہاء کے طبقہ
شامیہ میں سے ہیں۔ انہوں نے بھی لکھا ہے کہ انگشت شہادت سے اشارہ کرنا چاہیے۔ علامہ شامی لکھتے ہیں:
وقال الشمس الاثمة الحلواني رحمه الله تعالى
يقيم اصبعه عند قوله لا اله الا الله ويضعه عند قوله لا اله الا الله
اٹھائے اور الا اللہ پر رکھ دے۔

ہمارے ائمہ ثلاثہ اور شمس الائمہ الحلوانی کے علاوہ علامہ کاسانی صاحب بدائع صنائع، امام ابن ہمام صاحب فتح القدیر
علامہ غلزامی صاحب کفایہ، علامہ بابر قی صاحب عنایہ، علامہ نسفی صاحب کنز، علامہ بدر الدین عینی، علامہ عمر بن
نجیم صاحب النہر، علامہ حلبی و دیگر شارحین مئیدہ، طاعلی قاری، علامہ قہستانی صاحب نہایہ، صاحب معراج الدرایہ، صاحب شرح
النتایہ صاحب طہیریہ وغیرہم نے رفع سبابہ کے استحباب اور سنت ہونے کی تصریح کی اور وہ مناخرین مشائخ جنہوں
نے رفع سبابہ کو حرام اور مکروہ قرار دیا ہے چھٹے درجہ کے فقہائیں اور ان عظیم فقہاء کے مقابلہ میں ان کی کوئی حیثیت نہیں
ہے۔

اگر یہ شبہ کہ رفع سبابہ میں انگلی کی حرکت ہے اور نماز کی بنا سکون اور وقار پر ہے اس کا جواب یہ ہے کہ نماز کی بنا
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ابتداء پر ہے جہاں آپ سے حرکت منقول ہے وہاں حرکت اصل ہے اور جہاں سکون منقول
ہے وہاں سکون اصل ہے کیا نماز میں رفع یدین، قیام، رکوع، قنمہ اور قنہ کے انتقالات نہیں ہیں؟ ان میں حرکت نہیں
ہوتی؟ کیا ان افعال کو اس لیے ترک کر دیا جائیگا کہ ان میں حرکت ہے اور نماز میں اصل سکون ہے؟

طاعلی قاری رحمہ الباری پہلے مسند احمد، موطاء امام مالک، موطاء امام محمد، صحیح مسلم، جامع ترمذی، سنن ابو داؤد
سنن نسائی، سنن ابن ماجہ اور سنن بیہقی سے رفع سبابہ کی حدیث کے متعدد طرق ذکر کرتے ہیں پھر فرماتے ہیں خلاصہ یہ
ہے کہ یہ حدیث صحاح ستہ میں تواتر کے قریب طرق کثیرہ سے مذکور ہے بلکہ اس کو متواتر کہنا صحیح ہے پھر مومن سے کیے
منقول ہو سکتا ہے کہ اس پر عمل سے گریز کرے اور جو کچھ ان مشائخ سے منقول ہے کہ رفع سبابہ نماز کے سکون اور وقار کے

۱۵۔ امام محمد بن محمود بابر قی متوفی ۷۸۶ ھ عنایہ علی حاشی فتح القدیر ج ۱ ص ۲۷۱

ایضاً۔ علامہ ابن عابدین شامی متوفی ۱۲۵۲ ھ رسائل ابن عابدین ج ۱ ص ۱۲۲

ایضاً۔ علامہ ابن عابدین شامی متوفی ۱۲۵۲ ھ رسائل ابن عابدین ج ۱ ص ۱۲۶ مطبوعہ سیل اکیڈمی لاہور ۱۳۹۶ ھ

امام ابن ہمام متوفی ۸۶۱ ھ نے فتح القدیر ج ۱ ص ۲۷۱ ذکر کیا ہے۔

غور فرمائیے جو چیز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت اور آپ کا فعل ہے اس کو فتاویٰ غرائب دوسے حرام اور سراجہ دوسے مکروہ قرار دیتے ہیں انا للہ وانا الیہ راجعون قلب مومن اس بات سے لرز جاتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کو حرام یا مکروہ کہا جائے پھر غور کیجئے کہ صاحب غرائب کہتے ہیں کہ علماء کہتے ہیں کہ اشارہ سنت ہے اور صحیح یہ ہے کہ حرام ہے دیکھیں یہ علماء کون ہیں یہ علماء ہیں، امام ابو حنیفہ، امام مالک، امام شافعی اور امام احمد بن حنبل اور ہمارے علماء اخلاف میں سے امام ابو یوسف، امام محمد، شمس الامم، الحلوانی، علامہ کاسانی، امام ابن ہمام اور دیگر محققین حنفیہ ہیں کیا کوئی سلیم الفطرت شخص یہ باور کر سکتا ہے کہ ان اعالم فقہاء کے مقابلہ میں صاحب غرائب کا قول صحیح ہو سکتا ہے۔

حضرت مجدد دیکھتے ہیں:

اور کبریٰ میں ہے اور اسی پر فتویٰ ہے کیونکہ نماز کی بنا سکون اور وقار پر ہے اور فتاویٰ غیاثیہ میں ہے کہ تشہد کے وقت انگشت سبابہ سے اشارہ نہ کریں یہی مختار ہے اور اسی پر فتویٰ ہے اور جامع الرموز میں ہے نہ تو اشارہ کرے اور نہ عقد کرے اور ہمارے اصحاب کا یہی ظاہر اصول ہے جیسا کہ زاہدی میں ہے اور اسی پر فتویٰ ہے، جیسا کہ معمرات اور دوالجی اور خلاصہ وغیرہ میں ہے اور ہمارے اصحاب سے منقول ہے کہ وہ سنت ہے عزائمہ الروایات میں تا مارغانیہ سے ایسا ہی آیا ہے۔ پھر جب تشہد شروع کرے اور کہہ لا الہ الا اللہ پر پہنچے تو آیا وائیں اٹھ کی انگشت سبابہ سے اشارہ کرے امام محمد رحمہ اللہ نے اصول میں اس کا ذکر نہیں کیا اور مشائخ کا اس میں اختلاف ہے کچھ کہتے ہیں کہ اشارہ نہ کرے اور کبریٰ میں ہے کہ اسی پر فتویٰ ہے اور بعض کہتے ہیں کہ اشارہ کرے اور غیاثیہ میں ہے کہ تشہد کے وقت انگشت سبابہ کے ساتھ اشارہ نہ کرے یہی مختار ہے۔

جب کہ معتبر روایات میں اشارے کی حرمت واقع ہو چکی ہے اور اشارے کے مکروہ ہونے پر فتویٰ لگایا گیا ہے اور اشارہ اور مٹھی بند کرنے سے علماء روکتے ہیں اور اسے اپنے اصحاب کا ظاہر اصول بتاتے ہیں تو ہم مقلدوں کو یہ حق نہیں پہنچتا کہ احادیث کے مقتضاد کے مطابق عمل کر کے اشارہ کرنے کی جرات کریں اور اس قدر علماء اور مجتہدین کے منع کرنے کے باوجود یکے کے خلاف کام کا ارتکاب کریں لے

اس عبارت میں تین امور جواب طلب ہیں ایک تو یہ کہ رفع سبابہ سے منع کرنے والے مشائخ کے مقابلہ میں ان فقہاء کا ذکر کیا جائے جو رفع سبابہ کو سنت قرار دیتے ہیں اور یہ دیکھا جائے کہ علم اور فقہ کے اعتبار سے کس کا قول معتبر ہے دوسرا یہ کہ رفع سبابہ نماز میں سکون اور وقار کے منافی ہے تیسرا یہ کہ ہم مقلد ہیں ہمیں حدیث پر عمل کرنے کے بجائے امام کے قول پر عمل کرنا چاہیے۔

موطاء امام محمد کے حوالہ سے ہم بیان کر چکے ہیں کہ امام اعظم ابو حنیفہ اور امام محمد رفع سبابہ کو مستحب قرار دیتے ہیں امام محمد نے اپنی ایک اور تصنیف المشیختہ میں بھی اس مسئلہ کا ذکر کیا ہے۔

من ظن یہ ہے کہ اس باب میں جب تک ان پر حرمت یا کراہت کی دلیل ظاہر نہ ہوئی انھوں نے حرمت یا کراہت کا حکم نہیں لگایا جب کہ اشلہ کے سنت اور مستحب ہونے کا ذکر کرنے کے بعد کہتے ہیں "یہ وہ ہے جو علماء نے بیان کیا اور صحیح یہ ہے کہ اشارہ ترام ہے" اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اشارہ کی سنیت اور استحباب کے دلائل ان بزرگوں کے نزدیک درجہ صحت کو نہیں پہنچے بلکہ اس کے خلاف ثابت ہوا ہے زیادہ سے زیادہ یہ کہ ہمیں اس دلیل کا علم نہیں اور یہ مسنی اکابر میں کسی عیب کو مستلزم نہیں ہے۔ ۱۷

اس عبارت کے رد کے لیے یہ بات کافی ہے کہ ہم امام ابو حنیفہ کے متقلد ہیں غیاثیہ اور دوالجیہ کے مصنفین کے متقلد نہیں نیز طبقہ ثالثہ میں سے شمس اللامۃ الحلوانی جو مجتہد فی المذہب ہیں جواز اشارہ کے لیے ان کی تصریح اس بات کی کافی ضمانت ہے کہ ان کے نزدیک اشارہ کے استحباب کے دلائل درست ہیں۔ غرائب، دوالجیہ اور غیاثیہ کے مصنفین کے نزدیک یہ دلائل درست نہ ہوسکے تو کوئی حرج نہیں۔

حضرت مجدد فرماتے ہیں:

اگر کوئی شخص کہے کہ ہم اس دلیل کے خلاف علم رکھتے ہیں تو ہم کہیں گے کہ حلت و حرمت کے اثبات میں مقلد کا علم معتبر نہیں ہے بلکہ اس باب میں مجتہد کے ظن کا اعتبار ہے مجتہدین کے دلائل کو تار عنکبوت سے زیادہ کمزور کہنا بہت جرات ہے اور اپنے علم کو ان اکابر کے علم پر ترجیح دینا اور اصحاب حنفیہ کے ظاہر اصول کو باطل قرار دینا، روایات معتبرہ مفتی بہا کو رد ہم برہم کرنے اور شاذ کہنے کے مترادف ہے یہ اکابر، احادیث کو قرب زمانہ نبوی، زیادتی علم اور ورع و تقویٰ سے آراستہ ہونے کی وجہ سے ہم دور افتادہ لوگوں سے بہتر جانتے تھے اور احادیث کی صحت و سقم اور ان کے نسخ و عدم نسخ کو ہم سے زیادہ پہچانتے تھے۔ انہیں ضرور کوئی معتبر دلیل ملی ہوگی۔ تب ہی انھوں نے ان احادیث علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کے مقتضی کے موافق عمل نہیں کیا۔ ۱۸

کہا جاسکتا ہے کہ امام اعظم ابو حنیفہ، امام ابو یوسف اور امام محمد مجتہد ہیں جبکہ فتاویٰ غیاثیہ وغیرہا کے مصنفین مجتہد نہیں ہیں۔ ان کا علم بھی ان مائنین سے زیادہ ہے اور مائنین کی نسبت زمانہ نبوی سے زیادہ قریب ہیں۔ علم اور تقویٰ بھی زیادہ ہے۔ احادیث کی صحت و سقم اور نسخ و منسوخ کو بھی ان مائنین سے زیادہ اور بہتر جانتے تھے تو ان مجتہدین کی بات کیوں نہ مانی جائے اور اگر متاخر فقہاء کے قول پر عمل کرنا ہے تو شمس اللامۃ الحلوانی اور امام کاسانی کے قول پر کیوں نہ عمل کیا جائے جو احادیث کے بھی مطابق ہے اور ائمہ کے بھی موافق ہے۔ ان عبارات میں ظاہر اصول کا لفظ کئی بار آیا ہے اور یہ بھی کہ ان کے پاس "کوئی دلیل" ضرور ہوگی۔ وہ ظاہر اصول یا دلیل فتاویٰ کبریٰ میں گزر چکی ہے کہ نماز کی بناء سکون اور وقار پر ہے اس دلیل کا جواب بھی گزر چکا ہے

حضرت مجدد فرماتے ہیں:

ہم کم فہم اس قدر سمجھتے ہیں کہ کیفیت اشارہ اور عقد کی احادیث کے راوی آپس میں بہت مختلف ہیں اور ان کے کثرت

منافی ہے اس لیے اس کا ترک ادنیٰ ہے ان کا یہ قول مردود ہے کیونکہ اگر اس کا ترک ادنیٰ ہوتا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس کو ترک فرماتے کیونکہ آپ سے بڑھ کر کوئی صاحب فقاہ ہے نہ صاحب سیکنتہ۔ اخیر میں لکھتے ہیں بعض مشائخ نے انتہائی ناگوار بات لکھی ہے کہ اس اشارہ کو حرکات سے شمار کیا ہے۔ یہ ان کی بہت بھاری خطا اور جرم عظیم ہے اللہ اس کا سبب دین کے نیا کو قوائم سے جہالت ہے کیا کسی مسلمان سے یہ منظور ہے کہ جس فعل کا حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے ثبوت متواتر ہو اس کو حرام قرار دے۔ لے

راہیہ کہ مقلدین کا حق نہیں ہے کہ خود حدیث پر عمل کریں انہیں امام کی تقلید کرنی چاہیے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ فتاویٰ غرائب، فتاویٰ علیا ثبوت اور فتاویٰ دلائل الجہم کے مصنفین کی تقلید نہیں کی جاتی۔ یہ تو خود مقلدین جن ائمہ ہدیٰ اور ائمہ مجتہدین کی تقلید ہوتی ہے یعنی ان ائمہ ان میں سے ہر ایک نے رفع سبابہ کو سنت قرار دیا ہے۔

حضرت مجدد علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں :

حنفیہ میں سے اشارہ سبابہ کا از کتاب کرنے والا دو حال سے خالی نہیں یا تو ان علماء مجتہدین کے لیے جملہ اشارہ میں معروٹ احادیث کا تسلیم نہیں کرتا یا ان کو ان احادیث کا عالم جانتا ہے لیکن ان بزرگوں کے لیے احادیث کے مطابق عمل جائز تسلیم نہیں کرتا اور یہ خیال کرتا ہے کہ ان بزرگوں نے اپنے خیالات کے مطابق احادیث کے خلاف حودت اور کراہت کا حکم صادر فرمایا ہے۔ یہ دونوں باتیں فاسد ہیں۔ ان کو وہی صحیح قرار دیا جو بے وقوف ہر یا حندی لے

اس اعتراض کی تردید اور راست ائمہ اربعہ اور اخاف میں سے کسی ائمہ الحوائی، امام کا سانی اور امام ابن ہمام پر پڑتی ہے کیونکہ یہ حضرات نہ صرف خود اشارہ کرتے تھے بلکہ اپنے پیروکاروں اور متخلدوں کو بھی اشارہ کی تلقین کرتے تھے اس لیے کہا جاسکتا ہے کہ یا تو ان کو مانعین کی دلیل کا علم نہ تھا یا علم کے باوجود عمل نہیں کرتے تھے۔ اور انہوں نے اپنے مطلب کے لیے احادیث وضع کر لی تھیں اور ظاہر ہے کہ یہ بات واقعی کوئی ضدی بے وقوف ہی کر سکتا ہے۔ باقی رہے وہ مشائخ جنہوں نے رفع سبابہ کے ثبوت میں احادیث متواترہ کے باوجود اس کو حرام یا مکروہ کہا تو اس میں کوئی شک نہیں کہ یہ واقعی ان کی جہالت تھی اور یہ ان کے حق میں انتہائی بلی بات ہے ورنہ جس کام کو سرکار رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم نے بار بار کیا ہو اس کو حرام قرار دینا قابل تعزیر و جرم ہے۔

حضرت مجدد فرماتے ہیں :

ترغیب الصلوٰۃ میں جو لکھا ہے کہ تشہد میں انگشت شہادت اٹھانا علماء متقدمین کی سنت ہے لیکن شاخین علماء نے اس سے روکا ہے کیونکہ جب رافضیوں نے اس میں غلو کیا تو سنیوں نے ترک کر دیا۔ سنی پر رافضی ہونے کی تہمت کو دور کرنے کیلئے اسے ترک کرنا مستبروایتوں کے خلاف ہے اس لیے کہ ہمارے اصحاب کا ظاہر اصل عدم اشارہ اور عدم عقد ہے تو عدم اشارہ علماء متقدمین کی سنت ہوئی اور وجہ ترک نفی تہمت نہ قرار پائی۔ ان اکابر کے ساتھ ہلا

لے ملائی تارنی نے رفع سبابہ کے جواز پر ترمین السبادۃ تحتیں الاشارة کے نام سے رسالہ لکھا جس کو علامہ شامی نے رسائل میں عابدین میں اپنے رسالہ رفع التردوی عقد الامابع عند التشہد کے بعد ذکر کیا ہے۔

حضرت مجدد الف ثانی ۱۲۱۴ھ marfat.com اول حصہ پنجم۔

روایات میں نفل کا ن واقع ہوا ہے جو غیر منقطع کے نزدیک حروف کلیہ میں سے ہے لہذا موافقت ممکن نہیں۔ لہ
اولاً قیہ ہمارے سوچنے کا کام نہیں ہے کہ روایات میں اختلاف ہے یہ مجتہد کا کام ہے کہ وہ ان مختلف روایات
کی روشنی میں کون سا طریقہ معمول بہ قرار دیتا ہے۔ ثانیاً محدثین نے تصریح کی ہے کہ احادیث میں کان استمرار کے لیے نہیں
آتا لہ۔ ثالثاً رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مختلف اوقات میں مختلف طریقے سے اشارہ کیا تاکہ امت کو سہولت ہو اور
عمل کے لیے متعدد راہیں فراہم ہوں۔
حضرت مجدد فرماتے ہیں:

اور وہ جہاں امام اعظم رحمہ اللہ سے منقول ہے کہ اگر کوئی حدیث میرے قول کے مخالف ہو تو میرے قول کو چھوڑ دو
اور حدیث پر عمل کرو۔ تو اس حدیث سے مراد وہ حدیث ہے جو حضرت امام کو نہ پہنچی ہو اور اس حدیث کو نہ جاننے کی
بنیاد پر اس کے خلاف حکم فرمایا ہے اور اشارہ کی احادیث اس قبیلہ سے نہیں یہ مشہور احادیث ہیں نہ جاننے کا احتمال
نہیں ہے۔

اولاً اس عبارت میں امام اعظم، ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کی زبردست توثیق ہے کہ آپ احادیث مشہورہ بلکہ منواترہ
کے مطابق عمل کرنے کو حرام قرار دیتے تھے حالانکہ امام اعظم ابو حنیفہ حدیث ضعیف کے مقابلہ میں بھی قیاس کو چھوڑ دیتے تھے
ثانیاً امام اعظم نے کہیں اشارہ سے منع نہیں کیا حتیٰ کہ فتاویٰ غرائب وغیاثہ وغیرہما کے مصنفین نے بھی امام اعظم کا یہ قول نقل نہیں
کیا اور ہم پہلے بتلا چکے ہیں کہ امام اعظم ابو حنیفہ اشارہ کے جواز بلکہ سنیت کے قائل ہیں خود مجدد صاحب نے بھی کہا ہے
کہ امام محمد نے فرمایا ہے میرا ابو حنیفہ کا قول ہے اور فتاویٰ غرائب سے بھی نقل کیا کہ امام محمد نے فرمایا ہے میرا ابو حنیفہ
کا قول ہے۔ اور ہم مولانا امام محمد اور امام محمد کی کتاب المیشغہ سے یہ حوالے نقل کر چکے ہیں۔ البتہ فتاویٰ غرائب اور غیاثیہ
وولائجیہ وغیرہما کے مصنفین نے اشارہ سبابہ کو مکروہ اور حرام وغیرہ کہا ہے لیکن یہ لوگ نہ امام ہیں نہ مجتہد نہ ان کا کوئی مقلد ہے۔
حضرت مجدد فرماتے ہیں:

سوال۔ اگر کہیں کہ علماء حنفیہ نے جواز اشارہ کا فتویٰ دیا ہے لہذا متعارض فتاویٰ کے مطابق جس بات پر
بھی عمل کر لیا جائے جائز ہے

جواب۔ ہم کہتے ہیں کہ اگر جواز اور عدم جواز اور علت و حرمت میں تعارض واقع ہو تو تعارض کی صورت میں
ترجیح عدم جواز اور جانب حرمت کو ہوتی ہے نیز شیخ ابن ہمام نے رفع یدین کی بحث میں فرمایا کہ رفع اور عدم رفع کی
احادیث متعارض ہیں ہم قیاس کے ساتھ عدم رفع کی احادیث کو ترجیح دیتے ہیں کیونکہ نماز کی بناء سکون اور خشوع پر ہے جہاں جاع
مطلوب اور پسندیدہ ہے۔

۱۔ حضرت مجدد الف ثانی متوفی ۱۰۳۴ھ مکتوب ۳۱۲ دفتر اول حصہ پنجم
۲۔ حضرت شیخ عبدالحق دہلوی نے اشعۃ اللمعات ج ۱ ص ۱۵۴ پر تصریح کی ہے کہ احادیث میں کان استمرار پر دلالت نہیں کرتا۔
درنہ تعارض غیر مندرج لازم آئے گا۔

۳۔ حضرت مجدد الف ثانی۔ ۱۰۳۴ھ مکتوب نمبر ۳۱۲ دفتر اول حصہ پنجم۔
۴۔ حضرت مجدد الف ثانی ۱۰۳۴ھ مکتوب نمبر ۳۱۲ دفتر اول حصہ پنجم۔

اختلاف نے نفس اشارہ میں ہی اضطراب پیدا کر دیا ہے۔ بعض روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ نے بغیر عقد کے اشارہ فرمایا ہے اور جو عقد کے متعلق کہتے ہیں ان میں سے بعض ترہین کے عقد کی روایت کرتے ہیں اور بعض تنیس کے عقد کی، بعض نے خضر اور اس کے ساتھ والی انگلی بند کرنے اور انگوٹھے کا درمیانی انگلی کے ساتھ حلقہ بنا کر اشارہ سبابہ کی روایت کی اور ایک روایت میں صرف انگوٹھے کو درمیانی انگلی پر رکھ دینے ہی کو اشارہ قرار دے دیا گیا۔ اور ایک روایت میں ہے کہ دائیں ہاتھ کو بائیں ران پر رکھ کر اشارہ کرتے تھے اور ایک دوسری روایت میں ہے کہ دائیں ہاتھ کو بائیں ہاتھ کی پشت پر رکھ کر اور پیچھے کو پیچھے پر اور کھائی کو کھائی پر رکھ کر اشارہ کرتے تھے اور بعض روایات میں آیا ہے کہ تمام انگلیوں کو بند کر کے اشارہ کرتے تھے۔ بعض روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ اشارہ انگشت سبابہ کو حرکت دینے کے بغیر ہوتا تھا اور بعض دوسری روایات حرکت کے ساتھ اشارہ کا اثبات کرتی ہیں نیز بعض روایات میں واقع ہوا ہے کہ تشہد پڑھتے وقت اشارہ فرماتے تھے لیکن کس لفظ پر اشارہ فرماتے تھے اس کا کوئی تعین نہیں اور بعض دوسری احادیث میں آیا ہے کہ اشارہ کلمہ شہادت پڑھنے کے وقت ہوتا تھا اور بعض دوسری روایات میں وقت دعا سے مقید کیا گیا ہے جبکہ آپ یا مقلب القلوب ثبت قلبی علی دینک فرماتے تھے اور جبکہ حماد حنفیہ نے اشارہ کے بحالانے میں راویوں کے اضطراب و اختلاف کو دیکھا تو نماز میں ایک زائد فعل غلان قیاس کو ثابت نہیں کیا نیز نماز کی بنا سکون اور وقار پر ہے نیز حتی الامکان انگلیوں کو جانب قبلہ رکھنا سنت ہے جیسا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ”فلیوجه من اعضائه القبلة ما استطاع“۔ ”نماز کو چاہیے کہ اپنی استطاعت کے مطابق اپنے اعضاء کو قبلہ کی طرف پھیرے۔“

جب کسی فعل کی روایات میں اختلاف ہو تو مقلد کو چاہیے اس روایت پر عمل کرے جس روایت کو اس کے امام نے اپنے اصول اور قواعد کی مطابق قبول کر دیا ہو ائمہ اربعہ میں سے ہر امام نے اشارہ سبابہ کے سلسلہ میں ایک روایت پر عمل کیا ہے اور یہ بھی بتایا ہے کہ انگلی کس لفظ پر اٹھانی جاتی ہے اور کب رکھی جائے۔ یہ تفصیل ہم شروع میں ”مذاهب اربعہ میں رفع سبابہ کی کیفیت“ کے عنوان سے بیان کر چکے ہیں اگر یہ طریقہ ہوتا کہ جس کام میں اختلاف ہو اس کو ترک کر دیا جائے تو نماز کے بہت سے افعال میں اختلاف ہے۔ رفع یدین کتنی بار کیا جائے اس میں اختلاف ہے، ہاتھ باندھنے کی کیفیت میں اختلاف ہے، آمین باسرو الجہر میں اختلاف ہے تشہد کے الفاظ میں اختلاف ہے۔ سجدہ فاتحہ کے وجوب اور فرضیت میں اختلاف ہے وتر کی تعداد میں اختلاف ہے۔ دعائے تمیز رکوع سے پہلے پڑھیں یا بعد اس میں اختلاف ہے سجدہ سہو کی کیفیت میں اختلاف ہے۔ اس قاعدہ کے مطابق نماز کے ان تمام افعال کو ترک کر دینا چاہیے بلکہ ایذا بالائے ان افعال کو مکروہ یا حرام قرار دینا چاہیے۔

حضرت مجدد فرماتے ہیں:

اگر یہ کہیں کہ اختلاف اس وقت اضطراب پیدا کرتا ہے جبکہ درمیان میں موافقت ممکن نہ ہو اور اس مسئلہ میں موافقت ممکن ہے۔ کیونکہ ہو سکتا ہے کہ تمام روایات کو اوقات مختلفہ میں کیا ہو تو ہم جواب میں کہیں گے کہ بہت سی

رحمہ اللہ نے تربیہ کے عقد کو اختیار کیا بہر حال جو کچھ کیا امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ نے کیا ہے امام ابن ہمام نے تو صرف امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے مسلک کو بیان کیا ہے اس لیے ان پر اعتراض کی کوئی وجہ نہیں ہے۔

اشارہ سبابہ کے مسئلہ میں ہم نے کافی طویل گفتگو کی ہے کیونکہ ہم نے اس زمانہ میں دیکھا کہ کچھ لوگ نہ صرف یہ کہ خود انگلی نہیں اٹھاتے اور اس سنت سے محروم ہیں بلکہ اشارہ سبابہ کی سنت کے عاملین پر تشدد کرتے ہیں بعض علاقوں میں سر عام کہا جاتا ہے جو انگلی اٹھائے اس کی انگلی توڑ دو۔ وزیر آباد میں مجھ سے ایک شخص نے اشارہ سبابہ کے مسئلہ کو معلوم کیا اور بعد میں ثابت ہو کر اس نے بیان کیا کہ ایک مرتبہ مسجد میں ایک شخص نے تشہد میں انگلی اٹھائی میرے پیروں نے کہا اس کو اٹھا کر مسجد سے باہر پھینک دو اور میں اس کو حالت نماز میں اٹھا کر مسجد سے باہر پھینک آیا۔ اس طرح میں نے دیکھا کہ کچھ لوگ تقلید محض کے سبب سنت رسول سے علی الاعلان عداوت کا مظاہرہ کر رہے ہیں تو میں نے محض سنت کی حمایت اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت کے پیش نظر یہ سطور لکھیں ادا نہیں کے تمام شبہات ذکر کر کے ان کا ازالہ کیا۔ اللہ تعالیٰ ان سطور کی وجہ سے مخالفین کو ہدایت اور موافقین کو استقامت عطا فرمائے ”وَمَا ذَلِكْ عَلَى اللَّهِ بَعِزٌ“

سلام سے نماز کا اختتام

ابو عمر بیان کرتے ہیں کہ مکہ کا امیر دونوں طرف سلام پھیرا کرتا تھا۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا اس نے یہ سنت کہاں سے حاصل کی! اور حکم کی روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اسی طرح کیا کرتے تھے (یعنی دونوں طرف سلام پھیرتے تھے)۔

ابو عمر بیان کرتے ہیں کہ مکہ کا امیر دونوں طرف سلام پھیرتا تھا حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا اس نے یہ کہاں سے سیکھا۔

حضرت سعد رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دائیں اور بائیں طرف سلام پھیرتے ہوئے دیکھتا تھا حتیٰ کہ میں آپ کے رخساروں کی سفیدی دیکھتا۔

بَابُ السَّلَامِ لِلتَّحْلِيلِ مِنَ الصَّلَاةِ عِنْدَ فَرَائِغِهَا وَكَيْفِيَّتِهِ

۱۲۱۴ - حَدَّثَنَا زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ نَاجِيَةُ ابْنُ سَعِيدٍ عَنْ شُعْبَةَ عَنِ الْحَكَمِ وَمَنْصُورٍ عَنْ جَاهِدٍ عَنْ أَبِي مَعْمَرٍ أَنَّ أَمِيرًا كَانَ بِمَكَّةَ يُسَلِّمُ تَسْلِيمَتَيْنِ فَقَالَ عَبْدُ اللَّهِ أَفِي عِلْمَتِهَا قَالَ الْحَكَمُ فِي حَدِيثِهِ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَفْعَلُهُ - ۱۲۱۵ - وَحَدَّثَنِي أَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ قَالَ نَاجِيَةُ ابْنُ سَعِيدٍ عَنْ شُعْبَةَ عَنِ الْحَكَمِ وَمَنْصُورٍ وَعَنْ جَاهِدٍ عَنْ أَبِي مَعْمَرٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ شُعْبَةُ رَفَعَهُ مَرَّةً أَنَّ أَمِيرًا أَوْ رَجُلًا سَلَّمَ تَسْلِيمَتَيْنِ فَقَالَ عَبْدُ اللَّهِ أَفِي عِلْمَتِهَا -

۱۲۱۶ - حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ أَنَا أَبُو عَامِرٍ بِالْعَقَدِ قَالَ نَاجِيَةُ ابْنُ سَعِيدٍ عَنْ أَبِي مَعْمَرٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَامِرٍ عَنْ سَعْدِ بْنِ أَبِيهِ قَالَ كُنْتُ أَرَى رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُسَلِّمُ عَنْ يَمِينِهِ وَعَنْ يَسَارِهِ حَقَّ أَمْرِي بَيَاضَ

خَدَّيْهِ -

حلت اور حرمت کے اقوال اگر مساد ہی ہوں تو یقیناً حرمت کو ترجیح دی جائیگی ایک طرف اگر اربعہ، امام ابو یوسف، امام محمد، شمس اللہ الحلوانی، فقیہ ابو جعفر اور امام کاسانی ہوں جو اشارہ سبابہ کو جائز اور اگر مسنون کہیں دوسری طرف غیاثیہ اور غرائب کے مصنفین ہوں جو اس کو ناجائز اور حرام کہیں تو ظاہر ہے کہ دونوں قول مساد ہی نہیں ہیں کہاں امام مجتہدین اور کہاں محض مقلدین اور ایسی صورت میں یقیناً حلت ہی کو ترجیح دی جائیگی۔ امام ابن ہمام پر اعتراض کر انھوں نے ترک رفع یدین کی حدیث کو ثبوت رفع یدین پر بربناد سکون کیوں ترجیح دی ہے اس کا جواب بالکل واضح ہے کہ یہاں دونوں جانب احادیث ہیں۔ ثبوت رفع یدین کی بھی اور ترک رفع یدین کی بھی جبکہ ثبوت اشارہ کے مقابلہ میں ترک کی ایک بھی حدیث نہیں ہے۔ ثانیاً ہم پہلے بتا چکے ہیں کہ جب کسی مسئلہ میں مختلف روایات ہوں تو کسی ایک روایت کو اختیار کرنا یا امام اور مجتہد کا کام ہے وہ اپنے اصول اور قواعد کی روشنی میں کس روایت کو اختیار کرتا ہے۔ امام ابن ہمام نے از خود ترک رفع یدین کی روایت کو اختیار نہیں کیا بلکہ امام اعظم کے قول پر دلائل دیے ہیں اگر یہاں بھی امام اعظم کا حرمت کا قول ہوتا تو اعتراض کی کوئی وجہ بھی تھی۔

حضرت مجدد فرماتے ہیں:

اور شیخ ابن ہمام پر تعجب ہے کہ انھوں نے کہا کہ بہت سے مشائخ سے عدم اشارہ منقول ہے لیکن وہ روایت اور روایت کے خلاف ہے کہ ابن ہمام نے علماء مجتہدین کی طرف جاہل ہونے کی کس طرح نسبت کر دی حالانکہ وہ قیاس سے دلیل لارہے ہیں اور وہ حنفیہ کے نزدیک ظاہر مذہب اور ظاہر روایت ہے حالانکہ اسی شیخ نے قلیتین کی حدیث کو راویوں کے کثرت اختلاف سے حاصل ہونے والے اضطراب کی وجہ سے ضعیف قرار دیا ہے۔

امام ابن ہمام نے کثیر مشائخ (غیاثیہ اور غرائب وغیرہ کے مصنفین) کے قول کو روایت اور روایت کی خلاف کہا ہے۔ بالکل صحیح اور واضح ہے روایت کے خلاف اس لیے کہ جب اشارہ سبابہ پر درجہ توازن تک احادیث موجود ہیں تو اس کو حرام کہنا یقیناً خلاف عقل ہے اور روایت کے خلاف اس وجہ سے ہے کہ امام اعظم اور دیگر ائمہ اور فقہاء احناف جب اشارہ سبابہ کو مسنون قرار دے چکے ہیں تو اس کو حرام کہنا یقیناً ان کی نقل اور روایت کے خلاف ہے اور دین کے قواعد اور اصول سے ان کی واضح جہالت ہے۔ ثانیاً احادیث صحیحہ مشہورہ کے مقابلے میں قیاس سے استدلال کرنا احناف کے نزدیک قطعاً ناجائز ہے۔ چہ جائیکہ وہ ظاہر مذہب اور ظاہر روایت ہو۔ ثالثاً قلیتین (دو گھڑے) والی حدیث کے معارض وہ درودہ والی حدیث موجود ہے جس سے ثابت ہوتا ہے ساکن پانی کثیر اس وقت ہر تک ہے جب اس کی مقدار دس ضرب دس ہر تک پہنچ جائے نہ کہ دو قلتہ (دو گھڑے) کی مقدار تک اس کے برخلاف اشارہ سبابہ کے معارض کوئی حدیث نہیں ہے جس سے ثابت ہو کہ اشارہ سبابہ نہیں کرنا چاہیے۔ اس لیے اشارہ کو قلیتین پر قیاس کرنا صحیح نہیں ہے۔ رابعاً ہم پہلے بھی ذکر کر چکے ہیں کہ جب کسی مسئلہ میں مختلف اور معارض احادیث ہوں تو یہ سوچنا امام اور مجتہد کا کام ہے کہ کون سی حدیث منشأ رسول، ہمزاج اسلام اور قواعد اور اصول کے مطابق ہے۔ امام اعظم، ابو حنیفہ نے ساکن پانی کی مقدار کثیر متعین کرنے کے لیے قلیتین کی احادیث کی بجائے وہ درودہ کی احادیث سے استناد کیا ہے۔ اسی طرح رفع سبابہ کے مختلف طریقوں اور مختلف کیفیات سے امام ابو حنیفہ

مکتوبہ نمبر ۱۱۱۱ دفتر اول حصہ پنجم

marfat.com

حضرت مجدد الف ثانی

جلد ثانی

عمل کے ساتھ خاص ہوگا جو عبادت ہو جیسے سلام، علامہ ابوسعید بروعی نے اس مسئلہ کو ان بارہ مسائل سے مستنبط کیا ہے جن میں امام اعظم اور صاحبین کا نماز ٹوٹنے اور نہ ٹوٹنے کا اختلاف ہے۔ مثلاً جو شخص تیمم کر کے نماز پڑھ رہا ہو وہ اگر مقدار تشہد بیٹھنے کے بعد پانی دیکھ لے تو امام اعظم کے نزدیک اس کی نماز باطل ہو جائیگی اور صاحبین کے نزدیک اس کی نماز پوری ہو جائیگی اس سے ابوسعید بروعی نے استنباط کیا کہ مقدار تشہد بیٹھنے کے بعد اگر نازی سے کوئی فعل منافی نماز بلا قصد صادر ہو جائے تو امام اعظم کے نزدیک نماز باطل ہوگی اور صاحبین کے نزدیک صحیح ہوگی اور خروج بضعہ کی فریضیت کا قول کیا لیکن علامہ کرنی نے اس کا رد کیا اور فرمایا پانی دیکھنے کی صورت میں اس کا فرض تیمم سے وضو کی طرف متغیر ہو جاتا ہے اور عمل منافی صلاۃ سے فرض باطل ہو جاتا ہے علامہ بروعی کی تخریج کی موافقت ہلہ یہ اور اس کی شروعات میں ہے اور کفر دانی اور کافی میں بھی اسی طرح ہے اور شیخ ابو منصور ماتریدی کا بھی یہی مختار ہے اور صاحب تنزیہ الابصار اور دیگر محققین نے علامہ کرنی کی موافقت میں فرمایا کہ خروج بضعہ فرض نہیں ہے لہ۔ علامہ ابن نجیم کہتے ہیں کہ علامہ کرنی فرماتے ہیں کہ امام اعظم اور صاحبین کے نزدیک اس بات پر اتفاق ہے کہ خروج بضعہ فرض نہیں ہے کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے فرمایا جب تم نے یہ (تشہد) پڑھ لیا یا یہ کہ یا تو تمہاری نماز پوری ہوگئی اگر چاہو تو کھڑے ہو جاؤ اور پھر پڑھو یا نہ پڑھو ” اور امام اعظم نے خروج بضعہ کے فرض ہونے کی تصریح نہیں کی ہے یہ صرف علامہ بروعی نے بارہ مسائل سے استخراج کیا ہے اور یہ ان کی غلطی ہے اگر بالفرض خروج بضعہ فرض ہو تو کسی عبادت مثلاً نفل سلام کے ساتھ مختص ہو جاتا اور ان بارہ مسائل میں فرض کی تغیر ہے بخلان نماز میں کلام کے کیونکہ یہ قاطع نماز ہے اور عمدًا وضو توڑنا اور قبضہ لگانا نادر کا باطل کر دیتا ہے نہ کہ تغیر کرتا ہے۔ مجتبیٰ میں ہے ہمارے محققین نے علامہ کرنی کے قول کو اختیار کیا ہے معراج الدلیہ میں ہے شمس الائمہ الحلوانی نے فرمایا صحیح دہی ہے جو علامہ کرنی کا قول ہے۔ لہ۔

علامہ کرنی شمس الائمہ الحلوانی، زین الدین ابن نجیم، علامہ زلی، صاحب تنزیہ الابصار، صاحب مجتبیٰ اور علامہ شامی کی تصریحات کے مطابق خروج بضعہ فرض نہیں ہے اور یہی قول روایت اور درایت کے موافق ہے۔ مذاہب ثلثہ کے علماء نے خروج بضعہ کی بنا پر احناف کو تنقید کا نشانہ بنایا۔ علامہ ابن قدامہ حنبلی اور علامہ نووی شافعی اور علامہ دشتانی مالکی نے کہا کہ امام ابو حنیفہ کے نزدیک وضو توڑ دینے سے بھی نماز کا پورا کرنا جائز ہے اور بعضی لوگوں نے تو یہاں تک کہا کہ ابو حنیفہ کے نزدیک گز مارنے سے بھی نماز پوری ہو جاتی ہے، اس لیے میں نے ضروری خیال کیا کہ اس مسئلہ میں امام اعظم ابو حنیفہ کا موقف ظاہر کر کے حق کے چہرہ سے حجاب اٹھاؤں۔

اسلام کے طریقہ میں مذاہب اربعہ | امام ابو حنیفہ، امام شافعی اور امام احمد بن حنبل کے نزدیک سلام کا طریقہ یہ ہے کہ دائیں اور بائیں دونوں جانب سلام پھیر جائے لہ جیسا کہ اس باب کی حدیث نمبر ۱۲۱۵ سے واضح ہے، امام مالک کے نزدیک صرف سامنے کی جانب منہ کر کے کہا جائے السلام علیکم ورحمۃ اللہ، علامہ ابن قاسم مالکی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ امام صرف سامنے کی طرف منہ کر کے کہے السلام علیکم ورحمۃ اللہ اور منفرد اور مقتدی دائیں بائیں منہ کر کے دو

۱۔ علامہ ابن عابدین شامی متوفی ۱۲۵۲ھ رد المحتار ج ۱ ص ۴۱۸، ج ۱ ص ۵۶۷ مطبوعہ مطبع غنائیہ استنبول ۱۳۲۷ھ

۲۔ علامہ زین الدین ابن نجیم حنفی متوفی ۹۷۰ھ البحر الرائق ج ۲ ص ۳۷۶ مطبوعہ مکتبہ ماجدہ کوئٹہ۔

۳۔ علامہ ابن قدامہ حنبلی متوفی ۶۲۰ھ شریعت ابن قدامہ ج ۱ ص ۱۲۰۵۔

marfat.com

مسلم کے حکم میں مذاہب اربعہ حدیث شریف میں ہے ”تَحْوِيلُهُمَا التَّكْبِيرَ وَتَحْوِيلُهَا التَّسْلِيمَ“ نماز میں دخول تکبیر سے اور خروج سلام سے ہے۔ اس حدیث کے پیش نظر امام مالک، امام شافعی اور امام احمد بن حنبل کہتے ہیں کہ نفل سلام کے ساتھ نماز سے خروج فرض سے ہے اور ہمارے نزدیک نفل سلام کے ساتھ خروج فرض نہیں واجب ہے بلکہ ہماری دلیل یہ ہے کہ یہ حدیث غیر واحدہ ہے اور خبر واحدہ سے فرضیت ثابت نہیں ہوتی۔ ثانیاً اس حدیث میں بھی کوئی کلمہ جمع نہیں ہے کہ نماز کی تکمیل صرت سلام سے ہی ہوتی ہے۔ ثانیاً حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کا ہاتھ پکڑا اور ان کو تشہد کی تعلیم دی پھر فرمایا: اِذَا قُلْتَ هَذَا اَوْ فَعَلْتَ هَذَا فَقَدْ قَضَيْتَ صَلَاتَكَ اِنْ شِئْتَ اَنْ تَقُومَ فَقُمْ وَاِنْ شِئْتَ اَنْ تَقْعُدَ فَاقْعُدْ۔“ لے ”جب تم یہ (تشہد) پڑھو یا یہ کہ تو تمہاری نماز پوری ہو جائیگی چاہو تو تم کھڑے ہو اور چاہو تو بیٹھ جاؤ۔“ اس حدیث میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بغیر نفل سلام کے صرف تشہد پڑھنے کے بعد نماز کا ختم ہونا بیان کر دیا اس سے معلوم ہوا کہ نفل سلام کہنا فرض نہیں ہے۔ رابعاً حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے نماز صحیح طریقہ سے نہیں پڑھی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو نماز سکھائی۔ قیام بھیجی تحریر، قرآن کریم کی قرات، رکوع، سجود اور قعدہ کی تعلیم دی۔ سلام کی تعلیم نہیں دی اگر سلام فرض ہوتا تو اس کی تعلیم بھی دیتے۔ اس سے معلوم ہوا سلام فرض نہیں ہے تاہم احناف نے تحلیلاً التسلیم کے پیش نظر سلام کو احتیاطاً واجب قرار دیا ہے۔

خروج بصفة اگر نماز تشہد کی مقدار میٹھنے کے بعد نماز کے منافی کوئی کام کرے تو نماز پوری ہو جائیگی اور سلام نہ کرنے کی بنا پر سجدہ سہولاً لازم آئیگا اور اگر قعدہ سے پہلے نماز کے منافی کوئی عمل بلا قصد سرزد ہو گیا تو بالاتفاق نماز باطل ہو جائیگی (کیونکہ قعدہ اخیر جو فرض ہے مترک ہو گیا) اگر قعدہ اخیر کے بعد نفل منافی سرزد ہوا تو امام اعظم ابو حنیفہ کے نزدیک نماز باطل ہو جائیگی (کیونکہ اس نے قصداً نماز کو ختم نہیں کیا) اور صاحبین کے نزدیک ہو جائے گی لے علامہ ابوسعید برہی نے امام اعظم کے اس قول سے یہ مسئلہ مستنبط کیا کہ امام اعظم کے نزدیک خروج بصفة نماز کے منافی کسی عمل کو قصداً کر کے نماز ختم کرنا فرض ہے کیونکہ دوسرے فرض کو ادا کرنا اس وقت تک ممکن نہیں جب تک کہ پہلے فرض کو ختم نہ کیا جائے اور فرض اس وقت ختم ہوگا جب نماز کے منافی کام کیا جائے کیونکہ اگر موافق کام کیا تو وہ تو نماز میں سے ہی ہوگا اور جس چیز پر فرض موقوف ہو وہ بھی فرض ہوتا ہے۔ اس لیے خروج بصفة فرض ہوگا۔ علامہ کرخی نے کہا کہ یہ غلط ہے کیونکہ مطلقاً خروج کسی مسببیت (مثلاً عمداً وضو توڑنے) سے بھی ہو سکتا ہے اگر اہل فرض خروج بصفة فرض ہو بھی تو وہ اس

- | | |
|---|---|
| ۱۔ امام ابوعلیٰ ترمذی متوفی ۲۷۹ھ | جامع ترمذی ص ۲۷ مطبوعہ نور محمد اچ المطابع کراچی |
| ۲۔ ابو محمد عبداللہ بن احمد بن قدامہ متوفی ۶۲۰ھ | منہی ابن قدامہ ج ۱ ص ۲۲۳ مطبوعہ دار الفکر بیروت ۱۴۰۵ھ |
| ۳۔ امام ابن ہمام متوفی ۸۶۱ھ | فتح القدیر ج ۱ ص ۲۸۰ مطبوعہ مکتبہ نوریہ رضویہ سکھر |
| ۴۔ امام ابو داؤد سجستانی متوفی ۲۶۵ھ | سنن ابو داؤد ج ۱ ص ۳۹ مطبوعہ مطبع مجتہبی پاکستان لاہور ۱۴۰۵ھ |
| ۵۔ امام ابو عبد اللہ بخاری متوفی ۲۵۶ھ | صحیح بخاری ج ۱ ص ۱۰۹ مطبوعہ نور محمد اچ المطابع کراچی ۱۳۸۱ھ |
| ۶۔ علامہ علاؤ الدین حصکفی متوفی ۷۰۸ھ | مختار علیہ السلام ج ۱ ص ۵۶۷ مطبوعہ مطبع عثمانیہ استنبول ۱۳۲۷ھ |

آواز کے ساتھ پہچان لیتے تھے۔

مَعْبِدٍ ثُمَّ أَنْكَرَ، بَعْدَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ لَمَّا نَعَرَفْ
انْقِضَاءَ صَلَوةِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
بِالتَّكْبِيرِ۔

۱۲۱۸ - وَحَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عُمَرَ قَالَ نَاسِقِيَانِ
ابْنُ عِيْنَةَ عَنْ عَمْرِو بْنِ دِينَارٍ عَنْ أَبِي مَعْبِدٍ مَوْلَى
ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ سَمْعَةَ بْنَ مَخْبَرٍ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ مَا
لَمَّا نَعَرَفْ انْقِضَاءَ صَلَوةِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ إِلَّا بِالتَّكْبِيرِ قَالَ عَمْرُو بْنُ دِينَارٍ فَقَدْ كَرِهْتُ ذَلِكَ لِأَبِي مَعْبِدٍ
فَأَنْكَرَ، وَقَالَ لَهُ أَحَدُ ثَلَاثٍ يَهْدِي هَذَا أَقَالَ عَمْرُو بْنُ دِينَارٍ وَقَدْ أَخْبَرَنِي
قَبْلَ ذَلِكَ۔

۱۲۱۹ - حَدَّثَنَا شَيْخُ مُطَهَّرٌ بْنُ حَاتِمٍ قَالَ نَاسِقِيَانِ
بِكْرٌ قَالَ أَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ وَحَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ مَنْصُورٍ
وَالْقَطَّاعُ قَالَ أَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ قَالَ أَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ قَالَ
أَخْبَرَنِي سَمْرُو بْنُ دِينَارٍ أَنَّ أَبَا مَعْبِدٍ مَوْلَى ابْنِ عَبَّاسٍ
أَخْبَرَهُ أَنَّ ابْنَ عَبَّاسٍ قَالَ لَمَّا رَفَعَ الصَّوْتُ بِالذِّكْرِ
حِينَ يَنْصَرِفُ النَّاسُ مِنَ الْمَكْتُوبَةِ كَانَ عَلَى عَهْدِ
رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَقَرَّ قَالَ قَالَ ابْنُ
عَبَّاسٍ كُنْتُ أَعْلَمُ إِذَا انْصَرَفُوا بِذَلِكَ إِذَا سَمِعْتُهُ۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں ہم
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز ختم ہونے کو صرف اللہ اکبر
کی آواز کے ساتھ پہچانتے تھے، عمرو بن دینار کہتے ہیں
میں نے ابو معبد سے دوبارہ حدیث بیان کی تو انہوں نے
نہیں پہچانا اور کہا کہ میں نے یہ حدیث نہیں بیان کی حالانکہ
اس سے پہلے انہوں نے ہی بیان کی تھی۔ (ظاہر ہے ابو
معبد کو نسیان لاحق ہو گیا تھا)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں
کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں فرض نماز کے
بعد با آواز بلند ذکر معروف طریقہ تھا حضرت ابن عباس
کہتے ہیں کہ جب میں اس ذکر کی آواز سنتا تو جان بٹکا کر لوگ
ناز سے فارغ ہو چکے ہیں۔

حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کی یہ روایت صحیح بخاری ج ۱ ص ۱۱۶ میں بھی ہے اور یہ حدیث اس بات
پر واضح دلیل ہے کہ عہد رسالت میں ناز کے بعد ذکر بالجہ طریقہ معروف تھا حالانکہ اس وقت بھی نسا میں
مستوبقین بھی ہوتے تھے۔ اس حدیث کی ناسخ کوئی حدیث نہیں ہے۔ تاہم نماز کے بعد بلند آواز سے ذکر کرنے ہوئے آواز
توسط اور اعتدال سے نہیں بڑھنی چاہیے تاکہ کسی نازی کی نماز میں خلل نہ ہو۔

علامہ ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

اس حدیث میں ناز کے بعد ذکر بالجہ کے جواز پر
دلیل ہے۔

وفيه دليل على جواز الجهر بالذکر عقب
الصلوة۔

علامہ عینی فرماتے ہیں:

اس حدیث سے بعض متقدمین نے جماعت کے بعد

استدلال بہ بعض السلف علی استحباب

مرتبہ سلام پھیریں لے مالکیہ کی طرف سے جامع ترمذی کی یہ روایت پیش کی جاتی ہے۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سامنے منہ کر کے ایک مرتبہ سلام کہتے تھے اور حضرت سلمہ بن اکوع بیان کرتے ہیں میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو نماز پڑھتے دیکھا آپ نے صرف ایک مرتبہ سلام کہا یہ روایت بھی ابن ماجہ میں ہے۔ امام ترمذی کہتے ہیں کہ حضرت عائشہ کی روایت کی سند میں زبیر بن محمد ہے اس کے بارے میں امام بخاری نے کہا یہ منکر احادیث بیان کرتا تھا لے اور ابو حاتم لازمی نے کہا یہ حدیث ضعیف ہے اور بعض صحت ایک مرتبہ سلام بیان بھڑا پر محمول ہے کیونکہ دو مرتبہ سلام متقدمہ طرق سے ثابت ہے۔ مسلم کی روایت گزر چکی ہے۔ ترمذی میں ہے حضرت عبد اللہ بن مسعود بیان کرتے ہیں کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سلام پھیرتے تو میں دائیں بائیں آپ کے رخساروں کی سفیدی دیکھتا۔ امام ترمذی کہتے ہیں کہ حضرت عبد اللہ بن مسعود کی حدیث حسن صحیح ہے لے

نماز میں مجتہد رسول کے مظاہر | نمازیں اصل یہ ہے کہ قیام کے وقت سجدہ نگاہ پر نظر ہو۔ رکوع میں پیروں پر اور قدمہ میں اپنی گود پر لیکن صحابہ کرام جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے نمازیں کھڑے ہوتے تو ان کی نگاہیں صرف اور صرف آپ ہی کی طرف ہوتی تھیں کیونکہ نماز کے آداب اپنی جگہ پر لیکن سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے رخ زیباکو دیکھنا وہ عبادت ہے کہ کائنات میں کسی عبادت کا یہ مرتبہ اور مقام نہیں ہے۔ حضرت ابن مسعود اور حضرت سعد بیان کرتے ہیں کہ سلام پھیرتے وقت ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے رخ زیبائی سفیدی دیکھتے تھے حضرت نجاب بن ارت رضی اللہ عنہ سے ابو عمر نے پوچھا کیا حضور ظہر اور عصر میں قرأت کرتے تھے فرمایا اہل کہا کیسے پتا چلا۔ کہا، آپ کی ڈاڑھی مبارک کو ہلتے ہوئے دیکھنے سے، حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ سرکار کے ایام طالت میں پیر کے دن حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے نماز پڑھائی جب صحابہ صفت باندھے کھڑے تھے ناگاہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مجروح سے باہر نکلے آپ نے پردہ اٹھایا اور ہمیں دیکھنے لگے جس وقت آپ کھڑے تھے۔ آپ کا چہرہ ورق قرآن کی طرح لگتا تھا پھر آپ مسکائے آپ کے چہرہ کو دیکھ کر ہم اس قدر خوش ہوئے کہ خدشہ تھا ہم نماز توڑ ڈالیں گے شہ سوچا آپ کا حجرہ قبلہ کی ایک جانب تھا اور صحابہ بکائے قبلہ کے آپ کی جانب دیکھ رہے تھے! کیونکہ وہ جانتے تھے کہ کعبہ صرف ظاہری قبلہ ہے حقیقی قبلہ آپ کی ذات ہے۔

بَابُ الذِّكْرِ بَعْدَ الصَّلَاةِ

ذکر بعد از نماز

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز ختم ہونے کو اللہ اکبر کی

۱۲۱۶ - حَدَّثَنَا زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ سَأَلْتُ سُلَيْمَانَ بْنَ عُبَيْدٍ عَنْ عَمِّهِ وَقَالَ أَخْبَرَنِي يَزِيدُ

اکمال اکمال العلم ج ۲ ص ۲۷۸، مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت

جامع ترمذی ص ۶۹ مطبوعہ نور محمد کارخانہ تجارت کتب کراچی

جامع ترمذی ص ۶۹

صحیح بخاری ج ۱ ص ۱۰۵ مطبوعہ نور محمد جامع المطابع کراچی

لے علامہ ابو عبد اللہ عثمانی مالکی متوفی ۸۲۸ ھ

۷ امام ابو عیسیٰ ترمذی متوفی ۲۵۹ ھ

۸

۹ امام ابو عبد اللہ بخاری متوفی ۲۵۶ ھ

۱۰

marfat.com

اور شیخ عثمانی لکھتے ہیں: یہی حدیث

انکھلا تَدْعُونَ اصْحَابَهُ وَلَا غَائِبًا ————— تو وہ میرے نزدیک جہر مفرد پر محمول ہے لہٰذا
ذکر بالجہر کے موضوع پر ہم نے دو مبسوط رسالے لکھے ہیں ذکر بالجہر حصہ اول و دوم اس میں قرآن کی آیات، احادیث، آثار فقہاء، صوفیاء اور
مناظریں کے اکابر کی عبارات سے ذکر بالجہر کو ثابت کیا ہے اور مانعین کے تمام اعتراضات کا مفصل جائزہ دیا ہے اس مسئلہ پر سیر حاصل
بحث کے لیے ان رسائل کا مطالعہ فرمائیں

تشہد اور سلام کے درمیان عذاب قبر وغیرہ سے
پناہ مانگنا

بَابُ اسْتِحْبَابِ التَّعَوُّذِ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ
وَعَذَابِ جَهَنَّمَ وَفِتْنَةِ الْمَحْيَا وَالْمَمَاتِ
وَفِتْنَةِ الْمَسِيحِ الدَّجَالِ وَمِنَ الْمَائِثِ
الْمَغْرَمِ بَيْنَ الشَّهَدِ وَالسَّلَامِ

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم میرے پاس تشریف لائے درآں حالیکہ میرے
پاس ایک یہودی عورت بیٹھی ہوئی تھی وہ کہنے لگی کیا تمہیں معلوم
ہے قبروں میں تمہاری آزمائش کی جائے گی جس کی رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم خود فرودہ ہو گئے اور قبر آزمائش میں صرف
یہود مبتلا ہوں گے، چند دن گزرنے کے بعد رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا تمہیں پتا چلا مجھ پر وحی نازل کی
گئی ہے ہر گاہ تمہاری قبر دہلیز میں آزمائش کی جائیگی حضرت
عائشہ کہتی ہیں اس کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
عذاب قبر سے پناہ مانگتے تھے۔

۱۲۲۰ - حَدَّثَنَا هَارُونُ بْنُ سَعِيدٍ وَحَرْمَلَةُ بْنُ
يَحْيَى قَالَ هَارُونُ نَاوَقَالَ حَرْمَلَةُ أَنَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ
أَخْبَرَنِي يُونُسُ بْنُ يَزِيدَ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ حَدَّثَنِي عُرْوَةُ
بْنُ الزُّبَيْرِ أَنَّ عَائِشَةَ قَالَتْ دَخَلَ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَعِنْدِي إِمْرَأَةٌ مِنَ الْيَهُودِ وَهِيَ تَقُولُ
هَلْ شَعَرْتُ أَنَّكُمْ تُفْتَنُونَ فِي الْقُبُورِ قَالَتْ قَارِئُ تَارَعِ
رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَالَ إِشْمَاقُ فَنُتِ
يَهُودُ قَالَتْ عَائِشَةُ فَلَمَّا نَاوَقَا بَايَ ثُمَّ قَالَ رَسُولُ
اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هَلْ شَعَرْتُ أَنَّكَ مُدْجِي
إِلَى أَنَّكُمْ تُفْتَنُونَ فِي الْقُبُورِ قَالَتْ عَائِشَةُ
فَسَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعْدَ
يَسْتَعِذُّ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس کے بعد عذاب قبر سے پناہ مانگتے
تھے۔

۱۲۲۱ - حَدَّثَنَا هَارُونُ بْنُ سَعِيدٍ وَحَرْمَلَةُ بْنُ
يَحْيَى وَعَنْدُونِ سَوَادُ قَالَ حَرْمَلَةُ أَنَا وَقَالَ الْأَخْوَانِ
كَأَنَّ ابْنَ وَهْبٍ قَالَ أَخْبَرَنِي يُونُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ
عَنْ حُمَيْدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ

با آواز بلند تکبیر کہنے اور ذکر بالجہر کے استحباب پر استدلال کیا ہے۔

رفع الصوت بالتكبير والذكر عقيب المكتوبة۔

علامہ شامی فرماتے ہیں:

تمام مقدمین اور متاخرین علماء کا اس بات پر اجماع ہے کہ جماعت کے ساتھ ذکر بالجہر مباح و فیروہی مستحب ہے الا یہ کہ ان کے جہر سے کسی کی سمیٹ، قرأت یا نماز میں خلل ہو۔

اجمع العلماء سلفاً وخلفاً على استحباب ذكر الجماعة في المساجد وغيرها الا ان يشوش جهرهم على نائم او معص او قارئ۔

ذکر بالجہر کے خلاف منکرین یہ حدیث پیش کرتے ہیں:

حضرت ابو موسیٰ عبداللہ بن قیس الاشعری المتوفی ۵۰ھ بیان کرتے ہیں کہ:

جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم غزوہ خیبر کے لیے نکلے تھے تو لوگ ایک میدان میں پہنچے اور بلند آواز سے اللہ اکبر اللہ اکبر کہنا شروع کر دیا۔ اس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اپنی جانوں پر زخمی کرو تا کہ کسی جہر سے یا غائب کو نہیں پکار رہے تم اس کو پکار رہے ہو جو سننے والا قریب اور تھارے ساتھ ہے۔

علامہ آلوسی اس کے جواب میں بکھتے ہیں:

اس حدیث میں ”نرمی کرو“ کے امر سے جو التزمنا ذکر بالجہر کی نفی مستفاد ہوتی ہے اس سے ذکر بالجہر میں آواز کو بلند کرنے میں مبالغہ اور افراط مراد ہے۔

علامہ عبدالحی فرماتے ہیں:

اس کا جواب یہ ہے کہ صحابہ کرام جہر مفرط کر رہے تھے جیسا کہ اس پر بعض روایات دلالت کرتی ہیں۔ آپ نے اس سے ان کو منع فرمایا چنانچہ صاحب فتح الودود نے شرح سنن ابی داؤد میں ”دفعاً اصواتہم“ کی شرح میں کہا کہ صحابہ کرام بہت زیادہ بلند آواز سے ذکر کر رہے تھے پس اس حدیث سے مطلقاً جہر کی نفی لازم نہیں آتی اور طاعی قاری نے حزمین شرح حصن حصین میں حدیث وان ذکر فی فی ملاہ کی شرح میں فرمایا: اس سے ذکر معنی بھی مراد ہو سکتا ہے جیسا کہ ذاکو اللہ فی الغافلین بمنزلۃ الصابور فی الغاویں۔ میں اشارہ ہے اور مع الملأ کا یہ مطلب ہو سکتا ہے کہ حد سے زیادہ جہر نہ کیا جائے کیونکہ جب بعض صحابہ نے بے حد مبالغہ کے ساتھ ذکر کیا تو آپ نے فرمایا ”اربعوا علی انفسکم“ (اپنی جانوں پر نرمی کرو)۔

۱۔ حافظ بدر الدین عینی متوفی ۸۵۵ھ عمدۃ القاری ج ۶ ص ۱۲۶ مطبوعہ ادارة الطباعة المیزية مصر

۲۔ علامہ ابن عابدین شامی متوفی ۱۲۵۲ھ رد المحتار ج ۱ ص ۶۱۸ مطبوعہ مطبع عثمانیہ استنبول ۱۳۲۷ھ

۳۔ بظاہر معلوم ہوتا ہے کہ غزوہ خیبر کو جلتے ہوئے یہ واقعہ پیش آیا لیکن علامہ سقانی نے لکھا ہے یہ واقعہ غزوہ خیبر سے دہائی کی قوت پیش کیا۔

۴۔ امام ابو عبداللہ بخاری متوفی ۲۵۶ھ صحیح بخاری ج ۲ ص ۶۰۵ مطبوعہ فور محمد راج المطابع کلچری ۱۳۸۱ھ۔

۵۔ علامہ محمود آلوسی متوفی ۱۲۷۰ھ روح المسانی ج ۱۶ ص ۱۶۲ مطبوعہ دار احیاء التراث العربی بیروت۔

۶۔ مولانا عبدالحی لکھنوی متوفی ۱۳۳۰ھ ساجۃ المفاتیح ج ۱ ص ۱۰۰ مطبوعہ ہند

marfat.com

جلد ثانی

نے ان عورتوں کی کیوں تکذیب کیوں کی، اس کا جواب یہ ہے آزمائش کا مطلب ہے منکر و نیکر کے سوالات اور عذاب و جزا کا ایک اور چیز ہے پہلے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قبر میں آزمائش کی خبر دی بعد میں عذاب و جزا کی اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ نماز کے بعد فتنہ قبر اور عذاب قبر سے پناہ مانگنی چاہیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان چیزوں سے نہ صرف مامون بلکہ دجا امان میں اس کے باوجود آپ کا بجزرت قبر اور عذاب قبر سے پناہ مانگنا غلبہ و خوف الہی اور تعلیم امت پر محمول ہے۔

عذاب قبر | عذاب کے معنی ہیں مٹھاس عربی میں کہتے ہیں عذاب میٹھاپانی اور قبر کے معنی ہیں گڑھا۔ قبر میں میت پر جو درد و الم کی کیفیت طاری ہوتی ہے اس کو عذاب سے اس لیے تعبیر کرتے ہیں کہ کفار پر عذاب مسلمانوں کے لیے مٹھاس کی طرح خوشگوار ہوتا ہے۔ قبر سے مراد بالخصوص وہ گڑھا نہیں ہے جس میں میت کو دفن کیا جاتا ہے بلکہ وہ جگہ ہے جہاں میت کے اجزاء اصلہ ہوں خواہ یہ اجزاء زمین کے اندر گر گئے ہوں، پانی کی تہ میں جانوروں کے پیٹ میں یا جسم جلنے کے بعد راکھ کی شکل میں ہوں۔ جس جگہ بھی یہ اجزاء ہوں گے قیامت تک ان پر عذاب یا ثواب کی کیفیت مرتب ہوتی رہیں گی۔

عذاب روح و جسم دونوں پر ہوتا ہے یا صرف روح پر؟ اس میں اختلاف ہے بعض علماء صرف روح پر عذاب کے قائل ہیں۔ ابن قیم جزیریہ کا یہی مسلک ہے اور جہور السنن کے نزدیک عذاب روح اور جسم کے مجموعہ پر ہوتا ہے صرفہ سے یہ بھی منقول ہے کہ اجزاء مثالیہ پر عذاب ہوتا ہے۔

منکرین عذاب قبر کے شبہات | بعض روافض اور کچھ معتزلہ عذاب قبر کا انکار کرتے ہیں وہ کہتے ہیں کہ میت پتھروں کی طرح جامد اور بے جان ہے اور عذاب درد اور آذیت کی کیفیت کے ادراک کو کہتے ہیں اور ادراک بنیر حیات کے غیر متصور ہے یہ لوگ قبر میں حیات نہیں مانتے اور قرآن کریم کی مذکورہ ذیل آیات سے استدلال کرتے ہیں:

لَا يَذُوقُونَ فِيهَا الْمَوْتَ إِلَّا الْمَوْتَةَ الْأُولَىٰ - (وہاں: ۵۶)

”اہل جنت، جنت میں پہلی موت کے سوا اور کوئی موت نہیں چکھیں گے۔“

منکرین کہتے ہیں کہ قبر میں حیات ہو تو حیات جنت سے پہلے دو موتیں ہوں گی۔ پہلی موت قبر میں جانے سے پہلے اور دوسری قبر میں جلنے کے بعد۔ حالانکہ اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں صرف پہلی موت کے چکھنے کا بیان کیا ہے اس کا جواب یہ ہے اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں بتلایا ہے کہ اہل جنت موت نہیں چکھیں گے پھر تعلق علی الحال کرتے ہوئے فرمایا: اگر وہ جنت میں موت چکھتے تو پہلی موت چکھتے اور پہلی موت (جو گند چکی ہے) کا چکھنا تو محال ہے لہذا ان کا مطلقاً موت چکھنا محال ہے۔ دوسری آیت کریمہ جس سے وہ استدلال کرتے ہیں یہ ہے:

وَمَا أَنْتَ بِمُسْمَرٍ مَنْ فِي الْقُبُورِ - (فالم: ۲۲) آپ قبر والوں کو سنانے والے نہیں ہیں۔ اس آیت کریمہ سے کفار کو اہل قبور سے تشبیہ دینا مقصود ہے یعنی جس طرح اہل قبور سماع سے فائدہ حاصل نہیں کرتے

اجزاء اصلہ ان اجزاء کو کہتے ہیں جن سے انسان کا خیر تیار ہوتا ہے یہ انسانی جسم کے نشوونما اور بڑھنے گھٹنے کے تمام اداوار

سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ ذَلِكَ يَسْتَعِيدُّ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ۔

۱۲۲۲۔ حَدَّثَنَا زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ وَاسْتَحْفَ بْنَ إِبرَاهِيمَ كِلَاهُمَا عَنْ جَوْنَةَ قَالَ زُهَيْرٌ نَاجِرٌ يَوْمَ عَنْ مَنْصُورٍ عَنْ أَبِي وَائِلٍ عَنْ مَسْرُوقٍ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ دَخَلْتُ عَلَى عَجُوزَةٍ مِنْ أَهْلِ الْبَيْتِ فَقَالَتْ إِنَّ أَهْلَ الْقُبُورِ يُعَذَّبُونَ فِي قُبُورِهِمْ قَالَتْ فَكَيْدُ بَنِيهِمَا وَلَهُمَا نَفْسَانِ أَصَدَّ قَهْمًا فَخَرَجْنَا وَدَخَلَ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ لَهُ يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنَّ عَجُوزَتَيْنِ مِنْ عَجِزِ يَهُودٍ الْمَدِينَةِ دَخَلَتَا عَلَى فِرْعَوْنِ أَنَّ أَهْلَ الْقُبُورِ يُعَذَّبُونَ فِي قُبُورِهِمْ فَقَالَ صَدَقْتَا أَنَّهُمْ يُعَذَّبُونَ عَذَابًا تَسْمَعُهُ الْبَهَائِمُ ثُمَّ قَالَتْ فَمَا آيَةُ بَعْدُ فِي صَلَوةٍ لَا يَتَعَوَّذُ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ۔

۱۲۲۳۔ وَحَدَّثَنِي هَنَادُ بْنُ الشَّرِّدُ قَالَ نَاجِرٌ الْأَحْوَصُ عَنْ أَسْعَثَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ مَسْرُوقٍ عَنْ عَائِشَةَ بِهَذَا الْحَدِيثِ وَفِيهِ قَالَتْ وَمَا صَلَوةٌ بَعْدَ ذَلِكَ إِلَّا سَمِعَتْهُ يَتَعَوَّذُ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ۔

تشریح۔

ان حدیثوں میں دو مختلف واقعات کا ذکر کیا گیا ہے حدیث نمبر ۱۲۲۲ سے معلوم ہوتا ہے کہ پہلے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو علم نہ تھا کہ آپ کی امت قبر میں آزمائش میں مبتلا ہوگی اس لیے آپ نے فرمایا ”آزمائش میں صرف یہود مبتلا ہوں گے“ بعد میں اللہ تعالیٰ نے آپ پر وحی کی جس سے آپ کو معلوم ہوا کہ آپ کی امت بھی آزمائش میں مبتلا ہوگی۔ اس حدیث سے یہ بھی ثابت ہوا کہ آپ کا علم تدریجی ہے راہِ شہدہ کہ جب آپ کی امت بھی آزمائش میں مبتلا ہوگی تو آپ کا یہ کہنا کہ آزمائش میں صرف یہود مبتلا ہوں گے خلاف واقع اور جھوٹ ہے جس سے نبی مہموم ہوتا ہے اس کا جواب یہ ہے جھوٹ تب ہوتا ہے جب منکر قصداً واقع کے خلاف خبر دے۔ اگر کوئی شخص علم نہ ہوئے کی وجہ سے خلاف واقع بات کہہ دے اور اس کا قصد خلاف واقع بات بتلانا نہ ہو تو وہ جھوٹ نہیں ہے اس حدیث سے معلوم ہوا کہ ہر چند نبی کو ایسی صفت حاصل ہوتی ہے جس سے اس پر غیبات مشکف ہو جاتے ہیں وہ جنات اور ملائکہ کو دیکھتا ہے اور قبر اور بزرگ کے احوال اس کے پیش نظر ہوتے ہیں تاہم اللہ تعالیٰ جب چاہتا ہے جب تک چاہتا ہے کسی چیز سے نبی کی توجہ ہٹا لیتا ہے۔ قبر میں آزمائش سے مراد وہ سوال ہیں جو منکر کبر میت سے کریں گے۔ حدیث نمبر ۱۲۲۲ میں ذکر ہے جب دو یہودی عورتوں نے حضرت عائشہ سے مذاہب کا ذکر کیا تو انہوں نے اس کی تکذیب کی۔ اس پر سوال ہوتا ہے کہ جب حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو پہلے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تھا حکم تھا کہ تم قبر میں اس امت کی آزمائش ہوگی تو پھر حضرت عائشہ

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں دو یہودی عورتیں میرے پاس آئیں اور کہنے لگیں قبر والوں کو قبر میں عذاب ہوتا ہے میں نے انہیں جھٹلایا اور ان کی تصدیق نہ کی ابھی نہ لگی پھر وہ دونوں چلی گئیں اور ان کے جانے کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے میں نے آپ سے عرض کیا کہ مدینہ کے یہودیوں میں سے دو یہودی عورتیں میرے پاس آئیں تھیں اور کہہ رہی تھیں کہ قبر والوں کو قبر میں عذاب ہوگا آپ نے فرمایا انہوں نے سچ کہا ہے اہل قبر کو ایسا عذاب ہوتا ہے جس کو جانور تک سنتے ہیں، حضرت عائشہ کہتی ہیں میں نے دیکھا اس واقعہ کے بعد آپ ہر نماز میں عذاب قبر سے پناہ مانگتے تھے۔

ایک اور سند سے یہ حدیث بیان کی گئی ہے جس میں حضرت عائشہ کا یہ قول ہے اس کے بعد میں ہر نماز کے بعد آپ سے عذاب قبر سے پناہ کی دعا سنتی تھی۔

عذاب قبر پر عقلی شبہات کے جوابات | ایک سوال یہ ہے کہ بہت سے لوگوں کی قبر نہیں بنتی پھر ان کے حق میں عذاب

قبر کیسے ہوگا اس کا جواب یہ ہے کہ قبر سے مراد وہ جگہ ہے جہاں میت کے اجزاء اصلہ ہوں خواہ وہ زمین کا گڑھا ہو یا سمندر کی تہ یا جانور کا پیٹ جیسا کہ پہلے گذر چکا ہے دوسرا سوال یہ ہے کہ کچھ عرصہ بعد بدن گل سر کر مٹی ہو جاتا ہے پھر بدن پر عذاب کیسے ہوگا؟ اس کا جواب یہ ہے کہ بدن کے اجزاء اصلہ کو اللہ تعالیٰ بہر حال باقی رکھتا ہے جن کے ساتھ روح کا تعلق قائم رہتا ہے اور ان پر عذاب کی کیفیات وارد ہوتی ہیں۔ تیسرا سوال یہ ہے کہ بسا اوقات جنگلی جانور انسانوں کو کھا جاتے ہیں اور اگر ان پر آگ کا عذاب ہوتا ہے تو اس سے جانوروں کو تکلیف کیوں نہیں ہوتی؟ اس کا جواب یہ ہے کہ جانور عالم دنیا میں ہے اور اس کے اندر میت کے اجزاء پر عالم برزخ میں عذاب کی کیفیات گذر رہی ہیں اور ایک عالم کے احوال دوسرے عالم پر منکشف نہیں ہوتے مثلاً ہمارے پیٹ میں جب کبڑے ہوتے ہیں ان پر زندگی اور موت اور درد و راحت کے تمام احوال گذرتے ہیں اور ہم کو پتا نہیں چلتا۔ چوتھا سوال یہ ہے کہ کہا جاتا ہے میت کو گرد سے مارا جاتا ہے وہ چیختا چلاتا ہے اس کے سر کے ٹکڑے ٹکڑے ہو جاتے ہیں جسم جل جاتا ہے لیکن جب قبر کھود کر میت کو دیکھا جائے تو جسم اسی طرح پڑا ہوتا ہے کسی چوٹ کا نشان نہ جلنے کا کوئی اور فوٹ پھوٹ نہ مار کی وجہ سے جسم میں حرکت اور اضطراب ہوتا ہے اسکا جواب بھی یہی ہے کہ یہ الگ الگ عالموں کے احوال ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم جنات اور فرشتوں سے باتیں کرتے تھے اسی مجلس میں صحابہ ہوتے تھے انہیں پتا نہ چلتا خواب میں کسی آدمی کو مار پڑتی ہے اور اسی عالم میں وہ درد و اذیت محسوس کرتا ہے لیکن اس کے پاس بیٹھے بیدار شخص کو پتا نہیں چلتا اسی طرح برزخ کے احوال دنیا والوں پر منکشف نہیں ہوتے۔ پانچواں سوال ہے کہ قبر میں انسان زندہ رہ سکتا ہے تو کیا یہ ممکن ہے کہ کسی زندہ آدمی کو قبر میں دفن کر دیں اور وہ زندہ رہے اس کا جواب یہ ہے کہ دونوں زندہ گیوں کی نوعیت میں فرق ہے اونٹنی کے پیٹ میں بچہ زندہ ہوتا ہے لیکن اگر کسی انسان یا جانور کو اونٹنی کے پیٹ کا آپریشن کر کے اس میں ڈال دیا جائے تو وہ زندہ نہ رہ سکے گا۔ (عذاب قبر کے تمام مباحث کی تفصیل ہم نے شرح صحیح مسلم جلد سابع میں

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی غازیں و جال کے فتنہ سے پناہ مانگتے تھے۔

۱۲۲۴۔ حَدَّثَنَا عَنْ وَائِلِ بْنِ هِزْرِ بْنِ حَرْبٍ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَسْتَعِذُّ فِي صَلَاتِهِ مِنْ فَتَنِ الدَّجَالِ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تم میں سے کوئی شخص تشہد پڑھے تو چار چیزوں سے پناہ مانگے۔ یوں کہے "اے اللہ میں جہنم کے عذاب سے تیری پناہ مانگتا ہوں، عذاب

۱۲۲۵۔ حَدَّثَنَا نَصْرُ بْنُ عَلِيٍّ الْجَهْضَمِيُّ وَابْنُ عُيَيْنٍ وَابْنُ كُرَيْبٍ وَهَيْثُ بْنُ حَرْبٍ جَمِيعًا عَنْ وَكِيعٍ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَسْتَعِذُّ مِنْ فَتَنِ الدَّجَالِ وَابْنُ أَبِي عَاصِمٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَسْتَعِذُّ مِنْ فَتَنِ الدَّجَالِ

اسی طرح کفار بھی سماع سے فائدہ حاصل نہیں کرتے اور جب اہل قبور سن نہیں سکتے تو ثابت ہوا کہ وہ حیات سے عاری اور مردہ ہیں۔ اس کا جواب یہ ہے کہ اہل قبور حاسہ سمع یعنی کانوں سے نہیں سنتے کیونکہ جسم تو کچھ عرصہ بعد گل سٹر کر مٹی ہو جاتا ہے صرف ہڈیاں رہ جاتی ہیں اور کچھ عرصہ بعد ہڈیاں بھی نہیں رہتیں۔ اس لیے اس آیت میں حواس سے سننے کی نفی ہے اور اہل قبور حواس سے نہیں روح کی قوت سے سنتے ہیں۔

عذاب قبر پر دلائل | اہل سنت کے دلائل یہ ہیں: (امتناً اثنین و احییتنا اثنین) (تو نے ہم کو دوم مرتبہ ملا اور دوبار زندہ کیا) (مومن: ۱۱)

اس آیت سے معلوم ہوا کہ موت بھی دو ہیں اور حیات بھی دو ہیں ایک موت وہ ہے جو دنیوی حیات کے بعد آتی اور دوسری موت وہ ہے جو قبر کی حیات کے بعد آتی بعض مفسرین نے دنیاوی حیات سے پہلے نطفہ کو پہلی موت اور دنیاوی حیات کے بعد موت کو دوسری موت قرار دیا ہے لیکن یہ درست نہیں ہے کیونکہ نطفہ میں جو عدم حیات ہے وہ عدم سابق ہے جس کے لیے کسی فاعل کی ضرورت نہیں۔ فاعل کی ضرورت عدم لاحق کو ہوتی ہے اس آیت میں امتنا کا لفظ استعمال فرمایا ہے (تو نے ہم کو ملا) اس میں اس موت کا ذکر ہے جس کیلئے فاعل کی ضرورت ہو اور اس سے مراد وہ دو صورتیں ہو سکتی ہیں جن کا ہم نے ذکر کیا ہے۔ دوسری دلیل یہ ہے:

النار یعصرون علیہا غدواً وعشیاء ویوم تقوم الساعة وقت ادخلوا آل فرعون
اشدا العذاب - (مومن: ۲۶)

”آل فرعون صبح و شام آگ پر لائے جاتے ہیں اور قیامت کے دن بھی آگ پر لائے جائیں گے (حکم ہوگا) داخل کرو آل فرعون کو زیادہ سخت عذاب میں“

اس آیت میں عذاب قبر پر دو طرح دلالت ہے اولاً اس لیے کہ انہیں صبح و شام آگ پر لاتا وہ عذاب ہے جو قیامت سے پہلے ہوگا کیونکہ قیامت کے عذاب کا ذکر بعد میں بطریق عطف کیا ہے اور قیامت سے پہلے جو صبح و شام آگ دکھائی جائے گی وہ صرف قبر میں متصور ہے۔ ثانیاً فرشتوں کو قیامت کے دن حکم ہوگا آل فرعون کو زیادہ سخت عذاب میں داخل کرو اس سے معلوم ہوا کہ اس سے کم درجہ کا عذاب انہیں قیامت سے پہلے دیا جاتا رہا ہے اور وہ عذاب قبر میں ہوگا۔ تیسری دلیل یہ ہے:

اخرجوا فادخلوا نارا۱ - (نوح: ۲۵)

”قوم نوح غرقاب ہونے کے فوراً بعد آگ میں داخل کر دی گئی۔“

قیامت کے بعد جو عذاب ہوگا وہ غرق ہونے کے فوراً بعد نہیں ہوگا بلکہ عرصہ ماٹے دراز کے بعد ہوگا اس لیے جس عذاب کا یہاں ذکر ہے وہ قبر میں ہی ہو سکتا ہے۔

اور عذاب قبر کے بارے میں اس قدر کثرت سے صحاح اور سنن میں احادیث وارد ہیں کہ علامہ تفتازانی اور دیگر علمائے کبار کہ یہ احادیث معنی متوازن ہیں۔

دنیا اور آخرت کی آزمائش سے اور مسیح دجال کے شر سے۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ سے پناہ مانگو، اللہ تعالیٰ کے عذاب سے اللہ تعالیٰ سے پناہ مانگو، قبر کے عذاب سے اللہ تعالیٰ سے پناہ مانگو، مسیح دجال کے فتنے سے اللہ تعالیٰ سے پناہ مانگو، زندگی اور موت کی آزمائش سے۔

ایک اور سند سے ایسی ہی روایت منقول ہے۔

ایک اور سند سے بھی اس کی مثل منقول ہے:

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم عذاب قبر سے، عذاب جہنم سے اور فتنہ دجال سے پناہ مانگتے تھے۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم قرآن کریم کی سورت کی طرح اس دنیا کی تعلیم دیتے تھے، اے اللہ! ہم عذاب جہنم سے تیری پناہ مانگتے ہیں، میں عذاب قبر سے تیری پناہ مانگتا ہوں، مسیح دجال کے فتنے سے تیری پناہ مانگتا ہوں، میں زندگی اور موت کے فتنے سے تیری پناہ مانگتا ہوں۔ راوی کہتا ہے کہ طاؤس نے اپنے بیٹے سے کہا تو نے نماز میں

إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ وَعَذَابِ الدَّجَالِ وَفِتْنَةِ الْمَحْيَا وَالْمَمَاتِ وَشَرِّ الْمَسِيحِ الدَّجَالِ۔

۱۲۳۰۔ وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبَادٍ قَالَ نَاسِئَانُ عَنْ عَمْرِو بْنِ طَاوُسٍ قَالَ سَمِعْتُ أَبَاهُ يُرَى يَقُولُ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عُوذُوا بِاللَّهِ مِنْ عَذَابِ اللَّهِ عُوذُوا بِاللَّهِ مِنْ عَذَابِ اللَّهِ عُوذُوا بِاللَّهِ مِنْ فِتْنَةِ الْمَسِيحِ الدَّجَالِ عُوذُوا بِاللَّهِ مِنْ فِتْنَةِ الْمَحْيَا وَالْمَمَاتِ۔

۱۲۳۱۔ وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبَادٍ قَالَ نَاسِئَانُ عَنْ ابْنِ طَاوُسٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِثْلَهُ۔

۱۲۳۲۔ وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبَادٍ قَالَ يُونُسُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَثُمَّ هَيْدَرُ بْنُ حَرْبٍ قَالُوا نَاسِئَانُ عَنْ أَبِي الرَّبَاعِ عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِثْلَهُ۔

۱۲۳۳۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى قَالَ نَاسِئَانُ بْنُ جَعْفَرٍ قَالَ نَاسِئَةُ عَنْ بُدَيْلٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ شَقِيقٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ كَانَ يَتَعَوَّذُ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ وَعَذَابِ جَهَنَّمَ وَفِتْنَةِ الدَّجَالِ۔

۱۲۳۴۔ وَحَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ عَنْ مَالِكِ بْنِ أَبِي عِيسَى قَرَأَ عَلَيْهِ عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ عَنْ طَاوُسٍ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُعَلِّمُهُمْ هَذَا الدُّعَاءَ كَمَا يُعَلِّمُهُمُ السُّورَةَ مِنَ الْقُرْآنِ يَقُولُ قُولُوا اللَّهُمَّ إِنَّا نَعُوذُ بِكَ مِنْ عَذَابِ جَهَنَّمَ وَاعُوذُ بِكَ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ وَاعُوذُ بِكَ مِنْ فِتْنَةِ الْمَسِيحِ الدَّجَالِ وَاعُوذُ بِكَ مِنْ فِتْنَةِ الْمَحْيَا وَالْمَمَاتِ قَالَ مُسْلِمُ بْنُ الْحَجَّاجِ بَلَغَنِي أَنَّ طَاوُسًا قَالَ

کے شر سے۔

رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا أَتَى شَهِدَ أَحَدَكُمْ
فَلْيَسْتَعِذْ بِاللَّهِ مِنْ أَرْبَعٍ يَقُولُ اللَّهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ
مِنْ عَذَابِ جَهَنَّمَ وَمِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ وَمِنْ فِتْنَةِ
الْمَحْيَا وَالْمَمَاتِ وَمِنْ شَرِّ فِتْنَةِ الْمَسِيحِ الدَّجَالِ.

۱۲۲۶۔ وَحَدَّثَنِي أَبُو بَكْرِ بْنُ إِسْحَاقَ قَالَ قَالَ أَنَا
أَبُو أَلِيْمَانَ قَالَ أَنَا شُعَيْبُ بْنُ الرَّهْطِيِّ قَالَ أَخْبَرَنِي
عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ أَنَّ عَائِشَةَ مَوْلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ أَخْبَرَتْهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ
يَدْعُو فِي الصَّلَاةِ اللَّهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنْ عَذَابِ
الْقَبْرِ وَأَعُوذُ بِكَ مِنْ فِتْنَةِ الْمَسِيحِ الدَّجَالِ وَأَعُوذُ
بِكَ مِنْ فِتْنَةِ الْمَحْيَا وَالْمَمَاتِ اللَّهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ
مِنَ الْمَآْثِمِ وَالْمَغْرَمِ قَالَتْ فَقَالَ لَكَ قَائِلٌ مَا الْكُفْرُ
مَا كَسَبَعِيْدٌ مِنَ الْمَغْرَمِ يَا رَسُولَ اللَّهِ فَقَالَ إِنَّ الرَّجُلَ
إِذَا اسْرَمَ حَدَّثَ فَكَذَبَ وَوَعَدَ فَأَخْلَفَ.

۱۲۲۷۔ حَدَّثَنِي زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ قَالَ الْوَلِيدُ بْنُ
مُسْلِمٍ قَالَ قُلْتُ أَلَا وَمَا عَنِ النَّاسِ قَالَ نَاحِثَانِ بَنُو عَطِيَّةَ
قَالَ حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ أَبِي عَائِشَةَ أَنَّ سَمْعَةَ أَبَا هُرَيْرَةَ
يَقُولُ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا خَرَعُ
أَحَدُكُمْ مِنَ الشَّهَادَةِ الْآخِرَةِ فَلْيَتَعَوَّذْ بِاللَّهِ مِنْ أَرْبَعٍ
مِنْ عَذَابِ جَهَنَّمَ وَمِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ وَمِنْ فِتْنَةِ الْمَحْيَا
وَالْمَمَاتِ وَمِنْ شَرِّ الْمَسِيحِ الدَّجَالِ.

۱۲۲۸۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ عَبْدِ اللَّهِ عَنْ مُوسَى قَالَ قَالَ نَاحِثَانِ
بَنُو زِيَادٍ وَحَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ حَنْظَلَةَ قَالَ قَالَ أَنَا عِيْسَى
يَعْنِي ابْنَ يُوْنُسَ جَمِيْعًا كُنْ أَلَا وَمَا عَنِ النَّاسِ قَالَ نَاحِثَانِ
إِذَا خَرَعُ أَحَدُكُمْ مِنَ الشَّهَادَةِ الْآخِرَةِ.

۱۲۲۹۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى قَالَ قَالَ أَنَا ابْنُ
أَبِي سَيْدٍ عَنْ هِشَامٍ عَنْ يَحْيَى عَنْ أَبِي سَلَمَةَ أَنَّ سَمْعَةَ أَبَا
هُرَيْرَةَ يَقُولُ قَالَ نَبِيُّ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اللَّهُمَّ

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم نماز میں یہ دعا مانگتا کرتے تھے: اے اللہ
میں عذاب قبر سے تیری پناہ مانگتا ہوں، مسیح دجال کے فتنے
تیری پناہ مانگتا ہوں، زندگی اور موت کی آزمائش سے تیری
پناہ مانگتا ہوں۔ گناہ اور قرض سے تیری پناہ مانگتا ہوں آپ
سے کسی کہنے والے نے کہا یا رسول اللہ! آپ قرض سے
کس قدر زیادہ پناہ مانگتے ہیں؟ آپ نے فرمایا جب آدمی
مقروض ہو جاتا ہے تو جھوٹ بولتا ہے اور وعدہ خلافی کرتا
ہے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تم میں سے کوئی شخص آخری
تشہد سے فارغ ہو جائے تو چار چیزوں سے اللہ کی پناہ
مانگے، جہنم کے عذاب سے، قبر کے عذاب سے، زندگی اور
موت کی آزمائش سے اور مسیح دجال کے فتنے سے۔

ایک اور سند سے یہی روایت منقول ہے لیکن اس
میں تشہد کیساتھ آخر کا لفظ نہیں ہے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے: اے اللہ!
میں عذاب قبر سے تیری پناہ مانگتا ہوں اور عذاب نار سے۔

حضور کے استغفار کی وجہ | حدیث نمبر ۱۲۲۶ میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قبر اور جہنم کے عذاب سے پناہ مانگتے تھے۔ اس پر سوال ہے کہ آپ تو مغفور ہیں۔ قرآن اور حدیث میں آپ کی مغفرت اور درجات کی بلندی کی بے شمار بشارتیں ہیں۔ پھر آپ دعا کیوں کرتے تھے، اس کے کئی جواب ہیں پہلا: امت کو دعا کی تعلیم دینے کے لیے، دوسرا: تاکہ دعا مانگنا مسنون ہو اور اس میں آپ کا نمونہ ہو۔ تیسرا: تواضع اور انہار عبودیت کے لیے۔ چوتھا: خوفِ الہی کے غلبہ کے سبب۔ پانچواں: اللہ تعالیٰ کی طرف احتیاج ظاہر کرنے کے لیے۔ چھٹا: اللہ کا حکم ماننے کے لیے۔ ساتواں: امت کو یہ بتلانے کے لیے کہ میں مغفرت کی بشارت پانے کے باوجود اس قدر دعائیں مانگتا ہوں تو تم لوگ جن کے حق میں کوئی نوید نہیں ہے ان کو کتنی زیادہ دعائیں مانگنی چاہئیں۔ آٹھواں: اللہ تعالیٰ کا جلال اور اس کی عظمت ظاہر کرنے کے لیے۔ نوواں: جہنم اور قبر کے عذاب کو لوگوں کے دلوں میں راسخ کرنے کے لیے۔ دسواں: اللہ تعالیٰ سے دعا مانگنے سے اس کا قرب محبت اور رحمت حاصل ہوتی ہے اس کے حصول کے لیے۔

قرض مذموم اور قرض محمود | اسی حدیث میں ہے کہ آپ نے قرض سے پناہ مانگی۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ قرض لینا مذموم اور بڑا کام ہے۔ حالانکہ طبرانی میں سند صحیح سے مرفوعاً روایت ہے اللہ تعالیٰ مقروض کے ساتھ ہوتا ہے جب تک وہ قرض ادا نہ کر دے، اور عبد اللہ بن جعفر اپنے خادم سے کہا کرتے تھے جاؤ میرے لیے قرض لے کر آؤ۔ کیونکہ میں ناپسند کرتا ہوں کہ میں اس حال میں رات گزاروں کہ اللہ تعالیٰ میرے ساتھ نہ ہو۔ اس سے پتا چلتا ہے کہ قرض لینا ستحسن ہے یہ تعارض ہے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ قرض لینا اس وقت مذموم ہے جب انسان کے پاس اس کی ادائیگی کے لیے وسائل نہ ہوں۔ اس وقت انسان کا یہی حال ہوگا کہ وہ جھوٹ بولے گا اور وعدہ خلافی کرے گا اور یہ مذموم ہے اس سے پناہ مانگنی چاہیے اور جب اس کے پاس ادائیگی کے وسائل ہوں تو مذموم نہیں ہے۔

حدیث نمبر ۱۲۳۲ میں ہے کہ نمازیں ان دعاؤں کے نہ مانگنے پر طاؤس نے اپنے بیٹے کو ناز دہرانے کا حکم دیا، اس سے طاؤس کا مقصد یہ نہ تھا کہ نمازیں ان دعاؤں کا مانگنا شرعاً واجب ہے بلکہ اپنے بیٹے کو نمازیں ان دعاؤں کی عادت ڈالنے کیلئے تاکیدیاً ایسا فرمایا۔

نماز کے بعد ذکر کا طریقہ اور اس کا استحباب

حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز سے فارغ ہونے کے بعد تین بار استغفار کرتے اور فرماتے: اللھم انت السلام ومنک السلام تبارکت یا ذا الجلال والاكرام۔ - راوی کہتے ہیں میں نے اوزاعی سے پوچھا استغفار کیسے کرتے تھے کہا فرماتے تھے:

استغفر اللہ استغفر اللہ

باب ۲۱۱ استقباب التذکر بعد الصلوة و بیان صفتہ

۱۲۳۵۔ حَدَّثَنَا دَاوُدُ بْنُ رَشِیْدٍ قَالَ قَالَ الْوَلِيدُ عَنِ الْأَوْسِ بْنِ أَبِي عَمْرٍاءَ رَأْسُهُ شَدَّادُ بْنُ عَمْرٍاءَ عَنْ أَبِي أَسْمَاءَ عَنْ ثَوْبَانَ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا انْصَرَفَ مِنْ صَلَاتِهِ اسْتَغْفَرَ ثَلَاثًا وَقَالَ اللَّهُمَّ أَنْتَ السَّلَامُ وَمِنْكَ السَّلَامُ مَرَّتَيْنِ يَا ذَا الْجَلَالِ وَالْإِكْرَامِ قَالَ الْوَلِيدُ فَقُلْتُ لِلْأَوْسِ عَنِ كَيْفِ الْإِسْتِغْفَارِ قَالَ يَقُولُ اسْتَغْفِرُ اللَّهَ اسْتَغْفِرُ اللَّهَ

بِمَا فِي صَلَاتِكَ قَالَ لَا قَالَ أَعِدْ صَلَاتَكَ لِأَنَّ مَا وَصَّيَا
رَدَّكَ عَنْ كُنْهَةِ أَوْ أَمْرٍ بَعْدَهُ أَوْ كُنْهًا قَالَ۔
کیونکہ طائوس نے اس حدیث کو تین چار راویوں سے نقل
کیا ہے۔

مسح دجال حدیث نمبر ۱۲۲۴ میں ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مسح دجال سے پناہ مانگتے تھے مسح کا لفظ سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کے لیے بھی بولا جاتا ہے اور دجال کے لیے بھی۔ حضرت عیسیٰ کے حق میں مسح بمعنی مسح مراد ہے کیونکہ آپ جس بیمار کے اوپر ہاتھ پھیر دیتے تھے وہ شفایاب ہو جاتا اور دجال کے حق میں مسح بمعنی مسح بولا جاتا ہے کیونکہ وہ مسح ابین یعنی کاٹنا ہوگا۔ ایک سوال یہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فتنہ دجال سے پناہ مانگی کیا آپ کو علم نہ تھا کہ دجال کا ظہور آپ کے زمانہ میں نہیں ہوگا۔ اس کا جواب یہ ہے کہ خود جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم نے بتلادیا ہے کہ دجال کا ظہور قرب قیامت میں ہوگا اور وہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ہاتھوں ہلاک ہوگا (صحیح مسلم) اس لیے آپ کا مسح دجال کے فتنہ سے پناہ مانگنا، امت کو تعلیم دینے اور انھیں اس دھماکی طرف ترغیب دینے کے لیے تھا نہ اس وجہ سے کہ آپ کو اس کے خروج کا علم نہیں تھا، ابو الاطالیٰ مودودی متوفی ۱۳۹۹ھ کا یہ لکھنا سخت افسوسناک ہے کہ خدا کو اپنے زمانہ میں یہ اندیشہ تھا کہ شاید دجال آپ ہی کے عہد میں ظاہر ہو جائے یا آپ کے بعد کسی قریبی زمانہ میں ظاہر ہو سکیں یا یہ واقعہ نہیں کہ سائے تیرہ سو برس گزر چکے ہیں اور ابھی تک دجال نہیں آیا۔ (رسائل مسائل حصہ اول ص ۵۰، ۴۹)

زندگی اور موت میں آزمائش حدیث نمبر ۱۲۲۵ میں یہ دعویٰ ہے: اے اللہ! میں زندگی اور موت کی آزمائش سے تیری پناہ مانگتا ہوں: زندگی میں آزمائش یہ ہے کہ مال اور اولاد کی محبت، نفس کی خواہشات اور غیظ و غضب کی وجہ سے عبادات کا ترک یا گناہ کا ارتکاب نہ کر ڈالے، موت کی آزمائش یہ ہے کہ مرتے وقت ایمان پر مستقیم رہے۔ علامہ دشتانی لکھتے ہیں کہ امام ثوری مرغنوفات میں رو رہے تھے کسی نے رونے کا سبب پوچھا تو فرمایا اگر مجھے یقین ہوتا کہ میرا ایمان پر خاتمہ ہوگا تو میں کبھی نہ روتا، ایک شیخ پر موت کے وقت غشی طاری ہو گئی۔ انھوں نے بتایا کہ غشی کے عالم میں انھوں نے دو جامعیں دیکھیں۔ ایک دائیں طرف اور ایک بائیں طرف جو جامعیت بائیں طرف تھی وہ شرک کی طرف راغب کرتی تھی اور جو دائیں طرف تھی وہ ایمان باللہ کی دعوت دیتی تھی۔ بائیں جانب والے گروہ نے توحید کے خلاف شبہات پیش کیے۔ اللہ تعالیٰ نے مجھے اس علم کی بدولت جو مجھے عطا کیا تھا ان شبہات کے جوابات کی توفیق دی اور اس وقت مجھے یقین ہو گیا کہ انسان کا علم اسے دنیا اور آخرت میں نفع دیتا ہے بلکہ

قبر میں آزمائش حدیث نمبر ۱۲۲۶ میں قبر کی آزمائش کا ذکر گزر چکا ہے اس سلسلہ میں حکیم ترمذی نے نوادر الاصول میں سفیان ثوری سے نقل کیا ہے کہ جب قبر میں میت ہے سوال کیا جاتا ہے تیرا رب کون ہے؟ تو شیطان اس کے سامنے آ جاتا ہے اور اپنی طرف اشارہ کر کے کہتا ہے میں تیرا رب ہوں، یہ بڑا زبردست فتنہ ہے۔ اللہ تعالیٰ مجھے اور تمام مسلمانوں کو اس سے محفوظ رکھے۔ بعض مسلمان قبر بردفن کے بعد اذان دیتے ہیں تاکہ شیطان بھاگ جائے اور میت کو فتنوں کے سوالات کے جواب مستحضر ہوں، یہ ایک نیک اور بابرکت عمل ہے لیکن اس کو تمدن کا ایک رکن قرار دینا باطل اور بدعتِ ستیجہ ہے۔ مسلمانوں سے حسن ظن یہی ہے کہ وہ اس کو واجب نہیں سمجھتے۔

ان الفاظ الاذکار، توقيفية في تعيين اللفظ و تقدير الثواب فربما كان في اللفظ سر ليس في الآخر وان كان يراد في الظاهر

ذکر کے الفاظ لفظ کے تعین اور ثواب کی مقدار میں ترقیعی (یعنی جن میں عقل کا دخل نہیں) ہوتے ہیں۔ بسا اوقات ایک لفظ میں وہ راز ہوتا ہے جو دوسرے میں نہیں ہوتا۔ ہر چند کہ وہ الفاظ بظاہر مترادف ہوتے ہیں۔

اس وجہ سے ائمہ حضرات سے خصوصاً اور عام مسلمانوں سے بالعموم گزارش ہے کہ وہ ”اللہم انت السلام“ والی دعا مانگتے وقت صرف وہی الفاظ پڑھیں جو حدیث میں وارد ہیں ان میں تغیر اور اضافہ نہ کریں ورنہ وہ ان برکات اور اثرات سے محروم رہیں گے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کہے ہوئے الفاظ پر مرتب ہوتے ہیں۔

امام ابن ہمام اور بعض دیگر فقہاء نے کہا ہے کہ ناز کے وقت صرف اللہم انت السلام ومنک السلام تبادک یا ذا الجلال والا کرام۔ اتنی ہی مقدار ذکر کرے اس سے زیادہ اذکار (وظائف) جو احادیث میں وارد ہیں سنتیں ادا کرنے کے بعد انہیں پڑھے گا لیکن یہ صحیح نہیں ہے۔ احادیث صحیحہ اس کے خلاف ہیں۔ ان تمام احادیث میں تاویل کرنے کی ضرورت نہیں ہے بلکہ صحیح یہ ہے کہ ان احادیث کو اپنے ظاہر پر محمول کیا جائے اور اس حدیث کی تاویل صحیح ذکر کی جائے، صحیح مسلم میں حضرت مغیرہ بن شعبہ سے ایک حدیث ہے (حدیث ۱۳۳۳) جس میں فرض کے بعد طویل ذکر، ذکر کیا گیا ہے جس کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرض کے بعد باواز بند پڑھا کرتے تھے، اور علامہ شاکانی نے صحیح ابن حبان اور نسائی کے حوالہ سے یہ حدیث ذکر کی ہے۔

قال رسول الله صلى الله عليه وسلم من قرأ آية الكرسي دبر كل صلاة مكتوبة لم يمنعه من دخول الجنة إلا الموت وناد الطيرافي و قل هو الله أحد

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس شخص نے ہر فرض ناز کے بعد آیت الکرسی پڑھی اس کے لیے جنت میں جانے سے موت کے سوا اور کوئی چیز رکاوٹ نہیں ہے اور طیرانی نے قل هو الله احد پڑھنے کی یاد دہانی بھی روایت کی ہے۔

جامع ترمذی، سنن ابوداؤد اور سنن نسائی میں یہ روایت ہے :-

عن عقیبة بن عامر قال امر فی رسول الله صلى الله عليه وسلم ان اقرأ الموعود فی دبر كل صلاة

حضرت عقیبہ بن عامر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے حکم دیا کہ میں ہر ناز کے بعد قل اعوذ برب الفلق اور قل اعوذ برب الناس (یہ سورتیں) پڑھا کروں۔

ان کے علاوہ اور بھی طویل اذکار کتب حدیث میں مذکور ہیں جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ناز کے بعد پڑھا کرتے تھے۔

علامہ ابن حجر عسقلانی متوفی ۸۵۲ھ فتح الباری ج ۱ ص ۸۵۸ مطبوعہ دار نشر المکتب الاسلامیہ لاہور ۱۴۰۱ھ

امام ابن ہمام متوفی ۸۶۱ھ فتح القدر ج ۱ ص ۳۸۶ مطبوعہ مکتبہ نوریہ رضویہ سکھر

علامہ محمد بن علی شواکانی متوفی ۱۰۵۰ھ نیل الاوطار ج ۳ ص ۱۹۰ مطبوعہ مکتبہ الکلیات الازہریہ ازہر ۱۳۹۸ھ

امام عبدالرحمان نسائی متوفی ۳۰۳ھ سنن نسائی ج ۱ ص ۳۰۳ مطبوعہ دار الخزانة تجارۃ کتب کراچی۔

۱۲۳۶ - حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَابْنُ كَثِيرٍ قَالَا نَأْيُ مَعَاوِيَةَ عَنْ عَاصِمٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الْحَارِثِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا سَلَّمَ لَمْ يَنْتَعِلْ إِلَّا مِقْدَارَ مَا يَقُولُ اللَّهُمَّ أَنْتَ السَّلَامُ وَمِنْكَ السَّلَامُ مُنْكَارُكَ ذَا الْجَلَالِ وَالْإِكْرَامِ وَفِي يَدَيْهِ ابْنُ كَثِيرٍ يَأْذُ الْجَلَالِ وَالْإِكْرَامِ -

۱۲۳۷ - وَحَدَّثَنَا أَبُو كَثِيرٍ قَالَ نَأْيُ مَعَاوِيَةَ عَنْ عَاصِمٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الْحَارِثِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا سَلَّمَ لَمْ يَنْتَعِلْ إِلَّا مِقْدَارَ مَا يَقُولُ اللَّهُمَّ أَنْتَ السَّلَامُ وَمِنْكَ السَّلَامُ مُنْكَارُكَ ذَا الْجَلَالِ وَالْإِكْرَامِ -

۱۲۳۸ - وَحَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ عَبْدِ الصَّمَدِ قَالَا حَدَّثَنَا أَبُو قَالَ نَأْيُ مَعَاوِيَةَ عَنْ عَاصِمٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الْحَارِثِ وَخَالِدٌ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الْحَارِثِ وَخَالِدٌ عَنْ عَائِشَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يُبَشِّلُهُ غَيْرَ آتَمَةٍ كَانَ يَسْتَلُّ بِهَا ذَا الْجَلَالِ وَالْإِكْرَامِ -

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سلام پھیرنے کے بعد صرف اللہ انت السلام ومنك السلام تبارکت ذالجلال والاكرام - پڑھنے کی مقدار تک بیٹھتے تھے اور ابن کثیر کی روایت میں یا ذالجلال والاكرام ہے۔

ایک اور سند سے بھی ایسی ہی روایت منقول ہے۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے ایک اور سند کے ساتھ یہ روایت منقول ہے اور اس میں بھی یا ذالجلال والاكرام ہے۔

ذکر ثلث میں اضافہ یا تغیر عام طور پر یہ دعا اس طرح مانگی جاتی ہے "اللہم انت السلام ومنك السلام و الیک یرجع السلام فحینا ربنا بالسلام وادخلنا دارالسلام تبارکت یا ذالجلال والاكرام - خط کشیدہ الفاظ کسی حدیث سے ثابت نہیں ہیں یہ الفاظ بعض واعظین نے وضع کر کے زیادہ کر دیئے۔ طاعلی قاری رحمہ الباری فرماتے ہیں "منك السلام کے بعد جو مذکور ذیل الفاظ کا اضافہ کیا جاتا ہے، شیخ جزیری نے کہا ان کی کوئی اصل نہیں ہے۔ ان بعض الفاظ کو قصہ گو لوگوں نے گڑھ بیا ہے وہ الفاظ یہ ہیں: الیک یرجع السلام فحینا ربنا بالسلام وادخلنا دارالسلام -

حدیث شریف میں دعا اور ذکر کے جو الفاظ وارد ہوں ان میں اپنی طرف سے کمی بیشی یا تغیر و تبدل کرنا صحیح نہیں ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت بلال بن عازب کو ایک دعا سکھائی جس میں یہ الفاظ تھے: ونبیک الذی ارسلت حضرت بلال نے جب یہ کلمات دہرا کر آپ کو سنائے تو یوں پڑھا "وہ رسول الذی ارسلت" آپ نے فرمایا "لا ونبیک الذی ارسلت" "نہ" نہیں دوسری الفاظ پڑھو جو میں نے سکھائے ہیں اس کی شرح میں علامہ عینی اور علامہ عسقلانی نے لکھا:

مرقاۃ ج ۲ ص ۲۵۹ مطبوعہ مکتبہ المدینہ عمان ۱۳۹۲ھ -

صحیح بخاری ج ۱ ص ۳۸ مطبوعہ نور محمد اچ المطابع کراچی ۱۳۸۱ھ -

مکتبہ المدینہ عمان ۱۳۸۸ھ مطبوعہ ادارہ الطباعة النورية مصر ۱۳۴۸ھ -

marfat.com

جلد ثانی

Marfat.com

طاعلی قاری متوفی ۱۱۰۴ھ

امام ابو عبد اللہ البخاری متوفی ۲۵۶ھ

علامہ بدر الدین عینی متوفی ۸۵۵ھ

میں نے ان سے کہا یا سیدی! آپ شبلی کی اس قدر تعظیم کر رہے ہیں حالانکہ بشمول آپ کے تمام اہل بغداد کے خیال میں یہ دیوانہ ہے ابو بکر بن مجاہد نے کہا میں نے شبلی کی اس طرح تعظیم کی ہے جس طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی تعظیم کی مثنیٰ کیونکہ میں نے خواب میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کی۔ آپ کی خدمت میں شبلی حاضر ہوا آپ نے کھڑے ہو کر اس کی آنکھوں کے درمیان بوسہ دیا میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! آپ شبلی کو کیوں مسرور فرما رہے ہیں۔ آپ نے فرمایا یہ ہر فرض کے بعد یہ آیت پڑھتا ہے

لَقَدْ جَاءَكُمْ رَسُولٌ مِّنْ أَنفُسِكُمْ (انھیں سورت تک) اس کے بعد زمین مرتبہ کہتا ہے "صلی اللہ علیہ وسلم" محمد - بعد میں میری شبلی سے ملاقات ہوئی میں نے اس سے پوچھا تم درود کس طرح پڑھتے ہو اس نے اسی طرح بتایا

علامہ ابن قیم جوزیہ کہتے ہیں: نماز سے سلام پھیرنے کے بعد قبل کی طرف یا نماز کی طرف منہ کر کے دعا کرنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت سے مطلقاً نہیں ہے اور نہ یہ کسی حدیث سے ثابت ہے سند صحیح سے نہ حسن سے عمر اور فخر کے ساتھ اس دعا کی تحقیقیں آپ سے ثابت ہے نہ آپ کے خلفاء راشدین سے اور نہ آپ نے امت کی اس کی طرف رہنمائی کی ہے۔ آپ کے اور خلفائے راشدین کے بعد لوگوں نے سنت کے بجائے اس عمل کو مستحسن بنالیا اور جو دعائیں احادیث میں وارد ہیں وہ سب اثناء نماز کے ساتھ متعلق ہیں۔

علامہ ابن قیم کا مطلقاً یہ دعویٰ کرنا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز کے بعد دعا کی نہ اس کی رہنمائی کی قطعاً مردود ہے سنن نسائی میں سند صحیح کے ساتھ ہے:

عن مسلم بن ابی بکرۃ قال کان ابی یقول فی دبر کل صلوٰۃ اللّٰھم افی اعوذ بک من الکفر والقدر وعذاب القبر فکتت اقول لھن فقال ابی ای بنی عمم اخذت قلت عنک قال ان رسول اللّٰھ صلی اللّٰھ علیہ وسلم کان یقول لھن فی دبر الصلوٰۃ -

امام ترمذی سند حسن سے روایت کرتے ہیں:

عن مصعب بن سعد وعمر بن میمون کان سعد یقول ان رسول اللّٰھ صلی اللّٰھ علیہ وسلم کان یتعوذ بہن دبر الصلوٰۃ اللّٰھم افی اعوذ بک من الجبن واخذ بک من البخل واعوذ بک من ازل العمد واعوذ بک من فقنۃ الدنیا

مصعب بن سعد اور عمر بن میمون بیان کرتے ہیں کہ حضرت سعد کہتے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز کے بعد ان کلمات سے پناہ مانگتے تھے اے اللہ! میں بزدلی سے تیری پناہ میں آتا ہوں، میں بخل سے تیری پناہ میں آتا ہوں، میں ازل عمر سے تیری پناہ میں آتا ہوں اور دنیا کی آزمائش اور

جلد الافہام ص ۲۵، مطبوعہ مکتبہ نوریہ رضویہ فیصل آباد

زاد المعاد علی لمش الزرقانی ج ۱ ص ۲۴۰ مطبوعہ دار المعرفۃ بیروت

سنن نسائی ج ۱ ص ۳۶ مطبوعہ نور محمد کارخانہ تجارت کتب کراچی

علامہ شمس الدین ابن قیم جوزیہ متوفی ۷۵۱ھ

علامہ شمس الدین ابن قیم جوزیہ متوفی ۷۵۱ھ

امام عبد الرحمان نسائی متوفی ۳۰۳ھ

قبولیت دعا کی شرائط | قبولیت دعا کی شرائط یہ ہیں: کسی گناہ اور قطع رحم کی دعا نہ مانگے۔ قبولیت دعا کے لیے عجلت نہ کرے۔ دعا کرنے والا اللہ تعالیٰ سے پہلے بھی دعا کرتا رہا ہو۔ گلہ شکوہ نہ کرے یہ نہ کہے کہ میں نے بار بار دعا کی مگر دعا قبول نہیں ہوئی اور اس پر اظہار افسوس کرے اور دعا چھوڑ دے۔ اگلے کھانے پینے اور پہننے میں مال حرام داخل نہ ہو۔ دعا مانگنے والا نیک ہو بالخصوص جھوٹ نہ بولتا ہو۔ دعا مانگتے وقت استحضار قلب ہو یعنی غفلت سے دعا نہ کرے کسی امر محال کی دعا نہ مانگے اور یہ کہ اس کی دعا تقدیر کے موافق ہو۔

ان شرائط کے ذکر کرنے کا مطلب یہ نہیں ہے کہ انسان یہ خیال کرے میں تو بہت گنہگار ہوں میں کب اس لائق ہوں کہ میری دعائیں قبول ہوں اور اللہ تعالیٰ سے دعائیں کرنا چھوڑ دے کیونکہ اللہ تعالیٰ سے دعا نہ کرنا بھی گناہ ہے۔ حدیث شریف میں ہے کہ دعا عبادت کا مغز ہے (ترمذی بحوالہ مشکوٰۃ ص ۱۹) دعا مانگنے سے اللہ تعالیٰ خوش ہوتا ہے اور دعا نہ کرنے سے اللہ تعالیٰ ناراض ہوتا ہے۔ جب بندہ اللہ تعالیٰ سے دعا مانگتا ہے اور بار بار مانگتا ہے تو بندہ کا اظہار بندگی ہوتا ہے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ یہ بندہ اللہ کا محتاج ہے اور اسی کو اپنی جلے پناہ سمجھتا ہے اس کے سوا کسی اور کا دروازہ نہیں کھٹکھٹاتا، دعا قبول ہو یا رد ہو اسی سے سوال کرتا ہے کسی اور سے گدائیں نہیں کرتا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم اپنے رب سے تمام حاجات کا سوال کرو حتیٰ کہ جوتی کا قسم ٹوٹ جائے تو وہ بھی اللہ تعالیٰ سے مانگو (ترمذی بحوالہ مشکوٰۃ ص ۱۹۶) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ سے اس کے فضل کا سوال کرو کیونکہ اللہ تعالیٰ مانگنے سے خوش ہوتا ہے۔ (ترمذی بحوالہ مشکوٰۃ ص ۱۹۵) نیز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو اللہ تعالیٰ سے نہیں مانگتا اللہ تعالیٰ اُس سے ناراض ہوتا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تمہارا رب جبار ذال اور کریم ہے جب بندہ اس کی بارگاہ میں ہاتھ اٹھاتا ہے تو وہ ان کو خالی لوٹانے سے جبار فرمانا ہے۔ (ترمذی بحوالہ مشکوٰۃ ص ۱۹۵) اللہ تعالیٰ رد کرے یا قبول، بندہ کا یہی کام ہے کہ وہ اس سے مانگتا رہے۔ آج ہم دیکھتے ہیں کہ مسجدیں ویران ہو گئیں۔ لوگوں نے اللہ تعالیٰ سے مانگنا چھوڑ دیا اپنے رب سے نہیں مانگتے، اس کے سامنے حاجات پیش نہیں کرتے بس یہ خیال دلوں میں بیٹھ گیا ہے کہ ہم گنہگار ہیں ہماری دعائیں قبول نہیں ہو سکتیں، ارے تم اس کی بارگاہ میں آؤ تو سہی دست سوال دراز تو کرو اس کے کرم کا تو یہ عالم ہے کہ جب مشرکوں کی کشتی بھنور میں پھنس جاتی تھی اور انہیں کوئی چارہ کار نظر نہ آتا تھا اور اللہ تعالیٰ سے گڑ گڑا کر دعا مانگتے کہ انھیں بھنور سے نکال دے اور پکا عہد کرتے کہ اب شرک نہ کریں گے تو اللہ تعالیٰ ان کی دعا بھی قبول فرماتا، یہ اور بات ہے کہ بعد میں انھوں نے اپنا عہد پورا نہ کیا!۔ قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

آپ کہیں سمندر اڑھل کے مصائب سے نہیں کون نجات دیتا ہے جس کو تم گڑ گڑا کر اور چپکے چپکے پکارتے ہو اگر اس مصیبت سے اس نے ہم کو نجات دی تو ہم ضرور اس کا شکر ادا کریں گے۔ آپ کہیں اشر ہی تم کو اس مصیبت اور ہر بے چینی سے نجات دیتا ہے پھر تم اس کے شریک بنا لیتے ہو!۔

وہی تم کو جنگل اور دریا میں لے جاتا ہے یہاں تک کہ جب تم کشتیوں میں سوار ہوتے ہو اور اچھی ہوائیں کشتیوں کو

قل من ینجیکم من ظلمات البر والبحر
تدعونہ نصرہ عا وخفیۃ ۝ لین النجۃ من
ہذہ لنکونن من الشاکرین ۝ قل اللہ ینجیکم
متھا ومن کل کرب ثحرا انتم تشرکون ۝
(الفام : ۶۳ ، ۶۴)

هو الذی یسیرکم فی البر والبحر حتی اذا
کنتم فی الفلک ۝ وجرین بہم بریح طیبہ و
فرحوا بها جاء تمہا ریح

وعذاب القبر ٤

عذابِ قبر سے تیزی پناہ میں آتا ہوں۔

ترمذی اور نسائی کی ان دونوں حدیثوں میں اس بات کا ثبوت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے خود نماز کے بعد دعا کی ہے۔ اور فرض نماز کے بعد آپ نے دعا کرنے کی رہنمائی بھی فرمائی ہے۔ امام ترمذی روایت کرتے ہیں۔

عن ابی امامۃ قال قیل یا رسول اللہ آی
الدعاء اسمع قال جوف الدیل الاخر و دیو
الصلوات المکتوبات ۴

ان احادیث میں فرض نماز کے بعد دعا کا ذکر ثبوت ہے اس بحث کے اخیر میں مناسب معلوم ہوتا ہے کہ دعا کا طریقہ ذکر کر دیا جائے۔
امام ترمذی روایت کرتے ہیں:

عن حماد بن الخطاب قال كان رسول الله صلى الله عليه وسلم اذا رفع يديه في الدعاء لم يحطهما حتى يمسح بهما وجهه

حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب دعائیں اٹھا اٹھا کرتے تو انہیں اس وقت تک نیچے نہیں کرتے تھے یہاں تک کہ انہیں اپنے چہرے پر ملے۔

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ دعا مانگنے کا طریقہ یہ ہے کہ دعا کے وقت ہاتھ اٹھائے جائیں اور بعد میں ان ہاتھوں کو
 چہرہ پر ملا جائے علامہ طحاوی نے لکھا ہے کہ جب دعا کے لیے ہاتھ اٹھائیں تو ان کے درمیان کشادگی ہو مٹنی ملے ہوئے
 نہ ہوں۔ دعا کے آداب میں سے یہ بھی ہے کہ سب سے پہلے اللہ تعالیٰ کی حمد کرے اور کہے الحمد للہ رب
 العالمین پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر دو روپڑے مثلاً کہے والصلوة والسلام علی محمد خاتم
 النبیین۔ پھر اپنی حاجات کا ذکر کر کے اخیر میں پڑھے سبحان رب العزۃ عما یصفون
 وسلم علی المرسلین و الحمد للہ رب العالمین۔

دعا قبول نہ ہونے کی وجوہات | بسا اوقات ہماری دعا قبول نہیں ہوتی اس کی وجہ یہ ہوتی ہے کہ جو چیز ہم مانگتے ہیں اللہ تعالیٰ کے نزدیک وہ ہمارے حق میں بہتر نہیں ہوتی یا اس دعا کے عوض اللہ تعالیٰ ہم سے دنیا و آخرت کی کوئی بلا مال دیتا ہے یا اللہ تعالیٰ کے نزدیک ابھی اس چیز کا وقت نہیں آیا وہ اس کو مؤخر کر دیتا ہے۔ حضرت آدم علیہ السلام کی توبہ تین سو سال بعد قبول ہوئی۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کی دعا مانگی جو دو ہزار سال بعد پوری ہوئی یا اس دعا کے عوض آخرت میں اجر عطا فرماتا ہے۔ یہ امور اس وقت مرتب ہوتے ہیں جب بندہ مسلسل بغیر کسی گنہگار کے دعا کرتا رہے۔

۱۰ امام ابیسی ترمذی متوفی ۲۷۹ھ جامع ترمذی ص ۵۱۳ مطبوعہ نور محمد کارخانہ تجارت کتب کراچی

۱۱ ۱۱ ۵۰۲۳ ۱۱ ۱۱ ۱۲

" " مس " " " P

۱۷ اب جبکہ مساجد میں سنن اور نوافل پڑھنے کا رواج ہو چکا ہے تو حین نمازوں کے بعد مسجد میں سنن اور نوافل پڑھے جاتے ہیں ان میں یہ بحث کی جاتی ہے کہ سنن اور نوافل کے بعد امام دعا کرے یا نہیں۔ شرح مراقی الفلاح مع المطحطاوی ص ۱۷۷ میں اس

marfat.com

جلد ثانی

ہے اور وہ ہر چیز پر قادر ہے۔ اے اللہ! تو جو چیز دے
اے کوئی روکنے والا نہیں اور جس چیز کو تو روک لے اس
کو کوئی دینے والا نہیں اور کسی کو شمش کرنے والے کی
کوشش تیرے مقابلے میں سودمند نہیں۔

ایک اور سند سے بھی یہ حدیث منقول ہے۔

ایک اور سند سے بھی یہ حدیث مروی ہے لیکن
اس میں دُھو علیٰ کُلِّ شَیْءٍ قَدِ یُزَلُّ کے الفاظ
نہیں ہیں۔

ایک اور سند سے بھی یہ روایت منقول ہے۔

حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ کے کاتب بیان کرتے
ہیں کہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی
اللہ عنہ کو لکھا کہ مجھے کوئی ایسی حدیث لکھ بھیجو جو تم نے رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنی ہو۔ حضرت مغیرہ نے انہیں لکھ
کر بھیجا کہ میں نے سنا ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
جب نماز سے فارغ ہوتے تو پڑھتے (ذکر کا ترجمہ) اللہ

اللَّهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ
وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ اللَّهُمَّ لَا مَا نِعْمَ لِمَا أَعْطَيْتَ
وَلَا مُعْطَى لِمَا مَنَنْتَ وَلَا يَنْفَعُكَ الْإِجْدَادُ مَرْكَ
الْجَدِّ -

۱۲۴۰۔ وَحَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَأَبُو كُرَيْبٍ
وَأَحْمَدُ بْنُ سَنَانٍ قَالُوا أَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ عَنْ الْأَعْمَشِ
عَنِ الْمُسَيَّبِ بْنِ رَافِعٍ عَنْ وَثَّاقِ بْنِ مَوْحِلٍ الْمُغِيرَةِ بْنِ شُعْبَةَ
عَنِ الْمُغِيرَةِ بْنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمِثْلِ
قَالَ أَبُو بَكْرٍ وَأَبُو كُرَيْبٍ فِي رِوَايَاتِهِمَا قَالَ قَامَ لَهَا
عَنِ الْمُغِيرَةِ فَكَتَبْتُ بِهَا إِلَى مُعَاوِيَةَ -

۱۲۴۱۔ وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ حَاتِمٍ قَالَ نَأْيُحَدُّثُ
بْنُ بَكْرٍ قَالَ أَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ قَالَ أَخْبَرَنِي عَبْدُ اللَّهِ بْنُ أَبِي
لُبَابَةَ أَنَّ وَثَّاقَ بْنَ مَوْحِلٍ الْمُغِيرَةَ ابْنَ شُعْبَةَ قَالَ كَتَبَ
الْمُغِيرَةُ بْنُ شُعْبَةَ إِلَى مُعَاوِيَةَ كَتَبَ ذَلِكَ ابْنُ كَتَابَ لَهُ
وَوَثَّاقُ ابْنِ سَمِيعٍ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
يَقُولُ حِينَ سَلَّمَ بِمِثْلِ حَدِيثِهِمَا إِلَّا قَوْلَهُ وَهُوَ
عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ فَكَتَبْتُ لَهُ يَدُ كُرْهُ -

۱۲۴۲۔ وَحَدَّثَنَا حَاضِرُ ابْنِ عَبْدِ الْبَكْرِ ابْنُ أَبِي
نَافِعٍ يَرْوِي ابْنُ الْمُثَنَّى وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ النَّسَائِ
قَالَ حَدَّثَنِي أَبُو هُرَيْرَةَ جَمِيعًا عَنْ ابْنِ عَوْنٍ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ
عَنْ وَثَّاقِ بْنِ كَاتِبِ الْمُغِيرَةِ بْنِ شُعْبَةَ قَالَ كَتَبَ مُعَاوِيَةُ
إِلَى الْمُغِيرَةِ بِمِثْلِ حَدِيثِ مَثُورٍ وَالْأَعْمَشِ -

۱۲۴۳۔ وَحَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عُمَرَ النَّبِيُّ قَالَ نَأْيُ
سُفْيَانُ قَالَ نَأْيُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي لُبَابَةَ وَعَبْدُ الْمَلِكِ بْنُ عَمْرِو
سَمِعَا وَثَّاقَ كَاتِبِ الْمُغِيرَةِ بْنِ شُعْبَةَ يَقُولُ كَتَبَ
مُعَاوِيَةُ إِلَى الْمُغِيرَةِ كَتَبَ إِلَيْهِ شَيْءٌ سَمِعْتُهُ مِنْ رَسُولِ
اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ فَكَتَبْتُ إِلَيْهِ سَمِعْتُ
رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ إِذَا قَضَى
الصَّلَاةَ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ

پر ایک تیز ہوا آتی ہے اور ہر جگہ سے اسی موج گھیر لیتی ہے اور انہیں یقین ہو جاتا ہے کہ وہ ہر طرف سے گھر چکے ہیں تب وہ اغلاس سے اللہ کو پکارتے ہیں اگر تو نے ہم کو اس مصیبت سے بچالیا تو ہم ضرور تیرا شکر ادا کریں گے پھر جب اللہ تعالیٰ ان کو نجات دے دیتا ہے تو وہ زمین میں تاقی فدا کرتے ہیں۔

الموج من كل مكان وظنوا انهم احيط بهم دعوا الله مخلصين له الدين لئن انجيتنا من هذه لنكونن من الشاكرين ۝ فلما انجاهم اذا هم ينفون فالارض بغير الحق -

(یونس، ۲۶، ۲۷)

اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

اور جب انسان کو کوئی تکلیف پہنچتی ہے تو وہ اپنے رب کو مایوسی سے پکارتا ہے پھر جب اللہ تعالیٰ اسے اپنے پاس سے نعمت دے دیتا ہے تو وہ پہلے کی ہوئی دعا میں بھول جاتا ہے اور اللہ تعالیٰ کے لیے شریک بناتا ہے تاکہ اس کے راستہ سے (لوگوں کو) بہکا دے۔ آپ کہتے تم تھوڑے دن اپنے کفر سے فائدہ اٹھاؤ، لاریب تم جہنمیوں میں سے ہو۔

واذا مس الانسان ضر دعاه منيا اليه ثما اذا خوله نعمة منه نسي ما كان يدعوا اليه من قبل وجعل الله اندادا ليضل عن سبيله قل تمتع بكفره قليلا اذك من اصحاب الناي -

(زمر، ۸)

ان آیات کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ کافروں اور مشرکوں نے بھی اللہ کے دروازہ کو نہیں چھوڑا اور جب ان کی زندگی کی کشتی گرداب میں پھنس جاتی اور نجات کی کوئی دلیل نظر نہ آتی تو صرف اسی کو پکارتے تھے! ہمیں چاہیے کہ اپنی تمام مشکلات، مصائب، حاجات، تمام چھوٹی بڑی ضرورتوں میں اللہ تعالیٰ سے دعا کریں۔ اللہ تعالیٰ جب کافروں اور مشرکوں کو یابوس نہیں کرتا تو اپنی توجید کا دم بھرنے والوں کو کب محروم کرے گا۔ نماز، روزہ اور دیگر عبادات کی پابندی کریں، محرمات سے بچیں اور اللہ تعالیٰ سے اپنی حاجت بر آری کے لیے دعا کریں۔ یاد رکھیے تمام انبیاء علیہم السلام نے اگر یہی دعوت دی ہے کہ خلق، خالق کی طرف متوجہ ہو اور اپنی تمام حاجات کا قلم صرف اللہ تعالیٰ کی ذات کو بنائے۔ آج ہم اس دعوت کو بھلا بیٹھے ہیں۔ قبولیت دعا کی شرائط کے سلسلہ میں یہ بتلایا ہے کہ دعائیں اس لیے ہی قبول نہیں ہوتیں کہ ہم نے دعا کرنا چھوڑ دیا ہے۔ اس بحث کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اس حدیث پر ختم کرتا ہوں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص یہ چاہتا ہو کہ مصیبت میں اس کی دعا قبول ہو اس کو چاہیے کہ راحت میں اللہ تعالیٰ سے دعا کرتا رہے (ترمذی بحوالہ مشکوٰۃ ص ۱۹۵)۔

حضرت بخیر بن شہبہ رضی اللہ عنہ نے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کو کھار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز سے فارغ ہونے کے بعد فرماتے تھے (ترجمہ): اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں وہ یگانہ ہے اس کا کوئی شریک نہیں اسی کا ملک ہے اور اسی کے لیے شائش

۱۲۳۹ - حَدَّثَنَا اسْحَقُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ قَالَ اَنَا جَعِدْتُ عَنْ مَنْصُورٍ عَنِ الْمُسَيَّبِ بْنِ مَرْثَدٍ عَنْ وَثَّاقِ بْنِ مَعِيْنٍ عَنْ ثَعْبَةَ قَالَ كَتَبَ الْمَعِيْنَةُ بْنُ شُعْبَةَ اِلَى مُعَاوِيَةَ اَنْ رَّسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ اِذَا خَرَجَ مِنَ الصَّلَاةِ وَسَّأَلَ قَالَ لَا إِلَهَ إِلَّا

بن زبیر رضی اللہ عنہا سے سنا آپ نماز میں سلام پھیرنے کے بعد فرماتے تھے پھر مثل سابق بیان کیا اور اس حدیث کے آخریں ہے وہ یہ کہتے تھے کہ یہ حدیث انھوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنی ہے۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں فقرہ ہاجرین حاضر ہوئے اور کہنے لگے کہ مالدار بلند درجات اور ہمیشہ کی نعمتیں لے گئے آپ نے فرمایا وہ کیسے کہا وہ ہماری طرح ناز پڑھتے ہیں اور ہماری طرح روزہ رکھتے ہیں اور وہ صدقہ دیتے ہیں اور ہم صدقہ نہیں دے سکتے اور وہ غلام آزاد کرتے ہیں اور ہم نہیں آزاد کر سکتے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا میں تمہیں ایسا کام نہ بتلاؤں جس کے سبب تم ان کی سبقت کو حاصل کرو اور بعد والوں پر سبقت لے جاؤ اور کوئی تم پر نہ بڑھ سکے، الا یہ کہ وہ بھی ایسا ہی کرے انھوں نے عرض کیا کیوں نہیں! یا رسول اللہ! آپ نے فرمایا ہر نماز کے بعد تینتیس بار سبحان اللہ، اللہ اکبر اور الحمد للہ کہو راوی کہتے ہیں کہ فقرہ ہاجرین پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا ہمارے مالدار بھائیوں نے ہماری تسبیح کو سن لیا اور وہ بھی ہماری طرح پڑھنے لگے۔ آپ نے فرمایا یہ اللہ کا فضل ہے جسے چاہے عطا فرمادے سہمی کہتے ہیں میں نے یہ حدیث اپنے گھروالوں کو بیان کی تو انھوں نے کہا تم بھول گئے آپ نے فرمایا تھا تینتیس بار سبحان اللہ، تینتیس بار الحمد للہ اور چونتیس بار اللہ اکبر پڑھے۔ پھر میں صالح کے پاس گیا انھوں نے میرا فہم پکڑ کر کہا اللہ اکبر اور سبحان اللہ اور الحمد للہ اور اللہ اکبر، سبحان اللہ اور الحمد للہ اس طرح کہ کل تعداد ۳۳ ہو جائے۔ ابن عجلان نے کہا میں نے یہ حدیث رجاہن

قَالَ نَاعِبِدُ اللَّهَ بْنَ وَهَبٍ عَنْ يَحْيَى بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ
سَالِمٍ عَنْ مُوسَى بْنِ عَقْبَةَ أَنَّ أَبَا الرَّبِيعِ الْأَمَكِيَّ حَدَّثَهُ
أَنَّهُ سَمِعَ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ الرَّبِيعِ وَهُوَ يَقُولُ فِي آخِرِ الصَّلَاةِ
إِذَا سَلَّمَ بِمِثْلِ حَدِيثِهِمَا وَقَالَ فِي آخِرِهِ وَكَانَ
يَذْكُرُ ذَلِكَ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
١٢٢٨ - حَدَّثَنَا عَصِمُ بْنُ النَّضْرِ التَّيْمِيُّ
قَالَ نَا الْمُعْتَمِرُ قَالَ نَاعِبِدُ اللَّهَ وَحَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ
سَعِيدٍ قَالَ نَا لَيْثُ عَنْ ابْنِ عَجْلَانَ كِلَاهُمَا عَنْ سَمِيٍّ
عَنْ أَبِي صَالِحٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ وَهَذَا أَحَدُ حَدِيثَيْ قُتَيْبَةَ أَنَّ
قَرَأَ الْمُهَاجِرِينَ أَمَّا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ فَقَالُوا قَدْ ذَهَبَ أَهْلُ الدُّثُورِ بِاللَّسَابَاتِ
الْعُلَى وَاللَّعِيمِ الْمُقِيمِ فَقَالَ وَمَا ذَاكَ قَالُوا لِيُصَلُّوا
كَمَا نَصَلُّوْا وَيَصُومُوا كَمَا نَصُومُوا وَيَتَصَدَّقُوا وَ
لَا تَتَصَدَّقُوا وَيَعْتَقُوا وَلَا تُعْتَقُوا فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَفَلَا أُعَلِّمُكُمْ شَيْئًا تَذْكُرُونَ
بِمَنْ سَبَقَكُمْ وَتَسْبِقُونَ بِمَنْ بَعْدَكُمْ وَلَا يَكُونُ
أَحَدٌ أَفْضَلَ مِنْكُمْ إِلَّا مَنْ صَنَعَ مِثْلَ مَا صَنَعْتُمْ
قَالُوا بَلَى يَا رَسُولَ اللَّهِ قَالَ تُسَبِّحُونَ وَتُكَبِّرُونَ
وَتُحَمِّدُونَ فِي دُبُرِ كُلِّ صَلَاةٍ ثَلَاثًا وَثَلَاثِينَ مَرَّةً
قَالَ أَبُو صَالِحٍ قَرَجَعَهُ قَرَأَ الْمُهَاجِرِينَ إِلَى رَسُولِ
اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالُوا سَمِعْنَا أَهْلَ
الْأَمْوَالِ بِمَا فَعَلْنَا فَفَعَلُوا مِثْلَهُ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى
اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَلِكَ فَضْلُ اللَّهِ يُؤْتِيهِ مَنْ يَشَاءُ
وَرَأَى دَعِيَّةَ قُتَيْبَةَ فِي هَذِهِ الْحَدِيثِ عَنِ اللَّيْثِ عَنْ ابْنِ
عَجْلَانَ قَالَ سَمِعْتُ وَحَدَّثْتُ بِبَعْضِ أَهْلِ هَذِهِ الْحَدِيثِ
فَقَالَ وَهَمَّتْ إِنَّمَا قَالَ تُسَبِّحُ اللَّهَ ثَلَاثًا وَتُكَبِّرُ
وَتُحَمِّدُ اللَّهَ ثَلَاثًا وَثَلَاثِينَ وَتُكَبِّرُ اللَّهَ ثَلَاثًا وَثَلَاثِينَ
فَوَجَعْتُ إِلَى أَبِي صَالِحٍ فَقُلْتُ لَهُ ذَلِكَ فَأَخَذَ بِيَدِي
فَقَالَ اللَّهُ أَكْبَرُ وَسُبْحَانَ اللَّهِ وَالْحَمْدُ لِلَّهِ

الْمَلِكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ
اللَّهُمَّ لَا مَانِعَ لِمَا أَعْطَيْتَ وَلَا مُعْطِيَ لِمَا مَنَعْتَ
وَلَا يَنْفَعُ ذَا الْجَبَدِ مِنْكَ الْعِجْدُ -

اس کا کوئی شریک نہیں اسی کی بادشاہی ہے اور اسی کے
یہ ستائش ہے وہ ہر چیز پر قادر ہے، اے اللہ انور
جو چیز دے اسے کوئی روکنے والا نہیں اور جس چیز کو
تو روک لے اس کو کوئی دینے والا نہیں اور کسی کو شمش
کرنے والے کی کوشش تیرے مقابلہ میں فائدہ مند
نہیں ہے۔

حضرت ابن زبیر رضی اللہ عنہما ہر نماز میں سلام پھرنے
کے بعد فرماتے تھے: لا الہ الا اللہ وحده لا شریک
لہ لہ الملک ولہ الحمد وھو علی کل شیء قدير
لا حول ولا قوۃ الا باللہ ولا نعبد الا ینا لہ النعمۃ
ولما الفضل ولہ الثناء الحسن لا الہ الا اللہ مخلصین
لہ الدین ولو کوا الکافرون -
اور انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کلمات
کو ہر نماز کے بعد بلند آواز سے فرماتے تھے۔

۱۲۴۴ - وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مُنِيرٍ
قَالَ تَأْتِي قَالَ نَاهِشَامٌ عَنْ أَبِي الرَّبِيعِ قَالَ كَانَ
ابْنُ الرَّبِيعِ يَقُولُ فِي دُبُرِ كُلِّ صَلَاةٍ حِينَ يُسَلِّمُ
لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ
الْحَمْدُ وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا
بِاللَّهِ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَلَا نَعْبُدُ إِلَّا إِيَّاهُ لَهُ النِّعْمَةُ وَلَهُ
الْفَضْلُ وَلَهُ الثَّنَاءُ الْحَسَنُ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ مُخْلِصِينَ
لَهُ الدِّينَ وَلَوْ كَرِهَ الْكَافِرُونَ وَقَالَ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى
اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُهَيِّلُ يَهْتَفُ فِي دُبُرِ كُلِّ صَلَاةٍ -

ف: یہ حدیث ذکر بالجہر پر واضح دلیل ہے۔ مشکوٰۃ میں اس حدیث کو محضاً بیان کیا ہے۔ سیدی
ایک اور سند کے ساتھ یہ روایت منقول ہے۔
اور اس کے آخر میں ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کلمات
کو باواز بلند فرماتے تھے۔
۱۲۴۵ - وَحَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ قَالَ تَأْتِي
عَبْدَةُ بْنُ سُلَيْمَانَ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ أَبِي الرَّبِيعِ
قَوْلِي لَهُمْ أَنَّ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ الرَّبِيعِ كَانَ يُهَيِّلُ دُبُرَ
كُلِّ صَلَاةٍ بِمِثْلِ حَدِيثِ ابْنِ مُنِيرٍ وَقَالَ فِي آخِرِهِ
ثُمَّ يَقُولُ ابْنُ الرَّبِيعِ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُهَيِّلُ يَهْتَفُ دُبُرَ كُلِّ صَلَاةٍ -

۱۲۴۶ - وَحَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَعْقُوبَ بْنُ إِبْرَاهِيمَ الدَّوْدِيُّ
قَالَ تَأْتِي عَنْ عَلِيٍّ قَالَ تَأْتِي الْحَبَّابُ بْنُ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ
حَدَّثَنِي أَبُو الرَّبِيعِ قَالَ سَمِعْتُ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ الرَّبِيعِ
يَخْطُبُ عَلَى هَذَا الْفَيْتْرِ وَهُوَ يَقُولُ كَانَ رَسُولُ
اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ إِذَا سَلَّمَ فِي دُبُرِ الصَّلَاةِ
أَوْ الصَّلَوَاتِ كَذَكَرِ مِثْلِ حَدِيثِ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ -

۱۲۴۷ - وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مُنِيرٍ

ابو الزبیر بیان کرتے ہیں کہ میں نے سنا حضرت عبد اللہ
بن زبیر منبر پر خطبہ دے رہے تھے اور فرماتے تھے
کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز میں سلام پھرنے کے بعد
فرماتے تھے پھر ان کلمات کا ذکر کیا۔

ابو الزبیر بیان کرتے ہیں کہ انھوں نے حضرت عبد اللہ

بار اللہ اکبر۔

لَا يَخْبِيُ قَائِلُهُمْ أَوْ قَائِلُهُمْ ثَلَاثًا وَثَلَاثِينَ
تَسْبِيحَةً وَثَلَاثًا وَثَلَاثِينَ تَحْمِيدَةً
وَأَرْبَعًا وَثَلَاثِينَ تَكْبِيرَةً فِي دُبُرِ كُلِّ
صَلَاةٍ۔

ایک اور سند سے بھی ایسی ہی روایت منقول ہے۔

۱۲۵۲۔ حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ حَاتِمٍ قَالَ نَأْسَبُ
بُنْ مُحَمَّدٍ قَالَ نَأْسَبُ مِنْ قَيْسِ الْمَدَائِنِيِّ عَنِ الْحَكَمِ
بِهَذَا الْإِسْنَادِ مِثْلَهُ۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس شخص نے ہر نماز کے بعد تینتیس بار سبحان اللہ، تینتیس بار الحمد للہ، اور تینتیس بار اللہ اکبر کہا تو یہ ننانوے کمالات ہوں گے اور سو کا عدد پورا کرنے کے لیے کہا لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ لہ الملك ولہ الحمد وهو علی کل شیء شئی قدير تو اس کے تمام گناہ معاف کر دیے جائیں گے خواہ وہ سمندر کے جھاگ کے برابر ہوں۔

۱۲۵۳۔ حَدَّثَنِي عَبْدُ الْحَمِيدُ بْنُ يَبَانَ الْوَارِثِيُّ
قَالَ أَنَا خَالِدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ عَنْ سَهِيلٍ عَنْ أَبِي عُبَيْدٍ
الْمَدَنِيِّ قَالَ قَالَ مُسْلِمٌ مَوْلَى سُلَيْمَانَ بْنِ عَبْدِ الْمَلِكِ
عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَزِيدَ اللَّيْثِيِّ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنْ رَسُولِ
اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ سَبَّحَ فِي دُبُرِ كُلِّ صَلَاةٍ ثَلَاثًا
وَتَلَاثِينَ وَحَمِدَ اللَّهَ ثَلَاثًا وَتَلَاثِينَ وَكَبَّرَ اللَّهَ ثَلَاثًا
وَتَلَاثِينَ فَتِلْكَ تِسْعَةٌ وَتِسْعُونَ وَقَالَ فَنَامَ الْمَاءَةُ
لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ
الْحَمْدُ وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ غُفِرَتْ خَطَايَاهُ
وَأَنْ كَانَتْ مِثْلَ بَدَا الْبَحْرِ۔

ایک اور سند سے بھی حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہی ارشاد نقل کیا ہے۔

۱۲۵۴۔ وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الصَّبَّاحِ قَالَ
نَأْسَبُ عَنْ زَكْرِيَّا عَنْ سَهِيلٍ عَنْ أَبِي عُبَيْدٍ عَنْ
عَطَاءِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى
اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمِثْلِهِ۔

تشریح

اس حدیث سے پتا چلتا ہے کہ اللہ تعالیٰ قلیل عمل سے کثیر اجر عطا فرماتا ہے کیونکہ انبیاء اپنے مال کثیر کو صرف کر کے صدقہ خیرات، حج، عمرہ اور قربانی وغیرہ کر کے جو اجر پاتے ہیں فقراء کو نمازوں کے بعد صرف سو مرتبہ تسبیح پڑھنے سے وہ اجر مل جاتا ہے۔ دوسری بات یہ معلوم ہوتی ہے کہ اچھی چیز اور نعمت پر رشک کرنا صحیح ہے کیونکہ فقر اور انبیاء کی مالی عبادتوں پر رشک کرتے تھے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو منع نہیں فرمایا بلکہ ان عبادات کا اجر حاصل کرنے کا طریقہ بتلایا ہے۔ یہاں یہ سوال ہوتا ہے کہ کیا بعض لوگ بعض کمالات کو حاصل کرنے کے لیے بعض کمالات کو ترک کر دیتے ہیں؟

کے ساتھ بیان کی۔

سُبْحَانَ اللَّهِ وَالْحَمْدُ لِلَّهِ حَتَّى تَبْلُغَ مِنْ جَمِيعِهِمْ
ثَلَاثَةً وَثَلَاثِينَ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ لَنْتَ فَحَدَّثْتَ بِهَذَا
الْحَدِيثِ رَجَاءُ بْنُ حَيَّوَةَ فَحَدَّثَ ثَنِي بِمِثْلِهِ عَنْ أَبِي
صَالِحٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ -

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
سے روایت کرتے ہیں کہ فقراء مہاجرین نے عرض کیا:
یا رسول اللہ! مالدار لوگ بلند درجات اور جنت لے گئے۔
باقی حدیث مثل سابق ہے مگر یہ کہ اس میں سہیل کا یہ قول
ہے کہ تینوں کلمات گیارہ گیارہ مرتبہ کہے تاکہ کل تعداد تینتیس
ہو جائے مگر حدیث نے حضرت ابو ہریرہ کی روایت میں
یہ اضافہ کیا ہے کہ فقراء مہاجرین پھر حضور کے پاس آئے۔

۱۲۴۹ - وَحَدَّثَنَا أُمِّيَّةُ بْنُ بَسْطَامٍ الْعَيْثِيُّ
قَالَ نَازِزِيدُ بْنُ زُرَّيْعٍ قَالَ نَاوُزُحٌ عَنْ سُهَيْلٍ عَنْ
أَبِيهِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ أَنَّهُمْ قَالُوا يَا رَسُولَ اللَّهِ ذَهَبَ أَهْلُ الدُّنْيَا
بِالْزَّجَّاجِ الْعُلَى وَالنَّعِيمِ الْمُقِيمِ بِمِثْلِ حَدِيثِ
قَتِيبَةَ عَنِ النَّبِيِّ إِلَّا أَنَّهُ أَذْرَأُ فِي حَدِيثِ أَبِي
هُرَيْرَةَ قَوْلَ أَبِي صَالِحٍ ثُمَّ رَاجَعَهُ فَقَرَأَ الْمُهَاجِرُونَ
إِلَى آخِرِ الْحَدِيثِ وَنَادَوْا فِي الْحَدِيثِ يَقُولُ سُهَيْلٌ إِحْدَى
عَشْرَةَ إِحْدَى عَشْرَةَ فَجَمِيعُهُ ذَلِكَ كُلُّهُ ثَلَاثَةٌ وَثَلَاثِينَ -

ف: سہیل کی روایت میں گیارہ گیارہ مرتبہ پڑھنے کا ذکر ہے تاکہ کل تعداد تینتیس مرتبہ ہو لیکن چونکہ بعض روایات میں
تینتیس، تینتیس مرتبہ پڑھنے کا بھی ذکر ہے جیسا کہ سہی کی روایت میں ذکر ہے اس لیے احتیاط یہ ہے کہ سبحان اللہ الحمد للہ
کو تینتیس بار پڑھے اور اللہ اکبر کو چونتیس بار پڑھے تاکہ کل تعداد سو بار ہو جائے۔ سمیعی

۱۲۵۰ - حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عِيْسَى قَالَ نَا
ابْنُ الْمُبَارَكِ قَالَ أَنَا مَالِكُ بْنُ مَعْوَلٍ قَالَ سَمِعْتُ
الْحَكَمَ بْنَ عِيْنَةَ يُحَدِّثُ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ
أَبِي لَيْلَى عَنْ كَعْبِ بْنِ عُجْرَةَ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى
اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَعْقِبَاتٌ لَا يَحْتِيبُ قَائِلُهُنَّ
أَوْفَاعِلَهُنَّ دُبُرُ كُلِّ صَلَاةٍ مَكْتُوبَةٍ ثَلَاثًا وَثَلَاثِينَ
تَسْبِيحَةً وَثَلَاثًا وَثَلَاثِينَ تَحْمِيدَةً وَادْبَعَاؤَ
ثَلَاثِينَ تَكْبِيرَةً -

حضرت کعب بن عجرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نماز کے بعد کچھ اذکار
ایسے ہیں جنہیں پڑھنے والا کبھی محروم نہیں ہوتا۔ ہر نماز کے
تینتیس بار الحمد للہ، اور چونتیس بار اللہ اکبر۔

۱۲۵۱ - حَدَّثَنَا نَصْرُ بْنُ عَلِيٍّ الْجَهْضِيُّ
قَالَ نَا أَبُو أَحْمَدَ قَالَ نَا حَمْدَةُ الزَّيَّاتُ عَنْ الْحَكَمِ
عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبِي لَيْلَى عَنْ كَعْبِ بْنِ عُجْرَةَ
عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَعْقِبَاتٌ لَا يَحْتِيبُ قَائِلُهُنَّ
أَوْفَاعِلَهُنَّ دُبُرُ كُلِّ صَلَاةٍ مَكْتُوبَةٍ ثَلَاثًا وَثَلَاثِينَ
تَسْبِيحَةً وَثَلَاثًا وَثَلَاثِينَ تَحْمِيدَةً وَادْبَعَاؤَ
ثَلَاثِينَ تَكْبِيرَةً -

کو اس کا ملک نہیں کیا کہ وہ مالک صدقات ہیں۔ اللہ اللہ! یہ فقر آدمی پاسداری ہے ان کی وکالت ہے بلکہ حمایت ہے کہ اگر اغنیاء فقر آدمی پرورش نہ کریں تو ان کے سروں سے اُخروی امان کا سایہ اُٹھ جائے۔ اللہ تعالیٰ فقر آدمی کی طرف سے اغنیاء سے محاسبہ اور مواخذہ کرے اگر کسی بھوکے کو یہ کھانا نہ کھلائیں تو اللہ تعالیٰ ان سے فرمائے میں بھوکا تھا مجھے کھانا کیوں نہیں کھلایا اگر کسی بیمار کی یہ عیادت نہ کریں تو اللہ تعالیٰ ان سے فرمائے میں بیمار تھا تو نے میری عیادت نہیں کی۔ امر اور اپنی امارت پر ناز سہی فقر آدمی کے لیے یہ عزت کچھ کم تو نہیں کہ یہ بھوکے ہوں تو خدا کے میں بھوکا تھا یہ بیمار ہوں تو خدا فرمائے میں بیمار تھا، اغنیاء دولت پر ناز کرتے ہیں تو اسے فقیر و تم خدا کی ذات پر ناز کر۔

فقر آدمی کی عزت اور شرف اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے زیادہ اور بیشتر انبیاء، رسل اور اپنے احباب کے لیے فقر اختیار کیا اور زیادہ اور بیشتر اعداء کے لیے غنا اختیار کیا۔ فقر اور غنا کی زیادہ تفصیل ہم نے کتاب الزکوٰۃ میں بیان کر دی ہے۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ فقر آدمی نے اپنا ایک نمائندہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بھیجا اس نے آکر کہا یا رسول اللہ! میں فقر آدمی کا نمائندہ ہوں آپ نے فرمایا، تمہیں اور جن کے پاس سے تم آئے ہو مر جا ہو تم ان لوگوں کے پاس سے آئے ہو جن سے اللہ تعالیٰ محبت کرتا ہے۔ اس نے کہا یا رسول اللہ! فقر آدمی کہتے ہیں کہ اغنیاء حج اور عمرہ کر کے جنت لے گئے اور ہم اس پر قادر نہیں ہیں اور وہ جب بیمار ہوتے ہیں تو صدقہ اور خیرات کرتے ہیں جو ان کے لیے زادِ آخرت بن جاتا ہے، آپ نے فرمایا میری طرف سے فقر آدمی کو پیغام پہنچا دو کہ جو شخص صبر کرے اور ثواب کی نیت کرے اس کو اغنیاء پر تین وجہ سے برتری حاصل ہے۔ اول اس وجہ سے کہ جنت میں ایک بلند جگہ ہے جس کو اہل جنت یوں دیکھیں گے جیسے زمین والے آسمان کے ستاروں کو دیکھتے ہیں۔ اس جگہ یا نبی فقیر داخل ہوگا یا شہید فقیر یا مومن فقیر۔ دوسری وجہ یہ ہے کہ فقر آدمی جنت میں اغنیاء سے پانچ سو سال پہلے داخل ہوں گے۔ تیسری وجہ یہ ہے کہ اگر غنی سبھاں اللہ والحمد للہ واللہ اکبر کہے اور فقیر بھی یہ کلمات کہے تو غنی انکے اجر میں فقیر کے برابر نہیں ہو سکتا اگرچہ دس ہزار درہم بھی خرچ کر دے، اسی طرح نبی کے باقی تمام کاموں کا حال ہے۔ وہ نمائندہ فقر آدمی کے پاس گیا اور جا کر انہیں اس حدیث کی خبر دی۔ فقر آدمی نے یہ سن کر کہا ہم راضی ہو گئے، ہم راضی ہو گئے بلے

بَابُ مَا يَقَالُ بَيْنَ تَكْبِيرَةِ الْاِحْوَامِ وَالْقِرَاءَةِ

۱۲۵۵۔ حَدَّثَنِي زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ نَاجِيُوْ

عَنْ عُمَارَةَ بْنِ الْقُعْقَاعِ عَنْ اَبِي دُرْمَةَ عَنْ اَبِي

هُرَيْرَةَ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ

اِذَا اَكْبَرْنَا فِي الصَّلَاةِ سَكَتَ هُنِیۡۡۤ اَقْبَلُ اَنْ یَّعْرِیَ فَقُلْتُ

يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ بَاۤی اَنْتَ وَاُرْحٰی اَدَاۤیْتَ سَكُوْتَكَ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تکبیر تحریمہ کے بعد نماز میں قرأت کرنے سے پہلے کچھ دیر خاموش رہتے تھے۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! میرے ماں باپ آپ پر فدا ہوں مجھے بتلائیے کہ تکبیر اور قرأت کے سکوت کے درمیان آپ کیا پڑھتے

(نساء: ۳۲) ”اللہ تعالیٰ نے جس چیز کے ساتھ تم میں سے بعض لوگوں کو بعض پر فضیلت دی اس کی تمنا نہ کرو“ تو انبیاء کو اللہ تعالیٰ نے جن عبادتوں کے اجر کی فضیلت دی ہے فقراء صحابہ نے ان کی کیوں تمنا کی؟ اس کا جواب یہ ہے کہ قرآن کریم میں ان چیزوں کے حصول کی تمنا سے منع کیا ہے جو شرعاً محال ہیں، مثلاً عورت اذان، امامت یا طلاق دینے کی تمنا کرے یا کوئی شخص اب نبی بننے کی تمنا کرے یا کوئی شخص انبیاء کے اجر پانے کی تمنا کرے۔ ایسی تمنا کرنے سے اللہ تعالیٰ نے منع فرمادیا ہے۔ تیسری بات یہ ہے کہ اعمال صالحہ کی طرف رغبت کرنا چاہیے کیونکہ انبیاء کو جب علم ہوا کہ فقراء صحابہ نماز کے بعد تسبیح کرتے ہیں تو انھوں نے تسبیح کرنا شروع کر دی۔ چوتھی بات یہ ہے کہ عبادت پر اجر بندہ کے عمل سے نہیں اللہ تعالیٰ کے فضل سے ملتا ہے کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ذلک فضل اللہ یؤتیہ من یشاء۔ (یہ اللہ تعالیٰ کا فضل ہے جسے چاہے نواز دے) پانچویں بات یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو شارع اور مجتہد بنا کر بھیجا ہے۔ آپ کو عبادت مشروع کرنے اور اس پر اجر و ثواب بتلانے کا اختیار دیا ہے۔ چنانچہ آپ نے سورتبہ تسبیح پڑھنے کا اجر و ثواب انبیاء کی مالی عبادت کے برابر قرار دیا اور یہی منصب نبوت ہے۔

غنی اور فقیر غنی شاکر افضل ہے یا فقیر صابر اس میں علماء کا اختلاف ہے۔ بعض کہتے ہیں فقیر صابر افضل ہے بعض کہتے ہیں غنی شاکر افضل ہے حضرت غوث اعظم رضی اللہ عنہ نے فرمایا ان دونوں سے افضل فقیر شاکر ہے۔ امام رازی نے ذکر کیا کہ عبد اللہ بن مبارک اور شقیق بلخی کی ملاقات ہوئی۔ عبد اللہ بن مبارک نے شقیق بلخی سے پوچھا تمہارے ہاں کے فقراء کا کیا حال ہے۔ شقیق بلخی نے کہا انھیں کچھ مل جائے تو شکر کے کھا لیتے ہیں نہ ملے تو صبر کرتے ہیں۔ عبد اللہ بن مبارک نے کہا اگر ایسا ہے تو وہ کتوں کے مقام سے آگے نہیں بڑھے کیونکہ کتوں کا بھی یہی حال ہے۔ مالک کھانے کو دے تو اس کے پیچھے دم ہلاتے پھرتے ہیں نہ دے تو صبر کر کے پڑے رہتے ہیں۔ شقیق بلخی نے پوچھا پھر کیا ہونا چاہیے۔ عبد اللہ بن مبارک نے کہا نہ ملے تو شکر کریں اور مل جائے تو دوسروں کو دے دیں لے ہی لوگ فقراء شاکر ہیں۔ یہ بھی کہا جاتا ہے کہ فی نفسہ نہ فقر بُرا ہے نہ غنا۔ اگر فقر آدمی کو کیونسٹ یا سوشلسٹ بنادے تو بُرا ہے اور کاو الفقر ان یحکون کفر کا مصداق ہے اور اگر فقر انسان کو بلال صہیب رومی اور عمار بن یاسر بنادے تو اچھا ہے اور یہ فقر باعثِ فقر ہے۔ اسی طرح اگر غنا آدمی کو قارون اور فرعون بنادے تو بُرا ہے اور شہرامت ہے لے اور اگر غنا انسان کو عثمان اور عبد الرحمن بن عوف بنادے تو اچھا ہے اور ذالک فضل اللہ یؤتیہ من یشاء کا مصداق ہے۔

اس حدیث میں اس وجہ سے فقر کی فضیلت ہے کہ انبیاء مال کثیر خرچ کر کے جو اجر پاتے ہیں فقراء کو وہ صرف نماز کے بعد تسبیح پڑھنے سے مل جاتا ہے اور اس وجہ سے غنا کی فضیلت ہے کہ مالی عبادت کے علاوہ تسبیح پڑھنے سے انبیاء بھی یہ اجر پالیتے ہیں۔ انبیاء فقراء کو صدقات دے کر ان کی دنیا سنوارتے ہیں تو فقراء انبیاء سے زکوٰۃ لے کر ان کی عقبی سنوارتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے اگر انبیاء کو مال و دولت کی عزت دی ہے تو فقراء کو قار و فرعون کی عزت دی ہے امیروں کو حکم دیا کہ وہ غریبوں کو خود جا کر صدقات دیں اگر نہیں دیں گے تو غلاب کے مستحق ہونگے غریبوں کی عزت دی ہے

۱۔ امام فخر الدین رازی متوفی ۶۰۶ھ تفسیر کبیر ج ۵ ص ۱۹۹، مطبوعہ دار الفکر بیروت ۱۳۹۸ھ

۲۔ حدیث شریف میں ہے اے امت! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی امت میں سب سے برا کون ہے فرمایا انبیاء

marfat.com

جلد ثانی

Marfat.com

انت الملک لا اله الا انت ، انا عبدک ظلمت نفسی واعترفت بذنبی فاغضلی ذنوبی
 جميعاً لا یغفر الذنوب الا انت واهد فی لاجس الاخلاق لا یمهدی لاحسنها الا انت و
 اصرف عنی سبیلها لا یصرف عنی سبیلها الا انت ، لبیک وسعیدک والخیر کلہ فی یدیک
 والشر لیس الیک انا بیک والیک تبارکت ربنا وتعالیت استغفرک والتوب
 الیک -

امام ابو حنیفہ اور امام احمد بن حنبل کے نزدیک یہ دعا ہے جو حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ
 صلی اللہ علیہ وسلم نماز شروع کرتے وقت فرماتے سُبْحٰنَکَ اللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِکَ وَتَبَارَکَ اسْمُکَ وَتَعَالٰی جَدُّکَ
 وَلَا إِلٰهَ غَیْرُکَ - (ابوداؤد ص ۱۱۹، ترمذی ص ۲۳، ابن ماجہ ص ۵۸، نسائی ص ۱۴۳، مجمع الزوائد
 ج ۲ ص ۲۶۵، مسند احمد ج ۴، ص ۱۲۰)

امام ابو حنیفہ، امام شافعی اور امام احمد بن حنبل کے نزدیک دعا استفتاح آہستہ پڑھی جائے اگر یہ پڑھنے سے رکعت
 اور اعوذ باللہ پڑھ لی تو اب نہ پڑھے کہ اس سنت کا اب محل نہیں رہا۔
عصمت کی تحقیق حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جو یہ دعا فرمائی ہے ”اے اللہ میرے اور میرے گناہوں کے درمیان اس طرح بلند
 (دوری) کر دے جس طرح مشرق اور مغرب میں بعد ہے، الحدیث“ یہ تواضع، تعلیم اور ترغیب امت پر
 محمول ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو گناہوں سے معصوم رکھا ہے اس موقع پر ہم عصمت کے بارے میں اہل سنت کا موقف پیش
 کرنا چاہتے ہیں۔

علامہ نقاشانی عصمت کی تعریف میں لکھتے ہیں:

وحقیقة العصمة ان لا یخلق الله تعالى
 فی العبد الذنب مع بقاء قدسہ واختیارہ وهذا
 معنی قولہم ہی لطف من الله تعالى یحملہ
 علی فعل الخیر ویزجرہ عن الشر مع بقاء
 الاختیار وتحقیقاً لا ابتلاء ولهذا قال الشیخ
 ابو منصور لا یزیل المحنة ولهذا اظهر فساد
 قول من قال انها خاصية فی نفس
 اشخص او فی بدنه یمتنع بسببها صدور
 الذنب عنه کیف ولو کان الذنب متمتعاً
 لما صح تکلیفه یتروک الذنب ولما کان

عصمت کی حقیقت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ بندہ میں اس کی
 قدرت اور اختیار کے باوجود گناہ نہ پیدا کرے اسی کے قریب
 بعض علماء نے کہا ہے کہ عصمت اللہ تعالیٰ کا لطف ہے جو بندہ
 کو نیکی پر ابھارتا ہے اور بُرائی سے روکتا ہے باوجود بُرائی
 پر بندہ کی قدرت اور اختیار کے تاکہ بندہ کا مکلف ہونا
 صحیح رہے اسی لیے شیخ ابو منصور ماتریدی نے فرمایا عصمت
 مکلف ہونے کو زائل نہیں کرتی، اس تحقیق سے معلوم ہو گیا کہ
 بعض لوگوں (شیعہ) کا یہ کہنا فاسد ہے کہ عصمت انسان کے
 اندر ایسی خاصیت ہے جس کی وجہ سے گناہ کا صدور محال ہو
 جاتا ہے کیونکہ اگر کسی انسان سے گناہ کا صادر ہونا محال ہو

بَيْنَ التَّكْبِيرِ وَالْقِرَاءَةِ مَا تَقُولُ قَالَ أَحْوَلُ
 اللَّهُمَّ بَاعِدْ بَيْنِي وَبَيْنَ خَطَايَايَ كَمَا بَاعَدْتَ
 بَيْنَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ اللَّهُمَّ نَقِّنِي مِنْ خَطَايَايَ
 كَمَا يَنْقِي السَّوْبُ الْأَبْيَضُ مِنَ الدَّنَسِ اللَّهُمَّ
 اغْسِلْنِي مِنْ خَطَايَايَ بِالْمُتَلَبِّحِ وَالسَّمَاءِ وَ
 الْبَرْدِ.

۱۲۵۶ - حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَ
 ابْنُ شَيْبَةَ قَالَ نَا ابْنُ قُضَيْبٍ وَحَدَّثَنَا أَبُو كَامِلٍ
 قَالَ نَا عَبْدُ الْوَاحِدِ يَعْنِي ابْنَ زِيَادٍ يَلَاهُمَا عَنْ عُمَارَةَ
 بْنِ الْقَعْقَاعِ بِهَذَا الْإِسْنَادِ نَحْوَ حَدِيثِ جَرِيرٍ
 ۱۲۵۷ - قَالَ مُسْلِمٌ وَحَدَّثْتُ عَنْ يَحْيَى بْنِ
 حَسَّانٍ وَيُوسُفَ الْمُؤَدَّبِ وَغَيْرِهِمَا قَالُوا نَا
 عَبْدُ الْوَاحِدِ يَعْنِي ابْنَ زِيَادٍ قَالَ حَدَّثَنِي عُمَارَةُ
 بْنُ الْقَعْقَاعِ قَالَ نَا أَبُو ذُرْعَةَ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا
 هُرَيْرَةَ يَقُولُ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
 وَسَلَّمَ إِذَا نَهَضَ مِنَ الرُّكْعَةِ الثَّانِيَةِ اسْتَفْتَحَ
 الْقِرَاءَةَ بِالْحَمْدِ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ وَلَمْ يَكُنْ

ہیں۔ آپ نے فرمایا میں پڑھتا ہوں (ترجمہ) اے اللہ! میرے اور میرے گناہوں کے درمیان اس قدر فاصلہ کر دے جس قدر مشرق اور مغرب کے درمیان فاصلہ ہے، اے اللہ! مجھے گناہوں سے اس طرح صاف کر دے جیسا طرح سفید کپڑا میل کچیل سے صاف کر دیا جاتا ہے، اے اللہ! میرے گناہوں کو برف پانی اور اولوں سے دھو دے۔ ایک اور سند سے ایسی ہی روایت منقول ہے۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب دوسری رکعت میں کھڑے ہوتے تو اَلْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ سے قرأت شروع کرتے اور خاموش نہیں ہوتے تھے۔

دعاء استفتاح میں مذکور ہے۔ امام مالک تبکیر تحریر کے بعد دعا استفتاح کے قائل نہیں ہیں۔ باب مذکور کی یہ احادیث ان کے خلاف حجت قویہ ہیں۔ امام مالک کے نزدیک تبکیر تحریر کے بعد قرأت شروع کر دینی چاہیے۔ ان کی دلیل یہ ہے کہ بخاری اور مسلم میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور ابوہریرہ رضی اللہ عنہما نماز الحمد لله رب العالمین سے شروع کرتے تھے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ بعض مرتبہ بیان جواز کے لیے آپ نے دعا استفتاح کو ترک فرمادیا۔ یا جہر قرأت آپ الحمد لله سے شروع فرماتے تھے۔ اور اس میں احاف کی دلیل ہے کہ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ سورۃ فاتحہ کی جہر نہیں ہے ورنہ بجائے الحمد کے بسم اللہ سے قرأت شروع فرماتے۔

دعاء استفتاح کے بارے میں متعدد احادیث وارد ہیں ان میں سے جس کو بھی پڑھ لیا جائے جائز ہے تاہم ائمہ نے اپنے اپنے اصول کے پیش نظر مختلف دعاؤں کو اختیار کیا ہے۔ امام شافعی نے اس دعا کو اختیار کیا ہے: مسلم شریف میں ہے حضرت علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تبکیر کے بعد یہ پڑھتے:

وَجْهَتُ وَجْهِي لِلذِّیْ فَطَرَ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضَ حَقِيقًا وَمَا أَنَا مِنَ الْمُشْرِكِينَ اِنْ صَلَوتُ وَنَسِیْتُ

وَمَحِیَیْ وَمَعَاقِی ثُمَّ سَبَّحْتَ بِحَمْدِ اللَّهِ مَا لَا حُكْمَ لَكَ اَمْرًا وَاقْنَا اُولَ الْمُسْلِمِیْنَ

marfat.com

جلد ثانی

غلط ہے کہ اگر ایسا ہوتا تو انبیاء متناش اور ثواب کے مستحق نہ ہوتے کیونکہ یہ چیز ان کے اختیار میں نہیں ہے حالانکہ وہ بالاتفاق مکلف ہیں۔ ابن ہمام نے تحریر میں کہا، معصیت گناہوں پر قدرت نہ ہونا ہے یا ایسا خلق ہے جو گناہوں سے روکتا ہے اور جبراً انہیں روکتا یہ قول ماتریدی کی تفسیر کے مطابق ہے جنہوں نے کہا عصمت مکلف ہونے کو ذائل نہیں کرتی یعنی آزمائش کو جو اختیار کے باقی رہنے کا تقاضا کرتی ہے اور اس کا معنی یہ ہے جیسا کہ ہدایہ میں ہے کہ عصمت نہ اطاعت پر مجبور کرتی ہے نہ گناہ سے عاجز کرتی ہے بلکہ یہ اللہ تعالیٰ کا ایک لطف ہے جو باوجود اختیار کے نیکی پر ابھارتا ہے اور برائی سے روکتا ہے تاکہ آزمائش کا معنی پایا جائے۔

ایک قوم (شیعہ) نے کہا ہے کہ عصمت انسان میں ایک ایسا خاصہ ہے جس کے سبب سے گناہوں کا صدور ممتنع ہوتا ہے اس قول کی تکذیب کے لیے یہ کافی ہے کہ اگر انبیاء سے گناہوں کا صدور ممتنع ہوتا تو وہ گناہوں کے ترک پر مدح کے مستحق نہ ہوتے اس لیے کہ محال کے ترک پر مدح ہے نہ ثواب کیونکہ نہ وہ مقدور ہے نہ اختیار کے تحت داخل ہے نیز اجماع اس بات پر منعقد ہے کہ انبیاء گناہوں کے ترک کے مکلف ہیں اور عبادت کرنے سے انہیں ثواب ہوتا ہے اور اگر ان سے گناہوں کا صدور محال ہوتا تو اس طرح نہ ہوتا کیونکہ محال کے ترک سے نہ مکلف کیا جاتا ہے نہ اس پر ثواب ہوتا ہے نیز اللہ تعالیٰ کا فرمان انہما انما بشر مثلكم یوحى الخ اس پر دلالت کرتا ہے کہ بشری احکام میں آپ تمام لوگوں کے مساوی ہیں اور آپ کا امتیاز صرف وحی ہے پس باقی انسانوں

لیست داخلہ تحت الاختیار وہم مکلفون بالاتفاق وفي التحريم لابن الهمام العصمة عدم القداسة على المعصية او خلق مانع منها غير ملجئ وهو مناسب لقول الماتریدی العصمة لا تؤید المعصية ای لا يتلاءم مقتضى لبقاء الاختیار ومعناه كما في الهداية انها لا تعبیه على الطاعة ولا تعجزه عن المعصية بل هي لطف من الله تعالى يحمله على فعل الخير ويذجر عن الشر مع بقاء الاختیار تحقيقاً لا بتلواً

اور میر سید شریف جرجانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

وقال قوم العصمة يكون خاصية في نفس الشخص او في بدنه يمتنع بسببها صدور الذنب فيه يكذب به ای هذا القول انه لو كان صدور الذنب كذلك ای ممتنعاً لما استحق المدح بذلك ای بترك الذنب اذ لا مدح ولا ثواب بترك ما هو ممتنع لانه ليس مقدوراً او داخل تحت الاختیار وايضاً فالاجماع منعقد على انهم ای الانبياء مكلفون بترك الذنوب مثاليون بالطاعات وبه لو كان الذنب ممتنعاً منهم لما كان الامر كذلك اذ لا تكليف بترك المنع ولا ثواب عليه لما عرفت انفاً وايضاً فقوله انما انما بشر مثلكم یوحى الخ يدل على ما قلناه

علامہ شہاب الدین خفاجی متوفی ۱۰۶۹ھ، نسیم الریاض ج ۴ ص ۳۶، مطبوعہ دار الفکر بیروت

مثلاً باعلیہ - ۱۷

تو اس کو گناہ کے ترک کا مکلف کرنا کس طرح صحیح ہوگا اور وہ ترک گناہ پر ثواب کا امیدوار کس وجہ سے ہوگا۔

عصمت اللہ تعالیٰ کا فضل اور لطف ہے لیکن اس وجہ سے کہ عصمت کے بعد بندوں کے اطاعت کرنے اور گناہ سے رکنے کا اختیار باقی رہے۔ شیخ ابو منصور ماتریدی کا بھی اسی طرف رجحان ہے کیونکہ انھوں نے کہا عصمت سے مکلف ہونا باطل نہیں ہوتا اور آزمائش اور امتحان باقی رہتا ہے یعنی عصمت نہ اطاعت پر مجبور کرتی ہے نہ گناہ سے عاجز کرتی ہے بلکہ یہ اللہ تعالیٰ کا لطف ہے۔ جو قدرت اور اختیار کے باوصف نیکی پر اجارتا ہے اور بڑائی سے روکتا ہے۔

جمہور کہتے ہیں کہ انبیاء گناہوں سے معصوم ہوتے ہیں باوجود اس بات کے کہ انھیں کسب اور اختیار حاصل ہوتا ہے برخلاف حسین بنار (ایک گمراہ شخص) کے اس نے کہا کہ انبیاء کو گناہوں پر بالکل قدرت نہیں ہوتی۔

متکلمین کے نزدیک عصمت کی یہ تشریف ثابت ہے کہ اللہ نبی میں گناہ کو پیدا نہیں فرماتا اور حکماء کے نزدیک عصمت وہ ملک ہے جو انھیں گناہوں سے روکتا ہے۔ کیونکہ ان کو نیکیوں اور برائیوں کا علم حاصل ہوتا ہے، یہ علم ان کو گناہوں سے دور رکھتا ہے اور اطاعت پر اجارتا ہے اور انبیاء میں علم وحی الہی سے بچتا ہے جو جاتا ہے کہا گیا ہے کہ عصمت انسان میں ایک خاصیت ہے جس کی وجہ سے گناہوں کا صدور محال ہوتا ہے یہ اس لیے

شرح عقائد مع النبراس ص ۳۴ مطبوعہ شاہ عبدالحق اکیڈمی ملتان۔
شرح فقہ اکبر ص ۹۹ مطبوعہ معطفہ البانی واولاد مصر طبع ثالث ۱۳۷۵ھ۔
الشفائی المحرق المعطفہ ج ۲ ص ۱۲۵ مطبوعہ عبدالقواب اکیڈمی ملتان۔

اور ملا علی قاری رحمہ الباری فرماتے ہیں:

العصمة فضل من الله و لطف منه لكن على وجه يبقى اختيارهم بعد العصمة في الاقدام على الطاعة و الامتناع عن المعصية واليه ما للشيخ ابو منصور الماتریدی حيث قال العصمة لا تزيل المحنة الى الابتلاء و الامتحان یعنی لا تجبره على الطاعة و لا تعجزه عن المعصية بل هي لطف من الله تعالى يحمله على فعل الخير و يزرع عن الشر مع بقاء الاختيار و اور قاضی عیاض لکھتے ہیں:

والجمهور قائل بانهم معصومون من ذلك من قبل الله معصومون باختيارهم و كسبهم الاحسين النجار فانه قال لا قدرة لهم على المعاصي اصلاً و اور علامہ شہاب الدین خفاجی لکھتے ہیں:

وقد تقر بان العصمة عند المتكلمين ان لا يخلق الله في انبي ذنباً وعند الحكماء ملكة تمنع من العجز وحاصلة من العلم بالقبائح والمحاسن فانه الزاجر عن المعاصي والداعي للطاعة ويتأكد في الانبياء بالوحى الالهي وقيل العصمة خاصة في النفس او البدن بسببها يمتنع عن صدور الذنوب و ياباه انه لو كان كذا ما استحق الممدوح والثواب لافها و اور علامہ سعد الدین تفتازانی متوفی ۷۹۲ھ

۱۷۔ ملا علی قاری متوفی ۱۰۱۴ھ

۱۸۔ قاضی عیاض اندلسی متوفی ۵۴۴ھ

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص
اگر صفت میں شامل ہو گیا اس کا سانس پھول رہا تھا اس نے
کہا: الحمد للہ حمداً کثیراً طیباً مبارکاً فیہ
جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز سے فارغ ہو گئے تو فرمایا
تم میں سے ان کلمات کا کہنے والا کون ہے، لوگ چپ رہے۔
آپ نے دوبارہ فرمایا تم میں سے ان کلمات کا کہنے والا کون ہے اس نے
کوئی بڑی بات نہیں کہی تب ایک شخص نے کہا میں جب آیا
تو میرا سانس پھول رہا تھا تب میں نے یہ کلمات کہے آپ
نے فرمایا میں نے بارہ فرشتوں کو دیکھا جو ان کلمات کو اوپر
لے جانے کے لیے جھپٹ رہے تھے۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں
کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اقتداء میں نماز پڑھ
رہے تھے۔ ناگاہ نمازیوں میں سے ایک شخص نے کہا:
اللہ اکبر کبیرا والحمد للہ کثیرا و سبحن اللہ
بکرۃ واصیلا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا
ان کلمات کا کہنے والا کون ہے نمازیوں میں سے ایک شخص
نے کہا: یا رسول اللہ! میں ہوں! آپ نے فرمایا مجھے تعجب
ہوا کہ ان کلمات کے لیے آسمان کے دروازے کھولے
گئے۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ جب
میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ بات سنی
ہے ان کلمات کو کبھی نہیں چھوڑا۔

۱۲۵۸۔ حَدَّثَنَا زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ سَمِعْتُ
هَاشِمًا قَالَ سَمِعْتُ أَنَا وَتَادَةً وَتَابِتًا وَ
حُمَيْدٌ عَنْ أَنَسٍ أَنَّ رَجُلًا جَاءَ فَدَخَلَ الصَّلَاةَ وَ
قَدْ حَفِزَهُ النَّفْسُ فَقَالَ الْحَمْدُ لِلَّهِ حَمْدًا كَثِيرًا طَيِّبًا
مُبَارَكًا كَرِيمًا فَلَمَّا قَضَى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ صَلَاتَهُ قَالَ أَتَيْكُمْ التَّشْكِيمُ بِالْكَلِمَاتِ
فَأَرَأَيْتُمْ الْقَوْمَ فَقَالَ أَتَيْكُمْ التَّشْكِيمُ بِهَا فَيَا تَدُلُّكُمْ
يَقُولُ بَأْسًا فَقَالَ رَجُلٌ وَجِئْتُ وَقَدْ حَفِزَ فِي النَّفْسِ
فَقُلْتُهَا فَقَالَ لَقَدْ رَأَيْتُ اثْنَا عَشَرَ مَلَكًا
يَبْتَغِدُونَهَا أَتَيْتُهُمْ يَرْفَعُهَا۔

۱۲۵۹۔ حَدَّثَنَا زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ سَمِعْتُ
إِسْمَاعِيلَ بْنَ عِلْيَةَ قَالَ أَخْبَرَنِي الْحَجَّاجُ بْنُ أَبِي
عَثْمَانَ عَنْ أَبِي الرَّبِيعِ عَنْ عَوْنِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ
عُثْبَةَ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ بَيْنَمَا نَحْنُ نُصَلِّي مَعَ رَسُولِ
اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا قَالَ رَجُلٌ فِي الْقَوْمِ
اللَّهُ أَكْبَرُ كَبِيرًا وَالْحَمْدُ لِلَّهِ كَثِيرًا وَطَيِّبًا
اللَّهُ بُكْرَةً وَآصِيلًا فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ قَائِلُ كَلِمَةٍ كَذًا أَوْ كَذَا قَالَ
رَجُلٌ مِنَ الْقَوْمِ أَنَا يَا رَسُولَ اللَّهِ قَالَ عَجِبْتُ
لَهَا فَتَحَتْ لَهَا أَبْوَابُ السَّمَاءِ قَالَ ابْنُ عُمَرَ هَذَا
تَرَكْتُهُمْ مُنْذُ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ يَقُولُ ذَلِكَ۔

نماز میں ذکر کے اضافہ اور بدعت کی بحث
اس حدیث میں ذکر ہے کہ نماز میں ایک شخص نے الحمد للہ حمداً کثیراً
طیباً مبارکاً کَرِیماً کہا تو بارہ فرشتے ان کلمات کو آسمان پر لے جانے
کے لیے جھپٹ پڑے، صحیح بخاری میں ہے کہ تیس سے زیادہ فرشتے ان کلمات کو لکھنے کے لیے جھپٹ پڑے۔ حدیث
نمبر ۱۲۵۹ میں ہے اللہ اکبر کبیرا والحمد للہ کثیرا طیباً مبارکاً کَرِیماً الخ کے لیے آسمان کے دروازے کھول دیے گئے۔ ان احادیث سے
معلوم ہوتا ہے کہ کلمات حمد کی اللہ تعالیٰ کے نزدیک بڑی فضیلت ہے اور فرشتے کلمات حمد سننے کے لیے بے تاب اور منتظر
رہتے ہیں، یہ بھی معلوم ہوا کہ عبادت کو مکھن مار کر اُما کا تبین کے ساتھ خاص نہیں ہے۔ کُما کا تبین کے علاوہ بھی اللہ تعالیٰ
نے فرشتے مقرر کر رکھے ہیں جو ذکر اس کے ساتھ ساتھ امور ہیں۔ جیسا کہ صحیح مسلم میں ہے فرشتوں

بِسَاطِ النَّاسِ فِيمَا يَرْجِعُ إِلَى الْبَشَرِيَّةِ وَالْإِنْسَانِيَّةِ
بِالْوَحْيِ لَا خَيْرَ فَلَا يَجْتَنِبُ صَدْرُ الذَّنْبِ عَنْ مَثَرِ الْبَشَرِيَّةِ

کی طرح آپ سے بھی گناہوں کا صدور محال نہیں ہے

میر سید شریف کی عبارت میں ہمیں یہ بات کھٹکتی ہے کہ عام لوگوں سے آپ کا امتیاز صرف وہی ہے کیونکہ قرآن اور حدیث میں آپ کی بے شمار خصوصیات ہیں مثلاً آپ کی آواز پر آواز اونچی نہیں ہو سکتی۔ اگر آپ نماز میں کسی کو بلائیں تو اس کا آنا واجب ہے آپ کی ادنیٰ ترین کھڑ ہے۔ آپ کی ازواج تمام امت کی مائیں ہیں، آپ کے وصال کے بعد ان سے نکاح حرام ہے۔ بعض خصوصیات ہم نے مسئلہ بشریت اور خصائص مصطفیٰ کے تحت بیان کی ہیں عام انسان تو انکے رہے انبیاء بھی آپ کے مساوی نہیں ہیں۔ علامہ سیوطی نے دو جلدوں پر مشتمل ایک کتاب آپ کی خصوصیات پر خصائص کبریٰ کے نام سے لکھی ہے اس کے علاوہ اور بھی علامہ نے حسب توفیق تصانیف کی ہیں، البتہ یہ بات صحیح ہے کہ عام انسانوں کی طرح آپ سے بھی گناہوں کا صدور محال نہیں ہے اور اس پر اجماع ہے کہ آپ مکلف ہیں لیکن آپ معصوم ہیں اور عام لوگ معصوم نہیں ہیں۔

علامہ شمس الدین خیالی عصمت کی تعریف میں لکھتے ہیں:

لَمْ يَكُنْ مَعَهُ أَجْتَنَابُ الْمَعَاصِي مَرَحُ
الْتِمَازُ فِيهَا -

بوجود قدرت کے گناہوں سے بچنے کے ملکہ
(بہارت) کو عصمت کہتے ہیں۔

انبیاء علیہم السلام پر خوف الہی کا اس قدر غلبہ ہوتا ہے نیز قرب الہی کے انتہائی مرتبہ پر فائز ہونے کی وجہ سے ان نفوس قدسیہ کو ہر وقت اللہ عزوجل کا بے محاب مشاہدہ ہوتا ہے اور عبادات کا حسن اور گناہوں کا قبح ان پر اس طرح روشن ہوتا ہے کہ وہ کسی لمحہ عبادت سے غافل ہوتے ہیں نہ کسی لمحہ ان کے دل میں کسی گناہ کا تصور آتا ہے۔

تحقیق یہ ہے کہ تمام انبیاء کفر و شرک، صغیر و کبیر گناہوں سے معصوم ہوتے ہیں خواہ یہ گناہ سبوا ہوں یا عمد، بشت سے پہلے ہوں یا بعد، قرآن مجید اور حدیث شریف میں بعض انبیاء علیہم السلام کے کچھ افعال مذکور ہیں جن سے معصیت کا وہم ہوتا ہے مثلاً حضرت آدم علیہ السلام کا بھول کر دانہ گندم کھانا، حضرت یونس علیہ السلام کا بلا اذن مخصوص قوم کو پھونک دینا، حضرت ابراہیم علیہ السلام کا توریثہ تین باتیں فرمانا اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کا تادیبا قبلی کو گھونسنہ مار دینا یہ سب امور نسیان اور اجتہادی خطاء سے تعلق رکھتے ہیں۔ ان سب کی تفصیل ان شاء اللہ اس شرح میں اپنے اپنے مقام پر آجائے گی۔

انبیاء دسا یقین علیہم السلام سے اجتہادی خطا ہو جاتی تھی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خصوصیت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو اجتہادی خطا سے بھی محفوظ رکھا۔ آپ کی ہر رائے صائب، ہر قول صحیح اور ہر فعل جنتی بر ہدایت ہوتا تھا۔ علامہ نووی فرماتے ہیں:

اختلفوا هل كان الخطأ جائزاً عليه صلى الله عليه
وسلم فذهب المحققون الى انه لم يكن جائزاً عليه

اس میں اختلاف ہے کہ آپ پر اجتہادی خطا جائز ہے یا نہیں۔ محققین کا مذہب ہے کہ جائز نہیں ہے۔

شرح مواقف ص ۶۹۹ مطبوعہ نوکلشہ ہند

علامہ میر سید شریف جرمائی متوفی ۸۱۶ھ

حاشیۃ النبیالی ص ۱۴۴ مطبوعہ پشاور

علامہ شمس الدین خیالی

شرح مسلم فتاویٰ مسلم ج ۱ ص ۶۶ مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی

علامہ یحییٰ بن شرف نووی متوفی ۶۷۶ھ

marfat.com

جلد ثانی

اللہ تعالیٰ نے عیسائیوں پر رہبانیت فرض نہیں کی تھی۔ انھوں نے از خود راہب بننا شروع کر دیا پھر کچھ لوگ صحیح طور پر راہب رہے اور کچھ راہبوں نے رہبانیت کی اڑ میں گناہ کرنا شروع کر دیے۔ یہی حال جلوس کا ہے۔ کچھ دیندار لوگوں نے محبت رسول کے تقاضے سے عید میلاد النبی کا جلوس نکالنا شروع کیا حالانکہ یہ شریعت میں فرض نہ تھا اور مصالح نبیت کے ساتھ۔ جلوس نکالتے رہے اور اَلَا مَا شَاءَ اللہ زیادہ ترگوں نے اس میں فتنی و فحش کی راہیں تلاش کر لیں۔

امام ابوحنیفہ سے ایک روایت یہ ہے کہ نمازی کو اگر چھبیک اُٹے تو وہ دل میں الحمد للہ کہے اگر زبان سے الحمد للہ کہا تو اس کی نماز فاسد ہو جائیگی اور ایک قول یہ ہے کہ فاسد نہیں ہوگی البتہ اس سے الحمد للہ سن کر دوسرے نمازی نے یرحکم اللہ کہا تو اس کی نماز فاسد ہو جائیگی۔ علامہ عینی نے اس کو صحیح قرار دیا ہے۔

ایک سوال یہ ہے کہ صحیح مسلم میں ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک بار پوچھا کہ یہ کلمات کس نے کہے ہیں تو کسی نے جواب نہیں دیا اور بخاری میں ہے کہ آپ نے دوبارہ پوچھا اور کسی نے جواب نہیں دیا یہ الگ الگ واقعات ہیں لیکن آپ کے سوال کا جواب دینا واجب ہے پھر صحابہ نے کیوں جواب نہیں دیا۔ اس کا جواب یہ ہے کہ آپ نے خاص طور پر کسی صحابی کو معین کر کے سوال نہیں کیا تھا اور ان کلمات کا کہنے والے اور دیگر سننے والے اس خیال سے جھبک رہے تھے کہ شاید کہنے والے نے کوئی غلط بات کہہ دی ہے۔ علامہ عینی اور علامہ عسقلانی نے اس حدیث سے ذکر بالجہر کے جواز پر بھی استدلال کیا ہے بشرطیکہ اس کے جہر سے کسی کو تشویش نہ ہو یعنی اس کی نماز میں حرج نہ ہو۔

نماز میں آنے کے لیے وقار اور سکون کا حکم

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب جماعت کھڑی ہو جائے تو (جماعت میں شامل ہونے کے لیے) دوڑتے ہوئے نہ آؤ، اطمینان سے چلتے ہوئے آؤ جو رکعات مل جائیں انہیں پڑھ لو اور جو رہ جائیں انہیں (بعد میں) پورا کر لو۔

بَابُ اسْتِحْبَابِ اِتِّْيَانِ الصَّلَاةِ بِوَقَارٍ وَ سَكِينَةٍ وَ التَّهَيُّ عَنْ اِتِّْيَانِهَا سَعْيًا ۱۲۶۰۔ حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَ عَمْرُو النَّخَعِيُّ وَ زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ قَالُوا نَا سَفِيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَعِيدٍ وَ ابْنِ سَلَمَةَ عَنْ ابْنِ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَ حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ بْنُ زِيَادٍ قَالَ نَا ابْرَاهِيمُ يَعْنِي ابْنَ سَعِيدٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَعِيدٍ وَ ابْنِ سَلَمَةَ عَنْ ابْنِ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَ حَدَّثَنِي حُزْمَةُ بْنُ يَحْيَى وَ اللَّفْظُ لَهُ قَالَ نَا ابْنُ وَ هِبٌ قَالَ أَخْبَرَنِي يُونُسُ عَنْ ابْنِ شَهَابٍ قَالَ أَخْبَرَنِي أَبُو سَلَمَةَ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ إِذَا أُقِمَتِ الصَّلَاةُ

کی ایک جماعت ذکر کرنے والوں کی تلاش میں مقرر ہے۔

علامہ عینی نے لکھا ہے کہ تیس سے زیادہ فرشتوں کی تعداد کی وجہ یہ ہے کہ ان کلمات کے حروف کی تعداد چونتیس ہے گو یا ہر حرف کے لیے ایک فرشتہ بھیجا گیا ہے لہٰذا یہ صحیح نہیں ہے کیونکہ صحیح مسلم میں انہیں کلمات کے لیے بارہ فرشتوں کی تعداد کا ذکر ہے صحیح بات یہ ہے کہ فرشتوں کی تعداد کی وجہ اور حکمت صرف اللہ تعالیٰ ہی جانتا ہے۔

علامہ ابن حجر عسقلانی نے لکھا ہے کہ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ نماز میں جو اذکار منقول ہیں ان کے علاوہ ذکر کرنا بھی جائز ہے بشرطیکہ وہ منقول کے خلاف نہ ہوں کیونکہ اس شخص نے الحمد للہ حمد اکثر الخ پڑھا جس کی آپ نے تعلیم نہیں دی تھی لہٰذا یہ صحیح نہیں ہے کیونکہ یہ ذکر آپ کے سامنے کیا گیا اور آپ نے اس کو مقرر اور جائز رکھا اس لیے اس کا جواز آپ کی تقریر اور تشریح سے معلوم ہوا اب جبکہ وحی منقطع اور شریعت تمام ہو چکی ہے کسی شخص کو یہ حق نہیں ہے کہ وہ نماز یا کسی مبین عبادت میں اپنی طرف سے ذکر اذکار کا اضافہ کر دے حتیٰ کہ ہمارے فقہاء نے کہا ہے اگر پہلے شہد کے بعد کسی شخص نے اللہم صلی علی محمد سہواً یا عند پڑھ دیا تو اس پر سجدہ سہواً لازم آئیگا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شریعت میں بعد کے لوگوں کو کسی اضافہ کا حق نہیں ہے ہاں جن امور کی شرع میں تیسرین نہیں ہے ان میں توسع اور اجتہاد کی غنجانہ ہے مثلاً درود شریف کا مختلف تعظیم کے صیغوں سے پڑھنا فوت شدہ لوگوں کے لیے انواع و اقسام کی نقلی عبادت کا بغیر شرعی تعین کے ایصال ثواب کرنا اور استحباب کی نیت سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فضائل و مناقب اور آپ کے شمائل و خصائل بیان کرنے کے لیے مجالس ہائے میلاد یا سیرت منقذ کرنا یہ تمام امور محسن ہیں البتہ آج کل میلاد النبی (صلی اللہ علیہ وسلم) کے جلوسوں میں جس طرح باجے تاشے، نوجوان لڑکوں کا ڈھول کی ٹھاپ پر رقص، فلمی گانوں کی ریکارڈنگ، لڑکیوں سے چھیڑ خوانی اور میلے پھیلے کا سماں ہوتا ہے۔ اوقات نماز کے دوران فرض نمازوں کی ادائیگی کے بغیر جلوس جاری رہتا ہے اور نماز کا کوئی اہتمام نہیں کیا جاتا یہ تمام امور مذموم ہیں ان کا ترک کرنا فرض اور ان کی حوصلہ افزائی حرام ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت کی خوشی میں لوگوں کا اکٹھے ہو کر خوشی سے جلوس نکالنا دوران جلوس نعت خوانی اور آپ کے فضائل و محامد بیان کرنا یقیناً ایک مستحسن کام، آپ کی محبت اور عقیدت کا مظہر اور علامت ایمان ہے۔ لیکن ان فواحش، منکرات بلکہ محرمات کی آمودگی نے اس عمل کو خطرہ میں ڈال دیا ہے۔ ہمیں اس موقع پر قرآن کریم کی آیات یاد آتی ہے:

(یہاں میں نے) رہبانیت کی بدعت نکالی، ہم نے ان پر رہبانیت فرض نہیں کی تھی انھوں نے یہ بدعت محض اللہ تعالیٰ کی رضا جوئی کے لیے نکالی تھی پھر اس کی مکمل رعایت نہیں کی، ہم نے ان میں سے ایسا نذر لوگوں کو اجاڑ عطا کیا اور ان میں سے کثیر ناستی ہیں۔

و رہبانیۃ ۱۰ ابتداء عوہا ما کتبنا علیہم
الا ابتغاء رضوان اللہ فمأر عوہا
حق رعایتہا ۱۱ فاتینا الذین امنوا
منہم اجرہم و کثیر منہم
فاسقون - (الحمدیہ: ۲۷)

الصَّلَاةُ فَعَلَيْكُمْ السَّكِينَةُ فَمَا آذَرَكُمْ فَاصْلُوا
وَمَا سَبَّكُمْ فَاتُّمُوا۔

۱۲۶۵۔ وَحَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ قَالَ سَأَلْتُ
مُعَاوِيَةَ بْنَ هِشَامٍ قَالَ سَأَلْتُ شَيْبَانَ يَهْدِي إِلَيْنَا۔

ایک اور سند سے بھی یہ روایت اسی طرح منقول

ہے۔

نماز کو جاتے وقت دوڑنے کا حکم | ان احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ شخص نماز پڑھنے جا رہا ہے وہ حکماً نماز میں
ہے اس لیے اس کو چاہیے کہ نماز کے لیے جلتے وقت کوئی ناشائستہ بات
یانا شائستہ کام نہ کرے۔

امام شافعی، امام مالک اور امام احمد بن حنبل کا مسلک یہ ہے کہ مسبوق نے جو نماز امام کے ساتھ پڑھی وہ اول ہے اور
جو سلام پھیرنے کے بعد پڑھے گا وہ آخر ہے کیونکہ بعض روایات میں ہے "وَمَا فَتَكَدُ فَتَمُوتُ" امام
ابو حنیفہ فرماتے ہیں مسبوق کو جو نماز امام کے ساتھ ملی ہے وہ آخر ہے اور جو رکعت گئی ہے وہ اول ہے اور "وَمَا فَتَكَدُ
فَاتَمُوتُ" کا مطلب یہ ہے جو پہلی نماز رہ گئی ہے اس کو پورا کر دو۔ امام اعظم کی دلیل یہ ہے کہ بعض روایات میں ہے ...
واقص ما سبقك۔ جو نماز رہ گئی ہے اس کو قضا کرو اور ظاہر ہے کہ قضا پہلی نماز ہوتی ہے۔

امام مسند فرماتے ہیں مسبوق کی رہی ہوئی نماز قرأت کے اعتبار سے اول ہے اور رکعات کے اعتبار سے آخر ہے
ان احادیث کے پیش نظر نماز میں شمولیت کے لیے دوڑنے سے منع فرمایا ہے تاہم طاعلی قاری فرماتے ہیں کہ
نمازی کو اگر یہ گمان ہو کہ اگر وہ دوڑ کر نہ گیا تو امام سلام پھیرے گا تو وہ دوڑ کر جا سکتا ہے۔ ۱۵

نماز کیلئے کس وقت کھڑا ہو

بَابُ ۲۱۲ مَتَى يَقُومُ النَّاسُ لِلصَّلَاةِ

۱۲۶۶۔ وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ حَاتِمٍ وَعَبِيدُ اللَّهِ

بْنُ سَعِيدٍ قَالَا نَايِجِي بِنْتُ أَبِي سَعِيدٍ عَنْ حَاجَّاجٍ الصَّوَّانِ

قَالَ نَايِجِي بِنْتُ أَبِي كَثِيرٍ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ وَعَبْدُ اللَّهِ بْنِ

أَبِي قَتَادَةَ عَنْ أَبِيهِ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا أُرْقِمَتِ الصَّلَاةُ فَلَا تَقْرَأُوا حَتَّى

تُرَوْنِي وَقَالَ أَبُو حَاتِمٍ إِذَا أُرْقِمَتِ أَوْ تُرَوْنِي۔

۱۲۶۷۔ وَحَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ قَالَ سَأَلْتُ

سُفْيَانَ بْنَ عُيَيْنَةَ عَنْ مَعْمَرٍ قَالَ أَبُو بَكْرٍ وَحَدَّثَنَا

أَبْنُ عُثَيْمٍ عَنْ حَاجَّاجٍ بِنِ أَبِي عُثْمَانَ ح وَحَدَّثَنَا اسْتَحَقُّ

حضرت ابو قتادہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب نماز کی اقامت
(تکبیر) ہو تو اس وقت تک کھڑے مت ہو جب تک
مجھے دیکھ نہ لو۔ — ابن ابی حاتم نے کہا جب نماز
کی اقامت یا اذان ہو۔

ایک اور سند سے بھی یہ روایت حسب سابق

منقول ہے۔

فَلَا تَأْتُوها تَسْعُونَ وَأَتُوها تَمْشُونَ وَعَلَيْكُمُ السَّكِينَةُ
فَمَا أَذَمَّا كُنتُمْ فَصَلُّوا وَمَا فَاتَكُمُ فَأَتِمُّوا-

۱۲۶۱ - حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَثَوَابُ بْنُ
سَعِيدٍ قَالَا عَنْ حَنْبَلٍ عَنْ إِسْمَاعِيلَ بْنِ جَعْفَرٍ قَالَ ابْنُ أَبِي
حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ قَالَ أَخْبَرَنِي الْعَلَاءُ عَنْ أَبِيهِ عَنْ
أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
قَالَ إِذَا شُوبَ بِالصَّلَاةِ فَلَا تَأْتُوها وَأَنْتُمْ تَسْعُونَ
وَأَتُوها وَعَلَيْكُمُ السَّكِينَةُ فَمَا أَذَرَكُتُمْ فَصَلُّوا
وَمَا فَاتَكُمُ فَأَتِمُّوا فَإِنَّ أَحَدَكُمْ إِذَا كَانَ يُعْبِدُ إِلَى
الصَّلَاةِ فَهُوَ فِي صَلَاةٍ-

۱۲۶۲ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ قَالَ نَاعِدُ الزَّهْرَاءِ
وَأَنَا مَعَهُ عَنْ هِشَامِ بْنِ مُنَبِّهٍ قَالَ هَذَا مَا حَدَّثَنَا
أَبُو هُرَيْرَةَ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
فَذَكَرَ أَحَادِيثَ مِنْهَا وَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
إِذَا أُنْذِرَ بِالصَّلَاةِ فَأَتُوها وَأَنْتُمْ تَمْشُونَ وَعَلَيْكُمْ
السَّكِينَةُ فَمَا أَذَمَّا كُنتُمْ فَصَلُّوا وَمَا فَاتَكُمُ فَأَتِمُّوا-

۱۲۶۳ - وَحَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ وَآلُ نَافِعٍ
الْقُضَيْلِيُّ يَحْيَى بْنُ عَبْدِ عَزِزٍ عَنْ هِشَامِ بْنِ مُحَمَّدٍ
وَاللَّفْظُ لَهُ قَالَ نَا سَمِعْتُ ابْنَ إِبرَاهِيمَ قَالَا
هَاشِمُ بْنُ حَسَّابٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سِيرِينَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ
قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا شُوبَ بِالصَّلَاةِ
فَلَا يَسْعَى عَلَيْهَا أَحَدُكُمْ وَلَكِنْ يَمْشِي وَعَلَيْهِ السَّكِينَةُ وَ
الْوَقَارُ صَلَّيْ مَا أَذَمَّا كُنتُمْ وَأَقْبَضْ مَا سَبَّكَ-

۱۲۶۴ - حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ مَنْصُورٍ قَالَ أَنَا
مُحَمَّدُ بْنُ الْبَارِكِ الصُّوْرِيُّ وَأَنَا نَاعِدُ يَزِيدُ بْنُ سَلَامٍ
يَحْيَى بْنُ كَثِيرٍ قَالَ أَخْبَرَنِي عَبْدُ اللَّهِ بْنُ أَبِي قَتَادَةَ أَنَّ أَبَا
أَحْمَرَ قَالَ بَيْنَمَا نَحْنُ نُصَلِّي مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَسَمِعَ جَلْبَةً فَقَالَ مَا شَأْنُكُمْ قُلْنَا
اسْتَعْجَلْنَا إِلَى الصَّلَاةِ قَالَ فَلَمَّا كُنَّا فِي الصَّلَاةِ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب نماز کی اقامت (کہی) جائے
تو دوڑتے ہوئے نہ آؤ، سکون اور وقار کیساتھ آؤ جو رکعات
مل جائیں انہیں پڑھ لو اور جو رہ جائیں انہیں (بہدیں) پورا
کر لو کیونکہ جس وقت تم میں سے کوئی شخص نماز کا ارادہ کر لیتا
ہے اس وقت سے وہ نماز کے حکم میں ہوتا ہے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب اذان کی جائے تو دوڑتے
ہوئے نہ آؤ، الطہینان سے چلتے ہوئے آؤ جو رکعات
نہیں مل جائیں انہیں پڑھ لو اور جو رہ جائیں ان کو پورا کر لو۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب نماز کی اقامت کہی جائے
تو تم میں سے کوئی شخص دوڑتا ہوا نہ آئے لیکن سکون اور وقار
چلتا ہوا آئے جو رکعات تم کو مل جائیں پڑھ لو اور جو رہ جائیں
ان کو بہدیں ادا کرو۔

حضرت ابو قتادہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اقتداء میں نماز پڑھ رہے تھے
آپ نے دوڑنے کی آواز سنی، نماز کے بعد آپ نے پوچھا کیا بات
ہوئی؟ انہوں نے عرض کیا ہم نے نماز کے لیے جلدی کی تھی
آپ نے فرمایا اس طرح نہ کیا کرو جب تم نماز پڑھنے آؤ تو
سکون اور وقار کے ساتھ آؤ جو رکعات تمہیں مل جائیں

اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لاکر اپنی جگہ کھڑے ہو گئے پھر آپ نے ہمیں اشارہ کیا کہ اپنی جگہوں پر رہو پھر آپ تشریف لے گئے آپ نے غسل کیا (جب آپ آئے) تو سر سے پانی ٹپک رہا تھا پھر آپ نے سب کو نماز پڑھانی۔

الزُّهْرِيُّ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ أُقِيمَتِ الصَّلَاةُ وَصَفَّ النَّاسُ صُفُوفَهُمْ وَخَرَجَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَكَفَّ قَامَةً فَكَادَنِي إِلَيْهِمْ بِبَيْدِهِ أَنْ مَكَانَكُمْ فَخَرَجَ وَقَدْ اغْتَسَلَ وَرَأْسُهُ يَنْطَفُ الْمَاءُ فَصَلَّى بِهِمْ۔

تشریح سنن دارقطنی میں یہ تفصیل ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں جنبی (جس پر غسل فرض ہو) تھا اور غسل کرنا مجھ کو مل گیا یہاں یہ اشکال ہے کہ سنن ابو داؤد میں ہے حضرت ابو بکر سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صبح کی نماز پڑھانے آئے اور تکبیر تحریمہ کے بعد اشارہ فرمایا (ٹھہرو) اور صحیح مسلم کی اس حدیث میں ہے کہ آپ تکبیر کہنے سے پہلے تشریف لے گئے۔ صحیح بخاری میں بھی اسی طرح ہے اس کا جواب یہ ہے کہ ہو سکتا ہے کہ یہ دو واقعے ہوں۔ ایک حضرت ابو ہریرہ نے روایت کیا دوسرا حضرت ابو بکر نے ورنہ بخاری اور مسلم کی روایت سنن ابو داؤد پر ہر حال مقدم ہے۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر بعض اوقات عبادات میں نسیان طاری ہو جاتا تھا اور اس کی وجہ امت کے لیے مسائل کی تعلیم اور تشریح تھی، اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ ماہ مستعمل وضو اور غسل کے بعد زائل شدہ پانی پاک ہے اور مسجد میں اس کے قطرے گرنے سے مسجد نجس نہیں ہوتی کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مسجد میں تشریف لائے اور غسل کے قطرے آپ کے بدن مبارک سے گہرے رہے تھے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صحابہ کو انتظار کرنے کے لیے فرما کر گئے اس سے معلوم ہوا کہ جب تک وقت میں گنجائش ہو اپنے امام کا انتظار کر کے اس کی اقتداء میں نماز پڑھنی چاہیے۔ اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ اقامت اور تکبیر تحریمہ میں فضل اور کلام جائز ہے کیونکہ آپ نے اقامت کے بعد گفتگو کی اور دوبارہ اقامت کا حکم نہیں دیا، اس سے غسل جنابت میں تاخیر کا جواز بھی معلوم ہوا۔ علامہ عینی نے اس حدیث کی شرح میں لکھا ہے کہ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جس شخص کو مسجد میں احتلام ہو جائے اس کے لیے بنیر تیمم کے مسجد سے باہر جانا جائز ہے۔ تاہم احتیاط اس میں ہے کہ ایسی حالت میں تیمم کر کے مسجد سے باہر آئے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر عام آدمیوں کو نہیں لایا گیا جاسکتا۔ حدیث شریف میں ہے۔

حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے علی! اس مسجد میں میرے اور تمہارے سوا کوئی حالت جنابت میں نہیں گزر سکتا۔

عن ابی سعید قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لعلی یا علی لا یجوز لاحد ان یجذب فی هذا المسجد غیری و غیرک۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نماز کی اقامت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے آنے پر کبھی جاتی

۱۲۷۰۔ وَحَدَّثَنِي أَبُو هُرَيْرَةَ بْنُ مُوسَى قَالَ سَأَلَ الْوَلِيدُ بْنُ مُسْلِمٍ عَنِ الْوَدَّ نَا عِثَ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ

بْنِ إِسْرَٰهِيْمَ قَالَ أَنَا عِيْسَى بْنُ يُوْسُفَ وَعَبْدُ الرَّحْمَٰنِ
عَنْ مَعْمَرٍ وَقَالَ إِسْحَقُ أَنَا الْوَلِيدُ بْنُ مُسْلِمٍ عَنْ
ثَنِيْبَانَ كُلُّهُمْ عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيْرٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ
ابْنِ أَبِي قَتَادَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ وَرَأَى إِسْحَقُ فِي رِوَايَتِهِ حَدِيثَ مَعْمَرٍ وَثَنِيْبَانَ
حَتَّى تَرَوْهُ قَدْ خَرَجْتُ .

اقامت میں حی علی الفلاح پر کھڑے ہونا
عالمگیری میں ہے:

إذا دخل الرجل عند الصلاة يكره له
الانتظار قائما ولكن يقعد ثم يقوم
إذا بلغ المؤذن قوله حي على الفلاح
كذا في المصنعات . ۵

جب کوئی شخص اقامت کے وقت آئے تو اس کے
پلے کھڑے ہو کر انتظار کرنا مکروہ ہے لیکن بیٹھ جائے
پھر اس وقت کھڑا ہو جب مؤذن حی علی الفلاح
کہے۔ اسی طرح معنرات میں ہے۔

اس مسئلہ کی مکمل تحقیق شرح صحیح مسلم ج ۱ ص ۱۰۹۸ میں ملاحظہ فرمائیں

۱۲۶۸- حَدَّثَنَا هَارُونُ بْنُ مَعْرُوفٍ وَخَرَّجَهُ بَنُو
يَعْقُبٍ قَالَ نَافِعٌ وَهَيْبٌ قَالَ أَخْبَرَنِي يُوْسُفُ بْنُ أَبِي هَبَابٍ
قَالَ أَخْبَرَنِي أَبُو سَلَمَةَ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنُ عَزُوفٍ
سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ يَقُولُ أُقِيمَتِ الصَّلَاةُ فَقُمْنَا
فَعَدَلْنَا الصُّفُوفَ قَبْلَ أَنْ يَخْرُجَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ حَتَّى إِذَا قَامَ فِي مَصَلَاةٍ قَبْلَ أَنْ يَكْبِرَ ذَكَرَ
فَانْصَرَفَ وَقَالَ لَنَا مَكَانُكُمْ فَلَمْ نَزَلْ يَمَانًا نَنْتَظِرُهُ
حَتَّى خَرَجَ إِلَيْنَا وَقَدْ اغْتَسَلَ يَنْطِفُ رَأْسُهُ مَاءً
فَلَبَّزَ فَصَلَّى بِنَا .

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ
ناز کی اقامت کہی گئی اور ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے
تشریف لانے سے پہلے کھڑے ہو کر صفیں برابر کر فی شروع
کر دیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور اپنے
مصلے پر کھڑے ہو گئے تکبیر تحریمہ کہنے سے پہلے آپ کو
(غسل کرنا) یاد آیا آپ لوٹ گئے اور ہم سے فرمایا
اپنی اپنی جگہ کھڑے رہو، ہم آپ کے انتظار میں کھڑے
رہے حتیٰ کہ آپ تشریف لائے درآں حالیکہ آپ کے سر اقدس
سے پانی کے قطرے گر رہے تھے پھر آپ نے تکبیر کہہ
کر ہم کو نماز پڑھائی۔

۱۲۶۹- وَحَدَّثَنِي زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ نَافِعُ الْوَلِيدُ
بْنُ مُسْلِمٍ قَالَ نَافِعُ بْنُ عُيَيْنٍ الْأَوْشَاعِيُّ قَالَ لَئِنْ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نماز
کی اقامت کہی گئی اور لوگوں نے اپنی اپنی صفیں باندھ لیں

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس شخص نے امام کے ساتھ ایک رکعت پالی، اس نے نماز کو پایا۔

کئی اور اسانید سے بھی ایسی ہی روایات منقول ہیں ایک روایت میں فقد ادرك الصلوة کلمہ کے الفاظ ہیں۔ اور کسی حدیث میں مع الامام کے الفاظ نہیں ہیں۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس شخص نے طلوع آفتاب سے قبل فجر کی ایک رکعت پالی اس نے فجر کی نماز کو پایا اور جس شخص نے غروب آفتاب سے قبل عصر کی ایک رکعت پالی اس نے عصر کی نماز پالی۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں جس شخص نے غروب آفتاب سے پہلے عصر کا ایک سجدہ پایا یا جس شخص نے طلوع آفتاب سے قبل فجر کا ایک سجدہ پایا، اس نے اس نماز (فجر یا عصر) کو پایا اور سجدہ سے مراد رکعت ہے۔

۱۲۴۳۔ وَحَدَّثَنِي حَزْمَةُ بْنُ يَحْيَى قَالَ أَنَا ابْنُ وَهَبٍ قَالَ أَخْبَرَنِي يُونُسُ عَنْ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ أَدْرَكَ رُكْعَةً مِنَ الصَّلَاةِ مَعَ الْإِمَامِ فَقَدْ أَدْرَكَ الصَّلَاةَ.

۱۲۴۴۔ وَحَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَعَلَمُ وَالتَّائِقُ وَأَبُو هُرَيْرَةَ بْنُ حَرْبٍ قَالُوا أَنَا ابْنُ عُيَيْنَةَ حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرٍ قَالَ قَالَ أَنَا ابْنُ الْمُبَارَكِ عَنْ مَعْمَرٍ وَالْأَوْزَاعِيِّ وَمَالِكِ بْنِ أَنَسٍ وَيُونُسَ وَحَدَّثَنَا ابْنُ مُبَرِّزٍ قَالَ نَا فِي حَرْبٍ وَحَدَّثَنَا ابْنُ الْمُبَرِّزِ قَالَ نَا عَبْدُ الْوَهَّابِ جَبْرِ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ كُلُّ هَذَا عَنْ الزُّهْرِيِّ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُمِشِلُ حَدِيثَ يَحْيَى عَنْ مَالِكٍ وَكَانَ فِي حَدِيثِ أَحَدٍ مِنْهُمْ مَعَ الْإِمَامِ وَفِي حَدِيثِ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ فَتَدْرِكُ الصَّلَاةَ كُلَّهَا.

۱۲۴۵۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى قَالَ قَرَأْتُ عَلَى مَالِكٍ عَنْ تَرِيذِ بْنِ أَسْلَمَ عَنْ عَلَاءِ بْنِ يَسَارٍ وَعَنْ يُسْرِ بْنِ سَعِيدٍ وَعَنِ الْأَعْمَشِ حَدَّثُوهُ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ أَدْرَكَ رُكْعَةً مِنَ الصُّبْحِ قَبْلَ أَنْ تَطْلُعَ الشَّمْسُ فَقَدْ أَدْرَكَ الصُّبْحَ وَمَنْ أَدْرَكَ رُكْعَةً مِنَ الْعَصْرِ قَبْلَ أَنْ تَغْرُبَ الشَّمْسُ فَقَدْ أَدْرَكَ الْعَصْرَ.

۱۲۴۶۔ وَحَدَّثَنَا حَسَنُ الرَّبِيعِ قَالَ نَا عَبْدَ اللَّهِ ابْنُ الْمُبَارَكِ عَنْ يُونُسَ بْنِ يَزِيدٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ نَا عَنْهُ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَحَدَّثَنِي أَبُو الطَّاهِرِ وَحَزْمَةُ كُلُّهُمَا عَنْ ابْنِ وَهَبٍ وَالتَّائِقِ لِحَزْمَةَ قَالَ أَخْبَرَنِي يُونُسُ عَنْ ابْنِ شِهَابٍ أَنَّ عُمَرَةَ ابْنَ الزُّبَيْرِ حَدَّثَنَا عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

حَدَّثَنَا أَبُو سَلَمَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ الصَّلَاةَ كَانَتْ تُكَلِّمُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَيَأْخُذُ النَّاسُ مَصَاقِمَهُمْ قَبْلَ أَنْ يَقُومَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَقَامَهُ.

یعنی، اور لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے تشریف لانے سے پہلے اپنی منہیں درست کر لیتے تھے۔

۱۲۶۱ - وَحَدَّثَنَا سَلَمَةُ بْنُ شَبِيبٍ قَالَ نَا الْحَسَنُ ابْنُ عُثَيْبٍ قَالَ نَا هُرَيْرٌ قَالَ نَا سَمَاءُ بْنُ حَرْبٍ عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ قَالَ كَانَ يَكُلُّ الْيُودُونَ إِذَا وَحَضَتْ فَلَا يُعْطِيهِمْ حَتَّى يَخْرُجَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَإِذَا أَخْرَجَهُ أَقَامَ الصَّلَاةَ حِينَ يَرَاهُ.

حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ بلال زوال آفتاب کے بعد اذان کہتے اور اقامت اس وقت تک نہیں کہتے تھے جب تک کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو تشریف لاتے نہ دیکھ لیتے۔

امام مسجد وقت پر نہ ہو تو کوئی اور نماز پڑھا دے

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اقامت نماز میں کسی مبین وقت پر نماز پڑھانے نہیں تشریف لاتے تھے چنانچہ آپ کی اقتدار میں نماز پڑھنے کا ثواب و ہم و گمان سے بھی فزول تر ہے اس لیے صحابہ کرام آپ کی آمد کے انتظار میں بیٹھے رہتے تھے علاوہ ازیں اس وقت گھڑیوں کا رواج تھا نہ مسلمانوں کی آبادی اتنی زیادہ تھی نہ کاروبار حیات اس قدر وسیع اور ہمہ گیر تھے۔ آج کل سلسلہ کار اس قدر دراز ہے کہ کسی سے اطمینان سے بات کرنے کا موقع بھی بمشکل میسر ہوتا ہے اس لیے تمام ذیل کے مسلمانوں نے گھڑی کے حساب سے وقت مبین پر جماعت قائم کرنی شروع کر دی ہے اور لاریب یہ بدعت حسنہ ہے۔ اب امام کے لیے یہ مناسب نہیں کہ وہ جب چاہے اگر نماز پڑھا دے امام کو وقت کی پابندی کرنی چاہیے۔ اگر وقت مقرر پر امام نہ آئے تو مؤذن یا کسی اور اہل شخص کو نماز پڑھا دینی چاہیے۔

بعض ائمہ مساجد یہ خیال کرتے ہیں کہ ان کی اجازت کے بغیر اگر کسی اہل شخص نے نماز پڑھا دی تو نماز نہیں ہوگی۔ اللہ تعالیٰ ان لوگوں کی مغفرت فرمائے ایسا کہنا مداخلت فی الدین کے مترادف ہے۔ ایک مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بنو عمرو بن لوف کے محلہ میں تشریف لے گئے اور آپ کو دیر ہو گئی تو حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے جماعت کرانے کی درخواست کی اور حضرت ابوبکر نے نماز پڑھا دی۔ ۱۵

بَابُ ۲۱۵ مَنْ أَدْرَكَ رُكْعَةً مِّنَ الصَّلَاةِ فَقَدْ أَدْرَكَ تِلْكَ الصَّلَاةَ

جس نے نماز کی ایک رکعت پالی اس نے نماز کو پالیا

۱۲۶۲ - وَحَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى قَالَ قَرَأْتُ عَلَى مَالِكٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ أَدْرَكَ رُكْعَةً مِّنَ الصَّلَاةِ فَقَدْ أَدْرَكَ الصَّلَاةَ.

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس شخص نے نماز کی ایک رکعت پالی اس نے اس نماز کو پالیا۔

اس حدیث سے ثابت ہوتا ہے کہ طلوع شمس اور غروب شمس کے وقت نماز پڑھنا منوع ہے اس لیے اگر نماز کے دوران سورج طلوع ہو گیا تو نماز فاسد ہو جائے گی بظاہر چاہے یہ تنہا اگر دوران نماز سورج غروب ہو جائے تو نماز عصر بھی فاسد ہو جاتی لیکن احناف نے ان میں یہ فرق اس لیے کیا ہے کہ صبح کا تمام وقت کامل ہوتا ہے اور طلوع آفتاب کے بعد وقت ناقص ہو جاتا ہے۔ اس سورت میں فجر کی نماز کامل وقت میں شروع ہو کر ناقص وقت میں ختم ہوتی ہے تو نماز پنج واحد میں ادا نہ ہوئی بخلاف عصر کی نماز کے کیونکہ اس کا تمام وقت کامل وقت نہیں ہوتا جس وقت سورج کا رنگ متغیر ہو کر زرد پڑ جائے تو وہ وقت ناقص ہوتا ہے۔ اس وقت کے ناقص ہونے پر دلیل یہ ہے:

عن انس قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم
تلك صلوة المنافق يجلس يرقب الشمس
حتى اذا كانت بين قرني الشيطان قام فنقرها
اربعا لا يدكر الله فيها الا قليلا۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ منافق کی نماز ہے وہ سورج کا انتظار کرتا رہتا ہے یہاں تک کہ جب سورج شیطان کے دو ٹیگوں کے درمیان ہو جاتا ہے تو وہ چار ٹیگوں نماز ہے اور اللہ تعالیٰ کا بہت کم ذکر کرتا ہے۔

جب یہ ثابت ہو گیا کہ عصر کا آخری وقت مکروہ اور ناقص ہوتا ہے تو جس شخص نے غروب آفتاب سے پہلے ایک رکعت پڑھی اس نے ناقص وقت میں نماز شروع کی اور غروب آفتاب کے بعد باقی رکعات پڑھنے سے وہ ناقص وقت میں ادا کرے گا تو نماز پنج واحد پر ادا ہو جائیگی اسی لیے احناف کہتے ہیں کہ غروب آفتاب تک تاخیر سے عصر کی نماز ادا تو ہو سکتی ہے فساد نہیں ہو سکتی کیونکہ ادا تو ناقص وقت میں شروع ہوئی اور ناقص وقت میں ختم ہوئی بخلاف قضاء کے کیونکہ وہ کامل وقت میں واجب ہوئی تو ناقص وقت میں ادا نہیں ہوگی۔

ان دلائل کی بناء پر احناف کہتے ہیں کہ جس شخص نے صبح کے آخر وقت میں ایک رکعت نماز کو پایا اور باقی نماز میں سورج طلوع ہو گیا تو صبح کی نماز نہیں ہوگی اور اگر عصر کے وقت میں ایک رکعت پڑھی اور سورج غروب ہو گیا تو نماز ہو جائے گی۔

ائمہ ثلاثہ کی احادیث کا جواب باب مذکور کی احادیث میں فرمان رسالت ہے کہ ”جس شخص نے طلوع فجر سے پہلے مطلب یہ ہے کہ جس شخص نے طلوع فجر سے پہلے ایک رکعت کا وقت پایا اس نے فجر کو پایا“ (الحديث) احناف کے نزدیک اس حدیث کا مطلب یہ ہے کہ جس شخص نے طلوع فجر سے پہلے ایک رکعت کا وقت پایا اس نے عصر کی فرضیت پایا مثلاً سورج غروب ہونے میں ایک رکعت نماز کا وقت رہتا تھا اس وقت کوئی کافر مسلمان ہو کوئی نابالغ بالغ ہو کوئی مجنون ہوشیار ہو کوئی بے ہوش ہوش میں آیا یا کسی عورت کا حیض یا نفاس ختم ہوا تو ان لوگوں پر عصر کی نماز فرض ہو جائے گی جس کو یہ بعد میں قضا کریں گے علیٰ ہذا القیاس فجر کی نماز کا سال

باب ۲۱۶ اَوْقَاتِ الصَّلَاةِ الْخَمْسِ! پانچ نمازوں کے اوقات

قرآن مجید، احادیث متواترہ، اجماع اُمت اور عقل سلیم سے مسلمانوں پر فجر، ظہر، عصر، مغرب اور عشاء کی پانچ نمازیں فرض ہیں

وَسَلَّمَ مِنْ أَدْمَاكَ مِنَ الْعَصْرِ سَجْدَةً قَبْلَ أَنْ تَغْرُبَ
الشَّمْسُ أَوْ مِنَ الصُّبْحِ قَبْلَ أَنْ تَطْلُعَ فَقَدْ أَدْمَاكَهَا
وَالسَّجْدَةُ لِشَاهِدِ الرَّكْعَةِ.

۱۲۶۷- وَحَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حَبِيبٍ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ
قَالَ أَنَا مَعَهُ عَنِ الرَّهْزِيِّ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ
يُمَثِّلُ حَدِيثَ مَا لَكَ عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ.

۱۲۶۸- وَحَدَّثَنَا حَسَنُ بْنُ الرَّبِيعِ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ
بِزِيَارَتِهِ عَنْ مَعْمَرِ بْنِ أَبِي طَاوُسٍ عَنْ أَبِيهِ عَنِ
ابْنِ عَبَّاسٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى
اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ أَدْرَكَ مِنَ الْعَصْرِ رَكْعَةً قَبْلَ
أَنْ تَغْرُبَ الشَّمْسُ فَقَدْ أَدْمَاكَ وَمَنْ أَدْمَاكَ مِنَ الْفَجْرِ
رَكْعَةً قَبْلَ أَنْ تَطْلُعَ الشَّمْسُ فَقَدْ أَدْرَكَ.

۱۲۶۹- وَحَدَّثَنَا أَبُو عَبْدِ اللَّهِ عَلِيُّ بْنُ حَتَّابٍ قَالَ سَمِعْتُ
مَعْمَرَ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ إِذَا لَمْ يَسْتَأْذِنْ.

ایک اور سند سے بھی ایسی ہی روایت منقول ہے۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس شخص نے غروب آفتاب
سے پہلے عصر کی ایک رکعت کو پالیا اس نے (عصر کو) پالیا۔
اور جس شخص نے طلوع آفتاب سے پہلے فجر کی ایک رکعت
کو پالیا اس نے (فجر کو) پالیا۔

ایک اور سند سے بھی ایسی ہی روایت منقول ہے۔

دوران نماز طلوع یا غروب آفتاب سے نماز کا حکم اگر صبح کے اخیر وقت میں کسی شخص نے نماز شروع کی اور ایک
رکعت نماز پڑھنے کے بعد سورج طلوع ہو گیا یا عصر کے
اخیر وقت میں کسی شخص نے نماز شروع کی اور ایک رکعت نماز پڑھنے کے بعد سورج غروب ہو گیا تو امام مالک، امام شافعی، امام
احمد بن حنبل کے نزدیک وہ باقی رکعات پڑھے اور اس حدیث کے پیش نظر اس کی نماز صحیح ہو جائے گی اور امام ابوحنیفہ
رضی اللہ عنہ کے نزدیک صبح کی نماز میں سورج طلوع ہونے سے اس کی نماز فاسد ہو جائے گی اور عصر کی نماز میں سورج غروب
ہو جانے سے نماز فاسد نہیں ہوگی باقی رکعات پڑھنے سے نماز ادا ہو جائے گی۔

فجر کی نماز میں سورج طلوع ہونے سے فساد نماز کے حکم پر امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ کی دلیل یہ ہے:

عن ابن عمر ان رسول الله صلى الله عليه وسلم
قال لا يتحرى احدكم فيصلي عند طلوع الشمس ولا عند
غروبها.

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم میں سے کوئی شخص طلوع شمس
کے وقت نماز پڑھے نہ غروب شمس کے وقت۔

۱- علامہ ابو عبد اللہ عثمانی مالکی متوفی ۸۲۸ھ - اکمال اکمال المعلم ج ۲ ص ۲۹۴ مطبوعہ دار الکتب العلمیۃ بیروت۔

۲- علامہ یحییٰ بن شرف نووی شافعی متوفی ۶۷۹ھ - شرح مسلم للنووی ج ۲ ص ۲۲۰ مطبوعہ دار محمد اصح المطابع کراچی ۱۳۷۵ھ

۳- ابو محمد عبد اللہ بن احمد بن قدامہ غلبی متوفی ۲۲۰ھ یعنی ابن قدامہ ج ۱ ص ۴۲۹ مطبوعہ دار الفکر بیروت ۱۴۰۵ھ

۴- علامہ شمس الدین محمد بن احمد رشتی متوفی ۸۲۳ھ - مبسوط ج ۱ ص ۱۵۱ مطبوعہ دار المعرفۃ بیروت ۱۳۹۸ھ

۵- امام ابو عبد اللہ محمد بن اسماعیل بخاری متوفی ۲۵۶ھ - صحیح بخاری ج ۲ ص ۲۲۰ مطبوعہ دار محمد اصح المطابع کراچی ۱۳۸۱ھ

غروبها ومن اناء الليل فسيح و اطراف النهار
لعلك ترضى - (طہ : ۱۳۰)
رب کی حمد کے ساتھ تسبیح کیجئے اور رات کے اوقات میں
اور دن کے اطراف میں تسبیح کیجئے تاکہ آپ راضی ہو جائیں۔

ان آیات میں بھی اللہ تعالیٰ نے پانچ نمازوں کا ذکر فرمایا ہے طلوع آفتاب سے پہلے فجر اور غروب آفتاب سے پہلے
ظہر اور عصر رات کے اوقات میں عشاء اور دن کے کنارے میں مغرب پڑھی جاتی ہے۔
احادیث سے استدلال | پانچ نمازوں کی فرضیت پر اس قدر کثرت سے احادیث وارد ہیں جن کا شمار مشکل ہے
حتیٰ کہ علماء نے ان احادیث کو معنی متواتر قرار دیا ہے۔ حدیث شریف میں حضرت
انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

منام بن ثعلبہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا:

اللہ! مارك ان تصلى الصلوات الخمس في اليوم
والليلة قال اللهم نعم - ۱
کیا اللہ تعالیٰ نے آپ کو دن اور رات میں پانچ
نمازیں پڑھنے کا حکم دیا ہے۔ فرمایا اے اللہ! ہاں۔
ایک اور روایت ہے:

عن طلحة بن عبيد الله يقول جاء رجل الى
رسول الله صلى الله عليه وسلم من اهل نجد
ثائر الواس فسمع روى صوته ولا نفقه ما
يقول حتى دنا من رسول الله صلى الله عليه
وسلم فاذا هو يسئل عن الاسلام فقال
رسول الله صلى الله عليه وسلم خمس صلوات
في اليوم والليلة فقال هل على غيرهن
قال لا - ۲
حضرت طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے
ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں اہل نجد
سے ایک شخص حاضر ہوا جو بہت آہستہ بات کرتا تھا اور
ہمیں نہیں پتا چلتا تھا وہ کیا کہہ رہا ہے ناگاہ وہ رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قریب ہوا تو وہ آپ سے اسلام
کے بارے میں سوال کر رہا تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
نے فرمایا دن اور رات میں پانچ نمازیں ہیں۔ اس نے
پوچھا کیا ان پانچ نمازوں کے علاوہ کوئی اور نماز بھی فرض
ہے۔ آپ نے فرمایا انہیں!

یہ حدیث صحیح بخاری (ج ۱، ص ۱۱، ۱۲) میں بھی روایت کی گئی ہے۔

اجماع امت سے استدلال | علامہ بابر قی بکھتے ہیں کہ حدیث مشہور سے ثابت ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم نے فرمایا یہ ہر مسلمان مرد اور عورت پر دن اور رات میں پانچ نمازیں فرض
کی گئی ہیں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے لے کر آج تک کی امت کا اس بات پر اجماع ہے کہ دن اور رات میں
پانچ نمازیں فرض ہیں۔

۱۔ امام محمد بن اسماعیل بخاری متوفی ۲۵۶ھ - صحیح بخاری ج ۱ ص ۱۵ مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی ۱۳۸۱ھ

۲۔ امام مسلم بن حجاج قشیری متوفی ۲۶۱ھ - صحیح مسلم ج ۱ ص ۳۰ مطبوعہ " " ۱۳۷۵ھ

۳۔ علامہ محمود بابر قی متوفی ۷۸۶ھ - صحیح بخاری ج ۱ ص ۱۵ مطبوعہ مکتبہ نوریہ رضویہ سکھر۔

marfat.com

قرآن مجید استدلال | قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

فبما كان الله حين تمسود وحين تصبحون ولله الحمد
فالسُّلُوتِ وَالْأَرْضِ وَعَشِيًّا وَحِينَ تُظْهِرُونَ۔

(روم: ۱۸، ۱۹)

ان آیات میں فجر، ظہر، عصر اور مغرب کے اوقات کا ذکر ہے۔ شام اور صبح میں فجر اور مغرب کے اوقات کا ذکر ہے اور "شام سے پہلے" عصر کی نماز کا وقت ہے اور ظہر کا وقت صراحتاً ذکر ہے علامہ آلوسی نے لکھا ہے کہ "عشیا" میں شام اور شام دونوں مراد ہیں۔ اس طرح اس آیت میں پانچوں نمازوں کا ذکر ہے اور فرمایا:

اقم الصلوة طرفي النهار، وزلفا من الليل
(ہود: ۱۱۴)

اس آیت میں فجر اور مغرب کے علاوہ عشاء کا بھی ذکر ہے کیونکہ فجر اور مغرب دن کے دو کناروں کی نمازیں ہیں اور عشاء رات کے ایک حصہ میں پڑھی جاتی ہے۔ ان دونوں آیتوں میں پانچ نمازوں کے اوقات کا ذکر آگیا ہے۔

نیز فرمایا:

حافظوا على الصلوات والصلوة الوسطى۔
(بقرہ: ۲۳۸)

اس آیت میں پانچ نمازوں کا ذکر ہے کیونکہ صلوات جمع کا صیغہ ہے عربی قواعد کے اعتبار سے اس کا اطلاق کم از کم تین نمازوں پر ہوگا اور صلوة وسطیٰ کا اس پر عطف کیا گیا ہے جو منائرث کو مستلزم ہے اس لیے صلوة وسطیٰ ان تین نمازوں کے علاوہ نماز ہوگی اس طرح چار نمازیں ثابت ہوئیں اور چار میں درمیانی نماز نہیں ہو سکتی اس لیے صلوات سے کم از کم چار نمازیں مراد ہونگی اور ایک صلوة وسطیٰ اس طرح ہلا کر پانچ نمازیں ثابت ہو گئیں۔

نیز قرآن کریم میں ہے:

اقم الصلوة لعلك الشمس الى عسق الليل و
قرآن الفجر ان قرآن الفجر كان مشهودا
(بنی اسرائیل: ۷۸)

اس آیت میں بھی پانچ نمازوں کا ذکر ہے کیونکہ سورج ڈھلنے کے بعد سے لیکر رات کے اندھیرے تک چار نمازیں پڑھی جاتی ہیں۔ ظہر، عصر، مغرب یہ سورج ڈھلنے کے بعد ہیں اور عشاء رات کا اندھیرا چھا جانے کے بعد پڑھی جاتی ہے اور قرآن الفجر میں فجر کی نماز کا ذکر ہے۔

نیز اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

وسبح بحمد ربك قبل ان تغرب الشمس و
مطلع آفتاب اور غروب آفتاب سے پہلے اپنے

اور دن کا جانا بھی نعمت ہے اگر نگاہِ تار و تن رہتا تو اعصاب کو آلام اور سکون نہ ملتا اور سپہ سالار رہتی تو کسبِ معاش کے ذرائع تیسرے ہوتے۔

بلغاریہ اور قطبین میں اوقات نماز | بلغاریہ ایک ایسا علاقہ ہے جہاں بعض ایام میں عشاء کا وقت متحقق نہیں ہوتا اور غروب شمس کے بعد شفق غائب ہونے سے پہلے فجر ہو جاتی ہے آیا وہاں کے لوگ عشاء کی نماز قضا کر کے پڑھیں یا صرف چار فرض پڑھیں۔ فقہاء نے اس مسئلہ میں طویل بحث کی ہے تحقیق یہ ہے کہ ان لوگوں پر عشاء کی نماز فرض نہیں ہے کیونکہ انہوں نے عشاء کا وقت نہیں پایا۔ قرآن کریم میں ہے:

ان الصلوة كانت على المؤمنين كتابا موقوتا۔ (نساء: ۱۰۳)

مسلمانوں پر مقرر وقتوں میں نماز فرض کی گئی ہے۔

اور عشاء کا وقت غروب آفتاب کے ایک گھنٹہ ۱۸ منٹ بعد متحقق ہوتا ہے جب شفق کی سفیدی غائب ہونے کے بعد مکمل اندھیرا چھا جاتا ہے اہل بلغاریہ نے جب عشاء کا وقت پایا ہی نہیں تو ان پر عشاء کی نماز فرض ہے نہ اس کے قضا کرنے کی حاجت ہے۔ اسی طرح قطبین کے بارے میں بھی سوال کیا جاتا ہے کہ وہاں چھ ماہ کا دن اور چھ ماہ کی رات ہوتی ہے آیا وہاں کے لوگ ایک دن اور ایک رات میں کتنی نمازیں پڑھیں گے؟

اس کا جواب یہ ہے کہ قاعدہ شریعہ کے مطابق ان پر ایک دن اور ایک رات میں صرف پانچ نمازیں فرض ہونگی طویل فجر کے بعد صبح کی نماز اور جب سورج نصف النہار سے ڈھل جائے تو ظہر کی نماز فرض ہوگی خواہ یہ وقت کئی ماہ بعد آئے اور دو مثل سایہ کے بعد عصر، غروب آفتاب کے بعد مغرب اور غروب شفق کے بعد عشاء فرض ہوگی خواہ ان اوقات کے درمیان کئی کئی ماہ کا وقفہ ہو۔

حدیث وصال کی تحقیق | بعض علماء حدیث وصال پر قیاس کر کے کہتے ہیں کہ ان پر ایک سال کی نماز فرض ہے کیونکہ حدیث شریفین میں ہے۔ صحابہ کرام نے عرض کیا:

یا رسول اللہ! وما بعثتہ فی الارض قال اربعون یوما یوم کسنة ویوم کشہما ویوم کجمعة و سائر ایامہ کما یا مکتوب قلنا یا رسول اللہ فذلک الیوم الذی کسنتہ ایکفینا فیہ صلاۃ یوم قال لا فاقدر و الہ قدرہ

یا رسول اللہ! وصال کتنا عمر زمین میں ٹھہرے گا آپ نے فرمایا چالیس دن، ایک دن ایک سال جتنا ہوگا اور ایک دن ایک ماہ جتنا اور ایک دن ایک ہفتہ جتنا باقی دن عام دنوں کی طرح ہوں گے۔ ہم نے عرض کیا یا رسول اللہ! جو دن ایک سال کے برابر ہوگا کیا اس دن بھی ایک دن کی نمازیں کافی ہوں گی آپ نے فرمایا نہیں تم ایک سال کی نمازوں کا اندازہ کر کے (ایک دن میں) نماز پڑھنا۔

اس حدیث کی رو سے بعض علماء کہتے ہیں قطبین میں بھی اسی حدیث پر قیاس کرتے ہوئے ایک دن اور ایک رات میں ایک سال کی نمازیں گھڑی کے حساب سے نمازوں کا وقفہ مقرر کر کے پڑھنی چاہئیں لیکن یہ قیاس صحیح نہیں ہے کیونکہ زمانہ وصال میں

بارہ سو سال تک امت محمدیہ کا پانچ نمازوں پر بلا تکرار اجماع رہا اور اسلام کے تمام فرقے اس پر متفق رہے۔ بارہ سو سال بعد عبداللہ عظیم الدوی نے تین نمازوں کا قول کیا اور یہ پہلا شخص ہے جس نے اس مسئلہ میں اجماع امت کے خلاف نئی راہ اختیار کی اور سواد اعظم سے علیحدہ ہو گیا۔

عقل سے تائید نماز کے پانچ اوقات احوال آفتاب کے لحاظ سے اللہ تعالیٰ نے مقرر فرمائے ہیں۔ طلوع شمس سے پہلے فجر کی نماز ہے۔ نصف النہار سے زوال کے بعد ظہر کی نماز ہے۔ آفتاب ڈھل جانے کے بعد عصر کی نماز ہے۔ غروب آفتاب کے بعد مغرب کی نماز ہے اور روشنی کے آثار باکلیہ مٹ جانے کے بعد عشاء کی نماز ہے۔ انسان کی زندگی کے بھی پانچ بنیادی احوال ہیں۔ ایک اس کی پیدائش جب وہ عدم سے وجود میں آتا ہے دوسرا اس کا شباب اور جوانی کا زمانہ تیسرا ادھیر عمر کی کا زمانہ جب جوانی ڈھل جاتی ہے چوتھا موت کا وقت جب زندگی کا سورج غروب ہو جاتا ہے لیکن کچھ عرصہ تک لوگوں کے دلوں میں اس کی یاد اور زبانوں پر اس کا ذکر رہتا ہے۔ پھر ایک وقت آتا ہے جب وہ بالکل بھولا بھرا ہو جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ان پانچ احوال کے مناسب ہر روز پانچ نمازیں فرض کر دیں۔ طلوع شمس سے پہلے فجر کی نماز فرض کی تاکہ طلوع آفتاب کے آثار دیکھ کر انسان کو اپنا پیدا ہونا یاد آئے اور اپنی پیدائش پر اللہ تعالیٰ کا شکر بجالائے۔ زوال کے بعد جب سورج شباب پر ہوتا ہے ظہر کی نماز فرض کی تاکہ شباب آفتاب دیکھ کر انسان اپنی جوانی کا شکر ادا کرے سورج ڈھل جانے پر عصر کی نماز فرض کی تاکہ ڈھلنے ہوئے سورج کو دیکھ کر وہ اپنی ڈھلتی ہوئی جوانی کو یاد کرے اور اللہ تعالیٰ سے توبہ اور استغفار کرے اور اس عرصہ میں حاصل ہونے والی نعمتوں پر اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرے پھر سورج غروب ہو جاتا ہے اور کچھ عرصہ تک اس کی روشنی کے آثار شفق کی صورت میں باقی رہتے ہیں اللہ تعالیٰ نے اس وقت مغرب کی نماز فرض کی تاکہ انسان غروب آفتاب اور اس کے بعد روشنی کے آثار دیکھ کر وہ وقت یاد کرے جب وہ مر جائیگا اور کچھ عرصہ تک لوگ اس کا ذکر کرتے رہیں گے اور اپنی موت اور بعد کے احوال کو یاد کر کے اللہ تعالیٰ سے ڈرے اور توشہ آخرت کی فکر کرے اور امید و خوف کے جذبات سے ناز پڑے اور جب غروب آفتاب کے بعد کی سُرخی اور سنہیلی غائب ہو جاتی ہے اور مکمل اندھیرا چھا جاتا ہے اس وقت اللہ تعالیٰ نے عشاء کی نماز فرض کی تاکہ اس وقت کو دیکھ کر انسان کو یاد آئے کہ مرنے کے بعد ایک وقت ایسا آئیگا جب لوگوں کی زبانوں سے اس کا ذکر اور دلوں سے اس کی یاد مکمل چکی ہوگی نہ کوئی اس کے لیے فاتحہ پڑھے گا نہ اس کا ذکر نہ کرے گا اس وقت کے لیے ابھی سے تیاری کرے تاکہ کوئی اس کا ذکر کرے نہ کرے اس کی اپنی عبادت اور اللہ تعالیٰ کے ذکر کا سرمایہ اس کی نجات کے لیے کافی ہو اور اس فکر سے ناز پڑھ کر اللہ تعالیٰ کو یاد کرے یوں بھی کہا جاسکتا ہے کہ طلوع شمس سے پہلے اندھیرے کے بعد اُجالے کے وجود کو دیکھ کر مرنے کے بعد زندہ ہونے کو یاد کر کے فجر کی نماز پڑھے۔ نصف النہار کے وقت سورج کی تہات کو دیکھ کر میدانِ حشر کی گرمی یاد کر کے ظہر کی نماز پڑھے۔ سورج ڈھلنے کے بعد اپنی ڈھلتی ہوئی زندگی کو یاد کر کے عصر کی نماز پڑھے۔ غروب آفتاب کے بعد موت کو یاد کر کے مغرب کی نماز پڑھے اور مکمل اندھیرا چھا جانے کے بعد قبر اور قیامت کے اندھیروں کو یاد کر کے عشاء کی نماز پڑھے۔ اس طرح یہ بھی کہا جاسکتا ہے کہ رات ختم ہونے کا شکر ادا کرنے کے لیے فجر کی نماز پڑھے، دن نکلنے کا شکر ادا کرنے کے لیے ظہر کی نماز پڑھے۔ نماز آفتاب ڈھلنے کا شکر ادا کرنے کے لیے عصر پڑھے، دن کے رخصت ہونے کا شکر ادا کرنے کے لیے مغرب پڑھے۔

طاہری قاری کی اس طویل عبارت سے ظاہر ہو گیا کہ دجال کے زمانہ میں ایک سال کے دن اور رات برابر آتے رہیں گے لیکن دجال کی طرح کاری کی وجہ سے لوگوں کو دن اور رات کا آنا بانا معلوم نہیں ہو سکے گا۔ برخلاف قطبین کے وہاں حقیقتہً ایک سال کا دن اور رات ہوتی ہے۔ قطبین کے ایام کو دجال کے ایام پر قیاس کرنا صحیح نہیں ہے۔

ہماری اگر دجال کے زمانہ میں بھی حقیقتہً ایک سال کا دن ہو تو یہ حدیث خلاف قیاس ہونے کی وجہ سے اپنے مورد میں منحصر ہے کہ اور قطبین کے ایام کو اس پر قیاس کرنا صحیح نہیں ہو گا۔ علامہ شامی فرماتے ہیں:

والقیاس علی ما فی حدیث الدجال غیر صحیح
لانہ لا مدخل للقیاس فی وضع الاسباب ولکن علم فاعلمنا
ہو فیما لایکون علی خلاف القیاس والحدیث وہ د علی خلاف
القیاس فقد نقل التبیان اکل الدین فی شرح المشارق عن
القاضی عیاض انہ قال ہذا حکم مخصوص بذلک الزمان
شرع لنا صاحب الشرع ولو وکلنا فیہ الاجتہاد ما
لکانت الصلوۃ فیہ عند الاوقات المعروفۃ واکتفینا
بالصلوات الخمس ۔

حدیث دجال پر قیاس کرنا صحیح نہیں ہے کیونکہ اسباب مقرر کرنے میں قیاس کا دخل نہیں ہے اور اگر مان لیا جائے تو اس صورت پر محمول ہو گا جو خلاف قیاس نہ ہو، اور حدیث خلاف قیاس ہے کیونکہ شیخ اکمل الدین نے شرح مشارق میں قاضی عیاض سے نقل کیا ہے کہ یہ حکم دجال کے زمانہ کے ساتھ خاص ہے جس کو شائع علیہ السلام نے ہمارے لیے مقرر فرمایا ہے۔ اور اس معاملہ میں اگر ہم اجتہاد کرتے تو اوقات معروفہ میں نماز پڑھتے اور پانچ نمازوں پر اکتفا کرتے۔

علامہ شامی کی اس عبارت کی تفصیل یہ ہے کہ اوقات نماز کا شریعت میں قاعدہ یہ ہے کہ سورج کے طلوع سے پہلے فجر نصف النہار سے زوال کے بعد ظہر، دوپہل سایہ ہونے کے بعد عصر، غروب آفتاب کے بعد مغرب اور شفق غائب ہونے کے بعد عشاء پڑھی جاتی ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں اسی قاعدہ کی تعلیم دی ہے لہذا طلوع آفتاب کے بعد اور نصف النہار سے پہلے فجر، ظہر، عصر، مغرب اور عشاء پڑھنا غیر معقول اور خلاف قیاس ہے۔ دجال کے زمانہ میں جب ایک دن ایک سال کا ہو گا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس وقت بالخصوص اس دن میں ایک سال کی نمازیں پڑھنے کا حکم دیا ہے۔ اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس دن کے لیے حکم نہ دیتے تو ہم قاعدہ کے مطابق اس دن ایک دن کی نمازیں ہی پڑھتے۔ چونکہ ایام دجال کے علاوہ آپ نے کسی اور دن کے لیے یہ ہدایت نہیں دی ہے۔ اس لیے باقی دنوں میں نماز اپنے قاعدہ کے مطابق پڑھی جائے گی اس لیے قطبین میں ایک دن اور ایک رات میں پانچ نمازیں ہی فرض ہیں خواہ وہ دن اور رات ایک سال کا ہی کیوں نہ ہو۔

قطبین میں ایک دن اور ایک رات میں صرف پانچ نمازیں فرض ہونے پر دلیل یہ ہے کہ احادیث متواترہ اور اجماع امت سے ثابت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے امت پر ایک دن اور ایک رات میں پانچ نمازیں ہی فرض کی ہیں لا غیر۔ دوسری دلیل یہ ہے کہ قرآن کریم میں ہے:

ان الصلوۃ کانت علی المؤمنین کتبا
موقوتا ۔ (نساء: ۱۰۳)

مسلمانوں پر مقررہ وقتوں میں نماز فرض کی گئی ہے۔

اور جب قطبین میں چھ ماہ کا دن اور چھ ماہ کی رات ہوگی تو یہ مقررہ اوقات وہاں صرف پانچ بار ہی آئیں گے ورنہ طلوع آفتاب کے

جو ایک دن سال بھر کے برابر ہوگا اس میں ایک سال کے دن اور تین پائی جائیں گی اس دن میں ایک سال کے طلوع اور غروب اندھیرے اور اُجائے متفق ہوں گے لیکن وہاں لوگوں پر اس طرح سحر کر دے گا کہ انھیں سورج کے متجدد طلوع اور غروب اور سورج اور چاند کی ایک سالہ گردش نظر نہیں آئے گی نہ راتوں کے متجدد اندھیرے انھیں محسوس ہوں گے اور وہ ایک سال کے میل و نہار کو ایک دن خیال کریں گے۔ ملا علی قاری رحمہ الباری فرماتے ہیں:

وقد تبين لنا باخبار الصادق المصدوق

صلوات الله تعالى وسلامه عليه ان الدجال يبعث معه من الشبهات ويفيض على يدية من التموهيات ما يسلب عن ذوى العقول عقولهم ويخطف من ذوى الابصار ابصارهم فمن ذلك تسخير الشياطين له وجميعه بجنة وقار و احياء الميت على حسب ما يدعيه وتقوية على من يريد اضلاله تارة بالمطر والعشب وتارة بالانامة والجذب شر لا قضاء بانه اسحر الناس فلم يستقم لنا تاويل هذا القول الا ان نقول انه ياخذ باسماع الناس وابصارهم حتى يخيل اليهم ان الزمان قد استمر على حالة واحدة اسفار بلا ظلام و صباح بلا مساء يحسبون ان الليل لا يمد عليهم واقه وان الشمس لا تطوى عنهم ضياءها فيبقون في حيرة والتباس من امتداد الزمان ويدخل عليهم دواخل باختفاء الايات الظاهرة في اختلاف الليل والنهار فامرهم ان يجتهدوا عنده مصداق قلة الاحوال ويقدروا لكل صلوة قدرها الى ان يكشف الله عنهم تلك الغمة هذا الذي اهديتنا اليه من التأويل والله الموفق لاصابة الحق وهو حسبنا ونعم الوكيل

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث سے ہمیں یہ معلوم ہو چکا ہے کہ جہاں کو ایسے شبہات و دیگر بھیجا جائیگا اور اس کے ہاتھوں سے ایسی طبع کاری بخیرات ظاہر ہوگی جس سے عقل والوں کی عقل مسلوب ہو جائے گی اور اسباب بصیرت کی آنکھیں پٹ ہو جائیں گی۔ ان احادیث میں سے بعض میں بیان ہے کہ شیاطین اس کے تابع ہو جائیں گے وہ جہاں اور اند کو لیکر آئے گا اپنے دعویٰ کے مطابق لوگوں کو مارے گا اور چوٹے گا کبھی بارش اور سبزہ کی فراوانی سے اور کبھی خشک سالی اور قحط سے لوگوں کو گمراہ کرنے کی طاقت رکھے گا بلاشبہ وہ سب سے بڑا جادوگر ہے لہذا اس حدیث کی پیروی کی جاسکتی ہے کہ وہ لوگوں کی سماعت اور بصارت کو سلب کرے گا حتیٰ کہ ان کے دلوں میں یہ خیال ڈالے گا کہ زمانہ ایک حالت پر قائم ہے بغیر اندھیرے کے روشنی ہے اور بغیر شام کے صبح ہے لوگ گمان کریں گے کہ رات نے اپنا سابقان ان پر نہیں بچایا اور سورج نے اپنی روشنی ان سے منقطع نہیں کی وہ زمانہ کے طول سے حیران ہوں گے اور دن اور رات کے اختلاف کی نشانیاں ان سے مخفی رہیں گی ان احوال کے پیش آنے پر آپ نے لوگوں کو انتباہ کا حکم دیا اور فرمایا ہر نماز کے بعد دو رکعتی نماز کا وقفہ معین کر کے نمازیں پڑھو حتیٰ کہ دن اور رات کا اشتباہ تم سے دور ہو جائے۔ یہ وہ تاویل ہے جس کی طرف اللہ تعالیٰ نے ہمیں ہدایت دی اور وہی حق تک پہنچانے کی توفیق دینے والا ہے وہی ہمیں کافی ہے اور بہتر کارساز ہے۔

بعد اور نصف النہار سے پہلے فجر، ظہر، عصر، مغرب اور عشاء پڑھنا لازم آئیگا جو کہ نہ صرف خلاف قاعدہ شرعیہ ہے بلکہ قرآن کریم کی اس نص صریح احادیث متواترہ اور اجماع امت کے خلاف ہے اور شریعت پر اپنی طرف سے زیادتی ہے۔ اللہ تعالیٰ اس سے محفوظ رکھے۔

ایک نماز پڑھنے کے بعد اسی نماز کا وقت دوسرے شہر میں | آج کل نئی نئی ایجادات کے سامنے آنے سے نئے

صورت پیش آتی ہے کہ ایک شخص مثلاً عصر کی نماز پڑھ کر طیارہ میں سوار ہوتا ہے اور دوسرے شہر میں جب طیارہ اترتا ہے تو وہاں ابھی ظہر کا وقت ہوتا ہے اور اس کے جانے کے بعد عصر کا وقت آتا ہے آیا وہ شخص عصر کی نماز وہاں دوبارہ پڑھے گا یا نہیں۔ بعض علماء کہتے ہیں کہ اسے عصر دوبارہ پڑھنا ہوگی کیونکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

ان الصلوة كانت على المؤمنين كتابا

مسلمانوں پر مقررہ وقتوں میں نماز فرض کی گئی ہے۔

موقوتا۔

(نساء: ۱۰۳)

وہ کہتے ہیں کہ نماز وقت آنے پر فرض ہوجاتی ہے لہذا جب اس نے دوسرے شہر میں وقت عصر پایا تو اسے دوبارہ نماز پڑھنا ہوگی لیکن یہ رائے صحیح نہیں ہے۔ ایک دن میں وقت آنے کے بعد نماز صرف ایک بار فرض ہوتی ہے۔ مثلاً جب کوئی شخص ظہر کی نماز وقت آنے پر پڑھ لیتا ہے تو نماز پڑھنے کے بعد تین چار گھنٹے تک ظہر کا وقت اور نماز پڑھنے کا سبب قائم رہتا ہے لیکن چونکہ وہ اُس دن کی ظہر پڑھ چکا ہے اس لیے اس پر ظہر دوبارہ فرض نہیں ہے اس طرح جو شخص عصر پڑھ کر بذریعہ طیارہ دوسرے شہر پہنچا اور وہاں وقت عصر دوبارہ پایا تو اس پر وہ عصر فرض نہیں ہوگی کیونکہ اس دن کی عصر وہ ادا کر چکا ہے اور حدیث متواترہ اور اجماع امت سے ثابت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں پر دن رات میں صرف پانچ نمازیں فرض کی ہیں اگرچہ اس شہر میں دوبارہ عصر پڑھے گا تو ایک دن میں چھ فرض ہو جائیں گے اور یہ حدیث متواترہ اور اجماع امت دونوں کے خلاف ہے اور شریعت پر زیادتی کے مترادف ہے۔

ایک شہر میں روزے رکھنے کے بعد دوسرے شہر میں ایام رمضان پانا۔ | اسی طرح ایک سوال یہ کیا جاتا ہے کہ ایک شخص سعودی عرب میں تیس

روزے رکھ کر پاکستان آیا اور یہاں ابھی رمضان کی اٹھائیس یا اسی تیس تاریخ تھی اب وہ شخص پاکستان آکر مزید روزے رکھے گا یا نہیں۔ بعض علماء کہتے ہیں کہ اس پر روزے رکھنا فرض ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

فمن شهد منكم الشهر فليصمه۔

تم میں سے جو شخص رمضان کو پالے وہ روزے رکھے۔

(بقرہ: ۱۸۵)

اور حدیث شریف میں ہے:

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا چاند دیکھ کر روزہ رکھو اور چاند دیکھ کر افطار کرو۔

عن ابن عباس قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم صوموا لرؤيته وافطروا لرؤيته۔

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا صبح کی نماز پڑھنے کے بعد اس وقت تک صبح کا وقت رہتا ہے جب تک سورج کا بالائی کنارہ طلوع نہ ہو اور ظہر کی نماز پڑھنے کے بعد عصر تک اس کا وقت رہتا ہے اور عصر کی نماز پڑھنے کے بعد جب تک سورج پیلا نہ پڑ جائے اس کا وقت رہتا ہے اور مغرب کی نماز پڑھنے کے بعد شفق کے غائب ہونے تک اس کا وقت باقی رہتا ہے اور عشاء کی نماز پڑھنے کے بعد آدمی رات تک اس کا (مستحب) وقت باقی رہتا ہے۔

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا عصر شروع ہونے تک ظہر کا وقت باقی رہتا ہے اور آفتاب نرو ہوئے تک عصر کا وقت باقی رہتا ہے اور شفق کی تیزی مدھم پڑنے تک مغرب کا وقت باقی رہتا ہے اور عشاء کا (مستحب) وقت آدمی رات تک اور طلوع آفتاب تک صبح کا وقت باقی رہتا ہے۔

ایک اور سند سے بھی ایسی ہی روایت منقول ہے۔

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ظہر کی نماز کا وقت سورج ڈھل جانے کے بعد ہوتا ہے جب آدمی کا سایہ طول میں اس کے برابر ہو جائے اور عصر کی نماز کا وقت شروع ہونے تک ظہر کا وقت رہتا ہے اور عصر کا وقت آفتاب

۱۲۸۵۔ حَدَّثَنَا أَبُو عَثَانَ السَّمْعَانِيُّ وَمُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى قَالَا نَأْمُرُكَ وَهُوَ ابْنُ هِشَامٍ قَالَ حَدَّثَنَا أَبِي عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَبِي أَيُّوبَ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ أَنَّ نَبِيَّ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِذَا صَلَّيْتُمُ الْفَجْرَ فَإِنَّهُ وَقْتُ إِلَى أَنْ يَطْلُعَ قَرْنُ الشَّمْسِ الْأَوَّلِ ثُمَّ إِذَا صَلَّيْتُمُ الظُّهْرَ فَإِنَّهُ وَقْتُ إِلَى أَنْ يَحْضُرَ الْعَصْرُ فَإِذَا صَلَّيْتُمُ الْعَصْرَ فَإِنَّهُ وَقْتُ إِلَى أَنْ تَصْفَرَ الشَّمْسُ فَإِذَا صَلَّيْتُمُ الْمَغْرِبَ فَإِنَّهُ وَقْتُ إِلَى أَنْ يَسْقُطَ الشَّفَقُ فَإِذَا صَلَّيْتُمُ الْعِشَاءَ فَإِنَّهُ وَقْتُ إِلَى يَصْفُ اللَّيْلُ۔

۱۲۸۶۔ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللَّهِ بْنُ مُعَاذٍ الْعَنْبَرِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا أَبِي قَالَ نَاشِعَةُ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَبِي أَيُّوبَ وَمَا سَمِعْتُ يَحْيَى بْنَ مَالِكٍ إِلَّا زَيْدِي وَيَقَالُ الْمَرْغِي وَالْمَرْغِي مِّنَ الْأَزْدِيِّ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو وَعَنِ الرَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ وَقْتُ الظُّهْرِ مَا لَمْ يَحْضُرِ الْعَصْرُ وَوَقْتُ الْعَصْرِ مَا لَمْ تَصْفَرَ الشَّمْسُ وَوَقْتُ الْمَغْرِبِ مَا لَمْ يَسْقُطْ ثَوْرُ الشَّفَقِ وَوَقْتُ الْعِشَاءِ إِلَى يَصْفُ اللَّيْلُ وَوَقْتُ الْفَجْرِ مَا لَمْ تَطْلُعِ الشَّمْسُ۔

۱۲۸۷۔ حَدَّثَنَا زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ أَبُو عَامِرٍ الْعَقَدِيُّ حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ قَالَ نَاشِعَةُ بْنُ أَبِي بُكَيْرٍ كَلَامًا عَنْ شُعْبَةَ الْإِسْنَادِ وَفِي حَدِيثِهِمَا قَالَ شُعْبَةُ مَرَّ فَعَمَّ مَرَّةً وَلَمْ يَرَفَعُهُ مَرَّتَيْنِ۔

۱۲۸۸۔ وَحَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ رَافِعٍ هَيْمَ الدَّوْرَقِيُّ قَالَ نَاعِبُ الصَّمَدِ قَالَ نَاهَهُمَا قَالَ نَاقَتَادَةَ عَنْ أَبِي أَيُّوبَ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ وَقْتُ الظُّهْرِ إِذَا زَالَتِ الشَّمْسُ وَكَانَ ظِلُّ الرَّجُلِ كَطَوْلِهِ مَا لَمْ يَحْضُرِ الْعَصْرُ وَوَقْتُ الْمَغْرِبِ مَا لَمْ يَسْقُطِ الشَّفَقُ۔

رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ صَلَّى صَلَّى رَسُولُ
اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ قَالَ لِيَهْدِ الْأَمْرُ فَقَالَ
عُمَرُ لِعَزْرَةَ أَنْ تَنْظُرَ مَا تَحَدَّثُ يَا عُمَرُو وَأَنْ جِبْرِيلُ
هُوَ أَقَامَ لِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَدْ
الصَّلَاةُ فَقَالَ عُمَرُو كَذَلِكَ كَانَ بَشِيرُ بْنُ أَبِي
مَسْعُودٍ يُحَدِّثُ عَنْ أَبِيهِ قَالَ عُمَرُو وَلَقَدْ حَدَّثَنِي
عَائِشَةُ عَنْ وَجْهِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّ رَسُولَ
اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُصَلِّي الْعَصْرَ
وَالشَّمْسُ فِي حُجْرَتِهَا قَبْلَ أَنْ تَظْهَرَ الْفَجْرُ

ف: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ عالم کافر میں ہے کہ امیر اگر غلط کام کریں تو ان کو ٹوک دیں جیسے عروہ نے عمر بن عبد العزیز کو ٹوک دیا اگرچہ انہوں نے صرف وقت مستحب سے تاخیر کی تھی۔

۱۲۸۲ - حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَعُمَرُو
التَّائِقُ قَالَ عُمَرُو وَنَاسُفِيَانُ عَنِ الرَّهْزِيِّ عَنْ عَزْرَةَ
عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّي
الْعَصْرَ وَالشَّمْسُ طَالِعَةً فِي حُجْرَةٍ لَمْ يَغِي الْفَجْرُ
بَعْدُ وَقَالَ أَبُو بَكْرٍ لَمْ يَطْعَمْ الْفَجْرُ بَعْدُ

ف: حضرت عائشہ کے حجرہ کی دیواریں چھوٹی تھیں اس لیے دیر تک ان کے حجرہ میں دھوپ رہتی تھی ان احادیث کا یہ مطلب نہیں کہ عصر کا وقت ایک مثل سایہ کے بعد شروع ہوتا ہے۔ (سیدی)

۱۲۸۳ - وَحَدَّثَنِي حَوْمَلَةُ بْنُ يَحْيَى قَالَ أَنَا ابْنُ
وَهْبٍ قَالَ أَخْبَرَنِي يُونُسُ عَنْ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ أَخْبَرَنِي
عَزْرَةُ ابْنُ الرَّبِيعِ أَنَّ عَائِشَةَ عَنْ وَجْهِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ أَخْبَرَتْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
كَانَ يُصَلِّي الْعَصْرَ وَالشَّمْسُ فِي حُجْرَتِهَا لَمْ يَطْعَمْ
الْفَجْرُ مِنْ حُجْرَتِهَا

۱۲۸۴ - حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَابْنُ لُبَيْدٍ
قَالَا نَا وَكَيْفَهُ عَنْ هِشَامٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ
كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّي الْعَصْرَ
وَالشَّمْسُ وَاقِعَةً فِي حُجْرَتِي

نے بھی نماز پڑھی، پھر انہوں نے نماز پڑھی اور حضور نے بھی
نماز پڑھی، پھر جبریل نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا آپ
کو ان نمازوں کا حکم دیا گیا ہے۔ عمر بن عبد العزیز نے کہا:
اے عروہ! دیکھو تم کیا بیان کر رہے ہو! کیا جبریل نے رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اوقات نماز کی تعلیم دی تھی۔ عروہ نے کہا
بشیر بن ابی مسعود اپنے باپ سے اسی طرح روایت کرتے
ہیں نیز عروہ نے کہا مجھ سے ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ
رضی اللہ عنہا زوجہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان کیا
کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عصر کی نماز پڑھتے۔ دلائل حاکم
دعویٰ ان کے محض میں ہوتی تھی اور سایہ ظاہر نہ ہوتا تھا۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عصر کی نماز پڑھتے تھے در آن حال
میرے جسم میں سورج چمک رہا ہوتا تھا اور ابھی
تک دھوپ بلند نہیں ہوتی تھی۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجہ حضرت عائشہ رضی اللہ
عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عصر کی نماز
پڑھتے تھے اور دھوپ محض میں ہوتی تھی دیواروں پر اس
وقت تک نہیں چڑھتی تھی۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عصر کی نماز پڑھتے تھے در آن
حالیہ دھوپ میرے حجرہ میں ہوتی تھی۔

عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ بُرَيْدَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّ رَجُلًا سَأَلَهُ عَنْ وَقْتِ الصَّلَاةِ فَقَالَ لَهُ صَلِّ مَعَنَا هَذَيْنِ يَعْزِي الْيَوْمَيْنِ فَلَمَّا زَالَتِ الشَّمْسُ أَمْرًا لَا فَا دَنْ ثُمَّ أَمْرًا فَاقَامَ الظُّهْرَ ثُمَّ أَمْرًا فَاقَامَ الْعَصْرَ وَالشَّمْسُ مُرْتَفِعَةٌ بَيْضَاءُ نَقِيَّةٌ ثُمَّ أَمْرًا فَاقَامَ الْمَغْرِبَ حِينَ غَابَتِ الشَّمْسُ ثُمَّ أَمْرًا فَاقَامَ الْعِشَاءَ حِينَ غَابَ الشَّفَقُ ثُمَّ أَمْرًا وَاقَامَ الْفَجْرَ حِينَ طَلَعَ الْفَجْرُ فَلَمَّا أَنْ كَانَ الْيَوْمَ الثَّانِي أَمْرًا فَابْرُدِيَا لظَهْرِ فَابْرُدِيَا بِهَا فَإِنَّمَا أَنْ تَبْرُدَ وَصَلَّى الْعَصْرَ وَالشَّمْسُ مُرْتَفِعَةٌ آخِرَهَا خَوْقٌ الَّذِي كَانَ وَصَلَّى الْمَغْرِبَ قَبْلَ أَنْ يَغِيبَ الشَّفَقُ وَصَلَّى الْعِشَاءَ بَعْدَ مَا ذَهَبَ ثُلُثُ اللَّيْلِ وَصَلَّى الْفَجْرَ فَاسْتَفَرَّ بِهَا ثُمَّ قَالَ أَيْنَ النَّاسُ عَنْ وَقْتِ الصَّلَاةِ فَقَالَ الرَّجُلُ أَنَا يَا رَسُولَ اللَّهِ قَالَ وَقْتُ صَلَاتِكُمْ بَيْنَ مَا أَأْتُمُّ.

١٢٩٢ - حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرٍو
السَّامِيُّ قَالَ سَأَلْتُ ابْنَ عُمَرَ قَالَ نَاسِبَةٌ عَنْ عَلِيٍّ بْنِ
مَرْثَدٍ عَنْ سَيِّمَانَ بْنِ بُرَيْدَةَ عَنْ أَبِيهِ أَنَّ رَجُلًا أَتَى
النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَسَأَلَهُ عَنْ مَوَاقِبِ
الصَّلَاةِ فَقَالَ اشْهَدْ مَعَنَا الصَّلَاةَ فَأَمْرٌ بِالْأَقَادِنِ
يُغْلِسُ فَصَلَّى الصُّبْحَ حِينَ طَلَعَ الْفَجْرُ ثُمَّ أَمَرَ بِالظُّهْرِ
حِينَ مَالَتْ الشَّمْسُ عَنْ بَطْنِ السَّمَاءِ ثُمَّ أَمَرَ بِالْعَصْرِ
وَالشَّمْسُ مُرْتَفِعَةٌ ثُمَّ أَمَرَ بِالْمَغْرِبِ حِينَ دَجَبَتِ
الشَّمْسُ ثُمَّ أَمَرَ بِالْعِشَاءِ حِينَ وَقَعَ الشَّفَقُ ثُمَّ
أَمَرَ الْعِدَّةَ فَنُومَ بِالصُّبْحِ ثُمَّ أَمَرَ بِالظُّهْرِ فَأَبْرَدَ
ثُمَّ أَمَرَ بِالْعَصْرِ وَالشَّمْسُ بِضَاءٌ يَقْتَرِبُ لَمْ تَخْلُطْهَا
صَغُرَتْ ثُمَّ أَمَرَ بِالْمَغْرِبِ قَبْلَ أَنْ يَقَعَ الشَّفَقُ
ثُمَّ أَمَرَ بِالْعِشَاءِ عِنْدَ ذَهَابِ ثَلَاثِ الْكَلِيلِ أَوْ بَعْضُهُ
شَكَكَ حَرَمِيٌّ فَلَمَّا أَصْبَحَ قَالَ آيِنَ السَّائِلِ مَا بَيْنَ
مَا آيَتْ وَفَتْ .

آفتاب نصف النہار سے ڈھل گیا تو آپ نے حضرت بلال کو اذان دینے کا حکم دیا، اذان کے بعد آپ نے اقامت کا حکم دیا۔ اس کے بعد ابھی سورج بلند اور سفید تھا تو عصر کی اقامت بھی پھر آفتاب غروب ہونے کے بعد مغرب کی اقامت کہی، پھر شفق غائب ہونے کے بعد عشاء کی اقامت کہی، پھر طلوع فجر کے بعد فجر کی اقامت کہی، دوسرے دن آپ نے ظہر کو ٹھنڈے وقت میں پڑھنے کا حکم دیا اور ظہر غروب ٹھنڈے وقت میں پڑھی گئی اور پہلے دن سے مؤخر کر کے عصر کی نماز پڑھی جس وقت سورج بلند تھا اور شفق غائب ہوئے سے پہلے مغرب کی نماز پڑھی اور تنہائی رات کے بعد عشاء کی نماز پڑھی اور سفیدی پھیل جانے کے بعد فجر کی نماز پڑھی پھر فرمایا وہ شخص کہاں ہے جو اوقات نماز پوچھ رہا تھا، اس شخص نے کہا حاضر ہوں یا رسول اللہ! آپ نے فرمایا جو اوقات تم نے دیکھے ان کے درمیان تمہاری نمازوں کا وقت ہے۔

حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک شخص آیا اور نازوں کے اذنان دریافت کیے آپ نے فرمایا تم ہمارے ساتھ ناز پڑھو، پھر بلال کو منہ اندھیرے اذان دینے کا حکم دیا پھر طلوع فجر ہوتے ہی صبح کی ناز پڑھی پھر جب آفتاب وسط آسمان سے ڈھل گیا تو ظہر کا حکم دیا اور ابھی سورج بلند تھا تو عصر کا حکم دیا، سورج غروب ہونے کے بعد مغرب کا حکم دیا اور شفق غائب ہونے کے بعد عشاء کا حکم دیا پھر دوسرے دن سفیدی پھینے کے بعد فجر کا حکم دیا، شمس اذوقت کر کے ظہر کا حکم دیا اور عصر کا اس وقت حکم دیا جب سورج سفید اور چمکدار تھا اور اس میں پیلاہٹ نہیں آئی تھی اور شفق غائب ہونے سے پہلے مغرب پڑھنے کا حکم دیا اور نہائی شب گذر جانے یا قدرے کم وقت کے بعد عشاء کا حکم دیا۔ (یہ راوی کاشک ہے) پھر صبح کے وقت فرمایا سائل کہاں ہے اور فرمایا جو تم نے دیکھا اس کے درمیان ناز پڑھو

الْعَصْرِ مَا لَمْ تَصْفَرَ الشَّمْسُ وَوَقْتُ صَلَاةِ الْمَغْرِبِ
مَا لَمْ يَغِيبِ الشَّقَقُ وَوَقْتُ صَلَاةِ الْعِشَاءِ إِلَى نِصْفِ
الْبَيْلِ الْأَوْسَطِ وَوَقْتُ صَلَاةِ الصُّبْحِ مِنْ طُلُوعِ
الْفَجْرِ مَا لَمْ تَطْلُعِ الشَّمْسُ فَإِذَا أَطْلَعَتِ الشَّمْسُ
فَأَمْسِكَ عَنِ الصَّلَاةِ فَإِنَّهَا تَطْلُعُ بَيْنَ قَرْنَيْ
الشَّيْطَانِ.

کے پیلے پڑ جانے تک رہتا ہے اور مغرب کی نماز کا وقت
شفق کے غائب ہونے تک رہتا ہے اور عشاء کی نماز کا (مستحب)
وقت درمیانی رات کے نصف تک رہتا ہے اور صبح کی نماز کا
وقت طلوع فجر سے طلوع آفتاب تک رہتا ہے جب سورج طلوع
ہو جائے تو نماز سے رک جاد کیونکہ وہ شیطان کے درمیان
کے درمیان طوع ہوتا ہے۔

ف: اس جگہ یہ اشکال ہے کہ طوع شمس تو ہر وقت کسی نہ کسی جگہ ہو رہا ہے تو شیطان کا کیا یہی کام ہے کہ وہ سورج کے ساتھ ساتھ
پھرتا رہے اس کا جواب یہ ہے کہ شیطان کی بے شمار ذریعات ہیں اس لیے ہو سکتا ہے کہ اس نے اس کام پر اپنے کسی نائب
کی ذیورنی لگا دی ہو۔ (سمیدی)

حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے نمازوں کے اوقات پر چھ گئے
آپ نے فرمایا صبح کی نماز کا وقت اس وقت تک رہتا ہے جب
تک سورج کا اوپر کا کنارہ نہ نکلے اور ظہر کی نماز کا وقت سورج
ڈھلنے کے بعد سے عصر تک رہتا ہے جب تک سورج
پہلا نہ پڑ جائے عصر کی نماز کا وقت ہے اور غروب آفتاب
سے میکہ شفق غائب ہونے تک مغرب کی نماز کا وقت ہے
اور عشاء کی نماز کا (مستحب) وقت آدمی رات تک ہے۔

۱۲۸۹- وَحَدَّثَنِي أَحْمَدُ بْنُ يُونُسَ الْأَزْدِيُّ
قَالَ سَأَلْتُ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ رِزْوَانَ قَالَ سَأَلْتُ أَبَا هَانِئٍ
يَعْنِي ابْنَ طَهْمَانَ عَنِ الْحَجَّاجِ وَهُوَ ابْنُ الْحَجَّاجِ عَنْ تَائِدَةَ
عَنْ أَبِي أَيُّوبَ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو بْنِ الْعَاصِ أَنَّكَ قَالَ
سُئِلَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ وَقْتِ
الصَّلَاةِ فَقَالَ وَقْتُ صَلَاةِ الْفَجْرِ مَا لَمْ يَطْلُعِ
قَرْنُ الشَّمْسِ الْأَوَّلُ وَوَقْتُ صَلَاةِ الظُّهْرِ إِذَا نَالَتِ
الشَّمْسُ عَنْ بَطْنِ السَّمَاءِ مَا لَمْ تَحْضُرِ الْعَصْرُ وَوَقْتُ
صَلَاةِ الْعَصْرِ مَا لَمْ تَصْفَرَ الشَّمْسُ وَيَسْقُطَ قَرْنُهَا
الْأَوَّلُ وَوَقْتُ صَلَاةِ الْمَغْرِبِ إِذَا غَابَتِ الشَّمْسُ مَا لَمْ
يَسْقُطِ الشَّقَقُ وَوَقْتُ صَلَاةِ الْعِشَاءِ إِلَى نِصْفِ
الْبَيْلِ.

یحییٰ بن ابی کثیر بیان کرتے ہیں کہ علم آرام طلبی سے ملل
نہیں ہوتا۔

حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ایک شخص نے نماز کا وقت پوچھا آپ
فرمایا نماز کا وقت سورج سے سورج کے درمیان طوع ہوتا ہے جب

۱۲۹۰- حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى التَّمِيمِيُّ قَالَ أَنَا
عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يَحْيَى ابْنُ أَبِي كَثِيرٍ قَالَ سَمِعْتُ أَبِي يَقُولُ
لَا يَسْتَطَاعُ الْعِلْمُ بِرَاحَةِ الْجَسْمِ.

۱۲۹۱- حَدَّثَنِي زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ وَعَبِيدُ اللَّهِ
بْنُ سَعِيدٍ كِلَاهُمَا عَنْ الْأَزْدِيِّ قَالَ سَأَلْتُ أَبَا هَانِئٍ
ابْنَ يُونُسَ الْأَزْدِيَّ قَالَ سَأَلْتُ أَبَا هَانِئٍ عَنِ

گرمیوں میں ظہر کو ٹھنڈے وقت پڑھنے کا استحباب

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب گرمی کی شدت ہو تو ظہر کی نماز کو ٹھنڈے وقت میں پڑھو کیونکہ گرمی کی شدت دوزخ کے سانس کی وجہ سے ہے۔

ایک اور سند سے بھی ایسا ہی منقول ہے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جب گرمی ہو تو ظہر کی نماز کو ٹھنڈے وقت میں پڑھو کیونکہ گرمی کی شدت دوزخ کے سانس کی وجہ سے ہے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ گرمی دوزخ کے سانس کی وجہ سے ہے لہذا نماز کو ٹھنڈے وقت میں پڑھو۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا گرمی میں نماز کو ٹھنڈے وقت میں پڑھو کیونکہ گرمی کی شدت دوزخ کے سانس کی وجہ سے ہے۔

بَابُ اسْتِحْبَابِ الْاِبْرَادِ بِالظُّهْرِ فِي شِدَّةِ الْحَرِّ لِمَنْ يَتَوَضَّعُ إِلَى الْجَمَاعَةِ وَيُنَازِلُ الْحَرَّ فِي طَرِيقِهِ ۱۲۹۵ - حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ أَنَا اللَّيْثُ عَنْ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ سَمِيعٍ قَالَ أَنَا اللَّيْثُ عَنْ ابْنِ شَهَابٍ عَنْ ابْنِ الْمُسَيَّبِ وَأَبِي سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّهُ قَالَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِذَا اشْتَدَّ الْحَرُّ فَأَبْرِدُوا عَنِ الصَّلَاةِ فَإِنَّ شِدَّةَ الْحَرِّ مِنْ فَيْحِ جَهَنَّمَ -

۱۲۹۶ - وَحَدَّثَنَا حُذَيْمَةُ بْنُ يَحْيَى قَالَ أَنَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ أَخْبَرَنِي يُونُسُ أَنَّ ابْنَ شَهَابٍ أَخْبَرَهُ قَالَ أَخْبَرَنِي أَبُو سَلَمَةَ وَسَعِيدُ بْنُ الْمُسَيَّبِ أَنَّهُمَا سَمِعَا أَبَاهُمَا يُرَوِّعُ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمِثْلِهِمْ سَوَاءٌ - وَحَدَّثَنَا هَارُونُ بْنُ سَعِيدٍ الْأَيْلِيُّ وَعُمَرُو بْنُ سَوَادٍ وَاحْمَدُ بْنُ عِيسَى قَالَ عَمْرُو بْنُ أَنَسٍ وَآلُ الْأَخْوَانِ نَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ أَخْبَرَنِي عُمَرُو بْنُ أَبِي كَثِيرٍ أَحَدًا شَرًّا عَنْ بُسْرِ بْنِ سَعِيدٍ وَسَلِيمَانَ الْأَعْرَبِيِّ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِذَا كَانَ يَوْمُ الْحَارِّ فَأَبْرِدُوا بِالصَّلَاةِ فَإِنَّ شِدَّةَ الْحَرِّ مِنْ فَيْحِ جَهَنَّمَ قَالَ عَمْرُو بْنُ أَنَسٍ وَحَدَّثَنَا ابْنُ شَهَابٍ عَنْ ابْنِ الْمُسَيَّبِ وَأَبِي سَلَمَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَحْوَ ذَلِكَ -

۱۲۹۸ - وَحَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ أَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ عَنْ الْعَلَاءِ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنَّ هَذَا الْحَرَّ مِنْ فَيْحِ جَهَنَّمَ فَأَبْرِدُوا بِالصَّلَاةِ -

۱۲۹۹ - حَدَّثَنَا ابْنُ مَافٍ قَالَ نَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ قَالَ نَا مَعْمَرٌ عَنْ هَمَّامِ بْنِ مُنَبِّهٍ قَالَ هَذَا أَمَّا حَدَّثَنَا أَبُو هُرَيْرَةَ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَذَكَرَ أَحَادِيثَ مِنْهَا وَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

۱۲۹۳ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ شُمَيْرٍ قَالَ تَابَ أَبُو بَكْرٍ عَنْ عُمَرَ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ تَابَ أَبُو بَكْرٍ عَنْ أَبِي مُوسَى عَنْ أَبِيهِ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ أَتَاهُ سَائِلٌ يَسْأَلُهُ عَنْ مَوَاقِيتِ الصَّلَاةِ فَلَمْ يَرِدْ عَلَيْهِ شَيْئًا قَالَ فَأَقَامَ الْفَجْرَ حِينَ انْشَقَّ الْفَجْرُ وَالنَّاسُ لَا يَكَادُ يَعْرِفُونَ بَعْضُهُمْ بَعْضًا ثُمَّ أَمَرَ فَأَقَامَ بِالظُّهْرِ حِينَ زَالَتِ الشَّمْسُ وَالْقَائِلُ يَقُولُ قَدْ انْتَصَفَ الْكَلَامُ وَهُوَ كَانَ أَحْلَمَ مِنْهُمْ ثُمَّ أَمَرَ فَأَقَامَ بِالْعَصْرِ وَالشَّمْسُ مُرْتَفِعَةٌ ثُمَّ أَمَرَ فَأَقَامَ بِالْمَغْرِبِ حِينَ وَقَعَتِ الشَّمْسُ ثُمَّ أَمَرَ فَأَقَامَ الْعِشَاءَ حِينَ غَابَ الشَّفَقُ ثُمَّ أَخَّرَ الْفَجْرَ مِنَ الْغَدِ حَتَّى انْصَرَفَ مِنْهَا وَالْقَائِلُ يَقُولُ قَدْ طَلَعَتِ الشَّمْسُ أَوْ كَادَتْ تَخْرُجُ الْظُّهْرَ حَتَّى كَانَ قَرِيبًا مِنْ وَقْتِ الْعَصْرِ بِالْأَمْسِ ثُمَّ أَخَّرَ الْعَصْرَ حَتَّى انْصَرَفَ مِنْهَا وَالْقَائِلُ يَقُولُ قَدْ أَحْمَرَّتِ الشَّمْسُ ثُمَّ أَخَّرَ الْمَغْرِبَ حَتَّى كَانَ عِنْدَ سُقُوطِ الشَّفَقِ ثُمَّ أَخَّرَ الْعِشَاءَ حَتَّى كَانَ تَلْتُ اللَّيْلِ الْأَوَّلِ ثُمَّ أَصْبَحَ فَدَعَا السَّائِلَ فَقَالَ الْوَقْتُ مَا بَيْنَ هَذَيْنِ

۱۲۹۴ - حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ قَالَ تَابَ وَكَيْعٌ عَنْ بَكْرِ بْنِ عُمَرَ عَنْ أَبِي بَكْرٍ عَنْ أَبِي مُوسَى سَمِعْتُهُ مِنْهُ عَنْ أَبِيهِ أَنَّ سَائِلًا أَمَى النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَسَأَلَهُ عَنْ مَوَاقِيتِ الصَّلَاةِ بِمَثَلِ حَبِيبِ بْنِ شُمَيْرٍ غَيْرِ أَشْأَ قَالَ فَصَبَحَ الْمَغْرِبَ قَبْلَ أَنْ يَغِيبَ الشَّفَقُ فِي الْيَوْمِ الثَّانِي

حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور اگر نمازوں کے اوقات پوچھے آپ نے اس وقت کوئی جواب نہیں دیا۔ لاوی کہتے ہیں آپ نے طلع فجر کے بعد صبح کی نماز پڑھائی۔ اس وقت (اندھیرے کی بجائے) لوگ ایک دوسرے کو پہچان نہیں پا رہے تھے۔ پھر سورج ڈھل جانے کے بعد ظہر پڑھائی کہنے والا کہتا تھا نصف النہار ہو چکا ہے اور آپ اس کو غروب بانتے تھے پھر ابھی سورج بلند تھا تو آپ نے عصر کی نماز پڑھائی اور سورج غروب ہونے کے بعد مغرب کی نماز پڑھائی اور شفق غائب ہوجانے کے بعد عشاء کی نماز پڑھائی پھر دوسرے دن فجر کی نماز اس قدر دیر سے پڑھائی کہ نماز سے فارغ ہونے کے بعد کہنے والے کہتے تھے کہ سورج نکل چکا ہے یا نکلنے والا ہے پھر ظہر کی نماز پہلے روز کی عصر کے قریب پڑھائی پھر عصر کی نماز اس قدر تاخیر سے پڑھائی کہ نماز سے فارغ ہونے کے بعد کہنے والے کہتے تھے کہ سورج پھلا پڑ گیا پھر مغرب کی نماز اس قدر تاخیر سے پڑھائی کہ شفق ڈوبنے کے قریب ہو گئی پھر عشاء کی نماز تنہائی رات کے اقل وقت میں پڑھائی۔ صبح آپ نے سائل کو بلا کر فرمایا دن دو راقول کے درمیان نماز کا وقت ہے۔

ایک اور سند سے بھی ایسی روایت منقول ہے لیکن اس میں یہ ہے کہ مغرب کی نماز دوسرے دن غروب شفق سے پہلے پڑھائی۔

ف: اس باب کی احادیث میں اوقات خمسہ اجمالاً بیان کیے گئے ہیں۔ آئندہ ابواب میں ہر نماز کا علیحدہ وقت ذکر کیا گیا ہے اور اسی جگہ ہم بیان مذاہب اور ان کی تفصیل اور تحقیق کریں گے۔

عَبْدُ اللَّهِ بْنُ وَهْبٍ قَالَ نَا حَيَّوَهُ قَالَ حَدَّثَنِي
يَزِيدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَسَمَةَ بْنِ الْهَادِ عَنْ مُحَمَّدِ
بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنْ
رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ قَالَتِ النَّارُ
رَبِّ أَكُلْ بَعْضِي بَعْضًا فَأَذِنَ لِي أَنْ تَنْفَسَ فَأَذِنَ لَهَا
بِنَفْسَيْنِ نَفْسٍ فِي الشَّتَاءِ وَنَفْسٍ فِي الصَّيْفِ فَمَا
وَجَدْتُ مَنْ بَرِّدَ أَوْ نَمَهْدُ يُرْفَعُ نَفْسُ جَهَنَّمَ
مَا وَجَدْتُ مَنْ حَرَّ أَوْ حَمَدُ يَرَفَعُ نَفْسُ جَهَنَّمَ

صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جہنم نے کہا اے میرے رب امیر البیض
حصہ بعض کو کھا گیا ہے لہذا مجھے سانس لینے کی اجازت عطا فرما۔
تب اللہ تعالیٰ نے اسے دوسانس لینے کی اجازت دی ایک
سانس سردی میں اور ایک سانس گرمی میں تم لوگ جو سردی محسوس
کرتے ہو وہ جہنم کے سانس سے ہے اور جو گرمی محسوس کرتے
ہو وہ بھی جہنم کے سانس سے ہے۔

ظہر کے آخر وقت میں مذاہب فقہاء امام مالک، امام شافعی، امام احمد بن حنبل، امام ابو یوسف، امام محمد اور داؤد ظاہری
کے نزدیک ظہر کا وقت زوال آفتاب سے بیکر ایک مثل ساٹھ تک رہتا
ہے۔ ابن حضرت کی دلیل یہ ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا حضرت
جبرائیل علیہ السلام نے بیت اللہ کے نزدیک دو دن حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو امام بن کر ناز پڑھائی۔ پہلے دن جب زوال آفتاب
کے بعد اصلی (سایہ شمس کی مقدار مختار ظہر پڑھائی پھر عصر اس وقت پڑھائی جب ایک مثل سایہ ہو گیا پھر سورج غروب ہونے کے بعد
جب روزہ دار روزہ افطار کرتا ہے مغرب کی ناز پڑھائی اور شفق غائب ہونے کے بعد عشاء پڑھائی اور طلوع فجر کے بعد جس
وقت روزہ دار پر کھانا حرام ہو جاتا ہے فجر کی ناز پڑھائی۔ دوسرے دن ظہر اس وقت پڑھائی جب ایک مثل سایہ ہو گیا جس
وقت پہلے دن عصر کی ناز پڑھائی تھی پھر فجر کی وقت میں مغرب پڑھائی پھر تہائی رات گزرنے کے بعد عشاء کی ناز پڑھائی اور سینی
پھیل جانے کے بعد فجر کی ناز پڑھائی پھر جبرائیل نے میری طرف متوجہ ہو کر کہا اے محمد! یہ آپ سے پہلے انبیاء کی نمازوں کا وقت
ہے اور نمازوں کا وقت ان دو دن کے اوقات کے درمیان ہے۔

ائمہ ثلاثہ کی حدیث کے جوابات امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کی طرف سے اس حدیث کا ایک جواب یہ ہے کہ امامت
جبرائیل کی یہ حدیث بخاری اور مسلم میں بھی ہے لیکن اس میں ایک مثل سایہ کے
وقت عصر پڑھنے کا ذکر نہیں ہے۔ یہ الفاظ صرف ترمذی، ابو داؤد اور نسائی کی روایت میں ہیں اور صحاح کی روایت سنن
پر مقدم ہے۔ دوسرا جواب یہ ہے کہ اس حدیث میں یہ بیان ہے کہ دوسرے دن ایک مثل سایہ ہونے کے بعد اس وقت
ظہر پڑھی جس وقت پہلے دن عصر پڑھی تھی۔ اس لیے یہ حدیث ان احادیث سے منسوخ ہے جن میں ذکر ہے کہ عصر کا وقت
ظہر کے بعد شروع ہوتا ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمرو سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: (وقت الظہر مالم
تَحْضُرِ الْعَصْرُ -) (ظہر کا وقت اس وقت تک ہے جب تک عصر کا وقت شروع نہ ہو) اور علامہ نووی کی یہ تاویل صحیح
نہیں ہے کہ ایک مثل سایہ کے وقت ناز پڑھنے سے مراد ہے ایک مثل سایہ سے پہلے ناز پڑھی کیونکہ حدیث میں یہ الفاظ بھی ہیں

۱۔ علامہ عبداللہ بن احمد بن قدامہ متوفی ۶۲۰ھ معنی ابن قدامہ ج ۱ ص ۲۲۶ مطبوعہ دار الفکر بیروت ۱۴۰۵ھ

۲۔ امام ابو یوسف ترمذی متوفی ۲۴۹ھ جامع ترمذی ص ۴۹ مطبوعہ نور محمد کارخانہ تجارت کتب کراچی۔

۳۔ امام ابوالحسن مسلم بن حجاج قشیری ۲۶۱ھ مطبوعہ دار الفکر بیروت ۱۴۰۵ھ

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَرَدُوا عَنِ الْحَرِّ فِي السَّلَوةِ فَإِنَّ شِدَّةَ
الْحَرِّ مِنْ قَبْرِ جَهَنَّمَ

۱۳۰۰ - وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى قَالَ سَمِعْتُ

بْنَ جَعْفَرٍ قَالَ سَمِعْتُ قَالَ سَمِعْتُ مُهَاجِرًا أَبَا الْحَسَنِ
يُحَدِّثُ أَنَّهُ سَمِعَ أَنَّهُ يَدْبُرُ وَهَبٌ يُحَدِّثُ عَنْ أَبِي
ذَرٍّ قَالَ أَذِنَ مُؤَدِّنُ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَ
سَلَّمَ بِالنَّظَرِ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
أَبْرَدُ أَبْرَدًا وَقَالَ أَنْظِرْ أَنْظِرْ وَقَالَ إِنَّ شِدَّةَ الْحَرِّ
مِنْ قَبْرِ جَهَنَّمَ فَإِنَّ الشَّدَّةَ الْحَرَّ قَابِرَةٌ وَأَعْنِ السَّلَوةِ
قَالَ أَبُو ذَرٍّ حَتَّى آتَيْنَا فَنُي السَّلَوةِ

۱۳۰۱ - وَحَدَّثَنَا ثَنِي عَنْهُ مِنْ سَوَادٍ وَحَزْمَلَةَ

بْنَ بَجْنٍ وَالْقَطِطُ الْحَزْمَلَةَ قَالَ أَنَا ابْنُ وَهَبٍ قَالَ
أَخْبَرَنِي يُونُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ حَدَّثَنِي أَبُو سَلَمَةَ
ابْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَاهُ يَرَى يَقُولُ قَالَ رَسُولُ
اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اسْتَكْبَتِ النَّارُ إِلَى مَا بَيْنَهَا
فَقَالَتْ يَا رَبِّ أَكُلْ بَعْضِي بَعْضًا فَأُذِنَ لَهَا بِنَفْسَيْنِ
نَفْسٌ فِي الشَّتَاءِ وَنَفْسٌ فِي الصَّيْفِ فَمَا أَشَدَّ مَا كُفِّدُونَ
مِنَ الْحَرِّ وَأَشَدُّ مَا تَجِدُونَ مِنَ الزَّمْهِيرِ

۱۳۰۲ - وَحَدَّثَنَا ثَنِي لِمُسْحِقُ بْنُ مُوسَى الْأَنْصَارِيِّ

قَالَ تَامَعْنُ قَالَ تَامَا بَدَلُ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ يَزِيدَ مَوْلَى
الْأَسَدِ بْنِ سُلَيْمَانَ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ وَ
مُسْعَدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ قُؤْبَانَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ
أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِذَا كَانَ
الْحَرُّ قَابِرًا وَأَعْنِ السَّلَوةِ فَإِنَّ شِدَّةَ الْحَرِّ مِنْ
قَبْرِ جَهَنَّمَ وَذَكَرَ أَنَّ النَّارَ اسْتَكْبَتِ إِلَى مَا بَيْنَهَا
فَأُذِنَ لَهَا فِي كُلِّ عَامٍ بِنَفْسَيْنِ نَفْسٌ فِي الشَّتَاءِ
وَنَفْسٌ فِي الصَّيْفِ

۱۳۰۳ - وَحَدَّثَنَا ثَنِي حَزْمَلَةَ بْنُ جَعْفَرٍ قَالَ سَمِعْتُ

حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم کے مؤذن نے ظہر کی اذان دی تو آپ نے فرمایا مٹاؤ
وقت ہوئے دو اشہ وقت ہونے دو یا فرمایا (فرا) اٹھ کر دو
فرا) انتظار کرو اور فرمایا گرمی کی شدت دوزخ کے سانس کی وجہ
سے ہے۔ جب گرمی زیادہ ہو تو ظہر کو مٹا دے وقت میں پڑھو
حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ اتنی دیر کی گئی کہ ہم
نے ٹیلوں کے سلسے دیکھ لیے

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جہنم کی
آگ نے اپنے رب سے شکایت کی اور عرض کیا کہ اے میرے
رب میرا بسن حصہ بسن حصہ کو کھا گیا، تب اللہ تعالیٰ نے اُسے
دو سانس لینے کی اجازت دی، ایک سانس سردی میں اور
ایک سانس گرمی میں اور سردی اور گرمی کی شدت جو تم محسوس
کرتے ہو وہ اس کے سانسوں کی وجہ سے ہے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جب گرمی
ہو تو نماز مٹاؤ وقت میں پڑھو کیونکہ گرمی کی شدت جہنم کے
سانس کی وجہ سے ہے اور ذکر کیا کہ جہنم نے اپنے رب سے
شکایت کی تو اسے ایک سال میں دو سانس لینے کی اجازت ملی
ایک سانس سردی میں اور ایک سانس گرمی میں

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ

نبی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ نے فرمایا پہلی امتوں کی نسبت تمہارا زمانہ عصر سے غروب آفتاب تک ہے، اہل تورات کو تورات دی گئی اور وہ ظہر تک عمل کرنے کے بعد عاجز آگئے انہیں ایک ایک قیراط دیا گیا پھر اہل انجیل کو انجیل دی گئی انہوں نے عصر تک عمل کیا پھر عاجز آگئے انہیں ایک ایک قیراط دیا گیا۔ پھر میں قرآن دیا گیا اور ہم نے غروب آفتاب تک عمل کیا ہم کو دو دو قیراط دیے گئے۔ تو تورات اور انجیل والوں نے اعتراض کیا اے اللہ! تو نے ان کو دو دو قیراط دیے اور ہم کو ایک ایک قیراط دیا حالانکہ ہم نے ان سے زیادہ کام کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کیا میں نے تمہاری اجرت سے کچھ کم کیا ہے۔ انہوں نے کہا نہیں، فرمایا یہ میرا فضل ہے جسے چاہے عطا کر دوں۔

اس حدیث میں بتایا گیا ہے کہ اہل انجیل جنہوں نے ظہر سے عصر تک کام کیا تھا ان کے کام کا وقت مسلمانوں کی نسبت زیادہ تھا کیونکہ مسلمانوں نے عصر سے مغرب تک کام کیا تھا اور یہ اسی وقت ہو سکتا ہے جب ظہر کا وقت دو شل سایہ تک ہو تب ظہر کا وقت عصر سے زیادہ ہوگا اور اگر ظہر کا وقت ایک شل سایہ تک ہو تو عصر کا وقت ظہر کے برابر یا زیادہ ہوگا۔

(۴)۔ عن عبد اللہ بن رافع انہ سأل ابابہ ميرة عن وقت الصلوة فقال ابوہ ميرة انا اخبرك صلي الظہر اذا كان ظلك مثلك والعصر اذا كان ظلك مثليک والمغرب اذا غربت الشمس والعشاء ما بينک وبين ثلث الليل وحده الصبح يعقوى يعنى الغلس۔

حضرت عبداللہ بن رافع بیان کرتے ہیں کہ انہوں نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے اوقات نماز کے بارے میں سوال کیا۔ حضرت ابوہریرہ نے فرمایا میں تمہیں بتاتا ہوں جب ایک شل سایہ ہو تو ظہر کی نماز پڑھو اور جب دو شل سایہ ہو جائے تو عصر کی نماز پڑھو، مغرب اس وقت پڑھو جب سورج غروب ہو جائے۔ تہائی رات گزر جانے کے بعد عشاء پڑھو اور منہ اندھیرے صبح کی نماز پڑھو

یہ حدیث امام ابو حنیفہ کے مسلک پر صاف تصریح ہے کہ ظہر کا وقت دو شل سایہ تک رہتا ہے اور اس کے بعد عصر کا وقت شروع ہوتا ہے۔ الحمد للہ امام اعظم کا مسلک دلائل سے واضح اور بے غبار ہو گیا۔

بعض شارحین کا تسامح شیخ انور شاہ کشمیری نے ظہر کے وقت کی تحقیق کرتے ہوئے نہایت عجیب بات کہی وہ کہتے ہیں کہ ایک شل سایہ کے بعد ظہر کا وقت ختم ہو جاتا ہے اور دو شل سایہ کے بعد عصر کا وقت شروع ہوتا

دوسرے دن اس وقت ظہر کی نماز پڑھی جس وقت پہلے دن عصر پڑھی تھی۔ یہ صریح الفاظ علامہ نووی کی تاویل کے متحمل نہیں ہیں اور علامہ نووی کی تاویل حدیث کے صریح الفاظ کے خلاف ہے۔ تیسرا جواب یہ ہے جیسا کہ علامہ ابن ہمام نے فرمایا امامت جبرائیل کا واقعہ ابتداء کا ہے اور بعد کے واقعات سے ثابت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مثل سایہ کے بعد ظہر پڑھی ہے جیسا کہ ہم عنقریب احادیث سے ثابت کریں گے چنانچہ بعد کی ان احادیث سے یہ حدیث منسوخ ہے۔

دو مثل سایہ تک وقت ظہر کا ثبوت | امام اعظم۔ ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ظہر کا وقت دو مثل سایہ تک رہتا ہے اور اس کے بعد عصر کا وقت شروع ہوتا ہے۔ اس پر مندرجہ ذیل حدیث دلالت کرتی ہیں۔

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم ایک سفر میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے۔ مؤذن نے اذان دینے کا ارادہ کیا۔ آپ نے فرمایا ٹھنڈا وقت ہونے دو اس نے پھر اذان دینے کا ارادہ کیا آپ نے پھر فرمایا ٹھنڈا وقت ہونے دو۔ اس نے تیسری بار اذان دینے کا ارادہ کیا تو آپ نے فرمایا ٹھنڈا وقت ہونے دو حتیٰ کہ سایہ ٹیلوں کے برابر ہو گیا۔ اور آپ نے فرمایا گرمی کی شدت جہنم کے سانس سے ہے۔

(۱) عن ابی ذر قال کنا مع النبی صلی اللہ علیہ وسلم فی سفر فاما المؤمنون ان یؤذن فقال له ابرد ثم اما ان یؤذن فقال له ابرد ثم اما ان یؤذن فقال له ابرد حتی ساوی الظل التلول فقال النبی صلی اللہ علیہ وسلم ان شدت الحر من فیہ جہنم۔

یہ حدیث دو وجہوں سے امام اعظم کے مسلک پر دلالت کرتی ہے۔ اولاً یہ کہ آپ نے ایک مثل سایہ کے بعد اذان دینے کی اجازت دی اور نماز بہر حال اس کے کچھ دیر بعد پڑھی جس سے ثابت ہوا کہ ظہر کا وقت ایک مثل سایہ کے بعد رہتا ہے۔ ثانیاً اس وجہ سے کہ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ گرمی کی شدت ایک مثل سایہ کے بعد کم ہوتی ہے اور متحدہ احادیث صحیحہ سے ثابت ہے۔ آپ نے فرمایا گرمیوں میں ظہر کو ٹھنڈے وقت میں پڑھو چنانچہ اس باب کی تمام احادیث میں یہی مذکور ہے کہ ظہر کو ٹھنڈے وقت میں پڑھو۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا زوال آفتاب کے بعد جب انسان کا سایہ اس کے طول کے برابر ہو جائے تو ظہر کا وقت ہوتا ہے جب تک عصر کا وقت نہ آجائے۔

(۲) عن عبد اللہ بن عمر وان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال وقت الظہر اذا زالت الشمس وكان ظل الرجل کطولہ ما لم تحضر العصر۔

یہ حدیث اس مقصد میں بالکل واضح ہے کہ ایک مثل سایہ کے بعد ظہر کا وقت ختم نہیں ہوتا۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ انھوں نے

(۳) عن عبد اللہ بن عمر انہ سمع رسول اللہ

امام محمد بن اسماعیل بخاری متوفی ۲۵۶ھ صحیح بخاری ج ۱ ص ۸۸ مطبوعہ نور محمد کارخانہ تجارت کتب کراچی ۱۳۸۱ھ

امام مسلم بن حجاج قشیری متوفی ۲۶۱ھ صحیح مسلم ج ۱ ص ۲۳۳ مطبوعہ دار الفکر بیروت ۱۳۷۵ھ

marfat.com

شَيْئًا قَالُوا لَا قَالَ فَمَهَذَا أَفْضَلُ أَوْ تَبَهُ
 مِنْ أَمْرٍ بَيْنَ الْمُسْلِمِينَ أَقْتُلْ عَمَلًا
 مِنَ النَّصَارَى فَدَلَّ عَلَى أَنَّ وَقْتُ الْعَصْرِ
 أَقْتُلْ مِنْ وَقْتُ الظُّهْرِ وَاتِّمَامًا يَكُونُ ذَلِكَ
 إِذَا امْتَدَّ وَقْتُ الظُّهْرِ إِلَى أَنْ يَبْلُغَ قَامَتَيْنِ
 وَقَالَ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِبْرَدُوا
 بِالظُّهْرِ فَإِنَّ شِدَّةَ الْحَرِّ مِنْ فَيْحِ جَهَنَّمَ
 وَاشِدَّ مَا يَكُونُ مِنَ الْحَرِّ فِي دِيَارِهِمْ
 إِذَا صَارَ ظِلُّ كُلِّ شَيْءٍ مِثْلَهُ وَلَا نَا عَرَفْنَا
 دُخُولَ وَقْتُ الظُّهْرِ بَيِّقِينَ وَوَقَعَ الشُّكُّ
 فِي خُرُوجِهِ إِذَا صَارَ الظِّلُّ قَامَةً لَا اخْتِلَافَ
 الْأَشْيَاءِ وَالْيَقِينُ لَا يَزَالُ بِالشُّكِّ

انہوں نے کہا نہیں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا پھر یہ میرا فضل ہے جس
 کو چاہوں عطا کر دوں۔ اس حدیث نے ظاہر کر دیا کہ
 مسلمانوں کا عمل غازی سے کم تھا اور یہ اس بات پر دلالت
 کرتا ہے کہ عصر کا وقت ظہر سے کم ہوتا ہے اور یہ تب ہوگا
 جب ظہر کا وقت دو مثل سایہ تک ہو اور رسول اللہ صلی اللہ
 علیہ وسلم نے فرمایا ظہر کو ٹھنڈے وقت میں پڑھو کیونکہ گرمی
 کی شدت جہنم کے سانس سے ہے اور دیار عرب میں زیادہ
 گرمی ایک مثل سایہ کے وقت ہوتی ہے اور اس لیے بھی
 کہ ہمیں ظہر کے وقت کا داخل ہونا یقین کے ساتھ معلوم ہے
 اور ایک مثل سایہ کے بعد اس کے خارج ہونے میں حلقان
 آثار کی وجہ سے شک پڑ گیا اور یقین شک کی وجہ سے
 زائل نہیں ہوتا۔

علامہ سرخسی نے امام ابو یوسف سے نقل کیا ہے کہ امام اعظم کا مذہب ہے کہ ظہر کا وقت دو مثل سایہ تک رہتا ہے اور
 اس کو نقل اور عقل سے ثابت کیا ہے اور علامہ سرخسی کی مبسوط ظاہر الروایہ کی حامل ہے پھر میں شیخ کشمیری کی یہ عبارت پڑھ
 کر حیرت ہوئی بشہور یہ ہے کہ ظہر کا وقت دو مثل سایہ کے بعد خارج ہو جاتا ہے اور عصر کا وقت دو مثل کے بعد داخل ہوتا ہے
 اے میری سمجھ! ان لوگوں نے اس قول کو ظاہر الروایہ کہاں سے بنا دیا کیونکہ ظہر کا آخری وقت نہ جامع صغیر میں ہے نہ کبیر میں
 نہ زیادات میں نہ مبسوط میں اور سرخسی نے تصریح کی ہے کہ امام محمد نے ظہر کا آخری وقت نہیں بیان کیا۔ الخ

بَابُ اسْتِحْبَابِ تَقْدِيمِ الظُّهْرِ فِي أَوَّلِ

گرمی نہ ہونے پر ظہر کو اول وقت میں پڑھنے

کا استحباب

حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آفتاب دھل جانے کے بعد
 ظہر کی نماز پڑھاتے تھے۔

الْوَقْتِ فِي غَيْرِ شِدَّةِ الْحَرِّ
 ۱۳۰۴۔ وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى وَمُحَمَّدُ
 بْنُ بَشَّارٍ وَكُلَاهُمَا عَنْ يَحْيَى الْقَطَّانِ وَابْنِ مَهْدِيٍّ
 قَالَ ابْنُ الْمُثَنَّى حَدَّثَنِي يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ عَنْ شُعْبَةَ
 قَالَ نَاسِمًا ابْنُ حَزْبٍ عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ قَالَ ابْنُ
 الْمُثَنَّى وَحَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ مَهْدِيٍّ عَنْ شُعْبَةَ
 عَنْ سِمَاكِ عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ

ہے اور ایک مثل اور دو مثل کے درمیان کے وقت میں ظہر اور عصر دونوں نمازیں پڑھی جاسکتی ہیں اور مسافر اور مستحاضہ کو اس درمیان وقت میں ظہر اور عصر کو جمع کرنے کی اجازت دیتے ہیں۔ لکھتے ہیں:

عندی ان المثل الاول مختص بالظہر والمثل الثالث بالعصر والثانی یصلح لهما المطلوب هو الفاصلة بینہما فی العمل۔

میرے نزدیک مثل اول ظہر کے ساتھ خاص ہے اور مثل ثالث عصر کے ساتھ مختص ہے اور مثل ثانی دونوں نمازوں کی ملاجعت رکھتی ہے اور مطلوب یہ ہے کہ عمل کے لحاظ سے دونوں میں فاصلہ ہو

شیخ کشمیری نے یہ تحقیق اس وجہ سے کی کہ ظاہر الروایۃ میں ظہر کا آخر وقت ذکر نہیں ہے البتہ عصر کا اول وقت مشنیں ذکر کیا ہے لیکن یہ ذکر نہیں کیا کہ ظہر کا آخر وقت دو مثل سایہ ہے حتیٰ کہ مبسوط سرخسی میں بھی یہ ذکر نہیں ہے بلکہ یسکن فی الواقع مبسوط سرخسی جو ظاہر الروایہ کی جامع کتاب ہے اس میں یہ ذکر موجود ہے کہ امام اعظم کے نزدیک ظہر کا آخر وقت دو مثل سایہ ہے۔ علامہ سرخسی لکھتے ہیں:

و روی ابو یوسف عن ابی حنیفۃ رحمہما اللہ تعالیٰ انہ لا یخرج وقت الظہر حتی یمضی الظل قامتین یکہ اس کے بعد علامہ سرخسی وقت ظہر کے دو مثل تک ہونے پر دلیل قائم کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

و ابو حنیفۃ رحمہ اللہ تعالیٰ استدلال بالحدیث المعروف قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انما مثلکم ومثل اهل الکتابین من قبلکم کمثل رجل استاجر اجیرا فقال من یعمل لی من الفجر الی الظہر بقیراطہ فعملت الیہود ثم قال من یعمل لی عن الظہر الی العصر بقیراطہ فعملت النصارى ثم قال من یعمل لی من العصر الی المغرب بقیراطہ فعملتہم انتم فغضبت الیہود والنصارى وقالوا نحن اکثر عملا و اقل اجرا قال اللہ تعالیٰ فہل نقصت من حقکم

حضرت ابو حنیفہ مدیث مشہور سے استدلال کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہر گاہ گھبراہٹ اور تم سے پہلے اہل کتاب کی مثال اس شخص کی طرح ہے جس نے ایک مزدور کو اجرت پر لیا اور کہا میرے لیے فجر سے ظہر تک ایک قیراط کے عوضی کون کام کرے گا تو یہود نے کام کیا پھر کہا ایک قیراط کے عوضی ظہر سے عصر تک میرے لیے کون کام کرے گا تو عیسائیوں نے کام کیا پھر کہا کہ دو قیراط کے عوضی عصر سے مغرب تک میرے لیے کون کام کرے گا پھر تم نے کام کیا تو یہود و نصاریٰ ناراض ہوئے اور کہا ہم نے کام زیادہ کیا ہے اور اجرت کم ملی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کیا میں نے تم کو تباہ سے حق سے کم دیا ہے

۱۔ شیخ انور شاہ کشمیری متوفی ۱۳۵۲ھ فیض الباری ج ۲ ص ۹۵ مطبوعہ مطبع مجازی قاہرہ ۱۳۵۰ھ

۲۔ فیض الباری ج ۲ ص ۹۲ " " " " " "

۳۔ علامہ شمس الدین محمد بن احمد سرخسی متوفی ۸۸۳ھ، مبسوط ج ۱ ص ۱۴۴ مطبوعہ دار المعرفۃ بیروت ۱۴۰۰ھ

تھا جب گھڑیوں کی ایجاد نہیں ہوئی تھی اور سورج کو دیکھ کر نماز کے وقت کا اندازہ کیا جاتا تھا۔ اب جبکہ گھڑیاں رواج پا چکی ہیں اور گھڑیوں کے حساب سے ہمیں ایک سال پیشگی سورج کے طلوع، غروب، استواء، زوال، مثل اور رد مثل سایہ کی تمام تفصیلات معلوم ہو جاتی ہیں اس لیے اب نمازوں کو مؤخر کرنا مستحب نہیں ہوگا بلکہ نمازوں کو اپنے وقت پر پڑھنا ہی مستحب ہوگا۔

متعارض احادیث میں تطبیق | اس باب میں حضرت خباب سے روایت ہے کہ حضور نے گرمی کی شدت کے باوجود تاخیر کی اجازت نہیں دی۔ قاضی عیاض کہتے ہیں کہ یہ حدیث باب سابق کی ان احادیث سے منوع ہے جن میں آپ نے گرمیوں میں ظہر کو مؤخر کر کے وقت میں پڑھنے کا حکم دیا ہے علامہ نووی فرماتے ہیں کہ یہ بھی ہو سکتا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت خباب کی شکایت اس لیے زائل نہ کی ہو کہ انہوں نے مؤخر وقت ہو جانے سے زیادہ تاخیر طلب کی ہو بعض علماء نے ان احادیث میں اس طرح تطبیق کی ہے کہ گرمی میں نماز پڑھنا عزیمت ہے اور مؤخر کر کے وقت میں نماز پڑھنا رخصت ہے۔

نمازی کا اپنے فاضل کپڑے پر سجدہ کرنا | حضرت انس رضی اللہ عنہ کی روایت میں یہ بھی ہے کہ گرمی کی شدت سے معاہدہ اپنے کپڑے (قمیص کا دامن، آستین یا عمامہ کا بل) پر سجدہ کر لیتے تھے، امام شافعی کے نزدیک یہ جائز نہیں ہے۔ الا یہ کہ زمین پر نمازی کے پہنے ہوئے کپڑوں کے علاوہ کوئی کپڑا ہو اور اس پر سجدہ کرے ۱۔ امام مالک کے نزدیک نمازی کا اپنے کپڑے پر سجدہ کرنا مکروہ ہے ۲۔ امام احمد بن حنبل کے نزدیک نمازی کا اپنے کپڑے پر سجدہ کرنا ایک روایت میں جائز ہے اور ایک روایت میں منوع ہے ۳۔ امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے نزدیک گرمی کی وجہ سے نمازی کا اپنے کپڑے پر سجدہ کرنا بلا کراہت جائز ہے۔ امام اعظم کی دلیل حضرت انس کی حدیث ہے جو باقی تمام ائمہ پر حجت ہے ۴۔

اس باب کا عنوان ہے ”گرمی نہ ہونے پر ظہر کو اول وقت میں پڑھنے کا استحباب“ حالانکہ اس باب میں تمام اسی اٹاؤ بیان کی گئی ہیں جن میں گرمی کی شدت کا بیان ہے یہ عنوان امام مسلم کے قائم کئے ہوئے نہیں ہیں کسی اور صاحب علم نے یہ مہم انجام دی ہے تاہم اس جگہ ان کا تسامح بالکل کھلا ہوا ہے۔

باب ۲۱۹ اسْتِحْبَابُ التَّبَكُّيرِ بِالْعَصْرِ | عصر کو اول وقت میں پڑھنے کا استحباب
حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ

۱۳۰۸۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ سَمِعْتُ

۱۔ علامہ یحییٰ بن شرف نووی شافعی متوفی ۶۷۶ھ۔ شرح مسلم للنووی ج ۱ ص ۲۲۵ مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی ۱۳۷۵ھ

۲۔ علامہ ابو عبد اللہ دشتانی مالکی متوفی ۸۲۸ھ۔ اکمال الکمال العلم ج ۲ ص ۳۰۶ مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت

۳۔ علامہ عبد اللہ بن احمد بن قدامہ حنبلی متوفی ۶۲۰ھ۔ منی ابن قدامہ ج ۱ ص ۳۰۵ مطبوعہ دار الفکر بیروت ۱۴۰۵ھ

۴۔ علامہ ابو الحسن علی بن ابی بکر خوافی متوفی ۵۰۲ھ۔ ۲۶۵ مطبوعہ مکتبہ نوریہ رضویہ سکھر

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّي الظُّهْرَ إِذَا دَخَصَتْ النَّفْسُ - وَحَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ قَالَ نَأْبُو الْأَحْوَصَ سَلَامُ مَنْ سَلِمَ عَنْ أَبِي اسْحَقَ عَنْ سَعِيدِ بْنِ وَهَبٍ عَنْ عَتَّابٍ قَالَ تَكُونُنَا إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الصَّلَاةُ فِي الرَّمَضَاءِ فَلَمْ يُشْكِنَا -

۱۳۰۶ - وَحَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ يُونُسَ وَعَوْنُ بْنُ سَلَامٍ قَالَ عَوْنٌ أَنَا وَقَالَ ابْنُ يُونُسَ وَالْقَطَّانُ أَنَا هُمُ قَالَ أَبُو اسْحَقَ عَنْ سَعِيدِ بْنِ وَهَبٍ عَنْ عَتَّابٍ قَالَ أَخْبَنَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَشَكُونَا إِلَيْهِ حَزَّ الرَّمَضَاءِ فَلَمْ يُشْكِنَا قَالَ زُهَيْرٌ قُلْتُ لِأَبِي اسْحَقَ أَرَى الظُّهْرَ قَالَ نَعَمْ قُلْتُ أَرَى تَعْجِيلَهَا قَالَ نَعَمْ -

۱۳۰۷ - حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى قَالَ تَابَشَةُ بْنُ الْمُبْتَذِلِ عَنْ غَالِبِ الْقَطَّانِ عَنْ بَكْرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ عَنْ أَنَسٍ أَيْنَ مَا لَيْتَ قَالَ كُنَّا نَصُصِي مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي شِدَّةِ الْحَرِّ فَإِذَا لَمْ يَسْتَلِمِ أَحَدُنَا أَنْ يُمَكِّنَ جَبَمَتَهُ مِنَ الْأَرْضِ بِسَطِّ ثَوْبِهِ فَتَجِدَ عَلَيْهِ -

حضرت عتاب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے گرمی میں ٹانگی ٹانگی کی آپ نے اس شکایت کو دور نہیں فرمایا۔

حضرت عتاب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور گرمی کی شدت کی شکایت کی۔ آپ نے اس شکایت کو دور نہیں فرمایا۔ زہیر کہتے ہیں میں نے ابی اسحق سے کہا کیا ظہر میں ہکا ہل! میں نے کہا ظہر کو مبدی پڑھنے کے لیے کہا تھا کہا ہاں۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم سخت دھوپ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اقتدار میں ناز پڑھتے تھے۔ اگر ہم میں سے کسی شخص کے لیے اپنی پیشانی کو سجدہ گاہ پر رکھنا دشوار ہوتا تو وہ اپنا کپڑا بچھا کر اس پر سجدہ کر دیتا۔

اول وقت نماز پڑھنے میں مذاہب اربعہ | اللہ ربیعہ غیر متقلدین اور تمام اہل علم کے نزدیک شدید گرمی میں ظہر کی نماز کو مختصرے وقت میں پڑھنا مستحب ہے لہ۔ امام شافعی گرمیوں کی ظہر کے علاوہ ہر نماز کو اول وقت میں پڑھنا مستحب قرار دیتے ہیں۔ امام مالک کا بھی یہی نظریہ ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ موت کا کوئی پتا نہیں کس وقت آبلے اس لیے نماز کو اول وقت پڑھنا چاہیے۔ کیونکہ نماز کی ایک رکعت دنیا اور ما فیہا سے بہتر ہے لہ اور امام ابو حنیفہ کے نزدیک مغرب کی نماز کے علاوہ باقی تمام نمازوں کو وقت مختار میں پڑھنا مستحب ہے لہ اور امام احمد بن حنبل کے نزدیک بادل اور برسات میں ظہر اور مغرب کو مؤخر کرنا مستحب ہے۔ بادل اور برسات اور گرمیوں کی ظہر کے علاوہ ہر نماز کو ان کے نزدیک اقل وقت پڑھنا مستحب ہے لہ اخاف کے نزدیک بادل اور برسات میں فجر، ظہر اور منہ ب میں تاخیر مستحب ہے اور عصر اور عشاء میں تعمیل مستحب ہے لہ۔ لیکن یہ حکم اس وقت

لہ۔ علامہ عبد اللہ بن احمد قدس سرہ متوفی ۶۲۰۔ منشی ابن قدامہ ج ۱ ص ۲۳۲ مطبوعہ دار الفکر بیروت ۱۴۱۵ھ

لہ۔ علامہ ابو عبد اللہ وشتانی مالکی متوفی ۵۲۸ھ۔ کمال اکمال المعجم ج ۲ ص ۲۰۴ مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت

لہ۔ علامہ ابو الحسن علی بن ابی بکر حنفی متوفی ۵۱۳ھ۔ برای مع فتح القدر ج ۱ ص ۴۱-۱۹۷ مطبوعہ مکتبہ نوریہ رضویہ سکھر

لہ۔ علامہ عبد اللہ بن احمد بن قدامہ متوفی ۶۲۰ھ۔ منشی ابن قدامہ ج ۱ ص ۲۳۵ مطبوعہ دار الفکر بیروت ۱۴۱۵ھ

لہ۔ علامہ ابو الحسن علی بن ابی بکر حنفی متوفی ۵۱۳ھ۔ برای مع فتح القدر ج ۱ ص ۴۱-۱۹۷ مطبوعہ مکتبہ نوریہ رضویہ سکھر

کھانا کم ہو تو کھانا شروع کرے دین نماز لے

یہ ارادہ صحیح نہیں ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی جانب تشدد نہیں فرمائی۔ جامعہ کے وقت کھانا تیار ہونے کی صورت میں آپ نے کھانے کو مقدم کرنے کی ہدایت کی ہے جیسا کہ صحیح مسلم کی ان احادیث سے ظاہر ہے اور ایک موقع پر حبیب آپ بکری کی دستی کھارہے تھے اور کھانے کے دوران نماز کی اقامت دیکھیں (ہو گئی تو آپ نے کھانا اچھڑ دیا۔ امد جا کر نماز پڑھا دی۔ اس سے معلوم ہوا کہ کھانے کو نماز پر مقدم کرنا واجب نہیں ہے کیونکہ اس موقع پر آپ نے کھانا منور کر دیا۔ اس لیے علامہ ابن حزم کا یہ کہنا صحیح نہیں ہوگا کہ کھانا کھانے کے وقت نماز پڑھنا حلیٰ تو نماز باطل ہو جائیگی اور امام شافعی کی پڑے بھی صحیح نہیں ہے کہ کھانے کو مقدم کرنا اس وقت جائز ہے جب شدید بھوک لگی ہو یا امام الکک کا کھانے کو قلت پر معمول کرنا کیونکہ احادیث میں عموم اور اطلاق ہے اصداغی عدم کی تائید اس بات سے ہوتی ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر کا یہ معمول تھا اگر جامعہ کے وقت کھانا آجاتا تو وہ کھانا کھانے میں مشغول ہوتے۔ درآن حالیکہ ان کے کانوں میں امام کی قرأت کی آواز آ رہی ہوتی تھی۔

اسانف کے نزدیک اگر جامعہ کو مری ہو اور کھانا تیار ہو تو محتجب یہ ہے کہ پہلے کھانا کھالیا جائے جیسا کہ بخاری اور مسلم کی احادیث سے ظاہر ہے تاکہ دل پوری طرح نماز کی طرف متوجہ ہو، کیونکہ ایسی حالت میں بالعموم دل میں کھانے کا خیال آتا رہتا ہے اور اگر پہلے نماز پڑھ لی جائے تو یہ بھی جائز ہے۔ ابو داؤد میں ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "غذا کو کھانے یا کسی اور وجہ سے مؤخر نہ کیا جائے" اس بنیاد پر یہ سوال قائم ہوتا ہے کہ یہ حدیث بخاری اور مسلم کی احادیث کے مطابق ہے اس کا جواب یہ ہے کہ صحاح اور سنن میں سند کے اعتبار سے کوئی تناقض نہیں ہے کیونکہ بخاری اور مسلم کی احادیث بہر حال ابو داؤد سے قوی ہیں نیز علامہ عینی فرماتے ہیں کہ ابو داؤد کی یہ روایت سند کے اعتبار سے ضعیف ہے تا ثاں یہ کہ یہ حدیث اس صورت پر معمول ہے جب نماز کے وقت کے ختم ہونے کا خطرہ ہو۔

بہسن یا کوئی اور بدبودار چیز کھا کر مسجد میں

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عصر کی ناز پڑھتے ہوئے مائلہ کے ساتھ
 ہند اور تانہد ہوتا کرتی جانے والا بالائی بستیوں میں جاتا اور
 وہاں پہنچنے کے بعد بھی سوچ تانہد ہوتا تھا۔ قتیبہ نے اپنی
 روایت میں بالائی بستیوں کا ذکر نہیں کیا۔

ایک اور سند سے بھی اسی طرح منقول ہے۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم نماز عصر
 پڑھتے پھر کرتی جانے والا قبا کو جاتا اور وہاں پہنچنے کے بعد
 آفتاب بلند ہوتا تھا۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ
 ہم عصر کی ناز پڑھتے پھر کرتی جانے والا بنو عمر بن عوف کے محل
 میں جاتا اور ان لوگوں کو نماز عصر پڑھتے ہوئے پاتا۔

علاء بن عبد الرحمن بیان کرتے ہیں کہ بعض روزی ظہر کی ناز پڑھ
 کر حضرت انس رضی اللہ عنہ کے گھر گئے۔ ان کا گھر مسجد کے
 پہلو میں تھا۔ جب ہم حضرت انس کی خدمت میں حاضر ہوئے
 تو انہوں نے پوچھا کیا تم نے عصر کی ناز پڑھ لی ہے ہم نے
 کہا ہم تو ابھی ظہر کی ناز سے فارغ ہوئے ہیں انہوں نے کہ
 عصر پڑھو! ہم نے کھڑے ہو کر عصر کی ناز پڑھی جب ہم نماز
 عصر سے فارغ ہوئے تو حضرت انس نے کہا میں نے رسول
 اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے آپ نے فرمایا یہ زمانہ کہ
 ناز ہے جو سورج کا انتظار کرتا رہتا ہے یہاں تک کہ جب
 سورج شیطان کے دو سنگوں کے درمیان ہو جاتا ہے
 کہ وہ دو سنگوں کے درمیان ہو جائے اور اللہ تعالیٰ کا ذکر ہو

وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رُمْحٍ قَالَ أَنَا اللَّيْثُ عَنْ ابْنِ شِهَابٍ
 عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّهُ أَخْبَرَهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ
 عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُصَلِّي الْعَصْرَ وَالشَّمْسُ مُرْتَفِعَةٌ حَتَّى
 يَهْبِطَ الدَّاهِبُ إِلَى الْعَوَالِي كَيَأْتِيَ الْعَوَالِي وَالشَّمْسُ
 مُرْتَفِعَةٌ لَمْ يَذْكُرْ قَتَيْبَةُ فَيَأْتِيَ الْعَوَالِي.

۱۳۰۹۔ وَحَدَّثَنِي هَارُونُ بْنُ سَعِيدٍ الْأَيْلِيُّ قَالَ
 نَأَى ابْنُ وَهْبٍ قَالَ أَخْبَرَنِي عُمَرُ وَعَنْ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ
 أَنَسٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُصَلِّي
 الْعَصْرَ بِمِثْلِهِ سَوَاءً.

۱۳۱۰۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى قَالَ قَرَأْتُ عَلَى
 مَالِكٍ عَنْ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ كُنَّا
 نُصَلِّي الْعَصْرَ ثُمَّ يَذْهَبُ الدَّاهِبُ إِلَى قَبَائِرِ
 قِبَابَتِهِمْ وَالشَّمْسُ مُرْتَفِعَةٌ.

۱۳۱۱۔ وَحَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى قَالَ قَرَأْتُ عَلَى
 مَالِكٍ عَنْ إِسْحَاقَ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي طَلْحَةَ عَنْ أَنَسِ
 بْنِ مَالِكٍ قَالَ كُنَّا نُصَلِّي الْعَصْرَ ثُمَّ يَخْرُجُ الْإِنْسَانُ
 إِلَى بَوَاعِيهِ وَبَنِ عَوْفٍ فَيَجِدُهُمْ يُصَلُّونَ
 الْعَصْرَ.

۱۳۱۲۔ وَحَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ أَيُّوبَ وَمُحَمَّدُ بْنُ
 السَّبَّاحِ وَقَتَيْبَةُ بْنُ مَحْبُورٍ قَالُوا أَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ جَعْفَرٍ
 عَنِ الْعَلَاءِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ أَنَّ دَخَلَ عَلَى أَنَسِ
 ابْنِ مَالِكٍ فِي دَارِهِ بِأَبْصَرَ وَجِبِينَ انْصَرَفَ مِنْ
 الظُّهْرِ وَدَارُهُ بِخَنْبِ الْمَسْجِدِ فَلَمَّا دَخَلْنَا عَلَيْهِ قَالَ
 أَصَلَيْتُمُ الْعَصْرَ فَقُلْنَا لَا إِنَّمَا انْصَرَفْنَا السَّاعَةَ مِنْ
 الظُّهْرِ قَالَ فَصَلُّوا الْعَصْرَ فَقُمْنَا فَصَلَّيْنَا فَلَمَّا انْصَرَفْنَا
 قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ
 تِلْكَ صَلَوةُ الْمُتَأَنِّفِ يَجْلِسُ يَرْقُبُ الشَّمْسَ حَتَّى
 إِذَا كَانَتْ بَيْنَ قَرْنِ الْغَيْطَيْنِ قَامَ فَنَمَرَ هَا
 أَرَبَعًا لَا يَنْ

قَدِيلًا -

مقرر اگر کرتا ہے۔

ابو امامہ بن سہل بیان کرتے ہیں کہ ہم نے عمر بن عبدالعزیز
کیساتھ فجر کی نماز پڑھی پھر حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کے
پاس گئے تو دیکھا وہ عصر کی نماز پڑھ رہے تھے۔ میں نے کہا
اے چچا! یہ آپ نے کونسی نماز پڑھی ہے؟ فرمایا عصر کی اور
یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وہ نماز ہے جو ہم آپ کے ساتھ
پڑھا کرتے تھے۔

۱۳۱۳ - وَحَدَّثَنَا مَنْصُورُ بْنُ أَبِي مُزَاحِمٍ قَالَ
ثَابِتُ بْنُ اللَّهِ بْنِ الْمُبَارَكِ رَوَى عَنْ أَبِي بَكْرٍ بْنِ عَثْمَانَ بْنِ
سَمِيلٍ بْنِ حَنِيْفٍ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا أُمَامَةَ بْنَ سَهْلٍ يَقُولُ
صَلَّيْنَا مَعَ عُمَرَ بْنِ عَبْدِ الْعَزِيزِ الظَّهْرَ ثُمَّ خَرَجْنَا حَقَّ
حَقْلِنَا عَلَى أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ فَوَجَدَنَا بِصَلَاةِ الْعَصْرِ
فَقُلْنَا يَا عُمَرُ مَا هَذِهِ الصَّلَاةُ الَّتِي صَلَّيْتَ قَالَ الْعَصْرُ
هَذِهِ صَلَاةُ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الَّتِي
كُنَّا نَصَلِّيُ مَعَهُ -

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں عصر کی نماز پڑھائی جب
آپ نماز سے فارغ ہو گئے تو بنو سلمہ کا ایک آدمی آیا اور عرض
کیا کہ یا رسول اللہ! ہم اپنا ایک اونٹ ذبح کرنا چاہتے ہیں
اور ہماری خواہش ہے کہ آپ بھی اس موقع پر تشریف لے
چلیں آپ نے فرمایا اچھا اور تشریف لے گئے ہم بھی آپ
کے ساتھ گئے۔ ہم نے دیکھا کہ اونٹ ابھی ذبح نہیں ہوا تھا
پھر وہ ذبح کیا گیا۔ اس کا گوشت کاٹ کر پکا یا گیا ہم نے اس
کو کھایا اور ابھی سورج غروب نہیں ہوا تھا۔

۱۳۱۴ - حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ سَوَادٍ الْغَامِرِيُّ وَمُحَمَّدُ
بْنُ سَلَمَةَ الْمَدَنِيُّ وَأَحْمَدُ بْنُ عِلْيَاسٍ وَآلُ نَافِظٍ هُمْ
مُتَقَارِبُونَ قَالَ عُمَرُ وَأَنَا وَقَالَ الْآخَرَانِ نَابِئُ وَهْبٍ
قَالَ أَخْبَرَنِي عُمَرُ وَبْنُ الْحَارِثِ عَنْ يَزِيدَ بْنِ أَبِي حَنِيفٍ
بْنِ مُوسَى بْنِ سَعْدٍ أَنَّ نَصَارِيَّ حَدَّثَهُ عَنْ حَفْصِ بْنِ
عُبَيْدٍ أَنَّ عَنَّا أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ أَنَّهُ قَالَ صَلَّى لَنَا رَسُولُ
اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْعَصْرَ فَلَمَّا انْصَرَفَ أَتَاهُ
رَجُلٌ مِنْ بَنِي سَلَمَةَ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنَّا نُرِيدُ
أَنْ نَخْرُجَ جُزْؤًا لَنَا وَنَحْنُ نَحِبُّ أَنْ تَخْضَرَّهَا قَالَ
عُمَرُ فَأُتِلِقَ وَأُتِلِقْنَا مَعَهُ فَوَجَدَنَا الْجُزْؤَ
فَنُخْرِجُ فَنُحَوِّثُ ثُمَّ قُطِعَتْ ثُمَّ طَبِخَ مِنْهَا ثُمَّ أَكَلْنَا
يُنْزِلُ أَنْ تَغِيْبَ الشَّمْسُ -

حضرت رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ
ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ عصر کی نماز پڑھتے پھر
اونٹ کو ذبح کر کے دس حصوں میں تقسیم کیا جاتا پھر اس کو
پکا یا جاتا اور ہم اس کا پکا ہوا گوشت غروب آفتاب سے
پہلے کھا لیتے تھے۔

۱۳۱۵ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مَهْرٍ أَنَّ الرَّازِيَّ قَالَهُ
الْوَلِيدُ بْنُ مُسْلِمٍ قَالَ نَاوَدَنِي رَافِعٌ عَنْ أَبِي الْجَعْفَرِ
أَنَّ سَمِعْتُ رَافِعَ بْنَ خَدِيجٍ يَقُولُ كُنَّا نَصَلِّيُ الْعَصْرَ
مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ نَخْرُجُ الْجُزْؤَ
ثُمَّ نَقْطَعُ قِسْمَهُ ثُمَّ نَطْبِخُهُ فَنَأْكُلُ لَحْمًا نَضِيجًا
لِي مَغِيْبِ الشَّمْسِ -

امزاعی کی سند میں یہ فرق ہے کہ وہ بیان کرتے ہیں

۱۳۱۶ - حَدَّثَنَا إِسْحَقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ أَنَا

مَرْفُوعٌ وَشُعَيْبُ بْنُ إِسْحَاقَ بْنِ مَسْعُودٍ

الْأَوَّلَ اِجْتُمَعَ الْاِسْنَاءُ وَعَيَّنَتْهُ قَالَتْ نَحْنُ الْاَجْزَاءُ
عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعْدَ
الْعَصْرِ وَلَمْ يَقُلْ كُنَّا نَصِيْقِي مَعَهُ .

تھا اور یہ نہیں بیان کیا کہ ہم آپ کے ساتھ نماز پڑھتے تھے۔

عصر میں تاخیر کا استحباب

حضرت امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ عصر کا وقت دو شل سایہ کے بعد شروع ہوتا ہے۔ لیکن مستحب یہ ہے کہ عصر کی نماز کو اس وقت تک مؤخر کر کے پڑھا جائے جب تک آفتاب متغیر نہ ہو تاکہ نماز سے پہلے غازیوں کو کثرت فوائد کا موقع مل جائے کیونکہ عصر کی نماز کے بعد نوافل پڑھنا منوع ہے عصر کی نماز کو تاخیر سے پڑھنے پر درج ذیل احادیث دلالت کرتی ہیں۔

عن علی بن شیبان قال قد مناهلی
رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم المدینۃ
فکان یؤخر العصر ما دامت الشمس
بیضاء نقیۃ .

علی بن شیبان بیان کرتے ہیں ہم مدینہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے آپ اس وقت تک عصر کی نماز مؤخر کر کے پڑھا کرتے تھے جب تک سورج سفید چمکدار رہتا تھا۔

عن ام سلمۃ قالت کان رسول اللّٰہ
صلی اللّٰہ علیہ وسلم اشد تعجیلا
للظہر منکم و انتہ اشد تعجیلا
للعصر منہ .

حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تباری نسبت ظہر بہت جلد پڑھا کرتے تھے اور تم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت عصر بہت جلد پڑھتے ہو۔

یہ حدیث اس بات پر واضح دلالت کرتی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عصر کی نماز وقت شروع ہونے کے کافی بعد پڑھا کرتے تھے۔

ائمہ ثلاثہ کی احادیث کے جوابات

ائمہ ثلاثہ عصر کی نماز کو اول وقت میں پڑھنے کے قائل ہیں ان کی دلیل باب مذکور کی وہ احادیث ہیں جن میں مذکور ہے کہ نماز عصر پڑھنے کے بعد بعض لوگ

بنو عرب بن عون کے محلہ میں جاتے وہاں کے لوگوں کو نماز عصر پڑھتے ہوئے پاتے لیکن یہ احسان کے مخالف نہیں ہے کیونکہ بنو عرب بن عون کا محلہ مدینہ سے صرف دو میل دور ہے (معنی)

بعض روایات میں ہے کہ بعض صحابہ نماز عصر پڑھ کر مدینہ کی بالائی بستیوں میں جاتے (جو چار سے آٹھ میل دور ہیں) اور سورج چمک رہا ہوتا تھا اس کا جواب یہ ہے کہ یہ ہمیشہ کا معمول نہیں تھا۔ بعض اوقات بیان جواز کے لیے آپ نے عصر جلد ہی پڑھی ہے علاوہ ازیں اگر تیز رفتار سواری پر بیٹھ کر صحابہ ان بستیوں میں جاتے تو مستحب وقت میں عصر پڑھ کر بھی جاسکتے تھے اسی طرح جن احادیث میں ہے کہ عصر پڑھ کر اونٹ ذبح کر کے پکا کر غروب آفتاب سے پہلے کھا لیتے تھے۔ اس کا جواب بھی یہ ہے کہ کسی دن عصر کی نماز جلدی پڑھ لی یا وقت مستحب میں ہی پڑھی لیکن کئی مہر قصابیوں اور باغیچوں نے مل کر یہ کام کر لیا تو کچھ مستبعد نہیں ہے۔

۱۔ امام ابو داؤد سجستانی متوفی ۲۴۵ھ سنن البراد و درج اس ۵۹ مطبوعہ مطبعہ مجتہبی دہلی ۱۴۰۵ھ

۲۔ امام ابو یوسف ترمذی متوفی ۲۴۰ھ

۳۔ امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ مطبوعہ دارالعلوم کراچی۔

marfat.com

جلد ثانی

Marfat.com

بَابُ التَّغْلِیْظِ فِي تَقْوِیْتِ صَلَوةِ الْعَصْرِ

۱۳۱۷- حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى قَالَ قَرَأْتُ عَلَى مَالِكٍ عَنْ ثَابِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنَّ الَّذِي تَقَوَّتْهُ صَلَوةُ الْعَصْرِ فَكَانَ ثَمَرًا وَبَرًا أَهْلَهُ وَمَالَهُ.

۱۳۱۸- وَحَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَحَمَّادُ بْنُ الْقَاسِمِ قَالَ نَاسِئَانِ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَالِمٍ عَنْ أَبِيهِ قَالَ عَمَّا وَيْلُكَ بِهِ وَقَالَ أَبُو بَكْرٍ رَفَعَهُ.

۱۳۱۹- وَحَدَّثَنَا هَمْدُونُ بْنُ سَعِيدٍ الْأَيْلِيُّ وَالتَّنَظُّ لَمْ قَالَ نَابِئٌ وَهَيْبٌ قَالَ أَخْبَرَنِي عَمْرُو بْنُ الْحَارِثِ عَنْ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ عَنْ أَبِيهِ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ قَاتَلَتْهُ الْعَصْرُ فَكَانَ ثَمَرًا وَبَرًا أَهْلَهُ وَمَالَهُ.

تشریح

عصر کی نماز فوت ہونے کا مطلب علامہ مہلب نے یہ بیان کیا کہ اس کی جماعت فوت ہو جائے علامہ ابن وہب نے کہا وقت مستحب میں پڑھنے سے رہ جائے اور علامہ اوزاعی نے کہا کہ سورج زرد ہونے سے پہلے نہ پڑھی جائے۔ عصر کی نماز کی تخصیص کی وجہ یہ ہے کہ اس وقت میں دن اور رات کے اعمال کھٹے والے فرشتے جمع ہوتے ہیں۔ دن کے فرشتے جاتے ہیں اور رات کے فرشتے آتے ہیں۔ دوسری وجہ یہ ہے کہ اس وقت لوگ اپنے کاروبار اور خرید و فروخت میں مشغول ہوتے ہیں اس لیے اس وقت نماز کی محافظت کی خصوصی تاکید فرمائی۔ علامہ ابن عبد البر نے کہا کہ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ نماز کی اس قدر اہمیت ہے کہ ایک نازکونہ پڑھنا گھر بار اور مال کی ہلاکت کے مترادف ہے۔

نماز عصر کے ترک پر تغلیظ

حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس شخص سے نماز عصر فوت ہو جائے گویا اس کا گھر بار اور مال ہلاک ہو گیا۔

ایک اور سند سے بھی ایسی ہی روایت منقول ہے۔

حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس شخص سے نماز عصر فوت ہو گئی گویا اس کا گھر بار اور مال ہلاک ہو گیا۔

نماز وسطیٰ، نماز عصر ہے

حضرت علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے غزوہ اتراب کے دن فرمایا: اللہ تمہارے ان مشرکین کی قبروں اور گھروں کو آگ سے بھر دے جس طرح (جنگ میں) مشغول کر کے انہوں نے ہمیں نماز عصر سے دُک دیا۔ یہاں تک کہ سورج غروب ہو گیا۔

بَابُ الدَّلِيلِ لِمَنْ قَالَ الصَّلَاةُ الْوُسْطَى

هِيَ صَلَوةُ الْعَصْرِ!

۱۳۲۰- وَحَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ قَالَ نَابِئُ الْأَسَمَةِ عَنْ هِشَامٍ عَنْ مُحَمَّدٍ عَنْ عُبَيْدَةَ عَنْ عُلَيِّ بْنِ قَتَادَةَ قَالَ لَمَّا كَانَ يَوْمُ الْأَحْزَابِ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَلَأَ اللَّهُ قُبُورَهُمْ هُمُ وَيَوْمَهُمْ تَأْمُرُ الْكُفْرَ حَبَسُوا سُلُوحَهُمْ وَشَعَلُوا نَارَ الصَّلَاةِ الْوُسْطَى حَتَّى غَابَ الْبَلَدُ

ایک اور سند سے بھی ایسی ہی روایت منقول ہے۔

۱۳۲۱۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ أَبِي بَكْرٍ الْمُقَدَّسِيُّ قَالَ
نَاجِيَةُ بْنُ سَعِيدٍ وَحَدَّثَنَا رَاسِحُ بْنُ إِدْرِاهِيمَ
قَالَ أَنَا الْمُعْتَمِرُ بْنُ سُلَيْمَانَ جَمِيعًا عَنْ وَشَّامٍ بِهَذَا
الْإِسْنَادِ۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے غزوہ احزاب کے دن فرمایا (مشرکوں نے) ہمیں نازِ عمر پڑھنے سے روکے رکھا یہاں تک کہ سورج غروب ہو گیا۔ اللہ تعالیٰ ان کے گھروں اور قبروں کو آگ سے بھر دے۔ راوی کو شک ہے شاید یوں فرمایا اللہ تعالیٰ ان کے پیٹوں اور قبروں کو آگ سے بھر دے۔

۱۳۲۲۔ وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى وَمُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ ابْنُ الْمُثَنَّى نَامُ مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ قَالَ نَاشِئَةُ
قَالَ سَمِعْتُ قَتَادَةَ يُحَدِّثُ عَنْ أَبِي حَسَّانَ عَنْ عُبَيْدَةَ
عَنْ عَمْرِو بْنِ قَامٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
يَوْمَ الْأَحْزَابِ شَغَلُونَا عَنْ صَلَاةِ الْوُسْطَى حَتَّى
غَابَتِ الشَّمْسُ مَلَأَ اللَّهُ قُبُورَهُمْ نَارًا وَبُيُوتَهُمْ
أَوْبُطُونَهُمْ شَلَّةً شُعْبَةً فِي الْبُيُوتِ وَالْكَبُوتِ۔

ایک اور سند سے بھی ایسی ہی روایت ہے۔ قاتہ کی روایت میں بغیر شک کے بیعت اور قبر کے الفاظ ہیں۔

۱۳۲۳۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى قَالَ نَابِئُ
عَدِي عَنْ سَعِيدٍ عَنْ قَتَادَةَ بِهَذَا الْإِسْنَادِ وَقَالَ
بُيُوتُهُمْ وَقُبُورُهُمْ وَلَمْ يَشَكَّ۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے غزوہ خندق کے دن فرمایا دو ایک آپ خندق کے راستوں میں سے ایک راستہ پر بیٹھے ہوئے تھے، (مشرکوں نے) ہمیں صلوٰۃ وسطیٰ (درمیانی نماز) سے روکے رکھا حتیٰ کہ سورج غروب ہو گیا، اللہ تعالیٰ ان کی قبروں اور گھروں کو آگ سے بھر دے یا قبروں اور پیٹوں کو فرمایا۔

۱۳۲۴۔ وَحَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَ
مُحَمَّدُ بْنُ حَرْبٍ قَالَا نَا وَكَيْفَ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ الْحَكَمِ
عَنْ يَحْيَى بْنِ الْحَزَّازِ عَنْ عَلِيٍّ وَحَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللَّهِ
بْنُ مُعَاذٍ وَاللَّفْظُ لَنَا قَالَ حَدَّثَنِي أَبِي قَالَ نَاشِئَةُ عَنْ
الْحَكَمِ عَنْ يَحْيَى سَمِعَهُ عَلِيًّا يَقُولُ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ الْأَحْزَابِ وَهُوَ قَاعٌ حَكِي قُرْصَةٌ
مِنْ قُرْصِ الْخَنْدَقِ شَغَلُونَا عَنْ الصَّلَاةِ الْوُسْطَى
حَتَّى غَرَبَتِ الشَّمْسُ مَلَأَ اللَّهُ قُبُورَهُمْ وَبُيُوتَهُمْ أَوْ
قَالَ قُبُورَهُمْ هُمْ أَوْ بَطُونَهُمْ نَارًا۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے غزوہ احزاب کے دن فرمایا (مشرکوں نے) ہمیں صلوٰۃ وسطیٰ (درمیانی نماز) سے روک دیا۔ اللہ تعالیٰ ان کے گھروں اور قبروں کو آگ سے بھر دے۔ پھر آپ نے مغرب اور عشاء کے درمیان عصر کی نماز پڑھی۔

۱۳۲۵۔ وَحَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَهَيْثَرُ
بْنُ حَرْبٍ وَابْنُ كُرَيْبٍ قَالُوا نَا أَبُو مُعَاوِيَةَ عَنْ
الْأَعْمَشِ عَنْ مُسْلِمِ بْنِ صَبِيحٍ عَنْ شَتِيرِ بْنِ شَكْلٍ عَنْ
عَلِيٍّ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ
الْأَحْزَابِ شَغَلُونَا عَنْ الصَّلَاةِ الْوُسْطَى صَلَاةَ الْعَصْرِ
مَلَأَ اللَّهُ بُيُوتَهُمْ وَقُبُورَهُمْ هُمْ أَوْ بَطُونَهُمْ نَارًا۔

الْمُعَرَّبِ وَالْعِشَاءِ۔

۱۳۲۶۔ وَحَدَّثَنَا عَزْزُ بْنُ سَلَامٍ اَنْكَوْفِي قَالَ اَنَا مَعْتَدُ بْنُ طَلْحَةَ الْيَافِي عَنْ زُبَيْدٍ عَنْ مَرْثَةَ عَنْ جَبْرِ اللَّهِ قَالَ حَدَّثَنَا الْمَشْرِكِيُّ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ صَلَوةِ الْعَصْرِ حَقَّ احْتَرَبَتِ الشَّمْسُ وَاضْفَرَتْ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شَعَلُونَا عَنِ الصَّلَوةِ الْوُسْطَى صَلَوةِ الْعَصْرِ مَكَالَهُ اَجَوَاهُمْ وَقُبُورُهُمْ نَارًا اَوْ حَشَى اللَّهِ اَجَوَاهُمْ وَقُبُورُهُمْ نَارًا۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ مشرکین نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو عصر کی ناز سے روکے رکھا حتیٰ کہ سورج سرخ یا زرد پڑ گیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا (مشرکوں نے) ہمیں صلوٰۃ وسطیٰ صلوٰۃ عصر سے روکے رکھا اللہ تعالیٰ ان کے پیٹوں اور قبروں کو آگ سے بھر دے۔

غزوہ خندق میں نماز عصر قضا ہونے کی وجہ

غزوہ خندق واقع ہونے تک یہ آیت نازل نہیں ہوئی تھی فان خفتہ فوجا لا اور ۲۳۹۰ (بقرہ) اگر جنگ میں کفار کے حملہ کا غم ہو تو سواری کی حالت میں یا پیادہ ناز پڑھ لو کہ کفار سے جنگ کی وجہ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو غروب آفتاب تک عصر کی ناز کی مہلت نہ ملی اور غروب آفتاب کے بعد آپ نے نماز قضا کی۔ اب چونکہ حالت جنگ میں سوار اور پیادہ دونوں حالتوں میں ناز پڑھنے کی رخصت دے دی گئی ہے اس لیے نماز قضا کرنا جائز نہیں ہے۔ البتہ نیند، نسیان اور عذر شرعی کا حکم الگ ہے۔ بہر حال نیند، نسیان یا عذر شرعی کی وجہ سے نادرہ جائے قواں کی قضا لازم ہے عذر شرعی کی صورت میں قضا نماز ادا کرنے کے لیے غزوہ خندق کے واقعہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا نمونہ موجود ہے۔ تاہم اگر کسی شخص نے ان اعداد کے بغیر من غفلت سے نماز نہیں پڑھی تب بھی اس پر قضا لازم ہے۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا گیا ایک شخص ناز کے وقت سو گیا یا غفلت سے نماز نہیں پڑھی؟ آپ نے فرمایا اس کا کفارہ یہ ہے کہ جب نماز یاد آئے پڑھے۔ ۱۷

نماز عصر، نماز وسطیٰ ہے

قرآن کریم میں ہے: حافظوا علی الصلوات والصلوة الوسطیٰ۔ (بقرہ: ۲۳۸) ”تمام نمازوں کی حفاظت کرو، خصوصاً نماز وسطیٰ کی“ نماز وسطیٰ کی تعین میں علماء کے مستند اقوال ہیں لیکن چونکہ یہاں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صلوٰۃ وسطیٰ کی صلوٰۃ عصر سے خود تفسیر فرمادی ہے۔ اس وجہ سے آپ کی تفسیر کے مقابلہ میں باقی اقوال غیر مقبول ہیں۔

ائمہ اربعہ اور دیگر فقہاء کا نماز وسطیٰ کی تعین میں اختلاف ہے۔ امام شافعی اور امام مالک کے نزدیک نماز وسطیٰ صبح کی ناز ہے اور امام ابوحنیفہ، امام احمد بن حنبل اور داؤد ظاہری کے نزدیک نماز وسطیٰ عصر کی ناز ہے، بعض فقہاء نے ظہر کی ناز کو نماز وسطیٰ قرار دیا جس نے مغرب کو بعض نے مشاد کو اور بعض نے جمعہ کو ۱۷، امام اعظم ابوحنیفہ اور امام احمد کا مسلک اس حدیث کے مطابق ہے۔ اور یہ حدیث باقی تمام فقہاء کے خلاف حجت قویہ ہے، مخالفین کسی حدیث سے نہیں صرف قیاس سے استدلال کرتے ہیں۔

۱۷۔ امام احمد بن شعیب نسائی متوفی ۳۰۳ ھ سنن نسائی ص ۶۴ مطبوعہ فور محمد کارخانہ تجارت کتب کراچی۔

۱۸۔ علامہ یحییٰ بن شرف نراوی متوفی ۴۵۶ ھ شرح صحیح مسلم مطبوعہ دارخانہ تجارت کتب کراچی ۱۳۷۵ ھ۔

marfat.com

احادیث میں تطبیق | غزوہ خندق کو غزوہ احزاب بھی کہتے ہیں۔ یہ وہی کو واقعہ ہوا جب تمام کفار کی جماعتیں مل کر مدینہ پر حملہ آور ہوئیں، صبح بخاری اور صبح مسلم کی احادیث میں یہ مذکور ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے غزوہ خندق میں صرف نازعہ رضاعی اور موطا امام مالک کی روایت میں ہے کہ اس غزوہ میں آپ سے ظہر اور عمر و غازی قضاہ ہوائی اور ترمذی کی روایت میں ہے کہ اس دن آپ سے چار نازیں قضاہ ہوئیں۔ ان میں تطبیق یہ ہے کہ غزوہ خندق کئی دن تک برپا رہا اس لیے ہو سکتا ہے کہ کسی دن ایک ناز قضاہ ہوئی کسی دن دو اور کسی دن چار، ترمذی کی روایت سے یہ بھی ثابت، ہوا کہ جو شخص صاحب ترتیب ہوا اور اس سے پانچ سے کم نازیں قضا ہوں تو وہ اس وقت تک ادا ناز نہیں پڑھے گا جب تک کچھ قضاہ ادا نہ کرے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بعض کفار کے لیے دعاء ضرر۔ اس حدیث میں یہ بھی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مشرکین کے لیے عذاب کی دعا کی۔

اللہ ان کے گھروں اور قبروں کو آگ سے بھروسے۔ اس جگہ یہ سوال ہوتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تو رحمتہ للعالمین ہیں اور کفار کے لیے عذاب کی دعا کرنا آپ کی شان اور منصب کے خلاف ہے اس کا ایک جواب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ رحمٰن اور رحیم ہے اس کے باوجود وہ کفار کو عذاب دیگا تو حب اللہ تعالیٰ کا رحمان اور رحیم ہونا اس کے عذاب دینے کے خلاف نہیں ہے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا رحمتہ للعالمین ہونا عذاب کی دعا کے خلاف کیسے ہوگا۔

باقی رہا یہ شبہ کہ اللہ تعالیٰ رحمن اور رحیم ہو کر کفار کو عذاب کیسے دیگا۔ اس کا جواب رحمت کے معنی سمجھنے پر موقوف ہے۔ علامہ عبد اللہ شمس قرطبی نے ابن عربی رحمہ اللہ کے حوالہ سے بیان کیا ہے کہ سہل بن عبد اللہ تستری کے پاس شیطان آیا اور کہنے لگا بتاؤ میری مغفرت ہوگی یا نہیں۔ سہل نے کہا نہیں۔ شیطان نے کہا اللہ تعالیٰ تو فرماتا ہے ”و رحمتی و سعۃ کل شیء“ (اعراف: ۱۵۶) ”میرا رحمت ہر چیز کو شامل ہے“ اور ہر شے کے عموم میں میں بھی داخل ہوں تو میری مغفرت بھی ہونی چاہیئے۔ سہل نے کہا کل شیء مومنین کے ساتھ خاص ہے تم اس کے عموم سے خارج ہو۔ شیطان نے کہا پیسے تو میں تم کو عالم سمجھتا تھا آج تمہارا جہل مجھ پر آشکار ہو گیا۔ تم اللہ تعالیٰ کی صفت (یعنی رحمت کے شمول) میں تفسید کر رہے ہو حالانکہ تفسید اور تکذیب مخلوق کی صفات میں ہوتی ہے۔ خالق کی صفات غیر متعید اور لامحدود ہوتی ہیں۔ شیطان کا یہ جواب سن کر سہل بالکل لاجواب اور مضبوط ہو گئے۔

علامہ عبدالوہاب شترانی رحمہ اللہ نے بھی اس سوال کا کوئی جواب ذکر نہیں کیا۔ میں نے اس حکایت کو پڑھ کر غور کیا تو اللہ تعالیٰ نے مجھ پر یہ جواب منکشف فرمایا کہ ضرورت کے وقت کسی کو کوئی چیز دنیا میں رحمت ہے اور اس چیز کے اسباب فراہم کر دینا یہ بھی رحمت ہے۔ مثلاً بھوکے کو آپ کھانا کھلا دیں یہ اس کے حق میں رحمت ہے اور اگر اس کو کھانے کے پیسے دے دیں تو یہ بھی اس کے حال پر رحمت ہے۔ اس طرح جنت کا معاملہ ہے بنفسہ جنت عطا کر دینا بھی رحمت ہے اور جنت کے اسباب بتایا کر دینا بھی رحمت ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنی جنت، منفعت اور رضامندی کے حصول کا سبب اپنے احکام کی اطاعت منفر کیا ہے۔ یہ احکام فرشتوں کے ساتھ شیطان کو بھی دیے گئے تھے اور فرشتوں کے ساتھ اسے بھی حضرت آدم کی تعلیم کا حکم دیا گیا لیکن اس نے اللہ تعالیٰ کا حکم ماننے سے انکار کر کے اللہ تعالیٰ کی رحمت سے غلو منہ موڑ لیا۔ بلکہ حدیث شریف میں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ابلیس سے کہا کہ آدم (علیہ السلام) کی قبر کو سجدہ کرے تیرا گناہ مان کر دیا جائے گا اور تیری توبہ قبول کر لی جائے گی۔ اس لعین نے اللہ تعالیٰ سے کہا

میں نے آدم کے جسد کو سجدہ نہیں کیا تو اب ان کی قبر کو کب سجدہ کروں گا۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ کی رحمت اسے کل بھی شامل تھی آج بھی شامل ہے۔ اس معین نے عودا اپنے آپ کو اللہ تعالیٰ کی بیکراں رحمت سے دور رکھا ہوا ہے۔ دریا کے ساحل پر کھڑا ہو کر کوئی شخص کہے دیا میری پیاس نہیں بجھاتا تو یہ دریا کی سیرانی میں کی نہیں ہے خود اس شخص کے غلظ میں کمی ہے جو دریا کے قریب آ کر پانی نہیں پی رہا۔ اسی طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رحمتہ للعالمین میں باپ معنی کہ آپ نے تمام جہان والوں کو توحید و رسالت کی دعوت دی اور ابدی رحمت کے حصول کا دروازہ دکھایا جو لوگ جان کے دشمن اور غلظ کے پیلے تھے ان میں سے ایک ایک کے گھر حاکم پر پیغام حق سنایا، جو راستہ میں کانٹے بچھاتے تھے اور غلاظت بکھیرتے تھے ان کے دروازوں پر دھنک دے دیگر جنت اور دائمی سلامتی کی دعوت دی۔ اس کے باوجود جن لوگوں نے آپ کی دعوت کو مسترد کر کے جنت اور رحمت سے منہ موڑ لیا تو اس میں آپ کی رحمت کے موم اور شول کا قصور نہیں۔ قصور ان لوگوں کا ہے جنہوں نے اپنے آپ کو آپ کی رحمت سے دور رکھا۔ جب نصف النہار کے وقت آفتاب رھنے زمین پر نور انگن ہو اور کوئی شخص آنکھیں بند کر کے کھڑا ہو جائے تو قصور آفتاب کے فیض کا نہیں، قصور اس شخص کا ہے جس نے آفتاب کے سامنے ہوتے ہوئے آنکھیں بند کر رکھی ہیں!

کفار کے لیے مذاب کی دعا کرنے کی دوسری توجیہ یہ ہے کہ کفار اور مشرکین نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات کو تکلیفیں اور اذیتیں پہنچائی آپ نے ان کے غلات دعا نہیں کی۔ طائف کی دادیوں میں آپ پیغام توحید سنانے گئے جواب میں انہوں نے پتھر مار مار کر آپ کو ہولہان کر دیا، دل آزار باتیں کیں، آواز سے کہے آپ نے اُت نہ کی۔ دادی طائف میں مشرکین کا ظلم تم دیکھ کر جبرائیل سے بھی یار اے ضبط نہ رہا اس نے حاضر ہو کر کہا آپ حکم دیں تو دادی طائف کے لوگوں کو دو پہاڑوں کے درمیان دھیس کر رکھ دوں لیکن آپ نے کہا تو یہی کہا اللہم اھد قومی فانھم لا یعلمون (اے اللہ! میری قوم کو ہدایت دے یہ (مجھے) نہیں پہچانتے!) جبل اُحد کی گھاٹیوں پر ابوسفیان کی قیادت میں مشرکین حملہ آور ہوئے کسی شقی نے پتھر مارا اور آپ کا چہرہ خون آلود ہو گیا، دانت کا ایک کنارہ شہید ہو گیا پھر بھی آپ نے ان کے غلات دعا نہیں کی! اسی غزوہ میں آپ کے پیاسے اور محبوب چچا سیدنا حمزہ کو وحشی نے قتل کر دیا۔ انکے جسم ٹکڑے ٹکڑے کیا گیا جسم کے نازک حصے کاٹ ڈالے گئے ابوسفیان کی بیوی ہندہ نے ان کا کلیجہ نکال کر دانتوں سے کچا چبایا۔ آپ نے یہ سارے ظلم و ستم دیکھے اور کچھ نہ کہا بلکہ فتح مکہ کے بعد جب یہ سارے اشقیاء مغلوب ہو کر پیش خدمت ہوئے جب عربوں کے رواجی انتقام کی آگ کے خوف سے مارے ڈر کے یہ سارے سہمے ہوئے تھے آپ نے قاور اور غالب ہونے کے باوجود بدلہ نہیں لیا بار بار حملہ آور ہونے والے ابوسفیان کو معاف کر دیا۔ حمزہ کے قاتل وحشی کو بخش دیا۔ حمزہ (رضی اللہ عنہ) کا کلیجہ چبانے والی ہندہ سے درگزر کر لیا، وحشی نے قبول اسلام کے لیے شرائط پیش کیں۔ اس کی ایک ایک شرط پوری کر کے اسے آغوش رحمت میں لے لیا، قاتل حمزہ کا ایک ایک نخرہ برواشت کر کے اسے مشرف باسلام کیا۔ ایسے بے عدیل، ریم و کریم ادبے مثل مہربان آقا کو ہم دیکھتے ہیں کہ غزوہ خندق میں مشرکوں سے جنگ کی وجہ سے غارِ معرہ گئی تو ان کے غلات دعا کرتے ہیں کہ اے اللہ! ان کے گھروں اور قبروں کو آگ سے بھر دے! جس صابر و شاکر شخص نے طائف کے ظلم سہہ کر کسی ظالم کے غلات دعا نہیں کی ابوسفیان، وحشی اور ہندہ کو کچھ نہ کہا۔ بڑی سے بڑی زیادتی کے بعد جس کا پیمانہ صبر بربز نہیں ہوا غزوہ خندق کے موقع پر محض ایک نماز کے رو جانے سے اس کا پیمانہ صبر کیسے

چمک پڑا! شاید یہی بتلانا مقصود تھا کہ اپنی جان، اپنی عزت، اہل واداء اپنے ملاپوں کے خون کی بر نہت ناز مجھے پیاری ہے۔ میں اپنی جان پر زیادتی برداشت کر سکتا ہوں، اپنے عزیزوں کا خون مسات کر سکتا ہوں لیکن تم مجھے ناز نہ پڑنے دو، اللہ تعالیٰ کی عبادت نہ کرنے دو یہ برداشت نہیں کر سکتا! سوچئے ہم ان کی کھانسی کے نام لیا ہیں جو اپنی ذات پر زیادتیوں سے دو گزر کر تیار ہے مگر دین کی کسی بات سے صرف نظر نہیں کرتا، آج ہمارے حال ہے کہ اسلام کے خلاف جو شخص جو بچے گھبراہٹ ہے ہمیں غیرت نہیں آتی اور ہماری ذات کے معاملے میں ذرا سی زیادتی ہو تو ہم سگ اٹھتے ہیں۔

نوٹ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو بعض مواقع پر کچھ مشکوک کے لیے دعا فرمائی ہے اس کو بد دعا سے تعبیر کرنا جائز نہیں ہے۔ کیونکہ آپ کی طرف کسی بھی اقبال سے غلط فہمی کو استعمال کرنا صحیح نہیں ہے۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے غلام بیان کرتے ہیں کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے مجھے قرآن کریم کہنے کا حکم دیا اور فرمایا میں وقت حافظہ اعلیٰ الصلوٰۃ والصلوٰۃ الوسطیٰ۔ پر پہچو ترجمے بتلا دینا۔ چنانچہ جب میں اس آیت پر پہنچا تو آپ کو اطلاع دی۔ آپ نے فرمایا یہ آیت اس طرح کہو حافظہ اعلیٰ الصلوٰۃ والصلوٰۃ الوسطیٰ و صلوة العصر وقوموا لله قانتین۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ آیت اسی طرح سنی ہے۔

۱۳۲۷۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى التَّمِيمِيُّ قَالَ سَمِعْتُ عَلِيَّ مَالِكَ عَنْ نَرِيدِ بْنِ أَسْلَمَ عَنِ الْقَعْقَاعِ بْنِ حَكِيمٍ عَنْ أَبِي يُوسُفَ مَوْلَى عَائِشَةَ أَنَّهَا قَالَتْ إِذَا بَلَغْتَ هَذِهِ الْآيَةَ قَاذِرٌ تَحَافِظُوا عَلَى الصَّلَوَاتِ وَالصَّلَاةِ الْوُسْطَى قَالَتْ فَلَمَّا بَلَغْتُمَا إِذْ تَنْتَهِيَا فَامْلِكْتُ عَلَى حَافِظُوا عَلَى الصَّلَوَاتِ وَالصَّلَاةِ الْوُسْطَى وَصَلَوَاتِ الْعَصْرِ وَقُومُوا لِلَّهِ قَانِتِينَ قَالَتْ عَائِشَةُ سَمِعْتُمَا مِنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالصَّلَاةَ الْوُسْطَى وَصَلَوَاتِ الْعَصْرِ وَقُومُوا لِلَّهِ قَانِتِينَ۔

حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ”حافظوا على الصلوات و صلوة العصر“ نازل ہوئی جب تک اللہ تعالیٰ نے چاہا ہم اس آیت کو (اسی طرح) پڑھتے رہے۔ پھر اللہ تعالیٰ نے اس کو منسوخ کر دیا اور اس طرح نازل فرمائی ”حافظوا على الصلوات و الصلوة الوسطی“۔ ایک شخص شقیق کے پاس بیٹھا ہوا تھا وہ کہنے لگا اب تو نازل عصر ہی صلوٰۃ وسطیٰ ہے، حضرت براء بن عازب نے کہا میں نہیں یہ بتلا چکا ہوں کہ یہ آیت کیسے نازل ہوئی اور کس طرح اللہ تعالیٰ نے اسے منسوخ کیا، واللہ اعلم، امام مسلم ایک اور سند سے بیان کرتے ہیں حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہم نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایک عرصہ تک اس آیت کی لیے

۱۳۲۸۔ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي إِسْحَاقَ عَنْ ابْنِ إِسْمَاعِيلَ الْحَنْظَلِيِّ قَالَ أَنَا يَحْيَى بْنُ أَدَمَ قَالَ نَا الْفَضِيلُ بْنُ مَرْزُوقٍ عَنْ شَيْبَتِ بْنِ عُقْبَةَ عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ قَالَ نَزَلَتْ هَذِهِ الْآيَةُ حَافِظُوا عَلَى الصَّلَوَاتِ وَصَلَوَاتِ الْعَصْرِ فَقَرَأْنَا هَآمَّا نَشَاءُ اللَّهُ ثُمَّ نَسَخَهَا اللَّهُ فَتَرَكْتُ حَافِظُوا عَلَى الصَّلَوَاتِ وَالصَّلَاةِ الْوُسْطَى فَكَانَ رَجُلٌ جَالِسًا عِنْدَ شَيْبَتِي لَمَّا هِيَ إِذَا صَلَوَاتُ الْعَصْرِ فَقَالَ الْبَرَاءُ قَدْ أَحْبَبْتُكَ كَيْفَ نَزَلَتْ وَكَيْفَ نَسَخَهَا اللَّهُ وَاللَّهِ أَعْلَمُ قَالَ وَرَأَاهُ الْأَشْجَعِيُّ عَنْ سُفْيَانَ الثَّوْرِيِّ عَنِ الْأَسْوَدِيِّ بْنِ قَبِيصٍ عَنْ شَيْبَتِ بْنِ عُقْبَةَ عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ قَالَ قَرَأْنَا هَا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ مَا نَأْبِي مِثْلَ حَدِيثِ فَضِيلِ بْنِ مَرْزُوقٍ۔

ہی تلاوت کرتے رہے۔

حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ حضرت عمر فاروق غزوہ خندق کے دن کفار قریش کو بڑا بھلا کہنے لگے اور عرض کیا یا رسول اللہ! مجھ! سورج غروب کو پہنچا اور میں نے ابھی تک نماز عصر نہیں پڑھی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: واللہ میں نے بھی ابھی عصر نہیں پڑھی پھر ہم پھر لی زمین پر آئے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وضو فرمایا اور ہم نے بھی وضو کیا پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے غروب آفتاب کے بعد عصر کی نماز پڑھی پھر اس کے بعد مغرب کی نماز پڑھی۔

۱۳۲۹- وَحَدَّثَنِي أَبُو عَتَانَةَ الْيَسْمُوعِيُّ وَمُحَمَّدُ بْنُ الْكُتَيْبِ عَنْ مُعَاذِ بْنِ هِشَامٍ قَالَ قَالَ أَبُو عَتَانَةَ نَأْمُأَةُ بْنُ هِشَامٍ قَالَ حَدَّثَنِي أَبِي عَنْ يَحْيَى بْنِ كَثِيرٍ قَالَ قَالَ أَبُو سَلَمَةَ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ يَوْمَ مَا لَمْ يَخْدِقْ جَعَلَ يَسْتَبْ كَيْفًا ثُمَّ قَرَأَ يَشْ وَقَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ فَإِنَّهُ مَا كَذَبْتُ أَنَّ أُمِّي الْأَعْرُوسُ حَتَّى كَادَتْ أَنْ تَغْرُبَ الشَّمْسُ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَوَّالَهُ أَنْ صَلَّيْتُمَا فَزَلْنَا إِلَى بَطْحَانَ فَتَوَضَّأَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَتَوَضَّأْنَا فَصَلَّى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْعَصْرَ بَعْدَ مَا غَرَبَتِ الشَّمْسُ ثُمَّ صَلَّيْتُ بَعْدَهَا الْمَغْرِبَ ۱۳۳۰- وَحَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَإِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ أَبُو بَكْرٍ نَأْمُأَةُ قَالَ إِسْحَاقُ أَنَا وَكَيْفَ عَنْ عَلِيِّ بْنِ النَّبَّارِ عَنْ يَحْيَى بْنِ كَثِيرٍ فِي هَذِهِ الْأَسْنَادِ .

ایک اور سند سے بھی یہ روایت اسی طرح منقول

ہے۔

والعصر کی قرأت کا نسخ | حدیث نمبر ۱۳۲۸ اور ۱۳۲۹ میں مذکور ہے کہ پہلے قرآن کی آیت اس طرح تھی: حافظو اعد الصلوات والصلوة الوسطی وصدوا العوا اور بعد میں وصلوة العصر کا لفظ منسوخ ہو گیا۔ اس پر اعتراض ہوتا ہے کہ حدیث سے قرآن کریم کا نسخ جائز نہیں ہے کیونکہ آپ نے فرمایا ہے کلاھی لا یمنسخر کلام اللہ۔ لہذا میرا کلام اللہ تعالیٰ کے کلام کو منسوخ نہیں کرتا اس کا جواب یہ ہے منسوخ اللہ تعالیٰ نے ہی کیا ہے حدیث میں اس نسخ کا بیان ہے۔ دوسرا جواب یہ ہے کہ یہ حدیث خبر واحد ہے اور خبر واحد سے وصلوة العصر کا قرآن ہونا ثابت نہیں ہوتا کیونکہ قرآن نقل متواتر سے ثابت ہوتا ہے باقی رہا یہ سوال کہ پھر حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے اپنے معصفت میں .. والصلوة الوسطی کے بعد وصلوة العصر کیوں لکھوایا۔ اس کا جواب یہ ہے کہ آپ نے اس لفظ کو بطور تفسیر کے لکھوایا یا آپ تک اس کے نسخ کی روایت پہنچی نہیں تھی۔

کفار کو سب و شتم | حدیث نمبر ۱۳۲۹ میں ہے کہ نماز عصر قضا ہونے پر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کفار کو سب و شتم کیا حالانکہ قرآن مجید میں کفار کو سب و شتم کرنے سے منع کیا ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: وَلَا تَسُبُّوا الَّذِينَ يَدْعُونَ مِنْ دُونِ اللَّهِ فَيَسُبُّوا اللَّهَ عَدْوًا بِغَيْرِ عِلْمٍ (الانعام: ۱۰۸) "جو لوگ غیر اللہ کی عبادت کرتے

چمک پڑا! شاید یہی بتلانا مقصود تھا کہ اپنی جان، اپنی عزت، اہل و عیال اپنے عزیزوں کے خوف کی برہنہت ناز مجھے پیاری ہے۔
میں اپنی جان پر زیادتی برداشت کر سکتا ہوں، اپنے عزیزوں کا خون مسان کر سکتا ہوں لیکن تم مجھے ناز نہ پڑنے دو، اللہ تعالیٰ
کی عبادت نہ کرنے دو یہ برداشت نہیں کر سکتا! سوچئے ہم ان کی کئی کئی باتیں جو اپنی ذات پر زیادتیوں سے دو گزر کر لیتا ہے مگر
دین کی کسی بات سے صرف نظر نہیں کرتا، آج ہمارے حال ہے کہ اسلام کے خلاف جو شخص جو چاہے کہتا رہے ہمیں غیرت نہیں آتی
اور ہماری ذات کے معاملے میں ذرا سی زیادتی ہو تو ہم سب گھٹنے اٹھتے ہیں!۔

نوٹ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو بعض مواعظ پر کچھ مشرکوں کے لیے دعا فرمائی ہے اس کو بد دعا سے تعبیر کرنا جائز
نہیں ہے۔ کیونکہ آپ کی طرف کسی بھی اقبال سے نظر بد کو استعمال کرنا صحیح نہیں ہے۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے غلام بیان کرتے ہیں
کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے مجھے قرآن کریم کھنکے کا حکم
دیا اور فرمایا میں وقت حافظہ اعلیٰ الصلوٰۃ و الصلوٰۃ
الوسطیٰ۔ پر پہنچ کر مجھے بتلا دینا۔ چنانچہ جب میں
اس آیت پر پہنچا تو آپ کو اطلاع دی۔ آپ نے فرمایا یہ آیت
اس طرح کہو حافظہ اعلیٰ الصلوٰۃ و الصلوٰۃ الوسطیٰ و
صلوٰۃ العصر و قوموا للہ قانتین۔
حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا میں نے رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم سے یہ آیت اسی طرح سنی ہے۔

۱۳۲۷۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى الثَّمِيمِيُّ قَالَ سَمِعْتُ
عَلِيَّ مَالِكَ بْنَ نَزِيدٍ بْنِ أَسْلَمَ عَنِ الْقَعْقَاعِ بْنِ حَكِيمٍ
عَنْ أَبِي يُوسُفَ مَوْلَى عَائِشَةَ أَنَّهَا قَالَتْ أَمَرَنِي عَائِشَةُ
أَنْ أَكْتُبَ لَهَا مَصْحُفًا وَقَالَتْ إِذَا بَلَغْتَ هَذِهِ الْآيَةَ
فَإِذْ فِي حَافِظُوا عَلَى الصَّلَوَاتِ وَالصَّلَاةِ الْوُسْطَىٰ قَالَ
فَلَمَّا بَلَغْتُمَا أَذْنَهُمَا فَأَمَلْتُ عَلَى حَافِظُوا عَلَى الصَّلَوَاتِ
وَالصَّلَاةِ الْوُسْطَىٰ وَصَلَاةِ الْعَصْرِ وَقَوْمُوا لِلَّهِ قَانِتِينَ
قَالَتْ عَائِشَةُ سَمِعْتُمَا مِنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ وَالصَّلَاةِ الْوُسْطَىٰ وَصَلَاةِ الْعَصْرِ وَقَوْمُوا
لِلَّهِ قَانِتِينَ۔

حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں
کہ ”حافظوا علی الصلوٰۃ و صلوٰۃ العصر“
نازل ہوئی جب تک اللہ تعالیٰ نے چاہا ہم اس آیت کو اسی
طرح پڑھتے رہے۔ پھر اللہ تعالیٰ نے اس کو منسوخ کر دیا
اور اس طرح نازل فرمائی ”حافظوا علی الصلوٰۃ
و الصلوٰۃ الوسطیٰ“۔ ایک شخص شقیق
کے پاس بیٹھا ہوا تھا وہ کہنے لگا اب تو نازل عصر ہی صلوٰۃ و علی
ہے، حضرت براء بن عازب نے کہا میں نہیں یہ بتلا چکا ہوں
کہ یہ آیت کیسے نازل ہوئی اور کس طرح اللہ تعالیٰ نے اسے
منسوخ کیا، واللہ اعلم، امام مسلم ایک اور سند سے بیان کرتے
ہیں حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہم نبی اکرم
ﷺ کے ساتھ ایک عرصہ تک اس آیت کی لیے

۱۳۲۸۔ حَدَّثَنَا إِسْحَقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ الْحَنْظَلِيُّ قَالَ
أَنَا يَحْيَى بْنُ أَدَمَ قَالَ نَا الْفَضِيلُ بْنُ مَرْزُوقٍ عَنْ شَيْبَةَ
بْنِ عُقْبَةَ عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ قَالَ نَزَلَتْ هَذِهِ الْآيَةُ
حَافِظُوا عَلَى الصَّلَوَاتِ وَصَلَاةِ الْعَصْرِ فَقَرَأْنَا هَا مَّا
كُنَّا اللَّهُ ثُمَّ نَسَخَهَا اللَّهُ فَتَرَكْتُ حَافِظُوا عَلَى الصَّلَوَاتِ
وَالصَّلَاةِ الْوُسْطَىٰ فَكَانَ رَجُلًا جَالِسًا عِنْدَ شَيْبَتِي لَمَّا
هِيَ إِذَا صَلَاةُ الْعَصْرِ فَقَالَ الْبَرَاءُ قَدْ أَحْبَبْتُكَ كَيْفَ
نَزَلَتْ وَكَيْفَ نَسَخَهَا اللَّهُ وَاللَّهِ أَعْلَمُ قَالَ وَرَأَاهُ
الْأَشْجَعِيُّ عَنْ سُفْيَانَ الثَّوْرِيِّ عَنِ الْأَسْوَدِيِّ بْنِ قَبِيصٍ
عَنْ شَيْبَتِي بْنِ عُقْبَةَ عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ قَالَ قَرَأْنَا هَا
مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ مَا نَا بِمِثْلِ حَدِيثِ
فَضِيلِ بْنِ مَرْزُوقٍ۔

ہی تلاوت کرتے رہے۔

حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ حضرت عمر فاروق غزوہ خندق کے دن کفار قریش کو بڑا بھلا کہنے لگے اور عرض کیا یا رسول اللہ! بخدا! سورج غروب کو آپہنچا اور میں نے ابھی تک نماز عصر نہیں پڑھی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: واللہ میں نے بھی ابھی عصر نہیں پڑھی پھر ہم پھر لی زمین پر آئے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے غروب آفتاب کے بعد عصر کی نماز پڑھی پھر اس کے بعد مغرب کی نماز پڑھی۔

۱۳۲۹ - وَحَدَّثَنِي أَبُو عَتَاَنُ الْيَسْمُوعِيُّ وَمُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى عَنْ مُعَاذِ بْنِ هِشَامٍ قَالَ قَالَ أَبُو عَتَاَنُ نَامُوا بَنِي هِشَامٍ قَالَ حَدَّثَنِي أَبِي عَنْ يَحْيَى بْنِ كَثِيرٍ قَالَ قَالَ أَبُو سَلَمَةَ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ يَوْمَ الْخَنْدَقِ جَعَلَ يَسْتَبْ كَمَا تَرَاهُ قَرِيشٍ وَقَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ فَإِنَّهُ مَا كَذَبْتُ أَنَّ أَهْلِي الْعَصْرَ حَتَّى كَادَتْ أَنْ تَغْرُبَ الشَّمْسُ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَوَالَهُ أَنْ صَلَّيْتُمَا فَتَزَلُّنَا إِلَى بَطْحَانَ فَتَوَضَّأَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَتَوَضَّأْنَا فَصَلَّى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْعَصْرَ بَعْدَ مَا غَرَبَتِ الشَّمْسُ ثُمَّ صَلَّيْتُ بَعْدَهَا الْمَغْرِبَ - ۱۳۳۰ - وَحَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَإِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَةَ قَالَ أَبُو بَكْرٍ نَاوَقَالَ إِسْحَاقُ أَنَا وَكِيعٌ عَنْ عُمَرَ بْنِ الْكَأْبِ عَنْ يَحْيَى بْنِ كَثِيرٍ فِي هَذِهِ الْأَسْنَادِ .

ایک اور سند سے بھی یہ روایت اسی طرح منقول

ہے۔

والعصر کی قرأت کا نسخ | حدیث نمبر ۱۳۲۸ اور ۱۳۲۹ میں مذکور ہے کہ پہلے قرآن کی آیت اس طرح تھی: حافظو اعدوا الصلوات والصلوة الوسطی و صلوة العشاء اور بعد میں وصلوة العصر کا لفظ منسوخ ہو گیا۔ اس پر اعتراض ہوتا ہے کہ حدیث سے قرآن کریم کا نسخ جائز نہیں ہے کیونکہ آپ نے فرمایا ہے کلاھی لا یمنسوخ کلام اللہ۔ لہذا میرا کلام اللہ تعالیٰ کے کلام کو منسوخ نہیں کرتا اس کا جواب یہ ہے منسوخ اللہ تعالیٰ نے ہی کیا ہے حدیث میں اس نسخ کا بیان ہے۔ دوسرا جواب یہ ہے کہ یہ حدیث خبر واحد ہے اور خبر واحد سے وصلوة العصر کا قرآن ہونا ثابت نہیں ہوتا کیونکہ قرآن نقل متواتر سے ثابت ہوتا ہے باقی رہا یہ سوال کہ پھر حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے اپنے مصحف میں .. والصلوة الوسطی کے بعد وصلوة العصر کیوں لکھوایا۔ اس کا جواب یہ ہے کہ آپ نے اس لفظ کو بطور تفسیر کے لکھوایا یا آپ تک اس کے نسخ کی روایت پہنچی نہیں تھی۔

کفار کو سب و شتم | حدیث نمبر ۱۳۲۹ میں ہے کہ نماز عصر قضا ہونے پر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کفار کو سب و شتم کیا حالانکہ قرآن مجید میں کفار کو سب و شتم کرنے سے منع کیا ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: وَلَا تَسُبُّوا الَّذِينَ يَدْعُونَ مِنْ دُونِ اللَّهِ فَيَسُبُّوا اللَّهَ عَدْوًا بِغَيْرِ عِلْمٍ (الانعام: ۱۰۸) "جو لوگ غیر اللہ کی عبادت کرتے

۷۔ شیخ ولی الدین تبریزی متوفی ۷۴۲ھ مشکوٰۃ مارفات.com

جلد ثانی

Marfat.com

ہیں ان کو سب و شتم نہ کرو ورنہ وہ بھی جہالت سے اللہ تعالیٰ کو سب و شتم کریں گے اس کا جواب یہ ہے کہ بغیر کسی زیادتی اور اشتغال کے ابتداء کفار کو سب و شتم کرنا منع ہے لیکن اگر وہ کوئی زیادتی یا اشتغال انگیزی کریں تو اس کے جواب میں ان کو سب و شتم کرنا جائز ہے جس طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت حسان کو کفار قریش کی جبر کے جواب میں ان کی جبر کرنے کا حکم دیا تھا حدیث شریف میں ہے :

عن البراء قال قال النبي صلى الله عليه وسلم لحسان اهجم او هاجهم و جبريل معك به

حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت حسان رضی اللہ عنہ سے فرمایا کفار کی جبر کرو! جبریل بھی تمہارے ساتھ ہیں۔

صبح اور عصر کی نماز کی فضیلت اور انکی حفاظت

بَابُ فَضْلِ صَلَاةِ الصُّبْحِ وَالْعَصْرِ وَالْمُحَافَظَةِ عَلَيْهِمَا

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا رات اور دن کے فرشتے تمہارے پاس باری باری آتے ہیں اور صبح اور عصر کی نماز میں ان کا اجتماع ہوتا ہے، پھر یہ ذیوٹی کے اعتبار سے اوپر چلے جاتے ہیں پھر ان کا رب ان سے دریافت کرتا ہے حالانکہ وہ ان سے زیادہ جاننے والا ہے کہ تم میرے بندوں کو کس حال میں چھوڑ کر آئے ہو؟ فرشتے عرض کرتے ہیں ہم جب ان کے پاس سے گئے تو وہ نماز پڑھ رہے تھے اور جب ہم ان کے پاس پہنچے تو وہ نماز پڑھ رہے تھے۔

۱۳۳۱۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى قَالَ قَرَأْتُ عَلَى مَالِكٍ عَنْ أَبِي الزِّنَادِ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يَتَعَاقَبُونَ فِيكُمْ مَلَائِكَةٌ بِاللَّيْلِ وَمَلَائِكَةٌ بِالنَّهَارِ وَيَجْمَعُونَ فِي صَلَاةِ الْغَدَاةِ صَلَاةَ الْعَصْرِ ثُمَّ يَقْرَأُ الَّذِينَ بَاتُوا فِيكُمْ فَيَسْأَلُهُمْ رَبُّهُمْ وَهُمْ عَوَّلَهُمْ بِهِمْ كَيْفَ تَرَكْتُمْ عِبَادِي فَيَتَوَلَّوْنَ تَرْكَنَا هُمْ وَهُمْ يُصَلُّونَ وَاتَيْنَاهُمْ وَهُمْ يُصَلُّونَ.

۱۳۳۲۔ وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ قَالَ نَا عُبَيْدُ السَّرَّاءِ قَالَ نَا مَعْمَرٌ عَنْ هِشَامِ بْنِ مُنْكَبِهِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ وَ الْمَلَائِكَةُ يَتَعَاقَبُونَ فِيكُمْ بِمِثْلِ حَدِيثِ أَبِي الزِّنَادِ.

۱۳۳۳۔ وَحَدَّثَنَا زَيْدُ بْنُ حَبِيبٍ قَالَ نَا مَرْوَانَ بْنِ مُعَاوِيَةَ الْفَرَّازِي قَالَ أَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ أَبِي خَالِدٍ قَالَ نَا قَيْسُ بْنُ أَبِي حَازِمٍ قَالَ سَمِعْتُ

حضرت جریر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں بیٹھے ہوئے تھے ناگاہ آپ نے چودہ بری رات کے چاند کی طرف دیکھ

کہ فرمایا: ”لا یریب تم اپنے رب کو اس طرح دیکھو گے جس طرح اس چاند کو دیکھو رب ہو اور اس کو دیکھنے میں تم کسی قسم کی تکلیف محسوس نہیں کرو گے پس اگر ہر کے طلوع آفتاب اور غروب آفتاب سے پہلے کی نمازوں میں عصر اور فجر کو قضا نہ ہونے دو پھر جبرینے یہ آیت پڑھی: (ترجمہ) ”طلوع آفتاب اور غروب آفتاب سے پہلے اپنے رب کی تسبیح حد کے ساتھ بیان کرو۔“

اسی سند کے ساتھ ایک روایت میں یوں ہے تم غریب اپنے رب کے سامنے پیش کیے جاو گے اور اس کو اس طرح دیکھو گے جس طرح چاند کو دیکھتے ہو پھر آیت کی تلاوت فرمائی۔

حضرت عمارہ بن رویمہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ فرما رہے تھے کہ جس شخص نے طلوع آفتاب اور غروب آفتاب سے پہلے یعنی فجر اور عصر پڑھی وہ ہرگز دوزخ میں نہیں جائیگا بصرہ کے ایک شخص نے ان سے پوچھا کیا تم نے یہ حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے خود سنی ہے حضرت عمارہ نے کہا ہاں اس شخص نے کہا میں گواہی دیتا ہوں کہ میں نے بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ حدیث سنی ہے میرے کانوں نے اس کو سنا اور دل نے یاد رکھا۔

حضرت عمارہ بن رویمہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس شخص نے طلوع آفتاب اور غروب آفتاب سے پہلے نماز پڑھی وہ دوزخ میں نہیں جائیگا حضرت عمارہ کے پاس ایک بصرہ کا بیٹا والا بیٹھا تھا اس نے کہا کیا تم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ حدیث خود سنی ہے؟ حضرت عمارہ نے کہا میں گواہی دیتا ہوں۔ یہ سن کر وہ شخص بولا میں گواہی

جبرین بن عبد اللہ وہو یقول لئن اُجلو ساء عند رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذ انظر الی النعم لیکلہ البدن فقال اما انکم سترون ربکم کما ترون هذا النعم لا تضامون فی رؤیتہم فان استطعتم ان لا تغلبوا علی صلوۃ قبل طلوع الشمس قبل غروبہا یعنی العصر والفجر کما عجزیر فستبہم یحمد ربک قبل طلوع الشمس وقبل غروبہا۔

۱۳۳۴۔ وَحَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ قَالَ سَأَلَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ كَثِيرٍ وَأَبُو أَسَامَةَ وَكَئِیْهُ بِهَذَا الْإِسْنَاءِ وَقَالَ أَمَا إِنَّكُمْ سَتَعْرِضُونَ عَلٰی رَبِّكُمْ فَتَدْرُوْنَ كَمَا تَرَوْنَ هَذَا النِّعْمَ وَقَالَ ثُمَّ قَرَأَ وَلَمْ يَنْدُ جَبْرِیْرٌ۔

۱۳۳۵۔ وَحَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَأَبُو كَثِيرٍ وَاسْتَحْضَى بْنُ إِبْرَاهِيمَ جَمِیْعًا عَنْ وَكَئِیْهِ قَالَ أَبُو كَثِيرٍ نَأَى وَكَئِیْهِ عَنْ ابْنِ أَبِي خَالِدٍ وَمُسْعِرٍ وَابْنِ خُبْرَةَ بْنِ الْمُخْتَارِ سَمِعُوهُ مِنْ ابْنِ بَكْرِ بْنِ عُمَارَةَ بْنِ رُوَيْبَةَ عَنْ أَبِيهِ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ لَنْ يَلْبِسَ النَّاسُ أَحَدٌ صَلَّى قَبْلَ طُلُوعِ الشَّمْسِ وَقَبْلَ غُرُوبِهَا يَغْنِي الْقَجْدَ وَالْعَصْرَ فَقَالَ لَهُ رَجُلٌ مِنْ أَهْلِ الْبَصْرَةِ أَنْتَ سَمِعْتَ هَذَا مِنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ نَعَمْ قَالَ الرَّجُلُ وَأَنَا أَشْهَدُ أَنِّي سَمِعْتُهُ مِنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَمِعْتُهُ أَوْ نَأَى وَوَعَاةَ قَلْبِي۔

۱۳۳۶۔ وَحَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَعْقُوبَ بْنُ إِبْرَاهِيمَ الدَّوْقِيُّ قَالَ نَأَى يَحْيَى بْنُ أَبِي بَكْرٍ قَالَ نَأَى شَيْبَانُ عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ مُعْمَرٍ عَنْ ابْنِ عُمَارَةَ بْنِ رُوَيْبَةَ عَنْ أَبِيهِ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَلْبِسُ النَّاسُ مَنْ صَلَّى قَبْلَ طُلُوعِ الشَّمْسِ وَقَبْلَ غُرُوبِهَا وَعِنْدَهُ رَجُلٌ مِنْ أَهْلِ الْبَصْرَةِ فَقَالَ أَنْتَ سَمِعْتَ هَذَا مِنْ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ نَعَمْ قَالَ الرَّجُلُ وَأَنَا أَشْهَدُ

قَالَ وَآنَا أَشْهَدُ لَقَدْ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: إِنَّمَا الْإِنْسَانُ نَجَسٌ - وَحَدَّثَنَا هَذَا أَبُو خَالِدٍ الْأَدْرَدِيُّ قَالَ نَاهَنَا مَرْبُوعٌ يَقُولُ حَدَّثَنِي أَبُو جَعْفَرٍ الْعَلَوِيُّ عَنْ أَبِي بَكْرٍ عَنِ ابْنِهِ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ صَلَّاهُ الْبَرَّ دَيْنٌ وَخَلَّ الْجَنَّةَ -

۱۳۳۷ - حَدَّثَنَا أَبُو خَالِدٍ الْأَدْرَدِيُّ قَالَ نَاهَنَا مَرْبُوعٌ يَقُولُ حَدَّثَنِي أَبُو جَعْفَرٍ الْعَلَوِيُّ عَنْ أَبِي بَكْرٍ عَنِ ابْنِهِ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ صَلَّاهُ الْبَرَّ دَيْنٌ وَخَلَّ الْجَنَّةَ -

۱۳۳۸ - حَدَّثَنَا أَبُو خَالِدٍ الْأَدْرَدِيُّ قَالَ نَاهَنَا مَرْبُوعٌ يَقُولُ حَدَّثَنِي أَبُو جَعْفَرٍ الْعَلَوِيُّ عَنْ أَبِي بَكْرٍ عَنِ ابْنِهِ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ صَلَّاهُ الْبَرَّ دَيْنٌ وَخَلَّ الْجَنَّةَ -

۱۳۳۹ - حَدَّثَنَا أَبُو خَالِدٍ الْأَدْرَدِيُّ قَالَ نَاهَنَا مَرْبُوعٌ يَقُولُ حَدَّثَنِي أَبُو جَعْفَرٍ الْعَلَوِيُّ عَنْ أَبِي بَكْرٍ عَنِ ابْنِهِ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ صَلَّاهُ الْبَرَّ دَيْنٌ وَخَلَّ الْجَنَّةَ -

۱۳۴۰ - حَدَّثَنَا أَبُو خَالِدٍ الْأَدْرَدِيُّ قَالَ نَاهَنَا مَرْبُوعٌ يَقُولُ حَدَّثَنِي أَبُو جَعْفَرٍ الْعَلَوِيُّ عَنْ أَبِي بَكْرٍ عَنِ ابْنِهِ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ صَلَّاهُ الْبَرَّ دَيْنٌ وَخَلَّ الْجَنَّةَ -

۱۳۴۱ - حَدَّثَنَا أَبُو خَالِدٍ الْأَدْرَدِيُّ قَالَ نَاهَنَا مَرْبُوعٌ يَقُولُ حَدَّثَنِي أَبُو جَعْفَرٍ الْعَلَوِيُّ عَنْ أَبِي بَكْرٍ عَنِ ابْنِهِ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ صَلَّاهُ الْبَرَّ دَيْنٌ وَخَلَّ الْجَنَّةَ -

۱۳۴۲ - حَدَّثَنَا أَبُو خَالِدٍ الْأَدْرَدِيُّ قَالَ نَاهَنَا مَرْبُوعٌ يَقُولُ حَدَّثَنِي أَبُو جَعْفَرٍ الْعَلَوِيُّ عَنْ أَبِي بَكْرٍ عَنِ ابْنِهِ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ صَلَّاهُ الْبَرَّ دَيْنٌ وَخَلَّ الْجَنَّةَ -

۱۳۴۳ - حَدَّثَنَا أَبُو خَالِدٍ الْأَدْرَدِيُّ قَالَ نَاهَنَا مَرْبُوعٌ يَقُولُ حَدَّثَنِي أَبُو جَعْفَرٍ الْعَلَوِيُّ عَنْ أَبِي بَكْرٍ عَنِ ابْنِهِ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ صَلَّاهُ الْبَرَّ دَيْنٌ وَخَلَّ الْجَنَّةَ -

۱۳۴۴ - حَدَّثَنَا أَبُو خَالِدٍ الْأَدْرَدِيُّ قَالَ نَاهَنَا مَرْبُوعٌ يَقُولُ حَدَّثَنِي أَبُو جَعْفَرٍ الْعَلَوِيُّ عَنْ أَبِي بَكْرٍ عَنِ ابْنِهِ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ صَلَّاهُ الْبَرَّ دَيْنٌ وَخَلَّ الْجَنَّةَ -

۱۳۴۵ - حَدَّثَنَا أَبُو خَالِدٍ الْأَدْرَدِيُّ قَالَ نَاهَنَا مَرْبُوعٌ يَقُولُ حَدَّثَنِي أَبُو جَعْفَرٍ الْعَلَوِيُّ عَنْ أَبِي بَكْرٍ عَنِ ابْنِهِ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ صَلَّاهُ الْبَرَّ دَيْنٌ وَخَلَّ الْجَنَّةَ -

دیتا ہوں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس جگہ یہ فرماتے ہوئے سنا جہاں سے میں سُن سکتا تھا۔

ابو بکرہ کے والد (رضی اللہ عنہ) بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے دو ٹھنڈی غازی (عمر ابغیر) پڑھیں وہ جنت میں جائیگا۔

ایک اور سند سے بھی ایسی ہی حدیث مروی ہے۔

ویدار الہی کی تحقیق اہل سنت و جماعت کا عقیدہ ہے کہ آخرت میں مسلمان مرنے والے انھوں سے اللہ تعالیٰ کو دیکھیں گے، تشریف میں بھی اور جنت میں بھی، معتزلہ اس کا انکار کرتے ہیں اور قرآن کریم اور عقلی دلیل سے اپنے موقف پر استدلال کرتے ہیں وہ کہتے ہیں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

لَا تَدْرِكُهُ الْاَبْصَارُ وَهُوَ يُبْصِرُ وَهُوَ الْعَزِيزُ الرَّحِيمُ (انعام: ۱۰۳)

اہل سنت اس کے جواب میں کہتے ہیں کہ ”الابصار“ میں جن آنکھوں کا ذکر ہے اس سے مراد کفار کی آنکھیں ہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

انهم عن ربهم يومئذ لمحجوبون (مطففين: ۱۵)

”لاریب کفار حشر کے دن اپنے رب سے چھپے ہوئے ہونگے۔“

اس آیت سے جس طرح صراحتاً ثابت ہو رہا ہے کہ کفار اللہ تعالیٰ کو نہیں دیکھ سکیں گے اسی طرح اشارۃً اس سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ مسلمان حشر کے دن اللہ تعالیٰ کو دیکھیں گے تب ہی تو یہ آیت کفار کے لیے موجب حسرت اور حرمان ہوگی کیونکہ اگر دونوں اللہ تعالیٰ کو نہ دیکھ سکتے اور دونوں کا حال یکساں ہوتا تو کفار کہہ سکتے تھے کہ اس آیت میں صرف ہماری غرضی تو نہیں بیان ہوئی مسلمانوں کا بھی یہی حال ہے۔

معتزلہ کا دوسرا استدلال قرآن کریم کی اس آیت سے ہے جس میں اللہ تعالیٰ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی قوم کا ذکر کرتے ہوئے فرماتا ہے:

وَإِذْ قُلْتُمْ يَا مُوسَىٰ لَنْ نُؤْمِنَ بِكَ حَتَّىٰ نَرَىٰ اللَّهَ جَهْدًا فَخَذْنَا مِنْكَ الْعِصْمَةَ وَانْتَظِرُون - (بقرہ: ۵۵)

”اور یاد کرو جب تم نے کہا اے موسیٰ ہم تم پر اس وقت تک کبھی ایمان نہیں لائیں گے جب تک اللہ تعالیٰ کو عیاں اور بیاں نہ دیکھ نہ لیں۔ پس تم کو کوڑک نے اپنی گرفت میں سے لیا اور اُن مائیکہ تم دیکھتے تھے۔“

معتزلہ کہتے ہیں کہ اگر اللہ تعالیٰ کو دیکھنا جائز اور ممکن ہوتا تو اللہ تعالیٰ نے اسرائیل کے اس مطالبہ کے سبب ان پر غلبہ نہ ثانی

فرماتا اس کا جواب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ان پر اس لیے عذاب نازل نہیں فرمایا کہ انہوں نے اللہ تعالیٰ کی محبت میں اسے دیکھنے کی خواہش کی تھی اور ایک امر محال کا سوال کیا تھا بلکہ عذاب اس لیے نازل فرمایا کہ انہوں نے سرکشی، ہٹ دھرمی اور کٹ مچتی کا مظاہرہ کیا اور ایمان لانے کو اللہ تعالیٰ کی رویت پر موقوف کر دیا گویا کہ وہ حالت کفر میں اللہ تعالیٰ کو دیکھنا چاہتے تھے جبکہ اللہ تعالیٰ کافروں کو اپنا دیدار نہیں کر لے گا۔ یہ ایک مسلم بات ہے۔ رہا یہ کہ اس پر کیا دلیل ہے کہ اللہ تعالیٰ کو دیکھنا جائز اور ممکن ہے اور محبت الہی کی وجہ سے اسے دیکھنے کا سوال جائز ہے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ قرآن کریم میں ہے:

فَالْتَبِٰ اِنْ اَنْظَرُ الْمَيْكُ - "حضرت موسیٰ نے کہا اے میرے رب مجھے اپنی ذات

(اعراف: ۱۴۳) دکھائیں اس کی طرف دیکھوں گا۔"

اگر اللہ تعالیٰ کو دیکھنے کی آرزو اور دعا کرنا، محال کا سوال اور ناجائز ہونا تو حضرت موسیٰ علیہ السلام نبوت کے علوم و معارف کے حامل ہو کر اللہ تعالیٰ سے یہ دعا کیوں کرتے اور اگر بالفرض کر لی تھی تو اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو اس سوال سے منع کیوں نہ فرمایا۔

مستزاد کی عقلی دلیل یہ ہے کہ کسی چیز کو دیکھنے کے لیے ضروری ہے کہ دکھائی دینے والا، دیکھنے والے کی جانب مقابل میں ہو اور دیکھنے والے کی شائع بھری دکھائی دینے والے کا احاطہ کرے اور اللہ تعالیٰ اس بات سے پاک ہے کہ وہ کسی سمت جہت اور جانب میں ہو اور وہ اس سے بھی منزہ ہے کہ کسی شخص کی شائع بھری اس کا احاطہ کرے اس کا جواب یہ ہے کہ ہم ان لوگوں سے پوچھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ خود دیکھتا ہے یا نہیں اگر وہ کہیں کہ وہ نہیں دیکھتا تو قصہ ختم اور اگر اللہ تعالیٰ دیکھتا ہے تو نہایت قاعد کے مطابق وہ دکھائی دینے والے کی مخالف جانب میں ہونا چاہیے۔ حالانکہ اللہ تعالیٰ کسی سمت اور جانب میں ہونے سے پاک ہے اور جب اللہ تعالیٰ کسی سمت اور جانب میں متحقق ہوئے بغیر دیکھ سکتا ہے تو کسی سمت اور جانب میں تحقیق کے بغیر دکھائی بھی دے سکتا ہے۔

قد آن اور حدیث میں اللہ تعالیٰ کے دکھائی دینے پر دافر دلائل موجود ہیں۔ ایک آیت یہ ہے:

وَجُوهُ يَوْمَئِذٍ نَّاصِرَةٌ اِلٰى رَبِّهَا نَاطِرَةٌ - "کچھ چہرے قیامت کے دن ترقز تازہ ہوں گے

(قیامت: ۲۳) اور اللہ تعالیٰ کی جانب دیکھ رہے ہوں گے۔

اور احادیث میں سے ایک حدیث یہ ہے جس کا اس باب میں ذکر کیا گیا ہے کہ "عقرب تم اپنے رب کو اس طرح دیکھو گے جس طرح چاند کو دیکھتے ہو۔"

اہل سنت کی عقلی دلیل یہ ہے کہ ہم اجسام اور غیر اجسام دونوں کو دیکھتے ہیں اور دونوں میں جو چیز مشترک ہے وہ وجود ہے کیونکہ حدوث وجود بعد العدم کا نام ہے اور امر عدی ہے (اس سے معلوم ہوا کہ کسی چیز کے دکھائی دینے کا سبب اس کا موجود ہونا ہے اور جبکہ اللہ تعالیٰ بھی موجود ہے تو عقل کا تقاضا ہے کہ اس کو بھی دکھائی دینا چاہیے۔ یہ اور بات ہے کہ کسی مانع کی وجہ سے اللہ تعالیٰ جب چاہے اور جسے چاہے نہ دکھائی دے۔

اس دلیل پر یہ مشہور اعتراض کیا جاتا ہے کہ آواز، خوشبو اور ذائقہ وغیرہ بھی موجودات میں سے ہیں لیکن دکھائی نہیں دیتے اس کا جواب یہ ہے کہ عقلی طور پر ان کے دکھائی دینے میں کوئی استبعاد نہیں ہے لیکن اللہ تعالیٰ نے ان چیزوں کے ادراک کے لیے دیگر حواس کو مقرر فرمادیا اگر وہ مانتا تو اس کے حکم کی عادت جاری فرمادیتا۔

عصر اور فجر میں ملائکہ کے اجتماع اور نوید جنت کی وجہ خصوصیت | اس باب کی احادیث میں بیان کیا گیا ہے کہ صبح کی نماز کے وقت رات کے فرشتے بندوں

کے نامہ اعمال کو نوٹ کر کے لے جاتے ہیں اور دن کے فرشتے نامہ اعمال لکھنے کے لیے آجاتے ہیں اور عصر کے وقت دن کے فرشتے جاتے ہیں اور رات کے فرشتے آجاتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کا فرشتوں کو بدل بدل کر بھیجا ابن آدم کی عبادت پر متعدد فرشتوں کو گواہ بنانے کے لیے ہے اور ان سے سوال کرنا اور ابن آدم کا حال دریافت کرنا ان پر اقراری حجت قائم کرنے کے لیے ہے تاکہ خلقت آدم پر اعتراض کرنے والے اور اس کو گنہگار اور فساد ی کہنے والے فرشتے خود ذہن کے چپہ چپہ پر ابن آدم کی عبادت دیکھ کر آئیں اور اپنی زبان سے اللہ تعالیٰ کے سامنے ابن آدم کی عبادت کا احترام کریں اور بتلائیں کہ جن لوگوں میں اپنا پیٹ بھرنے کے لیے فکر مماش فطری طور پر رکھ دی گئی ہے وہ شام کے وقت اپنے فطری تقاضوں اور دوبار مماش چھڑ کر عصر کی نماز میں تیری عبادت کے لیے جمع ہو گئے تھے اور اللہ تعالیٰ کو اپنے بندوں کی اس عبادت کا یہ منظر اس قدر پسند آیا کہ اس نے اس منظر پر گواہ بنانے کے لیے دن اور رات کے فرشتوں کو جمع کیا، اسی طرح وہ فرشتوں کو دکھاتا ہے کہ انسانی بدن کے خمیر میں نیند کی پاشنی رکھ دی گئی ہے لیکن اس کے بندوں کو اللہ تعالیٰ کی عبادت سے اس قدر محبت ہے کہ وہ نیند کی حلاوت اور سٹخاس میں غور اور مدبوش پڑے ہوتے ہیں لیکن جیسے ہی ان کے کانوں میں مؤذن کی آواز پہنچتی ہے قرود فطری تقاضوں سے دامن چھڑا کر مسجد کی طرف بھاگتے ہیں اور اس راہ میں نرم و گداز بستران کی رکاوٹ بنتا ہے نہ نیند کی لذت اور سٹخاس ایہ وہ دلکش منظر ہے جسے دکھانے کے لیے اللہ تعالیٰ دن اور رات کے فرشتوں کو جمع کر لیتا ہے اور شاید اسی وجہ سے خوش ہو کر اس نے اعلان کر دیا جس نے صبح اور عصر کی نماز پڑھی وہ جنت میں جائیگا۔ اسے دوزخ کی آگ نہیں جلا سکتی!۔ دیکھئے اللہ تعالیٰ عصر اور فجر کے وقت بڑے مان سے فرشتوں کو بلاتا ہے کہیں آپ اس کا مان توڑ نہ ڈالیں!!

باب ۲۳ بیان آنِ اَوَّلِ وَقْتِ الْمَغْرِبِ عِنْدَ غُرُوبِ الشَّمْسِ

حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس وقت نماز مغرب پڑھا کرتے تھے جب آفتاب غروب ہو کر نظروں سے اوجھل ہو جاتا۔

۱۳۳۹۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ سَمِعْتُ أَنَا حَاضِرًا وَمُحَمَّدُ بْنُ سَلَمَةَ عَنْ يَزِيدَ بْنِ أَبِي عُبَيْدٍ عَنْ سَلَمَةَ بْنِ الْأَكْوَعِ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُصَلِّي الْمَغْرِبَ إِذَا خَرَبَتِ الشَّمْسُ وَتَوَارَتْ بِالْحِجَابِ۔

حضرت رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیساتھ نماز مغرب پڑھتے تھے اور نماز کے بعد ہر کوئی شخص بھی اپنے تیر گز کی جگہ دیکھ سکتا تھا۔

۱۳۴۰۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مَعْمَرٍ أَنَّ التَّوَابِعَ قَالَ نَأْتِي النَّبِيَّ بْنَ مُسْلِمٍ قَالَ نَأْتِي الْأَوْثَاعَ قَالَ حَدَّثَنِي أَبُو النَّبَّاسِ قَالَ سَمِعْتُ رَافِعَ بْنَ خَدِيجٍ يَقُولُ كُنَّا نُصَلِّي الْمَغْرِبَ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمَّا نَصَرَفَ أَحَدُنَا وَارْتَدَّ لَيْسَ بَيْنَهُ وَبَيْنَهُ

marfat.com

۱۳۴۱۔ حَدَّثَنَا اسْتَحْيٰ بَنُو ابِي هَيْمَةَ الْحَضْرِيُّ قَالَ

ایک اور سند سے بھی ایسی ہی روایت ذکر کی گئی ہے۔

اَنَا شُعَيْبُ بْنُ اسْحَقَ اللَّيْثِيُّ قَالَ نَا اَبُو ذَرٍّ اَعْرَضَ قَالَ حَدَّثَنِي اَبُو الْبَخَّاشِي قَالَ حَدَّثَنِي رَافِعُ بْنُ خَدِيجٍ قَالَ كُنَّا نَصَلِّي الْمَغْرِبَ بَنَحْوِ ۵۰

مغرب کے وقت میں مذاہب اربعہ | امام مالک، امام شافعی، امام احمد بن حنبل اور امام ابو حنیفہ کے نزدیک مغرب

ہونے کے بعد مغرب کا وقت ختم ہو جاتا ہے اور عشاء کا وقت شروع ہو جاتا ہے البتہ اس بات میں اختلاف ہے کہ شفق غروب آفتاب کے بعد سرخی کا نام ہے یا اس سرخی کے غائب ہونے کے بعد جو سفیدی ظاہر ہوتی ہے اس کا نام شفق ہے۔ ائمہ ثلاثہ، امام ابو یوسف اور امام محمد کے نزدیک سرخی کا نام شفق ہے اور امام اعظم ابو حنیفہ کے نزدیک سفیدی کا نام شفق ہے اور سفیدی غائب ہونے کے بعد جب مکمل اندھیرا چھا جاتا ہے تو عشاء کا وقت شروع ہوتا ہے۔

ائمہ ثلاثہ اور صاحبین کی دلیل یہ ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا شفق سرخی ہے اور امام اعظم ابو حنیفہ کی دلیل یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اخرو وقت المغرب اذا اسود الافق "مغرب کا آخری وقت اس وقت ہوتا ہے جب افق سیاہ ہو جائے"۔ لہٰذا اور افق پر سیاہی، سفیدی غائب ہونے کے بعد پھیلتی ہے۔ علامہ ابن قدامہ کہتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

دايت رسول الله صلى الله عليه وسلم يلى هذه الصلوة حين يسود الافق - لہٰذا ایک اور دلیل یہ ہے:

عن النعمان بن بشير قال انا اعلم بهذه الصلوة صلاة العشاء الاخرة كان رسول الله صلى الله عليه وسلم يصليها لسقوط القمر الثالثة لہٰذا حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں تمام لوگوں کی یہ نسبت عشاء کے وقت کو زیادہ جانتا ہوں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عشاء کی نماز اس وقت پڑھا کرتے تھے جب تیسری رات کا چاند ڈوب جاتا تھا۔

اور تیسری رات کا چاند افق کی سفیدی غائب ہونے کے بعد غروب ہوتا ہے۔ اس سے ثابت ہوا کہ مغرب کا وقت سفیدی غائب ہونے تک رہتا ہے نیز کسی حدیث سے ثابت ہیں کہ آپ نے کبھی سفیدی کے وقت عشاء کی نماز پڑھی ہو البتہ اس بات پر سب کا اتفاق ہے کہ مغرب کی نماز پڑھنے میں تعجل مستحب ہے۔ کیونکہ حدیث شریف میں آیا ہے میری امت ہمیشہ خیر سے رہے گی جب تک وہ مغرب کی نماز میں ستاروں کے جالی دار بننے تک تاخیر نہ کرے۔

- ۱۔ علامہ عبداللہ بن احمد بن قدامہ متوفی ۶۲۰ھ۔ منی ابن قدامہ ج ۱ ص ۲۳۱ مطبوعہ دار الفکر بیروت
- ۲۔ علامہ ابوالحسن علی بن ابی بکر متوفی ۵۹۳ھ۔ ہدایہ مع فتح القدير ج ۱ ص ۱۹۶ مطبوعہ مکتبہ نوریہ رضویہ سکھر
- ۳۔ علامہ عبداللہ بن احمد بن قدامہ متوفی ۶۲۰ھ۔ منی ابن قدامہ ج ۱ ص ۲۳۱ مطبوعہ دار الفکر بیروت
- ۴۔ امام ابو داؤد سلیمان بن اشعث متوفی ۲۷۵ھ۔ سنن ابو داؤد ج ۱ ص ۶۰ مطبوعہ مجتبائی دہلی۔

باب ۲۲ وقت العشاء وتاخيرها

۱۳۴۲- وَحَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ سَوَّادٍ الْعَامِرِيُّ وَحَمَّادُ بْنُ يَحْيَى قَالَا نَأْبُتُ وَهَبُ قَالَ أَخْبَرَنِي يُونُسُ بْنُ أَبِي شِهَابٍ أَخْبَرَنِي عَنْ وَثَّابِ بْنِ الزُّبَيْرِ أَنَّ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ إِعْتَمَرَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَيْلَهُ مِنَ اللَّيْلِ بِصَلَاةِ الْعِشَاءِ وَهِيَ الْخَيْرُ تُدْعَى الْعَمَّةُ وَلَمْ يَخْرُجْ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

حَتَّى قَالَ عَمْرُو بْنُ الْخَطَّابِ نَأْمُ الْإِسَاءِ وَالسَّبِيحَانُ فَخَرَجَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ لَا هَذَا السَّجْدِ حِينَ خَرَجَ عَلَيْهِمْ مَا يَنْتَظِرُ مَا أَحَدٌ مِنَ أَهْلِ الْأَرْضِ عَزِيزُكُمْ وَذَلِكَ قَبْلَ أَنْ يَغْشَوْا الْإِسْلَامَ فِي النَّاسِ مَا أَدَّ حَرَمَكُمُ فِي رِقَابِهِمْ قَالَ ابْنُ شِهَابٍ وَذُكِرَ لِي أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ وَمَا كَانَ لَكُمْ أَنْ تَخْتَرُوا رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى الصَّلَاةِ وَذَلِكَ حِينَ مَاحَ عَمْرُو بْنُ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ

۱۳۴۳- وَحَدَّثَنَا عَبْدُ الْمَلِكِ بْنُ شُعَيْبٍ بْنُ اللَّيْثِ قَالَ حَدَّثَنِي أَبِي عَنْ جَدِّهِ عَنْ عَقِيلِ بْنِ ابْنِ شِهَابٍ بِهَذَا الْإِسْنَادِ مِثْلَهُ وَلَمْ يَذْكُرْ قَوْلَ الرَّهْطِيِّ وَذُكِرَ لِي وَمَا بَعْدَهُ .

۱۳۴۴- حَدَّثَنِي إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ وَمُحَمَّدُ بْنُ حَاتِمٍ كِلَاهُمَا عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ بَكْرِ ح وَحَدَّثَنِي هَارُونُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ نَا الْحَبَّاذُ بْنُ مُحَمَّدٍ ح وَحَدَّثَنِي حَبَّاذُ بْنُ الشَّاعِرِ وَمُحَمَّدُ بْنُ مَافِرٍ قَالَ نَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ وَالْفَاظِلُ مِثْلَهُ قَالُوا جَمِيعًا عَنْ ابْنِ جُرَيْجٍ قَالَ أَخْبَرَنِي الْمُغِيرَةُ بْنُ حَكِيمٍ عَنْ أُمِّ كَلْثُومٍ بِنْتِ أَبِي بَكْرٍ أَنَّهَا أَخْبَرَتْهُ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ

عشا کی نماز کا وقت اور اس میں تاخیر

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجہ سیدتنا حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ ایک رات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عشا کی نماز میں دیر کی رحس کو لوگ غمہ کہتے ہیں (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز کے لیے تشریف نہ لائے حتیٰ کہ حضرت سر بن الخطاب نے عرض کیا تہجے اور عورتیں سو گئے) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم باہر تشریف لائے اور آتے وقت نمازیوں سے فرمایا: بھائی زمین پر نہ بارے سوا اور کوئی نماز کا انتظار نہیں کر رہا یہ لوگوں میں اسلام کی اشاعت سے پہلے کا واقعہ ہے ایک روایت میں اس طرح ہے کہ جب حضرت عمرؓ نے حج کرنا شروع کیا تو آپ نے فرمایا: تمہارے لیے یہ جائز نہیں کہ اللہ کے رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) سے نماز کا تقاضا کروا۔

ایک اور روایت میں بھی ایسا ہی ہے۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ ایک رات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عشا کی نماز میں دیر کی حتیٰ کہ کلات کا اکثر حصہ گزر گیا حتیٰ کہ نمازی مسجد میں سو گئے پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور فرمایا: اگر مجھے امت کی دشواری کا خیال نہ ہوتا تو عشا کا بھی وقت ہوتا۔

اَعْتَمَدَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَاتَ لَيْلَةٍ حَتَّى ذَهَبَ
عَاقَةُ اللَّيْلِ وَحَتَّى تَامَ أَهْلُ الْمَسْجِدِ ثُمَّ خَرَجَ
فَصَلَّى فَقَالَ إِنَّهُ لَوْ قُتِلَ لَوْ لَا أَنْ أَشَقَّ عَلَى أُمَّتِي
وَفِي حَدِيثِ عَبْدِ الرَّثَمَةِ إِنْ لَوْ لَا أَنْ يَشَقَّ عَلَى
أُمَّتِي.

۱۳۴۵- وَحَدَّثَنِي زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ وَاسْتَحَقَّ
بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ اسْتَحَقَّ أَخَا وَقَالَ زُهَيْرٌ نَاجِيًا عَنْ
مَنْصُورٍ عَنِ الْحَكَمِ عَنْ ثَابِتٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ قَالَ
مَكُنَّا ذَاتَ لَيْلَةٍ نَتَنَظَّرُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ لِيَصَلِّيَ الْعِشَاءَ الْآخِرَةَ فَخَرَجَ لَيْثًا حِينَ ذَهَبَ
ثُلُثُ اللَّيْلِ أَوْ بَعْدَهُ فَلَا نَذِيرَ بِنَا أَشَيْءٌ شَغَلَهُ فِي أَهْلِهِ
أَوْ غَيْرِ ذَلِكَ فَقَالَ حِينَ خَرَجَ إِنَّكُمْ لَتَتَنَظَّرُونَ صَلَوةً
مَا يَنْتَظَرُهَا أَهْلُ دِينٍ غَيْرُكُمْ وَلَوْ لَا أَنْ يَثْقُلَ عَلَى
أُمَّتِي لَصَلَّيْتُ بِهِمْ هَذِهِ السَّاعَةَ ثُمَّ أَمَرَ الْمُؤَذِّنَ
فَأَقَامَ الصَّلَاةَ وَصَلَّى.

۱۳۴۶- وَحَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ قَالَ نَا بَعْدُ الرَّثَمَةَ إِنْ
قَالَ أَنَا بَنُ جُرَيْجٍ قَالَ أَخْبَرَنِي نَافِعٌ قَالَ نَا عَبْدُ اللَّهِ
بْنُ عُمَرَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شَغَلَ عَنْهَا
لَيْلَةً فَخَرَجَ حَتَّى رَقَدْنَا فِي الْمَسْجِدِ ثُمَّ اسْتَيْقَظْنَا
ثُمَّ رَقَدْنَا ثُمَّ اسْتَيْقَظْنَا ثُمَّ خَرَجَ عَلَيْنَا رَسُولُ اللَّهِ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ قَالَ لَيْسَ أَحَدٌ مِنْ أَهْلِ الْأَرْضِ
الَّذِينَ يَنْتَظِرُ الصَّلَاةَ غَيْرُكُمْ.

۱۳۴۷- وَحَدَّثَنِي أَبُو بَكْرِ بْنُ نَافِعٍ الْعَبْدِيُّ قَالَ نَا
بِهَؤُلاءِ سَدِّ النَّعِيِّ قَالَ نَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ
عَنْ ثَابِتٍ أَنَّهُمْ سَأَلُوا الْأَسَاءَ عَنْ خَاتَمِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى
اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ أَخْبَرَنَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ الْعِشَاءَ ذَاتَ لَيْلَةٍ إِلَى شَطْرِ اللَّيْلِ أَوْ كَادَ
يَدْهَبُ شَطْرُ اللَّيْلِ ثُمَّ جَاءَ فَقَالَ إِنَّ النَّاسَ قَدْ
صَلُّوا وَنَامُوا وَإِنَّكُمْ لَمْ تَزَالُوا فِي صَلَاتِكُمْ مَا أَتَى

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ ہم ایک رات
عشاء کی نماز کے لیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا انتظار کرتے
رہے۔ نہ جانے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم گھر کے اندر کسی کام
میں مشغول تھے یا کیا وجہ تھی۔ بہر حال آپ تنہا ہی رات یا اس کے
بھی بعد تشریف لائے۔ اتنے وقت آپ نے فرمایا ”تم اس نماز کا
انتظار کر رہے تھے جس کا انتظار تمہارے سوا کسی اور دین کو
ماننے والا نہیں کرتا، اگر میری امت پر دشوار نہ ہوتا تو میں اسی
وقت نماز پڑھایا کرتا“ پھر آپ نے مؤذن کو اقامت کہنے کا
علم دیا اور نماز پڑھا دی۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم ایک رات عشاء کی نماز کے وقت کسی کام میں
مشغول ہو گئے اور عشاء کی نماز کو مؤخر کر دیا حتیٰ کہ ہم مسجد میں سو
گئے پھر ہم بیدار ہوئے پھر سو گئے پھر جب بیدار ہوئے تو رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور فرمایا ”تمہارے علاوہ
روئے زمین پر آج کی رات کوئی بھی نماز کے انتظار میں نہیں ہے“

ثبات بیان کرتے ہیں کہ لوگوں نے حضرت انس سے
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی انگوٹھی کا حال معلوم کیا۔ انھوں نے
کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک رات عشاء کی نماز کو نصف
شب یا اس لگ بھگ تک مؤخر کر دیا پھر آپ تشریف لائے
اور فرمایا ”لوگ نماز پڑھ کر سو گئے اور تم جس وقت تک نماز کا
انتظار کرتے رہو گے نماز ہی (کے علم) میں رہو گے“ حضرت
انس نے کہا کہ میں نے انگوٹھی کے سامنے اب بھی یہ منظر ہے کہ

میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پابندی کی انگوٹھی کی چمک دیکھ رہا ہوں
انہوں نے بائیں ہاتھ کی چنگلی سے اشارہ کر کے کہا انگوٹھی
اس ہاتھ میں تھی۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک رات
ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا آدمی رات تک انتظار کیا
پھر آپ تشریف لائے اور نماز ادا کی پھر ہماری طرف متوجہ
ہوئے اور یہ منظر اب بھی میرے سامنے ہے کہ میں آپ
کی پابندی کی انگوٹھی کی چمک دیکھ رہا ہوں۔

ایک اور سند سے بھی ایسی ہی روایت ہے لیکن اس
میں ہماری طرف متوجہ ہونے کا ذکر نہیں۔

حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں
اور میرے جو ساتھی کشتی سے آئے تھے یہ سب بقیع کی
تھمری زمین میں اترے تھے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
مینہ میں تشریف فرما تھے اور ہماری ایک جماعت باری باری
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوتی تھی، حضرت
ابو موسیٰ کہتے ہیں ایک دن میں چند ساتھیوں کے ساتھ رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا، حضور صلی اللہ علیہ وسلم
کسی کام میں مشغول تھے حتیٰ کہ آدمی رات گزر گئی پھر رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور آپ نے ہم کو نماز
پڑھائی۔ نماز سے فارغ ہونے کے بعد آپ نے حاضرین
سے فرمایا: ذرا ٹھہرو! میں تم کو بتاتا ہوں کہ تمہیں بشارت ہو
کہ یہ اللہ تعالیٰ کا تم پر انعام ہے کہ تمہارے سوا اس وقت
کوئی اور نماز نہیں پڑھ رہا یا فرمایا تمہارے سوا اس وقت کسی
نے نماز نہیں پڑھی۔ راوی کہتا ہے یا وہ نہیں ابو موسیٰ نے کون
ساجد کہا تھا۔ حضرت ابو موسیٰ نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم سے یہ بشارت سن کر ہم لوگ خوشی خوشی واپس چلے

الصَّلَاةُ قَالَ اَنْتُمْ كَاَنِّي اَنْظُرُ اِلَى وَيَبِصَحُ خَاتِمِهِ
مِنْ فِطْنَةٍ وَفَعَلَ اصْبَحَهُ الْبُصْرَى بِالْخَنْصَرِ -

۱۳۳۸ - وَحَدَّثَنِي حَبَاجَةُ بْنُ الشَّاعِرِ قَالَ تَا
ابُو نُرَيْدٍ سَعِيدُ بْنُ التَّرْبِيعِ قَالَ تَا فَرَّاةُ بْنُ خَالِدِ بْنِ
قَتَادَةَ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ تَقَرَّرْنَا رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى
اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيْلَةً حَتَّى كَانَ قَرِيْبُكَ مِنْ يَصْبَحِ
الْلَّيْلِ ثُمَّ جَاءَ فَصَلَّى ثُمَّ اَقْبَلَ عَلَيْنَا يُوْجِهُهُمْ فَكَانَ
اَنْظُرُ اِلَى وَيَبِصَحُ خَاتِمِهِ فِي يَدِهِ مِنْ فِطْنَةٍ -

۱۳۳۹ - وَحَدَّثَنِي عَبْدُ اللهِ بْنُ الْعَتَّابِ الْعَطَّارُ
قَالَ تَا عَبْدُ اللهِ بْنُ عَبْدِ الْمَجِيْدِ الْحَنْظَلِيُّ قَالَ تَا فَرَّاةُ
بِهَذَا الْاِسْنَادِ وَلَمْ يَذْكُرْهُمْ اَقْبَلَ عَلَيْنَا يُوْجِهُهُمْ -

۱۳۵۰ - وَحَدَّثَنَا ابُو عَامِرٍ الْاَشْعَرِيُّ وَابُو كُرَيْبٍ
قَالَا تَا ابُو اَسَمَةَ عَنْ بُرَيْدٍ عَنْ اَبِي بُرْدَةَ عَنْ اَبِي مُوسٰى
قَالَ كُنْتُ وَاصْحَابِ التَّوْبَتَيْنِ قَدِ مَوَّامِي فِي السَّيْفِيْنَةِ
نُزُوْلًا فِي بَقِيعِ بَطْحَانَ وَرَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ بِالْمَدِيْنَةِ فَكَانَ يَكْتَاوِبُ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عِنْدَ صَلَاةِ الْعِشَاءِ كُلَّ لَيْلَةٍ نَقَرًا مَتَمُّهُ
قَالَ ابُو مُوسٰى فَوَاقَعْنَا رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ اَنَا وَاصْحَابِي وَلَمْ يَعْصُ الْعُضْلُ فِي اَمْرٍ حَتَّى اَعْمَمَ
بِالصَّلَاةِ حَتَّى اِنْهَارَ اللَّيْلِ ثُمَّ حَرَّجَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَصَلَّى بِهِمْ فَلَمَّا اَقْضَى صَلَاةَهُ قَالَ لِمَنْ
حَضَرَ عَلَى رِسْلِكُمْ اَعْلَمَكُمْ وَاَبْشَرُكُمْ اِنْ مِنْ
نِعْمَةِ اللهِ عَلَيْكُمْ اَنْتُمْ كَيْسٌ مِنَ النَّاسِ اَحَدٌ يَعْبُدُنِي
هَذِهِ السَّاعَةَ اَحَدٌ غَيْرُكُمْ اَوْ قَالَ مَا صَلَّيْتُ هَذِهِ
السَّاعَةَ اَحَدٌ غَيْرُكُمْ لَا نَدْرِي اَيَّ الْكَلِمَتَيْنِ قَالَ
قَالَ ابُو مُوسٰى فَجَعَلْنَا فَرَحَيْنِ يَمَّا سَمِعْنَا مِنْ
رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ -

۱۳۵۱۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ قَالَ قَالَ نَافِعُ
الزَّيْلَعِيُّ قَالَ قَالَ ابْنُ جُرَيْجٍ قَالَ قُلْتُ يَعْطَاءُ اَيَّ
حِينَ أَحَبُّ إِلَيْكَ أَنْ أُصَلِّيَ الْعِشَاءَ الَّتِي يَعْتَمِدُهَا
النَّاسُ الْعَتَمَةَ إِمَّا مَا دَخَلُوا أَوْ قَالَ سَمِعْتُ ابْنَ
عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا يَقُولُ إِنْ عَتَمَ نَبِيُّ اللَّهِ صَلَّى
اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَاتَ لَيْلَةٍ الْعِشَاءَ قَالَ حَتَّى رَقَدَ
نَاسٌ وَاسْتَيْقَظُوا وَرَقَدُوا وَاسْتَيْقَظُوا فَقَامَ عُمَرُ
بْنُ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ فَقَالَ الصَّلَاةُ فَقَالَ
عَطَاءٌ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا فَخَرَجَ نَبِيُّ
اللَّهُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَأَنِّي أَنْظُرُ إِلَيْهِ أَلَا أَنْ
يَقْطُرُ رَأْسُهُ مَاءً وَاصْغَا يَدُهُ عَلَى شِقِّ رَأْسِهِ قَالَ
كُلَّ مَا أَنْ يَشُقَّ عَلَى أُمِّي لَا مَرْتَعَهُ أَنْ يُصَلُّوا
كَذَلِكَ قَالَ فَاسْتَنْبَيْتُ عَطَاءً كَيْفَ وَصَّعَ النَّبِيُّ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى رَأْسِهِ يَدَهُ كَمَا أَنْبَأَهُ
ابْنُ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا فَبَدَأَ لِي عَطَاءُ بَيْنَ
أَصَابِعِهِ شَيْئًا مِنْ تَبَدُّدٍ ثُمَّ وَصَّعَ أَطْرَافَ
أَصَابِعِهِ عَلَى قَرْنِ الرَّأْسِ ثُمَّ صَبَّهَا يَمِينًا كَذَلِكَ
عَلَى الرَّأْسِ حَتَّى مَسَّتْ إِبْهَامُهُ ظَرْفَ الْأُذُنِ مِمَّا
يَلِي الْوُجْهَ ثُمَّ عَلَى الصَّدْرِ وَتَارِحِيَةِ الْإِحْيَةِ لَا
يُقَصِّرُ وَلَا يَبْطِشُ بِشَيْءٍ إِلَّا كَذَلِكَ قُلْتُ يَعْطَاءُ
كَمْ ذَكَرَكَ أَخَرُ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
لَيْلَتَيْهِ قَالَ لَا أَدْرِي قَالَ عَطَاءٌ أَحَبُّ إِلَيَّ
أَنْ أُصَلِّيَهَا إِمَّا مَا دَخَلُوا مُؤَخَّرَةً كَمَا صَلَّاهَا
النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيْلَتَيْنِ وَإِنْ شَقَّ
عَلَيْكَ ذَلِكَ خَلُّوا أَدْعَى النَّاسِ فِي الْجَمَاعَةِ
وَأَنْتَ إِمَّا مُمْهِمٌ فَصَلِّهَا وَسُطَّ لَا مُعْجَلَةً
وَلَا مُؤَخَّرَةً.

ابن جریر کہتے ہیں میں نے عطاسے کہا تمہارے نزدیک
عشاء کی نماز (جس کو لوگ عتمة کہتے ہیں) پڑھنے کے لیے کونسا
وقت بہتر ہے خواہ جماعت سے پڑھے یا تنہا۔ عطاس نے کہا میں
نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے سنا وہ فرما رہے تھے کہ ایک
رات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عشاء کی نماز میں تانیر کی،
حتیٰ کہ لوگ سو گئے پھر بیدار ہوئے اور سو گئے پھر بیدار ہوئے
تو حضرت عمر بن الخطاب نے کھڑے ہو کر باواز بلند کہا!!
”الصلوة“ ”عطاس کہتے ہیں حضرت ابن عباس رضی اللہ
عنہما نے بتایا کہ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے
یہ منظر اب بھی میرے سامنے ہے کہ آپ تشریف لائے
درآں مالیکہ آپ کے سر اقدس سے پانی ٹپک رہا تھا اور آپ
نے اپنے سر مبارک پر اپنا ہاتھ رکھا ہوا تھا آپ نے فرمایا
اگر میری امت پر دشوار نہ ہوتا تو میں اس کو اسی وقت
نماز پڑھنے کا حکم دیتا!“ میں نے عطاس سے پوچھا کہ رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے سر پر کس طرح ہاتھ رکھا ہوا تھا اور
حضرت ابن عباس نے نہیں کس طرح بتلایا تھا۔ عطاس نے اپنی
انگلیاں تھوڑی سی کھولیں اور پھر اپنی انگلیوں کے کنارے
اپنے سر پر رکھے پھر ان کو سر سے جھکایا اور سر پر پھیرا حتیٰ
کہ ان کا انگوٹھا کان کے اس کنارے کی جانب پہنچا جو منہ
کی طرف ہے پھر ان کا انگوٹھا کہیں تک اور ہاتھ ڈاڑھی
تک کسی چیز کو چھوتا تھا نہ کسی چیز کو پکڑتا تھا۔ میں نے
عطاس سے دریافت کیا انہوں نے یہ بھی بتلایا تھا کہ اس رات رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کتنی تانیر فرمائی تھی۔ اس نے کہا میں
نہیں جانتا پھر عطاس نے کہا میں اس بات کو پسند کرتا ہوں کہ
اس وقت نماز پڑھوں جس وقت اس رات رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم نے نماز پڑھائی تھی خواہ میں امام ہوں یا تنہا، اگر تم
کو خود اتنی دیر بارگزرے یا تم امام ہو اور لوگوں کو اتنی دیر
گراں گزرے تو متوسط وقت میں نماز پڑھ لیا کرو نہ جلدی نہ

اور آئندہ باب کی احادیث کی بنا پر عشاء کی نماز کو تہائی رات تک مؤخر کر کے پڑھنا مستحب ہے۔ امام مالک بن انس رحمہ اللہ اور امام محمد بن ادریس شافعی رحمہ اللہ کا بھی ایک قول یہی ہے، حضرت عائشہ نے ایک روایت میں فرمایا رات کا اکثر حصہ گزری چکا تھا آپ کا یہ قول مبالغہ پر محمول ہے نصف شب کے بعد عشاء کی نماز میں تاخیر کرنے کا استحباب کسی کا بھی مذہب نہیں ہے۔ ۲۷

آپ کی اُمت پر شفقت اور رعایت | اس باب کی احادیث میں بار بار گزرا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر میری امت پر دشوار نہ ہوتا تو میں عشاء کی نماز اسی وقت پڑھتا اور اس سے پہلے وضو کے ابواب میں یہ احادیث گزر چکی ہیں کہ اگر مجھے مسافروں پر دشوار نہ ہوتا تو میں انہیں ہر نماز کے وقت مسواک کرنے کا حکم دیتا۔ اسی طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تین راتیں تراویح پڑھائیں چوتھی رات صحابہ کرام تراویح کے شوق میں اس قدر آئے کہ مسجد تک پڑ گئی (آپ تراویح پڑھانے کے لیے نہ آئے) حتیٰ کہ صبح کی نماز پڑھانے تشریف لائے۔ نماز پڑھانے کے بعد آپ صحابہ کی طرف متوجہ ہوئے، کلمہ شہادت پڑھا، اس کے بعد فرمایا: اما بعد فانہ لم یخف علی مکانک ولا کفی خشیت ان تغتر عن علیک فتعجزوا عنہا۔ (تراویح کے لیے تمہارا اشتیاق مجھ سے مخفی نہیں ہے لیکن مجھے خوف ہے کہ کہیں تم پر تراویح فرض نہ ہو جائے اور تم اس کے ادا کرنے سے عاجز ہو جاؤ) ان احادیث سے معلوم ہوا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو امت کی رعایت کی قدر مطلوب تھی وہ عزیز علیہ ما عننتہ (توبہ: ۱۲۸) کو ہر کام تمہارے لیے مشکل میں وہ ان پر بھاری ہیں، "کا مصداق تھے بلکہ دیکھا جائے تو سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو ہم نگوں اور نامکار و لوگوں کی ہی رعایت مطلوب تھی کیونکہ صحابہ کرام تو عبادت کے میدان میں بے قابو ہو کر دوڑنے لگے، اور معتددا حدیث میں ہے کہ سرکار ان کو زیادہ عبادت کرنے سے روکتے تھے بسا اوقات ناراض ہوتے تھے اگر سرکار تراویح پڑھانے رہتے تو صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی دلی مراد بُرائی انہیں سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی اقتدار میں بیش از بیش تراویح پڑھنے کا شرف حاصل ہوتا اور انہیں اجرِ آخرت حاصل کرنے کا زیادہ سے زیادہ موقع نصیب ہوتا لیکن سرکار کو صحابہ کرام کے شرف اور اجر کی بہ نسبت ہم نگوں کی تکلیف اور مشقت کا زیادہ خیال تھا کہیں ایسا نہ ہو کہ صحابہ تو عزت و کرامت کی بازی لے جائیں اور بعد کے لوگ تراویح فرض ہونے سے معیشت کی وادی میں گر جائیں۔ آپ نے ان کا نہیں ہمارا خیال رکھا! دیکھیں ہم آپ کا کتنا خیال رکھتے ہیں! آپ کو ہماری رعایت اس قدر عزیز تھی ہم آپ کی کتنی رعایت کرتے ہیں، وہ جو رات بھر قیام کر کے ہمارے لیے دعائے مغفرت کرتے، پالہ مے مبارک پر درم آجاتا، رات بھر آنکھوں سے جھڑی لگی رہتی یہی کہتے کہتے رات گزر جاتی "ان تعذبہم فانہم عبادک وان تغفر لہم فانک انت العزیز الحکیم" (مائدہ: ۱۱۸)۔ ان کی اس محبت، شفقت، رحمت اور مشقت اٹھانے کا ہم کیا صلہ دے رہے ہیں۔ آپ کی سیرت اور سنن کو اپنانا آج ہم نے اپنے لیے باعثِ فخر بنایا ہوا ہے یا سببِ ننگ و عار!

- ۱۔ علامہ یحییٰ بن شرف نوادی متوفی ۷۶۶ھ
 ۲۔ علامہ یحییٰ بن شرف نوادی متوفی ۷۶۶ھ
 ۳۔ امام مسلم بن حجاج قشیری متوفی ۲۶۱ھ
 ۴۔ امام محمد بن اسماعیل بخاری متوفی ۲۵۶ھ
- صحیح مسلم ج ۱ ص ۲۲۸ مطبوعہ نور محمد کراچی، الطبعة الثانیہ ۱۳۷۵ھ۔
 صحیح مسلم ج ۱ ص ۲۲۸ مطبوعہ نور محمد کراچی
 صحیح مسلم ج ۱ ص ۱۲۸ مطبوعہ نور محمد کراچی
 صحیح بخاری ج ۱ ص ۲۶۶ مطبوعہ نور محمد کراچی، الطبعة الثانیہ ۱۳۸۱ھ۔

بہ بات ان لوگوں کی سمجھ میں نہیں آئے گی جو ڈاڑھی رکھنے میں کراہت محسوس کرتے ہیں اور ڈاڑھی منڈوانے میں خوشی اور فخر محسوس کرتے ہیں جو شخصوں سے اپنے لباس کو رجبت پسندی اور عورتوں کے پردہ کو غلامی سے تعبیر کرتے ہیں اور تمام اسلامی آداب معاشرت کو ملاک کے ڈھکوسلے گردانتے ہیں۔!

سہ کار جب راتوں کو اٹھ کے رو رو کر امت کے لیے دعا کرتے تو اللہ تعالیٰ سے آپ کی یہ گریہ و زاری دیکھی نہ گئی جبرئیل کو بھیجا جاؤ جا کر محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) سے پوچھو تمہیں کیا چیز زلاتی ہے۔ جبرئیل نے آکر اپنے رب کا پیغام سنایا۔ سرکار نے رامت کی مغفرت کے لیے پریشانی بیان کی۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا اے جبرئیل! جا کر محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) سے کہو: انا سنر ضیک فی امتک ولا تسوؤک ہم تم کو تمہاری امت کے مسئلہ میں راضی کر دیں گے اور رنجیدہ ہونے نہیں دیں گے۔ "اللہ اللہ اور رب ہو کر ان کے آنسو نہیں دیکھ سکتا! انھیں ننگین نہیں دیکھ سکتا! ہم خود کو ان کے غلام کہلا کے کیونکر ان کی آنکھوں میں اشکوں کا سیلاب گوارہ کر لیتے ہیں۔ حدیث شریف میں ہے وصال کے بعد قبر میں آپ پر امت کے اعمال پیش کیے جاتے ہیں اور یہ بھی ہے کہ ہماری بد اعمالیوں کو دیکھ کر آپ غمگین ہوتے ہیں۔ مگر اور طائف کے مشرکوں نے تو آپ کو صرف زندگی میں اذیت دی تھی ہم اپنی بد اعمالیوں سے آج تک آپ کو قبر میں رُلا رہے ہیں۔

منصب رسالت اور تشریع احکام | اس باب کی احادیث سے یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا منصب شریعت مقرر کرنا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو شارع بنا کر بھیجا ہے آپ جس چیز کو چاہیں فرض کر دیں اور جس کو چاہیں حرام کر دیں البتہ یہ بات ضروری ہے کہ آپ کا چاہنا کبھی اللہ تعالیٰ کی مشیت کے خلاف نہیں ہوتا بلکہ آپ وہی چاہتے ہیں جو اللہ تعالیٰ چاہتا ہے۔

اس باب کی احادیث میں مذکور ہے کہ آپ نے فرمایا اگر میری امت پر دشوار نہ ہوتا تو میں عشا کی نماز کو اس وقت تک مؤخر کر دیتا (یعنی روایات میں تھائی رات تک بھی فرمایا ہے) اسی طرح فرمایا اگر مسلمانوں پر دشوار نہ ہوتا تو میں ہر نماز کے لیے مسواک کا حکم دیتا، ان حدیثوں سے معلوم ہوا کہ عشا کی نماز کے مؤخر کرے یا مسواک فرض کرنے سے آپ کو صرف امت کی دشواری مانع ممتی در نہ چاہتے تو ایسا کر دیتے۔

- قرآن کریم کی درج ذیل آیات سے ظاہر ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے احکام کی مشروعیت آپ کو منحصر فرمادی تھی
- ۱۔ یحل لہما الطیبات ویحرم علیہما الخبائث۔ (اعراف: ۱۵۷)
 - ۲۔ وما انا کم الرسول فخذوا وما نہما کم عنہ فانتہوا۔ (حشر: ۷)
 - ۳۔ وما کان لمومن ولا مشرک ان یأخذوا من امرہم۔ (احزاب: ۳۶)
- (رسول) مسلمانوں کے لیے پاک چیزوں کو حلال کرتے ہیں اور ناپاک چیزوں کو حرام کرتے ہیں۔
- رسول جو حکم تم کو دیں اس کو قبول کرو اور جس چیز سے تم کو روکیں اس سے رک جاؤ۔
- کسی مومن مرد اور مومن عورت کو اللہ اور رسول کے حکم دینے کے بعد اس حکم پر عمل (کرنے یا نہ کرنے) کا اختیار نہیں ہے۔

۱۔ امام مسلم بن حجاج القشیری متوفی ۲۶۱ھ صحیح مسلم ج ۱ ص ۱۱۳ مطبوعہ نور محمد کراچی، الطبعة الثانیہ ۱۳۷۵ھ

۲۔ علی متقی ہندی بن حسام الدین ہندی بران نوری متوفی ۷۵۰ھ، کنز العمال ج ۵ ص ۷۱، ۷۲ مطبوعہ مکتبۃ الرسالۃ، الطبعة الخامسة ۱۴۰۰ھ

marfat.com

جلد ثانی

۴۔ وما ارسلنا من رسول الا لیطاع باذن الله۔

(نساء: ۶۴)

۵۔ من یطع الرسول فقد اطاع الله۔

(نساء: ۸۰)

اور ہم نے ہر رسول کو صرف اس لیے بھیجا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی اجازت سے اس کی اطاعت کی جائے۔

جس شخص نے رسول کی اطاعت کی اس نے اللہ تعالیٰ کی اطاعت کر لی۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے شارع ہونے پر بعض احادیث کا پہلے ذکر کیا جا چکا ہے کچھ اور احادیث سطور ذیل میں ذکر کی جاتی ہیں۔

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ خُطِبْنَا رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ أَيُّهَا النَّاسُ قَدْ فُرِضَ عَلَيْكُمُ الْحَجُّ فَحُجُّوا فَقَالَ رَجُلٌ أَكُلَ عَامَرٌ يَا رَسُولَ اللَّهِ فَسَكَتَ حَتَّى قَالَهَا ثَلَاثًا فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَوْ قُلْتَ نَعَمْ لَوَجِبَتْ وَلِمَا اسْتَطَعْتُمْ ثُمَّ قَالَ ذَرُونِي مَا تَوْكَمُ فَإِنَّمَا هَلَكَ مَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ بِكَثْرَةِ سَوَالِهِمْ وَاخْتِلَافِهِمْ عَلَى أَنْبِيَائِهِمْ فَإِذَا أَمَرْتُكُمْ بِشَيْءٍ فَأَتُوا مِنْهُ مَا اسْتَطَعْتُمْ وَإِذَا نَهَيْتُكُمْ عَنْ شَيْءٍ فَذَرُوهُ لِي

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں خطبہ دیا اور فرمایا اے لوگو! تم پر حج فرض کیا گیا ہے پس حج کرو۔ ایک شخص نے کہا کیا ہر سال یا رسول اللہ! آپ خاتوش رہے حتیٰ کہ اس نے تین مرتبہ کہا پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر میں ہاں کہہ دیتا تو حج ہر سال واجب ہو جاتا اور تم اس کی طاقت نہ رکھتے پھر فرمایا جس چیز کو میں چھوڑ دوں اس کے بارہ میں مت پوچھو تم سے پہلی امتیں اس لیے ہلاک ہو گئیں کہ وہ بکثرت سوال کیا کرتی تھیں اور اپنے نبیوں سے اختلاف کرتی تھیں جب میں کسی چیز کا حکم دوں تو اس کو حسب استطاعت کرو اور جب کسی چیز سے منع کروں تو اس سے رک جاؤ۔

اس حدیث میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے واضح طور پر منصب رسالت بیان کر دیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نبی کو احکام کی حلت اور حرمت اور ایجاب اور تحریم کا اختیار دے کر بھیجتا ہے یعنی نبی کا یہ منصب ہے کہ وہ جس چیز کو چاہے فرض کر دے اور جس کو چاہے حرام کر دے امت پر بلا چون و چرا اس کی اتباع لازم ہے۔

ایک اور حدیث میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس مسئلہ کو مزید واضح فرما دیا ہے:

عن المقدام بن معدیکرب قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم الا انا و اتيت القرآن ومثله معه الا يوشك رجل شبعان على ان يكتو يقول عليكم بهذا القرآن فها وجدتم فيه من حلال فاحلوه وما وجدتم من حرام فحرّموه وان ما حرم

حضرت مقدم بن معدیکرب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سنو! مجھے قرآن کے ساتھ اس کی مثل دی گئی ہے۔ سنو! غنقریب ایک شکم سیر آدمی سند پر بیٹھ کر کہے گا صرف اس قرآن پر عمل کرو، جو اس میں حلال ہے اس کو حلال قرار دو اور جو اس میں حرام ہے اس کو حرام قرار دو۔ لاویب جس چیز کو رسول اللہ نے

رسول الله كما حرم الله الا لا يحل لكم المحارم
الاھلی ولا کل ذی ناب من السباع ولا لقطۃ
معاھد الا ان یتستغنی عنھا صاحبھا ومن نزل
بقوم فعلیھم ان یقروہ فان لم یقروہ
فلہ ان یعقبہم بمثل قداہ۔^۱

علم قرآن ویاں ایسا ہے جیسے اس کو اللہ تعالیٰ نے حرام قرار دیا ہو
سوا اقبال سے یہ پالتو گرد سے حلال نہیں ہیں اور نہ پھارنے والے
دندے نہ ذوق کی گری ہوئی چیز الا یہ کہ اس کا مالک اس چیز سے
مستغنی ہو اور جو شخص کسی قوم کے اہل مہمان ہو ان پر اس کی ضیافت
لازم ہے اگر وہ اس کی ضیافت نہ کریں تو وہ ان سے بقدرضیافت
تاوان وصول کر سکتا ہے۔^۲

قرآن کریم اور حدیث شریف کی روشنی میں ایسے بے شمار احکام ہیں جو مرتب زبان رسالت سے مشروع ہوئے ہیں۔ نماز کی ہیئت
کدائی اور اس کی ترتیب و تفصیل، زکوٰۃ، عشر اور قربانی کے تمام احکام اور آداب، حج و عمرہ کے تمام ارکان اور سن جہاد کے تمام احکام، قرآن
کریم نے بیان نہیں کیے ہیں یہ تمام احکام آپ نے مشروع فرمائے ہیں۔ علاوہ ازیں جو احکام اللہ تعالیٰ نے بیان فرمائے اللہ تعالیٰ نے آپ کو
ان میں بھی تخصیص اور استثناء کا اختیار عطا فرمایا، مثلاً اللہ تعالیٰ نے دو گراہوں کا قاعدہ بیان فرمایا لیکن آپ نے خزیمہ بن ثابت انصاری کی
گواہی کو دو گراہوں کے قائم مقام فرمایا۔ قرآن کریم نے حالت جنگ میں ناز کو (چالکی جگہ دور کھاتے) کرنے کی نصحت دی ہے لیکن
آپ نے اس کو حالت امن کے سفر میں بھی عام کر دیا، قرآن مجید نے ہرنار کو اس کے وقت میں پڑھنے کا حکم دیا لیکن آپ نے عرفات
میں عصر کو ظہر کے وقت میں اور مزدلفہ میں مغرب کو عشاء کے وقت میں مشروع کر دیا۔ قرآن مجید نے ہر مسلمان کو چار نکاح کی اجازت
دی لیکن آپ نے حضرت علی کو حیات فاطمہ (رضی اللہ عنہا) میں دوسرے نکاح سے روک دیا۔ اللہ تعالیٰ نے ہر بیٹی کو اس کے باپ
کے ترکہ سے نصف میراث عطا کی ہے انداز کو اولاد کی موجودگی میں انھوں نے حصہ دیا ہے چچا کو عصبہ بنایا ہے لیکن آپ کی ہدایت کے
مطابق آپ کے ترکہ سے آپ کے کسی وارث نے حصہ نہیں پایا۔ ان مثالوں کے بیان کرنے سے اسباق اللہ تعالیٰ ظاہر
کرنا مقصود نہیں ہے کہ آپ اللہ تعالیٰ کے احکام کے مقابلہ میں انہی احکام نافذ کرتے تھے اور اللہ تعالیٰ کے مقابلہ میں متوازی اور مستقل شارع
نہیں بلکہ یہ بتلانا مقصود ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو محض پیغام رساں اور ایلی بنا کر نہیں بھیجا تھا، آپ اللہ تعالیٰ کے سفیر محض نہیں، اس کی مرضی
اور مشیت کے نمائندے تھے، اسرار الہمیت کے محرم اور مزاج خلوندی کے شناسا تھے۔ آپ کو اللہ تعالیٰ نے اپنے اذن سے شارع
بنا کر بھیجا تھا اور آپ کا بنایا ہوا ہر قانون اور قاعدہ رضائے الہی کا مظہر تھا اور یہی تو نہیں کہہ دیا تھا!

من یطع الرسول فقد اطاع الله۔ جس نے رسول کی اطاعت کی اس نے اللہ کی اطاعت کی

(نساء: ۸۰)

کرلی

شیخ ابن تیمیہ لکھتے ہیں:

وقد اقام الله مقام نفسه في امره
وخصیه و اخباده و بیانہ۔^۳
اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے امر اور
نبی، اخبار اور بیان میں اپنا قائم مقام بنا کر بھیجا ہے۔

مشکوٰۃ المصابیح ص ۲۹ مطبوعہ مجمع المطابع دہلی۔

۱۔ شیخ ولی الدین عراقی متوفی ۴۲۲ھ

۲۔ میزان سے بقدرضیافت تاوان وصول کر لیا حکم ایک خاص صورت میں ہے جب مجاہدین کسی بستی میں جہاد کیسے جائیں واجب مہمان حالت اضطرار میں

۳۔ شیخ ابن تیمیہ الحرانی متوفی ۷۲۸ھ، مطبوعہ نشر السنۃ عثمان۔

marfat.com

جلد ثانی

مدینہ کے منافقین رسول اللہ کو دھوکا دیتے تھے اللہ تعالیٰ نے فرمایا: یٰۤاَیُّهَا دُعُوۡتُ اللّٰہِ (بقرہ: ۹) یہ اللہ کو دھوکا دیتے ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آخرت کا ارادہ کیا تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا واللّٰہ یرید الاٰخِرۃ (انفال: ۴۸) اللہ آخرت کا ارادہ کرتا ہے، آپ نے اصحاب عقبہ سے جنت کے عوض ان کے مالوں اور جانوں کو خریدا تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ان اللّٰہ اشتَرٰی من المؤمنین اموالہم وَاَنْفُسَہُمْ بِاَنْ لَّہُمُ الْجَنَّةُ - (توبہ: ۱۱۱) ”اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں سے جنت کے بدلہ میں ان کے مالوں اور جانوں کو خریدا“ صحابہ نے آپ کے ہاتھ پر بیعت کی تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ان الذین یشاہدونک انما یشاہدونک اللّٰہ (فتح: ۱۰) جو لوگ آپ سے بیعت کرتے ہیں وہ اللہ سے بیعت کرتے ہیں۔ آپ کا ہاتھ صحابہ کے ہاتھوں پر ہو تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ید اللّٰہ فوق ید یحکم (فتح: ۱۰) خلاصہ کہ آپ کی اطاعت اللہ کی اطاعت، آپ کا ارادہ اللہ کا ارادہ، آپ کو ایمان دینا اللہ کو ایمان دینا، آپ کا خریدنا اللہ کا خریدنا اور آپ کا بیچنا اللہ کا بیچنا ہے۔

حق یہ ہے کہ آپ کائنات میں اللہ تعالیٰ کے نائب مطلق ہیں پھر آپ کے شوارع ہونے میں اور احکام آپ کی طرف مغضی ہونے میں کسی کو کیا کلام ہو سکتا ہے البتہ فرق مراتب ضروری ہے۔ علامہ شرنافی فرماتے ہیں:

فان ما فرضہ اللّٰہ تعالیٰ اشدّ منّا فرضہ
رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم من
ذات نفسه۔
جس چیز کو اللہ تعالیٰ نے فرض قرار دیا وہ اس سے زیادہ اہم ہے جس کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی طرف سے فرض قرار دیا۔

علامہ شرنافی کی اس عبارت میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے شوارع ہونے کا واضح اور کافی ثبوت ہے! شیخ عبدالحق محدث دہلوی فرماتے ہیں:

احکام مغضی است بآں حضرت ہرچہ خواہد کند و ہرچہ
خواہد نکند ہرکس خواہد تخصیص نماید۔
احکام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف مغضی ہیں جو چاہیں مکم دیں جو چاہیں نہ دیں اور جس کو جس حکم سے چاہیں خالص فرمائیں۔

اس مسئلہ پر مفصل اور مکمل بحث کے لیے ہماری کتاب توضیح البیان کا مطالعہ فرمائیے!

احادیث میں تطبیق | اس باب کی احادیث میں عشاء کی نماز کو عتہ کہنے سے منع فرمایا ہے کیونکہ عتہ کے معنی امدحیر ہیں اور نماز نور ہے اس پر سوال ہوتا ہے کہ احادیث صحیحہ میں عشاء کو عتہ کہا گیا ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ”لو یعلمون ما فی العتۃ و الفجر“ ۱۵ ”کاش یہ لوگ جانتے کہ عتہ اور فجر میں کتنا اجر ہے“ اس کا جواب یہ ہے کہ یہ اطلاق بیان جواز کے لیے ہے تاکہ معلوم ہو کہ آپ نے جو اس سے منع فرمایا ہے وہ بھی تشریحی ہے دوسرا جواب یہ ہے کہ یہ

- ۱۵۔ علامہ عبد الوہاب شرنافی متوفی ۹۷۳ھ۔ میزان الشریعت الکبریٰ ج ۱ ص ۱۲۲ مطبوعہ مطبع مصطفیٰ البابی واولادہ قاہرہ مصر ۱۳۵۹ھ۔
۱۶۔ شیخ عبدالحق محدث دہلوی متوفی ۱۰۵۲ھ۔ اشعة الممات ج ۲ ص ۱۲۳ مطبوعہ مطبع تیج کار لکھنؤ بارنہم۔
۱۷۔ امام محمد بن اسماعیل بخاری متوفی ۲۵۶ھ۔ صحیح بخاری ج ۱ ص ۱۲۳ مطبوعہ دار الفکر بیروت۔ الطبعة الثانیہ ۱۳۸۱ھ۔

خطاب ان لوگوں کے اعتبار سے ہے جو مشاء کو ممتہ کے نام سے جانتے تھے۔

صبح کی نماز بعد پڑھنا اور اس میں قرأت

کی مقدار

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ
مسلمانوں کی حدیثیں صبح کی نماز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیساتھ
پڑھتی تھیں، پھر اپنی چادروں میں لپیٹی ہوئی واپس آتی تھیں۔
وہاں تک کہ انہیں کوئی نہیں پہچانتا تھا۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ مسلمان عورتیں اپنی چادریں میں کچی بڑی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ صبح کی ناز میں حاضر ہوتی تھیں، پھر اپنے گھروں کو لوٹ جاتی تھیں اور چونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم منادِ حیرے ناز پڑھتے تھے اس لیے انہیں کوئی پہچانا نہیں تھا۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صبح کی نماز پڑھتے تھے اور عورتیں اپنی چادریں نیچے لپیٹی ہوئی واپس جاتی تھیں وہ اندھیرے کی بنا پر پہچانی نہیں جاتی تھیں۔

حضرت حسن علی رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ جب
مہاجر مدینہ منورہ آیا تو ہم نے حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ
عنہما سے غلاموں کے متعلق دریافت کیا، انہوں نے فرمایا۔۔۔

بَابُ اسْتِجَابِ التَّكْبِيرِ بِالصَّبْرِ فِي أَوَّلِ وَقْتِهَا وَهُوَ
التَّغْلِيصُ وَبَيَانُ قَدْرِ الْقِرَاعَةِ فِيهَا
١٣٥٦ - حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَعَمْرُو بْنُ
وَرَاهِزُ بْنُ حَرْبٍ كُلُّهُمَا عَنْ سُفْيَانَ قَالَ سَمِعْتُ وَثْقَانَ سَمِعَ
أَبَا عِيْنَةَ عَنِ الرَّهْطِيِّ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ
عَنْهَا أَنَّ نِسَاءَ الْمُؤْمِنَاتِ لَوْ يَصِلْنَ الْقُبُورَ مَعَ
النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمْ يَزِجْنِ مُتَلَوِّعَاتٍ
بِمُرُورِهِنَّ لَا يَفْرُغُنَّ أَحَدًا .

١٣٥- وَحَدَّثَنِي حَزْمَةُ بْنُ عَمِيٍّ قَالَ أَنَا ابْنُ
وَهْبٍ قَالَ أَخْبَرَنِي يُونُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ أَخْبَرَهُ
قَالَ أَخْبَرَنِي عَنْ وَهْبِ بْنِ الرُّبَيْرِ أَنَّ عَائِشَةَ زَوْجَ النَّبِيِّ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَتْ لَقَدْ كَانَ نِسَاءُ مِنَ الْمُؤْمِنَاتِ
يَشْهَدْنَ النَّبِيَّ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
مُتَلَبَّاتٍ بِمِرْوَطِهِنَّ لَمَّا يَنْقَلِبْنَ إِلَى بُيُوتِهِنَّ فَمَا
يُعْرَفَنَّ مِنْ تَفْلِسِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
بِالْمَلَكَةِ-

١٣٥٨ - وَحَدَّثَنَا نَصْرُ بْنُ عَلِيٍّ الْجَهَنَّمِيُّ وَمُصَنِّقُ
بْنِ مُوسَى الْأَنْصَارِيُّ قَالَا نَأْمَنُكَ مِنْ مَالِكَ عَنْ يَحْيَى
بْنِ سَعِيدٍ عَنْ عُمَرَ عَنْ مَالِكَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ
إِنْ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّي الْعُشْرَ
فَيَقْصِرُ فِي الْبُشَاةِ مُتَلَقِّعَاتٍ بِمُرُوطٍ مِمَّا يَهْرُسُ
مِنْ الْفُلْكِسِ وَقَالَ الْأَنْصَارِيُّ فِي رِوَايَاتِهِ
مُتَلَقِّعَاتٍ .

١٣٥٩- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ قَالَ نَا
عُنْدَ رُءُوسِ شُعْبَةَ ح وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مَعْقِلٍ وَابْنُ
مَسْأَدَةَ قَالَ نَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ شَأْنُ شُعْبَةَ ح

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ظہر کی نماز دوپہر کے وقت پڑھا کرتے تھے، عصر اس وقت پڑھتے جب آفتاب سفید ہوتا یعنی پہلا نہ پڑا ہوتا) مغرب غروب آفتاب کے بعد پڑھتے، عشاء میں کبھی تاخیر کرتے اور کبھی جلدی پڑھتے، اگر لوگ (جلدی) جمع ہو جاتے تو جلدی پڑھتے اور اگر لوگ دیر سے آتے تو دیر سے پڑھتے اور صبح کی نماز منہ اندھیرے پڑھتے تھے۔

حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ حجاج نازوں میں تاثیر کرتا تھا۔ ہم نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے دریافت کیا بلقی روایت حسب سابق ہے۔

شعبہ کہتے ہیں کہ سیار بن سلامہ نے مجھے خبر دی انھوں نے کہا کہ میں نے اپنے والد سے سنا انھوں نے حضرت ابو بکر سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز کے بارے میں سوال کیا شعبہ نے کہا کیا تم نے خود اپنے والد سے سنا تھا انھوں نے کہا گیا کہ میں اس وقت بھی سن رہا ہوں انھوں نے کہا میں نے خود سنا میرے والد نے حضرت ابو بکر سے حضور کی نماز کے بارے میں سوال کیا حضرت ابو بکر نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عشاء کی نماز کو اچھی رات تک مٹو کرنے کی پروا نہیں کرتے تھے اور نماز سے پہلے سونے اور غاد کے بعد باقی کرنے کو ناپسند فرماتے تھے شعبہ کہتے ہیں میں سیار کے والد سے پھر سنا اور ان سے اوقات نماز کے بارے میں سوال کیا تو انھوں نے بتایا کہ آپ آفتاب ڈھل جانے کے بعد ظہر کی نماز پڑھتے تھے اور عصر اس وقت پڑھتے تھے جب آدمی دیر کے آخری حصہ تک چلو جاتا تھا اور سورج باقی رہتا تھا دیر کے والد کہتے ہیں مجھے یاد نہیں ابو بکر نے مغرب کے وقت کے بارے میں کیا بتایا تھا۔ شعبہ کہتے ہیں کہ میں نے ان سے پھر ملاقات کی اور دریافت کیا تو کہا صبح کی نماز ایسے وقت پڑھتے تھے کہ آدمی اپنے ساتھ بیٹھ ہوئے شناسا شخص کو پہچان لیتا تھا اور اس میں آپ ساٹھ سے سیکڑ سواتیوں تک

اَبْرَاهِيمَ حَتَّى مُحَمَّدٍ بَيْنَ عَمْرٍو وَبَيْنَ الْحَسَنِ بْنِ عَلِيٍّ قَالَ لَمَّا قَدِمْنَا الْحَجَّاجُ الْمَدِينَةَ فَسَأَلْنَا جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا فَقَالَ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّي الظُّهْرَ بِأَهْلِهَا حَرَّةً وَالْعَصْرَ وَالشَّمْسُ تَغِيْبُ وَالْمَغْرِبَ إِذَا وَجِبَتْ وَالْعِشَاءُ أَحْيَاءَنَا يُؤَخِّرُهَا وَأَحْيَاءَنَا يَعِجِّلُ كَانَ إِذَا رَأَاهُمْ قَدِ اجْتَمَعُوا عَجَلَ فَلَا إِعْرَافَهُ قَدِ ابْطَأَ وَأُخْرَوُ الصُّبْحَ كَانُوا أَوْ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّيهِمَا بِعَكْسٍ۔

۱۳۶۰۔ وَحَدَّثَنَا هُكَيْنٌ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَعَاذٍ قَالَ قَالَ ابْنُ أَبِي شَيْبَةَ عَنْ سَعْدِ بْنِ سَمْعَانَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرٍو وَبَيْنَ الْحَسَنِ بْنِ عَلِيٍّ قَالَ كَانَ الْحَجَّاجُ يُؤَخِّرُ الصَّلَوَاتِ فَسَأَلْنَا جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا بِمِثْلِ حَدِيثِ عَنْدَرٍ۔

۱۳۶۱۔ وَحَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ حَبِيبٍ الْحَارِثِيُّ قَالَ قَالَ حَالِدُ بْنُ الْحَارِثِ قَالَ تَأْتِيهِ قَالَ أَخْبَرَنِي سَيَّارُ بْنُ سَلَامَةَ قَالَ سَمِعْتُ أَبِي يَسْأَلُ أَبَا بَكْرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنْ صَلَوةِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ قُلْتُ أَأَنْتَ سَمِعْتَهُ قَالَ فَقَالَ كَأَنَّمَا أَسْمَعُ السَّاعَةَ قَالَ سَمِعْتُ أَبِي يَسْأَلُهُ عَنْ صَلَوةِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ كَانَ لَا يُبَايِئُ بَعْضَ تَأْخِيرِهَا قَالَ يَعْنِي الْعِشَاءَ إِلَى نِصْفِ اللَّيْلِ وَلَا يُجِيبُ التَّوَمَّ قَبْلُهَا وَالْحَدِيثُ بَعْدَهَا قَالَ شُعْبَةُ ثُمَّ لَقِيتُهُ بَعْدَ فَسَأَلْتُهُ فَقَالَ وَكَانَ يُصَلِّي الظُّهْرَ حِينَ تَزُولُ الشَّمْسُ وَالْعَصْرَ حِينَ يَذْهَبُ الرَّجُلُ إِلَى أَقْصَى الْمَدِينَةِ وَالشَّمْسُ حَمِيَّةٌ قَالَ وَالْمَغْرِبَ لَا أَذْهَبُ إِلَى أَقْصَى حِينَ ذَكَرْتُ فَقَالَ ثُمَّ لَقِيتُهُ بَعْدَ فَسَأَلْتُهُ فَقَالَ وَكَانَ يُصَلِّي الصُّبْحَ فَيَنْصَرِفُ الرَّجُلُ فَيَنْظُرُ إِلَى وَجْهِ جَلِيلِهِ الَّذِي يَعْرِفُ فَيَعْرِفُهُ قَالَ وَكَانَ يُقَرُّ أَفْنِيهَا بِالسَّيِّئِينَ إِلَى الْإِمَامَةِ۔

حضرت ابو بزرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آدھی رات تک عشاء کی نماز پڑھ کر نہ سوتے تھے اور عشاء سے پہلے نہ سوتے تھے اور اس کے بعد باقی کو ناپسند کرتے تھے ایک اور موقع پر حضرت ابو بزرہ نے تہائی رات تک تاخیر کا ذکر کیا۔

۱۳۶۲ - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مَعَاذٍ قَالَ قَالَ نَافِعُ قَالَ قَالَ نَافِعُ عَنْ سَيِّارِ بْنِ سَلَامَةَ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا بَرْزَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ يَقُولُ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَمِيلُ إِلَى بَعْضِ تَأْخِيرِ صَلَاةِ الْعِشَاءِ إِلَى نِصْفِ اللَّيْلِ وَكَانَ لَا يُحِبُّ التَّوَمُّ قَبْلَهَا وَلَا الْحَدِيثَ بَعْدَهَا قَالَ نَافِعُ لَمْ يَفِئْتَهُ مَرَّةٌ أُخْرَى فَقَالَ أَوْ ثَلَاثَ اللَّيْلِ -

حضرت ابو بزرہ اسلمی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عشاء کی نماز تہائی رات تک پڑھتے تھے اور عشاء کی نماز سے پہلے سونے اور اس کے بعد باقی کرنے کو ناپسند کرتے تھے، اور صبح کی نماز میں سو سے لیکر ساڑھے آیتوں تک پڑھتے تھے اور صبح کی نماز سے اس وقت فارغ ہوتے تھے کہ (اجائے کی وجہ سے) ہم میں سے ایک شخص دوسرے کو پہچان لیتا تھا۔

۱۳۶۳ - حَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ قَالَ نَافِعُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ الْأَنْكَلِيُّ عَنْ حَمَّادِ بْنِ سَلَمَةَ عَنْ سَيِّارِ بْنِ سَلَامَةَ أَيْ الْيَنْهَالِ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا بَرْزَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ يَقُولُ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُؤَخِّرُ الْعِشَاءَ إِلَى ثَلَاثِ اللَّيْلِ وَيَكْرَهُ التَّوَمُّ قَبْلَهَا وَالْحَدِيثَ بَعْدَهَا وَكَانَ يَغْفِرُ فِي صَلَاةِ الْغَجْرِ مِنَ الْيَأْسِ إِلَى الْيَتِيَيْنِ وَكَانَ يَنْصَرِفُ حِينَ يَعْرِفُ بَعْضُنَا وَجْهَ بَعْضٍ -

فجر کے مستحب وقت میں مذاہب ائمہ ہے، البتہ امام مالکؒ، امام شافعیؒ اور امام احمد بن حنبلؒ کے نزدیک منہ اند میرے فجر کی نماز پڑھنا مستحب ہے اور امام اعظم ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے نزدیک فجر روشن ہونے کے بعد نماز فجر پڑھنا مستحب ہے۔

ائمہ ثلاثہ کی دلیل اس باب کی وہ احادیث ہیں جن میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی روایت سے مذکور ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم منہ اند میرے نماز پڑھتے تھے اور اند میرے کی وجہ سے نمازی ایک دوسرے کو نہیں پہچانتے تھے، امام اعظم کی طرف سے ان احادیث کا جواب یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان جواز کے لیے فجر کے اوّل وقت میں بھی نماز پڑھانی ہے۔ تاہم افضل یہ ہے کہ صبح روشن ہونے کے بعد نماز فجر پڑھی جائے کیونکہ اسی باب میں حضرت ابو بزرہ اسلمی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فجر کی نماز اس وقت پڑھتے تھے جب نمازی (روشنی کی وجہ سے) ایک دوسرے

- ۱۔ علامہ ابو عبد اللہ دمشقی مالکی متوفی ۸۲۸ھ - اکمال الکامل المسلم ج ۲ ص ۲۱۸ مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت - ۱۴۰۵ھ
 ۲۔ علامہ یحییٰ بن شرف نوادی شافعی متوفی ۶۷۶ھ - شرح مسلم ج ۱ ص ۲۳۰ مطبوعہ مکتبہ نور محمد کارخانہ تجارت کتب کراچی
 ۳۔ علامہ عبد اللہ بن احمد بن قدامہ حنبلی متوفی ۶۲۰ھ - منی ابن حنبل ج ۱ ص ۲۳۷ مطبوعہ دار الفکر بیروت ۱۴۰۵ھ
 ۴۔ علامہ ابوالحسن علی بن ابی الجرح حنفی متوفی ۵۹۳ھ - دار مع فہم القدر ج ۱ ص ۱۹، مطبوعہ مکتبہ نوریہ رمنویہ سکھر -

کہ بیان لیتے تھے اور یہ روایت اس لیے راجح ہے کہ متعدد احادیث میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فجر کی نماز اس وقت پڑھنے کا حکم دیا ہے جب سفیدی پھیل جائے، سطر زلی میں درج احادیث ملاحظہ فرمائیں۔

(۱) عن داود بن خدیج قال سمعت رسول

اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول اسفر وا

بالفجر فانه اعظم الاجر۔ ۱

حضرت رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا صبح کو فجر کے پڑھو کیونکہ اس میں زیادہ اجر ہے۔

حضرت امام شافعی رحمہ اللہ اس حدیث کے جواب میں کہتے ہیں کہ اسفار کا معنی یہ ہے کہ فجر کا وقت متحقق ہو جائے اور ایسی شک نہ ہو، امام ابن ہمام نے اس جواب پر رد کرتے ہوئے فرمایا کہ اگر اسفار کا معنی فجر کے وقت کا متحقق ہونا تو حدیث شریف کا معنی یہ ہوگا کہ فجر کا وقت متحقق ہونے کے بعد نماز پڑھنے سے زیادہ اجر ملتا ہے جو اس بات کو مستلزم ہے کہ اگر وقت سے پہلے فجر پڑھ لی جائے تو پھر بھی اجر ملے گا اور یہاں مسئلہ باطل ہے۔ ۲

(۲) عن داود بن خدیج قال قال رسول اللہ صلی

اللہ علیہ وسلم اصبحوا بالصبح فانه اعظم

الاجر کم او اعظم للاجر۔ ۲

حضرت رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا فجر کی نماز صبح کے وقت پڑھو کیونکہ اس میں زیادہ اجر ہے۔

(۳) عن محمود بن لبید عن رجال من قومه من

الانصار ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال

ما اسفرتم بالصبح فانه اعظم بالاجر۔ ۳

محمود بن لبید اپنی قوم کے لوگوں سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا صبح کی نماز روشن کر کے پڑھنے سے زیادہ اجر ملتا ہے۔

(۴) عن ابی طریف انه کان شأھدا مع رسول اللہ

صلی اللہ علیہ وسلم حین الطائف فکان یصلی

بنأ صلوۃ الفجر حتی لو ان انشأ فامحی

یتبلہ ابصر مواقہ بندہ۔ ۴

حضرت ابو طریف رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ طائف کے قلعہ میں حاضر تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں صبح کی نماز اس وقت پڑھائی کہ اگر کوئی انسان تیر پھینکتا تو وہ اپنے تیر گرنے کی جگہ دیکھ سکتا تھا۔

(۵) عن ابی ہریرۃ قال ما اجتمع اصحاب محمد

صلی اللہ علیہ وسلم علی شیء ما اجتمعوا علی

التنویہ۔ ۵

ابراہیم بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ نے بتنا صبح کی نماز روشن کر کے پڑھنے میں اتفاق کیلئے کسی مسئلہ میں نہیں کیا!

جامع ترمذی ص ۴۹، مطبوعہ نور محمد کارخانہ تجارت کتب کراچی۔

فتح القدیر ج ۱ ص ۱۹۸، مطبوعہ مکتبہ نوریہ رضویہ سکھر۔

سنن ابی داؤد ج ۱ ص ۷۱، مطبوعہ مطبع مجتہبی لاہور طبع دوم ۱۴۰۵ھ

سنن نسائی ج ۱ ص ۵۸، مطبوعہ نور محمد کارخانہ تجارت کتب کراچی

شرح معانی الآثار ج ۱ ص ۱۰۵، مطبوعہ مطبع مجتہبی پاکستان لاہور ۱۴۰۴ھ

۱۔ امام البریلی محمد بن عیسیٰ ترمذی متوفی ۲۷۹ھ

۲۔ امام کمال الدین ابن ہمام متوفی ۸۶۱ھ۔

۳۔ امام ابوداؤد سلیمان بن اشعث متوفی ۲۷۵ھ۔

۴۔ امام ابوعبدالرحمان نسائی متوفی ۳۰۳ھ۔

۵۔ امام ابوجعفر طحاوی متوفی ۳۲۱ھ۔

عشاء کے بعد باتیں کرنا

اس باب کی بعض احادیث میں عشاء کی نماز کے بعد باتیں کرنے سے منع کیا گیا ہے اس سے مراد بیکار اور فضول باتیں ہیں، جن میں کوئی مصلحت نہ ہو لیکن جن باتوں میں کوئی مصلحت ہو وہ جائز ہیں، جیسے علم دین کے کسی مسئلہ میں مذاکرہ اور مباحثہ کرنا، دینی جلسوں میں مشغولیت، اسکول اور کالج کی پڑھائی، مطالعہ کتب، نیک لوگوں کے واقعات کا بیان، اپنی اہلیہ اور بچوں سے انس کے لیے گفتگو، مہمانوں سے اور مسافر دل سے بات چیت، لوگوں کی فلاح و بہبود کے لیے بات چیت، اچھے کام میں کسی کی سفارش، بھلائی کا حکم دینا اور برائی سے روکنا، ان میں سے بعض امور کے جواز میں احادیث صحیحہ وارد ہیں۔ البتہ عشاء کے بعد ناول پڑھنا، فلم دیکھنا اور گانے سنا جائز نہیں ہیں۔ عشاء کے بعد باتیں کرنے کو اس لیے ناپسند فرمایا کہ زیادہ دیر جاگنے کی وجہ سے مبادا فجر کی نماز رہ جائے اور عشاء سے پہلے سونے کو اس لیے ناپسند فرمایا ہے کہ کہیں عشاء کی نماز رہ جائے۔

باب ۲۲ گراہۃ تاخیر الصلوۃ عن وقتہا المختار

وَمَا يَفْعَلُهُ الْمَأْمُورُ إِذَا أَحْرَهَا الزَّمَانُ

۱۳۶۴ - حَدَّثَنَا خَلْفُ بْنُ هِشَامٍ قَالَ نَاحَتْهُ ابْنُ

زَيْدٍ ح وَحَدَّثَنَا أَبُو الرَّبِيعِ الزُّهْرِيُّ أَنَّ أَبَا بَكْرٍ مِيلَ

الْجُنْدِ بِرَأْيٍ قَالَا نَاحَتْهُ ابْنُ زَيْدٍ عَنْ أَبِي عُمَرَ أَنَّ

الْجَوْفِيَّ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الصَّامِتِ عَنْ أَبِي ذَرٍّ رَضِيَ

اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ لِي رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَ

سَلَّمَ كَيْفَ أَنْتَ إِذَا كَانَتْ عَلَيْكَ أُمْرَاءٌ يُؤَخِّرُونَ

الصَّلَاةَ عَنْ وَقْتِهَا أَوْ يُبَيِّتُونَ الصَّلَاةَ عَنْ وَقْتِهَا

قَالَ قُلْتُ فَمَا تَأْمُرُنِي قَالَ صَلِّ الصَّلَاةَ لَوْ قَتَلَتْهَا

فَإِنْ أَدْرَكَتْهَا مَعَهُمْ فَصَلِّ فَإِنَّهَا لَكَ نَافِلَةٌ لَمْ

يَذْكُرْ خَلْفُ عَنْ وَقْتِهَا .

۱۳۶۵ - حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى قَالَ أَنَا جَعْفَرُ بْنُ

سُلَيْمَانَ عَنْ أَبِي عُمَرَ أَنَّ الْجَوْفِيَّ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الصَّامِتِ

عَنْ أَبِي ذَرٍّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا أَبَا ذَرٍّ أَتَمَّا سَيَكُونُ بَعْدِي أُمْرَاءٌ

يُبَيِّتُونَ الصَّلَاةَ فَصَلِّ الصَّلَاةَ لَوْ قَتَلَتْهَا فَإِنَّ صَلَاتَكَ

لَوْ قَتَلَتْهَا كَانَتْ لَكَ نَافِلَةً وَإِلَّا كُنْتَ قَدْ أَخَذْتَ

صَلَاتَكَ .

۱۳۶۶ - وَحَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ قَالَ قَالَ

رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا أَبَا ذَرٍّ أَتَمَّا سَيَكُونُ بَعْدِي أُمْرَاءٌ

يُبَيِّتُونَ الصَّلَاةَ فَصَلِّ الصَّلَاةَ لَوْ قَتَلَتْهَا فَإِنَّ صَلَاتَكَ

لَوْ قَتَلَتْهَا كَانَتْ لَكَ نَافِلَةً وَإِلَّا كُنْتَ قَدْ أَخَذْتَ

صَلَاتَكَ .

مستحب وقت سے مؤخر کر کے نماز پڑھنا

مکروہ ہے ایسی صورت میں مقتدیوں کا حکم

حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ

صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے فرمایا: جب تم پر ایسے حکم مسلط ہو جائیں

جو نماز کو (مستحب) وقت سے مؤخر کر کے پڑھیں یا فرمایا نماز کے

(مستحب) وقت کو ختم کر کے پڑھیں تو تم کیا کرو گے؟ میں نے

عرین کیا جو آپ ارشاد فرمائیں! آپ نے فرمایا تم اپنے وقت

پر نماز پڑھ لیا کرو ویرا اگر ان کے ساتھ نماز پاؤ تو وہ بھی

پڑھ لینا کیونکہ وہ تمہارے لیے نفل ہو جائیگی (خلف نے

عن وقتہا کا لفظ نہیں بیان کیا۔)

حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول

اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا: میرے بعد ایسے حکم آئیں

گے جو نماز کو (مستحب) وقت گزار کر پڑھیں گے تم نماز کو

وقت پر پڑھنا اگر تم نے نماز وقت پر پڑھ لی ہے تو ان کے ساتھ

نفل ہو جائے گی اور اگر تم نے ان کے ساتھ نماز نہیں پڑھی

تو تم اپنی نماز تو پڑھ ہی چکے ہو :

حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول

اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا: میرے بعد ایسے حکم آئیں

گے جو نماز کو (مستحب) وقت گزار کر پڑھیں گے تم نماز کو

وقت پر پڑھنا اگر تم نے نماز وقت پر پڑھ لی ہے تو ان کے ساتھ

نفل ہو جائے گی اور اگر تم نے ان کے ساتھ نماز نہیں پڑھی

تو تم اپنی نماز تو پڑھ ہی چکے ہو :

حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول

اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا: میرے بعد ایسے حکم آئیں

گے جو نماز کو (مستحب) وقت گزار کر پڑھیں گے تم نماز کو

خلیل (صلی اللہ علیہ وسلم) نے مجھے وصیت کی ہے کہ میں (حکام کے احکام سنوں اور ان کی اطاعت کروں خواہ وہ ہاتھ پیر کا سلام ہو) اور یہ کہ میں نماز کو اس کے وقت پر پڑھوں آپ نے فرمایا اگر یہ لوگ نماز پڑھ چکے تو تم اپنی نماز ادا کر چکے ہو، ورنہ ان کے ساتھ تمہاری نماز نفل ہو جائیگی۔

عَبْدُ اللَّهِ بْنُ أَدْرِئِينَ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ أَبِي عَمْرٍاءَ أَنَّ عَنَ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الصَّامِتِ عَنْ أَبِي ذَرٍّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ رَأَى خَلِيلِي أَوْصَانِي أَنْ أَسْمَعَ وَأَطِيعَ وَإِنْ كَانَ عَبْدًا مَجْدُومًا أَوْ طَرَاوًا وَأَنْ أُصَلِّيَ الصَّلَاةَ لَوْ قُتِلَ فَإِنْ أَذْمَكَتِ الْقَوْمَ قَدْ صَلَّوْا كُنْتُ قَدْ أَحْرَمْتُ صَلَاتَكَ وَإِلَّا كَانَتْ لَكَ نَافِلَةٌ۔

حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے میری ران پر ہاتھ مارا اور فرمایا جب تم ایسے لوگوں میں رہ جاؤ گے جو وقت گزار کر نماز پڑھیں گے تو تم کیا کرو گے؟ میں نے عرض کیا جو آپ حکم فرمائیں آپ نے فرمایا تم وقت پر اپنی نماز پڑھ کر اپنے کام پر چلے جانا، اس کے بعد اگر جامعہ کھڑی ہو اور تم مسجد میں ہو تو نماز پڑھ لینا۔

۱۳۶۷۔ وَحَدَّثَنِي يَحْيَى بْنُ حَبِيبٍ الْحَارِثِيُّ قَالَ نَا خَالِدُ بْنُ الْحَارِثِ قَالَ نَا شُعْبَةُ عَنْ بُدَيْلٍ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا الْعَالِيَةِ يُحَدِّثُ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الصَّامِتِ عَنْ أَبِي ذَرٍّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَضَرَبَ فَخِذِي كَيْفَ أَنْتَ إِذَا بَقِيتَ فِي قَوْمٍ يُؤَخِّرُونَ الصَّلَاةَ عَنْ وَقْتِهَا قَالَ مَا نَأْمُرُ قَالَ صَلَّى الصَّلَاةَ لَوْ قُتِلَ ثُمَّ أَذْهَبَ لِحَاجَتِكَ فَإِنْ أُقِمَتِ الصَّلَاةُ وَأَنْتَ فِي الْمَسْجِدِ فَصَلِّ۔

ابو العالیہ بیان کرتے ہیں کہ ایک دن زیاد نے نماز میں دیر کر دی، اتفاقاً میرے پاس حضرت عبداللہ بن صامت رضی اللہ عنہ تشریف لائے میں نے ان کے لیے کرسی پیش کی وہ اس پر بیٹھ گئے، میں نے ان سے عبداللہ بن زیاد کی نماز میں تاخیر کا ذکر کیا انہوں نے اپنے ہونٹ بیسنے اور میری ران پر ہاتھ مارا اور کہا میں نے حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ سے یہی سوال کیا تھا انہوں نے میری ران پر ایسے ہی ہاتھ مارا تھا جیسے میں نے تمہاری ران پر ہاتھ مارا ہے اور کہا کہ میں نے بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اسی طرح سوال کیا تھا جس طرح تم نے مجھ سے سوال کیا ہے اور آپ نے بھی میری ران پر ایسے ہی ہاتھ مارا تھا جیسے میں نے تمہاری ران پر ہاتھ مارا ہے۔ پھر آپ نے فرمایا تھا "نماز اپنے وقت پر پڑھو" پھر ان کے ساتھ نماز مل جائے تو ان کے ساتھ بھی

۱۳۶۸۔ وَحَدَّثَنِي زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ نَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ عَنْ أَيُّوبَ عَنْ أَبِي الْعَالِيَةِ الْبَرَاءِ قَالَ أَخْبَرَنِي يَزِيدُ الصَّلَاةَ فَجَاءَ فِي عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الصَّامِتِ فَأَلْقَيْتُ لَهُ كُرْسِيًا فَجَلَسَ عَلَيْهِ قَدْ كُوتَ لَهُ صَلِيحٌ ابْنُ يَزِيدٍ كَعَصَى عَلَى شَفَتِهِ فَضَرَبَ فَخِذِي وَقَالَ إِنِّي سَأَلْتُ أَبَا ذَرٍّ كَمَا سَأَلْتَنِي فَضَرَبَ فَخِذِي كَمَا ضَرَبْتُ فَخِذَكَ وَقَالَ إِنِّي سَأَلْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَمَا سَأَلْتَنِي فَضَرَبَ فَخِذِي كَمَا ضَرَبْتُ فَخِذَكَ وَقَالَ صَلَّى الصَّلَاةَ لَوْ قُتِلَ فَإِنْ أَذْمَكَتِ الْقَوْمَ صَلَّيْتُ مَعَهُمْ فَصَلِّ وَلَا تَقُلْ لِرَاقٍ قَدْ صَلَّيْتُ فَلَا أُصَلِّي۔

پڑھ لینا اور یہ دیکھنا کہ میں نماز پڑھ چکا ہوں، اب نہیں پڑھتا۔
حضرت عبداللہ بن مسامت بیان کرتے ہیں کہ حضرت
ابوزر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اس وقت تھا کہ کیا حال ہو گا جب
تم ان لوگوں میں رہو گے جو نماز دیر سے پڑھتے ہیں، اتم
نماز کو اپنے وقت میں پڑھ لینا پھر اگر جماعت کھڑی ہو تو ان
کے ساتھ ہی پڑھ لینا کیونکہ اس میں زیادہ خیر ہے۔

۱۳۶۹۔ وَحَدَّثَنَا عَاصِمُ بْنُ سُفْيَانَ التَّمِيمِيُّ قَالَ قَالَ
خَالِدُ بْنُ الْحَادِثِ قَالَ نَاشَبَهُ عَنْ أَبِي دُرَّةٍ عَنْ عَمْرِو
عَبْدِ اللَّهِ بْنِ السَّامِتِ عَنْ أَبِي ذَرٍّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ
كَيْفَ أَنْتُمْ أَوْ قَالَ كَيْفَ أَنْتَ إِذَا أَبْقَيْتَ فِي قَوْمٍ
يُؤَخِّرُونَ الصَّلَاةَ عَنْ وَقْتِهَا فَصَلِّ الصَّلَاةَ
يَوْقِيتَهَا لَعَنَّانَ أُفِيَمَتِ الصَّلَاةُ فَصَلِّ مَعَهُمْ فَإِنَّهَا
بِنِيَادَةِ مُخَيَّرٍ۔

ابوالالیہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت عبداللہ
بن مسامت رضی اللہ عنہ سے کہا کہ ہم جمعہ کے دن حکام کی
اقتدار میں نماز پڑھتے ہیں وہ نماز کو آخری وقت میں ادا
کرتے ہیں۔ ابوالالیہ کہتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن مسامت
رضی اللہ عنہ میری زبان پر اتنی زور سے اُتھا مارا کہ مجھے
درد ہونے لگا اور کہا کہ میں نے حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے
یہی دریافت کیا تو انہوں نے بھی میری زبان پر مارا اور کہا کہ میں نے بھی رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم سے یہی بات دریافت کی تھی تو آپ نے فرمایا تم (مسلمون)
وقت میں نماز پڑھا کرو اور جماعت کے ساتھ نماز کو بطور نفل پڑھ لیا
کرو، راوی کہتے ہیں کہ حضرت عبداللہ نے مجھے بتایا کہ رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم نے بھی حضرت ابوذر کی زبان پر اُتھا مارا تھا۔

۱۳۷۰۔ وَحَدَّثَنَا أَبُو غَسَّانَ التَّمِيمِيُّ قَالَ قَالَ
مَعَاذُ وَهُوَ ابْنُ هِشَامٍ قَالَ حَدَّثَنِي أَبِي عَنْ مَطَرٍ عَنْ
أَبِي الْعَالِيَةِ الْبَرَاءِ قَالَ قُلْتُ لِعَبْدِ اللَّهِ بْنِ السَّامِتِ رَضِيَ
اللَّهُ عَنْهُ نُصَلِّي يَوْمَ الْجُمُعَةِ خَلَعْتُ أَمْرًا فَيُؤَخِّرُونَ
الصَّلَاةَ قَالَ فَصَبْرٌ فَيُخَيَّرُ بَيْنَ أَنْ يَجْعَلَ وَكَأَنَّ
سَأَلْتُ أَبَا ذَرٍّ عَنْ ذَلِكَ فَصَبْرٌ فَيُخَيَّرُ وَكَأَنَّ
سَأَلْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ ذَلِكَ
فَقَالَ صَلُّوا الصَّلَاةَ يَوْقِيتَهَا وَاجْعَلُوا صَلَاتَكُمْ
مَعَهُمْ نَافِلَةً قَالَ وَكَأَنَّ عَبْدَ اللَّهِ ذَكَرَ لِي أَنَّ
النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَرَبَ فَخَرَدَ
أَبِي ذَرٍّ۔

نماز میں تعیل | اس باب کی احادیث میں نماز کو مستحب وقت میں پڑھنے کی تاکید فرمائی ہے اور یہ کہ اگر اللہ نماز کو مستحب
وقت گزرنے کے بعد تاخیر سے پڑھیں تو اپنی نماز وقت پر پڑھ لی جائے اور بعد میں ائمہ کے ساتھ
بھی نماز پڑھ لی جائے۔ اس مسئلہ میں ائمہ کا اختلاف ہے کہ ان میں فرض کرن سی نماز ہوگی۔ امام شافعی کا ایک قول یہ
ہے کہ پہلی نماز نفل اور دوسری فرض ہوگی اور امام ابوحنیفہ کے نزدیک پہلی نماز فرض ہوگی اور دوسری نفل، اس باب کی
احادیث، امام ابوحنیفہ کے مسلک کی مؤید ہیں۔ چونکہ دوسری احادیث سے فجر اور عصر کے بعد نفل پڑھنے کی ممانعت
ثابت ہے اور تین رکعت نفل مشروع نہیں ہیں اس لیے اس حدیث کے مطابق صرف ظہر اور عشاء میں ہی حکام کے
ساتھ دوبارہ بطور نفل کے نماز پڑھی جاسکتی ہے۔ شافعی تمام نمازوں میں دوبارہ نماز پڑھنے کی اجازت دیتے ہیں لہ
ان پر وہ احادیث حجت ہیں جن میں فجر اور عصر کے بعد نفل سے آپ نے منع فرمایا ہے اور دلیل محرم بیع پر مقدم

ہوتی ہے ان احادیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ حتی الامکان حکام کی اطاعت کی جائے جب تک کہ وہ کسی مصیبت کا حکم نہ دیں۔
حکام کی اطاعت | اس باب کی ایک حدیث میں یہ بھی ہے کہ اگر کوئی اعضاء بریدہ غلام بھی حاکم ہو تو اس کی اطاعت کی جائے۔ اس پر سوال ہے کہ حاکم بنانے کے لیے شرط یہ ہے کہ وہ آزاد اور سلیم الاعضاء ہو ہر اعضاء بریدہ غلام کی اطاعت کا کیا معنی ہے۔ علامہ نورجی نے اس کے دو جواب دیے ہیں ایک یہ کہ اگر حاکم کو منتخب کرنے کا موقع ہو تو آزاد اور سلیم الاعضاء ہی کو حاکم بنایا جائے لیکن یہاں اس صورت کا بیان ہے کہ جب کوئی غلام یا اعضاء بریدہ بزور اور جبراً حاکم بن جائے اور بتایا گیا ہے کہ غیر مصیبت میں اس کی اطاعت بھی لازم ہے۔ دوسرا جواب یہ ہے کہ آزاد وغیرہ کی شرط علیہ کے لیے ہے عام حکام کے لیے نہیں ہے اور یہاں حکام سے مراد علیہ کے نامزد کردہ حکام ہیں۔

باب ۲۲ فُضِّلَ صَلَوةُ الْجَمَاعَةِ وَبَيِّنَ التَّشْدِيدُ فِي التَّخَلُّفِ عَنْهَا وَآتَاهَا فَرَضٌ كِفَايَةً
 نماز باجماعت پڑھنے کی تاکید اور اس کے فرض کفایہ ہونے کا بیان

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا باجماعت نماز پڑھنا تمہارے تنہا پڑھنے سے پچیس گنا افضل ہے۔

۱۳۷۱۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى قَالَ قَرَأْتُ عَلَى مَالِكٍ عَنْ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ سَعِيدِ ابْنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ صَلَوةُ الْجَمَاعَةِ أَفْضَلُ مِنْ صَلَوةِ أَحَدٍ كَرُّهُ وَحْدَهُ بِخَمْسَةٍ وَعِشْرِينَ جُزْءًا۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا باجماعت نماز پڑھنا تنہا پڑھنے سے پچیس گنا افضل ہے اور فرمایا رات اور دن کے فرشتے فجر کی نماز میں جمع ہوتے ہیں اور تم چاہو تو یہ آیت پڑھ لو (ترجمہ) فجر میں قرآن کی تلاوت پیر (فرشتے) حاضر کیے جاتے ہیں۔

۱۳۷۲۔ وَحَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ قَالَ سَأَلَ عَبْدُ الْأَعْلَى عَنْ مَعْمَرٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ تَقْعُدُ صَلَوةُ الْجَمِيعِ عَلَى صَلَوةِ الرَّجُلِ وَحْدَهُ خَمْسًا وَعِشْرِينَ دَرَجَةً قَالَ وَتَجْمَعُ مَلَائِكَةُ اللَّيْلِ وَمَلَائِكَةُ النَّهَارِ فِي صَلَوةِ الْفَجْرِ قَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ إِقْرَأُوا إِنْ شِئْتُمْ وَهَذَا الْفَجْرُ إِنْ هَذَا الْفَجْرُ كَانَ مَشْهُودًا۔

ایک اور سند سے بھی ایسی ہی روایت منقول ہے۔

۱۳۷۳۔ وَحَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ إِسْحَاقَ قَالَ سَأَلَ أَبُو الْيَمَانِ قَالَ أَنَا شُعَيْبُ بْنُ الزُّهْرِيِّ قَالَ أَخْبَرَنِي سَعِيدُ بْنُ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ أَبَاهُ هُرَيْرَةَ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ يُبْتَلَى حَاجِثُ عِبَادِ اللَّهِ

عَنْ مَعْمَرٍ إِذَا تَنَاءَلَ قَالَ يَغْتَسِبُ وَعِشْرِينَ جُوزًا -

۱۳۴۳ - وَحَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مَسْلَمَةَ بْنُ قُتَيْبٍ

قَالَ نَأَى فَلَهُ عَنْ بُكَيْرِ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ هَمْدٍ وَبْنِ حَزْمٍ عَنْ سُلَيْمَانَ الْأَعْمَرِيِّ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلَوَةُ الْجَمَاعَةِ تَقْدِرُ خَمْسًا وَعِشْرِينَ مِنْ صَلَوَاتِي أَوْ فَعْلِي -

۱۳۴۵ - حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ هَارُونَ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ وَمُحَمَّدُ

بْنُ حَاتِمٍ قَالَا نَحْنَا حَبَّارُ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ قَالَ يَحْيَى بْنُ جُرَيْجٍ أَخْبَرَنِي عَنْهُ بْنُ عَطَاءٍ وَبْنُ أَبِي الْخَوَرَاءِ أَنَّهُ بَيْنَمَا هُوَ جَالِسٌ مَعَ نَافِعِ بْنِ جُبَيْرٍ بْنِ مُطْعِمٍ إِذْ مَرَّ بِهِمَا أَبُو عَبْدِ اللَّهِ خَتَنُ رَيْدِ بْنِ زَبَانَ مَوْلَى الْجُمَيْتَيْنِ فَسَاءَ نَافِعٌ فَقَالَ سَمِعْتُ أَبَاهُ يُرْوَى يَقُولُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلَوَةُ الْجَمَاعَةِ أَفْضَلُ مِنْ صَلَوَاتِي أَوْ فَعْلِي وَحَدَّثَ -

۱۳۴۶ - حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى قَالَ قَرَأْتُ عَلَى مَالِكٍ

عَنْ نَافِعٍ عَنْ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ صَلَوَةُ الْجَمَاعَةِ أَفْضَلُ مِنْ صَلَوَاتِي أَوْ فَعْلِي بِسَبْعٍ وَعِشْرِينَ دَرَجَةً -

۱۳۴۷ - وَحَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ زُهَيْرٍ عَنْ حَرْبٍ وَمُحَمَّدُ بْنُ

مُثَنَّى قَالَا نَحْنَا يَحْيَى عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ قَالَ أَخْبَرَنِي نَافِعٌ عَنْ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ صَلَوَةُ الرَّجُلِ فِي الْجَمَاعَةِ تَزِيدُ عَلَى صَلَوَاتِهِ وَحَدَّثَ سَبْعًا وَعِشْرِينَ دَرَجَةً -

۱۳۴۸ - وَحَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ قَالَ نَابُو

أَسَامَةَ وَابْنُ شَدِيدٍ وَحَدَّثَنَا ابْنُ شَدِيدٍ قَالَ نَأَى قَالَا نَحْنَا عُبَيْدُ اللَّهِ هَذَا إِسْنَادٌ قَالَ ابْنُ شَدِيدٍ عَنْ أَبِيهِ بِضْعًا وَعِشْرِينَ وَقَالَ أَبُو بَكْرٍ فِي رِوَايَتِهِ سَبْعًا وَعِشْرِينَ دَرَجَةً -

۱۳۴۹ - وَحَدَّثَنَا ابْنُ شَدِيدٍ وَابْنُ شَدِيدٍ وَابْنُ شَدِيدٍ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا باجماعت نماز تنہا شخص کی پچیس نمازوں کے برابر ہے۔

عمر بن خطاب بیان کرتے ہیں کہ میں نافع بن جبرین معلم کے پاس بیٹھا ہوا تھا ناگاہ وہاں سے ابو عبد اللہ کا گذر ہوا نافع نے انہیں بلایا اور کہا میں نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے سنا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اہل الم کے ساتھ نماز پڑھنا تنہا پچیس نمازیں پڑھنے سے زیادہ فضیلت رکھتا ہے۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جماعت کے ساتھ نماز پڑھنا تنہا نماز پڑھنے سے ستائیس درجہ افضل ہے۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کسی شخص کا جماعت کیساتھ نماز پڑھنا تنہا نماز پڑھنے سے ستائیس درجہ فضیلت رکھتا ہے۔

ایک اور سند کے ساتھ ابن نمیر نے بیس اور کچھ درجہ کہا اور ابو بکر نے ستائیس درجہ۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ

marfat.com

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں اور کچھ زیادہ ۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کچھ لوگوں کو نماز میں نہیں پایا تو فرمایا میں نے ارادہ کیا کہ ایک شخص کو حکم دوں کہ وہ لوگوں کو نماز پڑھائے، پھر میں ان لوگوں کی طرف جاؤں جو نماز میں نہیں آئے اور لکڑیاں جمع کر کے ان کے گھروں میں آگ لگانے کا حکم دوں (ان لوگوں کا یہ حال ہے کہ) اگر کسی کو یہ معلوم ہو جائے کہ ان کو ایک پراگڑھٹ بڑی ملے گی تو یہ اس نماز یعنی عشاء میں ضرور آئیں گے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا منافقین پر سب سے زیادہ دشوار، عشاء اور فجر کی نماز ہے، اگر ان لوگوں کو ان نمازوں کا ثواب معلوم ہو جائے تو یہ ان نمازوں کو پڑھنے ضرور آئیں گے خواہ انھیں گھسنوں کے بل چل کر آنا پڑے، میں نے ارادہ کیا تھا کہ ایک شخص کو نماز پڑھانے کا حکم دوں پھر چند لوگوں کے ساتھ لکڑیوں کا گٹھا لے کر ان لوگوں کے پاس جاؤں جو جماعت میں نہیں آتے اور ان کے گھروں کو آگ لگا دوں۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں نے ارادہ کیا کہ اپنے جوانوں کو لکڑیاں اکٹھی کرنے کا حکم دوں پھر ایک شخص سے جماعت کرانے کے لیے کہوں پھر ان لوگوں سمیت (جو جماعت میں نہیں آتے) ان کے گھروں میں آگ لگا دوں۔

قَدْ يَكُ قَالَ أَنَا الصُّحَاكُ عَنْ تَأْفِيعِ عَنِ ابْنِ عَمْرٍو رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يَضَعُ آدِ عَشْرَ بَنٍ -

۱۳۸۰- وَحَدَّثَنَا ابْنُ عُمَرَ وَالتَّائِقُ قَالَ نَأْسِيَانُ ابْنُ عَيْنِيْنَةَ عَنْ أَبِي التَّائِقِ عَنْ الْأَعْمَشِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَدْ نَأْسَانِي بَعْضَ الصُّكُوَاتِ فَقَالَ لَقَدْ هَمَمْتُ أَنْ أَمْرًا جَلًّا يُصَلِّي بِالنَّاسِ ثُمَّ أَحَالَكَ إِلَى جَاهٍ يَتَخَلَّفُونَ عَنْهَا قَامَرِيَهُمْ فَيَحْرِقُوا عَلَيْهِمْ بِحُزْمِ الْعُطْبِ بَيُوتَهُمْ وَلَوْ عَلِمَ أَحَدُهُمْ أَنَّهُ يَجِدُ عَظْمًا سَمِيًّا لَشَهِدَ مَا يَعْنِي صَلَوةَ الْعِشَاءِ -

۱۳۸۱- حَدَّثَنَا ابْنُ مُبَرِّزٍ قَالَ نَأْسِي قَالَ نَأْسِيَانُ الْأَعْمَشِ ح وَحَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَابُو كُرَيْبٍ وَالتَّائِقُ لَهُمَا قَالَ لَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنْ أَثْقَلَ صَلَوةٌ عَلَى الْمُنَافِقِينَ صَلَوةُ الْعِشَاءِ وَصَلَوةُ الْفَجْرِ وَلَوْ يَعْلَمُونَ مَا فِيهِمَا لَأَتَوْهُمَا وَلَوْ حَبَوًّا وَلَقَدْ هَمَمْتُ أَنْ أَمْرًا بِالصَّلَوةِ فَتَقَامَ ثُمَّ أَمْرًا جَلًّا يُصَلِّي بِالنَّاسِ ثُمَّ انْطَلِقَ مَعِيَ بِرَجَالٍ مَعَهُمْ حُزْمٌ مِنْ حَطَبٍ إِلَى قَوْمٍ كَانُوا يَشْهَدُونَ الصَّلَوةَ فَأَحْرِقَ عَلَيْهِمْ بَيُوتَهُمْ بِالنَّارِ -

۱۳۸۲- وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مَعْمَرٍ عَنْ هِشَامِ بْنِ مَسْرُورٍ قَالَ هَذَا مَا حَدَّثَنَا أَبُو هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَدْ كُرِّحَ حَدِيثٌ مِنْهَا وَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَقَدْ هَمَمْتُ أَنْ أَمْرًا فِي أَنْ يَسْتَوْدُوا إِلَيَّ بِحُزْمٍ مِنْ حَطَبٍ ثُمَّ أَمْرًا جَلًّا يُصَلِّي بِالنَّاسِ ثُمَّ تَحْرُقُ بَيُوتَهُمْ عَلَى مَنْ فِيهَا -

۱۳۸۳- وَحَدَّثَنَا زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ وَأَبُو كُرَيْبٍ
وَأَسْحَقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ عَنْ مَرْكَبٍ عَنْ جَعْفَرِ بْنِ بَرْقَانَ
عَنْ يَزِيدَ بْنِ الْأَصَمِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِتَحْوِيلٍ .

۱۳۸۴- وَحَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ حَبِيبٍ وَاللَّيْثُ بْنُ
يَعْقُوبَ عَنْ أَبِي إِسْحَقَ عَنْ أَبِي الْأَخْوَصِ سَمِعَهُ
قَالَ قَالَ عَبْدُ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ قَالَ لِقَوْمٍ مِمَّنْ تَخَلَّفُونَ عَنِ الْجُمُعَةِ لَعَنَ
هَمَّتُ أَنْ أُمَرَّ رَجُلًا يُصَلِّي بِالنَّاسِ ثُمَّ أَخْرَجَ
عَلَى رِجَالٍ يَتَخَلَّفُونَ عَنِ الْجُمُعَةِ يُؤْتِمُهُمْ .
ف: اس جگہ جمعہ سے مراد جماعت ہے۔

۱۳۸۵- وَحَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ وَأَسْحَقُ بْنُ
إِبْرَاهِيمَ وَمُسَوِّدُ بْنُ سَعِيدٍ وَيَعْقُوبُ بْنُ عَمْرِو بْنِ
كُلَيْبٍ عَنْ مَرْوَانَ الْقَزَارِيِّ قَالَ قُتَيْبَةُ نَا الْقَزَارِيَّ
عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ بْنِ الْأَصَمِ قَالَ نَا يَزِيدُ بْنُ الْأَصَمِ
عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى
اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَجُلٌ أَهْمَنِي فَقَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ
إِنَّهُ لَيْسَ لِي قَائِدٌ يَتَوَدُّ فِيَّ إِلَى الْمَسْجِدِ كَمَا لِرَسُولِ
اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يُؤَخَّصَ لِي فَيُصَلِّيَ
فِي بَيْتِي فَوُحِّصَ لِي فَلَمَّا وَلِيَ دَعَاهُ فَقَالَ هَلْ كُنْتُمْ
الْبَدَأَ بِالصَّلَاةِ فَقَالَ نَعَمْ قَالَ فَأَجِبْ .

ف: یہ سائل حضرت عبد اللہ بن ام مکتوم تھے جیسا کہ ابو داؤد کی روایت میں تصریح ہے۔ (نوری)
۱۳۸۶- حَدَّثَنَا أَبُو تَجَلِّ بْنِ أَبِي خَبِيبَةَ قَالَ نَا مُحَمَّدُ
بْنُ نُبَشْرِ الْعَبْدِيُّ قَالَ نَا زَكَرِيَّا بْنُ أَبِي نَافْعَةَ قَالَ
نَا عَبْدُ الْمَلِكِ بْنُ عَمْرِو بْنِ أَبِي الْأَخْوَصِ قَالَ قَالَ
عَبْدُ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ لَعَنَ رَأْيُنَا وَمَا يَتَخَلَّفُ
عَنِ الصَّلَاةِ إِلَّا مُنَافِقٌ قَدْ عَلِمَ نِفَاقَهُ أَوْ مُرْتَضٍ
إِنْ كَانَ التَّوْبَتَيْنِ لَيْسَتِي بَيْنَ رَجُلَيْنِ حَتَّى يَأْتِيَ الصَّلَاةَ
وَقَالَ إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَمَّ حَكَمَهُ .

ایک اور سند سے بھی ایسی ہی روایت منقول ہے۔

حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے
ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جمعہ میں حاضر نہ
ہونے والوں کے بارے میں فرمایا میں نے ارادہ کیا
کہ ایک شخص کو جماعت کرانے کا حکم دوں پھر ان لوگوں
کے گھر میں آگ لگا دوں جو جمعہ میں نہیں آتے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ایک نابینا
شخص حاضر ہوا اور عرض کیا، یا رسول اللہ! مجھے مسجد تک
پہنچانے والا کوئی نہیں ہے، اس شخص نے یہ درخواست
اس لیے کی تھی کہ اسے گھر میں نماز پڑھنے کی رخصت
مل جائے، آپ نے اسے اجازت دیدی، اس کے
جانے کے بعد آپ نے اسے بلایا اور فرمایا کیا تم
اذان کی آواز سنتے ہو، اس نے عرض کیا جی! آپ
نے فرمایا تو پھر تم اذان پر بلیک کہو (یعنی مسجد میں
اگر نماز پڑھو)۔

حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا
ہم سمجھتے تھے کہ جماعت چھوڑنے والا شخص یا تو منافق
ہوتا تھا جس کا نفاق معروف ہو یا بیمار، بلکہ بیمار بھی
وہ شخصوں کے گاندھوں کا سہارا لے کر مسجد میں نماز
پڑھنے آتا تھا، اور فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
نے ہمیں سنن ہرئی کی تعلیم دی ہے اور ان میں سے یہ
بھی سنت ہو سکتا ہے کہ جس مسجد میں اذان ہوتی ہو اس

میں اگر جماعت کے ساتھ نماز پڑھی جائے

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا جس شخص کو حالت اسلام میں کل اللہ تعالیٰ سے ملاقات کا شوق ہو اس پر لازم ہے کہ جس جگہ اذان دی جاتی ہے وہاں ان نماز کی حفاظت کرے، اللہ تعالیٰ نے تمہارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے سنن مدنی مشروع فرمائی ہیں اور یہ (جماعت سے نماز پڑھنا) سنت مؤکدہ ہے اور اگر تم نے گھروں میں نماز پڑھی جیسا کہ یہ تارک جماعت پڑھتا ہے تو تم اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت چھوڑ دو گے اور اگر تم نے اپنے نبی کی سنت چھوڑ دی تو گمراہ ہو جاؤ گے جو شخص اچھی طرح وضو کر کے ان مساجد میں جانے کا قصد کرتا ہو تو لاریب اللہ تعالیٰ اس کے ہر قدم کے بدلہ میں ایک نیکی عطا فرماتا ہے، ایک درجہ بلند کرتا ہے اور ایک گناہ مٹا دیتا ہے، ہم یہ سمجھتے تھے کہ جماعت کو چھوڑنے والا صرف منافق ہوتا ہے جس کا نفاق معروف ہو اور ایک شخص دو آدمیوں کے سہارے مسجد میں لایا جاتا اور اس کو صفت میں کھرا کر دیا جاتا۔

ابو الشعثاء کہتے ہیں کہ ہم مسجد میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ بیٹھے ہوئے تھے، اس وقت مؤذن نے اذان دی اور ایک شخص مسجد سے اٹھ کر جانے لگا حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی نگاہ اس کا تعاقب کرتی رہی حتیٰ کہ وہ مسجد سے نکل گیا پھر حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا اس شخص نے حضرت ابوالقاسم صلی اللہ علیہ وسلم کی نافرمانی کی ہے۔

ابو الشعثاء، محارب بن بیان کہتے ہیں کہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے ایک شخص کو اذان کے بعد مسجد سے جاتے ہوئے دیکھا تو فرمایا اس شخص نے ابوالقاسم (صلی اللہ علیہ وسلم)

سَنَّ الْهُدَى وَإِنْ مِنْ سَنَّ الْهُدَى الصَّلَاةُ فِي الْمَسْجِدِ الَّذِي يُؤَدُّ فِيهِ۔

۱۳۸۷۔ وَحَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ قَالَ سَأَلَ النَّفْضِلُ بْنُ دُكَيْنٍ عَنْ أَبِي الْعَمَلِیْنَ عَنْ عَلِيِّ بْنِ الْأَقْمَرِ عَنْ أَبِي الْأَحْوَسِ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ وَرَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ مَنْ مَرَّ بِهِ أَنْ يَلْمَى اللَّهَ عَدَا مُسْلِمًا فَلْيُحَاوِظْ عَلَى هُوَ لَا يَصْلُحُ الصَّلَاةَ حَيْثُ يَتَأَدَّى بِهِمْ فَإِنَّ اللَّهَ تَعَالَى لَيَنْتَبِهُكُمْ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْكُمْ وَسَلَّمَ سَنَّ الْهُدَى وَإِنْ هُنَّ مِنْ سَنَّ الْهُدَى وَلَوْ أَنَّكُمْ صَلَّيْتُمْ فِي بُيُوتِكُمْ كَمَا يُصَلِّي هَذَا السَّخْلَفُ فِي بَيْتِهِ لَتَرَكْتُمْ سُنَّةَ نَبِيِّكُمْ وَلَوْ تَرَكْتُمْ سُنَّةَ نَبِيِّكُمْ لَضَلَلْتُمْ وَمَا مِنْ دَجَلٍ يَتَطَهَّرُ فِيهِ مُحْسِنُ الظُّهُورِ ثُمَّ يَقْعُدُ إِلَى مَسْجِدٍ مِنْ هَذِهِ الْمَسَاجِدِ إِلَّا كَتَبَ اللَّهُ لَهُ بِحُجَلٍ خَطُوطٌ يَحْطُرُهَا حَتَّى وَتَرْفَعُ بِهَا دَرَجَةٌ وَ يَحْطُ عَنْهَا بِهَا سِتْرَةٌ فَلَمَّا مَاتَ وَمَا يَتَخَلَّفُ عَنْهَا إِلَّا مُنَافِقٌ مَعْلُومٌ لِتَفَاقٍ وَلَقَدْ كَانَ الرَّجُلُ يُؤَدِّي بِهَا دَأْيَ بَيْنَ الرَّجُلَيْنِ حَتَّى يُعَامَرَ فِي الصَّغَةِ۔

۱۳۸۸۔ حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ قَالَ سَأَلَ أَبُو الْأَحْوَسِ عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ الْمُهَاجِرِ عَنْ أَبِي الشَّعْثَاءِ قَالَ كُنَّا قُعُودًا فِي الْمَسْجِدِ مَرَّ بِِي هُرَيْرَةُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ فَقَالَ الْهُدَى الْهُدَى فَتَعَامَدَ دَجَلٌ مِنَ الْمَسْجِدِ يَمْشِي فَاتَّبَعَهُ أَبُو هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ بَصَرًا حَتَّى خَرَجَ مِنْ الْمَسْجِدِ فَقَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ مَا هَذَا أَفَعَدَّ عَصَى أَبَا الْقَاسِمِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْكُمْ وَسَلَّمَ۔

۱۳۸۹۔ وَحَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عُمَرَ الْمَكِّيُّ قَالَ نَا سَفِيَانُ هُوَ ابْنُ عَيْنَةَ عَنْ عُمَرَ بْنِ سَعِيدٍ عَنْ أَشْعَثِ بْنِ أَبِي الشَّعْثَاءِ الْمُحَارِبِيِّ عَنْ أَبِي كَالِبٍ الْكِنَانِيِّ

کی کلمہ عدولی کی ہے۔

أَبَا هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ وَرَأَى رَجُلًا يَحْتَازُ السَّجْدَةَ
خَارِجًا بَعْدَ الْإِذَا نِ فَقَالَ أَمَا هَذَا افْعَدْ عَصَى أَبَا
الْقَاسِمِ

ف: اگر کوئی عذر شرعی ہو تو اذان کے بعد مسجد سے جا سکتا ہے ورنہ بغیر نماز پڑھے جانا مکروہ تحریمی ہے۔

۱۳۹۰۔ حَدَّثَنَا اسْحَقُ بْنُ اِبْرَاهِيمَ قَالَ اَنَا الْمُعْتَمِدُ
بْنُ سَلَمَةَ الْمَخْزُومِيُّ قَالَ اَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ وَهُوَ ابْنُ
زَيْدٍ قَالَ تَا عُمَانُ بْنُ حَكِيمٍ قَالَ تَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ
بْنُ أَبِي عُمَرَ قَالَ دَخَلَ عُمَانُ بْنُ عَفَّانَ رَضِيَ اللَّهُ
عَنْهُ الْمَسْجِدَ بَعْدَ صَلَاةِ الْمَغْرِبِ فَقَعَدَ وَحْدَهُ فَقَعَدَتْ
إِلَيْهِ فَقَالَ يَا ابْنَ أَخِي سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ مَنْ صَلَّى الْعِشَاءَ فِي جَمَاعَةٍ
فَكَتَمًا قَامَ لِيَصْنَعَ اللَّيْلَ وَمَنْ صَلَّى النَّصْبَةَ فِي
جَمَاعَةٍ فَكَتَمًا صَلَّى اللَّيْلَ كُلَّهُ

ایک اور سند سے بھی ایسی ہی روایت ہے۔

حضرت حنبل بن عبد اللہ رحمہ اللہ بیان کرتے
ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس شخص نے
صبح کی نماز پڑھی وہ اللہ کی ذمہ داری میں ہے اور جس شخص نے
اللہ تعالیٰ کی ذمہ داری میں نفل ڈالا، اللہ تعالیٰ اس کو اندر سے
منہ جہنم میں ڈال دیگا۔

حضرت حنبل بن عبد اللہ رحمہ اللہ بیان کرتے
ہیں جس شخص نے صبح کی نماز پڑھی وہ اللہ تعالیٰ کی امان میں
ہے۔ پس کوئی شخص اللہ تعالیٰ کی امان میں نفل نہ ڈالے اور
جس شخص نے اللہ تعالیٰ کی امان میں نفل ڈالا، اللہ تعالیٰ اس کو
اندر سے منہ جہنم کی آگ میں ڈال دیگا۔

۱۳۹۱۔ وَحَدَّثَنِي زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ تَا
مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ الْأَسَدِيُّ ح وَحَدَّثَنِي صُحُبَتُهُ بْنُ
رَافِعٍ قَالَ تَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ جَمِيعًا عَنْ سُفْيَانَ عَنْ أَبِي سَهْلٍ
عَنْ عُمَانَ بْنِ حَكِيمٍ بِهَذَا الْأَسَانِدِ مِثْلَهُ

۱۳۹۲۔ حَدَّثَنِي نَصْرُ بْنُ عَلِيٍّ الْجَهْمِيُّ قَالَ تَا
بِشْرِ بْنُ يَعْقُوبَ ابْنُ مِقْسَلٍ عَنْ خَالِدٍ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ
سَمِعْتُ جُنْدَبَ بْنَ عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ يَقُولُ قَالَ
رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ صَلَّى الْقُسْبِ
فَهُوَ فِي ذِمَّةِ اللَّهِ فَلَا يَطْلُبُكَ اللَّهُ فِي ذِمَّتِهِ بِشَيْءٍ
فِي ذِمَّتِكَ فَيَكْبِتَ فِي نَارِ جَهَنَّمَ

۱۳۹۳۔ وَحَدَّثَنِي يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ
الْقَزويني قَالَ تَا سَمِعْتُ عَنْ خَالِدٍ عَنْ أَنَسِ بْنِ
سِيرِينَ قَالَ سَمِعْتُ جُنْدَبَ الْقُسْرِيَّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ
يَقُولُ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ
صَلَّى صَلَاةَ الْقُسْبِ فَهُوَ فِي ذِمَّةِ اللَّهِ فَلَا يَطْلُبُكَ اللَّهُ
مِنْ ذِمَّتِهِ بِشَيْءٍ فَتَاتَهُ مَنْ يَطْلُبُهُ مِنْ ذِمَّتِهِ بِشَيْءٍ

يُذَرُّكَ وَتُكَبِّرُ عَلَى وَجْهِهِ فِي نَارٍ جَهَنَّمَ.

۱۳۹۴- وَحَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ قَالَ قَالَ يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ عَنْ دَاوُدَ بْنِ أَبِي هَنْدٍ عَنِ الْحَسَنِ عَنْ جُنْدُبِ بْنِ سَفْيَانَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هَذَا أَوْلَمَ يَنْ كُوفِيكَتَهُ فِي نَارٍ جَهَنَّمَ.

ایک اور سند سے بھی ایسی ہی روایت ہے لیکن اس میں اوپر سے منہ جہنم میں ڈالنے کا ذکر نہیں ہے۔

جماعت کی فضیلت اور اہمیت | اس باب کی احادیث میں جماعت کی فضیلت اور اہمیت کو بیان کیا گیا ہے جماعت کی اہمیت کا اندازہ اس بات سے کیا جاسکتا ہے کہ میدان جنگ میں بھی مسلمانوں کو ایک

امام کی اقتداء میں جماعت سے نماز پڑھنے کا حکم دیا گیا ہے اور فرمایا ہے کہ ایک گروہ دشمن کے سامنے کھڑا رہے اور ایک گروہ امام کی اقتداء میں نماز پڑھے قرآن کریم میں ہے۔

وَإِذَا كُنْتَ فِيهِمْ فَأَقِمْ لَهُمُ الصَّلَاةَ فَلْتُمْ طَائِفَةٌ مِنْهُمْ مَعَكَ وَلْيَأْخُذُوا أَسْلِحَتَهُمْ فَإِذَا سَجَدُوا فَلْيَكُونُوا مِنْ وَرَائِكُمْ وَلْتَأْتِ طَائِفَةٌ أُخْرَى لَمْ يُصَلُّوا فَلْيُصَلُّوا مَعَكَ وَلْيَأْخُذُوا حِزْبَهُمْ وَ أَسْلِحَتَهُمْ - الْآيَةُ (نساء: ۱۰۲)

جب میدان جنگ اور حالت خوف میں جماعت کے ساتھ نماز پڑھنے کا حکم ہے تو حالت امن میں جماعت کے ساتھ نماز پڑھنا کس قدر اہم ہوگا۔

عَنِ ابْنِ الدَّرْدَاءِ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ مَا مِنْ ثَلَاثَةٍ فِي قَرْيَةٍ وَلَا بَدْوٍ وَلَا تَقَامُ فِيهِمَا الصَّلَاةُ إِلَّا قَدْ اسْتَحْوَذَ عَلَيْهِمُ الشَّيْطَانُ فَعَلَيْكَ بِالْجَمَاعَةِ فَإِنَّمَا يَأْكُلُ الذِّبْ الْقَاصِيَةَ ۖ

حضرت ابو درداد رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس بستی یا جنگل میں تین شخص ہوں اور جماعت سے نہ پڑھیں وہ لوگ شیطان سے مغلوب ہیں پس تم جماعت (سے نماز) کو لازم کر لو کیونکہ تمہا بھیڑ کو بھیڑ یا کھا جاتا ہے۔

اسی وجہ سے احناف اور شوافع کے نزدیک اگر کسی بستی کے لوگ باجماعت نماز نہ پڑھیں تو ان سے قتال کیا جائیگا۔ اور کسی غدر شرعی کے بغیر جماعت ترک کرنے کی اجازت نہیں ہے۔

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ مَعَ الْعِتَادِ فَلَمْ يَمْنَعْهُ

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس شخص نے اذان

سنن ابی داؤد ج ۱ ص ۸۰ مطبوعہ مطبعہ مجتہبائی پاکستان لاہور ۱۴۰۵ھ

۱۔ امام ابو داؤد سلیمان بن اشعث متوفی ۲۷۵ھ

عمدة القاری ج ۵ ص ۱۶۲ مطبوعہ ادارة الطباعة المنيرية مصر ۱۳۴۸ھ

۲۔ علامہ بدر الدین عینی حنفی متوفی ۸۵۵ھ

۳۔ الشیخ محمد الشربینی الطیب الشافعی متوفی ۸۷۰ھ دار احیاء التراث العربی بیروت۔

marfat.com

سنی اور بغیر مذہب کے جماعت سے ناز نہ پڑھی اس کی پڑھی
ہوئی ناز قبول نہیں ہوگی۔ صحابہ نے پوچھا مذکر کیا ہے آپ
نے فرمایا خوف یا مرنے۔

من اتباعہ عذر قالوا مع العذر قال خوف او
مرضی له تقبل من الصلوۃ القاصی

ابو سلیمان دارانی کہتے ہیں جس شخص کی جماعت اس کے کسی گناہ کے لئے فوت ہوئی تھی ہلف مالکین اس شخص کی تین
دن تک نفرت کرتے تھے اور جس کی تکبیر اولی فوت ہو جاتی تھی، اور جس کی جماعت نہ جاتی تھی اس کی سات دن تک
نفرت کرتے تھے۔

جماعت میں مذاہرب | امام احمد بن حنبل متوفی ۲۴۱ھ اور داؤد ظاہری کے نزدیک جماعت فرض میں ہے اور بغیر جماعت

اللہ علیہ وسلم نے جماعت سے ناز نہ پڑھنے والوں کا گھر جلانے کا ارادہ فرمایا اور ابن ماجہ اور ابو داؤد کی وہ حدیث ہے جس میں رسول اللہ صلی
آپ نے فرمایا بلا مذکر بغیر جماعت کے ناز قبول نہیں ہوئی یہ دلیل اولاً اس لیے صحیح نہیں ہے کہ اس میں خبر واحد سے فرضیت پر
استدلال کیا گیا ہے اور وہ قطعی الثبوت ہوتی ہے اور فرضیت کے لیے قطعی الثبوت قطعی الدلالة دلیل کی ضرورت ہوتی ہے۔
ثانیاً اس لیے کہ بخاری اور مسلم کی جس حدیث میں جماعت سے ناز نہ پڑھنے والوں کا گھر جلانے کا ذکر کیا گیا ہے
اس کی لزوم اور فرضیت پر دلالت کئی وجوہ سے مذکور ہے اولاً اس لیے کہ آپ کا یہ قصد منافقین کے بارے میں تھا ثانیاً
اس لیے کہ اگر جماعت سے ناز پڑھنا فرض میں ہوتا تو آپ کسی اور کو امام بنا کر خود جماعت ترک نہ فرماتے۔ ثانیاً اس لیے
کہ بخاری اور مسلم کی حدیث میں ہے کہ جماعت سے ناز کا ثواب تنہا پڑھنے کی بہ نسبت چھتیس گنا زیادہ ہوتا ہے اس حدیث
سے معلوم ہوا کہ تنہا پڑھنے سے بھی ناز ادا ہو جاتی ہے اگر جماعت فرض میں ہوتی تو تنہا ناز پڑھنا جائز ہی نہ ہوتا۔ راہبہا،
حضرت یزید بن اسود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے حج کے موقع پر ساتھ تھا میں نے آپ کے
ساتھ مسجد خیف میں صبح کی ناز پڑھی ناز ادا کرنے کے بعد آپ نے قوم کے آخر میں دو شخصوں کو دیکھا جنہوں نے ناز نہیں
پڑھی تھی۔ آپ نے فرمایا انہیں بلا کر لاؤ انہیں لایا گیا درآں مالیکہ خوف کی وجہ سے ان کی گردن کی رگیں لرز رہی تھیں۔ آپ
نے پوچھا تمہیں ہمارے ساتھ ناز پڑھنے سے کیا چیز مانع تھی؟ انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ! ہم نے اپنی قیام گاہ میں پہلے
ناز پڑھ لی تھی۔ آپ نے فرمایا ایسا نہ کیا کرو، جب تم نے اپنی قیام گاہ میں ناز پڑھ لی ہو اور پھر مسجد میں جماعت کو پاؤ تو جماعت
کے ساتھ ناز پڑھ لیا کرو وہ تمہارے لیے نفل ہو جائیگی۔ اگر جماعت فرض میں ہوتی تو آپ فرمادیتے تمہاری ناز نہیں
ہوتی۔ خامسا، محمود بن رزیح انصاری بیان کرتے ہیں حضرت عتب بن مالک انصاری ایک مسجد میں ناز پڑھتے تھے۔ انہوں
نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا بارش اور سیلاب کی وجہ سے میں مسجد میں نہیں جا سکتا ان کی آنکھوں میں تکلیف بھی تھی آپ

- ۱۔ امام ابو داؤد سلیمان بن اشعث متوفی ۲۴۵ھ - سنن ابو داؤد ج ۱ ص ۸۱ مطبوعہ مطبع مجتہبی پاکستان لاہور ۱۴۰۵ھ
۲۔ الشیخ محمد الشربینی الخلیف بن علما قرن الحاضر - منی المحتاج ج ۱ ص ۲۲۸ دار احیاء التراث بیروت۔
۳۔ علامہ عبد اللہ بن احمد بن قدامہ حنبلی متوفی ۶۲۰ھ - منی ابن قدامہ ج ۲ ص ۲ مطبوعہ دار الفکر بیروت ۱۴۰۵ھ
۴۔ امام ابو یوسف محمد بن عیسیٰ زہدی متوفی ۲۴۹ھ - جامع حنفی ص ۵۹ مطبوعہ دار الفکر بیروت کتب کراچی۔

میرے گھر اگر ناز پڑھا دیں تاکہ میں اس جگہ ناز پڑھ لیا کر دوں۔ آپ نے ان کے گھر اگر ناز پڑھا دیں اس طرح آپ نے انہیں بلا جماعت ناز پڑھنے کی اجازت دے دی۔ سادہ اگر جماعت فرض ہوتی تو جمعہ کی طرح عام نمازوں کے لیے بھی جماعت کو شرط قرار دیا جاتا۔ سادہ اگر جماعت کو فرض میں مانتا قرآن مجید پر زیادتی ہے کیونکہ قرآن مجید نے مطلقاً ناز پڑھنے کا حکم دیا ہے جماعت کا ذکر نہیں کیا۔ امام احمد بن حنبل کی دوسری دلیل حضرت ابن عباس کی روایت ہے کہ بلا عذر بغیر جماعت کے ناز مقبول نہیں ہوتی، اس کا جواب یہ ہے کہ یہاں قبول کامل کی نفی ہے۔ علاوہ ازیں یہ خبر واحد ہے اور ان دلائل سے معائنہ ہے جو ابھی گزر چکے ہیں۔

امام محمد بن ادریس شافعی متوفی ۲۰۴ھ کے نزدیک جماعت فرض کفایہ ہے۔ ان کی دلیل البراد وادود اور نسائی کی وہ حدیث ہے جس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس بستی یا جگہ میں تین شخص ہوں اور وہ جماعت سے ناز نہ پڑھیں تو وہ شیطان سے مغلوب ہیں تم جماعت کو لازم کر لو کیونکہ تمہا بیٹھ کر بیٹھ کر پڑھا جاتا ہے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ یہ سن کی حدیث ہے اور صحیحین میں بخاری اور مسلم کی حدیث کے مقابلہ میں مرجوح ہے جس سے فرض کفایہ کی نفی ہوتی ہے کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جماعت کھڑی کرانے کے بعد ان لوگوں کے گھر جلانے کا ارادہ کیا جنہوں نے ناز جماعت سے نہیں پڑھی تھی اور فرض کفایہ کا قاعدہ یہ ہے کہ جن کے ادا کرنے سے اس کی فرضیت دوسروں سے ساقط ہو جاتی ہے اگر جماعت فرض کفایہ ہوتی تو جب بعض لوگوں نے جماعت سے ناز پڑھ لی تھی تو آپ ان دوسرے لوگوں کے گھر جلانے کا ارادہ نہ فرماتے جنہوں نے جماعت سے ناز نہیں پڑھی تھی کیونکہ بعض لوگوں کے جماعت کے ساتھ ناز پڑھ لینے سے ان سے فرضیت ساقط ہو گئی تھی۔

امام ابو حنیفہ نمان بن ثابت متوفی ۱۵۰ھ اور امام مالک بن انس اصبحی متوفی ۱۷۹ھ کے نزدیک جماعت سنت مؤکدہ ہے اور ان کی دلیل یہ حدیث ہے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم علمت سن العدا وان من سن العدا السنۃ فی المسجد الذی یؤذن فیہ - "رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں سن ہدی (سنت مؤکدہ) کی تعلیم دی ہے اور سن ہدی میں سے یہ بھی ہے کہ جس مسجد میں اذان دی گئی ہو اس میں ناز پڑھی جائے۔" نیز حضرت عبداللہ بن مسعود نے فرمایا: ولما انکم صلیتم فی بیوتکم کما یصلی ہذا المتخلف فی بیتہ لکم سنۃ نبیکم ولو ترکتم سنۃ نبیکم لضللتکم - "اگر تم نے جماعت چھوڑنے

- ۱۔ امام ابو سعید اللہ محمد بن اسماعیل بخاری متوفی ۲۵۶ھ - صحیح بخاری ج ۱ ص ۶۰ ملخصاً مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی ۱۳۸۱ھ۔
- ۲۔ علامہ یحییٰ بن شرف نوادی متوفی ۶۷۶ھ - شرح صحیح مسلم ج ۱ ص ۲۳۱ مطبوعہ نور محمد کارخانہ تجارت کتب کراچی ۱۳۷۵ھ۔
- ۳۔ امام عبدالرحمن احمد بن شعیب نسائی متوفی ۳۰۳ھ سن نسائی ج ۱ ص ۸۶ مطبوعہ نور محمد کارخانہ تجارت کتب کراچی۔
- ۴۔ علامہ ابوالحسن علی بن ابی بکر حنفی متوفی ۵۹۳ھ - برایہ مع فتح القدیر ج ۱ ص ۲۶۶ مطبوعہ مکتبہ نوریہ رحیمیہ سکھر۔
- ۵۔ ابوالولید ابن رشد مالکی اندلسی متوفی ۵۹۵ھ - برایہ المجتہد ج ۱ ص ۱۰۲ مطبوعہ دار الفکر بیروت۔
- ۶۔ امام ابوالحسن مسلم بن حجاج قشیری متوفی ۲۶۱ھ - صحیح مسلم ج ۱ ص ۲۳۲ مطبوعہ نور محمد کارخانہ تجارت کتب کراچی ۱۳۷۵ھ۔

و اے اس شخص کی طرح اپنے گھروں میں نماز پڑھی تو تم اپنے نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) کی سنت و حکم کے تانک ہو جاؤ گے اور اگر تم نے اپنے نبی کی سنت ترک کر دی تو تم گمراہ ہو جاؤ گے، اس حدیث میں اس بات پر واضح دلالت ہے کہ جماعت سے نماز پڑھنا سنت مؤکدہ ہے۔

احادیث میں تطبیق | اس باب میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ جماعت سے نماز پڑھنے کا اجر پچیس گنا زیادہ ہے۔ اور حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کی روایت ہے کہ جماعت کا اجر ستائیس گنا زیادہ ہے۔ بظاہر ان دونوں حدیثوں میں تناقض ہے اس کا ایک جواب یہ ہے کہ آپ پر احکام بتدریج نازل ہوتے رہے ہیں اس لیے ہو سکتا ہے کہ پہلے اللہ تعالیٰ نے پچیس گنا اجر عطا فرمایا ہو اور بعد میں اجر زیادہ کر کے ستائیس گنا کر دیا ہو۔ دوسرا جواب یہ ہے ہو سکتا ہے کہ بعض جگہوں کی برکت یا بعض نمازیوں کے علوم نیت، حضور و جعفر اور عبادت میں مشقت کی وجہ سے اللہ تعالیٰ زیادہ اجر عطا فرما کر ستائیس گنا فرما دے۔ تیسرا جواب یہ ہے کہ عشاء اور صبح میں چونکہ آپ نے زیادہ اجر یا غفران طلب کیا کہ عشا کی نماز جماعت پڑھنے سے نصف شب اور صبح کی نماز باجماعت پڑھنے سے تمام شب عبادت کا اجر ملتا ہے اس لیے ہو سکتا ہے کہ ستائیس گنا اجر کا تعلق عشاء اور فجر کی جماعت کے ساتھ ہو اور پچیس گنا تعلق باقی نمازوں کے ساتھ ہو۔

جماعت کے فوائد | جماعت سے نماز پڑھنے کا ایک فائدہ یہ ہے کہ اگر انسان تنہا نماز پڑھے تو نہ جانے قبول ہو یا نہ ہو لیکن جب جماعت کے ساتھ نماز پڑھے گا تو نمازیوں میں اگر اللہ کا کوئی مقبول بندہ ہو تو اللہ تعالیٰ کے رحم سے یہ غیر متصور ہے کہ وہ اس مقبول بندہ کی نماز قبول کرے اور اسی کے ساتھ پڑھی ہوئی دوسرے نیکے اور ناکارہ لوگوں کی نمازوں کو رد کر دے لہذا جب اللہ تعالیٰ اپنے نیک اور صالح بندے کی نماز قبول فرمائیگا تو اس کے ساتھ ہم ایسوں کی نماز قبول فرمایا گیا۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے فرشتوں کی ایک جماعت اللہ تعالیٰ کے ذکر کرنے والے بندوں کی تلاش کے لیے مقرر کی ہے جب وہ کسی جگہ اللہ تعالیٰ کا ذکر کرنے والوں کو دیکھتے ہیں تو وہاں بیٹھ جاتے ہیں اور بعض، بسن کو پڑوں سے آسمان تک گھیر لیتے ہیں۔ پھر وہ متفرق ہو کر آسمان کی طرف جاتے ہیں اللہ تعالیٰ ان سے سوال فرماتا ہے (وہاں حاکم وہ ان سے زیادہ جانتا ہے) تم کہاں سے آئے ہو؟ فرشتے عرض کرتے ہیں تیرے ان بندوں کے پاس سے آئے ہیں جو زمین پر تیری تسبیح و تحمید اور تیرا بیان کرتے تھے اور تیرا شکر ادا کرتے تھے، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وہ مجھ سے کس چیز کا سوال کرتے تھے، فرشتے کہتے ہیں وہ تجھ سے تیری جنت کا سوال کرتے تھے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کیا انہوں نے میری جنت دیجی ہے۔ فرشتے کہتے ہیں نہیں یا رب! اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اگر وہ میری جنت دیکھ لیتے تو! فرشتے کہتے ہیں وہ تجھ سے پناہ طلب کرتے تھے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کس چیز سے میری پناہ طلب کرتے تھے، فرشتے عرض کرتے ہیں تیری نار سے یا رب! اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کیا انہوں نے میری نار کو دیکھا ہے فرشتے کہتے ہیں نہیں یا رب! اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اگر وہ میری نار کو دیکھ لیتے تو! فرشتے عرض کرتے ہیں وہ تجھ سے مغفرت طلب کرتے تھے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے میں نے ان کو بخش دیا، اور جو کچھ انہوں نے مانگا وہ ملنا کر دیا اور جس چیز سے انہوں نے پناہ مانگی ان کو پناہ دے دی۔ فرشتے کہتے ہیں ان میں ایک گناہ گار بندہ تھا جو یونہی گزرتے ہوئے ان کے ساتھ بیٹھ گیا تھا۔ آپ نے فرمایا اللہ تعالیٰ فرمائے گا کہ لا غفرت ہم العظوم لا یشق بہم جلیسہم ۱۰ میں نے اس کو بھی بخش دیا کیونکہ جو اس قوم کے

ساتھ بیٹھا ہوا ہو وہ بھی محروم نہیں ہوتا۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ کی یہ کریمانہ عادت ہے کہ وہ اپنے مقبول بندوں کے طفیل ناکام لوگوں کو بھی نواز دیتا ہے اس لیے جماعت سے نماز پڑھنے کا یہ فائدہ ہے کہ اگر نمازیوں میں کوئی مرد صالح ہوا تو اس کے طفیل باقی نمازیوں کی نماز بھی شرف قبول پائے گی، امام ملازی فرماتے ہیں کہ اگر کوئی شخص دس چیزوں کو ایک سو دسے میں خریدا لے اور ان دس میں کوئی چیز حبیب والی ہو تو یہ نہیں ہو سکتا کہ ان دس میں سے ایک چیز واپس کر دے اور نور رکھ لے کیونکہ اس نے ان دس چیزوں کو الگ الگ نہیں ایک ساتھ خریدا ہے یا تو وہ دس کو واپس کرے گا یا دس کی دس رکھ لے گا۔ اسی طرح ایک تکبیروں کے ساتھ جب سب لوگوں نے نماز پڑھی ہے تو ہر سب کی نمازیں رد ہونگی یا سب کی قبول ہوں گی اور جب ان میں کسی تکبیر ہندہ کی نماز قبول ہوگی تو اس کے طفیل باقیوں کی نماز بھی قبول ہو جائے گی۔

جماعت سے نماز پڑھنے کا دوسرا فائدہ یہ ہے کہ جماعت کی وجہ سے نماز میں نظم اور وحدت قائم رہتی ہے اللہ تعالیٰ واحد ہے اور اس نے مسلمانوں کی تمام عبادات میں وحدت کو قائم رکھا ہے۔ تیس روزے بندوں سے رکھوانے تھے ان روزوں کو منتشر اور متفرق آیام میں بھی فرض کیا جاسکتا تھا لیکن اس طرح کوئی مسلمان روزہ سے ہوتا اور کوئی روزہ سے نہ ہوتا اس لیے ایک مہینہ مہینہ میں تیس روزے فرض کیے تاکہ تمام مسلمان ایک مہینہ وقت میں کھائیں اور ایک مہینہ وقت میں کھانا چھوڑ دیں۔ عرفات میں قیام اور کعبہ کا طواف کسی غیر مہینہ دن بھی ہو سکتا تھا لیکن نوافل الحجہ کو حج فرض کیا تاکہ تمام روئے زمین کے مسلمان ایک دن عرفات میں قیام کریں اور ایک دن کعبہ کا طواف کریں۔ یہی حال قربانی کا ہے۔ اسی طرح پانچ مہینہ اوقات میں جماعت کے ساتھ نماز مشروع کی تاکہ ایک آبادی کے تمام مسلمان ایک وقت اور ایک جگہ جمع ہو کر اکٹھے نماز پڑھیں اور جماعت کے سبب مسلمانوں کی جمعیت اور وحدت قائم رہے اور مسلمانوں کے ہر عمل سے اللہ تعالیٰ کی وحدت کا ظہور ہو۔

جماعت کے ساتھ نماز پڑھنے سے مسلمانوں کے مابین کمال بھی ہے، جب سب مسلمان ملتے ہیں تو ایک دوسرے کے حالات سے آگاہ ہوتے ہیں معلوم ہوتا ہے کہ فلاں شخص کو فلاں چیز کی ضرورت ہے، فلاں شخص فلاں کام کر سکتا ہے، فلاں شخص بیمار ہے اور جب محلہ کے تمام لوگ باجماعت نماز پڑھیں گے تو ایک پاکیزہ سوسائٹی ابھر آئے گی اور جو شخص بے نمازی ہوگا اس کے اندر خود بخود نمازی بننے کا شوق پیدا ہو جائیگا۔

جب مسلمان نماز پڑھنے کے لیے حضور کے مسجد میں آتا ہے تو ہر قدم پر اس کا ایک درجہ بلند ہوتا ہے ایک گناہ معاف ہوتا ہے اور ایک نیکی ملتی ہے، راستہ میں اسے دوسرے مسلمانوں کو سلام کرنے اور نیکی کا حکم دینے اور برائی سے روکنے کا موقع ملتا ہے۔ راستہ میں اگر تکلیف دہ چیز ہو تو اس کو مٹانے کا موقع نصیب ہوتا ہے کسی سائل کی حاجت پوری کر سکتا ہے مسجد میں داخل ہونے سے پہلے اللھم افتح لی ابواب رحمتک کی دعا پڑھے گا جتنی دیر مسجد میں رہے گا احکام اور اللہ تعالیٰ کی ضیافت حاصل کرنے کی نیت کرے گا، بڑائی سے بھارے گا۔ جب تک نماز کے انتظار میں رہے گا نماز کا ثواب ملتا رہے گا فرشتے اس کے لیے استغفار کرتے رہیں گے۔ وعظ اور نصیحت، ذکر اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر درود اور استغفار کرنے کا موقع نصیب ہوگا اور اللھم افی اسئلك من فضلك کے کلمات سے واپس ہوگا۔

بَابُ الرَّخْصَةِ فِي التَّخْلُفِ عَنِ الْجَمَاعَةِ لِعَدَارٍ

۱۳۶۵ حَدَّثَنَا قُتَيْبٌ حَزْمَةُ بْنُ يَحْيَى السَّجِسْتِيُّ قَالَ
 أَنَا بْنُ وَهْبٍ قَالَ أَخْبَرَنِي يُونُسُ عَنْ ابْنِ شَهَابٍ أَنَّ
 مَعْمَرُ بْنُ الرَّثِيمِ الْأَنْصَارِيَّ حَدَّثَهُ أَنَّ عَتَبَانَ بْنَ مَالِكٍ
 رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ وَهُوَ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
 وَسَلَّمَ مِمَّنْ شَهِدَ بَدْءَ مَا مِنَ الْأَنْصَارِ أَنَّهُ أَتَى رَسُولَ
 اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنِّي قَدْ
 انْكَرْتُ بَعْضَ عَمَلِي فَكَانَ أَصْلِي يُعْرَفُ وَكَانَ أَكَاثِرُ الْأَمْطَارِ
 سَأَلَ الْوَادِي الذُّؤَبِيَّ وَبَيْنَهُمْ وَكُنَّا نَسْتَعِظُ أَنْ
 أَتَى مَسْجِدَهُمْ فَاصْطَلَى لَهُمْ وَدُمْتُ أَلَاكَ يَا رَسُولَ
 اللَّهِ تَأَوَّقْ فَصَلِّ فِي مَصَلِّي أَتَعِدُّهُ مُصَلِّيٌّ وَكَانَ
 فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَأَفْعَلُ إِنْ
 شَاءَ اللَّهُ قَالَ عَتَبَانُ فَقَدْ أَرَسَ اللَّهُ صَلَاتَهُ
 عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَبُو بَكْرٍ الْعَدَنِيُّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ
 عِنْدَ حِينَ ارْتَفَعَتِ السَّحَابُ فَاسْتَأْذَنَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ
 عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَذِنَتْ لَهُ فَكَلَّمَهُ بَعْضُ حَقِّ وَخَدَّ الْبَيْتِ ثُمَّ
 قَالَ إِنْ تَحِبَّ أَنْ تُصَلِّيَ مِنْ بَيْتِكَ قَالَ فَاشْرُءْ إِلَيَّ
 نَاحِيَةً مِنَ الْبَيْتِ فَكَأَمَرَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
 فَكَبَّرَ فَتَمَنَّا دَمَاءً وَفَضَلِي وَكُفْتَيْنِ ثُمَّ سَلَّمَ قَالَ
 وَحَبْسَتْهُ عَلَى خَزِيرٍ صَنَعْنَاهُ لَهُ قَالَ فَشَابَ
 وَجَاهُ مَنْ أَهْلُ الدَّارِ حَوْلَنَا حَتَّى اجْتَمَعَ فِي الْبَيْتِ رِجَالٌ
 ذُو عَدَدٍ فَقَالَ قَائِلٌ مِنْهُمْ مَا لَكَ بِنِ الْتَّخْلُفِ
 فَقَالَ بَعْضُهُمْ ذَلِكَ مُتَأَوِّقٌ لَا يُحِبُّ اللَّهُ وَرَسُولُهُ
 فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَقْتُلْ لَكَ
 ذَلِكَ إِلَّا تَرَاهُ فَكَانَ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ يُرِيدُ
 بِذَلِكَ وَجْهَ اللَّهِ قَالَ قَالُوا اللَّهُ وَرَسُولُهُ أَعْلَمُ
 قَالَ فَاتَمَّا مَرَى وَجْهَهُ وَنَسِيَ حَتَّى لَبِثَ مَرَّتَيْنِ
 قَالَ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَادْرَأْ

عذر کی بناء پر جماعت ترک کرنے کی رخصت

حضرت عتبان بن مالک انصاری رضی اللہ عنہ نبی اکرم
 صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابی ہیں اور غزوہ بدر میں شریک ہوئے
 وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور
 عرض کیا، یا رسول اللہ! میری نظر کمزور ہو گئی ہے اللہ میں اپنی
 قوم کی امامت کرتا ہوں۔ جب بارشیں ہوتی ہیں تو میرے اللہ
 ان کے درمیان غالب بنے گئے ہیں جس کی وجہ سے میں ان کی
 مسجد میں نماز پڑھانے میں ہاں نہ ہو سکتا۔ یا رسول اللہ! میری خواہش
 ہے کہ آپ (میرے گھر) تشریف لائیں اور کسی جگہ پر نماز پڑھیں
 تاکہ میں اس جگہ کو صلی بناؤں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
 فرمایا۔ انشاء اللہ میں ایسا ہی کروں گا۔ حضرت عتبان رضی اللہ
 عنہ کہتے ہیں کہ اگلے دن صبح کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت
 ابراہیم (رضی اللہ عنہ) کے ساتھ تشریف لائے۔ رسول اللہ
 صلی اللہ علیہ وسلم نے اجازت طلب کی اور میں نے آپ کو بلایا۔
 آپ گھر میں داخل ہونے کے بعد بیٹھے نہیں، فرمایا تم کیا
 چاہتے ہو! میں کس جگہ نماز پڑھوں حضرت عتبان کہتے ہیں کہ
 میں نے مکان کی ایک سمت اشارہ کیا۔ رسول اللہ صلی اللہ
 علیہ وسلم نے کھڑے ہو کر تجھ کی اور ہم سب آپ کے پیچھے
 کھڑے ہو گئے۔ آپ نے دو رکعات نماز پڑھا کر سلام پھیر دیا۔
 حضرت عتبان کہتے ہیں کہ ہم نے آپ کے لیے قیہ کا کھانا پکا
 رکھا تھا اسے کھانے کے لیے آپ کو روک دیا آپ کی نیابت
 کے سبب (مکہ کے تمام لوگ گھر میں آگئے اور کسی کھانے والے
 نے کہا مالک بن دشمن کہاں ہے کسی اور نے جواب دیا وہ منافق
 ہے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول سے محبت نہیں کرتا، رسول
 اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اسے ایسا نہ کہو کیاتم نہیں جانتے
 کہ اس نے محض اللہ تعالیٰ کی رضا جوئی کے لیے لایا اللہ
 الا اللہ۔ کہا ہے۔ حاضرین نے کہا اللہ تعالیٰ اور اس کا
 رسول بہت جاننے والے ہیں۔ کئی شخص نے کہا ہم اس کو

منافقین کے ساتھ ملتے جلتے دیکھتے ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس شخص نے محض اللہ تعالیٰ کی رضا جوئی کے لیے (کہہ) لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ۔ پڑھا ہو اللہ تعالیٰ نے اس پر جہنم کی آگ حرام کر دی ہے۔ ابن شہاب بیان کرتے ہیں کہ پھر میں نے بنو سالم کے سردار حصین بن محمد سے محمود بن ربیع کی اس روایت کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے اس کی تصدیق کر دی۔

حضرت عثمان بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا۔ باقی حدیث حسب سابق ہے اور یہ یاد دہانی ہے کہ ایک شخص نے کہا مالک بن خنصن یا دخیش کہاں ہے۔ حضرت محمود بن ربیع رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے یہ حدیث ایک ایسی جماعت میں بیان کی جس میں حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ بھی تھے۔ انہوں نے کہا میرا خیال ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بات نہیں فرمائی ہوگی البتہ لا الہ الا اللہ پڑھنے سے جہنم کا حرام ہونا حضرت محمود کہتے ہیں پھر میں نے قسم کھائی کہ جا کر حضرت عثمان بن مالک رضی اللہ عنہ سے اس کی تصدیق کروں گا۔ میں جب ان کے پاس پہنچا تو وہ انتہائی بوڑھے ہو چکے تھے اور ان کی بینائی باقی رہی تھی اور وہ اس وقت بھی اپنی قوم کے امام تھے۔ میں ان کے پہلو میں جا کر بیٹھ گیا اور ان سے یہی حدیث دریافت کی۔ انہوں نے محمد سے وہ حدیث پہلے کی طرح بیان کر دی۔ زہری کہتے ہیں کہ اس واقعہ کے بعد بہت سی چیزیں فراموش ہوئیں اور بہت سے احکام نازل ہوئے اور دین مکمل ہو گیا۔ پس جو شخص دھوکا کھانا نہ چاہتا ہو وہ دھوکا نہ کھائے (کہ فرائض ادا کیے بغیر محض کلمہ پڑھنے سے جنت میں چلا جائے گا۔) (سیدی)

حضرت محمود بن ربیع رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا وہ کلی کرنا یاد ہے جو آپ نے بارے مکان کے دہانے سے کی تھی۔ حضرت محمود بیان کرتے

اللَّهُ فَذَكَرَ عَلَى النَّاسِ مَنْ قَالَ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ يَكْتَفِي بِذَلِكَ وَحْدَهُ اللَّهُ قَالَ ابْنُ شِهَابٍ ثُمَّ سَأَلْتُ الْحَصَيْنَ بْنَ مُحَمَّدٍ الْأَنْصَارِيَّ وَهُوَ أَحَدُ بَنِي سَالِمٍ وَهُوَ مِنْ سَرَاتِمِهِمْ عَنْ حَوَيْثٍ مَحْمُودِ بْنِ الرَّبِيعِ فَصَدَّقَهُ بِذَلِكَ۔

۱۳۹۶۔ وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ وَعَبْدُ بْنُ عُمَرَ وَلَا هَذَا عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ قَالَ أَمَا مَعَكُمْ عَنِ النَّبِيِّ قَالَ حَدَّثَنِي مَحْمُودُ بْنُ الرَّبِيعِ عَنْ عُثْمَانَ ابْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ أُنْتُكَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَسَأَلَ الْحَوَيْثَ بِمَعْنَى حَوَيْثٍ يَوْمَئِذٍ عَنِ النَّبِيِّ قَالَ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ مَا لَكَ بِنِ الْخُشْنِ أَوِ الْخُشْنِ وَمَا دَفَى الْحَدِيثِ قَالَ مَحْمُودٌ وَحَدَّثْتُ بِهَذَا الْحَدِيثِ نَفَرًا فِيهِمْ أَبُو أَيُّوبَ الْأَنْصَارِيُّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ فَقَالَ مَا أَطْلَعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَا تَدْعُ قَالَ فَحَلَفْتُ أَنْ رَجَعْتُ إِلَى عُثْمَانَ أَنْ أَسْأَلَهُ قَالَ فَوَجَعْتُ إِلَيْهِ فَوَجَدْتُهُ شَيْخًا كَبِيرًا قَدْ ذَهَبَ بَصَرُهُ وَهُوَ مَا مَرُّ قَوْمِهِ فَجَلَسْتُ إِلَى جَنْبِهِ فَسَأَلْتُهُ عَنْ هَذَا الْحَدِيثِ فَحَدَّثَنِيهِ كَمَا حَدَّثَنِيهِ أَوَّلَ مَرَّةٍ قَالَ الزُّهْرِيُّ شَعْرَ تَوَلَّيْتُ بَعْدَ ذَلِكَ فَرَأَيْتُ وَأُمُومٌ تَرَى أَنَّ الْأَمْرَ انْتَهَى إِلَيْهَا فَمِنْ اسْتَطَاعَ أَنْ لَا يَغْتَرَّ فَلَا يَغْتَرَّ۔

۱۳۹۷۔ وَحَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ لَنَا الْوَلِيدُ بْنُ مُسْلِمٍ عَنِ الْأَوْدِيِّ قَالَ حَدَّثَنِي الزُّهْرِيُّ عَنْ مَحْمُودِ بْنِ الرَّبِيعِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ إِنِّي لَا أَعْمَلُ

مَنْجَةً مَجْهًا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
مِنْ دُكُوفٍ دَارِنًا قَالَ مُحَمَّدٌ وَفَعَلْتُ كَيْفَ عَجَبًا بِي مَا لِيَ
رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ مَا بَصِيرَتِي قَدْ سَاءَ وَسَاءَ الْحَدِيثُ إِلَى قَوْلِهِ
فَصَلَّى بِنَا رَكْعَتَيْنِ وَحَبَسْنَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى جَبْشِيثَةَ حَتَّى نَعْتَا هَالِكًا وَلَمْ يَذْكُرْ
مَّا بَعْدَهُ مِنْ زِيَادَةٍ يَوْشَنَ وَمَغْنَمٍ

یہ کہ محمد سے حضرت عثمان بن ملک (رضی اللہ عنہ) نے بیان
کیا کہ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! میری نظر کزور ہو گئی ہے
پھر حدیث سابقہ بیان ملک بیان کی کہ آپ نے ہمیں دور رکھا
ناز پڑھائی اور ہم نے کھانا کھلانے کے لیے رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم کو روک لیا جو ہم نے آپ کے لیے تیار کیا تھا، اور
اس کے بعد زیادتی جو عمر اور یونس نے ذکر کی ہے بیان
نہیں کی۔

احادیث میں تطبیق

اس باب کی احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ گھر میں کسی جگہ کو ناز کے لیے خاص کر لینا جانتا ہے۔ سنن
ابوداؤد میں مسجد کی کسی جگہ کو مسین کرنے سے منع فرمایا گیا ہے اس لیے اگر کوئی گھر میں بھی جو مسین کرنے پر مایل ہے تو
اس کا جواب یہ ہے کہ سنن ابوداؤد کی روایت اس صورت پر معمول ہے جب جگہ مسین کرنے میں یا کاری یا عمارت کی کو ضرر لاحق
ہو، دوسرا اتنا مضمین یہ ہے کہ اس باب کی احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ مہمان کسی کے گھر جا کر امامت کر سکتا ہے۔ حالانکہ ابوطیبر
بیان کرتے ہیں کہ حضرت مالک بن حویرث رضی اللہ عنہ ہماری اس مسجد میں آئے اور ناز کی امامت کہی گئی، ہم نے عرض کیا آپ
ناز پڑھائی انہوں نے فرمایا تم میں سے کوئی شخص ناز پر حملے اور میں منقریب اپنے ناز پڑھانے کی وجہ بیان کر دوں گا۔ میں
نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے آپ نے فرمایا جو شخص کسی قوم کی زیارت کے لیے جائے وہ ان کی امامت نہ کرے اور
انہی میں سے کوئی شخص ناز پڑھائے نہ۔ اس کا جواب یہ ہے کہ میزبان کی اجازت کے بغیر مہمان کو اس کے مصلیٰ پر اگر ناز
نہیں پڑھائی چاہیے۔ ہاں اگر مہمان اجازت دے تو پھر جائز ہے۔ حضرت مالک بن حویرث نے ظاہر حدیث پر عمل کیا تھا بخلاف
اس حدیث کے کیونکہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو بلایا یہی اسی لیے تھا کہ آپ گھر کی کسی جگہ
ناز پڑھا کر اسے وہ عزت بخش دیں جو بیت المعمور کو بھی حاصل نہیں اور اگر بالفرض حضرت مالک بن حویرث کی روایت اپنے ظاہر
اور معلوم پر ہوتی تب بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو عام مسلمانوں پر قیاس نہیں کیا جاسکتا بجا حضرت عثمان اس کو کیسے گوارہ
کرتے کہ وہ بغیر کسی غدر کے سرکار کے آگے امام بن جائیں! جبکہ آپ کی امتداد میں ناز پڑھنا تو وہ عزت اور کرامت ہے جو
حضرات انبیاء علیہم السلام کے لیے بھی باعثِ رشک ہو تو بجائے

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دلوں کے حال پر آگاہی | اس حدیث میں یہ بھی مذکور ہے کہ جب ابن دشق کو کسی شخص
نے منافق بتلایا اور کہا وہ اللہ اور اس کے رسول سے

محبت نہیں کرتا تو آپ نے فرمایا ایسا مت کہو کیاتم نہیں جانتے کہ اس نے محض اللہ تعالیٰ کی رضا جوئی کے لیے لا اللہ
الادانہ کہا ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں کے دلوں کا حال جانتے ہیں آپ جانتے تھے
کہ وہ اللہ اور اس کے رسول سے محبت کرتا ہے اور یہ اس کے دل کی بات تھی اور آپ یہ بھی جانتے تھے کہ اس نے محض
اللہ تعالیٰ کی رضا جوئی کے لیے کلمہ پڑھا ہے اور یہ بھی اس کے دل کی بات تھی!

حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں عبد اللہ نامی ایک شخص جس کا لقب حارث تھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ہنسایا کرتا تھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو شراب نوشی کی بنا پر حد لگائی دوبارہ پھر اس کو آپ کے حکم سے حد لگائی گئی قوم میں سے ایک شخص نے کہا اللہ کی اس پر لعنت ہو، اس پر کتنی مرتبہ حد لگائی گئی ہے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس پر سنت مت کرو بخدا اتم نہیں جانتے یہ اللہ اور اس کے رسول سے محبت کرتا ہے! لہ اور محبت وہ چیز ہے جو دل میں چھپی ہوتی ہے، لگتا ہے اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ایسی بصیرت عطا فرمائی تھی کہ آپ دلوں کا حال پڑھ لیتے تھے۔

انسان تو الگ رہے آپ تو پتھروں کے دل کا مال بھی جان لیتے تھے۔ حدیث شریف میں ہے "فلم أدرای احدًا قال هذا جبد یحبنا ونحبہ" ۱؎ "رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب اعد کو دیکھتے تو فرماتے یہ پہاڑم سے محبت کرتا ہے ہم اس سے محبت کرتے ہیں!۔"

کلمہ کے اجزاء کی تحقیق اور اس کا حکم | کلمہ کے دو جز ہیں توحید اور رسالت، (لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ) اور یہ کلمہ پڑھے بغیر انسان مسلمان ہوتا ہے نہ جنت کا مستحق ہوتا ہے نہ اس پر دوزخ کی آگ حرام ہوتی ہے لیکن اس حدیث میں آپ نے فرمایا جس شخص نے اللہ تعالیٰ کی رضا جوئی کے لیے لا الہ الا اللہ کہا اللہ تعالیٰ نے اس پر دوزخ کی آگ حرام کر دی ہے، یہاں آپ نے محمد رسول اللہ کا ذکر نہیں فرمایا اس کا ایک جواب یہ ہے کہ لا الہ الا اللہ کلمہ طیبہ کے لیے علم زام) بن گیا ہے جسے الحمد سورہ فاتحہ اور قل ہو اللہ سورہ اخلاص کے لیے علم بن گئے ہیں اگر کوئی شخص کہے ایک دفعہ الحمد اور تین دفعہ قل پڑھ لو تو اس سے مراد صرحت الحمد اور قل نہیں پوری سورہ فاتحہ اور پوری سورہ اخلاص مراد ہوتی ہیں، اسی طرح لا الہ الا اللہ سے مراد پورا کلمہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ ہے۔ اس کا دوسرا جواب یہ ہے کہ یہاں جز بول کر کل مراد لیا ہے۔ جیسے ہم اپنے عرن میں چائے کہتے ہیں اور اس سے مراد صرحت چائے نہیں بلکہ چائے پانی دودھ اور میٹھے کا مرکب ہوتا ہے۔ تیسرا جواب یہ ہے کہ لا الہ الا اللہ کہنے اور ماننے کا مطلب یہ ہے کہ جیسا ہے ویسا کہو اور مانو، اگر کوئی شخص لا الہ الا اللہ کہے اور اللہ تعالیٰ کو ایسا فاعل اللہ عالم اور قادر نہ مانے تو اس نے اللہ تعالیٰ کو نہیں مانا کیونکہ اللہ تعالیٰ تو عالم اور قادر ہے اسی طرح جس شخص نے لا الہ الا اللہ کہا اور آپ کو اللہ تعالیٰ کا رسول نہ مانا اس نے اللہ تعالیٰ کو نہ مانا کیونکہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو رسول بنا کر بھیجا ہے۔ وہ شخص لا الہ الا اللہ کہے۔ کا قائل کب قرار دیا جائے گا جو اللہ تعالیٰ کے فرمان محمد رسول اللہ (فتح: ۲۹) کی تکذیب کرتا ہو اس لیے لا الہ الا اللہ کہنا درحقیقت تب صحیح ہوگا جب محمد رسول اللہ بھی کہتا اور ماننا ہو۔

اہل علم کی ضیافت طبع کے لیے عرن ہے، کلمہ طیبہ میں دو جملے ہیں لا الہ الا اللہ اور محمد رسول اللہ عربی قواعد کے مطابق اگر دو جملوں میں من وجہ اتحاد اور من وجہ تنایر ہو تو ان کے درمیان حرف عطف لایا جاتا ہے اور اگر ان

میں کمال فضل ہو جیسے قال ابو ذر غفیر رحمہ اللہ کہ چونکہ پہلا جملہ خبریہ اور دوسرا انشائیہ ہے اور ہر اور انشاء میں کمال فضل ہے تو عطف نہیں لاتے یا کمال وصل ہو پھر بھی حرف عطف نہیں لاتے جیسے ذلک الذکت لا ریب فیہ ہدی للمتقین یہ تین جملے ہیں اور تینوں میں کمال وصل ہے (اس کی تفصیل تفسیر میضائی میں ملاحظہ فرمائیں) اس لیے ان کے درمیان حرف عطف نہیں لایا گیا۔ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ میں جو حرف عطف نہیں لایا گیا اس کی وجہ یہ تو نہیں ہو سکتی کہ ان کے درمیان کمال فضل اور تباہی ہے اس لیے لا محالہ کہنا پڑے گا ان کے درمیان حرف عطف نہ لانے کی وجہ کمال وصل ہے، یہی وجہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ثم دنا فتدلی فکان قاب قوسین او ادنیٰ (نجم: ۸۶) ”پھر وہ جلوہ نزدیک ہوا پھر خوب اتر آیا پس اس جلوہ اور محبوب میں کمان کے دوسرے یا اس سے بھی کم فاصلہ رہ گیا“ نیز فرمایا: واللہ ورسولہ احق ان یروضوہ (توبہ: ۶۲) ”اللہ اور اس کا رسول اس بات کے زیادہ حقدار ہیں کہ اس کو رامی کرو“ اور اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے خمیر و ادملاک یہ ظاہر کیا کہ اللہ اور رسول کی رضا الگ الگ نہیں ہے ان کا راضی ہونا الگ الگ نہیں ناراض ہونا۔ نیز فرمایا: وما رمیت اذ رمیت ولكن الله رمی (انفال: ۱۷) آپ نے کنگریاں نہیں پھینکیں جب آپ نے کنگریاں پھینکیں تھیں لیکن وہ کنگریاں اللہ تعالیٰ نے پھینکی تھیں۔ کنگریاں پھینکنا آپ کا فعل تھا لیکن اللہ تعالیٰ فرمانا ہے وہ ہمارا فعل ہے۔

رہا یہ کہ کیا صرف کلمہ پڑھنے سے نجات ہو جائے گی جیسا کہ اس حدیث سے ظاہر ہے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ کلمہ پڑھنے والے پر دوزخ کا دوام اور غلوط بہر حال حرام ہو جائے گا اور جس شخص نے اخلاص سے کلمہ پڑھا اور کلمے کے تقاضوں پر عمل کیا اس پر جہنم میں دخول بھی حرام ہو جائے گا۔ ابن شہاب زہری نے اسی معنی پر تنبیہ کرتے ہوئے کہا ہے کہ حدیث کے ان ظاہری الفاظ سے دھوکا کھا کر کوئی شخص عمل کرنا نہ چھوڑ دے۔

مبتدعین اور گمراہوں سے میل جول | اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ گمراہ اور بے دین فرقوں سے میل جول میں کوئی حرج نہیں ہے کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو جب بتایا گیا کہ ابن دشمن کا منافقین سے ملنا جتنا ہے تو آپ نے اس پر انکار نہیں فرمایا البتہ دیگر دلائل سے یہ قید لگانا ضروری گیا ہے کہ گمراہ اور مبتدعین سے محبت کے ساتھ میل جول رکھنا حرام ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ”ولا تکرہوا الی الذین ظلموا فیتسکھم النار“ (ہود: ۱۱۳) ”ظالموں سے میلان نہ رکھو کہیں تمہیں بھی آگ نہ جلائے“ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی اس دعا کی تلقین فرمائی تھیں: ”فلا تقعد بعد الذکوی مع القوم الظالمین“ (انعام: ۶۸) ”پتا چل جانے کے بعد ظالموں کے ساتھ اٹھنا بیٹھنا نہ رکھو“ اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ”وقد نزل علیک فی الکتاب ان اذا سمعتہم ابیت اللہ یکفر بہا ویستہزأ بہا فلا تقعد و امعہم حتی یخوضوا فی حدیث غیرہا انکھ اذا متلفحہ“ (نساء: ۱۴۰) ”اور اللہ تعالیٰ نے تم پر کتاب میں یہ حکم نازل فرمایا ہے کہ جب تم سنو کہ اللہ تعالیٰ کی آیات کا کفر اور ان کا مذاق اڑایا جا رہا ہے تو ان لوگوں کے ساتھ مدت بٹھرتے ہو کہ وہ کلمہ اور بات میں مشغول نہ ہو جائیں ورنہ تم بھی ان کی طرح ہو جاؤ

ہے۔ اس آیت کا مفہوم یہ ہے کہ جب کفار یا گمراہ لوگ اسلامی عقائد کے خلاف باتیں کریں تو ان میں بیٹھنا حرام ہے اور جب وہ ایسی باتیں نہ کریں تو ان میں بیٹھنا جائز ہے۔ خلاصہ یہ ہے کہ محبت اور خیر خواہی کے ساتھ بے دینوں سے تعلق رکھنا اور ملنا جلنا ممنوع ہے۔ اور اس وقت جب وہ اسلامی عقائد کے خلاف باتیں کر رہے ہوں ان میں خاموشی کے ساتھ بیٹھنا حرام ہے، ان صورتوں کے علاوہ ان سے محض معاملہ کرنا اور کسی دینی یا دنیاوی ضرورت سے ملنا جلنا جائز ہے۔

حدیث سے حاصل شدہ بقیہ احکام | اس باب کی احادیث کا اہم نائدہ یہ ہے کہ عذر شرعی کی بناء پر جماعت ترک کر سہا ہے کے مسجد میں نہ جاسکے، یا وہ کمزوری یا بیماری کی بناء پر امام کے قیام اور رکوع کا ساتھ نہ دے سکے یا اس کو مسلسل البول کامری ہو اور مسجد کے متلوٹ بانجاست ہونے کا خدشہ ہو یا کسی قسم کا خوف لاحق ہو یا اندھیرا اور بارش کا سامنا ہو۔ اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ نابینا کی امامت جائز ہے اور یہ کہ گھر میں نوافل پڑھنا جائز ہے، نوافل کی جماعت جائز ہے، گھر میں مسجد بنانا جائز ہے لیکن یہ فقہی مسجد نہیں ہے یعنی اس میں ناز پڑھنے سے مسجد کا ثواب نہیں ملے گا اور یہ کہ گھر کی مسجد مالک کی ملک سے خارج نہیں ہوتی، اور یہ کہ جس جگہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز پڑھی ہو اس کا مقام اور مرتبہ عام جگہ کی طرح نہیں ہے اور اس جگہ سے برکت حاصل کرنے کے لیے وہاں نماز پڑھنا جائز ہے اسی طرح دیگر صالحین امت کا حکم ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا خلق عظیم اور آپ کی تواضع اور انکسار کہ ایک خادم کے بلائے پر تشریف لے آئے اور پھر بھی اجازت طلب کی، حضرت ابو بکر صدیق سے آپ کی محبت کہ ہر محلہ میں ساتھ رکھا کیونکہ حضرت عثمان نے آپ کو بلایا تھا اور آپ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کو بھی ساتھ لائے، اسی طرح صالحین امت کو جب لوگ برکت کے لیے بلائیں تو انھیں جانا چاہیے، اس میں عہد کو پورا کرنا ہے۔ دن میں نفل کی دو رکعت پڑھنے کا ثبوت ہے، اس میں علماء کی تنظیم اور ان کی ضیافت ہے حاکم کے سامنے کسی کی دینی خرابی کی شکایت ہے اور حاکم کا صحیح محل بیان کرنا ہے، کسی بزرگ کی زیارت کے لیے اہل محلہ کا جمع ہونا ہے جیسے آپ کی زیارت کے لیے صحابہ جمع ہو گئے تھے اور علماء سے استفادہ کا ثبوت ہے اور یہ کہ جب کسی بے حقور کی کوئی شخص مذمت کرے تو اس کی برائت بیان کرنی چاہیے جیسے آپ نے مالک بن نوخشن کا دفاع کیا، وغیرہ ذلک من العوائد۔

باب ۲۹ جواز الجماعۃ فی النافلۃ والصلوۃ علی حصیر وخمرۃ وتوب غیرہما من الطاہرات
۱۳۹۸۔ حَدَّثَنَا یَحْیٰی بْنُ یَحْیٰی قَالَ قَرَأْتُ عَلَى مَالِکٍ عَنْ إِسْحٰقَ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي طَلْحَةَ عَنْ طَلْحَةَ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِکٍ أَنَّ جَدَّاهُ مَلِکَ بْنَ دَعْنَةَ رَضِیَ اللَّهُ عَنْهُمَا دَعَتْ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِبَطْعَانٍ صَنَعْتُهُ فَاكَلَتْ مِنْهُ ثُمَّ قَالَ قَوْمٌ فَأَصَابَنِي لَكُمْ قَالَ أَسْأَلُ عَنْ مَالِکٍ رَضِیَ اللَّهُ عَنْهُ فَقَعْنْتُ إِلَى حَصِيرٍ لَنَا قَدْ اشْتَدَّ مِنْ طَوْلٍ

جماعت کے ساتھ نوافل پڑھنے اور پاک چٹائی وغیرہ پر نماز پڑھنے کا جواز
حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ان کی دادی حضرت ملکہ رضی اللہ عنہا نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی کھانا پکا کر دعوت کی۔ کھانا کھانے کے بعد آپ نے فرمایا چلو میں تم کو نماز پڑھا دوں، حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں ایک چٹائی لے کر آیا جو کثرت استعمال کی جاتی تھی میں نے اس کو پانی سے دھویا،

مَا لَيْسَ فَنَضَحْتُهُ بِمَاءٍ فَقَامَ عَلَيْهِ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى
اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَصَفَقْتُ أَنَا وَالْيَتِيمُ وَدَاءُ
وَالْعَجُوزُ مِنْ وَرَاءِ آؤُنا فَصَلَّى لَنَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى
اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ-----
انْصَرَفَ -

۱۳۹۹- وَحَدَّثَنَا شَيْبَانُ بْنُ مَرْزُوقٍ وَأَبُو الزَّوْبِيعِ
كِلَاهُمَا عَنْ عَبْدِ الْوَارِثِ قَالَ شَيْبَانُ نَا عَبْدَ الْوَارِثِ
عَنْ أَبِي الْيَتِيمِ عَنْ أَبِي مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ
كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَحْسَنَ
النَّاسِ خُلُقًا فَرُبَّمَا تَخَفُّهُ الصَّلَاةُ وَهُوَ فِي بَيْتِنَا
قَالَ فَيَأْمُرُ بِالِيسْطِ الَّذِي تَحْتَهُ فَيُكْنَسُ ثُمَّ يَنْصَحُهُ
ثُمَّ يَوْمَرُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَتَقُومُ
خَلْفَهُ فَيُصَلِّي بِنَا قَالَ وَكَانَ يَسْطُطُهُمْ مِنْ جَرِيدِ
التَّخَدِ -

۱۴۰۰- حَدَّثَنَا زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ نَا هَاشِمُ
بْنُ الْقَاسِمِ قَالَ نَا سَلِيمَانُ عَنْ ثَابِتٍ عَنْ أَبِي رَضِيَ
اللَّهُ عَنْهُ قَالَ دَخَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
عَلَيْنَا وَهُوَ إِلَّا أَنَا وَآؤُنا وَآمُرُ حَتَّى مَرَّ خَاتَمِي فَقَالَ
قَوْمُوا فَإِلَّا صَلَّيْكُمْ فِي خَيْرٍ وَثَبَّ صَلَاةٌ فَصَلَّى بِنَا
فَقَالَ رَجُلٌ لِثَابِتٍ أَيْنَ جَعَلَ أَسَاقِفُهُ قَالَ جَعَلَهُ
عَلَى يَمِينِهِ ثُمَّ دَعَانَا أَهْلَ الْبَيْتِ بِكُلِّ خَيْرٍ مِنْ
خَيْرِ الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ فَقَالَتْ أُمِّي يَا رَسُولَ اللَّهِ
تُخَوِّدُ مَلَكَ أَدْعُرُ اللَّهَ لَهُ قَالَ فَدَعَانِي بِكُلِّ خَيْرٍ
وَكَانَ فِي الْخَيْرِ مَا دَعَانِي بِهِ أَنْ قَالَ اللَّهُمَّ اكْثِرْ
مَالَهُ وَوَدَّكَ وَوَبَارِكْ لَهُ فِيهِ -

۱۴۰۱- وَحَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُعَاذٍ قَالَ نَا أَبِي
قَالَنَّا شُعْبَةُ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الْمُخْتَارِ سَمِعَهُ مُوسَى
بْنُ أَبِي يَحْيَى عَنْ أَبِي مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ

پھر اس چٹائی پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہوئے اور
میں اور یحیٰم آپ کے پیچھے صف بنا کر کھڑے ہوئے اور
بڑھایا جاسے پیچھے تھی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہم کو درگت
نماز پڑھانے کے بعد تشریف لے گئے۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سب سے اعلیٰ اور اسن اخلاق
کے مالک تھے، بعض اوقات آپ ہمارے گھر میں
تشریف فرما ہوتے تھے اور نماز کا وقت آجاتا تھا،
تو جس چٹائی پر بیٹھے ہوئے ہوتے تھے اس کو اٹھانے کا
علم دیتے۔ اس کو صاف کر کے پانی سے دھویا جاتا پھر رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم نماز پڑھتے اور ہم آپ کے پیچھے کھڑے
ہو جاتے اور چٹائی کھجور کے پتوں کی ہوتی تھی۔

حضرت انس بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم پر۔۔۔ گھر تشریف لائے اور گھر میں۔۔۔ میں میری
مال اور عالم ام حرام تھیں، آپ نے فرمایا اٹھو میں تمہیں نماز
پڑھاؤں حالانکہ وہی فرض نماز کا وقت نہیں تھا، (ایک شخص
نے ثابت سے پوچھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت
انس کو کس جگہ کھڑا کیا تھا، ثابت نے بتایا اپنی دائیں جانب)
پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم گھروالوں کے لیے دنیا
اور آخرت کی ہر فلاح کے لیے دعا فرمائی۔ میری ماں نے کہا،
یا رسول اللہ! اس آپ کا چھوٹا سا خادم ہے اس کے لیے یہ خصوصی
دعا فرمائیے، آپ نے میرے لیے ہر خیر کی دعا کی اور اخیر
میں فرمایا اے اللہ! اس کے مال اور اولاد میں کثرت اور
برکت عطا فرما۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں
کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انھیں اور ان کی ماں یا
خالہ کو نماز پڑھانی اور بتایا کہ مجھے آپ نے دائیں جانب

صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلَّى بِهِ وَيَأْتِيهِمْ أَوْحَا لَيْتَهُ
قَالَ فَأَقَامَ مِنْ عَنِ يَمِينِهِ وَأَقَامَ الْمَرْأَةُ خَلْفَهَا -

۱۴۰۲ - وَحَدَّثَنَا هُ مَحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى قَالَ نَا مُحَمَّدُ
بْنُ جَعْفَرٍ ح وَحَدَّثَنِي هُ هَيْوُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ نَا
عَبْدُ الرَّحْمَنِ يَعْنِي ابْنَ مَعْدِي قَالَ نَا شُعْبَةُ هُ
بِهَذَا الْإِسْنَادِ -

۱۴۰۳ - حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى اللَّيْثِيُّ قَالَ نَا
كَهْلُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ ح وَحَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي
قُسَيْبَةَ قَالَ نَا عَبَّادُ بْنُ الْعَوَّامِ مِثْلَهُمَا عَنِ الثَّيْبَانِيِّ
عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ شَدَّادٍ قَالَ حَدَّثَنِي مَيْمُونَةُ
رُؤْبُ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَتْ كَانَ
رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّي وَأَنَا
حَدَّاءُ هُ وَرُبَّمَا أَصَابَنِي ثَوْبُهُ إِذَا سَجَدَ وَ
كَانَ يُصَلِّي عَلَى خُمُرَةٍ -

۱۴۰۴ - حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي قُسَيْبَةَ وَابُو كُرَيْبٍ
قَالَ نَا أَبُو مُعَاوِيَةَ ح وَحَدَّثَنِي سُوَيْدُ بْنُ سَعِيدٍ
قَالَ نَا عَلِيُّ بْنُ مُسْهِمٍ جَمِيعًا عَنِ الْأَعْمَشِ ح وَحَدَّثَنَا
إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ وَالثَّقَفِيُّ لَهُ قَالَ نَا عَيْسَى بْنُ يُونُسَ
قَالَ نَا الْأَعْمَشُ عَنْ أَبِي سَعْيَانَ عَنْ جَابِرٍ قَالَ نَا أَبُو
سَعِيدٍ الْخُدْرِيُّ قَالَ نَا وَخَلَّ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَوَجَدَهُ يُصَلِّي عَلَى حَصِيرٍ يَسْجُدُ
عَلَيْهِ -

کھڑا کیا اور عورت کو ہمارے پیچھے۔

ایک اور سند سے بھی ایسی ہی روایت منقول ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجہ ام المؤمنین سیدتنا
حضرت محبوبہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم میرے برابر کھڑے ہو کر نماز پڑھتے اور بعض اوقات
سجدہ کرتے وقت آپ کا لباس مجھ سے ٹکراتا۔ آپ جا نماز
پر نماز پڑھا کرتے تھے۔

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ
میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا تو دیکھا
آپ چٹائی پر نماز پڑھ رہے تھے اور اسی پر سجدہ کرتے
تھے۔

تشریح اس باب کی احادیث کا اہم فائدہ یہ ہے کہ جماعت کے ساتھ نوافل پڑھنا جائز ہے اور گھر میں جماعت کرنا جائز
ہے۔ حضرت عمر بن عبد العزیز تواضع اور انکسار کی وجہ سے زمین پر نماز پڑھنے کا حکم دیتے تھے درجہ
چٹائی پر نماز پڑھنا بھی جائز ہے۔ اس حدیث میں اہل علم کی حیثیت کا ثبوت ہے اور یہ کہ دعوت کا قبول کرنا مشروع ہے۔
اہل خاندان کا علماء اور صالحین سے برکت حاصل کرنا اور ان سے گھر میں نماز پڑھوانا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو حضرت
انس رضی اللہ عنہ کے گھر نماز پڑھائی اس سے یہ مقصد بھی تھا کہ عورتیں آپ کی نماز کے افعال کو دیکھ لیں اس سے یہ بھی معلوم
ہوا کہ ایک نمازی ہو تو امام کے دائیں جانب کھڑا ہو اور دو نمازی ہوں تو امام کے پیچھے صف باندھ کر کھڑے ہوں۔ اس
مسئلہ میں حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کا مشہور اختلاف ہے جس کی تفصیل پہلے گزر چکی ہے عورتوں کو ہر حال میں کچھ صف

میں پڑھنے کے پیچھے کھڑا ہونا چاہیے ان احادیث میں اس بات کا بھی ثبوت ہے کہ علماء اور صالحین سے غیر و برکت کی دعا کرنی چاہیے جیسے حضرت انس کی ملائے حضرت انس کے لیے سرکار سے دعا کرائی اور اللہ تعالیٰ نے آپ کی دعا کو مقبولیت کی عزت عطا فرمائی کیونکہ آپ کی دعا سے حضرت انس رضی اللہ عنہ کے سوسے زیادہ بچے ہوئے اور دن کا باغ سال میں دو بار پل جیتا تھا اس میں یہ بھی ثبوت ہے کہ اہل فضل جب کسی جگہ میناف پر جائیں تو اہل خانہ کے لیے دعا کریں۔ ان احادیث میں یہ بھی ہے کہ بمن اوقات آپ نے فرض نماز گھر میں جماعت کے ساتھ پڑھی ہے اور آپ کی خواہش اور انکسار کا بیان ہے کہ آپ جس چٹائی پر تشریف فرما ہوتے اسی پر نماز پڑھتے۔

نماز باجماعت ادا کرنے، نماز کا انتظار کرنے اور مسجد میں دور سے آنے کی فضیلت

حضرت ابومریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جماعت کے ساتھ نماز پڑھنا، گھر اور بازار میں نماز پڑھنے کی بہ نسبت میں سے زیادہ درجہ فضیلت رکھتا ہے، کیونکہ جب تم میں سے کوئی شخص صرف نماز پڑھنے کے لیے اچھی طرح وضو کر کے مسجد میں جاتا ہے تو مسجد میں پہنچنے تک اس کے ہر قدم کبریا میں ایک درجہ بلند کیا جاتا ہے اور ایک گناہ مٹا دیا جاتا ہے، مسجد میں داخل ہونے کے بعد وہ جتنی دیر نماز کے انتظار میں بیٹھا رہتا ہے اس کو نماز میں شمار کیا جاتا ہے اور فرشتے تہارے لیے اس وقت تک دعا کرتے رہتے ہیں جب تک تم میں سے کوئی شخص نماز کی جگہ بیٹھا رہتا ہے جب تک وہ شخص وضو توڑ کر فرشتوں کو ایذا نہ دے۔ فرشتے کہتے رہتے ہیں یا اللہ اس پر رحم فرما، یا اللہ اس کو بخش دے، یا اللہ اس کی توبہ قبول فرما۔

ایک اور سند سے بھی ایسی ہی روایت منقول ہے

بَابُ فَضْلِ الصَّلَاةِ الْمَكْتُوبَةِ فِي جَمَاعَةٍ وَفَضْلِ انْتِظَارِ الصَّلَاةِ وَكَثْرَةِ الْخَطَا إِلَى الْمَسَاجِدِ وَفَضْلِ الْمَشْيِ إِلَيْهَا

۱۴۰۵. حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَأَبُو كُرَيْبٍ جَمِيعًا عَنْ أَبِي مُعَاوِيَةَ قَالَ أَبُو بَكْرٍ نَأَى أَبُو مُعَاوِيَةَ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ أَبِي صَالِحٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلَاةُ الرَّجُلِ فِي جَمَاعَةٍ تَزِيدُ عَلَى صَلَاتِهِ فِي بَيْتِهِ وَصَلَاتِهِ فِي سُوقِهِ بِضْعًا وَعِشْرِينَ دَرَجَةً وَذَلِكَ إِنْ أَحَدَهُمْ إِذَا تَوَضَّأَ فَأَحْسَنَ التَّوَضُّؤَ ثُمَّ أَتَى الْمَسْجِدَ لَا يَنْهَرُهُ إِلَّا الصَّلَاةُ لَا يُرِيدُ إِلَّا الصَّلَاةَ فَلَمْ يَخْطِ خَطْوَةً إِلَّا رُفِعَ لَهُ بِهَا دَرَجَةٌ وَخُطِئَتْ بِهَا خَطِيئَةٌ حَتَّى يَدْخُلَ الْمَسْجِدَ فَإِذَا دَخَلَ الْمَسْجِدَ كَانَ فِي الصَّلَاةِ مَا كَانَتْ الصَّلَاةُ فِي بَيْتِهِ وَالْمَسْجِدِ يُصَلُّونَ عَلَى أَحَدِكُمْ مَا دَامَ فِي مَجْلِسِهِ الَّذِي صَلَّى فِيهِ يَقُولُونَ الْحَمْدُ اِرْحَمَهُ اَللَّهُمَّ اغْفِرْ لَهُ اَللَّهُمَّ تَبَّ عَلَيْكَ مَا لَهُ يُؤْذِي مَا لَهُ يُخْذِلُ فِيهِ .

۱۴۰۶. حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ عَمْرٍو وَالْأَشْعَثِيُّ قَالَ أَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ وَحَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ بَكَّارٍ بْنُ الزَّيَّانِ قَالَ نَأَى سَعِيدُ بْنُ زَكْرِيَاءَ ح وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى قَالَ تَابَنِي أَبِي عَدِيٍّ عَنْ شُعْبَةَ كُثْمَةَ عَنِ الْأَعْمَشِ

هَذَا الْإِسْنَادُ يَحْتَمِلُ مَعْنَاهُ -

۱۴۰۷ - حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عُمَرَ قَالَ نَاسُفِيَانُ عَنْ
 أَيُّوبَ السَّخْتِيَانِيِّ عَنِ ابْنِ سِيرِينَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ
 رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
 وَسَلَّمَ إِنَّ الْمَلَائِكَةَ تَصَلِّي عَلَى أَحَدِكُمْ مَا دَامَ فِي
 مَجْلِسِهِ تَقُولُ اللَّهُمَّ اغْفِرْ لَهُ اللَّهُمَّ ارْحَمْهُ مَا لَمْ
 يُحْدِثْ وَ أَحَدُكُمْ فِي صَلَوةٍ مَا كَانَتْ الصَّلَوةُ تُحْبِسُهُ -

۱۴۰۸ - وَحَدَّثَنَا ثَعْلَبِيُّ مَوْلَى ابْنِ حَاتِمٍ قَالَ نَافِعٌ قَالَ
 نَاحِمًا ابْنُ سَلَمَةَ عَنْ ثَابِتٍ عَنْ أَبِي مَافِرٍ عَنْ
 أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
 قَالَ لَا يَزَالُ الْعَبْدُ فِي صَلَوةٍ مَا كَانَ فِي مَصَلَاةٍ
 يَنْتَظِرُ الصَّلَاةَ وَتَقُولُ الْمَلَائِكَةُ اللَّهُمَّ اغْفِرْ
 لَهُ اللَّهُمَّ ارْحَمْهُ حَتَّى يَنْصَرِفَ أَوْ يُحْدِثَ
 قُلْتُ مَا يُحْدِثُ قَالَ يَفْسُؤُا وَيَغْصِرُ ط -

۱۴۰۹ - حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى قَالَ قَرَأْتُ عَلَى
 مَالِكٍ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ عَنْ الْأَعْمَشِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ
 رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا يَزَالُ
 أَحَدُكُمْ فِي صَلَوةٍ مَا دَامَتِ الصَّلَوةُ تُحْبِسُهُ لَا
 يَمْنَعُهُ أَنْ يَتَغَلَّبَ إِلَى أَهْلِهِ إِلَّا الصَّلَاةُ -

۱۴۱۰ - وَحَدَّثَنَا ثَعْلَبِيُّ مَوْلَى ابْنِ حَاتِمٍ قَالَ أَنَا ابْنُ
 وَهَبٍ قَالَ أَخْبَرَنِي يُونُسُ بْنُ حَرْمَةَ عَنْ ابْنِ حَرْمَةَ عَنْ
 سَلَمَةَ الْأَمْدِيِّ قَالَ نَافِعُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ عَنْ وَهَبٍ عَنْ يُونُسَ
 عَنْ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ ابْنِ هُرَيْرَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ
 عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ أَحَدُكُمْ
 مَا قَعَدَ يَنْتَظِرُ الصَّلَاةَ فِي صَلَوةٍ مَا لَمْ
 يُحْدِثْ تَدْعُو لَهُ الْمَلَائِكَةُ اللَّهُمَّ اغْفِرْ
 لَهُ اللَّهُمَّ ارْحَمْهُ -

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول
 اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تک تم میں سے کوئی
 شخص نماز پڑھنے کے لیے بیٹھا ہے اور وضو نہ توڑے اس کا
 نماز ہی میں شمار ہوتا ہے اور فرشتے اس کے لیے دعا کرتے
 رہتے ہیں ”اے اللہ! اس کو بخش دے، اے اللہ! اس
 پر رحم فرما۔“

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول
 اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بندہ کا اس وقت تک نماز
 میں شمار ہوتا ہے جب تک وہ نماز پر بیٹھا نماز کا انتظار
 کرتا رہتا ہے اور فرشتے دعا کرتے ہیں یا اللہ! اس کو
 بخش دے، اس پر رحم فرما، حتیٰ کہ وہ غصن اٹھ کر چلا جائے
 یا وضو توڑ دے، رافع کہتے ہیں میں نے حضرت ابو ہریرہ
 سے پوچھا وضو توڑنے سے کیا مراد ہے؟ انھوں نے کہا
 ریخ خارج کر دے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول
 اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تک تم میں سے کوئی
 شخص نماز کے انتظار میں رہتا ہے اور نماز کے علاوہ کوئی
 اور چیز اسے گھر جانے سے مانع نہیں ہوتی اس کا نماز میں
 ہی شمار ہوتا ہے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول
 اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تک تم میں سے کوئی
 شخص نماز کے انتظار میں بیٹھا رہتا ہے اور وضو نہیں توڑتا
 فرشتے اس کے لیے دعا کرتے رہتے ہیں یا اللہ! اس کو
 بخش دے یا اللہ! اس پر رحم فرما!۔

ایک اور سند سے بھی ایسی ہی روایت ہے۔

حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا لوگوں میں سب سے زیادہ نماز کا اجر اس شخص کو ملتا ہے جو سب سے زیادہ دور سے نماز پڑھنے آئے اس کے بعد اسے جو ملتا ہے جو اس کے بعد دور سے آیا والا ہو، جو شخص امام کے ساتھ نماز پڑھنے کا انتظار کرے اس کا اجر اس سے زیادہ ہے جو اپنی نماز پڑھ کر سو جائے اور ابو کریب کی روایت میں باجماعت نماز پڑھنے کا ذکر ہے۔

۱۴۱۱- وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَافِيَةَ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ إِذْ قَالَ نَامِعَةُ عَنْ مَعْمَرٍ عَنْ مَتَّى عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ هَذَا-
۱۴۱۲- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ بَرَادٍ الْأَشْجَرِيُّ وَابْنُ كُرَيْبٍ قَالَا نَأْبُو أَسَامَةَ عَنْ بُرَيْدَةَ عَنْ أَبِي بُرَيْدَةَ عَنْ أَبِي مُوسَى رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ أَعْظَمَ النَّاسِ أَجْرًا فِي الصَّلَاةِ أَبْعَدُ هُمُ إِلَيْهَا مَشَى فَأَبْعَدُ هُمْ وَالَّذِي يَنْتَظِرُ الصَّلَاةَ حَتَّى يُصَلِّيَهَا مَعَ الْإِمَامِ أَعْظَمُ أَجْرًا مِنَ الَّذِي يُصَلِّيَهَا ثُمَّ يَمُوتُ قَالَ وَفِي رِوَايَةٍ أَبِي كُرَيْبٍ حَتَّى يُصَلِّيَهَا مَعَ الْإِمَامِ فِي الْجَمَاعَةِ-

حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں ایک شخص کو جانتا ہوں جس کا گھر مسجد سے سب سے زیادہ دور تھا اور اس کی نماز کبھی قصداً نہیں ہوتی تھی۔ میں نے اسے مشورہ دیا کہ دراز گوش خرید لو جس پر سوار ہو کر وضو اور اندھیرے میں آسانی سے آسکو۔ اس نے کہا اگر میرا گھر مسجد کے پہلو میں ہوتا تو یہ میرے لیے کوئی خوشی کی بات نہ تھی، میری تبت یہ ہے کہ گھر سے مسجد تک آنا جانا کھانا جائے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے یہ تمام (ثواب) تمہارے لیے جمع کر دیا ہے۔

۱۴۱۳- حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ إِذْ قَالَ نَامِعَةُ عَنْ سُلَيْمَانَ التَّيْمِيِّ عَنْ أَبِي عُمَانَ التَّهْدِي عَنْ أَبِي بِنِ كَعْبٍ قَالَ كَانَ رَجُلًا لَا أَعْلَمُ رَجُلًا أَبْعَدَ مِنَ الْمَسْجِدِ مِنْهُ وَكَانَ لَا تَحْطِيطُهُ صَلَواتُهُ قَالَ فَقِيلَ لَهُ أَوْ قُلْتَ لَهُ لَوْ اشْتَرَيْتُ جِمَارًا تَوَكَّيْتُ فِي الظُّلُمَاءِ وَفِي النُّورِ مَضَاءً قَالَ مَا يَسُرُّنِي أَنْ مَنَزِلِي إِلَى جَنْبِ الْمَسْجِدِ إِذَا أُرِيدُ أَنْ يَكْتُبَ لِي مَشَايَ إِلَى الْمَسْجِدِ وَرَجُوعِي إِذَا رَجَعْتُ إِلَى أَهْلِي فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ جَمَعَ اللَّهُ لَكَ ذَلِكَ كُلَّهُ-

ایک اور سند سے بھی ایسی ہی روایت ہے۔

۱۴۱۴- وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْأَعْلَى قَالَ نَأْبُو أَسَامَةَ عَنْ سُلَيْمَانَ عَنْ أَبِي عُمَانَ التَّيْمِيِّ عَنْ أَبِي بِنِ كَعْبٍ قَالَ كَانَ رَجُلًا لَا أَعْلَمُ رَجُلًا أَبْعَدَ مِنَ الْمَسْجِدِ مِنْهُ وَكَانَ لَا تَحْطِيطُهُ صَلَواتُهُ قَالَ فَقِيلَ لَهُ أَوْ قُلْتَ لَهُ لَوْ اشْتَرَيْتُ جِمَارًا تَوَكَّيْتُ فِي الظُّلُمَاءِ وَفِي النُّورِ مَضَاءً قَالَ مَا يَسُرُّنِي أَنْ مَنَزِلِي إِلَى جَنْبِ الْمَسْجِدِ إِذَا أُرِيدُ أَنْ يَكْتُبَ لِي مَشَايَ إِلَى الْمَسْجِدِ وَرَجُوعِي إِذَا رَجَعْتُ إِلَى أَهْلِي فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ جَمَعَ اللَّهُ لَكَ ذَلِكَ كُلَّهُ-

حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں ایک انصاری کا گھر مدینہ میں سب سے زیادہ دور تھا اور ان کی نماز کبھی قصداً نہیں ہوتی تھی۔ میں نے اسے مشورہ دیا کہ دراز گوش خرید لو جس پر سوار ہو کر وضو اور اندھیرے میں آسانی سے آسکو۔ اس نے کہا اگر میرا گھر مسجد کے پہلو میں ہوتا تو یہ میرے لیے کوئی خوشی کی بات نہ تھی، میری تبت یہ ہے کہ گھر سے مسجد تک آنا جانا کھانا جائے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے یہ تمام (ثواب) تمہارے لیے جمع کر دیا ہے۔

۱۴۱۵- وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ أَبِي بَكْرٍ الْمُتَدَرِّجُ قَالَ نَأْبُو أَسَامَةَ عَنْ سُلَيْمَانَ عَنْ أَبِي عُمَانَ التَّيْمِيِّ عَنْ أَبِي بِنِ كَعْبٍ قَالَ كَانَ رَجُلًا لَا أَعْلَمُ رَجُلًا أَبْعَدَ مِنَ الْمَسْجِدِ مِنْهُ وَكَانَ لَا تَحْطِيطُهُ صَلَواتُهُ قَالَ فَقِيلَ لَهُ أَوْ قُلْتَ لَهُ لَوْ اشْتَرَيْتُ جِمَارًا تَوَكَّيْتُ فِي الظُّلُمَاءِ وَفِي النُّورِ مَضَاءً قَالَ مَا يَسُرُّنِي أَنْ مَنَزِلِي إِلَى جَنْبِ الْمَسْجِدِ إِذَا أُرِيدُ أَنْ يَكْتُبَ لِي مَشَايَ إِلَى الْمَسْجِدِ وَرَجُوعِي إِذَا رَجَعْتُ إِلَى أَهْلِي فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ جَمَعَ اللَّهُ لَكَ ذَلِكَ كُلَّهُ-

تُكْتَبُ أَثَارُكُمْ۔

۱۴۱۹۔ حَدَّثَنَا عاصِمُ بْنُ النَّضْرِ النَّبِيُّ قَالَ نَا
مَعْمَرٌ قَالَ سَمِعْتُ كَهْمَسًا يُحَدِّثُ عَنْ أَبِي نَضْرَةَ عَنْ
جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ أَرَادَ أَبُو سَلَمَةَ
أَنْ يَتَحَوَّلُوا إِلَى كُزُبِ الْمَسْجِدِ قَالَ وَابْقَاهُمْ حَالِيَةً
فَبَلَّغَهُ ذَلِكَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا
بَنِي سَلَمَةَ يَا بَنِي كَهْمَسٍ تَكْتَبُ أَثَارُكُمْ فَقَالُوا مَا
كَانَ يَسْتُرُنَا أَثَارُ كُنَّا تَحَوَّلْنَا۔

۱۴۲۰۔ حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ مَنْصُورٍ قَالَ أَنَا ذَكْوَانُ
بْنِ عَدِيٍّ قَالَ أَنَا عَبْدُ اللَّهِ يَعْنِي ابْنَ عَمْرِو عَنْ زَيْدِ
ابْنِ أَبِي أَنَيْسَةَ عَنْ عَدِيٍّ بْنِ كَابِتٍ عَنْ أَبِي حَارِثٍ
الْأَشْجَعِيِّ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى
اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ تَطَهَّرَ فِي بَيْتِهِ ثُمَّ مَشَى إِلَى بَيْتِ
وَمِنْ بَيُوتِ اللَّهِ لِيَقْضِيَ فَرِيضَةً مِنْ كَرَامَاتِ اللَّهِ
وَكَانَتْ خُطْوَاتُهُ إِحْدَاهُمَا تَحُطُّ خَطْمُهُ وَالْأُخْرَى
تَرْفَعُ دَرَجَةً۔

۱۴۲۱۔ وَحَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ تَالَيْتُ
وَقَالَ قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا بَكْرٌ يَعْنِي ابْنَ مَضَرَ كِلَاهُمَا عَنْ
ابْنِ الْهَادِ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ بْنِ
عَبْدِ الرَّحْمَنِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ
رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ فِي حَدِيثٍ
بِكُرْآنِهِ سَمِعَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
يَقُولُ أَدْرَأَيْتُمْ لَوْ أَنَّ نَهْرًا بِبَابِ أَحَدِكُمْ يَغْتَسِلُ
مِنْهُ كُلُّ يَوْمٍ مِائَتَ مَرَّةٍ هَلْ يَبْقَى مِنْ دَرَنِهِ شَيْءٌ
فَالَوْ لَا يَبْقَى مِنْ دَرَنِهِ شَيْءٌ قَالَ كَذَلِكَ مَثَلُ
الصَّوَابِ الْخَمْسِ يَمْحُو اللَّهُ بِهِمُ الْخَطَايَا۔

۱۴۲۲۔ وَحَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَأَبُو كُرَيْبٍ
قَالَا نَا أَبُو مُعَاوِيَةَ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ أَبِي سَفْيَانَ عَنْ
جَابِرٍ وَهُوَ ابْنُ عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ مَكَانُ

حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ
مسجد کے ساتھ جگہ خالی تھی تو رسول اللہ نے مسجد کے قریب منتقل
ہونے کا ارادہ کیا۔ جی سلی اللہ علیہ وسلم تک یہ خبر پہنچی تو فرمایا
اے ہر سلمہ! اپنے گھروں میں رہو، تمہارے قدموں کے نشان
لکھے جاتے ہیں۔ انہوں نے کہا پھر ہمیں منتقل ہونے کی
خواہش درہی۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص اپنے گھر میں وضو کرے
پھر اللہ تعالیٰ کے کسی گھر میں کوئی فریضہ ادا کرنے کے لیے
جائے تو اس نے ہر ایک قدم کے بدلہ ایک گناہ معاف ہوگا اور
دوسرے قدم سے ایک درجہ بلند ہوگا۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، تباؤ! اگر تم میں سے کسی
کے دروازہ پر ایک دیوار ہو جس میں دہر روز پانچ مرتبہ غسل
کرے تو کیا اس (کے بدن) پر کچھ میل باقی رہے گا؟
صحابہ نے عرض کیا اس میں بالکل میل باقی نہیں رہے گا آپ
نے فرمایا پانچ نمازوں کی ایسی ہی مثال ہے اللہ تعالیٰ ان کے
سبب گناہوں کو مٹا دیتا ہے۔

حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں
پانچ نمازوں کی مثال اس وسیع اور رولان صیاح کی طرح ہے جو تم میں سے کسی
ایک کے دروازہ پر ہر اور وہ ہر روز پانچ مرتبہ اس دیا سے

فصل کرتا ہوں، راوی حسن نے کہا پھر اس کے بدن پر بالکل میل نہیں رہے گا

وَقَالَ اللَّهُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَثَلُ الصَّلَاةِ الْخَمْسِ كَمَثَلِ نَهْجٍ جَارٍ رَغْمًا عَلَى بَابٍ أَحَدِكُمْ يُعْتَمِلُ مِنْهُ كُلَّ يَوْمٍ خَمْسَ مَرَّاتٍ قَالَ قَالَ الْخَسَنُ وَمَا يَبْقَى ذَلِكَ مِنَ الدَّارَيْنِ -

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص صبح یا شام کو مسجد میں آتا ہے اللہ تعالیٰ نے جنت میں اس کے لیے صبح یا شام کی ضیافت تیار کر رکھی ہے۔

۱۲۲۳۔ حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَهَارُونُ بْنُ حَرْبٍ قَالَا نَا يُزِيدُ بْنُ هَارُونَ قَالَ أَنَا مُحْتَدٌ مِنْ مُطَرِّفٍ عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ عَنْ هِطَاءِ بْنِ يَسَارٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ عَدَّ إِلَى الْمَسْجِدِ أَوْ مَخْرَجَهُ اللَّهُ لَهُ فِي الْجَنَّةِ نَزْلًا كُلَّمَا عَدَّ آوَةً آخَرَةً -

کثرت جماعت اور فرشتوں کا استغفار
بظاہر ان احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ ہر جماعت کا ثواب انفرادی نماز سے زیادہ ہوتا ہے لیکن حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ کسی شخص کا ایک آدمی کیا تھ نماز پڑھنا، تنہا نماز پڑھنے سے افضل ہے اور جماعت میں جس قدر زیادہ لوگ ہوں گے اللہ تعالیٰ کے نزدیک استفادہ زیادہ پسندیدہ ہے۔ ان احادیث میں یہ بتایا گیا ہے کہ جو شخص مسجد میں نماز کے انتظار میں جب تک با وضو بیٹھا رہتا ہے فرشتے اس کے لیے بخشش کی دعا کرتے رہتے ہیں اور فرشتوں کی دعا دو وجہ سے اقرب الی الاجابۃ ہے ایک اس وجہ سے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی معیت میں کرتے لایعصون اللہ ما امرهم و يفعلون ما یؤمرون۔ (تحریم: ۶) ”وہ اللہ کی نافرمانی نہیں کرتے اور وہی کرتے ہیں جو انھیں کہا جاتا ہے“ اور اللہ تعالیٰ کا کہنا نہیں مڑتے اللہ تعالیٰ بھی ان کی دعائیں رد نہیں فرماتا۔ دوسری وجہ یہ ہے کہ امام رازی نے ایک حدیث کی روشنی میں بیان کیا کہ ”دوسروں کے لیے جو دعا کی جائے وہ قبول ہوتی ہے اس وجہ سے بھی فرشتے ہمارے لیے جو دعا کریں گے اس کی قبولیت زیادہ متوقع ہے۔ اس لیے فرشتوں کی اس دعا کو حاصل کرنے کے لیے زیادہ سے زیادہ کوشش کرنی چاہیے۔“

قریب والی مسجد کا حق
ان احادیث میں یہ بتایا گیا ہے کہ دور سے اگر مسجد میں نماز پڑھنے کا زیادہ ثواب ہے۔ اس کا یہ مطلب نہیں ہے کہ کوئی شخص اپنے قریب کی مسجد کو چھوڑ کر دور کی مسجد میں نماز پڑھنے جائے کیونکہ جو قریب مسجد ہے اس کا نمازی پر زیادہ حق ہے۔

پانچ نمازوں سے گناہوں کا دھلا
ان احادیث میں یہ بھی ہے کہ پانچ نمازیں پڑھنا ایسا ہے جیسے دن میں پانچ بار غسل کرنا ہے اور جس طرح دن میں پانچ بار غسل کرنے سے بدن پر بالکل میل نہیں رہتا اسی طرح دن میں پانچ نمازیں پڑھنے سے کوئی گناہ باقی نہیں رہتا اس پر سوال یہ ہے کہ دوسری حدیث میں ہے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا پانچ نمازیں ان کے درمیان ہر نبی کے گناہوں کا کفارہ ہیں جب تک کہ کاتب کتاب نہ کرے اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ نمازیوں سے صرف

۱۔ امام ابو داؤد سلیمان بن اشعث متوفی ۲۷۵ھ، سنن ابو داؤد ج ۱ ص ۸۲، مطبوعہ مطبع مجتہبی پاکستان دہرہ ۱۴۰۵ھ۔

۲۔ امام ابو الحسین مسلم بن حجاج قشیری متوفی ۲۶۱ھ، سنن ابوالحسن ج ۱ ص ۱۲۱، مطبوعہ دار تجارت کتب کراچی ۱۴۰۵ھ۔

marfat.com

منائر صاف ہوتے ہیں جبکہ اس باب کی حدیث سے ظاہر ہوتا ہے کہ پانچ نمازوں سے منائر اور کبار دونوں صاف ہوجاتے ہیں اس کا جواب یہ ہے کہ منائر کے از کتاب سے ظاہری بدن پر میل جم جاتا ہے اور کبار کے ارتکاب سے باطن بدن پر میل جم جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ”کَلَّا بَلْ رَانَ عَلَىٰ قُلُوبِهِمْ مَا كَانُوا يَكْسِبُونَ“ (مطفئین: ۱۴) ”بشت ابکہ ان کے کزوتوں نے ان کے دلوں پر زنگ چڑھا دیا ہے“ منائر کا زنگ نمازوں سے دھل جاتا ہے اور کبار کا زنگ یا تو بے دھلا ہے یا شفا مت سے یا محض فضل الہی سے۔

صبح کی نماز کے بعد اپنی جگہ پر بیٹھے رہنے کی

اور مسجدوں کی فضیلت

سماک بن حرب بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت جابر بن عمر رضی اللہ عنہ سے پوچھا کیا آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھتے تھے، انھوں نے کہا ہاں، بہت، آپ جس جگہ صبح کی نماز پڑھتے تھے، طلوع آفتاب سے پہلے وہاں سے نہیں اٹھتے تھے۔ طلوع آفتاب کے بعد وہاں سے اٹھتے درآں حالیکہ لوگ آپس میں باتیں کرتے زمانہ جاہلیت کا تذکرہ کر کے ہنستے تھے اور آپ بھی مسکرا دیتے تھے۔

حضرت جابر بن عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صبح کی نماز پڑھنے کے بعد اپنے صلی پر بیٹھے رہتے تھے کہ سورج اچھی طرح نکل آتا۔

ایک اور سند سے بھی ایسی ہی روایت ہے۔

بَابُ فَضْلِ الْجُلُوسِ فِي مَصَلَاةٍ

بَعْدَ الصُّبْحِ وَفَضْلِ الْمَسَاجِدِ

۱۲۲۳- وَحَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ حَبِيبٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ يُونُسَ قَالَ سَمِعْتُ أَنَا وَمَيْمُونُ بْنُ حَرْبٍ وَحَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى وَالتَّفْطَلُ لَهُ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا حَنِيفَةَ عَنْ سَمَاءِ بْنِ حَرْبٍ قَالَ قُلْتُ لِعَبَّادِ بْنِ سَمُرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَكُنْتُ تَجَالِسُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ نَعَمْ كَثِيرًا كَانَ لَا يَقُومُ مِنْ مَصَلَاةٍ الَّتِي يُصَلِّي فِيهَا الصُّبْحَ أَوْ الْعِدَاةَ حَتَّى تَطْلُعَ الشَّمْسُ فَإِذَا طَلَعَتِ الشَّمْسُ قَامَ وَكَانُوا يَتَحَدَّثُونَ فَيَأْخُذُونَ فِي أُمْرِ الْجَاهِلِيَّةِ فَيَصْنَحُونَ وَيَتَبَسَّمُونَ

۱۲۲۵- وَحَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ قَالَ سَمِعْتُ عَنْ سَفْيَانَ قَالَ أَبُو بَكْرٍ وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى عَنْ زَكَرِيَّا بْنِ إِسْمَاعِيلَ عَنْ سَمَاءِ بْنِ حَرْبٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ سَمُرَةَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ إِذَا صَلَّى الْفَجْرَ جَلَسَ فِي مَصَلَاةٍ حَتَّى تَطْلُعَ الشَّمْسُ حَسَنًا

۱۲۲۶- وَحَدَّثَنَا مُتَيْبَةُ وَأَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ قَالَا سَمِعْنَا أَبَا الْأَحْوَرِ وَحَدَّثَنَا ابْنُ مُثَنَّى وَابْنُ بَشَّارٍ قَالَا سَمِعْنَا مُحَمَّدَ بْنَ جَعْفَرٍ قَالَ سَمِعْنَا شُعْبَةَ بْنَ كَلْبَةَ عَنْ سَمَاءِ بْنِ إِسْمَاعِيلَ الْإِسْنَادُ وَكُلُّهُمُ يَقُولُ حَسَنًا

۱۲۲۷- وَحَدَّثَنَا مَارُودُ بْنُ أَبِي زَبْدٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ بَيَانٌ كَرْتِي هِيَ كَ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ کی پسندیدہ ترین جگہ مساجد ہیں اور سب سے زیادہ ناپسندیدہ جگہ بازار ہیں۔

بْنُ مُوسَى الْأَنْصَارِيُّ قَالَا نَا النَّسَبُ بْنُ عِيَّازٍ قَالَ حَدَّثَنَا
ابْنُ أَبِي دُؤَابٍ فِي رِوَايَتِهِمْ هَاهُنَا وَفِي حَدِيثِ
الْأَنْصَارِيِّ حَدَّثَنَا الْحَارِثُ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ ابْنِ
مَهْمَانَ أَنَّ مَوْلَى أَبِي هُرَيْرَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ
عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ
أَحَبُّ إِلَيَّ الْبَلَدُ إِلَى اللَّهِ عَرَّةٌ وَجَلَّ مَسَاجِدُهَا وَ
أَبْغَضُ إِلَيَّ الْبَلَدُ إِلَى اللَّهِ تَعَالَى أَسْوَاقُهَا۔

بازاروں کا ناپسندیدہ ہونا مسجد میں اللہ تعالیٰ کا ذکر کیا جاتا ہے اور اس کے احکام کی اطاعت کی جاتی ہے اس لیے مسجد کا پسندیدہ جگہ ہونا واضح ہے اور بازاروں میں بالعموم ذکر الہی سے اجتناب، جھوٹ، جھوٹی قسمیں، وعدہ خلافی، دلاوت، زور کا، سود اور انواع و اقسام کی بے ایمانی کی جاتی ہے۔ نمازوں کے اوقات میں کھلے عام خرید و فروخت ہوتی رہتی ہے اور مختلف قسم کی نافرمانی ہوتی رہتی ہے۔ اس لیے یہ جگہیں اللہ تعالیٰ کو ناپسند ہیں۔ الا یہ کہ جو بازار اللہ تعالیٰ کی نافرمانیوں سے خالی ہو اور اوقات نماز میں بازار بند کر کے مساجد میں جا کر نمازوں کا اہتمام کیا جائے۔

امامت کا مستحق

بَابُ مَنْ أَحَقُّ بِالْإِمَامَةِ

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تین نمازی ہوں تو ان میں سے ایک امامت کرے، اور امام بننے کا زیادہ مستحق وہ شخص ہے جسے قرآن کا زیادہ علم ہو۔

۱۴۲۸- وَحَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ نَا أَبُو هُرَيْرَةَ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَبِي نَضْرَةَ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا كُنَّا ثَلَاثَةً فَلْيُؤَمِّمُهُمْ أَحَدُهُمْ وَأَحَقُّهُمْ بِالْإِمَامَةِ أَقْرَأُهُمْ۔

ایک اور سند سے بھی ایسی ہی روایت ہے۔

۱۴۲۹- وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ نَا يَحْيَى ابْنُ سَعِيدٍ قَالَ نَا شُعْبَةُ ح وَحَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ قَالَ نَا أَبُو خَالِدٍ الْأَحْمَرِيُّ عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي عَرُوبَةَ ح وَحَدَّثَنَا أَبُو عَاسِمٍ النَّسَبِيُّ قَالَ نَا مَعَاذُ وَهُوَ ابْنُ هِشَامٍ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ كُلْثُمٍ عَنْ قَتَادَةَ بِهَذَا الْإِسْنَادِ مِثْلَهُ۔

ایک دیگر سند بھی اس کی مثل منقول ہے۔

۱۴۳۰- وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مُثَنَّى قَالَ نَا سَالِمُ بْنُ كُوَيْلِبٍ ح وَحَدَّثَنَا حَسَنُ بْنُ عِيسَى قَالَ نَا ابْنُ

أَمَّا بَارَكَ جَمِيعًا عَنِ الْجَدِّ يَرْقَى عَنْ أَبِي
نَضْرَةَ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ بِمِثْلِهِ.

ف: اس حدیث میں تین آدمیوں میں سے ایک کو امام بننے کا حکم دیا ہے اور حدیث نمبر ۱۴۳۶ میں دو آدمی ہوں تو
جماعت کا حکم دیا ہے اور امامیث سے یہی رائج ہے۔

حضرت ابو مسعود انصاری رضی اللہ عنہ بیان کرتے
ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قوم کی امامت
وہ شخص کرے جس کو سب سے زیادہ قرآن کا علم ہو
اگر قرآن مجید کے علم میں سب برابر ہوں تو پھر وہ امامت
کرے جس کو حدیث کا سب سے زیادہ علم ہو اور
اگر علم حدیث میں سب برابر ہوں تو جس شخص نے سب
سے پہلے ہجرت کی ہو اور اگر ہجرت میں بھی سب برابر
ہوں تو جو سب سے پہلے اسلام لایا ہو اور کوئی شخص
کسی مقرر شدہ امام کے ہوتے ہوئے امامت نہ کرے اور کسی
کی مسند پر بلا اجازت نہ بیٹھے۔

ایک اور سند سے بھی ایسی ہی روایت منقول
ہے۔

حضرت ابو مسعود انصاری رضی اللہ عنہ بیان کرتے
ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قوم کی امامت وہ
شخص کرے جو کتاب اللہ کا سب سے زیادہ علم رکھتا ہو
اور سب سے اچھی قرأت کرتا ہو اور اگر ان کی قرأت
مساوی ہو تو وہ شخص امامت کرے جس نے ان میں سب
سے پہلے ہجرت کی ہو اور اگر ہجرت میں سب مساوی ہوں
تو وہ شخص امامت کرے جس کی عمر سب سے زیادہ ہو۔
کسی کے گھر اور اس کی حکومت میں کوئی شخص امام نہ بنے،

۱۴۳۱- وَحَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي كَثِيرٍ وَابْنُ
سَعِيدٍ الْأَسْفَرِيُّ وَابْنُ خَالِدٍ قَالَ نَا أَبُو خَالِدٍ
الْأَحْمَرِيُّ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ رَجَاءٍ عَنْ أَبِي
بَنِي سَعِيدٍ عَنْ أَبِي مَسْعُودٍ الْأَنْصَارِيِّ قَالَ قَالَ
رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْقَوْمُ
أَقْرَأُ هُمْ لِكِتَابِ اللَّهِ وَإِنْ كَانُوا فِي الْعِرَاقِ
سَوَاءً فَأَعْلَمُهُمْ بِالشَّيْءِ وَإِنْ كَانُوا فِي الشَّامِ
سَوَاءً فَأَقْدَمُهُمْ هِجْرَةً وَإِنْ كَانُوا فِي الْهَجْرَةِ
سَوَاءً فَأَقْدَمُهُمْ سِلْمًا وَلَا يُؤَمَّرُ الْوَجَلُ الْوَجَلُ
فِي سُلْطَانِهِ وَلَا يَقْعُدُ فِي بَيْتِهِ عَلَى تَكْرِمَةٍ إِلَّا
بِإِذْنِهِ قَالَ الْأَعْمَشُ فِي رِوَايَتِهِمْ مَكَانَ سِلْمًا سِلْمًا.

۱۴۳۲- وَحَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ قَالَ نَا أَبُو مُعَاوِيَةَ
حَرْبٌ وَحَدَّثَنَا اسْتَوْقُ قَالَ نَا جَرِيرٌ عَنْ أَبِي
حَرْبٍ وَحَدَّثَنَا الْأَشْجَبِيُّ قَالَ نَا ابْنُ مُقْبِلٍ حَرْبٌ وَحَدَّثَنَا
ابْنُ أَبِي عُمَرَ قَالَ نَا سَفْيَانُ كُلُّهُمْ عَنْ الْأَعْمَشِ
بِهَذَا الْإِسْنَادِ مِثْلَهُ.

۱۴۳۳- وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مُثَنَّى وَابْنُ بَشَّارٍ
قَالَ ابْنُ مُثَنَّى نَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ
إِسْمَاعِيلَ بْنِ رَجَاءٍ قَالَ سَمِعْتُ أَوْسَ بْنَ مَعْقِبٍ
يَقُولُ سَمِعْتُ أَبَا مَسْعُودٍ يَقُولُ قَالَ لَنَا رَسُولُ
اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ الْقَوْمِ أَقْرَأُ هُمْ
لِكِتَابِ اللَّهِ وَأَقْدَمُهُمْ هِجْرَةً وَإِنْ كَانُوا
قَرَاءَةً تَهْمُ سَوَاءً فَلْيَأْخُذْهُمْ هِجْرَةً وَإِنْ كَانُوا
فِي الْهَجْرَةِ سَوَاءً فَلْيَأْخُذْهُمْ سِلْمًا هُمْ سِلْمًا.

اور نہ کسی کی اجازت کے بغیر اس کی مسند پر بیٹھے۔

حضرت مالک بن حویرث رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم، ہم عمر فوجوان، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آپ کے پاس بیس دن ٹھہرے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نہایت شفیق اور مہربان تھے آپ کو خیال ہوا کہ ہمیں گھر کی یاد ستا رہی ہوگی۔ آپ نے ہم سے پوچھا کہ تم گھر میں کن عزیزوں کو چھوڑ آئے ہو؟ ہم نے آپ کو بتلایا تو آپ نے فرمایا اپنے اہل عیال کے پاس جاؤ اور وہیں ٹھہرو اور انہیں دین سکھاؤ اور جب نماز کا وقت آجائے تو تم میں سے ایک شخص اذان دے اور جربڑا ہر دعا مامت کرائے۔

حضرت مالک بن حویرث بیان کرتے ہیں کہ میں کچھ لوگوں کے ساتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا جب ہم جہان تھے۔ بقیہ حدیث مثل سابق ہے۔

حضرت مالک بن حویرث بیان کرتے ہیں کہ میں اور میرا ساتھی، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے جب ہم نے واپس جانے کا ارادہ کیا تو آپ نے ہم سے فرمایا جب نماز کا وقت آئے تو تم اذان دینا اور اقامت کہنا اور جرم میں سے بڑا ہر دعا مامت کرائے۔

ایک اور سند سے بھی یہ روایت ہے جس میں یہ روایت ہے کہ وہ دونوں قرأت میں برابر تھے۔

وَلَا يَتَوَكَّلُ عَلَى تَكْرِيمِهِ فِي بَيْتِهِ إِلَّا أَنْ يَأْذَنَ لَهُ أَقْرَبَاؤُهُ.

۱۲۳۴۔ وَحَدَّثَنِي زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ سَمِعْتُ ابْنَهُ ابْنِ إِسْمَاعِيلَ بْنَ إِسْمَاعِيلَ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا أَيُّوبَ عَنْ أَبِي قِلَابَةَ عَنْ مَالِكِ بْنِ الْحُوَيْرِثِ قَالَ أَتَيْنَا رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَكُنْ شَبَابَةٌ مُتَقَارِبُونَ فَأَقَمْنَا عِنْدَهُ عَشْرِينَ لَيْلَةً وَكَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَرَحِيمًا وَفِيَّ قَلْبٍ أَتَقَدَّرُ أَشْتَقْنَا أَهْلَنَا فَسَمِعْنَا لَنَا عَنْ تَوَكُّلِنَا مِنْ أَهْلِنَا فَأَخْبَرْنَا فَقَالَ اجْعَلُوا إِلَى أَهْلِيكُمْ فَأَقِيمُوا فِيهِمْ وَعَلَيْكُمْ هُدًى وَمَوْذُوعٌ فَادَّاهُ أَحْضَرَتِ الصَّلَاةَ فَلْيُؤْذَنَ لَكُمْ أَحَدُكُمْ ثُمَّ لِيَوْمُكُمْ الْكِبْرُكُمْ.

۱۲۳۵۔ وَحَدَّثَنَا أَبُو الْعَالِيَةِ بْنُ أَبِي رُفَايَا قَالَ سَمِعْتُ ابْنَ إِسْمَاعِيلَ بْنَ إِسْمَاعِيلَ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا أَيُّوبَ عَنْ أَبِي قِلَابَةَ عَنْ مَالِكِ بْنِ الْحُوَيْرِثِ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي نَاسٍ وَكُنْ شَبَابَةٌ مُتَقَارِبُونَ وَاقْتَصَّاجِيْعًا الْحَدِيثَ يَنْحَرُ حَدِيثُ ابْنِ هَكِيمَةَ.

۱۲۳۶۔ وَحَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ الْحَنْظَلِيُّ قَالَ أَتَانَا عَبْدُ الرَّهْمَنِ بْنُ خَالِدٍ الْعَدَنِيُّ عَنْ أَبِي قِلَابَةَ عَنْ مَالِكِ بْنِ الْحُوَيْرِثِ قَالَ أَتَيْنَا رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَا وَصَاحِبٌ لِي فَقَمْنَا أَرَدْنَا الْإِقْفَالَ مِنْ عِيْدِهِ قَالَ لَنَا إِذَا أَحْضَرَتِ الصَّلَاةَ فَادَّاهُ نَا ثُمَّ أَقِيمْنَا وَلِيَوْمُكُمْ الْكِبْرُكُمْ.

۱۲۳۷۔ وَحَدَّثَنَا أَبُو سَعِيدٍ الْأَشْجَرِيُّ قَالَ سَمِعْتُ ابْنَ إِسْمَاعِيلَ بْنَ إِسْمَاعِيلَ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا أَيُّوبَ عَنْ أَبِي قِلَابَةَ عَنْ مَالِكِ بْنِ الْحُوَيْرِثِ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي نَاسٍ وَكُنْ شَبَابَةٌ مُتَقَارِبُونَ وَاقْتَصَّاجِيْعًا الْحَدِيثَ يَنْحَرُ حَدِيثُ ابْنِ هَكِيمَةَ.

يَمْذَنَّا اِلَّا سَنَادًا وَنَحْنَا قَالِ الْعَدَا وَوَكَا نَا مُتَقَادِرِينَ
فِي الْفِرَآءَةِ -

امامت کی فضیلت | امامت اذان سے افضل ہے کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سفر میں ایک مرتبہ اذان دی ہے اور حالت عذر کے علاوہ ساری عمر امامت فرمائی ہے نیز آپ نے امامت کی فضیلت بیان کرتے ہوئے فرمایا: "من صلی خلف عا لہ تعالیٰ کا منما صلی خلفا لینی تھے جس شخص نے پرہیزگار عالم دین کی اقتدار میں ناز پڑھی اس نے گویا نبی کی اقتدا میں ناز پڑھی" علاوہ انہی تمام خلفاء راشدین نے اپنے عہد خلافت میں امامت فرمائی ہے۔

قاری یا عالم میں کون امامت کا مستحق ہے | فقہاء کا اس میں اختلاف ہے کہ امامت کے لیے قاری کو مقدم کرنے کے قائل ہیں ۱۔ اور امام اعظم ابو حنیفہ رحمہ اللہ امام شافعی رحمہ اللہ اور امام مالک رحمہ اللہ عالم دین کو مقدم کرنے کے قائل ہیں۔ امام احمد بن حنبل کی دلیل یہ حدیث ہے جس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "احق بامامۃ اقراءھو" تھے۔ امامت کا سب سے زیادہ مستحق وہ شخص ہے جو سب سے زیادہ قاری ہو، ائمہ ثلاثہ اس کے جواب میں فرماتے ہیں کہ قاری سے مراد وہ شخص نہیں جو قرآن مجید کو تجوید اور عمدگی سے پڑھتا ہو بلکہ قاری سے مراد وہ شخص ہے جو قرآن کا علم رکھتا ہو لہذا یہ حدیث ائمہ ثلاثہ ہی کی دلیل ہے۔ ائمہ ثلاثہ کی دوسری دلیل یہ ہے کہ صحابہ میں سب سے عمدہ قرأت کرنے والے حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ تھے اور سب سے بڑے عالم حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ تھے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابی کے مقابلہ میں حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کو امام بنایا اور آپ کا یہ عمل اس حدیث کی عملی تفسیر ہے کہ جو سب سے بڑا عالم ہو اس کو امام بنایا جائے۔ تیسری دلیل یہ ہے کہ قرأت کا تعلق نماز کے صرف ایک رکن کے ساتھ ہے اور نماز کے باقی تمام ارکان، واجبات، سنن، آداب، نماز کے مضامین اور مکروہات ان تمام چیزوں کا تعلق علم دین سے ہے بلکہ قرأت میں بھی بعض دفعہ ایسی الجھنیں پیش آجاتی ہیں جن کو صرف عالم دین ہی حل کر سکتا ہے، اس لیے نماز میں امام، عالم دین ہی کو بنانا چاہیے۔

فاسق کی امامت کی تحقیق اور مذاہب ائمہ | جو شخص علی الاطلاق گناہ کبیرہ مثلاً شراب نوشی، زنا کاری اور سود خوری کا مرتکب ہو یا خلق خدا پر ظلم کرتا ہو ایسا شخص اصطلاح فقہ میں فاسق

- ۱۔ علامہ ابن عابدین شامی حنفی متون ۱۱۵۲ ص ۳۲۵ مطبوعہ مطبع عثمانیہ استنبول ۱۳۲۷ھ
- ۲۔ علامہ عبد اللہ بن احمد بن قدامہ حنبلی متون ۶۲ ص ۵ مطبوعہ دار الفکر بیروت ۱۴۰۵ھ
- ۳۔ علامہ ابو الحسن علی بن ابی بکر متون ۵۹۳ ص ۳۱ مطبوعہ مکتبہ نوریہ بصرہ ۱۳۲۵ھ
- ۴۔ علامہ یحییٰ بن شرف نوادی شافعی متون ۶۶ ص ۱۳۶ مطبوعہ نور محمد کارخانہ تجارت کتب کراچی
- ۵۔ علامہ ابو عبد اللہ دشتانی مالکی متون ۵۸۸ ص ۳۳۲ مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت
- ۶۔ امام ابو الحسین مسلم بن حجاج قشیری متون ۲۶۱ ص ۱۳۶ مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی ۱۳۷۵ھ

مسلن کہلاتا ہے، ایسے شخص کو امام بنانا حرام ہے کیونکہ فاسق کی تعظیم شرعاً حرام ہے لیکن اگر ایسا شخص جبراً امام بن جائے تو اس کی اقتداء میں جمعہ پڑھنا جائز ہے۔ کیونکہ جمعہ کے لیے جماعت شرط ہے اور یہ بھی اس صحت میں ہے جبکہ شہر میں صرف ایک جگہ جمعہ ہوتا ہو اور اگر شہر میں متعدد جگہ جمعہ ہوتا ہو اور فاسق مسلن کے علاوہ صالح امام بھی جمعہ پڑھاتے ہوں تو پھر اپنی کی اقتداء میں جمعہ پڑھنا واجب ہے اور فاسق کی اقتداء میں جمعہ پڑھنا جائز نہیں ہے۔ البتہ اگر کسی کو مجبور کر دیا جائے تو پھر جائز ہے۔

یہ حکم اس فتنے پر ہے جو قطعی الثبوت، اور غیر مؤول ہو جیسے قتل، چوری، جوار، انگور کی شراب اور نادنیہ کا ارتکاب اور فتنے مبنی ہے جیسے ربابا فضل، مزابریہ، محافلہ، اور بخش وغیرہ یا جو فتنے مؤول ہے جیسے انگور کے علاوہ دیگر اجناس کی شراب پھینکنا اور نمینہ وغیرہ کا ارتکاب۔ یہ فتنے کی وہ اقسام ہیں کہ ان کے مرتکب کی اقتداء میں نماز پڑھنا مکروہ تفسیری ہے۔ امام احمد بن حنبل اور امام مالک کے نزدیک فاسق مسلن کی اقتداء میں نماز جائز نہیں ہے۔ بعض احفان کے نزدیک بھی فاسق کی اقتداء میں نماز جائز نہیں۔ امام شافعی اور اکثر احفان کے نزدیک جائز ہے۔ علامہ ابن قدام، امام احمد بن حنبل کا مذہب بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

قال ابو داؤد و سالت احمد و قيل له اذا كان الامام يسكو قال لا تفصل خلفه البتة و سأل رجل قال صليت خلف رجل ثم علمت انه يسكو اعيد؟ قال نعم اعد^۱
ابو داؤد کہتے ہیں کہ میں نے امام احمد سے پوچھا جب امام نشتر کرتا ہو تو ہنر لیا اس کی اقتداء میں سرگز نماز نہ پڑھو، ایک اور شخص نے سوال کیا میں نے ایک شخص کی اقتداء میں نماز پڑھی پھر مجھے علم ہوا کہ وہ امام نشتر کرتا ہے کیا میں نماز دہرائوں قرلیا ہاں۔

علامہ باری، امام مالک کا مذہب بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

قال مالك لا تجوز الصلاة خلفه لانه لما ظهر منه الخيانة في الامور الدينية كما يؤتمن في احوال الامور^۲
امام مالک کہتے ہیں کہ فاسق کی اقتداء میں نماز جائز نہیں کیونکہ جب اس سے امور دینیہ میں خیانت ظاہر ہو گئی تو ان میں سے زیادہ اہم امر میں اس پر کیسے اعتماد کیا جاسکتا ہے۔

بعض احفان فاسق کی امامت اور اقتداء کو ناجائز اور مکروہ تفسیری قرار دیتے ہیں، علامہ عینی فرماتے ہیں:

۱۔ ربابا فضل یہودی وہ قسم ہے جس میں جس کے بدلہ میں جس علی الغر ریادق کے ساتھ لی جائے چونکہ اسکی حرمت خبر واحد سے ثابت ہے ایسے یہ جہت غلطی ہے۔
۲۔ مزابریہ: درخت پر کچے پھولوں کی اندازہ سے بیج یہ از روئے حدیث حرام ہے۔
۳۔ محافلہ: غلطی کہیت پر اندازہ سے بیج یہ بھی حدیث سے حرام ہے۔
۴۔ بخش کسی کو دھوکا دیکر چیز فروخت کرنا۔ اس کی حرمت بھی حدیث سے ثابت ہے۔

۵۔ علامہ عبد اللہ بن احمد بن قدامہ حنبلی متوفی ۴۲۰ھ منہی ابن قدامہ ج ۲ ص ۱، مطبوعہ دار الفکر بیروت، ۱۴۰۵ھ
۶۔ علامہ اکمل الدین باری حنفی ۷۷۶ھ۔ حناہ علی ارضی فتح منہی راج ص ۴، مطبوعہ مکتبہ نوریہ رضویہ سکمر

واما الفاسق بجوارحه كالذاني وشا ما به
الحمد فزعم ابن الحبيب ان من صلى خلف من يشرب الخمر
يعيد ابدا الا ان يكون واليا له
علامہ ذہبی فرماتے ہیں:

والفاجر اذا تعذر منه يصلح الجمعة خلفه
وفي غيرها ينتقل الى مسجد آخر له
علامہ شرنبلالی فرماتے ہیں:

وكوه امامة الفاسق العالم بعد مراعاة تمام
بالدين فتجب اقامته شرعا فلا يعظم بتقدية
للامامة واذا تعذر منه ينتقل عن الى غير
مسجد الجمعة وغيرها وان لم يقع الجمعة
الا هو تفصيل مع
اس عبارت کی شرح میں علامہ طحاوی فرماتے ہیں:

مفاده كون الكراهة في الفاسق تحريمية -
علامہ طہی فرماتے ہیں:

لو قد مرافقا يثمون بناء على ان كراهة
تقدية كراهة تحريمية
علامہ کردری فرماتے ہیں:

ويكره الاقتداء بمن عرف بالكلية بالفاسق
يوما الجمعة وللممكن منه قال بعض
يقعدى به ولا تتولد الجمعة بامامته
علامہ شرنبلالی امام شافعی کا مذہب ذکر کرتے ہوئے کہتے ہیں:

تكره الصلوة خلفه وانما صحت لمادواه

فاسق ملن خلفا شرابي يراى كى بارے میں ابن الحبيب
کہتے ہیں جو شخص اس کی اقتداء میں نماز پڑھے وہ ہمیشہ نادم رہے گا
الا یہ کہ امام حاکم ہو۔

فاسق كوجب امامت سے ہٹانا مشکل ہو تو جمہ اہل
پچھلے پڑے اور جمہ کے علاوہ کسی اور مسجد میں نماز پڑھے۔

فاسق عالم کی امامت مکروہ (تقریبی) ہے کیونکہ وہ دین
کا اہم نہیں کرتا اس لیے اس کی امامت شرعا واجب ہے
لہذا اس کو امام بنا کر اس کی تنظیم نہ کی جائے، اگر اس کو مسجد
سے ہٹانا دشوار ہو تو جمہ اور دیگر نمازیوں کے لیے کسی اور
مسجد میں چلا جائے اور اگر صرف وہی جمہ پڑھاتا ہو تو پڑھے

اس عبارت کا مطلب یہ ہے کہ فاسق کی امامت اور اقتداء مکروہ تحریمی ہے

اگر لوگوں نے فاسق کو امام بنایا تو گناہ گار ہوں گے کیونکہ
اس کو امام بنانا مکروہ تحریمی ہے۔

جو شخص سو و غری میں مشہور ہو اس کی اقتداء مکروہ ہے
فاسق جمہ پڑھائے اور اس کو ہٹانا ممکن نہ ہو تو بعض فقہانے کہا
کہ اس کی اقتداء کرے اور اس کی امامت کی وجہ سے جمہ ترک نہ کرے۔

فاسق کی اقتداء میں نماز مکروہ (تقریبی) ہے اور حراز ایسے ہے کہ بخاری

- ۱۔ علامہ بدر الدین عینی حنفی متوفی ۸۵۵ھ - مدد القاری جزء ۵ ص ۲۲۳ مطبوعہ ادارة الطباعة المنيرة مصر ۱۳۴۸ھ۔
- ۲۔ علامہ فتح الدین عثمان بن علی ذہبی متوفی ۷۴۳ھ - تبيين الخلفاء ج ۱ ص ۱۳۵ مطبوعہ مكتبة امداديه لبنان۔
- ۳۔ علامہ حسن بن علی بن شرنبلالی متوفی ۱۰۶۱ھ - رائق السوانح علی باش طحاوی ص ۱۸۱ مطبوعہ مطبع مصطفى البابي مصر ۱۳۵۶ھ۔
- ۴۔ علامہ ابن عربین شافعی متوفی ۱۱۳۱ھ - حاشية الخطاؤون ص ۱۸۱ مطبوعہ مطبع مصطفى البابي مصر ۱۳۵۶ھ۔
- ۵۔ علامہ برہم بن محمد طہی متوفی ۷۷۶ھ - نفیة المستمل ص ۴۰۹ مطبوعہ مطبع مجتبائی دہلی۔
- ۶۔ علامہ محمد بن شہاب ابن بزاز کردری متوفی ۸۷۶ھ - فتاویٰ بزازیہ علی باش البندیہ ج ۲ ص ۵۵ مطبوعہ مطبع بولاق مصر۔

الشیخان ان ابن عمر کان یصلی خلف الحجاج
قال الامام الشافعی وکفی به فاسقا والمبتدع
الذی لا یکتف ببدعتہ کالفاسق بل اولی لان اعتقاد
المبتدع لا یغارقہ بخلاف الفاسق ین

اولم میں ہے کہ حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما حجاج کی اقتدار میں نماز پڑھتے
تھے۔ امام شافعی فرماتے ہیں اس کا فاسق ہونا کافی ہے اور بدعتی جس کی
بدعت کفر تک نہیں پہنچی وہ فاسق کی طرح ہے بلکہ فاسق بدعتی سے اولیٰ ہے
کیونکہ فاسق کے بدعتوں بدعتی کا اعتقاد اس سے الگ نہیں ہوتا۔

اکثر اخلاف ہوناسق کی اقتدار اور اس کی امامت کے جواز کے قائل ہیں ان کی بھی یہی دلیل ہے۔ (مبسوط ج ۱، ص ۴۰)۔

بعض صحابہ کرام نے جرنالام یا فاسق حکام کی اقتدار میں نماز پڑھی ہے وہ خوف ضرر پر محمول ہے۔ علامہ ابن قدامہ فرماتے ہیں:

ومثل العصاة بحمل علی انہم خافوا الضرر
بتروک الصلوۃ معہم فقد رمینا عن عطاہ و
سعید بن جبیر انہما کان فی المسجد والحجاج
یخطب فسلما بالایمان وانما فعلا ذلک لخدمتهما
علی انفسہما ان صلیا علی وجہ یعلم بہما۔
اور طاعی قاری رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

صحابہ (ظالم حکمرانوں کی اقتدار میں) نماز اس وجہ سے
پڑھتے تھے کہ ان کے پیچھے نماز نہ پڑھنے کی بنا پر انہیں
ضرر کا اندیشہ تھا کیونکہ عطا اور سعید بن جبیر سے مروی ہے کہ
حجاج کے خطبہ کے دوران وہ اشارے سے نماز پڑھ رہے
تھے کیونکہ اگر وہ علی الاعلان نماز پڑھتے تو انہیں اپنی جان کا خوف تھا۔

فانہ لاشک انہم کانوا خائفین من نحو
یزید والحجاج وزیاد، ولم یکن بتشو الخروج
علی باب العناد بل کان یترتب علیہ من امور الفساد
ولذا کان ابن عمر رضی اللہ عنہ یمتہ ابن الزبیر
وینہاہ عن دعوی الخلافۃ مع انہ کان احق
واولی بها من امراء الجور بلا خلاف ین

اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ صحابہ کرام، یزید، حجاج
اور زیاد ایسے حکمرانوں سے خائف تھے اور ان ظالموں کے
خلاف تحریک چلانے سے انہیں امت میں قتل اور غریزی
کا اندیشہ تھا۔ اسی سبب سے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ
عنہما حضرت ابن زبیر رضی اللہ عنہما کو دعوئے خلافت سے باز رکھتے
تھے حالانکہ حضرت ابن زبیر رضی اللہ عنہما ان ظالم حکام کے
مقابلہ میں بلاشبہ خلافت کے زیادہ خمدار تھے۔

اور یہ بھی ثابت ہے کہ فساق کے پیچھے نماز پڑھنے کے بعد صحابہ کرام نماز دہرایا کرتے تھے۔ حضرت طاعی قاری فرماتے ہیں:

و کان ابن مسعود وغیرہ یصلون
خلف الولید بن عقبہ بن ابی معیط وکان
یشرب الخمر حتی انہ صلی بہم الصبح
مرة اربعاً ثم قال: ازیدکم، فقال
ابن مسعود ما زلنا معکم منذ الیوم

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ وغیرہ ولید بن عقبہ
بن ابی معیط کی اقتدار میں نماز پڑھتے تھے۔ وہ شراب پیتا
تھا سمجھتی کہ ایک دن اس نے صبح کی نماز چار رکعات پڑھا
دی پھر کہنے لگا: کیا اور زیادہ پڑھاؤں؟ حضرت ابن مسعود
رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہم ہمیشہ تمہارے ساتھ زیادہ نماز

معنی المحتاج ج ۱ ص ۲۴۲ مطبوعہ دار احیاء التراث بیروت۔

معنی ابن قدامہ ج ۲ ص ۱۰ مطبوعہ دار الفکر بیروت۔

شرح صحیح مسلم ج ۱ ص ۱۴۸ مطبوعہ مطبعة مصطفیٰ البیالی مصر طبع ثالث ۱۳۷۵ھ

۱۔ علامہ محمد قزوینی الخطیب من علماء القرن الثامن

۲۔ علامہ عبداللہ بن احمد بن تدامہ حنبلی متوفی ۴۲۰ھ

۳۔ علامہ علی بن سلطان القاری حنفی متوفی ۹۰۵ھ

فی زیادة - لہ

پڑھتے ہیں یعنی ناز پڑھ کر دہراتے ہیں۔

(اسعدی)۔

جیسا کہ سطور بالا میں ذکر کیا گیا کہ جمہور کے نزدیک فاسق مومن کی اقتداء میں بلا جبر ناز پڑھنا جائز نہیں ہے جب کہ وہ فاسق قلیل اور غیر مؤثر کی کام ترک ہو اس کی دلیل یہ ہے قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

وَلَا تَتَّبِعُوا إِلَى الَّذِينَ ظَلَمُوا فَتَمَثَّلُوا لَهُمْ
الناس - (ہود: ۱۱۳) جلائے گی۔

جب ظالموں سے میل جول پر جہنم کی وعید ہے تو ان کو ناز میں امام بنانا یا بلا حرج ان کی اقتداء میں ناز پڑھنا بدرجہ اولیٰ اس وعید کا مصداق ہے (امیاد باشتاد) نیز فرمایا:

وَلَا تَقْعَدُوا بَعْدَ الذِّكْرِ مَعَ الْعَوَمِ

الظالمین - (انعام: ۶۸)

معلوم ہونے کے بعد ظالموں کے پاس مت پیڑھ۔

جو شخص علانیہ اللہ تعالیٰ کے فرائض اور واجبات کے خلاف کرے، عہدات قطعیہ کا ارتکاب کرے اور علقی خدا پر ظلم کرے اس کے ظالم ہونے میں کیا شک ہے اور جب اللہ تعالیٰ نے ظالموں کے پاس بیٹھنے سے بھی منع فرمایا ہے تو ان کی اقتداء میں ناز پڑھنا بدرجہ اولیٰ ممنوع ہوگا۔

اور حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دوران خطبہ فرمایا۔

إِلَّا لَا تَوْمن امرأة رجلا ولا يؤمر

اعرابی مهاجرا ولا يؤمر فاجر مومنا إلا ان

یقہر، بسطان یخاف سیفہ وسوطہ

سنو! کوئی عورت مرد کی امامت نہ کرے، نہ دیہاتی مہاجر کی امامت کرے، نہ فاسق مومن کی امامت کرے سوا اس کے کہ وہ حاکم کی تلوار اور اس کے کشتہ سے شتلا ہو۔ یہ حدیث جمہور کے مسلک پر واضح نص ہے کہ اضطراب، مجبوری اور جان کے خوف کے سوا فاسق کی اقتداء میں ناز جائز نہیں ہے۔

عن ابی ہریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ

وسلم المجہاد واجب علیکم مع کل امیر بواکان او فاجرا

والصلوة واجبة علیکم خلف کل مسلم بواکان او فاجرا

وان حمل الکباثر والصلوة واجبة علی کل مسلم

بواکان او فاجرا وان حمل الکباثر۔ لہ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہر امیر کے ساتھ تمہیں جہاد کرنا واجب ہے خواہ نیک ہو یا بد ہر چند وہ گناہ کبیرہ کا مرتکب ہو۔ ہر مسلمان کے پیچھے ناز پڑھنا تم پر واجب ہے خواہ نیک ہو یا بد ہر چند وہ گناہ کبیرہ کا مرتکب ہو اور ہر مسلمان کی ناز جنازہ پڑھنا تم پر واجب ہے خواہ وہ نیک ہو یا بد اگرچہ وہ گناہ کبیرہ کا مرتکب ہو۔

لہ۔ علامہ علی قاری حنفی متوفی ۱۰۱۴ھ

شرح فقہ اکبر ص ۷۷ مطبوعہ مطبعہ مصطفیٰ اہلبی مصر طبع ثالث ۱۳۵۵ھ۔

۷۔ امام ابو عبد اللہ محمد بن یزید بن ماجہ متوفی ۲۴۳ھ۔

سنن ابن ماجہ ج ۱ ص ۷۵، مطبوعہ فہد محمد کاغذ تجارت کتب کراچی۔

۸۔ امام ابو داؤد سلیمان بن اشعث متوفی ۲۴۳ھ مطبوعہ مطبعہ مجتہبی پاکستان لاہور ۱۴۰۵ھ۔

marfat.com

جلد ثانی

Marfat.com

علامہ نسری فرماتے ہیں:

قال ويجوز أامة الأعشى والأعرابي والعبد
وولد الزناء والفاسق وغيرهم أحب إلى
(الإن قال) فنحول فقد يعالف الفاسق للأمانة
جائز عندنا ويكره بله

امام محمد فرماتے ہیں نابینا، دیہاتی، غلام، ولد زنا اور
فاسق کی امامت جائز ہے اور ان کے غیر کی امامت میرے
نزدیک زیادہ پسندیدہ ہے۔ امام نسری فرماتے ہیں ایسے
ہم کہتے ہیں کہ فاسق کو امام بنانا ہمارے نزدیک جائز ہے
اور مکروہ اکثر یہی ہے۔

نوٹ: یاد رہے کہ مکروہ تحریمی ہراز کے ساتھ جمع نہیں ہوتا۔ علامہ شامی فرماتے ہیں: الظاهر ان المراد المكروه تنزيها
لان المكروه تحريما ممتنع شرعا منعا لازما۔ لے "جائز کا لفظ مکروہ کو شامل ہوتا ہے لیکن اس سے مراد

(ما شبہ من سابقہ) اس حدیث کا مطلب ہے کہ کل یا اکثر ڈاڑھی کاٹنے میں مجوس کی مخالفت کرو اور ایک مشفق تک ڈاڑھی بڑھا دہا اس
علم کی علت: مجوس کی مخالفت ہے (فتح القدیر ج ۲ ص ۲۰ مطبوعہ دار الفکر) لیکن یہ استدلال اس لیے مخدوش ہے کہ حدیث
شریف میں ہے: عن ابی ہریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان الیہود والنصارى لا تصبیغ فحالا لغوا
عیدیہم فاصبغوا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہود اور نصاریٰ ڈاڑھی نہیں رنگتے ان کی مخالفت کرو اور ڈاڑھی کو رنگنا
کرد (کلمے رنگ سے اجتناب کر کے سرخ یا غلابی رنگ میں رنگنا سنت ہے)۔ سیدی۔ (سنن نسائی ج ۲ ص ۲۳۹ مطبوعہ دار الفکر) کا
تجارت کتب کراچی) عن ابی ہریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فیروز الشیب ولا تشبهوا بالیہود سفید بابل کو (رنگ
سے) متغیر کرو اور یہود کی مشابہت نہ کرو (جامع ترمذی ص ۲۶۶ مطبوعہ دار الفکر) تجارت کتب کراچی) اگر مجوس کی مخالفت کی وجہ سے
ڈاڑھی میں قبضہ واجب ہو سکتا ہے تو یہود اور نصاریٰ کی مخالفت کی وجہ سے ڈاڑھی کا رنگنا بھی واجب ہوگا کیونکہ مخالفت کی علت
دونوں میں مشترک ہے۔ اس لیے بعض علماء کا قبضہ کے وجوب پر یہ استدلال درست نہیں ہے۔

اور شیخ عبدالحق محدث دہلوی نے حدیث واحفوا الذنحی "ڈاڑھی بڑھاؤ" میں اہل
پیش نظر ڈاڑھی میں قبضہ کو واجب قرار دیا ہے۔ (اشع اللمعات ج ۱ ص ۲۱۲ مطبوعہ مکتبہ دار الفکر) لیکن یہ استدلال اس لیے صحیح نہیں ہے
کہ اگر ڈاڑھی کا بڑھانا واجب ہو تو اس کو کاٹنا بالکل جائز نہیں ہوگا حالانکہ ایک مشیت کے مد ڈاڑھی کا مناسب کے نزدیک جائز ہے بلکہ
علامہ ابن ہمام نے اس کو واجب کہا ہے (فتح القدیر ج ۱ ص ۱۱۰) اور حدیث شریف میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ڈاڑھی کو طوطا
عرضا کاٹا کرتے تھے (جامع ترمذی ص ۳۹۲) اس کی مزید تفصیل ہم جلد اول میں سنن و نحو کے باب میں بیان کر چکے ہیں خلاصہ یہ ہے کہ
بعض فقہانے ڈاڑھی میں قبضہ کو واجب قرار دیا ہے لیکن ان کا استدلال صحیح نہیں ہے ورنہ ابن ہمام کے قول پر قبضہ سے زائد ڈاڑھی میں
رکنے والے سب فاسق معین قرار پائیں گے (امایا باللہ) اس لیے صحیح یہی ہے کہ ڈاڑھی میں قبضہ سنت ہے اس لیے اگر کوئی
شخص ایک مشیت سے کم ڈاڑھی رکھتا ہے تو وہ تارک سنت ہے فاسق نہیں ہے اور اس کی اقتداء میں نماز جائز ہے۔

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔ علامہ رسول سیدی (اس مسئلہ پر مفصل بحث ان شاہدۃ کتاب عباس (جلد سولس) میں آکر ہی ہے جا

لے۔ علامہ شمس الدین السرخسی حنفی متوفی ۴۸۲ھ۔ المصنوع ج ۱ ص ۴۰ مطبوعہ دار المعرفۃ بیروت، ۱۴۰۰ھ۔

لے۔ علامہ ابن عابدین شامی متوفی ۱۲۵۲ھ۔ رد المحتار ج ۱ ص ۱۱۲ مطبوعہ مطبع عثمانیہ استنبول، ۱۳۲۶ھ۔

مکروہ تنزیہی ہے کیونکہ مکروہ تحریمی وہ ہے جو شرعاً ممتنع ہو اور اس میں منع لازم ہو۔ علامہ قاضی خاں فرماتے ہیں:

واقما من سواہم یجوز الاقتداء بہم ویکرہ
ذکذا الاقتداء بمن کان معروفاً باکل الربا و
الفسق مروی ذلک عن ابی حنیفۃ وابی یوسف
رحمہما اللہ تعالیٰ (الی ان قال) واذ اصاب الرجل
خلف فاسق او مبتدع یكون محرراً ثواب
الجماعة۔

جمعیہ، قدیریہ، اور رافضی غالی وغیرہم کے سوا اقتدار
بائز اور مکروہ ہے اسی طرح اس شخص کی اقتدار میں نماز پڑھنا
بائز ہے جو سود خوری میں معروف ہو یا فاسق معلن ہو۔ یہ امام ابو
حنیفہ اور ابو یوسف رحمہما اللہ سے مروی ہے۔ جب کوئی شخص
فاسق یا بدعتی کے پیچھے نماز پڑھے تو وہ جماعت کا ثواب پا
لیتا ہے۔

علامہ ابن ہمام فرماتے ہیں:

ویکرہ الاقتداء بالمشہور باکل
الربا۔

جو شخص سود خوری میں مشہور ہو اس کی اقتدار میں نماز
پڑھنا مکروہ ہے۔

اس عبارت سے پہلے علامہ ابن ہمام نے محیط سے نقل کیا ہے جو شخص فاسق کی اقتدار میں نماز پڑھتا ہے اس کو جماعت
کا ثواب مل جاتا ہے اور وہ ایہ سے نقل کیا ہے کہ ہمارے اصحاب کہتے ہیں کہ جمعہ کے علاوہ فاسق کی اقتدار میں نماز نہیں
پڑھنی چاہیے۔

علامہ شامی فرماتے ہیں:

افاد ان الصلوۃ خلفہما اولی من
الانفراد۔

بحر، نہر اور محیط کی عبارت کا مفاد یہ ہے کہ فاسق اور
بدعتی کی اقتدار میں نماز پڑھنا، اکیلے نماز پڑھنے سے بہتر
ہے۔

علامہ ابن نجیم فرماتے ہیں:

فان قلت فما الافضیلة ان یصلی خلف
هؤلاء او الانفراد قیل اما فی حق الفاسق
فالصلوۃ خلفہ اولی لما ذکر فی الفتاوی
کما قد مناه (الی ان قال) فالحاصل انه
یکرہ لہؤلاء التقدم ویکرہ الاقتداء
بہم کواہتہ تنزیہیۃ فان امکن الصلوۃ

اگر تم سوال کرو کہ ان لوگوں کی اقتدار میں نماز پڑھنا
افضل ہے یا تنہا نماز پڑھنا بہتر ہے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ
فاسق کی اقتدار میں نماز پڑھنا بہر حال بہتر ہے۔ جیسا کہ ہم
اس سے پہلے کتب فتاویٰ سے نقل کر چکے ہیں، خلاصہ
یہ ہے کہ ان لوگوں کا امام بننا اور ان کی اقتدار میں نماز پڑھنا
مکروہ تنزیہی ہے، اگر ان کے علاوہ کسی اور کی اقتدار

۱۔ علامہ فخر الدین حسن بن مقصد اور جدی متوفی ۶۹۵ھ۔ فتاویٰ قاضی خان علی ہاشم البندیہ ج ۱ ص ۹۲، ۹۱، مطبوعہ بولاق مصر ۱۳۱۰ھ

۲۔ علامہ کمال الدین ابن ہمام متوفی ۸۶۱ھ۔

۳۔ علامہ سید ابن عابدین شامی متوفی ۱۲۵۲ھ۔ فتح القدر ج ۱ ص ۳۰۴، مطبوعہ مکتبہ نوریہ رضویہ سکھر

۴۔ رد المحتار ج ۱ ص ۵۲۵، مطبوعہ مطبع عثمانیہ استنبول، ۱۳۲۰ھ

ہیں نماز پڑھنا ممکن ہو تو فہارہ تنہا نماز پڑھنے سے ان کی اقتدا میں نماز پڑھنا کافی ہے اور ان کی اقتدا میں نماز پڑھنا اس وقت مکروہ ہے جب دوسروں کی اقتدا میں نماز پڑھنا تیسرے اور دوسرے کوئی کراہت نہیں ہے۔

غلام اور فاسق و فیر کی امامت مکروہ تنزیہی ہے۔

علامہ حاکمی نے فاسق کی اقتدا کو مکروہ تنزیہی ہی اسیلے قرار دیا ہے کہ امام محمد نے مسوط میں فاسق کے فیر کی اقتدا کو حقیق قرار دیا ہے البحر الرائق نے مجتبیٰ اور حراج کے حوالہ سے بیان کیا ہے کہ فاسق وغیرہ کا امام ہونا ان کی اقتدا میں نماز پڑھنا مکروہ تنزیہی ہے۔ حاصل بحث یہ ہے کہ جس شخص کا علانیہ فسق قطعی اور نہ قول ہو جیسے شراب اور زنا وغیرہ، من اعان اور امام مالک اور امام احمد کے مذہب کے پیش نظر ان کی اقتدا میں نماز پڑھے اور جس کا فسق ظنی یا مؤول ہو اس کی اقتدا میں نماز پڑھے اور ڈرامی کتروانے والے اگرچہ تارک سنت ہیں تاہم وہ کسی اعتبار سے بھی فاسق نہیں ہیں ان کو فاسق معین کہنے کی شریعت مطہرہ میں گنجائش نہیں ہے اس لیے بلاوجہ ایک مسلمان کی عزت مجروح نہیں کرنی چاہیے اور ڈرامی منڈانے والے فسق ظنی کے مرتکب ہیں اس لیے ان کی اقتدا میں نماز مکروہ تنزیہی ہے۔

قنوت نازلہ پڑھنے کا عمل اور اس کا استحباب

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فجر کی قنوت سے فارغ ہو کر رکوع سے سر اٹھا کے فرماتے صم اللہ لمن حمدہ و ہنا و لک الحمد پھر رکوع سے برکیرہ دعا پڑھتے (ترجمہ) اے اللہ

خلف غیر ہم فہو افضل والا فلا اقتداء اولی من الانفراد وینبغی ان یکون محل کراہۃ الاقتداء بہم عند وجود غیر ہم والا فلا کراہتہ کما لا یخفی علیہ علامہ حاکمی فرماتے ہیں:

ویکرہ تنزیہاً امامہ عبد اللہ ان قال (و فاسق یتبع علامہ شامی اس کی شرح میں فرماتے ہیں:

(قولہ و یکرہ تنزیہاً) لقولہ فی الاصل امامۃ غیر ہم احب الی بحر عن المجتبیٰ والمعراج ثم قال فیکرہ لہم التقدم و یکرہ الاقتداء بہم تنزیہاً یتبع

حاصل بحث یہ ہے کہ جس شخص کا علانیہ فسق قطعی اور نہ قول ہو جیسے شراب اور زنا وغیرہ، من اعان اور امام مالک اور امام احمد کے مذہب کے پیش نظر ان کی اقتدا میں نماز پڑھے اور جس کا فسق ظنی یا مؤول ہو اس کی اقتدا میں نماز پڑھے اور ڈرامی کتروانے والے اگرچہ تارک سنت ہیں تاہم وہ کسی اعتبار سے بھی فاسق نہیں ہیں ان کو فاسق معین کہنے کی شریعت مطہرہ میں گنجائش نہیں ہے اس لیے بلاوجہ ایک مسلمان کی عزت مجروح نہیں کرنی چاہیے اور ڈرامی منڈانے والے فسق ظنی کے مرتکب ہیں اس لیے ان کی اقتدا میں نماز مکروہ تنزیہی ہے۔

بَابُ اسْتِحْبَابِ الْقُنُوتِ فِي جَمِيعِ الصَّلَاةِ اِذَا اَنَازَلَتْ بِالْمُسْلِمِينَ نَائِلَةً وَاَلْعِيَادُ بِاللَّهِ وَاَسْتِحْبَابُ فِي الْعُتْبَةِ وَاِسْمًا وَبَيَانِ اَنْ مَحَلَّهُ بَعْدَ رَقْعِ الدُّرُسِ مِنَ الرَّكْعَةِ فِي الْوُكُوفِ الْاٰخِرَةِ وَاَسْتِحْبَابُ الْجَهْرِ

۱۴۳۸ - حَدَّثَنَا أَبُو طَاهِرٍ وَحَمْدَةُ بْنُ يَحْيَى قَالَ اَنَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ اَخْبَرَنِي يُونُسُ بْنُ يَزِيدَ عَنْ ابْنِ شَهَابٍ قَالَ اَخْبَرَنِي سَعِيدُ بْنُ الْمُسَيَّبِ وَابُو سَلَمَةَ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ عَوْفٍ اِنَّهُمَا سَمِعَا اَبَا هُرَيْرَةَ

۱۔ حرمین ابن ابی نعیم حنفی متوفی ۱۰۰ھ البحر الرائق ج ۱ ص ۳۲۹ مطبوعہ مکتبہ مابعدیہ کوئٹہ۔

۲۔ علامہ ملاؤ الدین مسکنی حنفی متوفی ۱۰۸۸ھ۔ در مختار علی الشیخ الروج ص ۵۲۳ مطبوعہ مطبع عثمانیہ استنبول ۱۳۲۶ھ۔

۳۔ حرمین ابن ابی نعیم حنفی متوفی ۱۰۸۸ھ۔ البحر الرائق ج ۱ ص ۳۲۹ مطبوعہ مکتبہ مابعدیہ کوئٹہ۔

يَقُولُ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ
حِينَ يَفْرُغُ مِنْ صَلَاةِ الْفَجْرِ مِنَ الْقِرَاءَةِ وَيُكَبِّرُ وَ
يَرْفَعُ رَأْسَهُ سَمِعَ اللَّهُ لِمَنْ حَمِدَهُ رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ
ثُمَّ يَقُولُ وَهُوَ قَائِمٌ اللَّهُمَّ نَجِّ الْوَلِيدَ بْنَ
الْوَلِيدِ وَسَلَمَةَ بْنَ هِشَامٍ وَعِيَّاشَ بْنَ أَبِي رِيفَةَ
وَالْمُسْتَضْعَفِينَ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ اللَّهُمَّ اشْدُدْ وَ
طَاطَكَ عَلَى مُضَرَ وَاجْعَلْهَا عَلَيْهِمْ كِسْفَ
الْأَنْهَارِ الْعَنَ الْيَحْيَانَ وَرِعْلًا وَذُكُوَانَ وَعُصَيْتَةَ
عَصَيْتَ اللَّهُ دَرَسُوهُ ثُمَّ بَلَغْنَا أَنَّ تَرَكْ ذَلِكَ
لَمَّا نَزَلَ لَيْسَ لَكَ مِنْ الْأَمْرِ شَيْءٌ أَوْ يُتَوَبَّ عَلَيْهِمْ
أَوْ يُعَذِّبَهُمْ فَإِنَّهُمْ ظَالِمُونَ

۱۲۳۹۔ وَحَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَ
عَمْرُو بْنُ الْقَاسِمِ قَالَا نَا ابْنُ عُيَيْنَةَ عَنِ الرَّهْطِيِّ عَنْ سَعِيدِ
بْنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى
اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى قَوْلِهِ وَاجْعَلْهَا عَلَيْهِمْ كِسْفَ
يُوسُفَ وَلَمْ يَذْكُرْ مَا بَعْدَهُ

۱۲۴۰۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مَعْرَانَ التَّائِي قَالَا
نَا الْوَلِيدُ بْنُ مُسْلِمٍ قَالَ نَا الْأَوْزَاعِيُّ عَنْ يَحْيَى بْنِ
أَبِي كَثِيرٍ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ أَنَّ أَبَاهُ يَرَاهُ حَدَّثَهُ أَنَّ
النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَنَتَ بَعْدَ الرَّكْعَةِ فِي
صَلَاةٍ شَهْرًا إِذَا قَالَ سَمِعَ اللَّهُ لِمَنْ حَمِدَهُ يَقُولُ
فِي قُنُوتِهِ اللَّهُمَّ أَنْجِ الْوَلِيدَ بْنَ الْوَلِيدِ اللَّهُمَّ أَنْجِ
سَلَمَةَ بْنَ هِشَامٍ اللَّهُمَّ نَجِّ عِيَّاشَ بْنَ أَبِي رِيفَةَ
اللَّهُمَّ نَجِّ الْمُسْتَضْعَفِينَ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ اللَّهُمَّ
اشْدُدْ وَطَاطَكَ عَلَى مُضَرَ اللَّهُمَّ اجْعَلْهَا عَلَيْهِمْ
سِنِينَ كِسْفَ يُوسُفَ قَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ
ثُمَّ آيَتْ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَرَكَ
الدُّعَاءَ بَعْدَ فَقُلْتُ أَرَى رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ تَرَكَ الدُّعَاءَ

ولید بن ولید، سلمہ بن ہشام اور عیاش بن ابی ربیعہ اور کمزور مسلمانوں
کو کفار سے نجات دے، اے اللہ! (نفید) مضر کو سختی سے
روز و نال اور ان پر حضرت یوسف (علیہ السلام) کے زمانہ کی طرح
قحط کے سال مسلط کر دے۔ اے اللہ! یحیٰ، رعل، ذکوان
اور عصبہ پر لعنت فرما جو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی نافرمانی
کرتے ہیں، پھر میں پتا چلا کہ جب یہ آیت نازل ہوئی!
”لیس لك من الامر شيء او يتوب عليهم او
يعذبهم فانهم ظالمون“ تو آپ نے اس دعا کو
ترک فرمادیا۔

ایک اور سند سے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے
کسی یوسف تک روایت کیا ہے اس کے بعد اور کچھ نہیں
بیان کیا۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے رکوع کے بعد ایک ماہ تک
قنوت (نازل) پڑھی سمع اللہ لمن حمدہ -
کہنے کے بعد کھڑے ہو کر دعا فرماتے: اے اللہ! ولید بن
ولید کو نجات دے، اے اللہ! سلمہ بن ہشام کو نجات دے
اے اللہ! عیاش بن ابی ربیعہ کو نجات دے۔ اے اللہ! کمزور
مسلمانوں کو نجات دے۔ اے اللہ! مضر کو سختی سے پامال کر
دے۔ ان پر یوسف (علیہ السلام) کے زمانہ جیسی قحط سالی نازل
فرما۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں میں نے
دیکھا اس کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا کرنی
بھوڑ دی۔ مجھ سے کہا گیا کیا تم نہیں دیکھتے وہ لوگ (خدا کے
سامنے) پیش ہو گئے۔

۱۴۴۱۔ وَحَدَّثَنِي زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ سَمِعْتُ النَّحَّيْنِ
بْنَ مُحَمَّدٍ قَالَ تَأْتِيَانِي عَنْ يَحْيَى عَنْ أَبِي سَلَمَةَ
أَنَّ أَبَاهُ زَيْدَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَخْبَرَهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَمَا هُوَ يُصَلِّي الْعِشَاءَ إِذْ
قَالَ سَمِعَ اللَّهُ لِمَنْ حَمِدَهُ ثُمَّ قَالَ قِيلَ أَنْ تَسْجُدَ
اللَّهُمَّ نَجِّ عِيَّاشَ بْنِ أَبِي رَيْثَمَةَ لَمْ يَذْكُرْ بِمِثْلِ
حَدِيثِ الْأَوْزَاعِيِّ إِلَى قَوْلِهِ كَسِبَنِي يُوسُفُ وَكَمْ
يَذْكُرُ مَا بَعْدَ ۴۔

۱۴۴۲۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مُثَنَّى قَالَ سَمِعْتُ النَّحَّيْنِ
هَاشِمَ قَالَ حَدَّثَنِي أَبِي عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ قَالَ
تَأْتِيَانِي عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ أَنَّ سَمِعَ أَبَاهُ زَيْدَ
رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ يَقُولُ وَاللَّهِ لَا فَرَقَ بَيْنَ يَكْمَ صَلَاةِ
رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَكَانَ يُؤْمِرُهُ
رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ يَفْتَنُ فِي الظُّهْرِ وَالْعِشَاءِ الْآخِرَةِ وَ
صَلَاةِ الصُّبْحِ وَيَدْعُو لِلْمُؤْمِنِينَ وَيَلْعَنُ الْكُفَّارَ۔
۱۴۴۳۔ وَحَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى قَالَ قَرَأْتُ
عَلَى مَالِكٍ عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي طَلْحَةَ عَنْ
أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ دَعَا رَسُولُ
اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى الَّذِينَ قَتَلُوا أَصْحَابَ
بَيْتِ الْمُعْوَنَةِ ثَلَاثِينَ صَبَاحًا يَدْعُو عَلَى رِغْلٍ وَ
ذُكُوانَ وَالْجَيْتَانِ وَعَصِيَّةَ عَصَبِ اللَّهِ وَرَسُولَهُ قَالَ أَمْسَى
أَنْزَلَ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ فِي الَّذِينَ قَتَلُوا بَيْتَ الْمُعْوَنَةِ
قُرْآنًا قَرَأْنَاهُ حَقًّا لِكَيْ نَبْعِدَ أَنْ يَلْعَنُوا قَوْمَنَا
أَنْ قَدْ لَقِينَا رَبَّنَا فَرَضِيَ عَنَّا وَوَضَعْنَا
عَنْهُ۔

۱۴۴۴۔ وَحَدَّثَنِي عَنْهُ وَالتَّائِقِدُ وَزُهَيْرُ بْنُ
حَرْبٍ قَالَ تَأْتِيَانِي عَنْ أَبِي تَوْبٍ عَنْ مُحَمَّدٍ قَالَ
قُلْتُ لِأَنَسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ هَلْ يَذْكُرُ بِمِثْلِ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عشا کی نماز میں سمع اللہ لمن
حمد ۴۔ کہہ کر سجدے سے پہلے یہ دعا کی: اے اللہ
عیاش بن ابی رثیمہ کو نجات دے، اس کے بعد کسی نے
یوسف تک اوزاعی کے مطابق روایت کیا اور اس کے
بعد کچھ ذکر نہیں کیا۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا خدا کی قسم میں
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ناک کے قریب نماز پڑھاؤں گا،
پھر انہوں نے ظہر، عشاء اور صبح کی نماز پڑھاؤں گی اور ان میں تہنوت
کیا کہیں مسلمانوں کے لیے دعا اور کفار پر لعنت کی۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تیس دن تک ان لوگوں کے لیے
دعا ضرر کی جنہوں نے اصحاب بیہوش کو شہید کر دیا تھا۔ آپ
نے رطل، ذکوان، لیحان اور عصبہ کے خلاف دعا ضرر کی جنہوں
نے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی نافرمانی کی تھی۔ حضرت انس
کہتے ہیں کہ جو صحابہ بیہوشوں میں شہید ہوئے تھے ان کے
بارے میں اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی (ترجمہ) ہماری
قوم تک یہ پیغام پہنچا دو کہ ہم نے اپنے رب سے ملاقات
کی وہ ہم سے راضی ہوا اور ہم اس سے راضی ہو گئے۔ ہم
اس آیت کی تلاوت کرتے تھے بعد میں یہ آیت منسوخ ہو گئی۔

محمد کہتے ہیں میں نے حضرت انس رضی اللہ عنہ
سے پوچھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صبح کی نماز میں دعا
کی، انہوں نے کہا ہاں کچھ عرصہ تک کرا کے بعد

صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي صَلَوةِ الصُّبْحِ قَالَ
تَعْمَرُ بَعْدَ الرَّكُوعِ يَسِيرًا -

۱۲۴۵ - وَحَدَّثَنِي عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مَعَاذٍ الْعَنْبَرِيُّ
وَأَبُو كُرَيْبٍ وَاسْتَحَقُّ بْنُ إِبْرَاهِيمَ وَ مُحَمَّدُ بْنُ
عَبْدِ الْأَعْلَى وَالْفُظَّالِيُّ مَعَاذِ اللَّهِ قَالَ حَدَّثَنِي
الْبُخَارِيُّ عَنْ سُلَيْمَانَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي مَجْلَزٍ عَنْ أَنَسٍ
ابْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ قَالَ قَدَتِ رَسُولُ
اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شَهْرَ ابْعَدَ الرَّكُوعِ فِي
صَلَاةِ الصُّبْحِ يَدْعُو عَلَى رِجْلِ وَذَكَوَانٍ وَيَقُولُ
عَصِيَّةَ عَصِيَّتِ اللَّهُ وَرَسُولُهُ -

۱۲۴۶ - وَحَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ حَاتِمٍ قَالَ نَا
بَهْزُ بْنُ أَسَدٍ قَالَ نَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ قَالَ أَنَا أَنَسُ بْنُ
سِيرِينَ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدَتِ شَهْرَ ابْعَدَ الرَّكُوعِ فِي صَلَاةِ الْغُزْوِ
يَدْعُو عَلَى بَنِي عَصِيَّةَ -

۱۲۴۷ - وَحَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَأَبُو كُرَيْبٍ
قَالَا نَا أَبُو مُعَاوِيَةَ عَنْ عَاصِمٍ عَنْ أَنَسٍ قَالَ سَأَلْتُهُ
عَنِ الْقَنُوتِ قَبْلَ الرَّكُوعِ أَوْ بَعْدَ الرَّكُوعِ فَقَالَ قَبْلَ
الرَّكُوعِ قَالَ قُلْتُ فَإِنْ نَاسًا يَتَوَعَّمُونَ أَنَّ رَسُولَ
اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدَتِ بَعْدَ الرَّكُوعِ
فَقَالَ لَا شَأْنَ قَدَتِ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
شَهْرًا يَدْعُو عَلَى أَنَاسٍ قَتَلُوا أَنَا سَائِمًا أَصْحَابِهِ
يَقَالُ لَهُمُ الْعُرَاءُ -

۱۲۴۸ - حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عُمَرَ قَالَ نَاسِقِيَانُ عَنْ
عَاصِمٍ قَالَ سَمِعْتُ أَنَسًا يَقُولُ مَا مَأْأَيْتِ رَسُولَ اللَّهِ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَجَدَ عَلَى سَوِيَّةٍ مَا وَجَدَ
عَلَى السَّبْعِينَ الَّذِينَ أُصِيبُوا يَوْمَ بَيْرُ مَعُونَةَ
كَانُوا يَدْعُونَ الْقُرَاءَ فَمَكَتْ ثُمَّ دَعَا بَنِي عَصِيَّةَ

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم نے صبح کی نماز میں ایک ماہ تک رکوع کے
بعد رعل اور ذکوان کے غلات دعائے ضرر فرمائی اور آپ نے
فرمایا عصیہ نے اللہ اور اس کے رسول کی نافرمانی کی ہے۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم نے صبح کی نماز میں ایک ماہ تک رکوع کے بعد
دعائے قنوت پڑھی جس میں آپ نے عصیہ کے لیے دعا
ضرر فرمائی۔

عاصم کہتے ہیں کہ میں نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے
پوچھا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے رکوع سے پہلے دعائے
قنوت پڑھی ہے یا رکوع کے بعد؟ انھوں نے بتایا رکوع
سے پہلے۔ میں نے کہا کچھ لوگ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم نے رکوع کے بعد دعائے قنوت پڑھی ہے۔ حضرت
انس نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صرف ایک ماہ
تک (رکوع کے بعد) قنوت پڑھی ہے جس میں ان لوگوں
کے غلات دعائے ضرر فرمائی جنھوں نے قراد صحابہ کو شہید
کر دیا تھا۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کسی لشکر کیے اتنا ملگین ہوتے
نہیں دیکھا جتنا آپ منتر قراد صحابہ کے لیے ملگین ہوئے جو
بیر موعونہ کے دن شہید ہو گئے تھے، آپ ایک ماہ تک ان
کے غلات کے لیے دعائے ضرر فرماتے رہے۔

عَلَى قَتْلِهِمْ -

١٢٣٩- وَحَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ قَالَ نَاحِصٌ وَ
ابْنُ قُضَيْلٍ وَحَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عُمَرَ قَالَ مَرْوَانُ كُلُّهُمْ عَنْ
عَاصِمٍ عَنْ أَنَسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَهْدِي
الْحَدِيثَ وَيَزِيدُ بَعْضُهُمْ عَلَى بَعْضٍ-

١٣٥٠- وَحَدَّثَنَا عَنْهُ الْقَائِدُ قَالَ نَا الْأَسَدُ
ابْنُ عَامِرٍ قَالَ أَنَا شُعْبَةُ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسِ بْنِ التَّمِيمِ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدِمْتُ فَمَهْرًا يَلْعَنُ رِغْلًا وَذِكْرًا
وَعَصِيَّةً عَصَا اللَّهَ وَرَسُولَهُ -

١٣٥١ - وَحَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ النَّافِدِ قَالَ قَالَ الْأَسْوَدُ
بُنُ عَامِرٍ قَالَ أَنَا شُعْبَةُ عَنْ مُوسَى بْنِ أَنَسٍ عَنْ أَنَسٍ
عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَخْبُرُ .

١٢٥٢ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مَدْنِيٍّ وَقَالَ تَابِعِيُّ بْنُ جَدْرِ عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَسْعُودٍ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَنَنَتْ شَهْرًا يَدْعُو عَلَى أَحْيَاءٍ مِنْ أَحْيَاءِ الْعَرَبِ ثُمَّ تَوَكَّلَ.

٥٣١- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مَعْقٍ وَابْنُ بَشَّارٍ
قَالَا نَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ قَالَ نَا شُعْبَةُ عَنْ عَمْرِو بْنِ
مُرَّةٍ قَالَ سَمِعْتُ ابْنَ أَبِي لَيْلَى قَالَ نَا الْبَرَاءُ بْنُ عَازِبٍ
أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَقْنُتُ
فِي الصُّبْرِ وَالْمَغْرِبِ -

١٣٥٢- وَحَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ قَالَ نَا أَيُّوبُ قَالَ نَا
سُفْيَانُ عَنْ عَمْرِو بْنِ مُرَّةَ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبِي
كَيْلَانَ عَنِ الْبَرَاءِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَدِمْتُ رَسُولُ
اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْفَجْرِ وَالْمَغْرِبِ -

١٢٥٥- وَحَدَّثَنِي أَبُو الطَّاهِرِ أَحْمَدُ بْنُ عَمْرٍو
بْنُ سُرَّجٍ الْبَصْرِيُّ قَالَ نَأَى بَنُ وَهَبٍ عَنِ الْكَلْبِ عَنْ
جَمْدَانَ بْنِ أَبِي أَسَى عَنْ حَنْظَلَةَ بْنِ عَلِيٍّ عَنْ جَعْفَرِ بْنِ

ایک اور سند سے بھی ایسی ہی روایت منقول ہے۔
اور بسراویلوں نے بسن کی روایت پر زیادتی کی ہے۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک ماہ تک دعاء قنوت (نازلہ) پڑھی جس میں آپ رعلؓ ذکوان اور عصبہ پر لعنت بھیجتے تھے جنہوں نے اللہ تبارک و تعالیٰ اللہ اس کے رسول کی نافرمانی کی تھی ۔
ایک اور سند سے بھی ایسی روایت ہے ۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک ماہ تک دواہ قنوت (نازلہ) پڑھی جس میں عرب کے کئی قبیلوں کے لیے دعا فرمائی۔

حضرت برادر بن عازب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں
کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صبح اور مغرب کی نماز میں قنوت
(تلازم) پڑھا کرتے تھے۔

حضرت برادر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فجر اور مغرب میں قنوت (نازلہ) پڑھا کرتے تھے۔

خفاف بن ایافخاری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز میں فرمایا، اے اللہ! غم، حیا، رعل، ذکوان اور عصبہ پر لعنت فرما جنہوں نے اللہ

أَبْنِ إِيمَاءٍ الْغَنَاءِ بِمَا رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي صَلَوةِ الْتَهْمَةِ الْعَنْ بَيْنَ يَحْيَانَ وَرِعْلًا وَذُكُونًا وَعَصِيَّةَ عَصَا اللَّهِ وَرَسُولِهِ نَفْعًا وَغَفَرَ اللَّهُ لَهَا وَأَسْلَمَ سَائِلُهَا اللَّهُ.

۱۲۵۶۔ وَحَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ أَيُّوبَ وَقُتَيْبَةُ وَابْنُ حُجْرٍ قَالَ ابْنُ أَبِي يُوْبَ نَا إِسْمَاعِيلُ قَالَ أَخْبَرَنِي مُحَمَّدٌ وَهُوَ ابْنُ عَمِيٍّ وَعَنْ خَالِدِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ حَزْمَةَ عَنِ الْحَارِثِ بْنِ خُفَّافٍ أَنَّهُ قَالَ قَالَ خُفَّافُ بْنُ إِيمَاءٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ رَكَعَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ رَكَعَ رَأْسَهُ فَقَالَ غَفَرَ اللَّهُ لَهَا وَرَسُولُهُ الْتَهْمَةُ الْعَنْ بَيْنَ يَحْيَانَ وَرِعْلًا وَذُكُونًا ثُمَّ وَقَعَ سَاجِدًا قَالَ خُفَّافٌ فَجُعِلَتْ لَعْنَةُ الْكَفَرَةِ مِنْ أَجْلِ ذَلِكَ.

۱۲۵۷۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ أَبِي يُوْبَ قَالَ نَا إِسْمَاعِيلُ قَالَ وَأَخْبَرَنِي عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ حَزْمَةَ عَنْ حَنْظَلَةَ بْنِ عَلِيٍّ بْنِ الْأَسْقَعِ عَنْ خُفَّافِ بْنِ إِيمَاءٍ بِمِثْلِهِ إِلَّا أَنَّهُ كَرَّمَ يَقْنُ فَجُعِلَتْ لَعْنَةُ الْكَفَرَةِ مِنْ أَجْلِ ذَلِكَ.

اور اس کے رسول کی نافرمانی کی اور قبیلہ غفار کی منفرت فرما اور قبیلہ اسلم کو سلامت رکھ۔

خُفَّافُ بْنُ إِيمَاءٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے رکوع کیا پھر رکوع سے سر اٹھا کر فرمایا (قبیلہ) غفار کی اللہ تعالیٰ منفرت فرمائے اور (قبیلہ) اسلم کو اللہ تعالیٰ محفوظ رکھے۔ عصبہ نے اللہ اور اس کے رسول کی نافرمانی کی ہے۔ اے اللہ! ابو یحیٰان پر لعنت کر اور رعل اور ذکوان پر لعنت کر پھر آپ نے سجدہ کیا۔ خُفَّافُ کہتے ہیں کہ کفار پر اسی وجہ سے لعنت کی جاتی ہے۔

ایک اور سند سے بھی یہ روایت منقول ہے مگر اس میں کفار پر اسی وجہ سے لعنت کیے جانے کا ذکر نہیں ہے۔

قنوت نازلہ قنوت کے معنی دعا ہیں اور نازلہ سے مراد ہے نازل ہونے والی آفت اور مصیبت، اگر مسلمانوں پر خدا نخواستہ کوئی مصیبت نازل ہو، مثلاً دشمن کا خوف ہو، قحط ہو، خشک سالی ہو، وبا ہو، طاعون ہو یا کوئی اور ضرر ظاہر ہو تو آخری رکعت میں رکوع کے بعد امام کھڑا ہو تسمیع کے بعد دعا کے لیے ہاتھ اٹھائے اور ہر نماز میں بااولیٰ بلند اس مصیبت کے دور ہونے کی اور مسلمانوں کے لیے کشادگی کی دُعا کرے اور مقتدی امام کی دعا پر آمین کہیں اور اگر سری نماز ہو تو امام آہستہ دعا مانگے اور مسلمان اس وقت تک نماز میں اللہ تعالیٰ سے دعا کرتے رہیں جب تک اللہ تعالیٰ مسلمانوں سے مصیبت دور نہ کرے۔

قنوت نازلہ میں مذاہب ظاہر یہ (غیر مقلدین) کے نزدیک ہر فرض نماز میں قنوت نازلہ پڑھنا مستحسن ہے خواہ کوئی مصیبت نازل ہو یا نہ ہو۔ اور خدا نخواستہ مصیبت نازل ہونے کی صورت میں۔

امام شافعی کے نزدیک تمام فرائض میں قنوت نازلہ پڑھنا مستحب ہے۔ دور نہ نہیں ہے۔

عمی ج ۴ ص ۱۳۸ مطبوعہ ادارۃ المطباعت المینیہ مصر ۱۳۴۹ھ

۱۔ شیخ ابو محمد علی بن حزم ظاہری متوفی ۴۵۶ھ

شرح مسلم ج ۱ ص ۲۳۷ مطبوعہ نور محمد کارخانہ تجارت، کتب کراچی ۱۳۵۵ھ

۲۔ علامہ یحییٰ بن شریف نوادی شافعی متوفی ۶۷۹ھ

امام مالک کا صحیح قول یہ ہے کہ اس صورت میں تمام نمازوں میں قنوت نازلہ پڑھنا سنت ہے لہ۔ اور امام احمد بن حنبل کا مسلک یہ ہے کہ ایسے حالات میں صرف صبح کی نماز میں قنوت نازلہ پڑھے۔ لہ۔

اخشاف کا مذہب | اخشاف کثرہم اللہ کے نزدیک قنوت نازلہ کا پڑھنا منسوخ ہو گیا ہے اور اب کسی نماز میں قنوت نازلہ کا پڑھنا جائز نہیں ہے۔ علامہ سرخسی فرماتے ہیں:

امام محمد نے فرمایا، ذکر کے سوا کسی نماز میں ہمارے نزدیک قنوت نہیں پڑھا جائیگا۔

قال ولا قنوت فی شیء من الصلوات سوى
الوتر عندنا۔
علامہ کا سانی فرماتے ہیں:

ہماری دلیل یہ ہے کہ حضرت ابن مسعود اور دیگر صحابہ رضوان اللہ علیہم سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک ماہ صبح کی نماز میں قنوت نازلہ پڑھی جس میں آپ رمل اور ذکوان کے لیے دعا ضرر فرماتے تھے کہ اے اللہ! مضر کو سختی سے پامال کر دے اور ان پر حضرت یوسف علیہ السلام کے زمانہ جیسا قضا نازل فرما پھر آپ نے قنوت پڑھنا ترک کر دیا اور یہ منسوخ ہو گیا۔

ولنا ما روی ابن مسعود وجماعة من الصحابة
رضی اللہ عنہم ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم
قنوت فی صلوٰۃ الفجر شہرا کان یدعو
فی قنوتہ علی رعل وذکوان ویقول اللہم
اشدد وطأمتک علی مضر واجلہما
علیہم سنین کسی یوسف ثم ترکہ
فکان منسوخا۔
علامہ البراء الحسن علی بن ابی بکر فرماتے ہیں:

قنوت (نازلہ) اجتہادی مسئلہ ہے امام ابو حنیفہ اور امام محمد فرماتے ہیں کہ یہ منسوخ ہو چکا ہے۔

والقنوت مجتہد فیہ ولہما انہ
منسوخ۔
علامہ عینی فرماتے ہیں:

جو ائمہ قنوت نازلہ کو جائز نہیں قرار دیتے ہیں ان میں امام ابو حنیفہ، امام ابو یوسف، امام محمد اور امام عبد اللہ بن مبارک ہیں۔

ومن الاثمة الذین لا یرون بہ الامام ابو
حنیفہ و ابو یوسف و محمد و عبد اللہ بن
البارک۔
امام محمدادی فرماتے ہیں:

- ۱۔ امام ابو عبد اللہ دشتانی مالکی متوفی ۸۲۸ھ۔ اکمال الکمال الملعوم ج ۲ ص ۳۳۵ مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت۔
- ۲۔ علامہ عبد اللہ بن احمد بن قدامہ حنفی متوفی ۶۲۰ھ مفتی ابن قدامہ ج ۱ ص ۴۵۰ مطبوعہ دار الفکر بیروت، ۱۴۰۵ھ
- ۳۔ علامہ شمس الدین مرغی حنفی متوفی ۴۸۳ھ البسوط ج ۱ ص ۱۶۵ مطبوعہ دار المعرفۃ بیروت ۱۴۰۰ھ
- ۴۔ علامہ ابوبکر بن مسعود اکا سانی الحنفی متوفی ۵۸۴ھ۔ بلائع السنائع ج ۱ ص ۲۴۳ مطبوعہ ایچ، ایم، سعید، کراچی۔
- ۵۔ علامہ البراء الحسن علی بن ابی بکر حنفی متوفی ۵۹۳ھ۔ ہدایہ مع فتح القدر ج ۱ ص ۳۴۹ مطبوعہ مکتبہ نوریہ رضویہ سکھر
- ۶۔ علامہ بدر الدین عینی حنفی متوفی ۸۵۵ھ۔ عمدة القاری ج ۱ ص ۲۲، ۲۳ مطبوعہ ادارۃ الطباعۃ النیریہ مصر ۱۳۴۸ھ

صبح کی نماز میں قنوت نہیں پڑھنا چاہیے۔ حالت جنگ میں نہ حالت امن میں۔ یہی چیز دلائل سے ثابت ہے جیسا کہ ہم ذکر کر چکے ہیں اور یہی امام ابو حنیفہ، امام ابو یوسف، اور امام محمد رحمہم اللہ کا قول ہے۔

لا یبغی القنوت فی الفجر فی حال حرب ولا غیرہ قیاساً و نظراً علی ما ذکرنا من ذلك وهذا قول ابی حنیفۃ و ابی یوسف و محمد رحمہم اللہ تعالیٰ علیہ

احناف کے دلائل

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک ماہ تک قنوت (نازلہ) پڑھی (قبیلہ) رعل اور ذکوان کے لیے دعا ضرر فرماتے تھے۔

عن انس بن مالک قال قننت النبی صلی اللہ علیہ وسلم شہراً یدعو علی رعل و ذکوان یت

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اصحاب بیہر مومنہ کے مقتول ہونے کی بناء پر رعل اور ذکوان وغیرہ کے لیے ایک ماہ تک دعائے ضرر فرماتے رہے۔

پھر ہمیں یہ حدیث پہنچی کہ جب قرآن کریم کی یہ آیت نازل ہوئی (ترجمہ) آپ (ہدایت یا گمراہی) پیدا کرنے کے مالک نہیں ہیں یا ان کی توبہ قبول کرنے یا انہیں عذاب دینے کے، یہ لوگ یقیناً ظالم ہیں۔

ثم بلغنا انہ ترک ذلك لما انزل لیس لك من الاموشی اویتوب علیہم او یعدبہم فانہم ظالمون (آل عمران: ۱۲۸)

بیہر مومنہ میں ستر قاریوں کی شہادت کا واقعہ غزوہ اُمد کے چار ماہ بعد ۲ ہجری میں پیش آیا۔ اس وقت آپ نے ایک ماہ تک قنوت نازلہ (کنار کے لیے دعا ضرر) پڑھی، پھر اللہ تعالیٰ نے آپ کو قنوت نازلہ پڑھنے سے روک دیا اور آپ نے قنوت نازلہ پڑھنا ترک کر دی۔ بیہر مومنہ کے بعد آپ چھ سال (حیات ظاہری کے ساتھ) زندہ رہے۔ کنار کے ساتھ متعدد حروب اور جنگیں پیش آئیں کئی بار مسلمان مشکلات اور پریشانیوں کا شکار ہوئے لیکن آپ نے قنوت نازلہ نہیں پڑھی، اگر قنوت نازلہ مشروع ہوتی تو آپ ضرور پڑھتے۔

زہری بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت ابو بکر اور حضرت عمر وصال کر گئے اور انھوں نے قنوت نازلہ نہیں پڑھی۔

عن الزہری قتال قبض رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وابوبکر وعمر وھما لا یقتنون

- ۱۔ امام ابو جعفر احمد بن محمد طحاوی متوفی ۳۲۱ھ - شرح معانی الآثار ج ۱ ص ۱۶۹ مطبوعہ مطبعہ مجتہبی پاکستان لاہور - ۱۴۰۲ھ
- ۲۔ امام ابو عبد اللہ محمد بن اسماعیل بخاری متوفی ۲۵۶ھ - صحیح بخاری ج ۱ ص ۳۶ مطبوعہ نور محمد راج المطابع کراچی ۱۳۸۱ھ
- ۳۔ امام ابو الحسین مسلم بن حجاج قشیری متوفی ۲۶۱ھ - صحیح مسلم ج ۱ ص ۲۳۷ مطبوعہ نور محمد کارخانہ تجارت کتب کراچی ۱۳۷۵ھ
- ۴۔ علامہ ابو الفدا حافظ ابن کثیر دمشقی متوفی ۷۴۴ھ - البدایہ والنہایہ ج ۴ ص ۱۷ مطبوعہ دار الفکر بیروت
- ۵۔ حافظ ابو بکر عبد الرزاق بن بہام صنعانی متوفی ۲۱۱ھ - مصنف عبد الرزاق ج ۳ ص ۱۷۱ مطبوعہ مکتب اسلامی بیروت ۱۳۹۰ھ

امام ابو جعفر طحاوی فرماتے ہیں:

حضرت عبداللہ بن مسعود نے تمام عمر قنوت نازلہ نہیں پڑھی، حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں مسلمان زیادہ تر جگہوں میں مشغول رہے اور انہوں نے قنوت نازلہ نہیں پڑھی، حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ قنوت نازلہ کا انکار کرتے تھے، حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ مختلف جگہوں میں مشغول رہنے کے باوجود قنوت نازلہ نہیں پڑھتے تھے۔ ان صحابہ کرام کا حضرت عمر، حضرت علی اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہم سے اختلاف تھا کیونکہ یہ حضرات حالت جنگ میں قنوت نازلہ کو جائز قرار دیتے تھے۔ لہ۔

بعض شارحین کا تسامح ہم سطور سابقہ میں امام طحاوی اور علامہ مینی کے حوالوں سے بیان کر چکے ہیں کہ اخاف کے نزدیک جنگ اور مصیبت کی حالت میں بھی کسی نماز میں قنوت نازلہ پڑھنی مشروع نہیں ہے لیکن جبرت ناک بات یہ ہے کہ شیخ انور شاہ کشمیری نے لکھا ہے کہ امام طحاوی اور علامہ مینی کہتے ہیں کہ اخاف کے نزدیک قنوت نازلہ پڑھنا ثابت ہے۔ شیخ کشمیری لکھتے ہیں:-

وتكلم الطحاوی فی قنوت النازلة ویثبہم
الفسخ من عبادتہ فلیترکہ فان الشیخ
العینی رحمہ اللہ تعالیٰ نقل عن الطحاوی ما یدل
علی انها ثابتة عندنا ایضاً۔

امام طحاوی نے قنوت نازلہ میں بحث کی ہے اور ان کی عبارت سے نسخ کا دہم ہوتا ہے، اسی کو مجدد دو کو نیز محمد شیخ مینی رحمہ اللہ نے امام طحاوی سے نقل کیا ہے کہ ہمارے نزدیک بھی قنوت نازلہ ثابت ہے۔ لہ۔

امام طحاوی نے شرح معانی الآثار میں ص ۱۴۲ سے ص ۱۴۳ آٹھ صفحات میں قنوت نازلہ پر بحث کی ہے اور حضرت ابوہریرہ حضرت ابن مسعود، حضرت عبدالرحمن بن ابی بکر رضی اللہ عنہم کی سند کے ساتھ صحیح روایت سے ثابت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مرت ایک ماہ قنوت نازلہ پڑھی پھر حبیب لیس لاء من الا صر شعیء (آل عمران: ۱۲۸) نازل ہوئی تو آپ نے قنوت نازلہ ترک فرمادی اور پھر کبھی کسی نماز میں قنوت نازلہ نہیں پڑھی۔ حضرت ابوہریرہ جو قنوت نازلہ پڑھتے تھے ان کے بارے میں ثابت کیا ہے کہ ان تک نسخ نہیں پہنچا تھا لہ اور حضرت عبداللہ بن عمر اور حضرت انس سے جو قنوت نازلہ پڑھنے کی روایات ہیں ان کے برخلاف دوسری مراحض روایات سند کے ساتھ پیش کی ہیں جن سے ثابت ہوتا ہے کہ وہ قنوت نازلہ کسے قائل نہیں تھے۔ البتہ حضرت عمر، حضرت علی اور حضرت ابن عباس کے بارے میں تسلیم کیا ہے کہ وہ حالت جنگ میں قنوت نازلہ پڑھتے تھے لیکن

شرح معانی الآثار ج ۱ ص ۱۴۹ مطبوعہ مطبع مجتہائی پاکستان لاہور ۱۴۰۴ھ
فیض الباری ج ۲ ص ۲۲۲ مطبوعہ مطبع مجازی قاہرہ۔
شرح معانی الآثار ج ۱ ص ۱۴۲ مطبوعہ مطبع مجتہائی پاکستان لاہور

لہ۔ امام ابو جعفر احمد بن محمد طحاوی سنن متوفی ۳۲۱ھ۔
لہ۔ شیخ محمد انور شاہ کشمیری متوفی ۱۳۵۲ھ۔
لہ۔ امام ابو جعفر طحاوی متوفی ۳۲۱ھ۔

لہ۔	ج ۱ ص ۱۴۲	ج ۱ ص ۱۴۲	ج ۱ ص ۱۴۲	ج ۱ ص ۱۴۲	ج ۱ ص ۱۴۲
لہ۔	ج ۱ ص ۱۴۲	ج ۱ ص ۱۴۲	ج ۱ ص ۱۴۲	ج ۱ ص ۱۴۲	ج ۱ ص ۱۴۲
لہ۔	ج ۱ ص ۱۴۲	ج ۱ ص ۱۴۲	ج ۱ ص ۱۴۲	ج ۱ ص ۱۴۲	ج ۱ ص ۱۴۲
لہ۔	ج ۱ ص ۱۴۲	ج ۱ ص ۱۴۲	ج ۱ ص ۱۴۲	ج ۱ ص ۱۴۲	ج ۱ ص ۱۴۲
لہ۔	ج ۱ ص ۱۴۲	ج ۱ ص ۱۴۲	ج ۱ ص ۱۴۲	ج ۱ ص ۱۴۲	ج ۱ ص ۱۴۲
لہ۔	ج ۱ ص ۱۴۲	ج ۱ ص ۱۴۲	ج ۱ ص ۱۴۲	ج ۱ ص ۱۴۲	ج ۱ ص ۱۴۲

اس کے برخلاف حضرت عبداللہ بن مسعود، حضرت عبداللہ بن زبیر، حضرت ابوہریرہ وادھ حضرت عمر کے دور میں امام مسلمانوں کے حل سے ثابت کیا ہے کہ وہ حالت جنگ میں قنوت نازل نہیں پڑتے تھے۔ ۱۔

ان تمام اختلافی نکات پر سند سے اس حدیث روایت کرنے کے بعد امام طحاوی آخر میں قیاس اور نظر صحیح سے قنوت نازلہ کا منسوخ ہونا بیان کرتے ہیں۔

ہم کو کسی صحابی سے یہ معلوم نہیں ہو سکا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ظہر اور عصر کی نماز میں قنوت پڑھی ہو۔ نہ جنگ کی حالت میں نہ غیر حالت جنگ میں اور جب جنگ اور غیر جنگ دونوں حالتوں میں ان دونوں نمازوں میں قنوت نہیں ہے اور غیر فجر، مغرب اور عشاء میں غیر حال جنگ میں قنوت ثابت نہیں ہے تو ثابت ہوا کہ ان نمازوں میں حال جنگ میں بھی قنوت نہیں ہوگی (کچھ حکم تمام نمازیں ایک جیسی ہیں۔ سیدی) اور وتر کے بارے میں اکثر فقہاء کا اتفاق ہے کہ وتر میں ہمیشہ قنوت پڑھی جاتی ہے، اور بعض فقہاء کہتے ہیں کہ وتر میں نصف رمضان میں قنوت پڑھی جاتی ہے پس تمام فقہاء کا اس بات پر اتفاق ہو گیا کہ حالت جنگ میں غیر حالت جنگ وتر میں قنوت پڑھی جائیگی اور جب وتر کے غیر میں قنوت کی نفی ہو گئی تو معلوم ہوا کہ قنوت صرف نازلہ (وتر) کے سبب سے پڑھی جاتی ہے اس کا کوئی اور سبب نہیں ہے، ہمارے اس بیان سے ثابت ہو گیا کہ فجر کی نماز میں قنوت مناسب نہیں حال جنگ میں نہ غیر حال جنگ میں اور یہی امام ابوحنیفہ اور امام ابو یوسف اور امام محمد رحمہم اشترک کا مسلک ہے۔

امام طحاوی کی پوری بحث اور خصوصاً اس عبارت میں صاف صراحت ہے کہ آفات کے نزدیک قنوت نازلہ منسوخ ہو چکی ہے اور اس کا پڑھنا مطلقاً مشروع نہیں رہا۔ ہماری سمجھ میں نہیں آیا کہ شیخ کشمیری نے یہ کیسے کہہ دیا کہ اس عبارت سے نسخ کا وہم ہوتا ہے۔ راہ شیخ کشمیری کا یہ کہنا کہ علامہ مینی نے امام طحاوی سے نقل کیا ہے، ہمارے نزدیک قنوت نازلہ ثابت ہے یہ بھی غلط ہے۔ ہم علامہ مینی کی وہ عبارت پیش کر رہے ہیں جو انہوں نے امام طحاوی سے نقل کی ہے۔

قال الطحاوی حدثنا ابن ابی داؤد حدثنا
المقدمی حدثنا ابو معشر حدثنا ابو حمزہ عن ابراہیم

امام طحاوی (اپنی سند ذکر کر کے) کہتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن مسعود بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک

عن علقمة عن ابن مسعود قال قلت رسول الله صلى الله عليه وسلم شهر ايد عو على مصيبة وذكوان فلما ظهر عليهم ترك القنوت وكان ابن مسعود لا يقنت في صلاته ثم قال فهذا ابن مسعود يخبر ان قنوت رسول الله صلى الله عليه وسلم الذي كان يقنته انما كان من اجل من كان يدعو عليه وانه قد كان ترك ذلك فصا والقنوت متسرخا فلم يكن هو من بعد رسول الله يقنت وكان احد من روى عنه صلى الله عليه وسلم ايضا عبد الله بن عمر ثما خبر ان الله عز وجل نسخ ذلك (الان قال) فصا ذلك عند ابن عمر منسوخا - له

ماہ قنوت نازل پڑھی میں میں آپ صبیہ اور ذکوان کے غلات دعا کرتے تھے۔ پھر جب آپ ان پر غالب ہو گئے کہ قنوت کو ترک فرما دیا اور حضرت ابن مسعود اپنی نازی قنوت نہیں پڑھتے تھے اور حضرت ابن مسعود بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دعا فرمائی بنا پر قنوت پڑھتے تھے اور آپ نے اس کو ترک کر دیا اور قنوت نازل منسوخ ہو گئی اس لیے وہ آپ کے بعد قنوت نہیں پڑھتے تھے، قنوت کے ایک لڑی حضرت عبد اللہ بن عمر ہیں وہ بھی یہ معین بیان کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اس کو منسوخ کر دیا۔ لہذا قنوت نازل حضرت عبد اللہ بن عمر کے نزدیک بھی منسوخ ہے۔

علامہ مینی نے اور بھی مقامات پر امام طحاوی کا یہ قول نقل کیا ہے کہ قنوت نازل منسوخ ہے ۲۔ ان تصریحات سے ظاہر ہو گیا کہ شیخ کشمیری نے امام طحاوی اور علامہ مینی کے حوالوں سے جو کچھ لکھا ہے وہ صحیح نہیں ہے پھر شیخ بدر عالم میرٹھی نے بھی ان امالی کو ترتیب دیتے وقت غور نہیں کیا کہ اصل کتابوں کی طرف مراجعت کی درجہ کم از کم وہ بھی تصحیح کر دیتے۔ اس سے بھی زیادہ حیرت ناک بات یہ ہے کہ شیخ عثمانی نے بھی اپنے اسناد کی اتباع میں امام طحاوی کی طرف دم نسخ کا قول منسوب کر دیا اور مزید حیرت اس پر ہے کہ ایک عبارت بلا حوالہ امام طحاوی کی طرف منسوب کر دی سکتے ہیں۔

قال الحافظ ابو جعفر الطحاوی انما لا يقنت عند فاني صلاة الفجر من غير بليّة فان وقعت فتنة او بليّة فلا بأس به فعلة رسول الله صلى الله عليه وسلم - ۳

حافظ ابو جعفر طحاوی نے کہا ہے کہ ہمارے نزدیک غیر حالت مصیبت میں صبح کی نازی قنوت نہیں پڑھی جائے گی اگر کوئی فتنہ یا مصیبت نازل ہو تو کوئی حرج نہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قنوت پڑھی ہے۔

شیخ سہارنپوری نے بھی یہی غلطی کی ہے وہ بھی کہتے ہیں:

قال الحافظ ابو جعفر انما لا يقنت عندنا في صلاة الفجر من غير بليّة فان وقعت فتنة او بليّة فلا بأس به فعلة رسول الله صلى الله عليه وسلم - ۴

حافظ ابو جعفر کہتے ہیں کہ ہمارے نزدیک غیر مال بلا میں فجر کی نازی قنوت نازل نہیں پڑھی جائے گی اگر کوئی فتنہ یا مصیبت نازل ہو تو کوئی حرج نہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قنوت پڑھی ہے۔

۱۔ علامہ بدر الدین مینی متوفی ۸۵۵ھ مدۃ القاری ج ۲ ص ۴۲ مطبوعہ ادارة الطباعة المنيرية مصر

ج ۲ ص ۲۳

۲۔ شیخ شبیر احمد عثمانی متوفی ۱۳۶۹ھ فتح اللمع ج ۲ ص ۲۳۶ مطبوعہ مکتبہ المجازی کراچی

۳۔ شیخ فیل احمد سہارنپوری متوفی ۱۳۲۶ھ بذل المجدود ج ۲ ص ۳۳۲ مطبوعہ مکتبہ قاسمیہ ملتان

marfat.com

جلد ثانی

قنوت نازلہ اجتہادی ہے | صحابہ کرام کی اکثریت قنوت نازلہ کی قائل نہیں تھی البتہ بعض صحابہ حالت جنگ میں قنوت نازلہ کے قائل تھے اس لیے یہ مسئلہ اجتہادی ہے۔ ائمہ ثلاثہ قنوت نازلہ پڑھنے کے استحباب کے قائل ہیں اور امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے نزدیک یہ منسوخ ہو چکی ہے۔

متاخرین احناف | علامہ ابن ہمام فرماتے ہیں کہ قنوت نازلہ پڑھنا شریعت مستترہ ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قنوت نازلہ ترک کر دینے کی وجہ یہ تھی اللہ تعالیٰ نے لیس لک من الامر مثنیٰ۔ (آل عمران: ۱۲۸) ذکر اگر آپ کو اس سے روک دیا تھا اور بعد میں مسلمانوں پر کوئی آفت نہیں آئی بعد میں جن صحابہ کرام نے قنوت نازلہ نہیں پڑھی اس کی بھی یہی وجہ تھی۔ اور بعض صحابہ نے حالت جنگ میں قنوت نازلہ پڑھی ہے۔ جس کی وجہ سے حالت جنگ میں قنوت نازلہ پڑھنا جائز ہے لہ علامہ شرنبلالی فرماتے ہیں کہ مصیبت کے وقت قنوت نازلہ پڑھنا دائمی شریعت ہے اور یہی ہمارا اور جمہور کا مذہب ہے لہ علامہ علائی فرماتے ہیں کہ جہری نمازوں میں قنوت نازلہ پڑھی جائے اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ سب نمازوں میں پڑھی جائے لہ علامہ شامی فرماتے ہیں کہ صرف صبح کی نماز میں قنوت نازلہ پڑھی جائے لہ۔

متاخرین احناف نے جو کچھ فرمایا ہے وہ ان کا اجتہاد ہے صحیح بات یہی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جنگی صورتوں، مشکلات اور ابتلا کے باوجود قنوت نازلہ پڑھتی ترک فرمادی، اس لیے اب یہ مشروع نہیں ہے اور یہی امام اعظم ابوحنیفہ اور امام محمد کا مذہب ہے۔ البتہ مصائب اور مشکلات میں اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کرنا چاہیے اور اس سے گڑگڑا کر دعا مانگنی چاہیے کفری شکست اور اسلام کی سر بلندی کے لیے دعائیں مانگنی چاہئیں، اس پر نہ صرف یہ کہ سب کا اتفاق ہے بلکہ یہ بندے اور مسلمان کی بندگی اور اسلام کے اظہار کا ذریعہ ہے۔ **زندہ کفار کے لیے لعنت کا عدم جواز** | کیونکہ ہو سکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کو دولت الیمان سے سرفراز فرمادے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قنوت نازلہ میں نام لے لے کر بعض کفار پر لعنت کرتے تھے لیکن اللہ تعالیٰ نے آپ کو منع فرمادیا۔ اور ان کفار کو نعمت اسلام سے مشرف فرمادیا

عن عبد اللہ بن عمر قال قال رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم یوم احد اللهم العن اباسقیان
اللهم العن الحادث بن ہشام اللهم العن صفوان بن
امیہ قال فتزلت لیس لك من الامر مثنیٰ۔
حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے غزوہ احد کے دن فرمایا، اے اللہ! ابوسقیان
پر لعنت کر۔ اے اللہ! حادث بن ہشام پر لعنت کر۔ اے اللہ!
صفوان بن امیہ پر لعنت کر۔ اس موقع پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت

- ۱۔ علامہ کمال ابن ہمام متوفی ۸۶۱ھ - فتح القدیر ج ۱، ص ۳۲۹ مطبوعہ مکتبہ فوریہ رضویہ سکھر۔
- ۲۔ علامہ حسن بن عمار شرنبلالی متوفی ۱۰۶۹ھ - مراۃ المفلاح ص ۲۲۷ مطبوعہ مطبع مصطفیٰ البابی علی مصر۔
- ۳۔ علامہ ملاالدین حصکفی متوفی ۱۰۸۸ھ - در مختار علی ہامش رد المحتار ج ۱ ص ۶۲۸ مطبوعہ مطبع عثمانیہ استنبول۔
- ۴۔ علامہ سید ابن عابدین شامی متوفی ۱۲۵۲ھ رد المحتار ج ۱ ص ۶۲۸ مطبوعہ مطبع عثمانیہ استنبول۔
- ۵۔ امام فخر الدین رازی متوفی ۶۰۶ھ - تفسیر کبیر ج ۳ ص ۲۷ مطبوعہ دار الفکر بیروت۔
- ۶۔ علامہ سید محمود اکرمی نبدادی ۱۲۶۰ھ - روح المعانی ج ۲ ص ۴۹ مطبوعہ دار احیاء التراث العربی بیروت۔

او یتوب علیہم فتاوب علیہم فحسن
اسلامہم ۔ ۱۰

نازل فرمائی لیس لك من الامر شیء الا یہ
پھر اللہ تعالیٰ نے ان کفار کی توبہ قبول فرمائی اور ان کو اسلام میں
میں عمل عطا فرمایا۔

یہ بات اظہر من الشمس ہے کہ ابوسفیان نے اسلام کے خلاف بہت مسر کے کیے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بار بار اذیت پہنچائی۔
اکنے باجود اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس پر منت کرنے سے روک دیا اور ابوسفیان کو شرف اسلام سے بہرہ مند کیا پھر
کسی اور کافر کے لیے منت کس طرح ماننا ہو سکتی ہے اس لیے جب کفار سے جنگ ہو تو ان پر منت کی جانے نہ ان کی موت کی دعا کی
جائے بلکہ اسلام کی سر بلندی کفر کی شکست اور کفار کے لیے اسلام قبول کرنے کی دعائیں مانگی جائیں۔ فقہاء کہتے ہیں کہ جہادوں کفار
کو قتل کرنے سے ایک کافر کو مسلمان کرنا زیادہ افضل ہے۔ غزوہ بدر میں مقتید کفار کو قتل ذکر نامی اس کی تائید کرتا ہے۔

قنوت فجر میں مذاہب | امام شافعی کے نزدیک صبح کی نماز میں دُائِما قنوت پڑھنا مستحب ہے ۱۰۔ امام مالک کے نزدیک
صبح کی نماز میں دُائِما قنوت پڑھنا سنت ہے ۱۱۔ امام احمد بن حنبل ۱۲۔ اور امام ابو حنیفہ رحمہما اللہ
کے نزدیک قنوت پڑھنا صبح کی نماز میں مشروع ہے نہ کسی اور فرض نماز میں البتہ فرضی قنوت پڑھنا مشروع ہے ۱۳۔ امام ابو حنیفہ
اور امام احمد بن حنبل کی دلیل حضرت ابو ہریرہ کی روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک ماہ تک صبح کی نماز میں قنوت نازلہ
پڑھی اس کے بعد ترک فرمادی ۱۴۔ اس سے ثابت ہوا کہ صبح کی نماز میں دُائِما قنوت پڑھنا مشروع نہیں ہے۔ علامہ نووی اور
علامہ خطابی نے اس حدیث کے جواب میں کہا ہے کہ حدیث شریف میں جو قنوت ترک کرنے کا ذکر ہے اس سے رطل اور
ذُکوان وغیرہ مخصوص قبائل کے خلاف دُعا و ضرر کا ترک مراد ہے نہ یہ کہ آپ نے مطلقاً دُعا و ضرر ترک فرمادی تھی۔ دوسرا جواب یہ ہے
کہ اس حدیث میں فجر کے علاوہ باقی چار نمازوں میں قنوت کا ترک مراد ہے۔ علامہ عینی نے ان جوابات کو رد کرتے ہوئے فرمایا کہ یہ
قول بلا دلیل ہے اور محض ہٹ دھرمی ہے۔ حدیث شریف میں جس قنوت کا پہلے ذکر کیا گیا ہے بعد میں اسی کا ترک بیان کیا گیا ہے۔
اور پہلے فجر کی نماز میں قنوت کا ذکر ہے اس لیے بعد میں فجر کی نماز میں قنوت کا ترک ذکر کیا گیا ہے۔ نیز اگر رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم
نے بعد میں دیگر قبائل کے خلاف صبح کی نماز میں دُعا و ضرر فرمائی تھی تو کسی حدیث میں اس کا ذکر ہونا چاہیے تھا حالانکہ کسی حدیث میں واقعہ
نیز مومن کے بعد کسی قبیلہ پر دُعا و ضرر کا ذکر نہیں ہے۔

شافعیہ اور مالکیہ کا استدلال اور اس کا جواب | شافعیہ اور مالکیہ فجر کی نماز میں دُائِما قنوت پڑھنے کو مستحب قرار دیتے
ہیں ان کی دلیل یہ حدیث ہے :-

- ۱۰۔ امام ابو یوسف محمد بن عیسیٰ ترمذی متوفی ۲۵۹ھ جامع ترمذی ص ۲۲۲ مطبوعہ فور محمد کارخانہ تجارت کتب کراچی۔
- ۱۱۔ علامہ کبیری بن شرف نوادی شافعی متوفی ۶۷۶ھ صحیح مسلم ج ۱ ص ۲۳۷ مطبوعہ " " "
- ۱۲۔ علامہ ابو عبد اللہ محمد بن خلطہ دشتانی مالکی متوفی ۸۲۸ھ اکمال الکمال المسلم ج ۲ ص ۳۳۵ مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت۔
- ۱۳۔ علامہ عبد اللہ بن احمد بن قدامہ حنبلی متوفی ۶۲۰ھ منی ابن قدامہ ج ۱ ص ۲۲۹ مطبوعہ دار الفکر بیروت۔
- ۱۴۔ شمس الدین حسینی حنفی متوفی ۸۲۳ھ المبسوط ج ۱ ص ۱۶۵ مطبوعہ دار المعرفۃ بیروت۔
- ۱۵۔ امام ابو الحسن مسلم بن حجاج قشیری متوفی ۲۶۱ھ۔ صحیح مسلم ج ۱ ص ۲۳۷ مطبوعہ فور محمد کارخانہ تجارت کتب کراچی۔

یفعلہ

نے فرمایا میں نہیں سمجھتا کہ کوئی ایسا کرتا ہوگا۔

ابو یحییٰ کہتے ہیں میں نے سالم بن عبد اللہ سے پوچھا کیا حکم
میں نے ان کا جواب دیا کہ اگر آپ ہمیشہ صبح کی نماز میں قنوت پڑھتے تھے، کہا نہیں! یہ
بعد کے لوگوں کی بدعت ہے۔

عن ابی یحییٰ قال سألت سالم بن عبد اللہ
هل كان عبد بن الخطاب یقنت فی الصبح؟ قال
لا انما هو شیء احدثہ الناس بعد۔ ۱

مالکیہ اور شافعیہ نے جو حضرت انس کی حدیث بیان کی ہے کہ آپ ہمیشہ صبح کی نماز میں قنوت پڑھتے رہے اس کا تیسرا جواب یہ
ہے کہ علامہ ابن ہمام اس کو درایت رد کرتے ہوئے فرماتے ہیں مگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیشہ صبح کی نماز میں قنوت پڑھی
ہوئی قریہ واقعہ ہے شمار صحابہ کرام نے دیکھا ہوتا اور متعدد اسانید لہر طرق سے یہ واقعہ روایت کیا جا تا حالانکہ ابو جعفر ایسے ضعیف
راوی کے سوا یہ واقعہ کسی سند سے مروی نہیں ہے۔ چوتھا خراب یہ ہے کہ اس حدیث میں یہ مذکور ہے کہ آپ صبح کی نماز میں ہمیشہ
قنوت پڑھا کرتے تھے۔ اور لفظ قنوت کے کئی معانی ہیں۔ شافعیہ کا استدلال تب مکمل ہوگا جب یہاں قنوت بمعنی دعا مراد یہ
بھی ہو سکتا ہے کہ قنوت یہاں کسی اور معنی میں ہو اس صورت میں ان کی دلیل ناقص ہو جائیگی۔
علامہ غیر مذکور آبادی لکھتے ہیں:

القنوت بالضم الطاعة والسکوت و
الدعاء والقیام فی الصلوة والامساك عن الكلام و
اقتت دعا علی عدوہ واطال القیام فی صلوة وادام
الجم واطال العز ووتواضع لله تعالیٰ یہ
قرآن کریم کی مذکورہ ذیل آیات اور احادیث میں قنوت بمعنی طول قیام استعمال کیا گیا ہے۔

القنوت کا معنی اطاعت، سکوت، دعا، نماز میں قیام اور
نماز میں خاموش رہنا ہے۔ اقتت کے معنی ہیں دشمن کے خلاف
دعا کی، نماز میں لمبا قیام کیا، ہمیشہ جم کیا، جہاد میں زیادہ دیر
مشغول رہا اور اللہ تعالیٰ کے لیے تواضع کی۔

کیا وہ شخص جو رات کے حصوں میں لمبا قیام کرتا ہے۔
اللہ تعالیٰ کے لیے لمبا قیام کیا کرو۔

امن هو قانت انا وائلیل (زمر: ۹)
قوموا لله قانتین (نہر: ۲۳۸)

اس آیت میں چونکہ نفس قیام تو موائے مراد ہے اس لیے قانتین میں طول قیام مراد لینا الٹی ہے تاکہ تاسیس حاصل ہو۔
حدیث شریف میں ہے:

افضل الصلوات القنوت

ان دلائل کی بناء پر حضرت انس رضی اللہ عنہ کی حدیث میں بر تقدیر محض 'قنوت'، طول قیام کے معنی میں ہے یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمیشہ صبح کی نماز میں لمبا قیام کرتے تھے حتیٰ کہ دنیا سے تشریف لے گئے۔

۱۔ امام عبد الرزاق بن ہمام متوفی ۲۱۱ھ، مصنف عبد الرزاق ج ۳ ص ۱۰۵ مطبوعہ مکتب اسلامی بیروت۔

۲۔ ج ۳ ص ۱۰۸

الینا۔ امام ابویسی محمد بن عیسیٰ ترمذی متوفی ۲۵۵ھ، جامع ترمذی ص ۸۵، مطبوعہ نور محمد کارخانہ تجارت کتب کراچی۔

۳۔ اس موضوع پر مزید احادیث ہم فیض الباری اور فتح الملہم کے تراجم میں ذکر کر چکے ہیں، وہاں ملاحظہ فرمائیں (سعیدی)۔

۴۔ علامہ محمد عبد الدین غیر مذکور آبادی، قاموس ج ۲ ص ۹۸، مطبوعہ مطبع فنی زکشر۔

۵۔ امام ابویسی محمد بن عیسیٰ ترمذی متوفی ۲۵۹ھ، جامع ترمذی ص ۸۵، مطبوعہ نور محمد کارخانہ تجارت کتب کراچی۔

ليس لك من الامر شيء کی تحقیق

ليس لك من الامر شيء (آل عمران: ۱۲۸) کی روشنی میں بعض اہل تنقیص کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے غزوہ اُحد کے کفار یا

بیسر مومنہ کے کفار کے خلاف جو دعا کی تھی وہ اللہ تعالیٰ کی اجازت سے تھی یا از خود کی تھی؟ اگر آپ نے یہ دعا از خود کی تو یہ آپ کی شان کے لائق نہیں ہے اگر اللہ تعالیٰ کی اجازت سے کی تھی تو پھر اللہ تعالیٰ نے آپ کو اس دعا سے کیوں روک دیا اس کا جواب یہ ہے کہ آپ کوئی کام بغیر وحی الہی کے نہیں کرتے۔ قرآن کریم میں ہے ان اتبع الا ما یوحی الی (اختلاف: ۹) ”(آپ کہہ دیجئے) میں صرف وحی کی پیروی کرتا ہوں“ اس آیت سے معلوم ہوا کہ آپ کوئی کام بغیر وحی کے نہیں کرتے تھے۔ لہذا آپ کا بیسر مومنہ یا غزوہ اُحد کے کفار کے خلاف دعا ضرر کرنا بھی وحی کی اتباع میں تھا۔ رایہ امر کہ پھر اللہ تعالیٰ نے آپ کو اس سے منع کیوں فرمایا اس کا جواب یہ ہے کہ شریعت میں ایسی بہت سی نظائر ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے پہلے ایک امر کو مندرجہ کیا اور پھر اس سے روک دیا جس کو نسخ سے تغیر کرتے ہیں۔ مثلاً پہلے کفار کے ساتھ نرمی اور درگزر کا حکم دیا بعد میں ان سے قتال کا حکم دیا، شراب اور حمرے کو پہلے مباح رکھا پھر ان سے روک دیا علیٰ ہذا القیاس یہ معاملہ بھی ایسا ہی ہے۔ پہلے اللہ تعالیٰ نے بیسر مومنہ یا غزوہ اُحد کے کفار کی شورش اور ظلم و جور پر سرسرا دینے کے لیے کفار کے خلاف دعا ضرر کو مندرجہ کیا اور چونکہ اللہ تعالیٰ کے علم میں تھا کہ ان میں سے بعض لوگ اسلام لے آئیں گے۔ اس لیے اللہ تعالیٰ نے آپ کو ان کے خلاف لعنت کی دعا کرنے سے روک دیا۔ یہاں پر یہ شبہ نہ ہو کہ اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا قبول نہیں فرمائی اور یہ آپ کی عظمت اور شان محبوبیت کے خلاف ہے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ لعنت کے ظاہری الفاظ سے مراد بالکلیر رحمت سے دور کر دینا اور ان کی دنیا اور آخرت دونوں کو برباد کر دینا نہیں ہے بلکہ ان کو کچھ سزا دینا مراد ہے یا تمام کفار کو مدین قرار دینا مراد نہیں تھا بلکہ ان یا سے بعض افراد کو ملعون قرار دینا مراد تھا لہذا کچھ کافر کفر پر ہلاک ہو گئے تھے اور آپ کی دعا قبولیت سے مشرف ہو گئی، رایہ سوال کہ مہر حال کفار کے خلاف دعا ضرر کرنا آپ کے رحمۃ للعالمین ہونے کے خلاف ہے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ آپ نے اپنی ذات پر تکلیف پہنچنے کے موقع پر دعا ضرر نہیں کی آپ نے جب بھی کفار کے خلاف دعا ضرر کی اس وقت کی جب کفار نے عبادات یا مسلمانوں کو ضرر پہنچایا۔ بعض اہل تنقیص اس آیت سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے امتیازات کی نفی کرتے ہیں کہ آپ کسی چیز کے مالک اور مختار نہیں تھے یہ نظر یہ بالکل باطل ہے۔ اس آیت میں آپ سے توبہ کے پیدا کرنے یا عذاب دینے کی نفی ہے یعنی یہ آپ کا کام نہیں کہ لوگوں کے دلوں میں توبہ پیدا کر دیں اور ان کی توبہ قبول کر لیں یا ان کو عذاب دیں۔ یہ تمام معاملات اللہ تعالیٰ ہی کو زیبا ہیں۔

اس آیت کی تحقیق میں ہم نے جو کچھ لکھا ہے اس میں سے محققین نے بعض کی صراحت اور بعض کی طرف اشارہ فرمایا ہے۔ علامہ آلوسی حنفی کہتے ہیں:

یعنی لا یقتدر ان یجبرہم علی

التوبة ولا یمنعہم عنہا ولا

آپ ان کو توبہ کے لیے مجبور کرنے پر قادر ہیں نہ توبہ سے روکنے پر عذاب دینے پر قادر ہیں نہ معاف کرنے

marfat.com

جلد ثانی

پر یہ تمام امور اللہ تعالیٰ کے اختیار میں ہیں۔

کلہا بید اللہ ۱۰
علامہ اسماعیل حقی حنفی فرماتے ہیں:

آیت کا معنی یہ ہے کہ کفار کے معاملات کا اللہ تعالیٰ علی الاطلاق مالک ہے خواہ انہیں ہلک کر دے یا سزا دے اسلام لانے پر ان کی قربہ قبول کرے یا اسلام نہ لانے پر ان کو عذاب اخروی دے، آپ ان معاملات کے مالک نہیں ہیں۔

والمعنی ان اللہ مالک امرہم علی الاطلاق
فاما ان یهلكہم او یکتبہم او یتوب علیہم
ان اسلموا او یعذب بہم تعدیاً شدیدا اخرجوا
ان اصروا لیس لک من امرہم شئ ۱۰
امام رازی شافعی فرماتے ہیں:

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو جو نعمت کرنے سے روکا گیا۔
اس کا سبب بیان کرنے میں اختلاف ہے بعض علما نے کہا
اس میں حکمت یہ تھی کہ اللہ تعالیٰ کے علم میں یہ مقرر تھا کہ ان میں
سے بہن کفار تو رہ کر بیگے اور بعض نے اگر خود قربہ نہ کی تو ان کے
ہاں مسلمان صالح اولاد پیدا ہوگی اور جن کا یہ حال ہوا ان کے بارے
میں اللہ تعالیٰ کی رحمت کے شایان شان یہ ہے کہ ان کو دنیا میں
مہلت دے اور ان سے آفات دور کر دے حتیٰ کہ وہ توبہ
کر لیں یا وہ اولاد پیدا ہو جائے اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
ان کے خلاف دعا نہ کرتے سہتے اور آپ کی دعا قبول
ہو جاتی تو یہ مقصد فوت ہو جاتا، اور اگر دعا قبول نہ ہوتی تو یہ
آپ کی شان میں کمی کا موجب تھا۔ اس وجہ سے اللہ تعالیٰ
نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ان کفار پر رحمت کرنے سے
روک دیا اور یہ حکم دیا کہ آپ کل معاملات علم الہی کے سپرد
کر دیں۔

لَمَّا اختلفوا فی ان النعم من اللعن لای معنی
کان منہم من قال الحکمۃ فیہ انہ تعالی ربما علو من
حال الکفار انہ یتوب او ان لم یتوب لکنہ علم انہ
سیر لدنہ ولد یکون مسلما براعتیا وکل من کذلک
فان اللائق برحمۃ اللہ تعالی ان یمہلہ فی الدنیا
وان یصرف عنہ الافات الی ان یتوب او الی ان
یحصل ذلک الوکد فاذا حصل دعاء الرسول
علیہم بالاہلاک فان قبیل دعوتہ فان ہذا
المقصود وان لم تقبل دعوتہ کان ذلک
کالا ستخاف بالرسول صلی اللہ علیہ وسلم
سلم فلا جلد ہذا المعنی من اللہ تعالی
من اللعن وامرہ بان یفوض الکل الی علما اللہ
تعالی ۱۰

علامہ قرطبی مالکی فرماتے ہیں:

کہا گیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کفار کی تباہی
کے لیے دعا کرنے کی اجازت چاہی تھی تو یہ آیت نازل ہوئی
اور پھر آپ نے جان لیا کہ ان میں وہ لوگ بھی ہیں جو مسلمان

وقیل استاذن فی ان یدعو فی استیصالہم
فلما نزلت ہذا الایۃ علم ان منہم من یسلم
وقد من کثیر منہم خالد بن ولید وعمرو بن

روح البیان ج ۴ ص ۵۰ مطبوعہ دار احیاء التراث بیروت۔

روح البیان ج ۲ ص ۹۱ مطبوعہ مکتبہ اسلامیہ کوئٹہ۔

تفسیر کبیر ج ۳ ص ۴۹ مطبوعہ دار الفکر بیروت۔

۱۰۔ علامہ سید محمود آلوسی حنفی ہندوی متوفی ۱۲۷۰ھ

۱۱۔ علامہ اسماعیل حقی حنفی بروسی متوفی ۱۱۳۷ھ

۱۲۔ امام فخر الدین رازی شافعی متوفی ۶۰۶ھ

العاص و عكرمة بن ابی جهمل و غیرہ۔ ہوجائیں گے اور ان میں سے بہت سے کافر مسلمان ہو گئے جیسے خالد بن ولید، عمر بن العاص اور عكرمة بن ابی جہل وغیرہ۔

علامہ قرطبی نے قبل کے ساتھ جو روایت بیان کی ہے وہ غلط ہے کیونکہ احادیث صحیحہ سے یہ ثابت ہے کہ آپ ایک ماہ تک مسجد کی نمازیں کفار پر لعنت کرتے رہے اور اس آیت کے نازل ہونے کے بعد آپ نے لعنت ترک کر دی اور پھر کبھی نفرت عازلہ نہیں پڑھی۔

امام رازی نے جو یہ بیان کیا ہے کہ اگر آپ کی دعا قبول نہ ہوتی تو یہ آپ کی شان میں کمی کا موجب تھا اس پر اگر یہ شبہ ہو کہ ان میں سے کسے کافر تو یہ حال مسلمان ہو گئے جیسے حضرت ابوسفیان اور حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہما وغیرہ اس سے لازم آیا کہ آپ کی دعا قبول نہیں ہوئی اور یہ آپ کی شان میں کمی کا موجب ہے تو اس کا جواب یہ ہے کہ دعا کا قبول نہ ہونا اس وقت مستحق ہوتا کہ آپ ان کے خلاف دعا کر رہے ہوتے اور اللہ تعالیٰ ان کی توبہ قبول کر کے انہیں شرف اسلام عطا کر دینا۔ اسی لیے تو اللہ تعالیٰ نے پہلے آپ کو ان کے خلاف ہلاکت کی دعا کرنے سے روک دیا تاکہ آپ کی دعا کی عدم قبولیت ثابت نہ ہو اور اس میں یہ بھی اشارہ کر دیا کہ اللہ تعالیٰ کے علم میں ان لوگوں کا اسلام مقرر اور ثابت تھا اور یہ کیسے ہو سکتا تھا کہ آپ ان کے خلاف دعا ہلاکت کر رہے ہوتے اور اللہ تعالیٰ انہیں اسلام سے نواز دیتا اور نہ علم الہی کے خلاف ہی واقع ہو سکتا ہے تو اسے محبوب تم ان کے خلاف دعا نہ کرو کیونکہ اگر تم دعا کرتے رہے تو ہم ان کو ہلاک کر دیں گے اور یہ ہمارے علم اور تقدیر کے خلاف ہے اس آیت کی تحقیق پر میں کئی دن غور کرتا رہا بالآخر اللہ تعالیٰ نے مجھ پر تحقیق منکشف کر دی اگر یہ حق ہے تو اسی کی طرف سے ہے اور اگر حق نہیں تو اللہ اور رسول ان مطالب سے بری ہیں۔

اصحاب بئر معونہ | ابن سعد بیان کرتے ہیں کہ ابو براء عامر بن مالک بن جعفر کلابی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آیا اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ہدیہ پیش کیا آپ نے اس کا ہدیہ قبول نہیں کیا اور اس پر اسلام پیش کیا وہ مسلمان نہیں ہوا اور اسلام سے بیزار بھی نہیں ہوا اور کہنے لگا یا محمد! کاش آپ صحابہ کو اہل نجد کے پاس بھیج دیں مجھے امید ہے کہ وہ دعوت اسلام کو قبول کر لیں گے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجھے اندیشہ ہے کہ نجدی، صحابہ کو ہلاک کر دیں گے، عامر نے کہا میں ضامن ہوں انہیں کوئی شخص تکلیف نہیں پہنچائے گا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے ساتھ ستر قاری بھیج دیے۔ یہ لوگ رات بھر قتل پڑھتے تھے۔ صبح کو کڑیاں اور پانی تلاش کر کے لاتے اور سرکار کے حجرہ میں پہنچا دیتے آپ نے ان ستر قاریوں پر منذر بن عمرو کو امیر بنایا اور ان سب کو روانہ کر دیا۔ جب یہ لوگ بئر معونہ پہنچے تو انھوں نے حرام بن لحيان کے ہاتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا مکتوب دیکر دشمن خدا عامر بن طفیل کے پاس بھیجا، جب وہ اس کے پاس گئے تو اس نے خط دیکھے بنیر ان پر حملہ کر کے انہیں شہید کر دیا، پھر عصبہ، ذکوان اور عل کے قبائل مل کر ان ستر قاریوں پر حملہ آور ہوئے اور یہ تمام قراء ان سے مقابلہ کرتے ہوئے شہید ہو گئے۔ سوا کعب بن زید کے ان میں کچھ رقی حبات باقی تھیں اس لیے نجد میں انہیں چھوڑ دیا وہ بعد میں زندہ رہے اور غزوہ خندق میں شہید ہو گئے۔ یہ واقعہ غزوہ احد کے چار ماہ

۱۔ علامہ ابو عبد اللہ محمد بن احمد انصاری مالکی قرطبی متوفی ۶۸۵ھ الجامع الاحکام القرآن ج ۲ ص ۹۹ مطبوعہ اشارات ناصر خسرو دہران۔

۲۔ علامہ محمد بن سعد متوفی ۲۳۰ھ الطبقات الکبریٰ ج ۲ ص ۵۵ مطبوعہ دار صادر، بیروت، ۱۳۸۸ھ۔

۳۔ علامہ بدر الدین عینی متوفی ۸۵۵ھ

marfat.com

بعد صفر ۴۰ ہجری میں پیش آیا

علم رسالت پر اعتراض کا جواب

بعض اہل تنقیص کہتے ہیں کہ اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو علم غیب حاصل ہوتا تو بھیجا تو آپ پر العیاذ باللہ الزام آئے گا کہ آپ نے جان بوجھ کر انہیں موت کی طرف دھکیل دیا۔ اس کا ایک جواب یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اہل نبی کی اسلام دشمنی کا علم تھا تبھی آپ نے فرمایا تھا اِنِ اخِشَوْا عَلَیْہِمْ اَھْلَ نَجْدٍ (مجھے اندیشہ ہے کہ نجدی، صحابہ کو ہلاک کر دیں گے) اور باوجود اس کے کہ آپ کو ان کی شہادت کا علم تھا۔ آپ نے اہل نجد کے مطالبہ نبیلین پر انہیں نجد بھیج دیا تاکہ کل قیامت کے دن وہ یہ نہ کہہ سکیں کہ ہم نے تو قبول اسلام کے لیے تیرے نبی سے مبلغ مانگے تھے اس نے نہیں بھیجے، نیز آپ نے یہ تعلیم دی کہ جان کے خوف سے تبیلین سے نہیں رکا چاہیے، اگر جان کے خوف سے تبیلین چھوٹا جائے تو تیرا جہاد اصلاً مشروع نہیں ہوتا کیونکہ اس بات کا ہر شخص کو یقین ہوتا ہے کہ جہاد میں کچھ نہ کچھ مسلمان یقیناً شہید ہو جائیں گے اور جان کے خوف سے جہاد نہ کرنا نہ مردانگی ہے نہ مسلمان! نیز جو موت شہادت کی صورت میں حاصل ہو وہ ایسی عظیم نعمت ہے کہ خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قسم اس ذات کی جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے، میری تمنا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی راہ میں قتل کیا جاؤں، پھر زندہ کیا جاؤں، پھر قتل کیا جاؤں، پھر قتل کیا جاؤں پھر زندہ کیا جاؤں پھر قتل کیا جاؤں۔ دوسرا جواب یہ ہے کہ آپ کا علم تدریجی ہے اگر اس وقت علم نہیں تھا تو بعد میں اللہ تعالیٰ نے عطا فرمادیا

منکرین حدیث کے اعتراض کا جواب

اس باب کی حدیث نمبر ۱۴۴۲ میں ہے۔

عن انس بن مالک قال دعا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم علی الذین قتلوا اصحاب بئر معونۃ ثلاثین صباحاً یدعو علی رعد و ذکوان ولحیان وعصیۃ عصت اللہ ودمولہ قال انس انزل اللہ تعالیٰ فی الذین قتلوا بئر معونۃ قرانا قراناہ حق نسخ بعد ان بلغوا قومنا ان قد لقینا دہنا قرصی عنا ورضینا عنہ ۱۰

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تیس دن ان لوگوں کے خلاف دعا دعا فرماتے رہے جنہوں نے اصحاب بئر معونہ کو قتل کیا تھا، آپ رعد، ذکوان، لحیان اور عصیہ کے خلاف دعا کرتے رہے، جنہوں نے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی نافرمانی کی تھی، حضرت انس کہتے ہیں جو لوگ بئر معونہ میں شہید ہو گئے تھے ان کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے قرآن کی یہ آیت نازل فرمائی ان بلغوا قومنا ان قد لقینا دہنا قرصی عنا ورضینا عنہ (ہماری قوم تک یہ پیغام پہنچا دو کہ ہم نے اپنے رب سے ملاقات کی وہ ہم سے راضی ہوا، ہم اس

- ۱۰۔ علامہ بدر الدین عینی متوفی ۸۵۵ھ عمدة القاری ج ۱ ص ۱۸ مطبوعہ ادارۃ المطابع النیریہ مصر
۱۱۔ امام ابو عبد اللہ محمد بن اسماعیل بخاری متوفی ۲۵۶ھ صحیح بخاری ج ۱ ص ۳۹۶ مطبوعہ مکتبہ دار الخیر لغارہ تجارت کتب کراچی۔
۱۲۔ امام مسلم بن حجاج قشیری متوفی ۲۶۱ھ صحیح مسلم ج ۱ ص ۱۸ مطبوعہ مکتبہ دار الخیر لغارہ تجارت کتب کراچی ۱۳۷۵ھ۔

سے راضی ہو گئے) ہم اس آیت کی تلاوت کرتے رہے یہاں تک کہ
اللہ تعالیٰ نے اس کو منسوخ کر دیا۔

ڈاکٹر برق اس حدیث پر اعتراض کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

اگر یہ آیت واقعی نازل ہوئی تھی تو مسلمان کی حوصلہ افزائی کے لیے اس کا باقی رہنا لازمی تھا قرآن شریف میں غزوات اور اس قسم کے
واقعات کے متعلق بیسیوں آیات نازل ہوئیں جو بعینہ محفوظ ہیں اور ان میں سے ایک حرف بھی منسوخ نہیں ہوا۔ اس آیت میں کیا
تھی کہ پہلے اتری اور پھر منسوخ کر دی گئی، کیا ہم تنسیخ کی وجہ یہ سمجھیں کہ شہداء اس تعریف کے قابل نہ تھے یا اس آیت کو قرآن
باقی رکھنے سے آئندہ نسلوں پر کوئی بڑا اثر پڑتا تھا؟ چونکہ تنسیخ کی کوئی متزلزل وجہ نظر نہیں آتی اور چونکہ اس قسم کی احادیث سے
حکیم کی تعلیمات پر چرچا پڑتی ہے، اس لیے ہمارے پاس محفوظ ترین راستہ یہی ہے کہ ہم اس قسم کی تمام احادیث کو ناقابل
اعتماد قرار دیں (انہی ان قال) میری ذاتی رائے یہ ہے کہ دشمنان اسلام ایک خاص سازش کے تحت اس قسم کی احادیث
تخلیف کے نام سے وضع کرتے رہے تاکہ مسلمان کا ایمان قرآن کے متعلق متزلزل ہو جائے اور چونکہ ائمہ حدیث صرف اس
مکتبہ تھے اس لیے مسلم جیسے محقق بھی اس چال کا شکار ہو گئے۔

تحریر قبلہ کی بحث میں ہم نسخ کی تفصیل اور تحقیق بیان کر چکے ہیں، ڈاکٹر برق کے جواب دینے کے لیے کچھ مزید گزارش کرتے
ہیں، اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے۔

ما ننسخ من آية او ننسخها منات بخير منها
او مثلها۔ (بقرہ: ۱۰۶) تو اس سے بہتر یا اس کی مثل آیت نازل فرمادیتے ہیں۔

اس آیت سے اصولی طور پر نسخ کا ثبوت ہو گیا اور چونکہ نسخ عام ہے اس لیے یہ بھی ہو سکتا ہے کہ آیت کی تلاوت قائم ہے۔
اس کا حکم منسوخ کر دیا جائے اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ آیت کی تلاوت بھی منسوخ کر دی جائے جیسا کہ زیر بحث آیت میں ہے۔
دوسری بات اصولی طور پر یہ جان لینا چاہیے کہ اللہ تعالیٰ کے افعال مثل بلاغ ارض نہیں ہوتے۔ مثلاً کیا کوئی شخص بنا سکتا
ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جہنم کے انیس فرشتے کیوں مقرر کیے۔ رسل سلامہ چار کیوں پیدا کیے زیادہ پیدا کر دیتا تو کیا حرج تھا۔
ان سات کیوں بنائے کم و بیش کیوں نہیں بنائے تو کوئی نظام کو جن اسباب کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے مربوط کیا ہے اس نظام کو
سبب اسباب کے ساتھ کیوں نہ متعلق کیا، اللہ تعالیٰ نے انسانوں کی جو عمر طبی مقرر کی ہے اس سے کم یا زیادہ کیوں نہ رکھی۔
نات نہیں دیکھتے ہیں ہم انہیں نہیں دیکھتے اس کا الٹ کیوں نہ کر دیا۔ انبیاء علیہم السلام اور رسل نظام جتنے بھیجے اس سے کم یا زیادہ
کیوں نہیں بھیجے۔ یورہ کی مدت پہلے ایک سال رکھی تھی والذین یتوفون منکم و یدون ازواجاً وصیۃ لازواجہم

متاعاً الی الحول غیر اخر ارج۔ (بقرہ: ۲۴۰) بعد میں اس آیت کا حکم منسوخ کر

کے چار ماہ دس دن مدت کیوں رکھ دی؟ والذین یتوفون منکم و یدون ازواجاً یتوبصن بانفسہن اربعۃ اشہر وعشر ا۔
بقرہ: ۲۴۳) اگر یہ مدت چار ماہ دس دن سے کم یا زیادہ ہو جاتی تو کیا حرج تھا۔ پہلے اللہ تعالیٰ نے ایک مسلمان کو دس کافروں
نے کا مکلف کیا: ان یکن منکم عشر دن صابرون یغلبوا مائتین دان یکن منکم مائۃ یغلبوا الف

(انفال: ۶۵)

من الذین کفروا بانہم قوم لا یفقیہون -

کیا اللہ تعالیٰ پہلے نہیں جانتا تھا کہ ایک مسلمان دس کافروں سے نہیں ٹک سکتا اگر جانتا تھا تو پہلے دس کافروں سے ٹکنے کا حکم کیوں دیا؟ مطلقہ عورت کی مدت تین حیض رکھی ہے۔ مالمطلقات یتربصن بالنفسین ثلثۃ قروء (۲۲۸: بقروہ) تین مہینے سے کم یا زیادہ کیوں نہیں رکھی اگر متعدد برأت رعم ہے تو وہ ایک حیض سے بھی پرہیز ہو سکتا ہے۔ نکاح کے انعقاد کے لیے عورت کی اجازت ضروری ہے تو طلاق میں اس کی اجازت کا دخل کیوں نہیں رکھا اور صرف مرد کے ہاتھ میں نکاح کی گہرہ کیوں رکھی۔ بیدہ عقدۃ النکاح (بقروہ: ۲۲۹) کیا عورت اللہ تعالیٰ کی مخلوق نہیں ہے۔ فہر کی دو، ظہر، عصر اور عشاء کی چار اور مغرب کی تین رکعات کیوں رکھی ہیں ان میں کم و بیش کیوں نہیں کیا۔ ایلاہ کی مدت چار ماہ کیوں رکھی ہے۔ للذین یثولون من نسائہم ترہیص ادبۃ اشہر۔ (بقروہ: ۲۲۹) چار ماہ سے کم یا زیادہ مدت کیوں نہیں رکھی۔ اس طرح وہ احکام شرعیہ جن کا صرف قرآن کریم میں ذکر ہے۔ ان پر بے شمار ایسے سوالات کیے جا سکتے ہیں جن کا محض عقل سے کوئی حل نہیں پیش کیا جا سکتا اور ان کے جواب میں صرف یہی کہہا جاسکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے افعال مسل بالاعراض نہیں ہوتے وہ جو چاہے شریعت بدلے جو چاہے کرے وہ کسی بات پر جواب دہ نہیں ہے اور یہی اللہ تعالیٰ کے لائق ہے جو مالک، علی الاطلاق ہے جس کی شان ہے۔

ویفعل اللہ ما یشاء۔ (ابراہیم: ۲۷) اللہ تعالیٰ جو چاہتا ہے وہ کرتا ہے۔

فعال لما یرید۔ (بروج: ۱۶) اللہ تعالیٰ جو چاہتا ہے وہ سب کرنے والا ہے۔

لا یسل عما یفعل وہم یسلون۔ اللہ تعالیٰ کسی فعل پر جواب دہ نہیں ہے اور بندوں

سے ان کے افعال کا سوال کیا جائے گا۔ (انبیاء: ۲۳)

لہذا ڈاکٹر برقی کا یہ قول قطعاً لایق ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس آیت کو بانی کیوں نہیں رکھا کیا یہ شہادہ اس تشریف کے لائق نہ تھے یا اس سے آئندہ نسلوں پر کوئی بڑا اثر پڑتا تھا۔ ڈاکٹر برقی کا یہ اعتراض بھی لایق ہے کہ اس قسم کی احادیث قرآن کریم کی قطعیت میں شبہ دالمتی ہیں بلکہ حق یہ ہے کہ اس قسم کی احادیث سے قرآن کریم کی تائید ہوتی ہے کیونکہ قرآن کریم میں ہے ہم جن آیات کو منسوخ کرتے ہیں یا جن کو بھلا دیتے ہیں ان سے بہتر یا ان کی مثل سے کہتے ہیں (بقروہ: ۱۰۱) اسیاں یہاں ہر ایک اللہ تعالیٰ نے اس آیت کو منسوخ کر دیا اور اس کی مثل شہادہ کی قطعیت میں دیگر آیات نازل فرمادی، اسی طرح اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

سنقرئک فلا تنسی! الا ما شاء اللہ۔

ہم آپ کو قرآن پڑھائیں گے میں آپ نہیں بھولیں گے مگر جن آیات کو اللہ تعالیٰ (بھلانا) چاہے۔ (اعلیٰ: ۸۱۷)

اس آیت سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے کچھ آیات نازل فرمائیں اور پھر انکو لوگوں کے دلوں سے محو کر دیا اس کی تائید بھی احادیث سے ہوتی ہے کیونکہ حدیث میں آتا ہے حضرت ابو موسیٰ بیان کرتے ہیں کہ غلالی سورت طول اور شدت میں سورہ قہر کے برابر تھی اور اس کا کافی حصہ بھلا دیا گیا (مسلم) باقی وہ منسوخ اتلاوت آیات جن کا ذکر احادیث میں ہے ان کو اب قرآن نہیں قرار دیا جا سکتا کیونکہ قرآن نقل متواتر سے ثابت ہے اور یہ اخبار احادیث میں اس لیے قرآن کریم کی قطعیت پر کوئی شبہ وارد نہیں ہو سکتا۔

بَابُ قَضَاءِ الصَّلَاةِ الْفَائِتَةِ وَ

اسْتِحْبَابِ تَعْجِيلِ قَضَائِهَا

۱۴۵۸ - حَدَّثَنَا حَزْمَةُ بْنُ يَحْيَى الْخَبِيبِيُّ

قَالَ أَنَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ أَخْبَرَنِي يُونُسُ عَنْ ابْنِ شِهَابٍ
عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى
اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جُنِينَ فَقَالَ مِنْ غَيْرِ وَهْ خَيْرٌ سَارَ لَيْلَتُهُ
حَقًّا إِذَا دُرِكَ الْكُرَى عَمَسَ وَقَالَ لِبَلَالٍ لَنْ أَكَلَّا لَنَا
الَلَّيْلَ فَصَلِّ بَلَالُ مَا قَدَّرَكَ وَنَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى
اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَصْحَابُهُ فَلَمَّا تَعَارَبَ الْفَجْرُ
اسْتَسْنَدَ بَلَالٌ إِلَى رَاحِلَتِهِ مَوَاجِهًا الْفَجْرَ فَغَلِبَتْ يَدَا
عَيْنَاهُ وَهُوَ مُسْتَنِدٌّ إِلَى رَاحِلَتِهِ فَلَمْ يَسْتَيْقِظْ رَسُولُ
اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَا بَلَالٌ وَلَا أَحَدٌ مِنْ أَصْحَابِهِ
حَتَّى ضَرَبَتْهُمْ الْقُمُصُ فَكَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَوَّلَهُمْ اسْتَيْقَظَ فَنَزَعَ رَسُولُ اللَّهِ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ أَيُّ بَلَالٍ فَقَالَ بَلَالٌ
أَخَذَ يَنْفُسِي الَّذِي أَخَذَ يَأْكُلِي أَنْتَ وَأَرْحَى يَارَسُولَ اللَّهِ
يَنْفُسُكَ فَقَالَ اقْتَادُوا مَا قَتَادُوا مَا وَاجِلَهُمْ
شَيْئًا ثُمَّ تَوَضَّأَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
وَأَمَرَ بَلَالًا فَأَقَامَ الصَّلَاةَ فَصَلَّى بِهِمُ الصُّبْحَ
فَلَمَّا قَضَى الصَّلَاةَ قَالَ مَنْ شِئِيَ الصَّلَاةُ فَلْيُصَلِّهَا
إِذَا ذَكَرَهَا فَإِنَّ اللَّهَ تَعَالَى قَالَ أَقِمِ الصَّلَاةَ
لِيَذْكُرُنِي قَالَ يُونُسُ وَكَانَ ابْنُ شِهَابٍ يَقْرَأُهَا
لِلَّذِكْرِ.

قضاء نمازوں کی جلد ادائیگی کا

استحباب

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم غزوہ تبوک سے واپسی میں ساری رات سفر کرتے
رہے حتیٰ کہ اخیر شب کے وقت آپ پر نیند کا غلبہ ہوا، آپ
اس وقت ٹھہر گئے اور حضرت بلال سے فرمایا: تم آج رات ہماری
حفاظت کرو۔ حضرت بلال بعد استطاعت نوافل پڑھتے رہے، اور
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور باقی صحابہ سو گئے۔ فجر کے قریب
حضرت بلال نے مطلع فجر کی طرف متوجہ ہو کر اپنی اونٹنی سے ٹیک
لگالی اور انہیں نیند آگئی پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی آنکھ
کھلی نہ حضرت بلال کی نہ کسی اور صحابی کی یہاں تک کہ ان پر
دھوپ آگئی۔ سب سے پہلے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بیدار
ہوئے (اور دھوپ دیکھ کر) گھبرا گئے اور فرمایا اے بلال!
حضرت بلال نے کہا یا رسول اللہ! آپ پر میرے ماں باپ خدا
ہوں میری روح کو بھی اسی ذات نے خوابیدہ کر دیا تھا جس نے
آپ کی روح کریم کو سنا دیا تھا۔ آپ نے فرمایا یہاں سے کوچ
کر دو۔ متوڑی دیر چلنے کے بعد آپ نے وضو فرمایا اور حضرت
بلال کو (اذان اور) اقامت کا حکم دیا۔ انہوں نے اقامت کہی،
اور آپ نے صحابہ کو (قضاء) نماز پڑھائی۔ نماز سے فارغ
ہونے کے بعد آپ نے فرمایا: تم میں سے کوئی شخص جب
نماز بھول جائے تو نماز یاد آتے ہی پڑھ لے کیونکہ اللہ تعالیٰ
فرماتا ہے ”میرے یاد کے لیے نماز قائم کرو“ راوی یونس
بیان کرتے ہیں کہ ابن شہاب اس آیت کو ”لَذِكْرُنِي“

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک
مرتبہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ اخیر شب میں قیام
پذیر ہوئے اور ہم میں سے کوئی شخص بیدار نہیں ہوا حتیٰ کہ سوچ
میں نہ آئی کہ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہر شخص

۱۴۵۹ - وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ حَاتِمٍ وَبُخَارِيُّ

بْنُ أَبِي هُرَيْرَةَ الدَّوْرَقِيُّ وَبُخَارِيُّ قَالَ ابْنُ
حَاتِمٍ نَأْيَحِي بْنُ سَعِيدٍ قَالَ نَأْيَزِيدُ بْنُ كَيْسَانَ
قَالَ نَأْيَبُوحَاةٍ مَرَعَنَ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ نَأْيَبُوحَاةٍ

ہوئے در اس حالیکہ آفتاب آپ کی پیٹھ پر آچکا تھا پھر ہم لوگ بھی گھبرا کر اٹھ پڑے۔ آپ نے فرمایا چلو سوار ہو کر یہاں سے نکل چلو ہم چل پڑے جب سورج بلند ہو گیا تو آپ سواری سے اترے اور میرے پاس جو وضو کا برتن تھا منگوایا۔ اس میں وضو اسی پانی تھا۔ آپ نے مام اوقات کی بہ نسبت کم مرتبہ پانی ڈال کر اس برتن سے وضو کیا پھر آپ نے حضرت ابو قتادہ سے فرمایا اس برتن کی حفاظت کرنا مغرب اس میں ایک عجیب خبر ظاہر ہوگی، پھر حضرت بلال نے اذان کہی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دو رکعت نماز (سنت فجر) پڑھی اور صحابہ کو صبح کی (فجر) نماز اسی طرح پڑھانی جس طرح پہلے پڑھایا کرتے تھے پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سوار ہوئے اور ہم بھی آپ کے ساتھ سوار ہو گئے در اس حالیکہ ہم میں سے ہر شخص ایک دوسرے سے سرگوشی کر رہا تھا کہ آج جو نماز ہم سے قضا ہو گئی ہے اس کا کیا کفارہ ہو گا؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا تمہارے لیے میری زندگی میں نذر نہیں پھر فرمایا کہ میں نے کوئی تفسیر نہیں ہے تفسیر اس صورت میں ہے جب کوئی شخص (جاگتے میں) نماز نہ پڑھے حتیٰ کہ دوسری نماز کا وقت آجائے، جس کسی کو یہ صورت پیش آئے وہ بیدار ہونے کے بعد نماز پڑھے اور دوسرے دن نماز اپنے وقت پر پڑھے۔ پھر فرمایا تمہارا کیا خیال ہے؟ لوگوں نے کیا کیا ہو گا؟ پھر خود ہی فرمایا کہ لوگوں نے صبح کے وقت اپنے نبی کو نہیں دیکھا۔ ابو بکر اور عمر (رضی اللہ عنہما) نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تمہارے پیچھے ہیں۔ وہ نہیں چھوڑنے والے نہیں ہیں۔ دوسرے لوگوں نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تمہارے آگے ہیں! اگر لوگ ابو بکر اور عمر (رضی اللہ عنہما) کی بات مان لیتے تو بہتر ہوتا۔ پھر ہم ان لوگوں کے پاس اس وقت پہنچے جب دن چڑھ چکا تھا اور ہر چیز گرم ہو گئی تھی، سب لوگ کہنے لگے یا رسول اللہ! ہم تو پیاس سے مر رہے ہیں! آپ نے فرمایا تم ہلاک نہیں ہو گے، پھر

أَوَّلَ مَنْ اسْتَبَقَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالشَّمْسُ فِي ظَهْرِهِ قَالَ فَقُمْنَا فَنَرَيْنَهُنَّ قُمْنَا قَالُوا ارْكَبُوا فَرَكِبْنَا فَمَرَّ نَحْنُ إِذَا انْقَعَتِ الشَّمْسُ نَزَلَ ثُمَّ دَعَا بِمِصْبَاحَةٍ كَانَتْ مَعِيَ فِيهَا شَيْءٌ مِنْ مَاءٍ قَالَ فَتَوَضَّأَ مِنْهَا وَضُوءًا دُونَ وَضُوءٍ قَالَ وَبَقِيَ فِيهَا شَيْءٌ مِنْ مَاءٍ ثُمَّ قَالَ لِأَبِي قَتَادَةَ احْفَظْ عَلَيْنَا مِيعَتَنَا تَكُ فَنَسْكُونُ لَهَا نَبَأًا ثُمَّ أَذَّنَ بِإِلَاءِ الصَّلَاةِ فَصَلَّى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَكَعَتَيْنِ ثُمَّ صَلَّى الْعَدَاةَ فَصَنَعَهُ كَمَا يَصْنَعُهُ كُلُّ يَوْمٍ قَالَ وَرَكِبَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَرَكِبْنَا مَعَهُ قَالَ فَجَعَلَ بَعْضُنا يَهْمِسُ إِلَى بَعْضٍ مَا كَفَّارَةُ مَا صَنَعْنَا يَتَغَرَّبُ طَائِفًا فِي صَلَاتِنَا ثُمَّ قَالَ أَمَا لَكُمْ فِي أَسْوَأَ شَيْءٍ ثُمَّ قَالَ إِنَّهُ لَيْسَ فِي التَّوْمِ تَغَرُّبٌ إِنَّ الشَّيْءَ يُطْعَمُ مَنْ لَمْ يُصَلِّ الصَّلَاةَ حَتَّى يَجِيءَ وَقْتُ الصَّلَاةِ الْآخَرَى فَمَنْ فَعَلَ ذَلِكَ فَلْيَصِلْهَا حِينَ يَنْتَبِهُ لَهَا فَإِذَا كَانَ الْعَدَاةَ فَلْيَصِلْهَا عِنْدَ وَقْتِهَا ثُمَّ قَالَ مَا تَرَوْنَ النَّاسَ صَنَعُوا قَالَ ثُمَّ قَالَ أَصْبَحَ النَّاسُ قِيَدًا يَنْتَبِهُهُمْ فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ وَعُمَرُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعْدَكُمْ لَمْ يَكُنْ لِيَتَخَلَّفَكُمْ وَقَالَ النَّاسُ إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَ أَيْدِيكُمْ فَإِنْ يُطِيعُوا أَبَا بَكْرٍ وَعُمَرُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا يَرْشُدُوا قَالَ فَاتَّبَعْنَاهُ إِلَى النَّاسِ حِينَ أَمَّتْ السَّهَارُ وَحَمِيَ كُلُّ شَيْءٍ وَهُمْ يَقُولُونَ يَا رَسُولَ اللَّهِ هَبْ كُنَّا عَطْشًا فَقَالَ لَا هَلَكَ عَلَيْكُمْ ثُمَّ قَالَ أَطْلُقُوا إِلَى غَيْرِي قَالَ دَعَا بِمِصْبَاحَةٍ فَجَعَلَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَصُبُّ وَأَبُو قَتَادَةَ يَسْقِيهِمْ فَلَمْ يَعِدْ أَنْ دَايَ النَّاسُ مَا فِي الْمِصْبَاحَةِ تَكَابَرُوا عَلَيْهَا فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَحْسِنُوا الْكَلَامَ سَيَرُوحِي

قَالَ فَعَلُوا فَجَعَلَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَصُبُّ وَاسْقِيَهُمْ حَتَّى مَا بَقِيَ غَيْرِي وَغَيْرَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ ثُمَّ صَبَّ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ لِيَ اشْرَبْ فَقُلْتُ لَا اشْرَبُ حَتَّى تَشْرَبَ يَا رَسُولَ اللَّهِ قَالَ إِنْ سَأَى الْقَوْمُ آخِرَهُمْ شَرْبًا قَالَ فَتَصْرِبْتُ وَشَرِبَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ فَاتَى الْقَاسُ الْمَاءَ جَائِعِينَ رَوَاءَ قَالَ فَقَالَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ رِبَاعٍ رَأَيْتُ لَأَحَدٍ هَذَا الْحَدِيثُ فِي مَسْجِدِ الْجَامِعِ رَأَى قَالَ عِمْرَانُ بْنُ حُصَيْنٍ أَنْظُرْ أَيُّهَا السُّفْهَى كَيْفَ تَحَدِّثُ فَيَأْتِي أَحَدَ الزُّكَبِ تِلْكَ اللَّيْلَةَ قَالَ فَقُلْتُ أَنْتَ أَعْلَمُ بِالْحَدِيثِ قَالَ وَتَنْ أَنْتَ قُلْتُ مِنْ أَلَا نَصَابٍ قَالَ حَدَّثْتُ فَأَنْتَ أَعْلَمُ بِحَدِيثِكُمْ قَالَ فَحَدَّثْتُ أَمْرًا قَالَ عِمْرَانُ لَعَدْتُ شَهِدْتُ تِلْكَ اللَّيْلَةَ وَمَا شَعُرْتُ أَنَّ أَحَدًا أَحْوَطَهُ كَمَا حَفِظْتَهُ.

۱۴۶۱ - وَحَدَّثَنِي أَحْمَدُ بْنُ سَعِيدٍ بْنُ مُحَمَّدٍ التَّارِجِيُّ قَالَ سَأَلْتُ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عَمْرِو بْنِ الْعَطَارِ دِقِّ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا دَجَاجَ الْعَطَارِ دِقِّ عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ كُنْتُ مَعَ نَبِيِّ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پانی کا برتن منگوا لیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس برتن سے پانی انڈینا شروع کیا اور حضرت ابو قتادہؓ لوگوں کو پانی پلانے لگے۔ لوگوں نے جب دیکھا کہ پانی صرف ایک برتن میں ہے تو سب اس برتن پر فوٹ پڑے۔ آپؐ نے فرمایا اطمینان کے ساتھ پانی پیو تم سب میرے بھائی ہو گئے! پھر لوگ سکلن ہو گئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پانی انڈیلتے رہے اور میں پانی پلاتا رہا یہاں تک کہ سب میرے بھائی ہو گئے اور صرف میں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم باقی رہ گئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پانی انڈیلا اور مجھ سے فرمایا پیو! میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! جب تک آپ پانی نہیں پیئیں گے میں نہیں پیوں گا۔ آپؐ نے فرمایا قوم کو پانی پلانے والا سب سے آخر میں پیتا ہے چنانچہ میں نے پانی پی لیا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی پانی پیا۔ پھر سب لوگ پانی تک آسودگی سے پہنچ گئے، راوی کہتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن ربیعؓ نے کہا میں جامع مسجد میں لوگوں سے یہی حدیث بیان کیا کرتا تھا۔ حضرت عمران بن حصینؓ نے کہا: اے نوجوان سوچو کیا کہہ رہے ہو؟ کیونکہ اس رات کے سواروں میں، میں بھی شامل تھا میں نے کہا پھر تو آپ اس حدیث سے بخوبی واقف ہو گئے، انھوں نے پوچھا: تم کس قبیلہ سے ہو؟ میں نے کہا میں انصار میں سے ہوں۔ انھوں نے کہا پھر تو تم اپنی حدیثوں کو زیادہ جانتے ہو! پھر جب میں نے لوگوں کے سامنے پوری روایت بیان کی تو حضرت عمران بن حصینؓ نے کہا میں بھی اس رات موجود تھا میں تم نے جس طرح اس واقعہ کو یاد رکھا ہے میں نہیں سمجھتا کہ کسی اور نے بھی اس طرح یاد رکھا ہو گا۔

حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں ایک سفر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ تھا۔ ایک رات ہم سفر کر رہے تھے جب آخر شب کا عمل ہوا تو ہم سواریوں سے اترے اور ہماری آنکھ لگ گئی (ہم سوتے رہے) حتیٰ کہ دھوپ نکل آئی۔ سب سے پہلے حضرت ابو بکرؓ بیدار ہوئے۔

وَسَلَّمَ فِي مَسِيرِكُمْ فَأَدْلَجْنَا لَيْلَتَنَا حَتَّى إِذَا كَانَ
فِي وَجْهِ الصُّبْحِ عَرَسْنَا فَتَقَبَّلْنَا أَعْيُنَنَا حَتَّى
بَرَعَتِ الشَّمْسُ قَالَ فَكَانَ أَوَّلُ مَنْ اسْتَيْقَظَ مِنَّا
أَبُو بَكْرٍ وَكَتَبَ لَا مُوقُظَ نَبِيٍّ اللَّهُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ مِنْ مَنَامِهِ إِذَا نَامَ حَتَّى يَسْتَيْقِظَ ثُمَّ
اسْتَيْقَظَ عَمْرُ بْنُ رَضِيٍّ اللَّهُ عَنْهُ فَقَامَ رِعْدَةً النَّبِيِّ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَجَعَلَ يَكْتَبُ وَيُرْفَعُ
صَوْتُهُ حَتَّى اسْتَيْقَظَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمَّا دَفَعَهُ رَأْسُهُ وَرَأَى الْقَمَرَ
قَدْ بَرَعَتْ فَقَالَ ارْجِعُوا فَنَارَ بِنَا حَتَّى إِذَا
أَبْيَضَتِ الشَّمْسُ نَزَلَ فَصَلَّى بِنَا الْعَدَاةَ
فَأَعْتَزَلَ وَجَلَّ مِنَ الْعَوْمِ كَمْ يُعْصِلُ مَعَنَا
فَلَمَّا انْصَرَفَ قَالَ لَهُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى
اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا فُلَانُ مَا مَنَعَكَ أَنْ
تُصَلِّيَ مَعَنَا قَالَ يَا نَبِيَّ اللَّهِ أَصَابَتْني جَنَابَةٌ
فَأَمَرَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
فَتَبَيَّعَهُ بِالصَّغِيرِ فَصَلَّى ثُمَّ عَجَلَنِي فِي
رَكْعَتَيْنِ بَيْنَ يَدَيْهِ نَطْلُبُ الْمَاءَ وَتَدُ
عَطِشَتَا عَطِشًا شَدِيدًا فَبَيْنَا نَحْنُ نَسِيرُ
إِذْ نَحْنُ بِأَمْرَةٍ سَادَةٍ رَجَلَيْهَا بَيْنَ
مَرَاتَيْنِ فَقُلْنَا لَهَا آيِنِ الْمَاءَ فَتَأَلَّتْ
أَيْهَا أَيْهَا لَا مَاءَ لَكُمْ قُلْنَا فَكَمْ بَيْنَ
أَهْلِكَ وَبَيْنَ الْمَاءِ قَالَتْ مَسِيرَةُ يَوْمٍ وَ
لَيْلَةٍ قُلْنَا انْطَلِقِي إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى
اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَتْ وَمَا رَسُولُ اللَّهِ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَكَمْ نَمَدَكُمَا
مِنْ أَمْرِهِمَا شَيْئًا حَتَّى انْطَلَقْنَا بِهَا
فَاسْتَقْبَلْنَا بِهَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَسَأَلَهَا فَخَبَرَتْهُ مِنْهُ النَّبِيُّ

ہماری عادت تھی کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس وقت
تک بیدار نہیں کرتے تھے جب تک آپ خود بیدار نہ ہوں
لیکن حضرت عمر رضی اللہ عنہ قوی اور بلند آواز شخص تھے انہوں
نے بیدار ہو کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس کھڑے
ہو کر با آواز بلند اللہ اکبر کہنا شروع کر دیا حتیٰ کہ رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم بیدار ہو گئے۔ آپ نے اپنا سر اقدس اٹھا کر
سورج کی طرف دیکھا کہ وہ نکل چکا ہے تو آپ نے فرمایا یہاں
سے کوچ کرو۔ ہمارے ساتھ آپ بھی روانہ ہوئے، یہاں
تک کہ جب دھوپ پھیل گئی تو آپ نے ہمارے ساتھ
صبح کی نماز پڑھی۔ ایک شخص جماعت سے علیحدہ رہا اور اس
نے ہمارے ساتھ نماز نہیں پڑھی جب آپ نماز سے فارغ
ہوئے تو آپ نے اس سے پوچھا کہ تم نے ہمارے ساتھ
نماز کیوں نہیں پڑھی؟ اس نے عرض کیا یا رسول اللہ! مجھے
جنابت لاحق ہو گئی تھی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
اس کو پاک مٹی سے تیمم کرنے کا حکم دیا، اس نے تیمم کر
کے نماز پڑھی، پھر آپ نے چند سواروں کے ساتھ مجھے پانی
کی تلاش میں بھیجا، اس وقت ہم سخت پیاس کی حالت میں جا
رہے تھے، ناگاہ ہم نے ایک عورت کو دیکھا جو اپنے دونوں
بیر شکمے ہوئے دو مشکیزے رکھے ہوئے سواری پر جا
رہی تھی، ہم نے اس سے پوچھا پانی کہاں ہے؟ اس نے
کہا پانی بہت دُور ہے نہیں نہیں مل سکتا، ہم نے پوچھا تیار
گھر سے پانی کتنی دُور ہے، وہ کہنے لگی ایک دن کا راستہ ہے
ہم نے اس سے کہا: تم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس
چلو، وہ کہنے لگی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کون ہیں؟ پھر
ہمارے پاس اس کو زبردستی لے جانے کے سوا اور کوئی چارہ
کار نہ تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے اس کے
احوال پرچھے تو اس نے وہی باتیں بتائیں جو ہمیں بتا چکی تھی
نیز اس نے یہ بھی کہا کہ _____ اور
اس کے کئی تیمم کئے ہیں، آپ نے اس کی سواری کو بٹھانے

أَخْبَرْتَنَا وَأَخْبَرْتَنَا أَنَّهَا مُؤْتَمَةٌ لَهَا
صَبِيَّانَ آيَتًا مَرَّ بِرَأْسِهَا وَتَسْتَهْبِئُ
فَأَنْ يَنْخُتَ فَمَتَّجٍ فِي الْغُرْلَا وَتَيْنِ الْعُلْيَا وَتَيْنِ
ثُمَّ بَعَثَ بِرَأْسِهَا فَتَقَرَّبْنَا وَنَحْنُ
أَرْبَعُونَ رَجُلًا عَطَا شَا حَتَّى رَوَيْتَا وَ
مَلَأْنَا كُلَّ قَرْبَةٍ مَعَنَا وَمَا دَاوِدَ وَغَسَلْنَا
صَاحِبَتَنَا غَيْرَ امَّا لَمْ تَسْقِ بَعِيرًا وَرَهَى
تَكَادُ تَنْفَرِي بِرِ مِنَ الْمَاءِ يَعْنِي لَمْ تَزِدْ تَيْنِ
ثُمَّ قَالَ هَاتُوا مَا كَانَ عِنْدَكُمْ فَجَمَعْنَا
لَهَا مِنْ كَسِيرٍ وَتَمَرٍ وَصَرَّ لَهَا صَرَّةً فَقَالَ
لَهَا إِذْ هِيَ قَاتِلِي طَعِمِي هَذَا عِيَالِكَ وَأَعْلِي
إِنَّا لَمْ نَزِدْ مِنْ مَّا يَكُ خَبِيثًا فَلَمَّا أَتَتْ
أَهْلَهَا قَالَتْ لَقَدْ لَقِيتُ أَسْحَرَ الْبَشَرِ أَوْ
إِنَّهُ لَنَبِيٌّ كَمَا نَا عَمَّ كَانَ مِنْ أَمِيرِهِ ذِيَتْ
وَذِيَتْ فَهَدَى اللَّهُ الصِّرَاطَ يَتْلُكَ الْمَرَاةُ
فَاسْلَمَتْ وَأَسَدُ كُمُوا

۱۴۶۲ - حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ الْحَنْظَلِيُّ
قَالَ أَنَا النَّضَرِيُّ بْنُ شَيْبَةَ قَالَ نَاعَوْتُ بْنُ أَبِي جَمِيلَةَ
الْأَخْبَارِ عَنْ أَبِي دَجَّاءَ الْعَطَّارِ رَوَيْتُ عَنْ عِزَّانِ بْنِ حُسَيْنٍ
رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ كُنَّا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَ
سَلَّمَ فِي سَفَرٍ فَسَمِعْنَا كَيْلَةً حَتَّى إِذَا كَانَ مِنْ آخِرِ اللَّيْلِ
قُبِيلَ الصُّبْحِ وَقَعْنَا بِذَلِكَ الْوَقْعَةِ الَّتِي لَا وَقْعَةَ عِنْدَ
النَّاسِ فَبَدَأَ أَحَدُ الْوَقْعَةِ الْأَخْرَ الشَّمْسُ وَمَا
الْحَدِيثُ بِتَحْوِيلٍ يَثْبُتُ اسْمُهُ مِنْ ذَرِيرٍ وَمَا دَا
نَقَصَ وَقَالَ فِي الْحَدِيثِ فَلَمَّا اسْتَيْقَظَ عَمْرُو بْنُ
الْحَنْظَلِابِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ وَمَا مَّا صَابَ النَّاسَ وَ
كَانَ أَجْوَفَ جَلِيدًا فَكَبَّرَ وَرَفَعَ صَوْتَهُ بِالْقَبْرِ

کا حکم دیا، سواری بٹھادی گئی۔ آپ نے ایک مشکیزہ دل میں
گلی کی پھر سواری کو کھڑا کر دیا پھر ہم سب نے اس
مشکیزہ سے پانی پیا، ہم چالیس پیاسے آدمی تھے جس سب
میر ہو گئے اور ہم نے اپنی سب مشکیزیں اور برتن بھی بھر لیے اور
ہم سے جس ساتھی کو جنابت لاحق تھی اس کو غسل بھی کرا دیا
گیا، مگر کسی اونٹ کو پانی نہیں پلا یا اور اس کے مشکیزے اسی
طرح پانی سے بھرے ہوئے تھے، پھر آپ نے ہم سے
فرمایا تمہارے پاس جو کچھ ہے وہ لے آؤ، ہم لوگ بہت سے
روٹی کے ٹکڑے اور کھجوریں لے آئے اپنے اپنے سب کو ایک
تھیل میں باندھ کر اس عورت سے فرمایا یہ چیزیں لے جاؤ
اور اپنے بچوں کو کھلاؤ، اور یہ سمجھو کہ ہم نے تمہارے پانی
سے کچھ کمی نہیں کی ہے وہ عورت اپنے گھر پہنچ کر کہنے لگی آج
میں انسانوں میں سے سب سے بڑے جادوگر سے مل کر
آئی، یا پھر وہ شخص اپنے دعوے کے مطابق نبی ہے آج اہل
کے ہاتھ پر ایسے ایسے نشانات ظاہر ہوئے ہیں، اللہ
تعالیٰ نے اس عورت کی وجہ سے اس ساری بستی کو ہدایت
عطا کی وہ عورت خود بھی مسلمان ہوئی اور اس کی بستی واسے
بھی مسلمان ہو گئے۔

حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ
ایک شب ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ روانہ ہوئے
صبح کے قریب آخری شب میں ہم لیٹ گئے اور اس وقت کسی
شخص کو بھی آرام سے زیادہ کرنی چیز مزید نہیں تھی، پھر ہمیں
دھوپ کی گرمی کے علاوہ اور کسی چیز نے بیدار نہیں کیا، ایک
اور روایت میں یہ الفاظ بھی ہیں، حضرت عمر رضی اللہ عنہ جب
بیدار ہوئے اور انھوں نے لوگوں کی یہ حالت دیکھی (اور وہ
بلند آواز اور قوی شخص تھے) تو انھوں نے بلند آواز سے اللہ
اکبر کہنا شروع کر دیا۔ حتیٰ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بیدار
ہو گئے، لوگوں نے اپنا حال بیان کرنا شروع کیا، آپ
نے فرمایا کوئی حرج نہیں، یہاں سے چل پڑو۔

حَتَّى اسْتَيْقَظَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
لِنِدَاءِ صَوْتِهِ فَلَمَّا اسْتَيْقَظَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ تَكْرُارًا لَيْلِيَةً أَصَابَهُمْ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا ضَيْرَ ارْتَحِلُوا وَاقْتَصِرُوا
الْحَدِيثُ -

۱۴۶۳ - حَدَّثَنَا هُذَابُ بْنُ خَالِدٍ قَالَ نَأَاهُمْ
قَالَ نَأَاهُ قَتَادَةُ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ
أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ
نَسِيَ صَلَاةً فَلْيُصَلِّهَا إِذَا ذَكَرَهَا لَا كَفَّارَةَ
لَهَا إِلَّا ذَلِكَ قَالَ قَتَادَةُ وَأَقِمِ الصَّلَاةَ
لِيَذْكُرُوا -

۱۴۶۴ - وَحَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى وَسَعِيدُ
بْنُ مَنْصُورٍ وَقُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ جَمِيعًا عَنْ أَبِي
عَوَانَةَ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسِ بْنِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ
رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَشَّرَهُمْ
بِذِكْرِهَا لَا كَفَّارَةَ لَهَا إِلَّا ذَلِكَ -

۱۴۶۵ - وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى قَالَ نَأَاهُ الْأَعْلَى
قَالَ نَأَاهُ سَعِيدُ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ
رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ مَنْ نَسِيَ صَلَاةً أَوْ نَامَ عَنْهَا فَكَفَّارَتُهَا
أَنْ يُصَلِّيَهَا إِذَا ذَكَرَهَا -

۱۴۶۶ - وَحَدَّثَنَا نَصْرُ بْنُ عَلِيٍّ الْجَهْمِيُّ قَالَ
حَدَّثَنِي أَبِي قَالَ قَالَ الْمُثَنَّى عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسِ
بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا قَدْ أَحَدَكُمْ عَنِ
الصَّلَاةِ أَوْ غَفَلَ عَنْهَا فَلْيُصَلِّهَا إِذَا ذَكَرَهَا فَإِنَّ اللَّهَ
تَعَالَى يَقُولُ أَقِمِ الصَّلَاةَ لِيَذْكُرُوا -

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں
کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص نماز پڑھنا بھول
جائے تو جس وقت یاد آجائے (اوقات مکروہہ کے علاوہ)
اس وقت پڑھ لے یہی اس کا کفارہ ہے۔ قنادہ نے
واقیم الصلوة لیدکرہی - والی آیت پڑھی۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے ایک روایت حسب
سابقہ منقول ہے مگر اس میں کفارہ کا تذکرہ نہیں ہے۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں
کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص کسی نماز کو بھول
جائے یا سو جائے اس کا یہی کفارہ ہے کہ جب یاد آئے
پڑھ لے۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب عین کی وجہ سے کسی شخص
کی نماز رہ جائے یا غفلت سے نماز قضا ہو جائے تو اسے یاد
آنے پر نماز پڑھ لینا چاہیے کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے (ترجمہ)
میری یاد کے لیے نماز پڑھو۔!

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یا عاتق! ان عیبتی تنامان
ولا ینام قلبی - اے عائشہ میری آنکھیں سوجاتی ہیں اور دل

قلب رسالت کے بیدار رہنے کی تحقیق

مجمع بخاری ج ۱ ص ۱۵۴ مطبوعہ نور محمد راج المطابع کراچی

۱۵ - امام محمد بن اسماعیل بخاری متوفی ۲۵۶ھ

بیدار رہتا ہے۔ اس حدیث کی بنیاد پر ہر سال قائم ہوتا ہے کہ جب آپ کا دل بیدار تھا آخر غزوہ خیبر سے واپسی کے موقع پر رات کے آخری حصہ میں سونے کے بعد آپ کی آنکھ کیوں نہیں ملی۔ علامہ نووی نے اس کا یہ جواب دیا ہے کہ آپ کا دل یاد دہانی میں بیدار تھا لیکن فجر کے وقت کو دیکھنے کا تعلق آنکھوں سے ہے اور وہ نیند میں تھیں یعنی قلب جو مستقرات اور انوار و تجلیات کا مرکز اور منبع ہے وہ بیدار تھا اور محسوسات اور معبرات کے ادراک کا تعلق آنکھوں سے ہے وہ غروب تھیں۔ علامہ عینی اس کے جواب میں لکھتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے غالب احوال میں دل جاگتا رہتا تھا لیکن کبھی کبھی آپ پر عام انسانوں کی طرح نیند وارد ہوتی تھی جس میں دل بھی غروب ہوتا تھا۔ البتہ ایسے ہی احوال میں سے ہے کہ کبھی نہ ایک موقع پر آپ نے فرمایا ان الله قبض ارواحنا۔ ”اللہ تعالیٰ نے ہماری رو میں قبض کر لی تھیں“ ایک اور حدیث میں فرمایا لو شاء الله لا یقطعنا۔ ”اگر اللہ تعالیٰ چاہتا تو ہمیں بیدار کر دیتا“ تیسرا جواب یہ ہے کہ دل جاگنے کا مطلب یہ ہے کہ جب آپ کی آنکھیں سوتی تھیں تو نیند قلب پر مستغرق نہیں ہوتی تھی۔ حتیٰ کہ وضو ٹھہرتے کیونکہ حضرت ابن عباس بیان کرتے ہیں کہ آپ سو جاتے تھے لوگ آپ کے غرائز سننے لگتے تھے اس کے بعد ہلال کی اذان سن کر بغیر وضو کے نماز پڑھانے چلے جاتے۔ پھر غروب یہ ہے کہ دل اس لیے جاگتا رہتا ہے کہ نیند میں بھی آپ پر دوحی نازل ہوتی ہے اور آپ کے خواب بھی دوحی ہوتے ہیں لہذا دل کی بیداری کا معاملہ صرف دوحی ربانی سے رابطہ ہے فجر کے طلوع اور عدم طلوع کا اس سے کوئی تعلق نہیں ہے۔

واقعہ تعمیر کی تعداد

لیلة التعرّیس (آخر شب میں قیام) کا واقعہ (جس میں لوگوں کی نماز فراق ہوتی) ایک بار واقع ہوا یا متعدد بار۔ علامہ اصلی نے سختی طبع پر بیان کیا کہ یہ واقعہ ایک بار پیش آیا قاضی عیاض نے اس کا رد کیا اور کہا حضرت ابو قتادہ کا بیان کردہ واقعہ حضرت عمران بن حصین کے بیان کردہ واقعہ سے مناسبت ہے کیونکہ حضرت ابو قتادہ کے بیان کردہ واقعہ میں حضرت ابو بکر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نیند کے وقت ساتھ نہیں تھے اور حضرت عمران بن حصین کی روایت میں ہے کہ سب سے پہلے حضرت ابو بکر بیدار ہوئے پھر حضرت عمر بیدار ہوئے اور انھوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بیدار کیا۔ پہلا واقعہ خیبر سے واپسی کا ہے اور دوسرا واقعہ غزوہ تبوک کا ہے اس کی تصریح مصنف عبدالرزاق میں بھی ہے، قاضی ابو بکر بن عربی کہتے ہیں کہ یہ تین واقعات ہیں پہلا واقعہ وہ ہے جس میں آپ کی نیند کے وقت حضرت ابو بکر اور عمر نہ تھے۔ دوسرا واقعہ وہ ہے جس میں یہ دونوں حضرات تھے اور تیسرا واقعہ وہ ہے جس میں حضرت ابو بکر اور ہلال تھے۔

آثار شر اور خیبر کے ثمرات اور اوقات منہیہ میں ملاہرب

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کو اس جگہ سے کوچ دیا کہ اس جگہ شیطان کا اثر ہو یا جہاں آثار مصیبت ہوں وہاں اللہ تعالیٰ کی عبادت نہیں کرنی چاہیے۔ اسی پر قیاس کر کے اخاف کہتے ہیں کہ جس وقت میں شیطان کا اثر ہو، جیسے طلوع، استوا اور غروب کے اوقات

۱۔ علامہ بدر الدین عینی متوفی ۸۵۵ھ

۲۔ عمدة القاری ج ۴ ص ۸ مطبوعہ امانة الطباعة المنیریہ مصر

۳۔ " " " " " "

۴۔ امام ابو عیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی متوفی ۲۷۹ھ

۵۔ شام ترمذی ص ۸۸ مطبوعہ نور محمد کارخانہ تجارت کتب کراچی

۶۔ علامہ بدر الدین عینی متوفی ۸۵۵ھ مطبوعہ ادارہ الطباعة المنیریہ مصر

marfat.com

جلد ثانی

Marfat.com

ثلاثہ ہیں۔ اس وقت بھی کوئی عبادت نہیں کرنا چاہیے حتیٰ کہ قضاء نماز بھی نہیں پڑھنا چاہیے اسے دلیل یہ ہے:

حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں تین وقتوں میں فرض نماز پڑھنے اور نماز جنازہ پڑھنے سے منع کر دیا، طلوع آفتاب کے وقت حتیٰ کہ سورج بلند ہو جائے اور جب سورج استواء (سر کے اوپر) پہنچے حتیٰ کہ اس سے زائل ہو جائے اور جب سورج ڈوبنے لگتا ہے حتیٰ کہ غروب ہو جائے۔

عن عقبہ بن عامر قال، ثلاث ساعات كان رسول الله صلى الله عليه وسلم ينهانا ان نصلی فیہن او نقبر فیہا موتا فاحین طلوع الشمس باذنة حتى ترتفع وحين يقوم قائم الظہيرة حتى تميل وحين تنضیف الشمس للغروب حتی تغرب۔

امام مالک، امام شافعی اور امام احمد بن حنبل کہتے ہیں کہ ان اوقات ثلاثہ میں صرف فرض ادا کرنا منع ہے فرائض اور قضاء نمازیں پڑھنا جائز ہیں۔ اس کے برخلاف امام ابو حنیفہ فرماتے ہیں کہ اس حدیث میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مطلقاً نماز پڑھنے سے منع فرما دیا ہے خواہ وہ فرض نماز ہو یا نفل، قضاء ہو یا ادا، مکہ میں ہو یا مدینہ میں۔ ان اوقات میں قضا نماز پڑھنے پر ثلاثہ کی دلیل یہ ہے:

حضرت ابو قتادہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نیند میں کوئی قصور نہیں ہے، قصور بیداری میں ہے، تم میں سے جو شخص نماز پڑھنا بھول جائے یا سو جائے تو جب نماز یاد آئے اس کو پڑھ لے۔

عن ابی قتادة قال قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم لیس فی النوم تقصیر انما التقصیر فی البقطة فاذا انشی احدکم صلوٰۃ او نام عنها فلیصلها اذا ذکرھا۔

اس حدیث کے پیش نظر ثلاثہ ثلاثہ یہ کہتے ہیں کہ اگر کسی شخص کو قضا نماز ان اوقات ثلاثہ میں یاد آئے تو اس حدیث کے مطابق پڑھ لینا چاہیے۔ علامہ شمس الدین سرخسی اس کے جواب میں فرماتے ہیں اگر ایسا ہوتا تو ریلۃ التمریس میں جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بیدار ہوئے اور آپ کو یاد آیا کہ فجر کی نماز قضاء ہو گئی ہے تو آپ اسی وقت ادا کر لیتے لیکن آپ نے ایسا نہیں کیا، بلکہ صحابہ کرام کو دہاں سے روانہ ہونے کا حکم دیا کہ وہ جگہ شیطان کا ٹھکانا ہے آپ کے اس عمل سے ایک بات تو یہ معلوم ہوئی کہ جس وقت قضا نماز یاد آئے اسی وقت نماز پڑھنا ضروری نہیں ہے۔ دوسری بات یہ معلوم ہوئی کہ جس جگہ آثار شیطان ہوں وہاں نماز پڑھنا جائز نہ ہوگا۔ اس حدیث کی روشنی میں یہ معلوم ہوا کہ جس جگہ یا جس وقت میں آثار شیطان ہوں وہاں عبادت کرنا منع ہے کہ اس جگہ کی

۱۔ علامہ شمس الدین سرخسی متوفی ۸۴۳ھ۔ المبسوط ج ۱ ص ۱۵۱ مطبوعہ دار المعرفۃ بیروت الطبعة الثالثة ۱۳۹۸ھ۔

۲۔ امام ابو عبد الرحمن احمد بن شعیب نسائی متوفی ۳۰۳ھ۔ سنن نسائی ج ۱ ص ۵۹ مطبوعہ دار محمد کافانہ تجارت کتب، کراچی۔

۳۔ علامہ عبد اللہ بن احمد بن قدامہ متوفی ۶۲۰ھ۔ منی ابن قدامہ ج ۱ ص ۲۴۲ مطبوعہ دار الفکر بیروت مطبوعہ الطبعة الاولى ۱۴۰۵ھ۔

۴۔ امام ابو عیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی متوفی ۲۷۹ھ۔ جامع ترمذی ص ۵۲ مطبوعہ دار محمد کافانہ تجارت کتب، کراچی۔

۵۔ علامہ شمس الدین سرخسی متوفی ۸۴۳ھ۔ المبسوط ج ۱ ص ۱۵۱ مطبوعہ دار المعرفۃ بیروت، الطبعة الثالثة ۱۳۹۸ھ۔

عبادت میں اللہ تعالیٰ کی خوشنودی شامل نہیں ہوتی تو جو لوگ فسق و فجور اور اللہ تعالیٰ کے احکام سے بنادوت کرتے ہوں ان کے درمیان رہنا کس طرح اللہ تعالیٰ کی رضامندی کا موجب ہوگا اور اس بات کو یوں بھی کہا جاسکتا ہے کہ جس جگہ اللہ تعالیٰ کی رحمت کے آثار ہوں جیسے مساجد، کعبہ، مسجد نبوی، مقررین الہیہ کے مزارات کے نزدیک مساجد وغیرہ، وہاں عبادت کرنا اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کا سبب ہوگا اللہ تعالیٰ نے یونہی تو نہیں فرمادیا تھا: **حَاتَّخَذُوا مِنْ مَقَامِ اِبْرَاهِمَ مَصْلٰی (بقرہ: ۱۲۵)** ”جس جگہ کو پائے ابراہیم کے ساتھ نسبت ہے اسے اپنی ناز کی جگہ بنا لو!“ کیونکہ جہاں اللہ تعالیٰ کے مقرب بندے ہوتے ہیں وہاں دن رات اس کی رحمت، برستی ہے جب تم اس جگہ عبادت کرو گے قریب پر بھی اس رحمت کے کچھ چھینے پڑ جائیں گے، اسی طرح مدفن اور قبر ہر جگہ بنائی جاسکتی ہے لیکن انیک لوگوں کے قرب میں دفن ہونے کے کچھ اور شرارت ہوتے ہیں، جس نیک شخص پر قبر میں اللہ تعالیٰ کی رحمتیں سایہ انگن ہوں اس کے قریب کوئی شخص مدفون ہو اور اس کو ان رحمتوں سے حصہ نہ ملے یہ اس کی شان کریمی کے خلاف ہے ہر چند کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام بذاتِ خود اس پایہ کے تھے کہ جس جگہ دفن ہو جاتے وہیں رحمتوں کی برسات ہو جاتی لیکن اس کے باوجود حضرت موسیٰ علیہ السلام نے حضرت عزرائیل سے کہا جب میں کثیب احمر کے پاس پہنچ جاؤں تب میری روح قبض کرنا لے کیونکہ وہاں دیگر انبیاء علیہم السلام کی قبریں ہیں اور نیکوں کے ساتھ دفن ہونے سے نیکوں کی برکات مل جاتی ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے ایسے ہی تو ہمیں اس دعا کی تلقین نہیں کی **وَتَوَفَّنَا مَعَ الْاَبْرَارِ (آل عمران: ۱۹۳)** ”نیکوں کے ساتھ ہم پر وفات طاری کرنا۔“

احادیث میں تطبیق | حضرت ابوہریرہ کی روایت میں قضاء فجر کے لیے صرف اقامت پڑھنے کا ذکر ہے اور حضرت ابو قتادہ کی روایت میں قضاء فجر کے لیے اذان کا بھی ثبوت ہے۔ اصل یہی ہے کہ قضاء نماز کے لیے بھی اذان مسنون ہے۔ حضرت ابوہریرہ کی روایت میں جو اذان کا ذکر نہیں ہے اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ اذان نہیں دی گئی تھی۔ ہو سکتا ہے کہ راوی اذان کا ذکر بھول گیا ہو یا اسے اذان کا علم نہ ہو۔ دوسرا جواب یہ ہے کہ یہ الگ الگ واقعات ہیں ہو سکتا ہے حضرت ابوہریرہ جس واقعہ کی روایت کر رہے ہیں اس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان جواز کے لیے اذان نہ دوائی ہو یا یہ بتلانے کے لیے کہ اذان سفر میں حضریٰ طرح مسنون نہیں ہے۔ یا اس لیے کہ کسی شخص کو سفر میں اذان کے وجوب کا وہم نہ ہو۔

قضا نمازوں کی اذان میں مذاہب | امام ابو حنیفہ متوفی ۱۵۰ھ اور امام احمد بن حنبل متوفی ۲۴۱ھ قضا نمازوں کے لیے اذان کے قائل ہیں، ۱۵۰ھ اور امام مالک متوفی ۱۷۹ھ اور امام شافعی متوفی ۲۰۴ھ قول جدید میں قضا نمازوں کے لیے اذان کے قائل نہیں ہیں ۱۵۰ھ امام ابو حنیفہ کی دلیل حضرت ابو قتادہ کی روایت ہے۔

- ۱۔ امام ابو عبد اللہ محمد بن اسماعیل بخاری متوفی ۲۵۶ھ - صحیح بخاری ج ۱ ص ۸۴، مطبوعہ نور محمد راجح المطابع کراچی، الطبعة الثانیہ ۱۳۸۱ھ
- ۲۔ علامہ شمس الدین سمرخی حنفی متوفی ۷۸۳ھ، المبسوط ج ۱ ص ۱۳۶، مطبوعہ دار المعرفۃ بیروت، الطبعة الثالثة، ۱۳۹۸ھ۔
- ۳۔ علامہ عبد الشرح احمد بن قدامہ متوفی ۵۶۰ھ - منی ابن قدامہ ج ۱ ص ۳۵۶، مطبوعہ دار الفکر بیروت، الطبعة الاولى ۱۴۰۵ھ۔
- ۴۔ علامہ ابو عبد اللہ دشتستانی مالکی متوفی ۸۲۸ھ - اکال اکال المعلم ج ۲ ص ۳۳۹، مطبوعہ دار لکنتب العلمیہ، بیروت۔
- ۵۔ علامہ یحییٰ بن شرف نوادی متوفی ۷۴۸ھ - المعنی ج ۱ ص ۱۳۶، مطبوعہ دار احیاء التراث العربی، بیروت۔

اس رات کے عبادت گزاروں کو سلام کرنے کیلئے آسمانوں سے جبرائیل آتے ہیں، یہ سلامی برکتیں، یہ سلامی غلٹیں آپ کی اتباع اور آپ کی اقتداء سے ملی ہیں، احکام شرعیہ کا کوئی حکم ہو اس کی غلٹیں آپ کی اتباع سے وابستہ ہیں۔ اور ان دین کے ہر رکن کی مطابقت آپ کی اقتداء سے پیوستہ ہے، نمونہ دیا ہی اس لیے جاتا ہے کہ بنانے والا اس نمونہ کی مطابق چیز بنائیگا تو وہ چیز مقبول ہوگی ورنہ نہیں اور رحمت الہی نہیں چاہتی تھی کہ مسلمان کا کوئی عمل مقبول ہو تب یہ رہ جائے ایسے انسانی زندگی میں پیش آنے والے عمل اور احکام شرعیہ سے متعلق ہر حکم کے لیے آپ کی زندگی میں نمونہ رکھ دیا۔ آپ کی نیند سے صبح کی نماز کیا قضاء ہوئی مسلمانوں پر رحمت کے دروازے کھل گئے! پھر یہ کتنا ستم ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے جس عمل سے ہم اسے یہ اس قدر اجر و ثواب، رحمتیں، غلٹیں اور برکتیں ملی ہوں، قبولیت اعمال کی سند اور ضمانت حاصل ہوئی ہو اس عمل کو بہن طعن اور نفخہ تنقید نہ لایا جائے۔ تیسرا جواب یہ ہے کہ بسا اوقات کسی چیز کا ظاہر کے اعتبار سے ایک حکم ہوتا ہے اور حقیقت کے اعتبار سے ایک اور حکم ہوتا ہے۔ دیکھئے اللہ تعالیٰ حضرت آدم علیہ السلام کے بارے میں ایک جگہ فرماتا ہے: عَصَىٰ آدَمَ رَبَّهُ فَغَوَىٰ (طہ: ۱۲۱) ”آدم نے اپنے رب کی معصیت اور غواہیت کی“ دوسری جگہ فرماتا ہے: فَتَنَىٰ وَلَهُ نُجُودٌ لَّهِ عِزًّا (طہ: ۱۱۵) ”آدم بھول گئے اور ہم نے (معصیت کے لیے) ان کا کوئی ارادہ نہ پایا“ حضرت آدم علیہ السلام کے دانہ گندم کھانے کو اللہ تعالیٰ ایک جگہ عصیان (نافرمانی) اور دوسری جگہ نسیان (بھول) فرماتا ہے اور بھول کر جو کام کیا جائے وہ گناہ معصیت اور عصیان نہیں ہوتا۔ یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام کا یہ کام گناہ بھی ہو اور گناہ نہ بھی ہو۔ اس کا جواب یہ ہے کہ ظاہر کے اعتبار سے یہ کام گناہ اور نافرمانی تھا۔ کیونکہ آپ نے بہر حال دانہ گندم کھایا تھا اس لیے عَصَىٰ آدَمَ رَبَّهُ فَغَوَىٰ فرمایا اور حقیقتاً گناہ نہیں تھا کیونکہ آپ نے معصیت کے قصد اور ارادہ نہیں، بھول کر دانہ گندم کھایا تھا اس لیے فرمایا: فَتَنَىٰ وَلَهُ نُجُودٌ لَّهِ عِزًّا

غلام یہ کہ یہ فعل ظاہر کے اعتبار سے گناہ ہے حقیقت کے اعتبار سے گناہ نہیں ہے اسی طرح لیلۃ النقریس کے موقع پر آپ نے دن چڑھنے کے بعد جو نماز پڑھی وہ ظاہر کے اعتبار سے قضا ہے اور حقیقت کے اعتبار سے ادب ہے کیونکہ قرآن کریم میں ہے: اَنْ تَجْعَلُ مَا يُؤْتِيكَ اِلٰہی (زمر: ۱۵) ”آپ کہہ دیجئے“ کہ میں وحی الہی کے سوا کسی چیز کی پیروی نہیں کرتا“ یعنی آپ کا ہر کام اتباع وحی سے ہوتا ہے اس کا مطلب یہ ہے کہ آپ کے لیے اس دن نماز فجر پڑھنے کا وہی وقت مقرر تھا جس وقت میں آپ نے وہ نماز پڑھی اس لیے یہ بظاہر قضا تھی اور حقیقتاً ادا تھی۔ ہذا ما ذہب الیہ فظری وللتاکس فیما یعشقون مذاہب“

مقام مصطفیٰ بعض مامرین نے لکھا ہے کہ اگر یہ سوال ہو کہ مرد کائنات کا دل بیدار رہتا ہے اگرچہ آنکھیں سو جائیں تو اس سے واہی میں آپ سے صبح کی نماز کیسے فوت گئی تو اس کا جواب یہ ہے کہ ”لیلۃ التعریس“ میں آپ کی نماز کا فوت ہونا نیند کی حالت میں آپ کو نسیان ہونے کا باعث تھا جیسے بیداری کی حالت میں نسیان کی وجہ سے نماز فوت ہو جاتی ہے۔ یہ جواب سراسر غیر مقول ہے۔ علمی اصطلاح میں نسیان کا استعمال کبھی نیند کے لیے نہیں ہوتا، نسیان ذہن کی توجہ اور استحضار کے مقابلہ میں بولا جاتا ہے۔ بعض علما نے کہا کہ صورت علیہ ماقظہ سے نکل جائے تو نسیان ہے اور حافظہ میں ہوا و ذہن اس کی طرف متوجہ نہ ہو تو سہو ہے۔ اور یہ کیفیت اس وقت پیدا ہوگی جب انسان جاگ رہا ہو نیند کی

حالت میں ذہن کی ترجم یا عدم ترجمہ کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا اور قلب کے بیدار ہونے کا مطلب یہ ہے کہ وہ تجلیات الہیہ کی جلوہ گاہ بن رہا ہے یا نیند کی حالت میں جو خواب دکھائے جاتے ہیں وہ محفوظ رہتے ہیں کیونکہ انبیاء علیہم السلام کے خواب بھی وحی ہوتے ہیں۔ البتہ اس جواب کی تصحیح اس طرح کی جاسکتی ہے کہ حالت نیند میں بھی آپ کا دل یاد الہی میں مشغول رہتا ہے اور جب آپ کا دل بالکل اللہ تعالیٰ کی طرف متوجہ ہوتا ہے تو کائنات سے توجہ ہٹ جاتی ہے پھر ایسے میں طلوع فجر کی طرف توجہ کیسے ہوتی اور نماز اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں حضور کا نام ہے اسلئے کہا جاسکتا ہو کہ آپ اسوقت بھی نماز ہی میں تھے لطف کی بات یہ ہے کہ ہم جب ادا نماز پڑھتے ہیں تو عام طور پر بجا رول دنیا میں مشغول ہوتا ہے اور اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں حاضر نہیں ہوتا اور سرکاری جس حال میں نماز بظاہر قضا تھی آپ کا دل اس وقت بھی حضرت احدیت میں موجود اور مستغرق تھا جن کی قضا کی یہ کیفیت ہے ان کی ادا کا کیا عالم ہوگا!

سنتوں کی قضا میں مذاہب ائمہ | امام محمد بن اور لیس شافعی رحمۃ اللہ علیہ متوفی ۲۴۱ھ کے نزدیک اس حدیث کے پیش نظر صحیح اور دیگر مذاہب کی سنتوں کی قضا پڑھنا مستحب ہے نہ امام مالک بن انس اصبحی متوفی ۱۷۹ھ کا بھی یہی مسلک ہے ۲۵۰ھ امام احمد بن حنبل متوفی ۲۴۱ھ کے نزدیک صبح کی سنتوں کی قضا پڑھنا مستحب ہے اور باقی فرائض کی سنن مؤکدات کی قضا پڑھنا مباح ہے ۲۵۱ھ امام ابو حنیفہ نعمان بن ثابت متوفی ۲۵۰ھ اور امام ابو یوسف یعقوب بن ابراہیم متوفی ۱۸۳ھ کا مسلک ہے کہ کسی سنت کی قضا نہ پڑھے البتہ احناف میں سے امام محمد بن حسن شیبانی متوفی ۱۸۹ھ فرماتے ہیں کہ صرف صبح کی سنتوں کی قضا زوال سے پہلے پڑھ سکتا ہے وہ اس مسئلہ کو باب مذکور کی حدیث لیلۃ التقریس سے مستنبط کرتے ہیں۔ ۲۵۲ھ

سنن مؤکدات کی قضا پر لیلۃ التقریس کے علاوہ ائمہ ثلاثہ کی دلیل یہ حدیث بھی ہے۔

عن عقبۃ بن حکم عن العمی البصری ناعداً وبن عاصم
ناہما عن قتادة عن المنصور بن النضر عن بشیر بن نہیک عن
ابی ہریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من لم یصل رکعتی
الفجر فلیصلها بعد ما تطلع الشمس

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس شخص نے صبح کی دو سنتیں
نہیں پڑھیں وہ سورج طلوع ہونے کے بعد ان کو پڑھے۔

ائمہ ثلاثہ کے دلائل کا جواب | ائمہ ثلاثہ کے دلائل کی بنیاد دو حدیثوں پر ہے ایک لیلۃ التقریس کی حدیث اور دوسری ترمذی شریف کی مذکورۃ الصدر حدیث۔ لیلۃ التقریس والی حدیث کا جواب یہ ہے کہ اولاً "تو اس میں سنت کی قضا فرض کے ساتھ ہے بحث ان سنتوں کی قضا میں ہے جس میں صرف سنتیں فوت ہوئی ہوں ان کی قضا مشروع نہیں ہے کیونکہ سنن فرائض کے تابع ہیں ان کے ساتھ پڑھی جاتی ہیں، اگر صرف سنتوں

۱۔ علامہ یحییٰ بن شرف نوادی شافعی متوفی ۷۶۶ھ - شرح مسلم ج ۱ ص ۲۳۹ مطبوعہ نور محمد کراچی الطبعة الثانیہ ۱۳۷۵ھ۔

۲۔ علامہ ابو عبد اللہ محمد بن خلفہ دشتانی مالکی متوفی ۸۲۸ھ - اکمال الکمال المسلم ج ۲ ص ۳۳۹ مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت۔

۳۔ علامہ عبد اللہ بن احمد بن قدامہ متوفی ۶۲۰ھ - منہی ابن قدامہ ج ۱ ص ۲۵۵ مطبوعہ دار الفکر بیروت الطبعة الاولی ۱۴۰۵ھ۔

۴۔ علامہ شمس الدین سرخسی حنفی متوفی ۴۸۳ھ - المبسوط ج ۱ ص ۱۶۱ مطبوعہ دار المعرفۃ بیروت الطبعة الثانیہ ۱۳۹۸ھ۔

۵۔ امام ابو یوسف محمد بن عیسیٰ ترمذی متوفی ۲۵۹ھ - جامع ترمذی ج ۱ ص ۲۸۸ مطبوعہ دار الخزانہ تجارت کتب کراچی۔

کی قضا کی جائے تو وہ تابع نہیں رہیں گی بلکہ اصل کے قائم مقام ہو جائیں گی۔ ثانیاً: سنن، زوائد کے حکم میں ہیں اگر ان کی قضا مشروع ہو تو وہ حکماً فرض یا واجب ہو جائیں گی کیونکہ قضا اس چیز کی مشروع ہوتی ہے جس کا کرنا لازم ہو، اور حدیث ترمذی کا اذکار جواب یہ ہے کہ اس سے سنتوں کی قضا کا جواز ثابت ہوتا ہے اور احادیث کی حدیث (جس کو ہم ان شاء اللہ ابھی پیش کریں گے) سے عدم جواز ثابت ہوتا ہے اور یہ اصول ہے کہ جب جواز اور عدم جواز میں تضاد یعنی ہوتو ترجیح عدم جواز کو ہوتی ہے۔ لہذا یہ روایت مرجوح ہے۔ ثانیاً: یہ روایت منکر ہے اس لیے لائق استدلال نہیں ہے۔ خود امام ترمذی اس حدیث کی سند کے ایک راوی عمرو بن عامر کے بارے میں فرماتے ہیں:

ولا نعلم احدا روى هذا الحديث عن همام بهذا

الاسناد نحو هذا الا عمرو بن عاصم الكلابي والمعروف من

حدیث قتادة عن النضر بن انس عن بشير بن نهيك

عن ابيه هريرة عن النبي صلى الله عليه وسلم قال من ادرك

ركعة من صلاة الصبح قبل ان تطلع الشمس فقد

ادرك الصبح

عمرو بن عامر کے علاوہ ہمیں کسی راوی کا علم نہیں جس نے ہمام سے اس سند کے ساتھ یہ حدیث روایت کی ہو۔ اس سند کے ساتھ جو معروف روایت ہے وہ یہ ہے کہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں جس شخص نے طلوع شمس سے پہلے فجر کی ایک رکعت کو پالیا اس نے فجر کی فرضیت کو پایا۔

اہل علم پر غصی نہیں ہے کہ معروف، منکر کے مقابلہ میں حدیث کی اصطلاح ہے۔ امام ترمذی نے جب اس حدیث کے مقابلہ میں حضرت ابوہریرہ کی مذکورہ روایت کو معروف قرار دیا تو یہ روایت منکر قرار پائی کیونکہ ہمام کے شاگردوں میں سے عمرو بن عامر کے سوا سند مذکور کے ساتھ کسی نے اس حدیث کو روایت نہیں کیا لہذا یہ روایت منکر ہونے کے علاوہ مسئلہ بھی ہے۔ علامہ خطیب بغدادی عمرو بن عامر کے بارے میں لکھتے ہیں:

حدثنا ابو عبيد محمد بن علي الاجري قال سالت

ابا داود عن عمرو بن عاصم الكلابي فقال لا انشط

لحديث قال بن دار لولا فوقي من آل عمرو بن

عاصم لتروك حديثه

ابو عبید کہتے ہیں میں نے ابو داؤد سے عمرو بن عامر کلابی کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے کہا میں اس سے حدیث روایت کرنے پر خوش نہیں ہوں، بن دار نے کہا اگر میرا آل عمرو بن عامر سے امتیاز نہ ہوتا تو میں اس سے روایت کو ترک کر دیتا۔

علامہ ابن حجر فرماتے ہیں:

ابو عبید کہتے ہیں کہ میں نے ابو داؤد سے عمرو بن عامر اور حوضی کی ہمام سے روایت کے بارے میں سوال کیا انہوں نے حوضی کی روایت کو ترجیح دی۔

قال الاجري سالت ابا داود عنه وعن

الحوضي في همام ففكر الحوضي

۱۔ امام ابو عبید محمد بن عبید ترمذی متوفی ۲۶۹ھ جامع ترمذی ص ۸۸ مطبوعہ نور محمد کارخانہ تجارت کتب کراچی۔

۲۔ حافظ ابو بکر علی بن احمد خطیب بغدادی متوفی ۴۶۳ھ - تاریخ بغداد ج ۱۲ ص ۲۰۳ مطبوعہ مکتبہ سلفیہ مدینہ منورہ ۱۳۳۶ھ

۳۔ حافظ ابن حجر عسقلانی متوفی ۸۵۲ھ - تنزیہ التذہب ج ۵ ص ۵۸ مطبوعہ دائرة المعارف حیدرآباد دکن الطبعة الاولى

marfat.com

جلد ثانی

احناف کی دلیل

عن امر سلمة قالت صليت رسول الله
صلى الله عليه وسلم العصر ثم دخل
بيتي فصلى ركعتين فقلت يا رسول
الله صليت صلاة لم تكن تصليها
فقال قدم على مال فتشغلتني عن
الركعتين كنت اركعهما بعد الظهر
فصليتهما الآن فقلت يا رسول الله
انقضيتهما اذا فاتتا قال لا

حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم عصر کی نماز پڑھنے کے بعد میرے گھر تشریف
لائے اور دو رکعت نماز پڑھی۔ میں نے عرض کیا، یا رسول اللہ! آپ
نے اس وقت وہ نماز پڑھی ہے جو آپ پہلے نہیں
پڑھتے تھے، آپ نے فرمایا میرے پاس مال آیا تھا جس
میں مشغولیت کی وجہ سے نبی ظہر کے بعد کی دو سنتیں نہیں
پڑھ سکا ان کو میں نے اب پڑھا ہے۔ میں نے عرض
کیا یا رسول اللہ! اگر ہم سے یہ سنتیں فوت ہو جائیں تو کیا ہم
بھی ان کو قضا کر لیا کریں آپ نے فرمایا، نہیں۔

اس حدیث سے معلوم ہو گیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سنتوں کی قضا امت پر مشروع نہیں کی اور آپ نے
جو ظہر کی سنتوں کی قضا فرمائی یہ آپ کی خصوصیت تھی اور یہی اخلاف کثر ہم اللہ کا مسلک ہے۔
علم رسالت امام غزالی علم نبوت پر گفتگو کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

جس طرح عقل انسان کے لیے ایک قسم کی قوت ہے
جس میں ایک ایسی آنکھ ہے جو ان معقولات کو دیکھ لیتی ہے
جنہیں حواس نہیں دیکھ سکتے اسی طرح نبوت میں ایک ایسا
قوت ہوتا ہے جس سے نبی پر غیب ظاہر ہو جاتا ہے اور وہ
امور منکشف ہو جاتے ہیں جنکا عقل اور اک نہیں کر سکتی۔

فلما ان العقل طود من الاطوار الا دمی يحصل
فيه عين ليضربها انواعا من المعقولات والحواس
معزولة عنها فالنبوة ايضا عبادة عن طور يحصل
فيه عين لها نور يظهر في نورها الخيب وامور
لا يدركه العقل

چونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ایسی قوت اور صفت حاصل تھی جس سے آپ غیب کو جان لیتے تھے اسی وجہ سے
آپ نے اس حدیث میں بہت سے امور غیبیہ بیان فرمائے، علامہ فروبی لکھتے ہیں کہ آپ نے حضرت ابو قتادہ کو پہلے بتا دیا
تھا کہ اس برتن میں (عجیب) خمر ظاہر ہوگی چنانچہ اس برتن کا مقرر اس پانی کثیر صحابہ کو کافی ہو گیا، دوسرا یہ کہ جب صحابہ نے
کہا کہ یہ مقرر اس پانی ہمیں کیسے کافی ہو گیا تو آپ نے فرمایا تم سب اس پانی سے سیراب ہو جاؤ گے اور ایسا ہی ہوا تیسرا یہ
کہ آپ نے حضرت ابو قتادہ کو پہلے بتا دیا تھا کہ ابو بکر اور عمر کیا کہہ رہے ہیں اور عام لوگ کیا کہہ رہے ہیں چوتھا یہ کہ کسی کو تپانہ تھا کہ آگے پانی
ملے گا یا نہیں نہ وہاں پانی کے کوئی آثار تھے لیکن آپ نے علم نبوت سے پہلے بتا دیا کہ دوپہر اور رات کے بعد تم کو پانی مل جائے گا۔

۱۔ امام احمد بن حنبل متوفی ۲۴۱ھ۔ مسند احمد بن حنبل ج ۶ ص ۳۱۵، المکتب الاسلامی بیروت الطبعة الثانیہ ۱۳۹۸ھ۔

۲۔ امام ابو حامد محمد بن محمد غزالی متوفی ۵۰۵ھ المتقدم من الصلوات ص ۵۵، مطبوعہ هیئۃ الاوقاف للبحر الطبعة الاولیٰ ۱۴۰۵ھ۔

۳۔ علامہ یحییٰ بن شرف نووی متوفی ۶۷۶ھ، شرح مسلم ج ۱ ص ۴۰، مکتبۃ دار الفکر بیروت الطبعة الثانیہ ۱۳۷۵ھ۔

بعض لوگ علم رسالت پر اعتراض کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو علم غیب حاصل ہوتا تو اس سے پہلے جان لیتے کہ اگر میں سو گیا تو نماز فجر قضا ہو جائیگی۔ حضرت بلال کو بھی عینہ آجائیگی اور تمام صحابہ کی نماز قضا ہو جائیگی اس کا جواب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے دور تھا نہ آپ کا رابطہ اللہ تعالیٰ سے منقطع تھا پھر کیوں اللہ تعالیٰ نے آپ کو اس بات سے مطلع نہیں کیا؟ اور آپ کو سونے سے منع کیوں نہ کر دیا، حدیث شریف میں ہے کہ:

عن ابی سعید الخدری قال بینما رسول اللہ

صلی اللہ علیہ وسلم یصلی باصحابہ اذ خلع

نعلیه فوضعہما عن یمارہ فلما دای القوم

ذلک القوا نعالہم فلما قضی رسول اللہ صلی اللہ

علیہ وسلم صلاۃ قال ما حملکم علی القائلکم

نعالکم قالوا ارایناک العتیت نعیدک فالعتینا

نعالنا فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

ان جبرئیل علیہ السلام اتانی فاخبرنی ان

فیہا فتذمنا واذی فلیسمہ ولیصل

فیہا

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کو نماز پڑھاتے ہوئے اچانک اپنی ٹپیں اتار دیں اور ان کو بائیں جانب رکھ دیا۔ صحابہ نے یہ دیکھا تو انہوں نے بھی اپنی جوتیاں اتار دیں نماز کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا تم نے جوتیاں کیوں اتار دی تھیں؟ انہوں نے عرض کیا ہم نے آپ کو ٹپیں اتارتے دیکھا تو ہم نے بھی اپنی جوتیاں اتار دیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجھے ابھی جبرائیل نے آکر خبر دی کہ ان میں (معمولی) نجاست لگی ہوئی ہے اس کو رگڑ کر (صاف کر کے) ان کے ساتھ نماز پڑھو۔

غور کیجئے جب آپ کی نفل مبارک میں معمولی سی نجاست تھی جس سے نماز فاسد نہیں ہوتی (دور نماز دہراتے) تو اس کی خاطر اللہ تعالیٰ نے عین حالت نماز میں جبرائیل کو بھیج کر آپ کو مطلع کیا جب انہی معمولی سی بات کے لیے اللہ تعالیٰ جبرائیل کو بھیج دیتا ہے تو اتنی اہم بات کے لیے جبرائیل کو کیوں نہیں بھیجا جس کے نتیجہ میں تمام صحابہ سمیت آپ کی نماز قضا ہو گئی۔ دوسرا جواب یہ ہے کہ بسا اوقات ایک چیز کا علم ہوتا ہے اور اس سے توجہ ہٹ جاتی ہے شیخ فیصل احمد کہتے ہیں: ہاں کسی جزوی حادثہ حقیر کا حضرت کو اس لیے معلوم نہ ہونا کہ آپ نے اس کی جانب توجہ نہ فرمائی۔ آپ کے علم ہونے میں کسی قسم کا کوئی نقصان پیدا نہیں کر سکتا ہے۔

اس سے معلوم ہوا کہ علماء دیوبند کے ہاں بھی یہ امر مسلم ہے کہ بسا اوقات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کسی چیز کا علم ہوتا ہے لیکن آپ کی توجہ اس چیز سے ہٹ جاتی ہے یا اللہ اپنی بعض مکتوں کو پورا کرنے کے لیے آپ کی توجہ اس چیز سے ہٹا دیتا ہے اور آپ سے نماز فجر کے قضا ہونے میں جو عکبتیں تھیں ان میں سے بسن کا بیان آچکا ہے اور بسن کا ذکر حضرت ابی اُسے گا۔ علم رسالت کی مکمل تحقیق ہم نے اپنی کتاب 'مقام ولایت و نبوت' میں کر دی ہے۔

دلائل الوہیت و نبوت | لیلۃ التقریس کے واقعہ میں اللہ تعالیٰ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے دست اقدس پر متعدد معجزات ظاہر فرمائے جن سے آپ کی نبوت کی تصدیق ہوتی ہے ازاں جملہ یہ

۱۔ امام ابو داؤد سلیمان بن اشعث متوفی ۲۰۵ھ۔ سنن ابو داؤد ج ۱ ص ۹۵ مطبوعہ مطبع مجتبیٰ پاکستان لاہور الطبعة الثانیہ ۱۴۵ھ

۲۔ شیخ فیصل احمد انیسٹروی سپرنٹنڈنٹ متوفی ۱۳۴۲ھ۔ المطبوعہ المطبوعہ ۲۵ مطبوعہ کتب خانہ دیوبند۔

marfat.com

جلد ثانی

Marfat.com

ہیں کہ سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے مشکیزہ کا منہ کھلی کر اس میں کھلی کیا کی۔ مشکیزہ کو سیل رواں بنا دیا چالیس صحابہ نے اس سے وضو کیا، پانی پیا، پانی کے تمام برتن بھر لیے جنہی آدمی نے غسل کر لیا اور مشکیزہ اسی طرح بھرا رہا۔ دوسری دلیل یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جس برتن سے پانی لے کر وضو کیا تھا دن چڑھے تمام صحابہ کو پیاس لگی تو آپ نے وہی برتن منگوایا اور اس چھوٹے سے برتن میں آپ کا ہاتھ کیا لگا چالیس صحابہ اس سے پانی پی کر سیر ہو گئے!

یہاں ایک بات قابلِ غور ہے کہ آپ کی کھلی پانی کے مشکیزہ میں پڑی تو اللہ تعالیٰ نے اس پانی میں زیادتی کر دی اسی طرح وضو کے جس برتن میں غورٹا سا پانی تھا آپ نے اس کو ہاتھ لگایا تو اللہ تعالیٰ نے اس میں زیادتی پیدا کر دی تو مشکیزہ اور کم پانی دے برتن کی کیا ضرورت تھی آپ پر نہی خالی برتن کو اندھینے اور اس سے پانی بھرنا شروع ہو جاتا یا مشکیزہ میں کھلی کرتے یا غلاب دہن ڈالتے اور اس سے پانی نکالنا شروع ہو جاتا۔ جواب یہ ہے کہ ایسا بھی ہو سکتا تھا لیکن اللہ تعالیٰ عاوضہ ایسا نہیں کرتا تا کہ عدم سے وجود میں لانے کا فعل ظاہری طور پر بھی اللہ تعالیٰ کے ساتھ خاص رہے یوں تو ہر فعل کا اللہ تعالیٰ خالق ہے خواہ وہ ہمارے افعال ہوں یا انبیاء علیہم السلام کے معجزات لیکن بظاہر ان افعال کا تعلق ہمارے اور انبیاء کرام کے ساتھ ہوتا ہے، اللہ تعالیٰ چاہتا ہے کہ عدم سے وجود میں لانے کی صفت جسے حق اور ایجاد کہتے ہیں اس کا تعلق کسی طور سے بندوں کیساتھ نہ ہو اور اس صفت میں کسی اعتبار سے بھی اللہ تعالیٰ کا شریک نہ ہو سکے۔ واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔ مسکوتہ قدرت پر ہم نے مقامِ ولایتِ نبوت میں مفصل بحث کی۔

بعض شارحین کا تسامح ایک سوال یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کا فر عورت کے ساتھ اتنی رعایت کیوں فرمائی کہ اس کا مشکیزہ اور سواری بھی واپس کی اور اس کو تمام صحابہ سے کھانے کی چیزیں بھی دلائیں۔ علامہ کرمانی نے اس کا یہ جواب دیا ہے کہ آپ کو اس کے اسلام کی توقع تھی اور یہ بات بھی جواب میں کہی جاسکتی ہے کہ اگر کافر کسی کے ساتھ حسن سلوک کرے تو مسلمان جواباً حسن سلوک کرنے کا زیادہ حقدار ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسی بات پر تنبیہ کرنے کے لیے اس کا فر عورت کے ساتھ حسن سلوک کیا۔ دوسرا اعتراض یہ ہے کہ آپ نے اس کی اجازت کے بغیر اس کے مال میں تصرف کیوں کیا؟ اس کا جواب یہ ہے کہ کافر عربی کی جان اور مال مباح ہے نیز ضرورت اور اضطرار کی وجہ سے ممنوع چیزیں بھی مباح ہو جاتی ہیں۔ علامہ عینی نے لکھا ہے کہ کافر پر محض غلبہ حاصل کرنے سے ان کی عورتیں اور بچے غلام اور مباح ہو جاتے ہیں۔ لہذا جب حضرت عمران بن حصین اور ان کے ساتھیوں نے اس عورت پر غلبہ پالیا تو وہ نے لونڈی بن گئی تھی۔ لیکن یہ صحیح نہیں ہے کیونکہ محض کسی کافر کو پکڑ لینے سے وہ غلام نہیں بن جاتا اور نہ کسی کافر عورت کو پکڑنے سے وہ لونڈی بنتی ہے۔ یہ اس وقت ہوتا ہے جب کفار سے جنگ ہو اور میدانِ جنگ میں کافر مرد یا کافر عورت قید ہوں تو وہ غلام اور لونڈی بن جاتے ہیں اور یہاں ایسا نہیں تھا۔ اس مسئلہ کی مکمل اور مفصل تحقیق ان شاء اللہ ہم اس کے مقام پر کریں گے۔

کثیر نمازوں کی قضا کا طریقہ جس شخص نے بلوغت کے کافی عرصہ بعد نماز پڑھنا شروع کی ہو یا کبھی نماز پڑھنا ہو اور کبھی چھوڑ دیتا ہو اور اس کے کئی سالوں کی نمازیں ہوں اس پر لازم ہے کہ بقائے حیات سے متعلق ضروری کاموں کے علاوہ سب کام چھوڑ کر نمازوں کی قضا کرنا شروع کر دے اور اس وقت تک قضا نمازیں ادا

۱۔ علامہ محمد بن یوسف کرمانی مرتبی ۸۸۶ھ۔ تحقیق اکوئیک الدرداری المشہور بالکافی شرح الجندی ج ۳ ص ۲۲۶ دار احیاء التراث العربی بیروت الطبعة الثانیہ ۱۴۰۱ھ
۲۔ علامہ بدر الدین عینی مرتبی ۸۵۵ھ۔ عمدة القاری ج ۴ ص ۲۳ مطبعہ دار الفکر بیروت۔

کرتا رہے جب تک اس کے ظن غالب کے مطابق وہ نمازیں ادا ہو جائیں اور اگر اس دوران اس کو موت نے آیا تو اترائے قتل کے فضل سے امید ہے کہ اس کی مغفرت ہو جائے گی۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

وَمَنْ يَخْشَ مِنَ بَيْتِهِ مَخَاجِرًا إِلَى اللَّهِ وَرَسُولِهِ

ثُمَّ يَدْرِكْهُ الْمَوْتُ فَقَدْ وَقَعَ أَجْرُهُ عَلَى اللَّهِ وَكَانَ

اللَّهُ حَقَّوْرًا رَحِيْمًا۔ (نساء: ۱۰۱)

اور اگر کوئی شخص ایسا نہ کر سکے تو اس سے کم درجہ یہ ہے کہ ہر نماز کے ساتھ ایک یا دو قضا نمازیں پڑھتا رہے اور اس طرح

نیت کرے مثلاً میں اپنی سب سے پچھلی نذر کو ادا کرنے کی نیت کرتا ہوں جس کا میں نے وقت پایا اور ادا نہیں کی، ہر قضا نماز

کی اسی طرح نیت کرے۔

بعض ان پڑھ لوگوں میں مشہور ہے کہ رمضان کے آخری جمعہ کو ایک دن کی پانچ نمازیں وتر سمیت پڑھ لی جائیں تو

ساری عمر کی قضا نمازیں ادا ہو جاتی ہیں اور اس کو قضا وغریب کہتے ہیں۔ یہ قطعاً باطل ہے۔ رمضان کی خصوصیت

فیضیت اور اجر و ثواب کی زیادتی ایک الگ بات ہے لیکن ایک دن کی قضا نمازیں پڑھنے سے ایک دن کی نمازیں ہی ادا

ہوں گی ساری عمر کی ادا نہیں ہوں گی۔

مزید مسائل (۱) بزرگوں کو ادب سے جگانا چاہیے جیسے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس کھڑے ہو کر تاہوا

بلند اللہ اکبر کہا۔ (۲) کسی بڑے شیخ صوفی، مرشد، عالم یا والدین کو نماز کے لیے جگانا بے ادبی نہیں ہے کیونکہ حضرت

عمرؓ نے سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو جگانا یا (۳) کسی عبادت کے فوت ہو جانے پر اظہارِ افسوس کرنا چاہیے۔ جیسے نماز کے فوت ہونے پر

صحابہ نے افسوس کیا۔ (۴) نیند کی وجہ سے نماز قضا ہو جائے تو کوئی گناہ نہیں ہے کیونکہ آپؐ نے فرمایا کوئی حرج نہیں (۵) مجلس کو

اگر پانی نہ ملے تو وہ تیمم کر کے نماز پڑھے جیسا کہ آپؐ نے اس صحابی سے فرمایا (۶) جو شخص مسلمانوں کے ساتھ باجماعت نماز نہ پڑھے

اس سے باز پرس کرنا چاہیے اگر اس کا کوئی عذر شرعی ہو تو اس کو قبول کر کے اس کے ساتھ شفقت اور محبت کے ساتھ پیش

آنا چاہیے جیسا کہ آپؐ نے جنی صحابی سے نماز نہ پڑھنے کے بارے میں دریافت فرمایا۔ (۷) قضا نماز ادا کرنی واجب ہے۔

(۸) قضا نماز کی ادائیگی میں بشرط عذر تاخیر گناہ نہیں ہے (۹) جس علاقہ میں فتنہ ہو اور دین پر عمل کرنے میں خطرہ ہو تو اس علاقہ

سے کسی اور جگہ چلا جائے جس طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس جگہ سے کوچ کا حکم دیا جہاں شیطان کا اثر تھا (۱۰) وضو یا

پایاس کی وجہ سے پانی کو بالوں میں حاصل کرنا جائز ہے جیسا کہ اس صورت کو پانی کے ہر دھوپ کے عطا کیا (۱۱) پیاسے آدمی کی ضرورت

کو جنبی کے غسل کی حاجت پر مقدم کیا جائے گا کیونکہ پہلے پیاسوں کو پانی پلایا گیا (۱۲) ما نہیں سے منبر ذکر کے ہبہ کرنا

جائز ہے کیونکہ کچھ کہے منبر اس عورت سے پانی یا اور اس کو چیزی دیں (۱۳) ضرورت شرعیہ کی بناء پر اجنبی عورت کے ساتھ

تنہائی میں ملنا جائز ہے بشرطیکہ گناہ کا ذر نہ ہو کیونکہ حضرت عمران بن حصین اور ان کے ساتھیوں نے تنہائی میں اس عورت سے طافا

کی (۱۴) ضرورت کی بناء پر مشرکین کے برتنوں کا استعمال جائز ہے جبکہ ان کی نخواست کا گمان نہ ہو کیونکہ آپؐ نے کافر عورت کے

مشکبہ سے پانی لیا۔ (۱۵) اضطرار کی صورت میں مال غیر لینا جائز ہے کیونکہ پیاس کی شدت سے آپؐ نے اس عورت سے پانی

لیا (۱۶) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی موجودگی میں صحابہ کے اجتہاد کا جواز کیونکہ ایک صحابی اپنے اجتہاد سے جنابت کے سبب آپ

کے ساتھ جماعت میں شامل نہیں ہوا (۱۷) اجتہاد غلط اور برتر نش نہیں ہوتی کیونکہ آپؐ نے اس صحابی کو تیمم کر کے نماز نہ پڑھنے

پر سلامت نہیں کی (۱۸) غفلت اور استغناء نہ ہو تو قضا نماز کی تاخیر بھی کوئی حرج نہیں (۱۹) رات بھر سفر کرنے کا جواز، جیسا صحابہ نے کیا۔ (۲۰) معیبت اور تکلیف کے وقت قوم کا امام سے شکایت کرنے کا جواز کیونکہ صحابہ نے حضور سے پیاس کی شکایت کی۔ (۲۱) عید کے غلبہ کے سبب صبح کے قریب شب کو سونے کا جواز اور یہی اس حدیث میں نایاں بات ہے۔



بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

کِتَابُ صَلَوةِ الْمَسَافِرِیْنَ وَقَصْرِهَا

مسافرین کی نماز اور قصر کے احکام

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجہ محترمہ حضرت عائشہ صدیقہ ام المؤمنین رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ سفر اور حضر میں نماز دو رکعت فرض، ہوتی تھی، سفر میں نماز اپنے حال پر قائم رکھی گئی اور حضر میں زیادہ کر دی گئی۔

۱۴۶۷- حَدَّثَنَا یَحْیٰی بْنُ یَعْقُبٍ قَالَ قَرَأَتْ عَلٰی مَا لَیَکَ عَنْ صَالِحِ بْنِ کَیْسَانَ عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَیْرِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْہَا کَذَوِجِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَنَّهَا قَالَتْ قَرِئَتْ صَلَوةَ الْفَلَاحِ وَرُکْعَتَیْنِ رُکْعَتَیْنِ فِی الْحَضَرِ وَالسَّفَرِ قَارِئَاتٌ صَلَوةَ السَّفَرِ وَرَافِدٌ فِی صَلَوةِ الْحَضَرِ۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں جب اللہ تعالیٰ نے نماز فرض کی تو دو رکعت فرض کی تھی پھر حضر میں نماز پوری کر دی گئی اور سفر میں فرضیت سابقہ پر قائم رکھی گئی۔

۱۴۶۸- وَحَدَّثَنَا أَبُو الطَّاهِرِ وَحَزْمَةُ بْنُ یَحْیٰی قَالَ نَا ابْنَ وَهَبٍ عَنْ یُؤُسَ عَنِ ابْنِ خُثَیْمٍ قَالَ حَدَّثَنَا عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَیْرِ أَنَّ عَائِشَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْہَا ذَوِجِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَتْ قَرِئَتْ صَلَوةَ الْفَلَاحِ وَرُکْعَتَیْنِ ثُمَّ اَتَتْہَا فِی الْحَضَرِ قَارِئَاتٌ صَلَوةَ السَّفَرِ عَلَی الْفَرِیْعَةِ الرَّوَدِیِّ۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ ابتداء میں نماز دو رکعت فرض کی گئی تھی۔ سفر کی نماز برقرار رکھی گئی اور حضر میں نماز پوری کر دی گئی (راوی کہتے ہیں) میں نے عروہ سے دریافت کیا پھر حضرت عائشہ سفر میں پوری نماز کیوں پڑھیں۔ انھوں نے بتایا کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے اس کی دہی تاویل کی جو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے کی تھی۔

۱۴۶۹- وَحَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ خَشْرَةَ قَالَ اَنَا ابْنُ عُیَیْنَةَ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْہَا اَنَّ صَلَوةَ اَوَّلِ مَا قَرِئَتْ رُکْعَتَیْنِ قَارِئَاتٌ صَلَوةَ السَّفَرِ وَارْتَدَّتْ صَلَوةُ الْحَضَرِ قَالَ الزُّهْرِيُّ فَقُلْتُ لِعُرْوَةَ مَا بَالَ عَائِشَةَ تَتَحَرَّرُ فِی السَّفَرِ قَالَ اِنَّهَا تَاوَلَتْ کَمَا تَاوَلَتْ عُثْمَانُ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْہُ۔

یعلیٰ بن امیہ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے دریافت کیا کہ اللہ تعالیٰ تو فرماتا ہے (ترجمہ) اگر تم نماز میں

۱۴۷۰- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَابُو كُرَيْبٍ وَهَارُثُ بْنُ حَرْبٍ وَاسْتَحْفَرُوا ابْنَ اَبِي شَيْبَةَ قَالَ

marfat.com

جلد ثانی

تصر کر دو (یعنی چار کی جگہ دو پڑھو) تو کوئی حرج نہیں ہے بشرطیکہ تم کو کافروں سے جنگ کا اندیشہ ہو۔ اور اب تو امن ہے (یعنی پھر سفر میں قصر کیوں پڑھتے ہیں؟) حضرت عمرؓ نے فرمایا مجھے بھی اس بات پر تعجب ہوا تھا۔ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا تو آپ نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے (سفر میں تخفیف نماز کا) صدقہ کیا ہے لہذا اللہ تعالیٰ کے صدقہ کے قبول کر دیا۔

ایک اور سند سے بھی ایسی ہی روایت منقول ہے۔

إِسْمَعِيلُ أَنَا وَقَالَ الْاُخْرُونَ نَاَعْبُدُ اللَّهَ بَيْنَ اِذْرَيْنِ
عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ عَنِ ابْنِ عَمَارٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ بَابِيهِ
عَنْ يَعْلَى بْنِ أُمَيَّةٍ قَالَ قُلْتُ لِعُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ
رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ لَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ أَنْ تَقْصُرُوا مِنَ
الصَّلَاةِ إِنْ خِفْتُمْ أَنْ يَفْتِكُمُ الَّذِينَ كَفَرُوا
فَقَدْ آمَنَ النَّاسُ فَقَالَ عَجِبْتُ مِمَّا عَجِبْتُ مِنْهُ
فَسَأَلْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ ذَلِكَ

فَقَالَ صَدَقَ قَوْلُكَ نَصَدَّقَ اللَّهُ بِهَا عَلَيْكُمْ فَأَقْبِلُوا صَدَقَتَهُ
۱۴۴۱- وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ أَبِي بَكْرٍ الْمَدَنِيُّ

قَالَ نَائِيحِي عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ قَالَ حَدَّثَنِي عَبْدُ الرَّحْمَنِ
بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي عَمَارٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ بَابِيهِ عَنْ
يَعْلَى بْنِ أُمَيَّةٍ قَالَ قُلْتُ لِعُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ بِشَرِّ
حَدِيثٍ ابْنِ اِذْرَيْنِ -

۱۴۴۲- حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى وَسَعِيدُ بْنُ
مَنْصُورٍ قَالُوا الرَّبِيعُ وَتَيْبَةَ بْنُ سُوَيْدٍ قَالَ يَحْيَى
أَنَا وَقَالَ الْاُخْرُونَ نَاَبُوعَوَانَةُ عَنْ بَكْرِ بْنِ
الْاُخْنَسِ عَنْ مُجَاهِدٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ كَرَضَ
اللَّهُ الصَّلَاةَ عَلَى لِسَانِ يَسَّيْنِ فِي الْحَضَرِ اَرْبَعًا
وَفِي السَّفَرِ رَكْعَتَيْنِ وَفِي الْخَوْفِ رَكْعَةً -

۱۴۴۳- وَحَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي كَثِيرٍ وَدَعْمُ
الْقَافِدُ جَمِيعًا عَنْ قَاسِمِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ عَمْرُوَنَا
قَاسِمُ بْنُ مَالِكٍ الْمَدَنِيُّ قَالَ نَاَبُوعَوَانَةُ عَنْ بَكْرِ بْنِ
الْاُخْنَسِ عَنْ مُجَاهِدٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ كَرَضَ
اللَّهُ الصَّلَاةَ عَلَى لِسَانِ يَسَّيْنِ فِي الْحَضَرِ اَرْبَعًا
وَفِي السَّفَرِ رَكْعَتَيْنِ وَفِي الْخَوْفِ رَكْعَةً -

۱۴۴۴- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ قَالَ نَاَشْعَبَةُ قَالَ سَمِعْتُ
قَالَ نَاَبُوعَوَانَةُ عَنْ مُجَاهِدٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ كَرَضَ
اللَّهُ الصَّلَاةَ عَلَى لِسَانِ يَسَّيْنِ فِي الْحَضَرِ اَرْبَعًا
وَفِي السَّفَرِ رَكْعَتَيْنِ وَفِي الْخَوْفِ رَكْعَةً -

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے تمہارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان سے سفر میں چار، سفر میں دو اور جہاد میں ایک رکعت نماز فرض کی ہے۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے تمہارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان سے مسافر پر دو، مقیم پر چار اور جہاد میں ایک رکعت نماز فرض کی ہے۔

ذہلی کہتے ہیں میں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے پوچھا اگر مجھے مکہ میں تنہا نماز پڑھنی پڑھے تو کیسے پڑھوں؟

نائبہ۔

سَأَلْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ كَيْفَ أَصَلَّى إِذَا كُنْتُ يَمْلِكُهُ إِذَا
لَمْ أَصَلْ مَعَ الْإِمَامِ فَقَالَ رَكْعَتَيْنِ سَلَّمَ إِلَى الْقَائِمِ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔

۱۴۵۔ وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مِنْهَالٍ الْعَتَرِيُّ
قَالَ نَايِزِيدُ بْنُ زُرَيْعٍ قَالَ نَاسِعِيْدُ بْنُ أَبِي عَرُوْبَةَ حَرَو
حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُنْكَثَرِ قَالَ نَاسِعِيْدُ بْنُ هِشَامٍ قَالَ نَاسِعِيْدُ
بِجَمْعٍ عَنْ قَتَادَةَ بَلَدًا الْإِسْتَاوِيَّةَ حَرَو۔

۱۴۶۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مَسْلَمَةَ بْنُ قَعْنَبٍ
قَالَ نَاسِعِيْدُ بْنُ حَفْصٍ بْنُ عَامِرٍ بْنُ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ
عَنْ أَبِيهِ قَالَ صَحِبْتُ ابْنَ عُمَرَ فِي طَرِيقِ مَكَّةَ قَالَ فَصَلَّ
لَنَا الظُّلُمَ رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ أَقْبَلَ وَأَقْبَلْنَا مَعَهُ حَتَّى
جَاءَ رَحْلُهُ وَجَلَسَ وَجَلَسْنَا مَعَهُ فَحَاكَّتْ مِنْهُ
الْبَغَائَةُ نَحْوُ حَيْثُ صَلَّى فَرَأَى نَاسِقِيَا مَا فَعَلَ
مَا يَصْنَعُ هُوَ لَا وَقُلْتُ يُسَبِّحُونَ قَالَ لَوْ كُنْتُ
مُسَبِّحًا أَتَمَمْتُ صَلَاتِي يَا ابْنَ أُمِّیْ رَأَيْتُ صَحِبْتُ
رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي السَّعْرِ فَلَمْ يَزِدْ
عَلَى رَكْعَتَيْنِ حَتَّى قَبَضَهُ اللَّهُ تَعَالَى وَصَحِبْتُ أَبَا بَكْرٍ
فَلَمْ يَزِدْ عَلَى رَكْعَتَيْنِ حَتَّى قَبَضَهُ اللَّهُ تَعَالَى وَصَحِبْتُ
عُمَرَ فَلَمْ يَزِدْ عَلَى رَكْعَتَيْنِ حَتَّى قَبَضَهُ اللَّهُ تَعَالَى
وَصَحِبْتُ عُثْمَانَ فَلَمْ يَزِدْ عَلَى رَكْعَتَيْنِ حَتَّى قَبَضَهُ
اللَّهُ وَقَدْ قَالَ اللَّهُ تَعَالَى لَعَنَ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ
اللَّهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ۔

۱۴۷۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ نَايِزِيدُ
يَعْنِي ابْنَ زُرَيْعٍ عَنْ عُمَرَ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ حَفْصِ بْنِ
عَامِرٍ قَالَ مَرَّصْتُ مَرَضًا وَجَاءَ ابْنُ عُمَرَ رَمَى
اللَّهُ عَنْهُمَا يَعُودُ فِي قَالَ وَسَأَلْتُهُ عَنِ الشُّبْعَةِ فِي
السَّعْرِ فَقَالَ صَحِبْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

ایک اور سند سے بھی ایسی ہی روایت ہے۔

حضرت حفص بن عامر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں
سفر مکہ میں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے ہمراہ تھا،
انھوں نے ہمیں دو رکعت ظہر پڑھائی پھر وہ اندھم اپنی قیام
گاہ پر آکر بیٹھ گئے اچانک حضرت عبداللہ بن عمر نے دیکھا
لوگ نماز پڑھ رہے ہیں، پوچھا یہ لوگ کیا کر رہے ہیں؟
میں نے کہا یہ سنتیں پڑھ رہے ہیں، کہا اگر میں سنتیں پڑھتا
تو فرض نماز پوری (چار رکعت) پڑھ لیتا! اسے بھیجے میں
سفر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ رہا ہوں، آپ
نے تاحیات، اس سفر میں دو رکعت سے زیادہ نہیں پڑھیں۔
میں حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے ہمراہ بھی رہا انھوں نے بھی
تاحیات (سفر میں) دو رکعت سے زیادہ نہیں پڑھیں اور
میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے ہمراہ بھی رہا انھوں نے بھی
تاحیات (سفر میں) دو رکعت سے زیادہ نہیں پڑھیں اور میں
حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے ساتھ بھی رہا ہوں۔ انھوں
نے بھی (سفر میں) دو رکعت سے زیادہ نہیں پڑھیں اور
اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: (ترجمہ) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی
زندگی میں تمہارے لیے بہترین نمونہ ہے۔

حضرت حفص بن عامر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ
میں بیمار ہوا اور حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما میری
عیادت کے لیے آئے میں نے ان سے سفر میں سنتیں
پڑھنے کے بارے میں پوچھا انھوں نے کہا میں سفر میں
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ رہا ہوں۔ میں نے آپ کو

سنتیں پڑھتے نہیں دیکھا اور اگر میں سنتیں پڑھتا تو فرعون پر پڑھ لیتا اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں تمہارے لیے بہترین نمونہ ہے۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ میں ظہر چار رکعت اور ذوالحلیفہ میں عصر دو رکعت پڑھیں۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ میں ظہر چار رکعات پڑھیں اور میں نے آپ کے ساتھ ذوالحلیفہ میں عصر دو رکعات پڑھیں۔

یحییٰ بن یزید کہتے ہیں کہ میں نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے نماز قصر کے بارے میں پوچھا انہوں نے کہا کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تین میل یا تین فرسخ کی مسافت میں سفر کرتے تو دو رکعت نماز پڑھتے۔ میل اور فرسخ کے الفاظ میں شبہ کو شک ہے۔

جبیر بن نفیر بیان کرتے ہیں کہ میں شریعل بن سبط کے ساتھ سترہ یا اٹھارہ میل کی مسافت پر ایک بستی میں گیا تو انہوں نے دو رکعت نماز پڑھی۔ میں نے وجہ پوچھی تو انہوں نے کہا میں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو دیکھا کہ انہوں نے ذوالحلیفہ میں دو رکعت نماز پڑھی۔ میں نے ان سے وجہ پوچھی تو انہوں نے کہا میں وہی کرتا ہوں جو میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کرتے دیکھا ہے۔

فِي السَّهْرِ فَمَا دَأَيْتُهُ يُسَيِّرُهُ وَكَوْنْتُ مُسَيِّحًا لَا تَمْنُتُ وَفَدَّ قَالَ اللَّهُ تَعَالَى لَعَنَ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللَّهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ۔

۱۴۷۸۔ حَدَّثَنَا خَلْفُ بْنُ هِشَامٍ وَأَبُو الزَّوْبَعِ الرَّهْمِيُّ وَتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ قَالُوا إِنَّا خَتَمًا وَهُوَ ابْنُ مَرْيَدٍ ح وَحَدَّثَنِي زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ وَيَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَا إِنَّا سَمِعَا عَيْلُ كِلَاهُمَا عَنْ أَيُّوبَ عَنْ أَبِي قَلَابَةَ عَنْ أَبِي رَافِعٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلَّى الظُّلُمَ بِالْمَدِينَةِ أَرْبَعًا فَصَلَّى الْعَصْرَ بِذِي الْحُلَيْفَةِ رَكْعَتَيْنِ۔

۱۴۷۹۔ حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ مَنْصُورٍ قَالَ نَاسِبِي قَالَ نَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى وَابْنُ أَبِي هِنْدٍ عَنْ مَيْسَرَةَ سَمِعَا أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ يَقُولُ صَلَّيْتُ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الظُّلُمَ بِالْمَدِينَةِ أَرْبَعًا وَصَلَّيْتُ مَعَهُ الْعَصْرَ بِذِي الْحُلَيْفَةِ رَكْعَتَيْنِ۔

۱۴۸۰۔ وَحَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَوَحْدُ بْنُ بَشَّارٍ كِلَاهُمَا عَنْ عَبْدِ قَالَ أَبُو بَكْرٍ نَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ عَنْ عُثْمَانَ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ يَحْيَى بْنِ يَزِيدٍ الْهَمْدَانِيُّ قَالَ سَأَلْتُ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ عَنْ قَضَاءِ الصَّلَاةِ فَقَالَ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا خَرَجَ مَسِيرَةً ثَلَاثَةَ أَمْيَالٍ أَوْ ثَلَاثَةَ فَرَاسِخَ شَعْبَةً شَالَ صَلَّى رَكْعَتَيْنِ۔

۱۴۸۱۔ حَدَّثَنَا زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ وَمُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ جَمِيعًا عَنِ ابْنِ قَهْمٍ قَالَا رُهِيرٌ نَاعِدُ الْقَوْمِ عَنْ مَهْدِيٍّ قَالَ نَا شُعْبَةُ عَنْ يَزِيدَ بْنِ حُمَيْدٍ عَنْ جَبْرِ عَنْ عَدِيٍّ عَنْ جَبْرِ بْنِ نَفِيرٍ قَالَ خَرَجْتُ مَعَ شَرِّ حَيْدِلَ بْنِ سَبْطٍ إِلَى قَرْيَةٍ عَلَى رَأْسِ مَسِيرَةٍ عَشْرًا أَوْ ثَمَانِيَةً عَشْرًا مِيلًا فَصَلَّى رَكْعَتَيْنِ فَقُلْتُ لَهُ فَقَالَ رَأَيْتُ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ صَلَّى بِذِي الْحُلَيْفَةِ رَكْعَتَيْنِ فَقَالَ

لَهُ فَقَالَ إِنَّمَا أَفْعَلُ كَمَا رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَفْعَلُ

١٢٨٢ - وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مُثَنَّى قَالَ نَا
مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ قَالَ نَا شُعْبَةُ هَذَا الْإِسْنَادُ وَقَالَ عَنِ
ابْنِ السَّمِيطِ وَلَمْ يُسَوِّ شَرْحُ خَبِيرٍ وَقَالَ إِنَّهُ أَتَى أَرْضًا
يُقَالُ لَهُ دُومَيْنٌ مِنْ حِمَاصٍ عَنْ رَأْسِ كَمَلَانِيَّةٍ عَشْرَ
مِيلًا.

١٣٨٣ - حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى قَالَ قَالَ أَنَا مُشَيْمٌ
عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي اسْمَعِيلَ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ خَرَجْنَا
مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنَ الْمَدِينَةِ
إِلَى مَكَّةَ فَصَلَّى رَكْعَتَيْنِ رَكَعَتَيْنِ حَتَّى رَجَعَهُ قُلْتُ كَمْ
أَقَامَ بِمَكَّةَ قَالَ عَشْرًا -

١٢٨٢ - وَحَدَّثَنَا هُتَيْبَةُ قَالَتْ نَأْبُو عَوَانَةَ
وَحَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ قَالَ نَأْبُو عِلْيَةَ جَمِيعًا عَنْ
يَعْقُبَ بْنِ إِسْحَاقَ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمِثْلِ حَدِيثِ هُثَيْمٍ.

١٣٨٥ - وَحَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُعَاذٍ قَالَ سَأَلْتُ
أَبِي قَالَ نَا شُعْبَةَ قَالَ حَدَّثَنِي يَحْيَى بْنُ أَبِي اسْمَعِيلَ
قَالَ سَمِعْتُ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ يَقُولُ خَرَجْنَا مِنَ الْمَدِينَةِ
إِلَى الْحَبَّةِ ثُمَّ ذَكَرُوا مَثَلَهُ .

١٢٨٦ - وَحَدَّثَنَا ابْنُ كُسَيْبٍ قَالَ نَأَى فِي حَرْوٍ حَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ قَالَ نَأَى بَعْضُ سَامَةِ جَمِيعًا عَنِ الثَّوْرِيِّ عَنْ يَحْيَى بْنِ إِفْرِ السَّمْعِيِّ عَنْ أَنَسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِإِسْنِهِ وَلَمْ يَنْ كُرِ الْحَبَّةَ -

١٢٨٤ - وَحَدَّثَنِي حَزْمَةُ بْنُ يَحْيَى قَالَ نَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ أَخْبَرَنِي عَمَّوٌ وَهُوَ ابْنُ الْحَارِثِ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ عَنْ أَبِيهِ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ صَلَّى صَلَوةً بَيْنِي وَغَيْرِهِ رَكَعَتَيْنِ وَأَبُو بَكْرٍ عُمَرُ وَعُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللَّهُ

ایک اور روایت میں اس جگہ کا نام دومین اور مسافت،
اٹھارہ میل بتلائی ہے۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم مدینہ منورہ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ مکہ کی طرف گئے آپ دو در رکعت نماز پڑھتے رہے، شام کی فاطمہ آگئے۔ میں نے پوچھا مکہ میں کتنے دن قیام کیا۔ کہا دس دن۔

ایک اور سند سے بھی ایسی ہی روایت منقول ہے۔

ایک اور سند سے بھی حضرت انس سے منقول ہے ہم جج کے اراذہ سے گئے اس کے بعد حسب سابق حدیث ہے

ایک اور سند سے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے یہ حدیث منقول ہے مگر اس روایت میں حج کا تذکرہ نہیں ہے۔

حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابو بکر اور حضرت عمرؓ نے منیٰ
وغیرہ میں دو رکعت نماز پڑھی۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ اپنی
خلافت کی ابتداء میں دو رکعت پڑھتے تھے اس کے بعد پوری
چار رکعت پڑھنے لگے۔

عَنْهُمْ رَكْعَتَيْنِ صَدْرًا مِنْ خِلَافَتِهِ ثُمَّ اتَّهَمَا
أَذْبَعًا.

۱۴۸۸- وَحَدَّثَنَا زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ نَا الْوَلِيدُ
بْنُ مُسْلِمٍ عَنِ الْأَوْتَمَارِيِّ ح وَحَدَّثَنَا اسْمَعِيلُ بْنُ
عَبْدِ اللَّهِ قَالَ نَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ قَالَ نَا مَعْمَرُ جَمِيعًا
عَنِ الرَّهْزِيِّ بِهَذَا الْإِسْنَادِ وَقَالَ يَبْنِي وَلَمْ يَقُلْ
وَعِيقًا.

۱۴۸۹- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ قَالَ نَا
أَبُو أُسَامَةَ قَالَ نَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عُمَرَ عَنْ نَافِعٍ عَنِ
ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ صَلَّى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى
اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنِي رَكْعَتَيْنِ وَأَبُو بَكْرٍ بَعْدَهُ
وَعُمَرُ بَعْدَ أَبِي بَكْرٍ وَعُثْمَانُ صَدْرًا مِنْ خِلَافَتِهِ ثُمَّ
بَانَ عُثْمَانُ صَلَّى بَعْدَ أَذْبَعًا فَكَانَ ابْنُ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ
عَنْهُمَا إِذَا صَلَّيْتَ مَعَ إِيمَانٍ صَلَّيْتَ أَذْبَعًا وَإِذَا صَلَّيْتَ
وَحْدَكَ صَلَّيْتَ رَكْعَتَيْنِ.

۱۴۹۰- وَحَدَّثَنَا هُ الْأَبْنُ مُثَنَّى وَعَبِيدُ اللَّهِ بْنُ
سَعِيدٍ قَالَا نَا يَحْيَى وَهُوَ الْقَطَّانُ ح وَحَدَّثَنَا أَبُو
كَرَيْبٍ قَالَ نَا ابْنُ أَبِي ذَرٍّ قَالَ ح وَحَدَّثَنَا ابْنُ
كُثَيْبٍ قَالَ نَا عَقْبَةُ بْنُ حَالِبٍ كُلُّهُ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ
بِهَذَا الْإِسْنَادِ نَحْوَهُ.

۱۴۹۱- وَحَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مَعَاذٍ قَالَ نَا
أَبِي قَالَ نَا شُعْبَةُ عَنْ حُبَيْبِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ سَمِعَ
حَفْصَ بْنَ عَاصِمٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ صَلَّى النَّبِيُّ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنِي صَلَوَةَ الْمَسَافِرِ وَ
أَبُو بَكْرٍ وَعُمَرُ وَعُثْمَانُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ ثَمَّ ابْنُ سِنِينَ
أَوْ قَالَ سِتِّ سِنِينَ قَالَ حَفْصٌ وَكَانَ ابْنُ عُمَرَ رَضِيَ
اللَّهُ عَنْهُمَا يُصَلِّي بَيْنِي رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ يَأْتِي فِرَاشَهُ
فَقُلْتُ أَيْ عَمَّ لَوْ صَلَّيْتَ بَعْدَهَا رَكْعَتَيْنِ قَالَ لَوْ
فَعَلْتُ لَا تَمَمْتُ الصَّلَاةَ.

ایک اور سند سے بھی یہ روایت منقول ہے مگر اس میں
مٹی کا ذکر ہے وغیرہ "کالفاظ نہیں۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابوبکر اور حضرت عمر نے مٹی میں دو رکعت نماز پڑھی،
حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے اپنی خلافت کی ابتداء میں دو رکعت
نماز پڑھی اس کے بعد حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے چار رکعت
نماز پڑھی حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما (سفر میں)
امام کے ساتھ چار رکعت پڑھتے تھے اور جب تنہا نماز
پڑھتے تو دو رکعت نماز پڑھتے تھے۔

ایک اور سند سے بھی ایسی ہی روایت منقول ہے۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں
کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابوبکر اور حضرت عمر
نے مٹی میں قصر پڑھی، حضرت عثمان رضی اللہ عنہ بھی چھ یا
آٹھ سال تک قصر پڑھتے رہے، حفص کہتے ہیں کہ حضرت
ابن عمر رضی اللہ عنہما مٹی میں دو رکعت پڑھتے تھے پھر اپنے
بستر پر چلے جاتے تھے، میں نے کہا اے چچا! کاش
آپ فرنی کے بعد دو سنتیں بھی پڑھ لیتے۔ آپ نے فرمایا
اگر میں سنتیں پڑھتا تو فرنی نہ پورے پڑھ لیتا۔

۱۴۹۲- وَحَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ حَبِيبٍ قَالَ نَحْنُ
حَالِدُ بْنُ ابْنِ الْحَارِثِ ح وَحَدَّثَنَا ابْنُ مَكْنُ قَالَ
حَدَّثَنِي عَبْدُ الصَّمَدِ قَالَ لَنَا شُعْبَةُ بِهَذَا الْإِسْنَادِ وَكَذَلِكَ
يَقُولُ فِي الْحَدِيثِ بِهَذَا وَلَكِنْ قَالَ صَلَّى فِي
السَّجَةِ -

۱۴۹۳- حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ نَحْنُ
عَبْدُ الْوَاحِدِ عَنِ الْأَعْمَشِ قَالَ نَحْنُ ابْنُ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ
سَمِعْتُ عَبْدَ الرَّحْمَنِ بْنَ يَزِيدٍ يَقُولُ صَلَّى بِمَا
عُثْمَانُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ بِمِثْلِ أَرْبَعِ رُكْعَاتٍ يَقُولُ
ذَلِكَ لِعَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ فَاسْتَوْبَحَ
ثُمَّ قَالَ صَلَّيْتُ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَ
سَلَّمَ بِمِثْلِ رُكْعَتَيْنِ وَصَلَّيْتُ مَعَ أَبِي بَكْرٍ الصِّدِّيقِ
رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ بِمِثْلِ رُكْعَتَيْنِ وَصَلَّيْتُ مَعَ عُمَرَ بْنِ
الْخَطَّابِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ بِمِثْلِ رُكْعَتَيْنِ فَلَيْتَ حَقَّقَ
مِنْ أَرْبَعِ رُكْعَاتٍ رُكْعَتَانِ مُتَقَبَّلَتَانِ -

۱۴۹۴- وَحَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَابْنُ
كُرَيْبٍ قَالَا نَحْنُ ابْنُ مَعْرُوفٍ ح وَحَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ
أَبِي شَيْبَةَ قَالَ نَحْنُ جَرِيرٌ ح وَحَدَّثَنَا ابْنُ مَكْنُ وَابْنُ خُسْرٍ
قَالَا نَحْنُ عَلِيُّ بْنُ كَثْمَةَ عَنِ الْأَعْمَشِ بِهَذَا الْإِسْنَادِ وَهُوَ
۱۴۹۵- وَحَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى وَقُتَيْبَةُ قَالَ
يَحْيَى أَخَا وَقَالَ قُتَيْبَةُ نَحْنُ ابْنُ الْأَخْوَصِ عَنْ أَبِي الْحَارِثِ
عَنْ حَارِثَةَ بْنِ وَهَبٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ صَلَّيْتُ
مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمِثْلِ مَا
كَانَ النَّاسُ أَكْثَرُهُمْ رُكْعَتَيْنِ -

۱۴۹۶- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَمْرٍو بْنُ يُونُسَ
قَالَ نَحْنُ هَيْزَلٌ قَالَ نَحْنُ ابْنُ مَكْنُ قَالَ حَدَّثَنِي حَارِثَةُ
بْنُ وَهَبٍ الْخَزَاعِيُّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ صَلَّيْتُ
خَلْفَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمِثْلِ
النَّاسِ أَكْثَرُهُمْ مَا كَانُوا صَلَّى

ایک اور سند سے بھی یہ روایت منقول ہے مگر
اس میں منی کا ذکر نہیں ہے۔ لیکن انھوں نے کہا کہ سفر میں
نماز پڑھی۔

عبدالرحمن بن یزید بیان کرتے ہیں کہ حضرت عثمان
رضی اللہ عنہ نے منی میں ہمارے ساتھ چار رکعت نماز پڑھی
جب یہ بات حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے کہی
گئی تو انھوں نے فرمایا: انا لله وانا اليه راجعون
پھر کہا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ منی
میں دو رکعت نماز پڑھی، حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ
کے ساتھ منی میں دو رکعت نماز پڑھی، حضرت عمر رضی اللہ
عنہ کے ساتھ منی میں دو رکعت نماز پڑھی، کاش میرے
نعیب میں یہ ہو کہ چار کے بجائے دو رکعتیں منقول ہو
جائیں۔

ایک اور سند سے بھی یہ روایت منقول ہے۔

حضرت عائشہ بن وہب رضی اللہ عنہ بیان کرتے
ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ منی
میں اس وقت دو رکعت نماز پڑھی جب اب سے زیادہ امن
تھا۔

حضرت عائشہ بن وہب رضی اللہ عنہ بیان کرتے
ہیں کہ میں نے منی میں اب کی بہ نسبت زیادہ لوگوں کے
ساتھ آپ کی اقتداء میں نماز پڑھی۔ آپ نے حجۃ الوداع
کے موقع پر بھی دو رکعت نماز پڑھی۔ امام مسلم بیان کرتے
ہیں کہ ابن وہب خزاعی عبید اللہ بن عمر بن الخطاب

كَانَ سَيِّدًا حَارِثًا بَنِي وَهَبٍ الْخَزَاعِيُّ هُوَ أَخُو عَبْدِ اللَّهِ
ابْنِ عَمْرِو بْنِ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ لَا مَقَامَ

قصر کے معنی | علامہ اصغہانی قصر کے معنی بیان کرتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں:

قصر، خلافت الطول وقصر الصلوة جعلها
قصيرة بترك بعض اركانها ترخيصاً قال فليس
عليكم جناح ان تقصروا من الصلوة راحی غیر
ذلك

قصر طول کی ضد ہے، (یعنی چھوٹا) نماز کی قصر کا
معنی یہ ہے کہ شرعی رحمت کی بناء پر اس کے بعض ارکان
کم کر کے اس کو چھوٹا کر دیا جائے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا
ہے (ترجمہ) اگر تم نماز کو قصر کر کے پڑھو تو کوئی حرج
نہیں ہے۔

علامہ اصغہانی نے اس کے علاوہ اور بھی بہت سے قصر کے معانی بیان کیے ہیں۔
مسافر کا معنی | سفر کا ایک معنی کشف اور ظہور ہے۔ علامہ ابن منظور افریقی لکھتے ہیں:

قال الازهری: وسمى المسافر مسافراً لكشف
قناعه لكن عن وجهه، ومن أمثلة الحظ عن
مكانه، ومنزل الخفض عن نفسه وبروذه إلى
الأرض النضار، وسمى السافر سافر لأنه يسفر عن
وجهه المسافرین واخلأ قههم فيظهر ما كان
خافياً منه (إلى أن قال) وفي الحديث انه قال لاهل
مكة عام الفتح يا اهل البلد صلوا اربعاً
فاناسفروا

ازہری نے بیان کیا کہ مسافر کو مسافر اس لیے کہتے ہیں
کہ (سفر کی وجہ سے) اس کی شخصیت کے پوشیدہ پہلو ظاہر ہو
جاتے ہیں اور راستے کی منازل اور جس جگہ وہ قیام کرتا ہے
وہ جگہ اس پر منکشف ہوتی ہے اور نئی فضا اس پر ظاہر ہوتی
ہے۔ اور سفر کو سفر اس لیے کہتے ہیں کہ سفر مسافر کی شخصیت
اور سیرت کو لوگوں پر منکشف کرتا ہے اور اس کے کردار
کے مخفی گوشے ظاہر ہو جاتے ہیں۔ حدیث شریف میں ہے
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فتح مکہ کے موقع پر
فرمایا اے شہر والو! تم چار رکعت نماز پڑھو کیوں کہ میں
مسافر ہوں۔

مسافت قصر میں مذاہب | علامہ نووی لکھتے ہیں کہ: شیخ ابوسلمان داؤد بن علی متوفی ۲۴۰ھ اور ان کے
متبعین (غیر متقلدین) کے نزدیک قصر کے لیے مسافت متین نہیں ہے حتیٰ کہ
انہوں نے کہا کہ کوئی شخص شہر سے باہر نکل کر کسی باغ میں نماز پڑھے تو وہ بھی قصر کرے گا۔ ۱۵۔ مشہور غیر متقلد عالم

- ۱۵۔ علامہ حسین بن محمد رافع اصغہانی متوفی ۵۰۲ھ۔ المفردات ص ۴۵ مطبوعہ المکتبۃ المرتضویۃ ایران الطبعة الثانیہ ۱۳۴۲ھ
۱۶۔ علامہ ابن منظور جمال الدین مصری متوفی ۷۱۱ھ۔ لسان العرب ج ۴ ص ۳۶۸ مطبوعہ نشر ادب المحدثہ قم ایران، ۱۴۰۵ھ
۱۷۔ علامہ یحییٰ بن شرف نووی متوفی ۶۷۶ھ۔ شرح المنہج ج ۲ ص ۳۲۵، مطبوعہ دار الفکر بیروت۔

نواب صدیق حسن خاں بھوپالی متوفی ۱۳۰۷ھ نے لکھا ہے کہ اگر کوئی شخص ایک میل کے سفر پر بھی جانے تو قصر کرے گا (السراج الوجہ ج ۱ ص ۲۷۷) امام مالک بن انس بھی متوفی ۱۷۹ھ کے نزدیک مسافت قصر متوسط رفتار سے ایک دن کی مسافت ہے۔ امام محمد بن احمد سیس شافعی متوفی ۲۰۲ھ کے نزدیک مسافت قصر دو دن کی مسافت ہے۔ ۵۔ امام احمد بن حنبل متوفی ۲۴۱ھ کے نزدیک مسافت قصر دو دن کی مسافت ہے۔ ۶۔ امام ابو حنیفہ نعمان بن ثابت متوفی ۱۵۰ھ کے نزدیک مسافت قصر متوسط رفتار سے تین دن کی مسافت ہے۔ ۷۔ امام محمد متوفی ۱۸۹ھ فرماتے ہیں:

میں نے امام ابو حنیفہ سے پوچھا کہ تین دن سے کم سفر میں مسافر قصر کر سکتا ہے؟ فرمایا نہیں! میں نے پوچھا اگر وہ تین دن یا اس سے زیادہ مسافت کا سفر کرے؟ فرمایا اپنے شہر سے نکلنے کے بعد قصر کرنا شروع کر دے۔ میں نے پوچھا: تین دن کے قیتم کی کیا دلیل ہے؟ فرمایا حدیث شریفین میں ہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کوئی عورت تین دن کا سفر محرم کے بغیر نہ کرے میں نے اس مسئلہ کو عورت کے سفر پر قیاس کیا ہے۔

قلت: رأيت المسافر هل يقصر الصلوة في أقل من ثلاثة أيام؟ قال لا قلت: فإن مسافر مسيرة ثلاثة أيام فضاء؟ قال يقصر الصلوة حين يخرج من مصره قلت: وله وقت له ثلاثة أيام؟ قال لا. جاءنا عن النبي صلى الله عليه وسلم أنه قال: لا تسافر المرأة ثلاثة أيام إلا ومعهما ذو محرم فقتت على ذلك.

تین ایام کی مسافت پر احناف کے دلائل | حضرت امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے نماز قصر کرنے کے لیے شرعی سفر کی مدت تین دن کی مسافت بیان کی ہے۔ ان کے دلائل

یہ ہیں:

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ

عن ابن عمر ان النبي صلى الله عليه وسلم

- ۱۔ قاضی ابوالوہید احمد بن رشد اندلسی مالکی متوفی ۵۹۵ھ۔ برایہ المجتہد ج ۱ ص ۱۳۱۔ مطبوعہ دار الفکر بیروت۔
- ۲۔ علامہ ابو عبد اللہ دمشقی مالکی متوفی ۸۲۸ھ۔ اکال اکال المسلم ج ۲ ص ۳۴۶۔ مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت۔
- ۳۔ ایضاً علامہ فروی اور علامہ ابن قدامہ نے لکھا ہے کہ امام مالک دو دن کی مسافت پر قصر کی اجازت دیتے ہیں لیکن یہ صحیح نہیں ہے۔ (مسند)
- ۴۔ شیخ ابواسحاق خیرازی شافعی متوفی ۴۵۵ھ۔ المیزب مع شرح المیزب ج ۲ ص ۳۲۲۔ مطبوعہ دار الفکر بیروت۔
- ۵۔ علامہ احمد بن قدامہ حنبلی متوفی ۶۲۰ھ۔ المنی ج ۲ ص ۴۰، مطبوعہ دار الفکر بیروت الطبعة الاولى، ۱۴۰۵ھ۔
- ۶۔ امام ابو عبد اللہ محمد بن حسن شیبانی متوفی ۱۸۹ھ۔ المبسوط ج ۱ ص ۲۶۵۔ مطبوعہ امانة القرآن والعلوم الاسلامیہ کراچی، ۱۳۸۶ھ۔

قال لا تسافر المرأة ثلاثة ايام الا مع ذي محرم۔
نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کوئی عورت بغیر محرم کے تین دن کا سفر نہ کرے۔

اس حدیث سے ثابت ہوا کہ شرعی احکام لاگو ہونے کی مدت تین دن کا سفر ہے، علامہ نووی نے اس دلیل پر اعتراض کیا ہے کہ اس حدیث کے معانی وہ احادیث ہیں جن میں دو بلکہ ایک دن کے بلا محرم سفر سے بھی عورت کو منع فرمایا ہے کہ اس کا جواب یہ ہے کہ یہ احادیث مضطرب السند اور مضطرب المتن ہیں اور اس پر مستند ادویہ کہ ضعیف السند بھی ہیں اس لیے ان احادیث کو معارضہ میں پیش کیا جاسکتا۔
وہ دن کی روایت یہ ہے:

عن عبد الملك وهو عن ابن عمير عن قزعة عن ابي سعيد قال سمعت منه حديثا فاجعبتني (الى ان قال) تهي ان تسافر المرأة مسيرة يومين الا ومعها زوجها او ذو محرم۔
حضرت ابوسعید بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خاتمہ اور محرم کے بغیر عورت کو دو دن کے سفر سے منع فرمایا ہے۔

اس حدیث کی سند میں عبد الملک بن عیمر نام کا راوی ہے، علامہ ابن حجر عسقلانی اس کے بارے میں لکھتے ہیں: امام احمد بن حنبل کہتے ہیں کہ عبد الملک بہت زیادہ مضطرب الحدیث ہے۔ میں نے اس کی پانچ سو احادیث دیکھی ہیں جن میں سے اکثر میں اس نے غلطی کی ہے۔ اسخی بن منصور کہتے ہیں کہ امام احمد نے اس کو بہت زیادہ ضعیف قرار دیا ہے۔ سماک نے کہا عبد الملک کے بارہ میں حفاظ کا اختلاف ہے۔ اسخی بن منصور نے کہا ابن عیین اس کو غلط قرار دیتے تھے۔ ابن قطیب نے کہا میں نے پہلے اس کا حافظہ متغیر ہو گیا تھا۔ علامہ ابن حجر نے اس کو مدلس بھی قرار دیا ہے۔ علاوہ انہی یہ حدیث غریب بھی ہے کیونکہ قزہ کا اس متن کے ساتھ کوئی متابع نہیں ہے۔ نیز یہ حدیث مضطرب المتن بھی ہے کیونکہ امام مسلم نے سہم بن منجاب اور قتادہ دونوں راویوں کے ساتھ اس حدیث کو روایت کیا ہے اور ان میں تین دن مسافت کا ذکر ہے: عن مسہد بن منجاب عن قزعة عن ابي سعيد الحنذلي قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم لا تسافر امرأة ثلاثا الا مع ذي محرم۔ (کوئی عورت بغیر محرم کے تین دن سفر نہ کرے) عن قتادة عن قزعة عن ابي سعيد الحنذلي ان بنی اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال لا تسافر امرأة فوق ثلاث

۱۔ امام ابو عبد اللہ محمد اسماعیل بخاری متوفی ۲۵۶ھ صحیح بخاری ج ۱ ص ۱۲۷ مطبوعہ نور محمد راجع المطابع الطبعة الثانية ۱۳۸۱ھ

ایضاً۔ امام ابو الحسن مسلم بن حجاج قشیری متوفی ۲۶۱ھ صحیح مسلم ج ۱ ص ۲۳۳۔ ۲۳۲ مطبوعہ نور محمد راجع المطابع کراچی الطبعة الثانية ۱۳۷۵ھ

۲۔ علامہ یحییٰ بن شرف نووی متوفی ۶۷۹ھ۔ شرح المہذب مع الشرح ج ۲ ص ۲۲۹ مطبوعہ دار الفکر بیروت

۳۔ امام ابو الحسن مسلم بن حجاج قشیری متوفی ۲۶۱ھ صحیح مسلم ج ۱ ص ۲۳۳ مطبوعہ نور محمد راجع المطابع کراچی الطبعة الثانية ۱۳۷۵ھ۔

۴۔ علامہ ابن حجر عسقلانی متوفی ۸۵۲ھ۔ تہذیب التہذیب ج ۶ ص ۴۱۳۔ ۴۱۱ مطبوعہ دائرة المعارف دکن الطبعة الاولى ۱۳۲۶ھ

۵۔ امام ابو الحسن مسلم بن حجاج قشیری متوفی ۲۶۱ھ صحیح مسلم ج ۱ ص ۲۳۳ مطبوعہ نور محمد راجع المطابع کراچی الطبعة الثانية ۱۳۷۵ھ

لبال ۱۸ مع ذی محرم - (نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کوئی عورت بغیر محرم کے تین دن سے زیادہ سفر نہ کرے)

امام مسلم نے حضرت ابو سعید خدری سے تین مختلف اسانید کے ساتھ تین روایات ذکر کی ہیں۔ ایک میں دو دن سفر سے منع فرمایا ہے، اور دو میں تین دن سفر سے منع فرمایا ہے۔ ظاہر ہے دونوں روایات صحیح نہیں ہو سکتیں، اب دیکھنا یہ ہے کہ کون سی روایت صحیح ہے جس روایت میں دو دن کے سفر سے منع فرمایا ہے وہ عبد الملک بن عبید بن حمیر ایسے ضعیف مضطرب الحدیث اور حدیث راوی کی روایت ہے۔ اس لیے لا محالہ دوسری روایت کو ترجیح دی جائیگی اور اس لیے کہ وہ منہج اور قنادہ ایسے دو ثقہ راویوں سے مروی ہے ثانیاً تقریر اور غرابت سے خالی ہے اور ثالثاً اس لیے کہ حضرت ابن عمر کی صحیح روایت کے مطابق ہے جس میں آپ نے بغیر محرم کے تین دن سفر سے منع فرمایا ہے۔

دوسرا حمارضہ بخاری کی اس روایت سے ہے:-

أدوم ابن ابی ذئب، سعيد القبري، ان کے والد حضرت ابو ہریرہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو عورت اللہ تعالیٰ اور آخرت پر ایمان رکھتی ہے اس کے لیے ایک دن رات کا سفر بغیر محرم کے جائز نہیں ہے۔

حدثنا آدم قال حدثنا ابن ابی ذئب قال حدثنا سعيد المقبري عن ابی هريرة قال قال النبي صلى الله عليه وسلم لا يحل لامرأة تؤمن بالله واليوم الآخر أن تسافر مسيرة يوم وليدة ليس معها حرمة

امام مسلم نے بھی اس حدیث کو تین اسانید کے ساتھ حضرت ابو ہریرہ سے روایت کیا ہے۔ یہ حدیث بھی مضطرب الحدیث اور مضطرب المتن ہے۔ سند کا اضطراب یہ ہے کہ ابن ابی ذئب اور لیث بن سعد، اس کو عن سعيد المقبري عن ابيه عن ابی هريرة - روایت کرتے ہیں اور یحییٰ بن ابی کثیر، ہبیل اور مالک اس کو عن المقبري عن ابی هريرة روایت کرتے ہیں۔ امام بخاری نے پہلی سند کو ترجیح دی اور امام دارقطنی نے دوسری سند کو ترجیح دی ہے۔

اور متن میں اضطراب یہ ہے کہ امام مسلم نے صحیح سند کے ساتھ حضرت ابو ہریرہ سے روایت کیا ہے: عن ابی هريرة قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم لا يحل لامرأة أن تسافر ثلاثاً إلا و معها ذو محرم معها - رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کوئی عورت بغیر محرم کے تین دن سفر نہ کرے) تو اس صحیح حدیث کو کیوں نہ ترجیح دی جائے جو اضطراب فی السند وال متن دونوں سے خالی ہے اور حضرت عبد اللہ

۱۔ امام ابوالحسن مسلم بن حجاج قشیری متوفی ۲۶۱ھ صحیح مسلم ج ۱ ص ۳۳ مطبوعہ نور محمد راجع المطابع کراچی، الطبعة الثانیہ ۱۳۷۵ھ۔

۲۔ امام محمد بن اسماعیل بخاری متوفی ۲۵۶ھ صحیح بخاری ج ۱ ص ۱۸۸ مطبوعہ نور محمد راجع المطابع کراچی، الطبعة الثانیہ ۱۳۸۷ھ۔

۳۔ امام مسلم بن حجاج قشیری متوفی ۲۶۱ھ صحیح مسلم ج ۱ ص ۳۳-۳۴ مطبوعہ نور محمد راجع المطابع کراچی، الطبعة الثانیہ ۱۳۷۵ھ۔

۴۔ حافظ ابن حجر عسقلانی متوفی ۸۵۲ھ فتح الباری ج ۲ ص ۶۸ مطبوعہ دار نشر الکتب الاسلامیہ لاہور طبعة ممتازہ ۱۴۰۱ھ۔

۵۔ امام مسلم بن حجاج قشیری متوفی ۲۶۱ھ صحیح مسلم ج ۱ ص ۳۳ مطبوعہ نور محمد راجع المطابع کراچی، الطبعة الثانیہ ۱۳۷۵ھ۔

بن عمر اور حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہم دونوں کی روایات کے مطابق ہے۔
خلاصہ یہ ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر، حضرت ابوسعید خدری اور حضرت ابوسہرہ رضی اللہ عنہم تینوں سے مروی ہے کہ کوئی عورت تین دن سے زیادہ بغیر محرم کے سفر نہ کرے۔ اور ایک دن اور دو دن کی روایات اضطراب اور ضعف کے علاوہ جس صحابی سے مروی ہیں اس صحابی سے تین دن کی روایت بھی موجود ہے لہذا علامہ خودی کا ان روایات سے معارضہ قطعاً باطل اور مردود ہے۔
امام ابوحنیفہ کی دوسری دلیل یہ ہے کہ تواتر منوی سے ثابت ہے۔ مسافر کے لیے موزوں پر مسج کی مدت تین دن تین راتیں ہے اس کے بعد ثابت ہوا کہ وہ سفر شرعی جس پر احکام شرعیہ مرتب ہوتے ہیں تین دن تین رات ہے لہذا قصر کے لیے بھی سفر کی مدت تین دن تین رات ہوگی، احناف کے مسلک پر یہ احادیث دلالت کرتی ہیں۔

شرح ابن ہانی بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں حاضر ہو کر موزوں پر مسج کے بارے میں دریافت کیا حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے پوچھو، اگیز کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ سفر میں رہتے تھے۔ میں نے حضرت علی سے سوال کیا تو انہوں نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تین دن تین راتیں مسافر کے لیے اور ایک دن ایک رات مقیم کے لیے شروع فرمائی ہیں۔

عن شریح بن ہانی قال اتیت عائشۃ استلہا عن المسح علی الخفین فقلت علیک بابن ابی طالب فاستلہ فانہ کان یسافر مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فسننناہ فقال جعل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ثلاثۃ ایام ولیا لہن للمسافر ویوماً ولیلۃ للمقیم۔ ۱۰

امام طحاوی فرماتے ہیں:

قد تواترت عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بالتحقیق فی المسح علی الخفین للمسافر ثلاثۃ ایام ولیا لہما وللمقیم یوم ولیلۃ۔ ۱۱
امام ابوحنیفہ کی تیسری دلیل یہ ہے:

محمد قال اخبنا سعید بن عبید الطائی عن علی بن ربیعۃ الوابی قال: سألت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما الی کم تقصر الصلوۃ؟ فقال اتعزف السوید؟ قال: قلت: لا، قال: ہی ثلاث لیلال قواصد، فاذا اخرجنا الیہا قصرنا الصلوۃ۔ ۱۲

محمد، سعید بن عبید الطائی، علی بن ربیعہ والہی کہتے ہیں میں نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے سوال کیا کتنی مسافت کے بعد نماز قصر کی جائے فرمایا کیا تم سویدا (مدینہ کے قریب ایک جگہ) کو جانتے ہو؟ میں نے کہا نہیں۔ فرمایا یہ تین راتوں کی مسافت پر ہے جب ہم وہاں تک سفر کرتے ہیں تو نماز قصر کرتے ہیں۔

۱۔ امام مسلم بن حجاج قشیری متوفی ۲۶۱ھ صحیح مسلم ج ۱ ص ۱۳۵، مطبوعہ دار محمد اربع المطابع کراچی، الطبعة الثانیہ ۱۳۰۵ھ۔

۲۔ امام ابو جعفر طحاوی متوفی ۳۲۱ھ۔ شرح معانی الآثار ج ۱ ص ۵۰، مطبوعہ مطبع مجتہائی پاکستان لاہور بار دوم ۱۴۰۴ھ۔

۳۔ امام محمد بن حسن شیبانی متوفی ۱۸۹ھ۔ کتاب الآثار ج ۱ ص ۳۹، مطبوعہ دار الفکر کراچی، الطبعة الاولى ۱۴۰۶ھ۔

مثل ان بن مالک عن قصر الصلوٰۃ قال کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا خرج مسیراً

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے ناز میں قصر کے بارے میں پوچھا گیا تو کہا جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تین میل یا تین فرسخ کا سفر کرتے تو قصر کرتے۔

اگر علامہ ابن رشد کی روایت کو وہ حدیث کا اعتبار کیا جائے تو کیا وجہ ہے کہ ان احادیث کا اعتبار نہ کیا جائے۔ دوسرا جواب یہ ہے کہ حدیث شریف میں مسافر سے مراد وہ مسافر ہے جس پر احکام شریعی مرتب ہوں اور وہ تین دن کے سفر کا مسافر ہے جس کا ثبوت ہم منقرض پیش کریں گے۔

علامہ ابن قدامہ حنبلی کے استدلال کا جواب | علامہ ابن قدامہ قصر کے لیے چار بُرود (سولہ فرسخ) مسافت ضروری قرار دیتے ہیں۔ ان کی دلیل یہ ہے:

واحتجوا اصحابنا بقول ابن عباس وابن عمر قال ابن عباس یا اهل مكة لا تقصروا فی ادنی من اربعة بود من عسفان الى مكة، قال الخطابی: هو اصح الروایتین عن ابن عمر رضی اللہ عنہ

ہمارے اصحاب نے حضرت ابن عباس اور حضرت ابن عمر کے قول سے استدلال کیا ہے۔ حضرت ابن عباس نے فرمایا: اے اہل مکہ چار بُرود سے کم مسافت میں قصر نہ کرو (عسفان سے مکہ تک) علامہ خطابی نے کہا یہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے صحیح ترین روایت ہے۔

علامہ خطابی کا اس روایت کو صحیح قرار دینا صحیح نہیں ہے۔ یہ روایت سنن کبریٰ میں اس سند کے ساتھ مذکور ہے:

قد روی اسمعیل بن عیاش عن عبد الوہاب بن مجاہد عن ابیہ و عطاء بن ابی رباح عن ابن عباس ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال یا اهل مكة لا تقصروا فی ادنی من اربعة بود من مكة الى عسفان رضی اللہ عنہ

اس سند میں اسماعیل بن عیاش اور عبد الوہاب بن مجاہد دونوں شدید ترین ضعیف راوی ہیں۔ اسماعیل بن عیاش کے بارے میں علامہ خطیب بغدادی لکھتے ہیں: یحییٰ بن میسب کہتے ہیں، میں ایک بار اسماعیل بن عیاش کے پاس گیا وہ ایک جوہری کے گھر کے چوبارہ میں بیٹھا احادیث بیان کر رہا تھا اور صرف دو آدمی اس کے پاس بیٹھے کتاب دیکھ رہے تھے۔ یہ دیکھ کر میں واپس چلا گیا اور اس سے حدیث نہیں سنی۔ عبداللہ بن عثمان کہتے ہیں کہ میرے باپ نے بتایا کہ اسماعیل بن عیاش عراقیوں اور شامیوں کی روایات کو منقطع مل کر دیتا ہے۔ عبدالرحمان نے کہا میرے باپ نے بتایا کہ اسماعیل بن عیاش حدیث میں ضعیف ہے۔ امام نسائی نے کہا اسماعیل بن عیاش ضعیف ہے۔ عبد الرحمن بن یوسف بن عیاش نے کہا اسماعیل بن عیاش ضعیف الحدیث ہے۔ ۵۰

۱۔ حافظ ابوبکر عبداللہ بن ابی شیبہ مترقی ۲۳۵ھ، مصنف ابن ابی شیبہ ج ۲ ص ۲۳ مطبوعہ ادارۃ القرآن، کراچی ۱۴۰۶ھ

۲۔ امام ابوعبداللہ محمد بن یزید ابن ماجہ مترقی ۲۴۳ھ۔ سنن ابن ماجہ ج ۱ ص ۱۲۰، مطبوعہ فور محمد کا رضا تہ تجارت کتب کراچی۔

۳۔ علامہ عبداللہ بن احمد بن قدامہ حنبلی مترقی ۵۴۱ھ المغنی ج ۲ ص ۲۸ مطبوعہ دار الفکر بیروت، الطبعة الاولیٰ ۱۴۰۵ھ۔

۴۔ امام ابوبکر احمد بن حسین بیہقی مترقی ۴۵۸ھ۔ سنن کبریٰ ج ۳ ص ۱۳۷ مطبوعہ نشر المستنیرات۔

۵۔ حافظ ابوبکر علی بن احمد خطیب بغدادی مترقی ۴۶۳ھ۔ تاریخ بغداد ج ۲ ص ۲۲۱/۲۲۲ مطبوعہ مکتبہ سلفیہ مدینہ منورہ۔

علامہ خزرجی اسماعیل بن عیاش کے بارے میں لکھتے ہیں کہ یہ مجاہد بن سے سعادت کہنے میں ضعیف تھا لہذا اس پر روایت مجازین سے ہے۔

اس سند کا دوسرا راوی عبد الوہاب بن مجاہد ہے۔ علامہ ابن حجر اس کے بارے میں لکھتے ہیں: امام احمد بن حنبل فرماتے ہیں یہ دیس جشی ہے۔ دیکھی نہیں اور ضعیف الحدیث ہے۔ ابن سین اور ابو حاتم نے کہا ضعیف ہے۔ امام نسائی نے کہا یہ غیر ثقہ ہے اس کی احادیث کو ہم مائیں ابن عدی نے کہا اس کا کوئی متابع نہیں کیچ بن مسلم نے اس کی روایات لکھنے سے منع کیا۔ امام دارقطنی نے کہا یہ دیس جشی ہے۔ اور ضعیف ہے۔ ازوی نے کہا اس سے حدیث روایت کرنا جائز نہیں ہے۔ ابن سعد نے کہا یہ حدیث میں ضعیف تھا۔ ماک نے کہا موضوع احادیث روایت کرتا تھا ابن جوزی نے کہا اس کی روایات کو ترک کرنے پر اجماع ہو چکا ہے۔

علامہ خزرجی، عبد الوہاب بن مجاہد کے بارے میں لکھتے ہیں:

ثوری نے اس کو بھڑا قرار دیا اور ابو الجہاج نے کہا میں اس کی روایت سے واقف نہیں ہوں۔ خود امام بیہقی نے اسماعیل بن عیاش اور عبد الوہاب بن مجاہد کی وجہ سے اس حدیث کو ناقابل استدلال قرار دیا ہے کہ علامہ نووی نے بھی اس کے ضعف کی بنا پر اس کو لائق استدلال نہیں سمجھا ہے۔ لہذا علامہ ابن قدامہ حنبلی نے جس حدیث کی بنیاد پر اپنا فقہی مسلک قائم کیا ہے وہ بہت کمزور ہے۔

علامہ نووی کا استدلال امام شافعی دودن کے سفر کو قصر کا سبب قرار دیتے ہیں اور ان کے نزدیک چار بُرؤ کی مسافت دودن میں طے ہوتی ہے۔ علامہ نووی مسلک شافعی پر استدلال کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

واحتج اصحابنا بروایۃ عطاء بن ابی رباح
ان ابن عمر و ابن عباس کانا یصلیان رکعتین
ویفطران فی اربعة برد فضا فوق ذلک و ما
البیہقی باسناد صحیح و ذکر البغدادی فی صحیحہ
تعلیقاً بصفۃ جزر۔
برو، بریدہ کی جس سے بریدہ چار فرسخ کا ہوتا ہے اور ایک فرسخ تین میل شریعی کے برابر ہے یہ کل اڑتالیس شرعی میل ہمارے اصحاب کو دلیل علان ابی رباح کی یہ روایت ہے کہ حضرت ابن عمر اور حضرت ابن عباس چار برد کی یا اس سے زیادہ کی مسافت پر قصر کرتے تھے اور انہیں نہیں رکھتے تھے بیہقی نے اس حدیث کو صحیح سند کے ساتھ روایت کیا اور امام بخاری نے بھی اس کو صحت جزم کے ساتھ تعلیقاً روایت کیا ہے۔ برو، بریدہ کی جس سے بریدہ چار فرسخ کا ہوتا ہے اور ایک فرسخ تین میل شریعی کے برابر ہے یہ کل اڑتالیس شرعی میل

- ۱۔ امام صفی الدین احمد بن عبد اللہ خزرجی
- ۲۔ حافظ ابن حجر عسقلانی متوفی ۸۵۴ھ
- ۳۔ امام صفی الدین احمد بن عبد اللہ خزرجی
- ۴۔ امام ابو بکر احمد بن حسین بیہقی متوفی ۴۵۵ھ
- ۵۔ علامہ یحییٰ بن شرف نووی متوفی ۶۸۶ھ
- ۶۔ علامہ ترمذی تہذیب الکمال ج ۱ ص ۹۲ مطبوعہ مکتبہ اثریہ سانگلہ ہل۔
- ۷۔ تہذیب التہذیب ج ۶ ص ۵۴۳ مطبوعہ دارۃ المعارف حیدرآباد دکن، المطبۃ الاولیٰ ۱۳۲۹ھ
- ۸۔ علامہ تہذیب التہذیب الکمال ج ۲ ص ۱۸۷ مطبوعہ مکتبہ اثریہ سانگلہ ہل۔
- ۹۔ سنن کبریٰ ج ۲ ص ۱۳۸ مطبوعہ نشر السنۃ، عمان۔
- ۱۰۔ شرح المہذب مع شرح المہذب ج ۲ ص ۳۲۰ مطبوعہ دار الفکر بیروت۔

بن عفان وابن مسعود - - - - - وروایۃ عن
عبد اللہ بن عمر

امامہ فرسخ پر ہے۔ حضرت عثمان بن عفان، حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما نے تین دن مسافت کا اعتبار کیا ہے۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے بھی ایک ایسی روایت منقول ہے۔

اس تفصیل سے معلوم ہوا کہ شوافع اور حنابلہ کے نزدیک دو دن کا مدار سولہ فرسخ کی مسافت پر ہے اور احناف کا منہی بہ قول امامہ فرسخ کا ہے جبکہ ایک قول پندرہ فرسخ کا بھی ہے۔ اس لیے ان اقوال میں کوئی خاص اور نمایاں فرق نہیں ہے۔ شوافع اور حنابلہ نے سولہ فرسخ کی مسافت کے لیے دو دنوں کا اندازہ کیا اور احناف نے تین دنوں کا تو یہ صرف رائے اور اجتہاد کا فرق ہے اور بنیادی طور پر یہ حدیث جس طرح شوافع اور حنابلہ کی مزید ہے احناف کی مجھ مروجہ ہے۔

مسافت قصر کا اندازہ بحساب انگریزی میل و کلومیٹر | احناف کے نزدیک قصر کا موجب درحقیقت تین دن کا سفر ہے جس کو پیدل چل کر یا اونٹ پر سوار

ہو کر انسانی قاعوں کی تکمیل کے ساتھ پورا کیا جائے جیسا کہ ہم ابھی ملامہ معنی کے حوالے سے بیان کر چکے ہیں۔ متاخرین فقہاء کرام نے مسافروں کی سہولت کے لیے اندازہ کیا کہ اس اعتبار سے یہ مسافت کتنے فرسخ میں طے کی جائیگی۔ بعین فقہانے اس مسافت کو اکیس (۲۱) فرسخ قرار دیا، بعین نے پندرہ فرسخ قرار دیا اور منہی بہ احناف فرسخ کا قول ہے۔ لے بدلتے ہوئے حالات کے ساتھ ساتھ مسافت کے پیمانے بھی بدلتے گئے اور پھر مسافت کو پہلے انگریزی میلوں اور بعد میں کلومیٹر سے ناپا جانے لگا لہذا بعد حاضر کے علماء نے مسافت قصر کا اندازہ انگریزی میلوں سے قائم کیا۔

اس سے پہلے کہ ہم انگریزی میل اور کلومیٹر کے اعتبار سے مسافت قصر کا ذکر کریں وہ قاعدہ بیان کرنا چاہتے ہیں جس سے فرسخ کی مسافت انگریزی میل اور کلومیٹر میں تبدیل کی جاتی ہے۔

فقہانے ذکر کیا ہے کہ ایک فرسخ تین شریعی میل کا ہے اور ایک شریعی میل، چار ہزار ذراع (انگیلوں سے کہنی تک اٹھ) کا ہوتا ہے لہذا ایک متوسط ذراع ڈیڑھ فٹ یعنی نصف گز کا ہوتا ہے لہذا ایک شریعی میل دو ہزار گز کا قدر پایا اور اکیس فرسخ، تریسٹھ میل شریعی ہیں جو ایک لاکھ چھبیس ہزار گز یعنی اکتر انگریزی میل چار سو گز ایک سو ساٹھ گز ہیں۔ اور یہ ایک سو پندرہ اعشاریہ ایک اٹھ نو (۱۱۵۹۱۸۹) کلومیٹر کے برابر ہیں۔ فقہانے دوسرا قول پندرہ فرسخ ہے اور پندرہ

۱۔ علامہ بدر الدین عینی حنفی متونی ۸۵۵ھ - عمدۃ القاری ج ۴ ص ۱۱۹ - مطبوعہ ادارۃ الطباعة المنیریہ مصر۔

۲۔ علامہ جلال الدین عوارزنی کنایہ مع فتح القدیر ج ۲ ص ۵ مطبوعہ مکتبہ نوریہ رضویہ کھمر، الطبعة الاولیٰ ۱۳۹۹ھ

ایضاً - علامہ زین الدین ابن نجیم متونی ۹۰۰ھ - بحر الرائق ج ۲ ص ۱۲۹ مطبوعہ مکتبہ حامدیہ کوئٹہ۔

ایضاً - علامہ ابراہیم علی متونی ۷۷۱ھ - نفیۃ المستملی ص ۲۹۸ مطبوعہ مطبع مجتبیٰ دہلی ۱۳۳۳ھ

ایضاً - علامہ ابن عابدین شامی متونی ۱۲۵۲ھ - رد المحتار ج ۱ ص ۳۵ مطبوعہ مطبعة عثمانیہ استنبول۔

ایضاً - علامہ بدر الدین عینی متونی ۸۵۵ھ - عمدۃ القاری ج ۴ ص ۱۱۹ مطبوعہ ادارۃ الطباعة المنیریہ مصر۔

۳۔ علامہ ابن عابدین شامی متونی ۱۲۵۲ھ - منہج الخلق علی بحر الرائق ج ۱ ص ۱۳۹ مطبوعہ مکتبہ حامدیہ کوئٹہ۔

ایضاً - علامہ ابن عابدین متونی ۱۱۷۱ھ - عالمگیری ج ۱ ص ۱۳۱ - (بقیہ حالات آئندہ صفحہ پر لا خذ کریں)

فرسخ پینتالیس میل شرمی میں جوڑے ہزار گز یعنی کیا دن انگریزی میل، ایک فلاگ میں گز ہیں جریاسی ایشاہ دو چھ آٹھ (۸۶۶۲۶۸) کلومیٹر کے برابر ہیں، فقہار کا تیسرا قول جو مفتی بہ ہے وہ اعشارہ فرسخ ہے اور اعشارہ فرسخ چن میل شرمی میں جو ایک لاکھ آٹھ ہزار گز یعنی آٹھ انگریزی میل دو فلاگ میں گز ہیں اور یہ اعشارے اعشارہ سات تین چار۔ (۳۴، ۹۸) کلومیٹر کے برابر ہے۔

اس اعتبار سے مفتی بہ قول پر سفر شرمی اور قصر کے احکام آٹھ انگریزی میل دو فلاگ میں گز یا اعشارے اعشارہ سات تین چار (۳۴، ۹۸) کلومیٹر کی مسافت کے بعد شروع ہونگے۔ زمانہ قریب کے علماء نے بھی مسافت شرمیہ کو انگریزی میلوں کے حساب سے بیان کیا ہے لیکن کسی کا حساب بھی فقہاء کے مذکورہ قاعدہ کے موافق نہیں ہے۔ سید ابوالاعلیٰ مودودی لکھتے ہیں:

امام ابوحنیفہ کے نزدیک جس سفر میں پیدل یا اونٹ کی سواری سے تین دن صوف ہوں (یعنی تقریباً ۸۰ فرسنگ یا چوں میل) اس میں قصر کیا جاسکتا ہے یہی لئے ابن عمر، ابن مسعود اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہم کی ہے۔ سید ابوالاعلیٰ مودودی کی اس عبارت میں چوں میل سے چوں میل شرمی ملو ہیں۔ مودودی صاحب کہ اس بات کی وضاحت کرنی چاہیے تھی اور بتلانا چاہیے تھا کہ چوں میل شرمی آٹھ انگریزی میل کے برابر ہیں نہ کہ آٹھ پڑے کسے رگ چوں میل سے چوں انگریزی میل ہی ہو گئے۔ شیخ عزیز الرحمن لکھتے ہیں:

اس عبارت سے واضح ہوا کہ اصل مذہب حنفیہ کا یہ ہے کہ تین دن کا سفر ہو اور وہ جگہ جس کی طرف سفر کا ارادہ ہے تین منزل ہو، لیکن بہت سے مشائخ نے فرسخ کا اعتبار کیا ہے اور اس میں فتویٰ ائمہ خوارزم کا پندرہ فرسخ، یعنی اڑتالیس میل پر ہے، مگر آنکہ عبارت مذکور سے واضح ہے کہ اصل مذہب حنفیہ کا یہ ہے کہ تین منزل کا سفر ہو پس اگر حساب متنازل کا سہل ہو تو اس کو دیکھا جاوے مگر چونکہ ہر ایک کو اعتبار منازل میں دشواری ہوتی ہے اس وجہ سے مشائخ نے کل منازل کی تحدید میلوں سے کر دی ہے جس میں تین قول ہیں جو اوپر معلوم ہوئے۔ میل کی مقدار شرمی ذراع سے پندرہ ذراع نکھی ہے اور ذراع شرمی اس زمانہ کے گز کے حساب سے قریب دس گرہ کے ہوتے ہیں۔ پس اس کے موافق میلوں کا حساب کر لیا جائے، اور اڑتالیس میل کا اندازہ کر لیا جائے گا۔

شیخ عزیز الرحمن نے اس عبارت میں کئی غلطیاں کی ہیں اول یہ کہ پندرہ فرسخ، پینتالیس شرمی میل کا ہے کیونکہ تین میل کا ایک فرسخ ہوتا ہے اور انھوں نے اڑتالیس میل لکھے ہیں۔ دوم یہ کہ چونکہ انھوں نے میل کے ساتھ شرمی کی قید نہیں لگائی اس لیے عوام اردو وال لوگ اس کو انگریزی مروجہ میل پر محمول کرینگے۔ سوم یہ کہ انھوں نے ذراع شرمی دس گرہ قرار دیا ہے جو ڈیڑھ فٹ سے زیادہ ہے اس حساب سے شرمی مسافت آٹھ انگریزی میل سے تجاوز ہو جائے گی جبکہ وہ اڑتالیس انگریزی میل بیان (گز مشتمل صفحے کے حوالہ جات)

ایضاً۔ علامہ کمال الدین ابن ہمام متوفی ۸۶۱ھ۔ فتح القدر ج ۱ ص ۱۸۸ مطبوعہ مکتبہ نوریہ صوفیہ سکر الطبعة الاولیٰ ۱۳۹۹ھ۔

ایضاً۔ علامہ ابوبکر بن علی حداد متوفی ۸۰۰ھ۔ الجوزۃ النیرۃ ج ۱ ص ۲۴ مطبوعہ مکتبہ امدادیہ قتان۔

ایضاً۔ علامہ فخر الدین دہلوی متوفی ۷۴۳ھ۔ تبیین الحقائق ج ۱ ص ۳۰ مطبوعہ مکتبہ امدادیہ قتان۔

۱۹۰۰ھ۔ سید ابوالاعلیٰ مودودی متوفی ۱۳۹۹ھ۔ تفہیم القرآن ج ۱ ص ۳۹۰ مطبوعہ مکتبہ تیسرے انسانیت لاہور۔ چودھواں ایڈیشن جولائی ۱۹۰۰ھ۔

۱۹۰۰ھ۔ شیخ عزیز الرحمن۔ فتاویٰ دارالعلوم دیوبند ج ۱ ص ۲۸۵ مطبوعہ دارالاشاعت کراچی بار اول ۱۳۹۶ھ۔

شیخ محمد شفیع متوفی ۱۳۹۶ھ

کستے ہیں۔
مفتی محمد شفیع لکھتے ہیں:

انگریزی ثابت ہو کہ قول راجح اور مختار اور معتد بہی ہے کہ میل چار ہزار گز کا ہے جس میں گز متاخرین کا اعتبار کر کے چوبیس انگشت قرار دیا گیا ہے جو انگریزی گز سے نصف یعنی اٹھارہ انچ ہے (الی ان قتال) اور جب یہ ثابت ہو گیا کہ میل کے بارے میں قول مختار فقہاء کلام کا یہ ہے کہ چوبیس انگشت کے گز سے دو ہزار گز کا ایک میل شرعی ہوا کیونکہ چوبیس انگشت کا ذراع ایک ہاتھ یعنی ڈیڑھ فٹ یا اٹھارہ انچ کا ہے پس کہ ذراع کی تحقیق میں بحوالہ پکر درقی گذر گیا ہے (الی ان قتال) اور مشائخ حنفیہ میں سے بعض نے اکیس فرسخ جس کے تریسٹھ میل ہوتے ہیں۔ بعض نے اٹھارہ فرسخ جس کے چرن میل ہوتے ہیں اور بعض نے پندرہ فرسخ جس کے پینالیس میل ہوتے ہیں مسافت قصر قرار دی ہے۔ مدۃ القاری میں اٹھارہ فرسخ کے قول پر فتویٰ نقل کیا ہے اور البحر الرائق میں بھی بحوالہ نبایہ اسی قول پر فتویٰ نقل کیا ہے۔ اور ثانی اور بحر نے بحوالہ مجتبیٰ اکثر ائمہ عوازم کا فتویٰ پندرہ فرسخ کی روایت پر ذکر کیا ہے۔ ۱۵۔

مفتی محمد شفیع صاحب نے یہ جتنے اصول بیان کیے ہیں وہ سب صحیح ہیں لیکن ان اصولوں کی بنیاد پر جو نتیجہ اخذ کیا ہے وہ غلط ہے، لکھتے ہیں:

محققین علماء ہندوستان نے اٹالیس (۴۸) میل انگریزی کو مسافت قصر قرار دے دیا ہے جو اقوال فقہاء مذکورین کے قریب قریب ہے اور اصل مدار اس کا اسی پر ہے کہ اتنی ہی مسافت تین دن تین رات میں پیادہ مسافر آسانی طے کر سکتا ہے اور فقہاء حنفیہ کے مفتی بہ اقوال میں سے جو فتویٰ ائمہ عوازم کا پندرہ فرسخ کا نقل کیا گیا ہے وہ تقریباً اسی کے بالکل مطابق ہے کیونکہ پندرہ فرسخ پینالیس (۴۵) میل شرعی ہوتے ہیں اور شرعی میل انگریزی میل سے دو سو چالیس گز بڑا ہوتا ہے تو ۴۵ میل شرعی ۴۸ میل انگریزی سے کچھ زیادہ متفاوت نہیں رہتے ۱۵۔ مفتی صاحب کا یہ لکھنا بھی غلط ہے کیونکہ ۴۵ میل شرعی اکاون انگریزی میل ایک فرلانگ میں گز کے برابر ہیں۔ اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی لکھتے ہیں:

اگر اپنے مقام اقامت سے ۵۷ میل کے فاصلے پر علی الاصل جاننا ہو کہ وہیں ہانا مقصود ہے یا نہ جاننا مقصود نہیں اور وہاں پندرہ دن کامل ٹھہرنے کا قصد ہو تو قصر کریں گے ورنہ پوری پڑھیں گے ۱۵۔ اعلیٰ حضرت نے یہ نہیں بیان کیا کہ انھوں نے ۵۷ میل کس ضابطہ اور قاعدہ سے مقرر کیے ہیں۔

۱۵۔ مفتی محمد شفیع متوفی ۱۳۹۶ھ - اوزان شریعہ ص ۲۶ - ۲۳ مطبوعہ ادارۃ المعارف کراچی طبع جدید ۱۴۰۴ھ

۱۵۔ مفتی محمد شفیع متوفی ۱۳۹۶ھ - اوزان شریعہ ص ۲۶، مطبوعہ ادارۃ المعارف کراچی طبع جدید شوال ۱۴۰۴ھ

۱۵۔ اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی متوفی ۱۳۲۰ھ - فتاویٰ رضویہ ج ۳ ص ۶۰ مطبوعہ سنی دارالاشاعت فیصل آباد بار دوم ۱۳۹۲ھ

علماء دیوبند نے مسافت قصر ۴۸ انگریزی میل قرار دی ہے اور اس کی وجہ یہ بیان کی ہے کہ: ہمارے اساتذہ نے روزانہ بارہ کوس کا سفر یعنی سولہ میل انگریزی اختیار فرمایا ہے، کیونکہ روزانہ اگرچہ گھنٹہ سفر کے لیے مقرر کیے جاویں تو فی گھنٹہ دو کوس پیادہ آدمی متوسط چال سے طے کر لیتا ہے، اس اعتبار سے مسافت قصر ۴۸ میل یعنی ۳۶ کوس کو قرار دیا ہے۔

(فتاویٰ دارالعلوم مدلل ج ۲ ص ۴۹۲ - ۴۹۱)

۴۸ انگریزی میل کو ثابت کرنے کے لیے، یہ انتہائی عجیب طریقہ ہے، کھانے پینے، آرام، نمازوں کے اوقات اور رات کی نیند بھی نکال لی جائے تو ۲۴ چوبیس گھنٹوں میں سے سفر کے لیے یقیناً چھ گھنٹوں سے زیادہ وقت بچے گا۔ اور جو شخص سفر کرتا ہے وہ یقیناً دن رات میں سے سفر کے لیے چھ گھنٹوں سے زیادہ وقت نکالے گا اور متوسط اونٹ کی رفتار سے ایک انسان ایک دن میں یقیناً بیس میل سے زیادہ سفر کر سکتا ہے پھر جمہور فقہاء کے مطابق یہ قول کیوں نہ اختیار کیا جائے کہ مسافت قصر ۵۴ میل شرعی ہے جو اکسٹھ میل انگریزی اور چھ سو چالیس گز کے برابر ہے۔ مفتی محمد شفیع دیوبندی صاحب نے ۴۸ انگریزی میل کے ثبوت میں لکھا ہے کہ:

اور ۴۸ میل کی تعیین پر ایک حدیث سے بھی استدلال کیا گیا ہے جو دارقطنی نے حضرت عبداللہ ابن عباس سے روایت کی کہ اُن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

یا اهل مكة لا تقصروا الصلوة في ادنى من اربعة
يود من مكة الى عسفان.

• عمدة القاری ج ۲ ص ۵۳۱ (۶)

(اوزان شرعیہ ص ۲۶)

لیکن مفتی صاحب کا یہ استدلال اس لیے صحیح نہیں ہے کہ ایک برید بارہ میل شرعی کا ہونا ہے نہ کہ بارہ میل انگریزی کا۔ سترہ فروری ۱۹۸۸ء کو ایک علمی مجلس میں مذاکرہ کے دوران مفتی صاحب کے صاحبزادے مفتی محمد رفیع عثمانی نے بھی تسلیم کیا کہ یہ تسامح ہے اور ایک برید بارہ میل شرعی کا ہونا ہے اور اس لحاظ سے مسافت قصر ۴۸ میل شرعی قرار پائے گی جو ۵۴ انگریزی میل ۹۶۰ گز کے برابر ہے۔ تاہم یہ روایت سنداً ضعیف ہے جیسا کہ مفتی صاحب نے بھی تصریح کی ہے اس لیے مدار سفر تین دن کی مسافت ہے، جس کو جمہور فقہاء نے ۵۴ میل شرعی کے برابر قرار دیا ہے اور اسی پر فتویٰ ہے یہ متوسط قول ہے اور یہ اکسٹھ انگریزی میل اور چھ سو چالیس گز اور اٹھانوے اعشاریہ سات تین چار (۹۸.۰۳۴) کلومیٹر کے برابر ہے۔ علماء دیوبند کے ایک مستند عالم مفتی رشید احمد لکھتے ہیں:

اکثر مشائخ احناف نے ۱۸ فرسخ، ۵۴ میل شرعی، ۶۶۰ میل انگریزی کو متوسط قول قرار دیکر اس پر فتویٰ دیا ہے۔ علامہ شامی رحمہ اللہ

نہالے نے بھی اس قول کو مفتی یہ لکھا ہے اور احتیاط بھی اسی میں ہے۔

اس بحث کے اخیر میں مفتی محمد رفیع عثمانی نے جو سہ کہا کہ اگر ہم اب مسافت قصر کو تبدیل کریں تو لوگ کہیں گے کہ ہماری پچھلی پڑھی ہوئی نانوں کا کیا ہو گا؟ اس آخری دلیل کی بناء پر انھوں نے ۴۸ انگریزی میل ہی کو قائم رکھا۔

مسافت کا تفصیلی خاکہ

شرعی مسافت جو موجب قصر ہے اس کے بارے میں فقہا متقدمین کے تین اقوال نقل کئے گئے ہیں۔ انہیں اگر مہرِ حاضر کے مروج پیمانہ مسافت میں تبدیل کر دیا جائے تو اس کا تفصیلی خاکہ حسب ذیل ہو گا۔

نمبر شمار	مسافت قصر بحساب امیال شرمیہ	مسافت گزوں میں بحباب ... گز فی شرعی میل	مسافت بحباب انگریزی میں گز - فرلانگ - میل	مسافت بحباب کو میٹر
۱	۴۵ میل	۹۰۰ ...	۵۱ - ۱ - ۲۰	۸۲۶۲۶۸
۲	۵۴ میل یہ مفتی بہ قول ہے	۱۰۸۰ ...	۶۱ - ۲ - ۲۰	۹۸۶۷۳۲
۳	۶۳ میل	۱۲۶۰ ...	۷۱ - ۳ - ۱۰	۱۱۵۶۱۸۹

قصر کی ابتداء اور انتہا | امام ابو حنیفہؒ، امام مالکؒ، امام شافعیؒ اور امام احمد بن حنبلؒ کا اس بات پر اتفاق ہے کہ جو شخص نوٹے گا تو شہر کی حدود شروع ہوتے ہی اس پر پوری نماز پڑھنا لازم ہوگا۔

مدت قصر | امام شافعیؒ، امام مالکؒ اور امام احمد کے نزدیک مدت قصر چار روز تک ہے اگر کوئی شخص چار روز قصر پندرہ دن تک ہے۔ اگر کوئی شخص پندرہ دن یا اس سے زیادہ قیام کا ارادہ کرے گا تو اس کو پوری نماز پڑھنی ہوگی اور امام اعظم ابو حنیفہ کے نزدیک مدت ائمہ ثلاثہ کے دلائل | علامہ ابن قدامہ چار روز تک قصر پر استدلال کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

اذ انوی اقامة اربعة ايام راتعد ان نوي دوغما
قصر وهذا قول مالك والشافعي وابن خزيمة
الثلاث حد القلة بدليل قول النبي صلى الله عليه
وسلم، يقيم المهاجر بعد قضاء نسكه ثلاثا ولما
اخلى عمر رضى الله عنه اهل الذمة ضرب لمن
قدم منهم تاجرا ثلاثا فدل على ان الثلاث في حكم
السفر وما جاء في حكم الإقامة

جب کوئی شخص چار دن قیام کی نیت کرے تو پوری نماز پڑھے اور اگر اس سے کم دن بھرنے کی نیت کرے تو قصر کرے۔ یہی امام شافعیؒ، امام مالکؒ اور ابو ثور کا قول ہے کیونکہ تین قلت کی حد ہے اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مہاجرین ارکان حج ادا کرنے کے بعد تین دن مکہ میں ٹھہریں اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ذمی تاجروں کو صرف تین دن قیام کی اجازت دی اس سے معلوم ہوا کہ تین دن حکم سفر ہے اور اس کے بعد حکم اقامت ہے۔

علامہ نوویؒ اور علامہ ابن رشدؒ نے بھی یہی دلیل بیان کی ہے

- ۱۔ امام محمد بن حسن شیبانی متوفی ۱۸۹ھ۔ المبسوط ج ۱ ص ۲۶۵ مطبوعہ ادارة القرآن کراچی۔
- ۲۔ قاضی ابوالولید ابن رشد مالکی متوفی ۵۹۵ھ۔ بلائۃ المجدد ج ۱ ص ۱۲۲، مطبوعہ دار الفکر بیروت، الطبعة الاولى۔
- ۳۔ علامہ ابوالقاسم محمد رافعی شافعی متوفی ۶۲۳ھ۔ فتح العزیز شرح الوجیز مع شروح المہذب ج ۲ ص ۳۳۲ مطبوعہ دار الفکر بیروت۔
- ۴۔ علامہ عبداللہ بن احمد بن قدامہ حنبلی متوفی ۶۲۰ھ۔ المنہج ج ۲ ص ۵۰ مطبوعہ دار الفکر بیروت، الطبعة الاولى۔ ۱۴۰۵ھ۔
- ۵۔ علامہ یحییٰ بن شرف نووی شافعی متوفی ۶۷۶ھ۔ شرح المہذب مع الشرح ج ۲ ص ۳۵۹ مطبوعہ دار الفکر بیروت۔
- ۶۔ قاضی ابوالولید ابن رشد مالکی متوفی ۵۹۵ھ۔ بلائۃ المجدد ج ۱ ص ۱۲۲ مطبوعہ دار الفکر بیروت، الطبعة الاولى۔
- ۷۔ علامہ عبداللہ بن احمد بن قدامہ حنبلی متوفی ۶۲۰ھ۔ المنہج ج ۲ ص ۶۵ مطبوعہ دار الفکر بیروت، الطبعة الاولى، ۱۴۰۵ھ۔
- ۸۔ امام محمد بن حسن شیبانی متوفی ۱۸۹ھ۔ المبسوط ج ۱ ص ۲۶۲، مطبوعہ ادارة القرآن کراچی۔
- ۹۔ امام احمد بن شیبہ نسائی متوفی ۳۰۳ھ۔ سنن نسائی ج ۱ ص ۱۴۶ مطبوعہ دار الفکر بیروت، الطبعة الاولى۔
- ۱۰۔ علامہ عبداللہ بن احمد بن قدامہ حنبلی متوفی ۶۲۰ھ۔ المنہج ج ۲ ص ۶۵ مطبوعہ دار الفکر بیروت، الطبعة الاولى، ۱۴۰۵ھ۔
- ۱۱۔ علامہ یحییٰ بن شرف نووی متوفی ۶۷۶ھ۔ شرح المہذب مع الشرح ج ۲ ص ۳۵۹ مطبوعہ دار الفکر بیروت۔
- ۱۲۔ قاضی ابوالولید ابن رشد مالکی متوفی ۵۹۵ھ۔ بلائۃ المجدد ج ۱ ص ۱۲۲ مطبوعہ دار الفکر بیروت، الطبعة الاولى۔

ائمہ ثلاثہ کے دلائل کے جوابات | پہلی بات تو یہ ہے کہ ان دونوں حدیثوں میں قصر کرنے یا نہ کرنے کا ذکر نہیں ہے حالانکہ گفتگو قصر اور عدم قصر میں ہے۔ دوسری بات یہ ہے کہ رسول اللہ

صلی اللہ علیہ وسلم نے مہاجرین کو مکہ میں تین دن سے زیادہ ٹھہرنے کی اجازت اس لیے نہیں دی کہ مہاجرین کے شرف ہجرت میں کمی نہ آجائے اگر یہ قصر کا معاملہ ہوتا تو تو یہ فرماتے اگر تم تین دن سے زیادہ مکہ ٹھہرے تو تم کو پوری نماز پڑھنی پڑے گی۔ اس طرح حضرت عمرؓ نے ذبیحوں کو تین دن سے زیادہ حرم مدینہ میں قیام کی اجازت اس لیے نہیں دی کہ مدینہ میں ان کا زیادہ قیام شرف مدینہ کی حرمت کے منافی ہے ورنہ ذبیحوں کے حق میں قصر یا عدم قصر کا تصور ہی نہیں ہے۔ علاوہ ازیں صحیح حدیث سے دس دن تک سفر میں قصر ثابت ہے اور دس دن تک اقامت ثابت نہیں ہے۔

عن انس یقول خرجنا مع النبی صلی اللہ علیہ

وصلم من المدینۃ الی مکۃ فکان یصلی رکعتین

رکعتین حتی رجعنا الی المدینۃ قلت اقمتم بمکۃ

شیئاً قال اقمنا بها عشرۃ - ۱

یہ حدیث صحیحہ ائمہ ثلاثہ کے خلاف ہے اور امام ابو حنیفہ کے مسلک کی موید ہے۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مکہ سے مدینہ گئے آپ دو رکعت نماز پڑھتے رہے حتیٰ کہ ہم مدینہ واپس آ گئے۔ ابن اسحاق نے پوچھا تم نے مکہ میں کتنی مدت قیام کیا؟ کہا دس دن۔

یہ حدیث صحیحہ ائمہ ثلاثہ کے خلاف ہے اور امام ابو حنیفہ کے مسلک کی موید ہے۔

امام ابو حنیفہ کے دلائل | امام محمد فرماتے ہیں:

قلت ا رأیت ان سا فو ثلثۃ ایام فصاعداً

فقد مر المصر الذی خرج الیہ ایتما الصلوۃ

قال ان کان یرید ان یقیم فیہ خمسۃ عشر یوماً

اتما الصلوۃ وان کان لا یددی متی یشجر

قصر الصلوۃ قلت ولہ وقت خمسۃ عشر

یوماً قال لا لشر الذی جاء عن عبد اللہ بن

عمر رضی اللہ عنہما - ۲

عن جہاد یقول کان ابن عمر اذا قدم

مکۃ فاما ان یقیم خمس عشرۃ لیلۃ

متوکل علیہ فاما الصلوۃ - ۳

میں نے امام ابو حنیفہ سے پوچھا اگر کوئی شخص تین دن یا اس سے زیادہ کی مسافت طے کر کے اس شہر میں پہنچ جائے جس کے لیے اس نے سفر کیا تھا تو کیا وہ پوری نماز پڑھے گا؟

امام ابو حنیفہ نے فرمایا اگر اس کی نیت پندرہ دن قیام کی ہے تو نماز پوری پڑھے گا اور اگر اس کو پتا نہ ہو وہ

کب تک قیام کرے گا تو قصر کرے۔ میں نے پوچھا:

آپ نے پندرہ دن کس دلیل سے متنبہ کیے ہیں فرمایا حضرت

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کی حدیث سے۔

مجاہد کہتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما

جب مکہ جلتے اور پندرہ دن قیام کا ارادہ کرتے تو اپنی

پشت کھول دیتے اور پوری نماز پڑھتے۔

۱۔ امام ابو عبد اللہ محمد بن اسماعیل بخاری متوفی ۲۵۶ھ صحیح بخاری ج ۱ ص ۱۴۰ مطبوعہ فور محمد راجع المطابع الطبعة الثانیہ ۱۳۸۱ھ۔

المبسوط ج ۱ ص ۲۶۶۔ مطبوعہ ادارۃ القرآن کراچی

۲۔ امام محمد بن حسن شیبانی متوفی ۱۸۹ھ۔

۳۔ امام عبدالرزاق بن عیاض صنفی متوفی ۲۱۱ھ مسند عبد الرزاق ج ۲ ص ۳۲۴ مطبوعہ مکتب اسلامی بیروت الطبعة الاولى ۱۳۹۰ھ

عن عبد الله بن عمر رضي الله تعالى عنهما قال : اذا كنت مسافرا فوطئت نفسك على اقامة خمسة عشر يوما فاقم الصلوة .^۱

عن جہاد قال کان ابن عمر اذا اجمع علی اقامة خمس عشرة سرح ظمرا و صلی اربعاً .^۲

احناف نے آثار صحابہ کی روشنی میں پندرہ دن حد قصر بیان کی ہے اس پر ان احادیث سے معارضہ کیا جاتا ہے
عن ابن عباس قال اقام النبی صلی اللہ علیہ وسلم تسعة عشر بمكة يقصر فنحن اذا سافروا تسعة عشر قصرا وان سادنا اتممنا .^۳

عن ابن عباس ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اقام سبع عشرة بمكة يقصر الصلوة قال ابن عباس و من اقام سبع عشرة قصر و من اقام اكثر اتم .^۴

عن ابن عباس قال اقام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بمكة عام الفتح خمس عشرة يقصر الصلوة .^۵

ان احادیث کا اولاً جواب یہ ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے فتح مکہ کے موقع پر قیام کی تین احادیث مروی ہیں اور تینوں متعارض اور مضطرب ہیں اور مضطرب روایات لائق استدلال ہوتی ہیں نہ قابل معارضہ، دوسرا جواب یہ ہے کہ یہ روایات

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں جب تم مسافر ہو اور کسی جگہ پندرہ دن کے لیے وطن بناو تو نماز پوری پڑھنا۔

مجاہد بیان کرتے ہیں کہ حضرت ابن عمر جب پندرہ دن قیام کی نیت کرتے تو اپنی پشت کھول دیتے اور چار رکعت نماز پڑھتے۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مکہ میں انیس دن قیام فرمایا اور قصر نماز پڑھتے رہے لہذا جب ہم انیس دن قیام کریں تو قصر کرتے ہیں اور اس سے زیادہ دن قیام کریں تو پوری نماز پڑھتے ہیں۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مکہ میں سترہ روز قیام کیا اور نماز قصر کر کے پڑھی۔ حضرت ابن عباس بیان کرتے ہیں جو شخص سترہ روز قیام کرے وہ نماز قصر کرے اور جو اس سے زیادہ قیام کرے وہ پوری نماز پڑھے۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فتح مکہ کے سال مکہ میں پندرہ روز قیام کیا اور نماز قصر کر کے پڑھی۔

ان احادیث کا اولاً جواب یہ ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے فتح مکہ کے موقع پر قیام کی تین احادیث مروی ہیں اور تینوں متعارض اور مضطرب ہیں اور مضطرب روایات لائق استدلال ہوتی ہیں نہ قابل معارضہ، دوسرا جواب یہ ہے کہ یہ روایات

۱۔ امام محمد بن حسن شیبانی متوفی ۱۸۹ھ۔ کتاب الآثار ص ۳۸ مطبوعہ ادارۃ القرآن، الطبعة الاولى ۱۴۰۷ھ

۲۔ امام عبداللہ بن محمد بن ابی شیبہ متوفی ۲۳۵ھ۔ مصنف ابن ابی شیبہ ج ۲ ص ۲۵۵، مطبوعہ ادارۃ القرآن کراچی ۱۴۰۶ھ۔

۳۔ امام ابو عبد اللہ بن محمد اسماعیل بخاری متوفی ۲۵۶ھ۔ صحیح بخاری ج ۱ ص ۱۴۷، مطبوعہ نور محمد اسع الملایک کراچی الطبعة الثانیہ ۱۳۸۱ھ

۴۔ امام ابو داؤد سیمان بن اشعث متوفی ۲۷۵ھ۔ سنن ابی داؤد ج ۱ ص ۱۴۳، مطبوعہ مجتہد پاکستان لاہور الطبعة الثانیہ ۱۴۰۵ھ

۵۔

ہمیں تب معزرتی جب ان میں یہ تصریح ہوتی کہ آپ نے پندرہ، سترہ یا انیس دن قیام کی نیت کی تھی اور پھر آپ قصر کرتے رہے۔ کیونکہ اگر پندرہ دن قیام کی نیت ہو پھر قیام خواہ پندرہ سے زائد ہو جائے پھر بھی قصر پڑھی جاتی ہے۔

روایات میں تطبیق صحیح بخاری کی ایک روایت میں ہے کہ آپ نے مکہ میں دس دن قیام کیا اور ایک روایت میں ہے کہ انیس دن قیام کیا اور ابو داؤد کی ایک روایت میں سترہ اور ایک میں پندرہ دن قیام کا ذکر ہے ان روایات میں اس طرح تطبیق دی گئی ہے کہ حضرت انس کی جس روایت میں انیس دن کا ذکر ہے اس میں یوم دخول اور یوم خروج کو شامل کر لیا جاتا ہے اور پندرہ دن والی روایت کے بارے میں علامہ نووی نے تصریح کی ہے کہ وہ ابن اسحاق کی وجہ سے ضعیف ہے۔

وجوب قصر میں مذاہب امام شافعی کے نزدیک سفر شریعی میں نماز پوری پڑھنا اور قصر کرنا دونوں جائز ہیں لیکن قصر کرنا افضل ہے۔ امام مالک اور امام احمد کے نزدیک سفر شریعی میں قصر کرنا مباح ہے اور امام ابو حنیفہ کے نزدیک سفر شریعی میں قصر کرنا واجب ہے اور اس کا ترک گناہ ہے۔

ائمہ ثلاثہ کے دلائل اور ان کے جوابات ائمہ ثلاثہ کی ایک دلیل یہ ہے کہ قرآن کریم میں ہے۔

وَإِذَا ضَرَجْتُمْ فِي الْأَرْضِ فَلَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ أَنْ تَقْصُرُوا مِنَ الصَّلَاةِ۔
جب تم زمین پر سفر کرو تو نماز قصر کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔

(نساء: ۱۰۱)

ائمہ ثلاثہ کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ قصر کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے اس سے معلوم ہوا کہ قصر کرنا واجب نہیں مباح ہے، اخلاف اس دلیل کا یہ جواب دیتے ہیں کہ اگر قصر کرنا مباح ہوتا تو اللہ تعالیٰ یوں فرماتا "اگر تم قصر نہ کرو تو کوئی حرج نہیں ہے" اور اس کی تائید اس حدیث سے ہوتی ہے:

عن الزهري قال عروة سألت عائشة فقلت لها أرأيت قول الله تعالى ان الصغائر والمروءة من شعائر الله فمن حج البيت او اعتمر فلا جناح عليه ان يعطوف بهما فوالله ما على احد جناح ان لا يعطوف بالصغائر والمروءة قالت بئسما قلت يا ابن أخي ان هذا لو كانت كما اولتها عليه كانت لا جناح عليه ان لا

زہری بیان کرتے ہیں کہ عروہ نے بتایا کہ میں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے سوال کیا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے (ترجمہ) "صغائر اور مروءہ اللہ تعالیٰ کی نشانیوں میں سے ہیں جو شخص بیت اللہ کا حج یا عمرہ کرے وہ اگر صغائر اور مروءہ میں سہی کرے تو کوئی حرج نہیں ہے" اس اعتبار سے اگر کوئی شخص صغائر اور مروءہ میں سہی نہ کرے تو کوئی گناہ نہیں ہے۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: اے میرے بیٹے تم نے غلط سمجھا ہے

۱۔ علامہ یحییٰ بن شرف نووی شافعی متوفی ۶۷۶ھ۔ شرح المہذب مع الشرح ج ۲ ص ۲۲۶، مطبوعہ دار الفکر بیروت۔

۲۔ قاضی ابوالوہید احمد بن رشد قرطبی مالکی متوفی ۵۹۵ھ۔ بدایۃ المجتہد ج ۱ ص ۱۲۲، مطبوعہ دار الفکر بیروت۔

۳۔ علامہ عبداللہ بن احمد بن قدامہ حنبلی متوفی ۶۲۰ھ۔ السنن ج ۲ ص ۵۰، مطبوعہ دار الفکر بیروت، الطبعة الاولیٰ، ۱۴۰۵ھ۔

۴۔ علامہ کمال ابن ہمام متوفی ۸۶۱ھ۔ فتاویٰ حنفیہ ج ۲ ص ۲۰۰، مطبوعہ مکتبہ نعیمیہ رضویہ سکھر۔

marfat.com

جلد ثانی

Marfat.com

یطوف بهما۔ ۱۰

اگر ایسا ہی ہوتا جس طرح تم نے سمجھا ہے تو اللہ تعالیٰ یوں فرماتا
اگر لوگ صفا اور مردہ میں طواف نہ کریں تو کوئی حرج نہیں ہے۔

اور برسیل تنزل اگر اس میں بااحت ہے تو وہ قصر فی الاوصاف کی طرف راجع ہے کیونکہ جنگ کے خوف کے وقت قیام اور تنوُّد کے
وقت اشاروں سے بھی غار پڑھنا جائز ہے۔
ائمہ ثلاثہ کی دوسری دلیل یہ ہے:

عن عائشة ان النبي صلى الله عليه وسلم
كان يقصر في السفر ويتم ويغفر ويصوم
دواء الدار قطنی والبيهقي وغيرهما۔ ۱۱

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ نبی صلی اللہ
علیہ وسلم سفر میں نماز قصر بھی کرتے تھے اور پوری بھی پڑھتے تھے
روزہ رکھتے بھی تھے اور افطار بھی کرتے تھے (یعنی نہیں رکھتے
تھے)

اس حدیث کی سند پر بحث کرتے ہوئے علامہ ابن الترمذی فرماتے ہیں اس حدیث کی سند میں ایک راوی عمر بن ذر المرہبی ہے۔
علامہ ابن جوزی اس کے بارے میں لکھتے ہیں کہ یہ مرہبی اور ضعیف تھا۔ ایک اور سند سے یہ حدیث علامہ ابن زہیر عن عبد الرحمن
عن عائشہ مروی ہے۔ علامہ کے بارے میں ابن حبان فرماتے ہیں کہ وہ غیر ثابت امام حدیث ثقہ راویوں کی طرف منسوب کر دینا بخانیز
ابن الترمذی فرماتے ہیں یہ حدیث مضطرب الاسناد ہے اس لیے اس سے استدلال صحیح نہیں ہے لہٰذا امام بیہقی نے اس حدیث کو
عن عطارد عن عائشہ روایت کیا ہے۔ علامہ ابن حزم کہتے ہیں کہ عطارد سے اس حدیث کی روایت میں مغیرہ بن زیاد منقول ہے۔ اس
کے علاوہ کسی اور نے اس کو عطارد سے روایت نہیں کیا۔ امام احمد بن حنبل کہتے ہیں کہ یہ ضعیف راوی ہے اس کی ہر روایت منکر ہے۔
علامہ ابن قیم جزیری اس حدیث پر بحث کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

وكان يقصر الرباعية فيصليهما ركعتين
من حين يخرج مسافرا الى ان يرجع الى المدينة ولم
يثبت عنه انه اتى الرباعية في سفره البتة واما حديث
عائشة ان النبي صلى الله عليه وسلم كان يقصر في السفر
ويتم ويغفر ويصوم فلا يصح ومعت شيخ الاسلام
ابن تيمية يقول هو كذب على رسول الله صلى
الله عليه وسلم انتهى ۱۲

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سفر میں ہمیشہ چار رکعات
والی نماز کو قصر کر کے دو رکعت پڑھا کرتے تھے، جب
تک واپس مدینہ تشریف نہ لے آتے اور آپ سے یہ
قطعا ثابت نہیں ہے کہ آپ نے سفر میں کبھی پوری نماز پڑھی
ہو۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے جریہ مروی ہے کہ آپ
سفر میں قصر بھی کرتے تھے اور پوری نماز بھی پڑھتے تھے اور روزہ
رکھتے بھی تھے اور ترک بھی کرتے تھے وہ حدیث صحیح نہیں ہے میں نے
شیخ ابن تیمیہ سے سنا ہے کہ یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر افتراء ہے۔

- ۱۰۔ امام ابو عبد اللہ محمد بن اسماعیل بخاری متوفی ۲۵۶ھ۔ صحیح بخاری ج ۱ ص ۲۲۲ مطبوعہ نور محمد راجع المطابع کراچی۔ الطبعة الثانیہ ۱۳۸۱ھ۔
۱۱۔ علامہ یحییٰ بن شرف نوادی شافعی متوفی ۶۷۶ھ۔ شرح المہذب مع الشرح ج ۲ ص ۳۴۰۔ مطبوعہ دار الفکر بیروت۔
۱۲۔ علامہ علاء الدین ابن الترمذی متوفی ۸۲۵ھ۔ المعجم النقی علی ما مش البیہقی ج ۳ ص ۱۴۱ مطبوعہ نشر السنہ عمان۔
۱۳۔ شیخ ابو محمد علی بن حزم متوفی ۴۵۶ھ۔ المحلی ج ۲ ص ۲۶۶ مطبوعہ امانة الطباعة المنيرية مصر الطبعة الاولى ۱۳۴۸ھ۔
۱۴۔ علامہ شمس الدین ابن قیم متوفی ۷۵۱ھ۔ زاد المعاد علی ما مش النفاذ ج ۲ ص ۸۸ مطبوعہ دار المعرفہ بیروت، الطبعة الثانیہ ۱۳۹۳ھ۔

علامہ شیرازی نے اس روایت سے بھی استدلال کیا ہے :

عن عائشة رضي الله عنها قالت خرجت مع رسول الله صلى الله عليه وسلم في عمرة رمضان فاحضر وصمت وقصر واتممت فقلت يا رسول الله اخطرت وصمت وقصرت واتممت فقال واحسنت يا عائشة

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ رمضان میں عمرہ کرنے گئی۔ آپ نے روزہ نہیں رکھا اور میں نے روزہ رکھا۔ آپ نے قصر ناز پڑھی اور میں نے پوری پڑھی۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ نے روزہ نہیں رکھا اور میں نے رکھا اور آپ نے نماز قصر کی اور میں نے نہیں کی۔ آپ نے فرمایا: اے عائشہ! تم نے اچھا کیا۔

اس حدیث کی سند میں علامہ ابن زہیر ہے اور ابن حبان فرماتے ہیں کہ وہ ثقہ راویوں سے غیر ثابت روایات ذکر کرتا ہے۔ اس لیے لائق استدلال نہیں ہے۔ نیز عبد الرحمان کا حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے سماع بھی مختلف فیہ ہے علاوہ ازیں اس حدیث میں منوی خرابی یہ ہے کہ اس میں یہ ذکر ہے کہ آپ نے رمضان میں عمرہ کیا حالانکہ آپ نے چار عمرے کیے اور ان میں سے کوئی بھی رمضان میں نہیں کیا سب ذوالقعدہ میں کیے اور پانچواں عمرہ جو حج کے ساتھ کیا تھا اس کا احرام ذوالقعدہ میں باندھا اور اذاعۃ الحجۃ میں کیا گئے علاوہ ازیں یہ احادیث جو ضعیف اسانید کے ساتھ مروی ہیں صحاح کی ان احادیث کے صافی ہیں۔

حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، حضرت ابو بکر، حضرت عمر، اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہم کی رفاقت میں رہا ہوں۔ ان حضرات نے سفر میں کبھی دو رکعات سے زیادہ نماز نہیں پڑھی۔

عن ابن عمر يقول صحبت رسول الله صلى الله عليه وسلم فكان لا يزيد في السفر على ركعتين و ابا بكر وعمر و عثمان كذلك

صحیح بخاری کی اس صحیح حدیث سے ثابت ہو گیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمیشہ سفر میں قصر کر کے پڑھا کرتے تھے لہذا اس کے مقابلہ میں وارظنی اور بیہقی کی ضعیف سند روایات سے سفر میں پوری نماز پڑھنے پر استدلال کرنا صحیح نہیں ہے۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ ابتداً نماز دو رکعت، فرض، ہونی تھی پھر حضرت میں نماز پوری (چار رکعات)

عن عائشة ان الصلوة اول ما فرضت ركعتين ثم اتمها في الحضر فاقوت صلوة

۱۔ شیخ ابوالاسحاق شیرازی شافعی متونی ۲۵۵ھ۔ المہذب من الشرح ج ۴ ص ۳۳۴ مطبوعہ دار الفکر بیروت۔

۲۔ شیخ محمد بن علی شبرکانی متونی ۱۲۵۰ھ۔ نیل الاوطار ج ۴ ص ۱۱۸/۱۱۹ مطبوعہ مکتبۃ المکیات الازہریہ، ازہر

۳۔ امام محمد بن اسماعیل بخاری متونی ۲۵۶ھ۔ صحیح بخاری ج ۱ ص ۱۴۹ مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی الطبعة الثانیہ ۱۳۸۱ھ۔

کی گئی اور سفر میں پہلی فرضیت (یعنی دو رکعت) پر باقی رکھی گئی۔

صحیح مسلم کی اس صحیح حدیث سے ثابت ہو گیا کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے نزدیک سفر میں دو رکعت نماز فرض عتیقہ اس کے مقابلہ میں عارضی کی (جس کو مبتدئ میں ذکر کیا گیا ہے) ضعیف اور منکر روایت سے حضرت عائشہ کا پوری نافرمانی کو ثابت کرنا صحیح نہیں ہے۔ احاف کی دلیل یہ ہے کہ تواتر معنوی سے ثابت ہے کہ سفر میں دو رکعت نماز فرض میں اگر چار رکعات فرض ہوتی تو بعد میں دو رکعت کی قضا کی جاتی جیسے سفر میں روزہ نہ رکھنے کی رخصت ہے مگر بعد میں روزہ کی قضا لازم ہے۔ اس وجہ سے احاف نے سفر میں قصر کو واجب قرار دیا ہے اس کی تائید شیخ ابن حزم کی اس روایت سے ہوتی ہے:

عن صفوان بن محرز قلت لابن عمر حدثنی عن صلوٰۃ السفر قال اتخشتی ان تکذب علی قلت لا قال رکعتان من خالفت السنۃ کفر۔

صفوان بن محرز بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت عبداللہ بن عمر سے سفر کی نماز کے بارے میں سوال کیا انھوں نے فرمایا کیا تم کو محمد پر غلط بیانی کا خدشہ ہے۔ میں نے کہا نہیں۔ فرمایا دو رکعات اور جس نے آپ کی سنت کی مخالفت کی، اس نے کفر کیا۔

مثنیٰ میں حضرت عثمان کے قفر نہ کرنیکی وجہ | ائمہ ثلاثہ اس بات سے بھی استدلال کرتے ہیں کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ مثنیٰ میں پوری نماز پڑھا کرتے تھے جیسا کہ اس باب کی بسن کی تفصیل مدۃ القاری ج ۷ ص ۱۱۹ میں ہے) اس لیے ہم نے ان کو ترک کر دیا ہے۔ صحیح جواب یہ ہے کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے مثنیٰ میں شادی کر لی تھی اور جو شخص جس جگہ شادی کرے وہ بھی اس کا وطن ہو جاتا ہے اور وہاں اس کو پوری نماز پڑھنا لازم ہے، ملاحظہ کیجئے:

عن عبد الرحمن بن ابی ذباب عن ابیہ ان عثمان بن عفان صلی علیہ وسلم ابعد رکعات فانکسر الناس علیہ فقال یا ایہا الناس افتاھلت بھکم منذ قدمت وافی سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول من تامل ببلد فلیصل صلاۃ العقیم۔

ابو ذباب بیان کرتے ہیں کہ حضرت عثمان بن عفان نے مثنیٰ میں چار رکعات پڑھیں لوگوں نے اس پر اعتراض کیا تو آپ نے فرمایا: اے لوگو! میں نے مکہ میں آکر شادی کر لی ہے اور میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے جس شخص نے کسی شہر میں شادی کی وہاں پوری نماز پڑھے۔

امام بیہقی نے کہا ہے کہ اس حدیث کی سند میں عکرم بن ابراہیم ہے اور یہ ضعیف ہے۔ علامہ ابن قیم اس کے جواب میں

۱۔ امام مسلم بن حجاج قشیری متوفی ۲۶۱ھ۔ صحیح مسلم ج ۱ ص ۲۴۱۔ مطبوعہ فور محمد صالح المطابع کراچی، الطبعة الثانیہ ۱۳۸۱ھ۔

۲۔ شیخ علی بن محمد بن حزم متوفی ۴۵۶ھ۔ المحلی ج ۲ ص ۲۷۰۔ مطبوعہ اولیٰ الطباعة المنیہ مع الطبعة الاولیٰ ۱۳۴۸ھ۔

۳۔ امام احمد بن حنبل متوفی ۲۴۱ھ۔

کہتے ہیں:

قال ابو البركات ابن تيمية ويمكن المطالبة بسبب الضعف فان البخاري ذكره في تاريخه ولم يعط عن فيه وعادة ذكر الجرح والمجرح وحين وقد نص احمد وابن عباس قبله ان المسافر اذا تزوج لمومه الا تمارو هذا قول ابن حنيفة رحمه الله تعالى ومالك وصاحباهما وهذا احسن ما اعتد به عن عثمان

ابو البركات ابن تيمية کہتے ہیں کہ وجہ ضعف بیان کیے بغیر ضعف کا اعتبار نہیں کیونکہ امام بخاری نے عمر بن ابی بکر کا اپنی تاریخ میں غلط بات بغیر کسی طعن کے ذکر کیا ہے اور اس سے پہلے امام احمد اور حضرت ابن عباس نے تصریح کی ہے کہ مسافر جب کسی جگہ شادی کرے تو اس جگہ اس کو پوری ناز پڑھنا لازم ہے۔ اور یہی امام ابو حنیفہ اور امام مالک اور ان کے اصحاب رحمہم اللہ کا قول ہے۔ اور یہ حضرت عثمان کی طرف سے بہترین جواب ہے۔ امام بیہقی کا دوسرا اعتراض یہ ہے کہ ابی ذباب اور حضرت عثمان کے درمیان ایک راوی چھوڑا ہوا ہے اس لیے یہ حدیث منقطع ہے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ قرآن ثلاثہ کا انقطاع حکم افعال ہے۔ اس لیے اس اعتراض کی کوئی وجہ نہیں ہے۔

بعض روایات میں ہے کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بھی مٹی میں پوری ناز پڑھتی تھیں اس کا جواب یہ ہے کہ حضرت عائشہ نے مٹی میں اقامت کی نیت کر لی تھی۔ ایک سوال یہ کیا جاتا ہے کہ مسافر مقیم کی اقتداء کرتا ہے تو پوری ناز پڑھتا ہے۔ اس کا جواب یہ ہے اس کی وجہ سفر نہیں ہے بلکہ مقیم کی اقتداء ہے اور وہ رکعت زائد نفل ہیں لیکن نفل شروع کرنے کے بعد لازم ہو جاتے ہیں۔

وطن کی اقسام اور احکام اور وطن سکنی۔ وطن اصلی وہ شہر ہے جہاں کوئی شخص پیدا ہوا یا جس شہر میں اس نے شادی کی۔ وطن مستعار وہ شہر ہے جہاں وہ پندرہ دن یا اس سے زائد ٹھہرنے کی نیت کرے۔ وطن سکنی وہ جگہ ہے جہاں پندرہ دن سے کم ٹھہرنے کی نیت کرے۔ وطن اصلی صرف وطن اصلی سے باطل ہوتا ہے مثلاً اپنی جائے پیدائش کو چھوڑ کر کسی اور شہر میں رہائش اختیار کر لے، اور وطن مستعار، وطن اصلی اور وطن مستعار دونوں سے باطل ہو جاتا ہے مثلاً وطن مستعار سے سفر کر کے وطن اصلی چلا جائے یا کسی اور جگہ پندرہ دن قیام کے لیے چلا جائے پھر سابق وطن مستعار میں پندرہ دن سے کم رہائش کے لیے ٹھہرے تو قمر کرے گا۔ وطن اصلی اور وطن مستعار میں ناز پوری پڑھے گا۔ اور وطن سکنی میں قمر کرے گا۔

سفر معصیت کے احکام اخاف کے نزدیک ناز قمر کرنے کی رخصت ہر سفر کو شامل ہے خواہ سفر مباح ہو، مستحب ہو، واجب ہو یا سفر معصیت ہو کیونکہ جن دلائل میں قصر کی رخصت ثابت ہے ان میں کوئی تخصیص نہیں ہے نیز اگر کوئی شخص کوئی گناہ کرنے کے لیے سفر کر رہا ہے تو نفس سفر تو معصیت نہیں ہے

- ۱۔ علامہ شمس الدین ابن قیم متوفی ۷۵۱ھ۔ زاد المعاد علی ہامش الزرقانی ج ۲ ص ۲۶ مطبوعہ دار المعرفۃ بیروت الطبعة الثانیہ ۱۳۹۳ھ۔
- ۲۔ علامہ محمد بن احمد شمس الدین سرخسی متوفی ۴۸۳ھ۔ المبسوط ج ۱ ص ۲۵۲، مطبوعہ دار المعرفۃ بیروت الطبعة الاولى ۱۴۰۰ھ۔
- ۳۔ علامہ کمال ابن ہمام متوفی ۸۶۱ھ۔ فتح القدر ج ۲ ص ۱۹ مطبوعہ مکتبہ فوریر رضویہ سکھر۔

اور اس میں کوئی مشقت نہیں ہوتی، اَلَمْ وہ سیٹوں پر ایئر کنڈیشنڈ ماحول میں بیٹھ کر سفر ہوتا ہے اور انیس بیس گھنٹے میں ہوائی جہاز کے ذریعے لوگ امریکہ پہنچ جاتے ہیں اور اس سفر میں بھی کوئی مشقت نہیں ہے۔ المیزن ہوائی جہاز کے ذریعے زیادہ سے زیادہ ایک دن (چوبیس گھنٹے) میں انسان جہاں چاہے بغیر مشقت کے پہنچ سکتا ہے۔ اس طرح ہوائی جہاز کے ذریعے شرعی سفر بالکل ختم ہو جائے گا۔

دوسری وجہ یہ ہے کہ شرعی سفر کی بنیاد تین دن پر ہے نہ کہ مشقت پر بلکہ تین دن کی مسافت پر ہے اور بجز حادثات میں اس کی تصریح ہے:

عن ابن عمر عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال لا یحل لامرأة یوم من باللہ والیوم الآخر تسافر مسیرة ثلاث لیل ۱۴ و معها ذومحرم ۱۵

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو عورت اللہ تعالیٰ اور روزِ آخرت پر ایمان رکھتی ہو اس کے لیے جائز نہیں کہ وہ تین راتوں کی مسافت کا سفر بغیر محرم کے کرے۔

فقہاء اسلام نے تین روز کی مسافت کو اونٹ کی رفتار یا پیادہ رفتار پر محمول کیا ہے یعنی آدمی اونٹ پر سوار ہو کر یا اپنی متوسط رفتار کے ساتھ پیدل چل کر کھانے پینے، عبادت اور آرام کے محمول کے ساتھ جتنی مسافت تین دن اور تین رات میں طے کر سکے اس مسافت کا سفر شرعی ہے۔

ملک العلماء علامہ کاسانی لکھتے ہیں:

ہم نے اونٹ کی رفتار اور پیادہ رفتار کا اعتبار اس لیے کیا ہے کہ یہ درمیانی رفتار ہے کیونکہ سب سے سست رفتار بل گاڑی کی ہے اور سب سے تیز رفتار گھوڑے کی اور ڈاکیے کی ہے اور درمیانی رفتار اونٹ کی اور پیدل کی ہے اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ بہترین چیز درمیانی ہے نیز کم سے کم اور زیادہ سے زیادہ میں تعاضل ہے اس لیے اوسط کو معیار بنانا پڑے گا اسی اصول پر اس مسئلہ کی تخریج کی گئی ہے کہ امام ابو حنیفہ نے فرمایا کہ اگر کوئی شخص پانی میں ایک دن کا سفر کرے اور وہ مسافت خشکی میں تین دن کی مسافت کے برابر ہو تو وہ نماز کو قصر کرے گا کیونکہ تیز رفتاری کا کوئی اعتبار نہیں ہے اسی طرح اگر کوئی شخص خشکی میں کوئی مسافت ایک یا دو دن میں طے کرے اور اونٹ کی رفتار یا پیدل چلنے سے وہ مسافت تین دن میں طے کی جاتی ہو تو وہ نماز کو قصر کرے گا کیوں کہ

انما قدرنا بسیر الابل ومشی الاقدام لانه الوسط لان ابطأ السیر سیر العجلة واسرع السیر سیر الفرس والبرید فکان اوسط انواع السیر سیر الابل ومشی الاقدام وقد قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم خیر الامور اوسطها ولان الاقل والاكثر یتجاذبان فیتقصر الامر علی الوسط وعلی هذا یخرج ما روی عن ابی حنیفہ فیمن سافر فی الماء یوما وذلک فی البر ثلاثۃ ایاما انہ یقصر الصلوۃ لانه لا عبرۃ للاسراع وكذا لو سافر فی البر الی موضع فی یوم او یومین وانه لیسیر الابل والمشی المعتاد ثلاثۃ ایام یقصر

اعتبار السیر المعتاد و علی هذا اذا
سافر فی الجبال و العقبات انه یعتبر
مسیرة ثلاثة ايام فیها لا فی السهل
فالخاص ان التقدير بمسیرة ثلاثة
ایام او بالمرأجل فی السهل و الجبل
والبر و البحر ۛ

اعتبار پیدل چلنے کی معروف رفتار کا ہے اسی طرح اگر کوئی
شخص پیادوں اور گھائیوں میں سفر کرے گا تو پیادوں اور
گھائیوں میں تین دن کا اعتبار ہوگا۔ خلاصہ بحث یہ ہے کہ
(سفر شرعی میں) تین دن کی مسافت کا اعتبار ہے یا تین مراحل
کا (جس سفر کو مسافر ایک دن میں طے کرے اس کو مرحلہ
کہتے ہیں) خواہ یہ سفر میدانی علاقے میں ہو یا پہاڑی
علاقے میں، خشکی میں ہو یا سمندر میں۔

علامہ کاسانی کی عبارت سے یہ واضح ہو گیا کہ امام ابوحنیفہ کے نزدیک سفر میں تین دن کی عام اور معروف پیدل مسافت
کا معیار ہے اور سمندر میں بھی اسی مسافت کا اعتبار ہوگا اور تیز رفتاری کا کوئی اعتبار نہیں ہے اور ہم یہاں بیان کر چکے ہیں کہ یہ
مسافت جمہور فقہاء کے نزدیک انکارہ فرسخ ہے اور یہی مفتی بہ ہے جو کہ چون میل شرعی ہے اور چون میل شرعی اسٹھ انگریزی
میل اور چھ سو چالیس گز کے برابر ہیں اور یہ اٹھانوے اعشاریہ سات تین چار کلومیٹر کے برابر ہیں اور مفتی بہ قول کے مطابق اسٹھ
میل کی مسافت کو عبور کرنے کے بعد قصر کے احکام لازم ہو جائیں گے خواہ یہ مسافت ثریا سے عبور کی جائے، بحری جہاز سے
یا ہوائی جہاز سے۔

تیسری وجہ یہ ہے کہ ہر چند کہ علامہ ابن ہمام نے یہ کہا ہے کہ اگر تین دن کی مسافت ڈاکیا ایک دن میں طے کر لے تو اس
پر قصر نہیں ہوئی چاہیے ورنہ لازم آئے گا کہ اگر صاحب کرامت ایک منٹ میں یہ مسافت طے کر لے تو اس پر قصر ہو حالانکہ اس
کے سفر میں کوئی مشقت نہیں ہے اور قصر کی علت مشقت ہے تاہم جمہور فقہاء کی رائے علامہ ابن ہمام کے خلاف ہے ابھی
ہم نے بذات الصنائع کے حوالے سے نقل کیا ہے کہ امام اعظم ابوحنیفہ فرماتے ہیں کہ اگر یہ مسافت پانی کے سفر میں ایک
دن میں طے ہو جائے تو پھر بھی قصر ہے کیونکہ تیز رفتاری کا کوئی اعتبار نہیں ہے اور خود علامہ کاسانی نے تصریح کی ہے کہ
تین دن کی مسافت کا سفر کوئی شخص ایک دن یا دو دن میں طے کر لے پھر بھی اس پر قصر لازم ہے کیونکہ معیار متوسط پیدل
رفتار سے تین دن کی مسافت ہے نہ کہ وقت کا۔
علامہ ذیلیبی کہتے ہیں:

قال اصحابنا اقل مسافة تتغير فيها
الاحكام مسيرة ثلاثة ايام بسير
متوسط و هو سير الابل و مشي
الاقدام في اقصر ايام السنة
الى قوله و ذكر في العيون عن ابی حنيفة
انه يعتبر مسيرة ثلاثة ايام في البر و ان

ہمارے فقہائے احناف کہتے ہیں وہ کم سے کم
مسافت جس پر سفر کے احکام مرتب ہوتے ہیں متوسط پیدل
رفتار سے سال کے سب سے پھوٹے دنوں میں سے تین
دن چلنا ہے اور عیون میں امام ابوحنیفہ سے روایت ہے
کہ خشکی میں تین دن کی مسافت معیار ہے خواہ وہ اس مسافت
کو تیز رفتاری سے دو دن یا اس سے کم وقت میں طے

کہ جس طرح قواعد شرعیہ کی ہوتے ہیں اور بعض جزئیات کا خروج ان کے حکم کلی کے منافی نہیں ہوتا اسی طرح بعض جزئیات کا خروج علت کے حکم کلی کے منافی نہیں ہوتا مثلاً خمر (انگور کی شراب) کا حرام ہونا اتفاقی ہے، اور اس پر بھی اتفاق ہے کہ حرمت خمر کی علت اس کا (نشہ آور) ہونا ہے۔ اب اگر کسی عادی سفر کی کو خمر کے پینے سے نشہ نہ ہو یا ایک گھونٹ خمر پینے سے کسی کو نشہ نہ ہو تو اس سے علت اس کا حکم کلی ہونے میں کوئی فرق واقع نہیں ہوگا اور باوجود اس کے کہ اس خمر پینے والے کو نشہ نہیں ہوا مدنگادی جائے گی۔ بالکل اسی طرح اگر کسی صاحب کرامت نے بغیر مشقت کے تین دن کی مسافت ایک منٹ میں طے کر لی تو اس پر بھی قصر کے احکام لازم ہوں گے اور اس مخصوص صورت میں مشقت کے نہ پائے جانے سے مشقت کی علت ہونے میں کوئی فرق واقع نہیں ہوگا اور وہ بدستور قصر کی علت رہے گی۔ بعض اوقات سبب کو مسبب کے قائم مقام تصور کر لیا جاتا ہے۔ خواہ بعض صورتوں میں سبب کے پائے جانے کے باوجود مسبب نہ پایا جاتا ہو۔ زبیر بکٹ مسئلہ میں سفر مشقت کے قائم مقام ہے اور اکثر صورتوں میں تمام تر آسائشوں کے باوجود سفر مشقت کا باعث ہوتا ہے لیکن اس کے باوجود اگر کسی خاص موقع یا واقع پر سفر باعث مشقت نہ بھی ہو تو اس صورت میں شریعت کا یہ بنیادی اصول مؤثر رہے گا کیوں کہ شرعی قواعد بالعموم کلی نہیں اکثری ہوتے ہیں مثلاً قاعدہ کلیہ ہے کہ وضو کے چار فرض ہیں لیکن جس کے دونوں پیئر کٹے ہوئے ہیں اس کے حق میں وضو میں فرض ہیں۔ مثلاً قاعدہ ہے کہ دن رات میں پانچ نمازیں فرض ہیں لیکن ہناریہ میں جہاں عشاء کا وقت آنے سے پہلے فجر ہو جاتی ہے، چار نمازیں فرض ہیں۔ اسلام کے پانچ ارکان ہیں لیکن حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نزول کے بعد جب تمام مسلمان مالدار ہو جائیں گے اور کوئی زکوٰۃ لینے والا نہیں ہوگا تو اس وقت کسی پر ادائیگی زکوٰۃ فرض نہیں رہے گی۔ ان فرض جس طرح بعض شرعی قواعد حقیقت میں اکثری ہوتے ہیں لیکن عرفاً ان کو قاعدہ کلیہ ہی قرار دیا جاتا ہے۔ بنا بریں اگر سفر کی علت مشقت ہی قرار دی جائے پھر بھی یہ لازم نہیں آئے گا کہ اگر کسی خاص صورت میں مشقت نہ ہو تو قصر ہی نہ ہو بہر حال اول تو علامہ ابن ہمام کا قصر کو مشقت پر محمول کرنا صحیح نہیں ہے۔ کیوں کہ قصر کی علت سفر ہے۔ اور اگر بالفرض صحیح بھی ہو تو اس سے یہ لازم نہیں ہے کہ جہاں مشقت نہ ہو وہاں قصر بھی نہ ہو لہذا جو مسلمان ہوائی جہاز سے اس مسافت کو عبور کریں ان پر قصر لازم ہے اور عورت بغیر محرم کے اس مسافت کو شد قاعلاً عبور نہیں کر سکتی اس لیے بغیر زوج یا محرم کے اس کا حج پر جانا جائز نہیں ہے۔

چھٹی وجہ یہ ہے کہ:

یہ تمام بحث اس صورت میں ہے کہ عورت کے حج پر جانے کے مسئلے کو ان احادیث کی روشنی میں لیا جائے جن میں عورت کو بغیر زوج یا محرم کے تین دن کے سفر سے منع کیا گیا ہے لیکن اس مسئلہ میں بعض صریح احادیث ایسی بھی ہیں جن میں زوج یا محرم کے بغیر عورت کو براہ راست حج کرنے سے آپ نے منع فرمایا ہے پھر اس بحث کی ضرورت ہی نہیں رہتی کہ

ہوائی جہاز کے سفر میں چونکہ مشقت نہیں ہوتی اس لیے عورت بغیر زوج یا محرم کے حج پر جا سکتی ہے اور صاحب ہدایہ اور دیگر فقہاء احاث نے جہاں عورت کو زوج یا محرم کے بغیر حج کرنے سے منع کیا ہے وہاں یہی حدیث پیش کی ہے:

عز ابن عباس قال: قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا تحجن امرأة الا ومعها ذو محرم من دارقطنی میں یہ حدیث حضرت ابن عمر اور حضرت جابر رضی اللہ عنہم سے بھی مروی ہے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے۔ وہ فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا عورت بغیر محرم کے ہرگز حج نہ کرے۔

بَابُ الصَّلَاةِ فِي الرَّحَالِ فِي الْمَطَرِ

۱۴۹۷ - حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى قَالَ قَرَأْتُ عَلَى مَالِكٍ عَنْ تَائِفٍ أَنَّ ابْنَ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَدْنَى بِالصَّلَاةِ فِي كَيْلَةِ ذَاتِ بَرْذٍ دَرِيحٍ فَقَالَ لَا صَلُّوا فِي الرَّحَالِ ثُمَّ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَأْمُرُ الْمُؤَدِّنَ إِذَا كَانَتْ كَيْلَةُ بَارِدَةٍ ذَاتَ مَطَرٍ يَقُولُ لَا صَلُّوا فِي الرَّحَالِ۔

نافع بیان کرتے ہیں کہ ایک سردرات کو جب ہوا چل رہی تھی حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے اذان دے کر فرمایا: سنو! قیام گاہوں میں نماز پڑھو۔ پھر کہا جب رات کو سردی اور بارش ہوتی تھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مؤذن کو یہ کہنے کا حکم دیتے سنو! قیام گاہوں میں نماز پڑھو۔!

۱۴۹۸ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مُبِيرٍ قَالَ نَأَى قَالَ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللَّهِ قَالَ حَدَّثَنِي تَائِفٌ عَنْ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ نَادِيًا بِالصَّلَاةِ فِي كَيْلَةِ ذَاتِ بَرْذٍ دَرِيحٍ وَمَطَرٍ فَقَالَ فِي أَحَدِ يَدَايِهِمُ لَا صَلُّوا فِي رَحَالِكُمْ لَا صَلُّوا فِي الرَّحَالِ ثُمَّ قَالَ لَاقَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَأْمُرُ الْمُؤَدِّنَ إِذَا كَانَتْ كَيْلَةُ بَارِدَةٍ أَوْ ذَاتَ مَطَرٍ فِي السَّقَرِ أَنْ يَقُولَ لَا صَلُّوا فِي رَحَالِكُمْ۔

نافع بیان کرتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے نجان میں اذان دے کر فرمایا: اپنی اپنی قیام گاہوں

۱۴۹۹ - وَحَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ قَالَ تَأَبَّوْا سَمَاءً قَالَ نَاعِبُ اللَّهِ عَنْ تَائِفٍ عَنْ ابْنِ عُمَرَ

۱۔ امام علی بن عمر دارقطنی متوفی ۳۸۵ھ، سنن دارقطنی مطبوعہ نشر السنہ لبنان۔

میں نماز پڑھو۔

أَتَمْنَا نَادِيًا بِالصَّلَاةِ بِصُحْبَتَانِ ثُمَّ ذَكَرَ بِمُثَلِّهِ وَ
قَالَ لَا صَلَّوْا فِي رِحَالِكُمْ وَلَكُمُ يَعِدُ فَإِنَّهُ لَا صَلَّوْا
فِي الرِّحَالِ مِنْ قَوْلِ ابْنِ عَمَرَ -

۱۵۰۰ - حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى قَالَ أَنَا أَبُو عُمَيْمَةَ
عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ عَنْ جَابِرٍ وَحَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ يُونُسَ
قَالَ نَأَى هُنَيْرٌ قَالَ نَأَى أَبُو الزُّبَيْرِ عَنْ جَابِرٍ قَالَ خَرَجْنَا
مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي سَفَرٍ فَمَطَرْنَا
فَقَالَ لِيَصِلَ مَنْ شَاءَ مِنْكُمْ فِي رَحْلِهِ -

۱۵۰۱ - حَدَّثَنَا ثَعْلَبَةُ بْنُ حُجْرٍ الشَّعْبِيُّ قَالَ
نَأَى السُّعَيْدُ عَنْ عَبْدِ الْحَمِيدِ صَاحِبِ الزُّبَاوَةِ عَنْ
عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الْحَارِثِ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ
قَالَ لِمُؤَدِّهِ فِي يَوْمٍ مَطِيرٍ إِذَا أَقْلَتَ أَشْهَدُ أَنْ لَا
إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ أَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللَّهِ فَلَا تَقُلْ
حَتَّى عَلَى الصَّلَاةِ قَدْ صَلَّوْا فِي يَوْمٍ تَكُمُ قَالَ فَكَانَ
النَّاسُ اسْتَنْكَرُوا ذَلِكَ فَقَالَ أَتَعْجَبُونَ مِنْ ذَلِكَ
قَدْ قُلْتُمْ دَامَنْ هُوَ خَيْرٌ مِنِّي أَنَّ الْجُمُعَةَ عَزَمَةٌ
وَأَنِّي كَرِهْتُ أَنْ أُخْرِجَكُمْ فَتَمَشُّوا فِي الطُّلُوعِ
وَالدَّخَانِ -

۱۵۰۲ - وَحَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ أَبِي كَامِلٍ الْجُبَحْدِيُّ
قَالَ نَأَى حَمَّادٌ يَعْنِي ابْنَ عَرِيدٍ عَنْ عَبْدِ الْحَمِيدِ
قَالَ سَمِعْتُ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ الْحَارِثِ قَالَ خَطَبَنَا
عَبْدُ اللَّهِ ابْنُ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا فِي يَوْمٍ مَرُّو
رَدِغٍ وَسَاقِ الْحَدِيثِ بِمَعْنَى حَدِيثِ ابْنِ عُمَرَ
وَلَمْ يَذْكُرِ الْجُمُعَةَ وَقَالَ قَدْ كَعَلَهُ مَنْ هُوَ
خَيْرٌ مِنِّي يَعْنِي النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ أَبُو

كَامِلٍ نَأَى حَمَّادٌ عَنْ عَاصِمٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الْحَارِثِ بِمَعْنَاهُ
۱۵۰۳ - وَحَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ أَبِي كَامِلٍ الْجُبَحْدِيُّ
قَالَ نَأَى حَمَّادٌ يَعْنِي ابْنَ عَرِيدٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الْحَارِثِ بِمَعْنَاهُ

أَيُّوبُ وَعَاصِمُ الْأَحْوَلُ عَنِ ابْنِ زَيْدٍ قَالَ نَأَى

marfat.com

جلد ثانی

Marfat.com

حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ سفر میں تھے جب بارش ہونے لگی تو
آپ نے فرمایا تم میں سے جس کا دل چاہے اپنی قیام گاہ میں
نماز پڑھے۔

عبد اللہ بن ماریث بیان کرتے ہیں کہ بارش والے
دن حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے اپنے مؤذن
سے فرمایا جب تم اشہدان لا الہ الا اللہ - اشہد
ان محمدًا رسول اللہ - کہہ چکو تو
حی علی الصلوٰۃ کی جگہ صلوا فی بیوتکم
راپے اپنے گھروں میں نماز پڑھو کہنا۔ لوگوں کو یہ نئی بات
معلوم ہوئی تو آپ نے فرمایا تم اس پر تنجب کرتے ہو ایہ کلمات
انہوں نے کہے ہیں جو مجھ سے بہتر تھے ہر چند کہ جماعت سے
نماز پڑھنا سنت ہو مگر میں اس بات کو ناپسند کرتا ہوں
کہ تم کچھ اور مسلمان میں چل کر جاؤ۔

عبد اللہ بن ماریث بیان کرتے ہیں کہ حضرت عبد اللہ
بن عباس رضی اللہ عنہما نے کچھ اور مسلمانوں کے سامنے یہ تقریر کی اس
حدیث میں جماعت کا ذکر نہیں ہے جیسا کہ ابن علیہ کی روایت
میں ہے اور یہ ہے کہ حضرت ابن عباس نے فرمایا کہ مجھ سے
بہتر یہی نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ کام کیا ہے۔

ایک اور سند سے بھی ایسی ہی روایت منقول ہے
ابن عباس نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر نہیں کیا۔

فِي حَدِيثٍ يَعْنِي النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ .

۱۵۰۴ - وَحَدَّثَنَا إِسْحَقُ بْنُ مَنْصُورٍ قَالَ أَنَا ابْنُ حُمَيْدٍ قَالَ أَنَا شُعْبَةُ قَالَ نَا عَبْدُ الْحَمِيدِ صَاحِبُ الزَّيْبَادِيِّ قَالَ سَمِعْتُ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ الْحَارِثِ قَالَ أَنَا مُؤَدُّ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُبَيْسٍ يَوْمَ الْجُمُعَةِ فِي يَوْمٍ مَطِيرٍ فَذَكَرْتُ هَذَا حَدِيثًا ابْنِ عُمَرَ قَالَ وَكَرِهْتُ أَنْ تَسْتَوِيَ فِي الدَّخِيزِ وَالزَّكَلِ .

۱۵۰۵ - وَحَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ حُمَيْدٍ قَالَ نَا سَعِيدُ بْنُ عَامِرٍ عَنْ شُعْبَةَ ح وَحَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ حُمَيْدٍ قَالَ أَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ قَالَ أَنَا مَعْمَرٌ كَلَّاهُمَا عَنْ عَاصِمِ الْأَحْوَلِ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الْحَارِثِ أَنَّ ابْنَ عُبَيْسٍ رَوَى اللَّهُ عَنْهُمَا أَمْرًا مُؤَدُّنَهُ فِي حَدِيثٍ مَعْنَى فِي يَوْمٍ جُمُعَةٍ فِي يَوْمٍ مَطِيرٍ يَنْخُوحُونَ فِيهِمْ وَذَكَرْتُ فِي حَدِيثٍ مَعْنَى فَعَلَهُ مَنْ هُوَ خَيْرٌ مِنِّي يَعْنِي النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ .

۱۵۰۶ - وَحَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ حُمَيْدٍ قَالَ أَنَا أَحْمَدُ بْنُ إِسْحَقَ الْعَمَشِيُّ قَالَ نَا وَهْبُ بْنُ نَافِعٍ قَالَ نَا أَيُّوبُ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الْحَارِثِ قَالَ وَهْبُ لَمْ يَسْمَعْ مِنْهُ قَالَ أَمَّا ابْنُ عُبَيْسٍ مُؤَدُّنَهُ فِي يَوْمٍ جُمُعَةٍ وَفِي يَوْمٍ مَطِيرٍ يَنْخُوحُونَ فِيهِمْ .

رحل کا معنی اس باب کی احادیث میں ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بارش کے وقت اذان کے بعد مؤذن کو حکم دیا: **الاصَلُّوا فِي الرِّحَالِ** (منزل نماز گاہوں میں پڑھو) کہے اس لیے ہم رحل کے معنی کی تحقیق بیان کرتے ہیں۔ علامہ ابن منظور فرماتے ہیں:

الرحل مركب للبعير و الناقة وجمعه ارحل ورحال والرحل في غير هذا منزل الرجل ومسكنه وبيته و في الحديث اذا بتلت النعال فالصلوة في الرحال وقال ابن الاثير فالصلوة في الرحال يعني في

دَحَل : اونٹ اور اونٹنی کے پالان کو کہتے ہیں۔ اس کی جمع اَرحل اور رحال آتی ہے انسان کی قیام گاہ اور گھر کو بھی رحل کہتے ہیں۔ حدیث شریف میں ہے جب تمہاری جڑتیاں بھیگ جائیں تو رحال میں نماز پڑھو۔ ابن اثیر نے کہا اس حدیث میں رحال گھر، مسکن اور قیام گاہ

عبداللہ بن حارث بیان کرتے ہیں کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے مؤذن نے جب بارش ہو رہی تھی اذان دی اور حضرت ابن عباس نے کہا میں اس بات کو ناپسند کرتا ہوں کہ تم کیچڑ اور پانی میں چلو

عبداللہ بن عباس سے کچھ لفظی تغیر کے ساتھ حسب سابق روایت منقول ہے۔

عبداللہ بن حارث بیان کرتے ہیں کہ حضرت ابن عباس نے جب بارش میں اپنے مؤذن کو حکم دیا ہائی حدیث حسب سابق ہے۔

والمنانہ لے

کے معنی میں ہے۔

جماعت اور جمعہ سے رخصت | ان احادیث سے معلوم ہوا کہ بارش کے عذر کی بنا پر جماعت کو ترک کرنا جائز ہے اور شدید بارش کی وجہ سے جمعہ کو ترک کرنا بھی جائز ہے، علامہ بدر الدین عینی رحمہ اللہ اور علامہ یحییٰ بن شرف نووی دمشقی نے کہا ہے کہ بارش کے عذر کی بنا پر جماعت کو ترک کرنا جائز ہے اور عام حالات میں جماعت سنت مؤکدہ ہے۔ علامہ دشتانی مالکی کہتے ہیں کہ شدید بارش کی بنا پر امام احمد کے نزدیک جمعہ کو ترک کرنا جائز ہے اور امام مالک کے دو قول ہیں ایک میں جواز اور دوسرے میں عدم جواز کا قول ہے۔

الاصول فی الرجال | حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کے قول سے معلوم ہوتا ہے کہ بارش کے وقت الاصلوا فی الرجال کے کلمات حتی علی الصلوٰۃ کی جگہ پڑھنے چاہئیں اور حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے قول سے پتا چلتا ہے کہ اذان کے بعد پڑھنے چاہئیں۔ علامہ عینی رحمہ اللہ اور علامہ نووی دمشقی کہتے ہیں کہ یہ دونوں امر جائز ہیں لیکن افضل یہ ہے کہ اذان کے بعد یہ کلمات کہے جائیں۔ علامہ دشتانی مالکی کے کلام سے بھی ظاہر ہوتا ہے۔

اذان کے درمیان کلام کا حکم | علامہ دشتانی مالکی کہتے ہیں کہ ان احادیث کے پیش نظر امام احمد بن حنبل نے اثناء اذان میں کلام کو (بلا کلامت) جائز قرار دیا ہے اور امام ابو حنیفہ اور امام مالک نے نزدیک اذان کے درمیان کلام کو ناجائز قرار دیا ہے۔ علامہ نووی دمشقی نے اس مسئلہ پر مفصل گفتگو کی ہے کہتے ہیں: ہمارے اصحاب کہتے ہیں کہ اذان کے کلمات اگر پے پے کہنے کا حکم دیا گیا ہے۔ اگر اذان کے درمیان مؤذن تہنیتی دیر خاموش رہا تو اذان باطل نہیں ہوگی اور وہ خاموشی کے وقفہ کے بعد باقی اذان کہے گا اگر اذان کے درمیان مؤذن نے کلام کیا تو یہ بافتراق مؤکدہ ہے اگر اذان کے درمیان کوئی شخص اس کو سلام کرے یا اس کو چمکے آئے تو جواب نہ دے اور اگر جواب دے کر یہ مکروہ نہیں ہے مگر غلات اولیٰ ہے اگر اذان کے درمیان اس نے کسی نابینا شخص کو گویا کے پاس گرنے کے قریب دیکھا یا دیکھ کر سانپ کسی غافل شخص کی طرف دوڑ رہا ہے تو اس پر لپک کر خبردار کرنا واجب ہے اور بعد میں باقی اذان کہے گا اور جب کسی مصلحت کی وجہ سے اذان کے درمیان معمولی کلام کیا تو اذان باطل نہیں ہوگی کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اثناء خطبہ میں کلام کیا ہے لہذا ضرورت کے وقت اذان میں کلام بطریق اولیٰ جائز ہوگا اور اگر اذان کے درمیان طویل کلام کیا یا طویل سکوت کیا یا سوگیا یا اس پر حزن یا بے ہوشی طاری ہو گئی تو اذان دہرانے

۱۔ علامہ ابن منظور مصری متوفی ۷۱۱ھ لسان العرب ج ۱۱ ص ۲۷۵-۲۷۴ ملخصاً مطبوعہ نشر ادب الحوزۃ قم ایران ۱۴۰۵ھ

۲۔ علامہ بدر الدین عینی حنفی متوفی ۸۵۵ھ عمدۃ القاری ج ۵ ص ۳۸ مطبوعہ ادارۃ الطباعتہ المنیریہ مصر۔

۳۔ علامہ یحییٰ بن شرف نووی متوفی ۶۷۶ھ۔ شرح مسلم ج ۱ ص ۲۴۳ مطبوعہ نور محمد اجم المطابع کراچی، الطبعة الثانیہ ۱۴۰۵ھ

۴۔ علامہ ابو عبد اللہ دشتانی مالکی متوفی ۸۲۸ھ اکال الکمال المسلم ج ۲ ص ۲۵۳ مطبوعہ دار المکتب العلمیہ، بیروت

۵۔ علامہ بدر الدین عینی حنفی متوفی ۸۵۵ھ۔ عمدۃ القاری ج ۵ ص ۱۲۸، مطبوعہ ادارۃ الطباعتہ المنیریہ مصر۔

۶۔ علامہ یحییٰ بن شرف نووی دمشقی متوفی ۶۷۶ھ۔ شرح مسلم ج ۱ ص ۲۴۳ مطبوعہ نور محمد اجم المطابع کراچی، الطبعة الثانیہ ۱۴۰۵ھ

۷۔ علامہ ابو عبد اللہ دشتانی مالکی متوفی ۸۲۸ھ۔ اکال الکال المسلم ج ۲ ص ۲۵۳ مطبوعہ دار المکتب العلمیہ بیروت۔

مانہ دہرانے کے بارے میں فقہاء شافعیہ کے دو قول ہیں۔ علامہ رافعی نے کہا جب دفعہ طویل ہو تو ہر حال اذان دہرانا افضل ہے امام شافعی نے کتاب الام میں فرمایا جو چیزیں اذان میں مکروہ ہیں انامت میں بھی مکروہ ہیں اور طویل دفعہ میں اذان کا دہرانا افضل ہے واجب نہیں ہے۔ لہ

بَابُ جَوَازِ صَلَوةِ التَّافِلَةِ عَلَى الدَّائِمَةِ فِي السَّفَرِ حَيْثُ تَوَجَّهَتْ

۱۵۰۷۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مُنِيرٍ قَالَ نَا أَيْ قَالَ نَاعِبِيُّ اللَّهِ عَنْ تَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُصَلِّي مُبْهَتَةً حَيْثُ مَا تَوَجَّهَتْ بِهِ نَاقَتُهُ۔

۱۵۰۸۔ وَحَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ قَالَ أَبُو خَالِدٍ الْأَحْمَرِيُّ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ عَنْ تَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُصَلِّي عَلَى رَاحِلَتِهِ حَيْثُ تَوَجَّهَتْ بِهِ۔

۱۵۰۹۔ وَحَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عُمَرَ الْقَوَارِيرِيُّ قَالَ نَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ أَبِي سُلَيْمَانَ قَالَ نَا سَعِيدُ بْنُ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّي وَهُوَ مُقْبِلٌ مِنْ مَكَّةَ إِلَى الْمَدِينَةِ عَلَى رَاحِلَتِهِ حَيْثُ كَانَ وَجْهُهُ قَالَ وَفِيهِ نَزَلَتْ فَأَيُّسَمَا تَوَلَّوْا فَجْهَ اللَّهِ۔

۱۵۱۰۔ وَحَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ قَالَ نَا ابْنُ الْمُبَارَكِ قَابُ بْنُ أَبِي نَضْرَةَ عَنْ وَحَدَّثَنَا ابْنُ مُنِيرٍ قَالَ نَا يَحْيَى عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ أَبِي سُلَيْمَانَ قَالَ نَا سَعِيدُ بْنُ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّي وَهُوَ مُقْبِلٌ مِنْ مَكَّةَ إِلَى الْمَدِينَةِ عَلَى رَاحِلَتِهِ حَيْثُ كَانَ وَجْهُهُ قَالَ وَفِيهِ نَزَلَتْ فَأَيُّسَمَا تَوَلَّوْا فَجْهَ اللَّهِ۔

۱۵۱۱۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى قَالَ قَرَأْتُ عَلَى

سفر میں سواری پر نماز پڑھنے

کا جواز

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی اونٹنی پر نعل نماز پڑھا کرتے تھے خواہ اونٹنی کا منہ کسی طرف ہوتا۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی سواری پر نماز پڑھا کرتے تھے خواہ اونٹنی کا منہ کسی طرف ہوتا۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی سواری پر نماز پڑھی خواہ اس کا منہ کسی طرف ہو۔ دراصل مالیک آپ مکہ سے مدینہ کی طرف جا رہے تھے۔ اسی موقع پر یہ آیت نازل ہوئی (ترجمہ) ”تم جس طرف منہ کر دو گے اللہ ہی کی ذات ہے“

ایک اور سند سے بھی یہ روایت منقول ہے۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ

مَا لَكَ عَنْ عُمَرَ وَبْنِ يَحْيَى الْأَمَارِيِّ عَنْ سَعِيدِ بْنِ
يَسَّارٍ عَنْ ابْنِ شُعْبَةَ قَالَ مَا آيَةُ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى
اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّي عَلَى جَمَاهُ وَهُوَ مُوَجَّهٌ
إِلَى خَيْبَرَ -

۱۵۱۲ - حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى قَالَ قَرَأْتُ عَلَى
مَا لَكَ عَنْ أَبِي بَكْرِ بْنِ عُمَرَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ
عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ عَنْ سَعِيدِ بْنِ
يَسَّارٍ أَنَّهُ قَالَ كُنْتُ أَسِيرُ مَعَ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ
اللَّهُ عَنْهُمَا بِطَرِيقِ مَكَّةَ قَالَ سَعِيدٌ فَلَمَّا خَفِيتُ
الضُبَّةَ نَزَلْتُ فَأَوْتَرْتُ ثُمَّ أَوْرَكْتُ فَقَالَ لِي
ابْنُ عُمَرَ إِنَّ كُنْتُ فَقَدْتُ لَهُ خَشِيتُ الْفَجَرَ
فَنَزَلْتُ فَأَوْتَرْتُ فَقَالَ عَبْدُ اللَّهِ أَلَيْسَ لَكَ فِي
رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ آيَةٌ فَقُلْتُ بَلَى وَاللَّهِ
قَالَ إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُؤْتِرُ عَلَى الْبَعِيرِ -

۱۵۱۳ - وَحَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى قَالَ قَرَأْتُ عَلَى
مَا لَكَ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ دِينَارٍ عَنْ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ
عَنْهُمَا أَنَّهُ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَ
سَلَّمَ يُصَلِّي عَلَى رَاحِلَتِهِ حَيْثُمَا تَوَجَّهَتْ بِهِ قَالَ
عَبْدُ اللَّهِ ابْنُ دِينَارٍ كَانَ ابْنُ عُمَرَ يَفْعَلُ ذَلِكَ -

۱۵۱۴ - وَحَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى عَنْ حَسَنٍ وَابْنِ عُمَرَ
قَالَ أَنَا النَّيْتُ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ الْأَعْدَاءِ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ
بْنِ دِينَارٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ أَنَّهُ قَالَ كَانَ رَسُولُ
اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُؤْتِرُ عَلَى رَاحِلَتِهِ -

۱۵۱۵ - وَحَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى عَنْ حَزْمَةَ بْنِ يَحْيَى قَالَ أَنَا
ابْنُ وَهَبٍ قَالَ أَخْبَرَنِي يُونُسُ عَنْ ابْنِ شَهَابٍ عَنْ
سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ عَنْ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ كَانَ
رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَسِيرُ عَلَى الرَّاحِلَةِ
فَيَلْ أَيْ وَجْهَهُ وَيُؤْتِرُ عَلَيْهَا عِنْدَ أَنْ لَا يُصَلِّيَ عَلَيْهَا
الْمَكْتُوبَةَ -

صلی اللہ علیہ وسلم دلفنگر میں پر ناز پڑھ رہے تھے
تھے وہاں حاکم آپ کا منہ غیر کی طرف تھا۔

سید بن یسار بیان کرتے ہیں کہ میں حضرت عبداللہ
بن عمر رضی اللہ عنہما کے ساتھ مکہ مکرمہ کے راستہ پر جا رہا تھا
جب فجر طلوع ہونے کا اندیشہ ہوا تو میں نے سواری سے
اُتر کر وتر پڑھے اللہ بھرمان سے جانا۔ حضرت ابن عمر نے عمر
سے پوچھا کہاں گئے تھے؟ میں نے کہا طلوع فجر کے خون
سے وتر پڑھے ہیں حضرت ابن عمر نے کہا کیا تباہی ہے
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں غزوہ نہیں ہے؟
میں نے کہا بخدا کیوں نہیں؟ تب حضرت عمر نے کہا رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اونٹ پر وتر کی ناز پڑھا کرتے تھے۔

الْبَعِيرِ -

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی سواری پر ناز پڑھتے تھے غزوہ
اس کا منہ کسی طرف ہو، عبداللہ بن دینار کہتے ہیں کہ حضرت عبداللہ
بن عمر بھی ایسا ہی کرتے تھے۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں
کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سواری پر وتر پڑھا کرتے تھے

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں
کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سواری پر نفل پڑھا کرتے تھے
خواہ اس کا منہ کسی طرف ہو۔ اسی سواری پر وتر پڑھتے تھے
مگر فرم ناز اس پر نہیں پڑھتے تھے۔

١٥١٦. وَحَدَّثَنَا عَنْهُ مِنْ سَوَادٍ وَحَرَمَلَةُ
قَالَا كُنَّا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ أَخْبَرَنِي يُونُسُ عَنْ ابْنِ شِهَابٍ
عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَامِرٍ بْنِ رَبِيعَةَ أَخْبَرَهُ أَنَّ أَبَاهُ
أَخْبَرَهُ أَنَّهُ رَأَى رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

بُصِّلَ الشُّبْحَةَ بِاللَّيْلِ فِي السَّفَرِ عَلَى ظَهْرِ رَاحِلَتِهِ حَيْثُ تَوَجَّهَتْ

حضرت عامر بن ربیعہ بیان کرتے ہیں میں نے دیکھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سفر میں رات کو اپنی سواری پر نفل پڑھا کرتے تھے خواہ سواری کا منہ کسی طرف ہو۔

١٥١٤ - وَحَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ حَاتِمٍ قَالَ سَأَلَ
عَفَّانُ بْنُ مُسْلِمٍ قَالَ نَا هِشَامَ قَالَ نَا كَسْرُ بْنُ سَيِّدٍ
قَالَ تَلَقَيْنَا أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ حِينَ قَدِمَ الشَّامَ
فَتَلَقَيْنَاهُ بِعَيْنِ النَّمْرِ فَرَأَيْنَهُ يُصَلِّي عَلَى حِمَارٍ
وَوَجْهُهُ ذَاكَ الْجَانِبَ وَأَوْفَى هِشَامَ عَنْ يَسَارِهِ
الْوَقْبَةَ فَقُلْتُ لَهُ رَأَيْتَكَ تَصَلِّي لِغَيْرِ الْوَقْبَةِ قَالَ
كُذِّبَ رَأْيِي رَأَيْتَ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَ
سَلَّمَ يَفْعَلُهُ لَمْ أَفْعَلْهُ -

انس بن سیرین بیان کرتے ہیں کہ حضرت انس بن
ملاک رضی اللہ عنہ جب شام سے آئے تو عین التمر کے مقام
پر ہم نے ان سے ملاقات کی، میں نے دیکھا کہ وہ دراز گوش
پر نماز پڑھ رہے تھے اور اس کا منہ اس جانب تھا، (ہم
کہتے ہیں کہ اس کا منہ قبلہ کی بائیں جانب تھا) میں نے ان
سے کہا کہ آپ قبلہ کو چھوڑ کے دوسری جانب منہ کر کے نماز
پڑھ رہے تھے انہوں نے کہا اگر میں نے رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم کو ایسا کرتے ہوئے نہ دیکھا ہوتا تو کبھی نہ کرتا۔

سوار پر نوافل کے جواز میں مذاہب

علامہ نووی شافعی کہتے ہیں کہ ان احادیث کی وجہ سے سواری پر نفل پڑھنا جائز نہیں البتہ فرائض بغیر مخرج کے سواری پر پڑھنا جائز نہیں ہیں ۔ علامہ شتانی کہتے ہیں کہ امام مالک ، امام شافعی اور امام احمد کے نزدیک سفر شرعی میں سواری پر نفل پڑھنا جائز ہے خواہ سواری کا منہ کسی طرف ہو البتہ ابتداء میں سواری کا منہ قبلہ کی طرف ہو تو مستحسن ہے ۔ امام محمد فرماتے ہیں :

میں نے امام ابو حنیفہ سے پوچھا مجھے بتلائیے کہ جب
اشاء سفر میں مسافر چلتی ہوئی سواری پر نفل پڑھنے کا ارادہ
کرے تو کیا وہ پڑھ سکتا ہے؟ امام نے فرمایا وہ اپنی سواری پر
اشاروں سے نفل پڑھے اور سجدہ میں رکوع کی بہ نسبت
زیادہ جگہ خواہ سواری کا منہ کسی طرف ہو۔ میں نے پوچھا خواہ
کسی قسم کی سواری ہو وہ نفل پڑھ سکتا ہے؟ فرمایا ہاں۔

قلت ارويتم المسافر اذا اراد ان يصلي
تطوعاً وهو على دابته ليسير كيف يصنع؟ قال:
يصلي على دابته حيث توجهت به تطوعاً
يومي ايماًء ويجعل السجود انخفض من
الركوع قلت فعلى اي الدواب كان اجزاً
قال نعم .

ان حوالہ جات سے معلوم ہوا کہ ائمہ اربعہ کے نزدیک ہر قسم کی سواری پر نفل پڑھنا جائز ہیں۔

۷۔ علامہ یحییٰ بن شرف نووی متوفی ۶۷۶ھ شرح مسلم ج ۱ ص ۲۴۲ مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی الطبعة الثانية ۱۳۷۵ھ۔

۵۔ علامہ ابو عبد اللہ دشتانی مالکی متوفی ۸۲۸ھ۔ اکال اکال العلم ج ۲ ص ۳۵۳ مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت۔

۳۔ امام محمد بن حسن شیبانی متوفی ۱۸۹ھ المبسوط ج ۱ ص ۲۹۵ مطبوعہ ادارۃ القرآن کراچی الطبعة الاولى۔

فصلوا فیہا جماعۃ؟ قال یجزیہم۔ قلت
فان صلوا فیہا قعوداً وہم لا یستطیعون
القیام ویستطیعون الخروج من السفینۃ؟
قال یجزیہم قلت وكذلك لو كان
امام وخلفه قوم تعود ویصل
بہم؟ قال نعم

وهذا قول ابی حنیفۃ وقال ابو یوسف
ومحمد الا یجزیہم اذا كانوا یستطیعون
القیام ان یصلوا قعوداً قلت ا رأیت
الرجل اذا صلی بالقوم فی سفینۃ
وہی تدور فی السماء قال علیہم ان یتوجهوا
الی القبلة كلما دارت السفینۃ
بہم۔

کہ وہ کشتی سے نکل کر نماز پڑھے۔ میں نے پوچھا اگر وہ ایسا نہ
کرسے؟ فرمایا اسکی نماز ہو جائے گی میں نے پوچھا: اگر کشتی میں لوگ
جماعت سے نماز پڑھیں؟ فرمایا ان کی جماعت ہو جائے گی۔
میں نے پوچھا اگر وہ کشتی میں بیٹھ کر نماز پڑھیں جبکہ وہ
کھڑے ہو کر نماز پڑھنے کی طاقت نہ رکھتے ہوں جبکہ وہ کشتی
سے نکل کر نماز پڑھنے کی قدرت رکھتے ہوں؟ فرمایا انکی نماز ہو جائے گی
میں نے پوچھا اگر اسی طرح جماعت کے ساتھ بیٹھ کر نماز پڑھیں فرمایا: ہاں۔

یہ امام ابو حنیفہ کا قول ہے، اور امام ابو یوسف اور امام محمد
کہتے ہیں جب وہ قیام کی طاقت رکھنے کے باوجود بیٹھ کر
نماز پڑھیں تو ان کی نماز جائز نہیں ہے، میں نے پوچھا یہ
بتلائیے کہ ایک شخص کشتی میں جماعت کر رہا ہے اور
کشتی پانی میں گھوم رہی ہے آپ نے فرمایا ان پر
قلہ کی طرف متوجہ رہنا لازم ہے کشتی کے ساتھ ساتھ وہ
بھی گھومتے رہیں۔

امام ابو حنیفہ نے کشتی میں نماز کے بارے میں جتنے احکام بیان کیے ہیں ان سب کا ثبوت ان آثار صحابہ میں موجود
ہے جن کا ذکر ہم نے مصنف ابن ابی شیبہ اور مصنف عبدالرزاق کے حوالہ سے کیا ہے صرف ایک بات وضاحت طلب
رہ جاتی ہے کہ امام ابو حنیفہ قیام پر قدرت کے باوجود کشتی میں بیٹھ کر نماز کو جائز قرار دیتے ہیں جبکہ امام ابو یوسف اور امام
محمد ایسی صورت میں قیام کو لازم قرار دیتے ہیں ہر چند کہ آثار صحابہ میں امام ابو حنیفہ کی تائید موجود ہے لیکن ہم امام ابو حنیفہ
کے موقف کو مزید واضح کرنا چاہتے ہیں۔

امام ابو یوسف اور امام محمد کا قول ظاہر قیاس پر مبنی ہے اور امام ابو حنیفہ کا قول استحسان پر مبنی ہے۔ وجہ استحسان یہ ہے
کہ جو شخص کشتی میں کھڑا ہوتا ہے عام طور پر اس کے سر میں چکر آتا ہے اور حکم عام احوال کے مطابق لاگو کیا جاتا ہے شاذ
اور نادر احوال پر حکم نہیں لگایا جاتا، جیسا کہ یسے ہوئے شخص کی نیند کو دمنوٹوں نے کا سبب قرار دیا ہے کیونکہ عام طور پر ایسی
صورت میں دمنوٹ ٹوٹ جاتا ہے۔ اسی طرح کنواری لڑکی کے سکوت کو حیاد کے باعث رضا قرار دیا ہے کیونکہ عام طور پر
ایسا ہی ہوتا ہے اگرچہ بعض جزئیات اس کے خلاف بھی ہوتی ہیں۔

ریل میں نماز | اگر اربعہ اور فقہا متقدمین کے زمانہ میں ریل گاڑی ایجاد نہیں ہوئی تھی، یہ بعد کی ایجاد ہے اس لیے ہمیں ریل
گاڑی میں نماز کے مسئلہ کو سابقہ نظائر میں تلاش کرنا ہوگا۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے
مردی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم چوپایہ (اونٹنی یا کوئی اور سواری) پر فرض نہیں پڑھتے تھے اور نسل

ہر جتنے تھے۔ اور فقہاء اربعہ بھی اس بات پر متفق ہیں کہ چوپایہ پر نفل جائز ہیں اور فرض جائز نہیں اور کشتی پر فرض کے جواز میں ائمہ اربعہ متفق ہیں۔ علامہ فردوسی کہتے ہیں کہ کشتی پر فرض بالا جاع جائز ہے۔ صاحب دیکھنا یہ ہے کہ ریل کشتی کے حکم میں ہے یا چوپایہ کے۔ چوپایہ اور ریل میں ایک واضح اور بنیادی فرق یہ ہے کہ چوپایہ ذی روح اور ذی اختیار و ارادہ ہے جبکہ ریل غیر ذی روح اور غیر ذی اختیار و ارادہ ہے اس لحاظ سے ریل کشتی کے مشابہ ہے۔ اور پوری جہاں اور ریل میں یہ اصول مشترک ہیں دونوں ریل اور سٹیمنجن سے چلتے ہیں۔ دونوں کا چلانے والا ڈرائیور ہے یعنی چوپایہ کی طرح ان کا از خود چلنا متصور نہیں ہے، فقہاء نے کشتی میں نماز کے جواز کی وجہ یہ بھی بیان کی ہے کہ کشتی میں کمرہ یا مکان کی طرح موضع قرار حاصل ہے اور چوپایہ میں موضع قرار حاصل نہیں ہے بلکہ اور کشتی کے چلنے سے کشتی میں سوار شخص کا مرقع مکان اور جگہ تبدیل نہیں ہوتی۔ ریل میں بھی یہ دونوں وجہیں مشترک ہیں پھر ہمیں کوئی وجہ نظر نہیں آتی کہ ریل کو کشتی پر قیاس نہ کیا جائے اور ریل میں فرض کے جواز کا حکم نہ مانا گیا جائے۔

ہر باشعور شخص جانتا ہے کہ اس زمانہ میں ریل سفر کا ایک متاد اور معروف ذریعہ ہے جس سے ہر طبقہ کے لوگ استفادہ کرتے ہیں اور ریل کا سفر مسافروں کی منازل سفر کے اعتبار سے بعض اوقات چند گھنٹوں سے لیکر ایک یا دو دن سے زیادہ تک مسلسل جاری رہتا ہے اور اس سفر کے دوران کئی نمازوں کے اوقات آتے ہیں اس بات کو بھی سب جانتے ہیں کہ ہنگامی صورت حال کے علاوہ ریل کے اسٹیشن یعنی رکنے کے مقامات اور اوقات معین ہوتے ہیں اور ایک ریل کے اوقات کار کے ساتھ اس لائن پر چلنے والی متعدد ریلوں کی آمد و رفت کا نظام مربوط ہوتا ہے اور ان میں رد و بدل ہر شخص کے بس میں نہیں ہوتا تاہم نہ ہی کوئی شخص ہر مقام پر آمد و رفت حسب غشاء نماز یا کسی اور مقصد کے لیے ریل کر کر سکتا ہے۔ بلکہ ناگزیر اور غیر معمولی حالات کے علاوہ ایسا کرنا قانوناً مجرم ہے اور اگر کوئی شخص اپنی دانست میں انتہائی تقویٰ کا مظاہرہ کرتے ہوئے نماز ادا کرنے کے لیے چلتی گاڑی سے اتر کر نماز پڑھنا چاہے تو اسے سوائے خود کشتی کے اور کوئی نام نہیں دیا جاسکتا۔ علامہ یہ کہ چلتی ہوئی ریل سے اتر کر نماز پڑھنے میں جان اور مال دونوں کی ہلاکت کا یقینی خطرہ ہے بعض اوقات ایک سپر فاسٹ ریل مسلسل دو سو دو گھنٹہ تک دوڑتی رہتی ہے اور شالیار ایسی ٹرینیں پار سے پانچ گھنٹہ تک مسلسل دوڑتی رہتی ہیں اور اس دوران بعض نمازوں کا وقت آکر نہ ٹکڑا جاتا ہے کیونکہ فجر اور مغرب کا وقت بالعموم ایک گھنٹہ اٹھارہ منٹ ہوتا ہے اور ان کا وقت کسی موسم میں بھی ڈیڑھ گھنٹہ سے زیادہ نہیں ہوتا اور اخاف مذہب پر عصر کا وقت بھی بالعموم ڈیڑھ گھنٹہ سے زیادہ نہیں ہوتا۔ اس دوران اگر مسافر نماز نہ پڑھیں تو فرض کے تارک قرار پائیں گے اور ان کو نماز سے روکنے والا اذیت الذی ینہی عبداً اذا صلی (علق: ۱۰) بھلا اس شخص کو

۱۔ امام مسلم بن حجاج قشیری متوفی ۲۶۱ھ صحیح مسلم ج ۱ ص ۲۴۲ مطبوعہ نور محمد راجع المطابع کراچی الطبعة الثانیہ ۱۳۷۵ھ

۲۔ علامہ یحییٰ بن شرف نراوی متوفی ۶۷۱ھ، شرح مسلم ج ۱ ص ۲۴۵ مطبوعہ نور محمد راجع المطابع کراچی الطبعة الثانیہ ۱۳۷۵ھ۔

۳۔ علامہ شمس الدین عسکری متوفی ۶۸۳ھ، المبسوط ج ۲ ص ۲ مطبوعہ دارالمعرفۃ بیروت الطبعة الاولیٰ ۱۴۰۰ھ۔

ایضاً۔ ملک العلماء علاؤ الدین بن مسعود کاسانی متوفی ۷۸۷ھ، بدائع السنان ج ۱ ص ۱۰ مطبوعہ ایچ ایم سید کراچی ۱۴۰۰ھ۔

ایضاً۔ علامہ ابن عابدین شامی متوفی ۱۲۷۲ھ، بدائع السنان ج ۱ ص ۱۱ مطبوعہ مطبعہ عثمانیہ استنبول ۱۳۲۷ھ۔

دیکھو جو (اسٹرکے) بندے کو ناز پڑنے سے روکتا ہے۔ کی دعیہ میں داخل ہونے کے خطو میں ہے۔
 لہذا یہ مسئلہ علماء کے لیے غور طلب ہے کہ ایسی صورت میں ریل کو کشتی پر قیاس کر کے فرض ناز کی اجازت دی یا ریل کو
 چوپایہ پر قیاس کر کے ریل میں فرض ناز کو ناجائز اور پڑنے کے بعد واجب الاعادہ قرار دیں یا جان اور مال کی ہلاکت کے غدر کے
 پیش نظر فرض ناز کو جائز قرار دیں اور اعادہ لازم نہ کریں۔ ریل کو کشتی پر قیاس کر کے ہم گفتگو کر چکے اب ہم یہ بتانا چاہتے ہیں
 کہ اگر ریل کو چوپایہ پر بھی قیاس کیا جائے تب بھی جان اور مال کی ہلاکت کے غدر کی وجہ سے اس پر فرض ناز جائز ہے اور
 اعادہ لازم نہیں ہے۔ اور غدر واضح ہے کیونکہ جس وقت ترین تقریباً ایک سو کلومیٹر فی گھنٹہ کی رفتار سے دوڑ رہی ہو اور
 ناز کے پورے وقت میں نہ رکتی ہو ایسے وقت میں ترین سے ناز پڑنے کے لیے اتنا اپنے آپ کو ہلاک کرنے کے مترادف
 ہے۔ اور یہ بہت بڑا غدر ہے جبکہ اس سے بہت کم وجہ کے غدر میں فقہاء نے چوپایہ پر ناز پڑنے کی اجازت دی ہے
 اور اعادہ لازم نہیں کیا ہے۔ اس مسئلہ کو فقہاء نے اس حدیث شریفین سے مستنبط کیا ہے :-

عن عبد بن عثمان بن یعلیٰ بن مرة
 عن ابيه عن جده انهم كانوا مع النبي صلى الله
 عليه وسلم في سفر فانتهوا الى مضيق فحضرت
 الصلوة فمطروا السماء من فوقهم والبلدة
 من اسفل منهم فاذن رسول الله صلى الله
 عليه وسلم وهو على راحلة واقام فتقدم
 على راحلة فصلى بهم يوم ايماء يجعل السجود
 اخفض من الركوع وكذا روى عن انس بن مالك انه
 صلى في ماء وطن على دابته والعسل على هذا عند اهل
 العلم وبه يقول احمد واسحق

یعنی بن مرہ بیان کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ رسول اللہ
 صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ سفر میں گھر گئے ناز کا وقت آ گیا پہاڑ
 سے بارش ہو رہی تھی اور نیچے زمین پر کچھ مٹی۔ رسول اللہ صلی
 اللہ علیہ وسلم نے سواری پر اذان دی اور اقامت کہی پھر آپ
 اپنی سواری پر آگے بڑھ گئے اور صحابہ کرام آپ کے پیچھے سواریوں
 پر تھے۔ آپ نے سواری پر انہیں اشارہ سے ناز پڑھائی اور
 سجدہ میں رکوع سے زیادہ جھکتے تھے۔ حضرت انس بن مالک
 رضی اللہ عنہ سے بھی مروی ہے کہ انہوں نے کچھ مٹی کی وجہ سے
 چوپایہ (سواری) پر ناز پڑھی۔ اہل علم کا اس حدیث پر عمل
 ہے اور امام احمد اور اسحق کا یہی مذہب ہے۔

علامہ ابن قدامہ حنبلی نے ترمذی اور اثرم کی روایت سے اس حدیث کا ذکر کیا ہے اور بتلایا ہے کہ امام احمد کے نزدیک
 کچھ مٹی کی وجہ سے چوپایہ پر فرض ناز جائز ہے۔ مزید نکھتے ہیں قاضی ابو یعلیٰ نے کہا میں نے ابو عبد اللہ دمانی سے یہ مسئلہ پوچھا
 تو انہوں نے کہا کہ امام ابو حنیفہ کا مذہب یہ ہے کہ کچھ مٹی اور بیماری کی وجہ سے چوپایہ پر ناز پڑھنا جائز ہے اور اصحاب شافعی
 کچھ اور فرض کی وجہ سے چوپایہ پر ناز کی اجازت نہیں دیتے اور امام مالک سے دونوں روایتیں ہیں کہ

خلاصہ یہ ہے کہ امام ابو حنیفہ، امام احمد بن حنبل اور امام مالک کے نزدیک کچھ مٹی اور بیماری کی وجہ سے چوپایہ پر فرض ناز
 ہو سکتی ہے لہذا اگر ریل کو چوپایہ پر بھی قیاس کریں تب بھی ائمہ ثلاثہ کے نزدیک ریل پر فرض ناز جائز ہوگی کیوں
 کہ ہلاکت کا غدر بہر حال کچھ اور بیماری سے زیادہ قوی ہے۔ جن اعداء کی وجہ سے چوپایہ پر ناز جائز ہے امام محمد رحمہ اللہ ان

۱۔ امام ابو یعلیٰ ترمذی متوفی ۲۷۹ھ۔ جامع ترمذی، ص ۸۷ مطبوعہ ندر محمد کاخانہ تجارت کتب کراچی۔

۲۔ علامہ عبد اللہ بن احمد بن قدامہ حنبلی متوفی ۳۲۰ھ المنہج، ص ۲۴۵۔ مطبوعہ دار الفکر، الطبعة الاولى، ۱۴۰۵ھ۔

marfat.com

جلد ثانی

کا بیان کرتے ہیں:-

قلت أرأيت ان صلى المكتوبة على دابة؟
قال لا يجوز به وعليه ان يعيد قلت فان كان
مريضاً لا يستطيع النزول او كان يتخوف
على نفسه من السباح وغيرهما هل
يجزيه ۛ

میں نے امام ابو حنیفہ سے کہا یہ بتلائیے کہ اگر کوئی
شخص چوپایہ پر فرض پڑھے؟ امام ابو حنیفہ نے فرمایا جائز
نہیں اور اس پر اعادہ لازم ہے۔ میں نے کہا اگر وہ بیمار ہو
اور خود سے نہ اتر سکتا ہو یا زمین پر نماز پڑھنے کے سبب
اس کو درد دلی یا کسی اور سے جان کا خطرہ ہو۔ امام ابو حنیفہ
نے فرمایا اس کے لیے نماز پڑھنا جائز ہے۔

جب چوپایہ سے اترنے میں ہو کہ کا خطرہ ہو تو چوپایہ پر فرض پڑھ سکتا ہے اور اعادہ نہیں۔ اور چلتی ریل سے اترنے کی
سورت میں ہلاکت کا یقین ہے تو اس میں فرض نماز بطریق اولیٰ جائز ہوگی اور اعادہ لازم نہیں ہوگا۔
علامہ شمس الدین مرثیٰ اعجاز بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

فقد جاوز لهم الصلوة على الدابة
عند تعذر النزول بسبب المطر
فكذلك بسبب الخوف من سبيع
او عدو ولان مواضع الصلوة
مستثناة ۛ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بارش کے سبب چوپایہ
سے اترنے میں دشواری کی وجہ سے چوپایہ پر فرض نماز قرار
دیے ہیں اسی طرح دشمن یا دندوں کے خوف کی وجہ سے
چوپایہ پر فرض جائز ہیں اور اس لیے بھی کہ ضرورت کی وجہ سے
مستثنیٰ ہوتی ہیں۔

چلتی ہوئی ریل پر نماز پڑھنے کے جواز میں یہ عبارت بالکل ظاہر ہے کیونکہ چلتی ہوئی ریل سے اترا نماز میں چوپایہ
سے اترنے کی بہ نسبت زیادہ دشوار ہے۔
علامہ اوزجدی فرماتے ہیں:

ولا تجوز المكتوبة الا من عذر و من
الاعذار ان يخاف من نزول الدابة على
نفسه او على دابته من سبيع او كان
في طين و دغية لا يجد على الارض موضعاً
يا بسا او كانت الدابة جموحاً لو نزل لا
يمكنه الركوب الا بجمعين او كان شيخاً
كبيراً لو نزل لا يمكنه ان يركب ولا يجد
من يعينه فتجوز الصلوة على الدابة في هذه

بغیر عذر کے چوپایہ پر فرض نماز پڑھنا جائز نہیں
ہیں، اعذار یہ ہیں: چوپایہ سے اترنے میں اسے اپنی جان
یا چوپایہ کی جان کا دندہ یا چور سے خطرہ ہو، یا زمین پر
کچھ ہو اور خشک جگہ نہ پائے یا چوپایہ سرکش ہو اس
سے اترنے کے بعد بغیر مددگار کے اس پر سوار نہ ہو سکتا
ہو اور مددگار میسر نہ ہو، ان احوال میں چوپایہ پر نماز جائز
ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے (ترجمہ) ”اگر تمہیں خون ہو تو
بیادہ یا سوار ہو کر نماز پڑھو“ اور سواری سے اترنے پر

۱۔ امام محمد بن حسن شیبانی متوفی ۱۸۹ھ، المبسوط ج ۱ ص ۲۹۵، مطبوعہ ادارۃ القرآن کراچی الطبعة الاولى۔

۲۔ علامہ شمس الدین محمد بن احمد شافعی متوفی ۲۴۰ھ، مبسوط ج ۱ ص ۲۹۵، دار المعرفۃ بیروت، الطبعة الاولى ۱۴۰۰ھ

marfat.com

مدہ ثانی

Marfat.com

الاحوال لقوله تعالى فان خفتهم فوجا لا اوركبان ولا يلزمه الاعادة اذا قدر بعتق المايض اذا صلى بالايضاء على الدابة وان كانت الدابة تسير
عالمگیری نے کچھ مزید عذر بیان کیے ہیں:

ولا تجوز الصلوٰۃ على الدابة الا من عذر ومن الاعذار ان يخاف لو نزل على الدابة على نفسه او على ثيابه او دابته لصا او مبيعا او عدوا او كانت الدابة جموحا لو نزل عنها لا يمكن الركوب الا بمعين او كان شيخا كبيرا لا يمكن ان يركب ولا يجد من يركبه او كان في طين وروغة لا يجد على الارض مكانا يابس هكذا في المحيط ولا تنزله الاعادة اذا استطاع النزول كذا في السراج الودج

قادر ہونے کے بعد اس پر ناز کا دہرانا لازم نہیں ہے۔ جیسا کہ مریض سواری پر اشاروں کے ساتھ ناز پڑھتا ہے خواہ چوپایہ اس حال میں چل رہا ہو۔

بغیر عذر کے چوپایہ پر فرض ناز جائز نہیں ہے۔ اور اعذار یہ ہیں: چوپایہ سے اترنے میں اس کو اپنی جان، یا اپنے کپڑوں یا سواری کی جان کا چرہ، درندہ یا دشمن سے خطرہ ہو یا چوپایہ سرکش ہو اور اترنے کے بعد بغیر مددگار کے اس پر سوار نہ ہو سکتا ہو، یا بوڑھا ہو اور خود سے سوار نہ ہو سکتا ہو اور سوار کرانے والا نہ پائے، یا زمین پر کیچڑ ہو اور خشک جگہ نہ ہو، محیط میں اسی طرح ہے اور اترنے پر قادر ہونے کے بعد اس پر اعادہ لازم نہیں ہے اسی طرح سراج طراج میں ہے۔

قاضی خان اور عالمگیری کے علاوہ یہ اعذار علامہ کاسانی، علامہ ابن کثیر، علامہ بابر، علامہ خوارزمی، علامہ حلبی، علامہ شامی، علامہ ابن نجیم، علامہ حصکفی، علامہ شرنبلالی، علامہ طحاوی، علامہ شبلی، علامہ ابن بزاز کرکوری اور مولانا امجد علی نے بھی بیان کیے ہیں۔

- ۱۔ علامہ حسن بن منصور اور جندی متوفی ۲۹۵ھ۔ فتاویٰ قاضی خاں علی ہاشم الہندی ج ۱ ص ۱۰۰ مطبوعہ مطبع بولاق مصر، الطبعة الثانية ۱۳۱۰ھ۔
- ۲۔ نظام الدین متوفی ۱۱۵۰ھ عالمگیری ج ۱ ص ۱۲۲ مطبوعہ مطبع کبری بولاق مصر، الطبعة الثانية ۱۳۱۰ھ۔
- ۳۔ ملک السلام علاؤ الدین بن مسعود کاسانی متوفی ۵۸۷ھ بدائع الصنائع ج ۱ ص ۱۰۹ مطبوعہ ایچ ایم سید کراچی ۱۴۰۰ھ۔
- ۴۔ علامہ کمال ابن ہمام متوفی ۸۶۱ھ فتح القدیر ج ۱ ص ۲۰۳ مطبوعہ مکتبہ نوربہ رضویہ سکھر۔
- ۵۔ علامہ محمد بن محمود بابر متوفی ۷۸۶ھ عنایہ علی ہاشم فتح القدیر ج ۱ ص ۲۰۳ مطبوعہ مکتبہ نوربہ رضویہ سکھر۔
- ۶۔ علامہ جلال الدین خوارزمی کنایہ مع فتح القدیر ج ۱ ص ۲۰۳ مطبوعہ مکتبہ نوربہ رضویہ سکھر۔
- ۷۔ علامہ ابراہیم حلبی متوفی ۷۶۷ھ غیبتہ المستملی ص ۲۶۰-۲۶۹ مطبوعہ مطبع مجتبیٰ دہلی ۱۳۳۳ھ۔
- ۸۔ علامہ ابن عابدین شامی متوفی ۱۲۵۲ھ رد المحتار ج ۱ ص ۶۵۵ مطبوعہ مطبع عثمانیہ استنبول ۱۳۲۷ھ۔
- ۹۔ علامہ زین الدین ابن نجیم متوفی ۷۹۰ھ البحر الرائق ج ۲ ص ۶۲ مطبوعہ مکتبہ ماجدیہ کوئٹہ۔
- ۱۰۔ علامہ علاؤ الدین حصکفی متوفی ۱۰۸۸ھ در مختار علی ہاشم الروج ج ۱ ص ۶۵۶ مطبوعہ مطبعہ عثمانیہ استنبول ۱۳۲۷ھ۔
- ۱۱۔ علامہ حسن بن عمار شرنبلالی متوفی ۱۰۶۹ھ، مراۃ الفلاح ص ۲۲۲ علی ہاشم الطحاوی ص ۲۲۲ مطبوعہ مطبع مصطفیٰ البابی مصر، الطبعة الثانية ۱۳۵۶ھ۔
- ۱۲۔ علامہ احمد بن محمد الطحاوی متوفی ۱۲۳۱ھ حاشیۃ الطحاوی ص ۲۲۲ مطبوعہ مطبع مصطفیٰ البابی مصر، الطبعة الثانية ۱۳۵۶ھ۔
- ۱۳۔ شیخ شبلی حاشیۃ الشبلی علی تبیین الحقائق ج ۱ ص ۱۰۰ مطبوعہ مکتبہ امدادیہ ملتان۔
- ۱۴۔ علامہ محمد ابن بزاز کرکوری متوفی ۸۲۷ھ فتاویٰ بزاز کرکوری علی ہاشم الہندی ج ۱ ص ۱۰۰ مطبوعہ مطبعہ کبری بولاق مصر، الطبعة الثانية ۱۳۱۰ھ۔
- ۱۵۔ مولانا امجد علی متوفی ۱۳۶۷ھ بہار شریعت ج ۱ ص ۱۰۰ مطبوعہ شریعت علی انڈسٹریز کراچی۔

فتہاء کرام کے بن کثیر ذوالجبات سے اظہر بن شمس ہو گیا کہ چلتی ہوئی ریل میں فرض نماز پڑھنا مانع ہے ادا عہدہ لازم نہیں ہے

بعض اکابرین نے چلتی ہوئی ریل کے مسئلہ پر بحث کی ہے۔ لکھتے ہیں:

عذر من جہۃ العباد

اگر ریل روک لی جائے تو زمین ہی پر ٹھہرے گی اور مثل تخت ہو جائے گی۔ انگریزوں کے کھانے وغیرہ کے لیے روک لی جاتی ہے اور نماز کے لیے نہیں تو عذر من جہۃ العباد ہوا اور ایسے منع کی حالت میں وہی حکم ہے کہ نماز پڑھ لے اور بعد زوال مانع اعادہ کرے۔

مولانا امجد علی نے بھی عذر من جہۃ العباد کی وجہ سے ریل میں پڑھی ہوئی نماز کو دہرانے کا حکم دیا ہے لہ مولانا امجد علی کی یہ عبارت اس قاعدہ پر موقوف ہے کہ اگر کسی کام کے نہ کرنے میں اللہ تعالیٰ کی جانب سے عذر ہو تو اس میں رخصت ہوگی اور اگر مخلوق کی جانب سے عذر ہو تو رخصت نہیں ہوگی مثلاً اگر کوئی شخص بیماری کی وجہ سے کھڑا نہ ہو سکے تو اسے بیٹھ کر نماز پڑھنے کی اجازت ہے کیونکہ بیماری اللہ کی جانب سے ہے اور اگر کوئی شخص اس سے کہے اگر تم کھڑے ہوئے تو میں تم کو قتل کر دوں گا اور وہ اس وجہ سے کھڑا نہ ہو سکے تو ضرر یا بیٹھ کر نماز پڑھنے کی رخصت نہیں ہے کیونکہ یہ عذر مخلوق کی وجہ سے ہے اگر بیٹھ کر نماز پڑھے گا تو اس کو نماز دہرانا ہوگی اور زیر بحث مسئلہ میں جب نماز کے وقت ریل تیز رفتاری سے چل رہی ہے اور وہ اس وجہ سے اتر کر نماز نہیں پڑھ سکتا تو ضرر یا اس کو ریل میں نماز پڑھنے کی رخصت نہیں ہے کیونکہ ریل کا نہڑنا ڈرائیور کی وجہ سے ہے اس لیے یہ عذر اللہ تعالیٰ کی طرف سے نہیں مخلوق کی وجہ سے ہے اگر ریل میں نماز پڑھے گا تو اس کو نماز دہرانا ہوگی۔

اس قاعدہ کی اصل کتاب وسنت اور ہمارے ائمہ کے اقوال میں نہیں ہے بلکہ کتاب وسنت اور اقوال ائمہ سے اس قاعدہ کا خلاف ثابت ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: فان خفتہ فوج لا اور کعبا نا (مکہ: ۲۳۹) اگر تم (دشمنوں سے) خوف زدہ ہو تو پیادہ یا سوار جس طرح بن پڑے (نماز پڑھو) میدان جنگ میں کنارے خوف سے جب مسلمان پیادہ یا سوار نماز پڑھیں گے تو یہ عذر من جہۃ العباد (مخلوق کی وجہ سے) ہے۔ اس کے باوجود اللہ تعالیٰ نے صلاۃ خوف کو مشروع فرمایا اور اعادہ لازم نہیں فرمایا۔

حدیث شریف میں ہے:

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر دشمن اس سے زیادہ ہوں۔ (یعنی اتنی زیادہ تعداد میں ہوں کہ ان سے جان کا خطرہ محسوس ہو) تو قیام اور سواری کی حالت میں نماز پڑھو۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا اگر خوف

عن ابن عمر عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم وان کانوا اکثر من ذلک فلیصلوا قیاماً و رکباً۔

عن ابن عمر قال فان کان خوف ہواشد

۱۔ مولانا امجد علی مترقی ۱۳۶۷ھ۔ بہار شریعت ج ۴ ص ۱۹ مطبوعہ شیخ غلام علی اینڈ سنز کراچی۔

۲۔ امام محمد بن اسماعیل بخاری مترقی ۱۳۶۷ھ۔ المطابع کراچی الطبعة الثانیة ۱۳۸۱ھ۔

marfat.com

من ذلك صلوا ما جلا قيا ما على اقدامهم
اور کیا نا مستقبل القبلة او غیر مستقبلہما
قال ملاك قال نافع لا اراهى عبد الله بن عمر
ذلك الا من رسول الله صلى الله عليه
وسلم۔ ۱۰

اس سے (امام کی اقتدار میں ایک رکعت نماز پڑھنے سے) بڑھ
جائے تو پا پیادہ یا سوار ہو کر نماز پڑھو خواہ قبلہ کی طرف منہ ہو
یا (مجموعی کی وجہ سے) نہ ہو۔ امام مالک نے کہا نافع کہتے
ہیں میرا گمان ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے
یہ بات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سن کر ہی فرمائی
ہے۔

ان احادیث میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ ہدایت کی ہے کہ اگر کفار کا خوف بڑھ جائے تو نہ صرف پا پیادہ یا
سواری کی حالت میں نماز کی اجازت ہے بلکہ یہ بھی اجازت دی گئی ہے کہ اگر قبلہ کی طرف منہ نہ کر سکو پھر بھی نماز پڑھ لو اور
یہ نذر مخلوق کی جانب سے ہے جس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے رخصت دی ہے اور اعادہ نماز کا حکم نہیں دیا۔
احادیث کے بعد ائمہ حنفیہ کی تصریحات ملاحظہ فرمائیے، امام محمد فرماتے ہیں:

قلت اريت رجلا يخاف العدو
فلا يستطيع الترول عن دابته ايسره
ان يصلى على دابته وهو يسير حيث
توجهت يومى ايام ويجعل السجود اخفض من الركوع
قال نعم۔ ۱۱

میں نے امام ابو حنیفہ سے کہا یہ بتلایے کہ ایک
شخص کو دشمن کا خوف ہو لہذا وہ سواری سے نہیں اتر سکتا
کیا وہ چلتی ہوئی سواری پر اشاروں سے نماز پڑھ سکتا ہے
درآں حالیکہ سجدہ میں رکوع سے زیادہ جھکے خواہ سواری کا
منہ کسی طرف ہو؟ فرمایا: ہاں!

امام ابو حنیفہ کا یہ قول اس مطلب میں بالکل واضح ہے کہ مخلوق کی جانب سے نذر ہو پھر بھی رخصت حاصل ہوتی ہے اور
اعادہ لازم نہیں ہے اور یہ چلتی ہوئی ریل میں بلا اعادہ نماز کے جواز پر واضح دلیل ہے:
اس قسم کے ایک اور مسئلہ میں امام محمد فرماتے ہیں:

قلت اريت ان لم يكن مع ماء وكان
مع رفيق له ماء فابى رفيقه ان يعطيه من
الماء شيئا الا بثمان كثر قال يقيم ولا يشترى
ان شاك قلت له؟ قال اريت لو قال صاحب
الماء ابيعك لو ضوئك من
الماء ما يكفيك بالف درهم او اكثر من
ذلك اكان يجب عليه ان يشتريه منه فله
لا يشتريه ولكن يقيم ويصلى۔ ۱۲

میں نے امام ابو حنیفہ سے کہا مجھے یہ بتلایے کہ اگر
مسافر کے پاس پانی نہ ہو اور اس کے ساتھی کے پاس پانی
ہو اور وہ زیادہ قیمت پر بغیر پانی دینے سے انکار کرے؟
امام ابو حنیفہ نے فرمایا یم کرے اور اگر چاہے تو نہ خریدے
میں نے پوچھا کیوں؟ امام ابو حنیفہ نے فرمایا تلافی اگر پانی
والا کہے میں وضو کے لیے پانی ایک ہزار درہم یا اس سے
زیادہ کے عوض فروخت کر دوں گا کیا اس پر پانی خریدنا واجب
ہے؟ اس کے لیے جائز ہے کہ پانی نہ خریدے اور

۱۰۔ امام محمد بن اسماعیل بخاری متوفی ۲۵۶ھ۔ صحیح بخاری ج ۲ ص ۹۵ مطبوعہ فور محمد اصح المطابع کراچی الطبعة الثانیہ ۱۳۸۱ھ
۱۱۔ امام محمد بن حسن شیبانی متوفی ۱۸۶ھ۔ المسو ج ۱ ص ۳۹۹ مطبوعہ دار الفکر بیروت الطبعة الاولى

تیمم کر کے نماز پڑھ لے۔

اس صورت میں وضو کرنے کی وجہ پانی مائے گراں قیمت پر پانی دینا ہے اور یہ مذہبِ مخلوق کی جانب سے ہے اس کے باوجود امام ابوحنیفہ نے تیمم کی رخصت دی اور نماز کا اعادہ لازم نہیں کیا۔ سلاۃ خوف میں متاخرین فقہانے بھی اعادہ کو لازم نہیں کیا اور باوجود مذہبِ اہل بیت العباد کے چلتی ہوئی سواری پر اشاروں سے نماز پڑھنے کی اجازت دی ہے چنانچہ مالکی میں ہے:

فان اشتد الخوف صلوا دكبا تا فاذى يومئذ
بالركوع والسجود الى اى جهة شاءوا اذا لم يقدر
على التوج الى القبلة كذا فى الهداية واشتد
الخوف هنا ان لا يدعهم العدو بان يصلوا
تأولين بل يهجموهم بالمحاربة كذا فى
الجوهرة النيرة - ولا يصلون بجماعة
دكبا الا ان يكون الامام والمقتدى على
دابة فيصم اقتداء المقتدى به واذا صم
بالايما لم تلزمه الاعادة بعد من والعدو
فى الوقت وخارج الوقت

اگر دشمن کا خوف زیادہ ہو تو ایسے ایسے سوار ہو کر
نماز پڑھیں جس طرح چاہیں منہ کر کے اشارہ سے رکوع ،
سجود کر کے نماز پڑھیں جبکہ وہ قبلہ کی طرف منہ کر کے نماز
پڑھنے پر قادر نہ ہوں (ہایہ) اور خوف کی زیادتی یہ ہے کہ
دشمن ان کو سواری سے اتار کر نماز پڑھنے دے اور ان پر
ٹوٹ پڑے (جبرہ نیرو) سواری پر باجماعت نماز اس
وقت پڑھیں جب امام اور مقتدی دونوں سواری پر ہوں
تب اقتداء صحیح ہوگی اور جب اشارے سے نماز پڑھی ہو
تو غدر زائل ہونے کے بعد اس کا دہرانا لازم نہیں ہے
وقت میں نہ اس کے بعد۔

مالکی میں ہے جو ہم نے یہ اقتباس پیش کیا ہے یہ اس بات پر صاف اور روشن دلیل ہے کہ چلتی ہوئی ٹرین سے
نہ اتر سکنے کے غدر کی بناء پر ٹرین میں فرض نماز پڑھنا جائز ہے اور اعادہ لازم نہیں ہے اور دوسری بات جو واضح طور
پر ثابت ہے وہ یہ ہے کہ مخلوق کی وجہ سے غدر (من جهة العباد) کی بناء پر بھی نماز میں رخصت حاصل
ہوتی ہے اور اس بات کی تصریح ہے کہ اعادہ لازم نہیں ہے اسی سلسلہ میں ایک اور حوالہ ملاحظہ ہو۔!

غدر من جهة العباد پر بحث کرتے ہوئے علامہ شامی فرماتے ہیں:

وفى منية المصلى لو صلى بالايما لخوف
عدو واسع او مرض او طين لا يعيد بالاجماع

منية المصلى میں ہے اگر کسی شخص نے دشمن یا درود
سے خوف یا مرض یا کیچڑ کی بناء پر اشاروں سے نماز
پڑھی تو وہ اس نماز کو بالاجماع نہیں دہرائے گا۔

کتاب و سنت کے بعد سب سے بڑی دلیل اجماع ہے اور اجماع سے ثابت ہے کہ دشمن کے خوف (اور
یہ غدر من جهة العباد ہے) کی وجہ سے نماز اشارہ سے پڑھنے کی رخصت ہے۔ اور اعادہ نہیں ہے۔

۱۔ امام محمد بن حسن شیبانی متوفی ۱۸۹ھ۔ المبسوط ج ۱ ص ۱۱۱ مطبوعہ ادارة القرآن کراچی، الطبعة الاولى۔

۲۔ ملا نظام الدین متوفی ۱۱۵۰ھ۔ عالمگیری ج ۱ ص ۱۵۶ مطبوعہ مطبع کبری بلاق مصر، الطبعة الثانیہ ۱۳۱۰ھ۔

۳۔ علامہ ابن عابدین شامی متوفی ۱۲۵۲ھ، منية الخلق ج ۱ ص ۱۲۲ مطبوعہ مکتبہ ماجدہ کوٹہ۔

لہذا کتاب وسنت اور اجماع سے ثابت ہو گیا کہ عذر کی بناء پر رخصت دینے میں عذر من جانب اللہ اور من جانب العباد کے فرق کا قاعدہ قطعاً باطل اور بے بنیاد ہے۔

یہاں تو ہم نے اس اعتبار سے گفتگو کی تھی کہ عذر من جانب العباد کی وجہ سے رخصت نہ دینے کا قاعدہ باطل ہے، اگر ہم متاخرین کی اس اختراع اور وضع کو تسلیم کر لیں تب بھی ٹرین میں نماز کے دہرائے بغیر حجاز پر کوئی اثر نہیں پڑتا کیونکہ جنہوں نے یہ قاعدہ وضع کیا ہے انہوں نے ہی یہ تصریح بھی کر دی ہے کہ اگر کوئی شخص کسی عبادت کو اس کے اصل شرعی طریقہ سے کرنے پر ڈرائے اور دھمکائے تب یہ عذر من جانب العباد ہے اور اعادہ لازم ہے ورنہ نہیں۔ علامہ ابن نجیم لکھتے ہیں:

وفي التجنيس رجل اراد ان يتوضأ
فمنعه انسان عن ان يتوضأ بوعيد قيل ينبغي
ان يتيمم ويصلي ثم يعيد الصلوة بعد
ما زال عنه لان هذا عذر جاء من قبل
العباد فلا يسقط فرض الوضوء عنه ١٥
فعدم منه ان العذر ان كان من قبل الله تعالى لا
يجب الاعادة وان كان من قبل العبد وجبت
الاعادة ثم وقع الاختلاف في الخوف من العدو
هل هو من الله فلا تجب الاعادة او هو بسبب
العبد فتجب الاعادة ذهب صاحب معراج
الدراية الى الاول وذهب صاحب النهاية الى
الثاني والذي يظهر ترجيح ما في النهاية لما
قلناه من مسئلة منع السيد عبده بوعيد من التجنيس
والقتل فانه ليس فيه الا الخوف لا المنع الحسي
وكذا ظاهر ما قلناه عن التجنيس كما لا يخفى لكن
قد يقال لا مخالفة بين ما في النهاية والدارية فان
ما في النهاية محمول على ما اذا حصل وعيد من العبد
نشأ منه الخوف فكان هذا من قبل العباد وما في
الدراية محمول على ما اذا لم يحصل وعيد من
العبد اصلا بل حصل خوف منه فكان هذا من قبل
الله تعالى اذا لم يتقدمه وعيد ١٦

تجنيس میں ہے کہ ایک شخص نے وضو کا ارادہ کیا دوسرے شخص نے اس کو وضو کرنے پر ڈرایا دھمکایا۔ کہا گیا ہے کہ وہ شخص تیمم کر کے نماز پڑھے اور عذر زائل ہونے کے بعد نماز دہرائے کیونکہ یہ عذر مخلوق کی وجہ سے مستحق ہوا۔ لہذا اس عذر کی وجہ سے وضو کی فرضیت ساقط نہیں ہوگی اس عبارت سے معلوم ہوا کہ اگر عذر من جانب اللہ ہو تو اعادہ لازم نہیں اور اگر عذر من جانب العباد ہو تو اعادہ لازم ہے، پھر اس بات میں فقہاء کا اختلاف ہے کہ دشمن سے بخوف لاسحق ہوتا ہے وہ من اللہ ہے حتیٰ کہ اعادہ لازم نہ ہو یا من العباد حتیٰ کہ اعادہ لازم ہو صاحب معراج الدراية نے کہا کہ دشمن کا خوف من اللہ ہے اور صاحب النہایہ نے کہا من العباد ہے، بظاہر صاحب النہایہ کی بات ذہنی ہے جیسا کہ ہم نے کہا تھا کہ کوئی شخص اپنے نوکر سے کہے کہ اگر کرنے وضو کیا تو تجھے قتل کر دوں گا یا قید کر دوں گا یہ حسی خوف ہے اور یہی صاحب تجنيس کی عبارت کا مفہوم ہے لیکن یہ بھی کہا جاتا ہے کہ نہایہ اور درایہ میں کوئی تضاد نہیں ہے۔ کیونکہ نہایہ کی عبارت کا مفاد یہ ہے کہ کوئی شخص دوسرے شخص کو عبادت اصل طریقہ پر کرنے سے ڈرائے اور دھمکائے تو اس شخص سے خوف پیدا ہوگا اور یہ عذر من جانب العباد ہے اور درایہ کا مفہوم یہ ہے کہ دشمن بالکل دھمکی نہ دے نہ ڈرائے بلکہ یونہی اس سے خوف پیدا ہو اس صورت میں یہ عذر من اللہ ہوگا جبکہ اس سے پہلے کوئی دھمکی نہ ہو۔!

علامہ شامی نے بھی اس بات سے اتفاق کیا ہے کہ اگر کوئی شخص کسی عبادت کے اصل طریقہ سے کرنے پر دھکی دے اور ڈرائے تب یہ عذر من العباد ہوگا ورنہ عذر من الشر ہے اور کہا کہ عیدہ میں بھی یہی ہے اور صاحب نہرنے بھی اس کو قائم رکھا۔ اور علامہ علائی صاحب در مختار نے بھی اسی کی طرف اشارہ کیا مگر علامہ شامی نے اس کی تائید میں در مختار سے یہ جزیئہ پیش کیا :-
وقدم الشارح في الفصل ان المأقبة بين رجال
تتبعهم وقد منا ان الرجل كذلك فان الظاهر
انه لا عاقبة عليه ولا عليها لانت المانع
شرعي وهو كشف العورة عند من لا يحل له
وؤيتهها والممانع منه الحياء وخوف الله تعالى
وهما من الله تعالى لا من قبل العباد له

بیان کیا ہے کہ اگر کسی عورت پر فسل فرض ہو اور وہ مردوں کے درمیان گھبرائی ہوئی ہو (یعنی علیحدہ ہو کر نہانے کی جگہ نہ ہو) تو وہ تیمم کرے اسی طرح مرد بھی اگر مردوں کے درمیان ہو تو تیمم کرے اور یہ ظاہر ہے ان دونوں پر اعادہ نہیں ہے۔ کیونکہ فسل سے مانع شرعی ہو تو وہ ہے کیونکہ فسل کی صورت میں ان لوگوں کے سامنے شرکاء کو دیکھنی پڑے گی جن کے سامنے شرکاء کو دیکھنا جائز نہیں ہے اور اس سے مانع حیار اور اللہ تعالیٰ کا خوف ہے اور یہ عذر من الشر ہے من العباد نہیں ہے۔

فقہاء کی تصریحات سے یہ بات ظہر من الشمس ہو گئی کہ عذر من جہۃ العباد اس وقت ہوتا ہے جب کوئی شخص اصل طریقہ پر عبادت کرنے سے ڈرائے اور دھکائے اور چلتی ہوئی ٹہرین سے اتر کر نماز پڑھنے پر چونکہ کسی شخص کی طرف سے ڈرائایا دھکایا متحقق نہیں ہوتا بلکہ مسافر حادثہ اور ہلاکت کے خطرہ اور خوف سے چلتی ہوئی ٹہرین سے نہیں اترتا۔ لہذا یہ خوف بلاشبہ اللہ تعالیٰ کا پیدا کردہ ہے اس لیے ٹہرین میں نماز پڑھنا عذر من اللہ کی وجہ سے ہے عذر من العباد کی وجہ سے اصلاً نہیں ہے اس لیے ٹہرین میں فرض نماز پڑھنا جائز ہے اور اعادہ لازم نہیں ہے۔

اس سے پہلے ہم نے قاضی خان، عالمگیری، طحاوی اور متعدد فقہاء کے حوالوں سے ذکر کیا ہے کہ اگر کوئی شخص ”زندہ، دشمن یا چور اور ڈاکو کے خوف سے چلتی ہوئی سواری پر فرض نماز پڑھے تو جائز ہے اور اعادہ لازم نہیں ہے اس سے بھی ظاہر ہوتا ہے کہ ان فقہاء نے اس خوف کو عذر من اللہ قرار دیا ہے عذر من جہۃ العباد قرار نہیں دیا اور یہ دلیل بعینہ چلتی ہوئی ٹہرین میں فرض نماز پڑھنے پر منطبق ہوتی ہے۔ واللہ الحمد علی ذلک۔

ریل میں نماز پڑھنے کا طریقہ | جب ٹہرین میں نماز کا وقت آجائے تو نماز پڑھنی چاہیے اور اگر نماز کے پورے وقت میں ٹہرین نہیں رکتی تو ٹہرین میں نماز پڑھنا فرض ہے اور اس کا ترک، فرض کا ترک اور گناہ کبیرہ کا ارتکاب ہے۔ مسافروں کو ٹہرین میں سفر کے وقت قبلہ نما (جو آسانی سے مل جاتا ہے) رکھنا چاہیے اور اس سے قبلہ کی سمت متبین کریں ورنہ دن میں سورج کو دیکھ کر بھی قبلہ کی سمت معلوم ہو جاتی ہے اور قبلہ کی جانب کھڑے ہو کر نماز پڑھیں۔ میں نے زندگی میں ٹہرین کا بار بار سفر کیا ہے اور الحمد للہ قبلہ کی جانب کھڑے ہو کر نماز پڑھی ہے۔ اکثر لوگوں

کو دیکھا ہے وہ برقعہ پر بیٹھ کر قبلہ کی طرف منہ کیے بغیر نماز پڑھتے ہیں یہ صحیح نہیں ہے۔ میں نے اس مسئلہ پر محض اخلاص اور خوفِ الہی سے متصل اور سیر حاصل بحث کی ہے کیونکہ میں نے اکثر علماء اور دیندار لوگوں کو دیکھا کہ وہ اس شہیتِ ثرین میں فرض کو ترک کر دیتے ہیں کہ ثرین میں نماز نہیں ہوتی یا ناجائز ہے۔ میرا اس گفتگو سے یہی مقصد ہے کسی شخصیت پر تنقید یا اسے مجروح کرنا نہیں ہے اللہ تعالیٰ نیتوں کا حال جانتا ہے۔ اللہ تعالیٰ میری اس کاوش کو قبول فرمائے اور لوگ ثرین میں دورانِ سفر فرض نماز کو ترک کرنا چھوڑ دیں۔ — وما ذلک علی اللہ بعزیز۔

ہوائی جہاز میں نماز جن دلائل سے ثرین میں فرض نماز پڑھنا ثابت ہے انہیں دلائل سے ہوائی جہاز میں نماز پڑھنا ثابت ہے بلکہ ہوائی جہاز میں وجہ جواز زیادہ قوی ہے کیونکہ ہوائی جہاز کی پرواز کے دوران نماز کے وقت اس سے اتنا قطعاً غیر متغیر ہے بسن پر وازوں میں بارہ بارہ گھنٹہ بلکہ اس سے بھی زیادہ جہاز پرواز کرتا رہتا ہے بہر حال جب نماز کے پورے وقت کے دوران جہاز پرواز کرتا رہے تو نماز کا پڑھنا فرض ہے اور اس کا ترک گناہ کبیرہ ہے۔ ہوائی جہاز میں اپنی سیدہ پر بیٹھ کر اشاروں سے رکوع سجود کرے اور سجود میں رکوع کی بہ نسبت زیادہ جھکے اور فرض نماز کو ترک نہ کرے۔

تنقیح ثرین اور طیارہ میں فرض نماز کے جواز پر ہمارا پہلا استدلال قرآن کریم سے ہے: **فَإِنْ خِفْتُمْ فَرِجَالًا** (بقرہ: ۲۳۶) ”اگر تم (دشمنوں سے) خوف زدہ ہو تو یہ زیادہ یا سوار جس طرح بن پڑے (نماز پڑھو) چلتی ہوئی ثرین اور طیارہ سے نماز کے وقت اترنے میں جان کا خوف ہے اور خوف کے وقت سواری پر اس آیت کی رو سے نماز جائز ہے۔ دوسرا استدلال ترمذی شریف کی حدیث سے ہے جس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کچھ پر میں اترنے کی دشواری کی وجہ سے سواری پر نماز پڑھائی (حوالہ گذر چکا ہے)۔ تیسرا استدلال اجماع امت سے ہے کیونکہ خوف کی وجہ سے سواری پر نماز پڑھنے کے جواز اور بعد میں نہ لوٹانے پر امت کا اجماع ہے۔ (حوالہ گذر چکا ہے)۔ چوتھا استدلال قیاس سے ہے کیونکہ ہم نے ثرین اور طیارہ کو اولاً کشتی پر قیاس کیا ہے اور ثانیاً چوپایہ پر ہر اعتبار سے ثرین اور طیارہ پر نماز کا جواز اور فرضیت ثابت کی ہے۔ — واللہ الحمد علی ذلک۔

باب ۲ جَوَازُ الْجَمْعِ بَيْنَ الصَّلَوَتَيْنِ فِي السَّفَرِ

سفر میں دو نمازوں کا جمع کرنا
حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (سفر میں) جب جلدی چلنا چاہتے تو مغرب اور عشاء کو جمع کر کے پڑھتے تھے۔

۱۵۱۸۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى قَالَ قَرَأْتُ عَلَى مَالِكٍ عَنْ تَائِفٍ عَنْ أَبِي عَمْرٍو قَالَ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا تَجَمَّلَ بِهِ السَّيْرُ جَمَعَ بَيْنَ الْمَغْرِبِ وَالْعِشَاءِ۔

نافع بیان کرتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما (سفر میں) جب جلد جانا مقصود ہوتا تو مغرب و عشاء کے بعد مغرب اور عشاء کو جمع کر کے پڑھتے تھے۔ اور کہتے تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی جب جلدی جانا مقصود

۱۵۱۹۔ وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مَحْمُودٍ قَالَ سَمِعْتُ يَحْيَى عَنْ عُثَيْبٍ أَنَّ اللَّهَ قَالَ أَخْبَرَنِي تَائِفٌ أَنَّ ابْنَ عَمْرٍو رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا كَانَ إِذَا جَدَّ بِهِ السَّيْرُ جَمَعَ بَيْنَ الْمَغْرِبِ وَالْعِشَاءِ بَعْدَ أَنْ تَغَيَّبَ الشَّفَقُ وَيَقُولُ إِنَّ رَسُولَ

اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کان إذا جدد یوم التثانی جمع
بین المغرب والعشاء۔

۱۵۲۰۔ وَحَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى وَقُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ
وَأَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَعَمْرُو بْنُ النَّاقِدِ كُلُّهُمْ عَنِ ابْنِ
عُيَيْنَةَ قَالَ عَمْرُو بْنُ سَعْيَانَ عَنِ الرَّهْزِيِّ عَنْ سَالِمٍ
عَنْ أَبِيهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى
اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَجْمَعُ بَيْنَ الْمَغْرِبِ وَالْعِشَاءِ
إِذَا جَدَّدَ يَوْمَ التَّثْنِيِّ۔

۱۵۲۱۔ وَحَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى قَالَ نَابِئُ
وَهْبٍ قَالَ أَخْبَرَنِي يُونُسُ عَنْ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ
أَخْبَرَنِي سَالِمٌ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ أَنَّ أَبَاهُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ
قَالَ رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا عَجَّلَ
التَّثْنِيَّ فِي السَّتْرِ يُؤَخِّرُ صَلَواتَهُ الْمَغْرِبِ حَتَّى يَجْمَعَ
بَيْنَهُمَا وَيَبْنِي صَلَوةَ الْعِشَاءِ۔

۱۵۲۲۔ وَحَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ نَابِئُ
يَعْنِي ابْنَ مُضَالَمَةَ عَنْ عَقِيلٍ عَنْ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ
أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا ارْتَحَلَ قَبْلَ أَنْ تَزِيغَ
الشَّمْسُ آخَرَ الظُّلُمَاتِ إِلَى وَقْتِ الْعَصْرِ ثُمَّ نَزَلَ لَجْمَعِ
بَيْنَهُمَا فَإِنْ رَأَتْ الشَّمْسُ قَبْلَ أَنْ تَزِيغَ قَبْلَ صَلَوةِ
الظُّلُمَاتِ ثُمَّ رَأَتْ رَأَتْ۔

۱۵۲۳۔ وَحَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى عَنْ ابْنِ شِهَابٍ
بْنِ سَوَّادٍ أَنَّ ابْنَ أَبِي نَجِيحٍ قَالَ سَمِعْتُ عَقِيلَ
بْنَ خَالِدٍ عَنِ الرَّهْزِيِّ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى
اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا ارْتَادَ أَنْ يَجْمَعَ بَيْنَ الصَّلَاتَيْنِ
فِي السَّجَةِ آخَرَ الظُّلُمَاتِ حَتَّى يَدْخُلَ أَوَّلُ وَقْتِ الْعَصْرِ
ثُمَّ يَجْمَعُ بَيْنَهُمَا۔

۱۵۲۴۔ وَحَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى عَنْ ابْنِ شِهَابٍ
قَالَ نَابِئُ وَهْبٍ قَالَ حَدَّثَنَا جَابِرُ بْنُ سَمَاعَةَ عَنِ

ہوتا تھا تو مغرب اور عشاء کی نمازوں کو جمع کر کے پڑھتے
تھے۔

سالم کے والد حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے
ہیں کہ میں نے دیکھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو جب جلد جانا مقصود ہوتا
تو مغرب اور عشاء کو جمع کر کے پڑھتے تھے۔

سالم کے والد (حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما) بیان
کرتے ہیں کہ میں نے دیکھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو
سفر میں جب جلد جانا مطلوب ہوتا تو مغرب کی نماز کو مؤخر کر
کے عشاء کے ساتھ جمع کر کے پڑھتے تھے۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب زوال آفتاب سے پہلے سفر کرتے
تو ظہر کی نماز کو عصر تک مؤخر فرماتے پھر (سواری سے) اتر کر
دونوں نمازوں کو جمع کر کے پڑھتے، اور اگر آپ کی روانگی سے
پہلے زوال آفتاب ہو جاتا تو روانگی سے پہلے ظہر کی نماز
پڑھتے تھے۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم جب سفر میں دو نمازوں کو جمع کرنے کا ارادہ
فرماتے تو ظہر میں اتنی تاخیر کرتے کہ عصر کا اول وقت آ جاتا پھر
آپ دونوں نمازوں کو جمع کرتے تھے۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جب
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو سفر میں جلدی جانا مطلوب ہوتا تھا
جلد ثانی

تظہر کو صبح کے اول وقت تک مؤخر کرتے اور دو نمازوں کو جمع کرتے اور شفق غائب ہونے تک مغرب کو مؤخر کرتے پھر اسے اور عشاء کو جمع کر کے پڑھتے تھے۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بغیر غوث اور سفر کے ظہر اور عصر اور مغرب اور عشاء کو جمع کر کے پڑھا۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ میں بغیر غوث اور سفر کے ظہر اور عصر کو جمع کر کے پڑھا۔ ابو الزبیر کہتے ہیں کہ میں نے سید سے پوچھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسا کیوں کیا تھا؟ انہوں نے کہا میں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہی سوال کیا تھا انہوں نے فرمایا تاکہ آپ کی امت کسی دشواری میں نہ مبتلا ہو۔

سید بن جبیر کہتے ہیں کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے غزوہ تبوک کے سفر میں دو نمازوں کو جمع فرمایا اور ظہر اور عصر اور مغرب اور عشاء کو جمع کر کے پڑھا۔ سید کہتے ہیں کہ میں نے حضرت ابن عباس سے پوچھا کہ حضور نے ایسا کیوں کیا تھا؟ تو انہوں نے کہا تاکہ آپ کی امت دشواری میں نہ پڑے۔

حضرت معاذ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ غزوہ تبوک میں گئے تو آپ صبح اور عصر اور مغرب اور عشاء کو جمع کر کے پڑھتے تھے۔

عَنْ عَقِيلِ بْنِ خَالِدٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا جَمَلَ عَلَيْهِ الشَّعْرُ يُؤَخِّرُ الظُّهْرَ إِلَى أَذَى وَقَتِ الْعَصْرِ فَيَجْمَعُ بَيْنَهُمَا وَيُؤَخِّرُ الْمَغْرِبَ حَتَّى يَجْمَعَ بَيْنَهُمَا وَبَيْنَ الْوُشَاءِ حِينَ يَغِيْبُ الشَّفَقُ .

۱۵۲۵۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى قَالَ قَرَأْتُ عَلَى مَالِكٍ عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ صَلَّى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الظُّهْرَ وَالْعَصْرَ جَمِيعًا وَالْمَغْرِبَ وَالْوُشَاءَ جَمِيعًا فِي غَيْرِ غَوِيٍّ وَلَا سَفَرٍ .

۱۵۲۶۔ وَحَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ يُونُسَ وَعَوْنُ بْنُ سَلَاةٍ جَمِيعًا عَنْ نُهَيْرٍ قَالَ ابْنُ يُونُسَ نَأَى هَيْوَةً قَالَ نَأَى أَبُو الزُّبَيْرِ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ صَلَّى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الظُّهْرَ وَالْعَصْرَ جَمِيعًا بِالنَّدَانِيَةِ فِي غَيْرِ غَوِيٍّ وَلَا سَفَرٍ قَالَ أَبُو الزُّبَيْرِ بَيَّرَ فَسَأَلْتُ سَعِيدًا لِمَ فَعَلَ ذَلِكَ فَقَالَ سَأَلْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا كَمَا سَأَلْتَنِي فَقَالَ إِذَا دَانَ لَا يُخْرِجُ أَحَدًا مِنْ أَمَّتِهِ .

۱۵۲۷۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ حَبِيبٍ الْحَارِثِيُّ قَالَ تَخَالَفَ يَحْيَى ابْنُ الْحَارِثِ قَالَ نَأَى نَأَى قَالَ نَأَى أَبُو الزُّبَيْرِ قَالَ نَأَى سَعِيدُ بْنُ جُبَيْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَمَعَ بَيْنَ الظُّهْرِ وَالْعَصْرِ وَالْمَغْرِبِ وَالْوُشَاءِ قَالَ سَعِيدٌ فَقُلْتُ لِابْنِ عَبَّاسٍ مَا حَمَلَهُ عَلَى ذَلِكَ قَالَ أَمَا دَانَ لَا يُخْرِجُ أَحَدًا مِنْ أَمَّتِهِ .

۱۵۲۸۔ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ يُونُسَ قَالَ تَأَى هَيْوَةً قَالَ نَأَى أَبُو الزُّبَيْرِ عَنْ أَبِي الطَّفَيْدِ عَامِرٍ عَنْ مُعَاذِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ خَرَجْنَا كَمَا نُرِيدُ

صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي غَزَا وَتَبَوَّكَ فَكَانَ يُصَلِّي
الْعَصْرَ جَمِيعًا وَالْمَغْرِبَ وَالْعِشَاءَ جَمِيعًا
۱۵۲۹۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ حَبِيبٍ قَالَ نَا حَالِدُ
بِعْنِي ابْنُ الْحَارِثِ قَالَ نَا هُرَّةُ بْنُ حَالِدٍ قَالَ نَا أَبُو
الرُّبَيْعِ قَالَ نَا عَامِرُ بْنُ وَاقِلَةَ قَالَ نَا أَبُو الطَّغْيَلِ قَالَ نَا
مُعَاذُ بْنُ جَبَلٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ جَمَعَهُ وَسُئِلَ اللَّهُ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي غَزَا وَتَبَوَّكَ بَيْنَ الظُّلُمِ
وَالْعَصْرِ وَبَيْنَ الْمَغْرِبِ وَالْعِشَاءِ قَالَ فَقُلْتُ مَا جَمَعَهُ
عَلَى ذَلِكَ قَالَ فَقَالَ أَرَادَ أَنْ لَا يُخْرِجَهُ أُمَّتُهُ

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے غزوہ تبوک میں ظہر اور عصر اور مغرب
اور عشاء کو جمع کر کے پڑھا (راوی حدیث) نے پوچھا حضور
نے ایسا کیوں کیا تھا؟ حضرت معاذ نے کہا تاکہ آپ کی امت دشواری
میں نہ پڑے۔

۱۵۳۰۔ وَحَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَابُو
كَرَيْبٍ قَالَ نَا أَبُو مُعَاوِيَةَ ح وَحَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ
وَأَبُو سَعِيدٍ أَلَا شَيْخٍ وَالْقَطَرِيُّ فِي كُرَيْبٍ قَالَ نَا وَكِيعٌ
وَكَلَّا هُمَا عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ حَبِيبِ بْنِ أَبِي ثَابِتٍ
عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ جَمَعَهُ
رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَ الظُّلُمِ
وَالْعَصْرِ وَالْمَغْرِبِ وَالْعِشَاءِ بِالْمَدِينَةِ فِي غَيْرِ يَحْزُونٍ
وَلَا مَطَرٍ وَفِي حَدِيثٍ وَكِيعٍ قَالَ قُلْتُ لِابْنِ عَبَّاسٍ
رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا لِمَ فَعَلَ ذَلِكَ قَالَ كِي لَا يُخْرِجَهُ أُمَّتُهُ
وَفِي حَدِيثٍ أَبِي مُعَاوِيَةَ قِيلَ لِابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ
عَنْهُمَا مَا أَرَادَ إِلَى ذَلِكَ قَالَ أَرَادَ أَنْ لَا يُخْرِجَهُ
أُمَّتُهُ

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ منورہ میں بغیر خوف اور سفر کے
ظہر اور عصر اور مغرب اور عشاء کو جمع کر کے پڑھا۔ وکیع کی روایت
میں ہے کہ میں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے پوچھا
کہ حضور نے ایسا کیوں کیا تھا؟ انہوں نے کہا تاکہ آپ کی امت
دشواری میں نہ پڑے۔ ابو معاویہ کی روایت میں ہے کہ حضرت
ابن عباس سے پوچھا گیا کہ اس سے آپ کا کیا ارادہ تھا؟
حضرت ابن عباس نے کہا تاکہ آپ کی امت دشواری میں
نہ پڑے۔

۱۵۳۱۔ وَحَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ قَالَ نَا
سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ عَمْرِو بْنِ جَابِرٍ عَنْ زَيْدِ
عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ صَلَّيْتُ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ ثَمَانِيًا جَمِيعًا وَسَبْعًا جَمِيعًا قَالَ قُلْتُ يَا أَبَا
الشَّعَثَاءِ أَظُنُّهُ أَحَدُ الظُّلُمِ وَعَجَّلَ الْعَصْرَ وَأَخَّرَ
الْمَغْرِبَ وَجَعَلَ الْعِشَاءَ قَالَ وَنَا أَظُنُّ ذَلِكَ

۱۵۳۲۔ حَدَّثَنَا أَبُو الرَّبِيعِ الرَّهَافِيُّ قَالَ نَا
حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ دِينَارٍ عَنْ جَابِرِ بْنِ

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ
میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ آٹھ رکعتیں
(ظہر و عصر) اور سات رکعتیں (مغرب و عشاء) اکٹھی پڑھی ہیں
راوی کہتے ہیں میں نے کہا اے ابو شعثاء میرا گمان ہے کہ
آپ نے ظہر کو مؤخر اور عصر کو مقدم کیا تھا اور مغرب کو مؤخر اور
عشاء کو مقدم کیا تھا۔ ابو الشعثاء نے کہا میرا بھی یہی گمان ہے۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ میں سات اور آٹھ یعنی

ظہر اور عصر اور مغرب اور عشاء اکٹھی پڑھیں۔

زَيْدُ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلَّى بِالْمَدِينَةِ سَبْعًا وَثَمَانِيَةَ الظُّهْرِ وَالْعَصْرِ وَالْمَغْرِبِ وَالْعِشَاءِ.

۱۵۳۳۔ حَدَّثَنَا أَبُو الرَّبِيعِ الزُّهْرِيُّ قَالَ سَمِعْتُ حَمَّادَ بْنَ الزُّبَيْرِ بْنِ الْخَزَرَجِيِّ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ شَقِيبٍ قَالَ خَطَبَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا يَوْمًا بَعْدَ الْعَصْرِ حِينَ غَرَبَتِ الشَّمْسُ وَبَدَتْ النُّجُومُ وَجَعَلَ النَّاسُ يَقُولُونَ الصَّلَاةُ الصَّلَاةُ قَالَ فَجَاءَهُ وَجَلَّ مِنْ بَنِي تَيْمِيمٍ لَا يَفْتَرُونَ وَلَا يَنْتَفِيءُ الصَّلَاةُ الصَّلَاةُ فَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ أَتَعْلِمُنِي بِالسُّنَّةِ لَا أَمْرَ لَكَ ثُمَّ قَالَ رَأَيْتَ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَمَعَ بَيْنَ الظُّهْرِ وَالْعَصْرِ وَالْمَغْرِبِ وَالْعِشَاءِ قَالَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ شَقِيبٍ فَحَالَكَ فِي صَدْرِي مِنْ ذَلِكَ شَيْءٌ فَأَتَيْتُ أَبَاهُ يُرَوِّدُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ فَنَسَاكُمُ فَصَدَّقَ مَقَالَتَهُ.

۱۵۳۴۔ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عُمَرَ قَالَ سَمِعْتُ نَافِعَ بْنَ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ جَدْرِ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ شَقِيبٍ التَّعْقِيلِي قَالَ قَالَ رَجُلٌ لِابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا الصَّلَاةُ فَسَكَتَ ثُمَّ قَالَ الصَّلَاةُ فَسَكَتَ ثُمَّ قَالَ الصَّلَاةُ فَسَكَتَ ثُمَّ قَالَ لَا أَمْرَ لَكَ أَتَعْلِمُنَا بِالصَّلَاةِ كُنَّا نَجْمَعُ بَيْنَ الصَّلَاةَيْنِ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

عبد اللہ بن شقیق بیان کرتے ہیں کہ ایک دن عصر کے بعد حضرت ابن عباس نے تقریر کی حتیٰ کہ سورج غروب ہو گیا اور ستارے نکل آئے لوگ کہنے لگے، نماز! نماز! پھر بتویم کا ایک شخص آیا وہ بالکل خاموش نہ ہوتا تھا اور نماز ناز کہے جاتا تھا، حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا تیری ماں مرنے لگی تو مجھے سنت سکھائے گا پھر فرمایا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا ہے آپ ظہر اور عصر اور مغرب اور عشاء کو جمع کر کے پڑھتے تھے۔ عبد اللہ بن شقیق کہتے ہیں کہ یہ بات مجھے کٹک رہی تھی۔ میں نے جا کر حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے یہ مسئلہ دریافت کیا تو انہوں نے حضرت ابن عباس کی حدیث کی تصدیق کر دی۔

عبد اللہ بن شقیق غفیل کہتے ہیں کہ ایک شخص نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے کہا: نماز! نماز! وہ خاموش رہے، اس نے پھر کہا نماز! آپ خاموش رہے، اس نے سہ بارہ کہا نماز! تو آپ چُپ رہے، پھر فرمایا: تیری ماں مرنے جا رہی ہے! کیا تو مجھے نماز کی تعلیم دے گا! ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد میں دو نمازوں کو جمع کر کے پڑھتے تھے۔

جمع بین الصلوٰتین میں مذاہب

امام محمد بن ادریس شافعی متوفی ۲۰۴ھ کے نزدیک سفر طویل جو موجب قصر ہے اس میں ظہر اور عصر کو ایک ساتھ اور عشاء کو ایک ساتھ جمع کر کے ایک وقت میں پڑھنا جائز ہے خواہ پہلی نماز کو دوسری نماز کے وقت میں پڑھیں یا دوسری نماز کو پہلی کے وقت میں پڑھیں اور جو سفر قصر ہے اور موجب قصر نہیں، اس میں امام شافعی کے دو قول ہیں ایک یہ ہے کہ اس سفر میں بھی جمع بین الصلوٰتین جائز ہے کیونکہ یہ بھی سفر ہے اور اس میں بھی سواری پر نفل جائز ہیں اور دوسرا قول یہ ہے کہ سفر قصر میں دو نمازوں کو ایک وقت میں جمع کر کے پڑھنا جائز نہیں ہے کیونکہ اس سفر میں روزہ رک کر ناجی جائز نہیں ہے علامہ شیرازی نے دوسرے قول کو صحیح قرار دیا ہے۔ ۱۷

۱۷۔ شیخ ابوالسحاق شیرازی شافعی متوفی ۴۵۵ھ

marfat.com

دونوں میں مستقل ہے) دوسری تاویل یہ ہے کہ شفق سے مراد کل شفق نہیں اکثر شفق ہے اور اس وقت تک مغرب کا وقت بتا ہے جب تک کہ کل شفق غائب نہ ہو جائے بہر حال ہر تقدیر پر حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے مغرب کی نماز مغرب کے وقت میں ہی پڑھی تھی۔

اللہ ثلاثہ کا دوسرا استدلال اس حدیث سے ہے:

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو جب سفر میں جلد مانا مقصود ہوتا تو ظہر کو عصر کے ازل وقت تک مؤخر کرتے اور دو نمازوں کو ایک ساتھ جمع کر کے پڑھتے اور شفق غائب ہونے تک مغرب کو مؤخر کرتے اور مغرب اور عشاء کو جمع کر کے ایک ساتھ پڑھتے بلکہ یہ حدیث بھی دوسرے دلائل (جس کا ذکر ان شاء اللہ عنقریب آ رہا ہے) کی وجہ سے مؤول ہے اور اس کی تاویل یہ ہے کہ ظہر کو عصر کے ازل وقت تک مؤخر کرتے اور مغرب کو شفق کے غائب ہونے کے قرب تک مؤخر کرتے لہذا آپ نے ظہر کو ظہر کے وقت میں اور مغرب کو مغرب کے وقت میں پڑھا ہے اور صحیح حقیقی ثابت نہیں ہے۔

بارش میں جمع بین الصلوٰتین پر علامہ شیرازی نے اس حدیث سے استدلال کیا ہے:

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ظہر اور عصر اور مغرب اور عشاء بینہ خوف اور سفر کے جمع کر کے پڑھیں۔

علامہ شیرازی کہتے ہیں کہ امام مالک نے کہا ہے بینہ خوف اور سفر کے جمع کرنا میرے گمان میں بارش کی وجہ سے تھا۔ یہ استدلال بالکل بے جا ہے۔ ہمارے نزدیک یہ حدیث جمع صوری پر محمول ہے یعنی آپ نے ظہر اور مغرب کو اتنی وقت میں اور عصر اور عشاء کو ازل وقت میں پڑھنا۔ علامہ ابن قدام نے بارش میں جمع بین الصلوٰتین پر اس حدیث سے استدلال کیا ہے۔ اثرم نے ابو سلمہ بن عبدالرحمن سے روایت کیا کہ بارش کے دن مغرب اور عشاء کو جمع کر کے پڑھنا ائمہ سنت سے ہے۔ ہمارے نزدیک یہ تقدیر محتمل ہے۔

مرغی، آندھی اور اندھیرے میں جمع بین الصلوٰتین کو حنا بلکہ نے سفر پر قیاس کیا ہے کیونکہ مرغی اور آندھی وغیرہ میں سفر کی بہ نسبت زیادہ مشقت ہے۔

احناف کی طرف سے جواب یہ ہے کہ جب سفر میں جمع حقیقی ثابت نہیں ہے تو اس پر قیاس کر کے مرغی اور آندھی میں جمع کرنا بھی ثابت نہیں ہوگا۔

اسخاف کے دلائل | اختلاف جمع حقیقی یعنی ایک نماز کو دوسری نماز کے وقت میں پڑھنے کے قائل نہیں اور عرفات میں جو عمر کو ظہر کے وقت میں اور مزدلہ میں مغرب کو عشاء کے وقت میں پڑھا جاتا ہے اس کو تو اثر کی وجہ سے

۱۔ امام مسلم بن حجاج قشیری متوفی ۲۶۱ھ۔ صحیح مسلم ج ۱ ص ۲۶۶ مطبوعہ دارالحدیث کراچی الطبعة الثانیہ ۱۳۷۵ھ

۲۔ شیخ ابراہیم بن شہیرازی شافعی متوفی ۴۵۵ھ۔ المہذب مع المجموع ج ۴ ص ۳۷۸ مطبوعہ دارالفکر، بیروت۔

۳۔ علامہ عبداللہ بن احمد بن قدام حنبلی متوفی ۵۶۲ھ۔ المغنی ج ۲ ص ۵۸ مطبوعہ دارالفکر بیروت الطبعة الاولى ۱۴۰۵ھ

مستثنیٰ قرار دیتے ہیں۔ قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

ان الصلوٰۃ كانت على المؤمنين كتابا موقوتا۔ (نساء: ۱۰۳)

لاریب مسلمانوں پر نماز اوقات مقررہ میں فرض ہے۔

قرآن کریم کی یہ آیت اس مقصد میں مریج ہے کہ ہر نماز اپنے وقت میں فرض کی گئی ہے اور کوئی نماز شرمادوسری نماز کے وقت میں نہیں پڑھی جاسکتی اور قرآن کریم کی اس نص قطعی کے مقابلہ میں اخبار آحاد اگر غیر مؤول بھی ہوتی تو ان کا اعتبار نہیں کیا جاتا چنانچہ ۱۔ مؤول ہوں۔ حسب ذیل احادیث صحیحہ بھی احناف کی دلیل ہیں:

عن عبد الله قال كان رسول الله صلى الله عليه وسلم يصلي الصلوٰۃ لوقتها الا بجمع وعرفات۔ ۲

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عرفات اور مزدلفہ کے علاوہ ہمیشہ نماز اپنے وقت میں پڑھتے تھے۔

اس حدیث سے واضح طور پر معلوم ہوتا ہے کہ عرفات اور مزدلفہ کے سوا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دو نمازوں کو ایک وقت میں نہیں پڑھتے تھے۔

عن ابي قتادة قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم ما انه ليس في النوم تعريض انما التعريض على من لم يصل الصلوٰۃ حتى يجيئ وقت الصلوٰۃ الاخرى۔ ۳

حضرت ابو قتادہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نیند میں قصور اور کوتاہی نہیں ہے۔ قصور یہ ہے کہ کوئی شخص دوسری نماز کا وقت آنے تک پہلی نماز نہ پڑھے۔

اس حدیث سے معلوم ہو گیا کہ ایک فرض نماز کو دوسری فرض نماز تک مؤخر کرنا قصور اور کوتاہی ہے۔

عن ابي العالية ان عمر كتب الى ابي موسى ! و اعلم ان جمعا بين الصلوٰۃين من الكبائر الا من عذر۔ ۴

ابوالعالیہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ کی طرف مراسلہ بھیجا کہ بغیر عذر کے دو نمازوں کو جمع کرنا گناہ کبیرہ ہے۔

عذر سے مراد عذر شرعی مثلاً نیند اور نسیان ہے۔

عن ابي موسى قال الجمع بين الصلوٰۃين من غير عذر من الكبائر۔ ۵

حضرت ابوموسیٰ بیان کرتے ہیں کہ بغیر عذر کے دو نمازوں کو ایک وقت میں جمع کرنا گناہ کبیرہ ہے۔

ان احادیث سے معلوم ہوا کہ جمع حقیقی یعنی ایک فرض کے وقت میں دوسرے فرض پڑھنا گناہ کبیرہ ہے۔

۱۔ امام احمد بن شعیب نسائی متوفی ۳۰۳ھ۔ سنن نسائی ج ۲ ص ۳۶ مطبوعہ فور محمد کارخانہ تجارت کتب کراچی۔

۲۔ امام عبدالرزاق بن ہمام متوفی ۲۱۱ھ۔ المصنف ج ۲ ص ۵۱ مطبوعہ مکتب اسلامی بیروت۔ الطبعة الاولى ۱۳۹۰ھ۔

۳۔ امام مسلم بن حجاج قشیری متوفی ۲۶۱ھ۔ صحیح مسلم ج ۱ ص ۲۳۹ مطبوعہ فور محمد راج المطابع کراچی الطبعة الثانية ۱۳۷۵ھ۔

۴۔ امام عبدالرزاق بن ہمام متوفی ۲۱۱ھ۔ المصنف ج ۲ ص ۵۲ مطبوعہ مکتب اسلامی بیروت الطبعة الاولى ۱۳۹۰ھ۔

۵۔ امام ابوبکر بن ابی شیبہ متوفی ۲۳۵ھ۔ المصنف ج ۲ ص ۱۱۱ مطبوعہ دار الفکر کراچی۔ الطبعة الاولى ۱۴۰۶ھ۔

عن عائشة قالت کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی السفر یؤخر الظہر ویقدم العصر ویؤخر المغرب ویقدم العشاء ۛ

عن عبد اللہ بن واقدان مؤذن ابن عمر قال الصلوۃ قال سر سر حق اذا کان قبل غیوب الشفق نزل فصلی المغرب ثم انتظر حتى غاب الشفق فصلی العشاء ثم قال ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کان اذا اجعل بہ امر صنع مثل الذی صنعت فصار فی ذلک الیوم واللیلۃ ۛ

ان احادیث سے واضح طور پر ثابت ہوا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سفر میں اگر دو نمازیں جمع کرتے تو صومرا جمع کرتے تھے۔ لہذا جن احادیث میں بظاہر یہ تصریح نہیں ہے وہ بھی اسی معنی پر عمل ہیں اور یہی احناف کا مذہب ہے۔

عن الحسن ومحمد قال ما نعلم من السنۃ الجمع بین الصلوتین فی حضور ولا سفر الا بین الظہر والعصر بعرفۃ وین المغرب والعشاء بجمع ۛ

یہ اثر مذہب احناف کے عین مطابق ہے :

مولانا امجد علی لکھتے ہیں : مسافر مذہب طیبہ میں بعض مرتبہ قافلہ منہرنے کے باعث بمغربی ظہر و عصر ملا کر پڑھنی ہوتی ہے اس لیے لازم ہے ظہر کے فرضوں سے فارغ ہونے سے پہلے ارادہ کر لے کہ اسی وقت عصر پڑھوں گا اور فرض ظہر کے بعد فوراً عصر کی نماز پڑھے یہاں تک کہ بیچ میں ظہر کی سنتیں بھی نہ ہوں۔ اسی طرح مغرب کے بعد مشاء بھی انھیں شرطوں سے جائز ہے اور اگر ایسا موقع ہو کہ عصر کے وقت ظہر یا مشاء کے وقت مغرب پڑھنی ہو تو صرف اتنی شرط ہے کہ ظہر اور مغرب کے وقت میں نکلنے سے پہلے ارادہ کر لے کہ ان کو عصر و مشاء کے ساتھ پڑھوں گا۔ ۛ

مولانا امجد علی نے بغیر کسی حوالہ کے یہ لکھا ہے اس کا ہمیں کتب احناف میں سراغ نہیں مل سکا اور بظاہر یہ مذہب احناف کے خلاف ہے کوئی نماز اس کے وقت آنے سے پہلے نہیں ہوتی۔ جمع بین الصلوتین عرفات اور مزدلفہ کے سوا کہیں جائز نہیں ہے۔ ایسی صورت میں صحیح فتویٰ یہ تھا کہ عصر یا مشاء کا وقت آنے کے بعد سواری کے نہ ٹھہرنے کی صورت میں

- ۱۔ امام ابو جعفر طحاوی متوفی ۳۲۱ھ شرح معانی الآثار ج ۱، ۹، مطبوعہ مطبع مجتہبائی پاکستان لاہور، الطبعة الثانیہ ۱۴۰۷ھ
- ۲۔ امام ابو داؤد سلیمان بن اشعث متوفی ۲۴۵ھ، سنن ابوداؤد ج ۱، ۱۱، مطبوعہ مطبع مجتہبائی لاہور، الطبعة الثانیہ ۱۴۰۵ھ
- ۳۔ امام ابوبکر بن ابی شیبہ متوفی ۲۳۵ھ۔ المصنف ج ۲ ص ۴۵۹۔ مطبوعہ ادارۃ القرآن کراچی الطبعة الاولى، ۱۴۰۶ھ
- ۴۔ مولانا امجد علی متوفی ۱۳۶۷ھ

ساری پر نماز پڑھ لی جائے اس پر دلائل ہم صفحات سابقہ میں ذکر کر چکے ہیں۔

باب ۳۸ جَوَازُ الْإِنْصَافِ مِنَ الصَّلَاةِ عَنِ الْيَمِينِ وَالشَّمَالِ

نماز کے بعد دائیں بائیں پھرنے کا جواز

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ تم میں سے کوئی شخص اپنی ذات کو شیطان کا جہنم بنا دے اور یہ نہ لگان کرے کہ نماز کے بعد دائیں طرف ہی پھرا جاتا ہے۔ میں نے بہت دفعہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بائیں جانب پھرتے بھی دیکھا ہے۔

۱۵۳۵۔ حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ قَالَ قَالَ أَبُو مُعَاوِيَةَ وَدُرَيْمَةُ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ عَمَّارَةَ عَنِ الْأَسْوَدِ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ لَا يَجْعَلَنَّ أَحَدُكُمْ لِلشَّيْطَانِ مِنْ تَقْسِيمِ جُزْءِ الْإِيوَى إِلَّا أَنْ حَقَّقَ عَلَيْهِ أَنْ لَا يَنْصَرِفَ إِلَّا عَنْ يَمِينِهِ أَكْثَرَ مَا رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَنْصَرِفُ عَنْ شَمَالِهِ۔

ایک اور سند سے بھی یہ روایت منقول ہے۔

۱۵۳۶۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْحَاقَ قَالَ أَنَا جَبْرِ بْنُ مَيْسَرَةَ عَنْ يُونُسَ عَنْ وَحِيدٍ عَنْ عَيْنِ بْنِ خَشْفٍ قَالَ قَالَ أَنَا جَيْشِي جَيْشًا عَنِ الْأَعْمَشِ بِهَذَا الْإِسْنَادِ وَجَعَلَهُ۔

سُدی کہتے ہیں کہ میں نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے دریافت کیا کہ میں نماز پڑھنے کے بعد کس طرف پھروں دائیں طرف یا بائیں طرف، حضرت انس نے کہا میں نے زیادہ تر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دائیں جانب پھرتے دیکھا ہے۔

۱۵۳۷۔ وَحَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ قَالَ أَبُو عَوَانَةَ عَنِ الشَّيْبَانِيِّ قَالَ سَأَلْتُ أَكْسَادَ رَجُلٍ مِنَ اللَّهِ عَنْهُ كَيْفَ انْصَرَفَ إِذَا صَلَّيْتُ عَنْ يَمِينِي أَوْ عَنْ شِمَالِي قَالَ أَمَّا مَا نَأْتَاكَ أَكْثَرَ مَا رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَنْصَرِفُ عَنْ يَمِينِهِ۔

سُدی کہتے ہیں کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دائیں طرف پھرا کرتے تھے۔

۱۵۳۸۔ حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَدُرَيْمَةُ عَنْ حُزَيْفٍ قَالَ رَأَيْتُ وَكَيْعَةَ عَنْ سُفْيَانَ عَنِ الشَّيْبَانِيِّ عَنْ أَنَسٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَنْصَرِفُ عَنْ يَمِينِهِ۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم زیادہ تر بائیں جانب پھر کر بیٹھتے تھے۔ اور حضرت انس رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم زیادہ تر دائیں جانب پھر کر بیٹھتے تھے۔ ان دونوں روایتوں میں تضاد ہے لیکن حقیقت یہ ہے کہ ہر ایک راوی نے اپنا اپنا مشاہدہ بیان کیا ہے۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دونوں طرح بیٹھتے تھے۔ اور دونوں امر جائز اور آپ کی سنت ہیں مگر چونکہ دوسری احادیث میں دائیں جانب کی فضیلت بیان کی گئی ہے اس لیے دائیں جانب افضل ہے۔

تطبیق

فرق مراتب قائم رکھنا دائیں جانب پھر کر بیٹھنا افضل ہے لیکن اگر کوئی شخص اس کو لازم اور واجب سمجھ لیتا ہے تو یہ گمراہی اور بدعتِ بدیہہ ہے۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے اس شخص کو شیطان کا جہنم قرار دیا ہے۔ اس حدیث سے یہ قاعدہ مستنبط ہوا کہ شریعت نے اس عبادت کا حکم بیان کیا ہے اس سے تجاوز

نہیں کرنا چاہیے۔ جو شخص اس حکم سے تجاوز کرتا ہے وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شریعت بدل کر نئی شریعت بنا رہا ہے۔ ہمارے خیال میں اس سے بڑھ کر اور کوئی گمراہی نہیں ہے۔ فوت شدہ مسلمان کو ایسا بجا ثواب کے لیے تیسرے، دسویں اور چالیسویں دن قرآن پاک کی تلاوت اور صدقہ خیرات کرنا ایک امر مستحب ہے اور لوگ اس کو مستحب سمجھ کر ہی کرتے ہیں ان امور کو ناجائز اور حرام کہنا شریعت میں دخل اندازی ہے۔ اسی طرح حمامہ باندھ کر ناز پڑھنا افضل ہے اور مستحب ہے اس کو لازم اور ضروری قرار دینا نئی شریعت بنانا ہے۔

واجب اور مستحب میں بطور علامت یہ فرق ہے کہ واجب کے تارک کو مذکر نے پرہیز کا جاتک ہے اور اسے طاعت کی جاتی ہے کہ تم نے یہ کام کیوں نہیں کیا اور مستحب کے تارک کو طاعت نہیں کی جاتی نہ ہی مذکر نے پرہیز کا جاتک ہے۔ اگر کوئی شخص کسی مستحب کام کے نہ کرنے پر ٹوک رہا ہے تو دوسرے نظروں میں وہ اس مستحب کو واجب بنا رہا ہے ایسا ذواللہ البتہ بچوں اور طلبہ کو تعلیم و تربیت کے لیے امر مستحب کی تلقین کرنا اور نہ کرنے پر یاد دلانا جائز ہے۔

امام کے دائیں طرف کھڑے ہونے کا استحباب

حضرت برادر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جب ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اقتداد میں نماز پڑھتے تھے تو آپ کے دائیں طرف کھڑے ہونے کو پسند کرتے تھے تاکہ ہم (پہلے) آپ کا چہرہ دیکھ سکیں۔ حضرت برادر کہتے ہیں کہ میں نے سنا آپ فرما رہے تھے: "اے اللہ! احقر کے دن مجھے اپنے مذاب سے محفوظ رکھنا۔"

ایک اور سند سے بھی یہ روایت ہے۔

بَابُ اسْتِحْبَابِ يَمِينِ الْإِمَامِ

۱۵۳۹۔ وَحَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ قَالَ نَا ابْنُ أَبِي ذَائِدَةَ عَنْ مِسْعَرٍ عَنْ ثَابِتِ بْنِ عُبَيْدٍ عَنْ ابْنِ الْبَرَاءِ عَنْ الْبَرَاءِ قَالَ كُنَّا إِذَا صَلَّيْنَا خَلْفَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَحْبَبْنَا أَنْ نَكُونُ عَنْ يَمِينِهِ يُقِيلُ عَلَيْنَا يَوْجُهُمْ قَالَ فَسَمِعْتُهُ يَقُولُ رَبِّ قَرْنِي عَنَّا بِكَ يَوْمَ تَبْعَثُ أَوْ تَجْمَعُ عِبَادَكَ.

۱۵۴۰۔ وَحَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ وَذُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ قَالَا نَا وَكَيْفٌ عَنْ مِسْعَرٍ بِهَذَا الْإِسْنَادِ وَلَمْ يَذْكُرْ يُقِيلُ عَلَيْنَا يَوْجُهُمْ.

اقامت کے بعد نفل شروع کر نیکی ممانعت

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب (فریض) ناز کی اقامت کہی جائے تو سوائے اس فریض کے اور کوئی ناز نہ پڑھی جائے۔

بَابُ كَرَاهَةِ الشُّرُوعِ فِي نَافِلَةٍ بَعْدَ شُرُوعِ الْمُؤَذِّنِ فِي إِقَامَةِ الصَّلَاةِ

۱۵۴۱۔ وَحَدَّثَنِي أَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ قَالَ نَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ قَالَ نَا شُعْبَةُ عَنْ وَرْقَاءَ عَنْ عَمْرِو بْنِ دِينَارٍ عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنْ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِذَا أَفِئَتِ الصَّلَاةُ فَلَا صَلَاةَ إِلَّا الْمَكْتُوبَةُ.

۱۵۴۲۔ وَحَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ حَلَمٍ وَابْنُ

ایک اور سند سے بھی یہ روایت منقول ہے۔

قَالَا نَا شَبَابَةٌ قَالَتْ حَدَّثَنِي وَدَّعَاءُ بِهَذَا الْإِسْنَادِ
مِثْلَهُ -

۱۵۴۳ - وَحَدَّثَنِي يَحْيَى بْنُ حَبِيبٍ الْحَارِثِيُّ
قَالَ كَانُوا قَالَ نَا زَكْرِيَّا بْنُ إِسْمَاعِيلَ قَالَ نَا عَمْرُو
بْنُ دِينَارٍ قَالَ سَمِعْتُ عَطَاءَ بْنَ يَسَارٍ يَقُولُ عَنْ أَبِي
هَرِيرَةَ عَنْ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَالَ
إِذَا رَقِيتَ الصَّلَاةَ فَلَا صَلَاةَ إِلَّا الْمَكْتُوبَةُ

۱۵۴۴ - وَحَدَّثَنَا هُذَيْلُ بْنُ كَعْبٍ قَالَ أَمَّا
عَبْدُ الرَّحْمَنِ قَالَ نَا زَكْرِيَّا بْنُ إِسْمَاعِيلَ بِهَذَا الْإِسْنَادِ
مِثْلَهُ -

۱۵۴۵ - وَحَدَّثَنَا حَسَنُ الْخَلَوَاتِيُّ قَالَ نَا يَزِيدُ
بْنُ هَارُونَ قَالَ نَا أَحْمَدُ بْنُ كُرَيْدٍ عَنْ أَيُّوبَ عَنْ
عَمْرِو بْنِ دِينَارٍ عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ عَنْ أَبِي هَرِيرَةَ
رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
بِمِثْلِهِ قَالَ حُذَّافٌ ثُمَّ لَقِيتُ عَمْرُو وَحَدَّثَنِي بِهِ وَكَفَرْتُ بِهِ

۱۵۴۶ - وَحَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُسْلِمَةَ الْقَعْنَبِيُّ
قَالَ نَا إِبرَاهِيمُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ حَفْصِ بْنِ
عَاصِمٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَالِكٍ بْنِ بُحَيْنَةَ رَضِيَ اللَّهُ
عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَرَّ بِرَجُلٍ
يُصَلِّي وَقَدْ رَقِيتَ صَلَاةَ الصُّبْرِ فَمَكَتُهُ بِشَيْءٍ لَدُنْ دِرْغَمِ
مَا هُوَ فَمَكَتَا الصَّغَرُ فَمَنَا أَحَطْنَا نَقُولُ مَاذَا قَالَ لَكَ
رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ قَالَ لِي يَوْمَئِذٍ
أَنْ يُصَلِّيَ أَحَدُكُمْ الصُّبْرَ أَرْبَعًا قَالَ الْقَعْنَبِيُّ
عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مَالِكٍ بْنُ بُحَيْنَةَ عَنْ أَبِيهِ قَالَ أَبُو
الْحُسَيْنِ وَقَوْلُهُ عَنْ أَبِيهِ فِي هَذَا الْحَدِيثِ
خَطَأٌ

۱۵۴۷ - حَدَّثَنَا قَتِيبَةُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ نَا أَبُو
عَوَانَةَ عَنْ سَعْدِ بْنِ إِبرَاهِيمَ عَنْ حَفْصِ بْنِ عَاصِمٍ
عَنِ ابْنِ بُحَيْنَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ أُرْقِيتُ صَلَاةَ الصُّبْرِ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب جماعت کھڑی ہو جائے
تو سوا فرس نماز کے اور کوئی نماز نہ پڑھی جائے۔

ایک اور سند سے بھی یہ روایت منقول ہے۔

حاصل کہتے ہیں کہ میں عمرو سے ملا اور انھوں نے اس
حدیث کی نسبت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف نہیں
کی (یعنی حدیث موقوف قرار دیا)۔

عبداللہ بن مالک بن یحیٰی رضی اللہ عنہ بیان کرتے
ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک شخص کے پاس سے
گزرے درآں حالیکہ وہ نماز پڑھ رہا تھا اور نماز فجر کی آفتاب
ہو چکی تھی۔ آپ نے اس سے کچھ فرمایا جس کا ہمیں پتا
نہیں چلا، نماز کے بعد ہم نے اُسے گھیر لیا اور پوچھا کہ رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تم سے کیا فرمایا تھا۔ اس نے کہا
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا اب تم میں سے کوئی
شخص فجر کی چار رکعت پڑھنے لگا ہے! فقہی نے کہا عبداللہ
بن مالک بن یحیٰی اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں امام
مسلم نے فرمایا ہے کہ باپ کے واسطے سے اس روایت
میں خطا ہے۔

ابن یحیٰی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں نماز فجر کی آفتاب
پڑھی گئی (اس وقت) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک
شخص کو نماز پڑھتے دیکھا۔ درآں حالیکہ موزن اقامت کہہ رہا

تھا، آپ نے فرمایا کیا تم صبح کی نماز چار رکعت پڑھتے ہو۔

قَدَّأَى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَجُلًا يُقِيمُ
وَالْمَوْزُونَ يُقِيمُ فَقَالَ انْصَبِي الطَّبْعَ أَرْبَعًا.

۱۵۴۸۔ حَدَّثَنِي أَبُو كَامِلٍ الْجَحْدَرِيُّ قَالَ
كَانَ حَمَّادُ بْنُ يَعْنَى ابْنَ عَمِّهِ ح وَحَدَّثَنِي حَامِدُ بْنُ عُمَرَ
الْبَكْرِيُّ قَالَ كَانَ عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ أَبِي حَسَنٍ
وَحَدَّثَنَا ابْنُ نُسَيْرٍ قَالَ كَانَ أَبُو مُعَاوِيَةَ كُلُّهُمْ عَنْ
عَاصِمٍ ح وَحَدَّثَنِي زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ وَاللَّفْظُ لَهُ
قَالَ كَانَ مَرْوَانَ بْنَ مُعَاوِيَةَ الْفَزَارِيُّ عَنْ عَاصِمٍ
الْأَحْوَلِ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ سَوْحَسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ
قَالَ كَحَدَّثَ رَجُلٌ الْمَسْجِدَ وَرَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي صَلَاةِ الْعَدَاةِ فَصَلَّى رَكَعَتَيْنِ فِي
جَانِبِ الْمَسْجِدِ ثُمَّ دَخَلَ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى
اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمَّا سَلَّمَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى
اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يَا فَلَانُ يَا فُلَانُ صَلَوَتَيْنِ
أَعْتَدْتُ أَنْ يَصَلُوتَكَ وَحَدَّثَكَ أَنْ يَصَلُوتَكَ مَعًا.

عبداللہ بن مسرجس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ
ایک شخص مسجد میں آیا در آن حالیکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
نماز فجر پڑھ رہے تھے۔ اس شخص نے مسجد کے ایک
کونے میں دو رکعت سنتیں پڑھیں پھر رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم کی اقتداء میں جماعت میں شریک ہو گیا۔ رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم نے سلام پھیرنے کے بعد فرمایا: اے شخص!
تم نے کون سی نماز کو فرض قرار دیا ہے؟ جو پہلے دو رکعت
پڑھی تھیں وہ یا جو دو رکعت ہمارے ساتھ پڑھی ہیں؟

اقامت کے وقت سنت فجر پڑھنے کا حکم

اس باب کی احادیث میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز
فجر کی اقامت کے وقت سنتیں پڑھنے سے منع فرمایا ہے
اور اس وقت سنتیں پڑھنے والے شخص کو فرض پڑھنے والا قرار دیا ہے اور اس میں یہ تنبیہ ہے جس وقت فرض پڑھے
جاری ہوں اس وقت فرض ہی پڑھنا چاہیے۔ اگر کوئی شخص پہلے سے مثلاً چار سنتیں پڑھ رہا ہو اور نماز کی اقامت ہو جائے
تو سنت کا ایک دو گانہ مکمل کر کے سلام پھیرے اور جماعت میں شامل ہو جائے اور دو رکعت سنت بعد میں قضا کرے۔ سنتوں
میں اصل یہ ہے کہ گھر میں پڑھی جائیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہی طریقہ تھا۔ احادیث میں چونکہ صبح کی سنتوں کی بہت تاکید
کی گئی ہے۔ اس لیے فقہاء نے اقامت فجر کے وقت بھی فجر کی سنتیں پڑھنے کی اجازت دی ہے۔ بشرطیکہ فجر کی جماعت میں
شامل ہونے سے نہ رہ جائے۔ علامہ نووی کہتے ہیں کہ امام ابو حنیفہ کے نزدیک صبح کی سنتیں اس وقت تک پڑھ سکتا ہے
جب تک وہ دوسری رکعت میں شامل ہو سکتا ہو اور سفیان ثوری کہتے ہیں کہ جب تک پہلی رکعت میں طے کا امکان ہو
صبح کی سنتیں پڑھ لے اور امام شافعی اقامت کے وقت مطلقاً سنتیں پڑھنے سے منع کرتے ہیں۔ بظاہر اس حدیث سے
امام شافعی کی تاکید برتی ہے کیونکہ فجر کی سنتوں کی تاکید بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کی ہے اور خود رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم نے ہی اقامت فجر کے وقت سنتیں پڑھنے پر ناراضگی کا اظہار فرمایا ہے۔ اس لیے اتباع حدیث کا تقاضا یہ ہے کہ

۱۔ علامہ کبیری بن قسطنطین، نوادی مترجم، ۱۹۶۷ء، شرح صحیح مسلم، ج ۱، ص ۴۲۰، مطبوعہ دار الفکر، الطبعة الثانية ۱۳۷۵ھ۔

marfat.com

جلد ثانی

Marfat.com

اقامتِ فجر کے وقت سنت پڑھنا شروع نہ کرے (کیونکہ جن کے حکم سے سنتیں پڑھی جاتی ہیں وہ خود منع فرما رہے ہیں) اور اگر سنتیں پہلے سے شروع کی ہوئی ہیں تو جلد از جلد ختم کر کے جماعت میں شامل ہو جائے۔ علامہ رشتائی لکھتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ اس شخص کو مارتے تھے جو اقامتِ فجر کی وقت سنتیں پڑھنا تھا کیونکہ سرکار نے اس سے منع کیا ہے۔

یہ انتہائی غلط طریقہ مروج ہے کہ مسجد میں فجر کی جماعت کھڑی ہوتی ہے اور لوگ جماعت کی صفوں سے متصل کھڑے ہو کر سنتیں پڑھنا شروع کر دیتے ہیں۔ اس میں ایک خرابی یہ ہے کہ امام باوازا بلند قرآن پڑھ رہا ہے جس کا سننا فرض ہے اور سنتوں میں مشغول شخص اس فرض کو ترک کر رہا ہے۔ دوسری خرابی یہ ہے کہ سنتوں میں مشغول شخص بظاہر فرض اور جماعت سے اعراض کر رہا ہے اور تعمیری خرابی یہ ہے کہ اس کا یہ عمل اس باب کی احادیث کی مخالفت کو مستلزم ہے۔

احناف کا نظریہ | اقامتِ فجر کے بعد جب نمازی کو یقین ہو کہ وہ فجر کی سنتیں پڑھنے کے بعد جماعت کی ایک رکعت پاسکتا ہے تو احناف کے نزدیک اس کو سنتِ فجر پڑھ لینا چاہیے کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سنتِ فجر پڑھنے کی بہت زیادہ تاکید فرمائی ہے، احناف اپنے مسلک پر حسبِ ذیل آثار سے استدلال کرتے ہیں:

عن أبي مجلز قال دخلت المسجد في
صلوة الغداة مع ابن عمر وابن عباس
والإمام يصلي فاما ابن عمر فدخل
في الصف واما ابن عباس فصلى
ركعتين ثم دخل مع الإمام فلما
سلم الإمام قعد ابن عمر مكانه
حتى طلعت الشمس فقام فركع
ركعتين - ^{عليه}

عن أبي عبيد الله عن أبي الدرداء أنه
كان يدخل المسجد والناس صفوف
في صلاة الفجر فيصل الركعتين في
أحذية المسجد ثم يدخل مع القوم في
الصلاة.

علامہ بنصرہ فرماتے ہیں:

ابو مجلز بیان کرتے ہیں کہ میں حضرت ابن عمر اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہم کے ساتھ نماز فجر کے لیے مسجد میں داخل ہوا دریں حالیکہ امام نماز پڑھا رہا تھا حضرت ابن عمر قراعت میں شامل ہو گئے اور حضرت ابن عباس نے دو رکعت سنت پڑھیں پھر قراعت میں شامل ہوئے، امام کے سلام پھرنے کے بعد حضرت ابن عمر اپنی جگہ بیٹھے یہاں تک کہ سورج طلوع ہو گیا اس کے بعد حضرت ابن عمر نے دو رکعت سنت پڑھیں۔

ابو عبید اللہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت ابو درادرنی
اللہ عنہ مسجد میں داخل ہوئے درآن مالیکہ صبح کی جماعت
کھڑی ہوئی تھی انھوں نے مسجد کے ایک کونے میں دو
وکت سنت پڑھیں پھر لوگوں کے ساتھ جماعت میں شامل
ہوئے۔

۷. علامہ ابو عبد اللہ دشتانی مالکی متوفی ۸۲۸ھ۔ اکمال الکمال المعلم ج ۲ ص ۳۶ مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت

۲۔ امام ابو جعفر طحاوی متوفی ۳۲۱ھ۔ شرح معانی الآثار ج ۱ ص ۲۱۹ مطبوعہ مطبع مجتہبی پاکستان لاہور الطبعة الثانیہ ۱۴۰۲ھ

marfat.com

قال اذا اخذ المؤذن في الاقامة كرهت
للرجل ان يتطوع لقوله صلى الله عليه وسلم
اذا اقيمت الصلوة فلا صلوٰۃ الا المكتوبة
الا ركعتي الفجر فافهم اكرههما وكذلك اذا
انتهى الى المسجد وقد افتتح القوم
صلوة الفجر يا قى بركعتي
الفجر ان رجلا ان يدرك مع
الامام ركعة في الجماعة

امام محمد فرماتے ہیں جب مؤذن اقامت کہتا شروع کر
دے تو سنتیں پڑھنا مکروہ ہیں کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
نے فرمایا ہے، جب نازکی اقامت ہو تو فرض کے سوا اور
کوئی ناز نہ پڑھی جائے، امام محمد فرماتے ہیں سوا صبح کی سنتوں
کے کیونکہ میں ان کو مکروہ نہیں قرار دیتا اسی طرح جب کوئی
شخص مسجد میں پہنچے اور فجر کی جماعت کھڑی ہو چکی ہو تو اگر اس
کو امید ہو کہ وہ امام کے ساتھ ایک رکعت پائے گا تو سنتیں
پڑھوے۔

لفظ ابن کے ساتھ صفت کا قاعدہ

امام مسلم نے کہا عبد اللہ بن مالک ابن یحیٰ عن ابنہ میں خطاب ہے کیونکہ
صحیح نام یہ ہے۔ عبد اللہ بن مالک بن النضب، یحیٰ عبد اللہ کی مل کا
نام ہے اور مالک ان کے باپ کا نام ہے اس نام کو پڑھنے کا صحیح طریقہ یہ ہے کہ مالک کو تنوین کے ساتھ پڑھا
جائے اور لکھنے کا صحیح طریقہ یہ ہے کہ دوسرے بن کو ہمزہ کے ساتھ (ابن) لکھا جائے یہ نام اس طرح لکھا جائے گا
عبد اللہ بن مالک ابن یحیٰ کیونکہ قاعدہ یہ ہے کہ جب ایک علم کی صفت ابن ہو جو مضاف ہو، دوسرے علم کی طرف
تو ابن کو ہمزہ کے ساتھ نہیں لکھتے اور صفت کے بعد پھر لفظ ابن جو مضاف ہو کسی علم کی طرف وہ پہلے علم کی صفت ہو تو
ابن کو ہمزہ کے ساتھ لکھتے ہیں۔

باب ۲۱۱ مَا يَقُولُ إِذَا دَخَلَ الْمَسْجِدَ

۱۵۴۹ - حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى قَالَ أَنَا سَلِمَانُ
بْنُ بِلَالٍ عَنْ رَبِيعَةَ بْنِ أَبِي عَبْدِ الرَّحْمَنِ عَنْ
عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ سَعِيدٍ عَنْ أَبِي حَمِيدٍ أَوْ عَنْ أَبِي
أُسَيْدٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى
اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا دَخَلَ أَحَدُكُمْ الْمَسْجِدَ
فَلْيَقُلْ اللَّهُمَّ افْتَحْ لِي أَبْوَابَ رَحْمَتِكَ وَإِذَا خَرَجَ
فَلْيَقُلْ اللَّهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ مِنْ فَضْلِكَ قَالَ مُسْلِمٌ

مسجد میں داخل ہونے کی دعا

حضرت ابواسید رضی اللہ عنہما ابو یحیٰ بیان کرتے ہیں کہ رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب تم میں سے کوئی شخص
مسجد میں داخل ہو تو یہ دعا پڑھے (ترجمہ) اے اللہ میرے
لیے اپنی رحمت کے دروازے کھول دے اور جب
مسجد سے باہر آئے تو کہے (ترجمہ) اے اللہ میں تیرے
فضل سے سوال کرتا ہوں

۱۔ علامہ شمس الدین محمد بن احمد قرطبی متوفی ۴۸۲ھ المصنوع ۱/۱ ص ۱۶۰ مطبوعہ دار المعرفۃ بیروت الطبعة الثانیہ ۱۴۰۰ھ
۲۔ علامہ قرطبی نے اثر ابن مسعود سے استدلال کیا ہے کیونکہ حضرت ابن مسعود نے مسجد کے ستون کے پیچھے کھڑے ہو کر صبح کی سنتیں
پڑھیں مالاںکہ اس وقت جماعت کھڑی ہوئی تھی۔

۳۔ علامہ یحییٰ بن شرف نراقی متوفی ۷۴۸ھ المطبوعہ دار المعرفۃ بیروت الطبعة الثانیہ ۱۴۰۵ھ

مَنْ مَتَّحَىٰ بَيْنَ يَدَيْهِ يَقُولُ كَتَبْتُ هَذَا الْحَدِيثَ
مِنْ كِتَابِ سَيِّمَانَ بْنِ يَدْلٍ وَقَالَ بَلَّغَنِي أَنَّ يَحْيَى
الْحَمَّانِي يَقُولُ وَآبِي أُسَيْدٍ -

۱۵۵۰ - وَحَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ عُمَرَ الْبُكْرِيُّ قَالَ
نَا يُشْرِبُ بْنُ الْمُنْصَلِّ قَالَ نَا عَمَّارُ بْنُ عَزِيزَةَ عَنْ
رَبِيعَةَ بْنِ أَبِي عُبَيْدٍ الْمُحَنِّ عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ
مَعْبُودٍ بْنِ سُوَيْدٍ الْأَنْصَارِيِّ عَنْ أَبِي حُمَيْدٍ أَوْ أَبِي
أُسَيْدٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمِثْلِهِ -

ایک اور سند سے بھی یہ روایت منقول ہے۔

فضل الہی کے معانی

مسمیٰ میں داخل ہونے کے لیے آپ نے یہ دعا تعلیم کی ”اللھم افتح لی
ابواب رحمتک“ اے اللہ! میرے لیے اپنی رحمت کے دروازے کھول
دے تاکہ اللہ تعالیٰ کی عبادت کے دوران بندہ پر رحمت الہیہ کا فیضان ہو۔ عبادت میں ملکیت، خضوع خشوع اور
ذوق و شوق حاصل ہو اور مسجد سے باہر آتے وقت یہ دعا تعلیم فرمائی ”اللھم افی اسئلتک من فضلتک“
”اے اللہ! میں تجھ سے تیرے فضل کے سبب سوال کرتا ہوں“ اس دعا کا ایک مطلب یہ ہے کہ اے اللہ! میں نے
جو عبادت کی ہے میں تجھ سے اس عبادت کی بناء پر سوال نہیں کرتا بلکہ تیرے فضل کی بناء پر سوال کرتا ہوں دوسرا مطلب
یہ ہے فضل کے معنی میں زائد، گویا کہ بندہ یہ کہتا ہے کہ اے اللہ! میں تجھ سے اور زیادہ عبادت کا سوال کرتا ہوں یعنی میں نے جو
اب عبادت کی ہے اس سے سیر نہیں ہوا مجھے اس سے زیادہ عبادت کی توفیق اور طاقت عطا فرما تاکہ میں اس سے کمال حاصل کر سکوں اور دنیاوی منفعت ہے۔
جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ”فَإِذَا قُضِيَتِ الصَّلَاةُ فَانْتَشِرُوا فِي الْأَرْضِ وَابْتَغُوا مِنْ فَضْلِ اللَّهِ (جمہ: ۱۰)“
”جب نماز ختم ہو جائے تو زمین میں پھیل جاؤ اور (کاروبار میں) اللہ کے فضل کو تلاش کرو“

اسی نبی پر بندہ دعا کرتا ہے کہ اے اللہ! میں تیری عبادت کر چکا اب کاروبار معیشت میں مجھے اپنا فضل عطا فرما۔

يَا أَيُّهَا الْمَسْجِدُ مَحَبَّةُ الْمَسْجِدِ بَرَكَاتُهَا
وَكَرَاهَةُ الْجُلُوسِ قَبْلَ صَلَاتِهَا وَأَنَّهَا
مَشْرُوعَةٌ فِي جَمِيعِ الْأَوْقَاتِ

۱۵۵۱ - وَحَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُسْلِمَةَ بْنِ قَعْبٍ
وَقُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَا نَا مَالِكٌ حَدَّثَنَا يَحْيَى
بْنُ يَحْيَى قَالَ قَرَأْتُ عَلَى مَالِكٍ عَنْ عَامِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ
بْنِ الرَّبِيعِ عَنْ عُمَرَ بْنِ سَيْمٍ الْأُمَوِيِّ عَنْ أَبِي قَتَادَةَ

حضرت ابو قتادہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تم میں سے کوئی شخص مسجد
میں آئے تو بیٹھنے سے پہلے دو رکعت ناز پڑھ لے۔

أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِذَا دَخَلَ أَحَدُكُمْ الْمَسْجِدَ فَلْيَرْكُزْ رُكْعَتَيْنِ قَبْلَ أَنْ يَجْلِسَ -
۱۵۵۲ - حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ قَالَ نَا
حُسَيْنُ بْنُ عَلِيٍّ عَنْ نَائِلَةَ قَالَ حَدَّثَنَا

حضرت ابو قتادہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں مسجد

میں آئے تو بیٹھنے سے پہلے دو رکعت ناز پڑھ لے۔

درمیان بیٹھے ہوئے تھے۔ میں بھی بیٹھ گیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بیٹھنے سے پہلے دو رکعت نماز پڑھنے سے تم کو کس نے روکا تھا۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! میں نے آپ کو اور لوگوں کو بیٹھے ہوئے دیکھا! فرمایا تم میں سے جب کوئی شخص مسجد میں آئے تو دو رکعت نماز پڑھنے سے پہلے نہ بیٹھے۔

يَحْيَى الْأَنْصَارِيُّ قَالَ حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى ابْنُ حَبَّانَ عَنْ عَبْدِ وَبْنِ سُلَيْمٍ بْنِ خُلْدَةَ أَنَّ الْأَنْصَارِيَّ عَنْ أَبِي قَتَادَةَ أَنَّ صَاحِبَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ دَخَلْتُ الْمَسْجِدَ وَرَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَالِسٌ بَيْنَ ظَهْمَايَ النَّاسِ قَالَ فَجَلَسْتُ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا مَنَعَكَ أَنْ تَوَكَّعَ رُكْعَتَيْنِ قَبْلَ أَنْ تَجْلِسَ قَالَ فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ رَأَيْتُكَ جَالِسًا وَالنَّاسُ جُلُوسٌ قَالَ فَإِذَا دَخَلَ أَحَدُكُمْ الْمَسْجِدَ فَلَا يَجْلِسُ حَتَّى يَوَكَّعَ رُكْعَتَيْنِ -

تحیۃ المسجد کے احکام | مسجد میں داخل ہونے کے بعد مسجد کی تنظیم کے لیے دو رکعت نماز پڑھنا مستحب ہے اور اس کا ترک مکروہ تنزیہی ہے۔ احناف کے نزدیک بن اوقات میں نوافل یا مطلقاً نماز پڑھنا منع ہے۔ ان اوقات میں تحیۃ المسجد کی دو رکعت پڑھنا جائز نہیں ہے۔ صبح کی اذان کے بعد دو رکعت سنت کے علاوہ اور عصر کے بعد نفل پڑھنا منوع ہے اور اسی طرح طلوع شمس، استواء شمس اور غروب شمس کے اوقات میں نماز پڑھنا مطلقاً منوع ہے اس لیے ان اوقات میں تحیۃ المسجد پڑھنا جائز نہیں ہے یہ ماکہ کا بھی یہی موقف ہے بلکہ ہر جہز کہ تحیۃ المسجد کے امر میں عموم ہے لیکن اس کے مقابل میں ان اوقات کے اندر بھی میں بھی عموم ہے اور قاعدہ یہ ہے کہ جب اباحت اور تحریم میں تعارض ہو تو ترجیح تحریم کو دی جاتی ہے۔ امام شافعی کے نزدیک منومہ اوقات میں بھی تحیۃ المسجد پڑھنا مستحب ہے بلکہ

امام احمد بن حنبل کے اس مسئلہ میں دو قول ہیں مشہور قول یہ ہے کہ ناجائز ہے اور ایک قول جواز کا ہے بلکہ علامہ نووی نے لکھا ہے کہ جب کعبہ میں داخل ہو تو تحیۃ المسجد پڑھنے سے پہلے طواف کرے۔ علامہ دشانی نے لکھا ہے کہ جب مسجد نبوی میں داخل ہو تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں سلام عرض کرنے سے پہلے تحیۃ المسجد پڑھے لیکن اہل محبت یہ کہتے ہیں کہ پہلے آپ کی بارگاہ میں سلام عرض کرے اور پھر تحیۃ المسجد پڑھے کیونکہ مسجد کے مقابلہ میں آپ کی تنظیم اہم اور مقدم ہے علامہ علائی حنفی کہتے ہیں کہ مسجد میں داخل ہونے کے بعد فرض، سنت یا نفل کسی بھی نماز کے پڑھنے سے تحیۃ المسجد کی نماز ہو جاتی ہے کیونکہ مقصود مسجد کی تنظیم اور اس کا اکرام ہے اور وہ حاصل ہو گئی ہے لیکن علامہ شامی نے اس سے اختلاف کیا ہے اور کہا ہے

۱۔ علامہ ابن عابدین شامی متوفی ۱۲۵۲ھ، رد المحتار ج ۱ ص ۶۳۶، ۶۳۵، مطبوعہ مطبع عثمانیہ استنبول، ۱۳۲۷ھ۔

۲۔ علامہ ابو عبد اللہ محمد بن یوسف سنوسی مالکی متوفی ۸۹۵ھ، مکمل اکمال الاکمال ج ۲ ص ۳۶۲، مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت۔

۳۔ علامہ یحییٰ بن شرف نوادی شافعی متوفی ۶۷۶ھ، شرح صحیح مسلم ج ۱ ص ۲۴۸، مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی، الطبعة الثانیہ ۱۳۷۶ھ۔

۴۔ علامہ عبد اللہ بن احمد بن قدامہ حنبلی متوفی ۶۲۰ھ، المغنی ج ۱ ص ۴۳۱، مطبوعہ دار الفکر بیروت، الطبعة الاولى ۱۴۰۵ھ۔

۵۔ علامہ ابو عبد اللہ دشانی مالکی متوفی ۸۴۸ھ، اکمال اکمال المعلم ج ۲ ص ۳۶۲، مطبوعہ دار الکتب العلمیہ، بیروت۔

۶۔ علامہ علاء الدین حصکفی متوفی ۸۰۹ھ، مختار علی امامی، ج ۱ ص ۲۲۵، مطبوعہ مطبع عثمانیہ استنبول۔

کہ جب تک مسجد کی تنظیم اور اکرام کے قصود نیت سے ناز نہیں پڑے گا۔ تجزیہ المسجد کی ناز ادا نہیں ہوگی کیونکہ اعمال کے ثواب کا مدار نیت پر ہے۔ یہ بخاری شریف میں ہے اعمال (کے ثواب) کا مدار نیت پر ہے یہ

مسافر کے وطن پہنچتے ہی مسجد میں دو رکعت پڑھنے کا استحباب

حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر میرا کچھ قرض تھا۔ آپ نے وہ قرض ادا کیا اور اصل سے کچھ زائد عطا فرمایا۔ میں مسجد میں آپ کی خدمت میں حاضر ہوا، آپ نے فرمایا دو رکعت ناز پڑھ لو۔

حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے ایک اونٹ خرید لیا جب میں مدینہ پہنچا تو مجھ سے فرمایا کہ مسجد میں جا کر دو رکعت ناز پڑھو۔

حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایک غزوہ میں گیا۔ میرا اونٹ بہت آہستہ چلتا تھا اور چلنے سے تنک جاتا تھا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مجھ سے پہلے پہنچ گئے اور میں ایک دن بعد پہنچا۔ جب میں مسجد میں داخل ہوا تو آپ کو مسجد کے دروازہ پر پایا۔ آپ نے فرمایا تم اب پہنچے ہو، میں نے عرض کیا: جی! آپ نے فرمایا اونٹ چھوڑ کر مسجد میں جاؤ اور دو رکعت ناز پڑھو۔ میں نے مسجد میں داخل ہو کر دو رکعت ناز پڑھی اور پھر واپس چلا گیا۔

حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ

بَابُ اسْتِحْبَابِ رُكْعَتَيْنِ فِي الْمَسْجِدِ

لِمَنْ قَدِمَ مِنْ سَفَرٍ أَوَّلَ قَدُومِهِ

۱۵۵۲۔ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ جَوَّاسٍ الْحَنْظَلِيُّ أَبُو عَاصِمٍ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ سَفِيَّانَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ ذَكَرِيَّةَ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ كَانَ لِي عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَيْنٌ فَقَضَانِي وَزَادَ فِيَّ وَخَدَّتْ عَلَيَّ الْمَسْجِدَ فَقَالَ لِي صَلِّ رُكْعَتَيْنِ.

۱۵۵۳۔ وَحَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ نَا

أَبِي قَالَ نَا شُعْبَةُ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سَمْعَانَ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا يَقُولُ أَشْعَرَى مِنِّي رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعِيدًا أَفَلَمَّا قَدِمَ الْمَدِينَةَ أَمَرَنِي أَنْ أَتِيَ الْمَسْجِدَ فَأَصَلِّيَ رُكْعَتَيْنِ.

۱۵۵۴۔ وَحَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ مُثَنَّى قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ خَرَجْتُ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي غَزَاةٍ فَاِبْطَأَ بِي جَمَلِي وَأَعْيَا ثَمَرُ قَدَمِي رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَبْلِي وَ قَدِمْتُ بِالْغَدَاةِ فَحِثُّتُ الْمَسْجِدَ فَوَجَدْتُ عَلَى بَابِ الْمَسْجِدِ قَالَ لَئِنْ جِئْتَ قَدَمْتُ قُلْتُ نَعَمْ قَالَ فَدَعَرْتُ جَمْلَكَ وَادْخَلْتُ فَصَلَّيْتُ رُكْعَتَيْنِ قَالَ فَدَخَلْتُ فَصَلَّيْتُ ثُمَّ رَجَعْتُ.

۱۵۵۵۔ وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ خَرَجْتُ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي غَزَاةٍ فَاِبْطَأَ بِي جَمَلِي وَأَعْيَا ثَمَرُ قَدَمِي رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَبْلِي وَ قَدِمْتُ بِالْغَدَاةِ فَحِثُّتُ الْمَسْجِدَ فَوَجَدْتُ عَلَى بَابِ الْمَسْجِدِ قَالَ لَئِنْ جِئْتَ قَدَمْتُ قُلْتُ نَعَمْ قَالَ فَدَعَرْتُ جَمْلَكَ وَادْخَلْتُ فَصَلَّيْتُ رُكْعَتَيْنِ قَالَ فَدَخَلْتُ فَصَلَّيْتُ ثُمَّ رَجَعْتُ.

۱۵۵۶۔ وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ خَرَجْتُ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي غَزَاةٍ فَاِبْطَأَ بِي جَمَلِي وَأَعْيَا ثَمَرُ قَدَمِي رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَبْلِي وَ قَدِمْتُ بِالْغَدَاةِ فَحِثُّتُ الْمَسْجِدَ فَوَجَدْتُ عَلَى بَابِ الْمَسْجِدِ قَالَ لَئِنْ جِئْتَ قَدَمْتُ قُلْتُ نَعَمْ قَالَ فَدَعَرْتُ جَمْلَكَ وَادْخَلْتُ فَصَلَّيْتُ رُكْعَتَيْنِ قَالَ فَدَخَلْتُ فَصَلَّيْتُ ثُمَّ رَجَعْتُ.

۱۵۵۷۔ وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ خَرَجْتُ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي غَزَاةٍ فَاِبْطَأَ بِي جَمَلِي وَأَعْيَا ثَمَرُ قَدَمِي رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَبْلِي وَ قَدِمْتُ بِالْغَدَاةِ فَحِثُّتُ الْمَسْجِدَ فَوَجَدْتُ عَلَى بَابِ الْمَسْجِدِ قَالَ لَئِنْ جِئْتَ قَدَمْتُ قُلْتُ نَعَمْ قَالَ فَدَعَرْتُ جَمْلَكَ وَادْخَلْتُ فَصَلَّيْتُ رُكْعَتَيْنِ قَالَ فَدَخَلْتُ فَصَلَّيْتُ ثُمَّ رَجَعْتُ.

۱۵۵۸۔ وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ خَرَجْتُ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي غَزَاةٍ فَاِبْطَأَ بِي جَمَلِي وَأَعْيَا ثَمَرُ قَدَمِي رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَبْلِي وَ قَدِمْتُ بِالْغَدَاةِ فَحِثُّتُ الْمَسْجِدَ فَوَجَدْتُ عَلَى بَابِ الْمَسْجِدِ قَالَ لَئِنْ جِئْتَ قَدَمْتُ قُلْتُ نَعَمْ قَالَ فَدَعَرْتُ جَمْلَكَ وَادْخَلْتُ فَصَلَّيْتُ رُكْعَتَيْنِ قَالَ فَدَخَلْتُ فَصَلَّيْتُ ثُمَّ رَجَعْتُ.

۱۵۵۹۔ وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ خَرَجْتُ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي غَزَاةٍ فَاِبْطَأَ بِي جَمَلِي وَأَعْيَا ثَمَرُ قَدَمِي رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَبْلِي وَ قَدِمْتُ بِالْغَدَاةِ فَحِثُّتُ الْمَسْجِدَ فَوَجَدْتُ عَلَى بَابِ الْمَسْجِدِ قَالَ لَئِنْ جِئْتَ قَدَمْتُ قُلْتُ نَعَمْ قَالَ فَدَعَرْتُ جَمْلَكَ وَادْخَلْتُ فَصَلَّيْتُ رُكْعَتَيْنِ قَالَ فَدَخَلْتُ فَصَلَّيْتُ ثُمَّ رَجَعْتُ.

۱۵۶۰۔ وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ خَرَجْتُ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي غَزَاةٍ فَاِبْطَأَ بِي جَمَلِي وَأَعْيَا ثَمَرُ قَدَمِي رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَبْلِي وَ قَدِمْتُ بِالْغَدَاةِ فَحِثُّتُ الْمَسْجِدَ فَوَجَدْتُ عَلَى بَابِ الْمَسْجِدِ قَالَ لَئِنْ جِئْتَ قَدَمْتُ قُلْتُ نَعَمْ قَالَ فَدَعَرْتُ جَمْلَكَ وَادْخَلْتُ فَصَلَّيْتُ رُكْعَتَيْنِ قَالَ فَدَخَلْتُ فَصَلَّيْتُ ثُمَّ رَجَعْتُ.

۱۵۶۱۔ وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ خَرَجْتُ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي غَزَاةٍ فَاِبْطَأَ بِي جَمَلِي وَأَعْيَا ثَمَرُ قَدَمِي رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَبْلِي وَ قَدِمْتُ بِالْغَدَاةِ فَحِثُّتُ الْمَسْجِدَ فَوَجَدْتُ عَلَى بَابِ الْمَسْجِدِ قَالَ لَئِنْ جِئْتَ قَدَمْتُ قُلْتُ نَعَمْ قَالَ فَدَعَرْتُ جَمْلَكَ وَادْخَلْتُ فَصَلَّيْتُ رُكْعَتَيْنِ قَالَ فَدَخَلْتُ فَصَلَّيْتُ ثُمَّ رَجَعْتُ.

۱۔ علامہ ابن عابدین شامی مترنی ۱۲۵۲ھ۔ در مختار علی لمش الروج ص ۲۳۶، مطبوعہ مطبع عثمانیہ استنبول ۱۳۲۰ھ۔

۲۔ امام ابو عبد اللہ محمد بن اسماعیل بخاری مترنی ۲۵۵ھ۔ بخاری ص ۱۰۸، مطبوعہ المطبعة الثانية ۱۳۸۱ھ۔

marfat.com

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سفر سے دن میں چاشت کے وقت ہی واپس لوٹتے تھے۔ پہلے دو رکعت ناز پڑھتے اور مسجد میں بیٹھتے۔

يَعْقِبُ أَبَا عَاصِمٍ وَحَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ غَيْلَانَ قَالَ
كَأَنَّ عَبْدَ الرَّحْمَنِ أَرَادَ أَنْ يَخْرُجَ قَالَ أَخْبَرَنِي
أَبْنُ شَهَابٍ أَنَّ عَبْدَ الرَّحْمَنِ بْنَ عَبْدِ اللَّهِ بْنَ كَعْبٍ
أَخْبَرَنَا عَنْ أَبِيهِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ كَعْبٍ وَعَنْ عَمِّهِ
عُبَيْدِ اللَّهِ بْنِ كَعْبٍ عَنْ كَعْبِ بْنِ مَالٍ رَضِيَ
اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
كَانَ لَا يَقْدُرُ مِنْ سَفَرٍ إِلَّا تَهَيَّأَ فِي الْمَضْجِ فَوَازَا
قَدِمَ رَبَّكَ يَا لَسَجِدَ كَعْبَتِي فِيهِ رُكْعَتَيْنِ شَعْرًا بَكَسَى فِيهِ.

تشریح اس باب کی عادت سے معلوم ہوا کہ سنت یہ ہے کہ کسی سفر سے واپس آنے کے بعد اپنے گھر جانے سے پہلے اللہ تعالیٰ کے گھر (مسجد) میں حاضر ہو اور دو رکعت ناز پڑھنے کے بعد اپنے گھر جائے یہ بھی معلوم ہوا کہ جو شخص مرحوم عوام ہو وہ سفر سے واپس آنے کے بعد مسجد میں بیٹھ جائے تاکہ اس علاقہ کے لوگ اس سے بارسالی مل سکیں اور یہ بتایا گیا کہ قرظ لینا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت ہے اور پسندیدہ امر یہ ہے کہ مقدوفن جب قرظ واپس کرے تو قرظ وار کو اصل سے کچھ زائد رقم دے۔

صحیح بخاری میں یہ حدیث زیادہ تفصیل سے بیان کی گئی ہے: حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایک غزوہ میں جا رہا تھا۔ میرا اونٹ بہت آہستہ چل رہا تھا اور چلتے چلتے تھک جاتا تھا۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم میرے پاس تشریف لائے اور فرمایا: اے جابر! میں نے عرض کیا جی! آپ نے فرمایا کیا بات ہے؟ میں نے عرض کیا میرا اونٹ آہستہ چلتا ہے اور تھک جاتا ہے اس وجہ سے میں شکر سے پیچھے رہ گیا آپ نے سواری سے اتر کر میرے اونٹ پر دو حال ماری، پھر مجھ سے فرمایا: اب اونٹ پر سوار ہو، میں اونٹ پر سوار ہوا اور میں نے دیکھا کہ اب وہ اونٹ اس قدر تیز چل رہا تھا کہ میں بار بار اس کو تیز رفتاری سے روکتا تھا کہ کہیں وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے آگے نہ نکل جائے۔ (اثناء سفر میں) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا تم نے شادی کر لی ہے؟ میں نے عرض کیا جی! فرمایا، کنواری سے یا بیوہ سے؟ میں نے کہا بیوہ سے۔ فرمایا، کنواری سے شادی کیوں نہ کی تم اس سے کھلتے وہ تم سے کھلتی!! میں نے عرض کیا میری کچھ بہنیں ہیں میں نے پسند کیا کہ میں ایسی عورت سے شادی کروں جو میری بہنوں کی کنکھی چوٹی کرے اور ان کی تربیت اور نگہداشت کرے! آپ نے فرمایا جب گھر جاؤ تو ہوشیاری سے جانا! پھر فرمایا کیا تم اپنا اونٹ فروخت کر دو گے؟ میں نے عرض کیا جی۔ آپ نے مجھ سے وہ اونٹ چالیں درہم کا خرید لیا پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مجھ سے پہلے پہنچ گئے اور میں دوسرے روز پہنچا۔ جب ہم مسجد میں پہنچے تو آپ کو مسجد کے دروازہ پر پایا۔ آپ نے فرمایا: اب پہنچے ہو! میں نے عرض کیا جی! آپ نے فرمایا اونٹ چھوڑ دو اور مسجد میں دو رکعت ناز پڑھو۔ میں نے مسجد میں آکر دو رکعت ناز پڑھی۔ آپ نے بلال کو حکم دیا کہ چالیں درہم وزن کر کے دے۔ بلال نے چالیں درہم وزن کر کے کچھ زیادہ دے دیے۔ میں پیٹھ موڑ کر واپس چلا گیا! آپ نے فرمایا جابر کو بلاؤ! میں نے دل میں سوچا کہ شاید اب اونٹ واپس کر دیں گے اور یہ مجھے سخت نا پسند تھا۔ آپ نے فرمایا: جاؤ اونٹ بھی لے لو اور قیمت بھی۔

بَابُ اسْتِحْبَابِ صَلَاةِ الضُّحَى

١٥٥٤ - وَحَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى قَالَ أَنَا يُزِيدُ
 بْنُ دُرَيْعٍ عَنْ سَعِيدِ الْجَدِيدِ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ
 شُعْبَةَ قَالَ قُلْتُ لِعَاسِمَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا هَلْ
 كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّي الصُّحَى
 قَالَتْ لَا إِلَّا أَنْ يَجِيءَ مِنْ مَغِيبٍ .

١٥٥٩ - حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى قَالَ قَرَأْتُ عَلَى
مَالِكٍ عَنْ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ
اللَّهُ عَنْهَا أَنَّهَا قَالَتْ مَا رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى
اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّيُ مُبْتَعَةً الضُّحَى قَطُّ وَإِنِّي لَأَسْمِعُهَا
وَإِن كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيَدْعُو
الْعَمَلَ وَهُوَ يُحِبُّ أَنْ يُعْمَلَ بِهِ خَشْيَةً أَنْ يُعْمَلَ
بِهِ النَّاسُ فَمِنْهُمْ مَنْ عَلَيْهِمْ -

١٥٥٩ - حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى قَالَ قَرَأْتُ عَلَى
مَالِكٍ عَنْ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ
اللَّهُ عَنْهَا أَنَّهَا قَالَتْ مَا رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى
اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَصِلُ سُبْحَةَ الصُّحَى قَطُّ وَإِنِّي لَأَسْتَحِبُّهَا
وَلَئِنْ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِكِدِّعِ
الْعَمَلِ وَهُوَ يُحِبُّ أَنْ يُعْمَلَ بِهِ خَشْيَةً أَنْ يُعْمَلَ
بِهِ النَّاسُ فَمَنْ ضَعَفَ عَنْهُمْ -

١٥٦- حَدَّثَنَا شَيْبَانُ بْنُ فَرُّوخٍ قَالَ سَأَلَ
عَبْدُ الْوَارِثِ قَالَ تَأْيِيدُ يَعْنِي الرِّشْدَ وَسَأَلَ
حَدَّثَنِي مُعَاذَةُ أُنْتَهَى سَأَلْتُ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا
كَمْ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّي
صَلَاةَ الصُّبْحِ قَالَتْ أَرْبَعَ رُكْعَاتٍ وَيَزِيدُ مَا
شَاءَ.

١٥٦١- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مَتَّى وَابْنُ بَشَّارٍ
قَالَا نَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ قَالَ نَاسِئَةُ عَنْ يَزِيدَ بْنِ هَذَا الْأَسَدِ

نماز چاشت کا انتخاب

عبداللہ بن شقیق کہتے ہیں کہ میں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا کیا نبی صلی اللہ علیہ وسلم پاشت کی نماز پڑھتے تھے، فرمایا، نہیں! الا یہ کہ آپ کسی سفر سے تشریف لائیں۔

عبداللہ بن شفیق کہتے ہیں کہ میں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے پرچھا کیا نبی صلی اللہ علیہ وسلم پاشت کی ناز پڑھتے تھے، فرمایا نہیں، لایہ کہ آپ کسی سفر سے واپس آئیں۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ میں نے کبھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو چاشت کی ناز پڑھتے ہوئے نہیں دیکھا اور میں چاشت کی ناز پڑھتی ہوں، ہر گاہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کسی کام کو کرنا پسند کرتے تھے۔ لیکن اس فضیلت سے نہیں کرتے تھے کہ آپ کو دیکھ کر مسلمان بھی وہ کام کرنے لگیں گے اور وہ کام ان پر فرض ہو جائے گا۔

معاذہ کہتی ہیں کہ میں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز چاشت کی کتنی رکعت پڑھا کرتے تھے فرمایا چار رکعات اور جس قدر زیادہ پڑھنا چاہتے پڑھ لیتے تھے۔

ایک اور سند سے بھی یہ روایت ہے مگر اس میں یہ ہے جس قدر اللہ چاہتا زیادہ پڑھ لیتے۔

مَثَلُهُ وَقَالَ وَيَزِيدُ مَا شَاءَ اللَّهُ -

۱۵۶۲ - وَحَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ حَبِيبٍ الْحَارِثِيُّ قَالَ نَا خَالِدُ بْنُ الْحَارِثِ عَنْ سَعِيدٍ قَالَ نَا قَتَادَةُ أَنَّ مُعَاذَةَ الْعَدَوِيَّةَ حَدَّثَتْهُمْ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّي الصُّلُوَّ أَرْبَعًا وَيَزِيدُ مَا شَاءَ اللَّهُ -

۱۵۶۳ - حَدَّثَنَا الشَّعْبِيُّ بْنُ أَبِي هَاشِمٍ عَنْ بَشَّارٍ جَمِيعًا عَنْ مُعَاذِ بْنِ هِشَامٍ قَالَ حَدَّثَنِي أَبِي عَنْ قَتَادَةَ بِهَذَا الْإِسْنَادِ مِثْلَهُ -

۱۵۶۴ - وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مُثَنَّى وَابْنُ بَشَّارٍ قَالَا نَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ قَالَ نَا شُعْبَةُ عَنْ عَمْرِو بْنِ مَرْثَدَةَ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبِي لَيْلَى قَالَ مَا أَخْبَرَنِي أَحَدٌ أَنَّهُ رَأَى النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّي الصُّلُوَّ إِلَّا أَرْهَافًا فَإِنَّهَا حَدَّثَتْ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَخَلَ بَيْتَهَا يَوْمَ فُتِحَ مَكَّةَ فَصَلَّى ثَمَانِ رَكَعَاتٍ مَا رَأَيْتُهُ صَلَّى صَلَوةً قَطًّا خَفَّ مِنْهَا غَيْرَ أَنَّهُ كَانَ يُدِيمُ التَّرْكَوعَ وَالسُّجُودَ وَلَمْ يَزِدْ كَرِهَ ابْنُ بَشَّارٍ فِي حَدِيثِهِ قَوْلَهُ قَطًّا -

۱۵۶۵ - وَحَدَّثَنَا حَرَمَةُ بْنُ يَحْيَى وَمُحَمَّدُ بْنُ سَلَمَةَ أُمَوِيُّ قَالَا نَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ وَهَبٍ قَالَ أَخْبَرَنِي يُونُسُ عَنْ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الْحَارِثِ أَنَّ أَبَا عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الْحَارِثِ ابْنَ تَوْحِيدٍ قَالَ سَأَلْتُ وَحَرَصْتُ عَلَى أَنْ أَجِدَ أَحَدًا مِنَ النَّاسِ يُخْبِرُنِي أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَبَّحَ سُبْحَةً الصُّحَى فَلَمْ أَجِدْ أَحَدًا يُخْبِرُنِي بِذَلِكَ غَيْرَ أَرْهَافٍ بِنْتُ ابْنِ طَالِبٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا أَخْبَرَنِي أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَقْبَلَ مَا أَرْتَفَعُ السَّمَاءَ يَوْمَ الْفَتْحِ فَأَتَى بِحُزْبٍ فَسَبَّحَ عَلَيْهِ فَأَغْتَسَلَ ثُمَّ قَامَ فَصَلَّى

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم چاشت کی چار رکعات پڑھتے تھے اور اللہ تعالیٰ جس قدر زیادہ چاہتا تھا پڑھ دیتے تھے۔

ایک اور سند سے بھی یہ روایت منقول ہے۔

عبدالرحمان بن ابی لیلی کہتے ہیں کہ مجھے مرن حضرت اہم بانی رضی اللہ عنہا نے بتایا ہے کہ انھوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو چاشت کی نماز پڑھتے ہوئے دیکھا ہے۔ انھوں نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فتح مکہ کے دن میرے گھر تشریف لائے اور آپ نے آٹھ رکعات اس قدر جلد پڑھیں کہ میں نے کبھی آپ کو اتنی جلدی نماز پڑھتے ہوئے نہیں دیکھا لیکن آپ کو رکوع اور سجود مکمل طریقہ سے کرتے تھے۔ ابن بشار نے اپنی حدیث میں قضا کا ذکر نہیں کیا۔

عبداللہ بن حارث کہتے ہیں کہ مجھے اس بات کی بہت خواہش تھی کہ کوئی شخص مجھے یہ بتائے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم چاشت کی نماز کس طرح پڑھتے تھے لیکن مجھے مرن حضرت اہم بانی بنت ابی طالب رضی اللہ عنہا نے اس بات کی خبر دی اور بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فتح مکہ کے روز دن چڑھنے کے بعد آئے اور کپڑا لاکر پردہ کیلک پھر آپ نے غسل کے بعد آٹھ رکعت پڑھیں۔ میں یہ نہیں کہہ سکتی کہ اس میں آپ نے قیام زیادہ لمبا کیا تھا یا رکوع زیادہ لمبا کیا تھا یا سجود کیونکہ تمام ارکان برابر تھے اور اس سے پہلے اور بعد میں نے آپ کو کبھی چاشت کی نماز پڑھتے ہوئے نہیں دیکھا۔

لَا أَدْرِي أَيُّهَا مَتَىٰ قِيلَ لَهَا أَمْ رَوَّحُوهُ أَمْ سَجَدُوا
 لَكَ ذَٰلِكَ مِنْهُ مُتَّعَارِفٌ قَالَتْ فَلَمْ أَرَكَ سُبْحَهَا قَبْلُ
 وَلَا بَعْدَهَا قَالَ الْمَرْءُ إِذْ عَنِ يُونُسَ وَلَمْ يَقُلْ أَحَبُّنِي
 ۱۵۶۶ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى قَالَ قَرَأْتُ عَلَى
 مَالِكٍ عَنْ أَبِي النَّضْرِ أَنَّ أَبَا مَرْثَدَةَ مَوْلَىٰ أُمِّ هَانِئٍ بِنْتِ
 أَبِي طَالِبٍ أَخْبَرَهُ أَنَّ سَمِعَ أُمَّ هَانِئٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا
 بِنْتِ أَبِي طَالِبٍ تَقُولُ ذَهَبْتُ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى
 اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَامَ الْفَتْحِ فَوَجَدْتُهُ يَغْتَسِلُ
 وَفَاطِمَةُ ابْنَتُهُ تَسْتُرُهُ بِخُوبٍ قَالَتْ فَسَلَّمْتُ
 فَقَالَ مَنْ هِيَ قُلْتُ أُمُّ هَانِئٍ بِنْتُ أَبِي طَالِبٍ قَالَ
 مَرْحَبًا يَا أُمَّ هَانِئٍ فَمَتَا فَرَعْتُ مِنْ عُنْدِهِ قَامَ فَصَلَّى ثَمَانِ
 رَكَعَاتٍ مُلْتَحِمًا فِي ثُوبٍ وَاحِدٍ فَلَمَّا انْصَرَفَ
 قُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ كَرَّمَ بَنُ الْأُمِّي عَلَى بَنِي أَبِي طَالِبٍ
 أَنَّهُ قَاتِلٌ رَجُلًا أَجَدْتُهِ فَلَانَ بْنِ هُبَيْرَةَ فَقَالَ
 رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ أَجَزْنَا مَنْ
 أَجَزْتَ يَا أُمُّ هَانِئٍ قَالَتْ أُمُّ هَانِئٍ وَ
 ذَٰلِكَ صَحِيحٌ .

حضرت ام ہانی بنت ابی طالب رضی اللہ عنہا بیان کرتی
 ہیں کہ فتح مکہ کے سال میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت
 میں حاضر ہوئی۔ میں نے دیکھا کہ آپ غسل کر رہے تھے،
 اور آپ کی صاحبزادی سیدنا حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا
 نے ایک چادر تان کر آپ کا پردہ کیا ہوا تھا۔ میں نے اس سلام
 کیا۔ آپ نے فرمایا یہ کون ہے؟ میں نے عرض کیا اُمّ ہانی
 بنت ابی طالب۔ فرمایا اُمّ ہانی کو مرحبا ہو۔ غسل سے فارغ ہونے
 کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آٹھ رکعت نماز پڑھی
 درآں مالیکہ آپ ایک کپڑے میں لپٹے ہوئے تھے۔ جب
 آپ نماز سے فارغ ہو گئے تو میں نے عرض کیا میرے ماں
 جانے علی بن ابی طالب ایک ایسے شخص کو قتل کرنے
 والے ہیں جس کو میں پناہ دے چکی ہوں اور وہ فلاں بن
 ہبیرہ ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے اُمّ
 ہانی جس کو تم نے پناہ دی اس کو ہم نے پناہ دی، حضرت اُمّ
 ہانی رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ یہ نماز چاشت کی تھی۔

حضرت اُمّ ہانی رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول
 اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فتح مکہ کے دن ان کے گھر آٹھ رکعت
 نماز پڑھی۔ درآں مالیکہ آپ نے اپنے گرو ایک کپڑا لپیٹ
 رکھا تھا جس کی دونوں طرفیں مخالف جانب تھیں۔

۱۵۶۷ - وَحَدَّثَنَا جَعْفَرُ بْنُ الشَّاعِرِ قَالَ سَأَلْتُ
 مَعْلَى بْنَ أَسَدٍ قَالَ أَنَا وَهَيْبُ بْنُ كَعْبٍ عَنْ جَعْفَرِ بْنِ
 مُحَمَّدٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي مَرْثَدَةَ مَوْلَى عَقِيلٍ عَنْ أُمِّ هَانِئٍ
 رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
 صَلَّى فِي بَيْتِهَا عَامَ الْفَتْحِ ثَمَانِ رَكَعَاتٍ فِي ثُوبٍ قَدْ
 خَالَفَ بَيْنَ طَرَفَيْهِ .

۱۵۶۸ - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدٍ بْنُ أَسْمَاءَ
 الصَّبْعِيُّ قَالَ سَأَلْتُ مَهْدِيَّ وَهُوَ ابْنُ مَيْمُونٍ قَالَ سَأَلْتُ
 قَاصِلَ مَوْلَى ابْنِ عَمِيْنَةَ عَنْ يَحْيَى بْنِ عَقِيلٍ عَنْ
 يَحْيَى بْنِ يَعْمُرٍ عَنْ أَبِي الْأَسْوَدِ الدِّلِيِّ عَنْ أَبِي ذَرٍّ
 عَنِ الْبَكِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَالَ لِيُحْمِلُوا الرَّجُلَ

حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلی
 اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب کوئی شخص جمع اٹھتا ہے تو اس کے
 ہر حجر پر صدقہ واجب ہوتا ہے اور اس کا ایک بار سبحان
 اللہ۔ کہہ دینا صدقہ ہے۔ ایک بار الحمد للہ کہہ
 دینا صدقہ ہے۔ ایک بار لا الہ الا اللہ کہہ دینا

عَلَى كُلِّ سَلَامٍ مِنْ أَحَدٍ كَرَّمَ وَدَّ قَدْ فَكَّلَ تَسْنِيحَةً
صَدَقَهُ وَكُلَّ تَحْمِيدَةٍ صَدَقَهُ وَكُلَّ تَهْلِيلَةٍ صَدَقَهُ
وَكُلَّ تَكْبِيرَةٍ صَدَقَهُ فَأَمَّا لَمْ يَرْوِ صَدَقَهُ وَنَهَى عَنِ التَّكْبِيرِ
صَدَقَهُ وَرَوَاهُ مِنْ كُلِّ ذِيكَ وَكُلُّ تَابٍ يَرْكَعُهُمَا مِنْ الْعَقْلِ
۱۵۶۹ وَأَوْحَدَ ثَنَا شَيْمَانُ بْنُ كَرْزُومٍ قَالَ نَا
عَبْدُ الرَّادِثِ قَالَ نَا أَبُو الْيَاسَجِ قَالَ حَدَّثَنِي أَبُو عُمَانَ
التَّهَدِيُّ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ أَوْصَانِي خَيْرَ بَيْتٍ يَثْبُتُ
بِصَيَّامٍ ثَلَاثَةِ أَيَّامٍ مِنْ كُلِّ شَهْرٍ وَرَكَعِي الْعَقْلِ
فَإِنْ أَوْتِيَ قَبْلَ أَنْ أَرْقُطَ.

۱۵۷۰ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى وَابْنُ بَشَّارٍ
قَالَا نَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ قَالَ نَا شُعْبَةُ عَنْ عَبَّاسِ التَّهْمَنِيِّ
وَإِبْنِ خَلِيمٍ الصَّبِيِّ قَالَا سَمِعْنَا أَبَا عُمَانَ التَّهَدِيَّ
يُحَدِّثُ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ الْكَلْبِيِّ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمِثْلِهِ.

۱۵۷۱ - وَحَدَّثَنِي شَيْمَانُ بْنُ مُعَبِّدٍ قَالَ نَا مَعْلُ
ابْنُ أَسَدٍ قَالَ نَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ مُخْتَارٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ
الدَّنَاجِرِ قَالَ حَدَّثَنِي أَبُو دَاوُدَ الصَّائِغُ قَالَ
سَمِعْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ أَوْصَانِي خَيْرَ بَيْتٍ يَثْبُتُ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِثَلَاثٍ قَدْ كَرَّمَ مَثَلُ حَدِيثِ
أَبِي عُمَانَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ.

۱۵۷۲ - وَحَدَّثَنِي هَارُونُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ وَحُمَّدُ
بْنُ رَافِعٍ قَالَا نَا ابْنُ أَبِي قُدَيْبٍ عَنِ الصَّخَالِيِّ بْنِ عُمَانَ
عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ حُنَيْنٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ مَوْلَى
أُمِّ هَانِئٍ عَنْ أَبِي الدَّرْدَاءِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ أَوْصَانِي
خَيْرَ بَيْتٍ يَثْبُتُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِثَلَاثٍ لَمْ أَدْعُهُنَّ مَّا
عِشْتُ بِصَيَّامٍ ثَلَاثَةِ أَيَّامٍ مِنْ كُلِّ شَهْرٍ وَصَلَوَاتِ
الصَّخِيِّ وَبِأَنْ لَا أَنَا مَرَّ حَتَّى أَوْتِيَ.

صدقہ ہے ایک بار اللہ اکبر کہ دینا صدقہ ہے۔
کسی شخص کو بھی کاحکم دینا صدقہ ہے، کسی کو بڑائی سے ملے
دینا صدقہ ہے اور پاشٹ کی ناز پر دینا بھی تمام امور سے
کفایت کرتا ہے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میرے
خیل نے مجھے تین چیزوں کی وصیت کی، ہر ماہ تین دفعہ
رکعت کی، اور رکعت ناز پاشٹ کی، اور سونے سے پہلے
وتر پڑھنے کی۔

ایک اور سند سے بھی یہ روایت منقول ہے۔

ایک اور سند سے بھی یہ روایت ہے جس میں یہ ہے
کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا میرے خیل کو تمام
صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے تین چیزوں کی وصیت کی ہے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ
میرے بیب صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے ایسی تین چیزوں
کی وصیت کی ہے جن کو میں تا حیات نہیں چھوڑوں گا۔ ہر
ماہ تین روزے، پاشٹ کی ناز اور سونے سے پہلے وتر
پڑھنا۔

ملاحظہ فرمائیے کہ صحیح مسلم نے اس حدیث کو پاشٹ کہتے ہیں

پاشٹ کا وقت

ملا علی قاری کہتے ہیں کہ زوال سے پہلے دن کے ابتدائی چوتھے حصے کو چاشت کہتے ہیں مثلاً اگر بارہ گنہ کا دن ہے تو طلوع آفتاب کے تین گھنٹے بعد چاشت کا وقت ہوگا۔

چاشت کی نماز میں روایات متعارض ہیں اور یہ تناقض ثبوت اور تعداد دونوں کے اعتبار سے ہوتا ہے۔

چاشت کی نماز میں بلحاظ ثبوت کے تطبیق

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے ایک روایت میں یہ ہے کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو چاشت کی نماز پڑھتے ہوئے بالکل نہیں دیکھا۔ ایک روایت میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صرف سفر سے واپسی کے موقع پر چاشت کی نماز پڑھتے تھے۔ ایک روایت میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ آپ چار رکعت چاشت پڑھتے تھے اور جس قدر زیادہ چاہتے پڑھ لیتے۔ اس تناقض کا اولاً جواب یہ ہے کہ جب کسی واقعہ کے بارے میں ثبوت اور نفی کی روایات ہوں تو ثبوت کی روایات کو ترجیح دی جاتی ہے۔ ثانیاً یہ کہ حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے جن روایات میں چاشت پڑھنے کی نفی بیان کی ہے وہ نفی ان کے مشاہدہ کے اعتبار سے ہے اور جن روایات میں انہوں نے سرکار رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کے پڑھنے کی خبر دی ہے۔ وہ کسی اور صحابی یا صحابیہ یا خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خبر دینے کی وجہ سے ہے، ثالثاً جن روایات میں حضرت عائشہ نے نماز چاشت پڑھنے کی نفی بیان کی، وہ دوام اور مواظبت کے اعتبار سے ہے یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہر روز چاشت کی نماز نہیں پڑھتے تھے۔ رابعاً انوں میں چاشت کی نماز آٹھ رکعت معروف ہو گئی، حضرت عائشہ نے اس معروف طریقہ کی نفی کی ہے کیونکہ آپ چاشت کی نماز چار رکعت بھی پڑھتے تھے۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے چاشت کی نماز سے جو اپنے علم کی نفی کی ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ حضرت عائشہ کی باری آٹھ دن کے بعد آتی تھی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ نماز مسجد میں پڑھتے تھے یا سفر میں پڑھتے تھے جس کی وجہ سے آپ کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پڑھنے کا علم نہیں ہو سکا۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے یہ بھی منقول ہے کہ انہوں نے مسجد میں چاشت کی نماز پڑھنے کو بدعت قرار دیا ہے اور منقول ہے کہ حضرت ابوبکر، حضرت عمر اور حضرت ابن مسعود چاشت کی نماز نہیں پڑھتے تھے اس کی وجہ یہ ہے کہ ان حضرات کو یہ اندیشہ تھا کہ اگر ہر روز التزام کے ساتھ چاشت کی نماز مسجد میں پڑھی گئی تو لوگ اس کو فرض کے مشابہ قرار دے لیں گے۔

چاشت کی نماز میں بلحاظ عدد کے تطبیق

عدد کے لحاظ سے بھی ان روایات میں تناقض ہے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا روایت کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز چاشت چار رکعات پڑھتے تھے۔ حضرت ام ہانی رضی اللہ عنہا روایت کرتی ہیں کہ آپ نے چاشت کی نماز آٹھ رکعات پڑھیں، حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ آپ نے چاشت کی نماز دو رکعت پڑھیں۔ طبری نے روایت کیا ہے کہ آپ نے چاشت کی نماز پہلے دو رکعت پڑھیں، پھر چار رکعت پھر چھ رکعت۔ پھر آٹھ رکعت۔ بعض ضعیف روایات میں بارہ رکعات کا

۱۔ علامہ علی بن سلطان محمد قاری متوفی ۱۰۱۴ھ، مرقاة ج ۳ ص ۱۹۸ مطبوعہ مکتبہ امدادیہ عمان، ۱۳۹۰ھ

۲۔ علامہ ابو عبد اللہ دشتانی متوفی ۸۲۸ھ - اکمال الکامل المطبوعہ ۱۳۷۴ھ مطبوعہ دارالکتب العلمیہ، بیروت -

بھی ذکر ہے۔

ان متنازع روایات میں تطبیق اس طرح ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز پاشتہ کی متعدد رکعات پڑھی ہیں تاکہ امت کو غسل کرنے میں آسانی اور سہولت ہو اور ہر راوی نے اپنا مشاہدہ بیان کیا ہے۔

حضرت ام ہانی کی روایت کے فوائد | حضرت ام ہانی کا نام فاختہ تھا لیکن وہ اپنی کیفیت سے مشہور ہو گئیں، اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جو شخص وضو یا غسل کر رہا ہو اس کو سلام کرنا

جائز ہے کیونکہ حضرت اُمّ ہانی رضی اللہ عنہا نے سرکار رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کو غسل کی حالت میں سلام کیا۔ البتہ جو شخص قضاء حاجت میں مشغول ہو اس کو سلام کرنا جائز نہیں ہے۔ اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ غسل کرنے والے کا گفتگو کرنا جائز ہے۔ کیونکہ آپ نے حالت اغتسال میں حضرت اُمّ ہانی سے کلام کیا یعنی فقہاء نے یہ فرق کیا ہے کہ جو غسل طہارت کے لیے ہو اس میں کلام نہ کرے اور جو غسل تطہیف اور بدن کو صاف کرنے کے لیے ہو اس میں کلام کرنا جائز ہے آپ کا یہ غسل تطہیف کے لیے تھا کیونکہ بعض احادیث میں یہ تصریح ہے کہ آپ کے چہرہ پر گرد و غبار تھا تو آپ نے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کو پانی انڈیلنے کے لیے فرمایا۔ حضرت اُمّ ہانی نے حضرت علی کو بجائی کہنے کی بجائے ماں جایا کہا کیونکہ ماں جایا کا لفظ اس بات کو مستلزم ہے کہ ماں میں مشارکت کی وجہ سے شفقت اور رحمت کے اظہار کا زیادہ داعیہ اور باعث ہو۔

رکعات نوافل میں مذاہب | امام شافعی رحمہ اللہ کے نزدیک ایک رکعت نفل پڑھنا بھی جائز ہے لیکن ان کے نزدیک افضل یہ ہے کہ دن اور رات میں دو دو رکعت نفل پڑھے جائیں ۱۰ امام مالک

رحمہ اللہ کے نزدیک نفل صرف دو دو رکعت ہی پڑھے جاسکتے ہیں۔ امام احمد بن حنبل کے نزدیک ایک رکعت نفل جائز نہیں رات کے نوافل دو رکعت سے زیادہ ایک سلام کے ساتھ پڑھنا جائز نہیں ہے کیونکہ سنن ابوداؤد میں ہے صلوة اللیل مثنیٰ مثنیٰ "رات کو نماز دو دو رکعت پڑھو اور دن کو دو دو رکعت نماز پڑھنا افضل ہے لیکن اگر دن میں ایک سلام کے ساتھ چار رکعت نفل بھی پڑھے تو جائز ہے، اگر دن یا رات میں چھ نفل ایک سلام کے ساتھ پڑھے تو یہ نفل مکروہ ہے لیکن نماز ہو جائے گی مگر امام ابوحنیفہ کے نزدیک دن میں ایک سلام کے ساتھ چار رکعت سے زیادہ پڑھنا مکروہ ہے اور رات میں ایک سلام کے ساتھ چار رکعت پڑھنا افضل ہے، امام ابو یوسف اور امام محمد کے نزدیک رات اور دن میں دو دو رکعت پڑھنا افضل ہے اور بعض مشائخ نے اسی پر فتویٰ دیا ہے کہ۔ صاحبین کی دلیل سنن ابوداؤد کی حدیث ہے: صلوة اللیل مثنیٰ مثنیٰ "رات کی نماز دو دو رکعت کر کے پڑھو اور امام ابوحنیفہ کی دلیل یہ حدیث ہے جس کو ابوسلمہ نے حضرت عائشہ سے روایت کیا ہے۔

۱۔ علامہ یحییٰ بن شرف نوادی متوفی ۶۷۶ھ شرح المہذب ج ۴ ص ۵۶ مطبوعہ دار الفکر بیروت

۲۔ علامہ ابو عبد اللہ دشتستانی مالکی متوفی ۸۲۸ھ۔ اکمال الکمال المسلم ج ۲ ص ۲۶۵ مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت۔

۳۔ علامہ عبد اللہ بن احمد بن قدامہ حنبلی متوفی ۶۴۰ھ، المعنی ج ۱ ص ۴۳۳ مطبوعہ دار الفکر بیروت، الطبعة الاولى، ۱۴۰۵ھ۔

۴۔ علامہ علاء الدین حصکفی متوفی ۷۸۸ھ۔ در مختار علیٰ مشیخ الحدیث ج ۲ ص ۴۲ مطبوعہ مطبعة عثمانیہ استنبول، ۱۳۲۶ھ۔

عَنْ أَبِي سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ أَنَّهُ أَخْبَرَهُ أَنَّهُ سَأَلَ عَائِشَةَ كَيْفَ كَانَتْ صَلَاةُ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي رَمَضَانَ فَقَالَتْ مَا كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَزِيدُ فِي رَمَضَانَ وَلَا فِي غَيْرِهِ عَلَى أَحَدٍ عَشْرَةَ رَكْعَةً يَصَلِّي أَرْبَعًا فَلَا تَسْأَلُ عَنْ حَسَنِهِمْ وَطَوَلِهِمْ ثُمَّ يَصَلِّي أَرْبَعًا فَلَا تَسْأَلُ عَنْ حَسَنِهِمْ وَطَوَلِهِمْ ثُمَّ يَصَلِّي ثَلَاثًا قَالَتْ عَائِشَةُ فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ أَتَنَامُ قَبْلَ أَنْ تَوْتِرَ فَقَالَ يَا عَائِشَةُ إِنْ عَيْنِي تَنَامُ وَإِنْ يَنَامُ قَلْبِي لَا

حضرت ابوسلمہ بن عبدالرحمان رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ انہوں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے سوال کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رمضان میں کس طرح نماز پڑھتے تھے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رمضان اور غیر رمضان میں گیارہ رکعت سے زیادہ نہیں پڑھتے تھے۔ آپ چار رکعات نماز پڑھتے ان کے حسن اور طول کی بات نہ پوچھو، پھر چار رکعات نماز پڑھتے اور یہ نہ پوچھو کہ ان کا حسن اور طول کیا تھا۔ پھر تین رکعت (وتر) پڑھتے۔ حضرت عائشہ فرماتی ہیں میں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ وتر پڑھنے سے پہلے سو جاتے ہیں! فرمایا: اے عائشہ! میری آنکھیں بخواب جاتی ہیں اور دل نہیں سوتا۔

احضاد کے نزدیک ایک رکعت نماز جائز نہیں ہے۔

عورت کے امان دینے میں مذاہب | حدیث نمبر ۱۵۶۶ میں یہ بیان کیا گیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ام ہانی کی ابن ہبیرہ کی دی ہوئی امان نافذ کر دی۔ یہاں فقہاء نے اس حکمت پر بحث کی ہے کہ عورت اگر کسی شخص کو امان دیدے تو کیا صرف اس کے امان دینے سے امان نافذ ہو جاتی ہے — یا یہ امان امام کی اجازت پر موقوف ہے اگر وہ امان کو برقرار رکھے تو امان ہوگی ورنہ نہیں۔ علامہ دشتانی مالکی لکھتے ہیں کہ جمہور علماء نے اس حدیث کی بناء پر عورت کی امان کو جائز قرار دیا ہے اور ابی ماجشون نے اس مسئلہ میں جمہور علماء کی مخالفت کی ہے۔ علامہ نووی لکھتے ہیں کہ امام شافعی اور دیگر ائمہ کے نزدیک قیامت تک برپا ہونے والے جہاد میں عورت کی دی ہوئی امان نافذ نہ ہو جائے گی اور امام ابوحنیفہ اور امام مالک کے نزدیک عورت کی دی ہوئی امان امام کی صواب دید پر موقوف ہے۔ وہ اگر اس امان کو برقرار رکھے گا تو امان برقرار رہے گی ورنہ نہیں۔

بَابُ اسْتِجَابِ رَكْعَتَيْ سُنَّةِ الْفَجْرِ وَالْحَقِّ عَلَيْهِمَا ۱۵۷۳۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى قَالَ قَرَأْتُ

سُنَّتِ فَجْرِ كَا اسْتِجَابِ اور تَاكِيد

حضرت ام المؤمنین حفصہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں

- ۱۔ الامام ابو عبد اللہ بخاری متوفی ۲۵۶ھ - صحیح بخاری ج ۱ ص ۱۵۴ مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی، الطبعة الثانیہ ۱۳۸۱ھ
- ۲۔ علامہ ابو عبد اللہ دشتانی مالکی متوفی ۸۲۸ھ اکمال اکمال العلم ج ۲ ص ۳۶۶ مطبوعہ دار المکتب العلمیۃ بیروت۔
- ۳۔ علامہ یحییٰ بن شرف نوادی شافعی متوفی ۶۷۶ھ - شرح مسلم ج ۱ ص ۱۵۴ مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی، الطبعة الثانیہ ۱۳۷۵ھ

کہ جب مؤذن اذان دے کر خاموش ہو جاتا، اور فجر ہو جاتی، اس وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آٹھ رکعت سے پہلے دو رکعت سنت فجر مختصر طریقہ پر پڑھتے۔

ایک اور سند سے بھی یہ روایت منقول ہے۔

عَلَى مَا لَكَ عَنْ ثَابِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّ حَفْصَةَ أُمَّ الْمُؤْمِنِينَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا أَخْبَرَتْ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ إِذَا سَكَتَ الْمُؤَدُّونُ مِنَ الْأَذَانِ يَصَلُّوهُ الصَّغِيرَ وَبَدَأَ الصَّغِيرَ رَكَعَ رَكْعَتَيْنِ خَفِيفَتَيْنِ قَبْلَ أَنْ تَقَامَ الصَّلَاةُ - ۱۵۴۴ - وَحَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى وَقُتَيْبَةُ وَابْنُ رُمَيْحٍ عَنِ الثَّيِّثِ بْنِ سَعْدٍ وَحَدَّثَنَا زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ نَاسِئِيلُ عَنْ أَيُّوبَ كُلُّهُمْ عَنْ ثَابِعٍ بِهَذَا الْإِسْنَادِ كَمَا قَالَ مَا لَكَ -

حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم طلوع فجر کے بعد دو خفیف رکعت (سنت فجر) کے علاوہ اور کوئی ناز نہیں پڑھتے تھے۔

۱۵۴۵ - وَحَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الْحَكَمِ قَالَ نَاسِئِيلُ بْنُ جَعْفَرٍ قَالَ نَاسِئِيلُ عَنْ زَيْدِ بْنِ مُحَمَّدٍ قَالَ سَمِعْتُ ثَابِعًا يُحَدِّثُ عَنْ ابْنِ عُمَرَ عَنْ حَفْصَةَ قَالَتْ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا طَلَعَ الْفَجْرُ لَا يَصَلِّي إِلَّا رَكْعَتَيْنِ خَفِيفَتَيْنِ -

ایک اور سند سے بھی یہ روایت منقول ہے۔

۱۵۴۶ - وَحَدَّثَنَا كُاسِحَانُ بْنُ أَبِرَاهِيمَ قَالَ أَنَا النَّضْرُ قَالَ نَاسِئِيلُ بِهَذَا الْإِسْنَادِ مِثْلَهُ -

حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ جب فجر روشن ہو جاتی تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم دو رکعت ناز پڑھتے۔

۱۵۴۷ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عُبَادٍ قَالَ نَاسِئِيلُ عَنْ عُمَرَ وَعَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَالِمٍ عَنْ أَبِيهِ قَالَ أَخْبَرْتُ حَفْصَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ إِذَا صَاحَ لَهُ الْفَجْرُ صَلَّى رَكْعَتَيْنِ -

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذان سننے کے بعد فجر کی دو سنتیں تخفیف کے ساتھ پڑھتے۔

۱۵۴۸ - حَدَّثَنَا عُمَرُ وَالتَّاقِدُ قَالَ نَاسِئِيلُ عَنْ بَنِي سُلَيْمَانَ قَالَ نَاسِئِيلُ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَصَلِّي رَكَعَيِ الْفَجْرِ إِذَا سَمِعَ الْأَذَانَ وَيُخَفِّفُهُمَا -

ایک اور سند سے بھی یہی روایت ہے اس میں طلوع فجر کا ذکر ہے۔

۱۵۴۹ - وَحَدَّثَنَا ثَنِيَّةُ عَنِ ابْنِ حُجْرٍ قَالَ نَاسِئِيلُ يَعْنِي ابْنَ مُسَيْهِرٍ وَحَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ قَالَ نَاسِئِيلُ عَنْ أَبِي كُرَيْبٍ عَنْ أَبِي كُرَيْبٍ وَابْنِ كُنَيْزٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ كُنَيْزٍ وَحَدَّثَنَا عُمَرُ وَالتَّاقِدُ قَالَ نَاسِئِيلُ -

وَكُنِيَ كُلُّهُمْ عَنْ هِشَامٍ بِهَذَا الْإِسْنَادِ وَفِي حَدِيثِ أَبِي أُسَامَةَ إِذَا طَلَعَ الْفَجْرُ -

۱۵۸۰۔ وَحَدَّثَنَا لَا مُحَمَّدُ بْنُ مُتْعَى قَالَ سَأَلَ ابْنُ أَبِي عَدِيٍّ عَنْ هِشَامٍ عَنْ يَحْيَى عَنْ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ يَحْيَى النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُصَلِّي رَكْعَتَيْنِ بَيْنَ الْبَدَأِ وَالْإِقَامَةِ مِنْ صَلَاةِ الصُّبْحِ -

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم فجر کی اذان اور اقامت کے درمیان دو رکعت (سنت فجر) پڑھتے تھے۔

۱۵۸۱۔ وَحَدَّثَنَا لَا مُحَمَّدُ بْنُ مُتْعَى قَالَ سَأَلَ عَبْدُ الْوَهَّابِ قَالَ سَمِعْتُ يَحْيَى بْنَ سَعِيدٍ قَالَ أَخْبَرَنِي مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ أَنَّ سَمْعَةَ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا كَانَتْ تَقُولُ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّي رَكْعَتَيِ الْفَجْرِ فَيُحَقِّقُ حَتَّى إِذَا قَوْلُ هَذَا قَرَأَ فِيهِمَا بِأَمْرِ الْقُرْآنِ -

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دو رکعت سنت فجر اس قدر تخفیف کے ساتھ پڑھتے تھے کہ میں دل میں سوچتی تھی پتا نہیں آپ نے سورہ فاتحہ پڑھی بھی ہے یا نہیں!

۱۵۸۲۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مَعَاذٍ قَالَ سَأَلَ ابْنُ قَالَ نَاشِئَةُ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ الْأَنْصَارِيِّ سَمِعَ عَمْرَةَ بِنْتَ عَبْدِ الرَّحْمَنِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا طَلَعَ الْفَجْرُ صَلَّى رَكْعَتَيْنِ أَوْ قَوْلُ هَذَا يَقْرَأُ فِيهِمَا بِأَمْرِ الْكِتَابِ -

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم طلوع فجر کے بعد دو رکعت سنت فجر پڑھتے اور میں سوچتی کہ کیا آپ نے ان میں سورہ فاتحہ پڑھی ہوگی!

۱۵۸۳۔ وَحَدَّثَنِي زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ نَاجِيَةُ بْنُ سَعِيدٍ عَنْ ابْنِ جُرَيْجٍ قَالَ حَدَّثَنِي عَطَاءٌ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُثَيْمٍ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمْ يَكُنْ عَلَى شَيْءٍ مِنَ التَّوَاتُؤِ إِلَّا أَشَدَّ مَعَاهَدَةً مِنْهُ عَلَى رَكْعَتَيْنِ قَبْلَ الصُّبْحِ -

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سنت فجر سے زیادہ کسی نفل کی حفاظت اور التزام نہیں کرتے تھے۔

۱۵۸۴۔ وَحَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَابْنُ نُمَيْرٍ جَمِيعًا عَنْ حَفْصِ بْنِ غِيَاثٍ قَالَ ابْنُ نُمَيْرٍ نَاحِفُ عَنْ ابْنِ جُرَيْجٍ عَنْ عَطَاءٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُثَيْمٍ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ مَا رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي شَيْءٍ مِنَ التَّوَاتُؤِ إِلَّا أَسْرَعَ

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کوئی نفل اس قدر سرعت کے ساتھ پڑھتے نہیں دیکھا جس قدر سرعت کے ساتھ آپ سنت فجر پڑھتے تھے۔

مِنْهُ إِلَى الرَّكْعَتَيْنِ قَبْلَ الْفَجْرِ.

١٥٨٥ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيزِ
قَالَ نَأْبُو عَوَانَةَ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ نَارِ مَرَّةَ بْنِ أَنَسٍ
عَنْ سَعْدِ بْنِ هِشَامٍ عَنْ عَائِشَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى
اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ رَكْعَتَا الْفَجْرِ خَيْرٌ مِنَ الدُّنْيَا
وَمَا فِيهَا.

١٥٨٦ - وَحَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ حَبِيبٍ قَالَ سَمِعْتُهُ
قَالَ قَالَ أَبِي تَأْتِي تَادُةٌ عَنْ زُرَّادَةَ عَنْ سَعْدِ بْنِ
هَشَامٍ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى
اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَالَ فِي شَأْنِ الرَّوَاعَيْنِ عِنْدَ
طُلُوعِ الْفَجْرِ لَيْسَ أَحَبُّ إِلَيَّ مِنَ الدُّنْيَا جَمِيعًا .

١٥٨٤ حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ عُبَادٍ وَابْنُ أَبِي
عُمَرَ قَالَ أَنَا مَرْوَانُ بْنُ مُعَاوِيَةَ عَنْ يَزِيدَ وَهُوَ ابْنُ
كَيْسَانَ عَنْ أَبِي حَازِمٍ مِرْعَنَ ابْنِ هُمَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَرَأَ فِي رُكْعَتَيِ الْفَجْرِ قُلْ
يَا أَيُّهَا الْكَافِرُونَ وَقُلْ هُوَ اللَّهُ أَحَدٌ .

١٥٨٨ - وَحَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ نَا
الْفَرَارِيُّ يَعْنِي مَرْدَانَ بْنَ مُعَاوِيَةَ
عَنْ
عُثْمَانَ بْنِ حَكِيمٍ الْأَنْصَارِيِّ قَالَ أَخْبَرَنِي سَعِيدُ بْنُ يَسَافٍ
أَنَّ ابْنَ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَخْبَرَاهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى
اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَقْرَأُ فِي رُكْعَتَيِ الْغُجْرِ فِي الْأَوَّلَى
مِنْهُمَا قَوْلًا أَمَّنَا بِاللَّهِ وَمَا أُنْزِلَ إِلَيْنَا الْأَيُّهُ الَّتِي
فِي الْبَقَرَةِ وَفِي الْآخِرَةِ مِنْهُمَا أَمَّنَا بِاللَّهِ وَاشْهَدُ
بِأَنَّا مُسْلِمُونَ

١٥٨٩ - حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ قَالَ
أَبُو خَالِدٍ الْأَحْمَدُ عَنْ عُثْمَانَ بْنِ حَكِيمٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ
يَسَارٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ كَانَ
رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقْرَأُ فِي رُكْعَتَيْ
الْفَجْرِ قَوْلًا أَمَّا بِلَا اللَّهِ وَمَا أُتْرِكُ الْبِنَاءُ وَالْبِقَاعُ

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سنت فجر پڑھنا دنیا و ما فیہا ہے بہتر ہے۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا طلوع فجر کے بعد دو رکعت (سنت) (غیر) پڑھنا میرے نزدیک تمام دنیا سے زیادہ بہتر ہے۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حج کی دو رکعات (سنت فجر) میں قَدْ يَا أَيُّهَا الْكَافِرُونَ اور قَدْ هُوَ اللَّهُ أَحَدٌ پڑھیں۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سنت فجر کی پہلی رکعت میں سورۃ بقرہ میں سے **قُولُوا اٰمَنَّا بِاللّٰهِ** پڑھتے اور دوسری رکعت میں **اٰمَنَّا بِاللّٰهِ وَاشْهَدُا اَنَّا** مسلمانوں - پڑھتے۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سنت فجر میں قولوا اٰمنا باللّٰہ وما اٰنزل الیہا اور اٰل عمران کی یہ آیت پڑھتے تھے
 اِلٰی کَلِمَۃٍ سِوَاۃِ یَمِیْنِنَا وَبَیْنِکُمْ۔

أَلَيْسَ أَنَّ تَعَالَوْا إِلَى كَلِمَةٍ سَوَاءٍ بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ أَلَا يَكُنْ
 ۱۵۹۰ - حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ حُشْرٍ قَالَ أَنَا عِيسَى
 بْنُ يُونُسَ عَنْ عُمَانَ بْنِ حَكِيمٍ فِي هَذَا الْإِسْنَادِ بِمِثْلِ
 حَدِيثِ مَرْقَانَ الْفَرَارِيِّ -

ایک اور سند سے بھی یہ روایت منقول ہے۔

احکام شرعیہ کی اقسام | علامہ شامی فرماتے ہیں کہ احکام شرعیہ کی چار قسمیں ہیں۔ فرض واجب، سنت اور نفل۔ جس کام کا کرنا ضروری ہو اور نہ کرنا ممنوع ہو اگر اس کے لزوم اور ثبوت پر دلالت قطعی ہے تو فرض ہے اور اگر لزوم پر دلالت یا ثبوت ظنی ہو تو واجب ہے اور اگر اس کام کا کرنا مطلوب ہو اور نہ کرنا ممنوع نہ ہو اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یا خلفاء راشدین نے اس کام کو ہمیشہ کیا ہو تو وہ سنت ہے ورنہ نفل اور مستحب ہے۔ سنت کا معنی ہے الطریقیۃ المسلموۃ فی الدین یعنی عبادت کرنے کا طریقہ پھر سنت کی دو قسمیں ہیں سنن ہدی جن کو سنن مؤکدہ بھی کہتے ہیں۔ اور سنن زوائد، سنن ہدی (مؤکدہ) وہ ہیں جن کا ترک اساعت (برائی) اور کراہیت کا موجب ہو جیسے جماعت، اذان اور اقامت اور سنن زوائد وہ ہیں جن کا ترک اساعت اور کراہیت کا موجب نہ ہو جیسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نشست و برخاست اور لباس پہننے کا طریقہ علامہ شامی نے سنن زوائد کی یہ تعریف بھی کی ہے کہ جس کام کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے بطور عادت ہمیشہ کیا ہو اور کبھی کبھی ترک بھی کر دیا ہو اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی قرأت اور رکوع اور سجود کے طول کو بھی سنن زوائد میں شمار کیا ہے اور سنن ہدی (سنن مؤکدہ) کے بارے میں لکھا ہے کہ یہ واجب کے قریب ہیں اور ان کا تارک گمراہ ہے کیونکہ سنن مؤکدات کے ترک میں دین کا استخفاف ہے اور نفل کے بارے میں علامہ شامی نے لکھا ہے کہ یہ وہ کام ہے جس کا کرنا مستحب ہو اور نہ کرنا اساعت نہ ہو۔

اگر سنن زوائد کو الگ حکم مان لیا جائے تو پانچ احکام شرعیہ ہو جاتے ہیں۔ فرض، واجب، سنت مؤکدہ، سنت زائدہ (غیر مؤکدہ) نفل (مستحب) اور پانچ احکام ان کے مقابل ہیں: حرام، مکروہ تحریمی، اساعت، مکروہ تنزیہی، خلاف اولیٰ۔ اس طرح دس احکام شرعیہ ہو گئے اور ایک مباح ہے جس کام کا کرنا اور نہ کرنا دونوں برابر ہوں اگر اس کو بھی حکم مان لیا جائے تو گیارہ احکام شرعیہ ہیں۔

فرض کا انکار کفر اور ترک موجب عذاب ہے واجب کا انکار کفر نہیں مگر ابی ہے اور اس کا ترک موجب عذاب ہے اسی طرح حرام کا انکار کفر اور اس کا ارتکاب موجب عذاب ہے اور مکروہ تحریمی کا ارتکاب کفر نہیں مگر اس کا ارتکاب موجب عذاب ہے، سنت مؤکدہ کا ترک اور اساعت کا ارتکاب اگر نادرا ہو تو موجب کراہیت اور ملامت ہے اور دائما ہو تو موجب عذاب ہے اور مستحب کا ترک یا خلاف اولیٰ کا ارتکاب موجب ملامت نہیں ہے اور مباح کا کرنا اور نہ کرنا دونوں برابر ہیں۔

سنت کا لغوی و اصطلاحی مفہوم | علامہ ابن اثیر جذری لکھتے ہیں:

احادیث میں سنت اور اس کے مشتقات کا ذکر متعدد بار آیا ہے، سنت لغت میں طریقہ اور سیرت کو کہتے ہیں اور اصطلاح شرع میں سنت سے مراد وہ کام ہیں جن کا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا ہے یا جن سے روکا ہے اور جن کاموں کو از روئے قول اور فعل مستحب قرار دیا ہے اور یہ کام اس زمرہ سے ہیں جن کا ذکر قرآن مجید میں نہیں ہے اسی لیے کہا جاتا ہے کہ دلائل شرعیہ کتاب اور سنت ہیں یعنی قرآن اور حدیث، حدیث شریف میں ہے میں جھکا دیا جاتا ہوں تاکہ تنہا سے بے سنت قائم ہو یعنی مجھ پر نسیان اس لیے طاری کیا جاتا ہے تاکہ میں لوگوں کو طریق مستقیم کی رہنمائی کر دوں اور یہ بتلاؤں کہ جب ان پر نسیان طاری ہو تو وہ کیا کریں اور اسی معنی میں حدیث ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم وادی محصب میں اترے اور اس کو سنت نہیں کیا یعنی لوگوں کے عمل کے لیے مشروع نہیں کیا، کبھی آپ کوئی کام کسی سبب خاص سے کرتے اور لوگوں کے لیے اس کو مشروع نہیں کرتے۔ کبھی کسی سبب سے کوئی کام کرتے اور سبب کے زائل ہونے کے بعد بھی اس کام کو مشروع رکھتے، جیسے پہلے ناز کو قہر کرنا سفر میں خوف کی وجہ سے عتاب بعد میں خوف نہ ہونے کی شکل میں بھی سفر میں قہر کو قائم رکھا۔ حضرت ابن عباس نے فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے رمل کیا اور اس کو سنت نہیں قرار دیا، یعنی تمام امت کے عمل کے لیے اس کو قائم نہیں رکھا کیونکہ یہ ایک خاص سبب کی وجہ سے تھا وہ یہ تھا کہ مشرکین کو اپنے انخاب کی قوت دکھائیں لیکن یہ صرف حضرت ابن عباس کا نظریہ ہے باقی ان طواف قدوم میں رمل کو سنت قرار دیتے ہیں

علامہ ابن منظور نے بھی سنت کی تعریف میں یہی عبارت نقل کی ہے۔ ۱۰

وقد تكرر في الحديث ذكر السنة و ما تصرف منها والاصل فيه الطريقة و السيرة و اذا اطلقت في الشوع فانها يراد به ما امر به النبي صلى الله عليه وسلم ونهى عنه و ندب اليه قوله و فعله مما لم ينطق به الكتاب العزيز ولهذا يقال في ادلة الشرع الكتاب و السنة اي القرآن و الحديث و في الحديث انما الشئ لاسي و اي انما اذفع الى النسيان لاسوق الناس بالهداية الى الطريق المستقيم و ابين لهم ما يحتاجون ان يفعلوا اذا عرض لهم النسيان و من حديث انه تزل المحصب و لم يسنه اي لم يجعله سنة يعمل بها و قد يفعل الشئ لسبب خاص فلا يعد غيره و قد يفعل لمعنى فيزول ذلك المعنى و يبقى الفعل على ما له متبعاً كقصر الصلوة في السفر للخوف ثم استمر القصر مع عدم الخوف و من حديث ابن عباس رمل رسول الله صلى الله عليه وسلم وليس بسنة - اي لم يسنه فعله لكافة الامة ولكن لسبب خاص وهو ان يري المشركين قوة اصحابه و هذا مذهب ابن عباس و غيره يري ان الرمل في طواف القدوم سنة ۱۱

۱۰۔ علامہ محمد الدین محمد ابن اثیر جزری متوفی ۶۷۰ھ نہایہ ج ۲ ص ۴۱۰، ۴۱۱ مطبوعہ موسسۃ اسماعیلیان قم ایران چاپ چہارم ۱۳۶۴ھ۔

۱۱۔ علامہ جلال الدین ابن منظور، افریقی، ج ۱ ص ۱۰۰، ۱۰۱ مطبوعہ نشر ادب الخوذة قم ایران، ۱۴۰۵ھ۔

طلوع فجر کے بعد نوافل میں مذاہب | اس باب کی حدیث (۱۵۷۵) میں حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم طلوع فجر کے بعد دو رکعت سنت فجر کے علاوہ کوئی اور نفل نماز نہیں پڑھتے تھے۔ اس حدیث کی بنیاد پر امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کا مذہب یہ ہے کہ طلوع فجر کے بعد طلوع شمس تک دو رکعت سنت فجر کے علاوہ کوئی اور نماز نہ پڑھے۔ اہل کیمونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو نفل نماز پڑھنا بہت مرغوب تھا۔ اس کے باوجود آپ نے طلوع فجر کے بعد دو رکعت سنت فجر کے علاوہ کوئی نفل نماز نہیں پڑھی اور کسی کام کے داعیہ اور باعث ہونے کے باوجود شارع علیہ السلام کا اس کو نہ کرنا اس کی ممانعت کی دلیل ہے۔ امام شافعی رحمہ اللہ کے اس مسئلہ میں قول ہے کہ ایک قول احناف کی طرح یہ ہے کہ طلوع فجر کے بعد سنت فجر کے علاوہ کوئی اور نفل پڑھنا جائز نہیں ہے دوسرا قول یہ ہے کہ سنت فجر پڑھ لینے کے بعد نفل پڑھنے میں کوئی کراہیت نہیں ہے۔ تیسرا قول یہ ہے کہ فجر کے فرض پڑھ لینے کے بعد نفل پڑھنے میں کوئی کراہیت نہیں ہے۔ علامہ نووی نے لکھا ہے کہ شوافع کے نزدیک صحیح قول یہی ہے لیکن شوافع کا یہ صحیح قول احادیث صحیحہ کے خلاف ہے۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ میرے سامنے میرے پسندیدہ لوگوں نے شہادت دی اور سب سے زیادہ پسندیدہ حضرت عمرؓ تھے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز فجر کے بعد نماز پڑھنے سے منع فرمایا ہے حتیٰ کہ سورج چمکنے لگے اور عصر کے بعد نماز پڑھنے سے منع فرمایا یہاں تک کہ سورج غروب ہو جائے۔

عن ابن عباس قال شهد عندی رجال مرضیون وارضاءہ عندی عمر ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم نہی عن الصلوٰۃ بعد الصبح حتی تشرق الشمس وبعد العصر حتی تغرب۔

امام مالک رحمہ اللہ کے اس مسئلہ میں دو قول ہیں ایک قول یہ ہے کہ طلوع فجر کے بعد سنت فجر کے سوائے نفل پڑھنا جائز نہیں ہے دوسرا قول یہ ہے کہ صبح کے فرض پڑھنے سے پہلے نفل پڑھ سکتا ہے۔ امام احمد بن حنبل کے نزدیک اگر کسی شخص سے تہجد کے نوافل رو گئے ہوں تو وہ طلوع فجر کے بعد پڑھ سکتا ہے اور اگر کسی شخص سے سنت فجر رو گئی ہو تو وہ فجر کے فرض کے بعد قضا پڑھ سکتا ہے لیکن مختار یہ ہے کہ سورج نکلنے کے بعد پڑھے۔ طلوع فجر کے بعد تہجد کے نوافل پڑھنا حضرت حفصہ کی روایت کے خلاف ہے جس کو مسلم نے ذکر کیا ہے اور نماز فجر کے بعد سنتوں کی قضا حضرت ابن عباس کی روایت کے خلاف ہے جس کو ہم نے بخاری کے حوالے سے ذکر کیا ہے۔

۱۔ علامہ شمس الدین محمد بن احمد متوفی ۶۸۳ھ المطبوعہ دارالمعرفت بیروت، الطبعة الاولى ۱۴۰۰ھ۔

۲۔ علامہ یحییٰ بن شرف نووی متوفی ۶۷۶ھ، شرح مسلم ج ۱ ص ۲۵۰ مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی، الطبعة الثانية ۱۳۷۵ھ۔

۳۔ امام محمد بن اسماعیل بخاری متوفی ۲۵۶ھ صحیح بخاری ج ۱ ص ۸۲ مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی، الطبعة الثانية ۱۳۸۱ھ۔

۴۔ علامہ ابو عبد اللہ دشتانی متوفی ۸۲۸ھ، اکمال الکمال المصنوع ج ۲ ص ۳۶۸، مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت۔

۵۔ علامہ عبد اللہ بن احمد بن قدامہ حنبلی متوفی ۶۷۰ھ، مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت، الطبعة الاولى ۱۴۰۵ھ۔

وقت سے پہلے اذان

علامہ نووی کہتے ہیں کہ بعض احادیث ان احادیث سے اس بات پر استدلال کرتے ہیں کہ طلوع فجر سے پہلے فجر کی اذان دینا جائز نہیں ہے اور ہمارا اور جہود کا مذہب یہ ہے کہ فجر کے وقت سے پہلے فجر کی اذان دینا جائز ہے کیونکہ احادیث صحیحہ سے ثابت ہے کہ حضرت بلال رضی اللہ عنہ رات کو اعلان کرنے سے کہہ تے پیتے رہو یہاں تک کہ ابن ام مکتوم اذان دیں اور اس باب کی احادیث میں اذان سے مراد اذان ثانی ہے لہ۔

علامہ نووی نے جو حضرت بلال کی اذان کا حوالہ دیا ہے اور جوافظ نقل کیے ہیں وہ الفاظ خود اس بات کو ظاہر کر رہے ہیں کہ حضرت بلال نماز کے لیے اذان ہمیں دیتے تھے بلکہ لوگوں کو نیند سے جگانے کے لیے اور بحری کمانے کے لیے اذان کرتے تھے اس عنوان کی مفصل بحث ہم باب ۱۴۰ اذان کی ابتداء میں کر چکے ہیں نیز علامہ نووی کا اس اذان کو اذان ثانی پر محمول کرنا چنانچہ بلا دلیل ہے اس لیے غیر مسموع ہے۔ علامہ دشتانی لکھتے ہیں کہ امام مالک کے اس مسئلہ میں دو قول ہیں۔ اثنی عشر سے روایت ہے کہ طلوع فجر سے پہلے سنتیں پڑھنا جائز ہے اگر پڑھ لیں تو دہرائے گا اور ابن حبیب سے منقول ہے کہ طلوع فجر سے پہلے سنتیں پڑھ لیں تو نہیں دہرائے گا لہ۔ ابن حبیب کے اس قول کو رد کرنے کے لیے اس باب کی احادیث کافی ہیں، امام احمد بن حنبل کے نزدیک فجر کے علاوہ اور کوئی اذان وقت سے پہلے دینا جائز نہیں ہے کیونکہ اذان نماز کے وقت کا اعلان ہے۔ اگر قبل از وقت، اذان دی گئی تو یہ مقصد فوت ہو جائیگا لہ امام احمد نے جو دلیل باقی نمازوں میں قبل از وقت، اذان کے عدم جواز پر قائم کی ہے بعینہ وہ فجر کی قبل از وقت اذان میں بھی جاری ہوتی ہے۔ امام احمد بھی حضرت بلال رضی اللہ عنہ کی اذان سے استدلال کرتے ہیں لیکن یہ استدلال اس لیے صحیح نہیں ہے کہ حضرت بلال صرف رمضان میں اذان دیتے تھے اور بخاری شریف میں یہ تصریح ہے کہ ان کی اذان اس لیے ہوتی تھی کہ سونے والا بحری کے لیے جاگ پڑے اور جو تہجد میں مشغول ہے وہ بحری کی طرف متوجہ ہو۔ اس عنوان کی مفصل بحث باب : ۱۴۰ اذان کی ابتداء میں ملاحظہ فرمائیں۔

سنن مؤکدہ کی فضیلت اور ان کی تعداد

باب ۲۲۶ فضِّلِ السَّنَنَ الرَّابَّتِيَّ وَبَيَانَ عَدَدِهَا

عمر بن اوس بیان کرتے ہیں کہ عتبہ بن ابی سفیان نے اپنے مرنے الوت میں مجھ سے ایسی حدیث بیان کی جس کو سن کر خوشی ہوگی انھوں نے اُمّ المؤمنین ام حبیبہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا کہ جس شخص نے دن رات میں بارہ رکعات پڑھیں، اس کے لیے جنت میں ایک گھر بنایا جائیگا۔ حضرت اُمّ حبیبہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں جب سے میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

۱۵۹۱۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ نُمَيْرٍ قَالَ نَأَى أَبُو حَالِدٍ يَعْزِي سُلَيْمَانَ بْنَ حَيَّانَ عَنْ دَاوُدَ بْنِ أَبِي هَنْدٍ عَنِ الثَّعْمَانِ بْنِ سَالِمٍ عَنْ عُمَرَ وَبَيْنَ أَوْسٍ قَالَ حَدَّثَنِي عُبَيْدَةُ بْنُ أَبِي سَفْيَانَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا فِي مَرَضِهِ الَّذِي مَاتَ فِيهِ بِحَدِيثِ يَتَسَاءَلُ إِلَيْهِ قَالَ سَمِعْتُ أُمَّ حَبِيبَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا

- ۱۔ علامہ یحییٰ بن شریف نوادی شافعی متروقی ۶۷۶ھ شرح مسلم ج ۱ ص ۲۵۰ مطبوعہ نوری محمد راجح المطابع کراچی، الطبعة الثانیہ ۱۳۷۵ھ۔
 ۲۔ علامہ ابو عبد اللہ دشتانی مالکی متروقی ۸۲۸ھ، اکمال الکمال المعلم ج ۲ ص ۲۶۸، دار الکتب العلمیہ بیروت۔
 ۳۔ علامہ عبد اللہ بن احمد بن تیمیہ حنبلی متروقی ۷۲۸ھ المعجم ج ۲ ص ۲۶۸، مطبوعہ دار الفکر بیروت، الطبعة الاولى ۱۴۰۵ھ۔

علیہ وسلم سے یہ حدیث سنی ہے میں نے ان رکعات کو ترک نہیں کیا، غنبدہ کہتے ہیں کہ جب سے میں نے حضرت ام حبیبہ سے یہ حدیث سنی ہے میں نے ان رکعات کو ترک نہیں کیا۔ عمرو بن اوس کہتے ہیں کہ جب سے میں نے غنبدہ سے یہ حدیث سنی ہے میں نے ان رکعات کو ترک نہیں کیا اور نعمان بن سالم کہتے کہتے ہیں کہ جب سے میں عمرو بن اوس سے یہ حدیث سنی ہے ان رکعات کو ترک نہیں کیا۔

اسی سند کے ساتھ نمان بن سالم نے کہا جس شخص نے
ایک دن میں یہ بارہ سنن پڑھیں اس کے لیے جنت میں
گھر بنایا جائے گا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجہ حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو مسلمان بندہ ہر روز اللہ تعالیٰ کے لیے بارہ رکعت نفل (سنت) پڑھے گا اللہ تعالیٰ اس کے لیے جنت میں گھر بنائے گا۔ یا فرمایا اس کے لیے جنت میں گھر بنایا جائیگا۔ حضرت ام حبیبہ فرماتی ہیں میں اس دن سے ہمیشہ یہ سنتیں پڑھتی ہوں۔ اسی طرح باقی راویوں نے بھی کہا۔

تَقُولُ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ مَنْ صَلَّى اثْنَيْ عَشَرَ رَكْعَةً فِي يَوْمٍ وَكَلِمَةً بَنِي لَهُ بَيْتٌ فِي الْجَنَّةِ قَالَتْ أُمُّ حَبِيبَةَ فَمَا تَرَكْتُهُنَّ مِنْهُنَّ سَمِعْتُهُنَّ مِنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَالَ عَنَبَسَةُ مَا تَرَكْتُهُنَّ مِنْهُنَّ سَمِعْتُهُنَّ مِنْ أُمِّ حَبِيبَةَ وَقَالَ عَمْرُو بْنُ أَوْسٍ مَا تَرَكْتُهُنَّ مِنْهُنَّ سَمِعْتُهُنَّ مِنْ عَنَبَسَةَ وَقَالَ الثَّعْمَانُ بْنُ سَالِمٍ مَا تَرَكْتُهُنَّ مِنْهُنَّ سَمِعْتُهُنَّ مِنْ عَمْرِو بْنِ أَوْسٍ ١٥٩٢ - حَدَّثَنَا أَبُو عَسَاةٍ السُّبُعِيُّ قَالَ نَا بِشْرُ بْنُ الْمُفَضَّلِ قَالَ نَا دَاوُدُ عَنْ الثَّعْمَانِ بْنِ سَالِمٍ بِهَذَا الْإِسْنَاءِ مَنْ صَلَّى فِي يَوْمٍ اثْنَيْ عَشَرَ رَكْعَةً سَجَدَةً تَطَوُّعًا بَنِي لَهُ بَيْتٌ فِي الْجَنَّةِ -

٥٩٣ اَوْحَدَ ثَمَّ مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ نَا مُحَمَّدُ
بْنُ جَعْفَرٍ قَالَ نَا شُعْبَةُ عَنِ الثُّعْمَانِ بْنِ سَالِمٍ عَنْ
عَمْرِو بْنِ أَوْسٍ عَنْ عَنبَسَةَ بِنِ ابْنِ سَفْيَانَ عَنْ
أُمِّ حَبِيبَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ
مَا مِنْ عَبْدٍ مُسْلِمٍ يُصَلِّيَ لِلَّهِ كُلَّ يَوْمٍ ثَمَنِي عَشْرَةَ
رُكْعَةً تَطَوُّعًا غَيْرَ فَرِيضَةٍ إِلَّا ابْنَى اللَّهُ لَهُ بَيْتًا
فِي الْجَنَّةِ أَوْ إِلَّا ابْنَى لَهُ بَيْتًا فِي الْجَنَّةِ قَالَتْ أُمُّ حَبِيبَةَ
فَمَا بَرَحْتُ أَصَلِّيَهُنَّ بَعْدُ وَقَالَ عَنبَسَةُ مَا
بَرَحْتُ أَصَلِّيَهُنَّ بَعْدُ وَقَالَ عَمْرُو وَمَا
بَرَحْتُ أَصَلِّيَهُنَّ بَعْدُ وَقَالَ الثُّعْمَانُ
مِثْلَ ذَلِكَ .

١٥٩٣- وَحَدَّثَنِي عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ إِسْحَاقَ
عَبْدُ اللَّهِ بْنُ هَاشِمٍ الْعَبْدِيُّ قَالَ أَلَا نَا بَهْرُ قَالَ نَا
شُعْبَةُ قَالَ الثُّعْمَانُ بْنُ سَالِمٍ أَخْبَرَنِي قَالَ
سَمِعْتُ عَمْرًا وَابْنَ أَوْسٍ يُحَدِّثُ عَنْ عُبَيْسَةَ
عَنْ أُمِّ حَنِيبَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ قَالَ رَسُولُ

حضرت اُمّ حبیبہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو بندہ مسلم کامل وضو کرے پھر اللہ تعالیٰ کے لیے ہر دن باقی حدیث حسب سابق ہے۔

اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم مَا مِنْ عِبْدٍ مُسْلِمٍ
تَوَضَّأَ فَأَسْبَغَ الوُضُوءَ ثُمَّ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ كُلَّ یَوْمٍ قَدْ کَرِیْھُ لَہُ ۔

۱۵۹۵۔ وَحَدَّثَنِي زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ وَعَبِيدُ اللَّهِ
بْنُ سَعِيدٍ قَالَا نَايِیْبِي وَهُوَ ابْنُ سَعِيدٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ
قَالَ أَخْبَرَنِي نَافِعٌ عَنْ ابْنِ عُمَرَ وَحَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ
أَبِي شَيْبَةَ قَالَ نَايِیْبُ أَسَامَةَ قَالَ نَايِیْبُ اللَّهِ عَنْ
نَافِعٍ عَنْ ابْنِ عُمَرَ قَالَ صَلَّيْتُ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّی
اللَّهُ عَلَیْہِ وَسَلَّم قَبْلَ الظُّهْرِ سَجْدَتَيْنِ وَبَعْدَهَا
سَجْدَتَيْنِ وَبَعْدَ الْمَغْرِبِ سَجْدَتَيْنِ وَبَعْدَ الْعِشَاءِ سَجْدَتَيْنِ
وَبَعْدَ الْجُمُعَةِ سَجْدَتَيْنِ فَأَمَّا الْمَغْرِبُ وَالْعِشَاءُ
وَالْجُمُعَةُ فَصَلَّيْتُ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّی اللَّهُ عَلَیْہِ
وَسَلَّم فِي بَيْتِهِ ۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ
میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ دو رکعت ظہر
سے پہلے اور دو رکعت ظہر کے بعد پڑھیں اور دو رکعت مغرب
کے بعد دو رکعت عشاء کے بعد اور دو رکعت جمعہ کے بعد
پڑھیں۔ بہر حال مغرب، عشاء اور جمعہ کی سنتیں میں نے رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ آپ کے گھر میں پڑھیں۔

فرائض کے ساتھ سنن مؤکدہ کے دلائل | اللہ ربہ کا اس امر پر اتفاق ہے کہ دن اور رات میں بارہ رکعات سنت مؤکدہ
ہیں۔ دو رکعت فجر سے پہلے، چار ظہر سے پہلے اور دو رکعت ظہر کے بعد دو
رکعت مغرب کے بعد اور دو رکعت عشاء کے بعد ۔
فجر سے پہلے دو رکعت کے ثبوت میں باب سابق میں متعدد امارات گذر چکی ہیں۔ ظہر کی سنتوں پر یہ حدیث دلیل
ہے:

عن علی قال کان النبی صلی اللہ علیہ و
سلم یصلی قبل الظہر اربعاً وبعدها
رکعتین ۔
حضرت علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ
علیہ وسلم ظہر سے پہلے چار اور ظہر کے بعد دو رکعت پڑھا
کرتے تھے۔

مغرب کے بعد دو رکعت کا ذکر اس باب کی حدیث نمبر ۱۵۹۵ میں ہے جس میں یہ ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ
عنہما نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ دو رکعت مغرب کے بعد پڑھیں اور اسی حدیث میں عشاء کے بعد دو رکعت کا بھی
ذکر ہے۔

عصر سے پہلے چار رکعت ناز سنت غیر مؤکدہ ہے:

عن ابن عمر عن النبی صلی اللہ علیہ
وسلم قال رحمہ اللہ امراً صلی قبل العصر
اربعا ۔
حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں
کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ اس شخص پر
رحم فرمائے جو عصر سے پہلے چار رکعت پڑھتا ہے۔

۱۔ امام ابویسی ترمذی متوفی ۲۵۹ھ، جامع ترمذی ص ۸۸ مطبوعہ نذر محمد کارخانہ تجارت کتب کراچی

۲۔ جامع ترمذی ص ۸۸

marfat.com

جلد ثانی

كان عبد الله يا مرفا ان نصلی قبل الجمعة
اربعا وبعدها اربعا حتى جاءنا على فامونا ان نصلی
بعدها ركعتين ثم اربعا به
علامہ سرخسی فرماتے ہیں،

وفي حديث ابن عمر رضي الله عنهما ان
النبي صلى الله عليه وسلم كان يتطوع قبل الجمعة
اربعة ركعات واختلفوا بعدها قال ابن مسعود رضي
الله عنه اربعا وبه اخذ ابو حنيفة و محمد
رحمهما الله تعالى لحديث ابي هريرة رضي الله
تعالى عنه ان النبي صلى الله عليه وسلم قال
من كان مصليا بعد الجمعة فليصل اربع
ركعات وقال علي رضي الله عنه يصلی بعدها
ستاً اربعا ثم ركعتين وبه اخذ ابو يوسف
رحمه الله وقال عمر ركعتين ثم اربعا
فمن الناس من رجح قول عمر بالقياس على
التطوع بعد الظهر وابو يوسف رحمه الله
اخذ بقول علي رضي الله عنه فقال يبدء
بالاربعة لكيلا يكون متطوعا بعد الغرض
مثلهما .

مسعود رضی اللہ عنہ ہمیں جمعہ سے پہلے اور جمعہ کے بعد چار سنتیں
پڑھنے کا حکم دیتے تھے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ تشریف لائے
اور ہمیں حکم دیا کہ جمعہ کے بعد پہلے دو اور پھر چار سنتیں پڑھیں

حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کی حدیث میں ہے
کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم جمعہ سے پہلے چار رکعت پڑھا کرتے
تھے اور جمعہ کے بعد کی سنتوں میں اختلاف ہے، حضرت
ابن مسعود رضی اللہ عنہ چار رکعت کہتے تھے۔ امام ابو حنیفہ اور
امام محمد رحمہما اللہ کا اسی پر عمل ہے کیونکہ حضرت ابو ہریرہ
رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے
فرمایا جو شخص جمعہ کے بعد نادر پڑھے وہ چار رکعت نماز پڑھے۔
حضرت علی رضی اللہ عنہ جمعہ کے بعد چھ رکعت نماز پڑھتے تھے
پہلے چار رکعت اس کے بعد دو رکعت۔ امام ابو یوسف کا اسی
پر عمل ہے اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ پہلے دو اور پھر چار
رکعت نماز پڑھتے تھے، بعض علماء نے ظہر کے بعد کی سنتوں
پر قیاس کرتے ہوئے حضرت عمر کے قول کو ترجیح دی اور امام
ابو یوسف رحمہ اللہ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے قول کو ترجیح
دی اور کہا کہ جمعہ کے بعد پہلے چار رکعت پڑھے تاکہ ایک
فرض کے بعد اس کی مثل نفل پڑھنا لازم نہ آئے۔

پھر چند کہ علامہ سرخسی نے یہ ذکر کیا ہے کہ حضرت علی نے جمعہ کے بعد پہلے چار اور پھر دو رکعت پڑھے لیکن ہم نے جب کتب
حدیث کا تتبع کیا تو حضرت علی رضی اللہ عنہ اور حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کی جو روایات سامنے آئیں ان میں پہلے دو رکعت اور پھر
چار رکعت کا ذکر ہے، مصنف عبدالرزاق میں اس طرح کی متعدد روایات ہیں ہم نے ایک کا ذکر کر دیا ہے دیگر کتب حدیث
سے مزید احادیث ملاحظہ فرمائیں :-

عطاء کہتے ہیں کہ حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما

جمعہ کے بعد چھ رکعات پڑھتے تھے پہلے دو رکعت پھر چار رکعت

عن عطاء قال كان ابن عمر اذا صلى

الجمعة صلى بعدها ست ركعات ركعتين ثم اربعا

- ۱۔ امام عبدالرزاق بن ہمام متوفی ۲۱۱ھ، المصنف ج ۳ ص ۲۴۷ مطبوعہ مکتب اسلامی بیروت الطبعة الاولى ۱۳۹۰ھ۔
- ۲۔ علامہ شمس الدین بن محمد بن احمد متوفی ۴۸۲ھ، المبسوط ج ۱ ص ۱۵۷ مطبوعہ دارالمعرفت بیروت الطبعة الاولى ۱۴۰۰ھ۔
- ۳۔ حافظ ابوبکر بن ابی شیبہ متوفی ۲۳۵ھ، المصنف ج ۲ ص ۳۲۲ مطبوعہ دارالافتاء القرآن کراچی الطبعة الاولى ۱۴۰۲ھ۔

عن علی بن ابی طالب انه امر ان یصلی
بعد الجمعة رکعتین ثم یربعاً ۱۰

روی عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم انه
کان یصلی بعد الجمعة رکعتین فی بیتہ وابن عمر
بعد النبی صلی اللہ علیہ وسلم صلی فی المسجد بعد
الجمعة رکعتین وصلی بعد الکرعتین یربعاً ۱۱

عن ابی اسحاق قال صلیت مع ابن عمر
یوم الجمعة فلما سلم قام فصلی رکعتین ثم
قام فصلی اربع رکعات ۱۲

عن عبد الرحمن السلی قال قدم علینا
عبد اللہ فکان یصلی بعد الجمعة اربعاً فقدم
بعده علی فکان اذا صلی الجمعة صلی بعدها
رکعتین واربعاً ۱۳

حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے حکم دیا کہ
جمعہ کے بعد پہلے دو رکعتیں پڑھی جائیں پھر چار۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے کہ آپ جمعہ کے
دن اپنے گھر میں دو رکعت پڑھتے تھے اور نبی صلی اللہ علیہ
وسلم کے بعد حضرت ابن عمر جمعہ کے بعد مسجد میں پہلے دو
رکعت پڑھتے پھر چار۔

ابو اسحاق کہتے ہیں کہ میں نے حضرت ابن عمر کے ساتھ
نماز پڑھی انہوں نے سلام پھیرنے کے بعد پہلے دو رکعت
نماز پڑھی پھر چار رکعت۔

عبد الرحمن السلی بیان کرتے ہیں کہ ہمارے پاس
حضرت عبد اللہ بن مسعود آئے وہ جمعہ کے بعد چار سنتیں پڑھتے تھے
ان کے بعد حضرت علی تشریف لائے اور جمعہ پڑھنے کے
بعد دو اور چار رکعت (سنت) نماز پڑھی۔

امام طحاوی نے حضرت ابن عمر اور حضرت علی کی جو روایات ذکر کی ہیں وہ یہی ہیں کہ جمعہ کے بعد پہلے دو اور پھر چار رکعت
پڑھے پھر ذکر کیا ہے کہ امام ابو یوسف فرماتے ہیں کہ جمعہ کے بعد پہلے چار رکعت پڑھے پھر دو کیونکہ اگر جمعہ کے بعد پہلے
دو رکعت پڑھیں تو یہ سنت فرض کے مشابہ ہو جائے گی کیونکہ دو رکعت جمعہ فرضی ہے اس کے بعد اگر دو رکعت سنت
پڑھی گئی تو سنت اور فرضی مشابہ ہو جائیں گے اس مشابہت کو دور کرنے کے لیے جمعہ کے بعد پہلے چار رکعت پڑھے
پھر دو رکعت لیکن علامہ شمس الدین سرخسی نے اس دلیل کو رد کر دیا ہے فرماتے ہیں :

وهذا ليس بقوی فان الجمعة بمنزلة اربع رکعات
لان الخطبة مشطرا الصلوة ۱۴

بہر حال ہمارے فقہاء نے امام ابو یوسف کے قول کو ترجیح دی ہے۔ علامہ ابن نجیم نے ذخیرہ تجنیس، بدائع صغیرۃ
المصلی کے حوالے سے لکھا ہے کہ جمعہ کے بعد پہلے چار اور پھر دو رکعت نماز پڑھے ۱۵

۱۰۔ امام ابو یوسف محمد بن عیسیٰ ترمذی متوفی ۲۵۹ھ جامع ترمذی ص ۱۰۱ مطبوعہ نور محمد کارخانہ ستھارت کتب کراچی۔

۱۱۔

۱۲۔ امام ابو جعفر طحاوی متوفی ۳۲۱ھ، شرح مسانی الامار ج ۱ ص ۱۹۹ مطبوعہ مطبع مجتہائی و بورد، الطبعة الثانية ۱۳۰۴ھ۔

۱۳۔

۱۴۔ علامہ محمد بن احمد شمس الدین سرخسی متوفی ۴۸۳ھ، المبسوط ج ۱ ص ۱۵۰، مطبوعہ دار المعرفۃ بیروت، الطبعة الاولى ۱۳۰۰ھ۔

۱۵۔

۱۶۔ علامہ ابن نجیم متوفی ۷۹۰ھ، المسند ج ۲ ص ۱۹۹ مطبوعہ مکتبہ جامعہ کراچی، الطبعة الثانية ۱۳۶۹ھ۔

ہمارا خیال یہ ہے کہ علامہ شمس الدین نے حضرت علی سے جو پہلے چار اور پھر دو رکعت نماز کو روایت کیا ہے اس میں ان سے تسامع ہوا ہے کیونکہ تمام اہل کتاب مکتب مدینہ میں حضرت علی اور ابن عمر رضی اللہ عنہم سے جمعہ کے بعد پہلے دو رکعت اور پھر چار رکعت کی روایت ہے اور دوسری بات یہ ہے کہ جب بقول علامہ سرخسی امام ابو یوسف کی دلیل قوی نہیں ہے تو آثار صحابہ کے مطابق جمعہ کے بعد پہلے دو رکعت اور پھر چار رکعت نماز پڑھنی چاہیے۔

علامہ ابن قیم نے لکھا ہے کہ مالکیہ، حنابلہ اور بعض اصحاب شافعی جمعہ سے پہلے سنت پڑھنے کے قائل نہیں ہیں۔ کیونکہ جمعہ کو عید پر قیاس کرتے ہیں اور جس طرح عید سے پہلے نماز نہیں ہے جمعہ سے پہلے بھی نہیں ہے بلکہ ہم نے اس بحث کے شروع میں جمعہ کی نماز سے پہلے چار رکعت کے ثبوت میں مصنف عبد الرزاق سے دو مدثرین ذکر کی ہیں یہ مدثرین ان حضرات پر محبت ہیں اور ان کے قیاس کے مقابلہ میں حدیث پر عمل کرنا زیادہ قرین قیاس ہے۔

باب جَوَازِ التَّافِلَةِ قَائِمًا وَقَاعِدًا وَفِعْلِ بَعْضِ الرُّكُوعِ قَائِمًا وَبَعْضِهَا قَاعِدًا

نوافل پڑھنے کا طریقہ

۱۵۹۶۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى قَالَ سَمِعْتُ عَنْ أَبِي خَالِدٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ شَيْبَةَ قَالَ سَأَلْتُ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا عَنْ صَلَاةِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ تَقْوَمِهِ فَقَالَتْ كَانَ يُصَلِّي فِي بَيْتِي قَبْلَ الظُّهْرِ أَرْبَعًا ثُمَّ يُخْرِجُ فَيُصَلِّي بِالنَّاسِ ثُمَّ يَدْخُلُ فَيُصَلِّي رَكْعَتَيْنِ وَكَانَ يُصَلِّي بِالنَّاسِ الْمَغْرِبَ ثُمَّ يَدْخُلُ فَيُصَلِّي رَكْعَتَيْنِ وَيُصَلِّي بِالنَّاسِ الْعِشَاءَ وَيَدْخُلُ فَيُصَلِّي رَكْعَتَيْنِ وَكَانَ يُصَلِّي مِنَ اللَّيْلِ ثَلَاثَ رَكَعَاتٍ فِيهِنَّ الْيُوسُفُ وَكَانَ يُصَلِّي لَيْلًا طَوِيلًا قَائِمًا وَلَيْلًا طَوِيلًا قَاعِدًا وَكَانَ إِذَا خَرَّ وَهُوَ قَائِمًا رُكْعَةً وَسَجَدَ وَهُوَ قَائِمًا وَلَا إِذَا قَرَأَ قَاعِدًا ثَلَاثَ رُكْعَةٍ وَسَجَدَ وَهُوَ قَاعِدًا وَكَانَ إِذَا طَلَعَ الْفَجْرَ صَلَّى رَكْعَتَيْنِ

عبد اللہ بن شعیق کہتے ہیں کہ میں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نوافل کے بارے میں دریافت کیا۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ظہر سے پہلے چار رکعت میرے گھر میں ادا فرماتے، پھر حجرہ سے تشریف لے جا کر دو گوں کو ظہر کی نماز پڑھاتے پھر گھر آکر دو رکعت نماز پڑھتے۔ دو گوں کو مغرب کی نماز پڑھاتے پھر گھر آکر دو رکعت نماز پڑھتے، دو گوں کو عشاء کی نماز پڑھاتے پھر میرے حجرہ میں آکر دو رکعت نماز پڑھتے۔ رات کو اٹھ کر درسمیت نور کلمات پڑھتے، رات کو بسا قیام اور لمبا قعود کرتے، جب کھڑے ہو کر قرات کرتے تو رکوع بعد بھی قیام کی حالت میں کرتے اور جب بیٹھ کر قرات کرتے تو رکوع اور سجدہ بھی بیٹھ کر کرتے، اور طلوع فجر کے بعد دو رکعت پڑھتے۔

۱۵۹۷۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ سَمِعْتُ نَاحِمًا عَنْ بُدَيْلٍ وَابْنِ أَبِي عُبَيْدٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ شَيْبَةَ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لمبی رات تک قیام کرتے۔ جب کھڑے ہو کر نماز پڑھتے تو رکوع ہو کر رکوع کرتے اور جب بیٹھ کر

ناز پڑھتے تو بیٹھ کر رکوع کرتے۔

حضرت عبداللہ بن شقیق بیان کرتے ہیں کہ میں مکہ فارس میں بیمار ہو گیا اس سبب سے بیٹھ کر نماز پڑھتا تھا۔ میں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے یہ مسئلہ پوچھا تو انہوں نے فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رات گئے تک بیٹھ کر نماز پڑھتے تھے۔ پھر حسب سابق حدیث بیان کی

عبداللہ بن شقیق کہتے ہیں کہ میں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی رات کی نماز کے بارے میں پوچھا۔ حضرت عائشہ نے فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رات کو دیر تک کھڑے ہو کر نماز پڑھتے اور دیر تک بیٹھ کر نماز پڑھتے اور جب کھڑے ہو کر قرأت کرتے تو رکوع بھی کھڑے ہو کر کرتے اور جب بیٹھ کر قرأت کرتے تو رکوع بھی بیٹھ کر کرتے۔

عبداللہ بن شقیق عقیلی بیان کرتے ہیں کہ ہم نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز کے بارے میں دریافت کیا۔ انہوں نے فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بکثرت کھڑے ہو کر اور بیٹھ کر نماز پڑھتے تھے۔ جب آپ کھڑے ہو کر نماز پڑھنا شروع کرتے تو رکوع بھی کھڑے ہو کر کرتے اور جب بیٹھ کر نماز پڑھتے تو رکوع بھی بیٹھ کر کرتے۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کبھی رات میں بیٹھ کر نماز پڑھتے ہوئے نہیں دیکھا، حتیٰ کہ جب آپ سن رسیدہ ہو گئے تو بیٹھ کر نماز پڑھتے۔ اور جب صحت کی نیس یا چالیس آیات باقی رہ جاتیں تو کھڑے ہو کر قرآن پڑھنا شروع کر دیتے۔

اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّي لَيْلًا طَوِيلًا قَائِمًا أَصَلَّ قَائِمًا رُكْعَةً قَائِمًا وَإِذَا أَصَلَّ قَائِمًا رُكْعَةً قَائِمًا ۱۵۹۸۔ وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مُثَنَّى قَالَ نَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ قَالَ نَا شُعْبَةُ عَنْ بُدَيْلٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ شَقِيقٍ قَالَ كُنْتُ شَاكِيًا بِعَارِسٍ فَكُنْتُ أَصَلِّي قَائِمًا فَسَأَلْتُ عَنْ ذَلِكَ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا فَقَالَتْ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّي لَيْلًا طَوِيلًا قَائِمًا فَذَكَرَ الْحَدِيثَ ۱۵۹۹۔

حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ قَالَ نَا مَعَاذُ بْنُ مُعَاذٍ عَنْ حُمَيْدٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ شَقِيقٍ الْعَقِيلِيِّ قَالَ سَأَلْتُ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا عَنْ صَلَوةِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِاللَّيْلِ فَقَالَتْ كَانَ يُصَلِّي لَيْلًا طَوِيلًا قَائِمًا وَلَيْلًا طَوِيلًا قَائِمًا وَإِذَا كَانَ إِذَا قَرَأَ قَائِمًا رُكْعَةً قَائِمًا وَإِذَا قَرَأَ قَائِمًا رُكْعَةً قَائِمًا ۱۶۰۰۔

وَحَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى قَالَ نَا أَبُو مَعَاذٍ عَنْ هِشَامِ بْنِ حَسَّانٍ عَنِ ابْنِ سِيرِينَ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ شَقِيقٍ الْعَقِيلِيِّ قَالَ سَأَلْنَا عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا عَنْ صَلَوةِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُكْثِرُ الصَّلَاةَ قَائِمًا وَقَائِمًا إِذَا افْتَتَحَ الصَّلَاةَ قَائِمًا رُكْعَةً قَائِمًا وَإِذَا افْتَتَحَ الصَّلَاةَ قَائِمًا رُكْعَةً قَائِمًا ۱۶۰۱۔

وَحَدَّثَنَا أَبُو الرَّبِيعِ الرَّهْمَانِيُّ قَالَ نَا حَمَّادُ بْنُ يَحْيَى عَنْ زَيْدِ بْنِ رَجَاءٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ زَيْدٍ عَنْ نَافِعِ بْنِ أَبِي مَرْثُومٍ عَنْ وَحِيدِ بْنِ أَبِي شَيْبَةَ قَالَ نَا وَكَيْعٌ عَنْ وَحِيدِ بْنِ أَبِي كَرِيمٍ قَالَ نَا ابْنُ كَثِيرٍ جَمِيعًا عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ وَحِيدِ بْنِ زُهَيْرٍ عَنْ حَزْبٍ وَالدَّهْلَوِيِّ قَالَ نَا يَحْيَى بْنُ

بَيْنَهُمَا قَالَتْ قَالَ أَخْبَرَنِي أَبِي عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ مَا رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقْرَأُ شَيْءٌ مِنْ صَلَاةِ النَّبِيِّ جَالِسًا حَتَّى إِذَا كَبَّرَ قَرَأَ جَالِسًا حَتَّى إِذَا بَقِيَ عَلَيْهِ مِنَ السُّورَةِ ثَلَاثُونَ أَوْ أَرْبَعُونَ آيَةً قَامَ فَقَرَأَهُنَّ ثُمَّ رَكَعَ -

۱۶۰۲ - وَحَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى قَالَ قَرَأْتُ عَلَى مَالِكٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ يَزِيدٍ وَآبِي الْقَضَائِمِ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُصَلِّيُ جَالِسًا فَيَقْرَأُ وَهُوَ جَالِسٌ فَإِذَا بَقِيَ مِنْ قِرَائَتِهِ قَدْرٌ مَا يَكُونُ ثَلَاثِينَ أَوْ أَرْبَعِينَ آيَةً قَامَ فَقَرَأَ وَهُوَ قَائِمٌ ثُمَّ سَجَدَ ثُمَّ يَفْعَلُ فِي الرَّكَعَةِ الثَّانِيَةِ مِثْلَ ذَلِكَ -

۱۶۰۳ - وَحَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَطَائِفَةٌ مِنْ أَهْلِ إِبْرَاهِيمَ قَالَ أَبُو بَكْرٍ نَا سَمْعِيلُ بْنُ عَلِيٍّ عَنْ الْوَلِيدِ بْنِ أَبِي هَشِيمٍ عَنْ أَبِي بَكْرِ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ عُمَرَ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقْرَأُ وَهُوَ قَائِمٌ فَإِذَا ارَادَ أَنْ يَرُكَعَ قَامَ قَدْرَ مَا يَكُونُ الْإِنْسَانُ أَرْبَعِينَ آيَةً -

۱۶۰۴ - وَحَدَّثَنَا ابْنُ شَيْبَةَ قَالَ نَا مُحَمَّدُ بْنُ شُعْبَةَ قَالَ نَا مُحَمَّدُ بْنُ عَمْرِو قَالَ حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ عَنْ عَلْقَمَةَ بْنِ وَقَّاصٍ قَالَ قُلْتُ لِعَائِشَةَ كَيْفَ كَانَ يُصَلِّيَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الرَّكَعَتَيْنِ وَهُوَ جَالِسٌ قَالَتْ كَانَ يَقْرَأُ فِيهِمَا فَإِذَا ارَادَ أَنْ يَرُكَعَ قَامَ فَرَكَعَ -

۱۶۰۵ - وَحَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى قَالَ ابْنُ يَزِيدَ بْنُ زُرَّارٍ عَنْ سَعِيدِ الْجُرَيْرِيِّ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ شَيْبَةَ قَالَ قُلْتُ لِعَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا هَلْ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّيُ وَهُوَ قَائِمٌ قَالَتْ نَعَمْ بَعْدَ مَا حَطَمَهُ النَّاسُ -

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (نمازیں) بیٹھ کر قرأت کرتے اور جب آپ کی قرأت سے تیس چالیس کے لگ بھگ آیات رہ جاتیں تو آپ کھڑے ہو کر قرأت کرتے۔ اور رکوع اور سجدہ کرتے اور دوسری رکعت میں پھر اسی طرح کرتے۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نمازیں بیٹھ کر قرأت کرتے اور جب آپ رکوع کرنے کا ارادہ کرتے تو اتنی دیر کے لیے کھڑے ہو جاتے جتنی دیر میں انسان چالیس آیات پڑھتا ہے۔

علمہ بن وقاص کہتے ہیں کہ میں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے دریافت کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دو رکعت بیٹھ کر کس طرح پڑھتے تھے۔ حضرت عائشہ نے فرمایا کہ آپ دو رکعتوں میں بیٹھ کر قرأت کرتے اور جب رکوع کا ارادہ فرماتے تو کھڑے ہو جاتے پھر رکوع کرتے۔

عبد اللہ بن شعیب کہتے ہیں کہ میں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے دریافت کیا کہ کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بیٹھ کر نماز پڑھتے تھے۔ فرمایا ہاں جب لوگوں کے انکسار نے آپ کو بوڑھا کر دیا تھا۔

۱۶۰۶۔ وَحَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُعَاذٍ قَالَ قَالَ
أَبِي قَالَ نَا كَهْمُسُ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ شُعْبَةَ قَالَ قُلْتُ
لِعَائِشَةَ قَدْ كَرِهَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
يَسْتَلِمَ .

۱۶۰۷۔ وَحَدَّثَنَا ثَعْلَبَةُ بْنُ مُعَاذٍ عَنْ حَارِثِ بْنِ هَازِمٍ عَنْ
عَبْدِ اللَّهِ قَالَ نَا حُجَّاجُ بْنُ مُعْتَدٍ قَالَ قَالَ ابْنُ جُرَيْجٍ
أَخْبَرَنِي عُثْمَانُ بْنُ أَبِي سُلَيْمَانَ أَنَّ أَبَا سَلَمَةَ بْنَ
عَبْدِ الرَّحْمَنِ أَخْبَرَهُ أَنَّ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهَا
أَخْبَرَتْهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمْ يَمْسُ
حَقًّا كَانَ كَثِيرًا مِنْ صَلَوَتِهِ وَهُوَ جَالِسٌ .

۱۶۰۸۔ وَحَدَّثَنَا ثَعْلَبَةُ بْنُ مُعَاذٍ عَنْ حَارِثِ بْنِ هَازِمٍ عَنْ
يُحْيَى عَنْ زَيْدِ بْنِ حَسَنٍ نَا زَيْدُ بْنُ الْحُبَابِ قَالَ
حَدَّثَنِي السُّحَالِيُّ عَنْ عُثْمَانَ قَالَ حَدَّثَنِي عَبْدُ اللَّهِ
بْنُ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا
قَالَتْ لَمَّا بَدَأَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
وَتَقَلَّ كَانَ أَكْثَرُ صَلَوَتِهِ جَالِسًا .

۱۶۰۹۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى قَالَ قَرَأْتُ عَلَى
مَالِكٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنِ السَّائِبِ بْنِ يَزِيدٍ عَنِ
الْمُطَّلِبِ بْنِ أَبِي وَدَاعَةَ السَّهْمِيِّ عَنْ حَفْصَةَ
رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ مَا رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلَّى فِي سُبُوتٍ قَائِمًا
حَقًّا كَانَ قَبْلَ وَفَاتِهِ يَحَامِرُ فَكَانَ يُصَلِّي فِي سُبُوتِهِ
قَائِمًا وَكَانَ يَقْرَأُ بِالسُّورَةِ فَخَيْرُ قُلُوبًا حَقًّا تَكُونُ
أَطْوَلَ مِنْ أَطْوَلَ مِنْهَا .

۱۶۱۰۔ وَحَدَّثَنَا أَبُو الْعَظَايِرِ وَحَرَمَةُ قَالَ
أَنَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ أَخْبَرَنِي يُونُسُ عَنْ وَحْدَةَ مَوْلَى ابْنِ
إِبْرَاهِيمَ وَعَبْدُ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ نَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ قَالَ
أَنَا مَعْمَرُ بْنُ جَعْفَرٍ عَنِ الرَّهْزِيِّ فِي هَذَا الْإِسْنَادِ
مُتَّفَقًا غَيْرَ أَنَّهُمَا قَالَا يَحَامِرُ فِي هَذَا الْإِسْنَادِ .

marfat.com

جلد ثانی

Marfat.com

ایک اور روایت بھی اس سند سے منقول ہے۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا رسول اللہ صلی
علیہ وسلم وصال سے پہلے بکثرت بیٹھ کر نماز پڑھتے تھے

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ جب رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا بدن جلدی اور بوجھل ہو گیا تو آپ
بکثرت بیٹھ کر نماز پڑھتے تھے۔

حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم وصال سے صرف ایک سال پہلے بیٹھ کر
نوافل پڑھتے تھے، اور نوافل میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم بڑی سے بڑی سورت قرآن سے پڑھتے تھے۔

ایک اور سند سے بھی یہ روایت منقول ہے مگر
اس میں وصال سے ایک یا دو سال پہلے کا ذکر ہے۔

١٦١١ - وَحَدَّثَنَا أَبُو عَلِيٍّ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ قَالَ سَأَلْتُ
عُبَيْدُ اللَّهِ بْنَ مُوسَى عَنْ حَسَنِ بْنِ صَالِحٍ عَنْ سَمَاءَ
قَالَتْ أَخْبَرَنِي جَابِرُ بْنُ سَمُرَةَ عَنْ أَبِيهِ أَنَّ
النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمَّا رَمَتْ حَتَّى
صَلَّى قَاعِدًا -

١٤١٢ - حَدَّثَنِي زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ نَا حِرِيرَ
عَنْ مَنصُورٍ عَنْ هِلَالِ بْنِ يَسَافٍ عَنْ أَبِي يَحْيَى عَنْ
عُمَيْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرِو وَرَوَى اللَّهُ عَنْهُ قَالَ حَدَّثَنِي
أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ صَلَاةُ
الرَّجُلِ قَاعِدًا يَصِفُ الصَّلَاةَ قَالَ فَاتَّبَعْتُ فَوَجَدْتُهُ
يُصَلِّي جَالِسًا فَوَضَعْتُ يَدِي عَلَى رَأْسِهِ فَقَالَ
مَا لَكَ يَا عُمَيْدُ اللَّهِ بْنَ عَمْرِو قُلْتَ حَدَّثَنِي يَا رَسُولَ
اللَّهِ إِنَّكَ قُلْتَ صَلَاةُ الرَّجُلِ قَاعِدًا أَعَلَى يَصِفُ
الصَّلَاةَ وَأَنْتَ تُصَلِّي قَاعِدًا قَالَ أَجَلٌ وَلَكِنِّي
لَسْتُ كَأَحَدٍ مِنْكُمْ

١١٣- وَحَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَابْنُ
مُثَنَّى وَابْنُ بَشَّارٍ جَمِيعًا عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ جَعْفَرٍ ح وَ
حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مُثَنَّى قَالَ نَأْيَمِيُّ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ نَا
سُفْيَانُ كِلَاهُمَا عَنْ مَنْصُورٍ يَهْدِي السَّنَادَ وَفِي رِوَايَةٍ
شُعْبَةَ عَنْ أَبِي يَحْيَى الْأَعْمَرِيِّ

سنن اور نوافل کا گھر میں پڑھنا | اس باب کی پہلی حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ سنن مؤکدہ اور نوافل میں اسل اور سنت یہ ہے کہ گھر میں پڑھے جائیں، جمہور کا یہی مسلک ہے، البتہ امام مالک یہ فرماتے ہیں کہ دن کی سنن مؤکدہ مسجد میں پڑھی جائیں اور رات کی گھر میں بلکہ لیکن امام حدیث سے امام مالک کے مسلک کی تائید نہیں ہوتی جبکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا مریخ فرمان ہے - فان خير صلوة المراء في بيته الا المكتوبة - "مرد کی سب سے افضل نماز فرائض کے علاوہ نمازوں کو گھر میں پڑھنا ہے۔" نیز فرمایا اجعلوا في بيوتكم من صلواتكم ولا تتخذوها قبوراً - "اپنے گھروں میں بھی

۱- علوم ابو عبد اللہ دشتانی متوفی ۸۲۸ھ۔ اکمال اکمال المعلم ج ۲ ص ۴۱ مطبوعہ دار الکتب العلمیہ، بیروت

۳۔ امام البراد و سلیمان بن اشعث مترقی ۲۷۵ھ سن البراد وروج ۲۰۳ھ مطبوعہ مطبع مجتبائی لاہور الطبعة الثانیہ ۱۴۰۵ھ

٥٣

نماز پڑھا کر واد گھروں کو قبرستان نہ بناؤ۔“ نوا شہل کی مسجد میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے منبر کی نماز پڑھ کر دیکھا لوگ مسجد میں نیتیں پڑھ رہے ہیں تو آپ نے فرمایا: هَذِهِ صَلَوةُ الْبَيْنَاتِ لہ ”یہ گھر میں پڑھی جانے والی نماز ہے۔“

نوافل کی حکمت نوافل کے مشروع کرنے میں حکمت یہ ہے کہ اگر فرائض کی ادائیگی میں کوئی کمی ہو تو اس کی تلافی نوافل سے ہو جائے۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قربانیاں قیامت کے دن بندہ کے جس عمل کا سب سے پہلے حساب لیا جائیگا وہ نماز ہے اگر اس کا حساب ٹھیک ہوگا تو وہ کامیاب اللہ کا مران ہوگا اگر نمازوں کا حساب فاسد ہو گیا تو وہ ناکام اللہ نامراد ہوگا اگر اس کے فرائض میں کچھ کمی ہوگی تو اللہ تبارک و تعالیٰ فرمائے گا دیکھو میرے اس بندہ کی کچھ نقلی نماز ہے جس سے اس کے فرائض کی کمی کا تدارک ہو جائے اور باقی تمام اعمال کا حساب بھی اسی بیج پر ہوگا لہ۔ اس کے علاوہ حکمت یہ ہے کہ فرض سے پہلے نفل پڑھ کر اسے نماز کی مشق ہو جائے اور نماز کے ساتھ انس ہو جائے اور پوری توجہ اور ذوق و شوق سے فرائض ادا کر سکے۔

بیٹھ کر نوافل پڑھنے کا جواز جب دورانہ کے نزدیک سنن مؤکدہ اور ہر قسم کے نفل قیام پر قدرت کے باوجود بیٹھ کر پڑھنے جائز ہیں اور یہ بھی جائز ہے کہ پہلے بیٹھ کر نماز پڑھنا شروع کرے اور پھر کھڑا ہو جائے یا پہلے کھڑے ہو کر نماز پڑھنا شروع کرے اور پھر بیٹھ جائے۔ البتہ صبح کی دو رکعت سنت حاکمہ اس حکم سے مستثنیٰ ہیں اس کو قیام پر قدرت کے باوصف بیٹھ کر پڑھنا جائز نہیں ہے اگر کوئی شخص قیام نہیں کر سکتا اور غزلی جہ سے سنن اور نوافل بیٹھ کر پڑھتا ہے تو اس کے ثواب میں کمی نہیں ہوگی اگر قیام پر قدرت کے باوجود سنن اور نوافل بیٹھ کر پڑھتا ہے تو اسکو کھڑا ثواب ہوگا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو بیٹھ کر نفل پڑھے تھے یہ آپ کی خصوصیت تھی علامہ نوادی اور دوسرے علماء نے لکھا ہے کہ آپ قیام پر قدرت کے باوجود بیٹھ کر نماز پڑھیں تو آپ کے ثواب میں کمی نہیں ہوتی لیکن لوگ اس پر تیس کر کے عشاء کی نماز میں ذکر کے بعد عمدہ بیٹھ کر نفل پڑھتے ہیں اگرچہ یہ عمل جائز ہے لیکن اس میں نصف ثواب ہے۔

فرائض میں اگر قیام پر قدرت کے باوجود بیٹھ کر نماز پڑھے گا تو نماز نہیں ہوگی کیونکہ فرائض میں قیام فرض ہے۔

تہجد کی رکعات کی تعداد اور وتر

کا بیان

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمیشہ رات کو گیارہ رکعت پڑھتے تھے

بِأَصَلَةِ اللَّيْلِ وَعَدَدِ رُكْعَاتِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي اللَّيْلِ وَأَنَّ الْوُتْرَ رُكْعَةٌ ۝ ۱۶۱۴ - وَحَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى قَالَ قَرَأْتُ عَلَى مَالِكٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ

۱۔ امام ابو داؤد و سلیمان بن اشعث متوفی ۲۷۵ھ سنن ابوداؤد ج ۱ ص ۱۸۴، مطبوعہ مطبع مجتہبی لاہور، الطبعة الشانہ ۱۳۵ھ

۲۔ شیخ ولی الدین تبریزی متوفی ۷۲۲ھ مشکوٰۃ ص ۱۱۷ مطبوعہ اصح المطابع دہلی ۱۳۷۷ھ

۳۔ علامہ حسن بن عمار متوفی ۱۰۶۹ھ، مراقی الفلاح ص ۲۴۱ مطبوعہ معصونی البابی و اولادہ مصر، الطبعة الاولى ۱۳۵۲ھ

ایضاً۔ علامہ ابن عابدین شامی متوفی ۱۲۵۲ھ، رد المحتار ج ۱ ص ۶۳۲ مطبوعہ مطبع عثمانیہ استنبول ۱۳۲۷ھ۔

۴۔ علامہ یحییٰ بن شرف نووی متوفی ۶۷۶ھ شرح مسلم ج ۱ ص ۲۵۵ مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی، الطبعة الشانہ ۱۳۷۵ھ

اللَّهُ عَنْهَا أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُصَلِّيُ بِاللَّيْلِ إِحْدَى عَشْرَةَ رُكْعَةً يُؤْتِي مِنْهَا بِوَاحِدَةٍ فَإِذَا أَمَرَ مِنْهَا اضْطَجَعَ عَلَى شِقِّهِ الْأَيْمَنِ حَتَّى يَأْتِيَهُ الْمُؤَذِّنُ فَيُصَلِّيُ رُكْعَتَيْنِ خَفِيفَتَيْنِ .

۱۶۱۵- وَحَدَّثَنَا ابْنُ حُرْمَلَةَ بْنُ يَحْيَى قَالَ أَنَا ابْنُ وَهَبٍ قَالَ أَخْبَرَنِي عَمْرُو بْنُ الْحَارِثِ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ الزَّمَيْرِ عَنْ عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَتْ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّيُ فِيمَا بَيْنَ أَنْ يَقْرَأَ مِنْ صَلَوةِ الْعِشَاءِ وَهِيَ الْتَقَى يَدْعُو النَّاسَ الْعَتَمَةَ إِلَى الْفَجْرِ إِحْدَى عَشْرَةَ رُكْعَةً يُسَلِّمُ بَيْنَ كُلِّ رُكْعَتَيْنِ وَيُؤْتِي بِوَاحِدَةٍ فَإِذَا سَكَتَ الْمُؤَذِّنُ مِنْ صَلَوةِ الْفَجْرِ وَتَبَيَّنَ لَهُ الْفَجْرُ وَجَاءَهُ الْمُؤَذِّنُ قَامَ فَتَرَكَهُ رُكْعَتَيْنِ خَفِيفَتَيْنِ ثُمَّ اضْطَجَعَ عَلَى شِقِّهِ الْأَيْمَنِ حَتَّى يَأْتِيَهُ الْمُؤَذِّنُ لِلْقَامَةِ .

۱۶۱۶- وَحَدَّثَنَا ابْنُ حُرْمَلَةَ بْنُ يَحْيَى قَالَ أَنَا ابْنُ وَهَبٍ قَالَ أَخْبَرَنِي يُونُسُ بْنُ ابْنِ شِهَابٍ بِهِذَا الْإِسْنَادِ وَسَاقَ حُرْمَلَةُ الْحَدِيثَ بِإِسْنَادِهِ غَيْرَ أَنَّهُ لَمْ يُذْكَرْ وَتَبَيَّنَ لَهُ الْفَجْرُ وَجَاءَهُ الْمُؤَذِّنُ وَلَمْ يَذْكُرْ الْإِقَامَةَ وَسَائِرَ الْحَدِيثِ بِإِسْنَادٍ حَدِيثِ عَنْهُ وَسَوَاءٌ .

۱۶۱۷- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَأَبُو كُرَيْبٍ قَالَا نَا عَمْدُ اللَّهِ بْنُ نُمَيْرٍ وَحَدَّثَنَا ابْنُ نُمَيْرٍ قَالَ نَا ابْنُ قَالَ نَاهِشَامٌ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّيُ مِنَ اللَّيْلِ ثَلَاثَ عَشْرَةَ رُكْعَةً يُؤْتِي مِنْ ذَلِكَ بِخَمْسٍ لَا يَجْلِسُ فِي شَيْءٍ إِلَّا فِي آخِرِهَا .

۱۶۱۸- وَحَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ قَالَ نَا عَبْدَةُ بْنُ سُلَيْمَانَ وَحَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ قَالَا نَا

ایک رکعت کیساتھ تعداد رکعت کو طاق بنالیتے، نماز سے فارغ ہونے کے بعد دائیں کروٹ لیٹ جاتے حتیٰ کہ آپ کے پاس مؤذن آتا پھر آپ دو رکعت مختصر پڑھتے۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عشاء کی نماز (جس کو لوگ عتہ کہتے ہیں) سے فجر تک گیارہ رکعت پڑھتے، ہر دو رکعت کے بعد سلام پھیرتے اور (آخر میں) ایک رکعت کے ساتھ ان رکعات کو وتر (طاق) بنالیتے۔ جب مؤذن اذان دینے کے بعد خاموش ہو جاتا اور آپ پر صبح کا وقت یکشف ہو جاتا اور مؤذن (اطلاع کے لیے) آپ کے پاس آتا تو آپ کھڑے ہو کر مختصر دو رکعت نماز (سند، فجر) پڑھتے پھر دائیں کروٹ لیٹ جاتے حتیٰ کہ مؤذن آپ کے پاس اقامت کے لیے آتا۔

ایک اور سند سے بھی یہ روایت منقول ہے۔ البتہ شرط نے یہ ذکر نہیں کیا کہ فجر ظاہر ہو گئی اور آپ کے پاس مؤذن آیا اور اقامت کا ذکر کیا۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رات کو تیرہ رکعت پڑھتے اور پانچ رکعت وتر پڑھتے اور من آخر میں بیٹھتے۔

ایک اور سند سے بھی یہ روایت منقول ہے۔

وَكَيْفَ وَابْنُ أَسَامَةَ كُلُّهُمْ عَنْ هِشَامٍ عَنْ هَذَا الْإِسْنَادِ - ۱۶۱۹ - وَحَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ تَأَكَّدْتُ عَنْ يَزِيدَ بْنِ أَبِي حَنِيبٍ عَنْ هِرَاقَةَ عَنْ مُحَمَّدٍ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُصَلِّي ثَلَاثَ عَشْرَ رُكْعَةً بِرُكْعَتِي الْفَجْرِ -

۱۶۲۰ - حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى قَالَ قَرَأْتُ عَلَى مَالِكٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي سَعِيدٍ الْمَقْبُرِيِّ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ أَنَّ سَالَةَ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا كَيْفَ كَانَتْ صَلَاةُ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي رَمَضَانَ قَالَتْ مَا كَانَ يَزِيدُ فِي رَمَضَانَ وَلَا فِي غَيْرِهِ عَلَى أَحَدَى عَشْرَةَ رُكْعَةً فَصَلَّى أَرْبَعًا فَلَا تَسْأَلُ عَنْ حُسَيْنٍ وَطُورِ يَهُنَّ ثُمَّ يُصَلِّي أَرْبَعًا فَلَا تَسْأَلُ عَنْ حُسَيْنٍ وَطُورِ يَهُنَّ ثُمَّ يُصَلِّي ثَلَاثًا فَقَالَتْ عَائِشَةُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ اتَّامَرْتُ قَبْلُ أَنْ تُؤَيِّرَ فَقَالَ يَا عَائِشَةُ إِنَّ عَيْنِي تَتَامَنُ وَلَا يَتَامَرُ قَلْبِي -

۱۶۲۱ - وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مُثَنَّى قَالَ نَا بَنُ أَبِي عَدِيٍّ قَالَ تَأَمَّرَ عَنْ يَحْيَى عَنْ أَبِي سَلَمَةَ قَالَ سَأَلْتُ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا عَنْ صَلَاةِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ كَانَ يُصَلِّي ثَلَاثَ عَشْرَةَ رُكْعَةً يُصَلِّي ثَمَانِ رُكْعًا ثُمَّ يُؤَيِّرُ ثُمَّ يُصَلِّي رُكْعَتَيْنِ وَهُوَ جَالِسٌ فَإِذَا أَرَادَ أَنْ يُؤَيِّرَ قَامَ فَرُكْعَةً ثُمَّ يُصَلِّي رُكْعَتَيْنِ بَيْنَ الْإِدَاءِ وَالْإِقَامَةِ مِنْ صَلَاةِ الصُّبْحِ -

۱۶۲۲ - وَحَدَّثَنَا زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ نَا حُسَيْنُ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ نَا ثَابِتُ بْنُ عَمْرٍو قَالَ سَمِعْتُ أَبَا سَلَمَةَ ح وَحَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى وَبُشَيْرُ بْنُ سَامَةَ قَالَ نَا مُعَاوِيَةُ بْنُ عَمْرِو بْنِ سَلَامَةَ عَنْ يَحْيَى بْنِ عَمْرٍو

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صبح کی دو رکعت (سنت) سمیت چار رکعت پڑھتے تھے۔

ابو سلمہ بن عبد الرحمن بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے سوال کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رمضان میں کس طرح نماز پڑھتے تھے؟ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ رمضان ہوا یا غیر رمضان، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم گیارہ رکعت سے زیادہ نہیں پڑھتے تھے چار رکعت نماز پڑھتے اور اس نماز کے حسن اور طول کی بات مت پر چھو! پھر چار رکعت نماز پڑھتے اور ان کے حسن اور طول کی بات مت پر چھو! اس کے بعد تین رکعت (وتر) پڑھتے، میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! کیا آپ وتر سے پہلے سو جاتے ہیں؟ فرمایا اے عائشہ! میری آنکھیں سو جاتی ہیں اور دل نہیں سوتا۔

ابو سلمہ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز کے بارے میں دریافت کیا۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تیرہ رکعت پڑھتے تھے، اٹھ رکعت پڑھنے کے بعد وتر پڑھتے، پھر دو رکعت میوڑ کر پڑھتے، جب رکوع کا ادا وہ فرماتے تو کھڑے ہو کر رکوع کرتے، پھر صبح کی افان اور اقامت کے درمیان دو رکعت پڑھتے۔

ایک اور سند سے بھی یہ روایت منقول ہے۔ مگر اس میں وتر سمیت نو رکعت کا ذکر ہے۔

كَثِيرٍ قَالَ أَخْبِرْنِي أَبُو سَلَمَةَ أَنَّ مَالَ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا عَنْ صَلَوةٍ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمِثْلِهِ غَيْرَ أَنَّ فِي حَدِيثَيْهَا تِسْعَ رَكَعَاتٍ قَالَتْ لَا يُؤْتَرُ مِنْهُنَّ -

۱۶۲۳- حَدَّثَنَا عَنْهُ النَّاقِدُ قَالَ نَاسُفِيَانُ بْنُ عِيْنَةَ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي لَيْدٍ أَنَّ سَمِيعَ أَبَا سَلَمَةَ قَالَ أَتَيْتُ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا فَقُلْتُ أَيْ أُمِّهِ أَخْبِرْنِي عَنْ صَلَوةٍ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ كَانَتْ صَلَوةُ فِي شَهْرِ رَمَضَانَ وَغَيْرِهِ ثَلَاثَ عَشْرَةَ رَكَعَةً بِاللَّيْلِ مِنْهَا رَكَعَتَا الْفَجْرِ -

۱۶۲۴- حَدَّثَنَا ابْنُ نُسَيْرٍ قَالَ نَاسُفِيَانُ قَالَ نَا حَنْظَلَةُ عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ مُحَمَّدٍ قَالَ سَمِعْتُ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا تَقُولُ كَانَتْ صَلَوةُ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنَ اللَّيْلِ عَشْرَ رَكَعَاتٍ وَيُؤْتَرُ بِسُجْدَةٍ وَيُؤْتَرُ رَكَعَتَا الْفَجْرِ فَيَتْلُو ثَلَاثَ عَشْرَةَ رَكَعَةً -

۱۶۲۵- وَحَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ يُونُسَ قَالَ نَا زُهَيْرٌ قَالَ نَا أَبُو اسْحَقَ وَحَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى قَالَ أَنَا أَبُو خَيْثَمَةَ عَنْ أَبِي اسْحَقَ قَالَ سَأَلْتُ الْأَسْوَدَ بْنَ يَزِيدَ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا عَنْ صَلَوةٍ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ كَانَ يَنَامُ أَوَّلَ اللَّيْلِ وَيَحْيَى أَخْرَجَهُ ثُمَّ لَانَ كَانَتْ لَهُ حَاجَةٌ إِلَى أَهْلِهِ فَضَى حَاجَتَهُ ثُمَّ يَنَامُ فَإِذَا كَانَ عِنْدَ الْبَدَأِ أَرَادَ وَلٍ فَقَالَتْ وَثَبَ فَلَا وَاللَّهِ مَا قَالَتْ قَامَ فَافَاضَ عَلَيْهِ الْمَاءَ وَلَا وَاللَّهِ مَا قَالَتْ اغْتَسَلَ وَأَنَا أَعْلَمُ مَا تُرِيدُ وَإِنْ لَمْ يَكُنْ جُنُبًا تَوَضَّأَ وَصَوَّأَ الرَّجُلُ لِلصَّلَاةِ ثُمَّ صَلَّى الرَّكَعَتَيْنِ -

ابو سلمہ کہتے ہیں کہ میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا اے ماں اب مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز کے بارے میں بتلائیے۔ حضرت عائشہ نے فرمایا رمضان ہو یا غیر رمضان آپ رات کو سنت فجر سمیت تیرہ رکعت پڑھتے تھے۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رات کو دس رکعت پڑھتے اور ایک رکعت پڑھ کر نماز کو وتر (طاق) کرتے اور دو رکعت (سنت) فجر پڑھتے یہ کل تیرہ رکعات ہیں۔

ابو اسحاق کہتے ہیں کہ میں نے اسود بن یزید سے کہا مجھے وہ حدیث بتلاؤ جس میں تم نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز کے بارے میں پوچھا تھا۔ انہوں نے کہا کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رات کے اول حصہ میں سوجاتے اور آخر حصہ میں بیدار ہوتے پھر اگر آپ کو اپنی زوجہ سے کوئی ضرورت ہوتی تو اسے بیدار فرماتے اس کے بعد سوجاتے، اور جب پہلی اذان ہوتی تو اٹھ جاتے بخدا حضرت عائشہ نے یہ نہیں فرمایا کہ اپنے اوپر پانی ڈالتے اور نہ قسم بخدا یہ فرمایا کہ آپ غسل کرتے اور میں خوب جانتا ہوں کہ آپ کا ارادہ کیا تھا، اگر آپ جنبی نہ ہوتے تو نماز کا وضو کرتے پھر دو رکعت

۱۶۲۶- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَابُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ قَالَا نَا عَمْرُو بْنُ دُرَيْمٍ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ عَنِ الْأَسْوَدِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَصَلِّي مِنَ اللَّيْلِ حَتَّى يَكُونَ آخِرُ صَلَوَاتِهِ الْوُتْرَ.

۱۶۲۷- حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ الشَّرَحِ قَالَنَا أَبُو الْأَحْوَصِ عَنْ أَشْعَثَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ مَسْرُوقٍ قَالَ سَأَلْتُ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا عَنْ عَمَلِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ كَانَ يُحِبُّ الدَّائِمَةَ قَالَ قُلْتُ أَوْ جِئِينَ كَانَ يَصَلِّي فَقَالَتْ كَانَ إِذَا سَمِعَ الصَّاتِرَةَ قَامَ فَصَلَّى.

۱۶۲۸- حَدَّثَنَا أَبُو كَرِيمٍ قَالَ أَنَا ابْنُ شَرِيحٍ وَسَعِيدُ بْنُ سَعْدِ بْنِ أَبِي هَاشِمٍ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ مَا أَلْفَى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الشَّحَرَ إِلَّا عَلَى فِي بَيْتِي أَوْ عِنْدِي إِلَّا تَأَمَّنَا.

۱۶۲۹- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَنَصْرُ بْنُ عَلِيٍّ وَابْنُ أَبِي عُمَرَ قَالَ أَبُو بَكْرٍ فَاسْتَفَيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ أَبِي النَّضْرِ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا صَلَّى رَكَعَتِي الْفَجْرِ فَإِنْ كُنْتُ مُسْتَنْقِطَةً مَعَهُ ثُمَّ وَلَا أَصْطَلَجَةً.

۱۶۳۰- وَحَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عُمَرَ قَالَ فَاسْتَفَيَانُ عَنْ زِيَادِ بْنِ مَسْعُودٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِثْلَهُ.

۱۶۳۱- وَحَدَّثَنَا زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ نَا جَرِيرٌ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ يُمَيْمِ بْنِ سَلَمَةَ عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ كَانَ

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رات کو اُسوہ کر نماز پڑھتے اور آخر میں وتر پڑھتے۔

مسروق کہتے ہیں کہ میں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عمل (کی مقدار) کے بارے میں سوال کیا۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دائمی عمل کو پسند کرتے تھے۔ میں نے پوچھا کہ آپ کس وقت نماز پڑھتے تھے، فرمایا کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مرغ کی بانگ سنتے تو کھڑے ہو کر نماز پڑھتے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ میں نے ہمیشہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو رات کے آخری حصہ میں اپنے گھریں یا اپنے نزدیک سوتا ہوا پایا۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صبح کی دو رکعت (سنت فجر) پڑھنے کے بعد اگر میں جاگتی ہوئی تو مجھ سے باتیں کرتے اور لہجہ میں باتیں کرتے۔

ایک اور سند سے بھی حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے اسی طرح روایت منقول ہے۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رات کو نماز پڑھتے جب آپ وتر پڑھنے کا ارادہ کرتے تو مجھ سے فرماتے اے عائشہ! اٹھ کر وتر

پڑھو۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رات کو نماز پڑھتے، اور حضرت عائشہ حضور کے سامنے عرض کی جانب لیٹی ہوئی ہوتیں جب آپ کے وتر باقی رہ جاتے تو آپ حضرت عائشہ کو چگا دیتے، پھر حضرت عائشہ وتر پڑھتیں۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے رات کے ہر حصہ میں وتر پڑھے ہیں اور فجر تک آپ کے وتر پہنچ گئے۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے رات کے اول، اوسط، آخر ہر حصہ میں وتر پڑھے ہیں اور آپ کے وتر فجر تک پہنچ گئے۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے رات کے ہر حصہ میں وتر پڑھے ہیں حتیٰ کہ آپ کے وتر رات کے آخری حصہ تک پہنچ گئے۔

زارہ بیان کرتے ہیں کہ سعد بن ہشام بن عامر نے اللہ تعالیٰ کی راہ میں جہاد کرنے کا ارادہ کیا تو مدینہ میں اگئے اور انھوں نے مدینہ میں اپنی زمین بیچنے کا قصد کیا تاکہ اس

رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّي مِنَ اللَّيْلِ قَدَا أَوْ تَرَكَ قَالَ قُوْنِي قَا وَتَوِي يَا عَائِشَةُ۔

۱۶۲۲ - وَحَدَّثَنِي هَارُونُ بْنُ سَعِيدٍ الْأَيْبِيُّ قَالَ نَا بَنُ وَهْبٍ قَالَ أَخْبَرَنِي سَيْمَانُ بْنُ يَدْلَاءَ عَنْ رِيفَةَ بِنِ أَبِي عَبْدِ الرَّحْمَنِ عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُصَلِّي صَلَاتَهُ بِاللَّيْلِ وَهُوَ مُعْتَصِمٌ بَيْنَ يَدَيْهِ قَدَا أَوْ تَرَكَ لِيَقْطَعَهَا قَدَا تَرَتْ۔

۱۶۲۳ - حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى قَالَ أَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ أَبِي يَعْقُوبَ وَاسِطَةَ وَاقِدًا وَلَقَبَهُ وَقْدَانُ حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَأَبُو كُرَيْبٍ قَالَا نَا أَبُو مُعَاوِيَةَ عَنِ الْأَعْمَشِ يَلَا هَمَّا عَنْ مُسْلِمٍ عَنْ مَسْرُوقٍ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ مِنْ كُلِّ اللَّيْلِ قَدَا وَتَرَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَتَتْهُ وَتَرَدَّ إِلَى السَّحَرِ۔

۱۶۲۴ - حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَزُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ قَالَا نَا دَكِيغٌ عَنْ سُفْيَانَ عَنْ أَبِي حُصَيْنٍ عَنْ يَحْيَى بْنِ وَقَابٍ عَنْ مَسْرُوقٍ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ مِنْ كُلِّ اللَّيْلِ قَدَا وَتَرَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ أَوَّلِ اللَّيْلِ وَأَوْسَطِهِ وَآخِرِهِ فَأَتَتْهُ وَتَرَدَّ إِلَى السَّحَرِ۔

۱۶۲۵ - حَدَّثَنِي عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ قَالَ نَا حَسَّانُ قَاضِي كُوفَةَ عَنْ سَعِيدِ بْنِ مَسْرُوقٍ عَنْ أَبِي الصُّمَيْ عَنْ مَسْرُوقٍ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كُلُّ اللَّيْلِ قَدَا وَتَرَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَتَتْهُ وَتَرَدَّ إِلَى آخِرِ اللَّيْلِ۔

۱۶۲۶ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مَثْنَى الْعَنْزِيُّ قَالَ نَا مُحَمَّدُ بْنُ أَبِي عَدِيٍّ عَنْ سَعِيدٍ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ زُرَّارَةَ أَنَّ سَعْدَ بْنَ هِشَامَ بْنَ عَامِرٍ أَرَادَ أَنْ يَخْرُجَ فِي

سَبِيلِ اللَّهِ عَنْ وَجَلٍ فَقَدِمَ الْمَدِينَةَ فَأَمَّا
 أَنْ يَبْيَعَ عَقَارَ إِيَّهَا فَيَجْعَلَهُ فِي السِّلَاحِ وَالْكَوَامِ
 وَيُحَايِدَ الْوُجُوهَ حَتَّى يَمُوتَ فَلَمَّا قَدِمَ الْمَدِينَةَ
 لَقِيَ أَنَا سَائِمًا مِنْ أَهْلِ الْمَدِينَةِ فَتَمَوَّهُ عَنْ ذَلِكَ
 وَخَبَّرُوهُ أَنَّ رَهْطًا سَبَقُوا أَرَادُوا ذَلِكَ فِي حَيَاةِ
 رَبِّي اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَتَمَامَهُمْ يَقُولُ اللَّهُ
 صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ أَلَيْسَ لَكُمْ فِي أَسْوَةٍ
 فَلَمَّا حَدَّثُوهُ بِذَلِكَ رَاجِعَةً امْرَأَتُهُ وَقَدْ كَانَ لَهَا
 وَاشْهَدَ عَلَى رَجْعَتِهَا فَأَتَى ابْنُ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ
 عَنْهُمَا فَسَأَلَهُ عَنْ ذَلِكَ وَسُئِلَ اللَّهُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
 وَسَلَّمَ فَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ أَلَا دُلُّكَ عَلَى أَعْلَمِ
 أَهْلِ الْأَرْضِ بِوُجُوهِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
 وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ قَالَ عَائِشَةُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا
 فَأَتَيْتُهَا فَسَلَّيْتُهَا ثُمَّ أَتَيْتُ فِي بَرْدٍ هَا عَلَيْهِ
 فَأَنْطَلَقْتُ إِلَيْهَا فَأَتَيْتُ عَلَى حَكِيمِ بْنِ أَفْكَحٍ
 فَاسْتَدْعَيْتُهُ إِلَيْهَا فَقَالَ مَا أَنَا بِقَارِبِهَا لِأَنِّي
 نَهَيْتُهَا أَنْ تَقُولَ فِي هَاتَيْنِ الشَّيْعَتَيْنِ شَيْئًا
 فَأَبَتْ فِيهِمَا إِلَّا مَضِيًّا قَالَ فَأَقْسَمْتُ عَلَيْهِ
 فَبَجَاءَ فَأَنْطَلَقْنَا إِلَى عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا
 فَاسْتَأْذَنَّا عَلَيْهَا فَأَذِنَتْ لَنَا فَدَخَلْنَا عَلَيْهَا
 فَقَالَتْ أَحْكِمُكُمْ فَعَرَفْتُمْ فَقَالَ نَعَمْ فَقَالَ مَنْ
 مَعَكَ قَالَ سَعْدُ بْنُ هِشَامٍ قَالَتْ مَنْ هِشَامُ
 قَالَ ابْنُ عَامِرٍ فَتَرَحَّمْتُ عَلَيْهِ وَقَالَتْ خَيْرًا
 قَالَ قَتَادَةُ وَكَانَ أُصِيبَ يَوْمَ أُحُدٍ فَقُلْتُ يَا
 أُمُّ الْمُؤْمِنِينَ إِنِّي بَيْنِي عَنْ خُلُقِ رَسُولِ اللَّهِ
 قَالَتْ أَلَسْتُ تَقْرَأُ الْقُرْآنَ أَنْ قُلْتُ بَلَى قَالَتْ فَإِنَّ
 خُلُقَ نَبِيِّ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ الْقُرْآنُ أَنْ قَالَ
 فَهَمَمْتُ أَنْ أَقْرَأَهُ وَلَا أَسْأَلُ أَحَدًا عَنْ شَيْءٍ
 حَتَّى أَمُوتَ ثُمَّ مَدَّ إِلَيَّ فَقُلْتُ إِنِّي عَنْ قِيَامِ

سے اختیار کر لیں اور بیعتیں روکیں
 سے جہاد کریں۔ مدینہ آکر انہوں نے جب مدینہ کے کچھ لوگوں
 سے ملاقات کی تو انہوں نے سعد کو اس اقدام سے منع کیا اور
 بتایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں چھ صحابہ نے
 یہی ارادہ کیا تھا تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو اس اقدام
 سے باز رکھا اور فرمایا کیا تمہارے لیے میری زندگی میں نمونہ
 نہیں ہے جب اہل مدینہ نے سعد سے یہ حدیث بیان کی تو
 انہوں نے اپنی اس زوجہ سے رجوع کر لیا جس کو وہ پہلے
 طلاق دے چکے تھے اور اپنے رجوع پر لوگوں کو گواہ کر لیا
 پھر حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے پاس گئے اور ان سے
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے وتر کے بارے میں سوال کیا
 حضرت ابن عباس نے فرمایا کہ کیا میں تمہیں وہ شخص نہ بتاؤں
 جو روئے زمین پر سب سے زیادہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ
 وسلم کے وتر کو جانتے ہیں۔ سعد نے کہا وہ کون ہیں، فرمایا:
 حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا! ان کے پاس جاؤ اور ان سے سوال
 کرو، پھر میرے پاس آکر مجھے بھی ان کا جواب بتانا، سعد کہتے
 ہیں کہ میں حضرت عائشہ کی طرف روانہ ہوا اور حکیم بن افعک کے
 پاس گیا اور کہا کہ مجھے حضرت عائشہ کے پاس سے چلو، انہوں
 نے کہا کہ میں حضرت عائشہ کے پاس نہیں جاؤں گا کیونکہ میں
 نے ان کو ان دو گروہوں (قصاص عثمان کے طالبین اور حضرت
 علی کے درمیان ملاعت سے روکا تھا تو آپ نہیں مانیں
 اور علی گئیں۔ سعد کہتے ہیں کہ میں نے حکیم کو (چلنے کے لیے)
 قسم دی پس وہ چل پڑے اور ہم دونوں حضرت عائشہ رضی اللہ
 عنہا کی طرف گئے، ہم نے آپ سے حاضر ہونے کی اجازت طلب
 کی۔ آپ نے اجازت دیدی، ہم آپ کی خدمت میں حاضر
 ہوئے۔ آپ نے حکیم کو پہچان کر فرمایا: ”کیا حکیم ہو؟“ انہوں
 نے کہا ہاں فرمایا تمہارے ساتھ کون ہے؟ انہوں نے کہا سعد
 بن ہشام! فرمایا کون ہشام؟ حکیم نے کہا عامر کا بیٹا! حضرت
 عائشہ نے عامر کے لیے رحم کی دعا کی اور کلمات خیر کہے، قنادہ

رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ أَلَسَتْ
تَمُوتُ يَا أَيُّهَا الْمُرِيدُ قُلْتُ بَلَى قَالَ فَإِنَّ اللَّهَ
عَزَّ وَجَلَّ اخْتَرَضَ قِيَامَ اللَّيْلِ فِي أَوَّلِ هَذِهِ
الشُّهُورَةِ فَقَامَ نَبِيُّ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
وَاصْحَابُهُ حَوْلًا وَأَمْسَكَ اللَّهُ تَعَالَى حَازِمَتَهَا
الَّتِي عَشَرَ شَهْرًا فِي السَّمَاءِ حَتَّى أَنْزَلَ اللَّهُ عَزَّ وَ
جَلَّ فِي آخِرِ هَذِهِ الشُّهُورَةِ التَّخْفِيفَ فَصَادَ
قِيَامُ اللَّيْلِ تَطَوُّعًا بَعْدَ فَرِيضَةٍ قَالَتْ
قُلْتُ يَا أَمْرَ الْمُؤْمِنِينَ أَنْبِئْنِي عَنْ
وَقَوْلِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
فَقَالَتْ كُنَّا نُعِدُّ لَهُ سِوَاكَ وَطَهُومًا
فَيَبْعُهُ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ مَا شَاءَ أَنْ
يَتَّبَعَهُ مِنَ اللَّيْلِ فَيَسْئَلُكَ وَيَتَوَضَّأُ
وَيُصَلِّي تِسْعَ رَكَعَاتٍ لَا يَجْلِسُ فِيهَا
إِلَّا فِي الثَّامِنَةِ فَيَذْكُرُ اللَّهَ وَيُحَمِّدُهُ
وَيَدْعُوهُ ثُمَّ يَنْهَضُ وَلَا يُسَلِّمُ
ثُمَّ يَقُومُ فَيُصَلِّي التَّاسِعَةَ ثُمَّ يَقْعُدُ
فَيَذْكُرُ اللَّهَ وَيُحَمِّدُهُ وَيَدْعُوهُ ثُمَّ
يُسَلِّمُ تَسْلِيمًا يُسْمِعُنَا ثُمَّ يُصَلِّي
رَكَعَتَيْنِ بَعْدَ مَا يُسَلِّمُ وَهُوَ قَاعِدٌ
فَتِلْكَ إِحْدَى عَشْرَةَ رَكَعَةً يَا بَنِي
فَلَمَّا أَسَنَ نَبِيُّ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ وَأَخَذَهُ اللَّحْمُ أَوْ تَرَى سَبْعَ
وَصَنَعَ مِثْلَ صَنِيعِهِ الْأَوَّلِ فَتِلْكَ تِسْعُ
يَا بَنِي وَكَانَ نَبِيُّ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَ
سَلَّمَ إِذَا صَلَّى صَلَوةً أَحَبَّ أَنْ
يُدَاوِمَ عَلَيْهَا وَكَانَ إِذَا غَلَبَهُ
نَوْمٌ أَوْ وَجَعٌ عَنْ قِيَامِ اللَّيْلِ صَلَّى
مِنَ النَّهَارِ ثِنْتَيْ عَشْرَةَ رَكَعَةً

(راوی) بیان کرتے ہیں کہ عام غزوہ اُحد میں شہید ہو گئے تھے
میں نے کہا اے ام المؤمنین! مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
کے اخلاق کے بارے میں بتلائیے۔ آپ نے فرمایا کیا تم قرآن
نہیں پڑھتے؟ میں نے عرض کیا کیوں نہیں؟ فرمایا رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم کا خلق قرآن ہی توبہ، سجدے، کہا میں نے اٹھنے
کا ارادہ کیا اور سوچا آئندہ مرتے دم تک کسی سے سوال نہیں
کروں گا پھر مجھے خیال آیا تو پوچھا مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم کے (ناز میں) قیام کے بارے میں بتلائیے؟ آپ نے
فرمایا کیا تم یا ایہا المسلمین! نہیں پڑھتے؟ میں نے عرض
کیا کیوں نہیں؟ آپ نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے اس سورت کے
شروع میں آپ پر رات کا قیام فرض کیا تھا تو نبی صلی اللہ علیہ
وسلم اور آپ کے اصحاب ایک سال تک رات کو قیام کرتے
رہے، اللہ تعالیٰ نے اس سورت کے آخری حصہ کو بارہ ماہ
تک آسمان پر روک رکھا۔ اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے اس
سورت کے آخر میں تخفیف نازل فرمائی پھر رات کا قیام فرضیت
کے بعد نفل ہو گیا۔ سجدہ کہتے ہیں میں نے عرض کیا اسلام
المؤمنین مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ذکر کے بارے
میں بتلائیے۔ آپ نے فرمایا: ہم حضور کے لیے مسواک اور
وضو کا پانی تیار رکھتے تھے۔ اللہ تعالیٰ رات کو جب چاہتا
آپ کو اٹھا دیتا۔ آپ مسواک کرتے وضو کرتے اور نور کوکت
نماز پڑھتے جن میں سے آپ صرف آٹھویں رکعت میں بیٹھتے
پھر اللہ تعالیٰ کا ذکر اور اس کی حمد کرتے اور اللہ تعالیٰ سے
دعا کرتے پھر کھڑے ہوتے اور سلام نہ پھیلتے اور کھڑے
ہو کر نویں رکعت پڑھتے، پھر بیٹھ جاتے اللہ تعالیٰ کا ذکر
اور اس کی حمد کرتے اور اس سے دعا مانگتے پھر اس کے
بعد بلند آواز سے سلام پھیلتے اور ہمیں سلام کی آواز سنا
سلام پھیلنے کے بعد بیٹھ کر دو رکعت نماز پڑھتے، اے
میرے بیٹے یہ گیارہ رکعات ہیں۔ پھر جب رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم سجدہ ہو گئے اور آپ کا بدن مبارک بھاری

ہر گیارہ رکعت رکعت وتر (طاق) حسب سابق پڑھتے، تو اسے بیٹے ایہ نو رکعت ہیں اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ معمول تھا کہ جب کوئی کام کرتے تو اس پر مداومت کرتے، اور جب کبھی آپ پر نیند یا درد کا غلبہ ہوتا اور رات کو نہ اٹھ سکتے تو دن میں بارہ رکعت پڑھتے، اور میرے علم میں یہ نہیں ہے کہ کبھی آپ نے ایک رات میں پورا قرآن کریم پڑھا ہو اور نہ کبھی آپ نے ساری رات سب تک نماز پڑھی اور نہ رمضان کے علاوہ پورے ماہ روزے رکھے ہوں کہتے ہیں میں حضرت ابن عباس کے پاس گیا اور انہیں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث سنائی۔ حضرت ابن عباس نے کہا حضرت عائشہ نے سچ فرمایا اگر میں ان کے قریب ہوتا یا میں بھی حاضر ہوتا تو آپ سے بالمشافہ یہ حدیث سننا۔ سعد نے کہا اگر مجھے یہ علم ہوتا کہ آپ حضرت عائشہ کے پاس نہیں جاتے تو میں آپ کو یہ حدیث نہ سناتا۔

زرارہ بن ادنی بیان کرتے ہیں کہ سعد بن ہشام نے اپنی بیوی کو طلاق دے دی اور مدینہ منورہ میں اپنی زمین بیچنے آئے اس کے بعد حسب سابق روایت ہے۔

سعد بن ہشام بیان کرتے ہیں کہ میں حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کے پاس گیا اور ان سے وتر کے متعلق دریافت کیا اس کے بعد پوری حدیث ہے اسی میں یہ بھی ہے کہ حضرت عائشہ نے فرمایا ہشام کو کہ ہے؟ میں نے کہا ابن عالم، وہ بولیں وہ بہترین شخص تھے اور عام غزوہ اُمد میں شہید ہوئے تھے۔

زرارہ بن ادنی بیان کرتے ہیں کہ سعد بن ہشام ان کے پڑوسی تھے، انہوں نے بتلایا کہ انہوں نے اپنی بیوی کو طلاق دے دی ہے اور سابقہ روایت کی طرح پورا ہوا

أَعْلَمُ نَبِيَّ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
قَرَأَ الْقُرْآنَ كُلَّهُ فِي لَيْلَةٍ
وَلَا صَلَّى لَيْلَةً إِلَى الصُّبْحِ وَلَا صَامَ شَهْرًا
كَامِلًا غَيْرَ رَمَضَانَ قَالَ وَانْطَلَقْتُ إِلَى
ابْنِ عَبَّاسٍ فَحَدَّثَنِي بِحَدِيثِهَا فَقَالَ
صَدَقْتَ وَلَوْ كُنْتُ أَقْرَبُهَا أَوْ أَدْخُلُ
عَلَيْهَا لَا تَبِيْتُهَا حَتَّى تَشَافِهَنِي بِهِ قَالَ
قُلْتُ لَوْ عَلِمْتُ أَنَّكَ لَا تَدْخُلُ عَلَيْهَا
مَا حَدَّثْتُكَ حَدِيثَهَا.

۱۶۳۷- وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مَعْنَى قَالَ سَمِعْتُ

مُعَاذُ بْنُ هِشَامٍ قَالَ حَدَّثَنِي أَبِي عَنْ قَتَادَةَ عَنْ زُرَّارَةَ
بْنِ أَدْنَى عَنْ سَعْدِ بْنِ هِشَامٍ أَنَّهُ طَلَّقَ امْرَأَتَهُ حَتَّى
انْطَلَقَ إِلَى الْمَدِينَةِ لِيُصِيبَ عَقَادَةً فَذَكَرَ نَحْوَهُ.

۱۶۳۸- وَحَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ قَالَ

نَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى قَالَ نَا سَعِيدُ بْنُ أَبِي عَرُوبَةَ قَالَ
نَا قَتَادَةُ عَنْ زُرَّارَةَ بْنِ أَدْنَى عَنْ سَعْدِ بْنِ هِشَامٍ
قَالَ انْطَلَقْتُ إِلَى عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَبَّاسٍ مَسَاكَةً
عَنِ الْوُثُرِ وَسَأَلْتُ الْحَدِيثَ بِقِصَّةٍ وَقَالَ فِيهِ
قَالَتْ مَنْ هِشَامٌ قُلْتُ ابْنُ عَامِرٍ قَالَتْ نَعَمْ
الْمَرْءُ كَانَ عَامِرًا أُصِيبَ يَوْمَ أُحُدٍ.

۱۶۳۹- وَحَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ وَمُحَمَّدُ

بْنُ دَافِعٍ وَبَلَاغُ عَنْ عَبْدِ الرَّمَّانِ قَالَ أَنَا مَعْمَرُ
عَنْ قَتَادَةَ عَنْ زُرَّارَةَ بْنِ أَدْنَى عَنْ سَعْدِ بْنِ هِشَامٍ

بیان کیا اور اس میں یہ ہے کہ حضرت عائشہ نے کہا کون سا ہشام؟ انہوں نے کہا عامر کا بیٹا، حضرت عائشہ نے کہا کہ عامر بہت اچھا شخص تھا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ غزوہ اُحُد میں شہید ہو گیا اور اس میں یہ بھی ہے کہ حکیم بن فلح نے کہا اگر مجھے پہلے علم ہوتا کہ تم حضرت عائشہ کے پاس نہیں جاتے تو میں تم کو یہ حدیث نہ بیان کرتا۔

سعد بن ہشام کہتے ہیں کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ درو یا کسی اور وجہ سے جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تہجد کی نماز رہ جاتی تو آپ دن میں بارہ رکعت پڑھتے۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب کوئی کام کرتے تو اس پر ہمیشگی کرتے اور اگر کبھی آپ رات کو سو جاتے یا آپ کو درد ہوتا تو دن میں بارہ رکعت پڑھتے، حضرت عائشہ فرماتی ہیں میں نے کبھی نہیں دیکھا کہ آپ ساری رات صبح تک نماز پڑھتے رہے ہوں اور نہ کبھی یہ دیکھا کہ رمضان کے سوا آپ نے کسی ماہ پورے مہینہ کے روزے رکھے ہوں۔

حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس شخص سے اس کا رات کا کوئی معمول یا اس کا کوئی حصہ رہ جائے اور اس کو وہ فجر اور ظہر کی نمازوں کے درمیان ادا کرے تو اس کے اعمال نامہ میں وہ عمل رات ہی کا لکھا جائے گا۔

وہشام کان جازاً لہ فاحبکہ اِنَّہ طَلَّقَ امْرَاَتَہٗ وَاَقْتَصَّ الْحَدِیْثَ بِمَعْنٰی حَدِیْثِ سَعِیْدٍ وَفِیْہِ قَالَتْ مَنْ ہِشَامٌ قَالَ ابْنُ عَامِرٍ قَالَتْ نَعَمْ لَمَّا کَانَ اُصِیْبَ مَعَ رَسُولِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَ سَلَّمَ یَوْمَ اُحُدٍ وَفِیْہِ فَقَالَ حَکِیْمُ ابْنُ اَفْلَحٍ اَمَّا اِنِّیْ لَوَعَلِمْتُ اَنَّکَ لَا تَدْخُلُ عَلَیْہَا مَا اَنْبَاَکَ بِعَدِیْثِہَا۔

۱۶۴۰۔ وَحَدَّثَنَا سَعِیْدُ بْنُ مَنْصُورٍ وَفُتَیْبَةُ بْنُ سَعِیْدٍ جَمِیْعًا عَنْ اَبِیْ عَوَانَةَ قَالَ سَعِیْدُ نَا اَبُو عَوَانَةَ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ زُمَرَةَ عَنْ اَوْفَى عَنْ سَعْدِ بْنِ ہِشَامٍ عَنْ عَائِشَةَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہَا اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَ سَلَّمَ کَانَ اِذَا فَاتَتْہُ الصَّلَاۃُ مِنَ اللَّیْلِ مِنْ وَجْہٍ اَوْ غَیْرِہِ صَلَّی مِنَ النَّہَارِ ثِنْتِیْ عَشْرَۃً رُکْعَۃً۔

۱۶۴۱۔ وَحَدَّثَنَا عَلِیُّ بْنُ حَشَرٍ مِرَّ قَالَ اَنَا عِیْسٰی وَهُوَ ابْنُ یُوْنُسَ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ زُمَرَةَ اَبْنِ اَوْفَى عَنْ سَعْدِ بْنِ ہِشَامٍ اَلْاَنْصَارِیِّ عَنْ عَائِشَةَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہَا قَالَتْ کَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَ سَلَّمَ اِذَا عَمِلَ عَمَلًا اَثْبَتَہُ وَ کَانَ اِذَا نَامَ مِنَ اللَّیْلِ اَوْ مَرَضَ صَلَّی مِنَ النَّہَارِ ثِنْتِیْ عَشْرَۃً رُکْعَۃً قَالَتْ وَ مَا رَاَیْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَ سَلَّمَ قَامَ لَیْلَۃً حَتّٰی الْقُبَاہِ وَ مَا صَامَ مَسْتَبَاعًا اِلَّا رَمَضَانَ۔

۱۶۴۲۔ حَدَّثَنَا هَارُوْنُ بْنُ مَعْرُوْفٍ قَالَ نَا عَبْدُ اللّٰہِ بْنُ وَهَبٍ ح وَحَدَّثَنِیْ اَبُو الطَّاهِرِ وَ حَزْمَلَةُ قَالَا نَا ابْنُ وَهْبٍ عَنْ یُوْنُسَ بْنِ یَزِیْدٍ عَنْ ابْنِ شِهَابٍ عَنِ السَّائِبِ بْنِ یَزِیْدٍ وَعَبِیدِ اللّٰہِ ابْنِ عَبِیدِ اللّٰہِ اَحْبَبَہَا عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ عَبِیدِ الْقَارِیِّ قَالَ سَمِعْتُ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ

عَنْهُ يَقُولُ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
مَنْ نَامَ عَنْ حُزْبٍ أَوْ عَنْ شَيْءٍ مِنْهُ فَقَرَأَ فِيهِمَا
بَيْنَ صَلَاةِ الْفَجْرِ وَصَلَاةِ الظُّهْرِ كَتَبَ لَهُ كَأَنَّهُ
قَرَأَ مِنَ اللَّيْلِ.

۱۶۴۳- حَدَّثَنَا زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ وَابْنُ صَبْرٍ قَالَا
نَا سَمْعِيلُ وَهُوَ ابْنُ عَلِيٍّ عَنْ أَيُّوبَ عَنِ الْقَاسِمِ
الشَّيْبَانِيِّ أَنَّ زَيْدَ بْنَ أَرْقَمَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ سَأَلَ
قَوْمًا يُصَلُّونَ مِنَ الصُّحَى فَقَالَ أَمَا لَقَدْ عَلِمُوا
أَنَّ الصَّلَاةَ فِي غَيْرِ هَذِهِ السَّاعَةِ أَفْضَلُ أَنَّ رَسُولَ
اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ صَلَاةُ الْآدَايَيْنِ
حِينَ تَرْمَضُ الْفَيْصَالُ.

۱۶۴۴- وَحَدَّثَنِي زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ نَا يَحْيَى
بْنُ سَعِيدٍ عَنْ هِشَامِ بْنِ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ قَالَ سَأَلَ
الْقَاسِمُ الشَّيْبَانِيُّ عَنْ زَيْدِ بْنِ أَرْقَمَ رَضِيَ اللَّهُ
عَنْهُ قَالَ خَرَجَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
عَلَى أَهْلِ قُبَاَاءَ وَهُمْ يُصَلُّونَ فَقَالَ صَلَاةُ
الْآدَايَيْنِ إِذَا رَمَضَتِ الْفَيْصَالُ.

۱۶۴۵- وَحَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى قَالَ قَرَأْتُ
عَلَى مَالِكٍ عَنْ تَافِعٍ وَ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ دِينَارٍ عَنْ ابْنِ
عَمْرِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَجُلًا سَأَلَ رَسُولَ اللَّهِ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ صَلَاةِ اللَّيْلِ فَقَالَ
رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلَاةُ اللَّيْلِ
مَثْنِي مَثْنِي فَإِذَا اخْتَشَى أَحَدُكُمْ الصُّبْحَ صَلَّى رُكْعَةً
وَاحِدَةً تَوَقُّرُكَ مَا قَدْ صَلَّى.

۱۶۴۶- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَحَدَّثَهُ
التَّائِقُ وَ زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ زُهَيْرُ بْنُ سَمْعِيلَ بْنِ
عَبِيدَةَ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَالِمِ بْنِ أَبِيهِ سَمِعَ
النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ
بْنُ عَبَادٍ وَ النَّعْتُ لَمْ قَالَ نَا مُحَمَّدُ بْنُ عَمْرِو بْنِ

حضرت زید بن ارقم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کچھ لوگوں
کو پاشت کی نماز پڑھتے دیکھا تو کہا یہ لوگ غیب جانتے
ہیں کہ نماز اس وقت کے علاوہ دوسرے وقت میں پڑھنا
افضل ہے کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا توبہ
کرنے والوں کی نماز اس وقت ہوتی ہے جب اونٹ کے
بچوں کے کمر و دوہری گرم ریت پسپلے سے گرم ہو جائیں۔

حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں
کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اہل قباء کے پاس گئے وہ لوگ
اس وقت نماز پڑھ رہے تھے آپ نے فرمایا توبہ کرنے والوں
کی نماز اس وقت ہوتی ہے جب اونٹ کے بچوں کے کمر و دوہری
گرم ہونے لگیں۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص
نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے رات کی نماز کے بارے
میں سوال کیا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا رات کی نماز
دو دو رکعت ہے، جب تم میں سے کسی شخص کو (طلوع) فجر
کا خوف ہو تو (آخری دو گانہ کے ساتھ ملا کر) ایک رکعت
پڑھ لے تو وہ اس کی تمام رکعات کو در (طاق) کر دیگی۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص
نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے رات کی نماز (تہجد) کے بارے میں
پوچھا آپ نے فرمایا دو دو رکعت پڑھو اور جب (طلوع) فجر
کا خوف ہو ایک رکعت پڑھ کر (نمازوں کو) در (طاق) کر

عَمْرُو عَنْ طَاوُسٍ عَنِ ابْنِ عَمْرٍو وَحَدَّثَنَا
الْأَشْعَثِيُّ عَنْ سَالِمٍ عَنْ أَبِيهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ
رَجُلًا سَأَلَ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ صَلَوةِ
اللَّيْلِ فَقَالَ مَثْنَى مَثْنَى فَإِذَا أَخَشَيْتَ الصُّبْحَ
فَأَوْتِرْ بِرُكْعَةٍ -

۱۶۴۶ - وَحَدَّثَنِي حَرَمَلَةُ بْنُ يَحْيَى قَالَ سَأَلَ
عَبْدُ اللَّهِ بْنُ وَهَبٍ قَالَ أَخْبَرَنِي عَمْرُو أَنَّ ابْنَ
شَهَابٍ حَدَّثَهُ أَنَّ سَالِمَ بْنَ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو وَ
حُمَيْدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ عَوْفٍ حَدَّثَاهُ عَنْ
عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو ابْنِ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا
أَنَّهُ قَالَ قَامَ رَجُلٌ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ كَيْفَ
صَلَوةُ اللَّيْلِ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَ
سَلَّمَ صَلَوةُ اللَّيْلِ مَثْنَى مَثْنَى فَإِذَا خِفْتَ الصُّبْحَ
فَأَوْتِرْ بِوَاحِدَةٍ -

۱۶۴۸ - وَحَدَّثَنِي أَبُو الرَّبِيعِ الزَّهْرِيُّ قَالَ
نَاحِمًا قَالَ نَايُوبُ وَبُذَيْلٌ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ
شَقِيقٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو أَنَّ رَجُلًا سَأَلَ النَّبِيَّ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَنَا بَيْنَهُ وَبَيْنَ السَّائِلِ
فَقَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ كَيْفَ صَلَوةُ اللَّيْلِ قَالَ
مَثْنَى مَثْنَى فَإِذَا أَخَشَيْتَ الصُّبْحَ فَصَلِّ رُكْعَةً
وَاجْعَلْ أَحَدَ صَلَواتِكَ وَتُرَاثَمَ سَأَلَهُ رَجُلٌ عَلَى
نَاسِ النَّحْوِلِ وَأَنَا بَدَلْتُكَ الْمَكَانَ مِنْ رَسُولِ اللَّهِ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَا ذَرْوَى هُوَ ذَلِكَ
الرَّجُلُ أَوْ رَجُلٌ آخَرُ فَقَالَ لَهُ مِثْلُ ذَلِكَ -

۱۶۴۹ - وَحَدَّثَنِي أَبُو كَامِلٍ قَالَ نَاحِمًا قَالَ
نَايُوبُ وَبُذَيْلٌ وَعِمْرَانُ بْنُ حَازِمٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ
بْنِ شَقِيقٍ عَنْ ابْنِ عَمْرٍو وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عُمَيْرٍ
الْعَبْدِيُّ قَالَ نَاحِمًا قَالَ نَايُوبُ وَالزَّيْبِيُّ بْنُ
الْكَوَيْتِ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ شَقِيقٍ عَنِ ابْنِ عَمْرٍو

حضرت عبد اللہ بن عمر بن خطاب رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص نے کھڑے ہو کر سوال کیا یا رسول اللہ! رات کی نماز (تہجد) کس طرح پڑھی جاتی ہے؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا رات کی نماز دو رکعت ہے۔ جب صبح ہونے کا خوف ہو تو ایک رکعت کے ذریعہ ان کو وتر طاق کر لو۔

حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے رات کی نماز (تہجد) کے بارے میں دریافت کیا درآں مابیکہ میں سائل اور آپ کے درمیان تھا۔ آپ نے فرمایا دو رکعت رکعت کر کے نماز پڑھو اور جب صبح ہونے کا خطرہ ہو تو (آخری دو گانہ کے ساتھ) ایک رکعت پڑھ کر نماز کو وتر کر لو، پھر ایک شخص نے ایک سال کے بعد سوال کیا اور میں اس وقت بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ اسی جگہ تھا۔ مجھے پتہ نہیں کہ یہ سائل وہی پہلے والا تھا یا کوئی اور تھا بہر حال آپ نے اس کو حسب سابق جواب دیا۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا۔ اس روایت میں یہ نہیں ہے کہ اس نے سال ختم ہونے پر یا اس کے بعد سوال کیا۔

رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ سَأَلَ رَجُلٌ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ كَرِهَ بَيْتَهُ وَكَيْسَ فِي حَيْثُ يَتُحَمَّاهُ ثُمَّ سَأَلَهُ رَجُلٌ عَلَى رَأْسِ الْحَوْلِ وَمَا بَعْدَ ذَلِكَ - ١٤٥٠ - حَدَّثَنَا هَارُونُ بْنُ مَعْرُوفٍ وَسَمِعَهُ مِنْ يُونُسَ وَابْنِ كُرَيْبٍ جَمِيعًا عَنِ ابْنِ أَبِي نَائِدٍ قَالَ هَارُونُ نَأْبُؤُ ابْنِ أَبِي نَائِدٍ قَالَ أَخْبَرَنِي عَامِرُ بْنُ الْحَوْلِ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ شَيْثَانَ عَنْ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ بَادِرُوا النَّبِيَّ بِالْوُثْمِ

١٤٥١ - حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ نَأْبُؤُ ح وَحَدَّثَنَا ابْنُ رُمَيْحٍ قَالَ لَنَا النَّبِيُّ عَنْ نَافِعٍ أَنَّ ابْنَ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ مَنْ صَلَّى مِنَ اللَّيْلِ فَلْيَجْعَلْ آخِرَ صَلَوتِهِ وَتَرَاثًا رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَأْمُرُ ذَلِكَ -

١٤٥٢ - وَحَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ قَالَ نَأْبُؤُ أَبُو سَامَةَ ح وَحَدَّثَنَا ابْنُ شَيْبَةَ قَالَ نَأْبُؤُ ح وَحَدَّثَنَا زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ وَابْنُ مَثْنٍ قَالَا نَأْبُؤُ كُلُّهُمَا عَنْ عَبْدِ اللَّهِ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اجْعَلُوا آخِرَ صَلَوتِكُمْ بِاللَّيْلِ وَتَرَا -

١٤٥٣ - حَدَّثَنَا هَارُونُ بْنُ مَعْرُوفٍ قَالَ قَالَ نَأْبُؤُ ح وَحَدَّثَنَا ابْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ قَالَ ابْنُ جُرَيْجٍ أَخْبَرَنِي نَافِعٌ أَنَّ ابْنَ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُمَا كَانَ يَقُولُ مَنْ صَلَّى مِنَ اللَّيْلِ فَلْيَجْعَلْ آخِرَ صَلَوتِهِ وَتَرَا قَبْلَ الصُّبْحِ كَذَلِكَ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَأْمُرُهُمْ -

١٤٥٤ - حَدَّثَنَا شَيْبَانُ بْنُ فَرُّوخٍ قَالَ قَالَ عَبْدُ الرَّوَّافِ عَنْ أَبِي الْيَاسِجِ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو جَعْفَرٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا صبح ہونے سے پہلے وتر پڑھ لیا کرو۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا جو شخص رات کو نماز (تہجد) پڑھے وہ وتر کو نماز کے آخر میں پڑھے، کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہی حکم دیتے تھے۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اپنی رات کی نماز میں وتر کو آخر میں پڑھا کرو۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں جو شخص رات کو اٹھ کر نماز پڑھے وہ وتر صبح ہونے سے پہلے آخر میں پڑھے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انھیں اسی طرح حکم دیتے تھے۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وتر رات کی نماز کے آخری دو رکعت سے ملے ہوئی، ایک رکعت ہے۔

سَلَّمَ الْوُتْرُ رُكْعَةً مِّنْ آخِرِ اللَّيْلِ -

۱۴۵۷ - وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مَثْنَىٰ وَإِبْنُ بَشَّارٍ

إِلَّا ابْنُ مَثْنَىٰ تَامُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ قَالَ نَاشِعَةُ عَنْ

نَاقَةَ عَنْ أَبِي وَجَّازٍ قَالَ سَمِعْتُ ابْنَ عُمَرَ يُحَدِّثُ

عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الْوُتْرُ رُكْعَةٌ مِّنْ آخِرِ اللَّيْلِ -

۱۴۵۸ - وَحَدَّثَنِي زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ تَنَا

هَمِدُ الصَّمَدِ قَالَ نَاشِعَةُ قَالَ نَاقَةُ عَنْ أَبِي

وَجَّازٍ قَالَ سَأَلْتُ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ الْوُتْرِ

فَقَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

يَقُولُ رُكْعَةً مِّنْ آخِرِ اللَّيْلِ وَسَأَلْتُ ابْنَ عُمَرَ

فَقَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

يَقُولُ رُكْعَةً مِّنْ آخِرِ اللَّيْلِ -

۱۴۵۹ - وَحَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ وَهَارُونُ بْنُ

عَمِيدٍ اللَّهُ قَالَ لَنَا أَبُو سَامَةَ عَنِ الْوَلِيدِ بْنِ كَثِيرٍ قَالَ

حَدَّثَنِي عُبَيْدُ اللَّهِ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ أَنَّ ابْنَ عُمَرَ

رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ حَدَّثَهُمْ أَنَّ رَجُلًا نَادَى رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى

اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ فِي الْمَسْجِدِ فَقَالَ يَا رَسُولَ

اللَّهِ كَيْفَ أَوْتِرُ صَلَاةَ اللَّيْلِ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى

اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ صَلَّى فَلْيُصَلِّ مَثْنَى مَثْنَى فَإِنْ

أَحْسَنَ أَنْ يُصَلِّيَ سَجْدَةً سَجْدَةً فَإِذَا وَتَرْتَ لِمَا

صَلَّى قَالَ أَبُو كُرَيْبٍ عُبَيْدُ اللَّهِ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ وَلَهُ يُقَالُ ابْنُ عُمَرَ -

۱۴۶۰ - وَحَدَّثَنَا خَلْفُ بْنُ هِشَامٍ وَابُو كَامِلٍ

ثُمَّ لَنَا حَمَادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ أَنَسِ بْنِ سِيرِينَ قَالَ سَأَلْتُ

ابْنَ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قُلْتُ أَرَأَيْتَ التَّوَكُّعَتَيْنِ

أَقْبَلَ صَلَاةَ الْغَدَاةِ أُطِيلُ فِيهِمَا الْقِرَاءَةَ فَقَالَ

كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّي مِنَ

اللَّيْلِ مَثْنَى مَثْنَى وَيُؤْتِرُ بِرُكْعَةٍ قَالَ قُلْتُ لَا بِي

۱۴۶۱ - وَحَدَّثَنَا خَلْفُ بْنُ هِشَامٍ وَابُو كَامِلٍ

ثُمَّ لَنَا حَمَادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ أَنَسِ بْنِ سِيرِينَ قَالَ سَأَلْتُ

ابْنَ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قُلْتُ أَرَأَيْتَ التَّوَكُّعَتَيْنِ

أَقْبَلَ صَلَاةَ الْغَدَاةِ أُطِيلُ فِيهِمَا الْقِرَاءَةَ فَقَالَ

كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّي مِنَ

اللَّيْلِ مَثْنَى مَثْنَى وَيُؤْتِرُ بِرُكْعَةٍ قَالَ قُلْتُ لَا بِي

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وترات کی نماز کے آخری دو گانہ سے ملی ہوئی ایک رکعت ہے ۔

ابو جہل کہتے ہیں کہ میں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے وتر کے بارے میں دریافت کیا ، انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وترات کے آخر میں ایک رکعت (لانے کے سبب سے) ہے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے پوچھا تو انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وترات کے آخر میں ایک رکعت (کے لانے کے سبب سے) ہے

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو آواز دی درآں حاکمیکہ آپ مسجد میں تھے اس نے پوچھا یا رسول اللہ میں اپنی رات کی نماز کو وتر (طاق) کیسے کروں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص رات کو نماز پڑھے وہ دو رکعت پڑھے اور جب صبح ہونے کا خیال ہو تو (آخری دو گانہ کے ساتھ) ایک رکعت پڑھے۔ اس کی تمام رکعات وتر (طاق) ہو جائیں گی۔

انس بن سیرین نے کہا میں نے حضرت ابن عمر سے کہا مجھے ان دو رکعتوں کے بارے میں بتائیے جو صبح کی نماز سے پہلے پڑھنا ہوں یا میں ان میں لمبی قرأت کروں ، حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رات کو دو دو رکعت پڑھتے تھے اور ایک رکعت (کے نم) کے ساتھ ان نمازوں کو وتر (طاق) کرتے تھے انہوں نے کہا میں آپ سے اس کے متعلق نہیں پوچھ رہا ، حضرت ابن عمر نے کہا تم بہت سخت ہو کیا تم مجھے (پوری) حدیث بیان کرنے میں دیتے ، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رات کو دو ، دو رکعت پڑھتے ، آخری رکعت سے ان رکعات کو وتر کرتے اور فجر کے فرض سے

پہلے دو رکعت پڑھتے تھے وہاں مالک آپ کے کانوں میں
اذان کی آواز آرہی ہوتی، علف نے اپنی روایت میں صحیح
دو رکعت کے بارہ میں بتلایے گا ذکر کیا ہے اور نماز کا ذکر
نہیں کیا۔

ایک اور نسخے میں یہ روایت منقول ہے مگر اس
میں اضافہ ہے شہرہ و شہرہ و اتم مرنے آدمی ہو۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: رات کی نماز (تہجد) دو
دو رکعت ہے۔ جب تم دیکھو صبح ہو رہی ہے تو ایک رکعت
(ملا کر) ان کو ذکر کرو۔ حضرت ابن عمر سے پوچھا گیا کہ دو دو
رکعت کا کیا مطلب ہے تو انہوں نے فرمایا ہر دو رکعت
کے بعد سلام پھیر دو۔

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا صبح ہونے سے پہلے
دو رکعت پڑھو۔

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ
صحابہ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے وتر کے متعلق دریافت کیا
تو آپ نے فرمایا صبح ہونے سے پہلے دو رکعت پڑھو۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول

لَسْتُ عَنْ هَذَا أَسْأَلُ قَالَ إِنَّكَ لَصَحَّحَهُ الْآ
تَدْعُنِي أَسْتَقْرِئُكَ لَكَ الْحَدِيثُ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّي مِنَ الْفَيْلِ مَثْنِي مَثْنِي
وَيُؤْتِرُ بِرُكْعَةٍ وَيُصَلِّي رُكْعَتَيْنِ قَبْلَ الْعَدَاةِ كَأَنَّ
الْأَذَانَ بِأَذْنٍ قَالَ خَلْفٌ أَرَأَيْتَ الرُّكْعَتَيْنِ
قَبْلَ الْعَدَاةِ وَلَمْ يَذْكُرْ صَلَاةً.

۱۶۵۹۔ وَحَدَّثَنَا ابْنُ مَثْنِي وَابْنُ بَشَّارٍ قَالَا نَا
مُعْتَدُ بْنُ جَعْفَرٍ قَالَ نَا شُعْبَةُ عَنْ أَنَسِ بْنِ سِيرِينَ
قَالَ سَأَلْتُ ابْنَ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا بِمِثْلِهِ وَ
زَادَ يُؤْتِرُ بِرُكْعَةٍ مِنْ آخِرِ اللَّيْلِ وَفِيهِ فَقَالَ بَعْ
إِنَّكَ لَصَحَّحَهُ.

۱۶۶۰۔ حَدَّثَنَا مُعْتَدُ بْنُ مَثْنِي قَالَ نَا مُحَمَّدُ
بْنُ جَعْفَرٍ قَالَ نَا شُعْبَةُ قَالَ سَمِعْتُ عَدْبَةَ بْنَ حَرْثٍ
قَالَ سَمِعْتُ ابْنَ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا يَقُولُ أَنَّهُ
رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ صَلَّوْهُ
اللَّيْلَ مَثْنِي مَثْنِي فَإِذَا رَأَيْتَ أَنَّ الضُّبَّةَ يُدْرِكُكَ
فَاذْكُرْ بِوَاحِدَةٍ قِيلَ لِابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا مَا
مَثْنِي مَثْنِي قَالَ أَنْ تُسَلِّمَ فِي كُلِّ رُكْعَتَيْنِ.

۱۶۶۱۔ حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ قَالَ نَا عَبْدُ
الْأَعْلَى بْنُ عَبْدِ الْأَعْلَى عَنْ مُعْمَرٍ عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي
كَثِيرٍ عَنْ أَبِي نَضْرَةَ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ
أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ أَوْ تَرُدُّ أَقْبَلَ
أَنْ تُصْبِحُوا.

۱۶۶۲۔ وَحَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ مَنْصُورٍ قَالَ أَخْبَرَنِي
عُبَيْدُ اللَّهِ عَنْ شَيْبَانَ عَنْ يَحْيَى قَالَ أَخْبَرَنِي أَبُو
نَضْرَةَ الْعَوْفِيُّ أَنَّ أَبَا مَعِينٍ أَخْبَرَهُمْ أَنَّهُمْ سَأَلُوا
النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الْوُتْرِ فَقَالَ أَوْ تَرُدُّ
قَبْلَ أَنْ تُصْبِحُوا.

۱۶۶۳۔ حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ قَالَ نَا

اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس شخص کو یہ حدیث ہو کہ وہ رات کے پچھلے پہر نہیں اٹھ سکے گا وہ اقل رات وتر پڑھے اور جس شخص کو رات کے آخری حصہ میں اٹھنے کا شوق ہو وہ رات کے آخری حصہ میں وتر پڑھے کیونکہ اخیر شب کی نمازیں فرشتے حاضر ہوتے ہیں اور یہ افضل ہے۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم میں سے جس شخص کو یہ حدیث ہو کہ وہ رات کے پچھلے پہر نہیں اٹھ سکے گا وہ وتر پڑھ کر سو جا کرے اور جس شخص کو رات کے اٹھنے پر اعتماد ہو وہ رات کے پچھلے پہر وتر پڑھے کیونکہ رات کے اخیر کی قرأت کے لیے فرشتے حاضر ہوتے ہیں اور یہ افضل ہے۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وہ نماز زیادہ فضیلت والی ہے جس میں لمبا تیام ہو۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا گیا کہ کون سی نماز زیادہ افضل ہے آپ نے فرمایا جس نماز میں لمبا تیام ہو۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا رات میں ایک لمحہ ایسا آتا ہے جس میں بندہ مسلم اللہ تعالیٰ سے دنیا اور آخرت کی جس خیر کا سوال کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کو وہ عطا کر دیتا ہے اور یہ لمحہ ہر رات میں آتا ہے۔

حَفْصٌ وَأَبُو مُعَاوِيَةَ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ أَبِي سُوَيْبٍ عَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ خَافَ أَنْ لَا يَقُومَ مِنْ آخِرِ اللَّيْلِ فَلْيُوتِرْ أَوْ لَمْ وَمَنْ طَمَعَهُ أَنْ يَقُومَ آخِرَهُ فَلْيُوتِرْ آخِرَ اللَّيْلِ فَإِنَّ صَلَاةَ آخِرِ اللَّيْلِ مَشْهُودَةٌ وَذَلِكَ أَفْضَلُ وَ قَالَ أَبُو مُعَاوِيَةَ مَحْضُورَةٌ ۝

۱۶۶۴- وَحَدَّثَنِي مُسْلِمٌ بْنُ شُبَيْبٍ قَالَ نَا الْحَسَنُ بْنُ أَعْيُنٍ قَالَ نَا مَعْقِلٌ وَهُوَ ابْنُ عَبِيدِ اللَّهِ عَنْ أَبِي الرَّبِيعِ عَنْ جَابِرٍ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ أَيُّكُمْ خَافَ أَنْ لَا يَقُومَ مِنْ آخِرِ اللَّيْلِ فَلْيُوتِرْ ثُمَّ لِيُوقِدْ وَمَنْ وَثِقَ بِقِيَامِ مِنَ اللَّيْلِ فَلْيُوتِرْ مِنْ آخِرِهِ فَإِنَّ قِرَاءَةَ آخِرِ اللَّيْلِ مَحْضُورَةٌ وَذَلِكَ أَفْضَلُ ۝

۱۶۶۵- حَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُسَيْدٍ قَالَ نَا أَبُو عَاصِمٍ قَالَ أَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ قَالَ أَخْبَرَنِي أَبُو الرَّبِيعِ عَنْ جَابِرٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَفْضَلُ الصَّلَاةِ طُولُ الْقُنُوتِ ۝

۱۶۶۶- وَحَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَأَبُو كُرَيْبٍ قَالَا نَا أَبُو مُعَاوِيَةَ قَالَ نَا الْأَعْمَشُ عَنْ أَبِي سُوَيْبٍ عَنْ جَابِرٍ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ أَفْضَلُ الصَّلَاةِ طُولُ الْقُنُوتِ ۝ قَالَ أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ نَا الْأَعْمَشُ ۝

۱۶۶۷- وَحَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ قَالَ نَا جَرِيرٌ عَنْ الْأَعْمَشِ عَنْ أَبِي سُوَيْبٍ عَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ إِنَّ فِي اللَّيْلِ لَسَاعَةً لَا يُوَافِقُهَا رَجُلٌ مُسْلِمٌ يَسْأَلُ اللَّهَ خَيْرًا مِنْ أَمْرِ الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ إِلَّا أَعْطَاهُ إِيَّاهُ وَذَلِكَ فِي كُلِّ لَيْلَةٍ ۝

۱۶۶۸- وَحَدَّثَنِي مُسْلِمٌ بْنُ هَاشِمٍ ۝

صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بات میں ایک ایسا لمحہ آتا ہے جس لمحہ کو پانے کے بعد بندہ مسلم اللہ تعالیٰ سے جو سوال کرے اللہ تعالیٰ عطا فرمادیتا ہے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہمارا رب تبارک و تعالیٰ ہر رات کے آخری تہائی حصہ میں آسمان دنیا کی طرف متوجہ ہوتا ہے اور فرماتا ہے کوئی ہے جو مجھ سے دعا مانگے اور میں اس کی دعا قبول کر لوں۔ کوئی ہے جو مجھ سے سوال کرے اور میں اس کو عطا کر دوں۔ کوئی ہے جو مجھ سے بخشش طلب کرے اور میں اس کو بخش دوں۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تبارک و تعالیٰ ہر رات کے پہلے تہائی حصہ کے گزرنے کے بعد آسمان دنیا کی طرف متوجہ ہوتا ہے اور فرماتا ہے میں بادشاہوں کوئی ہے جو مجھ سے دعا مانگے اور میں اس کی دعا کو قبول کر دوں کوئی ہے جو مجھ سے سوال کرے اور میں اس کو عطا کر دوں کوئی ہے جو مجھ سے بخشش طلب کرے اور میں اسے بخش دوں۔ اللہ تعالیٰ یونہی فرماتا رہتا ہے حتیٰ کہ فجر روشن ہو جاتی ہے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب رات کا نصف یا اس کے بعد تہائی حصے گزر جاتے ہیں اللہ تبارک و تعالیٰ آسمان دنیا کی طرف متوجہ ہوتا ہے اور فرماتا ہے اے کوئی مانگنے والا جس کو میں عطا کر دوں۔ ہے کوئی دعا کرنے والا جس کی دعا کو میں قبول کر دوں ہے کوئی بخشش طلب کرنے والا جس کو میں بخش دوں حتیٰ کہ صبح ہو جاتی ہے۔

الْحَسَنُ بْنُ أَحْنَنٍ قَالَ نَا مَعْقِلٌ عَنْ أَبِي الرَّبِيعِ عَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنَّا مِنَ اللَّيْلِ سَاعَةً لَا يُوَافِقُهَا عَبْدٌ مُسْلِمٌ سَأَلَ اللَّهَ خَيْرًا إِلَّا أَعْطَاهُ إِيَّاهُ.

۱۶۶۹۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى قَالَ قَرَأْتُ عَلَى مَالِكٍ عَرَبِيَّ شَهَابٍ عَنْ أَبِي شَهَابٍ عَنْ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ الْأَعْوَى وَ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يَنْزِلُ رَبُّنَا تَبَارَكَ وَتَعَالَى كُلَّ لَيْلَةٍ إِلَى السَّمَاءِ الدُّنْيَا حِينَ يَنْفُخُ تِلْكَ الْبَلْبَلِ الْأَخِيرَ فَيَقُولُ مَنْ يَدْعُونِي فَأَسْتَجِيبَ لَهُ وَمَنْ يَسْأَلُنِي فَأَعْطِيَهُ وَمَنْ يَسْتَغْفِرُنِي فَأَغْفِرَ لَهُ.

۱۶۷۰۔ وَحَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ نَا يَعْقُوبُ وَهُوَ أَبُو عَبْدِ الرَّحْمَنِ الْقَارِي عَنْ سُهَيْلٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يَنْزِلُ اللَّهُ تَبَارَكَ وَتَعَالَى إِلَى السَّمَاءِ الدُّنْيَا كُلَّ لَيْلَةٍ حِينَ يَمْضِي تِلْكَ الْبَلْبَلِ الْأَوَّلُ فَيَقُولُ أَنَا أَمْلِكُ مَنْ ذَا الَّذِي يَدْعُونِي فَأَسْتَجِيبَ لَهُ مَنْ ذَا الَّذِي يَسْأَلُنِي فَأَعْطِيَهُ مَنْ ذَا الَّذِي يَسْتَغْفِرُنِي فَأَغْفِرَ لَهُ فَلَا يَزَالُ كَذَلِكَ حَتَّى يَنْفُخَ الْفُجْرُ.

۱۶۷۱۔ حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ مَنْصُورٍ قَالَ نَا أَبُو الْبَغِيَةِ قَالَ نَا الْأَوْزَاعِيُّ قَالَ نَا يَحْيَى قَالَ نَا أَبُو سَلَمَةَ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا مَضَى شَطْرُ اللَّيْلِ أَوْ ثُلُثَاهُ يَنْزِلُ اللَّهُ تَبَارَكَ وَتَعَالَى إِلَى السَّمَاءِ الدُّنْيَا فَيَقُولُ هَذَا مِنْ سَائِلٍ يُعْطَى هَذَا مِنْ دَعَائِ يَسْتَجَابُ لَهُ هَذَا مِنْ مُسْتَغْفِرٍ يُغْفَرُ لَهُ حَتَّى يَنْفَجِرَ الصُّبْحُ.

۱۶۷۲۔ حَدَّثَنَا حُجَّاجُ بْنُ الْقَاسِمِ قَالَ نَا

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تبارک و تعالیٰ نصف
یا تہائی رات گزربانے کے بعد آسمان دنیا کی طرف متوجہ ہوتا
ہے اور فرماتا ہے اکوئی ہے جو مجھ سے دعا مانگے اور میں اس
کی دعا قبول کروں یا مجھ سے سوال کرے اور میں اس کو
عطا کروں۔ پھر فرماتا ہے اس ذات کو کون قرض دے گا جو نہ
کبھی فنا ہوگی نہ کمی پر ظلم کرے گی۔

مَخَارِضُ أَبُو الْمُؤَرِّجٍ قَالَ سَمِعْتُ بْنَ سَعِيدٍ قَالَ أَخْبَرَنِي
ابْنُ مَرْجَانَةَ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ
يَقُولُ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَنْزِلُ
اللَّهُ تَبَارَكَ وَتَعَالَى فِي السَّمَاءِ الدُّنْيَا لِشَطْرِ اللَّيْلِ
أَوْ ثُلُثِ اللَّيْلِ الْأَخِيرِ فَيَقُولُ مَنْ يَدْعُونِي فَاسْتَجِبْ
لَهُ أَوْ يَسْأَلُنِي فَأَعْطِيَهُ ثُمَّ يَقُولُ مَنْ يَغْفِرُ مِنْ غَيْرِ
عَذَابِي وَلَا ظُلْمٍ قَالَ مُسْلِمٌ ابْنُ مَرْجَانَةَ هُوَ
سَعِيدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ وَمَرْجَانَةُ أُمُّهُ .

۱۶۴۳- وَحَدَّثَنَا هَارُونُ بْنُ سَعِيدٍ الْأَبِيُّ قَالَ
ثَابِتٌ وَهَيْبٌ قَالَ أَخْبَرَنِي سُلَيْمَانُ بْنُ بِلَالٍ عَنْ
سَعِيدِ بْنِ سَعِيدٍ يَهْدِي السُّنَادَ وَزَادَتْهُمْ يَسْطُ
يَدَايِهِ تَبَارَكَ وَتَعَالَى يَقُولُ مَنْ يَغْفِرُ مِنْ غَيْرِ عَذَابِي وَلَا
ظُلْمٍ .

۱۶۴۴- حَدَّثَنَا عُثْمَانُ وَابْنُ بَكْرِ ابْنُ أَبِي شَيْبَةَ
وَالْإِسْمَاعِيلِيُّ وَالْقَطَّانِيُّ وَالْقَطَّانِيُّ رَأَيْتُ أَبِي
شَيْبَةَ قَالَ إِسْمَاعِيلُ أَنَا وَقَالَ الْآخَرَانِ نَاجِرِيُّ عَنْ
مَنْصُورٍ عَنْ أَبِي إِسْمَاعِيلَ عَنْ الْأَعْمَشِيِّ عَنْ مُسْلِمِ بْنِ
عَنْ أَبِي سَعِيدٍ وَأَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى
اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَنْ اللَّهُ تَعَالَى يَمْلِكُ حَتَّى إِذَا ذَهَبَ
تِلْكَ اللَّيْلُ الْأُولَى نَزَلَ إِلَى السَّمَاءِ الدُّنْيَا فَيَقُولُ
هَلْ مِنْ مُسْتَغْفِرٍ هَلْ مِنْ تَائِبٍ هَلْ مِنْ سَائِلٍ هَلْ
مِنْ دَاعٍ حَتَّى يَنْفَجِرَ الْفَجْرُ .

۱۶۴۵- وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مَتَّى وَابْنُ بَشَّارٍ
قَالَ نَافِعُ بْنُ جَعْفَرٍ قَالَ نَاشِئَةُ عَنْ أَبِي إِسْمَاعِيلَ يَهْدِي
السُّنَادَ غَيْرَ أَنَّ حَدِيثَ مَنْصُورٍ أَتَمُّ وَكَثَرُ .

تہجد کی روایات میں تطبیق

سید بن ہشام نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم تہجد میں نور کلمات پڑھتے تھے، اور عروہ نے حضرت عائشہ سے روایت کیا ہے کہ رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم درسمیت تہجد میں گیارہ رکعت پڑھتے تھے اور مؤذن کے آنے کے بعد دو رکعت سنت فجر پڑھتے تھے ہشام
بن عروہ کی سند میں عروہ حضرت عائشہ سے روایت کرتے ہیں کہ تہجد میں گیارہ رکعت پڑھتے تھے۔ حضرت عائشہ

سے ایک روایت یہ ہے کہ رمضان ہو یا غیر رمضان، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم گیارہ رکعت سے زیادہ نہیں پڑھتے تھے دو بار چار چار رکعت پڑھتے اس کے بعد تین رکعت وتر پڑھتے، حضرت عائشہ سے ایک روایت یہ ہے کہ آپ تیرہ رکعات پڑھتے تھے۔ پہلے آٹھ رکعات پڑھتے پھر تین رکعت وتر پڑھتے پھر بیٹھ کر دو رکعت پڑھتے۔ ایک اور روایت میں حضرت عائشہ نے اس کی تفصیل کی اور فرمایا ان میں دو رکعت سنت فجر تھیں۔ امام بخاری نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رات کو سات اور نو رکعات پڑھتے تھے۔ امام بخاری اور امام مسلم نے حضرت ابن عباس سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تہجد میں تیرہ رکعات پڑھتے تھے اور طلع فجر کے بعد دو رکعت سنت فجر پڑھتے تھے اور خالد بن زید کی روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بشمول سنت فجر تیرہ رکعات پڑھتے تھے۔ قاضی عیاض رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ ان روایات میں اختلاف کی وجہ یہ ہے کہ حضرت عائشہ، حضرت ابن عباس اور حضرت خالد بن زید رضی اللہ عنہم نے اپنے اپنے مشاہدے کے مطابق رکعت تہجد کو روایت کیا ہے۔ رہا حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی اپنی روایات میں اختلاف، تو وہ یا تو راویوں کے اختلاف کی وجہ سے ہے یا اس وجہ سے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے مختلف مواقع پر مختلف رکعات کا مشاہدہ کیا ہے یہ بھی ہو سکتا ہے کہ آپ کا اغلب معمول بشمول دو گیارہ رکعت ہوا اور بعض اوقات آپ نے زیادہ سے زیادہ بشمول سنت فجر اور وتر پندرہ رکعات پڑھی ہوں اور کم از کم وتر سمیت سات رکعت پڑھی ہوں اور رکعات تہجد میں کمی اور زیادتی کا باعث نیند، دیگر مصروفیت اور مرض اور تکلیف کے سبب وقت میں کمی اور زیادتی کی وجہ سے ہو یہ بھی ہو سکتا ہے کہ اوائل میں آپ نے زیادہ رکعات پڑھی ہوں اور سن رسیدہ ہونے کے بعد کم رکعات پڑھی ہوں کیونکہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ جب آپ سن رسیدہ ہو گئے تو رات کو سات رکعت پڑھتے تھے لہ۔

تہجد کا حکم | اس باب کی حدیث نمبر ۱۲۳۶ میں زرارہ کی روایت ہے کہ سعد بن ہشام بن عامر نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تہجد کے بارے میں سوال کیا تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: کیا تم ”یا ایہا المسلمین“ نہیں پڑھتے؟ میں نے کہا کیوں نہیں! آپ نے فرمایا اس سورت کے شروع میں اللہ تعالیٰ نے آپ پر رات کا قیام فرض کیا تھا لہذا نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے اصحاب ایک سال تک رات کو نماز پڑھتے رہے اللہ تعالیٰ نے اس سورت کے آخری حصہ کو بارہ ماہ تک آسمان پر روک رکھا، اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے اس سورت کے آخر میں تحفیف نازل فرمائی پھر رات کا قیام (تہجد کی نماز) فرض ہونے کے بعد نفل ہو گیا لہ۔ علامہ قرطبی اس مسئلہ کی تحقیق کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

اس مسئلہ میں اختلاف ہے کہ کیا تہجد کی نماز صرف آپ پر فرض تھی یا آپ پر اور انبیاء سابقین پر بھی فرض تھی یا آپ پر اور آپ کی امت، دونوں پر فرض تھی۔ یہ تین اقوال ہیں۔ پہلا قول حضرت سعید بن جبیر کا ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ کا خطاب صمیمیت سے آپ کی طرف متوجہ ہے۔ دوسرا قول حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کا ہے کہ تہجد کی نماز آپ پر اور انبیاء سابقین پر

۱۔ علامہ یحییٰ بن شرف نوادی متوفی ۶۷۶ھ، شرح مسلم ج ۱ ص ۲۵۲، مطبوعہ دار محمد صالح المطابع الطبعة الثانیة ۱۴۰۵ھ۔

۲۔ امام ابو الحسین مسلم بن حجاج قشیری متوفی ۲۶۱ھ، صحیح مسلم ج ۱ ص ۲۵۲، مطبوعہ دار محمد صالح المطابع کراچی الطبعة الثانیة ۱۴۰۵ھ۔

فرمائی تھی۔ تیسرا قول حضرت عائشہ کا ہے اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بھی اس قول کو اختیار کیا ہے اور یہی صحیح ہے جیسا کہ صحیح مسلم میں زرارہ بن ادنیٰ کی سند سے سعد بن ہشام بن عامر کی حضرت عائشہ سے روایت ہے ۱۷ (حدیث مذکور العدد نمبر ۱۶۳۶)۔

علامہ قرطبی مزید لکھتے ہیں:

تہجد کے ناسخ میں بھی علماء کا اختلاف ہے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے اس کا ناسخ یہ آیت ہے :-

ان ربك يعلم انك تقوم ادى من
ثلثي الليل ونصف وثلثه و طائفة من الذين
معك و الله يقدر الليل و النهار علم ان تصوم
كتاب عليكم فاقروا ما تيسر من القرآن و علم ان
سيكون منكم مرضى و آخرون يضربون في
الارض يبتغون من فضل الله و آخرون
يقاتلون في سبيل الله فاقروا ما تيسر
منه و اقيموا الصلوة و اتوا الزكاة و اقروا
الله فرضا حسنا (مزل : ۲۰)

لا یرب تبارک و تعالیٰ جاننا ہے کہ تم کبھی دو تنہائی رات کے قریب
قیام کرتے ہو کبھی نصف شب تک اور کبھی تہائی شب تک۔ اور تمہارے
ساتھیوں کی ایک جماعت بھی۔ دن اور رات کو اللہ مقدر فرماتا ہے اسے
معلوم ہے کہ تم سے راستے مسافران کا شمار ہو سکے گا۔ اللہ تعالیٰ نے
تمہاری تہجد قبول فرمائی۔ پس تم نماز میں جتنی سہولت سے قرآن پڑھ
سکو پڑھ لو۔ اسے علوم ہے کہ تم قریب تم میں سے کچھ بیمار ہونگے اور کچھ
اللہ کا فضل تلاش کرنے کے لیے زمین میں سفر کریں گے اور کچھ اللہ کی راہ
میں جہاد کریں گے تو جتنی قرآن آسانی کیساتھ پڑھ سکو پڑھو! اور نماز
قائم کرو اور زکوٰۃ ادا کرو اور اللہ کو قرآن حسن دو۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ بھی مروی ہے کہ تہجد کی فرضیت ”علم ان سيكون منكم مرضى“
سے منسوخ ہے اور ایک اور قول میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا، امام شافعی، مقاتل اور ابن کبیران سے مروی ہے کہ پانچ نمازوں
کے فرض ہونے کے بعد تہجد کی فرضیت منسوخ ہو گئی۔ ۱۸
قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

و من انيل فتمجد به فاخله لك -
(ان ایل: ۷۸)

نفل کا معنی سن زیادتی ہے اور اصطلاح شرع میں وہ کام ہے جس کا اللہ تعالیٰ نے حکم نہ دیا ہو بندہ اللہ تعالیٰ کی رضا جرنی
کے لیے اپنی طرف سے کرے اس کا کرنا کار ثواب ہے اور نہ کرنا باعث موافد نہیں ہے۔ اگر اس آیت میں نفل معنی
معنی میں ہو تو اس آیت کا معنی ہوگا۔ رات کو اٹھ کر تہجد پڑھیے یہ خاص آپ کے لیے زیادہ ہے اس اعتبار سے تہجد کی نماز
صرف آپ پر فرض ہوگی اور اگر نفل اصطلاحی معنی میں ہو تو آیت کا معنی یہ ہوگا کہ آپ کے لیے نفل ہے علامہ قرطبی ان دونوں معنوں
پر بحث کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

۱۷ - علامہ البرقہ عبد اللہ محمد بن احمد قرطبی متوفی ۶۷۱ھ، الجامع لاحکام القرآن جز ۱۶، ص ۲۲ مطبوعہ دارالکتب العربیہ قاہرہ، الطبعة الثانیہ ۱۳۸۶ھ۔
۱۸ -

۱۔ مقاتل نے کہا کہ اس آیت میں ناخلة کا لفظ کرامت کے معنی میں ہے۔ علماء کا اس بات کی توجہ میں اختلاف ہے کہ اس آیت میں بالخصوص نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر کیوں کیا گیا ہے اور آپ کی امت کا کیوں نہیں کیا گیا، بعض نے کہا آپ پر تہجد کی نماز فرض تھی کیونکہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: ناخلة لك۔ یعنی آپ پر تہجد ایک لازمہ فرض ہے جو آپ کی امت پر فرض نہیں ہے میں کہتا ہوں کہ یہ توجہ دو وجہوں سے بعید ہے اولاً اس لیے کہ اس توجہ میں فرض پر نفل کا اطلاق ہے اور یہ مجاز ہے حیثیت نہیں دوم اس لیے کہ آپ نے فرمایا بندوں پر پانچ نمازیں فرض ہیں اور حدیث قدسی ہے کہ یہ پانچ نمازیں ہیں اور پچاس (با اعتبار اجر) ہیں میرے قول میں کوئی تبدیلی نہیں ہوتی، اور یہ نص صریح ہے پھر کیسے کہا جاسکتا ہے کہ آپ پر پانچ نمازوں سے زیادہ فرض ہیں۔ یہ قول صحیح نہیں ہے۔

قوله تعالى: ناخلة لك اي كرامة لك قاله مقاتل واختلف العلماء في تخصيص النبي صلى الله عليه وسلم بالذکر دون امته فقيل كانت صلوة الليل فريضة عليه لقوله: ناخلة لك اي فريضة واحدة على الفريضة الموظفة على الامة قلت في هذا التأويل بعد لوجهين احدهما تسمية الفرض بالنفل، وذلك مجاز لا حقيقة الثاني قوله صلى الله عليه وسلم خمس صلوات فرضهن على العباد وقوله تعالى هن خمس وهن خمسون لا يبدل القول لدى وهذا نص فكيف يقال افترض عليه صلوة واحدة على الخمس هذا ما لا يصح

علامہ عینی فرماتے ہیں:

فوجب طلب الدليل من السنة على احد المعنيين فوجدنا سنة النبي صلى الله عليه وسلم ان لا واجب من الصلوات الخمس الى قوله وفي تفسير ابن عباس قم اليل يعني قم اليل كله الا قليلا منه فاشتد ذلك على النبي صلى الله عليه وسلم وعلى اصحابه فقاموا اليل كله حتى انتفخت اقدامهم وذلك قبل الصلوات الخمس ففعلوا ذلك سنة فانزل الله ناسختها فقال علم ان لن تحصى يعنى قيام اليل من الثلث والنصف وكان هذا قبل ان تفرض الصلوات الخمس فلما فرضت

ہم واجب ہے کہ ہم دو معنوں میں سے کسی ایک معنی کی تائید کیسے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کی طرف رجوع کریں۔ ہم نے دیکھا کہ آپ کی سنت سے ثابت ہے کہ پانچ نمازوں کے علاوہ اور کوئی نماز واجب نہیں ہے۔ تفسیر ابن عباس میں ہے ”قم الیل“ کا معنی ہے طویل حصہ کے سوا ساری رات قیام کرو۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے اصحاب پر پلیر دشوار تھا وہ ساری رات قیام کرتے یہاں تک کہ ان کے پاؤں سوج جاتے وہ ایک سال تک رات کو قیام کرتے تھے اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے اس حکم کا نسخہ نازل فرمایا اور فرمایا ”اللہ تعالیٰ کو معلوم ہے کہ تم سے رات کا شمار نہ ہو سکے گا۔“ یعنی تم نصف یا انتہائی شب قیام نہیں کر سکو گے۔ یہ پانچ نمازوں کی فرضیت سے پہلے کا واقعہ ہے اور جب پانچ نمازیں فرض

الخمس نسختت هذه كما نسخت الزكاة كل صدقة وصوم رمضان كل صوم له

ہو گئیں تو تہجد کی فرضیت منسوخ ہو گئی، جیسے زکوٰۃ کی فرضیت نے ہر قسم کے صدقہ کی فرضیت کو منسوخ کر دیا اور رمضان کے روزوں نے ہر قسم کے روزوں کی فرضیت کو منسوخ کر دیا۔

علامہ ابن حجر عسقلانی کی بھی یہی تحقیق ہے۔ فرماتے ہیں:

ثبنته فرض ذلك بالصلوات الخمس

جب تہجد آپ اور امت دونوں کے لیے فرض تھی تو قرآن کریم میں یہ کیوں فرمایا: نأخذ لك "خاص آپ کے لیے نفل ہے؟ علامہ عینی اس کی تشریح کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

وذكر في كونه نافلة ان الله تعالى غفر

له من ذنوبه ما تقدم وما تاخر فكل

طاعة ياتي بها سوى المكتوبة تكون زيادة

في كثرة الثواب فلهذا سمي نافلة بخلاف

الامة فان لهم ذنوباً محتاجة الى الكفارات

فثبت ان هذه الطاعات انما تكون ذوات

ذنواخل في حق سيدنا رسول الله

صلى الله عليه وسلم لا في حق غيره

علامہ آلوسی نے بھی یہ توجیہ ذکر کی ہے کہ ان کے علاوہ علامہ عسقلانی نے بھی یہ توجیہ ذکر کی ہے اور لکھا ہے:

روى الطبري عن ابن عباس ان النافلة

للنبي صلى الله عليه وسلم خاصة لانه

امر بقيام الليل وكتب عليه دون امت

واسناداه ضعيف - ۱۷

ابام لازي نے تفسیر کبیر میں نافلة کی دو تفسیریں ذکر کی ہیں۔ صرف آپ پر تہجد کی فرضیت زیادہ تھی نہ آپ کی امت

طبری نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت

کیا ہے کہ تہجد کی نوافل صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے زائد تھی۔

کیونکہ صرف آپ کو قیام میل کا حکم دیا گیا اور صرف آپ پر تہجد کی نماز

فرض کی گئی آپ کی امت پر تہجد نہیں فرض کی گئی۔ اس روایت

کی سند ضعیف ہے۔

ابام لازي نے تفسیر کبیر میں نافلة کی دو تفسیریں ذکر کی ہیں۔ صرف آپ پر تہجد کی فرضیت زیادہ تھی نہ آپ کی امت

۱۷۔ علامہ بدر الدین عینی حنفی متوفی ۸۵۵ھ، عمدة القاری ج ۷ ص ۱۸۹، مطبوعہ ادارة الطباعة المنيرية، مصر۔

۱۸۔ علامہ ابن حجر عسقلانی متوفی ۸۵۲ھ، فتح الباری ج ۳ ص ۲۴ مطبوعہ دار نشر المكتبة الاسلامية لاہور، طبعہ متنازہ ۱۴۰۱ھ۔

۱۹۔ علامہ بدر الدین عینی متوفی ۸۵۵ھ۔ عمدة القاری ج ۷ ص ۱۶۵، مطبوعہ ادارة الطباعة المنيرية، مصر۔

۲۰۔ علامہ سیّد محمود آلوسی متوفی ۱۲۴۰ھ۔ روح المعانی ج ۱۵ ص ۱۳۹ مطبوعہ دار احياء التراث العربی، بیروت۔

۲۱۔ علامہ ابن حجر عسقلانی متوفی ۸۵۲ھ، فتح الباری ج ۳ ص ۲۴ مطبوعہ دار نشر المكتبة الاسلامية لاہور، طبعہ متنازہ ۱۴۰۱ھ۔

پر اور یہ کہ تہجد کی نماز صرف آپ کے لیے نفل تھی اور آپ کے ساتھ نفل کی خصوصیت کی وہی توجہ یہ کہ ہے جس کو ہم علامہ عینی سے نقل کر چکے ہیں اور دونوں منزلوں میں سے کسی کو دوسرے پر راجع نہیں قرار دیا ہے۔ علامہ ابو سعید نے بھی ایسا ہی کیا ہے کہ علامہ کرمانی کی عبارت سے یہ مفہوم نکلتا ہے کہ وہ فرضیت کے قائل ہیں تھے۔
علامہ نوری زبیر بحث حدیث کی شرح میں فرماتے ہیں:

هَذَا ظَاهِرٌ أَنَّهُ صَارَ تَطَوُّعًا فِي حَقِّ رَسُولِ
اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَمَا الْأَمَّةُ فَهُوَ تَطَوُّعٌ
فِي حَقِّهِمْ بِالْإِجْمَاعِ وَأَمَّا النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ فَاخْتَلَفُوا فِي نَسْخِهِ فِي حَقِّهِ وَالْأَمَّةُ عِنْدَنَا لَمْ يَنْسَخْ
عَلَامَةُ دُشْتَانِی مالکی فرماتے ہیں:

وَقِيلَ كَانَ فَرْضًا فِي حَقِّهِ صَلَّى اللَّهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَطْ وَاخْتَلَفَ الْفُقَهَاءُ كُلُّهُمْ
بِالْفَرَضِ فَالْأَكْثَرُونَ عَلَى أَنَّهُ نَسَخَ
وَهُوَ دَلِيلُ قَوْلِ عَاصِمَةَ ۞

اس حدیث سے ظاہر ہو گیا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے حق میں تہجد نفل ہے اور امت کے حق میں تہجد کے نفل ہونے میں اجماع ہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے حق میں تہجد کی فرضیت کے منسوخ ہونے میں اختلاف ہے ہمارے نزدیک زیادہ صحیح ہے کہ آپ کے حق میں تہجد کی فرضیت منسوخ ہو گئی۔

کہا گیا ہے کہ تہجد صرف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر فرض تھی اور فرض کے قائلین کا فرضیت کے منسوخ ہونے میں اختلاف ہے اور اکثرین کا مختار یہ ہے کہ آپ کے حق میں تہجد کی فرضیت منسوخ ہو گئی۔ حضرت عائشہ کے نقل سے یہی ثابت ہے۔

ہماری تحقیق یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر تہجد فرض نہیں تھی۔ ان دلائل کے علاوہ جو مذکور الصدر عبارت علی میں گزر چکے ہیں صاف اور واضح دلیل یہ ہے کہ فرضیت اس دلیل سے ثابت ہوتی ہے جو ثرنا اور دلالت قطعی ہو اور یہاں لازم اور فرضیت پر دلالت قطعی نہیں ہے کیونکہ ناخذہ کا ایک معنی زائدہ ہے یعنی آپ پر تہجد کی فرضیت زائد ہے جس سے فرضیت ثابت کی گئی ہے جبکہ ناخذہ کا دوسرا معنی جو کہ نفل کا حقیقی معنی ہے وہ بھی اس آیت میں بلا تکبر تسلیم کیا گیا ہے جس کا خلاصہ یہ ہے کہ تہجد آپ کے لیے نفل ہے اور جب اس کے دو معنی مراد ہیں اور ان میں سے ایک معنی فرضیت کے منافی ہے تو اس کی فرضیت پر دلالت قطعی نہیں رہی لہذا آپ پر تہجد کا فرض ہونا ثابت نہیں ہوا۔

وتر کے حکم میں مذاہب ائمہ علامہ دشتانی مالکی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

الوتر عند مالك سنة مؤكدة ۞ امام مالک کے نزدیک وتر سنت مؤکدہ ہے۔

- ۱۔ امام فخر الدین رازی متوفی ۶۰۶ھ۔ تفسیر کبیر ج ۵ ص ۳۰ مطبوعہ دار الفکر بیروت ۱۳۹۸ھ
- ۲۔ علامہ ابو سعید حسنی تفسیر ابو سعید دلی امش اکبر ج ۶ ص ۲۵۲ مطبوعہ دار الفکر بیروت ۱۳۹۸ھ
- ۳۔ علامہ محمد بن یوسف کرمانی متوفی ۷۸۶ھ، تحقیق الکرکب الداری ج ۶ ص ۱۸۲ مطبوعہ دار احیاء التراث العربی بیروت الطبعة الثانیہ ۱۳۹۸ھ
- ۴۔ علامہ یحییٰ بن شرف نوادی متوفی ۶۷۶ھ شرح مسلم ج ۱ ص ۲۵۶ مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی، الطبعة الثانیہ ۱۳۷۵ھ
- ۵۔ علامہ ابو عبد اللہ دشتانی مالکی متوفی ۸۲۸ھ اکمال الکمال ج ۲ ص ۳۸۸ مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت۔

علامہ نوری شافعی فرماتے ہیں:
الو تو سندۃ عندنا بلا جلاوۃ

ہمارے نزدیک وتر کے سنت ہونے میں کوئی اختلاف نہیں ہے۔

علامہ ابن قدامہ حنبلی فرماتے ہیں:

وہو سندۃ مؤکدۃ قال احمد من ترك
لو تو سندۃ فهو رجل سوء ولا ينبغي ان تقبل
شهادۃ واداد البیاض لغۃ فی تاکیدۃ لما حدود
من الاحادیث فی الامر بہ ۔

وتر ہمارے نزدیک سنت مؤکدہ ہے امام احمد نے
فرمایا جس شخص نے عمداً وتر ترک کیا، وہ برا شخص ہے۔
اس کی شہادت نہیں قبول کرنی چاہیے، علامہ ابن قدامہ کہتے
ہیں کہ امام احمد نے وتر کی تاکید میں مبا لغہ کا ارادہ کیا ہے
کیونکہ احادیث میں وتر پڑھنے کا حکم وارد ہوا ہے۔

علامہ سرخسی حنفی فرماتے ہیں:

ہمارے نزدیک اس بات میں کوئی اختلاف نہیں ہے کہ وتر کی نماز تمام سنتوں سے زیادہ قوی ہے حتیٰ کہ اگر کوئی
وتر کی نماز پڑھنے سے رہ جائے تو اس کی قضا کی جاتی ہے کیا نہیں یہ نہیں معلوم کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدۃ النبی
میں وتر کی قضا پڑھنے سے ابتداء کی متنی اور جس روایت میں ہے کہ صبح کے بعد وتر کی نماز نہیں ہے اس کا مطلب یہ ہے
کہ صبح کی نماز تک وتر کو مؤخر نہ کرو اس کی قضا سے منع کرنا مقصود نہیں ہے۔ نماز فجر کے بعد طلوع شمس سے پہلے بھی
وتر کی قضا پڑھی جاتی ہے یہ چیز اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ وتر سنتوں سے زیادہ قوی ہے اور فرض سے کم
ہے کیونکہ وتر کے منکر کی تکبیر نہیں کی جائے گی اور نہ وتر کے لیے اذان دی جائے گی اور رمضان کے علاوہ وتر کی جانت
ی مشروع نہیں ہے اس کے عوا اختلاف ہے۔ حماد بن زید، امام ابو حنیفہ سے روایت کرتے ہیں کہ وتر فرض ہے اور یوسف
بن خالد سمعی نے امام ابو حنیفہ سے روایت کیا ہے کہ وتر واجب ہے اور امام اعظم کا بھی ظاہر مذہب ہے اور اسد بن عمر نے
امام ابو حنیفہ سے روایت کیا ہے کہ وتر سنت مؤکدہ ہے اور یہی امام ابو یوسف اور امام محمد رحمہما اللہ کا قول ہے ان کی دلیل یہ
ہے کہ حدیث اعرابی میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اعرابی کو تعلیم دی کہ دن اور رات میں پانچ نمازیں ہیں۔ اعرابی نے
پوچھا کیا ان کے سوا بھی محمد پر کوئی نماز ہے فرمایا نہیں! الا یہ کہ تم نفس پڑھو گے اور مردی ہے کہ ابو محمد نام کے ایک انصاری غس
نے کہا کہ وتر فرضی ہے جب یہ بات حضرت عبادہ بن اسامت تک پہنچی تو انہوں نے اس کا رد کیا اور فرمایا ابو محمد نے ہجرت بڑا میں
تھے خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنلے ہے اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں پر دن اور رات میں پانچ نمازیں فرض کی ہیں اللہ اور حضرت علی نے
فرمایا وتر سنت ہے لازم نہیں ہے اور قرآن مجید میں بھی اس کی طرٹ اشارہ ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

۱۔ علامہ یحییٰ بن شرف نوری شافعی متوفی ۷۶۷ھ شرح المذہب مع المجموع ج ۲ ص ۱۲، مطبوعہ دار الفکر بیروت۔

۲۔ علامہ عبد اللہ بن احمد بن قدامہ حنبلی متوفی ۵۶۱ھ ص ۲۵۲، ۲۵۳ مطبوعہ دار الفکر بیروت الطبعة الاولیٰ ۱۴۰۵ھ

۳۔ امام مسلم بن حجاج قشیری متوفی ۲۶۱ھ ص ۳۰ مطبوعہ ترجمہ مع المطابع کراچی الطبعة الثانیة ۱۳۷۵ھ

۴۔ امام البرادہ بن سیلمان بن اشعث متوفی ۲۰۵ھ سنن البرادہ ج ۱ ص ۲۰۱ مطبوعہ مطبعہ نجفی لاہور الطبعة الثانیة ۱۴۰۵ھ

۵۔ امام عبد الرزاق بن ہمام متوفی ۲۱۱ھ المصنف ج ۳ ص ۴۰ مطبوعہ مکتبۃ اسلامیہ لاہور الطبعة الاولیٰ ۱۳۹۰ھ

حافظوا علی الصلوٰۃ والصلوٰۃ الوسطیٰ اور وسطیٰ (درمیان نماز) اسی وقت متحقق ہوگی جب فرض کا عدد پانچ ہو، اور امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ اس حدیث سے استدلال کرتے ہیں۔ حضرت ابوبصرہ انفاری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: لا یریب اللہ تعالیٰ فی تم پر ایک نماز زیادہ کر دی ہے سوا وہ وتر ہے اس کو عشاء سے لیکر طلوع فجر تک پڑھا کرو۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ وتر کا وجوب باقی فرض کے بعد مقرر ہوا کیونکہ آپ نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے ایک نماز زیادہ کی ہے اور زیادہ کرنے کی نسبت، اپنی طرف نہیں اللہ تعالیٰ کی طرف کی ہے جبکہ سنتوں کی اضافت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف ہوتی ہے اور زیادتی کا تحقق بھی واجبات میں ہوتا ہے کیونکہ واجبات کا عدد میں ہوتا ہے اور فاضل کی کوئی گنتی شماراں انتہا نہیں ہوتی، اور حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا مغرب کی طرح وتر کی تین رکعات ہیں اور ایک رعایت میں ہے رات کے وتر، دن کے وتر کی طرح ہیں۔ اور دن کے وتر (مغرب کی نماز — از سعیدی) واجب ہیں لہذا رات کے وتر بھی واجب قرار پائیں گے۔ اور صحابہ رضوان اللہ علیہم کا اتفاق ہے کہ ترویج کی مقدار میں رکعات ہیں کیونکہ دن اور رات کے طہیات کی تعداد بھی یہی رکعت ہے اور دن اور رات کے واجبات کی تعداد میں رکعت بھی ہوگی۔ جب وتر کو واجب قرار دیکر دیگر واجبات میں شامل کیا جائے البتہ وتر کا وجوب چونکہ قطعی دلیل سے ثابت ہوا ہے اس لیے اس کے منکر کی تکفیر نہیں کی جائے گی اور باقی فرضوں سے اس کا مرتبہ کم ہوگا اور اس پر فرض کا اطلاق نہیں ہوگا ہر حال فرض صرف پانچ نمازیں ہیں جیسا کہ سابقہ روایات میں مذکور ہے اور فرض اور واجبات میں ہمارے نزدیک فرق ظاہر ہے۔ ۳۵

وجوب وتر پر احناف کے مزید دلائل

عن ابی ایوب، عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال: الوتر حق واجب الحدیث ۱۰

حضرت ابویوب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وتر حق واجب ہے۔

علامہ البرطیب اس حدیث کی سند کے بارے میں فرماتے ہیں:

رواہ کلہمہ ثقات قال الحافظ حدیث

ابو ایوب اخرجہ ابو داؤد والنسائی والدارقطنی فی العلل والبیہقی وغیر

اس حدیث کی سند کے تمام راوی ثقہ ہیں حافظ ابن حجر عسقلانی نے کہا کہ اس حدیث کو البراد، نسائی اور دارقطنی نے علل میں بیان کیا ہے اور بیہقی اور دیگر محدثین

۱۔ امام ابوبکر عبداللہ بن محمد بن ابی شیبہ مترقی ۲۳۵ ھ المصنف ج ۲ ص ۲۹۰ مطبوعہ ادارۃ القرآن، کراچی الطبعة الاولى، ۱۴۰۶ ھ۔

نوٹ: علامہ سرخسی نے یہ حدیث حضرت ابوبصرہ سے روایت کی ہے، مصنف ابن شیبہ اور مصنف عبدالرزاق لبرانی مسند احمد اور حاکم میں یہ حدیث من عمرو بن شیبہ من ابیہ عن جدہ ہے۔ (از سعیدی)۔

۲۔ امام عبدالرزاق بن ہمام مترقی ۲۱۱ ھ، المصنف ج ۳ ص ۱۹، مطبوعہ مکتب اسلامی بیروت، الطبعة الاولى، ۱۴۰۶ ھ۔

۳۔ علامہ شمس الدین محمد بن احمد سرخسی مترقی ۴۸۳ ھ، المبسوط ج ۱ ص ۱۵۶-۱۵۵ مطبوعہ دار المعرفۃ بیروت، الطبعة الثانیة، ۱۴۰۰ ھ۔

۴۔ امام علی بن عمر دارقطنی مترقی ۴۸۵ ھ، سنن دارقطنی ج ۲ ص ۲۰ مطبوعہ زکوة الشیخ عثمان۔

واحد وقفہ ، وهو الصواب بلہ

عن خارجة بن حذافة العدوی قال
خروج علينا رسول الله صلى الله عليه وسلم
صلوة الغداة فقال لقد امركم الله الليلة
بصلوة هو خير لكم من حمد النعم قال
قلت وما هي يا رسول الله قال الوتر فيما بين صلاة العشاء
الى طلوع الفجر

نے اس کو موقوف قرار دیا ہے اور یہی صحیح ہے۔
خارجہ بن حذافۃ العدوی بیان کرتے ہیں کہ صبح کے
وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہماری پاس نشر پڑے
اور فرمایا اللہ تعالیٰ نے آج رات ایک نماز کو زیادہ فرمایا ہے
جو تمہارے لیے سرخ اونٹوں سے بہتر ہے۔ ہم نے عرض
کیا یا رسول اللہ وہ کون سی نماز ہے، فرمایا وتر (جس کا وقت)
عشاء کی نماز سے لے کر طلوع فجر تک ہے۔

کسی چیز میں زیادتی ہمیشہ اس چیز کی جنس سے ہوتی ہے اس لیے پانچ فرائض میں وتر کی زیادتی اس بات کو مستلزم
ہے کہ وتر بھی فرض ہوگی، چونکہ یہ اخبار احواد اور ظنی دلائل سے ثابت ہے اس لیے واجب قرار پائے گا۔
عن ابی بصرة الغفاری یقول سمعت
رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول ان الله
ذاككم صلوة وهي الوتر فصلوها بين صلوة
العشاء الى صلوة الصبح

اس حدیث، کہ ایک اور سند کے ساتھ بھی امام احمدیہ اور امام بیہقی نے بیان کیا ہے۔
اس حدیث سے بھی اولاً استدلال اس وجہ سے ہے کہ کسی چیز میں زیادتی اس کی جنس سے ہوتی ہے اور ثانیاً اس وجہ
سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وتر پڑھنے کا امر فرمایا ہے اور امر واجب کے لیے آتات۔ اور احادیث سے ثابت
ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وتر نہ جانے کی صورت میں اس کی قضاء کا حکم دیا ہے اور یہ وتر کے واجب ہونے کی واضح
دلیل ہے کیونکہ قضاء واجب کی ہوتی ہے سنت یا نفل کی نہیں ہوتی۔

عن ابی سعید قال قال رسول الله صلى
الله عليه وسلم من نام عن وتره او نسيه فليصله
اذا ذكره

حضرت ابو سعید بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص وتر سے سو جائے یا وتر
پڑھنا بھول جائے تو جس وقت یاد آئے وتر پڑھ لے۔
یہ حدیث جامع ترمذی (ص ۹۳، مطبوعہ نور محمد کارخانہ تجار، تہ کتب کراچی میں بھی ہے اور سنن ابن ماجہ ص ۸۳) میں بھی ہے۔

- علامہ محمد شمس الحق عظیم آبادی -
حافظ البرکات عبد اللہ بن محمد بن ابی شیبہ متوفی ۲۳۵ھ، المصنف ج ۲ ص ۲۹۷ مطبوعہ دارۃ القرآن کراچی، الطبعة الاولى ۱۴۰۲ھ -
امام احمد بن حنبل متوفی ۲۴۱ھ، مسند احمد بن حنبل ج ۶ ص ۳۹۷ مطبوعہ المکتب الاسلامی بیروت، الطبعة الاولى ۱۳۹۰ھ -
امام ابو داؤد سلیمان بن اشعث متوفی ۲۷۵ھ، سنن ابو داؤد ج ۱ ص ۲۰۳ مطبوعہ مطبع مجتبیٰ لاہور، الطبعة الثانیہ ۱۴۰۵ھ -
امام احمد بن حنبل متوفی ۲۴۱ھ - مسند احمد بن حنبل ج ۶ ص ۳۹۷ مطبوعہ المکتب الاسلامی بیروت، الطبعة الاولى ۱۳۹۰ھ -
حافظ نور الدین ابی شیبہ متوفی ۵۸۰ھ - مجمع الزوائد ج ۱ ص ۱۳۵ مطبوعہ دار الفکر بیروت، الطبعة الاولى ۱۳۵۳ھ -

ائمہ ثلاثہ کے دلائل کا جواب | ائمہ ثلاثہ کے بس دلائل کا جواب علامہ سرخسی کی عبارت میں گذر چکا ہے ان کی ایک اور اہم دلیل یہ ہے کہ سبع امارت میں سواری پر وتر پڑھنے کا ذکر ہے اور سواری پر فرض یا واجب نہیں پڑھے جاتے نفل پڑھے جاتے ہیں۔ اس سے ثابت ہوا کہ وتر نفل ہیں۔

عن ابن عمر ان رسول الله صلى الله عليه وسلم اوتر على البعير
میں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اونٹ پر وتر پڑھے
اس کے دو جواب ہیں اول یہ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ عمل وتر کو واجب قرار دینے سے پہلے کا ہے۔
دوسرا جواب یہ ہے کہ ممکن ہے کسی قدر کی بنا پر آپ نے سواری پر وتر پڑھے ہوں جیسا کہ ترمذی اور ابو داؤد میں
ہے کہ آپ نے کچھ کے غلہ کی بنا پر فرض سواری پر پڑھے کیونکہ آپ سے ثابت ہے کہ آپ سواری سے اتر کر وتر پڑھا
کرتے تھے۔

عن ابن عمر انه كان يصلي على راحلته ويوتر
بالارض ويضع ان رسول الله صلى الله عليه وسلم
كان يفعل كذلك۔
تیسرا جواب یہ ہے کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے جس طرح سواری پر وتر پڑھنا مروی ہے اسی طرح ان سے یہ بھی مروی
ہے کہ وہ سواری سے اتر کر وتر پڑھتے تھے (عنقریب باحوالہ ذکر آ رہا ہے) اور جب ایک صحابی سے یہ دونوں فعل مروی ہیں
تواضیحات کا تقاضا یہ ہے کہ ان امارت پر عمل کیا جائے جن کی رو سے سواری پر وتر جائز نہیں کیونکہ اصول میں مقرر ہے کہ
حلت اور حرمت میں تعارض ہو تو جانب حرمت کو ترجیح ہوتی ہے۔
چوتھا جواب یہ ہے کہ یہ حدیث انیس بھی مفید نہیں ہے۔ کیونکہ شوافع کا مسلک ہے کہ وتر رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم پر واجب تھے اور امت کے لیے سنت تھے۔
علامہ نووی شافعی کہتے ہیں:

ان الوتر واجب على رسول الله صلى الله عليه وسلم
عنه وسلم وان كان سنة في حق الامة۔
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر وتر واجب ہیں،
اگرچہ امت کے حق میں سنت ہیں۔
شرح معانی الآثار کے حوالے سے ہم بیان کر چکے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سواری سے اتر کر وتر پڑھتے تھے
اس کے علاوہ حسب ذیل آثار سے بھی ثابت ہے کہ بلا غلہ سواری پر وتر پڑھنا جائز نہیں ہے۔
عن التميم بن محمد ان عمر كان يوتر
تاسم بن محمد بیان کرتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ

- ۱۔ امام ابو عبد اللہ محمد بن اسماعیل بخاری متوفی ۲۵۶ھ، صحیح بخاری ج ۱ ص ۱۳۶ مطبوعہ نور محمد راجع المطابع کراچی الطبعة الاولى ۱۴۰۳ھ
- ۲۔ امام ابو جعفر طحاوی متوفی ۳۲۱ھ، شرح معانی الآثار ج ۱ ص ۲۴۹ مطبوعہ مطبع مجتبائی پاکستان لاہور الطبعة الثانية ۱۴۰۳ھ
- ۳۔ علامہ یحییٰ بن شرف نووی متوفی ۶۷۶ھ، شرح المہذب مع المجموع ج ۲ ص ۲۰ مطبوعہ دار الفکر بیروت۔

بِالْأَرْضِ . لَـ

عن سعید بن جبیر ان ابن عمر کان اذا اراد ان یوتر نزل عن راحلته فاقتر بالارض ۛ

(سوارى سے اتر کر) زمين پر وتر پڑھا کرتے تھے۔
سعيد بن جبیر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت ابن
عمر رضی اللہ عنہما جب وتر پڑھنے کا ارادہ کرتے تو سوارى سے
اترتے اور زمين پر وتر پڑھتے۔

امام احمد نے بھی اس سند کے ساتھ یہ روایت ذکر کر ہے مگر اس میں یہ اضافہ ہے: ان ابن عبد کان یصلی علی راحلۃ تظلم عاذا اراد ان یوتریہ

عن ابن عون قال سألت القاسم عن رجل
يؤثر على راحته فقال زعموا ان عمر كان
يؤثر بالأرض .

ابن عربی کہتے ہیں کہ میں نے قاسم سے سواری پر دوڑ پڑھنے کے بارے میں پوچھا، انہوں نے کہا صحابہ کہتے تھے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ زمین پر دوڑ پڑھتے تھے۔

عَنْ بَكْرَانَ بْنِ عَمْرِو بْنِ كَانٍ إِذَا ارَادَ أَنْ
يُوتَرَ نَزَلَ فَأَوْتَرَ بِالْأَرْضِ فِيهِ

بکرہ کہتے ہیں کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما جب وتر پڑھنے کا ارادہ کرتے تو زمینی پر وتر پڑھتے۔

عن هشام بن عروة عن أبيه قال كان
يصلى على راحلته فإذا اراد أن يوتر نزل
فأوتر به

عمرزہ کہتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما سواری پر غماز پڑھتے تھے۔ جب وتر پڑھنے کا ارادہ کرتے تو سواری سے اُتر کر وتر پڑھتے

رکعات وتر میں مذاہب ائمہ

نامی ابن رشد مالکی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

امام مالک کے نزدیک مستحب یہ ہے کہ تین رکعت وتر پڑھے جائیں اور ان رکعات میں سلام کے ساتھ فصل کیا جائے۔ امام مالک کے نزدیک حقیقت میں وتر ایک رکعت ہے یا ایک رکعت، پڑھی جائے اور اس سے پہلے ایک دو گانہ، جو بیان کے نزدیک جس وتر کا کلمہ دیا گیا ہے وہ جنت اور طاق رکعات پر مشتمل ہے، جب بھی کسی دو گانہ کے

فازم لكأرحمه الله استجب أن يوتر
بثلاث يفصل بينها سلام إلى قوله فالوتر
عندة على الحقيقة أما أن يكون ركعة واحدة
ولكن من شرطها أن يتقدمها شفع وأما
أن يرى أن الوتر العامور به هو يشتمل
على شفع ووتر فإنه إذا زيد على الشفع

٤- حافظ عبد الرزاق بن همام متوفى ٢١١هـ، المصنف ج ٢ ص ٥٤٩، مطبوعه مكتب اسلامي بيروت، الطبعة الاولى، ١٣٩٠هـ.

٢٥- امام احمد بن حنبل متوفى ٢٤١ هـ. المسند ج ٢ ص ٢٠٢. مطبوعه مكتب اسلامي، بيروت. الطبعة الاولى. ١٣٢٤ هـ.

١٤٥- حافظ البكر بن أبي شبيب متوفى ٢٣٥هـ، المصنف ج ٢ ص ٣٠٣، مطبعة إدارة القرآن كروايجي، الطبعة الأولى ١٤٠٦هـ.

بہر ایک رکعت پڑھ لی جانے لگی تو وتر عوامی نہیں ہے۔

وتر صار الکل و ترائیہ

مسلم نوادی شافعی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

الوتر سنة عندنا بلا خلاف و اقله
ركعة بلا خلاف و ادا في كماله ثلاث ركعات
واكمل منه خمس ثم سبع ثم تسع ثم احدى
عشرة و هي اكثر على المشهور في
المذهب

علامہ ابن قدامہ منبلی فرماتے ہیں:

ان احمد قال اننا نذهب في الوتر الى
ركعة وان اوتر بثلاث او اكثر فلا بأس

علامہ سرخسی حنفی فرماتے ہیں:

ان الوتر ثلاث ركعات لا يسلم الا في
آخرهن عندنا الى قوله ولنا حديث
عائشة رضي الله تعالى عنها كما روينا
في صفة قيام رسول الله صلى الله عليه وسلم
ثم يوتر بثلاث وبعث ابن مسعود رضي الله
عنه امه لتراقب و تر رسول الله صلى الله
عليه وسلم فذكرت انه اوتر بثلاث ركعات
قرأ في الاولى سبحة اسم ربك الاعلى وفي
الثانية قل يا ايها الكافرون وفي الثالثة
قل هو الله احد و قتت قبل الركوع و
هكذا ذكر ابن عباس رضي الله عنهما
حين بات عند خالت ميمونة ليراقب
وتر رسول الله صلى الله عليه وسلم ولما

ہمارے نزدیک وتر بالاتفاق سنت ہے اور
کم از کم وتر بالاتفاق ایک رکعت ہے، اگر کم از کم درجہ کمالات
رکعت ہیں، پھر اس سے کامل پانچ پھر سات پھر نو پھر گیارہ
رکعت ہیں اور بنا بر شہرت یہ وتر کی سب سے زیادہ رکعات
ہیں (یعنی گیارہ رکعات)

امام احمد بن منبلی نے فرمایا وتر میں ہمارا مذہب
ایک رکعت ہے اور اگر تین یا زیادہ رکعات پڑھیں پھر
بھی کوئی حرج نہیں ہے۔

وتر میں تین رکعات ہیں جن میں ہمارے نزدیک صرف
آخری رکعت کے بعد سلام پھیرا جائے گا۔ ہماری دلیل حضرت
عائشہ رضی اللہ عنہا کی وہ حدیث ہے جس کو ہم نبی صلی اللہ
علیہ وسلم کی صفت قیام میں بیان کر چکے ہیں اس میں ہے کہ
آپ! آخر رکعت پڑھنے کے بعد تین رکعت وتر پڑھتے
تھے۔ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے اپنی والدہ کو رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے وتر کے مشاہدہ کے لیے بھیجا
تو انہوں نے آکر بتایا کہ حضور نے تین رکعت وتر پڑھے
پہلی رکعت میں سبحة اسم ربك الاعلى پڑھی،
دوسری میں قل يا ايها الكافرون تیسری میں
قل هو الله احد۔ اور رکوع میں جانے سے پہلے
دعا کرتے پڑھی۔ اسی طرح حضرت ابن عباس رضی اللہ
عنہما نے ذکر کیا۔ جب انہوں نے اپنی خالہ حضرت ميمونة کے

۱۔ تاجی ابوالولید محمد بن رشد اندلسی مالکی متوفی ۵۹۵ھ۔ ہدایۃ المجتہد ج ۱ ص ۶۰۶، مطبوعہ دار الفکر بیروت۔

۲۔ علامہ یحییٰ بن شرف نوادی شافعی متوفی ۶۷۶ھ۔ شرح المہذب مع الشرح ج ۴ ص ۱۲، مطبوعہ دار الفکر بیروت۔

۳۔ علامہ عبد اللہ بن احمد بن قدامہ منبلی متوفی ۷۴۷ھ۔ المغنی ج ۱ ص ۱۴۵، مطبوعہ دار الفکر بیروت، الطبعة الاولى ۱۴۰۵ھ۔

رای عمر رضی اللہ عنہ سعد ایوتر برکۃ
فقال ما هذا البتیراء۔

وانما قال ذلك لان الوتر واشهر ان النبی
صلی اللہ علیہ وسلم نهي عن البتیراء وقال
ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ واللہ ما
اجزأت رکۃ قط ولا نه لوجاز الاكتفاء
برکۃ فی شئ من الصلوات لدخل فی
الفجو قصور بسبب السفر۔

تین رکعت وتر پر احناف کے دلائل

عن ابی سعید الخدری رضی اللہ عنہ
ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نهي عن البتیراء
ان یصلی الرجل واحدة یوتر بها۔
اس حدیث کی سند میں ایک راوی ہے عثمان بن محمد بن ربیعہ عقیلی نے کہا ان کو احادیث میں وہم ہوتا تھا۔ ابن
الزکائی فرماتے ہیں عقیلی کے سوا متقدمین میں سے کسی نے عثمان بن محمد بن ربیعہ پر جرح نہیں کیا اور ان کی جرح بھی معمولی
ہے۔ حاکم نے مستدرک میں ان کی روایات جمع کی ہیں لہ علامہ ابن حجر نے تفسیر ج کی ہے کہ اس حدیث کے
باقی راوی ثقہ ہیں۔

عن محمد بن کعب القزلی ان النبی صلی
اللہ علیہ وسلم نهي عن البتیراء۔

محمد بن کعب قزلی بیان کرتے ہیں کہ نبی صلی
اللہ علیہ وسلم نے دم کٹی (ایک رکعت) نماز سے منع
فرمایا ہے۔

ہر چند کہ عراقی نے اس حدیث کی سند کو ضعیف قرار دیا ہے لیکن چونکہ یہ حدیث دیگر طرق اور اسانید سے مرید ہے
مسل۔ مبسوط میں یہ لفظ ما اخوت چھاپا ہوا ہے اور صحیح ما اجزأت ہے۔ ۱۲۔ از سیدی۔

- ۱۔ احمد شمس الدین محمد بن احمد بن حنبل متوفی ۲۴۳ھ، المبسوط ج ۱ ص ۱۶۲ مطبوعہ دار المعرفۃ بیروت، الطبعة الاولى ۱۴۰۰ھ۔
- ۲۔ اس حدیث کو علامہ ذہبی نے نصب الراية ج ۲ ص ۱۲۰، حافظ ابن حجر نے درایۃ ج ۱ ص ۱۱۲ اور علامہ عینی نے مآخذ الفوائد ج ۱ ص ۴ پر بیان کیا ہے۔
- ۳۔ علامہ علاء الدین ابن علی ابن الزکائی متوفی ۸۴۵ھ، المعجم النقی علی ہاشم السنن الکبری ج ۳ ص ۴، مطبوعہ نشر السنۃ لبنان۔
- ۴۔ حافظ ابن حجر عسقلانی متوفی ۸۵۲ھ، لسان المیزان ج ۲ ص ۱۵۲ مطبوعہ دائرة المعارف دکن، الطبعة الاولى ۱۳۳۰ھ۔
- ۵۔ شیخ محمد بن علی شروکانی متوفی ۱۲۵۰ھ، نيل الاوطار مطبوعہ مکتبۃ الکلمات الانصاریہ، طبعہ جدیدہ ۱۳۹۸ھ۔

اس لیے اس سے استدلال کیا جاسکتا ہے۔

عن ابن مسعود ما اجزأت رکعة واحدة قط۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں ایک رکعت وتر کو ہرگز کافی نہیں سمجھتا۔

ہر چند کہ یہ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کا قول ہے لیکن چونکہ یہ بات قیاس اور رائے سے نہیں کہی جاسکتی اس لیے یہ حدیث حکماً مرفوع ہے۔

عن ابواہیم قال بلغ ابن مسعود

ان سعدا یوتر بواحدة فقال ما اجزأت رکعة قط۔

ابراہیم بیان کرتے ہیں کہ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کو یہ خبر پہنچی کہ حضرت سعد ایک رکعت وتر پڑھتے ہیں تو حضرت ابن مسعود نے فرمایا میں ایک رکعت کو ہرگز کافی نہیں قرار دیتا۔

علامہ بیہقی نے اس حدیث کی سند کو سند حسن قرار دیا ہے۔

مذکور الصدر احادیث اور آثار سے یہ امر واضح ہو گیا کہ ایک رکعت نماز وتر پڑھنا جائز نہیں ہے۔ اور تین رکعت وتر پڑھنا احناف کے یہ دلائل ہیں:

اس باب کی حدیث نمبر ۱۶۲۰ میں ابوسلمہ بن عبد الرحمن کی حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے جس میں تصریح ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تین رکعت وتر پڑھتے تھے، متن حدیث یہ ہے:

ثم یصلی ثلاثاً فقالت عائشة فقلت

یا رسول اللہ اتنام قبل ان توتر

فقال یا عائشة ان عینی تنامان

ولا ینام قلبی۔

(تہجد پڑھنے کے بعد) پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تین رکعت (وتر) پڑھتے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! آپ وتر پڑھنے سے پہلے سو جاتے ہیں پس فرمایا اے عائشہ! میری آنکھیں سوتی ہیں اور دل نہیں سوتا۔

اس حدیث کو امام بخاری نے بھی ابوسلمہ بن عبد الرحمن سے روایت کیا ہے، اس حدیث کو امام نسائی نے بھی نقل کیا ہے۔

عبدالعزیز بن جریر بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

عن عبد العزیز بن جریر قال سألت

عائشة بای شیء کان یوتر رسول اللہ صلی

۱۔ امام محمد بن شیبانی مترقی ۱۸۹، مؤطا امام محمد ص ۱۲۶ مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی۔

۲۔ حافظ نور الدین العیثی مترقی ۸۰۴، مجمع الزوائد ج ۲ ص ۲۲۹، مطبوعہ المکتبۃ القدسی قاہرہ، الطبعة الاولى ۱۳۵۳ھ۔

۳۔ امام مسلم بن حجاج قشیری مترقی ۲۶۱، صحیح مسلم ج ۱ ص ۲۵۲ مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی، الطبعة الثانیہ ۱۳۷۵ھ۔

۴۔ امام محمد بن اسماعیل بخاری مترقی ۲۵۶، صحیح بخاری ج ۱ ص ۱۵۲ مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی، الطبعة الثانیہ ۱۳۸۱ھ۔

۵۔ امام احمد بن شعیب نسائی مترقی ۱۵۱، مسند احمد ج ۱ ص ۱۵۱ مطبوعہ دار الخیر لغیرہ کراچی۔

اللہ علیہ وسلم قالت کان یقرأ فی الاولی
بسم ربک الاعلیٰ و فی الثانیۃ
بقل یا ایہا الکفرون و فی الثالثۃ
بقل هو اللہ احد و المعوذتین ۛ

وتر میں کیا پڑھتے تھے حضرت عائشہؓ نے فرمایا پہلی رکعت
میں سبح اسم ربک الاعلیٰ پڑھتے تھے دوسری
میں قل یا ایہا الکفرون اور تیسری رکعت میں
قل هو اللہ احد اور معوذتین پڑھتے تھے۔

امام ابو داؤد نے بھی حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے اس حدیث کو روایت کیا ہے۔ ۱۰
بخاری، مسلم، نسائی، ترمذی اور ابو داؤد کی روایات سے ثابت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تین رکعت وتر
پڑھتے تھے۔

ہر چند کہ ائمہ ثلاثہ بھی تین رکعت وتر کو جائز قرار دیتے ہیں لیکن وہ دو رکعت کے بعد سلام پھیرتے ہیں پھر ایک رکعت کے
بعد دوبارہ سلام پھیرتے ہیں جبکہ احادیث سے اس کا خلاف ثابت ہے۔

عن ابی بن کعب قال کان رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم یقرأ فی الوتر بسبح اسم
ربک الاعلیٰ و فی الوکعۃ الثانیۃ بقل یا ایہا
الکفرون و فی الثالثۃ بقل هو اللہ احد و لا
یسلم الا فی آخرہن ۛ

حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں
کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وتر میں سبح اسم ربک
الاعلیٰ پڑھتے اور دوسری رکعت میں قل یا ایہا
الکفرون اور تیسری رکعت میں قل هو اللہ احد
پڑھتے اور سلام صرف آخر میں پھیرتے تھے۔

دو رکعت کے بعد سلام نہ پھیرنے والی اس روایت کو علامہ نووی نے بھی صحیح قرار دیا ہے سمجھتے ہیں :

حدیث عائشہ رضی اللہ عنہا ان رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا یسلم فی رکعتی
الوتر و الا النسائی باسناد حسن و رواہ
البیہقی فی السنن الکبیرۃ باسناد صحیح ۛ
عن الحسن قال اجمع المسلمون علی ان
الوتر ثلاث لا یسلم الا فی آخرہن ۛ

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی جس حدیث میں ہے
کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وتر کی دو رکعتوں کے بعد
سلام نہیں پھیرتے تھے اس کو نسائی نے سند حسن اور
بیہقی نے سند صحیح کے ساتھ روایت کیا ہے۔

حسن بیان کرتے ہیں کہ مسلمانوں کا اس بات پر
اجماع ہے کہ وتر تین رکعات ہیں اور اس کی صرف آخری
رکعت کے بعد سلام پھیرا جاتا ہے۔

۱۰۔ امام ابو یوسف محمد بن عیسیٰ ترمذی متوفی ۲۵۹ھ، جامع ترمذی ص ۹۳، مطبوعہ نور محمد کارخانہ تجارت کتب کراچی۔

۱۱۔ امام ابو داؤد سلیمان بن اشعث متوفی ۲۴۵ھ، سنن ابو داؤد ج ۱ ص ۸۱، مطبوعہ مطبع مجتبیٰ لاہور الطبعۃ الثانیہ ۱۴۵ھ۔

۱۲۔ امام احمد بن حنبل شیبہ نسائی متوفی ۲۴۳ھ، سنن نسائی ج ۱ ص ۱۷۵، مطبوعہ نور محمد کارخانہ تجارت کتب کراچی۔

۱۳۔ علامہ یحییٰ بن شرف نووی متوفی ۶۷۶ھ، شرح المہذب ج ۴ ص ۱۸-۱۷، مطبوعہ دار الفکر بیروت۔

۱۴۔ حافظ ابوبکر ابن ابی شیبہ متوفی ۲۳۵ھ، سنن ابی شیبہ ج ۲ ص ۱۳۲، مطبوعہ دار الفکر بیروت کراچی الطبعۃ الاولیٰ ۱۴۰۶ھ۔

واحدة افضل قاله الشیخ ابو نایف المروزی
للخروج من الخلاف فان ابا حنیفة رحمہ
اللہ لا یصح المفضولة ۛ

قول یہ ہے کہ ایک سلام کے ساتھ تین رکعات بلا فصل پڑھنا
افضل ہے۔ شیخ ابوزید مروزی نے کہا اس صورت میں امام
ابو حنیفہ رحمہ اللہ سے اختلاف نہیں رہے گا کیونکہ وہ فضل کے
ساتھ وتر کو صحیح نہیں قرار دیتے۔

دوسرا جواب یہ ہے کہ یہ حدیث ان احادیث کے معارض اور خلاف ہے جو اس سے زیادہ ثقہ، قوی اور صحیح کتب
میں موجود ہیں کیوں کہ بخاری، ترمذی، ابوداؤد، نسائی، مصنف ابن ابی شیبہ اور مصنف عبدالرزاق سے ہم تین رکعت وتر
کے ثبوت میں احادیث نقل کر چکے ہیں بلکہ مصنف ابن ابی شیبہ سے تین رکعات وتر پر مسلمانوں کا اجماع بھی نقل کر چکے ہیں۔
لہذا سنن دارقطنی کی اس روایت کو ساقط الاعتبار قرار دیا جائیگا۔

تیسرا جواب یہ ہے کہ خود سنن دارقطنی میں اس کے خلاف روایت موجود ہے۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے
ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا رات کے وتر
کی تین رکعات ہیں جیسے دن کے وتر مغرب کی تین رکعات
ہیں۔

عن عبد اللہ بن مسعود قال قال رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم و تر اللیل ثلاث
کو تر النہار صلوٰۃ المغرب ۛ

اور امام عبدالرزاق روایت کرتے ہیں:

عن ثابت عن انس انہ او تر بثلاث
مثل المغرب ۛ

ثابت بیان کرتے ہیں کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے
مغرب کی طرح تین رکعت وتر پڑھے۔

جن روایات میں فصل اور دو سلاموں کے ساتھ وتر پڑھنے کا ذکر آیا ہے وہ سب ان احادیث صحیحہ اور اجماع مسلمین
سے منسوخ اور متروک ہیں کیوں کہ ہم مصنف ابن ابی شیبہ سے باحوالہ نقل کر چکے ہیں کہ ایک سلام کے ساتھ بلا فصل تین رکعت
وتر پر مسلمانوں کا اجماع ہو چکا ہے۔

ایک رکعت وتر پر استدلال کا جواب

عن عائشة ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم کان یصلی باللیل احدى عشرة
رکعة یوتر منها بواحدة ۛ

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رات کو گیارہ رکعات پڑھتے تھے ایک
رکعت کے ساتھ (ان رکعات کو) وتر (طاق) کرتے تھے۔

۱۔ علامہ یحییٰ بن شرف نوادی متوفی ۶۷۶ھ، شرح المہذب ج ۴ ص ۱۳۔ مطبوعہ دار الفکر بیروت۔

۲۔ حافظ علی بن عمر دارقطنی متوفی ۳۸۵ھ۔ سنن دارقطنی ج ۲ ص ۲۸۔ مطبوعہ نشر السنۃ عمان

۳۔ حافظ عبدالرزاق بن ہمام متوفی ۲۱۱ھ۔ المصنف ج ۳ ص ۲۶۔ مطبوعہ مکتب اسلامی بیروت، الطبعة الادلی، ۱۳۹۰ھ

۴۔ صحیح مسلم ج ۱ ص ۵۳۔ مطبوعہ نور محمد مع المطابع کراچی، الطبعة الثانیہ ۱۳۷۵ھ

اس مضمون کی متعدد روایات ہیں جن سے ائمہ ثلاثہ ایک رکعت وتر پر استدلال کرتے ہیں۔ احناف کے نزدیک اسی تمام روایات اس معنی پر محمول ہیں کہ یہ ایک رکعت دو گانہ سے ملی ہوئی ہوتی تھی وجہ حل یہی ہے کہ ایک رکعت نماز پڑھنا ممنوع ہے اس پر دلائل گزر چکے ہیں۔

قنوت وتر میں مذاہب

امام مالک کے نزدیک وتر میں قنوت پڑھنا ممنوع ہے۔ علامہ ابن رشد مالکی فرماتے ہیں:

بہر حال وتر کے اندر قنوت پڑھنے میں ائمہ کا اختلاف ہے۔ امام ابو حنیفہ اور ان کے اصحاب فرماتے ہیں وتر میں قنوت پڑھے اور امام مالک منع کرتے ہیں اور امام شافعی نے اجازت دی ہے۔

واما اختلا فہم فی القنوت فیہ
فذهب ابو حنیفۃ واصحابہ الی انہ یقننت
فیہ ومنعہ مالک واجازہ الشافعی

علامہ نوری شافعی فرماتے ہیں:

فی موضع القنوت فی الوتر الوجه الصحیح
المشہور بعد الركوع ونص علیہ الشافعی
رحمہ اللہ

علامہ ابن قدامہ حنبلی فرماتے ہیں:

ویقننت بعد الركوع نص علیہ احمد الی
قوله لما روی حمید قال سئل انس
عن القنوت فی صلوٰۃ الصبح فقال کنا
نقننت قبل الركوع وبعده

علامہ سرخسی حنفی فرماتے ہیں:

یقننت قبل الركوع عندنا لما روینا
من الاثر رولان القنوت فی معنی القراءة
فان قوله اللهم انا نستعینک مکتوب فی
مصحف ابی داود مسعود فی سورتین
فالقراءة قبل الركوع فکذلک القنوت عند

ہمارے نزدیک رکوع سے پہلے قنوت کرے
جیسا کہ ہم آثار صحابہ سے نقل کر چکے ہیں کیونکہ قنوت حکماً
قرأت ہے اس لیے کہ نمازی کا قول اَللّٰهُمَّ اِنَّا
نَسْتَعِیْنُکَ حضرت ابی اور حضرت ابن مسعود کے
مصحف میں دو سورتوں میں لکھا ہوا ہے اور جبکہ قرأت

۱۔ تاجی ابراہیم محمد بن رشد متوفی ۵۹۵ھ۔ بدایۃ المجتہد ج ۱ ص ۱۴۸ مطبوعہ دار الفکر بیروت۔

۲۔ علامہ یحییٰ بن شریف نوری متوفی ۱۲۷۶ھ۔ شرح المہذب ج ۲ ص ۱۵ مطبوعہ دار الفکر بیروت۔

۳۔ علامہ عبد الشہر بن احمد بن قدامہ حنبلی متوفی ۶۲۰ھ۔ المنی ج ۱ ص ۱۵۰ مطبوعہ دار الفکر بیروت، الطبعة الاولیٰ، ۱۴۰۵ھ۔

الثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ بعد الركوع ولا
اثر له فی قنوت الوتر فی ذلك انما الاثر
فی القنوت فی صلوٰۃ الفجر فقااس بہ القنوت
فی الوتر۔ ۱

رکوع سے پہلے ہے تو قنوت بھی رکوع سے پہلے ہوگا،
امام شافعی رکوع کے بعد قنوت پڑھنے کا قول کرتے ہیں۔
اور اس پر ان کے پاس کوئی حدیث نہیں ہے انہوں نے
وتر کے قنوت کو نوافل کے قنوت پر قیاس کیا ہے۔
اس سے پہلے ہم معنی ابن قدامہ کے حوالہ سے نقل کر چکے
ہیں کہ امام احمد قنوت فجر پر قیاس کر کے قنوت وتر کو بھی بعد

قنوت بعد از رکوع پر شوائع اور خابلہ کے دلائل

از رکوع قرار دیتے ہیں۔

علامہ ترمذی نے بھی اس مسئلہ کو قنوت فجر پر قیاس کیا ہے لکھتے ہیں:

وقد سبقت ادلة المسئلة فی قنوت الصبح

قنوت قبل از رکوع پر احناف کے دلائل

عن عاصم قال سئلت انس بن مالك
عن القنوت فقال قد كان القنوت قلت قبل
الركوع او بعده قال قبله للحديث۔

عاصم کہتے ہیں کہ میں نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ
عنه سے قنوت کے بارے میں پوچھا۔ انہوں نے فرمایا قنوت
ثابت ہے۔ میں نے پوچھا رکوع سے پہلے یا بعد فرمایا
رکوع سے پہلے۔

عن ابی بن کعب ان رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم قنوت فی الوتر قبل الركوع
امام ترمذی فرماتے ہیں:

فواى عبد الله بن مسعود القنوت فی
الوتر فی السنة کلها واختار القنوت قبل
الركوع۔

حضرت ابی بن کعب بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم وتر میں رکوع سے پہلے قنوت پڑھتے تھے۔

حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ تمام سال قنوت
مثنوی فرار دیتے تھے اور ان کا مسلک تھا کہ رکوع سے
پہلے قنوت پڑھا جائے۔

عن ابی بن کعب ان رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم کان یوتر بثلاث رکعات

حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں
کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تین رکعت وتر پڑھتے تھے۔

- ۱۔ علامہ شمس الدین محمد بن احمد سرخسی متوفی ۴۸۳ھ۔ المبسوط ج ۱ ص ۱۶۴/۶۵، مطبوعہ دار المعرفۃ بیروت الطبعة الاولى ۱۴۰۰ھ
- ۲۔ علامہ یحییٰ بن شرف نوای متوفی ۷۲۷ھ، شرح المہذب ج ۲ ص ۲۲، مطبوعہ دار الفکر بیروت۔
- ۳۔ امام محمد بن اسماعیل بخاری متوفی ۲۵۶ھ، صحیح بخاری ج ۱ ص ۱۳۶، مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی، الطبعة الثانیہ ۱۳۸۱ھ
- ۴۔ امام ابو داؤد سلیمان بن اشعث متوفی ۲۶۵ھ، سنن ابو داؤد ج ۱ ص ۲۰۲، مطبوعہ مجتبیٰ لاہور، الطبعة الثانیہ ۱۴۰۵ھ۔
- ۵۔ امام ابو یوسف محمد بن یحییٰ ترمذی متوفی ۲۷۹ھ۔ جامع ترمذی ص ۹۳، مطبوعہ نور محمد کارخانہ تجارت کتب کراچی۔

كان يقرأ في الأولى بسم الله الرحمن الرحيم
الأعلى وفي الثانية بقل يا أيها الكافرون وفي
الثالثة بقل هو الله أحد ويقنت قبل الركوع به
اس حدیث کو امام ابن ماجہ نے بھی روایت کیا ہے ۱۷

عن علقمة عن عبد الله ان النبي صلى الله
عليه وسلم كان يقنت في الوتر قبل الركوع به

پہلی رکعت میں سبح اسم ربك الاعلى پڑھتے دوسری میں
قل يا ايها الكافرون اور تیسری میں قل هو الله
احد۔ پڑھتے اور رکوع سے پہلے قنوت پڑھتے۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں
کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم وتر میں رکوع سے پہلے قنوت پڑھتے
تھے۔

عن الاسود بن يزيد ان ابن عمر قنت
في الوتر قبل الركوع به

اسود بن یزید کہتے ہیں کہ حضرت ابن عمر نے وتر میں
رکوع سے پہلے قنوت پڑھی

عن علقمة ان ابن مسعود و اصحاب
النبي صلى الله عليه وسلم كانوا يقنتون في الوتر
قبل الركوع به

علقمة بیان کرتے ہیں کہ حضرت ابن مسعود اور دیگر
نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب وتر میں رکوع سے پہلے
قنوت پڑھتے تھے۔

ان احادیث اور آثار کے علاوہ دیگر کتب احادیث میں بھی بکثرت احادیث و آثار ہیں جن کو ہم نے طوالت کی وجہ
سے ذکر نہیں کیا، امام شافعی اور امام احمد نے قیاس کی بناء پر ان تمام احادیث اور آثار کو رد کر دیا اور امام مالک نے بھی
وتر میں قنوت کا انکار کر کے بکثرت احادیث و آثار کو مسترد کر دیا۔

قنوت وتر کا محل علامہ نووی لکھتے ہیں کہ ہمارا مشہور مذہب یہ ہے کہ رمضان کے آخری نصف میں وتر کے اندر قنوت
پڑھنا مستحب ہے۔ ابن منذر، ابی بن کعب، ابن عمر، ابن سیرین، زبیری، یحییٰ بن وثاب، امام
شافعی اور امام احمد کا یہی قول ہے اور حضرت ابن مسعود، حسن بصری، نخعی، اسحاق، اور ابو داؤد کا قول یہ ہے کہ پڑھنے کا
وتر میں قنوت، پڑھا جائے امام ابو حنیفہ کا بھی یہی مسلک ہے، امام احمد اور امام شافعی سے بھی ایک روایت میں یہی منقول ہے۔
شافیہ کا مذہب یہی ہے جیسا کہ علامہ نووی نے نقل کیا ہے، البتہ امام احمد بن حنبل کا مذہب علامہ نووی نے صحیح نقل
نہیں کیا۔ امام احمد کا مذہب یہ ہے کہ پورے سال وتر میں قنوت کو پڑھنا چاہیے۔ البتہ ایک قول شوافع کی طرح ہے
علامہ ابن قدامہ لکھتے ہیں :

۱۷۔ امام احمد بن شیبہ نسائی مترقی ۳۰۲۔ سنن نسائی ج ۱ ص ۱۷۵، مطبوعہ نور محمد کارخانہ تجارت، کتب کراچی۔

۱۸۔ امام ابو عبد اللہ محمد بن یزید ابن ماجہ مترقی ۲۷۳، سنن ابن ماجہ ج ۱ ص ۸۳۔ مطبوعہ نور محمد کارخانہ تجارت، کتب کراچی۔

۱۹۔ حافظ ابو بکر بن ابی شیبہ مترقی ۲۳۵، المصنف ج ۲ ص ۳۰۲، مطبوعہ ادارة القرآن الطبعة الاولى ۱۴۰۶ھ

۲۰۔ حافظ ابو بکر بن ابی شیبہ مترقی ۲۳۵، المصنف ج ۲ ص ۳۰۲، مطبوعہ ادارة القرآن ۱۴۰۶ھ۔

۲۱۔ علامہ یحییٰ بن شرف نووی مترقی ۶۷۶، شرح المندوب ج ۲ ص ۲۲، مطبوعہ دار الفکر بیروت۔

ان القنوت مسنون فی الوتر فی الركعة
الواحدة فی جمیع السنة هذا المتصور عند اصحابنا
الی قوله وعن احمد رواية اخرى انه لا یقت
الا فی النصف الاخیر من رمضان الی قوله
والرواية الاولى هی المختارة عند اکثر
الاصحاب ۛ

ایک رکعت وتر میں ہمارے نزدیک قنوت پڑھنا
سارا سال مستحب ہے۔ ہمارے اصحاب نے اسی چیز کی
مراحت کی ہے۔ امام احمد کا ایک قول یہ بھی ہے کہ رمضان
کے نصف اخیر کے اندر وتر میں قنوت پڑھا جائے لیکن
ہمارے اکثر اصحاب کے نزدیک پہلا قول مختار ہے۔

امام مالک کا مذہب بھی علامہ نووی نے صحیح نقل نہیں کیا کیونکہ امام مالک وتر میں قنوت پڑھنے سے منع کرتے تھے۔ ۛ
جیسا کہ اس سے پہلے گذر چکا ہے۔
احادیث اور آثار میں مطلقاً وتر کے اندر قنوت پڑھنے کا ذکر کیا گیا ہے اور یہ اپنے عموم اور اطلاق کے اعتبار
سے مالکیہ اور شافعیہ پر حجت ہیں۔

اس باب کی حدیث نمبر ۱۶۳۶ میں ہے کہ سعد بن ہشام بن عامر نے حضرت
عائشہ رضی اللہ عنہا سے عرض کیا کہ اے ام المؤمنین مجھے رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم کے اخلاق کے بارے میں بتلائیے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کیا تم قرآن نہیں پڑھتے۔ سعد کہتے ہیں میں نے
عرض کیا کیوں نہیں؟ حضرت عائشہ نے فرمایا یہ قرآن مجید رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا خلق ہی تو ہے۔ ۛ
حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خُلق کو قرآن مجید قرار دیا ہے۔ اس کی تشریح کے
لیے خلق کا معنی سمجھنا ضروری ہے۔ علامہ راغب اصفہانی فرماتے ہیں:

خص الخلق بالهيئة والشکال والصورة
المدرکة بالبصر، وخص الخلق بالقوى و
السيایا المدرکة بالبصيرة قال تعالى وانك
لعلی خلق عظیم وقوى ان هذا الاخلق
الاولین والخلق ما اکتسبه الانسان من
الفصيلة بخلقہ قال تعالى وماله فی الآخرة
من خلق ۛ

خلق کا اطلاق ظاہری بناوت اور اس شکل و
صورت کے ساتھ خاص ہے جس کو آنکھوں سے دیکھا جاسکے
اور خلق کا اطلاق ان باطنی قوتوں اور اوصاف کے ساتھ
خاص ہے جن کو بصیرت سے جانا جاسکتا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا
ہے (ترجمہ) آپ خُلق عظیم پر غامض ہیں۔ یہ حق کا نہ ماننا کفارِ باطلین
کا وصف ہے اور خُلق کا اطلاق ان اوصاف کے ساتھ
خاص ہے جن کو انسان کسب اور کوشش کے بعد حاصل کرتا
ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے (ترجمہ) آخرت میں ان کے کسی کسب
کا کوئی ثمرہ نہیں ہے۔

ۛ۔ علامہ عبد اللہ بن احمد بن قدامہ قبل متوفی ۴۲۶ھ مفتی ج ۱ ص ۲۲۸-۲۲۹۔ مطبوعہ دار الفکر بیروت، الطبعة الاولى ۱۴۰۵ھ۔

ۛ۔ قاضی ابوالولید محمد بن رشد اندلس مالکی متوفی ۵۹۵ھ۔ بدایۃ المجتہد ج ۱ ص ۱۲۸ مطبوعہ دار الفکر بیروت۔

ۛ۔ امام مسلم بن حجاج قشیری متوفی ۲۶۱ھ صحیح مسلم ج ۱ ص ۲۵۶، مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی، الطبعة الثانیہ ۱۳۷۵ھ۔

ۛ۔ علامہ ابراہیم بن محمد راغب اصفہانی متوفی ۵۰۲ھ، المفردات ص ۱۵۸ مطبوعہ المکتبہ المرتضویہ، الطبعة الثانیہ ۱۳۶۳ھ۔

ہے! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خلقِ عظیم کی تفسیر کرتے ہوئے امام رازی فرماتے ہیں کہ تمام انبیاء علیہم السلام میں اجتماعی طور پر جس قدر اخلاقِ حمیدہ اور اوصافِ کریمہ پائے جاتے تھے۔ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام تنہا ان تمام اخلاق اور اوصاف کے حامل تھے ایک اور نکتہ یہ بیان فرمایا کہ عربی میں لفظ ”سُلی“ استلزام کے لیے آتا ہے گویا نبی صلی اللہ علیہ وسلم خلقِ عظیم پر مستولی تھے اور خلقِ عظیم کے ساتھ آپ کی نسبت ایسی تھی جیسے غلام کی نسبت اقا کے ساتھ یا مامور کی نسبت امیر کے ساتھ ہوتی ہے۔

اسی کی تفصیل یہ ہے کہ عام طور پر لوگ اچھا کہلانے میں اچھائی کے تابع ہوتے ہیں لیکن آپ کا معاملہ ایسا نہیں ہے یہاں اچھائی اور نیکی اچھائی اور نیکی کہلانے میں آپ کے عمل کے تابع ہے جس کام کو آپ نے کر لیا وہ اچھا ہو گیا اور جس سے آپ نے روک دیا وہ برا ہو گیا۔ نادان اچھا کام ہے لیکن اگر کوئی شخص ان اوقات میں نماز پڑھے جس میں نماز پڑھنے سے آپ نے روک دیا ہے تو ناجائز اور گناہ ہے اگر کعبہ کی طرف منہ کر کے نماز نہ پڑھی تو قبول نہیں خواہ وہ نماز کس قدر ذکر و فکر مراقبہ مشاہدہ خضوع و خشوع کو شامل ہو، اس نماز میں قیام، رکوع، سجدہ، قرأت قرآن سب کچھ ہے لیکن اس لیے مقبول نہیں کہ نمازی نے اس طرف منہ نہیں کیا جس طرف منہ کر کے آپ نماز پڑھتے تھے اور کعبہ بھی فی ذاتہ مقصود نہیں کیونکہ تحویل قبلہ سے پہلے جب آپ بیت المقدس کی طرف منہ کر کے نماز پڑھتے تھے اس وقت اگر کوئی کعبہ کی طرف منہ کر کے نماز پڑھتا تو اس کی نماز نامقبول ہوتی اور اب جب آپ کے التفات اور توجہ سے کعبہ قبلہ ہو گیا اب اگر کوئی بیت المقدس کی طرف منہ کر کے نماز پڑھے تو نامقبول ہوگی، معلوم ہوا کہ اپنی ذات میں نہ کعبہ مطلوب ہے نہ بیت المقدس مقصود ہے مقصود اور مطلوب تو آپ کی اقتداد سے اس لیے ہر چیز اور ہر عمل کا خوب اور ناخوب ہونا آپ کے ساتھ وابستگی پر موقوف ہے اور ہر خلق کی عظمت کا مدار آپ کی ذات گرامی ہے۔

تراویح کی فضیلت اور اس کی ترغیب

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس شخص نے رمضان میں ایام کے ساتھ اور ثواب کی نیت سے قیام کیا اس کے پچھلے گناہ بخش دیے جائیں گے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قیام رمضان (تراویح) کی ترغیب

بَابُ التَّرْغِيبِ فِي قِيَامِ رَمَضَانَ وَهُوَ التَّرَاوِیْحُ

۱۶۴۶۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى قَالَ قَرَأْتُ عَلَى مَالِكٍ عَنْ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ حُسَيْنِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ قَامَ رَمَضَانَ إِيمَانًا وَاحْتِسَابًا غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ .

۱۶۴۷۔ وَحَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُسَيْنٍ قَالَ نَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ قَالَ نَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ

۱۔ امام فخر الدین لازمی متوفی ۶۰۶ھ، تفسیر کبیر ج ۸ ص ۱۸۶، ملبوم دار الفکر بیروت۔ ۱۳۹۸ھ۔

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُرَغِّبُ فِي قِيَامِ رَمَضَانَ مِنْ غَيْرِ أَنْ يَأْمُرَهُمْ فَيَبْغِزِيهِ فَيَقُولُ مَنْ قَامَ رَمَضَانَ إِيْمَانًا وَاحْتِسَابًا غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ فَتَوَفَّى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالْأَمْرُ عَلَى ذَلِكَ ثُمَّ كَانَ الْأَمْرُ عَلَى ذَلِكَ فِي خِلَافَةِ أَبِي بَكْرٍ وَصَدْرًا مِنْ خِلَافَةِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا عَلَى ذَلِكَ -

۱۶۷۸ - وَحَدَّثَنِي زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ نَا مَعَاذُ بْنُ هِشَامٍ قَالَ حَدَّثَنِي أَبِي عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ قَالَ نَا أَبُو سَلَمَةَ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ حَدَّثَهُمْ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ صَامَ رَمَضَانَ إِيْمَانًا وَاحْتِسَابًا غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ وَمَنْ قَامَ لَيْلَةَ الْقَدْرِ إِيْمَانًا وَاحْتِسَابًا غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ -

۱۶۷۹ - حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ قَالَ نَا شَبَابَةُ قَالَ حَدَّثَنِي وَدَّاعٌ عَنْ أَبِي الزَّيْنَادِ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ يَقُمْ لَيْلَةَ الْقَدْرِ فَيُؤَافِقُهَا أَرَادَ قَالَ إِيْمَانًا وَاحْتِسَابًا غُفِرَ لَهُ -

۱۶۸۰ - حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى قَالَ قَرَأْتُ عَلَى مَالِكٍ عَنْ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهَا أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلَّى فِي الْمَسْجِدِ ذَاتَ لَيْلَةٍ فَصَلَّى بِصَلَوَتِهِ نَاسٌ ثُمَّ صَلَّى مِنَ الْقَابِلَةِ فَكَثُرَ النَّاسُ ثُمَّ اجْتَمَعُوا مِنَ اللَّيْلَةِ الثَّالِثَةِ أَوِ الرَّابِعَةِ فَلَمْ يَخْرُجْ إِلَيْهِمْ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمَّا أَصْبَحَ قَالَ قَدْ رَأَيْتُ الَّذِي صَنَعْتُمْ فَلَمْ يَمْنَعْنِي مِنَ الْخُرُوجِ إِلَيْكُمْ إِلَّا لِيُخَشِيتُ أَنْ تُفَرُّوا مِنْ عَذَابِي قَالَ

دیتے تھے اور اس کا تاکید اعلیٰ نہیں دیتے تھے، فرماتے تھے کہ شخص رمضان میں ایمان کے ساتھ اور ثواب کی نیت سے قیام کرے گا اس کے پچھلے گناہ بخش دیے جائیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا وصال ہو گیا اور یہ معاملہ یوں باقی رہا۔ پھر حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کے پر سے دور خلافت اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی خلافت کے ابتدائی دور تک معاملہ اسی طرح رہا۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس شخص نے رمضان میں ایمان کے ساتھ اور ثواب کی نیت سے روزہ رکھا اس کے پچھلے گناہ معاف کر دیے جاتے ہیں اور جس شخص نے یہ رمضان میں ایمان کے ساتھ اور ثواب کی نیت سے قیام کیا اس کے پچھلے گناہ معاف کر دیے جاتے ہیں۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص لیلۃ القدر میں قیام کرے اور اس کو پالے اس کی مغفرت کر دی جاتی ہے۔ راوی کہے ہیں میرا خیال ہے کہ ابو ہریرہ نے یہ بھی کہا تھا کہ ایمان کے ساتھ اور ثواب کی نیت سے۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شب مسجد میں نماز پڑھی تو آپ کی ابتداء میں لوگوں نے نماز پڑھنا شروع کر دی، پھر دوسری شب نماز پڑھی تو اور زیادہ لوگ جمع ہو گئے، پھر تیسری یا چوتھی رات کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف نہیں لائے۔ صبح آپ نے فرمایا میں نے تم لوگوں کو دیکھا تھا اور مجھے تمہارے پاس آنے سے صرف یہ خوف مانع تھا کہ تم پر تراویح فرض ہو جائیگی اور یہ رمضان کا واقعہ تھا۔

کے فی رمضان۔

۱۶۔ وَحَدَّثَنِي حَزْمَةُ بْنُ يَحْيَى قَالَ أَنَا
عَنِ اللَّهِ بْنِ وَهَبٍ قَالَ أَخْبَرَنِي يُونُسُ بْنُ يَزِيدَ
عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ أَخْبَرَنِي عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ أَنَّ
رَبِيعَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا أَخْبَرَتْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَرَجَ مِنْ جَوْفِ اللَّيْلِ فَصَلَّى فِي
مَسْجِدٍ فَصَلَّى رَجُلًا يُصَلِّيهِ فَأَصْبَحَ النَّاسُ
عَدَّ ثَوْنٍ بِذَلِكَ فَاجْتَمَعُوا أَكْثَرُ مِنْهُمْ فَخَرَجَ
رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي اللَّيْلَةِ
ثَلَاثِيَةِ فَصَلُّوا بِصَلَاتِهِ فَأَصْبَحَ النَّاسُ
يَكُونُونَ ذَلِكَ فَكَثُرَ أَهْلُ الْمَسْجِدِ مِنَ اللَّيْلَةِ
ثَالِثَةِ فَخَرَجَ فَصَلُّوا بِصَلَاتِهِ فَلَمَّا كَانَتْ
لَيْلَةُ الرَّابِعَةِ عَجَزَ الْمَسْجِدُ عَنْ أَهْلِهِ فَلَمْ
يُخْرُجْ إِلَيْهِمْ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَ
سَلَّمَ فَطَفِقَ رَجُلٌ مِنْهُمْ يَقُولُونَ الصَّلَاةُ فَلَمْ
يُخْرُجْ إِلَيْهِمْ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَ
سَلَّمَ حَتَّى خَرَجَ لِصَلَاةِ الْفَجْرِ فَلَمَّا قَضَى الْفَجْرَ أَقْبَلَ
عَلَى النَّاسِ ثُمَّ تَشَهَّدَ فَقَالَ مَا بَعْدُ فَإِنَّهُ لَمْ يَخَفْ
عَلَى شَأْنِكُمُ اللَّيْلَةَ وَلَكِنِّي خَشِيتُ أَنْ تُفْرَضَ عَلَيْكُمْ
صَلَاةُ اللَّيْلِ فَتَعْجِزُوا عَنْهَا۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم آدمی رات کو تشریف لے گئے اور مسجد میں
نماز پڑھی۔ لوگوں نے بھی آپ کی اقتدار میں نماز پڑھنی شروع
کر دی۔ صبح لوگوں نے آپس میں اس واقعہ کا ذکر کیا اور پہلی بار
سے زیادہ لوگ جمع ہو گئے۔ دوسری رات رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم تشریف لے گئے اور لوگوں نے آپ کی اقتدار
میں نماز پڑھی، پھر لوگوں نے بتیں اس واقعہ کا تذکرہ کیا تیری
رات مسجد میں بہت زیادہ لوگ جمع ہو گئے، رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم تشریف لائے اور لوگوں نے آپ کی اقتدار میں نماز
پڑھی اور چوتھی رات کو اس قدر کثرت سے صحابہ جمع ہوئے
کہ مسجد تنگ پڑ گئی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کے
پاس تشریف نہ لائے، لوگوں نے ”نماز اپنا اپنا پرکارنا
شروع کر دیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نہیں آئے سنی کہ صبح
کی نماز کے وقت تشریف لائے جب بتیں کی نماز ہو گئی تو
آپ لوگوں کی طرف منوجہ ہوئے، کلمہ شہادت پڑھا اور
اس کے بعد فرمایا گزشتہ رات تمہارا حال مجھ پر مخفی نہ تھا
لیکن مجھے یہ خوف تھا کہ تم پہ رات کی نماز (تراویح) فرض
کر دی جائے گی، اور تم اس کی ادائیگی سے عاجز ہو جاؤ گے۔

علامہ نووی فرماتے ہیں کہ قیام رمضان سے مراد تراویح ہے اور اس بات پر ائمت کا اجماع ہے کہ
تراویح پڑھنا مستحب ہے، البتہ اس بات میں اختلاف ہے کہ تراویح الگ الگ پڑھی جائے یا جماعت
کے ساتھ۔ امام شافعی اور ان کے جہور اصحاب، امام ابو حنیفہ، امام احمد بن حنبل اور منس مالکیہ کے نزدیک تراویح جماعت کے
ساتھ پڑھنا افضل ہے۔ کیونکہ حضرت عمر بن خطاب اور جماعت صحابہ نے جماعت کے ساتھ تراویح پڑھی اور آج تک
عام مسلمانوں کا اس پر عمل ہے اور یہ نماز عید کی طرح شائرمسلمین سے ہو گئی، امام مالک، امام ابو یوسف اور بعض شوافع
کہتے ہیں کہ تراویح بغیر جماعت کے الگ الگ پڑھنا افضل ہے کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: افضل
الصَّلَاةِ صَلَاةُ الْمَرْءِ فِي بَيْتِهِ إِلَّا الْمَكْتُوبَةُ۔ ”فرائض کے علاوہ مرد کی سب سے افضل نماز اس کی گھر میں نماز ہے۔“

علامہ یحییٰ بن شریف نووی متوفی ۶۷۶ھ۔ شرح صحیح مسلم ج ۱ ص ۲۵۹، مطبوعہ دار محمد کارخانہ تجارت کتب کراچی الطبعة الثانیہ ۱۴۰۵ھ۔

کرم رسالت

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز تراویح جو جماعت کے ساتھ پڑھائی اس سے نوافل کی جماعت کے جواز معلوم ہوا اور صحابہ کرام کے دفور اشتیاق کے باوجود آپ چرتے دن تراویح پڑھانے تشریف لائے۔ اس سے دو باتیں معلوم ہوئیں اولاً یہ کہ کسی حرج اور نقصان کے خطرہ کے پیش نظر منفعت واسے کام کو بھی ترک کر دینا چاہیے دوسرا یہ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام کی بہ نسبت ہم بعد کے مسلمانوں کا زیادہ خیال رکھا ہے، کیونکہ صحابہ کرام تو زیادہ عبادت کرنے پر جہیں تھے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اقتدار میں نماز پڑھنا ان کے نزدیک سب سے بڑی سادت اور عبادت اور سب سے زیادہ خوشی کا باعث تھی اور ظاہر ہے کہ فرض کا اجر نفل سے کہیں زیادہ ہوتا ہے اگر آپ اسی طرح نفل پڑھاتے رہتے اور تراویح فرض ہو جاتی تو یہ صحابہ کرام کا عین مقصود اور ولی تمنا تھی لیکن آپ کی نظر لوگوں کی طرف تھی کہ اگر تراویح فرض ہو گئی اور یہ لوگ نہ پڑھ سکے تو ان کو فرض کے ترک کا گناہ ہو گا آپ نے ہمیں گناہ سے بچانے کے لیے صحابہ کے اشتیاق اور ان کی آرزو کا خیال نہ کیا، اللہ! اللہ! سرکار کو ہمارا کتنا خیال تھا، سرکار ہمارا کس قدر رعایت کرتے تھے! سوچیے ہم سرکار کا کس قدر خیال رکھتے ہیں اور آپ کے احکام کی کتنی رعایت کرتے ہیں۔

عبادت سے گناہوں کی بخشش

روزہ، تراویح اور سیدۃ القدر کے قیام پر آپ نے جو گناہوں کی بخشش کی فرید سنائی ہے۔ علماء کہتے ہیں کہ اس سے صغیر و گناہوں کی معافی مراد ہے۔ یا کبار میں تخفیف کیونکہ کبار کی مغفرت یا توبہ سے ہوتی ہے یا شفاعت سے یا اللہ تعالیٰ کے فضل محض سے۔

رکعات تراویح میں مذاہب

امام ابو حنیفہ، امام شافعی اور امام احمد کے نزدیک تراویح میں رکعت ہے اور امام مالک کے نزدیک چھتیس رکعت ہے۔ علامہ ابن قدامہ حنبلی لکھتے ہیں کہ ابو عبد اللہ (امام احمد بن حنبل) رحمہ اللہ کے نزدیک تراویح میں رکعت ہے اور امام ثوری، امام ابو حنیفہ اور امام شافعی کا بھی یہی نظر ہے۔ البتہ امام مالک کے نزدیک تراویح چھتیس رکعت ہے۔ امام مالک نے اہل مدینہ کی اتباع کی ہے کیونکہ صالح مولیٰ التزام نے کہا کہ میں نے دیکھا کہ لوگ اکتالیس رکعات قیام کرتے تھے جس میں پانچ رکعت وتر کی تھیں۔ علامہ ابن قدامہ فرماتے ہیں: ہماری دلیل یہ ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے لوگوں کو سنت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کی اقتدار میں جس رکعت پر جمع کیا۔ حسن نے روایت کیا ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے لوگوں کو حضرت ابی بن کعب کی اقتدار میں تراویح پڑھنے کا حکم دیا۔ حضرت ابی بن کعب میں روز تراویح پڑھاتے رہے اور رمضان کے نصف اخیر میں فنوت پڑھتے تھے اور آخری دس دنوں میں اپنے گھر تراویح پڑھتے تھے اور لوگ کہتے تھے کہ حضرت ابی چلے گئے۔ اس روایت کو ابو اور سائب بن یزید نے روایت کیا ہے اور امام مالک نے یزید بن رومان سے روایت کیا ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں لوگ رمضان میں تیسی رکعات (بشمول وتر) پڑھتے تھے۔ اور حضرت علی سے مروی ہے کہ انھوں نے ایک شخص کو رمضان میں بیس رکعات پڑھانے کا حکم دیا لہذا بیس رکعت تراویح بمنزلہ اجماع ہے۔ اور صالح نے اکتالیس رکعات تراویح کی روایت ذکر کی ہے اس کا جواب یہ ہے کہ صالح ضعیف ہے، پھر بھی علم نہیں کہ اکتالیس رکعت تراویح کی کس نے خبر دی ہے، ہو سکتا ہے کہ صالح نے کچھ لوگوں کو اکتالیس رکعت پڑھتے دیکھا ہو لیکن یہ حجت نہیں ہے مگر اگر مان لیا جائے کہ اہل مدینہ اکتالیس رکعت پڑھتے تھے تب بھی حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا فرمان جس کو ان کے زمانہ کے تمام صحابہ و تابعین نے مان لیا ہے، بعض اہل علم نے کہا ہے کہ اہل مدینہ

پچھتیس رکعت اس لیے پڑھتے تھے تاکہ اہل مکہ کی موافقت کریں کیونکہ اہل مکہ ہر ترویجہ (چار رکعت) کے بعد سات طواف کرتے تھے تو اہل مدینہ نے سات طواف کے قائم مقام چار رکعت پڑھنی شروع کیں (اور کیونکہ پانچ ترویجات کے درمیان چار مرتبہ طواف ہوتا تھا اس لیے سولہ رکعت بیس رکعت پر بڑھادی گئیں اور اس طرح پچھتیس رکعت ہو گئیں) پھر حال اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کامل چونکہ بیس رکعت تراویح تھا اسی لیے اسی کی پیروی کرنا چاہیے ہے۔

علامہ زوی ثانی کہتے ہیں کہ رکعات تراویح میں ہمارا مذہب وتر کے سوا دس سلاموں کے ساتھ بیس رکعت ہے۔ اور یہ پانچ ترویجات ہیں اور ہر ترویجہ دو سلاموں کے ساتھ چار رکعت ہے۔ یہی ہمارا مذہب ہے اور یہی امام ابو حنیفہ اور ان کے اصحاب کا مذہب ہے اور امام احمد اور داؤد وغیرہ کا بھی یہی مذہب ہے البتہ امام مالک وتر کے سوا نو ترویجات اور پچھتیس رکعات تراویح کے قائل ہیں۔

علامہ سرخسی فرماتے ہیں کہ وتر کے سوا تراویح بیس رکعات ہیں۔

قاسمی ابن رشد مالکی فرماتے ہیں: رکعات تراویح کے مدد میں اختلاف ہے، امام مالک کا ایک قول اور امام ابو حنیفہ امام شافعی، امام احمد اور داؤد کا قول یہ ہے کہ تراویح بیس رکعات ہے اور ابن قاسم نے امام مالک سے ایک روایت یہ ذکر کی ہے کہ امام مالک پچھتیس رکعات تراویح اور تین رکعات وتر مستحسن قرار دیتے تھے اس اختلاف کی وجہ روایات کا اختلاف ہے۔۔۔ کیونکہ امام مالک نے یزید بن رومان سے روایت کیا ہے کہ حضرت مسمر رضی اللہ عنہ کے عہد میں صحابہ (بشمول وتر) تیس رکعات پڑھتے تھے، اور ابن ابی شیبہ نے داؤد بن قیس سے روایت کیا ہے کہ میں نے حضرت عمر بن عبدالعزیز کے دور میں دیکھا کہ ابان بن عثمان پچھتیس رکعت تراویح اور تین رکعت وتر پڑھتے تھے۔ ابن قاسم نے امام مالک سے روایت کیا کہ یہ تقدیم معمول تھا۔

بیس رکعات تراویح پر دلائل

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رمضان میں بیس رکعت تراویح اور وتر پڑھتے تھے۔

حدیثنا یزید بن ہارون قال انا ابواہیم بن عثمان عن الحكم بن مقسم عن ابن عباس ان رسول الله صلى الله عليه وسلم كان يصلي في رمضان عشرين ركعة والوتر

علامہ ذہبی اس حدیث کی سند کے بارے میں فرماتے ہیں:

وهو معلول بابي شيبه ابواهيم بن عثمان جد الامام

اس حدیث کی سند میں امام ابن ابی شیبہ کے دادا، ابراہیم

۱۔ علامہ عبد اللہ بن احمد بن قدامہ شیلی مترونی ج ۱ ص ۴۵۶ مطبوعہ دار الفکر بیروت، الطبعة الاولى ۱۴۰۵ھ۔

۲۔ علامہ یحییٰ بن شرف نوادی مترونی ج ۶ ص ۶۷۶ شرح المہذب ج ۴ ص ۳۲ مطبوعہ دار الفکر بیروت

۳۔ علامہ شمس الدین محمد بن احمد سرخسی مترونی ج ۴ ص ۱۴۴ مطبوعہ دار المعرفۃ بیروت، الطبعة الاولى ۱۴۰۰ھ۔

۴۔ قاسمی البر الوہید محمد بن رشد اندلسی مترونی ج ۵ ص ۵۹۵، بدایۃ المجتہد ج ۱ ص ۱۵۲ مطبوعہ دار الفکر بیروت۔

۵۔ حافظ ابوبکر بن ابی شیبہ مترونی ج ۲ ص ۲۳۵ مطبوعہ دار الفکر بیروت، الطبعة الاولى ۱۴۰۲ھ۔

marfat.com

ابو بکر بن ابی شیبہ و هو متفق علی ضعف ولینہ
ابن عدی فی الکامل لہ
بن عثمان ہیں جن کے ضعف پر اتفاق ہے ابن ابی عدی نے الکامل
میں ان کو ضعیف قرار دیا ہے اس وجہ سے یہ حدیث معلول ہے
ہر چند کہ بیس رکعت تراویح کی حدیث مرفوع سنداً ضعیف ہے لیکن حضرت عمر، حضرت عثمان اور حضرت علی سمیت اس دور کے تمام
صحابہ کا بیس رکعت تراویح پر اجماع ہو چکا ہے اور یہ بات بکثرت آثار صحابہ سے ثابت ہے اس لیے بیس رکعت تراویح کی
مشروعیت بے غبار ہے، غیر متقدمین حضرات بیس رکعات تراویح کے معارضہ میں یہ حدیث پیش کرتے ہیں کہ حضرت ابو سلمہ بن
عبد الرحمن رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں حاضر ہو کر پوچھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم رمضان میں کس طرح نماز پڑھتے تھے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ رمضان ہو یا غیر رمضان رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم گیارہ رکعت سے زیادہ نہیں پڑھتے تھے۔ الحدیث۔ اس حدیث کو امام بخاریؒ اور امام مسلمؒ دونوں نے روایت کیا ہے اس
کا جواب یہ ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اس نماز کے بارے میں بتلا رہی ہیں جو رمضان اور
غیر رمضان دونوں میں مشترک ہے اور وہ تہجد کی نماز ہے نہ کہ تراویح کی اس لیے غیر متقدمین حضرات کا اس کو تراویح کی نماز پر
محمول کر کے اس سے بیس رکعت تراویح پر معارضہ کرنا صحیح نہیں ہے جبکہ بیس رکعت تراویح بکثرت آثار صحابہ سے ثابت
ہے۔ جیسا کہ ان شاء اللہ تعالیٰ ہم منقریب بیان کریں گے۔

عبد الرحمن بن عبد القاری انہ قال خرجت
مع عمر بن الخطاب فی رمضان الی المسجد فاذا الناس
اذا هم متنفرون یصلی الرجل لنفسه ویصلی الرجل
ویصلی بصلوۃ الرہط فقال عمر والله انی لارانی
لو جمعت هؤلاء علی قاری واحد لکان امثل
فجمعہم علی ابی بن کعب قال ثم خرجت معہ لیلۃ
اخری والناس یصلون بصلوۃ قادشہم فقال عمر
نعمت البدعة ہذہ والقی ینامون عنہا
افضل من الی یقومون یعنی اخر اللیل فکان
الناس یقومون اولہ۔ ۱۳۵

عبد الرحمن بن عبد قاری بیان کرتے ہیں کہ میں رمضان
میں حضرت عمر بن خطاب کے ساتھ مسجد میں گیا وہاں لوگ
الگ الگ نماز پڑھ رہے تھے۔ حضرت عمر نے کہا بخدا!
میں نے سوچا ہے کہ اگر ان تمام لوگوں کو ایک قاری کی اقتداء
میں جمع کر دوں تو بہتر ہوگا، پھر حضرت ابی بن کعب کی اقتداء میں
ان کو جمع کر دیا پھر ایک رات دیکھا کہ لوگ اپنے قاری کی اقتداء
میں نماز پڑھ رہے تھے۔ حضرت عمر نے فرمایا یہ اچھی بدعت
ہے، اور جس نماز یعنی تہجد کے وقت یہ لوگ سو جاتے ہیں
وہ اس نماز سے افضل ہے جس کو یہ پڑھتے ہیں اور لوگ
تراویح اول وقت پڑھتے تھے۔

- ۱۔ حافظ جمال الدین ذیلی مترنی ۶۲، ۱، نسب الراہ ج ۲ ص ۱۵۳۔ مطبوعہ مجلس علمی و ادبی سورت بند الطبعة الاولی ۱۳۵۰ھ۔
۲۔ امام محمد بن اسماعیل بخاری مترنی ۲۵۶، ۲، صحیح بخاری ج ۱ ص ۱۵۴۔ مطبوعہ نور محمد اصح الطابع کراچی الطبعة الاولی ۱۳۸۱ھ۔
۳۔ امام مسلم بن حجاج قشیری مترنی ۲۶۱، ۲، صحیح مسلم ج ۱ ص ۲۵۴ مطبوعہ " " ۱۳۷۵ھ۔
۴۔ امام مالک بن انس اصحی مترنی ۱۷۹، ۱، مؤطا امام مالک ص ۹۸، ۹۹ مطبوعہ مطبع مکتبائی لاہور الطبعة الثانیہ
۵۔ یہ حدیث مؤطا امام مالک کے علاوہ صحیح بخاری، جامع ترمذی، سنن ابوداؤد، سنن نسائی، سنن ابن ماجہ، مصنف عبد الرزاق،
مصنف ابن ابی شیبہ، سنن کبیری، سنن ابی یوسف، سنن ابی حنبلہ، سنن سید غفرلہ۔

عن السائب بن یزید انه قال امر عمر بن الخطاب ابی بن کعب و تمیما الداری ان یقوما للناس باحدى عشر رکعة رکعة

سائب بن یزید بیان کرتے ہیں کہ حضرت عمر بن خطاب نے ابی بن کعب اور تمیم داری کو گیارہ رکعت نماز پڑھانے کا حکم دیا۔

اس کے بعد متفصل امام مالک نے یہ روایت بیان کی ہے۔

عن یزید بن رومان انه قال کان الناس یقومون فی ذمان عمر بن الخطاب فی رمضان بثلاث وعشرین رکعة

یزید بن رومان بیان کرتے ہیں کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے وفد میں لوگ (بشمول وقت) تیس رکعت پڑھتے تھے۔

امام مالک نے تراویح کے بارے میں دو روایتیں ذکر کی ہیں سائب بن یزید سے یہ روایت ذکر کی ہے کہ حضرت عمر نے گیارہ رکعت تراویح پڑھنے پر لوگوں کو جمع کیا اور یزید بن رومان سے یہ روایت ذکر کی ہے کہ حضرت عمر نے بیس رکعت تراویح پڑھنے پر لوگوں کو جمع کیا ان دونوں روایتوں میں سے کس کو ترجیح ہے؟ حافظ ابو عمر ابن عبد البر اس پر بحث کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

دوی مالک هذا الحدیث عن محمد بن یوسف عن السائب بن یزید الی قوله قال مالک فی هذا الحدیث احدى عشرة رکعة وغیرہ یقول فیہ احدى وعشرین وقد روی الحدیث بن عبد الرحمن بن ابی زباب عن السائب بن یزید قال کنا ننصرف من القیام علی عهد عمر بن الخطاب وقد دنا فروع الفجر وکان القیام علی عهد ثلاث وعشرین رکعة وهذا المحمول علی ان الثلاث للوتر

امام مالک نے اس حدیث (گیارہ رکعت تراویح) کو محمد بن یوسف از سائب بن یزید روایت کیا ہے۔ امام مالک نے اس حدیث میں گیارہ رکعت کا ذکر کیا ہے اور امام مالک کے علاوہ دوسرے ائمہ حدیث نے اسی سند سے حدیث میں اکیس رکعت (بیس رکعت تراویح اور ایک رکعت وتر) کا ذکر کیا ہے، اور عمارت بن عبد الرحمن بن ابی الزباب سائب بن یزید سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے عہد میں ہم فجر کے قریب تراویح سے فارغ ہوتے تھے اور اس وقت ہم تیس رکعت پڑھتے تھے۔ یہ روایت اس پر محمول ہے کہ تین رکعت وتر پڑھے جاتے تھے۔

امام عبدالرزاق نے اس سند (محمد بن یوسف از سائب بن یزید) سے اکیس رکعات کا ذکر کیا ہے فرماتے ہیں:

عبدالرزاق از داؤد بن قیس وغیرہ از محمد بن یوسف از سائب (بقیہ آئندہ صفحہ پر)

عبدالرزاق عن داؤد بن قیس وغیرہ عن

امام مالک بن انس ابی مترنی ۱۷۹ھ۔ مؤلف امام مالک ص ۹۸، مطبوعہ مطبع مجتہائی پاکستان لاہور الطبعة الثانیہ

حافظ ابو عمر ابن عبد البر مترنی ۴۶۳ھ۔ التہذیب ج ۸ ص ۱۱۵، مطبوعہ مکتبہ المدینہ لاہور الطبعة الاولى پاکستان۔ ۱۴۰۴ھ

اس عبارت سے یہ معلوم ہوا کہ جس سند سے امام مالک نے گیارہ رکعت کا ذکر کیا ہے اسی سند سے حافظ عبدالمذاق وغیرہ دوسرے ائمہ حدیث نے اکیس رکعت کا ذکر کیا ہے جس سے واضح طور پر ثابت ہوتا ہے کہ گیارہ رکعت کی روایت معلول، شافری اور امام مالک کا تسامح ہے۔ اس پر دوسرا قرینہ یہ ہے کہ سائب بن یزید سے ایک روایت یہ بھی ہے :

اخرج ابن نصر عن السائب انهم كانوا يقومون

في رمضان بعشرين ركعة ويقروون بالمئين

من القرآن وانهم كانوا يعتمدون على العصى

في زمن عمر بن الخطاب

ابن نصر سائب سے روایت کرتے ہیں کہ صحابہ رمضان میں بیس رکعت قیام کرتے تھے اور سو آیات والی قرآن کی سورتیں پڑھتے تھے اور حضرت عمر کے عہد میں ارشاد قیام سے) لاشیوں سے ٹیک لگاتے تھے۔

اور تیسرا قرینہ یہ ہے جیسا کہ حافظ ابن عبد البر نے بیان کیا ہے کہ عبد الرحمن بن ابی زباب نے سائب بن یزید سے روایت کیا ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے دور میں صحابہ ہشترلی قدر تیس رکعت تراویح پڑھتے تھے، اسی روایت میں بھی بیس رکعت تراویح کی تصریح کی ہے، امام مالک نے محمد بن یوسف سے سائب بن یزید کی روایت گیارہ رکعت ذکر کی ہے جبکہ حافظ عبدالمذاق وغیرہ نے محمد بن یوسف سے سائب بن یزید کی روایت بیس رکعت ذکر کی ہے اور ابن نصر نے بھی سائب سے بیس رکعت ذکر کی ہیں یہ امور اس بات کی واضح شہادت ہیں کہ امام مالک کا محمد بن یوسف از سائب بن یزید گیارہ رکعت ذکر کرنا صحیح نہیں ہے اور بضرعی حال اگر اس کو صحیح مان بھی لیا جائے تو اس کی وہ توجیہ ہے جو امام بیہقی نے کی ہے۔

امام بیہقی، سائب بن یزید اور یزید بن رومان دونوں کی روایات اپنی اسانید کے ساتھ سنن کبریٰ میں بیان کرنے کے بعد فرماتے ہیں :

ويمكن الجمع بين الروایتين فانهم كانوا

يقومون باحدى عشرة ركعة كانوا يقومون بعشرين

ويوترون بثلاث والله اعلم

ان دونوں روایات میں اس طرح تطبیق ممکن ہے کہ پہلے صحابہ گیارہ رکعت پڑھتے تھے اور پھر بیس رکعت تراویح اور تین رکعت وتر پڑھتے تھے۔

امام بیہقی نے جو تطبیق ذکر فرمائی ہے اس کی تقریر اس بات سے ہوتی ہے کہ بعد کے صحابہ مثلاً حضرت عثمان اور حضرت

(۱) حاشیہ سفر سابقہ محمد بن یوسف عن السائب بن یزید

ان عرجمہ الناس فی رمضان علی ابی بن کعب و علی بن

الداری علی احدى وعشرين ركعة ويقروون بالمئين و

ينصرفون عند فروع الفجر

بن یزید، وہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے رمضان میں ابی بن کعب اور تميم داری کی اقتداء میں لوگوں کو اکیس رکعت پڑھنے کا حکم دیا جن میں وہ سو آیات والی سورتیں پڑھتے تھے فجر کے قریب فارغ ہوتے تھے۔

سنن سید بن منصور

۱۔ حافظ سعید بن منصور

۲۔ حافظ البرک بن علی بیہقی متوفی ۴۵۸ھ، السنن الکبریٰ ج ۲ ص ۴۹۶، مطبوعہ نشر السنۃ ملتان۔

واكثر اهل العلم على ما روى عن علي وعمر وغيرهما من
 اصحاب النبي صلى الله عليه وسلم عشرين ركعة
 امام بيهقي اپنی سند کے ساتھ ذکر فرماتے ہیں:
 دكان من اصحاب علي رضي الله عنه انه كان
 يوترهم في شهر رمضان بعشرين ركعة و
 يوتر بثلاث

اور حافظ ابن عبد البر نے مختلف سندوں کے ساتھ حضرت
صلی اللہ علیہ وسلم رمضان میں وتر کے علاوہ بیس رکعت پڑھتے

حضرت علی رضی اللہ عنہ کے بعض اصحاب بیان کرتے ہیں کہ حضرت علی رمضان میں بیس رکعت تراویح پڑھاتے اور تین رکعت وتر۔

حضرت ابو عبد الرحمن سلمی بیان کرتے ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے رمضان میں قاریوں کو بلایا اور ان میں سے ایک شخص کو بیس رکعت تراویح پڑھانے کا حکم دیا اور خود حضرت علی رضی اللہ عنہ ان کو وتر پڑھاتے تھے۔ یہ حدیث حضرت علی سے اور بھی اسانید سے مروی ہے۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ایک شخص کو حکم دیا کہ وہ رمضان میں مسلمانوں کو بیس رکعت پڑھائے اور یہ رکعات وتر کے علاوہ تھیں۔

اور حافظ ابن عبد البر نے مختلف سندوں کے ساتھ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ روایت ذکر کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رمضان میں وتر کے علاوہ بیس رکعت پڑھتے تھے لیکن ان دو سندوں میں ابو شیبہ ابراہیم بن عثمان ہے

۱۔ حافظ ابوبکر بن علی متوفی ۴۵۸ھ، السنن الکبریٰ ج ۲ ص ۴۹۶ مطبوعہ نشر السنۃ مکان ۔

۷۔ امام البرسیٰ ترمذی متوفی ۵۲۷ھ۔ جامع ترمذی ص ۱۳۹ مطبوعہ نور محمد کارخانہ تجارت کتب کراچی۔

۳۔ حافظ ابوبکر بن علی متوفی ۵۴۸ھ۔ السنن الکبریٰ ج ۲ ص ۴۹۴ مطبوعہ نشر السنۃ طہان

“ “ “ “ ”

۵ حافظ ابو عمر بن عبد البر متوفی ۴۶۳ ھ، التمجید ج ۸ ص ۱۵ مطبوعہ مکتبہ قدوسیہ لاہور، الطبعة اولیٰ پاکستان، ۱۴۰۴ ھ

تراویح میں ختم قرآن | اس سے پہلے احادیث اور آثار میں بیان کیا جا چکا ہے کہ حضرت عمر اور حضرت علی رضی اللہ عنہما رمضان مبارک میں قاری حضرات کا تقرر فرماتے تھے جو تراویح میں نمازیوں کو قرآن کریم سناتے تھے۔ کتب حدیث میں اس قسم کے آثار بھی ہیں جن میں ختم قرآن کا ذکر ہے۔ امام ابن ابی شیبہ اپنی سند کے ساتھ روایت کرتے ہیں:

عن الحسن قال من امر الناس في رمضان
فألياًخذ بهم اليسر فان كان بطي القراءة
فليختم القرآن ختمه وان كان قراءته بين
ذلك فختمه ونصف فان كان سريع القراءة
موتين ۛ

حسن بیان کرتے ہیں کہ جو شخص رمضان میں امامت
کرائے وہ مقتدیوں پر آسانی کرے اگر وہ آہستہ قرائت
کرتا ہو تو رمضان میں ایک قرآن ختم کرے اور اگر درمیانی
قراءت کرتا ہو تو ڈیڑہ قرآن ختم کرے اور اگر تیز قرائت کرتا
ہو تو رمضان میں دو ختم کرے۔

امام عبد الرزاق اپنی سند کے ساتھ بیان کرتے ہیں:

عن ابي عثمان قال امر عمر بثلاثة قراء
يقراءون في رمضان فامر اسرعهم ان يقرأ
بثلاثين آية و امر اوسطهم ان يقرأ
بخمسة وعشرين و امر ادناهم ان يقرأ
بعشرين قال الشوري وكان القراء يجتمعون
في ثلاث في رمضان ۛ

ابو عثمان بیان کرتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ رمضان
میں تین قاری نماز پڑھانے کے لیے مقرر فرماتے، جو سب
سے تیز قرائت کرنے والا ہوتا اس کو (ایک رکعت میں) تیس
آیات پڑھنے کا حکم دیتے، درمیانی قرائت کرنے والے کو
پچیس آیات پڑھنے کا حکم دیتے اور آہستہ قرائت کرنے
والے کو جس آیات پڑھنے کا حکم دیتے، ٹھہری کہتے ہیں
کہ قاری رمضان کے تیسرے روز جمع ہو جاتے تھے۔

رمضان میں ختم قرآن کا نذرانہ | رمضان میں تراویح کے اندر قرآن کریم پڑھنے کا معاوضہ مقرر کرنا قداماء کے اصول
پر ناجائز ہے۔ اور جن احادیث میں قرآن کریم کو ذریعہ معاش بنانے پر وعید کی ہے
وہ اسی صورت پر محمول ہیں۔ اور اگر کوئی قاری یا حافظ محض ثنیت سے تراویح میں قرآن کریم پڑھتا ہے اور ختم قرآن کے موقع
پر نذرانہ پیش کیا جائے اسے قرآن سننے کا معاوضہ سمجھ کر نہیں لیتا بلکہ قرآن کریم کا اعزاز سمجھ کر قبول کرتا ہے تو یہ شرعاً جائز ہے۔

عن ابي اسحاق عن عبد الله بن مغفل
انه صلى بالناس في شهر رمضان فلما كان
يوم الفطر بعث اليه عبد الله بن زياد بجلة
وبخمسائة درهم فردها وقال انا لاناخذ
على القرآن اجراً ۛ

ابو اسحاق بیان کرتے ہیں حضرت عبد اللہ بن مغفل
رضی اللہ عنہ نے رمضان کے مہینہ میں مسلمانوں کو تراویح
پڑھائیں۔ عید کے دن عبد اللہ بن زیاد نے ان کی خدمت
میں ایک حد اور پانچ سو درہم بھیجے وہ انھوں نے واپس کر
دیے اور فرمایا ہم قرآن پڑھنے کی اجرت نہیں لیتے۔

۱۔ حافظ ابو بکر بن ابی شیبہ متوفی ۲۴۵ھ، المصنف ج ۲ ص ۳۹۲، مطبوعہ ادارة القرآن کراچی، الطبعة الاولى ۱۴۰۶ھ۔

۲۔ حافظ عبد الرزاق بن ہمام متوفی ۲۱۱ھ، المصنف ج ۲ ص ۲۶۱، مطبوعہ المکتب الاسلامی بیروت، الطبعة الاولى، ۱۴۹۰ھ۔

۳۔ حافظ ابو بکر بن ابی شیبہ متوفی ۲۴۵ھ، المصنف ج ۲ ص ۳۹۲، مطبوعہ ادارة القرآن کراچی، الطبعة الاولى ۱۴۰۶ھ۔

ان سعید بن جبیر قام بالناس فی رمضان
فارسل الیہ الحباجہ بیدنس فقبلہ ۱۰

حضرت سعید بن جبیر نے رمضان میں لوگوں کو تراویح پڑھانی
حاج نے ان کی خدمت میں ایک ٹوپی بھیجی جس کو انہوں نے
قبول کر لیا۔

ان دونوں روایات کا وہی محمل ہے جو ہم اس عنوان کے تحت بیان کر چکے ہیں۔

غیر مقلدین سے گزارش | غیر مقلدین حضرات بیس رکعت تراویح کو بدعت اور مخالف سنت نبوی قرار دیتے ہیں اور برہا
برس سے وہ اس موضوع پر اہلسنت سے مناظرہ اور مباحثہ کرتے چلے آئے ہیں۔ ہم اس

مسئلہ میں صرف استدلال کرنا چاہتے ہیں کہ غیر مقلدین حضرات جو ہر رمضان اور رمضان کی ہر شب میں تراویح جماعت کیساتھ
پڑھتے ہیں اور اس میں ختم قرآن کا التزام کرتے ہیں اس میں کوئی صریح اور صحیح مرفوع متصل حدیث ہے؛ کیونکہ بخاری اور
مسلم کی صحیح روایات سے صرف یہ ثابت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صرف ایک بار رمضان کی آخری تین راتوں میں
قیام کیا اور ہر رمضان میں اور رمضان کی ہر شب کو جماعت کے ساتھ خواہ آٹھ رکعت تراویح پڑھنا اور رمضان میں جماعت کے
اندہ ختم قرآن کا التزام کرنا بھی ان کے اصول پر بدعت اور مخالفت سنت نبوی ہے اور اگر یہ تمام امور حضرت عمر، حضرت عثمان
حضرت علی اور دیگر صحابہ کی اتباع میں کیے جاتے ہیں اور اس وجہ سے بدعت اور مخالفت سنت نبوی نہیں ہیں تو بیس رکعت
بھی انہی صحابہ کا طریقہ ہے اس کو بدعت قرار دیکر مسلمانوں کو اس کا رخصت سے کیوں روکا جاتا ہے یہ بات ہم آج تک نہیں سمجھ
سکے۔ بیس رکعت تراویح پر مقالات سعیدی ج اول میں قیام رمضان کے عنوان سے ہمارا ایک مفصل مقالہ موجود ہے جس
میں اس عنوان پر سیر حاصل بحث کی گئی ہے۔ اہل علم کے لیے وہ مطالعہ کی چیر ہے۔

تنہا عشا پڑھنے والا باجماعت وتر پڑھ سکتا ہے | عہد قریب کے بعض علماء سے یہ منقول ہے کہ رمضان میں عشا
تنہا پڑھنے والا وتر باجماعت نہیں پڑھ سکتا لیکن یہ صحیح

نہیں ہے۔ فقہاء کا اس مسئلہ میں اختلاف ہے کہ رمضان میں اگر کسی شخص نے عشا کی نماز جماعت سے نہیں پڑھی تو آیا افضل
یہ ہے کہ وتر جماعت سے پڑھے جائے یا تنہا؛ اکثر علماء اور محققین کے نزدیک جس شخص نے عشا تنہا پڑھی ہو اس کا جماعت کے
ساتھ وتر پڑھنا بلاکلامیت جائز ہے اور جب جماعت جائز ہوئی تو افضل بھی یہی ہے۔ قوت دلائل کے اعتبار سے یہی نظریہ
راجح ہے، اور بعض فقہاء کے نزدیک جب عشا تنہا پڑھی ہو تو وتر بھی تنہا پڑھنا افضل ہے لیکن یہ نظریہ مرجوح ہے۔
یہ اختلاف دراصل ایک اور اختلاف پر مبنی ہے وہ یہ کہ آیا رمضان میں وتر کی جماعت عشا کی جماعت کے تابع ہے
یا تراویح کی جماعت کے؟ صحیح یہ ہے کہ نفس وتر اگرچہ عشا کے تابع ہیں لیکن وتر کی جماعت کا مسنون ہونا تراویح کی
جماعت کی سنیت کے تابع ہے، کیونکہ اگر وتر کی جماعت عشا کی جماعت کے تابع ہوتی تو وتر سارا سال جماعت کے
ساتھ مسنون ہوتے۔ کیونکہ عشا کی نماز میں جماعت سارا سال مسنون ہے اور چونکہ وتر صرف رمضان میں جماعت کے ساتھ
مسنون ہیں۔ اس سے معلوم ہوا کہ وتر کی جماعت کی سنیت تراویح کی جماعت کی سنیت کے تابع ہے۔

یہ صحیح ہے کہ فقہاء کا اولاً اس میں اختلاف ہے کہ رمضان میں وتر کا تراویح کے بعد جماعت سے پڑھنا افضل ہے۔

یا گھر میں تنہا ؛ لیکن محققین فقہاء نے اسی کو ترجیح دی کہ افضل یہ ہے کہ رمضان میں وتر تراویح کے بعد جماعت سے پڑھے جائیں کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جس طرح تین دن تراویح جماعت کے ساتھ پڑھائی اسی طرح تین دن وتر بھی جماعت کے ساتھ پڑھنے اور آپ کے اس عمل نے جس طرح تراویح کی جماعت کا مسنون ہونا ثابت کیا اسی طرح آپ کے اس عمل نے وتر کی جماعت کا مسنون ہونا بھی ثابت کیا جس سے ثابت ہوتا ہے کہ وتر کی جماعت کی نسبت تراویح کی جماعت کی سنیت کے تابع ہے۔

علامہ قاضی خاں کہتے ہیں:

اس بات میں اختلاف ہے کہ رمضان میں وتر باجماعت ادا کرنا افضل ہے یا تنہا گھر میں پڑھنا۔ صحیح یہ ہے کہ جماعت افضل ہے، کیونکہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ صحابہ کو وتر جماعت کے ساتھ پڑھانے لگے، نیز اس لیے کہ جب وتر کو جماعت کے ساتھ پڑھنا جائز ہے تو وتر کو باجماعت پڑھنا افضل ہوگا جیسا کہ فرض میں ہے۔

علامہ ابن ہمام قاضی خاں کی مذکورۃ الصدر عبارت نقل کرنے کے بعد لکھتے ہیں کہ صاحب نہایت نے فرمایا کہ ہمارے علماء کا مختار یہ ہے کہ وتر بغیر جماعت کے پڑھے جائیں، علامہ ابن ہمام نے ان دونوں اقوال کا محل الگ الگ قرار دیا اور فرمایا: ہم اس سے پہلے باب وتر میں ابن خبان کی حدیث سے بیان کر چکے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کو تراویح (باجماعت) پڑھانے پھر اپنی تاخیر میں وہی غدر بیان فرمایا جو اس سے پہلے تراویح کی جماعت کی تاخیر میں بیان کر چکے تھے پس جس طرح تراویح باجماعت پڑھا کر پھر ترک کا غدر بیان فرمانا تراویح کی جماعت کی سنیت کو واجب کرتا ہے اسی طرح وتر کی جماعت کا معاملہ ہے کیونکہ وتر کی جماعت میں بعینہ وہی دلیل جاری ہوتی ہے جو تراویح کی جماعت میں بیان کی گئی ہے اس کی تائید غلث راشین کے باجماعت وتر پڑھنے سے ہوتی ہے جیسا کہ ہم نقل کر چکے ہیں جس شخص نے وتر میں جماعت کے ترک کرنے کو مستحب قرار دیا ہے (جیسے صاحب نہایت) وہ اس وجہ سے ہے کہ وہ رات کے آخری حصہ میں نفل پڑھنے کو مستحب قرار دیتا ہے اور وہ لاشعراً افضل سمجھتا ہے

اختلفوا ان اداء الوتر في رمضان بالجماعة افضل امر الاداء في منزله وحده الصحيح ان الجماعة افضل لان عمر ابن الخطاب رضي الله تعالى عنه كان يؤمهم في الوتر ولا فله لما جاز الاداء بالجماعة كانت الجماعة افضل اعتبارا بالمكتوبة ر

وانت علمت مما قدمناه في حديث ابن حبان في باب الوتر انه صلى الله عليه وسلم كان او تر بهم ثم بين العذر في تاخير عن مثل ما صنع فيما مضى فكما ان فعله الجماعة بالنفل ثم بيانه العذر في تركه اوجب سنيتها فيه فكذلك الوتر بجماعة لان الجارى فيه مثل الجارى في النقل بعينه وكذا ما نقلناه من فعل الخلفاء يفيد ذلك ففعل من تاخر عن الجماعة فيه احب ان يصل اخر الليل فانه افضل كما قال عمر والتي ينامون عنها افضل وعلم قوله صلى الله عليه وسلم واجعلوا اخر

صلواتکم باللیل وتواخاخرہ لذلك و
الجماعة فيه اذ ذاك متعذر فلا يدل
ذلك على ان الافضل فيه ترك الجماعة
لمن احب ان يوتر اذ اللیل - ۱۰

حضرت عسمر نے فرمایا: رات کے جس حصہ میں تم سو جاتے
ہو اس میں نماز پڑھنا افضل ہے۔ اور رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم کی یہ حدیث بھی معروف ہے: نماز کے اخیر میں وتر
پڑھو۔ اور اس وقت وتر کی نماز کو جماعت کے ساتھ پڑھنا
مشکل ہے بنا بریں اگر کوئی شخص وتر کی جماعت کو ترک کرتا
ہے تو یہ اس بات پر نہیں دلالت کرتا کہ جو شخص وتر کو اول
شب پڑھنا چاہتا ہے اس کے حق میں بھی وتر کی جماعت
ترک کرنا افضل ہے۔

علامہ ابن ہمام کی اس وضاحت سے یہ بات سپیدہ سحر سے زیادہ نکھر کر سامنے آگئی کہ رمضان میں وتر کی جماعت تراویح
کی جماعت کے تابع ہے۔ کیونکہ رمضان میں وتر باجماعت پڑھنا صرف اسی وقت افضل ہے جب وتر اول شب میں تراویح
کے ساتھ پڑھے جائیں اور اگر رمضان میں ہی کوئی شخص وتر اخیر شب میں بتجد کے ساتھ پڑھنا چاہے تو اس وقت بلاشبہ
وتر کی جماعت کا ترک کرنا افضل ہے اور اس تقریر سے جس طرح ان لوگوں کا رد ہوا جو وتر کی جماعت کو رمضان کے
تابع کرتے ہیں ان لوگوں کا بھی رد ہو گیا جو وتر کی جماعت کو عشاء کی جماعت کے تابع کرتے ہیں بلکہ یہ زیادہ واضح ہے۔
علامہ ابن ہمام کی اس تقریر پر جن فقہاء نے اعتماد کیا اور اس تقریر کو کلاً یا جزئاً نقل کیا اور اس تقریر سے
وتر کی جماعت کی افضلیت پر استدلال کیا ان میں حسب ذیل فقہاء کے اسناد قابل ذکر ہیں: زین الدین ابن نجیم متوفی ۹۰۰ھ،
شیخ حسن بن عمار الشرنبلالی الحنفی المتوفی ۶۹۰ھ۔ علامہ ابراہیم علی متوفی ۷۷۰ھ۔ مولانا عبدالحلیم ۷۰۰ھ۔
اس سے معلوم ہوا کہ علامہ ابن ہمام، علامہ زین الدین ابن نجیم، علامہ شرنبلالی اور علامہ علی ایسے محققین کے نزدیک وتر
کی جماعت تراویح کی جماعت کے تابع ہے۔

علامہ شامی فرماتے ہیں:

الذی یظہر ان جماعة الوتر تبع لجماعة
التراویح وان كان الوتر نفسه اصلا في
ذاته لان سنة الجماعة في الوتر انما

یقینی طور پر جو بات ظاہر ہے وہ یہ ہے کہ وتر کی
جماعت تراویح کی جماعت کے تابع ہے، اگرچہ فی نفسہ
وتر بذاتہ اصل ہے کیونکہ وتر کی جماعت کا سنت ہونا آثار

۱۰۔ علامہ کمال الدین ابن ہمام متوفی ۸۶۱ھ۔ فتح القیبر ج ۱ ص ۱۰۹۔ مطبوعہ مکتبہ نوریہ رضویہ کھر

۱۱۔ البحر الرائق ج ۲ ص ۷۰۔ ۷۹، مطبوعہ مکتبہ ماہدیہ کوئٹہ۔

۱۲۔ ماشیہ الدرر الاحکام فی شرح غرر الاحکام ج ۱ ص ۱۲۰، مطبوعہ مطبع احمد دار الساعۃ ۱۳۲۹ھ۔

ایضاً۔ مراقی الفلاح شرح نور الایضاح، ص ۲۳۲، مطبوعہ مطبع مصطفیٰ ابابی، الطبعة الثالثة ۱۳۵۶ھ۔

۱۳۔ غنیۃ المستملی ص ۲۰۱، مطبوعہ مطبع محبتائی دہلی، ۱۳۳۳ھ۔

۱۴۔ حاشیۃ الدرر والفرج ج ۱ ص ۲۳۲، مطبوعہ مطبع محبتائی دہلی، ۱۳۳۳ھ۔

عرفت بالاثرتابعة للتراویح

کی روشنی میں تراویح کے تابع ہے۔

جب یہ ثابت ہو گیا کہ وتر کی جماعت تراویح کی جماعت کے تابع ہے تو واضح ہو گیا کہ رمضان میں اگر عشاء کی نماز تنہا پڑھی اور تراویح جماعت کے ساتھ پڑھی ہو پھر بھی وتر کی نماز جماعت کے ساتھ بلا کلامت پڑھ سکتا ہے۔
مولانا عبدالحلیم نکتے میں:

اذ الاتیار بالجماعة في رمضان سنة كما انها سنة في التراویح

وتر جماعت کے ساتھ پڑھنا سنت ہے جیسا کہ تراویح میں جماعت سنت ہے۔

علامہ ابراہیم حلبی متوفی ۷۷۶ھ، منیۃ المصلیٰ کی شرح کبیر میں لکھتے ہیں:

قال ابو يوسف البانی اذا صلى مع الامام شيئاً من التراویح يصلي معه الوتر وكذا اذا لم يدرك معه شيئاً منها وكذا اذا صلى التراویح مع غيره له ان يصلي الوتر معه وهو الصحيح ذكره ابو الليث وكذا قال ظهير الدين مرغینانی لو صلى العشاء وحده فله ان يصلي التراویح مع الامام وهو الصحيح۔

ابو یوسف بانی کہتے ہیں کہ اگر امام کے ساتھ کچھ تراویح پڑھ لی ہیں تو اس کے ساتھ وتر پڑھ سکتا ہے، اور اگر امام کے ساتھ کچھ بھی نہ پڑھا تو (نہ فرض نہ تراویح) اسی طرح اگر کسی اور کے ساتھ تراویح پڑھی ہوں تو وہ امام کے ساتھ وتر پڑھ سکتا ہے اور یہی صحیح ہے۔ اس کو ابو اللیث نے ذکر کیا ہے۔ اسی طرح ظہیر الدین مرغینانی نے کہا ہے اور اگر تنہا عشاء کی نماز پڑھی ہو تو وہ امام کے ساتھ تراویح پڑھ سکتا ہے۔ یہی صحیح ہے۔

علامہ حلبی متوفی ۷۷۶ھ نے منیۃ المصلیٰ کی شرح کبیر کے بعد منیۃ کی شرح صغیر میں یہ مسئلہ زیادہ وضاحت کے ساتھ لکھا ہے فرماتے ہیں:

واذا لم يصل الفرض مع الامام قيل لا يتبعه في التراویح ولا في الوتر وكذا اذا لم يصل مع التراویح لا يتبعه في الوتر والصحيح انه يجوز ان يتبعه في ذلك كله۔

جب امام کے ساتھ فرض نہ پڑھے گئے ہوں تو کہا گیا ہے کہ پھر امام کی اقتداء میں نہ تراویح پڑھے نہ وتر۔ اسی طرح اگر امام کی اقتداء میں تراویح نہ پڑھی ہوں تو اس کی اقتداء میں وتر نہ پڑھے اور صحیح یہ ہے کہ جب امام کے ساتھ فرض یا تراویح نہ پڑھی ہوں تو درجماعت کے ساتھ پڑھ سکتا ہے اسی طرح اگر امام کے ساتھ فرض نہ پڑھے ہوں تو تراویح جماعت کے ساتھ پڑھ سکتا ہے۔

۱۔ علامہ ابن مابین شامی متوفی ۱۲۵۲ھ، رد المحتار ج ۱ ص ۶۶۳ مطبوعہ مطبع عثمانیہ استنبول ۱۳۲۶ھ

۲۔ حاشیہ الدر ص ۸۲۔

۳۔ نفیۃ المستملی ص ۳۹۱، مطبوعہ مطبع مجتہبی ۱۳۳۳ھ۔

۴۔ شرح صغیر (صغیر) ص ۲۱۰، ۱۳۴۸ھ۔

۵۔ علامہ حلبی کی اس عبارت سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ وتر کی جماعت نہ فرض نہ کے تابع ہے نہ تراویح کے (بقیہ حاشیہ بر صفحہ آئندہ)

علامہ طحاوی لکھتے ہیں:

لان المنفرد لو صلى العشاء وحده فله
ان يصلي التراويح مع الامام الى قوله قضية
التعليل في المسئلة السابقة بقولهم لانها
تبع ان يصلي الوتر جماعة في هذه الصلوة
لانه ليس تبع للتراويح ولا للعشاء عند الامام رحمه الله تعالى انتهى

اگر کوئی شخص عشاء کی نماز تنہا پڑھے تو اس کے لیے
امام کے ساتھ تراویح پڑھنا جائز ہے اور اسی پر یہ مسئلہ متفق
ہے کہ اس صورت میں وتر جماعت کے ساتھ پڑھ سکتا ہے
کیونکہ وتر کی جماعت امام کے نزدیک نہ فرضی کے تابع ہے
نہ تراویح کے۔

علامہ طحاوی کی اس عبارت سے ہر چند یہ ظاہر ہوتا ہے کہ وتر کی جماعت تراویح کے تابع نہیں ہے لیکن یہ ہمارے
موقف کے خلاف نہیں ہے کیونکہ علامہ طحاوی نے اس کی تصریح کر دی ہے کہ جس شخص نے عشاء کے فرض جماعت کے ساتھ
نہ پڑھے ہوں وہ وتر جماعت کے ساتھ پڑھ سکتا ہے کیونکہ وتر کی جماعت فرض اور تراویح میں سے کسی کے تابع نہیں ہے
ثانیاً یہ عبارت اس لیے ہمارے خلاف نہیں ہے کہ ہم نے یہ نہیں کہا کہ مطلقاً وتر کی جماعت تراویح کی جماعت کے تابع ہے۔
بلکہ ہم نے شروع ہی میں یہ لکھا ہے کہ وتر کی جماعت کامسنون ہونا تراویح کی جماعت کے مسنون ہونے کے تابع ہے۔
کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جس طرح رمضان میں تین دن تراویح جماعت کے ساتھ پڑھائی تو اس کے بعد وتر بھی
جماعت کے ساتھ پڑھا ہے اور علامہ ابن ہمام نے تصریح کی ہے کہ جس طرح باجماعت تراویح پڑھانے سے تراویح کی
جماعت مسنون ہوئی اسی طرح باجماعت وتر پڑھانے سے وتر کی جماعت مسنون ہوئی۔

بہر حال علامہ طحاوی کی یہ عبارت ہمارے اس موقف کو ثابت کرنے میں بالکل صریح ہے کہ جب رمضان میں عشاء
جماعت سے نہیں پڑھی تو وتر جماعت کے ساتھ پڑھ سکتا ہے۔

علامہ قسطلانی لکھتے ہیں:

يجوز ان يصلي الوتر جماعة وان لم
يصل شيئاً من التراويح مع الامام او صلها مع
غيره وهو الصحيح لكنه اذا لم يصل الفرض
معه لا يتبعه في الوتر كما في المنية ٢

اگر امام کے ساتھ بالکل تراویح نہ پڑھی ہو یا کسی اور
شخص کے ساتھ تراویح پڑھی ہو، (دونوں صورتوں میں) وتر
جماعت کے ساتھ پڑھ سکتا ہے لیکن جب فرض امام کے
ساتھ نہ پڑھے ہوں تو وتر امام کے ساتھ نہ پڑھے جیسا کہ
منیہ میں ہے۔

(حاشیہ صفحہ سابقہ): لیکن یہ بات ہمارے موقف کے خلاف نہیں ہے۔ کیونکہ ہمارا موقف یہ ہے کہ وتر کی جماعت کامسنون ہونا تراویح کی جماعت
کی مسنونیت کے تابع ہے جیسا کہ ہم نے شروع ہی میں ذکر کیا ہے ثانیاً اس سے اصل مسئلہ پر کچھ اثر نہیں پڑتا کیونکہ علامہ طحاوی نے بہر حال یہ تصریح
کر دی ہے کہ جس نے فرض جماعت کے ساتھ نہ پڑھے ہوں وہ وتر جماعت کے ساتھ پڑھ سکتا ہے۔ (سیدی)

۱۔ علامہ احمد بن محمد الطحاوی المتوفی ۱۲۳۱ھ۔ حاشیہ الطحاوی علی الدر المختار ج ۱ ص ۲۹۷، مطبوعہ دار المعرفۃ بیروت ۱۳۹۵ھ۔

۲۔ علامہ محمد خراسانی قسطلانی متوفی ۱۲۶۲ھ۔ جامع الرموز ج ۱ ص ۲۱۶ مطبوعہ مکتبہ اسلامیہ ایران الطبعة الثانیہ ۱۴۰۱ھ۔

۳۔ صاحب درمختار نے بھی اسی کو صحیح قرار دیا ہے جو صفت محمدیہ جیسا مفسر بیان کیا ہے۔

marfat.com

جلد ثانی

Marfat.com

علامہ قہستانی کی اس عبارت سے بعض لوگوں نے یہ منالطہ کیا کہ اگر فرض جماعت کے ساتھ نہ پڑھے ہوں تو وتر بھی جماعت کے ساتھ نہ پڑھے لیکن یہ صحیح نہیں ہے۔ علامہ قہستانی کی عبارت کا صحیح عمل یہ ہے کہ اگر کسی شخص نے فرض اور تراویح دونوں امام کے ساتھ نہ پڑھے ہوں تو وہ امام کے ساتھ وتر نہ پڑھے۔

علامہ شامی، علامہ قہستانی کی اس عبارت کو نقل کرنے کے بعد لکھتے ہیں:

پھر میں نے دیکھا کہ قہستانی نے بھی اسی کو صحیح قرار دیا ہے جس کا مصنف نے ذکر کیا ہے، پھر کہا ”جب اس نے امام کے ساتھ فرض نہ پڑھے ہوں۔“ یہ تنہا تراویح سے احتراز ہے لیکن اگر اس نے تراویح کسی اور کے ساتھ جماعت سے پڑھی ہو پھر امام کے ساتھ وتر پڑھے ہوں تو کوئی کراہت نہیں ہے۔

ثم رایت القہستانی ذکر تصحیح ما ذکرہ المصنف ثم قال لکنہ اذا لم یصل الفرض معہ احتراز عن صلواتہا متفردا اما لو صلاہا جماعۃ مع غیرہ ثم صلی الوتر معہ لا کراہۃ تأمل۔

علامہ شامی کا مطلب یہ ہے کہ علامہ قہستانی کے نزدیک مطلقاً امام کے ساتھ عشاء نہ پڑھنا وتر کی جماعت کے لیے موجب کراہت نہیں ہے بلکہ یہ ایک خاص صورت ہے کہ جب کسی شخص نے امام کے ساتھ نہ فرض پڑھے ہوں نہ تراویح اس وقت امام کے ساتھ وتر پڑھنا مکروہ ہے۔ اور اگر اس شخص نے کسی اور شخص کے ساتھ تراویح جماعت سے پڑھی ہو تو پھر امام کے ساتھ وتر پڑھنے میں کوئی کراہت نہیں ہے۔ اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ اگر اس شخص نے تراویح بھی اسی امام کے ساتھ پڑھی ہو تو پھر اس امام کیساتھ باجماعت وتر پڑھنا بطریق اولیٰ مکروہ نہیں ہوگا اور یہی زیر بحث مسئلہ ہے۔

یہ تہ ہے کہ بعض علماء نے علامہ قہستانی، علامہ شامی اور علامہ حلبی کے حوالہ سے تنہا فرض پڑھنے والے کے لیے وتر کی جماعت کو ناجائز قرار دیا حالانکہ یہ فقہاء اس کے برعکس مبنی جواز کی تصریح کرتے ہیں جیسا کہ ہم ان سے بحوالہ نقل کر چکے ہیں ثانیاً اس بات پر حیرت ہے کہ فرض اور تراویح تنہا پڑھنے والے کے لیے بھی وتر کو باجماعت پڑھنا زیادہ سے زیادہ مکروہ ہوگا جیسا کہ علامہ شامی کی عبارت سے ظاہر ہے۔ پھر ان لوگوں کا وتر باجماعت کو ناجائز قرار دینا کس طرح صحیح ہوگا کیونکہ اہل علم پر واضح ہے کہ کراہت عدم جواز کو مستلزم نہیں ہے۔ یہ امر بھی ملحوظ رہنا چاہیے کہ جن فقہاء نے یہ کہا ہے کہ غیر رمضان میں وتر جماعت کے ساتھ نہ پڑھے جائیں انہوں نے یہ تصریح کی ہے کہ غیر رمضان میں جماعت کے ساتھ وتر پڑھنا مکروہ ہے اگرچہ فی نفسہ جماعت کے ساتھ وتر پڑھنا جائز ہے۔

ملاحظہ فرماتے ہیں:

۱۔ علامہ ابن عابدین شامی مترقی ۱۲۵۲ھ، رد المحتار ج ۱ ص ۶۶۳ مطبوعہ مطبعۃ عثمانیہ استنبول ۱۳۲۷ھ۔

۲۔ علامہ قہستانی کی عبارت کا یہ عمل متعین کرنے کی وجہ یہ ہے کہ وتر کی جماعت تراویح کی جماعت کے تابع ہے اس لیے اگر اس نے فرض کے علاوہ تراویح جماعت کے ساتھ نہیں پڑھیں تو اس کا وتر جماعت کے ساتھ پڑھنا مکروہ ہے البتہ اگر فرض جماعت کے ساتھ نہیں پڑھے لیکن تراویح کسی اور امام کے ساتھ پڑھ لی ہیں تو اب وتر کی جماعت مکروہ نہیں ہے کیونکہ تراویح جماعت کے ساتھ پڑھ چکا ہے اور کراہت سے مراد تنہا ہی سے جیسا کہ عنقریب واضح ہوگا۔

marfat.com

ولا یصلی الوتر (بجماعة خارج رمضان)

لا جماعة ولا یصلی التطوع بجماعة الا قیام رمضان وعن شمس الائمة انکر دوری ان التطوع بالجماعة انما یکره اذا کان علی سبیل التداعی اما لو اقتدی واحد بواحد او اثنان بواحد لا یکره لیه

رمضان کے علاوہ وتر باجماعت نہ پڑھے اس پر اجماع ہے اور تراویح کے سوا نفل باجماعت نہ پڑھے۔ شمس الائمة کہ دوری سے منقول ہے کہ نوافل کی جماعت اس وقت مکروہ ہے جب لوگوں کو اس کی دعوت دی جائے اگر ایک کی اقتداء میں ایک یا ایک کی اقتداء میں دو آدمی نفل پڑھ لیں تو مکروہ نہیں ہے۔

اس عبارت کا مفاد یہ ہے کہ غیر رمضان میں وتر باجماعت پڑھنا جائز ہے مگر مکروہ ہے اس سے زیادہ واضح طور پر علامہ علائی نے لکھا ہے:

ولا یصلی الوتر ولا التطوع بجماعة خارج

رمضان ای یکره ذلك

اس کی شرح میں علامہ شامی لکھتے ہیں:

اشاد الی ما قالوا من ان المراد من قول

القدوری فی مختصره لا یجوز الکراهة لعدم اصل الجواز لکن فی الخلاصة عن القدوری انه لا یکره وایده فی الحلیة بما اخرج الطحاوی عن المنصور ابن مخرمة قال دفننا ابا بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ لیلا فقال عمر رضی اللہ عنہ انی لما اوتر فقام وصفقنا وراءه فصلى بنا ثلاث رکعات لم یسلم الا فی اخرهن ثم قال ویمكن ان یقال الظاهر ان الجماعة فیہ غیر مستحبة ثم ان کان ذلك احیاناً کما فعل عمر کان مباحاً غیر مکروه وان کان علی سبیل المراقبة کان بدعة مکروهة لانه خلاف المتوارث وعلیه یحمل ما ذکر القدوری فی مختصره وما ذکره فی غیر مختصره یحمل علی

وتر اور نوافل رمضان کے علاوہ جماعت سے نہ پڑھے جائیں۔ یعنی جماعت سے پڑھنا مکروہ ہے۔

علامہ علائی نے اس طرف اشارہ کیا ہے کہ قدوری میں جو اس جگہ پر نا جائز لکھا ہے اس سے مراد مکروہ ہے نہ کہ عدم اصل جواز۔ البتہ صاحب خلاصہ نے قدوری سے یہ نقل کیا ہے کہ (غیر رمضان میں وتر جماعت سے پڑھنا) مکروہ نہیں ہے اور علیہ میں اس کی تائید میں یہ ہے کہ امام طحاوی نے اپنی سند کے ساتھ منصور بن مخرمة سے روایت کیا ہے کہ ہم نے حضرت ابو بکر کورات میں دفن کیا حضرت عمر نے کہا میں نے وتر نہیں پڑھے اور کھڑے ہو گئے ہم نے ان کے پیچھے صف باندھ لی اور حضرت عمر نے ہم کو تین رکعات پڑھائیں اور صرف آخر میں سلام پھیرا، پھر صاحب علیہ نے کہا یہ بھی کہا جاسکتا ہے کہ غیر رمضان میں وتر کی جماعت غیر مستحب ہے۔ اور اگر یہ کبھی کبھی ہو جیسا کہ حضرت عمر نے کیا تھا تو مباح غیر مکروہ ہوگا اور اگر غیر رمضان میں ہمیشہ باجماعت وتر پڑھے جائیں تو یہ بدعت مکروہ ہوگا کیونکہ اسلاف سے یہ عمل منقول نہیں ہے اور قدوری میں جو اس

۱۔ ملا خسر حنفی متوفی ۱۰۸۸ھ، درر الحکام فی شرح غرر الحکام ج ۱ ص ۱۲۰۔

۲۔ علامہ ملاؤ الدین حصکفی متوفی ۱۰۸۸ھ، مختار علیہ، مطبوعہ مطبع عثمانیہ استنبول ۱۳۲۷ھ۔

marfat.com

عبد الشاہ

Marfat.com

الاول والله اعلم قلت ويؤيده ايضا ما في البدائع من قولهم ان الجماعة في التطوع ليست بسنة الا في قيام رمضان اه فان نفى السنة لا يستلزم الكراهة نعم ان كان مع المواظبة كان بدعة فيكرة وفي حاشية البحر للخبير الزملي على الكراهة في الصياء والنهاية بان الوقت نقل من وجه حتى وجبت القراءة في جميعها وتؤدى بغير اذان واقامة والنفل بالجماعة غير مستحب لانه لم تفعله الصحابة في غير رمضان اه وهو كالصريح في انها كراهة تنزيهية قائل اه

کو مکروہ لکھا ہے اس کا یہی مطلب ہے اور خلاصہ میں جو اس کو قدری سے غیر مکروہ نقل کیا ہے وہ کبھی کبھی وتر باجماعت پڑھنے پر محمول ہے، علامہ شامی فرماتے ہیں اس کی تائید اس بات سے ہوتی ہے کہ بدائع میں ہے "نفل باجماعت پڑھنا تراویح کے علاوہ سنت نہیں ہے" کیونکہ سنت کی نفی کراہت کو مستلزم نہیں ہوتی ہاں اگر ہمیشہ باجماعت پڑھیں تو یہ بدعت مکروہ ہوگی علامہ حیر الدین رملی نے البحر الملتق کے حاشیہ میں لکھا ہے کہ ضیاء اور نہایت نے وتر باجماعت کی کراہت کی یہ وجہ بیان کی ہے کہ وتر من وجہ نفل ہیں کیونکہ اس کی تمام رکعات میں قرأت واجب ہے اور اس کو بغیر اذان اور اقامت کے پڑھا جاتا ہے اور نفل جماعت کے ساتھ غیر مستحب ہیں کیوں کہ صحابہ نے غیر رمضان میں نفل باجماعت نہیں پڑھے۔ علامہ شامی فرماتے ہیں کہ یہ عبارت اس بات پر تصریح ہے کہ نفل کی جماعت مکروہ تنزیہی ہے۔

اس عبارت میں غور فرمائیے جب غیر رمضان میں کبھی کبھی باجماعت وتر پڑھنا مباح غیر مکروہ یا غیر مستحب یا زیادہ سے زیادہ مکروہ تنزیہی ہے خواہ فرضی جماعت کیساتھ پڑھے ہوں یا نہ پڑھے ہوں تو رمضان میں تنہا عشاء پڑھنے والے کا باجماعت وتر پڑھنا ناجائز کیسے ہوگا جبکہ رمضان میں وتر باجماعت پڑھنے کا منشاء اور سبب بھی موجود ہے (صحابہ کا باجماعت وتر پڑھنا) نیز فقہاء کرام نے تصریح کی ہے کہ کسی کام کا مکروہ تنزیہی ہونا اس وقت ثابت ہوتا ہے جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس فعل سے علی الخصوص منع فرمایا ہوئے اور رمضان میں تنہا عشاء پڑھنے والے کو باجماعت وتر پڑھنے سے نہ قرآن نے منع کیا ہے نہ حدیث نے نہ اجماع سے اس کا عدم جواز ثابت ہے نہ قیاس سے تو پھر محض خبہ قریب کے بعض علما کے اس کو ناجائز کہنے سے یہ کیسے ناجائز ہو جائے گا!

شب قدر میں قیام کی تاکید اور تائبیوں شب

میں شب قدر کا تحقق

زریں بیان کرتے ہیں کہ حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ

بِالنَّدْبِ الْأَكِيدِ إِلَى قِيَامِ لَيْلَةِ الْقَدْرِ

وَدَلِيلٌ مَنْ قَالَ إِنَّهَا لَيْلَةُ سَبْعٍ وَعِشْرِينَ

۱۶۸۲ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى عَنْ الرَّازِيِّ قَالَ

۱۔ علامہ ابن عابدین شامی مرقی ۱۲۵۲ھ، رد المحتار ج ۱ ص ۶۲-۶۳، مطبوعہ مطبع عثمانیہ استنبول ۱۳۲۷ھ۔

۲۔ علامہ شامی فرماتے ہیں: "لا يلزم من ترك المستحب ثبوت الكراهة اذ لا بد لها من دليل خاص" (رد المحتار ج ۱ ص ۶۱)

مستحب کے ترک سے کراہت ثابت نہیں ہوتی کیونکہ اس کے لئے بالخصوص دلیل کی ضرورت ہے۔

marfat.com

جلد ثانی

نَا الْوَلِيدُ بْنُ مُسْلِمٍ قَالَ نَا الْأَوْزَاعِيُّ قَالَ حَدَّثَنِي
عَبْدَةُ عَنْ زَيْدٍ قَالَ سَمِعْتُ أَبِي بْنَ كَعْبٍ رَضِيَ اللَّهُ
عَنْهُ يَقُولُ وَقِيلَ لَدَانِ عَبْدَ اللَّهِ بْنِ مَسْعُودٍ رَضِيَ
اللَّهُ عَنْهُ يَقُولُ مَنْ قَامَ الشَّعْبَةَ أَصَابَ لَيْلَةً
الْقَدَرِ فَقَالَ أَبِي وَاللَّهِ الَّذِي لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ إِنَّمَا
لَفِي رَمَضَانَ يَخْلِفُ مَا يَسْتَشْقِي وَاللَّهُ إِنِّي
لَا أَعْلَمُ أَتَى لَيْلَةً هِيَ اللَّيْلَةُ الَّتِي أَمَرْنَا بِهَا
رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِقِيَامِهَا هِيَ اللَّيْلَةُ
صَبِيحَةَ سَبْعٍ وَعِشْرِينَ وَأَمَّا تَهَا أَنْ تَطْلُعَ
الشَّمْسُ فِي صَبِيحَةِ يَوْمِهَا بَيْضَاءَ لَا شُعَاعَ
لَهَا.

سے کہا گیا کہ حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں جو
شخص پورے سال ہر رات کو قیام کرے وہ شب قدر پا
لے گا۔ حضرت ابی بن کعب نے فرمایا قسم اس ذات کی جس
کے سوا کوئی معبود نہیں ہے شب قدر رمضان ہی میں ہے۔
حضرت ابی بن کعب کسی اشتہاء کے قسم کھا کر فرماتے تھے خدا کی قسم
میں یقین کے ساتھ جانتا ہوں کہ شب قدر کون سی شب ہے
جس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں قیام کا حکم دیا ہے
یہ ستائیسویں صبح کی رات ہے اور اس کی علامت یہ ہے کہ
ستائیسویں کی صبح کو سورج اس حال میں طلوع ہوتا ہے کہ
اس کی شعاعیں ظاہر نہیں ہوتیں۔

۱۶۸۳ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مَثْنَى قَالَ نَا مُحَمَّدُ
بْنُ جَعْفَرٍ قَالَ نَا شُعْبَةُ قَالَ سَمِعْتُ عَبْدَةَ بْنَ
أَبِي لُبَابَةَ يَحْدِثُ عَنْ زَيْدِ بْنِ حَبِيشٍ عَنْ أَبِي بِنِ
كَعْبٍ قَالَ قَالَ لِي أَبِي فِي لَيْلَةِ الْقَدَرِ وَاللَّهُ إِنِّي
لَأَعْلَمُهَا وَأَكْثَرُ عَلَيَّ هِيَ اللَّيْلَةُ الَّتِي أَمَرْنَا
رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِقِيَامِهَا هِيَ
لَيْلَةُ سَبْعٍ وَعِشْرِينَ وَإِنَّمَا شَكَّ شُعْبَةُ فِي هَذَا
الْحَرْفِ هِيَ اللَّيْلَةُ الَّتِي أَمَرْنَا بِهَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى
اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ وَحَدَّثَنِي بِهَا صَاحِبُ لِي عَنْهُ -
۱۶۸۴ - وَحَدَّثَنِي عُبَيْدُ اللَّهِ بْنُ مُعَاذٍ قَالَ نَا
أَبِي قَالَ نَا شُعْبَةُ هَذَا الْإِسْنَادُ نَحْوُهُ وَلَمْ يَذْكُرْ
إِنَّمَا شَكَّ شُعْبَةُ وَمَا بَعْدَهُ -

زربن حبیش کہتے ہیں کہ حضرت ابی بن کعب رضی اللہ
عنہ نے مجھ سے شب قدر کے بارے میں بیان کیا اور کہا
کہ بخدا میں یقین کے ساتھ لیلۃ القدر کو جانتا ہوں اللہ
میرا زیادہ یقین یہ ہے کہ یہی وہ رات ہے جس میں رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں قیام کا حکم دیا ہے اور یہ ستائیسویں
رات ہے (راوی) شعبہ کو شک ہے کہ انھوں نے یہ کہا تھا کہ
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جس رات ہمیں قیام کا حکم دیا تھا،
شعبہ کہتے ہیں کہ یہ بات میرے ایک ساتھی نے ان سے نقل
کی تھی۔

ایک اور سند سے بھی یہ روایت منقول ہے لیکن
اس میں شعبہ کا شک نہیں بیان کیا گیا۔

تشریح علامہ نووی فرماتے ہیں بعض علماء کے نزدیک شب قدر سال میں ایک معین شب ہے جو کبھی تبدیل نہیں ہوتی اور ہر سال
اسی تاریخ کو اس شب کا تحقق ہوتا ہے، اور بعض محققین کہتے ہیں کہ یہ شب ہر سال بدلتی رہتی ہے کسی سال اکیسویں
شب کو واقع ہوتی ہے۔ کسی سال تیسویں کو اور کسی سال ستائیسویں شب کو واقع ہوتی ہے کتاب الصیام میں شب قدر کا مفصل
ذکر آنے کا ان شاء اللہ و امل ہم اس کی پوری تفصیل اور تحقیق بیان کریں گے۔

منازلت سیدہ ج ۱ میں ہم نے بتایا تھا کہ شب قدر کا واقعہ ہوتا ہے۔ اہل علم اور اہل رب ذوق کے لیے

یہ مطالعہ کی چیز ہے۔

بَابُ صَلَاةِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَدُعَائِهِ بِاللَّيْلِ

۱۶۸۵۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ هَاشِمٍ بْنُ حَيَّانَ

الْبَيْهَقِيُّ قَالَ سَمِعْتُ الرَّحْمَنَ بْنَ يَحْيَى ابْنَ مَهْدِيٍّ قَالَ نَاسِغِيَانُ عَنْ سَلَمَةَ بْنِ كَعْبٍ عَنْ كُرَيْبٍ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ بَيَّتُ عِنْدَ خَالَتِي مَيْمُونَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا فَقَامَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنَ اللَّيْلِ فَأَتَى حَاجَتَهُ ثُمَّ عَسَلَ وَجْهَهُ وَبَدَّيْهِ ثُمَّ نَامَ ثُمَّ قَامَ فَأَتَى الْقُرْبَةَ فَأَطْلَقَ شَنَا قَهْمًا ثُمَّ تَوَضَّأَ وَضُوءَ بَيْنِ الْوُضُوءَيْنِ وَلَمْ يُكْثِرْ وَقَدْ أَبْلَغَ ثُمَّ قَامَ فَصَلَّى فَقُمْتُ فَتَمَطَّيْتُ كَرَاهَةً أَنْ يُرَى إِلَيَّ كُنْتُ أَنْتَبِهَ لَهُ كَتَوَضَّأْتُ فَقَامَ فَصَلَّى فَقُمْتُ عَنْ يَسَارِهِ فَأَخَذَ بِيَدِي فَأَذَارَفَنِي عَنْ يَمِينِهِ فَتَنَامَتْ صَلَاةُ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنَ اللَّيْلِ ثَلَاثَ عَشْرَةَ رُكْعَةً ثُمَّ اصْطَجَعَ فَنَامَ حَتَّى نَفَخَ وَكَانَ إِذَا نَامَ نَفَخَ فَأَتَاهُ يَدَلُّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ فَأَذَنَهُ بِالصَّلَاةِ فَقَامَ فَصَلَّى وَلَمْ يَتَوَضَّأْ وَكَانَ فِي دُعَائِهِ اللَّهُمَّ اجْعَلْ فِي قَلْبِي نُورًا وَفِي بَصَرِي نُورًا وَفِي سَمْعِي نُورًا وَ عَنْ يَمِينِي نُورًا وَ عَنْ يَسَارِي نُورًا وَفَوْقِي نُورًا وَتَحْتِي نُورًا وَ أَمَّا فِي نُورًا وَخَلْقِي نُورًا وَعَظْمِي نُورًا قَالَ كُرَيْبٌ وَ سَبْعٌ فِي التَّابُوتِ فَلَقِيتُ بَعْضَ وَلَدِ الْعَبَّاسِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ فَحَدَّثَنِي بِهِمْ فَذَكَرَ عَصِيْبِي وَلَحْيِي وَدَمِي وَشَعْرِي وَبَشَرِي وَذَكَرَ الْخَصْلَتَيْنِ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز تہجد اور دعاؤں کا بیان

کا بیان

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ ایک رات میں اپنی خالہ حضرت ميمونہ رضی اللہ عنہا کے ہاں تھا۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم رات کو بیدار ہوئے۔ قنادر حاجت سے فارغ ہونے کے بعد ہاتھ منہ دھوئے پھر سو گئے پھر دوبارہ اُٹھے اور مشکیزہ کے پاس آکر اس کا منہ کھولا، پھر درمیان وضو کیا، پانی زیادہ نہیں بہایا لیکن مکمل وضو فرمایا۔ پھر آپ نے گھر سے ہو کر نماز پڑھنی شروع کر دی، میں بھی اُٹھا اور بکرا الی لی تاکہ حضور یہ گمان نہ کریں کہ میں آپ کے اعمال کے تجسس کے لیے بیدار ہوا ہوں، میں وضو کرنے کے بعد آپ کی بائیں جانب ناز پڑھنے کے لیے کھڑا ہو گیا، آپ نے میرا ہاتھ پکڑ کر مجھے گھما کر اپنی دائیں جانب کھڑا کر دیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تیرہ رکعت پڑھنے کے بعد لیٹ کر سو گئے حتیٰ کہ خزانے لینے لگے اور آپ جب بھی سوتے تھے خزانے لیتے تھے، اس کے بعد حضرت بلال رضی اللہ عنہ اُٹے اور آپ کو نماز (فجر) کی خبر دی۔ آپ نے کھڑے ہو کر بغیر وضو کیے نماز سنت فجر پڑھی اور یہ دعا مانگی بے اللہ! میرے دل میں نور پیدا کر دے، میری آنکھوں میں نور پیدا کر دے، میرے کانوں میں نور پیدا کر دے، میرے دائیں نور کر دے، میرے بائیں نور کر دے، میرے اوپر نور کر دے، میرے نیچے نور کر دے، میرے سامنے نور کر دے اور میرے پس پشت نور کر دے۔ (راوی) کربیب بیان کرتے ہیں کہ آپ نے سات کلمات اور فرمانے تھے جنہیں میں بھول گیا، پھر میری ملاقات حضرت عباس کی اولاد میں سے بعض لوگوں سے ہوئی تو انہوں نے مجھ سے بیان کیا کہ وہ سات کلمات یہ تھے: (اے اللہ!) میرے پھول، میرے گوشت، میرے ٹھون، میرے بال اور میری کھال (کو نور کر دے)۔ ان کلمات کے

تُحَوِّدُ يَثِ مَالِكٍ -

۱۶۸۸ - وَحَدَّثَنِي هَارُودُنُ بْنُ سَعِيدٍ الْأَيْلِيُّ
قَالَ نَابِتُ بْنُ وَهَبٍ قَالَ نَاعِمٌ وَعَدُوٌّ عَبْدُ رَافِعِ بْنِ سَعِيدٍ
عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سَيْمَانَ عَنْ كُرَيْبِ مَوْلَى ابْنِ عَبَّاسٍ
عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّكَ قَالَ يَنْمُتُ
عِنْدَ مَيْمُونَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
وَرَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عِنْدَهَا
تِلْكَ اللَّيْلَةُ فَتَوَضَّأَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
ثُمَّ قَامَ فَصَلَّى فَقُمْتُ عَنْ يَسَارِهِ فَأَخَذَ بِي
فَجَعَلَنِي عَنْ يَمِينِهِ فَصَلَّى فِي تِلْكَ اللَّيْلَةِ ثَلَاثَ
عَشْرَةٍ رُكْعَةً ثُمَّ قَامَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
حَتَّى نَفَخَ وَكَانَ إِذَا قَامَ نَفَخَ ثَمَّ نَسَاءُ
الْمُؤَذِّنُ فَتَحَدَّثَ فَصَلَّى وَلَمْ يَتَوَضَّأْ قَالَ عَدُوٌّ
فَحَدَّثْتُ بِهِ يَكْرِ بِنُ الْأَشْعَرِ فَقَالَ حَدَّثَنِي
كُرَيْبٌ بِذَلِكَ -

۱۶۸۹ - وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ قَالَ نَابِتُ
أَبِي قُدَيْبٍ قَالَ أَنَا الصُّحَاكُ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ
سَيْمَانَ عَنْ كُرَيْبِ مَوْلَى ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ ابْنِ
عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ يَثُ لَيْلَةٌ عِنْدَ
خَالَتِي مَيْمُونَةَ بِنْتِ الْحَارِثِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا
فَقُلْتُ لَهَا إِذَا قَامَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
فَأَيْسَرُ لِي فَقَامَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
فَقُمْتُ إِلَى جَنْبِهِ الْأَيْسَرِ فَأَخَذَ بِيَدِي فَجَعَلَنِي
مِنْ شِقِّهِ الْأَيْمَنِ فَجَعَلْتُ إِذَا غَفِيتُ يَأْخُذُ
نَحْمَةً أُذُنِي قَالَ فَصَلَّى إِحْدَى عَشْرَةَ رُكْعَةً
ثُمَّ أَحْتَبَى حَتَّى آتَى لَأَسْمَعَ نَفْسَهُ رَاقِدًا فَلَمَّا تَبَيَّنَ
لَهُ الْفَجْرُ صَلَّى رُكْعَتَيْنِ خَفِيفَتَيْنِ -

۱۶۹۰ - حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عَدُوٍّ وَمُحَمَّدُ بْنُ حَاتِمٍ
عَنِ ابْنِ عُيَيْنَةَ قَالَ ابْنُ أَبِي عَدُوٍّ نَاسِطِيَانُ عَنْ عَدُوٍّ

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اہلیہ حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا
کے ہاں میں ایک رات سویا جبکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
بھی اس رات وہاں تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وضو
کر کے نماز پڑھی، میں آپ کی بائیں جانب کھڑا ہو گیا۔ آپ
نے مجھے پکڑ کر اپنی دائیں جانب کر دیا۔ آپ نے اس رات
تیرہ رکعت نماز پڑھی، پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سو گئے۔
جتنی کہ خواتین لیٹنے لگیں۔ آپ جب بھی سوتے تھے خواتین
لیٹتے تھے۔ پھر آپ کے پاس مؤذن آیا آپ اٹھ کھڑے
ہوئے اور ہنیز وضو کیے نماز پڑھی، راوی عمر کہتے ہیں کہ
میں نے بکیر بن ابی شح کریم حدیث سنائی، انہوں نے کہا کہ
کریم نے ان سے اسی طرح بیان کیا تھا۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ میں
ایک رات اپنی خالہ میمونہ بنت حارث رضی اللہ عنہا کے پاس
رہا اور ان سے میں نے کہا کہ جس وقت رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم بیدار ہوں مجھے بھی اٹھا دیں، جب رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم اٹھے تو میں بھی آپ کے بائیں پہلو کھڑا ہو گیا۔
آپ نے میرا ہاتھ پکڑ کر مجھے اپنی دائیں جانب کھڑا کر دیا۔
مجھے جب بھی اونگھ آتی تھی آپ میرے کان کی ٹوک پکڑتے
تھے، حضرت ابن عباس کہتے ہیں کہ آپ نے گیارہ رکعت
نماز پڑھی پھر آپ سو گئے۔ یہاں تک کہ میں نے آپ کے
خواتین سنے اور جب فجر نمودار ہو گئی تو آپ نے مختصر طریقہ
سے دو رکعت (سنت فجر) پڑھی۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ
وہ ایک رات اپنی خالہ حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا کے ہاں

أَبْنُ دِينَارٍ عَنْ كُرَيْبٍ مَوْلَى ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ ابْنِ
عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّ بَاتَ عِنْدَهُ لَيْلَةً
فَيُؤْمِنَةً رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا فَقَامَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى
اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنَ اللَّيْلِ فَتَوَضَّأَ مِنْ فِيهِ مِصْبَ
وَضُوءَهُ أَخْفِيئًا قَالَ وَصَفَ وَضُوءَهُ وَجَعَلَ
يُخَفِّقُهُ وَيَقِيلُهُ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ فَقُمْتُ وَصَنَعْتُ
مِثْلَ مَا صَنَعَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ
جِئْتُ فَقُمْتُ عَنْ يَسَارِهِ فَأَخْلَقَنِي فَجَعَلَنِي عَنْ
يَمِينِهِ فَصَلَّى ثُمَّ اسْتَطَجَعَ فَنَامَ حَتَّى نَفَخَ ثُمَّ
أَتَاهُ بِلَالٌ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ فَأَذَنَهُ بِالصَّلَاةِ فَخَرَجَ
فَصَلَّى الصُّبْحَ وَلَمْ يَتَوَضَّأْ قَالَ سَفِيَّانُ وَهَذَا
لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَاصَّةٌ لَا نَحْنُ بَلَدْنَا
أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَنَامُ عَيْنَاهُ وَ
لَا يَنَامُ قَلْبُهُ -

١٤٩١- وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ سَأَلَ
مُحَمَّدٌ وَهُوَ ابْنُ جَعْفَرٍ قَالَ نَاشِعَةُ عَنْ سَلَمَةَ عَنْ
كَرْبِيبٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ يَتُ فِي
بَيْتِ خَالَتِي مَيْمُونَةَ فَبَقِيتُ كَيْفَ يُصَلِّي رَسُولُ
اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ فَقَامَ فَهَالَ كُمُ غَسَلَ
وَجْهَهُ وَكَفَّيْهِ ثُمَّ نَامَ ثُمَّ قَامَ إِلَى الْقُرْبَةِ فَأَ طَلَعَ
شِئْنَاقَهَا ثُمَّ صَبَتْ فِي الْجَفْنَةِ أَوْ الْقَصْعَةِ فَابْكَبَتْهُ
بِيَدَيْهِ عَلَيْهَا ثُمَّ تَوَضَّأَ وَضُوءًا احْسَنًا بَيْنَ
الْوَضُوءَيْنِ ثُمَّ قَامَ يُصَلِّي فَجِئْتُ فَقُمْتُ إِلَى
جَنْبِهِ فَقُمْتُ عَنْ يَسَارِهِ قَالَ فَأَخَذَنِي فَأَقَامَنِي
عَنْ يَمِينِهِ فَتَكَامَلْتُ صَلَوَةَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى
اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثَلَاثَ عَشْرَةَ رُكْعَةً ثُمَّ نَامَ حَقٌّ
نَفَخَ فَاكُنَّا نَعْرِفُهُ إِذَا نَامَ يَنْفَخُ ثُمَّ خَرَجَ إِلَى
الصَّلَاةِ فَصَلَّى فَجَعَلَ يَقُولُ فِي صَلَاتِهِ وَفِي
سُجُودِهِ اللَّهُمَّ اجْعَلْ فِي قَلْبِي ذِكْرَكَ

رسبہ رات کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اُٹھے اور ایک پُرانی
ٹھکی ہوئی مشک سے تخم قر وضو کیا۔ حضرت ابن عباس نے اعتقاد
وضو کی تشریح میں بتایا کہ آپ نے وضو میں کم پانی استعمال کیا،
حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہا کہتے ہیں کہ میں بھی اٹھا اور اٹھ
کر میں نے وہی کچھ کیا جو آپ نے کیا تھا، پھر میں (نماز کے
لیے) آپ کی بائیں جانب کھڑا ہو گیا، آپ نے مجھے پیچھے کی
جانب سے دائیں طرف کھڑا کر دیا، نماز پڑھنے کے بعد
آپ بیٹھ کر سو گئے، صبح کو خولٹے لیٹے گئے۔ پھر حضرت بلال
رضی اللہ عنہ نے اُکر آپ کو نماز (فجر) کی خبر دی۔ آپ نے
جا کر بغیر وضو کیے فجر کی نماز پڑھادی، سفیان کہتے ہیں کہ
بغیر وضو کے نماز پڑھانا صرف آپ کا خاصہ ہے کیونکہ ہم
کو یہ حدیث پہنچی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی آنکھیں
سو جاتی ہیں اور دل نہیں سوتا۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ ایک رات میں اپنی خالہ حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا کے ہاں رہا، میں یہ دیکھنے کے لیے جاگتا رہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کس طرح نماز پڑھتے ہیں۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ آپ اٹھ کر پیشاب سے فارغ ہوئے پھر آپ نے ہاتھ منہ دھویا پھر سو گئے پھر اٹھ کر ایک مشک کے پاس گئے اس کا منہ کھولا اور اس کا پانی ناند (ٹب) یا کسی بنسے پیالہ میں ڈالا پھر اس برتن کو اپنے ہاتھوں سے جھکایا اور بہت اچھے طریقے سے درمیان وضو کیا، پھر کھڑے ہو کر نماز پڑھنے لگے۔ میں اُکر آپ کے بائیں پہلو میں کھڑا ہو گیا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے پکڑ کر اپنی دائیں طرف کر دیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تیرہ رکعات مکمل کیں پھر آپ سو گئے اور خراٹے لینے لگے۔ ہم جانتے تھے کہ آپ سونے کے بعد خراٹے لیتے ہیں،

بَصَرِي مُورًا وَ عَنْ يَمِينِي مُنُورًا وَ عَنْ شِمَالِي
نُورًا وَ أَمَامِي نُورًا وَ خَلْفِي نُورًا وَ فَوْقِي نُورًا
وَ تَحْتِي نُورًا وَ أَجْعَلْ لِي نُورًا أَوْ مِثَالًا
أَجْعَلْ لِي نُورًا۔

۱۶۹۲۔ وَ حَدَّثَنِي إِسْحَاقُ بْنُ مَنْصُورٍ قَالَ
أَنَا الْقَضْرُبِيُّ مُشَدِّدٌ قَالَ لَنَا شُعْبَةُ قَالَ نَا سَلَمَةُ
بْنُ كَهْمَلٍ عَنْ بُكَيْرٍ عَنْ كُرَيْبٍ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ
قَالَ سَلَمَةُ فَلَقِيتُ كُرَيْبًا فَقَالَ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ
رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ كُنْتُ عِنْدَ خَالَتِي مَيْمُونَةَ رَضِيَ
اللَّهُ عَنْهَا فَجَاءَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
فَمَكَرُوهٌ بِشَيْءٍ حَدِيثٍ عَنْهُمَا وَقَالَ وَ أَجْعَلْ لِي
نُورًا أَوْ لَمْ يَشْكُ۔

۱۶۹۳۔ حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَ هَاشِمُ
بْنُ السَّرِيِّ قَالَا أَنَا أَبُو الْأَحْوَصِ عَنْ سَعِيدِ بْنِ مَنْصُورٍ
عَنْ سَلَمَةَ بْنِ كَهْمَلٍ عَنْ ابْنِ رَشِيدٍ عَنْ مَوْلَى ابْنِ عَبَّاسٍ
رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ يَتُّ عِنْدَ خَالَتِي مَيْمُونَةَ
وَ اقْتَصَّ الْحَدِيثَ وَ لَمْ يَذْكُرْ خُصْلَ الْوَجْهِ وَ الْكَفَّيْنِ
غَيْرَ أَنَّهُ قَالَ ثُمَّ أَقَى الْقُرْبَةَ فَحَلَّ شِنَاهَا فَتَوَضَّأَ
وَصُومًا آيِينَ الْوُضُوءَيْنِ ثُمَّ أَقَى فِرَاشَهُ فَتَامَ ثُمَّ
قَامَ قَوْمَةً أُخْرَى فَأَقَى الْقُرْبَةَ فَحَلَّ شِنَاهَا ثُمَّ
تَوَضَّأَ وَ صُومًا هُوَ الْوُضُوءُ وَقَالَ أَغْظَمَ لِي نُورًا
وَ لَمْ يَذْكُرْ وَ أَجْعَلْ لِي نُورًا۔

۱۶۹۴۔ وَ حَدَّثَنِي أَبُو الطَّاهِرِ قَالَ نَا ابْنُ وَهْبٍ
عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ سُلَيْمَانَ الْحَجَرِيِّ عَنْ عَقِيلِ بْنِ
خَالِدٍ أَنَّ سَلَمَةَ بْنَ كَهْمَلٍ حَدَّثَهُ أَنَّ ابْنَ عَبَّاسٍ رَضِيَ
اللَّهُ عَنْهُمَا بَاتَ لَيْلَةً عِنْدَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ فَقَامَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ

نماز اور سجدہ میں یہ دعا مانگتے تھے: اے اللہ! میرے دل میں
نور کر دے، میری آنکھوں میں نور کر دے، میرے کانوں میں
نور کر دے، میرے دائیں نور کر دے، میرے بائیں نور کر
دے، میرے اگلے نور کر دے، میرے پیچھے نور کر دے،
میرے اوپر نور کر دے میرے نیچے نور کر دے، میرے
سے نور کر دے یا فرمایا مجھے (سرتاپا) نور بنا دے۔

سند کہتے ہیں کہ کریم سے میری ملاقات ہوئی تو
انہوں نے کہا کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا
کہ میں ایک رات اپنی خالہ حضرت میمونہ کے ہاں رہا، رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے پھر حسب سابق حدیث
سے اور اس میں راوی غدر نے بغیر کسی شک کے کہا کہ
حضور نے فرمایا: اے اللہ! مجھے نور بنا دے۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا ایک رات
میں اپنی خالہ حضرت میمونہ رضی اللہ عنہما کے ہاں تھا۔ باقی روایت
حسب سابق ہے۔ اس روایت میں ہاتھ منہ دھونے کا ذکر
نہیں ہے البتہ یہ ہے کہ حضور مشک کے پاس آئے، اس کا منہ
کھولا، درمیان وضو کیا پھر بستر پر اگر سو گئے پھر آپ دوبارہ
اٹھے مشک کے پاس آئے اس کا منہ کھولا، پھر دوسری بار وضو کیا
اور فرمایا: اے اللہ! مجھے عظیم نور کر دے اور یہ ہمیں فرمایا کہ
مجھے نور کر دے۔

سند بن کھیل کہتے ہیں کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ
عنہما نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک رات گزاری
حضرت ابن عباس کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اٹھ کر
مشک کے پاس گئے اس سے پانی بہایا، وضو کیا اور دوبارہ
پانی نہیں کھانڈا وضو میں کوئی کمی کی۔ اس کے بعد حسب سابق

رطابت ہے، اور اس حدیث میں ہے کہ اس رات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں کلمات کے ساتھ دعا کی، سلمہ کہتے ہیں کہ مجھے کرب نے وہ کلمات بتائے تھے مجھے بارہ یا درجہ اور باقی بھول گیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے اللہ! میرے دل میں نور کر دے، میری زبان میں نور کر دے، میرے کانوں میں نور کر دے، میری آنکھوں میں نور کر دے، میرے اوپر نور کر دے، میرے نیچے نور کر دے، میرے غائب نور کر دے، میرے بائیں نور کر دے، میرے سامنے نور کر دے، میرے پیچھے نور کر دے اور میرے اندر نور کر دے اور میرے لیے عظیم نور کر دے۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ ایک رات میں حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا کے گھر رہا، جس رات حضور صلی اللہ علیہ وسلم ان کے پاس تھے، تاکہ رات کو میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز کو دیکھ سکوں۔ حضرت ابن عباس نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے رات کو کچھ دیر اپنی اہلیہ کے ساتھ بات چیت کی، پھر سو گئے۔ اسی کے بعد حسب سابق روایت ہے اور اس میں یہ بھی ہے کہ آپ اُٹھے، آپ نے وضو کیا اور مسواک کی۔

علی بن عبد اللہ بن عباس بیان کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اہل رات کو سو گئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بیدار ہوئے آپ نے دُعا کیا اور مسواک کی درآں مالیکہ آپ نے یہ آیت پڑھی: (ترجمہ) اوریب اُساموں اور زمین کی بناوٹ میں اور دن اور رات کے اختلاف میں عقل والوں کے لیے نشانیاں ہیں۔ آپ نے یہ آیات آخر سورت تک پڑھیں، پھر کھڑے ہو کر دو رکعت نماز پڑھی اور اس میں طویل قیام، رکوع اور سجود کیا، پھر سو گئے، یہاں تک کہ خواتین نے پینے لگے،

وَسَلَّمَ رَأَى الْفَارُجَةَ فَسَكَبَ مِنْهَا فَتَوَضَّأَ لَمْ يَكْثُرْ
مِنَ الْمَاءِ وَلَمْ يَقْصُرْ فِي التَّوَضُّعِ وَسَأَلَ الْحَدِيثَ
وَفِيهِ قَالَ وَدَعَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
لِبَلَّتَيْنِ تِسْعَ عَشْرَةَ كَلِمَةً قَالَ سَلِمَةُ حَدَّثَ لَيْثُهَا
كُورَيْبٌ فَحَفِظْتُ مِنْهَا ثِنْتَيْ عَشْرَةَ كَلِمَةً وَنَسِيتُ
مَا بَقِيَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
اللَّهُمَّ اجْعَلْ فِي قَلْبِي نُورًا وَفِي لِسَانِي نُورًا وَفِي سَمْعِي
نُورًا وَفِي بَصَرِي نُورًا وَفِي تَوَدُّعِي نُورًا وَفِي تَحَوُّي
نُورًا وَفِي تَعْيِينِي نُورًا وَفِي تَشَاكُلِي نُورًا وَفِي تَبَيِّنِ
يَدَايَ نُورًا وَفِي خَلْفِي نُورًا وَاجْعَلْ لِي فِي نَفْسِي
نُورًا وَاعْظُمْ لِي نُورًا -

١٤٩٥. وَحَدَّثَنِي أَبُو بَكْرِ بْنُ إِسْحَاقَ قَالَ أَسَاءَ
ابْنُ أَبِي مَرْيَمَ قَالَ نَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ قَالَ أَخْبَرَنِي
شَرِيكُ بْنُ أَبِي تَمْرٍ عَنْ كُرَيْبٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ
رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّكَ قَالَ رَقَدْتُ فِي بَيْتِي مَيِّمُونََةً
لَيْلَةً كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عِنْدَ هَا
لَا أَنْظُرُ كَيْفَ صَلَوَةُ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
بِالْيَمِينِ قَالَ فَتَحَدَّثَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
مَعَ أَهْلِهِ سَاعَةً ثُمَّ رَقَدَ وَسَاقَ الْحَدِيثَ وَفِيهِ
ثُمَّ قَامَ فَتَوَضَّأَ وَاسْتَتَرَّ .

١٦٩٦ - حَدَّثَنَا وَاصِلُ بْنُ عَبْدِ الْأَعْلَى قَالَ
ثَامِسُ بْنُ فَضِيلٍ عَنْ حُصَيْنِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ
عَنْ حَنِيئِ بْنِ أَبِي ذَابِيَةَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ بْنِ
عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَبَّاسٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ
عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَقْدًا عِنْدَ رَسُولِ
اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاسْتَيْقَظَ فَتَسَوَّكَ
وَتَوَضَّأَ وَهُوَ يَقُولُ إِنَّ فِي مَخْلُوقِ السَّمَوَاتِ وَ
الْأَرْضِ وَاخْتِلَافِ آيَاتِ اللَّهِ وَآيَاتِ الْأُولَى
الْأَلْبَابِ فَقَرَأَ هَؤُلَاءِ الْأَيَّامَ وَاللَّيَالِيَ

ثُمَّ قَامَ قَصْلِي رَكَعَتَيْنِ فَأَمَّا طَالَتْ فِيهِمَا الْقِيَامُ وَالْوُكُوفُ
وَالسُّجُودُ ثُمَّ انْصَرَفَ فَنَامَ حَتَّى نَفَعَهُ ثُمَّ فَعَلَ ذَلِكَ
ثَلَاثَ مَرَّاتٍ بِسِتِ رَكَعَاتٍ كُلُّ ذَلِكَ يَسْتَأْذِنُ وَ
يَتَوَضَّأُ وَيُفْرَأُ هُوَ لَا يَدْرِي أَيَّاتٍ لَمْ أَوْتَرَ ثَلَاثَ
فَإَذَانَ الْمُؤَذِّنِ فَخَرَجَ إِلَى الصَّلَاةِ وَهُوَ يَقُولُ
اَللّٰهُمَّ اجْعَلْ فِي قَلْبِي نُورًا وَفِي لِسَانِي نُورًا وَاجْعَلْ
فِي سَمْعِي نُورًا وَاجْعَلْ فِي بَصَرِي نُورًا وَاجْعَلْ
مِنْ خَلْقِي نُورًا وَمِنْ أَمْرِي نُورًا وَاجْعَلْ مِنْ خَوْفِي
نُورًا وَمِنْ تَحَوُّي نُورًا اَللّٰهُمَّ اعْطِنِي نُورًا

۱۶۹۷۔ حَدَّثَنَا شَيْخُ مُحَمَّدُ بْنُ حَاتِمٍ قَالَ نَا مُحَمَّدُ
بْنُ بَكْرِ قَالَ نَا ابْنُ جُرَيْجٍ قَالَ أَخْبَرَنِي عَطَاءُ عَنْ
ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ بَيْنَ ذَلِكَ لَيْلَةٍ
عِنْدَ خَالَتِي مَيْمُونَةَ فَقَامَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
يُصَلِّي مُتَطَوِّعًا مِنَ اللَّيْلِ فَقَامَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
إِلَى الْقِرْبَةِ فَتَوَضَّأَ فَقَامَ قَصْلِي فَقُمْتُ
فَصَنَعْتُ كَمَا رَأَيْتُ صَنَعَ ذَلِكَ فَتَوَضَّأْتُ
مِنَ الْقِرْبَةِ فَقُمْتُ إِلَى شِقْرِ الْأَكْسَرِ فَتَوَضَّأْتُ
بِيَدِي مِنْ دَرَاءٍ ظَهَرِي يُعَدُّ لِي كَذَاكَ مِنْ دَرَاءٍ
ظَهَرِي إِلَى الشَّقِ الْأَيْمَنِ قُلْتُ أَفِي التَّطَوُّعِ كَانَتْ
ذَلِكَ قَالَ نَعَمْ

۱۶۹۸۔ وَحَدَّثَنَا شَيْخُ هَارُونُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ وَمُحَمَّدُ
بْنُ زَاوِيَةَ قَالَا نَا وَهْبُ بْنُ جَرِيرٍ قَالَ أَخْبَرَنِي أَبِي
قَالَ سَمِعْتُ قَيْسَ بْنَ سَعْدٍ يُحَدِّثُ عَنْ عَطَاءٍ
عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ بَعَثَنِي الْعَبَّاسُ
إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ فِي بَيْتِ
خَالَتِي مَيْمُونَةَ فَبَيْنَ مَا تِلْكَ اللَّيْلَةَ فَقَامَ
يُصَلِّي مِنَ اللَّيْلِ فَقُمْتُ عَنْ يَسَارِهِ فَتَوَضَّأْتُ
مِنْ خَلْفِ ظَهْرِهِ فَجَعَلَنِي عَنْ يَمِينِهِ

۱۶۹۹۔ حَدَّثَنَا ابْنُ نُسَيْرٍ قَالَ نَا أَبِي قَالَ نَا عَبْدُ اللَّهِ

پھر آپ نے تین بار اس طرح کر کے چھ رکعات پڑھیں، ہر بار
سجاکر سوتے، وضو کرتے، اور یہ آیات پڑھتے، پھر آپ نے
تین رکعت وتر پڑھے، پھر مؤذن نے آکر آپ کو ناز (جر) کی
خبر دی، آپ ناز پڑھانے لگے۔ درآں مالیکہ آپ یہ دعا کر
رہے تھے: اے اللہ! میرے دل میں نور کر دے میری
زبان میں نور کر دے، میرے کانوں میں نور کر دے میری
آنکھوں میں نور کر دے، میرے پیچھے نور کر دے میرے
سامنے نور کر دے۔ میرے اوپر نور کر دے، میرے
نیچے نور کر دے، اے اللہ! مجھے نور عطا کر دے۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ ایک
رات میں اپنی خالہ حضرت ميمونہ رضی اللہ عنہا کے پاس رہا، نبی
صلی اللہ علیہ وسلم رات کو نفل پڑھنے کے لیے اُٹھے۔ نبی صلی
اللہ علیہ وسلم مشک کے پاس گئے اور وضو کیا اور نماز پڑھنے
کھڑے ہو گئے۔ میں نے بھی اُٹھ کر ویسے ہی کیا جیسے نبی
صلی اللہ علیہ وسلم کو کرتے دیکھا تھا۔ مشک سے وضو کیا۔
اور آپ کی بائیں جانب کھڑا ہو گیا۔ آپ نے میری پشت کے
پیچھے سے اُٹھ پکڑ کر اپنی پشت کے پیچھے سے دائیں
جانب کھڑا کر دیا۔ راوی نے پوچھا کیا یہ عمل نفل میں سوا تھا؟
حضرت ابن عباس نے فرمایا: ہاں!

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ
مجھے حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے
پاس بھیجا۔ درآں مالیکہ آپ میری خالہ حضرت ميمونہ رضی اللہ
عنہا کے گھر تھے، اس رات میں آپ کے پاس رہا، آپ
رات کو اُٹھ کر نماز پڑھنے لگے۔ میں آپ کی بائیں جانب کھڑا
ہو گیا، آپ نے مجھے اپنے پیچھے سے پکڑ کر دائیں جانب
کر دیا۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سب سابق

روایت منقول ہے۔

عَنْ عَطَاءٍ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ بَيَّتُ
عِنْدَ خَالَتِي مَيْمُونَةَ نَحْوَ حَدِيثِ ابْنِ جُرَيْجٍ وَ
قَيْسِ بْنِ سَعْدٍ

۱۴۰۰۔ حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ قَالَ سَمِعْتُ
عَنْ شُعْبَةَ حَدَّثَنَا ابْنُ مَثْنَى وَابْنُ بَشَّارٍ قَالَا نَا
مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ قَالَ نَا شُعْبَةُ عَنْ أَبِي جَمْرَةَ قَالَ
سَمِعْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ يَقُولُ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ يَصَلِّي مِنَ اللَّيْلِ ثَلَاثَ عَشْرَةَ رُكْعَةً

۱۴۰۱۔ وَحَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ عَنْ مَالِكِ
بْنِ أَنَسٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي بَكْرٍ عَنْ أَبِيهِ أَنَّ عَبْدَ اللَّهِ
بْنَ قَيْسِ بْنِ مَخْرَمَةَ أَخْبَرَهُ عَنْ زَيْدِ بْنِ خَالِدٍ
الْجُهَنِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّهُ قَالَ لَا رُقْبَيْنِ صَلَوَاةَ
رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْكَلِيلَةَ فَصَلَّى
رُكْعَتَيْنِ خَفِيفَتَيْنِ ثُمَّ صَلَّى رُكْعَتَيْنِ طَوِيلَتَيْنِ
طَوِيلَتَيْنِ طَوِيلَتَيْنِ ثُمَّ صَلَّى رُكْعَتَيْنِ وَهُمَا
دُونَ اللَّتَيْنِ قَبْلَهُمَا ثُمَّ صَلَّى رُكْعَتَيْنِ وَهُمَا
دُونَ اللَّتَيْنِ قَبْلَهُمَا ثُمَّ صَلَّى رُكْعَتَيْنِ وَهُمَا
دُونَ اللَّتَيْنِ قَبْلَهُمَا ثُمَّ أَوْتَرَ فَذَلِكَ ثَلَاثُ
عَشْرَةَ رُكْعَةً

۱۴۰۲۔ وَحَدَّثَنِي حَجَّابُ بْنُ الشَّاعِرِ قَالَ حَدَّثَنِي
مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ النَّدَائِيُّ أَبُو جَعْفَرٍ قَالَ سَمِعْتُ
وَقَالَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُسَكِّدِ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ
رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ كُنْتُ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي سَفَرٍ فَاسْتَهَيْنَا إِلَى مَشْرَعَةٍ فَقَالَ
أَلَا تُشِيرُونَ يَا جَابِرُ قُلْتُ بَلَى قَالَ فَتَنَزَّلَ رَسُولُ
اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَبَاشَرَعْتُ قَالَ ثُمَّ
ذَهَبَ الْحَاجِمَةُ وَوَضَعْتُ لَهَا وَضُوءًا أَقَالَ لَهَا
فَتَوَضَّأَتْ ثُمَّ قَامَ فَصَلَّى فِي ثَوْبٍ وَاحِدٍ خَالَفَ

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رات کو تیرہ رکعات پڑھتے تھے۔

حضرت زید بن خالد جہنی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں
نے سوچا کہ میں آج رات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز کا
مشاہدہ کروں گا، آپ نے دو مختصر رکعت پڑھیں پھر لمبی
سے لمبی بلکہ اس سے بھی لمبی دو رکعت پڑھیں۔ پھر پہلی نماز
سے کچھ کم دو رکعت پڑھیں، پھر اس سے مختصر دو رکعت پڑھیں
پھر اس سے مختصر دو رکعت پڑھیں، پھر اس سے مختصر دو
رکعت پڑھیں، پھر دُوبار پڑھے اور یہ تیرہ رکعت ہیں۔

حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں
میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایک سفر میں جا رہا
تھا۔ ہم ایک گھاٹ پر پہنچے، آپ نے فرمایا: اے جابر!
کیا تم پار نہیں اترتے؟ میں نے کہا کیوں نہیں! حضرت جابر
کہتے ہیں کہ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اترے اور میں بھی
اترا، پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قضاء حاجت کے لیے
تشریف لے گئے اور میں نے آپ کے لیے وضو کا پانی
رکھا، حضرت جابر کہتے ہیں کہ آپ نے آکر وضو کیا اور کھڑے
ہو کر نماز پڑھنے لگے، دراصل مالیکہ آپ نے ایک کپڑا

يَكُنْ طَرَفِيهِ فَقَعْتُ خَلْفَهُ فَأَخَذَ بِأُذُنِي فَجَعَلَنِي
عَنْ يَمِينِهِ -

پہنا ہوا تھا اور اس کے دائیں کنارے کو بائیں جانب اور بائیں
کنارے کو دائیں جانب ڈالا ہوا تھا، میں آپ کے پیچھے کھڑا
ہو گیا۔ آپ نے مجھے کان سے پکڑ کر اپنی دائیں جانب کر
لیا۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم جب رات کو نماز کے لیے اُٹھتے تو دو
مختصر رکعتوں کے ساتھ نماز شروع کرتے۔

۱۴۰۳ - حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى وَأَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي
كَيْبَةَ جَمِيعًا عَنْ هُشَيْمٍ قَالَ أَبُو بَكْرٍ نَا هُشَيْمٌ
قَالَ نَا أَبُو حَرَّةَ عَنِ الْحَسَنِ عَنْ سَعْدِ بْنِ هِشَامٍ
عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ كَانَ رَسُولُ
اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا قَامَ مِنَ اللَّيْلِ
لِيُصَلِّيَ أَفْتَتَعَ صَلَاتَهُ بِرُكْعَتَيْنِ خَفِيفَتَيْنِ -

۱۴۰۴ - حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ قَالَ نَا
أَبُو سَامَةَ عَنْ هِشَامٍ عَنْ مُحَمَّدٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ
رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
قَالَ إِذَا قَامَ أَحَدُكُمْ مِنَ اللَّيْلِ فَلْيُفْتَحْ صَلَاتَهُ
بِرُكْعَتَيْنِ خَفِيفَتَيْنِ -

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ
نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تم میں سے کوئی شخص
رات کو نماز پڑھنے کے لیے کھڑا ہو تو دو مختصر رکعات سے
نماز پڑھنا شروع کرے۔

۱۴۰۵ - حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ عَنْ مَالِكِ
بْنِ أَنَسٍ عَنْ أَبِي الثَّوْبَانِ عَنْ طَاوُسٍ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ
رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
كَانَ يَقُولُ إِذَا قَامَ إِلَى الصَّلَاةِ مِنْ جَوْفِ اللَّيْلِ
اللَّهُمَّ لَكَ الْحَمْدُ أَنْتَ نُورُ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ
وَلَكَ الْحَمْدُ أَنْتَ قَيَّامُ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ
وَلَكَ الْحَمْدُ أَنْتَ رَبُّ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ
وَمَنْ فِيهِنَّ أَنْتَ الْحَقُّ وَعَدُّكَ الْحَقُّ
وَقَوْلُكَ الْحَقُّ وَلِقَاؤُكَ حَقٌّ وَالْجَنَّةُ حَقٌّ
وَالنَّارُ حَقٌّ وَالسَّاعَةُ حَقٌّ اللَّهُمَّ لَكَ أَسْلَمْتُ
بِكَ أَمَنْتُ وَعَلَيْكَ تَوَكَّلْتُ وَإِلَيْكَ أُنَبِّئُ
وَبِكَ خَاصَمْتُ وَإِلَيْكَ حَاكَمْتُ فَأَعِزَّنِي مَا
قَدَّمْتُ وَمَا أَخَّرْتُ وَأَسْرَمْتُ وَ
أَعْلَمْتُ أَنْتَ إِلَهِي لَا إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ -

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب آدمی رات کو نماز پڑھنے
کے لیے کھڑے ہوتے تو فرماتے: اے اللہ! تمام تعزیریں
تیرے لیے ہیں، تر آسمانوں اور زمین کا نور ہے اور تیرے
ہی لیے حمد ہے، تو ہی آسمانوں اور زمین کو قائم کرنے والا
ہے تیرے لیے ہی حمد ہے تو ہی آسمانوں اور زمین اور ان
میں رہنے والوں کا رب ہے، تو سچا ہے تیرا وعدہ سچا
ہے، تیرا قول سچا ہے، تجھ سے ملاقات حق ہے، جنت حق
ہے، جہنم حق ہے اور قیامت حق ہے۔ اے اللہ! میں تیری
اطاعت کرتا ہوں، تجھ پر ایمان رکھتا ہوں، تجھ پر ہی معبود
کرتا ہوں، تیری ہی طرف رجوع کرتا ہوں، تیری وجہ سے
جنگ کرتا ہوں اور تجھی کو حکم بناتا ہوں۔ ان کاموں کا بخشش
دے جس میں نے پہلے کیے اور بعد میں کیے اور چھپ کر
کیے اور ظاہر کیے، تو ہی معبود ہے تیرے سوا کوئی لائق

عبادت نہیں ہے۔

طاؤس نے حضرت ابن عباس کی روایت اس طرح بیان کی ہے، ابن جریج اور مالک کی روایت بھی ان کے موافق ہے۔ صرف یہ فرق ہے کہ ابن جریج نے قیام کی جگہ قیام کہا اور وَمَا اسْتَرْمَتْ کا لفظ کہا البتہ ابن عیینہ کی روایت مالک اور جریج کے خلاف ہے اور اس میں بعض الفاظ کی زیادتی اور کمی ہے۔

۱۴۰۶ - حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ الْقَاسِمِ وَابْنُ نَجِيٍّ وَابْنُ أَبِي عُمَرَ قَالُوا سَمِعْنَا مِنْ جَدِّهِ ابْنِ رَافِعٍ قَالَ سَمِعْتُ ابْنَ عَبَّادٍ قَالَ قَالَ ابْنُ جُرَيْجٍ كَلَاهُمَا عَنْ سُفْيَانَ الْأَخْوَلِ عَنْ طَاوُسٍ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَمَّا حَدِيثُ ابْنِ جُرَيْجٍ فَاتَّفَقَ لَفْظُهُ مَعَ حَدِيثِ مَالِكٍ وَلَمْ يَخْتَلِفَا إِلَّا فِي حَرْفَيْنِ قَالَ ابْنُ جُرَيْجٍ كَانَ قِيَامُ قَيْمٍ وَقَالَ مَا اسْتَرْمَتْ وَأَمَّا حَدِيثُ ابْنِ عِيْنَةَ فَقِيْرُ بَعْضِ زِيَادَةٍ وَنَحْوِهَا مَالِكًا وَابْنُ جُرَيْجٍ فِي أَحَدِهِمَا -

۱۴۰۷ - وَحَدَّثَنَا ثَنِيَّانُ بْنُ قُرْظٍ قَالَ سَمِعْتُ مَهْدِيَّ وَهُوَ ابْنُ مَيْمُونٍ قَالَ سَمِعْتُ ابْنَ عَبَّادٍ عَنْ قَيْسِ بْنِ سَعْدٍ عَنْ طَاوُسٍ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِهَذَا الْحَدِيثِ وَاللَّفْظُ قَرِيبٌ مِمَّنْ أَلْفَاظُهُمْ -

۱۴۰۸ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مُثَنَّى وَمُحَمَّدُ بْنُ حَاتِمٍ وَعَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ وَأَبُو مَعْنٍ الرَّقَّاشِيُّ قَالُوا سَمِعْنَا ابْنَ يُونُسَ قَالَ سَمِعْتُ ابْنَ عَبَّادٍ قَالَ سَمِعْتُ ابْنَ أَبِي كَثِيرٍ قَالَ حَدَّثَنِي أَبُو سَلَمَةَ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنُ عَوْفٍ قَالَ سَأَلْتُ عَائِشَةَ أُمَّ الْمُؤْمِنِينَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا بِأَيِّ شَيْءٍ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَفْتَتِحُ صَلَاتَهُ إِذَا قَامَ مِنَ اللَّيْلِ قَالَتْ كَانَ إِذَا قَامَ مِنَ اللَّيْلِ افْتَتَحَ صَلَاتَهُ اللَّهُمَّ رَبِّ جَبْرِئِيلَ وَمِيكَائِيلَ وَإِسْرَافِيلَ فَاطِرَ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ عَالِمَ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ أَنْتَ تَحْكُمُ بَيْنَ عِبَادِكَ فِيمَا كَانُوا فِيهِ يَخْتَلِفُونَ اهْدِنِي لِمَا اخْتَلَفَ فِيهِ مِنَ الْحَقِّ يَا ذَا الْجَلَالِ إِنَّكَ تَهْدِي مَنْ تَشَاءُ إِلَى صِرَاطٍ مُسْتَقِيمٍ -

ایک اور سند سے بھی ایسی ہی روایت ہے۔

حضرت عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے سوال کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب رات کو نماز پڑھنے کھڑے ہوتے تو کس طرح نماز شروع کرتے تھے؟ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رات کی نماز اس دعا سے شروع کرتے: اے اللہ! جبرائیل، میکائیل اور اسرافیل کے رب، آسمانوں اور زمین کے خالق، غیب اور شہادت کے عالم، جب بندے آپس میں اختلاف کرتے ہیں تو تو ہی ان کا فیصلہ کرنے والا ہے۔ اے اللہ! حق کی جن باتوں میں اختلاف ہو گیا ہے تو ان میں مجھ کو راہ استقامت پر رکھ، اور توجہ چاہتا ہوں مرا مستقیم کی ہدایت دیتا ہے۔

۱۰۹۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ أَبِي بَكْرٍ الْمُقَدَّسِيُّ قَالَ
 نَايُوسَةُ النَّاجِشُونَ قَالَ حَدَّثَنِي أَبِي عَنْ عَبْدِ
 الرَّحْمَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي دَاوُدَ عَنْ
 عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
 وَسَلَّمَ أَنَّهُ كَانَ إِذَا قَامَ إِلَى الصَّلَاةِ قَالَ
 اإِنِّي وَجَّهْتُ وَجْهِيَ لِلَّذِي فَطَرَ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضَ
 حَنِيفًا وَمَا أَنَا مِنَ الْمُشْرِكِينَ إِنَّ صَلَواتِي وَنُسُكِي
 وَمَحْيَايَ وَمَمَاتِي لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ لَا شَرِيكَ
 لَكَ وَبِذَلِكَ أُمِرْتُ وَأَنَا مِنَ الْمُسْلِمِينَ
 اللَّهُمَّ أَنْتَ الْمَلِكُ لَا إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ أَنْتَ مَرَبِّي وَ
 أَنَا عَبْدُكَ ظَلَمْتُ نَفْسِي وَاعْتَرَفْتُ بِذُنُوبِي
 فَأَعِزَّنِي ذُنُوبِي جَمِيعًا إِنَّهُ لَا يَغْفِرُ الذُّنُوبَ
 إِلَّا أَنْتَ وَاهْدِنِي لِأَحْسَنِ الْأَخْلَاقِ لَا يَهْدِي
 لِأَحْسَنِهَا إِلَّا أَنْتَ وَاصْرِفْ عَنِّي سَيِّئَهَا لَا يَصْرِفُ
 عَنِّي سَيِّئَهَا إِلَّا أَنْتَ لَبَّيْكَ وَسَعْدَايُكَ
 وَالْخَيْرُ كُلُّهُ فِي يَدَيْكَ وَالشَّرُّ لَيْسَ إِلَيْكَ
 أَنَا بِكَ وَإِلَيْكَ تَبَارَكْتَ وَتَعَالَيْتَ أَسْتَغْفِرُكَ
 وَأَتُوبُ إِلَيْكَ وَإِذَا رَكَعَ قَالَ اللَّهُمَّ لَكَ
 رَكَعْتُ وَبِكَ أَمِنْتُ وَلَكَ أَسْلَمْتُ خَشَعْتُ
 لَكَ سَمْعِي وَبَصَرِي وَمُتَعَمِّقِي وَعَظْمِي
 وَلِذَا رَفَعَهُ قَالَ اللَّهُمَّ رَبَّنَا لَكَ الْعِزُّ مُلْكُ
 السَّمَوَاتِ وَمِلْكُ الْأَرْضِ وَمِلْكُ مَا بَيْنَهُمَا وَمِلْكُ
 مَا شِئْتَ مِنْ شَيْءٍ بَعْدُ وَإِذَا سَجَدَ قَالَ
 اللَّهُمَّ لَكَ سَجَدْتُ وَبِكَ أَمِنْتُ وَلَكَ
 أَسْلَمْتُ سَجَدَ وَجْهِي لِلَّذِي خَلَقَهُ وَصَوَّرَهُ
 وَشَقَّ سَمْعَهُ وَبَصَرَهُ تَبَارَكَ اللَّهُ أَحْسَنُ
 الْخَالِقِينَ ثُمَّ يَكُونُ مِنْ آخِرِ مَا يَقُولُ بَيْنَ
 التَّشَهُّدِ وَالتَّسْلِيمِ اللَّهُمَّ اغْفِرْ لِي مَا قَدَّمْتُ
 وَمَا أَخَّرْتُ وَمَا أَسْرَرْتُ وَمَا أَعْلَنْتُ وَمَا

حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں
 کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز پڑھنے کے لیے کھڑے
 ہوتے تو فرماتے: میں اپنا منہ اس ذات کی طرف کرتا ہوں
 جس نے آسمانوں اور زمین کو ٹھیک ٹھیک بنایا، اور میں مشرکین
 میں سے نہیں ہوں۔ ہر گاہ میری نماز اور میری قربانی اور میری
 زندگی اور موت اللہ رب العالمین کے لیے ہے، جس کا کوئی
 شریک نہیں۔ مجھے اسی بات کا حکم دیا گیا ہے اور میں مسلمانوں میں
 سے ہوں، اسے اللہ! تو بادشاہ ہے تیرے سوا کوئی لائق
 عبادت نہیں تو میرا رب ہے اور میں تیرا بندہ ہوں، میں
 نے اپنی جان پر ظلم کیا، میں اپنے گناہوں کا اعتراف کرتا
 ہوں، میرے تمام گناہوں کو بخش دے، کیونکہ تیرے سوا
 کوئی اور گناہوں کا بخشنے والا نہیں ہے، مجھے اچھے
 اخلاق کی ہدایت دے اور اچھے اخلاق کی ہدایت تیرے سوا کوئی
 نہیں دے سکتا، بُرے اخلاق مجھ سے دور کر دے، اور
 مجھ سے بُرے اخلاق کو تیرے سوا کوئی دور کرنے والا نہیں
 ہے۔ میں تیری اطاعت کے لیے حاضر اور غر مانبر دار ہوں، ہر
 خیر تیرے دست قدرت میں ہے اور کوئی بُرائی تیری طرف
 منسوب نہیں ہے میں تجھ سے استعانت کرتا ہوں اور تیری
 پناہ میں آتا ہوں تو برکت والا اور بند ہے میں تجھ سے معافی
 چاہتا ہوں اور تیری طرف رجوع کرتا ہوں اور رکوع میں
 آپ فرماتے: اسے اللہ! میں تیری رضا مندی کے لیے
 جھکا، تجھ پر ایمان لایا اور تیری فرمانبرداری کی۔ میرے کان میری
 آنکھیں، میرا منہ، میری ہڈیاں اور میرے پٹھے سب تجھ سے
 ڈرتے ہیں۔ جب رکوع سے کھڑے ہوتے تو فرماتے:
 اے اللہ ہمارے رب! تیرے لیے ایسی حمد ہے جس سے
 تمام آسمان اور زمین اور جو ان کے اندر ہے سب بھر جائے
 بلکہ جس قدر تو چاہے ان میں تیری حمد بھر جائے، اور سجدہ
 میں فرماتے: اے اللہ! میں نے تیری رضا مندی کے لیے
 جھکا، تجھ پر ایمان لایا اور تیری فرمانبرداری کی، میرا چہرہ اسی

أَسْرَفْتُ وَمَا أَنْتَ أَعْلَمُ بِهِ مِنِّي أَنْتَ الْمُقَدِّمُ
وَأَنْتَ الْمُؤَخِّرُ لَا إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ

ذلت کو سجدہ کر رہا ہے جس نے اس کو پیدا کیا اور اس کی صورت
بنائی اور اس کے کانوں اور آنکھوں کو تراش کر بنایا، اللہ بڑی
والا ہے اور سب سے اچھا بنانے والا ہے، پھر آخر میں
تشہد اور سلام کے درمیان فرماتے: اے اللہ! میرے ان
کاموں کو بخش دے جو میں نے پہلے کیے اور بعد کیے جو
میں نے چھپ کر کیے اور ظاہر کیے، اور جو میں نے زیادتی
کی، اور ان کاموں کو بخش دے جن کو تو مجھ سے زیادہ جانتا
ہے، تو ہی آگے اور پیچھے کرنے والا ہے اور تیرے سوا کوئی
عبادت کا مستحق نہیں ہے۔

اسی سند کے ساتھ ایک روایت ہے کہ رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم جب نماز شروع کرتے تو اللہ اکبر کہتے پھر
فرماتے "وجهت وجهی اللہ انا اول المسلمین"
اور جب رکوع سے سر اٹھاتے تو فرماتے "سمع اللہ لمن
حمده ربنا و لك الحمد" فرماتے: اللہ
نے صورت بنائی اور اچھی صورت بنائی اور جب سلام پھیرتے
تو فرماتے: اے اللہ! میرے ان کاموں کو بخش دے جو
میں نے پہلے کیے اسی کے بعد حسب سابق روایت ہے
اور تشہد اور سلام کے درمیان کلمات کا ذکر نہیں کیا ہے۔

۱۴۱۔ وَحَدَّثَنَا زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ نَا
عَبْدَ الرَّحْمَنِ بْنِ مَهْدِيٍّ ح وَحَدَّثَنَا اسْتَعْيُ بْنُ
إِبْرَاهِيمَ قَالَ أَنَا أَبُو النَّضْرِ قَالَ نَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ
عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ عَمِّهِ الْمَاجِشُونِ بْنِ أَبِي
سَلَمَةَ عَنِ الْأَعْرَجِ بِهَذَا الْإِسْنَادِ وَقَالَ كَانَ
رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا أَقْتَتَعَ
الصَّلَاةَ كَبَّرَ ثُمَّ قَالَ وَجَّهْتُ وَجْهِي وَقَالَ
أَنَا أَوَّلُ الْمُسْلِمِينَ وَقَالَ إِذَا رَفَعَ رَأْسَهُ مِنَ
الرُّكُوعِ قَالَ سَمِعَ اللَّهُ لِمَنْ حَمِدَهُ رَبَّنَا وَلَكَ
الْحَمْدُ قَالَ صَوْمَاءُ فَاحْسَنَ صَوْرَهُ وَقَالَ إِذَا سَلَّمَ قَالَ اللَّهُمَّ
انْفَعْنِي بِمَا قَدَّمْتُ إِلَى آخِرِ الْحَدِيثِ وَكَمْ يَقُولُ بَيْنَ التَّسْبِيحِ وَالتَّسْلِيمِ

حدیث ابن عباس سے مستفاد انتہر (۹۹) احکام شرعیہ امام مسلم نے اس باب میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما
کا اپنی خالہ حضرت میمونہ رضی اللہ عنہما کے گھر رات گزارنے

کا رقم پندرہ اسانید کے ساتھ بیان کیا ہے۔ اس واقعے سے متعدد احکام شرعیہ مستفاد ہوتے ہیں جن کی تفصیل حسب ذیل ہے:
(۱)۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لیٹ کر نیند فرمائیں تو اس سے وضو نہیں ٹوٹتا کیونکہ آپ نے مؤذن کے جگانے پر
بنیہ وضو کی سنت فجر پڑھیں اور صحابہ کو جماعت کرائی، باقی انبیاء علیہم السلام کی نیند کا بھی یہی حکم ہے انبیاء علیہم السلام کے دل
نیند کی حالت میں بیدار رہتے ہیں تاکہ حالت نیند میں حاصل ہونے والی وحی کو محفوظ رکھ سکیں جیسے حضرت ابراہیم علیہ السلام
کو خواب میں ذبح اسماعیل کا صورتہ حکم ہوا اسی لیے کہتے ہیں کہ انبیاء علیہم السلام کے خواب بھی وحی ہوتے ہیں۔ اگر یہ اعتراض
اُسے کہ ان احادیث میں یہ بھی مذکور ہے کہ آپ نے نیند سے اٹھ کر وضو کیا اس لیے نیند سے وضو کا نہ ٹوٹنا ثابت نہیں ہوگا
ایک جواب یہ ہے کہ وضو کی نیند سے اٹھ کر وضو نہ ہونا (کی بنا پر وضو کیا ہو، یعنی اوقاف

فضیلت کے حصول کے لیے وضو کے باوجود وضو کیا جاتا ہے، دوسرا جواب یہ ہے کہ ہو سکتا ہے سونے سے پہلے ہی آپ بے وضو ہوں اس لیے نیند سے اُٹھ کر وضو کیا۔ تیسرا جواب یہ ہے کہ سوکر اٹھنے کے بعد آپ نے وضو اس وقت کیا ہے جب اٹھ کر پہلے پیشاب کیا تھا۔ چوتھا جواب یہ ہے کہ علامہ عینی نے فرمایا نیند کی مختلف حالتیں ہوتی ہیں بعض احوال میں نیند سے وضو ثواب ہے اور بعض میں نہیں ثواب ہے لیکن ہمارے نزدیک یہ جواب صحیح نہیں ہے کیونکہ آپ نے مطلقاً بغیر کسی قید کے فرمایا ہے میری آنکھیں سوتی ہیں اور دل نہیں سوتا۔ (۱۲)۔ نابالغ بچہ کا اپنے محرم کے گہرات گزارنا جیسے حضرت ابن عباس نے اپنی خالہ حضرت میمونہ کے ہاں رات گزاری۔ (۱۳) صحابہ کا علم دین کے حصول کا شوق۔ (۱۴) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے معمولات کو دین قرار دینا کیونکہ حضرت ابن عباس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مات کے معمولات کے مشاہدہ کے لیے دہل رات گزاری تھی (۱۵) علم دین کی لگن میں رات جاگ کر گزارنا جیسے حضرت ابن عباس نے رات جاگ کر گزاری۔ (۱۶) نابالغ محرم کا زوجین کے ساتھ ایک بستر پر سو جانا یا لیٹ جانا جیسے بستر کے عرض میں حضرت ابن عباس لیٹ گئے تھے (۱۷) عشاء کی نماز کے بعد شوہر کا اپنی اہلیہ سے موانست کی خاطر یا امور دین میں گفتگو کرنے کا جواز کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عشاء کے بعد کچھ دیر حضرت میمونہ سے باتیں کیں البتہ فضول اور بے کار قصہ کہانیوں میں رات گزارنا مکروہ ہے جس سے صبح کی نماز قضاء ہو جانے کا خطرہ ہو (۱۸) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تراویح اور حسن اخلاق کا اظہار کیونکہ آپ نے بغیر بڑاٹھانے حضرت ابن عباس کو اپنے ساتھ لٹایا (۱۹) صلہ رحمی کا ثبوت کیونکہ صلہ رحمی کا ایک تقاضا یہ بھی ہے کہ رشتہ داروں سے ملنے جلنے کو قائم رکھا جائے (۲۰) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی فضیلت کہ انہوں نے محبت رسول میں رات جاگ کر گزاری۔ (۲۱) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے افعال کی اقتداء کرنا (۲۲) نوافل کی جماعت کا صحیح ہونا، ہر چند یہاں صرف ایک شخص کی اقتداء کا ذکر ہے اور زمرہ شریف میں حضرت انس کے گھر ایک دعوت کے موقع پر حضرت انس، یتیم اور ان کی دادی کی اقتداء کا ذکر ہے۔ اس سے فقہاء حنفیہ نے نوافل کی جماعت میں زیادہ سے زیادہ تین آدمیوں کے شمول کو بلا کراہت جائز قرار دیا ہے اور چار آدمیوں کا نفل کی جماعت میں شامل ہونا بالاتفاق مکروہ تنزیہی ہے۔ (۲۳) امام کا ایک مقتدی کے ساتھ نماز پڑھنا۔ (۲۴) محبت امامت اور جماعت کے لیے یہ ضروری نہیں ہے کہ امام کسی کو نماز پڑھانے کی نیت کرے کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی نماز پڑھ رہے تھے اور بعد میں بغیر کسی پیشگی مشورہ کے حضرت ابن عباس آپ کے پیچھے کھڑے ہو گئے۔ (۲۵) نابالغ شخص کی نماز اور اس کا مقتدی ہونا صحیح ہے۔ (۲۶) اگر مقتدی صرف ایک ہو تو وہ امام کی دائیں طرف کھڑا ہو کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابن عباس کو بائیں جانب سے ہٹا کر دائیں جانب کھڑا کیا۔ (۲۷) مقتدی کسی حال میں امام پر مقدم نہیں ہو سکتا کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابن عباس کو اپنے پیچھے سے پکڑ دایں جانب کھڑا کیا اور نہ آگے سے کھینچ کر دایں جانب لانا زیادہ آسان تھا۔ (۲۸) نماز میں عمل قلیل کا جائز ہونا (۲۹) عالم کا فرض کہ اگر حالت نماز میں بھی غلط کام کی اصلاح کر سکتا ہو تو کرے جیسا کہ آپ نے حضرت ابن عباس کی اصلاح کی (۳۰) نماز میں بیدار رکھنے کے لیے کسی بچہ کا کان مروڑنا جائز ہے کیونکہ جب حضرت ابن عباس کو اونچے آتی تو آپ ان کا کان مروڑ دیتے۔ (۳۱) بچوں کو ادب سکھانے اور گوشمالی کا ثبوت (۳۲) مؤذن کا امام کو نماز کے وقت پر مطلع کرنا جیسے حضرت بلال نماز فجر کے وقت آکر آپ کو جگاتے تھے۔ (۳۳) امام کا مؤذن کی اطلاع پر اٹھ جانا (۳۴) نفل اور فرض کو ایک وضو کے ساتھ پڑھنا۔ (۳۵) تہجد پڑھنے کے بعد کروٹ کے بل لیٹنا (۳۶) تہجد

کی نماز پہلے آپ پر واجب تھی اور صحیح یہ ہے کہ بعد میں اس کا وجوب منسوخ ہو گیا۔ (۲۷) عالم کے ساتھ رات گزارنا تاکہ عالم اور استاذ کے احوال پر مطلع ہو کے اپنے علم میں اضافہ کرے (۲۸) استاذ، عالم دین یا شیخ کے ساتھ رات اس لیے گزارنا کہ شاید اس کی کسی قدر کاموقع نصیب ہو۔ (۲۹) علو فی السند کا حاصل کرنا یا براہ راست اور بلا واسطہ حصول علم کا شوق ورنہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما حضرت میمونہ سے پوچھ کر بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے معمولات معلوم کر سکتے تھے (۳۰) نفل میں بھی فرض کی طرح گفتگو کرنا حرام ہے ورنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت ابن عباس کو زبانی بھی دائیں جانب کھڑے ہونے کا مسئلہ بتا سکتے تھے۔ (۳۱) طریق ادب یہ ہے کہ مقتدی امام کے تلمیذ استاذ کے اہل چھوٹا بڑے کے دائیں جانب بیٹھے (۳۲) جب کوئی شخص نیند سے بیدار ہو تو سب سے پہلے اللہ تعالیٰ کا ذکر کرے کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بیدار ہونے کے بعد آل عمران کی آخری آیات تلاوت کیں اور اس کے بعد وضو کیا۔ بخاری میں اسی طرح ہے۔ (۳۳) بے وضو شخص قرآن کریم پڑھ سکتا ہے، البتہ جنبی شخص اور عائفہ عورت نہیں پڑھ سکتی۔ (۳۴) تہجد پڑھنے والا شخص وتر تہجد کے بعد پڑھے کیونکہ آپ نے ایسا ہی کیا تھا۔ (۳۵) نفل نماز میں رکوع اور سجدہ کے اندر دعا مانگنے کا جواز کیونکہ آپ نے رکوع اور سجدہ میں دعا کی (۳۶) دعا سے پہلے اللہ تعالیٰ کی حمد و ثناء کرنا۔ (۳۷) دعائیں اللہ تعالیٰ کے سامنے اپنی عاجزی اور انکساری کا اظہار کرنا۔ (۳۸) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اعضاء میں نورانیت کے حصول کی دعا کی حالانکہ آپ کے اعضاء میں نورانیت پہلے ہی موجود تھی اس سے معلوم ہوا کہ بندہ کو اللہ تعالیٰ کی جوفت حاصل ہو پھر بھی اس نعمت کے لیے دعا کرے تاکہ اس نعمت میں دوام اور ترقی حاصل ہو۔ (۳۹) تہجد کی نماز دو، دو رکعت کر کے پڑھنا جس طرح ان احادیث میں تفصیلاً ذکر کیا گیا ہے۔ (۴۰) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تہجد کی نماز مختلف تعداد مثلاً چار سے لے کر بارہ رکعات تک پڑھی ہیں تاکہ امت کو عمل کرنے اور آپ کی اقتداء کرنے میں آسانی ہو۔ جو شخص عقی رکعات سہولت کے ساتھ پڑھ سکے پڑھے اس کو آپ کی اقتداء حاصل ہو جائے گی (۴۱) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے رکعات تہجد مختلف اوقات میں مختلف تعداد میں پڑھی ہیں اس سے ثابت ہوتا ہے کہ تہجد آپ پر فرض نہ تھی کیونکہ اگر تہجد فرض ہوتی تو اس کی رکعات متین ہوتیں۔ جس طرح باقی فرائض کی رکعات متین ہیں۔ (۴۲) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے رات کو اپنی اہلیہ سے گفتگو بھی کی رات کو آرام بھی کیا نیند بھی کی اور نوافل بھی پڑھے اور یہی دین فطرت ہے کہ مخلوق اور خالق دونوں کے حقوق ادا کیے جائیں اور اپنے نفس کا حق بھی ادا کیا جائے۔ (۴۳) نیند سے بیدار ہو کر اواخر آل عمران کی تلاوت کرنا سنت ہے۔ (۴۴) صبح کی دو رکعت سنت کو اختصار کے ساتھ پڑھنا کیونکہ آپ ایسا ہی کرتے تھے (۴۵) تہجد کی نماز میں پہلی دو رکعت کو اختصار کے ساتھ پڑھنا، دوسرے دو گانہ کو بہت لمبا قیام اور اس کے مناسب رکوع و سجود کے ساتھ پڑھنا پھر بتدریج طول کو کم کرنا یہ بات زید بن خالد جہنی کی روایت میں ہے۔ (۴۶) تہجد کی نماز کے لیے جو وضو کرے اس میں بھی دُعا مسواک کرے کیونکہ آپ ایسا کرتے تھے۔ (۴۷) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابن عباس اور ام المؤمنین میمونہ رضی اللہ عنہما کے موجود ہونے کے باوجود وضو اور استنجاء کے لیے پانی خود فراہم کیا اس سے معلوم ہوا کہ اپنی نجی ضروریات کے کام خود کرنے چاہئیں۔ (۴۸) بلا ضرورت عبادت میں غیر سے مدد نہیں لینا چاہیے۔ (۴۹) اپنی اہلیہ یا خادم کو بلا ضرورت نہیں جگانا چاہیے۔ (۵۰) وضو کرنے میں ضرورت سے زیادہ پانی خرچ کرنا اسراف اور ممنوع ہے۔ کیونکہ ان احادیث میں بار بار ذکر ہے۔

کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وضو کرتے وقت زیادہ پانی نہیں گرایا۔ (۵۱) حتی الامکان لوگوں کو بدگمانی کے اسباب سے بچانا چاہیے۔

یہ نیز کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بیدار ہونے کے بعد حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے اس خیال سے انگڑائی لی تاکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر نہ ٹپکے کہ وہ تجسس کی خاطر جاگتے رہے تھے کیونکہ دوسروں کی ٹوہ میں رہنا ممنوع ہے۔

پھر چند کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی نیت بخیر تھی اور وہ صرف حصول علم کی خاطر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے معمولات مشکب معلوم کرنا چاہتے تھے۔ (۵۲) نیند سے اٹھ کر آنکھیں ملتا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت ہے کیونکہ آپ نے اس بات ایسا کیا تھا۔ (۵۳) جس لوگ کسی سونے والے شخص کے نراٹوں کو بڑا بچتے ہیں ایسا سمجھنا غلط ہے کیونکہ آپ بھی نیند میں نراٹے بیٹے تھے۔ (۵۴) نماز میں اونگھنا ممنوع ہے۔ کیونکہ جب حضرت ابن عباس اونگھتے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت ابن عباس کا کان مروڑ دیتے۔ (۵۵) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حالت نماز میں بھی مقتدریوں کے احوال سے باخبر رہتے تھے اور جو چیز لائق اصلاح ہوتی حالت نماز میں بھی اس کی اصلاح کر دیتے تھے۔ (۵۶) اگر سونے میں پیسا بآئے تو مت بگاڑنا۔

ہونے کے بعد اٹھ متہ دھو کر سونا چاہیے کیونکہ آپ نے ایسا ہی کیا ہے۔ (۵۷) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وضو کے وقت برتن جھکا کر اس سے پانی لیا اس سے معلوم ہوا کہ نیند سے اٹھ کر اٹھ دھوئے بغیر برتن میں اٹھ نہیں ڈالنا چاہیے۔

(۵۸) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے اُمّ المؤمنین حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا سے کہا تھا کہ جس وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بیدار ہوں مجھے اٹھا دیں اس سے معلوم ہوا کہ حضرت ابن عباس کو ان احوال کے مشاہدہ کا شدید اشتیاق تھا کیونکہ انھوں نے خود جاگنے کے ارادہ کیا اور دام المؤمنین سے اٹھانے کے لیے کہا۔ (۵۹) بغیر سبب کے اپنے نفس پر اعتماد نہیں کرنا چاہیے۔

(۶۰) نیکی کے کام میں دوسروں سے مدد لینا چاہیے۔ (۶۱) نماز تہجد کی خاطر اُٹھنے کے لیے گھڑی کا الارم لگانے کا جواز بھی اس سے ثابت ہوتا ہے۔ (۶۲) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کا شانہ اقدس میں سادگی کا پتا چلتا ہے کیونکہ آپ نے ایک پرانے اور سالخورہ مشکیزہ سے پانی لے کر وضو فرمایا۔ چاہتے تو گھر میں کیا کچھ نہیں رکھ سکتے تھے۔ اس سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ آپ کا فقر اختیاری تھا۔ (۶۳) تہجد کی نماز شروع کرنے سے پہلے اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا کرے، جن ضروریات دین پر ایمان کا ضروری ہے مثلاً قیامت اور حشر و نشر وغیرہ ان کا اظہار اپنے عبودیت اور احتیاج کا اعتراف کرے۔ اپنے گناہوں پر ہندم ہو کر ان کی معافی چاہے اور اللہ کی اطاعت کا اقرار کرے تاکہ ایمان اور اسلام کی تجدید اور توبہ کے ذریعہ اپنے گناہوں کو دھو کر بد پاک صاف ہو کر اللہ کی بارگاہ میں کھڑا ہو کیونکہ حضرت ابن عباس فرماتے ہیں کہ ضروریات کو جب نماز کے لیے کھرے ہوتے تو یہ کلمات فرماتے: اللھم لا الحمد انت نور السموات والارض الحدیث حدیث نمبر ۱۷۰۵

ان کلمات کا ذکر ہے۔ (۶۴) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا گناہوں کا اعتراف کرنا اور معافی چاہنا یا اس لیے تھا کہ اللہ تعالیٰ کی محبت حاصل ہو کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: اِنَّ اللّٰهَ یُحِبُّ الشّٰوِیْیْنَ۔ اللہ تعالیٰ توبہ کرنے والوں سے محبت کرتا ہے۔ یا اللہ تعالیٰ کا حکم ماننے کے لیے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے: وَاَسْتَغْفِرْہُ۔ فرما کر آپ کو توبہ کا حکم دیا ہے یا تواضع و انکسار کی وجہ سے یا تعلیم امت کے لیے، اس بحث کی پروری تفصیل ہم ان شاء اللہ باب الدعوات میں ذکر کریں گے۔

امام بد الدین عینی نے اس حدیث سے چھتیس احکام شرعیہ مستنبط کیے ہیں جن میں سے اکیس فوائد ہم نے ذکر کر دیے ہیں اور چالیس فوائد وہ ہیں جو اللہ تعالیٰ نے اپنے کرم خاص سے مجھ پر منکشف کیے ہیں واللہ الحمد علی ذلک، علامہ عینی کے کردہ جن پانچ فوائد کو ہم نے ذکر نہیں کیا ان کا ذکر چار بالکل ظاہر تھے۔ ان کی

تفصیل یہ ہے۔ (۱) کسی شخص کی زوجہ کے ساتھ اس کے گھر میں قیام کرنا۔ (۲) نابالغ کا بالغ کی اقتداء میں نماز پڑھنا (۳) کم از کم وضو بھی کافی ہونا جب کہ اعضاء کو پوری طرح دھویا جائے اور یہ ایک ایک بار ہے (۴) امام کا مؤذن سے خبر سن کر اس کے ساتھ نائے کے لیے جانا۔ (۵) معمولی عیندے و منزکات نہ ٹوٹنا۔ اس فائدہ سے علامہ عینی بھی مطمئن نہیں ہیں فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عیندے میں خولے سے رہے تھے اور جس عیندے میں خولے ہوں وہ گہری عیند ہوتی ہے معمولی اور خفیف نہیں ہوتی۔ بہر حال اگر ان پانچ فوائد کو بھی ملایا جائے تو حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی اس حدیث سے انتہا (۶۹) احکام شرعیہ مستنبط ہوئے اور یہ ہماری نظر میں ہیں درجہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک ایک عمل میں جس قدر عکسیتیں فوائد اور احکام شرعیہ ہوتے ہیں انکو کا حقہ اللہ تعالیٰ اور اس کا رسول ہی جانتا ہے۔

دُعائے نور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی ان متعدد روایات میں ذکر ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا فرمائی اے اللہ میرے قلب میں نور پیدا کر دے۔ الحدیث۔ اس کی شرح میں حافظ ابن حجر لکھتے ہیں۔

علامہ قرطبی نے فرمایا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جن انوار کی دعا کی ہے ان انوار سے ظاہر کا معنی بھی مراد لیا جاسکتا ہے گویا آپ نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی کہ اللہ تعالیٰ آپ کے اعضاء میں ایسا نور پیدا کر دے جس سے روز قیامت کے اندمیر میں روشنی ہو، جو آپ کو، آپ کے متبعین کو اور جنہیں اللہ تعالیٰ چاہے حاصل ہوگی۔ علامہ قرطبی نے کہا اولیٰ یہ ہے کہ نور سے مجازاً علم اور ہدایت کا ارادہ کیا جائے۔ علامہ مستوفی فرماتے ہیں کہ تحقیق یہ ہے کہ نور کی جس عضو کی طرف نسبت ہے اس عضو کا اس کے مناسبات کے لیے مظہر ہو نامراد ہے۔ سمع کا نور یہ ہے کہ وہ سموعات کا مظہر ہو جائے اور بصر کا نور یہ ہے کہ وہ مبصرات کے لیے کاشف ہو جائے اور قلب کا نور یہ ہے کہ وہ معلومات کے لیے کاشف ہو جائے اور اعضاء کا نور یہ ہے کہ ان سے عبادات صادر ہوں۔ علامہ طیبی نے کہا کہ اعضاء کے لیے نور کی دعا کا معنی یہ ہے کہ آپ کے اعضاء معرفت الہی اور عبادات کے انوار سے روشن ہو جائیں اور ان میں معرفت اور عبادات کے علاوہ کچھ نہ ہو کیونکہ شیئ منہا منہا ہے۔ چھ جہات سے دوسرے کے لیے علم اور ہوتا ہے تو اس سے بچنا اس طرح ہوگا کہ ان چھ جہات (دائیں بائیں اوپر نیچے آگے پیچھے) میں انوار ہوں جو اس کو روک سکیں۔ علامہ

قال القرطبي هذه الانوار التي دعا بها رسول الله صلى الله عليه وسلم يمكن حملها على ظاهرها فيكون سال الله تعالى ان يجعل له في كل عضو من اعضائه نوراً يستضيئ به يوم القيمة في تلك الظلمة هو ومن تبعه او من ثناء الله منهم قال والاولى ان يقال: هي مستعارة للعلم والهداية الى قوله والتحقيق في معناها ان النور مظهر ما نسب اليه وهو يختلف بحسبه فنور السمع مظهر المسموعات ونور البصر كاشف للمبصرات ونور القلب كاشف عن المعلومات ونور الجوارح ما يبصر عليها من اعمال الطاعات قال الطيبي معنى طلب النور للاعضاء عضواً عضواً ان يتجلى بانوار المعرفة والطاعات يتعري عما عداها فان الشياطين تحيط بالجهات الست بالوساوس فكان التخلص منها بالانوار السادة لتلك الجهات قال: وكل هذه الامور راجعة الى الهداية والبيان وضياء الحق.

روشنی ہے۔

علامہ عینی نے علامہ قرطبی اور علامہ طبری کی عبارات کا خلاصہ بیان کیا ہے۔

علامہ عینی نے علامہ قرطبی کے ذکر کردہ دونوں معنی یعنی نورحسبی (روشنی) اور نورممنوی (علم اور ہدایت) کو ذکر کیا ہے اور علامہ قرطبی کی وہ عبارت نقل کی ہے جس میں انہوں نے نورممنوی یعنی علم اور ہدایت کے معنی کو ترجیح دی ہے اسی کے بعد فرمایا:

قلت و يمكن الجمع فتأمل فانه لا
منع .

علامہ دشتانی فرماتے ہیں:

قلت و دعاؤه صلى الله عليه وسلم
بهذه الدعوات وما في الاحاديث، بعد هذا
ان كان تعليلها للامة فواضح ولا فهد
بحسب ارتفاع المقامات لان الجميع
قد جعل له صلى الله عليه وسلم .

میں کہتا ہوں کہ یہ دونوں معنی مراد لیے جاسکتے ہیں
کیونکہ اس ارادہ سے کوئی مانع نہیں ہے لہذا غور کرنا چاہیے۔

میں کہتا ہوں کہ ان احادیث میں (حصول نور کی) جن
دعاؤں کا ذکر ہے اور بعد کی احادیث میں جن دعاؤں (جن
میں طلب مغفرت، اعمال صالحہ کا حصول اور فسق و فجور سے
احتراز کی دعائیں ہیں) کا ذکر ہے اگر اس سے مراد تعلیم امت
ہے تو بات واضح ہے ورنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
یہ سب دعائیں ان چیزوں میں ترقی کے لیے کی ہیں کیوں کہ
آپ کو یہ تمام امور حاصل تھے۔

علامہ دشتانی کی اس عبارت سے واضح ہو گیا کہ اس باب کے آخر میں حضرت علی کی روایات میں جو کلمات استغفار میں
وہ سب تعلیم امت کے لیے ہیں اس کی مزید تحقیق ان ثنائیہ باب الدعوات میں ذکر کریں گے۔

لفظ رب کی تحقیق | حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دعائیہ کلمات ذکر کیے ہیں ان
میں ایک کلمہ ہے انت رب السموات والارض علامہ نووی فرماتے ہیں کہ لغت میں

رب کے تین معانی ہیں (۱) السيد المطاع (۲) مصلح (۳) مالک۔ جب رب کا لفظ سید مطاع کے معنی میں مستعمل ہو تو یہ شرط ہے
کہ جن کی تربیت کی وجہ سے وہ رب ہے وہ ذوالعقول ہوں اس لیے رب الشجر والجبال کہنا صحیح نہیں ہے۔ تاہم یہاں
کہتے ہیں کہ یہ شرط فاسد ہے کیونکہ ذوالعقول اور غیر ذوی العقول سب اللہ تعالیٰ کی اطاعت کرتے ہیں۔ قرآن کریم میں ہے کہ
زمین و آسمان نے اللہ تعالیٰ سے کہا ایتنا طاعتک (۱۱) جب اللہ تعالیٰ نے آسمانوں (جب وہ دھواں ہو
رہے تھے) اور زمین کو بولایا تو انہوں نے کہا ہم خوشی سے اُتے ہیں۔ علامہ نووی نے یہ بھی لکھا ہے کہ رب کے معنی میں چار

۱۔ حافظ ابن حجر عسقلانی متوفی ۸۵۲ھ۔ فتح الباری ج ۱ ص ۱۱۸، مطبوعہ دار نشر الکتب الاسلامیہ لاہور، طبعہ متاخرہ ۱۴۱۱ھ۔

۲۔ حافظ بدرالدین عینی متوفی ۸۵۵ھ۔ عمدة القاری ج ۲ ص ۲۸۷، مطبوعہ ادارة الطباعة المنيرية مصر، الطبعة الاولى ۱۳۳۸ھ۔

۳۔ ملا علی قاری متوفی ۱۰۱۴ھ۔ مرقاة ج ۳ ص ۱۲۵، مطبوعہ مکتبہ امدادیہ ملتان، الطبعة الاولى ۱۳۹۰ھ۔

۴۔ علامہ ابو عبد اللہ دشتانی متوفی ۵۲۸ھ، کمال الیوم ج ۲ ص ۱۱۱، مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت۔

اقوال ہیں، مالک، سید، مدبر اور مرتی اور یہ فرمایا ہے کہ جب نظر رب پر الف لام ہر (الرب) قریہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ خاص ہے ورنہ نہیں۔ کیونکہ یہ کہا جاتا ہے دب السماء اور رب الدار اور نور السموات والارض کا معنی منور السموات والارض ہے۔

اللہ تعالیٰ کی طرف شر کی نسبت | حضرت علی رضی اللہ عنہ کی روایت (حدیث نمبر ۱۶۰۹) میں یہ الفاظ ہیں: والحمد لله في يدك والشكر ليس اليك۔ "ہر خیر تیرے قبضہ و قدرت میں ہے اور کوئی شر تیری طرف منسوب نہیں ہے" علامہ نووی فرماتے ہیں کہ اہل سنت کا مسلک ہے کہ ہر چیز کا اللہ تعالیٰ خالق ہے خواہ وہ چیز خیر ہو یا شر، اس لیے اس لفظ کی تاویل اور ترجیحہ کرنا ضروری ہے اور اس میں پانچ اقوال ہیں (۱) خلیل بن احمد نے کہا اس کا معنی ہے "لا یتقرب بہ الیک" "شر کے ساتھ تیرا تقرب حاصل نہیں ہو سکتا (۲) مزنی نے کہا "لا یصناف الیک علی انفراد" "صرف شر تیری طرف منسوب نہیں ہے اس لیے یہ نہیں کہا جائیگا اے بنی آدم اور خنزیروں کے خالق یا اے شر کے رب، اگرچہ خیر ہو یا شر اللہ تعالیٰ ہر چیز کا خالق ہے۔ (۳) الشتر لا یصعد الیک۔ "شر تیری بارگاہ میں نہیں پہنچتا کیونکہ اللہ تعالیٰ کے حضور تو کلمات طیبات اور اعمال صالحہ پہنچتے ہیں الیہ یصعد الکلم الطیب (۴) "الشتر لیس شرا بالنسبة الیک" یعنی شر تیری طرف نسبت کے اعتبار سے شر نہیں ہے کیونکہ تو نے اس کو حکمت بالغہ کے اعتبار سے پیدا کیا ہے بلکہ اس چیز کا شر ہونا مخلوق کی طرف نسبت کے اعتبار سے ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

وما اصابك من حسنة فمن الله وما اصابك من سيئة فمن نفسك۔ (النساء: ۷۹) "تم کو جو برائی پہنچتی ہے وہ اللہ کی جانب سے ہے اور جو برائی پہنچتی ہے وہ تمہاری طرف سے ہے۔" بنا بریں تحقیق یہ ہے کہ اگرچہ ہر چیز کو اللہ تعالیٰ نے پیدا کیا ہے خواہ وہ چیز خیر ہو یا شر لیکن ادب کا تقاضا یہ ہے کہ خیر کی نسبت اللہ تعالیٰ کی طرف کی جائے اور شر کی نسبت مخلوق کی طرف! علامہ شحرانی لکھتے ہیں کہ شیخ ابوالحسن شاذلی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کے قول "وما اصابك من حسنة فمن الله" کی تفسیر ہے ایجاد و استناد اور وما اصابك من سيئة فمن نفسك کی تفسیر ہے "ایجاد و الاستناد" "تم کو جو برائی پہنچتی ہے وہ اللہ کی طرف سے ہے" یعنی اسی کو اللہ تعالیٰ نے پیدا کیا اور اسی کی طرف اس کی نسبت ہے۔ "تم کو جو برائی پہنچتی ہے وہ تمہاری طرف سے ہے" یعنی ہر چند کہ وہ اللہ تعالیٰ کی پیدا کردہ ہے لیکن اس کی طرف نسبت نہیں ہوگی اور اے بھائی حضرت ابراہیم علیہ السلام کے قول میں غور کرو وہ فرماتے ہیں: "اذا مرضت فهو يشفين" "(جب میں بیمار ہوتا ہوں تو وہ شفا دیتا ہے) انھوں نے یہ نہیں فرمایا "جب تو مجھے بیمار کرتا ہے" کیونکہ بیماری نفس کی ناپسندیدہ چیز ہے اور شفا پسندیدہ چیز ہے اس لیے انھوں نے ناپسندیدہ چیز کی اپنی طرف نسبت

۱۔ علامہ یحییٰ بن سرف نوادی متوفی ۶۷۶ھ۔ شرح مسلم ج ۱ ص ۲۶۳-۲۶۲ ملخصا مطبوعہ دار محمد مع الطابع کراچی الطبعة الثانیہ ۱۳۷۵ھ

بَابُ ٢٥٢ اسْتِحْبَابِ تَطْوِيلِ الْقِرَاءَةِ فِي صَلَاةِ
النَّبِيِّ

١٤١ - حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ قَالَ نَأَى عَنِ اللَّهِ
 بْنُ نُفَيْرٍ وَأَبُو مَعَاذٍ وَبِهِ ج وَحَدَّثَنَا زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ
 وَاسْتَحْقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ جَمِيعًا عَنْ جَرِيرٍ كُلُّهُمْ عَنْ
 الْأَعْمَشِ وَحَدَّثَنَا ابْنُ نُفَيْرٍ وَاللَّفْظُ لَهُ قَالَ
 نَأَى ابْنُ قَالَ نَأَى الْأَعْمَشُ عَنْ سَعْدِ بْنِ عُبَيْدَةَ عَنْ
 الْمُسْتَوْدِدِ بْنِ الْأَخْنَفِ عَنْ صِلَةَ بْنِ زُفَرٍ عَنْ
 حَذِيفَةَ قَالَ صَلَّيْتُ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
 وَسَلَّمَ ذَاتَ كَيْلَةٍ فَأَفْتَتَهُ الْبَقَرَةَ فَقُلْتُ
 يَرْكَعُ عِنْدَ الْإِمَامَةِ ثُمَّ مَضَى فَقُلْتُ يُصَلِّي بِهَا فِي
 رَكْعَةٍ فَمَضَى فَقُلْتُ يَرْكَعُ بِهَا ثُمَّ أَفْتَتَهُ
 الْإِسَاءَ فَقَرَأَهَا ثُمَّ أَفْتَتَهُ أَنْ عِمْرَانَ فَقَرَأَهَا
 يَقْرَأُ مَثَرِ مِثْلًا إِذَا مَرَّ بِأَيَّةٍ فِيهَا كُسْبِيَّةٌ سَبْعَةٌ
 فَلَا دَامَرَ سُؤَالَ سَالٍ إِذَا مَرَّ بِتَعْوُذٍ تَعَوَّذْتُمْ
 رُكْعَةً فَجَعَلَ يَقُولُ سُبْحَانَ رَبِّيَ الْعَظِيمِ فَكَانَ
 رُكُوعُهُ نَحْوًا مِنْ قِيَامِهِ ثُمَّ قَالَ سَمِعَ اللَّهُ لِمَنْ
 حَمِدَهُ ثُمَّ قَامَ طَوِيلًا قَرِيبًا مَثَرُ رُكْعَةٍ ثُمَّ سَجَدَ

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک شب میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اقتدار میں نماز پڑھی آپ نے سورہ بقرہ شروع کر دی، میں نے سوچا کہ شاید آپ سوایات پڑھنے کے بعد رکوع کریں گے۔ مگر حضور بدستور پڑھتے رہے۔ میں نے سوچا کہ شاید سورت مکمل کرنے کے بعد آپ رکوع کریں گے لیکن آپ مسلسل پڑھتے رہے اور آپ نے سورہ نسا شروع کر دی اور اس کے بعد سورہ آل عمران شروع کر دی اور ترتیل کے ساتھ قرأت کرتے رہے۔ جب کوئی ایسی آیت پڑھتے جس میں تسبیح کا ذکر ہوتا تو آپ اللہ تعالیٰ کی تسبیح کرتے (مثلاً سبحان اللہ کہتے) اور جب کوئی ایسی آیت پڑھتے جس میں سوال کا ذکر ہوتا تو اللہ تعالیٰ سے سوال کرتے اور جب کسی ایسی آیت کو پڑھتے جس میں تعویذ (پناہ مانگنے کا ذکر ہوتا تو اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگتے) پھر آپ نے رکوع کیا اور رکوع میں سبحان ربی العظیم پڑھتے رہے حتیٰ کہ آپ کا رکوع قیام کے قریب ہو گیا پھر آپ نے سمع اللہ لمن حمد کہا اور کھڑے ہو گئے اور تقریباً رکوع کے برابر قوم

قَالَ تَسْبَحَانِ رَبِّيَ الْأَعْلَى فَكَانَ سُجُودَهُ قَرِيبًا مِنْ قِيَامِهِ
قَالَ وَفِي حَدِيثٍ جَدِيرٍ مِنَ الزِّيَادَةِ فَقَالَ سَمِعَ اللَّهُ
لِمَنْ حَمِدَهُ رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ -

۱۴۱۲۔ وَحَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَطَائِفَةٌ مِنْ
إِبْرَاهِيمَ كَلَّا هُمَا عَنْ جَدِيرٍ قَالَ عُثْمَانُ تَأْخِيرٌ عَنْ
الْأَعْمَشِ عَنْ أَبِي ذَائِلٍ قَالَ قَالَ عَبْدُ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ
عَنْهُ صَلَّيْتُ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
قَاطَأَ حَتَّى هَمَمْتُ بِأَمْرٍ سَوِيٍّ قَالَ قُلْتُ وَمَا
هَمَمْتُ بِهِ قَالَ هَمَمْتُ أَنْ أَجْلِسَ وَأَدَا عَمَّ -

۱۴۱۳۔ وَحَدَّثَنَا أَبُو إِسْمَاعِيلَ بْنُ الْخَلِيلِ وَسُوَيْدُ
بْنُ سَعِيدٍ عَنْ عَلِيِّ بْنِ مُسَيْهِرٍ عَنِ الْأَعْمَشِ بِهَذَا
الْإِسْنَادِ مُشَكَّدًا -

کیا پھر آپ سجدہ میں گئے اور سبحان ربی الا علی
پڑھتے رہے اور قوم کے قریب سجدہ کیا، جریر کی روایت میں ہے
کہ آپ نے سَمِعَ اللَّهُ لِمَنْ حَمِدَهُ رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ فرمایا تھا۔
حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں
کہ میں نے ایک شب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ
ناز پڑھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بہت طویل قیام کیا
یہاں تک کہ میں نے ایک بُری بات کا ارادہ کر لیا راوی
نے حضرت ابن مسعود سے پوچھا آپ نے کس چیز کا ارادہ
کیا تھا! حضرت ابن مسعود نے کہا میں نے ارادہ کیا تھا کہ
حضور کو قیام میں چھوڑ کر خود بیٹھ جاؤں۔!

ایک اور سند سے بھی یہ روایت منقول ہے۔

سورتوں کی ترتیب

اس باب کی حدیث نمبر ۱۴۱۱ میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سورہ بقرہ کے بعد
سورہ نسا پڑھی اور سورہ نسا کے بعد سورہ آل عمران پڑھی، جبکہ ترتیب کے مطابق پہلے
سورہ آل عمران ہے اور پھر سورہ نسا ہے۔ اس وجہ سے یہ مسئلہ پیدا ہوا کہ نماز میں سورتوں کی ترتیب سے پڑھنا چاہیے
یا خلاف ترتیب بھی پڑھ سکتے ہیں۔ احناف کے نزدیک فرائض میں ترتیب کے مطابق پڑھنا واجب ہے اور خلاف
ترتیب پڑھنا مکروہ ہے چونکہ یہ فعل مکروہ ہے اس سے سجدہ سہول لازم نہیں آتا اور فوافل میں بناءً علی التوسعة
خلاف ترتیب پڑھنا بھی جائز ہے نہ۔ اس حدیث میں جو خلاف ترتیب پڑھنے کا ذکر ہے اس کی توجیہ میں کہا جاتا ہے کہ ہر
سکتا ہے کہ رات کے فوافل میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان جواز کے لیے خلاف ترتیب پڑھا ہو البتہ ائمہ ثلاثہ
کے نزدیک خلاف ترتیب پڑھنا مطلقاً جائز ہے۔

علامہ نووی شافعی لکھتے ہیں:

قاضی عیاض (مالکی) نے کہا اس حدیث سے ثابت ہوتا ہے کہ مصحف میں سورتوں کی ترتیب اجتہادی ہے
اور یہ اس دور کے مسلمانوں کے اجتہاد سے قائم ہے جس دور میں قرآن مجید کو ایک مصحف میں لکھا گیا تھا، امام مالک قاضی
ابوبکر باقلانی اور جہور علماء کا یہی مسلک ہے۔ ہمارے نزدیک سورتوں کی باہمی ترتیب مطلقاً واجب نہیں ہے نہ لکھنے
میں نہ نماز میں نہ درس میں نہ تلقین اور تعلیم میں، کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے وجوب ترتیب کے بارہ میں کوئی
صریح فرمان منقول نہیں ہے۔ یہی وجہ ہے کہ مصحف عثمان کے مرتب ہونے سے پہلے صحابہ کرام کے درمیان سورتوں کی

ترتیب میں اختلاف تھا نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے وصال کے بعد امت مسلمہ نے نماز اور درس و تلقین میں ترتیب ترک کرنے کی اجازت دی ہے اور جو اہل علم سورتوں کی ترتیب میں ترقیع کے قائل ہیں (یعنی نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے تمام سورتوں کی عدد و اور ان کے مقامات میں فرمائے تھے اور اسی ترتیب کے مطابق حضرت عثمان نے مصحف کو مرتب کیا تھا اور جن صحابہ کے درمیان مصحف عثمان سے پہلے ترتیب میں اختلاف تھا ان تک ترتیب کی احادیث نہیں پہنچی تھیں) وہ اہل علم اس حدیث کا یہ جواب دیتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ترتیب بیان کرنے سے پہلے رات کی اس نماز میں خلاف ترتیب آل عمران سے پہلے سورہ نسا کو پڑھا تھا۔ قاضی عیاض کہتے ہیں کہ اس بات میں کسی کا اختلاف نہیں ہے کہ نماز کی پہلی رکعت میں بعد کی سورت پڑھی جائے اور دوسری رکعت میں اس سے پہلے کی سورت پڑھی جائے البتہ ایک رکعت میں دو سورتیں خلاف ترتیب پڑھنا یا غیر نماز میں خلاف ترتیب پڑھنا مکروہ ہے اور سلف صالحین نے جو القرآن پڑھنے سے منع کیا ہے اس کا مطلب یہ ہے کہ پڑھنے والا قرآن کی آخری سورت سے پڑھنا شروع کرے اور قرآن کریم کی ابتدائی سورت کو آخر میں پڑھے۔ نیز قاضی عیاض کہتے ہیں کہ اس بات میں اب کوئی اختلاف نہیں ہے۔ موجودہ مصحف عثمان میں جو سورتوں کی ترتیب ہے یہ ترقیعی ہے یعنی یہ ترتیب اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بتائی اور آپ نے امت مسلمہ کو یہ ترتیب بتلا دی ہے۔

علامہ ابو عبد اللہ دشتانی مالکی نے بھی قاضی عیاض مالکی کی یہ عبارت نقل کی ہے بلکہ

نماز میں تعظیم رسول | اس باب کی دوسری حدیث (نمبر ۱۷۱۲) میں مذکور ہے کہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اقتدار میں رات کو نفل پڑھے اور آپ کے قیام کے طول کی وجہ سے بیٹھنے کا ارادہ کیا لیکن پھر یہ خیال کر کے کہ آپ کھڑے ہوں اور میں بیٹھ جاؤں یہ بڑی بات ہے باوجود اس بات کے کہ نفل میں بیٹھنا جائز تھا کھڑے ہے اور ان کا یہ فعل مین حالت نماز میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم کا مظہر تھا۔ یہ حدیث امام بخاری نے اپنی صحیح میں بھی ذکر کی ہے۔

علامہ نووی اس حدیث کی شرح میں لکھتے ہیں:

و انما لم یقعہ ابن مسعود للتأدب مع النبی صلی اللہ علیہ وسلم۔
 علامہ دشتانی نے بھی یہی لکھا ہے۔ علامہ سنوسی نے بھی اس عبارت کو مزید اضافہ کے ساتھ نقل کیا ہے۔
 علامہ عینی اس حدیث کی شرح میں لکھتے ہیں:

۱۔ علامہ یحییٰ بن شرف نوادی متوفی ۷۴۷ھ، شرح صحیح مسلم ج ۱ ص ۲۶۴ مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی، الطبعة الثانیہ ۱۳۷۵ھ۔

۲۔ علامہ ابو عبد اللہ دشتانی مالکی متوفی ۸۲۸ھ، اکال اکال العلم ج ۲ ص ۳۹۹ مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت۔

۳۔ امام ابو عبد اللہ بخاری متوفی ۲۵۶ھ، صحیح بخاری ج ۱ ص ۱۵۳ مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی، ۱۳۸۱ھ۔

۴۔ علامہ یحییٰ بن شرف نوادی متوفی ۷۴۷ھ، شرح صحیح مسلم ج ۱ ص ۲۶۴ مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی، الطبعة الثانیہ ۱۳۷۵ھ۔

۵۔ علامہ ابو عبد اللہ دشتانی متوفی ۸۲۸ھ، اکال اکال العلم ج ۲ ص ۳۹۹، مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت۔

۶۔ علامہ ابو عبد اللہ سنوسی متوفی ۸۹۵ھ، اکال اکال العلم ج ۲ ص ۳۹۹، مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت۔

marfat.com

جلد ثانی

Marfat.com

وهذا السوء من جهة ترك الادب:

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا ناز میں بیٹھے کو بری بات قرار دینا اس وجہ سے تھا کہ یہ امر ادب کے خلاف تھا۔

علامہ قسطلانی لکھتے ہیں:

وانما جعد سوء وان كان القعود في النقل جائزا لان فيه ترك الادب معه عليه الصلوة والسلام

ہر چند کہ نقلی ناز میں بیٹھنا جائز ہے اس کے باوجود حضرت عبداللہ بن مسعود نے ناز میں اپنے بیٹھے کو بری بات قرار دیا کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے رہیں اور وہ بیٹھ جائیں یہ بات ادب کے خلاف تھی۔

بَابُ الْحَثِّ عَلَى صَلَوةِ اللَّيْلِ وَإِنْ قَلَّتْ

تہجد کی ترغیب خواہ کم رکعات میں

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے ایک ایسے شخص کا ذکر کیا گیا جو صبح تک سوتا تھا۔ آپ نے فرمایا اس شخص کے کانوں میں شیطان پیشاب کر دیتا ہے۔

۱۴۱۴- وَحَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَاسْتَحَقُّ قَالَ عُثْمَانُ كَأَجْرِ يَزِيدٍ عَنْ مَنْصُورٍ عَنْ أَبِي وَائِلٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ ذَكَرَ عِنْدَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَجُلًا نَامَ لَيْلَةً حَتَّى أَصْبَحَ قَالَ ذَاكَ رَجُلٌ بَالَ الشَّيْطَانُ فِي أُذُنَيْهِ أَوْ قَالَ فِي ذُنُوبِهِ

۱۴۱۵- وَحَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ نَأَيْتُ عَنْ عَقِيلٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عِلَاقٍ بْنِ حُسَيْنٍ أَنَّ الْحُسَيْنَ بْنَ عَلِيٍّ حَدَّثَهُ عَنْ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ طَرَقَهُ وَفَاطِمَةُ فَقَالَ لَا تُصَلُّونَ فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنَّمَا أَنْفُسَنَا بِيَدِ اللَّهِ فَإِذَا سَاءَ أَنْ يَبْعَثَنَا بَعَثْنَا فَأَنْصَرَفَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِينَ قُلْتُ لَهُ ذَلِكَ ثُمَّ سَمِعْتُهُ وَهُوَ مَدِيدٌ يَضْرِبُ فِخْذَهُ وَيَقُولُ كَانَ الْإِنْسَانُ أَلْتَرْتَنِي جَدًّا

حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک رات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کے اور حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے پاس آئے اور فرمایا تم لوگ نماز کیوں نہیں پڑھتے؟ (حضرت علی کہتے ہیں کہ) میں نے عرض کیا کہ ہماری بانی اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں ہیں جب وہ ہمیں اٹھانا چاہتا ہے تو اٹھا دیتا ہے! جب میں نے یہ کہا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم واپس تشریف لے گئے دراصل مایکہ آپ اپنے زانو پر ہاتھ مار رہے تھے اور میں نے سنا آپ یہ فرما رہے تھے کہ انسان بہت جھگڑا رہا ہے!

۱۴۱۶- وَحَدَّثَنَا عَبْدُ الْقَادِرُ وَزُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ عَمْرٌو دَنَاسُفِيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ أَبِي الزِّنَادِ عَنِ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تم میں سے کوئی شخص سو

۱- علامہ بدر الدین عینی منزلی ۸۵۵ ص ۱۸۳، مطبوعہ ادارة الطباعة المنيرية مصر الطبعة الاولى ۱۳۴۸ھ

۲- علامہ احمد بن محمد قسطلانی منزلی ۱۸۱، مطبوعہ دارالمنیرہ المیزنة مصر ۱۳۰۶ھ

الْأَعْرَاجِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ يَبْلُغُ بِهِ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يَعْقِدُ الشَّيْطَانُ عَلَى قَافِيَةِ رَأْسِ أَحَدِكُمْ كَلِمَاتٍ عَقْدٌ إِذَا نَامَ بِكَلِمَةٍ عَقْدٌ يَضْرِبُ عَلَيْكَ كَيْدًا طَوِيلًا فَإِذَا اسْتَيْقَظَ فَذَكَرَ اللَّهَ انْحَلَّتْ عَقْدُهُ وَإِذَا اتَّوَضَّأَ انْحَلَّتْ عَنْهُ عَقْدَتَانِ فَإِذَا صَلَّى انْحَلَّتْ الْعُقَدُ فَاصْبِهِمْ بِشَيْطَانٍ طَيِّبٍ النَّفْسِ فَلَا أَضْيَافَ تَحْبِثُ النَّفْسَ كَسَلًا

جاتا ہے تو شیطان اس کی گدی پر زمین گریں لگا دیتا ہے اور ہر گز پر چھوٹک دیتا ہے کہ رات بہت لمبی ہے، جب وہ بیدار ہو کر اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتا ہے تو ایک گزہ مکمل جاتی ہے اور جب وضو کرتا ہے تو دو گزہ مکمل جاتی ہیں اور جب وہ نماز پڑھ لیتا ہے تو تمام گزہ مکمل جاتی ہیں پھر وہ صبح کو مبشاش مبشاش اٹھتا ہے ورنہ صبح کو خباثت اور سستی کے ساتھ اٹھتا ہے۔

شیطان کے کان میں پیشاب کرنے کی تشریح | حدیث نمبر (۱۶۱۴) میں ذکر ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "شیطان کان میں پیشاب کر دیتا ہے۔" اس کی تشریح میں

متعدد اقوال ہیں۔ علامہ ابن قتیبہ نے کہا اس کا معنی ہے کہ شیطان اس شخص کو ناسد اور خراب کر دیتا ہے۔ علامہ طحاوی اور علامہ مہلب نے فرمایا کہ اس قول میں یہ تشبیہ ہے کہ وہ شخص شیطان کا پیروکار ہے اور شیطان اس پر حاکم اور پوری طرح مسلط ہے اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ اس قول میں یہ اشارہ ہو کہ شیطان اس شخص کو ذلیل اور حقیر سمجھتا ہے۔ علامہ علی نے کہا اس میں اشارہ ہے کہ شیطان اس پر غالب ہے اور اس کا مذاق اڑاتا ہے۔ قاضی عیاض رحمہ اللہ نے فرمایا کہ یہ بھی کوئی بعید نہیں ہے کہ شیطان صبح سورنے ماٹے کے کان میں حقیقتاً پیشاب کر دیتا ہو اور کان کا ذکر اس لیے فرمایا کہ بیدار ہونے کے آثار کا مصدر کان ہیں۔

حدیث قرطاس پر امامیہ کے اعتراض کا ایک جواب | رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا حضرت علی اور حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہما کو تنبیہ کے لیے بیدار کرنے کی خاطر

نشرینے جانا آپ کی ان سے کمال محبت اور انتہائی شفقت پر دلالت کرتا ہے۔ حضرت علی نے جو جواب دیا اظہار ہے کہ آپ کو اس سے افسوس ہوا کہ بچائے آپ کی کرم لڑائی پر شکر گزار ہونے کے اس قسم کا جواب دیا۔

امامیہ حضرات حدیث قرطاس کی وجہ سے حضرت عمر رضی اللہ عنہ پر طعن کرتے ہیں کہ سرکار نے مرض الموت میں کچھ لکھ کر دینے کے لیے قلم اور کاغذ مانگا اور حضرت عمر نے جواب میں فرمایا ہمیں کتاب اللہ کافی ہے۔ اور کاغذ قلم نہیں دیا۔ لیکن یہ غور نہیں کرتے کہ حضرت عمر کا کاغذ قلم نہ دینا اس بنا پر تھا کہ بیماری اور تکلیف کی حالت میں لکھنے سے آپ کو زحمت ہوگی۔ اسی وجہ سے آپ نے اس پر مبالغہ نہیں فرمایا جبکہ حضرت علی نے جو جواب دیا اس سے سرکار کو تکلیف پہنچی اور آپ افسوس کرتے ہوئے چلے گئے۔

حضرت علی کی طرف سے زیادہ سے زیادہ یہ توجیہ کی جاسکتی ہے کہ چونکہ وہ نیند سے بیدار ہوئے تھے اس لیے بے توجہی میں یہ کلمات کہہ دیے۔ (واللہ تعالیٰ اعلم)

شیطان کے گدی میں گرہ لگانے کی تشریح | آپ نے جو یہ فرمایا کہ سونے ماٹے کی گدی میں شیطان تین گزہ لگا دیتا ہے یا تو اس سے شیطان کا غلبہ اور اس کا تسلط

مراد ہے یا یہ حقیقت پر محمول ہے۔

نفل نماز گھر میں پڑھنے کا استحباب

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اپنی کچھ نمازیں گھر میں پڑھا کرو اور گھروں کو قبرستان نہ بناؤ۔!

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اپنے گھروں میں نماز پڑھو اور ان کو قبرستان نہ بناؤ۔!

حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تم میں سے کوئی شخص اپنی مسجد میں نماز پڑھ لے تو وہ اپنی نازوں کا کچھ حصہ اپنے گھر پڑھنے کے لیے بھی رکھ لے کیوں کہ اللہ تعالیٰ اس کی نازوں کی وجہ سے اس کے گھر میں بہتری پیدا کر دے گا۔

حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس گھر میں اللہ تعالیٰ کا ذکر کیا جائے اور جس گھر میں اللہ تعالیٰ کا ذکر نہ کیا جائے ان کی مثال زندہ اور مردہ کی سی ہے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کہ اپنے گھروں کو قبرستان نہ بناؤ اور شیطان اس گھر سے بھاگتا ہے جس میں سورہ بقرہ کی تلاوت کی جاتی ہے۔

حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں

باب ۲۵۲ استحباب صلوٰۃ النافلۃ فی بیتہ

۱۶۱۷۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مُثَنَّى قَالَ نَا يَحْيَى عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ قَالَ أَخْبَرَنِي نَافِعٌ عَنْ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اجْعَلُوا مِنْ صَلَواتِكُمْ فِي بُيُوتِكُمْ وَلَا تَتَّخِذُوا هَا قُبُورًا۔

۱۶۱۸۔ وَحَدَّثَنَا ابْنُ مُثَنَّى قَالَ نَا عَبْدُ الْوَهَّابِ قَالَ نَا ابْنُ دُرُبٍ عَنْ نَافِعٍ عَنْ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ صَلُّوا فِي بُيُوتِكُمْ وَلَا تَتَّخِذُوا هَا قُبُورًا۔

۱۶۱۹۔ وَحَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَأَبُو كُرَيْبٍ قَالَا نَا أَبُو مُعَاوِيَةَ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ أَبِي سُوَيْبٍ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا قَضَيْتُمْ أَحَدَكُمْ الصَّلَاةَ فِي مَسْجِدٍ فَلْيَجْعَلْ لِبَيْتِهِ نَصِيبًا مِنْ صَلَواتِهِ فَإِنَّ اللَّهَ تَعَالَى جَاعِلٌ فِي بَيْتِهِ مِنْ صَلَواتِهِ خَيْرًا۔

۱۶۲۰۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ بُرَّادٍ الْأَشْعَرِيُّ وَمُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ قَالَا نَا أَبُو سَامَةَ عَنْ بُرَيْدٍ عَنْ أَبِي بَرْدَةَ عَنْ أَبِي مُوسَى عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَثَلُ الْبَيْتِ الَّذِي يُدْكِرُ اللَّهُ فِيهِ وَالْبَيْتِ الَّذِي لَا يُدْكِرُ اللَّهُ فِيهِ الْحَيُّ وَالْمَيِّتُ۔

۱۶۲۱۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ نَا يَعْقُوبُ وَهُوَ ابْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ الْقَارِي عَنْ سُهَيْلٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا تَجْعَلُوا بُيُوتَكُمْ مَقَابِرَ الشَّيْطَانِ يَنْفِرُ مِنَ الْبَيْتِ الَّذِي تُقْرَأُ فِيهِ سُورَةُ الْبَقَرَةِ۔

۱۶۲۲۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مُثَنَّى قَالَ نَا مُحَمَّدُ

کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کھجور کے پتوں یا چٹائی کا حجرہ بنایا پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس میں نماز پڑھنے کے لیے تشریف لائے صحابہ نے اگر آپ کی اقتداء میں نماز پڑھنی شروع کر دی۔ حضرت زید بن ثابت کہتے ہیں کہ ایک دن بہت سے صحابہ آگئے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تشریف لائے میں دیر کر دی۔ حضرت زید بن ثابت کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف نہیں لائے صحابہ بادا بلند باتیں کرنے لگے اور دروازے پر ٹکریاں پھینکنی شروع کر دیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے وہاں حایکہ آپ نصب ناک تھے پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر تم ایسا ہی کرنے رہے تو میرا گمان ہے کہ یہ نماز تم پر فرض کر دی جائے گی۔ تم اپنے گھروں میں نماز پڑھا کر دیکھو کچھ فرائض کے بعد کبھی شخص کی بہترین نماز وہ ہے جس کو وہ گھر میں ادا کرے۔

حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مسجد میں چٹائی سے ایک حجرہ بنالیا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کئی راتیں اس میں نماز پڑھی حتیٰ کہ صحابہ جمع ہو گئے اس کے بعد حسب سابق روایت ہے۔ اور یہ اضافہ ہے اگر یہ نماز تم پر فرض کر دی جاتی تو تم اس کو قائم نہ رکھ سکتے۔

بْنِ جَعْفَرٍ قَالَ نَاعَبَدُ اللَّهَ بَنِ سَعِيدٍ قَالَ نَاعَبَدُ اللَّهَ أَبُو النَّضْرِ مَوْلَى عُمَرَ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ عَنْ بُسْرِ بْنِ سَعِيدٍ عَنْ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ اخْتَجَرَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَجِيرَةً بِخَصْفَةٍ أَوْ حَصِيرٍ فَخَرَجَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّي فِيهَا قَالَ فَتَتَبَعَنَا إِلَيْهِ رِجَالٌ وَجَاءُوا يُصَلُّونَ بِصَلَاتِهِمْ قَالَ ثُمَّ جَاءُوا إِلَيْنَا فَخَضَرُوا أَفَابَطَارُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْهُمْ قَالَ فَلَمْ يُخْرِجْ إِلَيْهِمْ قَرَفُوا أَصَوَاتَهُمْ وَخَصُوا الْبَابَ وَخَرَجَ إِلَيْهِمْ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُغْضِبًا فَقَالَ لَهُمْ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا كُنَّا بِكُمْ صَنِيعَكُمْ حَتَّى ظَنَنْتُ أَنَّكُمْ سَيَكْتَبُ مِنْكُمْ فَعَلَيْكُمْ بِالصَّلَاةِ فِي بُيُوتِكُمْ فَإِنْ خِیرَ صَلَاةُ الْمَاءِ فِي بَيْتِهِ إِلَّا الصَّلَاةَ الْمَكْتُوبَةَ۔ ۱۷۲۳۔ وَحَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ حَاتِمٍ قَالَ نَابَهْرُ قَالَ نَادَاهُ هَيْبٌ قَالَ نَامُوسِي بْنُ عَقْبَةَ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا النَّضْرِ عَنْ بُسْرِ بْنِ سَعِيدٍ عَنْ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اتَّخَذَ حَجِيرَةً فِي الْمَسْجِدِ مِنْ حَصِيرٍ فَصَلَّى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيهَا كَيَالِي حَتَّى اجْتَمَعَ إِلَيْهِ نَاسٌ فَذَكَرْنَا حَوَاهُ وَمَا دَفِينَهُ وَلَوْ كَتَبَ عَلَيْكُمْ مَا قَسَمْتُ بِهِ۔

گھر میں نوافل کی فضیلت | قاضی عیاض مالکی رحمہ اللہ نے فرمایا کہ حضور کے فرمان "اپنی کچھ نمازیں گھر میں پڑھا کرو" سے یہ معنی نکلتا ہے کہ بعض فرض نمازیں گھر میں پڑھنی چاہئیں تاکہ گھر کے جراثیم مثلاً غلام، عورتیں اور بیمار لوگ، نماز پڑھنے سے مسجد میں نہیں جاسکتے وہ بھی تمہارے ساتھ گھر میں باجماعت نماز پڑھیں۔ لیکن یہ صحیح نہیں ہے کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صراحت فرمایا کہ فرائض کے علاوہ بہترین نماز گھر میں نماز ہے بلکہ اس کا مطلب یہ ہے کہ اکثر نوافل گھر میں پڑھا کر دیکھو کچھ فرائض کے بعد کبھی شخص کی بہترین نماز وہ ہے جس کو وہ گھر میں ادا کرے۔

۱۷۔ امام ابو عبد اللہ بخاری متوفی ۲۵۶ھ، صحیح بخاری ج ۱، مطبعہ نور محمد مع الطالع کراچی، الطبعة الثانیہ ۱۴۸۱ھ۔

marfat.com

جلد ثانی

Marfat.com

جانتے ہیں۔ سنن نوکدہ غیر نوکدہ اور دیگر نوافل کا گھر میں پڑھنا مسنون، مستحسن اور افضل ہے اور اس کی فضیلت اس وجہ سے ہے کہ نوافل میں خفاء اور پوشیدگی مطلوب ہے اور یہ گھر میں متصور ہے، دوسرے اس میں زیادہ کا خطرہ نہیں۔ تیسرے اس سے گھر میں برکت حاصل ہوگی، اللہ کی رحمت اور فرشتے نازل ہونگے، شیطان دور بھاگے گا پھر گھر میں نماز پڑھی جائے گی تو زبان رسالت کے مطابق وہ گھر قبرستان نہیں رہے گا کیونکہ قبرستان میں مرسوے نماز نہیں پڑھتے اور جب گھر میں نماز پڑھی جائے گی تو وہ گھر بھی زندہ ہو گا اور گھر واسے بھی زندہ قرار پائیں گے اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے نزدیک زندہ وہ ہے جو اللہ تعالیٰ کی عبادت کرتا ہو اور جو اللہ تعالیٰ کی عبادت نہ کرے وہ مردہ ہے اور اس کا گھر قبر کی مانند ہے۔

بَابُ فَضِيلَةِ الْعَمَلِ الدَّائِمِ

دائمی عمل کی فضیلت

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک چٹائی تھی رات کو آپ اس کا حجرہ بنا کر اس میں نماز پڑھتے تھے، صحابہ کرام بھی آپ کے ساتھ نماز پڑھنے لگے، دن میں آپ وہ چٹائی بچھا لیتے تھے۔ ایک رات صحابہ بکثرت آگئے، آپ نے فرمایا: اسے لوگو! اپنی طاقت کے مطابق عمل کیا کرو! کیونکہ اللہ تعالیٰ راجحینے سے اس وقت تک نہیں اکتا تا جب تک تم عبادت کرنے سے نہ اکتا جاؤ! اور اللہ تعالیٰ کے نزدیک پسندیدہ عمل وہ ہے جس پر ہمیشگی کی جائے خواہ وہ عمل کم ہو، اور آل محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا یہی طریقہ تھا کہ جب کوئی کام کرتے تو اس پر دوام کرتے تھے۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا گیا کہ اللہ تعالیٰ کو کون سا عمل زیادہ پسند ہے؟ آپ نے فرمایا جس پر زیادہ دوام کیا جائے خواہ وہ عمل کم ہو۔

۱۶۲۴ - وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مُثَنَّى قَالَ نَأْبَهُ الْوَقَّافُ يَعْزِي الشَّيْخُ قَالَ نَأْبَهُ اللَّهُ عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي سَعِيدٍ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا أَنَّهَا قَالَتْ كَانَ لِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَصِيرٌ وَكَانَ يُحَرِّجُهُ مِنَ اللَّيْلِ فَيُصَلِّي فِيهِ فَيَجْعَلُ النَّاسُ يُصَلُّونَ بِصَلَوَتِهِ وَيَبْسُطُهُ بِالْقَهْرِ فَشَابُوا إِذَا دَاكَ لَيْلَةٌ فَقَالَ يَا أَيُّهَا النَّاسُ عَلَيْكُمْ مِنَ الْأَعْمَالِ مَا تُطِيقُونَ فَإِنَّ اللَّهَ لَا يَمَلُّ حَتَّى تَمَلُّوا وَإِنَّ أَحَبَّ الْأَعْمَالِ إِلَى اللَّهِ مَا دَوَّوْهُمُ عَلَيْهِ وَإِنْ قَلَّ وَكَانَ آلُ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَادًّا عَمِلُوا عَمَلًا أَثْبَتَهُ.

۱۶۲۵ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مُثَنَّى قَالَ نَأْبَهُ مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ قَالَ نَأْبَهُ عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي هَرِيمٍ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا سَلَمَةَ يُحَدِّثُ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سُئِلَ أَيُّ الْعَمَلِ أَحَبُّ إِلَى اللَّهِ تَعَالَى قَالَ أَدْوَمُهُ وَإِنْ قَلَّ.

۱۶۲۶ - وَحَدَّثَنَا زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ وَاسْمُحُ بْنُ

علقہ کہتے ہیں کہ میں نے ام المومنین عائشہ صدیقہ

ابراہیم قال زہیر نا جری عن منصور عن
ابراہیم عن علقمہ قال سألت أُمّ المؤمنین
عائشہ رضی اللہ عنہا قلت یا أُمّ المؤمنین
کیف کان عمل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
هل کان یخص شیئاً من الأيام قالت لا کان
ویمہ وایکم یستطیع ما کان رسول اللہ
اللہ علیہ وسلم یستطیع

۱۷۲۶۔ وحَدَّثَنَا ابْنُ کُبَیْرٍ قَالَ نَا أَبُو ذَال نَا
سَعْدُ بْنُ سَعْدٍ قَالَ أَخْبَرَنِي الْقَاسِمُ بْنُ مُحَمَّدٍ عَنْ
عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى
اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَحَبُّ الْأَعْمَالِ إِلَى اللَّهِ أَذْوَمُهَا
وَإِنْ قُلَّ قَالَ وَكَانَتْ عَائِشَةُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا إِذَا
عَمِلَتْ الْعَمَلَ كَرَّمَتْهُ

۱۷۲۸۔ حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ قَالَ نَا
ابْنُ عَلِيَّةٍ ح وَحَدَّثَنِي زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ نَا
إِسْمَاعِيلُ عَنْ عَبْدِ الْعَزِيزِ بْنِ صَهْبٍ عَنْ أَنَسٍ
رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ دَخَلَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمَسْجِدَ وَحَبِلَ مَمْدُودٌ وَبَيْنَ سَارِيَتَيْنِ
فَقَالَ مَا هَذَا قَالُوا لِيُزَيِّنَ نَصَلِي فَإِذَا اكْسَدَتْ
أَوْفَقَرْتُ أَكْسَدْتُ بِهِ فَقَالَ حَلُّوهُ لِيُبْصَدَ أَحَدُكُمْ
نَشَاطَةً فَإِذَا اكْسَدَ أَوْفَقَرْتُ قَعْدًا وَفِي حَدِيثٍ

زُهَيْرٍ فَلْيَقْعُدْ
۱۷۲۹۔ وَحَدَّثَنَا شَيْبَانُ بْنُ فَرُّوخَ قَالَ
نَا عَبْدُ الْوَارِثِ عَنْ عَبْدِ الْعَزِيزِ عَنْ أَنَسٍ عَنِ
النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِثْلَهُ

۱۷۳۰۔ وَحَدَّثَنِي حَرَمَلَةُ بْنُ يَحْيَى وَ مُحَمَّدُ بْنُ
سَدْمَةَ الْأَمْدَوِيُّ قَالَا نَا ابْنُ وَهْبٍ عَنْ يُونُسَ
عَنِ ابْنِ شَهَابٍ وَآلِ أَخْبَرَنِي عَزَّ وَكَبُرَ الزُّبَيْرُ بْنُ
عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا وَاسْتَمِعْتُ أَخْبَرَنِي

رضی اللہ عنہا سے سوال کیا: اسے ام المؤمنین! رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم کا عمل کس طرح ہوتا تھا؟ کیا آپ کسی عمل کے لیے کچھ
دنوں کو خاص کر لیتے تھے؟ آپ نے فرمایا نہیں۔ آپ کا عمل
دائم ہوتا تھا! تم میں سے کون انہی طاقت رکھتا ہے جتنی
طاقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رکھتے تھے۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک سب سے
زیادہ پسندیدہ عمل وہ ہے جس پر زیادہ دوام ہو خواہ وہ عمل کتنا
راوی کہتے ہیں کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا جس عمل کو شروع
کرتیں تو اس کو لازم کر لیتیں۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم مسجد میں تشریف لائے درآں حالیکہ مسجد کے دو ستونوں
کے درمیان رسی تائی ہوئی تھی، آپ نے فرمایا یہ کیا ہے؟
صحابہ نے کہا یہ حضرت زینب کی رسی ہے وہ نماز پڑھتی ہیں
اور ان پر جب ٹھکن یا سستی طاری ہوتی ہے تو اس رسی
کو کچڑ لیتی ہیں۔ آپ نے فرمایا اس رسی کو کھول دو! تم میں
سے ہر شخص اس وقت تک نماز پڑھا کرے جب تک وہ
آسانی سے نماز پڑھ سکے اور جب اس پر ٹھکن یا سستی
طاری ہو تو وہ جھٹ جائے۔

ایک اور سند کے ساتھ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے
مثل سابق روایت ہے۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم ان کے پاس تشریف رکھتے تھے اس وقت
حولا د بنت ثریب ان کے پاس سے گزریں۔ حضرت عائشہ
کہتی ہیں میں نے حضور سے کہا یہ حولاد بنت ثریب ہیں

لوگ کہتے ہیں کہ یہ رات بھر نہیں سوتیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: رات بھر نہیں سوتیں! اتنا عمل کیا کرو جتنا آسانی سے کر سکو بخدا! اللہ تعالیٰ اس وقت تک نہیں اکتائے گا جب تک تم نہ اکتا جاؤ۔

أَنَّ الْخَوْلَاءَ بَنَاتِ ثَوَيْبِ بْنِ حَنْبَلٍ ابْنِ أَبِي سَلَمَةَ
ابْنِ عَبْدِ الْعُزَّى مَرَّتْ بِهَا وَعِنْدَهَا رَسُولُ اللَّهِ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ هَذِهِ الْخَوْلَاءُ بَنَاتُ
ثَوَيْبٍ وَنَ عَمُوا أَسْمَاءُ لَا تَنَامُ اللَّيْلَ فَقَالَ
رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَنَامُ اللَّيْلَ
خُذُوا مِنْ أَعْمَلِ مَا تُطِيقُونَ فَوَاللَّهِ لَا يَسَامُ
اللَّهُ حَتَّى تَسَامُوا۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے درآں عایکہ میرے پاس ایک عورت بیٹھی ہوئی تھی۔ آپ نے پوچھا یہ کون ہے؟ میں نے عرض کیا یہ ایسی عورت ہے جو سوتی نہیں اور ناز و پشیمانی رہتی ہے آپ نے فرمایا اتنا عمل کیا کرو جتنا آسانی سے کر سکو۔ بخدا! اللہ تعالیٰ اس وقت تک نہیں اکتائے گا جب تک تم نہ اکتا جاؤ۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دین میں وہی چیز پسند تھی جس پر دوام کیا جائے۔ ابو اسامہ کی روایت میں ہے کہ وہ عورت بنو اسد سے تھی۔

۱۴۳۔ حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَابُو كُرَيْبٍ
قَالَا نَا أَبُو اسَامَةَ عَنْ هِشَامِ بْنِ عَمْرٍو وَحَدَّثَنِي
زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ وَالثَّقَفِيُّ لَمْ قَالَ نَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ
عَنْ هِشَامٍ قَالَ أَخْبَرَنِي أَبِي عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ
عَنْهَا قَالَتْ دَخَلَ عَلَيَّ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ وَعِنْدِي امْرَأَةٌ فَقَالَ مَنْ هَذِهِ فَقُلْتُ امْرَأَةٌ
لَا تَنَامُ تُصَلِّي قَالَ عَلَيْكُمْ مِنَ الْعَمَلِ مَا تُطِيقُونَ
فَوَاللَّهِ لَا يَمَلُّ اللَّهُ حَتَّى تَمَلُّوا وَكَانَ أَحَبُّ
الْيَقِينِ إِلَيْهِ مَا دَاوَمَ عَلَيْهِ صَاحِبَةٌ وَفِي حَدِيثِ أَبِي
اسَامَةَ أَنَّهَا امْرَأَةٌ مِنْ بَنِي آسَدٍ۔

اس باب کی اکثر احادیث میں یہ جملہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اس وقت تک نہیں اکتا تا جب تک کہ تم نہ اکتا جاؤ۔ اور اکتانے کا

اکتانے اور استہزاء وغیرہ کا اللہ تعالیٰ پر اطلاق

متعارف معنی یہ ہے کہ کسی کام میں دل نہ لگے اور وہ کام بے دلی سے کیا جائے، اللہ تعالیٰ کے لیے اس معنی کا ثبوت محال ہے۔ علامہ خطابی وغیرہ نے اس جملہ کا یہ معنی کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ تمہارے ساتھ ایسا معاملہ نہیں کرتا جیسا کہ کوئی اکتانے والا کرتا ہے اس طرح کے باقی تمام الفاظ کا بھی یہی محمل ہے مثلاً اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: اللہ یستہزئ بہم (بقرہ: ۱۵)۔ اس کا معنی ہے اللہ تعالیٰ منافقین کے ساتھ ایسا معاملہ کرتا ہے جیسے کسی کے ساتھ استہزاء (مذاق اڑانا) کرنے والا کرتا ہے۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ان اللہ لا یستحی (بقرہ: ۲۶) اس کا معنی ہے اللہ تعالیٰ مثال بیان کرنے میں وہ عمل نہیں کرتا جو حیاء کرنے والا کرتا ہے۔

جمہور علماء یہ کہتے ہیں کہ جن الفاظ کا اللہ تعالیٰ پر حقیقتہً اطلاق محال ہو ان سے مجازاً غایت اور ثمرہ مراد ہوتا ہے مثلاً حیاء کا ثمرہ ہے ترک کرنا اور استہزاء کا ثمرہ ہے سزا دینا، لیکن علامہ شامی فرماتے ہیں کہ تحقیق یہ ہے ان الفاظ سے حقیقت مراد ہے کیونکہ جن الفاظ کا اطلاق محال ہے ان کے متعارف معانی مخلوق کے اعتبار سے ہیں اللہ عزوجل کے اعتبار سے ان الفاظ کی اور حقیقت ہے جو اس کی شان کے لائق ہے۔ اسی اعتبار سے علامہ ارادہ اور رحمت کا اللہ تعالیٰ پر

اطلاق حقیقی ہے۔ ۱۷

نظلی عبادات میں دوام کا معنی | اس باب کی ایک حدیث میں ہے: "أحب الأعمال إلى الله أدومها" "اللہ تعالیٰ کے نزدیک زیادہ پسندیدہ اعمال وہ ہیں جن پر زیادہ دوام کیا جائے" یہاں دو باتیں ملحوظ رکھنا ضروری ہیں۔ پہلی یہ ہے کہ اس حدیث میں اعمال سے مراد نوافل ہیں کیونکہ زیادہ پسندیدہ کا مطلب یہ ہے اگر زیادہ دوام نہ ہو تب بھی کوئی حرج نہیں ہے حالانکہ فرائض کو کبھی بھی ترک کرنا جائز نہیں ہے اور ان کو ایک بار ترک کرنا بھی گناہ ہے۔ دوسری بات یہ ہے کہ ادوم سے مراد اکثر ہے وجہ یہ ہے کہ ادوم دوام کا اسم تفضیل ہے یعنی زیادہ دوام، اور دوام پر زیادتی متصور نہیں ہو سکتی کیونکہ زیادتی اس وقت ہوگی جب دوام کا انقطاع ہو اور جب انقطاع ہو جائے تو دوام نہیں رہے گا۔ اس لیے دوام بمعنی کثیر الوقوع اور ادوم بمعنی اکثر ہے اور اس اعتبار سے اس حدیث شریف کا معنی یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک زیادہ پسندیدہ اعمال وہ ہیں جن کو اکثر و بیشتر کیا جائے۔

امام بخاری نے اپنی صحیح میں روایت کیا ہے مسروق کہتے ہیں میں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے پرچہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو کونسا عمل زیادہ پسند تھا۔ حضرت عائشہ نے فرمایا "دائم" میں نے کہا آپ کس وقت اسٹھتے تھے۔ حضرت عائشہ نے فرمایا جب مرغ بانگ دیتا تھا ۱۸

علامہ عینی دوام کی شرح میں فرماتے ہیں:

وهو الملازمة العرفية لا شمول الا زمناً
لانه متعدد وما ذاك الا خفيف بما لا يطاق ويقال
الدوام على العمل القليل يكون اكثر منه
(دوام سے مراد) ملازمۃ عرفیہ ہے نہ وہ کام جو تمام زمانوں
کو شامل ہو کیونکہ یہ مشکل اور تکلیف مآلاً یطاق ہے۔
اور دوام کا اطلاق اس عمل قلیل پر ہوتا ہے جو اکثر ہو۔
سماح ہتھ کی جن عبادات میں نظلی عبادات اور ان پر دوام کی ترغیب کا ذکر آیا ہے وہ سب انفرادی نوعیت کی عبادات
ہیں جیسے کوئی شخص تہجد یا اشراق پڑھے یا کوئی ایام بیض کے روزے رکھے اور کسی نظلی عبادت کو اجتماعی طور پر بطور
شارع دین کے کرنا بہر حال نا پسندیدہ امر ہے۔ اس کی تفصیل اور تحقیق آ رہی ہے۔

نظلی عبادات اور بدعات کے درمیان حد فاصل | نظلی عبادات میں دوام پسندیدہ ہے یہ اپنی جگہ صحیح ہے تاہم
کسی نظلی عبادت کے ساتھ فرض ایسا معاملہ نہیں کرنا چاہیے
دوسرا عمل جو ملحوظ رکھنا چاہیے وہ یہ ہے کہ نظلی عبادات میں اصل یہ ہے کہ وہ انفرادی طور پر اور اپنے گھر میں دوام کے ساتھ
ادا کی جائیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے:
فان افضل الصلوة صلوة المرء في بيته الا
المكتوبة۔ ۱۹

فرائض کے علاوہ بہترین نماز وہ ہے جو انسان اپنے
گھر میں پڑھتا ہے۔

۱۷۔ علامہ ابن عابدین متوفی ۱۲۵۲ھ ردالمحتار ج ۱ ص ۶ مطبوعہ مطبع عثمانیہ استنبول ۱۳۲۷ھ۔

۱۸۔ امام ابو عبد اللہ بخاری متوفی ۲۵۶ھ، صحیح بخاری ج ۱ ص ۱۵۲ مطبوعہ نزل محمد امجد المطابع کراچی الطبعة الثانیہ ۱۳۸۱ھ۔

۱۹۔ علامہ بدر الدین عینی متوفی ۸۵۵ھ۔ عمدة القاری ج ۴ ص ۱۸۲ مطبوعہ ادارة الطباعۃ النیر یہ مصر ۱۳۴۸ھ۔

۲۰۔ امام ابو عبد اللہ بخاری متوفی ۲۵۶ھ، صحیح بخاری ج ۱ ص ۱۱۱ مطبوعہ نزل محمد امجد المطابع کراچی الطبعة الثانیہ ۱۳۸۱ھ۔

اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ جو تمام رمضان میں باجماعت تراویح کو رواج دینے والے تھے صحابہ کرام سے فرماتے ہیں:

نعم البدعة هذه والتي تنامون عنها افضل

یہ (باجماعت تراویح) اچھی بدعت ہے مگر جس وقت تم سمنے ہوئے ہوتے ہو (یعنی اخیر شب) (وہ اس وقت سے) افضل ہے جس میں تم قیام کرتے ہو اور لوگ اقل شب میں تراویح پڑھتے تھے۔

من التي تقومون يريدها آخر الليل وكان الناس يقومون

اوله

علامہ عینی اس کی شرح میں لکھتے ہیں:

ای الفرقۃ التي ينامون عن صلوٰۃ التراویح

افضل من الفرقۃ التي يقومون يريدها آخر الليل

یعنی وہ گروہ تراویح کے وقت سو رہا ہے اس سے افضل ہے تراویح پڑھتا ہے انہی مراد تھی کہ تنجید پڑھنے والے افضل ہیں

اس حدیث کے راوی عبد الرحمن بن عبد القاری بیان کرتے ہیں کہ میں ایک روز حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے ساتھ گیا تو دیکھا کہ لوگ حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کی اقتداء میں تراویح پڑھ رہے ہیں۔

علامہ عینی اس کی شرح میں لکھتے ہیں:

وفيه اشعار بان عمر رضي الله تعالى عنه كان

لا يواظب الصلوة معهم وكانه يرى ان الصلوة في

بيته افضل ولا سيما في آخر الليل وعن هذا قال

الطحاوي التراویح في بيته افضل

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ ہمیشہ جماعت کے ساتھ تراویح نہیں پڑھتے تھے اور ان کی رائے یہ تھی کہ گھر میں نماز پڑھنا افضل ہے خصوصاً اخیر شب میں اسی وجہ سے امام طحاوی نے فرمایا کہ تراویح گھر میں پڑھنا افضل ہے

علامہ ابن حجر عسقلانی نے بھی اس حدیث کی شرح میں بعینہ یہی لکھا ہے۔ علامہ قسطلانی نے بھی اسی طرح لکھا ہے ہر چند کہ قرآن مجید کو حفظ کرنے پر براہِ نیگتہ کرنے کے سبب سے اور اس میں ذوق و شوق قائم رکھنے کی ضرورت کے پیش نظر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے مساجد میں باجماعت تراویح کا رواج قائم کیا۔ اس کے باوجود حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی شرح صدر سے یہ رائے تھی کہ مسجد میں باجماعت تراویح پڑھنے کی بجائے گھر میں تراویح پڑھنا افضل ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے اثر سے یہ بات واضح ہو گئی کہ نوافل میں اصل یہی ہے کہ وہ انفرادی طور پر گھر میں پڑھے جائیں۔

فقہاء کرام نے بھی اسی امر کی تصریح کی ہے کہ نوافل انفرادی طور پر پڑھنے چاہئیں اور ان کی جماعت مکروہ و تنزیہی ہے۔ علامہ عسقلانی لکھتے ہیں:

۱۔ امام ابو عبد اللہ بخاری متوفی ۲۵۶ھ - صحیح بخاری ج ۱ ص ۲۶۹ مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی الطبعة الثانية ۱۳۸۱ھ۔

۲۔ علامہ بدر الدین عینی متوفی ۸۵۵ھ - عمدة القاری ج ۱ ص ۱۲۶ مطبوعہ ادارة الطباعة المنيرية مصر ۱۳۴۸ھ۔

۳۔

۴۔ علامہ ابن حجر عسقلانی متوفی ۸۵۲ھ فتح الباری ج ۲ ص ۲۵۳ مطبوعہ دار نشر المکتب الاسلامیہ لاہور طبع ممتازہ ۱۴۰۱ھ۔

۵۔ علامہ احمد بن محمد قسطلانی متوفی ۹۲۳ھ - ارشاد الساری ج ۴ ص ۴۱۵، مطبوعہ المطبعة البیئنة مصر، الطبعة الاولى ۱۳۰۶ھ۔

marfat.com

جلد ثانی

ولا یصلی الوتر ولا التطوع بجماعة خارج
رمضان ای بکرہ ذلک لوعلى سبیل التداعی بان
یقتدی اربعة بواحد۔^۱

رمضان کے علاوہ وتر اور نوافل جماعت کے ساتھ
نہ پڑھیں یعنی اگر لوگوں کو نفل پڑھنے کے لیے بلا یا جائے
بایں طور کہ چار شخص ایک آدمی کی اقتدار میں نفل پڑھیں تو
یہ مکروہ ہے۔

نفلی عبادات کو انفرادی طور پر کرنے کی ایک اور دلیل یہ ہے کہ فقہاء کرام نے غیر رمضان میں وتر کو جماعت کے ساتھ
پڑھنے سے منع کیا ہے کیونکہ وتر بھی ایک طرح سے نفل ہے۔ حالانکہ وتر کو جماعت سے پڑھنے کا منشاء موجود ہے
کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے رمضان میں تین راتیں وتر جماعت سے پڑھائے اور صحابہ کرام نے رمضان میں وتر جماعت
سے پڑھے اور حضرت عمر اور دیگر صحابہ نے غیر رمضان میں بھی وتر جماعت سے پڑھے ہیں جیسا کہ امام طحاوی کے حوالہ سے
پہلے ہی گزر چکا ہے۔^۲

نفلی عبادات میں تیسری بات جس کا ملحوظ رکھنا ضروری ہے وہ یہ ہے کہ کسی بھی نفلی عبادت کو بمنزلہ شمار اسلام کے
اجتماعی طور پر دوام کے ساتھ کرنا نا پسندیدہ اور مکروہ ہے۔ کیونکہ غیر رمضان میں وتر کی جماعت نفل سے اس لیے اس کے دوام
کو فقہاء نے مکروہ قرار دیا ہے۔ علامہ شامی لکھتے ہیں:

وايداه في الحلیة بما اخرج الطحاوی عن
المنصور ابن مخرمة قال دفنا ابا بکر رضی اللہ
تعالیٰ عنہ لیلا فقال عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ انی لم
اوترقنا موصفنا وراءه فصلی بنا ثلاث
دکعات لم یسلم الا فی اخرهن ثم قال ویکن
ان یقال الظاہ ان الجماعۃ فیہ غیر مستحبۃ
ثما ان کان ذلک احیانا کما فعل عمر کان
مباحا غیر مکروہ وان کان علی سبیل المواظبۃ
کان بدعۃ مکروہۃ لانه خلاف
المسوارث۔^۳

صاحب حلیہ نے امام طحاوی کی سند کے ساتھ یہ
روایت بیان کی ہے منصور بن مخرمہ کہتے ہیں کہ ہم نے حضرت
ابوبکر رضی اللہ عنہ کو رات میں دفن کیا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ
نے فرمایا کہ میں نے وتر نہیں پڑھے اور کھڑے ہو کر وتر
پڑھنے لگے۔ ہم نے ان کے پیچھے صف باندھ لی انھوں
نے ہمیں تین رکعات وتر پڑھائے اور صرف آخر میں سلام
پھیرا۔ اس روایت کے نقل کرنے کے بعد صاحب حلیہ
نے کہا یہ کہا جاسکتا ہے کہ غیر رمضان میں وتر کی جماعت
غیر مستحب ہے۔ البتہ اگر یہ کبھی کبھی ہو جیسے حضرت عمر نے
وتر پڑھے تھے تو مباح غیر مکروہ ہے اور اگر غیر رمضان
میں ہمیشہ وتر جماعت سے پڑھے جائیں تو یہ بدعت مکروہہ
ہے کیونکہ یہ کام عمل اسلاف کے خلاف ہے۔

نفلی عبادات میں جس چوتھی بات کا ملحوظ رکھنا ضروری ہے وہ یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جس عبادت کا

۱۔ علامہ علاء الدین حصکفی متوفی ۱۰۸۸ھ۔ در مختار علی امشش الررج اس ۶۶۳ مطبوعہ مطبع عثمانیہ استنبول ۱۳۲۰ھ۔

۲۔ امام ابو جعفر طحاوی متوفی ۲۲۱ھ شرح معانی الآثار ج ۱ ص ۱۷۳، مطبوعہ مطبع مجتبیٰ پاکستان لاہور، الطبعة الثانیہ ۱۴۰۲ھ۔

۳۔ علامہ ابن عابدین شامی متوفی ۱۲۵۲ھ۔ رد المحتار ج ۱ ص ۶۶۳ مطبوعہ مطبع عثمانیہ استنبول ۱۳۲۰ھ۔

جو طریقہ مقرر کیا ہے اور آپ نے ہمیں عمل کا جو اسوہ اور نمونہ دیا ہے اس عبادت کو بعینہ اسی طریقہ سے ادا کیا جائے۔ اور جو عبادات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے جس طرح منقول ہیں ان کو کسی سابقہ یا لاحقہ کے اضافے کے بغیر محض آپ کے اسوہ اور نمونہ کے مطابق کرنا ہی اصل اور سنت ہے البتہ بدلتے ہوئے حالات اور ان کے تقاضوں کی وجہ سے ضرورت کی بنا پر جو چیزیں وجود میں آئیں ان کا حکم الگ ہے۔ جیسے قلم رمضان میں تراویح کی جماعت، قرآن کریم کے اعراب مصحف میں سورتوں کے نام اور آیات کی تعداد کا لکھنا حمد کی اذان ثانی اور تثنیہ، سند دین کتب حدیث اور معجم نثریہ کی مرتبہ تعلیم وغیرہ یہ تمام امور حجاز اور استخسان کے باوجود سنت رسول نہیں ہیں اور نہ ان پر عمل کرنے سے سنت کا ثواب متوقع ہے یہ سب بدعات مستحبہ یا مستحسنہ ہیں لیکن یہ بات ملحوظ رکھنی چاہیے کہ کسی ضرورت نثری کے بغیر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور جماعت صحابہ کے کیے ہوئے کام کو بدلنا اور اس میں کسی سابقہ اور لاحقہ کا اضافہ کر کے بالخصوص درجہ شہار میں اجتماعی طور پر اس کام کو کرنا بہر حال ناپسندیدہ اور مکروہ عمل ہے۔ غیر رمضان میں ذکر کی جماعت کے دوام کی کراہت ہم اس سے پہلے فقہاء کے حوالہ سے بیان کر چکے ہیں۔ دوسری دلیل یہ حدیث شریف ہے:

عَنْ نَافِعٍ أَنَّ رَجُلًا عَطَسَ إِلَى جَنْبِ ابْنِ عَمْرٍو فَقَالَ الْحَمْدُ لِلَّهِ وَالسَّلَامُ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ فَقَالَ ابْنُ عَمْرٍو: إِنَا قَوْلُ الْحَمْدِ لِلَّهِ وَالسَّلَامُ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ وَلَيْسَ هَكَذَا عَلِمْنَا رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلِمْنَا أَن نَقُولَ الْحَمْدُ لِلَّهِ عَلَى كُلِّ حَالٍ - ۱۰

نافع بیان کرتے ہیں کہ حضرت عبد اللہ بن عمر کے پہلو میں ایک شخص کو چھینک آئی تو اس نے کہا: الحمد لله والسلام علی رسول الله۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا (کہ عام حالات میں) میں بھی کہتا ہوں الحمد لله والسلام علی رسول الله۔ لیکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے (اس خاص موقع پر یعنی) ہمیں چھینک کے جواب کی اس طرح تعلیم نہیں دی ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں یہ تعلیم دی ہے کہ ہم چھینک کے جواب میں الحمد لله علی کل حال کہیں۔

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو عبادات جس طرح شروع اور مقرر فرمائی ہیں ان کو کسی ترمیم اور اضافہ کے بغیر اسی طرح ادا کرنا اتباع رسول اور جماعت صحابہ کے ساتھ وابستگی ہے اور اپنی رائے سے ان میں کسی سابقہ اور لاحقہ کا اضافہ کرنا بہر حال مکروہ اور ناپسندیدہ عمل ہے۔

سند احمد، سنن ابوداؤد، سنن نسائی، طبرانی، اور ابن السنی میں جامع ترمذی کی ہر جگہ یہ روایت ہے کہ چھینک آنے پر الحمد لله علی کل حال، کہنا چاہیے اور صحیح بخاری میں ہے الحمد لله کہنا چاہیے ادب مفرد میں ہے الحمد لله رب العالمین کہنا چاہیے۔ ابو جعفر طبری نے تہذیب میں سند حسن کے ساتھ روایت کیا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے ایک شخص کو چھینک آئی تو اس نے کہا الحمد لله آپ نے جواب میں فرمایا یرحمک الله اور دوسرے شخص کو چھینک آئی تو اس نے کہا الحمد لله رب العالمین حمد اطمینا مبارکافہ مبارکافہ علیہ کما یحب ربنا ویرحمنا۔ جب نماز ختم ہو گئی تو آپ نے تین بار پوچھا یہ کلمات کس شخص نے کہے تھے اس شخص نے بتایا میں نے کہے ہیں آپ

نے فرمایا اس ذات کی قسم جسکے قبضہ قدرت میں میری ہاں ہے میں نے دیکھا ان کلمات کو بارگاہ رب العزت میں سے جانے کے لیے تیس (۳۰) سے زیادہ فرشتے جھپٹ رہے تھے۔ لہ۔

ان احادیث سے معلوم ہوا کہ چھینک آنے کے بعد سنت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی حمد کی جائے اور الفاظ حمد میں کلمات حمد ثناء کا اضافہ کرنا مستحسن ہے اور اس کے بعد درود سلام کے کلمات پڑھنا اگرچہ جائز ہے لیکن سنت متوازنہ کے مطابق نہیں ہے۔ اسی لیے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے اس طریقہ کو ناپسند فرمایا۔

جس فعل کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیشہ ترک کیا ہو وہ علی الاطلاق بدعت نہیں ہے۔

نقلی عبادات کے سلسلہ میں بعض لوگ یہ قاعدہ بیان کرتے ہیں کہ جن عبادات کا داعیہ اور باعث عہد رسالت میں موجود ہو اور اس کے باوجود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کام کو نہ کیا ہو تو آپ کا باوجود داعیہ اور باعث کے اس کام کو نہ کرنا اس بات کی دلیل ہے کہ وہ بدعت سیئہ اور ناجائز ہے پھر اس قاعدہ کے تحت یہ بیان کرتے ہیں کہ بارہ ربیع الاول کو محافل میلاد منعقد کرنا اور اس تاریخ کو ایصالِ ثواب کرنا بدعت سیئہ ہے کیونکہ آپ کی زندگی میں یہ تاریخ بارہا آئی لیکن آپ نے محفل میلاد منعقد کی نہ جلوس نکالنا ایصالِ ثواب کیا لہذا یہ امور بدعت ہیں۔ اسی طرح آپ کے صاحبزادے اور صاحبزادیاں فوت ہوئیں اور ان کے وصال کے تین روز گزرنے کے بعد آپ نے سوئم کیا نہ چالیس روز گزرنے کے بعد چالیسواں کیا نہ سال گزرنے کے بعد برسی کی نہ کسی کا عرس کیا حالانکہ ان کے دواغی اور بواعث موجود تھے لہذا یہ تمام امور ناجائز اور بدعت سیئہ ہیں۔

اس کا جواب یہ ہے کہ اگر یہ اصول صحیح مان لیا جائے تو ادھی سے زیادہ نقلی عبادات ختم ہو جائیں گی۔ دیکھئے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے رمضان کی تمام راتوں میں باجماعت تراویح اور اس میں ختم قرآن کو شروع کیا جب کہ احادیث صحیحہ سے ثابت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے صرف ایک رمضان میں تین راتوں کو قیام کیا اور اس میں بھی جماعت کا خود اہتمام نہیں فرمایا۔ صحابہ از خود اپنے شوق سے آپ کے پیچھے کھڑے ہو کر ناز پڑھنے لگتے تھے اور جب آپ نے صحابہ کا یہ ذوق و شوق دیکھا تو آپ نے چوتھی رات تراویح نہیں پڑھائی اور کسی صحیح حدیث سے ثابت نہیں ہے کہ آپ نے ہر رمضان اور رمضان کی ہر رات میں باجماعت تراویح پڑھائی ہو اور اس میں ختم قرآن بھی کیا ہو۔ حالانکہ تراویح اور ختم قرآن کا داعیہ اور باعث رمضان شریف ہے جو آپ کی زندگی میں بارہ آیا لیکن آپ نے کسی رمضان میں تمام راتوں میں باجماعت تراویح نہیں پڑھی اور نہ ختم قرآن کیا تو پھر کیا یہ کہا جاسکتا ہے کہ ختم قرآن اور باجماعت تراویح ناجائز اور بدعت سیئہ ہے اور محاذ اللہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ اور باقی خلفاء راشدین اور تمام صحابہ اور تابعین مآذ اللہ بدعت سیئہ کے مرکب تھے۔

اسی طرح قرآن مجید کو ایک لغت کے ساتھ خاص کرنے کا محرک آپ کے سامنے تھا کیونکہ لغات کے اختلاف کی وجہ سے بعض صحابہ، بعض دوسرے صحابہ کی تکذیب کرتے تھے حتیٰ کہ حضرت عمر بن الخطاب، حضرت حکیم بن حزام کو چاروں سے پکڑ کر کھینچتے ہوئے حضور کے پاس لائے کہ وہ اس طرح سے قرآن مجید نہیں پڑھ رہے تھے جس طرح حضرت عمر پڑھتے تھے اور حضرت عمر کے خیال میں انھوں نے قرآن مجید میں تبدیلی کر دی تھی لہ۔ اور حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کے ساتھ

لہ۔ شیخ عبدالرحمن مبارکپوری متوفی ۱۳۵۲ھ تحفۃ الاحوذی ج ۲ ص ۳۰۲۔ مطبوعہ نشر السنۃ عمان۔

م۔ امام مسلم بن حجاج قشیری متوفی ۲۶۱ھ ص ۲۶۱۔ مطبوعہ دارالحدیث کراچی ۱۳۷۵ھ۔

تو یہ واقعہ بھی پیش آیا کہ انھوں نے دو صاحبوں کو مختلف طریقہ سے قرآن مجید پڑھتے دیکھا جبکہ وہ کسی اور طریقہ سے قرآن مجید پڑھتے تھے اور جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سب کی تصدیق کر دی تو حضرت ابی بن کعب کے دل میں اسلام کے خلاف شبہ پیدا ہو گیا حتیٰ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے سینہ پر ہاتھ ملا تب وہ شبہ زائل ہو گیا۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے اسی اختلاف قرأت کی بنا پر صرف ایک سنت قریش پر قرآن مجید کو باقی رکھا اور باقی نسخوں کو جمع کیا اور دھوا کر وہ نسخے جلا ڈالے حالانکہ یہ محرک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے بھی تھا اس کے باوجود آپ نے ایک لغت پر قرآن مجید کو جمع نہیں کیا تو کیا یہ کہا جاسکتا ہے کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے جو ایک لغت قریش پر قرآن مجید کو جمع کیا یہ ناجائز اور بدعت سیئہ تھا۔ اسی طرح قرآن مجید پر اعراب لگانا قرآن مجید میں سورتوں کے نام لکھنا قرآن مجید کو پاروں میں تقسیم کرنا مسجد میں محراب بنانا ان تمام کاموں کے محرک عہد رسالت میں تھے۔ اس کے باوجود یہ کام آپ نے نہیں کیے تو کیا یہ سارے کام ناجائز اور بدعت سیئہ ہیں؟

فعلی عبادات کے عنوان سے ایسے بہت سے کام تمام دنیا کے مسلمانوں میں رواج پا چکے ہیں جن کو عہد رسالت میں باوجود محرک کے نہیں کیا گیا جن میں مقررہ تاریخوں میں دینی اور تبلیغی اجتماعات وغیرہ شامل ہیں اور یہ وہ امور ہیں جن کے جواز اور استحباب پر تمام امت مسلمہ متفق ہے اس لیے یہ قاعدہ ہی صحیح نہیں ہے۔ اس سلسلہ میں بعض لوگ ہدایہ کی اس عبارت سے استدلال کرتے ہیں:

علامہ مرغینانی لکھتے ہیں:

دیکرہ ان یتنفل بعد طلوع الفجر باكثر من ركعتي الفجر لانه عليه السلام لم يزد عليهما مع حرصه على الصلوة۔^۱

طلوع فجر کے بعد دو رکعت سنت فجر سے زیادہ نفل پڑھنا مکروہ ہے کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دو رکعت (سنت) سے زیادہ نہیں پڑھیں حالانکہ نماز کا آپ کو بہت زیادہ اشتیاق تھا۔

بعض لوگ یہ کہتے ہیں کہ فقہا کرام نے طلوع فجر کے بعد دو رکعت سنت سے زیادہ نوافل پڑھنے کو اس لیے مکروہ قرار دیا ہے کہ آپ نماز پڑھنے کے اشتیاق کے باوجود طلوع فجر کے بعد صرف دو رکعت نماز پڑھتے تھے لیکن یہ استدلال صحیح نہیں ہے کیونکہ اس وقت زیادہ نوافل پڑھنے سے ایک مانع موجود تھا اور وہ یہ تھا کہ اخیر شب میں دیر تک طویل قیام کے ساتھ تہجد کے نوافل میں مشغول رہنے کے باعث آپ پر تھکاوٹ اور تکان طاری رہتی تھی جس کے باعث آپ دو رکعت سنت فجر بھی بہت تنہیف پڑھتے تھے اور سنتیں پڑھنے کے بعد آرام کی خاطر لیٹ جاتے تھے۔ اس بنا پر آپ نے اس وقت دو رکعت سنت فجر سے زیادہ نوافل نہیں پڑھے۔

ہدایہ کی ایک اور عبارت سے بھی استدلال کیا جاتا ہے۔

علامہ مرغینانی لکھتے ہیں:

۱۔ امام مسلم بن حجاج قشیری متوفی ۲۶۱ھ۔ صحیح مسلم ج ۱ ص ۲۷۳، ملخصاً مطبوعہ نور محمد صحیح المطابع کراچی ۱۳۷۵ھ۔
۲۔ علامہ ابوالحسن علی بن ابی بکر مرغینانی متوفی ۵۹۲ھ۔ ہدایہ مع نفع القاری ج ۱ ص ۵۸ مطبوعہ مکتبہ نوریہ رضویہ سکھر۔

ولا يتنقل في المصلى قبل العيد لانه عليه السلام لم يفعل ذلك مع حرصه على الصلوة ثم قيل انما اهدى في المصلى خاصة وقيل فيه وفي غيره عامة لانه عليه السلام لم يفعله - له

عید کی نماز سے پہلے عید گاہ میں نفل نہ پڑھے کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس موقع پر نفل نہیں پڑھے حالانکہ آپ کو نماز کا بہت زیادہ شوق تھا۔ ایک قول یہ ہے کہ بالخصوص عید گاہ میں نفل پڑھنا مکروہ ہے اور ایک قول یہ ہے کہ کراہت عام ہے عید گاہ ہو یا اس کا غیر کیونکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے عید سے پہلے نوافل نہیں پڑھے۔

اس عبارت سے بھی استدلال درست نہیں ہے کیونکہ یہاں بھی عید گاہ میں نوافل نہ پڑھنے سے ایک مانع موجود تھا جو وہ یہ ہے کہ عید گاہ میں لوگوں کا کثیر ازدحام ہوتا ہے اگر وہاں لوگ نماز پڑھنے کھڑے ہو جائیں تو لوگوں کو گزرنے اور جانے میں حرج ہوگا باقی عموم کا قول صحیح نہیں ہے۔ بہر حال اس تفصیل سے ظاہر ہو گیا کہ جس نفل کو کسی عمر کے باوجود آپ نے ہمیشہ ترک کیا ہو اس کو کرنا بدعت متینہ اور ناجائز نہیں ہے۔

رسول اللہ کے کسی کام کو ترک کرنے کی وجہ سے بدعت کا ضابطہ | اس سے پہلے ہم تفصیل سے بیان کر چکے ہیں کہ جس کام کو داعی اور باعث کے باوجود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نہ کیا ہو اس فعل کو کرنا بدعت اور ناجائز نہیں ہے۔ اس سلسلہ میں صحیح قاعدہ یہ ہے کہ جس خاص عبادت کے کرنے کا محرک ہو اور اس کے کرنے سے کوئی مانع نہ ہو اس کے باوجود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نہ کام قصداً ترک کیا ہو تو وہ کام کرنا یقیناً ناجائز اور بدعت ہے۔

فقہاء حنفیہ نے تصریح کی ہے کہ غائبانہ نماز جنازہ پڑھنا جائز نہیں ہے کیونکہ صحیح روایت کے مطابق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نہجاشی کے سوا کسی کی غائبانہ نماز جنازہ نہیں پڑھی حالانکہ آپ کی حیات مبارکہ میں شرعاً غائبانہ نماز فوت ہوتے رہتے تھے اور آپ مسلمانوں کی نماز جنازہ پڑھنے کے بے حد شائق تھے اس کے باوجود آپ نے نہجاشی کے سوا کسی کی نماز جنازہ نہیں پڑھی اور نہجاشی کی نماز جنازہ پڑھنا آپ کی خصوصیت تھی کیونکہ علامہ ابن ہمام نے ذکر کیا ہے کہ آپ کے سامنے نہجاشی کا تابوت منکشف کر دیا گیا تھا۔ اور آپ کے لیے وہ غائب نہ تھا۔

نماز جنازہ ایک خاص عبادت ہے اور چونکہ مسلمان فوت ہوتے رہتے تھے اس لیے اس کا محرک بھی تھا اور پڑھنے سے کوئی مانع نہ تھا اور آپ کو علم بھی ہوتا تھا کہ فلاں جگہ فلاں صحابی فوت ہو گئے جیسے سترقاری بیرمونہ میں فوت ہوئے اس کے باوجود آپ ان کی نماز جنازہ سے قصداً باز رہے اس لیے غائب کی نماز جنازہ پڑھنا ناجائز ہے۔

علامہ ابن ہمام فرماتے ہیں:

۱۔ علامہ ابوالحسن علی بن ابی بکر مرینیانی متوفی ۵۹۳ھ، دایہ مع فتح القدیر ج ۲ ص ۴۲، مطبوعہ مکتبہ نوریہ رضویہ سکھر۔
۲۔ علامہ کمال ابن ہمام متوفی ۸۶۱ھ، فتح القدیر ج ۲ ص ۸۰، مطبوعہ مکتبہ نوریہ رضویہ سکھر۔

لا تجوز علی غائب الی قولہ تعد دلیل
الخصوصیۃ انہ لم یصل علی غائب الی علی
ہولاء ومن سوی النجاشی صرح فیہ بانہ دفع
لہ وکان ہمراہی منہ مع انہ قد توفی خلق منہم
رضی اللہ عنہم غیباً فی الاسفار کارضی الحبشۃ
والغزوات ومن اعز الناس علیہ کما کان
القراء ولعمریہ قطع عنہ بانہ صلی علیہم
وکان علی الصلوۃ علی کل من توفی من
اصحابہ حریصاً حتی قال لا یموتن
احد منکم الا اذ ینتمونی بہ فان صلوٰتی
علیہ رحمۃ لہ

غائب کی نماز جنازہ جائز نہیں ہے (آپ نے جن غائب
اموات کی نماز جنازہ پڑھائی وہ آپ کی خصوصیت تھی) خصوصیت
کی دلیل یہ ہے کہ آپ نے ان کے سوا اور کسی کی نماز جنازہ
نہیں پڑھی اور نجاشی کے سوا (جو علامہ واقفی کی منازی کے
مطابق حضرت زید بن حارثہ اور حضرت جعفر بن ابی طالب ہیں
آپ نے جن کی نماز جنازہ پڑھی ہے انہیں آپ کے سامنے
پیش کر دیا گیا تھا اور وہ آپ کی نگاہوں کے سامنے تھے
حالانکہ کثیر صحابہ رضی اللہ عنہم منہ کے بعد ان مثلاً ارض حبشہ
مختلف غزوات (جنگوں) میں غائبانہ فوت ہوئے اور لوگ
میں سب سے زیادہ عزیز آپ کو ستر قاری تھے اور کسی
روایت سے یہ منقول نہیں ہے کہ آپ نے ان کی نماز جنازہ
پڑھی ہو، حالانکہ آپ فوت ہونے والے صحابہ کی نماز جنازہ
پڑھنے کے بہت شائق تھے حتیٰ کہ آپ نے فرمایا: جب
بھی تم میں سے کوئی شخص فوت ہو مجھے بتایا کرو کیوں کہ
اس پر میری نماز رحمت ہے۔

علامہ ابن ہمام کی اس عبارت سے واضح ہو گیا کہ اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے باوجود سبب باعث اور محرک
کے کسی خاص موقع یا خاص وقت میں کسی خاص عبادت کو قصداً ترک کیا ہو تو اس وقت اور اس موقع پر اس عبادت کو کرنا
مکروہ ہے اور یہ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع جس طرح فعل میں مطلوب اور مستحسن ہے اسی طرح جس کام سے باوجود
محرک کے آپ قصداً باز رہے ہوں اسی میں بھی آپ کی اتباع مطلوب ہے۔
اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی فرماتے ہیں:

حضور پر نور سید عالم انشور بالموئین ردف رحیم علیہ وعلی آلہ افضل الصلوات والتسلیم کو نماز جنازہ مسلمان کا کمال ہوتا
تھا۔ اگر کسی وقت رات کی اندھیری (کے اندھیرے) (از سیدی) یا دوپہر کی گرمی یا حضور کے اہل فرما ہونے کے
سبب صحابہ نے حضور کو اطلاع دی اور دفن کر دیا تو ارشاد فرماتے: "لا تفعلوا اذہوفی لجنۃ شکرہ" ایسا
کیا کرو مجھے اپنے جنازوں کے لیے بکالیا کرو" (رواہ ابن ماجہ عن عام بن ربیعہ رضی اللہ عنہ) اور فرماتے: لا یفعلوا لا یموت
فیکم میت ما کنت بین اظہرکم الا اذ ینتمونی بہ فان صلوٰتی علیہ رحمۃ
ایسا نہ کرو میں جب تک تم میں تشریف فرما ہوں، ہرگز کوئی میت تم میں نہ مرے جس کی مجھے
اطلاع نہ ہو کہ اس پر میری نماز موجب رحمت ہے" (رواہ الامام احمد عن زید بن ثابت

۱۔ علامہ کمال ابن ہمام متوفی ۷۷۰ھ، فتح متبرک ۱۰۷۰ھ، مکتبہ نوریہ رضویہ سکفر۔

marfat.com

جلد ثانی

Marfat.com

رضی اللہ عنہ و ما رواہ ابن حبان والعلاکہ عن زید بن ثابت رضی اللہ عنہ فی حدیث اخبر..... اور مزید فرماتے ہیں: ”یہ قبر میں اپنے ساکنوں پر تاریکی سے بھری تھی میں اپنی ٹانگ سے انہیں روشن فرمادیتا ہوں؟“ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وبارک وسلم وعلیٰ آلہ قدر نورہ وجمالہ وجلالہ وجودہ ونوالہ وانقصالہ (رواہ مسلم وابن حبان عن ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ)

یہاں ہمہ حالاً کھڑا نہ تھا کہ جس میں صدمہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے دوسرے مواقع میں وفات پائی۔ کبھی کسی حدیث صریح سے ثابت نہیں کہ حضور نے غائبانہ ان کے جنازہ کی نماز پڑھی۔ کیا وہ محتاج رحمت والا نہ تھے؟ کیا مسافر اللہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو ان پر رحمت وشفقت نہ تھی؟ کیا ان کی قبور اپنی ناز پاک سے پُر نور نہ کرنا چاہتے تھے؟ کیا جو مدینہ طیبہ میں مرتے انہی کی قبور محتاج نور ہوتیں اور جگہ اس کی حاجت نہ تھی؟ یہ سب باتیں برابر باطل ہیں؟ تو حضور اقدس کا عام طور پر ان کا جنازہ نہ پڑھنا یہ روشن و واضح دلیل ہے کہ جنازہ غائب پر نماز ناممکن (ناجائز) (از سیدی) تھی۔ ورنہ ضرور پڑھتے کہ مقتضی بحال و نور موجود اور مانع مفقود۔ لاجرم (یقیناً) (سیدی) نہ پڑھنا قصداً باز رہنا تھا اور جس امر سے مصطفیٰ علیہ السلام بے عذر مانع بالقصد احتراز فرمائی وہ ضرور (ہرگز) (سیدی) امر شرعی و مشروع نہیں ہو سکتا۔ علامہ ابن ہمام اور اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمہما اللہ کی عبارات سے یہ واضح ہوتا ہے کہ جن کاموں سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم باوجود اشتیاق کے قصداً باز رہے۔ ان کاموں کا کرنا جائز نہیں ہے۔ خواہ ان کاموں سے زندہ یا مردہ لوگوں کو بظاہر کوئی فائدہ ہی نہ پہنچا ہو کیونکہ آپ کے زمانہ میں صحابہ کرام بھی رحمت اور فائدہ سے مستغنی نہیں تھے اور کسی فائدہ یا رحمت کے پیش نظر جس کام کو آج لوگ بطور عبادت کرتے ہیں اس عبادت کا محرک اور باعث عہد رسالت میں بھی موجود تھا اس کے باوجود جب آپ نے کسی رکاوٹ اور عذر کے بغیر بالقصد اس عبادت سے تاحیات احتراز فرمایا تو بعد کے لوگوں کے لیے اس عبادت کا کہ ناکس طرح مستحسن ہو سکتا ہے! اس لیے وہ ہر نئی عبادت جس کو سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے باوجود اس کے محرک اور باعث کے قصداً ترک کیا ہو۔ اعلیٰ حضرت کے ارشاد کی روشنی میں ناجائز ہے۔ ورنہ اس کے مکروہ اور ناپسندیدہ ہونے میں کوئی شبہ نہیں ہے۔

اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی کے ارشادات سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ جس کام کو اس کے محرک اور باعث کے باوجود صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے قصداً ترک کیا ہو وہ بھی مکروہ اور ناپسندیدہ ہے۔ اعلیٰ حضرت سے جب سوال کیا گیا کہ آیا ارود میں عجمہ کا خطبہ دینا جائز ہے کیونکہ عوام کو عربی سمجھ میں نہیں آتی تو فرمایا: یہ امر خلاف سنت متواترہ مسلمین ہے اور سنت متواترہ کا خلاف مکروہ، قرنا فقرنا اہل اسلام میں ہمیشہ خالص عربی میں خطبہ معمول و متواتر رہا ہے اور متواتر کا اتباع ضرور ہے۔ درمختار میں ہے: تواترہ المسلمون فوجب اتباعہ۔ زمانہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں مجد اللہ ہزار بار عجمہ فتح ہوئے ہزاروں عجمی حاضر ہوئے مگر کبھی منقول نہیں کہ انہوں نے ان کی غرض سے خطبہ غیر عربی میں پڑھا ہو یا اس میں دوسری زبان کا غلط کیا ہو، دیکھ ما وجد مقتضیہ عیناً مع الہا نہ شر ترکوا لدال علی انہم کفوا عنہ فصکات

اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی متوفی ۱۳۴۰ھ، فتاویٰ رضویہ ج ۲ ص ۶۹ و ۷۸ مطبوعہ مفتی دارالاشاعت فیصل آباد، طبع دوم ۱۳۹۲ھ۔

ادنا الکراہۃ

کے کرنے میں کوئی رکاوٹ نہ ہو اور پھر صلبہ کلام اس کو قصداً نہ کریں قریہ اس کے عدم جواز پر دلالت کرتا ہے اور اس کا ادنیٰ درجہ یہ ہے کہ وہ مکروہ ہو۔ ترجمہ از سعیدی (۱)۔

نفلی عبادات کے ساتھ فرض یا واجب کا معاملہ کرنے کی ممانعت

بعض نفلی عبادات اس قسم کی ہیں کہ مسلمانوں نے ان کو حجاز اور

استحباب کے طور پر کرنا شروع کیا لیکن جب ان پر تسلسل اور قراتر کے ساتھ عمل ہونے لگا تو ان پڑھ عوام اور نیم خولہ مولویوں نے ان کے ساتھ فرض اور واجب ایسا معاملہ کرنا شروع کر دیا اور اس پر مستمرا دیہ ہے کہ ایک جائز کام کے ساتھ کئی ناجائز کام ملا دیے اور یوں ایک نفلی عبادت اور امر مستحب جائز اور ناجائز کاموں کا ملبوبہ بن کر طعن و تشنیع اور ملامت کا ہدف بن گیا جس پر قرآن مجید کی یہ آیت بالکل صادق آتی ہے: **وَدَعُوا نِيَّتِي ابْتَدَعُوا مَا كَتَبْنَا هَا عَلَيْهِمْ** الا ابتغاء رضوان الله فما دعوها حق رعایتها (الحديد: ۲۷) ”راہب بننے کی بدعت انہوں نے خود دین میں نکالی ہم نے ان پر فرض نہیں کی تھی انہوں نے یہ بدعت صرف اللہ تعالیٰ کی رضا جوئی کے لیے نکالی لیکن پھر اس کو اس طرح نہ بناہ سکے، جس طرح نبھا نا چاہیے تھا“

بزرگان دین کے عرس کی اصل شریعت سے ثابت ہے۔ عرس کے دن مزار پر جا کر فاتحہ پڑھنا، قرآن خوانی کرنا، عیال ثواب کرنا اور صاحب مزار کے وسیلہ سے دعا کرنا یہ سب امور جائز اور مستحسن ہیں لیکن آج کل عرس کے ایام میں ایسی ہی بدعت کا ارتکاب ہوتا ہے کہ الامان الحفیظ، کھلے نام مزاروں پر سجدے کیے جاتے ہیں۔ حاجت روائی کے لیے صاحب مزار کی تدرمانی جاتی ہے حالانکہ اللہ کے غیر کو سجدہ اور اس کی تدر حرام ہے، ادبائش لڑکے ڈھول باجے اور ناچ گانے کے ساتھ چادر کا جلوس لے کر مزار پر جاتے ہیں۔ عرس کے ایام میں کھیل، تماشوں کا میلہ لگتا ہے جس میں مردوں اور عورتوں کا مخلوط اجتماع ہوتا ہے اور یہ تمام کام دین کے نام پر کیے جاتے ہیں اور مسلک اہلسنت کی بدنامی ہوتی ہے۔

اعراس میں جو یہ فواحش اور منکرات شامل ہو گئے ہیں ان فواحش اور منکرات کی بنیاد پر نفس عرس کو ناجائز اور بدعت ستیہ قرار دینا غلط اور دین میں زیادتی ہے جس طرح نفس اعراس کے جواز کی بنیاد پر ان فواحش اور منکرات کی شرعاً حوصلہ افزائی نہیں کی جاسکتی اسی طرح ان فواحش اور منکرات کی بنیاد پر نفس اعراس کو بدعت ستیہ کہنا شرعاً غلط اور باطل ہے۔

اسی طرح اذان سے پہلے اور بعد صلوٰۃ و سلام پڑھنے کا معاملہ ہے۔ اذان سے کچھ پہلے وقفہ سے مختلف صیغوں کے ساتھ اور اذان کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت کی بنیاد پر نفلی طریقہ سے صلوٰۃ و سلام پڑھنا یقیناً ایک امر مستحب اور مستحسن ہے لیکن اس کو کبھی کبھی ترک بھی کر دینا چاہیے تاکہ ان پڑھ عوام اور نئی نسلیں اس کو فرض اور واجب نہ سمجھ لیں اور اگر کوئی شخص صلوٰۃ و سلام نہ پڑھے تو اس پر اعتراض اور ملامت نہیں کرنی چاہیے کیونکہ اعتراض اور ملامت صرف واجب اور فرض کے ترک پر کی جاتی ہے اگر اذان سے پہلے یا بعد صلوٰۃ و سلام نہ پڑھنے پر ملامت کی جاتی رہی تو یہ اس نفلی عبادت

کو فسخ اور واجب قرار دینے کے مترادف ہوگا اور یہ بعینہ بدعت سیئہ ہے، اس لیے اس نفلی عبادت کو اسی کے درجہ میں رکھا جائے اس پر التزام کر کے اس کے ساتھ فرض اور واجب کا معاملہ نہ کیا جائے۔

ہاں علماء ویربند جو اذان سے پہلے صلوٰۃ و سلام اور اس جیسے دوسرے امور کو تسلسل اور تواتر سے بدعت سیئہ ضالہ اور مضلہ اور دخل نازک موجب قرار دیتے ہیں یہ حد سے تجاوز ہے اور احکام شریعیہ میں مداخلت کے مترادف ہے اور یہ کہنا کہ اہل سنت ان امور کو فرض اور واجب قرار دیتے ہیں بلا وجہ ان پر بدگمانی ہے اگر کوئی شخص جہالت کی وجہ سے ان امور کے ساتھ فرض ایسا معاملہ کرتا ہے تو اس کا حکم الگ ہے اور وہ سخت گناہ ہے اور یہ بھی انصاف سے بعید ہے کہ کسی شخص یا چند اشخاص کے احوال کو دیکھ کر پوری جماعت کو مطمئن کیا جائے۔

منتہی علماء کے سامنے بھی یہ بات تھی کہ عہد رسالت اور عہد صحابہ میں اذان سے پہلے صلوٰۃ و سلام پڑھنے کا رواج نہیں تھا اس کے باوجود انہوں نے صلوٰۃ و سلام پڑھنے سے منع نہیں کیا بلکہ اسی کو جائز اور مستحب قرار دیا ہے: علامہ ملائی لکھتے ہیں:

اذان کے بعد سلام پڑھنے کی ابتداء رسالت ہو گیا سی^{۵۸۱} ہجری کے ربیع الآخر میں پیر کی شب عشاء کی اذان سے ہوئی۔ اس کے بعد جمعہ کے دن اذان کے بعد سلام پڑھا گیا اس کے دس سال بعد مغرب کے ساتھ تمام نمازوں میں دو مرتبہ سلام پڑھا جانے لگا اور یہ بدعت حسنہ ہے۔

التسلیم بعد الاذان حدث فی ربیع الآخر
سنة سبع مائة و احدى و ثمانین فی عشاء
لیلة الاثنين ثم یوم الجمعة ثم بعد عشر
سنین حدث فی کل الا المغرب ثم فیہا
مرتین و ہو بدعة حسنة ۛ
علامہ سخاوی لکھتے ہیں:

مؤذنون نے جمعہ اور صبح کے علاوہ قرائت کی تمام اذانوں کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر صلوٰۃ و سلام پڑھنا شروع کر دیا ہے وہ ان نمازوں میں صلوٰۃ و سلام کو اذان سے پہلے پڑھتے ہیں اور مغرب کی اذان میں صلوٰۃ و سلام بالکل نہیں پڑھتے کیونکہ اس کا وقت تنگ ہوتا ہے۔ اس کی ابتداء سلطان ناصر صلاح الدین ابوالمظفر یوسف بن ایوب کے زمانہ میں اس کے حکم سے ہوئی اس سے پہلے جب حکم ابن العزیز قتل کیا گیا تھا تو ابن العزیز کی بہن جو بادشاہ کی بیٹی تھی اس نے حکم دیا کہ (اذان کے بعد) اس کے بیٹے ظاہر پر سلام پڑھا جائے جس کی یہ صورت تھی: —
”السلام علی الامام الظاہر۔“ پھر اس کے

قد احدث المؤمنون الصلوٰۃ والسلام
علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عقب
الاذان للفرائض الخمس الا الصبح و
الجمعة فانہم یقدمون ذلک فیہا علی
الاذان و الا المغرب فانہم لا یفعلونہ
اصلدا لضیق وقتہا و کان ابتداء حدوث ذلک
من ایام السلطان الناصر صلاح الدین ابوالمظفر
یوسف بن ایوب و امرہ و اما قبل ذلک
فانہ لما قتل الحاکم ابن العزیز اموت اختہ
بنت الملک ان یسلم علی ولده الظاہر
فسلم علیہ بما صودقہ السلام علی الامام

بعد یہ طریقہ اسی کے خلفائے میں جاری رہا تا آنکہ سلطان صلاح الدین نے اس کو ختم کیا۔ اللہ تعالیٰ اس کو جزا دے۔
اذان کے بعد صلوٰۃ و سلام پڑھنے میں اختلاف ہے کہ یہ مستحب ہے، مکروہ ہے، بدعت ہے یا جائز ہے، اس کے استنباب پر اللہ تعالیٰ کے اس قول سے استدلال کیا گیا ہے (ترجمہ) "نیکی کے کام کرو" اور یہ بات واضح ہے کہ صلوٰۃ و سلام عبادت کے قصد سے پڑھا جاتا ہے خصوصاً جب کہ اس کی ترغیب میں کثیر احادیث وارد ہیں، علاوہ ازیں اذان کے بعد دعا کرنے اور تہلیل و ات کے اخیر میں دعا کرنے کی فضیلت میں بھی احادیث ہیں اور صحیح یہ ہے کہ یہ بدعت حسنہ ہے اور اس کے فاعل کو حسن نیت کی وجہ سے اجر ملے گا۔

الظاہر ثم استمر السلام على الخلفاء بعده
خلفا بعد سلف الى ان ابطله الصلاح
المذكور جو ذی خیرا و قد اختلف في ذلك
هل هو مستحب او مكروه او بدعة او مشهور
واستدل للاول بقوله تعالى و افعلوا الخير
و معلوم ان الصلوٰۃ و السلام من اجل القرب
لا سيما و قد تواردت الاخبار على الاحت
على ذلك مع ما جاء في فضل الدعاء عقب
الاذان و الثالث الاخير من الدليل و قرب
الفجور و الصواب انه بدعة حسنة يوجز فاعله
بحسن نية۔

علامہ شامیؒ اور علامہ طحاویؒ اور علامہ ابن حجر مکیؒ نے فتاویٰ کبریٰ میں اس کو بدعت حسنہ قرار دیا ہے اور اس عبارت کو مقرر رکھا ہے۔

علامہ سخاویؒ اور علامہ علائیؒ کی عبارت سے یہ واضح ہو گیا کہ اذان کے بعد صلوٰۃ و سلام آٹھویں صدی ہجری میں سلطان صلاح الدین ابراہیم کے حکم سے پڑھنا شروع کیا گیا، چودھویں صدی کے اخیر سے پانچوں نمازوں کی اذان سے پہلے یا بعد صلوٰۃ و سلام پڑھا جاتا ہے۔

ہر چند کہ اذان کے بعد صلوٰۃ و سلام پڑھنے کے استنباب، جواز، کراہت اور بدعت ہونے میں علماء کا اختلاف رہا ہے تاہم مستند علماء نے اس کو بدعت حسنہ قرار دیا ہے۔

اس تمام تر تفصیل کے باوجود یہ حقیقت نگاہوں سے اوچل نہیں ہوئی چاہیے کہ اذان سے پہلے صلوٰۃ و سلام کچھ وقفے سے پڑھیں اور کبھی کبھی ترک بھی کر دیں تاکہ ان پڑھ لوگ اور آنے والی نسلیں صلوٰۃ و سلام کو اذان کا جز نہ سمجھ لیں۔ اعلیٰ حضرت فاضل بریلویؒ سے جب اقامت سے پہلے درود شریف پڑھنے کے متعلق پوچھا گیا تو آپ کے پیش نظر بھی یہ خطرہ تھا اس لیے آپ نے فرمایا:

درود شریف قبل اقامت پڑھنے میں حرج نہیں مگر اقامت سے قبل چاہیے یا درود شریف کی آواز، آواز اقامت سے ایسی جدا ہو کہ امتیاز ہے اور عام کو درود شریف جز اقامت نہ معلوم ہو گئے۔

۱۔ علامہ شمس الدین سخاوی متوفی ۹۰۲ھ، القول البلیغ ص ۱۹۳-۱۹۲ مطبوعہ لاٹانی کتب خانہ سیالکوٹ۔

۲۔ علامہ ابن عابدین شامی متوفی ۱۲۵۲ھ، رد المحتار ج ۱ ص ۳۶۲ مطبوعہ مطبعہ عثمانیہ استنبول ۱۳۲۷ھ۔

۳۔ علامہ سید احمد طحاوی متوفی ۱۲۳۱ھ، حاشیہ الطحاوی علی مراقی الفلاح ص ۱۱۴ مطبوعہ مصطفیٰ البابی مصر الطبعة الثانیہ ۱۳۵۶ھ۔

۴۔ اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی متوفی ۱۳۴۰ھ، فتاویٰ رضویہ ج ۲ ص ۵۵۱ مطبوعہ مکتبۃ دارالاشاعت فیصل آباد ۱۴۰۰ھ۔

بہر حال ہم ایک بار پھر یہ کہنا چاہتے ہیں کہ کسی بھی عمل کی صحت اور مقبولیت کا معیار یہ ہے کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عمل کے مطابق ہو اور نقلی عبادت کو بطور دوام کرنے میں یہ چیز ہمیشہ ملحوظ رہنی چاہیے کہ آج جن نقلی عبادت کو ہم رواج سے رہے ہیں کیا یہ رواج دور صحابہ میں تھا؟ کیونکہ اس بات کا کوئی شخص انکار نہیں کر سکتا کہ صحابہ کرام کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ہم سے بہت زیادہ محبت تھی، دین اسلام کی خاطر انھوں نے بیش بہا قربانیاں دی ہیں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور شریعت کے مزاج کو ان سے زیادہ سمجھنے والا ہم میں سے کوئی نہیں ہے۔ اس کے باوجود اگر انھوں نے کسی نقلی عبادت کو حجاز اور رواج نہیں بنایا تو یقین کر لیجئے کہ اس کام میں کوئی خیر نہیں ہے اور اس کا ارتکاب کرامت سے خالی نہیں ہے۔ البتہ بدستے ہوئے حالات اور زمانہ کے نت نئے تقاضوں کی وجہ سے جو دینی اور دنیاوی ضرورتیں اور مصلحتیں پیدا ہو گئی ہیں ان کے بارے میں ہر دور کے علماء اجتہاد کرتے رہے ہیں۔ ان کے اجتہاد کے مطابق دینی اور دنیاوی امور انجام دینا ہر چند سنت رسول نہیں ہیں لیکن ناجائز اور مکروہ بھی نہیں ہیں اور چونکہ یہ امور دلائل شرعیہ سے مستنبط ہیں اس لیے ان پر عمل کرنا کارِ ثواب بھی ہے۔

باطل فرقوں کا تذکرہ اور علوم دینیہ کی تحصیل بدعات واجبہ سے ہیں، مدارس دینیہ، اسکول، کالجز کتب درسیہ کی اشاعت کرنا، انواع و اقسام کی فیکٹریاں اور ہسپتال وغیرہ قائم کرنا بدعت مستحبہ سے ہیں۔ گھڑی کے وقت سے نماز پڑھنا ریڈیو اور ٹی وی کے اعلان پر رمضان، عید اور حج کرنا، ٹیلیفون پر نکاح کا وکیل بنانا، نت نئے اقسام کے کپڑے پہننا، ترقی یافتہ دود کی جدید سہولتوں سے فائدہ اٹھانا اور نئی نئی اقسام کے کھانے کھانا بدعات مباحہ سے ہیں کسی نقلی عبادت کو اجتماعی طور پر دوام کے ساتھ کرنا یا کسی عبادت کے ساتھ سابقہ یا لاحقہ کا اضافہ کرنا یا جس عبادت کو باوجود اس کے سبب اور باعث کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نہ کیا ہو اس عبادت کو کرنا یہ سب امور بدعت مکروہہ ہیں لیکن یہ کراہت تنزیہی ہے تاوقتیکہ اس میں فرض ایسا التزام نہ کر لیا جائے۔ بعض علماء اس قسم کو بدعت سیئہ ضالہ مضلہ اور دخول نار کا موجب قرار دیتے ہیں لیکن یہ صحیح نہیں ہے۔

بدعت سیئہ کی تعریف | بدعت سیئہ محرمہ کی تعریف یہ ہے کہ جو نیا کام مزاج اسلام کے خلاف ہو اور دین کے کسی حکم کو تبدیلی کر کے رکھ دے اس کو اس عقیدے کے ساتھ دین میں داخل کر لیا جائے کہ اس کام کا کرنا باعثِ ثواب ہو اور نہ کرنا موجبِ عذاب ہو۔

علامہ شامی نے بدعت سیئہ کی یہ تعریف کی ہے :

ما احدث علی خلاف الحق المتعلق
عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من
علم او عمل او حال بنوع شبهة واستحسان و
جعل دینا قویما وصراطا مستقیما۔^۱

وہ نئی چیز جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے حاصل شدہ دین کے خلاف ہو۔ خواہ وہ علم ہو عمل ہو یا حال ہو اور اس کی بنیاد کسی شبہ یا قیاس غلطی پر ہو اور اس چیز کو دین قویم اور صراط مستقیم بنا لیا جائے۔

علامہ شرنبلالی نے بھی بدعت سیئہ کی یہی تعریف کی ہے۔^۲

۱۔ علامہ ابن عابدین شامی متوفی ۱۲۵۲ھ، رد المحتار ج ۱ ص ۵۲۲، مطبوعہ مطبعہ عثمانیہ استنبول ۱۳۲۷ھ۔

۲۔ علامہ حسن بن عمار شرنبلالی متوفی ۱۰۶۹ھ، مرقاۃ المفاتیح ص ۱۸۱، مطبوعہ مطبعہ ابالی، مصر، الطبعة الثالثة ۱۳۵۶ھ۔

علامہ طحاوی نے اس تعریف کی شرح میں لکھا ہے کہ باعتبار علم کے بدعتی کی مثال یہ ہے کہ کوئی شخص آخرت میں اللہ تعالیٰ کے دکھائی دینے کا منکر ہو اور بدعتی باعتبار عمل کی مثال یہ ہے کہ کوئی شخص کسی قبیلہ میں نیک کام کے لیے اذان دیتا ہو اور بدعتی باعتبار حال کے یہ ہے کہ کوئی شخص اس اعتقاد سے خاموش رہتا ہو کہ چپ رہنا عبادت ہے۔ ۱۔
مشہور غیر مقلد عالم شیخ وحید الزمان بدعت سیدہ کی تعریف میں لکھتے ہیں:

البدعة الشرعية هي الامر الحادث
في الدين بعد القرون الثلاثة المشهورة
لهم بالخير لم يدل عليه دليل من
الكتاب والسنة ولم يدخل تحت
عمومها بل كان في خلاف ما امر
الله به ورسوله وهي الامار في
قوله كل بدعة ضلالة وقوله
ما احدث قوم بدعة الا رفع
مثلها من السنة وهي في رواية ما
ابتدع قوم بدعة في دينهم الا
نزع الله من سنتهم مثلها ثم لا
يعيدها اليهم الى يوم القيامة ۲۔

بدعت شرعیہ وہ نیا کام ہے جو ان قرون ثلاثہ کے
بعد دین میں پیدا کیا گیا ہو جن کے خیر ہونے کی زبان رسالت
نے گواہی دی ہے اس نئے کام پر نہ کتاب و سنت
سے کوئی دلیل قائم ہو نہ وہ کتاب و سنت کے کسی عام حکم
کے تحت داخل ہو بلکہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ
علیہ وسلم کے احکام کے خلاف ہو۔ حسب ذیل احادیث میں
جس بدعت کا ذکر ہے اس سے یہی بدعت مراد ہے۔
”ہر بدعت گمراہی ہے“ جو قوم کسی بدعت کو پیدا کرتی ہے
اس قوم سے اس بدعت کے بدلہ میں ایک سنت اٹھائی
جاتی ہے جو قوم اپنے دین میں کوئی بدعت نکالتی ہے اللہ
تعالیٰ اس بدعت کے بدلہ میں ان سے کوئی سنت اٹھا
لیتا ہے پھر قیامت تک ان میں وہ سنت واپس نہیں
لاتا۔

بدعت کا شرعی معنی اور اقسام | علامہ ابن اثیر جذری بدعت کا شرعی معنی اور اس کی اقسام بیان کرتے
ہوئے رقم طراز ہیں:

البدعة بدعتان : بدعة
هدى وبدعة ضلال ، فما كان
في خلاف ما امر الله به ورسوله
صلى الله عليه وسلم فهو في
حيز الذم والانكار وما كان
واقعا تحت عموم ما مندب
الله اليه وحض عليه الله

بدعت کی دو قسمیں ہیں، بدعت حسنہ اور بدعت
سیئہ۔ جو کام اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم
کے احکام کے خلاف، موروہ مذموم اور منوع ہے، اور جو
کام کسی ایسے عام حکم کا فرد ہو جس کو اللہ تعالیٰ نے مستحب
قرار دیا ہو یا اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
اس حکم پر برا بیختم کیا ہو اس کام کا کرنا محمود ہے اور
جن کاموں کی مثال پہلے موجود نہ ہو جیسے سخاوت کی اقسام

۱۔ علامہ احمد بن محمد طحاوی متوفی ۲۳۱ھ۔ حاشیہ مراقی الفلاح ص ۱۸۱ مطبوعہ مصطفیٰ البابی، مصر الطبعة الثالثة ۱۳۵۶ھ

۲۔ شیخ وحید الزمان متوفی ۱۳۲۸ھ، بدیع الہدی ص ۱۴۱، مطبوعہ میسر پر پریس دہلی ۱۳۲۵ھ

اور دوسرے نیک کام، وہ اچھے کام ہیں بشرطیکہ وہ خلاف
تشریح نہ ہوں کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسے کاموں
پر ثواب کی بشارت دی ہے۔ آپ نے فرمایا: ”جس شخص نے
اچھے کام کی ابتداء کی اس کو اپنا اجر بھی ملے گا اور جو لوگ
اس کام کو کریں گے ان کے عمل کا اجر بھی ملے گا اور جو بُرے
کام کی ابتداء کرے اس کے بارہ میں فرمایا: جس شخص نے
بُورے کام کی ابتداء کی اس پر اپنی بُرائی کا وبال بھی ہوگا اور
جو اس بُرائی کو کریں گے ان کا وبال بھی اس پر ہوگا۔ اور یہ
اس وقت ہے جب وہ کام اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی
اللہ علیہ وسلم کے احکام کے خلاف ہو۔

اور سولہ فهو في حيز المدح
وما لم يكن له مثال موجود
كنوع من الجود والسخاء وفعل المعروف
فهو من الافعال المحموده ولا يجوز ان
يكون ذلك في خلاف ما ورد الشرع
به لان النبي صلى الله عليه وسلم قد جعل
له في ذلك ثوابا فقال بن من سنة حسنة كلن له اجرا
واجرم من عمل بها وقال في ضده ومن سن سنة سيئة كان
عليه وزرها ووزر من عمل بها وذلك اذا كان في خلاف
ما امر الله به ورسوله صلى الله عليه وسلم

علامہ طاہر پٹنی نے بھی بدعت کی اسی طرح دو قسمیں بیان کی ہیں کہ
علامہ ابن منظور افریقی نے علامہ ابن اثیر کی مذکورہ صدر پوری عبارت نقل کی ہے اور علامہ ابن اثیر ہی کے حوالہ سے یہ
لکھا ہے کہ حدیث میں جو ہے کہ ہر نیا کام بدعت ہے اس لئے کام سے مراد وہ کام ہے جو خلاف شریعت ہو، لکھتے ہیں:
ان دلائل کی بناء پر حدیث ”ہر نیا کام بدعت ہے“
کی تاویل کی جائے گی اور اس لئے کام سے مراد وہ کام ہیں
جو اصول شریعت کے مخالف ہوں اور سنت کے موافق
نہ ہوں۔

علامہ میر سید شریف نے بدعت کی دو قسمیں لکھی ہیں:
(البدعة) هي الفعلة المخالفة للسنة
سميت البدعة لان قائلها ابتدعها
من غير مقال امام (البدعة) هي الامور
المحدث الفاي لم يكن عليه اصحابه والتابعون
ولم يكن مما اقتضاه الدليل الشرعي

علامہ نوری نے بدعت پر انتہائی تفصیل اور تحقیق سے لکھا ہے، وہ فرماتے ہیں:

بدعت وہ کام ہے جو سنت کے مخالف ہو اور اس کو
بدعت اس لیے کہتے ہیں کہ اس کا قائل امام کے قول کے
بنیبر اس کی اختراع کرتا ہے بدعت وہ نیا کام ہے جس کو
صحابہ اور تابعین نے نہ کیا ہو اور نہ وہ دلیل شرعی کا تقاضا
ہو۔

۱۔ علامہ محمد الدین ابن اثیر حذری متوفی ۶۷۰ھ، النہایہ ج ۱ ص ۱۰۶، مطبوعہ موسسہ اسماعیلیان قم الطبعة الرابعہ ۱۳۶۴ھ۔

۲۔ علامہ محمد طاہر پٹنی متوفی ۹۸۶ھ۔ مجمع بحار الانوار ج ۱ ص ۸۰ مطبوعہ مطبع نو کشتورہ سندھ

۳۔ علامہ جمال الدین ابن منظور افریقی مصری متوفی ۷۱۱ھ، لسان العرب ج ۸ ص ۶ مطبوعہ نشر ادب الحوزہ قم ایران، ۱۴۰۵ھ۔

۴۔ میر سید شریف جربانی متوفی ۸۱۶ھ، کتاب الترفیفات ص ۱۷ مطبوعہ مطبعة خیر بہ مصر، الطبعة الاولى، ۱۳۰۶ھ۔

(بدع) البدعة بکسر الباء فی الشرع هی احداث ما لم یکن فی عهد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وہی منقسمة الی حسنة وقبیحة . قال الشیخ الامام المجمع علی امامتہ وجلالہ وتمکنہ فی انواع العلوم وبراعۃ ابو محمد عبد العزیز بن عبد السلام رحمہ اللہ ورضی اللہ عنہ فی آخر کتاب القواعد البدعة منقسمة الی واجبة ومحرمۃ ومندوبة ومکروہۃ ومباحۃ قال والطریق فی ذلک ان تعرض البدعة علی قواعد الشریعة فان دخلت فی قواعد الایجاب فہی واجبة او فی قواعد التحريم فمحرمۃ او الذنب فمندوبة او المکروہ فمکروہۃ او المباح فمباحۃ والبدع الواجبة امثلة منها الاشتغال بعلم النحو الذی ینفہم بہ کلام اللہ تعالیٰ وکلام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وذلک واجب لان حفظ الشریعة واجب ولا یتأتی حفظہا الا بذلک وما لا یتم الواجب الا بہ فہو واجب الثانی حفظ غریب الکتاب والسنة من اللغة الثالث تدوین اصول الدین واصول الفقه الرابع الکلام فی الجرح والتعدیل وتعیین الصحیح من السقیم وقد دلت قواعد الشریعة علی ان حفظ الشریعة فرض کفایۃ فیما نأد علی المتعمین ولا یتأتی ذلک الا بما ذکرنا و للبدع المحرمۃ امثلة منها ما اصاب القدریۃ والجبریۃ والمرجئۃ والمجسۃ والرد علی هؤلاء من البدع الواجبة والبدع المندوبة امثلة منها احداث الربط والمدارس وکل احسان لم یعمد فی العصر الاول ومنها التواضع

بدعت کا شرعی معنی یہ ہے ”وہ نیا کام کرنا جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد میں نہ ہو اور اس کی دو قسمیں ہیں حسنہ اور قبیحہ (ستینہ) شیخ امام ابو محمد عبد العزیز بن عبد السلام رحمہ اللہ ورضی اللہ عنہ جو تمام علوم میں ماہر اور فائق ہیں اور جن کی جہالت اور امامت پر تمام کا اتفاق ہے، انہوں نے کتاب القواعد کے آخر میں فرمایا: بدعت کی حسب ذیل اقسام ہیں۔ واجب، حرام، مستحب، مکروہ اور مباح۔ انہوں نے فرمایا کہ اس کے جاننے کا طریقہ یہ ہے کہ بدعت کا قواعد شرعیہ سے موازنہ کیا جائے اگر وہ بدعت قواعد ایجاب کے تحت داخل ہے تو واجب ہے اور اگر قواعد تحريم کے تحت داخل ہے تو حرام ہے اور اگر قواعد استحباب کے تحت داخل ہے تو مستحب ہے اور اگر کراہیت کے قاعدہ کے تحت داخل ہے تو مکروہ اور اباحت کے قاعدہ میں داخل ہے تو مباح ہے۔ بدعات واجبہ کی بعض مثالیں یہ ہیں: علم نحو کا پڑھنا جس پر قرآن اور حدیث کا سمجھنا موقوف ہے یہ اس لیے واجب ہے کہ علم شریعت کا حصول واجب ہے اور قرآن اور حدیث کے بغیر علم شریعت حاصل نہیں ہو سکتا اور جس چیز پر کوئی واجب موقوف ہو وہ بھی واجب ہوتی ہے۔ دوسری مثال ہے قرآن اور حدیث کے معانی جاننے کے لیے علم لغت کا حاصل کرنا، تیسری مثال ہے دین کے قواعد اور اصول فقہ کو مرتب کرنا چوتھی مثال ہے سند حدیث میں جرح اور تعدیل کا علم حاصل کرنا تاکہ صحیح اور ضعیف حدیث میں امتیاز ہو سکے اور قواعد شرعیہ اس بات پر دلالت کرتے ہیں کہ اپنی ضروریات سے زیادہ علم شریعت حاصل کرنا فرض کفایہ ہے اور یہ علم مذکور المصدر علوم کے بغیر حاصل نہیں ہو سکتا۔ بدعات محرمہ کی بعض مثالیں یہ ہیں: قدریہ، جبریہ، مرجئہ اور مجسہ کے نظریات (آج کل پرویزی، چکڑاوی، بہائی، مرزائی، رافضی، اسماعیلی وغیرہ کے نظریات۔ سیدی غفرلہ) اور ان لوگوں پر رو کرنا۔ بدعات واجبہ کی قسم میں داخل ہے۔

والکلام فی دقائق التصوف وفی الجدل
ومنها جمع المحافل للاستدلال ان قصد
بذلك وجه الله تعالى ، وللبدع المکروهه
امثله کزخرفة المساجد وتزويق المصاحف
وللبدع المباحه امثله منها المصافحه
عقب الصبح والعصر ومنها التوسع فی
الذیذ من المآکل والمشارب والملابس
والمساکن ولبس الطیالسه وتوسیع الاکام
وقد یختلف فی بعض ذلك فیجعله بعض
العلماء من البدع المکروهه ویجعل
اخرى من السنن المفعوله فی عهد رسول الله
صلی الله علیه وآله وسلم فمابعد ذلك
کالاستعاذه فی الصلاۃ والبسملة هذا آخر
کلامه ودوی البیہقی باسناده فی مناقب
الشافعی عن الشافعی رضی الله عنه فتال
المحدثات من الامور ضربان احدهما
احداث مما یخالف کتاباً او سنة او اثر
او اجماعاً فهذه البدع الضلاله والثانیة
ما احدث من الخیر لا خلاف فیہ لواحد
من العلماء وهذه محدثه غیر مذمومه
وقد قال عمر رضی الله عنه فی قیام شهر
رمضان نعمت البدع هذه یعنی انها محدثه
لم تکن و اذا کانت لیس فیها ردعاً مضی
هذا آخر کلام الشافعی رضی الله
تعالى عنه ۛ

بدعات مستحبہ کی بعض مثالیں یہ ہیں: سرائے اور مدارس بنانا
اور ہر ایسا اصلاحی اور فلاحی کام جو عہد رسالت میں نہیں تھا
(تمام رمضان میں) جماعت تراویح، تصوف کی دقیق ابھات،
بدعتیہ فرقوں سے مناظرہ، اور اسی مقصد کے لیے جلسے
منفقہ کرنا بشرطیکہ اس سے مقصود رشائے الہی ہو۔ بدعات
مکروہہ کی بعض مثالیں یہ ہیں: مساجد کی زیب و زینت،
(متاخرین فقہاء نے اس کو جائز قرار دیا ہے۔ سیدی غفرلہ)
مصنوع قرآن کو مزین کرنا یہ بھی متاخرین کے نزدیک جائز
ہے۔ سیدی غفرلہ) بدعات مباح کی بعض مثالیں یہ ہیں:
صبح اور عصر (کی نماز کے) بعد مصافحہ کرنا، کھانے پینے،
پیشے اور رملش کے میعاطات میں وسعت کو اختیار کرنا،
سبز چادریں اور خاکلی آستینوں کی پینا۔ ان امور میں اختلاف ہے بعض
علماء نے ان امور کو بدعات مکروہہ میں داخل کیا ہے اور
بعض علما نے ان کو عہد رسالت اور عہد صحابہ کی سنتوں میں
داخل کیا ہے جیسے نماز میں اعوذ باللہ اور
بسم اللہ جہراً پڑھنے میں سنت ہونے نہ ہونے
کا اختلاف ہے۔ یہاں تک امام عبد العزیز بن عبد السلام کا
کلام ہے اس کے بعد علامہ نووی فرماتے ہیں: امام بیہقی
نے مناقب شافعی میں اپنی سند کے ساتھ امام شافعی رضی اللہ
عنه سے روایت کیا ہے کہ بدعات کی دو قسمیں ہیں ایک وہ جو
کتاب، سنت، اثر یا اجماع کے خلاف ہو یہ بدعت سیئہ ہے
دوسری قسم وہ نئے کام ہیں جن میں خیر ہو، ان میں کسی عالم کا اختلاف
نہیں ہے اور یہ بدعت غیر مذموم ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ
نے رمضان میں جماعت قائم کر کر فرمایا یہ اچھی بدعت ہے،
یعنی یہ وہ کام ہے جو پہلے نہیں تھا کیونکہ یہ شریعت کے
خلاف نہیں ہے۔ یہ امام شافعی رضی اللہ عنہ کی مکمل عبارت ہے۔
ملا علی قاری نے بھی شیخ عبد العزیز بن عبد السلام کے حوالے سے بدعات کی مذکورہ صدر پانچ اقسام ذکر کی ہیں اسی طرح

۱۔ علامہ ابو ذکریا محی الدین بن شرف نووی متوفی ۶۷۶ھ، تہذیب الاسماء واللقبات، ج ۱ ص ۲۳-۲۲، مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت۔

۲۔ ملا علی قاری متوفی ۱۰۱۳ھ، مرقات، ج ۱ ص ۲۶، مطبوعہ مکتبۃ المدینہ، مدینہ منورہ۔

marfat.com

جلد ثانی

شیخ عبدالحق محدث دہلوی نے بھی شیخ عبدالعزیز بن عبداسلام کے حوالہ سے بدعت کی یہ پانچ اقسام ذکر کی ہیں۔ علامہ شامی نے بھی علامہ نووی کے مذکورہ حوالہ سے یہ پانچ اقسام ذکر کی ہیں۔ اسی طرح علامہ آلوسی نے بھی علامہ نووی کے حوالے سے بدعت کی یہ پانچ اقسام ذکر کی ہیں۔ علامہ ابن حجر مکی نے بھی شیخ عبدالعزیز بن عبداسلام کے حوالہ سے بدعت کی پانچ اقسام ذکر کی ہیں۔ علامہ دشتانی مالکی نے بھی علامہ نووی کے حوالہ سے بدعت کی مذکورہ پانچ اقسام بیان کی ہیں۔ علامہ سنوسی مالکی نے بھی قاضی عیاض مالکی کے حوالہ سے بدعت کی یہ پانچ اقسام ذکر کی ہیں۔ علامہ جلال الدین سیوطی نے بھی علامہ نووی کے مذکورہ حوالہ سے بدعت کی پانچ اقسام بیان کی ہیں۔ شیخ عثمانی دیوبندی نے بھی علامہ نووی کے حوالہ سے بدعت کی یہ پانچ اقسام ذکر کی ہیں۔

مشہور غیر مقلد عالم شیخ وحید الزمان بدعت کی اقسام کے بارے میں لکھتے ہیں:

اما البدعة اللغویة فهي تنقسم الى مباحة ومكروهة وحسنة وسيئة قال الشيخ ولي الله من اصحابنا من البدعة بدعة حسنة كالاحتفال بالنواجد لمآثرت عليه النبي صلى الله عليه وسلم من غير عن مركا تراويج ومنها مباحة كعادات الناس في الاكل والشرب واللباس وهي هنيئة قلت تدخل في البدعات المباحة استعمال الوارد والويا حين والاذهار للعروس ومن الناس من منع عنها لاجل التشبه بالهند الكفار قلنا اذالم ينوا التشبه او جرى الامر الموصوم بين الكفار في جماعته المسلمين من غير تكير فلا يضر التشبه

بہر حال باعتبار لغت کے بدعت کی حسب ذیل اقسام ہیں: بدعت مباحہ، بدعت مکروہہ، بدعت حسنہ اور بدعت سیئہ ہمارے اصحاب میں سے شیخ ولی اللہ نے کہا کہ بدعت میں سے بدعت حسنہ کو وائتوں سے پکڑ لینا چاہیے کیونکہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو واجب کئے بغیر اس پر براہمجہ کیا ہے جیسے تراویح، بدعات میں سے ایک قسم بدعت مباحہ ہے جیسے لوگوں کے کھانے پینے اور پہننے کے معمولات میں اور یہ آسان ہے۔ میں کہتا ہوں کہ دوہا، دہن کے بے کلیوں اور بچوں کا استعمال (جیسے ہر اور سہرا) بھی بدعات مباحہ میں داخل ہے بعض لوگوں نے ہندوؤں سے مشابہت کے سبب اس سے منع کیا ہے، ہم کہتے ہیں کہ جب کوئی شخص تشبہ کی نیت نہ کرے یا کفار کی کوئی

۱۔ شیخ عبدالحق محدث دہلوی متوفی ۱۰۵۲ھ، اشعۃ اللمعات ج ۱ ص ۱۲۵ مطبوعہ نو کشتور ہند۔

۲۔ علامہ ابن عابدین شامی متوفی ۱۲۵۲ھ، رد المحتار ج ۱ ص ۵۲۰ مطبوعہ مطبعہ عثمانیہ استنبول ۱۳۲۶ھ۔

۳۔ علامہ سید محمد آلوسی متوفی ۱۲۶۰ھ، روح المعانی ج ۲ ص ۱۹۲ مطبوعہ دار احیاء التراث العربی۔

۴۔ علامہ ابن حجر مکی متوفی ۹۶۴ھ، فتاویٰ حدیثیہ ص ۱۳۰ مطبوعہ مصطفیٰ ابابلی علی مصر، الطبعة الثالثة ۱۳۵۶ھ۔

۵۔ علامہ دشتانی مالکی متوفی ۸۲۸ھ، اکمال اکمال العلم ج ۳ ص ۲۳ مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت۔

۶۔ علامہ ابو عبد اللہ سنوسی مالکی متوفی ۸۹۵ھ، مکمل اکمال العلم ج ۳ ص ۲۳ مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت۔

۷۔ علامہ جلال الدین سیوطی متوفی ۹۱۱ھ، الحاوی للفتاویٰ ج ۱ ص ۱۹۲ مطبوعہ مکتبہ نوریہ رضویہ فیصل آباد۔

۸۔ شیخ شبیر احمد عثمانی دیوبندی متوفی ۱۳۶۹ھ، فتوح المسلمین ج ۲ ص ۲۰۲ مطبوعہ مکتبہ العجاز کراچی۔

عکسیر من الاقبیة والا لبسة التي جائت
من قبل الكفار ثم شاعت بين المسلمين
وقد لبس النبي صلى الله عليه وسلم جبة
رومية ضيقة الكمين وقسم الاقبية التي
جائت من بلاد الكفار على اصحابه ومنها
ما هي ترك المسنون وتحريف المشرع وهي
مضللة وقال السيد البدعة المضللة
والخرمة هي التي ترفع السنة مثلها والتي
لا ترفع شيئاً منها فليست هي من البدعة
بل هي مباح الاصل .

رسم مسلمانوں میں بغیر انکار کے جاری ہو تو اس میں مشابہت
سے کوئی حرج نہیں ہے جیسا کہ قباد اور دوسرے لباس
کفار کی طرف سے آئے اور مسلمانوں میں رائج ہو گئے اور
خود نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے تنگ آستینوں والا رومی جبہ
پہنا ہے اور کفار کی طرف سے جو قبائش آئی تھیں ان کو
صحابہ ہی تقسیم فرمایا ہے اور بدعات میں سے ایک وہ بدعت
ہے جس سے کوئی سنت متروک ہو اور حکم شرعی میں تبدیلی
آئے اور یہی بدعت ضلالہ (سیتہ) ہے۔ نواب صاحب
(نواب صدیق حسن بھوپالی جو غیر متقلدین کے بہت بڑے
عالم تھے) نے کہا ہے کہ بدعت وہ ہے جس سے اس کے
بدلہ میں کوئی سنت متروک ہو جائے اور جس بدعت سے
کسی سنت کا ترک نہ ہو وہ بدعت نہیں ہے بلکہ وہ اپنی
اصل میں مباح ہے۔

مشہور نجدی عالم شیخ شروکانی فتح اباری سے نقل کر کے اقسام بدعت کے بارے میں لکھتے ہیں :

البدعة اصلها ما احدث على غير مثال
سابق وتطلق في الشرع على مقابل السنة
فكأن مذكومة والتحقيق انها ان كانت
مما يندرج تحت مستحسن في الشرع فهي
حسنة وان كانت مما يندرج
تحت مستقبح في الشرع
فهي مستقبة والا فهي من قسم المباح
قد تنقسم الى الاحكام الخمسة .

سنت میں بدعت اس کام کو کہتے ہیں جس کی پہلے
کوئی مثال نہ ہو اور اصطلاح شرح میں سنت کے مقابلہ
میں بدعت کا اطلاق ہوتا ہے اسی لیے یہ مذہب ہے اور تحقیق
یہ ہے کہ بدعت اگر کسی ایسے اصول کے تحت داخل ہے
جو شریعت میں مستحسن ہے تو یہ بدعت حسنہ ہے اور اگر
ایسے اصول کے تحت داخل ہے جو شریعت میں قبیح ہے
تو یہ بدعت سیئہ ہے ورنہ بدعت مباحہ ہے اور بلاشبہ
بدعت کی پانچ قسمیں ہیں۔

بدعات حسنہ اور مصلحہ مرسلہ

علامہ ابواسحاق شاطبی رحمہ اللہ بدعت کی اقسام کے بارے میں لکھتے ہیں :

هذا الباب يضطر الى الكلام فيه
عند النظر فيما هو بدعة وما ليس بدعة

اس باب میں یہ بحث کرنا ضروری ہے کہ کیا چیز
بدعت ہے اور کیا چیز بدعت نہیں ہے کیونکہ زیادہ تر

۱۔ شیخ وجید الزمان متوفی ۱۳۲۸ھ ، ہدیت المہدی ص ۱۱، مطبوعہ میور پریس دہلی ۱۳۲۵ھ

۲۔ شیخ محمد بن علی شروکانی متوفی ۱۲۵۰ھ ، تلخیص المطالع ج ۳ ص ۳۲۵، مطبوعہ مکتبۃ الکلیات الازہریہ طبعہ جدیدہ ۱۳۹۸ھ

marfat.com

جلد شان

Marfat.com

فان كثيراً من الناس عدوا أكثر المصالح المرسله بدعاً ونسبوا إلى الصحابة والتابعين وجعلوها حجة فيما ذهبوا إليه من اختراع العبادات وقوم جعلوا البدع تنقسم بأقسام احكام الشريعة فقالوا بان منها ما هو واجب ومندوب وعدوا من الواجب كتب المصحف وغيره ومن المندوب الاجتماع في قيام رمضان على قارئ واحد وايضا فان المصالح المرسله يرجع معناها الى اعتبار المناسب الذي لا يشهد له اصل معين فليس له على هذا شاهد شرعي على الخصوص ولا كونه قياً ما بحيث اذا عرض على العقول تلبقت بالقبول وهذا بعينه موجود في البدع المستحسنة فانها راجعة الى امور في الدين مصلحة في دعمها وصنيعها في الشرع على الخصوص اذا ثبت هذا فان كان اعتبار المصالح المرسله حقاً فما اعتبار البدع المستحسنة حق لانها يجريان من واحد وان لم يكن اعتبار البدع حقاً لم يصح اعتبار المصالح المرسله.

لوگوں نے بہت سی مصالح مرسلہ کو بدعت قرار دیا ہے اور ان بدعات کو صحابہ کرام اور تابعین عظام کی طرف منسوب کیا ہے اور ان سے اپنی من گھڑت عبادات پر استدلال کیا ہے۔ اور ایک قوم نے بدعات کی احکام شریعہ کے مطابق تقسیم کی ہے اور انھوں نے کہا کہ بعض بدعات واجب ہیں اور بعض مستحب ہیں، انھوں نے بدعات طاجیہ میں قرآن کریم کی کتابت کو شمار کیا ہے اور بدعات مستحبہ میں ایک امام کے ساتھ تراویح کے اجتماع کو شامل کیا ہے۔ مصالح مرسلہ کا رجوع اس اعتبار مناسب کی طرف ہوتا ہے جس پر کوئی اصل میں شاہد نہیں ہوتی اس لحاظ سے اس پر کوئی دلیل شرعی بالخصوص نہیں ہوتی اور نہ وہ کسی ایسے قیاس سے ثابت ہے کہ جب اسے عقل پر پیش کیا جائے تو اسے قبول کرے اور یہ چیز بعینہ بدعات حسنہ میں بھی پائی جاتی ہے کیونکہ بدعات حسنہ کے ایجاد کرنے والوں کے نزدیک ان کی بنیاد دین اور بالخصوص شریعت کی کسی مصلحت پر ہوتی ہے اور جب یہ بات ثابت ہو گئی تو مصالح مرسلہ اور بدعات حسنہ دونوں کا مال ایک ہے اور دونوں برحق ہیں اور اگر بدعات حسنہ کا اعتبار صحیح نہ ہو تو مصالح مرسلہ کا اعتبار بھی صحیح نہیں ہو گا۔

شیخ عبدالعزیز بن عبدالسلام رحمہ اللہ اور ان کی اتباع میں علامہ فروی و دیگر اکابر علما نے جن امور کو بدعت حسنہ قرار دیا ہے علامہ شاطبی رحمہ اللہ انھی امور کو مصالح مرسلہ قرار دیتے ہیں اور فرماتے ہیں کہ دونوں کا مال ایک ہے کیونکہ بدعات حسنہ اور مصالح مرسلہ دونوں کی علت ایک ہے اور وہ شریعت اور دین کی ایسی مصلحت ہے جس کی وجہ سے شریعت کا تحفظ ہو سکے یا اس پر عمل آسان ہو تاکہ عام مسلمانوں کے لیے شریعت پر عمل کرنا دشوار نہ ہو اور جیسا کہ ہم پہلے ذکر کر چکے ہیں کہ بدعت کی یہ اقسام مجتہدین کے دائرہ کار میں داخل ہیں۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے جو پہلے قرآن کریم کو ایک مصحف میں جمع کیا اور پھر صرف سنت قریش کو باقی رکھا اور باقی تمام لغات میں لکھے ہوئے مصاحف کو جلادیا، ان کا یہ اقدام محض شریعت کے تحفظ کی وجہ سے تھا۔ علامہ شاطبی لکھتے ہیں:

ان اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اتفقوا علی جمع المصحف ولین ثم نص علی جمعه وکتبه ایضاً الی قوله الحق اذا نسخوا الصحف فی المصاحف بعث عثمان فی کل افق بمصحف من تلك المصحف التي نسخوها ثم امر بما سوى ذلك من القراءة فی کل ضعیفة او مصحف ان یحرق ولم یورد نص عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم بما صنعوا من ذلك ولكنهم رأوه مصلحة تناسب تصرفات الشرع قطعاً فان ذلك راجع الی حفظ الشریعة والا مر بحفظها معلوم والی منع الذریعة للاختلاف فی اصلها الذی هو القرآن وقد علم النہی عن الاختلاف فی ذلك بما لا مزید علیہ۔

واذا استقام هذا الاصل فما حمل علیہ کتب العلم من السنن وغیرہا راذا خیف علیہا الا ندراس زیادة علی ما جاء فی الاحادیث من الامر بکتب العلم۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ قرآن کریم کو ایک مصحف میں جمع کرنے پر متفق ہو گئے حالانکہ قرآن کریم کو جمع کرنے اور لکھنے کے بارے میں ان کے پاس کوئی صریح حکم نہیں تھا حتیٰ کہ جب انہوں نے (لنت قریشی پر) صحائف لکھ لیں تو حضرت عثمان نے تمام شہروں میں ان مصاحف کو بھیجا اور یہ حکم دیا کہ اس سنت کے سوا باقی تمام سنات پر لکھے ہوئے مصاحف کو جلا دیا جائے حالانکہ اس معاملہ میں ان کے پاس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا کوئی حکم نہیں تھا لیکن انہوں نے اس اقدام میں ایسی مصلحت دیکھی جو تصرفات شرعیہ کے بالکل مناسب تھی کیونکہ قرآن کریم کو مصحف واحد میں جمع کرنا شریعت کے تحت کی خاطر تھا اور یہ بات مسلم اور سنی شیعہ کے ہمیں شریعت کی حفاظت کا حکم دیا گیا ہے اور ایک سنت پر قرآن کریم کو جمع کرنا اس لیے تھا کہ مسلمان ایک دوسرے کی قرأت کی تکذیب نہ کریں اور ان میں اختلاف نہ پیدا ہو اور یہ بات بھی مسلم ہے کہ ہمیں اختلاف سے منع کیا گیا ہے اور جب یہ قاعدہ معلوم ہو گیا تو جان لو کہ احادیث اور کتب فقہ کو مدون کرنا بھی اسی وجہ سے ہے کہ شریعت محفوظ رہے۔ علاوہ ازیں احادیث میں علم کی باتوں کو لکھنے کا بھی حکم ثابت ہے۔

بدعت حسنہ کی وجہ اختراع اور بدعت سیئہ کا مصداق
علامہ شاطبی کی اسی عبارت سے یہ بات آفتاب سے زیادہ روشن ہو گئی کہ صرف ضرورت شرعیہ اور دینی مصلحت کی بناء پر بدعات حسنہ کا ارتکاب جائز بلکہ مستحسن اور بعض صورتوں میں واجب ہے اور اگر کوئی شخص بغیر کسی ضرورت شرعیہ اور دینی مصلحت کے خود ساختہ اور من گھڑت عبادات کے ارتکاب کے لیے بدعات حسنہ کا سہارا لیتا ہے تو یہ صحیح نہیں ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس پر واضح تکذیر فرمائی ہے۔
علامہ شاطبی لکھتے ہیں:

اما الشرع ففیہ ما یدل علی خلاف ذلك لان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رد علی من قال اما انا فاقوم اللیل ولا انا امر، وقال الآخر: اما انا فلا انکح النساء الی اخر ما قالوا،

بہر حال شریعت میں اس امر کے خلاف دلیل یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان صحابہ پر رو فرمایا جن میں سے ایک نے کہا تھا میں تمام رات قیام کروں گا اور زمیند نہیں کروں گا۔ اور دوسرے نے کہا تھا میں عزتوں سے شادی

۵۔ علامہ ابواسحاق ابراہیم بن مرسی شاطبی غزالی متوفی ۹۰۷ھ، ج ۱، ص ۱۱۵۔ ملخصاً مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت۔

نہیں کروں گا الحدیث (تیسرے صحابی نے کہا تھا کہ میں تمام عمر روزے رکھوں گا۔ سیدی) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کا رد کر کے فرمایا۔ جس شخص نے میری سنت سے اعراض کیا وہ میرا پیروکار نہیں ہے۔ اور آپ کے اس فرمان میں ان کے اس تقریبی کا بہت شدید رد ہے۔ حالانکہ ان لوگوں نے ایک مستحب فعل کے ارتکاب یا ایک مستحب فعل سے دوسرے مستحب فعل کی طرف منتقل ہونے کا التزام کیا تھا! اسی طرح حدیث شریف میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کو دھوپ میں کھڑے دیکھا تو فرمایا یہ کیوں کھڑا ہے؟ بتایا گیا کہ اس نے نذر مانی ہے کہ سایہ میں رہے گا نہ کسی سے بات کرے گا نہ بیٹھے گا اور روزے رکھے گا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس سے کہو کہ بیٹھے، بات کرے، سایہ میں رہے اور اپنے روزے پورے کرے۔ امام مالک نے فرمایا کہ اس کی تذر میں جو عبادت کا پہلو تھا اس کو پورا کرنے کا حکم دیا اور جس میں معصیت تھی اس کے ترک کا حکم دیا۔ امام مالک کے اس قول کی بخاری کی اس روایت سے تقویت ہوتی ہے:

قیس بن ابی حازم بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قبیلہ قیس کی ایک عورت کے پاس گئے جن کا نام زینب تھا آپ نے دیکھا کہ وہ بات نہیں کرتی تھی۔ آپ نے فرمایا یہ بات کیوں نہیں کرتی آپ کو بتایا گیا کہ اس نے چپ کا ج کیا ہے، آپ نے اس سے فرمایا بات کرے، یہ باز نہیں ہے، یہ زمانہ جاہلیت کے اعمال سے ہے پھر وہ عورت بات کرنے لگی۔

علامہ شاطبی نے جو احادیث بیان کی ہیں ان میں بعض وہ چیزیں ہیں جن میں عبث، لایعنی اور افعال جاہلیت کو بطور عبادت کرنے سے منع فرمایا ہے۔ ایسے افعال کو بطور عبادت کرنا حرام ہے اور بعض وہ چیزیں ہیں جن میں امور مستحبہ کو دوام اور التزام کے ساتھ بطور عبادت کرنے سے منع فرمایا ہے اور اس میں تفصیل یہ ہے کہ اگر وہ یہ التزام فرض سمجھ کر کرتا ہے تو یہ افعال حرام ہیں اور صرف دوام کے ساتھ مکروہ تنزیہی ہیں۔ جیسا کہ ہم اس سے پہلے بیان کر چکے ہیں۔

فرد علیہم ذلك صلى الله عليه وسلم وقال :
”من رغب عن سنتي فليس مني“

و هذه العبارة اشد شيء في الانكار، ولم يكن ما التزموا الا فعل مندوب او ترك مندوب الى فعل مندوب آخر وكذلك ما في الحديث انه عليه السلام رأى رجلاً قائماً في الشمس فقال ”ما بال هذا؟ قيل نذر ان لا يستظل ولا يتكلم ولا يجلس ويصوم فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم ”مرة فليجلس وليتكلم وليستظل وليتم صومه“ قال مالك امدته ان يتم ما كان لله عليه فيه طاعة، ويترك ما كان عليه فيه معصية ويعصد هذا الذي قاله مالك في البخاري عن قيس بن ابی حازم، قال دخل على امرأة من قيس يقال لها ذببت فزآها لا تتكلم، فقال ”مالها“ فقال حجة مصممة قال لها: ”تكلمي“ فان هذا لا يجحد هذا من عمل الجاهلية فتكلمت الحديث۔۔۔ الخ۔۔۔

مذکور الصدر وائل کے پیش نظر عبادات میں یہ امر ملحوظ رکھنا چاہیے کہ جو عبادت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور جماعت صحابہ سے جس طرح منقول ہے اس عبادت کو اسی طرح ادا کیا جائے اور اس میں اپنی طرف سے کسی سابقہ لاحقہ کا اضافہ نہ کیا جائے اور کسی امر مستحب کو دوام اور التزام کے ساتھ نہ کیا جائے اور نہ انفرادی نقلی عبادات کو اجتماعی شائع کا درجہ دیا جائے۔ علامہ شاطبی کہتے ہیں:

ومن اجل ذلك قال حذيفة رضي الله عنه:
كل عبادة لم يتبعها اصحاب رسول الله
صلى الله عليه وسلم فلا تعبدوها فان
الاول لم يدع للاخر مقالا فاتقوا الله
يا معشر القراء وخذوا بطريق من كان
قبلكم ونحوه لابن مسعود ايضا وقد
تقدم من ذلك كثير

اسی وجہ سے حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا
”ہر وہ عبادت جو اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نہیں
کی اس عبادت کو مت کرو، کیونکہ پہلے لوگوں نے بدر کے
لوگوں کے لیے کوئی گنجائش نہیں چھوڑی ہے۔ اسے قرآن
پڑھنے والا! اللہ تعالیٰ سے ڈرو اور صحابہ کے طریقہ پر
عمل کرو“ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے بھی ایسا
ہی قول منقول ہے اور اس سے پہلے کافی دلائل گزر چکے
ہیں۔

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ کے اس فرمان میں غور و فکر کی ضرورت ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث اور اشارات
صحابہ سے جربات صاف اور واضح طور پر کچھ میں آتی ہے وہ یہی ہے کہ عبادت کا صحیح طریقہ وہی ہے جو رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم نے بتلایا اور جس پر جماعت صحابہ گھمزن رہی۔ اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ہمارے لیے نمونہ بنا کر بھیجا
ہے لہذا کان لکم فی رسول اللہ اسوۃ حسنۃ (احزاب: ۲۱) ”ہر گاہ تمہارے لیے رسول اللہ کی ذات میں بہترین
نمونہ ہے“ اور یہ بات معروف ہے کہ جب کوئی شخص کسی سے کوئی چیز بنوانے کے لیے نمونہ پیش کرتا ہے تو اس کا مطلب
یہی ہوتا ہے کہ بنانے والا اس نمونہ کے مطابق چیز بنانے اگر بنانے والے کی چیز اس نمونہ کے مطابق ہو تو وہ چیز مقبول
ہوتی ہے ورنہ اس کے مردود ہونے کا خطرہ ہے۔

علامہ اوسسی اس آیت کی تفسیر میں لکھتے ہیں:

فهي عامة في كل انحاء صلى الله عليه
وسلم اذ لم يعلم انها من خصوصيات
كنكاح ما فوق اربع نسوة اخرج ابن ماجة
وابن ابی حاتم عن حفص بن عاصم قال:
قلت لعبد الله بن عمر رضي الله عنهما
دايتك في السفر لا تصلي قبل الصلوة ولا بعدھا
فقال يا ابن اخی صحبت رسول الله صلى الله عليه

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا نمونہ آپ کے تمام افعال
کو شامل ہے سو ان افعال کے جو آپ کی خصوصیت ہیں جیسے
بیک وقت چار عورتوں سے زیادہ نکاح میں رکھنا۔ ابن ماجہ
اور ابن ابی حاتم نے اپنی سند کے ساتھ روایت کیا ہے
کہ حفص بن عاصم نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے
کہا: ”میں نے دیکھا ہے کہ آپ سفر میں فرض سے پہلے نماز
پڑھتے ہیں نہ بعد“ آپ نے فرمایا: ”اے میرے بھتیجے!

وسلم کذا وكذا فلما رآه يصلي
قبل الصلوة ولا بعدها ويقول الله
تعالى: لقد كان لكم في رسول الله
أسوة حسنة به

میں اتنا اتنا عرضہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے رہا ہوں
میں نے آپ کو فرض سے پہلے کوئی ناز پڑتے دیکھا اور نہ
بعد میں اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ہر گاہ تمہارے لیے رسول اللہ
کی ذات میں بہترین نمونہ ہے

علامہ آلوسی نے اس آیت کی تفسیر میں امام ابن ماجہ اور امام ابن ابی حاتم کے حوالہ سے جو حدیث نقل کی ہے اس سے
معلوم ہوا کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے نزدیک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صحیح اتباع اور آپ کی عبادت کے نمونہ
ہونے کا تقاضا یہی تھا کہ آپ کے فعل پر کسی سابقہ اور لاحقہ کا اضافہ نہ کیا جائے اس وجہ سے آپ سفر میں فرض سے پہلے
سنتیں پڑھتے تھے نہ فرض کے بعد حالانکہ فی نفسہ سنن اور فوافل پڑھنا اچام کام ہے اور قرآن اور حدیث میں نقلی نازوں
کا ثبوت بھی ہے لیکن چونکہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے نزدیک سفر کے موقع پر آپ کا سنن اور فوافل پڑھنا ثابت
نہیں تھا اس لیے انھوں نے سفر میں سنتیں نہیں پڑھیں اور سنتیں پڑھنے کو انھوں نے آپ کے نمونہ کے خلاف سمجھا
اس لیے بے خطر اور سلامتی کا طریقہ یہی ہے کہ سنت رسول اور طریق صحابہ کو دانتوں سے پکڑ لیا جائے اور اس میں ہر
کمی بیشی نہ کی جائے۔ اعلیٰ حضرت سے سوال کیا گیا کہ کیا کفن مسنون سے کچھ زیادہ چیزیں کفن میں رکھنا جائز ہیں اس کے
جواب میں آپ نے تحریر فرمایا:

”مرد کے لیے کفن کے تین کپڑے اور عورت کے لیے پانچ ان کے سوا کفن میں کوئی اور تہبند یا رومل دینا
بدعت و ممنوع ہے۔ مرد کنگھی اگر فقیر کو بطور صدقہ دی تو حرج نہیں اور کفن میں رکھنا حرام ہے۔“ ۱۵
اس عبارت سے آفتاب سے زیادہ روشن طریقہ سے ظاہر ہوتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جن امور کو
منضبط کر دیا ہے ان میں کسی قسم کی زیادتی اور سابقہ و لاحقہ کا اضافہ کرنا ناجائز اور بدعت ہے۔

بعض لوگ آپ کی بتائی ہوئی اور مقرر شدہ عبادات پر سابقہ یا لاحقہ کا اضافہ فرضی اور واجب سمجھ
کر نہیں کرتے اور یہ خیال کرتے ہیں کہ ہم یہ اضافہ آپ کی محبت میں کر رہے ہیں اور اس
کو فرض نہیں سمجھتے اور اس خیال سے اس عمل کو دائما کرتے ہیں لیکن یہ طریقہ بھی صحیح نہیں ہے حدیث شریف میں ہے

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ
نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ
عنہ کو ایک لشکر میں بھیجا اور وہ دن جمعہ کا تھا حضرت عبداللہ
بن رواحہ کے ساتھی علی الصباح چلے گئے۔ حضرت عبداللہ
بن رواحہ نے سوچا کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ
جمعہ پڑھ کر بعد میں چلا جاؤں گا اور پھر اپنے ساتھیوں
جا ملوں گا۔ جب انھوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ

عن ابن عباس قال بعث النبي صلى
الله عليه وسلم عبد الله بن رواحة
في سرية فوافق ذلك يوم الجمعة فغدا
اصحابه فقتل اتخلف فاصلى مع
رسول الله صلى الله عليه وسلم ثم
الحقهم فلما صلى مع النبي صلى الله
عليه وسلم راه فقتل له ما منعك

۱۵۔ علامہ سید محمود آلوسی مفتی مترقی ۱۲۴۲ھ۔ روح البانی جز ۲۱ ص ۱۶۴، مطبعہ دار اجیاد التراث العربی بیروت۔

۱۶۔ اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی مترقی ۱۴۱۲ھ۔ مطبعہ دار الفکر بیروت۔ طبع دوم ۱۳۹۴ھ۔

بْنُ كَيْسَرٍ وَحَدَّثَنَا ابْنُ مُسَيْدٍ قَالَ نَا ابْنُ حَرْمٍ وَحَدَّثَنَا أَبُو كُوَيْبٍ قَالَ نَا أَبُو سَامَةَ جَمِيعًا عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِذَا نَعَسَ أَحَدُكُمْ فِي الصَّلَاةِ فَلْيَرْقُدْ حَتَّى يَذْهَبَ عَنْهُ النَّوْمُ فَإِنْ أَحَدُكُمْ إِذَا صَلَّى وَهُوَ نَاعِسٌ لَعَلَّه يَذْهَبُ يَسْتَفِيزُ فَيَسُبُّ نَفْسَهُ.

۱۴۳۳ - وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ قَالَ نَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ قَالَ نَا مَعْمَرٌ عَنْ هِشَامِ بْنِ مَسْبُوحٍ قَالَ هَذَا مَا حَدَّثَنَا أَبُو هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ عَنْ مُحَمَّدٍ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ كَرَّ أَحَادِيثُ مِنْهَا وَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا قَامَ أَحَدُكُمْ مِنَ اللَّيْلِ فَاسْتَعْجَمَ الْقُرْآنَ عَلَى لِسَانِهِ فَلَمْ يَذَرِ مَا يَقُولُ فَلْيَضْطَجِعْ.

علیہ وسلم نے فرمایا جب تم میں سے کسی شخص کو نماز میں اونٹھ آئے تو وہ سو جائے مٹی کہ اس کی نیند جاتی رہے کیونکہ جب تم میں سے کسی شخص کو نماز کے دوران اونٹھ آئے گی تو ممکن ہے کہ بجائے اپنے لیے دعا کرنے کے خود کو برا بھلا کہنے لگے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تم میں سے کوئی شخص رات کو قرآن پڑھے اور قرآن اس کی زبان پر ٹکے لگے اور وہ نہ سمجھ سکے کہ کیا پڑھ رہا ہے تو لمبیٹ جائے۔

تشریح | اگر ارجمہ کا یہی نظریہ ہے کہ جب کسی شخص کو نیند آرہی ہو تو نیند پوری کرنے کے بعد نماز پڑھے خواہ فرض نماز ہو یا نفل لیکن فرض نماز میں یہ حکم اس صورت میں ہے جب فرض کا وقت نکل جانے کا خطرہ نہ ہو۔



بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

کتاب فضائل القرآن وما يتعلق به

قرآن کریم اور اس کے متعلقات کے فضائل کا بیان

اللہ تعالیٰ کا مسلمانوں پر بے پایاں کرم ہے کہ اس نے مسلمانوں کو قرآن مجید ایسی عظیم دولت سے نوازا۔ قرآن کریم آسمانی کتابوں میں وہ واحد اور منفرد کتاب ہے جس میں تحریف اور تبدیلی نہیں ہو سکتی جس میں اللہ تعالیٰ نے زمانہ بعثت نبوی سے لے کر قیامت تک پیدا ہونے والے انسانوں اور ان کی زندگی کے ہر شعبہ کے لیے جامع ہدایات عطا کی ہیں جس کی پہلے سے کئی پیش گوئیوں کو بعد میں آنے والے وقت نے صحیح ثابت کر دیا اور قیامت تک اس کی پیش گوئیاں تسلسل اور تواتر سے پوری ہو کر قرآن مجید کی صداقت کو ہر زمانہ میں دنیا والوں پر آشکارا کرتی رہیں گی۔ یہ وہ واحد اور منفرد کتاب ہے جس کو یاد کرنے اور زبانی پڑھنے والے تمام دنیا میں موجود ہیں۔ قرآن مجید کے علاوہ دنیا میں کوئی ایسی کتاب نہیں ہے جس کا پورا متن زبانی پڑھا جاتا ہو اور اس کثرت سے پڑھا جاتا ہو، یہ وہ واحد کتاب ہے جو دنیا میں بکثرت چھپتی ہے، سب سے زیادہ پڑھی اور سنی جاتی ہے اور جس کی تعلیمات پر دنیا میں سب سے زیادہ عمل کیا جاتا ہے۔ یہ وہ منفرد کتاب ہے جس نے اپنے نبی کے علاوہ انبیاء سابقین کی تعظیم کو بھی واجب کیا اور ان پر ایمان لانے کو ضروری قرار دیا جس کا پیغام تمام عالم انسانیت کے لیے ہے اور جس کے ہر دعویٰ کو آنے والے وقت نے سچا کر دکھایا۔

قرآن کریم سے پہلے نازل ہونے والی آسمانی کتابوں میں سے آج کوئی کتاب اپنی اس زبان میں موجود نہیں ہے جس زبان میں وہ نازل ہوئی تھی اور نہ کسی دوسری آسمانی کتاب کے ماننے والے یہ دعویٰ کر سکتے ہیں کہ ان کی کتاب آج ان کے ہاتھوں میں بعینہ اسی طرح موجود ہے جس طرح وہ نازل ہوئی تھی اور اس میں کوئی کمی بیشی یا تبدیلی اور تحریف نہیں ہوئی اس کے برخلاف قرآن مجید نے دعویٰ کیا "إِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَإِنَّا لَهُ لَحَافِظُونَ" (حجر: ۹)۔ "لَا يَأْتِيهِ الْبَاطِلُ مِنْ بَيْنِ يَدَيْهِ وَلَا مِنْ خَلْفِهِ" (احزاب: ۱۶)۔ "إِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَإِنَّا لَهُ لَحَافِظُونَ" (حجر: ۹)۔ ہم نے قرآن مجید کو نازل کیا اور ہم ہی اس کے محافظ ہیں۔ قرآن مجید کا یہ چیلنج چودہ صدیوں سے موجود ہے اور اسلام کا کثر سے کثر مخالف بھی یہ ثابت نہیں کر سکا کہ قرآن کریم میں فلاں سورت یا فلاں آیت کم یا زیادہ ہو گئی اور قرآن مجید کا یہ دعویٰ بھوتا ہو گیا کسی سورت یا آیت میں کمی بیشی تو بڑی بات ہے یہ تک نہیں ثابت کیا جا سکا کہ قرآن کریم میں کسی نقطہ یا نہ پر وزر میں کمی بیشی ہو گئی۔

اسی طرح قرآن مجید نے یہ دعویٰ کیا کہ اس کی کسی آیت میں تحریف نہیں ہو سکتی قرآن کریم کی کسی آیت کو دوسرے الفاظ میں بدلا نہیں جا سکتا "لَا يَأْتِيهِ الْبَاطِلُ مِنْ بَيْنِ يَدَيْهِ وَلَا مِنْ خَلْفِهِ" (احزاب: ۱۶)۔ "إِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَإِنَّا لَهُ لَحَافِظُونَ" (حجر: ۹)۔ غیر قرآن قرآن میں شامل نہیں ہو سکتا نہ آگے نہ پیچھے۔

چودہ صدیاں گزر جانے کے بعد کوئی بڑے سے بڑا منکر اسلام بھی بجا نہیں کر سکا کہ قرآن کریم کی فلاں آیت پہلے

اس طرح تھی اور اب اس طرح ہے۔ قرآن مجید میں چھ ہزار چھ سو سولہ آیات، مستتر ہزار نو سو چونتیس کلمات اور تین لاکھ تیس ہزار چھ سو اکتتر حروف ہیں۔ اور کسی آیت کسی کلمہ بلکہ کسی حرف کے بارے میں بھی کمی بیشی یا تبدیلی اور تحریف کا کوئی شخص دعویٰ نہیں کر سکا اور قرآن مجید کی جتنی آیات جتنے کلمات بلکہ جتنے حروف ہیں وہ سب تین طرح قرآن مجید کی صداقت پر دلیل ہیں نہ کسی حرف کی کمی ہو سکی نہ زیادتی ہو سکی نہ اس میں کوئی تبدیلی ہو سکی کسی اور دنیا کی کتاب کی صداقت پر اتنے دلائل آج تک نہیں دیے جاسکے۔ قرآن کریم نے اپنی صداقت اور حقانیت پر ایک اور طرز سے یہ دلیل قائم کی کہ حق دانس میں سے کوئی شخص اس کی نظیر اور مثل نہیں لاسکتا پہلے فرمایا: **قَدْ لئن اجتمعت الانس والجن علی ان یتاتوا بمثل هذا القرآن لایأتون**

بمثله (الاسراء: ۸۷) ”آپ کہہ دیجئے کہ اگر تمام انسان اور جنات قرآن مجید کی مثل لانے پر مجتمع ہو جائیں تو پھر بھی اس جیسا کلام نہیں لاسکتے!“ اس کے بعد فرمایا: **امریقولون افترنه قد فاتوا بعشر مورا مثله مفتونیت** (هود: ۱۳) ”کیا یہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ نے یہ کلام خود بنالیا ہے! آپ کہہ دیجئے کہ تم اس جیسی دس سواری بنا کر لے آؤ“ پھر فرمایا: **وان کنتم فی ریب مما نزلنا علی عبدنا فاتوا بسورة من مثله** (بقراءہ: ۲۳) ”اگر تم اس کلام (کے کلام ربانی ہونے میں) میں شک کرتے ہو جس کو ہم نے اپنے بند سے پر نازل کیا ہے تو اس کلام کی مثل ایک سورت ہی لے آؤ“ اس کے بعد فرمایا: **فلیاتوا بحديث مثله ان كانوا صدیقین** (طہ: ۳۲) ”اگستہ سچے ہیں تو اس جیسی ایک آیت ہی لے آئیں۔“

چودہ صدیاں گزر چکی ہیں اور دن بدن دنیا میں علوم و فنون کی ترقی ہو رہی ہے اور زبان و بیان سے متعلق ہر فن پر سینکڑوں کتابیں لکھی جا چکی ہیں اور اسلام کے مخالفین اور منکرین کی بے پناہ کثرت اور پیرش ہے اس کے باوجود چودہ سو سال سے لے کر آج تک کوئی یہ دعویٰ نہیں کر سکا کہ میں نے قرآن مجید یا اس کی ایک سورت یا ایک آیت کی مثال بنائی ہے۔ اور قرآن مجید کی جس قدر سورتیں اور جتنی آیات ہیں منکرین کے سامنے اتنے ہی چیلنج ہیں اور قرآن کریم کی حقانیت اور صاحب قرآن کی صداقت پر اتنی ہی دلیلیں ہیں، کیونکہ ہر سورت اور ہر آیت ایک چیلنج ہے۔

اگر کسی کے بس میں قرآن مجید یا اس کی کسی سورت یا کسی آیت کی مثل لانی ممکن ہو تو قراب تک لاجچا ہوتا جس وقت قرآن مجید نے یہ دعویٰ کیا اس وقت کوئی مثال لاسکا نہ اب تک لاسکا ہے۔ اس لیے کہا جاسکتا ہے کہ یہ قرآن جس طرح چودہ سو سال پہلے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صداقت پر دلیل تھا، آج بھی دلیل ہے بلکہ اس کی ہر آیت آپ کی نبوت پر دلیل ہے اور متعدد درجہ سے دلیل ہے، نہ اس کی کسی آیت میں کمی ہو سکتی ہے، نہ زیادتی ہو سکتی ہے، نہ کوئی آیت بدلی جاسکتی ہے اور نہ کسی آیت کی کوئی مثل لاسکتا ہے اور جبکہ قرآن مجید میں چھ ہزار سے زیادہ آیات ہیں تو آپ کی نبوت پر چوبیس ہزار سے زیادہ دلائل ہیں اور ایک لاکھ چوبیس ہزار انبیاء و رسل میں سے کسی نبی اور رسول کی نبوت اور رسالت پر اس قدر دلائل نہیں ہیں۔ اور جب تک قرآن رہے گا آپ کی نبوت پر یہ دلائل قائم رہیں گے۔

سداً و دوماً عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے معجزات میں سب سے بڑا معجزہ قرآن کریم ہے اور یہ کتنا بڑا اعجاز ہے کہ تمام انبیاء علیہم السلام کے معجزات ان کے ساتھ زحمت ہو گئے لیکن آپ کی نبوت کا معجزہ قیامت تک قائم رہے گا۔

دوسرے انبیاء علیہم السلام کے ماننے والوں سے اگر کوئی پرچے کہتہ رہے نبی (علیہ السلام) کی نبوت پر کیا دلیل ہے تو کوئی دلیل نہیں پیش کر سکتا اور اگر ہم سے پرچے کہتہ رہے نبی کی نبوت پر کیا دلیل ہے تو ہم سرکار کی نبوت پر ایک دو نہیں چوبیس ہزار سے زیادہ دلیلیں پیش کر سکتے ہیں اسی طرح اگر کسی دین کا پیروکار اپنے دین کے بارے میں مشکوک ہو تو اسکو مطمئن کرنے کیلئے کوئی چیز نہیں ہے اور اگر خدا نخواستہ کوئی مسلمان اپنے دین سے مشکوک ہو تو اس کو مطمئن کرنے کیلئے چوبیس ہزار سے زیادہ وجوہات ہیں۔ واللہ الحمد علی ذلک۔

قرآن مجید کے فضائل احادیث کی روشنی میں علامہ جلال الدین سیوطی نے قرآن مجید کے فضائل میں بہت سی احادیث ذکر کی ہیں جن میں سے بعض کا بیان حسب ذیل ہے:

اخرج الديلمي من حديث علي حمله
القرآن في ظل الله يوم لا ظل الا
ظله۔

واخرج الحاكم من حديث أبي هريرة يحيى
صاحب القرآن يوم القيمة فيقول القرآن
يا رب حلہ فيلبس تاج الكرامة ثم يقول
يا رب زد يا رب ارض عنه ويقال له اقوا
وارق ويزاد له بكل آية حسنة۔

واخرج من حديث عبد الله بن عمر
الصيام والقراءة يشفعان للعبد۔

امام دیلمی نے اپنی سند کے ساتھ حضرت علی رضی اللہ عنہ
سے روایت کیا کہ جس دن کسی چیز کا سایہ نہیں ہوگا اس دن
ماطین قرآن اللہ تعالیٰ کے سامنے میں ہوں گے۔

امام حاکم نے اپنی سند کے ساتھ حضرت ابو ہریرہ رضی
اللہ عنہ سے روایت کیا کہ قرآن پڑھنے والا قیامت کے دن
اُسے گا تو قرآن فرمائے گا اے رب! اس کو لباس پہنا پھر
اس کو کرامت کا تاج پہنایا جائے گا، قرآن پھر فرمائے گا
”اے رب زیادہ عطا کر اے رب اس سے راضی ہو جا“
اصقرآن پڑھنے والے سے کہا جائے گا قرآن پڑھتا جا اور
ترقی کرتا جا اور ہر آیت کے بدلہ میں اسے ایک نئی زیادہ دی جائیگی۔
اور امام حاکم نے اپنی سند کے ساتھ حضرت عبد اللہ بن عمر رضی
اللہ عنہما سے روایت کیا کہ روزہ اور قرآن بندے کی شفاعت
کریں گے۔

بعض سورتوں کے فضائل علامہ جلال الدین سیوطی نے احادیث کے حوالے سے قرآن مجید کی سورتوں کے حسب ذیل فوائد
ذکر کئے ہیں:

الم سجدہ کی فضیلت

اخرج ابو عبيد من
موسى المصيب بن رافع تعلق الم السجدة

ابو عبید نے مصیب بن رافع سے ارسال روایت کیا کہ
قیامت کے دن الم السجدہ دو پڑوں کے ساتھ آئے گی

۱۔ علامہ جلال الدین سیوطی ترقی ۵۹۱۔ اتقان فی علوم القرآن ج ۲ ص ۵۲-۱۵۲، مطبوعہ سہیل اکہڈمی لاہور الطبعة الثانیہ ۱۴۰۰ھ۔

۲۔

marfat.com

Marfat.com

یوم القيمة لها جناحان تظل صاحبهما تقول
لا سبيل عليك لا سبيل عليك -

یس کی فضیلت

اور اپنے پڑھنے والے پر سایہ کرے گی اور کہے گی تمہیں کوئی
پریشانی نہیں ہوگی! تمہیں کوئی پریشانی نہیں ہوگی! -

اخرج ابو داود والنسائي وابن حبان
وغیرہم من حدیث معقل بن یسار یس
قلب القرآن لا یقرؤها رجل یرید الله
والدار الاخرة الا غفر له اقرووها
على موتاكم -

امام ابو داؤد، امام نسائی اور امام ابن حبان وغیرہ نے اپنی
اسانید کے ساتھ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ
یس قرآن کا دل ہے، جو شخص بھی یس کو اللہ تعالیٰ (کی رضا)
اور (اجر) آخرت کے لیے پڑھے گا اللہ تعالیٰ اس کو بخش دیگا
اس کو اپنے مَرُودوں پر پڑھا کر دے! -

سورہ رحمن کی فضیلت

اخرج البيهقي من حدیث علی مرفوعاً
لكل شیء عروساً وحرس القرآن
الرحمن -

امام بیہقی نے اپنی سند کے ساتھ حضرت علی رضی اللہ عنہ
سے روایت کیا کہ ہر چیز کی ایک دہن ہوتی ہے اور قرآن کی
دہن سورہ رحمان ہے۔

تبارک الذی کی فضیلت

اخرج الترمذی من حدیث ابن عباس
هي المانعة هي المنجية تنجي من عذاب القبر -

امام ترمذی نے اپنی سند کے ساتھ بیان کیا ہے کہ سورہ
تبارک الذی عذاب قبر سے نجات دیتی ہے۔

سورۃ البینہ کی فضیلت

اخرج ابو نعیم فی الصحابة من حدیث
اسماعيل بن ابي حکيم الذی فی الصحابی
مرفوعاً ان الله یسمع قواء تکلم به یکن
الذین کفروا فیقول البشر عبدی
فوعزقی لا مکنن لک فی الجنة حتی
تدعنی -

امام ابو نعیم نے اپنی سند کے ساتھ حضرت اسماعیل بن
ابی حکیم رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً روایت کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم نے فرمایا "اللہ تعالیٰ اے یکن الذین کفروا -
کی قرأت سناتا ہے پھر فرماتا ہے میرے بندے کو بشارت دیدے
مجھے اپنی عزت کی قسم میں اس کو جنت میں ضرور جگہ دوں گا حتیٰ کہ
یہ راضی ہو جائیگا۔

سورہ اخلاص کی فضیلت

اخرج الطبرانی فی الاوسط من حدیث
امام طبرانی نے اوسط میں عبد اللہ بن شخبیر رضی اللہ عنہ

عبد اللہ بن الشغیر من قرأ قل هو اللہ احد
فی مرضہ الذی یموت فیہ لم یکن یفتن
فی قبرہ وامن من ضغطۃ القبر و
حسلۃ السلاکۃ یوم القیمۃ باکفہا حتی
تجیزہ الصراط الی الجنة۔

سے روایت کیا جس شخص نے اپنے مرض الموت میں قل هو اللہ احد (سورہ اخلاص) پڑھی اس سے قبر میں سوال نہیں ہوگا نہ قبر میں دیایا جائے گا اور روز قیامت فرشتے اسے اپنے ہاتھوں میں اٹھا کر پل صراط سے پار کر کر جنت میں لے جائیں گے۔

بعض آیات کے فضائل | علامہ جلال الدین سیوطی رحمہ اللہ نے احادیث کے حوالے سے قرآن کریم کی بعض آیات کے فضائل ذکر کیے ہیں جن میں سے بعض کو ہم ذکر کر رہے ہیں۔

آیۃ الکرسی کی فضیلت

اخرج ابن حبان والنسائی من حدیث ابی امامۃ من قرأ آیۃ الکرسی دبر کل صلوة مکتوبۃ لم یمتنع من دخول الجنة الا ان یموت۔

امام ابن حبان اور امام نسائی نے حضرت ابی امامہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ جس شخص نے ہر فرض نماز کے بعد آیۃ الکرسی پڑھی اسے جنت میں جانے سے موت کے علاوہ اور کوئی چیز روکنے والی نہیں ہے۔

سورہ بقرہ کی آخری آیات کی فضیلت

اخرج الاثمۃ الستۃ من حدیث ابی مسعود من قرأ الایتین من آخر سورۃ البقرۃ فی لیلۃ کفتا۔

صحاح ستہ میں ہے حضرت ابومسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جس شخص نے رات کو سورہ بقرہ کی آخری دو آیات پڑھ لیں وہ اسے کافی ہوں گی۔

سورہ آل عمران کی آخری آیات کی فضیلت

اخرج البیهقی من حدیث عثمان بن عفان من قرأ آخر آل عمران فی لیلۃ کتب لہ قیام لیلۃ۔

امام بیہقی نے اپنی سند کے ساتھ حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ جس شخص نے رات کے آخری حصہ میں آل عمران کی آخری آیات پڑھیں اس کے لیے تمام رات کا قیام نگھ دیا جائے گا۔

بَابُ الْأَمْرِ بِتَعْقُدِ الْقُرْآنِ وَكَرَاهَةِ قَوْلِ

نَسِيتُ آيَةً كَذَا

۱۴۳۲۔ حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَأَبُو كُرَيْبٍ قَالَا نَا أَبُو سَامَةَ عَنْ هِشَامٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَمِعَ رَجُلًا يَقْرَأُ مِنَ اللَّيْلِ فَقَالَ يَرْحَمُهُ اللَّهُ لَقَدْ ذَكَرَنِي كَذَا وَكَذَا آيَةً كُنْتُ أَسْقُطُهَا مِنْ سُورَةٍ كَذَا وَكَذَا۔

۱۴۳۵۔ وَحَدَّثَنَا ابْنُ نُمَيْرٍ قَالَ نَا عَبْدُ اللَّهِ وَأَبُو مُعَاوِيَةَ عَنْ هِشَامٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهَا قَالَتْ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَسْمَعُ قِرَاءَةَ رَجُلٍ فِي الْمَسْجِدِ فَقَالَ رَحِمَهُ اللَّهُ لَقَدْ أَذْكَرَنِي آيَةً كُنْتُ أَنْسِيْتُهَا۔

۱۴۳۶۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى قَالَ قَرَأْتُ عَلَى مَالِكٍ عَنْ ثَابِتٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنَّهُمَا مِثْلُ صَاحِبِ الْقُرْآنِ كَمِثْلِ الْإِبِلِ الْمُعْقَلَةِ إِنْ عَاهَدَ عَلَيْهَا أَمْسَكَهَا وَ إِنْ أَطْلَقَهَا ذَهَبَتْ۔

۱۴۳۷۔ حَدَّثَنَا زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ وَمُحَمَّدُ بْنُ مُثَنَّى وَعَبِيدُ اللَّهِ بْنُ سَعِيدٍ قَالُوا نَا يَحْيَى وَهُوَ الْقَطَّانُ ح وَحَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ قَالَ نَا أَبُو خَالِدٍ الْأَحْمَرُ ح وَحَدَّثَنَا ابْنُ نُمَيْرٍ قَالَ نَا أَبِي كَلْبَةَ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ ح وَحَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عُمَرَ قَالَ نَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ أَنَا مَعْمَرٌ عَنْ أَيُّوبَ ح وَحَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ نَا يَعْقُوبُ يَعْنِي ابْنَ

قرآن کریم کو یاد رکھنے کا حکم

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے رات کو مسجد میں ایک شخص سے قرآن کریم سُنا، آپ نے فرمایا اللہ تعالیٰ اس شخص پر رحم فرمائے، اس نے مجھے فلاں فلاں آیت یاد دلادی جس کو میں فلاں فلاں سورۃ سے چھوڑ دیتا تھا۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مسجد میں ایک شخص سے قرآن سُنا تو آپ نے فرمایا اللہ تعالیٰ اس پر رحم فرمائے اس نے مجھے ایک آیت یاد دلادی جو مجھ سے بھلائی جا چکی تھی۔

حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ قرآن کریم حفظ کرنے والے کی مثال اس اونٹ کی طرح ہے جس کا ایک پیڑ بندھا ہوا ہو اگر اس کے مالک نے اس کا خیال رکھا تو وہ رہے گا ورنہ چلا جائے گا۔

ایک اور سند سے حضرت عبد اللہ بن عمر کی روایت میں یہ اضافہ ہے کہ قرآن مجید پڑھنے والا اگر رات اور دن کو اٹھ کر پڑھتا رہتا ہے تو قرآن مجید یاد رہتا ہے ورنہ بھول جاتا ہے۔

عَبْدُ الرَّحْمَنِ ح وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْحَقَ الْمُسَيَّبِيُّ
قَالَ نَا أَنَسُ بْنُ يَعْنَى ابْنُ عِيَّاضٍ جَمِيعًا عَنْ مُوسَى بْنِ

عُقْبَةَ كُلُّ هَؤُلَاءِ عَنْ تَائِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمَعْنَى حَدِيثِ مَا لَيْكَ وَزَادَ
فِي حَدِيثِ مُوسَى بْنِ عُقْبَةَ وَلَا إِذَا قَامَ صَاحِبُ الْقُرْآنِ فَقَرَأَهُ بِاللَّيْلِ وَالنَّهَارِ ذَكَرَهُ وَإِنْ لَمْ يَقُمْ بِهِ شَيْءٌ .

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں
کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ بُری بات ہے کہ تم
میں سے کوئی شخص یہ کہے کہ میں فلاں فلاں آیت بھول گیا بلکہ
قرآن مجید نے اسے بھلا دیا۔ قرآن مجید کو خیال سے یاد
رکھو کیونکہ وہ لوگوں کے سینہ سے بندھے ہوئے جانور کی نسبت
زیادہ بھاگنے والا ہے۔

۱۷۳۸۔ وَحَدَّثَنَا زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ وَعُثْمَانُ بْنُ
أَبِي شَيْبَةَ وَاسْحَقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ إِسْحَقُ أَنَا وَ
الْأَخْرَانِ نَاجِرٌ عَنْ مَنْصُورٍ عَنْ أَبِي وَائِلٍ عَنْ
عَبْدِ اللَّهِ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
يُشْسَ مَا لَا أَحَدُكُمْ أَنْ يَقُولَ نَسِيتُ آيَةً كَيْتَ وَكَيْتَ
بَلْ هُوَ لِنَسِيٍّ اسْتَذَكُرُوا الْقُرْآنَ فَلَهُوَ أَشَدُّ تَفْصِيًّا مِنْ
صُدُورِ الرِّجَالِ مِنَ التَّعَمُّدِ بِعُقُوبَتِهَا .

خلیق کہتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ
نے فرمایا قرآن مجید کو خیال سے یاد رکھو کیونکہ وہ لوگوں کے
سینوں سے بندھے ہوئے جانور کی بہ نسبت زیادہ بھاگنے
والا ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم میں سے کوئی
شخص یہ نہ کہے کہ وہ فلاں آیت بھول گیا بلکہ یہ کہے کہ وہ بھلا دیا گیا۔

۱۷۳۹۔ وَحَدَّثَنَا ابْنُ نُسَيْرٍ قَالَ نَا أَبُو
مَعَاوِيَةَ ح وَحَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى وَالتَّفْظَلَةُ قَالَ
أَنَا أَبُو مَعَاوِيَةَ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ شَقِيقٍ قَالَ قَالَ
عَبْدُ اللَّهِ تَعَاهَدُوا هَذِهِ الْمَصَاحِفَ وَرَبَّمَا قَالَ
الْقُرْآنَ فَلَهُوَ أَشَدُّ تَفْصِيًّا مِنْ صُدُورِ الرِّجَالِ
مِنَ التَّعَمُّدِ مِنْ عَقْلِهِمْ قَالَ وَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى
اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَقُلْ أَحَدُكُمْ نَسِيتُ آيَةً كَيْتَ
وَكَيْتَ بَلْ هُوَ لِنَسِيٍّ .

شقیق بن سلمہ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت عبداللہ بن مسعود
رضی اللہ عنہ سے سنا انہوں نے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے آپ نے فرمایا کسی شخص کے لیے یہ
بُری بات ہے کہ وہ کہے میں نے فلاں فلاں سورت بھلا دی
یا فلاں فلاں آیت بھلا دی بلکہ یوں کہے کہ وہ بھلا دیا گیا۔ یہی
قرآن مجید نے اس کو اس قابل نہیں سمجھا کہ اس کے پاس رہتا۔

۱۷۴۰۔ وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ حَاتِمٍ قَالَ نَا
مُحَمَّدُ بْنُ بَكْرٍ قَالَ أَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ قَالَ حَدَّثَنِي عَبْدُ اللَّهِ
ابْنُ أَبِي لُبَابَةَ عَنْ شَقِيقِ بْنِ سَلَمَةَ قَالَ سَمِعْتُ ابْنَ
مَسْعُودٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ يَقُولُ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى
اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ يُنْسَى لِلرَّجُلِ أَنْ يَقُولَ نَسِيتُ
سُورَةً كَيْتَ وَكَيْتَ أَوْ نَسِيتُ آيَةً كَيْتَ وَكَيْتَ بَلْ
هُوَ لِنَسِيٍّ .

حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی اکرم
صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قرآن کریم کو یاد رکھو قسم اس ذات
میں جس کے ہاتھ میں ہے کہ قرآن مجید میں محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی جگہ

۱۷۴۱۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ بُرَّادٍ الْأَشْعَرِيُّ وَ
أَبُو كُرَيْبٍ قَالَا نَا أَبُو سَامَةَ عَنْ بَرِيدٍ عَنْ أَبِي بُرَّةٍ
عَنْ أَبِي مُوسَى عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ

عَنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ وَهَبٍ قَالَ أَخْبَرَنِي عَمْرُو بْنُ مَالِكٍ وَحَمِيْدُ بْنُ شَرِيْحٍ عَنِ ابْنِ الْهَادِ وَهَذَا الْإِسْنَادُ مِثْلَهُ سَوَاءً وَقَالَ إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَمْ يَقُلْ سَمِعَ -

۱۴۲۶ - وَحَدَّثَنَا الْحَكَمُ بْنُ مُوسَى قَالَ نَاهِقُلُ عَنْ الْأَوْزَاعِيِّ عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا أَدْنَى اللَّهُ لَشَيْءٍ كَذَا ذِيهِ لِنَبِيِّ يَتَغَنَّى بِالْقُرْآنِ يَجْمَعُهُ بِهِ -

۱۴۲۷ - وَحَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ أَبِي كَثِيرٍ وَفُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ وَابْنُ حُجْرٍ قَالُوا نَا سَمَاعُ بْنُ جَعْفَرٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرِو عَنْ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِثْلَ حَدِيثِ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ غَيْرَ أَنَّ ابْنَ أَبِي كَثِيرٍ قَالَ فِي رِوَايَتِهِ كَذَا ذِيهِ -

۱۴۲۸ - حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ قَالَ نَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ نُمَيْرٍ وَحَدَّثَنَا ابْنُ نُمَيْرٍ قَالَ نَا أَبِي قَالَ مَالِكٌ وَهُوَ ابْنُ مَخْوَلٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ بُرَيْدَةَ عَنْ أَبِيهِ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ قَيْسٍ أَوِ الْأَشْعَرِيَّ أُعْطِيَ مِزْمَارًا مِنْ مَزَامِيرِ آلِ دَاوُدَ -

۱۴۲۹ - وَحَدَّثَنَا دَاوُدُ بْنُ رَشِيدٍ قَالَ نَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ قَالَ نَا طَنْحَةَ عَنْ أَبِي بُرَيْدَةَ عَنْ أَبِي مُوسَى رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِأَبِي مُوسَى كَوِّمِ أَيْتِي وَأَنَا أَسْتَعِمُّ قِرَاءَتِكَ الْبَارِحَةَ لَقَدْ أُوتِيتَ مِزْمَارًا مِنْ مَزَامِيرِ آلِ دَاوُدَ -

۱۴۵۰ - وَحَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ قَالَ نَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ إِدْرِيسَ وَكَثِيرٌ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ نُمَيْرٍ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ کسی چیز پر اتنا اجر نہیں عطا کرتا جتنا نبی کے خوش الحانی اور بلند آواز سے قرآن مجید پڑھنے پر اجر عطا فرماتا ہے۔

ایک اور سند سے بھی ایسی ہی روایت ہے۔

حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا حضرت عبد اللہ بن قیس یا حضرت اشعری کو آل داؤد کی خوش آوازی سے حصہ عطا کیا گیا ہے۔

حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابو موسیٰ سے فرمایا اگر تم مجھے کل رات دیکھتے جب میں تمہارا قرآن سن رہا تھا (تو بہت خوش ہوئے) لاریب تمہیں آل داؤد کی خوش آوازی سے حصہ ملا ہے۔

حضرت عبد اللہ بن مفضل رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فتح مکہ کے سال راستہ میں اپنی

Marfat.com

بْنِ قُرَّةَ قَالَ سَمِعْتُ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ مَعْقِلٍ الْمَدَنِيَّ يَقُولُ قَرَأَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَامَ الْفَتْحِ فِي مَسِيرِهِ لِهَ سُوْرَةَ الْفَتْحِ عَلَى رَاحِلَتِهِ فَرَجَعَهُ فِي قَرَاءَتِهِمْ قَالَ مُعَاوِيَةُ كَوْلَا مَا فِي أَخَاكَ أَنْ يَجْمَعَهُ عَلَى النَّاسِ لِحَكَايَتِكَ لَكُمْ قَرَاءَتَهُ .

۱۵۱- وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مُثَنَّى وَمُحَمَّدُ بْنُ بَكَّاءُ قَالَ ابْنُ مُثَنَّى نَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ قَالَ نَا شُعْبَةُ عَنْ مُعَاوِيَةَ بْنِ قُرَّةَ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَعْقِلٍ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ قَالَ دَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ فَتْحِ مَكَّةَ عَلَى نَاقَتِهِ يَقْرَأُ سُوْرَةَ الْفَتْحِ قَالَ فَقَرَأَ ابْنُ مَعْقِلٍ وَمَا جَاءَهُ قَالَ مُعَاوِيَةُ كَوْلَا النَّاسُ لَا خَذْتُ لَكُمْ بِذَلِكَ الَّذِي ذَكَرَهُ ابْنُ مَعْقِلٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ .

۱۵۲- وَحَدَّثَنَا لَا يَجْبِي ابْنُ حَبِيبٍ الْحَارِثِيُّ قَالَ نَا خَالِدُ بْنُ الْحَارِثِ ح وَحَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُعَاذٍ قَالَ نَا ابْنِي قَالَ نَا شُعْبَةُ هَذَا إِسْنَادٌ نَحْوُهُ وَفِي حَدِيثِ خَالِدِ بْنِ الْحَارِثِ قَالَ عَلَى رَاحِلَتِهِ يَسِيرُ وَهُوَ يَقْرَأُ سُوْرَةَ الْفَتْحِ .

قرآن مجید کو خوش الحانی سے پڑھنے میں مذاہب

قرآن مجید کو خوش الحانی سے پڑھنے کے مسئلہ میں اختلاف ہے۔ امام مالک رحمہ اللہ اور جمہور قرآن مجید خوش الحانی سے پڑھنے کو

مکروہ قرار دیتے ہیں کیونکہ اس سے نضوع نشوع نہیں رہتا۔ امام شافعی رحمہ اللہ کے اس میں دو قول ہیں۔ ایک قول میں اجازت دی ہے اور دوسرے قول میں منع کیا ہے۔ علامہ نووی فرماتے ہیں اگر کوئی شخص قرأت کے قواعد کو خوش الحانی کے تابع کر کے پڑھے مثلاً جہاں مد نہ ہو وہاں مد کے ساتھ پڑھے اور جہاں مد ہو وہاں مد نہ پڑھے یا غنہ کے طول اور قصر میں خلافت قواعد پڑھے تو ایسی خوش الحانی مکروہ ہے اور جو شخص تجوید و قرأت کے قوانین کے تابع ہو کر قرآن مجید کو خوش الحانی سے پڑھے وہ جائز ہے۔

سواوی پر سند فتح پڑھی اور آپ قرأت دہراتے رہے، سواویہ بن قرہ کہتے ہیں کہ اگر مجھے یہ خدشہ نہ ہوتا کہ لوگ مجھے گھیر لیں گے تو میں ہتھیں آپ کی قرأت سُناتا۔

حضرت عبداللہ بن مغفل رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے فتح مکہ کے دن دیکھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی اونٹنی پر سورہ فتح پڑھ رہے تھے۔ راوی کہتے ہیں کہ حضرت ابن مغفل رضی اللہ عنہ نے قرآن پڑھا اور دہرایا، سواویہ بن قرہ کہتے ہیں کہ اگر مجھے لوگوں کا خدشہ نہ ہوتا تو میں بھی تمہیں اس طرح پڑھ کر سُناتا جس طرح حضرت ابن مغفل رضی اللہ عنہ نے ہی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کر کے سُنایا تھا۔

ایک اور سند سے بھی ایسی ہی روایت منقول ہے۔

۱۔ علامہ ابو عبد اللہ عثمانی مالکی متوفی ۸۲۸ھ، اکمال اکال العلم ج ۲ ص ۴۱۲، مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت۔
۲۔ علامہ یحییٰ بن شرف نووی شافعی متوفی ۷۲۷ھ، شرح صحیح مسلم ج ۱ ص ۲۸۸، مطبوعہ دار الفکر بیروت۔
۳۔ علامہ یحییٰ بن شرف نووی شافعی متوفی ۷۲۷ھ، شرح صحیح مسلم ج ۱ ص ۲۸۸، مطبوعہ دار الفکر بیروت۔
۴۔ علامہ یحییٰ بن شرف نووی شافعی متوفی ۷۲۷ھ، شرح صحیح مسلم ج ۱ ص ۲۸۸، مطبوعہ دار الفکر بیروت۔

امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ نے (شرط مذکور کے ساتھ) قرآن مجید کو خوش الحانی سے پڑھنے کی ابادت دی ہے کیونکہ حدیث شریف میں ہے:

ذِينُوا الْقُرْآنَ بِأَصْوَاتِهِمْ لَيْسَ مِنْهُمْ
لَمْ يَتَغَنَّ بِالْقُرْآنِ -

بَابُ نَزُولِ السَّكِينَةِ لِقِرَاءَةِ الْقُرْآنِ

۱۷۵۳ - حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى قَالَ نَا أَبُو حَنِيمَةَ
عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ عَنِ الْبَرَاءِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ كَانَ
رَجُلٌ يَقْرَأُ سُورَةَ الْكَهْفِ وَعِنْدَهُ قَرْسٌ مَرْبُوطٌ
بِشَظَّتَيْنِ فَتَغَشَّتْهُ سَحَابَةٌ فَجَعَلَتْ تَدُومُ وَ
تَذْنُو وَجَعَلَ قَرْسُهُ يَنْفِرُ مِنْهَا فَلَمَّا أَصْبَحَ أَقْبَى
النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَذَكَرَ ذَلِكَ لَنَا فَقَالَ
تِلْكَ السَّكِينَةُ نَزَلَتْ بِالْقُرْآنِ -

قرآن مجید کو اچھی آواز سے پڑھو۔ جو خوش آوازی
سے قرآن نہیں پڑھتا وہ ہمارے طریقہ محمودہ پر نہیں ہے۔
قرآن مجید پڑھنے پر سکینت کا نازل ہونا

حضرت برادر بن عازب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص
سورہ کہف پڑھ رہا تھا، درآں حایکہ اس کے پاس ایک گھوڑا اور
لمبی رستیوں سے بندھا ہوا تھا۔ اچانک اس گھوڑے کو ایک
باطل نے ڈھانپ لیا اور وہ بادل اس کے گرد گھومنے لگا۔ صبح کو وہ
اس کے قریب ہونے لگا اور اس کا گھوڑا بدکنے لگا۔ صبح کو وہ
نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور اس واقعہ کا ذکر
کیا۔ آپ نے فرمایا یہ سکینہ ہے جو قرآن مجید کی برکت سے نازل ہوئی۔
(فائدہ) سکینہ اللہ تعالیٰ کی مخلوق میں سے ایک مخلوق ہے جس کی وجہ سے اطمینان حاصل ہوتا ہے اور اس کے ساتھ فرشتے
بھی ہوتے ہیں۔

۱۷۵۴ - وَحَدَّثَنَا ابْنُ الْمُثَنَّى وَابْنُ بَشَّارٍ وَاللَّفْظُ
لِابْنِ مُثَنَّى قَالَ نَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ قَالَ نَا شُعْبَةُ
عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ قَالَ سَمِعْتُ الْبَرَاءَ يَقُولُ قَرَأَ
رَجُلٌ الْكَهْفَ فِي الدَّارِ دَابَّةٌ فَجَعَلَتْ تَنْفِرُ
فَتَنْظُرُ فَإِذَا ضَبَابَةٌ أَوْ سَحَابَةٌ قَدْ غَشِيَتْهُ قَالَ
فَذَكَرَ ذَلِكَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ
اقْرَأْ فَلَانُ فَإِنَّهَا السَّكِينَةُ تَنْزَلَتْ عِنْدَ الْقُرْآنِ
أَوْ تَنْزَلَتْ بِالْقُرْآنِ -

حضرت برادر بن عازب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک
شخص سورہ کہف پڑھ رہا تھا درآں حایکہ اس کے گھر میں ایک
جانور بندھا ہوا تھا۔ اچانک وہ جانور بدکنے لگا اس شخص نے دیکھا
کہ ایک بادل نے اس کو ڈھانپا ہوا ہے۔ اس شخص نے اس
واقعہ کا نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے ذکر کیا۔ آپ نے فرمایا اسے شخص
پڑھتے رہو، یہ سکینہ ہے جو قرآن مجید کی تلاوت کے وقت
نازل ہوتی ہے۔

۱۷۵۵ - وَحَدَّثَنَا ابْنُ الْمُثَنَّى قَالَ نَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ
ابْنُ مَهْدِيٍّ وَابْنُ أَبِي إِسْحَاقَ قَالَ شُعْبَةُ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ
قَالَ سَمِعْتُ الْبَرَاءَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ يَقُولُ فَذَكَرَ
نَحْوَهُ غَيْرَ أَتَيْنَاهَا قَالَا تَنْفِرُ -

ایک اور سند سے بھی ایسی ہی روایت منقول ہے۔

۱۷۵۶ - وَحَدَّثَنَا حَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ الْحُلَوَانِيُّ وَ
حُجَّاجُ بْنُ الشَّاعِرِ وَتَقَارَبَا فِي الْإِسْلَامِ قَالَا

حضرت اسید بن حنیف رضی اللہ عنہ ایک شب اپنے
مرآئ مجید پڑھ رہے تھے اچانک ان کی گھوڑی

بْنُ إِدْرِائِيْمَ قَالَ نَا بِي قَالَ نَا يَزِيْدُ بَنُ الْهَادِ اَنَّ
عَبْدَ اللّٰهِ بَنُ حَبَابٍ حَدَّثَنَا اَنَّ اَبَا سَعِيْدٍ رَاَيْتُ
حَدَّثَنَا اَنَّ اُسَيْدَ بْنَ حُصَيْنٍ بَيْنَمَا هُوَ كَلِيْلَةٌ يَقْرَأُ
فِي مَرْبِدٍ اِذْ جَالَتْ حُرْسَةُ فَقَرَأَ اَهُ كُمْ جَالَتْ
اُخْرَى فَقَرَأَ كُمْ جَالَتْ اَيْضًا قَالَ اُسَيْدٌ لِحَشِيَّتِ اَنْ
تَطَا يَحْيَى فَقُمْتُ اِلَيْهَا فَاِذَا مِثْلُ الظِّلَّةِ فَتَوَقَّ
رَأْسِي فِيْهَا اَمْثَالُ الشَّرَجِ عَرَجَتْ فِي الْجَوْحِ حَتَّى
مَا اَرَاهَا قَالَ فَخَدَّوْتُ عَلَى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ بَيْنَمَا اَنَا الْبَارِحَةُ
مِنْ جَوْفِ اللَّيْلِ اَقْرَأُ فِي مَرْبِدٍ اِذْ جَالَتْ كُرْسِي
فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَقْرَأُ ابْنُ
حُصَيْنٍ قَالَ فَقَرَأْتُ ثُمَّ جَالَتْ اَيْضًا فَقَالَ
رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَرَأُ ابْنُ
حُصَيْنٍ قَالَ فَقَرَأْتُ ثُمَّ جَالَتْ اَيْضًا فَقَالَ رَسُوْلُ
اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَقْرَأُ ابْنُ حُصَيْنٍ قَالَ
فَانْصَرَفْتُ وَكَانَ يَحْيَى قَرِيْبًا فَخَشِيتُ اَنْ تَطَا هُ
فَرَأَيْتُ مِثْلَ الظِّلَّةِ فِيْهَا اَمْثَالُ الشَّرَجِ عَرَجَتْ
فِي الْجَوْحِ حَتَّى مَا اَرَاهَا فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى
اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَلِكُ الْمَلَا ئِكَةُ كَانَتْ تَسْتَبِيْعُ
لَكَ وَلَوْ قَرَأْتَ لَا ضَبَحْتَ يَرَاهَا النَّاسُ مَا
كَسَتَهُ مِنْهُمْ

۱۷۵۷۔ وَحَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ وَابُوْ كَامِلٍ
الْبُجْعَدِيُّ كِلَاهُمَا عَنْ اَبِي عَوَانَةَ قَالَ قُتَيْبَةُ
كَأَبُو عَوَانَةَ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ اَنَسٍ عَنْ اَبِي مُوسَى
الْأَشْعَرِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى
اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِثْلُ الْمُؤْمِنِ الَّذِي يَقْرَأُ الْقُرْآنَ
مِثْلُ الْاُتْرُجَةِ يَرِيحُهَا طَيِّبٌ وَطَعْمُهَا طَيِّبٌ وَمِثْلُ
الْمُؤْمِنِ الَّذِي لَا يَقْرَأُ الْقُرْآنَ مِثْلُ الشَّهْرِ لَا رِيحَ
لَهَا وَطَعْمُهَا حُلُوٌّ وَمِثْلُ الْخَنَافِ الَّذِي يَقْرَأُ الْقُرْآنَ

کو دے لگی انھوں نے پڑھا تو وہ پھر کو دے لگی انھوں نے پھر
پڑھا تو وہ پھر کو دے لگی وہ کہتے ہیں کہ مجھے ڈر لگا کہ میں یہ گھوڑی بھی لان
کا بچہ (کو دے کچل ڈالے اسلئے میں موڑنے کے پاس جا کر کھڑا ہو گیا کیا دیکھنا
ہو کہ ایک سائبان میرے سر پر ہے اور اس میں چراغ کی طرح
کچھ چیزیں روشن ہیں وہ سائبان اوپر چڑھنے لگا حتیٰ کہ میری
نظروں سے دور ہو گیا۔ جب کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا یا رسول اللہ! گذشتہ شب
میں اپنے کمدیان میں قرآن مجید پڑھ رہا تھا کہ یکایک میری گھوڑی
بکے لگی، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اسے ابن حنبلہ
پڑھتے رہا کرو، انھوں نے عرض کیا میں پڑھتا رہا وہ پھر کو دے
لگی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پھر فرمایا اسے ابن حنبلہ
پڑھتے رہو، انھوں نے عرض کیا میں پڑھتا رہا وہ پھر کو دے
لگی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اسے ابن حنبلہ
پڑھتے رہو! انھوں نے کہا میں واپس چلا گیا اور بھی (گھوڑی کے)
قریب تھا۔ مجھے خطرہ محسوس ہوا کہ کہیں یہ کھینچ کر کچل نہ دے،
میں نے دیکھا کہ سائبان کی طرح کوئی چیز ہے جس میں کچھ چیزیں
چراغوں کی طرح ہیں وہ آسمان کی طرف چڑھ رہی ہیں حتیٰ کہ میری نظر
سے اوجھل ہو گئیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ
فرشتے تھے جو (تمہارا قرآن) سُن رہے تھے اگر تم صبح تک
پڑھتے رہتے تو دوسرے لوگ بھی ان کو دیکھ لیتے اور یہ ان
سے مخفی نہ رہتے۔

حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو مومن قرآن کریم پڑھتا ہے
اس کی مثال تریج کی طرح ہے جس کی خوشبو پسندیدہ اور ذائقہ
نوشگوار ہے اور جو مومن قرآن مجید نہیں پڑھتا وہ کھجور کی طرح
ہے جس میں خوشبو نہیں لیکن ذائقہ میٹھا ہے اور جو منافق قرآن
مجید پڑھتا ہے اس کی مثال ریحان کی طرح ہے جس کی خوشبو اچھی ہے اور
ذائقہ کڑوا ہے۔ اور منافق جو قرآن مجید نہیں پڑھتا اس کی مثال اندر لک
کی طرح ہے اس میں خوشبو نہیں ہے اور مزہ کڑوا ہے۔

مَثَلُ الرَّيْحَانَةِ رِيحُهَا طَيِّبٌ وَطَعْمُهَا مُرٌّ وَمَثَلُ
الْمُتَنَافِقِ الَّذِي لَا يَقْرَأُ الْقُرْآنَ كَمَثَلِ الْحَنْظَلَةِ
لَيْسَ لَهَا رِيحٌ وَطَعْمُهَا مُرٌّ۔

۱۷۵۸۔ وَحَدَّثَنَا هَدَّابُ بْنُ خَالِدٍ قَالَ نَا
هَتَامُ بْنُ سَعِيدٍ عَنْ شُعْبَةَ بْنِ الْمَثَنِيِّ قَالَ نَا يَحْيَى
بْنُ سَعِيدٍ عَنْ شُعْبَةَ بْنِ كِلَابٍ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ يَهْدَا
الْإِسْنَادِ مِثْلَهُ غَيْرَ أَنَّ فِي حَدِيثِ هَتَامٍ بَدَلُ
الْمُتَنَافِقِ الْفَاجِرُ۔

ایک اور سند سے بھی یہ روایت منقول ہے لیکن اس
میں منافق کی جگہ فاجر کا لفظ ہے۔

تشریح اس باب کی احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ عام افراد امت کے لیے فرشتوں کو دیکھنا ممکن ہے اور قرآن پڑھنے
والوں کی فضیلت ہے کیونکہ ان پر رحمت نازل ہوتی ہے اور فرشتے حاضر ہوتے ہیں۔

بَابُ فَضِيلَةِ حَافِظِ الْقُرْآنِ

۱۷۵۹۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ وَمُحَمَّدُ بْنُ
عَبِيدِ الْعَنَبِيِّ جَمِيعًا عَنْ أَبِي عَوَّانَةَ قَالَ ابْنُ
عَبِيدِ نَا أَبُو عَوَّانَةَ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ زُرَّارَةَ بْنِ
أَوْفَى عَنْ سَعْدِ بْنِ هِشَامٍ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ
عَنْهَا قَالَتْ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَ
سَلَّمَ الْمَاهِرُ بِالْقُرْآنِ مَعَ السَّفَرَةِ الْكِرَامِ الْبَرَّةِ
وَالَّذِي يَقْرَأُ الْقُرْآنَ وَيَتَتَعْتَعُ فِيهِ وَهُوَ عَلَيْهِ
شَاقٌّ لَنَا أَجْرَانِ۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص قرآن مجید میں ماہر ہو وہ ان
فرشتوں کے ساتھ رہتا ہے جو معزز اور بزرگ ہیں اور (نامہ
اعمال یا لوح محفوظ کو) لکھتے ہیں۔ اور جس شخص کو قرآن مجید پڑھنے
میں دشواری ہوتی ہے اور اٹک اٹک کر پڑھتا ہے اس کو
دو اجر ملتے ہیں۔

ایک اور سند سے بھی یہ روایت منقول ہے۔

۱۷۶۰۔ وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى قَالَ نَا ابْنُ
أَبِي عَدِيٍّ عَنْ سَعِيدِ بْنِ وَحْدَةَ نَا أَبُو بَكْرٍ ابْنُ أَبِي
ثَيْبَةَ قَالَ نَا وَكِيعٌ عَنْ هِشَامِ بْنِ الدَّسْتَوَائِ
كِلَاهُمَا عَنْ قَتَادَةَ عَنْ يَهْدَا الْإِسْنَادِ وَقَالَ فِي حَدِيثِ
وَكِيعٍ وَالَّذِي يَقْرَأُ الْقُرْآنَ وَهُوَ يَشْتَدُّ عَلَيْهِ لَنَا أَجْرَانِ۔

تشریح پہلا مرتبہ اس مسلمان کا ہے جو قرآن مجید کے حفظ اس کی کثرت تلاوت اور اس کے معانی اور مطالب پر غور و خوض میں
منہمک اور مستغرق رہتا ہے جس کو یہ لکھ اور مہارت حاصل ہوتی ہے کہ وہ قرآنی آیات کے مطالب اور معانی اور ان
سے حاصل شدہ مسائل آسانی سے بیان کر سکتا ہے اس شخص کو یہ عزت دی جاتی ہے کہ اسے اپنے درجہ کے فرشتوں کی
رفاقت عطا کی جاتی ہے۔

دوسرا درجہ اس مسلمان کا ہے جس کو بہارت کا یہ مرتبہ تو حاصل نہیں ہوتا لیکن وہ قرآن مجید کی تلاوت میں کوشاں رہتا ہے اور باوجود استعداد اور صلاحیت کی کمی کے قرآن مجید سے رابطہ ٹوٹنے نہیں دیتا اسی وجہ سے اس کو دوا جڑ پڑھتے ہیں۔ اور جو مسلمان قرآن مجید کی تلاوت کرے نہ اس کے معنی پر غور و غوض کرے اس کی شقاوت پر جس قدر افسوس کیا جائے

افضل کا مفضل کے سامنے قرآن مجید پڑھنے کا
استحباب

بَابُ اسْتِحْبَابِ قِرَاءَةِ الْقُرْآنِ عَلَى
أَهْلِ الْفَضْلِ وَإِنْ كَانَ الْقَارِئُ أَفْضَلَ
مِنَ الْمَقْرُوءِ عَلَيْهِ

۱۴۶۱۔ حَدَّثَنَا هَذَا أَبُو بَكْرٍ قَالَ نَا
هَمَامٌ قَالَ نَا قَتَادَةُ عَنْ أَنَسٍ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ رَسُولَ
اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لِأَبِي بَكْرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ
إِنَّ اللَّهَ تَعَالَى أَمَرَنِي أَنْ أَقْرَأَ عَلَيْكَ قَالَ اللَّهُ سَمَاعِي
لَكَ قَالَ اللَّهُ سَمَاعِي لِي قَالَ فَجَعَلَ أَبِي يَبْكِي

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابی بن کعب رضی اللہ
عنہ سے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے حکم دیا ہے کہ میں تمہارے
سامنے قرآن مجید پڑھوں۔ انہوں نے عرض کیا، کیا اللہ تعالیٰ نے
آپ سے میرا نام لیا تھا؟ آپ نے فرمایا، ہاں! اللہ تعالیٰ نے
مجھ سے تمہارا نام لیا ہے۔ راوی کہتے ہیں (یہ سن کر) حضرت ابی
بن کعب رضی اللہ عنہ رونے لگے۔

۱۴۶۲۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى وَابْنُ بَشَّارٍ
قَالَا نَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ قَالَ نَا شُعْبَةُ قَالَ سَمِعْتُ
قَتَادَةَ يَحْدِثُ عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ
رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِأَبِي بَكْرٍ
كَعْبُ إِنَّ اللَّهَ تَعَالَى أَمَرَنِي أَنْ أَقْرَأَ عَلَيْكَ لَمْ
يَكُنِ الَّذِينَ كَفَرُوا قَالِ سَمَاعِي لَكَ اللَّهُ قَالَ نَعَمْ
قَالَ فَبَكَى

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ
سے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے مجھے حکم دیا ہے کہ میں تمہارے
سامنے لے لیکن الذین کفروا قالی سماعی لک اللہ قال نعم
حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: کیا اللہ تعالیٰ
نے آپ سے میرا نام لیا ہے؟ آپ نے فرمایا: ہاں! (یہ
سن کر) حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ رونے لگے۔
ایک اور سند سے بھی ایسی ہی روایت منقول ہے۔

۱۴۶۳۔ وَحَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ حَبِيبٍ الْحَارِثِيُّ قَالَ
نَا خَالِدٌ يَعْنِي ابْنَ الْحَارِثِ قَالَ نَا شُعْبَةُ عَنْ قَتَادَةَ
قَالَ سَمِعْتُ أَنَسًا يَقُولُ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِأَبِي بَكْرٍ مَثَلَهُ

اس حدیث سے حسب ذیل فوائد حاصل ہوتے ہیں:

تشریح

(۱) علم تجرید کے ماہر اور اہل علم کے سامنے قرآن سنانا مستحب ہے خواہ قرآن سنانے والا سننے والے سے
افضل ہو (۲) حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کی عظیم فضیلت ظاہر ہوتی ہے۔ کیونکہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابی رضی اللہ عنہ کو

قرآن مجید سنایا اور باقی صحابہ میں سے کوئی اور حضرت ابی بن کعب کا اس فضیلت میں شریک نہیں ہے۔ (۲) حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کی ایک اور فضیلت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ان کا نام لیا (۳) خوشی کی خبر سننے کے بعد رونے کا جواز (۵) کسی مسئلہ کی تحقیق کے لیے خصوصیت سے پوچھنا کیونکہ حضرت ابی بن کعب نے سرکار ابد قرار سے پوچھا کہ آیا اللہ تعالیٰ نے ان کا نام لیا ہے؟ کیوں کہ یہ بھی احتمال تھا کہ اللہ تعالیٰ نے یوں فرمایا ہو اپنی اُمت کے کسی فرد کو قرآن سناؤ (۶) حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کو قرآن مجید سنانے کا حکم کیوں دیا۔ اس کی حکمت میں اختلاف ہے۔ پسندیدہ بات یہ ہے کہ یہ حکم اس لیے دیا گیا تھا تاکہ آپ کی زندگی میں کسی اہل علم کو قرآن مجید سنانے کا نمونہ پایا جائے اور کوئی شخص کسی کو قرآن مجید سنانے میں عار محسوس نہ کرے (۷) حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کو قرآن مجید سنانے کی تفصیل اس لیے کی گئی ہے تاکہ اس بات پر دلیل قلم ہو کہ قرأت اور تجرید میں حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ تمام صحابہ میں فائق تھے (۸) حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کو قرآن مجید سنانے کی ایک وجہ یہ بھی ہو سکتی ہے تاکہ انھیں قرآن مجید یاد ہو سکے اور سرکار سے وہ قرآن مجید پڑھنے کا طریقہ سیکھ لیں (۹) سودۃ لحدیکن الذین کفروا۔ کو سنانے کی تفصیل اس لیے کی گئی کیونکہ یہ منقصر ہے اور دین کے اصول اور فروع کے فوائد کثیرہ کی جامع ہے۔ (۱۰) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تواضع اور انکسار اور یہ واضح ہے اہل علم اور ارباب فضل کو چاہیے کہ وہ بھی اس طرح تواضع اور انکسار سے کام لیں۔

قرآن مجید سننے کی فضیلت اور قرآن مجید سننے وقت رونا

بَابُ فَضْلِ اسْتِمَاعِ الْقُرْآنِ وَطَلَبِ الْقِرَاءَةِ مِنْ حَافِظِهِ لِاسْتِمَاعِ الْبُكَاءِ عِنْدَ الْقِرَاءَةِ وَالتَّذَكُّرِ

۱۶۶۴۔ وَحَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَابْنُ
كَرَيْبٍ جَمِيعًا عَنْ حَفْصِ بْنِ أَبِي بَكْرٍ نَحْنُ حَفْصُ بْنُ غِيَاثٍ
عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنْ عُبَيْدَةَ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ
رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ لِي رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ اقْرَأْ عَلَى الْقُرْآنِ قَالَ فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ
اقْرَأْ عَلَيْكَ وَعَلَيْكَ أَنْزَلَ قَالَ إِنْ أَشْتَهَى أَنْ أَسْمَعَ
مِنْ غَيْرِي فَقَرَأْتُ النِّسَاءَ حَتَّى إِذَا بَلَغْتُ فَكَيْفَ
إِذَا جِئْتُ مِنْ كُلِّ أُمَّةٍ بِشَهِيدٍ وَجِئْتُكَ عَلَى
هُوَ لَا شَهِيدًا رَفَعْتُ رَأْسِي أَوْ غَمَزَنِي رَجُلٌ
إِلَى جَنْبِي فَرَفَعْتُ رَأْسِي فَرَأَيْتُ دُمُوعًا
تَسِيلُ

۱۶۶۵۔ حَدَّثَنَا هَنَادُ بْنُ السَّرِيِّ وَمِنْجَابُ بْنُ
أَحَارِثِ الْقِمْيُّ جَمِيعًا عَنْ عَلِيِّ بْنِ مُسْهِرٍ عَنِ

حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں
کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا میں سے
ساتھ قرآن مجید پڑھو حضرت ابن مسعود نے عرض کیا یا رسول
اللہ میں آپ پر (کیسے) قرآن پڑھوں حالانکہ آپ پر قرآن
مجید نازل ہوا ہے؟ آپ نے فرمایا میں چاہتا ہوں کہ کسی
اور سے قرآن مجید سنوں۔ میں نے سورہ نساء پڑھنی شروع
کی حتی کہ جب میں اس آیت پر پہنچا (ترجمہ) "اس وقت کیا
حال ہوگا جب ہم ہر امت سے ایک گواہ لائیں گے اور آپ
کو ان تمام پر گواہ بنا کر لائیں گے! میں نے خود سراٹھا کر
دیکھا یا کسی نے مجھے ہر کا دیا تب میں نے سراٹھا کر دیکھا تو
آپ کی آنکھوں سے آنسو جاری تھے۔

ایک اور سند سے بھی یہ روایت ہے اور اس میں

ہم نے آپ سے کہا کہ جب آپ نے مجھ سے قرآن مجید پڑھنے کے

الْأَعْمَشُ بِهَذَا الْإِسْنَادِ وَتَرَادَ هَذَا فِي رَوَايَتِهِ
قَالَ لِي رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
وَهُوَ عَلَى الْبَيْتِ اقْرَأْ عَلَيَّ .

۱۶۶۶ - وَحَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَابُو
كُرَيْبٍ قَالَا نَا أَبُو سَامَةَ قَالَ حَدَّثَنِي مُسْعَرٌ وَقَالَ
أَبُو كُرَيْبٍ عَنْ مُسْعَرٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ مُرَّةَ عَنْ إِبْرَاهِيمَ
رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ لِعَبْدِ اللَّهِ بْنِ مُسْعَرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ اقْرَأْ
عَلَيَّ قُلْتُ اقْرَأْ عَلَيْكَ وَعَلَيْكَ أَنْزَلَ قَالَ إِيَّيْ
أُحِبُّ أَنْ أَسْمَعَ مِنْ غَيْرِي قَالَ فَقَرَأَ عَلَيْهِ مِنْ
أَوَّلِ سُورَةِ النَّسَاءِ إِلَى قَوْلِهِ فَكَيْفَ إِذَا جِئْنَا مِنْ
كُلِّ أُمَّةٍ بِشَهِيدٍ وَجِئْنَاكَ عَلَى هَؤُلَاءِ شَهِيدًا
فَبَكَى قَالَ مُسْعَرٌ فَهَذَا ثَنِيٌّ مَعْنَى عَنْ جَعْفَرِ بْنِ
عَمْرِو بْنِ حُرَيْثٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ ابْنِ مُسْعَرٍ رَضِيَ
اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
شَهِيدًا مَا دُمْتُ فِيهِمْ أَوْ مَا كُنْتُ فِيهِمْ
شَكَكَ مُسْعَرٌ .

یہ فرمایا اس وقت آپ منبر پر تھے۔

حضرت ابراہیم بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے فرمایا مجھے قرآن مجید سناؤ میں نے عرض کیا: میں (کیسے) آپ کو قرآن مجید سناؤں حالانکہ آپ پر قرآن مجید نازل ہوا ہے۔ آپ نے فرمایا میں اس بات کو پسند کرتا ہوں کہ میں کسی اور سے قرآن مجید سنوں۔ میں نے آپ کو سورہ نساء کی ابتدائی آیات سنائیں جب میں اس آیت پر پہنچا (ترجمہ) اُس وقت کیا حال ہوگا جب ہم ہر امت سے ایک گواہ پیش کریں گے اور آپ کو ان تمام پر گواہ بنا کر لائیں گے؟ تو سرکارِ دو عالم پر گریہ طاری ہو گیا۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں اس وقت گواہ تھا جب تک میں ان کے درمیان رہا۔

(قائد) گواہی دیکھ کر بھی دی جاتی ہے اور سن کر بھی جب تک آپ مسلمانوں کے درمیان رہے دیکھ کر گواہی دیتے رہے اور جب رفیقِ اعلیٰ سے جاملے تو آپ پر اعمالِ امت پیش کیے جاتے ہیں جیسا کہ دیگر احادیث سے ثابت ہے (عنقریب اس کی تحقیق آئے گی) کہ آپ سن کر گواہی دیتے رہے۔

۱۶۶۷ - حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ قَالَ نَا
جَرِيرٌ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنْ عَدْنَةَ
عَنْ عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ كُنْتُ بِحِمْصَ فَقَالَ
بَعْضُ الْقَوْمِ اقْرَأْ عَلَيْنَا فَقَرَأْتُ عَلَيْهِمْ سُورَةَ
يُوسُفَ قَالَ فَقَالَ رَجُلٌ مِّنَ الْقَوْمِ مَا هَذَا
أَنْزَلْتَ قَالَ قُلْتُ وَنَحَكَ وَاللَّهِ لَقَرَأْتُهَا عَلَى
رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ لِي أَحْسَنُ
فَبَيْنَمَا أَنَا كَلِمَةٌ إِذْ وَجِدْتُ مِنْ رِيحِ الْخَمْرِ قَالَ
قُلْتُ أَتَشْرَبُ الْخَمْرَ وَتَكْذِبُ بِالْكِتَابِ لَا تَبْرَحُ

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں حمص میں تھا، مجھ سے لوگوں نے کہا ہمیں قرآن مجید سنائیں۔ میں نے انہیں سورہ یوسف سنائی۔ ان میں سے ایک شخص نے کہا سورہ یوسف اس طرح نازل نہیں ہوئی! میں نے کہا تم پر افسوس ہوتا ہے! میں نے یہ سورت (اسی طرح) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو سنائی تھی! اس نے کہا چلو ٹھیک ہے، جس وقت میں اس سے بات کر رہا تھا، اچانک میں نے اس کے منہ سے شراب کی بدبو محسوس کی، میں نے کہا تو شراب پیتا ہے اور اللہ کی کتاب کی تکذیب

حَتَّى أَجْلِدُكَ قَالَ فَجَلَدْتُهُ الْوَحْدَ

کرتا ہے! میں تجھے یہاں سے جانے نہیں دوں گا حتیٰ کہ تجھے شراب کی مد لگا لوں، پھر میں نے اُسے کوڑے لگائے۔ ایک اور سند سے بھی یہ حدیث اسی طرح منقول ہے۔

١٤٦٨ - وَحَدَّثَنَا إِسْحَقُ وَعَلِيُّ بْنُ خَشْرَمٍ قَالَا
أَنَا عَيْسَى ابْنُ يُونُسَ ح وَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ
وَأَبُو كُرَيْبٍ قَالَا نَا أَبُو مُعَاوِيَةَ جَمِيعًا عَنِ الْأَعْمَشِ
بِهَذَا الْإِسْنَادِ وَلَيْسَ فِي حَدِيثِ أَبِي مُعَاوِيَةَ فَقَالَ
لِي أَحْسَنَتْ -

تشہیح | اس حدیث سے حسب ذیل فوائد حاصل ہوتے ہیں :

سنا کہ اس پر سوز و گداز کی کیفیات طاری ہوں (۳) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابی کو قرآن مجید سنایا اور حضرت عبداللہ سے سنا تا کہ قرآن مجید سنانے اور سننے دونوں کے لیے آپ کی زندگی میں نمونہ ہو اور دونوں کام سنت اور بامعنی ثواب ہوں۔ (۴) حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی فضیلت آپ نے قرآن مجید سننے کے لیے انہیں منتخب فرمایا۔ (۵) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تواضع اور انکسار کہ آپ اپنے خدام سے قرآن مجید سنتے بھی تھے اور انہیں سُناتے بھی تھے اور اس میں اہل علم اور فضل کے لیے تواضع اور انکسار کی ترغیب ہے (۶) حضرت ابن مسعود کو حضور کے حکم پر حیرت اس لیے تھی کہ انہوں نے سمجھا کہ حضور نصیحت حاصل کرنے کے لیے قرآن مجید سننا چاہتے ہیں (۷) اختلاف اور نزاع کے وقت احادیث سے استدلال کرنا کیونکہ حبیب اس شخص نے حضرت ابن مسعود کی قرأت کا انکار کیا تو حضرت ابن مسعود نے اس بات سے استدلال کیا کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اسی طرح سورہ یوسف سُناتے تھے۔ (۸) جس وقت حضرت ابن مسعود نے اس شخص پر حد جاری فرمائی اس وقت یا تو حد جاری کرنا آپ کا منصب تھا یا آپ خلیفہ کی طرف سے اس شہر یا اسی علاقہ کے حاکم تھے کیونکہ بغیر منصب کے کوئی شخص قانون کو اپنے ہاتھ میں نہیں لے سکتا۔ (۹) آپ کا حد جاری کرنا اس بات پر محمول ہے کہ آپ کے نزدیک اس کا بلاعذر شراب پینا ثابت ہو چکا تھا (۱۰) جو شخص قرآن مجید کی تکذیب کرے وہ مرنے کو ڈروں کی سزا کا مستحق نہیں بلکہ واجب القتل ہے۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے اس کو اس لیے قتل نہیں کیا کہ وہ شخص جہالت کی وجہ سے کہہ رہا تھا کہ یہ سورت اس طرح نہیں ہے اس کا ارادہ تکذیب کا نہیں تھا۔ اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ کسی شخص کی تکفیر میں جلدی نہیں کرنی چاہیے اور جہاں تک ممکن ہو کسی شخص کے قول کی صحیح تاویل کی جائے اور جب تک ناگزیر صورت پیدا نہ ہو تکفیر سے اجتناب اور احتراز کرے۔

بَابُ فَضْلِ قِرَاءَةِ الْقُرْآنِ فِي الصَّلَاةِ وَتَعَلُّمِهِ !

۱۷۶۹۔ حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَابْنُ سَعِيدٍ
الْأَشَجِيُّ قَالَا وَكَيْفَ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مُرَّةٍ قَالَ سَمِعْتُ
عَبْدَ اللَّهِ بْنَ مَسْعُودٍ يَقُولُ سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَقُولُ مَنْ دَخَلَ الْمَدِينَةَ
مُسْلِمًا فَلَمْ يَلِدْ فِيهَا وَلَمْ يَمُتْ فِيهَا وَلَمْ يَكُنْ مِنْ أَهْلِهَا لَمْ يَدْخُلْ الْجَنَّةَ

پسند ہے کہ جب وہ گھر جائے تو وہاں تین ساطہ اوشنیاں موجود ہوں جو نہایت بڑی اور فرہ ہوں؛ ہم نے عرض کیا یقیناً! آپ نے فرمایا: جن تین آیتوں کو تم میں سے کوئی شخص ناز میں پڑھتا ہے وہ تین بڑی اور فرہ اوشنیوں سے بہتر ہیں۔

حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے درآن مایکہ ہم چوتھے سے پھر (نیمٹھے ہوئے) تھے۔ آپ نے فرمایا تم میں سے کسی شخص کو یہ پسند ہے کہ وہ ہر روز صبح بطحان (مدینہ کی پتھر لی زمین) یا عیتق (ایک بازار) جائے اور وہاں سے بغیر کسی گناہ اور قطع رحمی کے دو ٹپے بڑے کو بان والی اوشنیاں لے آئے؛ ہم نے عرض کیا: یا رسول اللہ! ہم سب کو یہ بات پسند ہے! آپ نے فرمایا: پھر تم میں سے کوئی شخص صبح کو مسجد میں کیوں نہیں جاتا تاکہ قرآن مجید کی دو آیتیں خود سیکھے یا کسی کو سکھائے اور یہ (دو آیتوں کی تعلیم) دو اوشنیوں (کے حصول) سے بہتر ہے اور تین آیتیں سے بہتر ہیں اور چار چار سے اعلیٰ ہذا القیاس آیات کی تعداد اوشنیوں کی تعداد سے بہتر ہے۔

ان احادیث میں قرآن مجید کی آیات کو یلو کرنے اور ان کی تحصیل کو فرہ اوشنیوں کے ساتھ تشبیہ دی ہے یہ تشبیہ المقول بالمعسوس کی قسم ہے اور اس کی وجہ یہ ہے کہ اہل عرب کے نزدیک اوشنیاں بہت قیمتی اور پسندیدہ تھیں اور ان کے بہت سے فوائد اور منافع اوشنیوں کے ساتھ وابستہ تھے۔ اس حدیث کا یہ مطلب بھی ہو سکتا ہے کہ فرہ اوشنیوں کے صدقہ کی بہ نسبت قرآن مجید سیکھنے اور سکھانے کا ثواب زیادہ ہے۔

قرآن مجید اور سورہ بقرہ پڑھنے کی فضیلت

حضرت ابو امامہ باہلی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قرآن مجید پڑھا کر دیکھو وہ قیامت کے دن اپنے پڑھنے والوں کی شفاعت کریگا۔ اور درود روشن سورتوں کو پڑھا کر سورہ بقرہ اور سورہ آل

قُنْ اِنِّیْ مُرْسِیْرَةٌ رَّضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَلْحَبِیْتُ اَحَدُکُمْ اِذَا رَجَعَ اِلَیْ اٰہْلِہِ اَنْ یَّجِدَ فِیْہِ تِلْکَ خَلِیْفَاتِ عِظَامِ سَمَانَ مُلْذَ اَنَسَ قَالَ فَثَلَاثُ اَیَّامٍ یَّقْرَأُ بِہِمْ اَحَدُکُمْ فِیْ صَلَوٰتِہِ خَیْرٌ لَّہٗ مِنْ ثَلَاثِ عِظَامٍ

۱۶۶۰۔ وَحَدَّثَنَا أَبُو بَکْرِ بْنُ أَبِي شَیْبَةَ قَالَ قَالَ النَّفْضِلُ بْنُ دُکَیْنٍ عَنْ مُوسَى بْنِ عَلِیٍّ قَالَ سَمِعْتُ اَبَا یُحَیثُ عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ حَدَّثَنَا رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَنَحْنُ فِی الصُّفَّةِ فَقَالَ اَتَیْکُمْ یُحِبُّ اَنْ یَّعْدُوْکُمْ کُلَّ یَوْمٍ اِلَیْ بَطْحَانَ اَوْ اِلَی الْعِیْتِیْنِ فِیْ اَیِّ مِنْہُمَا قَتَلْتُمَا کَوْمًا وَّوُیْنِ فِیْ غَیْرِ اِثْمٍ وَلَا قَطْعِ رَحِمٍ قُلْنَا یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ کُلُّنَا یُحِبُّ ذٰلِکَ قَالَ اَفَلَا یَعْدُوْا اَحَدُکُمْ اِلَی الْمَسْجِدِ فِیَعْلَمُ اَوْ یَقْرَأُ اٰیَتَیْنِ مِنْ کِتَابِ اللّٰہِ تَعَالٰی خَیْرٌ لَّہٗ مِنْ نَّاقَتَیْنِ وَ ثَلَاثَ خَیْرٌ لَّہٗ مِنْ ثَلَاثِ وَاَرْبَعَةَ خَیْرٌ لَّہٗ مِنْ اَرْبَعٍ فَمِنْ اَعْدَادِہُنَّ مِنَ الْاِیْلِ

تشریح | ان احادیث میں قرآن مجید کی آیات کو یلو کرنے اور ان کی تحصیل کو فرہ اوشنیوں کے ساتھ تشبیہ دی ہے یہ تشبیہ المقول بالمعسوس کی قسم ہے اور اس کی وجہ یہ ہے کہ اہل عرب کے نزدیک اوشنیاں بہت قیمتی اور پسندیدہ تھیں اور ان کے بہت سے فوائد اور منافع اوشنیوں کے ساتھ وابستہ تھے۔ اس حدیث کا یہ مطلب بھی ہو سکتا ہے کہ فرہ اوشنیوں کے صدقہ کی بہ نسبت قرآن مجید سیکھنے اور سکھانے کا ثواب زیادہ ہے۔

بَابُ فَضْلِ قِرَاءَةِ الْقُرْآنِ وَ

سُورَةِ الْبَقَرَةِ !

۱۶۶۱۔ حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عَلِیٍّ الْحَلَوَانِیُّ قَالَ نَا أَبُو تَوْبَةَ وَهُوَ التَّزِیْعَرِیُّ نَا فِیْہِ قَالَ نَا مُعَاوِیَّةُ یَعْنِ ابْنَ سَلَامٍ عَنْ زَیْدِ ابْنِ سَمِیْعَةَ اَبَا سَلَامٍ یَقُوْلُ حَدَّثَنِیْ اَبُو اَمَامَةَ الْبَاهِلِیُّ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ

اقْرَءُوا الْقُرْآنَ فَإِنَّهُ يَأْتِي بِكُمُ الْيَوْمَ الْقِيَمَةَ شَفِيعًا
لِأَصْحَابِهِ اقْرَءُوا الزُّهْرَاوَيْنِ الْبَقَرَةَ وَسُورَةَ الْإِمْرَانِ
فَإِنَّهُمَا يَأْتِيَانِ يَوْمَ الْقِيَمَةِ كَانْتَهُمَا غَمَامَتَانِ أَوْ
كَانْتَهُمَا غَيَابَتَانِ أَوْ كَانْتَهُمَا فَرْقَانِ مِنْ طَيْرٍ صَوَّافٍ
تُحَاجَّجَانِ عَنْ أَصْحَابِيهِمَا اقْرَءُوا سُورَةَ الْبَقَرَةَ فَإِنَّ
أَخَذَهَا بِرُكْعَةٍ وَتَرَكَهَا حُسْرَةً لَا يَسْتَطِيعُهَا الْبَطْلَةُ
قَالَ مُعَاوِيَةُ بَلَّغْنِي أَنَّ الْبَطْلَةَ الشَّحْرَةُ -

۱۷۷۲ - وَحَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ
الدَّارِمِيُّ قَالَ أَنَا يَحْيَى بْنُ حَسَّانَ قَالَ نَا مُعَاوِيَةَ
بِهَذَا الْإِسْنَادِ مِثْلَهُ غَيْرَ أَنَّهُ قَالَ وَكَانْتَهُمَا قَالَ
فِي كُلِّيهمَا وَلَمْ يَذْكُرْ قَوْلَ مُعَاوِيَةَ بَلَّغْنِي -

۱۷۷۳ - وَحَدَّثَنِي إِسْحَاقُ بْنُ مَنْصُورٍ قَالَ أَنَا
يَزِيدُ بْنُ عَبْدِ رَيْهِ قَالَ نَا الْوَلِيدُ بْنُ مُسْلِمٍ عَنْ
مُحَمَّدِ بْنِ مَهَاجِرٍ عَنِ الْوَلِيدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ
الْجُبَرَشِيِّ عَنْ جَبْرِ بْنِ كَعْبٍ قَالَ سَمِعْتُ
التَّوَّاسَ بْنَ سَعْدَانَ الْكَلَابِيَّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ يَقُولُ
سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ يُؤْتَى
بِالْقُرْآنِ يَوْمَ الْقِيَمَةِ وَأَهْلِيهِ الَّذِينَ كَانُوا
يَعْمَلُونَ بِهِ تَقْدُمُهُ سُورَةُ الْبَقَرَةِ وَالْإِمْرَانِ
وَضَرْبُ لُحْمًا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
ثَلَاثَةَ أَثَالٍ مَا نَسِيَتْهُنَّ بَعْدُ قَالَ كَانْتَهُمَا
غَمَامَتَانِ أَوْ ظَلَمَتَانِ سَوْدَاوَانِ بَيْنَهُمَا شَرْقٌ أَوْ
كَانْتَهُمَا فَرْقَانِ مِنْ طَيْرٍ صَوَّافٍ تُحَاجَّجَانِ عَنْ
صَاحِبِيهِمَا -

باول ہوں یا دوسا بان ہوں یا دو اڑتے ہوئے پرندوں کی
قطاریں ہوں اور وہ اپنے پڑھنے والوں کی وکالت کریں گی
سورہ بقرہ پڑھا کرو اس کا پڑھنا برکت ہے اور پڑھنا
حسرت ہے جاؤ اگر اس کے حصول کی استطاعت نہیں رکھتے

ایک اور سند سے بھی ایسی ہی روایت منقول ہے

فواس بن سمان کلابی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: قیامت کے دن قرآن مجید
اور اس پر عمل کرنے والوں کو لایا جائے گا اس کے آگے سورہ
بقرہ اور سورہ آل عمران ہونگی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان
سورتوں کے لیے تین مثالیں بیان فرمائیں جن کو میں آج تک
نہیں بھولا فرمایا وہ ایسی ہیں جیسے دو باول ہوں یا دوسا بان
ہوں جن کے درمیان روشنی ہو یا صفت باندھے ہوئے دو
پرندوں کی قطاریں ہوں وہ اپنے پڑھنے والوں کی وکالت
کریں گی۔

تشریح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سورہ بقرہ اور سورہ آل عمران کی جو تین مثالیں دی ہیں اس کا مطلب یہ ہے کہ ان سورتوں
کے پڑھنے والوں کے لیے اللہ تعالیٰ ایک مخلوق پیدا فرمائے گا جو باول یا سا بان یا پرندوں کی قطاریں کی
طرح ہونگی اور ان پر میدان قیامت کی گرمی میں سایہ کریں گی اور ان کی شفاعت کریں گی، ہو سکتا ہے کہ پہلی مثال اس شخص کے لیے
ہو جو صرف قرآن مجید پڑھتا ہو، دوسری مثال اس شخص کے لیے ہو جو پڑھتا بھی ہو اور سنی بھی
سمجھتا ہو اور تیسری مثال اس شخص کے لیے ہو جو پڑھتا بھی ہو اور سنی بھی

ان احادیث میں شفاعت کا ثبوت ہے شفاعت پر مکمل اور مفصل بحث ہم کتاب المساجد کی حدیث نمبر ۱۰۶۳ کی تشریح میں کر چکے ہیں۔

باب ۲۶۵ فصل الفاتحة وخواتیم

سورة البقرة والایتین

۱۴۴۴- وَحَدَّثَنَا حَسَنُ بْنُ الزَّيْبِعِ وَأَحْمَدُ بْنُ جَوَّاسٍ الْحَنْفِيُّ قَالَا نَا أَبُو الْأَحْوَصِ عَنْ عَمَّارِ بْنِ رُزَيْقٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عِيْسَى عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ بَيْنَا جُبَيْرٌ عَلَيْهِ السَّلَامُ قَاعِدٌ عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَمِعَ نَقِيضًا مِّنْ فَوْقِهِ فَوَفَّعَ رَأْسَهُ فَقَالَ هَذَا آيَاتُ مِثَالِ السَّمَاءِ فُتِحَ الْيَوْمَ لَمْ يُفْتَحْ قَطُّ إِلَّا الْيَوْمَ فَنَزَلَ مِنْهُ مَلَكٌ فَقَالَ هَذَا مَلَكٌ نَزَلَ إِلَى الْأَرْضِ لَمْ يَنْزِلْ قَطُّ إِلَّا الْيَوْمَ فَسَلَّمَ وَقَالَ أُبَشِّرْ يَنْبُوتَيْنِ أَوْ تَيْتَهُمَا لَمْ يُؤْتَهُمَا نَبِيُّ قَبْلِكَ فَاتِحَةُ الْكِتَابِ وَخَوَاتِيمُ سُورَةِ الْبَقَرَةِ لَنْ تَقْرَأَ بِحَرْفٍ مِنْهُمَا إِلَّا أُعْطِيْتَهُ -

۱۴۴۵- وَحَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ يُونُسَ قَالَ نَا زُهَيْرٌ قَالَ نَا مَنْصُورٌ عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ يَزِيدَ قَالَ لَقِيتُ أَبَا مَسْعُودٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عِنْدَ الْبَيْتِ فَقُلْتُ حَدِيثُكَ بَلَّغَنِي عَنْكَ فِي الْآيَتَيْنِ فِي سُورَةِ الْبَقَرَةِ قَالَ نَعَمْ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْآيَتَانِ مِنْ آخِرِ سُورَةِ الْبَقَرَةِ مَنْ قَرَأَهُمَا فِي لَيْلَةٍ كَفَّتَاهُ -

(فائدہ) یہی ناگہانی مصائب شیطان کی فتنہ انگیزیوں سے حفاظت کریں گی یا تہجد پڑھنے کے قائم مقام ہوں گی۔

۱۴۴۶- وَحَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ يُونُسَ عَنْ إِبْرَاهِيمَ قَالَ نَا جَرِيرٌ وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى وَابْنُ بَشَّارٍ قَالَا نَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ قَالَ نَا شُعْبَةُ كِلَاهُمَا عَنْ مَنْصُورٍ بِهَذَا الْإِسْنَادِ -

سورة فاتحه اور سورة البقرة کی آخری آیات کی

فضیلت

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ ایک دن حضرت جبرائیل علیہ السلام نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھے ہوئے تھے، ناگہاں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک آواز سنی۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے سر اُپر اٹھایا۔ حضرت جبرائیل نے کہا یہ آسمان کا ایک دروازہ ہے جس کو صرف آج کھولا گیا اور آج سے پہلے کبھی نہیں کھولا گیا پھر اس سے ایک فرشتہ نازل ہوا، حضرت جبریل علیہ السلام نے فرمایا: یہ فرشتہ جو آج نازل ہوا یہ آج سے پہلے کبھی نازل نہیں ہوا۔ اس فرشتے نے سلام کیا اور کہا: آپ کو ان دونوں دُنوں کی بشارت ہو جو آپ کو دیے گئے ہیں اور آپ سے پہلے کسی نبی کو نہیں دیے گئے۔ ایک سورہ فاتحہ اور دوسرا سورہ بقرہ کا آخری حصہ آپ ان میں سے جو حرف بھی پڑھیں گے آپ کو اس کے معادل مل جائے گا۔

عبدالرحمن بن یزید بیان کرتے ہیں کہ میں بیت اللہ کے قریب حضرت ابو مسعود رضی اللہ عنہ سے ملا اور میں نے کہا کہ سورہ بقرہ کی دو آیتوں کی فضیلت میں آپ سے روایت کردہ میں نے ایک حدیث سنی ہے۔ انہوں نے فرمایا: ہاں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص رات کو سورہ بقرہ کی آخری دو آیتیں پڑھ لیا گا وہ اس کو کافی ہوں گی۔

ایک اور سند سے بھی ایسی ہی روایت منقول ہے۔

١٤٤٠ - وَحَدَّثَنَا مُنْجَابُ بْنُ الْحَارِثِ التَّمِيمِيُّ
قَالَ أَنَا ابْنُ مُسْهِرٍ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنْ
عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ يَزِيدَ عَنْ عُلُقَمَةَ بْنِ قَيْسٍ عَنْ
أَبِي مَسْعُودٍ الْأَنْصَارِيِّ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى
اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ قَرَأَهَا حَاتِيْنِ الْآيَتَيْنِ مِنْ
أَخِيرِ سُورَةِ الْبَقَرَةِ فِي لَيْلَةٍ كَفَتَاهُ فَسَأَلَ
عَبْدُ الرَّحْمَنِ فَلَقِيتُ أَبَا مَسْعُودٍ وَهُوَ يَطُوفُ
بِالْبَيْتِ فَسَأَلْتُهُ وَحَدَّثَنِي بِهِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى
اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ -

١٤٨- وَحَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ خَشْرَمٍ قَالَ أَنَا عِيسَى
يَعْنِي ابْنَ يُونُسَ ح وَحَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ
قَالَ نَاعِبُ اللَّهِ بْنُ مُسِيرٍ جَمِيعًا عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ
إِبْرَاهِيمَ عَنْ عَلْقَمَةَ وَعَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ يَزِيدَ
عَنْ أَبِي مَسْعُودٍ

١٤٤٩ - وَحَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ قَالَ نَا
حَفْصٌ وَأَبُو مُعَاوِيَةَ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ إِبْرَاهِيمَ
عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ يَزِيدَ عَنْ أَبِي مَسْعُودٍ عَنِ النَّبِيِّ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمِثْلِهِ -

بِأَفْضَلِ سُوْرَةِ الْكَهْفِ وَآيَةِ الْكُرْسِيِّ

٨٠١- وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى قَالَ سَأَلْتُ
مُعَاذُ بْنَ هِشَامٍ قَالَ حَدَّثَنِي أَبِي عَنْ قَتَادَةَ
عَنْ سَالِمِ بْنِ أَبِي الْجَعْدِ الْغَطَفَانِيِّ عَنْ مَعْدَانَ
بْنِ أَبِي طَلْحَةَ الْيَعْمُرِيِّ عَنْ أَبِي الدَّرْدَاءِ رَضِيَ
اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ
مَنْ حَفِظَ عَشْرَ آيَاتٍ مِنْ أَوَّلِ سُورَةِ الْكَهْفِ
عَصِمَ مِنَ الدَّجَالِ -

١٤٨١- وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى وَابْنُ بَشَّارٍ
قَالَا نَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ قَالَ نَا شُعْبَةُ بْنُ مَرْثَدٍ

حضرت ابو مسعود انصاری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص سورہ بقرہ کی آخری دو آیتیں رات کو پڑھ لے وہ اسے کافی ہوگی، عبد الرحمن (راوی) کہتے ہیں کہ میں ایک بار حضرت ابو مسعود رضی اللہ عنہ سے ملا درآں حالیکہ وہ بیت اللہ کا طواف کر رہے تھے، میں نے ان سے (اسی حدیث کے متعلق) پوچھا تو انھوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کر کے یہی حدیث بیان کی۔

ایک اور سند سے حضرت ابو مسعود رضی اللہ عنہ نے یہی روایت بیان کی ہے۔

ایک دیگر سند سے حضرت ابو مسعود رضی اللہ عنہ سے یہی روایت منقول ہے۔

سورہ کہف اور آیتہ الکرسی کی فضیلت

حضرت البرور داعی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص سورہ کہف کی پہلی دس آیات یاد کر لے گا وہ جہاں (کے شر) سے محفوظ رہے گا۔

ایک اور سند سے یہ حدیث منقول ہے جس میں شعبہ

مَکِّی رِوَایَت ہے کہ سورہ کہف کی آخری دس آیات اور ہمام

رَهِيزِينَ حَزَبٍ قَالَ نَاعَبِدُ الرَّحْمَنَ بَيْنَ مَهْدِيَّ قَالَ
مَا هَذَا مِنْ جَمِيعًا عَنْ قَتَادَةَ هَذَا الْإِسْنَادِ قَالَ شَيْبَةُ
مِنْ إِخْرَ الْكَهْفِ وَكَانَ هَذَا مِنْ أَقْوَالِ الْكَهْفِ
كَمَا قَالَ هِشَامٌ۔

۱۶۸۲۔ حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ قَالَ نَا
عَبْدُ الْأَعْلَى بْنُ عَبْدِ الْأَعْلَى عَنِ الْجَعْفَرِيِّ عَنِ
أَبِي السَّيِّدِ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ رَبَاحٍ الْأَنْصَارِيِّ
عَنْ أَبِي بَكْرِ بْنِ كَعْبٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى
اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا أَبَا الْمُثَنَّى أَلَا تَذَرُنِي آيَةً
مِنْ كِتَابِ اللَّهِ مَعَكَ أَعْظَمُ قَالَ قُلْتُ اللَّهُ وَرَسُولُهُ
أَعْلَمُ قَالَ أَتَذَرُنِي آيَةً مِنْ كِتَابِ اللَّهِ مَعَكَ
أَعْظَمُ قَالَ قُلْتُ اللَّهُ لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ الْحَيُّ
الْقَيُّومُ قَالَ فَضَرَبَ فِي صَدْرِي وَقَالَ لِيَهْزِكَ
الْعِلْمُ أَبَا الْمُثَنَّى۔

نے کہا سورہ کہف کی پہلی دس آیات جیسے کہ ہشام نے کہا ہے۔

حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”اے ابوالمندثر کیا تم جانتے ہو
کہ تمہارے نزدیک کتاب اللہ کی سب سے عظیم آیت کون سی
ہے؟“ میں نے عرض کیا: ”اللہ اور اس کا رسول ہی جانتے ہیں
آپ نے فرمایا کیا تمہارے نزدیک کتاب اللہ کی سب سے
عظیم آیت کون سی ہے میں نے عرض کیا: ”اللہ لا الہ الا
ہو الخ القیوم“۔ آپ نے میرے سینہ پر ہاتھ مارا اور فرمایا:
”اے ابوالمندثر! تمہیں یہ علم مبارک ہو۔“

آیت الکرسی کی فضیلت | علماء کا اس بات میں اختلاف ہے کہ آیا بعض سورتیں بعض سورتوں سے افضل ہیں یا نہیں؟ شیخ
ابراہیم اشعری وغیرہ کا نظریہ یہ ہے کہ یہ صحیح نہیں ہے کیونکہ اس سے لازم آئے کہ بعض
سورتیں مفضول ہوں، لیکن یہ صحیح نہیں ہے کیونکہ احادیث میں تفضیل کا ذکر ہے اور افضلیت زیادتی اہل کی طرف راجع ہے
یعنی بعض سورتیں پڑھنے سے دوسری سورتوں کی بہ نسبت زیادہ اجر ملتا ہے۔ اور محققین یہ کہتے ہیں کہ جن آیات میں کفار اور منافقین
کا ذکر ہے ان سے وہ آیات افضل ہیں جن میں مومنین کا ذکر ہے۔ علیٰ ہذا القیاس ان سے وہ افضل ہیں جن میں انبیاء علیہم السلام
کا ذکر ہے اور ان سے وہ آیات افضل ہیں جن میں افضل الرسل جناب محمد مصطفیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ذکر ہے اور ان سے وہ
آیات افضل ہیں جن میں اللہ عزوجل کی ذات اور صفات کا ذکر ہے۔ اسی بنیاد پر آیت الکرسی سب سے افضل آیت اس لیے
ہے کہ اس ایک آیت میں ستر مرتبہ اللہ تعالیٰ کا ذکر ہے اور کسی آیت میں اللہ عزوجل کا اتنی بار ذکر نہیں ہے۔
علامہ زرکشی فرماتے ہیں:

وقال ابو العباس احمد بن المنير المالكي :
كان جدی رحمه الله يقول : اشتملت آية الكرسي على
ماله يشتمل عليه اسم من اسما الله تعالى وذلك
انها مشتملة على سبعة عشر موضعاً فيها اسم الله
ظاهراً في بعضها، ومستكناً في بعض، ويظهر
للكثير من العادين فيها ستة عشر اسماً

علامہ ابو العباس احمد بن منیر مالکی کہتے ہیں کہ میرے
دادا رحمہ اللہ فرماتے تھے: آیت الکرسی میں اللہ تعالیٰ کے
جتنے اسماء ہیں کسی اور آیت میں اتنے نہیں ہیں کیونکہ اس
آیت میں ستر جگہ اللہ تعالیٰ کا اسم ہے، بعض جگہ اسم ظاہر ہے
اور بعض جگہ اسم ضمیر ہے، اکثر گنتے والوں نے سولہ اسم گنتے
ہیں، لیکن حق یہ ہے کہ ان اسماء کی تفصیل

البصيرة لدقة استخراجها : ۱- الله ۲- هو ۳- الحي ۴- القيوم ۵- لا تأخذه
 ۳- القيوم ۵- ضمير (لا تأخذه) ۶- ضمير (له) ۷- ضمير (له) ۸- ضمير (له)
 (عنده) ۸- ضمير (لا تأخذه) ۹- ضمير (يعلم) ۱۰- ضمير
 (علمه) ۱۱- ضمير (رثا) ۱۲- ضمير (كوسية) ۱۳- ضمير (يؤده)
 ۱۴- الضمير (يؤده) ۱۵- هو ۱۶- العلي ۱۷- العظيم

العظيم - وهذه عدة الاسماء واما الخفي في الضمير الذي
 اشتمل عليه المصدر في قوله (حفظهما) فانه مصدر مضاف
 الى المفعول وهو الضمير البارز ولا بد له من فاعل وهو الله ويظهر
 عند فك المصدر فتقول ولا يؤده ان يحفظهما هو

دیگر فوائد (۱) اس حدیث میں حضرت ابی بن کعب کی عظیم منقبت ہے کیونکہ ان کا ذہن رسالت الکرسی کی طرف منتقل ہوا اور
 سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس پر درود ہی ۲- شیخ کا اپنے اصحاب میں سے کسی کی فضیلت کو بیان
 کرنا۔ (۳) کسی مصلحت کی بناء پر کسی شخص کے منہ پر اس کی تشریف کرنا جبکہ اس سے خوشامد کے وہم یا اس کے تکبر کا خطرہ نہ ہو (۴)
 اس حدیث میں اس پر دلیل ہے کہ بعض سورتیں بعض سے افضل ہیں۔ (۵) آیت الکرسی کے افضل ہونے کی وجہ یہ ہے کہ اس میں
 اللہ تعالیٰ کی چھ صفات کا ذکر ہے، وحدانیت، حیات، علم، ملک، قدرت اور ارادہ۔

بِأَفْضَلِ قِرَاءَةٍ قُلْ هُوَ اللَّهُ أَحَدٌ

سورہ قل هو اللہ احد کی فضیلت

حضرت ابو درود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول
 اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کیا تم میں سے کوئی شخص ہر
 رات تہائی قرآن مجید نہیں پڑھ سکتا؟ صحابہ کرام نے عرض کیا:
 تہائی قرآن مجید کیسے پڑھے گا! آپ نے فرمایا سورہ قل هو
 اللہ احد تہائی قرآن مجید کے برابر ہے۔

حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ
 صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید کے تین
 حصے کیے ہیں اور سورہ قل هو اللہ احد ان میں سے ایک حصہ
 ہے۔

۱۸۳- حَدَّثَنِي زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ وَمُحَمَّدُ بْنُ
 بَشَّارٍ قَالَ زُهَيْرُ بْنُ يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ عَنْ شُعْبَةَ
 عَنْ قَتَادَةَ عَنْ سَالِمِ بْنِ أَبِي الْجَعْدِ عَنْ مَعْدَانَ
 بْنِ أَبِي طَلْحَةَ عَنْ أَبِي الدَّرْدَاءِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ
 عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَيْعِزُّ أَحَدُكُمْ
 أَنْ يَقْرَأَ فِي لَيْلَةٍ ثَلَاثَ الْقُرْآنِ قَالُوا وَكَيْفَ يَقْرَأُ
 قَالَ قُلْ هُوَ اللَّهُ أَحَدٌ يَقْدَرُ ثَلَاثَ الْقُرْآنِ

۱۸۴- وَحَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ أَنَا
 مُحَمَّدُ بْنُ بَكْرٍ قَالَ نَاسِعِيْدُ بْنُ أَبِي عَرُوْبَةَ ح وَ
 حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ قَالَ نَاسِعِيْدُ بْنُ
 نَاسِعِيْدُ بْنُ أَبِي عَرُوْبَةَ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ الْإِسْأَدِ
 وَفِي حَدِيثِهِمَا مِنْ قَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَ

سَلَّمَ قَالَ إِنَّ اللَّهَ جَزَّءُ الْقُرْآنِ ثَلَاثَةٌ أَجْزَاءٌ فَجَعَلَ قُلُوبُ اللَّهِ أَحَدُ جُزْءٍ مِنْ أَجْزَاءِ الْقُرْآنِ.

۱۶۸۵ - حَدَّثَنَا مُعَمَّدُ بْنُ حَاتِمٍ وَيَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ جَمِيعًا عَنْ يَحْيَى قَالَ ابْنُ حَاتِمٍ نَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ قَالَ نَا يَزِيدُ بْنُ كَيْسَانَ قَالَ نَا أَبُو حَازِمٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَحْشَدُ دَاخِلِي سَأَقْرَأُ عَلَيْكُمْ ثَلَاثَ الْقُرْآنِ فَحَشَدَ مَنْ حَشَدَ ثُمَّ خَرَجَ نَبِيُّ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَرَأَ قُلُوبُ اللَّهِ أَحَدُ ثُمَّ دَخَلَ فَغَالَ بَعْضُنَا لِبَعْضٍ إِنْ أَرَى هَذَا خَيْرًا جَاءَهُ مِنَ السَّمَاءِ فَبَلَكَ الَّذِي أَدْخَلَهُ ثُمَّ خَرَجَ نَبِيُّ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ إِنْ قُلْتُ لَكُمْ سَأَقْرَأُ عَلَيْكُمْ ثَلَاثَ الْقُرْآنِ إِلَّا أَشْهَأَ تَقْدِلُ ثَلَاثَ الْقُرْآنِ.

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم سب جمع ہو جاؤ تاکہ میں تمہارے سامنے تہائی قرآن مجید پڑھوں پس جنہیں جمع ہونا مقادہ جمع ہو گئے پھر نبی اللہ صلی اللہ علیہ وسلم باہر تشریف لائے اور آپ نے سورہ قل ہوا اللہ احد پڑھی اور پھر اندر تشریف لے گئے۔ ہم ایک دوسرے سے کہنے لگے شاید آسمان سے کوئی خبر آگئی ہے جس وجہ سے آپ اندر تشریف لے گئے۔ پھر نبی صلی اللہ علیہ وسلم باہر تشریف لائے اور آپ نے فرمایا: میں نے تم سے کہا تھا کہ میں تم پر تہائی قرآن پڑھوں گا۔ سو! یہ سورت تہائی قرآن کے برابر ہے۔

۱۶۸۶ - وَحَدَّثَنَا وَاصِلُ بْنُ عَبْدِ الْأَعْلَى قَالَ نَا ابْنُ فَضِيلٍ عَنْ بَشِيرِ بْنِ إِسْمَاعِيلَ عَنْ أَبِي حَازِمٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ خَرَجَ عَلَيْكَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ أَقْرَأُ عَلَيْكُمْ ثَلَاثَ الْقُرْآنِ فَقَرَأَ قُلُوبُ اللَّهِ أَحَدُ اللَّهُ الصَّمَدُ حَتَّى خَشَعَتِهَا.

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے پاس تشریف لائے اور فرمایا میں تمہارے سامنے تہائی قرآن پڑھوں گا پھر آپ نے پوری سورہ قل ہوا اللہ احد پڑھی۔

۱۶۸۷ - حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ وَهَبٍ قَالَ نَا عَمِّي عَبْدُ اللَّهِ بْنُ وَهَبٍ قَالَ نَا عَمْرُو بْنُ الْحَارِثِ عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي هِلَالٍ أَنَّ أَبَا الرَّجَالِ مُحَمَّدَ بْنَ عَبْدِ الرَّحْمَنِ حَدَّثَهُ عَنْ أُمِّهِ عَمْرٍو بِنْتِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ وَكَانَتْ فِي حِجْرِ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعَثَ رَجُلًا إِلَى سِرِّيَّةٍ وَكَانَ يَقْرَأُ لِأَصْحَابِهِمْ فِي صَلَواتِهِمْ يَنْحَتِمُ بِقُلُوبِ اللَّهِ أَحَدًا فَلَمَّا رَجَعُوا ذَكَرُوا ذَلِكَ لِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ سَلُوهُ لِي شَيْءٍ يُصْنَعُ ذَلِكَ فَنَسَأَلُوهُ فَقَالَ كَتَمًا صِفَةُ الرَّحْمَنِ فَإِنَّا أَحِبُّ أَنْ أَتَى كَتَمًا

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کو ایک لشکر کا امیر بنا کر بھیجا وہ اپنے ساتھیوں کی امامت کرتے تھے اور ہر سورت کے بعد قل ہوا اللہ احد پڑھتے تھے۔ جب لشکر واپس آیا تو لوگوں نے اس بات کا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ذکر کیا، آپ نے فرمایا اس شخص سے پوچھو وہ ایسا کیوں کرتا تھا، جب ان سے پوچھا گیا تو انہوں نے کہا چونکہ اس سورت میں رحمن کی صفت ہے اس لیے میں اس کا پڑھنے سے محبت کرتا ہوں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اسی سے کہہ دو کہ اللہ تعالیٰ بھی اس سے محبت

فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَخْبِرُوهُ
إِنَّ اللَّهَ يُحِبُّهُ -

سورہ اخلاص کے تہائی قرآن مجید ہونے کی وجہ | سورہ اخلاص کو جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تہائی قرآن مجید کے برابر قرار دیا ہے قاضی عیاض رحمہ اللہ نے اس کے دو معنی بیان کیے ہیں ایک یہ کہ قرآن مجید کے مضامین تین قسم پر ہیں، صفات الہیہ، قصص اور احکام۔ اس سورت میں چونکہ تین قسموں میں سے صرف ایک قسم یعنی صفات کا ذکر ہے اس لیے اس کو تہائی قرآن مجید قرار دیا دوسرا معنی یہ ہے کہ اس کے پڑھنے کا ثواب ایک تہائی قرآن مجید پڑھنے کے برابر ہے اس لیے اس کو تہائی قرآن مجید قرار دیا۔ اس حدیث سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ جو شخص اللہ تعالیٰ کی محبت کے سبب قرآن مجید کی کوئی سورت یا کوئی آیت پڑھتا ہے تو اللہ تعالیٰ بھی اس سے محبت کرتا ہے اور اللہ تعالیٰ کے محبت کرنے کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کو ثواب عطا فرمائے گا۔

بَابُ فَضْلِ قِرَاءَةِ الْمُعَوِّذَتَيْنِ

١٤٨٨ - وَحَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ نَاجِرِيُّ
عَنْ بَيَانَ عَنْ قَيْسِ بْنِ أَبِي حَازِمٍ عَنْ عُرْبَةَ بْنِ
عَامِرٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
أَلَمْ تَرَ آيَاتِ أَنْزَلَتِ اللَّيْلَةَ لَمْ يَرِ مِثْلُهُنَّ قَطُّ
قُلْ أَعُوذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ وَقُلْ أَعُوذُ بِرَبِّ النَّاسِ -
١٤٨٩ - وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ نُمَيْرٍ
قَالَ نَا أَبُو قَالَ نَا إِسْمَاعِيلُ عَنْ قَيْسٍ عَنْ عُرْبَةَ بْنِ
عَامِرٍ قَالَ قَالَ لِي رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
أَنْزَلَ أَوْ أَنْزَلَتْ عَلَيَّ لَمْ يَرِ مِثْلُهُنَّ قَطُّ الْمَعْرُودَتَيْنِ -
١٤٩٠ - وَحَدَّثَنَا لَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي كَسْبَةَ قَالَ نَا
وَكَيْعُ بْنُ وَحْدَةَ ثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ قَالَ نَا أَبُو سَامَةَ
كَلَاهُمَا عَنْ إِسْمَاعِيلَ يَهْدَا الْإِسْنَادِ مِثْلَهُ وَفِي رِوَايَةٍ
أَبِي أُسَامَةَ عَنْ عُرْبَةَ بْنِ عَامِرٍ الْجُهَنِيِّ وَكَانَ
مِنْ رُفَعَاءِ أَصْحَابِ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ -

حضرت ابن مسعود کی طرف معوذتین کے انکار کی نسبت

ماقظ ابن حجر عسقلانی تحریر فرماتے ہیں کہ مسند احمد اور صحیح ابن حبان میں عاصم سے روایت ہے کہ

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ اپنے معصن میں موقوف تین کو نہیں کہتے تھے اور زیادات المسند طبرانی اور ابن مردویہ میں عبدالرحمن بن یزید نخعی سے روایت ہے کہ حضرت عبداللہ بن مسعود سے موقوف تین کو کھڑچ کر نکال دیتے تھے۔

کہتے تھے یہ کتاب اللہ تعالیٰ نے نہیں دی اور مسند بزار میں ہے کہ حضرت ابن مسعود کہتے تھے کہ حضور نے ان کے ساتھ صرف پناہ مانگنے کا حکم دیا تھا لیکن صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں سے کسی نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کا ساتھ نہیں دیا۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ پر جو یہ اشکال وارد ہوتا ہے علامہ زہبی نے اس کے جواب میں شرح المہذب میں لکھا کہ تمام مسلمانوں کا اس پر اجماع ہے کہ مؤذنین اور سورہ فاتحہ قرآن مجید میں شامل ہیں اور جو شخص ان میں سے کسی چیز کا بھی انکار کرے گا وہ کافر ہے اور حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے جو مؤذنین کے قرآن ہونے کا انکار منقول ہے وہ نقل باطل ہے اور روایت صحیح نہیں ہے۔ شیخ ابو محمد بن حزم نے بھی علی میں اس روایت کو جھوٹ قرار دیا ہے۔ امام رازی نے بھی تفسیر کبیر میں اس نقل کو جھوٹ اور باطل قرار دیا ہے۔ حافظ عسقلانی فرماتے ہیں کہ اگر بالفرض یہ روایات صحیح ہوں تو ان کی ترجیح یہ ہے کہ ہر چند کہ حضرت ابن مسعود کے نزدیک مؤذنین کا قرآن ہونا ثابت تھا لیکن ان کے نزدیک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مؤذنین کا قرآن مجید میں کھونا ثابت نہیں تھا (اگرچہ دوسرے صحابہ کے نزدیک کھونا بھی ثابت تھا) اس لیے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ مؤذنین کے لکھنے پر رد فرماتے تھے۔ امام رازی نے یہ جواب بھی دیا ہے کہ لی نفسہ اگرچہ مؤذنین کا قرآن ہونا متواتر ہے لیکن حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے نزدیک یہ متواتر نہیں تھا۔

علامہ آلوسی لکھتے ہیں کہ شرح مواقف میں ہے قرآن مجید کی بعض سورتوں میں جو بعض صحابہ کا اختلاف منقول ہے وہ اخبار آحاد سے منقول ہے اور ان سورتوں کا قرآن ہونا متواتر ہے ثابت ہے اور آحاد میں اتنی قوت نہیں ہے کہ وہ متواتر کے مترادف ہو سکیں اور نہ ظن یقین کے معارض ہو سکتا ہے۔

بَابُ فَضْلِ مَنْ يَقُومُ بِالْقُرْآنِ وَيُعَلِّمُهُ

۱۴۹۱۔ حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَعَدُو النَّاقِدُ وَزُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ كُلُّهُمْ عَنِ ابْنِ عُيَيْنَةَ قَالَ زُهَيْرُ تَأْسِفِيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ قَالَ نَا الزُّهْرِيُّ عَنْ سَالِمٍ عَنْ أَبِيهِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا حَسَدَ لِي فِي اثْنَيْنِ رَجُلٌ أَتَاهُ اللَّهُ الْقُرْآنَ فَهُوَ يَقُومُ بِهِ آتَاءَ اللَّيْلِ وَآتَاءَ النَّهَارِ وَرَجُلٌ أَتَاهُ اللَّهُ مَا لَا فَهْمَ يَنْفَعُهُ آتَاءَ اللَّيْلِ وَآتَاءَ النَّهَارِ۔

۱۴۹۲۔ وَحَدَّثَنِي حَزْمَةُ بْنُ يَحْيَى قَالَ أَنَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ أَخْبَرَنِي يُونُسُ عَنْ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ أَخْبَرَنِي سَالِمُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ عَنْ أَبِيهِ قَالَ

قرآن مجید پر عمل کرنے والے اور اس کی تعلیم دینے والے کی فضیلت

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دو آدمیوں کے سوا اور کسی پر شک نہیں کرنا چاہیے ایک وہ شخص جس کو اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید عطا کیا اور وہ رات اور دن اس کی تلاوت کرتا ہو دوسرا وہ شخص جس کو اللہ تعالیٰ نے مل عطا فرمایا ہو اور وہ رات اور دن اس مل کو (اللہ تعالیٰ کی راہ میں) خرچ کرتا ہو۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دو آدمیوں کے سوا اور کسی پر شک نہیں کرنا چاہیے۔ ایک وہ شخص جس کو اللہ تعالیٰ

۱۔ حافظ ابن حجر عسقلانی متوفی ۸۵۲ھ، فتح الباری ۸/۵ ص ۴۳-۴۲، ملخصا مطبوعہ دار نشر المکتب الاسلامیہ لاہور طبع ممتازہ ۱۴۰۱ھ۔

۲۔ علامہ سید محمود آلوسی متوفی ۱۲۶۰ھ، روح البیان ج ۳ ص ۲۵۹، ملخصا مطبوعہ دار احیاء التراث۔

نے کتاب کا علم دیا اور وہ شخص رات دن اس کو پڑھتا رہتا ہو اور ایک وہ شخص جس کو اللہ تعالیٰ نے مال دیا ہو اور وہ شخص دن رات اس مال سے صدقہ کرتا رہتا ہو۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: دو آدمیوں کے سوا اور کسی پر شک نہیں کرنا چاہیے ایک وہ شخص جس کو اللہ تعالیٰ نے مال عطا فرمایا اور اس کو راہ حق میں مال خرچ کرنے کی توفیق دی دوسرا وہ شخص جس کو اللہ تعالیٰ نے علم عطا کیا وہ اس کے مطابق فیصلے کرتا ہے اور لوگوں کو تعلیم دیتا ہے۔

عامر بن واثلہ بیان کرتے ہیں کہ نافع بن عبدالحارث نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے سفیان میں ملاقات کی۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے انہیں مکہ میں حاکم مقرر کرنے کا حکم دیا ہوا تھا، آپ نے پوچھا تم نے مکہ میں کس کو حاکم بنایا ہے؟ اس نے جواب دیا ابن ابزی کو، پوچھا: ابن ابزی کون ہے؟ انہوں نے جواب دیا: ہمارے غلاموں میں سے ایک (آزاد کردہ) غلام ہے، فرمایا تم نے غلام کو ان پر حاکم بنا دیا؟ انہوں نے کہا وہ قرآن مجید کا قاری ہے اور فرائض کا علم رکھتا ہے، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا سنو! تمہارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اللہ تعالیٰ اس قرآن مجید سے کچھ لوگوں کو عزت دیتا ہے اور کچھ لوگوں کو ذلت میں مبتلا کر دیتا ہے۔

ایک اور سند سے بھی ایسی ہی روایت منقول ہے۔

قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا حَسَدَ إِلَّا عَلَى اثْنَيْنِ رَجُلٌ آتَاهُ اللَّهُ هَذَا الْكِتَابَ فَقَامَ بِهِ أَنَاءَ اللَّيْلِ وَأَنَاءَ النَّهَارِ وَرَجُلٌ أَعْطَاهُ اللَّهُ مَالًا فَتَصَدَّقَ بِهِ أَنَاءَ اللَّيْلِ وَأَنَاءَ النَّهَارِ۔

۱۶۹۳۔ وَحَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ قَالَ نَا وَكَيْعٌ عَنْ إِسْمَاعِيلَ عَنْ قَيْسٍ قَالَ قَالَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مَسْعُودٍ حَدَّثَنَا ابْنُ نُمَيْرٍ قَالَ نَا أَبِي وَ مُحَمَّدُ بْنُ يَشِيرٍ قَالَ نَا إِسْمَاعِيلُ عَنْ قَيْسٍ قَالَ سَمِعْتُ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ مَسْعُودٍ يَقُولُ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا حَسَدَ إِلَّا فِي الْإِثْنَيْنِ رَجُلٌ آتَاهُ اللَّهُ مَالًا فَاسْلَطَهُ عَلَى هَلْكِهِ فِي الْحَقِّ وَ رَجُلٌ آتَاهُ اللَّهُ حِكْمَةً فَهُوَ يَقْضِي بِهَا وَ يَعْلَمُ بِهَا۔

۱۶۹۴۔ وَحَدَّثَنَا ثَنِي زُهَيْرٌ بْنُ حَرْبٍ قَالَ نَا يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ حَدَّثَنَا أَبِي عَنْ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عَامِرِ بْنِ وَاثِلَةَ أَنَّ نَافِعَ بْنَ عَبْدِ الْحَارِثِ لَقِيَ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ بِسُفْيَانَ وَ كَانَ عُمَرُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ يَسْتَعْمِلُهُ عَلَى مَكَّةَ فَقَالَ مَنْ اسْتَعْمَلْتَ عَلَى أَهْلِ الْوَادِي فَقَالَ ابْنُ أَبِي قَالَ مَنْ ابْنُ أَبِي قَالَ مَوْلَى مِنْ مَوَالِينَا قَالَ فَاسْتَحْلَفْتُ عَلَيْهِمْ مَوْلَى قَالَ إِنَّمَا قَارِئٌ لِكِتَابِ اللَّهِ تَعَالَى وَ لَئِنْ عَامِلٌ بِالْفِئِضِ قَالَ عُمَرُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَمَا إِنَّ نَبِيَّكُمْ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ قَالَ إِنَّ اللَّهَ تَعَالَى يَرْفَعُ بِهَذَا الْكِتَابِ أَقْوَامًا وَ يَضَعُ بِهِ الْآخَرِينَ۔

۱۶۹۵۔ وَحَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ الدَّارِمِيُّ وَ أَبُو بَكْرِ بْنُ إِسْحَاقَ قَالَ نَا أَبُو الْيَمَانِ قَالَ أَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ حَدَّثَنَا عَامِرُ بْنُ وَاثِلَةَ النَّبِيُّ أَنَّ نَافِعَ بْنَ عَبْدِ الْحَارِثِ

أَخْبَرَنَا يَحْيَى بْنُ أَبِي كَثِيرٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ بِعَسَا
بِشَلِّ حَدِيثٍ إِبْرَاهِيمَ بْنِ سَعْدٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ -

حسد اور رشک کا معنی حسد کا معنی ہے: "ماحب نعمت سے نعمت زائل ہونے کی تمنا کرنا" یہ اجماعاً حرام ہے اور امام ویش
سے بھی اس کی حرمت ثابت ہے اور رشک کا معنی ہے: "کسی صاحب نعمت کو دیکھ کر یہ تمنا کرنا کہ
یہ نعمت اس کے پاس بھی رہے اور اس کی مثل مجھے بھی مل جائے" یہ دنیاوی امور میں مباح ہے اور عبادت میں مستحب
ہے۔ ان احادیث میں حسد مجازاً رشک کے معنی میں ہے۔

قرآن مجید کے سات حرفوں پر

نازل ہونے کا مطلب

حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے
ایک دن ہشام بن حکیم کو دیکھا کہ وہ قرآن کریم کی سورہ فرقان
کو ان الفاظ کے ساتھ نہیں پڑھ رہے تھے جن الفاظ
کے ساتھ میں پڑھتا ہوں اور جن الفاظ کے ساتھ رسول
ﷺ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے اس سورت کی تعلیم دی تھی۔
قریب تھا کہ میں (ان پر گرفت کرنے میں) جلدی کرتا لیکن
میں نے ان کو ناز سے فارغ ہونے دیا پھر میں ان کو چادر
سے کھینچا ہوا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں لے
آیا۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! میں نے ان کو سورہ فرقان
ان الفاظ کے ساتھ پڑھتے سنا ہے جن الفاظ کے ساتھ آپ
نے مجھے اس کی تعلیم نہیں دی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
فرمایا: اس کو چھوڑ دو۔ پھر ان سے کہا: اب پڑھو! انھوں
نے اسی طرح وہ سورت پڑھی جس طرح میں ان سے سن چکا
تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یہ سورت اسی طرح
نازل ہوئی ہے پھر مجھ سے فرمایا پڑھو! میں نے (وہ سورت)
پڑھی۔ آپ نے فرمایا: اسی طرح نازل ہوئی ہے۔ پھر آپ
نے فرمایا یہ قرآن سات حرفوں (نمات) پر نازل ہوا ہے۔
جس طرح ہمیں آسان لگے پڑھ لو!

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں
نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں ہشام بن حکیم کو

۱۶۹۶ - وَحَدَّثَنِي حُرْمَلَةُ بْنُ يَحْيَى قَالَ أَمَّا بَنِي
وَسَبَّ قَالَ أَخْبَرَنِي يُونُسُ عَنْ ابْنِ شَابَانَ قَالَ

marfat.com

سورہ فرقان اس طرح پڑھتے ہوئے مٹا... اس کے بعد
حسب سابق حدیث ہے۔ اس میں یہ زیادتی ہے کہ قریب
مٹا ہی اس کو حالت نماز ہی میں گھسیٹ کر لاتا لیکن میں
نے اس کے سلام پھیرنے تک صبر کیا۔

بیشیہ وزاد فیکدت أساوراً فی الصلوة فتصبرت حتی سلم۔

ایک اور سند سے بھی اس کی مثل منقول ہے۔

أَخْبَرَنِي عَزُوزَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ أَنَّ الْبُسَوْرِيَّ مَخْرَمَةً
وَعَبْدَ الرَّحْمَنِ بْنِ عَبْدِ الْقَادِرِ أَخْبَرَاهُ أَنَّهُمَا سَمِعَا
عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ يَقُولُ سَمِعْتُ
هَاشِمَ بْنَ حَكِيمٍ يَقْرَأُ سُورَةَ الْقُرْقَانِ فِي حَيَاتِهِ
رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَسَأَلَ الْحَدِيثَ
بِشَيْءٍ وَزَادَ فَيَكْدُتُ أَسَاوِرَهُ فِي الصَّلَاةِ فَتَصْبِرُتُ حَتَّى سَلَّمَ۔
۱۷۹۸۔ حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ وَعَبْدُ بْنُ
حَمِيدٍ قَالَا أَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ قَالَ أَكُنَّا مَعَهُ عَنِ الرَّهْزِيِّ
كِبْرًا أَيْ يُونُسَ بِإِسْنَادِهِ۔

۱۷۹۹۔ حَدَّثَنَا حُرْمَلَةُ بْنُ يَحْيَى قَالَ أَنَا ابْنُ
وَهْبٍ قَالَ أَخْبَرَنِي يُونُسُ عَنْ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ
حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللَّهِ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُتْبَةَ أَنَّ ابْنَ
عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا حَدَّثَا أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى
اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ أَقْرَأُ فِي جَبْرِيلَ عَلَيْهِ الصَّلَاةُ
وَالسَّلَامُ عَلَى حَرْفٍ فَرَأَيْتُهُ فَلَمْ أَذَلْ أُسْتَزِيدَهُ
فَيَزِيدُنِي حَتَّى انْتَهَى إِلَى سَبْعَةِ أَحْرَفٍ قَالَ ابْنُ
شِهَابٍ يَلْقَى أَنْ يَلْكَ السَّبْعَةَ الْأَحْرُفَ إِنَّهَا هِيَ
فِي الْأُمْرِ الَّذِي يَكُونُ وَاحِدًا لَا يَخْتَلِفُ فِي حَلَالٍ
وَلَا حَرَامٍ۔

۱۸۰۰۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حَمِيدٍ قَالَ أَنَا عَبْدُ
الرَّزَّاقِ قَالَ أَنَا مَعَهُ عَنِ الرَّهْزِيِّ بِهَذَا الْإِسْنَادِ۔
۱۸۰۱۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ كَثِيرٍ قَالَ
ثَابِتُ قَالَ نَاسِمْ بْنُ أَبِي خَالِدٍ عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ
بْنِ عِيسَى بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبِي كَيْلَانَ عَنْ جَدِّهِ
عَنْ أَبِي بَنْ كَعْبٍ قَالَ كُنْتُ فِي الْمَسْجِدِ فَدَخَلَ رَجُلٌ
يُصَلِّيُ فَتَرَا قِرَاءَةً أَنْكَرْتُهَا عَلَيْهِ ثُمَّ دَخَلَ
آخَرَ فَقَرَأَ قِرَاءَةً سَوِيًّا قِرَاءَةً صَاحِبَةً فَلَمَّا قَضَيْنَا
الصَّلَاةَ دَخَلْنَا جَمِيعًا عَلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَدْتُ
أَنَّ هَذَا أَقْرَأَ قِرَاءَةً أَنْكَرْتُهَا عَلَيْهِ وَدَخَلَ قِرَاءَةً سَوِيًّا قِرَاءَةً صَاحِبَةً فَلَمَّا قَضَيْنَا

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: حضرت جبرائیل علیہ الصلوٰۃ
والسلام نے مجھے ایک حرف (نعت) پر قرآن مجید کی تعلیم
دی۔ میں نے ان سے زیادہ (نفات) کے لیے کہا وہ
زیادہ (نفات) کرتے رہے۔ حتیٰ کہ سات حروف (نفات)
تک قرآن مجید کی قرأت ہو گئی۔ ابن شہاب کہتے ہیں کہ
مجھے معلوم ہوا ہے کہ ان سات حروف (نفات) کا معنی
واحد ہوتا ہے اور ان میں حلال اور حرام کے لحاظ سے
کوئی اختلاف نہیں ہوتا۔

ایک اور سند سے بھی ایسی ہی روایت منقول ہے۔

حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ
میں مسجد میں تھا، ایک شخص آکر نماز پڑھنے لگا اور نماز
میں قرآن مجید کی ایسی قرأت کی جو میرے لیے غیر مانوس
تھی پھر دوسرا شخص آیا اور اس نے ایک اور طرح سے
قرآن شریف پڑھنا شروع کر دیا۔ جب ہم لوگ نماز سے
فارغ ہو گئے تو ہم سب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی
خدمت میں حاضر ہوئے۔ میں نے عرض کیا اس شخص نے اس
نماز میں جو میرے لیے غیر مانوس تھا اور دوسرا

صَاحِبِهِ قَا مَرَّ هُنَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
فَقَرَأَ فَحَسَنَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شَأْنَهُمَا
فَسَقَطَ فِي نَفْسِهِ مِنَ التَّكْذِيبِ وَلَدَا ذُكُنتُ فِي الْجَاهِلِيَّةِ
لَقَدْ رَأَى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا هَذَا
غَضِبَنِي حَرْبٌ فِي صَدْرِي فَغَضِبْتُ عَرَقًا وَكَأَنَّمَا
أَلْظَمَ إِلَيَّ اللَّهُ تَعَالَى فَرَقًا فَقَالَ يَا أَبَتُ أُرِيدُ إِلَيَّ
أَنْ أَقْرَأَ الْقُرْآنَ أَنْ عَلَى حَرْفٍ فَرَدَدْتُ إِلَيْهِ أَلَمْ
يُهَيِّوْنَ عَلَيَّ أُمِّي فَرَدَّ إِلَيَّ الثَّانِيَةَ فَقَرَأَ أَلَمْ عَلَى حَرْفَيْنِ
فَرَدَدْتُ إِلَيْهِ أَنْ يُهَيِّوْنَ عَلَيَّ أُمِّي فَرَدَّ إِلَيَّ الثَّالِثَةَ
أَقْرَأَ أَلَمْ عَلَى سَبْعَةِ أَحْرُفٍ ذَلِكَ بِكُلِّ رَدٍّ رَدَدْتُهَا
مُسَلِّمَةً تَسْلِيْمًا فَقُلْتُ اللَّهُمَّ اغْفِرْ لِأُمِّي
اللَّهُمَّ اغْفِرْ لِأُمِّي وَآخِرَتُ الثَّالِثَةَ
لِيَوْمٍ يَرْجَعُ إِلَى الْخَلْقِ كُلِّهِمْ حَتَّى إِبْرَاهِيمَ
عَلَيْهِمُ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ

شخص آیا تو اس نے اس کے علاوہ ایک اور قرأت کی (رسول کریم
صلی اللہ علیہ وسلم نے ان دونوں کو پڑھنے کا حکم دیا۔
انہوں نے پڑھ کر سنایا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان
دونوں کو صحیح قرار دیا جس سے میرے دل میں (رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم کی ایسی) تکذیب پیدا ہوئی جو زمانہ جاہلیت
میں نہیں تھی۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے اس
حال کو دیکھا تو میرے سینہ پر ہاتھ مارا جس سے میں پسینہ
پسینہ ہو گیا اور خوف الہی کی مجھ پر ایسی کیفیت پیدا ہو گئی
گویا کہ میں اللہ تعالیٰ کو دیکھ رہا تھا۔ پھر آپ نے مجھ سے فرمایا
اے ابی! پہلے مجھے یہ حکم دیا گیا تھا کہ میں قرآن مجید ایک حرف
(نعت) پر پڑھوں۔ میں نے اللہ تعالیٰ سے عرض کیا کہ میری
امت پر آسانی فرما۔ پھر مجھے دو حرفوں پر پڑھنے کا حکم دیا گیا
پھر میں نے دوبارہ عرض کیا کہ میری امت پر آسانی فرما پھر مجھے
تیسری بار سات حرفوں (نعت) پر پڑھنے کا حکم ہوا، اور
فرمایا تم نے جتنی بار امت پر آسانی کے لیے دعا کی ہے اتنی
بار کے عوض تم ہم سے ایک دعا مانگ لو! میں نے عرض کیا
اے اللہ میری امت کی مغفرت فرما! اے اللہ! میری امت کی
مغفرت فرما اور تیسری بار کی دعا میں نے اس دن کے لیے محفوظ
کر لی جس دن ساری مخلوق حتیٰ کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام بھی
میری طرف متوجہ ہوں گے۔

حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ وہ
مسجد حرام میں بیٹھے تھے کہ ایک شخص نے اکر قرآن مجید پڑھا
باقی روایت حسب سابق ہے۔

حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی
صلی اللہ علیہ وسلم نبی غفار کے تالاب پر تشریف فرما تھے۔
آپ کے پاس حضرت جبرائیل آئے اور کہنے لگے کہ اللہ تعالیٰ

۱۸۰۲۔ حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ قَالَ نَا
مُحَمَّدُ بْنُ بَشِيرٍ قَالَ حَدَّثَنِي إِسْمَاعِيلُ بْنُ أَبِي خَالِدٍ
قَالَ حَدَّثَنِي عَبْدُ اللَّهِ بْنُ جَبْرِ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ
بْنِ أَبِي لَيْلَى قَالَ أَخْبَرَنِي أَبُو بَكْرِ بْنُ كَعْبٍ أَنَّكَ كُنَّا
فِي الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ إِذْ دَخَلَ رَجُلٌ فَصَلَّى فَقَرَأَ فِرَاقَةً
وَأَقْبَلَ الْحَدِيثَ بِمِثْلِ حَدِيثِ ابْنِ نُمَيْرٍ
۱۸۰۳۔ وَحَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ قَالَ نَا
عَنْدَرُ بْنُ شُعْبَةَ حَرْ وَحَدَّثَنَا هَاشِمُ بْنُ الْمُثَنَّى وَابْنُ
بَشِيرٍ قَالَ ابْنُ الْمُثَنَّى نَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ قَالَ نَا

شُعْبَةُ عَنِ الْعَلَمِ عَنْ مُجَاهِدٍ عَنْ ابْنِ أَبِي كَيْلَى عَنْ
 أَبِي بَنٍ كَعْبٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
 كَانَ عِنْدَ أَصْحَابِهِ بَنِي غَنَاءٍ قَالَ فَاتَاهُ جَبْرِئِيلُ
 فَقَالَ إِنَّ اللَّهَ يَا مُرْلُكَ أَنْ تَقْرَأَ أُمَّتَكَ الْقُرْآنَ عَلَى
 حَرْفٍ فَقَالَ أَسْأَلُ اللَّهَ مُعَافَاتَهُ وَمَغْفِرَتَهُ وَإِنْ
 أُمِّتِي لَا تُطِيقُ ذَلِكَ ثُمَّ أَتَاهُ الثَّانِيَةُ فَقَالَ إِنَّ اللَّهَ
 يَا مُرْلُكَ أَنْ تَقْرَأَ أُمَّتَكَ الْقُرْآنَ عَلَى حَرْفَيْنِ فَقَالَ
 أَسْأَلُ اللَّهَ مُعَافَاتَهُ وَمَغْفِرَتَهُ وَإِنْ أُمِّتِي لَا تُطِيقُ
 ذَلِكَ ثُمَّ جَاءَهُ الثَّالِثَةُ فَقَالَ إِنَّ اللَّهَ يَا مُرْلُكَ
 أَنْ تَقْرَأَ أُمَّتَكَ الْقُرْآنَ عَلَى ثَلَاثَةِ أَحْزَابٍ فَقَالَ
 أَسْأَلُ اللَّهَ مُعَافَاتَهُ وَمَغْفِرَتَهُ وَإِنْ أُمِّتِي لَا
 تُطِيقُ ذَلِكَ ثُمَّ جَاءَهُ الرَّابِعَةُ فَقَالَ إِنَّ اللَّهَ
 عَزَّ وَجَلَّ يَا مُرْلُكَ أَنْ تَقْرَأَ أُمَّتَكَ الْقُرْآنَ عَلَى
 سَبْعَةِ أَحْزَابٍ فَأَيُّهَا حَرْفٍ قَرَأُوا عَلَيْهِ فَقَدْ
 أَصَابُوا

نے آپ کو علم دیا ہے کہ آپ اپنی امت کو ایک حرف (نعت)
 پر قرآن مجید پڑھائیں آپ نے فرمایا میں اللہ تعالیٰ سے عفو اور
 مغفرت کا سوال کروں گا لہذا کہ میری امت اس کی طاقت نہیں
 رکھے گی۔ حضرت جبرائیل دوبارہ آپ کے پاس آئے اور کہا کہ
 اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ آپ اپنی امت کو دو حرفوں پر قرآن مجید
 پڑھائیں آپ نے فرمایا میں اللہ تعالیٰ سے عفو اور مغفرت کا
 سوال کروں گا میری امت اس کی طاقت نہیں رکھے گی۔
 حضرت جبرائیل آپ کے پاس تیسری بار آئے اور کہا کہ اللہ تعالیٰ
 فرماتا ہے کہ آپ اپنی امت کو تین حرفوں پر قرآن مجید پڑھائیں
 آپ نے فرمایا میں اللہ تعالیٰ سے عفو اور مغفرت کا سوال کروں
 گا اور یہ کہ میری امت اس کی طاقت نہیں رکھے گی پھر حضرت
 جبرائیل آپ کے پاس چوتھی بار آئے اور کہا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا
 ہے کہ آپ اپنی امت کو سات حرفوں (نعات) پر قرآن مجید
 پڑھائیں وہ جس حرف (نعت) میں بھی قرآن مجید پڑھیں گے
 صحیح ہوگا۔

۱۸۰۴۔ وَحَدَّثَنَا هُشَيْبُ بْنُ مَعَاذٍ قَالَ سَمِعْتُ
 قَالَ نَاشِئَةَ بِهَذَا الْإِسْتِدَادِ مِثْلَهُ

ایک اور سند سے بھی ایسی ہی روایت منقول ہے۔

سات حرفوں پر نزول قرآن | علامہ نووی فرماتے ہیں کہ تخفیف اور تسہیل کی وجہ سے قرآن مجید کو سات حرفوں پر
 نازل کیا گیا بعض علما نے کہا کہ سات حرفوں سے مراد قرأت و تجوید کے لحاظ سے
 تلاوت کی سات صورتیں ہیں کیونکہ ادغام، اظہار، تخفیف، ترقیق، امالة اور مد و غیرہ نعات کے لحاظ سے مختلف ہیں، بعض نعات
 میں کسی نطق کو ادغام کے ساتھ پڑھا جاتا ہے اور بعض نعات میں اظہار کے ساتھ علیٰ ہذا القیاس قرآن مجید کو سات طریقوں سے
 پڑھنے کی اجازت دی گئی اور ابو عبیدہ نے کہا سات حروف سے سات نعات مراد ہیں۔ امام طحاوی نے فرمایا کہ سات نعات
 پر پڑھنے کی اجازت ابتداء میں تھی کیونکہ نعات عرب میں اختلاف تھا اور تمام قبائل کو ایک نعت پر اکٹھا کرنا دشوار تھا اور
 جب اسلام پھیل گیا اور کتاب کی بکثرت اشاعت ہو گئی تو یہ ضرورت نہیں رہی اور پھر قرآن مجید کو ایک نعت میں مختصر
 کر دیا۔ وہ نعت قریش ہے۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے اسی نعت پر مصحف مرتب کیا ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے علم اور تصرف کا ثبوت | جب حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کے دل میں
 تکذیب کا وسوسہ پیدا ہوا تو رسول اللہ صلی اللہ
 علیہ وسلم نور نبوت سے اس وسوسہ تکذیب پر مطلع ہو گئے اس میں آپ کے نور علم کا ثبوت ہے اور جب آپ نے ان کے
 سینہ پر ہاتھ مار کر اس تکذیب کو زائل کیا تو اس میں آپ کے علم کا ثبوت ہے۔

بَابُ تَرْتِيلِ الْقِرَاءَةِ وَاجْتِنَابِ الْهَذْوِ
إِبَاحَةِ سُورَتَيْنِ فَكَثْرَ فِي رَكْعَةٍ

۱۸۰۵۔ حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَابْنُ نُمَيْرٍ
جَمِيعًا عَنْ وَكِيعٍ قَالَ أَبُو بَكْرٍ وَكَانَ وَكِيعٌ عَنِ الْأَعْمَشِ
عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ قَالَ جَاءَ رَجُلٌ يُقَالُ لَهُ نُهَيْكُ بْنُ
سِنَانٍ إِلَى عَبْدِ اللَّهِ فَقَالَ يَا أَبَا عَبْدِ الرَّحْمَنِ كَيْفَ
تَقْرَأُ هَذَا الْحَرْفَ أَلِفًا تَجِدُهُ أَمْ يَاءٌ مِنْ مَاءٍ غَيْرِ
إِسْنٍ أَوْ مِنْ مَاءٍ غَيْرِ يَاسِينَ قَالَ فَقَالَ عَبْدُ اللَّهِ
رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ وَكُلُّ الْقُرْآنِ قَدْ أَخَصَبَتْ غَيْرُ هَذَا
قَالَ إِنِّي لَا أَقْرَأُ الْمُفْصَلَ فِي رَكْعَةٍ فَقَالَ عَبْدُ اللَّهِ
هَذَا كَمَثَرُ الشَّعِيرَانِ أَقْوَامًا يَقْرَأُونَ الْقُرْآنَ لَا
يَجَاوِزُونَ تَرَاقِيَهُمْ وَلَكِنْ إِذَا وَقَعَ فِي الْقَلْبِ فَرَسَخٌ
فِيهِ نَفَسٌ إِنْ أَفْضَلَ صَلَاةَ الزَّكَاةِ وَالشُّجُودِ
إِنِّي لَا أَعْلَمُ النَّظَائِرَ الَّتِي كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى
اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقْرَأُ بَيْنَهُنَّ سُورَتَيْنِ فِي رَكْعَةٍ
رَكْعَةٍ ثُمَّ قَامَ عَبْدُ اللَّهِ فَقَدْ خَلَّ عُلُقَمَةٌ فِي آثَرِهِ ثُمَّ
خَرَجَ فَقَالَ قَدْ أَخْبَرَنِي بِهَا قَالَ ابْنُ مَيْمُونٍ فِي رِوَايَتِهِ
جَاءَ رَجُلٌ مِنْ بَنِي بَحِيكَةَ إِلَى عَبْدِ اللَّهِ وَلَمْ يَقُلْ
نُهَيْكُ بْنُ سِنَانٍ

۱۸۰۶۔ وَحَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ قَالَ نَا
أَبُو مُعَاوِيَةَ عَنْ الْأَعْمَشِ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ قَالَ جَاءَ
رَجُلٌ إِلَى عَبْدِ اللَّهِ يُقَالُ لَهُ نُهَيْكُ بْنُ سِنَانٍ بِمِثْلِ
حَدِيثِ وَكِيعٍ غَيْرَ أَنَّهُ قَالَ فَجَاءَ عُلُقَمَةٌ لِيَدْخُلَ
عَلَيْهِ فَقُلْنَا لَهُ سَلُّهُ عَنِ النَّظَائِرِ الَّتِي كَانَ رَسُولُ
اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقْرَأُ بِهَا فِي رَكْعَةٍ فَدَخَلَ
عَلَيْهِ فَسَأَلَهُ ثُمَّ خَرَجَ عَلَيْنَا فَقَالَ عَشْرُونَ سُورَةً
فِي عَشْرِ رَكَعَاتٍ مِنَ الْمُفْصَلِ فِي تَأْلِيفِ عَبْدِ اللَّهِ

قرآن مجید کو ترتیل کے ساتھ پڑھنے اور ایک رکعت
میں ایک سے زیادہ سورتوں کو پڑھنے کی اجازت
ابوداؤد کہتے ہیں کہ نہیک بن سنان نامی ایک شخص حضرت
عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے پاس آیا اور کہا اے ابوعبدالرحمن
ایا آپ اس لفظ کو الف کے ساتھ پڑھتے ہیں یا "کے ساتھ
یعنی من ماء غیر اسمن یا غیر یاسین !
حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا کیا اس لفظ کے
علاوہ باقی سارے قرآن کی تم نے تحقیق کر لی ہے؟ اس نے کہا
میں مفصل کو ایک رکعت میں پڑھتا ہوں، حضرت عبداللہ بن مسعود
رضی اللہ عنہ نے فرمایا تم اس طرح جلدی جلدی پڑھتے ہو جس طرح
شعر پڑھے جاتے ہیں، بیشک کچھ لوگ قرآن پڑھتے ہیں اور قرآن
ان کے گلے سے نیچے نہیں اترتا لیکن قرآن مجید جب ذہن
نشین اور راسخ ہو جائے تو نفع دیتا ہے نماز کے ارکان میں
زیادہ فضیلت رکوع اور سجود کی ہے اور میں ایسا باہم متماثل
سورتوں کو جانتا ہوں جن میں سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
ایک رکعت میں دو سورتیں بلا کر پڑھتے تھے پھر حضرت
عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ اٹھ گئے اور علقمہ ان کے پیچھے
گئے۔۔۔ پھر باہر نکلے اور کہا انہوں نے مجھے اس کی
خبر دی ہے۔

ابوداؤد بیان کرتے ہیں کہ نہیک بن سنان نامی ایک
شخص حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے پاس آیا۔
اس کے بعد حسب سابق روایت ہے نیز اس میں یہ ہے کہ
پھر علقمہ حضرت عبداللہ بن مسعود کے پاس گئے۔ ہم نے ان سے
کہا حضرت ابن مسعود سے ان سورتوں کے متعلق پوچھ لو جن کو
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک رکعت میں بلا کر پڑھتے تھے
انہوں نے ہاں حضرت ابن مسعود سے پوچھا پھر ہمیں اگر بتایا
وہ مفصل کی بیس سورتیں ہیں جو دس رکعات میں پڑھی جاتی ہیں
ابوداؤد رحمہ اللہ

۱۸۰۶۔ وَحَدَّثَنَا كُرَيْشِيُّ بْنُ أَبِي هَيْمٍ قَالَ أَنَا
عِيسَى بْنُ يُونُسَ قَالَ نَا الْأَعْمَشُ فِي هَذَا الْإِسْنَادِ
بَنُحُوْحٍ يَشْهَدَانِ قَالَ إِيَّيْ لَا عِرْفَ النَّظَا يُرَاكِي
كَانَ يَقْرَأُ بِهِنَّ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
اَثْنَتَيْنِ فِي رُكْعَةٍ حِشْرَيْنِ سُورَةٍ فِي عَشْرِ رُكْعَاتٍ
۱۸۰۸۔ حَدَّثَنَا شَيْبَانُ بْنُ فَرُّوخٍ قَالَ نَا مَهْدِيُّ
بْنُ مَيْمُونٍ قَالَ نَا وَاصِلُ الْأَحْذَابِ عَنْ أَبِي وَائِلٍ
قَالَ عَدُوْنَا عَلَى عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ
يَوْمًا بَعْدَ مَا صَلَّيْنَا الْعِدَاةَ فَسَلَّمْنَا بِالْبَابِ
فَأُذِنَ لَنَا قَالَ فَكُنَّا بِالْبَابِ هَبِيَّةً فَقَالَ
فَخَرَجَتِ الْجَارِيَةُ فَقَالَ لَا تَدْخُلُونَ فَدَخَلْنَا
فَإِذَا هُوَ جَالِسٌ يُسَبِّحُ فَقَالَ مَا مَنَعَكُمْ أَنْ
تَدْخُلُوا قَدْ أُذِنَ لَكُمْ فَكُنَّا لَا إِلَّا أَنَا
ظَنَنَّا أَنَّ بَعْضَ أَهْلِ الْبَيْتِ نَايِمٌ قَالَ ظَنَنَّمُ
بِالْبَنِ أُمِّ عَبْدِ غُفْلَةٍ قَالَ ثُمَّ أَقْبَلَ يُسَبِّحُ
حَتَّى إِذَا ظَنَّ أَنَّ الشَّمْسَ قَدْ طَلَعَتْ فَقَالَ
يَا جَارِيَةُ انْظُرِي هَلْ طَلَعَتْ قَالَ فَانْظُرْتُ فَإِذَا
هِيَ لَمْ تَطْلُعْ فَأَقْبَلَ يُسَبِّحُ حَتَّى إِذَا ظَنَّ أَنَّ
الشَّمْسَ قَدْ طَلَعَتْ قَالَ يَا جَارِيَةُ انْظُرِي
هَلْ طَلَعَتْ فَانْظُرْتُ وَإِذَا هِيَ قَدْ طَلَعَتْ فَقَالَ
الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي أَقَالَ لَنَا يَوْمَنَا هَذَا فَقَالَ مَهْدِيُّ
وَأَحْسِبُ قَالَ وَلَمْ يُهْدِكُنَا بِذُنُوبِنَا فَتَالَ
فَقَالَ رَجُلٌ مِّنَ الْقَوْمِ قَرَأْتُ الْمُفَصَّلَ الْبَارِحَةَ
كَذَلِكَ قَالَ فَقَالَ عَبْدُ اللَّهِ هَذَا كِهَذَا الشَّعْرُ إِنَّا لَقَدْ
سَمِعْنَا الْقَرَّائِينَ وَإِيَّيْ لَا حَفِظُ الْقَرَّائِينَ
الَّتِي كَانَ يَقْرَأُ هُنَّ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
شَمَانِيَةَ عَشَرَ مِنَ الْمُفَصَّلِ
وَسُورَتَيْنِ مِّنَ الْحَمْدِ

ایک اور سند سے یہ روایت ہے اس میں یہ ہے کہ
حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا میں ان متماثل سورتوں کو
پہچانتا ہوں جن میں سے دو دو سورتوں کو ملا کر حضور ایک
رکعت میں پڑھتے تھے میں سورتوں کو دس رکعات میں۔

ابو داؤد کہتے ہیں کہ ایک دن صبح کی نماز کے بعد حضرت
ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے پاس گئے ہم نے دروازے پر
کھڑے ہو کر سلام کیا، ہمیں اندر آنے کی اجازت دی گئی مگر ہم
کچھ دیر دروازے پر ٹھہرے رہے سچا کہ ایک باندی آئی اور
اس نے کہا تم کیوں نہیں آتے؟ ہم اندر گئے اور دیکھا کہ حضرت
ابن مسعود رضی اللہ عنہ تیسع پڑھ رہے ہیں۔ انہوں نے
ہمیں دیکھ کر فرمایا جب تمہیں اندر آنے کی اجازت دے دی
گئی تھی تو پھر تم اندر کیوں نہیں آئے؟ ہم نے کہا اور تو کوئی بات
نہ تھی ہم نے سوچا شاید گھر میں کوئی سویا ہوا ہو۔ حضرت ابن مسعود
نے فرمایا تم نے ام عبد کے بیٹے اہل عامہ کے متعلق غفلت کا گمان کیا
کیا! اس کے بعد پھر انہوں نے تیسع پڑھنی شروع کر دی،
سچی کہ جب انہوں نے گمان کیا کہ سورج طلوع ہو گیا ہے تو
انہوں نے (اپنی کنیز سے) کہا جاؤ دیکھو کیا سورج طلوع ہو
گیا ہے؟ کنیز دیکھ کر آئی تو ابھی سورج طلوع نہیں ہوا تھا وہ پھر
تیسع میں مشغول ہو گئے، پھر جب ان کا گمان ہوا کہ اب سورج
طلوع ہو گیا ہے تو انہوں نے (اپنی کنیز سے) کہا جاؤ دیکھو
کیا سورج طلوع ہو گیا ہے؟ کنیز دیکھ کر آئی تو سورج طلوع
ہو چکا تھا۔ آپ نے کہا ”اللہ تعالیٰ کی حمد ہے جس نے آج
ہمیں صاف فرمایا“ راوی کہتے ہیں میرا خیال ہے کہ آپ نے یہ بھی فرمایا
”اور ہمیں ہمارے گناہوں کی وجہ سے ہلاک نہیں کیا۔ لوگوں
میں سے ایک شخص نے کہا میں نے گزشتہ شب پوری مفصل
پڑھی ہے۔ حضرت ابن مسعود نے فرمایا تم نے اس طرح پڑھا
ہے جیسے کوئی جلدی جلدی شعر پڑھتا ہے۔ بے شک
اللہ عزوجل اسے اور مجھے وہ متماثل سورتیں یاد ہیں

بجہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پڑھا کرتے تھے۔ اٹھارہ سو تیس
مفصل سے اور دو سو تین ال خسر سے۔

ثقیق کہتے ہیں کہ بنو بجیلہ سے ایک شخص حضرت ابن مسود
کے پاس آیا جس کو نبیک بن سنان کہتے تھے اور کہنے لگائیں ایک رکعت
میں مفصل پڑھتا ہوں۔ حضرت ابن مسود رضی اللہ عنہ نے فرمایا: تم
اس طرح تیزی سے پڑھتے ہو جس طرح شعر پڑھتے ہیں، میں
ان متماثل سورتوں کو جانتا ہوں جن میں سے دو سورتوں کو رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک رکعت میں پڑھا کرتے تھے۔

ابروائل کہتے ہیں کہ ایک شخص حضرت ابن مسود رضی
اللہ عنہ کے پاس آیا اور کہنے لگائیں نے آج رات پوری مفصل
ایک رکعت میں پڑھی ہے۔ حضرت عبداللہ بن مسود رضی اللہ
عنہ نے فرمایا تم نے اس طرح (تیزی سے) پڑھا ہے جس
طرح شعر پڑھتے ہیں پھر حضرت ابن مسود رضی اللہ عنہ نے فرمایا
میں ان متماثل سورتوں کو جانتا ہوں جن کو رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم ملا کر پڑھتے تھے۔ پھر حضرت ابن مسود نے بیس
سورتیں ذکر کیں۔ دو دو سورتیں ایک رکعت میں۔

۱۸۰۹۔ وَحَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ قَالَ نَا حُصَيْنَ
بْنَ عَلِيٍّ الْجُعْفِيُّ عَنْ زَائِدَةَ عَنْ مَتَّوْرٍ عَنْ شَيْبَةَ
قَالَ جَاءَ رَجُلٌ مِنْ بَنِي بَجِيلَةَ يُقَالُ لَهُ كُهَيْلُ
بْنُ سِنَانٍ إِلَى عَبْدِ اللَّهِ فَقَالَ إِنِّي أَقْرَأُ الْمُفَصَّلَ
فِي رُكْعَةٍ فَقَالَ عَبْدُ اللَّهِ هَذَا كَهَذَا الشَّعْرِ لَقَدْ
عَلِمْتُ النَّظْمَ إِذَا لَيْتُكَ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَخْرُأُ بِهِمَا سُورَتَيْنِ فِي رُكْعَةٍ

۱۸۱۰۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى وَابْنُ بَشَّارٍ
قَالَ ابْنُ الْمُثَنَّى نَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ قَالَ نَا شُعْبَةُ
عَنْ عَمْرِو بْنِ مُرَّةٍ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا وَائِلٍ يُحَدِّثُ أَنَّ
رَجُلًا جَاءَ إِلَى ابْنِ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ فَقَالَ إِنِّي
قَرَأْتُ الْمُفَصَّلَ الْبَلِيَّةَ كُلَّهُ فِي رُكْعَةٍ فَقَالَ عَبْدُ اللَّهِ
هَذَا كَهَذَا الشَّعْرِ فَقَالَ عَبْدُ اللَّهِ لَقَدْ عَرَفْتُ النَّظْمَ إِذَا
لَيْتُكَ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقْرَأُ
بَيْنَهُمَا قَالَ هَذَا كَرُوعِشْرَيْنِ سُورَةً مِنَ الْمُفَصَّلِ
سُورَتَيْنِ سُورَتَيْنِ فِي رُكْعَةٍ

اس حدیث سے سب ذیل مسائل معلوم ہوتے ہیں:

تشریح

(۱) حضرت ابن مسود نے سائل کے جواب میں فرمایا: کیا تم نے باقی پورے قرآن کی تحقیق کر لی ہے؟ یہ اس شخص کے
سوال کا جواب نہیں تھا لیکن حضرت ابن مسود نے یہ اس لیے فرمایا کہ ان کے گمان میں وہ شخص بات سمجھنے کے لیے نہیں پوچھ رہا تھا بلکہ محض سوال برائے سوال کر رہا تھا۔ اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ سوال برائے سوال کا جواب دینا ضروری نہیں ہے۔ (۲) نماز کے
ارکان میں سے رکوع اور سجود کو باقی ارکان پر فضیلت دینا حضرت ابن مسود رضی اللہ عنہ کا نظریہ ہے ورنہ حدیث شریف میں
”بہترین نماز وہ ہے جس میں لمبا قیام ہو“ یہ حدیث مع تشریح کے مسلم شریف میں گذر چکی ہے اور یہ حدیث بھی ”بندہ اپنے
رب کے سب سے زیادہ قریب حالت سجود میں ہوتا ہے“ امام ابو حنیفہ کے نزدیک طول قیام کی اور امام شافعی کے نزدیک
کثرت سجود کی فضیلت ہے۔ (۳) مفصل کی جن سورتوں کو حضور ملا کر پڑھتے تھے وہ یہ ہیں: رحمن اور نجم ایک
رکعت میں اقتربت اور الحاقة ایک رکعت میں، طور اور ذاریات ایک رکعت میں واقعت اور
عبس ایک رکعت میں، مال سائل اور نازعات ایک رکعت میں، ویل للمطففین اور
عبس ایک رکعت میں مدثر ایک رکعت میں، اور لا اقسام ایک رکعت میں

marfat.com

جلد ثانی

Marfat.com

عمر اور موسلات ایک رکعت میں، دھان اور اذا الشمس کو سات ایک رکعت میں یہ سورۃ کو مفصل اس لیے کہتے ہیں کہ ان کا انفصال ایک دوسرے سے قریب ہے یا اس لیے کہ ان میں بسم اللہ کا فصل بار بار آتا ہے (۴) حدیث نمبر ۱۸۰۶ اور ۱۸۰۷ میں ہے حضور مفصل میں سے بیس سورۃ کو پڑھتے تھے اور روایت نمبر ۱۸۰۸ میں ہے، اشارہ سورتیں پڑھتے تھے اور دوسریں الٰہ حشر سے پڑھتے تھے۔ ان میں تقاضا اس لیے نہیں ہے کہ جس روایت میں بیس سورۃ کو ذکر کیا ہے وہاں بیس کا اطلاق تخلیفاً ہے (۵) علماء کی اصطلاح میں قرآن مجید کی پہلی سات سورۃ کو طوال کہتے ہیں اس کے بعد ذات المہشیں ان سورۃ کو کہتے ہیں جن میں کم و بیش ستر آیتیں ہوں اس کے بعد سورۃ کو مثانی کہتے ہیں جو مہین سے کم اور مفصل سے زیادہ ہیں اور اس کے بعد کی سورۃ کو مفصل کہتے ہیں۔ مفصل میں پہلی سورت حجرات ہے سورہ ہجرات سے سورہ بروج تک طوال مفصل ہیں سورہ بروج سے سورہ یکن تک اوساط مفصل ہیں اور سورہ یکن سے آخر قرآن تک تقاضا مفصل ہیں سورہ۔

قرأت کے متعلقات

ابراہیم کہتے ہیں کہ میں نے ایک شخص کو دیکھا جس نے اسود بن یزید سے سوال کیا کہ دال کا ایک وہ مسجد میں قرآن مجید کی تعلیم دے رہے تھے۔ تم هل من مدکر میں دال پڑھتے ہو یا قال۔ انھوں نے کہا دال۔ اور بتایا کہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہے میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مدکر دال کے ساتھ سنا ہے۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم هل من مدکر۔ پڑھتے تھے۔

عقلم کہتے ہیں کہ ہم شام گئے تو حضرت ابو رواد رضی اللہ عنہ ہمارے پاس آئے اور فرمایا تمہارے پاس کوئی شخص

بَابُ مَا يَتَعَلَّقُ بِالْقِرَاءَةِ!

۱۸۱۱۔ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ يُونُسَ قَالَ نَازُهُيْرٌ قَالَ نَا أَبُو سُهَيْبٍ قَالَ رَأَيْتُ رَجُلًا سَأَلَ الْأَسْوَدَ بْنَ يَزِيدَ وَهُوَ يَعْلَمُ الْقُرْآنَ فِي الْمَسْجِدِ فَقَالَ كَيْفَ تَقْرَأُ هَذِهِ الْآيَةَ فَهَذَا مِنْ مَدَكِرٍ أَدَا أَمْرًا إِلَّا قَالَ بَلْ دَا لَا سَمِعْتُ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا يَقُولُ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ مَدَكِرٌ دَا لَا۔

۱۸۱۲۔ وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى وَابْنُ بَشَّارٍ قَالَ ابْنُ الْمُثَنَّى نَاصِحٌ بْنُ جَعْفَرٍ قَالَ نَاسِئَةُ عَنْ أَبِي سُهَيْبٍ عَنِ الْأَسْوَدِ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ كَانَ يَقْرَأُ هَذَا الْحَرْفَ فَهَذَا مِنْ مَدَكِرٍ۔

۱۸۱۳۔ وَحَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَابْنُ كَرَيْبٍ وَالتَّفَظُّزِيُّ بِكَرٍ قَالَ نَا أَبُو مُعَاوِيَةَ عَنِ

۱۔ علامہ یحییٰ بن شرف نردی متوفی ۶۷۲ھ، شرح صحیح مسلم ج ۱ ص ۲۷۴، مطبوعہ دار محمد اربع المطابع کراچی، الطبعة الثانیہ ۱۳۷۵ھ۔

۲۔ علامہ ابن عابدین شامی متوفی ۱۲۵۲ھ، رد المحتار ج ۱ ص ۴۰۵، مجموعہ مطبعہ عثمانیہ استنبول ۱۳۲۷ھ۔

۳۔ علامہ ابراہیم علی متوفی ۷۷۲ھ، کبیر ص ۴۰۵، مطبوعہ مطبعہ حیدرآباد دکن ۱۳۳۳ھ۔

الْأَعْمَشِ عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ عَلْقَمَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ
قَدِمْنَا الشَّامَ فَأَتَانَا أَبُو الدَّرْدَاءُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ
فَقَالَ فَيَكُمُ أَحَدٌ يَقْرَأُ عَلَى قِرَاءَةِ عَبْدِ اللَّهِ فَقُلْتُ
نَعَمْ أَنَا قَالَ فَكَيْفَ سَمِعْتَ عَبْدَ اللَّهِ يَقْرَأُ هَذِهِ الْآيَةَ
وَالْيَلِ إِذَا يَغْشَى قَالَ سَمِعْتُهُ يَقْرَأُ وَالْيَلِ إِذَا
يَغْشَى وَالذِّكْرُ وَالْإِنْثَى قَالَ وَأَنَا وَاللَّهُ هَكَذَا
سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقْرَأُهَا
وَلَكِنْ هُوَ لَا يُرِيدُ أَنْ أَقْرَأَ وَمَا خَلَقَ فَلَا
أَتَا يَغْشَى

۱۸۱۴۔ وَحَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ نَاجِرُ بْنُ
عَنْ مُغِيرَةَ عَنْ إِبْرَاهِيمَ قَالَ أَتَى عَلْقَمَةَ الشَّامَ
كَدَخَلَ مَسْجِدًا فَصَلَّى فِيهِ ثُمَّ أَقَامَ إِلَى حَلَقَةٍ
فَجَلَسَ فِيهَا قَالَ فَبَاءَ رَجُلٌ فَعَرَفْتُ فِيهِ نَحْوُ
الْقَوْمِ وَهَيْئَتَهُمْ قَالَ فَجَلَسَ إِلَى جَنْبِي ثُمَّ قَالَ
أَتَحْفِظُ كَمَا كَانَ عَبْدُ اللَّهِ يَقْرَأُ فَذَكَرَ بِمِثْلِهِ

۱۸۱۵۔ وَحَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ السَّعْدِيُّ قَالَ نَا
إِسْمَاعِيلُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ عَنْ دَاوُدَ بْنِ أَبِي هِنْدٍ عَنِ الشَّعْبِيِّ
عَنْ عَلْقَمَةَ قَالَ لَقِيتُ أَبَا الدَّرْدَاءَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ
فَقَالَ لِي مَتَى أَنْتَ قُلْتُ مِنْ أَهْلِ الْعِرَاقِ قَالَ مِنْ
أَيُّهُمْ قُلْتُ مِنْ أَهْلِ الْكُوفَةِ قَالَ هَلْ تَقْرَأُ عَلَى
قِرَاءَةِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ
قُلْتُ نَعَمْ قَالَ فَأَقْرَأُ وَالْيَلِ إِذَا يَغْشَى قَالَهُ
فَقَرَأْتُ وَالْيَلِ إِذَا يَغْشَى وَالتَّهَارِ إِذَا تَجَلَّى
وَالذِّكْرُ وَالْإِنْثَى قَالَ فَضَحِكْتُ ثُمَّ قَالَ هَكَذَا سَمِعْتُ
رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقْرَأُهَا

۱۸۱۶۔ وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى قَالَ نَا
عَبْدُ الْأَعْلَى قَالَ نَا دَاوُدُ عَنْ عَامِرٍ عَنْ عَلْقَمَةَ
قَالَ أَتَيْتُ الشَّامَ فَلَقِيتُ أَبَا الدَّرْدَاءَ فَذَكَرَ
بِمِثْلِ حَدِيثِ ابْنِ عَلِيٍّ

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی قرأت میں پڑھنے والا
میں نے کہا میں ہوں۔ انہوں نے پوچھا تم نے اس آیت کو
حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے کس طرح سنا ہے:
”وَالْيَلِ إِذَا يَغْشَى“ میں نے کہا حضرت عبداللہ بن
مسعود رضی اللہ عنہ اس طرح پڑھتے تھے: وَالْيَلِ إِذَا يَغْشَى
وَالذِّكْرُ وَالْإِنْثَى۔ انہوں نے کہا خدا کی قسم میں
نے بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اسی طرح پڑھتے ہوئے
سنا ہے، اور یہ لوگ چاہتے ہیں کہ میں دے دوں خالق الذکر
والانثی۔ پڑھوں مگر میں نہیں مانتا۔

ابراہیم کہتے ہیں کہ وہ شام میں علقمہ کے پاس گئے۔
مسجد میں داخل ہو کر نماز پڑھی اور لوگوں کے حلقہ میں بیٹھ گئے۔
پھر ایک شخص آیا جسے دیکھ کر میں نے محسوس کیا کہ وہ ان لوگوں
سے ناراض ہے۔ وہ آکر میرے پہلو میں بیٹھ گیا اور پوچھا کیا
تمہیں یاد ہے کہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کس طرح
پڑھتے تھے۔ اس کے بعد حسب سابق حدیث ہے۔

علقمہ کہتے ہیں کہ میری حضرت ابوذر واد رضی اللہ عنہ
سے ملاقات ہوئی۔ انہوں نے مجھ سے پوچھا: تم کہاں
رہنے والے ہو؟ میں نے کہا عراق کا۔ انہوں نے پوچھا:
کس شہر کے ہو؟ میں نے کہا کوفہ کا۔ انہوں نے پوچھا کیا
تم حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی قرأت میں پڑھتے
ہو؟ میں نے کہا ہاں! انہوں نے کہا: وَالْيَلِ إِذَا
يَغْشَى۔ پڑھو، میں نے پڑھا: وَالْيَلِ إِذَا يَغْشَى
وَالنِّهَا، إِذَا تَجَلَّى وَالذِّكْرُ وَالْإِنْثَى۔ وہ خوش
ہوئے اور کہنے لگے میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے
یہ سورت اسی طرح سنی ہے۔

ایک اور سند سے بھی یہ روایت اسی طرح منقول

ہے۔

احادیث پر تحریف قرآن کا الزام | سورۃ الیل کی شروع کی آیات اس طرح ہیں و الیل اذا یغشی و النہار اذا

باب کی احادیث میں حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی قرأت سے معلوم ہوتا ہے کہ و ما خلق الذکر و الانثیٰ ۔ اور اس و الذکر و الانثیٰ ۔ ہے اور ان کی یہ قرأت موجود قرآن مجید کے خلاف ہے اس کے چند جواب میں ایک یہ کہ یہ اور اس جیسی جس قدر قرأت منقول ہیں وہ سب منسوخ ہو چکی ہیں جیسے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی روایت میں خمس رضعات ہے اور جن لوگوں تک یہ نسخ نہیں پہنچا جیسے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ اور حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ وہ ان قرأت کو پڑھتے رہے۔ اس وجہ سے اس قسم کی احادیث قرآن مجید کی حقانیت کے خلاف ہیں اور نہ ان صحابہ کرام پر کوئی اثر پڑتا ہے۔ دوسرا جواب یہ ہے کہ قرآن مجید تو اتر سے ثابت ہے اور اس قسم کی روایات اخبار احادیث اور خبر واحد چونکہ ظنی ہوتی ہے اس لیے یہ روایات قرآن مجید کی قطعییت کے منافی نہیں ہیں۔ تیسرا جواب یہ ہے کہ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ اپنے مصحف میں بعض الفاظ بطور تفسیر کے لکھ لیتے تھے اس لیے ہو سکتا ہے کہ انہوں نے و الذکر و الانثیٰ بطور تفسیر لکھا ہو۔

ان جوابات پر غور کرنے سے منکرین حدیث کا یہ اعتراض دور ہو جاتا ہے کہ احادیث کو ماننے سے قرآن کریم کے غیر متبدل اور غیر محرف ہونے کے عقیدہ پر زبرد پڑتی ہے۔ مشہور منکر حدیث ڈاکٹر غلام جیلانی برق لکھتے ہیں:

حضرت علقمہ فرماتے ہیں کہ میں شام میں حضرت ابوہریرہ سے ملا تو آپ نے پوچھا کہ حضرت عبداللہ سورۃ واللیل کی تلاوت کیسے کرتے ہیں تو میں نے کہا اس طرح: و الیل اذا یغشی و الذکر و الانثیٰ۔

آپ نے فرمایا خدا کی قسم میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ آیات بالکل اسی طرح سنی ہیں اور میں اسی طرح پڑھوں گا صحیح مسلم، ج ۲ ص ۳۶۶

تو گویا تین جلیل القدر صحابہ نے شہادت دے دی کہ یہ آیات مذکورہ بالا صورت میں نازل ہوئی تھیں لیکن آج قرآن شریف میں یوں درج ہیں: و الیل اذا یغشی و النہار اذا تجلی و ما خلق الذکر و الانثیٰ۔

اب کس کو صحیح تسلیم کریں؟ ان صحابہ کو؟ صحیح مسلم کو؟ یا قرآن شریف کو؟ لازماً یہی کہنا پڑے گا کہ ہمارا قرآن صحیح ہے۔ برق صاحب کے اعتراض کا جواب تو میں نے شروع میں تحریر کر دیا ہے یہاں یہ بتلانا چاہیے ہیں کہ احادیث میں عیب نکالنے والے اور ان کو غیر معتبر ٹھہرانے والے جدید دور کے ان محقق کو اس کی بھی خبر نہیں کہ علقمہ صحابی ہیں یا غیر صحابی! ان صاحب نے اپنی اس عبارت کے شروع میں علقمہ کو بھی صحابی لکھا ہے حالانکہ علقمہ صحابی نہیں تابعی ہیں اور حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے مشہور تلامذہ میں سے ہیں۔

علامہ بدرالدین عینی لکھتے ہیں:

سے۔ برق صاحب کا نقل کردہ حوالہ صحیح نہیں ہے، صحیح حوالہ یہ ہے: صحیح مسلم ج ۱ ص ۲۴۳۔

سے۔ ڈاکٹر غلام جیلانی برق

marfat.com

علقمة بن قیس بن عبد اللہ بن مالک بن
علقمة عم الاسود وعبد الرحمن ابی یزید خالی ابراہیم
بن یزید النخعی دعی عن ابی بکر رضی اللہ عنہ وسمہ
عن عمر و عثمان و علی و ابن مسعود و قال ابراہیم
النخعی کان علقمة یشبہ عبد اللہ بن مسعود مات
سنة الفتنین و ستین و قیل و سبعین ید
اور حافظ ابن حجر عسقلانی کہتے ہیں :

علقمة بن قیس بن عبد اللہ بن مالک بن علقمة
ولد فی حیاة رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم و روی
عن عمر و عن عثمان و علی و سعد و حذیفہ و ابی الدرداء
و ابن مسعود و ابی موسیٰ و خیباب و خالد بن الولید ید

بَابُ الْأَوْقَاتِ الَّتِي نَهَى عَنْ

الصَّلَاةِ فِيهَا

۱۸۱۷۔ وَحَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى قَالَ قَرَأْتُ
عَلَى مَالِكٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ يَحْيَى بْنِ حَبَّانَ عَنْ
الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ
اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهَى عَنِ الصَّلَاةِ بَعْدَ
الْعَصْرِ حَتَّى تَغْرُبَ الشَّمْسُ وَعَنِ الصَّلَاةِ بَعْدَ
الصُّبْحِ حَتَّى تَطْلُعَ الشَّمْسُ -

۱۸۱۸۔ وَحَدَّثَنَا دَاوُدُ بْنُ رَشِيدٍ وَاسْتَعَاذَ بِنِ
سَالِمٍ جَمِيعًا عَنْ هُشَيْمٍ قَالَ دَاوُدُ نَا هُشَيْمٌ
قَالَ أَنَا مَنْصُورٌ عَنْ قَتَادَةَ قَالَ أَنَا أَبُو الْعَالِمِ
عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ سَمِعْتُ غَيْرَ وَاحِدٍ مِّنْ أَصْحَابِ
رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْهُمْ عُمَرُ بْنُ
الْخَطَّابِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ وَكَانَ أَحَبَّهُمْ إِلَيَّ أَنَّ

علقمة بن قیس اسود بن یزید اور عبد الرحمن بن یزید
کے چچا تھے جو ابراہیم بن یزید النخعی کے ماموں تھے انہوں نے
حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ سے احادیث روایت کی ہیں اور حضرت
عمر، حضرت عثمان، حضرت علی اور حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہم سے
احادیث سنیں، ابراہیم نخعی کہتے تھے کہ علقمة حضرت عبد اللہ بن
مسعود رضی اللہ عنہ کے مشابہ تھے ۶۲ ۵۶ یا ۶۲ ۷۲ میں انتقال ہو گیا۔

علقمة بن قیس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجگی میں پیدا
ہوئے اور حضرت عمر، حضرت عثمان، حضرت علی، حضرت سعد، حضرت
ابو دروداء، حضرت ابن مسعود، حضرت ابی موسیٰ، حضرت خیباب اور
حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہم سے روایت کی ہے۔

ان اوقات کا بیان جن میں نماز

پڑھنا ممنوع ہے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عصر کے بعد غروب آفتاب تک اور فجر کے
بعد طلوع آفتاب تک نماز پڑھنے سے منع کیا ہے۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مقدّم اصحاب، خصوصاً حضرت عمر بن الخطاب
رضی اللہ عنہ جو مجھے بہت عزیز ہیں وہ بیان کرتے ہیں کہ رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فجر کے بعد طلوع آفتاب تک اور عصر کے
بعد غروب آفتاب تک نماز پڑھنے سے منع فرمایا ہے۔

۱۔ علامہ بدر الدین عینی متوفی ۸۵۵ھ عمدة القاری ج ۱ ص ۲۱۴ ملخصاً مطبوعہ ادارة الطباعة المنيرية مصر، ۱۳۴۸ھ۔

۲۔ حافظ ابن حجر عسقلانی متوفی ۸۵۲ھ، تہذیب التہذیب ج ۴ ص ۲۹۹، مجمع الزوائد وادبہ المصنف ج ۱ ص ۲۶۱، حیدرآباد دکن ۱۳۲۶ھ۔

رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَهَيَّأَ عَنِ الصَّلَاةِ
بَعْدَ الْفَجْرِ حَتَّى تَطْلُعَ الشَّمْسُ وَبَعْدَ الْعَصْرِ حَتَّى
تَغْرُبَ الشَّمْسُ.

۱۸۱۹- وَحَدَّثَنَا زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ نَا
يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ عَنْ ثَعْلَبَةَ بْنِ وَحْدَةَ بْنِ أَبِي عَسَّانَ
الْيَسَمِيُّ قَالَ نَا عَبْدُ الْأَعْلَى قَالَ نَا سَعِيدُ بْنُ
حَدَّثَنَا اسْتَحْيُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ نَا مَعَاذُ بْنُ هِشَامٍ
قَالَ حَدَّثَنِي أَبِي كُلُّهُمْ عَنْ قَتَادَةَ بِهَذَا الْإِسْنَادِ
غَيْرَ أَنَّ فِي حَدِيثِ سَعِيدِ بْنِ هِشَامٍ بَعْدَ الصُّبْحِ حَتَّى تَشْرُقَ الشَّمْسُ.

۱۸۲۰- وَحَدَّثَنَا حَزْمَةُ بْنُ يَحْيَى قَالَ لَنَا ابْنُ
وَهْبٍ قَالَ أَخْبَرَنِي يُونُسُ أَنَّ ابْنَ شَهَابٍ أَخْبَرَهُ
قَالَ أَخْبَرَنِي عَطَاءُ بْنُ يَزِيدَ اللَّيْثِيُّ أَنَّهُ سَمِعَ
أَبَا سَعِيدٍ يَأْتِي النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ قَالَ رَسُولُ
اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا صَلَاةَ بَعْدَ صَلَاةِ
الْعَصْرِ حَتَّى تَغْرُبَ الشَّمْسُ وَلَا صَلَاةَ بَعْدَ صَلَاةِ
الْفَجْرِ حَتَّى تَطْلُعَ الشَّمْسُ.

۱۸۲۱- حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى قَالَ قَدَأْتُ عَلَى
قَالِكٍ عَنْ تَائِفٍ عَنْ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّ
رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا يَتَحَرَّى
أَحَدُكُمْ فَيُصَلِّيَ عِنْدَ طُلُوعِ الشَّمْسِ وَلَا عِنْدَ
غُرُوبِهَا.

۱۸۲۲- وَحَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ قَالَ نَا
وَكَيْعٌ وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ ثَمِيرٍ قَالَ نَا
أَبُو مُحَمَّدٍ بْنُ يَسْرِ قَالَ نَا وَاجِبُهَا نَا هِشَامُ عَنْ أَبِيهِ
عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَحَرُّوا بِصَلَاتِكُمْ طُلُوعَ
الشَّمْسِ وَلَا غُرُوبَهَا فَإِنَّهَا تَطْلُعُ بِقَرْنَيْ شَيْطَانٍ.

۱۸۲۳- وَحَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ قَالَ نَا
وَكَيْعٌ وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ ثَمِيرٍ قَالَ نَا

ایک اور سند سے بھی یہ روایت منقول ہے اور سعید
اور ہشام کی روایت میں یہ اضافہ ہے۔ صحیح کے بعد تاؤ تھیکہ
سورج نہ چمکے۔

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نماز عصر کے بعد غروب
آفتاب تک کوئی نماز نہیں اور نماز فجر کے بعد طلوع آفتاب تک
کوئی نماز نہیں

حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم میں سے کوئی شخص
طلوع آفتاب کے وقت نماز کا قصد کرے نہ غروب آفتاب
کے وقت۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: طلوع آفتاب کے وقت نماز کا قصد
کر نہ غروب آفتاب کے وقت، کیونکہ سورج شیطان کے
دو سینگوں کے درمیان نکلتا ہے۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ

صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب سورج کی بجوں ظاہر ہو جائے

تو نماز کو اس وقت تک موقوف رکھو جب تک سورج اچھی طرح ظاہر نہ ہو جائے، اور جب سورج کی بہوں غائب ہو جائے تو نماز کو اس وقت تک موقوف رکھو جب تک سورج مکمل غائب نہ ہو جائے۔

حضرت ابو بکر غفاری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مقام محض میں ہمارے ساتھ عصر کی نماز پڑھی اور فرمایا: تم سے پہلی امتوں پر بھی یہ نماز پیش کی گئی تھی لیکن انہوں نے اسے مانع کر دیا لہذا جو اس کی حفاظت کرے گا اس کو دو گنا اجر ملے گا اور عصر کے بعد اس وقت تک کوئی نماز جائز نہیں ہے جب تک ستارے طلوع نہ ہو جائیں۔

ایک اور سند سے یہ روایت منقول ہے جس میں حضرت ابو بکر غفاری سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں نماز عصر پڑھائی پھر حسب سابق روایت ہے۔

حضرت عقیل بن عامر جہنی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمیں تین اوقات میں نماز پڑھنے اور اموات کو دفن کرنے سے روکتے تھے ایک طلوع آفتاب کے وقت جب تک وہ بلند نہ ہو جائے، دوسرے ٹھیک دوپہر کے وقت تا وقتیکہ زوال نہ ہو جائے، تیسرے غروب آفتاب کے وقت تا وقتیکہ وہ مکمل غروب نہ ہو جائے۔

عمر بن عبد السلام رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں

قَالَ نَا أَيْ وَابْنُ بَشْرٍ قَالُوا جَمِيعًا نَاهِيًا عَنْ
أَبْنِهِ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ قَالَ
رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا مَبَدَأَ
حَاجِبُ الشَّمْسِ فَأَخِرُوا الصَّلَاةَ حَتَّى تَبْرُزَ وَإِذَا
غَابَ حَاجِبُ الشَّمْسِ فَأَخِرُوا الصَّلَاةَ حَتَّى تَغِيبَ.
۱۸۲۴ - حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ نَا لَيْثٌ
عَنْ خَيْرِ بْنِ نَعِيمٍ الْحَضَرِيِّ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ
هَبِيرَةَ عَنْ أَبِي تَيْمِيمٍ الْجُبَيْشِيِّ عَنْ أَبِي بَصْرَةَ الْغِفَارِيِّ
رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ صَلَّى بِنَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْعَصْرَ بِالْمَحْضِ فَقَالَ إِنَّ هَذِهِ
الصَّلَاةَ غُرُصَتٌ عَلَى مَنْ قَبْلَكُمْ فَضَيَعُوهَا فَمَنْ
حَافَظَ عَلَيْهَا كَانَ لَهُ أَجْرُهُ مَرَّتَيْنِ وَلَا صَلَاةَ
بَعْدَ هَاتِهِ تَطْلُعُ الشَّاهِدُ وَالشَّاهِدُ الشَّجَرُ.

۱۸۲۵ - وَحَدَّثَنَا زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ مَكَ
يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ نَا أَيْ عَنِ ابْنِ إِسْحَاقَ
قَالَ حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ أَبِي حَبِيبٍ عَنْ خَيْرِ بْنِ نَعِيمٍ
الْحَضَرِيِّ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ هَبِيرَةَ الْقَسْبَائِيِّ وَكَانَ
ثِقَةً عَنْ أَبِي تَيْمِيمٍ الْجُبَيْشِيِّ عَنْ أَبِي بَصْرَةَ الْغِفَارِيِّ
رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ صَلَّى بِنَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْعَصْرَ بِمِثْلِهِ.

۱۸۲۶ - وَحَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى قَالَ أَنَا عَبْدُ اللَّهِ
بْنُ وَهَبٍ عَنْ مُوسَى بْنِ عَلِيٍّ عَنْ أَبِيهِ قَالَ سَمِعْتُ
عُقَيْبَةَ بْنَ عَامِرٍ الْجُهَنِيَّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ يَقُولُ
ثَلَاثُ مَاعَاتٍ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ يَنْهَانَا أَنْ نُصَلِّيَ فِيهِنَّ أَوْ أَنْ نَقْبُرَ فِيهِنَّ
مَوْتَانَا حِينَ تَطْلُعُ الشَّمْسُ بَارِغَةً حَتَّى تَرْتَفِعَ وَ
حِينَ يَقْرُبُ قَائِمُ الظُّهْرِ حَتَّى تَمِيلَ الشَّمْسُ وَحِينَ
تُضَيِّفُ الشَّمْسُ لِلْغُرُوبِ حَتَّى تَغْرُبَ.

۱۸۲۷ - وَحَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ جَعْفَرٍ الْبَغْدَادِيُّ

رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهَى عَنِ الصَّلَاةِ
بَعْدَ الْفَجْرِ حَتَّى تَطْلُعَ الشَّمْسُ وَبَعْدَ الْعَصْرِ حَتَّى
تَغْرُبَ الشَّمْسُ.

۱۸۱۹- وَحَدَّثَنَا زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ سَأَلْنَا

يَحْيَى بْنَ سَعِيدٍ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ وَحْدَةَ ابْنِ أَبِي عَدَسَانَ
الْيَسَمَعِيِّ قَالَ سَأَلْتُ الْأَعْلَى قَالَ سَأَلْتُ سَعِيدَ بْنَ

حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ سَأَلْتُ أَمْعَادُ بْنَ هِشَامٍ
قَالَ حَدَّثَنِي أَبِي كُلُّهُمْ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ يَزِيدِ بْنِ أَبِي

عَبْدَانَ فِي حَدِيثِ سَعِيدِ بْنِ هِشَامٍ بَعْدَ الْعَصْرِ حَتَّى تَشْرُقَ الشَّمْسُ.

۱۸۲۰- وَحَدَّثَنَا حَرْمَلَةُ بْنُ يَحْيَى قَالَ سَأَلْنَا ابْنَ

وَهْبٍ قَالَ أَخْبَرَنِي يُونُسُ أَنَّ ابْنَ شِهَابٍ أَخْبَرَهُ

قَالَ أَخْبَرَنِي عَطَاءُ بْنُ يَزِيدَ اللَّيْثِيُّ أَنَّهُ سَمِعَ

أَبَا سَعِيدٍ الْخُدْرِيَّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ

اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا صَلَاةَ بَعْدَ صَلَاةِ

الْعَصْرِ حَتَّى تَغْرُبَ الشَّمْسُ وَلَا صَلَاةَ بَعْدَ صَلَاةِ

الْفَجْرِ حَتَّى تَطْلُعَ الشَّمْسُ.

۱۸۲۱- حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى قَالَ قَدَأْتُ عَلَى

مَالِكٍ عَنْ تَائِفٍ عَنْ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّ

رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا يَتَحَرَّى

أَحَدُكُمْ فَيُصَلِّيَ عِنْدَ طُلُوعِ الشَّمْسِ وَلَا عِنْدَ

غُرُوبِهَا.

۱۸۲۲- وَحَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ قَالَ سَأَلْنَا

وَكَيْعَةَ عَنْ وَحْدَةَ ابْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ كَثِيرٍ قَالَ سَأَلْنَا

أَبَا وَحْدَةَ بْنَ بِشْرِ قَالَ لَوْ أَجِئْتُ نَا هِشَامَ عَنْ أَبِيهِ

عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ

صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَحَرُّوا بِصَلَاتِكُمْ طُلُوعِ

الشَّمْسِ وَلَا غُرُوبِهَا فَإِنَّهَا تَطْلُعُ بِقَرْنَيْ شَيْطَانٍ.

۱۸۲۳- وَحَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ قَالَ سَأَلْنَا

وَكَيْعَةَ عَنْ وَحْدَةَ ابْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ كَثِيرٍ قَالَ سَأَلْنَا

ایک اور سند سے بھی یہ روایت منقول ہے اور علیہ
اور ہشام کی روایت میں یہ اضافہ ہے۔ صبح کے بعد تا وقتیکہ
سورج نہ چمکے۔

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نماز عصر کے بعد غروب

آفتاب تک کوئی نماز نہیں اور نماز فجر کے بعد طلوع آفتاب تک

کوئی نماز نہیں

حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم میں سے کوئی شخص

طلوع آفتاب کے وقت نماز کا قصد کرے نہ غروب آفتاب

کے وقت۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول

صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: طلوع آفتاب کے وقت نماز کا قصد

کردن غروب آفتاب کے وقت، کیونکہ سورج شیطان کے

دو سیکنوں کے درمیان نکلتا ہے۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول

صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب سورج کی بھڑکیں ظاہر ہوں

تو نماز نہ پڑھو۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول

صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب سورج کی بھڑکیں ظاہر ہوں

تو نماز نہ پڑھو۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول

صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب سورج کی بھڑکیں ظاہر ہوں

تو نماز نہ پڑھو۔

يَا رَسُولَ اللَّهِ اتَّعَرَّفَنِي قَالَ نَعَمْ أَنْتَ الَّذِي لَقِيتَنِي
بِكَتَّةٍ قَالَ فَقُلْتُ بَلَى فَقُلْتُ يَا كَيْيَ اللَّهُ أَحْيِرُنِي عَمَّا
عَلِمْتَكَ اللَّهُ وَأَجْهَلُهُ أَحْيِرُنِي عَنِ الصَّلَاةِ قَالَ
صَلِّ صَلَاةَ الصُّبْحِ ثُمَّ اقْصِرْ عَنِ الصَّلَاةِ حَتَّى
تَطْلُعَ الشَّمْسُ حَتَّى تَرْتَفِعَ فَإِنَّهَا تَطْلُعُ حِينَ
تَطْلُعُ بَيْنَ قَرْنَيْ شَيْطَانٍ وَحِينَئِذٍ يَسْجُدُ لَهَا
الْكُفَّاءُ ثُمَّ صَلِّ فَإِنَّ الصَّلَاةَ مَشْهُودَةٌ مُحْضُورَةٌ
حَتَّى يَسْتَقِيلَ الظِّلُّ بِالزُّمَجِ ثُمَّ اقْصِرْ عَنِ
الصَّلَاةِ فَإِنَّ حِينَئِذٍ تُسْجَرُ جَهَنَّمُ فَإِذَا أَقْبَلَ
النَّارُ فَصَلِّ فَإِنَّ الصَّلَاةَ مَشْهُودَةٌ مُحْضُورَةٌ
حَتَّى تَصِلِيَ الْعَصْرَ ثُمَّ اقْصِرْ عَنِ الصَّلَاةِ حَتَّى
تَقْرُبَ الشَّمْسُ فَإِنَّهَا تَقْرُبُ بَيْنَ قَرْنَيْ
شَيْطَانٍ وَحِينَئِذٍ يَسْجُدُ لَهَا الْكُفَّاءُ قَالَ
فَقُلْتُ يَا نَبِيَّ اللَّهِ قَالُوا ضَوْؤُ حَرَّةٍ ثَنِي عَنْهُ
قَالَ مَا مِنْكُمْ رَجُلٌ يَقْرُبُ وَضُوءٌ لَا يَمُضُّ مِنْهُ
وَلَا يَسْتَنْشِقُ فَيَنْتَثِرُ إِلَّا خَرَّتْ خَطَايَا
وَجْهِهِ وَفِيهِ وَخَيَا شَيْمِهِ ثُمَّ إِذَا غَسَلَ
وَجْهَهُ كَمَا أَمَرَهُ اللَّهُ إِلَّا خَرَّتْ خَطَايَا
وَجْهِهِ مِنْ أَطْرَافِ لِحْيَتِهِ مَعَ الْمَاءِ ثُمَّ
يَغْسِلُ يَدَيْهِ إِلَى الْمِرْفَقَيْنِ إِلَّا خَرَّتْ
خَطَايَا يَدَيْهِ مِنْ أُنْأَمِ مَعَ الْمَاءِ ثُمَّ يَسْتَسْخِ
رَأْسَهُ إِلَّا خَرَّتْ خَطَايَا رَأْسِهِ مِنْ أَطْرَافِ
شَعْرِهِ مَعَ الْمَاءِ ثُمَّ يَغْسِلُ قَدَمَيْهِ إِلَى
الْكَعْبَيْنِ إِلَّا خَرَّتْ خَطَايَا رِجْلَيْهِ مِنْ
أُنْأَمِ مَعَ الْمَاءِ فَإِنْ هُوَ قَامَ فَصَلَّى
فَعَمِدَ اللَّهُ وَآشَى عَلَيْهِ وَمَجَّدَهُ بِالَّذِي
هُوَ لَهُ أَهْلٌ وَفَرَّغَ قَلْبَهُ إِلَيْهِ إِلَّا أَنْصَرَفَ
مِنْ خَطِيئَتِهِ كَهَيْئَتِهِ يَوْمَ وَلَدَتْهُ أُمُّهُ
فَعَدَّتْ عَنْهُ وَبُنْ عَنَبَسَتْ بِهِنَّ الْمَوَاقِيمَ

شخص ہو جو مجھ سے مکہ میں ملے تھے، میں نے کہا ہاں! پھر میں نے کہا یا نبی اللہ! مجھے ان چہروں کے متعلق بتلائیے جو آپ کو اللہ نے بتلائی ہیں اور جنہیں میں نہیں جانتا مجھے نماز کے متعلق بتلائیے، آپ نے فرمایا: صبح کی نماز پڑھو اور اس کے بعد اس وقت تک نماز نہ پڑھو جب تک کہ سورج طلوع نہ ہو جائے، کیونکہ سورج شیطان کے دو سینگوں کے درمیان طلوع ہوتا ہے اور اس وقت اس کو کفار سجدہ کرتے ہیں پھر نماز پڑھو، کیونکہ اس وقت نماز کی فرشتے گواہی دی گئے حتیٰ کہ سایہ نیزے کے برابر ہو جائے۔ اس کے بعد نماز سے رک رکھاؤ۔ کیونکہ اس وقت جہنم جھوٹکی ماتی ہے پھر جب سورج ڈھل جائے تو عصر تک نماز پڑھو اس وقت فرشتے حاضر ہوتے ہیں پھر عصر کے بعد نماز سے رک جاؤ یہاں تک سورج غروب ہو جائے کیونکہ سورج شیطان کے دو سینگوں کے درمیان غروب ہوتا ہے اور اس وقت کفار اس کو سجدہ کرتے ہیں۔ میں نے عرض کیا یا نبی اللہ! مجھے وضو کے متعلق بتلائیے! آپ نے فرمایا: تم میں سے جو شخص بھی ثواب کی نیت سے وضو کرتا ہے، گلی کرتا ہے، ناک میں پانی ڈالتا ہے، ناک صاف کرتا ہے، اللہ تعالیٰ اس کے چہرے، منہ اور نتھنوں کے گناہوں کو مٹا دیتا ہے، پھر جب وہ اللہ تعالیٰ کے حکم کے مطابق چہرہ دھوتا ہے تو ڈاڑھی کے اطراف سے اس کے چہرہ کے گناہ پانی کے ساتھ جھڑ جاتے ہیں۔ پھر جب وہ کہنیوں تک ہاتھ دھوتا ہے تو ہاتھوں کے پوروں سے پانی کے ساتھ اس کے ہاتھوں کے گناہ جھڑ جاتے ہیں پھر جب وہ سر کا مسح کرتا ہے تو بالوں کے سروں سے اسکے سر کے گناہ پانی کے ساتھ جھڑ جاتے ہیں اور جب وہ منھوں سمیت پاؤں دھوتا ہے تو پوروں سے بے کر ٹانگوں تک اس کے گناہ پانی سے جھڑ جاتے ہیں، پھر اگر وہ کھڑے ہو کر نماز پڑھے جس میں اللہ تعالیٰ کی ایسی حمد و ثناء اور تعظیم کرے جو اس کی شان کے لائق ہے اور خالی الذہن ہو کر اللہ عزوجل کو یاد کرے تو اللہ تعالیٰ اس کو ہر گناہ سے معاف فرمائے گا۔

لَا وَفِي النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالُوا اقْرَأْ
عَلَيْهَا السَّلَامَ مَرَّ مَرَّ جَمِيعًا وَسَلَّمَهَا عَنِ الرَّكْعَتَيْنِ
بَعْدَ الْعَصْرِ وَقُلْ إِنَّا أَخْبَرْنَاكَ تَصَلِّيَتِهَا وَقَدْ
بَلَّغْنَا أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
تَنَهَى عَنْهَا قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُمَا وَ
كُنْتُ أَصْرِفُ مَعَ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا
قَالَ كُرَيْبٌ مَدَّخَلْتُهَا وَبَلَّغْتُهَا مَا أُرْسَلُونِي
بِهِمْ فَقَالَتْ سَلْ أُمَّ سَلَمَةَ فَخَرَجْتُ إِلَيْهِمْ
فَأَخْبَرْتُهُمْ بِقَوْلِهَا فَرُدُّونِي إِلَى أُمِّ سَلَمَةَ
بِمَعْنَى مَا أُرْسَلُونِي بِهِ إِلَى عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا
فَقَالَتْ أُمُّ سَلَمَةَ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهَا
سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
يَنْهَى عَنْهَا ثُمَّ رَأَيْتُهُ يُصَلِّيهِمَا آمَتَا حِينَ
صَلَّاهُمَا فَإِنَّهُ صَلَّى الْعَصْرَ ثُمَّ دَخَلَ وَ
عَثِرَ بِنِسْوَةٍ مِنْ بَنِي حَرَامٍ مِنَ الْأَنْصَارِ
فَصَلَّاهُمَا فَأُرْسَلْتُ إِلَيْهِ الْجَارِيَّةُ فَقُلْتُ
قُرْمِي لِجَنَابِهِ فَقُولِي لَهُ تَقُولُ أُمُّ سَلَمَةَ
يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنْ أَسْمَعَكَ تَنَهَى عَنْ هَاتَيْنِ
الرَّكْعَتَيْنِ وَآمَرَكَ تَصَلِّيَهُمَا فَإِنْ أَشَاءَ
بَيِّدُهُ فَاسْتَأْخِرْنِي عَنْهُ قَالَتْ فَفَعَلْتُ
الْجَارِيَّةُ فَأَشَاءَ بَيِّدُهُ فَاسْتَأْخَرْتُ
عَنْهُ فَلَمَّا انْصَرَفَ قَالَ يَا ابْنَةَ أَبِي أُمَيَّةَ
سَأَلْتُ عَنِ الرَّكْعَتَيْنِ بَعْدَ الْعَصْرِ أَتَمَّ
أَتَانِي أَنَا مِنْ بَنِي عَبْدِ الْقَيْسِ بِإِسْلَامٍ
مِنْ قَوْمِهِمْ فَشَغَلُونِي سِنِ الرَّكْعَتَيْنِ
الَّتَيْنِ بَعْدَ الظُّهْرِ فَهَمَّا هَاتَانِ -

کو سلام کہنا اور ان سے عصر کے بعد دو رکعت نماز پڑھنے
کے متعلق سوال کرنا، اور کہنا کہ ہمیں یہ بتلایا گیا ہے کہ آپ
عصر کے بعد دو رکعت نماز پڑھتی ہیں اور ہم تک یہ حدیث
پہنچی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عصر کے بعد دو رکعت
نماز پڑھنے سے منع کرتے تھے۔ حضرت ابن عباس نے
کہا میں حضرت عمر کے ساتھ مل کر لوگوں کو اس نماز سے روکتا
تھا، کرب کہتے ہیں کہ میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے
پاس گیا اور ان تک آپ کا پیغام پہنچایا۔ حضرت عائشہ نے فرمایا
حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے پوچھنا۔ میں ان حضرات کے
پاس گیا اور انھیں حضرت عائشہ کا جواب بتلایا، انھوں نے
مجھے حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے پاس وہی پیغام دے
کر بھیج دیا جس پیغام کے ساتھ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا
کے پاس بھیجا تھا۔ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا:
میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو عصر کے بعد نماز پڑھنے
سے منع فرماتے ہوئے سنا تھا۔ پھر میں نے ایک دن آپ
کو عصر کے بعد نماز پڑھتے ہوئے دیکھا جس وقت میں
نے دیکھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عصر کی نماز پڑھ چکے تھے
پھر آپ میرے پاس تشریف لائے درآں حالیکہ میرے
پاس انصار کے قبیلہ بنو حرام کی کچھ عورتیں بیٹھی ہوئی تھیں، آپ
نے دو رکعت نماز پڑھی، میں نے آپ کی طرف ایک کینز بھیجی۔
میں نے اس سے کہا حضور کے پہلو میں کھڑی ہونا پھر آپ
سے گذارش کرنا کہ اُمّ سلمہ عرض کرتی ہیں، یا رسول اللہ میں نے
سنا تھا کہ آپ ان دو رکعات سے منع فرماتے ہیں اور میں نے
دیکھا کہ آپ یہ دو رکعت پڑھ رہے ہیں پھر اگر آپ اتنے سے اشارہ کریں تو نیچے
سٹ جانا، حضرت ام سلمہ نے فرمایا اس کینز نے ایسا ہی کیا، حضور نے اتنے سے
اشارہ کیا وہ نیچے ہٹ گئی آپ نے فارغ ہونے کے بعد فرمایا اے ابوبکر
کی بیٹی! تم نے عصر کے بعد دو رکعت نماز کے متعلق سوال کیلئے اس کا سبب
یہ تھا کہ بنو عبد القیس نے کچھ لوگ اگر مجھ سے اسلام کے متعلق سوال کر رہے
تھے جس کی مشغولیت کی وجہ سے میں ظہر کے بعد دو رکعت سنت

اوقات ممنوعہ اور مکروہ کی تفصیل

طلوع آفتاب، غروب آفتاب اور آفتاب کا استواء جس کو عرف میں زوال کہتے ہیں، ان اوقات میں نماز پڑھنا جائز ہے خواہ نماز فرض ہو یا نفل، اور ہر اوقات قضا اور طلوع فجر سے

لے کر طلوع شمس تک اور نماز عصر کے بعد سے غروب شمس تک ان اوقات میں نفل پڑھنا مکروہ ہے۔ قضا نماز، نماز جنازہ، سجدۃ تلاوت اور نماز طواف ان اوقات میں بلا کراہت جائز ہیں، حدیث شریف میں اوقات ثلاثہ میں میت کو دفن کرنے سے جو منع کیا گیا ہے اس سے مراد نماز جنازہ ہے۔ ان تمام احکام کی تفصیل، تحقیق اور بیان مذاہب اس سے پہلے ہم اوقات نماز کے ابواب میں ذکر کیے ہیں۔

قرن شیطان پر اعتراض کا جواب

اس باب کی اعانیٹ میں ہے کہ سورج شیطان کے دو قرونوں کے درمیان طلوع اور غروب ہوتا ہے۔ بعض علماء نے بیان کیا ہے کہ قرن شیطان سے مراد شیطان کی جماعت اور اس کے پیرو

ہیں اور بعض علماء نے کہا کہ قرن شیطان سے مراد شیطان کی قوت اس کا غلبہ اور اس کا فساد ہے۔ علامہ نردی فرماتے ہیں کہ قوی بات یہ ہے کہ قرن شیطان سے مراد شیطان کے سر کاٹا حصہ اور حدیث شریف کا مطلب یہ ہے کہ شیطان سورج کے بالتقابل سر کر کے کھڑا ہو جاتا ہے تاکہ جو کفار اس وقت سورج کی عبادت کرتے ہیں ان کی عبادت کو اپنی عبادت پر محمول کرے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مسلمانوں کی عبادات اور معاملات کو کفار کی عبادات اور معاملات سے علیحدہ اور متمیز کر کے مشروع کیا ہے۔ اسی اعتبار سے آپ نے مسلمانوں کی عبادت کے اوقات کو بھی کفار کی عبادت کے اوقات سے ممتاز اور متمیز کیا ہے اور جن اوقات میں کفار عبادت کرتے ہیں ان اوقات میں انھیں عبادت کرنے سے منع فرمایا ہے اسی حکمت کے پیش نظر آپ نے مسلمانوں کو طلوع آفتاب اور غروب آفتاب کے وقت عبادت کرنے سے منع فرمایا ہے کیونکہ اس وقت آفتاب پرست آفتاب کی عبادت کرتے ہیں مشہور منکر حدیث ڈاکٹر غلام جیلانی برقی نے اس حدیث کا خود ساختہ ترجمہ کر کے اس پر بے بنیاد اعتراضات کیے ہیں بکھتے ہیں:

کہتے ہیں کہ پیشانی طول جسم کا سولہواں حصہ ہوتی ہے انسان کا قد اوسطاً ۱۶۴ انچ ہوتا ہے اور اس کی پیشانی چار انچ، باقی حیوانات میں بھی تقریباً یہی نسبت پائی جاتی ہے۔

ماہرین ارض و سما نے سالہا سال کی تحقیق و تلاش کے بعد اعلان کیا ہے کہ زمین کا محیط ۲۵ ہزار میل ہے، یعنی اگر ہم پچیس ہزار میل لبادھا کر تید کر کے زمین کے گرد پیٹ دیں تو وہ بالکل پورا آجائے گا، سورج زمین سے بارہ لاکھ اسی ہزار گنا بڑا ہے، اور اس کا محیط پچیس ارب پچاس کروڑ میل ہے۔

ابن عمرؓ، حضورؐ سے روایت کرتے ہیں... کہ سورج نکلتے اور ڈوبنے وقت نماز پڑھا کر اس لیے کہ سورج جو طلوع شیطان کے دو سینگوں میں ہوتا ہے۔ (بخاری ج ۲ ص ۱۴۴)

سورج کی موٹائی ساڑھے تیس ارب میل ہے اگر اتنی بڑی چیز شیطان کے دو سینگوں میں سما جاتی ہے اور ہم عرض کر چکے ہیں کہ پیشانی طول جسم کا سولہواں حصہ ہوتی ہے تو شیطان کے جسم کی لمبائی پانچ کھرب بیس میل ہونی چاہیے اور چوڑائی بھی اسی نسبت سے۔ آٹا بڑا شیطان کہاں کھڑا ہوتا ہو گا۔ زمین سے سورج ترکروڑ پچیس لاکھ میل دور ہے اور شیطان کی لمبائی سوا پانچ کھرب میل۔ اگر شیطان کو زمین پر کھڑا کیا جائے تو سورج اس کے ٹخنوں سے بھی نیچے رہ جاتا ہے اسے شیطان کے سینگوں تک پہنچنے کا کیا انتظام کیا جاتا ہے اور آٹا بڑا شیطان زمین میں سمانا کیسے ہے؟ (حاشیہ صفحہ ۱۸۰ آئندہ صفحہ پر دیکھیں)

نہیں پڑھ سکتا تھا یعنی یہ دو رکعت ظہر کی دو رکعتوں کی قضا تھی۔
 اور یہ کہتے ہیں کہ انہوں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا
 سے ان دو رکعتوں کے بارے میں سوال کیا جنہیں رسول اللہ صلی
 اللہ علیہ وسلم عصر کے بعد پڑھا کرتے تھے، حضرت عائشہ رضی
 اللہ عنہا نے بتایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان دو رکعتوں کو
 عصر سے پہلے پڑھا کرتے تھے پھر ایک مرتبہ آپ کو کوئی
 کام ہوا یا آپ بھول گئے تو آپ نے عصر کے بعد وہ نماز پڑھی
 پھر آپ اس کو پڑھتے رہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جو
 نماز پڑھتے تھے اس کو دائمی پڑھتے تھے۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ
 صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے پاس عصر کے بعد کی دو رکعت
 کو کبھی ترک نہیں کیا۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ
 صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے پاس دو نمازیں کبھی ترک نہیں
 کیں، ظہر اور عصر۔ دو رکعت فجر سے پہلے اور دو رکعت عصر
 کے بعد۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ جب
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی باری میرے گھر جوتی تھی آپ
 یہ نماز پڑھتے تھے یعنی عصر کے بعد دو رکعت۔

۱۸۳۱۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ أَبِي كَثُوبٍ وَكُثَيْبَةُ بْنُ
 سَعِيدٍ وَعَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ قَالَ ابْنُ أَبِي كَثُوبٍ نَا إِسْمَاعِيلُ
 وَهُوَ ابْنُ جَعْفَرٍ قَالَ أَخْبَرَنِي مُحَمَّدٌ وَهُوَ ابْنُ أَبِي
 حَزْمَةَ قَالَ أَخْبَرَنِي أَبُو سُلَيْمَةَ أَنَّهُ سَأَلَ عَائِشَةَ
 رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا عَنِ السَّجْدَتَيْنِ اللَّتَيْنِ كَانَ رَسُولُ
 اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّيهِمَا بَعْدَ الْعَصْرِ
 فَقَالَتْ كَانَ يُصَلِّيهِمَا قَبْلَ الْعَصْرِ ثُمَّ أَتَى شَيْئًا
 عَنْهُمَا أَوْ كَسِيَهُمَا فَصَلَّاهُمَا بَعْدَ الْعَصْرِ ثُمَّ أَتَتْهَا
 وَكَانَ إِذَا صَلَّى صَلَاةً أَثْبَتَهَا قَالَ يَحْيَى بْنُ أَبِي كَثُوبٍ
 قَالَ إِسْمَاعِيلُ يَعْنِي دَاوُدَ عَلَيْهِمَا السَّلَامُ

۱۸۳۲۔ حَدَّثَنَا زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ نَا جَرِيرٌ
 ح وَحَدَّثَنَا ابْنُ نُسَيْرٍ قَالَ نَا ابْنُ جَمِيعٍ عَنْ هِشَامِ
 بْنِ عَمْرٍو عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ مَا تَرَكَ
 رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رُكْعَتَيْنِ بَعْدَ
 الْعَصْرِ عِنْدِي قَطُّ

۱۸۳۳۔ وَحَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ قَالَ نَا
 عَلِيُّ بْنُ مُسْهِرٍ ح وَحَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ وَالْفُطَيْمِيُّ قَالَ
 أَنَا عَلِيُّ بْنُ مُسْهِرٍ قَالَ أَنَا أَبُو شَيْخٍ الْقَيْمَانِيُّ عَنْ عَبْدِ
 الرَّحْمَنِ بْنِ الْأَسْوَدِ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا
 قَالَتْ صَلَّاتَانِ مَا تَرَكَهُمَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ
 عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي بَيْتِي قَطُّ سِرًّا وَلَا عَلَانِيَةً رُكْعَتَيْنِ
 قَبْلَ الْفَجْرِ وَرُكْعَتَيْنِ بَعْدَ الْعَصْرِ

۱۸۳۴۔ وَحَدَّثَنَا ابْنُ مَثْنَى وَابْنُ بَشَّارٍ قَالَ
 ابْنُ مَثْنَى نَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ قَالَ نَا شُعْبَةُ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ
 عَنِ الْأَسْوَدِ وَمُسْرُوقٍ قَالَا لَا تَشْهَدُ عَلَا عَائِشَةَ رَضِيَ
 اللَّهُ عَنْهَا أَنَّهَا قَالَتْ مَا كَانَ يَوْمُهُ الَّذِي كَانَ يَكُونُ
 عِنْدِي الْأَصْلَاهُمَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ

وَسَلَّمَ فِي بَيْتِي تَعْنِي الرُّكْعَتَيْنِ بَعْدَ الْعَصْرِ

اوقات چوتھو مسلسل جو سفر رہتے ہیں اور روئے زمین پر ہر وقت کسی نہ کسی جگہ آفتاب طلوع ہوتا رہتا ہے اس لیے یہ بات سمجھی جاسکتی ہے کہ اس سے لازم آئے گا کہ شیطان ہر وقت سورج کے سامنے کھڑا رہے اور اس کے علاوہ اس کا کوئی کام نہ ہو حالانکہ قرآن مجید اور احادیث شریفہ کی روشنی میں اس میں نے اور بھی بہت سی فتنہ خیزیاں اپنے ذمہ لی ہوئی ہیں۔ اس کا جواب یہ ہے کہ ہو سکتا ہے کہ شیطان کا کوئی جسم مثالی یا اس کا کوئی نائب سورج کے سامنے کھڑا رہتا ہو اور وہ خود باقی ہنگاموں میں مصروف رہتا ہو۔ غروب کے بعد آفتاب کے زیرِ عرش سجدہ کرنے کے اشکال پر علامہ آلوسی نے آفتاب کے جسم مثالی کے ساتھ سجدہ کا ذکر کر کے جواب دیا ہے۔

ہم نے شروع میں علامہ نووی کے حوالے سے ذکر کیا ہے کہ بعض علماء یہ کہتے ہیں کہ قرن شیطان سے مراد شیطان کی جماعت اور اس کے پیروکار ہیں اس لحاظ سے ہمارا یہ جواب مزید واضح ہو جاتا ہے اور ہو سکتا ہے کہ مختلف علاقوں میں سورج کے طلوع اور غروب کے وقت شیطان نے اپنے پیروکاروں کو سورج پرستوں کی عبادت کو دیکھنے کے لیے کھڑا کر دیا ہو۔

بعض علماء نے قرن شیطان سے مراد شیطان کی قوت اور اس کے مفاسد بھی لیے ہیں جیسا کہ ہم نے شروع میں بیان کیا تھا ہو سکتا ہے کہ شیطان طلوع آفتاب کے وقت اپنے رات بھر کے برپا کردہ فتروں کے نتائج کا جائزہ لینے کھڑا ہوتا ہو اور غروب آفتاب کے وقت اپنے دن بھر کے دساوس اور اپنے پیروکاروں کی کارکردگی کا جائزہ لینے کھڑا ہوتا ہو اور اپنے دام میں گرفتار لوگوں کی بد اعمالیوں کو دیکھ کر خوش ہوتا ہو جیسے فجر اور عصر کے بعد رات اور دن کے عمل لکھنے والے فرشتے جمع ہوتے ہیں ایسے ان ساعات کو مبارک قرار دیا گیا ہے اور ان اوقات میں عبادت کرنا تاکہ دونوں وقت کے فرشتے بندے کا عمل لکھ لیں۔ اس لیے آفتاب کے طلوع اور غروب کے وقت میں چونکہ شیطان لوگوں کی بد اعمالیوں کا جائزہ لے کر خوش ہوتا ہے اور اس وقت کو چونکہ شیطان کے ساتھ اس اعتبار سے نسبت ہے اس لیے یہ اوقات نامبارک ہیں اور ان اوقات میں اپنے مسلمانوں کو عبادت کرنے سے منع کر دیا ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم بمراد کلام رسولہ۔

باب ۲۴۴ استِحْبَابِ رُكْعَتَيْنِ قَبْلَ

صَلَاةِ الْمَغْرِبِ

۱۸۳۵۔ وَحَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَابْنُ كُثَيْبٍ جَمِيعًا عَنْ ابْنِ قُضَيْبٍ قَالَ أَبُو بَكْرٍ نَأْتِيَهُمْ ابْنُ قُضَيْبٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ فُلَيْحٍ قَالَ سَأَلْتُ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ التَّطَوُّعِ بَعْدَ الْعَصْرِ فَقَالَ كَانَ عَمْرُو بْنُ رَضِيٍّ اللَّهُ عَنْهُ يَضْرِبُ الْإِذِي عَلَى صَلَاةِ بَعْدَ الْعَصْرِ وَكُنَّا نَصَلِّي عَلَى عَهْدِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رُكْعَتَيْنِ بَعْدَ غُرُوبِ الشَّمْسِ قَبْلَ صَلَاةِ الْمَغْرِبِ فَقُلْتُ لِمَ أَكَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلَّاهُمَا قَالَ كَانَ بَرَّانًا نَهَيْتُهُمَا

نماز مغرب سے پہلے دو رکعتوں کا

بیان

مختار بن فلفل کہتے ہیں کہ میں نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے ان نفلوں کے متعلق پوچھا جو عصر کے بعد پڑھے جاتے ہیں۔ انھوں نے کہا حضرت عمر رضی اللہ عنہ عصر کے بعد نماز پڑھنے پر (افسوس سے) اٹھ مارتے تھے۔ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں غروب آفتاب کے بعد مغرب کی نماز سے پہلے دو رکعت پڑھتے تھے، میں نے پوچھا کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی یہ دو رکعت پڑھتے تھے، انھوں نے کہا آپ ہمیں ان دو رکعتوں کو پڑھتے ہوئے دیکھتے تھے آپ ہمیں (اس کا) حکم دیتے تھے اور نہ منع

برق صاحب نے غیر یقینی حساب و کتاب سے یہ بات پیش کرنے کا سبب کارزمت کی ہے کیونکہ حدیث شریف میں یہ نہیں ہے کہ سورج حقیقتہً شیطان کے دو سیگوں یا سر کے دو کناروں کے درمیان سے طلوع ہوتا ہے کیونکہ قرآن مجید اور حدیث شریف میں لوگوں کے عرف اور محاورہ کے مطابق خطاب ہے جیسے عرف میں کہتے ہیں کہ فلاں پہاڑ سے سورج طلوع ہوا، سورج بادلوں میں چھپ گیا، چاند بدلی سے نکلا۔ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے حضرت ذوالفرقین کا واقعہ نقل کیا ہے اور اس میں یہ ذکر بھی ہے کہ جب وہ مغرب کی طرف گئے دیکھا تغرب فی عین حمۃ۔ (کہن: ۸۶)

”سورج ایک سیاہ چشمہ میں ڈوب رہا ہے“ ظاہر ہے یہ کلام حقیقت پر نہیں بلکہ عرف اور محاورہ پر معمول ہے اسی طرح حدیث شریف میں بھی عرف اور محاورہ کے مطابق فرمایا ہے۔ سورج شیطان کے سر کے دو کناروں کے درمیان سے طلوع ہوتا ہے کیونکہ طلوع آفتاب کے وقت شیطان سورج کے بالقابل کھڑا ہوتا ہے لوگوں کی عبادت کو دیکھ کر غش ہوتا ہے اس لیے ہمیں اس وقت میں عبادت کرنے سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا ہے۔

برق صاحب نے اس بحث کے آخر میں انتہائی مضحکہ خیز نتیجہ نکالا ہے۔ لکھتے ہیں: یہ ثابت ہو چکا ہے کہ زمین تقریباً گول ہے اور زمین کے کسی نہ کسی حصہ پر ہر وقت سورج طلوع ہوتا رہتا ہے یعنی اوقات مسلسل محو سفر کرتے ہیں کلکتہ کی صبح چند لمحوں کے بعد بنارس پہنچتی ہے، پھر دہلی پھر لاہور، پھر پشاور پھر کابل، و علیٰ ہذا التقیاس۔ جس کا مطلب یہ ہوا کہ سورج ہر وقت شیطان کے دو سیگوں کے درمیان رہتا ہے۔ چونکہ ایسی حالت میں نماز ناجائز ہے اس لیے مسلمانوں کو نماز بالکل ترک کر دینی چاہیے۔ ۱۷

ہر جگہ ہر زمین کے ہر حصہ کے مسلمانوں کے لیے ان کے افق اور ان کے مشرق و مغرب کا اعتبار ہوگا، کلکتہ والوں کے لیے ان کا طلوع آفتاب کا لحاظ ہوگا اور لاہور اور کابل والوں کے لیے ان کے طلوع اور غروب کا اعتبار ہوگا۔ کلکتہ والے اس وقت نماز نہ پڑھیں جب ان کے افق پر سورج کا طلوع یا غروب ہو اور لاہور اور کابل والے اس وقت نماز نہ پڑھیں جب ان کے افق پر سورج کا طلوع یا غروب ہو مسلمانوں کے لیے نماز کا بالکل ترک کر دینا تو تب لازم آتا ہے جب مثلاً کلکتہ والوں کے لیے تمام روئے زمین کے افاق اور مشرق و مغرب کا اعتبار ہوتا اور دنیا میں جب بھی کسی افق پر سورج طلوع ہوتا، تو کلکتہ والے اس لیے نماز نہ پڑھتے کہ اس وقت گو کلکتہ میں نہیں کہیں تو سورج شیطان کے دوسرے کناروں کے درمیان طلوع ہو رہا ہے اور اگر واقعہ میں ایسا ہی ہو کہ ایک شہر مثلاً کلکتہ والوں پر شرعاً تمام روئے زمین کے افاق کا اعتبار کرنا لازم ہو تو مسلمانوں کو رمضان میں بالکل افطار نہیں کرنا چاہیے کیونکہ دنیا میں ہر وقت کہیں نہ کہیں سورج طلوع ہو رہا ہے اور طلوع آفتاب کے وقت افطار جائز نہیں ہے لہذا کلکتہ والے تو روزہ افطار کر ہی نہیں سکتے اور یوں بھی کہا جاسکتا ہے کہ وہ ہر وقت روزہ افطار کر سکتے ہیں کیونکہ غروب آفتاب کے وقت افطار جائز ہے اور دنیا میں ہر وقت کسی نہ کسی جگہ آفتاب غروب ہو رہا ہے لہذا اس منطق سے کلکتہ والے رمضان میں جب چاہیں دن میں روزہ کھول سکتے ہیں تو سرے سے روزہ ہی رخصت ہو جائے گا۔ حیرت ہے کہ سائنسی علوم کے حامل ڈاکٹر سیٹ کے خطاب یا فترہ استغنیٰ ذہین اور طبائع شخص پر اس قدر کھلی ہوئی بات کیسے مٹنی رہی!۔

(عاشیہ صفحہ سابقہ) ۱۷۔ ڈاکٹر غلام جیلانی برق، دور اسلام ص ۳۲۱-۳۲۰، مطبوعہ شیخ غلام علی اینڈ سنز کراچی۔

۱۷۔ ڈاکٹر غلام جیلانی برق، دور اسلام ص ۳۲۱، مطبوعہ شیخ غلام علی اینڈ سنز کراچی۔

marfat.com

رکعت پڑھائی اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے سلام پھیر دیا پھر ہر ایک جماعت نے علیحدہ علیحدہ ایک ایک رکعت پڑھی۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے تھے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ (طریق مذکور سے) نماز خوف پڑھی ہے۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے بعض ایام میں بایں طور نماز خوف پڑھی کہ ایک جماعت آپ کے ساتھ آکر کھڑی ہوئی اور ایک جماعت دشمن کے سامنے کھڑی رہی، پھر آپ نے اس جماعت کے ساتھ نماز پڑھی جو آپ کے ساتھ تھی پھر (ایک رکعت پڑھنے کے بعد) یہ جماعت دشمن کے سامنے باکھڑی ہوئی اور وہ جماعت آگئی آپ نے ان کو ایک رکعت پڑھا دی، پھر دونوں جماعتوں نے ایک ایک رکعت نماز پڑھی۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے تھے جب خوف اس سے بڑھ جائے تو سواری پر یا کھڑے اشارے سے نماز پڑھیں۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں میں نماز خوف کے موقع پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھا، ہم نے دو صفیں قائم کیں، ایک صف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے محضی دریں مالیکہ دشمن ہمارے اور قبلہ کے درمیان تھا۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم تے بجیر تحریر یہ کہی اور سب نے بجیر کہی پھر ہم سب نے آپ کے رکوع پر رکوع کیا اور جب آپ نے رکوع سے سر اٹھایا تو ہم سب نے سر اٹھایا پھر آپ سجدے میں گئے اور آپ کے ساتھ کھڑی ہوئی صف نے سجدہ کیا اور دوسری صف دشمن کے سامنے کھڑی رہی۔ پھر جب آپ سجدہ کر چکے اور آپ کے ساتھ کھڑی ہوئی صف نے بھی سجدہ کر لیا

تَجَاء أُولَئِكَ لَمْ يَكُنْ بِهِمُ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَمَا سَلَّمَ كَمَا قَضَوْا هَؤُلَاءِ رُكْعَةً وَهَؤُلَاءِ رُكْعَةً

۱۸۴۰۔ وَحَدَّثَنِي أَبُو الزَّيْجَرِ الزَّهَرِيُّ أَنِّي قَالَ كَأَكْبَرُ عَنِ الزَّهَرِيِّ عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ ابْنِ عُمَرَ عَنْ أَبِيهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّكَ كَانَ يُحَدِّثُ عَنْ صَلَاةِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْخَوْفِ وَيَقُولُ صَلَّيْتُهَا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِهَذَا الْمَعْنَى

۱۸۴۱۔ وَحَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ قَالَ نَا يَحْيَى بْنُ أَدَمَ عَنْ سُفْيَانَ عَنْ مُوسَى بْنِ عُقْبَةَ عَنْ تَائِفٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ صَلَّى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلَاةَ الْخَوْفِ فِي بَعْضِ أَيَّامِهِ فَقَامَتْ طَائِفَةٌ مَعَهُ وَطَائِفَةٌ يَأْزَأُ الْعَدُوَّ فَقَصَلَنِي بِالنَّيْزِ مَعَهُ رُكْعَةً ثُمَّ ذَهَبُوا وَجَاءَ الْآخَرُونَ فَقَصَلَنِي بِهِمْ رُكْعَةً ثُمَّ قَضَتِ الطَّائِفَتَانِ رُكْعَةً رُكْعَةً قَالَ وَقَالَ ابْنُ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا فَإِذَا كَانَ خَوْفٌ أَكْثَرُ مِنْ ذَلِكَ فَقَصَلِ رَاكِبًا أَوْ قَائِمًا تَوَحُّدًا أَوْ بِمَنْ

۱۸۴۲۔ وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ لُمَيْزٍ قَالَ نَا أَنِّي قَالَ نَا عَبْدُ الْمَلِكِ بْنُ أَبِي سَلَمَانَ عَنْ عَطَاءٍ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ شَهِدْتُ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلَاةَ الْخَوْفِ فَصَفَّفْنَا صَفَّتَيْنِ صَفٌّ خَلْفَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالْعَدُوُّ بَيْنَنَا وَبَيْنَ الْقِبْلَةِ كَكَبَرِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَكَبَّرْنَا جَمِيعًا ثُمَّ رَكَعَ وَرَكَعْنَا جَمِيعًا ثُمَّ رَفَعَ رَأْسَ مَنْ الرُّكُوعِ وَرَفَعْنَا جَمِيعًا ثُمَّ انْحَدَرَ بِالسُّجُودِ وَصَفَّ الْقَدِيُّ يَلِيهِ وَقَامَ الصَّفُّ

فَلَمْ يَأْمُرْنَا وَلَمْ يَنْهَنَا -

۱۸۳۶ - وَحَدَّثَنَا شُعْبَةُ بْنُ قُرُوشٍ قَالَ قَالَ عَبْدُ الرَّاهِثِ عَنْ عَبْدِ الْعَزِيزِ وَهُوَ ابْنُ صُهَيْبٍ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ كُنَّا بِالْمَدِينَةِ فَإِذَا أَذَّنَ الْمُؤَذِّنُ بِصَلَاةِ الْمَغْرِبِ ابْتَدَأَ بِالسَّوَارِقِ فَزَكَّوْا زَكَّيْنِ حَتَّى أَنَّ الرَّجُلَ الْغَرِيبَ لَيَدْخُلُ الْمَسْجِدَ فَيَحْسِبُ أَنَّ الصَّلَاةَ قَدْ صَلَّيْتَ مِنْ كَثَرَةِ مَنْ يُصَلِّيْهِمَا -

۱۸۳۷ - وَحَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ قَالَ قَالَ أَبُو سَامَةَ وَوَكَيْعٌ عَنْ كَثْمِ بْنِ قَالَ نَاعَبَدُ اللَّهَ بْنَ بُرَيْدَةَ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مُغْفَلٍ الْمَدَنِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَتَيْنِ كُلُّ آذَانَيْنِ صَلَاةً قَالَهَا ثَلَاثًا قَالَ فِي الثَّلَاثَةِ لِمَنْ شَاءَ -

۱۸۳۸ - وَحَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ قَالَ نَاعَبَدُ الْأَعْلَى عَنِ الْجَرَّيْرِِيِّ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ بُرَيْدَةَ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مُغْفَلٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِثْلَهُ إِلَّا أَنَّهُ قَالَ فِي الرَّابِعَةِ لِمَنْ شَاءَ -

ایک اور سند سے بھی حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ اسی طرح بیان کرتے ہیں مگر اس میں ہے کہ چوتھی بار آپ نے فرمایا جس کا جہ چاہے۔

(فائدہ) غلطی راشدین اور بکثرت صحابہ کرام، ائمہ میں سے حضرت امام مالک اور حضرت امام ابو حنیفہ اور اکثر و بیشتر فقہاء کے نزدیک یہ دو رکعت سنون نہیں ہیں۔

بَابُ صَلَاةِ الْخَوْفِ !

۱۸۳۹ - حَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ قَالَ أَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ قَالَ أَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَالِمٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ صَلَّى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلَاةَ الْخَوْفِ بِأَحَدِي الطَّائِفَتَيْنِ رُكْعَةً وَطَائِفَتُ الْأُخْرَى مَوَاجِهَةً الْعَدُوِّ وَكُنَّ تُصَلُّونَ وَقَامُوا فِي مَقَامِ أَصْحَابِهِمْ مُقْبِلِينَ عَلَى الْعَدُوِّ وَ

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خوف کے وقت ایک جماعت کے ساتھ ایک رکعت پڑھی جبکہ دوسری جماعت دشمن کے سامنے تھی (ایک رکعت پڑھنے کے بعد) وہ جماعت جا کر دشمن کے سامنے کھڑی ہو گئی جہاں پہلے ان کے ساتھی کھڑے ہوئے تھے۔ پھر نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس دوسری جماعت کو ایک

الثَّانِي ثُمَّ تَأَخَّرَ الصَّفُّ الْأَوَّلُ وَتَقَدَّمَ الصَّفُّ الثَّانِي فَقَامُوا مَقَامَ الْأَوَّلِ فَكَبَّرَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَكَبَّرْنَا وَرَكْعَةً فَذُكِّرْنَا ثُمَّ سَجَدَ وَسَجَدَ مَعَ الصَّفِّ الثَّانِي ثُمَّ جَلَسُوا جَمِيعًا ثُمَّ سَمِعْنَا عَلَيْهِمُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ أَبُو الْوَلَدِ بَشِيرٌ لَمْ تَخْصَ جَابِدًا أَنْ قَالَ كَمَا يُصَلِّي أُمَرَاؤُكُمْ هَؤُلَاءِ

۱۸۴۴ - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُعَاذٍ الْعَنْبَرِيُّ قَالَ نَا أَيْ قَالَ نَاشِعَةُ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ الْقَاسِمِ عَنْ أَبِيهِ عَنْ صَالِحِ بْنِ خُوَاتِ بْنِ جَبْرِ عَنْ سَهْلِ بْنِ أَبِي حَفْصَةَ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلَّى بِاصْحَابِهِ فِي الْخُوفِ فَصَلَّاهُمْ خَلْفَهُ صَفَّيْنِ فَصَلَّى بِالَّذِينَ يَلُونَهُ رَكْعَةً ثُمَّ قَامَ فَلَمْ يَزَلْ قَائِمًا حَتَّى صَلَّى الَّذِينَ خَلْفَهُمْ رَكْعَةً ثُمَّ تَقَدَّمَ مُوَاوَا وَتَأَخَّرَ الَّذِينَ كَانُوا قُدَّامَهُمْ فَصَلَّى بِهِمْ رَكْعَةً ثُمَّ قَعَدَ حَتَّى صَلَّى الَّذِينَ تَخَلَّفُوا رَكْعَةً ثُمَّ سَلَّمَ

۱۸۴۵ - حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى قَالَ قَرَأْتُ عَلَى مَالِكٍ عَنْ يَزِيدَ بْنِ رُوْمَانَ عَنْ صَالِحِ بْنِ خُوَاتِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنْ مَنْ صَلَّى مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ ذَاتِ الرِّقَاعِ صَلَاةَ الْخُوفِ إِنَّ طَائِفَةً صَفَّتْ وَصَلَّتْ مَعَهُ وَطَائِفَةٌ وَجَّاهَ الْعَدُوَّ فَصَلَّى بِالَّذِينَ مَعَهُ رَكْعَةً ثُمَّ ثَبَتَ قَائِمًا وَاتَّمُوا لِأَنْفُسِهِمْ ثُمَّ انْصَرَفُوا فَصَلُّوا وَجَّاهَ الْعَدُوَّ وَجَّاهَتْ الطَّائِفَةُ الْآخَرَى فَصَلَّى بِهِمُ الرُّكْعَةَ الَّتِي بَقِيَتْ ثُمَّ ثَبَتَ جَالِسًا وَاتَّمُوا لِأَنْفُسِهِمْ ثُمَّ سَلَّمَ بِهِمْ

۱۸۴۶ - حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ قَالَ نَا

کھڑے ہو گئے، پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ اکبر کہا اور ہم نے اللہ اکبر کہا، اور آپ نے رکوع کیا اور ہم نے رکوع کیا۔ پھر آپ نے سجدہ کیا اور آپ کے ساتھ صف اول نے سجدہ کیا، اور دوسری صف کھڑی رہی، پھر جب آپ نے سجدہ کرنا تو دوسری صف نے سجدہ کیا پھر سب بیٹھ گئے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان پر سلام پھیر دیا، ابوالزہر بیان کرتے ہیں کہ حضرت جابر نے کہا جیسا کہ آج کل تمہارے امرا نماز پڑھاتے ہیں۔

حضرت صالح بن ابی حشہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے صحابہ کو نماز خوف پڑھائی آپ نے اپنے پیچھے دو صف بنائیں جو آپ کے قریب صف تھی اس کو ایک رکعت نماز پڑھائی، پھر آپ کھڑے رہے حتیٰ کہ پچھلی صف نے ایک رکعت نماز پڑھ لی پھر دو آگے آ گئے اور اگلی صف جو پہلے آگے تھی پیچھے چلی گئی، پھر آپ نے اس صف کو ایک رکعت نماز پڑھائی پھر آپ بیٹھ گئے حتیٰ کہ پیچھے والوں نے ایک رکعت پڑھ لی، پھر آپ نے سلام پھیر دیا۔

حضرت صالح بن خوات رضی اللہ عنہ اس صحابی سے نقل کرتے ہیں جس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ غزوہ ذات الرقاع میں نماز خوف پڑھی تھی، کہ ایک جماعت نے صف باندھی اور آپ کے ساتھ نماز پڑھی اور دوسری جماعت دشمن کے سامنے کھڑی رہی۔ آپ نے اپنے قریب والی صف کے ساتھ ایک رکعت نماز پڑھی، پھر آپ کھڑے رہے اور اس صف نے اپنی نماز پوری کی پھر وہ باکرہ دشمن کے سامنے کھڑے ہو گئے اور دوسری جماعت آئی اور آپ نے اس جماعت کو دوسری رکعت پڑھائی پھر آپ بیٹھ رہے اور انھوں نے اپنی نماز پوری کی، پھر آپ نے سب کے ساتھ سلام پھیر دیا۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم رسول اللہ

الْمُؤَخَّرُ فِي نَحْوِ الْعَدُوِّ فَلَمَّا قَضَى النَّبِيُّ صَلَّى
 اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الشُّجُودَ وَقَامَ الصَّغَرُ الَّذِي
 بَيْنَهُ وَاتَّحَدَرَ الصَّغَرُ الْمُؤَخَّرُ بِالشُّجُودِ وَقَامُوا
 ثُمَّ قَعَدَ مَا الصَّغَرُ الْمُؤَخَّرُ وَتَأَخَّرَ الصَّغَرُ الْمُتَقَدِّمُ
 ثُمَّ رَكَعَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَرَكَعَتَنَا
 جَمِيعًا ثُمَّ رَفَعَ رَأْسَهُ مِنَ الرُّكُوعِ وَرَفَعْنَا
 جَمِيعًا ثُمَّ اتَّحَدَرَ بِالشُّجُودِ وَالصَّغَرُ الَّذِي
 بَيْنَهُ الَّذِي كَانَ مُؤَخَّرًا فِي الرُّكُوعِ الْأُولَى وَقَامَ
 الصَّغَرُ الْمُؤَخَّرُ فِي نَحْوِ الْعَدُوِّ فَلَمَّا قَضَى النَّبِيُّ
 صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الشُّجُودَ وَالصَّغَرُ الَّذِي
 بَيْنَهُ اتَّحَدَرَ الصَّغَرُ الْمُؤَخَّرُ بِالشُّجُودِ فَسَجَدُوا
 ثُمَّ سَلَّمَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَسَلَّمْنَا جَمِيعًا قَالَ
 جَابِرٌ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ كَمَا كَانَ يَصْنَعُ حَرَسُكُمْ
 هُوَ لَا يَرِيَا مَرَاتِبَهُمْ -

۱۸۴۳ - حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ يُونُسَ
 قَالَ نَازُهُمِ قَالَ نَا يُوَ الْوَالِدُ بِيْرٍ عَنْ جَابِرِ رَضِيَ
 اللَّهُ عَنْهُ قَالَ غَزَوْنَا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ
 عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَوْمًا مِنْ جُهَيْنَةَ فَقَاتَلُونَا وَقَتَا لَا
 شِدِيدًا فَلَمَّا صَلَّيْنَا الظُّهْرَ قَالَ الْمُشْرِكُونَ لَوْ مِلْنَا
 عَلَيْهِمْ مِيلَةً لَا قُتِلْنَا هُمْ فَأَخْبَرَ جَابِرٌ رَضِيَ اللَّهُ
 السَّلَامُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
 ذَلِكَ فَذَكَرَ ذَلِكَ لَنَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ
 عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ وَقَالُوا إِنَّهُمْ سَنَاتِيهِمْ صَلَوةً
 هِيَ أَحَبُّ إِلَيْهِمْ مِنَ الْأُولَى فَلَمَّا حَضَرَتِ الْعَصْرُ
 قَالَ صَفْنَا صَفَيْنَ وَالْمُشْرِكُونَ بَيْنَنَا وَبَيْنَ
 الْقُبَلَةِ قَالَ فَكَثَرَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
 فَكَبَّرْنَا وَرَكَعَ فَرَكَعْنَا ثُمَّ سَجَدَ وَسَجَدَ
 مَعَهُ الصَّغَرُ الْأَوَّلُ فَلَمَّا قَامُوا سَجَدَ الصَّغَرُ

توبہ صوف جاکر دشمن کے سامنے کھڑی ہو گئی اس وقت اگر آپ کے
 پیچھے کھڑی ہو گئی۔ پھر آپ نے رکوع کیا اور سب نے رکوع کیا،
 پھر آپ نے رکوع سے سر اٹایا اور ہم سب نے سر اٹایا، پھر
 آپ سجدہ میں گئے اور وہ صوف سجدہ میں گئی جو پہلی رکعت میں مؤخر
 تھی، درال مایکہ دوسری صوف دشمن کے سامنے کھڑی ہوئی تھی۔
 جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے ساتھ کھڑی صوف نے
 سجدہ کر لیا تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور ہم سب نے سلام پھیر دیا۔
 حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے فرمایا جس طرح آج کل تمہارے
 محافظ تمہارے سرداروں کے ساتھ کرتے ہیں۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم نے رسول
 اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ قبیلہ جہینہ کی ایک جماعت سے
 جہاد کیا۔ انہوں نے ہم سے بہت سخت لڑائی لڑی جب ہم ظہر
 کی نماز پڑھ رہے تھے تو مشرکین نے آپس میں کہا ان پر
 یکبارگی حملہ کر کے ان کو ختم کر دو، حضرت جبرائیل نے نبی صلی اللہ
 علیہ وسلم کو اس خبر سے مطلع کیا اور آپ نے ہم کو بتلایا، اور مشرکین
 نے کہا کہ ان کی اب وہ نماز اُسے والی ہے جو ان کو اولاد سے
 بھی زیادہ عزیز ہے جب عصر کا وقت آیا تو آپ نے ہماری
 صفیں کر دیں، درال مایکہ ہمارے اور قبلہ کے درمیان
 مشرکین شامل تھے، نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے تکبیر تحریمہ کہی اور
 ہم نے تکبیر کہی، آپ نے رکوع کیا اور ہم نے رکوع کیا، آپ
 نے سجدہ کیا اور آپ کے ساتھ صوف اول نے سجدہ کیا اور جب
 سب کھڑے ہو گئے تو صوف ثانی نے سجدہ کر لیا پھر صوف اول
 پیچھے چلی گئی اور صوف ثانی اُگے گئی اور یہ لوگ پہلی صوف کی جگہ

لِيَأْخُذُوا خِزْيَانَهُمْ وَأَسْلِحَتَهُمْ وَالَّذِينَ كَفَرُوا
لَوْ تَقَفَّلُوا عَنْ أَسْلِحَتِهِمْ وَأَمْتَعَتِكُمْ فِيمَا يَدُونَ
عَلَيْكُمْ مِيلَةً وَاحِدَةً - (نساء، ۱۰۲)

اس آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے اصولی طور پر نماز خوف کا طریقہ بتا دیا ہے۔

اشخاص کے نزدیک نماز خوف کا طریقہ | علامہ ابوالحسن علی بن ابی بکر رحمہ اللہ فرماتے ہیں: جب میدان جنگ میں خوف بڑھ جائے تو امیر لشکر مسلمانوں کی دو جماعتیں کر دے ایک جماعت دشمن کے سامنے رہے اور دوسری جماعت اس کے پیچھے ایک رکعت نماز پڑھے۔ ایک رکعت پڑھنے کے بعد یہ جماعت دشمن کے سامنے چلی جائے اور پہلی جماعت اگر اس کے پیچھے ایک رکعت پڑھے، امام تشہد پڑھ کر سلام پھیر دے اور یہ جماعت سلام نہ پھیرے اور دشمن کے سامنے چلی جائے اور پہلی جماعت اگر الگ الگ بنیر قرات کے ایک رکعت پڑھے کیونکہ وہ لاحق ہیں اور تشہد پڑھ کر سلام پھیر دے اور پھر دشمن کے سامنے چلی جائے اور دوسری جماعت اگر قرات کے ساتھ ایک رکعت پڑھے کیونکہ وہ مسبوق ہیں اور تشہد پڑھ کر سلام پھیر دے اور اس کی دلیل حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے مذکورہ صدر طریقہ سے نماز خوف پڑھی ہے۔

علامہ ابوالحسن رحمہ اللہ نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی جس روایت سے استدلال کیا ہے اس کو امام ابو داؤد نے اپنی سنن میں اور امام طحاوی نے شرح معانی الآثار میں روایت کیا ہے اسی طرح حضرت امام اعظم رحمہ اللہ نے اس کو اپنی سند کے ساتھ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے۔

صحاح ستہ میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے ایک روایت ہے جس کو امام مسلم نے اس باب میں سب سے پہلے ذکر کیا ہے (حدیث نمبر ۱۸۳۹) اس میں بھی نماز خوف پڑھنے کا یہی طریقہ بیان کیا گیا ہے۔ اس باب کی حدیث نمبر (۱۸۴۲) اور (۱۸۴۳) جو حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے اس میں بھی یہی طریقہ بیان کیا گیا ہے۔

ائمہ اربعہ کے مآخذ | علامہ دشتانی فرماتے ہیں کہ امام شافعی نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کی روایت پر عمل کیا ہے (یعنی حدیث نمبر ۱۸۳۹) امام مالک نے حضرت صالح بن ابی حمزہ رضی اللہ عنہ کی روایت پر عمل کیا ہے (یعنی حدیث نمبر ۱۸۴۲) اور امام ابو حنیفہ نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی روایت پر عمل کیا ہے (یعنی حدیث نمبر ۱۸۴۲، ۱۸۴۳) اور امام احمد بن حنبل نے نماز خوف میں حضرت صالح بن خوات رضی اللہ عنہ کی روایت پر عمل کیا ہے (یعنی حدیث نمبر ۱۸۴۵) مگر اس باب میں امام مسلم نے نماز خوف میں ائمہ اربعہ کے مآخذ بیان کر دیے ہیں۔

- ۱۔ علامہ ابوالحسن علی بن ابی بکر بنیانی متوفی ۵۹۲ھ بایہ مع فتح القدر ج ۲ ص ۶۲-۶۳۔ مطبوعہ مکتبہ نوریہ رضویہ سکھر۔
- ۲۔ امام ابو داؤد سلیمان بن اشعث متوفی ۲۵۰ھ سنن ابو داؤد ج ۱ ص ۱۶۰-۱۶۱۔ مطبوعہ مطبع مجتبائی پاکستان لاہور، طبع ثانی ۱۴۰۵ھ۔
- ۳۔ امام ابو حنیفہ طحاوی متوفی ۲۴۱ھ، شرح معانی الآثار ج ۱ ص ۱۸۲، مطبع مجتبائی پاکستان لاہور، طبع ثانی ۱۴۰۴ھ۔
- ۴۔ امام محمد بن حسن شیبانی متوفی ۱۸۹ھ، کتاب الآثار ص ۳۹ مطبوعہ ادارۃ القرآن کراچی، الطبعة الاولى ۱۴۰۷ھ۔
- ۵۔ علامہ ابو عبد اللہ دشتانی متوفی ۸۲۸ھ، اکمال الکمال العلم ج ۲ ص ۴۲۳ مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت۔
- ۶۔ علامہ عبد اللہ بن احمد بن قدامہ حنبلی متوفی ۴۳۰ھ، سنن حنبلی ج ۲ ص ۱۳۲ مطبوعہ دار الکتب بیروت، الطبعة الاولى ۱۴۰۵ھ۔

صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ذات القاع گئے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک سایہ دار درخت کے نیچے ٹھہرایا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی توار درخت کے اوپر ٹکی ہوئی تھی۔ مشرکین میں سے ایک شخص آیا اس نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی تلوار اٹھا کر سونت لی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا: کیا تم مجھ سے ڈرتے ہو؟ آپ نے فرمایا: نہیں! اس نے کہا: ہمیں مجھ سے کون بچائے گا؟ آپ نے فرمایا: تم سے اللہ تعالیٰ بچائے گا! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب نے اس کو دھکیلا، اس نے تلوار میان میں ڈال کر اس کو ٹکا دیا جسے میں اذان ہوئی، آپ نے ایک جماعت کو دو رکعت نماز پڑھائی۔ وہ پیچھے چلے گئے، پھر آپ نے دوسری جماعت کو دو رکعت نماز پڑھائی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی چار رکعت ہوئیں اور قوم کی دو دو رکعت ہو گئیں۔

عَفَّانُ قَالَ أَنَا بَابُ بْنُ يَزِيدَ قَالَ نَاصِيحِي بْنُ أَبِي كَثِيرٍ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ أَقْبَلْنَا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتَّى إِذَا كُنَّا بِذَاتِ الرَّقَاءِ قَالَ كُنَّا إِذَا أَقْبَلْنَا عَلَى شَجَرٍ تَوَلَّيْنِيكَ تَرَكْنَا هَٰذَا لِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ فَجَاءَ رَجُلٌ مِّنَ الْعَشِيرَةِ كَيْنَ وَسَبَّحَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَعْلُوقٌ بِشَجَرَةٍ فَآخَذَ سَيْفَ نَبِيِّ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَآخَذَ رُمْحَهُ فَقَالَ لِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَتَخَافُنِي قَالَ لَا قَالَ فَمَنْ يَمْنَعُكَ مِنِّي قَالَ اللَّهُ يَمْنَعُنِي مِنْكَ قَالَ فَتَهَدَّدَهُ أَصْحَابُ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَعْمَدَ السَّيْفَ وَعَلَّقَهُ قَالَ فَنُودِيَ بِالصَّلَاةِ فَصَلَّى بِطَائِفَةٍ رَّكْعَتَيْنِ ثُمَّ تَأَخَّرَ فَصَلَّى بِطَائِفَةٍ أُخْرَى رَّكْعَتَيْنِ قَالَ فَكَانَتْ لِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَرْبَعُ رُكْعَاتٍ وَلِلْقَوْمِ مَرَّ رُكْعَتَانِ - ۱۸۴۷ - وَحَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ الدَّارِمِيُّ قَالَ أَنَا يَحْيَى بْنُ حَسَّانٍ قَالَ نَاصِيحِي وَهُوَ ابْنُ سَلَامٍ قَالَ أَخْبَرَنِي يَحْيَى قَالَ أَخْبَرَنِي أَبُو سَلَمَةَ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ أَنَّ جَابِرًا أَخْبَرَهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلَاةَ الْخُوفِ فَصَلَّى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِأَحَدِي الطَّائِفَتَيْنِ رَّكْعَتَيْنِ ثُمَّ صَلَّى بِالطَّائِفَةِ الْأُخْرَى رَّكْعَتَيْنِ فَصَلَّى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَرْبَعَ رُكْعَاتٍ وَصَلَّى بِكُلِّ طَائِفَةٍ رَّكْعَتَيْنِ -

حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نماز خوف پڑھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک جماعت کو دو رکعت پڑھائیں پھر دوسری جماعت کو دو رکعت پڑھائیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے چار رکعات پڑھیں اور قوم نے دو دو رکعت پڑھیں۔

نماز خوف کا قرآن مجید سے ثبوت

قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

اور جب آپ ان کے درمیان ہوں اور نماز میں ان کی امت کریں قرآن کی ایک جماعت ہتھیاردی سمیت آپ کے ساتھ ہوں ایک رکعت پڑھ کر وہ پیچھے چلے جائیں، اور جس دوسری جماعت نے نماز نہیں پڑھی ہے وہ آپ کی اقتداء میں مسلح ہو کر نماز پڑھے

وَإِذَا كُنْتَ فِيهِمْ فَأَقِمْ لَهُمُ الصَّلَاةَ فَلْتَقُمْ طَائِفَةٌ مِنْهُمْ مَعَكَ وَلْيَأْخُذُوا بِالْحَتَمِ فَإِذَا سَجَدُوا فَلْيَكُونُوا مِنْ وَرَائِكُمْ وَلْتَأْتِ طَائِفَةٌ أُخْرَى لَمْ يُصَلُّوا فَلْيُصَلُّوا مَعَكَ وَ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

کتاب الحجۃ

جمعہ کے دن کو جمعہ کہنے کی تحقیق | علامہ ابن منظور کہتے ہیں جس دن کو زمانہ جاہلیت میں عروبہ کہتے تھے وہی دن زمانہ اسلام میں جمعہ قرار پایا ہے۔ اس دن کو جمعہ اس لیے کہتے ہیں کہ اس دن عبادت کے لیے بہت زیادہ لوگ جمع ہوتے ہیں جس طرح بہت زیادہ لعنت کرنے والے شخص کو لعنت میں لُعنۃ کہتے ہیں۔ علامہ ثعلب کہتے ہیں کہ جس شخص نے سب سے پہلے اس دن کو جمعہ کا نام دیا وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے جد امجد کعب بن لوی تھے اس سے پہلے اس دن کو عروبہ کہا جاتا تھا۔ علامہ سیسی نے الروض الاذیف میں لکھا ہے ہر چند کہ کعب بن لوی نے سب سے پہلے عروبہ کو جمعہ کا نام دیا لیکن عروبہ کا یہ نام زمانہ اسلام میں مشہور ہوا ہے۔ علامہ سیسی کہتے ہیں کہ کعب بن لوی اس دن لوگوں کو جمع کرتے اور ان کے سامنے تقریر کرتے جس میں انھیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کے بارے میں خبر دیتے اور یہ بتلاتے کہ آپ ان کی اولاد میں سے مبعوث ہوں گے اور انھیں آپ کی اتباع اور آپ پر ایمان لانے کی نصیحت کرتے، حدیث میں ہے کہ پہلا جمعہ مدینہ میں پڑھا گیا۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ جمعہ کو جمعہ اس لیے کہتے ہیں کہ اس دن میں اللہ تعالیٰ نے خلقت آدم کو جمع کیا۔ علامہ ثعلب نے ایک قول یہ بھی نقل کیا ہے کہ اس دن قریش دار اندودہ میں جمع ہوتے تھے اسی لیے یہ دن جمعہ کہلا یا۔ بہر حال اکثر علماء کا منظر یہ یہی ہے کہ اس دن کو زمانہ اسلام میں جمعہ کہا گیا ہے۔

علامہ ابن قیم کہتے ہیں کہ امام حاکم اور امام ابن حبان نے اپنی اپنی صحیح میں یہ حدیث ذکر کی ہے کہ حضرت ادیس بن ادیس بیان کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سب سے افضل دن جمعہ ہے اسی دن حضرت آدم پیدا ہوئے اسی دن فوت ہوئے، اسی دن مورچہ نکلا جسے گا اسی دن قیامت ہوگی، اس دن محمد پر بکثرت درود شریف پڑھا کرو کیونکہ تمہارا درود محمد پر پیش کیا جاتا ہے۔ صحابہ نے عرض کیا: یا رسول اللہ! آپ پر درود شریف کیسے پیش کیا جائے گا حالانکہ آپ فوت ہو چکے ہوں گے۔ آپ نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے زمین پر اجساد و انبیاء کا کھانا حرام کر دیا ہے اور امام احمد نے اپنی مسند میں یہ حدیث ذکر کی ہے کہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا گیا کہ اس دن کا نام جمعہ کیوں رکھا گیا آپ نے فرمایا اس دن تمہارے باپ حضرت آدم علیہ السلام کا خیر تیار کیا گیا اسی دن صبح ہوگا، اسی دن حشر ہوگا، اسی دن حساب ہوگا اس دن کے آخر میں تین ساعات ہیں جن میں سے ایک ساعت وہ ہے جس میں بندہ اللہ تعالیٰ سے جو دعا کرے قبول ہو جاتی ہے۔

جمعہ کے مسائل اور احکام | علامہ ابن ہمام فرماتے ہیں نماز جمعہ پڑھنا فرض قطعی ہے، اس کی فرضیت کتاب سنت اور اجماع امت سے ثابت ہے اور اس کی فرضیت کا انکار کفر ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

۱۔ علامہ ابن منظور افریقی مشرقی ۱۱، ۲، لسان العرب ج ۸، ص ۵۹، ۵۸، مطبوعہ نشر ادب الحوزۃ قم ایران، ۱۴۰۵ھ۔

۲۔ علامہ مسد بن قیم ج ۲، ص ۸، مطبوعہ مطبعہ المصطفیٰ البابی مصر، الطبعة الثانیة ۱۳۶۹ھ۔

امام ابو یوسف کا منظر یہ | بہر حال تمام ائمہ کے نزدیک نماز خوف مشروع ہے۔ البتہ امام ابو یوسف اور علامہ مرنی فرماتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد نماز خوف مشروع نہیں ہے کیونکہ قرآن مجید میں ہے: **وَإِذَا كُنْتُمْ فِيهِمْ فَأَقِمْ لَهُمُ الصَّلَاةَ** (نساء: ۱۰۲) ”جب آپ ان میں ہوں تو نماز پڑھائیں“۔ آیت میں چونکہ آپ کو خطاب ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ نماز خوف کا پڑھانا آپ کے ساتھ خاص ہے۔ جہور کا موقف یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کے بعد صحابہ کرام نماز خوف پڑھتے رہے اور خود آپ نے فرمایا ہے: **صَلُّوا كَمَا رَأَيْتُمُونِ** اصلی جس طرح مجھے نماز پڑھتے دیکھتے ہو اس طرح نماز پڑھو۔ اس وجہ سے تاحال نماز خوف مشروع ہے۔



تھا جو بحریں کا ایک قریہ ہے غنائین کہتے ہیں کہ قریہ دیہات کو کہتے ہیں اس سے ثابت ہوا کہ شہر جمعہ کے لیے شرط نہیں ہے اس کا جلاب یہ ہے کہ جو ان دیہات نہیں شہر تھا کیونکہ سماج میں ہے کہ جو ان بحریں کا قلعہ تھا اور قلعہ میں حاکم اور عالم دونوں ہوتے ہیں اور قریہ کا اطلاق شہر پر بھی ہوتا ہے۔ قرآن مجید میں ہے: لَوْلَا نَزَلَ هَذَا الْقُرْآنُ عَلَى رَجُلٍ مِّنَ الْقَرْيَتَيْنِ عَظِيمَةٍ (ذخرف ۳۱)۔ اور کفار نے کہا کہ دو شہروں (مکہ اور طائف) کے کسی عظیم شخص پر قرآن کیوں نہیں نازل کیا گیا؟ اس آیت میں مکہ اور طائف پر قریہ کا اطلاق کیا گیا اور یہ شہر ہیں، نیز اس حدیث میں یہ نہیں ہے کہ اس فعل کو حضور کی تقریر بھی حاصل تھی۔

احناف کا مسلک

امام محمد نے امام اعظم ابو حنیفہ سے یہ سوال کیا:

امام محمد کہتے ہیں کہ میں نے امام ابو حنیفہ سے پوچھا اگر دیہات کے کچھ لوگ مل کر جمعہ پڑھ لیں تو کیا ہو جائے گا۔ امام ابو حنیفہ نے فرمایا: ان کا جمعہ نہیں ہوا ان پر لازم ہے کہ ظہر کی نماز دہرائیں۔

قلت ادایت قومًا من اهل السواد اجتمعوا فی مسجد ہم فخطب لهم بعضهم ثم صلی بهم الجمعة؟ قال: لا تجزئهم صلاتهم وعلیهم ان یعیدوا الظہر۔

شہر کی تعریف

علامہ شامی نے تحفۃ الفقہاء سے شہر کی حسب ذیل تعریف نقل کی ہے:

تحفہ میں امام ابو حنیفہ سے یہ روایت منقول ہے کہ شہر اس بڑی جگہ کہتے ہیں جہاں گلیاں اور بازار ہوں مضائقہ علاقہ ہوا اس میں ایک ایسا حاکم ہو جو اپنے یا اپنے غیر کے علم اور اپنی قدرت سے مظلوم کا حق ظالم سے دلوا سکے اور لوگ اپنے معاملات میں اس کی طرف رجوع کرتے ہوں۔ یہی تعریف صحیح ہے۔

فی التحفة عن ابی حنیفة انه بلدًا کبيرة فیہا سکت واسواق ولہا مسايق و فیہا وال یقدر علی انصاف المظلوم من الظالم بحشمتہ وعلمہ او علم غیرہ یوجع الناس الیہ فیہا یقع من الحوادث هذا هو الاصح۔

اس تعریف کے لحاظ سے شہر کے ثبوت کے لیے تین امور ضروری ہیں۔ اشیائے ضرورت کے لیے بازار اور دکانیں ہوں۔ قوت حاکم ہو اور عالم دین ہو۔ امام ابو حنیفہ اور امام محمد کے نزدیک ایک شہر میں متعدد جگہ جمعہ ہو سکتا ہے، امام ابو یوسف رحمہ اللہ کا ایک قول اس کے خلاف ہے کہ بعض علماء شہر کی تعیین اور اس میں متعدد جگہ جمعہ ہونے کے اختلاف کی وجہ سے شہر جمعہ کے علاوہ احتیاطاً ظہر پڑھتے ہیں، عالم گیری میں اس کو مستحب لکھا ہے۔ اس کی نیت یوں کر ہے کہ میں نے آخری ظہر کی نیت کی جس کا وقت پایا اور احاطہ نہیں کیا۔

۱۔ امام محمد بن حسن شیبانی متوفی ۱۸۹ھ، البسوط ج ۱ ص ۳۴۶، مطبوعہ ادارۃ القرآن کراچی۔

۲۔ علامہ ابن عابدین شامی متوفی ۱۲۵۲ھ رد المحتار ج ۱ ص ۴۸، مطبوعہ مطبع عثمانیہ استنبول ۱۳۲۰ھ۔

۳۔ علامہ کمال ابن ہمام متوفی ۸۶۱ھ، فتح القدیر ج ۲ ص ۲۵، مطبوعہ مکتبہ نوریہ رضویہ سکھر۔

۴۔ نظام الدین متوفی ۱۱۵۰ھ، عالم گیری ج ۱ ص ۱۴۵، مطبوعہ مکتبہ اسلامیہ لاہور۔

marfat.com

جلد ثانی

اذا نودي للصلاة من يوم الجمعة فاسعوا الي ذكر الله (الجمعة ۹۱) جب جمعہ کے دن الامان دیا جائے تو اللہ تعالیٰ کے ذکر کی طرف دوڑ پڑو اور سنن ابوداؤد میں طارق بن شہاب سے روایت ہے: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہر مسلمان پر جماعت کے ساتھ نماز جمعہ پڑھنا واجب ہے سوا چار شخصوں کے غلام، عورت، بچہ، اندر یعنی اور سنن بیہقی میں حضرت تميم داری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے بچہ، غلام اور مسافر کے سوا ہر شخص پر نماز جمعہ پڑھنا واجب ہے اور امام احمد بن حنبل نے سند حسن کے ساتھ روایت کیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس شخص نے تین بار نماز جمعہ بغیر ہذر (شرعی) کے ترک کی، اللہ تعالیٰ اس کے دل پر مہر لگا دیتا ہے۔

علامہ ابن ہمام فرماتے ہیں نماز جمعہ کے وجوب کی شرائط یہ ہیں: آزادی، مرد ہونا، مقیم ہونا (یعنی مسافر نہ ہو) تندرست ہونا، آنکھوں اور ٹانگوں کا سلامت ہونا، شہر، جماعت، خطبہ، سلطان (عالم دین سلطان کا قائم مقام ہے) جمعہ کا وقت اور اردن عام بلکہ شہر کی شرط پر دلائل | اللہ جلّ شاک کے نزدیک نماز جمعہ کے لیے شہر ہونا شرط نہیں ہے اور امام ابو حنیفہ کے نزدیک شہر ہونا شرط ہے نہ امام اعظم کی دلیل حسب ذیل احادیث ہیں:

عن ابي عبد الرحمن قال: قال علي لا جمعة ولا تشريق ولا صلوة فطرو ولا اصحى الا في مصر جامعة او مدينة عظيمة۔
حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: شہر اور بڑے قصبہ کے سوا جمعہ ہے نہ تشریق نہ عید الفطر نہ عید النحر۔

عن حذيفة قال ليس على اهل القرى جمعة انما الجمعة على اهل الامصار۔
حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: دیہات والوں پر جمعہ نہیں ہے، جمعہ صرف شہروں پر ہے۔
اثر علی رضی اللہ عنہ پر اعتراضات کے جوابات | بعض علماء کہتے ہیں کہ حضرت علی سے جو اثر منقول ہے اس کی سند میں حادثہ لومر ہے اور کاضف متفق علیہ ہے اس کا جواب یہ ہے کہ یہ حدیث دو سندوں سے مروی ہے، مصنف عبدالرزاق (ج ۲ ص ۱۶۷) میں حادثہ سے مروی ہے اور ج ۲ ص ۲۱۸ میں ابو عبد الرحمن سلمی سے مروی ہے اور یہ سند صحیح ہے حافظ ابن حجر مستطانی نے درایہ میں لکھا ہے کہ یہ سند صحیح ہے۔ مصنف ابن ابی شیبہ میں بھی یہ حدیث ابو عبد الرحمن سے مروی ہے اور ہم نے انہی کے حوالے سے یہ حدیث بیان کی ہے۔ ثانیاً حضرت علی رضی اللہ عنہ کے علاوہ اثر حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے بھی منقول ہے جیسا کہ ہم نے ذکر کر دیا ہے۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ مسجد نبوی کے بعد جس مسجد میں سب سے پہلے جمعہ ہوا وہ جوفیٰ میں

- ۱۔ علامہ کمال ابن الہمام متوفی ۸۶۱ھ، فتح القدیر ج ۲ ص ۲۱-۲۲۔ مطبوعہ مکتبۃ نوریہ رضویہ سکر۔
۲۔ علامہ عبد الرحمن الجزیری، الفقہ فی المذاہب الاربعہ ج ۱ ص ۳۷۹ مطبوعہ دار الفکر بیروت۔
۳۔ حافظ ابوبکر بن ابی شیبہ متوفی ۲۳۵ھ، المصنف ج ۲ ص ۱۰۱، مطبوعہ احیاء القرآن کراچی، الطبعة الاولى ۱۴۰۶ھ۔
۴۔ حافظ عبدالرزاق بن ہمام متوفی ۲۱۱ھ، المصنف ج ۲ ص ۲۱۸، مطبوعہ المکتب الاسلامی بیروت، الطبعة الاولى ۱۳۹۰ھ۔
۵۔ حافظ ابوبکر بن ابی شیبہ متوفی ۲۳۵ھ، المصنف ج ۲ ص ۱۰۱، مطبوعہ احیاء القرآن کراچی، الطبعة الاولى ۱۴۰۶ھ۔

قَالَ حَدَّثَنِي أَبُو سَلَمَةَ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ قَالَ قَالَ حَدَّثَنِي
أَبُو هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ بَيْنَمَا هُمُ بْنُ الْخَطَّابِ
رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ يَخْطُبُ النَّاسَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ إِذْ دَخَلَ
عُثْمَانُ بْنُ عَفَّانَ فَمَرَّ مِنْ بَيْنِهِمْ فَقَالَ مَا بَالُ
بِجَالٍ يَتَأَخَّرُونَ بَعْدَ الْيَدَاءِ فَقَالَ عُثْمَانُ يَا
أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ مَا زِدْتُ حِينَ سَمِعْتُ الْيَدَاءَ
أَنْ تَوْصِيَاتٌ ثُمَّ أَقْبَلْتُ فَقَالَ عُمَرُ وَالْوَضُوءُ
أَيْضًا أَلَمْ تَسْمَعُوا رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
يَقُولُ إِذَا جَاءَ أَحَدُكُمْ إِلَى الْجُمُعَةِ فَلْيَغْتَسِلْ
۱۸۵۳- حَدَّثَنِي يَحْيَى بْنُ يَحْيَى قَالَ قَرَأْتُ عَلَى
مَالِكٍ عَنْ صَفْوَانَ بْنِ سُلَيْمٍ عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ عَنْ
أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى
اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الْغُسْلُ يَوْمَ الْجُمُعَةِ وَاجِبٌ عَلَى
كُلِّ مُحْتَلِمٍ-

۱۸۵۴- حَدَّثَنَا هَارُونُ بْنُ سَعِيدٍ الْأَيْلِيُّ وَ
أَحْمَدُ بْنُ عِيسَى قَالَا قَالَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ أَخْبَرَنِي سَمُرَةُ
عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي جَعْفَرٍ أَنَّ مُحَمَّدَ بْنَ جَعْفَرٍ حَدَّثَهُ
عَنْ عُمَرَ وَثَّابِ بْنِ الزُّبَيْرِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا أَنَّهَا
قَالَتْ كَانَ النَّاسُ يَتَأَبَّوْنَ الْجُمُعَةَ مِنْ قَدَمَيْهِمْ وَ
مِنَ الْعَوَالِي قِيَامُونَ فِي الْعِبَادَةِ وَيُصِيبُهُمُ الْغُبَارُ
فَتَعْرِجُ مِنْهُمْ الْيَتِيمَةُ قَالَتْ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
إِنَّمَا قِيَامُهُمْ وَهُوَ عِنْدِي فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى
اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَزَلَتْكُمْ قَطْرَةٌ ثُمَّ لِيَوْمِكُمْ هَذَا-
۱۸۵۵- وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رُمْحٍ قَالَ أَنَا اللَّيْثُ
عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ عَنْ عُمَرَ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّهَا
قَالَتْ كَانَ النَّاسُ أَهْلُ عَمَلٍ وَلَمْ تَكُنْ لَهُمْ كَفَافَةٌ
فَكَانُوا يَكُونُونَ لَهُمْ قَعْلٌ فَقِيلَ لَهُمْ لَوْ اغْتَسَلْتُمْ يَوْمَ الْجُمُعَةِ
۱۸۵۶- وَحَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ سَوَادٍ الْعَامِرِيُّ قَالَ
قَالَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ وَهْبٍ قَالَ نَاعِمُ بْنُ الْحَارِثِ أَنَّ

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ آئے، حضرت عمرؓ نے فرمایا ان لوگوں
کا کیا حال ہو گا جو اذان کے بعد تاخیر سے آتے ہیں! حضرت
عثمانؓ نے کہا اے امیر المؤمنین! اذان کے بعد میں نے جو تکبیر
رکھ کر رکھی اور پھر مسجد میں آ گیا حضرت عمرؓ نے فرمایا اور وضو پر تقصیر
کرنا (بھی تو باعثِ رحمت ہے) کیا تم لوگوں نے نہیں سنا کہ رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا جب تم میں سے کوئی شخص
نماز جمعہ کے لیے آئے تو غسل کرے۔

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جمعہ کے دن ہر بالغ پُرسل
کرنا واجب ہے۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ لوگ اپنے
گھروں اور بالائی علاقوں سے باری باری جمعہ پڑھنے کے لیے
آتے تھے وہ عبا پہن کر آتے تھے جس پر گرد و غبار پڑتا رہتا
تھا اور اس سے ہڈ بڑاتی تھی۔ ان میں سے کوئی شخص رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور ان کا لیکھ آپ میرے پاس
تھے۔ آپ نے فرمایا: کاش تم لوگ اس دن غسل کر لیا کرو!

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ لوگوں کے
پاس نذر کر تو تھے نہیں، خود کام کاج کرتے تھے (اس وجہ
سے) ان سے بدبو آنے لگی تو ان سے کہا گیا کاش تم لوگ
جمعہ کے دن غسل کر لیتے!

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہر بالغ پُرسل کے دن

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب تم میں سے کوئی شخص نماز جمعہ کے لیے جانا چاہے تو غسل کرے۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہر آں حائیکہ آپ منبر پر کھڑے تھے تم میں سے جو شخص نماز جمعہ کے لیے اُسے غسل کرے۔

ایک اور سند سے بھی ایسی ہی روایت منقول ہے۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ ایک دن حضرت عمر رضی اللہ عنہ مجھ کا خطبہ دے رہے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک صحابی آئے حضرت عمر نے پکار کر ان سے کہا یہ کون سا کلمہ کا وقت ہے؟ انہوں نے کہا آج میں مصروف تھا گھر پہنچتے ہی میں نے اذان سنی اس کے بعد صرف اتنی تاخیر کی کہ وضو کیا۔ حضرت عمر نے فرمایا اور وضو پر اقتصار کرنا بھی (تو باعثِ ملامت ہے) ملاحظہ تم جانتے ہو کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم غسل کا حکم دیا کرتے تھے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت
عمر رضی اللہ عنہ لوگوں کو جمعہ کا خطبہ دے رہے تھے۔ ناگاہ

١٨٢٨ - حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى التَّمِيمِيُّ وَمُحَمَّدُ بْنُ رُمْحٍ بْنُ الْمُهَاجِرِ قَالَا إِنَّا الْكَلْبِيُّ وَحَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ نَأْيْتُ عَنْ نَأْيٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ إِذَا أَرَادَ أَحَدُكُمْ أَنْ يَأْتِيَ الْجُمُعَةَ فَلْيَغْتَسِلْ -

١٨٢٩ - حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ نَا لَيْثُ
وَحَدَّثَنَا ابْنُ رُمَيْحٍ قَالَ أَنَا اللَّيْثُ عَنْ ابْنِ شِهَابٍ
عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ
عَمْرٍو عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَالَ
وَهُوَ قَائِمٌ عَلَى الْمِنْبَرِ مَنْ جَاءَ مِنْكُمْ الْجُمُعَةُ
فَلْيَغْتَسِلْ

١٨٥٠ - وَحَدَّثَنِي حُرْمَلَةُ بْنُ يَحْيَى قَالَ أَنَا ابْنُ
وَهْبٍ قَالَ أَخْبَرَنِي يُونُسُ بْنُ أَبِي شَيْهَابٍ عَنْ
سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ عَنْ أَبِيهِ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ يَمُتِلِكُ

١٨٥١- وَحَدَّثَنِي حَمَلَةُ بْنُ يَحْيَى قَالَ أَنَا ابْنُ
وَهْبٍ قَالَ أَخْبَرَنِي يُونُسُ عَنْ ابْنِ شَرَهَابٍ مَثَلُ
حَدَّثَنِي سَالِمُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ عَنْ أَبِيهِ أَنَّ عُمَرَ بْنَ
الْخَطَّابِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ بَيْنَمَا هُوَ يَخْطُبُ النَّاسَ
إِذْ وَجَدَ رَجُلًا مِّنْ أَصْحَابِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَنَادَاهُ عُمَرُ أَيَّتُهَا عَتِيقُ هَذِهِ فَقَالَ
إِنِّي سَمِعْتُ الْيَوْمَ فَلَمْ أَتَقَلِّبْ إِلَى أَهْلِي حَتَّى سَمِعْتُ
النِّدَاءَ فَلَمْ أَزِدْ عَلَى أَنْ تَوْصَّيْتُ فَقَالَ عُمَرُ وَ
الْوُضُوءُ الْيَضَاءُ تَدْعِيْمَتُ أَنْ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَأْمُرُ بِالنُّسْلِ

١٨٥٢ - حَدَّثَنَا إِسْحَقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ سَمِعْتُ النَّوَلِيَّ
بْنَ مَسْمُوعٍ الْأَوْزَاعِيَّ قَالَ حَدَّثَنِي يَحْيَى بْنُ أَبِي كَثِيرٍ

وَأَخْرَجَ النَّاسَ الرَّابِعَةَ فَكَانَ قَرَبٌ وَجَاجَةٌ وَمَنْ
أَخْرَجَ النَّاسَ الْخَامِسَةَ فَكَانَ قَرَبٌ بَيُّضَةٌ فَإِذَا
أَخْرَجَ الْإِمَامُ حَضْرَتِ الْمَلَكَيْنِ كَمَا يَسْتَمْعُونَ الَّذِي كَرَّ
۱۸۶۱- وَحَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ وَمُحَمَّدُ بْنُ
رُمْجٍ بِنِ الْمَقَاهِرِ قَالَ ابْنُ رُمَجٍ أَنَا الْكَيْثُ عَنْ عَقِيلٍ
عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ أَخْبَرَنِي سَعِيدُ بْنُ الْمُسَيَّبِ أَنَّ
أَبَا هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَخْبَرَهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى
اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِذَا قُلْتَ لِصَاحِبِكَ النُّصِيحَ
يَوْمَ الْجُمُعَةِ وَالْإِمَامُ يُخْطُبُ فَقَدْ لَقِيتَ

۱۸۶۲- وَحَدَّثَنَا عَبْدُ الْمَلِكِ بْنُ شُعَيْبٍ بِنِ
الْكَيْثِ قَالَ حَدَّثَنِي أَبِي عَنْ جَدِّي قَالَ حَدَّثَنِي
عَقِيلُ بْنُ خَالِدٍ عَنْ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُمَرَ بْنِ عَبْدِ الْعَزِيزِ
عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ بْنِ قَارِظٍ وَعَنِ ابْنِ الْمُسَيَّبِ
أَنَّهُمَا حَدَّثَا أَنَّهُ قَالَ هُرَيْرَةُ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ مِثْلَهُ

۱۸۶۳- وَحَدَّثَنَا ثَنِيَّةُ بْنُ مُحَمَّدٍ عَنْ حَاتِمِ بْنِ
مُحَمَّدٍ عَنْ بَكْرِ قَالَ أَنَا ابْنُ جَرِيحٍ قَالَ أَخْبَرَنِي ابْنُ شِهَابٍ
بِإِسْنَادَيْنِ جَمِيعًا فِي هَذَا الْحَدِيثِ مِثْلَهُ غَيْرَ أَنَّ ابْنَ
جَرِيحٍ قَالَ إِبْرَاهِيمُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ قَارِظٍ

۱۸۶۴- وَحَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عُمَرَ قَالَ نَاسُفِيَانُ عَنْ
أَبِي الزِّنَادِ عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ
عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِذَا قُلْتَ
لِصَاحِبِكَ النُّصِيحَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ وَالْإِمَامُ يُخْطُبُ
فَقَدْ لَقِيتَ قَالَ أَبُو الزِّنَادِ هِيَ لَفْظُ أَبِي هُرَيْرَةَ وَ
إِنَّمَا هُوَ فَقَدْ لَقِيتَ

۱۸۶۵- وَحَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى قَالَ قَرَأْتُ عَلَى
مَالِكٍ وَحَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ عَنْ مَالِكِ بْنِ
أَكْبَسٍ عَنْ أَبِي الزِّنَادِ عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ
اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَكَرَ

مرغی کا صدقہ کیا اور جو شخص پانچویں ساعت میں گیا گویا کہ اس نے
ایک انٹے کا صدقہ کیا۔ جب امام آجاتا ہے تو فرشتے حاضر
ہوتے ہیں اور خطبہ سنتے ہیں۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر تم نے جمعہ کے دن دورانِ
خطبہ اپنے ساتھی سے کہا "چپ ہو جاؤ" تو تم نے نیکو کام
کیا۔

ایک اور سند سے بھی ایسی ہی روایت منقول ہے۔

ایک اور سند میں اس قسم کی روایت منقول ہے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلی
اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر تم نے جمعہ کے دن دورانِ خطبہ
اپنے ساتھی سے کہا "چپ ہو جاؤ" تو تم نے نیکو کام کیا۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جمعہ کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا اس دن
میں ایک ایسی ساعت ہے جس کو مسلمان بندہ نماز کے دورانِ
پارے تو اللہ تعالیٰ سے جس چیز کا بھی سوال کرے گا اس کو

سَعِيدُ بْنُ أَبِي هَدَلٍ وَبُكَيْرُ بْنُ الْأَشَجِّ حَدَّثَا عَنْ
 أَبِي بَكْرٍ بْنِ التَّمَكِّدِ عَنْ عَبْدِ بْنِ سُلَيْمٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ
 بْنِ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ عَنْ أَبِيهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّ
 رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ غُسْلُ يَوْمِ
 الْجُمُعَةِ عَلَى كُلِّ مُحْتَلِمٍ وَسَوَالٍ وَيَمْسُ مِنَ الطَّيِّبِ
 مَا قَدَرَ عَلَيْهِ إِلَّا أَنْ يُكَيَّرَ التَّمِيدُ كُرْعَةُ الرَّحْمَنِ وَقَالَ نَارُ وَحْ
 ۱۸۵۷ - حَدَّثَنَا حَسَنُ الْعُلُوْفِ قَالَ نَارُ وَحْ
 بْنُ عَبَّادَةَ قَالَ نَارُ ابْنُ جَرِيحٍ وَحَدَّثَنِي مُعْتَدُ بْنُ
 دَافِعٍ قَالَ نَاعِبُ الرَّثَاءِ قَالَ أَنَا ابْنُ جَرِيحٍ قَالَ
 أَخْبَرَنِي إِبْرَاهِيمُ بْنُ مَيْسَرَةَ عَنْ طَاوُسٍ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ
 أَنَّ ذَكَرَ قَوْلَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْغُسْلِ
 يَوْمَ الْجُمُعَةِ قَالَ طَاوُسٌ فَقُلْتُ لَا بَيْنَ عَبَّاسٍ وَرَضِيَ
 اللَّهُ عَنْهُمَا وَيَمْسُ طَيِّبًا أَوْ دُهْنًا إِنْ كَانَ عِنْدَ
 أَهْلِهِ قَالَ لَا أَشْكُ .

۱۸۵۸ - وَحَدَّثَنَا إِسْحَقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ أَنَا مُحَمَّدُ
 بْنُ بَكْرِ ح وَحَدَّثَنَا هَارُوتُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ نَاعِبُ الرَّثَاءِ
 بْنُ مُحَمَّدٍ كَذَلِكَ عَنْ ابْنِ جَرِيحٍ بِهَذَا إِلَّا سَنَادًا .
 ۱۸۵۹ - وَحَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ حَاتِمٍ قَالَ نَاعِبُ الرَّثَاءِ
 قَالَ نَاعِبُ هَيْبٍ قَالَ نَاعِبُ اللَّهِ بْنُ طَاوُسٍ عَنْ أَبِيهِ
 عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ
 عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ حَقٌّ عَلَى كُلِّ مُسْلِمٍ أَنْ يَغْتَسِلَ فِي
 كُلِّ سَبْعَةٍ أَيَّامٍ يَغْسِلُ رَأْسَهُ وَجَسَدَهُ .
 ۱۸۶۰ - وَحَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ عَنْ مَالِكِ
 بْنِ أَنَسٍ فِيمَا قَرَأَ عَلَيْهِ مِنْ سُحْبَةِ مَوْلَى أَبِي بَكْرٍ
 عَنْ أَبِي صَالِحٍ السَّمَّانِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ
 اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ اغْتَسَلَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ
 غُسْلَ الْجَنَابَةِ ثُمَّ رَاحَ فَكَانَتْ ثَلَاثَةٌ بَدَنَةٌ وَمَنْ
 رَاحَ فِي السَّاعَةِ الثَّانِيَةِ فَكَانَتْ ثَلَاثًا قَرِيبَ بَقَرَةٍ وَمَنْ رَاحَ
 فِي السَّاعَةِ الثَّالِثَةِ فَكَانَتْ ثَلَاثًا قَرِيبَ كَبْشٍ أَقْرَنَ وَمَنْ

غسل کرنا مسواک کرنا اور سب استطاعت خوشبو لگانا واجب
 ہے خواہ وہ خوشبو خوردت کے ساتھ محقق ہو۔

۱۸۵۷ - حَدَّثَنَا حَسَنُ الْعُلُوْفِ قَالَ نَارُ وَحْ

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے غسل جمعہ کے بارے
 میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث ذکر کی۔ طائوس نے حضرت
 ابن عباس رضی اللہ عنہما سے کہا کہ تیل یا خوشبو لگانے غلام
 کی اہلیہ کی ہر حضرت عباس نے فرمایا اس بات کو میں نہیں
 جانتا۔

ایک اور سند سے بھی ایسی ہی روایت منقول ہے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلی
 اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہر مسلمان پر واجب ہے کہ ہفتہ میں
 ایک بار غسل کرے اور اپنا سر اور جسم دھوئے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول
 اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص جمعہ کے دن غسل جنابت کرے
 اور پھر مسجد میں جائے گویا کہ اس نے اللہ تعالیٰ کی راہ میں ایک
 اونٹ کا صدقہ کیا اور جو شخص دوسری ساعت میں گیا گویا کہ
 اس نے راہ خدا میں ایک گائے کا صدقہ کیا۔ اور جو شخص
 تیسری ساعت میں گیا گویا کہ اس نے راہ خدا میں ایک مینڈھا
 صدقہ کیا اور جو شخص چوتھی ساعت میں گیا گویا کہ اس نے ایک

كَادُونَ بَنِي سَعِيدٍ الْإِيلَاقَ وَ أَحْمَدُ بْنُ حَنِسٍ قَالَ
نَا بَنُ وَ هِبٌ قَالَ أَنَا مَحْرَمَةٌ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي
بُرْدَةَ ابْنِ أَبِي مُوسَى الْأَشْعَرِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ
قَالَ قَالَ لِي عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا
أَسَمِعْتَ أَبَاكَ يُحَدِّثُ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي شَأْنِ سَاعَةِ الْجُمُعَةِ قَالَ قُلْتُ
نَعَمْ سَمِعْتُهُ يَقُولُ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ هُوَ مَا بَيْنَ أَنْ تَجْلِسَ الْإِمَامُ إِلَى أَنْ تُقْضَى الصَّلَاةُ -

کیا تم نے اپنے والد سے ساعت جمعہ کے بارے میں رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی کوئی حدیث سنی ہے؟ وہ کہتے ہیں میں
نے کہا ہاں! میں نے اپنے والد سے سنا انہوں نے کہا کہ رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وہ ساعت امام کے (خطبہ کے
پہلے) بیٹھنے سے لے کر نماز پڑھی جانے تک ہے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس بہترین دن میں سورج طلوع ہوتا
ہے جمعہ کا دن ہے، جس دن میں حضرت آدم علیہ السلام پیدا
کئے گئے جس دن میں حضرت آدم علیہ السلام جنت میں داخل
کیے گئے اور جس دن وہ جنت سے خارج کیے گئے۔

۱۸۶۲- وَ حَدَّثَنِي حُزَمَلَةُ بْنُ يَحْيَى قَالَ أَنَا ابْنُ
وَهْبٍ قَالَ أَخْبَرَنِي يُونُسُ عَنْ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ
أَخْبَرَنِي عَبْدُ الرَّحْمَنِ الْأَعْرَجُ أَنَّ سَمْعَةَ أَبَا هُرَيْرَةَ
رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ يَقُولُ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَيْرُ يَوْمٍ طَلَعَتْ عَلَيْهِ الشَّمْسُ
يَوْمَ الْجُمُعَةِ فِيهِ خُلِقَ آدَمُ عَلَيْهِ السَّلَامُ وَ فِيهِ
أُدْخِلَ الْجَنَّةَ وَ فِيهِ أُخْرِجَ مِنْهَا -

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس بہترین دن میں سورج طلوع
ہوتا ہے وہ جمعہ کا دن ہے جس میں حضرت آدم کی پیدائش ہے۔
جس دن میں حضرت آدم جنت میں داخل کیے گئے جس دن
وہ جنت سے خارج کیے گئے اور قیامت بھی جمعہ کے دن
قائم ہوگی۔

۱۸۶۳- وَ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ نَا الْمَغِيرَةُ
يَعْنِي الْحَزَامِي عَنْ أَبِي الزِّنَادِ عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِي
هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
قَالَ خَيْرُ يَوْمٍ طَلَعَتْ فِيهِ الشَّمْسُ يَوْمَ الْجُمُعَةِ فِيهِ
خُلِقَ آدَمُ وَ فِيهِ أُدْخِلَ الْجَنَّةَ وَ فِيهِ أُخْرِجَ مِنْهَا
وَلَا تَقُومُ السَّاعَةُ إِلَّا فِي الْجُمُعَةِ -

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہم سب سے آخر ہیں اور قیامت
کے دن سب سے سابق ہوں گے، البتہ تمام امتوں کو ہم
سے پہلے کتاب دی گئی اور ہمیں ان کے بعد کتاب دی گئی۔

۱۸۶۴- وَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ وَ النَّاقِدُ قَالَ نَا سُفْيَانُ
بْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ أَبِي الزِّنَادِ عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ
رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ نَحْنُ الْأَخِرُونَ وَ نَحْنُ الشَّابِقُونَ يَوْمَ
الْقِيَمَةِ بَيِّنًا أَنَّ كُلَّ أُمَّةٍ أُوتِيَتْ الْكِتَابُ مِنْ قَبْلِنَا
وَ أُوتِيْنَا هُ مِنْ بَعْدِهِ ثُمَّ هَذَا الْيَوْمَ الَّذِي
كَتَبَ اللَّهُ عَلَيْنَا هَذَا أَنَا اللَّهُ لَهُ قَالَتِ النَّاسُ كُنَّا فِيهِ
كَبِيرُ الْيَهُودِ عَدَاوَةُ النَّصَارَى بَعْدَ عَدَاوَةِ

پھر یہ دن (یعنی جمعہ کا) جس کو اللہ تعالیٰ نے ہمارے لیے
مقرر کر دیا ہے ہم کو ہی اللہ تعالیٰ نے اس دن کی ہدایت دی
ہے لوگ اس دن میں ہمارے تابع ہیں یہود نے جمعہ کے
بعد کے دن (ہفتہ) کو مقرر کیا اور نصاریٰ نے اس کے بعد

يَوْمَ الْجُمُعَةِ فَقَالَ فِيهِ سَاعَةٌ لَا يُوَافِقُهَا عَبْدٌ مُسْلِمٌ وَهُوَ يُصَلِّيُ وَيَسْأَلُ اللَّهَ شَيْئًا إِلَّا آتَاهُ إِيَّاهُ رَاغِبًا قَتِيلًا فِي رِوَايَةٍ وَأَشَارَ بِمِثْلِهَا يَقْتُلُهَا.

۱۸۶۶۔ حَدَّثَنَا زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ نَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ نَا أَيُّوبُ عَنْ مُحَمَّدٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ أَبُو الْقَاسِمِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ فِي الْجُمُعَةِ لَسَاعَةً لَا يُوَافِقُهَا مُسْلِمٌ قَائِمٌ يُصَلِّيُ يَسْأَلُ اللَّهَ خَيْرًا إِلَّا آتَاهُ إِيَّاهُ وَقَالَ يَبْدُو يَقْتُلُهَا وَيُزَفِّدُهَا.

۱۸۶۷۔ وَحَدَّثَنَا ابْنُ مَثَرٍ قَالَ نَا ابْنُ أَبِي حُدَيْقٍ عَنْ ابْنِ عَرَبٍ عَنْ مُحَمَّدٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ أَبُو الْقَاسِمِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِثْلَهُ.

۱۸۶۸۔ وَحَدَّثَنَا حُمَيْدُ بْنُ مُسْعَدٍ الْبَاهِلِيُّ قَالَ نَا يَشْرُيفُ بْنُ الْمُنْضِلِ قَالَ نَا سَلَمَةُ وَهُوَ ابْنُ عُلْفَةَ عَنْ مُحَمَّدٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ أَبُو الْقَاسِمِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِثْلَهُ.

۱۸۶۹۔ وَحَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ سَلَامٍ الْجَمْعِيُّ قَالَ نَا أَبُو الرَّبِيعِ يَحْيَى بْنُ مُسْلِمٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ زِيَادٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّ قَالَ إِنَّ فِي الْجُمُعَةِ لَسَاعَةً لَا يُوَافِقُهَا مُسْلِمٌ يَسْأَلُ اللَّهَ شَيْئًا وَنَهْدٌ فِيهَا خَيْرٌ إِلَّا آتَاهُ إِيَّاهُ قَالَ وَهِيَ سَاعَةٌ خَفِيَّةٌ.

۱۸۷۰۔ وَحَدَّثَنَا أَبُو رَافِعٍ قَالَ نَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ قَالَ أَنَا مَعْمَرٌ عَنْ هَمَّامِ بْنِ مُنَبِّهٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَمْ يَقُلْ وَهِيَ سَاعَةٌ خَفِيَّةٌ.

۱۸۷۱۔ وَحَدَّثَنَا أَبُو الطَّاهِرِ وَهَبُ بْنُ عَشْرَمٍ قَالَا نَا ابْنُ وَهَبٍ عَنْ خُزَيْمَةَ بْنِ بَكْرِ ح وَحَدَّثَنَا

پاسے گا۔ راوی نے اٹھ کے اشارے سے اس ساعت کی کو بیان کیا۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ابوالقاسم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جمعہ کے دن ایک ایسی ساعت ہوتی ہے جس کو جو بندہ مسلم پاسے درآں حالیکہ معکڑا ہوا نماز پڑھ رہا ہو وہ اللہ تعالیٰ سے جس چیز کا بھی سوال کرے گا اللہ تعالیٰ اسے عطا فرمائے گا۔ راوی اٹھ سے اس وقت کی کمی کا اشارہ کرتے اور اس کی طرف رغبت دلاتے تھے۔ ایک اور سند سے بھی ایسی ہی روایت منقول ہے۔

ایک دیگر سند کے ساتھ بھی ایسی ہی روایت منقول ہے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جمعہ کے دن ایک ایسی ساعت ہے جس کو جو مسلمان پاسے اور اللہ عزوجل سے جو بھی سوال کرے اللہ تعالیٰ اس کو عطا فرمادیتا ہے اور یہ ساعت بہت مختصری ویر رہتی ہے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے ایک اور سند سے بھی ایسی ہی روایت ہے لیکن اس میں ساعت خفیفہ کے الفاظ نہیں ہیں۔

حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کے بیٹے ابو ہرودہ کہتے ہیں کہ مجھ سے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما لے کھا

کے دن کو (یعنی اقرار)۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہم آخر ہیں (بعثت کے اعتبار سے) اور قیامت کے دن سب سے سابق ہوں گے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہم آخر ہیں اور قیامت کے دن اول ہونگے اور ہم سب سے پہلے جنت میں داخل ہوں گے۔ البتہ ان لوگوں کو ہم سے پہلے کتاب دی گئی، اور ہمیں ان کے بعد کتاب دی گئی، انہوں نے آپس میں اختلاف کیا اور ان کے اختلاف میں اللہ تعالیٰ نے ہمیں حق کی ہدایت کی۔ پس یہ (جہد) وہ دن ہے جس میں انہوں نے اختلاف کیا اور اللہ تعالیٰ نے ہمیں اس دن کی ہدایت دی۔ آپ نے فرمایا جہد کا دن ہم نے مقرر کیا ہے اور یہود نے اس سے اگلا دن اور نصاریٰ نے اس کے بعد کا دن (مقرر کیا ہے)۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہم آخر ہیں اور قیامت کے دن سابق ہوں گے البتہ ان لوگوں کو ہم سے پہلے کتاب دی گئی۔ پس یہ (جہد) وہ دن ہے جو ان پر فرض کیا گیا تھا انہوں نے اس (کی تعمین) میں اختلاف کیا اور اللہ تعالیٰ نے ہمیں اس دن کی ہدایت دی پس وہ اس دن میں ہمارے تابع ہیں یہود نے اگلے دن اور نصاریٰ نے اس کے بعد والے دن (کو مقرر کیا ہے)۔

حضرت عبدالغنی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہم سے پہلے لوگوں میں اللہ تعالیٰ نے جہد کی تعمین) میں گمراہی پیدا کی، یہود نے ہفتہ کا دن

۱۸۶۵۔ وَحَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عُمَرَ قَالَ نَاسِئَانُ عَنْ أَبِي الثَّوَالِبِ نَادٍ عَنِ الْأَعْرَابِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ وَأَبْنِ طَاوُسٍ عَنْ أَبِي سَرِيحٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَحْنُ الْآخِرُونَ وَالسَّابِقُونَ يَوْمَ الْقِيَمَةِ بِمِثْلِهِ

۱۸۶۶۔ وَحَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ وَرَافِعُ بْنُ حَرْبٍ قَالَا نَا جَرِيْرٌ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ أَبِي صَالِحٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَحْنُ الْآخِرُونَ الْأَوَّلُونَ يَوْمَ الْقِيَمَةِ وَنَحْنُ أَوَّلُ مَنْ يَدْخُلُ الْجَنَّةَ بَيْدَ أَتْهَمُ أَوْ تَوَا أَيْكَتَابٍ مِنْ قَبْلِنَا وَأَوْتَيْنَاهُ مِنْ بَعْدِهِمْ فَاخْتَلَفُوا فَهَذَا نَا اللَّهُ لِمَا اخْتَلَفُوا فِيهِ مِنَ الْحَقِّ فَهَذَا يَوْمُهُمُ الَّذِي اخْتَلَسُوا فِيهِ هَذَا نَا اللَّهُ عَزَّ وَجَدَّ لَهُ قَالَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ فَالْيَوْمَ كُنَّا وَعَدَّ لِلْيَهُودِ وَبَعْدَ غَدٍ لِلنَّصَارَى

۱۸۶۷۔ وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ دَاوُدَ قَالَ نَاعِدُ الرَّزَّاقِ قَالَ أَنَا مَعْمَرٌ عَنْ هَمَّامِ بْنِ مُنَبِّهٍ أَخْبَى وَهَبُ بْنُ مُنَبِّهٍ قَالَ هَذَا مَا حَدَّثَنَا أَبُو هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنْ مُحَمَّدٍ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَحْنُ الْآخِرُونَ السَّابِقُونَ يَوْمَ الْقِيَمَةِ بَيْدَ أَتْهَمُ أَوْ تَوَا أَيْكَتَابٍ مِنْ قَبْلِنَا وَأَوْتَيْنَاهُ مِنْ بَعْدِهِمْ فَهَذَا يَوْمُهُمُ الَّذِي فُرِضَ عَلَيْهِمْ فَاخْتَلَفُوا فِيهِ فَهَذَا نَا اللَّهُ لَهُ فَهُمْ لَنَا فِيهِ تَبِعٌ فَالْيَهُودُ غَدًا وَالنَّصَارَى بَعْدَ غَدٍ

۱۸۶۸۔ حَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ وَاصِلُ بْنُ عَبْدِ الْأَعْلَى قَالَا نَا ابْنُ قُصَيْبٍ عَنْ أَبِي مَالِكٍ الْأَشْجَعِيِّ عَنْ أَبِي حَارِثٍ مِرْعَنٍ أَبِي هُرَيْرَةَ وَعَنْ رَبِيعِ بْنِ خَرَّاشٍ

کَالِدُ بْنُ مَخْلَدٍ سَمِعَ وَحَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ
الدَّارِمِيُّ قَالَ نَا يَحْيَى بْنُ حَتَّانَ قَالَ لَأَجْمَعًا نَا
سَلِمَانَ بْنَ بِلَالٍ عَنْ جَعْفَرٍ عَنْ أَبِيهِ أَنَّهُ سَأَلَ
جَاهِرَ بْنَ عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا مَتَى كَانَ
رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّي الْجُمُعَةَ
قَالَ كَانَ يُصَلِّي ثُمَّ يَذْهَبُ إِلَى جَمَاعَتِنَا فَنُحِبُّهَا
نَادَى عَبْدُ اللَّهِ فِي حَدِيثِهِمْ حِينَ تَزُولُ الشَّمْسُ يَغِي
النَّوْاضِحَ -

۱۸۸۷- وَحَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مَسْلَمَةَ بْنُ
قَعْنِبٍ وَيَحْيَى بْنُ يَحْيَى وَعَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ قَالَ يَحْيَى
أَنَا وَقَالَ الْأَخْرَانِ نَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ أَبِي حَازِمٍ
عَنْ أَبِيهِ عَنْ سَهْلِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ مَا كُنَّا
نَقِيلُ وَلَا نَتَغَدَّى إِلَّا بَعْدَ الْجُمُعَةِ زَادَ ابْنُ حُجْرٍ
فِي عَهْدِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ -
۱۸۸۸- وَحَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى وَاسْتَحَقَّ بْنُ
إِبْرَاهِيمَ قَالَ أَنَا وَكَيْفٌ عَنْ يَحْيَى بْنِ الْحَارِثِ الْخَارِثِيِّ
عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ سَلَمَةَ بْنِ الْأَكُوْعِ عَنْ أَبِيهِ رَضِيَ اللَّهُ
عَنْهُ قَالَ كُنَّا نَجْمِعُ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ إِذَا زَالَتِ الشَّمْسُ ثُمَّ نَوُجِعُ تَتَبَعُ الْغَيْمُ -
۱۸۸۹- وَحَدَّثَنَا إِسْحَقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ أَنَا
هَشَامُ بْنُ عَبْدِ الْمَلِكِ قَالَ نَا يَحْيَى بْنُ الْحَارِثِ
عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ سَلَمَةَ بْنِ الْأَكُوْعِ عَنْ أَبِيهِ قَالَ
كُنَّا نُصَلِّي مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
الْجُمُعَةَ فَتَخْرُجُ وَمَا نَجِدُ لِلْجِبْطَانِ فَيُبَا
كَتَفِلُ بِهِ -

۱۸۹۰- وَحَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عُمَرَ الْقَوَارِيُّ
وَأَبُو نَاصِرٍ الْجَدْرِيُّ جَمِيعًا عَنْ كَالِدِ قَالَ أَبُو
كَامِلٍ نَا كَالِدُ بْنُ الْحَارِثِ قَالَ نَا عَبْدُ اللَّهِ عَنْ
نَافِعٍ عَنْ ابْنِ عُمَرَ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ

سے پرچھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کس وقت جمعہ پڑھتے تھے
انہوں نے بتایا کہ جب آپ جمعہ پڑھ لیتے تب ہم اپنی اونٹنیوں
کے پاس جاتے اور انہیں آرام پہنچاتے۔ عبد اللہ نے اپنی رفاقت
میں اُنٹا بٹھانے کا بھی ذکر کیا ہے۔

حضرت سہل رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم کے زمانہ میں جمعہ کے بعد کھانا کھا کر آرام کرتے تھے۔

سلم بن اکوع رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم زوال
آفتاب کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جمعہ کی
نماز پڑھتے تھے پھر سایہ تلاش کرتے ہوئے لوٹتے تھے۔

حضرت سلم بن اکوع رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نماز جمعہ پڑھتے تھے اور
جب واپس لوٹتے تھے تو دیواروں کا سایہ نہیں ہوتا تھا جن
کی آڑ میں ہم سایہ حاصل کرتے۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جمعہ کے دن کھڑے ہو کر خطبہ دیتے پھر
بیٹھ کر کھڑے ہوتے جیسا کہ تم آج کل کرتے ہو۔

سے ہمارے دلے کو ترتیب کے ساتھ کھتا رہتا ہے جیسے اونٹ کا صدر کھڑے کرنے والا پھر بتدریج کم کر کے انڈے کے صدر کا ذکر کیا اور جب امام (خطبہ کے لیے) بیٹھ جاتا ہے تو فرشتے اعمال نامے بند کر کے ذکر سننے آ جاتے ہیں۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس شخص نے غسل کیا پھر جبہ کے لیے آیا اور جتنی ناریں اس کے مقدری تھیں پڑھیں، پھر خاموش بیٹھا رہا حتیٰ کہ امام خطبہ سے فارغ ہو گیا پھر امام کے ساتھ نماز پڑھی تو اس کے اس جبہ سے نیکو کر پچھلے جبہ تک اسی دن زائد کے گناہ مٹا کر دیے جاتے ہیں۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس شخص نے وضو کیا اور اچھی طرح سے وضو کیا، پھر جبہ پڑھنے آیا اور خاموشی سے خطبہ سنا اس کے اس جبہ سے کر گزشتہ جبہ تک اسی دن زائد کے گناہ مٹا کر دیے جاتے ہیں اور فرمایا جس شخص نے گھریاں چھوئیں اس نے نیکو کام کیا۔

حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نماز پڑھتے تھے پھر واپس لوٹ کر اپنی اونٹنیوں کو آرام پہنچاتے تھے جس نے جسے پرچا اس وقت کیا وقت ہوتا تھا انھوں نے بتایا زوال آفتاب کا۔

جعفر کے والد نے حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما

أَبِيرَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ عَلَى كُلِّ بَابٍ مِنْ أَبْوَابِ الْمَسْجِدِ مَلَكٌ يَكْتُبُ الْأَوَّلَ فَأَلَا مَثَلُ الْمُجْرُورِ لَمْ تَزَلْ لَهُمْ حَتَّى صَعَرُوا إِلَى مِثْلِ الْبَيْضَةِ فَإِذَا اجْتَسَ إِلَانَمُ حَلَوُ وَالْمُصْحَفُ وَحَضَرُوا الذِّكْرَ.

۱۸۸۳- وَحَدَّثَنَا أُمِّيَّةُ بْنُ بَسَلَامٍ قَالَ نَا يَزِيدُ يَعْنِي ابْنَ زُرَّيْعٍ قَالَ نَا رُوِيَ عَنْ سَهْلٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ اغْتَسَلَ ثَمَّ أَقَى الْجُمُعَةَ وَصَلَّى مَا قَدَرْنَا ثُمَّ انْصَتَ حَتَّى يَفْرُغَ الْإِمَامُ مِنْ خُطْبَتِهِ ثُمَّ يُصَلِّيَ مَعَهُ خُفِيَ لَهُ مَا بَيْنَهُ وَبَيْنَ الْجُمُعَةِ الْآخَرَى وَفَضَلَ ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ.

۱۸۸۴- وَحَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى وَأَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَأَبُو كُرَيْبٍ قَالَ يَحْيَى أَنَا وَقَالَ الْإِسْرَافِيُّ أَبُو مَعَاوِيَةَ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ أَبِي صَالِحٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ تَوَضَّأَ فَاحْسَنَ التَّوَضُّؤِ ثُمَّ أَقَى الْجُمُعَةَ فَاسْتَمَعَ وَانْصَتَ خُفِيَ لَهُ مَا بَيْنَهُ وَبَيْنَ الْجُمُعَةِ وَزِيَارَةِ ثَلَاثَةِ أَيَّامٍ وَمَنْ قَسَّ الْحَصَى فَقَدْ كَفَا.

۱۸۸۵- وَحَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَابْنُ بَرَاهِيمَ قَالَ أَبُو بَكْرٍ نَا يَحْيَى بْنُ إِدْرِيسَ قَالَ نَا حَسَنُ بْنُ عِيَّاشٍ عَنْ جَعْفَرِ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ كُنَّا نَصَلِّيُ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ نَرْجِعُ فَنُزِيْعُ نَوَاضِحَنَا قَالَ حَسَنٌ فَقُلْتُ لِيَجْمَعُوا فِي آيَةِ سَاعَةٍ تِلْكَ قَالَ زَوَالُ الشَّمْسِ.

۱۸۸۶- وَحَدَّثَنَا الْقَاسِمُ بْنُ زَيْدٍ قَالَ نَا

بْنِ أَبِي سُفْيَانَ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ كُنَّا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ فَقَدِمَتْ سُؤْيِقَةٌ قَالَ فَخَرَجَ النَّاسُ إِلَيْهَا فَلَمْ يَبْقَ إِلَّا اثْنَا عَشَرَ رَجُلًا أَنَا فِيهِمْ قَالَ فَأَنْزَلَ اللَّهُ تَعَالَى وَإِذَا رَأَوْا تِجَارَةً أَوْ لَهْوًا انفَضُّوا إِلَيْهَا وَتَرَكُوكَ قَائِلًا إِلَىٰ آخِرِ الْآيَةِ.

۱۸۹۶۔ وَحَدَّثَنِي إِسْمَاعِيلُ بْنُ سَالِمٍ قَالَ أَنَا هُشَيْمٌ قَالَ أَنَا حُصَيْنٌ عَنْ أَبِي سُفْيَانَ وَسَلَمَةَ بْنِ أَبِي الْجَعْدِ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ بَيْنَا النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَائِمٌ يَوْمَ الْجُمُعَةِ إِذْ قَدِمَتْ عُمُرَاءُ الْمَدِينَةِ فَأَبْتَدَرَهَا أَصْحَابُ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتَّى لَمْ يَبْقَ مَعَهُ إِلَّا اثْنَا عَشَرَ رَجُلًا فِيهِمْ أَبُو بَكْرٍ وَعُمَرُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ وَنَزَلَتْ هَذِهِ الْآيَةُ وَإِذَا رَأَوْا تِجَارَةً أَوْ لَهْوًا انفَضُّوا إِلَيْهَا.

۱۸۹۷۔ وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى وَابْنُ بَشَّارٍ قَالَا نَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ قَالَ نَا شُعْبَةُ عَنْ مَنْصُورٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ مَرْثَدَةَ عَنْ أَبِي عُبَيْدَةَ عَنْ كَعْبِ بْنِ عُجْرَةَ قَالَ وَخَلَدَ الْمَسْجِدَ وَعَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ أُمِّ الْحَكَمِ يَخْطُبُ قَاعًا فَقَالَ انْظُرُوا إِلَىٰ هَذَا الْخَبِيثِ يَخْطُبُ قَاعِدًا وَقَالَ اللَّهُ تَعَالَى مَا ذَا رَأَوْا تِجَارَةً أَوْ لَهْوًا انفَضُّوا إِلَيْهَا وَتَرَكُوكَ قَائِلًا.

۱۸۹۸۔ وَحَدَّثَنِي الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ الْحُلَوِيُّ قَالَ نَا أَبُو تَوْبَةَ قَالَ نَا مَعَاوِيَةُ وَهُوَ ابْنُ سَلَامٍ عَنْ زَيْدِ بْنِ عَجْنَى أَخَاهُ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا سَلَامٍ قَالَ حَدَّثَنِي الْحَكَمُ ابْنُ مَيْمَنَةَ أَنَّ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عَمْرٍو وَابَا هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا حَدَّثَاهُ أَنََّّهُمَا سَمِعَا رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ عَلَىٰ أَعْوَادٍ مِنْ بَرٍّ لَيْلَتَيْنِ أَقْوَامٌ عَلَىٰ دُعَائِهِمُ الْخُبَعَاتِ وَالْخُبَعَاتُ

تھے ایک قافلہ آیا اور تمام لوگ اس کی طرف چلے گئے، صرف بارہ اشخاص باقی بچے، میں بھی ان میں تھا، اس موقع پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی: (ترجمہ) اور جب ان لوگوں نے تجارت (کے قافلے) یا کھیل کو دیکھا تو اس کی طرف دوڑ گئے اور آپ کو کھڑا ہوا چھوڑ گئے۔

حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ جمعہ کے دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے خطبہ دے رہے تھے کہ مدینہ میں ایک قافلہ آیا اور بارہ صحابہ کے سوا رسول اللہ کے تمام صحابہ اس قافلہ کی طرف دوڑ پڑے ان بارہ صحابہ میں حضرت ابوبکر اور عمر رضی اللہ عنہما بھی تھے اس موقع پر یہ آیت نازل ہوئی ترجمہ: اور جب ان لوگوں نے تجارت (کے قافلے) یا کھیل کو دیکھا تو اس کی طرف دوڑ پڑے۔

(ن) امام ابو داؤد نے اسرائیل میں ذکر کیا ہے کہ پہلے نماز جمعہ خطبہ سے پہلے پڑھ لی جاتی تھی، سو یہ صحابہ نماز جمعہ پڑھ چکے تھے اور اس وقت تک خطبہ سنا واجب نہیں

ابو عبیدہ کہتے ہیں کہ حضرت کعب بن عجرہ رضی اللہ عنہ مسجد میں داخل ہوئے اس وقت عبد الرحمن بن ام حکم بیٹھ کر خطبہ دے رہا تھا، انہوں نے کہا اس خبیث کو دیکھو یہ بیٹھ کر خطبہ دے رہا ہے حالانکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: (ترجمہ) اور جب ان لوگوں نے تجارت یا کھیل کو دیکھا تو اس کی طرف دوڑ گئے اور آپ کو کھڑا ہوا چھوڑ گئے۔

حضرت عبد اللہ بن عمر اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم منبر کی سیڑھیوں پر فرما رہے تھے "جمعہ چھوڑنے سے لوگ باز آجائیں ورنہ اللہ تعالیٰ ان کے دلوں پر مہر لگا دے گا اور وہ قافلوں میں سے ہو جائیں گے!"

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَخْطُبُ يَوْمَ الْجُمُعَةِ قَائِمًا ثُمَّ يَجْلِسُ
ثُمَّ يَقُومُ قَالَ كَمَا تَفْعَلُونَ الْيَوْمَ -

۱۸۹۱ - وَحَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى وَحَسَنُ بْنُ
الرَّبِيعِ وَأَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ قَالَ يَحْيَى أَنَا وَقَالَ
الْأَخْرَاءُ نَا أَبُو الْأَحْوَصِ عَنْ سَمَاءِ عَنْ جَابِرِ
بْنِ سَمُرَةَ قَالَ كَانَتْ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
خُطْبَتَانِ يَجْلِسُ بَيْنَهُمَا يَقْرَأُ الْقُرْآنَ وَيَذْكُرُ
النَّاسَ -

۱۸۹۲ - وَحَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى قَالَ نَا أَبُو
نُحَيْمَةَ عَنْ سَمَاءِ قَالَ أَنَا فِي جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ أَنَّ
النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَخْطُبُ قَائِمًا
يَوْمَ الْجُمُعَةِ ثُمَّ يَجْلِسُ ثُمَّ يَقُومُ فَيَخْطُبُ قَائِمًا
فَمَنْ نَبَاكَ أَنَّهُ كَانَ يَخْطُبُ جَالِسًا فَقَدْ كَذَبَ
وَاللَّهُ سَكَبَتْ مَعَهُ أَكْثَرُ مِنْ أَلْفِي صَلَوةٍ -

۱۸۹۳ - وَحَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَاسْتَعْقُ
بْنُ إِبْرَاهِيمَ كُلَاهُمَا عَنْ جَرِيرٍ قَالَ عُثْمَانُ تَأْخَرُ
عَنْ حُصَيْنِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ عَنْ سَالِمِ بْنِ أَبِي
الْجَعْدِ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَخْطُبُ قَائِمًا يَوْمَ الْجُمُعَةِ فَجَاءَتْ
عِيْرٌ مِنَ الشَّامِ فَأَنْفَتَلَ النَّاسُ إِلَيْهَا حَتَّى لَمْ يَبْقَ
إِلَّا اثْنَا عَشَرَ رَجُلًا فَأُنْزِلَتْ هَذِهِ الْآيَةُ الَّتِي
فِي الْجُمُعَةِ وَلَا ذَا رَأَوْا تِجَارَةً أَوْ لَهْوًا أَنْفَضُوا
إِلَيْهَا وَتَرَكَوْا قَائِمًا -

۱۸۹۴ - وَحَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ
قَالَ تَأْبَعِدُ اللَّهُ بُنْدَ دَرِيْسٍ عَنْ حُصَيْنِ بِهَذَا
الْإِسْنَادِ وَقَالَ وَرَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
يَخْطُبُ وَلَمْ يَقُلْ قَائِمًا -

۱۸۹۵ - وَحَدَّثَنَا رِافِعَةُ بْنُ الْمُهَنَّبِ الْأَوْاسِطِيُّ
قَالَ نَا خَالِدُ بْنُ يَحْيَى الطَّحَّانُ عَنْ حُصَيْنِ عَنْ سَالِمِ

حضرت جابر بن عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلی
اللہ علیہ وسلم دو خطبے دیتے تھے ان کے درمیان آپ بیٹھتے
(خطبہ میں) آپ قرآن مجید پڑھتے اور لوگوں کو نصیحت کرتے

حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہا بیان کرتے ہیں کہ
نبی صلی اللہ علیہ وسلم جمعہ کے دن کھڑے ہو کر خطبہ دیتے تھے
اور جس شخص نے تمہیں یہ بتایا ہے کہ آپ بیٹھ کر خطبہ دیتے
تھے اس نے جھوٹ کہا ہے خدا کی قسم میں نے آپ کے
ساتھ دو ہزار سے زیادہ نازریں پڑھی ہیں

حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہا بیان کرتے ہیں
کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جمعہ کے دن کھڑے ہو کر خطبہ
دیتے تھے ایک دفعہ شام سے اونٹوں کا ایک قافلہ (غلام
کر) آیا اور بارہ آدمیوں کے سوا تمام لوگ قافلہ کی طرف چلے
گئے اس موقع پر سورہ جمعہ کی یہ آیت نازل ہوئی (ترجمہ:) اور
جب ان لوگوں نے (قافلہ) تجارت یا کسب کو دیکھا تو یہ اس
کی طرف دوڑ گئے اور آپ کو کھڑا چھوڑ گئے۔

ایک اور سند سے یہ حدیث منقول ہے جس میں ہے
کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خطبہ دے رہے تھے اور یہ نہیں کہا کہ
کھڑے ہوئے تھے۔

حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہا بیان کرتے ہیں
کہ ایک بار جمعہ کے دن ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیساتھ

لَمْ يَقْرَأْ بَيْنَ أَصْبَعَيْهِ وَفِي حَدِيثِ ابْنِ مَيْمُونٍ
لَمْ يَقْرَأْ بَيْنَ أَصْبَعَيْهِ الْوُسْطَى قَالَتْ تَلَى

الْإِبْرَاهِيمَ

۱۹۰۴- وَحَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ قَالَ نَا خَالِدُ
ابْنُ مَخْلَدٍ قَالَ حَدَّثَنِي سُلَيْمَانُ بْنُ يَدْلَجٍ قَالَ
حَدَّثَنِي جَعْفَرُ بْنُ مُحَمَّدٍ عَنْ أَبِيهِ قَالَ سَمِعْتُ
جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا يَقُولُ كُنْتُ
مُخْطَبًا النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ
يُحْمَدُ اللَّهُ وَيُثَنَّى عَلَيْهِ ثُمَّ يَقُولُ عَلَى أَثَرِ ذَلِكَ
وَقَدْ عَلِمْتُمْ أَنَّهُ كَمَا سَأَلْتُ الْحَدِيثَ بِمِثْلِهِ

۱۹۰۵- وَحَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ قَالَ نَا
وَكَيْعٌ عَنْ سُفْيَانَ عَنْ جَعْفَرٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ جَابِرِ
رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ يُخْطَبُ النَّاسَ يُحْمَدُ اللَّهُ وَيُثَنَّى عَلَيْهِ بِمَا
هُوَ أَهْلُهُ ثُمَّ يَقُولُ مَنْ يَهْدِهِ اللَّهُ فَلَا مُضِلَّ
لَهُ وَمَنْ يُضِلِّهِ فَلَا هَادِيَ لَهُ وَخَيْرُ الْحَدِيثِ كِتَابُ
اللَّهِ كَمَا سَأَلْتُ الْحَدِيثَ بِمِثْلِ حَدِيثِ الثَّقَفِيِّ

۱۹۰۵- وَحَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ وَمُحَمَّدُ
بْنُ مُثَنَّى كِلَاهُمَا عَنْ عَبْدِ الْأَعْلَى قَالَ ابْنُ مُثَنَّى
حَدَّثَنِي عَبْدُ الْأَعْلَى وَهُوَ أَبُو هَتَمٍ قَالَ نَا دَاوُدُ
عَنْ عَمْرِو بْنِ سَعِيدٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ
عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّ ضِمَادًا أَقْدَمَ مَكَّةَ وَكَانَ
مِنْ أَزْدِ شَمُوَّةَ وَكَانَ يَزِيحُ مِنْ هَذِهِ التَّوْبِيعِ
فَسَمِعَ سَفَرَاءَ مِنْ أَهْلِ مَكَّةَ يَقُولُونَ إِنَّ مُحَمَّدًا
مُجْتَنَبٌ فَقَالَ لِمَ تَرَى هَذِهِ التَّوْبِيعَ تَعْلَى اللَّهُ
يُشْفِيهِ عَلَى يَدَيَّ قَالَ قَلْبِي فَقَالَ يَا مُحَمَّدُ إِنِّي
أَزِيحُ مِنْ هَذِهِ التَّوْبِيعِ وَإِنَّ اللَّهَ يَشْفِي عَلَى يَدَيَّ
مَنْ شَاءَ فَهَلْ لَكَ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ اللَّهَ يُحْمَدُ وَكَسْتَعْنِي مَنْ

حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ
جموعہ کے دن خطبہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کی حمد
شنا کے بعد آواز بلند کرتے اس کے بعد حسب سابق حدیث
ہے۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم خطبہ میں اللہ تعالیٰ کی شان کے مطابق اس
کی حمد و ثناء کرتے پھر فرماتے اللہ تعالیٰ جس کو ہدایت دے اس
کو کوئی گمراہ کرنے والا نہیں اور جس کو اللہ تعالیٰ گمراہ کر دے
اس کو کوئی ہدایت دینے والا نہیں اور بہترین بات اللہ تعالیٰ
کی کتاب ہے۔

حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے
ہیں کہ ضماد مکر میں آیا وہ قبیلہ ازدرشنوہ سے تھا اور جنات کے
اثر سے دم کرتا تھا اس نے جب مکہ کے بے وقوفوں سے
سنا کہ (العیاذ باللہ) محمد مجنون ہیں تو اس نے کہا کہ کاش
میں انہیں دیکھ لیتا شاید ان کو اللہ تعالیٰ میرے ہاتھ سے شفا
دیدے، پھر وہ آپ سے ملا اور کہنے لگا اے محمد! میں جانا
کا اثر زائل کرنا ہوں، اللہ تعالیٰ جسے چاہتا ہے میرے ہاتھ
سے شفاء دیتا ہے، آپ کا کیا خیال ہے؟ رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم نے فرمایا: تمام تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لیے ہیں۔ ہم
اللہ تعالیٰ کی حمد کرتے ہیں اور اس سے مدد چاہتے ہیں جس کو
اللہ تعالیٰ ہدایت دے اس کو کوئی گمراہ کرنے والا نہیں ہے
اور جسے وہ گمراہ کرے اس کو کوئی ہدایت دینے والا نہیں ہے۔

اللَّهُ عَلَى قُلُوبِهِمْ لَمْ يَكُونَنَّ مِنَ الْغَافِلِينَ -
 ۱۸۹۹ - حَدَّثَنَا حَسَنُ بْنُ التَّرْبِيعِ وَأَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي
 شَيْبَةَ قَالَا نَا أَبُو الْأَخْوَصِ عَنْ سَمَاءَ عَنْ جَابِرِ
 بْنِ سَمُرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ كُنْتُ أَصَلِّي مَعَ
 رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَكَانَتْ صَلَاتُهُ
 قَصْدًا وَخُطْبَتُهُ قَصْدًا -

۱۹۰۰ - وَحَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَابْنُ
 نُمَيْرٍ قَالَا نَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى قَالَ نَا كَرِيمًا قَالَ حَدَّثَنِي
 سَمَاءُ بْنُ حَرْبٍ عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ قَالَ أَصَلِّي مَعَ
 النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الصَّلَاةَ فَكَانَتْ
 صَلَاتُهُ قَصْدًا وَخُطْبَتُهُ قَصْدًا وَفِي رِوَايَةِ أَبِي بَكْرٍ
 زَكَرِيَّا عَنْ سَمَاءَ -

۱۹۰۱ - وَحَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ مَشْقٍ قَالَ نَا
 عَبْدُ الْوَهَّابِ بْنُ عَبْدِ الْمَجِيدِ عَنْ جَعْفَرِ بْنِ مُحَمَّدٍ
 عَنْ أَبِيهِ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ كَانَ رَسُولُ
 اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا خُطِبَ اخْتَمَرَتْ
 عَيْنَاهُ وَعَلَا صَوْتُهُ وَهَدَأَ غَضَبُهُ حَتَّى كَانَتْ
 مَنُذِرُ جَيْشٍ يَقُولُ صَبَحَكُمْ وَمَسَاكُمْ وَيَقُولُ
 بُعِثْتُ أَنَا وَالسَّاعَةَ كَهَاتَيْنِ وَيَقْرُنُ بَيْنَ اصْبَحْ
 السَّابَةِ وَالْوُسْطَى وَيَقُولُ أَفَمَا بَعْدُ فَإِنَّ خَيْرَ
 الْحَدِيثِ كِتَابُ اللَّهِ وَخَيْرُ الْهَدْيِ هَدْيُ مُحَمَّدٍ
 صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَخَيْرُ الْأُمُورِ مُعَذَّاتُهَا وَ
 كُلُّ يَدْعَةٍ صَدَلَةٌ ثُمَّ يَقُولُ أَنَا أَوْلَى بِكُلِّ مُؤْمِنٍ
 مِنْ نَفْسِهِ مَنْ تَرَكَ مَا لَكَ فَلَا هِلَةَ وَمَنْ تَرَكَ دِينًا
 أَهْضَمْنَا عَائِلَتَهُ وَعَلَى -

۱۹۰۲ - وَحَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ نَا
 عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ أَبِي مُحَمَّدٍ وَحَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ
 أَبِي شَيْبَةَ نَا مُحَمَّدُ بْنُ مَيْمُونٍ الرَّعْمَرِيُّ جَمِيعًا عَنْ
 جَعْفَرِ بْنِ يَزِيدٍ الْإِسْطَخْرِيُّ وَفِي حَدِيثِ عَبْدِ الْعَزِيزِ

حضرت جابر بن عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نماز پڑھی ہے آپ کی تلا
 اور خطبہ درمیان میں تھے۔

حضرت جابر بن عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں
 نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نماز پڑھی ہے
 آپ کی نماز میں درمیان ہوتی تھیں اور خطبات بھی درمیان ہوتے
 تھے۔

حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہا بیان کرتے ہیں
 کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب خطبہ دیتے تو آپ کی آنکھیں
 سرخ ہو جاتیں، آواز بلند ہوتی اور جوش زیادہ ہوتا اور یوں لگتا
 جیسے آپ کسی ایسے لکڑے سے ڈھارسے ہوں جو صبح و شام
 میں حملہ کرنے والا ہو اور فرماتے ہیں اور قیامت ان دو انگلیوں
 کی طرح ساتھ ساتھ بھجے گئے ہیں پھر آپ انگشت شہادت اور
 درمیان انگلی کو ٹاٹتے اور حمد کے بعد فرماتے یا در کھو بہترین بات
 اللہ کی کتاب ہے اور بہترین سیرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی
 سیرت ہے اور بہترین کام عبادت کے نئے طریقے ہیں اور
 عبادت کا بہترین طریقہ گمراہی ہے۔ پھر فرماتے: ہر مؤمن کی جان پر
 تعزیر میں سب سے زیادہ میں مستحق ہوں۔ جس شخص نے مل
 چھوڑا وہ اس کے وارثوں کا ہے اور جس نے قرعہ یا اہل عیال
 کو چھوڑا وہ میرے ذمہ ہیں۔

ایک اور سند سے بھی کچھ نقلی تفسیر کے ساتھ یہ حدیث
 منقول ہے۔

فَقَدَّرَ رُكُودَ مَنْ يَعْصِيهَا فَقَدَّرَ عَوَى فَقَالَ رَسُولُ
 اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَبْسُ الْخَطِيبُ أَنْتَ قُلْ
 ١٩٠٨ - وَحَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ وَأَبُو بَكْرِ بْنُ
 أَبِي شَيْبَةَ وَإِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ عَنْ أَبِي عِيْنَةَ
 قَالَ قُتَيْبَةُ نَاسُفِيَانُ عَنْ عَمْرِو وَسَمِعَ عَطَاءُ
 يُخْبِرُ عَنْ صَفْوَانَ بْنِ يَعْلَى عَنْ أَبِيهِ رَضِيَ اللَّهُ
 عَنْهُ أَنَّ سَمِعَ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقْرَأُ عَلَى
 الْمِنْبَرِ وَنَادَا يَا مَالِكُ لِيَقْضِ عَلَيْكَ رَبُّكَ -
 ١٩٠٩ - وَحَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ
 الدَّارِمِيُّ قَالَ أَنَا يَحْيَى بْنُ حَسَّانَ قَالَ يَا أَيُّمَانُ
 بْنُ يَزِيدٍ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ عَبْدِ
 الرَّحْمَنِ عَنْ أَحْمَدَ بْنِ زَيْدٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَتْ
 أَخَذْتُ قِ وَالْعَرَّانِ الْمَجِيدِ مِنْ فِي رَسُولِ اللَّهِ
 صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ وَهُوَ يَقْرَأُ
 بِهَا عَلَى الْمِنْبَرِ فِي كُلِّ جُمُعَةٍ -

١٩١٠- وَحَدَّثَنِي أَبُو الطَّاهِرِ قَالَ أَمَّا ابْنُ وَهْبٍ
عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي كُرَيْبٍ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ عَنْ عُمَرَ
عَنْ أُخْتِ يَعْمَرَ تَارَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا يَنْتِ عَبْدُ الرَّحْمَنِ
كَانَتْ أَكْبَرَ مِنْهَا بِمِثْلِ حَدِيثِ سَيْمَانَ
بْنِ بِلَالٍ.

١٩١١ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ نَا مُحَمَّدُ
 بْنُ جَعْفَرٍ قَالَ نَا شُعْبَةُ عَنْ خُصَيْبٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ
 بْنِ مُحَمَّدٍ بْنِ مَعْنٍ عَنْ يَنْبُغِثِ بْنِ إِسْمَاعِيلَ بْنِ النَّعْمَانِ
 قَالَتْ مَا حَفِظْتُ قِ إِلَّا مِنْ فِي رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى
 اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُحْطَبُ بِهَا فِي كُلِّ جُمُعَةٍ قَالَتْ
 وَكَانَ تَتْلُوْنَا وَتَقْرَأُ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
 وَسَلَّمَ وَاحِدًا -

١٩١٢ - حَدَّثَنَا عَبْدُ وَالتَّائِقُ قَالَ نَأْيَعْقُوبُ
بِحَا هَيْمَرِ بْنِ سَعْدٍ قَالَ نَأْيُ عَبْدِ قَيْسِ بْنِ هِشَامٍ

نے اللہ اور اس کے رسول کی نافرمانی کی وہ گمراہ ہوا۔
 نَّيَعِصِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ قَالَ ابْنُ نُمَيْرٍ فَقَدْ غَوٰی ۔
 حضرت یحییٰ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم منبر
 پر یہ آیت پڑھ رہے تھے: "وَنَادُوا يَا مَالِكُ
 لِيَقْضِ عَلَيْنَا رِبْكَ ۔"

عمرۃ بنت عبد الرحمان کی بہن (رضی اللہ عنہا) بیان کرتی ہیں کہ میں نے قی و القرآن المجید کی سورت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سُن کر یاد کی ہے۔ آپ اسے ہر جمعہ کو منبر پر پڑھا کرتے تھے۔

ایک اور سند سے بھی ایسی ہی روایت منقول ہے۔

حادثہ بنت نعمان رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ میں نے ق
والقرآن المجید رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سن کر یاد کی ہے
آپ ہر جمعہ کو خطبہ میں یہ سورت پڑھتے تھے اور انھوں نے بتایا
کہ ان کا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا تنور واحد تھا۔

اُمّ ہشام بنت عمارؓ بن نعمان رضی اللہ عنہ بیان کرتی ہیں کہ وہ سال ایک سالہ بچہ پیش کیا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا منور

يَهْدِيهِ اللَّهُ فَلَا مُضِلَّ لَهُ وَمَنْ يُضِلَّهُ فَلَا هَادِيَ لَهُ
وَأَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ
وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ أَفَلَا بَعْدُ قَالَ
فَقَالَ أَيْدِي عَلَى كَلِمَاتِكَ هُوَ لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ عَلَى هُنَّ عَلَيْهِ
رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ قَالَ
فَقَالَ لَقَدْ سَمِعْتُ قَوْلَ الْكُهَنَةِ وَقَوْلَ الشَّعْرَةِ وَقَوْلَ
الشُّعْرَاءِ فَمَا سَمِعْتُ مِثْلَ كَلِمَاتِكَ هُوَ لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ وَلَقَدْ
بَلَغَنَ نَاعُوسُ الْبَحْرِ قَالَ فَقَالَ هَاتِ يَدَكَ
أَبَايَعُكَ عَلَى الْإِسْلَامِ قَالَ كَبَّأَ يَحْيَى فَقَالَ رَسُولُ
اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَعَلَى قَوْمِكَ قَالَ
وَعَلَى قَوْمِي قَالَ فَبَعَثَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سِرِّيَّةً فَمَرُّوا بِقَوْمِهِمْ فَقَالَ صَاحِبُ
السَّرِيَّةِ لِلْجَيْشِ هَلْ أَصَبْتُمْ مِنْ هَؤُلَاءِ خِيَمًا
فَقَالَ رَجُلٌ مِنَ الْقَوْمِ أَصَبْتُ مِنْهُمْ مِطْهَةً فَقَالَ
رَدُّوَهَا فَإِنَّ هَؤُلَاءِ قَوْمٌ ضَالُّونَ

۱۹۰۶۔ حَدَّثَنَا سُرَيْجُ بْنُ يُونُسَ قَالَ نَا عُبَيْدُ
الرَّحْمَنِ بْنُ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ أَبِي جَرٍّ عَنْ أَبِيهِ عَنْ وَاصِلِ
بْنِ حَبَّانَ قَالَ قَالَ أَبُو دَاوُدَ وَابْنُ خَطْبَنَاءَ عَنَّا رُفَاؤُ جَزْ
وَأَبْنَةُ فَلَمَّا نَزَلَ قُلْنَا يَا أَبَا الْيَقْظَانِ لَقَدْ أَبْكَفْتَ
وَأَوْجَزْتَ فَلَوْ كُنْتَ تَنْفَسْتُ فَقَالَ إِنْ
سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ
إِنَّ طَوْلَ صَلَوةِ الرَّجُلِ وَقَصْرَ خُطْبَتِهِ مِائَةٌ مِنْ
فَوْقِهِ فَأَطِيلُوا الصَّلَاةَ وَاقْصُرُوا الْخُطْبَةَ وَإِنْ
مِنَ الْبَيَانِ سِحْرًا

۱۹۰۷۔ حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَمُحَمَّدُ
بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ نُمَيْرٍ قَالَا نَا وَكَيْعٌ عَنْ سُفْيَانَ عَنْ
عَبْدِ الْغَنِيِّ بْنِ رُفَيْعٍ عَنْ تَيْمٍ بْنِ طَرْفَةَ عَنْ
عَدِيِّ بْنِ حَاتِمٍ أَنَّ رَجُلًا خُطِبَ عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى
اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ مَنْ يُطْعِمُ اللَّهَ وَرَسُولَهُ

اور میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود کا حق
نہیں اور وہ ایک و تنہا ہے اس کا کوئی شریک نہیں اور میں گواہی دیتا
ہوں کہ محمد اللہ تعالیٰ کے بندے اور اس کے رسول ہیں،
ضماد نے کہا یہ کلمات دوبارہ ارشاد فرمائیے۔ رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم نے یمن بدر ان کلمات کو دہرایا، وہ کہنے لگا کہ میں نے
کاہنوں، جادو گروں اور شامروں کا کام سنا ہے، ان میں سے کسی کا
کلام ان کلمات کی گروہ تک نہیں پہنچ سکا یہ کلمات توحید
کے سمندر میں ڈوبے ہوئے ہیں۔ اپنا ہاتھ بڑھائیے میں
آپ کے ہاتھ پر اسلام کی بیعت کرتا ہوں، پھر اس نے آپ کے
ہاتھ پر بیعت کی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تمہاری قوم
کی بیعت بھی کروں؟ اس نے کہا میری قوم کی بھی۔ راوی کہتے ہیں
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک لشکر بھیجا، وہ لوگ اس کی قوم پر سے
گزرے، لشکر کے امیر نے کہا: تم نے ان لوگوں کی کوئی چیز
ہے؟۔ ایک شخص نے کہا میں نے ان کا روٹا لیا ہے
انہوں نے فرمایا اس کو واپس کر دو، یہ ضما د کی قوم ہے۔

ابو وائل کہتے ہیں کہ ہمارے ساتھ حضرت عمار رضی
اللہ عنہ نے خطبہ پڑھا جو مختصر اور طبع تھا، جب وہ منبر سے
اترے قریم نے کہا: اے ابو الیقظان! تم نے نہایت مختصر
اور طبع خطبہ پڑھا ہے اگر میں ہوتا تو کچھ لمبا خطبہ پڑھتا، حضرت
عمار رضی اللہ عنہ نے کہا ایسا نماز اور عہد خطبہ پڑھنا انسان
کی فقاہت کی دلیل ہے پس نماز لمبی پڑھو اور خطبہ چھوٹا پڑھو
اور بعض بیان جادو کی تاثیر رکھتے ہیں۔

حضرت مدی بن عاتق رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک
شخص نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے خطبہ دیا اور کہا جس شخص
نے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی اطاعت کی وہ ہدایت پا گیا
اور جس نے ان دونوں کی نافرمانی کی وہ گمراہ ہوا، رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم نے فرمایا تم بڑے خلیف ہو، یوں کہہ جس شخص

۱۹۱۷- وَحَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ وَاسْتَحَقُّ بْنُ
إِبْرَاهِيمَ قَالَ قَالَ قُتَيْبَةُ نَا وَكَانَ اسْتَحَقُّ أَكَا سَغْنِيَانِ
عَنْ عَمْرِو وَسَمِعَ جَابِرُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا
يَقُولُ وَتَحَلَّ وَجَلُّ يَالْمَسْجِدَ وَرَسُولُ اللَّهِ صَلَّى
اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُخْطَبُ يَوْمَ الْجُمُعَةِ فَقَالَ أَصَلَّيْتُ
قَالَ لَا قَالَ قَدْ فَصَلَ الرَّكْعَتَيْنِ وَفِي رِوَايَةٍ قُتَيْبَةُ
قَالَ صَلَّى رَكْعَتَيْنِ

۱۹۱۸- وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ نَافِعٍ وَعَبْدُ بْنُ
مُحَمَّدٍ قَالَ ابْنُ دَاوُدَ نَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ قَالَ أَنَا ابْنُ
جُرَيْجٍ قَالَ أَخْبَرَنِي عَمْرُو بْنُ دِينَارٍ أَنَّهُ سَمِعَ
جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا يَقُولُ جَاءَ رَجُلٌ
وَالنَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى الْمِنْبَرِ يَوْمَ
الْجُمُعَةِ يُخْطَبُ فَقَالَ لَمَّا أَرَكْتَ رَكْعَتَيْنِ قَالَ
لَا قَالَ أَرَكْتَ

۱۹۱۹- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ نَا مُحَمَّدُ
وَهُوَ ابْنُ جَعْفَرٍ قَالَ نَا شُعْبَةُ عَنْ عَمْرِو بْنِ دِينَارٍ
قَالَ سَمِعْتُ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا
يُحَدِّثُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَطَبَ
فَقَالَ إِذَا جَاءَ أَحَدُكُمْ يَوْمَ الْجُمُعَةِ وَقَدْ خَرَجَ
إِلَى مَامٍ فَلْيُصَلِّ رَكْعَتَيْنِ

۱۹۲۰- وَحَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ نَالَيْتُ
سَمِعَ وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رُمْحٍ قَالَ أَنَا اللَّيْثُ عَنْ
أَبِي الزُّبَيْرِ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا
قَالَ جَاءَ سَلِيكَ الْعُظْمَانِي رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ يَوْمَ
الْجُمُعَةِ وَرَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
قَائِمٌ عَلَى الْمِنْبَرِ فَقَعَدَ سَلِيكَ قَبْلَ أَنْ يُصَلِّيَ
فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَرَكْتَ
رَكْعَتَيْنِ قَالَ لَا قَالَ قَدْ قَرَأَ رَكْعَتَاهَا

۱۹۲۱- وَحَدَّثَنَا اسْتَحَقُّ بْنُ إِبْرَاهِيمَ وَعَمْرُو بْنُ

حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں
کہ ایک شخص مسجد میں داخل ہوا، درآن مالیکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم جمعہ کا خطبہ پڑھ رہے تھے، آپ نے اس سے پوچھا کیا
تم نے نماز پڑھ لی ہے؟ اس نے کہا نہیں! آپ نے فرمایا:
کھڑے ہو کر دو رکعت پڑھ لو۔

حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں
کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جمعہ کے دن منبر پر خطبہ
دے رہے تھے اسی اثناء میں ایک شخص آیا آپ نے اس
سے پوچھا کیا تم نے دو رکعت پڑھ لی ہیں؟ اس نے کہا نہیں،
آپ نے فرمایا: پڑھ لو۔

حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ
علیہ وسلم نے خطبہ میں فرمایا: جب تم میں سے کوئی شخص جمعہ
کے دن آئے درآن مالیکہ امام (خطبہ دینے کے لیے) آ
چکا ہو تو دو رکعت پڑھ لے۔

حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے
ہیں کہ جمعہ کے دن حضرت سلیک العظفانی رضی اللہ عنہ آئے
درآن مالیکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم منبر پر تشریف فرما تھے
سلیک نماز پڑھنے سے پہلے بیٹھ گئے نبی صلی اللہ علیہ وسلم
نے پوچھا کیا تم نے دو رکعت نماز پڑھ لی ہے؟ انہوں نے
کہا نہیں، آپ نے فرمایا ان کو پڑھ لو۔

حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ

قَالَ حَدَّثَنِي عَبْدُ اللَّهِ بْنُ أَبِي بَكْرٍ بْنُ مُحَمَّدٍ بْنُ عَبْدِ
بْنِ حَزْمٍ الْأَنْصَارِيُّ عَنْ يَحْيَى بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ
عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ سَعْدِ بْنِ زَادٍ عَنْ أُمِّ هَانِئٍ
بِنْتِ حَارِثَةَ ابْنِ اللَّحْمَانِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا كَأَنَّ
لَقَدْ كَانَ تَتَوَرَّعًا وَتَتَوَرَّعُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ وَاحِدًا اسْتَتَيْنِ أَوْ سَنَةً أَوْ بَعْضَ سَنَةٍ
وَمَا أَخَذَتْ قِيَامَ الْقُرْآنِ الْمَجِيدِ إِلَّا عَنْ لِسَانِ
رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقْرَأُهَا كُلَّ
جُمُعَةٍ عَلَى الْمِنْبَرِ إِذَا خَطَبَ النَّاسَ -

۱۹۱۳۔ حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي قُتَيْبَةَ قَالَ نَا
عَبْدُ اللَّهِ بْنُ إِدْرِيسَ عَنْ حُصَيْنِ بْنِ عَمَّارَةَ بْنِ
رُوَيْبَةَ قَالَ رَأَى بِشْرُ بْنُ مَرْوَانَ عَلَى الْمِنْبَرِ
تَأْفِئًا يَدَيْهِ فَقَالَ كَبَّرَ اللَّهُ هَاتَيْنِ الْيَدَيْنِ لَقَدْ
نَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا يَزِيدُ
حَالِي أَنْ يَقُولَ بِيَدِهِ هَكَذَا أَوْ أَشَارَ بِأُصْبَعِهِ الْمُسَبَّحَةِ -
۱۹۱۴۔ وَحَدَّثَنَا هُكَيْمُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ نَا أَبُو
عَوَّادَةَ عَنْ حُصَيْنِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ قَالَ رَأَيْتُ
بِشْرُ بْنُ مَرْوَانَ يَوْمَ جُمُعَةٍ يَرْفَعُ يَدَيْهِ كَمَا قَالَ
عَمَّارَةُ بْنُ رُوَيْبَةَ فَذَكَرْتُ نَحْوَهُ -

۱۹۱۵۔ حَدَّثَنَا أَبُو الرَّبِيعِ الزُّهْرَانِيُّ وَكُتَيْبَةُ
بْنُ سَعِيدٍ قَالَا نَا حَمَّادٌ وَهُوَ ابْنُ زَيْدٍ عَنْ عَبْدِ وَهْبِ
دِينَارٍ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ بَيْنَمَا النَّبِيُّ صَلَّى
اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَخْطُبُ يَوْمَ الْجُمُعَةِ إِذْ جَاءَ دَجَلٌ
فَقَالَ لَهُمُ لَيْتِي صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَصَلَّيْتُ يَا
فُلَانُ قَالَ لَا قَالَ فُلَانُ كَرِهَ -

۱۹۱۶۔ وَحَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي قُتَيْبَةَ وَيَعْقُوبُ
الدَّوْرَقِيُّ عَنِ ابْنِ عُثَيْمٍ عَنْ أَبِي كَيْوَبٍ عَنْ هِشَامِ بْنِ
جَابِرٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَمَا قَالَ
حَمَّادٌ وَلَمْ يَذْكُرَا لَكُتَيْنِ -

ایک روایت میں ہے کہ حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ نے دیکھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز پڑھتے ہوئے اپنے ہاتھ اٹھائے اور فرمایا: اے اللہ! میں نے تجھ سے دعا کی ہے کہ میری امت میں سے ہر ایک شخص کو نماز پڑھنے کی بات یاد ہو۔

حضرت حماد بن زید رضی اللہ عنہ نے دیکھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز پڑھتے ہوئے اپنے ہاتھ اٹھائے اور فرمایا: اے اللہ! میں نے تجھ سے دعا کی ہے کہ میری امت میں سے ہر ایک شخص کو نماز پڑھنے کی بات یاد ہو۔

ایک روایت میں ہے کہ جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ نے دیکھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز پڑھتے ہوئے اپنے ہاتھ اٹھائے اور فرمایا: اے اللہ! میں نے تجھ سے دعا کی ہے کہ میری امت میں سے ہر ایک شخص کو نماز پڑھنے کی بات یاد ہو۔

حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ نے دیکھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز پڑھتے ہوئے اپنے ہاتھ اٹھائے اور فرمایا: اے اللہ! میں نے تجھ سے دعا کی ہے کہ میری امت میں سے ہر ایک شخص کو نماز پڑھنے کی بات یاد ہو۔

ایک روایت میں ہے کہ جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ نے دیکھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز پڑھتے ہوئے اپنے ہاتھ اٹھائے اور فرمایا: اے اللہ! میں نے تجھ سے دعا کی ہے کہ میری امت میں سے ہر ایک شخص کو نماز پڑھنے کی بات یاد ہو۔

أَبِي هَيْبَةَ قَالَ نَا حَاتِمُ بْنُ إِسْحَاقَ عَيْلٍ وَحَدَّثَنَا
هَيْبَةُ قَالَ نَا عَبْدُ الْعَزِيزِ يَعْنِي الدَّارَ وَرَدِي عَنْ
جَعْفَرٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي رَافِعٍ قَالَ
اسْتَحْلَفَ مَرْءَانُ أَبَاهُ مَرْثِدَةً رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ
بِمَثَلِهِ خَيْرَ أَنْ فِي رِوَايَةِ حَاتِمٍ فَقَرَأَ سُورَةَ
الْجُمُعَةِ فِي السَّجْدَةِ الْأُولَى وَفِي الْآخِرَةِ إِذَا جَاءَكَ
الْمُنْفِقُونَ وَفِي رِوَايَةِ عَبْدِ الْعَزِيزِ مِثْلَ حَدِيثِ
سَلِيمَانَ بْنِ يَدْلَى -

۱۹۲۵ - وَحَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى وَأَبُو بَكْرِ بْنُ
أَبِي هَيْبَةَ فَلَمْ يَنْقُصَا عَنْ جَعْفَرٍ عَنْ أَبِيهِ
عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ بْنِ النَّشِيرِ عَنْ أَبِيهِ عَنْ حَبِيبِ بْنِ سَائِمٍ
مَوْلَى الثَّعْلَبَانِ بْنِ بَشِيرٍ عَنِ الثَّعْلَبَانِ بْنِ بَشِيرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا
رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقْرَأُ فِي
الْعِيدَيْنِ وَفِي الْجُمُعَةِ بِسْمِ اللَّهِ الرَّبِّكَ الْأَعْلَى
وَهَلْ أَتَاكَ حَدِيثُ الْغَاشِيَةِ قَالُوا لَا إِذَا اجْتَمَعَ
الْعِيدُ وَالْجُمُعَةُ فِي يَوْمٍ وَاحِدٍ يَقْرَأُ بِهِمَا
أَيْضًا فِي الصَّلَاتَيْنِ -

۱۹۲۶ - وَحَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ نَا أَبُو
هَوَاطَةَ عَنْ ابْنِ أَبِي هَاشِمٍ عَنْ النَّشِيرِ بِهَذَا الْإِسْنَادِ -
۱۹۲۷ - وَحَدَّثَنَا عَبْدُ الْقَادِرُ قَالَ نَا سُفْيَانُ
بْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ زَمْرَةَ بْنِ سَعِيدٍ عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ بْنِ
عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ قَالَ كَتَبَ الثَّعْلَبَانُ
ابْنُ قَيْسٍ إِلَى الثَّعْلَبَانِ بْنِ بَشِيرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ
يَسْأَلُكَ أَقْشَى قَرَأَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ سُورَةَ الْجُمُعَةِ فَقَالَ كَانَ
يَقْرَأُ هَلْ أَتَاكَ حَدِيثُ الْغَاشِيَةِ -

۱۹۲۸ - حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ قَالَ نَا
عَبْدَةُ بْنُ سَلِيمَانَ عَنْ سُفْيَانَ عَنْ مَخُولٍ عَنْ
سَلِيمِ الْبَطْنِيِّ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جَبْرِ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کو قائم مقام گورنر بنایا حضرت عمرؓ
نے جمعہ کی پہلی رکعت میں سورۃ السجدۃ اور دوسری
رکعت میں اذا جاءك المنافقون پڑھی۔
باقی سب سائل ہیں۔

حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جمعہ اور عیدین کی نماز میں تسبیح اسم
ربک الا علی اور سورۃ ہل اٹک حدیث
الغاشیہ پڑھتے تھے اور اگر جمعہ اور عید ایک دن میں
ہو جاتے تب بھی دونوں نمازوں میں انہی سورتوں کو پڑھتے
تھے

ایک اور سند سے بھی ایسی ہی روایت ہے۔

عصاک بن قیس نے نعمان بن بشیر کی طرف ایک مکتوب
بھیجا اور یہ سوال کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جمعہ کے دن
سورۃ جمعہ کے علاوہ اور کون سی سورت پڑھتے تھے انھوں
نے جواب دیا کہ آپ سورۃ ہل اٹک حدیث الغاشیہ
پڑھتے تھے۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جمعہ کے دن نماز فجر میں سورۃ
القدر تنزیل السجدۃ اور سورۃ ہل اٹک علی الانسان جین

خَشَرَ مِنْهَا عَنْ عِيْسَى بْنِ يُوْنُسَ قَالَ ابْنُ خَشَرَ
اَنَا عِيْسَى عَنْ اَلْاَعْمَشِ عَنْ اَبِي سَلِيْمَانَ عَنْ جَابِرِ
بْنِ عَبْدِ اللهِ قَالَ جَاءَ سَيِّدُكَ الْفُطَيْفِيُّ يَوْمَ الْجُمُعَةِ
وَرَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُخْطَبُ فَهَلَسَ
فَقَالَ لَهُ يَا سَيِّدُكَ قُمْ فَارْكَعْ رَكْعَتَيْنِ وَتَجَوَّزْ
فِيهِمَا ثُمَّ قَالَ اِذَا جَاءَ أَحَدُكُمْ يَوْمَ الْجُمُعَةِ فَلَا مَكْرَهَ
يُخْطَبُ فَكَبِّرْ كَبْرَ رَكْعَتَيْنِ وَلْيَتَجَوَّزْ فِيهِمَا .

۱۹۲۲- وَحَدَّثَنَا شَيْبَانُ بْنُ فَرُّوخَ قَالَ سَمِعْتُ
سَلِيْمَانَ بْنَ الْمُغْبِرَةِ قَالَ سَمِعْتُ نَاحِيْدَ بْنَ هِلَالٍ قَالَ
قَالَ أَبُو رِفَاعَةَ أَتَيْتُ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ وَهُوَ يُخْطَبُ قَالَ فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللهِ
رَجُلٌ غَرِيبٌ جَاءَ يُسْأَلُ عَنْ دِينِهِ لَا يَدْرِي مَا
دِينُهُ قَالَا قَبْلَ عَلَيَّ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَتَرَكْتُ خُطْبَتَهُ حَتَّى انْتَهَى إِلَى قَائِمٍ
يَكُونُ سَيِّحِي حَسِبْتُ قَوَائِمَهُ حَدِيثًا قَالَ فَقَعَدَ
عَلَيْهِ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَجَعَلَ يُعَلِّمُنِي
مِمَّا عَلَّمَهُ اللهُ ثُمَّ أَتَى خُطْبَتَهُ فَأَتَمَّ أَمْرَهَا .

۱۹۲۳- وَحَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ مُسْلِمَةَ بْنُ قَعْنَبٍ
قَالَ سَمِعْتُ نَاسِيْمَانَ وَهُوَ ابْنُ يِلَالٍ عَنْ جَعْفَرِ عَنْ
أَبِيهِ عَنِ ابْنِ أَبِي رَافِعٍ قَالَ اسْتَخْلَفَ مَرْقَانُ
أَبَاهُ يَوْمَهُ عَلَى الْمَدِينَةِ وَخَرَجَ إِلَى مَكَّةَ فَصَلَّى
لَنَا أَبُوهُ يَوْمَ يَوْمِ الْجُمُعَةِ فَقَرَأَ بَعْدَ سُورَةِ الْاِنشَاءِ
فِي الرُّكْعَةِ الْاُخْرَى اِذَا جَاءَ لَكَ الْمَنَاءُ فَيَقُوْنُ قَالَ
كَأُذْرُكْتُ أَبَاهُ يَوْمَهُ حِينَ انْصَرَفَ فَقُلْتُ لَهُ
اِنَّكَ قَرَأْتَ بِسُورَتَيْنِ كَانَ عَلَى ابْنِ أَبِي طَالِبٍ
يَقْرَأُ بِهِمَا بِالْكُوفَةِ فَقَالَ أَبُوهُ يَوْمَهُ رَضِيَ اللهُ
عَنْهُ اِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
يَقْرَأُ بِهِمَا يَوْمَ الْجُمُعَةِ .

۱۹۲۴- حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ وَآبُو بَكْرِ بْنُ

حضرت سلیم بن عقیل رضی اللہ عنہ جس کے دل کے دوا کے لیے
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خطبہ دے رہے تھے، وہاں
بیٹھ گئے۔ آپ نے ان سے فرمایا: اسے سلیم کہتے ہیں
مختصر طور پر دو رکعت نماز پڑھو پھر فرمایا: جب تم میں سے کوئی
شخص اُسے اور امام خطبہ دے رہا ہو تو وہ اختصار سے دو رکعت
نماز پڑھ دے۔

حضرت ابو رفاعہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں
نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس گیا دُرّان مایکہ آپ خطبہ دے
رہے تھے وہ کہتے ہیں میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ ایک
مسافر دین کے بارے میں سوال کرنے آیا ہے اسے
نہیں معلوم کہ دین کیا ہے! وہ کہتے ہیں کہ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم خطبہ چھوڑ کر میری طرف متوجہ ہوئے، پھر ایک کرسی لائی
گئی۔ میرا خیال ہے اس کرسی کے پائے دس کے تھے،
وہ کہتے ہیں کہ پھر اس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بیٹھ گئے
اور جو کچھ آپ کو اللہ تعالیٰ نے دین کا علم دیا تھا اس کی مجھے
تعلیم دی پھر اپنا خطبہ پڑھا کیا۔

ابو رافع کہتے ہیں کہ مروان نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ
عنہ کو مدینہ منورہ میں قائم مقام گورنر مقرر کیا اللہ وہ مکہ مکرمہ چلا گیا۔
حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے جمعہ کی نماز پڑھائی اور دو رکعت
رکعت میں سورہ جمعہ کے بعد سورہ منافقین پڑھی۔ میں غار سے
فارغ ہونے کے بعد حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے ملا اور
میں نے کہا آپ نے وہ دو سورتیں پڑھی ہیں جو حضرت علی
بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کو فہم میں پڑھتے تھے، حضرت
ابو ہریرہ نے کہا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے
جمعہ کے دن یہ سورتیں سنی ہیں۔

حضرت عبد اللہ بن رافع بیان کرتے ہیں کہ مروان نے

أَبِيهِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا صَلَّيْتُمْ بَعْدَ الْجُمُعَةِ فَصَلُّوا أَرْبَعًا زَادَ عَمْرُوهُ فِي رِوَايَتِهِ قَالَ ابْنُ إِدْرِيسَ قَالَ سَهِيلٌ فَإِنْ عَجَلَ بِكَ شَيْءٌ فَصَلِّ رَكْعَتَيْنِ فِي الْمَسْجِدِ وَتَمَّ كُتَيْبٌ إِذَا رَجَعْتَ -

رکعت پڑھو۔ ایک اور روایت میں ہے کہ اگر تمہیں جلدی ہو تو دو رکعت مسجد میں اور دو رکعت گھر جا کر پڑھو۔

۱۹۳۵ - وَحَدَّثَنِي زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ نَاجِيَةُ ح وَحَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ الشَّافِعِ وَأَبُو كُرَيْبٍ قَالَا نَاوِغٌ عَنْ سُفْيَانَ بْنِ كِلَابٍ عَنْ سَهِيلٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ كَانَ مِنْكُمْ مُصَلِّيًا بَعْدَ الْجُمُعَةِ فَلْيُصَلِّ أَرْبَعًا وَلَيْسَ فِي حَدِيثِ جَرِيرٍ مِنْكُمْ -

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم میں سے جو شخص جمعہ کے بعد نماز پڑھے وہ چار رکعت پڑھے۔

۱۹۳۶ - حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى وَمُحَمَّدُ بْنُ رُمْحٍ قَالَا نَاوِغٌ ح وَحَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ نَاوِغٌ أَلَيْتُ عَنْ نَافِعٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّكَ كَانَ إِذَا صَلَّى الْجُمُعَةَ انْصَرَفَ فَيَجِدُ سَجْدَتَيْنِ فِي بَيْتِهِ ثُمَّ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَصْنَعُ ذَلِكَ -

نافع کہتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نماز جمعہ سے فارغ ہونے کے بعد گھر آکر دو رکعت نماز پڑھتے اور کہتے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی ایسا ہی کرتے تھے۔

۱۹۳۷ - وَحَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى قَالَ قَرَأْتُ عَلَى مَالِكٍ عَنْ نَافِعٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو أَنَّكَ وَصَفَ تَطَوُّعَ صَلَاةِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ كَانَ لَا يُصَلِّي بَعْدَ الْجُمُعَةِ حَتَّى يَنْصَرِفَ فَيُصَلِّي رَكْعَتَيْنِ فِي بَيْتِهِ قَالَ يَحْيَى أَكُنْتُ قَرَأْتُ فَيُصَلِّي أَوْ أَلْبَسَهُ -

نافع کہتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے تراویح کا بیان کرتے ہوئے کہا کہ آپ نماز جمعہ سے فارغ ہونے کے بعد گھر جا کر دو رکعت نماز پڑھتے تھے۔

۱۹۳۸ - حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَزُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ وَابْنُ مُنِيرٍ قَالَ زُهَيْرٌ نَافِعٌ عَنْ عِيْنَةَ قَالَ نَافِعٌ وَعَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَالِمٍ عَنْ أَبِيهِ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُصَلِّي بَعْدَ الْجُمُعَةِ رَكْعَتَيْنِ -

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز جمعہ کے بعد دو رکعت پڑھتے تھے۔

أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَقْرَأُ فِي صَلَوةِ الْفَجْرِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ آيَةَ تَنْزِيلِ السَّجْدَةِ وَهَذَا آيٌ عَلَى الْإِنْسَانِ حِينَ مَنَ الدَّهْرُ وَإِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَقْرَأُ فِي صَلَوةِ الْجُمُعَةِ سُورَةَ الْجُمُعَةِ وَالْمُنَافِقِينَ .

من الدهر " ۔ ۔ ۔ پڑھتے تھے اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم نماز جمعہ میں سورۃ جمعۃ اور سورۃ المنافقون پڑھتے تھے ۔

۱۹۲۹۔ وَحَدَّثَنَا ابْنُ نُمَيْرٍ قَالَ سَأَلْتُ أَبَا بَكْرٍ عَنْ رُؤْيَا أَبِي سَعِيدٍ قَالَ سَأَلْتُ عَنْ سُفْيَانَ يَهْدِي الْإِسْنَادَ وَمِثْلَهُ .

ایک احسن سند سے بھی ایسی روایت ہے ۔

۱۹۳۰۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ سَأَلْتُ ابْنَ جَعْفَرٍ قَالَ سَأَلْتُ عَنْ مِثْلِهِ بِهَذَا الْإِسْنَادِ مِثْلَهُ فِي الصَّلَاةِ كَلِمَتَيْنِ كَمَا قَالَ سُفْيَانُ .

ایک دیگر سند سے بھی ایسی ہی روایت منقول ہے ۔

۱۹۳۱۔ حَدَّثَنِي زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ سَأَلْتُ عَنْ سُفْيَانَ عَنْ سَعْدِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ كَانَ يَقْرَأُ فِي الْفَجْرِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ آيَةَ تَنْزِيلٍ وَهَذَا آيٌ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جمعہ کے دن نماز فجر میں آیت تنزیل اور ہذا آئی پڑھتے تھے ۔

۱۹۳۲۔ حَدَّثَنِي أَبُو الطَّاهِرِ قَالَ سَأَلْتُ ابْنَ وَهْبٍ عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ سَعْدٍ عَنْ أَبِيهِ عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَقْرَأُ فِي الصُّبْحِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ بِالْآيَةِ تَنْزِيلٍ فِي الْوَكْعَةِ الْأُولَى وَفِي الثَّانِيَةِ هَذَا آيٌ عَلَى الْإِنْسَانِ حِينَ مَنَ الدَّهْرُ لَمْ يَكُنْ شَيْئًا مَدَّ كَوْراً .

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم جمعہ کے دن نماز فجر میں پہلی رکعت میں سورۃ آیت تنزیل پڑھتے تھے اور دوسری رکعت میں سورۃ ہذا آئی علی الانسان حین من الدهر لم یکن شیئاً مذکورہ

۱۹۳۳۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى قَالَ سَأَلْتُ ابْنَ عَدُوٍّ عَنْ سَهْلٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا صَلَّيْتُمْ أَحَدَكُمْ الْجُمُعَةَ فَلْيُصَلِّ بَعْدَهَا أَرْبَعًا .

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تم میں سے کوئی شخص جمعہ کے دن نماز پڑھے تو اس کے بعد چار رکعت نماز پڑھے ۔

۱۹۳۴۔ حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَعَمْرُو النَّاقِدُ قَالَا سَأَلْنَا عَبْدَ اللَّهِ بْنَ إِدْرِيسَ عَنْ سَهْلٍ عَنْ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تم جمعہ کے بعد نماز پڑھو تو چار

استدلال اس حدیث سے ہے:

عن سمرۃ بن جندب قال قال رسول الله
صلی الله علیہ وسلم: من توضأ یوم الجمعة
فیہا ونعمت و من اغتسل فأنزل
افضل . لہ

ایک اور حدیث سے ہے:

عن ابی ہریرۃ قال قال رسول الله صلی
الله علیہ وسلم من توضأ فاحسن الوضوء ثم
أتی الجمعة فاستمع وانصت غفر لہ ما
بین الجمعة الی الجمعة و زیادة ثلاثة
ایام . لہ

حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: کہ
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے جمعہ کے دن وضو
کیا تو اچھی بات ہے اور جس نے غسل کیا تو اس میں زیادہ فضیلت
ہے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس شخص نے اچھی طرح وضو کیا پھر
جمعہ کے لیے آیا اور خاموش بیٹھ کر (خطبہ) سنا اس کے
ایک جمعہ سے لے کر دوسرے جمعہ تک اور مزید تین دن کے
گناہ معاف کر دیے جائیں گے۔

اس باب کی حدیث نمبر ۱۸۵۱ میں ہے حضرت عثمان مرن وضو کر کے دوران خطبہ جمعہ کے لیے لیے اُسے تو حضرت عمر نے
انہیں دیر سے اُٹنے اور غسل نہ کرنے پر ملامت کی تھی۔ اگر غسل واجب ہوتا تو حضرت عثمان اس کو ترک نہ کرتے اور حضرت عمر رضی اللہ
عنہ ان کو حکم دیتے کہ غسل کر کے آئیں اور جب انہوں نے حکم نہیں دیا تو معلوم ہوا کہ ان دونوں کے نزدیک غسل جمعہ واجب نہیں ہے۔
یہ سوال کہ مستحب کے تارک پر ملامت نہیں کی جاتی تو پھر حضرت عمر نے حضرت عثمان کو کیوں ملامت کی اس کا جواب یہ ہے کہ
حضرت عمر نے ملامت کر کے اس بات پر متنبہ کیا کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ ایسے شخص ہیں جو لوگوں کے لیے مقتدی ہیں لہذا ان
کو غسل ترک نہیں کرنا چاہیے تھا اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ علماء اور مشائخ کو امر مستحبہ بھی پابندی سے ادا کرنے چاہئیں اور یہ
بھی معلوم ہوا کہ کسی بڑے آدمی کو بھرے مجمع میں ملامت کرنا جائز ہے ہر چند کہ یہ پسندیدہ نہیں ہے، نیز حکام کے ساتھ
خبر پیش کرنا اور جمعہ سے پہلے دنیاوی معاملات میں مشغول رہنے کا جواز بھی معلوم ہوا۔

نماز جمعہ کے لیے جانے کا وقت | اس باب کی حدیث نمبر ۱۸۶۰ میں ذکر ہے کہ جو شخص جمعہ کے دن پہلی ساعت میں جائیگا
اس کو اونٹ کے صدقہ کا ثواب ہوگا اور جو دوسری ساعت میں جائے گا اس کو
گائے کے صدقہ کا ثواب ہوگا۔ علیٰ ہذا القیاس جبہور فقہاء اور ائمہ کے نزدیک اس ساعت سے مراد زوال کے بعد پہلا لمحہ پھر
دوسرا لمحہ ہے اور امام شافعی کے نزدیک اس سے مراد جمعہ کی صبح کے بعد پہلی ساعت پھر دوسری ساعت ہے علامہ نووی نے جبہور کے

- ۱۔ امام ابو یوسف محمد بن یحییٰ ترمذی متوفی ۲۴۹ھ جامع ترمذی ص ۹۸ مطبوعہ نور محمد کارخانہ تجارت کتب کراچی۔
- ۲۔ امام ابو داؤد سلیمان بن اشعث متوفی ۲۴۵ھ۔ سنن ابوداؤد ج ۱ ص ۵۰ مطبوعہ مطبعہ مجتہبان لاہور طبع ثانی ۱۴۰۵ھ۔
- ۳۔ امام مسلم بن حجاج قشیری متوفی ۲۶۱ھ۔ صحیح مسلم ج ۱ ص ۲۸۳ مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی، الطبعة الثانیہ ۱۳۷۵ھ۔
- ۴۔ امام ابوبکر محمد بن اسحاق بن خزیمہ متوفی ۲۴۱ھ۔ صحیح ابن خزیمہ ج ۲ ص ۳۵ مطبوعہ مکتب اسلامی بیروت، الطبعة الاولیٰ ۱۳۹۵ھ۔

۱۹۳۹۔ حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ قَالَ سَمِعْتُ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ قَالَ أَخْبَرَنِي عَنْ عَطَاءِ بْنِ أَبِي السَّيِّدِ أَنَّ نَافِعَ بْنَ جُبَيْرٍ أَدْرَسَهُ إِلَى السَّائِبِ ابْنِ أُخْتِ نَهْرٍ بِسَأَلَهُ عَنْ شَيْءٍ ذَاكَ وَمِنْهُ مَعَاوِيَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ فِي الصَّلَاةِ فَقَالَ نَعَمْ صَلَّيْتُ مَعَ الْجُمُعَةِ فِي الْمَقْصُورَةِ فَلَمَّا سَلَّمَ إِلَّا مَا مَرَّقْتُ فِي مَقَامِي فَصَلَّيْتُ فَلَمَّا دَخَلَ أَدْرَسَ إِلَيَّ فَقَالَ لَا تَعُدْ لِمَا قَعَلْتَ إِذَا صَلَّيْتَ الْجُمُعَةَ فَلَا تَصِلْهَا بِصَلَاةٍ حَتَّى تَتَكَلَّمَ أَوْ تَخْرُجَ فَإِنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَمَرَنَا بِذَلِكَ أَنْ لَا نُؤْصِلَ صَلَاةً بِصَلَاةٍ حَتَّى تَتَكَلَّمَ أَوْ تَخْرُجَ۔

علا کہتے ہیں کہ نافع بن جبر نے انہیں سائب بن جریج کے پاس کچھ ایسی باتیں پوچھنے کے لیے بھیجا ہوا انہوں نے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی نماز میں نورث کی تھیں۔ سائب نے کہا میں نے حضرت معاویہ کے ساتھ منصرہ میں جمعہ پڑھا ہے امام کے سلام پھیرنے کے بعد میں نے اسی جگہ اٹھ کر نماز پڑھی تھی۔ حضرت معاویہ نے مجھے بلایا اور کہا دو بارہ ایسا نہ کرنا، جمعہ پڑھنے کے بعد کچھ بات کر دیا اس جگہ سے دوسری جگہ باز پھر نماز پڑھو کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں اسی بات کا حکم دیا ہے اور فرمایا ہے کہ ہم ایک نماز کے متصل دوسری نماز نہ پڑھیں اور دو نمازوں کے درمیان بات چیت یا باہر جانے سے فصل کریں۔

علا کہتے ہیں کہ نافع بن جبر نے انہیں سائب بن جریج کے پاس بھیجا باقی سب سائب بن جریج کے پاس ہی تھے کہ اس میں ہے کہ جب اس نے سلام پھیر کر میں اپنی جگہ کھڑا رہا اور امام کا ذکر نہیں ہے۔

۱۹۴۰۔ وَحَدَّثَنَا ثَابِتُ بْنُ هَارُونَ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ سَمِعْتُ جَابِرَ بْنَ مَحْبَبٍ قَالَ قَالَ ابْنُ جُرَيْجٍ أَخْبَرَنِي عَنْ عَطَاءِ بْنِ نَافِعٍ عَنْ جُبَيْرٍ أَدْرَسَهُ إِلَى السَّائِبِ ابْنِ يَزِيدَ بْنِ أَخْتِ نَهْرٍ وَسَأَلَ الْخَدِيثَ بِبُعْدِهِمْ غَيْرَ أَنَّهُ قَالَ فَلَمَّا سَلَّمَ قُمْتُ فِي مَقَامِي وَنَعَمْ يَذْكُرُ إِلَّا مَا۔

جمعہ کے دن غسل کا حکم | اس باب کی بعض احادیث میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جمعہ کے دن غسل کا حکم دیا ہے اور بعض احادیث میں فرمایا ہر بالغ پر جمعہ کے دن غسل کرنا واجب ہے۔ امام ابو حنیفہ، امام شافعی، امام احمد بن حنبل اور جمہور فقہاء کا مسلک یہ ہے کہ جمعہ کے دن غسل کرنا سنت مستحبہ ہے اور ان احادیث میں آپ کا حکم استحباب پر محمول ہے جو حدیث میں ہے: "الغسل يوم الجمعة واجب على كل محتلم" اس حدیث میں واجب، ثابت اور متاكد کے معنی میں ہے اس سے وجوب اصطلاحی مراد نہیں ہے۔

امام مالک رحمہ اللہ کے اس مسئلہ میں تین قول ہیں، واجب، سنت، مستحب۔ مدونہ میں یہ ہے کہ جمعہ کے دن غسل کرنا واجب ہے۔ اور اس کا ترک جائز نہیں لیکن اصحاب مالک کا نظریہ یہ ہے کہ یہ مستحب ہے۔

امام مالک کا استدلال بعض احادیث کے ظاہری الفاظ سے ہے جن کی توجیہ ہم علامہ نووی سے نقل کر چکے ہیں۔ جمہور کا

۱۔ علامہ یحییٰ بن شرف نووی متوفی ۶۷۶ھ شرح مسلم ج ۱ ص ۲۶۹ مطبوعہ دار الفکر کراچی طبع ثانی ۱۴۰۵ھ۔

۲۔ علامہ ابو عبد اللہ عثمانی مالکی متوفی ۸۲۸ھ۔ اکال اکال بالمسلم ج ۲ ص ۳۰۳۔ مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت۔

عمل کیا تو جنت میں دویم اور ظہود کا استحقاق حاصل ہوا ثانیاً جنت سے زمین میں آئے تو خلافت الہیہ کا تاج پہنا، زمین پر آنے کے بعد آپ سے نسل انسان پھیلی اور اس وجہ سے بے شمار اولیاد اور انبیاء بالخصوص حضور سید الانبیاء علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ولادت ہوئی اور یہ تمام امور جنت سے خرچہ پر مرتب ہوئے، اور قیامت قائم ہونے میں فیصلت ظاہر ہے کیونکہ مسلمانوں کے اخروی انعامات کا حصول قیامت کے بعد ہی ہوگا۔

حدیث نمبر ۱۸۰۴ تا ۱۸۰۹ میں ہے کہ مسلمانوں نے جمعہ کی ہدایت پالی اور یہود و نصاریٰ جمعہ کرنے پاسکے، قاضی عیاض فرماتے ہیں بظاہر یہ معلوم ہوتا ہے کہ یہود و نصاریٰ کو جمعہ کی تنظیم کا حکم دیا گیا اور اس کی تیسین ان کے اجتہاد پر چھوڑ دی گئی اور اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل و کرم سے مسلمانوں کو جمعہ کے دن پر مطلع کر دیا۔ معنی روایات میں ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے انہیں جمعہ کے دن کی تنظیم کا حکم دیا اور اس کے فضائل بتلائے تھے لیکن انہوں نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی بات نہیں مانی اور کہا ہفتہ افضل ہے۔

جمعہ کا وقت | حدیث نمبر ۱۸۸۵ سے ۱۸۸۹ میں بیان کیا گیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم زوال آفتاب کے بعد جمعہ پر ملتے تھے اور ان احادیث میں یہ بھی ہے کہ صحابہ کرام نماز جمعہ کے بعد کھانا کھانے اور قیلو کرتے تھے، ان احادیث سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ زوال کے بعد نماز جمعہ جلدی پڑھنی چاہیے، امام ابو حنیفہ، امام مالک، اور امام شافعی اور جہر فقہاء کا یہی مسلک ہے البتہ امام احمد بن حنبل زوال آفتاب سے پہلے نماز جمعہ جائز قرار دیتے ہیں ۱۵۔

خطبہ جمعہ کے احکام | حدیث نمبر ۱۸۹۰ سے ۱۸۹۴ میں خطبہ کا بیان ہے۔ جو کہ خطبہ اللہ تعالیٰ کی حمد، درود شریف اور وعظ و نصیحت پر مشتمل ہوتا ہے۔ امام شافعی رحمہ اللہ کے نزدیک ان امور کا خطبہ میں بیان کرنا واجب ہے، اور امام ابو حنیفہ کے نزدیک مستحب ہے ۱۶۔ قوت دلیل کے اعتبار سے امام ابو حنیفہ کا نظریہ صحیح ہے کیونکہ خطبہ جمعہ میں ان امور کا ذکر واجب تب ہوتا جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خطبہ جمعہ میں ان امور کے ذکر کا حکم دیا ہوتا یا ان امور کے ترک پر کسی حد کی وعید سنائی ہوتی، علامہ نووی نے وجوب پر یہ دلیل قائم کی ہے کہ اگر خطبہ ان امور پر مشتمل نہ ہو تو خلاف سنت ہوگا اس دلیل کا ضعف بالکل واضح ہے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: من قال یوم الجمعة والامام یخطب انصت فقد لغا۔ ”جس شخص نے خطبہ جمعہ کے دوران (کسی سے کہا) چپ ہو جاؤ، اس نے لغو کام کیا۔“ اس حدیث کو امام بخاری نے اپنی صحیح میں ۱۷، امام ترمذی نے اپنی جامع میں ۱۸، اور امام ابن خزیمہ نے اپنی صحیح میں درج کیا ہے۔

اس حدیث کی بنیاد پر فقہا حنفیہ نے خطبہ جمعہ کے دوران امر بالمعروف اور نہی عن المنکر سے بھی منع کیا ہے۔ علامہ علائی لکھتے ہیں

۱۵۔ علامہ یحییٰ بن شرف نووی متوفی ۶۷۶ھ، شرح مسلم ج ۱ ص ۲۸۳ مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی الطبعة الثانیہ ۱۳۷۵ھ

۱۶۔ ج ۱ ص ۲۸۴

۱۷۔ امام ابو عبد اللہ محمد بن اسماعیل بخاری متوفی ۲۵۶ھ، صحیح بخاری ج ۱ ص ۱۲۸-۱۲۷ مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی الطبعة الثانیہ ۱۳۸۱ھ

۱۸۔ امام ابو یوسف ترمذی متوفی ۲۵۹ھ، جامع ترمذی ص ۱۰۰، مطبوعہ نور محمد کارخانہ تجارت کتب کراچی

۱۹۔ امام ابو بکر محمد بن اسحاق بن خزیمہ متوفی ۳۱۱ھ، صحیح ابن خزیمہ ج ۲ ص ۱۵۲، مطبوعہ مکتب اسلامی بیروت الطبعة الاولیٰ ۱۳۹۵ھ

طرح اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول کو اسی قسم کے کلام کی اجازت دی ہے اور دوسروں کو منع کر دیا علامہ عینی نے تیسرا جواب یہ ذکر کیا کہ خود اس قسم کا کلام کرنا آپ کا فعل ہے اور منع کرنا آپ کا قول ہے اور جب قول اور فعل میں تضاد ہو تو ہمارے لیے حجت آپ کا قول ہے بعض معاصرین نے اس سوال کے جواب میں لکھا ہے: چونکہ کمال ایمان کے لیے یہ دونوں محبتیں معتبر ہیں ہر ایک کا کوئی علیحدہ اعتبار نہیں اس لیے ماسوا عباد کی غیر تشفیہ ذکر کی ہے اور بشپ الخطیب انت کی حدیث میں افراد ضمیر کا حکم اس لیے فرمایا کہ ان کی گمراہی کے لیے ہر ایک صیان علیحدہ علیحدہ کافی اور مستقل ہے۔ اس جواب کی تفصیل یہ ہے کہ بخاری شریف میں یہ حدیث ہے۔

حلاوة الايمان ان يكون الله ورسوله احب اليه مما سواهما - اس جملہ میں بھی آپ نے اللہ اور رسول کا ذکر ایک ضمیر میں کیا ہے اور اس کی وجہ یہ ہے کہ عبادت ایمان چونکہ اللہ اور رسول دونوں کی محبت سے مل کر پیدا ہوتی ہے اس لیے دونوں کو ایک ضمیر میں جمع فرمایا اور جب کہا جائے گا ومن يعصهما فقد غوي تو اس اصول سے یہ معنی ہوگا کہ غواہیت میں اللہ اور رسول دونوں کی مجموعی معصیت کا دخل ہے حالانکہ ان میں سے کسی ایک کی معصیت بھی غواہیت ہے اور چونکہ اس اعتبار سے یہ جملہ غلط تھا اس لیے آپ نے کہنے والے کو فرمایا بشپ الخطیب انت اور اس کی مذمت کی بعض معاصرین نے عمدة القاری سے قاضی عیاض کا یہ جواب بلا حوالہ نقل کرتے وقت یہ خیال نہیں کیا کہ سنن ابو داؤد میں خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان ہے: ومن يعصهما فلا يضر النفس - بعض معاصرین کے نقل کردہ اصول سے اس حدیث کا یہ معنی ہوگا کہ جو اللہ اور رسول دونوں کی مجموعی معصیت کرے اس کو ضرر ہوتا ہے اور اگر ایک کی معصیت کرے تو ضرر نہیں ہوتا حالانکہ ایک کی معصیت بھی ضرر ہے۔ اس لیے اس سوال کے صحیح جواب بھی یہی جو علامہ لکھ دی اور علامہ عینی نے بیان کیے ہیں۔

عبادات میں نئے طریقوں سے صحابہ کی نفرت | حدیث نمبر ۱۹۱۳ میں ہے "حضرت عمارہ بن رویم رضی اللہ عنہ نے دیکھا کہ بشر بن مروان خطبہ میں دونوں ہاتھ بلند کر رہا تھا انہوں نے کہا اللہ ان دونوں ہاتھوں کو برباد کر دے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دوران خطبہ صرف انگلی سے اشارہ کرتے تھے حالانکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے استسقاء کے موقع پر خطبہ میں دونوں ہاتھ بلند کیے ہیں لیکن چونکہ اس موقع پر آپ کا دونوں ہاتھ بلند کرنا ایک امر ماری کے سبب سے تھا اور یہ عام معمول نہیں تھا اس لیے حضرت عمارہ نے اس طریقہ سے نفرت اور برأت کا اظہار کیا اس سے معلوم ہوا کہ حضرات صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین عبادت میں ایسے نئے طریقے ایجاد کرنے سے سخت متنفر تھے جو مخالف سنت ہوں۔ اس کے تحت وہ امور نہیں آتے جو بگاڑے خود اطلاق شرعی کے افراد اور سنت کے علوم میں داخل ہیں جیسے قیام عرفی سے وفات کے تیسرے، دسویں یا چالیسویں روز بعد ایصال ثواب کرنا، البتہ اس قیام کو ضروری یا شرعی خیال کرنا بدعت سیئہ ہے۔

خطبہ جمعہ کے دوران تختہ المساجد پڑھنے میں مذاہب | حدیث نمبر ۱۹۱۵ میں ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جمعہ کا خطبہ دے رہے تھے اس دوران ایک شخص آیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس

۱۔ علامہ بدر الدین عینی متوفی ۸۵۵ھ - عمدة القاری ج ۱ ص ۱۵۰ مطبوعہ ادارة الطباعة المنيرية مصر ۱۳۴۸ھ۔

۲۔ مولانا فہام رسول رضوی، تقییم البخاری ج ۱ ص ۴۵، مطبوعہ مکتبہ نبویہ رضویہ فیصل آباد۔

خطبہ جمعہ کے دوران کام کرنا، کھانا پینا، تنبیح پڑھنا، سلام کا جواب دینا اور بالعموم کتنا عظیم ہے بجز اسی پر واجب ہے کہ خاموش رہے اور خطبہ سنے۔۔۔۔۔ البتہ ہاتھ سے کسی بڑائی کے بٹانے میں کوئی حرج نہیں۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا جب اہم مبارک سنے تو دل ہی دل میں درود شریف پڑھے اور چھینک یا سلام کا جواب دینا بھی اس پر واجب نہیں ہے۔ یہ ملاحظی قاری رحمہ الباری نے صحیح ابن حبان کے حوالے سے لکھا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دو خطبوں کے درمیان بیٹھ کر سر (غنیہ اولازسے) قرآن مجید پڑھتے اور شرح طبری کے حوالے سے لکھا ہے کہ دو خطبوں کے درمیان آہستہ آواز سے سورۃ اخلاص پڑھنی چاہیے۔ یہ نیز خطبہ جمعہ کھڑے ہو کر دینا چاہیے بیٹھ کر جمعہ کا خطبہ دینا خلاف سنت ہے، حدیث نمبر ۱۸۹ میں ہے کہ حضرت کعب بن عجرہ رضی اللہ عنہ نے عبدالرحمن بن ام الحکم کو بیٹھ کر خطبہ دیتے ہوئے دیکھا تو فرمایا: انظر وانی هذا الخبیث یخطب فتاعدا۔ اس نصیحت کو دیکھو بیٹھ کر خطبہ دے رہا ہے۔ اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ جو شخص خلاف سنت کام کرے اس کو نصیحت کہنا جائز ہے۔ حدیث نمبر ۱۹۰ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خطبہ کا ذکر ہے جس میں بدعت کا نکتہ ہے علامہ نووی نے اس کی شرح میں بدعت کی پانچ اقسام ذکر کی ہیں گے ہم بدعت پر مفصل بحث باب نمبر ۲۵۵ ”دائمی عمل کی فضیلت“ میں بیان کر چکے ہیں۔

اللہ اور رسول کا ضمیر واحد سے ذکر | حدیث نمبر ۱۹۰ میں ہے ایک شخص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے دوران خطبہ کہا من یطعم اللہ ورسولہ فقد رشحہ ومن یعصمہما

فقد غوی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمایا: من یطعم اللہ ورسولہ فقد رشحہ ومن یعصمہما فلا یضرہم الا نفسہ۔ ہر چند علامہ نووی فرماتے ہیں کہ اس شخص کی مذمت کی وجہ یہ تھی کہ اس نے اللہ اور رسول کا صراحتہ ذکر نہیں کیا اور اس کی بجائے ضمیر کا ذکر کیا جبکہ خطبہ میں وضاحت اور تفصیل مقصود ہوتی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جہاں اللہ اور رسول کا ذکر ایک ضمیر سے کیا ہے وہ خطبہ بحیثیت خطبہ نہیں ہے بلکہ خطبہ کی تعلیم ہے کیونکہ سنن ابوداؤد میں ہے کہ حضرت ابن مسعود فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں خطبہ کی تعلیم دی اور اس میں فرمایا: من یطعم اللہ ورسولہ فقد رشحہ ومن یعصمہما فلا یضرہم الا نفسہ۔ ہر چند کہ اس جملہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ تعالیٰ اور رسول کا ذکر ایک ضمیر میں کیا ہے لیکن یہ خطبہ نہیں خطبہ کی تعلیم ہے اور تعلیم میں اختصار ملحوظ ہوتا ہے تاکہ یاد کرنے میں آسانی ہو گے علامہ عینی نے اس سوال کا کہ اس خطیب کی مذمت کی اور خود اللہ اور رسول کا ایک ضمیر میں ذکر کیا (یہ جواب دیا ہے کہ عام آدمی جب اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک ضمیر میں ذکر کرے گا تو اس کے بارے میں یہ دہم ہو سکتا ہے کہ وہ اللہ اور رسول کو برابر سمجھتا ہے، اس لیے آپ نے اس شخص کے ومن یعصمہما۔ کہنے کی مذمت کی لیکن آپ کے بارے میں آپ کے منصب کی وجہ سے چونکہ یہ دہم نہیں کیا جاسکتا اس لیے مثلاً ومن یعصمہما۔ کہنا آپ کی خصوصیت ہے اور اس پر کوئی اعتراض نہیں ہے علامہ عینی نے دوسرا جواب یہ دیا ہے کہ محکم اپنے خطاب میں داخل نہیں ہوتا جیسا کہ مخلوق کی قسم کھانا منع ہے لیکن اللہ تعالیٰ نے متعدد مخلوقات کی قسم کھائی ہے اسی

۱۔ علامہ علاء الدین حصکفی متوفی ۱۰۸۸ھ، درمنازل المشی المرہج ص ۶۸، مطبوعہ مطبعہ عثمانیہ استنبول ۱۳۲۷ھ۔

۲۔ ملاحظی قاری متوفی ۱۰۱۲ھ، مرقات ج ۱ ص ۲۷۰، مطبوعہ مکتبۃ المدادیہ طابن ۱۳۹۲ھ۔

۳۔ علامہ یحییٰ بن شرف نووی متوفی ۶۷۶ھ، بشرح مسلم ج ۱ ص ۲۵۸، مطبوعہ ندر محمد اصح المطابع کراچی الطبعۃ الثانیہ ۱۳۷۵ھ۔

۴۔ ج ۱ ص ۲۸۷، مطبوعہ ندر محمد اصح المطابع کراچی الطبعۃ الثانیہ ۱۳۷۵ھ۔

ترکنا الصلوة - ۱۰

عَنْ عطاء عن ابن عباس وابن عمر
انهما كانا يكرهان الصلوة والكلام بعد خروج
الامام - ۱۱

دن (خطبہ دینے) جاتا تو ہم نماز ترک کر دیتے تھے۔
عطاء کہتے ہیں کہ حضرت ابن عباس اور حضرت ابن عمر رضی اللہ
عنہم امام کے خروج کے بعد نماز اور کلام کو مکروہ قرار دیتے
تھے۔

عن هشام بن عمرو عن ابيه قال اذا
قعد الامام على المنبر فلا صلوة - ۱۲

ہشام کہتے ہیں کہ عروہ کہتے تھے کہ جب امام منبر پر
بیٹھ جائے تو کوئی نماز جائز نہیں۔

عن ابن سيرين انه كان يقول اذا خرج الامام
فلا يصل احد حتى يفرغ الامام - ۱۳

ابن سیرین کہتے ہیں کہ جب امام (خطبہ کے لیے) اُجائے
تو کوئی شخص نماز نہ پڑھے سچی کہ امام (خطبہ سے) فارغ ہو جائے۔

حافظ ذہبی نے مسند اسحاق بن راہویہ سے سند کے ساتھ نقل کیا ہے:

عن سائب بن يزيد قال اكنا نضلي في
زمن عبد يوم الجمعة ، فاذا خرج عمرو
جلس على المنبر قطعنا الصلوة الى قوله فاذا
سكت المؤذن خطب ولم يتكلم احد حتى
يفرغ من خطبته - ۱۴

سائب بن یزید بیان کرتے ہیں کہ ہم حضرت عمر رضی
اللہ عنہ کے زمانہ میں جمعہ کے دن نماز پڑھتے اور جب حضرت
عمروؓ منبر پر بیٹھتے تو ہم نماز منقطع کر دیتے۔ جب مؤذن اُفان
دے چکتا تو حضرت عمرؓ خطبہ دیتے اور اس وقت تک کوئی بات
نہیں کرتا تھا جب تک آپ خطبہ سے فارغ نہ ہو جاتے

حافظ ابن حجر نے اس حدیث کی سند کو جید قرار دیا ہے ۱۵

عن عقبه بن عامر قال الصلوة والامام
على المنبر معصية - ۱۵

حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں اس
وقت نماز پڑھنا معصیت ہے جب امام منبر پر ہو۔

عن ابراهيم قال قيل لعقمة انتكلم
والامام يخطب او قد خرج الامام
قال لا - ۱۶

ابراہیم بیان کرتے ہیں کہ علقمہ سے کسی نے پوچھا کہ
جس وقت امام خطبہ کے لیے نکلے یا خطبہ سے رہا ہو اس
وقت ہم بات کر سکتے ہیں؟ کہا نہیں!

۱۰۔ حافظ ابوبکر بن ابی شیبہ متوفی ۲۳۵ھ، المصنف ج ۲ ص ۱۱۱، مطبوعہ ادارة القرآن کراچی الطبعة الاولى ۱۴۰۶ھ۔

۱۱۔

۱۲۔

۱۳۔

۱۴۔

۱۵۔

۱۶۔

۱۷۔

۱۸۔

۱۹۔ حافظ جلال الدین ذہبی متوفی ۷۴۸ھ، نصب الراية ج ۲ ص ۲۰۴، مطبوعہ مجلس ملی سورت ہند الطبعة الاولى ۱۳۵۴ھ۔

۲۰۔ حافظ ابن حجر عسقلانی متوفی ۸۵۲ھ، الدرر النيرة ج ۱ ص ۱۳۲،

۲۱۔ امام ابو جعفر طحاوی متوفی ۳۲۱ھ، شرح معانی الآثار ج ۱ ص ۲۱۴، مطبوعہ مطبع مجتبائی لاہور پاکستان الطبعة الثانية ۱۴۰۴ھ۔

ظہر و عشاء میں سے پچھا اسے فلاں کیا تم نے نماز پڑھی ہے! اس نے کہا نہیں آپ نے فرمایا پڑھو اور حدیث نمبر ۱۳۱۱ میں ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تم میں سے کوئی شخص جمعہ کے دن اس وقت آئے جب امام خطبہ سے رہا ہو تو وہ اختصار کے ساتھ دو رکعت پڑھ لے۔

امام شافعی، امام احمد اور بعض تابعین کا نظریہ ہے کہ جمعہ کے دن جب کوئی امام کے خطبہ کے دوران آئے تو اس کے لیے مستحب ہے کہ وہ دو رکعت تحیۃ المسجد پڑھے اور بغیر دو رکعت نماز پڑھے اس کے لیے مسجد میں بیٹھا کرومب ہے، اس کے برخلاف امام اعظم ابو حنیفہ، امام مالک اور جہور صحابہ اور تابعین کا نظریہ ہے کہ خطبہ کے دوران تحیۃ المسجد پڑھ جائے کیونکہ خطبہ سننا واجب ہے۔ امام اعظم ابو حنیفہ اور جہور کی دلیل یہ ہے کہ صحیح بخاری، صحیح ابن خزیمہ اور جامع ترمذی میں فرمان رسالت ہے: من قال يوم الجمعة والامام يخطب انصت فقد اخطا۔ ۱۵۔ جس شخص نے خطبہ جمعہ کے دوران کسی سے کہا چپ ہو جاؤ اس نے بھی نوزکام کیا۔ خطبہ جمعہ کے دوران بولنا حرام (ظنی) ہے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اذا نودي للصلاة من يوم الجمعة فاسعوا الي ذكر الله۔ (جمہ - ۹) جب جمعہ کے دن نماز کے لیے بلایا جائے تو اللہ تعالیٰ کے ذکر (خطبہ جمعہ) کی طرف دوڑو اور جب خطبہ جمعہ کی طرف دوڑنا فرض ہوا تو اس سے اعراس حرام ہوا اور وہ خطبہ بات کرنے میں غلبہ سننے سے اعراس ہے اس لیے دوران خطبہ بات کرنا حرام ہوا۔ اور صحیح بخاری، جامع ترمذی اور صحیح ابن خزیمہ کی روایت میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بات کرنے والے کو چپ کرنے کے امر سے بھی منع فرمادیا ہے علاوہ حرام کام سے روکنا اور امر بالمعروف و نہی عن المنکر ہے لیکن جب کسی فرض کی ادائیگی خطبہ سننے سے مانع ہو تو وہ بھی منوع ہے لہذا خطبہ کے دوران تحیۃ المسجد کی ادائیگی جو کہ ایک امر مستحب ہے بطریق اولیٰ منوع قرار پائے گی۔ دوسرا استدلال اس طرح ہے کہ جو کام خطبہ سننے سے مانع ہو وہ منوع ہے اور تحیۃ المسجد کی ادائیگی خطبہ سننے سے مانع ہے اس لیے دوران خطبہ تحیۃ المسجد کی ادائیگی منوع ہے۔ تیسرا استدلال اس طرح ہے کہ خطبہ جمعہ نماز کے قائم مقام ہے اور نماز کے دوران تحیۃ المسجد پڑھنا جائز نہیں اس لیے خطبہ کے دوران بھی تحیۃ المسجد پڑھنا جائز نہیں ہے۔ رہا یہ سوال کہ حدیث شریف میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دوران خطبہ تحیۃ المسجد پڑھنے کا حکم دیا ہے جیسا کہ صحیح مسلم کی حدیث نمبر ۱۳۱۱ سے ظاہر ہے اس کا جواب یہ ہے کہ یہ حکم منسوخ ہے کیونکہ یہ اس زمانہ پر عمل ہے جب نماز میں بات کرنا مباح تھا اور جب نماز کے دوران بات کرنا مباح تھا تو دوران خطبہ بات کرنا بھی مباح ہوا اور دوران خطبہ نماز پڑھنا بھی مباح ہوا اس لیے آپ نے اس وقت کے اعتبار سے خطبہ کے دوران تحیۃ المسجد پڑھنے کا حکم دیا تھا لیکن جب آپ نے نماز کی طرح خطبہ کے دوران کلام سے منع فرمادیا تو پچھلا حکم منسوخ ہو گیا اور اب دوران خطبہ تحیۃ المسجد پڑھنا جائز نہ رہا۔ یہی وجہ ہے کہ صحابہ اور تابعین کے دوران خطبہ نماز پڑھنے سے منع کیا ہے اگر یہ حکم منسوخ نہ ہوتا تو صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین سے یہ کس طرح مستور ہو سکتا ہے کہ وہ اس حکم سے منع کریں جس کا جواب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا ہو آثار صحابہ اور تابعین حسب ذیل ہیں:

عن ثعلبة بن ابي مالك القرظي قال ادركت
عمرا وعثمان فكان الامام اذا خرج يوم الجمعة
عقبه بن ابي مالك قرظي كتمت يميني كتمت يميني
عمر اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہما کا زمانہ پایا جب امام جمعہ کے

۱۵۔ علامہ یحییٰ بن خرف زیدی متوفی ۷۶۷ھ، شرح مسلم ج ۱ ص ۲۸۷، مطبوعہ دار محمد امجد الطابع کراچی الطبعة الثانیہ ۱۳۷۵ھ

۱۶۔ صحیح بخاری ج ۱ ص ۱۲۸-۱۲۷، صحیح ابن خزیمہ، ج ۳ ص ۱۵۲، جامع ترمذی ص ۱۰۰

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

کتاب صلوٰۃ العیدین

عید کا معنی | علامہ ابن منظور لکھتے ہیں: جس دن میں لوگوں کا اجتماع ہو اس کو عید کہتے ہیں، عید کا لفظ عود سے ماخوذ ہے جس کا معنی لوٹنا ہے کیونکہ یہ دن مسلمانوں پر بار بار لوٹ کر آتا ہے اس لیے اس کو عید کہتے ہیں یا عادت سے ماخوذ ہے کیونکہ اس دن میں مجتمع ہونا لوگوں کی عادت ہے، ازہری نے کہا اہل عرب کے نزدیک عید اس دن کو کہتے ہیں جس میں خوشی یا غم لوٹ کر آئے، ابن العربی نے کہا عید کو عید اس لیے کہتے ہیں کہ یہ ہر سال نئی خوشی کے ساتھ لوٹ کر آتی ہے بلکہ شیخ شوکانی لکھتے ہیں: ہر وہ دن جس میں کوئی خوشی لوٹ کر آئے عید کا دن ہے۔ خلیل نے کہا ہر وہ دن جس میں لوگ جمع ہوں عید کا دن ہے گریا لوگ اس دن کی طرف رستے ہیں، ابن ابیاری نے کہا جس دن کوئی خوشی اور راحت لوٹے عید ہے یہ بھی کہا گیا ہے کہ اس دن ہر انسان اپنے مرتبہ کے مطابق اجر لے کر لوٹتا ہے۔ ۱۔

علامہ شامی لکھتے ہیں کہ: عید کو اس لیے عید کہتے ہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ ہر سال اس دن اپنے بندوں پر انواع و اقسام کے احسانات لوٹاتا ہے، اور اس دن فرح، سرور اور نشاط و انبساط منانا لوگوں کی عادت ہے، نیز لکھتے ہیں کہ نیک ٹنگوں کے طور پر اس دن کو عید کہا جاتا ہے تاکہ ہمارے زندگی میں یہ دن بار بار لوٹ کر آئے جس طرح قافلہ کو قافلہ نیک ٹنگوں کے لیے کہتے ہیں تاکہ جس طرح وہ بار بار آئے، لوٹ کر آئے کیونکہ قافلہ کے معنی میں لوٹ کر آنے والا۔

علامہ طاہر پٹنی نے عید کا ذکر کرتے ہوئے یہ حدیث ذکر کی ہے لا تجعلوا قبری عیداً اور اس کی وضاحت میں لکھتے ہیں:

میری قبر کی زیارت کے لیے اس طرح جمع نہ ہونا جیسے
نہارا عید کیلئے اجتماع ہوتا ہے کیونکہ عید خوشی منانے اور کھیل
کو دکان ہے، اور زیارت کا حال اس کے برخلاف ہے۔
یہ بھی ہو سکتا ہے کہ آپ نے امت کی مشقت کے پیش نظر زیارت
سے منع فرمایا ہو اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ آپ کو یہ بات ناپسند
ہو کہ لوگ آپ قبر شریف کی تعظیم میں حد سے تجاوز کریں اور
کسی ایسے فتنہ میں مبتلا ہو جائیں جس میں کفر کا خدشہ ہو۔

لا تجتمعوا لزیارتہ اجتماعکم للعید
فانہ یوم لہو وسرور وحال الزیارتہ بخلافہ
الی قولہ ویحتمل کون النہی لدفع المشقة
عن امتہ اولکراہتہ ان یجاءونہا فی تعظیم
قبرہ فیقتتوا بہ وربما یودی الی
الکفر ۲۔

۱۔ علامہ جمال الدین ابن منظور افریقی متوفی ۷۴۱ھ، لسان العرب ج ۳ ص ۳۱۹، مطبوعہ نشر ادب الحوزۃ قم ایران ۱۴۰۵ھ۔

۲۔ شیخ محمد بن علی شوکانی متوفی ۱۲۵۰ھ، نیل الاوطار ج ۲ ص ۲۳۳ مطبوعہ مکتبۃ الکلیات الازہریہ مصر طبعہ جدیدہ ۱۳۹۸ھ۔

۳۔ علامہ محمد طاہر پٹنی متوفی ۱۹۸۶ھ، مجمع بحار الانوار مطبوعہ نور کشیدہ سبند۔

marfat.com

Marfat.com

تفسیر: علامہ ابوالحسن علی بن ابی بکر نے خطبہ کے دوران نماز کے عدم جواز پر اسی حدیث سے استدلال کیا ہے:

ولا یحنیفہ رحمہ اللہ قولہ علیہ السلام اذا

خرج الامام فلا صلوة ولا کلام

امام ابوحنیفہ کی دلیل حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ قول ہے کہ جب امام اُٹھتے تو نماز اور کلام جائز نہیں۔

حافظ ذہبی کہتے ہیں کہ امام بیہقی نے فرمایا یہ زہری کا قول ہے اس کو حضور کا فرمان قرار دینا دہم قاحش ہے۔

تبلیغ اسلام اور تعلیم عقائد کی اہمیت | حدیث نمبر ۱۹۲۲ میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خطبہ دے رہے تھے، اٹھ

علیہ وسلم نے خطبہ منقطع کر کے اسے تعلیم دی پھر خطبہ دیا۔ اس حدیث سے معلوم ہوا جو شخص طالب اسلام ہو اور عقائد اسلام کے بارے میں جاننا چاہے اس کو تعلیم دینا ہر فرقے سے اہم ہے۔ مصلحین نے کہا کہ کوئی شخص کسی عالم سے کہے بے مسلمان کہ دو اور وہ کہے عتوزی دیر بد مسلمان کہ دو سکا تو وہ مسلمان کافر ہو گیا کیونکہ وہ عتوزی دیر کے لیے اس کے کفر پر راضی ہو گیا۔

نوافل کو فضل سے پڑھنا | حدیث نمبر ۱۹۳۹ میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ایک ناز کے ساتھ متعل

علامہ ذہبی کہتے ہیں کہ مستحب یہ ہے کہ فرض کے بعد نوافل کو متعل کر کے پڑھا جائے عواد وہ نوافل سن مؤکدہ ہوں یا غیر مؤکدہ۔

خطبہ جمعہ کے دوران صحابہ کرام کے اٹھ کر جانے کی توجیہ | حدیث نمبر ۱۸۹۶ میں ہے عید کے دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

صحابہ کے ساتھ تمام صحابہ اس قافلہ کی طرف دوڑ پڑے۔

صحیح بخاری اور صحیح مسلم کی عداوت میں ہے بارہ صحابہ کے سوا سب چلے گئے تھے اہل دارقطنی میں حضرت جابر سے روایت ہے کہ چالیس صحابہ بیٹھے رہے تھے جن میں بھی تھا۔ رسن دارقطنی ج ۲ ص ۴، مطبوعہ نشر السنۃ طان

صحابہ کرام کا خطبہ چھوڑ کر جانا خطبہ جمعہ سننے کے حکم سے پہلے کا واقعہ ہے، اس وقت خطبہ نماز کے بعد دیا جاتا تھا، صحابہ کرام نماز جمعہ پڑھ کر گئے تھے اور ان کے خیال میں اس میں کوئی حرج نہیں تھا، حتیٰ کہ قرآن مجید کی یہ آیت نازل ہوئی:-

واذا راوا تجارۃ اولہوا انفسوا الیہا وتركوا

قائمًا۔ (جمعہ: ۱۱)

اور جب انہوں نے تجارت یا کھیل (تاشا) دیکھا تو اس کی طرف دوڑ پڑے، اور آپ کو (خطبہ میں) کھڑا چھوڑ گئے۔

اس آیت کے نزول کے بعد خطبہ سننا واجب ہو گیا خیال ہے کہ صحابہ کرام کے تسامحات بعض اوقات قرآن مجید کی آیات کے نزول کا سبب ہوتے ہیں، اوقات احکام شرعیہ کی تنفیذ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا اسوۂ حسنہ فراہم کرنے کا سبب ہوتے ہیں، جیسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا بعض صحابہ پر حد و تعزیرات جاری فرمانا اور بعض اوقات ان کے تسامحات کا وجہ سے امت پر احکام شرعیہ سہل ہو جاتے ہیں، جیسے رمضان کی راتوں کا امت پر حلال ہو جانا ہم نے جو لکھا ہے کہ صحابہ کا خطبہ چھوڑ کر جانا ابتدائی واقعہ ہے اس کی دلیل یہ حدیث ہے: امام ابو داؤد اپنی سند کے ساتھ روایت کرتے ہیں:

مقال بن حیان روایت کرتے ہیں کہ (پہلے) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خطبہ سے پہلے نماز جمعہ پڑھتے تھے، جس طرح عیدین کی نماز میں ہوتا ہے، ایک مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز جمعہ کے بعد خطبہ دے رہے تھے کہ ایک شخص نے آکر بتایا کہ وہ بن علی بن ابی طالب سے آیا ہے اس کے آنے پر وہ بجا یا جاتا تھا، سو لوگ کر چلے گئے، ان کے گمان میں خطبہ ترک کرنے میں کوئی حرج نہیں تھا، (اور نماز وہ پڑھ چکے تھے)۔ تب اللہ تعالیٰ نے (سوئے جمعہ کا ذکر) آیت نازل کی، پھر نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے خطبہ جمعہ کو مقدم کر دیا اور نماز جمعہ کو خطبہ سے مؤخر کر دیا، پھر کوئی شخص حجام نکسیر بھوٹ جلتے یا خوشبوٹ جلتے آپ سے اجازت لیے بغیر سلطان خطبہ نہیں پڑھتا۔

marfat.com

۱۔ علامہ ابوالحسن علی بن ابی بکر مرغینانی متوفی ۵۹۳ھ، ۱۱۹۱ھ، شرح الصحیح ج ۲ ص ۲۶، مطبوعہ مکتبہ نوریہ بیروت
۲۔ حافظ علی بن ابی حمزہ متوفی ۵۷۲ھ، نصب الراية ج ۱ ص ۱۰۱، مطبوعہ مکتبہ دار الفکر بیروت

ہے لے قاضی عیاض ماکی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ عیدین کی نماز سنت مؤکدہ ہے بلکہ علامہ ابن قدامہ منبلی فرماتے ہیں کہ ظاہر مذہب یہ ہے کہ عیدین کی نماز فرض کفایہ ہے وہ کہتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس پر مداومت کی ہے یہ وجوب کی دلیل ہے اور چونکہ اس کے لیے اذان نہیں دی جاتی اس لیے یہ وجوب کفائی ہے تھ

انہ ثلاثہ فرضی اور وجوب میں فرق نہیں کرتے اسی طرح کردہ تحریری اور تنزیہی میں بھی فرق نہیں کرتے۔ اس اعتبار سے علامہ ابن قدامہ نے عیدین کی نماز پر بھی فرض کفایہ کا اطلاق کیا ہے اور بھی وجوب کفائی کا۔ اخلاف عیدین کی نماز کو واجب قرار دیتے ہیں۔ ان کی دلیل یہ ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم جس فعل پر بطور عبادت کے مداومت کریں وہ واجب ہوتا ہے اور عیدین کی نماز ایسی ہی ہے۔ لیکن فقہاء احناف کے نزدیک تحقیق یہ ہے کہ عید کی نماز سنت مؤکدہ ہے، کیونکہ عید کی نماز کی قضا لازم نہیں ہے اور واجب کی قضا لازم ہے۔ اس کی تفصیل شرح صحیح مسلم ج ۶ ص ۴۴۷ میں دیکھیے

تکبیرات عیدین میں امام ابو حنیفہ کا مسلک

امام محمد رحمہ اللہ کہتے ہیں میں نے امام اعظم ابو حنیفہ سے پوچھا: نماز عیدین میں تکبیرات یکے پڑھے؟ امام اعظم نے فرمایا: امام کھڑا ہو کر ایک تکبیر کہہ کر نماز کا افتتاح کرے اس کے بعد تین تکبیریں کہے اس کے بعد سورہ فاتحہ اور کوئی سورت پڑھے قرأت سے فارغ ہو کر تکبیر کہہ کر رکوع کرے۔ رکوع سے فارغ ہو کر سجدہ کرے دوسری رکعت میں کھڑا ہو اور سورہ فاتحہ اور سورہ پڑھے، قرأت سے فارغ ہو کر تین تکبیرات کہے پھر چوتھی تکبیر کہہ کر رکوع کرے پھر سجدہ کرے پھر تشہد کے بعد سلام پھیر دے تھ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عیدین کی نماز میں کتنی تکبیرات پڑھی تھیں یہ امر کسی حدیث صحیح سے ثابت نہیں ہے۔ علامہ ابن جوزی کہتے ہیں: و لیس یروی عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم فی تکبیر العیدین حدیث

صحیح۔

صحابہ کرام سے تکبیرات عیدین کے بارے میں متعدد آثار مروی ہیں جن میں تکبیرات کی تعداد میں اختلاف ہے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے تیرہ بارہ اور فضیل بن عیاض مروی ہیں حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما سے سات تکبیرات مروی ہیں اور حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے چھ تکبیرات مروی ہیں تھ۔ امام اعظم ابو حنیفہ رحمہ اللہ نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی روایت پر عمل کیا ہے کیونکہ نماز عید میں زائد تکبیرات اور زائد رفع یدین عام نمازوں کے طریقہ کے خلاف ہے، اور جب چیز امر معروف اور مہرود کے خلاف ہو وہ جس قدر کم ہو اتنا بہتر ہے اور چونکہ حضرت عبد اللہ بن مسعود کی روایت میں زائد تکبیرات سب سے کم مروی ہیں اس لیے ان کی روایت پر عمل کیا۔ دوسری وجہ ترجیح یہ ہے کہ حضرت ابن عباس اور حضرت جابر کی بہ نسبت حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ زیادہ فقیہ صحابی ہیں، بلکہ خلفاء راشدین کے بعد حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ

۱۔ شیخ ابواسحاق شیرازی شافعی متوفی ۴۵۵ھ، المہذب ج ۵ ص ۲۰۳، مطبوعہ دار الفکر بیروت

۲۔ علامہ ابو عبد اللہ عثمانی ماکی متوفی ۸۶۸ھ، اکمال اکال العلم ج ۳ ص ۳۳، مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت۔

۳۔ علامہ عبد اللہ بن احمد بن قدامہ حنبلی متوفی ۲۲۰ھ المنہج ج ۲ ص ۲۱۵، مطبوعہ دار الفکر بیروت، الطبعة الاولى ۱۲۰۵ھ۔

۴۔ حاکم جمال الدین ذہبی متوفی ۷۶۲ھ، نصب الراية ج ۲ ص ۱۱۱، مطبوعہ مجلس علمی و اہل بند الطبعة الاولى ۱۳۵۷ھ۔

۵۔ امام عبد الرزاق بن ہمام متوفی ۲۱۱ھ، المستدرک ج ۳ ص ۲۹۷، مطبوعہ مکتب اسلامی بیروت الطبعة الاولى ۱۳۹۰ھ۔

marfat.com

جلد ثانی

Marfat.com

یہ بھی ہو سکتا ہے کہ آپ نے قبر اللہ کو حید بنانے سے اس سبب منع فرمایا ہو کہ جس طرح حید سال کے بعد آتی ہے تم بھی میری قبر پر سال کے بعد آیا کرو بلکہ بھڑت آیا کرو کیونکہ آپ کی قبر کی زیارت آپ سے محبت کی علامت ایمان میں زیادتی کا سبب اور شفاعت کے حصول کا ذریعہ ہے اور یہ بھی ممکن ہے کہ جس طرح یکم شوال اور ۱۰ رذی الحج کی تاریخ حید کے لیے مبین ہے اس طرح تم میری قبر کی زیارت کے لیے کوئی دن مقرر نہ کرنا کیونکہ تین شرعی بدعت ہے۔ اور ہر حال میں آداب شریعت ملحوظ رہنے چاہئیں جن کی طرف علامہ طاہر ثقفی نے اشارہ فرمایا ہے۔

علامہ رافعی لکھتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سب سے پہلے دو ہجری میں حید منظر کی نماز پڑھی اس کے بعد عیدین کی نماز پڑھتے رہے۔ سچ کہ آپ رفیق اعلیٰ سے جا ملے۔ ۱۵۔

احناف کے نزدیک عیدین کے احکام | امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے نزدیک شہر والوں پر عید کی نماز پڑھنا واجب ہے۔ امام محمد فرماتے ہیں میں نے امام اعظم سے پوچھا:

قلت ارایت العیدین هل یجب فیہما الخروج علی اهل القرى والجبال والساد؟ قال: لا اقلما یجب علی اهل الامصار والمدائن۔ ۱۶۔
میں نے کہا: یہ بتائیے کہ کیا بستیوں، پہاڑوں اور گاؤں والوں پر عیدین کی نماز پڑھنا واجب ہے۔ امام اعظم نے فرمایا نہیں، عیدین کی نماز من شہر والوں پر پڑھنا واجب ہے۔ عیدین کے وجوب کی وہی شرائط ہیں جو ہم جمعہ کے وجوب کی شرائط میں ذکر کر چکے ہیں۔ البتہ عیدین کی نماز کے لیے اذان اور اقامت نہیں ہوتی۔ عیدین کا خطبہ نماز کے بعد دیا جاتا ہے۔ عیدین کی نماز شہر سے باہر کھلے میدان میں پڑھنا سنت اور فضیلت ہے اگرچہ مسجد میں بھی پڑھنا جائز ہے نیز اب کراچی اور لاہور ایسے شہروں میں تمام آبادی کا شہر سے نکل کر کسی میدان میں نماز پڑھنا مشکل ہے کیونکہ اتنے بڑے میدان ہی نہیں ہیں جس میں دس بیس لاکھ بالغ مردوں کی آہٹیں نہ گھٹیں۔ عیدین کی نماز سے پہلے غسل کرنا ایسے کپڑے پہننا خوشبو لگانا سنت اور مستحب ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عید منظر کی نماز سے پہلے کچھ کھایا کرتے تھے اور عید الاضحیٰ میں نماز کے بعد قربانی کر کے گوشت سے کچھ کھاتے تھے۔ عیدین کی نماز کو جاتے وقت با آواز بلند تکبیرات پڑھنا سنت ہے (اللہ اکبر اللہ اکبر لا الہ الا اللہ واللہ اکبر اللہ اکبر واللہ الحمد) عید الفطر میں نماز سے پہلے صدقہ فطر ادا کرنا اور عید الاضحیٰ میں نماز کے بعد قربانی کرنا اس مسلمان پر واجب ہے جو اس دن صاحب نصاب ہو۔ ۱۷۔

عیدین کے حکم میں ائمہ ثلاثہ کے مذاہب | امام شافعی کے نزدیک عیدین کی نماز سنت مؤکدہ ہے اور اصحاب شافعیہ میں سے علامہ اصطخری کے نزدیک عیدین کی نماز فرض کفایہ

۱۵۔ علامہ عبد الکریم بن محمد رافعی شافعی مترونی ۶۲۳ھ، فتح البزج ج ۵ ص ۲۳ مطبوعہ دار الفکر بیروت۔

۱۶۔ امام محمد بن حسن شیبانی مترونی ۱۸۹ھ، البسوط ج ۱ ص ۳۷، مطبوعہ ادارۃ القرآن کراچی۔

۱۷۔ علامہ ابوالحسن علی بن ابی بکر مرقیانی مترونی ۵۹۳ھ، دایہ مع فتح البزج ج ۲ ص ۴۱، ۳۹ مطبوعہ مکتبہ فرید رضویہ سکس

۱۸۔ امام ابوبکر محمد بن اسحاق بن خزیمہ ۲۱۱ھ، صحیح ابن خزیمہ ج ۲ ص ۳۴۱-۳۴۰، مطبوعہ مکتب اسلامی بیروت، الطبعة الاولیٰ ۱۳۹۵ھ

فی الاولى خمس تکبیرات بتکبیر
الركعة وبتکبیرة الاستفتاح وفى الركعة الاخری
اربعة بتکبیرة الركعة ۱۰

اللہ عنہ پہلی رکعت میں تکبیر تحریمہ اور تکبیر رکوع سمیت پانچ تکبیرات
کہتے تھے اور دوسری رکعت میں تکبیر رکوع سمیت چار تکبیرات
کہتے تھے۔

جن بعض روایات میں مذکور ہے کہ حضرت ابن مسعود عیدین کی نماز میں نو تکبیرات پڑھتے تھے اس سے اسی تفصیل کے
ساتھ مروی یعنی چھ زائد تکبیرات پہلی رکعت میں بشمول تکبیر تحریمہ و تکبیر رکوع پانچ تکبیریں اور دوسری رکعت میں بشمول تکبیر
رکوع چار تکبیریں اس کی مزید وضاحت اس روایت سے ہوجاتی ہے۔

عن ابی ہاشم انہ قال خرج الولید
بن عقیبة الی ابن مسعود وحذیفۃ و
ابن موسی رضی اللہ عنہم فقال
ان عیدکم غدا فکیف اصلی؟ فقال
یا ابا عبد الرحمن اخیرہ فقال
ابدء بالصلوۃ بلا اذان ولا اقامۃ
کبری الا وئی غمسا اربعة قبل القراءة ثم اقرأ و
کبر الخامسة فادکع بها، ثم قف فادکع ووال
ما بین القراءة ین ثم کبر اربعاً وادکع باخرهن ۱۱
شیخ ابن حزم نے بھی چھ تکبیرات کی روایت درج کی ہے۔

ابراہیم کہتے ہیں کہ ولید بن عقیبة حضرت ابن مسعود حضرت
حذیفہ اور حضرت ابو موسی رضی اللہ عنہم کے پاس گیا اور کہا کہ کل
تمہاری عید ہے میں کس طرح نماز پڑھاؤں حضرت ابو موسی
نے کہا اے ابو عبد الرحمن (حضرت ابن مسعود کی کنیت) اس
کو مسئلہ بتلائیے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا بغیر
اذان اور اقامت کے نماز شروع کرو اور پہلی رکعت میں
پانچ تکبیریں کہو۔ چار تکبیریں قرأت سے پہلے (ایک
تکبیر تحریمہ اور تین عید کی تکبیرات) پھر قرأت کرو پھر پانچویں
تکبیر کے ساتھ رکوع کرو پھر کھڑے ہو کر قرأت اور الحمد اور سورت کو
سلاؤ پھر چار تکبیریں کہو اور پوچھتی تکبیر کے ساتھ رکوع کرو۔

ومن طریق شعبۃ عن خالد الحذاء و
قتادة كلاهما عن عبد الله بن الحارث هو ابن
نوفل قال: کبر ابن عباس يوم العید فی
الركعة الاولى اربعۃ تکبیرات ثم قرأ ثم
دکع ثم قام فقرأ ثم کبر ثلاث
تکبیرات سوى تکبیرة الصلوۃ ۱۲

عبد اللہ بن حارث بیان کرتے ہیں کہ حضرت ابن
عباس رضی اللہ عنہما نے عید کے دن پہلی رکعت میں (بشمول
تحریمہ) چار تکبیرات کہیں پھر قرأت کی پھر رکوع کیا پھر کھڑے
ہوئے پھر قرأت کی پھر نماز کی تکبیر کے علاوہ تین تکبیرات کہیں۔

حضرت ابن عباس کی اس روایت کو اور حضرت ابن مسعود کی روایت کو (جس کو ہم پہلے ابن حزم کے حوالے کے ساتھ ذکر کر
چکے ہیں) درج کرنے کے بعد شیخ ابن حزم لکھتے ہیں:

وهذان اسنادان فی غاية الصحة و

یہ دونوں سندیں انتہائی درجہ کی صحیح ہیں اور امام ابو حنیفہ

۱۰۔ حافظ عبد الرزاق بن ہمام متوفی ۲۱۱ھ، المصنف ج ۲ ص ۲۹۳ مطبوعہ مکتب اسلامی بیروت الطبعة الاولى ۱۳۹۰ھ۔

۱۱۔ قاضی ابویوسف یعقوب بن ابراہیم متوفی ۱۸۲ھ کتاب الآثار ص ۵۹، مطبوعہ مکتبہ اثریہ سانگلہ بل۔

۱۲۔ شیخ ابو محمد بن حزم متوفی ۴۵۶ھ المحلی ج ۵ ص ۸۳ مطبوعہ دار الفکر للطباعة والنشر بیروت الطبعة الاولى ۱۳۵۰ھ۔

الشرعہ صحابہ کرام میں سب سے عظیم فقیہ ہیں۔

امام اعظم ابو حنيفه رحمه الله حضرت عبد الله بن مسعود
عن كودوس قال قدم سعيد بن العاص
في ذي الحجة فارسل الى عبد الله و
حذيفة وابي مسعود الانصاري وابي
موسى الاشعري فسألهم عن التكبير
فاسندوا امرهم الى عبد الله فقال
عبد الله يقوم فيكبر ثم يدبر ثم يكبر
فيقوم ثم يكبر ويركع ويقوم
فيقرأ ثم يكبر ثم يدبر ثم يكبر
ثم يكبر الرابعة ثم يركع

کر دیکھ بیان کرتے ہیں کہ ذوالحجہ میں سید بن العاصی
آئے انھوں نے حضرت عبداللہ بن مسعود، حضرت حذیفہ ،
حضرت ابومسعود انصاری اور حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ
عنہم کے پاس ایک قاصد بھیج کر عیدین کی تکبیرات کے
بارے میں سوال کیا تمام صحابہ نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ
عنہ سے کہا آپ اسی سوال کا جواب دیں حضرت ابن مسعود نے فرمایا
کہ (عید پڑھنے کے لیے) گھڑا ہو (اور تکبیر تحریر لکھ کے بعد)
تکبیر کہے پھر تکبیر کہے۔ ————— اس کے بعد
قرأت شروع کرے پھر تکبیر کہے کہ رکوع کسے پھر دوسری
رکعت میں گھڑا ہو قرأت کرے پھر تکبیر کہے پھر تکبیر کہے
پھر تکبیر کہے پھر تکبیر کہے اور چوتھی تکبیر ہر رکوع کرے۔

امام عبدالرزاق نے بھی روایت کیا ہے کہ علقمہ اور اسود بن یزید بیان کرتے ہیں کہ ان کے پاس حضرت عبداللہ ابن مسعود اور حضرت حذیفہ اور حضرت ابو موسیٰ اشجری بیٹھے ہوئے تھے ان دونوں سے سید بن ماس نے عید الفطر اور عید الاضحیٰ میں نماز کا طریقہ پوچھا ان دونوں نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے کہا کہ آپ اس سوال کا جواب دیجئے حضرت ابن مسعود نے فرمایا:

فقال ابن مسعود : يكبر اربعاً ثم يقرأ
ثم يدبر فيركع ثم يقوم في الثانية
فيقرأ ثم يكبر اربعاً ۞

حضرت ابن مسعودؓ نے فرمایا (بشمول تجکیر تحریمہ) چار
تجکیرات کہے پھر قرأت کرے پھر تجکیر کہہ کر رکوع پھر دوسری
رکعت میں کھڑا ہو پھر قرأت کرے پھر (بشمول تجکیر رکوع)
چار تجکیرات کہے۔

شیخ ابن حزم نے بھی اپنی سند کے ساتھ اس روایت کو ذکر کیا ہے کہ
ان دونوں حدیثوں میں عبید بن کی چھ زائد تحکیرات کا واضح ثبوت ہے۔ ایک اور سند سے یہ بات زیادہ صراحت کے
ساتھ ذکر ہے۔

عن الاسود بن يزيد عن ابن مسعود

اسود بن یزید بیان کرتے ہیں کہ حضرت ابن مسعود رضی

۵۔ امام ابو بکر بن ابی شیبہ متوفی ۲۳۵ھ، المصنف ج ۱، ۲، مطبوعہ ادارۃ القرآن کراچی الطبعة الاولى ۱۴۰۶ھ۔

۱۴- حافظ عبد الرزاق بن ہمام متوفی ۲۱۱ھ، المصنف ج ۳ ص ۲۹۴ - ۲۹۳، مطبوعہ مکتب اسلامی بیروت الطبعة الاولى - ۱۳۹۰ھ۔

٥٣ - شيخ ابو محمد بن حزم متوفى ٤٥٦ هـ . المحلى ج ٥ ص ٨٣ مطبوعه اداره الطباعة المنيرية بمصر الطبعة الاولى ١٣٩٠ هـ .

مگر انہیں جواب کا اجر حاصل ہو (۱۳) دونوں طرف کے رشتہ داروں اور احباب سے ملاقات کریں۔ (۱۴) راستہ میں کوئی قبرستان ہو تو قبر کی زیارت کا موقع حاصل ہو (۱۵) صلہ رحمی کے لیے (۱۶) راستہ کی تبدیلی کے سبب اللہ تعالیٰ کی رضا اور مغفرت کے حصول سے اپنے حال کے تغیر کا نیک شگون لیا جائے (۱۷) دونوں راستوں کے ضرورت مندوں پر صدقہ اور خیرات کی جائے (۱۸) اثر و دام اور بھیڑ میں کمی کے لیے (۱۹) دوسرا راستہ دُور کا اختیار کیا جائے تاکہ زیادہ مشقت سے زیادہ اجر حاصل ہو (۲۰) نماز عید کے لیے جانے والے نمازیوں کے فکر سے دونوں راستوں کے بے نمازیوں کے ضمیر پر ضرب لگے اور انہیں خیال آئے کہ ایک یہ لوگ ہیں جو اللہ تعالیٰ کی عبادت کے لیے جا رہے ہیں اور ایک ہم ہیں جنہیں سال کے بعد بھی نماز پڑھنے کا ہوش نہیں آیا۔!

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت ابو بکر، حضرت عمر اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہم کے ساتھ میں عید الفطر کے موقع پر رہا ہوں، یہ سب عید کی نماز خطبہ سے پہلے پڑھتے تھے، اس کے بعد خطبہ دیتے تھے۔ آج بھی یہ منظر میری آنکھوں کے سامنے ہے۔ جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کو اپنے ہاتھ سے بھٹانا شروع کیا، پھر آپ لوگوں کی صفوں کو چیرتے ہوئے عورتوں کے پاس تشریف لے گئے اور آپ کے ساتھ حضرت بلال تھے، آپ نے یہ آیت پڑھی: (ترجمہ) ”جب آپ کے پاس مومن عورتیں آئیں اور آپ سے اس بات پر بیعت کریں کہ وہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی چیز کو شریک نہیں بنائیں گی، آیت کی تلاوت سے فاسخ ہونے کے بعد آپ نے فرمایا: کیا تم سب نے اس کا اقرار کر لیا؟ ان عورتوں میں سے صرف ایک عورت نے کہا: ہاں! یا نبی اللہ!۔ راوی کہتے ہیں کہ پتہ نہیں کہ وہ عورت کون تھی! پھر ان سب عورتوں نے صدقہ کرنا شروع کیا۔ حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے اپنا کپڑا پھیلا دیا اور کہا: اؤ! تم پر میرے ماں باپ فلا ہوں! وہ عورتیں اپنے چھتے اور انگوٹھیاں اتار اتار کر حضرت بلال رضی اللہ عنہ کے کپڑے میں ڈالنے لگیں۔

۱۹۴۱ - وَحَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ دَاوُدَ وَعَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ جَمِيعًا عَنْ عَبْدِ الرَّزَّاقِ قَالَ ابْنُ دَاوُدَ قَالَ عَبْدُ الرَّزَّاقِ قَالَ أَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ قَالَ أَخْبَرَنِي أَحْمَدُ بْنُ مُسْلِمٍ عَنْ طَاوُسٍ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ شَهِدْتُ صَلَاةَ الْفِطْرِ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَيُّ بُكْرٍ وَعُمَرُ وَعُثْمَانُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ فَكُلُّهُمْ يَصْلِيهَا قَبْلَ الْخُطْبَةِ ثُمَّ يَخْطُبُ قَالَ فَنَزَلَ نَبِيُّ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَأَنِّي أَنْظُرُ إِلَيْهِ حِينَ يَجْلِسُ الرَّجُلُ يَبْدُوهُ ثُمَّ أَقْبَلَ يَشْقِيهِمْ حَتَّى جَاءَ الْبَاءُ وَمَعَهُ يَدَلٌّ فَقَالَ يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ إِذَا جَاءَكَ الْمُؤْمِنَاتُ يَبَايَعُكَ عَلَى أَنْ لَا يُشْرِكْنَ بِاللَّهِ شَيْئًا قَتَلَا هَذِهِ الْأَيَّةَ حَتَّى فَرَعَتْ مِنْهَا ثُمَّ قَالَتْ حِينَ فَرَعَتْ مِنْهَا أَتَيْتُ عَلَى ذَلِكَ فَقَالَتْ إِمْرَأَةٌ وَاحِدَةٌ لَمْ يُجِبْنِي غَيْرَهَا مِنْهُنَّ نَعَمْ يَا نَبِيَّ اللَّهِ لَا يَدْرِي حِينَئِذٍ مَنْ هِيَ قَالَتْ فَتَصَدَّقْنِ فَبَسَطَ يَدَاهُ ثَوْبَهُ ثُمَّ قَالَ هَلُمَّ وَنَدَا لَكُنَّ أَيُّ دَأْبِي فَجَعَلْنَ يُلْقِينَ الْفَتَنَ وَالْخَوَاتِيمَ فِي ثَوْبِ يَدَلٍّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ.

بہذا تعلق ابو حنیفہ رحمہ

نے اہل کے ساتھ استدلال کیا ہے۔

مالکیہ کا مسلک

قاضی ابن رشد مالکی فرماتے ہیں: امام مالک کا مذہب یہ ہے کہ عیدین کی پہلی رکعت میں قرأت سے پہلے بشمول تکبیر تحریمہ کے سات تکبیرات ہیں اور دوسری رکعت میں تکبیر قیام سمیت چھ تکبیرات ہیں اس اعتبار سے امام مالک کے نزدیک عیدین میں گیارہ نائذ تکبیرات ہیں اور دونوں رکعات میں تکبیرات قرأت سے پہلے ہیں۔

حنابلہ کا مسلک

علامہ ابن قدامہ حنبلی کہتے ہیں کہ امام ابو عبد اللہ فرماتے ہیں کہ عیدین کی پہلی رکعت میں تکبیر تحریمہ سمیت سات تکبیرات کہے ان تکبیروں میں تکبیر رکوع کا اعتبار نہیں ہے اور دوسری رکعت میں پانچ تکبیرات ہیں اور ان میں تکبیر قیام کا اعتبار نہیں ہے اور دونوں رکعات کی تکبیرات قرأت سے پہلے ہیں۔

اس لحاظ سے امام احمد بن حنبل کے نزدیک بھی عیدین کی نماز میں گیارہ نائذ تکبیرات ہیں۔

شافعیہ کا مسلک

شیخ ابواسحاق شیرازی شافعی کہتے ہیں: عیدین کی پہلی رکعت میں تکبیر تحریمہ اور تکبیر رکوع کے سوا سات تکبیرات کہے اور دوسری رکعت میں تکبیر قیام اور تکبیر رکوع کے سوا پانچ تکبیرات کہے اور دونوں رکعات کی تکبیرات قرأت سے پہلے ہیں۔

اس اعتبار سے امام شافعی کے نزدیک عیدین کی نماز میں بارہ تکبیرات نائذ ہیں۔

عید گاہ جاتے وقت راستہ تبدیل کرنا

سنت یہ ہے کہ جس راستہ سے عید گاہ جائے، نماز پڑھ کر اسی راستہ کی بجائے دوسرے راستہ سے گھر جائے۔ حدیث شریف میں ہے:

عن جابر قال کان النبی صلی اللہ علیہ وسلم اذا کان یوم عید خالف الطریق شی
 راستہ تبدیل کرنے کی حکمتیں یہ ہیں (۱) دو راستے نمازی کی عبادت اور ذکر پر گراوی دی (۲) ان راستوں کے رہنے والے جتن و انس اس کے ذکر اور عبادت کے لیے جالے پر گواہ ہوں (۳) دونوں راستوں کو جائے عبادت کی گزر گاہ بننے کی فضیلت حاصل ہو (۴) دونوں راستوں پر شمار اسلام کا اظہار ہو۔ (۵) متعدد جگہوں پر ذکر الہی کا اظہار ہو۔ (۶) کفار پر مسلمانوں کا رعب اور دہشت قائم ہو۔ (۷) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھ کر دونوں راستوں کے کفار اور منافقین غیظ سے جل جائیں (۸) راستہ کی تبدیلی سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کفار کے مکر اور سازشوں سے محفوظ رہیں (۹) دونوں راستوں کے لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت سے مستفید ہوں (۱۰) دونوں جگہوں کو آپ کے گزرنے سے برکت حاصل ہو۔ (۱۱) دونوں راستوں کے مسائل پر چھنے والوں کو جواب دے سکیں۔ (۱۲) آپ راستہ میں سٹنے والے لوگوں کو سلام کریں

۱۔ شیخ ابو محمد بن حزم متوفی ۴۵۶ھ الحلی ج ۵ ص ۸۳ مطبوعہ ادارة الطباعة المنيرية مصر الطبعة الاولى ۱۳۵۰ھ۔

۲۔ قاضی ابوالوید محمد بن رشد مالکی اندلسی متوفی ۵۹۵ھ، بداية المجتهد ج ۱ ص ۱۵۴ مطبوعہ دار الفکر بیروت۔

۳۔ علامہ عبداللہ بن عبد بن قدامہ حنبلی متوفی ۶۲۰ھ المتوفی ج ۲ ص ۱۱۹ مطبوعہ دار الفکر بیروت الطبعة الاولى ۱۴۰۵ھ۔

۴۔ شیخ ابواسحاق شیرازی حنبلی متوفی ۴۵۵ھ المہذب مع المجموع ج ۵ ص ۱۵، مطبوعہ دار الفکر بیروت۔

۵۔ امام محمد بن اسماعیل بخاری متوفی ۲۵۶ھ، صحیح بخاری ج ۱ ص ۱۲۴، مطبوعہ نور محمد مع المطابع کراچی الطبعة اثنائہ ۱۳۸۱ھ۔

عَطَاءٌ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ شَهِدْتُ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الصَّلَاةَ يَوْمَ الْعِيدِ قَبْلَ أَنْ يَأْتِيَ الصَّلَاةَ قَبْلَ الْخُطْبَةِ بِغَيْرِ أَذَانٍ وَلَا إِقَامَةٍ ثُمَّ قَامَ مُتَوَكِّئًا عَلَى بِلَالٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ فَأَمَرَ بِتَقْوَى اللَّهِ وَحَثَّ عَلَى طَاعَتِهِ وَوَعَّظَ النَّاسَ وَذَكَرَ لَهُمْ ثُمَّ مَضَى حَتَّى أَقْبَلَ النِّسَاءَ فَوَعَّظَهُنَّ وَذَكَرَهُنَّ فَقَالَ تَصَدَّقْنَ فَإِنَّ أَكْثَرَكُمْ حَطَبُ جَهَنَّمَ فَقَامَتْ أَمْرًا ثُمَّ مِنْ سَفَلَةِ النِّسَاءِ سَوْدَاءُ الْغَدَّيْنِ فَقَالَتْ لِمَا يَا رَسُولَ اللَّهِ قَالَ لَا تَكُنَّ تَكْثُرِينَ الشُّكُوهَ وَتَكْفُرِينَ الْعَشِيرَةَ قَالَ فَجَعَلْنَ يَتَصَدَّقْنَ مِنْ حُلِيِّهِنَّ يُلْقِينَ فِي ثَوْبِ بِلَالٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ مِنْ أَكْمَرِ طَبِيعَتِهِنَّ وَتَحْوَاتِيهِنَّ

۱۹۲۶ - وَحَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ قَالَ نَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ قَالَ أَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ قَالَ أَخْبَرَنِي عَطَاءٌ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ وَعَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ الْأَنْصَارِيِّ قَالَ لَمْ يَكُنْ يُؤَذَّنُ يَوْمَ الْفِطْرِ وَلَا يَوْمَ الْأَضْحَى ثُمَّ سَأَلْتُهُ بَعْدَ حِينٍ عَنْ ذَلِكَ فَكَأَخْبَرَنِي فَقَالَ أَخْبَرَنِي جَابِرُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ الْأَنْصَارِيُّ أَنَّ لَا أُذُنَ لِلصَّلَاةِ يَوْمَ الْفِطْرِ حِينَ يُخْرِجُ الْإِمَامُ وَلَا بَعْدَ مَا يُخْرِجُ وَلَا إِقَامَةً وَلَا يَدَاءَ وَلَا ثَنِيَّ وَلَا يَدَاءَ يَوْمَ ثَنِيٍّ وَلَا إِقَامَةً

۱۹۲۷ - وَحَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ قَالَ نَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ قَالَ أَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ قَالَ أَخْبَرَنِي عَطَاءٌ أَنَّ ابْنَ عَبَّاسٍ أَرْسَلَ إِلَى ابْنِ الزُّبَيْرِ مَا بُوِيَ لَهُ إِنَّهُ لَمْ يَكُنْ يُؤَذَّنُ لِلصَّلَاةِ يَوْمَ الْفِطْرِ وَلَا يُؤَذَّنُ لَهَا قَالَ فَلَمْ يُؤَذَّنْ لَهَا ابْنُ الزُّبَيْرِ يَوْمَهُ وَأَرْسَلَ إِلَيْهِ مَعَهُ ذَلِكَ إِتِمَامَ الْخُطْبَةِ بَعْدَ الصَّلَاةِ وَ أَنَّ ذَلِكَ قَدْ كَانَ يَفْعَلُ قَالَ فَصَلَّى ابْنُ الزُّبَيْرِ

کے ساتھ رہا ہوں آپ نے اذان اور اقامت کے بغیر خطبہ سے پہلے نماز عید پڑھائی، پھر حضرت بلال سے ٹیک لگا کر آپ کھڑے ہوئے اور لوگوں کو اللہ تعالیٰ سے ڈرنے کا حکم دیا اور اللہ تعالیٰ کی عبادت کی طرف رغبت دلائی اور لوگوں کو وعظ و نصیحت کی پھر وہاں سے عورتوں کے پاس تشریف لے گئے اور ان کو وعظ و نصیحت کی اور فرمایا صدقہ کیا کرو کیونکہ تم میں سے اکثر جہنم کا ایندھن ہو اور عورتوں کے پہلے حصہ سے ایک سیاہ رخساروں والی عورت کھڑی ہوئی اور کہنے لگی: کیوں یا رسول اللہ! آپ نے فرمایا اس وجہ سے کہ تم بکثرت شکایت کرتی ہو اور اپنے غاوند کی ناشکری کرتی ہو! حضرت جابر کہتے ہیں کہ پھر عورتوں نے اپنے زینرات کو صدقہ کرنا شروع کر دیا اور حضرت بلال کے کپڑے میں اپنی بائیاں اور انگوٹھیاں ڈالنے لگیں۔

حضرت ابن عباس اور حضرت جابر بن عبد اللہ انصاری رضی اللہ عنہم کہتے ہیں کہ عید الفطر اور عید الاضحیٰ کو امام کے آنے کے وقت اذان ہوتی تھی نہ آنے کے بعد اور نہ اقامت ہوتی تھی۔

عطا کہتے ہیں کہ حضرت ابن الزبیر رضی اللہ عنہما سے جب لوگوں نے بیعت کی تو حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے ان کے پاس پیغام بھیجا کہ عید کے موقع پر اذان نہیں دی جاتی کہیں تم عید پر اذان نہ دلو! دینا! حضرت ابن الزبیر نے عید پر اذان نہیں دلائی اور یہ پیغام بھیجا کہ خطبہ بہر حال نماز کے بعد ہو گا اور وہ ایسا ہی کرتے تھے۔ چنانچہ حضرت ابن الزبیر نے خطبہ سے پہلے عید کی نماز پڑھائی۔

۱۹۴۲- وَحَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَابْنُ أَبِي عُمَرَ قَالَ أَبُو بَكْرٍ نَا سَفْيَانَ بْنَ عَيْثَانَ قَالَ نَا أَيُّوبُ قَالَ سَمِعْتُ عَطَاءً قَالَ سَمِعْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا يَقُولُ أَشْهَدُ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَصَلَّى قَبْلَ الْخُطْبَةِ قَالَ ثُمَّ خَطَبَ قَرَأَ آيَاتًا لَمْ يُسْمِعِ النِّسَاءَ فَتَأْتَاهُنَّ فَذَكَرَهُنَّ وَوَعظَهُنَّ وَأَمَرَهُنَّ بِالصَّدَقَةِ وَبِإِلَادٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَاتِلٌ بِشَرِّهِمْ فَجَعَلَتِ الْمَرْأَةُ تُلْقِي الْهَاتِمَ وَالْخَرَضَ وَالشَّيْءَ -

۱۹۴۳- وَحَدَّثَنِي أَبُو التَّيْبِ الزُّهْرِيُّ قَالَ نَا حَمَّادٌ وَحَدَّثَنِي يَعْقُوبُ الدُّورِيُّ قَالَ نَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ كِلَاهُمَا عَنْ أَيُّوبَ بِهَذَا الْإِسْنَادِ قُحُورًا -

۱۹۴۴- وَحَدَّثَنَا اسْحَقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ وَمُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ قَالَ ابْنُ رَافِعٍ نَا عَبْدُ الرَّمَّانِ قَالَ نَا ابْنُ جُرَيْجٍ قَالَ أَنَا عَطَاءٌ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ سَمِعْتُ يَقُولُ إِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَامَ يَوْمَ الْفِطْرِ فَصَلَّى قَبْلَ أَنْ يَأْتِيَ الصَّلَاةَ قَبْلَ الْخُطْبَةِ ثُمَّ خَطَبَ النَّاسَ فَلَمَّا فَرَغَ رَفَعَ يَدَيْهِ إِلَى اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَرَلَّ فَإِذَا النِّسَاءُ فَذَكَرَهُنَّ وَهُوَ يَتَوَكَّأُ عَلَى يَدِ الْإِلَادِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ وَبِإِلَادٍ بَاسِطٌ شَوْبَةً يُلْقِيَنَّ النِّسَاءَ صَدَقَةً قُلْتُ لِعَطَاءٍ زَكَاةٌ يَوْمَ الْفِطْرِ قَالَ لَا وَلَكِنْ صَدَقَةٌ يَتَصَدَّقُ بِهَا حِينَئِذٍ تُلْقِي الْمَرْأَةُ فَتَحْمِلُهَا وَيُلْقِيَنَّ وَيُلْقِيَنَّ قُلْتُ لِعَطَاءٍ أَحَقُّ عَلَى الْإِمَامِ أَلَّا يَأْتِيَ النِّسَاءَ حِينَ يَفْرُغُ قِيْدَ كُرْهُنَّ قَالَ إِي لَعْنَتِي إِنَّ ذَلِكَ يَحِقُّ عَلَيْهِمْ وَمَا لَهُمْ لَا يَفْعَلُونَ ذَلِكَ -

۱۹۴۵- وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ نُمَيْرٍ قَالَ نَا أَبِي قَالَ نَا عَبْدُ الْمَلِكِ بْنُ أَبِي سَلِيمَانَ عَنْ

حضرت جابر بن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خطبہ سے پہلے نماز پڑھی اس کے بعد خطبہ دیا آپ نے خیال فرمایا کہ آپ کی آواز عورتوں تک نہیں پہنچ رہی پھر آپ عورتوں کے پاس آئے، آپ نے ان کو دعا اور نصیحت کی اور صدقہ کا حکم دیا، حضرت بلال رضی اللہ عنہ آپ کے ساتھ کھڑا تھا، عورتیں سچے عورتیں انگوٹھی، چھٹا اور دوسری چیزیں اس میں ڈالنے لگیں۔

ایک اور سند سے بھی ایسی روایت منقول ہے۔

حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عید الفطر کے دن خطبہ سے پہلے نماز پڑھی اس کے بعد عورتوں کو خطبہ دیا۔ خطبہ سے فارغ ہونے کے بعد آپ (جبر سے) اترے اور عورتوں کے پاس گئے، آپ نے ان کو نصیحت کی مد آن مایکہ آپ نے حضرت بلال رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پر ٹیک لگائی، عورتی تھی اور حضرت بلال نے کپڑا پھیلا یا ہوا تھا اور عورتیں اس میں صدقہ ڈال رہی تھیں۔ راوی نے کہا میں نے عطا سے پوچھا کیا صدقہ فطر ڈال رہی تھیں؟ عطا نے کہا نہیں! لیکن وہ صدقہ کر رہی تھیں، عورتیں اس کپڑے میں چھتے ڈال رہی تھیں۔ راوی کہتے ہیں کہ میں نے عطا سے پوچھا کیا اب امام کے لیے ضروری ہے کہ وہ خطبہ سے فارغ ہو کر عورتوں کے پاس جائے اور ان کو نصیحت کرے؟ عطا نے کہا ہاں ان کے لیے ضروری ہے وہ کیوں ایسا نہیں کرتے؟

حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ نماز عید کے موقع پر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

مَنْ لَمْ يَتَعَلَّمْ قُلْتُ كَلًّا وَالَّذِي نَفْسِي
بِيَدِهِ لَا تَأْتُونَ بِخَيْرٍ وَ مَا أَعْلَمُ ثَلَاثَ
مَرَاتٍ ثُمَّ انْصَرَفَ -

۱۹۵۱۔ وَحَدَّثَنِي أَبُو الرَّبِيعِ الزُّهْرِيُّ أَنِّي قَالَ نَا
حَقَّادُ قَالَ نَا أَيُّوبُ عَنْ مُحَمَّدٍ عَنْ أُمِّ عَطِيَّةَ رَضِيَ
اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ أَمَرَنَا تَعْنِي النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ نَخْرُجَ فِي الْعِيدَيْنِ الْعَوَاتِقَ
وَذَوَاتِ الْخُدُورِ وَأَمَرَ الْحَيْضُ أَنْ يَعْزِلْنَ مِثْلَ
الْمُسْلِمِينَ -

۱۹۵۲۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى قَالَ أَنَا أَبُو خَيْثَمَةَ
عَنْ عَاصِمِ الْأَحْوَلِ عَنْ حَفْصَةَ بِنْتِ سِيرِينَ عَنْ
أُمِّ عَطِيَّةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ كُنَّا نَخْرُجُ بِالْخُدُورِ
فِي الْعِيدَيْنِ وَالْمُخْبَأَةِ وَالْبُكْرِ قَالَتْ الْحَيْضُ
يَخْرُجْنَ فَلَيْكَنَّ خَلْفَ النَّاسِ يُكْتَبُونَ مَعَ النَّاسِ -

۱۹۵۳۔ وَحَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ النَّاقِدِ قَالَ نَا حَيْسَى
بْنُ يُوْنُسَ قَالَ نَا هِشَامٌ عَنْ حَفْصَةَ بِنْتِ سِيرِينَ
عَنْ أُمِّ عَطِيَّةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ أَمَرَنَا رَسُولُ
اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ نَخْرُجَ فِي الْفِطْرِ
وَالْأَضْحَى الْعَوَاتِقَ وَالْحَيْضُ وَذَوَاتِ الْخُدُورِ
فَإِذَا مَا الْحَيْضُ فَيَعْتَزِلْنَ الصَّلَاةَ وَيَشْهَدْنَ الْحَيْضَ
وَدُعُوهُ الْمُسْلِمِينَ قُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ أَحَدًا أَنَا لَا يَكُونُ لَهَا
حِلْيَابٌ قَالَ لِتُلْبِسَهَا أُخْتُهَا مِنْ جُنَابِهَا -

۱۹۵۴۔ وَحَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُعَاذٍ الْعَنْبَرِيُّ
قَالَ أَنَا أَنِّي قَالَ شُعْبَةُ عَنْ عِدِّي عَنْ سَعِيدِ بْنِ
جَبْرِ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَسُولَ
اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَرَجَ يَوْمَ الْأَضْحَى أَوْ
فِطْرِ فَصَلَّى وَكُعْتِبَ لَمْ يُصَلِّ قَبْلَهَا وَلَا بَعْدَهَا
ثُمَّ أَتَى النِّسَاءَ وَمَعَهُ يَدَلٌّ فَأَمَرَهُنَّ بِالصَّدَقَةِ
فَجَعَلَتِ الْمَرْأَةُ تُلْقِي خُرْصَهَا وَتُلْقِي سَنَابِلَهَا -

جس کا بھٹے علم ہے، حضرت ابو سعید تین بار یہ بات کہہ کر
چلے گئے۔

حضرت ام عطیہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم نے ہمیں حکم دیا ہے کہ عیدین کے موقع پر جو ان اور
پردہ نشین عورتوں کو لایا کریں اور عائشہ عورتوں کو حکم دیا ہے
کہ وہ مسلمانوں کی عید گاہ سے دور رہیں۔

حضرت ام عطیہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ ہم کنواری
اور پردہ نشین عورتوں کو عیدین میں نکلنے کا حکم دیا جاتا تھا اور
عائشہ عورتوں کو لوگوں کے پیچھے رہا کرتی تھیں۔

حضرت ام عطیہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں حکم دیا کہ ہم عید فطر اور عید الاضحیٰ کے
موقع پر جو ان، پردہ دار اور عائشہ عورتوں کو لے جایا کریں،
اور عائشہ عورتوں کو عید گاہ سے دور رہیں لیکن وہ کار خیر اور
مسلمانوں کی دعائیں شامل رہیں، حضرت ام عطیہ کہتی ہیں میں
نے عرض کیا یا رسول اللہ! ہم میں سے کسی عورت کے پاس چادر
نہیں ہوتی! آپ نے فرمایا وہ اپنی بہن کی چادر اوڑھ
لے۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عید الاضحیٰ یا عید فطر کو تشریف لے گئے اور
دو رکعت نماز پڑھی۔ آپ نے عید سے پہلے نماز پڑھی نہ عید
کے بعد پڑھی پھر آپ عورتوں کے پاس تشریف لے گئے،
آپ کے ساتھ حضرت بلال تھے، آپ نے انہیں صدقہ کا
حکم دیا، کوئی عورت اپنا چھلا ڈالتی اور کوئی اپنا بار۔

قَبْلَ الْخُطْبَةِ

۱۹۴۸- وَحَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى وَحَسَنُ بْنُ
الزَّيْبِعِ وَقُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ وَأَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ
قَالَ يَحْيَى أَنَا وَقَالَ الْأَخْزُونُ أَنَّ أَبَا الْأَخْوَصِ عَنْ سَعَادٍ
عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ قَالَ صَلَّيْتُ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى
اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْعِيدَيْنِ غَيْرَ مَرَّةٍ وَلَا مَرَّتَيْنِ بِغَيْرِ
أَذَانٍ وَلَا إِقَامَةٍ.

۱۹۴۹- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ قَالَ سَأَلَ
عَبْدَةُ بْنُ سُلَيْمَانَ وَأَبُو أُسَامَةَ عَنْ عُثَيْدٍ اللَّه عَنْ
كَافِرٍ عَنْ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى
اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَبَا بَكْرٍ وَعُمَرُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا
كَانُوا يَصَلُّونَ الْعِيدَيْنِ قَبْلَ الْخُطْبَةِ.

۱۹۵۰- حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ أَيُّوبَ وَقُتَيْبَةُ وَابْنُ
حَجْرٍ قَالُوا أَنَا سَمِعُ عَبْدُ اللَّهِ بْنَ جَعْفَرٍ عَنْ دَاوُدَ بْنِ قَيْسٍ
عَنْ عِيَّاضِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ سَعْدٍ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ
الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَخْرُجُ يَوْمَ الْأَضْحَى وَيَوْمَ الْفِطْرِ
فَيَبْدَأُ بِالصَّلَاةِ فَإِذَا صَلَّيَ صَلَواتَهُ قَامَ فَاقْبَلَ
عَلَى النَّاسِ وَهُمْ جُلُوسٌ فِي مَصَلَّتِهِمْ فَإِنْ كَانَ
لَهُ حَاجَةٌ يَبْعَثُ ذَكَرَهُ لِلنَّاسِ أَوْ كَانَتْ لَهُ حَاجَةٌ
يَعْبُرُ ذَلِكَ أَمْرَهُمْ بِهَا وَكَانَ يَسْأَلُ
تَصَدَّقُوا تَصَدَّقُوا تَصَدَّقُوا وَكَانَ أَكْثَرُ مَنْ
يَتَصَدَّقُ النِّسَاءُ ثُمَّ يَنْصَرِفُ فَلَمْ يَزَلْ كَذَلِكَ
حَتَّى كَانَ مَرَدَانُ بْنُ الْحَكَمِ كَخَرَجَتْ لَهَا صِرَا
مَرَدَانُ حَتَّى أَتَيْنَا الْبُصْلَى وَإِذَا كَثِيرُ بْنُ الصَّلْبِ
قَدْ بَنَى مِنْبَرًا مِنْ طِينٍ وَكَبِنَ فَإِذَا مَرَدَانُ
يَبْنِي زَعْنَى يَدُهُ كَأَنَّهُ يَجْزِي فِي نَحْوِ الْمُنْبَرِ وَأَنَا
أَجْزُهُ نَحْوًا صَلَواتَهُ فَلَمَّا رَأَيْتُ ذَلِكَ مِنْهُ قُلْتُ
أَيُّنَ إِلَّا بَدَأَهُ بِالصَّلَاةِ فَقَالَ يَا أَبَا سَعِيدٍ قَدْ

حضرت جابر بن عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ
میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کئی مرتبہ غیر
اذان اور اقامت کے نماز عید پر بھی ہے۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ نبی صلی
اللہ علیہ وسلم، حضرت ابوبکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما خطبے
پہلے عیدین کی نماز پڑھتے تھے۔

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عید الفطر اور عید الاضحیٰ کو تشریف لے
جاتے اور نماز سے ابتداء کرتے، نماز پڑھنے کے بعد گلاب
کی طرف جاتے وہاں عایکہ لوگ عید گاہ میں بیٹھے ہوتے
اگر آپ کو کہیں شکر بھیجا ہوتا تو اس کا لوگوں سے ذکر کرتے
اگر کوئی امد کام ہوتا تو اس کا حکم دیتے اور فرماتے صدقہ
کرد، صدقہ کرد، صدقہ کرد اور حق زیادہ صدقہ دیتی تھیں
پھر آپ واپس تشریف لے جاتے۔ عید کا یہی معمول راسخی کہ
مردان بن حکم کا دور آگیا۔ جس مردان کے ہاتھ میں ہاتھ تھے
ہوئے عید گاہ میں پہنچا دیاں کثیر بن اصلت کا بنایا ہوا اینٹوں
اور مٹی کا منبر تھا۔ اچانک مردان مجھ سے اپنا ہاتھ پھرانے لگا
وہ مجھے منبر کی طرف گھسیٹ رہا تھا اور میں اسے نماز کی طرف
بلا رہا تھا جب میں نے اس کا ہمدرد کیا تو کہا نماز کے ساتھ
ابتداء کہیں گئی؟ — مردان نے کہا: اسے
سیدہ! جس طریقہ کا نہیں علم ہے وہ اب متروک ہو چکا ہے! میں
نے کہا ہرگز نہیں! قسم اس ذات کی جس کے دست تقدیر
میں میری جان ہے تم اس سے بہتر طریقہ اختیار نہیں کر سکتے

ہے کہ وہ دونوں لڑکیاں دوت بجا رہی تھیں۔

جَمِيعًا عَنْ أَبِي مُعَاوِيَةَ عَنْ هِشَامٍ بِهَذَا الْإِسْنَادِ
وَفِيهِ جَارِيَتَانِ تَلْعَبَانِ بِدُيْتٍ -

۱۹۶۰۔ وَحَدَّثَنِي هَارُونُ بْنُ سَعِيدٍ الْأَيْلِيُّ
قَالَ أَنَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ أَخْبَرَنِي عُمَرُ بْنُ دَاوُدَ أَنَّ ابْنَ شِهَابٍ
حَدَّثَهُ عَنْ عُمَرَ وَدَا عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا أَنَّ
أَبَا بَكْرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ دَخَلَ عَلَيْهَا وَعِنْدَهَا جَارِيَتَانِ
فِي أَيَّامٍ مِّنِّي تَغْتَبَانِ وَتَضْرِبَانِ وَرَسُولُ اللَّهِ صَلَّى
اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُسَجًى بِشَوْبٍ كَانَتْهُمَا هُمَا أَبُو بَكْرٍ
رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ فَكَشَفَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ عَنْهُمَا فَحَالَ دَعَاهُمَا يَا أَبَا بَكْرٍ فَإِنَّهَا أَيَّامٌ
عِنْدِي وَقَالَتْ رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
يَسْتُرُنِي بِرِدَائِهِ وَأَنَا أَنْظُرُ إِلَى الْحَبْشَةِ وَهُمْ
يَلْعَبُونَ وَأَنَا جَارِيَةٌ فَاقْدِرُوا وَقَدْ رَأَى الْجَارِيَتَانِ
الْعَرَبِيَّةَ الْحَدِيثَةَ السَّيِّئَةَ -

۱۹۶۱۔ وَحَدَّثَنِي أَبُو الطَّاهِرِ قَالَ أَنَا ابْنُ
وَهْبٍ قَالَ أَخْبَرَنِي يُونُسُ بْنُ أَبِي شِهَابٍ عَنْ
عُمَرَ وَدَا بْنِ الزُّبَيْرِ قَالَ قَالَتْ عَائِشَةُ رَضِيَ اللَّهُ
عَنْهَا رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُومُ
عَلَى بَابِ حُجْرَتِي وَالْحَبْشَةُ يَلْعَبُونَ بِحِجْرٍ اِبْنِهِ
فِي مَسْجِدِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
يَسْتُرُنِي بِرِدَائِهِ لَكِنِّي أَنْظُرُ إِلَى لَعِبِهِمْ ثُمَّ يَقُومُ
مِنْ أَجْلِي حَتَّى أَكُونَ أَنَا الَّتِي انْصَرَفَ فَاقْدِرُوا
قَدْ رَأَى الْجَارِيَتَانِ الْحَدِيثَةَ السَّيِّئَةَ حَرِيصَةً عَلَى الْكُفْرِ -

۱۹۶۲۔ حَدَّثَنِي هَارُونُ بْنُ سَعِيدٍ الْأَيْلِيُّ وَ
يُونُسُ بْنُ عَبْدِ الْأَعْلَى وَاللَّفْظُ لِهَارُونٍ قَالَ أَنَا ابْنُ
وَهْبٍ قَالَ أَنَا عُمَرُ بْنُ مُحَمَّدٍ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ
حَدَّثَنِي عَنْ عُمَرَ وَدَا عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ دَخَلَ رَسُولُ
اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَعِنْدِي جَارِيَتَانِ
تَغْتَبَانِ بِنِجَاءٍ بُغَاثٍ فَاصْطَجَعَهُ عَلَى الْفَرَّاشِ وَ

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ حضرت ابو بکر
رضی اللہ عنہ آیام منی میں آئے اور ان کے پاس دو (نابالغ)
لڑکیاں گانا گائے رہی تھیں اور دوت بجا رہی تھیں اور رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم کپڑا اوڑھے لیٹے ہوئے تھے حضرت ابو بکر رضی
اللہ عنہ نے ان کو ڈانٹ دیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
اپنا کپڑا اٹھا کر فرمایا: اے ابو بکر! رہنے دو یہ آیام عید ہیں،
حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ میں نے دیکھا کہ رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم مجھے اپنی چادر میں چھپائے ہوئے تھے اور
میں حبشیوں کو کھیتے ہوئے دیکھ رہی تھی میں اس وقت کم سن
تھی اور تم خود اندازہ کرو کہ کھیل کود کی شائق کم سن لڑکی کتنی
دیر کھیل دیکھنا چاہے گی۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ میں نے
دیکھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے کمرے کے دروازہ
پر کھڑے ہوئے تھے اور حبشی اپنے ہتھیاروں سے
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مسجد میں جنگی مشقیں کر رہے تھے
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مجھے اپنی چادر میں چھپائے ہوئے
تھے تاکہ میں ان کی مشقیں دیکھتی رہوں۔ حضور میری وجہ سے
کھڑے رہے یہاں تک کہ میرا جی بھر گیا اور میں خود وہاں
سے چلی گئی اب تم خود اندازہ کرو کہ جو لڑکی کم سن اور کھیل کی
شائق ہو وہ کب تک دیکھے گی!

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے وہاں مالیکہ میرے پاس
دو (نابالغ) لڑکیاں جنگ بعات کی نظم گائے رہی تھیں۔ رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم چہرہ پھیر کر لیٹ گئے، پھر حضرت ابو بکر رضی
اللہ عنہ آئے اور مجھے ڈانٹ کر کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم کی موجودگی میں شیطانی سادہ؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

ایک اور سند سے بھی ایسی ہی روایت ہے۔

عبید اللہ کہتے ہیں کہ حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے حضرت ابو واقد اللیثی رضی اللہ عنہ سے سوال کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز اٹھی اور نماز نظر میں کیا پڑھتے تھے؟ انہوں نے کہا کہ آپ ان میں قی و القراءۃ المجید اور اقربت الساعۃ وانشق القمر پڑھتے تھے۔

حضرت ابو واقد لیثی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے مجھ سے پوچھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عید کے دن کیا قرأت کرتے تھے۔ میں نے کہا اقربت الساعۃ اور قی و القراءۃ المجید۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ میرے اہل اُسے در آں مالیکہ میرے پاس انصار کی دو (نابالغ) لڑکیاں وہ نظم گارہی تھیں جس میں انصار کی جگہ بات کا لفظ کا بیان تھا حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بتایا کہ وہ (باتامہ) گانے والی نہیں تھیں۔ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر میں یہ کیا شیطان کے ساز ہیں؟ اور یہ عید کا دن تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے ابو بکر ہر قوم کی عید ہوتی ہے اور یہ ہماری عید ہے۔

۱۹۵۵۔ وَحَدَّثَنِي عَنْهُ وَالْثَّاقِدُ قَالَ نَا ابْنُ اَدْرِيسَ ح وَحَدَّثَنِي أَبُو بَكْرِ بْنُ نَافِعٍ وَ مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ جَمِيعًا عَنْ عُنْدِ ابْنِ كِلَابٍ عَنْ شُعْبَةَ بِهَذَا الْإِسْنَادِ وَنَحْوَهُ۔

۱۹۵۶۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى قَالَ قَرَأْتُ عَلَى مَالِكٍ عَنْ ضَمْرَةَ بْنِ سَعِيدٍ الْمَازِنِيِّ عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ سَأَلَ أَبَا وَاقِدٍ اللَّيْثِيَّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ مَا كَانَ يَقْرَأُ بِهِ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْأَضْحَى وَالْفِطْرِ فَقَالَ كَانَ يَقْرَأُ فِيهِمَا بِقِي وَالْقُرْآنِ الْمَجِيدِ وَاقْتَرَبَتِ السَّاعَةُ وَالْشَّقُّ الْقَمَرُ۔

۱۹۵۷۔ وَحَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ أَنَا أَبُو عَامِرٍ الْعَقَدِيُّ قَالَ نَافِلِيَّةٌ عَنْ ضَمْرَةَ تَوْ بِنِ سَعِيدٍ عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُثْمَةَ عَنْ أَبِي وَاقِدٍ اللَّيْثِيَّ قَالَ سَأَلَنِي عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَمَّا قَرَأَ بِهِ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي يَوْمِ الْعِيدِ فَقُلْتُ يَا قَتَرَبَتِ السَّاعَةُ وَ قِي وَالْقُرْآنِ الْمَجِيدِ۔

۱۹۵۸۔ حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ قَالَ نَا أَبُو سَامَةَ عَنْ هِشَامِ بْنِ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ دَخَلَ عَلَيَّ أَبُو بَكْرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ وَعِنْدِي جَارِيَتَانِ مِنْ جَوَارِ الْأَنْصَارِ يُغْنِيَانِ بِنَا لَقَدْ دَلَّتِ الْأَنْصَارُ يَوْمَ بَعَاثَ قَالَتْ وَ لَيْسَتَا بِغَنِيَتَيْنِ فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ ابْزُورِي الشَّيْطَانِ فِي بَيْتِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَ ذَلِكَ فِي يَوْمِ عِيدٍ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا أَبَا بَكْرٍ إِنَّ لِكُلِّ قَوْمٍ عِيدًا وَ هَذَا عِيدُنَا۔

۱۹۵۹۔ وَحَدَّثَنَا لَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى وَ أَبُو كُرَيْبٍ

ایک اور سند سے بھی یہ روایت منقول ہے اس میں

يَلْعَبُونَ فِي الْمَسْجِدِ قَالَ عَطَاءٌ قُرُسٌ أَوْ حَبَشٌ قَالَ
وَقَالَ ابْنُ عَتِيقٍ بَلْ حَبَشٌ -

۱۹۶۶ - وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ وَعَبْدُ بْنُ
حَمِيدٍ قَالَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ رَافِعٍ نَاعِدُ الرَّزَّاقِ
قَالَ أَنَا مَعَهُ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنِ ابْنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ أَبِي
هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ يَلْبَسُ الْحَبَشَةُ يَلْعَبُونَ
عِنْدَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِعَوَابِعِهِمْ
وَدَدَ خَدَّ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ فَأَهْوَى
إِلَى الْحَصْبَاءِ يَحْصِبُهُمْ بِهَا فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللَّهِ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَعْنَهُمْ يَا عُمَرُ -

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جس وقت
حبشی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس کھیل رہے تھے
حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ آگے اور ان کو مارنے کی
خاطر لنگریاں اٹھانے کے لیے جھکے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم نے فرمایا: اسے عمر! ان کو رہنے دو!

عیدین میں عورتوں کا جانا حدیث نمبر ۱۹۴۵ میں نماز عید کے خطبہ کے ضمن میں روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
نے عورتوں کے پاس جا کر خصوصاً نصیحت کی اور بتلایا کہ تم میں سے اکثر جہنم کا ایندھن
ہیں، صحیح بخاری میں ہے کہ مجھے اریث النار فاذا اکثر اهلها النساء لے مجھے جہنم دکھایا گیا
اس میں زیادہ تر عورتیں تھیں اور اس کی وجہ یہ بتلائی کہ تم بکثرت شکایت کرتی ہو، عاؤد کا شکر ادا نہیں کرتیں اور
اس کی نافرمانی کرتی ہو۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس دنیا میں جہنم اور جہنم والے
دیکھ دیے تھے اور آپ کو علم تھا کہ جہنمیوں کی تعداد کتنی ہے۔ صحیح بخاری کی ایک اور حدیث میں ہے: انی رايت الجنة و
تنادلت عتقودا دلوا صبة لا کلمہ منہ ما بقیت الدنیا لے میں نے جنت کو دیکھا اور اس سے خوشے توڑنے
چکا اگر میں وہ خوشے توڑ لیتا تو تم اس سے رہتی دنیا تک کھاتے رہتے۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ آپ کو دنیا میں نہ صرف
جنت دکھادی گئی تھی بلکہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو اس میں تصرف کی اجازت بھی عطا کر دی تھی اور آپ کو دنیا میں جنتوں اور جہنمیوں
کا علم عطا کر دیا تھا۔ اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ محسن اور منعم کی شکایت کرنا ممنوع ہے ا لایکہ وہ مظلوم ہو کیونکہ مظلوم
کا شکایت کرنا جائز ہے۔ قرآن مجید میں ہے لا یحب اللہ الی جفہ بالسوء من القول الا من ظلم۔ (نساء: ۱۲۸)
اللہ تعالیٰ مظلوم کے علاوہ اور کسی شخص سے بڑائی کا اعلان (شکایت) پسند نہیں کرتا۔ اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ منعم اور محسن کا شکر
کرنا واجب ہے اور شوہر کی اطاعت کرنا اور اس کا حکم ماننا واجب ہے البتہ کسی گناہ میں شوہر کی اطاعت کرنا جائز نہیں ہے
اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ عید گاہ میں عورتوں کا جانا جائز ہے۔ علامہ نوری لکھتے ہیں: ہمارے اصحاب (علامہ شافعیہ)
کہتے ہیں کہ جو عورتیں بناؤ سنگار نہ کرتی ہوں ان کا عیدین میں جانا مستحب ہے اور جو بناؤ سنگار کرتی ہوں ان کا جانا جائز
نہیں ہے بلکہ یہ بات صحیح اور برحق ہے کہ عہد رسالت میں بالعموم عورتیں نماز پڑھنے مسجد میں جایا کرتی تھیں لیکن وہ سیدھی

۱۔ امام ابو عبد اللہ بخاری متوفی ۲۵۶ھ، صحیح بخاری ج ۱ ص ۹ مطبوعہ نور محمد امج المطابع کراچی الطبعة الثانیہ ۱۳۸۱ھ۔

۲۔ صحیح بخاری ج ۱ ص ۱۴۲

۳۔ علامہ یحییٰ بن شرف نوری متوفی ۶۷۶ھ شرح مسلم ج ۱ ص ۲۹۰ مطبوعہ نور محمد امج المطابع کراچی الطبعة الثانیہ ۱۳۷۵ھ۔

حَوْلَ وَجْهَهُ قَدْ خَلَّ أَبُو بَكْرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ فَأَنْتَمَ فِي
وَقَالَ يَزْمَارُ الشَّيْطَانِ عِنْدَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَقْبَلَ عَلَيْهِ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ فَقَالَ دَعُوهَا فَلَمَّا غَفَلَ عَنْهُمَا فَخَرَجَتَا
وَكَانَ يَوْمَ مَرْعِيٍّ يَلْعَبُ السَّوْدَانُ بِالْأَرْقِ وَالْحِرَابِ
فَمَا سَأَلَتْ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَ
إِنَّمَا قَالَ تَشْتَهَيْنِ تَنْظُرَيْنِ فَقَالَتْ كَعَمَّ فَاكَمْنِي
وَرَأَيْتُ وَهَدَيْتُ عَلَى خَيْلٍ وَهُوَ يَقُولُ دُونَكُمْ
يَا بَنِي أَرْفَدَةَ حَتَّى إِذَا مَلَيْتُ قَالَ حَسْبُكَ قُلْتُ
نَعَمْ قَالَ فَاذْهَبِي

ان کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا ان کو بٹھنے دو! حبیب رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی توجہ مٹی تریں نے ان لڑکیوں کو اٹھا لیا
اور وہ چلی گئیں اور عید کے دن حبشی نيزوں اور ڈھال کے
ساتھ کھیلتے تھیں۔ یا میں نے کہا یا خود رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم نے فرمایا کیا تم دیکھنا چاہتی ہو؟ میں نے کہا جی! آپ
نے مجھے اپنے پیچھے کھڑا کیا درآں حالیکہ میرا رخسار آپ کے
رخسار پر تھا اور آپ فرما رہے تھے اسے غوراً دیکھو تم کھیلتے
رہو حتیٰ کہ جب میں اگتا گئی تو آپ نے فرمایا بس؟ میں نے
کہا جی! آپ نے فرمایا اچھا جاؤ۔

۱۹۶۳۔ حَدَّثَنَا زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ نَاجِيٌّ
عَنْ هِشَامٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا
قَالَتْ جَاءَ حَبَشٌ يَزِفَتُونَ فِي يَوْمٍ مَرْعِيٍّ فِي
الْمَسْجِدِ فَدَعَا إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
فَوَضَعَتْ رَأْسِي عَلَى مَنْكِبِهِ فَجَعَلَتْ أَنْظُرُ إِلَى
لَبِيبِهِمْ حَتَّى كُنْتُ أَنَا الَّتِي أَنْصَرَفُ عَنِ النَّظَرِ
إِلَيْهِمْ

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں ایک بار عید
کے دن حبشی آ کر مسجد میں جگلی مشق کرنے لگے مجھے
نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے بلایا میں نے سر آپ کے کندھے پر رکھا
اور ان کی مشقوں کو دیکھنے لگی حتیٰ کہ میں خود ان کو دیکھنے سے
سیر ہو گئی۔

ایک اور سند سے بھی یہ روایت منقول ہے لیکن اس
میں مسجد کا ذکر نہیں ہے۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ انھوں نے
ان مشق کرنے والوں کے متعلق کہا کہ میں ان کی مشقیں دیکھنا چاہتی
ہوں۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم اور میں دروازہ پر کھڑے ہو گئے میں آپ کے کانوں
اور کندھوں کے درمیان سے ان کو مشق کرتے ہوئے دیکھ
رہی تھی۔

۱۹۶۵۔ وَحَدَّثَنِي أَبُو هَانِئٍ بْنُ دِينَارٍ وَعُقْبَةُ
بْنُ مَكْرَمٍ الْعَمِيُّ وَعَبْدَةُ بْنُ حُسَيْنٍ كُلُّهُمْ عَنْ أَبِي
عَاصِمٍ وَالتَّلَظُّظُ لِعُقْبَةَ قَالَ نَا أَبُو عَاصِمٍ عَنِ ابْنِ
جُرَيْجٍ قَالَ أَخْبَرَنِي عَطَاءٌ قَالَ أَخْبَرَنِي عَبْدُ بْنُ
عَمِيرٍ قَالَ أَخْبَرَنِي عَائِشَةُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا أَنَّهَا
قَالَتْ لَتَلْعَابَيْنِ وَدِدْتُ أَنِّي أَرَاهُمُ فَقَالَتْ
فَقَامَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقُمْتُ
عَلَى الْبَابِ أَنْظُرُ بَيْنَ أَذْنَيْهِ وَعَاقِبَتِهِ وَهُمْ

کھیل کود دیکھنا جائز ہے بشرطیکہ عورتیں مردوں کے بدن اور چہرہ کو نہ دیکھیں کیونکہ عورت کے لیے اجنبی مرد کو دیکھنا حرام ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: قُلْ لِلْمُؤْمِنَاتِ يَغْنَعْنَ مِنْ اَبْصَارِهِنَّ (نور: ۳۱) ”آپ مؤمنات سے کہیے کہ اپنی نظریں جھکا کر رکھیں نیز آپ نے ام سلمہ اور ام حبیبہ رضی اللہ عنہما سے فرمایا کہ ابن ام المکتوم سے پردہ کرنا، انھوں نے عرض کیا وہ نابینا ہے دیکھ نہیں سکتا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا تم بھی اندھی ہو؟ کیا تم اس کو نہیں دیکھتیں؟ امام ترمذی نے اس حدیث کو حسن قرار دیا ہے۔ اس حدیث کی بناء پر کہا گیا ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے صرف ان کے کھیل کود دیکھا تھا ان کے بدن کو نہیں دیکھا تھا اور جب بلا قصد نظر پڑی تو آپ نے فوراً نظر ہٹا لی تھی۔ دوسرا جواب یہ ہے کہ یہ واقعہ اس آیت کے نازل ہونے سے پہلے کا ہے تیسرا جواب یہ ہے کہ اس وقت حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا صغیرۃ السن تھیں اس لیے غیر مکلف تھیں لہ۔ علامہ عینی نے اس جواب پر یہ اعتراض کیا ہے کہ امام ابن حبان کی روایت سے ثابت ہے کہ حبشہ کا وفد سات بجری میں آیا تھا اور اس وقت حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی عمر پندرہ سال تھی لہ۔ شیخ ولی الدین عراقی نے لکھا ہے کہ آپ کی بہن حضرت اسماء آپ سے دس سال بڑی تھیں اور علامہ ابن اثیر اور علامہ عسقلانی نے لکھا ہے کہ ہجرت کے وقت حضرت اسماء کی عمر ستائیس سال تھی لہذا ہجرت کے وقت آپ کی عمر سترہ سال ہوئی اور اس واقعہ کے وقت چوبیس سال۔ اس حدیث سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی رحمت، حسن خلق اور اپنے اہل خانہ کے ساتھ حسن معاشرت کا پتہ چلتا ہے۔

عید کے دن حضرت عائشہ کے سامنے بچپتوں کا گانا | حدیث نمبر ۱۹۵۸، ۱۹۶۰ اور ۱۹۶۲ میں ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آرام فرما رہے تھے اور انصار کی دو (نابالغ) لڑکیاں جنگِ بابت کے واقعات پر مشتمل انصار کی ایک نظم گا رہی تھیں۔ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے انھیں جھڑکا اور کہا حضور کے سامنے یہ کیا شیطان کے لاگ ہیں! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اسے ابو بکر ہر قوم کی ایک عید ہوتی ہے اور یہ ہماری عید ہے۔ اس حدیث سے جو مسائل معلوم ہوتے ہیں وہ یہ ہیں کہ ایسی نظم گا کر بڑھنا جس میں کوئی غیر شرعی امر نہ ہو جائز ہے اس کی مزید تفصیل ہم آئندہ عنوان کے تحت ذکر کریں گے (۲) نابالغ (غیر مشتبہ) لڑکیوں کی آواز سننے میں کوئی حرج نہیں ہے (۳) اگر کوئی شخص عموماً اپنی بیٹی کے گھر آتا جاتا ہو تو وہ اس کے شوہر کی موجودگی میں بھی بلا اجازت آ سکتا ہے۔ (۴) حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کا لڑکیوں کو حضور کے سامنے گانے سے منع کرنا اس بات پر محمول ہے کہ انھیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی گانے بجانے اور مزامیر سے نفرت اور منع فرمانے کا علم تھا۔ (۵) باپ کا بیٹی کو تنبیہ کرنا جائز ہے خواہ وہ اس کے شوہر کے سامنے تنبیہ کرے۔ (۶) نبی عن المنکر یعنی بُرائی پر ٹوکنے کا ثبوت۔ (۷) گانے بجانے اور کھیل کود کی چیزیں اگرچہ درجہ اباحت میں ہوں بزرگوں کے سامنے ان میں بلا اجازت اشتغال کی ممانعت (۸) مرید اگر شیخ

۱۔ علامہ یحییٰ بن شریف ترمذی متوفی ۶۶۶ھ، شرح مسلم ج ۱ ص ۲۹۲، مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی الطبعة الثانیہ ۱۳۷۵ھ۔

۲۔ علامہ بدر الدین عینی متوفی ۸۵۵ھ، عمدۃ القاری ج ۶ ص ۲۷۱، مطبوعہ ادارۃ الطباعة المنیریہ مصر ۱۳۴۸ھ۔

۳۔ اکمل فی اسامی الرجال مع الشکرة ص ۵۸۷، مطبوعہ رشیدیہ دہلی۔ ۴۔ اسد الغابہ ج ۵ ص ۲۹۳، مطبوعہ انتشارات اسماعیلیاں

۵۔ اسامی ج ۲ ص ۲۳۰، مطبوعہ دار الفکر بیروت ۱۳۹۸ھ۔

مالک کا مشہور مذہب بھی یہی ہے۔ مجوزین اس حدیث سے استدلال کرتے ہیں اور مانعین یہ جواب دیتے ہیں کہ یہ گانا شجاعت اور جنگ کی حکمتوں کے واقعات کی نظم تھی، اس قسم کے گانے میں کوئی اختلاف نہیں ہے، اختلاف اس گانے میں ہے جو نفسانی خواہشات پر اُجھارے اور بُرے کاموں پر براہِ نیغبت کرے۔ قاضی میاضی فرماتے ہیں ان ڈکیوں کے گانے میں جنگ اور بہادری کے اشارے اس سے نفس میں ہیجان نہیں ہوتا وہ لڑکیاں صرف آواز بلند کر رہی تھیں۔ اسکا وجہ سے حضرت عائشہ نے فرمایا ”وہ گانے والی نہیں تھیں“ یعنی وہ پیشہ ور گانے والی نہیں تھیں جو جذبات بھڑکانے والے غش گیت گاتی ہیں، صرف اُفلاک بلند کرنا اور ترنم سے پرہنا مبارک ہے۔ صحابہ کرام نے اس کی اجازت دی ہے اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے سلسلے میں اس طرح کا غنا کیا ہے اور اس قسم کا گانا مبارک ہے لہٰذا یعنی جس گانے میں جذبات کو بھڑکانے والے غش اشارہ ہوں، امور محمودہ کو باواز بلند اور ترنم سے پڑھنا جائز ہے۔ علامہ کرمانیؒ اور علامہ قاریؒ نے بھی علامہ فردی کے قول پر اعتماد کر کے اس کو نقل کیا ہے۔ شیخ عبدالحق محدث دہلوی لکھتے ہیں: یہ حدیث مخصوص طریقہ سے گانے کے جواز پر دلالت کرتی ہے اس سے مطلقاً اباحت (اجازت) لازم نہیں آتی البتہ فرع میں نص نہ ہونے کی وجہ سے اس پر قیاس کیا جاسکتا ہے اور فرع کے نہ ہونے میں اختلاف ہے اور انصاف یہ ہے کہ اس کی حرمت پر شراب اور زنا کی حرمت کی طرح کوئی دلیل نہیں ہے اور بعض متاخرین محدثین نے تصریح کی ہے کہ گانے کی حرمت میں کوئی صحیح حدیث نہیں ہے اور بعض علماء کہتے ہیں کہ غنا کی حرمت پر کوئی دلیل قطعی ہے نہ اباحت پر اور اصل اشیاء میں اباحت ہے اس کے باوجود اس بات میں شک نہیں ہے کہ گانے کو دائمی مہمل بنالینا اتباع سنت کے خلاف ہے۔ فقہاء نے اس مسئلہ میں بہت سختی کی ہے لیکن ان کا مقصود بُرائی کو جڑ سے اکھاڑ ہے اور صحیح یہ ہے کہ امام اعظم کے نزدیک گانا مکروہ ہے ۱۔

علامہ بدرالدین عینی حنفی، قاضی عیاض مالکی اور علامہ نووی شافعی وغیرہم کی تصریحات سے ظاہر ہو گیا کہ جس نظم میں اللہ تعالیٰ کی حمد، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نعمت، صحابہ کرام کی منقبت، علم و حکمت، وعظ و نصیحت اور امور محمودہ اس کو کسی قسم کے ساز کے بغیر گا کر ترنم اور آواز کے زیر و بم کے ساتھ پڑھا جائے وہ اُمدار بعد کے نزدیک جائز ہے اور جذبات کو بھڑکانے والی عشقیہ غزلیں اور ایسا منظوم کلام جس میں ناجائز امور کا ذکر اور ان کی ترغیب ہو اس کو گانا کہنا اُمدار بعد کے نزدیک مکروہ تحریمی ہے۔ فقہاء اربعہ کی جن عبارات میں اس پر حرام کا اطلاق کیا گیا ہے اس سے مراد ظنی اور اجتہادی حرمت ہے جو مکروہ تحریمی کے مترادف ہے اس حرمت سے ان کی مراد ایسی حرمت قطعیہ نہیں ہے جیسی شراب اور زنا کی حرمت ہے اس لیے شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمہ اللہ کا یہ فرمانا بالکل صحیح ہے کہ غنا (گانے) کی حرمت پر ایسی دلیل قطعی نہیں ہے جیسے شراب اور زنا کی حرمت پر ہے۔ کیونکہ اس کی حرمت دلائل ظنیہ سے ثابت ہے۔ اب ہم سطور ذیل میں احناف کثرہم اللہ کے مسلم فقہاء کی عبارات کی روشنی میں غنا (گانے) کا شرعی حکم بیان کریں گے۔

۱۔ علامہ یحییٰ بن شرف نووی متوفی ۶۷۶ھ شرح مسلم ج ۲ ص ۲۹۱ مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی، الطبعة الثانیہ ۱۳۷۵ھ۔

۲۔ علامہ محمد بن یوسف کرمانی متوفی ۷۸۶ھ، تحقیق الکواکب الدراری ج ۲ ص ۶۱، مطبوعہ دار احیاء التراث العربی بیروت، الطبعة الثانیہ ۱۴۰۱ھ۔

۳۔ علامہ قاری حنفی ہمدانی متوفی ۱۰۱۴ھ، مرقات ج ۳ ص ۱۸۹ مطبوعہ مکتبہ امدادیہ لبنان ۱۳۹۲ھ۔

۴۔ شیخ عبدالحق محدث دہلوی متوفی ۱۰۵۲ھ، اشۃ المسات ج ۱ ص ۶۰۰، مطبوعہ مطبعہ تیج کار مکتبہ طبع نہم۔

کے سامنے کوئی نامناسب کام دیکھے تو اس پر اٹھ کر کرے۔ یہ انکار شیخ کے احباب علیہ السلام کی تعلیم کے پیش نظر ضروری قرار دیا۔
 کائنات کے سامنے فتویٰ دینا واجب کہ اس کے علم میں یہ بات ہو کہ وہ انسان کی طاعت کے مطابق فتویٰ دے رہا ہے اور یہ بھی ممکن
 ہے کہ حضرت ابو بکر نے یہ گمان کیا ہو کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سوئے ہوئے ہیں جب آپ بیدار ہوئے تو لوگوں کو
 گاتے ہوئے دیکھ کر حضرت عائشہ پر ناراض ہوئے اس لیے حضرت عائشہ پر شفقت کرتے ہوئے ان لوگوں کو منع کیا۔
 (۱۰) بیدار کے دن بچتوں کے لیے کھیل کو روک دیا اور گانے کا جواز ہر چند کہ باطن پختوں کے لیے عید کے علاوہ دوسرے ایام میں
 بھی کھیل کو روک دیا گانا جائز ہے بشرطیکہ اس میں کوئی فحش بات نہ ہو (لیکن عید کے دن اس کی خصوصیت کے ساتھ رخصت
 گانے کا شرعی حکم) علامہ عینی کہتے ہیں کہ علامہ قرطبی کہتے ہیں کہ گانے کی تحریم میں کوئی اختلاف نہیں ہے کیونکہ یہ اس
 بہو و لعب سے ہے جو مذہب سے اجتناب جو گانا عمارت سے خالی ہو اس کی قلیل مقدار عید اور
 شادی کے موقع پر جائز ہے، امام ابو حنیفہ کے نزدیک گانا حرام ہے، اہل عراق کا بھی یہی قول ہے، امام شافعی کے نزدیک
 گانا مکروہ ہے اور یہی امام مالک کا مذہب ہے۔ صوفیہ کی ایک جماعت نے اس باب کی حدیث سے ساز کے ساتھ ابو یوسف
 ساز کے گانے کے جواز پر استدلال کیا ہے ان کا یہ استدلال اس وجہ سے مردود ہے کہ وہ پچھتیاں صرف جنگ کے حالات
 پر مشتمل نظم گارہی تھیں۔ اسی وجہ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی اجازت دی تھی لیکن وہ صرف گانا غرا بید و جنگ
 کو بیدار کرتا ہے جس میں عورتوں، بے ریش لڑکوں اور شراب و غیرہ کی تعریف ہوتی ہے۔ (جیسے غزلیں اور فحش گانے) ان
 کے پر ام ہونے میں کوئی اختلاف نہیں ہے، اور جہاں صوفیوں نے غنائیں جو بدعت پیدا کر لی ہیں ان کا کوئی اعتبار نہیں
 ہے۔ اگر تم غنائیں ان کے اقوال اور افعال کو دیکھو تو زندگی کے آثار دیکھو گے۔

علامہ ابن جریر مستطانی نے بھی اس حدیث کی شرح میں یہی لکھا ہے: علامہ دشتانی کہتے ہیں کہ علامہ مازنی نے فرمایا ہے کہ
 آلات موسیقی کے ساتھ گانا ممنوع ہے اور غیر آلات کے گانا امام مالک اور امام شافعی کے نزدیک مکروہ اور احناف کے
 نزدیک ممنوع ہے اور اصحاب شافعی نے امام مالک سے جواز نقل کیا ہے۔ قاضی عیاض فرماتے ہیں کہ امام مالک کے مذہب
 میں مشہور حرمانت ہے جواز نہیں۔ علامہ قرطبی نے فرمایا کہ بعض صوفیہ نے آلات غناء کے ساتھ گانے بجانے کا نام سماج لگا
 ہے اس کے حرام ہونے میں کوئی اختلاف نہیں ہے اور بہت سے لوگ اس کی تحریم سے ناواقف ہیں حتیٰ کہ ان سے مجزوں
 کے سے افعال ظاہر ہوتے ہیں وہ موسیقی کی دھنوں پر رقص کرتے ہیں اور ایک قوم ان ائمہ میں یہاں تک پہنچی ہے کہ اس
 نے ان امور کو نجی اور اعمال صالحہ میں سے قرار دیا، اور یہ بے دینی کے آثار میں سے ہے، ہم اللہ تعالیٰ سے بدعت اور
 فتنوں سے پناہ مانگتے ہیں اور اتباع سنت کا سوال کرتے ہیں۔

علامہ نردی کہتے ہیں کہ گانے میں علماء کا اختلاف ہے۔ اہل حجاز کی ایک جماعت نے اس کو جائز قرار دیا ہے۔ امام مالک
 سے بھی جواز کی ایک روایت ہے، امام ابو حنیفہ اور اہل عراق نے گانے کو حرام قرار دیا ہے۔ امام شافعی مکروہ کہتے ہیں امام

۱۔ علامہ بدرالدین عینی حنفی متون ۸۵۵ھ، عمدۃ القاری ج ۶ ص ۲۷۱، مطبوعہ احادیۃ الطباعۃ النیریہ مصر ۱۳۴۸ھ۔

۲۔ علامہ ابن جریر مستطانی شافعی متون ۸۵۲ھ - فتح الباری ج ۲ ص ۴۲۲، مطبوعہ دار نشر المکتب الاسلامیہ لاہور ۱۳۰۱ھ۔

۳۔ علامہ ابو عبد اللہ دشتانی مالکی متون ۸۲۸ھ، اکمال الکمال العلم ج ۳ ص ۴۲ - ۴۰، مطبوعہ دار المکتب العلمیہ بیروت۔

کر وہ تفصیل پر اعتماد کیا ہے۔ ۱۔

مالگیری میں ہے؛

اختلفوا فی التغنی المجرود قال بعضهم انه حرام مطلقاً والاستماع الیه معصیۃ وهو احتیاط شیخ الاسلام ولو سمع بفتۃ فلاثم علیہ ومنہم من قال لا بأس بان یتغنی یتغنی بہ نظر القوافی والقصائد ومنہم من قال یجوز التغنی لدفع الوحشة اذا کان وحده ولا یكون علی سبیل اللہو والیہ مال شمس الائمة السرخسی ولو کان فی الشعر حکم او عجز او فقه لا یکرہ کذا فی التبیین واذا کان فی الشعر صنفہ المرأة ان کانت امرأۃ بعینہا وہی حیۃ یکرہ وان کانت میتۃ لا یکرہ وان کانت امرأۃ مرسلۃ لا یکرہ و فی النوازل قراءۃ شعرا لا یریب اذا کان فیہ ذکر الفسق والخمر والغلام یکرہ ۲۔

بغیر ساد کے گانے میں بھی اختلاف ہے بعض فقہاء نے کہا یہ مطلق حرام ہے اور اسی کا سننا گناہ ہے شیخ الاسلام کا یہی نظریہ ہے اور اگر باقاعدہ سن لیا تو گناہ نہیں ہے بعض فقہاء نے کہا ہے فصاحت اور نظم قرانی کے استفادہ کے لیے گانے میں کوئی حرج نہیں ہے، بعض فقہاء نے کہا جب اکیلا ہو تو پریشانی دور کرنے کے لیے گانے میں کوئی حرج نہیں ہے جبکہ یہ بر سبیل نہ ہو نہ شمس الائمہ سرخسی کا یہی نظریہ ہے اور اگر اشار میں حکمت عبرت یا فقر کی بات ہو تو مکروہ نہیں ہے تبیین میں اسی طرح ہے اور اگر شعر میں کسی زندہ اور میت غور کا ذکر ہو تو مکروہ ہے اور اگر فوت شدہ عورت کا ذکر ہو تو کوئی حرج نہیں ہے، اسی طرح غیر میں عورت کا ذکر بھی مکروہ نہیں ہے نوازل میں ہے کہ جب اشار میں فسق، شراب اور بے ریش لڑکوں کا ذکر ہو تو اس کا گانا مکروہ ہے۔

غنا اور آلات موسیقی کے شرعی احکام کی تفصیل

غنا گانے کو کہتے ہیں اور گانے کا شرعی حکم احادیث صحیحہ اور عبارات فقہاء کی روشنی میں یہ ہے کہ گانے کا مضمون اگر جائز ہو تو گانا جائز ہے اور اگر گانے کا مضمون ناجائز ہو تو گانا ناجائز ہے نیز یہ بھی ملحوظ رہے کہ عورتوں کا مردوں کے سامنے گانا یا مردوں کا عورتوں کے سامنے گانا یا عجب کی اوٹ سے مردوں کا عورتوں کی آواز میں گانا سننا بہر حال ناجائز ہے خواہ گانے کا مضمون کیسا ہی ہو۔ بکثرت احادیث صحیحہ سے ثابت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آلات موسیقی کے بجانے اور آلات موسیقی کی آواز سننے کو حرام کر دیا ہے خواہ وہ آلات موسیقی ہاتھ سے بجانے والے ہوں جن کو معازف کہتے ہیں یا وہ آلات موسیقی منہ سے بجانے والے ہوں جن کو عربی میں مزامیر کہتے ہیں، البتہ احادیث میں نکاح، ولیمہ اور عید کے موقع پر صرف دن بجانے کی رخصت اور اجازت ہے لیکن ان مخصوص مواقع پر اجازت کے ثبوت سے یہ لازم نہیں آتا کہ دن یا دیگر آلات موسیقی کا مطلقاً بجانا جائز ہو کیونکہ اولاً تو دیگر احادیث صحیحہ میں دن سمیت تمام آلات موسیقی کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مطلقاً حرام فرما دیا ہے۔ اس لیے اجازت انہی مواقع کے ساتھ مخصوص رہے گی اور غلبہ سب اربہ کے فقہاء نے ایسا ہی کیا ہے ثانیاً اس لیے کہ حدیث

۱۔ علامہ ابن عابدین شامی متوفی ۱۲۵۲ھ، رد المحتار ج ۵ ص ۳۰۵، مطبوعہ مطبع ثنائیہ استنبول ۱۳۲۷ھ

۲۔ نظام الدین متوفی ۱۱۵۷ھ، مالگیری ج ۵ ص ۳۰۱، مطبوعہ مطبعہ کبری امیر یہ بلاق مصر ۱۳۱۶ھ۔

علامہ ابن ہمام فرماتے ہیں:

ان في التغني لاسماع نفسه ولد فم الوحشة
خلافاً بين المشائخ منهم من قال لا يكره انما
يكره ما كان على سبيل الله احتجاً بما
بعادوى عن انس بن مالك رضى الله عنه
انه دخل على اخيه البراء بن مالك وكان
من زهاد الصحابة وكان يتغنى وبعادوى
شمس الائمة السرخسى رحمه الله ومن المشائخ
من كره جميع ذلك وبعادوى اخذ
شيخ الاسلام ويحده دايث البراء بن
مالك انه كان ينشد الاشعار المباحة التي
فيها ذكر الحكم والمراعاة فان لفظ الغناء
كما يطلق على المعروف يطلق على غيره
قال صلى الله عليه وسلم من لم يتغن بالقرآن
فليس من وانشاء المباح من الاشعار لا بأس به
ومن المباح ان يكون فيه صفة امرأة مرحلة
بخلاف ما اذا كانت بعينها حية ووصف
الخمر المهيبة اليها والدويرات والحانات
والهجاء لمسلم او ذمى اذا اراد المتكلم
هجاءه لا اذا اراد انشاء الشعر
للاستشهاد به او لتعلم فصاحت
وبلاغت الى قوله فله وجب المنع
على هذا.

اپنے دل میں گانا گانے یا پریشانی دور کرنے کے
لیے گانے میں مشائخ کا اختلاف ہے۔ بعض مشائخ نے کہا
ہے کہ یہ مکروہ نہیں ہے یہ اس وقت مکروہ ہوگا جب بطور ہجو
ہو، کیونکہ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ
وہ اپنے بھائی عزت بن ابی بن مالک رضی اللہ عنہ کے پاس گئے تو وہ گانا
رہے تھے مالا نکر وہ انتہائی زائد صحابی تھے، امام شمس الائمہ
سرخسی نے اسی وجہ سے اسی قسم کے گانے کو ہائز قرار دیا
ہے۔ بعض مشائخ نے گانے کی تمام اقسام کو مکروہ قرار دیا ہے
شیخ الاسلام کا یہی نظریہ ہے، اور حضرت برادر بن مالک رضی اللہ
عنہ اسی قسم کے اشعار گنگا رہے تھے بن میں حکمت اور نصیحت
کی باتیں تھیں کیونکہ گانے کا اطلاق جیسے معروف گانے پر
ہوتا ہے اس کے علاوہ پر بھی ہوتا ہے۔ رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے قرآن کو غنا (خوش آوازی)
سے نہیں پڑھا وہ ہمارے طریقہ (مکروہ) پر نہیں ہے اور
مباح اشعار پڑھنے میں کوئی حرج نہیں ہے جس شعر میں کسی
غیر متین عورت کا ذکر ہو وہ شعر مباح ہے بخلاف ان اشعار
کے جن میں کسی زندہ متین عورت کا ذکر ہو یا شراب کا وصف
ہو، شراب کی دکانوں اور جام کو گردش میں لانے والیوں کا
بیان ہو۔ یا کسی مسلمان یا ذمی کی بلا راہ ہجو اور جب کسی
چیز پر استدلال کے لیے شعر پڑھا جائے یا فصاحت و
جوفت ظاہر کرنے کے لیے تو اس کو منع کرنے کی کوئی وجہ
نہیں ہے۔

امام ابن ہمام کی اس عبارت کو علامہ ابن نجیم نے بھی بیان کیا ہے۔

علامہ بابر ترقی رحمہ اللہ نے بھی اشعار کو گانا کہہ پڑھنے میں یہی فرمایا ہے کہ اگر ان کا مضمون وعظ و حکمت وغیرہ پر مبنی ہے تو
ان کو گانا کہہ پڑھنا جائز ہے اور اگر ان کا مضمون ایسا نہیں ہے تو ان کا پڑھنا مکروہ ہے کہ علامہ شامی نے بھی علامہ ابن ہمام کی بیان
کی۔ علامہ کمال الدین ابن ہمام متوفی ۸۶۱ھ، فتح القریب ج ۶ ص ۸۶۶ مطبوعہ مکتبہ نوریہ رضویہ سکسٹر۔

علامہ زین الدین ابن نجیم متوفی ۹۰۰ھ، البحر الرائق ج ۵ ص ۸۸ مطبوعہ مکتبہ مابعدیہ کوئٹہ۔

علامہ اکمل الدین محمد بن محمد بابر ترقی متوفی ۸۶۲ھ، غایہ علی الشش الطبع ج ۶ ص ۸۵، مطبوعہ مکتبہ نوریہ رضویہ سکسٹر۔

الحد والحریر والنعم والمعاذف ولینزلن
اقوام الی جنب علم یروح علیہم بسارحة
لہم یا تہمد یعنی الفقیر لحاجة فیکرلوا
ارجع الینا غدا فیبیتہم اللہ و یضرب
العلم ویمسح آخرین قردة و خناذیر
الی یوم القیمة ۱۰

جو زنا، ریشم، شراب اور باجول (آلات غنا) کو حلال قرار دیں
گئے اور کچھ ایسے لوگ پہاڑ کے دامن میں رہیں گے کہ جب شام
کو وہ اپنے جانوروں کا ریوڑ لے کر ٹہیں گے اور ان کے پاس
کوئی فقیر اپنی حاجت سے کرکے گا تو کہیں گے ”کل انا“۔
اللہ تعالیٰ پہاڑ گرا کر ان کو ہلاک کر دے گا اور دوسرے
لوگوں (شراب اور باجول وغیرہ کو حلال کرنے والوں) کو
مسخ کر کے قیامت تک کے لیے بندھاؤ خنزیر بنادینگا

اسی حدیث میں معاذف (آلات غنا) کے حلال کرنے والوں کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بندر اور خنزیر کی شکل میں
مسخ کیے جانے کی وعید سنائی ہے۔ بندر اور خنزیر کی شکل میں تبدیل کیے جانے سے یہ بھی مراد ہو سکتا ہے کہ حقیقتاً بندر
اور خنزیر کی شکل میں تشکل کر دیے جائیں اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ ان کے اخلاق یا ان کے قلوب بندر اور خنزیر کے
اخلاق اور قلوب کے ساتھ تبدیل کر دیے جائیں۔

عن ابی ہریرۃ ان رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم قال الجرس مزار میر
الشیطان ۱۱

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا گھنٹی شیطان کا مزار (بانسری)
ہے۔

عن ابی امامۃ عن رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم قال لا تبیعوا القینات ولا
تشتروہن ولا تعلموہن ولا خیر فی تجارۃ
فیہن وثمنہن حرام فی مثل هذا انزلت
ہذا الایۃ ومن الناس من یشتری
لہو الحدیث لیصل عن سبیل
اللہ ۱۲

حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا گانے بجانے والی لونڈیوں
کی خرید و فروخت نہ کرو نہ انہیں (گانا بجانا) سکھاؤ نہ اس
کی تجارت میں خیر ہے اور ان کی قیمت حرام ہے اور اسی کی
مثل میں یہ آیت نازل ہوئی ہے: ومن الناس من
یشتری لہو الحدیث لیصل عن سبیل اللہ۔

عن جابر قال قال رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم انما نہیت عن نوح
عن صوتین احقین فاجرین صوت
عند نفۃ لہو ولعب ومزامیر شیطان

حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مجھے ایسی دو آوازوں کے
سننے سے منع کیا گیا ہے جن میں فسق و فجور ہے، ایک وہ
آواز جو گانے بجانے اور مزامیر شیطان سے متعلق ہے اور

۱۰۔ امام ابو عبد اللہ محمد بن اسماعیل بخاری متوفی ۲۵۶ھ، صحیح بخاری ج ۲ ص ۸۳، مطبوعہ نور محمد صحیح المطابع کراچی ۱۳۸۱ھ۔

۱۱۔ امام ابو الحسن مسلم بن حجاج قشیری متوفی ۲۶۱ھ، صحیح مسلم ج ۲ ص ۲۰۲، مطبوعہ نور محمد صحیح المطابع کراچی، الطبعة الثانیہ ۱۳۷۵ھ۔

۱۲۔ امام ابو عیسیٰ ترمذی متوفی ۲۷۹ھ جامع ترمذی ص ۲۰۵، مطبوعہ نہ محمد کارخانہ تجارت کتب کراچی۔

لہوہم وشرا بہم فاصبحوا قرۃ و
ختا زیرو۔^۱

اور باجوں کو بچائیں گے اور شرابی پیش گئے اسی نحو و حسب
میں وہ ملت بسر کریں گے اور صبح کردہ بندر اور خنزیر بنا دیے
جائیں گے۔

علامہ عینی نے اس حدیث کو جامع ترمذی اور سنن سید ابن منصور کے حوالے سے بیان کیا ہے

حضرت شریح نے دن کی آواز سنی تو فرمایا: جس گھر
میں دن ہوا اس میں فرشتے داخل نہیں ہوتے۔

عن شریح انہ سمع صوت دف فقال: اللہ انکرت
لا یدخلون بیتا فیہ دف یومہ

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے میری امت پر
شراب، خمر، بانیسری، طبل، اور ربڑ (آلات موسیقی) کو حرام
کر دیا ہے اور قرقر کی ناز و زیادہ کر دی ہے۔

عن عبد اللہ بن عمر و قال قال رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان اللہ حرم
علی امتی الخمر والیسر والنز والکوبۃ
والقننین وخراد فی صلوۃ الوتر قال یزید
القننین الرابط یومہ

قیس بن سعد بن عبادہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میرے رب تبارک و تعالیٰ نے
مجھ پر شراب، طبل اور ربڑ (آلات موسیقی) کو حرام کر دیا ہے اور
”غبیرا“ شراب سے بچو کیونکہ وہ تمام جانوں کی شراب
کا تیسرا حصہ ہے۔

عن قیس بن سعد بن عبادۃ ان رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال ان ربی
تبارک و تعالیٰ حرم علی الخمر والکوبۃ
والقننین وایاکم والغبیرا فنا نہا
ثلث خمر العالم یومہ

حضرت ابومالک اشجعی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میری امت کے بعض لوگ
شراب کا نام بدل کر اس کو پیشیں گے ان کے پاس آلات
موسیقی بجائے جائیں گے اور گانے وایاں ہوں گی۔ اللہ تعالیٰ
ان کو زمین میں دھنسا دے گا اور ان کو بندر اور خنزیر بنا
دے گا۔

عن ابی مالک الاشجعی ان رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم یقول: یشرب اناس
من امتی الخمر یسمونہا بغیر اسمہا یضرب
علی رؤوسہم بالمعازف والقینات یخسف
اللہ بہم الارض ویجعل منهم القرۃ
والختا زیرو

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ

عن ابن عباس عن النبی صلی اللہ علیہ

۱۔ علامہ بدرالدین خنی متوفی ۸۵۵ھ، عمدۃ القاری ج ۲/ ص ۱۷۷، مطبوعہ ادارۃ المطابع المشرقیہ ۱۳۳۸ھ

۲۔ حافظ ابوبکر ابن ابی شیبہ متوفی ۲۳۵ھ، المصنف ج ۲/ ص ۱۹۳ مطبوعہ ادارۃ القرآن کراچی ۱۴۰۶ھ۔

۳۔ امام احمد بن حنبل متوفی ۲۴۱ھ، مسند احمد ج ۲ ص ۱۶۵، مطبوعہ مکتب اسلامی بیروت، الطبعة الاولى ۱۳۲۲ھ۔

۴۔ ” ج ۳، ص ۴۲۲ ”

۵۔ امام ابوبکر بن ابی شیبہ متوفی ۲۳۵ھ، المصنف ج ۸ ص ۱۰۷، مطبوعہ ادارۃ القرآن کراچی، الطبعة الاولى ۱۴۰۶ھ۔

وصوت عند مصیبة خمش وجوه و شق جیوب
ورنة شیطان۔

دوسری وہ آلات جو مصیبت کے وقت منہ نہ چپے، مگر بیان پھاڑنے
اور شیطان ہیچ و پکار سے متعلق ہے۔

اسی حدیث کو امام بیہقی نے اپنی سند کے ساتھ سنن کبریٰ میں نقل کیا ہے۔
امام عبد الرزاق نے بھی اس حدیث کو حضرت صن بصری سے روایت کیا ہے۔

عن ابی امامتا عن النبی صلی اللہ علیہ
وسلم قال ان اللہ عز وجل بعثنی رحمۃ و
هدی للعلیین و امرنی ان امحق المزامیر و
الکنارۃ، یعنی البرابط و المعازف و الاوتان
التي كانت تعبد فی الجاهلیة و اقسم دبی
عز وجل بعزته لا یشرب عبد من عبیدی
جرعة من خمر الاستقیة مکانہ، من حمیم
جہنم معذبا و مغفورا له و لا یسقیها
صبیا صغیرا الا سقیته ایاہ من حظيرة
القرس و لا یحل بیعہن و لا شراء هن و لا
تعلیہن و لا تجارة فیہن و اثمانہن
حرام للمذنبات۔

حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ
علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے مجھے تمام جہانوں کے لیے
رحمت اور ہدایت بنا کر بھیجا ہے اور مجھے منہ اور ہاتھ سے
بجائے جانے والے آلات موسیقی اور سازوں کو مٹانے کا حکم
دیا ہے اور ان بٹروں کو مٹانے کا حکم دیا ہے جن کی زمانہ جاہلیت
میں پڑ جا بھرتی تھی اور میرے رب عزوجل نے اپنی عزت کی قسم
لکھا کہ فرمایا میرے بندوں میں سے جس نے شراب کا ایک گھونٹ
پیا میں اس کو اسی کے بدترین جہنم کا کھوتا ہوا پانی پلاؤں گا
خواہ اسے مذاب ہو یا بخشا جائے اور جو شخص کسی بچہ کو شراب
پلائے گا اس کو بھی کھوتا ہوا پانی پلاؤں گا اور گانے والی
عورتوں کی خرید و فروخت اور گانے کی تعلیم اور تجارت اور
ان کی قیمت حرام ہے۔

عن ابی ہریرۃ قال قال رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم یمنع قوم من امتی اخر
الزمان قردة و خنازیر قالوا یا رسول
اللہ و یشہدون انک رسول اللہ و ان لا الہ
الا اللہ قال نعم و یصلون و یصومون
و یحجون قالوا فما بالہم یا رسول اللہ
قال اتخذوا المعازف و القینات و الدفوف
و یشربون هذه الاشربة فبأتوا علی

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا آخر زمانہ میں میری امت کی ایک قوم کو
مسخ کر کے بندر اور خنزیر بنا دیا جائے گا، صحابہ نے عرض
کیا یا رسول اللہ! خواہ وہ اسی بات کی شہادت دیتے ہوں کہ
آپ اللہ کے رسول ہیں اور اللہ کے سوا کوئی عبادت کا مستحق
نہیں۔ آپ نے فرمایا ہاں خواہ وہ نازی پڑھتے ہوں روزے
رکھتے ہوں، حج کرتے ہوں، صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ!
ان کا کیا جرم ہوگا؟ آپ نے فرمایا وہ عورتوں کا گانا سنیں گے

۱۔ حافظ ابوبکر بن ابی شیبہ ترمذی ۲۲۵ھ، المصنف ج ۳ ص ۳۹۳، مطبوعہ ادارۃ القرآن کراچی الطبعة الاولى ۱۴۰۶ھ۔

۲۔ حافظ ابوبکر احمد بن علی بیہقی ترمذی ۴۵۸ھ، سنن کبریٰ ج ۲ ص ۶۹، مطبوعہ نشر المکتبۃ عثمان۔

۳۔ حافظ عبد الرزاق بن ہمام ترمذی ۲۱۱ھ، المصنف ج ۱ ص ۶، مطبوعہ مکتب اسلامی بیروت الطبعة الاولى ۱۳۹۰ھ۔

۴۔ امام احمد بن حنبل ترمذی ۲۴۱ھ، المسند ج ۵ ص ۲۵۷، مطبوعہ مکتب اسلامی بیروت الطبعة الاولى ۱۳۲۶ھ۔

وسلم قال ان الله تبارك وتعالى حرم عليكم
الخمر والميسر والكوبة وهو الطبل وقال كل مسكر حرام
عن انس من قعد الى قينة يستمع منها
صب الله في اذنيه الا انك يوم القيامة

عن عبد الله بن بشر صاحب رسول الله
صلی اللہ علیہ وسلم قال سمعتہ يقول انما يكون
في اخر هذه الامة قوم بيناهم في شراب الخمر
وضرب المعازف حتى الله عليهم فيعود قدوة
وخنازير (رواه الطبرانی)

عن عبد الرحمن بن سابط رضي الله عنه
قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم
يكون في امتي خسف وقذف ومسنم قالوا
فمتي ذاك يا رسول الله ؟ قال اذا ظهر
المعازف واستحلوا الخمر

عن عبد الله بن عمر رضي الله عنه ان النبي
صلی اللہ علیہ وسلم قال ان الله حرم الخمر
والميسر والكوبة والغبيراء وكل مسكر
حرام

اس حدیث کو امام احمد نے بھی اپنی سند میں بیان کیا ہے۔

عن ابن عباس رضي الله عنه قال الدف
حرام والمعازف حرام والكوبة حرام

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے تم پر شراب، بھاد
اور طبل حرام کر دیا ہے اور فرمایا ہر نشہ آور چیز حرام ہے۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں جو شخص کسی گانے
والی کے پاس بیٹھ کر گانا سنتا ہے قیامت کے دن اللہ تعالیٰ
اس کے کانوں میں پگھلا ہوا سیسہ ڈالے گا۔ (ایضاً ذابشر)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابی حضرت عبداللہ بن
بشر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
نے فرمایا: اس امت کے آخر میں ایک ایسی قوم ہوگی جو شراب
نوشی اور آلات موسیقی میں مشغول ہوگی کہ اچانک ان پر اللہ
تعالیٰ کا عذاب نازل ہوگا اور انہیں بندہ اور خنزیر بنا دیا جائیگا!

حضرت عبدالرحمن بن سابط رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں
کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میری امت میں زمین میں
دھنسنے، پتھر برستے اور صوف میں مسخ ہونے کے واقعات ہونگے
صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ! یہ کب ہوگا؟ آپ نے فرمایا: جب
آلات موسیقی کا رواج ہوگا اور لوگ شرابوں کو حلال کر لیں

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے خمر، بھاد،
طبل اور شراب وغیرہ کو حرام کر دیا ہے اور ہر نشہ آور چیز حرام
ہے۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ دف
حرام ہے (ماتھوں سے بجانے والے) آلات موسیقی حرام

۱۔ حافظ ابوبکر احمد بن علی بیہقی متوفی ۴۵۸ھ، سنن کبریٰ ج ۱ ص ۲۲ مطبوعہ نشر السنۃ مستدان۔

۲۔ علامہ علی متقی بن حسام الدین ہندی برہان پوری متوفی ۹۰۵ھ، کنز العمال ج ۱۵ ص ۲۲۱ - ۲۲۰، مطبوعہ مکتبۃ المدینۃ بیروت الطبعة الثانیہ ۱۴۰۵ھ

۳۔ حافظ نور الدین ایبھی متوفی ۸۰۰ھ، مجمع الزوائد ج ۸ ص ۱۱ مطبوعہ المکتبۃ القدوسی قاهرہ ۱۳۵۳ھ۔

۴۔ امام ابوداؤد سلیمان بن اشعث متوفی ۲۵۵ھ، سنن ابوداؤد ج ۲ ص ۱۶۳ مطبوعہ مطبع مجتہانی پاکستان لاہور، طبع ثانی، ۱۴۰۵ھ۔

۵۔ امام احمد بن حنبل متوفی ۲۴۱ھ، مسند احمد ج ۲ ص ۱۵۸ مطبوعہ مکتب سلامی بیروت الطبعة الاولى ۱۴۲۶ھ۔

عن عمران بن حصین ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال فی هذه الامۃ خسف و مسخر و قذف فقال رجل من المسلمین یا رسول اللہ ومتی ذلک قال اذا ظهرت القیان والمعانف و شربت الخمر۔^۱

عن سہل بن سعد رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یكون فی هذه الامۃ خسف و مسخر و قذف قیل ومتی ذلک یا رسول اللہ قال اذا ظهرت القیان واستحدثت الخمر۔^۲

عن نافع قال کنت مع ابن عمر فی طریق فسمع زمماراً فوضع اصبعیه فی اذنیہ و ناع عن الطریق الی الجانب الآخر ثم قال لی بعد ان بعد یا نافع هل تسمع شیئاً قلت لا فرفع اصبعیه من اذنیہ قال کنت مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فسمع صوت یراء فسمع مثل ما صنعت قال نافع و کنت اذ ذاک صغیراً۔^۳

حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس امت میں زمین میں دھنسا اور شکلوں کا مسخ ہونا اور پتھروں کا برستا واقع ہوگا۔ مسلمانوں میں سے ایک شخص نے پوچھا: یا رسول اللہ! یہ کب ہوگا؟ آپ نے فرمایا جب گانے والی عورتوں اور آلات موسیقی کا رواج ہو جائے اور شرابی پی جائیں۔

حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس امت میں زمین میں دھنسا اور شکلوں کا تبدیلی ہونا اور پتھروں کا برستا ظہور پذیر ہوگا، کہا گیا: یا رسول اللہ! یہ کب ہوگا؟ آپ نے فرمایا جب گانے والی عورتوں کا رواج ہو جائے اور شراب کو مکالم قرار دیا جائے۔

نافع بیان کرتے ہیں کہ میں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے ساتھ ایک راستہ میں جا رہا تھا۔ حضرت ابن عمر نے زممار (بانسری) کی آواز سنی تو انھوں نے اپنی دونوں انگلیاں کانوں میں ڈال لیں اور راستے سے دوسری جانب ہٹ گئے پھر کچھ دور جانے کے بعد مجھ سے کہا اے نافع! کیا تم کچھ سن رہے ہو؟ میں نے کہا نہیں! پھر انھوں نے کانوں سے اپنی انگلیاں نکال لیں اور کہا ایک بار میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھا۔ آپ نے بانسری کی آواز سنی تو آپ نے اسی طرح کہا تھا جیسے میں نے کیا ہے۔ نافع کہتے ہیں اور اس وقت میں کم سن تھا۔

سلاطین قاری حنفی اس حدیث کی شرح میں لکھتے ہیں علامہ طیبی نے فرمایا کہ کسی وسیع دہم نہ ہو کہ اگر بانسری کی آواز کو سنا حرام ہو تو حضرت ابن عمر نافع کو بھی سننے سے منع کرتے اس کا جواب یہ ہے کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے نافع کو سننے سے اس لیے منع نہیں فرمایا کہ وہ اس وقت مکلف نہ تھے کم عمر تھے، اسی وجہ سے نافع نے کہا کہ میں اس وقت کم عمر تھا،

۱۔ امام ابوالحسنیٰ ترمذی متوفی ۵۲۷ھ، جامع ترمذی ص ۳۲۲، مطبوعہ نور محمد کارخانہ تہذیب کتب کراچی۔

۲۔ حاکم نورالدین البیہقی متوفی ۵۸۰ھ، مجمع الزوائد ج ۸ ص ۸۰، مطبوعہ المکتبۃ القدوسیہ قاہرہ ۱۳۵۳ھ۔

۳۔ امام احمد بن حنبل متوفی ۲۴۱ھ، مسند احمد ج ۲ ص ۸۱۳۸، مطبوعہ مکتب اسلامی بیروت، ۱۳۹۸ھ۔

مغنا والزکوۃ مغرما واطاع الرجل زوجته
وعنق امه وبرصديقه وجنا اباه وارتفعت
الاصوات في المساجد وكان زعيم القوم
ارذلهم واکرم الرجل مخافة شره وشربت
الخمور ولبس الحرير واتخذت القيان و
المعازف ولعن آخر هذه الامة اولها
فليرتقبوا عند ذلك ريحا حسرا
وخسنا او مسخا ۛ

عن ابی ہریرۃ قال قال رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا
اتخذنا الفیء دولا والامانة مغنا
والزکوۃ مغرما وتعلم لغیر الدین
واطاع الرجل امراته وعنق امه
وادنی صدیقہ واقصى اباه و
ظهرت الاصوات فی المساجد و
ساد القبیلۃ فاسقمهم وكان
زعیم القوم ارذلهم واکرم
الرجل مخافة شره وظهرت الفیات
والمعازف وشربت الخمور و
لعن آخر هذه الامة اولها فلیرتقبوا
عند ذلك ريحا حسرا وذلزلۃ
وخسنا ومسخا وقذا وآیات
تتابع كنظام بال قطع سدک
فتتابع ۛ

فرمایا: جب مال قیمت کو (ذاتی) دولت اور مافہ کو قیمت اور
زکوۃ کو جرمانہ بنالیا جائے اور جب انسان اپنی بیوی کا کہا جائے
اور اپنی ماں کی نافرمانی کرے، جب اپنے دوست سے وفا
اور اپنے باپ سے بے وفائی کرے، جب مساجد میں شور و
غل کیا جائے اور جب گھٹیا آدمی قوم کا سربراہ بن جائے اور جب
کسی شخص کے شر سے بچنے کے لیے اس کی عزت کی جائے
اور شراب پی جائے، اور ریشم پہنا جائے اور گانے والی عورتوں
اور آلات موسیقی کو مشغلہ بنالیا جائے اور جب امت کے
بعد واسے لوگ پہلے لوگوں کو بڑا کہیں تو اس وقت سرخ
آندھیوں اور زمین میں دھنسنے اور مسخ کے واقعات کا انتظار کرنا
حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان فرمایا جب مال قیمت کو (ذاتی)
دولت بنالیا جائے اور امانت کو قیمت بنالیا جائے اور زکوۃ کو
جرمانہ بنالیا جائے اور دین کی خدمت کے لیے دین کا کام چل
نہ کیا جائے اور جب انسان اپنی بیوی کی اطاعت کرے
اور اپنی ماں کی نافرمانی کرے اور اپنے دوست کو قریب
رکھے اور اپنے باپ کو دور رکھے اور مساجد میں
شور و غل کیا جائے اور قبیلہ کا سربراہ ان میں سے فاسق
شخص کو بنالیا جائے اور قوم کا سربراہ پھلے طبقے سے بنایا
جائے اور کسی شخص کی ضرر رسانی کے خوف سے اس کی عزت
کی جائے اور گانے والی عورتوں اور آلات موسیقی کا رواج
برائے شراب پی جائے اور امت کے بعد کے لوگ پہلے لوگوں
کی بڑائی کریں، تو اس وقت سرخ آندھیوں، وزلوں، زمین
میں دھنسنے، شکل بگاڑ دینے جانے اور پتھر برسنے کے
پے درپے واقع ہونے کا اس طرح انتظار کرنا جیسے ابر
کے پرانے دھاگے کے ٹوٹ جانے سے اس کے ٹانے
ایک کے بعد ایک بکھرتے چلے جاتے ہیں۔

ۛ۔ امام ابو یوسفی ترمذی شریف ۲۶۹ھ، جامع ترمذی ص ۳۳۳۔ ۳۲۱، مطبوعہ نور محمد کاغذ تجارت کتب کراچی۔

ۛ ص ۳۲۲

marfat.com

Marfat.com

ومن اهل بدر يفعل هذا عندكم فقال اجلس ان
شئت فاسمع معنا وان شئت اذهب قد خص
لنا في اللهو عند العرس

ابن سیرین ان عبد بن الخطاب کان

اذا سمع صوتا اودفا فقال ما
هو فاذا قالوا : عرس او ختان
صمت .

کیا جار ہے ؟ انہوں نے کہا تم چاہے بیٹھ کر ہمارے
ساتھ سنا چاہے چلے جاؤ ہمیں شادی کے موقع پر لہو کی اجازت
دی گئی ہے۔

ابن سیرین بیان کرتے ہیں کہ حضرت عمر بن الخطاب
رضی اللہ عنہ جب (گانے کی) آواز یا دف (کی آواز) سنتے
تو پرچتے یہ گانا بجاتا کیوں ہو رہا ہے ؟ اور جب آپ کو
بتایا جاتا کہ یہ شادی یا ختنہ کی تقریب کی وجہ سے ہے تو
آپ خاموش ہو جاتے۔

حضرات ائمہ اربعہ اور فقہاء کرام نے بھی احادیث صحیحہ اور اقوال صحابہ کی اتباع میں گانے بجانے کی رخصت کو عام نہیں قرار
دیا اور دف کے سوا کسی ساز کی رخصت نہیں دی اور گانے اور دف بجانے کی رخصت کو بھی قلیل مقدار میں نکاح اور ختنہ کی تقریب
اور عید کے موقع کے ساتھ مخصوص اور محدود رکھا ہے۔

علامہ سرخسی حنفی فرماتے ہیں :

انما المکروه طبول اللہو ، بمتزلزلة الدفوف
لا باس بضربها فی اعلان النکاح وان کره
ذلك للہو

علامہ عینی حنفی فرماتے ہیں :

الضرب بالدف فی العرس بحضرة شارعة الملة
ومبین الحل من الحرمة و اعلان النکاح بالدف
والغناء المباح فرقا بینہ و بین ما یستتر بہ
من السفاح ۔ ۔ ۔ الی قوله ۔ ۔ ۔

وروی النسائی من حدیث عامر بن سعد
عن قرظہ بن کعب وابی مسعود قالوا رخص لنا
فی اللہو عند العرس وروی الطبرانی عن

دف اور طبل کا بجانا مکروہ ہے ، نکاح کے اعلان
کے لیے دف بجانے میں کوئی حرج نہیں ہے اور لہو کے
لیے دف بجانا مکروہ ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے شادی
کے موقع پر دف بجا یا گیا جس سے معلوم ہوا کہ دف اور گانے
کے ساتھ نکاح کا اعلان کرنا جائز ہے تاکہ اعلانیہ نکاح اور
خفیہ زنا میں فرق ہو۔

اور امام نسائی نے عامر بن سعد کی حدیث سے
حضرت قرظہ بن کعب اور حضرت ابو مسعود انصاری رضی اللہ
عنہما سے روایت کیا کہ ہمیں شادی کے موقع پر لہو کی رخصت

۱۔ امام احمد بن حنبل متوفی ۲۴۱ھ ، سنن نسائی ج ۲ ص ۵ ، مطبوعہ نور محمد کارخانہ تجارت کتب کراچی۔

۲۔ امام ابو بکر بن ابی شیبہ متوفی ۲۴۵ھ المصنف ج ۴/۴ ص ۱۹۳، ۱۹۲ ، مطبوعہ ادارۃ القرآن کراچی ، ۱۴۰۶ھ ۔

۳۔ حافظ عبد الرزاق بن ہمام متوفی ۲۱۱ھ ، المصنف ج ۱۱ ص ۵ ، مطبوعہ مکتب اسلامی بیروت ، الطبعة الاولى ۱۳۹۰ھ ۔

۴۔ علامہ شمس الدین سرخسی متوفی ۴۴۳ھ شرح میر کبیر ج ۲ ص ۴۵۸ ، مطبوعہ المکتب للثورة الاسلامیہ افغانستان ، ۱۴۰۵ھ ۔

ملا علی قاری رحمہ الباری فرماتے ہیں کہ حضرت ابن عمر بھی اس وقت کم عمر تھے۔ اسی وجہ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو سننے سے منع نہیں فرمایا۔ ملا علی قاری رحمہ اللہ نے دوسری وجہ یہ ذکر کی ہے کہ یہ بھی ہو سکتا ہے کہ حضرت ابن عمر نے بھی آپ کی اتباع میں کانوں میں انگلیاں دے لی ہوں اور جب آپ نے آواز کے بارے میں پوچھا ہو تو انھوں نے کانوں سے انگلیاں نکال کر جواب دیا ہو۔ ملا علی قاری فرماتے ہیں کہ شرح السنۃ میں مذکور ہے کہ مزامیر، ملا ہی اور معازن رگھانے بجانے کے ہر قسم کے آلات کے حرام ہونے پر سب کا اتفاق ہے۔ ملا علی قاری نے یہ بھی لکھا ہے کہ حدیث میں ہے کہ وہ بانسری بجانے والا شخص ذمی یہودی تھا۔ غالباً رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے ذمی ہونے کی وجہ سے اس کو بانسری بجانے سے منع نہیں فرمایا۔

علامہ ابن قدامہ حنبلی نے اس سوال کے جواب میں لکھا ہے کہ مزامیر کا قصد استنا منع ہے اور بلا قصد استنا منع نہیں ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسی نکتہ پر متنبہ کرنے کے لیے حضرت ابن عمر کو منع نہیں فرمایا اور خود آپ نے کمال تنزیہ کے لیے کانوں میں انگلیاں دے لیں گے۔

نکاح اور عید کے موقع پر صرف دف بجانے کی اجازت مشکوٰۃ میں شیخ ولی الدین نے صحیح بخاری اور مسلم کے حوالے سے بیان کیا ہے کہ عید کے دن دو پتیاں

دف بخاری تھیں۔ حضرت ابو بکر نے انہیں منع کیا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابو بکر کو منع کیا اور فرمایا: اسے ابو بکر انہیں رہنے دو یہ عید کا دن ہے گھ۔ صحیح بخاری میں ہے کہ رزیح بنت موسیٰ بن عفرہ کی شادی کے موقع پر پتیاں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے دف بخاری تھیں اور مقتولین بدر کے بارے میں نظم گا رہی تھیں الحدیث، آپ نے اس کو قائم اور مقرر رکھا گھ۔ امام ترمذی نے سند ضعیف سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس نکاح کا اعلان کرو، اس کو مساجد میں منع کرو اور اس پر دف (نقارہ) بجاؤ گھ۔

مذکورہ صدر احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ نکاح اور عید کے موقع پر تھوڑی دیر کے لیے دف بجانے کی رخصت ہے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے ان احادیث سے ایسا ہی سمجھا ہے اور اس رخصت کو عہم پر محمول نہیں کیا

عن عامر بن سعد قال دخلت علی قریظۃ بن کعب وابی مسعود الانصاری فی عرس و اذا جوار یغتمین فقلت انتما صاحبا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عامر بن سعد کہتے ہیں کہ میں حضرت قریظہ بن کعب اور ابو مسعود انصاری رضی اللہ عنہما کے پاس ایک شادی میں گیا وہاں پتیاں گا رہی تھیں میں نے کہا تم دونوں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بدری صحابی ہو اور تمہارے سامنے یہ

۱۔ ملا علی قاری ہندی حنفی متوفی ۱۱۱۲ھ، مرقات ج ۹ ص ۱۳۵-۱۳۴، مطبوعہ کتب خانہ امدادیہ کتان، ۱۳۹۲ھ۔

۲۔ علامہ عبداللہ بن احمد بن قدامہ حنبلی متوفی ۶۲۰ھ، المغنی ج ۱۰ ص ۱۴۴، مطبوعہ دار الفکر بیروت، الطبعة الاولى ۱۴۰۶ھ۔

۳۔ شیخ ولی الدین عراقی متوفی ۷۴۲ھ۔ مشکوٰۃ ص ۱۲۶، مطبوعہ کتب خانہ رشیدیہ دہلی۔

۴۔ امام ابو عبد اللہ بخاری متوفی ۲۵۶ھ، صحیح بخاری ج ۲ ص ۷۷۳، مطبوعہ نور محمد اصح المطابع دہلی الطبعة الاولى ۱۳۸۱ھ۔

۵۔ امام ابو یوسف ترمذی متوفی ۲۴۹ھ۔ جامع ترمذی ص ۱۶۵، مطبوعہ نور محمد کدخانہ تجارت کتب کراچی۔

یہ وضاحت کرنے کے بعد کہ احادیث، آثار اور عبادات فقہاء میں نکاح ولیمہ اور کسی شرعی خوشی کی تقریب میں قلیل مقدار میں صرف وقت بچانے کی نصحت ہے اور اس نصحت سے مطلقاً گانے بجانے پر استدلال کرنا درست نہیں ہے، اب ہم آلات موسیقی کے شرعی حکم کے بارے میں اثر اربعہ کا نظریہ پیش کرتے ہیں

فقہاء مالکیہ کا نظریہ | علامہ وثیقانی مالکی فرماتے ہیں:

النساء بالآلة ممنوع و بغیر الة
کرہہ مالک۔
علامہ قرطبی مالکی فرماتے ہیں:

روى الترمذی وغیره من حدیث انس وغیره
عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم انه قال: صوتان
مدعونان فاجران انہی عنہما، "صوت مزمار
ورنہ شیطان عند نعمة ومرح وراثة عند
مصیبة لطمخند و دوشق جیوب" وروی جعفر
بن محمد عن ابیہ عن جدہ عن علی علیہ السلام
قال: قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: بعثت
بکسر الزامیر "خو جہ ابوطالب غیلانی وخرج
ابن بشران عن عکرمہ عن ابن عباس ان النبی
صلی اللہ علیہ وسلم قال: بعثت بکسر الزامیر
والطیل" وروی الترمذی من حدیث علی رضی
اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
اذا فعلت امتی خمس عشرة خصلۃ حل بہا
البلاء فذکومتہا: اذا اتخذت القینات و
المعازف " و فی حدیث ابی ہریرۃ و ظہرت
القینان والمعازف وروی ابن المبارک عن
مالک بن انس عن محمد بن المنکدر عن
انس بن مالک قال قال رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم من جلس الی قینۃ یسمع
منہا صب فی اذنه الا نذک یوم القیامۃ وروی
اسد بن موسی عن عبد العزیز بن ابی سلمۃ عن

امام ترمذی اور دیگر محدثین نے حضرت انس اور دیگر
صحابہ سے روایت کیا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: دو
آوازیں طعون اور فاجر ہیں جن سے میں روکتا ہوں مزار کی
آواز۔ اور شیطان کی چیخ و پکار کی گانے کے وقت یا مصیبت
کے وقت اور منہ پر ٹانچے مارنا اور گریبان پھاڑنا جعفر بن محمد
اپنے باپ سے وہ اپنے دادا سے اور وہ حضرت علی رضی اللہ
سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
فرمایا: مجھے مزامیر توڑنے کے لیے مبعوث کیا گیا ہے اس
روایت کو ابوطالب غیلانی نے اپنی سند کے ساتھ بیان کیا
اور ابن بشران نے از عکرمہ از ابن عباس روایت بیان کی کہ نبی
صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجھے طیل اور مزامیر توڑنے کے
لیے مبعوث کیا گیا ہے، اور امام ترمذی نے حضرت علی رضی
اللہ عنہ سے روایت کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا
جب میری امت پندرہ کام کرے گی تو اس پر غلاب کا نازل
ہونا طلال ہوگا، ان میں سے ایک یہ ہے کہ وہ گانے والی
عورتوں اور باجوں کے ساتھ مشغول رہیں اور حضرت ابو ہریرہ
کی روایت میں ہے گانے والی عورتوں اور باجوں کا ظہور
ہو، ابن المبارک از مالک بن انس از محمد بن منکدر از انس
بن مالک روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:
جس شخص نے گانے والی عورت کے پاس بیٹھ کر گانا سنا
تقامت کے دن اس کے کان میں پگھلا ہوا سیسہ ڈالا جائیگا

السَّابُّ بْنُ يَزِيدَ لَقِيَ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَوَارِي يَغْنَمِينَ وَيَقْلَنَ حَيَوْنًا نَحْيِيكُمْ قَالَ لَا تَقُولُوا هَكَذَا وَلَكِنْ قُولُوا حَيَاتَانَا وَحَيَاتُكُمْ فَقَالَ رَجُلٌ يَا رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَرْخِصُ لِلنَّاسِ فِي هَذَا قَالَ نَعَمْ إِنَّهُ نِكَاحٌ لَا مَسْفَاحَ لَهُ

علامہ علی قاری کہتے ہیں:

قَالَ ابْنُ الْمَلَكِ لَيْسَ الْمَادَانُ لَا فَرْقَ بَيْنَ الْعَدَلِ وَالْحَرَامِ فِي النِّكَاحِ إِلَّا هَذَا الْأَمْرُ فَإِنَّ الْفَرْقَ يَحْصُلُ بِحُضُورِ الشُّهُودِ عِنْدَ الْعَقْدِ بَلِ الْمَادُ الْتَرْغِيبُ إِلَى اِعْلَانِ أَمْرِ النِّكَاحِ بِحَيْثُ لَا يَخْفَى عَلَى الْإِبَاعِدِ فَالسَّنَةُ اِعْلَانُ النِّكَاحِ بِضَرْبِ الدَّفِّ وَأَصْوَاتِ الْحَاضِرِينَ بِالْتَهْنِئَةِ أَوِ النَّغْمَةِ فِي الشَّادِ الشُّعْرِ الْمُبَاحِ وَفِي شَرْحِ السَّنَةِ مَعْنَاهُ اِعْلَانُ النِّكَاحِ وَاضْطِرَابُ الصَّوْتِ بِهِ وَالذِّكْرُ فِي النَّاسِ كَمَا يَقَالُ فَلَانٌ قَدْ ذَهَبَ صَوْتُهُ فِي النَّاسِ وَبَعْضُ النَّاسِ يَذْهَبُ بِهِ إِلَى السَّمَاعِ وَهَذَا خَطَأٌ يَعْنِي السَّمَاعَ الْمُتَعَارَفَ بَيْنَ النَّاسِ الْآنَ - ۱۰

علامہ عینی کہتے ہیں:

وَمِنْ النَّاسِ مَنْ أَبَاحَ ذَلِكَ فِي الْعَوَسِ وَالْوَلِيمَةِ كَمَا أَبَاحَ ضَرْبَ الدَّفِّ فِيهِمَا وَإِنْ كَانَ فِيهِ نَوْعٌ لَهُمْ - ۱۰

دی گئی ہے اور طبرانی نے صاحب بن یزید سے روایت کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دیکھا کہ لڑکیاں گاری تھیں اور کہہ رہی تھیں کہ حیونا نختیکم آپ نے فرمایا اس طرح نہ کہہو بلکہ یوں کہو حیاتا و حیاتا کہ ایک شخص نے پوچھا یا رسول اللہ! کیا آپ نکاح میں لوگوں کو اس گانے کی اجازت دیتے ہیں؟ آپ نے فرمایا ہاں یہ نکاح ہے رونا نہیں ہے۔

ابن الملک کہتے ہیں کہ نکاح میں دف کے ذریعے اعلان سے یہ مراد نہیں ہے کہ طلال اور حرام میں فرق دف سے ہوتا ہے کیونکہ عقیقہ گواہوں کے حاضر ہونے سے بھی اعلان حاصل ہو جاتا ہے، بلکہ اس سے مراد یہ ہے کہ اعلان کسی پر مخفی نہ رہے سنت یہ ہے کہ نکاح کا اعلان دف اور حاضرین کی مبارکباد کی آوازوں یا جائز قسم کے اشارے کے غلوں سے کیا جائے، صاحب شرح السنۃ کہتے ہیں کہ اس حدیث (نکاح میں دف سے اعلان) کا مطلب یہ ہے کہ نکاح میں آواز بلند کی جائے اور لوگوں کے سامنے اس کا ذکر کیا جائے۔ بعض لوگ اس حدیث سے اس سماع پر استدلال کرتے ہیں جو آج کل متعارف ہے لیکن یہ استدلال فقط ہے۔

بعض علما نے شادی اور ولیمہ کے موقع پر غنا کی مباح قرار دیا ہے جیسا کہ ان دو موقعوں پر دف بجانا مباح ہے اگرچہ اس میں ایک قسم کا لہو ہے۔

۱۰۔ علامہ بدرالدین عینی متوفی ۸۵۵ھ، عمدۃ القاری ج ۲، ص ۱۳۶، مطبوعہ ادارۃ الطباعة المنیریہ مصر ۱۳۴۸ھ۔

۱۱۔ علامہ علی قاری ہر دی متوفی ۱۰۱۴ھ، مرقات ج ۶، ص ۲۱۸، مطبوعہ مکتبہ امدادیہ ملتان ۱۳۹۲ھ۔

۱۲۔ علامہ بدرالدین عینی متوفی ۸۵۵ھ، نہایہ ج ۳، ص ۳۳۷، مطبوعہ مکتبہ نوریہ کاشغر۔

وذكر الخمر والمحرمات لا يختلف في تحريمه
لأنه الله والغناء المذموم بالافتقار
فأما ما سطر من ذلك فيجوز القليل منه في
أوقات الفرح كالعرس والعید عند التنشيط
على الأعمال الشاقة، كما كان في حق الخندق
وحدوا أنجشة وسلمة بن أكوع، فأما
ابتداع الصوفية اليوم من الإدمان على سماع
المغاني بالآلات المطربة من الشبابات والطار
والمعازف والأوتار فحرام إلى قوله وذكر
اسحاق بن عيسى الطباع قال سألت مالك بن
انس عما يرنح فيه أهل المدينة من الغناء
فقال إنما يفعلونه عندنا الغناء إلى قوله قال
الطبري فقد اجتمع علماء الأمصار على
كراهة الغناء والسماع منه إنما فارق
الجماعة إبراهيم بن سعد وعبيد الله العنبري
وقد قال رسول الله صلى الله عليه وسلم
”عليكم بالسواد الأعظم ومن فارق
الجماعة مات ميتة جاهلية“ قال أبو
الفرج: قال القفال من أصحابنا لا تقبل
شهادة المغني والرقاص

فقهاء حنبليہ کا نظریہ

علامہ ابن قدامہ حنبلی فرماتے ہیں:

شراب اور اس جیسے محرمات کا ذکر ہر تو ایسے گانے کے حرام
ہونے میں کوئی اختلاف نہیں ہے کیونکہ یہ لہو اور قابل مذمت
گانا ہے اور جس گانے میں ایسی چیزیں نہ ہوں تو اس کی قیل
مقدار خوشی کے ایام میں جائز ہے جیسے شادی، عید اور
مشکل کاموں میں راحت حاصل کرنے کے لیے جیسا کہ خندق
کھودنے کے وقت انجشہ (مدی خواں حبشی غلام) اور
سلمہ بن اکوع کی مدی۔ لیکن آج کل صوفیہ نے جو گانے بجا
کے آلات کے ساتھ (مزامیر وغیرہ) گانوں کے سماع کو دالمی
معمول بنایا ہوا ہے یہ حرام ہے۔ اسحاق بن عیسی طباع
کہتے ہیں کہ میں نے امام مالک بن انس سے پوچھا کہ اہل
مدینہ جو گانے کی اجازت دیتے ہیں اس کا کیا حکم ہے انہوں
نے فرمایا ہمارے نزدیک گانے بجانے کا کام ناستی لوگ
کرتے ہیں۔ طبری کہتے ہیں کہ تمام شہروں کے علماء کا اس
بات پر اتفاق ہے کہ گانا مکروہ ہے اور اس سے روکنا
چاہیے، اس اجماع سے ابراہیم بن سعد اور عبيد الله عنبري
عليه السلام نے فرمایا کہ سواد
اعظم کو لازم پکڑ لو، اور جو شخص جماعت سے علیحدہ ہوا وہ
جاہلیت کی موت مرا، ابو الفرج نے کہا ہمارے اصحاب
میں سے قفال نے کہا گانے بجانے اور ناچنے والے
کی شہادت مردود ہے۔

ساز تین قسم کے ہیں: ستار، بانسری اور منہ سے
بجائے جانے والے تمام قسم کے باجے، سارنگی، طنبور
رباب اور ہاتھ سے بجائے جانے والے تمام اقسام کے بلبے،
ان کا بجانا حرام ہے اور جو شخص عاوثا ان باجوں کو سنے اس
کی شہادت مردود ہے اور دوسری قسم دف ہے۔ (مردود)

الملاهی علی ثلاثة اضرب (محرم) و
هو ضرب الاوتار والنايات والمزامير كالسهاد
العود والطنبور والمعزفة والرباب ونحوها
فمن اداها اسماعها ردت شهادته الى
قوله وضرب مباح وهو الدف الى قوله

علامہ ابو عبد اللہ محمد بن احمد انصاری مالکی تقریبی متوفی ۵۶۸ھ، الجامع لاحکام القرآن جز ۱۳ ص ۵۶، ۵۷ مطبوعہ انتشارات ناصر خسرو دہلی۔

محمد بن المنکدر قال: بلغنا ان الله تعالى يقول
يوم القيمة: اين عبادي الذين كانوا يتزهدون
انفسهم واسماعهم عن الله و مزامير الشيطان
احلوه رياض الجنة و رياض المسك و
اخبروهم اني قد خللت عليهم رضواني و روي
ابن وهب عن مالك عن محمد بن المنکدر
مثله و زاد بعد قوله المسك ثم يقول للملائكة
اسمعوهم حمدي و شكري و ثناني و اخبروهم
الاخوف عليهم و لا هم يحزنون و قد روي
مرفوعاً هذا المعنى من حديث ابي موسى
الاشعري انه قال قال رسول الله صلى الله عليه
وسلم من استمع الى صوت غناء لم يؤذن
له ان يسمع الروحانيين فقل: و من الروحانيين
يا رسول الله؟ قال: قراء اهل الجنة اخرج
الترمذي الحكيم ابو عبد الله في نوادر الاصول
وقد ذكرنا في كتاب التذكرة مع نظائره:
"فمن شرب الخمر في الدنيا لم يشربها في
الآخرة" و من لبس الحرير في الدنيا لم يلبسه
في الآخرة الى غير ذلك و كل ذلك صحيح
المعنى على ما بيناه هناك و من رواية
مكحول عن عائشة قالت قال رسول الله
صلى الله عليه وسلم "من مات و عندة جارية
مغنية فلا تصلوا عليه" و لهذه الآثار وغيرها
قال العلماء بتحريم الغناء و هي المسألة
الثانية و هو الغناء المعتاد عند المشتهرين
به الذي يحرك النفوس و يبعثها على الهوى
و الغزل و المعجون الذي يحرك الساكن و
يبعث الكامن، فهذا النوع اذا كان في شعر
يسبب فيه بذكر النساء و وصف محاسنهن

الاسم بن موسى الامير المروزي بن ابي سلمة از محمد بن منکدر روایت ہے
کہ میں یہ حدیث پہنچی ہے کہ اللہ تعالیٰ قیامت کے دن فرمائے
گا: میرے وہ بندے کہاں ہیں جو اپنے آپ کو لہو اور اپنے
کانوں کو مزہ امیر شیطان سے دے دیتے تھے؟ ان لوگوں کو
جنت اور مسک کے باغات میں اتاروا اور ان کو یہ بتاؤ
کہ میں ان سے راضی ہو گیا ہوں! اذا میں وہب از مالک
از محمد بن منکدر بھی اسی کی مثل روایت ہے اور اس میں مسک
کے باغات کے ہمراہ منافہ ہے پھر اللہ تعالیٰ فرشتوں سے
فرمائے گا: ان کو میری حمد، شکر اور ثناء سناؤ، اور انہیں بتاؤ
کہ انہیں جنت ہو گا اور نہ یہ ٹھگن ہوں گے۔ اور حضرت ابو
موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے اس کی تائید میں مروی ہے کہ رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس شخص نے قعداً گانا گنا اس سے
روحانیوں سے سننے کی اجازت نہیں دی جائے گی۔ آپ
سے پوچھا گیا: یا رسول اللہ! روحانیوں کون ہیں؟ آپ نے
فرمایا: "جنت کے قاری" اس حدیث کو ابو عبد اللہ حکیم ترمذی
نے نوادر الاصول میں ذکر کیا ہے، ہم نے کتاب التذکرہ
میں اس حدیث کو اسی جیسی دوسری احادیث کے ساتھ ذکر کیا
ہے مثلاً: جس شخص نے دنیا میں شراب پی وہ آخرت میں
شراب (طہر) نہیں پئے گا، اور جس نے دنیا میں ریشم پہنا
وہ آخرت میں اس کو نہیں پہنے گا وغیرہ اور ان تمام روایات
کا معنی صحیح ہے جس طرح ہم نے وہاں بیان کیا ہے اسی
قبیل سے مکحول سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی روایت
ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص اس
حال میں فوت ہوا کہ اس کے پاس گانے والی عورت ہو، اس
کی نماز جنازہ نہ پڑھو! ان احادیث کی بناء پر علماء نے کہا
ہے کہ گانا حرام ہے "دوسرا مسئلہ غناء ہے" اس سے مراد
وہ گانا ہے جو لوگوں میں جلباتی ہیجان برپا کرے اور ان کی
خواہشات کو ابھارے، اگر اس قسم کا گانا ایسے اشعار میں
بحرین میں مورتوں کا ذکر ہو اور ان کی خوبیوں کا بیان ہو اور

علامہ شری فرماتے ہیں:

انما المکروه طیول اللہو، بحتزلۃ الدفوف
لا یأس بضربہا فی اعلان النکاح وان
کرہ ذلک للمہر۔^۱
علامہ کاسانی فرماتے ہیں:

دف اور طبل کا بجانا مکروہ ہے، نکاح کے اعلان کے
لیے دف بجانے میں کوئی حرج نہیں ہے اور مہر کے لیے دف
بجانا مکروہ ہے۔

اما الذی یضرب شیئاً من الملاہی فانہ
ینظر ان لم یکن مستشنعاً فالقصب والدف
ونحوہ لا یأس بہ، ولا تسقط عدالتہ وان کان
مستشنعاً کالعود ونحوہ سقطت عدالتہ
لانہ لا یحل بوجہ من الوجوہ۔^۲
علامہ ابن ہمام فرماتے ہیں:

جو شخص گانے بجانے کے آلات میں مشغول رہتا ہے
اگر وہ آلات مذموم نہیں ہیں جیسے شاخ اور دف تو اس میں
کوئی حرج نہیں ہے اور اس شخص کی عدالت ساقط نہیں ہوگی اور
اگر وہ آلات مذموم ہوں جیسے سازگی وغیرہ تو اس کی عدالت ساقط
ہو جائے گی کیونکہ یہ آلات کسی اعتدال سے حلال نہیں ہیں۔

نعم اذا قیل ذلک علی الملاہی امتنع
وان کان مواعظ وحکماً للآلات نفسہا لذلک
التغنی بہ

ہاں جب گانے بجانے کے آلات کے ساتھ نظم گائی
جائے تو منع ہے خواہ نظم میں وعظ اور حکمت کی باتیں ہوں اور
یہ ممانعت ان آلات کی وجہ سے ہے اس نظم کی وجہ سے نہیں
ہے۔

عالم گیری میں ہے:

قال رحمہ اللہ تعالیٰ السماع والقول والرقص
الذی یفعلہ المتصوفۃ فی زماننا حرام لا یجوز القصد
الیہ الجلس علیہ وهو الغنا والمزامیر سواہ۔^۳
علامہ اوزجندی فرماتے ہیں:

شمس اللامہ حلوانی نے فرمایا: گانا سُنتا اور ہمارے
زمانہ کے بناوٹی صوفیوں کا ناچنا حرام ہے اس کا قصد کرنا اور وہاں
بیٹھنا جائز نہیں گانوں اور باجروں دونوں کا ایک حکم ہے۔

شاخ کی طرح گانے بجانے کے آلات کو سننا حرام
اور گناہ ہے کیونکہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا گانے
بجانے کے آلات کو سننا گناہ ہے۔ وہاں بیٹھنا فسق ہے
اور اس میں لذت لینا آثار کفر ہے حضور نے یہ قول بطور
تشدید فرمایا ہے۔ اگر کسی شخص نے اچانک یہ آواز سن لی

اما استماع صوت الملاہی کالضرب بالقضیب
وغیر ذلک حرام ومعصیۃ لقولہ علیہ الصلوٰۃ
والسلام استماع الملاہی معصیۃ والجلوس
عینہا فسوق والتلذذ بہا من الکفر انما قال
ذلک علی وجہ التشدید وان سمر بغتۃ فلا

۱۔ علامہ شمس الدین محمد بن احمد شری متوفی ۴۸۲ھ، شرح میر کیبر ج ۲ ص ۱۴۵۸، مطبوعہ المکتب الشریعۃ الاسلامیہ افغانستان ۱۴۰۵ھ۔

۲۔ علامہ ملاؤ الدین البرکات بن مسعود کاسانی متوفی ۵۸۷ھ، بدائع الصنائع ج ۶ ص ۲۶۹، مطبوعہ سعید انیشہ کیمپنی کراچی، ۱۴۰۰ھ۔

۳۔ علامہ کمال الدین ابن ہمام متوفی ۵۸۶ھ، فتح القدر ج ۲ ص ۴۸۲، مطبوعہ مکتبہ نوریہ رضویہ سکس۔

۴۔ ملا نظام الدین متوفی ۱۱۵۷ھ، عالم گیری ج ۱۵ ص ۳۵۲، مطبوعہ مطبع کبری بولاق مصر ۱۳۱۰ھ۔

واما الضرب به للرجال فمكروه على كل حال
لانه انما كان يضرب به النساء والمنحوتون
المتشبهون بهن . فقی ضرب الرجال به
تشبه بالنساء وقد لعن النبي صلى الله
عليه وسلم المشبهين من الرجال بالنساء
فاما الضرب بالقضيب فمكروه اذا انضم
اليه محرر او مكروه كالتصنيق والغناء
والرقص لانه ليس بالآلة ولا يطوب ولا يسمع
منفردا بخلاف الملاهي ومذهب الشافعي
في هذا الفصل كما قلنا . ٤

کو شرمی خوشی کے مواقع پر دن بکھانا جائز ہے۔ اور مردوں
کے لیے ہر حال میں دن بکھانا مکروہ ہے کیونکہ مرد قی
اور محنت دن بکھاتے ہیں اور مرد کے دن بکھانے میں
عورتوں کے ساتھ مشابہت ہے اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم
نے ان مردوں پر لعنت کی ہے جو عورتوں کی مشابہت کرنے
ہیں۔ تیسری قسم پھڑی بکھانا ہے یہ اس وقت مکروہ ہے
جب اس کے ساتھ کوئی حلیم یا مکروہ چیز ہو جیسے تالی
بکھانا، گانا یا ناچنا کیونکہ پھڑی نہ گانے بکھانے کا آلہ ہے
نہ اس کے ساتھ گایا جائے نہ اس کو تنہا سنا جاتا ہے
بر خلاف گانے بکھانے کے آلات کے، امام شافعی کا بھی
اس بحث میں یہی نظریہ ہے۔

فقہاء شافعی کا نظریہ

علامہ نووی فرماتے ہیں:

آلات الملاهي كالمنمار والطنبور وغيرها
ان كانت بحيث لا تعد بعد الرض والحمل مالا يصح
بيعها لانه ليس فيها منفعة شرعا . ٥
علامہ ابن حجر عسقلانی کہتے ہیں:

ولا يلزم من اباحة الضرب بالدف في
العرس ونحوه اباحة غيره من الآلات كالعود
ونحوه . ٥

بانسیر اور ستار کی طرح گانے بکھانے کے آلات
کی خرید و فروخت قرڑے جانے کے بعد بھی صحیح نہیں
ہے کیونکہ ان آلات میں شرعاً کوئی منفعت نہیں ہے۔

شادی وغیرہ کے مواقع پر دن بکھانے کے جواز
سے یہ لازم نہیں آتا کہ ان مواقع پر ساز گئی وغیرہ دیگر گانے
بکھانے کے آلات کا استعمال جائز ہو۔

فقہاء احناف کا نظریہ

علامہ شمس الدین سرخسی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

ولا شهادة صاحب الغنا الذي ينان
عليهم ويجمعهم . ٥

اس گانے والے کی شہادت قبول نہیں ہے جس
کے پاس لوگ اکٹھے ہوتے ہیں اور وہ لوگوں کو جمع کرتا ہے۔

٤۔ علامہ عبد اللہ بن احمد بن قدامہ حنبلی متوفی ۶۲۰ھ۔ المغنی ج ۱۰ ص ۱۴۳۔ ۱۴۳، مطبوعہ دار الفکر بیروت ۱۴۰۶ھ۔

٥۔ علامہ یحییٰ بن شرف نووی شافعی متوفی ۶۷۶ھ، شرح المہذب مع المجموع ج ۹ ص ۲۵۶، مطبوعہ دار الفکر بیروت۔

٦۔ علامہ ابن حجر عسقلانی شافعی متوفی ۸۵۲ھ، فتح الباری ج ۲ ص ۴۴۲، مطبوعہ دار نشر المکتب الاسلامیہ لاہور طبع متاخر ۱۴۰۱ھ۔

٧۔ علامہ شمس الدین محمد بن احمد سرخسی متوفی ۸۸۳ھ، المسوط ج ۶ ص ۱۳۲، مطبوعہ دار المعرفہ بیروت، الطبعة الثانية ۱۴۰۰ھ۔

لَهُمْ مَعْصِيَةٌ فِي جَمِيعِ الْأَدْيَانِ قَالَ
فِي الزِّيَادَاتِ إِذَا أَوْصَى بِمَا هُوَ مَعْصِيَةٌ
عِنْدَنَا وَعِنْدَ أَهْلِ الْكِتَابِ وَذَكَرَ
مِنْهَا الْوَصِيَّةَ لِلْمَغْنِيِّينَ وَالْمَغْنِيَّاتِ
خَصْرًا إِذَا كَانَ مِنَ الْمَرَاةِ أَه
فَقَدْ تَبَيَّنَ نَصُّ الْمَذْهَبِ عَلَى حُرْمَتِهِ
فَانْقَطَعَ الْاِخْتِلَافُ ۞

علامہ ابن نجیم حنفی مکتبے میں:

وَفِي الْخَانِيَةِ وَإِنْ لَعِبَ بِشَيْءٍ مِنَ الْمَلَاهِي
وَلَمْ يَشْغَلْهُ ذَلِكَ عَنِ الْفَرَائِضِ لَا تَبْطُلُ
عِدَالَتُهُ وَالْمَلَا عِبَةُ بِالْأَهْلِ وَالْفَرَسُ لَا
تَبْطُلُ الْعِدَالَةَ مَا لَمْ يَمْنَعْهُ ذَلِكَ عَنِ الْفَرَائِضِ
فَإِنْ كَانَ اللَّعِبُ بِالْمَلَاهِي لَا يَشْغَلُهُ عَنْهَا إِلَّا
أَنَّهُ شَتَّاعٌ بَيْنَ النَّاسِ كَالْمَزَامِيرِ وَالطَّنَابِيرِ
فَكَذَلِكَ وَإِنْ لَمْ يَكُنْ شَتَّاعًا نَحْوَ الْحِدَاءِ وَ
ضَرْبِ الْقَضِيبِ إِلَّا إِذَا فَحَشَ بَأَنَ كَانُوا
يَرْقِصُونَ عِنْدَ ذَلِكَ إِلَى قَوْلِهِ وَفِي الْمَعْرَاجِ
الْمَلَاهِي نَوْعَانِ مُحْرَمٌ وَهُوَ الْأَلَاتُ الْمَطْرِبَةُ
مِنْ غَيْرِ الْقَنَاءِ كَالْمَزَامِيرِ سَوَاءٌ كَانَ مِنْ
عُودٍ أَوْ قَصَبٍ كَالشَّيْبَةِ أَوْ غَيْرِهِ كَالْعُودِ
وَالطَّنْبُورِ لِمَا رَوَى أَبُو أَمَامَةَ أَنَّهُ عَلَيْهِ الصَّلَاةُ
وَالسَّلَامُ قَالَ إِنْ أَلَّهِ بَعْثَنِي رَحْمَةً لِلْعُلَمَاءِ
وَأَمْرِي بِمَحَقِّ الْمَعَازِفِ وَالْمَزَامِيرِ وَلَا نَهْيَ
مُفْرَطٍ مِمَّنْ هُنَّ ذَكَرَ اللَّهُ تَعَالَى وَالنَّوْعَ الثَّانِي
مُبَاحٌ وَهُوَ الدَّفُّ فِي النِّكَاحِ وَفِي مَعْنَاهُ مَا
كَانَ مِنْ حَادِثٍ سَرُورٍ وَبِكِرَةٍ فِي غَيْرِهِ لِمَا رَوَى عَنْ

کیا۔ نہایت اور عنایہ میں ہے کہ تمام ادیان میں بطور ہر کے گنا
حرام ہے اور امام محمد رحمہ اللہ نے زیادات میں فرمایا: جب
کوئی شخص اس چیز کی وصیت کرے جو ہمارے اور اہل کتاب
کے نزدیک گناہ ہو اور اس سلسلے میں امام محمد رحمہ اللہ نے گناہ
دالوں اور گناہ والیوں کے لیے وصیت کا ذکر کیا خصوصاً
جب گناہ والیوں کے لیے وصیت ہو اور یہ امام محمد
کی صریح عبارت ہے کہ مذہب احناف میں گناہ حرام ہے
اور اس عبارت کی موجودگی میں کسی اختلاف کی گنجائش نہیں ہے۔

خانہ میں ہے اگر کوئی شخص کھیل کود میں مشغول ہو اور
وہ اس کو فرائض سے غافل نہ کرے تو اس کی عدالت (نیکی)
باطل نہیں ہوتی اور بیوی اور گھوڑے کے ساتھ کھیلنے سے
عدالت باطل نہیں ہوتی جب تک کہ یہ کھیل فرائض کی ادائیگی سے منع نہ ہو آلات
کے ساتھ کھیلنا اگر فرائض کی ادائیگی سے غافل نہ کرے تو وہ جائز ہیں بشرطیکہ وہ
آلات لوگوں کے نزدیک میسر نہ ہوں۔ جیسے بانسری اور سارنگی وغیرہ
(آلات موسیقی) اور اگر وہ کھیل میسر نہ ہو جیسے چھڑی مارنا
یا حدی خوانی تو وہ جائز ہیں بشرطیکہ ان کی زیادتی کی وجہ سے
لوگ رقص نہ کرنے لگیں۔ مسراج میں ہے کہ آلات موسیقی دو قسم
کے ہیں ایک وہ ہیں جو حرام ہیں جیسے بانسری اور طنبور وغیرہ
کیونکہ حضرت ابو امامہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے مجھے رحمۃ عالمین بنا کر بھیجا
ہے اور مجھے بانسریوں اور دیگر آلات موسیقی کے مٹانے کا
حکم دیا ہے اور یہ اس لیے بھی مطلوب ہے کہ یہ آلات
ذکر الہی سے غافل کرتے ہیں اور دوسری قسم کا آلہ جو نکاح اور
دیگر شرعی خوشی کے موقع پر مباح ہے وہ دف ہے اور ان کے علاوہ
دیگر مواقع پر دف بجانا مکروہ ہے۔ کیوں کہ...
حضرت عمر رضی اللہ عنہ جب دف کی آواز سنتے تو کسی کو دیکھنے

۱۰۔ علامہ زین الدین ابن نجیم متوفی ۷۴۰ھ البحر الرائق ج ۴ ص ۸۹-۸۸، مطبوعہ مکتبہ مابعدیہ کوئٹہ۔

marfat.com

Marfat.com

کی۔ متاخرین کی تصانیف میں سے ہمارے خیال میں شاہ محمد جعفر پھلواروی نے اس موضوع پر ایک مہسوط کتاب لکھی ہے۔ ہم ان کے پیش کردہ سوالات کا ایک سرسری جائزہ سے رہے ہیں جس سے مجوزین کے نقطہ نظر کا ضعف ظاہر ہو جائیگا۔ ہم نے بالخصوص گانے (غنا) کی حرمت پر دلائل نہیں دیے کیونکہ اس اصول سے کوئی منصف مزاج اختلاف نہیں کر سکتا کہ گانے میں جن اشعار کا مضمون فحش اور ناجائز ہو وہ ناجائز ہیں اور جن کا مضمون جائز ہو وہ جائز ہیں البتہ آلات موسیقی کی حرمت کو ہم نے ہمیشہ سے لازمہ احادیث سے واضح کیا ہے جن میں بیش تر احادیث صحاح ستہ سے لی گئی ہیں۔

شاہ محمد جعفر پھلواروی نے گانے کی حرمت سے متعلق تین احادیث پیش کر کے ان کی سند پر جرح کی ہے ہم اس کے جواب میں اس لیے کچھ کہنا نہیں چاہتے کہ خود پھلواروی صاحب نے لکھا ہے۔

”حقیقت یہ ہے کہ غنا کے اندر دونوں قسم کی صلاحیتیں موجود ہیں وہ اتفاق بھی پیدا کر سکتا ہے اور اتفاق بھی۔ شقاوت بھی پیدا کر سکتا ہے اور عداوت بھی، یہ سب کچھ سننے والے اور سنانے والے کی استعداد پر احوال و ظروف پر اور مضامین طناً پر موقوف ہے“ ۱۔

اس اعتراف کے بعد گانے کا مضمون اگر ناجائز ہو تو وہ ناجائز ہے ہم اس موضوع پر مزید کہنا عبث خیال کرتے ہیں۔

مجوزین موسیقی کا موقف | گانے بجانے (یعنی آلات موسیقی کے ساتھ گانے) کے بارے میں پھلواروی صاحب لکھتے ہیں:

”پہلی چیز تو یہ ہے کہ محدثین اور ان کے متبع فقہاء جب بھی مسئلہ غنا کا ذکر کرتے ہیں تو ایک طرف تو وہ واشگاف الفاظ میں یہ اعتراف کرتے ہیں کہ حرمت غنا پر کوئی نص موجود نہیں ہے۔ روایات متنبی بھی ہیں وہ سب کی سب موضوع یا غایت درجہ کی ضعیف ہیں اس کے ساتھ وہ کچھ معذرت خواہانہ انداز اختیار کر کے یہ تشریح شروع کر دیتے ہیں جو روایات غنا کے متعلق ہیں وہ اسی غنا کے متعلق ہیں جو لہو و لعب اور فسق و فجور سے والبتہ ہو لہذا جو غنا فواحش سے متفرق ہو وہ ناجائز ہے۔ سوال یہ ہے کہ جب حرمت غنا کی تمام روایات ہی موضوع ہیں تو ان سے اس قسم کے معذرت خواہانہ استدلال کب درست ہیں؟ بات سیدھی کرنی چاہیے کہ گانا بجانا مطلقاً جائز ہے اور اس کی اباحت میں کوئی شک نہیں کیونکہ ائمہ، صحابہ، تابعین، تبع تابعین، مجتہدین، صلحاء سب سے اس کی اباحت ثابت ہے۔ راکسی خارجی وجہ سے اس کا ناجائز ہونا تو وہ کس چیز میں ناجائز نہیں ہے ہمارے نزدیک موسیقی غنا، قوالی، سماع یا گانے بجانے کے متعلق سوال کا صرف ایک سیدھا سا جواب ہے کہ فی حد ذاتہ اس کی مطلق حلیت و جواز اباحت بدعہد نبوی سے لے کر آج تک اجماع امت پر اسے۔ البتہ خارجی عوامل کی وجہ سے وہ جس طرح خلاف اولیٰ، مکروہ تنزیہی، مکروہ تحریمی اور حرام مطلق ہو سکتا ہے اسی طرح مباح، مستحب، سنت، مؤکدہ، واجب اور فرض بھی ہو سکتا ہے۔“ ۲۔

پھلواروی صاحب نے جو لکھا ہے کہ محدثین اور فقہاء نے اعتراف کیا ہے کہ حرمت غنا پر کوئی نص موجود نہیں ہے۔ یہ محض کذب خالص اور دروغ بے فروغ ہے۔ کسی محدث نے اس طرح نہیں لکھا، البتہ شیخ عبدالحق محدث دہلوی نے

۱۔ شاہ محمد جعفر پھلواروی، اسلام اور موسیقی ص ۱۷۵، مطبوعہ ادارہ ثقافت اسلامیہ لاہور، طبع دوم ۱۹۶۸ء

۲۔ اسلام اور موسیقی ص ۳۰۷، ”

۳۔ اسلام اور موسیقی ص ۳۱۵، ”

عمر رضی اللہ عنہ انہ لما سمع صوت الدف بعث
فتظرفان کان فی ولیمۃ سکت وان کان فی
غیرہ عمدہ بالدارۃ وھو مکروہ للرجال علی کل
حال للتشبیہ بالنساء اھ ۱۰

کے لیے بیچتے ہیں دیکھتے اگر وہ ولیمہ کا موقع ہوتا تو خاموش رہتے
اور اگر کوئی اور موقع ہوتا تو درود سے سزا دینے کا قصد کرتے
اور مردوں کے لیے ہر حال میں دف بجانا مکروہ ہے کیونکہ
اس میں عورتوں سے مشابہت ہے۔

ہمارا موقف آلات موسیقی کا ہم نے جو شرعی حکم بیان کیا ہے کہ ان آلات کو بجانا اور ان کو قصداً سننا مکروہ تحریمی اور حرام
ظنی ہے اس سے ہمارا مقصد کسی گروہ کو مطعون کرنا نہیں ہے بلکہ صرف امر واقعی کا اظہار کرنا مقصود
ہے۔ ہم نے اس سلسلے میں احادیث، آثار اور مذاہب اربعہ کے مستند علماء اور فقہاء کے اقوال صرف اسی جذبہ کے پیش نظر
ذکر کیے ہیں کہ جو شخص اس مسئلہ میں حقیقت سے آگاہی حاصل کرنا چاہتا ہو اس کے لیے عثرس مواد فراہم ہوا اور جو غلطی
مسئلہ سے ناواقفیت یا صحیح دلائل کے علم نہ ہونے کی وجہ سے موسیقی کی خرافات میں مبتلا ہو وہ اس سے باز آکر راہ راست
پر آجائے اگر ان صفحات کو پڑھ کر کوئی ایک شخص بھی موسیقی میں اشتغال سے تائب ہو گیا تو ہماری محنت و مصلحت ہو جائے گی
اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ان صفحات کو مؤثر اور مفید بنا دے و ما ذلک علی اللہ بعزیز۔

اس میں کوئی شک نہیں کہ حرام قطعی کی حرمت میں کوئی اختلاف نہیں ہوتا اور حرام ظنی میں بسا اوقات ائمہ مجتہدین کا اختلاف
بھی ہوتا ہے اور اس میں بھی کوئی شک نہیں کہ فقہاء کا اجماع ایسا نہیں ہوتا جس پر دنیا کے تمام علماء متفق ہوں اور فقہاء جس چیز
کو اجماعی کہیں اس سے مراد اکثر و بیشتر علماء کا اتفاق ہوتا ہے، اس اصول کی وضاحت کے بعد یہ بات بلا خوف تردید کہی جا
سکتی ہے کہ آلات موسیقی کی حرمت میں ائمہ اربعہ کے درمیان کوئی اختلاف نہیں ہے ہم نے اس سلسلے میں مذاہب اربعہ
کے معتبر اور مستند علماء اور فقہاء کے اقوال مع دلائل ذکر کر دیے ہیں اور متعدد فقہاء کے حوالے سے لکھا ہے کہ آلات
موسیقی کی حرمت پر فقہاء کا اجماع ہے۔

ایک اور بات جس کی وضاحت ضروری ہے وہ یہ ہے کہ گانا (غنا) اور آلات موسیقی دو الگ الگ چیزیں ہیں
گانا مطلقاً حرام نہیں ہے اگر گیت کا مضمون جائز ہو تو گانا جائز ہے اور اگر گیت کا مضمون ناجائز ہو تو گانا ناجائز ہے
اور آلات موسیقی میں دف کے علاوہ باقی آلات کو سننا اور بجانا مطلقاً حرام (ظنی، یا مکروہ تحریمی) ہے اور دف میں تفصیل ہے
عید، نکاح، ولیمہ جہاد اور غنم کی تقریب میں قلیل مقدار کے ساتھ دف بجانا جائز ہے اور اس کے علاوہ ناجائز ہے اور
ان تمام امور پر ہم صفحات سابقہ میں احادیث، آثار اور اقوال فقہاء سے باحوالہ دلائل نقل کر چکے ہیں۔

جو زین موسیقی کے دلائل کا ضعف جو حضرات علی الاطلاق آلات موسیقی کے جواز بلکہ استحباب اور وجوب کے قائل
ہیں ہم نے ان میں سے اکثر حضرات کی کتابیں پڑھیں یہ کہنا تو غلط ہے کہ

آلات موسیقی کی حرمت کے دلائل ان کی دسترس اور مطالعہ سے باہر تھے کیونکہ ان حضرات کا علمی مقام اس سے بلند
ہے اور ظاہر ہے جب کوئی شخص کسی مسئلہ پر رقم اٹھاتا ہے تو متعلقہ تمام پہلوؤں پر غور کرتا ہے اس لیے ہمیں افسوس
سے کہنا پڑتا ہے کہ ان حضرات نے دیدہ دانستہ راہ راست سے انحراف کیا اور عمداً غلط بحث اور مناظرہ آفرینی کی کوشش

۱۰۔ علامہ زین الدین ابن نجیم حنفی متوفی ۹۰۰ھ، البحر الرائق ج ۲، ص ۸۸ مطبوعہ مکتبہ ماہدیہ کوشش۔

کا سند صحیح کے ساتھ مندرج ہونا اس پر اعتماد کی ضمانت ہے، آلات موسیقی سے اشتغال جس کو پھلواری صاحب نے
خناد کے ساتھ فقیر کیا ہے مکروہ تحریمی اصطلاح میں ہے اور زنا حرام قطعی ہے اور اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان دونوں
پر ایک وعید سنائی ہے تو یہ کوئی نئی بات نہیں جس کی بناء پر اس حدیث کی صحت کا انکار کر دیا جائے، قرآن کریم میں ایسی بکثرت
مثالیں ہیں: اِنَّ كَانَ لَا يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ الْعَظِيْمِ ۝ وَلَا يُحْضِرُ عَلٰی طَعَامِ الْمَسْكِيْنِ -
(الحاقہ: ۳۳، ۳۴) "لاریب یہ اللہ پر ایمان نہیں رکھتا تھا اور مسکین کے کھانے پر کسی کو نہیں ابھارتا تھا" فوید
للمصلین ۝ الذین هم عن صلواتهم ساهون ۝ الذین هم یراؤن ۝ و یمنعون
الماعوت ۝ الماعوت ۳، ۵، ۶، ۷ "ہلاکت ہے ان نمازیوں کے لیے جو اپنی نمازوں سے
غافل ہیں، جو ریاکاری کرتے ہیں، اور جو معمولی چیز دینے سے انکار کرتے ہیں" اس آیت میں تین گناہ ذکر کیے
ہیں اور ان میں سے ہر ایک مستقل گناہ ہے اور تینوں کا درجہ ایک جیسا نہیں ہے، سب سے بڑا گناہ ریاکاری ہے
اس سے کم گناہ نماز سے غفلت ہے اور اس سے کم گناہ کسی کو معمولی چیز عاریتہ دینے سے انکار کرنا ہے لیکن اللہ تعالیٰ
نے ان تینوں پر ایک وعید نظر ویل سے سنائی ہے، پس اگر صحیح بخاری کی اس روایت میں زنا، ریشم، شراب اور آلات
موسیقی کو حلال سمجھنے والوں پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مسخ کر دیے جانے کی ایک وعید سنائی ہو تو اس میں اس
حدیث کی صحت کا انکار کرنے کی کیا وجہ ہے! ہر چند کہ زنا اور شراب کی حرمت قطعی ہے اور ریشم اور آلات موسیقی
کی حرمت ظنی ہے۔

باقی رہا پھلواری صاحب کا یہ کہنا کہ "بخاری اور دوسری کتابوں کی ان احادیث کو کیوں نہ صحیح مانا جائے جس
میں حضور اور صحابہ کا گانا اور دف سنا مذکور ہے؟" اس کا جواب بارہ دیا جا چکا ہے کہ عید اور نکاح کے موقع پر دین
سے اشتغال کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے رخصت دی ہے جیسا کہ سنن نسائی، طبرانی اور مصنف عبدالرزاق کی روایات
سے ہم باحوالہ بیان کر چکے ہیں اور عام احوال میں دف کی ممانعت فرمائی ہے اور باقی آلات موسیقی کی آپ نے کسی حال
میں اجازت نہیں دی جس کی تفصیل ان احادیث، آثار اور مذاہب اربعہ کے علماء کی عبارات سے ظاہر ہو جاتی ہے جن
کو ہم پہلے ذکر کر چکے ہیں۔

آلات موسیقی کو جائز رکھنے والے تمام علماء ایک روایت سے استدلال کرتے ہیں،
مجازین موسیقی کی دلیل اور اس حدیث سے ثابت کرتے ہیں کہ عورتوں سے گانا بجاتا سنا جائز ہے اور
علی الاطلاق آلات موسیقی بجانا، سنا، اور مردوں اور عورتوں سے بلا حجاب گانا سننے کو جائز قرار دیتے ہیں ہم اتفاقاً
کی خاطر اس حدیث کو اس کے تمام طرق اور اسانید کے ساتھ ذکر کر کے اس پر مفصل بحث کرنا چاہتے ہیں۔
امام ترمذی اس حدیث کو اپنی سند کے ساتھ ذکر کرتے ہیں:

حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک غزوہ (جہاد) سے واپس آئے تو ایک
عبدی لڑکی آئی اور کہنے لگی یا رسول اللہ! میں نے ایک نذر مالی تھی کہ اگر اللہ تعالیٰ آپ کو جہاد سے سلامتی کے ساتھ واپس
لے آئے تو میں دف بجاؤں گی اور گانا گاؤں گی! تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر تم نے نذر مان لی ہے تو دف
بجاؤ ورنہ نہیں! وہ لڑکی دف بجانے لگی، حضرت ابو بکرؓ اُسے اور وہ دف بجاتی رہی پھر حضرت علیؓ اُسے اور وہ دف بجاتی

یہ لکھا ہے کہ نص قطعی بر حرمت ان علی الاطلاق چنانچہ بر حرمت زنا و شراب غیر آئمہ ثابت فہمہ است لہ حرمت زنا پر ایسی نص قطعی نہیں ہے جیسے شراب اور زنا کی حرمت پر ہے۔ اور یہ صحیح ہے ہم پہلے لکھ چکے ہیں کہ آلات موسیقی سے اشتغال مکروہ تحریمی اور حرام ظنی ہے شراب اور زنا کی طرح حرام قطعی نہیں ہے۔ اور پھلواوی صاحب کا یہ کہنا کہ "حرمت زنا (گمانے بجانے) پر تمام روایات موضوع اور غایت درجہ کی ضعیف ہیں" بالکل غلط اور صراحتہ باطل ہے، ہم نے آلات موسیقی کی حرمت پر صحیح بخاری، صحیح مسلم اور جامع ترمذی وغیرہ سے احادیث پیش کی ہیں اور ان روایات کے بارے میں وضع اور غایت ضعف کا قول کوئی صاحب علم نہیں کر سکتا۔

پھلواوی صاحب کا یہ کہنا کہ "آلات موسیقی فسق و فجور کی وجہ سے حرام ہوتے ہیں" یہ بھی غلط ہے۔ آلات موسیقی میں اشتغال فی نفسہ حرام ہے جیسا کہ صفحات سابقہ میں ذکر کردہ احادیث، اشار اور ائمہ مذہب کی عبارات سے ظاہر ہو چکا ہے اور پھلواوی صاحب کا یہ کہنا کہ "گناہ بجانا مطلقاً جائز ہے اور انبیاء، صحابہ، تابعین، تبع تابعین، ائمہ اور صلحاء سے اس کا سننا ثابت ہے" شریعت میں بے جا مداخلت اور انبیاء علیہم السلام، صحابہ کرام، تابعین عظام اور ائمہ مجتہدین پر غاص افتراء ہے۔ صفحات سابقہ میں قارئین کرام ان نفوس قدسیہ کی صریح عبارات ملاحظہ فرما چکے ہیں جس میں انھوں نے اس کی حرمت کی وضاحت کی ہے البتہ عید اور نکاح کے موقع پر رون کے ساتھ جائز اشار سننا ایک الگ بات ہے کیونکہ اس کی شائع علیہ السلام نے خصوصاً اجازت دی ہے اور عمومی طور پر رون سمیت دیگر آلات موسیقی کے ساتھ اشتغال کو حرام قرار دیا ہے۔

مجوزین کے اہم دلائل کا ایک جائزہ | صحیح بخاری (ج ۱۲ ص ۸۳۷) کی روایت میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے زنا، شراب، ریشم اور مازن (آلات موسیقی) کے ساتھ حلال چیز کا معاملہ کرنے والوں کو بند اور خنزیر کے ساتھ ہمسج کر دینے کی سخت وعید سنائی ہے جس کو ہم شروع میں تفصیل سے نقل کر چکے ہیں۔ پھلواوی صاحب نے اس حدیث کا سخت مذاق اڑایا ہے اور اس مذاق کی تائید میں صحیح بخاری کی کئی احادیث پر بھی پھبتیاں کسی ہیں اس کے بعد لکھتے ہیں:

آخر اس کی کیا وجہ ہے کہ بخاری اور دوسری کتب احادیث کی ان روایات صحیحہ کو نہ مانا جائے جن سے حضور کا اور صحابہ کا گانا اور رون سننا ثابت ہے اور اس روایت کو مان لیا جائے جس میں زنا اور غنا کو ایک صف میں رکھ دیا گیا ہے انھوں نے یہ بھی لکھا ہے کہ:

حقیقت یہ ہے کہ محض کسی کتاب یا روایات حدیث میں کسی بات کا درج ہونا اس کی سونی صد صحت کی ضمانت نہیں ہے۔

حقیقت یہ ہے کہ ایک منصف مزاج اور دین دار عالم دین کے لیے تو صحیح بخاری یا کسی اور کتاب میں کسی حدیث

۱۔ شیخ عبدالحق محدث دہلوی اشعۃ اللمعات ج ۱ ص ۶۰۰، مطبوعہ تیج کار لکھنؤ، طبع نہم۔

۲۔ شاہ محمد جعفر پھلواوی، اسلام اور موسیقی ص ۱۸۱، مطبوعہ ادارہ ثقافت اسلامیہ لاہور، طبع دوم، ۱۹۶۸ء

۳۔ ص ۱۸۰

تیسرا راوی ہے عمرو بن شعیب اس کے بارے میں حافظ ابن حجر لکھتے ہیں :

یحییٰ بن سید کہتے ہیں اس کی روایت ہمارے نزدیک واہی (ضعیف) ہے امام احمد بن حنبل کہتے ہیں کہ اس کی روایات منکر ہیں اس کی احادیث لکھنے میں معتبر ہیں لیکن ان سے استدلال نہیں کیا جاسکتا۔ امام ابو ذر کہتے ہیں کہ اس کی عام روایات منکر ہیں۔ اب جری کہتے ہیں کہ میں نے امام ابو داؤد سے پوچھا کیا آپ کے نزدیک عمرو بن شعیب حجت ہیں تو امام ابو داؤد نے کہا کہ وہ پوری حجت تو کیا ہوتا آدمی حجت بھی نہیں ہے لہ

اس حدیث کو امام بیہقی نے دو سندوں سے روایت کیا ہے ۱۔

پہلی سند میں ایک راوی ہے حسین بن واقد اس کے بارے میں حافظ ابن حجر لکھتے ہیں :

امام ابن حبان نے کہا یہ روایات میں خطا کرتا تھا، عقیلی کہتے ہیں کہ امام احمد بن حنبل اس کی احادیث کا انکار کرتے تھے۔ اترم کہتے ہیں کہ امام احمد نے اس کی احادیث سے ہاتھ بھاڑ لیے تھے۔ ساجی کہتے ہیں کہ یہ سچا منکر وہی تھا۔ ۳۔ دوسری سند وہی ہے جس کے ساتھ امام ابو داؤد نے اس حدیث کو روایت کیا ہے۔ اور اس سند میں حارث بن عبید اللہ ابو قدامہ، عبید اللہ بن احنس اور عمرو بن شعیب ہیں جن کا ضعف ہم ابھی تہذیب التہذیب کے حوالے سے بیان کر چکے ہیں۔

اس حدیث کی ایک سند پر علامہ طاہر پٹنی تبصرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں :

قال الخطیب فیہ من ہر ساقط
الروایۃ واہی الحدیث
باطل یہ
خطیب بغدادی کہتے ہیں کہ اس سند کا ایک راوی
ساقط الروایۃ ہے جو ضعیف چیز میں نقل کرتا ہے
اور یہ روایت باطل ہے۔

ہم نے اس حدیث کے پانچوں طرق اور اسانید ذکر کر دیے ہیں اور ان اسانید کا حال قارئین کے سامنے ظاہر کر دیا ہے اس حدیث کی ہر سند میں واہی، ضعیف، بدعتیہ اور ساقط الاعتبار راوی ہیں۔

یہ حدیث روایت کے علاوہ درایت بھی مردود ہے کیونکہ ابو داؤد اور بیہقی کی سند میں دف بجانے والی کو عورت سے تعبیر کیا ہے اور ترمذی کی روایت میں اس کو لڑکی سے تعبیر کیا ہے اور اس میں مذکور ہے کہ :

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس حبشی لڑکی کو گدرا کر دیا جس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ لڑکی بالذات تھی کیونکہ احکام کی مکلف بالغ لڑکی ہی ہوتی ہے اور ایک بالغ لڑکی یا عورت سے بلا عجاب گانا سننا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی شان کے خلاف ہے اور اگر بالفرض اس کو آپ کی خصوصیت پر محمول بھی کیا جائے تو حضرت ابو بکر، حضرت علی اور حضرت عثمان کا اس بالغ لڑکی یا عورت کو دیکھنا اور اس کا گانا سننا کس طرح جائز ہوگا کیونکہ انہی عورت کو دیکھنا اور اس کی آواز سننا روئے

۱۔ حافظ ابن حجر عسقلانی متوفی ۸۵۲ھ، تہذیب التہذیب ج ۸ ص ۵۰، مطبوعہ دائرة المعارف دکن ۱۳۲۶ھ۔

۲۔ حافظ ابو بکر احمد بن علی بیہقی متوفی ۴۵۸ھ۔ سنن کبریٰ ج ۱۰ ص ۴۴، مطبوعہ نشر السنۃ لبنان۔

۳۔ حافظ ابن حجر عسقلانی متوفی ۸۵۲ھ، تہذیب التہذیب ج ۲ ص ۳۴۴، مطبوعہ دائرة المعارف دکن ۱۳۲۶ھ۔

۴۔ شیخ محمد طاہر پٹنی متوفی ۱۹۸۶ھ، تذکرۃ الموضوعات ص ۱۹۷۔

رہی پھر حضرت عثمان اُسے اور وہ دف بجاتی رہی پھر حضرت عمر اُسے اور اس نے دف کو اٹھا کر اپنی مسود کے نیچے رکھ دیا۔ پھر اس پر بیٹھ گئی، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے عمر! شیطان تم سے ڈرتا ہے! میں بیچارہ اودیہ لڑکی دوں بجاتی رہی ابو بکر اُسے اور یہ لڑکی دف بجاتی رہی پھر علی اُسے اور یہ دف بجاتی رہی پھر عثمان اُسے اور یہ دف بجاتی رہی پھر اسے عمر اُٹھائے تو اس لڑکی نے دف کو پھینک دیا۔ ۱۷۔

امام ترمذی نے یہ حدیث حسین بن حریش از علی بن حسین بن واقد از عبد اللہ بن برید بیان کی ہے اور اس حدیث کی سندیں علی بن حسین بن واقد راوی ضعیف ہے۔ حافظ ابن حجر مستقلانی کہتے ہیں:

ابو حاتم نے کہا علی بن حسین بن واقد ضعیف ہے، عقلی کہتے ہیں کہ اسحاق بن راہویہ اس کے مرجئی ہونے کی وجہ سے اس کے بارے میں اچھی رائے نہیں رکھتے تھے اس لیے ہم نے اس سے روایت کرنا چھوڑ دیا، ابو حاتم ابن حبان بیان کرتے ہیں کہ امام بخاری صبح و شام اس سے ملاقات کرتے تھے اور اس کی روایت نہیں کہتے تھے امام ابو داؤد نے بھی اس حدیث کو روایت کیا ہے:

از مسود از عارض بن عبید ابو قدامہ از عبید اللہ بن اخنس از عمرو بن شیب از ابیہ از جده ایک محدث نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئی اور کہنے لگی یا رسول اللہ میں نے نذر مانی تھی کہ میں آپ کے سامنے دف بجاؤں آپ نے فرمایا اپنی نذر پوری کرو۔

حدثنا مسعود قال نا الحارث بن عبید ابو قدامہ عن عبید اللہ ابن الاخنس عن عمرو بن شعیب عن ابیہ عن جده ان امرأة اتت النبی صلی اللہ علیہ وسلم فقالت یا رسول اللہ انی نذرت ان اضرب علی داسک بالدف قال او فی بنذرک۔ ۱۸۔

اس حدیث کی سند میں ایک راوی ہے۔ عارض بن عبید ابو قدامہ اس کے بارے میں حافظ ابن حجر کہتے ہیں امام احمد بن حنبل نے کہا یہ مضطرب الحدیث ہے، ابن مسیہ نے کہا یہ ضعیف ہے۔ ابو حاتم نے کہا یہ قوی نہیں ہے اس کی حدیث کبھی جاتی ہے اور اس سے استدلال نہیں کیا جاتا، امام نسائی نے کہا یہ قوی نہیں ہے۔ امام ابن حبان نے کہا اس کو بہت زیادہ دہم لاحق ہوتے تھے حتیٰ کہ یہ ان راویوں سے خارج ہو گیا جن کی تنہا روایت سے استدلال کیا جاتا ہے۔ ۱۹۔

اس کے بعد دوسرا راوی ہے عبید اللہ بن اخنس اس کے بارے میں حافظ ابن حجر کہتے ہیں: امام ابن حبان نے اس کائنات میں ذکر کر کے لکھا ہے کہ یہ بہت زیادہ خطا کرتا تھا۔

۱۷۔ امام ابویسی ترمذی متونی ۵۲۹، جامع ترمذی ص ۵۲۹، مطبوعہ دارالحدیث کتب کراچی۔

۱۸۔ حافظ ابن حجر مستقلانی متونی ۵۸۵۲، تہذیب التہذیب ج ۷، ص ۳۰۸، مطبوعہ دارالحدیث کتب کراچی۔

۱۹۔ امام ابو داؤد سلیمان بن اشعث متونی ۵۲۷۵، سنن ابو داؤد ج ۲ ص ۱۱۳، مطبوعہ مطبع مجتبیٰ پاکستان لاہور، ۱۳۰۵ھ۔

۲۰۔ حافظ ابن حجر مستقلانی متونی ۵۸۵۲، تہذیب التہذیب ج ۷ ص ۱۵۰، مطبوعہ دارالحدیث کتب کراچی۔

ج ۷ ص ۱۲۰

یہ پھلوروی صاحب کی خود فریبی یا منالطہ آفرینی ہے کہ وہ ان مذکور الصدر فقہاء کا اس مسئلہ میں کوئی اختلاف سمجھتے ہیں ان تمام فقہاء نے متفقہ طور پر لکھا ہے کہ وہ گانا جائز ہے جس کا مضمون جائز ہو اور جس کا مضمون ناجائز ہو وہ گانا ناجائز ہے اور نکاح، ختنہ، ولیمہ اور عید کے موقع پر صرف دف بجانا جائز ہے اور ان مواقع کے علاوہ دف اور باقی تمام آلات موسیقی مطلقاً حرام ہیں اور اس مضمون کو ان تمام فقہاء نے بیان کیا ہے خواہ قاضی خاں ہوں یا علامہ عینی بلکہ علامہ عینی نے تو موسیقی کی اس صورت کا بہت سخت الفاظ سے رد کیا ہے جس کے اثبات کے لیے پھلوروی صاحب درپے ہیں اور ان تمام مذکور الصدر فقہاء بلکہ مذاہب اربعہ کے اعظم فقہاء کی عبارات ہم بجز تعالیٰ پہلے ذکر کر چکے ہیں۔

علامہ شامی کی عبارت سے موسیقی پر استدلال

علاؤ الدین حنفی متوفی ۱۰۸۸ھ نے لکھا ہے کہ اظہار فخر کے لیے نفاہ بجانا جائز نہیں البتہ عصر، عشا اور ادھی رات کے بعد تین سوڑ بھونکے جانے کو یا دوانے کے لیے تین بار نفاہ بجانا جائز ہے ۱۔ علامہ شامی متوفی ۱۲۵۲ھ نے اس عبارت میں یہ نکتہ آفرینی کی ہے کہ اس سے معلوم ہوا کہ آلات لہو و لعب بذاتہا حرام نہیں ہیں بلکہ جب آلات لہو و لعب (آلات موسیقی) کو بجانے والا یا سننے والا لہو کا قصد کرے تب حرام ہیں اور یہ فائدہ آلات کی لہو کی طرف اضافت سے حاصل ہوتا ہے۔ لہذا بزرگان دین جو سماع کرتے رہے ہیں اس پر معترضی کو انکار نہیں کرنا چاہیے تاکہ ان کی برکات سے محروم نہ ہو ۲۔

اس کا جواب یہ ہے کہ جو بزرگ اس دنیا سے جا چکے ہیں ان پر اعتراض کرنا ویسے بھی درست نہیں ہے اور یہ بات صحیح ہے لیکن اس سے آلات موسیقی کا جواز اور حلت ثابت نہیں ہوتی کیونکہ حلت اور حرمت کا مدار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اجازت دینے یا منع کرنے پر ہے فہرست بزرگوں کے افعال پر نہیں ہے جبکہ خود علامہ شامی نے اسی بحث میں لکھا ہے کہ:

وفي الملتقى وعن النبي صلى الله عليه وسلم انه كره رفع الصوت عند قراءة القرآن و الجنائز والزحف والتذكير فما ظنك به عند الغناء الذي يسمونه وجداء او محبة فانه مكروه لا اصل له في الدين قال الشارح زاد في الجوهرة وما يفعله متصوفة زماننا لا يجوز القعود والجلوس اليه ومن قبلهم لم يفعل كذلك الى قوله والحاصل انه لا رخصة في السماع في زماننا لان الجنيد رحمه الله

ملتقى میں ہے کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے قرآن مجید پڑھنے، جنانہ، جہاد اور وعظ و نصیحت کے وقت آواز بلند کرنے کو ناپسند فرمایا ہے تو تمہارا کیا گمان ہے اس گانے (غنا) کے بارے میں جس کو یہ لوگ وجد اور محبت کہتے ہیں کیونکہ یہ مکروہ ہے اور اس کی دین میں کوئی اصل نہیں ہے، شارح کہتے ہیں کہ جوہرہ نیرہ میں ہے آج کل کے زمانے کے صوفیوں کی مجلس میں بیٹھنا اور اس کا قصد کرنا ناجائز ہے۔ ان سے پہلے لوگ ایسا نہیں کرتے تھے، حاصل بحث یہ ہے کہ اس زمانہ

۱۔ علامہ علاؤ الدین حنفی متوفی ۱۰۸۸ھ، رد المحتار علی رد المحتار ج ۵، ص ۳۰۷ مطبوعہ مطبعہ عثمانیہ استنبول ۱۳۲۶ھ۔

۲۔ علامہ ابن عابدین شامی متوفی ۱۲۵۲ھ، رد المحتار ج ۵، ص ۳۰۷ مطبوعہ مطبعہ عثمانیہ استنبول ۱۳۲۶ھ۔

حرام ہیں پھر یہ کیسے ممکن ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے یہ صاحب حرام کام کر رہے ہوں اور آپ نے انہیں منع نہ فرمایا ہو۔ ثالثاً اس حدیث میں ہے کہ جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ آئے تو وہ لڑکی دفن کرنا دیکھ کر اپنی سرین کے نیچے رکھ کر بیٹھ گئی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اسے عمر شیطانی تم سے ڈرتا ہے کیونکہ میں بیٹھا رہا اور یہ لڑکی دفن بجاتی رہی، ابو بکر آئے اور یہ دفن بجاتی رہی پھر علی آئے اور یہ دفن بجاتی رہی پھر عثمان آئے اور یہ دفن بجاتی رہی اور اسے عمر جب تم آئے تو اس نے دفن کو پھینک دیا۔

حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اہل فرمان سے معلوم ہوا کہ دفن بجانا ایک شیطانی کام ہے اور جب یہ شیطانی کام ہے تو چاہیے تھا کہ آپ فرماتے اسے نذر کا پورا کرنا صحیح نہیں ہے چہ جائیکہ اسے تدریجی کرنے کا حکم دیتے، پھر جب یہ شیطانی کام تھا تو آپ کا اور حضرت ابو بکر، حضرت علی اور حضرت عثمان کا سننا کس طرح صحیح تھا، پھر یہ ایک عجیب اور غلط بات ہے کہ شیطان حضرت عمر سے ڈرتا تھا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابو بکر سے نہیں ڈرتا تھا اور یہ تاویل اس سے بھی عجیب تر اور اغلط ہے کہ حضرت عمر بُرائی کے کاموں پر زیادہ سخت تھے اور حضور اور حضرت ابو بکر نرم مزاج تھے کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے بدامت میں حضرت ابو بکر سے زیادہ بُرائی کے کاموں پر کوئی سخت نہیں ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے تو کسی دلیل کے ذکر کرنے کی ضرورت نہیں ہے اور حضرت ابو بکر کی بُرائی اور کفار کے خلاف شدت پسیر اہم دلیل ہے کہ مانعین زکوٰۃ کے خلاف تلوار اٹھانے پر حضرت عمر رضی اللہ عنہ اولاً تیار نہ تھے اور حضرت ابو بکر سے بحث کرتے تھے اور بالآخر حضرت ابو بکر کی بات حضرت عمر کی سمجھ میں آگئی اور انھوں نے مانعین زکوٰۃ کے خلاف جنگ کرنے میں حضرت ابو بکر کی رائے سے موافقت کر لی۔ یہ حدیث بخاری اور مسلم میں ہے۔

غرضیکہ یہ حدیث اصول اسلام سے متصادم ہے روایت اور حدیث ضعیف اور واجب الرد ہے اس سے آلات موسیقی کے جواز پر استدلال کرنا اور ان احادیث صحیحہ کے خلاف بطور معارضہ پیش کرنا جن میں دفن اور باقی آلات موسیقی کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مطلق حرام کر دیا ہے براہتہً باطل ہے۔

ہم نے آلات موسیقی کی حرمت واضح کرنے کے لیے بیشتر احادیث صحاح ستہ سے پیش کی ہیں اس کے علاوہ سنن کبریٰ للبیہقی، مسند احمد بن حنبل، مصنف عبدالرزاق، مصنف ابن ابی شیبہ، کنز العمال اور مجمع الزوائد سے بھی احادیث پیش کی ہیں، جن میں سے زیادہ تر احادیث سند حسن سے مروی ہیں۔ بعض احادیث کی انفرادی سند ضعیف ہے لیکن چونکہ وہ احادیث دیگر طرق اور اسانید سے بھی مروی ہیں اس لیے وہ سند بھی اصطلاحاً سند حسن ہے خواہ سند لغیرہ ہو اور ان میں کوئی حدیث خدائے خواستہ موضوع نہیں ہے۔

پھلواروی صاحب کا ایک اور اہم شبہ یہ ہے کہ:

علاوہ ازیں وہ فقہاء بھی جو صاحب ہدایہ، صاحب بدائع صنائع، قاضی خاں وغیرہم کی طرح مشدود نہیں مثلاً عینی، ابن ہمام، صاحب عنایہ، صاحب نہایہ، طحاوی، شامی، سرخسی وغیرہم اسی عقائد کو ناجائز بناتے ہیں جو لوہو سے وابستہ ہو۔

۷۔ شاہ محمد جعفر پھلواروی، اسلام اور موسیقی ص ۱۸۲، مطبوعہ ادارہ ثقافت اسلامیہ لاہور طبع دوم ۱۹۶۸ء۔

تاب عن السماع فی زمانہ

میں سماع کی اجازت نہیں ہے کیونکہ جنید رحمہ اللہ نے اپنے زمانہ میں سماع سے توبہ کر لی تھی۔

علامہ شامی رحمہ اللہ کی یہ عبارت بھی اسی بحث میں ہے علاوہ ازیں اس عبارت کے بعد اس جلد کے ص ۳۲۸ پر علامہ شامی نے آلات موسیقی کو مطلق حرام قرار دیا ہے۔ بہر حال علامہ شامی کی عبارت میں آلات موسیقی کو بھانسنے اور سننے کی اجازت نہیں ہے ہم نے یہ تفصیل اس لیے کر دی ہے کہ بعض علماء علامہ شامی کی عبارت کا صرف ایک ٹکڑا سے کہ مناعہ آفرینی کرتے ہیں حالانکہ ایسا کرنا تحقیق سے بعید ہے۔

قرآن کریم سے موسیقی پر استدلال | آلات موسیقی کے بعض مجوزین کہتے ہیں کہ اگر آلات موسیقی فسق و فجور کا سبب ہوں تو یہ ناجائز ہیں اور اگر فسق و فجور کا سبب نہ ہوں تو جائز ہیں کیونکہ قرآن

مجید میں ہے: ومن الناس من يشتري لهو الحديث ليضل عن سبيل الله بغير علم (نہان پ) بعض لوگ کھیل کی باتوں کو اس لیے خریدتے ہیں تاکہ لوگوں کو نا بھیجے اللہ تعالیٰ کے راستے سے گمراہ کر دیں۔ (سہو الحدیث) (کھیل کی باتیں) کی مفسرین نے دس سے زیادہ تعبیرات بیان کی ہیں ایک تعبیر آلات موسیقی ہیں اس تقدیر پر اس کا سیدھا اور صاف جواب یہ ہے کہ آلات موسیقی یا کوئی اور چیز اگر اللہ تعالیٰ کے راستے سے گمراہ کرے پھر تو اس کے حرام ہونے میں کوئی شک نہیں لیکن اگر آلات موسیقی اللہ تعالیٰ کے راستے سے گمراہ نہ کریں اس صورت میں آیا وہ حرام ہیں یا نہیں، اس کا ذکر اس آیت میں نہیں ہے اور احکام میں مفہوم مخالفت معتبر نہیں ہوتا لیکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب آلات موسیقی کو مطلقاً حرام قرار دیا تو وہ آپ کے فرمان سے بمطابق احادیث شریفہ حرام ہیں جن کے حوالے ہم صفحات سابقہ میں دے چکے ہیں اور اس سے بڑھ کر کیا فسق و فجور ہو گا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث کے خلاف آلات موسیقی کو جائز کہا جائے اور ان کے بھانسنے اور سننے میں مشغول رہا جائے! خصوصاً جب کہ لہو الحدیث سے آلات موسیقی مراد ہونا غیر یقینی اور گیارہویں درجہ کا احتمال ہے۔

شیخ عبدالحق دہلوی کی عبارات سے مناعہ آفرینی | بعض علماء شیخ دہلوی کی حسب ذیل عبارات سے یہ ثابت کرتے ہیں کہ آلات موسیقی کی حرمت پر کوئی صحیح حدیث وارد نہیں ہے۔

وہ عبارت یہ ہے :

دوسرے طریقہ محدثین کا ہے وہ کہتے ہیں کہ اس کی حرمت میں کوئی حدیث صحیح اور صریح عبارت نہیں ہے بلکہ اس باب میں جس قدر احادیث ہیں یا موضوع ہیں یا مطعون ہیں اسی طرح قرآن مجید کی آیات ہیں اگرچہ ان آیات کی بعض مفسرین نے گمانے کی حرمت کے ساتھ تفسیر کی ہے لیکن ان آیات کی دوسری تفسیر بھی ہے

دوم طریق محدثین است ویشانے گویند کہ ثابت نشدہ است در تحریم آل حدیث صحیح و فی صریح بلکہ ہرچہ وارد شدہ است در باب از احادیث یا موضوع است یا مطعون دوم چنین آیات قرآنی اگرچہ تفسیر کردہ اند انرا بعض مفسرین پھیرے کہ دلالت کند بر حرمت غنائہ از انا دیات و قنائل دیگر ہم است لہ

۱۔ علامہ ابن عابدین شامی متوفی ۱۲۵۲ھ، رد المحتار ج ۵، ص ۲۰۶، مطبوعہ مطبعہ عثمانیہ استنبول ۱۳۲۲ھ۔

۲۔ شیخ عبدالحق محدث دہلوی متوفی ۱۰۵۲ھ، مدارج النبوت ج ۱ ص ۲۲۲-۲۲۳، مطبوعہ، مکتبہ نوریہ رضویہ سکسٹر۔

یہ بات ملحوظ رہنی چاہیے کہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول نے جس چیز سے بعینہ منع فرمایا ہے اس کے قرب سے بھی منع فرمایا ہے۔ مثلاً اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

ولا تقربوا مال الیتیم الا بالاتی ہی احسن۔ (الانعام: ۱۵۱)

یتیم کے مال کے قریب مت جاؤ مگر احسن طریقہ کے،

ولا تقربوا من حتی یطہرن۔

جب عورتوں کے ماہواری ایام ہوں تو جب تک وہ (حیض سے) پاک نہ ہو جائیں ان کے قریب بھی مت جاؤ۔

ولا تقربوا الذی اندکان فاحشہ۔ (اسراء: ۳۲)

زنا کے قریب بھی مت جاؤ کیونکہ وہ بے حیائی کا کام ہے۔

ولا تقربوا الفواحش ما ظہر منہا وما جطن۔ (الانعام: ۱۵۱)

جو ظاہراً اور پوشیدہ بے حیائی کی چیزیں ہیں ان کے قریب بھی مت جاؤ۔

اتوا فیہا بکذب عجیب علی اللہ تعالیٰ وعلیٰ رسولہ
صلی اللہ علیہ وسلم وعلیٰ اصحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم
والتابعین والعلماء العالمین وقد ہم فی ذلک من لعب
بہ الشیطان وھوی بہ الھوی الی ھوۃ الحرماۃ فتھو
عن الحق بمعزل وبینہ و بین حقیقۃ التصوف
الف الف منزل ، و اذا تحقق لدیک قول بعض
الکبار یجمل شیء من ذلک فلا تغتر بہ لانہ مخالف
لما علیہ ائمة المذاہب الاربعۃ وغیرہم
من الاکابر الموثود بالادلة القویۃ لایاتیہا
الباطل من بین یدیہا ولا من خلفہا و کل
احد یؤخذ من قوله ویتوک ما عدا رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم و من رزق عقلا
مستقیما و قلبا من الالھواء الفاسدۃ
سلیما لایشک فی ان ذلک لیس من الدین
وانہ بعید بمراحل عن مقاصد شریعۃ
سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ
و صحبہ اجمعین

اللہ تعالیٰ، اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم، صحابہ کرام رضوان اللہ
علیہم اجمعین، تابعین عظام اور کبار علماء کی طرف (بلا تحقیق) جھوٹی
باتیں منسوب کر دی ہیں اور جو شخص شیطان کے اوتھوں کھولتا
بنا ہوا ہے اور پرستار ہوا ہے وہ ان جھوٹی باتوں کی تقلید
کرتا ہے، ایسا شخص حق سے دور ہے اور اس کے احکام
تصوف کے درمیان لاکھوں منزلوں کی دوری کا فاصلہ ہے
اگر تم نے اکابرین میں سے کسی کا قول مزامیر کی علت میں
سنا ہے تو اس سے دھوکا نہ کھانا کیونکہ یہ قول ائمہ اربعہ
کے مذاہب اور دیگر اکابرین ملت کے خلاف ہے اور
ائمہ اربعہ کا مذہب دلائل قویہ کے مطابق ہے ہر شخص اپنے
قول پر حجاب وہ ہے جو چیز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
کے خلاف ہے اس کو چھوڑ دینا چاہیے جس شخص کی عقل صحیح
ہو اور دل بڑی خواہشوں سے پاک ہو اس کو اس میں کوئی
شک نہیں ہوگا کہ یہ موسیقی دین نہیں ہے اور سید المرسلین
صلی اللہ علیہ وسلم کی شریعت سے کوسوں دور ہے۔

ریڈیو، ٹی وی، وی سی آر اور سینما کا حکم | آلات موسیقی کا شرعی حکم معلوم ہونے کے بعد یہ واضح ہو گیا کہ جن میں انہوں میں
آلات موسیقی کا دخل ہے وہ سب شرعاً حرام ہیں، مثلاً ریڈیو، ٹی وی، وی سی آر
آر، سینما، ٹیپ ریکارڈر اور گراموفون کے وہ ریکارڈز جن میں آلات موسیقی کی آواز ہو وہ سب شرعاً حرام ہیں۔ آلات موسیقی
کے پروگراموں کو عملی شکل دینا، ریکارڈ کرنا، ان ریکارڈز کا کاروبار کرنا، خرید و فروخت اور ان کا سننا سب شرعاً حرام ہیں۔
خاص طور پر وہ نظمیں جن میں اللہ اور اس کے رسول کا ذکر ہو ان کو مزامیر کے ساتھ دھنوں پر گانا زیادہ مذموم ہے کیونکہ اس
طرح اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر ان سازوں پر کیا جاتا ہے جن کو نہ صرف اللہ اور اس کے رسول نے
حرام کر دیا ہے بلکہ آپ نے ان کو مزامیر شیطان سے تعبیر فرمایا ہے۔ (البیاض باللہ) اور جو لوگ اس کام کو عبادت کا درجہ
دیتے ہیں ان کا حال زیادہ افسوس ناک ہے۔

یاد رہے کہ ہم نے اس بحث میں جہاں بھی حرام کا لفظ استعمال کیا ہے اس سے ہماری مراد حرام ظنی ہے حرام قطعی
نہیں ہے۔

۱۔ علامہ سید محمود آلوسی شرفی ۱۲۷۰ھ، روح المعانی ج ۲۱ ص ۷۷، مطبوعہ دار احیاء التراث العربی بیروت۔

کیسٹس اور ٹیپ ریکارڈ اور وی سی آر یا وی سی پی کا ہے۔

اس بحث کے اخیر میں، میں اللہ تعالیٰ سے دعا کرتا ہوں کہ میں نے جو اس باب میں آیات موسیقی کی حرمت کو واضح کرنے کی کوشش کی ہے اس کو اللہ تعالیٰ لوجہ اللہ باقی رکھے، اپنی بارگاہ میں قبول فرمائے اور رہتی دنیا تک ان منعمات کو لوگوں کے لیے مفید اور مفیض رکھے اور جو لوگ صحیح دلائل کا علم نہ ہونے کی وجہ سے آیات موسیقی میں مشغول رہے ہوں ان کو اس عمل سے رجوع اور توبہ کی توفیق ارزانی فرمائے اور ان اوراق کو اللہ تعالیٰ اس گنہگار کی بخشش اور اپنی رضا اور خوشنودی کا سبب بنائے۔ آمین یا رب العالمین بجاہ سید المرسلین حبیب اللہ العالمین۔
وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین والصلوٰۃ والسلام علی محمد خاتم النبیین
افضل المرسلین اول الشافعیین و المشفعیین و علی آلہ واصحابہ و اولیاء امتہ و علماء
ملتہ اجمعین الی یوم الدین۔



تلك حدود الله فلا تقربوها۔
(بقرہ: ۱۸۶)

یہ اللہ کی حدود ہیں ان کے قریب بھی مت جاؤ۔

ہم نے قرآن مجید کی یہ پانچ آیات پیش کی ہیں جن سے صراحتہ یہ معلوم ہوتا ہے کہ جن چیزوں سے اللہ تعالیٰ نے منع کیا ہے ان کا قرب بھی ممنوع ہے اور جس چیز میں ظاہر یا پوشیدہ بے حیائی ہے اللہ تعالیٰ نے اس کے قرب سے بھی منع فرمایا ہے اور فریاد اور ٹی۔ وی سے جو بجزت موسیقی پر مشتمل اور مخرب اخلاق پر وگرام نشر کیے جاتے ہیں اس پہلو سے ان کا ممنوع ہونا اور پوشیدہ بے حیائی ہونا بالکل ظاہر ہے اور جائزہ پر وگراموں کے حیلہ سے ان کے قریب جانا اللہ تعالیٰ کے اس حکم کی کھلی مخالفت ہے۔ (المیاذ باللہ)۔

نیز حدیث شریف میں ہے:

عن النعمان بن بشیر يقول سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم الحلال بين والحرام بين وبينهما مشبهات لا يعلمها كثير من الناس فمن اتقى المشبهات استبرأ لدينه وعرضه ومن وقع في الشبهات كراعى يرعى حول الحى يوشك ان يراقده الاوان لكل ملك حى الا ان حى الله في ارضه محارمه۔

حضرت نعمان بن بشیر بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا حلال ظاہر ہے اور حرام ظاہر ہے اور ان دونوں کے درمیان کچھ مشتبہ چیزیں ہیں جن کو اکثر لوگ نہیں جانتے، جو شخص مشتبہ چیزوں سے بچتا ہے وہ اپنے دین اور عزت کو محفوظ رکھتا ہے اور جو شخص مشتبہ چیزوں کو اختیار کر لیتا ہے وہ اس چرواہے کی طرح ہے جو ممنوعہ چراگاہ کے قریب اپنے جانور چلاتا ہے۔ جس میں اس کا خطرہ ہے کہ وہ جانور ممنوعہ چراگاہ میں چرنے لگیں، یاد رکھو! ہر بادشاہ کی ایک خاص (منع کردہ) چراگاہ ہوتی ہے اور یاد رکھو! اس زمین میں اللہ تعالیٰ کی منع کردہ چیزیں وہ ہیں جن کو اللہ تعالیٰ نے حرام کر دیا ہے۔

اس حدیث میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک واضح مثال سے یہ سمجھایا ہے کہ اگر کوئی شخص کسی بادشاہ کی ممنوعہ چراگاہ کے قریب اپنے جانور چراتا ہے تو اس بات کا خطرہ ہے کہ اس کے جانور اسی ممنوعہ چراگاہ میں چریں اور وہ چرواہا اس جرم میں پکڑا جائے اسی طرح جو شخص اللہ تعالیٰ کی منع کردہ چیزوں کے قریب ہلے گا تو اس بات کا خطرہ ہے کہ وہ کسی ممنوعہ کام کا ارتکاب کرے اور اس جرم اور معصیت میں مبتلا ہو جائے۔

اس حدیث شریف کی روشنی میں یہ بات بالکل واضح ہو جاتی ہے کہ اگر کوئی شخص ٹی وی اور ریڈیو کو جائز پروگرام کے لیے رکھتا ہے تو وہ ناجائز پروگراموں کے دیکھنے اور سننے کے خطرہ میں ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اس خیر خواہ نصیحت پر عمل نہیں کر رہا! اور جو حکم ہم نے ریڈیو اور ٹی وی کا بیان کیا ہے وہی حکم ریڈیو کیسٹس اور ٹی وی

علامہ بابر بن محمد حنفی متوفی ۷۸۶ھ، عتایہ علی ہامش فتح القدر ج ۲ ص ۵۸ مطبوعہ مکتبہ نوریہ رفویہ سکر۔
 ۱۔ امام ابو عبد اللہ محمد بن اسماعیل بخاری متوفی ۲۵۶ھ، صحیح بخاری ج ۱ ص ۳۸ مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی الطبعة الثانیہ ۱۳۸۱ھ
 ایضاً۔ امام ابو الحسن مسلم بن حجاج قشیری متوفی ۲۶۱ھ صحیح مسلم ج ۱ ص ۲۹۳، مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی الطبعة الثانیہ ۱۳۷۵ھ
 ۲۔ حافظ ابو بکر احمد بن علی بیہقی متوفی ۴۵۸ھ سنن کبریٰ ج ۲ ص ۵۰ مطبوعہ نشر السنۃ عمان۔

علامہ بابر بن محمد حنفی متوفی ۷۸۶ھ، عتایہ علی ہامش فتح القدر ج ۲ ص ۵۸ مطبوعہ مکتبہ نوریہ رفویہ سکر۔
 ۱۔ امام ابو عبد اللہ محمد بن اسماعیل بخاری متوفی ۲۵۶ھ، صحیح بخاری ج ۱ ص ۳۸ مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی الطبعة الثانیہ ۱۳۸۱ھ
 ایضاً۔ امام ابو الحسن مسلم بن حجاج قشیری متوفی ۲۶۱ھ صحیح مسلم ج ۱ ص ۲۹۳، مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی الطبعة الثانیہ ۱۳۷۵ھ
 ۲۔ حافظ ابو بکر احمد بن علی بیہقی متوفی ۴۵۸ھ سنن کبریٰ ج ۲ ص ۵۰ مطبوعہ نشر السنۃ عمان۔

امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے موقف پر دلائل امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے نزدیک جماعت کے ساتھ استسقاء میں نماز مسنون نہیں ہے تاہم اگر کبھی کبھی جماعت کے ساتھ بھی استسقاء میں نماز پڑھ لی جائے تو امام ابو حنیفہ کے نزدیک جائز ہے اور امام ابو حنیفہ کے نزدیک نماز استسقاء میں اصل چیز یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ سے عاجزی کے ساتھ گڑگڑا کر بارش کے لیے دعا کی جائے اور بکثرت استسقاء کیا جائے۔ سورہ نوح کی آیت نمبر ۱ سے بھی یہی معلوم ہوتا ہے اور حسب ذیل احادیث اور آثار سے بھی یہی ظاہر ہوتا ہے۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جبہ کے دن مسجد (نبوی) میں ایک شخص اس وقت آیا جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہوئے خطبہ دے رہے تھے اور کہہ رہے تھے یا رسول اللہ! اہل ہلاک ہو گئے اور راستے منقطع ہو گئے آپ اللہ تعالیٰ سے بارش نازل فرمانے کے لیے دعا کیجئے حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا ہاتھ اٹھا کر دعا کی اے اللہ! بارش نازل فرما! اے اللہ! بارش نازل فرما! اے اللہ! بارش نازل فرما۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ کبھی ہم نے پہلے آسمان پر کوئی بادل دیکھا تھا نہ بادل کا ٹکڑا اور ہمارے اور سلع (پھاڑی) کے درمیان کوئی گہر تھا نہ کوئی محلہ، غرض سلع کے پیچھے سے ڈھال کے برابر ایک بدلی اٹھی اور جب آسمان کے درمیان پہنچی تو پھیل گئی اور بارش شروع ہو گئی، بخدا پھر ایک ہفتہ تک ہم نے سورج نہیں دیکھا۔ ۱۵

اس حدیث میں اس بات کی واضح تصریح ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے استسقاء میں صرف دعا فرمائی ہے۔ حضرت عبداللہ بن زید انصاری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم استسقاء میں عید گاہ گئے اور جب دعا کرنے کا ارادہ فرمایا تو قبلہ کی طرف منہ کر کے چادر پٹ دی گئی۔ اس حدیث میں بھی صرف دعا کا ذکر ہے۔ ابو وہبہ سعدی اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ استسقاء میں استسقاء کے

امام اعظم ابو حنیفہ رحمہ اللہ استسقاء میں نماز کو سنت اس لیے نہیں قرار دیتے کہ سنت وہ عبادت ہے جس کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے موافقت اور دوام کے ساتھ کیا ہو اور چونکہ آپ نے استسقاء میں ہمیشہ نماز نہیں پڑھی اس لیے استسقاء میں نماز سنت نہیں ہے، بل جائز ہے۔ علامہ ابن محمود ہارقی لہ اور علامہ شامی لہ نے بھی اسی طرح لکھا ہے۔

جن احادیث میں استسقاء میں نماز پڑھنے کو مذکور ہے امام اعظم نے ان کو شاؤ قرار دیا ہے اسکی وجہ بیان کرتے ہوئے علامہ ابن ہمام لکھتے ہیں: اگر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا استسقاء میں نماز پڑھنا ثابت ہوتا تو یہ وسیع شہرت کے ساتھ منقول ہوتا اور حضرت عمر بھی استسقاء میں نماز پڑھتے اور جب حضرت عمر نے استسقاء میں نماز نہیں پڑھی تو صحابہ کرام اس پر اعتراض کرتے اور آپ کو متنبہ کرتے کیونکہ حضرت عمر نے تمام صحابہ کے سامنے استسقاء میں صرف دعا اور استسقاء پر قنطار کیا تھا اور جب حضرت عمر نے استسقاء میں نماز نہیں پڑھی اور نہ پڑھنے پر صحابہ نے اعتراض نہیں کیا تو معلوم ہوا کہ نماز پڑھنے کی روایت صدراول میں مشہور نہیں ہوئی تھی۔ اسی بنا پر امام اعظم نے اسکو شاؤ قرار دیا ہے۔ علامہ ابن ہمام مزید لکھتے ہیں کہ حضرت ابن عباس اور عبد اللہ بن زید سے استسقاء میں نماز کی روایت میں اضطراب بھی ہے۔

حضرت عبد اللہ بن زید مازنی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عید گاہ گئے اور بارش کی دعا مانگی اور قبلہ کی طرف منہ کر کے چادر پٹ دی۔

عباد بن تیمم اپنے چچا سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عید گاہ گئے بارش کی دعا کی، قبلہ کی طرف منہ کیا، چادر پٹی اور دو رکعت نماز پڑھی۔

حضرت عبد اللہ بن زید انصاری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عید گاہ گئے، بارش کی دعا کی، آپ جب بھی دعا کا ارادہ کرتے تو قبلہ کی طرف منہ کر کے چادر پٹ دیتے۔

۱۹۶۷۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى قَالَ قَرَأْتُ عَلَى

مَالِكٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي بَكْرٍ أَنَّ سَمِعَ عَبَّادَ بْنَ تَمِيمٍ يَقُولُ سَمِعْتُ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ تَمِيمٍ يَقُولُ خَرَجَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى الْمُصَلَّى فَاسْتَسْقَى وَحَوْلَ رِجَالِهِ حِينَ اسْتَقْبَلَ الْقِبْلَةَ -

۱۹۶۸۔ وَحَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى قَالَ أَخْبَرَنِي

بْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي بَكْرٍ عَنْ عَبَّادِ بْنِ تَمِيمٍ عَنْ عَمِّهِ قَالَ خَرَجَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى الْمُصَلَّى فَاسْتَسْقَى وَاسْتَقْبَلَ الْقِبْلَةَ وَقَلَّبَ رِجَالَهُ وَصَلَّى رَكْعَتَيْنِ -

۱۹۶۹۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى قَالَ أَخْبَرَنِي

بْنُ يَزِيدٍ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ قَالَ أَخْبَرَنِي أَبُو بَكْرٍ بْنُ مُحَمَّدٍ عَنْ عَمِّهِ أَنَّ عَبَّادَ بْنَ تَمِيمٍ أَخْبَرَهُ أَنَّ

عَبْدَ اللَّهِ ابْنَ زَيْدٍ الْأَنْصَارِيَّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَخْبَرَهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

خَرَجَ إِلَى الْمُصَلَّى يَسْتَسْقِي وَأَنَّهُ لَمَّا رَأَى أَنَّهُ

يَدْعُو اسْتَقْبَلَ الْقِبْلَةَ وَحَوْلَ رِجَالِهِ -

- ۱۔ علامہ محمد بن محمود ہارقی متوفی ۷۸۶ھ عنایہ مع فتح القدیر ج ۲ ص ۵۱۸ مطبوعہ مکتبہ نوریہ رضویہ سکھر
- ۲۔ علامہ ابن عابدین شامی متوفی ۱۲۵۲ھ رد المحتار ج ۱ ص ۷۹۱ مطبوعہ مطبعہ عثمانیہ استنبول ۱۳۲۷ھ
- ۳۔ علامہ کمال الدین ابن ہمام متوفی ۸۶۱ھ فتح القدیر ج ۲ ص ۵۹، مطبوعہ مکتبہ نوریہ رضویہ سکھر

لَمْ يَدْعُوا مِنْ دُونِ اللَّهِ شَيْئًا كَانَ دَعْوَاهُمْ أَنْ تُخْرِجَ الْغَمَامَ
فَكَرِهَ قَبْلَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَتَاهُمُ يَخْطُبُ
لَهُمْ قَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ هَكَذَا الْأَمْوَالُ وَالْأَنْفُسُ
السُّبُلُ فَأَدْعُ اللَّهَ يُدِثُّنَا قَالَ فَرَفَعَ رَسُولُ اللَّهِ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَدَيْهِ ثُمَّ قَالَ اللَّهُمَّ اغْنِنَا
أَنْفُسَنَا اللَّهُمَّ اغْنِنَا قَالَ آتَى لَوْلَا وَاللَّهُ مَا
نَرَى فِي السَّمَاءِ مِنْ سَحَابٍ وَلَا قَزَعَةٍ وَمَا بَيْنَنَا وَبَيْنَ
سَلَمٍ مِنْ بَيْتٍ وَلَا دَارٍ قَالَ فَطَلَعَتْ مِنْ ذُرَاهِهَا
سَحَابًا مِثْلَ التُّرْسِ فَلَمَّا تَوَسَّطَتِ السَّمَاءَ انْتَشَرَتْ
ثُمَّ امْطَرَتْ قَالَ فَلَا وَاللَّهُ مَا رَأَيْنَا الشَّمْسَ سَبْتًا
قَالَ ثُمَّ دَخَلَ رَجُلٌ مِنْ ذَلِكَ النَّهَابِ فِي الْجُمُعَةِ
الْمُتَقْبِلَةِ وَرَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَائِمٌ
يَخْطُبُ كَأَسْتَقْبَلَهُ قَائِمًا فَقَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ هَكَذَا
الْأَمْوَالُ وَالْأَنْفُسُ السُّبُلُ فَأَدْعُ اللَّهَ يُسَيِّئُهَا عَنَّا
قَالَ فَرَفَعَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
يَدَيْهِ ثُمَّ قَالَ حَوَالَيْنَا وَلَا عَلَيْنَا اللَّهُمَّ عَلَى الْأَكَامِ
وَالْعُرَابِ وَبَطُونِ الْأَوْدِيَةِ وَمَنَابِتِ الشَّجَرِ قَالَ
فَأُفْلِقَتْ وَخَرَجْنَا نَمْشِي فِي الشَّمْسِ قَالَ شَرِيكَ
فَسَأَلْتُ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَهْوَاؤُ الرَّجُلِ
الْأَوَّلِ قَالَ لَا دُرِي -

وسلم کی طرف منہ کر کے کہنے لگا: یا رسول اللہ! اموال ہلاک ہو
گئے اور راستے منقطع ہو گئے، آپ اللہ تعالیٰ سے دعا کیجئے
کہ وہ بارش نازل فرمائے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
نے اٹھ اٹھا کر فرمایا: اے اللہ! بارش نازل فرما! اے
اللہ! بارش نازل فرما! اے اللہ! بارش نازل فرما! حضرت
انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ بخدا! ہم نے آسمان میں
کوئی بادل دیکھا تھا نہ بادل کا ٹکڑا اور ہمارے اور سلع
(ریاڑی) کے درمیان کوئی گھر تھا نہ کوئی محلہ، پھر سلع
کے پیچھے سے دھل کے برابر ایک بادل اٹھا اور آسمان
کے درمیان پہنچ کر پھیل گیا اور بارش ہونے لگی، حضرت
انس کہتے ہیں کہ بخدا! پھر ہم نے ایک ہفتہ تک سوچ
نہیں دیکھا، پھر آئندہ جمعہ کو ایک شخص اسی دروازے سے
داخل ہوا در آن مالیکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے
ہوئے خطبہ دے رہے تھے، وہ آپ کی طرف منہ کر کے
کہہ رہا تھا اور کہنے لگا: اموال ہلاک ہو گئے، راستے منقطع
ہو گئے آپ اللہ تعالیٰ سے دعا کیجئے کہ بارش کو ہم سے
روک لے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پھر اٹھ اٹھا
کر دعا کی اور فرمایا: اے اللہ! ہمارے ارد گرد و بہرہ ساوہ
ہم پر نہ برسا، اے اللہ! ٹیلوں پر، بند یوں پر، ہدیوں
پر اور درختوں کے اگنے کی جگہوں پر بارش نازل فرما!
حضرت انس کہتے ہیں کہ بارش فرڑا بند ہو گئی اور ہم باہر
دھوپ میں چلنے لگے، راوی کہتے ہیں کہ میں نے حضرت
انس سے پوچھا کہ کیا یہ وہی پہلے والا شخص تھا، حضرت
انس نے فرمایا مجھے نہیں پتا۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں

۱۹۷۶- وَحَدَّثَنَا دَاوُدُ بْنُ كَثِيرٍ قَالَ نَا الْوَلِيدُ

marfat.com

Marfat.com

عباد اللہ کو اس قدر چاہتے ہیں کہ وہ ان کی دعا کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک دن باہر آئے، بارش کی دعا کی، لوگوں کی طرف ہنسنے لگے کہ اللہ تعالیٰ سے دعا کی اور چلا۔ پلٹ دی پھر دو رکعت نماز پڑھی۔

۱۹۴۰۔ وَحَدَّثَنَا أَبُو الْقَاسِمِ وَحَرَمَلَةُ قَالَ قَالَ ابْنُ وَهَبٍ قَالَ أَخْبَرَنِي يُونُسُ عَنْ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ أَخْبَرَنِي عَمْرُو بْنُ تَوَيْمٍ الْهَمْدِيُّ أَنَّ سَمِعَةَ هَمْدًا كَانَ مِنْ أَصْحَابِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ خَرَجَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ مَا كُنْتُ مَعَهُ فَجَعَلَ إِلَى النَّاسِ ظَهْرًا لَا يَدْفَعُهُ اللَّهُ فَاسْتَبَدَّ الْقَبِيلَةَ وَحَتَّى رَدَّاهُ ثُمَّ مَلَكَ رُكُتَيْنِ۔ ۱۹۴۱۔ حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ قَالَ سَأَلَ يَحْيَى بْنُ أَبِي بَكْرٍ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ ثَابِتٍ عَنْ أَنَسٍ قَالَ رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَرْفَعُ يَدَيْهِ فِي الدُّعَاءِ حَتَّى يُرَى بَيَاضُ أُبْطُنِهِ۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے دیکھا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دعا میں اس قدر اتر جند کرتے تھے کہ آپ کی بنوں کی سفیدی (کی جگہ دکھائی دیتی تھی)۔

۱۹۴۲۔ وَحَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ قَالَ قَالَ الْحَسَنُ بْنُ مُوسَى قَالَ سَأَلْتُ أَبَا بَكْرٍ عَنْ ثَابِتٍ عَنْ أَنَسٍ قَالَ رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اسْتَسْقَى فَأَشَارَ بِظَهْرِ كَفِّهِ إِلَى السَّمَاءِ۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے بارش کی دعا کی اور انگوٹھوں کی پشت سے آسمان کی طرف اشارہ کیا۔

۱۹۴۳۔ وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى قَالَ قَالَ ابْنُ أَبِي عَدِيٍّ وَعَبْدُ الْأَعْلَى عَنْ سَعِيدٍ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ لَا يَرْفَعُ يَدَيْهِ فِي شَيْءٍ مِنْ دُعَائِهِ إِلَّا فِي الْإِسْتِسْقَاءِ حَتَّى يُرَى بَيَاضُ أُبْطُنِهِ غَيْرَ أَنَّ عَبْدَ الْأَعْلَى قَالَ يُرَى بَيَاضُ أُبْطُنِهِ أَوْ بَيَاضُ أُبْطُنِهِ۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم اسْتِسْقَا کے کسب اور موقع پر دعا میں اس قدر اتر جند نہیں کرتے تھے حتیٰ کہ آپ کی بنوں کی سفیدی (کی جگہ دکھائی دیتی)۔

۱۹۴۴۔ وَحَدَّثَنَا ابْنُ الْمُثَنَّى قَالَ قَالَ يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ عَنْ ابْنِ أَبِي عَرُوبَةَ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسٍ أَنَّ مَالِكًا حَدَّثَهُمْ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَحْوَهُ۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مثل سابق تھا۔

۱۹۴۵۔ وَحَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى وَيَحْيَى بْنُ أَيُّوبَ وَقُتَيْبَةُ وَابْنُ حَبْرٍ قَالَ يَحْيَى أَنَا وَكَانَ الْإِسْحَارُ وَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ جَعْفَرٍ عَنْ شَرِيكٍ عَنْ ابْنِ كَثِيرٍ عَنْ أَنَسٍ أَنَّ مَالِكًا رَفِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَجُلًا دَخَلَ

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حجر کے دو ایک شخص مسجد میں دارالافتاء کے دروازے سے داخل ہوا اور ان مالیکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہوئے طلبہ دے رہے تھے۔ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ

حسب سابق ہے اور اس میں یہ اضافہ ہے کہ مٹی نے بادلوں کو اس طرح پھٹتے ہوئے دیکھا جیسے بھرے ہوئے کپڑوں کو پیٹ دیا جائے۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جس وقت بارش ہوئی ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا کپڑا اتار دیا حتیٰ کہ آپ پر بارش گرنے لگی، ہم نے عرض کیا یا رسول اللہ! آپ نے ایسا کیوں کیا؟ آپ نے فرمایا اس لیے کہ یہ بارش آپ رب عزوجل کے پاس سے (اس موسم میں) اچھی آئی ہے۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ جس دن اُمدھی آتی یا آسمان پر بادل ہوتے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرہ خوف سے متغیر ہو جاتا۔ آپ (اضطراب سے) کبھی اندر جاتے کبھی باہر آتے پھر اگر بارش ہو جاتی تو آپ کا خوف دور ہو جاتا اور آپ خوش ہو جاتے۔ حضرت عائشہ کہتی ہیں کہ میں نے آپ سے اس کا سبب پوچھا تو آپ نے فرمایا میں اس لیے خوف زدہ ہوتا ہوں کہ کہیں اللہ تعالیٰ نے میری امت پر غلبہ بھیجا ہو! اور بارش کو دیکھ کر فرماتے یہ اللہ تعالیٰ کی رحمت ہے!

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں جب زور کی اُمدھی آتی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے: اے اللہ! میں تجھ سے اس کی خیر کا اور جو اس میں ہے اس کی خیر کا اور جس کے ساتھ یہ بھیجی گئی ہے اس کی خیر کا سوال کرتا ہوں! اور اس کے شر سے اور جو شر اس میں ہے اس سے اور جس کے ساتھ یہ بھیجی گئی ہے اس کے شر سے پناہ مانگتا ہوں! حضرت عائشہ کہتی ہیں کہ جب آسمان پر بادل گر جتے تو خوف (آپ کے چہرے کا رنگ متغیر ہو جاتا آپ (اضطراب سے) کبھی اندر آتے اور کبھی باہر جاتے اور جب بارش ہو جاتی تو

جاءَ اَنَسُ بْنُ مَالِكٍ يَقُولُ جَاءَ اَعْرَابِيٌّ اِلَى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ وَهُوَ عَلَى الْمِنْبَرِ وَاقْتَصَّ الْحَدِيثَ وَزَادَ كَرَأَيْتُ السَّحَابَ يَتَهَيَّئُ كَأَنَّهُ الْمَلَأُ حِينَ يُطْوَى -

۱۹۸۰۔ وَحَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى قَالَ اَنَا جَعْفَرُ بْنُ سُلَيْمَانَ عَنْ ثَابِتِ بْنِ اَبِي اَنَسٍ قَالَ اَصَابَنَا وَنَحْنُ مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ فَحَسَرَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثَوْبَهُ حَتَّى اَصَابَهُ مِنَ الْمَطَرِ فَقُلْنَا يَا رَسُولَ اللّٰهِ لِمَ صَنَعْتَ هَذَا قَالَ لَا تَأْتِي حَدِيثُ عَهْدِي بِرَيْبٍ عَزَّ وَجَلَّ -

۱۹۸۱۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْلَمَةَ بْنُ قَعْنِبٍ قَالَ نَا سُلَيْمَانَ بْنَ بِلَالٍ عَنْ جَعْفَرٍ وَهُوَ ابْنُ مُحَمَّدٍ عَنْ عَطَاءِ بْنِ اَبِي رَبَاحٍ اَقَدْ سَمِعَ عَائِشَةَ زَوْجَةَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَقُولُ كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا كَانَ يَوْمَ الرِّيحِ وَالْفَيْمِ عُرِفَ ذَلِكَ فِي وَجْهِهِ وَاقْبَلَ وَاَذْبَرَ فَاِذَا امْطَرَتْ سُرِّيهِ وَذَهَبَ عَنْهُ ذَلِكَ قَالَتْ عَائِشَةُ فَاَلَيْسَ فَقَالَ اِنِّي خَشِيتُ اَنْ يَكُونَ عَذَابًا سَلِطَ عَلَيَّ اُمِّي وَيَقُولُ اِذَا نَآى الْمَطَرُ رَحْمَةً -

۱۹۸۲۔ وَحَدَّثَنَا ابْنُ اَبِي الظَّاهِرِ قَالَ نَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ سَمِعْتُ ابْنَ جُرَيْجٍ يُحَدِّثُنَا عَنْ عَطَاءِ بْنِ اَبِي رَبَاحٍ عَنْ عَائِشَةَ زَوْجَةِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهَا قَالَتْ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا عَصَفَتِ الرِّيحُ قَالَ اَللّٰهُمَّ اِنِّي اَسْأَلُكَ خَيْرَهَا وَخَيْرَ مَا فِيهَا وَخَيْرَ مَا اُرْسِلَتْ بِهِ وَاَعُوْذُ بِكَ مِنْ شَرِّهَا وَشَرِّ مَا فِيهَا وَشَرِّ مَا اُرْسِلَتْ بِهِ قَالَتْ وَاِذَا اَفْخَلَّتِ السَّمَاءُ تَغَيَّرَ لَوْنُهُ وَخَرَجَ وَدَخَلَ وَاَقْبَلَ وَاَذْبَرَ فَاِذَا امْطَرَتْ سُرِّي عَنْهُ فَعَرَفْتُ

بَنٍ مُّسْلِمٍ عَنِ الْإِسْرَافِيِّ قَالَ حَدَّثَنِي إِسْحَاقُ بْنُ
 عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي طَالِبَةَ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ
 اللَّهُ عَنْهُ قَالَ أَصَابَتِ النَّاسَ سَنَةٌ عَلَى عَهْدِ
 رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَجِئْنَا رَسُولَ
 اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُخْطِبُ النَّاسَ عَلَى
 الْبَيْتِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ إِذْ قَامَ عِرَافِي فَقَالَ يَا
 رَسُولَ اللَّهِ هَلْكَ الْأَمْوَالُ وَجَاعَ الْعِيَالُ وَمَسَاقِ
 الْحَوِيثِ بِمَعْنَاةٍ وَفِيهِ فَقَالَ اللَّهُمَّ هُوَ لَيْنًا وَلَا
 عَلَيْنَا قَالَ فَمَا يَشِيرُ بِيدِهِ إِلَى نَاحِيَةٍ إِلَّا تَفَرَّجَتْ
 حَتَّى رَأَيْتُ الْمَدِينَةَ فِي مِثْلِ الْجُوبَةِ وَسَأَلَ وَادِي
 قَنَاةَ شَهْرًا وَلَمْ يَجِبْ أَحَدٌ مِنْ نَاحِيَةٍ إِلَّا أَخْبَرَ بِهِ

١٩٤٠- وَحَدَّثَنَا شَيْخُ عَبْدِ الْأَعْلَى بْنُ حَمَادٍ وَمُحَمَّدُ
 بْنُ أَبِي بَكْرٍ الْمُعَدَّمِيُّ قَالَا نَأْمَحُصُّ قَالَ نَأْعْبِيدُ اللَّهَ
 عَنْ ثَابِتِ الْأُبْنَانِيِّ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ
 قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَخْطُبُ
 يَوْمَ الْجُمُعَةِ فَقَامَ إِلَيْهِ النَّاسُ فَصَاحُوا وَقَالُوا
 يَا نَبِيَّ اللَّهِ قُحِطَ الْمَطَرُ وَاحْتَمَّتِ الشَّجَرُ وَهَلَكَتِ
 الْبَهَائِمُ وَسَاقِ الْحَدِيثُ وَفِيهِ وَمِنْ رِوَايَةِ عَبْدِ
 الْأَعْلَى فَتَقَشَّعَتْ عَنِ الْمَدِينَةِ فَجَعَلَتْ كَمَطَرٍ
 حَوْلَيْنَا وَمَا تَمَطَّرُ بِالْمَدِينَةِ قَطْرَةٌ فَتَنْظَرُتُ
 إِلَى الْمَدِينَةِ وَانْتَهَى لَفِي مِثْلِ الْكَلِيلِ -

٨٩، ١٩ - وَحَدَّثَنَا أَبُو كُوَيْبٍ قَالَ نَا أَبُو سَامَةَ
عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ الْمُغِيرَةِ عَنْ ثَابِتٍ وَأَنْسٍ بِنَحْوِهِ
وَرَأَى خَالَفَ اللَّهَ بَيْنَ السَّحَابِ وَمَكْنُنًا حَتَّى
رَأَيْتُ الرَّجُلَ الشَّدِيدَ تَهْمُهُ نَفْسُهُ أَنَّ يَأْتِيَ
أَهْلَهُ -

١٤٩- وَحَدَّثَنَا هَارُونُ بْنُ سَعِيدٍ الْأَيْلِيُّ
قَالَ نَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ حَدَّثَنِي أَسَامَةُ بْنُ حَفْصٍ
بْنُ عُبَيْدٍ اللّٰهُ بْنُ أَنَسٍ بْنُ مَالِكٍ حَدَّثَهُ أَنَّهُ

کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں جو شخص اپنے مال کا نصف دینا شروع کرے گا اس کی عمر پانچ سو سال ہوگی۔
 پھر اس وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جبہ کے دو حصے دے رہے تھے، ایک دیباقی کھڑے ہو کر کہنے لگا اے اللہ کے رسول! اس مال کا کچھ بچہ بچا کر رکھو۔
 اموال ہلاک ہو گئے اور بال بچے بھوکے مر گئے۔
 بعد حسب سابق حدیث ہے اسی میں یہ بھی ہے کہ آپ فرمایا: اے اللہ! ہمارے ارد گرد برسا، ہم پر دھیرا آپ جس طرف بھی اشارہ کرتے بادل چٹ جاتے حتیٰ کہ میں نے دیحا مدینہ گڑھے کی طرح ہو گیا اور قنات نامی ندی ایک ماہ تک بہتی رہی اور جو شخص بھی باہر آتا تھا وہ بارش کی خبر سناتا تھا۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جمعہ کے دن خطبہ سے اترے تھے لوگ آپ کے سامنے کھڑے ہو کر بلند آواز سے کہنے لگے : یا نبی اللہ! بارش نہیں ہو رہی، حد حجاز کے پتے سوکھ گئے اور جانور مر گئے اس کے بعد مدینہ حسب سابق ہے اور اس میں ہے کہ مدینہ کے چاروں طرف بارش ہوتی رہی اور مدینہ میں بارش کا ایک قطرہ بھی نہیں گرا میں نے مدینہ کی طرف دیکھا تو وہ دائرہ کی طرح کھلا ہوا لگتا تھا۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے ایک اور روایت بھی
حسب سابق ہے اور اس میں یہ اضافہ ہے کہ اللہ تعالیٰ
نے بادلوں کو جمع کر دیا اور میں نے دیکھا کہ دبیر آدمی
بھی گھر جاتے ہوئے ڈرتا تھا۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ
 کے دن ایک اعرابی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت
 میں آیا در اُن حالیکہ آپ منبر پر تھے اس کے بعد حدیث

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ
 بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ
 بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

تشریح استسقاء میں چادر کو پٹا نیک منگوں کے طور پر ہے یعنی جس طرح ہم نے چادر پٹ دی ہے اسی طرح قحط کو بارش اور خوشحالی کے ساتھ بدل دے گا۔ امام اعظم نے عدم ثبوت کی بنا پر اس کا قول نہیں کیا اور امام محمد نے احادیث کی بنا پر اس کا قول کیا ہے۔ علامہ قاری، علامہ شامی اور دیگر احناف نے امام محمد کے قول پر فتویٰ دیا ہے کہ — امام شافعی نماز استسقاء میں تکبیرات زائدہ کے قائل ہیں اور مجبور کہتے ہیں تکبیرات زائدہ نہ کہے، امام شافعی کی دلیل یہ ہے کہ بعض روایات میں ہے کہ آپ نے نماز استسقاء نماز عید کی طرح پڑھی اور مجبور اس کا یہ جواب دیتے ہیں کہ یہ تشبیہ خطبہ سے پہلے نماز ہونے اور نماز باطلہ بند پڑھنے اور حدیث کے اعتبار سے ہے کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے جو فرمایا ہے کہ آپ صرف استسقاء میں دعا کے وقت اس قدر ہاتھ بلند کرتے تھے کہ بغلوں کی سفیدی ظاہر ہوتی تھی اس کا یہ مطلب نہیں ہے کہ باقی دعاؤں کے وقت ہاتھ بلند نہ کرتے کیونکہ علامہ قاری نے شرح المہذب میں باقی دعاؤں کے وقت ہاتھ بلند کرنے سے بارے میں تیس سے زیادہ احادیث نقل کی ہیں بلکہ اس کا مطلب بینا گاہ حدیث میں ہے کہ آپ استسقاء کی دعا میں ہاتھ بہت زیادہ بلند کرتے تھے۔



۱۔ علامہ ابن عابدین شامی متوفی ۱۲۵۲ھ، رد المحتار ج ۱ ص ۹۱ مطبوعہ مطبعہ عثمانیہ استنبول ۱۳۲۶ھ۔
 ۲۔ علامہ یحییٰ بن شرف نووی متوفی ۶۷۶ھ، شرح مسلم ج ۱ ص ۲۹۲ مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی ۱۳۷۵ھ۔

ذَلِكَ عَائِشَةُ فَسَأَلَتْهُ فَقَالَ لَعَلَّه يَأْخُذُ بِكَ كَمَا
قَالَ قَوْمٌ عَادِيَةً كَمَا رَأَوْهُ عَارِضًا مُسْتَقْبِلَ
أَوْ دَيْتِهِمْ قَالُوا هَذَا عَارِضٌ مُنْطَرِفٌ نَالِ

۱۹۸۳ - وَحَدَّثَنَا ثَنَا هَارُونُ بْنُ مَعْرُوفٍ قَالَ
أَنَا ابْنُ وَهْبٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ الْعَارِثِ وَحَدَّثَنَا
أَبُو الطَّاهِرِ قَالَ أَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ وَهْبٍ قَالَ أَنَا
عَمْرُو بْنُ الْعَارِثِ أَنَّ أَبَا النَّضْرِ حَدَّثَنَا عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ
يَسَارٍ عَنْ عَائِشَةَ زَوْجَةِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
أَنَّهَا قَالَتْ مَا رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
مُسْتَجْبِعًا مَنَاجِحًا حَقَّ أَرَى مِنْهُ لَهَوًا قَدِ انْقَادَ
يَتَبَسَّمُ قَالَتْ وَكَانَ إِذَا رَأَى غَيْمًا أَوْ رِيحًا حَارَةً
ذَلِكَ فِي وَجْهِهِ فَقَالَتْ يَا رَسُولَ اللَّهِ أَرَى النَّاسَ
إِذَا رَأَوْا الْغَيْمَ فَيَرْجُوْنَ جَاءَ أَنْ يَكُونَ فِيهِ الْمَطَرُ
وَأَرَاكَ إِذَا رَأَيْتَ عَرْمَةً فِي وَجْهِكَ الْكَرَاهَةَ
قَالَتْ فَقَالَ يَا عَائِشَةُ مَا يُؤْمِنُنِي أَنْ يَكُونَ فِيهِ
عَذَابٌ قَدْ عَذَّبَ قَوْمٌ بِالْوَيْحِ وَقَدْ رَأَى
الْقَوْمُ الْعَذَابَ فَقَالُوا هَذَا عَارِضٌ مُنْطَرِفٌ نَالِ

۱۹۸۴ - وَحَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ قَالَ أَنَا
عُمَرُ بْنُ شُعْبَةَ وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُنْكَثَرِ وَ
ابْنُ بَقَّارٍ قَالَا نَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ قَالَ نَا شُعْبَةُ عَنْ
الْحَكَمِ عَنْ مُجَاهِدٍ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا
عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ نُصِرْتُ
بِالْعَبَا وَاهْلِكَ عَادِيًا بِاللَّيْلِ

۱۹۸۵ - وَحَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَ
أَبُو كَرَيْبٍ قَالَا نَا أَبُو مُعَاوِيَةَ وَحَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ
بْنُ عُمَرَ بْنِ مُحَمَّدٍ بَنِي أَبِي هَانٍ الْجَعْفَرِيُّ قَالَ نَا عَبْدُ اللَّهِ
يَعْنِي ابْنَ سُلَيْمَانَ كَلَاهُمَا عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ مَسْعُودٍ

آپ کا لوت لے کر آیا حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا
کہا ہوا تو میں نے آپ کے پرچہ آپ سے لے لیا
ماتھ (بجلی غون ہے) کہ میں طرح بادل کو دیکھ کر کہہ رہی
تھی کہ ہاں ہم پر بارش ہونے لگی ہے اس میں ہر طرف
آگئی کہیں ایسا ہوتا ہے یہ

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا
بیان کرتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی
اس طرح قہقہہ مگر کہہ رہی تھی کہ میں نے دیکھا جس سے حق
کا کوئی نظر اُٹا ہے۔ آپ صحت منکر کیا کرتے تھے ادا آپ
جب بادل یا آفتاب کو دیکھتے تو آپ عورتوں کو دیکھائی دیتے
حضرت عائشہ نے کہا: یا رسول اللہ میں دیکھتی ہوں کہ لوگ
باوجودی کو دیکھ کر بارش کی امید پر خوش ہوتے ہیں اور آپ
کو دیکھتی ہوں کہ آپ بادل کو دیکھ کر ناخوش ہوتے ہیں۔
آپ نے فرمایا: اے عائشہ! میں اس وجہ سے غم زدہ
ہوتا ہوں کہ کہیں اس میں غاب ہو کر کہ ایک قوم آنندھویوں
سے ہلاک ہو چکی ہے، ادا ایک قوم نے غاب کو آتو دیکھ
کر کہا تھا یہ ہم پر برسنے والا باطل ہے۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ نبی صلی
اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میری صبا مشرقی ہوا سے مدد کی گئی
ہے اور قوم ماد و بدر (مغربی ہوا) سے ہلاک کی گئی تھی

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اس کی مثل روایت

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

کتاب الکسوف

علامہ نووی لکھتے ہیں کہ جمہور اہل علم کا اس بات پر اتفاق ہے کہ کسوف اور خسوف کا معنی ہے کہ کل یا بعض روشنی کا چلے جانا۔ علامہ ابن منظور افریقی لکھتے ہیں کہ سورج کی روشنی چلے جانے پر ازروے بعض کسوف کا اطلاق ہوتا ہے اور چاند کی روشنی چلے جانے پر خسوف کا اطلاق ہوتا ہے لیکن احادیث میں سورج کی روشنی کے چلے جانے پر خسوف کا اطلاق ہے۔

علامہ نووی لکھتے ہیں کہ اس بات پر سب کا اتفاق ہے کہ صلوٰۃ خسوف سنت ہے البتہ جماعت میں اختلاف ہے امام مالک، امام شافعی اور امام احمد کے نزدیک خسوف کی نماز میں جماعت سنت ہے اور احناف کے نزدیک بغیر جماعت کے الگ الگ نماز پڑھنی چاہیے۔ ائمہ ثلاثہ کا مذہب یہ ہے کہ صلوٰۃ کسوف دو رکعت نماز ہے اور ہر رکعت میں دو قیام دو قرأت اور دو رکوع ہیں اور احناف کے نزدیک عام نوافل کی طرح اس کو پڑھا جائے گا۔

امام محمد امام ابو حنیفہ کی سند سے بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سورج گھٹنے کے موقع پر دو رکعت نماز پڑھی پھر دعا کی حتیٰ کہ سورج روشن ہو گیا، امام ابو حنیفہ نے فرمایا کہ کسوف میں دو رکعت نماز ہے جیسے نفل پڑھے جاتے ہیں اگر چاہو تو بی پڑھو اور چاہو تو مختصر پڑھو پھر دعا کرو حتیٰ کہ سورج روشن ہو جائے۔ امام محمد کہتے ہیں میں نے پوچھا کہ آپ نے جن دو رکعات کا ذکر کیا ہے کیا اس میں سجدے سے پہلے دو رکوع کرے؟ امام ابو حنیفہ نے فرمایا جس طرح میں نے نہیں بتایا ہے یہ نماز عام قاعدہ کے مطابق پڑھی جائے۔ امام محمد کہتے ہیں میں نے پوچھا کیا آپ کی رائے میں چاند گھٹنے میں بھی نماز ہے؟ فرمایا ہاں! اس میں نماز پڑھنا مستحسن ہے، میں نے کہا کیا صلوٰۃ خسوف بھی جماعت سے پڑھیں؟ جیسے صلوٰۃ کسوف جماعت سے پڑھی جاتی ہے؟ فرمایا نہیں! میں نے کہا کیا آپ رمضان اور صلوٰۃ کسوف کے سوا باجماعت نوافل مکروہ قرار دیتے ہیں؟ فرمایا ہاں! اور امام احمد کے سوا کسی اور شخص کو صلوٰۃ کسوف نہیں پڑھانی چاہیے اور اگر لوگ مسجد میں جماعت کے ساتھ یہ نماز پڑھیں تو میرے نزدیک مکروہ ہے لوگوں کو یہ نماز الگ الگ پڑھنی چاہیے۔

امام ابو یوسف اور امام محمد کے نزدیک نماز کسوف میں جہر اقراءت ہے، اور امام ابو حنیفہ کے نزدیک سر اقراءت ہے، حضرت مالک سے جہر کی روایت ہے، اور حضرت ابن عباس، اور حضرت سمرہ بن جندب سے آہستہ پڑھنے کی روایت ہے، اور نماز کے احوال میں مرفوع کی روایت کو ترجیح ہے۔ نیز دن کی نمازوں میں آہستہ پڑھنا ہی اصل ہے۔ (ردہ ایہ الدین ص ۱۴۶ - ۱۴۵)

امام ابو حنیفہ کی دلیل | امام ابو حنیفہ کی ایک دلیل یہ ہے کہ صلوٰۃ کسوف نفل سے اور جس طرح اور نوافل ایک قیام ایک قراۃ ایک رکوع کے ساتھ پڑھے جاتے ہیں اسی طرح صلوٰۃ کسوف جی ایک قیام، ایک قراۃ اور ایک

۱۔ علامہ یحییٰ بن شرف نووی متوفی ۶۷۶ھ شرح مسلم ج ۱ ص ۲۹۵ مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی، الطبعة الثانیہ ۱۳۷۵ھ۔

۲۔ علامہ جمال الدین ابن منظور افریقی متوفی ۷۱۱ھ، لسان العرب ج ۹ ص ۶۸، مطبوعہ نشر ادب الخوذة قم ایران، ۱۴۰۵ھ۔

۳۔ علامہ یحییٰ بن شرف نووی متوفی ۶۷۶ھ شرح مسلم ج ۱ ص ۲۹۵ مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی، الطبعة الثانیہ ۱۳۷۵ھ۔

۴۔ امام تہذیب حسن ثیبانی متوفی ۱۸۹ھ، البیروت ج ۱ ص ۲۴۲ - ۲۴۳ مطبوعہ دار الفکر بیروت کراچی۔

اس حدیث میں بھی امام ابوحنیفہ کے موقف پر واضح دلالت ہے کیونکہ کسوف کی نماز میں حضرت عبدالرحمن بن عمرؓ نے دو رکعت نماز کا ذکر کیا ہے جو ان دو رکعت پر محمول ہوں گی جو نماز کی متعارف دو رکعت ہیں علامہ نووی کا اس حدیث کے اندر ایک رکعت میں دو رکوع کی قید لگانا بے سود اور باطل ہے۔

اس سلسلے میں ہم ایک اور حدیث پیش کر رہے ہیں جس میں امام اعظم کے موقف پر واضح روشنی پڑتی ہے۔

عن قبيصة الهلالي قال كسفت الشمس على عهد رسول الله صلى الله عليه وسلم فخرج فزحاً يجر ثوبه وأنا معه يومئذ بالمدينة فصلت ركعتين فأطال فيهما القيام ثم انصرف و أنجلت فقال إنما هذه الآيات يخوف الله من وجعل بها فإذا رأيتوها فصلوها كأحداث صلوة صليتوها من المكتوبة - ۱۹۸۶

حضرت قبيصة ہلالی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد میں سورج کو گھبرا گیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم گھبرا کر کپڑا کھینچتے ہوئے نکلے میں اس وقت مدینہ میں تھا۔ آپ نے دو رکعت نماز پڑھی جن میں لمبا قیام کیا پھر آپ نماز سے فدا ہوئے اور سورج صاف ہو گیا آپ نے فرمایا اللہ تعالیٰ ان نشانیوں کے ساتھ اپنے بندوں کو ڈراتا ہے جب تم ان نشانیوں کو دیکھو تو قریب کی پڑھی ہوئی فرض نماز کی طرح نماز پڑھو۔

حضرت نعمان بن بشیر کی روایت کی طرح اس روایت میں بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صلوٰۃ کسوف کو فرض کی طرح پڑھنے کا حکم دیا ہے اور فرض میں ہر رکعت کے اندر ایک قیام، ایک قرأت اور ایک رکوع ہوتا ہے اور یہ تمام احادیث امام اعظم کے موقف پر واضح دلیل ہیں کہ صلوٰۃ کسوف میں ایک رکعت کے اندر دو رکوع نہیں ہوتے۔

یہ بھی ممکن ہے کہ جن روایات میں ایک رکعت کے اندر دو، تین، چار اور پانچ رکوع کا ذکر ہے اس کی وجہ یہ ہو کہ چونکہ صلوٰۃ کسوف میں آپ نے بہت طویل قیام کیا تھا تو کچھ صحابہ مناظر سے رکوع میں چلے گئے پھر سر اٹھا کر دیکھا تو آپ ہنوز قیام میں تھے تو وہ پھر کھڑے ہو گئے اور پچھلی صف والوں نے انہیں دیکھ کر یہ گمان کیا کہ شاید اس نماز میں دو رکوع کیے گئے ہیں اسی طرح تین، چار اور پانچ روایات کی بھی توجہ یہ ہے۔ واللہ اعلم بالصواب۔

۱۹۸۶۔ وَحَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ عَنْ مَالِكِ بْنِ أَنَسٍ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ ح وَ حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَاللَّفْظُ لَهَا قَالَ نَأْبَهُ اللَّهُ بْنُ مُسَدِّدٍ قَالَ نَأْبَهُ عَنْ هِشَامٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ خَسَفَتِ الشَّمْسُ فِي عَهْدِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَامَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَصِلُ فَأَطَالَ الْقِيَامَ حَتَّى أَتَمَّ رُكْعَةً فَأَطَالَ الرَّكْعَةَ

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد میں سورج کو گھبرا گیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز پڑھنے کھڑے ہوئے اور بہت لمبا قیام کیا، پھر رکوع کیا اور بہت لمبا رکوع کیا، پھر رکوع سے سر اٹھا کر کافی دیر تک کھڑے رہے لیکن پہلے سے کچھ کم، پھر رکوع کیا اور بہت طویل رکوع کیا مگر پہلے رکوع سے کم، پھر سجدہ کیا اس کے بعد کھڑے ہوئے اور بہت طویل قیام کیا لیکن پہلے قیام سے کم، اس کے بعد بہت طویل رکوع کیا مگر پہلے رکوع سے کم

۱۔ امام ابوداؤد و سلیمان بن اشعث مترجم ۲۰۵ سنن ابوداؤد ج ۱ ص ۱۶۸ مطبوعہ مطبع مجتہد پاکستان لاہور۔ المطبع الثانی ۱۴۰۰ھ۔

بھی استدلال نہیں کیا جاسکتا کہ حضرت انس بن مالک سے ایک رکعت میں پانچ رکعت کی حد ثابت ہے جو ان صاحب سے روایت ہے۔
 لہذا حضرت عبداللہ بن عمرو بن عامر کی اس روایت پر عمل کرنا چاہیے جس میں ایک رکعت میں ایک رکعت کا ذکر ہے جو اضطراب اور
 تباہی سے خالی ہے اور جس کی تائید میں دوسری احادیث بھی موجود ہیں اور جو خاندان کے عام عامہ کے مطابق ہے۔
امام ابو حنیفہ کی تائید میں دیگر احادیث | حضرت عبداللہ بن عمرو بن عامر اور حضرت عمرو بن عبدالمطلب کے حوالے سے ہم اس
 حدیث کا ذکر کر چکے ہیں جس میں مبراۃ کسوف میں صرف ایک رکعت کا
 ذکر کیا گیا ہے اب اسی معنی کی تائید میں دیگر احادیث ملاحظہ فرمائیں۔

حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ
 نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب سورج اور چاند کو گہن گ
 جائے تو قریب کی پہلی ہوائی فزنی نماز کی مثل نماز پڑھو۔
 حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم نبی صلی اللہ علیہ وسلم
 کے پاس بیٹھے سمجھنے لگے کیا ایک سورج کو گہن لگا آپ
 جلدی سے چادر کھینٹتے ہوئے آتے ہوئے آتے ہوئے آتے ہوئے
 پھر آپ نے دو رکعت نماز پڑھی جس طرح تم (عام) نماز پڑھتے
 ہو۔

عن النعمان بن بشیر ان النبی صلی اللہ علیہ
 وسلم قال اذا خسفت الشمس والقمر فصلوا کا حدیث
 صلوۃ صلیتموها من المکتوبۃ ۴
 عن ابی بکرۃ قال کنا عند النبی صلی اللہ
 علیہ وسلم فانکسفت الشمس فقام الی المسجد
 یجود داعیہ من العجلۃ فقام الیہ الناس فصلی
 رکعتین کما فصلون الحدیث ۴

حضرت عبدالرحمن بن عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ
 میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات مقدسہ میں مدینہ منورہ
 میں تیر اندازی کر رہا تھا، ایک ایک سورج کو گہن لگ گیا میں
 نے سوچا کہ دیکھتا ہوں کہ سورج کو گہن لگنے پر رسول اللہ صلی اللہ
 علیہ وسلم کیا نیا کام کرتے ہیں۔ میں تیر پھینک کر آپ کی خدمت
 میں حاضر ہوا جس وقت میں آیا تو آپ نماز میں کھڑے ہوئے
 تھے آپ نے رفع یدین کیا تسبیح اور حمد پڑھی، لا الہ الا اللہ
 پڑھا، تکبیر پڑھی اور دعا مانگی حتیٰ کہ سورج
 صاف ہو گیا۔ حضرت عبدالرحمن بن عمر نے کہا آپ نے سورج
 صاف ہونے پر دو رکعت میں دو سوہن پڑھی تھیں۔

عن عبد الرحمن بن عمر قال کنت ارمی
 بأسهم لی بالمدينة فی حیاة رسول اللہ صلی
 اللہ علیہ وسلم اذ کسفت الشمس فنبذتھا
 وقلت : واللہ لا نظرن الی ما حدث رسول
 اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی کسوف الشمس
 قال فاتیتہ وهو قائم فی الصلوۃ رافع یدیه
 فجعل یسبح ویحمد ویعزل ویکبر ویدعو
 حتی حسو عنہا فلما حسو عنہا قرأ سورتین
 وصلی رکعتین ۴

- ۱۔ امام ابو عبد اللہ محمد بن عبد اللہ حاکم متوفی ۴۰۵ھ المستدرک ج ۱ ص ۴۲۲ مطبوعہ فائزۃ المعارف الشامیہ دکن ۱۳۳۴ھ۔
 ۲۔ امام احمد بن حنبل متوفی ۲۴۱ھ۔ مسند احمد ج ۴ ص ۲۷۱ مطبوعہ مکتب اسلامی بیروت، الطبعة الاولى ۱۳۲۶ھ۔
 ۳۔ امام احمد بن حنبل متوفی ۲۴۱ھ۔ سنن نسائی ج ۱ ص ۱۵۴ مطبوعہ مکتبہ دار خانہ تجارت کتب کراچی۔
 ۴۔ امام مسلم بن حجاج قشیری متوفی ۲۶۱ھ، مسیح مسلم ج ۱ ص ۲۹۹ مطبوعہ مکتبہ دار الفکر کراچی، الطبعة الثانية ۱۳۳۵ھ۔

وَسَلَّمَ إِلَى الْمَسْجِدِ فَقَامَ كَثِيرًا وَصَفَّ النَّاسُ
وَرَأَاهُ فَاقْتَرَأَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
قِرَاءَةً طَوِيلَةً ثُمَّ كَثَرَ قِرَاءَتَهُ رُكُوعًا طَوِيلًا ثُمَّ
دَفَعَهَا أَسْفَلَ فَقَالَ سَمِعَ اللَّهُ بِمَنْ حَمِدَهُ دَبَّتْ
وَلَكَ الْحَمْدُ ثُمَّ قَامَ فَاقْتَرَأَ قِرَاءَةً طَوِيلَةً
هِيَ آدُفَى مِنَ الْقِرَاءَةِ الْأُولَى ثُمَّ كَثَرَ قِرَاءَتَهُ رُكُوعًا
طَوِيلًا هُوَ آدُفَى مِنَ الرُّكُوعِ الْأَوَّلِ ثُمَّ قَالَ سَمِعَ
اللَّهُ بِمَنْ حَمِدَهُ رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ ثُمَّ سَجَدَ وَلَمْ
يَذْكُرْ أَبَوَ الطَّاهِرِ ثُمَّ سَجَدَ ثُمَّ فَعَلَ فِي الرَّكْعَةِ
الْأُخْرَى مِثْلَ ذَلِكَ حَتَّى اسْتَكْمَلَ أَرْبَعَ رَكَعَاتٍ
وَأَرْبَعَةَ سَجَدَاتٍ وَانْجَلَّتِ الشَّمْسُ قَبْلَ أَنْ يَنْصَرِفَ
ثُمَّ قَامَ فَخَلَبَ النَّاسَ فَاشْتَى عَلَى اللَّهِ بِمَا هُوَ
أَهْلُهُ ثُمَّ قَالَ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَالْقَدَرُ آيَاتُ مِنْ
آيَاتِ اللَّهِ لَا يَخْصِفَانِ يَوْمَ أَحَدٍ وَلَا يَحْيَوْنِ
فَإِذَا رَأَيْتُمُوهُمَا فَاقْضُوا إِلَيَّ الصَّلَاةَ وَقَالَ أَيْضًا
فَصَلُّوا حَتَّى يُفَرِّجَ اللَّهُ عَنْكُمْ وَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَأَيْتُ فِي مَقَامِي هَذَا كُلَّ
شَيْءٍ وَعِدْتُكُمْ حَتَّى لَقَدْ رَأَيْتُنِي أُرِيدُ أَنْ أَخْذَ
قِطْعًا مِنَ الْعَجْرِ حِينَ رَأَيْتُمُونِي جَعَلْتُ أَقْدَمُ
قَالَ الْمَدَائِئِيُّ أَتَقْدَمُ وَقَدْ رَأَيْتُ جَهَنَّمَ يَحْمِلُ
بَعْضُهَا بَعْضًا حِينَ رَأَيْتُمُونِي تَأَخَّرْتُ وَرَأَيْتُ
فِيهَا عَذَابَ دُحْنٍ لَحْمٍ وَهُوَ الَّذِي سَيِّبُ السَّوَابِ
وَأَتَتْهُ حَدِيثُ أَبِي الطَّاهِرِ عَنْهُ قَوْلُهُ فَاقْضُوا
إِلَى الصَّلَاةِ وَلَمْ يَذْكُرْ بَعْدَهُ -

۱۹۸۹ - وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مِهْرَانَ الرَّازِيُّ قَالَ
نَا الْوَلِيدُ بْنُ مُسْلِمٍ قَالَ قَالَ الْأَوْزَاعِيُّ أَبُو عَمْرٍو وَ
غَيْرُهُ سَمِعْتُ ابْنَ شِهَابٍ الزُّهْرِيَّ يَخْبِرُ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ
عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ إِنَّ الشَّمْسَ خَسَفَتْ
عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَبَعَثَ

وہ پہلی قرأت سے کم تھی، پھر اللہ اکبر کہہ کر رکوع کیا اور طویل رکوع
کیا لیکن پہلے رکوع سے کم تھا پھر آپ نے کہا سمع اللہ لمن
حمده دینا واللہ الحمد پھر سجدہ کیا۔ ابو الطاہر نے اپنی رطابت میں
سجدے کا ذکر نہیں کیا پھر آپ نے دوسری رکعت میں بھی ایسا کیا
حتیٰ کہ چار رکوع اور چار سجدے مکمل کر لیے اور آپ کے فارغ
ہونے سے پہلے سورۃ روشن ہو گیا، پھر آپ نے کثرت سے
کر خطبہ دیا اور اللہ تعالیٰ کی ایسی ثنا کی جو اس کی شان کے لائق ہے
پھر آپ نے فرمایا سورج اور چاند اللہ تعالیٰ کی نشانیوں میں سے
دو نشانیاں ہیں انہیں نہ کسی کی موت کی وجہ سے گھن لگتا ہے نہ کسی کی
حیات کی وجہ سے جب غم انہیں گھن میں دیکھو تو ناز کی پناہ میں آؤا
آپ نے یہ بھی فرمایا کہ نماز پڑھو حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ تمہارے
لیے کشادگی کر دے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
فرمایا میں نے اپنی اس ناز کے قیام میں ہر وہ چیز دیکھ لی جس
کا تم سے وعدہ کیا گیا ہے حتیٰ کہ بالیقین میں نے دیکھا کہ
میں جنت کے خوشیوں کو توڑ رہا ہوں۔ یہ اس وقت کی بات
ہے جب تم نے مجھے آگے بڑھتے ہوئے دیکھا اور بالیقین
میں نے جہنم کو دیکھا جس وقت تم نے مجھے پیچھے ہٹتے
ہوئے دیکھا اور بالیقین میں نے دیکھا کہ جہنم کا بعض حصہ
بعض کر پاش پاش کر رہا ہے میں نے دوزخ میں غروب
لحی کو دیکھا جس نے سب سے پہلے جڑوں کے ساتھ نامزد
اونٹروں کے کمانے کو حرام قرار دیا تھا۔ ابو الطاہر کی روایت ان
ختم ہو گئی تھی جہاں آپ نے ناز کی طرف سبقت کرنے
کا حکم دیا تھا۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ دو رکعت
میں سورج کو گھن لگ گیا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک
منادی کو بھیجا کہ "ناز تیار ہے" سب مسلمان جمع ہو گئے
آپ نے آگے بڑھ کر تجھیر بھی اور دو رکعتوں میں چار رکوع
اور چار سجدوں کے ساتھ ناز پڑھائی۔

جِدًّا ثُمَّ رَفَعَ رَأْسَهُ فَأَطَالَ الْقِيَامَ مِرَّةً وَهُوَ
دُونَ الْقِيَامِ الْأَوَّلِ ثُمَّ رَكَعَ فَأَطَالَ التَّكْوِيْعَ
جِدًّا وَهُوَ دُونَ التَّكْوِيْعِ الْأَوَّلِ ثُمَّ سَجَدَ ثُمَّ
قَامَ فَأَطَالَ الْقِيَامَ وَهُوَ دُونَ الْقِيَامِ الْأَوَّلِ
الْأَوَّلِ ثُمَّ رَكَعَ فَأَطَالَ التَّكْوِيْعَ وَهُوَ دُونَ
التَّكْوِيْعِ الْأَوَّلِ ثُمَّ رَفَعَ رَأْسَهُ فَقَامَ فَأَطَالَ
هُوَ دُونَ الْقِيَامِ الْأَوَّلِ ثُمَّ رَكَعَ فَأَطَالَ التَّكْوِيْعَ
وَهُوَ دُونَ التَّكْوِيْعِ الْأَوَّلِ ثُمَّ سَجَدَ ثُمَّ انْصَرَفَ
رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَدْ تَجَلَّتِ
الشَّمْسُ فَخَطَبَ النَّاسَ فَحَمِدَ اللَّهَ وَأَثْنَى عَلَيْهِ ثُمَّ
قَالَ إِنَّ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ مِنْ آيَاتِ اللَّهِ وَإِنَّمَا لَا
يُخْسِفَانِ لِمَوْتِ أَحَدٍ وَلَا لِحَيَاتِهِ فَإِذَا رَأَيْتُمَهُمَا
فَكَبِّرُوا وَادْعُوا اللَّهَ وَصَلُّوا وَتَصَدَّقُوا يَا أُمَّةَ
مُحَمَّدٍ إِنَّ مِنْ أَحَدٍ أُغِيرَ مِنَ اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ أَنْ يُزَيِّنَ عَبْدُهُ أَوْ
تُزَيِّنَ أُمَّةٌ يَا أُمَّةَ مُحَمَّدٍ وَاللَّهُ لَوْ تَعَمَّرُونَ مَا أَعْلَمَ لِكَيْتُمُ
كَثِيرًا وَتَضْحِكُمْ قَلِيلًا أَأَهْلُ بَلْعَتٍ وَفِي رِوَايَةٍ مَالِكٍ إِنَّ
الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ آيَتَانِ مِنَ آيَاتِ اللَّهِ -

۱۹۸۷ - وَحَدَّثَنَا لَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى قَالَ نَا أَبُو مَعَاوِيَةَ
عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ وَهَذَا الْإِسْنَادُ وَنَادَى ثُمَّ قَالَ أَهْمَا
بَعْدُ فَإِنَّ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ آيَتَانِ مِنْ آيَاتِ اللَّهِ
وَنَادَى أَيْضًا ثُمَّ رَفَعَ يَدَيْهِ فَقَالَ اللَّهُمَّ هَلْ
بَلَعْتَ -

۱۹۸۸ - وَحَدَّثَنَا حَرْمَلَةُ بْنُ يَحْيَى قَالَ أَنَا ابْنُ
وَهْبٍ قَالَ أَخْبَرَنِي يُونُسُ بْنُ حَرْمَلَةَ وَحَدَّثَنَا أَبُو الطَّاهِرِ
وَمُحَمَّدُ بْنُ سَلَمَةَ الْأَمَدِيُّ قَالَا أَنَا ابْنُ وَهْبٍ عَنْ
يُونُسَ عَنْ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ أَخْبَرَنِي عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ
عَنْ عَائِشَةَ زَوْجَةِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَتْ
خَسَفَتِ الشَّمْسُ فِي حَيَاتِهِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَخَرَجَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ

پھر رکوع سے سر اٹھایا اور بیٹھ لیا قیام کیا گھونپھٹے کم پھر
طویل رکوع کیا گھونپھٹے رکوع سے کم پھر آپ نے سجدہ کیا پھر
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تار سے خارخ ہوئے وہاں جا کر
سورج روشن ہو چکا تھا، پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں
کو خطبہ دیا اور اللہ تعالیٰ کی حمد و ثناء کی، پھر آپ نے فرمایا سورج
اللہ چاند اللہ تعالیٰ کی نشانیوں میں سے ہیں۔ انہیں کسی کی موت
اور حیات سے گہن نہیں گنت جب تم سورج اور چاند کو گہن میں دیکھو تو
بیکیر کہو اور اللہ تعالیٰ سے دعا کرو اور ناز پر ہو اور اللہ صمد کرو
اور اے امت محمدیہ! اللہ عزوجل سے زیادہ کسی کو اس بات
پر غصہ نہیں آتا کہ اس کا کوئی بندہ یا بندہ زنا کرے! بخدا
اگر تم ان چیزوں کو جان لیتے جنہیں میں جانتا ہوں تو تم زیادہ سوچتے
اور کم ہنستے! سنو! کیا میں نے تبلیغ کر دی ہے! اور مالک کی
روایت میں ہے سورج اور چاند اللہ تعالیٰ کی نشانیوں میں سے
دو نشانیاں ہیں۔

ایک اور سند سے روایت میں ہے۔ اعتقاد!

سورج اور چاند اللہ تعالیٰ کی نشانیوں میں سے دو نشانیاں ہیں،
پھر آپ نے ہاتھ بلند کیے اور فرمایا: اے اللہ! کیا میں
نے تبلیغ کر دی ہے۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا
بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد میں سورج
کو گہن لگا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سجدہ میں گئے پھر آپ نے
بیکیر کہی اور لوگوں نے آپ کے پیچھے صفت بانڈھ لی، رسول
صلی اللہ علیہ وسلم نے طویل قرأت کے بعد رکوع کیا اور کافی
رکوع کیا پھر رکوع سے سر اٹھا کر فرمایا سمعنا اللہ من حمد
و ثنا و لك الحمد پھر کھڑے ہو کر طویل قرأت کی اور

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے چھ رکوع اور چار سجدوں کے ساتھ نماز پڑھی۔
(یہی ہر رکعت میں تین رکوع اور دو سجدے)

عمرہ کہتی ہیں کہ ایک یہودی عورت نے اگر حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے کچھ سوال کیا اور پھر کہا اللہ تعالیٰ آپ کو عذاب قبر سے محفوظ رکھے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ کیا لوگوں کو قبر میں عذاب ہوگا؟ عمرہ کہتی ہیں کہ حضرت عائشہ بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ اس سے محفوظ رکھے پھر دوسرے روز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کسی سواری پر سوار ہو کر گئے اور (اس روز) سورج کو گھنٹ لگ گیا۔ حضرت عائشہ کہتی ہیں کہ میں بھی مرد تلوں کے ساتھ عمروں کے عقب سے مسجد میں آئی دراکں حالیکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی سواری سے اترے اور اپنی نماز پڑھانے کی جگہ تشریف لے گئے۔ آپ نے نماز شروع کی اور مسلمانوں نے بھی آپ کے پیچھے نماز شروع کر دی۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بہت طویل قیام کیا، پھر آپ نے بہت طویل رکوع کیا، پھر رکوع سے سر اٹھا کر آپ نے بہت طویل قیام کیا مگر وہ پہلے قیام سے کم تھا، آپ نے پھر طویل رکوع کیا مگر وہ پہلے رکوع سے کم تھا پھر رکوع سے سر اٹھا اور آں حالیکہ سورج روشن ہو چکا تھا، پھر آپ نے فرمایا میں نے دیکھا ہے کہ تم لوگ قبروں میں دجال کے قتل کی طرح قتلوں میں مبتلا ہو گے۔ عمرہ کہتی ہیں کہ میں نے سنا حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہہ رہی تھیں کہ میں نے دیکھا اسی کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جہنم کے عذاب اور قبر کے عذاب سے اللہ تعالیٰ کی پناہ

يَهْوَتْ اللَّهُ بِهِنَّ فَإِذَا دَارَ أَيْتَمَ كَسْرًا فَإِذَا ذُكِرُوا اللَّهَ حَتَّى يَتَجَلَّيَا -

۱۹۹۳ - وَحَدَّثَنِي أَبُو عَسَّانَ الْيَسْمَعِيُّ وَ مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى قَالَا نَا مَعَاذُ وَهُوَ ابْنُ هِشَامٍ قَالَ حَدَّثَنِي أَبِي عَنْ قَتَادَةَ عَنْ عَطَاءِ بْنِ إِسْحَاقَ عَنْ عُبَيْدِ بْنِ صَبْرِ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلَّى سِتًّا رُكْعَاتٍ وَأَرْبَعَةَ سَجَدَاتٍ -

۱۹۹۴ - وَحَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُسْلِمَةَ الْقَعْنَبِيُّ قَالَ نَا سَلِمَانُ يَعْنِي ابْنَ يَزِيدَ عَنْ يَحْيَى عَنْ عُمَرَ ؓ أَنَّ يَهُودِيَّةً أَلَّتْ عَائِشَةَ سَأَلَهَا فَقَالَتْ أَعَاذَكَ اللَّهُ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ قَالَتْ عَائِشَةُ فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ يُعَذِّبُ النَّاسُ فِي الْقُبُورِ قَالَتْ عُمَرَ ؓ فَقَالَتْ عَائِشَةُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَائِذَا بِاللَّهِ ذَلِكَ ثُمَّ رَكِبَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَاتَ غَدَاةٍ مَرْكَبًا فَخَسَفَتِ الشَّمْسُ فَقَالَتْ عَائِشَةُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا فَخَرَجْتُ فِي نِسْوَةٍ بَيْنَ ظَهْرِي الْحُجْرَةِ فِي الْمَسْجِدِ قَاتِي رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ مَرْكَبِهِ حَتَّى أَتَيْتُ إِلَى مُصَلَّاهُ الَّذِي كَانَ يُصَلِّي فِيهِ فَقَامَ وَقَامَ النَّاسُ وَمَاءٌ قَالَتْ عَائِشَةُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا فَقَامَ قِيَامًا طَوِيلًا ثُمَّ رَكَعَ رَكَعًا رُكُوعًا طَوِيلًا ثُمَّ رَكَعَ قِيَامًا طَوِيلًا وَهُوَ دُونَ الْقِيَامِ الْأَوَّلِ ثُمَّ رَكَعَ رَكَعًا رُكُوعًا طَوِيلًا وَهُوَ دُونَ الرُّكُوعِ الْأَوَّلِ ثُمَّ رَكَعَ وَقَدْ تَجَلَّتِ الشَّمْسُ فَقَالَ إِنِّي قَدْ رَأَيْتُكُمْ تُفْتَنُونَ فِي الْقُبُورِ كَيْفَ تَنْتَزِعُونَ الدُّجَالَ قَالَتْ عُمَرَ ؓ فَسَمِعْتُ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا تَقُولُ أَسْمَعُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعْدَ ذَلِكَ يَقَعُ ذُ مِنْ عَذَابِ النَّارِ

مُنَادِيَا الصَّلَاةِ جَامِعَةً فَاجْتَمَعُوا وَقَدَّمَ فَكَبَّرُوا
صَلَّى أَرْبَعًا رَكَعَاتٍ فِي رَكَعَتَيْنِ وَأَرْبَعَ سَجَدَاتٍ -
۱۹۹۰ - وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مِهْرَانَ الرَّادِيُّ قَالَ
نَا الْوَلِيدُ بْنُ مُسْلِمٍ قَالَ أَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ نَسِيرٍ
أَنَّهُ سَمِعَ ابْنَ شِهَابٍ يُخْبِرُ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ
قَالَتْ إِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَهَرَ فِي صَلَاةِ
الْخُسُوفِ يَقْرَأُ فِيهِمْ فَصَلَّى أَرْبَعًا رَكَعَاتٍ فِي رَكَعَتَيْنِ
وَأَرْبَعَ سَجَدَاتٍ قَالَ الزُّهْرِيُّ وَأَخْبَرَنِي كَثِيرُ بْنُ
عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ صَلَّى
أَرْبَعًا رَكَعَاتٍ فِي رَكَعَتَيْنِ وَأَرْبَعَ سَجَدَاتٍ -

۱۹۹۱ - وَحَدَّثَنَا حَاجِبُ بْنُ الْوَلِيدِ قَالَ نَا
مُحَمَّدُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ نَا مُحَمَّدُ بْنُ الْوَلِيدِ الزُّبَيْدِيُّ
عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ كَانَ كَثِيرُ بْنُ عَبَّاسٍ يُحَدِّثُ أَنَّ
ابْنَ عَبَّاسٍ كَانَ يُحَدِّثُ عَنْ صَلَاةِ رَسُولِ اللَّهِ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ كُسِفَتِ الشَّمْسُ بِمِثْلِ مَا
حَدَّثَ عُرْوَةُ عَنْ عَائِشَةَ -

۱۹۹۲ - وَحَدَّثَنَا اسْمَعِيلُ بْنُ إِدْرِيسٍ قَالَ أَنَا
مُحَمَّدُ بْنُ بَكْرٍ قَالَ أَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ قَالَ سَمِعْتُ عَطَاءَ
يَقُولُ سَمِعْتُ عُبَيْدَ بْنَ عَمْرِو بْنِ يَقُولُ حَدَّثَنِي مَنْ
أَصْدَقُ حَسْبُكَ يُرِيدُ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا
أَنَّ الشَّمْسَ انْكَسَفَتْ عَلَى مَهْدِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى
اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَامَ قِيَامًا شَدِيدًا يَقُومُ قَائِمًا
ثُمَّ يَرْكُوعًا ثُمَّ يَقُومُ ثُمَّ يَرْكُوعًا ثُمَّ يَقُومُ ثُمَّ يَرْكُوعًا
رَكَعَتَيْنِ فِي ثَلَاثِ رَكَعَاتٍ وَأَرْبَعَ سَجَدَاتٍ
فَانْصَرَفَ وَقَدْ قَبَّلَتِ الشَّمْسُ وَكَانَ إِذَا رَكَعَ
قَالَ اللَّهُ أَكْبَرُ ثُمَّ يَرْكُوعًا وَإِذَا قَعَدَ اسْتَبَدَّ
قَالَ سَمِعَ اللَّهُ لِمَنْ حَمِدَهُ فَكَبَّرَ فَحَمْدُ اللَّهِ فَاتَّيَّ
عَلَيْهِ ثُمَّ قَالَ إِنَّ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ لَا يَنْكَسِفَانِ
لِمَوْتِ أَحَدٍ وَلَا لِحَيَاتِهِ وَلَكِنَّهُمَا مِنْ آيَاتِ اللَّهِ

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے صلوٰۃ کسوف (سورج گہن کی نماز) میں با آواز بلند قرائت کی اور دو رکعتوں میں چار رکوع اور چار سجدوں کے ساتھ نماز پڑھائی۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما صلوٰۃ کسوف اسی طرح بیان کرتے ہیں جس طرح حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد میں سورج کو گہن لگ گیا، آپ نے نماز میں بہت طویل قیام کیا، پھر رکوع کیا، پھر رکوع کیا، پھر قیام کیا، پھر رکوع کیا، پھر قیام کیا، پھر رکوع کیا آپ نے دو رکعت نماز پھر رکعت میں تین رکوع اور چار سجدوں کے ساتھ ادا کی۔ جب آپ نماز سے فارغ ہوئے تو سورج روشن ہو گیا، جب آپ کعبہ میں جاتے تو اللہ اکبر کہتے پھر رکوع کرتے اور جب آپ رکوع سے سر اٹھاتے تو سَمِعَ اللَّهُ لِمَنْ حَمِدَهُ کہتے پھر کھڑے ہو کر اللہ تعالیٰ کی حمد اور ثناء کی پھر فرمایا سورج اور چاند میں کسی کی موت اور حیات کی وجہ سے گہن نہیں لگتا، لیکن یہ اللہ تعالیٰ کی نشانیوں میں سے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کی درجہ سے غور پیدا کرتا ہے، لہذا جب تم سورج یا چاند گرے دیکھو تو اللہ تعالیٰ کو یاد کرو! حتیٰ کہ وہ صاف ہو جائیگا۔

سَوْدَاءَ طَوِيلَةً وَلَمْ يَقْدِرْ مِنْ بَنِي إِسْرَائِيلَ
 ۱۹۹۸ - وَحَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ قَالَ نَا
 عَبْدُ اللَّهِ بْنُ نُمَيْرٍ ح وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ
 نُمَيْرٍ وَتَقَارَبَا فِي اللَّفْظِ قَالَ نَا أَبُو قَالَ نَا عَبْدُ
 الْمَلِكِ عَنْ عَطَاءٍ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ
 انْكَسَفَتِ الشَّمْسُ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ
 عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ مَاتَ إِبْرَاهِيمُ بْنُ رَسُولِ اللَّهِ
 صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ النَّاسُ لَقَدْ انْكَسَفَتْ
 لِمَوْتِ إِبْرَاهِيمَ فَقَامَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
 فَقَالَ يَا نَاسُ سِتُّ رُكْعَاتٍ يَأْتِيَنَّكُمْ سَجْدَاتٍ
 بَدَأَ فَكَبَّرَ ثُمَّ قَرَأَ فَأَطَالَ الْقِرَاءَةَ ثُمَّ رَكَعَ نَحْوًا
 مِمَّا قَامَ ثُمَّ رَفَعَ رَأْسَهُ مِنَ الرُّكُوعِ فَقَرَأَ قِرَاءَةً
 دُونَ الْقِرَاءَةِ الْأُولَى ثُمَّ رَكَعَ نَحْوًا مِمَّا قَامَ
 ثُمَّ رَفَعَ رَأْسَهُ مِنَ الرُّكُوعِ فَقَرَأَ قِرَاءَةً دُونَ
 الْقِرَاءَةِ الثَّانِيَةِ ثُمَّ رَكَعَ نَحْوًا مِمَّا قَامَ ثُمَّ
 رَفَعَ رَأْسَهُ مِنَ الرُّكُوعِ ثُمَّ انْحَدَرَ بِالسُّجُودِ
 فَسَجَدَ سَجْدَتَيْنِ ثُمَّ قَامَ فَرَكَعَ أَيْضًا ثَلَاثَ
 رُكْعَاتٍ لَيْسَ فِيهَا رُكْعَةٌ إِلَّا الَّتِي قَبْلَهَا أَطَوَّلَ
 مِنَ الَّتِي بَعْدَهَا وَرَكَعَ نَحْوًا مِنْ سَجْدَةٍ
 ثُمَّ تَأَخَّرَ وَتَأَخَّرَتِ الصُّفُوفُ خَلْفَهُ حَتَّى انْتَهَيْنَا
 وَقَالَ أَبُو بَكْرٍ حَتَّى انْتَهَى إِلَى النَّسَاءِ ثُمَّ تَقَدَّمَ
 وَتَقَدَّمَ النَّاسُ مَعَهُ حَتَّى قَامَ فِي مَقَامِهِ فَأَنْصَرَفَ
 حِينَ انْصَرَفَ وَقَدْ أَمَنَتِ الشَّمْسُ فَقَالَ يَا أَيُّهَا
 النَّاسُ إِنَّمَا الشَّمْسُ وَالْقَمَرُ آيَاتَانِ مِنْ آيَاتِ
 اللَّهِ وَلَا تَهْمَا لَا يَنْكَسِفَانِ لِمَوْتِ أَحَدٍ مِنَ النَّاسِ
 وَقَالَ أَبُو بَكْرٍ لِمَوْتِ بَشَرٍ فَإِذَا رَأَيْتُمْ شَيْئًا مِنْ
 ذَلِكَ فَصَلُّوا حَتَّى تَنْجَلِيَ مَا مِنْ شَيْءٍ يُوعَدُونَ
 إِلَّا هَذَا آيَةٌ فِي صَلَاتِكُمْ هَذِهِ لَقَدْ جِئَ بِالْمَنَارِ
 وَذَلِكُمْ حِينَ رَأَيْتُمُونِي تَأَخَّرْتُ خَافَةً أَنْ

حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی
 اللہ علیہ وسلم کے عہد میں جس دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صاحبزاد حضرت
 ابراہیم رضی اللہ عنہ کدواں ہوا، سورج کو گہن لگا تو لوگوں نے کہا کہ حضرت ابراہیم کی
 موت کی وجہ سے سورج کو گہن لگا ہے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے مسلمانوں کو
 (دوسری رکعت) نماز پڑھائی جس میں چھ رکوع اور چار سجدے تھے، پہلے سے
 نماز کو شروع کیا اور لمبی قرأت کی پھر قیام کے برابر رکوع کیا اور پہلی بار سے پچھ
 کم قرأت کی پھر قیام کے برابر رکوع کیا پھر رکوع سے سر اٹھا کر کھڑے ہوئے اور
 پہلی بار سے کچھ کم قرأت کی پھر قیام کے برابر رکوع کیا پھر رکوع سے سر اٹھا
 اور دوسری بار پہلی قرأت سے کچھ کم قرأت کی پھر قیام کے
 برابر رکوع کیا پھر رکوع سے سر اٹھا کر سجدے میں چلے گئے
 پھر کھڑے ہو کر دوسری رکعت پڑھی، اس رکعت میں بھی تین
 رکوع کیے اور اس رکعت میں بھی ہر پہلا قیام بعد والے قیام
 سے لمبا تھا اور رکوع اور سجود برابر تھے، پھر آپ صحن سے
 پیچھے ہٹ گئے اور مسلمان بھی پیچھے ہٹ گئے۔ راوی ابو بکر
 نے کہا، آپ عورتوں تک گئے پھر آگے بڑھ گئے اور
 لوگ بھی آپ کے ساتھ آگے بڑھ گئے، حتیٰ کہ آپ اپنی جگہ
 کھڑے ہو گئے۔ جب آپ نماز سے فارغ ہوئے تو سورج
 روشن ہو چکا تھا، پھر آپ نے فرمایا: اے لوگو! سورج
 اور چاند اللہ تعالیٰ کی نشانیوں میں سے دو نشانیاں ہیں اور انھیں
 لوگوں میں سے کسی شخص کی موت کی وجہ سے گہن نہیں لگتا (راوی)
 ابو بکر نے کہا: "کسی بشر کی موت کی وجہ سے" جب تم ان میں سے
 کسی چیز کو دیکھو تو اس وقت تک نماز پڑھو جب تک وہ روشن
 ہو جائے اور جس چیز کا بھی تم سے وعدہ کیا گیا ہے میں نے اس
 کو اس نماز کے دوران دیکھ لیا، میرے سامنے جہنم لایا گیا اور
 یہ اس وقت کی بات ہے جب تم نے مجھے اس خوف سے پیچھے
 ہٹنے دیکھا کہ اس کی پہٹ تجھ تک نہ آجائے یہاں تک کہ میں نے
 اس جہنم میں مایوس ہوا کہ دیکھا جہنم میں اپنی ہڈیوں کو کھینچ رہا
 تھا، وہ شخص اس لامٹی سے مایوس کی چوری کرتا تھا، اگر

طلب کرتے تھے۔

ایک اور سند سے بھی ایسا ہی روایت منقول ہے۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد میں سخت گرمی کے ایام میں سورج کو گہن لگا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کو ناز (کسوٹ) پڑھائی جس میں اس قدر طویل قیام کیا کہ لوگ گرنے لگے پھر بہت طویل رکوع کیا، پھر بہت طویل قرعہ کیا، پھر بہت طویل کوع کیا، پھر رکوع سے سر اٹھا کر بہت دیر تک کھڑے رہے، پھر دو سجدے کے پھر کھڑے ہوئے پھر اسی طرح ایک اور رکعت پڑھی، یہ چار رکوع اور چار سجدے ہو گئے، پھر فرمایا عجب پر وہ تمام چیزیں پیش کی گئیں جن میں تم داخل ہو گے، عجب پر جنت پیش کی گئی تھی کہ اگر میں اس سے کوئی خوشہ لینا چاہتا تو اسے لیتا لیکن میں نے اپنا ہاتھ اس سے روک لیا، عجب پر جہنم پیش کی گئی میں نے جہنم میں بنی اسرائیل کی ایک عورت کو دیکھا جس کو جہنم کی وجہ سے عذاب ہو رہا تھا، اس عورت نے بتایا کہ باندھ کے رکھنا اسے خود کچھ کھانے کو دیا نہ اسے چھوڑا تاکہ وہ زمین کے کیرے مکوڑوں سے کچھ چیز کھا لیتی، اور میں نے جہنم میں ابو ثامر عمرو بن مالک کو دیکھا کہ وہ جہنم میں اپنی آنتیں گھسیٹ رہا ہے، (معاذ اللہ) وہ کہتے ہیں کہ کسی بڑے آدمی کی موت کی وجہ سے سورج یا چاند کو گرہن لگ جاتا ہے حالانکہ سورج اور چاند کا گرہن لگنا اللہ تعالیٰ کی نشانیوں میں سے نشانی ہے جو اللہ تعالیٰ بتیوں دکھاتا ہے، جب سورج یا چاند کو گرہن لگے تو تم ناز پڑھا کر دیکھا کہ وہ روشن ہو جائیگا۔

ایک اور سند سے بھی روایت منقول ہے جس میں

ہے: میں نے جہنم میں ایک لہجی کالی عورت کو دیکھا اور یہ

نہیں کہا کہ وہ عورت بنی اسرائیل سے تھی۔

عَذَابِ الْقَبْرِ۔ وَحَدَّثَنَا كُ مَحَمَّدُ بْنُ النَّثَّيْ قَالَ نَا
عَبْدُ الْوَهَّابِ وَحَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عُمَرَ قَالَ نَا سَفِيَانُ
جَمِيعًا عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ فِي هَذَا الْإِسْنَادِ بِمِثْلِ
مَعْنَى حَدِيثِ سَيْمَانَ بْنِ يَدْلٍ۔

۱۹۹۶۔ وَحَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَعْقُوبَ عَنْ إِبْرَاهِيمَ الدُّدَقِيِّ
قَالَ نَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ عَلِيٍّ عَنْ هِشَامِ بْنِ الدُّمُتَوَاتِي
قَالَ نَا أَبُو التَّيْبِ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ
عَنْهُ قَالَ كَسَيْفَتِ الشَّمْسُ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي يَوْمٍ شَدِيدٍ الْحَرِّ فَصَلَّى رَسُولُ اللَّهِ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِأَمْعَائِهِمْ فَأَطَالَ الْقِيَامَ حَتَّى جَعَلُوا
يَخِرُّونَ ثُمَّ رَكَعَ فَأَطَالَ ثُمَّ رَفَعَ فَأَطَالَ ثُمَّ رَكَعَ
فَأَطَالَ ثُمَّ رَفَعَ فَأَطَالَ ثُمَّ سَجَدَ سَجْدَتَيْنِ ثُمَّ
قَامَ فَصَنَعَ نَحْوًا مِنْ ذَلِكَ فَكَانَتْ أَرْبَعُ رَكَعَاتٍ
وَأَرْبَعُ سَجَدَاتٍ ثُمَّ قَالَ إِنَّهُ عَرَضَ عَلَى كُلِّ
شَيْءٍ تَوَلَّى جَهَنَّمَ فَعَرَضَتْ عَلَى الْجَنَّةِ حَتَّى لَوْ
تَنَاوَلَتْ مِنْهَا قِطْعًا أَخَذَتْهُ أَوْ قَالَ تَنَاوَلَتْ مِنْهَا
قِطْعًا فَقَصَرَتْ يَدِي عَنْهُ وَعَرَضَتْ عَلَى النَّبَاءِ
فَرَأَيْتُ فِيهَا امْرَأَةً مِنْ بَنِي إِسْرَائِيلَ تُعَذِّبُ
فِي مِرَّةٍ رَبَطَتُهَا فَلَمْ تَطْعَمْهَا وَلَمْ تَدْعُهَا تَأْكُلْ
مِنْ خَشَاشِ الْأَرْضِ وَرَأَيْتُ أَبَا قَتَامَةَ عَمْرُو بْنُ
مَالِكٍ يَجْرُ قُصْبَةً فِي النَّارِ إِنَّهُمْ كَانُوا يَقُولُونَ
إِنَّ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ لَا يَخْسِفَانِ إِلَّا لِمَوْتِ عَظِيمٍ
وَأَنَّ هُمَا آيَتَانِ مِنْ آيَاتِ اللَّهِ يُرِيكُمُوهَا قِتَادًا
خَسَفًا فَصَلُّوا حَتَّى تَعْجَلِيَا۔

۱۹۹۷۔ وَحَدَّثَنَا ثَابِتُ بْنُ أَبِي عَمْرٍو عَنْ
نَافِعِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ عَنْ الصَّبَّاحِ عَنْ هِشَامِ بْنِ الدُّمُتَوَاتِي
مِثْلَهُ إِلَّا أَنَّهُ قَالَ وَرَأَيْتُ فِي النَّارِ امْرَأَةً حَبِيرِيَّةً

اللہ کی اطاعت کی، تین بار سوال کیا جائے گا اسی کے بعد کہا جائے گا
”جاؤ ہمیں معلوم تھا کہ تم ان پر ایمان رکھتے ہو۔ رہا منافق تو
وہ کہے گا میں نہیں جانتا میں نے لوگوں کو جیسے سنا وہی کہہ
دیا

حضرت اسماء بیان کرتی ہیں کہ میں حضرت عائشہ کے پاس
آئی وہ اُن عاتیکہ لوگ نماز میں کھڑے ہوئے تھے اور حضرت
عائشہ نماز پڑھ رہی تھیں۔ میں نے کہا لوگوں کو کیا ہوا؟

عمرہ کہتے ہیں کہ سورج کے لیے کسوف نہ کہ خسوف کہو

حضرت اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں جس
روز سورج لگھن لگا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم گھبرانے ہوئے
آئے، آپ نے گھبراہٹ میں کسی عورت کی قمیص لے لی پھر آپ
کو چادر لاکر دی گئی پھر آپ نے اسی قدر طویل قیام کیا کہ اگر کوئی
شخص اتنا تر اس کو بالکل پتہ نہ چلتا کہ آپ نے رکوع کیا ہے
اسی لیے طویل قیام کے سبب آپ سے رکوع کی روایت کی
گئی ہے۔

ایک راوی نے کہا کہ آپ نے طویل قیام کیا اور یہ زیادہ
کہا کہ حضرت اسماء کہتی ہیں کہ میں ایک عورت کو دیکھتی تھی جو
عجب سے زیادہ بوڑھی تھی اور ایک عورت کو دیکھتی تھی جو عجب سے
زیادہ بیمار تھی۔

حضرت اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں

أَسْمَاءُ قَالَتْ هُوَ مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَاءَنَا بِالْبَيْتِ وَالْهَدْيِ فَأَجَبْنَا
وَأَطَعْنَا فَلَا تَمَرَاتٍ فَيَقَالُ نَحْمُ قَدْ كُنَّا نَعْلَمُ أَنَّكَ
لَتُؤْمِنُ بِهِ فَتَمْرُ صَالِحًا وَأَمَّا الْمَنَافِقُ أَوَالِمُ تَابٍ
لَا أَدْرِي أَيْ ذَلِكَ قَالَتْ أَسْمَاءُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا
فَيَقُولُ لَا أَدْرِي سَمِعْتُ النَّاسَ يَقُولُونَ شَيْئًا فَقُلْتُ
۲۰۰۰ - وَحَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَابُو كُرَيْبٍ
قَالَا نَا أَبُو سَامَةَ عَنْ هِشَامٍ عَنْ قَاطِمَةَ عَنْ أَسْمَاءَ
قَالَتْ كُنْتُ عَامِشَةً فَإِذَا النَّاسُ قِيَامٌ وَإِذَا هِيَ
تُصَلِّي فَقُلْتُ مَا شَأْنُ النَّاسِ وَأَقْبَضَ الْحَدِيثُ
بَنَحْوِ حَدِيثِ ابْنِ نُمَيْرٍ عَنْ هِشَامٍ -

۲۰۰۱ - وَحَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى قَالَ أَنَا سَفِينُ
بْنُ عِيْنَةَ عَنْ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُمَرَ وَهَّابٍ قَالَ لَا تَقُلْ
كَسَفَتِ الشَّمْسُ وَلَكِنْ قُلْ خَسَفَتِ الشَّمْسُ -
۲۰۰۲ - حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ حَبِيبٍ الْمَازَرِيُّ قَالَ
كَأَنَّهَا بِنْتُ الْحَارِثِ قَالَ نَا ابْنُ جُرَيْجٍ قَالَ حَدَّثَنِي
مَنْصُورُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ عَنْ أَبِيهِ صَفِيَّةُ بِنْتُ
شَيْبَةَ عَنْ أَسْمَاءَ بِنْتُ أَبِي بَكْرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا
أَنَّهَا قَالَتْ فَرَعَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمًا
قَالَتْ تَعْنِي يَوْمَ كَسَفَتِ الشَّمْسُ فَأَخَذَ دُرْعًا حَتَّى
أَدْبَلَ بِرِوْدَايَ فَقَامَ لِلنَّاسِ قِيَامًا طَوِيلًا لَوْ أَنَّ
إِنْسَانًا أَتَى لَمْ يَتَعَرَّ أَنْ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
رَكَعَ مَا حَدَّثَتْ أَشَدَّ رُكْعَةٍ مِنْ طَوْلِ الْقِيَامِ -

۲۰۰۳ - وَحَدَّثَنِي سَعِيدُ بْنُ يَحْيَى الْأُمَوِيُّ قَالَ
حَدَّثَنِي أَبِي قَالَ نَا ابْنُ جُرَيْجٍ عَنْ هَذَا الْإِسْنَادِ مِثْلَهُ
وَقَالَ قِيَامًا طَوِيلًا يَقُومُ ثُمَّ يَرْكَعُ وَزَادَ جَعَلْتُ
أَنْظُرُ إِلَى الْمَرْأَةِ اسْتَقَمَّتْ مِنِّي وَإِلَى الْأُخْرَى وَهِيَ
اسْتَقَمَّتْ مِنِّي -

۲۰۰۴ - وَحَدَّثَنِي أَحْمَدُ بْنُ سَعِيدٍ الدَّارِمِيُّ

يُصِيبُنِي مِنْ لَفْحِهَا حَتَّى رَأَيْتُ فِيهَا صَاحِبَ
الْمِحْجَنِ يَجْرُ قُصْبُهُ فِي الثَّارِ كَانَ يَسْرِقُ الْحَاجَّةَ
بِمِحْجِنِهِ فَإِنْ فُطِنَ لَهُ قَالَ لِنَمَّا تَعْلَقُ بِمِحْجِنِي
وَأَنْ عَقِلَ عَنْهُ ذَهَبَ بِهِ وَحَتَّى رَأَيْتُ فِيهَا
صَاحِبَةَ الْبَهْرَةِ الَّتِي رَبَطَتْهَا فَلَمْ تَطْلُغْهَا وَلَعَدَتْهَا
تَأْكُلُ مِنْ مَشَاشِ الْأَرْضِ حَتَّى مَاتَتْ جُوعًا ثُمَّ
جِيءَ بِالْجَنَّةِ وَذَلِكَ حِينَ رَأَيْتُمُونِي تَقْدُمْتُ حَتَّى
قُمْتُ فِي مَقَامِي وَلَقَدْ مَدَدْتُ يَدِي وَأَنَا أُرِيدُ أَنْ
كُنَّا وَلَمْ يَنْفَعْنِي مَا لَيْتَنظُرُوا إِلَيَّ ثُمَّ بَدَأَ لِي أَنْ لَا أَفْعَلَ
فَمَا مِنْ شَيْءٍ تُوعِدُ وَنَا إِلَّا قَدَرْنَا آيَةُ فِي صَلَاتِي هَذِهِ -

۱۹۹۹ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ الْهَمْدَانِيُّ قَالَ
ثَابِتُ بْنُ كُمَيْرٍ قَالَ نَافِثًا عَنْ فَاطِمَةَ عَنْ أَسْمَاءَ رَضِيَ
اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ خَسَفَتِ الشَّمْسُ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ
اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَدَخَلْتُ عَلَى عَائِشَةَ
رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا وَهِيَ تَصَلِّيُ فَعَلْتُ مَا شَاءَ النَّاسُ
يُصَلُّونَ فَأَشَارَتْ بِرَأْسِهَا إِلَى السَّمَاءِ فَقُلْتُ آيَةً
قَالَتْ نَعَمْ فَأُتِيَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
الْقِيَامَ جَدًّا حَتَّى تَجَلَّدَ فِي الْعَشِيِّ وَالْعَشِيِّ
فَأَخَذَتْ قِرْبَةً مِنْ مَاءٍ رَأَى جَنِينًا جَعَلَتْ أَصَبَتْ
عَلَى رَأْسِي أَوْ عَلَى وَجْهِهِ مِنَ الْمَاءِ قَالَتْ
فَانصَرَفَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَدْ
تَجَلَّتِ الشَّمْسُ وَخَطَبَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
النَّاسَ فَحَمِدَ اللَّهَ وَأَثْنَى عَلَيْهِ ثُمَّ قَالَ أَلَا بَعْدُ
مَا مِنْ شَيْءٍ لَعَنَّا كُنْ رَأَيْتُمْ إِلَّا قَدَرْنَا آيَةُ فِي مَقَامِي
هَذَا حَتَّى الْجَنَّةِ وَالثَّارِ فَلَا تَذُقُوا وَجْهِي إِلَى أَفْكَمُ
تُفْتَنُونَ فِي الْقُبُورِ قَرِيبًا أَوْ مِثْلَ فِتْنَةِ الْمَسِيحِ
الَّذِي جَاءَ لَا أَدْرِي أَتَى ذَلِكَ قَالَتْ أَسْمَاءُ قِيَوْنِي
أَحَدُكُمْ فَيَقَالَ لَهُ مَا عَمِلْتَ بِهَذَا الرَّجُلِ فَأَمَّا
الْمُؤْمِنُ أَوِ الْمُؤْمِنَةُ لَا أَدْرِي أَتَى ذَلِكَ قَالَتْ

حاجی کو چاہی جاتا تو کہتا یہ کپڑا میری لاش میں ایک جگہ تھا
اس کو چنانہ جھٹا توڑا کہہ رہے (سے جاتا اور یہاں تک کہ میں نے
جہنم میں پائی والی عورت کو دیکھا جس نے جی کر بازو سے رکھا تھا
نہ اس کو خود کھلا یا نہ پھوڑا تاکہ وہ حشرات الارض میں سے کچھ
کھا لیتی حتیٰ کہ وہ جی بھوک سے سرگئی پھر میرے پاس جنت وادی
گئی یہ اس وقت کی بات ہے جب تم نے مجھے (نار میں) آگے
بڑھتے دیکھا، میں نے اپنی جگہ پر کھڑے کھڑے اتار دیا
تاکہ جنت کے پھولوں میں سے کچھ سٹوں تاکہ تم انہیں دیکھو
پھر مجھے خیال آیا کہ میں ایسا کروں بہر حال جس چیز کا مجھ سے
وعدہ کیا گیا ہے میں نے اس کو اپنی اس نادمی دیکھ لیا۔

حضرت اسماء بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے
عہد میں سورج کو گھین لگ گیا وہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے
پاس آئیں وہاں تک کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا ناز پڑھ رہی تھیں
حضرت اسماء کہتی ہیں میں نے پوچھا لوگ نماز کیوں پڑھ رہے ہیں؟
حضرت عائشہ نے سر سے آسمان کی طرف اشارہ کیا۔ میں نے پوچھا
کیا یہ کوئی علامت ہے؟ حضرت عائشہ نے کہا ہاں! پھر رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم نے بہت طویل قیام کیا حتیٰ کہ مجھ پر غشی طاری
ہونے لگی، میں نے مشک سے پانی لے کر اپنے منہ یا اپنے سر
پر ڈالا شروع کیا، حضرت اسماء کہتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم ناز سے فارغ ہوئے وہاں تک کہ سورج روٹن ہو چکا تھا پھر
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کو طلبہ دیا جس میں آپ نے
اللہ تعالیٰ کی حمد و ثناء کے بعد فرمایا ہر وہ چیز جس کو میں نے پہلے
نہیں دیکھا تھا اس کو میں نے اس جگہ دیکھ لیا ہے حتیٰ کہ جنت اللہ
جہنم کو بھی دیکھ لیا ہے اور مجھ پر یہ وحی کی گئی ہے کہ مغرب تہا لکھا
قبروں میں ایسی آزمائش کی جائے گی جیسی مسیح و یحییٰ کے وقت
آزمائش ہوگی تم میں سے ہر شخص کو لایا جائے گا اور اس سے پوچھا
جائے گا کہ اس شخص کے بارے میں تم کیا جانتے ہو؟ راضی
تو وہ یہ کہے گا یہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں یہ ہم سے
جس دلائل اور براہین نیکر آئے ہم نے ان کے پیغام کو قبول کیا اور

فَقَالَ إِنِّي رَأَيْتُ الْجَنَّةَ فَتَنَاوَلْتُ مِنْهَا عُنُقُودًا وَكَوْنُ
أَخَذْتُهَا لَا كَلْتُمْ مِنْهُ مَا بَقِيَتْ الدُّنْيَا وَرَأَيْتُ النَّارَ
فَلَمَّا رَأَى كَالْيَوْمِ مِنْظَرًا قَطُ وَرَأَيْتُ أَكْثَرَ أَهْلِهَا النِّسَاءَ
قَالُوا بِمَ يَا رَسُولَ اللَّهِ قَالَ يَكْفُرُ هُنَّ قِيلَ أَيْ كَفَرْنَ
يَا اللَّهُ قَالَ يَكْفُرْنَ الْعَشِيرَ وَيَكْفُرُونَ الْإِحْسَانَ تَوَاحُشَتْ
إِلَى أَحْدَانَهُنَّ الدَّهْرُ كَمَا رَأَتْ مِنْكَ هَيْثُمَا قَالَتْ مَا
رَأَيْتُ مِنْكَ خَيْرًا قَطُ -

میں نے جہنم کو دیکھا احد میں نے آج جیسا منظر کبھی نہیں دیکھا
میں نے جہنم میں اکثر عورتوں کو دیکھا، صحابہ نے پوچھا کس
وجہ سے؟ یا رسول اللہ! آپ نے فرمایا ان کی ناشکری کی وجہ
سے، کہا گیا کیا اللہ تعالیٰ کی ناشکری کرتی ہیں؟ فرمایا نہیں
خادمہ کی ناشکری کرتی ہیں اوزن کی کاٹنا کرتی ہیں۔ اگر تم
ساری عمر ان کے ساتھ نیکی کرتے رہو اور ہجرت سے یہ کوئی
خبر نہ لگو (انگوار) چیز دیکھ لیں تو کہیں گی میں نے تمہارے پاس
کبھی اچھا نہیں دیکھی۔

۲۰۰۶ - وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ قَالَ نَا
إِسْحَاقُ يَعْنِي بَنَ عَيْسَى قَالَ أَنَا مَالِكٌ عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ
فِي هَذَا الْإِسْنَادِ بِمَعْنَى غَيْرِ آتِهِ قَالَ شَرَّ مَا رَأَيْتُكَ
تَكْهَكُكَتُ -

ایک اور سند سے یہ روایت ہے اس میں ہے پھر
ہم نے آپ کو پیچھے بیٹھے دیکھا۔

۲۰۰۷ - حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ قَالَ نَا
إِسْمَاعِيلُ بْنُ عَلِيٍّ عَنْ سُفْيَانَ عَنْ حَبِيبِ بْنِ
أَبِي ثَابِتٍ عَنْ طَاوُسٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ
عَنْهُمَا قَالَ صَلَّى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
حِينَ كَسَفَتِ الشَّمْسُ ثَمَانِ رَكَعَاتٍ فِي أَرْبَعِ مَجَاهِدٍ
وَعَنْ عَلِيٍّ مِثْلَ ذَلِكَ -

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں
کہ جب سورج کو گھبن لگا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
آٹھ رکوع اور چار سجدوں کے ساتھ نماز پڑھی اور حضرت
علی سے بھی اسی کی مثل مروی ہے۔

۲۰۰۸ - وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى وَأَبُو بَكْرِ بْنُ
خَلْدٍ كِلَاهُمَا عَنْ يَحْيَى الْقَطَّانِ قَالَ ابْنُ الْمُثَنَّى نَا
يَحْيَى عَنْ سُفْيَانَ قَالَ نَا حَبِيبٌ عَنْ طَاوُسٍ عَنِ
ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ صَلَّى فِي كُسُوفٍ قَرَأَ ثَمَّ رُكْعَةً
ثُمَّ قَرَأَ ثَمَّ رُكْعَةً ثُمَّ قَرَأَ ثَمَّ رُكْعَةً ثُمَّ قَرَأَ ثَمَّ رُكْعَةً
ثُمَّ سَجَدَ قَالَ وَالْأُخْرَى مِثْلَهَا -

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سورج گرہن گھنے پر نماز پڑھا
آپ سے قرأت کی پھر رکوع کیا پھر قرأت کی پھر رکوع کیا پھر
قرأت کی پھر رکوع کیا پھر قرأت کی پھر رکوع کیا پھر دوسری رکعت
بھی اسی طرح پڑھی۔

۲۰۰۹ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ قَالَ نَا أَبُو التَّحَفِ
قَالَ نَا أَبُو مَعَاوِيَةَ وَهُوَ شَيْبَانُ التَّخَوِيُّ عَنْ يَحْيَى
عَنْ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو بْنِ الْعَاصِ ح

حضرت عبد اللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہما بیان
کرتے ہیں کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد
مبارک میں سورج کو گرہن لگا تو جماعت کا اعلان کیا گیا!!

قَالَ نَا حَبَّانٌ قَالَ نَا وَهَيْبٌ قَالَ نَا مَنْصُورٌ عَنْ اُمِّهِ
حَنْصَةَ بِنْتِ ثَيْبَةَ عَنْ اَسْمَاءَ بِنْتِ اَبِي بَكْرٍ قَالَتْ
كَسَفَتِ الشَّمْسُ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ فَفَزِعَ عَرَا خَطَايِدُ رِعْحَتِي اُذْ لَيْلَ رِيْدَانِي بَعْدَ
ذَلِكَ قَالَتْ فَقَضَيْتُ حَاجَتِي ثُمَّ جِئْتُ فَدَخَلْتُ
الْمَسْجِدَ فَرَأَيْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
قَائِمًا فَقُتِلْتُ مَعَهُ فَاَطَالَ الْقِيَامَ حَتَّى رَأَيْتُنِي اُتِيْتُ
اَنْ اَجْلِسَ ثُمَّ التَفَتَ اِلَى الْمَرْأَةِ الضَّعِيفَةِ فَاَقُولُ
هَذِهِ اَضَعْتُ مِنِّي فَاَقْوَمَ فَزَكَمَ فَاَطَالَ الرَّكُوعَ
ثُمَّ رَفَعَ رَأْسَهُ فَاَطَالَ الْقِيَامَ حَتَّى لَوْ اَنَّ رَجُلًا جَاءَ
نَحِيْدَ اِلَيْهِ اَنَّهُ لَمْ يَرْكَعْ

۲۰۰۵۔ وَحَدَّثَنِي سُوَيْدُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ سَا
حَفْصُ بْنُ مَيْسَرَةَ قَالَ وَحَدَّثَنِي زَيْدُ بْنُ اَسْلَمَ
عَنْ سَطَّارِ بْنِ يَسَارٍ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا
قَالَ اُنْكَسَفَتِ الشَّمْسُ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى
اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَسَلَّى رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ وَالتَّاسُ مَعَهُ فَقَامَ قِيَامًا طَوِيلًا قَدْ رَخَوِ
سُورَةُ الْبَقَرَةِ ثُمَّ رَكَعَ رُكُوعًا طَوِيلًا ثُمَّ رَفَعَ
فَقَامَ قِيَامًا طَوِيلًا وَهُوَ دُونَ الْقِيَامِ الْاَوَّلِ ثُمَّ
رَكَعَ رُكُوعًا طَوِيلًا وَهُوَ دُونَ الرُّكُوعِ الْاَوَّلِ ثُمَّ سَجَدَ
ثُمَّ قَامَ قِيَامًا طَوِيلًا وَهُوَ دُونَ الْقِيَامِ الْاَوَّلِ ثُمَّ
رَكَعَ رُكُوعًا طَوِيلًا وَهُوَ دُونَ الرُّكُوعِ الْاَوَّلِ ثُمَّ
رَفَعَ فَقَامَ قِيَامًا طَوِيلًا وَهُوَ دُونَ الْقِيَامِ الْاَوَّلِ ثُمَّ
رَكَعَ رُكُوعًا طَوِيلًا وَهُوَ دُونَ الرُّكُوعِ الْاَوَّلِ
ثُمَّ سَجَدَ ثُمَّ اَنْصَرَفَ وَقَدْ اُنْجَلَّتِ الشَّمْسُ فَقَالَ
اِنَّ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ اَيَّتَانِ مِنْ اَيَّاتِ اللّٰهِ لَا يَنْكَسِفَانِ
لِمَوْتِ اَحَدٍ وَلَا يَحْيَوْنِمْ فَاِذَا رَأَيْتُمَا ذَلِكَ
فَاذْكُرُوا اللّٰهَ قَالُوا يَا رَسُولَ اللّٰهِ رَأَيْتَاكَ
تَنَادَّ لَتَبَشِيرًا فِي مَقَامِكَ هَذَا ثُمَّ اَيْنَاكَ كَقِفْتَ

کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں مسجد گھنٹی بجا کر آپ
خوفزدہ ہوئے اور (گھبراہٹ میں کسی عورت کی) قیام سے لے کر
اس کے بعد آپ کو چاند لاکر دکھائی گئی۔ میں اپنا کام پورا کرنے کے
بعد مسجد میں آئی تو دیکھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز میں
کھڑے ہیں۔ میں بھی نماز میں شریک ہوئی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم نے نماز میں بہت طویل قیام کیا تھا کہ میں نے سوچا کہ میں میٹھ
جاؤں پھر میری نظر ایک ضعیف عورت پر پڑی تو میں نے سوچا کہ
یہ تو مجھ سے بھی زیادہ کمزور ہے پھر میں کھڑی رہی پھر حضور نے
رکوع کیا اور بہت طویل رکوع کیا پھر حضور نے رکوع سے سر اٹھایا
اور بہت طویل قیام کیا سچی کہ اگر کوئی شخص دیکھتا تو خیال کرتا کہ
آپ نے رکوع نہیں کیا ہے۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم کے عہد میں سورج کو گھنٹا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز پڑھی اور
لوگ بھی آپ کے ساتھ نماز پڑھ رہے تھے آپ نے سورہ بقرہ کی قرات کے
برابر بہت طویل قیام کیا پھر آپ نے بہت طویل رکوع کیا پھر آپ نے رکوع
سے سر اٹھا کر بہت طویل قیام کیا اور پہلے قیام سے نسبتاً کم تھا، پھر آپ
نے بہت طویل رکوع کیا لیکن یہ رکوع پہلے رکوع سے نسبتاً کم تھا پھر سجدہ کیا پھر
کھڑے ہو کر طویل قیام کیا لیکن پہلے قیام سے کم پھر طویل رکوع کیا جو پہلے رکوع
سے کم تھا پھر رکوع سے سر اٹھا کر طویل قیام کیا جو پہلے قیام سے نسبتاً کم تھا پھر طویل
رکوع کیا جو پہلے رکوع سے نسبتاً کم تھا، پھر سجدہ کر کے نماز سے
سے فارغ ہو گئے درآن حالیکہ سورج روشن ہو چکا تھا، آپ نے
فرمایا بے شک سورج اور چاند اللہ تعالیٰ کی نشانیوں میں سے
دونہا نمایاں ہیں انہیں کسی کی موت یا حیات کی وجہ سے گھٹن نہیں
گھٹتا۔ جب تم گھنٹے کو دیکھو تو اللہ تعالیٰ کو یاد کرو۔ صحابہ کرام نے
عرض کیا: یا رسول اللہ! ہم نے (نماز میں) آپ کو دیکھا کہ آپ
اپنی جگہ سے کسی چیز کو لے رہے تھے پھر ہم نے دیکھا کہ
آپ لیتے لیتے رک گئے آپ نے فرمایا میں نے جنت کو
دیکھا میں اس سے ایک غرہ توڑنے لگا اگر میں اس غرہ
کو توڑ لیتا تو تم رہتی دنیا تک اس کو کھاتے رہتے، اور

لَعَنَتِ اَبْرَاهِيْمَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ۔

۲۰۱۳۔ حَدَّثَنَا أَبُو عَامِرٍ الشَّعْرِيُّ وَعَبْدُ اللَّهِ بْنُ بَكْرٍ وَمُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ قَالَا نَا أَبُو اسَامَةَ عَنْ بُرَيْدٍ عَنْ أَبِي بَزْدَةَ عَنْ أَبِي مُوسَى رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ كَسَفَتِ الشَّمْسُ فِي زَمَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَامَ قِزْعًا يَخْشَى أَنْ تَكُونَ السَّاعَةُ حَتَّى آتَى السَّجْدَ فَقَامَ يَصِلُ بِأَطْوَلِ قِيَامٍ وَرُكُوعٍ وَسُجُودٍ مَا دَأَيْتُهُ يَفْعَلُهُ فِي صَلَاةٍ قَطُّ ثُمَّ قَالَ إِنَّ هَذِهِ الْآيَاتُ الَّتِي يُرْسِلُ اللَّهُ لَا تَكُونُ لِمَوْتِ أَحَدٍ وَلَا لِحَيَاتِهِ وَلَكِنَّ اللَّهَ يُرْسِلُهَا يُخَوِّفُ بِهَا عِبَادَهُ فَإِذَا دَأَيْتُمْ مِنْهَا خَشْيَةً فَأَنزِعُوا إِلَيَّ ذِكْرَهُ وَدُعَائِهِ وَاسْتَغْفَارَهُ وَقِيَرُوا آيَاتِ ابْنِ الْعَلَاءِ كَسَفَتْ وَ قَالَ يُخَوِّفُ عِبَادَهُ۔

۲۰۱۴۔ حَدَّثَنِي عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عُمَرَ الْقَوَارِيرِيُّ قَالَ أَنَا بَشْرُ بْنُ الْمَفْضِلِ قَالَ أَنَا الْجَرِيرِيُّ عَنْ أَبِي الْعَلَاءِ حَيَّانَ بْنِ عُمَيْرٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ سَمُرَةَ قَالَ بَيْنَا أَنَا أَرْمِي بِأَسْهُبِي فِي حَيَاةِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا انْكَسَفَتِ الْقَمَرُ فَتَبَدُّوهُمْ وَقُلْتُ لَا تَنْظُرَنَّ مَا يَخْدُثُ لِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي انْكَسَافِ الشَّمْسِ الْيَوْمَ فَاسْتَهَيْتُ إِلَيْهِ وَهُوَ أَفْعَى يَدَايِهِ يَدْعُو وَيَكْتَبِرُ وَيُحْمِدُ وَيَهْدِلُ حَتَّى جَلَى عَنِ الشَّمْسِ فَقَرَأَ سُورَتَيْنِ وَرَكَعَ رَكَعَتَيْنِ۔

۲۰۱۵۔ وَحَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ قَالَ نَا عَبْدُ الْأَعْلَى بْنُ عَبْدِ الْأَعْلَى عَنِ الْجَرِيرِيِّ عَنْ حَيَّانَ بْنِ عُمَيْرٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ سَمُرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ وَكَانَ مِنْ أَصْحَابِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ كُنْتُ أَرْمِي بِأَسْهُبِي بِأَمْدَانِي فِي حَيَاتِهِ وَرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا

حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں سورج کو گہن لگا آپ گہرا دھڑک اس طرح خوف سے کھڑے ہوئے کہ جیسے قیامت آگئی ہو، آپ مسجد میں آئے اور نماز میں سب سے پہلے طویل قیام کیا، طویل رکوع اور طویل سجدہ کیا میں نے اس سے پہلے کبھی آپ کو اس طرح نماز پڑھتے نہیں دیکھا، پھر آپ نے فرمایا یہ اللہ تعالیٰ کی نشانیاں ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ بھیجتا ہے یہ کسی کی موت اور حیات کی وجہ سے نہیں ہیں لیکن اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کو ڈرانے کے لیے ان نشانوں کو بھیجتا ہے جب تم اس قسم کی کوئی چیز دیکھو تو اللہ تعالیٰ کے ذکر اس سے دعا اور استغفار کی پناہ میں آؤ۔

حضرت عبدالرحمن بن سمرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں تیر اندازی کر رہا تھا، اچانک سورج کو گہن لگ گیا میں نے تیروں کو بھینکا اور سوچا کہ میں دیکھتا ہوں کہ آج رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سورج گہن کے موقع پر کیا کرتے ہیں۔ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس گیا وہاں مالیکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اٹھا کر دعا مانگ رہے تھے۔ آپ نے تکبیر کہی، حمد، لا الہ الا اللہ۔ پڑھا حتیٰ کہ سورج روشن ہو گیا۔ آپ نے دوسریں پڑھیں اور دو رکعت نماز پڑھی۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابی حضرت عبدالرحمن بن سمرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں مدینہ میں تیر اندازی کر رہا تھا، اچانک سورج کو گہن لگ گیا میں نے تیر پھینک دیے اور سوچا کہ بخدا! میں دیکھوں گا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سورج گہن لگنے کے موقع پر کیا کرتے ہیں۔ میں آپ کے

وَحَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ الدَّارِمِيُّ قَالَ
أَنَا يَحْيَى بْنُ حَسَّانَ قَالَ كَانُوا يَقُولُونَ بَنُو سَلَامٍ عَنْ يَحْيَى
بْنِ أَبِي كَثِيرٍ قَالَ أَخْبَرَنِي أَبُو سَلَمَةَ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ
عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَبْدِ وَبْنِ الْعَاصِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّهُمَا
قَالَ لَمَّا أَنْكَسَتِ الشَّمْسُ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى
اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَزَلَتْ الصَّلَاةُ جَامِعَةً فَوَكَرَهُ رَسُولُ
اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَكَعَتَيْنِ فِي سَجْدَةٍ ثُمَّ
قَامَ فَوَكَرَهُ رَكَعَتَيْنِ فِي سَجْدَةٍ ثُمَّ جَلَسَ عَنِ الشَّمْسِ
فَقَالَتْ عَائِشَةُ مَا رَكَعْتَ رُكُوعًا قَطُّ وَلَا سَجَدْتَ
سُجُودًا قَطُّ كَانَ أَطْوَلَ مِنْهُ -

۲۰۱۰ - وَحَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى قَالَ أَنَا هُشَيْمٌ
عَنْ إِسْمَاعِيلَ عَنْ قَيْسِ بْنِ أَبِي حَازِمٍ عَنْ أَبِي سَعْدٍ
الْأَنْصَارِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى
اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ آيَتَانِ مِنْ
آيَاتِ اللَّهِ يُخَوِّفُ اللَّهُ بِهِمَا عِبَادَهُ وَلَا تَهْمَا لَا
يَنْكَسِفَانِ لِمَوْتِ أَحَدٍ مِنَ النَّاسِ فَإِذَا رَأَيْتُمَا فَيَقُومَا
فَتُصَلُّوْا وَادْعُوا اللَّهَ حَتَّى يَكْشِفَ مَا بَيْنَكُمَا -

۲۰۱۱ - وَحَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُعَاذٍ الْعَنْبَرِيُّ
وَيَحْيَى بْنُ حَبِيبٍ قَالَا نَا مُعْتَمِدًا عَنْ إِسْمَاعِيلَ عَنْ
قَيْسِ بْنِ أَبِي سَعْدٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ قَالَ إِنَّ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ لَيَسَّ يَنْكَسِفَانِ لِمَوْتِ
أَحَدٍ مِنَ النَّاسِ وَلَكِنَّهُمَا آيَتَانِ مِنْ آيَاتِ اللَّهِ فَإِذَا
رَأَيْتُمُوهُمَا تَقُومُوا فَصَلُّوا -

۲۰۱۲ - وَحَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ قَالَ نَا
وَكَيْعٌ وَابْنُ سَامَةَ وَابْنُ كَثِيرٍ وَحَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ
بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ أَنَا جَرِيْدٌ وَوَكَيْعٌ وَحَدَّثَنَا ابْنُ
أَبِي عُمَرَ قَالَ نَا سُفْيَانُ وَمَرْوَانُ كُلُّهُمَا عَنْ إِسْمَاعِيلَ
بِهَذَا الْإِسْنَادِ وَفِي حَدِيثِ سُفْيَانَ وَوَكَيْعٍ أَنْكَسَتِ
الشَّمْسُ يَوْمَ مَرَاتِ إِبْرَاهِيمَ فَقَالَ النَّاسُ أَنْكَسَتْ

۱۔ الصلوة جامعہ: پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک
رکعت میں دو رکوع کیے پھر دوسری رکعت میں دو رکوع
کیے پھر تیسری رکعت میں دو رکوع کیے۔ حضرت عائشہ فرماتی ہیں میں نے نماز
کسوف سے زیادہ کبھی طویل رکوع اور سجدہ کی نماز نہیں
پڑھی۔

حضرت ابو مسعود انصاری رضی اللہ عنہ بیان کرتے
ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سورج اور چاند
اللہ تعالیٰ کی نشانیاں ہیں سے دو نشانیاں ہیں، اللہ تعالیٰ
ان کے ساتھ اپنے بندوں کو ڈراتا ہے اور ان کو کسی کی موت
کی وجہ سے گھبراہٹ نہیں گنتا جب تم گھبراہٹ کرو تو نماز پڑھو اور
اللہ تعالیٰ سے دعا کرو حتیٰ کہ گھبراہٹ دور کر دیا جائے۔

حضرت ابو مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سورج اور چاند میں کسی شے
کی موت کی وجہ سے گھبراہٹ نہیں گنتا، لیکن یہ اللہ تعالیٰ کی نشانیاں
ہیں سے دو نشانیاں ہیں۔ جب تم گھبراہٹ دیکھو تو کھڑے ہو
کر نماز پڑھو۔

ایک اور سند سے روایت ہے جس میں حضرت
ابراہیم کا حال ہوا تو لوگوں نے کہا حضرت ابراہیم رضی اللہ
عنہ کی وفات کی وجہ سے سورج کو گرہن لگ گیا۔

افشاء کی حقیقت، ان کے آثار اور ان میں تغیر و تبدل کی سائنسی توجیہ کیا ہے، اس سے اسلام میں سورج گرہن کی حیثیت | قرآن مجید میں بحث ہے نہ حدیث شریف میں کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت

کا بنیادی مقصد رشد و ہدایت ہے لوگوں کو اللہ تعالیٰ کی ذات اور صفات پر ایمان کی ترغیب، اعمال صالحہ کی تلقین اور اعمال فاسدہ سے تنبیہ کتاب اور سنت کی تعلیمات کا یہی موضوع ہے۔ یہی وجہ ہے کہ جب آپ سے سوال کیا گیا یسئلونک عن الاھدہ۔ (بقرہ: ۱۸۹) ”یہ آپ سے چاند کے بارے میں سوال کرتے ہیں“ تو اللہ تعالیٰ نے چاند کی حقیقت اور ماہیت کے بارے میں نہیں بتلایا نہ یہ بتلایا کہ چاند پر پہنچنا یا چاند پر رہنا تمہارے لیے ممکن ہے یا نہیں! بلکہ یہ فرمایا: قل ہی موافقت الشمس و القمر۔ (بقرہ: ۱۸۹) ”آپ کہہ دیجئے یہ لوگوں اور ج کے لیے اوقات کے شمار کا ذریعہ ہے“ یعنی مسلمانوں کو اسلامی احکام کے مطابق زندگی بسر کرنے کے لیے اور عبادات اور معاملات کی انجام دہی کے لیے چاند کے ساتھ جن انسانی ضروریات کا تعلق ہے وہ یہی امور ہیں۔ اسی طرح سورج اور چاند میں گہن لگنے کی سائنسی وجہ کیا ہے اس کو نبی علیہ السلام نے نہیں بتایا کیونکہ یہ چیز آپ کے مقصد بعثت سے متعلق ہے نہ اس کی ضرورت ہے البتہ مسلمانوں کے عمائد و اعمال کے ساتھ سورج گرہن کا جو تعلق ہے اس کو آپ نے احسن طریقہ سے بیان فرمادیا جس کی تفصیل یہ ہے:

بعض مشرکین سورج اور چاند کی پرستش کرتے ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کا رد کرتے ہوئے فرمایا کہ سورج اور چاند اللہ تعالیٰ کی ذات پر نشانیوں میں سے دو نشانیاں ہیں یعنی سورج اور چاند اپنی ذات کے اندر سلب نور کے تغیر اور تبدل کو قبول کر کے یہ ظاہر کرتے ہیں کہ وہ کسی ذات کی تخلیق اور قدرت کی دلیل اور نشان ہیں خود قادر اور خالق نہیں ہیں۔ زمانہ جاہلیت کے بعض نجومیوں کا خیال تھا کہ جب کوئی بڑا آدمی مر جاتا ہے تو اس کے غم میں سورج کو گہن لگ جاتا ہے اسی اثر کی بناء پر جب آپ کے صاحبزادے حضرت ابراہیم رضی اللہ عنہ کا وصال ہوا اور اتفاقاً اس موقع پر سورج کو گہن لگ گیا تو بعض نو مسلم صحابہ نے کہا کہ آپ کے صاحبزادے کی وفات کی وجہ سے سورج کو گہن لگ گیا! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کا فوراً رد فرمایا اور ارشاد فرمایا کہ سورج اور چاند اللہ تعالیٰ کی نشانیوں میں سے دو نشانیاں ہیں انہیں کسی کی موت کی وجہ سے گہن لگنا ہے نہ حیات کی وجہ سے، یہ وہ امور تھے جن کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سورج گرہن کے سلسلے میں اصلاح عقائد کے لیے بیان فرمایا اور سورج گرہن میں جس چیز کا مسلمانوں کے عمل کے ساتھ تعلق ہے وہ ہے توبہ، استغفار، یاد الہی اور دو رکعت نماز کسوف!

نماز کسوف کا فلسفہ | ان احادیث میں یہ بھی وارد ہے کہ سورج گرہن کے موقع پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس طرح مضطرب اور خوف زدہ ہو جاتے جیسے قیامت آگئی ہو، حالانکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اچھی طرح جانتے تھے کہ آپ کے بعد خلفاء راشدین کا دور حکومت ہوگا۔ قسطنطنیہ مسلمانوں کے ہاتھوں پر فتح ہوگا، قیصر و کسریٰ کے ایوانوں پر مسلمانوں کی حکومت قائم ہوگی ایک طویل عرصہ تک شان و شوکت سے مسلمانوں کی حکومت رہے گی حتیٰ کہ پھر مسلمان فتنوں کا شکار ہوں گے و جبال کا ظہور ہوگا۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمانوں سے نازل ہوکر و جبال کو قتل کریں گے۔ حضرت مہدی کا ظہور ہوگا اور تمام دنیا میں اسلام پھیل جائے گا جس کے سبب جزیہ اور جہاد کی ضرورت نہیں رہے گی پھر وابتہ الارض اور یاجرج ماجرج کا خروج ہوگا، آفتاب مغرب سے طلوع ہوگا پھر اس کے بعد کہیں جا کر قیامت آئے گی! ان تمام باتوں کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پیش گوئی فرمائی ہے اور احادیث میں ان کی تعلیم دی ہے اور ان امور کا جاننا ہمارے ایمان کا ایک حصہ ہے پھر ان تمام باتوں کے وقوع سے پہلے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم محض سورج گرہن دیکھ کر اس طرح کیوں خوفزدہ ہو جاتے

كَسَفَتِ الشَّمْسُ فَلَبِذُتْهَا فَقُلْتُ وَاللَّهِ لَا تَنْظُرُونَ إِلَى مَا حَدَّثَ لِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي كُسُوفِ الشَّمْسِ قَالَ فَاتَّبَعْتُهُ وَهُوَ قَائِمٌ فِي الصَّلَاةِ رَايَهُ يَدَيْهِ يُسَبِّحُ وَيُحَمِّدُ وَيَهْلِلُ وَيُكَبِّرُ وَيَدْعُو حَتَّى خَسِرَ عَنْهَا قَالَ فَكُنَّا حَيْرَةً عَنْهَا قَرَأَ سُورَتَيْنِ وَمَلَئَ رُكْعَتَيْنِ ۲۰۱۶ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ النُّشَيْقِيِّ قَالَ نَا سَالِمُ بْنُ رُمَيْحٍ قَالَ أَنَا الْجُرَيْرِيُّ عَنْ حَيَّانَ بْنِ عَمِيرٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ سَمُرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ بَيْنَمَا أَنَا أَتَرَاهُ بِأَسْهَدٍ لِي عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذْ خَسَفَتِ الشَّمْسُ ثُمَّ ذَكَرَ نَحْوَ حَدِيثِهِمَا -

۲۰۱۷ - وَحَدَّثَنِي هَادُونَ بْنُ سَعِيدٍ الْأَيْلِيُّ قَالَ نَا ابْنُ وَهَبٍ قَالَ أَخْبَرَنِي عَمْرُو بْنُ الْحَارِثِ أَنَّ عَبْدَ الرَّحْمَنِ بْنَ الْقَاسِمِ حَدَّثَهُ عَنْ أَبِيهِ الْقَاسِمِ بْنِ مُحَمَّدٍ بْنِ أَبِي بَكْرِ بْنِ الصِّدِّيقِ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّهُ كَانَ يُخْبِرُ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَالَ إِنَّ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ لَا يَخْسِفَانِ لِمَوْتِ أَحَدٍ وَلَا لِحَيَاتِهِ وَلَكِنَّهُمَا آيَاتَانِ مِنْ آيَاتِ اللَّهِ فَإِذَا دَايْتُمُوهُمَا فَصَلُّوا -

۲۰۱۸ - وَحَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي كَثِيرٍ وَمُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ كَثِيرٍ قَالَا نَا مُصْعَبٌ وَهُوَ ابْنُ الْمُقْدَامِ قَالَ نَا إِدَاةٌ قَالَ نَا زِيَادُ بْنُ عِلَاقَةَ وَفِي رِوَايَةِ أَبِي يَكْرِ قَالَ قَالَ زِيَادُ بْنُ عِلَاقَةَ سَمِعْتُ الْمُغِيرَةَ بْنَ شُعْبَةَ يَقُولُ إِنَّكَسَفَتِ الشَّمْسُ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ مَاتَ أَبُو هَانِئٍ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ آيَتَانِ مِنْ آيَاتِ اللَّهِ لَا يَخْسِفَانِ لِمَوْتِ أَحَدٍ وَلَا لِحَيَاتِهِ فَإِذَا دَايْتُمُوهُمَا فَادْعُوا اللَّهَ وَصَلُّوا حَتَّى يَنْكَشِفَ -

ہاں آیا وہاں حایکہ آپ نماز میں رفیع یدیں کہ جسے آپ نے تسبیح کی، حمد کی، لا الہ الا اللہ پڑھا، کبیر کبیر اور دعا کی حتیٰ کہ سورج صاف ہو گیا، حضرت عبد الرحمن کہتے ہیں کہ جب سورج صاف ہو گیا تو آپ نے دو سو مرتبیں پڑھیں اور دو رکعت نماز پڑھی۔

حضرت عبد الرحمن بن عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد میں میں وقت میں اپنے تیرہ سے تیر اندازی کر رہا تھا، اچانک سورج کو گہن لگ گیا اس کے بعد حسب سابق حدیث ہے۔

حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان فرمایا کہ سورج اور چاند کو کسی شخص کی موت کی وجہ سے گہن لگتا ہے نہ کسی کی حیات کی وجہ سے لیکن یہ اللہ کی نشانیوں میں سے دو نشانیاں ہیں جب تم یہ نشانیاں دیکھو تو نماز پڑھو۔

حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد میں جس دن حضرت ابراہیم رضی اللہ عنہ کا وصال ہوا، اس دن سورج کو گہن لگ گیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سورج اور چاند اللہ تعالیٰ کی نشانیوں میں سے دو نشانیاں ہیں۔ انہیں کسی کی موت کی وجہ سے گہن لگتا ہے نہ حیات کی وجہ سے۔ جب تم یہ نشانیاں دیکھو تو اللہ تعالیٰ سے دعا کرو اور نماز پڑھو حتیٰ کہ وہ روشن ہو جائے۔

رأيت في مقامى هذا كل شئ وعدتہ۔ میں نے اس جگہ ہر اس چیز کو دیکھ لیا جس کا تم سے وعدہ کیا گیا ہے۔ حدیث نمبر ۱۹۹ میں ہے: "انه عرض على كل شئ تو ليجونه" پھر پروردہ چیز پیش کی گئی جس میں تم داخل ہو گے۔ حدیث نمبر ۱۹۸ میں ہے: "ما من شئ توعدونه الا قد رأيت في صلوق هذه" تم سے جس چیز کا بھی وعدہ کیا گیا ہے مجھے وہ تمام چیزیں اس نماز میں دکھادی گئیں۔

علم کلی کی وضاحت | خیال رہے کہ علم کلی سے مراد یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے کل کائنات کا اجمالی علم آپ کو عطا فرما دیا ہے اور قیامت تک کی بعض جزئیات کا تفصیلی علم آپ کو وقتاً فوقتاً بتدریج دیا جاتا رہا اس لیے قرآن اور احادیث میں آپ سے جن خاص اور جزئی واقعات کے علم کی نفی کا بیان ہے اس میں علم تفصیلی کی نفی ہے جبکہ کتاب و سنت سے آپ کے لیے جس علم کلی کا ثبوت ہے وہ علم اجمالی ہے اور علم تفصیلی جو غیر تنباہی احوال ہزنیہ کو محیط ہے وہ اللہ عزوجل کا خاصہ ہے ۱۵

علم رسالت پر علم غیب کے اطلاق اور عدم اطلاق کی بحث | کتاب و سنت کے جن دلائل سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا علم ثابت ہے ان دلائل کا کوئی انکار نہیں

کرتا، بحث اس میں ہوتی ہے کہ آیا اس علم پر علم غیب کا اطلاق صحیح ہے یا نہیں؟ جو علامہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے علوم پر علم غیب کا اطلاق کرتے ہیں وہ علم بمعنی اداک کہتے ہیں۔ اسی لیے اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی نے انباء المصطفیٰ اور الدولۃ المکیۃ میں تفصیل سے بیان کیا ہے کہ قرآن اور حدیث میں آپ سے جن چیزوں کے علم کی نفی ہے اس کا مطلب یہ ہے کہ اس وقت آپ کو ان چیزوں کا علم نہیں تھا نہ یہ کہ وصال کے وقت تک علم حاصل نہیں ہوا کیونکہ آپ کا علم کلی نزول قرآن کے ضمن میں وصال تک تدریجاً مکمل ہوا ہے۔ اس سے ظاہر ہوا کہ اس بحث میں اعلیٰ حضرت کے نزدیک آپ کو ایسی قوت مدرکہ حاصل نہیں تھی جس کی وجہ سے جس غیب کو جب چاہتے جان لیتے کیونکہ ان کے نزدیک اگر آپ کو یہ صفت حاصل ہوتی تو پھر علم تدریجی اور وصال تک علم کی تکمیل کا کوئی محصل مسمیٰ نہیں ہے، منتقدین علماء نے اس اعتبار سے آپ کے علم پر علم غیب کا اطلاق کیا ہے اور ہم نے اپنی کتاب مقام ولایت و نبوت میں اسے متعدد اقوال ذکر کیے ہیں اور جو علماء آپ کے علوم پر علم غیب کا اطلاق نہیں کرتے ان کے نزدیک باوجود اس کے کہ آپ کثیر علوم الہیہ اور اخبار ماضیہ و مستقبلہ کے علوم کے حامل ہیں آپ کو ایسی قوت مدرکہ حاصل نہیں ہے جس سے آپ جب چاہیں جس غیب کو چاہیں جان لیں اسی قوت کو وہ علم غیب کہتے ہیں اور اسی کو وہ مفاتیح الغیب سے تعبیر کرتے ہیں چنانچہ شیخ انور شاہ کشمیری نے اسی طرح لکھا ہے۔ اسی لیے یہ لوگ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیلئے انباء غیب اطلاق علی الغیب

۱۔ اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی کہتے ہیں: ہمارا یہ دعویٰ نہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے جمیع معلومات الغیبیہ کا احاطہ کر لیا ہے یہ تو مخلوق کے لیے محال ہے (الی قولہ) اللہ تعالیٰ کا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو سکھانا بذریعہ قرآن ہوا اور قرآن تو تھوڑا تھوڑا کر کے اُترا، ہر وقت نہیں اُترتا تھا تو اوقات اور معلومات دونوں میں بعض ہونا صادق ہوا۔ (الدولۃ المکیۃ ص ۲۴۹ مطبوعہ المکتبہ کراچی)۔

۲۔ صدر الافاضل مولانا نعیم الدین رحمہ اللہ "ما علمتہ الشعر" کی تفسیر میں لکھتے ہیں: ہم نے آپ کو شعر گوئی کا ملکہ نہ دیا۔ (خزان العرفان)

۳۔ شیخ انور شاہ کشمیری متوفی ۱۳۵۲ھ، فیض الباری ج ۱ ص ۱۵۱، مطبوعہ مکتبہ الحجازی قاہرہ الطبعة الاولى ۱۳۵۷ھ۔

۴۔ مقام ولایت و نبوت ص ۴۲۔

تھے جیسے قیامت آگئی ہو! اسی کا جواب یہ ہے کہ سورج کو گرہن میں دیکھ کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہرگز نہ ڈرے بلکہ یہ غیبی کیمیا کی
طاری ہوتی تھی کہ ان تمام چیزوں کے علم کے باوجود آپ کی ترجمان احمد سے بحث جاتی تھی اور آپ سورج کے نہ بے فائدہ کیے جاتے
کو آثار قیامت سے خیال فرماتے تھے!

راہ پر کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سورج گرہن دیکھ کر اس قدر کھینے خوفزدہ ہوتے تھے اس کا جواب یہ ہے کہ عالم آدمی جب کائنات میں کسی حادثہ اور کسی چیز میں تغیر اور تبدل کو دیکھتا ہے تو اس کی نظر میں اس حادثہ اور اس تغیر تک محدود رہتی ہے اور اللہ کا نبی جب کسی حادثہ اور کسی چیز میں تغیر کو دیکھتا ہے تو اس کی نظر اس حادثہ سے اور اس تغیر سے متغیر اور تبدل کی طرف منتقل ہوتی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب سورج گرہن کی خبر سے پہلے دیکھا تو آپ کی نظر اس گہرے خالق کی طرف پہنچی اور آپ نے جانا کہ سورج کا یہ نور ہونا اللہ تعالیٰ کے آثار غضب سے ہے اور اس کائنات میں سورج سے زیادہ قوی کوئی مادی جسم نہیں ہے کیونکہ وہ اپنے نور سے اگر کچھ لوہا چلا جائے تو لوہا اسے ششک کے منجمد ہو جائی اور اگر اپنے مارے سے کچھ نیچے آجائے تو مارے گرمی کے لوہا جل جائی اور اس لئے قوی مادی جسم کو جس وقت اس نے بے نور کر دیا تو یہ اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ وہ اسی وقت غضب میں ہے اور جو سورج کو چشم زدہ میں ہے نور کے پر قادر ہے وہ ہماری آنکھوں سے بصارت کے نور اور دلوں سے ایمانی کے نور کو سلب کرنے پر اس سے کہیں زیادہ قادر ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس بات سے خوف زدہ ہوتے تھے اور قرب استغفار، اللہ تعالیٰ کی حمد و ثناء، تکیہ و تہلیل اور غیر معمولی طویل طریقہ سے دو رکعت پڑھ کر اس کے غضب کو خفا کرتے اور اس کو راضی کرتے اور اسی بات کی ہمیں تعلیم دیتے تھے اور اسی کا نام اصطلاح تصوف میں معرفت ہے کہ اللہ تعالیٰ کے افعال اور آثار قدرت کو دیکھ کر اللہ تعالیٰ کی صفات کی معرفت حاصل کی جائے اور اس معرفت کے مطابق عمل کیا جائے۔

علم رسالت | اس باب کی اجماعیت میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو جنت اور دوزخ دکھادی گئی تھیں مباحث
مالکی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور جنت و دوزخ کے درمیان جس قدر عجائبات
تھے اللہ تعالیٰ نے ان تمام عجائبات کا ثبوت دیا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی آنکھوں سے جنت اور دوزخ اور ان
کے تمام احوال اور کیفیات کو دیکھ لیا۔ بعض علماء نے کہا ہے کہ یہ بھی ہو سکتا ہے کہ آپ نے جنت اور دوزخ کو دیکھا ہو
بلکہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو ان چیزوں کو بذریعہ وحی اطلاع دی ہو جس کو آپ نے دیکھنے سے تعبیر فرمایا ہے اور بعض علماء نے
یہ بھی کہا ہے کہ آپ نے بعینہ جنت اور دوزخ کو نہیں دیکھا بلکہ آپ کو جنت اور دوزخ کی تصویر اور مثالی دکھائی گئی تھی۔
لیکن یہ دونوں وجوہیں مردود اور باطل ہیں کیونکہ آپ نے فرمایا: میں نے جنت کے خوشوں کو قورٹنے کے لیے اتار دیا اور
”جہنم کے شعلوں کی لپٹ سے بچنے کے لیے پیچھے ہٹا“ اور آپ کا ماتہ بڑھانا اور پیچھے ہٹنا علم پر منطبق ہوتا ہے نہ تصویر
پر۔ اسی لیے صحیح یہ ہے جیسا کہ قاضی مباحث مالکی رحمہ اللہ نے فرمایا ہے آپ نے اس موقع پر جنت اور دوزخ کو حقیقتہً دیکھا
ہے۔

ان احادیث میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے علم کلی کا واضح ثبوت ہے کیونکہ حدیث نمبر ۱۹۸۸ میں ہے:

رسول جن سے اللہ تعالیٰ راضی ہوتا ہے ان کے لیے قرآن مجید میں اظہار علی الغیب کا نفاذ آیا ہے۔

فَالْقُرْآنُ الْكَوْنُ بِرُفْعَةِ عِلْمِ الْغَيْبِ إِلَى غَيْرِهِ
تَعَالَى أَصْلًا، وَجَاءَ الْإِظْهَارُ عَلَى الْغَيْبِ لِمَنْ
ارْتَضَى سُبْحَانَهُ وَتَعَالَى مِنْ رَسُولٍ ۝ ۱۷

اس کے بعد علامہ آلوسی نے اس مسئلہ میں طویل بحث کی ہے جس کا خلاصہ یہ ہے کہ صیغہ مجہول کے ساتھ یہ کہنا جائز ہے کہ فلاں شخص کو غیب کا علم دیا گیا لیکن صیغہ معلوم کے ساتھ یہ کہنا جائز نہیں ہے کہ فلاں شخص کو غیب کا علم ہے یا وہ غیب جانتا ہے کیونکہ یہ قول قرآن مجید کی ظاہر آیات مثلاً "لَا يَعْلَمُ مَنْ فِي السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ الْغَيْبَ" ۲۱ اللہ سے منقاد ہے۔ علامہ آلوسی کہتے ہیں کہ تاویل سے اس قول کو جائز کرنا ایسا ہی ہے جیسے کوئی کہے میں حق کو مکروہ جانتا ہوں اور فتنہ کو پسند کرتا ہے اور رحمت سے بھاگتا ہوں جبکہ وہ حق کی موت کے ساتھ اور فتنہ کی مال اور اولاد کے ساتھ اور رحمت کی بارش کے ساتھ تاویل کرتا ہر چند کہ اس تاویل سے یہ جملہ صحیح ہو گا لیکن اس جملہ کا ظاہر محبوب اور خلاف ادب ہے۔ یہی حال اللہ تعالیٰ کے غیر کی طرف صیغہ معلوم سے علم غیب کی نسبت کا ہے۔ ہر چند کہ علامہ آلوسی کی یہ تحقیق انتہائی احتیاط پر مبنی ہے لیکن اس میں کوئی شک نہیں کہ متعدد علماء و مستحقین نے مخلوق کے علم پر بھی علم غیب کا اطلاق کیا ہے۔ ہم نے اپنی تحقیق مقام ولایت و نبوت میں ان عبارات کے متعدد حوالے پیش کر دیے ہیں۔

کلمات رسالت | رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جنت کے خوشیوں کو توڑنے کا قصد فرمایا اور چاہتے تو ترشیتے اور لوگ ان کو رستی دنیا تک کھاتے رہتے لیکن بعد میں کسی خیال سے ایسا نہیں کیا آپ کے اس قصد سے جس طرح یہ ظاہر ہوا کہ آپ جب دیکھنا چاہیں تو سات آسمان آپ کے لیے حجاب نہیں بنتے یہ بھی معلوم ہوا کہ آپ زمین پر رہتے ہوئے جنت میں تعریف کر سکتے ہیں اور جنت کی اشیاء آپ کے دست تعریف کی زد میں ہیں اور چونکہ غیر کی ملک میں تصرف جائز نہیں اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جنت آپ کی ملک کر دی ہے جس طرح چاہتے ہیں اس میں تعریف کرتے ہیں اور اہل علم جانتے ہیں کہ جس جگہ آپ آرام فرما ہیں وہ جگہ جنت کی گیارہویں میں سے ایک گیارہویں ہے اور جب آپ زمین پر رہ کر جنت میں تعریف کر سکتے ہیں تو جنت میں جا کر اور رہ کر زمین کے اوپر بھی تعریف کر سکتے ہیں لیکن یہ تمام کلمات اللہ تعالیٰ کی اجازت اور عطا کے ساتھ مقید ہیں۔

جانوروں کے ساتھ سلوک | اس باب کی احادیث میں یہ عجیب مذکور ہے کہ بنی اسرائیل کی ایک عورت کو بلی پر ظلم کرنے کی وجہ سے جہنم میں عذاب ہوا اور صحیح بخاری کی ایک روایت میں ہے کہ سابقہ امت کے ایک شخص نے ایک پیالے گتے کو کنوئیں سے اپنے موزے میں پانی نکال کر پلایا تو اللہ تعالیٰ نے اسے بخش دیا اس سے معلوم ہوا کہ جانوروں سے حسن سلوک اللہ تعالیٰ کی رحمت اور منفعت کے حصول کا باعث ہے اور جانوروں پر ظلم کرنا اللہ تعالیٰ کے غضب کو دعوت دینے کے مترادف ہے۔ جن لوگوں کا اشتغال اور تعلق جانوروں کے ساتھ رہتا ہے انہیں ان احادیث پر غور کرنا چاہیے۔

علامہ سید محمد آلوسی متوفی ۱۲۷۰ھ، رحمت اللعالی ج ۲۰ ص ۱۸ مطبوعہ دار احیاء التراث العربی بیروت۔

امام ابو عبد اللہ محمد بن اسماعیل بخاری متوفی ۲۵۶ھ، صحیح بخاری ج ۱ ص ۲۹ مطبوعہ دار عہدہ اصح المطابع کراچی ۱۳۸۱ھ۔

اور اظہار علی الغیب ثابت ہے علم غیب ثابت نہیں ہے۔
 ہمارے نزدیک منافع الغیب کو ایسی قوت مدد پر محمول کرنا صحیح نہیں ہے منافع الغیب سے مراد اللہ تعالیٰ کی وہ صفت
 ہے جو مخلوقات الہیہ غیر متناہیہ بالفعل کا منشاء اور مبداء ہے یاں معنی کر یہ مخلوقات غیر متناہیہ اس کے سامنے بالفعل مستغنی ہیں نہ
 یہ کہ اسے کسی علم کے حصول کے لیے استخراج اور تحصیل کی ضرورت پڑتی ہے جیسا کہ شیخ کا شہیری نے گمان کیا ہے ہم نے اس
 پر مفصل بحث مقام ولایت و نبوت میں کر دی ہے ۱۰

بعض علماء ایک اور وجہ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے علم پر علم غیب کا اطلاق نہیں کرتے دیکھتے ہیں کہ اگرچہ رسول اللہ
 صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے تمام مخلوق سے زیادہ علوم ثابت ہیں اس کے باوجود قرآن اور حدیث میں آپ کے علم کے لیے اطلاع،
 اظہار، انباء اور اخبار کے الفاظ لائے گئے ہیں اور قرآن مجید کی کسی آیت اور کسی حدیث صحیحہ میں صراحت آپ کی طرف علم غیب
 کی نسبت نہیں کی گئی۔ اس لیے آپ کے علم پر علم غیب کا اطلاق جائز نہیں ہے جیسا کہ باوجود عز و جل و جل کے آپ کو
 محمد عز و جل کہنا جائز نہیں کیونکہ یہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ خاص ہے اس لیے یوں نہیں کہنا چاہیے کہ انھیں غیب کا علم ہے بلکہ
 یوں کہنا چاہیے کہ ان پر غیب ظاہر کیا گیا ہے یا وہ غیب پر مطلع کیے گئے ہیں یا انھیں غیب کا علم دیا گیا۔
 علامہ آلوسی فرماتے ہیں :

ولعل الحق ان يقال : ان علم الغیب المنفی عن
 غیرہ جل و علا ہوما کان للشخص لذا تہ ای بلا
 واسطۃ فی ثبوتہ لہ و ہذا مما لا یعقل لاحد من
 اهل السموات والارض لمکان الا مکان فیہم
 ذاتا وصفۃ و ہو یا ہی ثبوت شیء لہم بلا واسطۃ،
 ولعل فی التعبير عن المستثنی منہ فی السموات و
 الارض اشارۃ الی علۃ الحکم و ما وقع للخوام
 لیس من ہذا العلم المنفی فی شیء ضروریۃ انہ
 من الواجب عز و جل افاضہ علیہم بوجہ
 من وجوہ الافاضۃ فلا یقال : انہم
 علموا الغیب بذلک المعنی ومن قالہ کفر
 قطعاً ، و انما یقال : انہم اظہروا او
 اطلعوا بالبناء للمفعول علی الغیب او
 نحو ذلک مما ینفہم الواسطۃ فی ثبوت
 العلم لہم ، ویؤید ما ذکرنا نہ لہ بھی

تحقیق یہ ہے کہ اللہ عز و جل کے غیر سے جس علم غیب
 کی نفی کی گئی ہے یہ وہ علم ہے جو بالذات اور بلا واسطہ ہو یعنی
 جس علم کے ثبوت میں کوئی واسطہ نہ ہو، پس آسمان اور زمین
 والوں کے لیے اس علم کا ثبوت ممکن نہیں کیونکہ وہ ذات اور
 صفت کے اعتبار سے ممکن ہیں اس لیے ان کے واسطے
 بلا واسطہ علم ثابت نہیں ہو سکتا، اور شاید کہ سموات والارض
 کو مستثنیٰ منہ میں لانے سے اس علم کی علت کی طرف اشارہ
 ہو اور خواص کو جو علم غیب حاصل ہوتا ہے وہ علم بلا واسطہ اور
 بالذات نہیں ہوتا کیونکہ ان کو یہ علم اللہ تعالیٰ تعلیم کے کسی نہ کسی طریقہ
 سے عطا فرماتا ہے اس لیے یہ نہیں کہا جائے گا کہ انھوں نے
 بلا واسطہ علم غیب کو جان لیا اور جس نے یہ کہا وہ قطعاً کافر ہے
 اور صرف یہ کہنا چاہیے کہ ان پر غیب ظاہر کیا گیا یا وہ غیب پر
 مطلع کیے گئے یا ان کوئی نظر جس سے یہ ثابت ہو کہ ان کو یہ
 علم دیا گیا ہے اور اس کی تائید یہ ہے کہ قرآن مجید میں اللہ
 تعالیٰ کے غیر کی طرف علم غیب کی نسبت بالکل نہیں آئی اور

بیماری سے پہلے صحت کو غنیمت جانو اور موت سے پہلے حیات کو غنیمت جانو۔
 امام رافعی فرماتے ہیں: موت کا کوئی پتہ نہیں کس وقت آجائے اس لیے آدمی ہر وقت توبہ کے لیے تیار رہے،
 اور لوگوں کے جو حقوق اس کے فتنے میں اس کو ادا کرے کیونکہ بسا اوقات موت آچانک آجاتی ہے، اور یہ تمام
 چیزیں مریض کے لیے زیادہ مؤکد ہیں، مریض کو چاہیے کہ مرنے پر مہر کرے اور استطاعت کے مطابق دوا اور علاج کرے
 اور مریض کے رشتہ داروں، بڑھوسیوں (اور ملنے والوں) کے لیے مستحب ہے کہ اس کی عیادت کریں اور عیادت کرتے
 والا اگر مریض میں نیکی کی علامتیں پائے تو دعا کر کے چلا جائے اور اگر خدا نخواستہ برائی کی علامتیں پائے تو اس کو
 توبہ کی طرف راغب کرے اور مریض کو چاہیے کہ اس موقع پر وصیت تیار کرے۔

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں
 کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اپنے مرنے والوں
 کو لا الہ الا اللہ کہنے کی تلقین کرو۔

۲۰۱۹ - حَدَّثَنَا أَبُو كَامِلٍ الْجَعْفَرِيُّ وَفَضِيلُ
 بْنُ حُسَيْنٍ وَعُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ كِلَاهُمَا عَنْ يَشْرِ
 قَالَ أَبُو كَامِلٍ نَا يَشْرُ بْنُ الْمُفَضَّلِ قَالَ نَا عُمَارَةُ
 بْنُ عُزَيْبَةَ قَالَ نَا يَحْيَى بْنُ عُمَارَةَ قَالَ سَمِعْتُ
 أَبَا سَعِيدٍ الْخَدْرِي يَقُولُ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى
 اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَقِّنُوا مَوْتَاكُمْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ -
 ۲۰۲۰ - وَحَدَّثَنَا هُكَيْمُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ نَا
 عَيْدُ الْعَزِيزِيُّ عَنِ الْقَادِرِ وَدِدِيِّ وَحَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ
 بْنُ أَبِي شَيْبَةَ قَالَ نَا خَالِدُ بْنُ مَخْلَدٍ قَالَ نَا سُلَيْمَانُ
 بْنُ بِلَالٍ جَمِيعًا بِهَذَا الْإِسْنَادِ -

ایک اور سند سے بھی یہی روایت ہے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اپنے مرنے والوں کو
 لا الہ الا اللہ کہنے کی تلقین کرو۔

۲۰۲۱ - وَحَدَّثَنَا عُثْمَانُ وَابُو بَكْرِ ابْنَا ابْنِ شَيْبَةَ
 ح وَحَدَّثَنِي عَبْدُ وَالتَّائِقُ قَالَ لَوْ جَمِيعًا نَا أَبُو خَالِدٍ
 الْأَحْمَرِيُّ عَنْ يَزِيدَ بْنِ كَيْسَانَ عَنْ أَبِي حَازِمٍ عَنْ أَبِي
 هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَ
 وَسَلَّمَ لَقِّنُوا مَوْتَاكُمْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ -

حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول
 اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس مسلمان کوئی کوئی مصیبت
 پہنچتی ہے اور وہ اس میں اللہ عزوجل کے حکم کے مطابق
 "اَنَا اللَّهُ وَاَنَا إِلِيهِ رَاجِعُونَ" اور اسے اللہ

۲۰۲۲ - وَحَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ أَيُّوبَ وَقُتَيْبَةُ وَ
 ابْنُ حُجْرٍ جَمِيعًا عَنْ إِسْحَاقَ بْنِ جَعْفَرٍ قَالَ ابْنُ أَيُّوبَ
 نَا إِسْحَاقُ قَالَ أَخْبَرَنِي سَعْدُ بْنُ سَعِيدٍ عَنْ عَمْرِو
 بْنِ كَيْثَرٍ عَنْ أَقْلَحَ عَنْ ابْنِ سَفِينَةَ عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ أَنَّهَا

علامہ یحییٰ بن شرف نووی متوفی ۶۷۲ھ شرح المہذب ج ۵ ص ۱۰۶، ۱۰۵ مطبوعہ دار الفکر بیروت۔

علامہ ابوالقاسم عبدالکریم بن محمد رافعی متوفی ۶۲۳ھ فتح المعزینہ مع شرح المہذب ج ۵ ص ۱۰۵ مطبوعہ دار الفکر بیروت۔

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

کتاب الجنائز

علامہ ابن اثیر لکھتے ہیں: میت کو اس کے تحت سمیت جنازہ اور جنازہ کہتے ہیں اور کہا گیا ہے کہ تحت کو جنازہ اور میت کو جنازہ کہتے ہیں۔

علامہ نووی لکھتے ہیں کہ ابن فارس نے کہا ہے کہ جنازہ مستور چیز کو کہتے ہیں اور موت جسم سے روح کے جدا ہونے کو کہتے ہیں۔ جوہری نے کہا ہے کہ میت کا نقطہ ذکر اور مٹوث میں مساوی ہے، قرآن مجید میں ہے: لِيُحْيِيَ بِهِ بَلْدَةً مَيِّتَةً اس جگہ بلدۃ کی صفت میت آئی ہے حیتہ نہیں آئی جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے "الادع من المیتة" فرمایا ہے علامہ شیرازی لکھتے ہیں کہ موت کو بکثرت یاد کرنا مستحب ہے کیونکہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اصحاب سے فرمایا "اللہ تعالیٰ سے اس طرح جیاد کرو جو جیاد کرنے کا حق ہے۔ صحابہ نے عرض کیا اے نبی اللہ! ہم مجھ و ہمد، اللہ تعالیٰ سے جیاد کرتے ہیں آپ نے فرمایا اس طرح نہیں، جو شخص اس طرح اللہ تعالیٰ سے جیاد کرے جو جیاد کا حق ہے اسے چاہیے کہ اپنے سر اور باقی بدن کو (اللہ تعالیٰ کی نافرمانی سے) محفوظ رکھے اور اپنے پیٹ اور اس کے باطن کو (میت سے) محفوظ رکھے اور اس کو چاہیے کہ موت اور قبر کو یاد کرے اور جو شخص آخرت کا ارادہ کرتا ہے وہ دنیا کی زینت کو ترک کر دیتا ہے اور جس نے اس طرح کیا اس نے اللہ تعالیٰ سے اس طرح جیاد کی جو جیاد کرنے کا حق ہے۔ (ترمذی)۔ علامہ شیرازی فرماتے ہیں کہ موت کی تیاری کرنے کے لیے لوگوں کے حقوق ادا کرنے چاہئیں اور گناہوں کو بھڑے اکھاڑ دینا چاہیے اور عبادت کی طرف رغبت کرنی چاہیے کیونکہ حضرت براد بن عازب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک جماعت کو قبر کھودتے ہوئے دیکھا تو آپ اس قدر روئے کہ زمین آنسوؤں سے تر ہو گئی اور فرمایا میرے بھائیو! اس (قبر) کی مثل کے لیے تیاری کرو!"

علامہ نووی لکھتے ہیں کہ امام ترمذی، امام نسائی اور امام ابن ماجہ نے اسانید صحیحہ سے روایت کیا ہے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان فرمایا: "لذات کاشنہ والی چیز (یعنی موت) کا بکثرت ذکر کرو" حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں جب شام ہو تو صبح کا انتظار مت کرو اور جب صبح ہو تو شام کا انتظار مت کرو

۱۔ علامہ محمد بن اثیر جزیری متوفی ۶۰۶ھ، نہایہ ج ۱ ص ۴۰۶ مطبوعہ مؤسسہ اسماعیلیان قم ایران، طبع چہارم ۱۳۶۲ھ۔

۲۔ علامہ یحییٰ بن شرف نووی متوفی ۶۷۶ھ، مطرح المہذب مع المجموع ج ۵ ص ۱۰۵ مطبوعہ دار الفکر بیروت۔

۳۔ علامہ ابواسحاق شیرازی متوفی ۴۵۵ھ، المہذب مع المجموع ج ۵ ص ۱۰۵

marfat.com

Marfat.com

اس کے بعد میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عقد میں آئی۔

أَبُو سَلَمَةَ قُلْتُ مَنْ خَيْرٌ قُنْ أَيْ سَلَمَةَ صَاحِبُ
رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ مَرَّ اللَّهُ لِي
فَقُلْتُ مَا تَأْتِ فَتَرْوِجَتْ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى
اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

۲۰۲۵۔ وَحَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَابُو
كَرَيْبٍ قَالَا نَا أَبُو مُعَاوِيَةَ عَنْ الْأَعْمَشِ عَنْ
شُعْبَةَ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ قَالَتْ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا حَضَرَ كُفْرُ نَيْسٍ أَوْ الْيَمِيتِ فَقُولُوا
مَعِي يَا أَيُّهَا الْمَلَائِكَةُ يُؤْمِنُونَ عَلَى مَا تَقُولُونَ قَالَتْ
قُلْتُ مَا تَأْتِ أَبُو سَلَمَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَتَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى
اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنَّ أَبَا سَلَمَةَ
قَدْ مَاتَ قَالَ قُولِي اللَّهُمَّ اغْفِرْ لِي وَلَهُ وَأَعِزَّنِي
مِنْهُ حَقْبِي حَسَنَةً قَالَتْ قُلْتُ كَأَعِزَّنِي اللَّهُ
مَنْ هُوَ خَيْرٌ لِي مِنْهُ مُحَمَّدٌ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.
۲۰۲۶۔ حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَابُو مُعَاوِيَةَ
بْنُ هَبْرٍ قَالَا نَا أَبُو سَلَمَةَ الْغَزَارِيُّ عَنْ خَالِدِ بْنِ الْحَدَّادِ
عَنْ أَبِي قِلَابَةَ عَنْ قَبِيصَةَ بِنِ دُوَيْبٍ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ
رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ وَكَلَّمَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلِيَّ بْنَ سَلَمَةَ وَحَدَّثَنِي بَصْرَةُ فَأَعْبَضَهُ
لَمْ قَالَ إِنَّ الْوُدَّ حَرَامٌ إِذَا قُبِضَ تَبَعَهُ الْبَصَرُ فَصَبَّ نَاسٌ
مِنْ أَهْلِهِ كَقَالِ لَا تُدْعُوا عَلَى أَنْفُسِكُمْ إِلَّا بِخَيْرٍ
قَالَتِ الْمَلَائِكَةُ يُؤْمِنُونَ عَلَى مَا تَقُولُونَ ثُمَّ قَالَ
اللَّهُمَّ اغْفِرْ لِابْنِ سَلَمَةَ وَارْحَمَهُ وَرَحْمَتُهُ فِي الْمُهْدِيَيْنِ
وَاحْلُلْهُ فِي عَقِبِهِ فِي الْغَايِبِينَ وَاعْفِرْ لَنَا وَلَهُ يَا
رَبَّ الْعَالَمِينَ وَافْسَحْ لَهُ فِي قَبْرِهِ وَتَوَدُّ لَهُ فِيهِ
۲۰۲۷۔ وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مُوسَى الْقَلْبَاتِ
الْوَارِثِيُّ قَالَ نَا الْمُشَقِيُّ بْنُ مُعَاوِيَةَ قَالَ نَا أَبِي قَالِ
نَا حَبِيبُ اللَّهِ بْنُ الْحَسَنِ قَالَ نَا خَالِدُ بْنُ الْحَدَّادِ وَابُو
الْإِسْنَاءِ وَنَحْوُهُ غَيْرَ آتَا قَالَ وَاحْلُلْهُ فِي تَرَكَّتْ

حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب تم کسی مریض یا میت کے پاس جاؤ
تو کلمہ خیر کہو کیونکہ فرشتے تمہاری دعا پر آمین کہتے ہیں۔ حضرت
ام سلمہ کہتی ہیں کہ جب حضرت ابوسلمہ رضی اللہ عنہ فوت ہو گئے تو
میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئی میں نے عرض کیا یا رسول
اللہ! ابوسلمہ فوت ہو گئے آپ نے فرمایا یہ دعا پڑھو: اے
اللہ! میری مغفرت کر اور ابوسلمہ کی مغفرت کر اور ان کے بعد
میرے لیے ان سے اچھا شخص مقرر کر دے پھر اللہ تعالیٰ نے
میرے لیے ان کے بعد ان سے بہتر یعنی محمد صلی اللہ علیہ وسلم
کو مقرر کر دیا۔

حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم حضرت ابوسلمہ کے پاس آئے درآن حالیکہ ان
کی آنکھیں چڑھ گئی تھیں۔ آپ نے ان کی آنکھیں بند کر دیں۔
پھر آپ نے فرمایا جب روح قبض کی جاتی ہے تو آنکھیں اس
کو دھبختی رہتی ہیں۔ ان کے گمراہوں نے ردنا شروع کر دیا۔
آپ نے فرمایا اپنے لیے صرف بھلائی کی دعا کرو کیونکہ ظالموں
تمہاری دعا پر آمین کہتے ہیں۔ پھر آپ نے دعا کی اے اللہ!
ابوسلمہ کی مغفرت کر اور مہدیتین میں اس کا درجہ بلند کر اور اس
کے بعد باقی رہنے والوں کی نگہبانی فرما، اور ہماری اور اس کی
مغفرت فرما۔ اے رب العالمین! اور اس کی قبر میں وسعت فرما
اور اس کی قبر کو روشن کر۔

ایک اور سند سے یہ روایت ہے اور اس کی دعا میں
یہ کلمات ہیں: اے اللہ! اس کے سپاہیوں کی نگہبانی فرما۔ اے اللہ
اس کی قبر میں وسعت کر۔ خالد مذاہ نے ایک ساتریں دعا بھی
دکر کی ہے جس کو راوی بھول گیا۔

قَالَتْ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ مَا مِنْ عَبْدٍ تُصِيبُهُ مُصِيبَةٌ فَيَقُولَ مَا أَمَرَهُ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ لَا تَأْتِيهِ وَلَا تَأْتِ الْيَهُودَ رَاجِعُونَ إِلَهُمْ أَجْرِي فِي مُصِيبَتِي وَأَخِيفُ لِي خَيْرًا مِنْهَا إِلَّا أَخْلَفَ اللَّهُ لَهُ خَيْرًا مِنْهَا قَالَتْ فَلَمَّا مَاتَ أَبُو سَلَمَةَ قُلْتُ أَيُّ الْمُسْلِمِينَ خَيْرٌ مِنْ أَبِي سَلَمَةَ أَوَّلُ بَيْتٍ هَاجَرَ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ إِنِّي قُلْتُهَا فَأَخْلَفَ اللَّهُ لِي رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَتْ أُرْسَلُ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَلِيبُ بْنُ أَبِي بَلْتَعَةَ يَخْطُبُنِي لَهُ فَقُلْتُ إِنِّي بَيْتٌ وَأَنَا غَيُورٌ فَقَالَ أَمَا ابْنُهَا فَتَدْعُو اللَّهَ أَنْ يُغْنِيَهَا عَنْهَا وَادْعُو اللَّهَ أَنْ يَذْهَبَ بِالْغَيْرَةِ.

۲۰۲۳ - وَحَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ قَالَ نَا أَبُو سَامَةَ عَنْ سَعْدِ بْنِ سَعِيدٍ قَالَ أَخْبَرَنِي عُمَرُ بْنُ كَثِيرٍ قَالَ قُلْتُ قَالَ سَمِعْتُ ابْنَ سَفِينَةَ يُحَدِّثُ أَنَّ سَمِعَةَ أُمِّ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَقُولُ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ مَا مِنْ عَبْدٍ تُصِيبُهُ مُصِيبَةٌ فَيَقُولَ مَا أَمَرَهُ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ لَا تَأْتِيهِ وَلَا تَأْتِ الْيَهُودَ رَاجِعُونَ إِلَهُمْ أَجْرِي فِي مُصِيبَتِي وَأَخِيفُ لِي خَيْرًا مِنْهَا إِلَّا أَخْبَرَهُ اللَّهُ تَعَالَى فِي مُصِيبَتِهِ وَأَخْلَفَ لَهُ خَيْرًا مِنْهَا قَالَتْ فَلَمَّا تَوَلَّى أَبُو سَلَمَةَ قُلْتُ كَمَا أَمَرَنِي رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَخْلَفَ اللَّهُ لِي خَيْرًا مِنْهُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

۲۰۲۴ - وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ نُمَيْرٍ قَالَ نَا أَبِي قَالَ نَا سَعْدُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ أَخْبَرَنِي عُمَرُ بْنُ كَثِيرٍ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ مَوْلَى أُمِّ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ بِمِثْلِ حَدِيثِ أَبِي سَامَةَ وَنَا دَهَلَتْ فَلَمَّا تَوَلَّى

مجھے اس مصیبت میں اجر دے اور اس کے بعد میرے لیے نقد کر دے۔" کہتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے بعد غیر مقرر کردہ چیز سے حضرت ام سلمہ کہتی ہیں جب ابو سلمہ فوت ہو گئے تو میں سوچا کہ مسلمانوں میں حضرت ابو سلمہ سے ہر کون ہو گا جس نے سب سے پہلے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف ہجرت کی پھر ہرجال میں سے یہ کلمات کہے تو اللہ تعالیٰ نے ان کے بعد میرے لیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو مقرر کر دیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عاتق بن ابی جتہ کو میرے پاس نکاح کا بیٹا دے کر بھیجا۔ میں نے کہا میری ایک بیٹھ ہے اور میں غیرت والی ہوں۔ آپ نے فرمایا اس کی بیٹی کے لیے میں دعا کروں گا کہ وہ اس کو بیٹی سے بے فکر کر دے اور یہ بھی دعا کروں گا کہ غیرت اس سے دور ہو جائے۔

بھی صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجہ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس شخص کو بھی کوئی مصیبت پہنچے اور وہ کہے "اِنَّ اللّٰهَ وَاِنَّمَا الْيَهُودَ رَاجِعُونَ إِلَهُهُم أَجْرِي فِي مُصِيبَتِي وَأَخْلَفَ لِي خَيْرًا مِنْهَا" اللہ تعالیٰ اس کو اس مصیبت میں اجر دیتا ہے اور اس کے بعد بہتر انیسواے کو مقرر کر دیتا ہے۔ حضرت ام سلمہ کہتی ہیں جب ابو سلمہ فوت ہو گئے تو میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے امر کے مطابق یہ دعا کی تو اللہ تعالیٰ نے ان کے بعد ان سے بہتر یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو میرے لیے مقرر کر دیا۔

اللَّهُمَّ اجْعَلْ لِي خَيْرًا مِنْهَا وَأَخْلَفَ لِي خَيْرًا مِنْهُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجہ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اس کے بعد حسب سابق دعا کا ذکر ہے اس میں یہ اضافہ ہے کہ حضرت ام سلمہ کہتی ہیں کہ جب ابو سلمہ فوت ہو گئے تو میں نے سوچا کہ ابو سلمہ سے بہتر کون ہو گا جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابی تھے پھر اللہ تعالیٰ نے میرے دل میں ڈال دیا تو میں نے اس دعا کو پڑھا۔

سے کہو کہ وہ صبر کریں، اور اللہ تعالیٰ سے ثواب کی امید رکھیں وہ قاصد پھر آیا اور عرض کرنے لگا کہ وہ آپ کو قسم دیتی ہیں کہ آپ ضرور آئیں۔ راوی کہتے ہیں کہ پھر نبی صلی اللہ علیہ وسلم اٹھے اور آپ کے ساتھ حضرت سعد بن عبادہ اور حضرت مساذ بن جبل رضی اللہ عنہما بھی اٹھے اور میں بھی ان کے ساتھ گیا۔ آپ کے سامنے بچہ کر لایا گیا تو اس کا سانس اکھڑ رہا تھا جیسے پرانی مشک سے پانی کی آواز نکلتی ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی آنکھوں سے آنسو بہنے لگے۔ حضرت سعد نے کہا یا رسول اللہ! یہ کیا ہے؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ رحمت ہے جس کو اللہ تعالیٰ نے بندوں کے دلوں میں رکھا ہے اور اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں میں سے رحم کرنے والوں پر رحم فرماتا ہے۔

ایک اور سند سے بھی ایسی ہی روایت ہے۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ بیمار ہوئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، حضرت عبدالرحمن بن عوف، حضرت سعد بن ابی وقاص اور حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہم کے ساتھ ان کی عیادت کے لیے تشریف لے گئے، جب وہاں پہنچے تو ان کو بیہوش پایا، آپ نے پوچھا کیا یہ فوت ہو گئے؟ حاضرین نے کہا نہیں! یا رسول اللہ! پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم روئے گئے۔ جب حاضرین نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو روتے دیکھا تو وہ بھی روتے گئے آپ نے فرمایا تم نے نہیں سنا کہ اللہ تعالیٰ آنکھ سے بہنے والے آنسو اور دل کے رنج پر عذاب نہیں دیتا لیکن اس کی بناء پر یا عذاب دیتا ہے یا رحم فرماتا ہے۔ یہ کہہ کر آپ نے اپنی زبان کی طرف اشارہ کیا۔

عِنْدَكَ يَا جَدُّ مُسَمَّى قَمَرًا فَلْتَصْبِرْ وَلْتَحْسِبْ
قَعَادَ الرَّمْلِ فَقَالَ لَهَا قَدْ أَقْسَمْتُ لَنَأْتِيَنَّكَ
قَالَ فَقَامَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَامَ
مَعَهُ سَعْدُ بْنُ عُبَادَةَ وَمُعَاذُ بْنُ جَبَلٍ وَانْطَلَقَتْ
مَعَهُمْ قَرُوفَةُ ابْنَةِ الصَّبِيِّ وَنَفْسُهُ تَقَعُّعُهُ كَأَنَّهَا
... فِي شَيْءٍ فَنَاضَتْ عَيْنَاهُ فَقَالَ لَهُ سَعْدُ مَا
هَذَا يَا رَسُولَ اللَّهِ فَقَالَ هَذِهِ رَحْمَةٌ جَعَلَهَا اللَّهُ
فِي قُلُوبِ عِبَادِهِ وَإِنَّمَا يَرْحَمُ اللَّهُ مِنْ عِبَادِهِ
الرَّحِمَاءَ.

۲۰۳۲ - وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ
نَمِيرٍ قَالَ نَا ابْنُ فَضِيلٍ حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ
قَالَ نَا أَبُو مُعَاوِيَةَ جَمِيعًا عَنْ عَامِرِ الْأَحْوَلِ بِهَذَا
الْإِسْنَادِ غَيْرَ أَنَّ حَدِيثَ أَتَتْهُ وَأَطْلُولُ
۲۰۳۳ - حَدَّثَنَا يُونُسُ بْنُ عَبْدِ الْأَعْلَى الْقُدْرِيُّ
وَعَمْرُو بْنُ سَوَادٍ الْعَامِرِيُّ قَالَا إِنَّا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ
وَهَبٍ قَالَ أَخْبَرَنِي عَمْرُو بْنُ الْحَارِثِ عَنْ سَعِيدِ
بْنِ الْحَارِثِ الْأَنْصَارِيِّ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو رَضِيَ
اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ أَشْتَكِي سَعْدُ بْنُ عُبَادَةَ لَا يَشْكُو لَمْ
كَانِي رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَعُودُهُ
مَعَ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ عَوْفٍ وَسَعِيدِ بْنِ أَبِي قَاصٍ
وَعَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَسْعُودٍ فَلَمَّا دَخَلَ عَلَيْهِ وَجَدَهُ فِي
غَشِيَّةٍ فَقَالَ أَقَدْ قُضِيَ قَالُوا لَا يَا رَسُولَ اللَّهِ فَبَكَى
رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمَّا رَأَى الْقَوْمَ
بَكَاءَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَكَوْا فَقَالَ
أَلَا تَسْمَعُونَ إِنَّ اللَّهَ يُعَذِّبُ بِدُمُوعِ الْعَيْنِ وَلَا
بَحُزْنِ الْقَلْبِ وَلَكِنْ يُعَذِّبُ بِهَذَا وَأَشْأَرَ

وَقَالَ اللَّهُمَّ أَوْسِعْ لَكَ فِي قَبْرِهِ وَكَمْ يَقُولُ إِنْ شَاءَ
زَادَ خَالِدُ الْحَدَّادُ وَدَعَا فِي أَخْوَى سَابِقَةٍ لَيْسَتْ بِهَا

۲۰۲۸ - وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ زَاغِيَةَ قَالَ سَأَلْتُ

عَبْدَ التَّوَّاقِ قَالَ أَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ عَنْ الْعَلَاءِ بْنِ

يَعْقُوبَ قَالَ أَخْبَرَنِي أَبِي أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ

يَقُولُ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

أَلَمْ تَرَوْا الْإِنْسَانَ إِذَا مَاتَ شَخْصَ بَصَرُهُ

قَالُوا بَلَى قَالَ فَذَلِكَ حِينَ يَتَّبِعُ بَصَرُهُ لَا نَفْسَهُ

۲۰۲۹ - وَحَدَّثَنَا هُثَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ سَأَلْتُ

عَبْدَ الْعَزِيزِ يَعْزِي الدَّرَادِي عَنْ الْعَلَاءِ بِهَذَا

الْإِسْنَادِ

۲۰۳۰ - وَحَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَابْنُ

كُثَيْبٍ وَاسْتَحْقُ بْنُ إِدْرَاهِيمَ كُلُّهُمْ عَنْ ابْنِ عُيَيْنَةَ

قَالَ ابْنُ كُثَيْبٍ نَسَفِيَانُ عَنْ ابْنِ أَبِي نَجِيحٍ عَنْ أَبِيهِ

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَتْ أُمُّ سَلَمَةَ لَتَأْمَاتَ

أَبُو سَلَمَةَ قُلْتُ غَرِيبٌ وَفِي أَرْضٍ غَرِيبَةٍ لَا بَكِيَّةَ

بُكَاءٍ يَتَحَدَّثُ عَنْهُ فَكُنْتُ قَدْ كَفَيْتُ لِبُكَاءٍ

عَلَيْهِ إِذَا أَقْبَلْتُ مَرَّاهُ مِنَ الصَّعِيدِ ثَرِيدٌ

أَنْ تَسْعِدَنِي فَأَسْتَقْبِلَهَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ أَتُرِيدِينَ أَنْ يَدْخُلَ الشَّيْطَانُ

بَيْنَنَا قَدْ أَخْرَجَهُ اللَّهُ مِنْهُ مَرَّتَيْنِ كَلَفَفْتُ عَنِ

الْبُكَاءِ فَلَمْ أَبْكُ

۲۰۳۱ - حَدَّثَنَا أَبُو كَامِلٍ الْجُعْدَرِيُّ قَالَ سَأَلْتُ

حَمَّادَ يَعْنِي ابْنَ زَيْدٍ عَنْ عَاصِمِ الْأَحْوَلِيِّ عَنْ أَبِي عَثْمَانَ

التَّهَوُّمِيِّ عَنْ أُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ

كُنَّا عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَادُسْتُ

إِلَيْهِ أَحَدِي بِسَائِقَةٍ تَدْعُوهُ وَتُخَيِّرُهُ أَنْ صَبَّيْنَا

لَهَا أَوْ إِبْنَانَهَا فِي الْمَوْتِ فَقَالَ لِلرَّسُولِ ارْجِعْ إِلَيْنَا

فَأَخْبِرْهُمَا إِنَّ اللَّهَ مَا أَخَذَ وَلَهُ مَا أُعْطِيَ وَكُلُّ شَيْءٍ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا تم نے نہیں دیکھا کہ جب انسان مر جاتا ہے تو اس کی آنکھیں کھلی رہ جاتی ہیں، صحابہ نے کہا کیوں نہیں! آپ نے فرمایا یہ اس وجہ سے ہوتا ہے کہ اس کی آنکھیں روح کو دیکھتی رہتی ہیں۔

ایک اور سند سے بھی یہی روایت ہے۔

حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ جب حضرت ابو سلمہ فوت ہو گئے تو میں نے کہا کہ پردیس میں ایک مسافر فوت ہو گیا میں اس کے لیے تیار ہو گئی کہ لوگوں میں اس کا چرچا ہوگا میں نے اس پر رونے کی تیاری کی اور دینہ کے بالائی علاقہ سے میرا ساتھ دینے کے لیے ایک عورت آگئی، اتنے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لے آئے آپ نے فرمایا کیا تم چاہتی ہو کہ اس گھر میں پھر شیطان داخل ہو، حالانکہ اللہ تعالیٰ اس کو دوبارہ یہاں سے نکال چکا ہے پس میں رُک گئی اور نہیں روتی۔

حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھے ہوئے تھے کہ آپ کی ایک صاحبزادی نے آپ کو بلوایا اور خبر دی کہ ان کا بچہ فوت ہوئے کے قریب ہے یا کہا کہ مرض الموت میں ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قاصد سے فرمایا کہ واپس جا کر ان سے کہو کہ جو اللہ نے لے لیا اسی کا تھا اور جو اس نے دیا وہ بھی اسی کا ہے۔ ہر چیز کی اس کے ہاں ایک مدت مقرر ہے، ان

بَابُ بَيِّنَاتٍ كَقَالَتْ يَا رَسُولَ اللَّهِ لَمْ أَهْرِ حُكَّ
كَحَالَ إِتْمَا الصَّبْرُ حَتَّى أَوَّلَ صَدْمَةٍ أَوْ قَالَ حَتَّى
أَوَّلِ الصَّدْمَةِ - وَحَدَّثَنَا هُيُوعُ بْنُ حَبِيبٍ الْحَارِثِيُّ
قَالَ نَا خَالِدٌ يَعْنِي ابْنَ الْحَارِثِ - وَحَدَّثَنَا عُقْبَةُ
بْنُ مَكْرَمٍ الْعَمِيُّ قَالَ نَا عَبْدُ الْمَلِكِ بْنُ عَمْرِو -
وَحَدَّثَنِي أَحْمَدُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ الْكَوْزِيُّ - فَتَالَ مَا
عَبْدُ الصَّمَدِ قَالَ لَوْ أَجْمَعْنَا نَا شُعْبَةَ بِهَذَا الْإِسْنَادِ
نَحْنُ حَيْدُوكَ عُثْمَانَ بْنَ عُمَرَ بِقَصَصِهِ وَفِي حَدِيثِ
عَبْدِ الصَّمَدِ مَرَّ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
بِأُمِّ آدَةَ عِنْدَ قَبْرِ -

۲۰۳۸ - حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَهَمَّادُ بْنُ
عَبْدِ اللَّهِ بْنُ تَمِيمٍ جَمِيعًا عَنِ ابْنِ إِسْحَاقَ قَالَ أَبُو بَكْرٍ
نَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى الْعَبْدِيُّ عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ قَالَ
كَانَ فِعْرٌ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ أَنَّ حَفْصَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا
بَكَتْ عَلَى عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ فَقَالَ مَهْلًا يَا بِنْتَهُ
أَلَمْ تَعْلَمِي أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
قَالَ إِنَّ الْمَيِّتَ يُعَذَّبُ بِكَاءِ أَهْلِهِ عَلَيْهِ -
۲۰۳۹ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ نَا مُحَمَّدُ
بْنُ جَعْفَرٍ قَالَ نَا شُعْبَةُ قَالَ سَمِعْتُ قَتَادَةَ يُحَدِّثُ
عَنْ سَعِيدِ بْنِ السُّيْتِيبِ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنْ عُمَرَ عَنِ
النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الْمَيِّتُ يُعَذَّبُ
فِي قَبْرِهِ بِمَا نَبِهَ عَلَيْهِ -

۲۰۴۰ - حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ السَّعْدِيُّ قَالَ نَا
عَلِيُّ بْنُ مُسْهِرٍ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ أَبِي صَالِحٍ عَنِ ابْنِ
عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ لَمَّا طَعِنَ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ
عَنْهُ الْأُحْمَى عَلَيْهِ فَصِيعَةً عَلَيْهِ فَلَمَّا أَفَاقَ قَالَ
أَمَا عَلِمْتُمْ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

دعا سے پرکونی وہ بان نہیں تھا! وہ کہنے لگی یا رسول اللہ! میں نے
آپ کو پہچانا نہیں تھا! آپ نے فرمایا مہر وہی ہے جو ابتدائی صدمہ
کے وقت کیا جائے۔

ایک اور سند سے بھی یہ روایت ہے جس میں ہے کہ
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک عورت کے پاس سے گئے
جو ایک قبر کے پاس بیٹھی ہوئی تھی۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ
حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے بے رونے
لگیں تو حضرت عمر نے فرمایا: اسے بیٹی خاموش ہو جاؤ! کیا تم
نہیں جانتیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میت پر اس
کے بعض گھر والوں کے رونے کی وجہ سے مذاب ہوتا ہے۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ
علیہ وسلم نے فرمایا میت پر قبر میں نوحہ کیے جانے کی وجہ سے
مذاب ہوتا ہے۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ جب
حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو زخمی کر دیا گیا اور ان پر بیہوشی طاری ہو
گئی تو لوگ چیخ کر ان پر رونے لگے جب انھیں ہوش آیا
تو انھوں نے فرمایا کیا تمہیں معلوم کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
نے فرمایا ہے کہ میت پر زندہ کے رونے کی وجہ سے مذاب

الْإِنْسَانِ أَوْ يُرْحَمَ

۲۰۳۴۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى الْعَنَزِيُّ قَالَ
 نَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ قَالَ نَا إِسْمَاعِيلُ وَهُوَ ابْنُ جَعْفَرٍ
 عَنْ عَمَّارٍ يَعْنِي ابْنَ غَيْرٍ قَيَّرَ عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْحَارِثِ
 بْنِ الْمُعَلَّى عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا
 أَنَّكَ قَالَ لَنَا جُلُوسًا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
 وَسَلَّمَ إِذَا جَاءَهُ رَجُلٌ مِنَ الْأَنْصَارِ فَسَلَّمَ عَلَيْهِ
 ثُمَّ أَذْبَرَ الْأَنْصَارِيَّ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ
 عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا أَخَا الْأَنْصَارِ كَيْفَ أَخِي سَعْدُ بْنُ
 عُبَادَةَ فَقَالَ صَالِحٌ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ
 عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ يَعُودُكَ مِنْكُمْ فَكُنْ أَوْ قُمْ مَعَنَا
 مَعَهُ وَنَحْنُ بِضِعْمَةِ عَشْرَةٍ مَا عَلَيْنَا نِعَالَ وَلَا
 خِفَافٌ وَلَا قِلَافٌ وَلَا نِسْ وَلَا قُمْصٌ نَمُشِي فِي تِلْكَ
 السَّبَاجِ حَتَّى جِئْنَاكَ فَاسْتَخَرْنَا قَوْمَهُ مِنْ حَوْلِهِ
 حَتَّى دَنَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَ
 أَصْحَابُهُ الَّذِينَ مَعَهُ

۲۰۳۵۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ الْعَبْدِيُّ قَالَ
 نَا مُحَمَّدُ يَعْنِي ابْنُ جَعْفَرٍ قَالَ نَا شُعْبَةُ عَنْ قَابِطِ
 قَالَ سَمِعْتُ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ يَقُولُ قَالَ رَسُولُ
 اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الصَّبْرُ عِنْدَ الْعَدَاةِ
 الْأُولَى

۲۰۳۶۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى قَالَ نَا
 عُثْمَانُ بْنُ عَمْرٍو قَالَ نَا شُعْبَةُ عَنْ قَابِطِ الْهَمَلِيِّ عَنْ
 أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
 أَتَى عَلَى امْرَأَةٍ تَبْكِي عَلَى صَبِيٍّ لَهَا فَقَالَ أَتَيْتِ اللَّهَ
 وَأَصْبِرِي فَقَالَتْ وَمَا تَبَايَ مُصِيبَتِي فَكُنَّا ذَهَبَ
 قِيلَ لَهَا أَنْتَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
 فَأَخَذَهَا مِثْلَ الْمَوْتِ فَاتَتْ بَابَهُ فَلَمْ تَجِدْ عَلَى

حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ
 ہمسہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ بیٹھے ہوئے تھے
 اس وقت انصار میں سے ایک شخص نے اگر آپ کو ہمسہ کی
 پھر واپس جانے لگا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اسے
 انصار کے بھائی! میرے بھائی سعد بن عبادہ کا کیا حال ہے؟
 انھوں نے کہا اچھا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا
 تم میں سے کون ان کی عیادت کرتا ہے؟ (یہ کہہ کر) آپ
 کھڑے ہو گئے اور ہم بھی آپ کے ساتھ اٹھ کھڑے ہوئے
 ہم دس سے کچھ زیادہ تھے، ہمارے پاس جوتے تھے نہ مونے
 نہ پیاں تھیں نہ ٹیسیں! ہم راسی حال میں! اس پتھر ملی زمین پر چل
 رہے تھے حتیٰ کہ ہم حضرت سعد کے پاس پہنچ گئے۔ ان
 کے قریب جو لوگ تھے وہ ایک طرف ہو گئے حتیٰ کہ رسول اللہ
 صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے ساتھ جانے والے صحابہ
 قریب آ گئے۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول
 اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: صبر وہی ہے جو ابتداء صدمہ
 کے وقت کیا جائے۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک عورت کے پاس آئے جو اپنے
 بچہ پر رو رہی تھی، آپ نے اس سے فرمایا: اللہ سے ڈرو اور
 صبر کرو! وہ کہنے لگی آپ کو میری مصیبت کا کیا انداز ہے؟ جب
 آپ تشریف لے گئے تو اسے بتایا گیا کہ یہ رسول اللہ صلی اللہ
 علیہ وسلم تھے! (پر سن کر) وہ ایسے ڈی جیسے موت آگئی ہو!
 اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس گھر تو دیکھا آپ کے

بْنِ عَلِيٍّ قَالَ نَا أَيُّوبُ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي مُلَيْكَةَ
قَالَ كُنْتُ جَالِسًا إِلَى جَنْبِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا
وَدُخْنُ تَنْتَظُرُ جَنَازَةَ أُمِّ أَبَانَ بِنْتِ عُثْمَانَ وَ
عِنْدَهُ عُمَرُ وَبْنُ عُثْمَانَ فَجَاءَ ابْنُ عَبَّاسٍ رَضِيَ
اللَّهُ عَنْهُمَا يَقُودُهُ قَائِدٌ فَأَمَّا هُوَ أَحْبَبَهُ بِمَكَانِ
ابْنِ عُمَرَ فَجَاءَ حَتَّى جَلَسَ إِلَى جَنْبِي فَكُنْتُ
بَيْنَهُمَا فَإِذَا صَوْتُ مِنَ الدَّارِ فَقَالَ ابْنُ عُمَرَ كَأَنَّهُ
يُعْرِضُ عَلَى عَمِي وَأَنْ يَقُومَ فَيَنْهَاهُمُ سَمِعْتُ رَسُولَ
اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ إِنَّ أَلَمِيَّتَ
لَيُعَذِّبُ بِكَاءٍ أَهْلِهِ قَالَ فَأَرْسَلَهَا عَبْدُ اللَّهِ مَرْسِلَةً
فَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا كُنَّا مَعَ أَسِيرِ الْمُؤْمِنِينَ
عَمْرَ بْنَ الْأَحْطَابِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ حَتَّى إِذَا صَكُنَا
بِالْبَيْتِ آخِرًا إِذَا هُوَ بِرَجُلٍ نَازِلٍ فِي ظِلِّ شَجَرَةٍ
فَقَالَ لِي إِذَا هَبْ فَأَعْلِمَ لِي مَنْ ذَلِكَ الرَّجُلُ
فَدَعَيْتُ فَإِذَا هُوَ صَهْبِيُّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ
فَرَجَعْتُ إِلَيْهِ فَقُلْتُ إِنَّكَ أَمَرْتَنِي أَنْ أُعْلِمَ
لَكَ مَنْ ذَلِكَ الرَّجُلُ وَإِنَّهُ صَهْبِي فَقَالَ مَرَّةً
فَلْيَلْحِثْ بِنَا فَقُلْتُ لَهُ إِنَّ مَعَهُ أَهْلَهُ قَالَ فَإِنْ
كَانَ مَعَهُ أَهْلُهُ رُبَّمَا قَالَ أَيُّوبُ مَرَّةً فَلْيَلْحِثْ
بِنَا فَلَمَّا قَدِمْنَا لَمْ يَلْبِثْ أَمِيرُ الْمُؤْمِنِينَ أَنْ أُصِيبَ
فَجَاءَ صَهْبِي يَقُولُ وَإِخَاهُ وَاصْحَابَاهُ فَقَالَ
عَمْرُ أَلَمْ تَعْلَمُوا أَوْ لَمْ تَسْمَعُوا قَالَ أَيُّوبُ أَوْ لَمْ
تَعْلَمُوا أَوْ لَمْ تَسْمَعُوا أَنْ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ قَالَ إِنَّ أَلَمِيَّتَ لَيُعَذِّبُ بِكَاءٍ أَهْلِهِ قَالَ
فَأَمَّا عَبْدُ اللَّهِ فَأَرْسَلَهَا مَرْسِلَةً وَإِنَّمَا عَمْرُ فَقَالَ
بِبَعْضِ فَقُتِلَتْ فَدَخَلْتُ عَلَى عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ
عَنْهَا فَحَدَّثَتْهَا بِمَا قَالَ ابْنُ عُمَرَ فَقَالَتْ لَا وَاللَّهِ
مَا قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَطُّ إِنَّ
أَلَمِيَّتَ لَيُعَذِّبُ بِكَاءٍ أَحَدٍ وَ لَيْكَتْ قَالَ إِنَّ الْكَافِرَ

عنها کے ساتھ بیٹھا ہوا تھا اور ہم حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی
صاحبزادی ام ابان کے جنازہ کے منتظر تھے اور حضرت ابن عمر کے
پاس عمرو بن عثمان بھی بیٹھے تھے۔ اتنے میں حضرت ابن عباس رضی
اللہ عنہما کو بھی ایک شخص سے کرا گیا وہ نابینا ہو چکے تھے (میرا
خیال ہے کہ انھیں حضرت ابن عمر کی جگہ بتا دی گئی تھی کیونکہ وہ
آکر میرے پہلو میں بیٹھ گئے اور میں ان دونوں کے درمیان
تھا۔ اچانک گھر سے رونے کی آواز آئی، حضرت ابن عمر نے
عمرو بن عثمان کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا کہ وہ کھڑے
ہو کر ان کو منع کریں کیونکہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم سے یہ فرماتے سنا ہے کہ گمراہوں کے رونے کی وجہ سے میت
کو عذاب ہوتا ہے۔ حضرت عبداللہ بن عمر نے اس حکم کو عام
رکھا اور اس میں کوئی قید نہیں لگائی۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ
عنہ نے فرمایا ایک بار ہم امیر المؤمنین حضرت عمر رضی اللہ عنہ
کے ساتھ تھے جب مقام بیدار میں پہنچے تو دیکھا کہ ایک
شخص ایک درخت کے نیچے بیٹھا ہوا ہے۔ حضرت عمر نے
مجھ سے فرمایا جاؤ جا کر معلوم کر دیکھ کون شخص ہے؟ میں نے
جا کر دیکھا تو وہ حضرت صہیب رضی اللہ عنہ تھے۔ میں نے
واپس آکر کہا آپ نے مجھے حکم دیا تھا کہ میں جا کر اس شخص
کے بارے میں معلوم کروں وہ شخص صہیب ہیں۔ حضرت عمر
نے فرمایا ان کو ہمارے پاس بلا کر لاؤ! میں نے کہا ان کے ساتھ ابلیہ بھی
ہوں ان کو بلا کر لاؤ۔ جب ہم مدینہ پہنچے تو کچھ دنوں کے بعد
حضرت عمر زخمی کر دیے گئے پھر حضرت صہیب آئے اور کہنے
لگے اے افسوس! میرے بھائی! اے افسوس میرے ساتھی!
حضرت عمر نے فرمایا کیا تمہیں نہیں معلوم یا تم نے نہیں سنا
کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ میت کو
اس کے بعض گمراہوں کے رونے سے عذاب ہوتا ہے!
حضرت عبداللہ بن عمر نے مطلق کہا تھا اور حضرت عمر نے کہا
تھا بعض گمراہوں کے رونے سے، راوی کہتے ہیں میں

ہوتا ہے۔

ابو بردہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ زخمی ہو گئے تو حضرت صہیب رضی اللہ عنہ چیخ کر کہنے لگے اے افسوس میرے بھانا! حضرت عمر نے ان سے فرمایا کہ اے صہیب کیا تم نہیں جانتے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ زندہ کے رکن کی وجہ سے میت کو عذاب ہوتا ہے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو زخمی کر دیا گیا تو حضرت صہیب رضی اللہ عنہ اپنے گھر آئے پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس پہنچے اور ان کے سامنے کھڑے ہو کر رونے لگے تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کس چیز پر رورہے ہو! کیا مجھ پر رورہے ہو؟ کہنے لگے ہاں! خدا کی قسم! اے امیر المؤمنین میں آپ ہی کی وجہ سے رورہا ہوں! حضرت عمر نے فرمایا خدا کی قسم تم جان چکے ہو کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس پر رویا جاتا ہے اسے عذاب دیا جاتا ہے راوی کہتے ہیں میں نے اس بات کا حضرت موسیٰ بن طلحہ رضی اللہ عنہ سے تذکرہ کیا تو انہوں نے فرمایا حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی تھیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جن لوگوں کے بارے میں یہ ارشاد فرمایا تھا وہ یہودی تھے۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ جب زخمی کر دیے گئے تو حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا ان پر با آواز بلند رونے لگیں حضرت عمر نے کہا اے حفصہ! کیا تم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نہیں سنا کہ جس پر رویا جاتا ہے اسے عذاب دیا جاتا ہے، پھر حضرت صہیب رضی اللہ عنہ با آواز بلند رونے لگے حضرت عمر نے ان سے بھی فرمایا، اے صہیب! کیا تم نہیں جانتے کہ جس پر با آواز بلند رویا جائے اس پر عذاب ہوتا ہے۔

عبداللہ بن ابی بلکہ کہتے ہیں کہ میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ

قَالَ إِنَّ الْمَيِّتَ لَيُعَذَّبُ بِبَكَاءِ الْحَيِّ -

۲۰۴۱ - حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ قَالَ نَا عَلِيُّ بْنُ مُسْهِرٍ عَنِ الشَّيْبَانِيِّ عَنْ أَبِي بُرْدَةَ عَنْ أَبِيهِ قَالَ لَمَّا أُصِيبَ عُمَرُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ جَعَلَ صَهِيْبٌ يَقُولُ وَآخَاهُ فَقَالَ لَهُ عُمَرُ يَا صَهِيْبُ أَمَا عَلِمْتَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنَّ الْمَيِّتَ لَيُعَذَّبُ بِبَكَاءِ الْحَيِّ -

۲۰۴۲ - وَحَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ قَالَ أَنَا شُعَيْبُ بْنُ صَفْوَانَ أَبُو يَحْيَى عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ عُمَيْرٍ عَنْ أَبِي بُرْدَةَ عَنْ ابْنِ مُوسَى عَنْ أَبِي مُوسَى رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ أُصِيبَ عُمَرُ فَأَقْبَلَ صَهِيْبٌ مِنْ مَنَزِلِهِ حَتَّى دَخَلَ عَلَى عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ فَقَامَ يَحْيَا لَهُ يَبْكِي فَقَالَ لَهُ عُمَرُ عَلَى مَا تَبْكِي أَعَلَيْكَ تَبْكِي فَقَالَ إِي وَ اللَّهِ لَعَلَّكَ أَبْكِي يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ قَالَ وَ اللَّهُ لَقَدْ عَلِمْتُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ يَبْكِي عَلَيْهِ يُعَذَّبُ قَالَ فَذَكَرْتُ ذَلِكَ لِمُوسَى بْنِ طَلْحَةَ فَقَالَ كَأَنَّتْ عَائِشَةُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا تَقُولُ لَمَّا كَانَ أَوَّلُكَ الْيَهُودَ -

۲۰۴۳ - وَحَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ عَنِ النَّاقِدِ قَالَ نَا عَفَّانُ بْنُ مُسْلِمٍ قَالَ نَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ عَنْ قَابِطٍ عَنْ أَنَسٍ أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ لَمَّا طُعِنَ عَوَّلَتْ عَلَيْهِ حَفْصَةُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا فَقَالَ لَا حَفْصَةُ أَمَا سَمِعْتَ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ الْمُعْوَلُ عَلَيْهِ يُعَذَّبُ وَعَوَّلَ عَلَيْهِ صَهِيْبٌ فَقَالَ عُمَرُ يَا صَهِيْبُ أَمَا عَلِمْتَ أَنَّ الْمُعْوَلَ عَلَيْهِ يُعَذَّبُ -

۲۰۴۴ - حَدَّثَنَا دَاوُدُ بْنُ رَشِيْدٍ قَالَ نَا إِبْرَاهِيْمُ

صہیب اگر رونے لگے اور کہنے لگے اے افسوس میرے بھائی! اے افسوس میرے ساتھی! حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا اے صہیب کیا تم مجھ پر رو رہے ہو۔ حالانکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے جس گمراہوں کے رونے سے میت کو عذاب ہوتا ہے! حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد میں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے اس بات کا ذکر کیا۔ حضرت عائشہ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ عمر پر رحم کرے بخدا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ نہیں فرمایا تھا کہ اللہ تعالیٰ کسی کے رونے سے مسلمان کو عذاب دیتا ہے۔ لیکن آپ نے یہ فرمایا تھا کہ اللہ تعالیٰ گمراہوں کے رونے کی وجہ سے کافر کے عذاب میں زیادتی کرتا ہے۔ حضرت عائشہ نے فرمایا تھا ہے یہ آیت کافی ہے (ترجمہ): کوئی شخص کسی کے گناہ کا بوجھ نہیں اٹھائے گا اور اس موقع پر حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: اللہ تعالیٰ ہنساتا ہے اور وہی رلاتا ہے۔ ابن ابی بیکہ نے کہا یہ سن کر حضرت ابن عمر نے کچھ نہیں فرمایا۔ ایک اور سند سے بھی ایسی ہی روایت منقول ہے۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ رونے سے میت کو عذاب دیا جاتا ہے۔

عزیز کہتے ہیں کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے سامنے

رَوَيْتُ قَالَ لَقِيَ أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ فَلَمَّا نَ أَصْنَبَ عُمَرُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ وَخَلَّ صَهْبِيَّ يَبْكِي يَقُولُ وَأَخَاهُ وَأَصَاحِبَاهُ فَقَالَ عُمَرُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ يَا صَهْبِيَّ أَتَبْكِي حَلَىٰ وَقَدْ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ الْمَيِّتَ يُعَذَّبُ بِبُكَاءِ أَهْلِ بَيْتِهِ أَهْلِهِ عَلَيْهِ فَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا كَلَّمَا مَاتَ عُمَرُ ذَكَرْتُ ذَلِكَ رِجَالًا رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا فَقَالَتْ يَرْحَمُ اللَّهُ عُمَرَ لَا وَاللَّهِ مَا حَدَّثَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّ اللَّهَ تَعَالَىٰ يُعَذِّبُ الْمُؤْمِنَ بِبُكَاءِ أَحَدٍ وَلَكِنْ قَالَ إِنَّ اللَّهَ يَنْزِلُ الْكَافِرَ عَذَابًا بِبُكَاءِ أَهْلِهِ عَلَيْهِ فَقَالَ وَقَالَتْ عَائِشَةُ لَعَسِبَكُمْ الْقُرْآنُ لَا يَذُرُّ وَادِرَةٌ وَذُرَّ الْخُرَىٰ قَالَ وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا عِنْدَ ذَلِكَ وَاللَّهُ أَضْعَفُ وَأَبْكِي قَالَ ابْنُ أَبِي مُلَيْكَةَ فَتَوَالَّهِ مَا قَالَ ابْنُ عُمَرَ مِنْ شَيْءٍ

۲۰۴۶۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ يَسْرِ قَالَ كُنَا سَفِيَّانَ قَالَ عُمَرُ وَعِنَ ابْنُ أَبِي مُلَيْكَةَ قَالَ كُنَّا فِي جَنَازَةٍ أَرَابَانَ بَيْتِ عُلْمَانَ وَسَاقَ الْحَدِيثِ وَلَمْ يَنْتَهَ رَفَعَهُ الْحَدِيثِ عَنْ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَمَا كُنَّا لَعَنَهُ أَكْبُوبُ وَابْنُ جُرَيْجٍ وَحَدِيثُهُمَا أَنَّ مِنْ حَدِيثِ عُمَرَ

۲۰۴۷۔ وَحَدَّثَنِي حَزْمَةُ بْنُ يَعْنِي قَالَ كُنَا بِبَيْتِ اللَّهِ بْنِ وَهْبٍ قَالَ حَدَّثَنِي عُمَرُ وَابْنُ مُحَسَّنٍ أَنَّ مَالِكًا حَدَّثَهُ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنَّ الْمَيِّتَ يُعَذَّبُ بِبُكَاءِ أَهْلِ بَيْتِهِ

۲۰۴۸۔ وَحَدَّثَنَا خُذْتُ ابْنُ هِشَامٍ وَأَبُو الزَّيْنَبِ

يَزِيدُ اللَّهُ بَيْكَاؤَ أَهْلِهِ عَذَابًا قَرِيبًا أَتَتْهُ لَهْرُ
أَصْحَابِكَ وَأَبْنَى لَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِزْرَ أُخْرَىٰ قَالَتْ
أَيُّوبُ قَالَ إِنَّ مَلِيكَكَ حَدَّثَنِي الْقَارِئُ أَنَّ مُتَعَمِّدٍ
قَالَ لَعَنَّا بَنِي عَامِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَوْلَ عَمْرٍ وَ
ابْنِ عَمْرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَتْ إِنَّكُمْ لَتَتَّخِذُونَ
عَن غَيْرِكُمْ دِينًا وَلَا تُكِنُّ السُّمَمَةَ
يَنْحَطِي.

۲۰۴۵ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ وَعَبْدُ بْنُ
حَمِيدٍ قَالَ ابْنُ رَافِعٍ قَالَ عَبْدُ الرَّزَّاقِ قَالَ أَنَا
ابْنُ جُرَيْجٍ قَالَ أَخْبَرَنِي عَبْدُ اللَّهِ بْنُ أَبِي مُنِيكَةَ
قَالَ تَوَقَّيْتُ ابْنَةَ يُعْنَمَانَ بْنِ عَقَّانَ بِمَكَّةَ قَالَ
فَجِئْنَا لِتَشْهَدَهَا قَالَ فَحَضَرَهَا ابْنُ عَمْرٍ وَابْنُ عَقَّانَ
رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ وَإِنِّي لَجَالِسٌ بَيْنَهُمَا أَوْ قَالَ
جَلَسْتُ عَلَى أَحَدِهِمَا ثُمَّ جَاءَ الْآخَرُ فَجَلَسَ
إِلَى جَانِبِي فَقَالَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عَمْرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا لَعَنَ
بَنِي عُمَيْيَّةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ وَهُوَ مُوَاجِهَةٌ لِأَتَمُّ
عَنِ الْبُكَاءِ فَإِنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
قَالَ إِنَّ الْمَيِّتَ لَيَعْدَبُ بِبُكَاءِ أَهْلِهِ عَلَيْهِ قَعَالُ
ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَدْ كَانَ عُمَرُ يَقُولُ
بَعْضُ ذَلِكَ ثُمَّ حَدَّثَكَ فَقَالَ صَدَرْتُ مَعَ حُمَيْرٍ مِنْ
مَدَنَةٍ حَتَّى إِذَا كُنَّا بِالْبَيْدَاءِ إِذَا هُوَ بِرُكْبٍ تَحْتَ
ظِلِّ شَجَرَةٍ فَقَالَ أَذْهَبَ وَأَنْظُرَ مَنْ هُوَ لَا يَأْتِي الْوَكْبَ
وَأَهْمَّتْ فَنَظَرْتُ فَإِذَا هُوَ سَهْبِيٌّ قَالَ فَالْحَبْرُ قَدْ
قَالَ أَرَأَيْتَ إِنْ قَالِي لَمْ يَجْعَلْ إِلَى صَنْهَبٍ فَتَلَّيْتُ

کمزرا ہوا حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس گیا اور حضرت
ابن عمرؓ نے جو کچھ کہا تھا انہیں جایا۔ حضرت عائشہؓ نے فرمایا
یہذا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بات نہیں کہا کہ میت
کو کسی کے رونے کی وجہ سے عذاب ہوتا ہے لیکن آپ
نے یہ فرمایا تھا کہ گھر والوں کے رونے کا ہم سے اللہ تعالیٰ
کافر کا عذاب نسیاں کر دیتا ہے اور اللہ تعالیٰ ہی ہنساتا ہے
اور وہی ملاتا ہے اور کوئی شخص کسی کے گناہ کا برہنہ نہیں
اُٹھائے گا۔ راوی کہتے ہیں کہ قاسم بن محمد نے بیان کیا کہ
جب حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو یہ معلوم ہوا کہ یہ بات حضرت
عمرؓ اور ابن عمرؓ نے کہی ہے تو انہوں نے فرمایا تم نے جن شخصوں
سے یہ مدعیہ روایت کی ہے وہ جوڑے ہیں میں کوئی جوڑا
سمجھتا ہے لیکن سننے میں غلطی ہو جاتی ہے۔

عبد اللہ بن ابی ملیکہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت عثمان غنی
رضی اللہ عنہ کی صاحبزادی کا مکہ میں انتقال ہو گیا۔ ہم ان کے جنازہ
میں شریک ہونے کے لیے گئے حضرت ابن عمرؓ اور حضرت
ابن عباسؓ رضی اللہ عنہم بھی آگئے اور میں ان دونوں کے درمیان
بیٹھا ہوا تھا حضرت عبد اللہ بن عمرؓ نے عمرو بن عثمانؓ سے کہا اور ان
مابینہ ان کے سامنے تھے ”تم ان لوگوں کو رونے سے
کیوں نہیں روکتے“ کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
فرمایا ہے گھر والوں کے رونے سے میت کو عذاب ہوتا ہے
حضرت ابن عباسؓ رضی اللہ عنہا نے کہا اس قسم کی کچھ باعث
حضرت عمرؓ رضی اللہ عنہ بھی فرماتے تھے۔ پھر مدینہ بیان کی کہ
میں حضرت عمرؓ کے ساتھ مکہ سے لوٹ کر اُردا تھا مٹی کو جب
ہم میدان میں پہنچے تو ایک مدعیہ کے سارے کے لیے کچھ
سوار نظر آئے حضرت عمرؓ نے فرمایا ہاؤو عجیب یہ کون سوار ہیں
میں نے ہا کر دیکھی تو وہ حضرت صہیب رضی اللہ عنہ تھے۔
میں نے ہا کر حضرت عمرؓ کو بتایا حضرت عمرؓ نے فرمایا ان کو ہا کر
لاؤ، میں نے ہا کر حضرت صہیبؓ سے کہا امیر المؤمنین کے
پاس چلو۔ اور جب حضرت عمرؓ رضی اللہ عنہ زخمی ہو گئے تو حضرت

بْنِ أَبِي قَتَادَةَ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي بَكْرٍ
عَنْ أَبِيهِ عَنْ عُمَرَ قَالَ بَشَّرَ عَبْدُ الرَّحْمَنِ النَّبَا
الْمُبَرِّقَةَ أَلَهَا سَمِعَتْ قَائِمَةً وَذُكِرَ لَهَا أَنَّ عَبْدَ اللَّهِ
بْنَ عُمَرَ يَقُولُ إِنَّ الْمَيِّتَ لَيُعَذَّبُ بِهَكَذَا وَالْحَيُّ كَقَالَتْ
عَائِشَةُ يُعَذَّبُ اللَّهُ لَا فِي عَبْدٍ الرَّحْمَنِ أَمَّا أَتَمُّ
لَمْ يَكْذِبْ وَلَيْكُنَّ نَسِيًا أَوْ أَخْطَا إِنْهَا مَرَّ رَسُولُ
اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى يَهُودِيَّةٍ يُبْكِي
عَيْنَهَا فَقَالَ لَأَتَمُّ لَكُنَّ عَلَيْهَا وَرَأَتْهَا
لَتُعَذَّبُ فِي قَبْرِهَا.

۲۰۵۲ - حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ قَالَ نَا
وَكَيْفَ عَنْ سَعِيدِ بْنِ عُيَيْدٍ الطَّائِي وَمُحَمَّدُ بْنُ
قَيْسٍ عَنْ عَلِيِّ بْنِ أَبِي رَيْثَةَ قَالَ أَوَّلُ مَنْ نَبِيَّ
عَلَيْهِ بِالنُّفُوسِ قَرْظَةُ بْنُ كَعْبٍ فَقَالَ الْمَذِيرَةُ بْنُ
لُحَيْبٍ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
يَقُولُ مَنْ نَبِيَّ عَلَيْهِ كَأَنَّهُ يُعَذَّبُ بِمَانِيَةٍ عَلَيْهِ
يَوْمَ الْقِيَامَةِ.

۲۰۵۳ - وَحَدَّثَنِي عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ السَّعْدِيُّ قَالَ
نَا عَلِيُّ بْنُ مُسْهِرٍ قَالَ أَنَا مُحَمَّدُ بْنُ قَيْسٍ بِالْأَسَدِيِّ
عَنْ عَلِيِّ بْنِ رَيْثَةَ الْأَسَدِيِّ عَنِ الْمُغِيرَةِ بْنِ شُعْبَةَ
عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَثَلُهُ.

۲۰۵۴ - وَحَدَّثَنَا أَبُو أَبِي عُمَرَ قَالَ نَسَا
مَرْوَانَ بْنَ مُعَاوِيَةَ يَعْنِي الْفَزَارِيَّ قَالَ نَا سَعِيدُ
بْنَ عُيَيْدٍ الطَّائِي عَنْ عَلِيِّ بْنِ رَيْثَةَ عَنِ الْمُغِيرَةِ
بْنَ شُعْبَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَثَلُهُ.

۲۰۵۵ - وَحَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ قَالَ نَا
عَفَّانُ قَالَ نَا أَبَانُ بْنُ يَزِيدَ ح وَحَدَّثَنِي إِسْحَاقُ
بْنَ مَنْصُورٍ وَالتَّفْطَلُ قَالَ أَنَا حَبَّانُ بْنُ هِلَالٍ
قَالَ نَا أَبَانُ قَالَ نَا يَحْيَى أَنَّ ذَيْدًا حَدَّثَهُ أَنَّ أَبَا
سَلَامٍ حَدَّثَهُ أَنَّ أَبَا مَالِكٍ الْأَشْعَرِيَّ حَدَّثَهُ أَنَّ

سائے ذکر کیا گیا کہ حضرت عبداللہ بن عمر کہتے ہیں کہ زندہ
کے رونے سے میت کو عذاب ہوتا ہے۔ حضرت عائشہ
نے فرمایا: اللہ تعالیٰ ابو عبد الرحمن کی حضرت فرمائے انھوں
نے جہت لہیں بہر لایا وہ بھول گئے یا سمجھ نہیں سکے۔ بات
صرف اتنی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا گزر ایک یہودیہ
پر ہوا جس پر رویا جا رہا تھا۔ آپ نے فرمایا یہ اس پر رو ہے
ہیں اور اس کو قبر میں عذاب ہو رہا ہے۔

علی بن ابی ربیعہ کہتے ہیں کہ کوفہ میں جس شخص پر سب
سے پہلے نوحہ کیا گیا وہ قرقطہ بن کعب تھا مغیرہ بن شعبہ نے
کہا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے جس
شخص پر نوحہ کیا جاتا ہے قیامت کے دن اس کو اس نوحہ
کی وجہ سے عذاب ہو گا۔

ایک اور سند کے ساتھ حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ
عنه سے اس کی مثل مروی ہے۔

ایک دیگر سند کے ساتھ حضرت مغیرہ بن شعبہ سے
اسی کی مثل روایت ہے۔

حضرت ابوالکاک اشعری رضی اللہ عنہ روایت کرتے
ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میری امت میں
رومانہ جاہلیت کی چار چیزیں ہیں جن کو لوگ نہیں چھوڑیں گے،
حسب و نسب پر فخر کرنا۔ دوسرے شخص کو نسب کا طعنہ
دینا، متاروں کو بارش کا سبب جانا، اور نوحہ کرنا۔ نوحہ کرنے

الرَّحْمَانُ جَمِيعًا عَنْ حَتَّابٍ قَالَ خَلَفْتُ نَا حَتَّابًا
بْنَ زَيْدٍ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ قَالَ ذَكَرَ
عَنْدَ عَائِشَةَ قَوْلُ ابْنِ عُمَرَ الْمَيِّتُ يُعَذَّبُ بِمِثْلِكَ
أَهْلِهِ عَلَيْهِ فَقَالَتْ يَرْحَمُ اللَّهُ أَمَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ
سَمِعَ نَسِيئًا فَلَمْ يَحْفَظْ إِنَّمَا مَرَّتْ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَنَازَةٌ يَهُودِيَّةٌ وَهُمْ يَكُونُونَ
عَلَيْهِ فَقَالَ أَنْتُمْ تَكُونُونَ وَإِنَّهُ لَيُعَذَّبُ

۲۰۴۹ - حَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ قَالَ نَا أَبُو أُسَامَةَ
عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ قَالَ ذَكَرَ عِنْدَ عَائِشَةَ
أَنَّ ابْنَ عُمَرَ يَرْفَعُ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
أَنَّ الْمَيِّتَ يُعَذَّبُ فِي قَبْرِهِ بِمِثْلِكَ أَهْلِهِ فَقَالَتْ
وَهَلْ إِنَّمَا قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
إِنَّهُ لَيُعَذَّبُ بِحُطْيَتِهِ أَوْ بِذَنبِهِ وَإِنَّ أَهْلَهُ لَيَكُونُونَ
عَلَيْهِ الْآنَ وَذَلِكَ مِثْلُ قَوْلِهِ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى
اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَامَ عَلَى الْقَلْبِ يَوْمَ بَدْرٍ وَ
فِيهِ قَتْلَى بَدْرٍ عَنِ الْمُشْرِكِينَ فَقَالَ لَهُمْ مَا قَالَ
إِنَّهُمْ لَيَسْمَعُونَ مَا أَقُولُ وَقَدْ وَهَلْ إِنَّمَا قَالَ
إِنَّهُمْ لَيَعْلَمُونَ إِنَّ مَا كُنْتُ أَقُولُ لَهُمْ حَقٌّ ثُمَّ
قَرَأَتْ آتِ الْفُيُورِ لَا تَسْمِعُ الْمَوْتَى وَمَا أَنْتَ بِمُسْمِعٍ
مَنْ فِي الْقُبُورِ يَقُولُ حِينَ تَبْشَرُهُمْ وَمَا يَعِدُهُمْ
مِنْ النَّارِ

۲۰۵۰ - وَحَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ قَالَ نَا
كَتَبْتُ قَالَ نَا هِشَامُ بْنُ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ
بِسَمْعِي حَدِيثَ أَبِي أُسَامَةَ وَحَدِيثَ أَبِي أُسَامَةَ
أَنْتُمْ

۲۰۵۱ - وَحَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ عَنْ دُرِّ

حضرت ابن عمر کا یہ قول ذکر کیا گیا کہ میت کے گمراہوں کے
ردنے سے میت کو عذاب دیا جاتا ہے تو حضرت عائشہ
فرمایا: اللہ تعالیٰ ابو عبد الرحمن پر رحم فرمائے اس نے سنا
یا نہیں رکھا۔ بات یہ ہے کہ رسول اللہ کے سامنے ایک یہود
کا جنازہ گزرا جس پر وہ رو رہے تھے، آپ نے فرمایا
تم اس پر رو رہے ہو اور اس کو عذاب عذاب ہے۔

عروہ کہتے ہیں کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے سامنے
ذکر کیا گیا کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میت کے گمراہوں کے ردنے
کی وجہ سے میت کو قبر میں عذاب دیا جاتا ہے۔ حضرت عائشہ
نے فرمایا انہیں یاد نہیں رہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تو
صرف یہ فرمایا تھا کہ میت کو اس کی خطا یا گناہوں کی وجہ سے
عذاب دیا جا رہا ہوتا ہے اور گمراہے اس پر رو رہے
ہوتے ہیں اور ابن عمر کا یہ قول ان کے اس قول کی طرح ہے جس
میں انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جنگ بدر کے
دن اس کنوئیں پر کھڑے ہوئے جس میں مشرکین کی لاشیں
پڑی ہوئی تھیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے
کہا اور یہ نہیں کہا تھا کہ یہ میری بات سن رہے ہیں اور عذاب
گئے۔ حالانکہ آپ نے یہ فرمایا تھا میں جو کچھ کہہ رہا ہوں
جانتے ہیں کہ یہ حق ہے پھر آپ نے یہ آیت پڑھی (ترجمہ)
آپ مگمراہوں کو نہیں سناتے اور آپ قبر والوں کو سناتے ہیں
نہیں میں (وہ اس وقت کی خبر دے رہے ہیں) جبکہ وہ
مکانا و دوزخ میں بنا چکے ہیں

ایک اور سند سے بھی ایسی ہی روایت ہے۔

عروہ بنت عبد الرحمن کہتی ہیں کہ حضرت عائشہ کے

یا سات بار یا اس سے زیادہ دفعہ، اور ام عطیہ نے کہا ہم نے ان کے سر کی تین چوٹیاں کر دی تھیں

حضرت ام عطیہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ان کو طاق مرتبہ غسل دو، تین بار یا پانچ بار یا سات بار اور حضرت ام عطیہ نے کہا ہم نے ان کے سر کی تین چوٹیاں کیں۔

حضرت ام عطیہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صاحبزادی حضرت زینب رضی اللہ عنہا کا وصال ہوا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اس کو طاق مرتبہ غسل دو، تین بار یا پانچ بار، اور پانچویں بار کافور رکھ دینا، اور جب تم غسل دے چکو تو مجھے خبر دینا، ہم نے آپ کو خبر دی تو حضور نے اپنی چادر ہمیں دی اور فرمایا اسے سب کپڑوں کے نیچے پھینا۔

حضرت ام عطیہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے پاس تشریف لائے وہاں حائیکہ ہم آپ کی صاحبزادیوں میں سے ایک صاحبزادی کو غسل دے رہے تھے۔ آپ نے فرمایا اسے طاق بار غسل دو پانچ مرتبہ یا اس سے زیادہ۔ باقی حدیث حسب سابق ہے اس میں یہ بھی ہے کہ حضرت ام عطیہ نے کہا ہم نے ان کے بالوں کی تین مینڈھیاں کر دی، دو کپٹیوں کی طرف اور ایک پیشانی کے سامنے۔

حضرت ام عطیہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب ہمیں اپنی صاحبزادی کو غسل دینے کا حکم دیا تو فرمایا: دائیں جانب اور اعصاب وضو سے غسل دینا شروع کریں۔

اِنَّهٗ قَالَ ثَلَاثًا اَوْ خَمْسًا اَوْ سَبْعًا اَوْ اَكْثَرَ مِنْ ذَلِكَ فَقَالَتْ حَفْصَةُ عَنْ اُمِّ عَطِيَّةَ وَجَعَلْنَا دَاسَهَا ثَلَاثَةً قُرُونٍ۔

۲۰۶۷۔ وَحَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ أَبِي كَثِيرٍ قَالَ سَمِعْتُ اُمَّ عَطِيَّةَ قَالَتْ وَاَنَا اَيُّوبُ قَالَ وَقَالَتْ حَفْصَةُ عَنْ اُمِّ عَطِيَّةَ قَالَتْ اَغْسَلْنَهَا وَثَرًا ثَلَاثًا اَوْ خَمْسًا اَوْ سَبْعًا قَالَتْ وَقَالَتْ اُمِّ عَطِيَّةَ مَشَطْنَاهَا ثَلَاثَةً قُرُونٍ۔ ۲۰۶۸۔ حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَعَمْرُو النَّاقِدُ جَمِيعًا عَنْ اَبِي مُعَاوِيَةَ قَالَ عَمْرُو وَنَا مُحَمَّدُ بْنُ حَزِيمٍ وَابُو مُعَاوِيَةَ قَالَ نَا عَصِمُ الْاَحْوَلُ عَنْ حَفْصَةَ بِنْتِ سِيرِينَ عَنْ اُمِّ عَطِيَّةَ قَالَتْ لَمَّا مَاتَتْ زَيْنَبُ بِنْتُ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَنَا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَغْسِلْنَهَا وَثَرًا ثَلَاثًا اَوْ خَمْسًا وَاجْعَلْنِي فِي الْخَاصَةِ كَاثُورًا اَوْ مُبَكَّلًا مِنْ كَاثُورٍ فَاِذَا غَسَلْتُمُوهَا فَاَعِدْنِي قَالَتْ فَاَعَدْنَاهُ فَاَعْطَا حَقَّوهُ وَقَالَ اشْعِرُكُمَا اَيَّاهُ۔

۲۰۶۹۔ وَحَدَّثَنَا عَمْرُو النَّاقِدُ قَالَ نَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ قَالَ اَنَا هِشَامُ بْنُ حَسَّانَ عَنْ حَفْصَةَ بِنْتِ سِيرِينَ عَنْ اُمِّ عَطِيَّةَ قَالَتْ اَنَا نَا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَنَحْنُ نَغْسِلُ اِحْدَى بَنَاتِهِ فَقَالَ اَغْسِلْنَهَا وَثَرًا خَمْسًا اَوْ اَكْثَرَ مِنْ ذَلِكَ يَنْحُو حَدِيثِ اَيُّوبَ وَعَصِمٍ وَقَالَ فِي الْحَدِيثِ قَالَتْ فَظَفَرْنَا شَعْرَهَا ثَلَاثَةً اَثَلَاثٍ قُرْنَيْهَا وَنَاصِيَّتَهَا۔

۲۰۷۰۔ وَحَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى قَالَ اَنَا هُشَيْمٌ عَنْ خَالِدٍ عَنْ حَفْصَةَ بِنْتِ سِيرِينَ عَنْ اُمِّ عَطِيَّةَ اَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَيْثُ اَمَرَنَا اَنْ نَغْسِلَ ابْنَتَهُ قَالَ لَهَا اَبْدَانِ بِمِثْلِهَا وَ

قَالَ نَا أَبُو سَامَةَ عَنْ وَحَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ
أَنَا عِيسَى بْنُ يُونُسَ وَلَا هَذَا عَنْ هِشَامٍ عَنْ حَفْصَةَ
عَنْ أُمِّ عَطِيَّةَ قَالَتْ نَهَيْتُنَا عَنْ إِيْتَابِ الْجَنَائِدِ وَكَرَّ
يُعْزَمُ عَلَيْنَا .

۲۰۶۳ - وَحَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى قَالَ أَنَا
يَزِيدُ بْنُ زُرَيْعٍ عَنْ أَيُّوبَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سِيرِينَ
عَنْ أُمِّ عَطِيَّةَ قَالَتْ دَخَلَ عَلَيْنَا النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَنَحْنُ نَغْسِلُ ابْنَتَهُ فَقَالَ اغْسِلْنَهَا
ثَلَاثًا وَخَمْسًا أَوْ أَكْثَرَ مِنْ ذَلِكَ إِنْ رَأَيْتَنَ ذَلِكَ
بِمَاءٍ وَسِدْرٍ وَاجْعَلْنَ فِي الْأُخْرَةِ كَأُخْرَةِ الْأَوْشِيَّاتِ
مِنْ كَأُخْرِهِ فَإِذَا كَرَعْتُنَّ قَاذِغَتِي فَلَمَّا كَرَعْنَا
أَذْنَاهُ قَالَتِي الْبَنَاتُ حُورٌ فَقَالَ اشْعُرْنَاهَا تِيَاهُ .

۲۰۶۴ - وَحَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى قَالَ أَنَا يَزِيدُ
بُنْ زُرَيْعٍ عَنْ أَيُّوبَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سِيرِينَ عَنْ
حَفْصَةَ بِنْتِ سِيرِينَ عَنْ أُمِّ عَطِيَّةَ قَالَتْ مَشَطْنَاَهَا
ثَلَاثَةً قَرُونٍ .

۲۰۶۵ - وَحَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ عَنْ مَالِكِ
بْنِ أَنَسٍ عَنْ وَحَدَّثَنَا أَبُو الزَّهْرَانِ يُونُسُ بْنُ قُتَيْبَةَ
بُنْ سَعِيدٍ قَالَ لَا نَحْنُ وَحَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ أَيُّوبَ
قَالَ نَا ابْنُ عُلَيَّةَ كُلُّهُمْ عَنْ أَيُّوبَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ
أُمِّ عَطِيَّةَ قَالَتْ تَوَفَّيْتُ إِحْدَى بَنَاتِ النَّبِيِّ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَفِي حَدِيثِ ابْنِ عُلَيَّةَ
قَالَتْ أَنَا نَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
وَنَحْنُ نَغْسِلُ ابْنَتَهُ وَفِي حَدِيثِ مَالِكٍ قَالَتْ
دَخَلَ عَلَيْنَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
حِينَ تَوَفَّيْتُ ابْنَتَهُ يُمِشِلُ حَدِيثُ يَزِيدُ بْنُ زُرَيْعٍ
عَنْ أَيُّوبَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ أُمِّ عَطِيَّةَ .

۲۰۶۶ - وَحَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ نَحْنُ
عَنْ أَيُّوبَ عَنْ حَفْصَةَ عَنْ أُمِّ عَطِيَّةَ بِدُخْوَةٍ غَيْرِ

بنات کے ساتھ ہائے سے منع کیا جاتا ہے ہم پر سخت
ہیں کی جاتی تھی۔

حضرت ام عطیہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ بچہ صلی اللہ
علیہ وسلم تشریف لائے وہاں حالیکہ ہم آپ کی صاحبزادی کو غسل
دے رہے تھے۔ آپ نے فرمایا اس کو تین دفعہ یا پانچ دفعہ
یا اگر مناسب سمجھو تو اس سے زیادہ بار پیری کے تھوڑے
پالے سے غسل دو اور انہیں کچھ کافور رکھ دینا اور جب تم فارغ
ہو جاؤ تو مجھے خبر دینا۔ ہم نے فارغ ہونے کے بعد آپ
کو اطلاع دی آپ نے ہماری طرف اپنی چادر پھینکی اور فرمایا
اس کو سب کپڑوں کے نیچے پھینا۔

حضرت ام عطیہ بیان کرتی ہیں کہ ہم نے ان (آپ
کی صاحبزادی) کی تین چوٹیاں کر دی تھیں۔

حضرت ام عطیہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم کی صاحبزادیوں میں سے ایک صاحبزادی فوت
ہو گئی اور ایک روایت میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
ہمارے پاس آئے وہاں حالیکہ ہم آپ کی صاحبزادی کو غسل
دے رہے تھے۔ اور ایک روایت میں ہے جس وقت
آپ کی صاحبزادی فوت ہو گئی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
تشریف لائے اس کے بعد حسب سابق حدیث ہے۔

ایک اور سند سے حضرت ام عطیہ سے روایت
ہے جس میں مذکور ہے کہ آپ نے فرمایا تین بار یا پانچ بار

میں کفن دیا گیا ان میں قمیص مٹی اور نہ حمامہ اور عذہ (ایک قسم کی دو چادریں) کے بارے میں رگوں کو اشتباہ ہے، میں نے اس کو مٹھ کر اس لیے خریدا تھا کہ آپ کو اس میں کفن دیا جائے پھر عذہ چھوڑ دیا گیا اور آپ کو تین سفید کپڑوں میں کفن دیا گیا، پھر اس عذہ کو عبد اللہ بن ابی بکر نے لے لیا اور کہا میں اس کو سنبھال کر رکھوں گا تاکہ مجھے اس میں کفن دیا جائے، پھر کہا اگر اشتباہی (بیکہڑا) پسند آتا تو اس کے نبی کے کفن میں کام آتا پھر انہوں نے اس عذہ کو بیچ کر اس کی قیمت کو صدقہ کر دیا۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یمنی عذہ میں پیشا گیا یہ عذہ حضرت عبد اللہ بن ابی بکر کا تھا پھر اس کو نکال لیا گیا پھر آپ کو تین محول یعنی کپڑوں میں کفن دیا گیا ان میں حمامہ تھا نہ قمیص، حضرت عبد اللہ نے وہ عذہ اٹھالیا اور کہا کہ میں اس کو اپنے کفن کے لیے رکھوں گا پھر کہا کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس میں کفن نہیں دیا گیا تو میں اس کو کیسے رکھوں! پھر اس کو صدقہ کر دیا۔

ایک اور سند سے بھی یہ روایت منقول ہے مگر اس میں حضرت عبد اللہ بن ابی بکر رضی اللہ عنہ کا واقعہ نہیں ہے۔

حضرت ابو سلمہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کتنے کپڑوں میں کفن دیا گیا تھا

وَقَالَ الْأَخْرَانِ ثَابِتٌ مُعَاوِيَةَ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كُنْتُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي ثَلَاثَةِ أَثْوَابٍ يَمِينِ سَحُولِيَّةٍ مِنْ كُرْسُفٍ لَيْسَ فِيهَا قَيْمُصٌ وَلَا عِمَامَةٌ وَأَمَّا الْحُلَّةُ فَأَيُّهَا شَيْبَةُ عَلَى النَّاسِ إِنَّهَا اشْتَرَيْتُ لَهَا لِيَكْفَيْنَ فِيهَا فَتَرَكْتُ الْحُلَّةُ وَكُنْتُ فِي ثَلَاثَةِ أَثْوَابٍ يَمِينِ سَحُولِيَّةٍ فَأَخَذَهَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ أَبِي بَكْرٍ فَقَالَ لَا حَيْسَتَهَا حَتَّى أَكْفِنَ فِيهَا نَفْسِي ثُمَّ قَالَ لَوْ رَضِيَ اللَّهُ لِنَسِيَّتِهِ لَكُنْتُ فِيهَا قَبَاعَهَا وَتَصَدَّقَ

۲۰۷۔ حَدَّثَنِي عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ السَّعْدِيُّ قَالَ أَنَا عَلِيُّ بْنُ مُسْهِرٍ قَالَ ثَابِتٌ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ أَذْرَجَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي حُلَّةٍ يَمِينِيَّةٍ كَانَتْ لِعَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي بَكْرٍ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُمَا ثُمَّ نَزَعَتْ عَنْهُ وَكُنْتُ فِي ثَلَاثَةِ أَثْوَابٍ سَحُولِ يَمَانِيَّةٍ لَيْسَ فِيهَا عِمَامَةٌ وَلَا قَيْمُصٌ فَزَفَعَهُ عَبْدُ اللَّهِ الْحُلَّةُ فَقَالَ أَكْفِنُ فِيهَا ثُمَّ قَالَ لَمْ يَكُنْ فِيهَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَكْفِنُ فِيهَا فَتَصَدَّقَ بِهَا۔

۲۰۸۔ وَحَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ قَالَ أَنَا حَفْصُ بْنُ غِيَاثٍ وَابْنُ عُيَيْنَةَ وَابْنُ إِدْرِيسَ وَعَبْدَةُ وَوَكَيْعٌ وَحَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى قَالَ أَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ مُحَمَّدٍ كُلُّهُمْ عَنْ هِشَامِ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ بِهَذَا الْإِسْنَادِ وَلَيْسَ فِيهِ قِصَّةُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي بَكْرٍ۔

۲۰۹۔ وَحَدَّثَنِي ابْنُ أَبِي عُمَرَ قَالَ نَاعِدُ الْعَزِيزِ عَنْ يَزِيدَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ أَنَّهُ قَالَ سَأَلْتُ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ

مَوَاضِعُ التَّوَضُّعِ مِنْهَا -

۲۰۶۱ - حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ أَبِي كَثِيرٍ وَابْنُ بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَعَمْرُو بْنُ النَّاقِدِ كُلُّهُمْ عَنْ ابْنِ عُيَيْنَةَ قَالَ أَبُو بَكْرٍ نَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ خَالِدٍ عَنْ حَفْصَةَ عَنْ أُمِّ عَطِيَّةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَهَّقْ فِي غُسْلِ ابْنَتِهِ إِبْدَانًا بِمَيِّمَتِهَا وَمَوَاضِعُ التَّوَضُّعِ مِنْهَا -

۲۰۶۲ - وَحَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى التَّمِيمِيُّ وَابْنُ بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَمُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ تَمِيمٍ وَابْنُ كَثِيرٍ وَابْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَابْنُ عُيَيْنَةَ وَابْنُ خُبَّابٍ وَابْنُ الْأَرْدَنِ قَالَ هَاجَرْنَا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ نَبْتَغِي وَجْهَ اللَّهِ فَوَجِبَ أَجْرُنَا عَلَى اللَّهِ فِيمَا مِنْ مَضَى لَمْ يَأْكُلْ مِنْ أَجْرِهِ شَيْئًا مِنْهُمْ مُصْعَبُ بْنُ عُمَيْرٍ قِيلَ يَوْمَ أُحُدٍ فَلَمْ يُوْجَدْ لَهُ شَيْءٌ يُكْفَنُ فِيهِ إِلَّا نَمَلٌ فَكُنَّا إِذَا وَضَعْنَا هَا عَلَى رَأْسِهِ خَرَجَتْ رَجُلُهُ وَإِذَا وَضَعْنَا هَا عَلَى رِجْلَيْهِ خَرَجَ رَأْسُهُ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَنَعُواهَا مِنِّي يَلِي رَأْسَهُ وَاجْعَلُوا عَلَى رِجْلَيْهِ مِنَ الْإِذْخِرِ وَمِمَّا مَنْ تَنَعَتْ لَهُ كَمَرَةٌ فَهُوَ يَهْدُ بِهَا -

۲۰۶۳ - وَحَدَّثَنَا هُثَيْلُ بْنُ عُمَرَ عَنْ ابْنِ شَيْبَةَ قَالَ نَاجِرِيُّ بْنُ يُوْنُسَ وَحَدَّثَنَا مِنْجَابُ بْنُ الْحَارِثِ التَّمِيمِيُّ قَالَ أَنَا عَلَى بْنُ مُسْمَرٍ وَحَدَّثَنَا إِسْحَقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ وَابْنُ أَبِي عُمَرَ جَمِيعًا عَنِ ابْنِ عُيَيْنَةَ عَنِ الْأَعْمَشِ بِهَذَا الْإِسْنَادِ نَحْوَهُ -

۲۰۶۴ - حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى وَابْنُ بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَابْنُ كَثِيرٍ وَابْنُ عُيَيْنَةَ وَابْنُ خُبَّابٍ وَابْنُ الْأَرْدَنِ قَالَ هَاجَرْنَا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ نَبْتَغِي وَجْهَ اللَّهِ فَوَجِبَ أَجْرُنَا عَلَى اللَّهِ فِيمَا مِنْ مَضَى لَمْ يَأْكُلْ مِنْ أَجْرِهِ شَيْئًا مِنْهُمْ مُصْعَبُ بْنُ عُمَيْرٍ قِيلَ يَوْمَ أُحُدٍ فَلَمْ يُوْجَدْ لَهُ شَيْءٌ يُكْفَنُ فِيهِ إِلَّا نَمَلٌ فَكُنَّا إِذَا وَضَعْنَا هَا عَلَى رَأْسِهِ خَرَجَتْ رَجُلُهُ وَإِذَا وَضَعْنَا هَا عَلَى رِجْلَيْهِ خَرَجَ رَأْسُهُ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَنَعُواهَا مِنِّي يَلِي رَأْسَهُ وَاجْعَلُوا عَلَى رِجْلَيْهِ مِنَ الْإِذْخِرِ وَمِمَّا مَنْ تَنَعَتْ لَهُ كَمَرَةٌ فَهُوَ يَهْدُ بِهَا -

حضرت ام علیہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی صاحبزادی کے غسل کے بارے میں ہدایت دی کہ دائیں طرف اور اعضا وضو کی طرف غسل دینا شروع کریں۔

حضرت نجاب بن ادرت رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ اللہ تعالیٰ کے راستہ میں محض اللہ کی رضا جوئی کے لیے ہجرت کی، ہم کاجرا اللہ کے پاس ثابت ہو گیا۔ ہم میں سے بعض وہ ہیں جو فوت ہو گئے اور انہیں دنیا میں کوئی اجر نہیں ملا، ان میں سے حضرت مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ تھے جو جنگ احد میں شہید ہوئے اور انہیں کفن دینے کے لیے ایک چادر کے سوا اور کچھ نہ تھا اس چادر کو جب ہم سر پر رکھتے تو پیر کھل جاتا اور پیروں پر رکھتے تو سر کھل جاتا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس چادر کو ان کے سر کے قریب رکھ دو اور پیروں پر اذخر (گھاس) ڈال دو اور ہم میں سے بعض وہ ہیں جن کی محنت کا پھل پک چکا ہے اور وہ اس کو چن چن کر کھا رہے ہیں۔

ایک اور سند سے بھی ایسی ہی روایت ہے۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو (علامہ) رسول کی بیٹی ہوئی تین سفید سورتی چادریں مل گئیں۔

غَيْرَ ذَلِكَ فَشَرُّ تَضَعُونَهُ عَنْ رِقَابِكُمْ۔

۲۰۸۲۔ وَحَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ وَعَبْدُ بْنُ

مُسَيْدٍ جَمِيعًا عَنْ عَبْدِ الزَّمَرِاقِ قَالَ أَنَا مَعْمَرُ

وَحَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ حَبِيبٍ قَالَ نَا دَوْحُ بْنُ عُبَادَةَ

قَالَ نَا مُحَمَّدُ بْنُ أَبِي حَفْصَةَ كِلَاهُمَا عَنِ الزُّهْرِيِّ

عَنْ سَعِيدٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ

وَسَلَّمَ غَيْرَ أَنَّ فِي حَدِيثٍ مَعْمَرٍ قَالَ لَا أَعْلَمُهُ إِلَّا

دَعَا الْحَدِيثَ۔

۲۰۸۳۔ وَحَدَّثَنِي أَبُو الطَّاهِرِ وَحَرَمَلَةُ بْنُ يَحْيَى

وَهَارُونُ بْنُ سَعِيدٍ الْأَيْلِيُّ قَالَ هَارُونُ نَا وَقَالَ

الْأَخْرَانِ أَنَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ أَخْبَرَنِي يُونُسُ بْنُ يُونُسَ

عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ حَدَّثَنِي أَبُو مَامَةَ بْنُ سَهْلٍ

بْنُ حَبِيبٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ

صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ اسْرِعُوا بِالْجَنَازَةِ فَإِنْ

كَانَتْ صَالِحَةً قَرَّبْتُكُمْ هَا إِلَى الْخَيْرِ وَإِنْ كَانَتْ

غَيْرَ ذَلِكَ كَانَ شَرًّا تَضَعُونَهُ عَنْ رِقَابِكُمْ۔

۲۰۸۴۔ وَحَدَّثَنِي أَبُو الطَّاهِرِ وَحَرَمَلَةُ بْنُ يَحْيَى

وَهَارُونُ بْنُ سَعِيدٍ الْأَيْلِيُّ وَاللَّفْظُ لَهُمَا رُونٌ وَحَرَمَلَةُ

قَالَ هَارُونُ نَا وَقَالَ الْاُخْرَانِ أَنَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ

أَخْبَرَنِي يُونُسُ عَنْ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ حَدَّثَنِي عَبْدُ

الرَّحْمَنِ بْنُ هُرَيْرَةَ الْأَمْرِيُّ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ

رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ شَهِدَ الْجَنَازَةَ

حَتَّى يُصَلِّيَ عَلَيْهَا فَلَهُ قِيرَاطٌ وَمَنْ شَهِدَهَا حَقًّا

تَدْفَنَ فَلَهُ قِيرَاطَانِ قِيلَ وَمَا الْقِيرَاطَانِ قَالَ

مِثْلُ الْجَبَلَيْنِ الْعَظِيمَيْنِ ائْتَاهُ حَدِيثُ أَبِي طَاهِرٍ وَ

رَأَى الْاُخْرَانِ قَالَ ابْنُ شِهَابٍ قَالَ سَالِمُ بْنُ

عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو كَانَ ابْنُ عَمْرٍو يُصَلِّي عَلَيْهَا ثُمَّ

يَنْصَرِفُ فَلَمَّا بَلَغَهُ حَدِيثُ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ لَقَدْ

فَتِنَنَا فِي قِرَارِ بَيْتٍ كَثِيرَةٍ۔

ایک اور سند کے ساتھ بھی معمولی تغیر سے یہ روایت منقول ہے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جنازہ کو تیزی سے لے جاؤ اگر وہ نیک ہے تو تم اسے بھلائی کے قریب لے جاؤ اگر برا اور اگر برا ہے تو تم برائی کو اپنی گردنوں سے اتار رہے ہو۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص نماز پڑھے جانے تک جنازہ کے ساتھ اسے ایک قیراط اجر ملے گا، اور جو شخص دفن تک رہا اس کو دو قیراط اجر ملے گا۔ پوچھا گیا قیراط سے کیا مراد ہے؟ فرمایا دو درہے پہاڑوں کے برابر، اسلم کہتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن عمر صرف نماز جنازہ پڑھ کر چلے جاتے تھے، جب حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے یہ حدیث سنی تو کہنے لگے ہم نے بہت سے قیراطوں کو ضائع کر دیا۔

حضرت عائشہ نے فرمایا تین سحری کپڑوں میں!

تَعَالَى عَنْهَا زَوْجَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ
لَهَا فِي كَفِّ كُفْنٍ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
فَقَالَتْ فِي ثَلَاثَةِ أَشْوَاطٍ سَحَوِيَّةٍ -

۲۰۷۸ - وَحَدَّثَنَا زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ وَحَسَنُ
الْحَلَوَائِيُّ وَعَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ قَالَ عَبْدُ أَحِبْرَةَ قَالَ
الْأَخْرَانِ نَائِعُ قُتُوبٌ وَهُوَ ابْنُ إِبْرَاهِيمَ بْنِ سَعْدٍ قَالَ
نَا أَيْ عَنْ صَالِحٍ عَنْ ابْنِ شَهَابٍ أَنَّ أَبَا سَلَمَةَ بْنِ
عَبْدِ الرَّحْمَنِ أَخْبَرَهُ أَنَّ عَائِشَةَ أُمُّ الْمُؤْمِنِينَ قَالَتْ
سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِينَ مَاتَ
يَتَوَبَّحُ حَبْرَةً -

۲۰۷۹ - وَحَدَّثَنَا كَاسِحُ بْنُ إِسْحَاقَ بْنِ إِبْرَاهِيمَ وَعَبْدُ
بْنُ حُمَيْدٍ قَالَ أَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ قَالَ أَنَا مَعْمَرُ
وَحَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ الدَّارِيُّ قَالَ
أَنَا أَبُو الْيَمَانِ قَالَ أَنَا شُعَيْبُ بْنُ الرَّهْزِ فِي هَذَا
إِلَّا سَنَادٍ سَوَاءً -

۲۰۸۰ - حَدَّثَنَا هَارُونُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ وَحَجَّاجُ بْنُ
الشَّاعِرِ قَالَا أَنَا حَجَّاجُ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ قَالَ ابْنُ جُرَيْجٍ
أَخْبَرَنِي أَبُو الزُّبَيْرِ أَنَّهُ سَمِعَ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللَّهِ يُعَدِّثُ
أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَطَبَ يَوْمًا
فَدَكَرَ رَجُلًا مِنْ أَصْحَابِهِ قُبِعَ فُكُّهُ فِي كَفْنٍ
غَيْرِ طَائِلٍ وَقَبِرَ لَيْلًا فَزَجَّاهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ أَنَّ يُقْبَرَ الرَّجُلُ بِاللَّيْلِ حَتَّى يُصَلِّيَ عَلَيْهِ إِلَّا
أَنْ يَضْطَرَّ إِنْسَانٌ إِلَى ذَلِكَ وَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا كُنَّ أَحَدُكُمْ أَخَاهُ فَلْيُحْسِنْ كَفَنَهُ -

۲۰۸۱ - وَحَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَزُهَيْرُ
بْنُ حَرْبٍ جَمِيعًا عَنْ ابْنِ عُيَيْنَةَ قَالَ أَبُو بَكْرٍ نَا
سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنِ الرَّهْزِيِّ عَنْ سَعِيدٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ
عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اسْرْعُوا بِالْجَنَازَةِ
فَإِنَّ تِلْكَ صَالِحَةٌ فَخَيْرٌ تَقَعُ مَوْنَهَا إِلَيْهِ وَلَنْ تَلْكَ

حضرت ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ جب صلی اللہ علیہ وسلم رفیق اعلیٰ سے واصل ہوئے تو آپ پر ایک یمنی چادر ڈال دی گئی۔

ایک اور سند سے بھی ایسی ہی روایت ہے۔

حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دن خطبہ دیا اور اپنے ایک صحابی کا ذکر کیا جس کو انتقال کے بعد چھوٹے سے کپڑے میں کفن دیا گیا، اور اسے رات کو دفن کر دیا گیا۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو رات میں دفن کرنے پر ناراضگی کا اظہار فرمایا کیونکہ آپ کو اس کی ناز پڑنے کا موقع نہیں مل سکا اور فرمایا مجبوری ہو تو علیحدہ بات ہے اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تم میں سے کوئی شخص اپنے بھائی کو کفن سے تراچھا کفن دے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جنازہ کو جلدی سے جاؤ اگر وہ نیک ہے تو تم اس کو اچھائی کی طرف سے جاؤ، اگر وہ بد ہے تو تم اپنی گردنوں سے بُرائی کر جلد تار پھینکو گے۔

قِيْرَاطٍ مِنَ الْأَجْرِ فَقَالَ ابْنُ عُمَرَ أَكُنْتُ عَلَيْنَا أَبُو هُرَيْرَةَ
فَبَعَثَ إِلَى عَائِشَةَ فَسَأَلَهَا فَصَدَّقَتْ أَبَا هُرَيْرَةَ
فَقَالَ ابْنُ عُمَرَ لَقَدْ قَرَطْنَا فِي قَرَارٍ يَطُ
كَثِيرَةٍ -

۲۰۹۰ - وَحَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ نُمَيْرٍ
قَالَ لَعَبْدُ اللَّهِ بْنُ يَزِيدَ قَالَ حَدَّثَنِي حَيْوَةُ قَالَ
حَدَّثَنِي أَبُو صَخْرٍ عَنْ يَزِيدَ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ قُسَيْطٍ
أَنَّهُ حَدَّثَنَا أَنَّ دَاوُدَ بْنَ عَامِرٍ بْنِ سَعْدٍ بْنِ أَبِي
وَقَّاصٍ حَدَّثَنَا عَنْ أَبِيهِ أَنَّهُ كَانَ قَاعِدًا عِنْدَ
عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا إِذْ أَطْلَعَ خَبَّابُ
صَاحِبُ الْمُقْصُورَةِ فَقَالَ يَا عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عُمَرَ أَلَا
تَسْمَعُ مَا يَقُولُ أَبُو هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّهُ سَمِعَ
رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ مَنْ حَوَّجَ
مَعَ جَنَازَةٍ مِنْ بَيْتِهِمَا وَصَلَّى عَلَيْهَا ثُمَّ تَبِعَهَا
حَتَّى تُدْفَنَ كَانَ لَهُ قِيْرَاطَانِ مِنَ الْأَجْرِ كُلُّ قِيْرَاطٍ
مِثْلُ أُحَدٍ وَمَنْ صَلَّى عَلَيْهَا ثُمَّ رَجَعَ كَانَ لَهُ مِنَ الْأَجْرِ
مِثْلُ أُحَدٍ فَأَرْسَلَ ابْنُ عُمَرَ خَبَّابًا إِلَى عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ
عَنْهَا يَسْأَلُهَا عَنْ قَوْلِ أَبِي هُرَيْرَةَ ثُمَّ يَرْجِعُ إِلَيْهَا ثُمَّ
يُخْبِرُهَا مَا قَالَتْ وَآخِذًا ابْنَ عُمَرَ قَبْضَةً مِنْ حَصْبَاءِ
السَّجْدِ يُقْبِطُهَا فِي يَدِهِ حَتَّى رَجَعَ إِلَيْهِ الرَّسُولُ فَقَالَتْ
عَائِشَةُ صَدَقَ أَبُو هُرَيْرَةَ فَضَرَبَ ابْنُ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ
عَنْهُمَا بِالْحَصَى الَّذِي كَانَ فِي يَدِهِ الْأَرْضَ ثُمَّ قَالَ
لَقَدْ قَرَطْنَا فِي قَرَارٍ يَطُ كَثِيرَةٍ -

۲۰۹۱ - وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ نَائِبِي
بْنُ سَعِيدٍ قَالَ نَاشِعَةُ قَالَ حَدَّثَنِي قَتَادَةُ عَنْ
سَلَمَةَ بْنِ أَبِي الْجَعْدِ عَنْ مَعْدَانَ بْنِ أَبِي طَلْحَةَ
الْيَعْمُرِيِّ عَنْ ثَوْبَانَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ مَوْلَى رَسُولِ
اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى
اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ صَلَّى عَلَى جَنَازَةٍ فَلَهُ قِيْرَاطٌ

کرتے ہیں۔ انھوں نے حضرت عائشہ کے پاس بھیج کر پوچھ لیا
تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے حضرت ابو ہریرہ کی تصدیق کر
دی تب حضرت ابن عمر نے کہا ہم نے بہت سے قیراطوں میں
کمی کر دی

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ بیان کرتے
ہیں کہ وہ حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے پاس بیٹھے
ہوئے تھے اتنے میں حضرت خباب صاحب مقصورہ آئے
اور کہنے لگے: اے عبد اللہ بن عمر! کیا آپ نے حضرت ابو ہریرہ
رضی اللہ عنہ سے یہ حدیث سنی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم نے فرمایا: جو شخص اپنے گھر سے جنازہ کے ساتھ گیا
اور نماز جنازہ پڑھی پھر دفن تک جنازہ کے ساتھ رہا تو اس
کو دو قیراط اجر ملے گا، ہر قیراط اُحد پہاڑ کے برابر ہے اور
جو شخص نماز جنازہ پڑھ کر لوٹ آیا تو اس کو اُحد پہاڑ کے
برابر اجر ملے گا۔ حضرت ابن عمر نے حضرت خباب کو حضرت
عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس اس حدیث کی تصدیق کے لیے
بھیجا، حضرت ابن عمر (ان کے انتظار میں) مسجد کی کنکریاں
میں سے ایک مٹی کنکریاں لے کر انھیں لوٹ پوٹ کرنے
لگے حتیٰ کہ قاصد لوٹ آئے اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا
نے حضرت ابو ہریرہ کی تصدیق کر دی۔ حضرت ابن عمر نے
اپنے ہاتھ سے کنکریاں پھینک دیں اور فرمانے لگے ہم نے
تو بہت سے قیراطوں کا نقصان کر دیا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے غلام حضرت ثوبان
رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
نے فرمایا کہ جس شخص نے جنازہ کی نماز پڑھی اس کے لیے
ایک قیراط (اجر) ہے اور اگر دفن تک جنازہ پر حاضر رہا تو
اس کے لیے دو قیراط ہیں ایک قیراط اُحد کے برابر ہے۔

۲۰۸۵۔ وَحَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ قَالَ
نَا عَبْدُ الرَّاقِ ح وَحَدَّثَنَا ابْنُ مَافِرٍ وَعَبْدُ بْنُ مُصَيْبٍ
عَنْ عَبْدِ الرَّاقِ كَلَاهُمَا عَنْ مَعْمَرٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ
عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى قَوْلِهِ الْجَبَلَيْنِ الْعَظِيمَيْنِ
وَلَمْ يَذْكُرَا مَا بَعْدَهُ وَفِي حَدِيثِ عَبْدِ الرَّاقِ عَلَى
حَتَّى يَفْرُغَ مِنْهَا وَفِي حَدِيثِ عَبْدِ الرَّاقِ حَتَّى
تَوْضَعَ لِي اللَّحْدَ -

۲۰۸۶۔ وَحَدَّثَنَا عَبْدُ الْمَلِكِ بْنُ شُعَيْبٍ
الْقِسِيُّ قَالَ حَدَّثَنِي أَبِي عَنْ جَدِّي قَالَ حَدَّثَنِي
عَقِيلُ بْنُ خَالِدٍ عَنْ ابْنِ شَهَابٍ أَنَّهُ قَالَ حَدَّثَنِي
رَجَالٌ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ بِمِثْلِ حَدِيثِ مَعْمَرٍ وَ قَالَ مِنْ أَتْبَعَهَا
حَتَّى تَدْفَنَ -

۲۰۸۷۔ وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ حَاتِمٍ قَالَ نَابِعَةُ
قَالَ نَا وَهَيْبٌ قَالَ نَا سُهَيْلٌ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ
عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ صَلَّى عَلَى
جَنَازَةٍ وَلَمْ يَتَّبِعْهَا فَلَهُ قَبْرٌ طَائِفٌ بِهَا فَتَبِعَهَا فَلَهُ
قَبْرٌ طَائِفٌ بِهَا وَمَا الْقَبْرُ طَائِفٌ قَالَ أَصْغَرُهُمَا مِثْلُ أَحَدٍ
۲۰۸۸۔ وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ حَاتِمٍ قَالَ نَابِعَةُ
بْنُ سَعِيدٍ عَنْ يَزِيدَ بْنِ كَيْسَانَ قَالَ حَدَّثَنِي أَبُو حَازِمٍ
عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ صَلَّى عَلَى جَنَازَةٍ فَلَهُ قَبْرٌ طَائِفٌ وَمَنْ
اتَّبَعَهَا مَا حَتَّى تَوْضَعَ فِي الْقَبْرِ فَقَبْرٌ طَائِفٌ قَالَ قُلْتُ
يَا أَبَا هُرَيْرَةَ وَمَا الْقَبْرُ طَائِفٌ قَالَ مِثْلُ أَحَدٍ -

۲۰۸۹۔ حَدَّثَنَا شَيْبَانُ بْنُ خَزْزُوْمٍ قَالَ نَا جَرِيرٌ
يَعْنِي ابْنَ حَازِمٍ عَنْ نَافِعٍ قَالَ قِيلَ لِابْنِ عُمَرَ رَضِيَ
اللَّهُ عَنْهُمَا إِنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ يَقُولُ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى
اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ مَنْ أَتْبَعَ جَنَازَةً فَلَهُ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
دلم سے بڑے پہاڑ تک روایت کرتے ہیں اور اس سند میں اس
کے بعد کا ذکر نہیں ہے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
سے حسب سابق روایت کرتے ہیں اور اس میں ہے جو شخص
جنازہ کے ساتھ دفن ہونے تک رہا۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس شخص نے نماز جنازہ پڑھی اور
جنازہ کے ساتھ نہیں گیا اس کے لیے ایک قیراط (اجر) ہے
اور جو شخص جنازہ کے ساتھ گیا اس کے لیے دو قیراط اجر ہے
آپ نے فرمایا چھوٹا قیراط احد پہاڑ کے برابر ہے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلی
اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس شخص نے نماز جنازہ پڑھی اس کے
لیے ایک قیراط ہے اور جو جنازہ کے ساتھ گیا حتیٰ کہ جنازہ
کو قبر میں اتار دیا گیا اس کے لیے دو قیراط ہیں۔ راوی کہتے
ہیں میں نے حضرت ابو ہریرہ سے پوچھا قیراط کتنا ہے؟
انہوں نے بتایا احد پہاڑ کے برابر۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص جنازہ کے ساتھ گیا
اس کے لیے ایک قیراط اجر ہے، حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما
بیان کرتے ہیں کہ حضرت ابو ہریرہ ایسی احادیث بکثرت بیان

بِأَنَّهُ شَيْئًا إِلَّا سَمِعَهُمُ اللَّهُ فِيهِ وَفِي رِوَايَاتِهِ
مَعْرُوفُ بْنُ أَبِي نَدْرٍ عَنْ كُرَيْبٍ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ
رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا -

۲۰۹۵ - وَحَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ أَيُّوبَ وَابْنُ
أَبِي شَيْبَةَ وَزُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ وَعَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ السَّعْدِيُّ
كُلُّهُمْ عَنْ ابْنِ عُديَّةَ وَاللَّفْظُ لِيَحْيَى قَالَ نَأْتِ
عُمَيْدَةَ قَالَ أَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ صُهَيْبٍ عَنْ أَنَسِ بْنِ
مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ مَرَّ بِجَنَازَةٍ فَأَتَى عَلَيْهَا
خَيْرًا فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَجِبَتْ
وَجِبَتْ وَجِبَتْ وَمَرَّ بِجَنَازَةٍ فَأَتَى عَلَيْهَا شَرًّا
فَقَالَ نَبِيُّ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَجِبَتْ وَجِبَتْ
وَجِبَتْ فَقَالَ عُمَرُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ فِدَاكَ أَيُّ وَاقِعِي مَرَّ
بِجَنَازَةٍ فَأَتَى عَلَيْهَا خَيْرًا فَقُلْتُ وَجِبَتْ وَجِبَتْ
وَجِبَتْ وَمَرَّ بِجَنَازَةٍ فَأَتَى عَلَيْهَا شَرًّا فَقُلْتُ وَجِبَتْ
وَجِبَتْ وَجِبَتْ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ فَمَنْ أَتَيْنِي عَلَيْهِ خَيْرًا وَجِبَتْ لَهُ الْجَنَّةُ
وَمَنْ أَتَيْنِي عَلَيْهِ شَرًّا وَجِبَتْ لَهُ النَّارُ أَتَيْتُمْ
شَهْدَاءَ اللَّهِ فِي الْأَرْضِ أَتَيْتُمْ شَهْدَاءَ اللَّهِ فِي الْأَرْضِ -

۲۰۹۶ - وَحَدَّثَنَا ثَنَا أَبُو الرَّبِيعِ الزَّهْرَانِيُّ قَالَ
كَأَنَّكَ يَعْنِي ابْنُ دُرَيْدٍ وَحَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى
قَالَ أَنَا جَعْفَرُ بْنُ سُلَيْمَانَ كَلَامُهُمَا عَنْ ثَابِتٍ عَنْ أَنَسِ
رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ مَرَّ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
بِجَنَازَةٍ فَذَكَرَ بِمَعْنَى حَدِيثِ عَبْدِ الْعَزِيزِ غَيْرَ أَنَّ
حَدِيثَ عَبْدِ الْعَزِيزِ أَتَمُّ -

۲۰۹۷ - وَحَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ عَنْ مَالِكِ بْنِ
أَنَسٍ فِيمَا قَرَأَ عَلَيْهِ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ وَبْنِ جُلْجَلَةَ
عَنْ مَعْبُدِ بْنِ كَعْبٍ عَنْ مَالِكِ عَنْ أَبِي قَتَادَةَ بْنِ
رَبِيعٍ أَنَّكَ كَانَ يَحْدِثُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَرَّ عَلَيْهِ بِجَنَازَةٍ فَقَالَ مُسْتَرْجِعًا أَوْ مُسْتَرَجِعًا

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ
ایک جنازہ گزرا، لوگوں نے اس کی تعریف کی، نبی صلی اللہ علیہ
وسلم نے فرمایا واجب ہو گئی! واجب ہو گئی! واجب ہو گئی!
اور دوسرا جنازہ گزرا تو لوگوں نے اس کی مذمت کی، نبی
صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا واجب ہو گئی! واجب ہو گئی! واجب
ہو گئی! حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا میرے ماں باپ آپ
پر فدا ہوں! ایک جنازہ گزرا اس کی اچھائی بیان کی گئی تو آپ
نے فرمایا: واجب ہو گئی! واجب ہو گئی! واجب ہو گئی! اور ایک
دوسرا جنازہ گزرا اس کی بُرائی بیان کی گئی آپ نے پھر فرمایا
واجب ہو گئی! واجب ہو گئی! واجب ہو گئی! آپ نے فرمایا
جس جنازے کی تم نے تعریف کی اس کے لیے جنت
واجب ہو گئی! اور جس جنازے کی تم نے مذمت کی اس
کے لیے جہنم واجب ہو گیا! تم زمین پر اللہ کے گواہ ہو،
تم زمین پر اللہ تعالیٰ کے گواہ ہو۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس سے ایک جنازہ گزرا اس کے بعد
حسب سابق روایت ہے۔

حضرت ابو قتادہ بن ربیع رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں
کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس سے ایک جنازہ گزرا،
آپ نے فرمایا یہ آرام پانے والا ہے یا لوگوں کو اس سے
آرام ہوگا، صحابہ کرام نے پرچہ بہ آرام پانے والا ہے یا لوگوں کو
اس سے آرام ہوگا اس سے آپ کا مطلب ہے آپ نے فرمایا

كَانَ شَهِيدًا وَفَنِمَا فَلَهُ قَبْرًا طَائِرُ الْقَبْرِ طَائِرُ مِثْلُ
أَحَدٍ -

۲۰۹۲ - وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ نَامِعًا
بْنُ هِشَامٍ قَالَ حَدَّثَنِي أَبِي ح وَحَدَّثَنَا ابْنُ الْمُثَنَّى
قَالَ ابْنُ أَبِي عَدِيٍّ عَنْ سَعِيدٍ ح وَحَدَّثَنِي زُهَيْرُ
بْنُ حَرْبٍ قَالَ نَاعِمًا قَالَ نَا أَبَانُ كُلُّهُمْ عَنْ
قَتَادَةَ بِهَذَا إِذْ سَادَ مِثْلُهُ وَفِي حَدِيثِ سَعِيدٍ وَ
هِشَامٍ سَيَّلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ
الْقَبْرِ طَائِرًا فَقَالَ مِثْلُ أَحَدٍ -

۲۰۹۳ - حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عِيسَى قَالَ أَنَا ابْنُ
الْبَيْهَقِ قَالَ أَنَا سَلَامُ بْنُ أَبِي مُطِيعٍ عَنْ أَبِي ثَوْبٍ
عَنْ أَبِي قِلَابَةَ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ يَزِيدٍ وَصَنِيعٍ عَائِشَةَ
عَنْ عَائِشَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ
مَا مِنْ مَيِّتٍ تُصَلِّيَ عَلَيْهِ أُمَّةٌ مِنَ الْمُسْلِمِينَ يَبْلُغُونَ
وَأَتَهُ كُلُّهُمْ يَشْفَعُونَ لَهُ إِلَّا شَفَعُوا فِيهِ هَذَا
فَحَدَّثْتُ بِهِ شُعَيْبُ بْنُ الْحِجَابِ فَقَالَ حَدَّثَنِي
بِهِ أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ -
۲۰۹۴ - حَدَّثَنَا هَارُونُ بْنُ مَعْرُوفٍ وَهَارُونُ
بْنُ سَعِيدٍ الْأَيْلِيُّ وَالْوَلِيدُ بْنُ شُعَايْبٍ الشَّكْرِيُّ قَالَ
الْوَلِيدُ حَدَّثَنِي وَقَالَ الْأَخْرَانِ نَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ
أَخْبَرَنِي أَبُو صَخْرٍ عَنْ شَرِيكٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي
كَثِيرٍ عَنْ كُرَيْبِ مَوْلَى ابْنِ عَبَّاسٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ
عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّهُ مَاتَ ابْنٌ لَهُ يُعْقَدُ
أَوْ يُعْسَفَانِ فَقَالَ يَا كُرَيْبُ انْظُرْ مَا اجْتَمَعَ لَهُ مِنَ
النَّاسِ قَالَ فَخَرَجْتُ فَإِذَا أَنَا فِي قَدِ اجْتَمَعُوا لَهُ
فَأَخْبَرْتُهُ فَقَالَ تَقُولُ هَذَا بَعْدَ مَا قَالَ نَعَمْ
قَالَ أَخْرَجُوهُ فَإِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى
اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ مَا مِنْ رَجُلٍ مُسْلِمٍ يَمُوتُ
فَيَقُومُ عَلَى جَنَائِزِهِ أَوْ يَبْعُونَ رَجُلًا لَا يَشْرِكُونَ

سید اور ہشام کی رعایت میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے قبر طائری کے بارے میں سوال کیا گیا آپ نے فرمایا وہ احد پہاڑ کے برابر ہے۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس میت پر سو مسلمانوں کا گروہ نماز پڑھے اور وہ سب اس کی شفاعت کریں تو ان کی شفاعت قبول کی جاتی ہے راوی کہتے ہیں کہ میں نے یہ حدیث شعیب بن عباس سے بیان کی تو انہوں نے کہا کہ مجھے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے یہ حدیث بیان کی تھی۔

حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ ان کا فرزند قدیر یا عسفان میں انتقال کر گیا آپ نے کرب سے کہا: دیکھو (جنازہ میں) کتنے لوگ ہیں! کرب کہتے ہیں میں نکلا تو دیکھا لوگ جمع تھے، حضرت ابن عباس نے فرمایا: کیا تمہارے انداز سے میں وہ چالیس ہیں؟ میں نے کہا: ہاں! حضرت ابن عباس نے کہا جنازہ نکالو! میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے آپ نے فرمایا جو مسلمان شخص فوت ہو جائے اور اس کے جنازہ میں چالیس ایسے لوگ ہوں جنہوں نے اللہ تعالیٰ سے شریک نہ کیا ہو تو اللہ تعالیٰ میت کے حق میں ان کی شفاعت قبول فرماتا ہے۔

بْنِ سَعْدٍ قَالَ نَا أَيْ عَنْ صَالِحٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ
كَرِهُوا يَتَرَعَّبُوا بِأَلْسِنَاهُمْ جَمِيعًا -

۲۱۰۲ - وَحَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ قَالَ نَا
يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ عَنْ سُلَيْمِ بْنِ حَيَّانَ قَالَ نَا
سَعِيدُ بْنُ مِينَاءَ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ
اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ إِنْ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ صَلَّى عَلَى أَصْحَابَةِ النَّجَاشِيِّ فَكَبَّرَ عَلَيْهِ أَرْبَعًا -
۲۱۰۳ - وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ حَاتِمٍ قَالَ نَا
يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ عَنْ عَطَاءٍ عَنْ
جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَاتَ الْيَوْمَ عَبْدٌ لِلَّهِ صَالِحٌ أَصْحَابُهُ
فَقَامَ فَا مَنَّا وَصَلَّى عَلَيْهِ -

۲۱۰۴ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيزِ قَالَ
نَا حَمَّادٌ عَنْ أَيُّوبَ عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ عَنْ جَابِرِ بْنِ
عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنْ أَخَا لَكُمْ قَدْ مَاتَ
فَقُومُوا فَصَلُّوا عَلَيْهِ فَقُومُوا فَصَلُّوا عَلَيْهِ -
۲۱۰۵ - وَحَدَّثَنَا زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ وَعَلِيُّ بْنُ
حُجْرٍ قَالَا نَا إِسْمَاعِيلُ مَسْرُوعٌ وَحَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ أَيُّوبَ
قَالَ نَا ابْنُ عُثَيْمٍ عَنْ أَيُّوبَ عَنْ أَبِي قِلَابَةَ عَنْ أَبِي
الْمُهَلَّبِ عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ
قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنْ
أَخَا لَكُمْ قَدْ مَاتَ فَصَلُّوا عَلَيْهِ يَحْيَى
النَّجَاشِيِّ وَفِي رِوَايَةِ زُهَيْرٍ إِنْ أَخَا لَكُمْ -

۲۱۰۶ - حَدَّثَنَا حَسَنُ بْنُ الزُّبَيْرِ وَمُحَمَّدُ بْنُ
عَبْدِ اللَّهِ بْنِ كَثِيرٍ قَالَا نَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ دُرَيْسٍ عَنْ

حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اصحابہ نجاشی رضی اللہ عنہ کی
ناز جنازہ پڑھی اور اس میں چار تکبیریں کہیں۔

حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں
کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا آج اللہ کے ایک
نیک بندے اصحابہ کا انتقال ہو گیا پھر آپ نے کھڑے
ہو کر اس کی ناز جنازہ پڑھائی۔

حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں
کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تمہارے ایک بھائی
کا انتقال ہو گیا، کھڑے ہو کر نماز پڑھو، پھر ہم نے کھڑے
ہو کر دو مصلیٰ باندھ لیں۔

حضرات عمران بن حصین رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں
کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تمہارے بھائی کا انتقال
ہو گیا ہے، کھڑے ہو کر اس کی ناز جنازہ پڑھو۔ راوی کہتے
ہیں اس سے مراد نجاشی تھا۔

شعبی بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
نے ایک قبر پر دفن کے بعد نماز پڑھی اور چار تکبیریں کہیں۔

مِنْهُ قَالُوا يَا رَسُولَ اللَّهِ مَا الْمُسْتَرِيْعُ وَالْمُسْتَرَاَحُ
مِنْهُ فَقَالَ الْعَبْدُ الْمُؤْمِنُ يَسْتَرِيْعُهُ مِنْ نَصَبِ
الدُّنْيَا وَالْعَبْدُ الْفَاجِرُ يَسْتَرِيْعُهُ مِنْهُ الْعِبَادَةُ وَالْإِلَادَةُ
وَالْفَجَرُ وَالذَّوَابُ -

۲۰۹۸ - وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى قَالَ نَأْيِيحُ
بْنُ سَعِيدٍ وَحَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ أَمَّا
عَبْدُ الرَّزَّاقِ جَمِيعًا عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ سَعِيدٍ بْنِ أَبِي هُبَيْرٍ
عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرِو بْنِ أَبِي لَكَيْبٍ عَنْ مَالِكٍ عَنْ أَبِي
قَتَادَةَ عَنْ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَفِي حَدِيثٍ
يَعْنِي بَنِي سَعِيدٍ يَسْتَرِيْعُهُ مِنْ أَذَى الدُّنْيَا وَنَفْسِهَا
إِلَى رَحْمَةِ اللَّهِ

۲۰۹۹ - حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى قَالَ قَرَأْتُ
عَلَى مَالِكٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ
عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى
اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَعِيَ لِلنَّاسِ النَّجَاشِيَّ الْيَوْمَ الَّذِي
مَاتَ فِيهِ فَخَرَجَ بِهِمْ إِلَى الْمَصَلَّى وَكَبَّرَ أَرْبَعًا تَكْبِيرَاتٍ -

۲۱۰۰ - وَحَدَّثَنَا عَبْدُ الْمَلِكِ بْنُ شُعَيْبٍ عَنْ
الْثَّيْبِيِّ قَالَ حَدَّثَنَا أَبِي عَنْ جَدِّهِ قَالَ نَأْيِيحُ
بْنُ خَالِدٍ عَنْ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ
وَأَبِي سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ أَنَّكَمَا حَدَّثَنَا عَنْ
أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى
اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَعِيَ لِلنَّاسِ النَّجَاشِيَّ الْيَوْمَ الَّذِي
مَاتَ فِيهِ فَخَرَجَ بِهِمْ إِلَى الْمَصَلَّى وَكَبَّرَ أَرْبَعًا تَكْبِيرَاتٍ -

۲۱۰۱ - وَحَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ النَّاقِدِ وَحَسَنُ بْنُ الْحَلَوَانِيِّ
وَعَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ قَالُوا نَأْيِيحُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ

مومن دنیا کی تکلیفوں سے آرام پاتا ہے اور کافر دیکھے مرنے
سے انسانوں، شہروں، دینوں اور جانوروں کو آرام دیتا
ہے۔

ایک اور سند سے یہی روایت منقول ہے اس
میں ہے کہ مومن دنیا کی تکلیفوں اور مصیبتوں سے نجات پا کر
اللہ تعالیٰ کی رحمت حاصل کر لیتا ہے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جس
دن نجاشی کا انتقال ہوا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
لوگوں کو نجاشی کے انتقال کی خبر دی پھر آپ عید گاہ گئے
اور چار تکبیروں کے ساتھ نماز جنازہ پڑھی

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حبشہ کے بادشاہ نجاشی کی وفات
کی اسی دن خبر دی جس دن اس کا انتقال ہوا تھا۔ آپ نے
فرمایا اپنے بھائی کے لیے استغفار کرو ایک اور سند سے
مروی ہے کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عید گاہ میں صلیبی بنائیں اور چار تکبیروں
کے ساتھ نماز جنازہ پڑھی۔

ایک اور سند سے بھی ایسی ہی روایت ہے۔

کامیل فضیل بن حسین الجحدری واللفظ لا فی
کامیل قال لا حتماء وهو ابن زید عن ثابت البنانی
عن ابي رافع عن ابي هريرة ان امراة سوداء
كانت تكلم المسجداً وشأتا ففقد رسول الله
صلى الله عليه وسلم فسألها عنها او عنه ففعلوا
مات قال افلا كنتم اء تشموني قال فكأنتم
صفر ما أموها وأمره فقال وكنت على قبره
فدثرت ففعلت عليهما ثم قال إن هذه القبور
مملوءة ظلمة على أهلها وإن الله يتورها
لهم يصلوني عليهم

۲۱۱۱ - حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَمُحَمَّدُ
بْنُ الْكَلْبِيِّ وَابْنُ بَقَّارٍ قَالُوا نَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ قَالَ
نَاشِئَةً وَقَالَ أَبُو بَكْرٍ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ عَمْرِو بْنِ مَرْثَدَةَ
عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبِي لَيْلَى قَالَ كَانَ زَيْدٌ رَضِيَ
اللَّهُ عَنْهُ يَكْتَبُ عَلَى جَنَازَتَا رُبْعًا وَأَقَّةً كَبْرًا عَلَى
جَنَازَةٍ خَمْسًا فَسَأَلْتُهُ فَقَالَ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى
اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَكْتَبُهَا -

۲۱۱۲ - وَحَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَ
عَمْرُو بْنُ الْقَاسِمِ وَزُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ وَابْنُ كَثِيرٍ قَالُوا
نَا سُفْيَانُ عَنْ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَالِمٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ
عَامِرِ بْنِ رَبِيعَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ
اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا رَأَيْتُمُ الْجَنَازَةَ
فَقُومُوا إِلَيْهَا حَتَّى تُخَلِّقَكُمْ أَوْ تَوَضَّعَ -

۲۱۱۳ - وَحَدَّثَنَا ابْنُ رُمَيْحٍ قَالَ أَنَا النَّثِثُ حَرْ
حَدَّثَنِي حَرَمَلَةُ قَالَ أَنَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ أَخْبَرَنِي
يُونُسُ جَمِيعًا عَنِ ابْنِ شِهَابٍ بِهَذَا الْإِسْنَادِ وَ
حَدِيثُ يُونُسَ أَنَّ مِمَّا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ -

ایک حبشی عورت یا حبشی جوان مسجد کی صفائی کرتا تھا،
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُس کو نہیں دیکھا تو اس کے
متعلق پوچھا۔ صحابہ نے عرض کیا وہ فوت ہو گیا! آپ نے
فرمایا تم نے مجھے کیوں نہیں خبر دی؟ راوی کہتے ہیں کہ صحابہ
نے اس مسئلے کو معمول سمجھا تھا، آپ نے فرمایا مجھے اس کی
قبر دکھاؤ! آپ نے اس پر نماز پڑھی، پھر آپ نے فرمایا یہ قبر میری
سے جبری ہوئی ہیں اور میری نماز کی وجہ سے اللہ تعالیٰ ان قبروں
کو روشن کر دیتا ہے۔

عبدالرحمن بن ابی بلی بیان کرتے ہیں کہ زید رضی اللہ
عنه ہمارے جنازوں پر چار تکبیریں کہتے تھے انہوں نے
ایک جنازہ پر پانچ تکبیریں کہیں۔ میں نے ان سے پوچھا تو انہوں
نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی ایسا ہی کرتے تھے۔

حضرت عامر بن ربیعہ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ
علیہ وسلم نے فرمایا جب تم جنازے کو دیکھو تو اس کے لیے
کھڑے ہو جاؤ حتیٰ کہ وہ آگے چلا جائے یا اسے زمین پر رکھ
دیا جائے۔

ایک اور سند سے بھی ایسی ہی روایت ہے۔

الشَّيْبَانِي فِي عَنِ الشَّعْبِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلَّى عَلَى قَبْرِ بَعْدَ مَا دُفِنَ فَكَبَّرَ عَلَيْهِ أَرْبَعًا قَالَ الشَّيْبَانِيُّ فَقُلْتُ لِلشَّعْبِيِّ مَنْ حَدَّثَكَ هَذَا قَالَ الثَّقَلَةُ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا هَذَا لَفْظُ حَدِيثٍ حَسَنٍ وَفِي رِكَائِيَةِ ابْنِ كَثِيرٍ قَالَ أَنْتَهَى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى قَبْرِ رَاطِبٍ وَصَلَّى عَلَيْهِ وَصَلُّوا خَلْفَهُ وَكَبَّرَ أَرْبَعًا قُلْتُ لِغَامِرٍ مَنْ حَدَّثَكَ قَالَ الثَّقَلَةُ مَنْ شَهِدَ هَذَا ابْنُ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا -

شعبانی نے کہا تبیں یہ حدیث کس نے بیان کی ہوں نے کہا ایک مستبر ثعلبی یعنی حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے۔ ایک اور روایت میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک تازہ قبر پر پہنچے اور اس پر ناز پڑھی، صلبہ کلم نے بھی آپ کی اقتداء میں ناز پڑھی اور چار تکبیریں کہیں، راوی کہتے ہیں میں نے عامر سے پوچھا تبیں یہ حدیث کس نے بیان کی انہوں نے کہا ایک ایسے معتبر آدمی نے جس کے پاس حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما آئے تھے۔

ایک اور سند سے بھی حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی یہ روایت ہے لیکن اس میں چار تکبیروں کا ذکر نہیں ہے۔

۲۱۰۷ - حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى قَالَ أَنَا هُشَيْمٌ وَحَدَّثَنَا حَسَنُ الرَّبِيعِ وَأَبُو كَامِلٍ قَالَا نَا عَبْدُ الْوَاحِدِ بْنُ زِيَادٍ وَحَدَّثَنَا إِسْمَعِيلُ بْنُ إِبرَاهِيمَ قَالَ أَنَا جَرِيرٌ وَحَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ حَاتِمٍ قَالَ نَا وَكِيعٌ قَالَ نَا سُفْيَانُ وَحَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُعَاذٍ قَالَ نَا أَبِي حَرْبٍ وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى قَالَ نَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ قَالَا نَا شُعْبَةُ كُلُّ هَؤُلَاءِ عَنِ الشَّيْبَانِيِّ عَنِ الشَّعْبِيِّ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَكَانَ فِي حَدِيثِهِ أَحَدٌ مِنْهُمْ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَبَّرَ عَلَيْهِ أَرْبَعًا -

ایک اور سند سے بھی حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی یہ روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے قبر پر ناز پڑھی لیکن اس میں چار تکبیروں کا ذکر نہیں ہے۔

۲۱۰۸ - وَحَدَّثَنِي أَبُو غَسَّانَ التُّسَمِيُّ مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الرَّازِيِّ قَالَ نَا يَحْيَى بْنُ الْفَرَّاسِ قَالَ نَا إِبرَاهِيمُ بْنُ طَهْمَانَ عَنْ أَبِي حَصِينٍ كِلَاهُمَا عَنِ الشَّعْبِيِّ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي صَلَاتِهِ عَلَى الْقَبْرِ نَحْوُ حَدِيثِ الشَّيْبَانِيِّ لَيْسَ فِي حَدِيثِهِمْ وَكَثِيرًا أَرْبَعًا -

۲۱۰۹ - وَحَدَّثَنِي إِبرَاهِيمُ بْنُ مُحَمَّدٍ عَنْ عَمْرَةَ السَّامِيَّةِ قَالَا نَا عُثْمَانُ قَالَ نَا شُعْبَةُ عَنْ حَبِيبِ بْنِ شَهِيدٍ عَنْ ثَابِتٍ عَنْ أَنَسٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلَّى عَلَى قَبْرِ -

۲۱۱۰ - وَحَدَّثَنِي أَبُو التَّيْبِ الزُّهْرِيُّ وَأَبُو

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک قبر پر ناز پڑھی۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ

۲۱۱۸۔ وَحَدَّثَنِي سَعِيدُ بْنُ يُونُسَ وَعَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ قَالَا لَا إِسْمَاعِيلَ وَهُوَ ابْنُ عَلِيَّةَ عَنْ هِشَامِ بْنِ مُثَنَّى عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مِقْسَمٍ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ مَرَّتْ جَنَازَةٌ فَقَامَ لَهَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُمْنَا مَعَهُ فَقُلْنَا يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنَّهَا يَهُودِيَّةٌ فَقَالَ إِنَّ الْمَوْتَ فَزَعٌ فَإِذَا دَأَيْتُمُ الْجَنَازَةَ فَقُومُوا۔

۲۱۱۹۔ وَحَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ قَالَ نَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ قَالَ أَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ قَالَ أَخْبَرَنِي أَبُو الزُّبَيْرِ أَنَّهُ سَمِعَ جَابِرًا يَقُولُ قَامَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَجَنَازَةٍ مَرَّتْ بِهِ حَقٌّ تَوَارَتْ۔

۲۱۲۰۔ وَحَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ قَالَ نَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ قَالَ أَخْبَرَنِي أَبُو الزُّبَيْرِ أَيْضًا أَنَّهُ سَمِعَ جَابِرًا يَقُولُ قَامَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَصْحَابُهُ لَجَنَازَةٍ يَهُودِيَةٍ حَتَّى تَوَارَتْ۔

۲۱۲۱۔ وَحَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ قَالَ نَا عَنْدَ رُحْنِ شُعْبَةَ ح وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى وَابْنُ بَشَّارٍ قَالَ نَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ قَالَ نَا شُعْبَةُ عَنْ عَمْرِو بْنِ مُرَّةَ عَنْ ابْنِ أَبِي لَيْلَى أَنَّ قَيْسَ بْنَ سَعْدٍ وَسَهْلَ بْنَ حَنِيفٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا كَانَا لِقَادِسِيَّةٍ فَمَرَّتْ بِهِمَا جَنَازَةٌ فَقَامَا فَقِيلَ لَهُمَا إِنَّهُمَا مِنْ أَهْلِ الْأَرْضِ فَقَالَ أَيْسَتْ نَفْسًا۔

۲۱۲۲۔ وَحَدَّثَنَا ثَنِيَّةُ النَّاسِمِ بْنِ زَكْرِيَّا قَالَ نَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُوسَى عَنْ شَيْبَانَ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ عَمْرِو بْنِ مُرَّةَ بِهَذَا الْإِسْنَادِ وَفِيهِ فَقَالَ لَكُنَّا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَمَرَّتْ عَلَيْنَا جَنَازَةٌ۔

۲۱۲۳۔ وَحَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ نَا الثَّيْثُ

حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ ایک جنازہ گزرا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس کے لیے کھڑے ہو گئے ہم نے عرض کیا: یا رسول اللہ! یہ یہودیہ تھی! آپ نے فرمایا موت گھبراہٹ کا سبب ہے، جب تم جنازہ دیکھو تو کھڑے ہو جاؤ!

حضرت جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ایک جنازہ گزرا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس وقت تک کھڑے رہے جب تک وہ نگاہوں سے اوجھل نہیں ہوا۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک یہودی کا جنازہ گزرا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے اصحاب کھڑے رہے حتیٰ کہ وہ نگاہوں سے اوجھل ہو گیا۔

قیس بن سعد اور سہل بن حنیف رضی اللہ عنہما قادیسیہ میں تھے ان کے پاس سے ایک جنازہ گزرا تو وہ دونوں کھڑے ہو گئے، ان سے کہا گیا کہ یہ تو کافر تھا، انھوں نے کہا کہ آخر یہ ذی روح تو ہے۔

ایک اور سند سے بھی ایسی ہی روایت ہے۔ اس میں یہ ہے کہ انھوں نے کہا ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے، ہمارے سامنے ایک جنازہ گزرا۔

حضرت سعد بن معاذ کہتے ہیں کہ نافع بن جابر نے مجھے

۲۱۱۴۔ وَحَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ نَا لَيْثٌ
ح وَحَدَّثَنَا ابْنُ رُمَيْحٍ قَالَ أَنَا لَيْثٌ عَنْ نَافِعٍ عَنْ
ابْنِ عُمَرَ عَنْ عَامِرِ بْنِ رَبِيعَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِذَا دَاوَى أَحَدُكُمْ الْجَنَازَةَ
فَإِنْ لَمْ يَكُنْ مَا شِئْنَا مَعَهَا فَلْيَقُمْ حَتَّى تَخْلِفَهُ أَوْ
تُوضَعَ مِنْ قَبْلِ أَنْ تَخْلِفَهُ۔

۲۱۱۵۔ وَحَدَّثَنِي أَبُو كَامِلٍ قَالَ نَا حَمَّادٌ ح وَ
حَدَّثَنِي يَحْيَى بْنُ زَاهِرٍ قَالَ نَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ جَعْفَرٍ
عَنْ أَيُّوبَ ح وَحَدَّثَنَا ابْنُ الْمُنْثَنَّى قَالَ نَا يَحْيَى بْنُ
سَعِيدٍ عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ ح وَحَدَّثَنَا ابْنُ عَدِيٍّ عَنْ ابْنِ
عَوْنٍ ح وَحَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ نَافِعٍ قَالَ نَا
عَبْدُ الرَّزَّاقِ قَالَ أَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ كُثْمَةُ عَنْ
كَافِرٍ بِهَذَا الْإِسْنَادِ نَحْوُ حَدِيثِ لَيْثِ بْنِ
سَعْدٍ غَيْرَ أَنَّ حَدِيثَ ابْنِ جُرَيْجٍ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى
اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا دَاوَى أَحَدُكُمْ الْجَنَازَةَ فَلْيَقُمْ
حِينَ يَرَاهَا حَتَّى تَخْلِفَ إِنْ كَانَ غَيْرَ مُتَّبِعِهَا۔

۲۱۱۶۔ وَحَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ قَالَ نَا
حَرِيرٌ عَنْ سَهْلِ بْنِ أَبِي صَالِحٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ
الْحَدَّثَنِي رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى
اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا اتَّبَعْتُمْ جَنَازَةً فَلَا تَجْلِسُوا
حَتَّى تُوضَعَ۔

۲۱۱۷۔ وَحَدَّثَنِي سَرِيَّةُ بْنُ يُوْنُسَ وَعَلِيُّ بْنُ جَعْفَرٍ
قَالَا نَا إِسْمَاعِيلُ وَهُوَ ابْنُ عَلِيَّةَ عَنْ هِشَامِ الدَّسْتَوَائِي
ح وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى وَاللَّفْظُ لَهُ قَالَ نَا مُعَاذُ
وَهُوَ ابْنُ هِشَامٍ قَالَ حَدَّثَنِي أَبِي عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي
كَثِيرٍ قَالَ نَا أَبُو سَلَمَةَ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ
الْحَدَّثَنِي أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ
إِذَا رَأَيْتُمُ الْجَنَازَةَ فَاقْضُوا مِنَ تَبِعِهَا كُلِّ جَلْسٍ
حَتَّى تُوضَعَ۔

حضرت عامر بن ربیعہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی
صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تم میں سے کوئی شخص جنازہ دیکھے
اگر وہ کسی وجہ سے اس کے ساتھ نہ جاسکے تو اسی وقت تک
کھڑا رہے جب تک وہ آگے نہ نکل جائے یا آگے جانے
سے پہلے اسے (زمین پر) رکھ دیا جائے۔

ابن جریر بیان کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے
فرمایا جب تم میں سے کوئی شخص جنازہ دیکھے اور وہ اس کے ساتھ
نہ جاسکے تو اسی وقت تک کھڑا رہے جب تک وہ آگے نہ نکل
جائے۔

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں
کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تم جنازہ کے ساتھ
جاؤ تو اس وقت تک بیٹھا جب تک جنازہ رکھ نہ دیا جائے۔

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تم جنازہ کو دیکھو
تو کھڑے ہو جاؤ اور جو جنازہ کے ساتھ جائے وہ جنازہ
رکھنے سے پہلے نہ بیٹھے۔

عن شعبه بهذا الإسناد -

۲۱۲۸ - وَحَدَّثَنِي هَارُونُ بْنُ سَعِيدٍ الْأَيْلِيُّ قَالَ نَا ابْنَ وَهْبٍ قَالَ أَخْبَرَنِي مُعَاوِيَةُ بْنُ صَالِحٍ عَنْ حَبِيبِ بْنِ عُثَيْبٍ عَنْ جُبَيْرِ بْنِ نُفَيْرٍ سَمِعَهُ يَقُولُ سَمِعْتُ عَوْفَ بْنَ مَالِكٍ يَقُولُ صَلَّى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى جَنَازَةٍ فَحَفِظْتُ مِنْ دُعَائِهِ وَهُوَ يَقُولُ اللَّهُمَّ اغْفِرْ لَهُ وَارْحَمْهُ وَعَافِهِ وَاعْفُ عَنْهُ وَارْحَمْ أَهْلَ بَيْتِهِ وَارْحَمْ مَدْخَلَهُ وَارْحَمْ أَهْلَهُ بِالْمَاءِ وَالْثَلْبِ وَالْبَرْدِ وَلَقِهِ مِنَ الْخَطَايَا كَمَا تَقَبَّلُ الثُّوبَ الْأَبْيَضَ مِنَ الْقَاسِ وَأَبْدَلَهُ دَارَ آخِرَاتٍ مِنْ دَارِهِ وَأَهْلًا خَيْرًا مِنْ أَهْلِهِ وَرَجَا خَيْرًا مِنْ رَوْحِهِ وَأَدْخَلَهُ الْجَنَّةَ وَأَعَدَّ لَهُ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ وَمِنْ عَذَابِ النَّارِ قَالَ حَتَّى تَمُوتَ أَنْ أَكُونَ أَنَا ذَلِكَ الْمَيِّتَ وَحَدَّثَنِي عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ جُبَيْرٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَوْفِ بْنِ مَالِكٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَنْحُو هَذَا الْحَدِيثَ أَيْضًا -

۲۱۲۹ - وَحَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ أَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ مَهْدِيٍّ قَالَ نَا مُعَاوِيَةُ بْنُ صَالِحٍ بِإِسْنَادٍ مِنْ جَمِيعًا نَحْوَ حَدِيثِ ابْنِ وَهْبٍ -

۲۱۳۰ - حَدَّثَنَا نَصْرُ بْنُ عَلِيٍّ الْجَهْضِيُّ وَاسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ كِلَاهُمَا عَنْ عِيسَى بْنِ يُونُسَ عَنْ أَبِي حَمْدَةَ الْجَمْعِيِّ وَحَدَّثَنِي أَبُو الطَّاهِرِ هَارُونُ بْنُ سَعِيدٍ الْأَيْلِيُّ وَاللَّفْظُ لِأَبِي الطَّاهِرِ قَالَ نَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ أَخْبَرَنِي عَمْرُو بْنُ الْحَارِثِ عَنْ أَبِي حَمْدَةَ بْنِ سُلَيْمٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ جُبَيْرِ بْنِ نُفَيْرٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَوْفِ بْنِ مَالِكٍ الْأَشْجَعِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلَّى عَلَى جَنَازَةٍ يَقُولُ اللَّهُمَّ اغْفِرْ لَهُ وَارْحَمْهُ وَ

حضرت عوف بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک جنازے کی نماز پڑھی میں نے اس جنازے میں آپ کی دعا کے الفاظ یاد رکھے وہ یہ ہیں (ترجمہ:) اے اللہ اس کی مغفرت فرما، اس پر رحم فرما، اس کو مافیت میں رکھ اور اس کو معاف فرما، اس کی عزت کے ساتھ مہمانی کر، اس کے مدخل کو وسیع کر، اس کو پانی، برف اور اولوں سے دھو قال، اس کو گناہوں سے اس طرف صاف کر دے جس طرح سفید کپڑے کو میل سے صاف کر دیتا ہے۔ اس کے (دنیاوی) گھر کے بدلہ میں اس سے بہتر گھر عطا فرما۔ اس کے (دنیاوی) گھر والوں کے بدلہ میں بہتر گھر دے عطا فرما۔ اس کی (دنیاوی) بیوی کے بدلہ میں اس سے بہتر بیوی عطا فرما، اس کو جنت میں داخل فرما، اس کو عذاب قبر اور عذاب نار سے محفوظ رکھ۔ حضرت عوف کہتے ہیں کہ اس وقت میں نے یہ تمنا کی کہ کاش وہ مرنے والا میں ہوتا (تاکہ یہ دعا مجھے مل جاتی)۔

ایک اور سند سے بھی ایسی ہی روایت منقول ہے۔

حضرت عوف بن مالک اشجعی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک جنازے کی نماز پڑھی اور اس میں یہ دعا مانگی: (ترجمہ:) اے اللہ! اس کو بخش دے، اس پر رحم فرما، اس کو معاف فرما، اس کو مافیت میں رکھ، اس کی اچھی مہمانی فرما، اس کے مدخل کو وسیع کر، اس کو پانی، برف اور اولوں سے دھو دے، اس کو گناہوں سے اس طرح صاف کر دے جس طرح سفید کپڑے کو میل سے صاف کر دیا جاتا ہے۔ اس کو (دنیاوی) گھر کے بدلہ میں اچھا گھر عطا فرما، اور (دنیاوی) گھر والوں کے بدلہ میں اچھے گھر

ح وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ أَبِي بَرْزَةَ الْغَلَفِيِّ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ ﷺ
 قَالَ أَنَا النَّبِيُّ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ عَنْ وَاقِدِ بْنِ عَزْرٍ
 ابْنِ سَعْدِ بْنِ مُعَاذٍ أَنَّهُ قَالَ رَأَيْتُ نَافِعَ بْنَ جُبَيْرٍ وَ
 نَحْنُ فِي جَنَازَةٍ قَائِمًا وَقَدْ جَلَسَ يَنْتَظِرُ أَن
 تَوْضَعَ الْجَنَازَةَ فَقَالَ لِي مَا يَعْصِمُكَ فَقُلْتُ أَنْتَظِرُ أَنْ
 تَوْضَعَ الْجَنَازَةَ لِعَلَّ يَحْدِثُ أَبُو سَعِيدٍ الْخُدْرِيُّ
 رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ فَقَالَ نَافِعٌ فَإِنَّ مَسْعُودَ بْنَ الْحَكَمِ
 حَدَّثَنِي عَنْ عَلِيِّ بْنِ طَالِبٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّهُ
 قَالَ قَامَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

ثُمَّ قَعَدَ - ۲۱۲۴ - وَحَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى وَاسْحَقُ بْنُ
 إِبْرَاهِيمَ وَابْنُ أَبِي عُمَرَ جَمِيعًا عَنِ الثَّقَفِيِّ قَالَ ابْنُ
 الْمُثَنَّى كَأَعْبَدُ الْوَهَّابِ قَالَ سَمِعْتُ يَحْيَى بْنَ سَعِيدٍ
 قَالَ أَخْبَرَنِي وَاقِدُ بْنُ عَزْرٍ وَابْنُ سَعْدِ بْنِ مُعَاذٍ
 الْأَنْصَارِيُّ أَنَّ نَافِعَ بْنَ جُبَيْرٍ أَخْبَرَهُ أَنَّ مَسْعُودَ بْنَ
 الْحَكَمِ أَخْبَرَهُ أَنَّ سَمِعَ عَلِيَّ بْنَ أَبِي طَالِبٍ يَقُولُ فِي
 شَأْنِ الْجَنَازَةِ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
 قَامَ ثُمَّ قَعَدَ وَاتَّصَحَّتْ بِذَلِكَ لِأَنَّ نَافِعَ
 بْنَ جُبَيْرٍ رَأَى وَاقِدَ بْنَ عَزْرٍ وَتَمَّارَ حَتَّى وَضِعَتِ الْجَنَازَةُ -
 ۲۱۲۵ - وَحَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ قَالَ نَا بَنُ أَبِي
 زَائِدَةَ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ بِهَذَا الْإِسْنَادِ -

۲۱۲۶ - وَحَدَّثَنِي زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ مَا
 عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ مَهْدِيٍّ قَالَ نَاشِعَةُ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ
 الشَّكْرِ قَالَ سَمِعْتُ مَسْعُودَ بْنَ الْحَكَمِ يُحَدِّثُ
 عَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ رَأَيْنَا رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى
 اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَامَ فَقُمْنَا وَقَعَدَ فَقَعَدْنَا
 يَعْنِي فِي الْجَنَازَةِ -

۲۱۲۷ - وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ أَبِي بَكْرٍ الْمَقْدِسِيُّ
 وَحَبِيبُ اللَّهِ بْنُ سَعِيدٍ قَالَا نَا يَحْيَى وَهُوَ الْقَطَّانُ

دیکھا اٹل جائیکہ ہم جنازہ میں کھڑے تھے پھر بیٹھ گئے
 جنازہ کے رکے جانے کا انتظار کر رہے تھے، انھوں نے
 مجھ سے کہا: تم کو کس چیز نے کھڑا کیا ہوا ہے میں نے کہا
 میں جنازہ رکے جانے کا انتظار کر رہا ہوں، کیونکہ حضرت
 سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا مدینہ بیان کرتے ہیں، نافع سے
 کہا کہ مسعود بن حکم، حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے بیان
 کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پہلے کھڑے ہوئے
 تھے پھر بیٹھ گئے۔

حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ جنازہ کے رکے جانے
 میں کہتے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پہلے کھڑے ہوئے
 پھر بیٹھ گئے اور یہ حدیث اس لیے بیان کی کہ نافع بن جابر نے
 واقعہ بن عمر کو دیکھا کہ وہ جنازہ کے رکے جانے تک کھڑے
 رہے۔

ایک اور سند سے بھی ایسی ہی روایت ہے۔

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم نے
 دیکھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہوئے تو ہم کھڑے
 ہو گئے اور آپ بیٹھے تو ہم بیٹھ گئے یعنی جنازہ میں۔

ایک اور سند سے بھی ایسی ہی روایت ہے۔

الصَّلَاةَ وَسَطَهَا وَفِيهَا وَابْنُ الْمُثَنَّى قَالَ
حَدَّثَنِي عَبْدُ اللَّهِ بْنُ بَرْدٍ قَالَ قَالَ فَقَامَ
عَلَيْهَا لِلصَّلَاةِ وَسَطَهَا .

۲۱۳۳ - وَحَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى وَابْنُ بَكْرِ
بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَاللَّفْظُ لِيَحْيَى قَالَ أَبُو بَكْرٍ نَا وَقَالَ
يَحْيَى أَنَا وَكَيْفَ عَنْ مَالِكِ بْنِ مَعْمُورٍ عَنْ سَمَاءِ
بْنِ حَرْبٍ عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ
قَالَ أَرَى النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَغْرَسُ مَعْرُوفًا
فَرَكِبَ حِينَئِذٍ الصَّرَفَ مِنْ جَنَازَتَيْنِ النَّحْدَاجِ
وَنَحْنُ نَمْشِي حَوْلَهُ .

۲۱۳۵ - وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى وَمُحَمَّدُ
بْنُ بَشَّارٍ وَاللَّفْظُ لِابْنِ الْمُثَنَّى قَالَ نَا مُحَمَّدُ بْنُ
جَعْفَرٍ قَالَ نَا شُعْبَةُ عَنْ سَمَاءِ بْنِ حَرْبٍ عَنْ جَابِرِ
بْنِ سَمُرَةَ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ قَالَ صَلَّى رَسُولُ
اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى ابْنِ النَّحْدَاجِ
ثُمَّ أَقْبَى يَغْرَسُ عُرِّي فَعَقَلَهُ رَجُلٌ فَرَكِبَهُ فَبَعَلَ
يَتَوَقَّصُ بِهِ وَنَحْنُ نَنْتَعِبُهُ وَنَسْتَعِي خَلْفَهُ قَالَ
فَقَالَ رَجُلٌ مِنَ الْمُؤْمِرِينَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ كَرُمٌ مِنْ عِدَّتِي مُعَلِّقٌ أَوْ مُدَلَّى فِي الْجَنَّةِ
لِابْنِ النَّحْدَاجِ وَقَالَ شُعْبَةُ لِابْنِ النَّحْدَاجِ .

۲۱۳۶ - وَحَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى قَالَ أَنَا
عَبْدُ اللَّهِ بْنُ جَعْفَرٍ التِّسْوَرِيُّ عَنْ إِسْمَاعِيلَ بْنِ
مُحَمَّدٍ عَنْ عَامِرِ بْنِ سَعْدٍ عَنْ أَبِي وَقَّاصٍ أَنَّ سَعْدَ
بْنَ أَبِي وَقَّاصٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ فِي مَرَضِهِ الَّذِي
هَلَكَ فِيهِ النَّحْدُ وَابْنُ لَحْدَا وَانْصَبُوا عَلَى اللَّيْنِ
نَصْبًا كَمَا صَنَعَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
۲۱۳۷ - حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى قَالَ أَنَا وَكَيْفَ
ح وَحَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ قَالَ نَا غُسْدَمُ
وَوَكَيْفَ جَمِيعًا عَنْ شُعْبَةَ ح وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ

کھڑے ہوئے .

حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں غل پہنچا کا ایک گھوڑا لایا
گیا جب آپ ابن وصلاح کے جنازے سے فارغ ہوئے
تو آپ اس گھوڑے پر سوار ہو کر آئے اور ہم آپ کے چاروں
طرف پیدل چل رہے تھے .

حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابن وصلاح کی نماز جنازہ پڑھی
پھر آپ کے لیے سنگی پشت والا گھوڑا لایا گیا، ایک شخص نے
اس کو پکڑا اور آپ اس پر سوار ہوئے، وہ گھوڑا دھکی چال
چلنے لگا ہم آپ کے پیچھے جاگتے ہوئے چل رہے تھے جامعیت میں سے ایک
شخص نے کہا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ابن وصلاح
کے لیے جنت میں کتنے خوشے تک رہے ہیں بشبہ
کہتے ہیں کہ ابوالمرحاج کے لیے .

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ نے مرض الموت
میں کہا میرے لیے لحد بنانا اور اس پر کچی اینٹیں لگانا، جس
طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر بنائی گئی تھی .

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر میں سرخ چادر رکھی گئی تھی .

گھر والے عطا فرما اور (دنیا کی) بیوی کے ہاتھ میں بھی بیوی عطا فرما۔ اس کو مذاہب قبر اور مذہب نادر سے محفوظ رکھو۔ عورت کہتے ہیں کہ اس میت کے لیے یہ دعا سن کر (اس وقت) میں نے یہ تمنا کی کہ کاش یہ مرنے والا میں ہوتا۔

اَعْفُ عَنْهُ وَعَافِهِ وَآكِرْ مِنْ نَزْلِهِ وَتَسْغِرْ مِنْ خَلْعِهِ
وَاغْسِلْهُ بِمَاءٍ وَكَلْبٍ وَبُرْدٍ وَنَقِهِ مِنَ النُّعْطَايَا
كَمَا يَنْتَقِي الثُّوبُ الْاَبْيَضُ مِنَ الدَّنَسِ وَآبِدْ لَهُ وَاَنَا
خَيْرًا مِنْ دَارِهِ وَاهْلًا خَيْرًا مِنْ اَهْلِهِ وَزَوْجًا
خَيْرًا مِنْ زَوْجِهِ وَجِزَةً خَيْرًا مِنَ الْقَبْرِ وَعَذَابِ النَّارِ
قَالَ عَوْفٌ فَتَمَنَيْتُ اَنْ لَوْ كُنْتُ اَنَا الْمَيِّتَ لِدُعَاءِ
رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى ذَلِكَ
الْمَيِّتِ -

حضرت سمر بن جندب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی اقتداء میں حضرت کعب کی والدہ کی نماز جنازہ پڑھی جو کہ حالت نفاس میں فوت ہو گئی تھیں۔ ان کی نماز پڑھانے کے لیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کے جنازہ کے وسط میں کھڑے ہوئے۔

۲۱۳۱۔ وَحَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى الْقَسْبِيُّ قَالَ
أَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ بْنِ سَعِيدٍ عَنْ حَسَنِ بْنِ ذَكْوَانَ
قَالَ حَدَّثَنِي عَبْدُ اللَّهِ بْنُ بَرَيْدَةَ عَنْ سَمُرَةَ بْنِ
جَنْدَبٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ صَلَّيْتُ خَلْفَ النَّبِيِّ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَصَلَّى عَلَى أُمِّ كَعْبٍ مَاتَتْ
وَهِيَ لَفْسَاءٌ فَتَامَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ بِالصَّلَاةِ عَلَيْهَا وَسَطَهَا -

ایک اور سند سے یہی روایت ہے لیکن اس میں اُم کعب ذکر نہیں ہے۔

۲۱۳۲۔ حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ قَالَ نَا
ابْنُ الْبَارِكِ وَيَزِيدُ بْنُ هَارُونَ ح وَحَدَّثَنِي عَلِيُّ
بْنُ حَجْرٍ قَالَ أَنَا ابْنُ الْبَارِكِ وَابْنُ الْفَضْلِ بْنُ مُوسَى
كُلُّهُمَا عَنْ حَسَنِ بْنِ يَهْدَى الْأَسْنَدِ وَلَمْ يَذْكُرُوا
أُمَّ كَعْبٍ -

حضرت سمر بن جندب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں لڑکا تھا میں اس وقت آپ کی امادین یا دیکھتا تھا۔ میں وہاں اس لیے نہیں بولتا تھا کہ مجھ سے زیادہ عمر کے لوگ وہاں موجود تھے۔ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اقتداء میں ایک عورت کی نماز پڑھی جو کہ نفاس کی حالت میں فوت ہو گئی تھیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس کی نماز پڑھتے وقت جنازہ کے درمیان میں کھڑے ہوئے، ایک روایت میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس پر نماز پڑھانے کے لیے درمیان میں

۲۱۳۳۔ وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مَثْقُوعٍ وَعُقْبَةُ بْنُ
مُكَدَّمٍ النِّعَمِيُّ قَالَا نَا ابْنُ أَبِي عَدِيٍّ عَنْ حُسَيْنِ عَنْ
عَبْدِ اللَّهِ بْنِ بَرَيْدَةَ قَالَ قَالَ سَمُرَةُ بْنُ جَنْدَبٍ رَضِيَ
اللَّهُ عَنْهُ قَالَ لَقَدْ كُنْتُ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى
اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ غُلَامًا فَكُنْتُ أَحْفَظُ عَنْهُ فَمَا
يَمْنَعُنِي مِنَ الْقَوْلِ إِلَّا أَنْ هُنَا رَجَاءُ لَهُمْ أَسْرُ
مَتَى وَقَدْ صَلَّيْتُ وَرَأَى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ عَلَى امْرَأَةٍ مَاتَتْ فِي بَيْتِهَا فَتَامَ
عَلَيْهَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي

پر عمارت تعمیر کرنے سے منع فرمایا ہے۔

عَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ نَهَى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يُجَصَّصَ الْقُبُورُ وَأَنْ يُقْعَدَ عَلَيْهَا وَأَنْ يُبْنَى عَلَيْهَا .

ایک اور سند سے بھی ایسی ہی روایت ہے۔

۲۱۴۲ - وَحَدَّثَنِي هَارُونُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ نَا حَنَابِلَةُ بْنُ مُحَمَّدٍ وَحَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ مَرْثَدٍ قَالَ نَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ جَمِيعًا عَنْ ابْنِ جُرَيْجٍ قَالَ أَخْبَرَنِي أَبُو الزُّبَيْرِ أَنَّهُ سَمِعَ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللَّهِ يَقُولُ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَمْتَلِئُ .

حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قبروں کے پختہ بنانے سے منع فرمایا ہے۔

۲۱۴۳ - وَحَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى قَالَ أَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ عُلَيَّةَ عَنْ أَيُّوبَ عَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ نَهَى عَنْ تَقْصِيفِ الْقُبُورِ .

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر کوئی شخص انکاروں پر بیٹھ جائے جس سے اس کے کپڑے جل جائیں اور آگ اس کی کھال تک پہنچ جائے تو یہ قبر پر بیٹھنے سے بہتر ہے۔

۲۱۴۴ - وَحَدَّثَنِي زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ نَا جَرِيرُ بْنُ سُهَيْلٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَجْلِسُ أَحَدُكُمْ عَلَى جَمْرَةٍ فَتَخْرِقَ ثِيَابَهُ فَتَخْلُصَ إِلَى جُلْدِهِ خَيْرٌ لَهُ مِنْ أَنْ تَجْلِسَ عَلَى قَبْرِ عَبْدٍ .

ایک اور سند سے بھی ایسی ہی روایت ہے۔

۲۱۴۵ - وَحَدَّثَنَا كُثَيْبَةُ بْنُ سُوَيْدٍ قَالَ نَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ أَبِي الرَّادِ وَحَدَّثَنِي عَنْهُ النَّاقِدُ قَالَ نَا أَبُو أَحْمَدَ الزُّبَيْرِيُّ قَالَ نَا سَفِيَّانُ عَنْ سُهَيْلٍ هَذَا إِسْنَادٌ نَحْوُهُ .

حضرت ابو ہریرہ غنوی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قبروں پر بیٹھو نہ ان کی طرف نماز پڑھو۔

۲۱۴۶ - وَحَدَّثَنِي عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ السَّعْدِيُّ قَالَ نَا الْوَلِيدُ بْنُ مُسْلِمٍ عَنْ ابْنِ جَابِرٍ عَنْ بُسْرِ بْنِ عُبَيْدٍ اللَّهُ عَنْ وَائِلَةَ عَنْ أَبِي مَرْثَدٍ الْغَنَوِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَجْلِسُوا عَلَى الْقُبُورِ وَلَا تُصَلُّوا إِلَيْهَا .

حضرت ابو ہریرہ غنوی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قبروں کی طرف نماز پڑھو نہ ان پر بیٹھو۔

۲۱۴۷ - حَدَّثَنَا حَسَنُ بْنُ الزُّبَيْرِ الْجَلَّانِيُّ قَالَ نَا ابْنُ الْمُبَارَكِ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ يَزِيدَ عَنْ بُسْرِ بْنِ عُبَيْدٍ اللَّهُ عَنْ أَبِي ذَرٍّ الْخَوْلَدِيِّ

الْمَتَّى وَالْفُظَّ لَهُ قَالَ نَائِيحِي بْنُ سَعِيدٍ قَتَالَ نَا
شُعْبَةَ قَالَ نَا أَبُو جَمَّةَ هَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ جُلَّ
فِي قَبْرِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَطِيفَةً
حَمْرَاءُ قَالَ مُسْلِمٌ أَبُو جَمَّةَ هَ لَأَسْمُهُ نَصْرُ بْنُ عِمْرَانَ
وَأَبُو الْقِيَّاحِ اسْمُهُ يَزِيدُ بْنُ حَنِيْدٍ مَا قَاتَا بِسَرَحِينَ
۲۱۳۸ - حَدَّثَنَا أَبُو الْقَاسِمِ أَحْمَدُ بْنُ عَمْرِو
قَالَ نَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ أَخْبَرَنِي عَمْرُو بْنُ الْحَارِثِ
ح وَحَدَّثَنَا هَارُونُ بْنُ سَعِيدٍ الْأَدْبِيُّ قَالَ نَا ابْنُ
وَهْبٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ الْحَارِثِ فِي رِوَايَةِ أَبِي
الْقَاسِمِ أَنَّ عَلِيَّ بْنَ الْحُسَيْنِ أَتَى حَدَّثَنَا وَفِي رِوَايَةِ
هَارُونُ أَنَّ ثَمَامَةَ بْنَ شَيْخٍ حَدَّثَهُ قَالَ كُنَّا
مَعَ فَضَالَةَ بْنِ عُبَيْدٍ بِأَرْضِ الرُّومِ يَرُدُّ مِن
قَتُوفِي صَاحِبٍ لَنَا فَا مَرَفُضَالَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ
يَقْبُرُهُ فَسُورَ ثُمَّ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى
اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا مَرْءُ يَتَسَوَّيْتَهُمَا -

۲۱۳۹ - حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى وَأَبُو بَكْرِ بْنُ
أَبِي كَثِيبَةَ وَهَارُونُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ يَحْيَى أَنَا وَقَالَ
الْأَخْرَانِ نَا وَكَيْفٌ عَنْ سُفْيَانَ عَنْ حَبِيبِ بْنِ أَبِي
ثَابِتٍ عَنْ أَبِي وَائِلٍ عَنْ أَبِي الْقَاسِمِ الْأَسَدِيِّ
قَالَ قَالَ لِي عَلِيٌّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَلَا أَبْعَثُكَ
عَلَى مَا بَعَثَنِي عَلَيْهِ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ أَنْ لَا تَدْعُرَ نِيشًا إِلَّا لَأَطْمَسْتَهُ وَلَا قَبْرًا
مُسَرَّمًا إِلَّا تَسَوَّيْتَهُ

۲۱۴۰ - وَحَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ خَلَّادٍ الْبَاهِلِيُّ
قَالَ نَائِيحِي وَهُوَ الْقَطَّانُ قَالَ نَا سُفْيَانُ قَالَ نَا
حَبِيبٌ هَذَا الْإِسْنَادُ وَقَالَ وَلَا صُورَةَ إِلَّا لَأَطْمَسْتَهُمَا

۲۱۴۱ - وَحَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي كَثِيبَةَ قَالَ
نَا حَقُّ بْنُ غِيَاثٍ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ

ثمامہ بن ثعلبی بیان کرتے ہیں کہ ہم اہل الدین ابی عبید
کے ساتھ روم کے شہر رومس میں تھے، ہمارے ایک ساتھی
کا اشتغال ہو گیا تو حضرت فضالہ رضی اللہ عنہ نے حکم دیا کہ ان
کی قبر زمین کے برابر کر دی جائے اور بیان کیا کہ رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ قبریں زمین کے برابر کر دی
جائیں۔

ابو ابیہاج اسدی بیان کرتے ہیں کہ مجھ سے حضرت
علی رضی اللہ عنہ نے کہا کیا میں تمہیں اس کام کے لیے نہ بھیجوں
جس کام کے لیے مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھیجا
تھا کہ میں ہر تصویر کو مٹا دوں اور ہر اونچی قبر کو (زمین کے) برابر
کر دوں!

ایک اور سند سے ایسی ہی روایت ہے۔ اور اس
میں صورت کا لفظ ہے۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم نے قبر کو بچھڑے بنانے، اسی پر بیٹھنے اور اسی

۲۱۵۰۔ وَحَدَّثَنِي هَارُونُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ وَ
مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ كَالْفُظِّ لَابْنِ رَافِعٍ قَالَ نَا ابْنُ
أَبِي قَدِيلَةَ قَالَ أَنَا الطَّعْنَالِيُّ يَعْنِي ابْنَ عُمَانَ
عَنْ أَبِي سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ أَنَّ عَائِشَةَ كَتَبَتْ
تُوتِي سَعْدُ بْنُ أَبِي وَقَّاصٍ فَسَالَتْ أَدْخُلُوا بِهِ
الْمَسْجِدَ حَتَّى أَصَلِّيَ عَلَيْهِ فَأُفَكِّرَ ذَلِكَ عَلَيْهَا
فَقَالَتْ وَاللَّهِ لَقَدْ صَلَّى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى ابْنِي بَيْضَاءَ فِي الْمَسْجِدِ سُهَيْلٍ
وَأَخِيهِ۔

۲۱۵۱۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى التَّمِيمِيُّ وَيَحْيَى
بْنُ أَكْبُوبَ وَفَتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ يَحْيَى بْنُ يَحْيَى
أَنَا وَقَالَ الْأَخْرَاقِيُّ نَا سَعِيدُ بْنُ جَعْفَرٍ عَنْ
كُثَيْبٍ وَهُوَ ابْنُ أَبِي نَعْمٍ عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَّارٍ عَنْ
عَائِشَةَ أَنَّهَا قَالَتْ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كُلَّمَا كَانَتْ لَيْلَتُهَا مِنْ رَسُولِ اللَّهِ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُخْرِجُ مِنْ آخِرِ اللَّيْلِ إِلَى الْبَقِيعِ
فَيَقُولُ السَّلَامُ عَلَيْكُمْ دَارَ قَوْمٍ مُؤْمِنِينَ وَأَتَاكُمْ
مَا تَوَعَدُونَ عَدًّا مُوَجِّلُونَ وَإِنَّا إِنْ شَاءَ اللَّهُ
بِكُمْ لِلدَّحِقُونَ اللَّهُمَّ اغْفِرْ لِأَهْلِ بَقِيعِ الْغَرْقَدِ
وَلَكُمْ يَقُولُ فَتَيْبَةُ قَوْلُهُ وَأَتَاكُمْ۔

۲۱۵۲۔ وَحَدَّثَنِي هَارُونُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ الْأَبَلِيُّ
قَالَ نَا عَنْهُ اللَّهُ بْنُ وَهْبٍ قَالَ نَا ابْنُ جُرَيْجٍ عَنْ
عَبْدِ اللَّهِ بْنِ كَثِيرٍ بْنِ الْمُطَّلِبِ أَنَّ سَمِعَ مُحَمَّدَ
بْنَ قَيْسٍ يَقُولُ سَمِعْتُ عَائِشَةَ تُحَدِّثُ فَقَالَتْ
أَلَا أُحَدِّثُكُمْ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
وَعَنِّي قُلْنَا بَلَى ح وَحَدَّثَنِي مَنْ سَمِعَ حَجَّاجًا
الْأَحْوَرِيَّ وَالْفُظَّالَةَ قَالَ أَخْبَرَنِي عَبْدُ اللَّهِ رَجُلٌ
مِنْ قُرَيْشٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ قَيْسٍ بِنِ مَحْرُومَةَ بْنِ
الْمُطَّلِبِ أَنَّهَا قَالَتْ يَوْمًا لَدَا أُحَدِّثُكُمْ عَنِّي وَعَنْ

ابو سلمہ بن عبدالرحمن کہتے ہیں کہ جب حضرت سعد بن ابی وقاص
فوت ہو گئے تو حضرت عائشہ نے فرمایا: اس کے
جنازے کو مسجد میں داخل کرو تاکہ میں اس پر نماز جنازہ پڑھوں
صحابہ کی طرف سے اس پر اعتراض کیا گیا تو حضرت عائشہ نے
فرمایا بخدا! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بیضاء کے
دو بیٹوں سہیل اور اس کے بھائی کی نماز جنازہ مسجد میں
پڑھی تھی۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ جب
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی میرے ہاں باری ہوتی تو
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رات کے آخری حصہ میں بقیع
(قبرستان) تشریف لے جاتے اور فرماتے اے جاہل
مومنین! السلام علیکم! تمہارے پاس وہ چیز آچکی ہے جس
کا تم سے وعدہ کیا گیا تھا۔ ان صلوات ہم بھی تمہارے
ساتھ لاحق ہونے والے ہیں! اے اللہ! بقیع غرقہ
والوں کی مغفرت فرما!۔

ابن جریر کہتے ہیں کہ مجھ سے قریش کے ایک شخص
نے کہا کہ محمد بن قیس بن مخزوم بن مطلب ایک دن کہنے لگے کیا
میں تم کو اپنی اور اپنی ماں کی طرف سے حدیث نہ بیان کروں؟
راوی کہتے ہیں کہ ہم نے سمجھا کہ شاید وہ اپنی کسی ماں کا ذکر کر رہے
ہیں، انھوں نے کہا کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کیا
میں تم کو اپنی طرف سے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف
سے حدیث نہ بیان کروں؟ ہم نے کہا کیوں نہیں! حضرت عائشہ
نے فرمایا: اس رات کی بات ہے جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم میرے گھر تھے، آپ نے کر وٹ لے کر چادر اوڑھی

عَنْ وَائِلَةَ بِنِ الْأَسْقَمِ عَنْ أَبِي مَرْثَدٍ الْقَنْوْزِيِّ
رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ لَا تُصَلُّوا إِلَى الْقُبُورِ وَلَا
تَجْلِسُوا عَلَيْهَا -

۲۱۲۸ - حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ السَّعْدِيُّ وَاسْتَحَقَّ
بْنُ إِبْرَاهِيمَ الْحَنْظَلِيُّ وَاللَّفْظُ لِإِسْحَاقَ قَالَ عَلِيُّ نَا
وَقَالَ إِسْحَاقُ أَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ عَبْدِ الْوَاحِدِ
بْنِ حَزْرَةَ عَنْ عُبَادَةَ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الزُّبَيْرِ أَنَّ عَائِشَةَ
أَمَرَتْ أَنْ تَبْنَى بِجَنَازَةِ سَعْدِ بْنِ أَبِي وَقَّاصٍ فِي
الْمَسْجِدِ فَتُصَلَّى عَلَيْهِ فَأَتَى النَّاسُ ذَلِكَ عَلَيْهَا
فَقَالَتْ مَا أَسْرَعَ مَا نَسِيَ النَّاسُ مَا صَلَّى رَسُولُ
اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى سَهِيلِ بْنِ الْبَيْضَاءِ
إِلَّا فِي الْمَسْجِدِ -

۲۱۲۹ - وَحَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ حَاتِمٍ قَالَ نَا
بَهْزُ قَالَ نَا وَهَيْبٌ قَالَ نَا مُوسَى بْنُ عُقْبَةَ عَنْ عَبْدِ
الْوَاحِدِ عَنْ عُبَادَةَ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الزُّبَيْرِ عَنْ
عَائِشَةَ أَنَّهَا قَالَتْ لَمَّا تُوُفِيَ سَعْدُ بْنُ أَبِي وَقَّاصٍ
أَرْسَلَتْ أَزْوَاجَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ
يَبْنُوا بِجَنَازَتِهِ فِي الْمَسْجِدِ فَيُصَلُّونَ عَلَيْهِ
فَفَعَلُوا فَوَقَفَ بِهِ عَلَى حُجْرَتِهِ يُصَلُّونَ عَلَيْهِ ثُمَّ
أُخْرِجَ بِهِ مِنْ بَابِ الْجَنَازَةِ الَّذِي كَانَ رَأَى
الْمَقَاعِدَ فَبَلَغَهُنَّ أَنَّ النَّاسَ عَابُوا ذَلِكَ وَقَالُوا
مَا كَانَتْ الْجَنَازَةُ يَدْخُلُ بِهَا الْمَسْجِدُ فَبَدَّلَهُ
ذَلِكَ عَائِشَةَ فَقَالَتْ مَا أَسْرَعَ النَّاسُ إِلَى أَنْ
يَعْبُوا مَا لَا عِلْمَ لَهُمْ بِهِ عَابُوا عَلَيْنَا أَنْ يَبْنُوا
بِجَنَازَتِهِ فِي الْمَسْجِدِ وَمَا صَلَّى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى
اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى سَهِيلِ بْنِ بَيْضَاءٍ إِلَّا فِي جَوْفِ
الْمَسْجِدِ قَالَ مُسْلِمٌ سَهِيلُ بْنُ وَعْدٍ وَهُوَ ابْنُ
الْبَيْضَاءِ أُمُّهُ بَيْضَاءُ -

عباد بن عبد اللہ بن زبیر (رضی اللہ عنہ) بیان کرتے ہیں
کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ حضرت سعد بن ابی وقاص
کا جنازہ مسجد میں لایا جائے تاکہ وہ بھی اس پر نماز جنازہ پڑھیں
صحابہ کرام نے اس پر اعتراض کیا تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے
فرمایا: لوگ کس قدر جلد بھول گئے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
نے سہیل بن بیضا کی نماز جنازہ مسجد ہی میں پڑھی تھی۔

عباد بن عبد اللہ بن زبیر (رضی اللہ عنہ) کہتے ہیں جب
حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کا انتقال ہو گیا تو ازواج
سہرات نے فرمایا کہ ان کا جنازہ مسجد میں لے آؤ تاکہ ہم بھی ان
کی نماز جنازہ پڑھ لیں، لہذا ایسا ہی کیا گیا اور جنازہ ان کے
جھروں کے سامنے رکھ دیا گیا تاکہ وہ بھی نماز جنازہ پڑھ لیں،
پھر جنازہ کو قاعد کی طرف باب الجنائز سے باہر لے جایا گیا،
جب صحابہ کو اس کا پتا چلا تو انہوں نے اس پر اعتراض کیا اور
کہا جنازہ کو مسجد میں نہیں لے جایا جاتا۔ حضرت عائشہ نے
فرمایا لوگ کس قدر جلد اس بات پر اعتراض کرنے لگے ہیں
جس کو وہ نہیں جانتے، وہ جنازہ کو مسجد میں لائے جانے پر
اعتراض کر رہے ہیں حالانکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
سہیل بن بیضا کی نماز جنازہ مسجد ہی میں پڑھی تھی۔

الْمُسْتَقْدِمِينَ مِنَّا وَالْمُسْتَخِيرِينَ وَإِنَّا
إِنْ شَاءَ اللَّهُ بِكُمْ لَلْخَفِيُّونَ -

کہ تم جا کر اہل بقیع کے لیے بخشش کی دعا کرو! حضرت
عائشہ کہتی ہیں میں نے پوچھا: یا رسول اللہ! کس طرح دعا کروں!
آپ نے فرمایا جا کر کہنا: اے مومنوں اور مسلمانوں کے
گھر والو! ہم سے پہلے جا چکے ہیں اور جو بعد میں جائے گا
ہیں سب پر اللہ تعالیٰ رحم فرمائے اور ہم بھی ان شاء اللہ تمہارے
ساتھ لاحق ہوں گے۔

حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انھیں تعلیم دیتے تھے کہ جب وہ قبرستان
جائیں تو کہیں السلام علی اہل الدیار اور ایک روایت میں ہے
”السلام علیکم اہل الدیار من المؤمنین والمسلمین وانا
انشاء اللہ بکم للاحقون، نسأل اللہ لنا ولکم
العافیۃ۔“ (اے مسلمانوں کے گھر والو
السلام علیکم ان شاء اللہ ہم تمہارے ساتھ لاحق ہوں گے۔ ہم اللہ
تعالیٰ سے اپنے اور تمہارے لیے عافیت کا سوال کرتے
ہیں)۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں نے اپنے رب سے
اپنی ماں کے لیے استغفار کی اجازت طلب کی تو اللہ تعالیٰ
نے اجازت نہیں دی پھر اپنی ماں کی قبر کی زیارت کی اجازت
مانگی تو اللہ تعالیٰ نے اجازت دیدی۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی والدہ کی قبر کی زیارت کی تو
روسے اور آپ کے گرد کھڑے لوگ بھی روسے، رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں نے اپنے رب سے اپنی
والدہ کے لیے استغفار کی اجازت مانگی تھی تو مجھے اجازت
نہیں دی گئی، پھر ان کی قبر کی زیارت کے لیے اجازت مانگی
تو مجھے اجازت دے دی گئی، پس قبروں کی زیارت کیا کرو
کیونکہ یہ موت کو یاد دلاتی ہیں۔

۲۱۵۳۔ حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَزُهَيْرُ
بْنُ حَرْبٍ قَالَا نَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ الْأَسَدِيُّ عَنْ
سُفْيَانَ عَنْ عَلْقَمَةَ بْنِ مَرْثَدٍ عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ بُرَيْدَةَ
عَنْ أَبِيهِ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَ
سَلَّمَ يَتْلُوهُمَا دَاخِرُ جُؤَالٍ إِلَى الْمَقَابِرِ كَانَ
قَالَ يَتْلُوهُمَا يَقُولُ فِي رِوَايَةٍ أُخْرَى بَكَرَ السَّلَامُ عَلَى
أَهْلِ الدِّيَارِ وَفِي رِوَايَةٍ أُخْرَى وَهِيَ السَّلَامُ عَلَيْكُمْ
أَهْلَ الدِّيَارِ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ وَالْمُسْلِمِينَ وَإِنَّا إِنْ
شَاءَ اللَّهُ بِكُمْ لَلْخَفِيُّونَ نَسْأَلُ اللَّهَ لَنَا وَلَكُمْ الْعَافِيَةَ -

۲۱۵۴۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ أَبِي كَثِيرٍ وَمُحَمَّدُ بْنُ
عَبْدِ اللَّهِ وَالثَّقَلِيُّ لِيَحْيَى قَالَا نَا مَرْوَانُ بْنُ مُعَاوِيَةَ عَنْ
يَزِيدَ يَعْنِي ابْنَ كَيْسَانَ عَنْ أَبِي حَازِمٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ
قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَسْنَا ذُنُ
رِيٍّ أَنْ أَسْتَغْفِرَ لِذُنِّي فَلَمْ يَأْذَنْ لِي وَأَسْتَأْذِنُ لِي
أَنْ أَرُودَ قَبْرَهَا فَأْذَنْ لِي -

۲۱۵۵۔ حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَزُهَيْرُ
بْنُ حَرْبٍ قَالَا نَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ عَنْ يَزِيدَ بْنِ كَيْسَانَ
عَنْ أَبِي حَازِمٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ رَأَى النَّبِيُّ صَلَّى
اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَبْرَ أُمِّهِ قَبْلَى وَأَبَى مِنْ حَوْلِهِ
فَقَالَ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَسْتَأْذِنُ رِيٍّ فِي أَنْ
أَسْتَغْفِرَ لَهَا فَلَمْ يُؤْذَنْ لِي وَأَسْتَأْذِنُ لِي أَنْ
أَرُودَ قَبْرَهَا فَأْذَنْ لِي فَرُودُوا الْعَبُودَ فَإِنَّهَا
تَذَكِّرُكُمْ الْمَوْتَ -

اصحاب نے نکال کر اپنے قدموں کے سامنے رکھے اور چادر کی ایک طرف اپنے بستر پر بچھا کر لیٹ گئے، عتذری دیر میری نجد کے خیال سے بغیرے رہے، پھر اہستہ سے چادر اوڑھی، جوتا پہنا، چپکے سے دروازہ کھولا، آرام سے باہر نکلے اور اہستہ سے دروازہ بند کر دیا، میں نے بھی ایک چادر سر پر اوڑھی، ایک چادر اپنے گرد پیشی اور آپ کے پیچھے پیچھے چلی پڑی، آپ بقیع (قبرستان) پہنچے اور دیر تک کھڑے رہے، پھر آپ نے میں پر اپنے ہاتھ اٹھائے اور واپس لوٹنے لگے، میں بھی واپس چل پڑی، آپ تیز چلے میں بھی تیز چلی، آپ اور تیز چلے، میں بھی اور تیز چلی، آپ گھراٹے میں آپ سے پہلے گھر پہنچ گئی اور اُسے ہی لیٹ گئی، آپ نے داخل ہو کر فرمایا: اے عائشہ! کیا ہوا، تمہارا سانس کیوں پھٹ رہا ہے؟ میں نے کہا: کوئی خاص بات نہیں! آپ نے فرمایا: تم خود بتلا دو! ورنہ لطیف و خمیر (اشرفی) مجھے بتلا دے گا! میں نے کہا: یا رسول اللہ! آپ پر میرے ماں باپ فلا ہوں! پھر میں نے ساری بات بتلا دی! آپ نے فرمایا: مجھے اپنے آگے ایک ہیرو سا جو نظر نہ آتا وہ تم تھیں! میں نے عرض کیا: ہاں، آپ نے (شفقت آمیز انداز سے) میرے سینہ پر لگ لہتہ مارا جس سے مجھے درد ہوا پھر فرمایا: کیا تم نے یہ خیال کیا تھا کہ اللہ اور اس کا رسول تمہارا حق مددگار ہے، میں نے سوچا کہ جب لوگ حضور سے کچھ چھپاتے ہیں تو اللہ تعالیٰ آپ کو بتلا دیتا ہے! آپ نے فرمایا: جب تم نے مجھے دیکھا تھا اس وقت جبرائیل میرے پاس آیا تھا اس نے مجھے بتلایا اور تم سے مخفی رکھا میں اس کے بولنے پر گیا اور میں نے بھی تم سے مخفی رکھا۔ وہ تمہارے پاس نہیں آئے تھے کیونکہ تم (نامی) کپڑے اتار چکی تھیں اور میں نے یہ خیال کیا تھا کہ تم سوچتی ہو، میں نے نہیں جگانا مناسب خیال کیا اور یہ بھی خیال آیا کہ تم گہراؤ گی، آپ نے فرمایا: تمہارا رب نہیں حکم دیتا ہے

أَتَى قَالَ فَظَنَنَّا أَنَّهُ يُرِيدُ أُمَّهُ الَّتِي وَلَدَتْهُ قَالَ قَالَتْ مَا يَشَاءُ إِلَّا أَحَدًا لَكُمْ هَئِنَ وَهَنَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قُلْنَا بَلَى قَالَ قَالَتْ كَمَا كَانَتْ لِيَلِيَّ أَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيهَا عِنْدَ فِي الْقَلْبِ فَوَضَعَهُ رِءَاءَ هَا وَخَلَعَهُ نَعْلَيْهِ فَوَضَعَهُ عِنْدَ رِجْلَيْهِ وَبَسَطَ طَرَفَ إِذَا رَمَى عَلَى فِرَاشِهِمْ فَأَضْطَجَعَهُ فَلَمْ يَلْبَثْ إِلَّا رَنِيكَ مَا ظَنُّ أَنْ قَدْ رَقَدَتْ فَأَخَذَ رِءَاءَ هَا وَرَوَّيْدًا وَأَنْتَعَلَ رَوَّيْدًا وَفَتَحَ الْبَابَ رَوَّيْدًا فَخَرَجَ ثُمَّ أَجَافَهُ رَوَّيْدًا وَجَعَلَتْ دُرْهِي فِي رَأْسِي وَاحْتَشَرْتُ وَتَقَفْتُ إِذَا رَمَى ثُمَّ انْطَلَقْتُ عَلَى أَشْرِهِ حَتَّى جَاءَ الْبَيْتُ فَقَامَ فَأَطَالَ الْقِيَامَ ثُمَّ رَفَعَ يَدَيْهِ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ ثُمَّ انْحَرَفَ فَأَنْحَرَفْتُ فَأَسْرَعُ فَأَسْرَعْتُ فَهَوَّوْا فَهَوَّوْا وَلَيْتُ فَأَخْضَرَ فَأَخْضَرْتُ كَسَبَقْتُهُ قَدْ خَدْتُ فَلَيْسَ إِلَّا اضْطَجَعْتُ قَدْ خَلَّ فَقَالَ مَا لَكَ يَا عَائِشُ حَشِيًّا رَأَيْتُ قَالَتْ قُلْتُ لَا شَيْءَ قَالَ لِتُخَيِّرْنِي أَوْ لِيُخَيِّرَنِي اللَّطِيفُ الْخَبِيرُ قَالَتْ قُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ يَا بَنِي أُمَّتٍ وَأُمِّي فَأَخْبَرْتُهُ قَالَ فَأَنْتِ السَّوَادُ الَّذِي رَأَيْتُ أَمَا مِى قُلْتُ نَعَمْ فَلَهَزَنِي فِي صَدْرِي لَهَزَةً أَوْ جَعَلْتَنِي ثُمَّ قَالَ ظَنَنْتُ أَنْ يُخَيِّفَ اللَّهُ عَلَيْكَ وَرَسُولُهُ قَالَتْ مَهْمَا يَكْتُمُ النَّاسُ يَعْلَمُهُ اللَّهُ نَعَمْ قَالَ فَإِنَّ جَبْرِيْلَ أَتَانِي حِينَ رَأَيْتُ كِنَادَانِي فَأَخْفَاهُ مِنْكَ فَأَجَبْتُهُ فَأَخْفَيْتُهُ مِنْكَ وَلَمْ يَكُنْ يَدْخُلُ عَلَيْكَ وَقَدْ وَضَعْتَ نِيَابَكَ وَظَنَنْتُ أَنْ قَدْ قَدَّرْتُ فَكِرْهْتُ أَنْ أَدْقِدَ وَخَشِيتُ أَنْ تَسْتَوْحِشِي فَقَالَ أَنْ رَبِّكَ يَا مُؤْمِنَةُ أَنْ تَأْتِي أَهْلَ الْبَيْتِ فَتَسْتَغْفِرُ لَهُمْ قَالَتْ قُلْتُ كَيْفَ أَقُولُ يَا رَسُولَ اللَّهِ قَالَ قُولِي السَّلَامُ عَلَى أَهْلِ الدِّيَارِ

مرنے والے کو کلمہ کی تلقین | حدیث نمبر ۲۰۱۹ سے ۲۰۲۱ میں مرنے والوں کو کلمہ پڑھنے کی تلقین کا ذکر ہے، علامہ نووی لکھتے ہیں: علماء کا اس پر اتفاق ہے کہ یہ تلقین مستحب ہے، البتہ اس کی کثرت اور اس پر اصرار مکروہ ہے کیونکہ جو شخص مرض الموت میں مبتلا ہو وہ تکلیف اور کرب میں ہوتا ہے بار بار تلقین کی وجہ سے یہ ممکن ہے کہ اس دل میں کلمہ پڑھنے سے کوئی تنگی آجائے یا وہ زبان سے انکار کر دے اور جب مرنے والا ایک بار کلمہ پڑھ لے تو اس سے دوبارہ پڑھنے کیلئے اصرار نہ کیا جائے الا یہ کہ وہ کلمہ پڑھنے کے بعد کوئی اور بات کرے کیونکہ حدیث کے مطابق اس کا آخری کلام (لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ) ہونا چاہیے۔

تلقین کا طریقہ یہ ہے کہ مرنے والے کے پاس بلند آواز سے کلمہ طیبہ یا کلمہ شہادت پڑھا جائے۔

زندہ لوگوں کے نوحہ سے میت پر عذاب کی توجیہات | حدیث نمبر ۲۰۲۸ سے ۲۰۴۱ میں ذکر ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے تھے کہ میت پر زندہ کے نوحہ کرنے سے میت کو عذاب ہوتا ہے اس کے بعد حدیث نمبر ۲۰۵۱ تک حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا اختلاف ذکر کیا گیا ہے، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی تھیں کہ چونکہ قرآن مجید میں ہے: لا تؤذوا ذرۃ و ذرۃ اخذری - (روم: ۲۸) کوئی شخص دوسرے کے گناہ کا بوجھ نہیں اٹھائے گا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان قرآن مجید کے خلاف نہیں ہو سکتا اس لیے حضرت عمر بھول گئے یا انھیں اجتہادی غلطی لاحق ہوئی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بات دراصل کافروں کے لیے فرمائی تھی کہ لوگ دنیا میں ان پر نوحہ کر رہے ہیں۔ اور انھیں قبر میں عذاب ہو رہا ہے۔

جمہور علماء نے حضرت عمر کی روایت کو وہ حدیث کی متعدد توجیہات کی ہیں بعض ازاں یہ ہیں۔ ایک توجیہ یہ ہے کہ اگر مرنے والے نے وصیت کی ہو کہ اس کے مرنے کے بعد نوحہ کیا جائے تو پھر زندہ کے نوحہ کرنے سے اس میت کو عذاب ہوتا ہے اور اگر اس کی وصیت کے بغیر لوگ از خود نوحہ کریں تو پھر میت کو عذاب نہیں ہوتا۔ دوسری توجیہ یہ ہے کہ جس غامدان میں یا جس جگہ میت پر نوحہ کرنے کا رواج ہو وہاں مرنے والے پر لازم ہے کہ وہ مرنے سے پہلے یہ وصیت کرے کہ میرے مرنے کے بعد نوحہ نہ کرنا اور اگر اس نے یہ وصیت نہیں کی اور اس کے مرنے کے بعد لوگوں نے اس پر نوحہ کیا تو اس کو عذاب ہوگا۔ تیسری توجیہ یہ ہے کہ مرنے والا خدا نخواستہ ایسے غیر شرعی کاموں کے کرنے میں مشغول تھا جن کو فساق میں اچھا سمجھا جاتا ہے مثلاً جوا کھینا، شراب پینا، موسیقی اور رقص وغیرہ اور اس کے فن کے دلدادہ زندہ لوگ اس کے ان غیر شرعی کاموں کے محاسن بیان کر رہے ہوں حالانکہ قبر میں اس کو ان کاموں پر عذاب ہو رہا ہے (العیاذ باللہ) چوتھی توجیہ یہ ہے کہ جب مرنے والے کے احباب اور رشتہ دار اس کی موت پر رنج و غم میں مبتلا ہوتے ہیں، روتے پیٹتے اور نوحہ کناں ہوتے ہیں تو زندہ لوگوں کے رونے اور ان غیر شرعی چیزوں سے میت کو قبر میں تکلیف اور اذیت ہوتی ہے جس کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عذاب سے تعبیر فرمایا ہے۔ قاضی عیاض مالکی رحمہ اللہ فرماتے ہیں یہ سب سے اچھی توجیہ ہے۔

منصب رسالت | حدیث نمبر ۲۰۱۰ میں ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عورتوں سے نوحہ نہ کرنے پر وصیت کی تو حضرت اہم عطیہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ میں نوحہ نہیں کروں گی لیکن زمانہ جاہلیت میں غلام قبیلہ والوں نے میرے ساتھ نوحہ میں معاونت کی تھی اس لیے ان کی میت پر نوحہ میں تعاون کرنے کی مجھے اجازت دے دیں تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں اجازت دے دی۔

۲۱۵۶۔ حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَمُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ نُمَيْرٍ وَمُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى وَالْأَفْطَحُ بْنُ يَكْرِ وَابْنُ شُمَيْرٍ قَالُوا أَنَا مُحَمَّدُ بْنُ فَضِيلٍ عَنْ أَبِي سِنَانٍ وَهُوَ ضَرَارُ بْنُ مُرَّةَ عَنْ مُحَارِبِ بْنِ دَعَارٍ عَنِ ابْنِ بُرَيْدَةَ عَنْ أَبِيهِ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهَيْتُكُمْ عَنْ زِيَارَةِ الْقُبُورِ فَزُورُوهَا وَنَهَيْتُكُمْ عَنْ لُحُومِ الْأَصَا حِجَى فَسَوْقُ ثَلَاثٍ فَأَسْكُوا مَا بَدَا لَكُمْ وَنَهَيْتُكُمْ عَنِ النَّيِّدِ إِلَّا فِي سِقَاہِ فَأَشْرَبُوا فِي الْأَسْقِيَةِ كُلِّهَا وَلَا تَشْرَبُوا مُسْكُوا وَقَالَ ابْنُ نُمَيْرٍ فِي رِوَايَةٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ بُرَيْدَةَ عَنْ أَبِيهِ -

۲۱۵۷۔ وَحَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى قَالَ أَنَا أَبُو خَيْثَمَةَ عَنْ زُبَيْدِ بْنِ أَبِي عَرَبٍ عَنْ مُحَارِبِ بْنِ دَعَارٍ عَنِ ابْنِ بُرَيْدَةَ أَمَّا عَنْ أَبِيهِ الشَّكُّ مِنْ أَبِي خَيْثَمَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَحَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ قَالَ نَا قَبِيصَةُ بْنُ عَقْبَةَ عَنْ سُفْيَانَ عَنْ عُلْقَمَةَ بْنِ مَرْثَدٍ عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ بُرَيْدَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَحَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عُمَرَ وَمُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ وَعَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ جَمِيعًا عَنْ عَبْدِ الرَّزَّاقِ عَنْ مَعْمَرٍ عَنْ عَطَاءِ الْخُرَّاسَانِيِّ قَالَ حَدَّثَنِي عَبْدُ اللَّهِ بْنُ بُرَيْدَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كُلُّهُمْ بِمَعْنَى حَدِيثِ أَبِي سِنَانٍ -

۲۱۵۸۔ حَدَّثَنَا عَوْنُ بْنُ سَلَامٍ الْكُوفِيُّ قَالَ أَنَا زُهَيْرٌ عَنْ سِمَالٍ عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ قَالَ أَرَى النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَرْجِدُ قَتَلَ نَفْسَهُ بِمَشَاقِصَ فَلَمْ يُصَلِّ عَلَيْهِ -

حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں نے تمہیں قبروں کی زیارت سے منع کیا تھا، تم ان کی زیارت کیا کرو! اور میں نے تمہیں قبراں کے بعد قبراں کے گوشت کو رکھنے سے منع کیا تھا۔ اب تم انہیں رکھ سکتے ہو! میں نے تمہیں مٹکیزوں کے علاوہ اور چیزوں میں بیڈ پیچے سے منع کیا تھا، اب تم سب (قسم کے) برتنوں میں بیڈ پیچا کر دالہ نشہ اور پیر کو نہ استعمال کرنا۔

کئی دیگر اسانید سے بھی یہ حدیث مروی ہے۔

حضرت جابر بن عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے ایک شخص لایا گیا جس نے اپنے آپ کو ایک تیر سے ہلک کر لیا تھا، آپ نے اس کی نماز جنازہ نہیں پڑھی!

للشَّارِعِ (عليه الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ) اِنْ يَخْصُ
مِنَ الْعُمُومِ مَا شَاءَ ۝

شائع علیہ السلام کے لیے جائز ہے کہ عمومی احکام
سے جس چیز کو چاہیں خاص فرمائیں۔

علامہ دشتانی مالکی اور علامہ سنوس مالکی نے بھی علامہ نووی کے اس قول کو نقل کر کے اس پر اعتماد فرمایا ہے۔ ۱۔
حافظ ابن حجر عسقلانی شافعی فرماتے ہیں:

اِنْ اَلْمَرْجِعُ فِي الْاَحْكَامِ اِنَّمَا هُوَ اِلَى النَّبِيِّ
صَلَّى اَللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاِنَّهُ قَدْ يَخْصُ بَعْضُ
اُمَمَةٍ بِحُكْمٍ وَيَمْنَعُ غَيْرَهُ مِنْهُ وَلَوْ كَانَ بِغَيْرِ
عَدَمٍ ۝

احکام کا رجوع نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات مقدسہ کی
طرف ہوتا ہے۔ بعض اوقات آپ امت کے بعض افراد کو
کسی حکم کے ساتھ خاص کر لیتے اور دوسروں کو اس حکم سے
منع فرما دیتے خواہ فدر نہ ہو۔

ملا علی قاری حنفی فرماتے ہیں:

حَدَّثَنَا مِنْ خَصًّا لِّصَلَاةٍ عَلَيْهِ الصَّلَاةُ
وَالسَّلَامُ اِنَّهُ يَخْصُ مِنْ شَاءَ بِمَا شَاءَ ۝

ہمارے ائمہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے
خصائص سے اس چیز کو شمار کیا ہے کہ آپ جس شخص کو چاہیں
جس حکم کے ساتھ چاہیں، خاص فرمادیں۔

شیخ شوکانی نے ہر چند کہ اس مسئلہ میں اختلاف کا ذکر کیا ہے لیکن بغیر کسی رد اور تکمیل کے لکھا ہے کہ:
اِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اَللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَقْصُودٌ
فِي اِبْتِدَاعِ الْاَحْكَامِ ۝

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف احکام کی مشروعیت پسند
کر دی گئی ہے۔

نواب صدیق حسن بھوپالی کہتے ہیں:

وَمَذْهَبُ بَعْضِ اَنْسَابٍ اَنَّ احْكَامَ مَقْصُودٍ بَرْدِ بَرِّ صَلَّى اَللّٰهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هَرَّجَ غَايِبٌ دَرِّ بَرِّ كَخَوَابِدِ حَلَالٍ وَتَمَامِ كَدَانِدِ وَبَعْضِ
كُوْنِدِ اَجْتِهَادِ كَقَوْلِ اَصْحٰبِ وَاطْلَعِ اسْتِ ۝

بعض کا مذہب یہ ہے کہ احکام حضور کے پسند ہیں
جو چاہیں اور جس پر چاہیں حلال اور حرام فرمادیں، بعض کہتے
ہیں کہ آپ اجتہاد سے کہتے تھے اور پہلا مذہب زیادہ صحیح
اور زیادہ ظاہر ہے۔

ان تمام علامہ کی عبارات سے معلوم ہو گیا کہ اہل اسلام کے نزدیک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا منصب صرف پیغام رسانی اور
صرف احکام شریعت کو بیان کرنا نہیں ہے بلکہ اس کے ساتھ ساتھ احکام شرعیہ کو مقرر کرنا، تحلیل اور تحریم اور عموماً شرعیہ میں
احکام اور افراد کی تخصیص کرنا بھی منصب نبوت میں داخل ہے۔

۱۔ علامہ یحییٰ بن شرف نووی شافعی متوفی ۶۷۶ھ، شرح مسلم ج ۱ ص ۱۳۰، مطبوعہ دار الفکر، طبع ثانی ۱۳۷۵ھ۔

۲۔ علامہ ابو عبد اللہ دشتانی مالکی متوفی ۸۲۸ھ، اکال اکال المسلم ج ۲ ص ۷۵، مطبوعہ دار الکتب العلمیہ، بیروت۔

۳۔ حافظ ابن حجر عسقلانی متوفی ۸۵۲ھ، فتح الباری ج ۱ ص ۱۶، مطبوعہ دار نشر الکتب الاسلامیہ طبع ممتازہ ۱۴۰۱ھ۔

۴۔ ملا علی قاری حنفی متوفی ۱۰۱۳ھ، مرقاۃ ج ۲ ص ۳۲۳، مطبوعہ مکتبۃ المدنیہ ملت ان ۱۳۹۲ھ۔

۵۔ شیخ محمد بن علی شوکانی متوفی ۱۲۵۰ھ، نیل الاوطار ج ۶ ص ۴، مطبوعہ مکتبۃ النکبات، الازہر، مصر طبعہ مجددہ ۱۳۹۸ھ۔

۶۔ نواب صدیق حسن بھوپالی متوفی ۱۳۰۷ھ، مشک الختام ج ۱ ص ۵۳۰، ۵۳۱۔

قرار دیا۔ قرآن مجید نے حالت جنابت (جب غسل فرض ہے) میں مسجد میں داخل ہونے سے بالعموم منع فرمادیا۔ ولا تجنبوا المساجد (نسائ: ۴۳) حالت جنابت میں جب تک غسل نہ کرو، مسجد کے قریب نہ جاؤ الا یہ کہ مسجد کو عبور کرنا ہو، لیکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ملازم حضرت علی رضی اللہ عنہ کو بھی حالت جنابت میں مسجد میں داخل ہونے کی اجازت دی تھی۔

قرآن مجید اور احادیث صحیحہ سے ہم نے اس بات پر بکثرت مثالیں پیش کی ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ اختیار دیا ہے کہ آپ عمومی احکام سے جس کو چاہیں غافل فرمائیں اور اللہ تعالیٰ نے آپ کو احکام شرعیہ کے من بیان کرنے کے لیے ہی نہیں بلکہ احکام شرعیہ کا واضح اور شامع بنا کر بھیجا ہے۔ احادیث کی روشنی میں یہ بات واضح ہو چکی ہے۔ اب ہم فقہاء اسلام کے حوالے سے اس بات کو بیان کرنا چاہتے ہیں:

علامہ عبد الوہاب شمرانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

كان الحق تعالى جعل له صلى الله تعالى عليه وسلم ان يشرع قبل نفسه ما شاء كما في حديث تحريم شجر مكة فان عمه العباس رضي الله تعالى عنه لما قال له يا رسول الله الا لا اذخر فقال صلى الله عليه وسلم الا لا اذخر ولو ان الله تعالى لم يجعل له ان يشرع من قبل نفسه لم يتجرع صلى الله تعالى عليه وسلم ان يستثنى شيئاً مما حرمه الله - تھ

ایک اور جگہ میں علامہ شمرانی فرماتے ہیں:

ان للشارع صلى الله عليه وسلم ان يبيح ما شاء لقوم ويحرمه على قوم اخرين - تھ

علامہ نووی شافعی فرماتے ہیں:

اللہ تعالیٰ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ منصب عطا فرمایا ہے کہ آپ شریعت میں جو چاہیں حکم مقرر کر دیں، جس طرح حرم مکہ کے نباتات کو حرام فرمانے کی حدیث میں مذکور ہے کہ آپ کے چچا حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے کہا یا رسول اللہ اذخر (ایک قسم کی گھاس) کو اس حکم سے نکل دیکھئے۔ آپ نے فرمایا: چلو اذخر کے ماسوا! اگر اللہ تعالیٰ نے آپ کو اپنی طرف سے احکام جاری اور نافذ کرنے کا اختیار اور منصب نہ دیا ہوتا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس بات کی ہرگز جرأت نہ فرماتے کہ جس چیز کو اللہ تعالیٰ نے حرام کر دیا ہے اس میں کسی کو مستثنیٰ کر دیں۔

شارع صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے یہ جائز ہے کہ کچھ لوگوں کے لیے کسی چیز کو جائز کر دیں اور دوسروں پر وہ چیزیں حرام فرمادیں۔

۱۔ امام ابو عبد اللہ بخاری متوفی ۲۵۶ھ، صحیح بخاری ج ۱ ص ۲۳، مطبوعہ دار محمد صالح المنجد کراچی، الطبعة الثانية ۱۳۸۱ھ۔

۲۔ امام ابو عیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی متوفی ۲۷۹ھ، جامع ترمذی ص ۵۳۵، مطبوعہ دار محمد صالح المنجد کراچی۔

۳۔ علامہ عبد الوہاب شمرانی شافعی متوفی ۹۷۳ھ، میزان الشريعة الکبریٰ ج ۱ ص ۴۸، مطبوعہ مصطفیٰ البابی الحبشی، الطبعة الاولى، ۱۳۵۹ھ۔

هو الذي يدعى كُفْرُ الأمر والعازم و
الذلقة هو ان الرضا بالكفر
كفر ^{بالحق}

وفي الخلاصة كما قرأنا لمسلم اعرض على
الامراء فقال اذهب الى فلان العالم كفر
لانه رضى ببقائه في الكفر الى حين ملازمة
العالم ولقائه .

وذكر شيعة الاسلام ان الرضا بكفر غيره
انما يكون كفرا اذا كان له تجيزه و
يستجسته -

ہم ایسے تعصب سے اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگتے ہیں جس کی بناء پر کوئی شخص کسی ایسی قبیح تاویل کا شکار ہو جس کا مال اور وبال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف کفر کی نسبت ہو، العیاذ باللہ ثم العیاذ باللہ! اللہ تعالیٰ ہمیں حدیث کی شرح میں جملہ اقسام کی لغزشوں اور غلطیوں سے محفوظ اور مامون رکھے اور وہ بات سمجھنے کی توفیق دے جو حق اور صواب ہو ہم اللہ تعالیٰ سے ایمان پر خاتمہ اور حسن ما قبلت کا سوال کرتے ہیں، آمین یا رب العلمین بجا، سید المرسلین۔

تبرکات کی اہمیت | حدیث نمبر ۲۰۶۳ میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی صاحبزادی کے کفن کے لیے اپنا تہبند عنایت کیا اور فرمایا اس کو اس کے جسم کے ساتھ لگانا یعنی سب سے پہلے اس کو پہنانا تاکہ یہ ان کے جسم کے ساتھ چسارے ہے اور اس کی برکات سے انہیں فائدہ پہنچے۔ اس حدیث میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے تبرکات کی اہمیت ان کی افادیت اور فیضان کا ثبوت ہے۔ حضرت اسامہ بنت ابی بکر رضی اللہ عنہا کے پاس حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک جبہ مبارک تھا وہ کہتی ہیں کہ ہم بیماروں کے لیے اس کو دھو کر اس کے دھوون سے شفا حاصل کرتے تھے۔

۷۔ علامہ عبدالعزیز پر ہاروی متوفی ۱۲۳۹ھ، نبراس ص ۵۰-۵۶۹، مطبوعہ شاہ عبدالحق اکیڈمی بنڈیال، ۱۳۹۷ھ۔

۱- طالع قاری متوفی ۱۰۱۲ھ، شرح فقہ اکبر ص ۱۷۷، مطبوعہ مطبعۃ مصطفیٰ البابی مصر، الطبعة الثانیہ ۱۳۷۵ھ۔

" " مس ۱۸ " " ۱۹

۵۴۔ امام مسلم بن حجاج قشیری متوفی ۲۶۱ھ، صحیح مسلم ج ۲ ص ۱۹۰، مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی، الطبعة الثانیہ ۱۳۷۵ھ۔

بعض شامین کی افشاش | شیخ ثمانی نے جہور کے اس مؤقف سے اختلاف کرتے ہوئے ایک نہایت قطعاتی دیکھتے ہیں:

والا حسن عندنا يقال انه عليه الصلوة والسلام علم انما لا بد وان تفعل النياحة على ال فلان وانما بقى التخيير في الترتيب اى ان يبايعها على الاسلام قبل النياحة او يعكس الامر فيكون لها فقد يهر النياحة على المبايعة لا باء فعلها بل لاحتمال اخف الضررين واختيار اهلون البليتين وتقرية قبلها عن دواعي الجاهلية حق تبايع على الاسلام بكليةتها

میرے نزدیک بہترین بات یہ ہے کہ یہاں کہا جائے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو یہ معلوم تھا کہ فلاں خاندان پر زور عرصہ کیا جائے گا، اور صرف ترتیب میں اختیار باقی رکھا گیا یعنی کیا ہم علیہ کے زور کرنے سے پہلے ان سے اسلام پر بیعت لے جائے یا بالعکس معاملہ کیا جائے؟ آپ نے ام علیہ کی بیعت اسلام پر ان کے زور کرنے کو مقدم رکھا، اس وجہ سے نہیں کہ زور کرنے کا فعل جائز تھا بلکہ اس لیے کہ ایمان لانے سے پہلے زور کرنے کا ضرر ایمان لانے کے بعد زور کرنے کے ضرر سے خفیف اور کم ہے، اس لیے آپ نے کم و بیش کی مصیبت کو اختیار کیا تاکہ ان کا دل جا بیعت کے کامل سے بالکل خالی ہو جائے اس کے بعد وہ اسلام کی بیعت کریں۔

شیخ ثمانی کی بیان کردہ توجیہ کے مطابق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نزدیک حضرت اہم علیہ کا فلاں خاندان پر زور کرنے تک اسلام قبول نہ کرنا، اور کفر پر قائم رہنا، اسلام قبول کرنے کے بعد زور نہ کرنے سے زیادہ بڑا اور زیادہ مضر تھا۔ (البیاض باللہ)۔ اور اس توجیہ کے مطابق آپ نے حضرت ام علیہ کے لیے اتنے عرصہ تک کفر نہ مرنے پسند کر لیا بلکہ اس کو اسلام پر ترجیح دی اور انھیں اتنے عرصہ تک کفر پر قائم رہنے کی اجازت دی اور یہ در توجیہ ہے جس کو شیخ ثمانی نے بہترین توجیہ کہا ہے (البیاض باللہ)

شیخ ثمانی کی بیان کردہ یہ توجیہ اصول اسلام کے خلاف ہے کیونکہ کفر سے بڑی کوئی مصیبت ہے نہ کوئی ضرر اور کفر کے مقابلہ میں زور نہ کرنا یقیناً بہت خفیف اور ہلکا ہے اور جب آپ نے ام علیہ کو اس کی اجازت دیدی تو زور نہ کرنا سرے سے مصیبت ہی نہ رہا، دوسری وجہ یہ ہے کہ کفر پر راضی ہونا اور کفر کو پسند کرنا بھی کفر ہے خواہ ایک لمحہ کے لیے ہو۔ علامہ تفتازانی لکھتے ہیں:

لو امر رجلا ان يكفر بالله تعالى او عذما ان يامر به يكره وكذا الولد من لامرأة بمنزلة تبين من زوجها

اگر کسی شخص نے کسی کو کفر باللہ کا حکم دیا یا بارہ کیا کہ اس کو کفر کا حکم دے تو وہ شخص کافر ہو جائے گا۔ اسی طرح اگر کسی شخص نے کسی عورت کو کفر کی تکلیفیں کی تاکہ وہ اپنے شوہر سے علیحدہ ہو جائے تو وہ بھی کافر ہو جائے گا۔

۱۔ شیخ شبیر احمد عثمانی متوفی ۱۳۶۹ھ، فتح الملہم ج ۲ ص ۲۸۳، مطبوعہ مکتبۃ الجاز کراچی۔

۲۔ علامہ سعد الدین تفتازانی متوفی ۹۲۰ھ، شرح عقائد نسفی ص ۱۶۸، مطبوعہ زمرہ مطابع کراچی۔

حضرت صدر الافاضل مولانا نعیم الدین رحمہ اللہ اس آیت کی تفسیر میں کہتے ہیں:

یہ تابوت شمشاد کی لکڑی کا ایک دراندہ و صندوق تھا، جس کا طول تین باغہ کا اور عرض دو باغہ کا تھا۔ اس کو اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام پر نازل فرمایا تھا۔ اس میں تمام انبیاء علیہم السلام کی تصویریں تھیں، ان کے مساکن و مکانات کی تصویریں تھیں اور آخر میں حضور سید انبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کی اور حضور کی دولت سراسے اقدس کی تصویر ایک یا قوت سرخ میں تھی کہ حضور بحالت نماز قیام میں ہیں اور گرد آپ کے آپ کے اصحاب، حضرت آدم علیہ السلام نے ان تمام تصویروں کو دیکھا۔ یہ صندوق وراثتہ منتقل تھا ہوا حضرت موسیٰ علیہ السلام تک پہنچا آپ اس میں قرینت بھی رکھتے تھے اور اپنا مخصوص سامان بھی، چنانچہ اس تابوت میں الواح قرینت کے ٹکڑے بھی تھے اور حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کا عصا اور آپ کے کپڑے.....

.... اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کا حمامہ اور ان کا عصا اور تھوڑا سا من جو بنی اسرائیل پر نازل ہوتا تھا، حضرت موسیٰ علیہ السلام جنگ کے موقعوں پر اس صندوق کو آگے رکھتے تھے اس سے بنی اسرائیل کے دلوں کو تسکین دیتی تھی۔ آپ کے بعد یہ تابوت بنی اسرائیل میں متواتر ہوتا چلا آیا جب انہیں کوئی مشکل درپیش ہوتی تو وہ اس تابوت کو سامنے رکھ کر (اللہ سے) دعائیں کرتے اور کامیاب ہوتے، دشمنوں کے مقابلہ میں اس کی برکت سے فتح پاتے، جب بنی اسرائیل کی حالت خراب ہو گئی، اور ان کی بد عملی بہت بڑھ گئی اور اللہ تعالیٰ نے ان پر عاقبت کو مسلط کیا تو وہ ان سے تابوت چھین کر لے گئے اور اس کو نجس اور گندے مقامات میں رکھا اور اس کی بے حرمتی کی اور ان گستاخیوں کی وجہ سے وہ طرح طرح کے امراض و معائب میں مبتلا ہو گئے، ان کی پانچ بستیاں ہلاک ہوئیں اور انہیں یقین ہوا کہ تابوت کی امانت ان کی بربادی کا باعث ہے تو انہوں نے تابوت کو ایک گاڑی پر رکھ کر بیرون کر چھوڑ دیا اور فرشتے اس کو بنی اسرائیل کے سامنے طاوت کے پاس لائے اور اس تابوت کا آنا بنی اسرائیل کے لیے طاوت کی بادشاہی کی نشانی قرار دیا گیا تھا یہ دیکھ کر اس کی بادشاہی کے مقبر ہو گئے اور بے درنگ جہاد کے لیے آمادہ ہو گئے کیونکہ تابوت پاکر انہیں اپنی فتح کا یقین ہو گیا، طاوت نے بنی اسرائیل میں سے ستر ہزار جوان منتخب کیے جن میں حضرت داؤد علیہ السلام بھی تھے (جلالین، حمل، غازن، مدارک وغیرہ)

فائدہ: اس سے معلوم ہوا کہ بزرگوں کے تبرکات کا اعزاز و احترام لازم ہے۔ ان کی برکت سے دعائیں قبول ہوتی، اور حاجتیں روا ہوتی ہیں اور تبرکات کی بے حرمتی گمراہوں کا طریقہ اور بربادی کا سبب ہے۔

طبع محمود حسن اس آیت کی تفسیر میں کہتے ہیں:

بنی اسرائیل میں ایک صندوق چلا آتا تھا، اس میں تبرکات تھے، حضرت موسیٰ علیہ السلام وغیرہ انبیاء بنی اسرائیل اس صندوق کو لڑائی میں آگے رکھتے اللہ تعالیٰ اس کی برکت سے فتح دیتا۔ جب طاوت غالب آیا ان پر تو یہ صندوق بھی وہ لے گیا تھا۔ جب اللہ تعالیٰ کو صندوق کا پہنچنا منظور ہوا تو یہ کیا کہ وہ کافر جہاں صندوق کو رکھتے وہیں و باد اور بلا آتی پانچ شہر ویران ہو گئے۔ ناچار ہکر دو بیلوں پر اس کو لا کر مانک دیا فرشتے بیلوں کو بانک کر طاوت کے دروازے پر پہنچا گئے۔

شیخ اشرف علی تھانوی نے بھی من و عن یہی لکھا ہے۔

۱۔ صدر الافاضل مولانا محمد نعیم الدین مراد آبادی متوفی ۱۳۶۷ھ، خزائن القرآن ص ۴۰، مطبوعہ مکتبہ رضویہ کلاچی

۲۔ شیخ محمود حسن دیریندی متوفی ۱۳۳۹ھ، حاشیۃ القرآن ص ۶۸، مطبوعہ تاج کپہنی لاہور۔

۳۔ شیخ اشرف علی تھانوی متوفی ۱۳۶۲ھ۔ بیان القرآن ص ۸۳، مطبوعہ تاج کپہنی لاہور۔

حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے پاس ایک چاندی کی ڈبیر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے موتے مبارک تھے۔ جب کسی کی آنکھ میں یا کہیں اور کوئی تکلیف ہوتی تو وہ پانی سے کہ حضرت ام سلمہ کے پاس آتا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سر کے بال منڈانے کے بعد حضرت ابو طلحہ رضی اللہ عنہ کو وہ مبارک بال دے کر فرمایا انہیں لوگوں میں تقسیم کر دو۔ حضرت امیر معاویہ نے ہمال کے وقت فرمایا ایک بار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تغداد حاجت کے لیے گئے، میں ایک مکینزہ سے کہ آپ کی خدمت میں گیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے جسم مبارک کے ساتھ گئے ہوئے دو کپڑوں میں سے ایک کپڑا مجھے عنایت فرما دیا۔ اس مبارک چادر کو میں نے آج کے دن کے لیے محفوظ رکھا ہوا تھا۔ ایک بار میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بال اور ناخن ترلے اور ان مبارک بالوں اور ناخنوں کو بھی میں نے اس دن کے لیے سنبھال کر رکھا ہوا تھا۔ جب میں فوت ہو جاؤں تو اس قمیص کو میرے جسم کے ساتھ لگا کر کفن میں شامل کرنا اور ان بالوں اور ناخنوں کو میرے منہ، آنکھوں اور اعضاء سجود پر رکھ دینا گاہ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کی جنگ یرموک میں ٹوپی گم ہو گئی، انھوں نے ساتھیوں سے کہا اس ٹوپی کو تلاش کرو، بڑی دیر تک ٹوپی کو تلاش کیا گیا بالآخر وہ ٹوپی ملی گئی۔ لوگوں نے پوچھا کہ آپ نے اس ٹوپی کی تلاش میں جو اس قدر مشقت اٹھانی ہے اس کی کیا وجہ ہے؟ انھوں نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عمرہ کے موقع پر سراقہ کے بال مبارک منڈولائے۔ صحابہ ان بالوں کو حاصل کرنے کے لیے ٹوٹ پڑے میں نے بھی جھپٹ کر پیشانی مبارک کے کچھ بال حاصل کر لیے اور ان کو اس ٹوپی میں رکھ دیا، جب بھی کسی جہاد میں شریک ہوتا ہوں اس ٹوپی کو پہنتا ہوں اور اللہ تعالیٰ ان مبارک بالوں کی وجہ سے مجھے فتح اور نصرت سے نوازتا ہے۔

جس طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے تبرکات سے فائدہ حاصل ہوتا ہے اسی طرح حسب مراتب باقی انبیاء علیہم السلام اور عام صالحین کے تبرکات سے بھی فائدہ حاصل ہوتا ہے۔ قرآن کریم میں ہے کہ حضرت یوسف علیہ السلام نے اپنے بھائیوں سے کہا: اذہبوا بقمیصی هذا فالقوہ علی وجہ ابی یات بصیرا۔ (یوسف: ۳۳)

”میری اس قمیص کو لے جا کر میرے والد کے چہرے پر ڈال دو ان کی نابینائی بھی روشن ہو جائیگی“ قرآن مجید میں ہے:

وقال لهم نبیہم ان آیتہ ملکہ ان یاتیکم التابوت فیہ مکیۃ من ربکم وبقیۃ مما ترک ال مومنی وال ہرودن تحمله الملائکہ ان فی ذلک لآیتہ لکم ان کنتہ مؤمنین۔ (بقرہ: ۲۴۸)

”اور ان کے نبی نے فرمایا: اس کی بادشاہی کی نشانی یہ ہے کہ تمہارے پاس ایک ایسا تابوت آئے گا جس میں تمہارے رب کی طرف سے دلوں کے چین اور سکون کے اسباب ہیں اور اس میں، آل موسیٰ اور آل ہارون کی چھوڑی ہوئی کچھ چیزیں کہ تبرکات ہیں جن کو فرشتے اٹھا کر لائیں گے، لاریب اس میں تمہارے لیے بڑی نشانی ہے بشرطیکہ تم مومن ہو!“

- ۱۔ امام ابو عبد اللہ بخاری متوفی ۲۵۶، صحیح بخاری ج ۲ ص ۸۷۵، مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی، الطبعة الثانیہ ۱۴۲۸ھ۔
- ۲۔ امام مسلم بن حجاج قشیری متوفی ۲۶۱ھ صحیح مسلم ج ۱ ص ۴۲۱، مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی، طبع ثانی، ۱۳۷۵ھ۔
- ۳۔ علامہ ابو عبد اللہ یوسف بن عبد البر متوفی ۴۶۳ھ استیعاب علی المصائب ج ۲ ص ۲۹۹، دار الفکر بیروت ۱۳۹۸ھ۔
- ۴۔ حافظ ابن حجر مستطاب متوفی ۸۵۲ھ، اصابہ ج ۱ ص ۴۱۴، مطبوعہ دار الفکر بیروت ۱۳۹۸ھ۔

کرنے کا ثبوت ہے۔

قرآن مجید، احادیث شریفہ اور فقہاء اسلام کے مذکور الصدر اقوال سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ بزرگان دین کے تبرکات سے فائدہ حاصل کرنا جائز ہے اور یہ مسئلہ مسلمانوں کے متفق علیہ مسائل میں سے ہے۔

تکفین میں مذاہب | حدیث نمبر ۲۰۷۴ میں ہے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ملک سحول کی بنی ہوئی تین سفید چادروں میں کفن دیا گیا

میت کو کفن دینا فرض کفا یہ ہے اور اس پر بھی اجماع ہے کہ میت کی تکفین اس کے ترکہ سے کی جاتی ہے اور تکفین میت کے قریبی ادا نیگی پر مقدم ہے، اگر بالفرض میت کا ترکہ نہ ہو تو میت کی تجہیز و تکفین مسلمانوں کی اجتماعی ذمہ داری ہے۔

علامہ شیرازی شافعی لکھتے ہیں: میت کو تین کپڑوں میں کفن دینا مستحب ہے ایک چادر اور دو لفافے (بڑی چادریں) کیونکہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ملک سحول کے بنے ہوئے تین کپڑوں میں کفن دیا گیا ہے۔

علامہ ابن قدامہ حنبلی لکھتے ہیں: ہمارے امام کے نزدیک افضل یہ ہے کہ مرد کو تین سفید چادروں میں کفن دیا جائے، اس میں قمیص، بونہ عمامہ، تین کپڑوں سے زیادہ بونہ کم۔

علامہ دشتانی مالکی لکھتے ہیں: امام مالک کے نزدیک کفن تین کپڑوں سے کم نہیں ہونا چاہیے اور ہمارے بعض مشائخ کہتے ہیں کہ ان تین کپڑوں کے علاوہ قمیص اور عمامہ بھی ہونا چاہیے۔

نواب صدیق حسن بھوپال لکھتے ہیں: تین کپڑوں سے زیادہ کفن دینا، مال کو ضائع کرنا ہے جس سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا ہے۔ اگر کسی شخص نے تین سے زیادہ کپڑوں میں کفن دیے جانے کی وصیت کی تو اس کا پورا کرنا جائز نہیں ہے۔

میت کو غسل دینے کے بعد تخت پر طول کی جانب میں لٹا کر (دیسج و عریض چادر) بچا دیا جائے۔ پھر لفافہ پر جانب طول میں ایک چادر بچا دی جائے۔ اگر میت کی قمیص بنائی ہے تو اس کو پہنا دی جائے اور اگر نہیں بنائی تو کوئی حرج نہیں اور ہمارا مذہب یہ ہے کہ کفن میں قمیص سنت ہے، امام شافعی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ کفن میں قمیص شامل نہیں ہے، کفن صرف تین چادریں ہیں، ان کی دلیل یہ ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو تین سفید سحولہ کپڑوں میں کفن دیا گیا جن میں نہ قمیص تھی نہ عمامہ۔ ہماری دلیل یہ ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو تین کپڑوں میں کفن دیا گیا جن میں قمیص بھی تھی، اور وفات کے بعد ہی لباس معتبر ہو گا جو حیات میں مولا کا یہ کہ حیات میں آپ شہوار بھی پہنتے تھے تاکہ چلتے وقت شرم گاہ کے کھل جانے کا خطرہ نہ ہو اور وفات کے بعد یہ وجہ نہیں رہی اس لیے چادر

۱۔ شیخ ابواسحاق شیرازی شافعی متوفی ۴۵۵ھ، المہذب مع المجموع ج ۵ ص ۱۹۳، مطبوعہ دار الفکر بیروت۔

۲۔ علامہ عبد اللہ بن احمد بن تہذیب متوفی ۴۳۱ھ، المتوفی ج ۲ ص ۱۶۹، مطبوعہ دار الفکر بیروت، ۱۴۰۵ھ

۳۔ علامہ ابو عبد اللہ دشتانی مالکی متوفی ۸۲۸ھ، اکمال الکمال للعلم ج ۳ ص ۷۹، مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت

۴۔ نواب صدیق حسن بھوپالی ظاہری متوفی ۱۳۰۷ھ، السراج الراج ج ۲ ص ۲۹۵، مطبوعہ مطبع صدیقی بھوپال، ۱۳۰۲ھ

علامہ نووی شافعی اس حدیث کی شرح میں لکھتے ہیں۔
والحكمة في اشعارها به تبريكها فيه
التبرك باثار الصالحين ولباسهم
وفيه جواز تكفين المرأة في ثوب
الرجل ۛ

علامہ عینی حنفی لکھتے ہیں:

والحكمة فيه التبرك باثاره الشريعة
وانما اخره الى فواغهن من الغسل ولم
يناولهن اياه اولاً ليكون قديب العهد
من جسده الى جسدها فاصل وهو
اصل في التبرك باثار الصالحين ۛ

علامہ دشتانی مالکی لکھتے ہیں:

وامره صلى الله عليه وسلم ثم
بذلك لتناولها بركة ۛ

شیخ عثمانی لکھتے ہیں:

والحكمة فيه التبرك باثاره الشريعة
الى قوله وهو اصل في التبرك باثار
الصالحين ۛ

نواب صدیق حسن خاں بھوپالی لکھتے ہیں:

ففيه التبرك باثار الصالحين ۛ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی عاجزادی کے
کفن کیلئے اپنی چادر انہیں برکت پہنچانے کے لیے دی
تھی، لہذا اس حدیث میں صالحین کے کفن اور لباس سے
تبرک حاصل کرنے کا ثبوت ہے اور اس میں مرد کے کپڑوں
میں عورت کو کفن دینے کا بھی ثبوت ہے۔

اپنی چادر عطا فرمانے میں حکمت یہ تھی کہ آپ کے
آثار شریفہ سے تبرک حاصل کیا جائے اور غسل سے قربت
کے حصول تک چادر دینے میں تاخیر اور ابتداء میں چادر
نہ دینے کی حکمت یہ تھی کہ آپ کے جسم کے ساتھ لمس اور آپ
کی عاجزادی کے جسم کے ساتھ اس چادر کے مس ہونے
میں کوئی وقفہ نہ ہو۔ اور یہ حدیث صالحین کے آثار سے
تبرک حاصل کرنے کی اصل اور دلیل ہے۔

حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں چادر پہنانے کا
حکم اس لیے دیا تھا کہ وہ آپ کی برکت حاصل کریں۔

اس میں حکمت یہ تھی کہ آپ کے آثار شریفہ سے
تبرک حاصل ہو اور یہ حدیث آثار صالحین کے ساتھ تبرک
کے حصول پر دلیل ہے۔

اس حدیث میں آثار صالحین کے ساتھ تبرک حاصل

۱۔ علامہ یحییٰ بن شرف نووی متوفی ۶۷۶ھ، شرح مسلم ج ۱ ص ۳۰۵، مطبوعہ محمد راجح المطابع کراچی الطبعة الثانية ۱۳۷۵ھ۔

۲۔ علامہ بدرالدین عینی متوفی ۷۸۵ھ، عمدة القاری ج ۸ ص ۴۱، مطبوعہ دارالطبعة المنيرية مصر ۱۳۲۸ھ۔

۳۔ علامہ ابو عبد اللہ دشتانی مالکی متوفی ۸۲۸ھ، اکمال الکمال المسلم ج ۳ ص ۷۷، مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت۔

۴۔ شیخ شبیر احمد عثمانی متوفی ۱۳۶۹ھ، فتح الملہم ج ۲ ص ۴۸۴، مطبوعہ مکتبہ الحجاز کراچی۔

۵۔ نواب صدیق حسن بھوپالی ظاہری متوفی ۱۳۰۷ھ، السراج الابرار ج ۱ ص ۲۹۴، مطبع صدیقی بھوپال ۱۳۰۲ھ۔

علامہ نووی شافعی اس حدیث کی شرح میں لکھتے ہیں۔

والحكمة في اشعارها به تبريكها فيه
التبرك باثار الصالحين ولباسهم
وفيه جواز تكفين المرأة في ثوب
الرجل ۛ

علامہ عینی حنفی لکھتے ہیں:

والحكمة فيه التبرك باثاره الشريعة
وانما اخره الى فواغهن من الغسل ولم
يناولهن اياه اولاً ليكون قديب العهد
من جسده الى جسدها فاصل وهو
اصل في التبرك باثار الصالحين ۛ

علامہ دشتانی مالکی لکھتے ہیں:

وامره صلى الله عليه وسلم ثم
بذلك لتناولها بركته ۛ

شیخ عثمانی لکھتے ہیں:

والحكمة فيه التبرك باثاره الشريعة
الى قوله وهو اصل في التبرك باثار
الصالحين ۛ

نواب صدیق حسن خاں بھوپالی لکھتے ہیں:

ففيه التبرك باثار الصالحين ۛ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی عاجزادی کے
کفن کیلئے اپنی چادر انہیں برکت پہنچانے کے لیے دی
تھی، لہذا اس حدیث میں صالحین کے کفن اور لباس سے
تبرک حاصل کرنے کا ثبوت ہے اور اس میں مرد کے کپڑوں
میں عورت کو کفن دینے کا بھی ثبوت ہے۔

اپنی چادر عطا فرمانے میں حکمت یہ تھی کہ آپ کے
آثار شریفہ سے تبرک حاصل کیا جائے اور غسل سے فطرت
کے حصول تک چادر دینے میں تاخیر اور ابتداء میں چادر
نہ دینے کی حکمت یہ تھی کہ آپ کے جسم کے ساتھ لمس اور آپ
کی عاجزادی کے جسم کے ساتھ اس چادر کے مس ہونے
میں کوئی وقفہ نہ ہو۔ اور یہ حدیث صالحین کے آثار سے
تبرک حاصل کرنے کی اصل اور دلیل ہے۔

حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں چادر پہنانے کا
حکم اس لیے دیا تھا کہ وہ آپ کی برکت حاصل کریں۔

اس میں حکمت یہ تھی کہ آپ کے آثار شریفہ سے
تبرک حاصل ہو اور یہ حدیث آثار صالحین کے ساتھ تبرک
کے حصول پر دلیل ہے۔

اس حدیث میں آثار صالحین کے ساتھ تبرک حاصل

۱۔ علامہ یحییٰ بن شرف نووی متوفی ۶۷۶ھ، شرح مسلم ج ۱ ص ۳۰۵، مطبوعہ محمد راجح المطابع کراچی، الطبعة الثانية ۱۳۷۵ھ۔

۲۔ علامہ بدرالدین عینی متوفی ۷۸۵ھ، عمدة القاری ج ۸ ص ۳۱، مطبوعہ دار الفکر السیبریہ مصر ۱۳۲۸ھ۔

۳۔ علامہ ابو عبد اللہ دشتانی مالکی متوفی ۸۲۸ھ، اکمال الکمال المصنوع ج ۳ ص ۷۷، مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت۔

۴۔ شیخ شبیر احمد عثمانی متوفی ۱۳۶۹ھ، فتح الملہم ج ۲ ص ۴۸۴، مطبوعہ مکتبہ الحجاز کراچی۔

۵۔ نواب صدیق حسن بھوپالی ظاہری متوفی ۱۳۰۷ھ، السراج الابرار ج ۱ ص ۲۹۴، مطبع صدیقی بھوپال ۱۳۰۲ھ۔

شوار کے قائم مقام ہے لیکن حیات میں چادر قمیص کے نیچے ہوتی ہے تاکہ چلنے میں آسانی رہے اور وفات کے بعد چادر کندھوں سے لے کر قدم تک قمیص کے اوپر ہوتی ہے کیونکہ اب چلنے کی ضرورت نہیں۔ امام محمد نے کفن میں عمامہ کا ذکر نہیں کیا اور بعض مشائخ نے کفن میں عمامہ کو مکروہ قرار دیا ہے کیونکہ اس طرح کفن کے کپڑے جنت ہو جائیں گے اور کفن میں سنت طاق کا مدد ہے، بعض مشائخ نے کفن میں عمامہ کو مستحسن قرار دیا ہے کیونکہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ وہ میت کو عمامہ پہناتے تھے اور عمامہ کا شملہ اسی کے سامنے رکھتے تھے برخلاف حالت حیات کے کیونکہ زندگی میں شملہ زینت کی بنا پر گردن کے پیچھے ڈھل دیا جاتا ہے اور موت کے بعد زینت منقطع ہو جاتی ہے لہ۔ امام محمد فرماتے ہیں: (کفن پہنانے کے بعد) پھر اس کی ڈاڑھی اور سر میں حنوط (صندل اور کافور کی مخلوط خوشبو) رکھ دی جائے اور اس کے اعضاء سجدہ پر کافور رکھ دیا جائے اور اگر کافور نہ ہو تو کوئی حرج نہیں ہے۔

کفن کے سلسلے میں ہم نے جو فقہاء کے اقوال نقل کیے ہیں ان سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ امام شافعی اور امام احمد بن حنبل رحمہما اللہ کے نزدیک کفن میں قمیص کو نہیں شامل کرنا چاہیے اور یہ خلاف سنت ہے اور امام مالک رحمہ اللہ قمیص کو سنت قرار دیتے ہیں اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی روایت کا یہ جواب دیتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے جو قمیص پہنی ہوئی تھی اس کو اتارا نہیں گیا اور حضرت عائشہ نے جن کپڑوں کا ذکر کیا ہے وہ اس قمیص کے علاوہ ہیں، حضرت امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے نزدیک کفن میں تین کپڑے سنت ہیں، قمیص، چادر اور لفافہ، بطور ذیل میں ہم قمیص کو کفن میں شامل کرنے پر دلائل پیش کر رہے ہیں

احناف کے دلائل | کفن میں قمیص کو شامل کرنے پر ایک قوی دلیل یہ ہے کہ عبد اللہ بن ابی کے کفن کے لیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی قمیص عطا فرمائی تھی اگر میت کی تکفین میں قمیص پہنانا جائز نہ ہوتا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عبد اللہ بن ابی کو اپنی قمیص عطا نہ فرماتے بلکہ اس کے علاوہ حسب ذیل احادیث ہیں:

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو تین کپڑوں میں کفن دیا گیا دو چادریں (رحلہ) اور وہ قمیص جس میں آپ کا وصال ہوا۔

ابراہیم بیان کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو دو یمنی چادروں (رحلہ) اور قمیص میں کفن دیا گیا۔

سالم کہتے ہیں کہ حضرت ابن عمر اپنے اہل کو پانچ کپڑوں میں کفن دیتے تھے ان میں عمامہ، قمیص اور تین لفافے

عن ابن عباس قال کفن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی ثلثة اثواب نجوانیۃ الحلة ثوبان وقميصہ الذی مات فیہ ۱۰

عن ابراہیم قال کفن النبی صلی اللہ علیہ وسلم فی حلة یمنیۃ وقميص ۱۱

عن سلمان ابن عبد کان یکفن اہلہ فی خمسة اثواب منها عمامۃ وقميص و

۱۔ امام شمس الدین سرخسی متوفی ۴۸۳ھ البیروت ج ۲ ص ۶۰، مطبوعہ دار المعرفۃ بیروت، الطبعة الثانیہ ۱۴۰۰ھ۔

۲۔ امام محمد بن حسن شیبانی متوفی ۱۸۹ھ، البیروت ج ۱ ص ۲۲۰، مطبوعہ ادارۃ العصر کراچی۔

۳۔ امام ابو عبد اللہ بخاری متوفی ۲۵۶ھ، صحیح بخاری ج ۱ ص ۶۶۹، مطبوعہ فور محمد اصح المطابع کراچی، الطبعة الثانیہ ۱۳۸۱ھ۔

۴۔ امام ابوداؤد سلیمان بن اشعث متوفی ۲۴۵ھ، سنن ابوداؤد ج ۲ ص ۹۳، مطبوعہ مطبع مجتہبی پاکستان لاہور، ۱۴۰۵ھ۔

۵۔ امام عبد الرزاق بن امام متوفی ۲۱۱ھ، المسند ج ۳ ص ۲۲۳، مطبوعہ مکتب اسلامی بیروت، الطبعة الاولیٰ ۱۳۹۰ھ۔

شرائط ہیں۔

قاضی ابن رشد مالکی کہتے ہیں: امام مالک اور امام ابو حنیفہ کے نزدیک نماز جنازہ میں قرآن مجید کی قرأت نہیں ہے کیونکہ نماز جنازہ صرف دعا ہے اور امام مالک نے فرمایا: نماز جنازہ میں سورہ فاتحہ پڑھنے کا معمول نہیں ہے اور فرمایا کہ نماز جنازہ میں پہلی تکبیر کے بعد صرف اللہ تعالیٰ کی حمد و ثناء کرے، اور دوسری تکبیر کے بعد نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر درود پڑھے تیسری تکبیر کے بعد میت کے لیے شفاعت کرے، اور چوتھی تکبیر کے بعد سلام پھیر دے۔

امام محمد کہتے ہیں کہ میں نے امام ابو حنیفہ سے پوچھا کہ میت پر نماز جنازہ کس طرح پڑھی جائے؟ امام ابو حنیفہ نے فرمایا: جب جنازہ رکھ دیا جائے تو امام آگے بڑھ جائے اور لوگ پیچھے صفیں باندھ لیں۔ امام رفع یدین کر کے تکبیر کہے اور لوگ بھی اس کے ساتھ رفع یدین کر کے تکبیر کہیں۔ پھر اللہ تعالیٰ کی حمد و ثناء کریں۔ پھر امام دوسری تکبیر کہے اور لوگ بھی بغیر رفع یدین کے اس کے ساتھ تکبیر کہیں اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر درود پڑھیں، پھر امام تیسری تکبیر کہے اور لوگ بھی بغیر رفع یدین کے اس کے ساتھ تیسری تکبیر کہیں اور میت کے لیے استغفار اور اس کی شفاعت کریں۔ پھر امام چوتھی تکبیر کہے اور لوگ بھی اس کے ساتھ بغیر رفع یدین کے تکبیر کہیں اور امام دائیں اور بائیں جانب سلام پھیر دے اور لوگ بھی سلام پھیر دیں۔ اور ابن ابی سیل جنازہ کی پانچ تکبیریں کہتے تھے، (امام محمد نے کہا) میں نے پوچھا: کیا حمد و ثناء، درود شریف اور میت کی دعا با آواز بلند پڑھی جائے؟ امام ابو حنیفہ نے فرمایا نہیں ان میں سے کسی چیز کو با آواز بلند نہ پڑھیں بلکہ آہستہ پڑھیں! میں نے پوچھا کیا امام اور اس کے پیچھے مقتدی قرآن مجید پڑھیں؟ امام ابو حنیفہ نے فرمایا: امام قرأت کرے اور نہ اس کی اقتداء میں مقتدی قرأت کریں۔

نماز جنازہ میں سورہ فاتحہ پڑھنے کے دلائل کا تجزیہ

نمازوں میں قرأت فرض ہے اور نماز جنازہ بھی فرض نماز ہے اس لیے اس میں بھی قرأت فرض ہے لیکن یہ دلیل صحیح نہیں ہے کیونکہ نماز جنازہ دیگر فرض نمازوں سے اپنے ارکان کے اعتبار سے مختلف ہے۔ مثلاً باقی نمازوں میں رکوع اور سجود بھی فرض ہے بلکہ نماز جنازہ میں رکوع اور سجود فرض نہیں ہیں۔ علامہ نووی اس مسئلہ پر استدلال کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ صحیح بخاری میں ہے: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے نماز جنازہ میں سورہ فاتحہ پڑھی اور کہا: ”میں نے یہ سورت اس لیے پڑھی ہے کہ تمہیں معلوم ہو جائے کہ یہ سنت ہے۔“ علامہ نووی لکھتے ہیں کہ جب صحابی کسی مسئلہ میں کہیں کہ یہ سنت ہے تو مذہب صحیح یہ ہے کہ وہ حدیث مرفوعہ ہوتی ہے اور حضرت ابن عباس کی یہ حدیث اس مسئلہ میں دیگر دلائل سے بے پرواہ کر دیتی ہے۔ علامہ نووی کی یہ دلیل صحیح نہیں ہے کیونکہ جس خبر واحد میں کسی مسئلہ کے مسنون ہونے کی تصریح ہو اس خبر واحد سے اس مسئلہ کی فرضیت پر استدلال کس طرح درست ہو سکتا

۱۔ علامہ عبدالعزیز ابن احمد بن قدامہ حنفی متوفی ۵۶۲ھ، المغنی ج ۲ ص ۱۹۳، مطبوعہ دار الفکر بیروت الطبعة الاولى، ۱۴۰۵ھ

۲۔ قاضی ابوالولید ابن رشد مالکی متوفی ۵۹۵ھ، جلاء المجتہد ج ۱ ص ۱۷۱، مطبوعہ دار الفکر بیروت۔

۳۔ امام محمد بن حسن شیبانی متوفی ۱۸۹ھ، المبسوط، ج ۱ ص ۴۲۴، ۴۲۳، مطبوعہ ادارة القرآن کراچی۔

۴۔ علامہ ابواسحاق شیرازی شافعی متوفی ۴۵۵ھ، المہذب مع المجموع ج ۵ ص ۲۳۲، مطبوعہ دار الفکر بیروت۔

۵۔ علامہ یحییٰ بن شرف نووی متوفی ۶۷۲ھ، شرح المہذب ج ۵ ص ۴۳۲، مطبوعہ دار الفکر بیروت۔

عن لیلی بنت قانت الثقفیة قالت: كنت
فیمن غسل امر کلثوم ابنة رسول الله
صلی الله علیه وسلم عند وفاتها فكان
اول ما اعطانا رسول الله صلی الله علیه
وسلم الحقاء ثم الدرع ثم الغمار ثم
الملحفة ثم ادرجت بعد فی ثوب الاخری

لیلی بنت قانت بیان کرتی ہیں کہ میں بھی ان عورتوں
میں تھی جنہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صاحبزادی
حضرت ام کلثوم رضی اللہ عنہا کو غسل دیا۔ سب سے پہلے رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں چادر (تہبند) دیا پھر قمیص
پھر روپیہ، پھر سینہ بند، پھر ایک کپڑا جس میں انہیں پیٹ دیا
گیلا دینی (غافر)۔

اس حدیث کو امام احمد بن حنبل نے بھی روایت کیا ہے۔ ۱۷

حدیث نمبر ۲۰۹۹ میں ہے کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کو
نہایتی کی وفات کی اس دن خبر دی جس دن اس کی وفات ہوئی تھی پھر آپ لوگوں کے ساتھ عید گاہ گئے اور چار تکبیریں کہیں۔
اس حدیث کی شرح میں ہم پہلے نماز جنازہ کے طریقہ میں ائمہ اربعہ کا مسلک بیان کریں گے پھر غائبانہ نماز جنازہ میں ائمہ
ائمہ بیان کریں گے۔ اس کے بعد نماز جنازہ متدو بار پڑھے جانے میں ائمہ کے تقریبات بیان کریں گے اور پھر متدو جنازہ
کی صورت میں نماز پڑھنے کا طریقہ بیان کریں گے، فتقول وباللہ التوفیق۔

نماز جنازہ پڑھنے کے طریقہ میں مذاہب | علامہ شیرازی شافعی لکھتے ہیں کہ نماز جنازہ میں تکبیر اولیٰ کے بعد سورہ

فاتحہ کو پڑھنا فرض ہے کیونکہ جب نماز جنازہ میں دیگر فرائض نماز
کی طرح قیام فرض ہے تو سورہ فاتحہ کا پڑھنا بھی فرض قرار پائے گا اور خم سورت کے بارے میں دو قول ہیں ایک یہ ہے کہ
سورہ فاتحہ کے بعد چھوٹی سورت پڑھی جائے اور دوسرا قول یہ ہے کہ سورت نہ پڑھی جائے کیونکہ نماز جنازہ کی بنا اختصار پر
ہے، (الی قول) دوسری تکبیر کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر درود شریف پڑھے اور یہ بھی فرض ہے (الی قول) تیسری
تکبیر کے بعد میت کے لیے دعا کرے کیونکہ حضرت ابو قتادہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
ایک جنازہ کی نماز پڑھی۔ میں نے سنا آپ یہ دعا مانگ رہے تھے: اللھم اغفر لحینا و میتنا و شہدنا و
غائبنا و صغیرنا و کبیرنا و ذکونا و انتھانا اور بعض روایات میں یہ اضافہ ہے: اللھم من احییتہ مننا
فاحیہ علی الاسلام و من توفیتہ منا فتوف علی الایمان اور میت کے لیے دعا کرنا بھی نماز جنازہ کے فرائض
میں سے ہے۔ چوتھی تکبیر کے بعد سلام پھیر دے اور سلام پھیرنے کا حکم بھی باقی نمازوں کی طرح واجب ہے (شافعیوں
کے نزدیک فرض اور واجب میں فرق نہیں ہے اور وہ ایک کا دوسرے پر اطلاق کر دیتے ہیں، سبکی)

علامہ ابن قدام حنبلی فرماتے ہیں: نماز جنازہ میں یہ امور واجب ہیں: نیت، تکبیرات، قیام، سورۃ فاتحہ کا پڑھنا،
نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر درود، میت کے لیے دعا، اور ایک طرف سلام پھیرنا اور وقت کے سوا اس میں فرض نماز کی تمام

۱۔ امام ابو داؤد سلیمان بن اشعث متوفی ۲۷۵ھ، سنن ابو داؤد ج ۲ ص ۹۲، مطبوعہ مطبع بچبائی پاکستان لاہور طبع ثانی ۱۴۰۵ھ

۲۔ امام احمد بن حنبل متوفی ۲۴۱ھ، مسند احمد ج ۶ ص ۳۸۰ مطبوعہ مکتب اسلامی بیروت، الطبعة الثالثة ۱۳۹۸ھ

۳۔ فیخ ابواسحاق شیرازی شافعی متوفی ۴۵۵ھ، المہذب ج ۵ ص ۲۳۹-۲۳۲، مطبوعہ دار الفکر بیروت۔

عن عمرو بن شعيب عن أبيه عن جده
عن ثلاثين من اصحاب رسول الله صلى الله
عليه وسلم انهم لم يقوموا على شيء في امر
الصلوة على الجنائز

عن موسى الجهنى قال سألت الحكم و
الشعبي وعطاء وهما هدا في الصلوة على الميت
شيء موقت فقالوا لا إنما أنت شفيع فاشفع
باحسن ما تعلم

عن الشعبي قال في التكبيرة الاولى يبدأ
بحمد الله والثناء عليه والثانية صلوة على
النبي صلى الله عليه وسلم والثالثة دعاء
للميت والرابعة للتسليم

عن علي بن ابي طالب عن علي بن ابي حمزة
عن ابي بصير عن النبي صلى الله عليه وسلم ثم
يقول اللهم اغفر لحياتنا وامواتنا الحديث
عن نافع بن ابن عمر كان لا يقرأ في الصلوة
على الميت

عن ايوب بن محمد الزكاني لا يقرأ على
الميت

عن ابي المنهال قال سألت ابا العالية عن
القراءة في الصلوة على الجنائز فأنه الكتاب
فقال ما كنت احسب ان فاتحة الكتاب تقرأ الا

عمرو بن شعيب اپنے باپ سے وہ اپنے واط سے
اور وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے تیس صحابہ سے
روایت کرتے ہیں کہ انھوں نے نماز جنازہ میں کسی
معدن چیز کے ساتھ قیام نہیں کیا۔

موسیٰ جہنی کہتے ہیں میں نے حکم، شعبی، عطاء، اور مجاہد،
سے پوچھا کیا نماز جنازہ میں کوئی چیز مقرر ہے؟ انھوں
نے کہا نہیں! تم صرف شفاعت کرنے والے ہو پس اچھی دعا
کے ساتھ شفاعت کرو۔

شعبی کہتے ہیں کہ پہلی تکبیر میں اللہ تعالیٰ کی حمد و ثناء
کی جائے دوسری تکبیر میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر درود
شریف پڑھا جائے۔ تیسری تکبیر میں میت کے لیے دعا
کی جائے اور چوتھی تکبیر میں سلام پھیر دیا جائے۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ جب نماز جنازہ پڑھتے تو
پہلے اللہ تعالیٰ کی حمد کرتے پھر نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر
درود شریف پڑھتے پھر دعا کرتے اللہم اغفر لحياتنا وامواتنا
نافع بیان کرتے ہیں کہ حضرت ابن عمر نماز جنازہ
میں قرآن مجید نہیں پڑھتے تھے۔

ايوب بن محمد کہتے ہیں کہ محمد بن سیر بن نماز جنازہ میں قرآن
مجید نہیں پڑھتے تھے

ابو المنهال کہتے ہیں کہ میں نے ابو العالية سے نماز
جنازہ میں سورہ فاتحہ پڑھنے کے متعلق پوچھا انھوں نے
کہا میرے گمان میں سورہ فاتحہ صرف اس نماز میں پڑھی

۱۔ حافظ البرکات بن ابی شیبہ مترنی ۲۳۵ ۲۔ المصنف ج ۳ ص ۲۹۲ ، مطبوعہ ادارة القرآن کراچی الطبعة الاولى ۱۴۰۲ھ

۳۔ " المصنف ج ۳ ص ۲۹۵

۴۔ " "

۵۔ " "

۶۔ " المصنف ج ۳ ص ۲۹۸

۷۔ " "

ہے! جبکہ یہ امر بھی قطعی نہیں ہے کہ اس سے مراد سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہے یا سنت صحابہ، اور چونکہ دیگر حائل سے نماز جنازہ میں قرآن مجید پڑھنے کی ممانعت ثابت ہے اس لیے یہ حدیث اس بات پر محمول ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے نماز جنازہ میں سورہ فاتحہ کو تکبیر اولیٰ کے بعد بطور دعا اور شتاد پڑھا تھا کیونکہ سورہ فاتحہ میں اللہ تعالیٰ کی حمد و ثناء اور اس سے دعا کا مفہوم ہے اور پہلی تکبیر کے بعد نماز جنازہ میں اللہ تعالیٰ کی حمد و ثناء کی جاتی ہے اسی لیے حضرت ابن عباس نے اسی اقتدار سے سورہ فاتحہ پڑھی۔ اس حدیث کے علاوہ نماز جنازہ میں قرآن مجید پڑھنے کے سلسلے میں متنی روایات پیش کی جاتی ہیں جن سے سب ضعیف ہیں۔ علامہ نووی نے بھی شرح المہذب میں اس کا اعتراف کیا ہے اور صرف حضرت ابن عباس کی مذکورہ حدیث کو لائق استدلال قرار دیا ہے۔

طبرانی نے حضرت ام عقیف سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم کو فاتحہ الکتاب پڑھنے کا حکم دیا اس کی سند میں عبدالمنعم ابوسعید نام کا ضعیف راوی ہے، ابن ماجہ نے حضرت ام شریک سے روایت کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں نماز جنازہ میں فاتحہ الکتاب پڑھنے کا حکم دیا۔ حافظ ابن حجر نے تفریح کی ہے کہ اس کی سند میں ضعیف ہے۔ طبرانی نے حضرت اسماء بنت یزید سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تم نماز جنازہ پڑھو تو فاتحہ الکتاب پڑھو اس میں علی بن حمران نام کا ضعیف راوی ہے۔ ترمذی اور ابن ماجہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز جنازہ میں فاتحہ الکتاب پڑھی۔ اس کی سند میں ابراہیم بن عثمان ابو شیبہ ہے جو انتہائی ضعیف راوی ہے۔ امام شافعی نے کتاب الامام میں حضرت جابر سے روایت کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز جنازہ میں چار تکبیرات پڑھیں اور پہلی تکبیر کے بعد سورہ فاتحہ پڑھی۔ اسی سند سے اس حدیث کو حاکم نے بھی مستند کی روایت کیا ہے۔ اس کی سند میں ابراہیم بن ابویکی ہے جو متروک ہے اور عبداللہ بن محمد عقیل ہے جو انتہائی ضعیف راوی ہے۔ طبرانی نے اوسط میں حضرت ابوبکریرہ سے روایت کیا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز جنازہ میں چار مرتبہ پڑھا الحمد للہ رب العالمین۔ اس کی سند میں ناہض بن قاسم مجہول ہے۔ طبرانی نے اوسط میں حضرت ابن عباس سے روایت کیا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے آگے بڑھ کر نماز جنازہ پر بلند آواز سے سورہ فاتحہ پڑھی پھر دوسری تکبیر کے بعد دعا کی، (احمدیٹ) اس حدیث کی سند میں یحییٰ بن یزید بن عبدالملک نوفل نام کا ضعیف راوی ہے۔

نماز جنازہ میں قرآن مجید پڑھنے کی ممانعت | امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ نے جو نماز جنازہ میں قرآن مجید پڑھنے سے منع فرمایا ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ کثیر صحابہ نے نماز جنازہ میں قرآن مجید پڑھنے سے منع کیا ہے اس سبب سے نماز جنازہ میں قرآن مجید کی کسی آیت کو بطور تلاوت قرآن پڑھنا جائز نہیں ہے البتہ نماز جنازہ میں قرآن مجید کی کسی آیت کو شتاد یا دعا کے طور پر پڑھا جاسکتا ہے۔ حسب ذیل احادیث اور آثار سے نماز جنازہ میں قرآن مجید کا پڑھنا ممنوع ہے۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما نے نماز جنازہ میں کسی چیز کے پڑھنے کو معین نہیں فرمایا۔

عن جابر قال ما باح لنا رسول الله صلى الله عليه وسلم ولا ابو بكر ولا عمر في الصلوة على الميت بشيء.

حافظ ابو بکر بن ابی شیبہ متوفی ۲۳۵ھ، المصنف ج ۳ ص ۱۲۲، مطبعة ادارة القرآن کراچی، الطبعة الاولى ۱۴۰۶ھ۔

لَا تَمْلِكُ أَنْ تَقْرَأَ عَلَى سَبِيلِ الثَّنَاءِ لَا عَلَى وَجْهِ
قِرَاءَةِ الْقُرْآنِ وَلَا نَظَرِ الْيَدَيْنِ بِصَلَاةٍ عَلَى
الْحَقِيقَةِ إِنَّمَا هِيَ دَعَاءٌ وَاسْتِغْفَارٌ لِلْمَيِّتِ لَا
تَرَى أَنَّهُ لَيْسَ فِيهَا أَرْكَانُ الصَّلَاةِ مِنَ الرُّكُوعِ
وَالسُّجُودِ وَالتَّسْمِيَةِ لَمَّا بَيَّنَّا فِيهَا سَبْقَ أَنْ
الصَّلَاةُ فِي اللُّغَةِ الدَّعَاءُ وَاسْتِغْرَاطُ الطَّهَارَةِ
وَاسْتِقْبَالُ الْقِبْلَةِ لَا يَدُلُّ عَلَى أَنَّهَا صَلَاةٌ حَقِيقَةٌ
وَأَنَّ فِيهَا قِرَاءَةَ كَسَجْدَةِ التَّلَاوَةِ ۷۲
تَرْفَعُ الْيَدَيْنِ إِلَّا فِي التَّكْبِيرَةِ الْأُولَى الْإِمَامِ
وَالْقَوْمِ فِيهَا سِوَاكَ

انہوں نے نماز جنازہ میں سورہ فاتحہ کو بطور ثناء پڑھا تھا کہ
بطور قرأت قرآن۔ نیز نماز جنازہ حقیقتاً نماز نہیں ہے۔ یہ
صرف میت کے لیے استغفار اور دعا ہے۔ کیا تمہیں نہیں معلوم
کہ نماز جنازہ میں نماز کے ارکان میں سے رکوع اور سجدہ نہیں
ہیں، اور اس کو نماز اس لیے کہتے ہیں کہ لغت میں صلوٰۃ (نماز)
دعا کو کہتے ہیں اور طہارت اور قبلہ کی طرف منہ کرنے کی شرط
اس بات پر دلالت نہیں کرتی کہ یہ حقیقتاً نماز ہے اور اس
میں قرأت ہے۔ جس طرح سجدہ تلاوت میں یہ شرط اس کے
حقیقتہً نماز ہونے کو مستلزم نہیں ہے اور تکبیر اولیٰ کے
سوا اس میں رفع یدین نہیں کیا جائے گا اور امام اور مقتدیوں
کا ان مسائل میں ایک حکم ہے۔

نماز جنازہ پڑھنے کے طریقہ میں احناف کا موقف

احناف کے نزدیک نماز جنازہ میں قیام اور چار تکبیریں
فرض ہیں اور ان کی فرضیت اجماع امت سے ثابت
ہے اور پہلی تکبیر کے بعد ثناء، دوسری تکبیر کے بعد درود شریف اور تیسری تکبیر کے بعد میت کے لیے دعا کرنا مستحب ہے۔
ثناء، درود شریف، اور استغفار کے لیے منقولہ کلمات میں سے جو کلمات بھی پڑھ لیے جائیں، جائز ہے۔ تاہم برصغیر میں
یہ رواج ہو گیا ہے کہ ثناء کے لیے وہ کلمات پڑھتے ہیں جن میں جل ثناؤک کے کلمات بھی ہیں اور درود شریف کے لیے
وہ کلمات پڑھتے ہیں جن میں "تَرْحِمُكَ" بھی ہے اور میت کے لیے دعا اور استغفار کے لیے
یہ کلمات پڑھتے ہیں اللھم اغفر لھینا و میتنا الخ ہر چند یہ کلمات احادیث شریفہ سے ثابت ہیں لیکن
ان کلمات کا پڑھنا ضروری اور لازمی نہیں ہے۔ ثناء، درود شریف اور دعائیت کے لیے احادیث میں متعدد طریقوں سے
کلمات اور صیغے منقول ہیں ان میں سے جو کلمات بھی پڑھ لیے جائیں یہ امر مستحب ادا ہو جائے گا ایسا بھی دیکھا گیا ہے کہ
بعض مسلمانوں کو یہ مخصوص کلمات یاد نہیں ہوتے تو وہ سمجھتے ہیں کہ ان کے بغیر نماز جنازہ ادا نہیں ہوگی جبکہ صرف تکبیرات
پڑھ لینے سے بھی نماز جنازہ ہو جاتی ہے اور جن کلمات کے ساتھ عام نمازوں میں ثناء پڑھی جاتی ہے (یعنی سبحانک
اللھم وبحمدک وتبارک اسمک وتعالیٰ جددک ولا الٰہ غیرک) اس ثناء کے پڑھنے سے اور عام نمازوں میں
جو درود ابراہیمی پڑھا جاتا ہے (یعنی اللھم صل علی محمد وعلی آل محمد کما صلیت علی ابراہیم
وعلی آل ابراہیم انک حمید مجید الخ) اس درود کے پڑھ لینے سے اور جو دعا عام نمازوں
میں پڑھی جاتی ہے (یعنی ربنا اغفر لی ولوالدی وللمؤمنین یوم یقوم الحساب) اس دعا کے
پڑھ لینے سے نماز جنازہ اپنے فرائض اور مستحبات کے ساتھ ادا ہو جاتی ہے اور اس میں کسی قسم کی کوئی کمی نہیں ہوتی اور جن
لوگوں کو یہ درجہ مخصوص کلمات یاد نہیں ہیں ان لوگوں کو کسی تردد کے بغیر انہیں عام پڑھ جانے والے کلمات کے ساتھ نماز

۵۔ علامہ شمس الدین سرخسی مرقی ۴۸۳، المبسوط ج ۲ ص ۶۲ مطبوعہ دار المعرفۃ بیروت، الطبعة الثانیہ، ۱۴۰۰ھ۔

فی صلوة فیہا رکوع وسجود ۱۰

عن علی قال قلت لفضالة بن عبيدة هل يقرأ على الميت شيء قال لا ۱۱

عن سعيد بن أبي بردة عن أبيه قال قال له رجل اقرأ على الجنازة بغاية الكتاب قال لا تقرء ۱۲

عن حجاج قال سألت عطاء عن القراءة على الجنازة قال ما سمعنا بهذا ۱۳

عن إبراهيم عن الشعبي قال ليس في الجنازة قراءة ۱۴

عن عبد الله بن أبي سارة قال سألت سالماً فقالت القراءة على الجنازة فقال لا قراءة على الجنازة ۱۵

علامہ سرخسی نماز جنازہ میں قرآن مجید پڑھنے کے عدم جواز پر استدلال کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

ولنا حديث ابن مسعود رحمه الله تعالى قال لم يوقت لنا في الصلوة على الجنازة دعاء ولا قراءة كبيراً كبيراً الامام و اختر من الدعاء اطيبه وهكذا روى عن عبد الرحمن بن عوف وابن عمر رضي الله تعالى عنهما . انهما قال لا ليس فيها قراءة شيء من القرآن وتاويل حديث جابر رضي الله عنه

باقی ہے جس میں ذکر کوع اور سجود ہو۔

علی کہتے ہیں کہ میں نے فضالہ بن عبیدہ سے پوچھا کیا میت پر قرآن مجید پڑھا جائے گا؟ انھوں نے کہا نہیں! سعید بن ابی بردہ کہتے ہیں کہ حضرت ابو بردہ سے ایک شخص نے پوچھا کیا میں نماز جنازہ میں سورہ فاتحہ پڑھوں فرمایا مت پڑھو۔

حجاج کہتے ہیں کہ میں نے عطاء سے نماز جنازہ میں قرآن مجید پڑھنے کے بارے میں سوال کیا انھوں نے کہا ہم نے یہ نہیں سنا۔

ابراہیم اور شعبی بیان کرتے ہیں کہ نماز جنازہ میں قرأت نہیں ہے۔

عبد اللہ بن ابی سارہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے سالم سے پوچھا کیا نماز جنازہ میں قرأت ہے۔ انھوں نے کہا نماز جنازہ میں قرأت نہیں ہے۔

ہماری دلیل حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز جنازہ میں کوئی دعا مقرر فرمائی ہے نہ قرأت۔ امام کی تکبیر پر تکبیر کہو اور اچھی دعا کو اختیار کرو۔ اسی طرح حضرت عبد الرحمن بن عوف اور حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے انھوں نے کہا کہ نماز جنازہ میں قرآن مجید کی قرأت نہیں ہے۔ اور حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی روایت کا جواب یہ ہے کہ

۱۰۔ امام البرکات بن ابی شیبہ مترونی ۲۳۵ھ، المصنف ج ۳ ص ۲۹۹، مطبوعہ ادارۃ القرآن کراچی، الطبعة الاولى، ۱۴۰۶ھ۔

۱۱۔ " " "

۱۲۔ " " "

۱۳۔ " " "

۱۴۔ " " "

۱۵۔ " " "

احادیث اور آثار کی روشنی میں احناف کے بتائے ہوئے طریقہ سے نماز جنازہ پڑھنے کا مسئلہ مجددہ تعالیٰ واضح ہو گیا۔ اس مسئلہ پر مزید مطالعہ کے لیے مقالات سیدی جلد اول کا مطالعہ فرمائیں اس میں ہم نے نماز جنازہ برطریق اہل سنت کے عنوان سے ایک مبسوط مقالہ لکھا ہے اور اس مسئلہ میں غیر مقلدین علماء کے تمام اعتراضات کے جوابات لکھے ہیں۔

میت کے بعض اجزاء پر نماز جنازہ میں مذاہب | اللہ تعالیٰ مسلمانوں پر رحم فرمائے اور ان کو آقا، بلیات، حوادث اور مصائب سے محفوظ رکھے،

آج کل ایسی صورتیں بکثرت پیش آتی ہیں کہ ہوائی جہازیں بس یا کار کے حادثہ سے مسلمان اس طرح جاں بحق ہو جاتے ہیں کہ ان کے جسم کے صرف بعض اجزاء باقی بچتے ہیں اور باقی اجزاء حادثہ میں ریزہ ریزہ ہو جاتے ہیں اس صورت میں ان بعض اجزاء پر نماز جنازہ پڑھی جائے گی یا نہیں؟ اس مسئلہ میں بھی تفصیل ہے۔

علامہ نووی کہتے ہیں: کہ امام شافعی کا مذہب یہ ہے کہ میت کے جس قدر اجزاء بھی مل جائیں خواہ قلیل ہوں یا کثیر، ان پر نماز جنازہ پڑھی جائیگی۔ امام احمد بن حنبل اور داؤد ظاہری کہتے ہیں کہ میت کے اجزاء بعض ہوں یا کثیر ان پر نماز جنازہ نہیں پڑھی جائیگی۔ امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں اگر نصف سے زیادہ میت کا جسم پایا گیا تو اس کو غسل بھی دیا جائے گا اور اس پر نماز جنازہ بھی پڑھی جائے گی اور اگر نصف جسم (یا اس سے کم) پایا گیا تو اس کو غسل دیا جائے گا نہ اس پر نماز جنازہ پڑھی جائے گی۔ امام مالک رحمہ اللہ فرماتے ہیں اگر کم اجزاء ملیں تو ان پر نماز جنازہ نہیں پڑھی جائے گی۔ یعنی اگر نصف یا اس سے زائد اجزاء ملیں تو نماز جنازہ پڑھی جائے گی۔

علامہ سرخسی کہتے ہیں: امام محمد فرماتے ہیں کہ جب انسانی اجزاء مثلاً ہاتھ یا پیر میں سے کوئی عضو پایا جائے تو اس کو غسل دیا جائے گا نہ اس کی نماز جنازہ پڑھی جائے گی کیونکہ نماز میت کے لیے مشروع کی گئی ہے اور میت مکمل بدن کو کہتے ہیں اس کے کسی عضو کو نہیں کہتے اور اس وجہ سے بھی کہ جس شخص کا کوئی عضو ملا ہے ہو سکتا ہے کہ وہ زخمی ہو اور زخمی کی نماز جنازہ نہیں پڑھی جاتی اور اس لیے بھی کہ اگر اعضاء پر نماز جنازہ ہو تو اگر میت کے متعدد اعضاء ملیں تو ایک میت پر متعدد نمازیں پڑھی جائیں گی حالانکہ ہمارے نزدیک نماز جنازہ کا تکرار جائز نہیں ہے۔ لیکن اگر بدن کا اکثر حصہ ملا یا نصف حصہ ملا جس کے ساتھ سر بھی تھا تو اس کی نماز جنازہ پڑھی جائے گی کیونکہ اکثر اجزاء کل کے حکم میں ہوتے ہیں اور اس صورت میں نماز جنازہ کی تکرار کا احتمال بھی نہیں ہے۔

حادثہ میں فوت ہونے والے مسلمانوں کی نماز جنازہ | علامہ سرخسی فرماتے ہیں: امام محمد فرماتے ہیں جس شخص کو درندے نے ہلاک کر دیا یا جو آگ

میں جل گیا یا جو شخص پہاڑ سے گر کر مر گیا یا دیوار کے نیچے دب کر مر گیا یا ڈوب کر مر گیا ان تمام کی نماز جنازہ پڑھی جائے گی کیونکہ یہ چیزیں دنیوی احکام کے حق میں معتبر نہیں ہیں اس لیے اس قسم کے حادثات میں ہلاک ہونے والے اور

۱۔ علامہ یحییٰ بن شریف نوادی شافعی متوفی ۷۶۶ھ، شرح المہذب مع المجموع ج ۵ ص ۲۵۵ مطبوعہ دار الفکر بیروت۔

۲۔ علامہ شمس الدین سرخسی حنفی متوفی ۷۸۳ھ، المبسوط ج ۲ ص ۵۴، مطبوعہ دار المعرفۃ بیروت، الطبعة الثانیہ ۱۴۰۰ھ۔

بخازہ پڑھنی چاہیے، تاہم بعض لوگوں کا یہ کہنا بھی غلط ہے کہ مروجہ مخصوص کلمات غلام سنت اور بدعت ہیں ہم طور ذیل میں ان مروجہ کلمات کے ثبوت میں احادیث پیش کر رہے ہیں۔

ثناء

روی فی الجملة عن ابن عباس فی حدیث
طویل من قوله ذکرہ ابن ابی شیبۃ وابن مردویہ
فی کتاب الدعاء لہ ورواہ الحافظ ابو شجاع
فی کتاب الفردوس عن ابن مسعود رضی اللہ
عنہ من احب الکلام الی اللہ عزوجل ان
يقول العبد سبحانک اللهم وبحمدک و
تبارک اسمک وتعالی جلالک وجل ثناءک ولا الہ غیرک ۔
یہ ثناء فی الجملہ حضرت ابن عباس سے مروی ہے اور
ابن ابی شیبہ، ابن مردویہ اور حافظ ابو شجاع نے حضرت ابن
مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے
نزدیک پسندیدہ کلام یہ ہے کہ بندہ کہے: سبحانک
اللہم وبحمدک وتبارک اسمک وتعالی جلالک
وجل ثناءک ولا الہ غیرک ۔

دروود شریف | مروجہ نماز جنازہ کے طریقہ میں جو درود شریف پڑھا جاتا ہے اس میں رحم کے الفاظ بھی ہیں اس
کے ثبوت میں حضرت علی رضی اللہ عنہ سے یہ الفاظ منقول ہیں:

وارحم محمدًا و آل محمد کما رحمت علی ابراہیم و علی آل ابراہیم انک حمید مجید
اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے: وارحم محمد و آل محمد کما صلیت و بارکت و ترحمت
علی ابراہیم و علی آل ابراہیم انک حمید مجید۔

مروجہ دعا کی دلیل | مروجہ نماز جنازہ میں جو دعا پڑھی جاتی ہے اس کا ذکر اس حدیث میں ہے:

عن ابی ابراہیم الاشعری عن ابیہ قال کان رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم اذا صلی علی الجنائزۃ قال اللهم
اغفر لہینا و میتنا و شاہدنا و غائبنا و صغیرنا و
کبیرنا و ذکرنا و انشأنا عن ابی ہریرۃ عن النبی صلی اللہ علیہ
وسلم مثل ذلک و زاد فیہ اللهم من احییتہ منا فاحیہ
علی الاسلام و من توفیتہ منا فتوفہ علی الایمان ۔
ابو ابراہیم اشعری کے والد اور حضرت ابو ہریرہ رضی
اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز
جنازہ میں یہ دعا مانگتے تھے: اللهم اغفر لہینا و میتنا و شاہدنا
و ذکرنا و غائبنا و انشأنا و ذکرنا و انشأنا، اللهم من احییتہ منا فاحیہ
علی الاسلام و من توفیتہ منا فتوفہ علی الایمان ۔
اس حدیث کو امام ابو داؤد نے اپنی سنن میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے ۔

۱۔ فتح القدیر ج ۱ ص ۲۵۲ مطبوعہ مکتبہ نوریہ رضویہ سکر۔

۲۔ علامہ یوسف نبہانی متوفی ۱۳۵۰ھ سادۃ الدارین ص ۲۳۱۔

۳۔ " " ص ۲۳۰۔

۴۔ امام ابویسی ترمذی متوفی ۲۴۹ھ، جامع ترمذی ص ۱۶۶ مطبوعہ نور محمد کاغذ تہارت کتب کراچی

۵۔ امام ابو داؤد سلیمان بن اشعث متوفی ۲۴۵ھ، سنن ابو داؤد، ج ۲ ص ۱۰۰، مطبوعہ مطبع مجتہد پاکستان لاہور۔

کھانے کو حرام کر دیا ہے، حالانکہ آپ کی قبر پر کوئی مسلمان آپ کی نماز جنازہ نہیں پڑھتا اور مسلمانوں کا یہ اجتماعی ترک اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ میت پر دوبارہ نماز جنازہ پڑھنا جائز نہیں ہے سوا اس صورت کے کہ میت کے ولی نے اس کی نماز جنازہ نہ پڑھی ہو اور جنازہ پڑھ لیا جائے تو وہ دوبارہ اس کی نماز جنازہ پڑھ سکتا ہے کیونکہ نماز جنازہ پڑھنا اس کا حق ہے اور دوسرا کوئی شخص اس کے حق کو ساقط نہیں کر سکتا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو اس عورت کی قبر پر نماز پڑھی اس کی وجہ بھی یہی ہے کہ آپ ہر مسلمان کے ولی ہیں اور ول کے بغیر اگر نماز پڑھ لی جائے تو وہ دوبارہ پڑھ سکتا ہے۔ صحابہ کرام نے جو فرج در فرج آپ کی نماز جنازہ پڑھی تھی اس کا بھی یہی جواب ہے کیونکہ آپ کے شرعی ولی حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ تھے اور وہ محاطات کی درستگی اور فتنوں کے دبائے میں مشغول تھے، اس لیے ان کے نماز پڑھنے سے پہلے صحابہ کرام نماز جنازہ پڑھنے سے حالانکہ خلیفہ ہونے کی وجہ سے یہ ان کا حق تھا اور جب حضرت ابوبکر نے نماز جنازہ پڑھ لی تو پھر کسی شخص نے آپ کے بعد نماز نہیں پڑھی۔ اسی وجہ سے ہمارے علماء یہ کہتے ہیں کہ غائبانہ نماز جنازہ جائز نہیں ہے اور امام شافعی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے نجاشی کی غائبانہ نماز جنازہ پڑھی ہے۔ ہم یہ کہتے ہیں کہ آپ کے لیے ردے زمین کو پیٹ دیا گیا تھا اور آپ سب سے بڑھ کر ولی ہیں اور یہ بات کسی دوسرے کے لیے منظور نہیں ہے بلکہ

غائبانہ نماز جنازہ | زیر بحث باب کی حدیث میں ذکر ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نجاشی کی غائبانہ نماز جنازہ پڑھائی اس کی روشنی میں امام شافعی اور امام احمد کہتے ہیں کہ غائبانہ نماز جنازہ جائز ہے اور امام ابو حنیفہ اور امام مالک کہتے ہیں کہ نجاشی کی غائبانہ نماز جنازہ پڑھنا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خصوصیت تھی اور عام مسلمانوں کے لیے غائبانہ نماز جنازہ پڑھنا جائز نہیں ہے۔

علامہ نووی شافعی لکھتے ہیں: ہمارا مذہب یہ ہے کہ جو میت شہر سے غائب ہو اس کی نماز جنازہ پڑھنا جائز ہے عام ازیں کہ وہ میت قبلہ کی جانب ہو یا نہ ہو، خواہ دونوں شہروں کے درمیان مسافت قریب ہو یا بعید لیکن نماز کے لیے ضروری ہے کہ اس کا منہ قبلہ کی طرف ہو۔

علامہ ابن قدامہ حنبلی لکھتے ہیں: جو کسی اور شہر میں غائب ہو اس پر نماز جنازہ پڑھنا جائز ہے نماز اس کی نیت کرے اور منہ قبلہ کی جانب کرے اور اس پر اسی طرح نماز پڑھے جس طرح حاضر پر پڑھتے ہیں عام ازیں کہ میت قبلہ کی جانب ہو یا نہ ہو اور عام ازیں کہ دونوں شہروں میں مسافت کم ہو یا زیادہ ہو۔

قاضی ابوالوید مالکی لکھتے ہیں اکثر علماء کا مسلک یہ ہے کہ نماز جنازہ صرف حاضر کی پڑھی جائے گی۔ بعض علماء نے حدیث نجاشی کی بناء پر کہا غائب کی نماز جنازہ بھی جائز ہے اور جمہور اس کا یہ جواب دیتے ہیں کہ یہ واقعہ صرف نجاشی کے ساتھ خاص تھا۔

۱۔ علامہ شمس الدین نسفی متوفی ۴۸۲ھ المہبوط ج ۲ ص ۶۷، مطبوعہ دار المعرفۃ بیروت الطبعة الثانیہ ۱۴۰۰ھ۔

۲۔ علامہ یحییٰ بن شرف نووی متوفی ۶۷۶ھ شرح المہذب مع المجموع ج ۵ ص ۵۲۲ مطبوعہ دار الفکر بیروت۔

۳۔ علامہ عبد اللہ بن احمد بن قدامہ حنبلی متوفی ۶۲۰ھ المغنی ج ۲ ص ۱۹۵ مطبوعہ دار الفکر بیروت، الطبعة الاولی ۱۴۰۵ھ۔

۴۔ علامہ قاضی ابوالوید ابن رشد مالکی متوفی ۵۹۵ھ، بدایۃ المجتہد ج ۱ ص ۱۷۶ مطبوعہ دار الفکر بیروت۔

طبعی موت مرنے والے نماز جنازہ پڑھے جانے کے حق میں برابر ہیں۔

دوبارہ نماز جنازہ پڑھنے میں مذاہب | بعض دفعہ ایسی صورتیں پیش آجاتی ہیں جن میں نماز جنازہ کے

تعدد کے جواز اور عدم جواز کا سوال پیدا ہوتا ہے۔ مثلاً کسی شہر میں کوئی شخص فوت ہو جاتا ہے وہاں کے لوگ اس کی نماز جنازہ پڑھ لیتے ہیں بعد میں اس کی میت کو اس کے وطن لے جاتے ہیں وہاں لوگ دوبارہ اس کی نماز جنازہ پڑھنا چاہتے ہیں اس سلسلہ میں احناف کا مسلک یہ ہے کہ وہاں کے پڑھنے کے بعد دوبارہ نماز جنازہ پڑھنا جائز نہیں ہے۔ مالکیہ کا مسلک بھی بظاہر اس کے موافق ہے شوافع اور حنبلیہ البتہ نماز جنازہ کی تکرار کو مطلقاً جائز قرار دیتے ہیں۔

علامہ نووی شافعی کہتے ہیں: نماز جنازہ پڑھنے کے بعد اگر کچھ لوگ جنازے پر آئیں اور نماز پڑھنا چاہیں تو ان کی نماز بھی فرض کفایہ ہوگی۔ علامہ ابن قدامہ حنبلی کہتے ہیں: امام احمد بن حنبل کے نزدیک دفن سے پہلے ایک شخص یا کئی اشخاص دوبارہ نماز جنازہ پڑھ سکتے ہیں۔

علامہ سرخسی حنفی کہتے ہیں: نماز پڑھی جانے کے بعد اگر کچھ لوگ جنازے پر آئیں تو وہ انفرادی طور پر نماز جنازہ پڑھیں نہ جماعت کے ساتھ۔ البتہ اگر پہلے دل کی اجازت کے بغیر اجنبی لوگوں نے نماز جنازہ پڑھی ہو تو بعد میں وہی نماز جنازہ پڑھ سکتا ہے۔ امام شافعی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ نماز جنازہ کی تکرار جائز ہے کیونکہ روایت میں ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم ایک نئی قبر کے پاس سے گزرے تو آپ نے اس کے بارے میں سوال کیا، بتایا گیا کہ یہ فلاں عورت کی قبر ہے۔ آپ نے فرمایا تم نے مجھے نماز پڑھانے کی اطلاع کیوں نہیں دی؟ کہا گیا اسے رات کو دفن کیا گیا تھا۔ ہم نے حشرات الارض کے خوف سے آپ کو خبر نہیں دی۔ آپ نے کھڑے ہو کر اس کی قبر پر نماز جنازہ پڑھی، نیز جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کاہل ہوا تو صحابہ کرام نے آپ کے جنازہ شریف پر کوچ در کوچ نماز پڑھی، ہماری دلیل یہ ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما اور حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ایک بار ان سے نماز جنازہ پڑھ گئی جب وہ جنازے پر آئے تو انہوں نے صرف میت کے لیے استغفار کیا اور حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ سے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی نماز جنازہ پڑھ گئی جب وہ جنازے پر آئے تو انہوں نے کہا کہ ”حضرت عمر پر نماز پڑھنے میں اگرچہ تم نے مجھ پر سبقت کر لی ہے لیکن ان کے لیے دعا میں مجھ سے پہل نہ کرنا“ اور اس کی وجہ یہ ہے کہ میت کا حق فریق اقل کے فعل سے ادا ہو جاتا ہے اب اگر فریق ثانی بھی یہ فعل کرے تو اس کے حق میں نماز جنازہ نفل ہو جائے گی اور یہ جائز نہیں ہے کیونکہ اگر نماز جنازہ نفل طور پر پڑھا جاتی تو جن لوگوں کو اللہ تعالیٰ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر کی زیارت عطا فرماتا ہے انہیں آپ کی قبر پر نماز جنازہ بطریق اولیٰ پڑھنی چاہیے حتیٰ کیونکہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم اب بھی اپنی قبر میں اسی طرح ہیں جس طرح روز اول آپ کو رکھا گیا تھا اور حدیث شریف میں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے زمین پر انبیاء کے گوشت

۱۔ علامہ شمس الدین سرخسی متوفی ۵۴۸ھ، المبسوط ج ۲ ص ۵۲، مطبوعہ دارالمعرفت بیروت، الطبعة الثانیہ، ۱۴۰۰ھ

۲۔ علامہ یحییٰ بن شرف نووی متوفی ۷۶۷ھ، شرح المہذب مع المجموع ج ۵ ص ۲۴۵، مطبوعہ دار الفکر بیروت

۳۔ علامہ عبد اللہ بن احمد بن قدامہ حنبلی متوفی ۷۲۰ھ، المنہج ج ۲ ص ۱۹۵، مطبوعہ دار الفکر بیروت، ۱۴۰۵ھ

لانی سے کسی کے بارے میں منقول نہیں ہے کہ آپ نے الہ کی غائبانہ نذر جنازہ پڑھی ہو۔ حالانکہ جو صحابی فوت ہو جاتے تھے آپ ان کی نماز جنازہ پڑھنے کے بہت خواہشمند ہوتے تھے حتیٰ کہ آپ نے فرمایا تم میں سے جو شخص بھی فوت ہو مجھے اس کی اطلاع ضرور دیا کرو کیونکہ اس کے حق میں میری نماز رحمت ہے لے

جنازہ کا تعدد | علامہ سرخسی لکھتے ہیں: امام محمد فرماتے ہیں جب جنازہ متعدد ہوں تو اگر لوگ چاہیں تو ان جنازہ کو ایک صف میں رکھ دیں اور اگر چاہیں تو ایک دوسرے کے پیچھے رکھ دیں۔ نیز امام محمد نے فرمایا اگر مرد اور عورتوں کے جنازے ہوں تو مردوں کے جنازوں کو امام کے قریب رکھیں اور عورتوں کے جنازوں کو پیچھے رکھیں، اور اگر لڑکے اور عورت کے جنازے ہوں تو لڑکے کے جنازے کو امام کے قریب اور عورت کے جنازے کو اس کے پیچھے رکھیں کیونکہ روایت ہے کہ حضرت علی کی صاحبزادی اور حضرت عمر کی اہلیہ حضرت ام کلثوم رضی اللہ عنہا اور ان کا بچہ زید بن عمر یک وقت فوت ہو گئے تو حضرت عمر نے ان کے جنازے اسی ترتیب سے رکھے اور ان کی نماز جنازہ پڑھائی۔ اسی طرح اگر دو یا تین جنازوں کو ایک قبر میں دفن کرنا پڑے تو کوئی حرج نہیں ہے۔ یوم اُحد میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس چیز کا حکم دیا تھا، آپ نے فرمایا وسیع قبریں کھودو اور ایک ایک قبر میں دو دو اور تین تین کو دفن کر دو اور جس کو قرآن مجید نہ یاد حفظ ہو اس کو مقدم رکھو۔ علامہ سرخسی فرماتے ہیں پہلے مرد کو قبلہ کی طرف دفن کیا جائے پھر اس کے پیچھے لڑکے کو پھر اس کے پیچھے بچے کو پھر اس کے پیچھے عورت کو اور ہر دو میت کے درمیان مٹی کا حجاب بنادیں تاکہ وہ دو قبروں کے حکم میں ہو جائیں لے۔

قبر پر نماز جنازہ | حدیث نمبر ۲۱۰۹ میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قبر پر نماز جنازہ پڑھی۔

قاضی ابوالولید مالکی لکھتے ہیں جس شخص نے میت پر نماز جنازہ نہ پڑھی ہو اس کے قبر پر نماز جنازہ پڑھنے میں اختلاف ہے، امام مالک فرماتے ہیں قبر پر نماز جنازہ نہ پڑھے، امام ابو حنیفہ فرماتے ہیں صرف ولی قبر پر نماز جنازہ پڑھ سکتا ہے جبکہ ولی کے علاوہ کسی اور نے نماز جنازہ پڑھی ہو۔ امام شافعی، امام احمد بن حنبل اور داؤد ظاہری اور فقہاء کی ایک جماعت ان لوگوں کو قبر پر نماز جنازہ پڑھنے کی اجازت دیتے ہیں جنہوں نے نماز جنازہ نہ پڑھی ہو اور اس بات پر ان کا اتفاق ہے کہ قبر پر اس وقت نماز جنازہ پڑھی جاسکتی ہے جبکہ میت کو تازہ دفن کیا گیا ہو اور اس مدت میں اختلاف ہے زیادہ سے زیادہ مدت ایک ماہ ہے لے۔

علامہ ابن قدامہ حنبلی نے لکھا ہے کہ ایک ماہ تک قبر پر نماز جنازہ پڑھی جاسکتی ہے لے
علامہ نووی شافعی لکھتے ہیں کہ مدت کے بارے میں شوافع کے متعدد اقوال ہیں ایک قول یہ ہے کہ تین دن تک قبر

- ۱۔ علامہ کمال الدین بن ہمام متوفی ۵۸۶ھ، فتح القدیر ج ۲ ص ۸۱، مطبوعہ مکتبہ نوریہ رضویہ سکھر
- ۲۔ علامہ شمس الدین سرخسی متوفی ۴۸۳ھ، المہبوط ج ۵ ص ۶۵، مطبوعہ دارالمعرفۃ بیروت الطبعة الثانیہ، ۱۴۰۰ھ۔
- ۳۔ قاضی ابوالولید ابن رشد مالکی متوفی ۵۹۵ھ۔ برایۃ المجتہد ج ۱ ص ۱۴۳، مطبوعہ دارالفکر بیروت
- ۴۔ علامہ عبد اللہ بن احمد بن قدامہ حنبلی متوفی ۶۳۰ھ المنی ج ۲ ص ۱۹۲، مطبوعہ دارالفکر بیروت، ۱۴۰۵ھ۔

حدیث نجاشی کے جوابات

شوافع اور حنابلہ حدیث نجاشی سے ناجائز جنازہ کے ہوا پر اجماع کرتے ہیں۔ فقہاء احناف اس واقعہ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یا نجاشی کی خصوصیت پر حمل کرتے ہیں۔ علامہ ذہبی لکھتے ہیں: نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے نجاشی کا تخت اٹھایا گیا تھا اور آپ نے اس کو دیکھ یا تھا اور آپ کا اس پر نماز جنازہ پڑھنا ایسا تھا جیسے امام کے سامنے میت ہر وہ اس کو دیکھ رہا ہو اور باقی نماز کو دیکھ رہے ہوں، شیخ ترمذی نے اس پر یہ اعتراض کیا ہے کہ بغیر ثبوت نقل کے محض احتمال کی بناء پر یہ جواب صحیح نہیں ہے علامہ ذہبی فرماتے ہیں: اگر صحیح ابن حبان کی قسم غامس کی اکتا یسوی نوح میں ہے کہ حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تمہارا بھائی نجاشی فوت ہو گیا ہے پس کھڑے ہو کر اس پر نماز جنازہ پڑھو۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہو گئے اور صحابہ نے آپ کے پیچھے صفیں باندھ لیں آپ نے چار بجکیری کہیں اور ان کو یہ یقین تھا کہ جنازہ آپ کے سامنے ہے دوسرا جواب یہ ہے کہ یہ بات ضروریات میں سے ہے کیونکہ نجاشی ایسی جگہ فوت ہوئے تھے کہ وہاں ان کی نماز جنازہ پڑھنے والا کوئی مسلمان نہ تھا لہذا ان کی نماز جنازہ پڑھنے کا فرض متین ہو گیا تھا اور پہلے جواب کی تائید میں علامہ ذہبی طبرانی کے حوالہ سے یہ حدیث ذکر کرتے ہیں۔ حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تبوک میں تھے، آپ کے پاس حضرت جبرائیل آئے اور کہا یا رسول اللہ! معاویہ بن معاویہ مرنے میں مدینہ میں فوت ہو گیا کیا آپ پسند کرتے ہیں کہ آپ کے لیے زمین پیٹ دی جائے اور آپ ان پر نماز جنازہ پڑھیں؟ آپ نے فرمایا: ہاں! حضرت جبرائیل نے اپنے پردوں کو زمین پر مالا اور آپ کے لیے ان کا تخت اٹھلائے۔ آپ نے ان کی نماز جنازہ پڑھی اور آپ کے پیچھے فرشتوں کی دو صفیں تھیں اور ہر صف میں ستر ہزار فرشتے تھے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے جبرائیل سے پوچھا ایسا کس وجہ سے ہوا؟ حضرت جبرائیل نے کہا یہ سورہ قل ہو اللہ احد سے محبت کرتا تھا اور اس کو آتے جاتے، اُنھیں بیٹھتے اور ہر حال میں پڑھتا رہتا تھا! ۱۷

حضرت معاویہ بن معاویہ کی نماز جنازہ کے اس واقعہ کو امام بیہقی اور علامہ بیہقی نے بھی ذکر کیا ہے۔

ہر چند کہ یہ حدیث اسانید ضعیفہ سے مروی ہے لیکن اس کو تائید کے مرتبہ میں پیش کیا جاسکتا ہے۔ دوسری بات یہ ہے کہ اس حدیث سے مرکزی استدلال حضرات شافعیہ کا ہے جو غائبانہ نماز جنازہ کے قائل ہیں اس لیے اس کی اسانید کا ضعف احناف کو مضرت نہیں ہے۔

غائبانہ نماز جنازہ کے عدم جواز پر احناف کے دلائل

علامہ ابن ہمام لکھتے ہیں کہ پھر خصوصیت کی دلیل یہ ہے کہ ماسوا ان لوگوں اور نجاشی کے آپ نے کسی اور صحابی کی غائبانہ نماز جنازہ نہیں پڑھی، ملائکہ سفر میں بہت سے مسلمان فوت ہوئے تھے، جیسے حبشہ کی سرزمین میں اور بہت سے غزوات میں مسلمان شہید ہوئے اور مسلمانوں میں سب سے زیادہ آپ کو بیہوشی کے قاری عزیز تھے اور

۱۔ حافظ جلال الدین ذہبی متوفی ۷۴۸ھ، نصب الرایۃ ج ۲ ص ۲۸۳، ۲۸۴، مطبوعہ مجلس علمی دایمل، الطبعة الاولى ۱۳۵۷ھ۔

۲۔ حافظ ابو بکر احمد بن علی بیہقی متوفی ۴۵۸ھ سنن کبریٰ ج ۲ ص ۵۰ مطبوعہ نشر السنۃ مکان۔

۳۔ حافظ نور الدین البیہقی متوفی ۸۰۷ھ، مجمع الزوائد ج ۳ ص ۲۸ مطبوعہ مکتبۃ القدسی قاہرہ، الطبعة الاولى ۱۳۵۲ھ۔

ابی وقاص اور حضرت سعید بن زبیر رضی اللہ عنہما کے جنازوں کو عقیق سے مدینہ لایا گیا اور ابن عبینہ نے کہا حضرت ابن عمر یہاں دفن ہوئے تھے اور انھوں نے وصیت کی تھی کہ ان کو یہاں دفن نہ کیا جائے بلکہ مقام سرت میں دفن کیا جائے بلکہ علامہ قاضی خاں حنفی اس مسئلہ پر گفتگو کرتے ہوئے لکھتے ہیں: اگر میت کو دفن سے پہلے ایک یا دو میل منتقل کیا جائے تو کوئی حرج نہیں ہے اور اگر کوئی شخص اپنے وطن کے علاوہ کسی اور شہر میں فوت ہو جائے تو اس کو وہیں چھوڑنا مستحب ہے اور اگر دوسرے شہر میں منتقل کر دیا جائے تو کوئی حرج نہیں ہے، کیونکہ روایت ہے کہ حضرت یعقوب علیہ السلام مصر میں فوت ہوئے اور ان کے جنازے کو شام میں منتقل کیا گیا اور حضرت یوسف علیہ السلام کے تابوت کو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے کافی عرصہ کے بعد حبش سے شام میں منتقل کیا اور حضرت سعد بن ابی وقاص مدینہ سے چار فرسخ دور فوت ہوئے تھے اور ان کے جنازے کو مدینہ منورہ لایا گیا بلکہ

دفن کے بعد میت کو قبر سے دوسری جگہ منتقل کرنا میت کو دفن کرنے کے بعد اس کی قبر سے نکال کر دوسری جگہ دفن کرنا جائز ہے یا نہیں؟ فقہاء اسلام نے

بلا ضرورت شریعہ ایسا کرنے سے منع کیا ہے کیونکہ حدیث شریف میں ہے حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ غزوہ احد کے دن ہم شہداء کی نعشیں دفن کے لیے اٹھا رہے تھے۔ اس وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے منادی نے ندا کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا ہے کہ شہداء کو اسی جگہ نہا دو جس جگہ وہ فوت ہوئے تھے یہ حدیث سے معلوم ہوا کہ میت کو دوسری جگہ منتقل کرنا منوع ہے۔ اعلیٰ قاری فرماتے ہیں کہ یہ حدیث شریف دفن کے بعد میت کو منتقل کرنے کی ممانعت پر معمول ہے۔ کیونکہ مبیح سونے کی جگہ کو کہتے ہیں جس سے متبادر قبر ہے دوسری وجہ یہ ہے کہ دفن کے بعد میت کو اللہ تعالیٰ کے سپرد کر دیا جاتا ہے اور اللہ تعالیٰ ہی جانتا ہے کہ میت کس مال میں ہے اور اس کی قبر کو کھودنے میں اس کی پردہ دری ہے اس وجہ سے فقہاء نے بلا ضرورت شریعی قبر کو کھودنے کو حرام قرار دیا ہے۔

عذر شرعی کی وجہ سے میت کو قبر سے منتقل کرنا عذر شرعی کی وجہ سے قبر کو کھودنا بھی جائز ہے اور میت کو قبر سے نکال کر دوسری جگہ منتقل کرنا بھی جائز ہے۔ مثلاً دفن کرتے وقت قبر میں کسی شخص کی رتم گر گئی ہو تو اس کو نکالنے کے لیے قبر کو کھودنا جائز ہے یا کسی کی زمین میں اس سے اجازت لیے بغیر میت کو دفن کر دیا گیا ہو اور وہ شخص اپنی زمین کو خالی کرنے کا مطالبہ کرتا ہو یا زمین سیلاب میں آ رہی ہو اور خدشہ ہو کہ زمین پانی میں ڈوب جائے گی تو ان صورتوں میں میت کو قبر سے نکال کر دوسری جگہ دفن کرنا جائز ہے۔

اعلیٰ قاری فرماتے ہیں: حضرت جابر نے اپنے والد عبد اللہ کو چھ ماہ بعد اُحد سے نکال کر بقیع میں دفن کر دیا اور عبد الرحمن بن عبد اللہ بن معصہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت عمرو بن جموح اور حضرت عبد اللہ بن عمرو انصاری صحابی تھے دونوں شہداء اُحد میں سے تھے اور دونوں ایک قبر میں پانی کے قریب مدفون تھے چھیالیس سال کے بعد ان کی قبر تک سیلاب کا پانی پہنچ گیا۔ ان کو ان

۱۔ علامہ عبد اللہ بن احمد بن قدامہ حنبلی متوفی ۲۴۰ھ المتوفی ۲۵۰ھ ص ۲۴۲ مطبوعہ دار الفکر بیروت ۱۴۰۵ھ

۲۔ علامہ حسن بن منصور اور بخاری قاضی خاں متوفی ۲۹۵ھ، فتاویٰ قاضی خاں علی ہاشمی الہندیہ ج ۱ ص ۱۹۵ مطبوعہ کبریٰ بروفہ مصر۔

۳۔ امام سلیمان بن اشعث البرد او متوفی ۲۴۵ھ، سنن ابوداؤد ج ۲ ص ۹۵ مطبوعہ مطبعہ مجتہبی پاکستان لاہور ۱۴۰۵ھ۔

۴۔ علامہ ابن عابدین شامی متوفی ۱۲۵۲ھ، رد المحتار ج ۱ ص ۸۳۴ مطبوعہ عثمانیہ استنبول ۱۳۲۴ھ۔

پر نماز پڑھ سکتے ہیں۔ ایک قول یہ ہے کہ جب تک جسم کے بوسیدہ ہونے کا گمان نہ ہو نماز پڑھ سکتے ہیں۔ ایک قول یہ ہے کہ قبر پر ہمیشہ نماز جنازہ پڑھی جاسکتی ہے لیکن یہ قول ضعیف ہے۔

علامہ سرخسی حنفی اس مسئلہ پر بحث کرتے ہوئے کہتے ہیں: ہمام موصوفے فرمایا، اگر میت کو نماز جنازہ پڑھے بغیر دفن کر دیا گیا تو اس کی قبر پر نماز جنازہ پڑھی جائے گی اور میت کو قبر سے نہیں نکالا جائے گا کیونکہ اس کو اللہ تعالیٰ کے سپرد کر دیا گیا اور وہ لوگوں کے پاس سے جا چکا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قبر آخرت کی منازل میں سے پہلی منزل ہے۔ لیکن چونکہ مسلمانوں نے اس پر نماز پڑھ کر اس کا حق ادا نہیں کیا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا قبر پر نماز جنازہ پڑھنا ثابت ہے اس لیے اس وقت تک قبر پر نماز پڑھی جاسکتی ہے جب تک یہ گمان ہو کہ اس کا جسم پھٹ نہیں گیا ہو گا کیونکہ نماز جنازہ میت پر مشروع ہے اس کے اجزا پر نہیں ہے۔ امام ابو یوسف سے روایت ہے کہ تین دن تک قبر پر نماز جنازہ پڑھ سکتے ہیں، علامہ سرخسی فرماتے ہیں: صحیح یہ ہے کہ دفن کی حتمی اور یقینی تعداد مقرر نہیں کی جاسکتی کیونکہ موسم گرما اور سرما کے آثار مختلف ہوتے ہیں اور میت کے بدن اور مشاپے اور دُبلے پن کے عوارض بھی مختلف ہوتے ہیں جو جسم کے جلد یا بدیر ٹوٹ پھوٹ پر اثر انداز ہوتے ہیں، اس لیے اس مسئلہ میں جہاں قبر ہو وہاں کے موسم اور میت کے احوال کے اعتبار سے لوگوں کے ظن غالب کا اعتبار کیا جائیگا۔

اگر میت کو نماز جنازہ پڑھے بغیر دفن کر دیا گیا یا دلی کے نماز پڑھے بغیر دفن کر دیا گیا تو میت مذکورہ کے لحاظ سے احانت کے نزدیک قبر پر نماز جنازہ پڑھی جاسکتی ہے۔

جنازہ کو ایک شہر سے دوسرے شہر منتقل کرنا | بعض اوقات ایک شخص اپنے وطن سے دوسرے شہر میں فوت ہو جاتا ہے اور اس کے متوسلین اسے اپنے آبائی وطن میں دفن کرنا چاہتے ہیں تاکہ قبر کی زیارت اور گاہے گاہے فاتحہ خوانی میں سہولت ہو۔ اسی صورت میں اگرچہ اولیٰ یہی ہے کہ اس کو جہاں فوت ہوا ہے وہیں دفن کیا جائے تاہم اگر اس کے جنازے کو اس کے وطن منتقل کر کے دفن کریں تو یہ خلاف اولیٰ ہونے کے باوجود جائز ہے۔

علامہ ابن قدامہ حنبلی اس مسئلہ پر بحث کرتے ہوئے کہتے ہیں: کسی غرضی صحیح کے سوا جنازے کو ایک شہر سے دوسرے شہر میں نہیں منتقل کرنا چاہیے یہ امام اوزاعی اور ابن منذر کا مذہب ہے۔ عبد اللہ بن ابی عیوب کہتے ہیں کہ عبد الرحمن بن ابی بکر حبشہ میں فوت ہو گئے ان کی میت کو مکہ میں لا کر دفن کیا گیا۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا ان کی قبر پر آ کر فرمانے لگیں ”بخدا اگر میں تمہاری موت کے وقت حاضر ہوتی تو تم کو وہیں دفن کرتی جہاں تمہیں موت آئی تھی اور اگر میں اس وقت حاضر ہوتی تو اب تمہاری زیارت نہ کرتی“ نیز اگر میت کو وہیں دفن کر دیا جائے تو اس میں مشقت کم ہے اور میت قبر سے محفوظ رہتی ہے البتہ اگر میت کو منتقل کرنے میں کوئی غرضی صحیح ہو تو جائز ہے۔ امام احمد فرماتے ہیں: جس شہر میں کوئی شخص فوت ہوا ہو اسی کو اس شہر سے دوسرے شہر منتقل کرنے میں، میں کوئی ہرج نہیں سمجھتا۔ زہری سے یہ سوال کیا گیا تو انہوں نے کہا حضرت سعد بن

۱۔ علامہ یحییٰ بن شرف نراوی متوفی ۶۸۶ھ، شرح المہذب مع المجموع ج ۵ ص ۲۲، مطبوعہ دار الفکر بیروت۔

۲۔ علامہ شمس الدین سرخسی متوفی ۵۴۸ھ، البسوط ج ۲ ص ۶۹ مطبوعہ دار الفکر بیروت، الطبعة الثانیہ، ۱۴۰۰ھ۔

منسوخ ہو گیا اور امام احمد اور دوسرے علماء فرماتے ہیں کہ قیام میں اختیار ہے۔ بعض علماء نے یہ بھی کہا ہے کہ دفن کے لیے قبرستان میں جب جنازہ لایا جائے تو جب تک جنازہ کو نیچے نہ رکھ دیا جائے اس وقت تک کھڑے رہنا چاہیے اور یہ قیام منسوخ نہیں ہے۔

نماز جنازہ پڑھانے کیلئے امام کے کھڑے ہونے کا طریقہ | حدیث نمبر ۲۱۳۱ میں ہے حضرت عمر بن عبد بن جندب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی اقتداء میں نماز پڑھی۔ حضرت ام کعب رضی اللہ عنہا جو کہ حالت نفاس میں انتقال کر گئی تھیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کی نماز جنازہ پڑھانے کے لیے جنازے کے درمیان میں کھڑے ہوئے۔

اس مسئلہ میں فقہاء کی آراء مختلف ہیں، فقہاء شافعیہ کہتے ہیں کہ اگر مرد کا جنازہ ہو تو امام اس کے سر کے مقابل کھڑا ہو اور اگر عورت کا جنازہ ہو تو اس کے درمیان میں کھڑا ہو۔ علامہ ابن قدامہ منہل لکھتے ہیں کہ عورت کے جنازے میں جنازے کے درمیان میں کھڑا ہو اور مرد کے جنازے میں سینے کے مقابل کھڑا ہو۔ قاضی ابوالوید مالکی لکھتے ہیں کہ ابن قاسم مالکی کہتے ہیں کہ مرد اور عورت دونوں کے جنازے میں امام جنازے کے سینے کے مقابل کھڑا ہو۔ علامہ سرخسی لکھتے ہیں کہ امام کے کھڑے ہونے کی بہترین جگہ جنازے کے سینے کے مقابل ہے، کیونکہ انسان کے اعضاء میں اشرف سینہ ہے۔ علامہ ابوالحسن مرغینانی لکھتے ہیں: امام ابوحنیفہ سے ایک روایت یہ ہے کہ اگر مرد کا جنازہ ہو تو سر کے بالمتقابل کھڑا ہو اور اگر عورت کا جنازہ ہو تو جنازے کے وسط میں کھڑا ہو کیونکہ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے اسی طرح نماز جنازہ پڑھائی تھی۔ امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کا یہ قول چونکہ احادیث اور آثار کے مطابق ہے اس لیے اسی قول پر عمل کرنا چاہیے۔ علامہ ابوالحسن نے جس حدیث کا حوالہ دیا ہے وہ یہ ہے:

ابو غالب بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کی اقتداء میں ایک مرد کی نماز جنازہ پڑھی۔ حضرت انس جنازے کے سر کے بالمتقابل کھڑے ہوئے۔ پھر ایک عورت کا جنازہ آگیا۔ لوگوں نے حضرت انس سے کہا "اے ابو حمزہ اس عورت کی نماز جنازہ پڑھنا چاہیے" حضرت انس رضی اللہ عنہ نے اس کی نماز جنازہ پڑھائی اور جنازے کے وسط میں کھڑے ہوئے۔ علامہ ابن زیاد نے پوچھا کیا

عن ابی غالب قال صلیت مع انس بن مالک علی جنازة رجل فقام حیال رأسه ثم جاؤا بجنازة امرأة من قریش فقال یا ابا حمزة صل علیها فقام حیال وسط السریر فقال له العلاء بن زیاد هكذا رأیت رسول الله صلی الله علیه وسلم

- ۱۔ علامہ یحییٰ بن شرف نووی متوفی ۶۷۶ھ، شرح المہذب ج ۵ ص ۲۹۵، مطبوعہ دار الفکر بیروت۔
- ۲۔ علامہ عبد اللہ بن احمد بن قدامہ منہلی متوفی ۶۲۰ھ المتنی ج ۲ ص ۱۹۸، مطبوعہ دار الفکر بیروت۔ ۱۲۰۵ھ۔
- ۳۔ قاضی ابوالوید ابن رشد مالکی متوفی ۵۹۵ھ، بدایۃ المجتہد ج ۱ ص ۱۷۲، مطبوعہ دار الفکر بیروت۔
- ۴۔ علامہ شمس الدین سرخسی متوفی ۴۸۳ھ البیوط ج ۲ ص ۴۵، مطبوعہ دار المعرفۃ بیروت، الطبعة الثانیہ ۱۴۰۰ھ۔
- ۵۔ علامہ ابوالحسن علی بن ابوبکر مرغینانی متوفی ۵۹۳ھ، برایہ مع فتح القدر ج ۲ ص ۸۹، مطبوعہ مکتبہ نوریہ ریویہ سکر۔



کی قبر سے نکال کر دوسری جگہ دفن کیا گیا۔ چھیالیس سال کے بعد بھی ان کے اجسام بالکل تروتازہ تھے۔ یہاں گناہ گار کی قبروں کے
محل۔ ان میں سے ایک صحابی جس وقت دفن کیا گیا تھا تو اس کا لٹھا اپنے زخم پر تھا اور جب نکالا تو اسی طرح تھا۔ علامہ علی قاری لکھتے
ہیں کہ علامہ ابن ہمام فرماتے ہیں کہ قبر بد مٹی ڈالنے کے بعد اس کو بغیر خدر کے دکھلا جائے خواہ کم مدت گزری ہو یا زیادہ اور صاحب
بجنیس (علامہ ابوالحسن صاحب ہدایہ) فرماتے ہیں خدر یہ ہے کہ زمین مٹھوب ہو یا اس کا شفیق مطالبہ کر رہا ہو۔ یہی وجہ ہے کہ متعدد
صحابہ کفار کے شہروں میں دفن کر دیے گئے اور ان کو بد مٹی دوسری جگہ اس لیے نہیں منتقل کیا گیا کہ کوئی خدر نہیں تھا۔

امانت کے طور پر دفن کے بعد میت کو قبر سے منتقل کرنا | بسن لکھنؤ پاکستان سے باہر کسی شہر میں فوت ہو کر
جاتے ہیں اور ان کو لوگ مدفن طود پر وہی دفن کر

دیتے ہیں پھر کچھ عرصہ بعد میت کو قبر سے نکال کر پاکستان اپنے وطن لا کر دفن کرنا چاہتے ہیں آیا یہ جائز ہے یا نہیں؟
اس کا جواب یہ ہے کہ فقہاء اسلام نے دفن کے بعد خدر شرعی کے بغیر میت کو قبر سے منتقل کرنے کی امانت نہیں دی۔
قاضی خان لکھتے ہیں کہ کسی میت کا بیٹا کسی اور شہر میں میت کے بعد دفن کر دیا گیا اور وہ میت اس کے لیے ہے قبر پر جو اور اس
کو قبر سے منتقل کرنا چاہتی ہو تو اس کے لیے میت کو قبر سے منتقل کرنا جائز نہیں ہے۔ علامہ قاری، قاضی خاں کے بیان کے
مسئلہ کو نقل کر کے لکھتے ہیں اس پر ہمارے مشائخ کا اتفاق ہے نیز لکھتے ہیں کہ مشائخ کا یہی پر بھی اتفاق ہے کہ اگر کسی شخص
کو غسل دیے بغیر دفن کر دیا گیا تو اس کے تدفین کے لیے اس کی قبر کو گھورنا جائز نہیں ہے۔ (کیونکہ ضرورت شرعیہ سے مبرا
حقوق العباد کی ادائیگی کی ضرورت ہے اور یہ ائمہ حقوق اللہ سے ہیں۔ سیدی غفران) علامہ نوری شافعی ابن الصباغ سے
نقل کر کے لکھتے ہیں: ”دفن کے بعد میت کا کفن اتارا جائے گا نہ اس کو منتقل کیا جائے گا شیخ فاضل برہوی نے امانت کے
طور پر دفن کرنے کے بعد میت کے قبر سے منتقل کرنے کو حرام قرار دیا ہے۔“

ہم نے اس مسئلہ میں زیادہ تفصیل اور تحقیق اس لیے بیان کی ہے کہ آج کل شیعہ حضرات کی دیکھا دیکھی امانت دفن کرنے
کا رواج عام ہو گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں احکام شرعیہ پر عمل کرنے کی توفیق ارزانی فرمائے۔

جنازہ کی تعظیم کے لیے قیام | حدیث نمبر ۲۱۱۲ میں حضرت علی بن ربیعہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تم کسی جنازہ کو دیکھو تو اس کے لیے کھڑے ہو جاؤ۔
یہاں تک کہ وہ تمہیں پیچھے چھوڑ جائے یا اس کو اتار کر رکھ دیا جائے۔

قاضی جعفر لکھتے ہیں کہ اس مسئلہ میں علماء کا اختلاف ہے۔ امام مالک، امام شافعی اور امام احمد حنبلہ فرماتے ہیں کہ یہ قیام

۱۔ علامہ قاری حنفی متون ۱۰۱۴ مرقات ج ۲ ص ۴۳-۴۲، مطبوعہ مکتبہ امدادیہ مستان ۱۳۹۲ھ۔

۲۔ نظام الدین متون ۱۱۵۰، عالمگیری ج ۱ ص ۱۶۷ مطبوعہ مطبع کبریٰ بلاق مصر، الطبعة الثانیہ ۱۳۱۰ھ۔

۳۔ علامہ حسن بن منصور اور جندی قاضی خاں متون ۲۹۵، قادی قاضی خاں علی ہاشم الہندی ج ۱ ص ۱۹۵ مطبوعہ مطبع کبریٰ بلاق مصر ۱۳۱۰ھ۔

۴۔ علامہ قاری متون ۱۰۱۴، مرقات ج ۲ ص ۴۲، مطبوعہ مکتبہ امدادیہ مستان ۱۳۹۲ھ۔

۵۔ علامہ یحییٰ بن شرف نوری متون ۶۶۶، شرح المہذب مع المجموع ج ۵ ص ۲۸۳، مطبوعہ دار الفکر بیروت۔

۶۔ اعلیٰ حضرت فاضل برہوی متون ۱۳۴۰، قادی رضویہ ج ۲ ص ۱۱۱، مطبوعہ سنی دارالاشاعت فیصل آباد، ۱۳۹۴ھ۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز جنازہ کے متعلق اس سے پہلے ہم علامہ شمس الدین سہری کی طویل عبارت بھی نقل کر چکے ہیں جس طرح قاضی عیاض اور علامہ نووی نے فرمایا جہود کا یہ نظریہ ہے کہ آپ کی نماز جنازہ پڑھی گئی ہے۔ شافعی ترمذی میں امام ترمذی نے اپنی سند کے ساتھ حدیث ذکر کی ہے کہ آپ کی نماز جنازہ میں تکبیرات ثنا دادہ اور دو شریعت کو پڑھا گیا ہے ہم نے اس موضوع پر بہت مفصل اور مسطور گفتگو کی ہے جو ملک کے مختلف جرائد میں چھپی، اور مقالات سیدی ج ۱ میں بھی شامل ہے یہ بحث لائق مطالعہ ہے۔

پختہ قبر بنانے کی کراہت اور کولان کی شکل بنانے کا استحباب | حدیث نمبر ۲۱۴۱ میں ہے حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قبروں کو پختہ بنانے سے قبروں پر بیٹھنے سے اور قبروں پر عمارت تعمیر کرنے سے منع فرمایا ہے۔

امام محمد لکھتے ہیں میں نے امام ابو حنیفہ سے پوچھا قبر کس چیز کی بنائی جائے؟ امام ابو حنیفہ نے فرمایا کچی اینٹوں اور سرکنڈوں سے! میں نے کہا کیا آپ پختہ (پکی ہوئی) اینٹوں کو مکروہ قرار دیتے ہیں؟ فرمایا ہاں! (الی قولہ) میں نے کہا مجھے بتلائیں کہ قبر جو کور بنائی جائے یا کولان کی شکل میں؟ فرمایا کولان کی شکل میں بنائی جائے اور جو کور نہ بنائی جائے۔ میں نے کہا کیا آپ پختہ قبر بنانے کو مکروہ قرار دیتے ہیں؟ فرمایا ہاں! لے

علامہ ابن ہمام لکھتے ہیں: امام بخاری نے اپنی صحیح میں ابو بکر بنی عیاش سے روایت کیا ہے کہ سفیان ثمار نے بیان کیا انہوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر کو دیکھا وہ کولان کی شکل میں بنی ہوئی تھی اور ابن ابی شیبہ نے سفیان سے روایت کیا کہ میں اس حجرہ میں داخل ہوا جس میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر ہے میں نے دیکھا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم حضرت ابو بکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما کی قبریں کولان کی شکل میں تھیں لے۔

علامہ نووی شافعی لکھتے ہیں کہ سنت یہ ہے کہ قبر کو زمین سے زیادہ بلند نہ کیا جائے نہ کولان کی شکل میں بنایا جائے بلکہ ایک بانٹ بلند کر کے ہوا میں مسلح بنائی جائے نیز لکھتے ہیں کہ قبر کو پختہ بنانا، اس پر عمارت تعمیر کرنا اور اس پر بیٹھنا مکروہ ہے لے۔

علامہ نووی شافعی کا کولان کی شکل میں قبر بنانے کو مکروہ قرار دینا صحیح بخاری اور مصنف ابن ابی شیبہ کی روایات کے خلاف ہے۔

علامہ سنوسی مالکی لکھتے ہیں: علامہ اشہب (مالکی) فرماتے ہیں: قبر کو کولان کی شکل میں بنانا چکر بنانے کی بہ نسبت پسندیدہ ہے۔ علامہ دمشقی مالکی لکھتے ہیں اکثر فقہاء کا قول یہ ہے کہ قبر کو کولان کی شکل میں بنایا

۱۔ امام ابو عیسیٰ ترمذی متوفی ۲۵۹ھ - شمائل ترمذی ص ۵۹۹ مطبوعہ نور محمد کارخانہ تجارت کتب کراچی۔

۲۔ امام محمد بن حسن شیبانی متوفی ۱۸۹ھ، المبسوط ج ۱ ص ۲۲۲ مطبوعہ دارۃ القرآن کراچی

۳۔ علامہ کمال الدین ابن ہمام متوفی ۸۶۱ھ، فتح القدر ج ۲ ص ۱۰۱ مطبوعہ مکتبہ نوریہ رضویہ سکھر

۴۔ علامہ یحییٰ بن شرف نووی متوفی ۶۷۶ھ، شرح مسلم ج ۱ ص ۳۱۲ مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی، الطبعة الثانیہ ۱۳۵۵ھ۔

۵۔ علامہ ابو عبد اللہ سنوسی مالکی متوفی ۸۹۵ھ، مکمل اکال الکمال ج ۳ ص ۹۷ مطبوعہ دارالکتب الاسلامیہ بیروت۔

قام على الجنائز مقامك منها ومن
الرجل مقامك منه قال نعم

آپ نے دیکھا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے موت
کی نماز جنازہ پڑھائی تو وہاں کھڑے ہوئے جہاں آپ
کھڑے ہوئے تھے اور مرد کی نماز جنازہ پڑھائی تب بھی وہاں
کھڑے ہوئے جہاں آپ کھڑے ہوئے تھے؟ حضرت
انس رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہاں!۔

امام ترمذی نے اس حدیث کو حسن قرار دیا ہے اور فرمایا کہ یہ حدیث متعدد اسانید سے مروی ہے۔ بعض مسامرین کا
اس حدیث کو بغیر کسی دلیل کے ضعیف کہنا صحیح نہیں ہے۔ علامہ ہاذین عورت کے جنازہ میں وسط میں کھڑے ہونے کا ذکر
بخاری اور مسلم میں بھی ہے اور بعض مسامرین کا سینہ کو وسط کہنا مشاہدہ کے خلاف ہے۔

قبر میں میت کے نیچے کپڑا بچھانا | حدیث نمبر ۲۱۳۴ میں ہے کہ قبر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے
نیچے سرخ چادر بچھا دی گئی تھی، علامہ نووی کہتے ہیں کہ یہ کپڑا بچھانے
والے حضرت شمران تھے دیگر صحابہ نے ان کے اس فعل کو پسند نہیں کیا۔ حضرت ابن عباس میت کے نیچے کپڑا بچھانے
کو مکروہ قرار دیتے تھے اور جمہور فقہاء اسلام نے بھی اس کو مکروہ قرار دیا ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز جنازہ | علامہ نووی کہتے ہیں: قاضی عیاض نے فرمایا: امام مسلم نے

بارے میں احادیث ذکر کی ہیں اور آپ کے غسل اور نماز جنازہ کے بارے میں احادیث ذکر نہیں کیں۔ آپ کے غسل کے
بارے میں سب اس بات پر متفق ہیں کہ آپ کو غسل دیا گیا اور نماز جنازہ پڑھے جانے میں اختلاف ہے۔ بعض علامہ نے
کہا آپ کی نماز جنازہ بالکل نہیں پڑھی گئی لوگ فرداً فرداً جا کر دعا کر کے لوٹ آتے تھے اور اس کی وجہ میں پھر اختلاف ہے
بعض علامہ نے کہا آپ اپنی فضیلت کی وجہ سے نماز سے مستثنیٰ تھے لیکن یہ صحیح نہیں ہے کیونکہ اگر ایسا ہوتا تو پھر آپ کو
غسل بھی نہیں دیا جاتا۔ بعض نے کہا اس وقت کوئی امام مقرر نہیں تھا اور یہ بھی غلط ہے کیونکہ نمازیں پڑھی جاتی تھیں اور
نماز باجماعت مطلق نہیں ہوتی تھی اور حضرت ابو بکر کی بیعت آپ کے دفن سے پہلے مکمل ہو چکی تھی اور حضرت ابو بکر دفن
سے پہلے مسلمانوں کے امام اور خلیفہ مقرر ہو چکے تھے، صحیح نظر یہ جس پر جمہور قائم ہیں وہ یہ ہے کہ آپ کی نماز جنازہ
فرداً فرداً پڑھی گئی۔ ایک جماعت جاتی اور سب اکیلے اکیلے نماز جنازہ پڑھتے پھر وہ جماعت باہر آ جاتی اور دوسری جماعت
چلی جاتی۔ مردوں کے بعد عورتوں نے نماز جنازہ پڑھی پھر بچوں نے پڑھی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دفن کو پیر
سے بدھ تک مؤخر کرنے میں حکمت یہ تھی کہ بیعت مکمل ہو جائے اور مسلمانوں کا ایک امیر منتخب ہو جائے تاکہ کسی نزاع
اور اختلاف کے وقت اس کی اطاعت کی جاسکے۔

۱۔ امام ابویسی ترمذی متوفی ۲۷۹ھ، جامع ترمذی ص ۱۶۸، مطبوعہ نور محمد کارخانہ تجارت کتب کراچی۔

۲۔

۳۔ مولانا غلام رسول رضوی، تفسیر البخاری ج ۲ ص ۳۸۷، مطبوعہ مطبع ریاض حسین لاہور۔

۴۔ علامہ یحییٰ بن شرف نووی متوفی ۶۷۲ھ، شرح مسلم ج ۱ ص ۳۱۲، مطبوعہ نور محمد جامع المطابع کراچی الطبعة الثانیہ ۱۴۰۵ھ۔

حدیث شریف میں ممانعت بلا ضرورت تعمیر بدعقول ہے جس طرح شیخ عثمانی نے قبر پر کھنے کی ممانعت کو بلا ضرورت لکھنے پر محمول کیا ہے اور ہذا کرامت کے اجماع عملی کی بنا پر ثابت کیا ہے۔ علاوہ ازیں ملا علی قاری رحمہ اللہ نے بعینہ اسی دلیل سے مزارات پر گنبد بنانے کو جائز قرار دیا ہے۔
ملا علی قاری کہتے ہیں:

جب قبر پر ساغیرہ کسی فائدہ کی بنا پر لگایا جائے مثلاً تاکہ خیمہ کے نیچے قاری بیٹھ کر قرآن مجید پڑھیں تو پھر اس کی (حدیث میں) ممانعت نہیں ہے، اور سلف صالحین نے مشہور علماء اور مشائخ کی قبروں پر عمارت بنانے کو جائز قرار دیا ہے تاکہ لوگ ان کی زیارت کریں اور آرام سے بیٹھیں سایہ کرنے کی غرض سے خیمہ نصب کرنے کی کوئی غرض صحیح ہو تو جائز ہے جیسے زندہ لوگوں پر دھوپ سے

إذا كانت النخيمة لغائدة مثل ان يقعد القواء تحتها فلا تكون منهي (القولہ)
وقد أباح السلف البناء على قبر المشائخ و العلماء المشهورين ليزورهم الناس و يستريحوا بالجلوس فيه

علامہ عینی کہتے ہیں کہ اگر میت پر خیمہ نصب کرنے کی کوئی غرض صحیح ہو تو جائز ہے جیسے زندہ لوگوں پر دھوپ سے سایہ کرنے کی غرض سے خیمہ نصب کرنا ہے۔

علامہ عبد الوہاب شرعی شافعی کہتے ہیں:

میرے شیخ علی اور بھائی افضل الدین عام لوگوں کی قبروں پر گنبد بنانے، تابوت رکھنے اور چادریں پڑھانے کو کھوفہ قرار دیتے تھے اور کہتے تھے کہ قبروں پر گنبد اور چادریں صرف انبیاء علیہم السلام اور اکابر اولیاء کی شان کے لائق ہیں۔ رہے ہم! تو ہمیں لوگوں کے قدموں کے نیچے راستے میں دفن کر دینا چاہیے۔

وكان سیدی علی و اخي افضل الدين يكرهان بناء القبة على القبر ووضع التابوت الخشب والستر عليه ونحو ذلك لاحاد الناس ويقولون لهذا لا يليق الا بالانبياء ومن دناهم من الاولياء الاكابر واما نحن فنقامنا الدفن تحت نعال الناس في الشوارع

علامہ رافعی مثنوی کہتے ہیں

(اس موضوع پر) کشف النور میں شیخ عبد الغنی نابلسی نے جو کچھ لکھا ہے اس کا خلاصہ یہ ہے کہ جو بدعت حسنة شارع کے مقصود کے موافق ہو وہ سنت کہلاتی ہے لہذا علماء اور صلحاء کی قبروں پر گنبد بنانا اور ان کی قبروں پر چادریں لگانا چڑھانا جائز کام ہے جبکہ اس سے یہ مقصود ہو کہ عوام کی نگاہوں میں ان کی تعظیم پیدا کی جائے تاکہ وہ صاحب قبر کو

قال الشيخ عبد الغني نابلسي في كشف النور عن اصحاب القبور ما خلاصة ان البدعة الحسنة الموافقة لمقصد الشرع تسمى سنة فبناء القباب على قبور العلماء والصلحاء ووضع الستور والعمائم والسياب على قبورهم امر جائز اذا كان المقصد بذلك التعظيم في

۱۔ ملا علی قاری متوفی ۱۰۱۴ھ، مرقات ج ۲، ص ۶۹، مطبوعہ مکتبہ امدادیہ طحان ۱۳۹۲ھ۔

۲۔ علامہ بدر الدین عینی متوفی ۸۵۵ھ۔ عمدۃ القاری ج ۸ ص ۱۸۳، مطبوعہ ادارۃ الطباعة المنيرية مصر ۱۳۴۸ھ۔

۳۔ علامہ عبد الوہاب شرعی متوفی ۹۴۳ھ، راجح انوار القدسیہ ص ۵۹۳ مطبوعہ معطفی البابي مصر، الطبعة الاولى ۱۳۸۱ھ۔

جائے

علامہ دمشقانی مالکی کہتے ہیں کہ امام مالک کے نزدیک قبر کو پختہ بنانا اور اس پر عمارت تعمیر کرنا مکروہ ہے۔
 علامہ ابن قدامہ حنبلی کہتے ہیں کہ قبر کو پختہ بنانا اور اس پر عمارت تعمیر کرنا مکروہ ہے۔

قبر پر نام وغیرہ لکھنے کا حکم | شیخ عثمانی کہتے ہیں: امام شافعی نے فرمایا میں نے مکہ کے اندر دیکھا کہ قبر پر بنی عمارت

کرتی ہے اور امام ترمذی نے سند صحیح کے ساتھ بیان کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قبر کو پختہ بنانے، قبر پر عمارت بنانے اور اس کو روندنے سے منع فرمایا ہے۔ حاکم فرماتے ہیں ہر چند کہ امام مسلم نے لکھنے کی ممانعت کا ذکر نہیں کیا۔ یہ حدیث ان کی شرط پر صحیح ہے۔ در مختار میں ہے اگر ضرورت ہو تو قبر پر لکھنے میں کوئی حرج نہیں تاکہ قبر کا اثر محو نہ ہو۔ علامہ ابن عابدین نے فرمایا لکھنے کی ممانعت اگرچہ حدیث صحیح سے ثابت ہے لیکن لکھنے کے ثبوت پر اجماع عملی موجود ہے۔ حاکم نے لکھنے کی ممانعت میں احادیث وارد کیں اور کہا یہ احادیث اگرچہ صحیح ہیں لیکن ان پر عمل نہیں ہے کیونکہ شرق سے لے کر غرب تک ائمہ مسلمین کی قبروں پر لکھا جاتا ہے اور متاخرین نے مستقرین کے عمل کو دیکھ کر عمل کیا ہے۔ شیخ عثمانی کہتے ہیں علامہ شامی کے نظریہ کی سنن ابوداؤد کی اس حدیث سے تعزیت ہوتی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک پتھر اٹھا کر حضرت عثمان بن مظعون کی قبر کے سر پر رکھا اور فرمایا "میں اس کے ساتھ اپنے بھائی عثمان کی قبر پر علامت بناتا ہوں" کیونکہ لکھنا بھی قبر کی پہچان اور علامت ہے، اہل ایہ بات ظاہر ہے کہ یہ (لکھنے کے ثبوت پر) اجماع عملی کی رخصت اس صورت پر محمول ہے جب اس کی ضرورت ہو جیسا کہ محیط میں ہے کہ اگر قبر پر لکھنے کی ضرورت ہو تاکہ اس کے آثار محو نہ ہوں تو لکھنے میں کوئی حرج نہیں ہے اور بلا عذر لکھنے کی اجازت نہیں ہے۔ اس کے بعد شیخ عثمانی نے اس مسئلہ میں علامہ دمشقانی کا حوالہ ذکر کیا ہے اور پھر یہ کہا کہ بہترین ترجیح یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے جو لکھنے کی ممانعت مروی ہے اس کو مخصوص لکھنے پر محمول کیا جائے۔

خلاصہ یہ ہے کہ ترمذی اور مالک کی احادیث میں قبر پر لکھنے کی ممانعت وارد ہے لیکن چونکہ متقدمین اور متاخرین علماء کا برہین امت سے بلا انکار لکھنا ثابت ہے اور یہ اجماع عملی ہے اس لیے شیخ عثمانی کی ترجیح کے مطابق لکھنے کی ممانعت بلا ضرورت لکھنے پر محمول ہے اور ضرورت کی وجہ سے قبر پر لکھنا جائز ہے۔

مزارات پر گنبد بنانے کا حکم | زیر بحث حدیث میں قبر پر عمارت تعمیر کرنے سے بھی منع فرمایا ہے، لیکن یہ کہا جاسکتا ہے کہ چونکہ شروع سے لیکر اب تک امت کے مالکین اور علماء بزرگان نے مزارات پر گنبد بناتے چلے آئے ہیں اس لیے امت کے اجماع عملی سے گنبد بنانے کا جواز ثابت ہے اور

۱۔ علامہ ابو عبد اللہ دمشقانی مالکی متوفی ۵۴۸ھ، اکمال الکمال المسلم ج ۳ ص ۹۷، مطبوعہ دار الکتب الاسلامیہ۔

۲۔ ۲ ص ۹۹

۳۔ علامہ عبد اللہ بن احمد بن قدامہ حنبلی متوفی ۶۲۰ھ، المنہی ج ۲ ص ۱۹۲، مطبوعہ دار الفکر بیروت ۱۴۰۵ھ

۴۔ شیخ شبیر احمد عثمانی متوفی ۱۳۶۹ھ، فتح الملہم ج ۲ ص ۵۰، ۵۰۶، مطبوعہ مکتبۃ الحجاز کراچی۔

سے کمزرات کی طرف جاتے ہیں، البتہ ادب اور تعظیم کے ساتھ نعت خوانی کرتے ہوئے چادر چڑھانا جائز ہے یا ضرورت سے لیا وہ چادریں چڑھانی جائیں یہ دونوں صورتیں اسراف اور گناہ ہیں۔ جب تعظیم کے لیے مزار پر چادر موجود ہو تو مزید چادر کے بکاثے وہ کپڑا غریبوں پر صدقہ کر کے اس کا ثواب صاحب مزار کو پہنچادیں۔ مزار پر چادر چڑھانے کی شرعی نذر اور منت ماننا بھی گناہ ہے جو صرف اللہ تعالیٰ کے لیے جائز ہے۔ فقہاء کی تصریح کے مطابق غیر اللہ کے لیے شرعی نذر ماننا ناجائز اور گناہ ہے۔ اہل عرفی نذر بمعنی نذرانہ یا ایصال ثواب جائز ہے۔

علامہ ابن نجیم حنفی کہتے ہیں عام مشاہدہ میں یہ بات ہے کہ عوام کسی گم شدہ شخص یا مریض کے لیے یا اپنی کسی حاجت ضروریہ میں نذر مانستے ہیں اور بعض صلحاء کے مزار پر جاتے ہیں اور ان کا پردہ اپنے سر پر رکھ کر کہتے ہیں کہ اے فلاں بزرگ اگر میرا گم شدہ شخص لوٹ آئے یا بیمار تندرست ہو جائے یا میری حاجت پوری ہو جائے تو میں آپ کے لیے اتنا سونا یا اتنی چاندی یا اتنا کھانا یا اتنا پانی یا اتنی موم بتیاں یا اتنا تیل پیش کروں گا تو یہ نذر بالاجماع باطل ہے اولاً اس لیے کہ یہ مخلوق کے لیے نذر ہے اور مخلوق کی نذر جائز نہیں ہے کیونکہ نذر عبادت ہے اور غیر اللہ کی عبادت ناجائز ہے ثانیاً جس کے لیے نذر مانی ہے وہ میت ہے اور میت کسی چیز کا مالک نہیں ہوتا۔ ثانیاً اس لیے کہ اگر نذر کرنے والے نے یہ گمان کیا کہ صاحب قبر اللہ کے بغیر خود تصرف کرتا ہے تو یہ اعتقاد کفر ہے، اہل نذر معرفت کے جواز کی صورت یہ صورت ہے کہ نذر ماننے والا یہ کہے کہ اے اللہ میں تیرے لیے نذر مانتا ہوں اگر تو نے میرے بیمار کو شفا دیدی یا میرے گم شدہ شخص کو لوٹا دیا یا میری حاجت پوری کر دی تو میں مثلاً سیدہ فیضہ کے مزار پر جو فقراء ہیں ان کو کھانا کھلاؤں گا، یا امام شافعی کے مزار پر جو فقراء ہیں ان کو کھانا کھلاؤں گا یا امام بیہق کے فقراء کو کھانا کھلاؤں گا، یا اس نے اولیاء کرام کی مساجد کے لیے چٹائیاں یا تیل خریدا یا وہاں کے مصالح کے لیے دراہم کی نذر مانی جس میں فقراء کا نفع ہو اور نذر صرف اللہ عزوجل کے لیے ہو اور شیخ کا ذکر صرف اس لیے ہو کہ نذر کا معرفت اور خرچ کا محل متین ہو جائے تاکہ شیخ کی مسجد یا مدرسہ کے نادار لوگوں پر اس کو خرچ کیا جائے تو اس اعتبار سے یہ نذر جائز ہے کیونکہ نذر کا معرفت فقراء ہوتے ہیں اور یہاں ایسا ہی ہے، اور یہ جائز نہیں ہے کہ نذر کا مال کسی غنی غیر محتاج بہر یا سادات پر خرچ کیا جائے اور نہ کسی صاحب منصب یا عالم دین پر خرچ کیا جائے الا یہ کہ وہ نادار فقیر ہوں، اس پر اجماع ہے کہ نذر کو اغتیاؤ پر خرچ کرنا ناجائز ہے اور مخلوق کے لیے نذر ناجائز ہے۔ مخلوق کے لیے نذر مستعد نہیں ہوتی یہ حرام اور گناہ ہے اور شیخ کے خادم کے لیے اس کو لینا اور کھانا ناجائز ہے اور اس کا اس میں تصرف کرنا کسی وجہ سے بھی جائز نہیں ہے۔ اہل اگر وہ شخص فقیر اور محتاج ہو اور کھانے سے عاجز ہو تو وہ حالت اضطرار میں اس کو بطور صدقہ سے سکتا ہے لیکن یہ مکروہ ہے تاؤ تمیکہ نذر ماننے والا تقرب الی اللہ کی نذر نہ مانے اور شیخ کے تقرب سے اس کی توجہ منقطع نہ ہو۔ اور جب ہمیں یہ مسئلہ معلوم ہو گیا تو جان لو کہ جو رقم، موم بتیاں اور تیل و طیرہ اولیاء اللہ کے مزارات پر ان کا تقرب حاصل کرنے کے لیے لے جایا جاتا ہے وہ اجماع مسلمین سے حرام ہے جب تک اس سے زندہ فقراء پر خرچ کرنے کی نیت نہیں کی جاتی یہ قول واحد ہے اور اس میں کوئی اختلاف نہیں۔ علامہ حصکفی نے بھی اس مسئلہ کا ذکر کیا ہے۔

۱۔ علامہ زین الدین ابن نجیم متوفی ۷۷۰ھ۔ البحر الرائق ج ۲ ص ۲۹۸، مطبوعہ مکتبہ ماجدیہ کوئٹہ۔

۲۔ علامہ علاء الدین الحصکفی متوفی ۱۰۸۸ھ، الدر المنثور علی المسنن الدرج ۲ ص ۱۷۵، مطبوعہ مطبعہ عثمانیہ استنبول ۱۳۲۷ھ۔

اعین العامة حتی لا یحتقر واصحاب هذا
القبر وكذا ایقاد القتاویل والشعر
عند قبور الاولیاء والصلحاء من باب
التعظیم والاجلال ایضا للاولیاء
فالمقصد فیها مقصد حسن ونذر
الزیت والشعر للاولیاء یوقد عند
قبورهم تعظیماً لهم ومحبة فیهم
جاء ثراً ایضاً لا ینبغی النهی عنه۔^۱

معمول نہ سمجھیں، اسی طرح ان کی قبروں کے پاس شجر اور
شعروں کو روک دینا بھی اب تعظیم سے ہے کیونکہ اس میں
نیک مقلد ہے اور تیل اور شعروں کی نذر اولیاء اللہ کیلئے
ہوتی ہے جو ان کی قبروں پر ان کی تعظیم اور ان سے محبت
کے اظہار سے کہے لیے جلائی جاتی ہیں۔ یہ بھی ایک جائز
کام ہے اس سے منع نہیں کرنا چاہیے۔

شیخ عبدالغنی نابلسی کی اس عبارت کو علامہ اسماعیل حقی حقی نے "ومن اظلم ممن منع مساجد اللہ ان ینذر
فیہا اسمہ" کی تفسیر میں روح البیان میں ذکر کیا ہے۔

مزارات پر چادر کا حکم | اولیاء اللہ اور علماء کبار کے مزارات پر ان کی تعظیم کے نقطہ نظر سے چادر چڑھانا جائز ہے۔
اس سے پہلے ہم علامہ رافعی کے حوالے سے اس سلسلے میں علامہ نابلسی کی عبارت ذکر کر
چکے ہیں، علامہ شامی اس مسئلہ پر بحث کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

قال فی فتاویٰ الحجۃ وتکرار السور علی
القبور و لکن نحن نقول ان اذا قصد
به التعظیم فی عیون العامة حتی لا یحتقروا
صاحب القبر ولجلب الخشوع والادب
للفاقلین الذائثرین فهو جائز لان الاعمال
بالنیات وان کان بدعة فهو کقولہم
بعد طواف الوداع یرجع القهقری حتی
یخرج من المسجد رجلاً لا للبیث حتی
قال فی منهاج السالکین انه لیس فیہ
سنة مرویة ولا اثر محکی قد فعلہ
اصحابنا۔^۲

صاحب فتاویٰ حجۃ نے کہا ہے کہ قبروں پر چادریں
چڑھانا مکروہ ہے، لیکن ہم یہ کہتے ہیں کہ جب چادر چڑھانے
سے صاحب قبر کی تعظیم کا قصد کیا جائے تاکہ عام لوگ اس قبر
کو معمول اور حقیر نہ سمجھیں اور ذائثرین کے خضوع، خشوع اور
ادب میں اضافہ ہو تو یہ جائز ہے کیونکہ اعمال کا مدار نیت
پر ہے اور ہر چند کہ یہ فعل بدعت ہے لیکن اس کی نظیر فقہاء
کا یہ قول ہے کہ طواف وداع کے بعد مسجد (حرام) سے
باہر آنے تک اسٹے پر ٹوٹے تاکہ بیت اللہ کی تعظیم کا
اظہار ہو، اور منهاج السالکین میں لکھا ہے کہ اس فعل کے لیے
نہ کوئی سنت مروی ہے نہ اثر صحابی اس کے باوجود ہمارے
اصحاب نے ایسا کیا۔

علامہ نابلسی، علامہ اسماعیل حقی، علامہ شامی اور علامہ رافعی نے مزارات پر چادر چڑھانے کو جائز قرار دیا ہے لیکن اس
میں افراط اور بے اعتدال کرنا صحیح نہیں ہے جس طرح اوباش رشکے باجوں تماشوں کے ساتھ ناچتے گاتے چادر کا جلوس

۱۔ شیخ عبدالقادر رافعی مفتی الدار المصریہ، تقریرات رافعی ج ۱ ص ۱۲۳، مطبوعہ مکتبہ ماجدیہ کوئٹہ، الطبعة الثانیہ ۱۴۰۴ھ۔

۲۔ علامہ ابن ماجہ بن شامی مترقی ۱۲۵۲ھ، ردالمحتار ج ۵ ص ۳۱۹ مطبوعہ مطبع عثمانیہ استنبول ۱۳۲۷ھ۔

اور علامہ شامی نے علامہ ابن نجیم سے بھی زیادہ تفصیل سے لکھا ہے۔ فقہی مالگیری میں بھی ہے کہ فقہی مالگیری میں بھی ہے۔ اس عبارت سے یہ معلوم ہوا کہ اگر نذر اللہ کے لیے کی جائے اور شیخ کا ذکر تین صفت کے لیے ہو یا صرف ایصال ثواب کی خاطر کسی درگاہ میں کچھ ہر پر پیش کیا جائے تو جائز ہے اور جب صرف ایصال ثواب مقصد ہو نذر اللہ ہر پر اختیار، سادہ اور خدام مزار کے لیے بلا اختلاف جائز ہے۔

نذر عرفی کے معنی پر روشنی ڈالتے ہوئے شیخ وحید الزمان لکھتے ہیں:

و اما النذر لغیر الله فنشرک صریح
لان التذرعبادۃ قال النبی صلی الله علیہ
وسلم انما التذرمنا ابتغی بہ وجه الله ولو نذر
الله واصل ثوابہ الی روحہ بنی اودی او احد
من الاصوات فهذا یجوز یسمیہ الناس بالفاقة
فی هذا الزمان صرح بجوازہ مولانا عبد العزیز
ومولانا اسماعیل وغیرہما وقال بعض العلماء
انہ لیس لهذا العمل اصل شرعی یعتمد علیہ
فیكون بدعة ومتہیا عنہ و اجاب عنہ البعض
بانہ له اصلا شرعیاً وهو حدیث بیہام سعد
وقال ابو طحیة بیہام فہی الی الله عز وجل
والی رسولہ وفی روایۃ اخرى صدقة الی الله
و رسولہ قلت هذا العمل متداول عند
الصوفیۃ کافۃ من غیر نکیہ و اختلاف
بینہم

بہر حال غیر اللہ کی نذر شرک مرتکب ہے، کیونکہ نذر عرفی ہے، نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تدر کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی رضا جوئی کا قصد کیا جاتا ہے، اور اگر نذر اللہ کی مانی اور اس کا ثواب کسی نبی یا اولیٰ یا کسی بھی میت کی روح کو پہنچایا تو یہ مالک سے اسی کو لوگ عرف میں فاقہ کہتے ہیں، مولانا عبد العزیز اور مولانا اسماعیل نے اس کے جواب کی اپنی کتابوں میں تصریح کی ہے بعض علماء نے کہا ہے کہ اس عمل کی کوئی اصل شرعی نہیں ہے جس پر بھروسہ کیا جاسکے لہذا یہ بدعت اور منوع ہے اور بعض علماء نے اس کا یہ جواب دیا ہے کہ اس کی اصل شرعی ہے اور وہ ام سعد کے کنویں کی حدیث ہے اور حضرت ابو طلحہ نے اپنے باغ کے لیے کہا کہ یہ اللہ عزوجل اور اس کے رسول کے لیے ہے اور ایک روایت میں ہے یہ اللہ عزوجل اور اس کے رسول کے لیے صدقہ ہے میں کہتا ہوں کہ یہ عمل صوفیہ کے نزدیک بنی کسی اختلاف کے معمول اور مروج ہے۔

توضیح البیان میں نذر و نیاز کے زیر عنوان ہم نے اس مسئلہ پر مفصل بحث کی ہے جو اہل علم کے لیے لائق مطالعہ ہے۔ شاہ عبد العزیز محدث دہلوی لکھتے ہیں: "اگر فاتحہ بنام بزرگے دادہ شد پس اعتیاد را ہم خوردن ازاں جائز است۔" (اعلم فتاویٰ عزیزی ج ۱ ص ۵۰)۔ اگر کسی بزرگ کے نام کی فاتحہ دلائی جائے تو اس سے اعتیاد کو بھی کھلانا جائز ہے۔

۱۔ علامہ ابن عابدین شامی متوفی ۱۲۵۲ھ رد المحتار ج ۲ ص ۱۷۵، مطبوعہ مطبعہ عثمانیہ استنبول ۱۳۲۷ھ۔

۲۔ ملا نظام الدین متوفی ۱۱۵۷ھ، عالمگیری ج ۵ ص ۲۱۶، مطبعہ کبریٰ امیر بلاق مصر ۱۳۱۰ھ۔

۳۔ شاہ عبد العزیز محدث دہلوی متوفی ۱۲۵۲ھ، فتاویٰ عزیزی ج ۱ ص ۹۲-۹۳۔ مطبوعہ کتب خانہ رحیمیہ دہلی۔

۴۔ نواب وحید الزمان۔ ہدیۃ المہدی ص ۳۸، مطبوعہ مطبعہ میور پور پریس دہلی۔ ۱۳۲۵ھ۔

مبارکہ بر سیدہ ہوتے ہیں نہ متغیر ہوتے ہیں پھر اللہ تعالیٰ کی وہ ثناء کرے جو اس کی شان کے لائق ہے، پھر ان پر صلوات بھیجے پھر ان کے تمام اصحاب اور قیامت تک ان کے تمام تابعین کے لیے رضوان اور رحمت کی دعا کرے پھر اپنی حاجات کی تکمیل اور اپنے گناہوں کی مغفرت کے لیے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں ان کا وسیلہ پیش کرے پھر ان سے شفاعت طلب کرے اور اپنی حاجات ان پر پیش کرے اور ان کی برکت سے دعا کی مقبولیت پر یقین رکھے اور اس باب میں اپنا من ظن قوی رکھے کیونکہ انبیاء علیہم السلام اللہ تعالیٰ کی بارگاہ کا کھلا ہوا دروازہ ہیں اور اللہ تعالیٰ سبحانہ کی یہ عادت جاری رہی ہے کہ وہ اپنے پیروں کے اہل حق سے اور ان کے واسطے اور سبب سے بندوں کی حاجات کو پورا فرماتا ہے اور جو شخص خود انبیاء علیہم السلام کے مزارات مقدسہ تک نہ پہنچ سکے وہ ان کی بارگاہ میں سلام بھیجے اور اپنی حاجات اور اپنے گناہوں کی مغفرت اور اپنے عیوب کی پر وہ پوشی کے لیے ان سے شفاعت کی درخواست کرے کیونکہ وہ کریم بزرگ ہیں اور جو شخص کریموں سے سوال کرتا ہے یا ان کا وسیلہ پیش کرتا ہے یا ان کی پناہ میں آتا ہے یا ان کا ارادہ کرتا ہے وہ اس کو مسترد نہیں کرتے۔

علامہ ابن الحاج لکھتے ہیں یہ گفتگو تو عام انبیاء اور مرسلین کے مزارات مقدسہ کی زیارت سے متعلق تھی اور خصوصاً حضور سید الانبیاء والمرسلین علیہ النجۃ والتسلیم کے روضہ اطہر کی زیارت کے احکام یہ ہیں:

انبیاء علیہم السلام کی قبور کی زیارت کے جو احکام بیان کئے گئے ہیں حضور سید المرسلین کی قبر انور کی زیارت کے وقت یہ احکام دو گئے چور گئے ہو جائیں گے یعنی زائر جب حاضر ہو تو انتہائی ذلت، انکسار اور عاجزی سے حاضر ہو کیونکہ آپ شافع اور مشفع ہیں آپ کی شفاعت کبھی رد نہیں ہوتی اور جو شخص آپ کی زیارت کا قصد کرے وہ کبھی ناکام نہیں ہوتا نہ وہ شخص جو آپ کا جہان ہو نہ وہ جو آپ سے مدد اور شفاعت طلب کرے کیونکہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم دائرہ کمال کے مرکز ہیں اور اللہ کی مملکت کے عروس ہیں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے لقد رای من آیات ربہ الکبریٰ ہ آپ نے اللہ تعالیٰ کی بڑی بڑی نشانیاں دیکھی ہیں۔ ہمارے علماء نے اس کی تفسیر میں لکھا ہے کہ آپ نے اپنی صورت مبارکہ کو دیکھا ہے اس لیے اس مملکت کے آپ ہی تاجدار ہیں لہذا جو شخص آپ کا دامن پکڑتا ہے آپ سے توسل کرتا ہے، آپ سے شفاعت طلب کرتا ہے یا آپ سے اپنی حاجات طلب کرتا ہے وہ کبھی ناکام اور ناماد نہیں ہوتا کیونکہ مشاہدہ اور آثار سے اسی طرح ثابت ہے۔ ہمارے علماء رحمہم اللہ نے آپ کی زیارت کا قاعدہ کلیہ یہ بیان کیا ہے کہ آپ کی زیارت کرنے والا یہ سمجھے کہ وہ آپ کی حیات مبارکہ میں آپ کے سامنے کھڑا ہوا ہے کیونکہ آپ کی حیات اور موت میں کوئی فرق نہیں ہے یعنی آپ اس طرح امت کا مشاہدہ کرتے ہیں کہ ان کے احوال ان کی نیات ان کے ارادوں اور فعل میں آنے والے خیالوں کو جانتے ہیں اور بات بالکل ظاہر ہے اور اس میں کوئی خفا نہیں ہے۔

علامہ ابن الحاج لکھتے ہیں: اگر کوئی شخص یہ اعتراف کرے کہ یہ صفات تو اللہ تعالیٰ کے ساتھ خاص ہیں تو اس کا جواب یہ ہے کہ جو مسلمان بھی آخرت کی طرف منتقل ہو جاتا ہے تو وہ بالعموم زردوں کے احوال پر مطلع ہوتا ہے۔ اس کے بعد علامہ ابن الحاج نے اس مسئلہ پر تفصیل سے روشنی ڈالی ہے اور عرض اعمال کی حدیث سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے علم پر استدلال کیا ہے اس کے بعد لکھتے ہیں: نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا وسیلہ پیش کرنے سے گناہ جھڑتے ہیں اور خطائیں معاف ہوتی ہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ کا جناب میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت کی جو عظمت ہے اس کے مقابلہ میں کوئی گناہ عظیم نہیں ہے اس لیے زیارت کرنے والا خوش ہو۔ اسے اللہ اپنے نبی کے توسل سے ہمیں نبی صلی اللہ

زیارت کا طریقہ ہے اور اگر کسی مقبول بندے کا مزار ہو جس کی برکت کی امید ہو تو اللہ تعالیٰ کی جناب میں اس مزار کا وسیلہ پیش کرے، بلکہ پہلے اللہ تعالیٰ کی جناب میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا وسیلہ پیش کرے کیونکہ ترسل میں سب سے عمدہ آپ کی ذات مقدمہ ہے۔ آپ کا وسیلہ پیش کرنے کے بعد آپ کے تمام صالح پیروکاروں کا وسیلہ پیش کرے، امام بخاری نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ جب خط پڑھا تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت عباس رضی اللہ عنہ کے وسیلہ کو پیش کیا اور دعا کی اسے اللہ اپنے ہم تیری بارگاہ میں تیرے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا وسیلہ پیش کرے تھے تو تو ہم پر بارش نازل فرماتا تھا اور اب ہم تیرا بارگاہ میں تیرے نبی کے عم محترم کا وسیلہ پیش کر رہے ہیں ہم پر بارش نازل فرماتا تو مسلمانوں پر بارش ہو جاتی تھی پھر اپنی حاجات کے پورا ہونے میں اور اپنے گناہوں کی مغفرت میں قبرستان کے صالح بزرگوں کا وسیلہ پیش کرے پھر اپنے لیے اور اپنے والدین کے لیے، اپنے اساتذہ اور اپنے شیخ کے لیے اور اپنے رشتہ داروں کے لیے اور اس قبرستان کے اموات کے لیے اور عام مسلمان اموات کے لیے اور قیامت تک کے مسلمانوں کے لیے دعا کرے اور اس قبرستان کے اموات کا بھڑت وسیلہ پیش کرے، اور جس شخص کو کوئی کام پیش ہو وہ قبرستان جلے امدان کے وسیلہ سے دعا کرے کیونکہ اللہ تعالیٰ اور مخلوق کے درمیان وہ واسطہ ہیں اور یہ چیز شریعت میں ثابت ہے اور تمام دنیا اسلام میں شرق سے لے کر غرب تک تمام علماء اور اکابر مسلمانوں کی قبروں کی زیارت کرتے ہیں، ان سے برکت حاصل کرتے ہیں اور ان کی برکات سے ظاہری اور باطنی طور پر فیضیاب ہوتے ہیں۔

علامہ ابن الحاج کہتے ہیں کہ شیخ ابو عبد اللہ بن عثمان رحمہ اللہ نے اپنی کتاب سفینۃ النجاہ لایل الاتجاہ میں فرمایا کہ صالحین کی قبروں کی حصول برکت کے لیے زیارت مستحب ہے کیونکہ صالحین کی برکات جس طرح ان کی زندگی میں فیض رساں ہوتی ہیں اسی طرح ان کی موت کے بعد بھی جاری رہتی ہیں اور صالحین کی قبروں کے پاس دعا کرنا اور ان سے شفاعت طلب کرنا ائمہ دین اور علماء محققین کا معمول رہا ہے۔ اس عبارت کو نقل کرنے کے بعد علامہ ابن الحاج کہتے ہیں کہ جس شخص کو صالحین کی قبروں کے پاس جانے کی ضرورت ہو وہ ان کے مقابر پر جانے اور ان کا وسیلہ پیش کرے یہ اعتراض نہ کیا جائے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ تین مسجدوں کے سوا سامان سفر نہ باندھا جائے مسجد حرام، میری مسجد اور مسجد اقصیٰ؛ کیونکہ امام غزالی نے احیاء العلوم کے آداب سفر میں بیان کیا ہے کہ عبادات کے لیے سفر کیا جائے مثلاً جہاد اور حج کے لیے اور اس کے بعد فرمایا کہ اس میں انبیاء علیہم السلام، صحابہ، تابعین اور تمام علماء اور اولیاء اللہ کی قبروں کے لیے سفر کرنا بھی داخل کرنے اور ہر وہ شخص جس کی زیارت اور اس سے برکت حاصل کرنے کے لیے اس کی زندگی میں سفر کرنا جائز ہے۔ اس کی موت کے بعد اس کی قبر کی زیارت کے لیے بھی سفر کرنا جائز ہے اور حدیث شریفہ کا مطلب یہ ہے کہ ان تین مساجد کے سوا کسی اور مسجد کی زیارت کے لیے سامان سفر نہ باندھا جائے۔ علامہ ابن الحاج کہتے ہیں: ہم نے جو یہ احکام بیان کیے ہیں یہ علماء اور صالحین کی قبروں کی زیارت کے احکام ہیں اور انبیاء اور رسل علیہم الصلوٰۃ والسلام کے احکام یہ ہیں:

انبیاء اور رسل علیہم السلام کی قبروں کی زیارت کرنے والا مسافت بعیدہ سے ان کی زیارت کا قصد متین کر کے چلے اور جب ان کے مزار پر پہنچے تو انتہائی ذلت، عاجزی، فقر و فاقہ اور نہایت خضوع اور خشوع کے ساتھ اُسے اللہ حضور قلب کے ساتھ حاضر ہوا اور یہ کہ اُنھوں سے ان کا مشاہدہ نہ کرے دل کی آنکھ سے انھیں دیکھے کیونکہ ان کے افعال

علامہ سرخسی کہتے ہیں: مسجد میں نماز جنازہ ہمارے نزدیک مکروہ ہے، ہماری دلیل یہ ہے کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے مسجد میں نماز جنازہ پڑھی اس کو کوئی اجر نہیں ملے گا (سنن ابو داؤد ج ۲ ص ۹۸ مطبوعہ مطبعہ مجتہبی پاکستان لاہور، طبع ثانی ۱۴۰۵ھ) اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی روایت بھی ہماری دلیل ہے کیوں کہ مسجد میں نماز جنازہ کا انکار کرنے والے مہاجرین اور انصار تھے اس سے معلوم ہوا کہ یہ بات ان کے درمیان معروف اور ثابت تھی کہ مسجد میں نماز جنازہ مکروہ ہے تبھی انہوں نے حضرت عائشہ کے اس فعل پر انکار کیا، اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو سہیل بن بیضاد کی نماز جنازہ مسجد میں پڑھی اس کی وجہ یہ تھی کہ اس وقت آپ مشکف تھے۔ اس وجہ سے آپ باہر نہیں آئے اور جنازہ کو مسجد میں رکھنے کا حکم دیا اور ہمارے نزدیک جب جنازہ مسجد سے باہر ہو تو نازیروں کا مسجد میں نماز جنازہ پڑھنا مکروہ نہیں ہے، کراہت صرف جنازے کو مسجد میں لانے میں ہے نیز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مسجد کو بچوں اور مجنونوں سے دور رکھو اور جب مسجد کو مجنونوں سے دور رکھا جاتا ہے تو مسجد کو میت سے بطریق اولیٰ دور رکھنا چاہیے۔ دیگر احادیث سے بھی اس کی تائید ہوتی ہے کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز جنازہ کے لیے صحابہ کو عید گاہ میں لے جانے تھے جیسا کہ نجاشی کی حدیث میں گزر چکا ہے۔ اس بحث کی مزید تفصیل کے لیے کتاب کے آخر میں (ص ۱۲۶-۱۲۷) پر تفسیر ملاحظہ فرمائیں۔

پوسٹ مارٹم کا حکم | حدیث نمبر ۲۱۴۴ میں ہے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر کوئی شخص انگارے پر بیٹھ جائے اور اس سے اس کے کپڑے جل جائیں اور (انگل)

اس کی کھال تک پہنچ جائے تو یہ (انگلے پر بیٹھنا) اس کے لیے قبر پر بیٹھنے سے بہتر ہے۔
قبر پر بیٹھنے کی ممانعت اس وجہ سے ہے کہ اس سے میت کو ایذا پہنچتی ہے اور میت کو

ایذا پہنچانا حرام ہے اس وجہ سے یہ سوال متوجہ ہوتا ہے کہ آیا پوسٹ مارٹم جائز ہے یا نہیں؟ اس سلسلہ میں ہم پہلے وہ احادیث بیان کریں گے جن میں میت کے جسم کو کاٹنے اور توڑ پھوڑ سے آپ نے ممانعت فرمائی ہے۔

امام عبد الرزاق اپنی سند کے ساتھ روایت کرتے ہیں:

عن عائشة ان انبی صلی اللہ علیہ و

سلم قال کسر عظام المیت کسرھا

حیا۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ نبی صلی

اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میت کی ہڈیوں کو توڑنا زندہ شخص کی

ہڈیوں کو توڑنے کی طرح ہے۔

اس حدیث کو امام بیہقی نے بھی اپنی سند کے ساتھ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے۔

امام عبد الرزاق نے مزید دو سندوں کے ساتھ اس حدیث کو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے۔

امام ابو داؤد نے بھی اپنی سند کے ساتھ اس حدیث کو روایت کیا ہے۔

۱۔ علامہ شمس الدین سرخسی متوفی ۴۸۳ھ۔ المبسوط ج ۲ ص ۶۸، مطبوعہ دار المعرفۃ بیروت، الطبعة الثانیہ ۱۴۰۰ھ۔

۲۔ امام عبد الرزاق بن ہمام متوفی ۲۱۱ھ، المصنف ج ۳ ص ۴۴۲۔ مطبوعہ مکتب اسلامی بیروت، الطبعة الاولى ۱۳۵۰ھ۔

۳۔ امام ابو بکر بن علی بیہقی متوفی ۴۵۸ھ۔ السنن الکبریٰ ج ۲ ص ۵۶، مطبوعہ نشر السنۃ طان

۴۔ امام عبد الرزاق بن ہمام متوفی ۲۱۱ھ المصنف ج ۳ ص ۴۴۲ مطبوعہ مکتب اسلامی بیروت، الطبعة الاولى ۱۳۹۰ھ۔

۵۔ امام ابو داؤد سلیمان بن اشعث متوفی ۲۷۹ھ، سنن ابو داؤد ج ۲ ص ۱۰۲ مطبوعہ مطبعہ مجتہبی پاکستان لاہور، ۱۴۰۵ھ۔

علیہ وسلم کی شفاعت سے محروم نہ کرنا اور جو شخص اس کے خلاف عقیدہ رکھتا ہے وہ محروم ہے کیا اس نے نہیں سنا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: **اولو انہم اذ ظلموا انفسہم جاءہم ذلک فاستغفروا اللہ واستغفر لہم الرسول لتوجدوا اللہ توابا رحیما**۔ جو شخص زیارت کے لیے آئے وہ دروازے پر کھڑا ہوا اور آپ کا وسیلہ پیش کرے تو اللہ تعالیٰ کو توبہ قبول کرے اور لا مہربان پائے گا کیونکہ اللہ تعالیٰ وعدہ خلافی سے پاک ہے اور اللہ تعالیٰ نے وعدہ کیا ہے جو آپ کے پاس آیا اور توبہ کی اور آپ سے شفاعت طلب کی اور آپ نے اس کی شفاعت کر دی تو اللہ تعالیٰ اسے بخش دے گا اور اس بات کی حقانیت سے صرف وہی شخص انکار کر سکتا ہے جو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کا معاند ہو، **فولوا باللہ من ذاک**۔

علامہ ابن الحاج کہتے ہیں: کہ امام مالک نے فرمایا جب آپ کے مزار پر حاضر ہو کر سلام عرض کرے اور دعا مانگے تو کعبہ کی طرف منہ نہ کرے بلکہ آپ کی طرف منہ کرے اور قبر کو ہاتھ سے نہ چھوئے۔

روضہ منورہ پر حاضری کے احکام زیادہ تفصیل سے ہم انشاء اللہ شرح صحیح مسلم کی جلد ثالث کتاب الحج میں بیان کریں گے۔ اللہ تعالیٰ ابن الحاج پر رحمت فرمائے انھوں نے زیارت قبور کے احکام میں حسن ترتیب کو قائم رکھا ہے اور بتلایا ہے کہ عام مسلمانوں کی قبروں پر صرف دعائے مغفرت کریں، صلوات کی قبور پر اپنی حاجات میں فقط ان کا وسیلہ پیش کریں، اور انبیاء علیہم السلام کی قبر مبارکہ پر جا کر ان سے اپنی حاجات میں شفاعت کے لیے درخواست کریں اور جب حضور سید الانبیاء کی بارگاہ میں حاضر ہوں تو شفاعت کے علاوہ آپ سے اپنی حاجات عرض کریں اور مدد طلب کریں، مسلمانوں کو چاہیے کہ ان مراتب کو ملحوظ رکھیں اور غلط ملط نہ کریں۔

مسجد میں نماز جنازہ پڑھنے کا حکم | حدیث نمبر ۲۱۴۸ میں ہے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے حضرت سعد بن ابی وقاص کے جنازے کو مسجد میں لانے کا حکم دیا صحابہ نے اس کو اچھا نہیں جانا تو حضرت عائشہ نے فرمایا یہ لوگ کتنی جلدی اس بات کو بھول گئے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سہیل بن بیضاء کی نماز جنازہ مسجد میں پڑھائی تھی۔

علامہ نووی شافعی لکھتے ہیں اس حدیث میں شوافع کی دلیل ہے جو مسجد میں نماز جنازہ کو جائز قرار دیتے ہیں۔ علامہ ابن قدامہ حنبلی لکھتے ہیں کہ اگر میت کی کسی چیز کے ساتھ مسجد کے نجس ہونے کا خوف نہ ہو تو مسجد میں نماز جنازہ پڑھنا جائز ہے۔

علامہ دشتانی مالکی لکھتے ہیں: امام مالک، ان کے بعض اصحاب، امام ابو حنیفہ اور ابن ابی ذریب نے صحابہ کرام کے انکار کی بنیاد پر یہ کہا کہ مسجد میں نماز جنازہ جائز نہیں ہے امام طحاوی نے فرمایا کہ صحابہ کرام کا انکار اس بات پر ولایت کرتا ہے کہ سہیل بن بیضاء کی مسجد میں نماز پڑھانے سے جواز ثابت ہوا تھا وہ منسوخ ہو چکا تھا کیونکہ صحابہ کرام اسی چیز کا انکار کرتے تھے جس کے خلاف وہ کوئی حکم سن چکے ہوتے تھے۔

- ۱۔ علامہ ابو عبد اللہ محمد بن محمد المشہور بابن الحاج متوفی ۴۳۰ھ، ج ۱ ص ۲۱۴-۲۱۵، مطبوعہ مصر۔
- ۲۔ علامہ یحییٰ بن شرف نووی شافعی متوفی ۶۷۶ھ، شرح مسلم ج ۱ ص ۳۱۲، مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی الطبعۃ الثانیہ ۱۳۷۵ھ۔
- ۳۔ علامہ عبد اللہ بن احمد بن قدامہ حنبلی متوفی ۶۳۰ھ، المغنی ج ۲ ص ۱۸۵، مطبوعہ دار الفکر بیروت ۱۴۰۶ھ۔
- ۴۔ علامہ ابو عبد اللہ دشتانی مالکی متوفی ۸۲۸ھ، اکال الالہام ج ۳ ص ۱۰۰، مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت۔

”مولانا کیا طبی مقاصد کے لیے لاشوں کی چیر پھاڑ درست ہے؟“

مولانا نے فرمایا: ہمارے ان اس کی کوئی مثال نہیں ملتی، میں نے جہاں تک اسلامی تاریخ کا مطالعہ کیا ہے مجھے کوئی ایسی روایت نہیں دکھائی دی۔ طب میں مسلمانوں نے بہت کام کیا ہے۔ بڑی مفید خدمات انجام دی ہیں۔ طبی تحقیقات میں ان کا حصہ کسی سے کم نہیں، لیکن انہوں نے اپنے کام یا اپنی تحقیقات کے لیے لاشوں کو نہیں چیرا پھاڑا۔ خود یورپ میں اس چیز کو پسند نہیں کیا جاتا تھا اور گزشتہ صدی تک یہ حالت تھی کہ لاشوں کو چڑا کر ہی یہ کام ہو سکتا تھا چنانچہ لاشیں چرانے والوں کے گروہ بن گئے تھے جو ان طبی تحقیقات میں مدد دیتے تھے۔“

”مولانا! پوسٹ مارٹم کے لیے بھی تو لاش کو چیرنا پھاڑنا پڑتا ہے؟“ انہی صاحب نے کہا مولانا نے فرمایا: ”یہ کام طب اور سائنس کے نام پر کیا جائے یا پوسٹ مارٹم کی خانہ پڑی کے لیے انجام دیا جائے آپ دیکھیں گے کہ صرف غریبوں ہی کی لاشیں ان مقاصد کے لیے استعمال ہوتی ہیں، آخر صدر کینیڈی بھی گولی کا نشانہ بنے ہیں اور گاندھی بھی کیا ان کی لاشوں کی بھی چیر پھاڑ ہوئی؟“ ————— معلوم یہ ہوا کہ یہ طب کی وہ ترقی اور قانون کی وہ ضرورت ہے جو صرف غریبوں اور لاشوں کی لاشوں سے ہی پوری ہو سکتی ہے۔“

سید ابوالاعلیٰ مودودی نے جذباتی انداز سے پوسٹ مارٹم کے مسئلہ پر گفتگو کی ہے، فقہی نوعیت سے اس مسئلہ کا جائزہ نہیں لیا۔ سوال یہ ہے کہ ایسی ناگزیر صورت میں جبکہ انسانی جان کی بقا کسی مردہ کے پوسٹ مارٹم پر موقوف ہو تو کیا شریعت اسلامی میں مردہ کے پوسٹ مارٹم کی کوئی تغیر اور گنجائش ہے یا نہیں؟ اس سوال کا جواب مودودی صاحب کی بائیس سال پہلے کی تحریر میں ہے اور نہ بعد کی گفتگو میں! اور ہر شخص جو گوئی سے مراد اس کا پوسٹ مارٹم کیا جائے یہ کلمہ سراسر غیر معقول اور خارج بحث ہے۔

شیخ خمینی کی رائے | شیخ روح اللہ خمینی پوسٹ مارٹم کے بارے میں اپنی رائے لکھتے ہیں:-

(۲۸۷۴) مسلمان مرنے والے کے جسم کو چیرنا پھاڑنا جائز نہیں اور اگر ایسا کریں تو فعل حرام ہے اور اس کے سر اور دیگر اعضاء کو کاٹنے کے لیے دیت دینا ہوگی جو کہ ہم نے کتاب تحریر الہ سیدہ میں ذکر کر دی ہے البتہ غیر مسلمان مردے کو چیرنا پھاڑنا جائز ہے اور اس کی دیت بھی نہیں ہے۔ چاہے وہ غیر مسلم کا فرزند ہو یا کوئی اور۔ غیر مسلمان مردے کو چیرنا پھاڑنا ممکن ہو تو فاکٹری مقاصد کے لیے مسلمان کے بدن کو نہیں چیر پھاڑ سکتے اگرچہ کسی ایک یا کئی مسلمانوں کی جان کی حفاظت اس پر موقوف ہو اور اگر غیر مسلمان کے پوسٹ مارٹم کے امکان کی صورت میں مسلمان کا پوسٹ مارٹم کیا تو گنہگار ہوں گے اور ان پر دیت واجب ہوگی۔

(۲۸۷۶)۔ اگر کسی ایک یا کئی مسلمانوں کی جان کی حفاظت پوسٹ مارٹم پر موقوف ہو اور غیر مسلمان کا پوسٹ مارٹم ممکن نہ ہو تو پھر مسلمان کا کر سکتے ہیں، البتہ صرف مہارت حاصل کرنے کے لیے جبکہ کسی مسلمان کی جان کی حفاظت اس پر موقوف نہ ہو جائز نہیں ہے اور موجب دیت بھی ہے۔

(۲۸۷۷)۔ جس مورد میں مسلمانوں کی جان کی حفاظت مسلمان کے پوسٹ مارٹم پر موقوف ہو تو بعید نہیں کہ دیت بھی واجب

ان احادیث سے یہ معلوم ہو گیا کہ میت کے جسم کو کاٹنا اور اس کی ہڈیوں کو توڑنا ناجائز اور گناہ ہے۔ اس مسئلہ پر حائل شرعی کا رد بھی اپنی رائے پیش کرنے سے پہلے ہم دیگر اسلامی مفکرین کی افادہ پیش کر رہے ہیں۔

سید مودودی کی رائے | سید ابوالاعلیٰ مودودی پرسٹ مارٹم کے مسئلہ پر اظہار خیال کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

پرسٹ مارٹم کے مسئلہ میں، جیسا کہ پہلے ہی عرض کر چکا ہوں مجھے خود بڑا غلبان ہے اور کوئی فیصلہ کن بات میرے لیے مشکل ہے اس مسئلے کے دو مختلف پہلو ہیں جن کے تقاضے ایک دوسرے سے متضاد ہوتے ہیں۔

ایک طرف شرعی احکام ہیں جو مرنے والے انسانوں کے جسم کا احترام کرنے اور ان کو عزت کے ساتھ دفن کر دینے کی تاکید کرتے ہیں، اور اگر وہ مسلمان ہوں تو ان کی تجہیز و تکفین کر کے نماز جنازہ پڑھنے کی ہدایت کرتے ہیں، ان شرعی احکام کی تائید ان لطیف حیات سے بھی ہوتی ہے جو (شاید ڈاکٹروں اور بالکل سائنسٹ قسم کے لوگوں کے سما) سب ہی انسانوں میں موجود ہوتے ہیں۔ کوئی آدمی یہ غشی سے گوارا نہیں کر سکتا کہ اس کے باپ، بیٹے، بیوی، بہن اور ماں کی لاشیں ڈاکٹروں کے حوالے کی جائیں اور وہ ان کی چیر پھاڑ کریں یا وہ میڈیکل کالج کے طالب علموں کو دے دی جائیں تاکہ وہ ان کے ایک ایک عضو کا تجزیہ کریں اور پھر ان کی ہڈیاں سکھا کر رکھ لیں، اسی طرح کوئی تو یہ بھی گوارا کرنے کے لیے تیار نہیں ہے کہ اس کے لیڈر اور پیشوا مرنے کے بعد پرسٹ مارٹم کے تحت مشق بنائے جائیں۔ ایسا حال میں گامدھی جی اور بیات علی ناں مرحوم گولی کے شکار ہونے ہیں۔ ”طبی قانونی“ نقطہ نظر سے ضروری تھا کہ ان کا پرسٹ مارٹم کر کے سبب موت کی تشخیص کی جاتی۔ مگر اس سے احتراز کیوں کیا گیا؟ صرف اس لیے کہ قومی جذبات اپنے محترم میڈروں کی لاشوں کا چیرنا پھاڑنا برداشت کرنے کے لیے تیار نہیں تھے۔

دوسری طرف طبی اور قانونی اغراض کے لیے پرسٹ مارٹم کی ضرورت ہے۔ طب کے مختلف شعبوں کی تعلیم اور طبی تحقیقات کا ترقی کے لیے اس کی ضرورت کا انکار نہیں کیا جاسکتا۔ اور ایک حد تک قانون بھی اس کا تقاضا کرتا ہے کہ قتل کے مقدمات میں سبب موت کا تعین کیا جائے۔

اب یہ ایک بڑا پیچیدہ سوال ہے کہ ان دونوں متضاد تقاضوں کے درمیان مصالحت کیسے کی جائے۔ اس کا یہ حل تو میرے سامنے سخت مکروہ ہے کہ امیروں اور غریبوں، بڑے لوگوں اور چھوٹے لوگوں، خاندان والوں اور لاوارثوں کی لاشوں کے بارے میں ہمارے پاس دو مختلف معیار اخلاقی اور دو مختلف طرز عمل ہوں، اس لیے لامحالہ اس کا کوئی اور ہی حل سوچنا پڑے گا مگر وہ حل کیا ہو، اس باب میں میری قوت فیصلہ بالکل عاجز ہے یہ چیز کسی ایسی مجلس میں زیر بحث آنی چاہیے جس میں علماء دین شامل ہوں اور شعبہ طب اور شعبہ عدالت کے نمائندے بھی۔ ممکن ہے یہ لوگ سر جوڑ کر اس کا کوئی حل نکال سکیں۔

(ترجمان القرآن، مرم، صفر ۱۳۷۲ھ، اکتوبر، نومبر ۱۹۵۲ء)۔

یہ تحریر ۱۹۵۲ء کی ہے اس کے بائیس سال بعد مودودی صاحب کی رائے یہ تھی:

منظر بیگ صاحب مودودی صاحب کی مجلس استفسار کو رقم بند کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

یہ دیکھنا باقی ہے کہ مقتول کے جسم میں جو گولی ہے آیا وہ اس نمبر کی گولی ہے جو ملزم کے پستول میں ہے یا کوئی اور گولی ہے، اگر یہ ثابت ہو جائے کہ مقتول کے جسم میں ملزم کے پستول کی گولی ہے تو وہ قاتل ثابت ہو جائے گا اور اگر وہ گولی اس کے پستول کی نہیں ہے تو وہ بری ہو جائے گا۔

ایسی صورت میں جبکہ پوسٹ مارٹم کے ذریعہ کسی بے تصور کی جان بچانے کا مسئلہ ہو تو پوسٹ مارٹم کرنا صرف جائز ہی نہیں بلکہ ضروری ہے اور فقہاء اربعہ کے مذاہب میں اس کی تائید موجود ہے۔

امام ابو حنیفہ، امام شافعی اور امام مالک کا ایک قول یہ ہے کہ حاملہ عورت فوت ہو جائے اور اس کے پیٹ میں بچہ ہو تو ماں کا پیٹ چاک کر کے بچہ کو نکال لیا جائے اور یہ بعینہ ہمارا مطلوبہ جزیئہ ہے یعنی زندہ کی جان بچانے کے لیے میت کی چیر پھاڑ (پوسٹ مارٹم) جائز ہے بلکہ احاف یہ بھی کہتے ہیں کہ اگر عورت زندہ ہو اور پیٹ میں بچہ مر جائے تو بچہ کے ٹکڑے ٹکڑے کر کے دائیہ ماتحت سے نکال لے اور یہ پوسٹ مارٹم کے جواز پر دوسرا جزیئہ ہے، ہر چند کہ سر جری کے اس ترقی یافتہ دور میں بچہ کے ٹکڑے ٹکڑے کر کے نکالنے کی ضرورت نہیں بلکہ عورت کے پیٹ کا آپریشن کر کے بچہ کو پیٹ سے نکالا جاسکتا ہے، امام احمد بن حنبل نے اگرچہ اس مسئلہ میں اختلاف کیا ہے لیکن وہ بھی یہ کہتے ہیں کہ اگر عورت مر جائے اور بچہ کے بعض اجزاء باہر نکل آئیں اور باقی بچہ کو عورت کا پیٹ چاک کیے بغیر نکالنا ممکن نہ ہو تو عورت کا پیٹ چاک کر کے بچہ کو نکال لیا جائے اور یہ بھی موجودہ صورت میں پوسٹ مارٹم کے جواز کا بعینہ جزیئہ ہے۔ ہر حال الحمد للہ اب کھلیکات سے ظاہر ہو گیا کہ جب کسی زندہ کی جان بچانا مقصود ہو تو میت کا پوسٹ مارٹم کرنا جائز ہے۔ اب ہم سطور ذیل میں کتب مذاہب سے اس مسئلہ سے متعلق عبارات پیش کر رہے ہیں۔

علامہ علائی حنفی متوفی ۱۰۸۸ھ کہتے ہیں:

حاملہ عورت فوت ہو گئی اور اس کے پیٹ میں بچہ ہے جو ہل رہا ہے تو بائیں جانب سے اس کا پیٹ چاک کر کے بچہ کو نکال لیا جائے اور اگر ماں زندہ ہو اور پیٹ میں بچہ مر جائے تو بچہ کو (شق کر کے) نکال لیا جائے گا، اور اگر کسی شخص نے کسی کا مال نکل لیا اور پھر مر گیا تو کیا اس کا پیٹ چاک کیا جائے گا؟ اس میں دو قول ہیں اور اولیٰ یہ ہے کہ پیٹ چاک کیا جائے گا۔ (فتح القدیر)۔

حامل مات و ولدھا حی یضطرب شق بطنھا من الایسر ویخرج ولدھا ولو بالعکس ونحیف علی الامر و اخرج لومیتا والا لکما فی کراہۃ الاختیار ولو بلع مال غیرہ ومات هل یشق قولان والاولیٰ نعم فتح۔ ۱۷

علامہ ابن ہمام نے اس مسئلہ پر تفصیلی بحث کی ہے اور لکھا ہے کہ زندہ بچہ کو نکالنے کے لیے عورت کا پیٹ چاک کیا جائے گا یہ اسی طرح علامہ شامی نے لکھا ہے سید فادوی قاضی خاں میں بھی اسی طرح ہے۔

۱۔ علامہ علاؤ الدین حصکفی حنفی متوفی ۱۰۸۸ھ در مختار علی الممشی الرد ج ۱ ص ۸۲۰ مطبوعہ مطبعہ عثمانیہ استنبول ۱۳۲۷ھ۔

۲۔ علامہ کمال الدین ابن ہمام حنفی متوفی ۸۶۱ھ، فتح القدیر ج ۲ ص ۱۰۲ مطبوعہ مکتبہ نوریہ رضویہ سکھر۔

۳۔ علامہ ابن عابدین شامی متوفی ۱۲۵۲ھ، رد المحتار ج ۱ ص ۸۲۰، مطبوعہ مطبعہ عثمانیہ استنبول ۱۳۲۷ھ۔

۴۔ علامہ حسن بن منصور اوز جندی قاضی خاں متوفی ۲۹۵ھ، قاضی خاں علی الممشی البندی ج ۳ ص ۴۱۱ مطبوعہ مصر۔

نہ ہوا اگرچہ احتیاط یہ ہے کہ دیت دی جائے لہ

اس میں کوئی شک نہیں کہ شیخ نجیبی نے فقہانہ انداز میں گفتگو کی ہے ہر چند کہ انہوں نے اپنے موقف پر دلائل شرعیہ مہیا نہیں کیے تاہم ان کی رائے مناسب ہے، البتہ یہ بات ہماری سمجھ میں نہیں آسکی کہ مردہ کے اعضاء کاٹنے پر دیت کیوں واجب ہوگئی! اور ہمارے علم اور مطالعہ میں اس حکم کا کوئی شرعی مآخذ نہیں ہے۔

اس مسئلہ پر تفصیلی گفتگو کرنے کے لیے پہلے ہم یہ بیان کریں گے کہ پوسٹ مارٹم کی ضرورت کن مواقع پر پیش آتی ہے پھر دلائل شرعیہ کے ساتھ اس کے جواز اور عدم جواز کا محل بیان کریں گے۔

پوسٹ مارٹم کے مواقع میت کے پوسٹ مارٹم کی ضرورت دو جگہ پیش آتی ہے ایک ضرورت ہے تعلیم، تعلیم کے لیے عام طور پر کسی لاوارث میت کو قبضہ میں کرنے کے بعد میڈیکل کالج کے طلبہ اس کے جسم پر آپریشن کی مشق کرتے ہیں اور اس کے جسم کے مختلف اعضاء پر طبی نوعیت کے تجربات کرتے ہیں، ہر چند کہ اب پلاسٹک مرڈل پر تجربات شروع ہو چکے ہیں۔

آج کل انسانی جان کو بچانے کے لیے سرجری اور آپریشن ایک ضروری طریقہ علاج ہے۔ پتہ یا شانہ میں پتھری کی صورت میں آپریشن کے ذریعہ پتھری کو باہر نکالا جاتا ہے، اگر گرد خراب ہو جائے تو اس کو آپریشن کر کے باہر نکال دیتے ہیں۔ بعض دفعہ عورت کے پیٹ میں بچہ اڑا یا ترچھا ہوتا ہے اور اگر آپریشن کے ذریعہ ڈیوری نہ کی جائے تو ماں اور بچہ دونوں مر جاتے ہیں، بعض دفعہ جسم کے کسی عضو میں کوئی ناسور ہو جاتا ہے اور باقی جسم کو اس کے ذریعے محفوظ رکھنے کے لیے اس عضو کو کاٹنا پڑتا ہے بعض حادثات میں جسم کا مختلف ہڈیاں ٹوٹ جاتی ہیں اس موقع پر ہڈی جوڑنے کے لیے آپریشن ناگزیر ہوتا ہے اس طرح ہم کے ٹکڑوں اور گولیوں کو جسم سے نکالتے کے لیے آپریشن کی ضرورت پڑتی ہے۔

اب سوال یہ ہے کہ میڈیکل کالج کے طلبہ اگر زمانہ تعلیم میں سرجری کی مشق نہ کریں تو وہ مستقبل میں سرجری کے ذریعے علاج نہیں کر سکتے اور بغیر آپریشن کے جن لوگوں کا علاج نہیں ہو سکتا ان کی زندگی یقینی خطرہ میں ہے اور شریعت کا قاعدہ ہے: الضروریات تنسیح المحظورات ضرورت کی بناء پر امر ممنوع کا کرنا جائز ہو جاتا ہے تو کیا اس عام ضرورت کی بناء پر پوسٹ مارٹم کرنے کی بالعموم اجازت دی جاسکتی ہے۔

پوسٹ مارٹم کے جواز اور عدم جواز کا محل اس سلسلہ میں ہمارا نظریہ یہ ہے کہ سرجری کی مشق کے لیے جانوروں اور بغیر مسلم اموات کو حاصل کرنا چاہیے اور مسلم اموات پر سرجری کی مشق کرنا جائز نہیں ہے اور بغیر مسلم اموات کا حصول اس قدر دشوار نہیں ہوتا جس کی بناء پر مسلمان میت کی چیر پھاڑ کر کے اس کی بے حرمتی کی جائے خصوصاً اس صورت میں جبکہ پلاسٹک مرڈل سے بھی تعلیم شروع کی جا چکی ہے۔

پوسٹ مارٹم کی دوسری وجہ جو بالعموم پیش آتی ہے وہ ہے مقدمہ کی تحقیق اور کسی بے قصور مسلمان کو قتل کی سزا سے بچانے کا مسئلہ مثلاً ایک شخص کو پولیس نے پستول سمیٹیں پکڑ لیا اور اس پر الزام یہ ہے کہ اس نے اپنے پستول سے فلاں شخص کو گولی مار کر ہلاک کر دیا ہے جبکہ ملزم یہ کہتا ہے کہ میں نے اس پر گولی نہیں چلائی اور تمام شواہد اور قرائن ملزم کے خلاف ہیں، اب صرف

۱۔ شیخ روح اللہ خمینی، توضیح المسائل (اردو) ص ۲۵۲، مطبوعہ سازمان تبلیغ اسلامی ایران ۱۴۰۲ھ۔

علامہ ابوالقاسم رافعی شافعی کہتے ہیں:

ولو ابتلع في حياته مالا ثمر مات وطلب
صاحبه البود مشق جوفه ورد قال في
العدة الا ان يضمن الورثة مثله او
قيمتة فلا يخرج و ٢ يرد في اصغر
الوجهين وفيه وجه اخر وهو
اختيار القاضى ابي الطيب انه لا
يخرج اصلا ويجب العزم من تركته
على الورثة ولو ابتلع شيئا من
مال نفسه ومات فهل يرد
فيه وجهان -

اگر کسی شخص نے زندگی میں کسی کا مال نگل لیا اور مر گیا، اور صاحب مال نے اس مال کا مطالبہ کیا تو اس کا پیٹ چاک کر کے مال واپس کیا جائے گا۔ صاحب عمدہ نے کہا سوا اس سورت کے جب اس کے وارث اس مال کی مثل یا قیمت کے ضامن ہو جائیں پھر صحیح قول یہ ہے کہ مال واپس نہیں کیا جائے گا۔ اور قاضی ابوالطیب کا نظریہ یہ ہے کہ مال کا معاوضہ اس کے ترکہ میں اس کے وارثوں سے وصول کیا جائے گا اور پیٹ سے نہیں نکالا جائے گا، اور اگر کسی شخص نے اپنے مال کو نگل لیا اور مر گیا تو کیا اس مال کو نکالنے کے لیے پیٹ چاک کیا جائے گا؟ اس میں دو قول ہیں

علامہ ابن قدامہ حنبلی اس مسئلہ پر بحث کرتے ہوئے کہتے ہیں:

والمذهب انه لا يشق بطن الميتة
لاخراج ولدها مسئلة كانت اوزمية
وتخرج القوايل ان علمت حياته
بحركة وان لم يوجد نساء لم يسط
الرجال عليه وتترك امة حتى يتيقن
موته ثم تدفن، ومذهب مالك واسحق
قريب من هذا ويحتل ان يشق
بطن الامان غلب على الظن ان الجنين
يحيا وهو مذهب الشافعي لانه
اقلاف جزء من الميت
لا بقاء حي فجاز كما لو خدج
بعضه حيا ولم يمكن خدو ج
بقية الا بشق ولانه يشق

خنا بلہ کا مذہب یہ ہے کہ بچہ کو نکالنے کے لیے مردہ عورت کا پیٹ چاک نہیں کیا جائے گا خواہ وہ عورت مسلمان ہو یا ذمی، اگر دایوں کو اس کی زندگی کا پتا چل جائے تو وہ بچہ کو نکال لیں، اگر دایاں نہ ملیں تو مرد بچہ کو نہ نکالیں اور مال کو پٹا رسنے دیں حتیٰ کہ جب بچہ کی موت کا یقین ہو جائے تو مال کو دفن کر دیں۔ امام مالک اور امام اسحاق کا مذہب بھی اس کے قریب ہے اور یہ بھی کہا جاسکتا ہے کہ اگر بچہ کی زندگی کا ظن غالب ہو تو مال کے پیٹ کو چاک کر دیا جائے جس طرح شوافع کا مذہب ہے، کیونکہ اس صورت میں میت کا ایک جز تلف کر کے زندہ کو باقی رکھنا ہے، یہ اس لیے جائز ہے کہ اگر بچہ کے کچھ اعضاء باہر آجائیں اور باقی بعض کا نکلا پیٹ چاک کیے بغیر ممکن نہ ہو تو پیٹ چاک کر دیا جائے گا اور اس لیے بھی کہ مال نکالنے کے لیے مرنے

۱۔ علامہ ابوالقاسم عبدالکریم رافعی شافعی متوفی ۶۲۳ھ، فتح العزیز، مع المجموع ج ۵ ص ۲۵۰، مطبوعہ دار الفکر بیروت

مشہور فقہ ابو الیث سمرقندی حنفی اس مسئلہ میں لکھتے ہیں:

امراة ماتت وفي بطنها ولد يضطرب
قال محمد يشق من الجانب الايسر والله
تعالى خلق حواء من ادم عليه السلام من
ضلع الايسر وحكى عن ابى حنيفة رحمه الله
تعالى فمكوا كذلك بامرأة فعاش الولد
وصيانة الولد عن الهلاك واجب بخلاف
ما اذا تبلع درة غيره ثم مات ولم
يترك مالا يشق بطنه . ۱۰

ایک عورت فوت ہو گئی اور اس کے پیٹ میں بچہ رہا ہے، امام محمد نے فرمایا بائیں جانب سے اس کے پیٹ کو چاک کیا جائے گا کیونکہ اللہ تعالیٰ نے حضرت حواء کو حضرت آدم علیہ السلام کی بائیں جانب سے پیدا فرمایا تھا اور امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ سے حکایت ہے کہ لوگوں نے ایک مردہ عورت کے پیٹ کو چاک کر کے بچہ نکالا اور بچہ زندہ رہا اور بچہ کو ہلاکت سے محفوظ رکھنا واجب ہے۔ برخلاف اس کے ایک شخص نے کسی کا موتی نگل لیا اور مر گیا اور اس نے کوئی مال نہیں چھوڑا تو اس کے پیٹ کو نہیں چاک کیا جائے گا۔

فقہ ابو الیث سمرقندی کی رائے ہے کہ مال غیر نکلنے والا مر جائے اور اس کا ترک نہ ہو تو اس کا پیٹ چاک نہیں کیا جائے گا لیکن علامہ ابن ہمام نے علامہ جرجانی کے حوالے سے لکھا ہے کہ اس آدمی نے مال غیر کھا کر اپنی حرمت ختم کر دی ہے۔ اس لیے اس کا پیٹ چاک کیا جائے گا اور اس کو ترجیح دی ہے، علامہ علائی اور علامہ شامی نے بھی اس قول پر اعتماد کیا ہے، مثلاً کا بھی یہی مسلک ہے اور اس صورت میں زندہ کی جان بچانے کے لیے مردہ کے پوسٹ مارٹم کے جواز کا مسئلہ اور بھی آسان ہو جاتا ہے۔

علامہ شیرازی شافعی فرماتے ہیں:

وان ماتت امرأة وفي جوفها جنين
حي شق جوفها لانه استبقاء حي با تلاف
جزء من الميت فاشبه اذا اضطر الى اكل
جزء من الميت . ۱۱

اگر عورت فوت ہو جائے اور اس کے پیٹ میں بچہ زندہ ہو تو اس کا پیٹ چاک کیا جائے گا کیونکہ اس صورت میں میت کے ایک جز کو تلف کر کے زندہ کو باقی رکھنا ہے جس طرح اضطرار کی صورت میں میت کا عضو کھانا جائز ہے۔

جمہور فقہ شافعیہ کا یہی قول ہے البتہ محامی اور قاضی حسین نے اس مسئلہ میں اختلاف کیا ہے۔ لیکن جمہور فقہاء شافعیہ نے ان کا ساتھ نہیں دیا۔ علامہ نووی لکھتے ہیں:

ومختص المسئلة ان رجي حياة الجنين
وجب شق جوفها . ۱۲

مسئلہ مختصر یہ ہے کہ اگر پیٹ میں بچہ کی زندگی متوقع ہو تو مردہ عورت کا پیٹ چاک کرنا واجب ہے۔

۱۰۔ فقہ ابو الیث سمرقندی متوفی ۳۷۳ھ، فتاویٰ النوازل ص ۲۰۱، مطبوعہ بلوچستان بک ڈپو کراچی ۱۴۰۵ھ۔

۱۱۔ شیخ ابواسحاق شیرازی متوفی ۴۵۵ھ، المہذب مع المجموع ج ۵ ص ۳۰۱، مطبوعہ دار الفکر بیروت۔

۱۲۔ علامہ یحییٰ بن شرف نووی متوفی ۶۷۶ھ، شرح المہذب مع المجموع ج ۵ ص ۳۰۲، مطبوعہ دار الفکر بیروت۔

اور شدت کو اختیار کسی کے مسلمانوں پر عرصہ حیات تنگ کر دینا دین کی خدمت نہیں ہے مزید برآں یہ کہ قرآن مجید اور احادیث شریفہ کی ایسی تعبیرات اور تشریحات بیان کرنا جن کی واقع اور مشاہدہ میں تکذیب ہوتی ہو جس کی وجہ سے لوگ دین سے بدگمان ہو جائیں اور دینی احکام پر ان کا اعتماد و زور سے بدتر بن گناہ ہے۔ مثلاً کہا جاتا ہے کہ حدیث شریف میں ہے کوئی مرض مستدی نہیں ہوتا مگر یہ ایک ثابت شدہ حقیقت ہے کہ بعض امراض مستدی ہوتے ہیں مثلاً اور یہ حدیث میں ہے کہ حلام چیزیں شفا نہیں ہے جبکہ الکومل آئینہ واول اور خون کی بزل گنے سے شفا حاصل ہونا آج کی دنیا کا روزمرہ ہے۔ اسی لیے ملا کریم کو قرآن اور حدیث کی ایسی تعبیرات اور تشریحات سے گریز کرنا چاہیے جو واقع اور مشاہدے کے خلاف ہوں!

خون پٹھانے اور دیگر حرام اشیاء سے علاج کا جواز قرآن مجید سے | اس میں کوئی شک نہیں کہ سیال خون حرام بعد نجس سے لیکن جب خون چٹھانے کے سوا کوئی

اور طریقہ علاج نہ ہو مثلاً کسی حادثہ، گرگی گنے یا آپریشن کی وجہ سے اس قدر خون بہ جائے کہ بغیر خون چٹھانے مریض کا جانبر ہونا مشکل ہو تو ایسی ضرورت اور اضطرار کے موقع پر مریض کو خون پٹھانا جائز ہے یا کسی کو بلڈ کینسر (خون کا سرطان) ہو جس میں ایک مہینہ عرصہ کے بعد ہر تہ تبہم کا پورا خون تبدیل کرنا پڑتا ہے درہم مریض مر جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے جہاں قرآن مجید میں خون کا حرام ہونا بیان کیا ہے وہاں ضرورت کے وقت اس کے استعمال کا جواز بھی بیان کر دیا ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

۱۔ اِنَّا حَرَّمْنَا عَلَيْكَ الْمَيْتَةَ وَالْدَّمَ وَالْحَمَّ الْخَنَازِيرَ وَمَا اَهْلَ بِهِ لَغَيْرِ اللّٰهِ فَمَنْ اضْطَرَّ غَيْرَ بَاغٍ وَلَا عَادٍ فَلَا اِثْمَ عَلَيْهِ۔ (بقرہ: ۱۷۳)

۲۔ قُلْ لَا اَجِدُ فِيمَا اُوْحِيَ اِلَيَّ مُحَرَّمًا عَلٰى طَاعِمٍ يَطْعَمُهُ اِلَّا اَنْ يَكُوْنَ مَيْتَةً اَوْ دَمًا مَّسْفُوحًا اَوْ لَحْمَ خَنَازِيرٍ اَوْ فَاَنَ رَجَسًا وَّ فَمَنْ اضْطَرَّ غَيْرَ بَاغٍ وَلَا عَادٍ فَلَا اِثْمَ عَلَيْهِ۔ (انعام: ۱۴۵)

۳۔ وَقَدْ فَصَّلْنَا لَكُمْ مَا حَرَّمَ عَلَيْكُمْ اِلَّا مَا اضْطَرُّوْهُمُ اِلَيْهِ۔ (انعام: ۱۱۹)

تم پر صرف مردار، خون، خنزیر کے گوشت اور اس جانور کو حرام کیا گیا جس پر (برقت ذبح) غیر اللہ کا نام پکارا گیا ہو اور جس شخص کا قصد مصیبت اور حد سے تجاوز نہ ہو اور ضرورت کی وجہ سے انکو استعمال کرے اس پر کوئی حرج نہیں ہے۔ آپ کہہ دیجئے کہ مجھ پر جو وحی کی جاتی ہے اس میں کسی کھانے والے کے کھانے میں کوئی حرام چیز نہیں بیان کی گئی سوائے مردار، بہنے والے خون، اور خنزیر کے گوشت کے کیونکہ وہ نجس ہے اور سوا اس ذبیحہ کے جس پر غیر اللہ کا نام پکارا گیا، پھر جو شخص مصیبت اور تجاوز کرنے والا نہ ہو اور ضرورت کی بنا پر (ان چیزوں کو استعمال کرے) تو آپ کا رب بخشنے والا مہربان ہے۔

جو چیزیں تم پر حرام کی گئی ہیں اللہ تعالیٰ نے ان کا تفصیل سے بیان کر دیا سوا اس کے کہ تم ضرورت کی وجہ سے انہیں استعمال کرو۔ خون پٹھانے کی ضرورت کئی وجہ سے پیش آسکتی ہے، ایک وجہ یہ ہے کہ کسی حادثہ کی بنا پر جسم سے بہت زیادہ خون نکل

۴۔ مقالات سیدی میں زیر عنوان علاج کی شرعی حیثیت میں ہم نے اس مسئلہ کی وضاحت کر دی ہے۔ سیدی غفرلہ۔

کاپیٹ چاک کر دیا جائے تو زندہ کو باقی رکھنے کے لیے بطریق
اولیٰ مرد کا پیٹ چاک کر دینا چاہیے۔

لاخو ارج السال منه فلا بقاء الحي
اولیٰ۔

عاف ربانی امام شہرانی اس مسئلہ میں مذاہب ائمہ بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

امام ابو حنیفہ اور امام شافعی کا قول یہ ہے کہ اگر حادثہ موت
فوت ہو جائے اور اس کے پیٹ میں بچہ زندہ ہو تو اس
کے پیٹ کو چاک کر کے بچہ کو نکال لیا جائے گا، جبکہ
امام مالک کا ایک قول اور امام احمد کا قول یہ ہے کہ پیٹ نہیں
چاک کیا جائے گا۔

و من ذلک قول ابی حنیفہ و الشافعی
ان الحامل اذا ماتت و فی بطنها
جنین حی یشتق بطنها مع قول
مالک فی احدی روايته و احمد
انه لا یشتق۔

ہم نے سطور بالا میں جو عبارات نقل کی ہیں ان سے ظاہر ہو گیا کہ امام ابو حنیفہ اور امام شافعی کا مذہب یہ ہے کہ زندہ بچہ
کو نکالنے کے لیے مردہ عورت کا پیٹ چاک کیا جائے گا، امام مالک کا ایک قول بھی یہی ہے اور حاکم بلد میں سے ابن قدامہ
کا بھی یہی نظر یہ ہے اور اس پر سب متفق ہیں کہ مال غیر نکالتے کے لیے مردے کا پیٹ چاک کر دیا جائیگا۔

مذاہب اربعہ کی ان تصریحات سے ظاہر ہو گیا کہ زندہ کی جان بچانے کے لیے مردہ کا پوسٹ مارٹم کرنا جائز ہے۔
الکول آمیز دواؤں اور خون پڑھانے کا شرعی حکم | جدید میڈیکل سائنس کی روشنی میں ترقی نے علاج معالجہ کے
سلسلہ میں حیرت انگیز ابواب کا اضافہ کر دیا ہے اس طرح

جہاں انسانیت کی عظیم خدمت ہوئی ہے وہاں علماء کے سامنے بھی نئے نئے مسائل کھڑے ہو گئے ہیں اس سے پہلے علاج
میں ہم پوسٹ مارٹم کا شرعی حکم بیان کر چکے ہیں پہلے تو صرف یہ سوال کیا جاتا تھا کہ جن مانع دواؤں میں الکول شامل ہوتی ہے ان
کا استعمال شرعاً جائز ہے یا نہیں؟ کافی عرصہ پہلے ہم نے اس سلسلہ میں ”علاج کی شرعی حیثیت“ کے عنوان سے ایک مقالہ لکھا تھا
جو ملک کے مشہور علمی جرائد میں شائع ہوا اور بعد میں اس کو مقالات سیدی کی جلد اول میں شامل کر دیا گیا۔ خون کے بارے میں سوال
کیا جاتا ہے آیا ایک انسان کے جسم میں دوسرے انسان کا خون داخل کیا جاسکتا ہے یا نہیں جبکہ خون نجس اور حرام ہے اور یہ بھی
کہا جاتا ہے کہ روایات میں ہے کہ حرام چیز میں شفاء نہیں ہے ہم قرآن مجید اور فقہاء مذاہب اربعہ کے اقوال کی روشنی میں اس
مسئلہ کا حل بیان کریں گے، یہ درست ہے کہ بعض فقہاء نے اسی مسئلہ میں تشدید کی ہے لیکن جمہور فقہاء کے بیان کردہ اصول
کی روشنی میں یہ امر جائز ہے اور قرآن اور حدیث نے ہمیں احکام میں آسانی اختیار کرنے کا حکم دیا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

و ما جعل علیکم فی الدین من حرج۔ (الحجہ: ۷۸) ”اللہ تعالیٰ نے دین کے احکام میں تم پر تنگی نہیں
رکھی“ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: فانما بعثتم ميسرين ولم تبعثوا معسرين۔ ”تم آسانی کے لیے بھیجے گئے ہو، مشکل احکام بیان کرنے کے لیے نہیں بھیجے گئے“ پھر جن مسائل میں قرآن مجید، احادیث
شریفہ اور فقہاء اسلام نے آسانی، سہولت اور وسعت دی ہو اس شرعی سہولت کو پس پشت ڈال کے ڈھونڈ ڈھونڈ کر دشواری

۱۔ علامہ عبد اللہ بن محمد بن قدامہ شہلی متوفی ۲۲۰ھ۔ المغنی ج ۲ ص ۲۱۶۔ ۲۱۵، مطبوعہ دار الفکر بیروت۔

۲۔ علامہ عبد الوہاب شہرانی متوفی ۴۳۵ھ۔ میزان الشریعۃ الکبریٰ ج ۱ ص ۲۲۰، مطبوعہ مطبعۃ المطالبین الطبعة الاولیٰ ۱۳۵۹ھ۔

۳۔ امام ابو عبد اللہ بخاری متوفی ۲۵۶ھ۔ صحیح بخاری ج ۱ ص ۳۵، مطبوعہ نور محمد اسع المطابع کراچی طبع ثانی ۱۳۸۱ھ۔

الماء اليه فهو خير محرر عليه من المأكول والمشروب
 (الحق قوله) اذا فرضنا ان احدا عرف مرض
 شخص بقتوة العلم وعرف انه لا يزيله الا بتناول
 المحرم بيا حله ان يتناول له كما يباح شرب الخمر
 عند العطش الشديد وتناول الميتة عند
 المتحصنة له

عن قتادة ان انساً حدثهم ان ابنه صلى
 الله عليه وسلم رخص لعبد الرحمن بن عوف
 والذبير في قميص من حرير من
 حكة

عن انس ان عبد الرحمن والذبير شكوا
 الى النبي صلى الله عليه وسلم يعني القمل
 فامرهم بالحرير فوايت عليهما في
 غزاة

علامہ بدر الدین عینی حنفی اس حدیث کی شرح میں کہتے ہیں:

قال النووي هذا الحديث صريح الدلالة
 لذهب الشافعي وموافقيه انه يجوز لبس
 الحرير للوجل اذا كانت به حكة لما فيه من
 البرودة وكذلك القمل وما في معناهما وقال
 مالك لا يجوز وكذا يجوز لبسه عند الضرورة
 كمن فاجته الحرب ولم يجد غيره وكمن
 خاف من حرا وبود وقال الصحابي عند
 اصحابنا انه يجوز لبسه عند الحكة ونحوها
 في السفر والمضر جميعا وقال بعض اصحابنا
 يختص بالسفر وهو ضعيف حكاها الرافي

پینے کی اشیاء سے جس چیز کی ضرورت ہو وہ حرام نہیں ہیں علامہ
 عینی فرماتے ہیں، حتیٰ کہ اگر ہم فرض کر لیں کہ کوئی شخص اپنے
 علم کی قوت سے کسی شخص کا مرض جان لیتا ہے اور یہ جان لیتا
 ہے کہ اس کا علاج کسی حرام چیز کے استعمال میں ہے تو اس کے
 لیے حرام چیز کا استعمال جائز ہو جاتا ہے جیسے شدید پیاس کے وقت شراب
 پینا جائز ہے اور شدید جھوک کے وقت مَرُوَار کھانا جائز ہے۔

حضرت قتادہ کہتے ہیں کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان
 کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عبدالرحمن بن
 عوف اور حضرت ذبیر رضی اللہ عنہما کو غارش کی وجہ سے ریشم
 کی قمیص پہننے کی اجازت دی۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت
 عبدالرحمن بن عوف اور حضرت ذبیر نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم
 سے جوڑوں کی شکایت کی تو آپ نے انہیں ریشم پہننے کی اجازت
 دی اور میں نے انہیں ایک غزوہ میں ریشم پہنے دیکھا۔

علامہ نووی نے فرمایا کہ یہ حدیث امام شافعی اور
 ان کے موافقین کے موقف پر مراحۃ دلالت کرتی ہے کہ
 اگر مردوں کو غارش ہو تو ان کے لیے ریشم پہننا جائز ہے
 کیونکہ ریشم میں برودت ہے اسی طرح جوڑوں اور ان
 جیسی چیزوں کی وجہ سے ریشم پہننا جائز ہے۔ امام مالک
 نے کہا نا جائز ہے، جیسے کسی شخص کا اچانک جگ سے
 سابقہ ہو اور اس کی اور کوئی چیز نہ ملے، یا جس شخص کو سردی
 اور گرمی سے تکلیف ہوتی ہو، علامہ نووی نے کہا ہمارے
 اصحاب کے نزدیک غارش کی وجہ سے سفر اور غیر سفر میں ریشم
 پہننا جائز ہے اور ہمارے بعض علما نے کہا کہ سفر کی وجہ سے ریشم پہننا

۱۔ علامہ بدر الدین عینی حنفی متوفی ۷۵۵ھ، عمدۃ القاری ج ۲ ص ۱۵۵-۱۵۴، مطبوعہ دارۃ الطباعة المینیر یہ مصر ۱۳۴۸ھ۔

۲۔ امام ابو عبد اللہ بخاری متوفی ۲۵۶ھ، صحیح بخاری ج ۱ ص ۹۰، مطبوعہ نور محمد، اصح المطابع کراچی، الطبعة الثانیہ ۱۳۸۱ھ۔

جائے جس کی دوسرے غوری طور پر خون چھانے کی ضرورت پڑتی ہے، دوسری وجہ یہ ہے کہ جگر خون بنا کر بند کر دیتا ہے اس کی وجہ سے انسان کو زندہ رکھنے کے لیے مسلسل خون چھانے کی ضرورت پڑتی ہے۔ تیسری وجہ ہڈیوں (خون کا سرخائی) ہے جس میں بعض اوقات ہر ماہ جسم کا پورا خون بدلتا پڑتا ہے۔ بسن دفعہ کسی بڑے آپریشن کے بعد خون چھانے کی ضرورت پڑتی ہے، البتہ محض طاقت اور توانائی حاصل کرنے کے لیے نہ عام طور پر خون چھایا جاتا ہے نہ اس کی شرعاً اجازت ہے۔ پہر حال جب ایک مسلمان ڈاکٹر یہ بتلائے کہ اس شخص کو اگر خون نہیں دیا گیا تو اس کا ہلاکت یا تکلیف شدید کا خطرہ ہے تو شرعاً خون چھانے کی اجازت ہے بلکہ کسی بھی ناجائز اور حرام چیز کے استعمال سے اس صورت میں علاج کی شرعاً اجازت ہے۔

ایک سوال یہ کیا جاتا ہے کہ ایک انسان کا خون جب دوسرے انسان کو چھایا جائے تو کیا وہ ایک دوسرے کے محترم ہو جاتے ہیں۔ اس کا جواب یہ ہے کہ شریعت نے حریمیت کو صرف نسب، رضاعت اور معاشرت میں منحصر کیا ہے خون چھانے سے حریمیت ثابت نہیں ہوتی، اور یہی شور کو خون دے سکتی ہے اور اس کے برعکس بھی۔

حرام اشیاء سے علاج کا احادیث سے ثبوت

عن انس قال قدم اناس من عکل اومعینہ
فاجتروا المدینۃ فامرهم النبی صلی اللہ
علیہ وسلم بلباقح وان یشربو من ابوالہا
والیانہا فانطلقوا فلما صحوا قتلوا داعی
النبی صلی اللہ علیہ وسلم (الحديث)

علامہ بدرالدین عینی حنفی اس حدیث کی شرح میں فرماتے ہیں :

والاستشفاء بالحرما جائز عند
التیقن بحصول الشفاء کتنا وللمیتۃ
فی الخمسۃ والخمر عند العطش وامساعۃ
اللحمۃ وانما لا یباح ما لا یتیقن حصول
الشفاء بہ وقال ابن حزم صرح یقینا ان
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انما امرهم
بذلك علی سبیل التداوی من السقم الذی
کان اصابہم وانما صحت احسا مہم
بذلك والتداوی منزلة ضروریۃ وقد قال
عز وجل الاما اضطررتم الیہ فمما اضطر

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ عکلی یا
عربہ سے کچھ لوگ آئے اور انہیں مدینہ راس نہیں آیا رہی
بیمار ہو گئے (نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا کہ وہ اونٹنیوں
کا دودھ اور پیشاب پئیں جب وہ تندرست ہو گئے تو
انہوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے چرواہوں کو قتل کر دیا

جب شفا کے حصول کا یقین ہو تو حرام چیزوں سے
شفا حاصل کرنا جائز ہے، جیسے شدید بھوک کے وقت
مرد کھانا، شدید پیاس کے وقت اور نغمہ حق سے نیچے
اتارنے کے لیے شراب پینا جائز ہے، اور جس کو شفا
کے حصول کا یقین نہ ہو اس کے لیے حرام چیزوں سے علاج
جائز نہیں ہے۔ ابن حزم نے کہا یہ بات صحیح ہے کہ رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی بیماری میں بطور علاج سکے
اونٹنیوں کے پیشاب پینے کا حکم دیا اور وہ اسی علاج سے
تندرست ہو گئے، اور دعا بمنزلہ ضرورت ہے، اللہ تعالیٰ فرماتا
ہے کہ اس کے جس کی تمہیں ضرورت ہو اور انسان کو کھانے

شیخ عبدالرحمن مبارکپوری اس حدیث کی شرح میں لکھتے ہیں:

قال الذی یلی فی نصب الراية وفي الباب احادیث

موقوفہ وموقوفہ روی الطبرانی فی معجمه الوسطی
عبداللہ بن عمر وسقطت ثنیۃ فامرہ النبی صلی
اللہ علیہ وسلم ان یشدھا بالذهب حدیث آخر
فی معجم الصحابة عن عبداللہ بن عبد اللہ بن ابی بن
سلول انما قت ثنیۃ یوم واحد فامر فی النبی صلی
اللہ علیہ وسلم ان اتخذ ثنیۃ من ذهب و
روی الطبرانی فی معجمه عن محمد بن سعد ان
عن ابیہ قال رایت النبی بن مالک یطوف بہ بنوہ
حول الکعبۃ علی سوا عدہم وقد شدوا
اسنانہ بذهب اثر آخر فی مسند احمد عن
واقد بن عبد اللہ التیمی عن من رای عثمان
انہ ضیب اسنانہ بذهب وروی التثانی فی
کتاب الکتی عن ابراہیم بن عبد الرحمن قال
رایت موسی بن طلحہ بن عبد اللہ قد شد
اسنانہ بذهب اثر اخر روی ابن سعد فی
الطبقات فی ترجمۃ عبد الملک بن مروان
الخبیرنا حجاج بن محمد عن ابن جریج ان
ابن شہاب الزہری مثل عن شد الاسنان
بالذهب فقال لا یامس بہ

حافظ ذہبی نصب الراية میں فرماتے ہیں کہ اس باب
میں احادیث مرفوعہ اور موقوفہ ہیں، طبرانی نے معجم وسطی میں
ذکر کیا ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر کا سامنے کا دانت گر
گیا تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے سونے کے ساتھ باندھنے
کا حکم دیا۔ معجم صحابہ میں ایک اور حدیث ہے۔ عبداللہ بن ابی
کے بیٹے حضرت عبداللہ کا جگہ اللہ میں سامنے کا دانت
گر گیا۔ وہ کہتے ہیں کہ مجھے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا کہ
میں اس کی جگہ سونے کا دانت لگواؤں۔ معجم طبرانی میں سعد
سے روایت ہے کہ میں نے دیکھا حضرت انس کے بیٹے انہیں
اپنی کاتبوں پر اٹھا کر خان کعبہ کا طواف کرا رہے تھے۔ اور ان کے دانت
سونے کے ساتھ باندھے ہوئے تھے۔ مسند احمد
بن شہاب میں ایک حدیث ہے کہ حضرت عثمان نے اپنے لڑکوں
کو سونے کے ساتھ باندھا ہوا تھا۔ امام نسائی نے کتاب
الکتی میں ایک حدیث ذکر کی ہے۔ ابراہیم بن عبدالرحمن کہتے
ہیں میں نے موسی بن طلحہ بن عبداللہ کو دیکھا انہوں نے اپنے
دانتوں کو سونے کے ساتھ باندھا ہوا تھا، علامہ ابن سعد
نے طبقات میں عبد الملک بن مروان کی سوانح میں ذکر کیا کہ
ابن شہاب زہری سے پوچھا گیا آیا دانتوں کو سونے کے
ساتھ باندھنا جائز ہے انہوں نے کہا اس میں کوئی حرج
نہیں ہے۔

اونٹنیوں کا پیشاب نجس اور حرام ہے لیکن نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اصحابِ عرب کو اونٹنیوں کا پیشاب پلا کر علاج کیا اس
حدیث کی شرح میں علامہ نے لکھا کہ ضرورت کے وقت حرام اور نجس چیز سے علاج کرنا جائز ہے۔ ریشم کو رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم نے مردوں پر حرام کر دیا لیکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عبدالرحمن بن عوف اور حضرت زبیر رضی اللہ عنہما کو
خارش اور جھڑوں کی وجہ سے ریشم پہننے کی اجازت دی اور اس حدیث کے تحت علماء نے لکھا کہ ضرورت کے وقت ریشم
پہننا جائز ہے، سونے کا استعمال آپ نے مردوں پر حرام کر دیا اس کے باوجود حضرت سرفجہ کو سونے کی ناک لگوانے کا
اور حضرت عبداللہ بن عبد اللہ بن ابی کو سونے کا دانت لگوانے کا حکم دیا۔ ان احادیث کی شرح میں بھی علماء نے لکھا کہ ضرورت

۱۔ شیخ عبدالرحمن مبارکپوری مترقی ۱۳۵۲ھ، تحفۃ الاحوذی ۲۵ ص ۶۶-۶۵، مطبوعہ نشر السنۃ عمان۔

واستنكره وقال القزطبي يدل
الحديث على جواز لبسه للصنوس
وبه قال بعض اصحاب مالك واما
مالك فمنعه في الوضوء والحديث
واضح الحجة عليه الا ان يدعى الخصوصية
لهما ولا يصح ولعل الحديث لم
يبلغه - ۱۰

علامہ قاری حنفی اس حدیث کی شرح میں فرماتے ہیں:

قال ابن الملك فيه جواز لبس الحرير
للجوب وقال غيره دل على جواز لبس
الحرير لعذر واما لبسه للصنوس
كما في الجوب او لدفع القمل فلا
نزع فيه - ۱۱

عن عبد الرحمن بن طرفة ان جدي
عربجة بن اسعد قطع انفه يوم الكلاب فالتخذ
انقام ورق فانتن عليه فامر النبي صلى الله عليه وسلم
ان يتخذ انقام ذهب رواه الترمذي ملبودا وقد المناق
علامہ قاری اس حدیث کی شرح میں لکھتے ہیں:

وبه اباح العلماء اتخاذ الانف ذهباً وكذا
ربطه الاسنان بالذهب
امام ترمذی اس حدیث کے تحت لکھتے ہیں:

وقد روى عن غير واحد من اهل العلم
انهم شددوا اسنانهم بالذهب وفي هذا
الحديث حجة لهم به

جائز ہے لیکن علامہ رافعی نے کہا یہ قرل نہیں ہے۔ حدیث میں
نے کہا یہ حدیث ضرورت کی بناء پر ریشم پہننے کے جواز پر دلالت
کرتی ہے۔ بہن ماکی علامہ کی یہی رائے ہے۔ امام مالک نے
وہی حدیث قرل میں منع کیا ہے، اور یہ حدیث ان کے
موقوف کے خلاف واضح دلیل ہے سو اس کے کہ ان کے
خصوصیت کا قرل کیا جائے لیکن یہ صحیح نہیں ہے غالب
گمان یہ ہے کہ امام مالک کو یہ حدیث نہیں پہنچی۔

ابن الملك کہتے ہیں کہ اس حدیث میں غارش کی
سے ریشم پہننے کا ثبوت ہے اور دوسرے علامہ نے کہا کہ
یہ حدیث غارش کی بناء پر ریشم پہننے کے جواز پر دلالت کرتی
ہے، اور جروں کی وجہ سے یا غارش کی بناء پر ریشم پہننے
میں کوئی اختلاف نہیں ہے۔

عبد الرحمن بن طرفة کہتے ہیں کہ ان کے دادا عرفہ بن
اسد کی جگہ کلاب میں ناک کٹ گئی انہوں نے چاندی کی
ناک بنوا کر لگوائی اس میں بدبو پیدا ہو گئی تو نبی صلی اللہ علیہ
وسلم نے انہیں سونے کی ناک لگوانے کا حکم دیا۔

اس حدیث کی بناء پر علامہ نے سونے کی ناک لگانے اور
سونے کے ساتھ دانتروں کے باندھنے کو جائز قرار دیا۔

معد وال علم سے مروی ہے کہ انہوں نے اپنے
دانتروں کو سونے کے ساتھ باندھا اور اس حدیث میں ان کی
دلیل ہے۔

- ۱۔ علامہ بدرالدین عینی حنفی متون ۵۸۵، عمدۃ القاری ج ۴ ص ۱۹۶ مطبوعہ ادارۃ الطباعة المیریہ مصر، ۱۳۳۸ھ۔
۲۔ علامہ قاری حنفی ہرزی متون ۱۰۱۴، مرقات ج ۸ ص ۲۲۲ مطبوعہ مکتبۃ المدنیہ طان، ۱۳۹۲ھ۔
۳۔ شیخ ولی الدین متون ۷۴۲، مشکوٰۃ ص ۳۶۹، مطبوعہ مکتبۃ خانہ رشیدیہ دہلی۔
۴۔ علامہ قاری ہرزی حنفی متون ۱۰۱۴، مرقات ج ۸ ص ۲۸۰ مطبوعہ مکتبۃ المدنیہ طان، ۱۳۹۲ھ۔
۵۔ امام ابو یوسف ترمذی متون ۲۶۹، جامع ترمذی ص ۲۶۸ مطبوعہ نور محمد کارخانہ تجارت کتب کراچی۔

تہا ہی شفاء نہیں ہے کا معنی یہ ہے کہ جس چیز میں شفاء کا علم ہو وہ حرام نہیں ہے (یعنی جس میں علم ہو کہ شفاء نہیں ہے وہ اپنی حرمت پر رہیگی) اسکی دلیل یہ ہے کہ جو نفعہ خلق میں پھنسا ہوا ہو اس کو شراب سے نیچے اتارنا جائز ہے اور (اضطرابی) پیاس میں شراب پینا جائز ہے۔

شفاء کم فیما حرم علیکم نفی الحرمة عند العلم بالشفاء دل علیہ جواز اساعة اللقمة بالخمير وجواز شربه للعطش۔

علامہ شامی اس حدیث کے جواب میں کہتے ہیں:
ان ما فیہ شفاء لا بأس بہ کما یحل الخمر للعطشان فی الضرورة وکذا اختارہ صاحب الهدایة فی التجنیس۔

جس چیز میں شفاء ہو اس میں کوئی حرج نہیں ہے جس طرح ضرورت کے وقت پیاسے کے لیے شراب حلال ہے، صاحب ہدایہ نے بھی تجنیس میں اسی ترجمہ کو اختیار کیا ہے۔

ایک اور حدیث جس سے اس مسئلہ میں الجھن پیدا ہوتی ہے یہ ہے:

عن سويد بن طارق قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم عن الخمر فتھا ثم سألہ فتھا فقال لہ یا بنی اللہ انھا دواء قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم لا ولكنہ داء۔

علامہ عینی اس حدیث پر بحث کرتے ہوئے کہتے ہیں:

واجاب ابن حزم عن ذلك فقال لا حجة فيه لان في سنده سماع بن حرب وهو يقبل التلقين شهد عليه بذلك شعبة وغيره ولو صح لم يكن فيه حجة لان فيه ان الخمر ليس بدواء ولا خلاف بيننا في انها ليس بدواء فلا يحل تناولها وقد اجاب بعضهم بان ذلك خاص بالخمر ويلتحق بها غيرها من المسكرات قلت فيه نظر لان دعوى الخصوصية بلا دليل لا تسمع والجواب القاطع

حضرت سويد بن طارق نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے شراب کے متعلق پوچھا آپ نے منع فرمایا پھر پوچھا آپ نے پھر منع فرمایا۔ انھوں نے کہا اے اللہ کے بھائی وہ دوا ہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نہیں بلکہ وہ بیماری ہے۔

ابن حزم نے اس کے جواب میں کہا کہ یہ حدیث دلیل نہیں بن سکتی کیونکہ اس کی سند میں سماع بن حرب نام کا راوی ہے جو متقین کو قبول کرتا ہے اس بات کی تشبیہ وغیرہ نے گواہی دی ہے اور اگر بالفرض یہ حدیث صحیح ہو پھر بھی دلیل نہیں ہے کیونکہ حدیث میں یہ ہے کہ انگوروں کی شراب دوا نہیں ہے اور اس بات میں ہمارا کوئی اختلاف نہیں ہے کہ یہ دوا نہیں ہے لہذا اس کا پینا جائز نہیں ہے اور بعض علماء نے یہ جواب دیا ہے کہ یہ علم انگوروں کی شراب کے ساتھ خاص ہے اور باقی نشہ آور مشروب اس کے ساتھ لاحق نہیں ہیں۔ میں کہتا ہوں کہ اس جواب پر یہ اعتراض ہوگا

۱۔ علامہ محمد بن محمد ابن بزاز کردری متوفی ۸۲۷ھ، فتاویٰ بزازیہ علی امتش البندیہ ج ۲ ص ۳۶۵ مطبوعہ مطبعہ لہ قادیان مصر ۱۳۱۰ھ۔

۲۔ علامہ ابن مابین شامی متوفی ۱۲۵۲ھ، رد المحتار ج ۱ ص ۱۹۴، مطبوعہ مطبعہ عثمانیہ استنبول ۱۳۲۷ھ۔

۳۔ امام ابو داؤد سلیمان بن اشعث متوفی ۲۷۵ھ، سنن ابو داؤد ج ۲ ص ۱۸۵، مطبوعہ مطبعہ مجتبائی پاکستان لاہور ۱۴۰۵ھ۔

کے وقت سونے کا استعمال جائز ہے۔ ان احادیث، آثار اور علماء کی تشریحات سے ظاہر ہو گیا کہ حرام اور حلال کے امتیاز سے بوقت ضرورت علاج جائز ہے اور سونے کی ناک یا دانت اور ریشم پہننے کا حکم آپ نے ان مکلفین میں دیا ہے جن میں جان کا خطرہ نہیں تھا، اس سے معلوم ہوا کہ اگرچہ اضطرار شرعی نہ ہو پھر بھی صرت علاج کی ضرورت سے حرام چیزوں کو بطور واسطہ استعمال کیا جاسکتا ہے۔

حرام چیزوں سے علاج کی ممانعت کی حدیث | حرام چیزوں سے علاج کی ممانعت سے متعلق فقہاء نے یہ حدیث ذکر کی ہے:

عن ام سلمة رضي الله عنها قالت قال رسول الله صلى الله عليه وسلم ان الله تعالى لم يجعل شفاء امي فيما حرم عليها به

علامہ بدرالدین عینی حنفی اس حدیث کی ترجمہ میں فرماتے ہیں:

واجب بانه محمول على حالة الاختيار اما في حالة الاضطرار فلا يكون حراماً كالميتة للمضطر۔

علامہ قاضی خاں اس حدیث کے جواب میں کہتے ہیں:

وعن أبي نصر بن سلام رحمه الله تعالى معنى قوله عليه السلام ان الله لم يجعل شفاءكم فيما حرم عليكم انما قال ذلك في الاشياء التي لا يكون فيه شفاء فاما اذا كان فيه شفاء فلا بأس به قال الا ترى ان العطشان يحل له شرب الخمر حال الاضطرار۔

علامہ ابن باز کروری اس حدیث کے جواب میں کہتے ہیں:

ومعنى قوله عليه الصلوة والسلام لم يجعل

حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے میری امت کی شفا ان چیزوں میں نہیں رکھی جو ان پر حرام کر دی ہیں۔

اس حدیث کا یہ جواب ہے کہ اس سے وہ صورت مراد ہے جب انسان کو مال اور حرام دوا و دلوں کے استعمال کا اختیار ہو لیکن جب حرام چیز کے سوا اور کوئی دوا نہ ہو تو پھر وہ دوا شرعاً حرام نہیں رہے گی جیسے ضرورت کے وقت مرنے والے حرام نہیں رہتا۔

ابو نصر بن سلام رحمہ اللہ تعالیٰ بیان کرتے ہیں کہ حدیث "اللہ تعالیٰ نے اس چیز میں تمہاری شفا نہیں رکھی جس کو تم پر حرام کیا ہے" سے مراد وہ اشیاء ہیں جن میں شفا نہیں ہے لیکن جب کسی چیز میں شفا ہو تو کوئی حرج نہیں کیا تم نہیں دیکھتے کہ پیاسے کے لیے حالت اضطرار میں شراب پینا حلال ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قول "حرام چیزوں میں"

۱۔ علامہ شامی نے اس حدیث کو بھاری کے حوالے سے نقل کیا ہے۔ علامہ عینی نے اس کو سنن ابوداؤد کے حوالے سے نقل کیا ہے۔ علامہ ابن حجر نے ایک جگہ ابوداؤد اور ایک جگہ طبرانی کے حوالے سے نقل کیا ہے۔ سنن ابوداؤد اور بھاری میں بہر حال یہ حدیث نہیں ہے اور طبرانی کا نسخہ میں بیسر نہیں۔ (سیدی)

۲۔ علامہ بدرالدین عینی حنفی متنی ۸۵۵، مدۃ القاری ج ۳ ص ۱۵۵، مطبوعہ اطراف الطباعة المنيرة مصر، ۱۳۴۸ھ۔

۳۔ علامہ حسن بن منصور قاضی خاں اور جندی متونی ۲۹۵، فتاویٰ قاضی خاں علی راسخ الہندیہ ج ۳ ص ۲۰۲، طبع مصر ۱۳۱۰ھ۔

ان ہذا محمول علی حالة الاختیار
کما ذکرنا۔ ۱۰

کہ بغیر دلیل کے خصوصیت کا دعویٰ غیر معقول ہے اور صحیح جواب
ہے کہ یہ حکم حالت اختیار کا ہے یعنی منظر کے وقت شراب
کو بطور دوا پینا جائز ہے جیسا کہ ہم نے پہلے بتلایا ہے۔

علامہ ابن حجر عسقلانی نے بھی ان دونوں مدنیوں کے جواب میں وہی تقریر کی ہے جو علامہ عینی نے کی ہے۔ ۱۱۔
حرام اور نجس اشیاء سے علاج کے بارے میں فقہاء شافعیہ کا منظر یہ
کا حکم دیا تھا اس حدیث کی شرح میں علامہ نووی شافعی لکھتے ہیں:

استدل اصحاب مالک واحمد
بهذا الحديث ان بول ما يוכל لحمه
ودوشه طاهر ان واجاب اصحابنا
وغيرهم من القائلين بنجاستهما بان
شربهم الا بول كان للتداوى وهو جائز
بكل النجاسات سوى الخمر والمسكرات۔ ۱۲

امام مالک اور امام احمد کے اصحاب نے اس حدیث
سے حلال جانوروں کے پیشاب اور گرب کی طہارت پر استدلال کیا ہے
اور ہمارے اصحاب شافعیہ اور دوسرے علماء جو ان کی نجاست
کے قائل ہیں یہ جواب دیتے ہیں کہ انہیں جواز نشیروں کا پیشاب
پلایا گیا تھا وہ دوا کے طور پر تھا اور شراب کے سوا ہر نجس چیز
کو بطور دوا کے استعمال کرنا جائز ہے۔

علامہ احمد قسطلانی شافعی اس حدیث کے تحت لکھتے ہیں:

وذهب الشافعي و ابو حنيفة والجمهور
الى ان الا بول كلها نجسة الا ما عفى عنه و
حملوا ما في الحديث على التداوى فليس
فيه دليل على الاباحه في غير حال الضرورة
وحدیث امر مسلم المرءی عندا فی دافؤ ان الله
لم يجعل شفاء امة فیما حرم علیها محمول
على حالة الاختیار واما حالة الاضطرار فلا
حرمة كالمیة للمضطر لا يقال یرد علیه قوله
صلی الله علیه وسلم فی الخمر انها لیست بدواء
وانها داء فی جواب من سأل عن التداوی بها۔ ۱۳

امام شافعی امام ابو حنیفہ اور جمہور کا مسلک یہ ہے کہ
ہر قسم کا پیشاب نجس ہے سوا اس مقدار کے جو معاف ہے
اور اصحاب عرینہ کا پیشاب پینا بطور دوا تھا لہذا اس حدیث
سے نیز ضرورت کے پیشاب پینے کا جواز ثابت نہیں
ہوتا۔ ابو داؤد میں جوام سلیم (ام سلمہ) کی حدیث ہے،
”اللہ تعالیٰ نے میری امت کی تشاد حرام میں نہیں رکھی یہ حالت
اختیار پر محمول ہے اور حالت اضطرار میں حرام اشیاء سے
علاج حرام نہیں ہے جیسے مضطر کے لیے مژدار حلال ہے،
حدیث شریف میں ہے کہ ایک شخص نے خمر سے علاج کے
بارے میں سوال کیا تو آپ نے فرمایا یہ دوا نہیں بیماری ہے“

- ۱۔ علامہ بدر الدین عینی حنفی متوفی ۸۵۵ھ، عمدۃ القاری ج ۳ ص ۱۵۶، ۱۵۷، مطبوعہ ادارة الطباعة المنیریہ مصر، ۱۳۴۸ھ
۲۔ علامہ شہاب الدین ابن حجر عسقلانی متوفی ۸۵۲ھ، فتح الباری ج ۱ ص ۳۳۸، ۳۳۹، مطبوعہ دار نشر الکتب الاسلامیہ لاہور، ۱۳۹۱ھ
۳۔ علامہ یحییٰ بن خرف نووی شافعی متوفی ۶۷۲ھ، شرح مسلم ج ۲ ص ۵۰، مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی، ۱۳۷۵ھ۔

اس بحث کا خلاصہ یہ ہوا کہ اطباء جب کسی مرض کے علاج میں کوئی حکم چیز مثلاً الکومل آمیز دوا یا خون لگانا تجویز کریں اور کہیں کہ اس کے سوا بیمار سے علم میں کوئی اور علاج نہیں تو ان کا یہ علم اگرچہ غلبہ ظن کے معنی میں ہے لیکن فقہانے اس علم کا اعتقاد کیا ہے اور اس صورت میں مثلاً الکومل آمیز دوا یا خون لگانے کو جائز قرار دیا ہے اور فتویٰ اسی پر ہے۔
علامہ ظاہی اس مسئلہ پر بحث کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

ان صاحب الغانیۃ والنهاية اختار جوازہ
ان علم ان فيه شفاء ولم يجد دواء غيره
قال في النهاية وفي التهذيب يجوز للعليل
شرب البول والدم والميتة للتداوي
اذا اخبره طبيب مسلم ان فيه شفاء
ولم يجد من المباح ما يقوم مقامه

صاحب غامیہ اور نہایہ نے عورت کے دودھ سے علاج کو جائز قرار دیا ہے جبکہ یہ علم ہو کہ اسی میں شفاء ہے اور اس کے علاوہ کسی دوائی میں شفاء نہیں ہے، صاحب نہایہ نے کہا کہ تہذیب میں ہے کہ بیمار کے لیے پیشاب، خون اور مردار کو بطور دوا استعمال کرنا جائز ہے جبکہ کسی مسلمان طبیب نے یہ بتلایا ہو کہ اسی میں شفاء ہے اور دوسری جائز دوائی اس کے قائم مقام نہ ہو۔

یہ عبارت مالگیری میں بھی ہے

ولا باس بان يسعط الرجل بدم
المرأة و يشربه للدواء

دوا کے لیے اگر عورت کا دودھ مرد کی ناک کے راستہ سے جسم میں داخل کیا جائے یا مرد کو عورت کا دودھ بطور دوا پلایا جائے تو کوئی حرج نہیں ہے۔

حرام اور نجس اشیاء سے بوقت ضرورت علاج کے سلسلے میں ہم نے مستند شروح کی روشنی میں احادیث شریفہ اور فقہاء اربعہ کے مفتی بہ اقوال ذکر کیے ہیں جن سے موجودہ زمانہ میں الکومل آمیز دواؤں اور خون لگانے کے جواز پر روشنی پڑتی ہے کیونکہ آج کل دنیا کی اکثریت نے ایورپیٹک طریقہ علاج کو قبول کر لیا ہے اور علاج کے مسائل میں تقریباً سب ہی اس کے محتاج ہوتے ہیں۔ اس لیے میں نے اس بات کی ضرورت محسوس کی کہ حدیث اور فقہ کی روشنی میں اس کا شرعی حکم واضح کر دوں۔ یہ بھی واضح رہے کہ بوقت ضرورت خون لگانا جائز ہے لیکن اس مقصد کے لیے خون کی خرید و فروخت جائز نہیں ہے جیسا کہ عنقریب دلائل سے واضح ہو گا۔
اس بات کا جواب کہ اطباء کا تجربہ ظنی ہے وہ حرام قطعی کے لیے ناسخ نہیں ہو سکتا | اس مسئلہ پر بعض علما یہ

ہیں کہ خون کو قرآن مجید نے حرام کر دیا ہے اس لیے یہ حرام قطعی ہے اور خون چڑھانے سے اگر کسی کو شفاء حاصل ہو جائے (جیسے بدلتھینسر میں خون تبدیل کرانے سے شفاء ہوتی ہے) تو یہ بات تجربہ سے ثابت ہے اور زیادہ سے زیادہ ظنی ہے اور ظنی چیر قطعی کے لیے ناسخ نہیں بن سکتی، اس کا جواب یہ ہے کہ علامہ کا اس بات پر اتفاق ہے کہ مگر اور تلی خون ہونے کے باوجود

۱۔ علامہ ابن عابدین شامی متوفی ۱۲۵۲ھ، رد المحتار ج ۲ ص ۲۹۸ مطبوعہ مطبعہ عثمانیہ استنبول ۱۳۲۶ھ۔

۲۔ علا نظام الدین متوفی ۱۱۵۴ھ، مالگیری ج ۵ ص ۳۵۵، مطبوعہ مطبعہ بلاق مصر ۱۳۱۰ھ۔

۳۔

شیخ شریفی شافعی لکھتے ہیں:

اما التریاق المجهول بها ونحوه ما تستعملك فيه فيجوز التداوى به عنه فقد ما يقوم مقامه ما يعصل بالتداوى من الطاهرات كالتداوى بنجس كالحمة حية وبول - ٥

مالکیہ اور حنبلیہ کا منظر یہ

ومن ذلك قول مالك واحمد والشافعي في اصح اقواله انه يجوز شرب الخمر للضرورة كالعطش والتداوى مع قول ابي حنيفة انه يجوز للعطش للتداوى مع قول الشافعي في القول الثاني انه يجوز شرب القليل للتداوى ومع قوله في القول الثالث يجوز للعطش ما يقع به الري فقط - ٥

فقہاء حنفیہ کا منظر یہ

علامہ علاؤ الدین حصکفی لکھتے ہیں:

اختلف في التداوى بالمرم وظاهر المذهب المنع كما في رضاء البحر لكن نقل المصنف ثمة وهنا عن الحاوي وقيل يرخص اذا علم فيه الشفاء ولم يعلم دواء اخر لما رخص الخمر للعطشان وعليه الفتوى - ٥

علامہ شامی اس بحث میں علم کی تشریح کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

قد صحت ان قول الاطباء لا يحصل به العلم والظاهر ان التجربة يحصل بها غلبة الظن دون اليقين الا ان يردوا بالعلم غلبة الظن وهو شائع في كلامهم تأمل - ٥

تریاق مجہول کے ساتھ علاج جائز ہے جب ہی کو کلام تمام پاک موجود نہ ہو جیسے سانپ کے گوشت یا پیشاب کے ساتھ علاج کیا جائے۔

اور میزان میں امام مالک، امام احمد اور امام شافعی کا منظر قول یہ ہے کہ پیاس اور دوا کی ضرورت کی وجہ سے شراب پینا جائز ہے اور امام ابو حنیفہ کا قول یہ ہے کہ پیاس کی وجہ سے جائز ہے اور دوا کی وجہ سے نہیں امام شافعی کا دوسرا قول یہ ہے کہ دوا کے لیے ضرر یا پینا جائز ہے اور تیسرا قول یہ ہے کہ پیاس کی وجہ سے سیر ہونے کی مدد تک پینا جائز ہے۔

حرام چیزوں کو بطور دوا استعمال کرنے میں اختلاف ظاہر مذہب میں ضرر ہے جیسا کہ البحر الرائق کی کتاب الرضا میں ہے۔ لیکن مصنف نے وہاں اور یہاں دوا کی سے نقل کیا ہے جب حرام چیز میں شفاء کا علم ہو اور کسی دوا کا علم نہ ہو تو پھر اجازت ہے جیسا کہ پیاس کے لیے شراب پینے کی اجازت ہے۔

اطباء کے قول سے علم بمعنی یقین حاصل نہیں ہوتا۔ اور ظاہر یہ ہے کہ تجربہ سے غلبہ ظن حاصل ہوتا ہے نہ کہ یقین البتہ یہ ہو سکتا ہے کہ فقہاء کی علم سے نہ ہو غلبہ ظن ہو اور ان کے کلام میں اکثر ایسا ہوتا ہے۔

۱۔ شیخ محمد شریفی شافعی من القرن السابع، منی الحاج، ج ۴ ص ۱۸۸، مطبوعہ دار احیاء التراث العربی بیروت

۲۔ علامہ عبدالوہاب شرانی متوفی ۱۰۶۳ھ، میزان الشریعۃ الکبریٰ ج ۲ ص ۲۱۵، مطبوعہ مطبعہ مصطفیٰ ابائی ۱۳۵۹ھ۔

۳۔ علامہ علاؤ الدین حصکفی متوفی ۱۰۸۸ھ، در مختار علی أمش الروج ج ۱ ص ۱۹۴، مطبوعہ مطبعہ عثمانیہ استنبول ۱۳۲۷ھ۔

۴۔ علامہ ابن عابدین شامی متوفی ۱۲۵۲ھ رد المحتار ج ۱ ص ۱۹۴،

”اشتعالی نے حرام چیز میں میری امت کی شفا نہیں رکھی“ میں نے اس حدیث کے متعدد جوابات ذکر کیے، ہم چونکہ ان جوابات کو اس بحث کے شروع میں ذکر کر چکے ہیں اس لیے یہاں ان کا اعادہ نہیں کر رہے۔

انسانی اعضاء کی پیوند کاری | ایجوٹیک طریقہ علاج میں انسانی اعضاء کی پیوند کاری سے بھی علاج کیا جاتا ہے مثلاً کوئی شخص اپنی آنکھیں کسی نابینا کو دے دیتا ہے اور میڈیکل سائنس کی حیرت انگیز ترقی کے باعث دوسرے شخص کی آنکھوں سے نابینا شخص بینا ہو جاتا ہے، حتیٰ کہ جس شخص کا دل ناکارہ ہو جائے اس کا دل بھی تبدیل کر دیا جاتا ہے اس مسئلہ پر بھی غور و فکر کی ضرورت ہے تاکہ اس کا شرعی حکم معلوم کیا جاسکے۔
دلائل شرعیہ سے اس مسئلہ کا حکم بیان کرنے سے پہلے ہم چاہتے ہیں کہ اس مسئلہ میں دیگر مفکرین کی اُردو پیش کردہین تاکہ یہ مسئلہ تمام پہلوؤں سے ظاہر ہو جائے۔

سید مودودی کی رائے | مظہر بیگ لکھتے ہیں:

ایک نوجوان نے کہا: کیا موت کی صورت میں آنکھوں، ہاتھوں، ٹانگوں یا دل وغیرہ کا عطیہ دیا جاسکتا ہے؟ خصوصاً جبکہ اس کا مقصد انسانی خدمت ہو۔

مولانا نے فرمایا:

”سوال یہ ہے کہ اس چیز کا تعلق خود انسانیت سے بھی ہے؛ اور ایک شخص کی موت واقع ہوئی اور اس کے گھر میں کھرام چا اور دھڑ آنکھوں، دانتوں، ہاتھوں اور ٹانگوں کے شے سے اس کے ہاتھ اور ٹانگیں کاٹ کر بے جانے لائے آگئے اور دل کے ڈیپارٹمنٹ سے آلات لیے اس کا سینہ چیر کر دل نکالنے والے آگئے۔ کیا واقعی انسانیت یہی سکھاتی ہے؛ ایک مسلمان ماسٹر سے میں یہ چیز چل نکلتے تو میں نہیں کہہ سکتا کہ عزیز و اقارب اور مرنے والے کا کیا بچا کچا منہ دیکھنے آئیں گے، نماز جنازہ کیا چیز سامنے رکھ کر پڑھی جائے گی اور قبر میں کیا شے سے جا کر دفن کی جائیگی؟ کچھ دیر مجلس میں خاموشی چھائی رہی پھر ایک صاحب نے کہا:

”مولانا! کچھ لوگ اپنی خوشی سے آنکھوں وغیرہ کا عطیہ دینے کا اعلان کرتے ہیں کیا اس کی اجازت نہیں دی جاسکتی؟“

مولانا نے فرمایا:

”اصل سوال یہ ہے کہ آپ اپنے جسم کے مالک خود کب ہیں؟ مذہب ہی نہیں خود قانون بھی آپ کو اپنے جسم کا مالک قرار نہیں دیتا۔ اگر اپنے جسم کے مالک آپ خود ہیں تو پھر آپ کو خود کشی کی اجازت کیوں حاصل نہیں؟ آپ اپنے آپ کو بیچ کیوں نہیں سکتے؟ اب جس جسم پر جیتے جی آپ کے اختیارات کا یہ ظلم ہے اسی جسم کے حصے بخرے کرنے کا آپ اس وقت کیا اختیار رکھتے ہیں جب آپ اسے مجھڑ کر جا چکے ہوتے ہیں۔ اس وقت اگر ایسی کوئی اجازت آپ کو قانون دیتا ہے تو یہ قانون کا سقم ہے مذہب کا نہیں لہ۔“

(۳۰ ستمبر ۱۹۶۴ء)

لہ۔ سید ابوالاعلیٰ مودودی حنفی ۱۳۹۹ھ، ۵-۱ سے ذیلدار پارک (اردو مجالس سید مودودی) ص ۳۱، ۳۲ مطبوعہ البدر

پہلی کیشنز لاہور ۱۳۶۸ھ۔

کتاب

حلال میں حالانکہ ان کی حلت بھی خبر واحد سے ثابت ہے اور وہ بھی زیادہ سے زیادہ ظنی ہے اسی طرح مردار (میتہ) کی حرمت بھی قطعی ہے لیکن اس بات پر سب کا اتفاق ہے کہ پھل اور مٹھی حلال ہیں اور ان کی حلت بھی خبر واحد سے ثابت ہے جو ظنی ہے اور وہ خبر واحد یہ ہے۔

عن عبد اللہ بن عمر ان رسول اللہ صلی

اللہ علیہ وسلم قال اكلت لنا ميتتان و

دمان فاما الميتتان فالحوت والمجراد واما

الدمان فالكبد والطحال۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہم نے یہ دو مردے حلال کیے گئے اور دو خون۔ رے مردے تو وہ پھل اور مٹھی ہیں اور رے خون تو وہ جگر اور تلی ہیں۔

دوسرا جواب یہ ہے کہ خون چڑھانے کا جواز نہ ہم طبی تجربے سے کہہ رہے ہیں اور نہ اس سے قرآن مجید کے حرام کردہ کو ایذا باللہ حلال یا جائز کر رہے ہیں بلکہ قرآن مجید نے جو اصول بتلایا ہے کہ اضطراب کے وقت حرام چیز کی حرمت ساقط ہو جاتی ہے اور جب کسی حلال چیز کے ذریعہ علاج میسر نہ ہو اور صرف حرام چیز سے علاج میسر ہو تو اس کی حرمت ساقط ہو جاتی ہے جیسا کہ علامہ شامی نے غانیہ، تنہا یہ اور تہذیب سے نقل کیا ہے کہ خون اور مردار سے علاج کرتا اس وقت جائز ہے جب مسلمان طبیب یہ بتائے کہ اس سے شفا ہوگی اور کوئی اور جائز چیز ان کے قائم مقام نہیں ہے سیکے اور علامہ حصکفی نے ذکر کیا ہے کہ فتویٰ اسی قول پر ہے سیکے اسی طرح عالمگیری میں ہے کہ مرین خون، مردار، پیشاب اور غم (شراب) سے علاج کر سکتا ہے بشرطیکہ مسلمان طبیب یہ بتلائے کہ اسی میں شفا ہے اور کوئی جائز اور مباح چیز اس کے قائم مقام نہیں ہے سیکے۔

اس بات کا جواب کہ حصول شفا میں علم قطعی معتبر ہے | خون چڑھانے کے سلسلے میں میری ایک بزرگ فقیر سے گفتگو ہوئی جب میں نے ان کے سامنے شامی اور

عالمگیری کے مذکورہ حوالے پیش کیے تو انہوں نے فرمایا کہ غمازیہ کہتے ہیں کہ جب طبیب یہ کہے کہ فلاں چیز میں شفا ہے تو اس سے غلبہ ظن مراد ہوتا ہے لیکن میں اسے نہیں ماننا کیونکہ علم سے مراد یقین قطعی ہے اور وہ صرف وحی سے حاصل ہوتا ہے اور اسی سے حرام چیز کی حرمت اٹھ سکتی ہے میں نے عرض کیا مگر اور علم قطعی کا حصول تو طبیب کے لیے ممکن ہی نہیں ہے پھر تقریر بحث بالکل بے کار اور عبث ہوگی لہذا اگر طبیب کو خواہ ظنی علم ہو کہ اس میں شفا ہے اور اس کے غیر میں شفا نہیں ہے تو علم چیز سے علاج جائز ہوگا ورنہ نہیں! انہوں نے فرمایا حرام چیز سے علاج تب جائز ہوگا جب یہ متین ہو جائے کہ اس حرام چیز میں شفا ہے اور اس کے علاوہ پوری دنیا میں کوئی حلال چیز نہیں ہے جس سے اس مرض کا علاج ہو سکے۔ میں نے عرض کیا طبیب اپنے علم کے اعتبار سے دوا کی تجویز اور اس کا فیصلہ کرتا ہے اور دنیا میں کوئی طبیب بھی ایسا نہیں ہے جس کا علم پوری دنیا کے معجزات اور ان کے خواص کو محیط ہو اور نہ ہی اس علم کا کسی کو مکلف کیا جاسکتا ہے پھر انہوں نے یہ حدیث پیش کی:

۱۔ امام محمد بن یزید ابن ماجہ قزوینی متوفی ۲۴۳ھ، سنن ابن ماجہ ص ۲۳۸، مطبوعہ دارخانہ تجارت کتب کراچی۔

۲۔ علامہ ابن فہدین شامی متوفی ۱۲۵۲ھ، رد المحتار ج ۴ ص ۲۹۸، مطبوعہ مطبعہ عثمانیہ استنبول ۱۳۲۷ھ۔

۳۔ علامہ علاء الدین حصکفی متوفی ۱۰۸۸ھ۔ در مختار علی ہامش الرد ج ۱ ص ۱۹۲۔

۴۔ نظام الدین متوفی ۱۱۶۱ھ، عالمگیری ج ۵ ص ۳۵۵، مطبوعہ مطبعہ کبری امیر برلاق مصر ۱۳۱۰ھ۔

۵۔ مولانا فقار الدین شیخ الحدیث دارالعلوم امجدیہ کراچی۔

کی ضمانت ہے اس کے لیے مضر اور مہلک نتائج سے صرف نظر اور صرف ظاہری فائدہ کی بناء پر اس کی اجازت دے دینا ممکن نہیں۔ شریعت اسلام نے صرف زندہ انسان کے کارآمد اعضاء ہی کا نہیں بلکہ قطع شدہ بے کار اعضاء و اجزاء کا استعمال بھی حرام قرار دیا ہے اور مردہ انسان کے کسی عضو کی قطع و برید کو بھی ناجائز کہا ہے اور اس معاملہ میں کسی کی اجازت و رضامندی سے بھی اس کے اعضاء و اجزاء کے استعمال کی اجازت نہیں دی اور اس میں مسلم و کافر سب کا حکم یکساں ہے کیونکہ یہ انسانیت کا حق ہے جو سب میں برابر ہے تکریم انسانیت کو شریعت نے وہ مقام عطا کیا ہے کہ کسی وقت کسی حال کسی کو انسان کے اعضاء و اجزاء حاصل کرنے کی قطع دامن گیر نہ ہو اور اس طرح یہ مخدوم کائنات اور اس کے اعضاء عام استعمال ہونے والی چیزوں سے بالاتر ہیں جن کو کانٹ چھانٹ کر یا کوٹ پیس کر غذاؤں، دوائوں اور دوسرے مفادات میں استعمال کیا جاتا ہے اس پر ائمہ اربعہ پوری امت کے فقہاء متفق ہیں اور نہ صرف شریعت اسلام بلکہ شرائع سابقہ اور تقریباً ہر مذہب و ملت میں یہی قانون ہے۔

ایک فکر یہ ہے کہ جس عضو پر کسی مریض کی زندگی موقوف ہو اس کا پیوند کاری سے علاج جائز ہے مثلاً ایک شخص کا دل ناکارہ ہو گیا اب اگر کوئی مرنے والا شخص اپنا دل اس کو لگانے کی اجازت دیدے تو اس صورت میں اس مریض کا دل تبدیل کرنے کی اجازت ہے کیونکہ دل کے بغیر انسان زندہ نہیں رہ سکتا اور یہ حالت اضطرار ہے یا مثلاً کسی شخص کے دونوں گرنے غلاب اور ناکارہ ہو گئے جس کی وجہ سے اس کی زندگی خطرے میں ہے اب اگر کوئی شخص اپنا ایک گروہ اسے دیدے تو اس کی زندگی بچ سکتی ہے اس لیے انسانیت کی بقا کی خاطر ایسی اضطراری صورت میں انسانی اعضاء کی پیوند کاری جائز ہے ہمارے نزدیک یہ فکر صحیح نہیں ہے جیسا کہ عنقریب دلائل سے واضح ہو گا۔

شیخ خمینی کی رائے

شیخ خمینی اس مسئلہ پر بحث کرتے ہوئے کہتے ہیں:

(۲۸۷۸)۔ اگر کسی مسلمان کی جان کی حفاظت اس پر موقوف ہو کہ کسی مسلمان میت کے عضو کا اسے پیوند لگایا جائے تو اس عضو کا قطع کرنا جائز ہے اور بید نہیں کہ دیت دینا پڑے لیکن آیا دیت کاٹنے والے پر ہے یا مریض پر اس میں اشکال ہے۔ البتہ ڈاکٹر مریض سے قرار داکر سکتا ہے کہ مریض دیت ادا کرے اور اگر کسی مسلمان کے کسی عضو کی حفاظت میت کے عضو کے کاٹنے پر موقوف ہو تو اس صورت میں بید نہیں کہ جائز نہ ہو اور اگر کاٹے تو دیت دینا پڑے گی۔

(حاشیہ صفحہ سابقہ) گردے اور دوسرے اعضاء ایک بگاڑ مال کی طرح بازار میں بکا کر بی گئے۔ اگر یہ چیزیں بھی بگاڑ مال بن گئیں قربت سے غریب اپنے بچوں کی مصیبت دور کرنے کے لیے اپنی یہ چیزیں بھی داؤ پر لگا دیں گے پھر یہ بگاڑ صرف یہیں نہیں رہے گا کہ رضا کارانہ طور پر کسی انسان کے اعضاء و اجزاء لیے جائیں بلکہ بہت سے مردے خصوصاً لاوارث مردے بہت سے اعضاء سے محروم ہو کر اس دنیا سے جایا کر بی گئے پھر کسی انسانی میت کی خیر نہیں اور یہ غسل و کفن اور ناز جنازہ اور کفن و دفن کے سارے قصے ہی بے باق ہو جائیں گے۔ اور خدا نخواستہ یہ سلسلہ بڑھتا رہتا تو صرف طبعی موت سے مرنے والوں تک نہیں بلکہ

گا بلکہ اس کام کے لیے بانا قتل گرم ہو جانا بھی ممکن ہے۔

_____ (سیدی غفرلہ)

۱۔ مفتی محمد شفیع متولی ۱۳۹۶ھ، انسانی اعضاء کی پیوند کاری ص ۳۹-۴۰، مجلس تحقیق مسائل حاضرہ کراچی ۱۳۸۹ھ۔

سید مودودی نے یہاں بھی زیادہ تر جذباتی انداز سے گفتگو کی ہے، البتہ ایک قطعی حکم دے سکتے ہیں کہ انسان اپنے جسم کا مالک نہیں ہے اس لیے کوئی شخص کسی ضرورت مند انسان کو اپنے جسم کا کوئی عضو نہیں دے سکتا لیکن یہ حکم تمام حالات کا ہے بحث اور گفتگو اس بات میں ہے کہ جب کسی شخص کو جان کا خطرہ ہو تو اس کی جان بچانے کے لیے انسان مرنے سے پہلے اپنے کسی عضو مثلاً دل کی وصیت کر سکتا ہے یا کسی کی جان بچانے کے لیے اپنی زندگی ہی میں کسی کو ایک گروہ دے سکتا ہے یا نہیں؟ سید مودودی کی گفتگو سے اسی مسئلہ پر کوئی روشنی نہیں پڑتی۔

علامہ دیر بندہ کے ایک موقر عالم دین مفتی محمد شفیع نے اس موضوع پر ایک مستقل رسالہ لکھا ہے۔ مسئلہ بحث سے اس کا ایک اقتباس پیش خدمت ہے۔

مفتی محمد شفیع کی رائے | مفتی محمد شفیع کہتے ہیں:

تبادلہ اعضاء انسانی کے زیر عنوان ابھی آپ کو قرآن حکیم کے صریح نصوص سے یہ معلوم ہو چکا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے انسان کو مخدوم کائنات بنایا ہے۔ یہ تمام مخلوقات کا استعمال کرنے والا ہے خود اس کے اعضاء و اجزاء کا استعمال اس کی اہانت اور تخلیق کائنات کے منشاء کا خلاف ہے۔ نیز یہ بھی معلوم ہو چکا ہے کہ انسان کے اعضاء و اجزاء انسان کی اپنی ملکیت نہیں ہیں جن میں وہ مالکانہ تصرف کر سکے اسی لیے ایک انسان اپنی جان یا اپنے اعضاء و جوارح کو نہ بیع کر سکتا ہے نہ کسی کو ہدیہ اور ہبہ کے طور پر دے سکتا ہے اور نہ ان چیزوں کو اپنے اختیار سے ہلاک و ضائع کر سکتا ہے۔ شریعت اسلامیہ کے اصول میں تو خودکشی کرنا اور اپنی جان یا اعضاء و رضا کا رانہ طور پر یا بہ قیمت کسی کو دے دینا قطعی طور پر حرام ہے جس پر قرآن و سنت کی نصوص صریحہ موجود ہیں، تقریباً دنیا کے ہر مذہب و ملت اور عام حکومتوں میں اس کی گنجائش نہیں ہے۔ اس لیے کسی زندہ انسان کا کوئی عضو کاٹ کر دوسرے انسان میں لگا دینا اس کی رضامندی سے بھی جائز نہیں ہے (اس کے بعد لکھتے ہیں) اس وقت تک ڈاکٹروں اور سرجنوں نے بھی زمرہ انجان کے اعضاء کا استعمال کہیں تجویز نہیں کیا اس لیے اس پر مزید بحث کی ضرورت نہیں ہے سہ، بحث طلب مسئلے دو ہیں جو آج کل ہسپتالوں میں پیش آ رہے ہیں اور جس کے لیے اپیلیں کی جا رہی ہیں وہ یہ کہ انسان دینا سے مارا ہے خواہ کسی عارضہ کے سبب یا کسی جرم میں قتل کیے جانے کی وجہ سے اس کی اجازت اس پر لی جائے کہ مرنے کے بعد اس کا فلاں عضو قطع کر لیا جائے اور کسی دوسرے انسان میں لگا دیا جائے۔ یہ صورت بنیاد پر مفید ہی مفید ہے کہ مرنے والے کے قریب ہی اعضاء قفا ہونے والے ہیں ان میں سے کوئی عضو اگر کسی زندہ انسان کے کام آجائے اور اس کی مصیبت کا علاج بن جائے تو اس میں کیا حرج ہے یہ ایسا معاملہ ہے کہ عام لوگوں کی نظر میں صرف اس کے مفید پہلو پر غور ہوتا ہے اور اس کے وہ ہلکے نتائج نظروں سے اوجھل ہو جاتے ہیں جن کا کچھ ذکر شروع بحث میں آچکا ہے سہ۔ مگر شریعت اسلام جو انسان اور انسانیت کے ظاہری اور منہوی صلاح و فلاح سہ۔ میں زمین سے میں مفتی صاحب نے یہ رسالہ لکھا تھا اس وقت ہر سکتا ہے زندہ انسان کے اعضاء سے ہر نیک کاری نہ کی جاتی ہو لیکن اب یہ سلسلہ عام ہو چکا ہے اور زندہ انسان کا گروہ اس شخص کے جسم میں لگا دیا جاتا ہے جس کے دونوں گروہ ناکارہ ہو چکے ہوں۔ اور یہ علاج کامیاب ثابت ہو چکا ہے۔ (سیدی)

سہ۔ سکتے ہیں کہ اگر یہ طریق علاج رواج پا گیا تو اس کا نتیجہ یہ ہو گا کہ غریب انسان کی آنکھیں اور (عاشیہ صغیرہ) آئندہ صغیرہ

لیکن اگر میت نے زندگی میں اجازت دیدی ہو تو نماز ہر دیت نہیں ہے، لیکن اس کا شرعاً جائز ہونا محل اشکال ہے اور اگر اس نے خود اجازت نہ دی ہو تو اس کے اولیاء مرنے کے بعد اجازت نہیں دے سکتے اور کلمے دے سے دیت ساقط نہیں ہوگی اور وہ گنہگار بھی ہوگا۔

(۲۸۴۹) غیر مسلمان مرنے کا عضو پیوند لگانے کے لیے کاٹنا حرام نہیں ہے اور اس کی دیت بھی نہیں ہے لیکن اگر پیوند لگایا تو اس کی نجاست اور مردار ہونے کی وجہ سے نماز میں اشکال ہوگا، اب اگر انسان کا مردہ نماز میں اشکال رکھتا ہو تو اس بناء پر مسلمان کے مردہ میں بھی اشکال آئے گا، اور اگر غسل سے پہلے مسلمان سے قطع کر لیں تو نجاست والا اشکال بھی آئیگا، لیکن یہ کہا جاسکتا ہے کہ میت کا عضو اگر حیات پیدا کرے تو وہ میت کا عضو ہونے سے خارج ہو جائے گا اور زندہ کا عضو بن جائے گا پھر وہ نجس اور مردار نہیں رہے گا بلکہ اگر نجس العین ہاں فوراً کا عضو پیوند ہو جائے اور انسانی زندگی سے زندہ ہو جائے تو جانور کی عضویت سے نکل کر انسان کی عضویت میں داخل ہو جائیگا۔ موجودہ مفکرین میں سے شیخ غنیمتی کی رائے ہم نے نقل کر دی ہے تاہم اس سلسلہ میں ہمارا نظریہ یہ ہے کہ انسانی اعضاء کی پیوند کاری کسی صورت میں جائز نہیں ہے کیونکہ ہمارے فقہاء نے تحریم انسانیت کے پیش نظر انسانی اعضاء سے انتفاع کو مطلقاً ناجائز قرار دیا ہے۔ خواہ حالت اضطراب ہو، آئندہ سطور میں ہم اس کے ثبوت میں عبارات فقہاء پیش کریں گے جس سے معلوم ہو جائے گا کہ اعضاء کی پیوند کاری شرعاً جائز نہیں ہے۔

مردے کے اعضاء سے پیوند کاری کا حکم

علامہ سرخسی فرماتے ہیں:

ہمارے قاعدہ کے مطابق موت سے ہڈی نجس نہیں ہوتی کیونکہ اس میں حیات نہیں ہے، سو اس کے مردہ انسان یا خنزیر کی ہڈی ہوا اس کے ساتھ علاج مکروہ تحریمی ہے، کیونکہ خنزیر نجس العین ہے اور اس کی ہڈی بھی اس کے گوشت کی طرح نجس ہے جس سے کسی حال میں بھی فائدہ حاصل کرنا جائز نہیں ہے اور آدمی موت کے بعد بھی اسی طرح محترم ہوتا ہے جس طرح زندگی میں محترم تھا لہذا جس طرح زندہ آدمی کی کسی چیز سے اسکی تکمیل کی بناء پر علاج نہیں کیا جاسکتا اسی طرح مردہ آدمی کی ہڈی سے بھی علاج نہیں کیا جاسکتا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مردے کی ہڈی کو توڑنا زندہ کی ہڈی کے توڑنے کی مثل ہے۔

ان العظم لا یتنجس بالموت علی اصدا
لانه لا حیاة فیہ الا ان یکون عظم الانسان او
عظم خنزیر فانه یکرہ التداوی به لان الخنزیر
نجس العین، فعظمه نجس کلحمه لا یجوز
الا انتفاع به بحال ما۔ والادوی محترم بعد
موتہ علی ما کان علیہ فی حیاة فکما یحرم
التداوی بشتی من الادوی الحی اکواما
فکتلک لا یجوز التداوی بعظم المیت
قال صلی اللہ علیہ وسلم کسر عظم المیت
لکسر عظم الحی۔ ۱۰

۱۰۔ شیخ روح اللہ فیضی، توضیح المسائل ص ۴۵۴، ۴۵۳، مطبوعہ سازمان تبلیغات اسلامی ایران ۱۴۰۴ھ

۱۱۔ علامہ شمس الدین سرخسی متوفی ۴۸۳، شرح سیر کبیر ج ۱ ص ۱۲۵، مطبوعہ مکتبۃ الشوریۃ الاسلامیہ، ۱۴۰۵ھ۔

تستط. لہ

اکھٹنے سے پہلے باندھ دے تو کوئی حرج نہیں کیونکہ وہ
گرنے سے پہلے مرکبہ نہیں ہوتا۔

حنفی اور شافعی فقہاء کی ان عبادت میں اس بات کی واضح تصریح ہے کہ انسانی اعضاء کے ساتھ پیوند کاری جائز نہیں،
البتہ مولد اور مریض کے اعضاء کے ساتھ پیوند لگایا جاسکتا ہے، جیسا کہ متعدد فقہاء نے اس کی تصریح کی ہے،
اسی طرح مصنوعی اعضاء کے ساتھ بھی پیوند کاری کی جاسکتی ہے، لکڑی، پلاسٹک یا کسی دھات کے بنے ہوئے اعضاء
کے ساتھ پیوند لگایا جاسکتا ہے حضرت عرغہ رضی اللہ عنہ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سونے کی ناک لگوانے کی جو
اجازت دی تھی اس میں اس امر پر واضح دلیل ہے

حالت اضطرار میں پیوند کاری کا حکم | یہ کہا جاسکتا ہے کہ فقہاء کی ان عبادت میں اگرچہ مردے کے اعضاء
سے انتفاع کو حرام قرار دیا گیا ہے لیکن یہ حکم عام حالات کا ہے
الہم حالت اضطرار میں مردے کے اعضاء سے پیوند کاری کے جواز کے قائل ہیں، جب کوئی اور طریق علاج میسر نہ
ہو یا جب کسی انسان کی جان بچانا مردے کے اعضاء کی پیوند کاری پر موقوف ہو، اس کا جواب یہ ہے کہ فقہاء نے حالت
اضطرار میں بھی زندہ کے اعضاء سے علاج حرام قرار دیا ہے۔
علامہ قاضی خاں فرماتے ہیں:

مضطر لم يجد ميتة وخاف الهلاك
فقال له رجل اقطع يدي وكلها او قال اقطع
مني قطعة فكلها لا يسعه ان يفعل ذلك
ولا يصح امره به كما لا يصح للمضطر ان
يقطع قطعة من لحم نفسه فياكل منه

کسی شخص کو حالت اضطرار میں کھانے کے لیے مردہ
بھی نہیں ملا اور اسے اپنی جان کے ہلاک ہونے کا خوف
ہو اور اس سے ایک شخص کہے میرے گوشت کا ٹکڑا
کاٹ کر کھاؤ تو مضطر کے لیے ایسا کرنا جائز نہیں ہے
اور نہ اس کا امر کرنا صحیح ہے جیسا کہ مضطر کے لیے یہ صحیح
نہیں ہے کہ وہ خود اپنا گوشت کاٹ کر کھائے۔

علامہ ابن بزاز کروری حنفی فرماتے ہیں۔

خاف الهلاك جوعا فقال له اخرا قطع
يدي وكله ليس له ذلك لان لحم الانسان
لا يباح حال الاضطرار لكرامته ر ٢٥
اسی طرح عالمگیری میں ہے: ٢٥

کسی شخص کو بھوک کی بنا پر موت کا خوف ہو اس
سے دوسرا شخص کہے کہ میرا ہاتھ کاٹ کر کھاؤ تو اس کے
لیے یہ جائز نہیں ہے کیونکہ انسان کا گوشت حالت اضطرار
میں بھی جائز نہیں ہے۔

علامہ نووی شافعی فرماتے ہیں:

- ۱۔ امام محمد بن ابوالحسن شافعی مترقی ۲۰۴۔ کتاب الام فی الص ۵۲، مطبوعہ دار المعرفۃ بیروت ۱۳۹۲ھ
- ۲۔ علامہ حسن بن منصور اور حنفی قاضی خاں مترقی ۲۹۵۔ فتاویٰ قاضی خاں علی ہاشم البندید ج ۳ ص ۴۰۲، مطبوعہ مطبع بولاق مصر ۱۳۱۰ھ
- ۳۔ علامہ محمد بن شہاب ابن بزاز کروری مترقی ۵۸۲۔ فتاویٰ بزاز کروری علی ہاشم البندید ج ۶ ص ۲۶۶، مطبوعہ مصر ۱۳۱۰ھ
- ۴۔ مولا نظام الدین مترقی ۱۱۵۰، فتاویٰ بندید ج ۵ ص ۳۳۸، مطبوعہ مطبع بولاق مصر ۱۳۱۰ھ

القدیر ببطلانه الی قوله ولذا لم یجوز کسر
عظام میت کا ہر لہ

علامہ کاسانی فرماتے ہیں:

ولو سقط سنہ یکرہ ان یاخذ من میت
فیثدھا مکان الاول بالاجماء وکذا یکرہ
ان یعید تلک السن الساقطہ مکانھا عند الی
حنیفۃ و محمد وکن یاخذ سن شاة ذکیہ
فیثدھا مکانھا وقال ابو یوسف لا بأس
بسن و یکرہ من غیرہ لہ

امام شافعی فرماتے ہیں:

واذا کسر للسرأآ عظم فطار فلا یجوز
ان یتوقع الا بعظم ما یوکل
لحمہ ذکیا وکذلک ان سقطت سنہ
صارت میتہ فلا یجوز لہ ان یعیدھا
بعد ما بانت فلا یعید من شیء غیر
من ذکی یوکل لحمہ وان رقع عظم بعظم
میتہ او ذکی لا یوکل لحمہ او عظم انسان
فہو کالمیتہ فعلیہ قلعہ و اعادۃ کل صلوة
صلھا و هو علیہ فان لم یقلعہ اجبرہ السطان
علی قلعہ فان لم یقلعہ حق مات لم یقلع
بعد موتہ لانہ صار میتہ کلہ و اللہ
حسبہ وکذلک سنہ اذا ندرت فنان
اعتلت سنہ فربطھا قبل ان تمسدر
فلا بأس لانھا لا تصیر میتہ حتی

بھی آدمی کے حکم میں ہیں اور فتح القدیر میں انھیں کے اعتبار
کی غیروہ فرد میت کے بطون کی تصریح ہے۔ اسی وجہ سے
کافر میت کی ہڈی توڑنا بھی جائز نہیں ہے۔

اگر کسی شخص کا دانت گر گیا تو یہ مکروہ ہے کہ وہ
اس دانت کی جگہ کسی مرٹے کا دانت باندھے، اسی طرح امام
ابو حنیفہ اور امام محمد کے نزدیک یہ بھی مکروہ ہے کہ وہ اس
گرے مرٹے کا دانت کو دوبارہ باندھے۔ البتہ کسی غلبہ
بجری کا دانت اس کی جگہ باندھ سکتا ہے، اور امام ابو یوسف
فرماتے ہیں کہ اپنا گرا ہوا دانت بھی باندھ سکتا ہے اور
کسی اور کا دانت باندھنا مکروہ ہے۔

جب کسی عورت کی ہڈی ٹوٹ جائے تو وہ کھائے
جانے والے کسی مذبح جانور کی ہڈی کے سوا کسی اور
جانور کی ہڈی نہیں لگا سکتی۔ اسی طرح جب کسی مرد کا دانت گر
جانے تو وہ مرٹہ باندھتا ہے اور اس کو دوبارہ لگانا جائز
نہیں ہے البتہ کھائے جانے والے کسی مذبح جانور
کا دانت لگا سکتا ہے، اگر کسی شخص نے اپنے ہڈی کے ساتھ
کسی مرٹے کی ہڈی یا کسی کھانے جانے والے مذبح
جانور کی ہڈی کا پیوند لگا لیا کسی انسان کی ہڈی کا پیوند
لگایا تو اس ہڈی کا اکھاڑنا واجب ہے اور جتنی غازیں
اس کے ساتھ پڑھیں گئی ہیں، ان کا دہرانا واجب ہے۔
اگر وہ نہ اکھاڑے تو حاکم اس کو اکھاڑنے پر مجبور کرے
اور اگر اس ہڈی کو اکھاڑے بغیر وہ مر گیا تو موت کے بعد وہ ہڈی
نہ اکھاڑی جائے کیونکہ وہ اب پورے کا پورا مرد ہو گیا اسی
طرح اگر کوئی مرے دانت کا حکم ہے اور اگر دانت بل رہا ہو اور حاکم

۱۔ علامہ ابن مہدین شامی ستونی ۱۲۵۲ھ، رد المحتار ج ۴ ص ۱۴۵، مطبوعہ مطبعہ ثانیہ استنبول ۱۳۲۷ھ۔

۲۔ علامہ ملاؤ الدین ابوبکر بن مسعود کاسانی ستونی ۱۵۵۰ھ، بلوغ الصانع ج ۵ ص ۱۳۲، مطبوعہ ایچ ایم سید کمپنی ۱۳۳۰ھ۔

لايجوز تناول الأدمى سواء كان حيّاً
او ميتاً ولومات المضطر هذا هو المنصوص
لاهل المذهب . ۱۰

مضطر کے لیے آدمی کو کھانا جائز نہیں ہے خواہ وہ
زنده ہو یا مردہ اگرچہ مضطر مر جائے۔ اہل مذہب نے اسی
کی تصریح کی ہے۔

ہم نے مذہب اربعہ کی مستند کتب سے صاف تصریحات پیش کر دی ہیں کہ زنده آدمی کی جان بچانے کے حالت اضطرار
میں کسی دوسرے زنده انسان کے اعضاء کو کھانا جائز نہیں ہے، بنا بریں حالت اضطرار میں کسی شخص کی جان بچانے
کے لیے کسی دوسرے زنده شخص کے اعضاء سے پیوند کاری کرنا جائز نہیں ہے۔ البتہ فقہاء شافعیہ اور بعض فقہاء
حنبلیہ کے نزدیک کافر حربی کے اعضاء سے پیوند کاری جائز ہے لیکن جمہور فقہاء اسلام کے نزدیک یہ بھی ناجائز
ہے۔ باقی را مردہ انسان سے حالت اضطرار میں پیوند کاری کا مسئلہ قرآن کی تفصیل آرہی ہے۔

کیا حالت اضطرار میں مردہ انسان کے اعضاء سے پیوند کاری کی جاسکتی ہے؟ احادیث صحیحہ اور فقہاء
اسلام کی تصریحات کی

رہنی میں حالت اضطرار میں بھی مردہ انسان کے اعضاء سے پیوند کاری جائز نہیں ہے، کیونکہ اس مسئلہ میں زنده اور مردہ میں فرق
ہیں ہے امام عبدالرزاق اپنی سند کے ساتھ روایت کرتے ہیں:

عن عائشة ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم
قال، کسر عظام المیت ککسرها
حيّاً . ۱۱

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ
وسلم نے فرمایا مردہ آدمی کی ہڈیوں کو توڑنا، زنده آدمی کی ہڈیاں
توڑنے کے مانند ہے۔

یہ حدیث سنن ابوداؤد اور سنن بیہقی میں بھی ہے۔ پوسٹ ماہم کی بحث میں ہم اس کے حوالے بیان کر چکے ہیں۔

پیوند کاری کے بعض مجوزین نے ایک مذکرہ میں مجھے سے کہا کہ قرآن مجید نے حالت اضطرار میں میتہ کو مباح قرار دیا ہے
اس لیے حالت اضطرار میں مردہ انسان کے اعضاء سے پیوند کاری جائز ہونی چاہیے۔ میں نے کہا لغت، عرف اور شرع میں
میتہ اس جانور کو کہتے ہیں جو بغیر زبح کے طبعی موت سے یا کسی کے قتل کرنے سے مر گیا ہو، مذبح کو بھی میتہ نہیں
کہتے اور مردہ انسان کے لیے میتہ کا لفظ استعمال ہوتا ہے۔ چنانچہ علامہ نووی، علامہ ابن منظور اور علامہ زبیدی وغیرہم نے
اپنی تصنیفات میں اس کی تصریح کی ہے، فلہذا قرآن مجید نے حالت اضطرار میں مردہ جانور کو کھانا مباح کیا ہے۔ مردہ انسان
کا کھانا مباح نہیں کیا۔ انھوں نے کہا مردہ انسان کا کوئی مالک نہیں ہوتا، اس لیے اس کے اعضاء کو لینا مباح ہے۔ میں
نے کہا مسجد کا بھی کوئی مالک نہیں ہوتا تو کیا مسجد کی چیزوں کو اٹھا کر سے جانا مباح ہے انھوں نے کہا مسجد تو وقت

۱۰۔ شیخ احمد بن محمد صاوی مالکی متوفی، حاشیۃ الصاوی علی الشرح الصغیر ج ۲ ص ۱۸۲، مطبوعہ دارالمعارف مصر، ۱۳۹۲ھ۔

۱۱۔ امام عبدالرزاق بن ہمام صنفی متوفی ۲۱۱ھ، المصنف ج ۳ ص ۲۲۲ مطبوعہ مکتب اسلامی بیروت، الطبعة الاولى ۱۳۹۲ھ۔

۱۲۔ علامہ یحییٰ بن شرف نوادی متوفی ۶۷۶ھ، تہذیب الاسماء واللغات ج ۲ ص ۱۴۶ مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت

۱۳۔ علامہ جمال الدین ابن منظور افریقی متوفی ۷۱۱ھ، لسان العرب ج ۲ ص ۹۲ مطبوعہ نشر ادب الحوزة قم ایران، ۱۴۰۵ھ

۱۴۔ السید محمد توفیق حسینی زبیدی متوفی ۱۲۷۱ھ، تاج العروس القاموس ج ۱ ص ۵۸۴، مطبوعہ المطبعة الخیریة مصر، ۱۳۰۶ھ

لو اراد المضطرب ان يقطع قطعة من
نفسه من فخذة او غيره لياكلها فان كان
الخوف منه كالخوف في ترك الاكل او اشد حرم
المقطع بالاخلاق وصرح به امام الحرمين وغيره^۱

علامہ ابن قدامہ حنبلی مضطر کے احکام بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

وان لم يجد الا ادميا محقون الدم
لم يبيح له قتله اجماعا ولا اطلاقا
عضو منه مسلما كان او كافرا الا ان
مثله فلا يجوز ان يبقى نفسه باطلاق
وهذا لا خلاف فيه وان كان
مباح الدم كالجريح والمرتب
فذكر القاضي ان له قتله و
اكله لان قتله مباح وهلكته
قال اصحاب الشافعي لانه لا
حرمة له فهو بمنزلة السباع^۲

علامہ درودیر مالکی لکھتے ہیں:

واما الادمي فلا يجوز تناوله^۳
اس کی شرح میں علامہ دسوقی مالکی لکھتے ہیں:
ای سراء کان حیا او میتا ولو مات
المضطر هذا هو المنصوص لاهل
المذهب^۴

علامہ صاوی مالکی لکھتے ہیں:

اگر مضطر اپنی یا کسی آدمی کی جان سے گھٹت کاٹ کر
کھانے کا الاحہ کرے تو اگر نہ کھانے کی صورت میں جان کی
خطرہ ہو پھر بھی بالاتفاق گوشت کا شامام ہے امام الحرمین
وغیرہ نے اس کی تصریح کی ہے۔

علامہ ابن قدامہ حنبلی مضطر کے احکام بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

اور اگر مضطر کو ایسے آدمی کے سوا اور کوئی چیز
میلے جس کی جان شرعاً محفوظ ہے (مثلاً مسلمان یا فحشی کا
تو مضطر کے لیے اس آدمی کو قتل کرنا اجماعاً حرام ہے
اس کے کسی عضو کو کاٹنا بھی حرام ہے خواہ وہ آدمی مسلمان
ہو یا کافر کیونکہ اس آدمی کی زندگی مضطر کی زندگی کی مثل ہے
ہیں یہ جائز نہیں ہے کہ وہ اس کو تلف کر کے اپنی جان بچائے
اس مسئلہ میں کسی کا اختلاف نہیں ہے اور اگر اس آدمی کا
خون مباح ہو جیسے جرحی کافر اور مرتد اس کے بدن
میں قاضی نے ذکر کیا ہے کہ مضطر اس کو قتل کر کے کھا
سکتا ہے۔ کیونکہ اس کو قتل کرنا مباح ہے۔ امام شافعی
کے اصحاب کا بھی یہی قول ہے۔ کیونکہ اس کی کوئی حرمت
نہیں ہے اور وہ درندوں کے حکم میں ہے۔

مضطر کے لیے آدمی کو کھانا ہر حال جائز نہیں ہے۔

خواہ آدمی زندہ ہو یا مردہ، خواہ اس کو نہ کھانے سے
مضطر مر جائے۔ اہل مذہب نے اسی کی تصریح کی ہے۔

۱۔ علامہ نوری شافعی متوفی ۶۷۶ھ، شرح المہذب ج ۹ ص ۴۵، مطبوعہ دار الفکر بیروت۔

۲۔ علامہ مونی الدین ابو محمد عبد اللہ بن احمد بن قدامہ حنبلی متوفی ۶۲۰ھ، المغنی ج ۹ ص ۳۲۵ مطبوعہ دار الفکر بیروت، ۱۳۰۵ھ

۳۔ علامہ ابوالبرکات سیدی احمد الدردیر مالکی متوفی، الشرح الکبیر ج ۲ ص ۱۱۶، مطبوعہ دار الفکر بیروت

۴۔ شیخ شمس الدین محمد عرفہ الدسوقی مالکی متوفی، حاشیۃ الدسوقی علی الشرح الکبیر ج ۲ ص ۱۱۶، مطبوعہ دار الفکر بیروت۔

ہے۔ مردہ انسان گھاس اور مٹی کی طرح مباح ہے جس طرح گھاس اور مٹی کا کوئی مالک نہیں اور ہر ضرورت مند کے لیے مباح ہے
علیٰ ہذا القیاس مردہ انسان کا بھی کوئی مالک نہیں اور ہر ضرورت مند اس کے اعضاء کاٹ کر لے جاسکتا ہے۔

میں نے کہا اول قریہ اصول غلط ہے کہ جس کا کوئی مالک نہ ہو وہ مباح ہے۔ ورنہ انسان کا بھی کوئی مالک نہیں لیکن وہ مباح نہیں ہے۔ ثانیاً اگر مردہ انسان گھاس اودھنی کی طرح مباح ہو اور ہر ضرورت مند کے لیے اس کے اعضاء کو کاٹ کر لے جانا جائز ہو تو انسان کے مرتے ہی جس شخص کو آنکھوں کی ضرورت ہو وہ آنکھیں لے جائے، جس کو دل، جگر، گردن یا پھیپھڑوں کی ضرورت ہو وہ ان کو نکال کر لے جائے۔ عابین بنانے والوں کو چھلنی کی ضرورت ہو تو وہ اس کی چھلنی نکال کر لے جائیں۔ جنھیں فاسفورس کی ضرورت ہو وہ اس کی ہڈیاں نکال کر لے جائیں۔ ڈھول بجانے والے اس کی ناخڑیاں نکال کر لے جائیں، تو پھر کیا باقی بچے گا، جس پر غسل، کفن، نماز جنازہ اور تدفین کے اسلامی احکام جاری ہوں گے!

اسلام نے مردہ انسان کی بہت زیادہ تعظیم اور تکریم کا حکم دیا ہے۔ جنازے کی تنظیم کے لیے کمرے بونے کا حکم دیا ہے جب تک جنازہ کوزہ میں پر نہ رکھ دیا جائے اس وقت تک حاطین جنازہ کو بیٹھنے کی اجازت نہیں دی، نماز جنازہ پڑھنے کو فرض قرار دیا ہے۔ قبر پر بیٹھنے سے منع کیا ہے اور میت کو ایذا پہنچانے سے روکا ہے۔ ان اسلامی احکام کے پیش نظر یہ کیسے کہا جاسکتا ہے کہ مردہ انسان گھاس اور مٹی کی طرح مباح ہے اور علاج کی غرض سے اس کے اعضاء کو کاٹ پیٹ کر نکالا جاسکتا ہے!

امام بخاری روایت کرتے ہیں:

حضرت امام بن ربیعہ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تم جنازے کو دیکھو تو کھڑے ہو جاؤ حتیٰ کہ جنازہ تم کو پیچھے چھوڑ جائے۔

عن عامر بن ربيعة عن النبي صلى الله عليه
وسلم قال اذا رايتم الجنازة فقوموا حتى
تخففكم الله

عبدالرحمان بن ابی ملی بیان کرتے ہیں کہ سہل بن حنیف اور قیس بن سعد قادسیہ میں تھے ان کے سامنے سے ایک جنازہ گزرا وہ کھڑے ہو گئے ان سے کہا گیا کہ یہ ذمی کا جنازہ ہے! انہوں نے کہا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے سے ایک جنازہ گذرا آپ کھڑے ہو گئے۔ آپ سے کہا گیا کہ یہ یہودی کا جنازہ ہے! آپ نے فرمایا کیا یہ ذمی روح نہیں ہے۔

عن عبد الرحمن بن أبي ليلى قال كان سهل
بن حنيف وقيس بن سعد بالفارسية فمروا
عليهما بجنازة فتأما فتيل لهما أنها من أهل
الأرض أي من أهل الذمة فتألا أن النبي
صلى الله عليه وسلم مرت به جنازة فتأما فتيل له أنها
جنازة يهودي فقال ليست نفساً .

حضرت مقبری اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ ہم ایک جنازے میں تھے۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے مردان کا ہاتھ پکڑا اور دونوں بیٹھ گئے پھر حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ آئے اعدہ مردان کا ہاتھ پکڑ کر فرمایا کہ ”جو! بھنا ان کو“ حضرت ابو ہریرہ

عن سعيد المقرئ عن أبيه قال كنا في جنازة
فاخذ ابو هريرة بيد مروان فجلسا قبل ان
توضع فجاء ابو سعيد فاخذ بيد مروان
فقال قم فوالله لقد علم هذا ان النبي صلى الله

۱۔ امام ابو عبد اللہ محمد بن اسماعیل بخاری متوفی ۲۵۶ھ، فیصح بخاری ج ۱ ص ۱۰۵، مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی، الطبعة الاولى، ۱۳۸۱ھ

جمع بنجاسی جمادی الاول ۱۲۵۱

/

— 6 —

نہیں ہے۔

احادیث صحیحہ اور جمہور فقہاء اسلام کی ان عبارات سے یہ واضح ہو گیا کہ مردہ انسان کے اعضاء سے زندہ انسان کی پیوند کاری جائز نہیں ہے۔ خواہ حالت اضطرار ہو یا حالت اختیار۔

کیا انسان اپنے مرنے کے بعد اپنے کسی عضو کو دینے کی وصیت کر سکتا ہے؟ اس کا جواب یہ ہے کہ یہ جائز نہیں ہے کیونکہ انسان اپنے جسم کا مالک نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: انا لله وانا اليه راجعون ہم اللہ کی ملکیت ہیں اور ہم اسی کی طرف لوٹنے والے ہیں: اس لیے وہ زندگی میں اپنے اعضاء کسی کو دے سکتا ہے نہ مرنے کے بعد۔ کیا مردہ انسان کے ورثہ یا حاکم وقت کی اجازت سے اس کے اعضاء نکالے جاسکتے ہیں؟ اس کا بھی جواب ظاہر ہے، مردے کے ورثہ یا حاکم وقت اس کے اعضاء کے مالک نہیں ہیں۔ پھر اسلام نے میت کی عزت اور احترام کے جو احکام دیے ہیں اور اس کو ایذا پہنچانے سے منع کیا ہے بلکہ میت کی عزت اور اس کو ایذا سے بچانے کو زندہ کی عزت اور اس کو ایذا سے بچانے پر مقدم رکھا ہے۔ ان احکام کے پیش نظر یہ وصیت جائز ہے اور نہ اجازت!

فقہاء حنبلیہ، فقہاء شافعیہ اور بعض احناف کے اقوال کی روشنی میں اگر کافر عربی کے اعضاء سے پیوند کاری کر لی جائے تو جائز ہے خواہ کافر عربی زندہ ہو یا مردہ۔ لیکن مسلمان یا ذمی کافر مسلمان ملکوں میں رہنے والے کافر ذمیوں کے حکم میں ہیں) کے اعضاء سے پیوند کاری جائز نہیں ہے۔ خواہ زندہ ہو یا مردہ، حالت اختیار ہو یا حالت اضطرار۔

دودھ اور خون سے علاج پر پیوند کاری کے قیاس کا جواب | بعض لوگ یہ کہتے ہیں کہ فقہاء نے انسانی

دودھ اور خون سے علاج پر پیوند کاری کے قیاس کا جواب دیا ہے حالانکہ دودھ اور خون بھی انسان کے اجزاء ہیں جب ان اجزاء سے علاج جائز ہے تو باقی اجزاء سے علاج کیوں جائز نہیں ہے؟ اس کا جواب یہ ہے کہ دودھ اور خون اور انسانی اعضاء میں فرق بالکل واضح ہے۔ دودھ اور خون ایسے اجزاء نہیں ہیں جو ثابت اور قائم ہوں اور جن کا انسان کے تشخص اور تعین میں دخل ہو برخلاف انسانی اعضاء کے کیونکہ وہ ثابت اور قائم ہیں اور ان کا انسانی تشخص میں دخل ہے پھر انسان کے جسم میں خون روزانہ بتا رہتا ہے اور دودھ پلانے کے ایام میں عورت کا دودھ بھی روزانہ بتا رہتا ہے اور اس کے جسم سے جس قدر خون یا دودھ نکل جاتا ہے اس کے قائم مقام دوسرا خون اور دودھ پیدا ہو کر اس کی جگہ لے لیتا ہے اور دودھ یا خون کے نکل جانے سے انسان کی جسمانی ساخت میں کوئی فرق نہیں آتا نہ ان کے نکلنے سے انسان کے جسم کی کارکردگی یا اس کی نفع اندوزی میں کوئی متغیر فرق آتا ہے برخلاف انسانی اعضاء کے کیونکہ اگر انسان کی آنکھ، گری، یا ہاتھ کاٹ کر کسی کو لگا دیں تو خون یا دودھ کی طرح ایسا کوئی قدرتی نظام نہیں ہے کہ اس کی آنکھ، گردہ یا ہاتھ پیر پیدا ہو جائیں اور ان کے کاٹ دیے جانے سے اس کی جسمانی ساخت اور تشخص میں فرق

کھانے کی اجازت نہیں دی۔

علامہ ابن قدامہ حنبلی مضطر کے احکام بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

وان وجدہ میتا ابیح اكله لان
اكله مباح بعد قتله فكذلك
بعد موته وان وجد معصوما
میتا لم یبح اكله في قول
اصحابنا۔^۱

اگر مضطر کافر حربی کو مردہ پائے تو اس کے لیے
اس کا کھانا مباح ہے کیونکہ جب زندہ کافر کو قتل کر کے
کھانا مباح ہے تو مردہ کو قتل کر کے کھانا بھی مباح ہو
ہوگا اور اگر مضطر کو مسلمان یا ذمی کافر کا مردہ جسم ملے
تو ہمارے اصحاب کے نزدیک اس کا کھانا جائز نہیں
ہے۔

فقہاء شافعیہ نے مضطر کے لیے مردہ کو کھانے کی اجازت دی ہے لیکن ان کا یہ قول صحیح نہیں ہے کیونکہ انھوں
نے تو مضطر کے لیے انبیاء علیہم السلام کے اجسام کو کھانا بھی جائز قرار دیا ہے۔ العیاذ باللہ
علامہ درودیر مالکی فرماتے ہیں:

والنص الموعول علیه عدم جواز
اكل الادھی الميت ولو كافرا المضطر
ولو مسلما لم یجد غيرة اذ لا تنتهك
حرمة آدمی لاخر۔^۲

جس نص پر اعتماد ہے وہ یہ ہے کہ مضطر کے لیے مردہ
آدمی کو کھانا جائز نہیں ہے خواہ مضطر مسلمان ہو اور اسے
کوئی اور چیز نہ ملے پھر بھی مردہ انسان کو کھانا جائز نہیں ہے
خواہ وہ کافر ہو، کیونکہ ایک آدمی کی بقا کی وجہ سے دوسرے
آدمی کو بے عزت نہیں کیا جاسکتا۔

علامہ دسوقی مالکی اس کے حاشیہ میں فرماتے ہیں:

ولو ادى عدم الاكل لموت ذلك
المضطر۔^۳
علامہ بدر الدین عینی حنفی لکھتے ہیں:

قال شينحنه لا يجوز بيع ميتة الادھی
مطلقاً سواء فيه المسلم والكافر
اما المسلم فلشرفه وفضله حتى انه لا يجوز
الانتفاع بشئ من شعره وجلده وجميع
اجزائه۔^۴

ہمارے شیخ نے کہا ہے کہ مردہ آدمی کو نہ بچنا قطعاً
ناجائز ہے خواہ وہ مسلمان ہو یا کافر، مردہ مسلمان کی بیع اکل
کی عزت اور کرامت کی وجہ سے ممنوع ہے، حتیٰ کہ مردہ
مسلمان کے بال اس کی کھال اور اس کے اجزاء میں سے
کسی جز کو بھی استعمال کرنا اور اس سے نفع حاصل کرنا جائز

۱۔ علامہ موفق الدین ابو محمد عبداللہ بن احمد بن قدامہ حنبلی متوفی ۵۶۳ھ، المنہج ج ۹ ص ۳۲۵، مطبوعہ دار الفکر بیروت، ۱۴۰۵ھ

۲۔ علامہ ابوالبرکات سیدی احمد درودیر مالکی، الشرح الکبیر ج ۱ ص ۲۲۹، مطبوعہ دار الفکر بیروت۔

۳۔ شیخ شمس الدین محمد عرفہ الدسوقی مالکی، حاشیۃ الدسوقی علی الشرح الکبیر ج ۱ ص ۲۲۹، مطبوعہ دار الفکر بیروت

۴۔ علامہ بدر الدین ابو محمد محمد بن احمد عینی متوفی ۸۵۵ھ، عمدة القاری ج ۱۲ ص ۵۵، مطبوعہ ادارة الطباعة المنيرية مصر، ۱۳۴۸ھ

اعضاء کی پیوند کاری میں مصری علماء کی تحقیق | اعضاء کی پیوند کاری کے مسئلہ پر بحث کرتے ہوئے مصری علماء دیکھتے ہیں:

اب ہم اس میں غور کرتے ہیں کہ کسی زندہ یا مردہ انسان کے جسم کا کوئی عضو کاٹ کر کسی دوسرے زندہ انسان کے جسم میں لگانا، اقوال فقہاء کی روشنی میں جائز ہے یا نہیں؟

فقہ مالکی کی شرح کبیر اور حاشیہ دسوتی میں ہے کہ جب کسی انسان کا دانت گر جائے تو اس کو واپس لگا کر سونے یا چاندی کے تار سے باندھ دینا جائز ہے، کیونکہ آدمی کا مردہ عضو پاک ہوتا ہے، اسی طرح اس دانت کے بدلہ میں کسی حلال جانور کے دانت کو لگانا بھی جائز ہے، البتہ مردار جانور کے دانت لگانے میں دو قول ہیں، جواز اور منع، اور عدم جواز کے قول پر نماز کے وقت دانت نکال لیا جائے گا اور اگر اس میں کوئی دشواری ہوئی تو رہنے دیا جائے گا۔

فقہ حنفی میں علامہ ابن عابدین نے رد المحتار کی جلد اول کی مفسدات صلوٰۃ میں غزائۃ الفادی سے نقل کیا ہے کہ کسی شخص کی ہڈی ٹوٹ گئی اور اس کو کتے کی ہڈی سے جوڑ لیا گیا اور بغیر ضرر کے وہ کتے کی ہڈی نکالی نہیں جاسکتی تو اس کے ساتھ نماز جائز ہے۔ علامہ کاسانی نے بدائع الصنائع میں کتاب الاستحسان کے آخر میں لکھا ہے اگر کسی آدمی کا دانت گر گیا تو اس کی جگہ مردہ کا دانت لگانا بلا جہاں مکروہ ہے۔ اسی طرح امام ابو حنیفہ اور امام محمد کے نزدیک اسی دانت کو دوبارہ لگانا بھی مکروہ ہے۔ البتہ ذبح شدہ بکری کا دانت اس کی جگہ لگا دیا جائے تو مکروہ نہیں ہے اور امام ابو یوسف فرماتے ہیں کہ اپنا دانت لگانے میں کوئی حرج نہیں ہے اور دوسرے کا دانت لگانا مکروہ ہے، اور صاحب البحر الرائق نے کتاب الخطر والاباحت میں ذبیحہ سے نقل کیا ہے کہ کسی آدمی کا دانت گر گیا اور اس نے اس کی جگہ کتے کا دانت لگا لیا اور وہ قائم ہو گیا تو یہ جائز نہیں ہے اور اس کو نکالا نہیں جائے گا، اور اگر اس نے اپنے دانت کو دوبارہ لگا لیا اور وہ قائم ہو گیا تو دیکھا جائے گا اگر کتے کا دانت بغیر ضرر کے اکھاڑا جاسکتا ہے تو اکھاڑ لیا جائے گا ورنہ نہیں اکھاڑا جائے گا۔

فقہ حنبلی میں علامہ ابن قدامہ نے منہج کی کتاب الجنائز میں لکھا ہے: اگر کسی انسان کی ہڈی دوسری ہڈی کے ساتھ جوڑ دی گئی پھر وہ انسان مر گیا تو اگر وہ ہڈی پاک تھی تو اس کو نہیں اکھاڑا جائے گا اور اگر وہ ناپاک تھی اور شک ہے بغیر اس کو نہ نکالنا ممکن ہے تو اس کو نکال دیا جائے گا کیونکہ یہ ایسی نجاست ہے جس کو بغیر ضرر کے زائل کرنا ممکن ہے۔

فقہ شافعی میں علامہ نووی نے مجموع شرح المہذب کے باب طہارت البدن میں لکھا ہے کہ جب ہڈی ٹوٹ جائے تو اس کو پاک ہڈی کے ساتھ جوڑ دینا چاہیے۔ علامہ نووی کہتے ہیں کہ ہمارے اصحاب یہ کہتے ہیں کہ جب ہڈی کو پاک ہڈی کے ساتھ جوڑنا ممکن ہو تو ناپاک ہڈی سے جوڑنا جائز نہیں ہے، اگر پاک چیز نہ ملے اور ناپاک سے جوڑنے کی ضرورت ہو تو یہ حذر ہے، اگر ناپاک ہڈی سے جوڑنے کی ضرورت نہ ہو یا اس کے قائم مقام پاک ہڈی دستیاب ہو اس کے باوجود ناپاک ہڈی سے جوڑے تو وہ گنہگار ہوگا اور اس ناپاک ہڈی کا نکالنا واجب ہے بشرطیکہ اس کے نکالنے سے جان یا کسی اور عضو کی ہلاکت کا خطرہ نہ ہو اور وہ ضرر نہ پائے جائے جن کو تیمم میں بیان کیا گیا ہے، اگر وہ شخص اس ناپاک ہڈی کو نہ نکالے تو حاکم اس کو نہ نکالنے پر مجبور کرے اور اس ہڈی کے ساتھ اس کی نماز جائز نہیں ہوگی، اگر ہڈی نکالنے سے اس کو درد ہو، تو اس درد کی وجہ سے اس کو معذور نہیں قرار دیا جائے گا خواہ اس ہڈی پر گوشت چڑھ گیا ہو یا نہ، شوافع کا مذہب یہی ہے اور ایک قول یہ بھی ہے کہ اگر ہڈی پر گوشت چڑھ گیا تو اس کو نہ نکالا جائے یہ چند کہ اس کی ہلاکت کا خوف نہ ہو، یہ علامہ رافعی کا قول ہے،

پیدا ہو جائیگا اور اس کی نفع اندوزی کم یا نہ ہو جائیگی۔ ایک اور فرق یہ ہے شریعت میں خون کو جسم سے نکالنے کا منشاء موجود ہے جس طرح احادیث میں قصہ لگانے کا ذکر ہے انسان کے لیے جائز ہے کہ وہ قصہ لگا کر اپنے جسم کا کچھ خون پھینک دے یا خلیج کرے اس کے برخلاف کسی عضو کو کاٹ کر پھینک دینے کی شریعت میں مطلقاً اجازت نہیں ہے اس طرح دودھ پلانے کا اور دودھ سے دوسرے انسان کو فائدہ پہنچانے کا اور اپنے جسم سے دودھ نکالنے کا شریعت میں ثبوت ہے لیکن عضو کاٹ کر کسی کو دینے کا یا عضو کاٹ کر پھینک دینے کا شریعت میں ثبوت نہیں ہے ایسے اعضا کو خون اور دودھ پر قیاس نہیں کیا جاسکتا، ایسے دودھ اور خون سے حالت مضطر میں علاج جائز ہے اور اس پر قیاس کے اعضا کی پیوند کاری سے علاج جائز نہیں ہے خواہ زندہ کے اعضا ہوں یا مردہ کے حالت مضطر ہو یا نہ ہو۔ اصول شریعت اور عبارات فقہاء سے ہم نے یہی سمجھا ہے **لَعَلَّ اللّٰہُ یُحْدِثُ بَعْدَ ذٰلِکَ اَمْرًا۔**

اضطرار کی بنیاد پر بھی انسانی اعضاء سے علاج جائز نہیں | بعض لوگ کہتے ہیں کہ انسانی اعضاء سے پیوند کاری زیادہ سے زیادہ حرام ہوگی اور حالت اضطرار میں حرام چیز سے حرمت اٹھ جاتی ہے اس لیے جان بچانے کے لیے کسی مرتضیٰ کو گروہ دینا یا مردہ کے بعد دل نکال لینے کی وصیت کرنا حرمت کے باوجود جائز و مباح ہے لیکن یہ استدلال صحیح نہیں ہے کیونکہ اضطرار اگر ہے تو مرگھٹنے کے لیے ہے جو شخص اپنے گرد سے دے رہا ہے یا دل اور آنکھوں کی وصیت کر رہا ہے جن کا وہ خود مالک نہیں ہے اور نقد حکم منفا یعنی ۲۰۰۰۰ (اسرار) منہ تم نے انسان کو مکرم بنایا ہے کی مخالفت کر کے انسانیت کی تبدیل کر رہا ہے یہی وجہ ہے کہ ہمارے فقہاء نے اضطرار کی صورت میں بھی انسانی اعضاء سے علاج کی اجازت نہیں دی۔

اس بحث کو مکمل کرنے کے لیے ہم پیوند کاری کے مجوزین کے مزید فتاویٰ اور دلائل پیش کر رہے ہیں، اس کے بعد ہم ان کے دلائل کا جائزہ لیں گے اور اپنے نظریہ کو واضح کریں گے۔

اعضاء کی پیوند کاری کے سلسلے میں علماء اہل دین کا فتویٰ | مملکت اردن میں ہاشمیہ کی مجلس افتادہ کی طرف سے یہ ہے کہ اعضا کا پرستہ ہر دم انتقال خون اور اعضا کی پیوندی کاری جائز ہے اس کی دلیل یہ ہے کہ انسانی جان کی حفاظت واجب ہے لہذا ایک مسلمان کی زندگی بچانے یا اس کے کسی عضو کو سلامت رکھنے کے لیے کسی زندہ یا مردہ انسان کے عضو کا منتقل کرنا اگر ضروری ہو جائے تو اس پیوند کاری کو ضرورتاً منظور کیا جائے گا کیونکہ ضرورت منوع چیز کو جائز کر دیتی ہے نیز درخواست میں سے کم تر کو اختیار کر لینا چاہیے۔ پوسٹ مارٹم کے جواز کی دلیل یہ ہے کہ اس پر فقہاء مذاہب اربعہ کا اتفاق ہے کہ زندہ بچے کو نکالنے کے لیے مردہ عورت کا پیٹ چک کر ناجائز ہے لیکن کوئی زندہ شخص کسی حرام شے (دوسرے انسان کا خون یا اعضا) کو استعمال کر سکتا ہے یا نہیں؟ اس کا جواب یہ ہے کہ جان بچانے کے لیے حرام چیز کا استعمال کرنا جائز ہے لیکن شخص سلامتی اعضاء کے لیے تبدیلی کے جواز کی کوئی دلیل نہیں ہے۔ اعضاء کی پیوند کاری کے لیے یہ شرائط ہیں (۱) اگر زندہ شخص کے اعضاء سے پیوند کاری مقصود ہو تو اس سے اجازت لی جائے اور مردہ کے اعضاء میں اس کے والدین یا حاکم سے اجازت لی جائے۔ (ب) زندہ آدمی کا اس قدر خون یا ایسا عضو نہ لیا جائے جس سے اس کی جان خطرہ میں پڑ جائے (ج) جس کو عضو دیا جائے وہ مضطر ہو (د) پیوند کاری سے عضو دینے والے میں کوئی غیر معمولی بدنائی نہ ہو (۵) عضو کا یہ عطیہ محض سناٹا ہو اس کے بدلہ میں کوئی مادی عوض نہ لیا جائے۔ ۱۷

۱۷۔ افتخار حسین (مرتب) (علماء اہل دین کا فتویٰ) اسلام اور قرینہ کی پیوند کاری محصلہ ۳۲-۳۵ مطبوعہ پاکستان ٹیلی ویژن کراچی ۱۹۸۲ء

ایک قول یہ ہے کہ اس کا کھانا جائز نہیں ہے، دوسرا قول یہ ہے کہ جائز ہے کیونکہ زندہ انسان کی حرمت مردہ انسان سے زیادہ ہے۔ علامہ ابن قدام نے منہی میں لکھا ہے کہ یہ قول اولیٰ ہے۔

فقہ مالکیہ، شافعیہ اور حنبلیہ کے جو قول گزرے ہیں ان میں یہ تصریح ہے کہ جب انسان کی ہڈی ٹوٹ جائے تو اس کو پاک ہڈی کے ساتھ جوڑنا جائز ہے اور علامہ شیرازی نے مہذب میں یہ لکھا ہے کہ اضطراب کے سوا ہڈی کو نجس ہڈی کے ساتھ جوڑنا جائز نہیں ہے جب اس کے سوا دوسری ہڈی نہ پائی جائے، اور یہ کہ جو دانت گر جائے اس کو اپنی جگہ پر لگانا اور اس کو سونے اور چاندی کے تار سے باندھنا جائز ہے اسی طرح قریح شدہ جانور کے دانت سے اسکو تبدیل کرنا بھی جائز ہے فقہ حنفی میں یہ تصریح ہے کہ اگر انسان کی ہڈی کے ساتھ کتے کی ہڈی کو بیوند کیا جائے اور بغیر مزر کے اس کو اکھاڑنا ٹھیک نہ ہو تو اس کے ساتھ نماز جائز ہے۔ فردع احناف کی ان مثالوں سے یہ مسئلہ مستنبط ہوتا ہے کہ ضرورت کے وقت ٹوٹی ہوئی ہڈی کو نجس ہڈی کے ساتھ جوڑنا جائز ہے اور اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔

سابقہ تصریحات کا خلاصہ یہ ہے کہ مردہ انسان کا جسم ظاہر ہے اسی طرح اس کی زندگی میں جو عضو اس سے علیحدہ ہو گیا وہ بھی ظاہر ہے یہ بھی گزر چکا ہے کہ پیٹ میں اگر زندہ بچہ ہو تو اس کو نکالنے کے لیے مردہ آدمی کا پیٹ چیرنا جائز ہے بلکہ مال نکالنے کے لیے بھی اس کا پیٹ چیرنا جائز ہے اور فقہ شافعیہ اور زیدیہ کے قول میں مردہ انسان کو حالت اضطراب میں کھایا جاسکتا ہے، مالکیہ اور حنابلہ کے مذہب میں بھی ایک قول یہ ہے اور فقہ شافعیہ اور زیدیہ کے قول میں یہ جائز ہے کہ انسان اضطراب کی حالت میں اپنے جسم کا کوئی عضو کاٹ کر کھائے اور ٹوٹی ہوئی ہڈی کو پاک ہڈی سے جوڑنا بھی جائز ہے۔

ان تصریحات کی بنیاد پر ہم یہ کہتے ہیں کہ مردہ انسان کا پیٹ چاک کرنا جائز ہے اور اس میں سے کوئی عضو یا عضو کا کوئی بڑے کر اس کو کسی زندہ انسان کے جسم میں لگانا جائز ہے جب کہ طیب کا ظن غالب یہ ہو کہ اس کے عضو سے زندہ جسم کو فائدہ پہنچے گا، جس طرح فقہاء مردہ حائلہ عورت کا پیٹ پھاڑ کر اس میں سے زندہ بچہ نکالنے کی اجازت دیتے ہیں، اور اس قاعدہ پر عمل کرتے ہوئے کہ ضروریات حرام چیزوں کو مباح کر دیتی ہیں اور زیادہ ضرر کو کم ضرر سے زائل کر دیا جاتا ہے اور یہ قواعد کتاب اور سنت سے ثابت ہیں اور جو زندہ انسان بھوک سے مر رہا ہو تو اس کی زندگی بچانے کی ضرورت کے سبب مردہ انسان کو کھانا جائز ہے کیونکہ یہ دو خرابیوں میں سے کم درجہ کی خرابی ہے (یعنی مردہ انسان کی تحکیم نہ کرنا اور زندہ انسان کو مرنے دینا ان میں سے کم درجہ کی خرابی مردہ انسان کی تحکیم نہ کرنا ہے) اور جب دو خرابیوں میں تقاضا ہو تو کم درجہ کی خرابی کا ارتکاب کر کے بڑی خرابی سے اجتناب کیا جاتا ہے اور جب اضطراب میں مردہ انسان کو کھانا جائز ہے تو ضرورت کی وجہ سے ان کے جسم کے بعض اعضاء کو نقل کر کے زندہ انسان کی جان بچانے کے لیے اس میں لگانا جائز ہے جبکہ ان اعضاء اور اجزاء کا فائدہ پہنچانا یقینی ہو۔

یہ تو مردہ انسان کے اعضاء سے بیوند کاری کا حکم تھا۔ باقی رہا زندہ انسان کے اعضاء سے بیوند کاری کا حکم تو اس کی طرف اشارہ گور چکا ہے کہ فقہ شافعیہ اور فقہ زیدیہ میں اس کی اجازت ہے کہ ایک زندہ انسان حالت اضطراب میں اپنے جسم کا کوئی عضو کاٹ کر کھاسکتا ہے بشرطیکہ اس کی بھوک مٹانے کے لیے کوئی اور حلال یا حرام چیز اس کو نہ مل سکے، اور اسی کے عضو کاٹنے کا ضرر نہ کھانے کے مزر سے کم ہو۔

امام الحرمین اور امام غزالی کا بھی اسی طرف میلان ہے اور یہی امام ابو حنیفہ اور امام مالک کا مذہب ہے اور اگر بڑی ٹکڑی سے جان یا عضو کی ہلاکت کا خطرہ یا عضو کی منفعت نازل ہونے کا خطرہ ہو تو صحیح قول یہ ہے کہ بڑی ٹکڑی کا نکالنا واجب نہیں ہے، پھر علامہ نووی نے کہا کہ زخموں کا ناپاک دواؤں سے علاج کرنا یا انہیں ناپاک دواگوں سے باندھنے کا حکم بھی وہی ہے جو ناپاک بڑی سے جوڑنے کا ہے اور اگر کسی شخص کا دانت اکھڑ گیا اور اس کو اسی جگہ لگا دیا گیا تو ہمارے علاوہ عراق کہتے ہیں کہ یہ جائز نہیں ہے کیونکہ یہ نجس ہے اور یہ ان کے اس اصول کی بناء پر ہے کہ آدمی سے اس کی زندگی میں جو عضو علیحدہ ہو جائے وہ نجس ہوتا ہے، کتاب الاہم میں امام شافعی نے اس کی تشریح کی ہے لیکن ان کا مذہب یہ ہے کہ وہ پاک ہے بخوارسان کے علاوہ کے نزدیک یہی صحیح ہے اور اگر اس کا دانت ہل رہا تھا اور اس نے اس کو سونے یا ہانڈی کے تار سے باندھ لیا تو یہ باوقاف پاک ہے۔

حضرت عرفجہ رضی اللہ عنہ کی ایک جگہ میں ناک کٹ گئی تھی انہوں نے اس کی جگہ چاندی کی ناک لگالی جس سے بدبو پیدا ہو گئی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو سونے کی ناک لگانے کا حکم دیا۔ اس حدیث سے مذاہب اربعہ کے فقہاء نے یہ استدلال کیا ہے کہ انسان کے جسم کے کسی عضو کو سونے کے جز سے باندھنا جائز ہے۔

کیا ضرورت کے وقت انسان کے گوشت کو کھایا جاسکتا ہے؟ فقہاء حنفیہ نے اس کو ناجائز قرار دیا ہے۔ علامہ ابن عیینہ شامی نے ردالمحتار کی پانچویں جلد میں لکھا ہے کہ حالت اضطرار میں انسان کے گوشت کو کھانا جائز نہیں ہے خواہ وہ انسان مرد یا برکینہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: وَلَقَدْ كَرَّمْنَا بَنِي آدَمَ (اسراء: ۷۰) ہم نے بنی آدم کو تکریم دی ہے اسی طرح حالت اضطرار میں کسی زندہ انسان کو قتل کر کے کھانا جائز نہیں ہے خواہ وہ انسان مباح الدم (جائز اقل) ہو جیسے حربی کافر، مرتد اور شادی شدہ زانی، کیونکہ بنی آدم کی تکریم تمام انسانوں کو شامل ہے خواہ وہ معصوم الدم ہوں یا مباح الدم۔ فقہاء احناف کے علاوہ ظاہر یہ بھی قول ہے لیکن ان کی دلیل مختلف ہے۔

فقہ مالکی میں ہے کہ حالت اضطرار میں آدمی کا گوشت کھانا جائز نہیں ہے اور یہ امر تبدیلی ہے، اور بعض مالکیہ نے حالت اضطرار میں مردہ آدمی کا گوشت کھانا جائز قرار دیا ہے کیونکہ یہ امر تبدیلی نہیں ہے شرف انسان سے متعلق ہے۔ علامہ صاوی نے شرح صفیر کے حاشیہ میں اسی طرف اشارہ کیا ہے۔

فقہ شافعی اور فقہ زیدی میں حالت اضطرار میں مردہ انسان کا گوشت کھانے کو چند شروط کے ساتھ جائز قرار دیا ہے۔ بعض شرائط یہ ہیں: اس مردہ انسان کے علاوہ اس کو اور کچھ کھانے کو نہ ملے، جیسے حالت اضطرار میں انسان کے لیے یہ جائز ہے کہ وہ اپنے جسم کے کسی عضو کو کاٹ کر کھائے تاکہ ایک جزو کے زوال سے پورے جسم کو بچایا جاسکے اور یہ اس وقت ہے جب اس کو کوئی حرام چیز بھی کھانے کے لیے نہ ملے۔ اور یہ شرط ہے کہ اس جز کو کھانے سے جو ضرر ہو وہ اس کے نہ کھانے کے ضرر سے کم ہو اور اگر یہ ضرر اتنا ہی ہو یا اس سے زیادہ ہو تو پھر اس کو کاٹ کر کھانا جائز نہیں ہے اور حالت اضطرار میں یہ جائز نہیں ہے کہ کسی دوسرے ایسے آدمی کا عضو کاٹ کر کھایا جائے جو معصوم الدم ہو، اسی طرح یہ بھی جائز نہیں ہے کہ ایک آدمی اپنے جسم کا کوئی عضو کاٹ کر کسی دوسرے معصوم کو کھلائے۔

فقہ حنبلی میں ہے کہ کسی شخص کے لیے یہ جائز نہیں ہے کہ وہ حالت اضطرار میں کسی انسان معصوم الدم کو قتل کر کے کھائے یا کسی شخص کا عضو تلف کر دے خواہ وہ شخص مسلمان ہو یا غیر مسلمان، البتہ حالت اضطرار میں مردہ انسان کو کھانے میں دو قول ہیں۔

کر سکیں۔ مولانا محمد طاسین لکھتے ہیں:

جو علماء قرنیہ کی پیوند کاری کو ناجائز اور حرام کہتے ہیں ان حضرات کی پہلی اور بڑی دلیل یہ ہے کہ چونکہ قرنیہ کی پیوند کاری میں مردہ آدمی کی لاش سے آنکھیں نکالنی پڑتی ہیں اور مردہ آدمی کی لاش میں قطع و برید تحریم آدمیت کے منافی ہے آدمی نہ ہو یا مردہ اس کی تحریم واجب اور قرین حرام ہے، لہذا جو عمل تحریم آدمیت کے منافی ہو گا وہ حرام ہے لہذا قرنیہ کی پیوند کاری بھی حرام ہے۔ تحریم آدمیت سے متعلق یہ حضرات قرآن مجید کی یہ آیت پیش کرتے ہیں: وَلَقَدْ كَرَّمْنَا بَنِي آدَمَ وَحَمَلْنَاهُمْ فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ وَرَزَقْنَاهُمْ مِنَ الطَّيِّبَاتِ وَفَضَّلْنَاهُمْ عَلَى كَثِيرٍ مِمَّنْ خَلَقْنَا تَفْضِيلًا (اسراء: ۷۰) بیشک ہم نے بنی آدم کو قابل تحریم بنایا اور انھیں خشکی اور تری میں سوار کیا اور پاکیزہ چیزوں سے ان کو رزق دیا اور اپنی مخلوق میں سے بہتوں پر انھیں فضیلت اور برتری دی۔

قرنیہ آدمیت کی ممانعت میں دو حدیثیں پیش کی جاتی ہیں ایک وہ جس میں مشکہ سے منع فرمایا گیا ہے اور مشکہ کے معنی ہیں دشمن کو ہلاک کرنے کے بعد اس کی لاش کو مسخ کرنے کے لیے ناک، کان وغیرہ کاٹ دینا تاکہ وہ پہچانا نہ جاسکے اور اس کی مزید تبدیلی ہو اور دوسری وہ حدیث ہے جس میں فرمایا گیا ہے کہ میت کی ہڈی توڑنا ایسا ہے جیسے زندہ انسان کی ہڈی توڑنا گناہ اور حرام ہے لہذا مردہ انسان کی ہڈی وغیرہ توڑنا بھی گناہ اور حرام ہے۔

مسئلہ زیر بحث میں میت کی جراثیم کی جاتی ہیں وہ نفرت و عداوت کے جذبے اور میت کو بگاڑنے اور سوا کرنے کی غرض سے نہیں بلکہ میت کے احترام کے ساتھ اس غرض سے لی جاتی ہیں کہ اندھے آدمی کی ضرورت پوری ہو اور وہ بینائی پاکر عزت نفس اور خود داری کے ساتھ زندگی گزارے اور دوسروں کا محتاج نہ رہے، لہذا یہ چیز تحریم آدمیت کے منافی ہے اور نہ قرین انسانیت بلکہ تحریم آدمیت کی خاطر موقوف ہے۔

جو حضرات قرنیہ کی پیوند کاری کو حرام اور ناجائز کہتے ہیں ان کی دوسری دلیل یہ ہے کہ چونکہ کوئی آدمی اپنے جسم کا مالک نہیں ہوتا لہذا وہ اپنے جسم کے متعلق وصیت نہیں کر سکتا، کیونکہ وصیت کے لیے ضروری ہے کہ جس چیز کے متعلق وصیت کی جائے وہ آدمی کی اپنی ملکیت میں ہو، آدمی اپنے جسم کا مالک نہیں ہے اس کے ثبوت میں صرف وہ حدیث نبوی پیش کی جاتی ہے جس میں خود کشی کی ممانعت ہے۔

اس دلیل کا عقلی تجزیہ کرنے اور بغور جائزہ لینے سے معلوم ہوتا ہے کہ اس دلیل سے یہ دعویٰ ثابت نہیں ہوتا، اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خود فرما دیا ہوتا کہ خود کشی اس وجہ سے حرام ہے کہ انسان اپنے جسم و جان کا مالک نہیں ہے پھر ایک مسلمان کے لیے کسی قیل و قال اور چون و چرا کی گنجائش نہ تھی لیکن آپ نے کہیں ایسا نہیں فرمایا لہذا یہ تو جیبہ محض ہمارے ذہن کی اختراع ہے۔ خود کشی حرام ہونے کی صحیح توجیہ یہ ہے کہ خود کشی کرنے والا اپنے اختیار سے ایک طرف ان لوگوں کو دکھا اور اذیت پہنچاتا ہے جن کے ساتھ اس کا باپ، بیٹے، بھائی، شوہر، چچا، بھتیجے، دوست اور پڑوسی وغیرہ کا رشتہ ہوتا ہے جن کو اس کی موت سے رنج پہنچتا ہے اور دوسری طرف وہ بے شمار لوگوں کے حقوق تلف کرتا ہے جو مختلف حیثیات سے اس کے ذمہ عائد ہوتے ہیں اور پھر اس کی موت کے ساتھ تلف ہو جاتے ہیں۔ جن کے تلف ہو جانے سے حقداروں کو نقصان پہنچتا ہے اور مباشرے کا توازن بگڑ جاتا ہے ظاہر ہے طبیعت میں بھی ایسا ہوتا ہے لیکن چونکہ اس میں اس کا اختیار نہیں لہذا اس کا وہ ذمہ دار نہیں۔

اس قول کی بنیاد پر ہم یہ کہتے ہیں کہ ایک زندہ انسان اپنے جسم کا کوئی عضو کسی دوسرے شخص کو تبرعاً یا احساناً کے طور پر دے سکتا ہے، جبکہ اس عضو کے کاٹنے سے اسی کو کوئی ضرر نہ ہو اور وہ جس کو دینا چاہتا ہے اس کے لیے وہ ضرر نہ رہا ہو واکثر کے غالب ظن میں اس کو فائدہ پہنچے اور تبرع کرنے والے کو اپنے جسم پر ایک گرد و غبار حاصل ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: وَلَا تَقْتُلُوا أَنْفُسَكُمْ (نساء: ۲۹) "اپنے آپ کو قتل مت کرو۔ وَلَا تَقْتُلُوا بَابًا بِكُمْ الْحَيَاةَ التَّمَدُّدُ (بقرہ: ۱۹۵) "اپنے ہاتھوں کو ہلاکت میں مبتلا نہ کرو۔ تبرع کرنے والے کے لیے اپنے جسم کے ہر جز یا ہر عضو کو دینا جائز نہیں ہے تاکہ کسی عضو کو کاٹنے کی وجہ سے وہ عاجز یا بد شکل نہ ہو جائے ایک انسان کا خون دوسرے انسان میں داخل کرنے کی بھی یہی دلیل ہے۔

زندہ انسان اپنا عضو یا خون صرف تبرع یا احسان کے طور پر دے سکتا ہے اس کو بیع نہیں سکتا، کیونکہ زندہ انسان کو بیچنا شرعاً جائز نہیں ہے کیونکہ نفس قرآن سے انسان کی تکوین ثابت ہے اسی طرح مردہ انسان کے اعضاء کو بھی بیچنا شرعاً جائز نہیں ہے، زندہ انسان کے اعضاء کی طرح مردہ انسان کے اعضاء بھی زندہ انسان میں لگانا جائز ہیں جبکہ واکثر کے غالب رائے یہ ہو کہ ان اعضاء سے فائدہ ہو سکتا ہے۔

جب زندہ انسان اپنے مرنے کے بعد اپنے جسم کے کسی عضو کو کاٹنے کی وصیت کرے یا اس کے ورثہ اس کی اجازت دی تو اس کے وہ اعضاء کاٹ لیے جائیں گے اور اگر کوئی شخص مجبور اور نامعلوم ہو یا وہ شخص تو معلوم ہو لیکن اس کے ورثہ نامعلوم ہوں تو اس کے جسم کے کسی حصہ کو نکال کر کسی زندہ انسان میں لگا دینا جائز ہے جس سے زندہ انسان کے علاج میں استفادہ ہو سکے، یا اس کے مردہ جسم کو میڈیکل کالج کے طلباء کے لیے چھوڑ دیا جائے تاکہ وہ اس کا مطالعہ اور تجزیہ کر سکیں کیونکہ ان تمام چیزوں میں ایسی مصلحت اور منفعت ہے جو مردہ کے احرام پر راجح ہے اور یہ عام لوگوں کی اجازت سے ہے جو ان نامعلوم مردوں کو نائب کے حکم میں ہیں یا ان کے ورثہ کی اجازت سے ہے یا خود اس شخص کی زندگی میں وصیت کی وجہ سے ہے اور جب تک میت کی موت متحقق نہ ہو جائے اس کے کسی عضو کو نہیں نکالا جائے گا۔

معمری علماء کی اس تحقیق کے اعتبار سے مرنے کے بعد عطیہ چشم کی وصیت جائز ہے اور زندہ آدمی کے لیے ہنگامہ یا کوئی اور عضو کسی ضرورت مند کو تبرعاً بلا قیمت دینا جائز ہے اور لا وارث مردے کے اعضاء کو ضرورت مند لوگوں کو دینا جائز ہے، البتہ ان اعضاء کو بیچنا اور ان کی قیمت وصول کرنا حرام اور ناجائز ہے کیونکہ یہ تکوین انسانیت کے خلاف ہے۔

اعضاء کی پیوند کاری پر بعض پاکستانی علماء کے دلائل | پاکستان آئی بنگ کے صدر جناب افتخار حسین صاحب نے اپنا مرتب کردہ رسالہ "اسلام

اور قرینہ کی پیوند کاری" مجھے لا کر دیا۔ اسی رسالہ میں بعض ملکی اور غیر ملکی علماء نے قرینہ کی پیوند کاری کے ثبوت میں متعلقہ سپر وٹلم کیے ہیں۔ اس مجموعہ میں مولانا محمد طاسین صاحب کا مقالہ نسبتاً زیادہ فکر انگیز تھا اس لیے قارئین کی علمی ضیافت کی خاطر میں اس مقالہ کی تلخیص پیش کر رہا ہوں تاکہ جن لوگوں کو اس موضوع سے دل چسپا ہے وہ جانیں کہ دلائل کا تجزیہ

احرم اس کی وجہ میں یہ بھی لکھ چکے ہیں کہ ہر چند کہ اعضاء کا ضرورت مند محتاج اور مضطر ہے لیکن اعضاء دینے والے کو کرنا اضطرار لاحق ہے جس کی وجہ سے وہ یہ حرام کام کر رہا ہے اور اپنے اعضاء کو جسم سے نکلا کر یا بعد از مرگ نکلوانے کی وصیت کے لئے اور اس کے رسول کی نافرمانی کر رہا ہے، جبکہ ائمہ اربعہ نے تصریح کی ہے کہ کسی انسان کے لیے یہ جائز نہیں ہے کہ وہ بھوک سے مرنے والے انسان کو یہ کہے کہ تم مثلاً میرا منہ کاٹ کر کھا لو اور اپنی زندگی بچا لو۔

مصری علماء نے یہ بیان کیا ہے کہ شافعیہ اور زیدیہ کا ایک قول یہ ہے کہ جب کوئی انسان بھوک کی وجہ سے مضطر ہو اور اسے کھانے کو نہ ملے تو اس کے لیے جائز ہے کہ وہ اپنا کوئی عضو کاٹ کر کھالے، مصری علماء نے اس پر یہ قیاس کیا ہے کہ جب انسان اضطرار کے عالم میں خود اپنا عضو کھا سکتا ہے تو کسی دوسرے مضطر انسان کو بھی اپنا عضو کھا سکتا ہے بنا بریں علاج کی ضرورت سے اپنے اعضاء بھی دوسرے انسان کو دے سکتا ہے۔

مصری علماء نے اس پر غور نہیں کیا کہ اولیٰ قریہ صرف بعض شافعیہ اور زیدیہ کا قول ہے جمہور شافعیہ یا ائمہ اربعہ اور جمہور فقہاء اہل سنت کا قول نہیں ہے اور اتنے اہم مسئلہ کے لیے صرف بعض شافعیہ اور زیدیہ کے قول کو بنیاد نہیں بنایا جاسکتا، جبکہ اس کی تائید میں قرآن و حدیث سے کوئی دلیل نہیں ہے۔ ثانیاً شافعیہ اور زیدیہ کے قول پر بھی یہ قیاس صحیح نہیں ہے کہ ایک انسان کسی بھوکے مضطر کو اپنا عضو کاٹ کر کھلا دے کیونکہ شافعیہ اور زیدیہ بھوک میں مبتلا شخص کو اپنا عضو کاٹ کر کھانے کی اجازت دے رہے ہیں اس لیے ان کے قول کی بناء پر وہ بھوکا شخص خود اپنا عضو کاٹ کر کھالے کسی اور کا عضو کاٹ کر کھانے کی نہ انھوں نے اجازت دی ہے اس کی ضرورت ہے اور ثانیاً اصولی بات یہ ہے کہ جو شخص مضطر ہے سکر حالت اضطرار میں از کتاب جرم کی اجازت دیکھتی ہے اس لیے جو بھوک سے مر رہا ہے وہ تو مضطر ہے کہ اپنا عضو کاٹ کر کھائے کسی دوسرے انسان کو کرنا اضطرار لاحق ہے جس کی وجہ سے اس کو حرام کام کی اجازت دی جائے کہ وہ اپنا منہ کاٹ کر دوسرے کو کھلا دے۔

مصری علماء نے یہ بھی لکھا ہے کہ ایک انسان اپنے اعضاء بلا قیمت تبرع اور احسان کے طور پر کسی ضرورت مند انسان کو دے سکتا ہے اسے اعضاء نیچے کی اجازت نہیں ہے کیونکہ انسانی اعضاء کو بیچنا تحکیم آدمیت کے خلاف ہے، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: وَلَقَدْ كَرَّمْنَا بَنِي آدَمَ - ہم نے بنو آدم کو عزت اور تحکیم دی۔ اور انسانی اعضاء کو بیچنا اس عزت اور تحکیم کے خلاف ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ بغیر کسی اضطرار اور شرعی مطالبہ کے اپنے اعضاء کو کٹوا دینا اس سے بھی زیادہ تحکیم آدمیت کے منافی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے یہ اعضاء ہم کو اپنے استعمال کے لیے دیے ہیں۔ یہ اعضاء ہمارے پاس اللہ تعالیٰ کی امانت ہیں ان اعضاء کو کاٹ کر کسی اور کو دینا اس امانت میں خیانت ہے اور اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی اجازت کے بغیر ان اعضاء میں تصرف ہے۔

اسلامی نظریاتی کونسل کے ایک رکن جو اعضاء کی پیوند کاری کے مجوز ہیں ان سے جب میں نے یہ کہا کہ اعضاء دینے والے کو کرنا اضطرار لاحق ہے جس کی وجہ سے وہ خلاف شرع اپنے اعضاء کٹوا رہا ہے، انھوں نے کہا جب ایک شخص کو معلوم ہے کہ فلاں شخص کو ایک گروہ کی ضرورت ہے اور میرے گروہ دینے سے اس کی جان بچ جائے گی تو اس پر واجب ہے کہ وہ اپنا گروہ کٹا کر اس کو دے دے اور چونکہ علاج کی یہی صورت ہے اس لیے وہ مضطر

۱۔ علامہ مفتی محمد حسین نسیمی لاہور

اللہ تعالیٰ نے انسان کو یہ اختیار دیا ہے کہ وہ اپنے مال اور اپنے جسم سے فائدہ اٹھائے اور ان کے احکامات کو تسلیم کرے جو اس کی ذات اور دوسروں کے لیے مفید اور نفع بخش ہو، مگر اور نقصان نہ ہو اور ہر شخص کو اپنے مال اور جسم کا مالک قرار دیا ہے یعنی ان سے فائدہ اٹھانے کے حق میں اسے دوسروں پر ترجیح دی ہے جس کی وجہ سے ہر ایک کی رضا مندانہ اجازت کے بغیر فائدہ نہیں اٹھا سکتا۔

قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: **ان الله اشترى من المؤمنين انفسهم واموالهم بآن ليعطيهم** "بیشک اللہ تعالیٰ نے خرید لیا مومنوں سے ان کی جانوں اور ان کے مالوں کو بیوی اس کے کہ ان کے لیے جنت ہے۔" چنانچہ خریدی وہی چیز جاتی ہے جو بیچنے والے کی ملکیت میں ہوتی ہے لہذا اس آیت سے مالوں اور جانوں دونوں کے متعلق مومنوں کی ملکیت ثابت ہوتی ہے۔

پھر اگر ان حضرات کے نزدیک آنکھوں کی وصیت کے ناجائز ہونے کی وجہ یہ تھی کہ انسان اپنے جسم اور اعضاء جسم کا مالک نہیں ہے تو پھر یہ ثابت ہو جانے کے بعد کہ انسان اپنے جسم اور اعضاء جسم کا مالک ہے ان حضرات کے نزدیک آنکھوں کی وصیت جائز ہونی چاہیے۔

جب ہم قرآن و حدیث اور کتب فقہ و فقاوی کو دیکھتے ہیں تو ہمیں جزوی تفصیل طور پر کوئی واضح ہدایت نہیں ملتی۔ البتہ کتب فقہ میں قرآن و حدیث سے ماخوذ کچھ ایسے قواعد کلیہ اور اصول عامہ ضرور ملتے ہیں جن کی روشنی میں اس جزوی مسئلہ کو حل کیا جاسکتا ہے۔ مثلاً ان قواعد کلیہ میں سے ایک قاعدہ یہ ہے کہ: ضرورت مظلوم و ممنوع چیز کو مباح کر دیتی ہے دوسرا قاعدہ یہ ہے کہ دو برائیاں پیش آئیں تو بڑی بُرائی سے بچنے کے لیے چھوٹی بُرائی کو اختیار کرنا جائز ہے۔ تیسرا قاعدہ یہ ہے کہ بڑے فائدہ کی خاطر چھوٹے فائدے کو چھوڑنا جائز ہے۔ چوتھا قاعدہ یہ ہے کہ جس چیز میں ایک پہلو منفعت کا اور دوسرا پہلو منفعت کا ہو تو اگر منفعت کا پہلو غالب یا برابر ہو تو اس چیز سے اجتناب کیا جائے اور اگر منفعت کا پہلو غالب ہو تو اسے اختیار کیا جائے، غور سے دیکھا جائے تو ان چاروں قواعد کلیہ کی رو سے مسئلہ مذکور کا حل یہ نکلتا ہے کہ اندر سے آدمی کی بینائی کے لیے مردہ آدمی کی آنکھیں حاصل کرنا جائز ہے۔

اعضاء کی پیوند کاری میں مصنف کا موقف اور بحث و نظر | ہم اس سے پہلے بیان کر چکے ہیں کہ جرم کی تفتیش کے لیے مردہ انسان کا پوسٹ مارٹم جائز ہے اور میڈیکل کالج کے طلبہ کے مطالعہ اور تجزیہ کے لیے پلاسٹک موڈلز آگئیں ہیں اس کے لیے اب انسانی لاشوں کی ضرورت نہیں رہی اور جان بچانے اور شدید مرض کی صورت میں خون لگانا جائز ہے البتہ اس مقصد کے لیے خون کی خرید و فروخت جائز نہیں ہے کیونکہ اول تو خون نجس ہے اور ثانیاً اس لیے کہ انسان اور اس کے اجزاء کی خرید و فروخت ناجائز ہے اور آزاد انسان کی بیع سخت گناہ ہے اور یہ مکرم آدمیت کے بھی خلاف ہے۔

اعضاء کی پیوند کاری میں ہم یہ بیان کر چکے ہیں کہ سونے چاندی کی دھات اور پاک جانوروں کے اعضا اور ہڈیوں سے پیوند کاری جائز ہے البتہ کسی زندہ یا مردہ انسان کے اجزاء کو دوسرے انسان کے جسم میں لگانا جائز نہیں ہے۔

۱۔ افتخار حسین (مرتب) صدر پاکستان ائی. جک سوسائٹی اسلام آباد قرنیہ کی پیوند کاری ص ۸۲-۹۱ ملخصاً مطبوعہ کراچی ۱۹۸۴ء

رسول نے منع فرمایا ہے اور پیوند کاری کے لیے جس زندہ یا مردہ کے اعضاء کاٹ دیے جاتے ہیں اس عمل سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان کی صریح مخالفت ہوتی ہے اور یہ عمل تکویم آدمیت کے بھی خلاف ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ولقد کرّمنا بنی آدم اللہ تعالیٰ نے بنو آدم کو تکویم دی ہے اس کو احسن تقویم میں بنایا ہے اور اعضاء کثوائے انسان کی احسن تقویم کو بگاڑ دیا جاتا ہے اور اس کی تکویم کی مخالفت ہوتی ہے، راہ یہ کہنا کہ دوسرے اندھے آدمی کو بینائی دینا یا جو گردوں سے محروم ہو اس کو گردہ دینا یہ بھی آدمیت کی تکویم سے محض مغالطہ افزہ خیالی ہے، اللہ تعالیٰ نے ہمیں یہ اختیار نہیں دیا کہ ہم اپنے اعضاء بانٹتے پھریں، اپنی آنکھیں نکلا کر خود کو شلہ کرا کر اور تکویم بنو آدم اور احسن تقویم کو بگاڑ کر دوسرے شخص کے لیے بینائی یا دوسرے اعضاء کے حصول کا موقع فراہم کرنے کے ہم مکلف ہیں نہ مجاز، یہ اللہ اور اس کے رسول کے احکام کی صریح خلاف ورزی ہے۔ مولانا طاسین صاحب کے استدلال کی مثال ایسے سے جیسے کوئی شخص ڈاکو زنی اور قتل و غارت گری سے لاکھوں روپے کمانے اور ان پیسوں سے یتیم خانے اور دارالامان کھول لے اور کہے کہ میں انسانیت کی خدمت کو رہا ہوں اور اگر اس پر یہ اعتراض ہے کہ وہ جن ذرائع سے انسانیت کی یہ خدمت انجام دے رہا ہے وہ ناجائز ہیں تو بعینہ جو شخص اپنے اعضاء سے کسی کو بینائی اور گردے فراہم کر رہا ہے اور انسانیت کی خدمت کر رہا ہے اس کی اس خدمت کا ذریعہ بھی ناجائز ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے کسی انسان کو اپنے اعضاء کثوائے کی اجازت دی ہے نہ دوسروں کے مال لوٹنے اور قتل و غارت گری کی۔

مولانا طاسین صاحب اعضاء کی پیوند کاری پر دلیل دیتے ہوئے لکھتے ہیں: قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ان الله اشترى من المؤمنين انفسهم و اموالهم باث لھم الجنة "اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں سے ان کی جانوں اور مالوں کو جنت کے بدلہ میں خرید لیا ہے" چونکہ خریدی وہی چیز جاتی ہے جو بیچنے والے کی ملکیت میں ہوتی ہے لہذا اس آیت سے مالوں اور جانوں دونوں کے متعلق مؤمنوں کی ملکیت ثابت ہوتی ہے اور جب انسان اپنے اعضاء کا مالک ہے تو جس کو چاہے کٹوا کر دے سکتا ہے اور جس کے لیے چاہے بد از مرگی اپنے اعضاء کو کٹوائے کی وصیت کر سکتا ہے۔

جب انے مولانا طاسین صاحب نے اس آیت سے کیے یہ سمجھ لیا کہ مسلمان اپنی جان کا مالک ہے اس آیت میں تو یہ بتایا گیا ہے کہ مسلمان اپنی جانوں اور مالوں کو اللہ تعالیٰ کے ہاتھ بیچ چکے ہیں اور جب انھوں نے اپنی جانوں اور مالوں کو اللہ تعالیٰ کے ہاتھ بیچ دیا تو اب وہ جان اور مال کے مالک نہیں رہے اور ان کا صرف اور صرف اللہ تعالیٰ مالک ہے! درحقیقت ہر چیز کا مالک اللہ تعالیٰ ہی ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

لله ما فی السموات وما فی الارض (بقرہ: ۲۸۴) "و آسمانوں اور زمینوں میں جو کچھ ہے وہ سب اللہ تعالیٰ ہی کی ملکیت ہے" انسانوں کو ظاہری اور صوری طور پر اللہ تعالیٰ نے جو ان کے اعضاء اور اموال میں تصرف کا حق دیا ہے مسلمانوں سے اللہ تعالیٰ نے جنت کے بدلہ میں وہ حق بھی خرید لیا۔ اب مسلمانوں کو اپنی جانوں اور مالوں پر مطلقاً کوئی حق ہے نہ ملکیت، اب وہ اپنے مال کی ایک ایک چیز اور اپنے جسم کے ہر ہر عضو میں اللہ تعالیٰ کی مرضی اور اس کی اجازت سے تصرف کے پابند ہیں اور جب مسلمان کے جسم اور اس کے سارے اعضاء اللہ تعالیٰ کی ملکیت میں ہیں تو مسلمان اپنے کسی عضو کو نہ زندگی میں کسی کو ہبہ کر سکتا ہے اور نہ مرنے کے بعد کسی کے لیے اپنے کسی عضو کی وصیت کر سکتا ہے۔

ہے، میں نے کہا اس ایک شخص پر کیا موقوف ہے کراچی شہر کے اسی لاکھ انسانوں میں سے اکثر و بیشتر انسانوں کو کھانا کھانے کا سامان ملتا ہے تو کیا ان سب لوگوں پر اس کو گروہ دینا واجب ہوگا اور اگر کسی نے گروہ نہ دیا تو کیا پھر کھانا کھانے کا سامان ملے گا؟ بلکہ اس کی موت کا ذمہ وار ہوگا؟ پھر اللہ اور رسول نے کب ہم پر واجب کیا ہے کہ ہم اعضاء کے ضرورت مند لوگوں کو اپنے اعضاء کاٹ کر دیا کریں۔ انھوں نے کہا اگر سمندر میں کوئی شخص ڈوب رہا ہو اور کتکے پر کھڑے ہو جائے اس کو وہ بھائی تر وہ گنہگار ہوں گے۔ میں نے جواب دیا ان پر اس دوستے شخص کو بچانا اس وقت فرض ہے جب بچانے کے مسئلے میں ان کو خود کسی جانی نقصان کا خطرہ نہ ہو اور اگر سمندر میں غبارک مچھلیاں ہوں اور اس کا خطرہ ہو کہ وہ اس کا ماتہ پیر کاٹ میں لگی یا اس کے خود اپنے ڈوب جانے کا خطرہ ہو تو پھر اس پر اس کو بچانا فرض نہیں ہے بلکہ خود اپنی جان کی حفاظت کی خاطر اس پر فرض ہے کہ وہ سمندر میں نہ اترے۔

مولانا طاہرین صاحب نے اعضاء کی پیوند کاری کے جواز میں لکھا ہے کہ کسی شخص کا اپنے اعضاء کاٹ کر دینا، یا کسی مردہ کے اعضاء کاٹنا تکرم آدمیت کے خلاف نہیں اور نہ یہ مسئلہ ہے کیونکہ مسئلہ کا منہج یہ ہے ”دشمن کو ہلاک کرنے کے بعد اس کی لاش کو مسخ کرنے کے لیے ناک، کان وغیرہ کاٹ دینا تاکہ وہ پہچانا نہ جاسکے اور اس کی مزید تبدیل ہو۔“ مولانا نے مسئلہ کا جو یہ منہج بیان کیا ہے یہ سنت سے ناواقفیت کا نتیجہ ہے۔ علامہ ابن منظور افریقی مسئلہ کا منہج بیان کرتے ہوئے کہتے ہیں:

حدیث میں ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جانوروں کو مشلہ کرنے سے منع فرمایا ہے اور مشلہ زندہ جانوروں کے کھانے سے بھاجع فرمایا ہے اور مشلہ رہے کہ جانور کو کھڑا کر کے اس پر تیر اندازی کی جائے یا زندہ جانوروں کے اعضاء کاٹ دیے جائیں۔ حدیث میں ہے آپ نے مشلہ سے منع فرمایا کہا جاتا ہے میں نے حیران کو مشلہ کیا جبکہ اس کے اعضاء کاٹ ڈالے جائیں اور وہ بدہیئت ہو جائے اور کہا جاتا ہے میں نے مقتول کو مشلہ کر دیا جبکہ مقتول کے ناک کان اور دھڑے اعضاء کاٹ دیے جائیں اور اس کا اسم مشلہ ہے۔

وفي الحديث : نهى رسول الله صلى الله عليه وسلم ان يمشل بالذواب وان تؤكل المشول بها وهوان تنصب فترمي او تقطع اطرافها وهي حية وفي الحديث : انه نهى عن المشلة يقال مشلت بالحيوان امثل به مثلاً اذا قطعت اطرافه وخرعت به ومثلت بالقتيل اذا جدعت انفه واذنه او مذاكيره او شيئا من اطرافه والاسم المشلة - ۱۰

علامہ ابن اثیر اور علامہ زبیدی نے بھی مشلہ کا یہی منہج بیان کیا ہے، اور اس میں دشمن کو ہلاک کرنے یا اس کا تبدیل کی قید نہیں ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ زندہ یا مردہ کے اعضاء کاٹ ڈالنا یہ مشلہ ہے اور اسی سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا ہے۔

۱۰۔ علامہ جمال الدین ابن منظور افریقی متوفی ۷۱۱ھ، لسان العرب ج ۱۱ ص ۶۱۵ مطبوعہ نشر ادب الحوفۃ قم، ایران، ۱۳۰۵ھ

۱۱۔ علامہ محمد بن اثیر الحدادی متوفی ۷۰۶ھ، نہایہ ج ۲ ص ۲۹۲ مطبوعہ مؤسسۃ مطبوعات ایران، ۱۳۶۴ھ۔

۱۲۔ سید محمد رفیع سمین زبیدی نزہل مصر، تاج العروس شرح القاموس ج ۵ ص ۱۱ مطبوعہ خیر مج مصر، الطبعة الاولى ۱۳۰۹ھ

قاعدہ کا اطلاق بھی یہاں صحیح نہیں ہے کیونکہ اس قاعدہ کے مطابق اول تو نفع اور ضرر ایک شخص کے لحاظ سے ہے اور جس معاملہ میں ہم گفتگو کر رہے ہیں وہاں دو الگ الگ شخص ہیں۔ ثانیاً یہاں اعضاء کٹوانے میں اس شخص کو نفع بالکل نہیں ہے سراسر نقصان ہے جیسا کہ ہم اس سے پہلے دلائل سے واضح کر چکے ہیں۔

پوسٹ مارٹم، خوک چٹھانے، حرام اشیاء سے علاج اور اعضاء کی پیوندکاری پر ہم نے بہت تفصیل سے گفتگو کی ہے، اس سلسلے میں پاکستان، اردن، مصر اور ایران کے علماء اور دانشوروں کے افکار اور تحقیقات کو پیش کیا ہے اور ان موضوعات پر قرآن، حدیث اور مذاہب اربعہ کے فقہاء کے اقوال اور تصریحات کی روشنی میں ہمیں جوابات سمجھ آئی ہے اور ہم نے جو موقف طے کیا ہے اس کو عقلی اور نقلی دلائل کے ساتھ ذکر کیا ہے اور جن علماء اور دانشوروں سے ہم نے اختلاف کیا ہے نہایت ادب کے ساتھ ان کے دلائل پر بحث و نظر کی ہے، ان موضوعات پر اگر ہمارا موقف حق و صواب ہے تو یہ محض اللہ تعالیٰ کی جانب سے ہے اور اگر ہمارا موقف غلط ہے تو یہ ہمارے قصور علم اور سو فہم کا نتیجہ ہے، اللہ اور اس کا رسول اس سے بری ہیں۔ اس موضوع پر میں نے جو کاوش کی ہے اللہ تعالیٰ اس کو اپنی بارگاہ میں قبول فرمائے، اس کو تشنگان علم کی سیرابی کا سبب بنائے اور جو لوگ ان مسائل میں تحقیق کے طالب تھے یا ان مسائل میں کسی غلط موقف کا شکار تھے ان کی ہدایت کا ذریعہ بنائے، اے اللہ! اس کتاب کے مصنف کو اور اس کے معاونین اور قارئین کو بخش دے، بے شک مصنف سرتاپا نیکو آدمی ہیں عرقاب ہے تو اپنی رحمت سے اسے قریب اور اعمال صالحہ کے ساحل کی طرف لے آئے، اس کا ایمان اور نیکیوں پر خاتمہ کر اور اسے اپنی رحمتوں سے نواز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت اور شفاعت سے ہمراہ مندر فرما، امین یا رب العلمین بجاہ حبیبک محمد سید المرسلین والحمد لله رب العلمین والصلوة والسلام علی محمد خاتم النبیین وعلی آلہ واصحابہ واولیاء امتہ وعلماؤ ملتہ اجمعین۔

حضور کے والدین کا ایمان | حدیث نمبر ۲۱۵۴ میں ہے، حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں نے اپنے رب سے اپنی والدہ کے لیے استغفار کی

اجازت چاہی تو مجھے اجازت نہیں دی اور میں نے ان کی قبر کی زیارت کے لیے اجازت مانگی تو مجھے اجازت دیدی گئی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے آپ کی والدہ ماجدہ کی قبر کی زیارت کی اجازت دی اس سے ثابت ہوا کہ آپ کی والدہ ماجدہ مؤمن تھیں، کیونکہ کفار کی قبر پر کھڑے ہونے سے اللہ تعالیٰ نے آپ کو منع فرما دیا تھا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: وَلَا تَقْرَبُوا الْقُبُورَ وَلَا تَقْرَبُوا عَلَى الْقَبْرِ۔ (التوبہ: ۸۴)۔

”آپ کفار میں سے کسی کی ناز جنازہ پڑھیں نہ ان میں سے کسی کی قبر پر کھڑے ہوں“ اگر آپ کی والدہ ماجدہ مؤمن نہ ہوتیں تو آپ کو ان کی قبر کی زیارت کی اجازت نہ دی جاتی کیونکہ کفار کی قبروں پر کھڑے ہونے سے آپ کو منع کر دیا گیا تھا۔

راہِ ہر کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو والدہ کے لیے استغفار کی اجازت کیوں نہیں دی، اس کا جواب یہ ہے کہ غیر معصوم کے

حق میں استغفار کرنا اس کے گنہگار ہونے کا وہم پیدا کرتا ہے مگر اگر آپ اپنی والدہ کے لیے استغفار کرتے تو کسی شخص کو یہ وہم ہو سکتا تھا کہ شاید آپ کی والدہ نے کوئی گناہ کیا ہوگا جس کے لیے آپ استغفار کر رہے ہیں، اللہ تعالیٰ نے

مال میں وصیت کی اہلیت ہے اور اس میں وراثت کی تقسیم کا حکم بھی ہے۔ جسم کے اعضاء میں نہ وراثت ہے نہ وصیت، اس لیے مال پر جسم کا قیاس صحیح نہیں ہے نہ اس میں بدی کسی اور کے مالک ہونے کا کوئی تصور ہے۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہجرت کر کے مدینہ تشریف لائے تو حضرت طفیل بن عمرو دوسی بھی اپنی قوم کے ایک شخص کے ساتھ ہجرت کر کے مدینہ آئے، حضرت طفیل کا ساتھی بیمار ہو گیا۔ بیماری اس کی قوت برداشت سے باہر ہو گئی تو اس نے ایک لمبے تیر کے پھل سے اپنی انگلیوں کے جوڑ کاٹ دی جس کی وجہ سے اس کے دونوں ہاتھوں سے خون بہنے لگا اور اسی سبب سے اس کا انتقال ہو گیا۔ حضرت طفیل نے خواب میں اسے اچھی حالت میں دیکھا لیکن اس نے اپنے دونوں ہاتھ پیٹے ہوئے تھے۔ حضرت طفیل نے پوچھا کہ اللہ تعالیٰ نے تمہارے ساتھ کیا معاملہ کیا۔ انہوں نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف ہجرت کرنے کے سبب بخش دیا حضرت طفیل نے پوچھا ہاتھوں کو کیوں پیٹے ہو؟ اس نے کہا مجھ سے یہ کہا گیا ہے کہ میں چیز کو تم نے خود بگاڑا ہے، ہم اس کو درست نہیں کریں گے، حضرت طفیل نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ خواب بیان کیا۔ خواب سن کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے اللہ! اس کے ہاتھوں کو بھی بخش دے!

اس حدیث سے واضح ہوا کہ انسان اپنے اعضاء کا مالک نہیں ہے اور ان کو کاٹ نہیں سکتا، پہلا عضو کاٹا تو کجا صرف انگلیوں کے جوڑ کاٹتے پر اللہ تعالیٰ ناراض ہوا اور فرمایا: **لَنْ نَصْلَحَ مَنْكُ مَا فُسِدَتْ**۔ جس عضو کو تم نے بگاڑا ہے ہم اس کو درست نہیں کریں گے۔ جو لوگ دہنگی میں اللہ تعالیٰ کے دیے ہوئے اعضاء کو کٹوا دیتے ہیں یا مرنے کے بعد کاٹ دیے جاتے کی وصیت کرتے ہیں کہیں ایسا نہ ہو کہ وہ لوگ آخرت میں ان اعضاء سے محروم کر دیے جائیں اور ان کا حشر آنکھوں یا دیگر اعضاء کے بغیر ہو۔ جب صحابی رسول نے اپنی انگلیوں کے جوڑ کاٹ دیے تو اللہ تعالیٰ نے ان کے کٹے ہوئے جوڑوں کو ٹھیک نہیں کیا تو مادشا اگر اپنے پورے اعضاء کٹوا دیں تو کیا وہ اس خطرہ میں نہیں ہیں کہ آخرت میں ان کا ان اعضاء کی محرومی کے ساتھ حشر ہو؟ اللہ تعالیٰ بصیرت عطا فرمائے اور قبول حق کی توفیق دے۔

باقی یہ جو کہا گیا ہے کہ ضرورت سے ممنوع چیز مباح ہو جاتی ہے اس سے پیوند کاری کا جو لازم نہیں آتا کیونکہ جو شخص اعضاء کٹوا رہا ہے اسے کوئی ضرورت ہے نہ اضطراب، تو کس بنا پر ایک ممنوع چیز اس کے لیے مباح ہوگی دوسری دلیل یہ ہے کہ وہ بڑائیوں میں سے کم بڑائی کو اختیار کر لینا چاہیے۔ گزشتہ شے ہے کہ اعضاء کو کٹوانا تو بڑائی ہے لیکن کسی ضرورت مند کو یہ اعضاء کاٹ کر نہ دینا سرے سے کوئی بڑائی ہی نہیں ہے کیونکہ اس کا کسی انسان کو مکلف نہیں کیا گیا کہ وہ ضرورت مندوں میں اپنے اعضاء تقسیم کرے بلکہ اعضاء کاٹ کر دینے سے روکا گیا ہے جیسا کہ صحیح مسلم کی حدیث مذکور سے ظاہر ہے۔ تیسرا قاعدہ یہ بیان کیا گیا ہے کہ بڑے فائدہ کا خاطر چھوٹے فائدہ کو چھوڑ دینا چاہیے لیکن یہاں اپنے اعضاء کو کٹوا دینا یا ان کی وصیت کرنا پھر ٹا فائدہ نہیں بھاری نقصان ہے۔ چوتھا قاعدہ یہ بیان کیا گیا ہے کہ جب ایک چیز میں نفع اور ضرر کے دو پہلو ہوں اور ضرر کم اور نفع زیادہ ہو تو نفع کو اختیار کر لینا چاہیے۔ اسی

۱۔ امام ابو الحسن مسلم بن حجاج قشیری متوفی ۲۶۱ھ، صحیح مسلم ج ۱ ص ۷۴، مطبوعہ نذر محمد امجدی المطابع کراچی، الطبعة الاولى ۱۴۱۰ھ

(شعراء: ۲۸: ۲۹)

ہیں (کہ بغیر تعبیر کے مذاب نازل کر دیں)

قرآن مجید کی ان آیات سے واضح طور پر معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ کی عادت جاریہ یہ ہے کہ جب تک کسی قوم میں نبی نہ بھیجے اس وقت تک ان کو ملک قرار دیتا ہے نہ ان کو مستحق عذاب قرار دیتا ہے اور یہی لوگ اہل فترت ہیں اور ان کو قرآن نجات یافتہ ہیں اس اصول کے اقتدار سے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے والدین نجات یافتہ قرار پائے۔

آپ کے تمام آباء اور اقہات اہل ایمان سے ہیں | دوسرا مسلک یہ ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے سلسلہ نسب میں تمام آباء اور اقہات مومن تھے اس پر علامہ سیوطی

نے یہ دلیل قائم کی ہے کہ قرآن مجید میں ہے:

الذی یبداک حین تقوم وتقلبك فی

وہ جو تہیں دیکھتا رہتا ہے خواہ تم قیام میں ہو خواہ

ساجدین میں منتقل ہو رہے ہو۔

(شعراء: ۲۱۹)

علامہ سیوطی کہتے ہیں: امام رازی نے اپنی کتاب اسرار التنزیل میں یہ تقریر کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا نور ساجدین میں سے ایک ساجد سے دوسرے ساجد کی طرف منتقل ہوتا رہا ہے یعنی آپ کے تمام آباء اور اقہات اللہ تعالیٰ کو سجدہ کرنے والے اور مومن تھے اور اس کی تائید رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس ارشاد سے ہوتی ہے: لا اذل انقل من اصاب الطاہرین الی ارحام الطاہرات - میں ہمیشہ پاک پشتوں سے پاک رحموں کی طرف منتقل ہوتا رہا ہوں۔ خلاصہ یہ کہ آپ کے تمام آباء اور اقہات سجدہ گزار، طیب و طاہر اور مومن تھے۔

اس نظریہ پر دوسری دلیل یہ ہے کہ روئے زمین کبھی اہل ایمان سے خالی نہیں رہا اور آپ کا نور ہر فرد کے بہترین خراکم میں رہا ان روئے قرآن اہل ایمان سے بہتر کوئی نہیں ہو سکتا کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ولعبد مؤمن خیر من مشرک۔ (بقرہ: ۲۱۷) ”بندہ مومن مشرک سے بہتر ہے“ اس کا مطلب یہ ہوا کہ آپ کا نور ہر فرد کے مومنوں میں گردش کرتا رہا جس سے ثابت ہوا کہ ہر فرد میں آپ کے والدین کریمین مومن تھے۔

زمین کبھی اہل ایمان سے خالی نہیں رہی اس پر دلیل یہ ہے کہ امام عبدالرزاق نے مصنف

میں ابن مسیب سے روایت کیا کہ قال علی بن ابی طالب لا یزل علی وجہ الدھر فی الارض سبعۃ مسلمون فصاعدًا فلولا ذلک هلكت الارض ومن علیہا حضرت علی بن ابی طالب نے فرمایا ”ہمیشہ روئے زمین پر کم از کم سات مسلمان رہے ہیں اگر ایسا نہ ہوتا تو زمین اور زمین والے سب ہلاک ہو جاتے“ علامہ سیوطی فرماتے ہیں اس حدیث کی سند بخاری اور مسلم کی شرط کے مطابق صحیح ہے اور یہ بات اگرچہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کا قول ہے لیکن چونکہ محض عقل سے یہ بات نہیں کہی جاسکتی اس لیے یہ حدیث حکم مرفوع میں ہے۔

رہا یہ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمیشہ بخراکم کے بہترین افراد سے مہوٹ ہوئے ہیں اس پر دلیل یہ ہے کہ امام بخاری نے اپنی صحیح میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا: بعثت من خیر قرون بنی آدم قرناً فخرنا حتی بعثت من القرن الذی کنت فیہ - ”میں ہر زمانہ میں بہترین لوگوں میں مہوٹ ہوتا

۱۔ علامہ جلال الدین سیوطی متوفی ۹۱۱ھ - الحادی للفتاویٰ ج ۲ ص ۲۱۰ تا ۲۰۲، ملخصاً، مطبوعہ مکتبہ نوریہ رضویہ فیصل آباد۔

آپ کو استغفار سے روک دیا تاکہ آپ کی والدہ کے متعلق کوئی شخص یہ وہم نہ کر سکے۔
یہ سوال نہ کیا جائے کہ ہو سکتا ہے کہ آپ کی والدہ شرک پر فرت ہوئی ہوں اور آپ اسی کے لیے استغفار کی اجازت پاتے ہوں کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اس سے پہلے ہی آپ کو مشرکین کے لیے استغفار سے منع کر دیا تھا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

مَا كَانَ لِلنَّبِيِّ وَالنَّبِيِّاتِ أَنْ يَسْتَغْفِرُوا لِلْمُشْرِكِينَ - (قرآن: ۱۱۳) "نبی اور مسلمانوں کے لیے جائز نہیں کہ مشرکین کے لیے استغفار کریں۔" یہ آیت ہجرت سے پہلے نازل ہوئی تھی اور والدہ کی زیارت آپ نے صلح حدیبیہ یا فتح مکہ کے بعد کی ہے۔

اہل سنت کا مسلک یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سلسلہ نسب میں تمام آباد اور اہانت مومن ہیں اور ان میں سے کسی کا خاتمہ کفر، شرک، پرہیزانہ ان میں سے کوئی کسی بدکاری میں ملوث رہا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا نور ہمیشہ اس کا ظاہر بن سے ارحام طاہرات کی طرف منتقل ہوتا رہا۔

علامہ سیوطی نے مساکب خفاد میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے والدین کریمین کے بارے میں اہل اسلام کے تین نظریات پیش کیے ہیں ایک یہ کہ آپ کے والدین اہل فترت میں سے تھے۔ اور تمام اہل فترت نجات یافتہ ہیں اس مسلک پر استغفار کی اجازت نہ دینے کی وجہ یہ تھی کہ پہلے آپ کی والدہ مکلف نہ تھیں اور غیر مکلف کے لیے استغفار نہیں کیا جاتا۔ دوسرا یہ کہ آپ کے سلسلہ نسب کے تمام آباد اور اہانت مومن ہیں۔ اس مسلک پر استغفار کی اجازت نہ دینے کی وجہ یہ تھی تاکہ مصیبت کا وہم پیدا نہ ہو۔ تیسرا نظریہ یہ ہے کہ قبر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے والدین کو زندہ کیا گیا اور وہ قبر میں آپ پر ایمان لاکر دولت ایمان سے مشرف ہوئے۔ اس مسلک پر استغفار کی اجازت نہ دینے کی وجہ واضح ہے۔ اہل اسلام کے تینوں نظریات کا علامہ ہم سطور ذیل میں پیش کر رہے ہیں۔

آپ کے والدین اہل فترت سے تھے | علامہ سیوطی لکھتے ہیں کہ شیخ عز الدین بن عبد السلام نے فرمایا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سوا ہر نبی اپنی قوم کی طرف مہوٹ کیا گیا اس بناء پر اس نبی کی ذریت اور اس قوم کے سوا سب لوگ اہل فترت سے ہوں گے اور والدین کریمین عیسیٰ علیہ السلام کی اولاد سے تھے نہ ان کی قوم سے اس لیے یہ بات ہر قسم کے شک و شبہ سے بالاتر ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے والدین کریمین اہل فترت سے تھے اور اہل فترت کے نجات یافتہ ہونے پر درج ذیل آیات دلالت کرتی ہیں۔

وَمَا كُنَّا مَعَكُمْ مِنْ قَبْلِ نَبِيِّنَا رَسُولًا - (اسراء: ۱۵)

ہم اس وقت تک مذبذب نہیں دینے والے جب تک کہ رسول کو نہ بھیج دیں۔

وَلَوْ أَنَّا أَهْلَكْنَا هَذَا بَعْدَ أَنْ رَأَيْنَا أَنَّ بَلَاءَ مِّنْ قَبْلِ لَقَالُوا رَبَّنَا لَوْلَا رُسُلَتُ الْإِنِّاءِ رَسُولًا فَتَقْبِع - (طہ: ۱۲۴)

اور اگر ہم ان کو اس سے پہلے عذاب سے ہلاک کر دیتے تو وہ ضرور کہتے اے ہمارے رب تو نے ہمارے طرف رسول کیوں نہیں بھیجا تاکہ ہم ذلیل اور رسوا ہو جانے سے پہلے تیری آیات کی پیروی کر لیتے۔

وَمَا أَهْلَكْنَا مِنْ قَرْيَةٍ إِلَّا لَهَا مُنْذَرُونَ - (ذکوٰی: ۱۵)

ہم نے جس بستی کو بھی ہلاک کیا تو پہلے اس بستی میں اپنے عذاب سے ڈرانے والوں کو بھیجا اور ہم ظالم نہیں

اگر حضرت ابراہیم کے چچا تھے | ایک سوال یہ کیا جاتا ہے کہ آپ کے سلسلہ نسب کے تمام والدین مومن تھے تو حضرت ابراہیم جو آپ کے آباؤ سے ہیں ان کے والد کو بھی مومن ہونا چاہیے حالانکہ

حضرت ابراہیم کے والد آذر نفس قرآن سے کافر ہیں اس کا جواب یہ ہے کہ لغت عرب اور قرآن و حدیث میں اب سے اطلاق چچا پر ہوتا ہے اور اہل تاریخ کی تصریحات سے ثابت ہے کہ حضرت ابراہیم کے والد تارخ تھے اور آذر آپ کے چچا تھے اس پر مزید دلیل یہ ہے کہ پہلے حضرت ابراہیم اپنے چچا آذر کے لیے استغفار کرتے رہے لیکن جب وہ کفر پر فطرت ہو گئے تو حضرت ابراہیم ان سے بیزار ہو گئے اور پھر ان کے لیے استغفار نہیں کیا قرآن مجید میں ہے ،

وما كان استغفار ابراهيم لابيه
الا عن موعدة وعهدها اياه فلما تبين
له انه عدو لله تبوأ منه .

ابراہیم کا اپنے چچا کے لیے استغفار کرنا صرف اس وعدہ کی وجہ سے تھا جو چچا نے ان سے کیا تھا، جب انہیں معلوم ہو گیا کہ ان کا چچا اللہ کا دشمن ہے تو وہ اس سے بیزار ہو گئے۔

(توبہ ۱۱۲)

علامہ سیوطی لکھتے ہیں کہ محمد بن کعب، قتادہ، مجاہد اور حسن وغیرہ سے روایت ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام آذر کی حیات میں اس کے ایمان کی ترقی رکھتے تھے اور جب وہ شرک پر فطرت ہو گیا تو حضرت ابراہیم ان سے بیزار ہو گئے اس کے بعد نادر و کافورہ پیش آیا اس کے بعد حضرت ابراہیم علیہ السلام نے شام کی طرف ہجرت کی اور وہاں حضرت سارہ کی وجہ سے ظالم بادشاہ کا واقعہ پیش آیا جس کے نتیجہ میں حضرت ہاجرہ آپ کو بطور باندی ملیں پھر آپ شام کو لوٹ گئے اور اللہ تعالیٰ کے حکم سے حضرت ہاجرہ اور ان کے فرزند حضرت سیدنا اسماعیل علیہ السلام کو مکہ کی وادی یثرب میں وضع میں مٹھرایا جہاں جب قرآن آپ نے یہ دعا کی: دہنا انی اسکنت من ذریعتی بواد غیر ذی ذرعہ - اے اللہ! میں نے اپنی اولاد کو ایک بنجر وادی میں مٹھرایا ہے، اور اس کے بعد یہ دعا مانگی:

دہنا اخف علی والدی ولسومین یوم
یقوم الحساب - اے ہمارے رب! میری مغفرت کر اور میرے والدین کی اور قیامت کے دن تمام مسلمانوں کی۔

اس طرح حضرت ابراہیم نے اپنے چچا کے ہلاک ہونے کے کافی عرصہ بعد اپنے والدین کے لیے مغفرت کی دعا کی جس سے ثابت ہوا کہ قرآن کریم میں جس کے کفر اور جس کے استغفار سے بیزاری کا ذکر کیا گیا ہے وہ حضرت ابراہیم کے چچا تھے والد تھے کیونکہ اگر والد ہوتے تو بعد میں ان کے لیے استغفار نہ کرتے، اس سے ثابت ہوا کہ قرآن کریم میں جس کا آذر کے نام اور اب کے عنوان سے ذکر کیا گیا ہے وہ آپ کے چچا ہیں۔

ایک اشکال کا جواب | ایک اشکال یہ کیا جاتا ہے کہ صحیح مسلم میں یہ حدیث ہے حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص نے کہا یا رسول اللہ! میں اب کہاں ہے؟ آپ نے فرمایا فی النار "جہنم میں" جب وہ چلا گیا تو آپ نے اس کو بلایا اور فرمایا کہ ان اربعہ باک فی النار - "تیرا باپ اور میرا باپ جہنم میں ہیں اس کا جواب یہ ہے کہ یہاں بھی باپ سے مراد چچا ہے۔

۱۔ علامہ جلال الدین سیوطی متوفی ۹۱۱ھ، الحمادی لفظی ج ۲ ص ۲۱۵ - ۲۱۳ ملخصاً مطبوعہ مکتبہ نوریہ رضویہ فیصل آباد۔

راحتی کہ ان لوگوں میں سوئٹ ہمارے میں ہوں: اور امام بیہقی نے دلائل النبوة میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا: ما افترق الناس فرقتين الا جعلني الله في خيرهما فاخرجت من بين ابوي فلم يصيبني شيء من عهد الجاهلية وخرجت من نكاح ولم اخرج من سفاح من لدن اذ رجعت انتهيته الى ابوي وانا في فانا خيركم نفساً و خيراً لكم ابناً۔ جب بھی لوگ دو گروہوں میں مقسم ہوئے اللہ تعالیٰ نے مجھے (یا میرے نزدیک) ان میں سے بہتر گروہ میں رکھا پھر میں اپنے ماں باپ سے ظالم ہمارے اُن مالیکہ کبھی بھی زمانہ جاہلیت کی چیزوں نے مجھے نہیں چھووا، اور آدم سے لے کر میرے باپ تک میں ہمیشہ نکاح سے پیدا ہوا اور کبھی بھی بدکاری سے پیدا نہیں ہوا۔ میں اپنی شخصیت اور نسب کے اعتبار سے تم سے افضل ہوں: اور امام ابو نعیم نے دلائل النبوة میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم لم يزل الله ينقلني من الاصلاب الطيبة الى الارحام الطاهرة مصفى مهنياً لا ينشعب شجبتان الا كنت في خيرهما۔ رسول الله صلى الله عليه وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ مجھے ہمیشہ پاک پشتوں سے پاک رسول میں منتقل کرتا رہا اور اُن مالیکہ میں طیب و طاهر تھا اور جب بھی دو شاخیں ملی جوتی ہیں بہترین شاخوں میں تھا: اور امام مسلم نے اپنی صحیح میں اور امام ترمذی نے اپنی جامع میں واثر بن اسقع سے روایت کیا: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم ان الله اصطفى من ولد ابراهيم اسماعيل واصطفى من ولد اسمعيل بن كنانة واصطفى من بنو كنانة قویشاً واصطفى من قویش بنی ہاشم واصطفاني من بنی ہاشم۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے اولاد ابراہیم سے حضرت اسماعیل کو پسند فرمایا اور اولاد اسماعیل سے بنو کنانہ کو پسند فرمایا اور بنو کنانہ سے قریش کو پسند فرمایا اور قریش سے بنو ہاشم کو پسند فرمایا اور بنو ہاشم سے مجھے پسند فرمایا۔

امام ترمذی نے سند حسن کے ساتھ اور امام بیہقی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم ان الله حين خلقني جعلني من خير خلقه ثم حين خلق القبائل جعلني من خيرهم قبيلاً وحين خلق الانفس جعلني من خير النفس ثم حين خلق البيوت جعلني من خير بيوتهم فانا خيرهم بيتاً وخيرهم نفساً۔۔۔۔۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب اللہ تعالیٰ نے مجھے پیدا فرمایا تو بہترین مخلوق سے پیدا فرمایا پھر جب اللہ تعالیٰ نے قبیلوں کو پیدا فرمایا تو مجھے بہترین قبیلہ میں رکھا، پھر جب لوگوں کو پیدا فرمایا تو مجھے بہترین لوگوں میں رکھا اور جب گھروں کو پیدا فرمایا تو مجھے بہترین گھر میں رکھا پس میں بحیثیت شخص کے بھی تم سب سے بہتر ہوں اور بحیثیت گھر کے بھی تم سب سے بہتر ہوں۔ لہ۔ ان تمام صحیح، مستند اور معتد احادیث سے ثابت ہوا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم سے لے کر حضرت عبداللہ تک خیر البریہ میں رکھا ہے اور خیر بہر حال مومن ہے اس لیے آپ کے سلسلہ نسب کے تمام والدین مومن تھے۔

مسجد میں جانے کی اجازت ہے۔ اہل فاضل بریلوی نے عورتوں کے جانے کو مطلقاً منع کیا ہے صرف سرکار کے روضہ مطہرہ کی اجازت دی ہے کہتے ہیں:

علماء کو اختلاف ہوا کہ کیا انس اجازت بعد النہی میں عورات (عورتیں) بھی داخل ہوئیں یا نہیں، اصح یہ ہے کہ داخل ہیں کما فی البحر الرائق
مگر جو انہیں (جوان عورتیں) ممنوع ہیں جیسے مساجد سے اور اگر تجدید حزن مقصود ہو تو مطلقاً حرام اقوال قبور اقرار پر خصوصاً بکمال
قرب عہد ممات تجدید حزن لازم نہاد ہے اور مزارات ادیاء کرام پر حاضری میں احد الشائعتین کا اندیشہ یا ترک ادب یا ادب میں
افراط ناجائز تو نبیل اطلاق منع ہے لہذا غنیہ میں کراہت پر حزم فرمایا: البتہ حاضری و خاک بوسی، آستان عرش نشان سرکار اعظم صلی
اللہ علیہ وسلم اعظم المندوبات بلکہ قریب واجبات ہے، اس سے نہ روکیں گے اور تعدیل ادب سکھائیں گے نہ۔
ایک اور فتویٰ کے جواب میں لکھتے ہیں:

اصح یہ ہے کہ عورتوں کو قبروں پر جانے کی اجازت نہیں ملے۔

خودکشی کر نیوالے اور شہید کی نماز جنازہ | حدیث نمبر ۲۱۵۸ میں ہے حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ایک ایسے شخص کا جنازہ لایا گیا جس نے اپنے آپ کو تیر سے ہلاک کر لیا تھا، آپ نے اس کی نماز جنازہ نہیں پڑھی۔

علامہ نووی لکھتے ہیں: عمر بن عبد العزیز اور امام اوزاعی کا نظریہ یہ ہے کہ خودکشی کرنے والے شخص کی نماز جنازہ نہیں پڑھی جائے گی اور ان کی دلیل حدیث مذکور ہے اس کے برخلاف حسن، نخعی، قتادہ، امام ابو حنیفہ، امام مالک، امام شافعی اور جمہور علماء کا مسلک یہ ہے کہ خودکشی کرنے والے شخص کی نماز جنازہ پڑھی جائے گی اور اس حدیث کے جواب میں یہ کہتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے زجر و توبیخ کے لیے اس کی نماز جنازہ نہیں پڑھی تاکہ لوگ خودکشی سے باز رہیں اور صحابہ کرام نے اس کی نماز جنازہ پڑھ لی تھی اس کی مثال ایسے ہے کہ آپ نے ایک بار ایک مقروض کی نماز جنازہ نہیں پڑھی اور صحابہ کو اس کی نماز پڑھنے کا حکم دیا تاکہ لوگ قرض کی ادائیگی میں سستی سے باز رہیں،

تقاضی عیاض کہتے ہیں کہ ہر مسلمان کی نماز جنازہ پڑھی جائے گی خواہ اس پر حد جاری ہوئی، رجم کیا گیا ہو، خودکشی کر نیوالا ہو یا ولد الزنا ہو، امام مالک سے ایک روایت یہ ہے کہ فساق فجار اور جو حد یافتہ ہو ان پر امام نماز جنازہ نہ پڑھے تاکہ لوگ جسے کاموں میں ملوث ڈالنے سے ڈریں اور عام لوگوں میں سے کوئی شخص ان پر نماز پڑھے، جو بچہ ناتمام پیدا ہوتا ہے اس کی نماز جنازہ نہیں پڑھی جائے گی، پیدا ہونے کے بعد جس بچہ کی آواز سنی گئی اس کی نماز پڑھی جائے گی یا جس بچہ کی کسی اور طریقہ سے زندگی کا پتہ چل گیا ہو، شہید یعنی جو شخص میدان جنگ میں کفار کے ہاتھوں ہلاک ہو گیا اس کے بارے میں ائمہ کا اختلاف ہے۔ امام مالک، شافعی اور جہنزی کہتے ہیں کہ اس کو غسل دیا جائے گا نہ اس کی نماز پڑھی جائے گی، امام ابو حنیفہ فرماتے ہیں غسل نہیں دیا جائے گا لیکن نماز پڑھی جائے گی۔

۵۔ علامہ ابن عابدین شامی متوفی ۱۲۵۲ھ، رد المحتار ج ۱ ص ۸۴۳ مطبوعہ مطبع عثمانیہ استنبول ۱۳۲۶ھ۔

۵۷۔ اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی متوفی ۱۳۴۰ھ، فتاویٰ رضویہ ج ۲ ص ۱۶۵ مطبعہ سنی دارالاشاعت فیصل آباد ۱۳۹۴ھ۔

///

///

۵۴۔ علامہ یحییٰ بن شرف نووی متوفی ۷۶۷ھ، شرح مسلمہ ج ۱ ص ۳۱۴، مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی ۱۳۷۵ھ۔

علامہ سیوطی نے ایک جامع اور کی جواب دیا ہے کہ جو احادیث ہمارے دھین کر رہیں گے ایسا اصل کی معجز کے خلاف ہیں اس سب کا حکم قرآن مجید کی اس آیت سے منوع ہے "وَمَا كُنَّا مُعَذِّبِينَ حَتَّىٰ نَبْعَثَ رَسُولًا" (اسراء: ۱۵)

تیسرا مسئلہ | علامہ اہلسنت میں سے ابن شایبہ، حافظ ابوبکر خلیف بغدادی، سہیل، قرطبی، محب طبری اور نامور محدثین ہیں آپ پر ایمان لائے۔ علامہ سہیل نے الروضہ کافہ میں سند ضعیف کے ساتھ یہ طایت ذکر کیا ہے۔

عن عائشة ان رسول الله صلى الله عليه وسلم سأل رب ان يعيد ابويہ فاحياها له فامتا به ثم اماتها۔
حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے باپ سے دعا کی کہ اللہ تعالیٰ آپ کے والدین کو زندہ کر دے اللہ تعالیٰ نے سلام کو زندہ کر دیا وہ آپ پر ایمان لائے اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے ان پر پھر موت طاری کر دی۔

علامہ سیوطی کہتے ہیں کہ علامہ سہیل نے اس حدیث کو ذکر کرنے کے بعد فرمایا اللہ تعالیٰ ہر ہمیز ہد قادہ سے حضرت جبرائیل اور حضرت میکائیل کے لیے اللہ تعالیٰ نے مردوں کو زندہ کیا اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے جن سے اندازہ اور کثیر خصوصیات کے ساتھ نوازا ہے ان کے پیش نظر کیا بعید ہے کہ اللہ تعالیٰ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا دل بھری کے لیے آپ کے ابری کو زندہ کر کے شرف اسلام سے مشرف فرمایا ہو گا۔

علامہ سیوطی نے اس مضمون کی بہت سی احادیث پیش کی ہیں ہم نے اختصار کے پیش نظر ایک حدیث کو ذکر کر دیا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ابرین شریفین کے ایمان کا مسئلہ ہر چہ کہ اصول اور اعتقادی نہیں ہے تاہم مسکن عقیدت اور آپ سے محبت کا تقاضا یہ ہے کہ ان کے ایمان کا قول کیا جائے کیونکہ ہماری آراء اور اہانت مومن ہوں اور سرکار کے ابرین مومن نہ ہوں اور ہمیں اپنے اہاد کے ایمان اور اسلام کا شرف حاصل ہوا اور آپ کو شرف حاصل دہر اس بات کو ایک مومن کی محبت اور غیرت ایمان گوارا نہیں کرتی۔ اس باب میں کم سے کم باطل ہے کہ خاموشی اختیار کی جائے اور ابرین کریمین کے بارے میں کوئی ایسا کلمہ نہ کہا جائے جو ابرین کریمین کے اسکھات اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دل آندی کا موجب ہو اللہ تعالیٰ سلاطین قاری کی مسخرت فرمائے انھوں نے اس باب میں محبت اصحاب کے تقاضوں کو ملحوظ رکھا۔

عورتوں کا قبروں کی زیارت کرنا | حدیث نمبر ۲۱۵۶ میں ہے حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں تم کو زیارت قبر سے منع کرتا تھا بہم قبروں کی زیارت کیا کہ۔

یہ حدیث اس بات کی دلیل ہے کہ ایک حدیث دوسری حدیث کا نسخہ ہوتی ہے اصل حدیث میں نسخہ بدلتا تھا اس حدیث میں زیارت قبر کے جوڑے کا ثبوت ہے۔ مردوں کے لیے زیارت باہ اتفاق ملتا ہے۔ عورتوں کے لیے زیارت قبر میں اختلاف ہے۔ علامہ شامی نے لکھا کہ بزرگوار دین کا قبروں پر بڑھی عورتیں ان لقاات میں جا سکتی ہیں جن اوقات میں انھیں نماز پڑھنے کیلئے

۱۔ علامہ جلال الدین سیوطی ترمذی ۸۹۱ھ۔ الحاوی مفاتیح ۲۵ ص ۳۳۔ مطبوعہ نوریہ رضویہ سکر فیصل آباد

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

کتاب الزکوٰۃ

قرآن مجید اور احادیث شریفہ میں نماز کے بعد جس عبادت کا ذکر کیا گیا ہے وہ زکوٰۃ ہے۔ زکوٰۃ کی وجہ سے سرمایہ داروں اور غریبوں کے درمیان توازن پیدا ہوتا ہے، دولت گردش میں رہتی ہے اور مسلمانوں کے درمیان، ہمدردی، باہمی امداد اور یگانگت پیدا ہوتی ہے اور اس کا اہم فائدہ نظام جماعت کے قیام کے لیے مالی سرمایہ بہم پہنچانا ہے۔
زکوٰۃ کا لغوی اور شرعی معنی | علامہ ابن اثیر جذری زکوٰۃ کا لغوی معنی بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

اصل الزکاة فی اللغة الطهارة والتماء والبركة والمدح وكل ذلك قد استعمل فی القرآن والحديث لہ
 لغت میں زکوٰۃ کا معنی، پاکیزگی، بڑھنا، برکت اور مدح ہے اور ان میں سے ہر معنی قرآن اور حدیث میں استعمال ہوا ہے۔

علامہ عینی زکوٰۃ کا شرعی اور اصطلاحی معنی بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں ایطاء جزء من النصاب الحولی الی فقیر غیر ہاشمی۔ ۱۰ سال گزرنے کے بعد نصاب معین سے ایک حصہ غیر ہاشمی فقیر کو نیت زکوٰۃ سے دینا۔
 زکوٰۃ کا رکن افلاس ہے اور اس کا سبب مال بقدر نصاب ہے اس کی شرائط میں اسلام، نصاب ملک پر سال گزرنا، عقل، بلوغ، حریت اور قرض سے فراغت ہے اس کا حکم فرضیت ہے۔ زکوٰۃ کی ادائیگی کے بعد مسلمان کے فتنہ سے فرضی ساقط ہو جاتا ہے اور وہ دنیا میں تائید اور آخرت میں اجر کا مستحق قرار پاتا ہے۔

زکوٰۃ کی حکمتیں | (۱) اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں پر زکوٰۃ فرض کی تاکہ مسلمان اس بات کو جان لیں کہ سادات اخروی محض مال و دولت میں مشغول رہنے سے حاصل نہیں ہو سکتی، سادات اخروی صرف اللہ تعالیٰ کی رضا جوئی میں مال خرچ کرنے سے حاصل ہوگی اور دل سے حب دنیا کے مرض کا علاج صرف زکوٰۃ کی فرضیت سے ہو سکتا ہے اس لیے فرمایا: خذ من اموالہم صدقة تطہرہم و تزکیہم بہا۔ (توبہ: ۱۳) ان کے اموال سے زکوٰۃ وصول کر کے ان کو پاکیزہ کر دیں۔
 (۲) اللہ تعالیٰ نے زکوٰۃ فرض کی تاکہ انسان فطری طور پر مال کی طرف مائل اور مال کو جمع کرنے پر مائل ہو جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے زکوٰۃ فرض کی تاکہ انسان اللہ تعالیٰ کی راہ میں مال خرچ کرے اور اس حص کا خاتمہ ہو یا کم از کم اس

۱۰۔ علامہ مجد الدین محمد بن اثیر جذری متوفی ۷۰۲ھ، نہایہ ج ۲ ص ۳۰۷، مطبوعہ موسستہ اسماعیلیان ایران ۱۳۶۲ھ۔

۱۱۔ علامہ بدر الدین عینی متوفی ۸۵۵ھ، عمدۃ القاری ج ۸ ص ۲۳، ادارۃ الطباعة النیریہ مصر، ۱۳۴۸ھ۔

امام ابو حنیفہ شہید کی غار جنازہ پڑھنے کو مشروع قرار دیتے ہیں ان کی دلیل یہ حدیث ہے:
 عن عقبۃ ابن عامر ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم خرج یوماً فصلی علی اہل احد صلوۃ
 علی اللہ علیہ وسلم ایک دن گئے اور قبیلہ انکار کی غار جنازہ
 پڑھی۔

—————

ہرچا کچھ گوشہ باقی ہے عن کیا کیا ایک ران باقی ہے، فرمایا نہیں! اس ایک ران کے سوا وہ تمام گشت باقی ہے جو تم نے خدا کی راہ میں دیر یا انسان نے جو کچھ دنیا میں خرچ کر دیا وہ فنا ہے وہی باقی رہتا ہے جو راہ خدا میں سے دیتا ہے زکوٰۃ کے ذریعے انسان اپنے اعمال کے کچھ حصہ کو باقی اور محفوظ کر لیتا ہے۔ امام رازی سے کسی دولت مند شخص نے پوچھا کیا یہ ممکن ہے کہ میں اپنے سب مال و دولت کو قبر میں سے ہاؤں، فرمایا ہاں! تم یہ مال و دولت اللہ کی راہ میں دے دو تم کو یہ مال قبر میں مل جائے گا۔

- (۱۰) مال خرچ نہ کرنے سے انسان بخل کے مشابہ ہوتا اور زکوٰۃ کے ذریعہ مال خرچ کے انبیاء کے مشابہ ہوتا ہے۔
 (۱۱) زکوٰۃ کی ادائیگی کے ذریعہ انسان مصدر افاضہ خیر اور معدن افادہ رحمت ہو جاتا ہے اور یہ بعینہ منظر صفات الہیہ ہوتا ہے۔
 (۱۲) انسان کے دو کمال ہیں، نظریاتی اور عملی، اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان اور عقائد اسلام کے ساتھ وابستگی سے اسے نظریاتی کمال حاصل ہوتا ہے اور زکوٰۃ اور باقی ارکان کی ادائیگی سے اسے عملی کمال حاصل ہوتا ہے یعنی کمال عملی کے حصول میں زکوٰۃ کا ایک بڑا حصہ ہے۔

- (۱۳) انسان کے پاس تین چیزیں ہیں روح، بدن اور مال، روح کی سعادت اللہ تعالیٰ کے عرفان سے حاصل ہوتی ہے، بدن کی سعادت نماز سے حاصل ہوتی ہے اور مال کی سعادت زکوٰۃ سے حاصل ہوتی ہے۔
 (۱۴) کسی نعمت کا شکر اس طرح ادا ہوتا ہے کہ اس نعمت کو منعم کی مرضی سے خرچ کیا جائے لہذا زکوٰۃ ادا کرنے سے نعمت مال کا شکر ادا ہو جاتا ہے۔

- (۱۵) ادائیگی زکوٰۃ کے ذریعہ امیروں اور غریبوں کے درمیان رشتہ الفت قائم رہتا ہے اور وہ طبقاتی منافرت پیدا نہیں ہوتی جس کی وجہ سے اشتراکیت اپنے برگ و بار پھیلاتی ہے اور نہ ہی سفید سامراج کو اپنے پیر پھارنے کا موقع ملتا ہے اور معاشرے کے دو طبقوں کے درمیان توازن قائم رہتا ہے۔

- (۱۶) ادائیگی زکوٰۃ کے سبب بیت المال مضبوط رہتا ہے اور یہ ملک اور قوم کی سلامتی کا ایک بڑا سبب ہے۔
 (۱۷) مال کا فائدہ یہ ہے کہ اس سے نفع بخش چیزوں کو حاصل کیا جائے اور ضرورتوں کو دور کیا جائے۔ جب انسان کے پاس بقدر ضرورت مال ہو تو وہ اس کے پاس رہنا چاہیے تاکہ وہ اپنی ضروریات کو پورا کر سکے لیکن لوگوں کے پاس مال ان کی ضرورت سے بہت زیادہ ہوتا ہے اور بعض دوسرے لوگوں کے پاس مالی بہت کم ہوتا ہے جس سے ان کی ضروریات پوری نہیں ہو سکتیں اس لیے اللہ تعالیٰ نے انبیاء پر واجب کیا کہ وہ اپنے زائد مال میں سے ایک حصہ غریب کو دیں تاکہ وہ اپنی ضروریات پوری کر لیں اور معاشرے میں سبے اطمینانی اور انارکی نہ پھیلے اور عدل و انصاف کے تقاضے پورے ہوں اور ساتھ ہی یہ بھی فرما دیا: وَفِي أَمْوَالِهِمْ حَقٌّ لِلزَّكَاةِ وَالْحَقُّ وَالْحَقُّ وَالْحَقُّ (ذاریات: ۱۹) یعنی امراد غریبوں اور ناداروں کو جو زکوٰۃ کی شکل میں مال دیتے ہیں وہ ان پر احسان نہیں کرتے کوئی منت نہیں رکھتے بلکہ ان کا حق ادا کرتے ہیں ان کے فائدہ اور ضرورت سے زائد مال میں اللہ تعالیٰ نے ضرورت مندوں کا حق رکھا ہے اور ادائیگی زکوٰۃ کی صورت میں مال واریہ حق ادا کرتے ہیں پھر اللہ تعالیٰ نے فقرہ پر لینا واجب نہیں کیا، امراد پر دنیا واجب کیا ہے۔ اگر امراد اپنی میشت میں زکوٰۃ کی رقم کے محتاج ہیں تو امراد بھی اپنے فرض کی ادائیگی اور اخروی عذاب سے نجات پانے میں غریب کے محتاج ہیں وہ زکوٰۃ لیں گے تو ان کا فرض ادا ہوگا اور ان کی آخرت محفوظ ہوگی!۔

میں کی پیدا ہو۔

(۳) مال کی زیادتی اور کثرت کی وجہ سے انسان میں غرور، تجبر، سرکشی اور فسق و فجور پیدا ہو جاتا ہے۔ پیسہ کی طاقت سے وہ اپنی ہر خواہش کو پورا کر لیتا ہے ان الانسان لیطغی ان داء استغی - (علق : ۹) ہشت ! انسان بہت سرکش ہے !! وہ سمجھتا ہے کہ اسے کسی کی پروا نہیں ہے !!!

(۴) زکوٰۃ کی فرضیت اس کی سرکشی اور فسق و غرور کو کم کرتی ہے اور اسے اللہ تعالیٰ کی رضا جوئی کے حصول کی طرف متوجہ کرتی ہے۔ زکوٰۃ کی ادائیگی کے ذریعہ مسلمان دوسرے مسلمانوں پر شفقت کرتا ہے اور ان کی ضروریات پوری کر کے ان کے ساتھ نیکی اور حسن سلوک کرتا ہے اور جس طرح ناز پڑھ کر بندہ خالق کی تعظیم کا فریضہ ادا کرتا ہے زکوٰۃ ادا کر کے وہ خلق پر شفقت کے ذمہ سے عہدہ برآ ہوتا ہے اور اس طرح حقوق اللہ کے ساتھ حقوق العباد کی رعایت بھی ہو جاتی ہے۔

(۵) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تخلقوا باخلاق اللہ - اللہ تعالیٰ کی صفات سے متصف ہو جاؤ اور اللہ تعالیٰ کی صفات میں سے ایک صفت یہ ہے کہ وہ بھوکوں کو کھلاتا ہے ناداروں کی ضروریات پوری کرتا ہے اور مصیبت زدہ لوگوں کی مصیبتیں دور کرتا ہے، مسلمان فریضہ زکوٰۃ کی ادائیگی کے ذریعہ اللہ تعالیٰ کی اس صفت سے متصف ہو جاتا ہے اور وصف رزاقی کے رنگ میں اپنے آپ کو رنگ لیتا ہے صبغة اللہ فمن احسن من

اللہ صبغة (بقوہ : ۱۳۸) اللہ کا رنگ ! اور اللہ کے رنگ سے کس کا رنگ اچھا ہو سکتا ہے ! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب حضرت خدیجہ کے سامنے دعویٰ نبوت کا ذکر کیا تو حضرت خدیجہ نے تائید کرتے ہوئے کہا: آپ لوگوں کا بوجھ اٹھاتے ہیں، ناداروں کے لیے کاتے ہیں، رشتہ داروں سے حسن سلوک کرتے ہیں، جہاں فوازی کرتے ہیں اور مشکلات میں لوگوں کی مدد کرتے ہیں یہ یہ کہا اور آپ کو نبی مان لیا۔ زکوٰۃ کی ادائیگی کے ذریعہ مسلمان نبی کی ان صفات سے متصف ہو جاتا ہے اس سے بڑھ کر زکوٰۃ کا اور کیا فائدہ ہو گا !! کہ زکوٰۃ کی وجہ سے بندہ اللہ اور رسول کی صفات کا مظہر ہو جاتا ہے۔

(۶) فقر اور مساکین جب دیکھتے ہیں کہ غلام شخص زکوٰۃ اور صدقات سے ان کی مدد کرتا ہے، مشکلات اور مصائب میں ان کے کام آتا ہے تو وہ فطری طور پر اس شخص کا بھلا چاہتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب ملت القلوب علی حب من احسن الیہا وبغض من اساء الیہا - فطری طور پر لوگ اس سے محبت کرتے ہیں جو ان سے حسن سلوک کرے اور اس سے بغض رکھتے ہیں جو ان سے بدسلوکی کرے۔ اس لیے جب فقر اور مساکین کو علم ہو گا کہ غلام شخص اپنے مال سے ان کی امداد کرتا ہے تو وہ اس کے مال کی بقا اور زیادتی کی دعا کریں گے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: امانا یتفع الناس فیما کث فی الارض (رقہ : ۱۱) ”جو چیز لوگوں کو نفع دیتی ہے وہ زمین پر برقرار رہتی ہے“ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: حصنوا اموالکم بالزکوٰۃ اپنے اموال کو زکوٰۃ کے ذریعہ محفوظ کرو۔

(۷) استغناء کے دو مراتب ہیں استغناء بالشیء اور استغناء عن الشیء زکوٰۃ کی ادائیگی کے ذریعہ انسان استغناء کا اعلیٰ درجہ استغنی عن الشیء حاصل کر لیتا ہے اور یہ حق تعالیٰ کی صفت ہے۔

(۸) ایک بار کاشانہ اقدس میں بکری ذبح کی گئی اور ایک لاکھ کے سوا باقی سب تقسیم کر دیا گیا جب آپ تشریف لائے تو

۱۔ امام ابو عبد اللہ بخاری مترق ۲۵۶، صحیح بخاری ج ۱ ص ۳ مطبوعہ نور محمد راجع المطابع کراچی بار دوم ۳۸۱ھ۔

جس طرح عام غاروں کا آغاز اسلام کے ساتھ ساتھ ہوا اسی طرح زکوٰۃ یعنی عام مالی خیرات کا حکم بھی ابتداء اسلام سے دیا گیا لیکن اس کا پورا انتظام آجستہ آجستہ فتح مکہ کے بعد قائم ہوا۔ شروع اسلام میں زکوٰۃ کا غلط صرف خیرات کا مترادف تھا، اس کی مقدار، نصاب ہر سال گزرنے کی قید اور باقی خصوصیات جو زکوٰۃ کی حقیقت میں داخل ہیں وہ بعد میں رفتہ رفتہ تدریجاً تکمیل کو پہنچیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دعوت حقوق اللہ اور حقوق العباد پر مشتمل ہے۔ حقوق اللہ کی ادائیگی کا منظر اعظم نماز ہے اور حقوق العباد کا جائزہ دہلی زکوٰۃ ہے۔ بعثت سے پہلے آپ جس طرح تنہائی میں اللہ تعالیٰ کی عبادت کرتے تھے اسی طرح خاموشی سے غریبوں کی چارہ گری، مسکینوں اور یتیموں کی دستگیری اور یتیم خانوں کی خبرگیری بھی کرتے تھے، سورۃ منزل ہر چند کہ وحی کی ابتدائی سورت ہے لیکن اس سورت کی سر زمین میں وہ تمام بنیادی موجودات ہیں جن پر آگے چل کر اسلام کی پوری عمارت تیار ہوئی، اس سورت میں یہ تصریح ہے :-

واقیموا الصلوٰۃ واتوا الزکوٰۃ و
اقصروا اللہ قرضاً حسناً وما تقدّموا
لانفسکم من خیر تجدوا عند اللہ ۛ خیرا
واکثرا اجرا۔ (مزل: ۲)

اور نماز قائم کرو اور زکوٰۃ ادا کرو اور اللہ تعالیٰ کو اچھا
قرض دو اور اللہ جہتم اپنے واسطے آخرت میں بھیجو گے اس
کو اللہ تعالیٰ کے پاس بہتر اور زیادہ ثواب کی شکل میں پاؤ
گے۔

احکام زکوٰۃ کی اصل یہی آیت ہے جس سے بعد میں مسائل زکوٰۃ کے تمام برگ و بار ظاہر ہوئے۔ بعثت کے پانچویں سال جب حضرت جعفر رضی اللہ عنہ دوسرے صحابہ کے ساتھ حبشہ ہجرت کر گئے اور نجاشی نے انہیں اپنے دربار میں بلا کر اسلام کی حقیقت اور اسکی تعلیمات دریافت کیں تو انہوں نے کہا امرنا بالصلوٰۃ والزکوٰۃ والصیام ۛ ”ہمیں خبر اسلام ہمیں نماز پڑھنے زکوٰۃ ادا کرنے اور روزہ رکھنے کا حکم دیتے ہیں“ اس سے معلوم ہوا کہ عام زکوٰۃ اور مالی خیرات کا آغاز اسلام کی ابتدا ہی میں ہو چکا تھا، ۲ ہجری میں جب ہرقل کے پاس نامہ مبارک پہنچا تو اس نے ابوسفیان سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیغام اور آپکی تعلیمات کے بارے میں دریافت کیا، ہر چند کہ ابوسفیان اس وقت تک شرف اسلام سے مشرف نہیں ہوئے تھے اس کے باوجود انہیں یہ کہنا پڑا کہ یا مونا بالصلوٰۃ والزکوٰۃ والصیام والعفاف ۛ ”اے اللہ ہم کو نماز پڑھنے زکوٰۃ ادا کرنے، سلاحتی کرنے اور پاک دل رہنے کا حکم دیتے ہیں“ ان واقعات سے اچھی طرح ظاہر ہو جاتا ہے کہ اجمالی طور پر زکوٰۃ آغاز اسلام سے ہی مشروع ہو گئی تھی۔

شرح زکوٰۃ | رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نہایت حکیمانہ طریقہ سے پیداوار کی مختلف قسموں پر مختلف شرح زکوٰۃ مقرر فرمائی ہے سب سے پہلے پیداوار کی ان اقسام پر زکوٰۃ مقرر فرمائی جو کچھ عرصہ تک محفوظ رہ سکتی ہیں تاکہ ان سے حسب منشاء ونجی اور کاروباری فائدہ اٹھایا جاسکے۔ جیسے زرعی پیداوار، اور جن چیزوں میں ترقی اور نشوونما کی صلاحیت نہیں ہے ان پر زکوٰۃ مقرر نہیں فرمائی جیسے مصنوعات بنانے کے آلات، (Production Machinery...) مکان لباس، استعمال میں آنے والا ساز و سامان اور اسباب، سولیاں اور قیمتی پتھر ان چیزوں پر کسی قسم کی زکوٰۃ مقرر نہیں فرمائی۔

۱۔ امام احمد بن حنبل متوفی ۲۴۱ھ، مسند امام احمد ج ۱ ص ۲۰۲، مطبوعہ مکتب اسلامی بیروت، طبع ثانی ۱۳۱۸ھ۔

۲۔ امام مسلم بن حجاج قشیری متوفی ۲۶۱ھ، معجم مسلم ج ۲ ص ۹۸، مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی، ۱۳۷۵ھ۔

- (۱۸) ادائیگی زکوٰۃ کے ذریعہ دولت گردش میں رہتی ہے، سرمایہ منجمد ہوتا ہے نہ سود کا ذریعہ بنتا ہے۔
- (۱۹) ایک طرف ایک شخص کے پاس اس کی ضرورت سے کہیں زیادہ مال پڑتا ہے دوسری طرف ایک شخص تالیں کو ترستا رہے یہ اللہ تعالیٰ کی حکمت کے خلاف تھا اس لیے اس نے زکوٰۃ فرض کر دی۔
- (۲۰) اگر اغنیاء فقرہ کی زکوٰۃ اور صدقات سے مدد نہ کریں تو بسا اوقات یہ خطرہ پیش آ سکتا ہے کہ فقرہ بھوک، افلاس یا اپنی ضروریات سے تنگ آکر جرائم کے راستہ پر چل پڑیں یا دشمن ممالک کے آکر کاربن جائیں یا اجتماعی طور پر سرمایہ طلب کے خلاف بغاوت کر کے اشتراکی انقلاب سے آئیں اور کمرنٹ ممالک شمار ہو سکیں جن میں ایسا ہی ہوا ہے اور پاکستان میں بھی غریبوں، کارکنوں، محنت کشوں، کسانوں اور مزدوروں نے روٹی، کپڑے اور مکان کے حق پر اسلام کے اقتصادی نظام کے خلاف سرشزم کے حمایت میں دوث دے دیئے درحقیقت یہ رد عمل تھا اسلام کے اقتصادی نظام کو مسلسل نظر انداز کرنے کا۔ پاکستان کے جند کار و بادی اور تجارتی ادارے ہیں، دکانیں، کارخانے اور مقبض ہیں اگر یہ سب ہر سال اپنے سرمایہ کا چالیسواں حصہ نکالیں اور تمام زچہ دار اور وڈیرے اپنے باغات اور زمینوں سے ہر فصل کا عشر نکالیں اور تمام قدرتی گھاس چھنے والے مویشیوں سے زکوٰۃ وصول کی جائے اور تمام زیرات اور سونے چاندی کی زکوٰۃ لی جائے، بینکوں اور دوسرے قومی اداروں سے منازعت کی بنیاد پر قومی مناد میں نفع حاصل کیا جائے اور باقاعدہ منصوبہ بندی سے زکوٰۃ اور قومی آمدنی کی یہ تمام رقمات وصول کی جائیں اور اس رقم سے فیکٹریاں اور کارخانے قائم کر کے فوجیوں کو روزگار فراہم کیا جائے۔ بے روزگار لوگوں کو الاؤنسز دیے جائیں، بیوائوں اور یتیموں کے لیے وظائف جاری کیے جائیں، ہسپتال، سکولز، دینی مدارس، لائبریریاں، مساجد اور دیگر فلاحی ادارے قائم کیے جائیں تو اسلامی اصولوں پر مبنی ایک ایسا فلاحی نظام قائم ہو جائے گا جس میں کسی طبقہ کو دوسرے طبقے سے شکایت نہیں ہوگی۔ اور یہ اسی وقت ممکن ہو سکے گا جب زکوٰۃ اور صدقات کے نظام کو ہر طور پر عمل میں لایا جائے۔

(۲۱) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ایمان کے درجے ہیں نصف ممبر ہے نصف شکر ہے۔ جب غنہ کو مال حاصل ہوتا ہے تو وہ شکر کرتا ہے اور زکوٰۃ اور صدقات سے جو مال میں کمی ہوتی ہے اس پر ممبر کرتا ہے اس طرح ادائیگی زکوٰۃ کے ذریعے اس کا ایمان مکمل ہو جاتا ہے، اسی طرح فقیر پہلے مال نہ ہونے پر ممبر کرتا ہے اور جب زکوٰۃ کی صورت میں مال مل جاتا ہے تو شکر کرتا ہے اور میں فقیر کا ایمان بھی مکمل ہو جاتا ہے۔ غریب کو فریضہ زکوٰۃ کی وجہ سے غنی اور فقیر دونوں کا ایمان مکمل ہو جاتا ہے۔

(۲۲) زکوٰۃ کی ادائیگی سے دینے والے کا نخل زائل ہوتا ہے، گناہ مٹا ہوتے ہیں درجات میں ترقی ہوتی ہے اور اس کے مال میں برکت ہوتی ہے اس کے علاوہ بھی زکوٰۃ میں بے اندازہ فوائد اور حکمتیں ہیں اللہ تعالیٰ ہی اپنے حکم کی تمام حکمتوں کو جانتا ہے۔

فرصیت زکوٰۃ کی تاریخ | ملا علی قاری فرماتے ہیں صدقہ فطر دو ہجری کو مدینہ منورہ میں فرض ہوا اور زکوٰۃ کی باقی مدت ہی اس سال فرض ہوئی لیکن معتد یہ ہے کہ اجمالاً زکوٰۃ مکہ مکرمہ میں فرض ہو گئی تھی۔

۱۔ ملا علی قاری متوفی ۱۰۱۲ھ، مرقات ج ۲ ص ۱۱۸ مطبوعہ مکتبہ اہلادیہ مستان، ۱۳۹۲ھ۔

جانور کا نام اور تعداد	شرح زکوٰۃ	جانور کا نام اور تعداد	شرح زکوٰۃ
۵ سے ۹ اونٹ	ایک بکری	۶۰ سے ۶۹ "	دو، دو سالہ بچھڑیاں
۱۰ سے ۱۴ اونٹ	دو بکریاں	۷۰ سے ۷۹ "	ایک دو سالہ بچھڑی اور ایک
۱۵ سے ۱۹ "	تین بکریاں	۸۰ سے ۸۹ "	ایک سالہ بچھڑی۔
۲۰ سے ۲۴ "	چار بکریاں	۹۰ سے ۹۹ "	دو، دو سالہ بچھڑیاں
۲۵ سے ۳۵ "	ایک سالہ اونٹ کی بچی	۱۰۰ سے	تین ایک سالہ بچھڑیاں
۳۶ سے ۴۵ تک اونٹ	دو سالہ اونٹنی	۴۰ سے ۱۱۹ بکریاں	دو ایک سالہ اور ایک دو سالہ "
۴۶ سے ۶۰ تک اونٹ	تین سالہ اونٹنی	۱۲۰ سے ۲۰۰	ایک بکری
۶۱ سے ۷۵ تک "	چار سالہ "	۲۰۱ سے ۳۹۹	دو بکریاں
۷۶ سے ۹۰ تک "	دو، دو سالہ اونٹنیاں	۴۰۰ سے ۴۹۹	تین بکریاں
۹۱ سے ۱۲۰ تک "	دو، تین سالہ "	پھر ہر سو پر	چار "
۱۲۱ سے ۱۴۰ تک "	ایک سالہ بچھڑی		ایک بکری کا احافہ
۱۴۱ سے ۱۶۰ تک "	دو سالہ بچھڑی یا بچھڑا		

زکوٰۃ کی اہمیت | رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذی ہوئی تعلیم میں نماز کے ساتھ ساتھ جو فریضہ سب سے اہم معلوم ہوتا ہے وہ زکوٰۃ ہے، نماز اور زکوٰۃ کا باہم مربوط ہونا اس بات کو واضح کرتا ہے کہ اسلام میں حقوق اللہ کے ساتھ حقوق العباد کا بھی یکساں خیال رکھا گیا ہے۔ قرآن مجید میں بتیس مرتبہ صراحتہً لفظ زکوٰۃ آیا ہے۔ اور زکوٰۃ دینے والوں کی تشریف دہ توصیف اور نہ دینے والوں کی مذمت اور انہیں مذاب کی وعید اس کے علاوہ ہے، احادیث میں بھی نماز کے بعد زکوٰۃ کا ذکر ہے۔ ہجری میں وفد عبدالقیس نے آستانہ نبوت پر حاضر ہو کر جب اسلام کی تعلیمات دریافت کیں تو آپ نے اعمال میں سب سے پہلے نماز اور پھر زکوٰۃ کا ذکر فرمایا۔

۷۔ امام ابو عبد اللہ بخاری متوفی ۲۵۶ھ، صحیح بخاری ج ۱ ص ۸۸ مطبوعہ نور محمد امجد المطابع کراچی، طبع ثانی ۱۳۸۱ھ۔

کچھ حصہ باقی رہنے اور نشوونما پانے والی پانچ چیزیں ہیں، معدنیات، زردی پیداوار، جانور، سونا، چاندی اور کھیتی باڑی (جو چاندی کے حکم میں ہیں) اور مال تجارت ان پانچوں چیزوں پر آپ نے زکوٰۃ مقرر فرمائی ہے۔ معدنیات جیسے سونا، چاندی، تیل، قدرتی گیس، نمک، کوئلہ، تانبا اور موٹا وغیرہ چونکہ ان کے حصول میں زمین کے مالک کا کوئی دخل اور عاصی محنت نہیں ہوتی بلکہ یہ محض عطیہ الہی ہیں، اس لیے ان پر شرح زکوٰۃ سب سے زیادہ رکھی اور خمس مقرر فرمایا یعنی حاصل شدہ معدنی دولت کا پانچواں حصہ (۱/۵) آج کل ملک میں جو تیل اور قدرتی گیس کے ذخائر مل رہے ہیں ان سے خمس کے حصول اور اس کے شرعی طریقہ کار پر انشاء اللہ العزیز اس کے متعلق باب میں بحث کریں گے)

زمین کی آپ نے دو قسمیں کیں، ایک وہ جس میں موسمی اور علاقائی خصوصیت کی وجہ سے زمینی کو سیراب کرنے کے لیے کاشتکار کی کسی بڑی محنت کا دخل نہیں ہوتا بلکہ وہ بارش کے قدرتی پانی کی وجہ سے ادھو سیراب ہوتی رہتی ہے اس بلا مشقت اور بلا خرچ سیرابی کی وجہ سے اس پر اس کی پیداوار کا عشر (۱/۱۰) یعنی دسواں حصہ ادا کرنا فرما دیا گیا، اور زمین کی دوسری قسم جس کو سیراب کرنے کے لیے کاشتکار کو مشقت کرنا پڑتی ہے مثلاً ریت یا ٹوبہ دیل کے ذریعہ کنویں سے پانی حاصل کرتا ہے یا پیسہ خرچ کرنا پڑتا ہے مثلاً کرائے پر ٹوبہ دیل حاصل کرتا ہے یا نہری پانی کا ٹیکس یا آبیانہ دیتا ہے اس پر آدھا عشر یعنی پیداوار کا بیسواں حصہ (۱/۲۰) مقرر فرمایا۔ نقد سرمایہ، سونا چاندی، کرنسی نوٹ اور مال تجارت جس کی ترقی، حفاظت، نشوونما اور افزائش کے لیے انسان کو دن رات سخت محنت کرنی پڑتی ہے اور جس کو وسیع پیمانے پر چلانے کے لیے بڑے سرمایہ کی ضرورت ہوتی ہے اور جس میں قدم قدم پر چوری، ڈاکے، گم شدگی، لوٹ مار اور نقصان کا اندیشہ رہتا ہے اس میں زمین کی اس دوسری قسم سے بھی آدھی زکوٰۃ مقرر کی گئی، یعنی تمام کاروباری سرمایہ پر سال گزرنے کے بعد صرف چالیسواں حصہ (۱/۲۰) مقرر فرمایا۔

زکوٰۃ کی شرح مقدار میں اختلاف نہایت حکمت پر مبنی ہے۔ معدنیات سے حاصل شدہ زکوٰۃ میں چونکہ حکومت کے ذاتی اور قومی مصارف شامل ہیں اس لیے اس کی شرح سب سے زیادہ یعنی خمس (۱/۵) رکھی گئی اور باقی زکوٰۃ بالعموم فقراء اور مساکین پر خرچ کی جاتی ہے اس لیے محنت اور مشقت کی کمی اور زیادتی کے اعتبار سے اس کی شرح ہلکے سے بتدریج کم ہو کر ۱/۲۰، ۱/۲۰ اور ۱/۲۰ ہوتی گئی۔

تمام جانوروں میں افزائش نسل کی صلاحیت اور مدت حمل یکساں نہیں ہوتی اس لیے تمام جانوروں کی زکوٰۃ کا ایک قاعدہ مقرر نہیں کیا جاسکتا تھا لہذا جانوروں کی مالیت اور قوت افزائش کے لحاظ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جانور کی زکوٰۃ کی حسب ذیل شرح مقرر فرمائی:

خیال رہے کہ یہ زکوٰۃ ان جانوروں پر ہے جو قدرتی اور خود رو گھاس چر کر گزارہ کرتے ہیں سال کے بعد ان کی یہ زکوٰۃ ہے:

فِيمَا دُونَ خُمُسٍ أَوْ سِتٍّ مِّنْ صَدَقَةٍ وَلَا فِيْمَا
دُونَ خُمُسٍ ذُوْدٌ صَدَقَةٍ وَلَا فِيْمَا دُونَ
خُمُسٍ أَوْ فِي صَدَقَةٍ .

٢١٦٠ - وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رُمْحٍ ابْنُ الْمُهَاجِرِ
قَالَ أَنَا الَّذِي حَرَّوْتَهُ شَيْءٌ عَمْرٍو النَّاقِدُ قَالَ فَأَمَّا اللَّهُ
بُنِي إِدْرِيسَ كَلَامًا عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ عَنْ عَمْرِو
بْنِ يَحْيَى بِهَذَا الْإِسْنَادِ مِثْلَهُ -

٢١٦١ - وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ قَالَ نَا عَبْدُ
الرَّزَّاقِ قَالَ أَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ قَالَ أَخْبَرَنِي عَنْ يُونُسَ
بْنِ عُمَارَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ يَحْيَى ابْنِ عُمَارَةَ قَالَ
سَمِعْتُ أَبَا سُوَيْدٍ الْخُدْرِيَّ يَقُولُ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ وَأَشَارَ النَّبِيُّ صَلَّى
اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِكَفِّهِ بِخَمْسِ أَصَابِعٍ ثُمَّ ذَكَرَ
بِمِثْلِ حَدِيثِ ابْنِ عُيَيْنَةَ .

٢١٢٢ - وَحَدَّثَنِي أَبُو كَامِلٍ فَصِيلُ بْنُ حُسَيْنٍ
الْبُخَيْرِيُّ قَالَ نَابِشُرٌ يَعْنِي ابْنَ فَصِيلٍ قَالَ سَأَلْتُ
عَمَارَةَ بْنَ عَبْدِ اللَّهِ عَنْ يَحْيَى بْنِ عَمَّارَةَ قَالَ سَمِعْتُ
أَبَا سَعِيدٍ الْخُدْرِيَّ يَقُولُ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى
اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيْسَ فِيمَا دُونَ خُمُسَةٍ أَوْ سِقِ
صَدَقَةٍ وَلَا لَيْسَ فِيمَا دُونَ خُمُسٍ ذَوْ دِصْدَقَةٍ
وَلَيْسَ فِيمَا دُونَ خُمُسٍ أَوَاقٍ صَدَقَةٍ .

٢١٧٣ - حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَعَمْرُو
التَّيَّاقِدُ وَزُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ قَالُوا نَا وَكِيعٌ عَنْ سُفْيَانَ
عَنْ إِسْمَاعِيلَ بْنِ أُمَيَّةَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ يَحْيَى بْنِ
عَبْدَانَ عَنْ يَحْيَى بْنِ عَمَّارَةَ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ
قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيْسَ
فِيْنَا دُونَ خُمْسَةٍ أَوْ سَاقٍ مِنْ تَنِيٍّ وَلَا حَبِّ
صَدَقَةٍ

۲۱۶۴۔ وَحَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ مَنْصُورٍ قَالَ أَنَا

یا ساڑھے باون (۳۶۔ ۳۷ گرام) تولہ چاندی سے کم میں زکوٰۃ
(واجب) نہیں ہے۔

ایک اور سند سے بھی ایسی ہی روایت ہے۔

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں
کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے اہل بیت کی پانچ انگلیوں سے
اشارہ کر کے فرما رہے تھے اس کے بعد حسب سابق حدیث
ہے۔

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا پانچ وسق (بٹیس میں)
سے کم میں زکوٰۃ نہیں ہے، پانچ اونٹوں سے کم میں زکوٰۃ
(واجب) نہیں ہے اور نہ پانچ اوقیہ (ساڑھے ااون تولہ
چاندی ۳۶۰-۴۱۲ گرام) سے کم میں زکوٰۃ ہے۔

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: پانچ وسق (بتیس من)
کھجوروں سے کم میں زکوٰۃ (واجب) نہیں ہے اور نہ اس
سے کم مقدار غلہ میں زکوٰۃ (واجب) ہے۔

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ

اور حجی میں جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کو یہی حکم بنا کر بھیجا تو فرمایا: **فلیک اول ما تدعوهم الی ان یوحوا للہ فاذا عرفوا ذلک فاخبرہم ان اللہ فرض علیہم خمس صلوات فی یومہم ولیلتہم فاذا صلوا فاخبرہم ان اللہ افترض علیہم زکوۃ فی اموالہم توخذ من غنیہم فترو علی فقیرہم۔** سب سے پہلے تم انہیں توحید کی دعوت دینا جب وہ توحید کو جانیں تو انہیں بتانا کہ اللہ تعالیٰ نے دن اور رات میں ان پر پانچ نمازیں فرض کی ہیں اور جب وہ نماز پڑھ لیں تو انہیں خبر دینا کہ اللہ تعالیٰ ان کے اموال میں زکوۃ فرض کی ہے جو ان کے مال اور دولت سے وصول کر کے ان کے غریبوں میں نوٹا دیا جائے گی۔

حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں جب بعض لوگوں نے بنیاد کی اور زکوۃ ادا کرنے سے انکار کر دیا تو حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے ان کے خلاف تلوار اٹھالی۔ حضرت عمرؓ نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا جب تک جنگ اللہ کو ایک نہ مان لیں مجھے ان سے قتال کا حکم دیا گیا ہے اور جو اللہ کو مان سے اس کی جان اور مال محفوظ ہے۔ اس کا معاملہ اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں ہے حضرت ابو بکرؓ نے فرمایا: بخدا! جو نماز اور زکوۃ میں فرق کرے گا میں اس سے جنگ کروں گا۔ کیونکہ زکوۃ مال کا حق ہے۔ بخدا جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں ایک بیڑ کا بچہ بھی دیتا تھا وہ اسے دینا پڑے گا۔

نظام زکوۃ کی مرکزیت | نماز اور زکوۃ کے باہمی ربط کی ایک وجہ یہ بھی ہے کہ اسلام، دین اور دنیا، عبادات اور معاملات، روحانی اور مادی دونوں چیزوں کا نظم و ضبط اور انتظام و انصرام قائم کرتا ہے اور ہر عمل اور کو ساتھ ساتھ کر چلتا ہے۔ عبادات کے نظام کے لیے مساجد میں باجماعت نماز کا نظام مقرر کیا اور مساجد کے نظام کے لیے بیت المال میں زکوۃ کی رقم جمع کرنے کا نظام بنایا، تاکہ یہ مال مسلمانوں کی اجتماعی فلاح و بہبود پر خرچ کیا جاسکے جس طرح گھروں میں علیحدہ نماز پڑھ لینے سے نماز کا فرض تو ساقط ہو جاتا ہے لیکن نماز کی روح اور اس کی مرکزیت ختم ہو جاتی ہے اسی طرح انفرادی طور پر زکوۃ ادا کرنے سے فرض زکوۃ تو ادا ہو جاتا ہے لیکن زکوۃ کا مقصد اور اس کی مرکزیت ختم ہو جاتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ حضرت ابو بکرؓ کے عہد خلافت میں جب بعض قبیلوں نے یہ کہا کہ وہ زکوۃ بیت المال میں داخل نہیں کریں گے بلکہ بطور خود زکوۃ کو اس کے مصارف میں خرچ کریں گے تو شناسائے مزاج رسول اور محرم امر اور شریعت حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے ان کے اس موقف کو تسلیم نہیں کیا اور ان کو بیت المال میں زکوۃ داخل کرنے کے لیے بزور مجبور کیا، اگر اس وقت ان کی یہ بات تسلیم کر لی جاتی تو وصیت اسلام کا سررشتہ اسی وقت پلہ پارہ ہو جاتا اور مسلمانوں کا اجتماعی نظام اسی وقت درہم برہم ہو جاتا۔

۲۱۵۹۔ حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ مَحْتَدٍ بْنُ بَكْبَرٍ النَّاقِدُ قَالَ نَاسُفِيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ قَالَ سَأَلْتُ عُمَرَ وَبْنَ بَحِيٍّ بْنِ عَمَارَةَ فَأَخْبَرَنِي عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْأَخْدَرِيِّ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَيْسَ

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: پانچ دس (تیس) من سے کم زرعی پیداوار میں زکوۃ (واجب) نہیں ہے، نہ پانچ اونٹوں سے کم میں زکوۃ ہے اور نہ ہی پانچ اوقیہ (دو سو دوہم

۱۔ امام ابو عبد اللہ بخاری متروک ۲۵۶، صحیح بخاری ج ۲ ص ۱۰۹۶، مطبوعہ نور محمد امج المطابع کراچی، طبع ثانی ۱۳۸۱ھ۔

صحیح بخاری ج ۱ ص ۱۸۸

marfat.com

Marfat.com

صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ فِيهَا سَقَتِ الْأَنْهَارُ
الْقَيْمَ الْعَشُورَ وَفِيهَا سَقَى بِالسَّارِنَةِ نِصْفَ
الْعُسْرِ

۲۱۶۹۔ وَحَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى التَّمِيمِيُّ قَالَ
قَرَأْتُ عَلَى مَالِكٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ دِينَارٍ عَنْ
سُلَيْمَانَ بْنِ يَسَارٍ عَنْ عَدَالِكِ بْنِ مَالِكٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ
أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَيْسَ
عَلَى الْمُسْلِمِ فِي عَبْدِهِ وَلَا فِي فَرَسِهِ صَدَقَةٌ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مسلمان پر اس کے غلام اور
گھوڑے میں زکوٰۃ نہیں ہے۔

۲۱۷۰۔ وَحَدَّثَنَا حُمَيْدُ بْنُ الْقَاسِمِ وَزُهَيْرُ بْنُ
حَرْبٍ قَالَا نَاسُفِيَانُ بْنُ عَمِيْنَةَ قَالَ نَا أَبُو بَرْزَاءِ
مُوسَى عَنْ مَكْحُولٍ عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ يَسَارٍ عَنْ
عَدَالِكِ بْنِ مَالِكٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ عَمْرُو عَنْ
النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَالَ زُهَيْرُ
يُبْلَغُ لَيْسَ عَلَى الْمُسْلِمِ فِي عَبْدِهِ وَلَا فِي
فَرَسِهِ صَدَقَةٌ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مسلمان پر اس کے غلام
اور گھوڑے میں زکوٰۃ نہیں ہے۔

۲۱۷۱۔ وَحَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى قَالَ أَنَا سُلَيْمَانُ
بْنُ بَدَلٍ وَحَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ نَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ
ح وَحَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ قَالَ نَا حَاتِمُ
بْنُ إِسْمَاعِيلَ كُلُّهُ عَنْ حُشَيْمِ بْنِ عَرَالَةَ عَنْ
مَالِكٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى
اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمِثْلِهِ

ایک اور سند کے ساتھ حضرت ابو ہریرہ رضی
اللہ عنہ سے ایسی ہی حدیث مروی ہے۔

۲۱۷۲۔ وَحَدَّثَنَا أَبُو الطَّاهِرِ وَهَارُونُ بْنُ
سَعِيدٍ الْأَيْلِيُّ أَحْمَدُ بْنُ عِيْسَى قَالُوا نَا ابْنُ
وَهْبٍ قَالَ أَخْبَرَنِي مُحَمَّدُ بْنُ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَدَالِكِ
بْنِ مَالِكٍ قَالَ سَمِعْتُ أَبَاهُ يُرَوِّعُ بِحَدَّثِ عَنْ
رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَيْسَ
فِي الْعَبْدِ صَدَقَةٌ إِلَّا صَدَقَةُ الْفِطْرِ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی
اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا غلام پر زکوٰۃ (ادا کرنا واجب)
نہیں ہے مگر صدقہ فطر (ادا کرنا واجب) ہے۔

۲۱۷۳۔ وَحَدَّثَنَا زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ قَالَا نَا

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ :

عَبْدُ الرَّحْمَنِ يَعْنِي ابْنَ مَهْدِيٍّ قَالَ قَالَ نَاسُفِيَانُ عَنْ إِسْمَاعِيلَ
ابْنِ أُمَيَّةَ عَنْ مُعْتَدٍ بْنِ يَحْيَى بْنِ حَبَّانَ عَنْ يَحْيَى بْنِ
عَمَّارَةَ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخَدْرِيِّ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ كَيْسٌ فِي حَبِّ وَلَا تَنْفِرْ صَدَقَةً حَتَّى
يَبْلُغَ خَمْسَةَ أَوْسُقٍ وَلَا فَيْسًا دُونَ خَمْسٍ دُرْدُ
صَدَقَةً وَلَا فَيْسًا دُونَ خَمْسٍ أَوْاقٍ صَدَقَةً -

۲۱۶۵ - وَحَدَّثَنِي عَبْدُ بْنُ حُسَيْدٍ قَالَ ثَنَا يَحْيَى بْنُ
أَدَمَ قَالَ قَالَ نَاسُفِيَانُ الثَّوْرِيُّ عَنْ إِسْمَاعِيلَ بْنِ أُمَيَّةَ
هَذَا الْإِسْنَادُ مِثْلَ حَدِيثِ ابْنِ مَهْدِيٍّ -

۲۱۶۶ - وَحَدَّثَنِي مُعْتَدُ بْنُ دَاوُدَ قَالَ نَا عَبْدُ
الرَّزَّاقِ قَالَ أَنَا الثَّوْرِيُّ وَمَعْمَرُ عَنْ إِسْمَاعِيلَ بْنِ
أُمَيَّةَ هَذَا الْإِسْنَادُ مِثْلَ حَدِيثِ ابْنِ مَهْدِيٍّ وَيَحْيَى
ابْنُ أَدَمَ عَنْ غَيْرِ آتَةٍ قَالَ بَدَّلَ الثَّمَرُ
شَمْرًا -

۲۱۶۷ - حَدَّثَنَا هَارُونُ بْنُ مَعْرُوفٍ وَهَامُّنُ
بْنُ سَعِيدٍ الْإِيلِيُّ قَالَ نَا ابْنُ وَهَبٍ قَالَ أَخْبَرَنِي
عِيَّاسُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ عَنْ أَبِي الزَّيْبَرِ عَنْ جَابِرِ ابْنِ
عَبْدِ اللَّهِ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
أَنَّهُ قَالَ كَيْسٌ فَيْسًا دُونَ خَمْسٍ أَوْاقٍ مِنَ الْوَرِقِ
صَدَقَةً وَكَيْسٌ فَيْسًا دُونَ خَمْسٍ دُرْدُ مِنَ
الْإِبِلِ صَدَقَةً وَكَيْسٌ فَيْسًا دُونَ خَمْسَةِ أَوْسُقٍ
مِنَ الشَّعْرِ صَدَقَةً -

۲۱۶۸ - وَحَدَّثَنِي أَبُو الظَّاهِرِ أَحْمَدُ بْنُ عَمْرٍو
بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو بْنِ سَرْجٍ وَهَارُونُ بْنُ سَعِيدٍ
الْإِيلِيُّ وَعَمْرُو بْنُ سَوَادٍ وَالْوَلِيدُ بْنُ كَثِيرٍ عَنْهُمْ
عَنِ ابْنِ وَهَبٍ أَنَّ أَبَا الظَّاهِرِ أَنَّ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ
وَهَبٍ عَنْ عَمْرٍو بْنِ الْحَارِثِ أَنَّ أَبَا الزَّيْبَرِ حَدَّثَهُ
أَنَّهُ سَمِعَ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللَّهِ يَذْكُرُ أَنَّ سَمَةَ النَّبِيِّ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ چھپانے والے چھپانے والے
پانچ اوسق (تیس من) ہوں ان میں زکوٰۃ واجب نہیں ہے بلکہ
نہ پانچ اوسقوں سے کم میں اور نہ پانچ اوقیہ (ساتھ سے باون
تولہ ۳۶-۱۱۲ گرام) چاندی سے کم میں زکوٰۃ واجب ہے۔

ایک اور سند سے بھی ایسی ہی روایت ہے ۔

ایک اور سند سے بھی حسب سابق روایت ہے
مگر اس میں کجوروں کی بجائے پھلوں کا لفظ ہے ۔

حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں
کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: پانچ اوقیہ (ساتھ سے
باون تولہ ۳۶-۱۱۲ گرام) چاندی سے کم میں زکوٰۃ نہیں ہے نہ
پانچ اوسقوں سے کم میں اور نہ پانچ اوقیہ (تیس من)
کجوروں سے کم میں زکوٰۃ (واجب) ہے ۔

حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں
کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جن زمینوں کو حیا
اور بارش سیلاب کریں ان میں عشر (دسواں حصہ) دینا واجب
ہے اور جزیرے میں اونٹ کے ذریعہ سیلاب کی جائیں ان میں
نصف عشر (بیسواں حصہ) ہے

امام ابو حنیفہ کا منظرِ حرم | امام ابو حنیفہ کا نظریہ یہ ہے کہ زکوٰۃ پیداوار کا کوئی نصاب نہیں ہے اور زمین سے جس قدر بھی پیداوار حاصل ہو اس پر عشر یا نصف عشر واجب ہے۔ امام ابو حنیفہ کی دلیل یہ ہے کہ اللہ

تعالیٰ فرماتا ہے:

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا انْفِقُوا مِنْ طَيِّبَاتِ مَا كَسَبْتُمْ وَمِمَّا أَخْرَجْنَا لَكُمْ مِنَ الْأَرْضِ

(بقرہ ۲۶۷)

اے ایمان والو! اپنی پاک کمائی سے جو کچھ حاصل کرو (اللہ کی راہ میں) خرچ کرو اور جو کچھ زمین سے ہم نے تمہارے لیے نکالا ہے اس میں سے (اللہ کی راہ میں خرچ کرو)۔

امام ابو حنیفہ کا استدلال یوں ہے کہ اس آیت میں ”ما“ عام ہے جس کا تقاضا ہے ”زمین سے ہم نے جو بھی تمہارے لیے نکالا ہے اس میں سے خرچ کرو“ اور پانچ دس دینار والی حدیث خبر واحد سے اور خبر واحد سے قرآن مجید کے عام کو خاص نہیں کیا جاسکتا کیونکہ خبر واحد قطعی ہے اور قرآن مجید کا عموم قطعی ہے اور قطعی دلیل سے قطعی کی تخصیص کرنا صحیح نہیں ہے۔

خبر واحد سے قرآن مجید کے عام کو خاص نہ کرنا، امام ابو حنیفہ کا مشہور قاعدہ ہے اور یہ انتہائی دقت نظری اور باریکہ منی پر مبنی ہے، اس قاعدہ میں فرق مراتب کو ملحوظ رکھا گیا ہے اور قرآن مجید سے ثابت شدہ چیز کو حدیث شریف سے ثابت شدہ چیز پر ترجیح اور فرقیّت دی گئی ہے فقہ حنفی کے متعدد احکام اس قاعدہ پر موقوف ہیں اور یہ مرنفقہ حنفی کی خصوصیت ہے جب کہ دیگر ائمہ ثلاثہ اس اصول کو ہمیش نظر نہیں رکھتے اور قرآن مجید کے عموم قطعی کی احادیث غیر متواترہ سے تخصیص کر کے قرآن کو حدیث کے تابع کر دیتے ہیں اس کا رد ہے وہ آیت کریمہ اخوجنا لکم من الارض۔ کی پانچ دس دینار والی حدیث بحث حدیث سے تخصیص کر دیتے ہیں۔

علامہ دشتانی مکی لکھتے ہیں:

ولنا في مقابلة عموم الآية حديث الا وسق وفي تخصيص عموم القرآن بخبر الواحد خلاف . ۱۰

ہم آیت کریمہ کے عموم کے مقابلہ میں پانچ دس دینار والی حدیث سے استدلال کرتے ہیں اور قرآن کریم کے عموم کی خبر واحد سے تخصیص کرنے میں اختلاف ہے۔

قرآن مجید کے علاوہ احادیث صحیحہ میں بھی زمین کی پیداوار پر زکوٰۃ ادا کرنے کا حکم عام ہے

عن سالم بن عبد الله عن ابيه عن النبي صلى الله عليه وسلم قال فيما سقت السماء والعيون او كان عثريا العشر وما سقى بالنضج نصف العشر . ۱۱

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو زمین بارش یا چشموں سے سیراب ہو یا دریائی پانی سے سیراب ہو اس پر عشر (۱۰٪) ہے اور جس زمین کو کنوئیں کے پانی سے اونٹوں کے ذلیعہ سیراب کیا جائے اس پر نصف عشر ہے (یعنی ۵٪)۔

اس حدیث میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قلیل اور کثیر کا فرق کیے بغیر مطلقاً زمین سے حاصل شدہ پیداوار پر عشر یا

۱۰۔ علامہ ابو عبد اللہ دشتانی مکی متوفی ۸۲۸ھ، اکمال اکمال العلم ج ۳ ص ۱۱۰، مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت۔

۱۱۔ امام ابو عبد اللہ بخاری متوفی ۲۵۶ھ، صحیح بخاری ج ۱ ص ۲۰۱، مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی، الطبعة الثانیہ ۱۳۸۱ھ۔

عَلَىٰ بَنِي حَنْصَلٍ قَالَ نَا وَرُقَاءُ عَنْ أَبِي الزِّنَادِ عَنِ الْأَعْمَشِ
عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ بَعَثَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ عُمَرَ عَلَى الصَّدَقَةِ فَعِيلَ مِنْهُ ابْنُ جَبْرِ وَ
خَالِدُ بْنُ الْوَلِيدِ وَالْعَبَّاسُ عَمْرُو رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى
اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ مَا يَنْفَعُ ابْنَ جَبْرِ إِلَّا أَنْتَ كَانَ فِتْنَةً
فَأَغْنَاهُ اللَّهُ وَأَمَّا خَالِدٌ فَإِنَّكُمْ تَقْلِبُونَ
خَالِدًا أَقْدًا حَتَّى إِذَا دَاعَاهُ وَأَغْنَاهُ رَفَى
سَبِيلَ اللَّهِ وَأَمَّا الْعَبَّاسُ فَهُوَ عَلَىٰ وَمِثْلَهَا
مَعَهَا ثُمَّ قَالَ يَا عُمَرُ أَمَا شَعَرْتَ أَنَّ عَمْرُوًا جَلِي
صِتُّوْا بَيْنَهُ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو زکوٰۃ
وصول کرنے کے لیے بھیجا پھر آپ کو بتایا کہ ابن جابر
حضرت خالد بن ولید اور ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
حضرت عباس رضی اللہ عنہم نے زکوٰۃ نہیں دیا، تو رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ابن جابر کو تو صرف یہ چیز مانگ لو
کہ وہ محتاج تھا اور اللہ تعالیٰ نے اس کو غنی کر دیا، سب سے
بن ولید تو تم ان کے ساتھ زیادتی کرتے ہو کیونکہ انھوں نے
تراہنی زر میں اور ہتھیار تک اللہ کی راہ میں وقف کیے ہوئے
ہیں باقی سب عباس تو جتنی زکوٰۃ ان پر واجب اس سے
گنتی میں ادا کر دوں گا۔ پھر فرمایا اسے عمر کیا تم نہیں جانتے
کہ کسی شخص کا چچا اس کے باپ کی مثل ہوتا ہے۔

زرعی پیداوار کے نصاب زکوٰۃ میں فقہاء کے نظریات | اس باب کی پہلی حدیث (۲۱۵۹) میں ہے۔ حضرت ابو
سید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ

صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا پانچ دست (دستیں من) سے کم (زرعی پیداوار) میں زکوٰۃ (واجب) نہیں ہے۔
غلام اور بچوں کی زکوٰۃ (عشر) کے نصاب میں ائمہ کا اختلاف ہے۔ امام مالک، امام شافعی اور امام احمد بن حنبل حدیث
مذکور کی روشنی میں غلہ اور بچوں کے لیے پانچ دست (دستیں من) کو نصاب قرار دیتے ہیں۔ جس شخص کے کھیتوں اور باغات
سے پانچ دست یا اس سے زائد پیداوار حاصل ہو جائے اس پر عشر واجب ہوگا اور جس شخص کی پیداوار پانچ دست سے کم ہو
اس پر عشر واجب نہیں ہوگا۔ اس کے برخلاف امام اعظم ابو حنیفہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ زمین کی پیداوار کے لیے کوئی نصاب
مقرر نہیں ہے۔ غلہ، پھل اور بنریوں کی زمین سے جس قدر پیداوار بھی حاصل ہو اس پر عشر یا نصف عشر دینا واجب ہوگا۔
ائمہ ثلاثہ کا منظر یہ | علامہ ابن قدامہ حنبلی لکھتے ہیں، امام مالک، امام ثوری، امام اوزاعی، امام ابن ابی لیلیٰ، امام شافعی (امام
ابو یوسف، امام محمد اور تمام اہل علم کا قول یہ ہے کہ بچوں اور غلام کی زکوٰۃ اس وقت واجب ہوتی
ہے جب ان کی مقدار پانچ دست و سق کو پہنچ جائے۔ البتہ امام ابو حنیفہ اور مجاہد کہتے ہیں کہ قلیل اور کثیر سب میں زکوٰۃ واجب
ہے کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بالعموم فرمایا ہے: "فَيَسْمَعُ السَّمَاءَ الْعَشْرَ" جس زمین کو
بارش سیراب کرے اس میں عشر ہے۔ اور چونکہ زمین کی پیداوار میں سال گزرنے کا بھی کوئی اعتبار نہیں ہے، اس لیے اس
کا کوئی نصاب مقرر نہیں ہے، اور ہماری دلیل یہ ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "لَيْسَ فِيمَا دُونَ خُمُسَةٍ أَوْ سَقٍ
صَدَقَةٌ" "پانچ دست سے کم میں زکوٰۃ نہیں ہے" یہ حدیث خاص ہے اور امام ابو حنیفہ کی پیش کردہ حدیث
عام ہے جس کی اس حدیث سے تخصیص کرنا واجب ہے۔ ۱۵۔

۱۵۔ علامہ عبد اللہ بن احمد بن قدامہ حنبلی متوفی ۶۲۰ و المتوفی ج ۲ ص ۲۹۶ مطبوعہ دار الفکر بیروت ۱۴۰۵ھ۔

نصف عشر کا حکم عائد فرمایا اور یہ حدیث عموم قرآن کے مطابق ہے

عن جابر بن عبد اللہ یذکر انہ سمع النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال فیما سکت الاغفار والغیم العشور و فیما سقی بالسائیتا نصف العشر۔ ۱۷

حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس زمین کو دیا یا بارش سے سیراب کرے اس پر عشر (پہا) ہے اور جس زمین کو کنوئیں کے پانی سے اونٹوں کے ذریعہ سیراب کیا جائے اس پر نصف عشر (پہا) بیسواں حصہ ہے۔

امام ابو داؤد نے بھی اپنی اسانید کے ساتھ حضرت ابن عمر اور حضرت جابر رضی اللہ عنہما کی ان دونوں روایات کو ذکر فرمایا ہے۔ ۱۷

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس زمین کو بارش یا چٹنے سے سیراب کریں اس میں عشر ہے اور جس کو اونٹوں کے ذریعہ کنوئیں سے سیراب کیا جائے اس میں نصف عشر ہے۔

عن ابی ہریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فیما سبقت السماء والعیون العشر و فیما سقی بالنضح نصف العشر۔ ۱۸

اس حدیث کے بعد امام ابن ماجہ نے حضرت جابر کی حدیث کو بھی اپنی سند کے ساتھ روایت کیا ہے۔

امام عبد الرزاق بن ہمام نے اپنی مصنف میں اس مضمون کی انیس احادیث روایت کی ہیں ہم ان میں سے چند کا ذکر کر رہے ہیں

عن قتادۃ قال معمر: وقراءۃ فی

قتادہ بیان کرتے ہیں کہ معمر نے کہا میں نے تمام زمینوں کے پاس نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا کھانا ڈرمان دیکھا کہ جس زمین کو رسیوں اور ڈھولوں کے ذریعہ کنوئیں کے پانی سے سیراب کیا جائے اس میں نصف عشر ہے (متر کتے ہیں کہ میرے علم میں اس بات میں کسی کا اختلاف نہیں ہے) اور جس زمین کو بارش یا دریائی پانی سے سیراب کیا جائے اس میں عشر ہے، متر کتے ہیں کہ میرے علم میں اس بات میں کسی کا اختلاف نہیں ہے۔

کتاب عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم عند کل رجل کتبہ لہم فیما سقی بالنضح والارشیت نصف العشر قال معمر: ولا أعلم فیہ اختلافًا و فیما کان بعلا و فیما کان بالکظائم و فیما کان بخلا العشر قال معمر ولم اسمع فیہ اختلافًا۔ ۱۹

اس حدیث کو امام بیہقی نے بھی اپنی سنن میں روایت کیا ہے۔ ۱۷

۱۷۔ امام مسلم بن حجاج قشیری متوفی ۲۶۱ھ، صحیح مسلم ج ۱ ص ۳۱۶، مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی، الطبعة الثانیہ ۱۳۷۵ھ

۱۸۔ امام ابو داؤد سلیمان بن اشعث متوفی ۲۷۵ھ، سنن ابو داؤد، ج ۱ ص ۲۲۵، مطبوعہ مطبعہ مجتہدین پاکستان لاہور، الطبعة الثانیہ ۱۳۸۵ھ

۱۹۔ امام محمد بن یزید ابن ماجہ متوفی ۲۷۳ھ، سنن ابن ماجہ ص ۱۳۰، مطبوعہ نور محمد کارخانہ تجارت کتب کراچی۔

۲۰۔ امام عبد الرزاق بن ہمام متوفی ۲۱۱ھ، المصنف ج ۴ ص ۱۳۴، مطبوعہ مکتب اسلامی بیروت، الطبعة الاولی ۱۳۹۰ھ

۲۱۔ امام ابو یوسف بن علی بیہقی متوفی ۲۵۸ھ، سنن کبری ج ۲ ص ۱۳۰، مطبوعہ نشر السنۃ عمان۔

درا ہم فما زاد فعلی حساب ذلک ۱۰

اس حساب سے ادا کرو۔

سنن دارقطنی میں اس حدیث کو جرم سے روایت کیا گیا ہے اور اس میں احسبہ کا لفظ نہیں ہے۔ حافظ ذہبی لکھتے ہیں کہ ابن قحطان نے کہا ہے کہ اس حدیث کے تمام راوی ثقہ ہیں اور یہ حدیث صحیح الاسناد ہے ۱۱۔

عن علی عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم

قال فاذا كانت لك مائتا درهم وحال عليها
الحول ففيها خمسة دراهم وليس عليك شيء
يعني في الزاھب حتى تكون لك عشرون ديناراً
فاذا كانت لك عشرون ديناراً وحال عليها
الحول ففيها نصف دينار فما زاد فبحسب
ذلك ۱۲

حضرت علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب تمہارے پاس دو سو درہم ہوں اور ان پر ایک سال گزر جائے تو ان پر پانچ درہم زکوٰۃ ہے اور سونے پر اس وقت تک زکوٰۃ نہیں ہے جب تک کہ وہ بیس دینار نہ ہو جب بیس دینار سونا ہو اور اس پر ایک سال گزر جائے تو اس پر نصف دینار ہے اس کے بعد اس کا حساب ہے۔

عن معاذ بن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

امرہ حين وجهه الى اليمن ان لا تأخذ من الكسرة
شيئاً اذا كانت الورق مائتي درهم فخذ منها
خمسة دراهم ولا تأخذ مائناً شيئاً حتى تبلغ اربعين درهماً
فاذا بلغت اربعين درهماً فخذ منه درهماً الحديث ۱۳
عن الشعبي قال كان لا يراى فيما زاد على المائتين
شيء حتى يبلغ اربعين ۱۴

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب انھیں یمن کی طرف بھیجا تو فرمایا کہ کسر سے زکوٰۃ وصول نہ کرنا جب چاندی دو سو درہم ہو تو اس سے پانچ درہم وصول کرنا پھر اس سے زائد وصول نہ کرنا حتیٰ کہ چالیس درہم ہو جائیں اور جب چالیس درہم ہوں تو ان سے ایک درہم وصول کر لینا۔

شعبی دو سو درہم سے زائد پر اس وقت تک زکوٰۃ واجب نہیں کرتے تھے جب تک چالیس درہم نہ ہو جائے۔

مذکور الصدر حوالوں کے علاوہ سنن نسائی، صحیح ابن خزیمہ، حاکم اور مستدرک میں بھی اس مضمون کی احادیث مذکور ہیں۔ اس موضوع پر احادیث صحیحہ کے سامنے آنے کے بعد ظاہر ہو گیا کہ علامہ نووی کا یہ لکھنا کہ ”ابو ضیفہ اپنے موقف پر احادیث ضعیفہ سے استدلال کرتے ہیں“ قطعاً غلط ہے اور فی الوقت بعد العشر کو مذکور الصدر احادیث کے مطابق محمول کیا جائے گا یعنی چاندی میں نصاب کے بعد چالیسواں حصہ زکوٰۃ دی جائے گی علاوہ ازیں یہ بات ملحوظ رہنی چاہیے کہ سونے کے نصاب کے بارے میں جس قدر احادیث مروی ہیں سب ضعیف الاسناد ہیں، علامہ

۱۔ امام ابوداؤد سلیمان بن اشعث متوفی ۲۴۵ھ، سنن ابوداؤد ج ۱ ص ۲۲۰، مطبوعہ مطبع مجتہبی پاکستان لاہور ۱۴۰۵ھ۔

۲۔ امام ابی بن عمر دارقطنی متوفی ۳۸۵ھ، سنن دارقطنی ج ۲ ص ۹۲، مطبوعہ نشر السنۃ عمان۔

۳۔ حافظ جلال الدین ذہبی متوفی ۷۴۸ھ، نصب الرایہ ج ۲ ص ۲۶۶، مطبوعہ مجلس علمی سورت ہند الطبعة الاولى، ۱۳۵۷ھ۔

۴۔ امام ابوداؤد سلیمان بن اشعث متوفی ۲۴۵ھ، سنن ابوداؤد ج ۱ ص ۲۲۱، مطبوعہ مطبع مجتہبی پاکستان لاہور ۱۴۰۵ھ۔

۵۔ امام علی بن عمر دارقطنی متوفی ۳۸۵ھ، سنن دارقطنی ج ۲ ص ۹۳، مطبوعہ نشر السنۃ عمان۔

۶۔ امام ابوبکر بن ابی شیبہ متوفی ۲۳۵ھ، المعنف ج ۳ ص ۱۱۸، مطبوعہ ادارة القرآن کراچی ۱۴۰۶ھ۔

میں وہ من طیبات ماکسبہ کے عموم میں داخل ہیں لہذا جس طرح مسما انحصارنا لکم من الارض کے عموم سے زمین کی قلیل اور کثیر پیداوار پر زکوٰۃ واجب ہے اور پانچ وقت کے ساتھ تقضیں صحیح ہیں اسی طرح کسب کے ذریعہ قلیل یا کثیر جتنا مال ہی حاصل ہو اس پر زکوٰۃ واجب ہونا چاہیے اور دوسرے ہم چالیس اوقیہ (ساڑھے ہاون تولہ) ہونے والا بیس مثقال (۶۷۷ گرام) سونے کا نصاب بہر حال ان احادیث سے ثابت ہے جو اصطلاحاً خبر واحد کہلاتی ہیں بالخصوص جوئے کے نصاب کی احادیث تر ضعیف بھی ہیں اور حولان حول کی احادیث بھی ضعیف ہیں اور اصول حقیقہ سے ان عموم قرآن اور قطعی کو اخبار احاد کے ساتھ مقید نہیں کیا جاسکتا میری نظر سے کہیں نہیں گزرا کہ متقدمین یا متاخرین میں سے کسی نے یہ اشکال قائم کیا ہو اور اس کے جواب کے درپے ہوا ہو۔

سونے اور چاندی کا نصاب فقہاء اسلام کا اس بات پر اتفاق ہے کہ چاندی کا نصاب دوسو درہم یا پانچ اوقیہ چالیس دینار یا بیس مثقال سونا ہے جو ساڑھے سات تولے (۸۷۷ گرام) سونے کے برابر ہے اور سونے کا نصاب چالیس دینار یا بیس مثقال سونا ہے جو ساڑھے سات تولے (۸۷۷ گرام) سونے کے برابر ہے اس سے کم مقدار میں زکوٰۃ فرض نہیں اور جب اس مقدار پر سال گزر جائے تو چالیسواں حصہ زکوٰۃ ادا کرنا واجب ہے البتہ اس بات میں اختلاف ہے کہ دوسو درہم پر اگر زیادتی ہو تو پھر کیا نصاب ہے۔ امام ابو حنیفہ فرماتے ہیں اگر دوسو درہم پر چالیس درہم زیادہ ہوں تو چالیس درہم پر ایک درہم زکوٰۃ ہو گی۔ اسی طرح چالیس دینار پر چار دینار زائد ہوں تو ایک درہم زکوٰۃ ہو گی اور اتنی فقہاء کا یہ نظریہ نہیں ہے۔

علامہ نووی کہتے ہیں: سونے اور چاندی میں اختلاف ہے۔ امام مالک، امام شافعی، امام ابو یوسف، امام محمد، اکثر اصحاب ابو حنیفہ اور عام محدثین یہ کہتے ہیں کہ سونے چاندی کے نصاب پر جس قدر مقدار بھی زیادہ ہو اس پر چالیسواں حصہ زکوٰۃ ہو گی خواہ زیادتی قلیل ہو یا کثیر، یہ نظریہ حضرت علی اور حضرت ابن عمر سے منقول ہے اور امام ابو حنیفہ اور بعض اسلاف یہ کہتے ہیں کہ دوسو درہم پر جو مقدار زائد ہو اس پر اس وقت تک زکوٰۃ نہیں ہے جب تک کہ زیادتی چالیس درہم کے برابر نہ ہو اور نہ بیس دینار پر زیادتی اس وقت تک معتبر ہے جب تک چار دینار نہ ہو اور جب اس مقدار کے برابر زیادتی ہو تو ہر چالیس درہم پر ایک درہم ہے اور ہر چار دینار کے بعد ایک درہم ہے۔ جہور کا استدلال صحیح بخاری کی اس روایت سے ہے: فی الرقۃ ربع العشر "چاندی میں چالیسواں حصہ زکوٰۃ ہے" اور یہ حدیث نصاب اور اس سے زائد دونوں کو عام ہے۔ اور امام ابو حنیفہ نے جن احادیث سے استدلال کیا ہے وہ ضعیف ہیں لہ۔ امام ابو حنیفہ کا نظریہ ان احادیث سے ثابت ہے:

عن علی رضی اللہ عنہ قال ذهب احسبہ
عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم انه قال هاتوا
ربع العشور من کل اربعین درهما درهما
ولیس علیکم شیء حق تتع ما تقی درهما
فاذا کانت ما تقی درهما ففیہا خمسة

حضرت علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: چالیسواں حصہ ادا کرو۔ ہر چالیس درہم پر ایک درہم اور تم پر اس وقت تک زکوٰۃ نہیں جب تک دوسو درہم نہ ہو جائیں جب دوسو درہم ہو جائیں تو اس میں سے پانچ درہم ادا کرو اور جو مقدار زائد ہو اس کو

۱۔ علامہ یحییٰ بن شرف نووی متوفی ۶۷۶ھ، شرح مسلم ج ۱ ص ۳۱۵، مطبوعہ نور محمد امج المطابع کراچی، الطبعة الثانیہ، ۱۴۰۳ھ

پیسے کے برابر بھی نہیں رہتی خواہ وہ پانچ صد روپے کا نوٹ ہو ۹۔ بین الاقوامی بین دین بھی عملاً سونے کی بجائے مسئلہ اور مرد حسب بین الاقوامی کرنسیوں میں ہوتا ہے جن کے پیچھے سونے کی ضمانت کارفرما ہوتی ہے اس لیے نوٹ سونے کے قائم مقام ہیں اور نوٹوں پر زکوٰۃ اسی وقت واجب ہوگی جب وہ سونے کے نصاب کو پہنچ جائیں اور انفع الفقراء کا اعتبار اس چیز میں کیا جاتا ہے جو سونے اور چاندی دونوں میں تبدیل ہو سکے جیسے تجارتی اشیاء برخلات نوٹوں کے کیوں کہ ان کے متعلق یہ ایک یقینی بات ہے کہ وہ سونے کا بدل اور اس کے قائم مقام ہیں۔ اس اعتراض کے جواب کے لیے شرح صحیح مسلم جلد رابع میں سود کی بحث ملاحظہ کریں۔

ٹیوب ویل وغیرہ سے سیراب ہونے والی زمینیں

حدیث شریفین میں نصف عشر یعنی ۱/۲ حصہ زکوٰۃ ان زمینوں پر واجب ہے جن کو ادھوٹوں کے ذریعہ کنوؤں سے سیراب کیا جاتا ہو جن زمینوں کو ٹیوب ویل کے ذریعہ سیراب کیا جاتا ہے یا جن زمینوں کو سیراب کرنے کے لیے نہری پانی کا مالیہ یا لگان دینا پڑتا ہے چونکہ ان کی کاشت پر مشقت ہوتی ہے اس لیے یہ زمینیں بھی کنوؤں سے سیراب کی جانے والی زمینوں کے حکم میں ہیں اور ان پر بھی نصف عشر یعنی (۱/۲) بیسواں حصہ زکوٰۃ ہے۔

زیرات پر زکوٰۃ | امام مالک، امام احمد بن حنبل اور ایک قول میں امام شافعی کے نزدیک زیرات پر زکوٰۃ نہیں ہے۔ امام ابوحنیفہ کے نزدیک زیرات پر زکوٰۃ ہے اور امام شافعی کا راجح قول بھی یہی ہے۔ علامہ ابن قدام غنبل کہتے ہیں:

ظاہر مذہب یہ ہے کہ عورت کے زیرات پر زکوٰۃ نہیں ہے۔ امام مالک اور امام شافعی کا بھی یہی مسکک ہے اور حضرت عمر، حضرت ابن مسعود، حضرت ابن عباس، حضرت عبداللہ بن عمر بن حاص رضی اللہ عنہم اور تابعین میں سے سید بن جبیر، عطاء، مجاہد، عبداللہ بن شداد، جابر بن زید، ابن کثیر، میمون بن مہران، زہری، ثوری اور اصحاب رائے کا نظریہ یہ ہے کہ زیرات میں زکوٰۃ ہے بلکہ

علامہ شیرازی شافعی کہتے ہیں کہ امام شافعی نے اس مسئلہ میں استخارہ کیا اور یہ اختیار کیا کہ عورت کے زیرات میں زکوٰۃ واجب ہے۔ علامہ شیرازی یہ بھی کہتے ہیں کہ امام شافعی کا یہ نظریہ احادیث پر مبنی ہے۔ ۱۰۔ زیرات پر زکوٰۃ کے وجوب پر اولاً قزوہ عموی احادیث ہیں جن سے سونے و چاندی میں زکوٰۃ ثابت ہے اور خصوصی احادیث حسب ذیل ہیں:

عن عبد بن شعیب عن ابیہ عن جدہ ان عمر بن شعیب اپنے باپ سے اور وہ اپنے دادا

۱۰۔ علامہ عبداللہ بن احمد بن قدام متوفی ۴۴۱ھ سننی ج ۲ ص ۳۲۲، مطبوعہ دارالفکر بیروت ۱۴۰۵ھ۔

۱۱۔ شیخ ابراہیم ششیرازی متوفی ۴۵۵ھ، المہذب مع المجموع ج ۶ ص ۳۲، مطبوعہ دارالفکر بیروت۔

نودی لکھتے ہیں:

ولہیات فی الصحیح بیان نصاب الذہب
وقد جاءت فیہ احادیث تعدید نصابہ
بعشرین مثقالا وہی صناعات ولکن اجمع
من یعتد بہ فی الاجماع علیہ
احادیث صحیحہ میں سونے کے نصاب کا ذکر نہیں ہے
بعض احادیث میں سونے کا نصاب بیس مثقال سونا بیان کیا
گیا ہے لیکن یہ سب ضعیف ہیں البتہ معتبر فقہاء اسلام کا اس امر پر
اجماع ہے
اسی طرح نقد رقم، سونے چاندی، مال تجارت اور مویشیوں پر زکوٰۃ کے لیے حلال حل (سال گزرنے) کی شرط بھی فقہاء
کے اتفاق سے ثابت ہے اور بعض احادیث جو ضعیف الاسناد ہیں ان میں بھی حلال حل کا ذکر ہے جن میں سے کچھ کا ہم
نے ذکر کر دیا ہے۔

نوٹ پر زکوٰۃ

سونے چاندی کا نصاب تو ہر دور میں اتفاقی اور واضح رہا ہے، جس زمانہ میں سونے چاندی کے کتے چلتے
تھے اس وقت بھی صورت حال میں کوئی پیچیدگی نہ تھی پھر انگریزوں کے دور میں سونے کی اشرفیوں اور
چاندی کے ڈھلے ہوئے سکوں کا رواج ہوا، اس کے بعد سونے کی اشرفیوں کی جگہ کاغذی نوٹوں نے
لے لی اور چاندی کا ڈھلا ہوا روپیہ جو ایک توسے کا ہوتا تھا، چلتا رہا، جس کی بناء پر اس دور کے علماء
نے باون روپوں کی نقد رقم کا نصاب قرار دیا کیونکہ باون روپے باون توسے چاندی کے برابر تھے۔ اس
کے بعد چاندی کے ڈھلے ہوئے روپوں کا رواج بھی ختم ہو گیا، اور صرف کرنسی نوٹ باقی رہ گئے یا
چاندی سونے کے علاوہ مختلف دھاتوں کے بنے ہوئے چھوٹے کتے، سوال یہ ہے کہ اب کتنی نقد رقم
کو نصاب زکوٰۃ قرار دیا جائے؟ آیا کسی شخص کے پاس اتنے روپے ہوں جو سونے کے نصاب کو پہنچ جائیں،
تب زکوٰۃ واجب ہوگی یا چاندی کے نصاب کو روپے پہنچ جائیں پھر زکوٰۃ واجب ہو جاتی ہے؟ عام فکریہ
ہے کہ چاندی کا نصاب سونے سے کم ہے کیونکہ مثلاً آج کل چاندی چالیس روپے قریب ہے اور سونا تین
ہزار روپے قریب ہے اس لیے چاندی کے نصاب سے دو ہزار ایک سو پچاس روپے پر زکوٰۃ واجب
ہو جاتی ہے اور سونے کے نصاب سے بائیس ہزار پانچ سو روپے پر زکوٰۃ واجب ہوتی ہے اور فقہاء
کے لیے زیادہ نفع بخش بات یہ ہے کہ روپوں کا نصاب زکوٰۃ چاندی کو قرار دیا جائے لیکن اسی پر یہ اعتراض
ہے کہ کرنسی نوٹ پر حکومت وقت کی جو ضمانت درج ہوتی ہے وہ سونے کے عوض ہوتی ہے۔
اور بین الاقوامی طور پر کرنسی نوٹ ثمنیت کے اعتبار سے سونے کا بدلہ اور اس کے قائم مقام ہیں ان نوٹوں
کا فی نفسہ اپنی ذات میں کوئی قیمت نہیں قیمت اس ضمانت اور کارنٹی کی ہے جو حکومت ان نوٹوں کے
بدلے میں مہیا کرتی ہے، یہی وجہ ہے کہ جب حکومت کرنسی نوٹ کو منسوخ کر دے تو اس کی قیمت ایک

لے۔ علامہ یحییٰ بن شرف نوادی متوفی ۶۷۶ھ، شرح مسلم ج ۱ ص ۳۱۶، مطبوعہ نور محمد امج المطابع کراچی الطبعة الثانیہ ۱۳۷۶ھ

مصنف عبدالرزاق اور مصنف ابن ابی شیبہ میں اس موضوع پر بکثرت آثار اور اقوال تابعین ہیں۔ ائمہ ثلاثہ کی طرف سے اس مسئلہ پر دلیل پیش کرتے ہوئے علامہ ابن قدامہ حنبلی لکھتے ہیں:

قال احمد خمسة من اصحاب رسول الله صلى الله عليه وسلم يقولون ليس في الحلى زكوة ويقولون زكاته عادية ووجه الاول ما روى عافية بن ايوب عن الليث بن سعد عن ابي الزبير عن جابر عن النبي صلى الله عليه وسلم انه قال ليس في الحلى زكاة ولانه مرصود لاستعمال مباح فلم تجب فيه الزكاة كالعوامل وثياب القنية - ١٤

امام احمد بن حنبل فرماتے ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پانچ صحابہ کہتے تھے کہ زیورات میں زکوٰۃ نہیں ہے اور زیورات کو عاریتاً دینا ہی ان کی زکوٰۃ ہے، نیز عافیہ بن ایوب لیث بن سعد سے وہ ابو زبیر سے اور وہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا زیورات میں زکوٰۃ نہیں ہے علاوہ ازیں زیورات کو مباح استعمال کے لیے رکھا جاتا ہے اس لیے اس میں زکوٰۃ واجب نہیں ہے جس طرح کام کاج کی چیزوں میں اور استعمال کے کپڑوں میں زکوٰۃ نہیں ہے۔

علامہ ابن قدامہ نے اس مسئلہ پر بحث کرتے ہوئے ہماری پیش کردہ صحیح السند ابو داؤد کی روایت بھی ذکر کی ہے لیکن اس کا کوئی جواب نہیں دیا۔ اور اگر پانچ صحابہ اس مسئلہ میں زکوٰۃ کے قائل نہیں تھے پانچ سے زیادہ صحابہ اس مسئلہ میں وجوب زکوٰۃ کے قائل ہیں مثلاً حضرت عمر، حضرت ابن مسعود، حضرت ابن عباس، حضرت عمرو بن عاص، حضرت ابو موسیٰ اشعری اور حضرت زبیر بن جراح رضی اللہ عنہم اور ان کی فتاویٰ میں ان صحابہ سے زیادہ مسلم ہے جو زکوٰۃ کے قائل نہیں ہیں۔ علامہ ابن قدامہ نے اس سلسلے میں جن صحابہ کا ذکر کیا ہے وہ یہ ہیں: حضرت ابن عمر، حضرت جابر، حضرت عائشہ اور حضرت اسماء رضی اللہ عنہم، نیز یہ بھی قاعدہ ہے کہ جب حلت اور حرمت میں تعارض ہو تو ترجیح تحریم کو ہوتی ہے ائمہ ثلاثہ کی دوسری دلیل وہ حدیث ہے جو حضرت جابر سے مروی ہے اس پر بحث کرتے ہوئے حافظ ذہبی لکھتے ہیں:

امام بیہقی نے اپنی کتاب معرفت میں کہا عافیہ بن ایوب از لیث بن ابی الزبیر از جابر جو حدیث نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی گئی وہ باطل ہے اور اس کی کوئی اصل نہیں ہے۔

قال البيهقي في المعرفة وما يروى عافية بن ايوب عن الليث عن ابي الزبير عن جابر مرفوعاً ليس في الحلى زكوة فباطل لا اصل له - ١٥

علامہ ابن قدامہ نے اس مسئلہ میں جو کام کاج کی چیزوں پر قیاس کیا ہے وہ ظاہر ہے کہ احادیث صحیحہ کے مقابلہ میں متروک ہے۔

اخلاف کے نزدیک نابالغ کی زمین پر عشر واجب ہے اور اس کے مال پر زکوٰۃ واجب نہیں ہے، کیونکہ عشر کا تعلق زمین کی پیداوار سے ہے، اور

یتیم کے مال پر زکوٰۃ میں مذکور ہے

۱۴۔ علامہ ابن قدامہ حنبلی متوفی ۶۲۰ھ، المنی ج ۲ ص ۳۲۲، مطبوعہ دار الفکر بیروت ۱۴۰۵ھ۔

۱۵۔ حافظ جمال الدین زبیری متوفی ۷۶۲ھ، نصب الرایہ ج ۲ ص ۳۶۲، مطبوعہ مجلس علمی سورت ہند الطبعہ الاولیٰ، ۱۳۵ھ۔

امراً آتت رسول الله صلى الله عليه وسلم
معها ابنة لها وفي يدا بنتها مسكتان غليظتان
من ذهب فقال لها اتعطين زكوة هذا قالت لا
قالا اليس لك ان يسورك الله بهما يوم القيمة
سوارين من نار فالتفتها الى النبي صلى الله
عليه وسلم وقالت هما لله ولرسوله ﷺ

سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
کی خدمت میں ایک عورت آئی اور اس کے ساتھ اس کی
بیٹی بھی تھی جس کے ہاتھ میں سونے کے سرنے مرنے
لگن تھے آپ نے اس عورت سے کہا کیا تم ان کی زکوٰۃ
ادا کرتی ہو اس عورت نے کہا نہیں، آپ نے فرمایا کیا تم
اس بات سے خوش ہو کہ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ ہمیں
ان لگنوں کے بدلہ میں آگ کے لگن پہنا دے، اس نے
وہ لگن نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے آگے ڈال دیے اور کہا
یہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کے لیے ہیں۔

امام ترمذی نے بھی اس حدیث کو روایت کیا ہے۔

حافظ ذہبی لکھتے ہیں کہ ابن قنطار نے اپنی کتاب میں لکھا ہے کہ اس حدیث کی سند صحیح ہے۔

حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ میں سحر
کے زیر پرہنتی تھی۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ کیا یہ
بھی کنز (خزانہ) ہے۔ آپ نے فرمایا جو چیز مقدار زکوٰۃ
کو پہنچ جائے اور اس کی زکوٰۃ ادا کر دی جائے وہ کنز
نہیں ہے۔

عن ام سلمة قالت كنت البس
اوضاحا من ذهب فقلت ليا
رسول الله اكثر هو فقال ما بلغ
ان تؤدى زكوة فزكى فليس
بكنز ﷺ

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجہ حضرت عائشہ رضی اللہ
عنہا بیان کرتی ہیں کہ میرے پاس رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم تشریف لائے۔ آپ نے میرے ہاتھ میں پانچواں
کا انگوٹیاں دیکھ کر فرمایا: اے عائشہ یہ کیا ہے؟ میں نے
عرض کیا یا رسول اللہ! میں نے انہیں آپ کے لیے بطور
سنگھار پہنا ہے! آپ نے فرمایا کیا تم ان کی زکوٰۃ ادا کرتی
ہو؟ میں نے کہا نہیں! یا جبر اللہ تعالیٰ نے ہمارا آپ نے
فرمایا: تمہیں جہنم کے لیے یہ انگوٹیاں کافی ہیں۔

عن عائشة زوج النبي صلى الله عليه
وسلم فقال دخل على رسول الله
صلى الله عليه وسلم فرأى في
يدي فتخات من ورق فقال
ما هذا يا عائشة فقلت ضعتهن
اتزين لك يا رسول الله قال اتزين زكاتهن
قلت لا او ما شاء الله فقال هو
حبك من الناس ﷺ

۱۔ امام ابو داؤد و سلیمان بن اشعث متولی ۵۲۷، سنن ابوداؤد ج ۱ ص ۲۱۸ مطبوعہ مطبعہ مجتہبائی پاکستان لاہور ۱۳۰۵ھ۔

۲۔ امام ابو عیسیٰ ترمذی متولی ۵۲۹، جامع ترمذی ص ۱۱۲، مطبوعہ نوریہ محمد امجدی المطابع کراچی۔

۳۔ حافظ جمال الدین ذہبی متولی ۵۷۲، نصب الرایہ ج ۲ ص ۳۷۰، مطبوعہ مجلس علمی سورت بند، الطبعة الاولى ۱۳۵۷ھ۔

۴۔ امام ابوداؤد و سجستانی متولی ۵۲۷، سنن ابوداؤد ج ۱ ص ۲۱۸ مطبوعہ مطبعہ مجتہبائی پاکستان لاہور، طبع دوم ۱۳۰۵ھ۔

اس میں عبادت کی ثنائی حیثیت ہے اور زکوٰۃ اصالۃ عبادت ہے اور نابالغ عبادت کا ممکن نہیں ہے، امام ابو الولید مالکی کہتے ہیں امام مالک، امام شافعی اور امام احمد کے نزدیک یتیم کے مال پر زکوٰۃ واجب ہے اور امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے نزدیک یتیم کی زمین پر عشر اور خراج ہے اور مال پر زکوٰۃ نہیں ہے، شیخین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تین آدمیوں سے قلم تکلیف اٹھایا گیا سونے دانے سے حتیٰ کہ بیدار ہو جائے، پتھر سے حتیٰ کہ بالغ ہو جائے اور مخزنوں سے حتیٰ کہ اس کی عقل صحیح ہو جائے۔

قرض کے زکوٰۃ سے مانع ہونے میں مذاہب | علامہ ابن قدامہ منبلی کہتے ہیں جب قرض تمام نصاب یا بعض نصاب کو شامل ہو تو جس قدر نصاب کو قرض محیط ہوگا

اس مقدار سے زکوٰۃ ساقط ہو جائے گی، نیز قرض کی وجہ سے صرف اموال باطنہ (سونا، چاندی، نقد رقم اور اموال تجارتی) سے زکوٰۃ ساقط ہوگی اگرچہ امام احمد سے ایک روایت یہ بھی ہے کہ قرض کی وجہ سے اموال ظاہرہ (خود روک گھاس چنے دانے مویشی اور درختی پیداوار) سے بھی زکوٰۃ ساقط ہو جائے گی۔

علامہ ابن قدامہ اس مسئلہ پر استدلال کرتے ہوئے کہتے ہیں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اذا كان لرجل الف درهم وعليه الف درهم فلا ذكوة عليه۔۔۔۔۔ جب کسی شخص کے پاس ہزار درہم ہوں اور اس پر ہزار درہم قرض ہوں تو اس پر زکوٰۃ واجب نہیں ہے نیز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: لا صدقة الا عن ظهر غنى "صدقہ صرف غنی پر واجب ہے" اور مقروض شخص غنی نہیں ہے لہذا اس پر صدقہ واجب نہیں ہے اور سائب بن یزید بیان کرتے ہیں کہ حضرت عثمان بن عفان فرماتے تھے "هذا شہر ذکا تکم فمن كان عليه دين فليشوه حتى تخرجوا ذكاة اموالكم وفي رواية فمن كان عليه دين فليقض دينه وليترك بقية ماله۔۔۔۔۔" یہ تمہاری زکوٰۃ کی ادائیگی کا مہینہ ہے جس شخص پر قرض ہو وہ اس قرض کو ادا کرے تاکہ باقی مال کی زکوٰۃ دے سکے یہ اور ایک روایت میں ہے جس پر قرض ہے وہ اس قرض کو ادا کرے اور باقی مال کی زکوٰۃ ادا کرے۔ اور حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ نے یہ بات جماعت صحابہ کے سامنے کہی اور کسی نے اس پر اعتراض نہیں کیا، اس سے معلوم ہوا کہ تمام صحابہ کا اس پر اتفاق تھا، نیز علامہ ابن قدامہ منبلی فرماتے ہیں کہ مقروض خود اس بات کا مکمل ہے کہ اسے اس کا قرض ادا کرنے کے لیے زکوٰۃ دی جائے بلکہ مقروض کی حاجت فقیر سے زیادہ شدید ہے (قرآن مجید میں بھی مقروض کو محارف زکوٰۃ میں شمار کیا گیا ہے) (وانعامین توبہ ۶۰ - از سیدی) اور جو خود زکوٰۃ لینے کا محتاج ہے اس پر زکوٰۃ کا دینا کس طرح واجب ہو سکتا ہے؟

علامہ نووی شافعی کہتے ہیں: شوافع کے اس مسئلہ میں تین قول ہیں (۱) مقروض پر مطلقاً زکوٰۃ واجب ہے

۱۔ قاضی ابوالربیع ابن رشد مالکی متوفی ۵۹۵ھ، بداية المجتهد، ج ۱ ص ۱۷۸، مطبوعہ دار الفکر بیروت۔

۲۔ امام ابو داؤد سجستانی متوفی ۲۷۵ھ، سنن ابوداؤد ج ۲ ص ۲۲۸ مطبع مجتہبی پاکستان طبع ثانی ۱۴۰۵ھ۔

۳۔ علامہ عبد اللہ بن احمد بن قدامہ منبلی متوفی ۶۰۰ھ، المغنی ج ۲ ص ۳۴۲، ۳۴۳، ملخصاً مطبوعہ دار الفکر بیروت ۱۴۰۵ھ۔

عالمگیری کی یہ عبارت اگرچہ عورت کے ہر سے متعلق ہے لیکن اس کی علت یہ ہے کہ شوہر فی الفور مہر کی ادائیگی کا ارادہ نہیں کرتا اسی طرح جو شخص لوڈس بلڈنگ فنانس کارپوریشن کو قرض کی مابینہ اقساط ادا کر رہا ہے وہ بھی فی الفور قرض کی یکمشت رقم ادا کرنے کا ارادہ نہیں کر رہا، البتہ جتنے قرض کی رقم وہ ایک سال میں ادا کرتا ہے اتنی رقم اس سال میں زکوٰۃ سے مانع ہوگی دوسری وجہ یہ ہے کہ جس طرح عادی عورت ہر کا مطالبہ نہیں کرتی اسی طرح فنانس کارپوریشن قرضہ دار سے رقم کا عادی مطالبہ نہیں کرتی۔ مطالبہ صرف اس قدر رقم کا ہوتا ہے جو معاہدہ کے مطابق اسے ماہ بجاہ ادا کر رہا ہے۔ اس لیے مکمل رقم زکوٰۃ سے مانع نہیں ہوگی، لہذا جن صورتوں میں فنانس کارپوریشن کے قرض کو یکمشت ادا کرنے کا ارادہ نہیں کیا جاتا ان صورتوں میں وہ یکمشت رقم قرض سے مانع نہیں ہے۔ واللہ اعلم بالصواب۔

پراویڈنٹ فنڈ پر زکوٰۃ | اگر کسی شخص نے کسی دوسرے شخص کو مقدار نصاب کے برابر رقم قرض دی اور اس پر سال گزر گیا ہے تو امام شافعی رحمہ اللہ کے نزدیک اس مال پر زکوٰۃ واجب ہو جاتی ہے اور قرض خواہ پر لازم ہے کہ اس مال کی زکوٰۃ ادا کرے خواہ اس کو رقم وصول ہو یا نہ ہو اور امام ابو حنیفہ کے نزدیک اس وقت تک زکوٰۃ لازم نہیں آتی جب تک قرض کی رقم وصول کر کے اس پر قبضہ نہ کرے۔

علامہ سرخسی کہتے ہیں کہ امام ابو حنیفہ کے نزدیک قرض کی تین قسمیں ہیں، قوی، متوسط اور ضعیف۔ قوی اس قرض کو کہتے ہیں کہ کوئی شخص کسی کو ایسا مال قرض دے جو اگر اس کے پاس رہتا تو وہ اس سے تجارت کر سکتا تھا، متوسط یہ ہے کہ کسی کو ایسی چیز قرض دے جس پر زکوٰۃ نہ ہو جیسے استعمال کے کپڑے۔ اور ضعیف وہ ہے جو کسی مال کا بدل نہ ہو جیسے مہر اور بدل خلع۔ قرض ضعیف میں امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے نزدیک اس وقت تک زکوٰۃ لازم نہیں آتی جب تک رقم پر قبضہ کے بعد سال نہ گزر جائے۔

پراویڈنٹ فنڈ ماہ بجاہ مدت ملازمت میں لازمی طور پر کٹا رہتا ہے اور اختتام ملازمت پر حکومت اس میں ایک مندرجہ اضافہ کر کے دیتی ہے من فنڈ کی رقم درحقیقت خدمت کا معاوضہ اور اجرت ہے اور یہ اصطلاح میں قرض ضعیف ہے اس لیے اس پر اس وقت تک زکوٰۃ لازم نہیں آئے گی جب تک کہ اس پر ملازم کے قبضہ کے بعد سال نہ گزر جائے۔

پراویڈنٹ فنڈ پر اضافے کے سود ہونے یا نہ ہونے کا حکم | پراویڈنٹ فنڈ پر جو اضافہ کیا جاتا ہے بعض کمپنیاں اپنے طور پر بغیر کسی

پیشگی معاہدہ کے مدت ملازمت ختم ہونے پر کل رقم کو گنا کر کے دے دیتی ہیں ایسی صورت میں یہ اضافہ بلاشبہ جائز ہے اور اس کو حق خدمت ہی تصور کیا جائے گا حکومت کے ہاں یہ طریق کار ہے کہ حکومت ملازمین سے معلوم کرتی ہے کہ وہ پراویڈنٹ فنڈ پر سود (Interest) لیں گے یا نہیں، اگر وہ سود لیں تو حکومت بھی لوڈس بلڈنگ فنانس اور دیگر مدت کے قرضوں میں ملازمین سے سود لیتی ہے اور اگر وہ سود نہ لیں تو حکومت بھی ان سے سود نہیں لیتی۔ ہم نے متعلقہ محکمہ سے ذاتی طور پر تحقیق کر لی ہے کہ تادم تحریر یہی صورت حال جاری ہے اس لیے اس صورت میں پراویڈنٹ فنڈ پر جو سود (Interest) دیا جاتا ہے اس کو حق خدمت نہیں قرار دیا جاسکتا، پراویڈنٹ فنڈ کی رقم جو ملازم

امام ابو یوسف کے نزدیک مانع نہیں ہے ۱۔

صنعتی اور کاروباری قرض | قرض کے متعلق اب تک فقہاء کرام کی جس قدر اُردا و ابحاث ہم نے ذکر کی ہیں ان سب کا تعلق نجی اور شخصی قرضوں سے ہے کاروباری قرضوں کا یہ حکم نہیں ہے۔ کاروباری ادارے حکومت اور بینکوں سے قرض لے کر صنعت یا کوئی منصوبہ قائم کرتے ہیں لیکن ان کی کمزوری اور خام مال پر جو زکوٰۃ عائد ہوتی ہے وہ ان کے اس قرض کی وجہ سے ممنوع نہیں ہوگی جو ان کی صنعت یا ان کے منصوبے پر محیط ہے کیونکہ اس صنعت اور منصوبہ کے علاوہ بھی ان کے پاس اتنا سرمایہ ہوتا ہے جو اس قرض کی ادائیگی کے لیے کافی ہے اور بالفرض اگر نہ ہو تو وہ صنعت اور منصوبہ خود اس قرض کی ادائیگی کی ضمانت ہے۔ ڈھائی فی صد زکوٰۃ سے بچنے کے لیے سرمایہ داروں کو غارین کی صف میں داخل ہونے کے مکروہ حیلے سے گریز کرنا چاہیے۔

ہاؤس بلڈنگ فنانس کارپوریشن کے قرض | مکان تعمیر کرنے والے مکان کی ساکھ پر ہاؤس بلڈنگ فنانس کارپوریشن سے قرض لے کر مکانات تعمیر کرتے ہیں جس کی بناء پر انہیں ماوانہ کچھ رقم ادا کرنی پڑتی ہے اس میں کوئی شک نہیں کہ یہ ایک شخصی اور نجی قرض ہے لیکن کیا اس قرض کی وجہ سے زکوٰۃ میں چھوٹ مل سکتی ہے؟ بالفرض ایک شخص کے پاس ایک لاکھ روپیہ ہے اور ایک لاکھ روپیہ اس پر ہاؤس بلڈنگ فنانس کا قرض ہے اور وہ اس سال یکمشت قرض ادا کرنا چاہتا ہے۔ اس صورت میں بلاشبہ اس سال اس پر زکوٰۃ لازم نہیں ہوگی لیکن اگر وہ یکمشت قرض ادا نہیں کر رہا اور مثلاً ہر ماہ پانچ سو روپیہ کٹا رہا ہے اور ہر بار سال پورا ہونے پر اپنے ایک لاکھ روپیہ پر یہ کہہ کر زکوٰۃ بچا لیتا ہے کہ وہ تو ایک لاکھ روپیہ کا مقرض ہے تو یہ زکوٰۃ سے گریز کے مترادف ہے اور اس صورت میں قرض ادائیگی زکوٰۃ سے شرعاً مانع نہیں ہے، کیونکہ قرض زکوٰۃ سے اس وقت مانع ہوتا ہے جب کوئی شخص قرض ادا کرنے کا ارادہ رکھتا ہو تب کہا جائے گا کہ پہلے قرض ادا کرو پھر زکوٰۃ کی سوچنا جیسے حضرت عثمان نے فرمایا ”جس شخص پر قرض ہے وہ پہلے قرض ادا کرے پھر باقی مال کا زکوٰۃ ادا کرے“ اور جو شخص مال ہونے کے باوجود قرض ادا نہیں کر رہا اس کو زکوٰۃ بچانے کی بھی اجازت نہیں ہے بلکہ گری میں ہے:

وذكر البزدوی فی شرح الجامع الكبير قال
مشائخنا رحمهم الله تعالى فی رجل علیہ مهر
مؤجل لامرأته وهو لا یرید اداہ ولا یجعل
مانعاً من الزکوٰۃ لعدم المطالبہ فی العادۃ
وانہ حسن ایضاً کذا فی جواہر
الفتاویٰ۔ ۲۔

علامہ بزدوی نے جامع کبیر کی شرح میں ذکر کیا ہے کہ ہمارے مشائخ رحمہم اللہ نے فرمایا جس شخص پر اس کی عورت کا مهر میعاد کا قرض ہو اور وہ قرض کو ادا کرنے کا ارادہ رکھتا ہو تو یہ قرض زکوٰۃ سے مانع نہیں ہوگا کیونکہ عادتاً عورت مهر کا مطالبہ نہیں کرتی یہ قول حسن ہے۔ اسی طرح جواہر الفتاویٰ میں ہے۔

۱۔ ملا نظام الدین متوفی ۱۱۵۷ھ، عالمگیری ج ۱ ص ۱۶۳، مطبوعہ مطبع کبری امیر یہ بلاق مصر ۱۳۱۰ھ۔

۲۱۴۷۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ نَالَيْتُ حَرَدَةً ثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رُمْحٍ قَالَ أَنَا النَّكِيثُ عَنْ نَافِعٍ أَنَّ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عُمَرَ قَالَ إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَمَرَ بِزَكَاةِ الْفِطْرِ صَاعًا مِنْ تَمْرٍ أَوْ صَاعًا مِنْ شَعِيرٍ قَالَ ابْنُ عُمَرَ فَيَجْعَلُ النَّاسُ عِدْلَهُ مَدَّيْنِ مِنْ حِنْطَةٍ۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا تھا کہ ایک صاع کھجور یا ایک صاع جو صدقہ فطر دیا جائے لوگوں نے دو مد (سوا دو سیر) گندم کو اس کے قائم مقام کر لیا۔

۲۱۴۸۔ وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ قَالَ نَالَيْتُ أَوْ قُدْرِيكَ قَالَ أَنَا الصَّخَالُ عَنْ نَافِعٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَرَضَ زَكَاةَ الْفِطْرِ مِنْ رَمَضَانَ عَلَى كُلِّ نَفْسٍ مِنَ الْمُسْلِمِينَ حَبًّا أَوْ عَيْدًا أَوْ رَجُلًا أَوْ امْرَأَةً صَغِيرًا أَوْ كَبِيرًا صَاعًا مِنْ تَمْرٍ أَوْ صَاعًا مِنْ شَعِيرٍ۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہر مسلمان پر ایک صاع کھجور یا ایک صاع جو صدقہ فطر مقرر کیا ہے خواہ آزاد ہو یا غلام، مرد ہو یا عورت، چھوٹا ہو یا بڑا۔

۲۱۴۹۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى قَالَ قَرَأْتُ عَلَى مَالِكٍ عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ عَنْ عَدِيٍّ عَنْ ابْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ سَعْدِ بْنِ أَبِي سَرٍّ أَنَّ سَمِعَ أَبَا سَعِيدٍ الْخُدْرِيَّ يَقُولُ كُنَّا نُخْرِجُ زَكَاةَ الْفِطْرِ صَاعًا مِنْ طَعَامٍ أَوْ صَاعًا مِنْ شَعِيرٍ أَوْ صَاعًا مِنْ تَمْرٍ أَوْ صَاعًا مِنْ أَقِطٍ أَوْ صَاعًا مِنْ زَبِيبٍ۔

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم ایک صاع طعام یا ایک صاع جو یا ایک صاع کھجور یا ایک صاع پنیر یا ایک صاع کشمش صدقہ فطر ادا کیا کرتے تھے۔

۲۱۵۰۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مَسْلَمَةَ بْنُ قَعْنَبٍ قَالَ نَالَ دَاوُدُ يَعْنِي ابْنَ قَيْسٍ عَنْ عِيَّاسِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيَّ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ قَالَ كُنَّا نُخْرِجُ إِذَا كَانَ فَيْئًا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ زَكَاةَ الْفِطْرِ عَنْ كُلِّ صَغِيرٍ وَكَبِيرٍ حَبًّا أَوْ مَمْلُوكٍ صَاعًا مِنْ طَعَامٍ أَوْ صَاعًا مِنْ أَقِطٍ أَوْ صَاعًا مِنْ شَعِيرٍ أَوْ صَاعًا مِنْ تَمْرٍ أَوْ صَاعًا مِنْ زَبِيبٍ فَلَمْ تَزَلْ تُخْرِجُهُ حَتَّى قَدِمَ عَلَيْنَا

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہم میں موجود تھے اس وقت ہم ہر چھوٹے اور بڑے، آزاد اور غلام کی طرف سے ایک صاع طعام یا ایک صاع پنیر یا ایک صاع جو یا ایک صاع کھجور یا ایک صاع کشمش صدقہ فطر ادا کیا کرتے تھے۔ ہم یہ صدقہ فطر اسی طرح ادا کیا کرتے تھے حتیٰ کہ حضرت معاویہ بن ابی سفیان حج یا عمرہ کے لیے آنے انہوں نے منبر پر کھڑے ہو کر لوگوں کے سامنے تقریر کی اور کہا کہ میرا خیال ہے کہ شام کی گندم کا نصف صاع

کی تنخواہ سے کاٹی جاتی ہے، ہر چند کہ اس پر ملازم کا قبضہ نہیں ہوتا لیکن وہ رقم چونکہ اس کی طے شدہ اجتناب سے ہے اور اس کے کہنے سے ہی اس پر سود لگتا ہے اور اس کے کہنے سے وہ رقم انشورس میں منتقل ہو جاتی ہے اور وہ چاہے تو اس رقم کو بذریعہ عدالت جبراً حکومت سے وصول کر سکتا ہے، اس سے واضح ہوتا ہے کہ یہ رقم اس کی ملکیت ہے اور اس پر جو رقم سود کے عنوان سے زائد دی جائیگی وہ شرعاً سود ہوگی لیکن چونکہ قبضہ نہ ہونے کی وجہ سے پراویڈنٹ فنڈ پر ملازم کی بالفعل ملکیت مملوک ہے اس وجہ سے سود کے عنوان سے اضافی طور پر دی جانی والی رقم سود کے مشابہ ہے اس لیے اس کا لینا مکروہ ہے۔ مفتی محمد شفیع کی زیر قیادت ملائے دیوبند نے پراویڈنٹ فنڈ کے سلسلہ میں فتویٰ مرتب کیا ہے اور اس میں پراویڈنٹ فنڈ پر سود (موجودہ) کو حق خدمت منظر اگر بلا کلامت جائز قرار دیا ہے۔

بَابُ زَكَاةِ الْفِطْرِ

صدقہ فطر

۲۱۴۴۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُسْكَمَةَ بْنِ قَعْنَبٍ وَ قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَا نَا مَالِكٌ وَ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى وَ اللَّفْظُ لَهُ قَالَ قَرَأْتُ عَلَى عَالِدٍ عَنْ نَائِمٍ عَنْ أَبِي عَمْرٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَرَضَ زَكَاةَ الْفِطْرِ مِنْ رَمَضَانَ عَلَى النَّاسِ صَاعًا مِنْ تَمْرٍ أَوْ صَاعًا مِنْ شَعِيرٍ عَلَى كُلِّ مُسْلِمٍ مِنْ الْمُسْلِمِينَ

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے رمضان کے سبب سے مسلمانوں پر ایک صاع (ساکسے چار سیر) کھجور یا ایک صاع جو صدقہ فطر مقرر کیا، خواہ آزاد ہو یا غلام، مرد ہو یا عورت۔ زکوۃ الفطر میں رمضان کے تیسرے دن صاعاً یا صاعاً من شعیر علی کل حیۃ اذ عبید و کیراؤا ثنی

۲۱۴۵۔ حَدَّثَنَا ابْنُ نُمَيْرٍ قَالَ نَا إِفْرَحُ وَ حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَ اللَّفْظُ لَهُ قَالَ نَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ نُمَيْرٍ وَ أَبُو سَامَةَ عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ عَنْ قَافِعٍ عَنْ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَرَضَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ زَكَاةَ الْفِطْرِ صَاعًا مِنْ تَمْرٍ أَوْ صَاعًا مِنْ شَعِيرٍ عَلَى كُلِّ عَبْدٍ أَوْ حُرٍّ صَغِيرٍ أَوْ كَبِيرٍ

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہر مسلمان پر ایک صاع کھجور یا ایک صاع جو صدقہ فطر مقرر کیا، خواہ آزاد ہو یا غلام چھوٹا ہو یا بڑا۔

۲۱۴۶۔ وَ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى قَالَ أَنَا يَزِيدُ بْنُ زُرَيْعٍ عَنْ أَبِي ثَوْبٍ عَنْ قَافِعٍ عَنْ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَرَضَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِدْقَةَ رَمَضَانَ عَلَى الْحُرِّ وَالْعَبْدِ وَالذَّكْرِ وَالْأُنْثَى صَاعًا مِنْ تَمْرٍ أَوْ صَاعًا مِنْ شَعِيرٍ قَالَ فَقَعَلَ النَّاسُ بِهِ نِصْفَ صَاعٍ مِنْ بُرٍّ

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہر آزاد اور غلام اور ہر مرد اور عورت پر ایک صاع کھجور یا ایک صاع جو صدقہ فطر مقرر فرمایا تھا اور لوگوں نے اس کے قائم مقام نصف صاع (موادوسیر) گندم کو کر لیا۔

۱۔ مفتی محمد شفیع متوفی ۱۳۹۶ھ، پراویڈنٹ فنڈ پر زکوۃ اور سود کا مسئلہ ص ۱۰۹ مملوہ دارالافتاء کراچی۔

مِنْ تَمِيمٍ أَنْكَرَ ذَلِكَ أَبُو سَعِيدٍ وَقَالَ لَا أُخْرِجُ فِيهَا
 إِلَّا الَّذِي كُنْتُ أُخْرِجُ فِي عَهْدِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى
 اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَاعًا مِنْ تَمِيمٍ أَوْ صَاعًا مِنْ زَيْبِ
 أَوْ صَاعًا مِنْ شَعِيرٍ أَوْ صَاعًا مِنْ
 أَقِطٍ -

علیہ وسلم کے عہد میں کیا کرتا تھا یعنی ایک صاع کھجور یا ایک صاع کشمش یا ایک صاع جو یا ایک صاع پنیر۔

٢١٨٣ - وَحَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى قَالَ أَنَا أَبُو
خَيْثَمَةَ عَنْ مُوسَى بْنِ عُقْبَةَ عَنْ قَافِرٍ عَنِ ابْنِ
عُمَرَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَمَرَ
بِزَكَاةِ الْفِطْرِ أَنْ تُؤَدَّى قَبْلَ خُرُوجِ النَّاسِ
إِلَى الصَّلَاةِ.

حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ:
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا تھا کہ صدقہ فطر نماز عید
 کیلئے جانے سے پہلے ادا کیا جائے۔

٢١٨٥ - وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ قَالَ نَا بِنُ
أَبِي قَدَيْكٍ قَالَ نَا الضَّحَّاكُ عَنْ تَافِعٍ عَنْ
عَبْدِ اللَّهِ بْنِ حَمَّادٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ أَمَرَ بِأَخْرَاجِ زَكَاةِ الْفِطْرِ أَنْ كُوِّدَى قَبْلَ
خُرُوجِ النَّاسِ إِلَى الصَّلَاةِ -

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا کہ صدقہ فطر نماز عید کے لیے جانے سے پہلے ادا کیا جائے۔

صدقہ فطر کے حکم میں مذاہب

جمہور شافعیہ، جمہور مالکیہ، اور حنابلہ کے نزدیک صدقہ فطر فرض ہے، بعض شوافع اور بعض مالکیہ کے نزدیک صدقہ فطر سنت ہے۔ داؤد ظاہری کا بھی یہی آخری قول ہے۔ اور امام ابوحنیفہ کے نزدیک صدقہ فطر ادا کرنا واجب ہے۔ ائمہ ثلاثہ چونکہ فرض اور واجب میں فرق نہیں کرتے اس لیے وہ صدقہ فطر پر فرض اور واجب دونوں کا اطلاق کرتے ہیں، امام ابوحنیفہ کی نظر دقیق ہے وہ فرماتے ہیں کہ جس چیز کا لزوم قرآن مجید سے دلالت قطعیہ کے ساتھ ثابت ہو وہ فرض ہے اور جس چیز کا لزوم احادیث اور اخبار اُحادیث سے ثابت ہو وہ واجب ہے اور صدقہ فطر کا لزوم چونکہ احادیث سے ثابت ہے اس لیے وہ واجب ہے۔

امام شافعی کے نزدیک صدقہ فطر کے وجوب کا سبب رمضان ہے اور امام ابوحنیفہ کے نزدیک اس کے وجوب کا سبب عید کا دن ہے حتیٰ کہ جو شخص عید کی صبح کو پیدا ہوا اس کی طرف سے صدقہ فطر ادا کرنا واجب ہے، بعض علماء نے کہا چونکہ روزے میں کچھ کمی رہ جاتی ہے اور بحیثیت کمال روزہ نہیں رکھا جاسکتا اس کی تلافی کے لیے صدقہ فطر واجب ہے

۱۷۸۲۸. اکمال اکمال المسلم ج ۳ ص ۱۱۶ مطبوعہ دارالکتب العربیہ بیروت۔ علامہ ابو عبد اللہ دشتانی مالکی متوفی ۵۸۲۸ھ

۴۔ علامہ عبداللہ بن احمد بن قدامہ غزالی متوفی ۴۲۰ھ المتوفی ج ۲ ص ۳۵۱، مطبوعہ دارالکتاب بیروت، ۱۴۰۵ھ۔

علامہ یحییٰ بن شرف نووی متوفی ۷۰۶ھ، شرح مسلم ج ۱ ص ۳۱۷، مطبوعہ نور محمد جامع المطابع کراچی، ۱۳۷۵ھ۔

علامہ ابوالحسن مرینیانی متوفی ۵۹۳ھ، ہدایہ مع فتح القدر ج ۲ ص ۲۱۸ مطبوعہ مکتبہ نور سید رضویہ سکر۔

مَعَاوِيَةَ بْنِ أَبِي سُفْيَانَ جَاحِجًا أَوْ مُعْتَمِرًا أَفْكَمَ النَّاسُ
عَلَى الْمُنْبِرِ فَكَانَ فِيْمَا كَلَّمَ بِهِ النَّاسُ أَنْ قَالَ إِنْ أَدَى
أَنْ مُدَّيْنٍ مِنْ زَكَاةٍ مِمَّنْ سَمَرَاءُ الشَّامِ تَعْدِلُ
صَاعًا مِنْ تَمْرٍ وَآخَذَ النَّاسُ بِذَلِكَ فَتَالَ أَبُو
سَعِيدٍ فَأَمَّا أَنَا فَلَا أَزَالُ أَخْرِجُهُ كَمَا
كُنْتُ أَخْرِجُهُ أَبَدًا مَا عِشْتُ.

ایک صاع کھجور کے برابر ہو گا پھر لوگوں نے اس پر عمل کرنا
شروع کر دیا۔ حضرت ابو سعید خدری نے کہا میں اپنی ہمدی
زندگی اسی طرح صدقہ فطر ادا کرتا ہوں گا جس طرح پہلے ادا
کیا کرتا تھا۔

۲۱۸۱ - وَحَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ قَالَ سَأَلَ
عَبْدُ الرَّزَّاقِ عَنْ مَعْمَرٍ عَنْ إِسْمَاعِيلَ بْنِ أُمَيَّةَ قَالَ
أَخْبَرَنِي عِيَّاضُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ سَعِيدٍ عَنْ أَبِي سُرَجٍ
أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا سَعِيدٍ الْخَدْرِيَّ يَقُولُ كُنَّا نَخْرِجُ
زَكَاةَ الْفِطْرِ وَرَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
فِيْنَا عَنْ كُلِّ صَغِيرٍ وَكَبِيرٍ حِزًّا مَمْلُوءًا مِنْ
ثَلَاثَةِ أَصْنَافٍ صَاعًا مِنْ تَمْرٍ صَاعًا مِنْ أَقِطٍ
صَاعًا مِنْ شَعِيرٍ فَلَمْ نَزَلْ نَخْرِجُهُ كَذَلِكَ حَتَّى
كَانَ مَعَاوِيَةُ قَرَأَى أَنَّ مُدَّيْنٍ مِنْ تَمْرٍ تَعْدِلُ صَاعًا
مِنْ تَمْرٍ قَالَ أَبُو سَعِيدٍ فَأَمَّا أَنَا فَلَا أَزَالُ
أَخْرِجُهُ كَذَلِكَ.

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے
ہیں کہ جس وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہم میں موجود
تھے اس وقت ہم ہر چھوٹے بڑے اور آزاد اور غلام کی
طرف سے تین طرح صدقہ فطر ادا کیا کرتے تھے ایک صاع
کھجور یا ایک صاع پنیر یا ایک صاع جو، ہم یہ بھی صدقہ
فطر ادا کیا کرتے تھے حتیٰ کہ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ
کہ دو مد (سوالا سیر) گندم ایک صاع کھجور کے برابر ہیں۔
حضرت ابو سعید خدری نے کہا میں تو میں اسی طرح صدقہ
فطر دیا کروں گا جیسے پہلے دیتا رہا تھا۔

۲۱۸۲ - وَحَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ قَالَ سَأَلَ
الرَّزَّاقُ قَالَ أَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ عَنِ الْحَارِثِ ابْنِ
عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبِي ذُبَابٍ عَنْ عِيَّاضِ بْنِ
عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي سُرَجٍ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ قَالَ كُنَّا
نَخْرِجُ زَكَاةَ الْفِطْرِ مِنْ ثَلَاثَةِ أَصْنَافٍ الْأَقِطِ
وَالشَّعِيرِ وَالشَّعِيرِ.

۲۱۸۳ - وَحَدَّثَنِي عَنْهُ وَالتَّائِقُ قَالَ سَأَلْتُ
بْنَ إِسْمَاعِيلَ عَنِ ابْنِ عَجْدَانَ عَنْ عِيَّاضِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ
بْنِ أَبِي سُرَجٍ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخَدْرِيَّ أَنَّ مَعَاوِيَةَ
كُنَّا جَعَلْ نَصُفَّ الصَّاعَ مِنَ الْحِنْطَةِ عِدْلَ صَاعٍ

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ
ہم تین قسم سے صدقہ فطر دیا کرتے تھے پنیر، کھجور اور جو۔

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ
جب حضرت معاویہ نے نصف صاع گندم کو ایک صاع کھجور
کے برابر قرار دیا تھا تو میں نے اس کا انکار کیا اور کہا میں
اسی طرح صدقہ فطر ادا کرتا رہوں گا جس طرح رسول اللہ صلی اللہ

میں حضرت ابوسعید خدری نے طعام کی خود یہ تفسیر کی ہے:

عن ابی سعید قال کنا نخروج فی عهد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یوم الفطر صاعاً من طعام قال ابوسعید وکان طعامنا الشعیر والن بیدب والاقط والتدری

حضرت ابوسعید کہتے ہیں کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد میں ایک صاع طعام صدقہ کرتے تھے، ابوسعید کہتے ہیں ہمارا طعام جو، کشمش، پیغیر اور کھجور تھے۔

یہ کہنا بھی صحیح نہیں ہے کہ جب باقی اجناس میں صاع ہے تو گندم میں بھی صاع ہوگا کیونکہ مقدار مفروضہ میں قیاس کا دخل نہیں ہے یہ کہنا صحیح ہے کہ یہ حضرت معاویہ کی رائے سے ثابت ہے۔ بلکہ خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد سے نصف صاع گندم کی مقدار ثابت ہے:

امام ابوداؤد و سند صحیح کے ساتھ روایت کرتے ہیں:

عن عبد اللہ بن ابی سعید قال قال رسول

اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صاع من بر او قمح علی کل اثنین صغیر او کبیر حر او عبد ذکر

او انثی۔

اس حدیث کو ذکر کرنے کے بعد امام ابوداؤد نے ایک اور سند کے ساتھ بھی عبد اللہ بن ابی سعید سے ایسی ہی روایت ذکر کی ہے۔

عن الحسن قال خطب ابن عباس فی آخر رمضان

علی معبر البصرة فقال اخرجوا صدقة صومکم فکان الناس لم یعلموا فقال من ههنا من اهل المدينة قوم الی اخوانکم فعلموہم فانہم لا یعلمون فرض رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم هذه الصدقة صاعاً من تمر او شعیر او نصف صاع من قمح علی کل حر او مملوک ذکر او انثی صغیر او کبیر

عن عدو بن شعیب عن ابیہ عن جدہ ان

النبی صلی اللہ علیہ وسلم بعث منادیاً ینادی فی نجاہ مکہ الا ان ذکوۃ الفطر واجبة علی کل مسلم علی کل ذکر و انثی، حر و عبد، و صغیر و کبیر

حسن بصری کہتے ہیں کہ حضرت ابن عباس نے بصرہ میں آخر رمضان میں منبر پر خطبہ دیا اور فرمایا اپنے رفوزوں کا صدقہ دو لوگ اس بات کو نہیں سمجھے آپ نے فرمایا یہاں شہر والوں میں ایک قوم ہے ان کو تعلیم دو کیونکہ وہ نہیں جانتے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ صدقہ مقرر فرمایا ہے ایک صاع کھجور، یا صاع جو یا نصف صاع گندم ہر آزاد یا غلام پر ہر مرد اور عورت پر اور ہر چھوٹے اور بڑے پر۔

عمر بن شعیب از والد خود اور وہ از جد خود روایت کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے مکہ کی گلیوں میں ایک منادی والا بھیجا کہ سنو! ہر مسلمان پر صدقہ فطر واجب ہے۔ ہر مرد اور عورت پر، آزاد اور غلام پر، اور چھوٹے اور بڑے

۱۔ امام ابو عبد اللہ بخاری متوفی ۲۵۶ھ، صحیح بخاری ج ۱ ص ۲۰۵-۲۰۴، مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی طبع ثانی ۱۳۸۱ھ

۲۔ امام ابوداؤد سلیمان بن اشعث متوفی ۲۴۵ھ، سنن ابوداؤد ج ۱ ص ۲۲۸، مطبوعہ مطبع مجتہدی پاکستان لاہور ۱۴۰۵ھ

۳۔ ج ۱ ص ۲۲۹ " " " " " "

لیکن یہ وجہ جامع نہیں ہے کیونکہ صدقہ فطر بچوں کی طرف سے بھی ادا کرنا واجب ہے مگر وہ صدقہ کے صفت نہیں ہیں، ائمہ ثلاثہ کے نزدیک عورت کی طرف سے اس کے عائد ہر صدقہ فطر واجب ہے اور امام ابوحنیفہ کے نزدیک خود مرد پر واجب ہے۔ علامہ نووی کہتے ہیں کہ احادیث میں امام ابوحنیفہ کی تائید ہے کیونکہ آپ نے فرمایا ہر مرد اور عورت پر صدقہ فطر ادا کرنا واجب ہے۔

امام ابوحنیفہ کے نزدیک صدقہ فطر ادا کرنا اس شخص پر واجب ہے جو عید کے دن صاحب نصاب ہو، امام شافعی کے نزدیک اس شخص پر واجب ہے جو عید کے دن کے علاوہ دوسرے دن بھی اپنے اور اپنے اہل و عیال کے کھانے پینے کی دست رکھتا ہو، امام احمد اور امام مالک کے نزدیک ہر مسلمان پر صدقہ فطر واجب ہے۔

گندم کے نصاب میں مذاہب | مالکیہ اور شافعیہ کے نزدیک صدقہ فطر میں دوسری اجناس کی طرح گندم کے بھی ایک صاع (ساڑھے چار سیر) صدقہ کرنا واجب ہے اور اخاف کے نزدیک گندم سے صرف نصف صاع دینا واجب ہے۔ علامہ نووی کہتے ہیں:

صدقہ فطر میں ہر شخص کی طرف سے گندم اور انگوروں کے علاوہ ایک صاع ادا کرنا بلا جہاد واجب ہے۔ امام شافعی، امام مالک اور جہور کے نزدیک گندم اور انگوروں میں بھی ایک صاع صدقہ کرنا واجب ہے۔ امام ابوحنیفہ اور امام احمد کے نزدیک مسابیح کی روایت کی وجہ سے نصف صاع گندم دینا واجب ہے جہور کی دلیل حضرت بوسید کی حدیث ہے جس میں ہے کہ: صَاعًا مِنْ طَعَامٍ اَوْ صَاعًا مِنْ شَعِيرٍ اَوْ صَاعًا مِنْ اَقِطٍ اَوْ صَاعًا مِنْ تَبَخْلُيبٍ۔ "ایک صاع طعام، ایک صاع جو، ایک صاع پنیر یا ایک صاع کشمش؟ وجہ دلالت یہ ہے کہ عرف حجاز میں طعام کا لفظ گندم کے ساتھ خاص ہے خاص طور پر جب طعام کا ذکر باقی اجناس کے ساتھ کیا گیا ہو دوسری وجہ یہ ہے کہ جب تمام اجناس کے ساتھ صاع کو واجب کیا گیا ہے تو معلوم ہوا کہ صدقہ فطر میں معتبر صاع ہے۔ حضرت مسابیح کی حدیث پر تبصر کرتے ہوئے علامہ نووی کہتے ہیں:

یہ حدیث ہے جس پر امام ابوحنیفہ اور اہل ان کے موافقین اعتماد کرتے ہیں اور جہور اس کا یہ جواب دیتے ہیں کہ یہ ایک صحابی کا قول ہے اور حضرت ابوسید خدری نے ان کی مخالفت کی ہے جنہوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی مجلس میں زیادہ زیادہ گزارا ہے اور وہ آپ کے احوال سے زیادہ واقف ہیں، اور خود حضرت مسابیح نے یہ تصریح کی ہے کہ انہوں نے یہ بات نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے سنی نہیں ہے، صرف ان کی رائے ہے اس لیے حضرت ابوسید خدری کی روایت پر عمل کرنا زیادہ اولیٰ ہے۔

نظریہ اخاف پر دلائل | علامہ نووی کا یہ کہنا کہ عرف حجاز میں طعام صرف گندم کے ساتھ خاص ہے معنی ایک دعویٰ ہے جو بلا دلیل ہونے کی وجہ سے غیر سموع ہے جبکہ بخاری کی صحیح روایت

۱۔ قاضی ابوالوہید ابن رشد مالکی متوفی ۵۹۵ھ، ہدایۃ المتجدد ج ۱ ص ۲۰۳، مطبوعہ دار الفکر بیروت۔

۲۔ علامہ یحییٰ بن شرف نووی متوفی ۶۷۶ھ شرح مسلم ج ۱ ص ۲۷۷، مطبوعہ دار الفکر بیروت، طبع ثانی ۱۴۰۵ھ۔

۳۔ شرح مسلم ج ۱ ص ۲۷۸

وغیر ہم کا مسلک تھا۔

بَابُ إِثْمِ مَا نِعِ الزَّكَاةَ

۲۱۸۶۔ حَدَّثَنِي سُوَيْدُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ نَا حَقَصٌ
يَعْنِي ابْنَ مَيْسَرَةَ الصَّنَعَانِيَّ عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ
أَنَّ أَبَا صَالِحٍ ذَكَوَانَ أَخْبَرَهُ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ
يَقُولُ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا
مِنْ صَاحِبٍ ذَهَبٍ وَلَا فِضَّةٍ لَا يُؤَدِّي مِنْهَا حَقَّهَا
إِلَّا إِذَا كَانَ يَوْمَ الْقِيَمَةِ صَفَحَتْ لَهُ أَصْفَانِ مِنْ
نَارٍ فَأُخِيَّتْ عَلَيْهِمَا فِي نَارِ جَهَنَّمَ فَبُكَوِي يَمَاهَا
جَنَّةٌ وَجَنَّةٌ وَظَهَرَهُمَا كَلَمًا رُدَّتْ أُعِيدَتْ
لَهُ فِي يَوْمٍ كَانَ مِقْدَارُ خَمْسِينَ أَلْفَ سَنَةٍ
حَتَّى يَقْضَى بَيْنَ الْعِبَادِ فَيُرَى سَبِيلُكَ إِمَّا إِلَى
الْجَنَّةِ وَإِمَّا إِلَى النَّارِ قِيلَ يَا رَسُولَ اللَّهِ
فَالْيَدُ قَالَ وَلَا صَاحِبٌ إِلَّا لَا يُؤَدِّي مِنْهَا
حَقَّهَا وَمِنْ حَقِّهَا حَبُّهَا يَوْمَ رُدِّهَا إِلَّا إِذَا
كَانَ يَوْمَ الْقِيَمَةِ بَطِخَ لَهَا بِقَاعٍ قَرَقَرُوا فَرَمَا
كَانَتْ لَا يَعْقِدُ مِنْهَا فَضِيلًا وَاحِدًا قَطًّا
بِأَخْفَافِهَا وَتَعْصُ بِأَفْزَاهَا كُلَّمَا مَرَّ عَلَيْهِ
أُولَاهَا رُدَّ عَلَيْهِ أَخْرَجَهَا فِي يَوْمٍ كَانَ مِقْدَارُ
خَمْسِينَ أَلْفَ سَنَةٍ حَتَّى يَقْضَى بَيْنَ الْعِبَادِ
فَيُرَى سَبِيلُكَ إِمَّا إِلَى الْجَنَّةِ وَإِمَّا إِلَى النَّارِ
قِيلَ يَا رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَالْبَقَرُ
وَالْغَنَمُ قَالَ وَلَا صَاحِبٌ بِقَرٍ وَلَا غَنَمٍ إِلَّا
يُؤَدِّي مِنْهَا حَقَّهَا إِلَّا إِذَا كَانَ يَوْمَ الْقِيَمَةِ
بَطِخَ لَهَا بِقَاعٍ قَرَقَرُوا لَا يَعْقِدُ مِنْهَا شَيْئًا لَيْسَ
فِيهَا عَقَصَاءٌ وَلَا جُلْحَاءٌ وَلَا عُصْبَاءٌ تَنْطَحُ

زکوٰۃ نہ دینے کا گناہ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص سونا چاندی رکھتا ہو
اور اس کا حق (زکوٰۃ) نہ ادا کرے قیامت کے دن اس
کیلئے آگ کی چٹالوں کے پرت بنائے جائیگے اور جہنم کی آگ
سے اس کو تپایا جائیگا اور اس کے پہلو، پیشانی اور پیٹھ
کو اس کے ساتھ داغا جائیگا، ایک باریہ عمل کرنے کے بعد
دوبارہ لوٹایا جائے گا، جو دن پچاس ہزار سال کے برابر
ہے اس دن یہ عمل مسلسل ہوتا رہے گا، بالآخر جب تمام
لوگوں کے فیصلے ہو جائیں گے تو اسے جنت یا جہنم کا راستہ
دکھایا جائے گا، عرض کیا گیا یا رسول اللہ! اونٹ والوں کا
کیا ہوگا؟ فرمایا جو اونٹ والا اونٹوں کا حق ادا نہیں کریگا
اور اونٹوں کے حقوق میں سے یہ بھی ہے کہ پانی پلانے
کے دن اونٹنیوں کا دودھ دودھ کر غریبوں کو پلایا جائے
ورنہ زکوٰۃ ادا نہ کرنے والے کو قیامت کے دن
ایک پٹیل زمین پر اوندھا لٹا دیا جائیگا اس وقت وہ اونٹ
آئیں گے درآن مالیک وہ بہت غریب ہوں گے اور ان میں
سے کوئی بچہ تک گم نہیں ہوگا وہ اس شخص کو اپنے
کھڑوں سے روندیں گے اور اپنے منہ سے کاٹیں گے
ان کا ایک ریوڑ گزر جائیگا تو دوسرا آ جائیگا پچاس ہزار
سال کے برابر دن میں یہ سلسلہ یونہی جاری رہیگا،
حتیٰ کہ جب لوگوں کے فیصلے ہو جائیں گے تو اسے
جنت یا جہنم کا راستہ دکھایا جائیگا، عرض کیا گیا یا رسول
اللہ! گائے اور بکریوں والوں کا کیا حال ہوگا؟ فرمایا
جو گائے اور بکریوں والا ان کا حق (زکوٰۃ) ادا نہیں

نیکیاں لکھ دیگا عرض کیا گیا یا رسول اللہ گدھوں کے بارے میں کیا حکم ہے فرمایا گدھوں کے بارے میں مجھ پر کوئی حکم نازل نہیں ہوا البتہ یہ جامع آیت ہے، (ترجمہ) جس نے ذرہ برابر نیکی کی وہ اس کی جزا دیکھے گا اور جس نے ذرہ برابر بُرائی کی اس کی سزا پائے گا۔

روایت سابقہ کی طرح زید بن اسلم سے روایت ہے لیکن الفاظ حدیث میں فرق ہے اس روایت میں ما من صاحب ابل لا یؤدی حقها ہے منها حقها نہیں ہے اور اس میں ہے لا یفقد منها فصیلا واحدا اور یکوی بها جنباہ وجبہتہ وظہرہ۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو صاحب خزانہ اپنے خزانہ کی زکوٰۃ ادا نہیں کرے گا اس کے خزانہ کو نار جنہم میں گرم کر کے صاحب خزانہ کے پہلوؤں اور پیشانی کو داغا جائے گا یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ اس دن اپنے بندوں کا فیصلہ فرمائے جو پچاس ہزار سال کے برابر ہو گا پھر وہ شخص اپنا راستہ دیکھ دیگا جو یا جنت کی طرف ہو گا یا جہنم کی طرف، اور جو اونٹ والا اونٹوں کی زکوٰۃ ادا نہیں کرے گا اس کو پیشل میدان میں گرا دیا جائیگا اور انتہائی فریبہم میں اس کے لونٹ ظاہر ہو کر اس کو روندتے ہوئے گزر جائیں گے۔ ایک ریوڑ کے بعد دوسرا ریوڑ روندتا ہو کر جائیگا حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ اس دن اپنے بندوں کا فیصلہ فرمائے جو پچاس ہزار سال کے برابر ہو گا پھر وہ اپنا راستہ دیکھ لے گا جو یا جنت کی طرف ہو گا یا جہنم کی طرف، اور جو بکریوں والا بکریوں کی زکوٰۃ ادا نہیں کرے گا اس کو پیشل میدان میں گرا دیا جائیگا اور انتہائی

۲۱۸۷۔ وَحَدَّثَنِي يُونُسُ بْنُ عَبْدِ الْأَعْلَى الصَّدُوقِيُّ قَالَ أَخْبَرَهُ اللَّهُ بْنُ وَهْبٍ قَالَ حَدَّثَنِي هِشَامُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ بِهَذَا الْإِسْنَادِ بِمَعْنَى حَدِيثِ حَفْصِ بْنِ مَيْسَرَةَ إِلَى آخِرِهِ غَيْرَ أَنَّهُ قَالَ مَا مِنْ صَاحِبِ إِبِلٍ لَا يُؤَدِّي حَقَّهَا وَلَا يَفْقِدُ مِنْهَا فَصِيلًا وَاحِدًا وَقَالَ يَكْوَى بِهَا جَنْبَاهُ وَجَبْهَتُهُ وَظَهْرُهُ۔

۲۱۸۸۔ وَحَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْمَلِكِ الْأُمَوِيُّ قَالَ أَخْبَرَهُ الْعَزِيزِيُّ بْنُ الْمُحْتَارِ قَالَ أَخْبَرَنَا سَهِيلُ بْنُ أَبِي صَالِحٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا مِنْ صَاحِبٍ كَنْزٍ لَا يُؤَدِّي زَكَاةَ إِلَّا أُخِيْعَ عَلَيْهِ فِي نَارِ جَهَنَّمَ فَيَجْعَلُ صَفَائِرُ فَتَكْوَى بِهَا جَنْبَاهُ وَجَبْهَتُهُ حَتَّى يَحْكُمَ اللَّهُ بَيْنَ عِبَادِهِ فِي يَوْمٍ كَانَ مِقْدَارُهُ خَمْسِينَ أَلْفَ سَنَةٍ ثُمَّ يُرَى سَبِيلُهُ إِمَّا إِلَى الْجَنَّةِ وَإِمَّا إِلَى النَّارِ وَمَا مِنْ صَاحِبِ إِبِلٍ لَا يُؤَدِّي زَكَاةَهَا إِلَّا بُطِخَ لَهَا بِقَاعٍ قَرَقَرٍ كَأَوْفَرِ مَا كَانَتْ تَسْتَنُّ عَلَيْهِ كُلَّمَا مَحَسَتْ عَلَيْهِ أُخْرَهَا رَدَّتْ عَلَيْهَا أَوْلَسَهَا حَتَّى يَحْكُمَ اللَّهُ بَيْنَ عِبَادِهِ فِي يَوْمٍ كَانَ مِقْدَارُهُ خَمْسِينَ أَلْفَ سَنَةٍ ثُمَّ يُرَى سَبِيلُهُ إِمَّا إِلَى الْجَنَّةِ وَإِمَّا إِلَى النَّارِ وَمَا مِنْ صَاحِبٍ غَنَمٍ لَا يُؤَدِّي زَكَاةَهَا إِلَّا بُطِخَ لَهَا بِقَاعٍ قَرَقَرٍ

کرسے گا قیامت کے دن پھیل میدان میں اسے
سنہ کے بل گرایا جائے گا۔ تمام گائے
اور بکریاں اس کو اپنے کمرے سے روندیں گی اور اس کو
سینگوں سے ماریں گی، اس زندان میں کوئی اُسے سیگل
والی ہرگ نہ پہن سیگل والی نہ ٹوٹے ہوئے سیگل
والی ایک ریورڈ گزرنے کے بعد فوراً دوسرا ریورڈ آجائیگا
اور ہکاس ہزار سال کے برابر دن میں یہ نہیں ہوتا ہے
گا، سچی کر لوگوں کے درمیان فیصلہ کر دیا جائیگا پھر اسے
جنت یا دوزخ کا راستہ دکھا دیا جائیگا، عرض کیا گیا یا رسول
اللہ! گھوڑوں والوں کا کیا ہوگا؟ آپ نے فرمایا گھوڑوں
کی تین قسمیں ہیں، گھوڑے مالک کے لیے بوجھ ہوتے
ہیں، مالک کے لیے ستر ہوتے ہیں اور مالک کے
لیے اجر ہوتے ہیں۔ بوجھ وہ گھوڑے ہوتے ہیں
جس کو مالک نے دکھلا دے، فخر اور مسلمانوں کو ایذا
پہنچانے کے لیے رکھا ہو، یہ گھوڑے مالک کے
لیے بوجھ کا باعث ہیں اور مالک کے لیے ستر وہ گھوڑے
ہیں جنہیں مالک نے راہ خدا میں باندھا ہو پھر وہ ان
حقوق کو نہ بھولا ہو جو گھوڑوں کی پیٹھوں اور گردنوں
سے وابستہ ہیں، یہ گھوڑے مالک کے لیے ستر کا
باعث ہیں اور جو گھوڑے مالک کے لیے اجر ہیں یہ
وہ ہیں جن کو مالک نے راہ خدا میں مسلمانوں کے لیے
باندھا ہو، کسی چراگاہ یا باغ میں، یہ گھوڑے چراگاہ
یا باغ سے جو کچھ کھائیں گے یا پیئیں اور یہ کھیں گے
اس کے برابر مالک کی نیکیاں کھو دی جائیں گی اور اگر
گھوڑے رتی تڑا کر ایک یا دو ٹیلوں کا چکر لگائیں تو
اللہ تعالیٰ ان کے قدموں کے نشانات اور بہد کے برابر
مالک کے لیے نیکیاں کھو دے گا، اور اگر مالک گھوڑوں
کو بیکر نہر سے گزرے اور بغیر ارادہ کے بھی گھوڑے
مائی پی لیں تو اس پانی کے برابر اللہ تعالیٰ مالک کی

يَقْرُؤْنَهَا وَتَطْلُوْنَ بِأَظْلَافِهَا كُلَّمَا مَرَّ عَلَيْهِنَّ أُولَاهَا
رُودٌ عَلَيْهِنَّ أُخْرَاهَا فِي يَوْمٍ كَانَ مِقْدَارُهُ أَلْفَ مِائَةِ
أَلْفٍ سَنَةٍ حَتَّى يُقْضَى بَيْنَ الْعِبَادِ فَيُرَى سَبِيلُ مَا إِلَى الْجَنَّةِ وَ
إِلَى النَّارِ قِيلَ يَا رَسُولَ اللَّهِ فَإِنِ اخْتَلَفَ هَاتِلُ
الْخَيْلِ ثَلَاثَةً هِيَ لِوَجَلٍ وَذُرٌّ وَهِيَ لِوَجَلٍ بِسْتَرٍ
وَهِيَ لِوَجَلٍ أَجْرٌ فَإِنِ اخْتَلَفَتْ هِيَ لَهُ وَذُرٌّ فَوَجَلٌ
وَبَطْهَارِيَاءٌ وَفَخْرٌ وَنَوَآءٌ عَلَى أَهْلِ الْإِسْلَامِ
فَهِيَ لَهُ وَذُرٌّ وَإِنِ اخْتَلَفَتْ هِيَ لَهُ بِسْتَرٍ فَوَجَلٌ
وَبَطْهَارِيَاءٌ سَبِيلُ اللَّهِ ثُمَّ لَمْ يَخْسَ حَقَّ اللَّهِ فِي
ظُهُورِهَا وَلَا رِقَابِهَا فَهِيَ لَهُ بِسْتَرٍ وَإِنِ اخْتَلَفَتْ
هِيَ لَهُ أَجْرٌ فَوَجَلٌ وَبَطْهَارِيَاءٌ سَبِيلُ اللَّهِ لِأَهْلِ
الْإِسْلَامِ فِي مَرْجٍ أَوْ رَوْضَةٍ فَمَا أَكَلَتْ مِنْ ذَلِكَ
الْمَرْجِ أَوْ الرَّوْضَةِ مِنْ شَيْءٍ إِلَّا كُتِبَ لَهُ
عَدَدُ مَا أَكَلَتْ حَسَنَاتٌ وَكُتِبَ لَهُ
عَدَدُ أَرْوَاثِهَا وَأَبْوَالِهَا حَسَنَاتٌ وَلَا
تَقْطَعُ طَوْلُهَا فَاسْتَنْتَ شَرْفًا أَوْ شَرَفَيْنِ إِلَّا
كُتِبَ اللَّهُ لَهُ عَدَدُ أَثَارِهَا وَأَرْوَاثِهَا حَسَنَاتٌ
وَلَا مَرَّ بِهَا صَاحِبُهَا عَلَى نَهْرٍ فَشَرِبَتْ مِنْهُ وَلَا
يُرِيدُ أَنْ يَسْقِيَهَا إِلَّا كُتِبَ اللَّهُ لَهُ عَدَدُ مَا شَرِبَتْ
حَسَنَاتٌ قِيلَ يَا رَسُولَ اللَّهِ فَإِنِ اخْتَلَفَ هَاتِلُ
مَا نُزِّلَ عَلَى فِي الْحَبْرِ شَيْءٌ إِلَّا هَذِهِ الْأَبَةُ
الْفَادَةُ الْجَامِعَةُ فَمَنْ يَعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ
خَيْرًا يَرَهُ وَمَنْ يَعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ شَرًّا
يَرَهُ

فَمَّا يَكْرِهَ .

پوچھا: یا رسول اللہ! گدھوں کے بارے میں ہا آپ نے فرمایا ان کے بارے میں مجھ پر کوئی حکم نازل نہیں ہوا مگر یہ آیت جو سب کو شامل ہے (ترجمہ) جس شخص نے ایک ذرہ کے برابر نیکی کی وہ اس کی جزا پائے گا اور جس شخص نے ایک ذرہ کے برابر بُرائی کی وہ اس کی سزا پائے گا۔

٢١٨٩ - وَحَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ سَأَلْتُ
عَبْدَ الْعَزِيزِ بْنِ الدَّرَاوَرْدِيِّ عَنْ سُهَيْلٍ بِهَذَا
الْإِسْنَادِ وَسَأَلَ الْحَدِيثَ .

ایک اور سند سے بھی یہ روایت منقول ہے لیکن اس میں خمیدہ سینگوں کے بجائے مسکتے سینگوں والی بکری کا ذکر ہے اور پیشانی کا ذکر نہیں ہے۔ اور پہلو اور پشت کے دانے جانے کا ذکر ہے۔

٢١٩- وَحَدَّثَنَا ثَنِيَّةُ مَحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ
يَزِيدٍ قَالَ نَا يَزِيدُ بْنُ زُرَيْعٍ قَالَ نَا رَوْحُ بْنُ
الْقَاسِمِ قَالَ نَا سَمِيدُ بْنُ أَبِي صَالِحٍ بِهَذَا الْإِسْنَادِ
وَقَالَ بَدَلُ عَقْصَاءَ عَضْبَاءَ وَقَالَ فَيْكُو
بِهَا جَنِيَّةٌ وَطَهْرَةٌ وَلَمْ يَذْكُرْ جَبِيَّةَ -

ایک اور سند سے بھی یہ روایت ہے اس میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ اگر آدمی اللہ تعالیٰ کے اس حق کو ادا نہ کرے جو اونٹوں میں واجب ہے یا اونٹوں کا صدقہ نہ دے۔ باقی روایت حسب سابق ہے۔

٢١٩١ حَدَّثَنِي هَارُونُ بْنُ سَعِيدٍ الْأَيْلِيُّ قَالَ
نَافِعُ بْنُ وَهَبٍ قَالَ أَخْبَرَنِي عَمْرُو بْنُ الْحَارِثِ أَنَّ بَكْرًا
حَدَّثَهُ عَنْ ذُكْوَانَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَالَ إِذَا لَمْ يُؤَدِّ الْمَرْءُ
حَقَّ اللَّهِ أَوْ الصَّدَقَةَ فِي إِبِلِهِ وَسَاقِ الْحَدِيثِ يَجْعَلُ
سَهْلًا عَنْ أَبِيهِ

حضرت مابرن عبد اللہ رضی اللہ عنہا بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو اونٹوں والا اونٹوں کا حق ادا نہیں کرے گا قیامت کے دن اس کے اونٹ اصل تعداد سے بڑھ کر آئیں گے اور ان کے سامنے چٹیل میدان میں مالک کو بٹھا دیا جائے گا اور اونٹ اس کو اپنی مانگوں اور کھڑوں سے روندتے ہوئے گزریں گے۔ اور جو گائے والا گائے کا حق ادا نہیں کرے گا قیامت کے دن وہ گائیں اصل تعداد سے بڑھ کر آئیں گی چٹیل میدان میں ان کے سامنے مالک کو بٹھایا جائیگا اور وہ اس کو سیگیوں

٢١٩٢ - حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ أَنَا
عَبْدُ الرَّزَّاقِ ح وَحَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ تَافِعٍ وَاللَّفْظُ
لَهُ قَالَ أَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ قَالَ أَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ قَالَ
أَخْبَرَنِي أَبُو الزُّبَيْرِ أَنَّكَ سَمِعَ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللَّهِ
الْأَنْصَارِيَّ يَقُولُ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى
اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ مَا مِنْ صَاحِبِ إِبِلٍ
لَا يَفْعَلُ فِيهَا حَقَّهَا إِلَّا جَاءَتْ يَوْمَ الْقِيَمَةِ
أَكْثَرُ مَا كَانَتْ قَطْرَ قَعْدَلِهَا بِقَاعٍ فَتُرْفَرُ
تَسْتَنْ عَلَيْهِ بِقَوَائِمِهَا وَأَخْفَا فِيهَا وَلَا صَاحِبَ

كَأَوْفَرٍ مَا كَانَتْ فَتَطْوُهُ بِأُظْلَافِهَا وَتَنْطَلِعُهَا
بِقُرْدِهَا لَيْسَ فِيهَا عَقَصَاءٌ وَلَا جَذَعَاءٌ
كُلَّمَا مَطَى عَلَيْهِ انْخَرَهَا رَدَّتْ عَلَيْهِ
أُولَاهَا حَتَّى يَحْكُمَ اللَّهُ بَيْنَ عِبَادِهِ فِي يَوْمٍ
كَانَ مِقْدَارُهُ خَمْسِينَ أَلْفَ سَنَةٍ مِمَّا تَعْدُونَ
ثُمَّ يُدْى سَبِيلُهُ إِمَّا إِلَى الْجَنَّةِ وَإِمَّا إِلَى النَّارِ
قَالَ سَهِيلٌ وَلَا أَدْرِي أَذَكَرَ الْبَقَرُ أَمْ لَا قَالُوا
فَالْخَيْلُ يَا رَسُولَ اللَّهِ قَالَ الْخَيْلُ فِي نَوَاصِبِهَا
الْخَيْرُ أَوْ قَالَ الْخَيْلُ مَعْقُودَةٌ فِي نَوَاصِبِهَا
قَالَ سَهِيلٌ أَنَا أَشْلُقُ الْخَيْرَ إِلَى يَوْمِ الْقِيَمَةِ
الْخَيْلُ ثَلَاثَةٌ فَهِيَ لِرَجُلٍ أَجْرٌ وَلِرَجُلٍ سِتْرٌ وَلِرَجُلٍ وَزْدٌ
فَأَمَّا الَّذِي هِيَ لَهُ أَجْرٌ فَالرَّجُلُ يَتَّخِذُهَا
فِي سَبِيلِ اللَّهِ وَيَعِدُّهَا لَهُ فَلَا تَغِيبُ شَيْئًا
فِي بَطُونِهَا إِلَّا كَتَبَ اللَّهُ لَهُ أَجْرًا وَكَو
رَعَاهَا فِي مَرْجٍ مَا أَكَلَتْ مِنْ شَيْءٍ إِلَّا كَتَبَ
اللَّهُ لَهُ بِهَا أَجْرًا وَلَوْ سَقَاهَا مِنْ نَهْجٍ
كَانَ لَهُ بِكُلِّ قَطْرَةٍ تَغِيَّبُهَا فِي بَطُونِهَا
أَجْرٌ حَتَّى ذَكَرَ الْأَجْرُ فِي أَبْوَالِهَا وَأَذْوَانِهَا
وَلَوْ اسْتَنْتَتْ شَرْفًا أَوْ شَرَفَيْنِ كَتَبَ لَهُ بِكُلِّ
خُطْوَةٍ تَخْطُوهَا أَجْرٌ وَأَمَّا الَّذِي هِيَ لَهُ
سِتْرٌ فَالرَّجُلُ يَتَّخِذُهَا تَكْرُمًا وَتَجَمُّدًا
وَلَا يَنْسَى حَقَّ ظُهُورِهَا وَبَطُونِهَا فِي سَيْرِهَا
وَيُسْرِهَا وَأَمَّا الَّذِي هِيَ عَلَيْهِ وَزْدٌ فَالَّذِي
يَتَّخِذُهَا أَشْرًا وَبَطْرًا وَبَذَخًا وَرِيَاءً
النَّاسُ فَذَلِكَ الَّذِي هِيَ عَلَيْهِ وَزْدٌ قَالُوا
فَالْحُمْرُ يَا رَسُولَ اللَّهِ قَالَ مَا أَنْزَلَ اللَّهُ حِكْمًا
فِيهَا شَيْئًا إِلَّا هَذِهِ الْآيَةُ الْجَامِعَةُ الْفَادَةُ
فَمَنْ يَعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَيْرًا
يَرَهُ وَمَنْ يَعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ شَرًّا

فر بہم میں اس کی بکریاں ظاہر ہو کر اس کو اپنے گھروں
سے روندتی ہوئی چلی جائیں گی اور سیٹگوں سے اس کو
ماریں گی جب بکریوں کا ایک ریوڑ اس کو روندتے ہوئے
گزر جائیگا تو دوسرا ریوڑ آ جائیگا جیسا کہ اللہ تعالیٰ اس دن
اپنے بندوں کا فیصلہ کرے جو پچاس ہزار سال کے برابر
ہوگا، پھر وہ شخص اپنا راستہ دیکھ لیگا یا جنت کی طرف یا جہنم
کی طرف۔ سہیل (راوی) کہتے ہیں میں نہیں جانتا کہ گھوڑوں
کا ذکر کیا یا نہیں؟ صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ! وہ
گھوڑوں کے بارے میں؟ آپ نے فرمایا گھوڑوں کی
پیشانی سے قیامت تک خیر وابستہ رہے گی اور فرمایا
گھوڑے تین قسم کے ہوتے ہیں وہ کسی شخص کے لیے
اجر ہوتے ہیں کسی شخص کے لیے ستر ہوتے ہیں اور
کسی شخص کے لیے بوجھ ہوتے ہیں، جو گھوڑے اجر
ہوتے ہیں یہ وہ ہیں جن کو آدمی راہ خدا کے لیے حیار
رکھتا ہے ان گھوڑوں کے پیٹ میں جو کچھ بھی جاتا
ہے اللہ تعالیٰ اس کے بدلے میں اجر لکھ دیتا ہے وہ اس
کو جس چراگاہ میں چراتا ہے اور وہ اس میں جو کچھ چرتا ہے
اللہ تعالیٰ اس کا اجر لکھ دیتا ہے اگر وہ اس کو کسی دھیا سے پانی پلائے تو اس کے
پیٹ میں پانی کا جو قطرہ بھی جاتا ہے اس کا اجر ملتا ہے حتی
کہ فرمایا اس کے پیشاب اور بید کی وجہ سے بھی اجر
ملتا ہے اگر یہ گھوڑے ایک یاد دہیوں کا پیکر لگائیں
تو ان کے ہر قدم سے اجر ملتا ہے، رہے وہ گھوڑے
جو ستر ہیں وہ یہ ہیں جنہیں کوئی شخص اپنے ٹھکانہ باٹھ
اور رعب داب کے لیے رکھتا ہے مگر وہ شخص تنگی
اور فراخی میں ان حقوق کو نہیں بھوتا جو گھوڑوں کی پیٹوں
اور پیٹوں کے ساتھ وابستہ ہیں رہے وہ گھوڑے جو
برجہ ہیں وہ یہ ہیں جن کو مالک نے غرور تکبر دکھائی
اور اترامٹ کے لیے رکھا ہو، یہ وہ گھوڑے ہیں جو
مالک کے لیے سبب دہال ہوتے ہیں، صحابہ نے

لَيْسَ فِيهَا يَوْمٌ مِّنْ جَنَاحٍ وَلَا مَكْسُورَةٌ الْقَرْنِ
قُلْنَا يَا رَسُولَ اللَّهِ مَا حَقُّهَا قَالَ إِطْرَاقُ
فَخِلْفُهَا وَرَاعَا رَذَا ذُلُوهَا وَمِنْ حَقِّهَا وَحَلْبُهَا
عَلَى الْمَاءِ وَحَنْدٌ عَلَيْهَا فِي سَبِيلِ اللَّهِ وَلَا
مِنْ صَاحِبِ مَالٍ لَا يُؤَدِّي ذِكْوَتَهُ إِلَّا كَحَوْلٍ
يَوْمَ الْقِيَمَةِ شَجَاعًا أَقْرَعَ يَتَّبِعُ صَاحِبَهُ
حَيْثُ مَا ذَهَبَ وَهُوَ يَغْتَرُّ مِنْهُ يُقَالُ هَذَا
مَالُكَ الَّذِي كُنْتَ تَبْخُلُ بِهِ فَإِذَا رَأَى أَنَّهُ
لَا بُدَّ مِنْهُ أَدْخَلَ يَدَهُ فِيهِ فَجَعَلَ
يَقْضِمُهَا كَمَا يَقْضِمُ الْفَحْلُ -

یا رسول اللہ! ان کا حق کیا ہے؟ فرمایا نروں کو ماریٹہ دینا
اور ڈول سے پانی نکالنے کے لیے ان کو (دینا اور پانی
پلاتے وقت ان کا دودھ دھنا) تاکہ کچھ دودھ غریبار کو
مل جائے اور راہ خدا میں ان پر کسی کو سوار کرنا اور جو مالدار
مال کی زکوٰۃ ادا نہیں کرے گا تو قیامت کے دن اس کا
مال گننے سانپ کی صورت میں آکر اپنے مالک کا تائب
کرے گا، مالک بھاگے گا مگر وہ جہاں جائیگا سانپ
اس کے پیچھے جائے گا اور اس سے کہا جائیگا کہ یہ تیرا
وہی مال ہے جس پر تو بخل کیا تھا بالآخر جب صاحب
مال کوئی چارہ کار نہ دیکھے گا تو اپنا ہاتھ اس کے منہ میں
ڈال دے گا۔ اور وہ سانپ اس کے ہاتھ کو اس طرح
چبائے گا جیسے تراونٹ چباتا ہے۔

اس باب کی حدیث نمبر ۲۱۸۷ میں ذکر ہے کہ گھوڑوں پر جو اللہ تعالیٰ کا حق ہے
اس کو ادا نہ کرنے کی بناء پر گناہ ہوگا، علامہ نووی لکھتے ہیں کہ: اس حدیث

سے امام ابو حنیفہ نے گھوڑوں پر زکوٰۃ کو واجب قرار دیا ہے اور ان کا مذہب یہ ہے کہ اگر گھوڑے صرف نر ہوں تو
ان پر زکوٰۃ نہیں ہے اور اگر نر مادہ دونوں ہوں تو مالک کو اختیار ہے اگر چاہے تو ہر گھوڑے کی طرف سے ایک دینار
ادا کرے اور اگر چاہے تو ان کی قیمت کا چالیسواں حصہ ادا کرے اور امام مالک، امام شافعی اور جہور کا مسلک یہ ہے کہ
گھوڑوں پر مطلقاً زکوٰۃ نہیں ہے کیونکہ اس سے پہلے حدیث میں آیا ہے: لَيْسَ عَلَى الْمَسْلُومِ فِي خُورَسَ صَدَقَةٌ
”مسلمانوں پر ان کے گھوڑوں میں صدقہ واجب نہیں ہے“ اور اس حدیث کی تاویل یہ کرتے ہیں کہ یہاں حق سے مراد
زکوٰۃ نہیں ہے بلکہ اس سے مراد جہاد کرنا، لوگوں کے کام آنا یا اس پر مال غنیمت اور خمس کو لا کر لے جانا ہے۔
امام ابو حنیفہ کا نظریہ صحیح ہے اور تاویل ہی کرنی ہے تو احتیاط کا تقاضا ہے کہ پہلی حدیث میں تاویل کی جائے۔
بایں طور کہ ان گھوڑوں پر زکوٰۃ نہیں ہے جو جہاد کے لیے رکھے ہوں۔ علامہ ذیلی لکھتے ہیں جب حضرت زبیر بن ثا
رمی اللہ عنہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت سنی کہ گھوڑوں پر زکوٰۃ واجب نہیں ہے ”تو انھوں نے کہا رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سچ فرمایا اور اس حدیث سے آپ کی مراد غازی کا گھوڑا ہے بلکہ
سب ذیل حدیث سے امام ابو حنیفہ کی پوری پوری تائید ہوتی ہے۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا خود رو گھاس چرنے

عن جابر قال قال رسول الله صلى الله
عليه وسلم في الخيل السائمة في كل خرس

بَقَرًا لَا يَفْعَلُ فِيهَا حَقَّهَا إِلَّا جَاءَتْ يَوْمَ الْقِيَمَةِ
أَكْثَرُ مَا كَانَتْ وَقَعْدَ لَهَا بِقَاعٍ قَرَقَرٍ
تَنْطَحُهُ بِقَرُونِهَا وَتَطْوُوهُ بِأُظْلَافِهَا وَلَا
صَاحِبَ عَنْهَا لَا يَفْعَلُ فِيهَا حَقَّهَا إِلَّا جَاءَتْ
يَوْمَ الْقِيَمَةِ أَكْثَرُ مَا كَانَتْ وَقَعْدَ لَهَا بِقَاعٍ
قَرَقَرٍ تَنْطَحُهُ بِقَرُونِهَا وَتَطْوُوهُ بِأُظْلَافِهَا
لَيْسَ فِيهَا جَمَاءٌ وَلَا مُنْكَسِرٌ قَرْنُهَا وَلَا
صَاحِبٌ كَنْزٌ لَا يَفْعَلُ فِيهِ حَقَّهَا إِلَّا جَاءَتْ كَنْزُهَا
يَوْمَ الْقِيَمَةِ شَجَاعًا أَشْرَعُ يَتَّبِعُهُ فَاتِحًا فَإِذَا
فَإِذَا أَتَاهُ فَتَرَمْتُهُ فَيَتَنَادِي بِرُحْدٍ كَثْرَكَ
الَّذِي تَحْبَاتُهُ فَإِنَّا عَنْهُ غَنِيٌّ فَإِذَا دَاوَى
أَنْ لَا بُدَّ مِنْهُ سَلَكَ يَدَهُ فِي فِيهِ فَيَقْضِيهَا
فَضَمَّ الْفَحْلُ قَالَ أَبُو الزُّبَيْرِ سَمِعْتُ عُبَيْدَ
بْنَ عَمِيرٍ يَقُولُ هَذَا الْقَوْلُ شَرٌّ سَأَلْنَا جَابِرَ
ابْنَ عَبْدِ اللَّهِ عَنْ ذَلِكَ فَقَالَ مِثْلَ قَوْلِ
عُبَيْدٍ قَالَ أَبُو الزُّبَيْرِ سَمِعْتُ عُبَيْدَ ابْنَ
عَمِيرٍ يَقُولُ قَالَ رَجُلٌ يَا رَسُولَ اللَّهِ مَا حَقُّ
الْإِبِلِ قَالَ حَلَبُهَا عَلَى الْمَاءِ وَإِعَارَةٌ وَلُؤْهَا
وَإِعَارَةٌ فَحَلَبُهَا وَمَنِحَتُهَا وَحَمْلُ
عَيْنِهَا فِي سَبِيلِ اللَّهِ

۲۱۹۳ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ نُسَيْرٍ
قَالَ نَافِعُ بْنُ أَبِي نَافِعٍ قَالَ قَالَ أَبُو الزُّبَيْرِ
عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ قَالَ مَا مِنْ صَاحِبِ إِبِلٍ وَلَا بَقَرٍ وَلَا
غَنَمٍ لَا يُؤَدِّي حَقَّهَا إِلَّا أَقْعَدَ لَهَا يَوْمَ
الْقِيَمَةِ بِقَاعٍ قَرَقَرٍ تَطْوُوهُ ذَاتُ الظِّلْفِ
يُظْلِفُهَا وَتَنْطَحُهُ ذَاتُ الْقَرْنِ بِقَرُونِهَا

سے مارتی ہوئی اندھ پیروں سے کہتی ہوئی گنہگار بن گئی۔
اور جو بکریوں والا بکریوں کا حق ادا نہیں کرے گا وہ بکریاں قیامت
کے دن اصل تعداد سے بڑھ کر آئیں گی پیشیل میدان میں ٹانگ
کو بٹھایا جائے گا اور وہ اس کو سیٹھکوں سے مارتی ہوئی
اندھ کھروں سے روندتی ہوئی چلی جائیں گی اس روز ان
میں نہ کوئی بنیر سیٹھک کے ہوگی نہ سیٹھک ٹوٹی ہوئی اور
جو صاحب خزانہ خزانے میں سے اللہ تعالیٰ کا حق ادا نہیں کریگا
ترقیامت کے دن اس کا خزانہ گنچے سانپ کی شکل میں
منہ کھولے اس کے پیچھے دوڑے گا ٹانگ خزانہ بھاگے گا
تو ایک منافق اٹاڑ دیکر کہے گا اپنا خزانہ سے لو! یہی اس
کی ضرورت نہیں ہے جب ٹانگ خزانہ کو کوئی چارہ کا نظر
نہیں آئیگا تو وہ سانپ نما خزانے کے منہ میں اتر ڈال دے
گا اور سانپ اونٹ کی طرح اس کو چبلے گا ابو زبیر
(راوی) کہتے ہیں کہ ہم نے عبید بن عمیر سے سنا وہ اسی طرح
بیان کرتے تھے پھر ہم نے حضرت جابر سے پوچھا تو
انہوں نے عبید بن عمیر کی طرح بیان کیا، ابو زبیر کہتے ہیں کہ
میں نے عبید بن عمیر سے سنا ایک آدمی نے عرض کیا یا رسول
اللہ! اونٹ کا کیا حق ہے فرمایا پانی (پلانے کے موقع) پر
اس کا دودھ، دودھ لینا (تاکہ لوگ پیئیں) اور ڈول (کے
ذریعہ پانی نکالنے کے واسطے اونٹ) کو دینا اور زراونٹ
کو جفتی کے لیے عاریتہ دینا اور اونٹنی کو درودھ پینے
کے لیے دینا اور راہ خدا میں اس پر لوگوں کا مال لاونا۔

حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں
کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو اونٹوں یا گائوں یا بکریوں
والا ان کا حق ادا نہیں کریگا قیامت کے دن اسے ہموار
پیشیل میدان میں بٹھایا جائیگا کھروں والے جانور اسے
اپنے کھروں سے پامال کریں گے اور سیٹھکوں والے جانور
اسے سیٹھکوں سے ماریں گے، اس دن ان جانوروں میں
کوئی بے سیٹھک ہوگا نہ شکستہ سیٹھک۔ ہم نے عرض کیا:

زکوٰۃ کے خوگر نہ تھے خاص طور پر اعرابی اور دیہاتی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عاملین کو راضی کرنے کا جو حکم دیا اس سے یہ مراد نہیں تھی کہ عاملین کے غلط مطالبہ کو مان کر انہیں راضی کیا جائے بلکہ آپ کی مراد یہ تھی کہ عاملین کے ساتھ خوش اخلاقی، نرمی اور محبت سے بات چیت کی جائے اور حسن سلوک سے معاملہ کیا جائے۔

بِأَقْلِيظِ عَقُوبَةٍ مِّنْ لَا يُوَدِّي الزَّكَاةَ

زکوٰۃ ادا نہ کرنے والوں پر عذاب شدید

۲۱۹۶- وَحَدَّثَنَا أَبُو يَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ قَالَ نَاوُكِيَّةٌ
قَالَ نَاوُكِيَّةٌ عَنْ الْأَعْمَشِ عَنِ الْمَعْرُوفِ بْنِ سُوَيْدٍ عَنْ أَبِي ذَرٍّ قَالَ
أَتَمَّهَيْتُ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ جَالِسٌ
فِي ظِلِّ الْكَعْبَةِ فَلَمَّا رَأَيْتُ قَالَ هُمَا الْأَخْسَرُونَ
وَرَبِّ الْكَعْبَةِ قَالَ فَجِئْتُ حَتَّى جَلَسْتُ فَلَمَّا انْقَضَتْ
أَنْ قُمْتُ فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ فِدَاكَ أَبِي وَآخِي
مَنْ هُمَا قَالَ هُمَا لَا يَغْرُونَ أَمْوَالًا إِلَّا مَنْ قَالَ
هَكَذَا وَهَكَذَا مِنْ بَيْنِ يَدَيْهِ وَ مِنْ خَلْفِهِ
وَعَنْ يَمِينِهِ وَعَنْ شِمَالِهِ وَقَدِيلٌ مَّا هُمَا
مِنْ صَاحِبِ إِبِلٍ وَلَا بَقَرَةٍ وَلَا عَنْهُمْ لَا يُؤَدُّ
زَكَاةَهَا إِذَا جَاءَتْ يَوْمَ الْقِيَمَةِ أَعْظَمَ مَا
كَانَتْ أَسْمَهُ تَنْطَحُهُ بِغُرُوبِهَا وَتَقْطُوعُهَا
بِأُظْلَافِهَا كُلَّمَا نَقَذَتْ أَخْرَسَهَا عَادَتْ
عَلَيْهِ أُولَاهَا حَتَّى يَقْضَى بَيْنَ النَّاسِ

حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا درآں حالیکہ آپ کعبہ کے سامنے میں تشریف فرما تھے۔ آپ نے مجھے دیکھ کر فرمایا: رب کعبہ کی قسم وہ لوگ خلسے والے ہیں میں انہیں آکر بیٹھ گیا پھر بے چینی سے کھڑا ہو گیا اور عرض کیا یا رسول اللہ! آپ پر میرے مال باپ خدا ہوں وہ کون لوگ ہیں؟ آپ نے فرمایا وہ لوگ بڑے بڑے سرمایہ دار ہیں ماسوا ان کے جو ادمر ادمر آگے پیچھے دائیں بائیں خرچ کرتے ہیں اور ایسے سرمایہ دار بہت کم ہیں، اور جو شخص اونٹ یا گائے یا بکریاں رکھتا ہو اور ان کی زکوٰۃ نہ دیتا ہو قیامت کے دن وہ جانور پچھلے تمام دنوں سے زیادہ فرہ اور چربیلے ہو کر آئیں گے اور اپنے سینگوں سے اس کو ماریں گے، اور کمروں سے روندیں گے جب آخری روند کر گزر جائیگا تو پھر پہلا روندنے کے لیے آجائے گا اور لوگوں کے دیکھنا فیصلہ ہونے تک یوں ہی عذاب ہوتا رہے گا۔

حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا درآں حالیکہ آپ کعبہ کے سامنے میں تشریف فرما تھے باقی روایت حسب سابق ہے البتہ یہ زیادتی ہے کہ آپ نے فرمایا قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے جو شخص اونٹ یا گائے یا بکریاں چھوڑ کر مر جائے حالانکہ اس نے ان کی زکوٰۃ نہ دی ہو تو اس کو.....

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میرے لیے یہ بات

۲۱۹۷- حَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ
قَالَ نَاوُكِيَّةٌ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنِ الْمَعْرُوفِ بْنِ سُوَيْدٍ
عَنْ أَبِي ذَرٍّ قَالَ أَتَمَّهَيْتُ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
وَهُوَ جَالِسٌ فِي ظِلِّ الْكَعْبَةِ فَذَكَرْنَا حَوْثَ
حَوْثٍ وَكَيْفَ عَيَّرَانَا قَالَ وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ
مَا عَلَى الْأَرْضِ رَجُلٌ قِيمُوتُ قِيدَ عُرْبِلَا أَوْ بَعْرَا
أَوْ غَنَمًا لَمْ يُؤَدِّ زَكَاةَهَا

۲۱۹۸- حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ سَلَامٍ الْجُمَحِيُّ
قَالَ نَاوُكِيَّةٌ يَعْنِي ابْنَ مُسْلِمٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ زِيَادٍ

دائے گھوڑوں میں سے ہر گھوڑے کی طرف سے ایک دینار دیا جائے۔

علامہ ابوالحسن مرغینانی نے لکھا ہے کہ امام اعظم ابوحنیفہ کا نظریہ یہ ہے کہ ہر گھوڑے کی طرف سے ایک دینار یا دس درہم دیے جائیں بعض روایات میں دس درہم کا بھی تذکرہ ہے واضح رہے کہ دس درہم تقریباً ڈھائی توڑے چاندی کے برابر ہے۔

بَابُ اِرْضَاءِ السَّعَايَةِ

عالمین زکوٰۃ کو راضی رکھنا

۲۱۹۴۔ حَدَّثَنَا أَبُو كَامِلٍ فَضِيلُ بْنُ حُسَيْنٍ الْجَعْفَرِيُّ قَالَ سَأَلْتُ الْوَاحِدِيَّ زِيَادًا قَالَ نَا مُحَمَّدُ بْنُ أَبِي إِسْمَاعِيلَ قَالَ سَأَلْتُ الرَّحْمَنِيَّ هَذَا الْعَبْسِيُّ عَنْ جَرِيرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ جَاءَ نَاسٌ مِنَ الْأَعْرَابِ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالُوا إِنَّ نَاسًا مِنَ الْمُصَدِّقِينَ يَأْتُونَنَا فَيُظْلِمُونَنَا قَالَ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَرْضُوا مُصَدِّقِيكُمْ قَالَ جَرِيرٌ مَا صَدَرَ عَنِّي مُصَدِّقٌ مُنْذُ سَمِعْتُ هَذَا مِنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَّا وَهُوَ عَنِّي دَاحِضٌ۔

۲۱۹۵۔ حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ قَالَ نَا عَبْدُ الرَّحِيمِ بْنُ سُلَيْمَانَ وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ نَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ وَحَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ قَالَ أَنَا أَبُو اسْمَاءَةَ كُلُّهُمْ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ أَبِي إِسْمَاعِيلَ بِهَذَا الْإِسْنَادِ نَحْوُهُ۔

حضرت جریر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ روایات کے کچھ لوگوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا: یا رسول اللہ! زکوٰۃ دینا کرنے والے اگر ہم پر ظلم (زیادتی) کرتے ہیں تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم زکوٰۃ وصول کرنے والوں کو راضی کیا کرو۔ حضرت جریر کہتے ہیں کہ جب سے میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد سنا ہے مجھے کوئی زکوٰۃ وصول کرنے والا ناراض ہو کر نہیں گیا۔

ایک اور سند سے بھی ایسی ہی روایت منقول ہے۔

عالمین کو راضی کرنے کی وضاحت

بظاہر اس حدیث پر یہ اشکال ہوتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ظلم کرنے والے عالمین کی حوصلہ افزائی فرمائی ہے حالانکہ ظلم کرنے والا عامل اپنے ظلم کی وجہ سے اس بات کا مستحق ہوتا ہے کہ اس کو معزول کر دیا جائے۔ کیونکہ ظلم کرنا حرام، فسق اور گناہ کبیرہ ہے اس کا جواب یہ ہے کہ یہاں عالمین کے ظلم سے زکوٰۃ وصول کرنے میں ان کی شدت اور سختی مراد ہے کیونکہ عام طور پر جب تک سختی نہ کی جائے لوگ آسانی سے مان نہیں نکالتے اور یہ شروع شروع کی بات ہے جب لوگ ادا نہیں

ذَكَرْتُ لَهُ النَّبِيَّ سَمِعْتُهُ فَقَالَ ذَلِكَ جِبْرِيلُ
أَتَانِي فَقَالَ مَرَّةً مَرَّةً مِنْ أَمَلِكِ لَا يُشْرِكُ بِاللَّهِ
شَيْئًا دَخَلَ الْجَنَّةَ قَالَ قُلْتُ وَإِنْ ذِي وَرَاقٍ
سَرَقَ قَالَ وَإِنْ ذِي وَرَاقٍ سَرَقَ -

لے آئے ہیں نے ان آوازوں کا ذکر کیا آپ نے فرمایا: وہ
جبرائیل تھے انھوں نے مجھ سے اُکر کہا آپ کی امت میں سے
ہر شخص بھی اس مال میں فرت ہوا کہ اس نے شرک نہ کیا ہو
وہ جنت میں چلا جائے گا میں نے کہا خواہ اس نے چوری
کی ہو یا زنا کیا ہو، آپ نے فرمایا خواہ چوری کی ہو یا زنا
کیا ہو۔

۲۲۰۱ - حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ نَاجِيْرُ
عَنْ عَبْدِ الْعَزِيزِ وَهُوَ ابْنُ رُفَيْعٍ عَنْ زَيْدِ بْنِ ذَهَبٍ
عَنْ أَبِي ذَرٍّ قَالَ خَرَجْتُ لَيْلَةً مِنَ النَّبَايِ فَإِذَا رَسُولُ
اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَمْشِي وَحْدَهُ لَا نَاسَ
مَعَهُ إِنْسَانٌ قَالَ فَظَنَنْتُ أَنَّهُ يَكْرَهُ أَنْ يَمْشِيَ
مَعَهُ أَحَدٌ قَالَ فَجَعَلْتُ أَهْشِي فِي ظِلِّ الْقَمَرِ
فَالْتَفَتَ قَرَأَنِي فَقَالَ مَنْ هَذَا فَقُلْتُ أَبُو ذَرٍّ
جَعَلَنِي اللَّهُ فِدَاكَ قَالَ يَا أَبَا ذَرٍّ تَعَالَ فَقَالَ
فَمَشَيْتُ مَعَهُ سَاعَةً فَقَالَ إِنَّ الْمَكْرِيْرَيْنِ
هُمَا الْمُقْتَلُونَ يَوْمَ الْقِيَمَةِ إِلَّا مَنْ أَعْطَاهُ اللَّهُ
خَيْرًا فَتَنَفَّرَ فَبَيَّنَّ يَدَيْهِ وَشِمَالَهُ وَبَيَّنَّ يَدَيْهِ
وَوَرَاءَهُ وَعَمِلَ فِيهِ خَيْرًا قَالَ فَمَشَيْتُ مَعَهُ
سَاعَةً فَقَالَ اجْلِسْ هَهُنَا قَالَ فَاجْلَسْتُ فِي
قَاعٍ حَوْكُهُ حِجَادَةٌ فَقَالَ لِي اجْلِسْ هَهُنَا حَتَّى
أَرْجِعَ إِلَيْكَ قَالَ فَانْطَلَقَ فِي الْحَوْرَةِ حَتَّى لَأَرَاهُ
فَلَبِثْتُ عَتِي فَأَطَالَ اللَّبْسُ لَمَّا رَأَيْتُ سَمِعْتُهُ وَهُوَ
مُقْبِلٌ وَهُوَ يَقُولُ وَإِنْ سَرَقَ وَإِنْ ذِي قَالَ
فَلَمَّا جَاءَ لَمْ أَصْبِرْ فَقُلْتُ يَا نَبِيَّ اللَّهِ جَعَلَنِي
اللَّهُ فِدَاكَ مَنْ مَكْرَمَةٍ فِي جَانِبِ الْحَوْرَةِ مَا سَمِعْتُ
أَحَدًا يُؤْجِزُكَ إِلَيْكَ شَيْئًا قَالَ ذَلِكَ جِبْرِيلُ عَرَضَ
لِي فِي جَانِبِ الْحَوْرَةِ فَقَالَ بَشِّرْ أَمَلَكَ أَنَّهُ
مِنْ قَوْمِكَ لَا يُشْرِكُ بِاللَّهِ شَيْئًا دَخَلَ الْجَنَّةَ
فَقُلْتُ يَا جِبْرِيلُ وَإِنْ سَرَقَ وَإِنْ ذِي قَالَ

حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں میں ایک
رات نکلا کیا دیکھتا ہوں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تنہا تشریف
لے جا رہے ہیں اور آپ کے ساتھ کوئی نہیں ہے۔ میں
نے سوچا کہ شاید کسی کا ساتھ جانا آپ کو ناگوار گزرے، اس
وجہ سے ہیں چاند کے سایہ میں چلنے لگا رہتا کہ مجھ پر آپ کی
نظر نہ پڑے (آپ نے مجھے دیکھ لیا اور فرمایا: کون ہے؟
میں نے کہا ابو ذر! اللہ تعالیٰ مجھے آپ پر فدا کرے۔ آپ
نے فرمایا اے ابو ذر آؤ میں کچھ دیر آپ کے ساتھ چلا آپ
نے فرمایا اللہ لوگ قیامت کے دن نادار ہوں گے سوال
لوگوں کے جنھیں اللہ تعالیٰ خیر عطا کرے اور وہ اپنے مال کو
دائیں بائیں اور آگے پیچھے دیں اور اس میں نیکی کے کام کریں
میں کچھ دیر آپ کے ساتھ چلا آپ نے فرمایا میرے واپس
آنے تک یہاں بیٹھ رہو! آپ نے مجھے ایک صاف زمین
پر بٹھا دیا جس کے ارد گرد سیاہ پتھر تھے اور آپ ان پتھروں
میں چلے گئے حتیٰ کہ آپ میری نظروں سے اوجھل ہو گئے،
میں کافی دیر بیٹھا رہا، پھر میں نے ایک آہٹ سنی آپ میری
طرف آہٹ تھے درال مالیکہ آپ فرما رہے تھے خواہ چور
کرے یا زنا کرے۔ جب آپ آگے ترمیں مبر نہ کر سکا
اور میں نے کہا اے اللہ کے نبی! اللہ مجھے آپ پر فدا کرے
وہ آپ ان پتھروں میں کس سے باتیں کر رہے تھے۔
میں نے تر کسی کو آپ کے ساتھ باتیں کرتے نہیں دیکھا!
آپ نے فرمایا وہ جبرائیل تھے جو ان پتھروں میں میرے
پاس آئے اور کہا کہ آپ اپنی امت کو بشارت دو کہ جو شخص

کتاب النکاح

خوشی کا باعث نہیں کہ یہ احمد پہاڑ میر سے سیلے سونے کا بن جائے اللہ تعالیٰ سے زائد میر سے پاس ایک دینار بھی باقی رہے سوا اس دینار کے جس کو میں ادا نیکی قرض کے لیے باقی رکھوں۔

ایک اور سند سے بھی ایسی ہی روایت منقول ہے۔

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مدینہ کی پتھر ملی زمیں میں پیدل چل رہا تھا دسائے حایک ہم احمد پہاڑ کو دیکھ رہے تھے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا: ابوذر!! میں نے عرض کیا میں حاضر ہوں یا رسول اللہ! آپ نے فرمایا اگر یہ احمد پہاڑ میر سے لیے سونے کا بن جائے تب بھی میں یہ نہیں چاہتا کہ تیسرا رات اس میں سے ایک دینار بھی باقی رہے، سوا اس دینار کے جس کو میں قرض کی ادائیگی کے لیے باقی رکھوں مگر میں یہ چاہتا ہوں کہ میں مٹی بھر بھر کے اللہ کے بندوں میں وہ مال تقسیم کروں جائیں بائیں اور آگے دینار ہوں۔ حضرت ابوذر کہتے ہیں ہم پھر چلتے رہے۔ آپ نے پھر فرمایا: اے ابوذر میں نے کہا ایک یا رسول اللہ! آپ نے فرمایا مالدار لوگ قیامت کے دن مفلس ہونگے! سوا ان لوگوں کے جو مال (خدا کی راہ میں) دیتے رہے ہیں۔ پھر کچھ چلنے کے بعد آپ نے فرمایا ابوذر میرے آنے تک تم یہیں ٹھہرنا پھر آپ چلے گئے حتیٰ کہ میری نظروں سے غائب ہو گئے، پھر میں نے کچھ آوازیں سنیں اور مجھے خدشہ ہوا کہیں آپ کو کوئی حادثہ نہ پیش آگیا ہو یہ سوچ کر میں نے آپ کے پیچھے جانے کا ارادہ کیا پھر فوراً ہی آپ کا یہ فرمانا یاد آگیا مجب تک میں نہ آؤں یہاں نہ جانا۔ پھر میں وہیں ٹھہر کر انتظار کرتا رہا حتیٰ کہ آپ تشریف

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَا يَسُرُّنِي أَنْ لِي أَحَدًا ذَهَبًا تَأْتِي عَلَيَّ ثَالِثَةً وَعِنْدِي مِنْهُ دِينَارٌ إِلَّا دِينَارًا أُرْصِدُهُ لِدَيْنٍ عَلَيَّ۔

۲۱۹۹۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ نَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ قَالَ نَا شُعْبَةُ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ زِيَادٍ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمِثْلِهِ۔

۲۲۰۰۔ وَحَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَيَحْيَى بْنُ يَحْيَى وَابْنُ نُمَيْرٍ وَأَبُو كُرَيْبٍ كُلُّهُمْ عَنْ أَبِي مُعَاوِيَةَ قَالَ يَحْيَى أَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ زَيْدِ بْنِ ذَرٍّ قَالَ قَالَ كُنْتُ أُمِيتُ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي حَرَّةِ الْمَدِينَةِ عِشَاءً وَنَحْنُ نَنْظُرُ إِلَى أَحَدٍ فَقَالَ لِي رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا أَبَا ذَرٍّ قَالَ قُلْتُ كَيْتَبُكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ قَالَ مَا أَحْبَبُّ إِلَيَّ أَحَدًا إِذْ لَكَ عِنْدِي ذَهَبًا أُمِيتُ ثَالِثَةً وَعِنْدِي مِنْهُ دِينَارٌ إِلَّا دِينَارًا أُرْصِدُهُ لِي إِنْ لَأَنْ أَقُولَ بِهِ فِي عِبَادِ اللَّهِ هَكَذَا أَحْسَنَ مَبْنً يَدِيهِ وَهَكَذَا عَنْ يَمِينِهِ وَهَكَذَا عَنْ شِمَالِهِ قَالَ ثُمَّ مَشِينَا فَقَالَ يَا أَبَا ذَرٍّ قَالَ قُلْتُ كَيْتَبُكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ قَالَ إِنَّ الْأَكْثَرِينَ هُمُ الْأَقْلَوْنَ يَوْمَ الْقِيَمَةِ الْأَمَنُ قَالَ هَكَذَا وَهَكَذَا وَهَكَذَا امْثَلُ مَا صَنَعْتُ فِي الْمَرْثَةِ الْأُولَى قَالَ ثُمَّ مَشِينَا قَالَ يَا أَبَا ذَرٍّ كَمَا أَنْتَ حَتَّى أَتَيْكَ قَالَ فَأَنْطَلَقَ حَتَّى تَوَادَى عَنِّي قَالَ سَمِعْتُ لَغَطًا وَسَمِعْتُ صَوْتًا قَالَ فَقُلْتُ لَعَلَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عُرِضَ لَهُ قَالَ فَهَمَمْتُ أَنْ أَتَّبِعَهُ قَالَ ثُمَّ ذَكَرْتُ قَوْلَهُ لَا تَبْرَحْ حَتَّى أَتَيْكَ قَالَ فَأَنْتَظَرْتُهُ فَلَمَّا جَاءَ

وَمِنْ حَتَّى الْحَقِّ بِاللَّهِ وَرَسُولِهِ

ان کے پاس جاتے ہیں نہ ان سے کوئی سوال کرتے ہیں انہوں نے کہا قسم ہے تمہارے پروردگار کی میں ان سے دنیا کا کوئی سوال کروں گا نہ دین کا کوئی مسئلہ دریافت کروں گا حتیٰ کہ میں اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے جاؤں۔

۲۲۰۳۔ وَحَدَّثَنَا هَيْبَانُ بْنُ فَرُّوخٍ قَالَ قَالَ أَبُو الْأَشْهَبِ قَالَ نَأْخُذُكَ الْعَصْرِي عَنِ الْأَحْنَفِ بْنِ قَبِيلٍ قَالَ كُنْتُ فِي تَقْرِ بْنِ قُرَيْشٍ فَهَمَّ أَبُو ذَرٍّ وَهُوَ يَقُولُ بَشِيرُ الْكَافِرِينَ بِكَيْ فِي ظُهُورِهِمْ يُخْرِجُ مَنْ جَعَلُوهُمْ وَبِكَيْ مَنْ قَبِيلٍ أَقْبَدَ آدَمُ هُمْ يُخْرِجُ مَنْ جَعَلُوهُمْ قَالَ شَمَّ تَنْحَى فَقَعَدَ قَالَ قُلْتُ مَنْ هَذَا قَالُوا هَذَا أَبُو ذَرٍّ فَتَالَ فَقُمْتُ إِلَيْهِ فَقُلْتُ مَا شَيْءٌ سَمِعْتُكَ تَقُولُ قَبِيلٌ قَالَ مَا قُلْتُ إِلَّا شَيْئًا قَدْ سَمِعْتُهُ مِنْ نَبِيِّهِمْ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ قُلْتُ مَا تَقُولُ فِي هَذَا الْإِعْطَاءِ قَالَ خُذْهُ فَإِنَّ فِيهِ الْيَوْمَ مَعُونَةً فَإِذَا كَانَ لِمَنَا لِدَيْبِكَ فَدَعَا

حضرت احنف بن قیس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں قریش کے چند لوگوں کے درمیان بیٹھا ہوا تھا اچانک حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ تشریف لائے اور کہنے لگے خزانہ جمع کرنے والوں کو ان داغوں کی بشارت دو۔ جو ان کی پیشوں پر لگائے جائیں گے اور ان کے پہلوؤں سے نکل جائیں گے اور ان کی گردنوں میں لگائے جائیں گے تو ان کی پیشانیوں سے نکل جائیں گے۔ پھر وہ ایک جانب رخ کر کے بیٹھ گئے میں نے پوچھا یہ کون ہیں؟ حاضرین نے جواب دیا ابو ذر ہیں، میں نے ان کے سامنے جا کر کہا آپ جو کچھ بیان کر رہے تھے وہ سب کیا تھا انہوں نے کہا میں نے وہی کچھ کہا ہے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے میں نے کہا حکومت سے وظائف لینے کے بارے میں آپ کی کیا رائے ہے کہا ہے بیا کرو۔ کیونکہ اس سے تم کو آج کل مدد حاصل ہوگی ہاں! جب یہ مال تمہارے دین کا معاوضہ ہو جائے تو چھوڑ دینا۔

حضرت ابو ذر کے نظریہ سے سوشلزم پر استدلال

حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ کا نظریہ یہ تھا کہ مسلمان اپنے مال میں سے صرف اپنی ضرورت کی اشیا اپنے پاس رکھ سکتا ہے اور جو چیزیں اس کے کھانے اور پہننے سے زائد ہوں ان کا صدقہ کرنا اس پر واجب ہے اور جس شخص نے اپنی ضرورت سے زائد چیزوں کو صدقہ نہیں کیا اس کی چیزیں اور مال "کنز" (خزانہ) ہے جس پر قرآن مجید نے عذاب کی وعید سنائی ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: وَالَّذِينَ يَكْنِزُونَ الذَّهَبَ وَالْفِضَّةَ وَلَا يَنْفِقُونَهَا فِي سَبِيلِ اللَّهِ فَبَشِّرْهُمْ عَذَابَ أَلِيمٍ يَوْمَ يُحْمَىٰ عَلَيْهَا فِي نَارِ جَهَنَّمَ فَتَكْوَىٰ بِهِمَا جَاهِرُهُمْ وَجَنُوبُهُمْ وَظُهُورُهُمْ هَذَا مَا كُنْتُمْ لَا نَفْسَكُمْ فَذُوقُوا مَا كُنْتُمْ تَكْنِزُونَ (توبہ: ۳۴-۳۵) "جو لوگ سونا اور چاندی جمع کر کے رکھتے ہیں اور اس کو اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ نہیں کرتے انہیں دردناک عذاب کی خوشخبری سنا دیجئے۔ جس دن (ان کا جمع کردہ مال) جہنم کی آگ میں تپا یا جائیگا جس سے ان کی

نَعَمْ قَالَ قُلْتُ وَإِنْ سَرَقَ وَإِنْ ذَلَّ قَالَ
نَعَمْ قَالَ قُلْتُ وَإِنْ سَرَقَ وَإِنْ ذَلَّ قَالَ
نَعَمْ وَإِنْ شَرِبَ الْخَمَّ -

۲۲۰۲ - وَحَدَّثَنِي زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ نَا
إِسْمَاعِيلَ بْنَ إِدْرِيسٍ عَنْ الْبُرَيْقِيِّ عَنْ أَبِي
الْعَلَاءِ عَنِ الْأَخْنَفِ ابْنِ قَيْسٍ قَالَ حَدَّثَنَا
الْمَدِينَةُ قَبِيْنَا أَنَا فِي حَلْقَةٍ فِيهَا مَلَأَ مِنْ
قُرَيْشٍ دُجَاءَ رَجُلٌ أَحْسَنَ الْقِيَابِ أَخْلَقَ
الْجَسَدَ أَحْسَنَ الْوَجْهِ فَقَامَ عَلَيْهِمْ فَقَالَ
بَشِّرِ الْكَافِرِينَ بِرَضْفٍ يُحْيِي عَلَيْهِمْ فِي نَارِ جَهَنَّمَ
فَيُوضَعُ عَلَى حِمْلَةٍ تَدْنِي أَحَدَهُمْ حَتَّى يَخْرُجَ
مِنْ نَفْصٍ كَتِفِيٍّ وَيُوضَعُ عَلَى نَفْصٍ كَتِفِيٍّ
حَتَّى يَخْرُجَ مِنْ حِمْلَةٍ تَدْنِي بِيْرٍ يَتَزَلُّزَلُ قَالَ
فَوَضَعَ الْقَوْمُ رُءُوسَهُمْ كَمَا رَأَيْتُ أَحَدًا
مِنْهُمْ رَجَعَ إِلَيْهِ شَيْئًا قَالَ فَأَذْبَرُوا وَ
اتَّبَعْتُهُ حَتَّى جَلَسَ إِلَى سَارِيَةٍ فَقُلْتُ مَا
رَأَيْتُ هَؤُلَاءِ إِلَّا كَرِهُوا مَا قُلْتُ لَهُمْ
فَقَالَ إِنَّ هَؤُلَاءِ لَا يَعْقِلُونَ شَيْئًا إِنَّ خَلِيلِي
أَبَا الْقَاسِمِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَعَانِي
فَأَجَبْتُهُ فَقَالَ أَتَرَى أَحَدًا فَنَظَرْتُ مَا عَلَى
مِنَ الشَّمْسِ وَأَنَا ظَنُّ أَنَّهُ يَبْعَثُنِي فِي حَاجَةٍ
لَدَى فَقُلْتُ أَرَأَاهُ قَالَ مَا يَسُرُّنِي أَنَّ لِي مِثْلَهُ
ذَهَبًا أَنْفَقَهُ كُلَّهُ إِلَّا قُلْتُ دَنَانِيْبِرَ نَعَمْ
هُؤُلَاءِ يَجْمَعُونَ الدُّنْيَا لَا يَعْقِلُونَ شَيْئًا
قَالَ قُلْتُ مَا لَكَ وَإِخْوَتِكَ مِنْ قُرَيْشٍ لَا
تُعْتَرِيهِمْ وَتُصِيبُ مِنْهُمْ قَالَ لَا وَرَيْكَ
لَا أَمَّا لَهُمْ عَنْ دُنْيَا وَلَا أَسْتَفْتِيهِمْ عَنْ

فوت ہو جائے وہاں ملا کر اللہ تعالیٰ سے خود کو کسی
شریک نہ کرتا اور وہ جنت میں داخل ہو گا میں نے کہا،
اے میرا بیٹا خواہ وہ چوری یا زنا کرے، انہوں نے کہا خواہ
چور یا زنا کرے یا زنا کرے۔ میں نے پھر کہا اگرچہ وہ چوری
یا زنا کرے انہوں نے کہا ہاں خواہ وہ شراب بھی پیئے۔
حضرت اخنوف بن قیس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ
میں مدینہ میں آیا، میں ایک ایسے حلقہ میں جا بیٹھا جس میں قریش
کے سردار بھی تھے، ناگاہ ایک شخص آیا جس نے ہونٹے کپڑے
پہنے ہوئے تھے۔ اس کا ہم باوقار اور چہرہ بارعب تھا اس
نے ان لوگوں کے پاس کھڑے ہو کر کہا، مل جین کر کے خزانہ
اکٹھے کرنے والوں کو اس پتھر کی بشارت ہو جس کو جہنم کی
آگ میں گرم کیا جائیگا اور وہ پتھر ان کی چھاتی کی نوک پر رکھا
جائے گا حتیٰ کہ وہ شاذ کی ہڈی سے پھوٹ نکلے گا اوشانہ
کی ہڈی پر رکھا جائے گا تو چھاتیوں کی نوک سے پھوٹ نکلے گا
اور وہ پتھر لڑی آپا رہتا رہے گا۔ راوی کہتے ہیں
ان لوگوں نے اپنے سر جھکایے اور میں نے ان میں سے کسی
کو انہیں جواب دیتے ہوئے نہیں دیکھا پھر وہ لوگ روٹ گئے
اور میں اس شخص کے پیچھے گیا حتیٰ کہ وہ ایک ستر کے پاس بیٹھ گئے اس کا ہیرا خیال ہے
ان لوگوں نے آپ کی بات ناپسند کی ہے۔ اس شخص نے کہا یہ لوگ
کچھ عقل نہیں رکھتے میرے محبوب ابوقاسم علی اللہ علیہ وسلم
نے مجھے بلایا میں ان کے پاس گیا۔ انہوں نے فرمایا کیا تم
اٹھ کر دیکھتے ہو میں نے دموپ کو دیکھا اور یہ سمجھا کہ خلیفہ آپ
کسی کام کے لیے مجھے داں بھیجا چاہتے ہیں میں نے عرض
کیا جی ہاں میں دیکھتا ہوں۔ آپ نے فرمایا مجھے اس بات سے
خوش نہیں ہو گی کہ میرے پاس اس پہاڑ جتنا سونا ہو اور
اگر برتوں قرضی ادا کرنے کے لیے تین دینار کے سوا باقی
سب خیرات کر دوں گا۔ پھر یہ لوگ دنیا جین کرتے ہیں اور
کچھ نہیں سمجھتے۔ میں نے ان سے کہا آپ کا ان قریشی بھڑوں
کے ساتھ کیا معاملہ ہے کیونکہ آپ کسی ضرورت کی بنا پر

اور کارخانہ داری ختم ہو جائے گی اور کوئی مزدور اور کسان نہیں رہے گا سب مالک ہو جائیں گے حالانکہ اشتراکیت میں مزدور پہلے سے زیادہ مزدور اور کسان پہلے سے زیادہ کسان ہو جاتا ہے پہلے ہائز مالکین کے لیے مزدوری کرتا تھا اور اب ہائز تابعین کے لیے مزدوری کرتا ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور خلفاء راشدین نے ضرورت کے وقت مالداروں سے دولت مانگ لی تھی چھینی نہیں تھی سواد عراق سے مخالفہ دنیا بھی صحیح نہیں ہے کیونکہ حضرت عمرؓ نے عراق کی مغتومہ زمین مجاہدین کی ملک میں نہیں دی تھی یہ نہیں کیا تھا کہ کسی کو مملوکہ چیز کو قوی تحویل میں سے لیا ہو۔

بَابُ الْحَقِّ عَلَى الْفَقْرَةِ وَتَبَشِيرِ

الْمُنْفِقِ بِالْخَلْفِ

۲۲۰۴۔ حَدَّثَنَا زَيْدُ بْنُ حَرْبٍ وَمُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مُمَيَّرٍ قَالَا كُنَّا سَافِلِينَ مِنْ عُيَيْنَةَ عَنْ أَبِي الزُّنَادِ عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ يَبْلُغُ بِهِ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ قَالَ اللَّهُ يَا ابْنِ آدَمَ مَا آتَيْتُكَ أَنْفَقَ عَلَيْكَ وَقَالَ يَمِينُ اللَّهُ مَلَأَى وَقَالَ ابْنُ مُنَيَّرٍ مَلَأَ سَخَاءً لَا يَغِيظُهَا شَيْءٌ اللَّيْلُ وَالنَّهَارُ

۲۲۰۵۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ قَالَ نَاعِبًا الزُّنَادِ ابْنُ هَتَامٍ قَالَ نَاعِمٌ عَنْ ابْنِ رَافِعٍ عَنْ هَتَامِ بْنِ مَنِيَّةٍ أَخِي وَهَبِ بْنِ مَنِيَّةٍ قَالَ هَذَا مَا حَدَّثَنَا أَبُو هُرَيْرَةَ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَذَكَرَ أَحَادِيثَ مِنْهَا وَقَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ اللَّهَ قَالَ لِي أَنْفَقْ أَنْفَقْتُ عَلَيْكَ وَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَمِينُ اللَّهُ مَلَأَى لَا يَغِيظُهَا سَخَاءٌ اللَّيْلُ وَالنَّهَارُ أَرَأَيْتُمْ مَا آتَيْتُكُمْ مِنْ خَلْقِ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ فَإِنَّكُمْ تَمُوتُ بَعْضُ مَا فِي يَمِينِهِمْ قَالَ وَعَرْشُهُ عَلَى الْمَاءِ وَبِيدَهُ الْأُخْرَى الْقَبْضُ يَرْفَعُ وَيُخَفِّضُ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: اے ابن آدم! خرچ کر میں تجھ پر خرچ کروں گا اور فرمایا اللہ تعالیٰ کا ہاتھ بھرا ہوا ہے، رات دن کے خرچ سے اس میں کوئی کمی نہیں ہوتی۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، اللہ تعالیٰ نے مجھ سے فرمایا: تم خرچ کرو، میں تم پر خرچ کروں گا، اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کا ہاتھ بھرا ہوا ہے رات دن کے خرچ سے اس میں کوئی کمی نہیں ہوتی، بھلا بلا تو بھی جب سے اس نے آسمانوں اور زمینوں کو پیدا کیا ہے کس قدر خرچ کر چکا ہے، اس کے باوجود اس کے ہاتھ میں کوئی کمی نہیں ہوتی اس کا عرش پانی پر ہے اور اس کے دوسرے ہاتھ میں صفت قبض ہے، وہ جسے چاہتا ہے بند کرتا ہے اور جسے چاہتا ہے پست کر دیتا ہے۔

پیشانیوں، پہلوؤں اور پشتوں کو داغا جائیگا۔ (اور کہا جائیگا) یہ وہ مال ہے جس کو تم نے اپنے لیے جمع کیا تھا۔ اب اپنے جمع کردہ (مال) کا مزہ چکھو۔ جو لوگ اپنی ضرورت سے زائد اشیاء کو صدقہ نہیں کرتے تھے، حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ کے نزدیک وہ اس آیت کے مصداق تھے، ایک اور آیت سے بھی اس نظریہ پر استدلال کیا جاتا ہے: **يَسْئَلُونَكَ مَاذَا يُنْفِقُونَ قُلِ الْغِنَىٰ رِيقًا** (۲۱۹) ”یہ لوگ آپ سے پوچھتے ہیں کہ (معاذ اللہ) کیا خرچ کریں؟ آپ کہہ دیجئے کہ جو چیز تمہاری ضرورت سے زائد ہو، اسے بعض لوگ ابزادہ کے نظریہ سے سوشلزم کے جواز پر استدلال کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ضرورت سے زائد اشیاء کو قومی ملک میں لینا مین اسلامی نظریہ ہے یہ بات قطعا باطل ہے کیونکہ حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ اپنے اجتہاد سے مستحب چیزوں کو واجب قرار دیتے تھے ان کا یہ نظریہ ان کی اجتہادی خطا تھی۔ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین میں سے کسی نے ان کی موافقت نہیں کی۔ ان کے نظریہ کے بطلان پر قرآن مجید اور احادیث شریفہ میں واضح دلائل ہیں اگر انسان پر زائد اشیاء کا صدقہ کرنا واجب ہو تو زکوٰۃ عشر اور خراج بے معنی ہو گئے جج اور قربانی کے احکام لغو ہو جائیں گے کیونکہ جب کسی کے پاس ضرورت سے زائد مال نہیں ہوگا اور اس کو شرعاً رکھنا ہائز نہیں ہوگا تو زکوٰۃ کس چیز کی دے گا عشر اور خراج اور غنم کس مال سے نکالے گا، جج اور غنم کیسے ادا کرے گا اور کس چیز کی قربانی دے گا نیز چوری اور ڈاکے پر قرآن مجید نے اتنا پائل کاٹنے کے جو احکام بیان کیے ہیں ان کا کوئی عمل نہیں رہیگا کیونکہ جب کسی شخص کو ضرورت سے زائد اشیاء رکھنے کی شرعاً اجازت ہی نہیں ہے تو پھر کسی شخص کے پاس مال کہاں ہوگا۔ جس کی وہ حفاظت کرے گا اور اس کو چوری اور ڈاکہ کا ب خوف ہوگا؟ قرآن مجید نے قتل خطا، قتل غلط اور ظلم کے کفار سے میں جو غلام آزاد کرنے، اور مسکینوں کو کھلانے کا حکم دیا ہے ان حالات میں اس کی مشروعیت بے معنی رہے گی، قتل خطا میں قرآن مجید نے دین واجب کی ہے اور حدیث شریفہ میں دین کی مقدار سوا و نٹ بیان کی ہے سال یہ ہے کہ جب کسی شخص کو دو جوڑے کپڑے اور دو وقت روٹی سے زیادہ مال جمع کرنے کی اجازت نہیں ہے تو ایسے لوگوں پر سوا و نٹوں کی ادائیگی کا حکم نازل کرنا کس طرح صحیح ہوگا۔ قرآن مجید نے مسجد تعمیر کرنے کو ایمان کی علامت قرار دیا ہے **انما يعمر مساجدا لله من امن بالله واليوم الآخر** (توبہ ۱۸) ”اللہ کی مساجد صرف وہ لوگ تعمیر کرتے ہیں جو اللہ تعالیٰ اور آخرت پر ایمان لاتے ہیں“ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مسجد بنانے پر جنت کی بشارت دی ہے تو کیا خدا اور رسول نے ان لوگوں کو جنت بنانے کا مکلف کیا ہے جن کو دو جوڑے کپڑے اور دو وقت روٹی کے انتظام سے زیادہ مال جمع کرنے کی اجازت نہیں دی کیا یہ لوگ مسجدیں بنا سکتے ہیں۔ مہاجرین کو سامان حرب خرید کر دے سکتے ہیں اور جن صدقات جاریہ کی احادیث میں ترغیب ہے وہ یہ لوگ کر سکتے ہیں؟

جو لوگ حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ کے نظریہ سے اشتراکیت کے جواز پر استدلال کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ پیادہ کے اجتماعی مآخذ کو قومی تحویل میں لینا واجب ہے وہ مغالطہ آفرینی کرتے ہیں۔ اس نظریہ کو قبول کر لینے سے آدمی سے زیادہ اسلام کے احکام ختم ہو جاتے ہیں نیز اشتراکیت انسانوں کو انسان کا غلام بناتی ہے جبکہ اسلام انسانوں پر انسان کا تسلط ختم کر کے سب انسانوں پر اللہ تعالیٰ کا تسلط قائم کرتا ہے۔ یہ خوب صورت فریب دیا جاتا ہے کہ اشتراکیت کے ذریعہ دینداری

۱۷۔ مفسرین نے لکھا ہے کہ یہ حکم ابتداء اسلام میں تھا فرضیت زکوٰۃ کے بعد اس کا وجوب منسوخ ہو گیا۔ (سیدہ غفرلہ)۔

لَهُ فَدَخَلَ فَقَالَ أَعْطَيْتَ الرَّقِيقَ قُوَّتَهُمْ قَالَ
لَا قَالَ مَا نَطْلِقُ فَأَعْطَاهُمْ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كُنْ إِحْمًا أَنْ تَحْبِسَ عَنْ
مَنْ يَمْلِكُ قُوَّتَهُ -

بَابُ الْإِبْتِدَاءِ فِي النِّفْقَةِ بِالنَّفْسِ
ثُمَّ أَهْلِهِ ثُمَّ الْقَرَابَةِ

۲۲۰۹ - حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ نَالَيْتُ
مَنْ وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رُمْحٍ قَالَ أَمَا التَّبْتُ عَنْ
أَبِي الزُّبَيْرِ عَنْ جَابِرٍ أَقْبَى قَالَ أَعْتَقَ رَجُلٌ مِمَّنْ
بَيْنَ عُدْرَةَ عَبْدِ اللَّهِ عَنْ دُبُرِ فَبَلَغَ ذَلِكَ
رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ أَلَاكَ
مَا لَغَيْرِهِ قَالَ لَا قَالَ مَنْ يَشْتَرِيهِ مِثْقَلُ
فَا شْتَرَاهُ نَعِيمٌ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ الْعَدَوِيُّ بِثَمَانِ
مِائَةٍ وَرُفْعٍ فَجَاءَ بِهَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَدَفَعَهَا إِلَيْهِ ثُمَّ قَالَ أَبَدُ
بِنَفْسِكَ فَتَصَدَّقْ عَلَيْهَا فَإِنْ فَضَلَ شَيْءٌ
فَلَا هِلَكَ فَإِنْ فَضَلَ عَنْ أَهْلِكَ شَيْءٌ فَلِذِي
قَرَابَتِكَ فَإِنْ فَضَلَ عَنْ ذِي قَرَابَتِكَ شَيْءٌ
فَهَكَذَا وَهَكَذَا يَقُولُ فَبَيْنَ يَدَيْكَ وَ عَنْ
يَمِينِكَ وَ عَنْ شِمَالِكَ -

۲۲۱۰ - حَدَّثَنِي يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ الدُّورِيُّ
قَالَ لَا إِشْمَاعِيْدُ يَعْنِي ابْنُ عَلِيَّةَ عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ
عَنْ جَابِرٍ أَنَّ رَجُلًا مِمَّنْ الْأَنْصَارِ يُقَالُ لَهُ أَبُو
مَذْكُورٍ أَعْتَقَ غُلَامًا لَهُ عَنْ دُبُرٍ يُقَالُ لَهُ
يَعْقُوبُ وَ سَأَلَ الْحَدِيثَ بِمَعْنَى حَدِيثِ
الَّتِي -

اور کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کسی آدمی کے
گناہ کیسے اتنا ہی کافی ہے کہ جس کے خرچ کا وہ غلام
ہے اس کا خرچ روک لے ۔

خرق میں پہلے اپنی ذات سے ابتداء کرنا
پھر اہل اور قرابت سے

حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبوغدہ
کے ایک شخص نے ایک غلام کو مدبر کیا (یعنی یہ کہا کہ میرے
مرنے کے بعد تو آزاد ہے) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو
یہ خبر پہنچ گئی، آپ نے اس سے پوچھا کیا تیرے پاس
اس کے علاوہ بھی مال ہے اس نے کہا نہیں آپ نے
فرمایا اس غلام کو محمد سے کون خریدے گا؟ حضرت نفیم بن
عبد اللہ رضی اللہ عنہ نے اس کو آٹھ سو درہم میں خرید لیا
اور وہ درہم لا کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں
پیش کر دیے۔ آپ نے وہ درہم اس غلام کے مالک
کو دیے اور فرمایا: پہلے اپنی ذات پر خرچ کر دو، پھر اگر
کچھ بچے تو اپنے اہل و عیال پر خرچ کر دو پھر اگر اپنے اہل و عیال
سے کچھ بچے تو قرابت داروں پر اور اگر قرابت سے کچھ بچ جائے
تو ادھر ادھر اپنے سامنے، دائیں اور بائیں ۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں ایک انصاری
نے جس کا نام ابو مذکور تھا ایک غلام کو مدبر کر دیا اس کے
بعد حسب سابق حدیث ہے ۔

بَابُ فَضْلِ النِّفَقَةِ عَلَى الْعِيَالِ وَ
الْمَمْلُوكِ وَإِثْمِ مَنْ ضَيَّعَهُمْ أَوْ حَبَسَ
نَفَقَتَهُ عَنْهُمْ

۲۲۰۶ - حَدَّثَنَا أَبُو الرَّبِيعِ الرَّهَافِيُّ وَكُنْيَةُ
بْنِ سَعِيدٍ يَكْلَاهُمَا عَنْ حَمَّادِ بْنِ زَيْدٍ قَالَ قَالَ أَبُو
الرَّبِيعِ تَابَ حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ قَالَ تَابَ أَيُّوبُ عَنْ أَبِي
قِلَابَةَ عَنْ أَبِي أَسْمَاءَ الرَّحْبِيِّ عَنْ شُوبَانَ
قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
أَفْضَلُ دِينَارٍ يُنْفِقُهُ الرَّجُلُ دِينَارٍ يُنْفِقُهُ
عَلَى عِيَالِهِ وَدِينَارٍ يُنْفِقُهُ الرَّجُلُ عَلَى دَابَّتِهِ
فِي سَبِيلِ اللَّهِ وَدِينَارٍ يُنْفِقُهُ عَلَى أَصْحَابِهِ
فِي سَبِيلِ اللَّهِ قَالَ أَبُو قِلَابَةَ وَبَدَأَ بِالْعِيَالِ
ثُمَّ قَالَ أَبُو قِلَابَةَ وَآخِيَ رَجُلٌ أَعْظَمَ أَجْرًا
مِنْ رَجُلٍ يُنْفِقُ عَلَى عِيَالٍ صَغَارَ يَعْطُهُمْ أَوْ
يُنْفِقُهُمْ اللَّهُ بِهِمْ وَ يُغْنِيهِمْ

۲۲۰۷ - وَحَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَزُهَيْرُ
بْنُ حَرْبٍ وَآبُو كُرَيْبٍ وَاللَّفْظُ لِأَبِي كُرَيْبٍ قَالُوا
نَا وَكَيْعٌ عَنْ سُفْيَانَ عَنْ مَزَاحِمِ بْنِ زُهْرَةَ عَنْ
مُجَاهِدٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دِينَارُ النِّفَقَةِ فِي سَبِيلِ
اللَّهِ وَدِينَارُ النِّفَقَةِ فِي رَقَبَةٍ وَدِينَارُ
تَصَدَّقْتَ بِهِ عَلَى مِسْكِينٍ وَدِينَارُ النِّفَقَةِ
عَلَى أَهْلِكَ أَعْظَمُ مَا أَجْدَا تَذِي النِّفَقَةِ عَلَى
أَهْلِكَ

۲۲۰۸ - حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ مُحَمَّدٍ الْجَرْمِيُّ قَالَ
تَابَ عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ أَبِي عَرُ الْكِنَانِيِّ
عَنْ أَبِيهِ عَنْ طَلْحَةَ بْنِ مُصَرِّفٍ عَنْ خَيْثَمَةَ قَالَ
كُنَّا جُلُوسًا مَعَ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ إِذْ جَاءَ قَوْمٌ مَأْ

اہل و عیال پر خرچ کی فضیلت اہل آل کے
حقوق ضائع کرنے کا گناہ

حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بہترین دینار وہ ہے جسے کوئی شخص اپنے اہل و عیال پر خرچ کرتا ہے، بہترین دینار وہ ہے جسے کوئی شخص اللہ تعالیٰ کی راہ میں اپنی سولہویں خرچ کرتا ہے اللہ بہترین دینار وہ ہے جسے کوئی شخص اللہ تعالیٰ کی راہ میں اپنے ساتھیوں پر خرچ کرتا ہے اللہ بہترین دینار وہ ہے جسے کوئی شخص اللہ تعالیٰ کی راہ میں اپنے گناہوں کو مٹانے کے لیے خرچ کرتا ہے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، ایک دینار وہ ہے جسے تم اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ کرتے ہو، ایک دینار وہ ہے جس کو تم غلام پر خرچ کرتے ہو، ایک دینار وہ ہے جس کو تم مسکین پر صدقہ کرتے ہو اور ایک دینار وہ ہے جس کو تم اپنے اہل پر خرچ کرتے ہو ان میں سب سے زیادہ اجر اس دینار پر ملے گا جس کو تم اپنے اہل پر خرچ کرتے ہو۔

نہایت بیان کرتے ہیں کہ ہم حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے پاس بیٹھے ہوئے تھے اتنے میں ان کا منشی آیا حضرت ابی عمر نے پوچھا کیا تم نے خادموں کو ان کا خرچ دے دیا؟ اس نے کہا نہیں! حضرت ابی عمر نے کہا جاؤ دیدو!

امیت نازل ہوئی (ترجمہ) تم نیکی حاصل نہیں کر سکو گے حتیٰ کہ اپنی پسندیدہ چیز اللہ کی راہ میں دے دو، تو حضرت ابو طلحہ کہنے لگے میرا خیال ہے کہ ہمارا رب ہم سے ہمارا مال طلب کر رہا ہے۔ یا رسول اللہ! میں آپ کو گواہ بناتا ہوں کہ میں نے اپنی پیر مادگی زمین اللہ تعالیٰ کی راہ میں دیدی۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: وہ اپنے رشتہ داروں کو دیدو۔ حضرت ابو طلحہ نے وہ باغ حضرت حسان بن ثابت اور حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہما کو دیدیا۔

حضرت میمونہ بنت حارث رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ انھوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں ایک باندی آزاد کی اور اس کا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ذکر کیا، آپ نے فرمایا اگر تم وہ باندی اپنے ماموں کو دے دیتیں تو زیادہ اچھ ملے۔

حضرت زینب رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اسے عورتوں کی جماعت صدقہ کیا کرو، خواہ نہ پر رات سے کیا کرو، حضرت زینب کہتی ہیں کہ میں حضرت عبداللہ بن مسود کے پاس آئی اور ان سے کہا کہ تم خالی ہاتھ اور منہ نہیں ہو اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں صدقہ دینے کا حکم دیا ہے تم جا کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے معلوم کر دو اگر (میں) ادائیگی صدقہ سے کافی ہو تو قبہا ورنہ میں تمہارے سوا کسی اور کو دے دیتی ہوں حضرت زینب کہتی ہیں حضرت عبداللہ بن مسود نے فرمایا تم خود جاؤ! حضرت زینب کہتی ہیں کہ میں گئی تو دیکھا کہ انصار کی ایک عورت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دروازے پر کھڑی ہے اور اسے بھی یہی مسئلہ درپیش تھا اور ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بہت مرعوب رہتے تھے، پھر حضرت بلال رضی اللہ عنہ باہر آئے ترجمہ نے کہا تم جا کر رسول اللہ صلی

اللہ علیہ وسلم سے کہنا کہ میں نے اپنے مال سے تمہاری راہ میں دیدیا، تو حضرت ابو طلحہ کہنے لگے میرا خیال ہے کہ ہمارا رب ہم سے ہمارا مال طلب کر رہا ہے۔ یا رسول اللہ! میں آپ کو گواہ بناتا ہوں کہ میں نے اپنی پیر مادگی زمین اللہ تعالیٰ کی راہ میں دیدی۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: وہ اپنے رشتہ داروں کو دیدو۔ حضرت ابو طلحہ نے وہ باغ حضرت حسان بن ثابت اور حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہما کو دیدیا۔

۲۲۱۳ - وَحَدَّثَنِي هَارُونُ بْنُ سَعِيدٍ الْأَيْلِيُّ قَالَ نَا ابْنَ وَهَبٍ قَالَ أَخْبَرَنِي عَنْ رَجُلٍ عَنْ بَكْرِ بْنِ كَرَيْبٍ عَنْ مَيْمُونَةَ بِنْتِ الْحَارِثِ أَنَّهَا أَعْتَقَتْ وَلِيدَةً فِي زَمَانِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَذَكَرْتُ ذَلِكَ لِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ لَوْ أَعْطَيْتُهَا أَهْلَكَ كَانَ أَكْبَرَ لِي أَجْرًا.

۲۲۱۴ - حَدَّثَنَا حَسَنُ بْنُ الزَّيْبِعِ قَالَ نَا أَبُو الْأَحْوَصِ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ أَبِي وَائِلٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ الْحَارِثِ عَنْ زَيْنَبِ امْرَأَةِ عَبْدِ اللَّهِ قَالَتْ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَصَدَّقْنَ يَا مَعْشَرَ النِّسَاءِ وَكُلُّنَّ مِنْ حُدَيْكُنَّ قَالَتْ فَرَجَعْتُ إِلَى عَبْدِ اللَّهِ فَقُلْتُ إِنَّكَ رَجُلٌ خَفِيفٌ ذَاتِ أَلْيَدٍ لَمَّا رَأَى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَمْرًا بِالْصَّدَقَةِ قَاتِلَةً فَاسْتَلَّهُ فَإِنْ كَانَ ذَلِكَ يُجْزِي عَنِّي وَإِلَّا صَرَفْتُهَا إِلَى غَيْرِكُمْ قَالَتْ فَقَالَ لِي عَبْدُ اللَّهِ بَلِ اعْتَبِي أَنْتِ قَالَتْ فَأَنْطَلَقْتُ فَإِذَا امْرَأَةٌ مِّنَ الْأَنْصَارِ بِبَابِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَاجَتِي حَاجَتُهَا قَالَتْ وَكَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ أُلْقِيَتْ عَلَيْهِ الْمَهَابَةُ قَالَتْ

مدرک کی بیح میں مذکور ہے | امام شافعی کے نزدیک مدرک کی بیح مائوس ہے اور بکامہر کہ حدیث ان کی دلیل مستحکم ہے اور
امام ابو حنیفہ کے نزدیک مدرک کی بیح مائوس نہیں۔ مگر یہ اس کی یہ تاویل کر سکتے ہیں کہ یہ تاویل کر سکتے
ہیں کہ چونکہ اس شخص کا اور کوئی مال نہیں تھا اس لیے اس غلام کو اس کا مدرک کرنا صحیح نہ تھا کیونکہ انسان صرف ثلث مال (مملک)
میں وصیت کر سکتا ہے اس مسئلہ کی مزید وضاحت اور احناف کے موقف پر دلائل ان شاء اللہ ہم کتاب البیوع میں ذکر
کریں گے۔

بَابُ فَضْلِ التَّفَقُّعِ وَالصَّدَقَةِ عَلَى
الْأَقْرَبِينَ وَالزَّوْجِ وَالْأَوْلَادِ وَالْوَالِدَيْنِ
وَلَوْ كَانُوا مُشْرِكِينَ

۲۲۱۱ - حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى قَالَ قَرَأْتُ عَلَى
مَالِكٍ عَنْ إِسْحَاقَ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي طَلْحَةَ أَنَّهُ
سَمِعَ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ يَقُولُ كَانَ أَبُو طَلْحَةَ أَكْثَرَ
أَنْصَارِيٍّ بِالْمَدِينَةِ مَالًا وَكَانَ أَحَبَّ أَمْوَالِهِ
إِلَيْهِ بَيْرُ حَاءٍ وَكَانَتْ مُسْتَقْبَلَةَ الْمَسْجِدِ وَ
كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَدْخُلُهَا
وَيَشْرَبُ مِنْ مَاءٍ فِيهَا طَيِّبٌ قَالَ أَنَسٌ فَلَمَّا
تَوَلَّتْ هَذِهِ الْآيَةُ لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ حَتَّى تُنْفِقُوا
مِمَّا تُحِبُّونَ قَامَ أَبُو طَلْحَةَ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ إِنَّ اللَّهَ يَقُولُ
فِي كِتَابِهِ لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ حَتَّى تُنْفِقُوا مِمَّا
تُحِبُّونَ وَإِنَّ أَحَبَّ أَمْوَالِي إِلَيَّ بَيْرُ حَاءٍ
فَلَا تَهَا صَدَقَةً لِلَّهِ أَرْجُوا بِرَّهَا وَتَرْجُوَهَا
عِنْدَ اللَّهِ فَضَعُفًا يَا رَسُولَ اللَّهِ حَيْثُ شِئْتَ
قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَخْرُ
ذَلِكَ مَالٍ رَابِعٌ ذَلِكَ مَالٌ رَابِعٌ قَدْ سَمِعْتُ
مَا قُلْتَ فِيهَا وَإِنِّي أَدَى أَنْ تَجْعَلَهَا فِي
الْأَقْرَبِينَ فَفَسَمَهَا أَبُو طَلْحَةَ فِي أَقَارِبِهِ
وَبَنِي عَيْتِهِ

۲۲۱۲ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ حَاتِمٍ قَالَ نَا

أَقْرَبَاءُ خَاوِمَةَ أَوْلَادُهَا وَاللَّيْنِ بِرُشْرَجِ كِي فَهَيْلَتِ

خواہ وہ مشرک ہوں

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ
حضرت ابوطالب رضی اللہ عنہ انصار میں مدینہ منورہ میں زیادہ مالدار شخص تھے
اور ان کا سب سے زیادہ پسندیدہ مال بیر حاد کا باغ تھا جو
مسجد نبوی کے سامنے تھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس
باغ میں تشریف لے جاتے تھے اور اس کا میٹھا پانی پیتے
تھے، حضرت انس کہتے ہیں جب یہ آیت نازل ہوئی۔
(ترجمہ) تم نیکی کو حاصل نہیں کر سکو گے حتیٰ کہ اپنی پسندیدہ چیز
راہ خدا میں دیدو۔ تو حضرت ابوطالب رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا: یا رسول اللہ!
اللہ تعالیٰ اپنی کتاب میں فرماتا ہے ”تم نیکی کو حاصل نہیں کر
سکو گے حتیٰ کہ اپنی پسندیدہ چیز راہ خدا میں دیدو“ اور
میرا سب سے پسندیدہ مال بیر حاد ہے وہ اللہ کی راہ میں
صدقہ ہے میں اس کے ثواب اور آخرت میں ذخیرہ ہونے
کا طالب ہوں، یا رسول اللہ آپ اس کو جہاں چاہیں لگا دیں
آپ نے فرمایا خوب! یہ نفع آور مال ہے یہ نفع آور مال ہے تم نے جو کچھ
اس کے متعلق کہا وہ میں نے سُن لیا ہے میرا مشورہ ہے کہ
تم اسے اپنے رشتہ داروں میں تقسیم کر دو! پھر حضرت ابوطالب
رضی اللہ عنہ نے وہ باغ اپنے رشتہ داروں اور غلام زاد بھائیوں
میں تقسیم کر دیا۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جب یہ

فِيهِمْ أَجْرٌ مَّا أَتَقَتِ عَلَيْهِمْ۔

۲۲۱۷۔ وَحَدَّثَنَا سُؤْدَةُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ سَأَلْتُ
عَلِيَّ بْنَ مُسْهِرٍ وَحَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ وَ
عَبْدُ بْنُ حُسَيْنٍ قَالَ أَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ قَالَ أَنَا مَعْمَرُ
جَمِيعًا عَنْ هِشَامِ بْنِ عُدْوَةَ فِي هَذَا إِلَّا سَنَادَ
بِمِثْلِهِ۔

۲۲۱۸۔ وَحَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللَّهِ بْنُ مَعَاذٍ الْعَنْبَرِيُّ
قَالَ سَأَلْتُ قَالَ نَاشِعَةُ عَنْ عِدِّي وَهُوَ ابْنُ
ثَابِتٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ يَزِيدٍ عَنْ أَبِي مَسْعُودٍ
أَبَدِيٍّ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ
الْمُسْلِمُ إِذَا اتَّفَقَ عَلَى أَهْلِهِ نَفَقَةً وَهُوَ
يَحْتَسِبُهَا كَانَتْ لَهُ صَدَقَةً۔

۲۲۱۹۔ وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ وَابْنُ
بَكْرٍ نَافِعٌ كِلَاهُمَا عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ جَعْفَرٍ وَ
حَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ قَالَ سَأَلْتُ وَكِنَةَ جَمِيعًا عَنْ شُعْبَةَ
فِي هَذَا إِلَّا سَنَادَ۔

۲۲۲۰۔ وَحَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ رَفِئَةُ شَيْبَةَ قَالَ
سَأَلْتُ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ إِدْرِيسَ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُدْوَةَ عَنْ
أَبِيهِ عَنْ أُمِّ سَامَةَ قَالَتْ قُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنِّي أُقِي
قَدِمْتُ عَلَى وَهْيَ رَاغِبَةٍ أَوْ رَاغِبَةٍ أَفَاصِلُهَا
قَالَ نَعَمْ۔

۲۲۲۱۔ حَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ
قَالَ سَأَلْتُ أُمَّ سَامَةَ عَنْ هِشَامِ عَنْ أَبِيهِ عَنْ
أُمِّ سَامَةَ بِمِثْلِ رَفِئَةَ قَالَتْ قُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ
قَدِمْتُ عَلَى وَهْيَ مُشْرِكَةٍ فِي عَهْدِ قُرَيْشٍ
أَدْعَاهُمْ فَاسْتَفْتَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى
اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قُلْتُ قَدِمْتُ عَلَى وَهْيَ رَاغِبَةٍ
أَوْ رَاغِبَةٍ أَفَاصِلُهَا قَالَ نَعَمْ صِلِي
أُمَّكِ۔

ایک اور سند سے بھی ایسی ہی روایت ہے۔

حضرت ابو مسعود بدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں
کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مسلمان جب اپنے
اہل و عیال پر ثواب کی امید سے خرچ کرتا ہے تو یہ بھی
اس کا صدقہ ہے۔

ایک اور سند سے بھی یہ روایت منقول ہے۔

حضرت اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ میں نے عرض کیا:
یا رسول اللہ! میری ماں آئی ہے اور وہ دین سے بیزار
ہے کیا میں اس سے صلہ رحمی کر دوں؟ آپ نے فرمایا:
ہاں۔!

حضرت اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہا بیان کرتی
ہیں: میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! میری ماں آئی ہے،
اور وہ مشرک ہے، یہ اس دور کی بات ہے جب آپ
نے قریش سے عہد کیا ہوا تھا، میں نے رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا اور کہا میری ماں آئی ہے اور
وہ دین سے بیزار ہے کیا میں اس سے حسن سلوک کر دوں؟
فرمایا ہاں! اپنی ماں سے حسن سلوک کر دو۔

فَخَرَجَ عَلَيْنَا بِذَلِكَ فَقُلْنَا لَهُ أَتَيْتَ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَخْبَرْتَهُ أَنَّ امْرَأَتَيْنِ يَأْتِيَا بِتَسَالُفِكَ أَتُجْزَى الصَّدَقَةُ عَنْهُمَا عَلَى إِذٍ وَاجِبِهِمَا وَعَلَى آيَتَانِ فِي حُجُورِهِمَا وَلَا تُجْزَى مَنْ نَحْنُ قَالَتْ قَدْ خَلَّ يَدَايَ خَلِّي رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَسَأَلَهُ فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ هُمَا فَقَالَ امْرَأَةٌ مِنَ الْأَنْصَارِ وَذَيْنَبُ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَيْ الزَّيْنَبُ قَالَ امْرَأَةُ عَبْدِ اللَّهِ فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَهَا أَجْرَانِ أَجْرُ الْقَرَابَةِ وَأَجْرُ الصَّدَقَةِ.

(ف) صدقہ نقل اپنے شوہر اور اپنے بچوں کو دنیا جائز ہے صدقہ واجبہ مثلاً زکوٰۃ انہیں دینا جائز نہیں ہے (ہایہ دشامی) ۲۲۱۵ - وَحَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ يُونُسَ الْأَزْدِيُّ قَالَ نَاعِمُ بْنُ حَفْصِ بْنِ غِيَاثٍ قَالَ نَا أَيْ قَالَ نَا الْأَعْمَشُ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ بْنُ مَرْثُودٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ الْحَارِثِ عَنْ زَيْنَبِ امْرَأَةِ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ قَدْ كُوتُ لِإِبْرَاهِيمَ فَحَدَّثَنِي عَنْ أَبِي عُبَيْدَةَ عَنْ عَمْرِو بْنِ الْحَارِثِ عَنْ زَيْنَبِ امْرَأَةِ عَبْدِ اللَّهِ بِمِثْلِهِ سَوَاءً قَالَتْ كُنْتُ فِي الْمَسْجِدِ قَرَأَ ابْنُ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ تَصَدَّقْنِ وَكُونِي مِنْ حَلِيتِكُنَّ وَسَأَقِ الْحَدِيثَ بِتَحْوِيْدِهِ نَيْتِ أَبِي الْأَحْوَصِ.

۲۲۱۶ - حَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ قَالَ نَا أَبُو سَامَةَ قَالَ نَا هِشَامُ بْنُ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ زَيْنَبِ بِنْتِ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ قَالَتْ قُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ هَلْ لِي أَجْرٌ فِي بَنِي أَبِي سَلَمَةَ أُنْفِقُ عَلَيْهِمْ وَلَسْتُ بِتَارِكِهِمْ هَكَذَا أَوْ هَكَذَا لِأَسْأَلَهُمْ بَنِي فَقَالَ نَعَمْ لَكَ

اللہ علیہ وسلم سے کہو کہ وہ عورتیں صدقہ سے کچھ نہیں لے کے یہ کڑی ہیں کہ اگر وہ اپنے شوہروں اور بچوں کے گھر میں یتیم بچے ہیں ان کو صدقہ دیں تو اس سے بڑا اجر ہے کہ ہم کون ہیں، حضرت بلال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس گئے اور آپ سے یہ مسئلہ معلوم کیا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت بلال سے پوچھا وہ عورتیں کون ہیں؟ انہوں نے بتایا ایک انصار کی عورت ہے دوسری زینب ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کون سی زینب؟ انہوں نے کہا عبداللہ بن مسعود کی بیوی! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا انہیں دو اجر میں گے ایک اجر قرابت کا اور ایک اجر صدقہ کا۔

عمر بن مارث، حضرت زینب سے مثل سابق روایت کرتے ہیں اور اس میں یہ ہے کہ حضرت زینب رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ میں مسجد میں تھی، مجھے دیکھ کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا صدقہ کیا کرو خواہ زبردست سے۔

حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! کیا ابو سلمہ کی اولاد پر صرف کرنے سے مجھے اجر ملے گا جبکہ میں انہیں چھوڑنے والی نہیں کیونکہ وہ ادھر ادھر بکھر جائیں گے اور ان کو میری اولاد دیں۔ آپ نے فرمایا ان باتم جو ان پر خرچ کرو گی تم کو اس کا اجر ملے گا۔

وہی یہ امت تو اس کو اپنی سی کا اجر بھی ملے گا اور جو اس کے لیے سی کریں گے اس کا اجر بھی ملے گا تیسرا جواب یہ ہے علامہ زین بن انس اور علامہ شعبی نے فرمایا اس آیت میں انسان سے مراد کافر ہیں اور کافروں کو صرف ان کی سی کا اجر ملتا ہے اور وہ بھی صرف دنیا میں آخرت میں ان کے لیے کوئی چیز نہیں ہے۔ چوتھا جواب یہ ہے کہ علامہ حسین بن فضل نے کہا اس آیت میں دوسروں کی سی سے جس اجر کی نفی ہے وہ بطریق مدلل ہے اور جس اجر کا ثبوت ہے وہ فقل کا تقاضا ہے پانچواں جواب یہ ہے کہ علامہ ابو بکر دلاق نے کہا اس آیت میں سی، نیت کے معنی میں ہے مین انسان کو صرف اپنی نیت کا اجر ملتا ہے۔ چھٹا جواب یہ ہے کہ آیت میں لام بمعنی علی ہے مین انسان کو صرف اس کے عمل سے گناہ ہوتا ہے دوسروں کے عمل کا بار اس پر نہیں۔ ساتواں جواب یہ ہے کہ علامہ زعفرانی نے کہا اس آیت میں سی سے مراد عام ہے انسان نے بغضہ سی کی ہو یا سی کا سبب فراہم کیا ہو مثلاً جس انسان کی اولاد، دوست احباب اور ملنے والے اس کے لیے دعا کرتے اور استغفار کرتے ہیں تو یہ بھی اس کی سی کا سبب ہے کیونکہ وہ اپنی اولاد کی ایسی تربیت کرتا ہے اور قربت داروں اور ملنے والوں سے ایسا حسن سلوک کرتا ہے جس کی بناء پر وہ اس کیلئے دعا اور استغفار کرتے ہیں گویا کہ اس دعا اور استغفار کا سبب اس شخص کی سی سے قائم ہوا، اٹھواں جواب یہ کہ علامہ شعبی نے فرمایا یہ حاصل مقصود کے اعتبار سے ہے کل کے اعتبار سے نہیں ہے۔

مشہور غیر متقلد عالم نواب صدیق حسن بھوپالی اس آیت کی تفسیر میں کہتے ہیں: شیخ الاسلام تقی الدین ابوالعباس احمد بن تیمیہ رحمہ اللہ نے کہا جس شخص کا یہ عقیدہ ہے کہ انسان کو صرف اس کے عمل سے نفع ہوتا ہے وہ اجماع کا مخالف ہے اور یہ متعدد وجوہ سے باطل ہے ایک وجہ یہ ہے کہ انسان کو دوسرے شخص کی دعا سے فائدہ پہنچتا ہے اور یہ عمل غیر سے فائدہ پہنچا دوسری وجہ یہ ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم میدان محشر میں پہلے حساب کے لیے شفاعت فرمائیں گے پھر جنت میں دخول کے لیے سفارش کریں گے اور آپ کے عمل سے دوسروں کو فائدہ پہنچے گا۔ تیسری وجہ یہ ہے کہ مرتکب کبیرہ (گنہگار) شفاعت کے ذریعہ دوزخ سے نکلے بائیں گے اور یہ نفع عمل غیر سے ہوگا چوتھی وجہ یہ ہے کہ فرشتے زمین والوں کے لیے دعا اور استغفار کرتے ہیں پانچویں وجہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ بسن ایسے گناہ گاروں کو جہنم سے نکلے گا جن کا کوئی عمل صالح نہیں ہوگا اور یہ نفع غیر عمل اور سی کے حاصل ہوا، چھٹی وجہ یہ ہے کہ مسلمانوں کی اولاد اپنے آباء کے عمل سے جنت میں جا بیگی اور یہ عمل غیر سے نفع ہے ساتویں وجہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے دو تیم لڑکوں کے قصہ میں بیان فرمایا: دکان ابوہما صالحا۔ ان لڑکوں کو اپنے باپ کی نیکی سے فائدہ پہنچا۔ اٹھویں وجہ یہ ہے کہ سنت اور اجماع سے ثابت ہے کہ میت کو دوسروں کے لیے ہونے صدقات سے فائدہ پہنچتا ہے۔ نویں وجہ یہ ہے کہ حدیث سے ثابت ہے کہ میت کے دلی کی طرف سے حج کرنے سے میت سے حج معروض ساقل ہو جاتا ہے اور یہ فائدہ بھی عمل غیر سے ہے۔

دسویں وجہ یہ ہے کہ حدیث میں ہے کہ نذر مانا ہوا حج اور نذر مانا ہوا روزہ بھی غیر کے کرنے سے ادا ہو جاتا ہے گیارہویں وجہ یہ ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مقرر عن کی نماز جنازہ نہیں پڑھی تھی کہ ابو قتادہ نے اس کا قرض ادا کر دیا اس طرح غیر کے عمل سے قرض ادا ہوا۔ بارہویں وجہ یہ ہے کہ ایک شخص تنہا نماز پڑھ رہا تھا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کوئی شخص اس پر صدقہ کیوں نہیں کرتا کہ اس کے ساتھ مل کر نماز پڑھے اور اس کو جماعت کا ثواب مل جائے۔

۵۔ علامہ سید احمد طحطاوی متوفی ۱۲۳۱ھ، حاشیہ مراۃ الفلاح ص ۳۷۷، مطبوعہ مصطفیٰ البابی مصر الطبعة الثالثة ۱۳۵۶ھ۔

بَابُ ۲۸۲ وَ سُؤْلِ ثَوَابِ الصَّدَقَةِ عَنِ النَّبِيِّ

میت کے لیے ایصالِ ثواب

۲۲۲۲ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ نُمَيْرٍ قَالَ نَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى قَالَ نَا هِشَامٌ عَنْ زَيْنَبٍ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا أَنَّ رَجُلًا أَقْبَى النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنْ أُرْقِيَ أَفْتُلْتُ نَفْسَهَا وَلَمْ تُؤْصِ وَأَعْطَيْتَهَا كَوْ تَكَلَّمْتُ تَصَدَّقْتُ أَفَلَمَّا أَجُزْ إِنْ تَصَدَّقْتُ عَنْهَا قَالَ لَعَنَ

۲۲۲۳ - وَ حَدَّثَنَا زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ نَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ وَ حَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ قَالَ نَا أَبُو أُسَامَةَ وَ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ قَالَ نَا عَلِيُّ بْنُ مُسْهِرٍ وَ حَدَّثَنَا الْحَكَمُ بْنُ مُوسَى قَالَ نَا شُعَيْبُ بْنُ إِسْحَاقَ كُلُّهُمْ عَنْ هِشَامٍ بِهَذَا لَوْلَا سَنَادُ وَ فِي حَدِيثِ أَبِي أُسَامَةَ وَلَمْ تُؤْصِ كَمَا قَالَ ابْنُ يَشِيرٍ وَلَمْ يَقُلْ ذَلِكَ الْبَاقُونَ

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ ایک شخص نے رسول اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور کہا: یا رسول اللہ میری والدہ اپنا تک فرسہ جو گئی ہیں میں کی وجہ سے دستیہ میں کرکس میرا گمان ہے کہ اگر وہ پرستی تو صدقہ کر میں! اگر میں اللہ کی طرف سے صدقہ کروں تو کیا انہیں اچھے لگاؤ؟ آپ نے فرمایا: ہاں۔

ایک اور سند سے بھی یہ روایت منقول ہے۔

ایصالِ ثواب | فرت شدہ لوگوں کے لیے عبادت کا ثواب پہنچانا جائز ہے، عبادات مالیہ کے ایصالِ ثواب میں اللہ تعالیٰ کا اتفاق ہے البتہ عبادات بذریعہ کے ایصالِ ثواب میں اختلاف ہے امام ابو حنیفہ اور امام احمد بن حنبل کے نزدیک بلاشبہ بذریعہ کا ثواب پہنچانا جائز ہے اور امام شافعی اور امام مالک کے عبادات بذریعہ میں دو قول ہیں اور مستزاد کسی چیز کے ایصالِ ثواب کے قابل نہیں ہیں، ان کا استدلال قرآن مجید کی اس آیت سے ہے: **لَيْسَ لِلْإِنْسَانِ إِلَّا مَا سَعَى** (نجم: ۳۰) "انسان کو صرف اسی کی کوشش کا اجر ملتا ہے" یعنی ایک انسان کے عمل کا اجر دوسرے انسان کو نہیں ملتا۔

لَيْسَ لِلْإِنْسَانِ إِلَّا مَا سَعَى سے معارضہ کے جوابات | علامہ سید طحطاوی لکھتے ہیں اکی: آیت کے آٹھ جواب ہیں:

ایک یہ ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا اس آیت کا حکم قرآن مجید کی دوسری اس آیت سے منسوخ ہے: **وَالَّذِينَ آمَنُوا وَاتَّبَعَتْهُمْ ذُرِّيَّتُهُمْ بِإِيمَانٍ أَلْحَقْنَا بِهِمْ ذُرِّيَّتَهُمْ** (طہ: ۷۱) "اور جو لوگ ایمان لائے اور ان کی اولاد نے ایمان کے ساتھ ان کی پیروی کی ہم نے ان کی اولاد ان سے ملا دی" اس آیت سے ثابت ہوتا ہے کہ ماں باپ کی نیکیوں کے سبب اولاد جنت میں چلی جائے گی۔ دوسرا جواب یہ ہے کہ حضرت عکرمہ نے فرمایا کہ اس آیت سے پہلے حضرت ابراہیم اور موسیٰ علیہما السلام کا ذکر ہے اس لیے یہ حکم ان کی امتوں کے ساتھ مخصوص ہے۔

علامہ دشتانی مالکی لکھتے ہیں: اس بات پر سب کا اتفاق ہے کہ میت کو صدقہ کا ثواب پہنچتا ہے، البتہ عبادات بدنیہ مثلاً قرآن مجید کی تلاوت اور نماز میں اختلاف ہے، بعض علماء نے کہا ان کا ثواب بھی پہنچتا ہے جس طرح مالی صدقات کا ثواب پہنچتا ہے نیز حدیث شریف میں ہے: من مات وعليه صوم صام عنه وليه۔ جو شخص فوت ہو جائے اور اس کے روزے نہ گئے ہوں تو اس کا ولی اس کی طرف سے روزے رکھ لے؛ اور بعض علماء نے کہا کہ عبادات بدنیہ کا ثواب نہیں پہنچتا کیوں کہ قرآن مجید میں ہے لیس للانسان الا ما سعى اس قول پر حج کے ثواب پہنچنے سے سادہ کیا جائے لیکن اس کا جواب یہ ہے کہ حج میں عبادات بدنیہ اور عبادات مالیہ دونوں کا دخل ہے اور مالی عبادت کے غلبہ کی وجہ سے وہ عبادت مالیہ کے حکم میں ہے اور روزے والی حدیث ظاہر قرآن کے خلاف ہے پس جو شخص ظاہر قرآن اب لیس للانسان الا ما سعى کی رعایت کرتا ہے وہ عبادات بدنیہ کے ثواب کا انکار کرتا ہے اور جو شخص ظاہر حدیث کا لحاظ کرتا ہے وہ عبادات بدنیہ کے ثواب کو جائز قرار دیتا ہے۔

قارئین کرام پر یہ بات واضح ہو گئی ہوگی کہ ظاہر قرآن (لیس للانسان الا ما سعى) کی وجہ سے عبادات مالیہ اور بدنیہ میں فرق کرنا باطل ہے کیونکہ اس آیت کو اپنے ظاہر اور عموم و اطلاق پر رکھا جائے تو عبادات بدنیہ اور مالیہ دونوں کا ثواب ناجائز ہوگا اور اگر اس آیت کی تاویل کی جائے جیسا کہ ہم علامہ طحاوی اور شیخ ابن تیمیہ سے نقل کر چکے ہیں تو دونوں میں ایصالِ ثواب جائز قرار پائے گا۔

فقہ حنفی کی مشہور کتاب عالمگیری میں ہے:

قاعدہ یہ ہے کہ انسان اپنے عمل کا ثواب دوسرے شخص کو پہنچا سکتا ہے خواہ نماز ہو یا روزہ یا صدقہ ہو یا کوئی اور نیک عمل جیسے حج اور قرآن مجید کی تلاوت اور اذکار اور انبیاء علیہم السلام کی قبور کی زیارت اور شہداء اور اولیاء اور صالحین کی قبروں کی زیارت اور مردوں کو کفن دینا اور تامیگی کے کام اسی طرح غایت سروجی شرح ہلیہ میں ہے کہ علامہ ابن قدامہ حنبلی فرماتے ہیں میت کی طرف سے بلا اذن واجب یا نقل ادا کرنا جائز ہے کیونکہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے میت کی طرف سے حج کا حکم دیا اور یہ بات معروف تھی کہ اس کا اذن نہیں ہے اور صدقہ کی طرح جب فرض جائز ہے تو نقل بھی جائز ہے۔

شیخ عثمانی لکھتے ہیں: البحر الرائق میں ہے جس شخص نے روزہ رکھا، نماز پڑھی یا صدقہ دیا اور اس کا ثواب زندوں اور مردوں میں سے کسی کو پہنچا دیا تو جائز ہے اور اہل سنت و جماعت کے نزدیک ان کو یہ ثواب پہنچ جائے گا اسی طرح بدائع میں ہے علامہ شامی نے کہا اس سے معلوم ہوا کہ جس کو ثواب پہنچا یا وہ عام ہے خواہ زندہ ہو یا مردہ اور عبادت کرتے وقت خواہ اپنی نیت کرے یا غیر کی اور عبادت بھی عام ہے فرض ہو یا نقل۔ اس کے بعد لکھتے ہیں۔

علامہ ابن حجر نے اپنے فتاویٰ فقہیہ میں ذکر کیا ہے کہ حافظ ابن تیمیہ کا زعم ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو تلاوت قرآن مجید کا ثواب پہنچانا

۱۔ علامہ ابو عبد اللہ دشتانی مالکی متوفی ۸۲۸ھ اکمال اکال المعجم ج ۳ ص ۱۴۲-۱۴۳ مطبوعہ دار لکھتہ العلیہ بیروت۔

۲۔ علامہ نظام الدین برہنہ پوری ۱۱۵۷ھ، عالمگیری ج ۱ ص ۲۵۷ مطبوعہ مطبع کبری بولاق مصر، الطبعة الاولى ۱۳۱۰ھ۔

۳۔ علامہ عبداللہ بن احمد بن قدامہ حنبلی متوفی ۶۲۰ھ، المغنی ج ۲ ص ۹۵ مطبوعہ دار الفکر بیروت، ۱۴۰۵ھ۔

تیر حویں دہریہ ہے کہ اگر کسی میت کی طرف سے لوگ قاضی کے حکم سے قرضی ادائیگی نہ کرے گا قرضی ادائیگی نہ کرے گا۔
 دہریہ یہ ہے کہ جس شخص پر لوگوں کے حقوق ہیں اگر لوگ وہ حقوق مساوت کر دیں تو وہ بری ہو جاتا ہے۔
 ہے کہ نیک پڑوسی سے زندگی میں اور موت کے بعد بھی نفع حاصل ہوتا ہے، سولہویں دہریہ یہ ہے کہ مدینہ شریف
 میں ہے ذکر کرنے والوں کی مجلس میں بیٹھا ہوا ایک ایسا شخص بخشا گیا جس نے ذکر نہیں کیا قاضی ان کی مجلس میں بیٹھنے
 کی وجہ سے بخشا گیا۔ ستر حویں دہریہ یہ ہے کہ میت پر نذرانہ پڑنا اور دیکے پہے استحقاق نہ ملنے کا نفع ہے اٹھارویں دہریہ یہ
 کہ اللہ تعالیٰ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے فرمایا: وَمَا كَانَ اللَّهُ لِيُعَذِّبَهُ وَأَنْتَ فِيهِمْ "جب تک آپ
 ان میں ہیں ان کو عذاب نہیں ہوگا" اور فرمایا: لَوْ لَا رِجَالٌ مُّؤْمِنُونَ وَنِسَاءٌ مُّؤْمِنَاتٌ لَّكَ اللَّهُمَّ الْفِرَاقُ
 لَوْ لَا دَفَعَهُ اللَّهُ النَّاسَ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ لِّفْسَادِ الْأَرْضِ "اگر بعض لوگوں کی نیکوں کے سبب اللہ
 تعالیٰ بعض بڑوں سے عذاب نہ ٹائے تو زمین تباہ و برباد ہو جاتے" اور یہ عمل غیر سے نفع ہے۔ بیسویں دہریہ یہ
 کہ نابالغ کی طرف سے بالغ صدقہ فطرا داکرتا ہے۔ اکیسویں دہریہ یہ ہے کہ دائرہ شکار کے نظریہ کے مطابق نابالغ کی طرف سے
 اس کا ولی زکوٰۃ ادا کرے تو ہر جائیگی اور یہ عمل غیر سے نفع حاصل کرنا ہے۔ معلوم ہوا کہ کتاب، سنت اور اجماع کی روشنی میں
 عمل غیر سے فائدہ حاصل ہوتا ہے۔ ۱۷۔

ایصالِ ثواب کے متعلق علماء مذاہب کی تصریحات | اس سے پہلے ہم بیان کر چکے ہیں کہ امام ابو حنیفہ اور
 امام احمد بن حنبل کے نزدیک عبادات مالیہ اور عبادات
 بدنیہ کا ثواب فوت شدہ لوگوں کو پہنچانا جائز ہے اور امام شافعی اور امام مالک کے نزدیک عبادات مالیہ کا ثواب پہنچانا ناجائز ہے
 اور عبادات بدنیہ میں ان کے مدقول ہیں اس سلسلے میں ہم بعض علماء کی اُطوار پیش کر رہے ہیں۔ علامہ نووی شافعی کہتے ہیں: "ہم
 تمام علماء کا اس بات پر اتفاق ہے کہ میت کی طرف سے صدقہ کرنے سے میت کو ثواب پہنچتا ہے اور اس کو فائدہ پہنچتا
 ہے اسی طرح علماء کا اس پر اتفاق ہے کہ میت کو دعا کا فائدہ پہنچتا ہے اور احادیث سے ثابت ہے کہ میت کی طرف سے
 قرض ادا کیا جائے تو اس سے قرض ساقط ہو جاتا ہے۔ اسی طرح سے میت کی طرف سے قرض چھ کرنا بھی صحیح ہے اور
 جبکہ اس نے نقلی حج کی وصیت کی ہو تو اس کی طرف سے نقلی حج کرنا بھی صحیح ہے۔ البتہ اس میں اختلاف ہے کہ اگر میت
 سے کچھ روزے رہ گئے ہوں تو کیا اس کی طرف سے روزے رکھنا صحیح ہے یا نہیں؟ ہمارے نزدیک رائج یہ ہے کہ
 اس کی طرف سے روزے رکھنا جائز ہے کیونکہ اس بارے میں احادیث ہیں۔ ہمارے مذہب میں مشہور یہ ہے کہ قرآن
 پڑھنے کا ثواب میت کو نہیں پہنچتا اور ہمارے اصحاب میں سے ایک جماعت نے کہا کہ ثواب پہنچتا ہے، امام احمد بن حنبل کا
 بھی یہی مذہب ہے، نماز اور باقی عبادات کا ثواب ہمارے نزدیک نہیں پہنچتا اور یہی جمہور کا مذہب ہے اور امام احمد بن
 حنبل فرماتے ہیں کہ حج کی طرح تمام عبادات کا ثواب میت کو پہنچتا ہے۔ ۱۸۔

۱۷۔ نزہت مدینہ حسن خاں بھوپالی متوفی ۱۳۰۷ھ، فتح البیان ج ۹ ص ۱۲۲-۱۲۳، مطبوعہ مطبعہ بلاق مصر الطبعة الاولى ۱۳۶۱ھ۔
 ۱۸۔ علامہ یحییٰ بن شرف نووی متوفی ۶۷۹ھ، شرح مسلم ج ۱ ص ۲۲۲، مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی طبع ثانی ۱۳۷۵ھ۔

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَالَ ابْنُ أَبِي شَيْبَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ كُلُّ مَعْرُوفٍ صَدَقَةٌ - ۲۲۲۵ - وَحَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدٍ بْنُ أَسْمَاءَ وَالتَّبِيعِيُّ قَالَ نَا مَهْدِي بْنُ يُمُوفٍ قَالَ نَا وَاصِلٌ مَوْلَى أَبِي عَيْنَةَ عَنْ يَحْيَى بْنِ عَقِيلٍ عَنْ يَحْيَى بْنِ يَعْمَرَ عَنْ أَبِي أَسْوَدَ الدَّيْلِيِّ عَنْ أَبِي ذَرٍّ أَنَّ نَاسًا مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالُوا لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا رَسُولَ اللَّهِ ذَهَبَ هَذَا الشُّورُ بِالْأَجْوَرِ يَصْلُحُونَ كَمَا نَصَلِي يَصُومُونَ كَمَا نَصُومُ وَيَتَصَدَّقُونَ يَفْضُلُونَ أَمْوَالَهُمْ قَالَ أَوَلَيْسَ قَدْ جَعَلَ اللَّهُ لَكُمْ مَا تُصَدَّقُونَ بِهِ إِنَّ كُلَّ تَسْبِيحَةٍ صَدَقَةٌ وَكُلُّ تَكْبِيرَةٍ صَدَقَةٌ وَكُلُّ تَحْمِيدَةٍ صَدَقَةٌ وَكُلُّ تَهْلِيلَةٍ صَدَقَةٌ وَآمُرُ بِالْمَعْرُوفِ وَنَهَى عَنْ مُنْكَرٍ صَدَقَةٌ وَفِي بَعْضِ أَحَادِيثِكُمْ صَدَقَةٌ قَالُوا يَا رَسُولَ اللَّهِ أَيَا نِي أَحَدُنَا شَهْوَةٌ وَيَكُونُ لَهُ فِيهَا أَجْرٌ قَالَ أَرَأَيْتُمْ لَوْ وَضَعَهَا فِي حَرَامٍ أَكَانَ عَلَيْكَ فِيهَا وَزُرٌّ فَكَذَلِكَ إِذَا وَضَعَهَا فِي الْحَلَالِ كَانَ لَكَ أَجْرٌ -

۲۲۲۶ - حَدَّثَنَا حَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ الْخَلَوَاتِيُّ قَالَ نَا أَبُو تَوْبَةَ الرَّبِيعِيُّ بْنُ نَافِعٍ قَالَ مَعَاوِيَةُ يَعْنِي ابْنَ سَلَامٍ عَنْ زَيْدِ أَتَمِّ سَمِعَ أَبَا سَلَامٍ يَقُولُ حَدَّثَنِي عَبْدُ اللَّهِ بْنُ قُرْظٍ وَخَرَأْتُ سَمِعَ عَائِشَةَ تَقُولُ إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنَّ خَلْقَ كُلِّ نَسَانٍ مِنْ بَنِي آدَمَ عَلَى سِتِّينَ وَثَلَاثَ مِائَةٍ مَفْصِلٍ فَمَنْ كَثُرَ اللَّهُ وَحِيدَ اللَّهِ وَهَدَلَ اللَّهُ وَسَبَّحَ اللَّهُ وَاسْتَغْفَرَ اللَّهُ وَعَزَلَ حَجَرًا عَنْ طَرِيقِ النَّاسِ أَوْ شَوْكَةً

حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے کچھ صحابہ نے آپ سے کہا: یا رسول اللہ! مال والے تو ثواب ٹوٹ کر لے گئے وہ ہماری طرح ناز پڑھتے ہیں ہماری طرح روزے رکھتے ہیں، اور اپنے زاد مال سے صدقہ دیتے ہیں آپ نے فرمایا: کیا اللہ تعالیٰ نے تمہارے لیے صدقہ کا سبب نہیں بنایا! ہر تسبیح صدقہ ہے، ہر تکبیر صدقہ ہے اور ہر بار الحمد للہ کہنا صدقہ ہے ہر بار لا الہ الا اللہ صدقہ ہے، نیکی کا حکم دینا صدقہ ہے، برائی سے روکنا صدقہ ہے۔ عمل ترویج کرنا صدقہ ہے، صحابہ نے عرض کیا: یا رسول اللہ! اگر ہم سے کوئی شخص شہوت کی غرض سے عمل ترویج کرے پھر بھی صدقہ ہے؟ فرمایا کیوں نہیں! بھلا بتلاؤ اگر کوئی حرام طریقہ سے اپنی شہوت پوری کرتا تو کیا اسے گناہ نہ ہوتا! اسی طرح سے جب وہ حلال طریقہ سے اپنی شہوت پوری کرے گا تو اس کو اجر ملے گا

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہر انسان تین سو ساٹھ جوڑوں کے ساتھ پیدا کیا گیا ہے، جس شخص نے اللہ اکبر کہا، الحمد للہ کہا، لا الہ الا اللہ کہا سبحان اللہ کہا، استغفر اللہ کہا، لوگوں کے راستہ سے کوئی پتھر ہٹایا، کوئی کاشا یا کوئی ہڈی راستہ سے ہٹائی نیکی کا حکم دیا یا برائی سے روکا تو یہ تین سو ساٹھ جوڑوں کی تعداد (کے برابر شکر) ہے اور اس دن وہ اس حال میں چل رہا ہوگا کہ جہنم سے آزاد ہوگا۔

ہے کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عظیم بارگاہ میں اسی چیز کا ثواب پہنچانا چاہیے جس کی آپ نے اجازت دی ہو اور وہ صرف درود شریف اور آپ کے لیے وسیلہ کی دعا ہے۔ علامہ ابن حجر فرماتے ہیں کہ علامہ بکی وغیرہ نے ابن تیمیہ کا رد کیا ہے کہ آپ کو ثواب پہنچانے کے لیے اذن کی ضرورت نہیں ہے کیا تم نہیں دیکھتے کہ حضرت ابن عمر تک عرصہ تک آپ کی طرف سے عمر کرتے رہے اور اس کا کوئی اذن نہیں تھا اور ابن موفی نے جو ہنید کے طبقہ سے ہیں آپ کی طرف سے شرعی کیے اور ابن السراج نے آپ کی طرف سے دس ہزار بار قرآن شریف پڑھ کر ختم کیا اور متعدد بار آپ کی طرف سے قرآن کی شیخ عثمانی لکھتے ہیں میں نے مفتی حنیف الشہاب احمد بن شبلی صاحب البحر کے شیخ کی کتاب میں پڑھا کہ غنیوں کے نزدیک بھی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں ثواب کا ہدیہ پیش کرنا جائز ہے شیخ عثمانی لکھتے ہیں میں یہ کہتا ہوں کہ جب ہم نے علامہ فرماتے ہیں کہ انسان اپنی عبادات کا ثواب غیر کو پہنچا سکتا ہے تو اس کے عوم میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم بھی داخل ہیں بلکہ آپ زیادہ مقدور ہیں کیونکہ آپ ہمیں گمراہی سے نکال کر ہدایت کی طرف لائے ہیں اور اس اہل ثواب میں آپ کا شکر یہ ادا کرنا ہے اور کامل زیادتی کمال کو قبول کرتا ہے اور بعض مانیوں کا یہ غلط خیال ہے کہ آپ کو عبادات کا ثواب اس لیے نہیں پہنچانا چاہیے کہ تمام اعمال امت تو آپ کے میزان عمل میں پہلے ہی موجود ہیں کیونکہ اگر ایسا ہوتا تو اللہ تعالیٰ ہمیں آپ پر درود شریف پڑھنے کا حکم کیوں دیتا ہے۔

شیخ عثمانی کی اس عبارت سے یہ بات معلوم ہوئی کہ آپ کی بارگاہ میں ایصال ثواب کے لیے کسی خاص دلیل یا اجازت کی ضرورت نہیں ہے اس طرح جو افعال آپ کی تعظیم کے لیے کیے جائیں ان کے لیے بھی کسی خاص اجازت کی ضرورت نہیں ہے بشرطیکہ وہ افعال کسی دلیل شرعی سے منوع نہ ہوں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر صلاۃ و سلام پڑھتے وقت مسلمان جو تعظیماً قیام کرتے ہیں وہ بھی اسی دلیل سے جائز ہے دوسری اہم بات شیخ عثمانی نے یہ لکھی ہے کہ کامل زیادتی کمال کو قبول کرتا ہے اس لیے کوئی شخص آپ کے لیے ایصال ثواب کو اس وجہ سے نہ منع کرے کہ آپ تو خود کامل ہیں آپ کو ثواب کے اہل کی کیا ضرورت ہے کیونکہ کامل زیادتی کمال کو قبول کرتا ہے اور سچ پوچھے تو آپ کو اہل ثواب کرنے کی ہمیں ضرورت ہے تاکہ آپ کے ساتھ نسبت قائم رہے اور ہم پر آپ کی نظر التفات ہوتی رہے کیونکہ آپ نے خود فرمایا ہے: فقہا دو۱۱ تحابوا۔ ایک دوسرے کو ہدیہ دو اور ایک دوسرے سے محبت کرو۔ ہم آپ کی خدمت میں عبادات کا ہدیہ محبت سے پیش کرتے ہیں کسی ضرورت کے خیال سے نہیں کرتے۔

بَابُ بَيَانِ أَنَّ اسْمَ الصَّدَقَةِ يَقَعُ عَلَى كُلِّ

نَوْعٍ مِنَ الْمَعْرُوفِ

۲۲۲۴ - وَحَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ
قَالَ أَبُو عَوَانَةَ حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ
قَالَ نَاعِبَةُ بْنُ عَوَّامٍ كَلَاهُمَا عَنْ أَبِي مَالٍ
الْأَشَجَعِيِّ عَنْ رَبِيعِ بْنِ حِذَاشٍ عَنْ حَدِيفَةَ
فِي حَدِيثِ قُتَيْبَةَ قَالَ قَالَ يُدْعِيكُمْ صَلَّى اللَّهُ

ہر نیکی صدقہ ہے۔

ابن ابی شیبہ نے کہا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا
ہر نیکی صدقہ ہے۔

۱۔ شیخ شبیر احمد عثمانی ۱۳۶۹ھ، فتح المسلمین ج ۲ ص ۲۹، ۳۰ مطبوعہ مکتبہ المذاکرہ اجماعی۔

بِهَذَا إِذَا سَنَدَ -

۲۲۳۱ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ قَالَ نَاعِدُ
الْوَرَّاقُ بْنُ هَتَامٍ قَالَ نَاعِمٌ عَنْ هَتَامِ بْنِ
مَنْيَةَ قَالَ هَذَا مَا حَدَّثَنَا أَبُو هُرَيْرَةَ عَنْ
مُحَمَّدٍ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ كُرِ
أَحَادِيثُ مِثْلَهَا وَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ كُلُّ سُلَاحٍ مِنَ النَّاسِ عَلَيْهِ صَدَقَةٌ
كُلَّ يَوْمٍ تَطْلُعُ فِيهِ الشَّمْسُ قَالَ تَعْدِلُ بَيْنَ
الْإِثْنَيْنِ صَدَقَةٌ وَتُعِينُ الرَّجُلَ فِي ذَاتَيْهِ
فَتْحِيلُهُ عَلَيْهَا وَدَيْرُفَعُ لَهُ عَلَيْهَا مَتَاعُهُ
صَدَقَةٌ قَالَ وَالْكَلِمَةُ الطَّيِّبَةُ صَدَقَةٌ وَبِكُلِّ
خُطْوَةٍ يَمْشِيهَا إِلَى الصَّلَاةِ صَدَقَةٌ وَتَمِيطُ
الْأَذَى عَنِ الطَّرِيقِ صَدَقَةٌ -

۲۲۳۲ - وَحَدَّثَنَا الْقَاسِمُ بْنُ زَكْرِيَّا
قَالَ نَاخِلُ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ نَاكِبُ بْنُ سُلَيْمَانَ وَهُوَ ابْنُ
بَدَلٍ قَالَ حَدَّثَنَا مُعَاوِيَةُ بْنُ أَبِي مُزَرٍّ عَنْ
سَعِيدِ بْنِ يَسَارٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ
قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا
مِنْ يَوْمٍ يُصِيرُ الْعِبَادُ فِيهِ إِلَّا مَدَكَانٍ يَنْزِلَانِ يَقُولُ
أَحَدُهُمَا اللَّهُمَّ أَعْطِ مُنْفِقًا خَلْفًا يَقُولُ الْآخَرُ اللَّهُمَّ أَعْطِ مُنْسِكًا تَلَفًا -

۲۲۳۳ - حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَابْنُ
كَيْسَرٍ قَالَا نَاوَكِيَةُ قَالَ نَاشِعَةُ حَرْ وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ
بْنُ الْمُثَنَّى وَاللَّفْظُ لَنَا قَالَ نَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ
قَالَ نَاشِعَةُ عَنْ مَعْبُدِ بْنِ خَالِدٍ قَالَ سَمِعْتُ
حَارِثَةَ بْنَ وَهَبٍ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ يَقُولُ
سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
يَقُولُ تَصَدَّقُوا فَيُوشِكُ الرَّجُلُ يَشْتَرِي بِصَدَقَتِهِ
فَيَقُولُ أَتَذُنِّي أُعْطِيَهَا لَوْ جُمْتُ نِيَّ بِهَا بِأَلَا مَسْ
قَبِلْتُهَا وَأَمَّا الْآنَ فَلَا حَاجَةَ لِي بِهَا فَلَا يَجِدُ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہر روز طلوع آفتاب کے بعد
انسان کے ہر جوڑ پر صدقہ واجب ہوتا ہے کوڑا دیروں
کے درمیان انصاف کرنا بھی صدقہ ہے، کسی کو سواری پر
سوار کرنے میں مدد دینا بھی صدقہ ہے، سواری پر کسی کا
مال لادنا بھی صدقہ ہے، اچھی بات کہنا بھی صدقہ ہے،
نماز کو جانے کے لیے ہر قدم صدقہ ہے اور راستہ
سے تکلیف دہ چیز کا ہٹا دینا بھی صدقہ ہے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہر روز صبح کو دو
فرشتے نازل ہوتے ہیں ایک کہتا ہے اے اللہ! خرچ
کرنے والے کو اور مال عطا کر اور دوسرا کہتا ہے الٰہی
بخیل کا مال تباہ کر دے۔

حضرت حارثہ بن وہب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں
کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: صدقہ کیا کرو
کیونکہ عنقریب ایسا وقت آنے والا ہے جب آدمی
اپنے صدقہ کا مال لیے لیے پھرے گا اور جس کو دے گا
وہ کہے گا کل سے اتنے تو میں سے لیتا آج مجھے ضرورت
نہیں ہے غرضیکہ کوئی صدقہ لینے والا نہیں ملے گا۔

أَوْ عَظُمًا عَنْ طَرِيقِ النَّاسِ وَأَمْرٌ بِمَعْرُوفٍ أَوْ
نَهْيٌ عَنْ مُكَرَّهٍ ذَلِكَ السِّتَيْنِ وَالْقَلَامِ
مَا شَرَّ السُّلَامِي فَإِنَّهُ يَنْشِئُ يَوْمِيذٍ وَقَدْ زَخَّرَ
نَفْسَهُ عَنِ النَّارِ قَالَ أَبُو حَوْبَةَ وَرُبَّمَا قَالَتْ
يُمْسِي -

۲۲۲۶ - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ
الدَّارِمِيُّ قَالَ نَا يَحْيَى بْنُ حَسَّانَ قَالَ نَا مُعَاوِيَةُ
قَالَ أَخْبَرَنِي أَخِي زَيْدٌ بِهَذَا الْإِسْنَاءِ مِثْلَهُ غَيْرَ
أَنَّهُ قَالَ أَوْ أَمْرٌ بِمَعْرُوفٍ وَقَالَ فَيَا نَهْ
يُمْسِي يَوْمِيذٍ -

۲۲۲۸ - وَحَدَّثَنَا ثَنِي أَبُو بَكْرِ بْنُ نَافِعٍ الْعَبْدِيُّ
قَالَ نَا يَحْيَى بْنُ كَثِيرٍ قَالَ نَا عَلِيُّ بْنُ الْبَارِقِ
نَا يَحْيَى عَنْ زَيْدِ بْنِ سَلَامٍ عَنْ جَدِّهِ أَبِي سَلَامٍ
قَالَ حَدَّثَنِي عَبْدُ اللَّهِ بْنُ حَرْوَةَ عَنْ سَمِعَةَ
عَائِشَةَ تَقُولُ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ خُلِقَ كُلُّ إِنْسَانٍ نَحْوَ حَدِيثٍ مُعَاوِيَةَ
عَنْ زَيْدٍ وَقَالَ فَإِنَّهُ يَنْشِئُ يَوْمِيذٍ -

۲۲۲۹ - حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ قَالَ
نَا أَبُو سَافَةَ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي بَرْدَةَ
عَنْ أَبِيهِ عَنْ جَدِّهِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ قَالَ عَلَى كُلِّ مُسْلِمٍ مَدَقَّةٌ قِيلَ أَرَأَيْتَ
إِنْ لَمْ يَجِدْ قَالَ يَفْعَلُ بِمَدَقَّتِهِ فَيَنْفَعُ نَفْسَهُ
يَتَصَدَّقُ قَالَ قِيلَ أَرَأَيْتَ إِنْ لَمْ يَسْتَطِعْ
قَالَ يُعِينُ ذَلِكَ الْحَاجَةُ الْمَلْمُوفِ قَالَ قِيلَ لَمْ
يَسْتَطِعْ قَالَ يَا مُرِّبُ الْمَعْرُوفِ أَوْ بِالْخَيْرِ
قَالَ أَرَأَيْتَ إِنْ لَمْ يَفْعَلْ قَالَ يُمَسِّكُ عَنِ
الشَّرِّ فَإِنَّهَا مَدَقَّةٌ -

۲۲۳۰ - وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى
قَالَ نَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ مَهْدِيٍّ قَالَ نَا شُعْبَةُ

ایک اور سند کے ساتھ کچھ نقلی فرق سے یہ روایت
منقول ہے۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہر انسان پیدا کیا گیا.....
اس کے بعد حسب کمالی روایت ہے۔

حضرت ابو بردہ اپنے باپ سے روایت کرتے
ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہر مسلمان پر صدقہ ہے
آپ سے پرچھا گیا یہ بتائیں اگر وہ (صدقہ کو) نہ پاسکے،
آپ نے فرمایا اپنے ہاتھوں سے کما لے اور اپنے آپ کو
نفع پہنچائے کہ صدقہ کسے خرچ کیا گیا اگر یہ بھی نہ کر
سکے فرمایا کسی بھیر اور پریشان آدمی کی مدد کرے، پرچھا
گیا اگر یہ بھی نہ کر سکے فرمایا نیکی کا حکم دے کہا گیا اگر یہ
بھی نہ کر سکے فرمایا بڑائی سے باز رہے یہ بھی صدقہ ہے

ایک اور سند سے بھی یہ روایت منقول ہے۔

کہے گا اسی وجہ سے تو میں نے رشتہ داری توڑی تھی، چھوڑ
دیجئے کہے گا اسی مال کی وجہ سے میرا ہاتھ کاٹا گیا تھا پھر
سب اس مال کو چھوڑ دیں گے اور کوئی کچھ نہیں لے گا۔

اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَقَى الْأَرْضَ فَلَا ذَكْبَ مَا
أَمَّا الْأَسْطُورَانِ مِنَ الذَّهَبِ وَالْفِضَّةِ فَيَجِيءُ
الْقَاتِلُ فَيَقُولُ فِي هَذَا أَقْتَلْتُ وَيَجِيءُ الْقَاطِعُ
فَيَقُولُ فِي هَذَا قَطَعْتُ وَجِيءُ السَّارِقُ
فَيَقُولُ فِي هَذَا قَطَعْتُ يَدِي ثُمَّ يَدُ عُوْنَهُ فَلَا
يَأْخُذُونَ مِنْهُ شَيْئًا -

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص پاکیزہ مال سے صدقہ
کرتے اور اللہ تعالیٰ نے پاکیزہ مال کے سوا قبول نہیں کرتا
اللہ تعالیٰ اس کو اپنے دائیں ہاتھ سے قبول کرتا ہے خواہ وہ
ایک کھجور ہو، پھر وہ صدقہ رحمن کے ہاتھ میں بڑھتا رہتا
ہے حتیٰ کہ پہاڑ سے زیادہ بڑھتا ہے، جس طرح تم میں
سے کوئی شخص گھوڑے یا اونٹ کے بچے کو پالتا ہے۔

۲۲۳۸ - حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ سَأَلْتُ
كَثِيرَ بْنَ سَعِيدٍ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ كَيْسٍ
أَنَّهُ سَمِعَ أَبَاهُ يُرَوِّعُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ يَقُولُ قَالَ
رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا تَصَدَّقَ أَحَدٌ
بِصَدَقَةٍ مِنْ طَيِّبٍ وَلَا يَقْبَلُ اللَّهُ إِلَّا الطَّيِّبَ
إِلَّا أَخَذََهَا الرَّحْمَنُ بِيَمِينِهِ وَإِنْ كَانَتْ تَمْرَةً
فَتَرَبُّوْا فِي كَيْفِ الرَّحْمَنِ سُبْحَانَهُ حَتَّى تَكُونُ
أَعْظَمَ مِنَ الْجَبَلِ كَمَا يُرَوِّعِي أَحَدُكُمْ فَلَوْ كَأُودٍ
فَصِيلَهُ -

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص اپنی کمائی سے
ایک کھجور بھی صدقہ کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کو اپنے دائیں
ہاتھ سے قبول کرتا ہے پھر اس کو بڑھاتا رہتا ہے جس
طرح تم میں سے کوئی شخص اپنے گھوڑے یا اونٹ کے بچے
کو پالتا ہے حتیٰ کہ وہ پہاڑ سے بڑھ جاتا ہے۔

۲۲۳۹ - حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ سَأَلْتُ
يَعْقُوبَ يَعْنِي ابْنَ عَبْدِ الرَّحْمَنِ الْقَارِيَّ عَنْ سَهْلٍ
عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ
أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا
يَتَصَدَّقُ أَحَدٌ بِتَمْرَةٍ مِنْ كَسْبٍ طَيِّبٍ إِلَّا أَخَذَهَا
اللَّهُ بِيَمِينِهِ فَيُرِيهَا كَمَا يُرِي فِي أَحَدِكُمْ فَلَوْ كَأُودٍ
حَتَّى تَكُونَ مِثْلَ الْجَبَلِ أَوْ أَعْظَمَ -

دو اور سندوں سے ایسی ہی روایت منقول ہے

۲۲۴۰ - وَحَدَّثَنِي أُمِّيَّةُ بْنُ يَسْطَامٍ قَالَ سَأَلْتُ
يَزِيدَ يَعْنِي ابْنَ زُرَيْعٍ قَالَ سَأَلْتُ نَارُوحَ بْنَ وَحْدَةَ فَيُنِيهِ
أَحْمَدُ بْنُ عُثْمَانَ الْأَوْدِيُّ قَالَ سَأَلْتُ نَاعَالَ بْنَ مُحَمَّدٍ
قَالَ حَدَّثَنِي سُلَيْمَانُ يَعْنِي ابْنَ بِلَالٍ كَلَاهُنَا
عَنْ سَهْلٍ بِهَذَا الْإِسْنَادِ فِي حَدِيثِ رُوْحٍ مِنْ
الْكَسْبِ الطَّيِّبِ فَيَضَعُهَا فِي حَقِّهَا وَفِي حَدِيثِ
سُلَيْمَانَ فَيَضَعُهَا فِي مَوْضِعِهَا -

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: لوگوں پر ایک ایسا وعدہ ہے گا کہ انسانی صورت کرنے کے لیے سونا لیے گھومتا پھرے گا اور کوئی لینے والا نہیں ملے گا، اور مردوں کی کئی ہزاروں کی کثرت سے یہ حال ہوگا کہ ایک مرد کی پناہ میں پچاس عورتیں دکانی دیں گی۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قیامت اس وقت تک قائم نہیں ہوگی جب تک مال بکثرت نہ ہو جائے حتیٰ کہ ایک آدمی اپنا زکوٰۃ کا مال نکالے گا اور اسے قبول کرنے والا کوئی نہیں ملے گا اور جب تک سرزمین عرب چراگاہوں اور نہروں والی نہ ہو جائے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قیامت اس وقت تک قائم نہیں ہوگی جب تک کہ مال کثرت کے سبب یہ نہ جائے کہ آدمی حتیٰ کہ مال والا سوچ میں پڑ جائے کہ اس کا مال کون قبول کرے گا اور کسی شخص کو صدقہ قبول کرنے کے لیے بلایا جائے گا اور وہ کہے گا مجھے اس کی ضرورت نہیں ہے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سونے پاندی کے ستروں کی مثل زمین اپنے جگر پاسے اگلے گی، قاتل و بیکار کہے گا اسی (مال) کا درجہ سے زمیں نے قتل کیا تھا قاتل مع

۲۲۳۴ - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ بَرَاءٍ وَابْنُ الْأَشْعَثِ وَأَبُو كُرَيْبٍ مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ كَالْأَنَاءِ أَبُو أَسَامَةَ عَنْ بَرِيدٍ عَنْ أَبِي بَرْدَةَ عَنْ أَبِي مُوسَى رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَيَأْتِيَنَّ عَلَى النَّاسِ زَمَانٌ يُطَوَّفُ الرَّجُلُ فِيهِ بِالصَّدَقَةِ مِنَ الذَّهَبِ ثُمَّ لَا يَجِدُ أَحَدًا يَأْخُذُ مِنْهُ وَيُرَى الرَّجُلُ الْوَاحِدُ يَتَّبِعُهُ أَرْبَعُونَ امْرَأَةً يَكْذُنَ بِهِنَّ مِنْ قِلَّةِ الرِّجَالِ وَكَثْرَةِ النِّسَاءِ وَفِي رِوَايَةٍ ابْنُ بَرَاءٍ وَتَرَى الرَّجُلَ -

۲۲۳۵ - حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ نَا يَعْقُوبُ وَهُوَ ابْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ الْقَارِي عَنْ سَهِيلٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا تَقُومُ السَّاعَةُ حَتَّى يَكْثُرَ الْمَالُ وَيَفِضَ حَتَّى يُخْرِجَ الرَّجُلُ بِزَكَاةِ مَالِهِ فَلَا يَجِدُ أَحَدًا يَقْبَلُهَا مِنْهُ وَحَتَّى تَعُودَ أَرْضُ الْعَرَبِ مُرُوجًا وَاقْتَهَارًا -

۲۲۳۶ - وَحَدَّثَنَا أَبُو الْقَاسِمِ قَالَ نَا ابْنُ وَهْبٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ الْحَارِثِ عَنْ أَبِي يُونُسَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا تَقُومُ السَّاعَةُ حَتَّى يَكْثُرَ فِيكُمْ الْمَالُ قَفِيفٌ حَتَّى يَهْمَ رَبُّ الْمَالِ مَنْ يَقْبَلُكَ مِنْهُ صَدَقَةٌ وَيَدْعُو إِلَيْهِ الرَّجُلُ فَيَقُولُ لَا رُبَّ لِي فِيهِ -

۲۲۳۷ - وَحَدَّثَنَا وَاصِلُ بْنُ عَبْدِ الْأَعْلَى وَأَبُو كُرَيْبٍ وَمُحَمَّدُ بْنُ يَزِيدَ الرِّفَاعِيُّ وَالْفَقُّورُ الْوَاسِلِيُّ قَالُوا نَا مُحَمَّدُ بْنُ قُسَيْلٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي حَازِمٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى

قیاس کے تحت ہونے کی واضح دلیل ہے حدیث شریف میں جس قیاس کا ذکر ہے اس کو فقہ کی اصطلاح میں قیاس عکس کہتے ہیں۔

(۴) قیامت کے قریب جب مال کی کثرت ہو جائے گی سب کوئی زکوٰۃ نہیں لیگا تو زکوٰۃ کا فرض کس طرح ساقط ہوگا؟ میں نے بعض علماء کو اس مسئلہ میں پریشان دیکھا۔ میں نے ان سے کہا کہ جب کسی فرض کی ادائیگی کا محل نہ ہو تو وہ فرض ساقط ہو جاتا ہے جیسے بلخاری میں عشاء کا وقت نہیں ہے تو ان سے عشاء ساقط ہو گئی اور جیسے کسی شخص کا ایک ہاتھ کٹ جائے تو اس سے وضو میں اس ہاتھ دھونے کی فرضیت ساقط ہو جائے گی یا فرض اگر عرب کی حکومت کسی مسلمان ملک کے باشندوں کے داخلہ پر پابندی لگا دے تو اس ملک کے لوگوں سے فرضیت حج ساقط ہو جائے گی۔ علیٰ ہذا القیاس جب زکوٰۃ لینے والا نہیں ہوگا تو زکوٰۃ بھی ساقط ہو جائے گی۔

(۵) ان احادیث میں ہے کہ اللہ تعالیٰ صرف پاک چیزوں کو قبول کرتا ہے اس سے معلوم ہوا کہ مال حرام سے صدقہ کرنا ناجائز ہے اور جس مال حرام کی حرمت قطعی ہو جیسے سود یا مال غیر اس کے ساتھ صدقہ کرنا کفر ہے اور ہمارے فقہاء نے لکھا ہے کہ اگر فقیر کو معلوم ہو جائے کہ یہ مال حرام ہے اس کے باوجود فقیر اس مال کو لے کر دینے والے کے حق میں دعا کرے تو وہ بھی کافر ہو جائے گا۔ (دشامی، مرقات وغیرہ) اسی طرح جیسے بینک سے سود لینا ناجائز ہے۔ اس سود کو فقیر آپہ صدقہ کرنا بھی ناجائز ہے اگر کسی شخص نے کسی سے ناجائز مال لے لیا ہے اور اس مال سے نجات حاصل کرنا چاہتا ہے تو اس مال کے مالک یا اس کے ورثہ کو تلاش کر کے وہ مال پہنچا دے اور اگر مالک یا اس کے ورثہ نہ ملیں تو مالک کی طرف سے اس مال کو فقراء پر صدقہ کر دے اور اپنے ذمہ سے برأت کی نیت کرے اس نیت کا ثواب ہوگا۔

(۶) اس باب کی آخری حدیث سے معلوم ہوا کہ حرام مال کھانا بھی وعاء قبول ہونے کا ایک سبب ہے۔ اللہ تعالیٰ اس سے محفوظ رکھے۔ (آمین)۔

صدقہ اور خیرات کی ترغیب

حضرت عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم میں سے جو شخص کھجور کے ایک ٹکڑے کے سبب دوزخ سے بچ سکتا ہے تو وہ ایسا کرے۔

بَابُ الْمُحْتِ عَلَى الصَّدَقَةِ وَكَوْشِقِ تَمْرَةٍ
أَوْ كَلِمَةٍ طَيِّبَةٍ وَانْتَهَا حَبَابُ مِنَ الْمَتَارِ
۲۲۴۳۔ حَدَّثَنَا عَوْنُ بْنُ سَلَامٍ الْكُوفِيُّ قَالَ
نَا مُحَمَّدُ بْنُ مُعَاوِيَةَ الْجُعْفِيُّ عَنْ أَبِي إِسْحَقَ عَنْ
عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَعْقِلٍ عَنْ عَدِيِّ بْنِ حَارِثٍ قَالَ سَمِعْتُ
النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ مَنْ اسْتَطَاعَ
مِنْكُمْ أَنْ يَسْتَتِرَ مِنَ الْمَتَارِ وَكَوْشِقِ تَمْرَةٍ
فَلْيَفْعَلْ۔

حضرت عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم میں سے ہر شخص

۲۲۴۴۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ السَّعْدِيُّ وَ
إِسْحَقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ وَعَلِيُّ بْنُ خَفْصَةَ قَالَ ابْنُ جُرَّجٍ

۲۲۴۱۔ وَحَدَّثَنِي أَبُو الطَّاهِرِ قَالَ أُنَا عِنْدَ اللَّهِ بْنِ وَهَبٍ قَالَ أَخْبَرَنِي هِشَامُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ عَنْ أَبِي صَالِحٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَحْوُ حَدِيثٍ يَنْقُوبُ عَنْ سُهَيْلٍ۔

۲۲۴۲۔ وَحَدَّثَنِي أَبُو كُرَيْبٍ مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ قَالَ نَا أَبُو سَامَةَ قَالَ نَا فَضِيلُ بْنُ مَرْزُوقٍ قَالَ حَدَّثَنِي عَوْنُ بْنُ ثَابِتٍ عَنْ أَبِي حَازِمٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَيْكُمَا النَّاسُ إِنْ اللَّهُ طَيِّبٌ لَا يَقْبَلُ إِلَّا طَيِّبًا وَإِنَّ اللَّهَ أَمَرُ الْمُؤْمِنِينَ بِمَا أَمَرَ بِهِ الْمُرْسَلِينَ فَقَالَ يَا أَيُّهَا الرُّسُلُ كُلُّوْا مِنَ الطَّيِّبَاتِ وَاعْمَلُوا صَالِحًا إِنِّي بِمَا تَعْمَلُونَ عَلِيمٌ وَقَالَ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا كُلُّوْا مِنَ الطَّيِّبَاتِ مَا رَزَقْنَاكُمْ ثُمَّ ذَكَرَ الرَّجُلَ يُطِيلُ الشَّفَرَ أَشْعَثَ أَغْبَرَ يَمُدُّ يَدَيْهِ إِلَى السَّمَاءِ يَا رَبِّ يَا رَبِّ وَمَطْعَمُهُ حَرَامٌ وَمَشْرَبُهُ حَرَامٌ وَمَلْبَسُهُ حَرَامٌ وَعَدِي بِالْحَرَامِ فَأَنَّى يُسْتَجَابَ لِذَلِكَ۔

ایک اور سند سے حسب سابق روایت ہے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ پاک ہے اور وہ پاک چیز کے سوا اور کسی چیز کو قبول نہیں کرتا اور اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو وہی حکم دیا ہے جو رسولوں کو حکم دیا تھا اور فرمایا: اسے رسولوں پاک چیزیں کھاؤ اور نیک کام کرو میں تمہارے کاموں سے باخبر ہوں، اور فرمایا اے مسلمانو! ہماری دی ہوئی چیزوں سے پاک چیزیں کھاؤ پھر آپ نے ایسے شخص کا ذکر کیا جو لباس سفر کرتا ہے اس کے بال غبار آلود ہیں وہ آسمان کی طرف اٹھ اٹھا کر کہتا ہے یا رب! یا رب! اور اس کا کھانا پینا حرام ہو اس کا لباس حرام ہو اس کی غذا حرام ہو تو اس کی دعا کہاں قبول ہوگی!۔

مال حرام سے صدقہ کا حکم

اس باب کی احادیث سے حسب ذیل مسائل مستفاد ہوتے ہیں:-

- (۱) تبسح اور تہلیل کی طرح نیکی کا حکم دینا اور برائی سے روکنا بھی صدقہ ہے یا درہے کہ نیکی کا حکم دینا اور برائی سے روکنا فرض کفایہ ہے اور اگر مسئلہ جانے والا منفرد ہو تو پھر فرض عین ہے اور فرض کفایہ کا ثواب ہر حال میں فعل سے زیادہ ہوتا ہے۔
- (۲) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عمل تزویج کو بھی صدقہ قرار دیا ہے یہ اس بات کی دلیل ہے کہ مباح کام بھی حسن نیت سے مستحب ہو جاتا ہے جب مسلمان عمل تزویج کرتے وقت محبت کا حق ادا کرنے کی نیت کرنے سے یا ولد صالح کی طلب کی نیت کرے یا خود کو اور بیوی کو گناہ سے محفوظ رکھنے کی نیت کرے یا اللہ تعالیٰ کے حکم پر عمل کرنے کی نیت کرے تو یہ فعل بھی عبادت بن جاتا ہے۔

- (۳) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو یہ فرمایا کہ قضا شہرت کی نیت سے بھی عمل تزویج ثواب ہے کیونکہ ناجائز طریقہ سے قضا شہرت جب گناہ ہے تو جائز طریقہ سے یہ کام ثواب ہوگا آپ نے اس ارشاد میں قیاس فرمایا اور یہ حدیث

فَبِكَلِمَةٍ طَيِّبَةٍ

۲۲۴- وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى النَّصَرِيُّ
قَالَ أَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ قَالَ نَا شُعْبَةُ عَنْ عَوْنِ
ابْنِ أَبِي جَحْفَةَ عَنْ مُنْذِرِ بْنِ جَبْرِ عَنْ أَبِيهِ
رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ قَالَ كُنَّا عِنْدَ رَسُولِ اللَّهِ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي صَدْرِ النَّهَارِ قَالَ فَبَلَّوْا
قَوْمٌ حَقًّا عَرَاهُ مُجْتَابِي الْيَمَامَةِ وَالْعَبَاءِ
مُتَقَلِّدِي السُّيُوفِ عَامَّتُهُمْ مِنْ قُضْرَةٍ بَلَّ
كُلُّهُمْ مِنْ قُضْرَةٍ فَتَمَعَّرَ وَجْهُ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى
اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِمَا رَأَى مَا بِهِمْ مِنَ الْفَاقَةِ
فَدَخَلَ ثُمَّ خَرَجَ فَأَمَرَ بِدَلَالٍ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى
عَنْهُ فَأَذَنَ وَأَتَامَ فَصَلَّى ثُمَّ خَطَبَ
فَقَالَ يَا أَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوا رَبَّكُمُ الَّذِي
خَلَقَكُمْ مِنْ نَفْسٍ وَاحِدَةٍ إِلَى آخِرِ الْآيَةِ
إِنَّ اللَّهَ كَانَ عَلَيْكُمْ رَقِيبًا وَالْآيَةُ الَّتِي
فِي الْخَشْيَةِ اتَّقُوا اللَّهَ وَلْتَنْظُرْ نَفْسٌ مَا قَدَّمَتْ
لِغَدٍ تَصَدَّقَ رَجُلٌ مِنْ دِينَارٍ مِنْ دُرْهِمٍ
مِنْ شَوْبٍ مِنْ صَاعٍ مُبَرَّءٍ مِنْ صَاعٍ تَمَرَةٍ حَتَّى
قَالَ وَلَوْ يَشْقَى تَمَرَةٍ قَالَ فَجَاءَ رَجُلٌ مِنَ
الْأَنْصَارِ بِبُصْرَةٍ كَادَتْ كَفَّهُ تَعْجِزُ عَنْهَا بَلَّ
قَدْ عَجَزَتْ قَالَ ثُمَّ تَتَابَعَهُ النَّاسُ حَتَّى
رَأَيْتُ كَوْمِينَ مِنْ طَعَامٍ وَثِيَابٍ حَتَّى رَأَيْتُ
وَجْهَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَهْلُلُ
كَأَنَّهُ مُذْهِبٌ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ مَنْ سَنَّ فِي الْإِسْلَامِ سُنَّةً حَسَنَةً فَلَهُ
أَجْرُهَا وَأَجْرُ مَنْ عَمِلَ بِهَا بَعْدَهُ مِنْ غَيْرِ أَنْ
يَنْقُصَ مِنْ أَجْرِ هِمَّةٍ شَيْءٌ وَمَنْ سَنَّ فِي
الْإِسْلَامِ سُنَّةً شَرًّا كَانَ عَلَيْهِ زُذُّهَا وَزُذُّ مَنْ
عَمِلَ بِهَا مِنْ بَعْدِهِ مِنْ غَيْرِ أَنْ يَنْقُصَ مِنْ

حضرت جریر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں ایک مرتبہ ہم
دن کے ابتدائی حصہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس
بیٹھے ہوئے تھے، ناگاہ آپ کے پاس لوگوں کی ایک جماعت
آئی جن کے پیرنگے، بدن ننگے، گلے میں چڑے کی کفنیاں
یا عبائیں پہنے ہوئے اور تلواریں لٹکائے ہوئے تھے
ان میں اکثر بلکہ سب قبیلہ مضر سے متعلق تھے۔ ان کے فقر و
فاقم کو دیکھ کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرہ انور متغیر ہو
گیا، آپ اندر گئے پھر باہر آئے اور حضرت بلال رضی
اللہ عنہ کو اذان دینے کا حکم دیا۔ حضرت بلال نے اذان
دی پھر اقامت کہی، آپ نے نماز پڑھائی پھر خطبہ دیا اور
فرمایا: اے لوگو! اپنے رب سے ڈرو جس نے تمہیں ایک
نفس سے پیدا کیا، (یہ پوری آیت پڑھی) اور سورہ حشر
کی یہ آیت پڑھی (ترجمہ) انسان کو غور کرنا چاہیے کہ وہ
کل آخرت کے لیے کیا بھیج رہا ہے، لوگ درہم، دینار
اپنے کپڑے، گیہوں اور خربازانہ صاع (سارے چار
بیر کا پیمانہ) سونے کا بھرجا ایک ٹکڑا ہی ہو۔ راوی کہتے ہیں
انصار میں سے ایک شخص نقیلی سے کہ آئے جس کو اٹھانے
سے ان کا ہاتھ تھکا جاتا تھا بلکہ تھک گیا تھا، اس کے بعد
لوگوں کا تانا بندھ گیا یہاں تک کہ میں نے کھانے اور
کپڑے کے دو ڈھیر دیکھے حتیٰ کہ میں نے دیکھا کہ (خوشی سے)
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرہ تمہارا تھا یوں لگتا تھا جیسے
آپ کا چہرہ سونے کا ہو، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:
جو شخص اسلام میں کسی نیک کام کی ابتداء کرے اس کو اپنے
عمل کا بھی اجر ملے گا اور بعد میں عمل کرنے والوں کے عمل
کا بھی اجر ملے گا اور ان عاملین کے اجر میں کوئی کمی نہیں ہوگی
اور جس نے اسلام میں کسی بُرے عمل کی ابتداء کی اسے اپنے
عمل کا بھی گناہ ہوگا اور بعد میں عمل کرنے والوں کے عمل
کا بھی گناہ ہوگا اور ان عاملین کے گناہ میں کوئی کمی نہیں ہوگی۔

ثُمَّ قَالَ الْأَخْرَافُ أَنَا عِيسَى بْنُ يُونُسَ قَالَ نَا
الْأَعْمَشُ عَنْ خَيْثَمَةَ عَنْ عَدِيٍّ بْنِ حَاتِمٍ قَالَ قَالَ
رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا مِنْكُمْ
مَنْ أَحَدٌ إِلَّا سَيُكَلِّمُهُ اللَّهُ لَيْسَ بَيْنَهُ وَبَيْنَهُ
تَرْجُمَانٌ فَيَنْظُرُ أَيَمَنَ مِنْهُ فَلَا يَرَى إِلَّا مَا قَدَّمَ
وَيَنْظُرُ بَيْنَ يَدَيْهِ فَلَا يَرَى إِلَّا مَا قَدَّمَ وَيَنْظُرُ
أَشْتَمَ مِنْهُ فَلَا يَرَى إِلَّا مَا قَدَّمَ وَيَنْظُرُ بَيْنَ
يَدَيْهِ فَلَا يَرَى إِلَّا النَّارَ تَلْقَاءَ وَجْهِهِ فَاتَّقُوا
النَّارَ وَلَوْ بِشِقِّ شَعْرَةٍ كَرَاهِ بْنِ حُجْرٍ قَالَ الْأَعْمَشُ
وَحَدَّثَنِي عَمْرُو بْنُ مُرَّةَ عَنْ خَيْثَمَةَ مِثْلَهُ وَكَرَاهِ
فِيهِ وَلَوْ بِكَلِمَةٍ طَيِّبَةٍ وَقَالَ إِمْلُحُ قَالَ
الْأَعْمَشُ عَنْ عَمْرِو بْنِ مُرَّةَ عَنْ خَيْثَمَةَ

٢٢٢٥ - حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَابْنُ
كُرَيْبٍ قَالَا نَا أَبُو مُعَاوِيَةَ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ عُمَرَ
بْنِ مَرْثَدَةَ عَنْ حَيْثِمَةَ عَنْ عَدِيِّ بْنِ حَاتِمٍ قَالَ ذَكَرَ
رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ النَّارَ فَأَعْرَضَ
وَأَشَاعَ ثُمَّ قَالَ اتَّقُوا النَّارَ ثُمَّ أَعْرَضَ وَأَشَاعَ
حَتَّى ظَنَنَّا أَنَّهُ كَأَنَّمَا يَنْظُرُ إِلَيْهَا ثُمَّ قَالَ اتَّقُوا
النَّارَ وَلَوْ بِشِقِّ تَمْرَةٍ فَمَنْ لَمْ يَجِدْ فَبِكَلِمَةٍ
طَيِّبَةٍ لَمْ يَذْكُرْ أَبُو كُرَيْبٍ كَأَنَّمَا قَالَ حَدَّثَنَا
أَبُو مُعَاوِيَةَ قَالَ حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ -

٢٢٢٦. وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى وَابْنُ
بَشَّارٍ قَالَا نَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ قَالَ نَا شُعْبَةُ عَنْ
عَمْرِو بْنِ مُرَّةَ عَنْ خَيْثَمَةَ عَنْ عِدِّي بْنِ حَارِثٍ
رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ ذَكَرَ النَّارَ فَتَعَوَّذَ مِنْهَا
وَأَشَارَ بِوَجْهِهِ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ ثُمَّ قَالَ اتَّقُوا
النَّارَ وَلَوْ بِشِقِّ ثَمَرَةٍ فَإِنْ لَمْ تَسْجُدُوا

منقریب اللہ تعالیٰ سے اسی طرح کلام کرے گا کہ اس کے اللہ اللہ
تعالیٰ کے درمیان کوئی ترجمان نہیں ہو گا، جب انسان اپنی
دائیں طرف دیکھے گا تو اسے مرث اپنے بھیجے ہوئے لعل
نظر آئیں گے اور بائیں طرف دیکھے گا تب بھی اپنے فرستادہ
اعمال نظر آئیں گے، سامنے دیکھے گا تو مددِ حق نظر آئے
گی، پس تم آگ سے بچو، خواہ کھجور کے ایک ٹکڑے
سے، ایک اور سند میں ہے خواہ اچلی بات سے۔

حضرت مدی بن حاتم رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں
کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دوزخ کا تذکرہ کیا اور ناپسندیدگی
سے منہ پھیر لیا پھر فرمایا دوزخ سے ڈرو اور پھر ناپسندیدگی سے منہ پھیر
لیا جس سے ہم نے یہ گمان کیا کہ شاید آپ دوزخ کو دیکھ
رہے ہیں، پھر فرمایا دوزخ سے بچو خواہ کھجور کے ایک
ٹکڑے سے اور جس کو کھجور کا ٹکڑا نہ مل سکے تو وہ
اچھی بات کہہ دے

حضرت عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دوزخ کا ذکر کیا اور اس
سے پناہ مانگی اور تین مرتبہ منہ پھیرا پھر فرمایا دوزخ سے
بچو خواہ کھجور کے ایک ٹکڑے سے اگر وہ بھانڈا مل سکے
تو اچھی بات ہے۔

لیکن علامہ شامی نے ذکر کیا ہے حضرت علی نے ایک سائل کو حالت رکوع میں انگلی ویدی تو قرآن مجید میں ان کی مدح میں آیت نازل ہوئی: الذین یقیمون الصلوٰۃ ویؤتون الزکوٰۃ وہم راکعون (مائدا، ۵۵) اس سے معلوم ہوا کہ ضرورت مند کو اپنے لیے بھی مسجد میں سوال کرنا جائز ہے اور اس کو دینا بھی جائز ہے۔ علامہ نوری لکھتے ہیں کہ محدث بدعت و کل بدعت ضلالتہ میں عموم مراد نہیں ہے اور تخصیص بدعت حسنة پر استدلال کی دلیل یہ حدیث ہے: "من سن فی الاسلام سنة حسنة"

الحدیث۔ اس سے معلوم ہوا کہ کل بدعت ضلالتہ میں بدعت سے مراد محدثات باطلہ اور بدعات مذمومہ ہیں اور اس سے پہلے ہم کتاب الجنتہ میں بیان کر چکے ہیں کہ بدعت کی پانچ قسمیں ہیں: واجبہ، مندوبہ، محرمہ، مکروہہ اور مباحہ۔ نواب صدیق حسن بھوپالی نے اس جگہ علامہ نوری سے اختلاف کیا ہے اور لکھا ہے کہ اس حدیث میں بدعت کی تخصیص کی دلیل نہیں ہے کیونکہ اہل مدینہ نے کوئی نیا کام نہیں کیا تھا بلکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم پر عمل کیا تھا لہذا یہ حدیث بدعت کی پانچ قسموں پر دلالت نہیں کرتی بلکہ کل بدعت ضلالتہ اپنے مفہوم میں علی حاشا کلیہ ہے اس کی تخصیص کے لیے کوئی چیز عارض نہیں ہوئی اور جس شخص نے بدعت کی تقسیم کی ہے اس نے کوئی لائق ذکر بات نہیں کی اور "من سن فی الاسلام سنة حسنة سے مراد ہے ما وردت بہ السنة" جس کام کے ساتھ سنت وارد ہوئی ہو "اور سنة ستینہ سے مراد ہے "ما لم یروہ السنة" جس کام کا سنت میں ذکر نہیں ہے "اس مقام کو یونہی سمجھنا چاہیے۔

نواب صاحب نے یہ جو کچھ لکھا ہے اس حدیث کے بنیادی مفہوم کے بالکل خلاف ہے حدیث شریف میں ہے جس نے کسی کام کو پہلی بار کیا یا کوئی نیا کام کیا اس کو اپنے کام کا بھی اجر ملے گا اور بدو والوں کے عمل کا بھی اجر ملے گا اگر اس کام سے پہلا اور نیا کام مراد نہ ہو بلکہ سنت کے مطابق کوئی کام مراد ہو جیسا کہ نواب صاحب نے لکھا ہے تو پھر اس سنت پر عمل کرنے والے کو بدو والوں کے عمل کا اجر کس وجہ سے ملے گا۔ اس سنت کی مشروعیت میں اس شخص کا کیا دخل اور کیا حد ہے جو بدو والوں کے عمل کا کرڈٹ اس کو دیا جائے بلکہ حق تو یہ ہے کہ بدو والوں کے عمل کا اجر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ملنا چاہیے پھر آپ نے عامل بالسنة کو بدو والوں کے اجر کا مستحق کیوں قرار دیا؟ اس لیے اس حدیث کا صحیح مفہوم وہی ہے جو علامہ نوری نے بیان کیا ہے جس نے کسی اچھے کام کی اسلام میں ابتداء کی اس کو اپنے عمل کا بھی اجر ملے گا اور بدو والوں کے عمل کا بھی اجر ملے گا اور یہ کل بدعت کے عموم کی واضح تخصیص ہے اسی طرح "جس شخص نے اسلام میں کسی برے کام کی ابتداء کی اس کو اپنے عمل کا بھی گناہ ہوگا اور بدو والوں کے عمل کا بھی گناہ ہوگا۔ نواب صاحب حدیث کے اس دوسرے جملے کا معنی یہ کرتے ہیں کہ جس نے ایسا کام کیا مالم یروہ السنة" جس حدیث میں ذکر نہیں ہے اول قریہ بات ہی باطل ہے کہ جو چیز آپ کی سنت نہ ہو اس کو کرنا قابل مذمت اور گناہ ہو اور گناہ بھی ایسا کہ بعد میں اس کام کے کرنے والوں کا وبال بھی اس کے سر پر ہو۔ دیکھئے نواب صاحب نے السراج الراج اور شرح مسلم لکھی ہے اور ظاہر ہے کہ یہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت تو نہیں ہے کیونکہ آپ نے کوئی کتاب تصنیف نہیں کی

۱۔ علامہ یحییٰ بن شرف نوری متوفی ۷۶۶ھ شرح مسلم ج ۱ ص ۳۲۷ مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی

۲۔ نواب صدیق حسن بھوپالی متوفی ۱۳۰۷ھ السراج الراج ص ۳۴۲ مطبوعہ مطبع صدیقی ۱۳۰۲ھ

۲۲۴۸۔ حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ قَالَ سَأَلْتُ
أَبَا سَامَةَ ح وَحَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مَعَاذٍ قَالَ
ثَنَا أَبُو قَالَ جَمِيعًا ثَنَا شُعْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا ثَوْبَانُ بْنُ
إِبْنِ جَحِيفَةَ قَالَ سَمِعْتُ مُنْذِرَ بْنَ جَبْرِ
عَنْ أَبِيهِ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ قَالَ كُنَّا عِنْدَ رَسُولِ
اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَدْرَ الثَّعَالِي بِسُجْدِ
حَدِيثِ ابْنِ جَعْفَرٍ وَفِي حَدِيثِ مَعَاذٍ مِنَ الْإِسْلَامِ
قَالَ ثُمَّ صَلَّى الظُّهْرَ ثُمَّ خَطَبَ .

۲۲۴۹۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مَعَاذٍ الْقَوَارِيُّ
وَأَبُو كَامِلٍ وَصَحَّحَهُ ابْنُ عَبْدِ الْمَلِكِ الْأَمْوِيُّ
قَالُوا أَنَا أَبُو هَوَانَةَ عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ عَمِيرٍ
عَنِ الْمُنْذِرِ بْنِ جَبْرِ عَنْ أَبِيهِ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى
عَنْهُ قَالَ كُنْتُ جَالِسًا عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ فَأَتَاهُ قَوْمٌ مُجْتَابِي الثَّعَالِي وَسَأَلُوا
الْحَدِيثَ بِقِصَّتِهِ وَفِيهِ فَصَّلَى الظُّهْرَ ثُمَّ
صَعِدَ مُنْبِرًا صَغِيرًا فَحَمِدَ اللَّهَ وَأَثْنَى عَلَيْهِ
ثُمَّ قَالَ أَتَابَعْتُ فَإِنَّ اللَّهَ أَنْزَلَ فِي كِتَابِهِ
يَا أَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوا رَبَّكُمْ . الْآيَةَ .

۲۲۵۰۔ وَحَدَّثَنَا زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ سَأَلْتُ
جَوْشَرَ بْنَ الْأَعْمَشِ عَنْ مُوسَى بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ
يَزِيدٍ وَابْنِ الصُّغَيِّ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ هِلَالٍ
الْعَبْسِيِّ عَنْ جَوْشَرَ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ
قَالَ جَاءَنَا نَاسٌ مِنَ الْأَعْرَابِ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى
اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَيْهِمُ الصُّوْفُ قَرَأَ سُورَةَ
حَالِهِمْ قَدْ أَصَابَتْهُمْ حَاجَةٌ فَذَكَرْتُ بَعْضَ حَدِيثِهِمْ .

مسجد میں چند کرنا | اس باب کی حدیث نمبر ۲۲۴۸ میں ذکر ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ضرورت مند مسلمانوں کے
یہ اہل مدینہ کو صدقہ حیرات کی ترغیب دی اور یہ حدیث چند کرنے کے جواز کی اصل ہے نیز
اس حدیث سے یہ بھی ثابت ہوا کہ مسجد میں سوال کرنا جائز ہے ہر چند کہ اس حدیث میں دوسروں کے لیے سوال کا ذکر ہے

حضرت جریر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم دن کے
ابتدائی حصہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ بیٹھے
ہوئے تھے اس کے بعد حسب سابق روایت ہے کہ
ملاؤں کی روایت میں یہ الفاظ زیادہ ہیں کہ ظہر کی نماز پڑھی پھر
خطبہ دیا ۔

حضرت جریر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں بیٹھا ہوا تھا آپ کے پاس
کچھ لوگ آئے جنہوں نے چڑے کی گتیاں پہن ہوئی تھیں
اس کے بعد حسب سابق روایت ہے کہ اس میں ہے
کہ آپ نے ظہر کی نماز پڑھی پھر چھوٹے نمبر پر پڑھ کر انھیں
اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا کی پھر فرمایا اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں
فرمایا ہے : يَا أَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوا رَبَّكُمْ ۔۔۔۔۔

حضرت جریر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں
کہ کچھ دیہاتی لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر
ہوئے۔ جنہوں نے موٹے کپڑے پہنے ہوئے تھے ۔
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے احتیاج کی بناء پر ان کا
بہا حال دیکھا اس کے بعد حسب سابق حدیث ہے ۔

سے صدقہ دے پاتے ہیں۔

يَلْمِزُونَ الْمُطَّوِّعِينَ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ فِي الْقِدَاقِ
وَالَّذِينَ لَا يَجِدُونَ إِلَّا جُهْدَهُمْ وَلَمْ يَلْفِظُوا
بِشَرِّ الْمُطَّوِّعِينَ -

ایک اور سند سے بھی ایسی ہی روایت ہے اس میں
ہے ہم اپنی پیٹھ پر بوجھ لادنے سے۔

۲۲۵۲ - وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ
حَدَّثَنِي سَعِيدُ بْنُ الزَّيْبِعِ ح وَحَدَّثَنِي إِسْحَاقُ
بْنُ مَنْصُورٍ قَالَ نَا أَبُو دَاوُدَ وَلَا هُمَا عَنْ شُعْبَةَ
بِهَذَا الْإِسْنَادِ وَفِي حَدِيثِ سَعِيدِ بْنِ الزَّيْبِعِ قَالَ
كُنَّا نَحْمِلُ عَلَى ظُهُورِنَا -

دودھ دینے والے جانور کو عاریتہ دینے کی فضیلت

بَابُ فَضْلِ الْمَنِيحَةِ -

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی
صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص کسی صاحب خانہ کو ایسی
اونٹنی (عاریتاً) دیتا ہے جو صبح و شام ایک گھڑا بھر کر دودھ
نکالتی ہے تو اس کا بہت زیادہ اجر ہے۔

۲۲۵۳ - وَحَدَّثَنَا زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ نَا
سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ أَبِي الزُّنَادِ عَنِ الْأَعْزَجِ
عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ يَبْلُغُ بِهِ
الْأَرْجُلُ يَتَنَحَّرُ أَهْلُ بَيْتِ نَاقَةٍ تَعْدُو بِعُشٍّ
وَتُرَوَّحُ بِعُشٍّ إِنْ أَجْرَهَا لِعَظِيمٍ -

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں
کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے بہت سے کاموں سے منع
فرمایا۔ آپ نے فرمایا جس نے کسی شخص کو دودھ کا جانور دیا تو صبح دودھ
کے وقت اسے ایک صدقہ کا ثواب ہوگا اور شام کو دودھ
کے وقت اسے ایک صدقہ کا ثواب ہوگا۔

۲۲۵۴ - وَحَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ أَحْمَدَ بْنِ أَبِي
خَلَفٍ قَالَ نَا زَكْرِيَّا بْنُ أَبِي عَدِيٍّ قَالَ أَنَا عَبْدُ
اللَّهِ عَنْ زَيْدِ بْنِ عَدِيٍّ عَنْ ثَابِتٍ عَنْ أَبِي حَازِمٍ
عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ نَهَى قَدْ كَرِخَصَالًا
وَقَالَ مَنْ مَنَعَ مَنِيحَةً غَدَتْ بِصَدَقَةٍ وَ
رَاحَتْ بِصَدَقَةٍ صَبُوحَهَا وَغَبُورُهَا -

(ف) منیجہ کا معنی ہے عطیہ، دودھ دینے والے جانور یا پھلدار درخت کو اس کے منافع کے ساتھ کسی کو عاریتاً
دینا منیجہ کہلاتا ہے۔ کبھی یہ عطیہ عارضی ہوتا ہے اور کبھی مستقل بہرہ کرنے کو بھی منیجہ کہتے ہیں۔ صحیح حدیث میں ہے کہ
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ام ایمن کو گھوڑا و درخت عطا فرمایا تھا۔

سخی اور بخیل کی مثال

بَابُ مَثَلِ الْمُنْفِقِ وَالْبَخِيلِ !

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا خرچ کرنے اور صدقہ دینے

۲۲۵۵ - وَحَدَّثَنَا كُثَيْبُ بْنُ مَرْثُومٍ قَالَ نَا
سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ أَبِي الزُّنَادِ عَنِ الْأَعْزَجِ

۲۲۵۷۔ وَحَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ قَالَ نَا أَحْمَدُ بْنُ إِسْحَاقَ الْحَضْرَمِيُّ عَنْ وَهْبٍ قَالَ نَاعِدُ اللَّهِ بْنِ طَاوُسٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَثَلُ الْبَخِيلِ وَالْمُتَصَدِّقِ مَثَلُ رَجُلَيْنِ عَلَيْهِمَا جَنَّتَانِ مِنْ حَيْدٍ إِذَا هُمَا الْمُتَصَدِّقُ بِصَدَقَةٍ اتَّسَعَتْ عَلَيْهِ حَتَّى تُغْنِيَ أَثَرَهُ وَإِذَا هُمَا الْبَخِيلُ بِصَدَقَةٍ تَقَلَّصَتْ عَلَيْهِ فَأَنْضَمَّتْ يَدَاكَ إِلَى تَرَاقِيهِ وَانْقَبَضَتْ كُلُّ حَلْقَةٍ إِلَى صَاحِبَتِهَا فَسَالَ فَسَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ فَيَجْهَدُ أَنْ يُورِثَهَا فَلَا يَسْتَطِيعُ -

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بخیل اور صدقہ دینے والے کی مثال ان دو شخصوں کی طرح ہے جن پر سب سے زیادہ زبردستی ہو جب صدقہ دینے والا صدقہ کرنے کا ارادہ کرتا ہے تو زرہ کشادہ ہو جاتی ہے حتیٰ کہ اس کے نشانِ شاد دیتی ہے اور جب بخیل صدقہ کا ارادہ کرتا ہے تو وہ زرہ اس پر تنگ ہو جاتی ہے، اس کے ہاتھ اس کے گلے میں پھنس جاتے ہیں اور ہر حلقہ دوسرے میں گھس جاتا ہے۔ راوی کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ نے فرمایا بخیل اسے کشادہ کرنا چاہتا ہے مگر وہ کشادہ نہیں ہوتا۔

(ف) اس مثال کا مطلب یہ ہے کہ صدقہ دینے والا جب صدقہ کا ارادہ کرتا ہے تو اس کا دل کشادہ ہوتا ہے اور ہاتھ کھل جاتے ہیں اور اس کے گناہ مٹ جاتے ہیں اور بخیل کا دل تنگ ہوتا ہے اور اس کے ہاتھ سکتے ہیں۔

فاسق کو صدقہ دینے سے بھی ثواب ملتا ہے۔

بَابُ ثُبُوتِ أَجْرِ الْمُتَصَدِّقِ وَإِنْ وَقَعَتِ الصَّدَقَةُ فِي يَدِ فَاسِقٍ وَنَحْوِهِ

۲۲۵۸۔ وَحَدَّثَنَا سُؤْدَةُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ مَيْسَرَةَ عَنْ مُوسَى بْنِ عُقْبَةَ عَنْ أَبِي الزِّنَادِ عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ قَالَ رَجُلٌ لَا تَصَدَّقَنَّ الْيَتِيمَ بِصَدَقَةٍ فَتَخْرُجَ بِصَدَقَتِهِ فَوْضَعَهَا فِي يَدِ زَانِيَةٍ فَاصْبَحُوا يَتَحَدَّثُونَ تَصَدَّقَ الْيَتِيمَ عَلَى زَانِيَةٍ قَالَ اللَّهُمَّ لَكَ الْحَمْدُ عَلَى زَانِيَةٍ لَا تَصَدَّقَنَّ بِصَدَقَةٍ فَتَخْرُجَ بِصَدَقَتِهِ فَوْضَعَهَا فِي يَدِ غَنِيٍّ فَاصْبَحُوا يَتَحَدَّثُونَ تَصَدَّقَ الْغَنِيَّ قَالَ اللَّهُمَّ لَكَ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ایک شخص نے کہا میں آج کی رات صدقہ کروں گا۔ وہ اپنا صدقہ لے کر نکلا اور صدقہ ایک زنا کار عورت کے ہاتھ میں رکھ دیا۔ صبح لوگ باتیں کرنے لگے کہ آج رات ایک شخص نے ایک زانیہ کو صدقہ دے دیا۔ وہ کہنے لگا اے اللہ! تعریفیں تیرے ہی لیے ہیں (یعنی اگر میرے صدقہ کرنے کی کوئی تعریف نہیں کرتا تو کوئی بات نہیں) میرا صدقہ زانیہ کو ملا، میں ضرور صدقہ کروں گا پھر وہ صدقہ لے کر نکلا اور ایک غنی کے ہاتھ میں صدقہ رکھ دیا، صبح لوگ باتیں کرنے لگے کہ رات کو ایک غنی کو صدقہ دیا گیا اس نے کہا اے اللہ! حمد

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنْ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ عَمْرٌ وَوَحَدَ لَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ قَالَ وَقَالَ ابْنُ جُرَيْجٍ عَنِ الْحَسَنِ بْنِ مُسْلِمٍ عَنْ طَاوُسٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَثَلُ الْمُتَصَدِّقِ وَالْمُتَّصِدِ كَمَثَلِ رَجُلٍ عَلَيْهِ جُبَّتَانِ أَوْ جُبَّتَانِ مِنْ لَدُنْ ثَوْبَيْهِمَا إِلَى تَرَاقِيهِمَا فَإِذَا أَرَادَ الْمُتَصَدِّقُ وَقَالَ الْآخَرُ فَإِذَا أَرَادَ الْمُتَّصِدُ أَنْ يَتَّصِدَ سَبَقَتْ عَلَيْهِ أَوْ مَدَّتْ وَإِذَا أَرَادَ الْبَخِيلُ أَنْ يُنْفِقَ قَلَصَتْ عَلَيْهِ وَآخَذَتْ كُلُّ حَلْقَةٍ مَوْضِعَهَا حَتَّى تُجِنَّ يَتْنَهُ وَتَغْفِرَ آثَرَهُ قَالَ فَتَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ فَتَالَ يُوسِعُهَا وَلَا تَنْسِعُهَا

۲۲۵۶ - حَدَّثَنَا سُيَمَانُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ أَبُو أَيُّوبَ الْغِيلَانِيُّ قَالَ نَا أَبُو عَامِرٍ يَعْنِي الْعَقَدِيُّ قَالَ نَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ نَافِعٍ عَنِ الْحَسَنِ بْنِ مُسْلِمٍ عَنْ طَاوُسٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ قَالَ صَرَبَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَثَلُ الْبَخِيلِ وَالْمُتَّصِدِ كَمَثَلِ رَجُلَيْنِ عَلَيْهِمَا جُبَّتَانِ مِنْ حَدِيدٍ قَدْ اضْطُرَّتْ أَيْدِيُهُمَا إِلَى تَدْيِيهِمَا وَتَرَاقِيهِمَا فَجَعَلَ الْمُتَّصِدُ كُلَّمَا نَصَدَقَ بِصَدَقَةٍ أَنْبَسَلَتْ عَنْهُ حَتَّى تَغْشَى أُنَامِلَهُ وَتَغْفِرَ آثَرَهُ وَجَعَلَ الْبَخِيلُ كُلَّمَا هَمَّ بِصَدَقَةٍ قَلَصَتْ وَآخَذَتْ كُلُّ حَلْقَةٍ مَكَانَهَا قَالَ فَإِنَا رَأَيْنَا رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ بِأَضْبَعٍ فِي جَنِبٍ فَلَوْ رَأَيْنَا يُوسِعُهَا وَلَا تَنْسِعُهَا

دائے کی مثال اس شخص کی طرح ہے جس نے چھاتی سے ملے ایک دو کڑے یا دو زرہیں پہنی ہوں جب خرچ کرنے والا یا صدقہ دینے والا صدقہ دینے کا ارادہ کرتا ہے تو زرہ کشادہ ہوگی اس کے سارے بدن پر پھیل جاتی ہے اور جب بخیل خرچ کرنے کا ارادہ کرتا ہے تو زرہ تنگ ہو جاتی ہے اور ہر حلقہ جگہ جم جاتا ہے اس کی پردوں کو چھپا لیتا ہے اور اس کے نشانات کو مٹا دیتا ہے اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ بخیل اس زرہ کو کشادہ کرنا چاہتا ہے مگر وہ کشادہ نہیں ہوتی۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بخیل اور صدقہ دینے والے کی مثال ان دو آدمیوں کی طرح بیان کی جن پر لوہے کی دو زرہیں ہوں اور ان کے ہاتھ ان کے سینوں اور گردنوں سے جکڑے ہوئے ہوں، صدقہ دینے والا جب صدقہ کرنے کا ارادہ کرتا ہے تو وہ اس قدر کشادہ ہو جاتی ہے کہ اس کے پورے بدن حتیٰ کہ پردوں تک پھیل جاتی ہے اور اس کے نشانات مٹ جاتے ہیں اور جب بخیل صدقہ کرنے کا ارادہ کرتا ہے تو اس کی زرہ تنگ ہو جاتی ہے اور ہر حلقہ اپنی جگہ پر جم جاتا ہے راوی کہتے ہیں کہ میں نے دیکھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی انگلیوں سے اپنے گریبان کی طرف اشارہ فرما رہے تھے اگر تم دیکھتے تو کہتے کہ کشادہ کرنا چاہتے ہیں اور کشادہ نہیں ہوتی۔

طَبِيبَةً بِمَنْفَعَةٍ فَيَدْفَعُهُ إِلَى الَّذِي أُمِرَ بِهِ
أَحَدُ الْمُتَصَدِّقِينَ -

۲۲۶۰ - وَحَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى وَدُهَيْرُ
ابْنِ حَرْبٍ وَاسْحَقُ بْنُ إِسْرَاهِيْمَ جَمِيعًا عَنْ
جَرِيرٍ قَالَ يَحْيَى أَنَا جَرِيرٌ عَنْ مَنْصُورٍ عَنْ
شَقِيقٍ عَنْ مَسْرُوقٍ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى
عَنْهَا قَالَتْ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ إِذَا انْفَقَتِ الْمَاءُ أَهٌ مِنْ طَعَامِ بَيْتِهَا
غَيْرَ مُفْسِدَةٍ كَانَ لَهَا أَجْرُهَا بِمَا انْفَقَتْ وَ
لِزَوْجِهَا أَجْرُهُ بِمَا كَسَبَ وَلِلْخَائِرِ مِثْلُ
ذَلِكَ لَا يَنْقُصُ بَعْضُهُمْ أَجْرَ بَعْضٍ
شَيْئًا -

۲۲۶۱ - وَحَدَّثَنَا هُاجِبُ بْنُ أَبِي عَمْرٍو قَالَ نَا
فُضَيْلُ بْنُ عِيَّازٍ عَنْ مَنْصُورٍ هَذَا الْإِسْنَادُ
وَقَالَ مِنْ طَعَامِ زَوْجِهَا -

۲۲۶۲ - حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ قَالَ نَا
أَبُو مُعَاوِيَةَ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ شَقِيقٍ عَنْ مَسْرُوقٍ
عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا انْفَقَتِ الْمَاءُ أَهٌ مِنْ بَيْتِ
زَوْجِهَا غَيْرَ مُفْسِدَةٍ كَانَ لَهَا أَجْرُهَا وَلِزَوْجِهَا
مِثْلُهُ بِمَا اكْتَسَبَ وَلَهَا بِمَا انْفَقَتْ وَلِلْخَائِرِ
مِثْلُ ذَلِكَ مِنْ غَيْرِ أَنْ يَنْقُصَ مِنْ أَجْرِ هِمَّتِ شَيْءٌ -

۲۲۶۳ - وَحَدَّثَنَا هُاجِبُ بْنُ أَبِي عَمْرٍو قَالَ نَا
أَبُو مُعَاوِيَةَ عَنِ الْأَعْمَشِ هَذَا الْإِسْنَادُ نَحْوَهُ -

۲۲۶۴ - حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَابْنُ
نُمَيْرٍ وَزُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ جَمِيعًا عَنْ حَفْصِ بْنِ غِيَاثٍ
قَالَ ابْنُ نُمَيْرٍ حَدَّثَنَا هُاجِبُ بْنُ غِيَاثٍ عَنْ
مُحَمَّدِ بْنِ زَيْدٍ عَنْ عَمْرِو مَوْلَى أَبِي الدَّحْمِ
قَالَ كُنْتُ مَمْلُوكًا فَسَأَلْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ نبی صلی اللہ
علیہ وسلم نے فرمایا: جب کوئی عورت اپنے گھر کے طعام سے
اس کو خراب کیے بغیر خرچ کرے تو اس کو خرچ کرنے
کا اجر ملے گا اور اس کے شوہر کو کمانے کا اور خاندان کو
اتنا ہی اجر ملے گا اور کسی کو اجر کھانے سے دوسرے کا
اجر کم نہیں ہوگا۔

ایک اور سند سے بھی ایسی ہی روایت منقول ہے
اس میں ہے ”خاوند کے طعام سے“

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب کوئی عورت اپنے خاوند
کے گھر سے خراب کیے بغیر (مال) خرچ کرے تو اس کو
اجر ملے گا اس کے خاوند کو کمانے کا اجر ملے گا اور عورت
کو خرچ کرنے کی وجہ سے اجر ملے گا اور خاندان کو بھی اتنا اجر
ملے گا اور کسی کے اجر میں کمی نہیں ہوگی۔

ایک اور سند سے بھی ایسی ہی روایت ہے۔

ابی اللمم کے غلام حضرت عمیر رضی اللہ عنہ بیان کرتے
ہیں جب میں غلام تھا تو میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
سے دریافت کیا میں اپنے مالکوں کے اموال سے کچھ صدقہ
و خیرات کروں! آپ نے فرمایا: ہاں! اور تم دونوں کو اُدھا
اُدھا اجر ملے گا۔

الْحَمْدُ عَلَىٰ غِنَىٰ لَا تَصَدَّقَنَّ بِصَدَقَةٍ فَخَرَجَ
بِصَدَقَتِهِ فَنَوَضَعَهَا فِي يَدِ سَارِقٍ فَأَصْبَحُوا
يَتَحَدَّثُونَ تَصَدَّقَ عَلَىٰ سَارِقٍ كَقَالَ اللَّهُمَّ
لَكَ الْحَمْدُ عَلَىٰ زَانِيَةٍ وَعَلَىٰ عَيْنٍ وَعَلَىٰ سَارِقٍ
فَأَنَّىٰ قَعِيلَ لَهُ أَمَا صَدَقْتِكَ فَقَدْ قُبِلَتْ أَلَمَّا
الزَّانِيَةُ فَلَعَلَّهَا تَسْتَعِثُ بِهَا عَنْ زَنَاهَا
وَلَعَلَّ الْغَنَىٰ يُعْتَبِرُ فَيُنْفِقُ مِمَّا أُعْطَاهُ
اللَّهُ وَلَعَلَّ السَّارِقَ يَسْتَعِثُ بِهَا عَنْ
سَرَاقَتِهِ

تیسرے حکم کے لیے ہے میرا صدقہ غنی کو ملا البتہ میں ضرور
صدقہ کروں گا وہ پھر اپنے صدقہ کرے کر نکلا اور ایک
چور کے ہاتھ پر صدقہ رکھ دیا، صبح کو لوگ پھر باتیں کرنے
لگے کہ ایک چور کو صدقہ دیا گیا اس نے کہا اے اللہ تیرے ہی لیے
حمد و ستائش ہے میرا صدقہ زانیہ، غنی اور چور کو ملا پھر
اس کے پاس ایک آنے والا آیا اور اسے بتایا گیا کہ تیرا
صدقہ قبول ہو گیا جو صدقہ تم نے زانیہ کو دیا تھا شاید وہ
زنا کاری سے باز آجائے! اور جو صدقہ تم نے غنی کو دیا
تھا شاید وہ عبرت پکڑے اور اللہ تعالیٰ نے جو اسے
مال دیا اس سے صدقہ کرنے لگے اور جو صدقہ تم نے
چور کو دیا تھا شاید اس کا وجہ سے وہ چوری سے باز
آجائے!

کسی کو برا جان کر اس کی مدد سے ہاتھ نہ روکیے

(ف) صدقہ فریضہ یعنی زکوٰۃ غنی کو دینا جائز نہیں اس حدیث
میں جس صدقہ کا ذکر ہے اس سے مراد نافذ ہے، کسی اہل
کو گنہگار سمجھ کر اس کے ساتھ نیکی اور صدقہ خیرات سے منہ نہیں موڑنا چاہیے کیونکہ ہم خود کتنے گنہگار ہیں اس کے باوجود
اللہ تعالیٰ اپنے جود و کرم کا ہاتھ ہم سے نہیں کھینچتا اگر کسی شخص کو برا جان کر ہم اس کی مدد سے اپنا ہاتھ روک لیں اور اپنی
داد و دہش کا دروازہ اس پر بند کر دیں تو اس کی ضرورت تو کسی اور دروازے سے پوری ہو جائے گی لیکن اگر اللہ تعالیٰ کو
یہ بات بُری لگ گئی اور اس نے اپنی دین کا دروازہ ہم پر بند کر دیا تو ہمارے لیے تو پھر کوئی جلتے پناہ نہیں ہے!۔

مالک اور شومر کے مل سے
صدقہ دینا

حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلی
اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وہ خازن جو مسلمان اور امین ہو اور
وہ حکم کے مطابق خوشی سے پورا پورا مال اس شخص کو دے
جسے دینے کا حکم دیا گیا ہے تو اس کا شمار بھی صدقہ کرنے
والوں میں سے ہے۔

بَابُ الْأَجْرِ الْخَازِنِ الْأَمِينِ وَالْمَرْأَةِ
إِذَا تَصَدَّقَتْ مِنْ بَيْتِ زَوْجِهَا غَيْرَ مُفْسِدَةٍ

بِإِذْنِهِ الصَّرِيحُ أَوْ الْعُرِّيُّ
۲۲۵۶ . وَحَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ
وَأَبُو عَامِرٍ وَالْأَشْعَرِيُّ وَابْنُ ثُمَيْرٍ وَأَبُو كُوَيْبٍ
كُلُّهُمْ عَنْ أَبِي أُسَامَةَ قَالَ أَبُو عَامِرٍ نَا أَبُو أُسَامَةَ
قَالَ حَدَّثَنِي بَرِيدٌ عَنْ جَدِّهِ أَبِي بَرْزَةَ عَنْ أَبِي
مُوسَىٰ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنَّ
الْخَازِنَ الْمُسْلِمَ الْأَمِينَ الَّذِي يَنْفِقُ وَرُبَّمَا
قَالَ يُعْطَىٰ مَا أُمِرَ بِهِ فَيُعْطِيهِ كَامِلًا مُوَفَّرًا

شوہر کے مال سے بغیر اجازت صدقہ کرنے کا مسئلہ علامہ فردی لکھتے ہیں کہ خادم اور بیوی مالک اور شوہر کی اجازت کے بغیر صدقہ نہیں کر سکتے۔ اجازت کی دو قسمیں ہیں ایک صریح مثلاً یہ کہا جائے کہ فلاں شخص کو اتنی چیز دیدو اور ایک اجازت عرفی مثلاً خادم یا بیوی کو معلوم ہو کہ معمولی مقدار مثلاً ایک روٹی یا اس کے برابر کسی فقیر کو دے دینے سے مالک یا شوہر کو ناراضگی نہیں ہوتی تو اتنی مقدار دینا جائز ہے اور ان احادیث میں جو ذکر ہے کہ شوہر یا مالک کی اجازت کے بغیر صدقہ کرنے سے ادعا ابر مل جاتا ہے اس سے مراد ہے کہ صریح اجازت اگرچہ نہ ہو لیکن عرفی اجازت حاصل ہو۔ اور اگر مطلقاً اجازت نہ ہو تو پھر صدقہ کرنا جائز نہیں ہے۔

صدقہ کے ساتھ دیگر نیکیوں کی فضیلت

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس شخص نے اپنے مال میں سے ایک جوڑا اللہ کی راہ میں خرچ کیا تو جنت میں اس کے لیے ندا کی جائیگی اے اللہ کے بندے یہ نیکی ہے۔! پس جو شخص نمازیوں میں سے ہوگا اس کو باب الصلوٰۃ سے پکارا جائے گا اور جو مجاہدین میں سے ہوگا اس کو باب جہاد سے پکارا جائے گا اور جو صدقہ دینے والوں میں سے ہوگا اس کو باب الصدقہ سے پکارا جائے گا اور جو روزہ داروں میں سے ہوگا اس کو باب الریان سے بلایا جائے گا، حضرت ابو بکر صدیق نے عرض کیا یا رسول اللہ! کسی شخص کو اتنی تمام دروازوں سے پکارے جانے کی ضرورت تو نہیں ہے پھر بھی کیا کوئی ایسا شخص ہوگا جس کو ان تمام دروازوں سے بلایا جائے گا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہاں، اور مجھے امید ہے کہ تم ان میں سے ہو گے۔!

ایک اور سند سے بھی ایسی ہی روایت منقول ہے۔

بَابُ فَضْلِ مَنْ صَتَّ إِلَى الصَّدَقَةِ غُرْهَا مِنَ الْبِرِّ !

۲۲۶۷۔ حَدَّثَنَا أَبُو الطَّاهِرِ وَحَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عُمَرَ وَالتَّحِيَّانِيُّ وَالتَّمْطُزِيُّ الْقَاهِرُ قَالَا نَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ أَخْبَرَنِي يُونُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ حُمَيْدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ أَتَقَى دُجَيْنَ مِنْ مَالِهِ فِي سَبِيلِ اللَّهِ تَوَدَّى فِي الْجَنَّةِ يَا عَبْدَ اللَّهِ هَذَا خَيْرٌ فَمَنْ كَانَ مِنْ أَهْلِ الصَّلَاةِ دُعِيَ مِنْ بَابِ الصَّلَاةِ وَمَنْ كَانَ مِنْ أَهْلِ الْجِهَادِ دُعِيَ مِنْ بَابِ الْجِهَادِ وَمَنْ كَانَ مِنْ أَهْلِ الصَّدَقَةِ دُعِيَ مِنْ بَابِ الصَّدَقَةِ وَمَنْ كَانَ مِنْ أَهْلِ الصِّيَامِ دُعِيَ مِنْ بَابِ التَّوْبَانِ قَالَ أَبُو بَكْرٍ الصِّدِّيقُ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ يَا رَسُولَ اللَّهِ مَا عَلَى أَحَدٍ يَدْعَى مِنْ تِلْكَ الْأَبْوَابِ مِنْ مَرُورَةٍ فَهَلْ يَدْعَى أَحَدٌ مِنْ تِلْكَ الْأَبْوَابِ كُلِّهَا قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَعَمْ أَرْجُو أَنْ تَكُونَ مِنْهُمْ

۲۲۶۸۔ وَحَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ النَّاقِدِ وَالْحَسَنُ الْخَلَوَانِيُّ وَعَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ قَالَ نَا يَعْقُوبُ وَهُوَ ابْنُ إِسْرَاهِيمَ بْنِ سَعْدٍ قَالَ نَا ابْنُ أَبِي صَالِحٍ وَحَدَّثَنَا

اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَتَصَدَّقُ مِنْ مَالِ مَوَالِي بِشَيْءٍ
قَالَ نَعَمْ وَالْأَجْرُ بَيْنَكُمَا يَنْصُفَانِ -

غیر اللہ کے ساتھ نامزد جانوروں کا حکم | ابی الہم کے معنی ہیں گوشت سے انکار کرنے والا۔ علامہ نووی
جانوروں کا گوشت کھانے سے انکار کر دیا تھا جن جانوروں کو بتوں کے نام پر ذبح کیا جاتا تھا۔ ایسے جانور ما اہل
بہ لغیر اللہ - میں اُستے ہیں البتہ جن جانوروں کو کسی زندہ یا فوت شدہ شخص کے ساتھ منسوب کر
دیا جائے کہ مثلاً یہ فلاں کا بکرا ہے اور بوقت ذبح اللہ کا نام یا جائے تو وہ حلال اور طیب ہیں قرآن مجید میں ذکر ہے
کہ بکائر وغیرہ (وہ اونٹ جھیں بتوں کے ساتھ نامزد کر دیا جائے) کا کھانا مشرکین نے حرام قرار دے دیا تو اللہ تعالیٰ
نے ان کی مذمت کی اور ان جانوروں کو حلال قرار دیا۔

اس حدیث شریف میں مالک کے مال سے صدقہ کا جواز مالک کی اجازت پر محمول ہے خواہ اس کی طرف سے ہم
اجازت ہو یا کسی مخصوص حالت میں اجازت ہو۔

۲۲۶۵ - وَحَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ نَا
حَاتِمٌ يَعْنِي ابْنَ إِسْمَاعِيلَ عَنْ يَزِيدَ بْنِ أَبِي عُبَيْدٍ
قَالَ سَمِعْتُ عُمَيْرًا مَوْلَى أَبِي التَّحْمِيذِ رَضِيَ اللَّهُ
تَعَالَى عَنْهُ قَالَ أَمَرَنِي مَوْلَايَ أَنْ أُقْتَدِلَ لَحْمًا
فَجَاءَنِي مُسْكِينٌ فَأَطْعَمْتُهُ مِنْهُ فَعَلِمَ بِذَلِكَ
مَوْلَايَ فَضَرَبَنِي فَأَتَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَذَكَرْتُ ذَلِكَ لَهُ فَدَعَاهُ فَقَالَ
يَا صَرِيحَتِي فَقَالَ يُعْطَى طَعَامِي بِغَيْرِ أَنْ أُمِرَ
قَالَ الْأَجْرُ بَيْنَكُمَا -

۲۲۶۶ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ قَالَ نَا عُبَيْدُ
الرَّحْمَنِ قَالَ نَا مَعْمَرٌ عَنْ هَمَامِ بْنِ مُنَبِّهٍ قَالَ هَذَا
مَا حَدَّثَنَا أَبُو هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ عَنْ
مُحَمَّدٍ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَذَكَرَ
أَحَادِيثَ مِنْهَا وَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
لَا تَصُمِ الْمَرْأَةُ وَبَعْلُهَا شَاهِدٌ إِلَّا بِإِذْنِهِ
وَلَا تَأْذَنُ فِي بَيْتِهِ وَهُوَ شَاهِدٌ إِلَّا بِإِذْنِهِ وَمَا
أَنْفَقَتْ مِنْ كَسْبٍ مِنْ غَيْرِ أَمْرِهِ فَإِنَّ يَنْصُفَ
أَجْرَهُ لَهَا -

ابی الہم کے غلام حضرت عمیر رضی اللہ عنہ بیان کرتے
ہیں کہ مجھے میرے مالک نے حکم دیا کہ میں گوشت سکھوں
اتنے میں میرے پاس مسکین آگیا میں نے اس گوشت میں
سے اس کو کھلا دیا، میرے مالک کو جب اس چیز کا پتہ چلا
تو اس نے مجھ کو پیٹا، میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی
خدمت میں حاضر ہوا اور آپ سے اسی واقعہ کا ذکر کیا،
آپ نے مالک کو بلا کر پوچھا تم نے اس کو کیوں مال
اس نے کہا یہ میرے طعام میں سے میرے حکم کے
بغیر لوگوں کو دیتا ہے آپ نے فرمایا تم دونوں کو اجر ملیگا۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا غاوند کی موجودگی میں کوئی عورت
اس کی اجازت کے بغیر (تغلی) روزہ نہ رکھے اور اس کی موجودگی
میں (اپنے کسی عزم کو) بغیر اس کی اجازت کے نہ اُسنے دے
اور اس کی کائی سے اس کی اجازت کے بغیر جو کچھ خرچ کرے
گی اس میں سے اُدھا اجر عورت کو ملیگا۔

کے لیے تمام فرائض کو ادا کرنا اور تمام ممنوعات سے مجتنب رہنا ضروری ہے اس کے بغیر نجات نہیں ہو سکتی الا ماشاء اللہ، اس کا جواب یہ ہے کہ اس حدیث شریف کا مطلب یہ ہے کہ نماز روزہ زکوٰۃ اور دیگر فرائض ادا کرنے اور ممنوعات سے بچنے کے بعد کچھ لوگ ایسے ہوں گے جو خصوصیت کے ساتھ نفلی نمازیں زیادہ پڑھتے رہیں ہوں گے۔ کوئی نفلی صدقات میں خصوصیت رکھتا ہو گا اور کوئی نفلی روزے زیادہ رکھتا ہو گا اس اعتبار سے کسی کو باب الصلوٰۃ سے، کسی کو باب الصدقہ سے اور کسی کو باب الزکوٰۃ سے بلایا جائے گا۔ اس حدیث میں حضرت ابو بکر کی واضح فضیلت ہے کہ امت کے باقی لوگ عبادت کے کسی ایک شعبہ میں فائق ہوں گے اور حضرت ابو بکر ان میں سے ہوں گے جو عبادت کے تمام شعبوں میں سب سے بڑھ کر اور سب پر فائق ہوں گے!

حدیث نمبر ۲۲۷۰ میں بھی حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کی ظاہر فضیلت ہے کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جس نیکی کے بارے میں بھی سوال کیا وہ نیکی صرف حضرت ابو بکر میں تھی اور سرکار حقوق اللہ اور حقوق العباد کے اعتبار سے ایک مسلمان میں جس قدر نیکیاں مجتمع دیکھنا چاہتے تھے وہ سب نیکیاں حضرت ابو بکر میں موجود تھیں!

بَابُ الْحَثِّ عَلَى الْإِنْفَاقِ وَكَرَاهَةِ الْإِحْصَاءِ

خرچ کرنے کی فضیلت اور جمع کرنے کی ناپسندیدگی

حضرت اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں مجھ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: خرچ کرو اور گن گن کے نہ رکھو ورنہ اللہ تعالیٰ بھی تمہیں گن گن کر دیگا۔

۲۲۷۱۔ حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ قَالَ نَحْفِظُ عَنْ يُونُسَ بْنِ عِثَامٍ عَنْ قَاطِمَةَ بِنْتِ السُّنْدِ عَنْ أَسْمَاءَ بِنْتِ أَبِي بَكْرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ قَالَ لِي رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْفِقْ أَوْ انْصَحْ وَلَا تُحْصِ فَيُحْصِيَ اللَّهُ عَلَيْكَ

حضرت اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: خرچ کرو اور گن گن کر مت رکھو ورنہ اللہ تعالیٰ بھی تمہیں گن گن کر دے گا اور جمع مت کرو ورنہ اللہ تعالیٰ بھی تمہارے معاملے میں جمع کر کے رکھے گا۔

۲۲۷۲۔ وَحَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ الْقَاسِمِ وَزُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ وَاسْتَحَقُّ بْنُ إِبْرَاهِيمَ جَمِيعًا عَنْ أَبِي مُعَاوِيَةَ قَالَ زُهَيْرٌ نَا مُحَمَّدُ بْنُ حَازِمٍ قَالَ نَا هِشَامُ بْنُ عُرْوَةَ عَنْ عَبَادِ بْنِ حُزْرَةَ وَ عَنْ قَاطِمَةَ بِنْتِ السُّنْدِ عَنْ أَسْمَاءَ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهَا قَالَتْ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْفِقْ أَوْ انْصَحْ وَلَا تُحْصِ فَيُحْصِيَ اللَّهُ عَلَيْكَ وَلَا تُؤَمِّقْ فَيُؤَمِّقَ اللَّهُ عَلَيْكَ

ایک اور سند سے بھی حضرت اسماء سے ایسی روایت منقول ہے۔

۲۲۷۳۔ حَدَّثَنَا ابْنُ نُمَيْرٍ قَالَ ثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشِيرٍ ثَنَا هِشَامُ عَنْ عَبَادِ بْنِ حُزْرَةَ عَنْ أَسْمَاءَ أُمِّ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَتْ لَهَا نَحْوُ

عَبْدُ بْنُ حُنَيْدٍ قَالَ أَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ قَالَ أَنَا مَعْنَى
كُلَاهُمَا عَنِ الزُّهْرِيِّ سَنَادُ يُونُسَ وَ
مَعْنَى حَدِيثِهِ -

۲۲۶۹ - وَحَدَّثَنَا شَيْخُ مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ قَالَ نَا مُحَمَّدُ
بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الزُّبَيْرِ قَالَ نَا شَيْبَانُ وَحَدَّثَنَا
مُحَمَّدُ بْنُ حَاتِمٍ وَالتَّقِظُ لَهُ قَالَ نَا شَيْبَانُ قَالَ
حَدَّثَنَا شَيْبَانُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي
كَثِيرٍ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ أَنَّهُ سَمِعَ
أَبَاهُ يُرَوِّعُ دُفْعَى اللَّهِ تَعَالَى عَنْهُ يَقُولُ قَالَ رَسُولُ
اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ أَنْفَقَ رُوحَيْنِ
فِي سَبِيلِ اللَّهِ دَعَاةَ حَزَنَةِ الْجَنَّةِ كُلُّ خَرْمَةٍ
بَابٍ أَيْ فُلٌ هَلُمَّ قَالَ أَبُو بَكْرٍ يَا رَسُولَ اللَّهِ
ذَلِكَ الَّذِي لَا تَوِي عَلَيْهِ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنِّي لَا رَجْوَا أَنْ تَكُونُ مِنْهُمْ -

۲۲۷۰ - وَحَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عُمَرَ قَالَ نَا مَرْوَانُ
يَعْنِي الْقَزَائِمِيُّ عَنْ يَزِيدَ وَهُوَ ابْنُ كَيْسَانَ عَنْ
أَبِي حَازِمٍ الْأَشْجَعِيِّ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى
عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
مَنْ أَصْبَحَ مِنْكُمْ الْيَوْمَ صَائِمًا قَالَ أَبُو بَكْرٍ أَمَّا
قَالَ فَمَنْ تَبِعَ مِنْكُمْ الْيَوْمَ جَنَازَةً قَالَ أَبُو بَكْرٍ
أَنَا قَالَ فَمَنْ أَطْعَمَ مِنْكُمْ الْيَوْمَ مَسْكِينًا قَالَ
أَبُو بَكْرٍ أَمَّا قَالَ فَمَنْ عَادَ مِنْكُمْ الْيَوْمَ مَرِيضًا
قَالَ أَبُو بَكْرٍ أَنَا فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ مَا اجْتَمَعْنَ فِي أَمْرِ إِلَّا دَخَلَ الْجَنَّةَ -

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس شخص نے اللہ کے راستے میں ایک جوڑا خرچ کیا اسے جنت کے ہر دروازے کے پہرہ دار بلائیں گے اسے فلاں ادھر آؤ؟ حضرت ابو بکر نے کہا یا رسول اللہ ایسے شخص پر کوئی خرچہ نہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجھے امید ہے تم ان میں سے ہو گے!

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا آج تم میں سے کون روزہ دار ہے؟ حضرت ابو بکر نے عرض کیا میں! آپ نے فرمایا آج تم میں سے جنازے کے ساتھ کون گیا تھا؟ حضرت ابو بکر نے کہا میں! آپ نے فرمایا آج تم میں سے کسی نے مسکین کو کھانا کھلایا؟ حضرت ابو بکر نے کہا میں نے! آپ نے پوچھا آج تم میں سے کس نے مریض کی عیادت کی ہے؟ حضرت ابو بکر نے کہا میں نے! آپ نے فرمایا جس شخص میں یہ تمام کام جمع ہوں گے وہ ضرور جنت میں جائے گا۔

حضرت ابو بکر کی فضیلت | حدیث نمبر ۲۲۶۹ میں ہے کہ نازیروں کو باب الصلوٰۃ سے، مجاہدوں کو باب الجہاد سے، صدقہ دینے والوں کو باب الصدقہ سے اور روزہ داروں کو باب الریان سے بلایا جائے گا۔ اس حدیث سے بظاہر معلوم ہوتا ہے کہ اگر کوئی شخص صرف نمازیں پڑھے اور باقی عبادات نہ کرے تو یہ اس کے جنت میں جانے کے لیے کافی ہے اور اگر کوئی صدقہ ادا کرے اور باقی عبادات نہ کرے تو یہ اس کے جنتی ہونے کے لیے کافی ہے اور اگر کوئی صرف روزے رکھے تو وہ اس کے لیے کافی ہیں حالانکہ ایسا نہیں ہے ہر شخص

يَعْنِي بَنِي سَعِيدٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ أَخْبَرَنِي
حَبِيبُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ عَنْ حَفْصِ بْنِ عَاصِمٍ
عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ سَبْعَةٌ يُظِلُّهُمُ اللَّهُ
فِي ظِلِّهِ يَوْمَ لَا ظِلَّ إِلَّا ظِلُّهُ الْإِمَامُ الْعَادِلُ وَ
كَتَابٌ نَشَأَ بِعِبَادَةِ اللَّهِ وَرَجُلٌ قَلْبُهُ مُعَلَّقٌ
فِي الْمَسَاجِدِ وَرَجُلَانِ تَحَاثَبَا فِي اللَّهِ اجْتَمَعَا عَلَيْهِ
وَتَفَرَّقَا عَلَيْهِ وَرَجُلٌ دَعَتْهُ امْرَأَةٌ ذَاتُ مَنْصِبٍ
وَجَمَالٍ فَقَالَ إِنْ أَخَافُ اللَّهَ وَرَجُلٌ تَصَدَّقَ
بِصَدَقَةٍ فَأَخْفَاهَا حَتَّى لَا تَعْلَمَ يَمِينُهُ مَا تُنْفِقُ
شِمَالُهُ وَرَجُلٌ ذَكَرَ اللَّهَ تَعَالَى خَالِيًا فَقَاضَتْ
حَيَاتُهُ.

۲۲۷۷۔ وَحَدَّثَنَا لَا يَعْنِي بَنِي يَعْنِي قَالَ قَرَأْتُ
عَلَى مَالِكٍ عَنْ حَبِيبِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ عَنْ حَفْصِ
بْنِ عَاصِمٍ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ أَوْ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ
رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ أَنَّ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمِثْلِ حَدِيثِ عَبْدِ اللَّهِ
وَقَالَ رَجُلٌ مُعَلَّقٌ بِالسَّجْدِ إِذَا أَخْرَجَ مِنْهُ حَتَّى
يَعُودَ إِلَيْهِ.

سائے تلے ہوں گے جس دن اللہ تعالیٰ کے سائے کے سوا
کسی کا سایہ نہیں ہوگا، امام عادل، وہ نوجوان جو اللہ تعالیٰ
کی عبادت میں مصروف ہو، وہ شخص جس کا دل مسجد میں اٹکا
رہے، وہ دو شخص جو اللہ تعالیٰ کی محبت میں ملیں اور اللہ تعالیٰ
کی محبت میں جدا ہوں، وہ شخص جسے کوئی مقتدر اور حسین
عورت (گناہ کی) دعوت دے اور وہ شخص کہے کہ میں اللہ
تعالیٰ سے ڈرتا ہوں، وہ شخص جو چپا کر صدقہ دے
حتیٰ کہ بائیں ہاتھ کو نہ پتہ چلے کہ دائیں نے کیا خرچ کیا
ہے اور وہ شخص جو تنہائی میں بیٹھ کر اللہ تعالیٰ کو یاد کرے
اور اس کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو جائیں۔

ایک اور سند سے بھی حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ
سے ایسی ہی روایت منقول ہے اور اس میں ہے جو
شخص مسجد سے نکلے اور مسجد میں نہ بیٹھے بلکہ اس کا
دل مسجد ہی میں لگا رہے۔

(ف) اس حدیث میں اللہ تعالیٰ کے سایہ سے مراد عرش الہی کا سایہ ہے۔ اور صدقہ نقلی چھپا کر دینا افضل ہے اور
صدقہ فرضیہ یعنی زکوٰۃ علی الاملان دینی چاہیے، امام عادل سے مراد وہ شخص ہے جس کے پاس مسلمانوں کے امور اور
محامات ہوں اور وہ ان کو اصول اور قانون کی روشنی میں انجام دے اور کسی کی رؤف رعایت نہ کرے۔

بَابُ بَيَانِ أَنَّ أَفْضَلَ الصَّدَقَةِ صَدَقَةُ

الصَّحِيحِ الشَّحِيحِ !

۲۲۷۸۔ حَدَّثَنَا زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ نَا جَرِيرٌ
عَنْ عُمَارَةَ بْنِ الْقَعْقَاعِ عَنْ أَبِي زُرْعَةَ عَنْ أَبِي
هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَجُلٌ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ أَمْ

تندرست اور حریص انسان کا صدقہ

زیادہ افضل ہے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ایک شخص حاضر ہوا، اور
عرض کیا یا رسول اللہ! کون سے صدقہ کا اجر زیادہ ہے؟
آپ نے فرمایا تم اس حال میں صدقہ دو کہ تم تندرست ہو

حَدَّثَنَاهُمْ

۲۲۴۴ - وَحَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ حَاتِمٍ وَهَارُونُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ لَنَا حَجَّاجُ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ قَالَ ابْنُ جُرَيْجٍ أَخْبَرَنِي ابْنُ أَبِي مُبِيكَةَ أَنَّ عَتَاءَ بْنَ عَبْدِ اللَّهِ ابْنَ الزُّبَيْرِ أَخْبَرَهُ عَنْ أَسْمَاءَ بِنْتِ أَبِي بَكْرٍ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُمَا أَنَّهَا جَاءَتْ مِنَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ يَا نَبِيَّ اللَّهِ لَيْسَ لِي مِنْ شَيْءٍ إِلَّا مَا أَدْخَلَ عَلَيَّ الزُّبَيْرُ فَعَلَّ عَلَيَّ جُنَاحًا إِنْ أَدْخَعَهُ مِنِّي أَدْخَلَ عَلَيَّ فَقَالَ أَدْخَعِي مَا اسْتَطَعْتَ وَلَا تُؤْعِي فَيُؤْعِيَ اللَّهُ عَلَيْكَ

حضرت اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئی اور عرض کیا: یا رسول اللہ! میرے پاس تو سوا اس مال کے کچھ نہیں ہے جو زبیر مجھے دیتے ہیں اگر میں اس مال سے کچھ خرچ کروں تو کیا مجھے گناہ ہوگا؟ آپ نے فرمایا جس قدر دے سکو دواور جمع نہ کرو ورنہ اللہ تعالیٰ بھی تمہارے معاملے میں جمع کر کے رکھے گا۔

(ف) شریہ کے مال سے اس کی اجازت کے بغیر خرچ کرنا جائز نہیں ہے یہ حدیث اس پر محمول ہے کہ حضرت زبیر نے جو مال حضرت اسماء کو ذاتی خرچ کے لیے دیا تھا اس میں سے خرچ کریں یا حضرت زبیر کے مال میں سے اتنا خرچ کریں جو معمولی ہرجس پر وہ ناخوش نہ ہوں۔

محمود اصدقہ دینے کی ترغیب

بِالْحَثِّ عَلَى الصَّدَقَةِ وَلَوْ بِالْقَلِيلِ وَلَا تَمْتَنِعْ مِنَ الْقَلِيلِ لِاحْتِفَاسٍ ۝

۲۲۴۵ - وَحَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى قَالَ أَنَا اللَّيْثُ بْنُ سَعْدٍ وَحَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ نَا اللَّيْثُ عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي سَعِيدٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَقُولُ يَا أَيُّهَا الْمُسْلِمَاتُ لَا تَحْقِرَنَّ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے مسلمان عورتو! تم میں سے کوئی عورت اپنی کم سایہ کو حقیر نہ سمجھے خواہ وہ اسے بکری کا ایک کمر دے۔

(ف) حدیث شریفین کا مطلب یہ ہے کہ معمولی مقدار کا صدقہ بھی جائز ہے اور چیز کی کمی کے باعث صدقہ کرنے سے نہ رکے اور یہ کہ کسی کی دی ہوئی چیز خواہ کم ہو اس کو حقیر نہ جانے کیونکہ اللہ تعالیٰ کے ہاں تو ایک ذرہ کے برابر کی ہی مقبول ہو جاتی ہے۔ "فمن يعمل مثقال ذرة خيرا يره"

پوشیدگی کے ساتھ صدقہ دینے کی فضیلت

بَابُ فَضْلِ اخْفَاءِ الصَّدَقَةِ

۲۲۴۶ - حَدَّثَنِي زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ وَمُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى جَمِيعًا عَنْ يَحْيَى الْقَطَّانِ قَالَ ذُهِيرُنَا

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: سات لوگ اس دن اللہ تعالیٰ کے

بہتر ہے اور اوپر والا لامۃ خرچ کرنے والا ہے اور نچلا
لامۃ سوال کرنے والا ہے۔

حضرت حکیم بن حزام رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا افضل ترین صدقہ وہ ہے
جس میں صدقہ کرنے کے بعد بھی آدمی غنی رہے اور اوپر
والا لامۃ نچلے لامۃ سے بہتر ہے اور جو تھاکے زیر کفالت
ہیں ان سے (صدقہ دینے کی) ابتداء کرو۔

حضرت حکیم بن حزام بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے تین مرتبہ مانگا آپ نے مجھے تین مرتبہ عطا کیا پھر
آپ نے فرمایا یہ مال سرسبز اور میٹھا ہے جس نے اس کو
نفس کی سر بلندی (یعنی بن مانگے یاد دینے والے کی خوشی) سے
لیا اس کے مال میں برکت ہوگی اور جس نے نفس کو
ذیل کر کے (یعنی مانگ کر) لیا اس کے مال میں برکت نہیں
ہوگی اور وہ اس شخص کی طرح ہوگا جو کھاتا ہے اور سیر نہیں
ہوتا اور اوپر والا لامۃ نچلے لامۃ سے بہتر ہے۔

حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے ابن آدم! تیرے لیے
ضرورت سے زائد چیز کا خرچ کرنا بہتر ہے اور اگر تو
اس کو روکے رکھے تو یہ بُرا ہے، اور ضرورت کے مطابق
خرچ رکھنے پر تجھے ملامت نہیں ہے اور جو تیری لبر پر
ہیں ان سے ابتداء کرو اور اوپر والا لامۃ نچلے لامۃ سے

هُوَ يَذْكُرُ الصَّدَقَةَ وَالتَّعَفُّفَ عَنِ الْمَسْئَلَةِ
الْيَدِ الْعُلْيَا خَيْرٌ مِنَ الْيَدِ السُّفْلَى وَالْيَدِ الْعُلْيَا
الْمُنْفِقَةُ وَالسُّفْلَى السَّائِلَةُ۔

۲۲۸۲۔ وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ وَمُحَمَّدُ
بْنُ حَاتِمٍ وَأَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ جَمِيعًا عَنْ يَحْيَى
الْقَطَّانِ قَالَ ابْنُ بَشَّارٍ نَا يَحْيَى قَالَ نَا عَدُو بْنُ عُمَانَ
قَالَ سَمِعْتُ مُوسَى بْنَ طَلْحَةَ يُحَدِّثُ أَنَّ حَكِيمَ
بْنَ حِزَامٍ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ حَدَّثَنَا أَنَّ رَسُولَ
اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ أَفْضَلُ الصَّدَقَةِ
أَوْ خَيْرُ الصَّدَقَةِ عَنْ ظَهْرِ غِنًى وَالْيَدِ الْعُلْيَا
خَيْرٌ مِنَ الْيَدِ السُّفْلَى وَابْتَدَأُ بِمَنْ
تَعُولُ۔

۲۲۸۳۔ وَحَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَهَمْدُ
الْباقِدُ قَالَا نَا سُفْيَانُ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عَدُوٍّ
وَسَعِيدٍ عَنْ حَكِيمِ بْنِ حِزَامٍ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى
عَنْهُ قَالَ سَأَلْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ فَأَعْطَانِي ثُمَّ سَأَلْتُهُ فَأَعْطَانِي ثُمَّ
قَالَ إِنَّ هَذَا الْمَالُ خَصْرٌ فَاحْلُوهُ فَمَنْ أَخَذَهُ
بِطَيْبِ نَفْسٍ بُورِكَ لَهُ فِيهِ وَمَنْ
أَخَذَهُ بِشَرِّ نَفْسٍ لَمْ يُبَارَكْ لَهُ فِيهِ
وَكَانَ كَالَّذِي يَأْكُلُ وَلَا يَشْبَعُ وَالْيَدِ
الْعُلْيَا خَيْرٌ مِنَ الْيَدِ السُّفْلَى۔

۲۲۸۴۔ وَحَدَّثَنَا نَصْرُ بْنُ عَلِيٍّ الْجَمْهَرِيُّ
وَرُحَيْبُ بْنُ حَرْبٍ وَعَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ قَالُوا نَا
عَدُوٌّ بْنُ يُونُسَ قَالَ نَا عِكْرِمَةُ بْنُ عَمَّارٍ قَالَ
نَا شَدَادٌ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا مَامَةَ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى
عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
يَا ابْنَ آدَمَ إِنَّكَ أَنْ تُبَدِّلَ الْفَضْلَ خَيْرٌ لَكَ

الصَّدَقَةِ أَعْظَمُ قَالَ أَنْ تُصَدَّقَ وَأَنْتَ صَاحِبُهُ
شَحِيحٌ تَخْشَى الْفَقْرَ وَتَأْمُلُ الْغِنَى وَلَا تُهْمِلُ
حَتَّى إِذَا بَلَغْتَ الْخُلُقُومَ قُلْتَ لِفُلَانٍ كَذَا وَ
لِفُلَانٍ كَذَا أَلَا وَقَدْ كَانَ لِفُلَانٍ

حریص ہو، تم کو فقر کا خوف ہو، اور مالدار کی امید ہو اور صدقہ
دینے کو اس وقت تک نہ متوجہ کرتے رہو حتیٰ کہ تمہاری
جان حلق تک جا پہنچے اور پھر تم کہو اتنا فلاں کا ہے اور
اتنا فلاں کا (اب تم کہو یا نہ کہو) وہ تو فلاں کا ہو چکا۔

۲۲۷۹ - وَحَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَابْنُ
نُمَيْرٍ قَالَا ابْنُ فَضِيلٍ عَنْ عُمَارَةَ عَنْ أَبِي
زُرْعَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ قَالَ
جَاءَ رَجُلٌ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ
يَا رَسُولَ اللَّهِ أَتَى الصَّدَقَةَ أَعْظَمُ أَجْزًا قَالَ أَمَا
وَإِيَّاكَ لَتُنَبِّأَنَّا أَنْ تُصَدَّقَ وَأَنْتَ صَاحِبُهُ
شَحِيحٌ تَخْشَى الْفَقْرَ وَتَأْمُلُ الْبَقَاءَ وَلَا تُهْمِلُ
حَتَّى إِذَا بَلَغْتَ الْخُلُقُومَ قُلْتَ لِفُلَانٍ كَذَا وَ
لِفُلَانٍ كَذَا وَقَدْ كَانَ لِفُلَانٍ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا
یا رسول اللہ! کون سے صدقہ کا اجر زیادہ ہے؟ آپ نے
فرمایا تمہارے باپ کی قسم تم کو ضرور خبر دی جائیگی! تم اس حال
میں صدقہ دو کہ تم تندرست ہو، حریص ہو، فقر کا خوف
کرتے ہو اور تو نگری کی امید رکھتے ہو اور صدقہ دینے
میں اتنی تاخیر نہ کرنا کہ تمہاری جان حلق تک پہنچ جائے اور
پھر تم کہو اتنا فلاں کا اور اتنا فلاں کا مالدار (اب تم کہو نہ کہو)
فلاں کا اتنا ہو چکا۔

ایک اور سند سے بھی یہ روایت منقول ہے۔

۲۲۸۰ - حَدَّثَنَا أَبُو كَامِلٍ الْجُعَدِيُّ رِجَالُهُ قَالَ
عَبْدُ الْوَاحِدِ قَالَ سَمِعْتُ عُمَارَةَ بْنَ الْقَعْقَاعِ يَذَّكِّرُ
نَحْوَ حَدِيثِ جَرِيرٍ غَيْرَ أَنَّهُ قَالَ أَتَى الْعَدَدَ قَسَةً
أَفْضَلُ

(ف) اس حدیث میں آپ نے فرمایا تیرے باپ کی قسم مالدار غیر اللہ کی قسم کھانا ممنوع ہے اس کا جواب یہ ہے کہ غیر
اللہ کی قسم کھانا اس لحاظ سے ممنوع ہے کہ اگر قسم پوری نہ کی تو عانت ہو جائے گا یا قصداً ممنوع ہے بلا قصد زبان پر جاری
ہو تو ممنوع نہیں ہے۔

اوپر والا ہاتھ نچلے ہاتھ سے بہتر ہے

۲۹۷۱ - بِإِذْنِ بَيَانِ أَنَّ الْيَدَ الْعُلْيَا خَيْرٌ مِّنَ الْيَدِ
السُّفْلَى وَأَنَّ الْيَدَ الْعُلْيَا هِيَ الْمُنْفِقَةُ
وَأَنَّ الْيَدَ السُّفْلَى هِيَ الْوَاحِدَةُ

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں
کہ ایک مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم منبر پر صدقہ کا وعظ
فرما رہے تھے اور سوال نہ کرنے کی نصیحت کر رہے تھے
اسی وقت آپ نے فرمایا اوپر والا ہاتھ نچلے ہاتھ سے

۲۲۸۱ - وَحَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ عَنْ مَالِكٍ
بْنِ أَنَسٍ فِيمَا قُرِئَ عَلَيْهِ عَنْ تَافِعٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ
بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُمَا أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ وَهُوَ عَلَى الْمَنْبَرِ وَ

ایک اور سند کے ساتھ حضرت مسدود رضی اللہ عنہ سے ایسی روایت منقول ہے۔

۲۲۸۷ - وَحَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عُمَرَ النَّمَكِيُّ قَالَ نَا سُلَيْمَانُ عَنْ عَمْرِو بْنِ وَثِيكٍ قَالَ حَدَّثَنِي وَهْبُ بْنُ مُنْيَةَ وَدَخَلْتُ عَلَيْهِ فِي دَارِهِ بِصَنْعَاءَ فَأَمَحَمَنِي مِنْ جُورَةٍ فِي دَارِهِ عَنْ أَبِيهِ قَالَ سَمِعْتُ مُعَاوِيَةَ بْنَ أَبِي سُفْيَانَ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ يَقُولُ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ قَدْ كَرُمْتُكَ.

۲۲۸۸ - وَحَدَّثَنَا حُذَيْفَةُ بْنُ يَحْيَى قَالَ أَنَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ أَخْبَرَنِي يُونُسُ عَنْ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ حَدَّثَنِي حُمَيْدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ عَوْفٍ قَالَ سَمِعْتُ مُعَاوِيَةَ بْنَ أَبِي سُفْيَانَ وَهُوَ يُخَاطَبُ يَقُولُ إِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ مَنْ يُرِدِ اللَّهُ بِهِ خَيْرًا يُفَقِّهْهُ فِي الدِّينِ وَلَا تَمَّا أَنَا قَاسِمٌ وَيُعْطِي اللَّهُ.

۲۲۸۹ - حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ نَا الْمُغِيرَةُ يَعْنِي الْحِزَامِيُّ عَنْ أَبِي الزِّنَادِ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَيْسَ الْمُسْكِينُ بِهَذَا الطَّوَافِ الَّذِي يَطُوفُ عَلَى النَّاسِ فَتُرَدُّهُ الْفَقْرَةُ وَالنَّقِمَتَانِ وَالشَّرْمَةُ وَالشَّرْمَتَانِ قَالُوا فَمَا الْمُسْكِينُ يَا رَسُولَ اللَّهِ قَالَ الَّذِي لَا يَجِدُ غِنًى يُغْنِيهِ وَلَا يَفْطُرُ لَهُ فَيَتَصَدَّقُ عَلَيْهِ وَلَا يَسْأَلُ النَّاسَ شَيْئًا.

۲۲۹۰ - وَحَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ أَبِي ثَوْبٍ وَقُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ ابْنُ أَبِي ثَوْبٍ نَا إِسْمَاعِيلُ وَهُوَ ابْنُ جَعْفَرٍ قَالَ أَخْبَرَنِي شَرِيكٌ عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ مَوْلَى مَيْمُونَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

حضرت مسدود بن ابی سفیان رضی اللہ عنہا نے خطبہ دیتے ہوئے فرمایا: اللہ تعالیٰ جس شخص کے ساتھ خیر کا ارادہ کر لیتا ہے اس کو دین کی فقہ (سمجھ) عطا فرمادیتا ہے اور میں صرف تقسیم کرنے والا ہوں اور دیتا اللہ ہے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مسکین وہ نہیں ہے جو لوگوں میں گھومتا رہتا ہے اور ایک نعمت یا درختے اور ایک کھجور یا درخت کھجوریں سے کر چلا جاتا ہے صحابہ نے کہا یا رسول اللہ پھر مسکین کون ہے؟ آپ نے فرمایا جس کے پاس اتنا مال نہ ہو جو اس کی ضروریات سے اس کو مستغنی کر دے اور نہ اس کے آثار سے مسکین اور فقر کا پتا چلے تاکہ اس پر صدقہ کیا جائے اور نہ وہ لوگوں سے سوال کرتا ہو۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وہ شخص مسکین نہیں ہے جو ایک کھجور یا درخت کھجوریں یا ایک نعمت یا درختے سے کر چلا جاتا ہے مسکین وہ ہے جو سوال سے رکتا ہو اگر چاہے تو یہ آیت پڑھو: (ترجمہ) وہ جو لوگوں سے گڑگڑا

وَأَنْ تُمْسِكَ شَرِّكَ وَلَا تُلَا مُرْعَى كَفَافٍ
وَأَبْدَأُ بِمَنْ تَعُولُ وَالْيَدُ الْعُلْيَا خَيْرٌ مِّنْ
الْيَدِ السُّفْلَى -

(ف) آپ نے فرمایا کہ افضل ترین صدقہ وہ ہے جس میں صدقہ کے بعد بھی آدمی غنی رہے کیونکہ انسان اگر اپنا سارا مال صدقہ کر کے خود فقیر بن جائے اور اپنی ضروریات کے لیے دوسروں کا دست ننگ ہو جائے تو یہ اللہ تعالیٰ کی ناشکری ہے اور مذموم ہے۔

سوال کرنے کی ممانعت

بَابُ النَّهْيِ عَنِ الْمَسْئَلَةِ

۲۲۸۵ - وَحَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ قَالَ نَزَّيْدُ بْنُ الْحَبَابِ قَالَ أَخْبَرَنِي مُعَاوِيَةُ بْنُ جُوَيْنٍ صَالِحٍ قَالَ حَدَّثَنِي رَبِيعَةُ بْنُ يَزِيدَ الْقِشْعِيُّ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَامِرٍ الْجَنْدِيُّ قَالَ سَمِعْتُ مُعَاوِيَةَ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ يَقُولُ إِنِّي كُنتُ وَ أَحَادِيثُ الْأَحَادِيثِ كَانَ فِي عَهْدِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ فَإِنَّ عُمَرَ كَانَ يُخَيِّفُ النَّاسَ فِي اللَّهِ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ يَقُولُ مَنْ يُرِدِ اللَّهُ بِهِ خَيْرًا يُفَقِّهْهُ فِي الدِّينِ وَسَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ إِنَّمَا أَنَا خَانِدٌ فَهَمَّ أَنْ أُعْطِيَهُ عَنْ طَيْبِ نَفْسٍ فَبَارَكُ لَهُ فِيهِ وَمَنْ أُعْطِيَهُ عَنْ مَسْئَلَةٍ وَتَسْوَةٍ كَانَ كَالَّذِي يَأْكُلُ وَلَا يَشْبَعُ -

حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا تم ان احادیث کے سوا احادیث بیان کرنے سے بچو جو حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں روایت کی گئی ہیں کیونکہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ اس معاملہ میں لوگوں کو اللہ سے ڈرایا کرتے تھے اور میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے آپ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ جس شخص سے بھلائی کا ارادہ کرتا ہے اسے دین کی سمجھ عطا فرمادیتا ہے اور میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا میں صرف غافل ہوں جس کو میں نے خوشی سے دیا اس کو برکت ہوگی اور جس کو میں نے اس کے مانگنے یا اس کی حرص کی وجہ سے دیا تو وہ اس شخص کی طرح ہے جو کھاتا ہے اور سیر نہیں ہوتا۔

۲۲۸۶ - حَدَّثَنَا مُعْتَدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ بَشِيرٍ قَالَ نَاسُفِيَانُ هَنَّ عَمْرٍو وَهَبُ بْنُ مُنْبِيَةَ عَنْ أَخِيهِ هَتَامٍ عَنْ مُعَاوِيَةَ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تُلْجِفُوا فِي الْمَسْئَلَةِ فَإِنَّ اللَّهَ لَا يَسْأَلُنِي أَحَدٌ مِنْكُمْ شَيْئًا فَتُخْرِجُهُ لَمْ أَسْأَلْهُ مِنِّي شَيْئًا وَمِنَالَهُ كَارَةٌ فَبَارَكُ لَهُ فِيهِمَا أَعْطِيَتْهُ -

حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم لوگوں کو سوال مت کیا کرو۔ بخدا جو شخص مجھ سے سوال کرے اور میں ناخوش ہوں اس کو دلوں تو میری آدمی ہوئی چیزیں کیسے برکت ہوگی۔

۲۲۹۵۔ وَحَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ وَوَصِيدُ بْنُ عَبْدِ الْأَعْلَى قَالَا نَا ابْنُ فَضِيلٍ عَنْ عُمَارَةَ بْنِ الْقَعْقَاعِ عَنْ أَبِي زُرْعَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ سَأَلَ النَّاسَ أَمْوَالَهُمْ تَكْثُرًا فَإِنَّمَا سَأَلَ جَدًّا أَوْ لَيْسَتْكَثْرًا

۲۲۹۶۔ حَدَّثَنَا مَعَادُ بْنُ السَّرِيِّ قَالَ نَا أَبُو الْأَحْوَصِ عَنْ بَيَانَ أَبِي بِشْرِ عَنْ قَيْسِ بْنِ أَبِي حَازِمٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ مِمَّنْ رَأَى رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ لَا تَنْتَعِدُوا وَاحِدًا قَبْلَ خَطْبِهِ عَلَى ظَهْرِهِ فَيَخْشَعُ قَوْمٌ وَيَسْتَغْفِرُ لَهُ مِنَ النَّاسِ خَيْرٌ مِنْ أَنْ تَسْأَلَ رَجُلًا أَعْطَاهُ أَوْ مَنَعَهُ ذَلِكَ فَإِنَّ أَيْدِيَ الْعُلَيَّا أَفْضَلُ مِنْ أَيْدِي السُّفْلَى وَإِنَّهُ أَيْدِي تَعُولُ

۲۲۹۷۔ وَحَدَّثَنَا ثَنِي مَحْتَدُ بْنُ حَاتِمٍ قَالَ حَدَّثَنَا ثَنِي يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ عَنْ إِسْمَاعِيلَ قَالَ حَدَّثَنَا قَيْسُ بْنُ أَبِي حَازِمٍ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ قَالَ أَكْبَنَا أَبَاهُ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ فَقَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاللَّهِ لَا تَنْتَعِدُوا وَاحِدًا قَبْلَ خَطْبِهِ عَلَى ظَهْرِهِ فَيَبْئِجَهُ ثُمَّ ذَكَرَ بَعْضُ حَدِيثِ بَيَانَ

۲۲۹۸۔ وَحَدَّثَنَا ثَنِي أَبُو الطَّاهِرِ وَيُونُسُ بْنُ عَبْدِ الْأَعْلَى قَالَا نَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ أَخْبَرَنِي عَنْ رُبَيْنَ الْحَارِثِ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ أَبِي عُبَيْدٍ مَوْلَى عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ عَوْفٍ أَنَّ سَمَةَ أَبَاهُ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ يَقُولُ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَنْتَعِدُوا وَاحِدًا قَبْلَ خَطْبِهِ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص اپنا مال بڑھانے کے لیے لوگوں سے مانگتا ہے وہ انکاروں کا سوال کرتا ہے خواہ کم کرے یا زیادہ۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم میں سے کوئی شخص صبح جا کر اپنی پیٹھ پر لکڑیاں لا کر لائے اور ان سے صدقہ کرے اور اس کے سبب لوگوں سے مانگنے سے بچا رہے تو یہ اس سے بہتر ہے کہ وہ کسی شخص سے سوال کرے وہ اس کو دے یا منع کرے، کیونکہ اوپر والا ہاتھ نچلے ہاتھ سے بہتر ہوتا ہے اور جو تمہارے زیر کفالت ہیں ان سے ابتدا کرو۔

حضرت قیس بن ابی حمزہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں ہم حضرت ابو ہریرہ کے پاس آئے وہ کہنے لگے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم میں سے کوئی شخص صبح کو اپنی پیٹھ پر لکڑیاں لا کر لائے اور ان کو بیچے اس کے بعد حدیث مشل سابق ہے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم میں سے کوئی شخص لکڑیوں کا گٹھا اپنی پیٹھ پر لا کر لائے اور اس کو فروخت کرے تو یہ اس سے بہتر ہے کہ وہ کسی شخص سے سوال کرے وہ اس کو دے یا منع کر دے۔

کر نہیں مانگتے۔

قَالَ لَيْسَ الْمُسْكِينُ بِالَّذِي تَرُدُّهُ الشَّمْرَةُ
وَالشَّمْرَتَانِ وَلَا اللَّقْمَةُ وَاللَّقْمَتَانِ إِنَّ
الْمُسْكِينِ الْمَتَّعِفُ اقْتَرَعُوا إِنْ شِئْتُمْ لَا
يَسْأَلُونَ النَّاسَ إِحْقَاقًا۔

ایک اور سند کے ساتھ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ
عنه سے مثل سابق روایت ہے۔

۲۲۹۱۔ وَحَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ إِسْحَاقَ قَالَ
أَنَا ابْنُ أَبِي مَرْيَمَ قَالَ أَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ
قَالَ أَخْبَرَنِي شَرِيكٌ قَالَ أَخْبَرَنِي عَطَاءُ بْنُ
يَسَافٍ وَعَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ أَبِي عَمْرَةَ أَكْثَمًا
سَمِعَا أَبَاهُمَا يَقُولُ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى
اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمِثْلِ حَدِيثِ
إِسْمَاعِيلَ۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے
ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم میں سے کوئی شخص
سوال کرتا رہے گا حتیٰ کہ وہ اللہ تعالیٰ سے اس حال میں
ملاقات کرے گا کہ اس کے جسم پر گروشت کا ایک
ٹکڑا بھی نہیں ہوگا۔

۲۲۹۲۔ حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ قَالَ بَا
عَبْدُ الْأَعْلَى بْنُ عَبْدِ الْأَعْلَى عَنْ مَعْمَرٍ عَنْ
عَبْدِ اللَّهِ عَنْ أَبِيهِ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ قَالَ لَا تَزَالُ الْمَسْئَلَةُ بِأَحَدِكُمْ حَتَّى
يَلْقَى اللَّهَ وَلَيْسَ فِي وَجْهِهِ مُرَّةٌ لَخْمٍ۔

ایک اور سند سے بھی ایسی ہی روایت منقول ہے
مگر اس میں گروشت کے ٹکڑے کا ذکر نہیں ہے۔

۲۲۹۳۔ وَحَدَّثَنَا ثَنِي عَمْرُو بْنُ النَّاقِدِ قَالَ حَدَّثَنِي
إِسْمَاعِيلُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ أَنَا مَعْمَرٌ عَنْ أَبِي
الزُّهْرِيِّ يَهْدِي هَذَا الْإِسْنَادُ مِثْلَهُ وَلَمْ يَذْكُرْ
مُرَّةً۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں
کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا انسان سوال
کرتا رہے گا حتیٰ کہ قیامت کے دن اس حال میں
آئے گا کہ اس کے چہرہ پر گروشت کا ایک ٹکڑا بھی نہیں
ہوگا۔

۲۲۹۴۔ وَحَدَّثَنَا ثَنِي أَبُو الطَّاهِرِ قَالَ أَنَا
عَبْدُ اللَّهِ بْنُ وَهَبٍ قَالَ أَخْبَرَنِي الثَّيْبِيُّ عَنْ
عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي جَعْفَرٍ عَنْ حَمَّادِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ
بْنِ عَمْرِو بْنِ سَمَةَ أَبِيهِ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُمَا
يَقُولُ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
مَا يَزَالُ الرَّجُلُ يَسْأَلُ النَّاسَ حَتَّى
يَأْتِيَ يَوْمَ الْقِيَمَةِ وَلَيْسَ فِي وَجْهِهِ
مُرَّةٌ لَخْمٍ۔

ہے اور دوسرا قول یہ ہے کہ اس کا سوال کرنا مکروہ ہے بشرطیکہ اس میں تین شرطیں پائی جائیں، سوال کرتے وقت اپنے آپ کو ذلیل نہ کرے گڑگڑا کر سوال نہ کرے اور مسئول کو ایذا نہ دے اور اگر یہ شرطیں نہ پائی جائیں تو سوال کرنا بالاتفاق حرام ہے۔

بعض روایات میں ہے: "وَلِلْمَسْأَلِ عَدِيْلِكَ حَقٌّ وَانْ جَاءَ عَلَى خَدْسٍ" "سائل کا تم پر حق ہے خواہ وہ گھوڑے پر سوار ہو کر آیا ہو" اس حدیث سے بظاہر یہ معلوم ہوتا ہے کہ خوش حال شخص بھی سوال کر سکتا ہے اس کا جواب یہ ہے کہ محض گھوڑے پر سوار ہونے سے یہ لازم نہیں آتا کہ وہ شخص خوش حال بھی ہو کیونکہ یہ بھی ہو سکتا ہے کہ اس شخص پر اتنا قرض ہو کہ وہ گھوڑا بھی اس قرض میں ڈوبا ہوا ہو اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ اس کے پاس وہ گھوڑا اپنا نہ ہو عاریتہ ہو یا وہ کسی غدر کی وجہ سے گھوڑے پر سوار ہو، اس حدیث کا منشاء یہ ہے کہ دینے والے کو سائل کا حال نہیں دیکھنا چاہیے کہ وہ اہل یا نہیں ہے بلکہ جو بھی اس سے سوال کرے وہ اس کو اپنی حیثیت کے مطابق کچھ نہ کچھ دیدے اور اگر اس کے پاس کچھ دینے کے لیے نہ ہو تو اچھے طریقہ سے معذرت کرے اگر لوگ یہ معمول بنا لیں کہ اسی سائل کو دیں گے جو سوال کا اہل ہو گا اور تحقیق کر کے خیرات دیں گے اور اللہ بھی بندوں کے ساتھ یہی معاملہ کرے کہ جو سوال کا اہل ہو اسی کو دے اور جو اہل نہ ہو اسی کو نہ دے تو سوچیے ہم میں کون اللہ سے مانگنے کا اہل ہے چند گنے چنے اس کے مقبول اور کامل بندے ہیں جو سوال کے اہل ہیں جن کے سوال کو وہ پورا کرتا ہے اور ان کے صدقے سے ہم نااہلوں کے سوال پر بھی عطا کرتا ہے پس جس طرح اللہ تعالیٰ اہل اور نااہل کی تفریق نہیں کرتا سب کو عطا کرتا ہے اور اپنی دین اور بخشش کے معاملہ میں کسی کو نااہلی کی بناء پر محروم نہیں کرتا بندوں کو چاہیے کہ وہ بھی اس سلسلہ میں تحقیق اور تجسس نہ کریں کہ کون اہل ہے اور کون نہیں ہے اور حسن ظن کی بناء پر ہر شخص کو اہل ہی سمجھیں خواہ وہ گھوڑے پر سوار ہو اس طرح کسی ایک اہل کی بناء پر کئی نااہلوں کو مل جائے گا جیسے کسی ایک نااہل اور کامل بندے کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نجانے ہم ایسے کتنے نااہلوں اور ناقص بندوں کو نوازتا ہے اور عطا کرتا ہے اور کسی کا پردہ چاک نہیں کرتا کیونکہ اگر ہم نے کسی سائل کو اس کی نااہلی کی بناء پر نہ دیا تو اسے تو کسی اور دروازے سے مل جائے گا لیکن اگر اس کی پاداش میں اللہ تعالیٰ نے ہم پر اپنا دروازہ بند کر دیا تو ہم کس کا دروازہ کھٹکھٹائیں گے! اس باب کی حدیث نمبر ۲۲۸۰ میں ہے کہ حضرت مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا کہ "ان احادیث کو بیان کر دو جو حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں جاتی تھیں" اس کی وجہ یہ تھی کہ حضرت مسعود رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں اہل کتاب سے بکثرت روایت کی جاتی تھی اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں جو روایت حدیث کے سلسلہ میں احتیاط تھی اس کو ملحوظ نہیں رکھا جاتا تھا حضرت عمر روایت حدیث کرنے والوں پر بڑی سختی کرتے تھے اور روایت پر شہادت طلب کرتے تھے۔

علم فقہ کی یہ بہت بڑی فضیلت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ جس شخص کے ساتھ خیر کا ارادہ کرتا ہے اس کو دین میں فقہ عطا فرماتا ہے اور اس کا عکس کلی یہ ہے کہ جس شخص کو اللہ تعالیٰ نے دین میں فقہ دیا ہے اس نے خیر کا ارادہ کر لیا ہے اور اس میں فقہاء

حُزْمَةً مِّنْ حَطَبٍ فَيُعْطِيهَا عَلَى ظَهْرِهَا
فَيَبِيعُهَا خَيْرَ لَّهُ مِنْ أَنْ يَسْأَلَ رَجُلًا يُعْطِيهِ
أَوْ يَمْنَعَهُ.

۲۲۹۹ - وَحَدَّثَنَا ابْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ
الدَّارِمِيُّ وَسَلَمَةُ بْنُ شَبِيبٍ قَالَ سَلَمَةُ نَاوَقَالَ
الدَّارِمِيُّ أَنَا مَرْوَانُ وَهُوَ ابْنُ مُحَمَّدٍ الدِّمَشْقِيُّ
قَالَ نَاسِعِيدٌ وَهُوَ ابْنُ عَبْدِ الْعَزِيزِ عَنْ رِبْعَةَ
ابْنِ يَزِيدٍ عَنْ أَبِي إِدْرِيسَ الْخَوْلَافِيِّ عَنْ أَبِي
مُسْلِمٍ الْخَوْلَافِيِّ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ الْحَبِيبِ الْأَمِينُ
أَقَامُوا فَحَبِيبٌ إِلَى دَامَا هُوَ عِنْدِي هُوَ
فَأَمِينٌ عَوْنُ بْنُ مَالِكٍ الْأَشْجَعِيُّ رَضِيَ اللَّهُ
تَعَالَى عَنْهُ قَالَ كُنَّا عِنْدَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَسْمَةً أَوْ ثَمَانِيَةً أَوْ سَبْعَةً
فَقَالَ لَا تَبَايَعُونَ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ وَكُنَّا حَدِيثَ عَهْدٍ بِبَيْعَةٍ فَقُلْنَا قَدْ بَايَعْنَاكَ
يَا رَسُولَ اللَّهِ فَقَالَ لَا تَبَايَعُونَ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى
اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْنَا قَدْ بَايَعْنَاكَ يَا رَسُولَ
اللَّهِ ثُمَّ قَالَ لَا تَبَايَعُونَ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ فَتَبَسُّطْنَا أَيْدِيَنَا وَقُلْنَا قَدْ
بَايَعْنَاكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ فَعَلَامَ تَبَايَعُكَ قَالَ أَنْ
تَعْبُدَ اللَّهَ وَلَا تُشْرِكُوا بِهِ شَيْئًا وَالصَّلَاةَ
الْخَمْسَ وَتُطِيعُوا اللَّهَ وَآسَرَكَلِمَةً خَيْرِيَّةً
وَلَا تَسْأَلُوا النَّاسَ شَيْئًا أَفَلَدَدُ رَأَيْتَ بَعْضَ
أَوْلِيَّكَ الثَّمَرِ يَسْقُطُ سَوَاطِ أَحَدِهِمْ فَمَا
يَسْأَلُ أَحَدًا يَدَايِلُهُ أَيْتَاهُ.

حضرت موف بن مالک اشجعی رضی اللہ عنہ بیان کرتے
ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ہم نوراً آٹھ بیس
آدمی تھے۔ آپ نے فرمایا کیا تم اللہ کے رسول (صلی اللہ علیہ
وسلم) سے بیعت نہیں کرتے؟ اور ہم نے انہی دنوں آپ
سے بیعت کی تھی، ہم نے عرض کیا یا رسول اللہ! ہم تو آپ
سے بیعت کر چکے ہیں، آپ نے پھر فرمایا تم اللہ کے
رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) سے بیعت نہیں کرتے؟ ہم
نے عرض کیا یا رسول اللہ! ہم تو آپ سے بیعت کر چکے
ہیں۔ آپ نے فرمایا تم اللہ کے رسول (صلی اللہ علیہ وسلم)
سے بیعت نہیں کرتے؟ دعوت کہتے ہیں، ہم نے ہاتھ
بڑھادیے اور عرض کیا یا رسول اللہ! ہم تو آپ سے بیعت
کر چکے ہیں، اب کس چیز کی بیعت کریں؟ آپ نے فرمایا
اس بات کی کہ تم اللہ کی عبادت کرو گے اور اس کے ساتھ
کسی کو شریک نہیں بناؤ گے اور پانچ غازی پڑھو گے۔
اور اللہ تعالیٰ کی اطاعت کرو گے اور ایک بات آہستہ سے
فرمائی کہ لوگوں سے کسی چیز کا سوال نہیں کرو گے
میں نے اس جماعت کے بعض ساتھیوں کو دیکھا ان
کا (سواری سے) چابک گر جاتا تھا اور وہ کسی سے
اس کے اٹھا کر دینے کا سوال نہیں کرتے تھے

اس باب کی اکثر احادیث میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سوال
کرنے کی مذمت فرمائی ہے اور مسلمانوں کو اس بات پر ابھارا ہے

سوال کرنے کے جواز اور عدم جواز کا محمل

کہ وہ سوال کرنے سے حتی الامکان گریز کریں، علامہ نووی کہتے ہیں: علماء کا اس بات پر اتفاق ہے کہ بلا ضرورت سوال
کرنا حرام ہے اور جو شخص کمانے پر قادر ہو اس کے بارے میں دو قول ہیں ایک قول یہ ہے کہ اس کا سوال کرنا حرام

بَابُ ۲۹۹ مَنْ يَحِلُّ لَهُ الْمَسْئَلَةُ

سوال کرنے کا جواز

۲۳۰۰ - حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى وَ قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ كِلَاهُمَا عَنْ حَمَّادِ بْنِ زَيْدٍ قَالَ يَحْيَى أَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ هَارُونَ بْنِ رَبَاطٍ قَالَ حَدَّثَنِي كَنَانَةُ بْنُ نَعِيمٍ الْعَدَوِيُّ عَنْ قَبِيصَةَ بْنِ قَهَارٍ وَ الْهَدَلِيِّ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ قَالَ تَحَدَّثْتُ حَمَّادًا فَأَخْبَنِي رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَسْأَلُهُ فِيهَا فَقَالَ أَقْبِرْ حَتَّى تَأْتِيَنَا الصَّدَقَةُ فَنَأْمُرُكَ بِهَا قَالَ ثُمَّ قَالَ يَا قَبِيصَةُ إِنَّ الْمَسْئَلَةَ لَا تَحِلُّ إِلَّا لِأَحَدٍ ثَلَاثَةٍ رَجُلٍ تَحْتَلُ حَمَالَةً فَحَلَّتْ لَهُ الْمَسْئَلَةُ حَتَّى يُصِيبَهَا ثُمَّ يُنْسِكَ وَ رَجُلٍ أَصَابَتْهُ جَانِحَةٌ ابْتِغَاءَ حَتِّ مَالِهِ فَحَلَّتْ لَهُ الْمَسْئَلَةُ حَتَّى يُصِيبَ قَوْمًا مِنْ عَيْشٍ أَوْ قَالَ سِدَادًا مِنْ عَيْشٍ وَ رَجُلٍ أَصَابَتْهُ فَاقَةٌ حَتَّى يَقُومَ ثَلَاثَةٌ مِنْ ذَوِي الْحِجْبِ مِنْ قَوْمِهِ لَقَدْ أَصَابَتْ فُلَانًا فَاقَةٌ فَحَلَّتْ لَهُ الْمَسْئَلَةُ حَتَّى يُصِيبَ قَوْمًا مِنْ عَيْشٍ أَوْ قَالَ سِدَادًا مِنْ عَيْشٍ فَمَا سَوَاهُنَّ مِنَ الْمَسْئَلَةِ يَا قَبِيصَةُ سَمِعْتُ يَا كُلُّهَا صَاحِبَهَا سَمِعْتُ -

حضرت قبیسہ بن قہارق ہلالی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: میں ایک بڑی رقم کا مقروض ہو گیا تھا، میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا تاکہ آپ سے اس کے متعلق سوال کروں، آپ نے فرمایا اس وقت تک ہم سے پاس ٹھہرو جب تک صدقہ کا مال آجائے، ہم اس میں سے تمہیں دینے کا حکم کریں گے پھر فرمایا اے قبیسہ! تین شخصوں کے علاوہ اور کسی کے لیے سوال کرنا جائز نہیں ہے، ایک وہ شخص جو مقروض ہو اس کے لیے اتنی مقدار کا سوال جائز ہے جس سے اس کا قرض ادا ہو جائے، اس کے بعد وہ سوال سے رک جائے، دوسرا وہ شخص جس کے مال کو کوئی آفت ناگہانی پہنچی ہو جس سے اس کا مال تباہ ہو گیا ہو، اس کے لیے اتنا سوال کرنا جائز ہے جس سے اس کا گزارہ ہو جائے، تیسرا وہ شخص جو فاقہ زدہ ہو اور اس کے قبیلہ کے تین غنم ادا می اس بات پر گواہی دیں کہ واقعی یہ فاقہ زدہ ہے تو اس کے لیے بھی اتنی مقدار کا سوال کرنا جائز ہے جس سے اس کا گزارہ ہو جائے، اور اے قبیسہ ان تین شخصوں کے علاوہ سوال کرنا حرام ہے اور جو ان کے علاوہ کسی اور صورت میں سوال کر کے کھاتا ہے وہ حرام کھاتا ہے۔ (المیاز باللہ)

پیشہ ور گداگر | مقروض کے لیے ادائیگی قرض کے واسطے سوال کی اجازت اس وقت ہے جب اس نے کسی جائز ضرورت کی وجہ سے قرض لیا ہو اگر کسی گناہ کی خاطر قرض لیا ہے تو سوال کی اجازت نہیں، فاقہ زدہ کے لیے اس کی قوم کے تین ذی عقل آدمیوں کی گواہی بطور استجاب ہے درنہ دو آدمیوں کی گواہی بھی کافی ہے۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ پیشہ ور گداگری اسلام میں ناجائز ہے اور اسلامی حکومت پر فرض ہے کہ پیشہ ور گداگروں کے خلاف قانونی کارروائی کرے۔ آج کل بعض لوگ مصنوعی طور پر اور بعض عداً مزدور بن جاتے ہیں اور اپنے ہاتھ پیر خراب کر کے ایسی وضع اختیار کرتے ہیں کہ دیکھنے والوں کو ترس آئے اور زیادہ سے زیادہ بھیک ملے ایمان کے بعد سب سے بڑی نعمت سلامتی اعضاء ہے یہ لوگ اللہ تعالیٰ کی اس نعمت کو ضائع کرتے ہیں اور کفران نعمت کے مرتکب ہوتے ہیں۔ بعض لوگ میک اپ کا سہارا لے کر مصنوعی بیماریاں ظاہر کرتے ہیں اور مسلمانوں کو دھوکا دیتے ہیں، بعض مصنوعی طور پر نابینا یا

کے لیے عظیم بشارت ہے ہر چند کہ موجب کلیہ کا عکس موجب کلیہ لازم نہیں ہے لیکن کلیت کے خلاف ہی نہیں ہے بلکہ کلیت
ناطق اور کل ناطق انسان اور میں اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم پر کبر و سرور کے عکس کلی ہی کا گمان رکھتا ہوں۔ واما
عند ظن عبدی فی۔

انما انا قاسم کی تشریح | اس باب کی حدیث نمبر ۲۲۸۸ میں ہے انما انا قاسم واللہ يعطی شیخ
کشمیری اس حدیث کی شرح میں لکھتے ہیں کہ حقیقت میں دینے والا بھی اللہ تعالیٰ ہے
اور تقسیم کرنے والا بھی اللہ تعالیٰ ہے اور ظاہر اور صورت دینے والے بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں اللہ تقسیم کرنے
والے بھی آپ ہیں اور یہاں ظاہر ہی مراد ہے کیونکہ تمام لوگوں کی نظر حقیقت کی طرف منتقل نہیں ہوتی اور صرف میں بھی
ظاہر ہی کا اعتبار ہوتا ہے۔ اب سوال یہ ہے کہ جب ظاہر کے اعتبار سے دینے والے بھی حضور اور تقسیم کرنے والے بھی
حضور تو آپ نے عطا کی نسبت اللہ کی طرف اور تقسیم کی نسبت اپنی طرف کیوں کی اس کا جواب یہ ہے کہ عطا کا ترجمہ
تقسیم سے بلند ہوتا ہے اس لیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قواسماً اللہ تعالیٰ کی طرف عطا کی نسبت کی اور اپنی
طرف تقسیم کی نسبت کی ہے۔

راہ کر آپ کیا چیز تقسیم کرتے ہیں علامہ عینی نے یہاں طویل بحث کی ہے اور یہ ثابت کیا ہے کہ علم اور مال
دونوں چیزیں اللہ تعالیٰ دیتا ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تقسیم کرتے ہیں اور لوگوں میں علم اور مال کے اعتبار
سے جو کمی بیشی ہے وہ اللہ تعالیٰ کی عطا کی جہت سے ہے کیونکہ آپ تو صرف تقسیم کرنے والے ہیں اور یہ بھی
بعید نہیں کہ عزت و شرف مال و دولت، علم و حکمت و غریبہ ہر نعمت دیتا اللہ تعالیٰ ہے اور تقسیم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
کرتے ہیں کیونکہ آپ ہر نعمت کے حصول کی واسطہ عظمیٰ ہیں۔
ملاحظہ تباری رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

ای العلم والغنیمة ونحوهما وقیل
البشارة للصالح والنداء للظالم
ویمکن ان تكون قسمة الدرجات
والدرجات مفوضة الیہ صلی اللہ علیہ و
سلم ولا منہ من الجمع کما یدل علیہ حذف
المفعول لتذهب انفسهم کل المذهب
ویشرب کل واحد من ذلک
المشرب۔ ۳۵

آپ علم اور مال غنیمت اور اس جیسی چیزیں تقسیم
فرماتے ہیں اور کہا گیا ہے کہ نیک لوگوں کو بشارت
اور بدکاروں کو وعید کی تقسیم کرتے ہیں اور یہ بھی ممکن ہے
کہ بلندیوں اور پستیوں کی تقسیم بھی آپ کی طرف مفعول ہر
اور ان تمام معانی کے ارادہ کرنے سے بھی کوئی مانع نہیں
ہے جیسا کہ اس بات پر مفعول کا محذوف کرنا دلالت کرتا
ہے تاکہ ہر شخص اپنے ذوق کے مطابق کہہ سکے کہ اللہ تعالیٰ
یہ چیز دیتا ہے اور حضور اس کو تقسیم کرتے ہیں۔

۱۔ شیخ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ، فیض الباری ج ۱ ص ۱۷۱، مطبوعہ مطبع مجازی قاہرہ مصر الطبعة الاولى ۱۳۵۷ھ۔

۲۔ علامہ بدر الدین عینی حنفی متوفی ۸۵۵ھ، حمة القاری ج ۲ ص ۱۵۵ مطبوعہ ادارة الطباعة المنيرية مصر ۱۳۴۸ھ۔

۳۔ ملاحظہ تباری حنفی متوفی ۱۰۱۴ھ، مرقاۃ ج ۹ ص ۱۰۵ مطبوعہ مکتبہ امدادیہ ملتان، ۱۳۹۲ھ۔

كَانَ ابْنُ عَمَرَ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُمَا لَا يَسْأَلُ أَحَدًا شَيْئًا وَلَا يَرُدُّ شَيْئًا أُعْطِيَهُ.

۲۳۰۳ - وَحَدَّثَنِي أَبُو الطَّاهِرِ قَالَ أَنَا ابْنُ

وَهْبٍ قَالَ قَالَ عُمَرُو وَحَدَّثَنِي ابْنُ شَهَابٍ بِمِثْلِ

ذَلِكَ عَنِ الشَّائِبِ بْنِ يَزِيدٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ ابْنِ

السَّعْدِيِّ عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى

عَنْهُ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

۲۳۰۴ - حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ سَأَلْتُ

لَيْثًا عَنْ بُكَيْرٍ عَنْ بُسْرِ بْنِ سَعِيدٍ عَنِ ابْنِ

الْعَاصِمِ بْنِ الْمَازِيكِ أَنَّهُ قَالَ اسْتَعْمَلَنِي عُمَرُ

بْنُ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ عَلَى الصَّدَقَةِ

فَلَمَّا قَرَعْتُ مِنْهَا وَأَذَيْتُهَا إِلَيَّ أَمَرَنِي بِعَمَالَةٍ

فَقُلْتُ إِنَّمَا عَمِلْتُ لِلَّهِ وَأَجْرِي عَلَى اللَّهِ فَقَالَ

خَذْ مَا أُعْطِيتَ فَإِنِّي عَمِلْتُ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ

اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَعَمَلَنِي فَقُلْتُ مِثْلَ

قَوْلِكَ فَقَالَ لِي رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

إِذَا أُعْطِيتَ شَيْئًا مِنْ غَيْرِ أَنْ تَسْأَلَ

فَكُلُّ وَتَصَدَّقْ.

۲۳۰۵ - وَحَدَّثَنِي هَارُونُ بْنُ سَعِيدٍ الْأَبْلِيُّ

قَالَ أَنَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ أَخْبَرَنِي عُمَرُو بْنُ الْخَطَّابِ

عَنْ بُكَيْرِ ابْنِ الْأَشَجِّ عَنْ بُسْرِ بْنِ سَعِيدٍ عَنِ ابْنِ

السَّعْدِيِّ أَنَّهُ قَالَ اسْتَعْمَلَنِي عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ

رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ عَلَى الصَّدَقَةِ بِمِثْلِ حَدِيثِ

الَّذِي

ایک اور سند سے بھی ایسی ہی روایت منقول ہے۔

ابن الساعدی مالکی بیان کرتے ہیں کہ مجھے حضرت

عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے صدقات وصول کرنے کا عامل بنادیا،

جب میں اس سے فارغ ہوا اور مال لا کر انھیں دیا تو حضرت

عمر نے مجھے اجرت دینے کا حکم فرمایا۔ میں نے

کہا کہ میں نے یہ کام اللہ کے لیے کیا ہے اور میرا اجر اللہ

پر ہے۔ حضرت عمر نے کہا جو تمہیں دیا جائے وہ سب رسول

اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد میں ایک بار میں عامل تھا حضور

نے مجھے اجرت دی، میں نے تمہاری طرح کہا تو رسول اللہ

صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تمہیں کوئی چیز بغیر سال کے

دی جائے تو کھا لیا کرو اور صدقہ بھی دیا کرو۔

ایک اور سند سے بھی منقول ہے ابن الساعدی بیان

کرتے ہیں کہ مجھے حضرت عمر نے صدقات کا عامل بنایا اس

کے بعد حسب سابق ہے۔

جب کسی شخص کو اس کے مانگنے کے بغیر کوئی عطیہ دیا جائے تو اس کا لینا جائز

ہے یا نہیں؟ اس میں متعدد اقوال ہیں اگر وہ عطیہ حاکم کے علاوہ کسی اور نے

دیا ہے اور اس کے پیچھے کسی ناجائز کام کی تحریک اور ترغیب نہیں ہے تو اس کا لینا مستحب ہے، اور اگر حاکم کا عطیہ ہے

تو بعض علماء نے اس کے لینے کو مباح قرار دیا ہے بعض نے مکروہ اور بعض نے حرام، صحیح بات یہ ہے کہ اگر کسی قومی

ملی اور دینی خدمت کے عوض حکومت کچھ دیتی ہے تو اس کا لینا مستحب ہے جیسے نشان حیدر، ہلال قائد اعظم، ستارہ

حکومت کے عطیات کا حکم

لکڑے بن جاتے ہیں ایسے تمام لوگوں کو گرفتار کر کے سنت سزا دینی چاہیے تاکہ اسی طرح پیش کی دوسری باتیں بھی چھوڑ
گداگری کی سنت کا خاتمہ ہو۔

بَابُ جَوَائِزِ الْاِخْذِ بِغَيْرِ سَوْالٍ وَلَا تَطَلُّعٍ

بغیر سوال کے لینے کا جواز

حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مجھے کچھ عطا کرتے تو میں کہہ دیکرتا
تھا کہ جو مجھ سے زیادہ ضرورت مند ہو اسے دیدی جتنی کہ
ایک بار آپ نے مجھے کچھ مال دیدی میں نے عرض کیا جو شخص
مجھ سے زیادہ ضرورت مند ہو اسے دیدی۔ رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ ہے تو اس مال میں سے تمہارے
پاس جو بغیر طرح اور سوال کے آیا کرے اس کو لے لیا کرو۔
اور جو اس طرح نہ آئے اس کا عیال دیکر دے۔

۲۳۰۱۔ وَحَدَّثَنَا هَارُونُ بْنُ مَعْرُوفٍ
قَالَ نَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ وَهَبٍ - وَحَدَّثَنِي حَزْمَةُ
بْنُ يَحْيَى قَالَ أَنَا ابْنُ وَهَبٍ قَالَ أَخْبَرَنِي يُونُسُ
عَنْ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ
عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ عَنْ أَبِيهِ قَالَ سَمِعْتُ
عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ يَقُولُ قَدْ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى
اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُعْطِينِي الْعَطَاءَ فَأَدُولُ أُعْطِيهِ
أَفْقَرُ إِلَيْهِ مَتَى حَتَّى أَعْطَانِي مَرَّةً مَا لَا أَفْقَلْتُ
أُعْطِيهِ أَفْقَرُ إِلَيْهِ مَتَى فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى
اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خُذْهُ وَمَا جَاءَكَ مِنْ هَذَا
الْمَالِ وَأَنْتَ غَيْرُ مُشْرِفٍ وَلَا سَائِلٍ فَخُذْهُ
وَمَا لَا فَلا تَتَّبِعُهُ نَفْسَكَ .

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں
کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت عمر بن الخطاب کو کچھ مال
دیا کرتے تھے، حضرت عمر رضی اللہ عنہ عرض کرتے یا رسول اللہ
کسی ایسے شخص کو عنایت فرمائیے جو مجھ سے زیادہ ضرورت
مند ہو، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس مال کو لے
کر اس سے فائدہ حاصل کر دیا کسی کو صدقہ کر دو اور تمہارے
پاس جب یہ مال آئے اور تمہیں اس کی طرح ہر نہ تم نے اس کا
سوال کیا ہو تو لے لیا کرو اور جو اس طرح نہ ہو اس کا عیال
نہ کیا کرو، سالم کہتے ہیں اسی وجہ سے حضرت ابن عمر رضی اللہ
عنہما کسی سے سوال نہیں کرتے تھے اور اگر کوئی چیز دیتا تو
اس کو رد نہیں کرتے تھے۔

۲۳۰۲۔ وَحَدَّثَنِي أَبُو نَظَاهِرٍ قَالَ نَا ابْنُ
وَهَبٍ قَالَ أَخْبَرَنِي عَمْرُو بْنُ الْحَارِثِ عَنْ
ابْنِ شِهَابٍ عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ
رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُعْطِي عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ رَضِيَ
اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ الْعَطَاءَ فَيَدُولُ لَهُ عُمَرُ أُعْطِيهِ
يَا رَسُولَ اللَّهِ أَفْقَرُ إِلَيْهِ مَتَى فَقَالَ لَهُ رَسُولُ
اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خُذْهُ فَتَمَوَّلْهُ أَوْ
تَصَدَّقْ بِهِ وَمَا جَاءَكَ مِنْ هَذَا الْمَالِ وَأَنْتَ
غَيْرُ مُشْرِفٍ وَلَا سَائِلٍ فَخُذْهُ وَمَا لَا فَلا
تَتَّبِعُهُ نَفْسَكَ قَالَ سَالِمٌ فَمِنْ أَجْلِ ذَلِكَ

عَنْهُ أَنَّ نَبِيَّ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يَمْثِلُ
۲۳۱۰ - وَحَدَّثَنَا ابْنُ الْمُثَنَّى وَابْنُ بَشَّارٍ
قَالَا نَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ قَالَ نَا هُشَيْبٌ قَالَ سَمِعْتُ
قَتَادَةَ يُحَدِّثُ عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ
عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَنْحُوهُ -

۲۳۱۱ - وَحَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى وَسَعِيدُ بْنُ
مَنْصُورٍ وَقُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ يَحْيَى أَنَا وَقَالَ
الْأَخْرَاقِيُّ نَا أَبُو عَوَانَةَ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسٍ
رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى
اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَوْ كَانَ لِابْنِ آدَمَ وَادِيَانِ
مِنْ مَالٍ لَدَيْتُنِي وَادِيَا ثَلَاثًا وَلَا يَمْلَأُ جُوفَ
ابْنِ آدَمَ إِلَّا الْتِرَابُ وَيَتُوبُ اللَّهُ عَلَى مَنْ تَابَ -
۲۳۱۲ - وَحَدَّثَنَا ابْنُ الْمُثَنَّى وَابْنُ بَشَّارٍ قَالَ
ابْنُ الْمُثَنَّى نَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ قَالَ أَنَا شُعْبَةُ قَالَ
سَمِعْتُ قَتَادَةَ يُحَدِّثُ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ
تَعَالَى عَنْهُ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ يَقُولُ فَلَا أَدْرِي أَشَيْءٌ أَنْزَلَ أَمْرُ شَيْءٍ
كَانَ يَقُولُهُ بِمِثْلِ حَدِيثِ أَبِي عَوَانَةَ -

۲۳۱۳ - وَحَدَّثَنَا ثَنَا حَرْمَلَةُ بْنُ يَحْيَى قَالَ أَنَا
ابْنُ وَهْبٍ قَالَ أَخْبَرَنِي يُونُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ
عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ عَنْ رَسُولِ
اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَالَ لَوْ كَانَ
لِابْنِ آدَمَ وَادِيَانِ وَادِيَانِ ذَهَبٍ أَحَبَّ إِلَيْهِ وَادِيَا
أَخْرَاقٍ لَمْ يَمْلَأْ فَكَانَ إِلَّا التُّرَابُ وَاللَّهُ يَتُوبُ
عَلَى مَنْ تَابَ -

۲۳۱۴ - وَحَدَّثَنَا ثَنَا زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ وَهَارُونُ
بْنُ عَبْدِ اللَّهِ قَالَا نَا حَجَّاجُ بْنُ مُحَمَّدٍ عَنِ ابْنِ
جُرَيْجٍ قَالَ سَمِعْتُ عَطَاءً يَقُولُ سَمِعْتُ ابْنَ
عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُمَا يَقُولُ سَمِعْتُ رَسُولَ

ایک اور سند کے ساتھ بھی حضرت انس سے
ایسی ہی روایت منقول ہے۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر ابن آدم کے لیے مال کی دو
واہیاں ہوں تو وہ تیسری واہی تلاش کرے گا اور ابن آدم کا
پیٹ مٹی کے سوا کسی چیز سے نہیں بھرتا اور اللہ تعالیٰ توبہ
کرنے والے کی توبہ قبول فرماتا ہے۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ
میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا اور مجھے یہ
پتا نہیں کہ آپ پر وہ بات نازل ہوئی تھی یا آپ از خود فرما
رہے تھے۔ اس کے بعد حسب سابق روایت ہے۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں
کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر ابن آدم کے
پاس ایک سونے کی واہی ہو تو وہ چاہے گا کہ اسے ایک
اور واہی بھی مل جائے اور مٹی کے سوا اور کوئی چیز اس کا
منہ نہیں بھر سکتی اور جو توبہ کرے اللہ تعالیٰ اس کی توبہ
قبول فرماتا ہے۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر ابن آدم کے پاس مال سے
بھری ہوئی ایک واہی ہو تو وہ چاہے گا کہ اس جیسی ایک
اور ہو اور ابن آدم کے نفس کو مٹی کے سوا اور کوئی چیز نہیں

خدمت اور ستارہ جرات وغیرہ ہیں۔ اور اگر سیاسی رشوت کے طور پر کچھ دیا جائے ہے عدالت پر مٹا دینا اور مختلف چیزوں کے لائسنس اور ٹیکے وغیرہ، جن کے عوض حکومت ان چیزوں کے بدلہ میں ان سے کوئی کام ہاسچا ہے مثلاً ایکسچینج میں شرکت کے لیے کنزینسنگ یا حکومت کے ہر اقدام کی حمایت کرنا اور عوام کے ورثہ خریدنا، اس کی تفصیل یہ ہے کہ یہ عطیات اگر کسی مکروہ کام کی تائید میں ہوں تو عطیہ مکروہ ہے اور حرام کام کی تائید میں ہوں تو حرام ہے اور اگر یہ عطیات سیاسی نوازشات اور تالیف قلوب کی وجہ سے ہوں جیسے حکومت کا کچھ لوگوں کو راج اور عسکرہ پھر یا غیر ملکی دودلوں پر بھیجتا سیرت کانفرنس میں مدعو کرنا تو یہ عطیات از قبیل مباح ہیں۔

حرص دنیا کی مذمت

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بڑے آدمی کا دل دو چیزوں کی محبت میں جواں ہوتا ہے، زندگی کی محبت اور مال کی۔

بَابُ كَرَاهَةِ الْحَرَصِ عَلَى الدُّنْيَا

۲۳۰۶۔ حَدَّثَنَا زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ سَمِعْتُ سَفْيَانَ بْنَ عُيَيْنَةَ عَنْ أَبِي الزُّرَّادِ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ يَبْلُغُ بِهِ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ قَلْبُ الْفَاسِقِ شَاثٌ عَلَى حُبِّ اثْنَتَيْنِ حُبِّ النَّفْسِ وَالْمَالِ۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بڑے آدمی کا دل دو چیزوں کی محبت میں جواں ہوتا ہے، لمبی زندگی اور مال کی محبت۔

۲۳۰۷۔ وَحَدَّثَنَا أَبُو الْقَاسِمِ وَحَزْمَةُ قَالَ نَافِعُ بْنُ وَهَبٍ عَنْ يُونُسَ بْنِ أَبِي شَيْبَةَ عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ قَلْبُ الْفَاسِقِ شَاثٌ عَلَى حُبِّ اثْنَتَيْنِ طُولِ الْحَيَاةِ وَحُبِّ الْمَالِ۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ایمان آدم بڑھا ہوا جاتا اور اس کی دو خصلتیں جواں ہر باقی ہیں مال کی حرص اور عمر کی حرص۔

۲۳۰۸۔ وَحَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى وَسَعِيدُ بْنُ مَنْصُورٍ وَفُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ كُلُّهُمْ عَنْ أَبِي عَوَّادَةَ قَالَ يَحْيَى أَنَا أَبُو عَوَّادَةَ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَهْمُ مَوْلَانِ أَدَمَ وَيَشِبُّ مِنْهُ اثْنَتَانِ الْحِرْصُ عَلَى الْمَالِ وَالْحِرْصُ عَلَى الْعَمَلِ۔

ایک اور سند کے ساتھ بھی حضرت انس سے حسب سابق روایت ہے۔

۲۳۰۹۔ وَحَدَّثَنَا أَبُو غَسَّانَ الْمُسَيَّبِيُّ وَ مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى قَالَا نَأْمَعَاذُ بْنُ هَخَامٍ قَالَ حَدَّثَنَا أَبِي عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى

بَابُ فَضْلِ الْقَنَاعَةِ وَالْحَثِّ عَلَيْهَا

قناعت کی فضیلت

۲۳۱۶ - وَحَدَّثَنَا زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ وَابْنُ نُمَيْرٍ قَالَا سَمِعْنَا ابْنَ مَيْمُونَةَ عَنْ أَبِي الزِّنَادِ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَيْسَ الْفَقِيرِ عَنْ كَثْرَةِ الْعَرَضِ وَلَيْكِنِ الْغِنَى غِنَى النَّفْسِ .

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: غنا مال سے نہیں نفس کے استغناء سے حاصل ہوتا ہے۔

قناعت کی وضاحت | جو شخص مال رکھنے کے باوجود مال و دولت پر حرص نہیں ہو اور مال میں زیادتی کا طالب نہ ہو تو وہ اپنے مال کی وجہ سے مستغنی نہیں ہے بلکہ وہ زیادہ مال کا محتاج ہے لہذا وہ غنی نہیں ہے۔

غنی تب ہی ہوگا جب وہ مال و دولت سے مستغنی ہو جائے۔ مسلمان کی شان یہ ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی طرف محتاج رہے اور دنیا اور دنیا کی چیزوں سے بے نیاز رہے آج مال یہ ہے کہ لوگ بظاہر احکام خداوندی سے بے نیاز معلوم ہوتے ہیں اور دنیا کی طرف حد درجہ کے محتاج ہیں۔ خیال رہے کہ قناعت کا مطلب یہ نہیں ہے کہ مسابقت اور جدوجہد کو ترک کر دیا جائے اور آگے بڑھنے کی لگن کو ختم کر دیا جائے، اسلام اور اسلام کے احکام کی اشاعت و تبلیغ مسلمانوں کی اجتماعی فلاح اور ملک و قوم کی تعمیر و ترقی، وطن کی آزادی اور بقا اور استحکام، زراعت، صنعت، سائنس، ٹیکنالوجی اور دفاع کی ترقی میں تیز سے تیز تر گامزن رہنے اور اقوام عالم میں سب سے آگے بڑھنے کی دھن عین اسلامی تقاضا ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

وَأَنْتُمْ الْأَعْلَوْنَ إِنْ كُنْتُمْ مُؤْمِنِينَ (آل عمران: ۱۳۹) ”اگر تم کامل مومن رہے تو تم ہی سب سے غالب اور سب پر فائق رہو گے“ نیز فرمایا: وَاعْتَدُوا لِلْهِمَامِ اسْتَطَعْتُمْ مِنْ قُوَّةٍ وَمِنْ رِبَاطِ الْخَيْلِ تُرْهِبُونَ بِهِ عَدُوَّ اللَّهِ وَعَدُوَّكُمْ (الأنفال: ۶۰) ”کفار سے مقابلہ کے لیے جس قدر ہنر پڑے قوت حاصل کرو اور جتنے گھوڑے باندھ سکو (باندھ لو) اور ان (پہنچاؤ) سے اپنے اور اللہ تعالیٰ کے دشمنوں کو ڈراؤ“

خلاصہ یہ ہے کہ اپنی ذاتی عیش و عشرت کی دوڑ و دوپ میں لگے رہنا غیر مستحسن ہے اور مزاج اسلام کے خلاف ہے اور مسلمانوں کی اجتماعی تعمیر و ترقی دین اسلام کے نکتہ کے لیے مصروف عمل رہنا عین مشاد اسلام ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور خلفاء راشدین نے جس طرح زندگیاں گزاری ہیں ان سے ہمیں یہی فکر ملتی ہے کہ ان کے شب و روز سادگی اور فقر و فاقہ میں بسر ہوتے اور ان کا شکر ہمیشہ کفار کی سرحدوں کے تقاب میں رہتا تھا۔

بَابُ التَّحْذِيرِ مِنَ الْإِعْتِرَافِ بِزِينَةِ الدُّنْيَا وَمَا يُبْسَطُ مِنْهَا

زینت دنیا سے فریب کھانے کی ممانعت

الدُّنْيَا وَمَا يُبْسَطُ مِنْهَا

۲۳۱۷ - وَحَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى قَالَ أَنَا

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں

اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم یَقُولُ لَوْ اَنَّ لِابْنِ
اَدَمَ مِیْلَةً وَاِدَمًا لَاحَبَّتْ اَنْ یَّکُونَا لِیْہِ
مِثْلُہُ وَلَا یَسْتَلِیْ نَفْسُ ابْنِ اَدَمَ لَآ اَلْعَرَابَ
وَاللّٰہُ یُحِبُّ عَلٰی مَنْ تَابَ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ
رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا فَلَا اَدْرِیْ اَمِنْ الْقُرْآنِ
ہُوَ اَمْ لَا قَالَ وَفِیْ رِوَاۓ زُہَیْرٍ قَالَ فَلَا اَدْرِیْ
اَمِنْ الْقُرْآنِ لَمْ یَذْکُرْ ابْنُ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا۔

۲۳۱۵۔ حَدَّثَنَا یَحْیٰ سُوَیْدُ بْنُ سَعِیْدٍ قَالَ سَأَلْتُ
عَلِیَّ بْنَ مُسْہِرٍ عَنْ دَاوُدَ عَنْ اَبِیْ حَزْبٍ عَنْ اَبِی
الْاَسْوَدِ عَنْ اَبِیہِ قَالَ بُعِثَ اَبُو مُوسٰی الْاَقْصَرِیُّ
رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ اِلٰی قَرَّاءٍ مِنْ اَهْلِ الْبَصْرَةِ
فَدَخَلَ اِلَیْہِ ثَلَاثُ مِائَتٍ رَجُلٍ قَدْ قَرَأُوا
الْقُرْآنَ فَقَالَ اَنْتُمْ حِیَا رَاہِلِ الْبَصْرَةِ وَ
قَرَأُوْهُمُ فَاتْلُوْهُ وَلَا یَطْوُلَنَّ عَلَیْکُمْ الْاَمَدُ
فَتَقَسَّوْا قُلُوْبُکُمْ کَمَا قَسَتْ قُلُوْبُ مَنْ کَانَ
قَبْلَکُمْ وَاِنَّا کُنَّا نَقْرَأُ سُورَةً کُنَّا نُنْشِئُہَا فِی الْقَوْلِ
وَالشَّذَّ وَیَبْرَأُہَا فَانْیَسِیْتُہَا غَیْرَ اَنْیَ قَدْ حَفِظْتُ
مِنْہَا لَوْ کَانَ لِابْنِ اَدَمَ وَادِیَانِ مِنْ قَالٍ لَا یَنْبِیْ
وَادِیَا ثَالِثًا وَلَا یَحِلُُّ جَوْفَہِ ابْنِ اَدَمَ اِلَّا التَّرَابُ
وَكُنَّا نَقْرَأُ سُورَةً کُنَّا نُنْشِئُہَا بِاَحْدِی الْمُسْتَقَابَاتِ
فَا نُسِیْتُہَا غَیْرَ اَنْیَ قَدْ حَفِظْتُ مِنْہَا یَا اَیُّہَا
الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لِمَ تَقُولُوْنَ مَا لَا تَفْعَلُوْنَ فَتُکْتَبُ
لَہُمْ ذٰلِکَ فِیْ اَعْنَآفِکُمْ لَنْتَسَآ لُوْنَ عَنْہَا یَوْمَ
الْقِیَامَةِ۔

بہر سکتی، اور جو قبیلہ کسی مذہبی اس کا تعلق نہ ہو،
حضرت ابی عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں مجھے پتا نہیں کہ
قرآن سے ہے یا نہیں۔ زہیر کی روایت میں ہے کہ ابی بابہ
نے یہ الفاظ نہیں کہے کہ میں نہیں جانتا یہ قرآن سے ہے یا
نہیں۔

حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے بعروہ کے قریب
کو بلوایا قرآن کے پاس تین سو ایسے شخص آئے جو قرآن مجید
پڑھ چکے تھے، حضرت ابو موسیٰ نے کہا تم اہل بعروہ میں
سب سے بہتر ہو اور اسے قرآن پڑھنے والو! تم قرآن
مجید پڑھتے رہو، کہیں زیادہ مدت گزر جانے سے
تمہارے دل سخت نہ ہو جائیں جیسا کہ تم سے پہلے لوگوں
کے دل سخت ہو گئے تھے، ہم ایک سورت پڑھتے تھے
جو طویل اور شدت میں سورہ توبہ کے برابر تھی، مجھے وہ
سورت بھلا دی گئی، البتہ اس کی اتنی بات یاد رہی کہ ابن
آدم کے لیے مال کی دو وادیاں ہوں تو وہ دوسری کی خواہش
کے گا اور ابن آدم کا پیٹ مٹی کے سوا اور کوئی چیز
نہیں بہرتی، اور ہم ایک اور سورت بھی پڑھا کرتے تھے
جو مستحبات (جو سورت سچ سے شروع ہو) میں سے کسی
ایک سورت کے برابر تھی وہ بھی مجھے بھلا دی گئی، البتہ
اس میں سے مجھے اتنا یاد ہے (ترجمہ) اسے ایساں والو!
تم وہ بات کیوں کہتے ہو جس کو خود نہیں کرتے، تمہاری
گردنوں میں شہادت کھدکا جائے گی اور قیامت کے دن
تم سے اس کے متعلق پوچھا جائے گا۔

(ف) اس باب کی احادیث میں دنیا کی محبت اور کثرت مال کی حرص کی مذمت بیان کی گئی ہے، اور سورت بھلا دی جانے کی
تحقیق اور اس مسئلہ میں ڈاکٹر غلام جیلانی برق کے اعتراضات اور ان کے جوابات ہم اس سے پہلے تفصیل کے ساتھ کتاب
اسلوۃ میں بیان کر چکے ہیں۔

اور لید اور پیشاب کرتے ہیں، یہ مال دنیا بھی سرسبز اور میٹھا ہے جو شخص اس مال کو اپنے حق کے مطابق لے گا اور اس کو اس کے صحیح مصرف میں خرچ کرے گا تو یہ اچھی مشقت ہے اور جو مال کو ناحق لے گا تو وہ اس جانور کی طرح ہے جو کھاتا ہے اور میر نہیں ہوتا۔

اُمْتَدَّتْ حَاضِرَتَاہَا اسْتَقْبَلَتِ الشَّمْسُ ثُمَّ اُبْكَرَتْ وَبَالَتْ وَكَلَطَتْ ثُمَّ عَادَتْ فَاَكَلَتْ اِنَّ هَذَا الْمَالَ خَوِیْرٌ وَّحُلُوٌّ فَمَنْ اَخَذَ مِنْهُ حَقِّہٖ وَوَصَلَّہٗ فِي حَقِّہٖ فَنِعْمَ الْمَعُوْنَةُ هُوَ وَ مَنْ اَخَذَ مِنْهُ بِغَيْرِ حَقِّہٖ كَانَ كَالَّذِیْ یَاْكُلُ وَلَا یَشْبَعُ۔

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم منبر پر رونق افروز تھے اور ہم بھی آپ کے گرد بیٹھے تھے، آپ نے فرمایا مجھے اپنے بعد تم پر میں چیز کا خدشہ اور خطرہ ہے وہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ تم پر دنیا کی زینت اور تروتازگی کے دروازے کھول دے گا! ایک شخص نے عرض کیا یا رسول اللہ کیا خیر کے سبب سے شر بھی آ سکتا ہے؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس کے جواب میں خاموش رہے، لوگوں نے اس شخص سے کہا: کیا سبب ہے کہ تم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کر رہے ہو اور آپ جواب نہیں دے رہے؟ حضرت ابوسعید کہتے ہیں کہ پھر ہم نے دیکھا آپ پر وحی نازل ہو رہی ہے، جب آپ مہموں پر آگئے تو آپ نے پسینہ پچھا پھر فرمایا: وہ سائل کہاں ہے؟ گویا کہ آپ نے اس کی تحسین کی پھر فرمایا خیر کے سبب سے شر نہیں آتا، فصل بیار جو ہنرہ اگاتی ہے تو وہ ہنرہ جانوروں کو مار دیتا ہے یا تریب المرگ کر دیتا ہے۔ سو ان جانوروں کے جو ہنرہ کھاتے ہیں حق کہ ان کی کونکھیں بھر جاتی ہیں پھر وہ دھوپ میں لیٹ کر لید اور پیشاب کرتے ہیں اس کے بعد پھر خرچہ شروع کر دیتے ہیں۔ یہ مال دنیا سرسبز اور میٹھا ہے اور مسلمان کا اچھا ساتھی ہے، اس مال کا جو حصہ مسکین، یتیم اور مسافر کو دیا اور جو اس مال کو ناحق لیتا ہے وہ اس جانور کی طرح ہے جو کھاتا ہے اور میر نہیں ہوتا اور یہ مال اس کے خلاف قیامت

۲۳۱۹۔ وَحَدَّثَنِیْ عَلِیُّ بْنُ حُجْرٍ قَالَ نَا سَمِعِلُ بْنُ اِبْرَاهِیْمَ عَنْ هِشَامِ صَاحِبِ الدَّسْتَوَانِیَّتِ عَنْ یَحْیٰی بْنِ اَبِیْ کَثِیْرٍ عَنْ هِلَالِ بْنِ اَبِیْ مِیْمُونَةَ عَنْ عَطَاءِ بْنِ یَسَّارٍ عَنْ اَبِیْ سَعِیْدٍ الْخُدْرِیِّ قَالَ جَلَسَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ عَلَی الْمُنْبَرِ وَجَلَسْنَا حَوْلَہٗ فَقَالَ اِنَّ مِتْنَا اَخَافُ عَلَیْکُمْ بَعْدَیْ مَا یَفْتَحُ اللّٰهُ عَلَیْکُمْ مِنْ زُہْرَةِ الدُّنْیَا وَزَیْنَتِہَا فَقَالَ رَجُلٌ اَوْ یَا قِیُّ الْخَیْرُ بِالْخَیْرِ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ فَسَكَتَ عَنْہُ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَقِیْلَ لَہٗ مَا شَأْنُکَ تُکَلِّمُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَلَا یُکَلِّمُکَ قَالَ وَمَا اَیْنَا اَنْہٗ یَنْزِلُ عَلَیْہِ فَاَخَافُ یُسَہِّ عَنْہُ الرَّحَصَاءُ وَقَالَ اَیُّ هَذَا السَّائِلُ وَکَانَ حَمِیْدًا فَقَالَ اِنَّہٗ لَا یَا قِیُّ الْخَیْرُ بِالْخَیْرِ وَ اِنَّ مِتْنَا یُنْبِتُ الرَّبِیْعُ یَقْتُلُ اَوْ یُلْمُ اِلَّا اَحَدًا الْخَضِرِ فَاَنْتَہَا اَكَلْتَ حَقَّ اِذَا اُمْتَدَّتْ حَاضِرَتَاہَا اسْتَقْبَلَتِ عَیْنُ الشَّمْسِ فَكَلَطَتْ وَبَالَتْ ثُمَّ رَدَعَتْ وَاِنَّ هَذَا الْمَالَ خَوِیْرٌ وَحُلُوٌّ وَنِعْمَ صَاحِبُ الْمُسْلِمِ هُوَ لَمَنْ اَعْطٰ مِنْهُ الْمُسْکِیْنَ وَالْیَتِیْمَ وَابْنَ السَّبِیْلِ اَوْ کَمَا قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَاِنَّہٗ مَنْ یَاْخُذُ مِنْهُ بِغَیْرِ حَقِّہٖ کَالَّذِیْ یَاْكُلُ وَلَا یَشْبَعُ وَ

الَّتِيَتْ مِنْ سَعِيدٍ وَحَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ
وَتَقَارَبَا فِي اللَّفْظِ قَالَ نَا كَيْتٌ عَنْ سَعِيدِ بْنِ
أَبِي سَعِيدٍ الْمُقْبِرِيِّ عَنْ عِيَاضِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ
بْنِ سَعِيدٍ أَنَّ سَمْعَةَ أَبَا سَعِيدٍ الْخُدْرِيَّ رَضِيَ اللَّهُ
تَعَالَى عَنْهُ يَقُولُ قَامَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ فَخَطَبَ النَّاسَ فَقَالَ لَا وَاللَّهِ مَا أَخَشَى
عَلَيْكُمْ أَيُّهَا النَّاسُ إِلَّا مَا يُخْرِجُ اللَّهُ نَكْمًا مِنْ
زَهْرَةِ الدُّنْيَا فَقَالَ رَجُلٌ يَا رَسُولَ اللَّهِ أَيَا قِي
الْخَيْرِ بِالشَّرِّ فَصَمَتَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَاعَةً ثُمَّ قَالَ كَيْفَ قُلْتَ قَالَ قُلْتُ
يَا رَسُولَ اللَّهِ أَيَا قِي الْخَيْرِ بِالشَّرِّ فَقَالَ لَهُ رَسُولُ
اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ الْخَيْرَ لَا يَأْتِي
إِلَّا بِخَيْرٍ أَوْ خَيْرٌ هُوَ إِنْ كُلُّ مَا يَنْبُتُ الرَّبِيعُ
يَقْتُلُ حَبَقًا أَوْ يُلْمُ إِلَّا الْكَلَةَ الْخَضِرَ أَكَلْتُ حَقِّي
إِذَا امْتَلَأَتْ خَاصَرَتَا هَا اسْتَقْبَلَتِ الشَّمْسُ
ثَلُطُتْ أَوْ بَالَتْ ثُمَّ اجْتَرَتْ فَعَادَتْ فَأَكَلْتُ
فَمَنْ يَأْخُذُ مَا لَا يَحِقُّهُ يَمَارُ لَهُ فِيهِ وَمَنْ يَأْخُذُ
مَا لَا يَغْنِيهِ حَقُّهُ فَشَلُّهُ كَمَثَلِ الذِّئْبِ يَأْكُلُ
وَلَا يَشْبَعُ.

۲۳۱۸ - حَدَّثَنَا أَبُو الطَّاهِرِ قَالَ أَنَا عَبْدُ اللَّهِ
بْنُ وَهَبٍ قَالَ أَخْبَرَنِي مَالِكُ بْنُ أَنَسٍ عَنْ زَيْدِ
ابْنِ أَسْلَمَ عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ
أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ أَخَوْفُ
مَا أَخَافَ عَلَيْكُمْ مَا يُخْرِجُ اللَّهُ نَكْمًا مِنْ زَهْرَةِ الدُّنْيَا
قَالُوا وَمَا زَهْرَةُ الدُّنْيَا يَا رَسُولَ اللَّهِ قَالَ بَرَكَاتُ الْأَرْضِ قَالُوا يَا رَسُولَ
اللَّهِ وَهَلْ يَأْتِي الْخَيْرُ بِالشَّرِّ قَالَ لَا يَأْتِي الْخَيْرُ
إِلَّا بِالْخَيْرِ لَا يَأْتِي الْخَيْرُ إِلَّا بِالْخَيْرِ لَا يَأْتِي الْخَيْرُ
إِلَّا بِالْخَيْرِ إِنْ كُلُّ مَا أَنْبَتَ الرَّبِيعُ يَقْتُلُ أَوْ
يُلْمُ إِلَّا الْكَلَةَ الْخَضِرَ فَإِنَّهَا تَأْكُلُ حَقِّي إِذَا

کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کمرے میں کھڑے ہوئے
فرمایا: اے لوگو! مجھ سے تمہارے حق میں دنیا
کے سوا اور کسی چیز کا خطرہ اور غم نہیں ہے جو اللہ تعالیٰ
نے تمہارے (استحسان کے) لیے پیدا کی ہے: ایک شخص
نے کہا: یا رسول اللہ! کیا خیر کے سبب سے شر آجائے گا؟ رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کچھ دیر خاموش رہے پھر فرمایا: تم نے
کیا کہا تھا؟ اس نے عرض کیا میں نے کہا تھا: یا رسول اللہ! کیا
خیر کے سبب سے شر آسکتا ہے؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: خیر
کے سبب سے خیر ہی ہوتی ہے۔ موسم بہار میں جب سبزہ اگتی ہے تو
وہ سبزہ جانوروں کو مار دیتا ہے یا قریب المرگ کہتا ہے سوا ان جانوروں کے
جو صرف سبزہ کھاتے ہیں وہ اس قدر کھا لیتے ہیں کہ ان کی
کوکھیں پھول جاتی ہیں اور وہ دھوپ میں بیٹھ کر لید یا پشاپ
کرتے ہیں پھر جگالی کرتے ہیں اور پھر چرنا شروع کر دیتے
ہیں جو شخص مال کو اپنے حق اور حق کے مطابق لے گا اس
کے مال میں برکت ہوگی اور جو شخص ناحق مال لے گا اس
جانور کی طرح ہے جو کھاتا ہے اور سیر نہیں ہوتا۔

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجھے تم لوگوں کے
بارے میں سب سے زیادہ دنیا کی ترد تا زکی کا غم ہے!
صحابہ نے عرض کیا: یا رسول اللہ! دنیا کی ترد تا زکی کیا ہے؟
آپ نے فرمایا زمین کی برکتیں۔ صحابہ نے عرض کیا: یا رسول
اللہ! کیا خیر کے سبب سے شر ہوتا ہے آپ نے تین بار فرمایا:
خیر کے سبب سے خیر ہی ہوتی ہے۔ موسم بہار میں جو چیزیں
اگتی ہیں تو وہ سبزہ جانوروں کو مار دیتا ہے یا قریب المرگ کہتا
ہے سوا ان جانوروں کے جو صرف سبزہ کھاتے ہیں وہ اس قدر کھا لے ہیں کہ ان
کی کوکھیں پھول جاتی ہیں پھر وہ دھوپ میں بیٹھ لگاتے ہیں

ابن شریک عن ابي عبد الله عن الحسن بن محبوب
عن عبد الله بن عمرو بن العاص رضي
الله تعالى عنهم ان رسول الله صلى
الله عليه وسلم قال جسد افضل
من اسلمه ومارى كفايا وفتحه الله
بما اتاه.

۲۳۲۳ - حدثنا ابو بكر بن ابي شيبة
وعمر بن القاعد و ابو سعيد الاشجعي قالوا نا
وكيع قال نا الا غمش ح وحدثني زهير
بن حرب قال نا محمد بن فضال عن ابيه
كلاهما عن عمار بن القفا عن ابي
ذرعة عن ابي هريرة رضي الله تعالى عنه
قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم
اللهم اجعل مارقا الى محمدي قوتا.

مطابق روزی دی گئی اور جسے اللہ نے ان چیزوں پر قانع بنا دیا جو اس
کو دی گئی ہیں۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”اے اللہ! محمد کو اتنی روزی دے
جو اس کی ضرورت پوری کر سکے۔“

فقر اور غنا | علماء کرام کے درمیان یہ مسئلہ بھی زیر بحث رہا ہے کہ فقر اور غنا میں کون سی صفت افضل ہے، بعض علماء
کہتے ہیں کہ فقر کا مال صبر ہے اور صبر کا ثواب سب سے زیادہ ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ”انما یوفی
الصابرون اجرهم بغير حساب (زمر: ۱۰)“ صرف صبر کرنے والوں کو بے حساب اجر دیا جاتا ہے۔ ”اس لیے فقیر
سب سے افضل ہے اور بعض علماء کہتے ہیں کہ غنا کا مال اللہ تعالیٰ کا شکر ہے اور شکر سب سے عظیم عبادت ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ”واست
تشکروا یوحنا لکم (زمر: ۷)“ اور اگر تم اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرو تو وہ تم سے راضی ہو جائے گا۔“ اور اللہ تعالیٰ
کا راضی ہونا ایسا مرتبہ اور درجہ ہے جس کے برابر کوئی درجہ نہیں ہے، اس لیے غنی شاکر فقیر صابر سے افضل ہے۔
ملا علی قاری کہتے ہیں کہ خواجہ عبید اللہ عمر قندی قدس سرہ سے کسی نے سوال کیا کہ فقیر صابر افضل ہے یا غنی شاکر افضل
ہے؟ آپ نے فرمایا افضل فقیر شاکر ہے۔ یعنی مال نہ ہونے پر صبر کرنا معمول کے مطابق عبادت ہے اور مال و دولت
پر شکر کرنا بھی معمول کے مطابق عبادت ہے ان میں سے کوئی عبادت بھی متفرد اور غیر معمول نہیں ہے بلکہ البتہ مال نہ ہر بندہ
ہو کا پیاسا ضرورت مند اور محتاج ہو اور پھر اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرے تو یہ ایک منفرد، خاص اور غیر معمولی عبادت ہے اس
یہ فقیر صابر اور غنی شاکر دونوں سے فقیر شاکر افضل ہے۔

امام لازمی کہتے ہیں کہ شعیق بن ابراہیم طنجی، عبد اللہ بن مبارک سے بھیس بدل کر ملاقات کے لیے
گئے، عبد اللہ بن مبارک نے پوچھا کہاں سے آئے ہو؟ کہا طنج سے، کہا کیا تم شعیق کو جانتے ہو؟ انہوں نے کہا ہاں!

يَكُونُ عَلَيْهِ شَهِيدًا يَوْمَ الْقِيَمَةِ۔

کے دن کو شہید ہو جائے گا۔

تشریح

جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مال دنیا کی وجہ سے مسلمانوں کے فتنہ میں پڑ جانے کا حکم دیا تو ہر ایک مسلمان نے اس کو بے وقوفی سے دیکھا۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جواب دیا کہ اگر اس مال کو میانہ روی سے خرچ کیا جائے تو غیر شرعی ہوگا اس پر ہر شخص مرتب ہو سکتا ہے؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جواب دیا کہ اگر اس مال کو میانہ روی سے خرچ کیا جائے تو غیر شرعی نہیں ہے لیکن اگر اس مال کو بے وقوفی سے خرچ کیا جائے تو شرعی ہے جس طرح موسم بہار کے سبزے کو بے وقوفی سے کاٹ دیا جائے، اسی طرح مال کو بے وقوفی سے خرچ کر دیا جائے۔

وحی خفی

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سائل کا جواب وحی نازل ہونے کے بعد دیا مگر جواب میں آپ نے جو کچھ فرمایا وہ قرآن مجید کی آیات نہیں تھیں۔ اس سے معلوم ہوا کہ آپ کی بیان کردہ احادیث بھی منزل من اللہ۔ اور وحی ہیں اور اس کو اصطلاح میں وحی خفی کہتے ہیں۔ اس پر ہم انشاء اللہ تفصیلی گفتگو کریں گے۔

سوال نہ کرنے، صبر، اور قناعت کی فضیلت

بَابُ فَضْلِ التَّعَفُّفِ وَالصَّبْرِ وَ

الْقَنَاعَةِ وَالْحَثِّ عَلَى كُلِّ ذَلِكَ

۲۳۲۰۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ عَنْ مَالِكِ بْنِ أَنَسٍ فِيمَا قُرِئَ عَلَيْهِ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَزِيدَ اللَّيْثِيِّ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ أَنَّ نَاسًا مِّنَ الْأَنْصَارِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ سَأَلُوا رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَعْطَاهُمْ ثُمَّ سَأَلُوهُ فَأَعْطَاهُمْ حَتَّى إِذَا انْعَمَ مَا عِنْدَهُ قَالَ مَا يَكُنْ عِنْدِي مِنْ خَيْرٍ فَتَنُّ أَوْ خَيْرٌ عَنْكُمْ وَمَنْ يَسْتَعِفِفْ يُعِفَّهُ اللَّهُ وَمَنْ يَسْتَغْنِ يُغْنِهِ اللَّهُ وَمَنْ يَسْرِ لِيَصْبِرْ لَا يَصْبِرْهُ اللَّهُ وَمَا أُعْطِيَ أَحَدٌ مِّنْ عَطَاءٍ خَيْرٌ وَأَوْسَعُ مِنَ الصَّبْرِ۔

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ انصار میں سے کچھ لوگوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا، آپ نے ان کو عطا کیا، پھر سوال کیا، آپ نے پھر عطا کیا حتیٰ کہ آپ کے پاس مال ختم ہو گیا پھر آپ نے فرمایا: میرے پاس جو بھی مال ہو گا میں اس کو تم سے بچاؤں گا ہر گز نہیں رکھوں گا اور عرض سوال سے ڈر رہے گا اللہ تعالیٰ اس کو مستغنی رکھے گا اور جو صبر کرے گا اللہ تعالیٰ اس کو صابری کے گنا اور صبر سے بہتر اور وسیع تر چیز کسی کو نہیں دی گئی۔

ایک اور سند سے بھی ایسا ہی روایت ہے۔

۲۳۲۱۔ وَحَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ قَالَ أَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ قَالَ أَنَا مُعَمَّرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ بِهَذَا الْإِسْنَادِ نَحْوَهُ۔

حضرت عبد اللہ بن عمر و بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس شخص نے اسلام قبول کیا اس نے نلای پالی، اور جس کو ضرورت سے

۲۳۲۲۔ وَحَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ قَالَ أَنَا أَبُو عَبْدِ الرَّحْمَنِ الْمُقْرِئُ عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي أَيُّوبَ قَالَ حَدَّثَنِي شَرَحْبِيلُ وَهُوَ

بَابُ إِعْطَاءِ الْمُؤَلَّفَةِ وَمَنْ يُخَافُ
عَلَى إِيْمَانِهِ إِنْ لَمْ يُعْطَ وَاحْتِمَالِ
مَنْ سَأَلَ بِجَفَاءٍ لِجَهْلِهِ وَبَيَانِ الْخَوَارِجِ
وَإِحْكَامِهِمْ

۲۳۲۴ - حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَ
زُهَيْرُ بْنُ هَرْبٍ وَاسْتَحَقُّ بْنُ إِسْرَاهِيْمَ الْحَنْظَلِيُّ قَالَ
إِسْحَاقُ أَنَا وَقَالَ الْأَخْرَاقُ زَاجِرٌ عَنْ الْأَعْمَشِ
عَنْ أَبِي دَاوُدَ عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ رَبِيعَةَ قَالَ قَالَ
عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ قَسَمَ
رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَسَمًا فَقُلْتُ
وَاللَّهِ يَا رَسُولَ اللَّهِ لَغَيْرِهِ هُوَ لَا يَدْرِي كَانَ أَحَقَّ بِهِ
مِنْهُمْ قَالَ إِنَّهُمْ خَيْرٌ مِنِّي بَيْنَ أَنْ يَسْأَلُونِي
بِالْفُحْشِ أَوْ يَخْلُونِي ذَلَسْتُ بِبَاحِلٍ

۲۳۲۵ - حَدَّثَنَا ثَعْلَبَةُ بْنُ عَمْرٍو وَالتَّيَّافِقُ قَالَ نَا اسْتَحَقُّ
بْنُ سُلَيْمَانَ الرَّازِيُّ قَالَ سَمِعْتُ مَا لِكَا ح
وَحَدَّثَنَا يُونُسُ بْنُ عَبْدِ الْأَعْلَى وَالتَّلْفُظُ لَهُ
قَالَ أَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ وَهَبٍ قَالَ حَدَّثَنَا ثَعْلَبَةُ
عَنْ اسْتَحَقِّ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي طَدْحَةَ عَنْ
أَبِي بَرْزَاءٍ قَالَ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ
قَالَ كُنْتُ أَمْشِي مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَعَلَيْهِ رِدَاءٌ نَجْرَانِيٌّ غَلِيظُ
الْحَاشِيَةِ فَأَدْرَكَهُ أَغْرَابِيٌّ فَجَبَدَ كَبِيرًا مِنْ
جَبَدِهِ شَدِيدَةً فَنَظَرْتُ إِلَى صَفْحَةِ عُنُقِ
رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهَتْ
أَقْرَبْتُ بِهَا حَاشِيَةَ الرِّدَاءِ مِنْ شَدَّةِ جَبَدِهِ
ثُمَّ قَالَ يَا مُحَمَّدُ مُدِّ لِي مِنْ مَالِ اللَّهِ الَّذِي
عِنْدَكَ فَالْتَفَعْتُ إِلَيْهِ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ

مؤلفۃ القلوب اور خواجه وغیرہ کے احکام

سنت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کچھ صدقہ کا مال تقسیم کیا، میں
نے عرض کیا: یا رسول اللہ! ان کے علاوہ دوسرے لوگ زیادہ
سنتی تھے! آپ نے فرمایا ان لوگوں نے ایسی صورت
پیدا کر دی کہ یا تو یہ مجھ سے بے حیائی سے سوال کرتے
یا مجھے بخل قرار دیتے۔ (الیاذ باللہ) تو میں بخل نہیں
ہوں۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے
ہیں کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جا رہا تھا
درآں مالیکہ آپ ایک بھران چادر اوڑھے ہوئے تھے
جس کے کنارے موٹے تھے۔ ناگاہ ایک بدو آیا اور
اس نے آپ کی چادر زور سے کھینچی میں نے دیکھی اس کی وجہ
سحاب گردن پر نشان پر گیا پھر کہنے لگا: اے محمد!
آپ کے پاس جو اللہ تعالیٰ کا مال ہے اس میں سے مجھے
دینے کا حکم دیکھئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس کی
طرح متوجہ ہوئے، پہننے اور اس کو دینے کا حکم دیا۔

عبداللہ بن مبارک نے پوچھا کہ شفیق کے شاگردوں کا کیا طریقہ ہے؟ انہوں نے کہا جب انہیں کچھ نہیں ملتا تو شکر کرتے ہیں اور اگر مل جاتا ہے تو شکر ادا کرتے ہیں عبداللہ بن مبارک نے کہا یہ تو یہاں کے گھڑوں کا طریقہ ہے! شفیق نے پوچھا کیا ہونا چاہیے؟ عبداللہ بن مبارک نے کہا کہ کاملوں کا طریقہ یہ ہوتا ہے کہ شے تو اللہ کا شکر ادا کرتے ہیں اور فی جنت کو دے دیتے ہیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو دعا فرمائی ہے: اللہم اجعل رزق ال محمد قوتاً۔ اسے اللہ! اے محمد کو بقدر ضرورت رزق دے۔ یہی بہترین دعا ہے، نہ ایسا ہو کہ انسان اپنی ضروریات کو ترستا ہے اور اپنے گناہوں کے لیے ایک ایک منہ کو دیکھتا پھرے، اگر وہ کلام کر دے کہ اللہ کا مال فقیر ان یکون کفواً۔ قریب ہے کہ فقر کی دیر تک پہنچا دے کے خطرہ میں مبتلا ہو چر دو گلوں کے میں کچھ ہے اپنی ضروریات پوری کرے اور مخلوق کا ذریعہ بار اور جنون احسان رہے اور وہ ایسا ہو کہ اس کے پاس اس کی ضروریات سے زیادہ مال ہو جس کی بنا پر وہ تن آسانی، آرام طلبی اور ناپسندیدہ عیش و عشرت میں مبتلا ہو اور کثرت مال کی وجہ سے فتن و تجور کی جوڑا میں کھلتی ہیں ان کے خطرے میں مگر فتنہ ہو۔

یہ صحیح ہے کہ صبر سے غیر تنہا ہی اجر حاصل ہوتا ہے لیکن صبر صرف مادی فقر ہی کی بنا پر نہیں ہوتا، نفس کو اس کی ناجائز خواہشوں سے روکنا بھی صبر ہے، عبادات کی مشقتوں کو برداشت کرنا بھی صبر ہے۔ قلم تقدیر سے جو تکلیف وہ امور اور حادثات پیش آتے ہیں ان کے بارے میں حزن و شکایت زبان پر نہ لانا بھی صبر ہے اور شکر صرف کثرت مال پر واجب نہیں ہوتا جس شخص کے پاس اپنے گزارے کا خرچ ہے اس پر بھی شکر واجب ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس کو کسی کا محتاج نہیں رکھا، غریب کو جس شخص کے پاس اپنی ضروریات کے مطابق مال ہو وہ صابر بھی ہو سکتا ہے اور شاکر بھی اور صبر اور شکر دونوں کا اجر حاصل کر سکتا ہے۔

فقر کا مطلب صرف مادی فقر نہیں ہے، اس کا ایک مطلب ہے افتقار الی اللہ اللہ کا محتاج ہونا اور غنا کا مطلب صرف مال و دولت نہیں، جو شخص مخلوق سے مستغنی رہے وہ بھی غنی ہے اور مسلمان کی یہی شان ہے کہ وہ صرف اللہ کا محتاج رہے اور کائنات سے مستغنی رہے یہی فقر الفقر فقری ہے اور یہی غنا فضل الہی ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دنیا کے مطابق جس شخص کے پاس صرف گزارے کے لیے مال ہو وہ فقر و غنا اور صبر و شکر ایسے اوصاف سے متصف ہو سکتا ہے اور یہی سب سے اعلیٰ مرتبہ ہے، حضور کی زندگی ایسی ہی تھی اے اللہ! سرکار کے صدقہ ہمیں بھی ضروریات کے مطابق دے نہ اس سے کم ہو کہ کسی کا منہ دیکھنا پڑے نہ اس سے زیادہ ہو کہ مال کی زیادتی کے وبال میں مبتلا ہوں۔ آمین یا رب العالمین۔

مسور کہتے ہیں کہ میرے والد نے (آپ کے) دروازے پر کھڑے ہو کر کچھ باتیں کرنی شروع کر دیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی آواز پہچان لی، آپ قبار کو سیسے جیسے تشریف لائے، درازں مالیکہ آپ اس قبار کے محاسن کھا رہے تھے اور فرما رہے تھے۔ میں نے یہ تہاے سے چھپا کر رکھی تھی۔ میں نے یہ تہاے سے چھپا کر رکھی تھی۔

حضرت سعد رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کی ایک جماعت کو کچھال دیا میں بھی ان لوگوں میں بیٹھا ہوا تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان میں سے ایک شخص کو چھوڑ دیا، اسے کچھ نہیں دیا۔ حالانکہ میرے نزدیک وہ بہت پسندیدہ تھا میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جا کر کھڑا ہوا اور چپکے سے کہا یا رسول اللہ! آپ نے فلاں شخص کو کیوں نہیں دیا، بخدا میں اس کو مؤمن گردانتا ہوں، آپ نے فرمایا یا مسلمان! میں کچھ دیر خاموش رہا پھر مجھ سے نہیں رہا گیا اور میں نے کہا یا رسول اللہ! آپ فلاں کو کیوں نہیں دیتے۔ بخدا میں اس کو مؤمن گمان کرتا ہوں! آپ نے فرمایا یا مسلمان! پھر آپ نے فرمایا میں کسی شخص کو اس خون سے دے دیتا ہوں کہ کہیں وہ منہ کے بل جہنم میں نہ گرا دیا جائے۔ حالانکہ اس کے علاوہ دوسرا شخص مجھے زیادہ محبوب ہوتا ہے۔

عروانی کی روایت میں یہ قول دوسرے ہے۔

ایک اور سند سے بھی یہ روایت منقول ہے۔

عَنْهُ قَالَ قَدِمْتُ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَقْبِيَّةً فَقَالَ لِي أَبِي مَعْرُومَةُ أَنْطَلِقْ بِنَا لَيْلَةَ عَسَى أَنْ يُعْطِينَا مِنْهَا شَيْئًا قَالَ فَتَنَامُ أَبِي عَلَى الْبَابِ فَتَكَلَّمُ فَخَرَفَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَوْتَهُ فَخَرَبَ مَعَهُ قَبَائِدُ وَهُوَ يُرِيهِ مَحَاسِنَهُ وَهُوَ يَقُولُ خَبَاتُ هَذَا لَكَ خَبَاتُ هَذَا لَكَ.

۲۳۲۹ - حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ الْحُلَوَانِيُّ وَعَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ قَالَا نَا يَعْقُوبُ وَهُوَ ابْنُ إِبْرَاهِيمَ بْنِ سَعْدٍ قَالَ نَا أَبِي عَنْ صَالِحٍ عَنْ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ أَخْبَرَنِي عَامِرُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ أَبِيهِ سَعْدٍ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ أَنَّهُ أُعْطِيَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَهْطًا وَأَنَا جَالِسٌ فِيهِمْ قَالَ فَتَرَكْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْهُمْ رَجُلًا لَمْ يُعْطِ وَهُوَ أَعْجَبُهُمْ إِلَى فَقُمْتُ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَسَارَرْتُهُ فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ مَا لَكَ عَنْ فُلَانٍ إِنِّي لَا رَاهُ مُؤْمِنًا قَالَ أَوْ مُسْلِمًا فَسَكَتُ قَلِيلًا ثُمَّ عَلَيَّ مَا أَعْلَمُ مِنْهُ فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ مَا لَكَ عَنْ فُلَانٍ قَالَتْ لِي لَاحَاقُ مُؤْمِنًا قَالَ أَوْ مُسْلِمًا فَسَكَتُ قَلِيلًا ثُمَّ عَلَيَّ مَا أَعْلَمُ فِيهِ فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ مَا لَكَ عَنْ فُلَانٍ قَالَتْ لِي لَاحَاقُ مُؤْمِنًا قَالَ أَوْ مُسْلِمًا قَالَ إِنِّي أُعْطِيَ التَّجَلَّ وَغَيْرُهُ أَحَبُّ إِلَيَّ مِنْهُ خَفِيَّةً أَنْ تَكُتَ فِي الثَّارِ عَلَى وَجْهِهِ وَفِي حَدِيثِ الْحُلَوَانِيِّ تَكَرَّرَ الْقَوْلُ مَرَّتَيْنِ.

۲۳۳۰ - حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عُمَرَ قَالَ نَاسُفِيَانُ وَحَدَّثَنِيهِ زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ نَا يَعْقُوبُ

ایک اور مشر سے یہ حدیث حضرت انس سے مروی ہے
اور مکر میں ہمارے مروی اس حدیث میں یہ ہے...
کہ اس ہڈی نے آپ (کی چادر) کو اتنے زور سے کھینچا کہ آپ
اس کے سینے سے جاگے اور جام کی روایت میں ہے کہ اتنے
زور سے چادر سے کھینچی کہ وہ پھٹ گئی اور اس کا کنارہ
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی گردن میں رہ گیا۔

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَضَجَكَ ثُمَّ أَمَرَهُ بِعَطَاءٍ -
۲۳۲۶ - حَدَّثَنَا زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ قَالَ
عَبْدُ الصَّمَدِ بْنُ عَبْدِ الْوَارِثِ قَالَ نَا هَبْنَاهُ ح
وَحَدَّثَنِي زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ نَا عَمْرُو بْنُ
يُوشَى قَالَ نَا عِكْرَمَةُ بْنُ عَمِّيَارٍ وَحَدَّثَنِي
سَلْمَةُ بْنُ شَيْبٍ قَالَ نَا أَبُو الْمُغِيرَةِ قَالَ نَا
الْأَوْزَاعِيُّ كُلُّهُمْ عَنْ إِسْحَاقَ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ
أَبِي طَلْحَةَ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى
عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِهَذَا
الْحَدِيثِ وَفِي حَدِيثِ عِكْرَمَةَ بْنِ عَمِّيَارٍ مِنَ
الزِّيَادَةِ قَالَ ثُمَّ جَبَذَ إِلَيْهِ جَبَذَةً رَجَعَتْ
نَحْوَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي تَحْرِ الْأَهْرَاقِ
وَفِي حَدِيثِ هَبْنَاهُ فَجَاذَبَهُ حَتَّى انْشَقَّ الْبُرْدُ
حَتَّى بَقِيَتْ حَاشِيَتُهُ فِي عُنُقِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى
اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ -

۲۳۲۷ - وَحَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ نَا
كَيْثُ بْنُ أَبِي مُنِيكَةَ عَنِ الْمُسَوِّدِ بْنِ قَحْرَمَةَ
رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ أَنَّهُ قَالَ قَسَمَ رَسُولُ اللَّهِ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَقْبِيَّةً وَلَمْ يُعْطِ قَحْرَمَةَ
شَيْئًا فَقَالَ مَخْرَمَةُ يَا بَنِي الْأُطْلُوقِ هَذَا لِلرَّسُولِ
اللَّهُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأُطْلِقْتُ مَعَهُ
قَالَ إِذْ خُذْ فَأَدْعُهُ لِي قَالَ فَدَعَوْتُهُ لَهُ
فَخَوَّجَ إِلَيْهِ وَعَلَيْهِ قَبَاءٌ مِنْهَا فَقَالَ
خَبَأْتُ هَذَا لَكَ قَالَ فَتَنَظَّرَ إِلَيْهِ فَقَالَ رَضِيَ
مَخْرَمَةُ -

۲۳۲۸ - حَدَّثَنِي أَبُو الْخَطَّابِ زِيَادُ بْنُ
يَحْيَى الْحَسَنِيُّ قَالَ نَا حَاتِمُ بْنُ وَرْدَانَ أَبُو
صَالِحٍ قَالَ نَا أَيُّوبُ السُّخْمِيُّ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ
أَبِي مُنِيكَةَ عَنِ الْمُسَوِّدِ بْنِ قَحْرَمَةَ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى

حضرت مسور بن مخرمہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قبائیں تقسیم کیں اور مخرمہ کو کچھ
نہیں دیا حضرت مخرمہ نے کہا اسے بیٹے میرے ساتھ رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس چلو میں ان کے ساتھ گیا۔
حضرت مخرمہ نے کہا جاؤ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو میرے
لیے بلا کر لاؤ میں نے آپ کو بلا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم تشریف لائے اور آپ کے اوپر ان میں سے ایک
قبائلی۔ آپ نے فرمایا: اسے مخرمہ! میں نے یہ قبائلیہاں
لیے چھپا کر رکھی تھی، حضرت مخرمہ نے اس قبائلیہ کو دیکھا اور
راضی ہو گئے۔

حضرت مسور بن مخرمہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس قبائیں آئیں۔ مجھ سے
میرے والد حضرت مخرمہ کے کہا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
کے پاس چلو شاید آپ ہمیں ان میں سے کچھ دیں حضرت

وَأَمَّا أَنَا فَأَنَا مِمَّنْ جَاءَ بِنَبِيِّهِمْ فَأَتُوا بِغَيْرِ
 إِلَهٍ إِلَّا اللَّهُ وَلَهُ عَلَى الَّذِينَ يَمُنُونَ
 قُرْبَىٰ وَأَعْلَىٰ كُنَّا تَعْلَمُونَ مِنْ دِينِهِمْ
 فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَاتِي
 أُعْطِيَ رَحَالَ حَيْثُ عَهْدِي بِكُمْ أَتَا لَعْنَهُمْ أَفْكَارًا
 تَرْضَوْنَ أَرَىٰ يَذْهَبَ النَّاسُ بِالْأَمْوَالِ وَتَوْجِعُونَ
 إِلَيَّ رَحَالَكُمْ بِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
 قَوْلًا لَكُمْ تَذْهَبُونَ بِكُمْ خَيْرٌ مِمَّا يَنْتَقِلُونَ
 بِهِ فَقَالُوا بَلَىٰ يَا رَسُولَ اللَّهِ قَدْ رَضِينَا
 قَالَتْ قَاتِكُمْ سَتَرِجِدُونَ أَثَرَهُ شَرٌّ لِيَدَا
 قَاتَا حَرْبِي حَتَّى تَكْفُرُوا بِاللَّهِ وَرَسُولِهِ
 قَاتِي عَلَى الْخَوْضِ قَاتُوا سَنَصِيرُ

فرمائی وہ قریش کو دے رہے ہیں اور ہمیں چھوڑ رہے
 ہیں حالانکہ ہماری تلواروں سے ابھی تک کفار قریش کا
 خون ٹپک رہا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا
 میں ان لوگوں کو دیتا ہوں جو ابھی تازہ تازہ کفر سے اسلام
 میں آئے ہیں تاکہ ان کی تالیف قلوب ہو، کیا تم اس بات
 پر راضی نہیں ہو کہ لوگ مال لیکر اپنے گھر جائیں اور تم رسول
 اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کٹ کر گھر جاؤ۔ اللہ کی قسم جس چیز
 کے ساتھ تم لوٹ رہے ہو وہ اس سے بہتر ہے جس
 کے ساتھ وہ لوٹ رہے ہیں۔ انصار نے کہا یا رسول اللہ
 کیوں نہیں! ہم اپنی اپنی مال لیکر اپنے گھر جائیں تم دیکھو گے
 کہ بہت سے معاملات میں لوگوں کو تم پر ترجیح دی جائے گی
 تم اس پر صبر کرنا حتیٰ کہ تم اللہ اور اس کے رسول سے
 جاملو کیونکہ میں خوش برہوں گا۔ انصار نے کہا ہم غنیمت پر
 صبر کریں گے۔

۲۳۳۳ - حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ الْحَدَّادِ عَنْ أَبِيهِ عَنْ
 بَرْقِيَّةَ بِنْتِ أَبِي عَاصِمٍ عَنْ بَنِي إِسْرَافِيلَ عَنْ سَعْدِ
 قَالَ نَأْيَ عَنْ صَالِحٍ عَنْ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ
 حَدَّثَنَا أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ
 أَنَّهُ قَالَ لَمَّا أَقْبَضَ اللَّهُ عَلَيَّ رَسُولِي مَا أَقْبَضَ
 مِنْ أَمْوَالٍ هَوَازِنَ وَاقْتَسَمَ الْحَدِيثُ بِمِثْلِهِ
 غَيْرَ أَنَّهُ قَالَ قَالَ أَنَسُ فَلَمْ نَصْبِرْ وَحْدًا
 فَأَمَّا أَنَا فَحَدِيثُهُ اسْتَأْنَهَمَ

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں
 کہ جب اللہ تعالیٰ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو بغیر جنگ
 کے ہوازن کا مال عطا فرمایا۔۔۔۔۔ اس کے بعد سب
 سابق روایت ہے۔ البتہ اس حدیث میں یہ ہے کہ حضرت
 انس نے کہا ہم نے صبر نہیں کیا۔ اور نو عمر لوگوں نے یہ نہیں۔

۲۳۳۴ - وَحَدَّثَنَا شُعْبَةُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ
 يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ نَأْيَ ابْنِ أَبِي شِهَابٍ
 عَنْ عَمِّهِ قَالَ أَخْبَرَنِي أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ وَسَادُّ
 الْحَدِيثِ بِمِثْلِهِ إِلَّا أَنَّهُ قَالَ قَالَ أَنَسُ قَالُوا
 نَصْبِرُ لَوْهَ آيَةُ يُؤْتِي عَنْ الرَّهْطِ هَرَقِي

ایک اور سند سے سب سابق روایت ہے اس
 میں ہے کہ ہم صبر کریں گے۔

بْنِ إِبْرَاهِيمَ قَالَ نَا ابْنُ أَخِي ابْنُ شِهَابٍ ح
وَحَدَّثَنَا هُ اسْمَعِيلُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ وَعَبْدُ بْنُ حُسَيْنٍ
قَالَا أَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ قَالَ أَنَا مَعْمَرٌ كُلُّهُمْ عَنِ
الرُّهْرِقِ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ بِهَذَا الْإِسْنَادِ
عَلَى مَعْنَى حَدِيثِ صَالِحٍ عَنِ الرَّهْرِقِ .

۲۳۳۱ - حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عَبْدِ الْحُلْوَانِ
قَالَ نَا يَعْقُوبُ قَالَ نَا أَبِي عَنِّ صَالِحٍ عَنْ إِبْرَاهِيمَ
بْنِ مُعْتَمِدٍ بَنِ سَعْدٍ قَالَ سَمِعْتُ مُحَمَّدَ بْنَ سَعْدٍ
رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ يُحَدِّثُ هَذَا يَتْلُو حَدِيثَ
الرُّهْرِقِ الَّذِي ذَكَرْنَا فَقَالَ فِي حَدِيثِهِ فَضَرَبَ
رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمِصْبَ
بَيْنَ عُنُقَيْهِ وَكَتَفَيْهِ ثُمَّ قَالَ أَقْبِلَا أَوْ سَعْدُ
لَقِيَ رَأْسُطَى الرَّجُلِ .

۲۳۳۲ - حَدَّثَنَا حُزَمَلَةُ بْنُ يَحْيَى التَّجَنُّبِيُّ
قَالَ أَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ وَهَبٍ قَالَ أَخْبَرَنِي يُونُسُ
عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ أَخْبَرَنِي أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ رَضِيَ
اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ أَنَّ نَاصِئًا مِنَ الْأَنْصَارِ قَالُوا يَوْمَ
حُنَيْنٍ حِينَ أَقْبَأَ اللَّهُ عَلَى رَسُولِهِ مِنْ أَمْوَالِ
هَؤُلَاءِ مَا أَقْبَأَ فَطَفِقَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُعْطِي رِجَالًا مِنْ قُرَيْشٍ الْبَاءَةَ
مِنَ الْإِبِلِ قَالُوا يَغْفِرُ اللَّهُ لِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى
اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُعْطِي قَرِيشًا وَيَعْرُكُنَا وَ
سَيُوفُنَا تَقُولُ مَنْ وَمَا بِهِمْ قَالَ أَنَسُ فَبَدَأَ
ذَلِكَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ
قَوْلِهِمْ فَأَرْسَلَ إِلَى الْأَنْصَارِ فَجَمَعَهُمْ فِي
قَبْرَةٍ مِنْ أَدَمٍ فَلَمَّا اجْتَمَعُوا جَاءَهُمْ رَسُولُ
اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ مَا حَدِيثُ
بَلَّغَنِي عَنْكُمْ فَقَالَ لَهُ فَقَهَاءُ الْأَنْصَارِ آمَنَّا
ذُو دَارِ أَيْمَنَّا يَا رَسُولَ اللَّهِ فَلَمْ يَقُولُوا شَيْئًا

ایک دیگر سند سے بھی یہ حدیث مروی ہے اور اس
میں یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے میری گردن اور
کندھوں کے درمیان ہاتھ ملا دیا اور فرمایا اے سدا اگر میں
کسی شخص کو دوں تو کیا تم لڑائی کرو گے ؟

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ
غزوہ حنین کے دن جب اللہ تعالیٰ نے بغیر کسی جنگ کے
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو موزن کامل عطا فرمادیا اور
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قریش کے کچھ لوگوں کو سوا
اور ہاتھ عطا فرمائے تو کچھ انصاری کہنے لگے : اللہ تعالیٰ رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مغفرت فرمائے آپ قریش کو مہیتے
ہیں اور ہمیں چھوڑ دیتے ہیں ، حالانکہ ہماری غزائوں کے
ابھانک کفار قریش کا خون نیک ہے جہت انس کہتے ہیں اور رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ بات بتلائی گئی ، آپ نے ان انصاریوں
کو بلوایا اور ان سب کو ایک چوڑے کے خیمہ میں جمع کیا۔
جب وہ جمع ہو گئے تو ان کے پاس رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم تشریف لائے اور فرمایا یہ تمہاری کس قسم کی بات محمد
تک پہنچی ہے ؟ انصاریوں سے سب دایروں نے کہا ، یا
رسول اللہ ! جو لوگ ہم میں سے صاحب عقل ہیں انہوں نے
کوئی بات نہیں کہا ، البتہ ہمارے کم عمر نوجوانوں نے یہ بات
کہی ہے کہ اللہ تعالیٰ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مغفرت

بْنُ مَحْصَدٍ بِنِ عَزْرَةَ زَيْدٍ أَحَدُ هُمَا عَلَى الْآخِرِ
 الْحَرْفَ بَعْدَ الْحَرْفِ قَالَا نَا مُعَاذُ بْنِ مُعَاذٍ
 قَالَ نَا ابْنُ عَزْرَةَ عَنْ هِشَامِ بْنِ زَيْدٍ بِنِ أَنَسٍ
 عَنْ أَنَسٍ بِنِ مَالِكٍ قَالَ لَمَّا كَانَ يَوْمُ حَنْتَيْنِ
 أَقْبَلْتُ هَوَارِثَ وَغُطَفَانَ وَغَيْرَهُمْ بِدَارِئِهِمْ
 وَنَعِيمِهِمْ وَمَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
 وَسَلَّمَ يَوْمَئِذٍ عَشْرَةُ الْأَنْبِيَاءِ وَمَعَ الظُّلَفَاءِ
 قَالُوا بَرُّوا عَنْهُ حَتَّى بَقِيَ وَحْدَهُ قَالَ مَتَى ذِي
 يَوْمَئِذٍ يَدَاثَيْنِ لَمْ يَخْلُطْ بَيْنَهُمَا شَيْئًا قَالَ
 التَّفَتُّ عَنْ يَمِينِهِمْ فَقَالَ يَا مَعْشَرَ الْأَنْصَارِ
 قَالُوا لَيْتَكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ أَبَشِّرْتَ حَنْتَ
 مَعَكَ قَالَ ثُمَّ التَّفَتُّ عَنْ يَسَارِهِمْ فَقَالَ يَا
 مَعْشَرَ الْأَنْصَارِ قَالُوا لَيْتَكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ
 أَكَبَّرْتَ نَحْنُ مَعَكَ قَالَ وَهُوَ عَلَى بَغْلَةٍ مِيصًا
 فَتَرَى فَقَالَ أَنَا عَبْدُ اللَّهِ وَرَسُولُهُ فَأَهْزَمَ الْمُشْرِكُونَ
 وَأَصَابَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ غَنَائِمَ
 كَثِيرَةً فَقَسَمَ فِي الْمُهَاجِرِينَ وَالْأَنْصَارِ وَلَمْ
 يُعْطِ الْأَنْصَارَ شَيْئًا فَقَالَتِ الْأَنْصَارُ إِذَا كَانَتْ
 الْغَنَائِمُ فَتَحْنُ نُدْعَى وَتُعْطَى الْغَنَائِمُ غَيْرُنَا
 فَبَلَغَهُ ذَلِكَ فَجَمَعَهُمْ فِي قُبَّةٍ فَقَالَ يَا مَعْشَرَ
 الْأَنْصَارِ مَا حَدِيثٌ بَلَغَنِي عَنْكُمْ فَسَكَتُوا فَقَالَ
 يَا مَعْشَرَ الْأَنْصَارِ أَمَا تَرْضَوْنَ أَنْ يَذْهَبَ
 النَّاسُ بِاللَّيْنِ وَأَنْ تَذْهَبُوا بِمُحَمَّدٍ تَحْزُونَهُ
 إِلَى بُيُوتِكُمْ قَالُوا بَلَى يَا رَسُولَ اللَّهِ رَضِينَا
 قَالَ فَقَالَ لَوْ سَلَكَ النَّاسُ وَادِيًا وَسَلَكْتَ
 الْأَنْصَارُ شُعْبًا لَأَخَذْتُ شُعْبَ الْأَنْصَارِ قَالَ
 هِشَامُ فَقُلْتُ يَا أَبَا حَمزة أَنْتَ شَاهِدُ ذَلِكَ
 قَالَ وَآيِنُ أَهْبِيبُ عَنْهُ

۲۳۳۸۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُعَاذٍ وَحَامِدُ

جس روز جنگ حنین ہوئی تو ہوازن اور غطفان وغیرہ اپنے
 بچوں اور چوپایوں کو لے کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے
 سامنے آئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ اس
 روز دس ہزار کا جمع تھا اور طلقاذ رقیع مکہ کے دین اسلام
 لانے والے) بھی تھے وہ سب پیٹھ کے بل بھاگ گئے
 اور آپ تنہا رہ گئے، آپ نے اس دن دو آوازیں دیں جن
 کے درمیان کچھ نہیں کہا۔ حضرت انس کہتے ہیں کہ آپ نے
 دائیں طرف دیکھا اور کہا اے جماعت انصار! انھوں نے
 کہا: یا رسول اللہ بیک، آپ کو خوش خبری ہو ہم حاضر ہیں۔
 پھر آپ نے بائیں طرف دیکھا تو فرمایا اے جماعت انصار! انھوں نے
 کہا بیک یا رسول اللہ! آپ کو خوشخبری ہو ہم حاضر ہیں حضرت انس
 کہتے ہیں کہ آپ ایک سفید خچر پر سوار تھے آپ اس سے اترے اور
 فرمایا میں اللہ کا بندہ اور اس کا رسول ہوں، مشرکوں کو شکست ہوئی اور
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بہت سے اموال غنیمت حاصل ہوئے آپ
 نے وہ مال غنیمت (مہاجرین اور انصار کے تقسیم فرمایا اور انصار کو کچھ
 نہیں دیا، انصار نے کہا سختی کے وقت ہمیں بلایا جاتا ہے اور مال غنیمت
 کی تقسیم کے وقت دوسروں کو، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو عیب
 اس بات کی اطلاع پہنچی تو آپ نے ان کو ایک جیسے میں جمع کیا اور فرمایا
 اے جماعت انصار! تمہاری طرف سے یہ کس قسم کی بات پہنچی ہے وہ
 خاموش رہے، آپ نے فرمایا اے جماعت انصار! کیا تم اس بات
 سے راضی نہیں ہو کہ لوگ دنیا کو لے جائیں اور تم اپنے گھروں کی
 طرف محمد کو لے جاؤ؟ انھوں نے کہا کیوں نہیں یا رسول اللہ! ہم
 راضی ہیں۔ آپ نے فرمایا اگر لوگ ایک راستے پر چلیں اور
 انصار دوسری گھاٹی میں چلیں تو میں انصار کی گھاٹی میں چلوں گا۔
 ہشام نے حضرت انس سے کہا اے ابو حمزہ کیا آپ
 اس واقعہ کے وقت موجود تھے تو حضرت انس نے کہا میں
 حضور سے کب غائب ہوتا تھا۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں

۲۳۳۵ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى وَابْنُ بَشَّارٍ قَالَ ابْنُ الْمُثَنَّى نَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ قَالَ أَنَا شُعْبَةُ قَالَ سَمِعْتُ قَتَادَةَ يَحْدِثُ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ قَالَ جَمَعَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْأَنْصَارَ فَقَالَ أَفِيكُمْ أَحَدٌ مِّنْ غَيْرِكُمْ قَالُوا لَا إِلَّا ابْنُ أُخْتٍ لَّنَا فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ ابْنَ أُخْتِ الْقَوْمِ مِنْهُمْ فَقَالَ ابْنُ قُرَيْشٍ حَدِيثُ عَهْدٍ بِجَاهِلِيَّةٍ وَمُصِيبَةٍ وَإِنِّي أَرَدْتُ أَنْ أَجِيرَهُمْ وَأَنَا لَفَهُمْ أَمَا تَرْضَوْنَ أَنْ تَرْجِعَ النَّاسُ يَا لِدُنْيَا وَتَرْجِعُونَ بِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى بَيْوتِكُمْ لَوْ سَلَكَ النَّاسُ وَادِيًا وَسَلَكَ الْأَنْصَارُ شِعْبًا لَسَلَكَتُمْ شِعْبَ الْأَنْصَارِ.

۲۳۳۶ - وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْوَلِيدِ قَالَ نَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ قَالَ نَا شُعْبَةُ عَنْ أَبِي التَّيَّاحِ قَالَ سَمِعْتُ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ قَالَ لَمَّا فَتَحَتْ مَكَّةَ قَسِمَ الْغَنَائِمُ فِي قُرَيْشٍ فَقَالَتِ الْأَنْصَارُ إِنَّ هَذَا هُوَ الْعَجَبُ إِنَّ سَيُوفَنَا تَقْطُرُ مِنِّي وَمَا تِيهِمْ وَإِنْ غَنَائِمُنَا تَرُدُّ عَلَيْهِمْ فَبَلَّغْ ذَلِكَ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَجَمَعَهُمْ فَقَالَ مَا الَّذِي بَلَغَنِي عَنْكُمْ قَالُوا هُوَ الَّذِي بَلَغَكَ وَكَأَنَّا لَا يَكُنْ بَرٌّ قَالَ أَمَا تَرْضَوْنَ أَنْ تَرْجِعَ النَّاسُ يَا لِدُنْيَا إِلَى بَيْوتِهِمْ وَتَرْجِعُونَ بِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى بَيْوتِكُمْ لَوْ سَلَكَ النَّاسُ وَادِيًا وَشِعْبًا وَسَلَكَ الْأَنْصَارُ شِعْبًا لَسَلَكَتُمْ شِعْبَ الْأَنْصَارِ وَشِعْبَ الْأَنْصَارِ.

۲۳۳۷ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى وَابْنُ أَبِي

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انصار کو جمع کر کے فرمایا کیا تم میں کوئی تھا یا غیر بھی ہے انہوں نے کہا نہیں ابھی ہمارا بھانجا ہے۔ آپ نے فرمایا بھانجا بھی تم میں داخل ہوتا ہے۔ پھر آپ نے فرمایا قریش ابھی ابھی ہمارے تارہ باہلیت اور صائب سے نکلے ہیں، میں چاہتا ہوں کہ ان کو پناہ میں رکھوں اور ان کی تالیف قلب کروں، کیا تم اس بات پر راضی نہیں ہو کہ لوگ دنیا سے کر جائیں اور تم اپنے گھر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو لے کر جاؤ۔ اگر لوگ ایک راستہ پر چلیں اور انصار دوسری گھاٹی میں چلیں تو میں انصار کی گھاٹی میں چلوں گا۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جب مکہ (مکرمہ) فتح ہوا تو قریش میں مالی غنیمت تقسیم کیا گیا، انصار نے کہا یہ بڑے خوب کی بات ہے کہ ہماری قراروں سے ابھی کھار کا خول ٹپک رہا ہے اور ہمارا مال غنیمت انہما کو واپس دیا جا رہا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تک یہ بات پہنچی تو آپ نے ان کو جمع کر کے فرمایا: یہ تمہاری کس قسم کی بات، مجھ تک پہنچی ہے، انہوں نے کہا: ہم نے وہی بات کہی ہے جو آپ تک پہنچی ہے، اور انصار جھوٹ نہیں بولتے تھے۔ آپ نے فرمایا تم اس بات سے خوش نہیں ہو کہ لوگ اپنے گھروں میں مال دنیا کر کے جائیں اور تم اپنے گھروں میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو لے کر جاؤ! اگر لوگ ایک وادی یا ایک گھاٹی میں جائیں اور انصار دوسری وادی یا گھاٹی میں جائیں تو میں انصار کی وادی یا گھاٹی میں ہاؤں گا۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ

حَدَّثَنَا سَفْرَانُ بْنُ أُمَيَّةَ وَعَيْنَةُ بْنُ حُسَيْنٍ
وَالْأَقْرَعُ بْنُ حَاسٍ كُلُّ إِنْسَانٍ مِنْهُمْ مِائَةٌ
مِنَ الْإِذِلِّ وَأَعْطَى عَبَّاسُ بْنُ مَرْدَاسٍ دُونَ
ذَلِكَ فَقَالَ عَبَّاسُ بْنُ مَرْدَاسٍ

أَتَجْعَلُ نَهْجِي نَهْجَ الْعَبْدِ
بَيْنَ عَيْنَيْكَ وَالْأَقْرَعِ
فَمَا كَارَ بِنَاثٍ وَلَا حَاسٍ
يَفُوقَانِ مَرْدَاسَ فِي الْمَجْدِ
وَمَا كُنْتُ دُونَ أَمْرِ مِنْهُمَا
وَمَنْ تَخْشَى الْيَوْمَ لَا يُدْفِعْ

قَالَ ذَاتَ لَه رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ مِائَةً

۲۳۴۰ - حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ الصَّقِيقِ
قَالَ نَابِئُ عَيْنَةَ عَنْ عُمَرَ بْنِ سَعِيدٍ مَسْرُوقٍ
بِهَذَا الْإِسْنَادِ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
قَسَمَ غَنَائِمَ حَتَيْنٍ فَأَعْطَى أَبَا سُفْيَانَ بْنَ
حَرْبٍ مِائَةً مِنَ الْإِذِلِّ وَسَاقَ الْحَدِيثِ يَحْمَدُ
وَرَادَ وَأَعْطَى عُلْقَمَةَ بْنَ عُلَاسَةَ مِائَةً

۲۳۴۱ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ خَالِدٍ الشَّعِيرِيُّ
قَالَ نَاسِبِيَانُ قَالَ حَدَّثَنِي عُمَرُ بْنُ سَعِيدٍ بِهَذَا
الْإِسْنَادِ وَلَمْ يَذْكُرْ فِي الْحَدِيثِ عُلْقَمَةَ بْنَ
عُلَاسَةَ وَلَا صَفْوَانَ بْنَ أُمَيَّةَ وَلَمْ يَذْكُرْ

الشَّعِيرِيُّ فِي حَدِيثِهِ
۲۳۴۲ - حَدَّثَنَا شَرِيحُ بْنُ يُونُسَ قَالَ نَا
إِسْمَاعِيلُ بْنُ جَعْفَرٍ عَنْ عُمَرَ بْنِ يَحْيَى بْنِ عُمَارَةَ
عَنْ عَبَّادِ بْنِ تَيْمٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ زَيْدٍ رَضِيَ اللَّهُ
تَعَالَى عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
لَمَّا قَتَلَ حَنْثِيئًا قَسَمَ الْغَنَائِمَ فَأَعْطَى
الْمَوْلَةَ دُونَ بَعْضِهِمْ فَبَلَغَهُ أَنَّ الْأَنْصَارَ

آپ میری لوٹ مار اور میرے گھوڑے
نبید کی لوٹ مار کو عینہ اور اقرع کے درمیان
مقرر کرتے ہیں حالانکہ وہ عباس بن مرداس
کے کسی حکم میں بڑھ نہیں سکتے۔ میں ان
دونوں سے کسی طرح کم نہیں ہوں اور آج
جس کی بات نیچی ہو گئی پھر اوپر نہ ہو گی۔
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے بھی سواونٹ
پورے کر دیے۔

ایک اور سند سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم نے مال غنیمت تقسیم کیے۔ اور ابوسفیان بن حرب کو
سواونٹ دیے۔

ایک اور سند سے بھی حسب سابق روایت ہے
لیکن اس میں صفوان بن امیہ اور اشعار کا تذکرہ نہیں ہے

حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں
کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حنین کو فتح کرنے کے
بعد مال غنیمت تقسیم کیا اور مولفہ القلوب کو زیادہ دیا اس
وقت آپ کو یہ اطلاع ملی کہ انصار کی یہ خواہش ہے کہ انھیں
بھی اور لوگوں کے برابر دیا جائے، پھر رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم نے کھڑے ہو کر خطبہ دیا اور اللہ تعالیٰ کی حمد و ثناء

بْنُ عُمَرَ وَ مُحَمَّدُ بْنُ عَمْرِو الْأَعْلَى قَالَ قَالَ ابْنُ مَعَادٍ
نَا الْمُعْتَمِرُ بْنُ سُلَيْمَانَ عَنْ أَبِيهِ قَالَ حَدَّثَنِي
السَّمِيعُ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ
قَالَ أَفْتَتَحُنَا مَكَّةَ ثُمَّ لَا تَأْخُذْ وَ نَا حَنِينًا قَالَ
فَجَاءَ الْمُشْرِكُونَ بِأَحْسَنِ صُفُوفٍ رَأَيْتُ قَالَ
فَسُفِّتِ الْخَيْلُ ثُمَّ صُفِّتِ الْمَتَانِدَةُ ثُمَّ صُفِّتِ
النِّسَاءُ مِنْ وَرَاءِ ذَلِكَ ثُمَّ صُفِّتِ الْقَدَمُ ثُمَّ
صُفِّتِ النِّعَمُ قَالَ وَ نَحْنُ بَشَرٌ كَثِيرٌ قَدْ بَدَلْنَا
سِتَّةَ أَلَافٍ وَ عَلَى مَجَنَّبِيَّةٍ خَيْلَنَا كَالِدُ ابْنِ
الْوَلِيدِ قَالَ فَجَعَلْتُ خَيْلَنَا تَلَوِي خَلْفَ ظُهُورِنَا
فَلَمْ تَلْبِثْ أَبَ أَنْ تُكْشِفَتْ خَيْلَنَا وَ فَرَّتِ الْأَعْرَابُ
وَ مَنْ تَعَلَّمَ مِنَ النَّاسِ قَالَ فَنَادَى رَسُولُ
اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا لَلْمُهَاجِرِينَ
يَا لَلْمُهَاجِرِينَ ثُمَّ قَالَ يَا لَلْأَنْصَارِ يَا لَلْأَنْصَارِ
قَالَ قَالَ أَنَسٌ هَذَا حَدِيثٌ عُقْمِيَّةٌ قَالَ قُلْنَا
لَقَيْكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ قَالَ فَتَقَدَّمَ رَسُولُ اللَّهِ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ قَابِئُ اللَّهِ مَا
أَقْبَيْنَا هَذَا حَتَّى هَزَمَهُمُ اللَّهُ قَالَ فَتَبَضُّعْنَا
ذَلِكَ الْمَالُ ثُمَّ انْطَلَقْنَا إِلَى الطَّائِفِ فَحَاصَرْنَا
أَرْبَعِينَ لَيْلَةً ثُمَّ رَجَعْنَا إِلَى مَكَّةَ قَالَ فَتَزَلُّنَا
قَالَ فَجَعَلَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
يُعْطِي الرَّجُلَ أَلْفًا ثُمَّ ذَكَرَ بَاقِيَ الْحَدِيثِ
كَتَبْتُ حَدِيثٌ قَدْ أَدَا فِي التَّيَّارِ وَ هِشَامُ
ابْنُ زَيْدٍ

۳۳۹ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ أَبِي عُمَرَ الْمَكِّيُّ
قَالَ نَاسُفِيَانُ عَنْ عُمَرَ بْنِ سَعِيدٍ بْنِ الْمُسَدِّقِ
عَنْ أَبِيهِ عَنْ نَبَايَةَ بْنِ رِفَاعَةَ عَنْ زَافِرِ بْنِ
خَدِيجٍ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ قَالَ أَعْطَى رَسُولُ
اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَبَا سُنَيَانَ بْنَ

کہ ہم نے مکہ و مکرمہ فتح کیا پھر ہم غزوہ تبوک کے
مشرکین پر چڑھ کر انہیں باندھ کر آئے تھے ہم نے انہیں اس کے
پیلے نہیں دیکھی تھیں، پہلے گھوڑوں کی صف میں چڑھنے والے
کی پھر اس کے پیچھے غوثوں کی صف، پھر ہر لڑکے کی صف پھر
دیگر جو پاؤں کی صف باندھا گیا۔ اسی کا تعداد بھی بہت
زیادہ تھی جو چھ ہزار کو پہنچ گئی تھی، ہم اسے ایک جانب
ختم سواروں پر حضرت خالد بن ولید امیر تھے، اچانک اسے
گھوڑے پیچھے کے پیچھے مڑ گئے اور ہم نہ ٹھہر سکے یہاں تک
کہ ہمارے گھوڑے تنگ ہو گئے اور بیدار، اور ہمارے
ہاں پہچان کے لوگ بھاگ پڑے۔ رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم نے ننگ کی اسے مہاجر و اسے مہاجر و اسے مہاجر
اسے انصار و اسے انصار و اسے انصار کہتے ہیں یہ
ایک جماعت کی رعایت ہے) ہم نے کہا بیک یا رسول
اللہ! حضرت انس کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
آگے بڑھے، حضرت انس کہتے ہیں خدا کی قسم ہم وہاں
تک پہنچے بھی نہ تھے کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں شکست
دید کی اور ہم نے ان کا سامنا نہیں کیا، پھر ہم طائف
کی طرف بڑھے اور پالیس روز تک ہم نے ان کا محاصرہ
کیا رکھا، پھر ہم کو لوٹ آئے، اور وہاں ٹھہرے اور
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک ایک کو سواروں دینے
لگے اس کے بعد سب سابق روایت ہے۔

حضرت رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں
کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابو سفیان بن حرب صوفی
بن امیہ، عیینہ بن حصی اور اقرع بن مابس ہر ایک کو سو سو
اونٹ دیے اور عباس بن مرداس کو اس سے کچھ کم اونٹ
دیے تو عباس بن مرداس نے یہ اشعار پڑھے :

الرَّابِلَ وَأَعْطَى عِيَّتَهُ مِثْلَ ذَلِكَ وَأَعْطَى أَمَّا سَا
قَمِنْ أَشْرَافِ الْعَدَبِ وَأَشْرَهُمْ يَوْمَئِذٍ فِي
الْقِسْمَةِ كَقَالَ رَجُلٌ وَاللَّهِ إِنِّي هَذِهِ لِقِسْمَةٍ
مَا عَدِلَ فِيهَا وَمَا أُرِيدُ بِهَا وَجْهَ اللَّهِ قَالَ فَقُلْتُ
وَاللَّهِ لَا أُخْبِرَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ قَالَ فَأَتَيْتُهُ فَأَخْبَرْتُهُ بِمَا قَاتَل
فَتَغَيَّرَ وَجْهُهُ حَتَّى كَانَ كَالِصَفْرِ ثُمَّ قَالَ
فَمَنْ يَعْدِلُ إِذَا لَمْ يَعْدِلِ اللَّهُ وَرَسُولُهُ
ثُمَّ قَالَ يَرْحَمُ اللَّهُ مُوسَى قَدْ أُوذِيَ
بِأَكْثَرٍ مِنْ هَذَا فَصَبِرَ قَالَ قُلْتُ لَا جَرَمَ لَأَرْفَعَنَّ
إِلَيْهِ بَعْدَ مَا حُدِثَ بِي

۲۳۲۴ - وَحَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ
قَالَ نَافِعُ بْنُ عِيَّادٍ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ شُعْبَةَ
عَنْ عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ قَالَ قَسَمَ
رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَسَمًا فَقَالَ
رَجُلٌ إِنِّي لَقِسْمَةٌ مَا أُرِيدُ بِهَا وَجْهَ اللَّهِ
قَالَ فَأَتَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
فَسَارَدْتُهُ فَغَضِبَ مِنْ ذَلِكَ غَضَبًا شَدِيدًا وَ
أَحْمَدَ وَجْهُهُ حَتَّى تَمَتَّيْتُ إِنِّي لَمْ أَذْكُرْهُ
لَهُ قَالَ ثُمَّ قَالَ قَدْ أُوذِيَ مُوسَى بِأَكْثَرٍ
مِنْ هَذَا فَصَبِرَ

۲۳۲۵ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رُمْحٍ
أَلْمُهَاجِرُ قَالَ أَنَا النَّبِيُّ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ عَنْ أَبِي
الرَّبِيعِ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى
عَنْهُ قَالَ آتَى رَجُلٌ رَسُولَ اللَّهِ بِالْجِعْرِ أَنَّهُ مَذْمُورٌ
مِنْ حَتْنَيْنِ وَفِي قُوبٍ يَدَا لِي فِضَّةٌ وَرَسُولُ اللَّهِ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقْبِضُ مِنْهَا يُعْطِي النَّاسَ
فَقَالَ يَا مُحَمَّدُ اْعْدِلْ قَالَ وَبَيْتُكَ مَنْ يَعْدِلُ
إِذَا لَمْ أَكُنْ أَعْدِلُ لَقَدْ خَبْتُ وَخَسِرْتُ إِنْ لَمْ

گیا ہے نہ اللہ کی رضامندی کا ارادہ کیا گیا ہے۔ حضرت ابن مسعود
نے کہا، بخدا! میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ضرور بتلاؤں گا۔
حضرت ابن مسعود کہتے ہیں کہ میں آپ کے پاس گیا اور آپ
کو اس کی باتیں بتائیں۔ حضرت ابن مسعود کہتے ہیں کہ آپ کا
چہرہ متغیر ہو کر خون کی مانند ہو گیا پھر آپ نے فرمایا اگر اللہ
اور اس کا رسول عدل نہ کریں تو پھر کون عدل کرے گا۔
پھر آپ نے فرمایا اللہ تعالیٰ حضرت موسیٰ علیہ السلام پر رحم فرمائے
ان کو اس سے زیادہ ایذا دی گئی تھی اور انھوں نے صبر کیا۔
حضرت ابن مسعود کہتے ہیں پھر میں نے اپنے دل میں کہا اس کے
بعد میں آپ کو ایسی بات نہیں سناؤں گا۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مال تقسیم کیا ایک شخص
نے کہا یہ وہ تقسیم ہے جس سے اللہ تعالیٰ کی رضامندی کا ارادہ
نہیں کیا گیا، حضرت ابن مسعود کہتے ہیں کہ پھر میں نبی صلی اللہ علیہ
وسلم کی خدمت میں گیا اور آپ کو چپکے سے یہ بات بتلائی،
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ بات سن کر بہت زیادہ ناراض
ہوئے، آپ کا چہرہ مبارک سرخ ہو گیا، حتیٰ کہ میں نے دل
میں یہ تمنّا کی کہ میں نے آپ سے اس کا ذکر ہی نہ کیا ہوتا، پھر
آپ نے فرمایا حضرت موسیٰ کو اس سے زیادہ ایذا دی گئی
اور انھوں نے صبر کیا۔

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ
جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حنین سے واپسی پر حبرانہ میں
تھے، آپ کے پاس ایک شخص آیا، دراصل حابیکہ حضرت بلال
کے کپڑے میں چاندی تھی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
اس سے سٹھی بھر کر لوگوں کو دے رہے تھے۔ ایک شخص
نے کہا اے محمد! عدل کیجئے! آپ نے فرمایا تمہیں غدا
ہوا اگر میں عدل نہیں کروں گا تو اور کون عدل کرے گا، اگر
میں عدل نہ کرتا تو (اپنے مشن میں) ناکام اور نامراد ہوتا

يُحِبُّونَ أَنْ يُصِيبُوا مَا أَصَابَ النَّاسَ فَتَقَامُ
رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَحَقَّ بَهُمْ
فَحَمِيدَ اللَّهِ وَآثَنِي عَلَيْهِ ثُمَّ قَالَ يَا مَعْشَرَ
الْأَنْصَارِ أَلَمْ أَجِدْكُمْ ضَلَالًا فَلَهَذَا اللَّهُ
بِي وَغَالَةً كَاغْنَاكُمْ اللَّهُ بِي وَمُتَّقِرًا قَبِينَ
فَجَمَعَكُمْ اللَّهُ بِي وَيَقُولُونَ اللَّهُ وَرَسُولُهُ
أَمَنْ فَقَالَ لَا تُحِبُّونِي فَقَالُوا اللَّهُ وَرَسُولُهُ
أَمَنْ فَقَالَ أَمَا تَكْفُرُونَ ثُمَّ أَنْ تَقُولُوا
كَذًا وَكَذًا وَكَانَ مِنَ الْأَمْرِ كَذًا وَكَذًا الْأَشْيَاءُ
عَدَّةً هَا زَعَمَ عَمْرٌ وَآنَ لَا يَحْفَظُهَا فَقَالَ
الْأَنْصَارُ أَنْ يَذْهَبَ النَّاسُ بِالْأَشْيَاءِ وَ
الْإِبِلِ وَكَذْهَبُونَ بِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى رَحَايَكُمُ الْأَنْصَارُ شِعَارُ
وَالنَّاسُ وَفَارًا وَتَوَلَّى الْهَجْرَةَ لَكُنْتُ أَمْرًا
مِنَ الْأَنْصَارِ وَتَوَسَّلَكَ النَّاسُ وَادِيًا وَ
شِعْبًا لَسَلَكْتُ وَادِي الْأَنْصَارِ وَشِعْبَهُمْ
إِنَّكُمْ سَتَلْقَوْنَ بَعْدِي آثَرَةً فَإِنْ صَبِرُوا
حَتَّى تَلْقَوْنِي عَلَى الْحَوْضِ

کی پھر کہا اسے غلہ کی بات کیا میں نے تم کو گھوڑا نہیں
پایا تھا پھر اللہ تعالیٰ نے تم کو میرے قدم سے ہدایت کی،
اور کیا تم نے تردد کرتے ہوئے پھر اللہ تعالیٰ نے تم کو میری وجہ سے طے
کر دیا مادہ کیا تم باہم متفق ہو گئے (معاذ اللہ تعالیٰ) نہ تھے،
پھر اللہ تعالیٰ نے تم کو میری وجہ سے متحد کر دیا اور غلامانہ
ساتھ کھڑے تھے اللہ اور اس کا رسول زیادہ احسان
کرنے والے ہیں۔ آپ نے فرمایا تم مجھے جواب کیوں
نہیں دیتے تو انہوں نے کہا اللہ اور اس کا رسول زیادہ احسان
کرنے والے ہیں، آپ نے فرمایا اگر تم چاہتے تو کہتے
اس طرح ہو اس طرح ہو اور طوق اس طرح ہو اور وہی
نے کہا آپ نے کئی چیزوں کا ذکر فرمایا جو اس کو یاد نہیں
رہیں پھر آپ نے فرمایا: کیا تم اس بات سے انہی نہیں
جو کہ لوگ بکریوں اور اونٹوں کو بے جانیں اور تم اپنے گھروں
میں رسول اللہ کو لے جاؤ، انصار استری میں اور دوسرے
لوگ ابوہی، اگر ہجرت کی فضیلت نہ ہوتی تو میں انصار
کا ایک فرد ہوتا، اور اگر لوگ ایک ولایت میں جائیں اور
انصار دوسری ولایت اور گھاٹی میں جائیں تو میں انصار کی ولایت
اور گھاٹی میں باؤں گا عنقریب تم میرے بعد ترجیحات دیکھو
میں تو اس وقت تک صبر کرنا جب تک حوض پر نہ پہنچے
ملاقات نہ کرو۔

۲۳۳۳۔ حَتَّى تَلْقَا زُهَيْرَ بْنَ حَرْبٍ وَعُثْمَانَ بْنَ
أَبِي شَيْبَةَ وَإِسْحَاقَ بْنَ إِبْرَاهِيمَ قَالَ إِسْحَاقُ أَكَا وَ
قَالَ الْأَنْصَارُ نَا جِرِيْرُ عَنْ مَنْصُورٍ عَنْ أَبِي وَائِلٍ
عَنْ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ لَمَّا كَانَ يَوْمَ حَنْبَيْنِ أَشْرَ
رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَاسًا فِي
الْقِسْمَةِ فَأَعْطَى الْأَقْرَعَ ابْنَ حَابِسٍ قِاسَةً مِنْ

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے
ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کچھ
لوگوں کو تقسیم میں ترجیح دی، اقرع بن حابس کو سوا دس
دیے اور حنینہ کو بھی اتنے ہی دیے اور عرب کے
بعض سرداروں کو بھی اتنا دیا اور اس دن انہیں تقسیم میں ترجیح
دی، ایک شخص نے کہا اللہ کی قسم اس تقسیم میں عمل نہیں کیا

کرے گا۔ اللہ تعالیٰ نے مجھے زمین پر امین بنا کر بھیجا ہے اور تم مجھے امین نہیں مانتے! پھر وہ شخص پشت پھیر کر چل دیا۔ قوم میں سے ایک شخص نے اس کے قتل کی اجازت چاہی تو لوگوں کا خیال ہے وہ حضرت خالد بن ولید تھے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اس کی نسل سے ایک ایسی قوم پیدا ہوگی جو قرآن پڑھے گی اور قرآن اس کے گلے سے نیچے نہیں اترے گا یہ لوگ مسلمانوں کو قتل کریں گے اور کافروں کو چھوڑ دیں گے اور یہ لوگ اسلام سے اس طرح نکل جائیں گے جس طرح تیر شکار سے نکل جاتا ہے۔ اگر میں ان لوگوں کو (یعنی ان کا زمانہ) پالیتا تو قوم عادی کی طرح ان کو قتل کر ڈالتا۔

كَتَبَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَمَنْ يُعْلِمُ اللَّهَ أَنَّ عَصِيَّةً أَيْأَمْنَتِي عَلَى أَهْلِ الْأَرْضِ وَلَا تَأْمَنُونَنِي قَالَ ثُمَّ أَدْبَرَ الرَّجُلُ فَاسْتَأْذَنَ رَجُلٌ مِّنَ الْقَوْمِ فِي قَتْلِهِ يَرَوْنَ أَنَّهُ خَالِدُ بْنُ الْوَلِيدِ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ مَن ضَرَفَ هَذَا قَوْمٌ يَقْرَءُونَ الْقُرْآنَ لَا يُجَاوِزُ حَنَاجِرَهُمْ يَقْتُلُونَ أَهْلَ الْإِسْلَامِ وَيَدْعُونَ أَهْلَ الْأَدْيَانِ يَمُرُّونَ مِنَ الْإِسْلَامِ كَمَا يَمُرُّ السَّهْمُ مِنَ الدَّمِيَّةِ لَئِنْ أَذْرَكْتُهُمْ لَا قَتَلْتَهُمْ قَتَلَ عَادٍ -

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت علی بن ابیطالب رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں یمن سے ایک رنگے ہوئے چمڑے میں سونا بھیجا جس سے تا حال مٹی الگ نہیں کی گئی تھی، آپ نے اس سونے کو چار آدمیوں میں تقسیم کر دیا۔ عیینہ بن بدر، اقرع بن عابس، زید خیل اور چوتھے شخص علقمہ بن علاثہ یا عامر بن طفیل میں سے ایک تھے۔ آپ کے اصحاب میں سے ایک شخص نے کہا ان لوگوں کی بہ نسبت اس مال کے ہم زیادہ حقدار تھے، نبی صلی اللہ علیہ وسلم تک یہ بات پہنچ گئی۔ آپ نے فرمایا تم مجھے امین نہیں قرار دیتے حالانکہ میں اس کا امین ہوں جو آسمانوں میں ہے میرے پاس سج اور شام آسمانی خبریں آتی ہیں۔ ایک آدمی کھڑا ہوا جسکی دونو آنکھیں اندر دھنسی ہوئی تھیں اور دونوں گال پھوڑے ہوئے تھے، پیشانی اُبھری ہوئی تھی، ڈاڑھی گھنی، سر منڈا ہوا تھا اور نہہ بند پٹریوں سے اونچا تھا، اس نے کہا اے اللہ کے رسول! اللہ سے ڈر! آپ نے فرمایا تجھے عذاب ہو، کباروٹے زمین پر ہیں اللہ تعالیٰ سے ڈرنے کا سب سے زیادہ حقدار نہیں ہوں!

۲۳۲۸ - حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ سَأَلَ عَبْدُ الْوَاحِدِ عَنْ عُمَارَةَ بْنِ الْقَعْقَاعِ قَالَ سَأَلَ عَبْدَ الرَّحْمَنِ بْنَ أَبِي نَعْمٍ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا سَعِيدٍ يَخْتَصِرُ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ يَقُولُ بَعَثَ عَلِيُّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنَ الْيَمَنِ بِذَهَبٍ فِي أَدِيمٍ مَقْرُوظٍ لَمْ تَحْصَلْ مِنْ تَرَابِهَا فَسَأَلَ فَقَسَمَ مَا بَيْنَ أَرْبَعَةِ تَفَرِّيقَيْنِ عَيْنَيْنِ بَنِي بَدْرٍ وَالْأَقْرَبِ بْنِ حَالِيسٍ وَتَائِدِ بْنِ الْخَيْلِ وَالرَّابِعِ إِمَّا عَلْقَمَةَ بْنَ عَلَاثَةَ وَإِمَّا عَامِرَ بْنَ الطُّفَيْلِ فَقَالَ رَجُلٌ مِّنْ أَصْحَابِهِ كُنَّا نَحْنُ أَحَقُّ بِهَذَا مِنْ هَؤُلَاءِ قَالَ فَبَلَّغْ ذَلِكَ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ لَا تَأْمَنُونَنِي وَأَنَا أَمِينٌ مِّنْ فِي السَّمَاءِ يَا بَنِي خَبَرِ السَّمَاءِ صَبَاحًا وَمَسَاءً قَالَ فَقَامَ رَجُلٌ غَائِرٌ الْعَيْنَيْنِ مُشْرِفُ الْوَجْهَتَيْنِ نَاشِرُ الْجَبْهَةِ كَثُفَ اللَّحْيَةِ يَحْكُمُ الرَّأْسَ مُشِيرٌ إِلَيْنَا إِذْ قَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ اتَّقِ اللَّهَ فَقَالَ وَيْلَكَ

أَكُنْ أَعْدِلُ فَقَالَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللَّهُ
تَعَالَى عَنْهُ دَعْنِي يَا رَسُولَ اللَّهِ ذَا قَتَلَ هَذَا الْمُنَافِقُ
فَقَالَ مَعَاذَ اللَّهِ أَنْ يَتَحَدَّثَ النَّاسُ أَنِّي أَقْتُلُ
أَصْحَابِي إِنْ هَذَا أَوْ أَصْحَابَهُ يَقْرءُونَ الْقُرْآنَ
أَوْ يُبَايِعُونَ حَتَّى يَمُوتَ قَوْمٌ مِنْهُمْ كَمَا يَمُوتُ
الشَّهْمُ مِنَ الزَّمِيمَةِ -

۲۳۴۶ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى قَالَ نَا
عَبْدُ اللَّهِ بْنُ الْخُبَابِ الشَّافِعِيُّ قَالَ سَمِعْتُ يَحْيَى بْنَ سَعِيدٍ
يَقُولُ أَخْبَرَنِي أَبُو الزُّبَيْرِ أَنَّ سَمَةَ جَاهِرَ بْنَ
عَبْدِ اللَّهِ وَحَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَرِيبَةَ
قَالَ نَا زَيْدُ بْنُ الْخُبَابِ قَالَ حَدَّثَنِي قُتَيْبَةُ بْنُ
خَالِدٍ قَالَ حَدَّثَنِي أَبُو الزُّبَيْرِ عَنْ جَاهِرِ بْنِ
عَبْدِ اللَّهِ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ
يُقَسِّمُ مَغَانِمَ وَسَاقَ الْحَدِيثِ -

۲۳۴۷ - حَدَّثَنَا هَنَّادُ بْنُ السَّرِيِّ قَالَ نَا أَبُو
الرَّحْوِصِ عَنْ سَعِيدِ بْنِ مَسْرُوقٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ
بْنِ أَبِي لُعْمٍ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللَّهُ
تَعَالَى عَنْهُ قَالَ بَعَثَ عَلِيٌّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ وَهُوَ بِالْيَمَنِ بِذَهَبٍ
فِي تَرْبَتِهَا إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَسَمَهَا
رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَ أَرْبَعَةِ
كُفَرَاءٍ الْأَفْرَافِيِّ بْنِ حَارِيسٍ الْخُظَلِيِّ وَعُيَيْنَةَ بْنِ بَدْرِ
بِالْفَزَارِيِّ وَعَلْقَمَةَ بْنَ عَدْلَةَ الْعَامِرِيَّ ثُمَّ أَحَدَ
بَنِي تَبَهَانَ قَالَ فَغَضِبَتْ قُرَيْشٌ فَقَالُوا أَعْطَى
صَنَادِيدَ نَجْدٍ وَيَدَا عُنَا فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى
اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنِّي إِقَامًا فَعَلْتُ ذَلِكَ
لِقَاتِلَتَيْنِ فَجَاءَ رَجُلٌ كَتَبَ اللَّحِيَّةَ مُشْرِفٌ
الْوَجْهَتَيْنِ غَايِرُ الْعَيْنَيْنِ نَأَى الْجَبِينِ
مَا زِلْتُ أَسْأَلُ النَّبِيَّ اللَّهُ يَا مُحَمَّدُ قَالَ

حضرت عمر بن الخطابؓ نے کہا یا رسول اللہ! مجھے اہل بیت میں اس شخص کو قتل کر دوں۔ آپ نے فرمایا معاذ اللہ! کہیں لوگ یہ نہ کہیں کہ میں اپنے اصحاب کو قتل کرتا ہوں، یہ شخص اساس کے اصحاب قرآن پڑھتے ہیں مگر قرآن ان کے گلوں کے نیچے سے نہیں اترتا اور یہ لوگ قرآن سے اس طرح مانا نکل جائیں گے جس طرح تیر نشانہ سے نکل جاتا ہے۔

ایک اور سند سے حرب سابق روایت منقول ہے۔

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں یمن سے کچھ سونا بھیجا جس میں کچھ مٹی بھی تھی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سونے کو چار آدمیوں میں تقسیم فرما دیا، اقرع بن حابس، حنظل، عیینہ بن بدر الفزاری اور علقمہ بن علاثہ عامری، پھر بنو کلاب کے ایک شخص کو اور زید خبیر طائی کو، پھر بنو نہبان کے ایک شخص کو، حضرت ابن مسعود کہتے ہیں کہ قریش ناراض ہو گئے کہ حضور نجد کے سرداروں کو دیتے ہیں اور ہمیں چھوڑ رہے ہیں مگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں نے یہ اس لیے کیا ہے کہ میں ان لوگوں کی تالیف، قلب کروں پھر ایک شخص آیا جس کی ٹاڑھی گھنی تھی، گال بھر سے ہرے تھے اور آنکھیں دھنسی ہوئی تھیں، پیشانی ادنیٰ تھی، اور منڈا ہوا تھا کہنے لگا اے محمد! اللہ سے ڈیے حضرت ابوسعید کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا لگے میں اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کروں تو پھر اس کی اطاعت کون

اور کہا ان لوگوں کی اہل سے ایسی قوم ظاہر ہوگی۔ اس میں نہیں ہے کہ میں ان کو پالیتا تو قوم ثمود کی طرح قتل کر دیتا۔

بْنِ حَارِثٍ وَ عِيْتَةَ بَنِ حِصْنٍ وَ عُلَقَمَةَ بَنِ
مُحَلَّافَةَ أَوْ عَامِرِ بْنِ الطَّفِيلِ قَالَ نَاشَرُوا الْجَبْهَةَ
كِرْوَايَةَ عَيْنِ الْوَاحِدِ وَقَالَ إِنَّهُ سَيُحْرَبُ مِنْ
ضُغْنِي هَذَا قَوْمٌ وَلَمْ يَدْكُرْ لَنْيْنٍ أَدْرَكْتَهُمْ
لَا قَتَلْتَهُمْ قَتَلَ ثَمُودَ -

۲۳۵۱ - وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى قَالَ نَا
عَبْدُ الرَّهَابِ قَالَ سَمِعْتُ يَحْيَى بْنَ سَعِيدٍ يَقُولُ
أَخْبَرَنِي مُحَمَّدُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ عَنْ أَبِي سَكَمَةَ وَ
عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ أَنَّهُمَا أَتَيَا أَبَا سَعِيدٍ الْخُدْرِيَّ
رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ فَسَأَلَاهُ عَنِ الْحَرُورِيِّينَ
هَلْ سَمِعْتَ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
يَذْكُرُ مَا فَعَلَ لَا أَدْرِي مَنْ الْحَرُورِيُّونَ وَالْيَكْتِيُّ
سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ
يَخْرُبُ فِي هَذِهِ الْأُمَّةِ وَلَمْ يَقُلْ مِنْهَا قَوْمٌ
تَحْقِرُونَ صَلَواتُكُمْ مَعَ صَلَواتِهِمْ فَيَقْرَءُونَ
الْقُرْآنَ لَا يَجَاوِزُ حُلُوقَهُمْ وَأَوْحَا جَرَهُمْ بِمَقُونِ
مِنَ الَّذِينَ مُرُواكَ الشَّهْمِ مِنَ الرَّمِيَةِ فَيَنْظُرُ
الرَّامِي إِلَى سَهْمِهِ إِلَى نَصْلِهِ إِلَى رِصَافِهِ فَيَتَمَارَى
فِي الْفَرَقَةِ هَلْ عَلِقَ بِهَا مِنَ الدَّمَ شَيْءٌ -

۲۳۵۲ - حَدَّثَنِي أَبُو الطَّاهِرِ قَالَ أَنَا عَبْدُ اللَّهِ
بْنُ وَهَبٍ قَالَ أَخْبَرَنِي يُونُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ
قَالَ أَخْبَرَنِي أَبُو سَكَمَةَ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ عَنْ أَبِي
سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ حَدَّثَنِي حُرْمَلَةُ بْنُ يَحْيَى وَ
أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ الْقَهْرِيُّ قَالَ أَنَا ابْنُ
وَهَبٍ قَالَ أَخْبَرَنِي يُونُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ
أَخْبَرَنِي أَبُو سَكَمَةَ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ وَالضَّحَّاكُ
الْمَدَنِيُّ أَنَّ أَبَا سَعِيدٍ الْخُدْرِيَّ رَضِيَ اللَّهُ
تَعَالَى عَنْهُ قَالَ بَيْنَمَا نَحْنُ عِنْدَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى
اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ يُلْقِي سِمًا أَتَاهُ دُو

ابو سلمہ اور عطاء بن یسار دونوں حضرت ابو سعید خدری
کے پاس آئے اور ان سے پوچھا آیا آپ نے رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم سے حروریہ کے متعلق کچھ سنا ہے؟ انہوں نے کہا،
مجھے حروریہ کے متعلق تو کچھ پتا نہیں مگر میں نے رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ سنا ہے، آپ نے فرمایا اس امت
میں ایک جماعت نکلے گی، یہ نہیں فرمایا کہ اس امت سے
ہوگی وہ ایسے لوگ ہونگے کہ ان کی نمازوں کے مقابلہ میں
تم اپنی نمازوں کو بیچ سمجھو گے، وہ قرآن پڑھیں گے اور
قرآن ان کے حلقوم یا گلوں سے نیچے نہیں اترے گا، اور
وہ دین سے ایسے نکل جائیں گے جیسے تیر شکار سے
نکل جاتا ہے، شکاری اپنے تیر کی لکڑی کو دیکھتا ہے اور
اس کے پھل کو اور اس کے پر کو اور اس کے اخیر کٹ کے
کو جو اس کی چٹکیوں میں تھا کہ کہیں اسے خون لگا ہے۔

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں
کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں بیٹھے جوئے
تھے، آپ کچھ تقسیم فرما رہے تھے کہ ذوالخویصرہ نامی بونہیم
سے ایک شخص آیا اور اس نے کہا: اے اللہ کے رسول عدل
کرو! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تجھے عذاب ہوا اگر
میں عدل نہیں کروں گا تو کون عدل کرے گا؟ اگر میں عدل نہ
کروں تو تم ناکام اور نامراد ہو جاؤ! حضرت مہربن الخطاب
نے کہا: یا رسول اللہ مجھے اجازت دیجئے اس کی گردن اڑا
دوں! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: رہنے دو،
کیونکہ اس کے ایسے ساتھی ہیں جن کی نمازوں کے مقابلہ

أَوَلَسْتُ أَحَقَّ أَهْلِ الْأَرْضِ بِأَنْ يَتَّقَى اللَّهَ قَالَ
ثُمَّ وَلَّى الرَّجُلُ فَقَالَ خَالِدُ بْنُ الْوَلِيدِ رَضِيَ اللَّهُ
تَعَالَى عَنْهُ يَا رَسُولَ اللَّهِ أَلَا أُضْرِبُ عَنْقَهُ فَقَالَ
لَا لَعَلَّكَ أَنْ تَكُونَ يُصَلِّيَ قَالَ خَالِدٌ وَكَعَمٍ مِنْ
صُصِّلَ يَقُولُ بِلِسَانِهِ مَا لَيْسَ فِي قَلْبِهِ فَقَالَ رَسُولُ
اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنِّي لَكُمْ أَوْمَرَانِ أَنْتَبَ
عَنْ قُلُوبِ النَّاسِ وَلَا أَشَقُّ بَطْرَنَهُمْ قَالَ ثُمَّ
نَظَرُوا إِلَيْهِ وَهُوَ مُقَبِّ فَقَالَ إِنَّهُ يَخْرِجُ مِنْ
صُصِّلَ هَذَا قَوْمٌ يَتَلَوْنَ كِتَابَ اللَّهِ رَطْبًا وَلَا
يُجَاوِزُونَ حَذَاهُمْ يَمُرُّ قَوْمٌ مِنَ الْيَقِينِ كَمَا يَمُرُّ
السَّهْمُ مِنَ الرَّمِيَةِ قَالَ أَظَلُّهُ قَالَ لَيْسَ أَتَا
أَوْرَثَهُمْ لَا قَتَلْتَهُمْ قَتَلَ ثَمُودَ.

پھر وہ شخص پشت پر گر کر چل دیا۔ حضرت خالد بن ولیدؓ نے
کہا یا رسول اللہ! میں اس کی گردن کا کاٹنا چاہتا ہوں
فرمایا شاید وہ نازی ہو! حضرت خالدؓ نے کہا کہ میں اس سے
ایسے ہی ہوا ہوں جیسے کہتے ہیں جو لوگوں کے دل میں نہیں رہتی
آپ نے فرمایا مجھے اس کا ملک نہیں کیا گیا کہ میں لوگوں
کے دل چیر کر دیکھوں یا ان کے پیٹ پھاڑ کر دیکھوں پھر
آپ نے اس شخص کی طرف دیکھا مگر مالیکہؓ نہ ہنسی نہ
بار اٹھا اور فرمایا اس کی نسل سے ایسے لوگ پیدا ہوں
گے جو اللہ تعالیٰ کی کتاب کو اچھی طرح پڑھیں گے لیکن
ان کے گلوں سے نیچے نہیں اترے گی، اور دین سے اس
طرح نکل جائیں گے جس طرح تیر نقاشہ سے نکل جاتا ہے
راوی کہتے ہیں میرا خیال ہے کہ آپ نے فرمایا اگر میں ان
کو پالیتا تو قوم ثمود کی طرح قتل کر دیتا۔

ایک اور سند سے بھی یہ روایت ہے اس میں طبر بن علقمہؓ ہے
اور عامر بن طفیلؓ کا ذکر نہیں، اور کہا ابھر ہوئی بیشانی والا، اور اس میں
یہ اضافہ ہے کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے
اور عرض کیا یا رسول اللہ! کیا میں اس منافق کی گردن نہ اٹا دوں
آپ نے فرمایا نہیں اور وہ شخص چلا گیا، پھر حضرت خالد سیف
اللہ نے کہا یا رسول اللہ! کیا میں اس منافق کی گردن نہ مار
دوں! آپ نے فرمایا نہیں اور فرمایا اس کی نسل سے ایک قوم
پیدا ہوگی جو قرآن بہت اچھا پڑھے گی اور عمارؓ کہتے ہیں
کہ آپ نے فرمایا اگر میں ان کو پالیتا تو ثمود کی طرح ان کو
قتل کر دیتا۔

۲۳۴۹ - وَحَدَّثَنَا هُثَيْلُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ
قَالَ نَاجِيٌّ عَنْ عُمَارَةَ بْنِ الْقَعْقَاعِ بِهَذَا
الْإِسْنَادِ قَالَ وَعَلَقَمَةُ بْنُ عَدْلَةَ وَلَمْ يَذْكُرْ
عَامِرَ بْنَ الطُّفَيْلِ وَقَالَ تَابِي الْجَبِيَّةَ وَلَمْ
يَقُلْ نَاشِرًا وَتَرَادَ فَقَامَ إِلَيْهِ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ
رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ أَلَا
أُضْرِبُ عَنْقَهُ قَالَ لَا لَعَلَّكَ أَوْ بَرَّ فَقَامَ إِلَيْهِ خَالِدُ
سَيْفُ اللَّهِ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ أَلَا أُضْرِبُ عَنْقَهُ
قَالَ لَا وَقَالَ إِنَّهُ سَيَخْرِجُ مِنْ صُصِّلَ هَذَا
قَوْمٌ يَتَلَوْنَ كِتَابَ اللَّهِ كَيْتَارَ طَبَّا وَقَالَ
قَالَ عُمَارَةُ حَسِبْتُ قَالَ لَيْسَ أَتَا
لَا قَتَلْتَهُمْ قَتَلَ ثَمُودَ.

ایک اور سند سے بھی یہ روایت ہے اس میں ہے
کہ آپ نے وہ سونا پار آدمیوں میں تقسیم کر دیا، زید خیر،
انقرع بن مالس، عبید بن حصن، علقمہ بن علاطہ یا عامر بن طفیل

۲۳۵۰ - وَحَدَّثَنَا ابْنُ سَمِيرٍ قَالَ نَاجِيٌّ
فَمَسِيْدٌ عَنْ عُمَارَةَ بْنِ الْقَعْقَاعِ بِهَذَا الْإِسْنَادِ
وَقَالَ بَيْنَ اَرْبَعَةٍ نَفَرٍ زَيْدُ الْخَيْرِ وَالْأَخْرَعِ

الْمَخَالِقُ قَالَ هُمْ شَرُّ الْخَلْقِ أَوْ مِنْ أَشَرِّ الْخَلْقِ
يَقْتُلُهُمْ أَوْ فِي الطَّائِفَتَيْنِ إِلَى الْحَقِّ قَالَ فَضَرَبَ
النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَهُمْ مَثَلًا أَوْ قَالَ
قَوْلًا التَّوَجُّلُ يَدْرِي الزَّمِيَّةُ أَوْ قَالَ الْغَرَضُ فَيَنْظُرُ
فِي النَّصْلِ فَلَا يَدْرِي بِصِيرَةٍ وَيَنْظُرُ فِي النَّصِي
فَلَا يَدْرِي بِصِيرَةٍ وَيَنْظُرُ فِي الْغُرُوقِ فَلَا يَدْرِي
بِصِيرَةٍ قَالَ قَالَ أَبُو سَعِيدٍ وَأَنْتُمْ قَتَلْتُمْهُمْ
يَا أَهْلَ الْعِرَاقِ -

۲۳۵۴ - حَدَّثَنَا شَيْبَانُ بْنُ فَرُّوخَ قَالَ نَا
الْقِسْمَ وَهُوَ ابْنُ الْفَضْلِ الْحَدَّادِيُّ قَالَ نَا أَبُو
نَضْرَةَ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ قَالَ رَسُولُ
اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَرُقُ مَارِقَةٌ عِنْدَ
فُرْقَةٍ مِنَ الْمُسْلِمِينَ يَقْتُلُهَا أَوْ فِي الطَّائِفَتَيْنِ
يَا لِحَقِّ -

۲۳۵۵ - حَدَّثَنَا أَبُو الرَّبِيعِ الزَّهْرَانِيُّ وَ
قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ قُتَيْبَةُ نَا أَبُو عَوَانَةَ عَنْ قَتَادَةَ
عَنْ أَبِي نَضْرَةَ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ
اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَكُونُ فِي أُمَّتِي فِرْقَتَيْنِ فَتَخْرُجُ
مِنْ بَيْنِهِمَا مَارِقَةٌ تَكِلِي قَتْلَهُمْ أَوْ لَا هُمْ
يَا لِحَقِّ -

۲۳۵۶ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى ثَنَا عَبْدُ الْأَعْلَى
حَدَّثَنَا وَدَّعِيُّ بْنُ أَبِي نَضْرَةَ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ
رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ قَالَ تَرُقُ مَارِقَةٌ فِي فُرْقَةٍ مِنَ النَّاسِ
فَيَكِلِي قَتْلَهُمْ أَوْ لِي الطَّائِفَتَيْنِ
يَا لِحَقِّ -

۲۳۵۷ - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ الرَّبِيعِ كَانَ نَاسِقِيَانِ

سے وہ جماعت قتل کرے گی جو حق کے زیادہ قریب ہوگی پھر
آپ نے ان لوگوں کی ایک مثال بیان فرمائی کہ جب آدمی
کسی شکار یا نشانہ کو تیر مارتا ہے تو پرکھ دیکھتا ہے اس
میں کچھ اثر نہیں ہوتا اور تیر کی لکڑی کو دیکھتا ہے اور وہاں
بھی اثر نہیں ہوتا، پھر اس حصہ کو دیکھتا ہے جو تیر انداز
کی چنگی میں ہوتا ہے تو وہاں بھی کچھ اثر نہیں پاتا، پھر حضرت
ابو سعید نے کہا اے عراق والو! تمہی نے تو انہیں قتل کیا
ہے۔

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مسلمانوں میں تفریق کے
وقت ایک فرقہ جدا ہو جائے گا اور مسلمانوں کی دو جماعتیں
میں سے جو حق کے زیادہ قریب ہوگی وہ اس فرقہ کو قتل
کرے گی۔

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں
کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میری امت میں دو
جماعتیں ہو جائیں گی اور ان میں ایک فرقہ پیدا ہو گا اور
جو جماعت اس فرقہ کو قتل کرے گی وہ حق کے زیادہ قریب
ہوگی۔

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا لوگوں میں تفرقہ کے
وقت ایک فرقہ پیدا ہو جائے گا اور جو لوگ اس فرقہ کو قتل
کریں گے وہ حق کے زیادہ قریب ہوں گے۔

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں
نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اختلاف کے وقت ایک قوم

الْهُوَ بَصَرًا وَهُوَ رَجُلٌ مِّنْ بَنِي كَثِيمٍ فَقَالَ يَا
رَسُولَ اللَّهِ اَعْدِلْ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَيْلَكَ وَمَنْ يَعْدِلُ اِذَا لَمْ اَعْدِلْ
قَدْ خَبَيْتَ وَخَسِرْتَ اِنْ لَمْ اَعْدِلْ فَقَالَ عُمَرُ
بْنُ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ يَا رَسُولَ اللَّهِ
اُتِدُنْ لِي فِيهِ اَصْرِي عُنْتَهُ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَعُوكَ فَانْ لَكَ اَصْحَابًا
يَحْمُرُ أَحَدُهُمْ صَلَواتَهُمْ صَلَواتِهِمْ وَيَسِيئًا مَدَّ
مَدَّ سِيئًا مِيهَمَ يَتَرَوْنَ الْقُرْآنَ لَا يَجْعَلُونَ
تَرَا قِيَمَتَهُ يَتَرَقُونَ مِنَ الْإِسْلَامِ كَمَا يَتَرَقِي
السَّهْمُ مِنَ الرَّمِيَّةِ يَنْظُرُ إِلَى تَصْلِيهِ فَلَا
يُوجَدُ فِيهِ شَيْءٌ ثُمَّ يَنْظُرُ إِلَى رِصَاظِهِ
فَلَا يُوجَدُ فِيهِ شَيْءٌ ثُمَّ يَنْظُرُ إِلَى نَظْمِيهِ
فَلَا يُوجَدُ فِيهِ شَيْءٌ وَهُوَ الْقَدْحُ ثُمَّ يَنْظُرُ
إِلَى قَدْحِهِ فَلَا يُوجَدُ فِيهِ شَيْءٌ سَبَقَ الْفَرْكُ
وَالدَّمَارُ أَيُّهُمْ رَجُلٌ اسْتَوْدَ إِحْدَى
عَضْدَتَيْهِ مِثْلُ ثَدْيِ الْمَرْأَةِ أَوْ مِثْلُ الْبَضْعَةِ
تَدْرُورٌ يَخْرُجُونَ عَلَى حَيْنٍ فُرْقَةٍ مِّنَ النَّاسِ
قَالَ أَبُو سَعِيدٍ قَدْ شَهِدْتُ أَنِّي سَمِعْتُ هَذَا مِنْ
رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاشْهَدُ أَنَّ
عَلِيَّ بْنَ أَبِي طَالِبٍ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ قَاتَلَهُمْ
وَأَتَا مَعَهُ قَامَرٌ بِذَلِكَ الرَّجُلِ فَالْتَمَسَ فَوُجِدَ
فَأُتِيَ بِهِ حَتَّى نَظَرْتُ إِلَيْهِ عَلَى نَعْتِ رَسُولِ اللَّهِ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَلَدَى نَعْتِ

۳۵۳ - وَحَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى قَالَ
كَانَ ابْنُ أَبِي عَدِيٍّ عَنْ سَيْمَانَ عَنْ أَبِي قَضْرَةَ عَنْ
أَبِي سَعِيدٍ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى
اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَكَرَ قَوْمًا يَكُونُونَ فِي أُمَمِهِ
يَخْرُجُونَ فِي فُرْقَةٍ مِّنَ النَّاسِ يَسِيئًا هُمْ

میں تم اپنی مثال کو دیکھ کر مجھے ابد اس کی مثال
مقابلہ میں اپنے منہ کی حقیر گردانے کی طرح
پڑ جائیں گے اور وہ ان کے عقلم سے بچے نہیں اترے گے
اور یہ لوگ یوں سے اس طرح نکل جائیں گے جن طرح تیر شکار
سے اس طرح نکل جاتا ہے کہ تیر انداز تیر کے چل کر دیکھتا ہے
اور اس میں خون کا اثر نہیں ہوتا، پھر چل کی جڑ کو دیکھتا ہے تو
اس میں بھی خون نہیں ہوتا، پھر اس کے پز کو دیکھتا ہے تو اس
میں بھی کچھ نہیں ہوتا، مادہ کو تیر شکار کی ہیڈ اند خون سے
لگتا ہے۔ ان لوگوں کی نشانی یہ ہے کہ ان میں ایک کا وہ
آدمی ہو گا جس کا ایک شانہ صورت کے پستان کی طرح ہو گا
یا نیچے جتا ہوا گوشت کا قطرہ ہو، دیگر وہ اس وقت ظاہر
ہو گا جب لوگوں میں تفرقہ ہو گا۔ حضرت ابو سعید کہتے ہیں میں
گواہی دیتا ہوں کہ میں نے یہ حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم سے سنی اور گواہی دیتا ہوں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ
نے ان سے کہا کیا، اور میں اس وقت حضرت علی کے
ساتھ تھا حضرت علی نے اس آدمی کو تپا کھینچ کر لے لیا،
وہ مل گیا اور اس کو حضرت علی کے پاس لایا گیا اور میں نے
اس شخص کو انہی صفات کے ساتھ پایا جو رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم نے بیان کی تھیں۔

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک قوم کا ذکر کیا جو آپ
کی امت میں پیدا ہو گے، اس کا ظہور اس وقت ہو گا جب
لوگوں میں تفرقہ ہو جائے گا، ان کی علامت سر منڈنا ہو گا
وہ مخلوق میں سب سے بدتر ہوں گے اور ان کو مدح جاتوں میں

حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ قُتَيْبَةَ عَنْ أَبِي تَيْمَةَ عَنْ أَبِي بَكْرٍ الصِّدِّيقِ
عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ -

۲۳۶۱ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ أَبِي بَكْرٍ الصِّدِّيقِ
قَالَ نَأَى ابْنُ أَبِي عَتِيَّةٍ وَحَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ وَحَدَّثَنَا
قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ نَأَى حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ وَ
حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَهَرَبُ بْنُ هَرَبٍ
وَاللَّفْظُ لَهُمَا قَالَا نَأَى إِسْمَاعِيلُ بْنُ عَلِيٍّ عَنْ
الْيُوزَاقِيِّ عَنْ مُحَمَّدٍ عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ عَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللَّهُ
تَعَالَى عَنْهُ قَالَ ذَكَرَ النُّجَاجِيُّ أَنَّ رَجُلًا قَالَ فِيهِمْ رَجُلٌ
مُتَّخِذٌ الْيَدِ أَوْ مُتَّخِذٌ الْيَدِ أَوْ مُتَّخِذٌ الْيَدِ
لَوْلَا أَنْ تَبَطَّرُوا لَحَدَّثْتُكُمْ بِمَا وَعَدَ اللَّهُ الَّذِينَ
يَقْتُلُونَهُمْ عَلَى لِسَانِ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ قَالَ قُلْتُ أَنْتَ سَمِعْتَهُ مِنْ مُحَمَّدٍ صَلَّى
اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِي وَرَبِّ الْكَعْبَةِ إِي
وَرَبِّ الْكَعْبَةِ إِي وَرَبِّ الْكَعْبَةِ -

۲۳۶۲ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى حَدَّثَنَا ابْنُ
أَبِي عَدِيٍّ عَنِ ابْنِ عَوْنٍ عَنْ مُحَمَّدٍ عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ
قَالَ لَا أَحَدٌ لَكُمْ إِلَّا مَا سَمِعْتُ مِنْهُ قَدْ كَرَّ عَنْ
عَلِيٍّ نَحْوَ حَدِيثِ الْيُوزَاقِيِّ مَرْفُوعًا -

۲۳۶۳ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ حُسَيْنٍ قَالَ سَأَلَ
عَبْدُ الرَّزَّاقِ ابْنَ هَتَمٍ قَالَ نَأَى عَبْدُ الْمَلِكِ بْنُ
أَبِي سَلِيمَانَ قَالَ قَالَتْ بِنْتُ كَهَيْلٍ قَالَ حَدَّثَنِي
زَيْدُ بْنُ وَهْبٍ الْجَهَنِّي أَنَّهُ كَانَ فِي الْجَيْشِ لَذِي
كَانُوا مَعَ عَلِيٍّ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ الَّذِينَ سَارُوا
إِلَى النُّجَاجِيِّ فَقَالَ عَلِيٌّ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ أَتَمَّ
النَّاسِ إِيَّيْ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ يَقُولُ يَخْرُجُ قَوْمٌ مِنْ أُمَّتِي يَقْرَأُونَ
الْقُرْآنَ لَيْسَ قِرَاءَتُكُمْ إِلَّا قِرَاءَتُهُمْ بِشَيْءٍ
وَلَا صَلَوَاتُكُمْ إِلَّا صَلَوَاتُهُمْ بِشَيْءٍ وَلَا صِيَابُكُمْ

عبیدہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ
نے غوارج کا تذکرہ کیا اور فرمایا ان میں ایک شخص ہوگا جس
کا ہاتھ ناقص ہوگا اور اگر تم غرض کرو تو میں تم سے اس چیز
کا بیان کروں جس کا اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم کی زبان سے ان کو نقل کرنے والے کے بارے
میں وعدہ فرمایا ہے۔ راوی کہتے ہیں میں نے پوچھا آپ
نے خود محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے؟ فرمایا ہاں رب کعبہ
کی قسم! ہاں رب کعبہ کی قسم! ہاں رب کعبہ کی قسم!

ایک اور سند سے بھی ایسی ہی روایت ہے۔

زید بن وہب جتنی بیان کرتے ہیں کہ وہ اس لشکر میں تھے جو حضرت علی رضی اللہ عنہ
کیا غوارج سے جگہ کیے گیا تھا حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا اے لوگو! میں
نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے آپ نے فرمایا: میری امت
میں سے ایک قوم ظاہر ہوگی وہ ایسا قرآن پڑھیں گے کہ ان
کے پڑھنے کے سامنے تمہارے قرآن پڑھنے کی کوئی
حیثیت نہ ہوگی، نہ ان کی نمازوں کے سامنے تمہاری نماز
کی کچھ حیثیت ہوگی نہ ان کے روزوں کے سامنے تمہارے
روزوں کی کچھ حیثیت ہوگی وہ یہ سمجھ کر قرآن پڑھیں گے
کہ وہ ان کے لیے مفید ہے لیکن درحقیقت وہ ان کی
مضر ہوگا، نماز ان کے گلے کے نیچے سے نہیں اتر سکے گی

ظاہر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث میں سے ہے کہ جب میں تم
 وہ تم کے لیے قریب ہو گا۔

عَنْ حَبِيبِ بْنِ أَبِي ثَابِتٍ عَنِ الصَّخَالِ الْكَلْبِيِّ
 عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
 وَسَلَّمَ فِي حَادِثٍ ذَكَرَ فِيهِ قَوْمًا يَخْرُجُونَ
 عَلَى فُرْقَتَيْنِ مُخْتَلِفَةٍ يَقْتُلُهُمَا أَقْرَبُ الطَّائِفَتَيْنِ
 مِنَ الْحَقِّ.

۲۳۵۸ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ لُمَيْزٍ
 وَعَبْدُ اللَّهِ بْنُ سَعِيدٍ الْأَشَجُّ جَمِيعًا عَنْ وَكِيعٍ قَالَ
 الْأَشَجُّ ثَنَا وَكِيعٌ قَالَ ثَنَا الْأَعْمَشُ عَنْ خُثَيْمَةَ عَنْ
 سُؤَيْدِ بْنِ غَفَلَةَ قَالَ قَالَ عَلِيٌّ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ
 إِذَا حَادَّ ثَمَّكُمْ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
 وَسَلَّمَ فَلَا تَنْ أَخَذَ مِنَ السَّمَاءِ أَحَبُّ إِلَيَّ مِنْ أَنْ
 أَقُولَ عَلَيْهِ مَا لَمْ يَقُلْ وَإِذَا حَادَّ ثَمَّكُمْ فِيمَا
 بَيْنِي وَبَيْنَكُمْ فَلَا تَنْ الْحَرْبُ خُذْ عَنْ سَمِيعَتِ
 رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ
 سَيُخْرِجُ فِي أَخِيَاءِ مَا مِنْ قَوْمٍ أَحَدٌ إِلَّا سَنَأُ
 سَفَهَاءُ إِلَّا خَلَا مِنْ يَهُودُونَ مِنْ خَيْرِ قَوْلِ الْبَرِيَّةِ
 يُفَرُّونَ الْقُرْآنَ لَا يُجَادِرُ حُنَا جَوْهَرِهِمْ قَوْلَ
 مِنَ الدِّينِ كَمَا يَمُرُّ السَّهْمُ مِنَ الرَّمِيَّةِ فَمَاذَا
 لَقَيْتُسُوهُمْ فَأَقْتُلُوهُمْ فَإِنَّ فِي قَتْلِهِمْ أَجْرًا
 تَمَنُّ قَتْلَهُمْ عِنْدَ اللَّهِ يَوْمَ الْقِيَمَةِ.

۲۳۵۹ - حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ قَالَ أَنَا عِيْسَى بْنُ
 يُوْسُفَ وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ أَبِي بَكْرٍ الْمُقَدَّسِيُّ
 وَأَبُو بَكْرِ بْنُ تَافِعٍ قَالَ لَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ مَهْدِيٍّ
 قَالَ نَاسُفِيَانُ كِلَاهُمَا عَنِ الْأَعْمَشِ هَذَا الْإِسْنَادُ
 مُثْلَهُ.

۲۳۶۰ - وَحَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ قَالَ
 نَاجِيٌّ وَحَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَأَبُو
 كَرِيبٍ وَرُهَيْبُ بْنُ حَرْبٍ كَانُوا أَنَا أَبُو مَعَاوِيَةَ
 كِلَاهُمَا عَنِ الْأَعْمَشِ بِهَذَا الْإِسْنَادِ لَيْسَ فِي

حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب میں تم
 میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث بیان کروں تو اس کا
 گر پڑنا میرے لیے اس سے زیادہ بہتر ہے کہ میں آپ
 کی طرف وہ بات منسوب کروں جو آپ نے نہیں فرمائی۔
 اور جب میں اپنی اور تمہاری بات بیان کروں تو جنگ
 میں دھوکا دینا جائز ہے۔ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ
 وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ اخیر زمانہ میں ایک
 قوم نکمے گی جو کم عمر اور کم عقل ہوں گے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ
 وسلم کی احادیث بیان کریں گے، قرآن مجید کو پڑھیں گے
 اور وہ ان کے حق سے بچنے نہیں اترے گا اور دین سے
 اس طرح نکل جائیں گے جس طرح تیر شکار سے نکلتا ہے
 اور جب تم ان سے طاقات کرو تو ان کو قتل کرنا کیونکہ جو
 ان سے جنگ کرے گا اور ان کو قتل کرے گا قیامت
 کے دن اللہ تعالیٰ کے ہاں اس کو اجر ملے گا۔

ایک اور سند سے بھی ایسی ہی روایت منقول ہے

ایک اور سند سے بھی یہ روایت ہے اور اس میں
 یہ الفاظ نہیں ہیں کہ وہ دین سے ایسے نکل جائیں گے
 تیر شکار سے نکلتا ہے۔

لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ لَسَيَعْلَمُ هَذِهِ الْحَدِيثُ مِنْ رَسُولِ
اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ إِي وَ اللَّهِ
الَّذِي لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ حَتَّى اسْتَحْلَفَهُ ثَلَاثًا هُوَ
يَعْلَمُ لَهُ -

۴۳۶۴ - حَدَّثَنَا أَبُو الطَّاهِرِ وَ يُونُسُ بْنُ
عَبْدِ الْأَعْلَى قَالَا أَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ وَهَبٍ قَالَ
أَخْبَرَنِي عَنْ عَبْدِ بْنِ الْحَارِثِ عَنْ بَكْرِ بْنِ الْأَشَجِّ
عَنْ بَسْرِ بْنِ سَعِيدٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي رَافِعٍ
رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ مَوْلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّ الْحَرَّ وَرِيَّةَ لَنَا خَرَجَتْ
وَهُوَ مَعَ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى
عَنْهُ قَالُوا لَا حُكْمَ إِلَّا لِلَّهِ قَالَ عَلِيٌّ رَضِيَ اللَّهُ
تَعَالَى عَنْهُ كَلِمَةً حَتَّى أُرِيدَ بِهَا بَاطِلٌ أَتَى
رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَصَفَ
نَاسًا إِنِّي لَا عَرَفْتُ صِفَتَهُمْ فِي هَذَا لَا يَقُولُونَ
الْحَقَّ يَا كَيْسَنِيَّهُمْ لَا يَجُوزُ هَذَا مِنْهُمْ وَأَشَارَ
إِلَى حَلْقِهِ مِنْ أَنْ يَغْضُضَ حَلْقِي اللَّهُ إِلَيْهِ مِنْهُمْ أَسْوَدُ
إِحْدَى يَدَيْهِ طَبِي شَاةٍ أَوْ حَلَسَتْ شِدَايَ
فَلَمَّا قَتَلَهُمْ عَلِيٌّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى
عَنْهُ قَالَ أَنْظِرُوا فَتَنْظَرُوا فَلَمْ يَجِدُوا شَيْئًا
فَقَالَ ارْجِعُوا فَنَوَّاهُ مَا كَذَبْتُ وَلَا كَذَبْتُ
مَرَّتَيْنِ أَوْ ثَلَاثًا ثُمَّ وَجَدُوهُ فِي خَرَبَةٍ فَأَتَوْا
بِهِ حَتَّى وَضَعُوهُ بَيْنَ يَدَيْهِ قَالَ عَبْدُ اللَّهِ
أَنَا حَاضِرٌ ذَلِكَ مِنْ أَمْرِهِمْ وَقَوْلِي عَلَيْهِمْ
نَادَى يُونُسُ فِي رِوَايَتِهِ قَالَ بَكْرٌ وَحَدَّثَنَا
رَجُلٌ عَنْ ابْنِ حَنْظَلٍ أَنَّهُ قَالَ رَأَيْتُ ذَلِكَ
الْأَسْوَدَ -

اور اس کے رسول نے ہم تک صحیح احکام پہنچائے عبید
سلمان کھڑے ہوئے اور کہا اس ذات کی قسم جس کے سوا
کوئی معبود نہیں ہے کیا آپ نے خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم سے یہ حدیث سنی ہے، حضرت علی نے فرمایا ہاں خدا
کی قسم! جس کے سوا کوئی معبود نہیں ہے۔ اس نے حضرت علی
سے تین مرتبہ حلف لیا۔ حضرت علی نے تین مرتبہ قسم کھائی۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے غلام حضرت عبداللہ
بن ابی رافع رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں حروریہ کا جس
وقت ظہور ہوا تو وہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ تھے انھوں
نے کہا اللہ کے سوا کوئی حاکم نہیں، حضرت علی نے فرمایا یہ حق
بات ہے جس سے باطل کا ارادہ کیا گیا ہے رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم نے کچھ نشانیاں بتلائی تھیں جنہیں میں بخوبی جانتا
ہوں اور ان لوگوں میں ان کی نشانیاں پائی جاتی ہیں، وہ اپنی
زبانوں سے حق کہتے ہیں اور حق اس سے (یعنی ان کے
حلق سے) مستجاب نہیں ہوتا۔ عبید نے اپنے حلق کی طرف
اشارہ کر کے دکھایا اور کہا یہ لوگ اللہ تعالیٰ کی مخلوق میں
سے مہنوس ترین ہیں، ان میں سے ایک شخص سیاہ رنگ
کا ہے جس کا ہاتھ بکری کے تھن یا غورت کے پستان
کے سر کی طرح ہے۔ جب حضرت علی ان سے قتال کر
چکے تو فرمایا اس آدمی کی تلاش کرو اسے ڈھونڈا گیا مگر
وہ نہیں ملا، فرمایا اس کو پھر جا کر تلاش کرو، بخدا نہ میں
نے جھوٹ بولا ہے نہ مجھے جھوٹ بتایا گیا ہے
یہ بات انھوں نے دو باتیں بارگہی، حتیٰ کہ لوگوں نے
اس کو ایک کنڈر میں ڈھونڈ لیا اور اس کی لاش لا کر
حضرت علی کے سامنے رکھ دی۔ عبید اللہ کہتے ہیں کہ
موقع پر میں وہاں موجود تھا، یونس نے اپنی روایت
میں اتنا زیادہ کہا ہے کہ مجھے ایک شخص نے بتایا کہ
خین بیان کرتے ہیں میں نے اس شخص کو دیکھا۔

إِلَىٰ صِيَامِهِمْ بِشَيْءٍ يُقَرُّوْنَ الْقَرَأَنَ يَحْسَبُونَ
 أَنَّهُ لَهُمْ وَهُوَ عَلَيْهِمْ لَا تُجَاوِزُ صَلَواتُهُمْ
 تَوَافِيهِمْ يَتَرَفَّعُونَ مِنَ الْإِسْلَامِ كَمَا يَتَرَفَّعُ
 الشَّهْمُ مِنَ الرَّمِيَّةِ لَوْ يَعْلَمُ الْجَيْشُ الَّذِينَ
 يُصْنِبُونَ لَهُمْ مَا قُتِلَ لَهُمْ عَلَىٰ لِسَانِ نَبِيِّهِمْ
 لَا تَكَلُّوا عَنِ الْعَمَلِ وَآيَةٌ ذَلِكِ أَنَّ فِيهِمْ
 رَجُلًا لَهُ عَصَدٌ لَيْسَ لَهُ ذَا عُرٌّ عَلَىٰ رَأْسِ
 عَصَدِهِ مِثْلُ حَلْمَةِ الْقَدْحِ عَلَيْهِ شَعْرَاتٌ يَبْعَثُ
 فَتَذْهَبُونَ إِلَىٰ مَعَادِيهِ وَأَهْلُ الْقَامِ وَتَتَرَكُونَ
 هَؤُلَاءِ وَيَخْلُقُونَكُمْ فِي ذُرَارٍ يُكْمِدُ أَمْوَالَكُمْ
 وَاللَّهُ إِنِّي لَا دُجُوءَ أَنْ تَكُونُوا هَؤُلَاءِ الْقَوْمَ
 فَإِنَّهُمْ قَدْ سَفَكُوا الدَّمَارَ الْحَرَامَ وَأَعَارُوا فِي
 سُرْرِ النَّاسِ فَيَسِيرُوا عَلَىٰ اسْمِ اللَّهِ قَالَ سَلَمَةُ
 بْنُ كُهَيْلٍ فَتَزَلَّنِي زَيْدُ بْنُ وَهَبٍ مَنَزِلًا حَتَّى
 قَالَ مَرَرْنَا عَلَىٰ قَنْطَرَةٍ فَلَمَّا اتَّقَيْنَا وَ عَلَى
 الْخَوَارِجِ يَوْمَئِذٍ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ وَهَبٍ الرَّاسِبِيُّ
 فَقَالَ لَهُمُ اتَّقُوا الرِّمَاسَ وَسَلُّوا سِيُوفَهُمْ مِنْ
 جُفُونِهَا فَإِنِّي أَخَافُ أَنْ يُتَاشِدُوا وَكُمْ كَمَا
 تَاشِدُ وَكُمْ يَوْمَ حَرُورِ آءٍ فَرَجَعُوا فَوَحَّشُوا
 بِرِمَاحِهِمْ وَسَلُّوا السُّيُوفَ وَشَجَرَهُمُ النَّاسُ
 بِرِمَاحِهِمْ قَالَ وَقُتِلَ بَعْضُهُمْ عَلَىٰ بَعْضٍ وَ مَا
 أَصِيبَ مِنَ النَّاسِ يَوْمَئِذٍ إِلَّا رَجُلَانِ فَقَالَ
 عَلَيْهِ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ التَّمِيسُوا فِيهِمْ
 السُّخْدَبِرَ فَالْتَمِسُوا فَلَمْ يَجِدُوا فَقَامَ
 عَلَيْهِ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ يَنْقِصُ حَتَّىٰ آفَىٰ نَاسًا
 قَدْ قُتِلَ بَعْضُهُمْ عَلَىٰ بَعْضٍ فَقَالَ آخِرُ وَهُمْ
 فَوَجَدُوهُ مَتَا يَلِي الْأَرْضَ فَكَبَّرَتْ ثُمَّ قَالَ صَدَقَ
 اللَّهُ وَبَكَرَ رَسُولُهُ قَالَ فَقَامَ إِلَيْهِ عُبَيْدُ
 التَّمِيسَاتِي فَقَالَ يَا أَيُّهَا الْمُؤْمِنِينَ اللَّهُ الْوَقْدُ

اور وہ اسلام سے اپنے دل کی بائیں کے لئے نکل
 نکل جاتا ہے جو عکس کی سرکشی کے لئے ہے
 وہ اس کتاب کو ہاں میں ہاں کاٹتا ہے اور اس کے
 نبی کی زبان پر کیا ہے تو وہ آتی ہے اور اس پر ہوا
 کر بیٹھیں گے، ان کی نشانی یہ ہے کہ ان میں ایک ایسا
 آدمی ہے جس کے شاد میں ہڈیاں نہیں ہیں اور اس کے
 شاد کا سر عدوت کے لہتان کی طرح ہے اس پر سفید
 رنگ کے بال ہیں حضرت علی نے فرمایا تم معاویہ اور اہل
 شام کی طرف جاتے ہو اس میں جھگڑا ہے ہر تاجر
 تھا ہے پیچھے تباری اولاد اور تہمت ہے ممالک کو انیلوں
 بخدا مجھے امید ہے کہ یہ دنیا قوم ہے جس نے ناحق
 خون بہایا اور لوگوں کی چلا گا ہوں کر بوٹ لیا، تم اللہ کا نام
 لے کر ان سے قتال کے یہ دعا دہرہ سلمہ بن کبیل
 کہتے ہیں کہ پھر مجھ سے زید بن وہب نے ایک ایک
 منزل کا تذکرہ کیا اور بیان کیا کہ جب ہم جا کر ان سے
 ملے تو ہمارا ایک بلی سے گذر ہوا، اس بعد غولج کا سپہ
 سالار عبداللہ بن وہب راہی تھا، اس نے حکم دیا کہ
 اپنے نیزے پھینک دو اور تلواریں میان سے نکال دو
 کیونکہ بے مدد ہے کہ یتیم پر اس طرح حملہ کریں گے
 جس طرح یتیم حروراء میں کیا تھا، چنانچہ وہ پھر سے انہوں
 نے اپنے نیزے پھینک دیے اور تلواریں سونت لیں
 لوگوں نے ان پر اپنے نیزوں سے حملہ کیا اور بعض نے
 بعض کو قتل کرنا شروع کر دیا، اس روز حضرت علی کے لشکر
 سے مرنے والے آدمی شہید ہوئے، حضرت علی نے فرمایا،
 ان میں ناقص آدمی کو تلاش کرو اسے ڈھونڈا گیا لیکن وہ
 نہیں ملا حضرت علی رضی اللہ عنہ خود اسے اور وہاں گئے جہاں
 ان کی لاشیں ایک دوسرے پر پڑی ہوئی تھیں، حضرت
 علی نے فرمایا ان لاشوں کو اٹھاؤ اس کو زمین پر لگا ہوا
 پایا۔ حضرت علی نے فرمایا: اللہ اکبر، اللہ تعالیٰ نے پکا فرمایا

اسْتَحَقَّ الشَّيْبَانِي عَنْ أُسَيْرِ بْنِ عَمِيٍّ وَعَنْ سَهْلِ
بْنِ حَنْظَلٍ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى
اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يَتَّبِعُهُ قَوْمٌ قَبْلَ الْمَشْرِقِ
مَحَلَّقَةً رُءُوسُهُمْ -

خلق رسول | حدیث نمبر ۲۳۲۵ میں ہے کہ ایک اعرابی نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی چادر کو پکڑ کر کھینچا جس سے آپ کی گردن پر نشان پڑ گیا پھر اس نے کہا یا محمد مری من مال الذی عندک - اسے محمد اللہ کا جو مال آپ کے پاس ہے اس میں سے مجھے دینے کا حکم دیجئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مسکرائے اور اسے مال دینے کا حکم دیا -

یہ اعرابی نبی نیا اسلام لایا تھا اور بارگاہ رسالت میں گفتگو کے آداب سے ناواقف تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فیضانِ محبت سے جس طرح خمیرِ صحابہ میں اسلام رچ بس گیا تھا یہ ابھی اس کیفیت سے نا آشنا تھا اس نے اسی روایتی بدتمیزی اور گنوار پن سے آپ کی چادر کھینچی لیکن اس بے مثال سیرت کے پیکر اور اُنک لعلی خلقِ عظیمہ کے مظہر کے اہم و پرشکن تک نہیں آئی آپ نے اس کی جہالت اور بدتمیزی کو کمالِ حوصلہ سے برداشت کیا اور تبسم فرما کر اعلیٰ ظرفی کا مظاہرہ کیا اور اس کی تالیفِ قلب کے لیے عطا کا سامان کر کے برائی کا بدلہ نیکی سے دیا تاکہ امت کو معلوم ہو جائے کہ جابلو کی بات کو حوصلہ سے برداشت کر کے درگزر کرنا چاہیے اور جو شخص جہالت اور ناواقفیت سے کسی بندے کی خفی تلخی کر کے گناہِ کبیرہ کر بیٹھے اس کو معاف کر دینا چاہیے اور تالیفِ قلب کے لیے واردِ دہش سے کام لینا چاہیے اور بدی کی جزائی نیکی سے دینا چاہیے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت کا یہی وہ بے مثال پہلو تھا جس نے بے گانوں کو ریگا بنا پر ایول کو اپنا، بت پرستوں کو بت شکن اور اسلام سے دور جانے والوں کو اسلام کا شیدائی اور متوالا بنا دیا۔ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم صلوة وسلاماً دائماً ابداً

کرم رسول کے انداز | حدیث نمبر ۲۳۲۶ میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک جماعت کو کچھ عطا فرما دیا، لیکن اس میں بیٹھے ہوئے ایک شخص کو نہیں دیا۔ حضرت سعد کہتے ہیں میرے نزدیک وہ شخص بہت اعلیٰ درجہ کا مسلمان تھا۔ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس کی طرف متوجہ کرتے ہوئے کہا: یا رسول اللہ! میں اس شخص کو مؤمن گمان کرتا ہوں آپ نے فرمایا آیا مسلمان؟ میں نے تین بار کہا اور آپ نے جواب میں یہی فرمایا اخیر میں وضاحت فرمائی، میں کسی شخص کو اس وجہ سے دیتا ہوں تاکہ وہ جہنم میں نہ جاگرسے اور کسی کو نہیں دیتا حالانکہ جس کو میں نہیں دیتا وہ مجھے اس سے زیادہ عزیز ہوتا ہے جس کو میں دیتا ہوں۔

یعنی بعض لوگ نئے نئے اسلام لائے تھے حضور صلی اللہ علیہ وسلم تالیفِ قلب کے لیے انہیں نوازتے رہتے تھے کیونکہ اگر آپ انہیں نہ دیتے اور قدیم اسلام صحابہ کو عطا فرماتے تو ممکن تھا وہ آپ کے بارے میں کوئی بُری رائے قائم کرتے اور آپ کے متعلق بُری رائے قائم کرنا کفر ہے اور جہنم میں جاگرنے کے مترادف ہے اس لیے آپ نے انہیں عطا فرما کر جہنم میں گرنے سے بچا لیا، یہ ان پر کرم فرمایا اور جن قدیم اسلام صحابہ کو نہیں دیا ان پر آپ کو اعتماد تھا کہ ان کے سامنے لوگوں کو دیا جائے اور انہیں نہ دیا جائے تب بھی ان کے ایمان، ایتقان اور عقیدت میں کوئی فرق نہیں آئے گا گویا

۲۳۶۵ - حَدَّثَنَا شَيْبَانُ بْنُ كَثِيرٍ قَالَ قَالَ نَاسِيْمَانُ بْنُ الْمُغِيرَةِ قَالَا نَا حَمِيدُ بْنُ هَدَّادٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الصَّامِتِ عَنْ أَبِي ذَرٍّ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ بَعْدِي مِنْ أُمَّتِي أَوْ سَيَكُونُ بَعْدِي مِنْ أُمَّتِي قَوْمٌ يَقْرَأُونَ الْقُرْآنَ لَا يُفْهَمُونَ حَلَا قَمَهُمْ يَخْرُجُونَ مِنَ الدِّينِ كَمَا يَخْرُجُ الشَّهْمُ مِنَ الرَّمِيَّةِ ثُمَّ لَا يَعُودُونَ فِيهِ وَ هُمْ شَرُّ الْخَلْقِ وَالْخَلِيفَةُ فَقَالَ ابْنُ الصَّامِتِ فَلَقِيتُ دَا فِعَ بْنَ عَمْرٍو الْفَخَّارِيَّ أَخَا الْحَكَمِ الْإِفْخَارِيَّ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُمَا قُلْتُ مَا حَدِيثُكَ سَمِعْتَهُ مِنْ أَبِي ذَرٍّ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ كَذَا وَكَذَا فَقَدْ كَرِهْتُ لَهُ هَذَا الْحَدِيثَ فَقَالَ وَ إِنَّا سَمِعْتُهُ مِنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ -

۲۳۶۶ - حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ قَالَ قَالَ عَلِيُّ بْنُ مُسْهِرٍ عَنِ الْقُتَيْبَةِ عَنْ يُسَيْرِ بْنِ عَمْرِو قَالَ سَأَلْتُ سَهْلَ بْنَ حَنْظَلَةَ سَمِعْتَ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَذْكُرُ الْخَوَارِجَ فَقَالَ سَمِعْتُهُ وَ أَشَارَ بِيَدِهِ وَ هُوَ الْمَشْرِقِيُّ قَوْمٌ يَقْرَأُونَ الْقُرْآنَ بِلِسَانِهِمْ لَا يَعْدُونَ وَ اتَّوَفَّقَهُمْ يَمْرُقُونَ مِنَ الدِّينِ كَمَا يَمْرُقُ الشَّهْمُ مِنَ الرَّمِيَّةِ -

۲۳۶۷ - وَ حَدَّثَنَا أَبُو كَامِلٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّاحِدِ قَالَ حَدَّثَنَا شَيْبَانُ الْقُتَيْبِيُّ هَذَا الْإِسْنَادُ وَ قَالَ يَخْرُجُ مِنْهُ أَقْوَامٌ -

۲۳۶۸ - حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَ اسْحَقُ بْنُ جَبْرِ عَنْ يَزِيدَ قَالَ قَالَ أَبُو بَكْرٍ تَابِيزِيْدُ بْنُ هَامُوْنَ عَنْ الْعَوَّامِ بْنِ حَوْشَبٍ قَالَ تَابِيزُو

حضرت ابوبکر بن ابی شیبہ سے بیان کیا کہ میں نے سہل بن حنفیہ سے سنا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ خوارج کا ذکر کرنا ایک ایسی قوم کا ذکر ہے جو قرآن پڑھتے ہیں مگر اس کے معنی سمجھتے نہیں اترے گا اور وہ اس طرح نکل جائیں گے جس طرح تیر شکار سے نکل جاتا ہے پھر وہ دین میں لوٹ کر نہیں آئیں گے۔ یہ مخلوق خدا میں سب سے بدترین لوگ ہوں گے۔ ابی حنفیہ سے بیان کرتے ہیں کہ اس کے بعد میں طلع بن عمرو غفاری سے ملا جو حکم غفاری کے بھائی ہیں اور کہا کہ حدیث جو میں نے حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ سے اس طرح سے سنی ہے اور انھیں وہ حدیث بیان کی انھوں نے کہا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے خود یہ حدیث سنی تھی۔

یوسر بن عمرو کہتے ہیں کہ میں نے سہل بن حنفیہ سے پوچھا تم نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے خوارج کا ذکر کرنا سنا ہے؟ انھوں نے کہا ہاں میں نے سنا ہے! اور اپنے اترے سے مشرق کی طرف اشارہ کر کے کہا وہ اپنی زبانوں سے قرآن مجید پڑھیں گے مگر وہ ان کے معنی سے نہیں اترے گا اور دین سے ایسے نکل جائیں گے جیسے تیر شکار سے!

ایک اور سند سے بھی ایسی ہی روایت ہے۔

سہل بن حنفیہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مشرق کی طرف سے ایک قوم نکلے گی ان کے سر منڈے ہونے ہوں گے۔

علاوہ ازیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کے ایمان قبول کرنے کے خواہشمند تھے اس لیے ان کی ایذا و رسائیوں پر صبر کرتے تھے جیسا کہ ہمیشہ اولو العزم رسول کرتے رہے ہیں یہاں تک کہ ان میں سے کچھ لوگوں نے اسلام قبول کر لیا اور ان کی وجہ سے اسلام کو بہت تقویت پہنچی تیسرا جواب یہ ہے کہ ان سے وہ گستاخانہ کلمات ثابت نہیں کیونکہ ان کلمات کو کسی بچہ نے نقل کیا تھا یا غلام نے یا عورت نے اور نصاب شہادت یعنی دو مردوں کی گواہی کے بغیر کسی کا خون بہانا جائز نہیں ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے علم نبوت سے ان کا فیصلہ اس لیے نہیں کیا کہ بظاہر ان کا شمار مسلمانوں اور صحابہ میں ہوتا تھا اگر آپ ان کو اس وجہ سے قتل کر دیتے کہ آپ کے علم میں وہ منافق تھے تو مخالفین اور منافقین آپ کے خلاف پروپیگنڈا کرتے کہ آپ جس کو چاہتے ہیں نفاق کی تہمت لگا کر قتل کر دیتے ہیں اور اس سے اسلام کی تبلیغ اور اشاعت پر اثر پڑتا یہی وجہ ہے کہ آپ نے عدل (عدل کر) کہنے والے کو قتل کرنے سے اس لیے منع فرمایا کہ لوگ کہیں گے کہ: ان محمدًا یقتل اصحابہ محمد اپنے صحابہ کو قتل کرتے ہیں۔ اسی وجہ سے ابن معاذ اور ابن قسار نے کہا ہے کہ یہ لوگ اگر اپنے نفاق کو ظاہر کرتے تو آپ ان کو قتل کر دیتے۔ باقی راء السامر عبیک کہنے والے یہودی کو آپ نے قتل نہیں کیا۔ اس کی وجہ ان کا مسلمانوں کی حفاظت میں ہونا اور ابتداء اسلام تھی اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ اس کو نہ قتل کرنے کی وجہ یہ ہو کہ آپ کو اس وجہ سے کچھ لوگوں کے اسلام کی توقع ہو!

ائمہ کے نزدیک گستاخ رسول کا حکم | رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین کرنا بالاجماع کفر ہے اور توہین کرنے والا بالاتفاق واجب القتل ہے اور اس کی توبہ قبول کرنے

میں ائمہ مذاہب کے مختلف قول ہیں خواہ توہین کا تعلق آپ کی ذات کے ساتھ ہو یا آپ کے نسب کے ساتھ ہو آپ کے دین کے ساتھ ہو یا آپ کی کسی صفت کے ساتھ ہو اور یہ اہانت خواہ صراحتہ ہو کنایتہ ہو یا تعریفاً ہو یا تلویحاً ہو اسی طرح کوئی شخص آپ کو بددعا کرے، آپ پر لعنت کرے یا آپ کا بڑا چلبے آپ کے عوارض بشریہ یا آپ سے متعلق اشیاء یا اشخاص کا آپ کی طرف نسبت کرتے ہوئے بطریق طعن یا مذمت ذکر کرے۔ غرض جس شخص سے کوئی ایسا کلام صادر ہو جس سے آپ کی اہانت ظاہر ہو وہ کفر ہے اور اس کا قاتل واجب القتل ہے اسی طرح علامہ قاضی عیاض مالکی نے ذکر کیا ہے

علامہ قاضی عیاض مالکی کہتے ہیں:

محمد بن سحنون نے کہا ہے علامہ کا اس بات پر اجماع ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی اہانت کرنے والا اور آپ کی تنقیص (آپ کی شان میں کمی) کرنے والا کافر ہے اور اس پر عذاب الہی کی وعید جاری ہے اور امت کے نزدیک

قال محمد بن سحنون اجماع العلماء علی ان شاتم النبی صلی اللہ علیہ وسلم المنقش له کافراً والوعید جار علیہ بعذاب اللہ له وحکمہ عند الامۃ القتل ومن شتم

۱۔ علامہ ابو عبد اللہ دمشقی مالکی متوفی ۵۸۲ھ، اکمال اکمال العلم ج ۲ ص ۱۹۲-۱۹۳، مطبوعہ بیروت
۲۔ قاضی عیاض بن موسی اندلسی مالکی متوفی ۵۴۲ھ، الشفا ج ۲ ص ۱۸۹، مطبوعہ عبد التواب اکیڈمی ملتان

آپ نے ان کو اپنا "سجھا غلام یہ ہے کہ آپ کا دینا بھی کرم اور نہ دینا بھی کرم ہے۔"
 حدیث نمبر ۲۳۲۲ میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مولانا کوئلہ کو اپنے بیٹے جعفر کے ساتھ
 امام کو اختیار ہے کہ وہ مصارفِ مسلمین میں خرچ کرے یا کسی ایک یا متعدد لوگوں کو کسی حکمت اور خصوصیت کی بنا پر ان کو
 دیدے (چند قریشیوں کو عطا فرمایا، انصار کے بعض فرزانوں کو یہ ناگوار گزارا آپ نے فرمایا کیا تم اس بات سے قائل نہیں
 ہو کہ یہ نو مسلم لوگ اپنے گھر دنیا کا مال سے جائیں اور تم اپنے گھر اللہ کا رسول سے ملو؟

عہد رسالت میں اہانت رسول کرنے والوں کو قتل نہ کرنے کی وجوہات | حدیث نمبر ۲۳۲۵ میں

عزیز بیان کرتے ہیں کہ غزوہ تبوک سے واپسی کے وقت جبرائیل میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کچھ چاندی تقسیم کی تو ایک شخص
 نے کہا اے محمد عدل کر! حضور نے فرمایا تمہیں عذاب ہو اگر میں عدل نہیں کروں گا تو وہ کون عدل کرتے گا حضرت عمرؓ نے
 کہا ایک روایت میں حضرت خالد بن ولیدؓ کا ذکر ہے اور ہو سکتا ہے کہ یہ الگ الگ واقعے ہوں (یا رسول اللہ مجھے
 اجازت دی میں اس کی گردن اڑا دوں) آپ نے فرمایا ماذ اللہ! کہیں لوگ یہ نہ کہیں کہ میں اپنے اصحاب کو قتل کرتا ہوں۔
 اس پر امت کا اتفاق ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں نازیبا کلمہ کہنا کفر ہے اور کہنے والا اگر تائب
 نہ ہو تو واجبِ انقیل ہے۔ اس شخص کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قتل کرنے سے اس نے منع فرمایا کہ لوگ اس کے قتل کو
 اسلام میں طعن کا ذریعہ نہ بنالیں اور تبلیغِ اسلام میں دشواری اور رکاوٹ ہو اور دوسری وجہ امر بخیر و نہی تھا کیونکہ آپ کے
 علم میں یہ بات تھی کہ اس کی نسل سے کچھ لوگوں کا پیدا ہونا اللہ تعالیٰ مقدر فرما چکا ہے۔

علامہ دشتانی لکھتے ہیں: قاضی عیاض فرماتے ہیں اگر یہ سوال کیا جائے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی منافقین کو
 قتل کیوں نہیں کیا جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بالعموم ایذا پہنچاتے تھے اور اس یہودی کو کیوں نہیں قتل کیا جس نے
 آپ سے کہا تھا السام علیک (تم پر موت ہو) حالانکہ یہ بددعا تھی اور اس شخص کو کیوں قتل نہیں کیا جس نے
 آپ کی تقسیم پر اعتراض کرتے ہوئے کہا تھا: اس تقسیم سے اللہ تعالیٰ کی رضا مندی کا ارادہ نہیں کیا گیا، اور ایک
 مرتبہ کہا عدل کر! اس کا جواب یہ ہے کہ آپ نے منافقین کو اس لیے نہیں قتل کیا کہ وہ اسلام کا ابتدائی دور تھا اس وقت
 آپ لوگوں کے ایمان کی خاطر ان کی تالیفِ قلب کرتے تھے اور اسلام کو ان کے دلوں میں مزین کرتے اور اس وقت
 مسلمانوں میں تکثیر کی ضرورت تھی اور اس وقت آپ صحابہ سے کہتے تھے کہ تم آسانی کے لیے مہربان بنو گے اور
 مشکلات کے لیے نہیں اور فرماتے تھے لوگوں کو مارو کہ وہ متغیر نہ کرو اور اس وقت اللہ تعالیٰ کا بھی آپ کو بھی حکم
 تھا اذفع بالحق ہی احسن "احسن طریقہ سے مدافعت کیجئے" اور آپ فرماتے تھے اللہ تعالیٰ نے
 مجھے ان لوگوں کے قتل سے منع کیا ہے، اس وجہ سے آپ ان کی ایذا رسانی کو ہر ماٹھ کرتے تھے یہی وجہ
 ہے کہ جب دین اسلام پھیل گیا اور تمام ادیان پر غالب آگیا تو آپ جن گستاخوں پر قادر ہوئے ان کے قتل کا حکم دیا
 اسی طرح آپ نے بعض گستاخوں کے خون کو مباح کر دیا جیسے کعب بن زہیر اور ابن زبیر وغیرہ، منافقین کو قتل نہ کرنے
 کا دوسرا جواب یہ ہے کہ منافقین کا بظاہر مسلمانوں میں شمار ہوتا تھا اور بارگاہِ رسالت میں منافقوں کے جو گستاخ
 کلمات پہنچائے گئے تھے ان کو کسی ایک صحابی نے نقل کیا تھا اور منافقین ان کلمات سے برأت پر قسم کھا لیتے تھے۔

اخٹاف اور شرافع کا ایک قول یہ ہے کہ جس شخص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو گالی دی اس کو قتل کیا جائے گا، خواہ اس نے قریہ کر لی ہو، امام مالک کی مشہور روایت اور حنابلہ کا مشہور مذہب بھی یہی ہے اور جمہور اخٹاف اور شرافع کا مذہب یہ ہے کہ قریہ کے بعد اس کو قتل نہیں کیا جائے گا۔ جیسا کہ ہم عنقریب ذکر کریں گے۔

علامہ ابن قدام حنبلی کہتے ہیں:

ومن سب الله تعالى كفر سواء كان ماذحاً
او جاداً او كذا لك من استهزا بالله تعالى او باياته
او برسوله او كتبه قال الله تعالى رولن سالتهم
ليقولن اننا كنا نخوض ونلعب قل ابا الله
واياته ورسوله كنتم تستهزءون ٧
تعتذروا قد كفرتم بعد ايمانكم ٨
(توبہ: ۶۴، ۶۵)

مشہور اراؤ محقق شیخ ابن تیمیہ کہتے ہیں:

وقال محمد بن مسحنون: اجماع العلماء
على ان شاتم النبي صلى الله عليه وسلم و
المتنقص له كافر و الوعيد جاء عليه بعد اب
الله له و حكمه عند الامة القتل ومن شاك
في كفره و عذابه كفر و تحويد القول فيه
ان الساب ان كان مسلماً فانه يكفر و يقتل
بغير خلاف و هو مذهب الائمة الاربعة و
غيرهم و قد تقدم ممن حكى الاجماع على ذلك
اسحق بن راهويه و غيره و ان كان ذمياً فانه
يقتل ايضاً في مذهب مالك و اهل المدينة
و سيأتي حكاية الفاظهم و هو مذهب احمد
و فقهاء الحديث و قد نص احمد على ذلك
في مواضع متعددة قال حنبل: سمعت ابا
عبد الله يقول كل من شتم النبي صلى الله عليه

جس شخص نے اللہ تعالیٰ کو گالی دی وہ کافر ہو گیا خواہ مذاق سے خواہ سنجیدگی سے اور جس شخص نے اللہ تعالیٰ سے استہزاء کیا یا اس کی ذات سے یا اس کے رسولوں سے یا اس کی کتابوں سے وہ کافر ہو گیا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: اگر آپ ان سے پوچھیں تو یہ کہیں گے ہم تو صرف مذاق کر رہے تھے آپ کہیے کیا تم اللہ تعالیٰ، اس کی آیات اور اس کے رسول کا استہزاء کر رہے تھے؟ اب غدر نہ پیش کرو کیونکہ تم ایمان لانے کے بعد یقیناً کافر ہو چکے ہو۔

محمد بن سحنون فرماتے ہیں: غدار کا اس بات پر اجماع ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو گالی دینا اور آپ کی تنقیص کرنے والا کافر ہے، اور ان کے متعلق عذاب الہی کن وعید ہے اور امت کے نزدیک اس کا حکم قتل ہے اور جو شخص اس کے کفر اور اس کے عذاب میں شک کرے وہ بھی کافر ہے اور اس مسئلہ میں تحقیق یہ ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو گالی دینے والا کافر ہے اور اس کو بالاتفاق قتل کیا جائے گا اور یہی ائمہ اربعہ وغیرہ کا مذہب ہے، اسحاق بن راہویہ وغیرہ نے اس اجماع کو بیان کیا ہے اور اگر گالی دینے والا ذمی ہو تو امام مالک اور اہل مدینہ کے نزدیک اس کو بھی قتل کیا جائے گا، اور عنقریب ہم ان کی عبارت نقل کریں گے اور امام احمد اور محدثین کا بھی یہی مذہب ہے، امام احمد نے متعدد مقامات پر اس بات کی تصریح کی ہے، حنبل کہتے ہیں میں نے ابو عبد اللہ (امام احمد) سے سنا وہ فرماتے تھے

فی کفرہ و عذابہ کفریہ

اس کا حکم قتل کی طرح ہے اور جو شخص اس کی تکفیر میں شک کرے وہ بھی کافر ہے۔

بعض فقہاء حنفیہ کا قول یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو گالی دینے والے کی توبہ قبول نہیں ہوگی، بلکہ وہ قتل کیسے میں: جو شخص کسی نبی کو گالی دیتے سے کافر ہو گیا اس کو بطور

والکافر یسب نبی من الانبیاء فانہ یقتل و لا یقبل توبتہ مطلقا ولو سب اللہ تعالیٰ قیت لانہ حق اللہ تعالیٰ والاول حق عبده ومن شک فی عذابہ و کفرہ کفریہ

مقتل کیا جائے گا اور اس کی توبہ مطلق قبول نہیں ہے۔ خود توبہ کسے یا توبہ پر گواہی ہو، ادا کر اس نے اللہ تعالیٰ کو گالی دی تو اس کی توبہ قبول کر لیا جائے گی کیونکہ وہ اللہ تعالیٰ کا حق ہے اور نبی کو گالی دینا بھروسے کا حق ہے اور جو شخص اس کے خلاف اور کفر میں شک کرے گا وہ بھی کافر ہو جائے گا۔

علامہ شامی حنفی عدم قبول توبہ کی تشریح کرتے ہیں:

لان الحد لا یسقط بالتوبۃ فهو عطف تفسیر و افاد انہ حکم الدنیا اما عند اللہ تعالیٰ فی مقبولۃ کما فی البحر

کیونکہ حد توبہ سے ساقط نہیں ہوتی اور اس کا تقاضا یہ ہے کہ حکم دنیا کے ساتھ خاص ہے اور اللہ تعالیٰ کے نزدیک اس کی توبہ مقبول ہوگی اسی طرح البحر الرائق میں ہے۔

بعض فقہاء شافعیہ کا بھی یہی قول ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو گالی دینے والے کی توبہ مطلقاً قبول نہیں ہے علامہ مستطانی کہتے ہیں:

و قد نقل بن المنذر الاتفاق علو ان من سب النبی صلی اللہ علیہ وسلم صریحاً وجب قتله و نقل ابو بکر الفارسی احداً من الشافعیۃ فی کتاب الاجماع ان من سب النبی صلی اللہ علیہ وسلم مما هو قذف صریح کفر باتفاق العلماء فلو تاب لم یسقط عنه القتل لان حد قذفه القتل وحد القذف لا یسقط بالتوبۃ

علامہ ابن منذر نے نقل کیا ہے کہ اس بات پر اتفاق ہے کہ جس شخص نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو صراحتاً گالی دی اس کو قتل کرنا واجب ہے اور امام شافعیہ میں سے علامہ ابوبکر فارسی نے کتاب الاجماع میں لکھا ہے کہ جس شخص نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو قذف صریح کے ساتھ گالی دی اس کے کفر پر علماء کا اتفاق ہے اگر وہ توبہ کرے گا تب بھی اس کے قتل ساقط نہیں ہوگا کیونکہ یہ حد قذف ہے اور حد قذف توبہ سے ساقط نہیں ہوتی۔

۱۔ قاضی عیاض بن موسیٰ اندلسی مالکی متوفی ۱۰۵۴ھ، الشرح ج ۲ ص ۱۹۰، مطبوعہ عبد التواب اکیڈمی طان

۲۔ علامہ علاؤ الدین حسینی حنفی متوفی ۱۰۸۸ھ در مختار علی الروج ج ۳ ص ۴۰۰، مطبوعہ مطبع عثمانیہ استنبول۔

۳۔ علامہ ابن عابدین شامی حنفی متوفی ۱۲۵۲ھ، رد المحتار ج ۳ ص ۴۰۰، " " " " " "

۴۔ علامہ ابن حجر عسقلانی شافعی متوفی ۸۵۲ھ، فتح الباری ج ۱۲ ص ۲۸۱، مطبوعہ دار نشر المکتب الاسلامیہ لاہور

سَابِ الْوَسْوَءِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقِي سَابِ
الشَّيْخَيْنِ إِوْاحِدَهُمَا بِالْأَوَّلِيِّ فَقَدْ تَحَدَّثَ
الْمَذْهَبُ كِتَابَهُمَا شَافِعِي قَبْلَ تَوْبَتِهِ كَمَا هُوَ رَوَايَةُ ضَعِيفَةٌ عَنْ مَالِكٍ رَضِيَ

بہر حال یہ بات ظاہر ہو گئی کہ اخلاف اور شوافع کا مذہب یہ
ہے کہ اس کی توبہ قبول کر لی جائے گی اور امام مالک سے
بھی یہ ایک ضعیف روایت سے ثابت ہے۔

خلاصہ یہ ہے کہ امام مالک اور امام احمد بن حنبل کا مذہب یہ ہے کہ گستاخ رسول کی (دنیاوی احکام میں) توبہ قبول نہیں ہوگی
اور اس کو قتل کیا جائے گا اور ایک قول یہ ہے کہ اس کی توبہ قبول کر لی جائے گی اور امام ابو حنیفہ اور امام شافعی کا مذہب
یہ ہے کہ اس کی توبہ قبول کر لی جائے گی اور ایک قول یہ ہے کہ (دنیاوی احکام میں) اس کی توبہ قبول نہیں ہوگی اور اس کو سر
مال میں قتل کیا جائے گا۔

گستاخانہ کلام میں تاویل کی گنجائش | عام طور پر مشہور یہ ہے کہ جس کلام میں ننانوے احتمال کفر کے ہوں اور ایک
احتمال اسلام کا ہو اس کلام کو اسلام پر محمول کیا جائے گا اور قاتل کی تکفیر نہیں
کی جائے گی۔ علامہ علائی لکھتے ہیں:

و فِي الدَّرَرِ وَغَيْرِهَا إِذَا كَانَ فِي الْمَسْئَلَةِ وَجُوهٌ
تُوجِبُ الْكُفْرَ وَوَاحِدٌ يَمْتَنِعُ فَعَلُو الْمَفْتَى الثَّمِيلِ
لَهَا يَمْتَنِعُ ثَمَلُونِيَّةً ذَلِكَ فَسَلَمَهُ ۱ لَا
لَمْ يَنْفَعَهُ حَمْلُ الْمَنْعَى ۲

دُرر وغیرہ میں سے کہ جب کسی مسئلہ میں کچھ وجوہ
کفر کو واجب کرتی ہوں اور ایک وجہ کفر سے روکتی ہو
تو مفتی پر واجب ہے اس کو منع عن الکفر پر محمول کرے
بشرطیکہ قاتل کی نیت ہی وہی ہو، ورنہ مفتی کے منع عن الکفر
پر محمول کرنے سے کچھ فائدہ نہیں ہوگا۔

علامہ ابن نجیم لکھتے ہیں:

و فِي الْخِلَاصَةِ وَغَيْرِهَا إِذَا كَانَ فِي الْمَسْئَلَةِ
وَجُوهٌ تُوجِبُ التَّكْفِيرَ وَوَاحِدٌ يَمْتَنِعُ التَّكْفِيرَ
فَعَلَى الْمَفْتَى أَنْ يَمِيلَ إِلَى الْوَجْهِ الَّذِي يَمْتَنِعُ
التَّكْفِيرَ تَحْسِينًا لِلظَّنِّ بِالْمُسْلِمِ زَادَ فِي
الْبِرَازِيَةِ إِذَا صَرَّحَ بِأَرَادَةِ مُوجِبِ الْكُفْرِ
فَلَا يَنْفَعُهُ التَّأْوِيلُ حِينَئِذٍ فِي التَّارِخَانِيَةِ
لَا يَكْفُرُ بِالْمَحْتَمَلِ لِأَنَّ الْكُفْرَ نَهَايَةً فِي
الْعُقُوبَةِ فَيَسْتَدْعِي نَهَايَةً فِي الْجَنَائِيَةِ
وَمَعَ الْإِحْتِمَالِ لَا نَهَايَةً ۳

خلاصہ وغیرہ میں سے جب کسی مسئلہ میں متعدد وجوہ
سے کفر لازم ہو اور ایک وجہ کفر سے روکتی ہو تو مفتی پر لازم
ہے کہ اس وجہ کی طرف میلان کرے جو کفر سے روکتی ہو
کیونکہ مسلمان کے ساتھ حسن ظن رکھنا چاہیے اور برائے
میں سے البتہ جب قاتل خود اس احتمال کا التزام کرے جس
وجہ سے تکفیر ہو تب تاویل سے فائدہ نہیں ہوگا اور تاویل
خانیہ میں ہے جس کلام میں کئی احتمال ہوں اس پر تکفیر نہیں کی
جائے گی کیونکہ کفر انتہائی سزا ہے جو انتہائی جرم کا تقاضا
کرتی ہے اور جب دوسرا احتمال موجود ہو تو یہ انتہائی جرم
نہیں ہے۔

۱۔ علامہ ابن عابدین شامی متوفی ۱۲۵۲ھ، رد المحتار ج ۳ ص ۴۰۴ - ۴۰۱، مطبوعہ مطبعہ عثمانیہ استنبول۔

۲۔ علامہ علامہ الدین مصطفیٰ متوفی ۱۰۸۸ھ، در مختار علی الروج ج ۳ ص ۹۹، مطبوعہ مطبعہ عثمانیہ استنبول۔

۳۔ علامہ زین الدین ابن نجیم حنفی متوفی ۷۹۷ھ، البحر الرائق ج ۵ ص ۱۲۵، مطبوعہ مکتبہ مابعدیہ کوئٹہ۔

وسلم او تنقصه مسلماناں کا اور کافر افعلیہ
القتل واری ان یقتل و لا یستتاب ۱۶

قاضی عیاض مالکی کہتے ہیں۔

فاعلم ان مشهوراً مذهب مالک و اصحابہ
وقول السلف و جمهور العلماء قتله حد
لا کفر ان اظهر التوبة منه (الی قولہ)
قال الشیخ ابو الحسن القاسمی رحمہ
اللہ اذا اقر السب و قاتب من و اظهر
التوبة قتل بالسب لا نہ هو حد و قال
ابو محمد بن ابی زید مثله و اما
ما بینہ و بین اللہ فتوبتہ
تنفعہ ۔ ۱۷

علامہ شامی کہتے ہیں:

ان قول مالک بعدم قبول التوبة اشهر
واظهر مما رواه عنه الوليد (الی قولہ)
واما الحنابلة فكلهم قريب من
كلام المالكية و المشهور عن احمد
عدم قبول توبته و عند رواية بقبولها
فمذهبهم كمدح مالک (الی قولہ)
ان مذهب ابی حنیفہ و الشافعی
حكمه حكم الرد و قد علم ان
الرد قد تقبل توبته كما نقله عن
الشافعی و غیرہ فاما ان كان هذا في

جس شخص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو گالی دی
خواہ مسلمان ہو یا کافر اس کو قتل کرنا واجب ہے اور میری
دائے یہ ہے کہ اس کو قتل کیا جائے اور اس کا توبہ نہ قبول کی
جائے۔

جان لو کہ امام مالک، ان کے اصحاب، سلف صالحین
اور جمہور علماء کا مسلک یہ ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو میں
نے گالی دی اور اس کے بعد توبہ کر لی تو اس کو بلوہ حد قتل
کیا جائے گا نہ بلوہ کفر، شیخ ابو الحسن قاسمی رحمہ اللہ نے
فرمایا جب کسی شخص نے آپ کو گالی دینے کا اقرار کیا اور
اس کے بعد توبہ کر لی اور توبہ کا اظہار کر دیا تو اس کو گالی
کے سبب سے قتل کیا جائے گا کیونکہ یہ اس کی حد ہے
ابو محمد بن ابی زید نے بھی یہی کہا ہے البتہ اس کی توبہ اس
کو آخرت میں نفع دے گی اور وہ عند اللہ مومن قرار
پائے گا۔

جس شخص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو گالی دی
ہو اس کی توبہ قبول نہ کرنا، امام مالک کا مشہور مذہب ہے،
اور امام احمد بن حنبل کا مشہور مذہب بھی یہی ہے اور ایک
روایت ان سے یہ ہے کہ اس کی توبہ قبول کر لی جائے گی،
لہذا ان کا مذہب امام مالک کی طرح ہے۔ امام ابو حنیفہ اور
امام شافعی کا مذہب یہ ہے کہ اس کا حکم مرتد کی طرح ہے
اور یہ بات معلوم ہے کہ مرتد کی توبہ قبول کی جاتی ہے جیسا کہ
نتف وغیرہ سے منقول ہے، جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم کو گالی دینے والے کا یہ حکم ہے تو حضرت ابو بکر اور عمر
رضی اللہ عنہما یا ان میں سے کسی ایک کو گالی دینے والے کا
حکم بطریق اولیٰ یہی ہو گا کہ اس کی توبہ قبول کر لی جائے

۱۷۔ شیخ ابوالعباس تقی الدین ابن تیمیہ حنفی متوفی ۷۲۸ھ، المعاد السلولی ص ۴ مطبوعہ نشر السنہ ملتان۔

۱۸۔ قاضی عیاض بن موسیٰ مالکی اندلسی متوفی ۵۴۲ھ، الشہادۃ ص ۲۲۳-۲۲۲، مطبوعہ ملتان۔

فَقَالَ فَعَلَ اللَّهُ بِرَسُولِ اللَّهِ كَذَا وَذَكَرَ كَلَامًا
قَبِيحًا فَقِيلَ لَهُ مَا تَقُولُ يَا عَدُوَّ اللَّهِ فَقَالَ
أَشَدُّ مِنْ كَلَامِ الْأَوَّلِ ثُمَّ قَالَ إِنَّمَا أَرَدْتُ
بِرَسُولِ اللَّهِ الْعُقُوبَ فَقَالَ ابْنُ أَبِي سَلِيمَانَ
لِلَّذِي أَشْهَدُ عَلَيْهِ وَأَنَا شَرِيكَ يَرِيدُ فِي قَتْلِهِ
وَأَثَابَ ذَلِكَ قَالَ حَبِيبُ بْنُ الرَّبِيعِ
لَا نَدْعَاءَ التَّأْوِيلِ فِي لَفْظٍ صَدَّاحٍ
لَا يَقْبَلُ - ٥

کے حق کی قسم، تو اس نے کہا اللہ، رسول اللہ کے ساتھ ایسا
ایسا کرے اور بہت قبیح کلام ذکر کیے، اس سے کہا گیا کہ
اے اللہ کے دشمن! تم کیا کہہ رہے ہو تو اس نے اس
سے بھی زیادہ شدید قبیح کلام کیا، پھر کہہ کہ میں نے
رسول اللہ سے بچھو کی نیت کی ہے۔ (یعنی بچھو
بھی اللہ کا بھیجا ہوا ہے) ابن ابی سلیمان نے کہا اس کو
قتل کرنے میں میں بھی تھا اسے ساتھ اس کے خلاف
شہادت دینا ہوئی اور اس کے ثواب میں شریک ہوں
اور حبیب بن ربیع نے کہا کہ لفظ صریح میں تاویل کا دعویٰ
قبول نہیں کیا جاتا۔

قاضی عیاض کی اس عبارت کی تشریح کرتے ہوئے علامہ خفاجی نے بھی اس بات کو مقرر رکھا ہے
کہ صریح لفظ میں تاویل قبول نہیں ہوتی اسی طرح علامہ دشتانی مالکی نے بھی شرح مسلم میں کہا ہے کہ لفظ صریح تاویل کو قبول نہیں
کرتا۔ نیز قاضی عیاض نے تفریح کی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں ترین آمیز کلمات کہے جائیں تو توہین کا قصد ہو یا
نہ ہو قائل کی تکفیر کی جائے گی۔ قاضی عیاض لکھتے ہیں:

ان يكون القائل لما قال في جهته
صلى الله عليه وسلم غير قاصد للسب والازدراء
ولا معتقد له ولكن تكلم في جهته صلى الله
عليه وسلم بكلمة الكفر من لعنه او سبه او
تكذبه او اضافة ما لا يجوز عليه او نفى
ما يجب له مما هو في حقته صلى الله عليه
وسلم نقصية مثل ان ينسب اليه اتيان كبيرة
او مداهنة في تبليغ الرسالة او في حكم
بين الناس او يغضب من موبقته او شرف
نسبه او وفور علمه او زهده او يكن ب

جو شخص نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں کوئی بات کہے
اور اس کا قصد نہ گالی دینے کا ہو نہ آپ کی توہین کا اور نہ وہ
اس کا اعتقاد کرتا ہو لیکن وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں
ایسا کفر یہ کلمہ کہے جس میں لعنت ہو یا گالی ہو یا آپ کی
مکذیب ہو یا آپ کو طرف کسی ایسی چیز کی اضافة کرے جو
ناجائز ہو یا اس چیز کی نفی کرے جو آپ کے لیے واجب
ہو، یا وہ بات کہے جو آپ کے حق میں نفی ہو یا آپ
کی طرف گناہ کبیرہ کی نسبت کرے، یا تبلیغ رسالت میں
مداہنت کی نسبت کرے یا آپ کے مرتبہ اور شرف نسب یا آپ کے علم کی
عظمت یا آپ کے زہد میں کمی کرے یا آپ کو اوصاف مشہور اور متواتر میں ان کی

۱۔ قاضی عیاض بن موسیٰ مالکی اندلسی متوفی ۵۴۲ھ، الشفا، ج ۲ ص ۱۹۱ مطبوعہ عبد التواب اکبریدی ملتان۔

۲۔ علامہ علی قاری ہمدانی صنفی متوفی ۱۰۱۳ھ، شرح شفا، علی امش نسیم الریاض ج ۲ ص ۳۳۵ مطبوعہ دار الفکر بیروت۔

۳۔ علامہ شہاب الدین خفاجی صنفی متوفی ۱۰۶۹ھ نسیم الریاض ج ۲ ص ۳۳۵ مطبوعہ دار الفکر بیروت۔

۴۔ علامہ دشتانی مالکی متوفی ۸۲۸ھ، اکال الکمال المسلم ج ۳ ص ۱۹۲ مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت۔

علامہ شامی اور علامہ ابن نجیم کی ان عبارات سے واضح ہو گیا کہ جس لفظ یا جملہ میں متعدد احتمالات ہوں گے کچھ کفر یہ ہوں اور کچھ غیر کفر یہ اس وقت یہ بات کہی جاسکتی ہے کہ مطلقاً کو چاہیے کہ وہ قائل کے کلام کو غیر کفر یہ معنی پر محمول کرے لیکن اگر کسی کلام کے متعدد احتمالات نہ ہوں بلکہ صرف ایک معنی ہو اور وہ معنی خدا خواستہ کفر یہ ہو تو وہ قائل کے لیے قائل کی تکفیر کے سوا اور کوئی چارہ کار نہیں ہے۔

گستاخانہ کلام میں توہین کی نیت کی بحث | ایک بحث یہ ہے کہ کوئی شخص نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں گستاخانہ کلام

کرتا ہے کہ اس کلمہ سے میری نیت یہ نہیں تھی آیا اس کا یہ جواب صحیح ہے یا نہیں؟ اس سلسلہ میں تحقیق یہ ہے کہ جس لفظ کے متعدد معنی ہوں اس کے متعلق قائل یہ کہہ سکتا ہے کہ میری نیت میں لالہ گستاخانہ معنی نہیں تھا بلکہ لالہ معنی ہے لیکن جس لفظ کا از روئے لغت یا عرف یا شرع کے اعتبار سے صرف ایک ہی معنی ہو۔ اور وہ معنی خدا خواستہ گستاخانہ اور کفر یہ ہو تو وہ قائل کی نیت کا اعتبار نہیں کیا جائے گا اور اس کی تکفیر کے سوا اور کوئی چارہ کار نہیں ہوگا۔ دیکھئے۔
انت طالق۔ کا لفظ عرف اور شرع میں طلاق کے لیے معین ہے اگر کوئی شخص اپنی بیوی کو انت طالق کہہ دے تو اس کی بیوی پر طلاق واقع ہو جائے گی اب اگر وہ یہ کہے کہ طالق سے میری نیت لغوی معنی تھا یعنی وہ کھلی ہوئی ہے بندھی ہوئی نہیں ہے یا میں نے یہ کلمہ یونہی کہہ دیا تھا میری نیت اس کلمہ سے طلاق دینا نہیں تھی تو اس کی نیت کا اعتبار نہیں ہوگا کیونکہ لفظ صریح میں نیت کا اعتبار نہیں ہوتا۔ اس کے برخلاف اگر کوئی شخص اپنی بیوی کو انت اعی (تو میری ماں ہے) کہتا ہے تو یہ لفظ کیونکہ طلاق کے لیے معین نہیں ہے اس میں اس کی نیت کا اعتبار ہوگا اگر وہ طلاق کا ارادہ کرتا ہے تو طلاق واقع ہو جائے گی اور اگر عزت اور کلامت کا ارادہ کرتا ہے تو اس معنی کا اعتبار ہوگا اور طلاق نہیں ہوگی۔ اسی طرح فقہان نے کھانا ہے کہ کوئی شخص کسی کو ولد الحرام یا حرام زادہ کہتا ہے تو اس پر تعزیر لگائی جائے گی اور اگر قائل یہ کہے کہ حرام سے میری نیت لعان نہ نہیں، بلکہ حرمت اور کلامت تھی یا میری نیت اس شخص کی اہانت نہیں تو اس کی نیت کا اعتبار نہیں کیا جائے گا۔ کیونکہ عرف میں یہ الفاظ ناجائز اولاد کے لیے معین ہیں اسی طرح اگر کوئی شخص کسی کو غصہ میں یا کافر کہہ دے تو اس کو تعزیر لگائی جائے گی اور اگر قائل کہے کہ میری نیت کافر باطاعت تھی تو اس کا اعتبار نہیں کیا جائے گا کیونکہ عرف میں کافر، کافر باللہ کے لیے معین ہے۔ ان تصریحات کے پیش نظر جو شخص نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں ایسا کلام کہتا ہے جو عرف میں توہین کے لیے معین ہو تو اس کی تکفیر کی جائے گی۔ خواہ اس نے توہین کی نیت نہ کی ہو۔ علامہ شامی لکھتے ہیں:

ان ما كان دليل الاستحفاف يكفر به وان لم يقصد الاستحفاف له
تأني مباحين لکھتے ہیں:

وقال في رجل قيل له وحق رسول الله

ایک شخص سے کہا گیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَقْرَبُوا أَصْوَاتَكُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِيِّ وَلَا تَجْهَرُوا لَهُ بِالْقَوْلِ كَجَهْرِ بَعْضِكُمْ لِبَعْضٍ أَن تَحْبَطَ أَعْمَالُكُمْ وَأَنتُمْ لَا تَشْعُرُونَ -

کیا صاف حکم ہے کہ اگرچہ تمہارا قصد گستاخی نہیں مگر اس فعل سے ضبط اعمال تمہارے ہو جاویں گے اور تم کو خبر بھی نہ ہو گی اللہ ایسا ہی حدیث میں تکلف بکنیۃ ابو القاسم۔ آپ کی حیات شریفہ میں منع ہو گئی تھی بوجہ اذیت ذات سرور عالم کے کہ کوئی کسی کو اگر پکارے گا تو آپ یہ سمجھ کر کہ مجھ کو ارادہ کرتا ہے التفات فرمائیں گے حالانکہ نادری ہرگز اذیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نہیں کرتا تھا ابن ماجہ نے روایت کیا کہ اشعث بن قیس کندی جب آئے تو انھوں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ کیا آپ ہم میں سے نہیں ہیں اور یہ عرض والغیب عند اللہ ہاں وجہ تھی کہ سب عرب از قریش تا کندہ بنو اسامیل ہیں۔ تو آپ نے فرمایا ہمارے مامروں کو تمہیں زنا مت لگا اور ہمارے نسب کی نفی ہمارے بالوں سے مت کر ہم اولاد نھر ہیں، دیکھ اس غلطی میں فقط ایہام بعید کو کس قدر آپ نے نفی کر کے نبی فرمایا اور کلام کا ادب متقین کیا

وَعَلَىٰ هَذَا خَبِثَتْ نَفْسٌ - کو منع فرمایا اور لَقِستُ نَفْسِي کہ اجالت دی کہ وہ بظاہر سخت لفظ ہے گو معنی ایک ہیں، الحاصل ان الفاظ میں گستاخی اور اذیت ظاہر ہے پس ان الفاظ کا بکنا کفر ہو گا:

ان الذين يؤذون الله ورسوله لعنهم الله في الدنيا والآخرة واعد لهم عذابا مهينا
قال في الشفا الوجه الثاني وهو ان يكون القائل لما قال في جهته صلى الله عليه وسلم غير قاصد للسب والازدراء ولا معتقده ولكنه تكلم في جهته صلى الله عليه وسلم بحكمة الكفر من لعنه اوسبه او تكذبه او اضافة ما لا يجوز عليه او نفى ما يجب له عما هو في حقه عليه الصلوة والسلام فقيده به الى ان قال او يأتى بسفه من القول او قبيح من الكلام ونوع من السب في جهته وان ظهر بدليل حاله انه لم يعتمد ذمه ولم يقصد سبه اما لجهالة حملته على ما قاله
لو بضجرا و سكر او قلة مراقبه
وضبط للسان او عجزمة و تهور في كلامه فحكم هذا الوجه
حكم الوجه الاول القتل دون تعليقه انتهى ملخصا -

پس ان کلمات کفر کے ٹکھنے والے کو منع کرنا شدید چاہیے اور مقدور ہو اگر باز نہ آوے تو قتل کرنا چاہیے کہ موزی و گستاخ شان جناب کبریا تعالیٰ اور اس کے رسول نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم ہندہ رشید احمد گنگوہی عفی عنہ۔ (فتاویٰ رشیدیہ کال ہوب ص ۷۲۔ ۷۱، مطبوعہ محمد سعید ایڈمنسٹرکراچی)۔

شیخ گنگوہی نے اپنے اس طویل فتویٰ میں اس بات کی تصریح کر دی ہے کہ جو کلام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں موجب اہانت ہو اس کا کہنے والا کافر ہے خواہ کہنے والا اس کفریہ معنی کا ارادہ نہ کرے اور نہ ہی اس کی نیت توہین کی ہو اور اس نقطہ پر استدلال کرنے کے لیے شیخ گنگوہی نے بھی قاضی عیاض کی اسی عبارت سے استدلال کیا ہے جس کو ہم پہلے تفصیل سے مع ترجمہ پیش کر چکے ہیں۔

بما اشتبه من امور اخبر بها صلى الله عليه وسلم
وتواتر الخبر بها عن قصد لرد خيرة اديان بقسفه
من القول او قبيح من الكلام ونوع من السب
في جهته وان ظهر بديل حاله انه لم يعتد
ذمه ولم يقصد سبه اما لجهالة حملته على ما
قاله اولفجرا وسكرا اضطره اليه او قلة مراقبة
او ضبط لسانه وعجرفة و تهور في كلامه فحكم هذا الوجه
حكم الوجه الاول القتل دون تلعم اذ لا يحد احد في الكفر
بالجهالة ولا بدعوى زلل اللسان ولا بشي مما ذكرناه
اذا كان عقله في فطوته سيما الا من اكراه وقبلة مطمئن
بالايمان . ٤

مکذیب کو سے یا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب سے کیا گیا
بات کہے جو از قسماً گالی ہو اگرچہ اس کے جملہ سے یہ ظاہر
ہو کہ وہ آپ کی تربیت کا قصد نہیں کرتا نہ اس پر اعتماد کرتا ہے
یا اس نے جہالت کی وجہ سے کہا ہو یا دیک اور قتل کی جاد
پر یا نشہ کی وجہ سے کہا ہو یا سبقت ہسانی سے لیا کہا
ہو یا یونہی کا بے سوچے سمجھے یا جوش غضب سے ایسا کہ
ڈیٹسے تر ایسے شخص کا بلا توقف یہ حکم ہے کہ اس کو قتل
کر دیا جائے کیونکہ جہالت تکبر میں مدد نہیں ہے نہ سبقت
ہسانی کا دعویٰ نہ مذکور الصدر اسباب میں سے کوئی حد سبب
جیکہ اس کی عقل صحیح ہو سو اس شخص کے جس کو ان کلمات
کے کہنے پر مجبور کیا گیا ہو۔ ادا اس کے دل میں لیلیاں ہو۔

تقاضی میاض رحمہ اللہ کی اس عبارت سے واضح ہو گیا کہ جس شخص نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات یا آپ کی صفات مختلفہ
کمال علم یا کمال قدرت کے متعلق کوئی نازیبا بات کہی خواہ اس کا قصد اور نیت، قرہین نہ ہو اور نہ وہ اس کا اعتقاد رکھتا
ہو بلکہ وہ آپ کے کلمات کا قائل ہو پھر بھی اس نازیبا بات کی وجہ سے وہ کافر ہو جائے گا اور اس کا قتل کرنا واجب
ہے۔ ملا علی قاری حنفیؒ اور علامہ شہاب الدین خجندی حنفی نے بھی اس عبارت کو مقرر رکھا ہے۔

شیخ رشید احمد گنگوہی ایک سوال کے جواب میں کہتے ہیں :-

سوال ۳ شاعر جو اپنے اشعار میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو صنم یا بت یا آئینہ ترک قلم عرب باندھتے
ہیں اس کا کیا حکم ہے۔ بینوا توجروا۔

جواب :- یہ الفاظ قبیح بولنے والا اگرچہ معنی حقیقیہ بمعانی ظاہر خود مراد نہیں رکھتا، بلکہ معنی مجازی مقصود لیتا ہے
مگر تاہم ایہام گستاخی، اہانت و اذیت ذات پاک حق تعالیٰ اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے خالی نہیں، یہی سبب
ہے کہ حق تعالیٰ نے نقطہ راعنا بولنے سے صحابہ کو منع فرمایا انظرونا کا لفظ عرض کرنا ارشاد کیا۔
حالانکہ مقصود صحابہ رضی اللہ عنہم اجمعین ہرگز وہ معنی کہ جو یہود مراد لیتے تھے نہ تھی، مگر ذریعہ تفریح یہود کا اور یہ ہم اذیت
و گستاخی جناب رسالت کا تھا لہذا حکم ہوا لا تقولوا راعنا و قولوا انظرونا اور
علیٰ ہذا حضرات صحابہ کا پکار کر برنا مجلس شریف آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم میں بوجہ اذیت، گستاخی معاذ اللہ نہ تھا بلکہ حسب
مادت و طبع تھا مگر چونکہ اذیت و بے اعتنائی شان والا کا اس میں ایہام تھا یہ حکم ہوا:

۱۔ تقاضی میاض بن مری مالکی متوفی ۵۴۲ھ۔ الشفا ج ۲ ص ۲۰۴، ۲۰۳، مطبوعہ عبدالقادر اکبر می ملتان

۲۔ ملا علی قاری ہمدانی متوفی ۱۰۱۴ھ، شرح شفاء علی امش نسیم الریاض ج ۴ ص ۳۸۸، ۳۸۹، مطبوعہ دار الفکر بیروت

۳۔ علامہ شہاب الدین خجندی حنفی متوفی ۱۰۶۹ھ نسیم الریاض ج ۴ ص ۳۸۸، ۳۸۹، مطبوعہ دار الفکر بیروت۔

الصدقة

۲۳۴۲ - حَدَّثَنِي هَارُونُ بْنُ سَعِيدٍ الْأَدَلِيُّ
قَالَ أَنَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ أَخْبَرَنِي عَنْ أَبِي
يُونُسَ مَوْلَى أَبِي هُرَيْرَةَ حَدَّثَنَا عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ
رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَالَ إِنْ لَمْ تَقْلِبْ إِلَى أَهْلِي
فَأَجِدَ الثَّمَرَةَ سَاقِطَةً عَلَى فِرَاشِي تَمَرًا فَارْفَعُهَا
إِلَّا كُلَّهَا ثُمَّ أَخْشَى أَنْ تَكُونَ صَدَقَةً
فَأَلْقِيَهَا -

۲۳۴۳ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ دَاوُدَ قَالَ نَا عَمْرُو
الرَّزَّاقِيُّ بْنُ هَثَامٍ قَالَ نَا مَعْمَرٌ عَنْ هَثَامِ بْنِ
مُتِيٍّ قَالَ هَذَا مَا حَدَّثَنَا أَبُو هُرَيْرَةَ عَنْ
مُحَمَّدٍ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَذَكَرَ
أَحَادِيثَ مِنْهَا وَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّهُ لَإِنْ لَمْ تَقْلِبْ إِلَى أَهْلِي فَوَجَدَ
الثَّمَرَةَ سَاقِطَةً عَلَى فِرَاشِي وَفِي بَيْتِي فَارْفَعُهَا
إِلَّا كُلَّهَا ثُمَّ أَخْشَى أَنْ تَكُونَ صَدَقَةً
فَأَلْقِيَهَا -

۲۳۴۴ - حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى قَالَ أَنَا
وَكَيْعٌ عَنْ سُفْيَانَ عَنْ مَنْصُورٍ عَنْ طَلْحَةَ بْنِ
مُصَرِّفٍ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ
أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَجَدَ ثَمَرَةً فَقَالَ
لَوْلَا أَنْ تَكُونَ مِنَ الصَّدَقَةِ لَأَكَلْتُهَا -

۲۳۴۵ - وَحَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ قَالَ نَا أَبُو سَامَةَ
عَنْ زَائِدَةَ عَنْ مَنْصُورٍ عَنْ طَلْحَةَ بْنِ مُصَرِّفٍ
قَالَ نَا أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ أَنَّ
رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَرَّ بِثَمَرَةٍ
بِالْقَرِيقِ فَقَالَ لَوْلَا أَنْ تَكُونَ مِنَ الصَّدَقَةِ
لَأَكَلْتُهَا -

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں اپنے گھر جاتا
ہوں اور وہاں اپنے بستر پر ایک کھجور پڑی ہوئی دیکھتا ہوں۔
اسے کھانے کے لیے اٹھاتا ہوں پھر اس خدشہ سے اس
کو پھینک دیتا ہوں کہ کہیں یہ کھجور صدقہ کی نہ ہو۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب میں اپنے
گھر لوٹتا ہوں اور وہاں اپنے گھر میں اپنے بستر پر ایک
کھجور پڑی ہوئی دیکھتا ہوں اسے کھانے کے لیے اٹھاتا
ہوں پھر اس خدشہ سے پھینک دیتا ہوں کہ کہیں یہ صدقہ
کی نہ ہو۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں
کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک کھجور پائی آپ نے فرمایا
اگر یہ صدقہ کی نہ ہوتی تو میں کھا لیتا۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں
کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم راستے میں ایک کھجور سے گدے
تو آپ نے فرمایا اگر یہ صدقہ کی نہ ہوتی تو میں کھا لیتا۔

خوارج اور معتزلہ | علامہ نووی کہتے ہیں: امام شافعی اور مجہور علماء کا نظریہ ہے کہ خوارج، معتزلہ و غیرہ کا عقائد اہل بدعات کی تکفیر نہیں کی جائے گی۔ ۱۔

تادم صحیح بات یہ ہے کہ جو فرقے امور قطعہ کا انکار کرتے ہیں وہ بہر حال کافر ہیں جیسے معتزلہ تقدیر کا انکار کرتے تھے، اور خوارج عام مسلمانوں کی تکفیر کرتے تھے اور جو لوگ اب بھی مسلمانوں کی تکفیر کریں یا تقدیر کا انکار کریں، ان کا یہی حکم ہے۔

علامہ شافعی نے نجدیوں کو بھی خارجی قرار دیا ہے، اس مسئلہ پر تاریخ نجد و حجاز میں ہم نے مکمل بحث کر دی ہے۔

بَابُ تَحْرِيمِ الزَّكَاةِ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَعَلَى آلِهِ وَهُمْ بَنُو هَاشِمٍ وَبَنُو الْمُطَّلِبِ دُونَ غَيْرِهِمْ ۲۳۶۹ - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مَعَاذٍ الْعَنْبَرِيُّ قَالَ نَأَى قَالَ نَاشِعَةُ عَنْ مُحَمَّدٍ وَهُوَ ابْنُ زِيَادٍ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ يَقُولُ أَخَذَ الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا ثَمَرَةً مِنْ تَمَرِ الصَّدَقَةِ فَجَعَلَهَا فِي فَمِهِ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَجِرْ كَجِرْ لِمَرِيهَا أَمَا عَلِمْتُمْ أَنَّا لَا نَأْكُلُ الصَّدَقَةَ -

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہما نے صدقہ کی کھجوروں میں سے ایک کھجور لے کر اپنے منہ میں ڈال لی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، حقوا! حقوا! اسے پھینک دو۔ کیا تمہیں نہیں معلوم کہ ہم صدقہ نہیں کھاتے۔

ایک اہل سند سے بھی یہ روایت منقول ہے۔ اس میں یہ ہے کہ ہمارے لیے صدقہ حلال نہیں ہے۔

۲۳۷۰ - حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى وَابُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَرُحَيْمُ بْنُ حَزْبٍ جَمِيعًا عَنْ وَكِيعٍ عَنْ شُعْبَةَ هَذَا الْإِسْنَادِ وَقَالَ إِتَّكَ لَا تَحِلُّ لَنَا الصَّدَقَةُ -

ایک اور سند سے بھی یہ روایت مروی ہے۔ اس میں یہ ہے کہ ہم صدقہ نہیں کھاتے۔

۲۳۷۱ - وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ نَأَى مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ وَحَدَّثَنَا ابْنُ الْمُثَنَّى قَالَ نَأَى ابْنُ أَبِي عَدِيٍّ كِلَاهُمَا عَنْ شُعْبَةَ فِي هَذَا الْإِسْنَادِ كَمَا قَالَ ابْنُ مَعَاذٍ إِتَّكَ لَا تَأْكُلُ

۱۔ شیخ رشید احمد گنگوہی متوفی ۱۳۲۳ھ، فتاویٰ رشیدیہ کابل محبوب ص ۷۲-۷۱، مطبوعہ محمد سعید انبیش سنز کراچی۔

۲۔ علامہ یحییٰ بن شرف نووی متوفی ۶۷۲ھ، شرح مسلم ج ۱، ص ۴۴۰، مطبوعہ نور محمد امجد المطابع کراچی ۱۳۷۵ھ۔

قَالَ قَتَرْنَا الْكَلَامَ ثُمَّ تَكَلَّمَ أَحَدُنَا فَقَالَ
يَا رَسُولَ اللَّهِ أَنْتَ أَتَرَى النَّاسَ وَأَوْصَلَ النَّاسِ
وَقَدْ بَلَغْنَا الزَّكَاهَ فَجِئْنَا لِيَتَنَا عَلَيَّ بَعْضُ
هَذِهِ الصَّدَقَاتِ فَتَوَدَّعَى إِلَيْكَ كَمَا يُؤَدَّى
النَّاسُ وَنُصِيبُ كَمَا يُصِيبُونَ قَالَ فَسَكَتَ
طَوِيلًا حَتَّى أَرَدْنَا أَنْ تُكَلِّمَهُ قَالَ وَجَعَلَتْ
زَيْنَبُ تُلْمِعُ الْيَنَامَ مِنْ وَرَاءِ الْحِجَابِ أَنْ لَا
تُكَلِّمَهُ قَالَ ثُمَّ قَالَ إِنَّ الصَّدَقَةَ لَا تَنْبَغِي
لِأَلٍ مَحْتَدٍ إِنَّمَا هِيَ أَوْسَاخُ النَّاسِ أَوْعَالِي
مَحْمِيَةٍ وَكَانَ عَلَى الْخُمُسِ وَنُوفَلُ بْنُ الْحَارِثِ
بْنُ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ قَالَ فَجَاءَهُ فَقَالَ
لِمَحْمِيَةٍ أُنِكَ هَذَا الْغُلَامُ ابْنَتُكَ لِلْفَضْلِ
بْنِ الْعَبَّاسِ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُمَا فَانْكَحْهُ
وَقَالَ لِنُوفَلِ بْنِ الْحَارِثِ أُنِكَ هَذَا
الْغُلَامُ ابْنَتُكَ فَانْكَحْهُ وَقَالَ لِمَحْمِيَةٍ
أَصْدِيقُ عَنْهُمَا مِنَ الْخُمُسِ كَذَا وَكَذَا
قَالَ الزُّهْرِيُّ وَلَمْ يُسَيِّمِ لِي

۲۳۷۸ - حَدَّثَنَا هَارُونُ بْنُ مَعْرُوفٍ قَالَ
أَنَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ أَخْبَرَنِي يُونُسُ بْنُ يَزِيدَ
عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الْحَارِثِ
بْنِ نُوفَلِ بْنِ الْمَاشِئِ أَنَّ عَبْدَ الْمُطَّلِبِ بْنَ
رَبِيعَةَ بْنَ الْحَارِثِ وَالْعَبَّاسَ بْنَ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ
رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُمَا قَالَا لِعَبْدِ الْمُطَّلِبِ بْنِ
رَبِيعَةَ وَ لِلْفَضْلِ بْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى
عَنْهُمَا ائْتِيَا رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَ

سے بات کرنے کو کہا پھر ہم میں سے ایک نے گفتگو کی
اور عرض کیا یا رسول اللہ آپ سب سے زیادہ احسان اور
صلہ رحمی کرنے والے ہیں اور ہم نکاح کے قابل ہو گئے
ہیں، ہم آپ کے پاس اس لیے آئے ہیں کہ آپ ہمیں
ان بعض صدقات پر عامل بنادیں ہم بھی آپ کو مال وصول کر
کے لا کر دیں جیسا کہ اور لوگ لا کر دیتے ہیں اور ہم کو بھی
اس میں سے اس طرح حصہ مل جائے جیسا کہ لوگوں کو ملتا
ہے۔ ربیعہ کہتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کافی دیر تک
خاموش رہے حتیٰ کہ ہم نے ارادہ کیا کہ ہم آپ سے اس مسئلے میں بات کر لیں۔
اور حضرت زینب ہمیں پرہ کے پیچھے سے بات نہ کرنے
کا اشارہ کر رہی تھیں، ربیعہ کہتے ہیں کہ پھر حضور نے فرمایا:
آل محمد کو صدقہ استمال نہیں کرنا چاہیے کیونکہ یہ لوگوں
کا میل ہوتا ہے، تم مجھے کو بلاؤ! (وہ خمس پر مامور تھے)
اور نوفل بن حارث بن عبد المطلب کو بلاؤ، وہ دونوں آ
گئے، آپ نے مجھ سے فرمایا: تم اپنی لڑکی کا نکاح اس
لڑکے فضل بن عباس رضی اللہ عنہما سے کر دو، انھوں
نے (اپنی لڑکی کا) اس سے نکاح کر دیا، اور نوفل بن
حارث سے فرمایا اس لڑکے سے اپنی لڑکی کا نکاح
کر دو، انھوں نے (اپنی لڑکی کا) مجھ سے نکاح کر دیا، اور آپ
نے مجھ سے فرمایا ان کو اتنا اتنا مہر خمس سے دیدو۔
دہری کہتے ہیں کہ مجھ سے راوی نے مہر کا بیان نہیں کیا۔

عبد المطلب بن ربیعہ بن حارث بیان کرتے ہیں
کہ ان کے والد ربیعہ بن حارث اور حضرت عباس
بن عبد المطلب نے عبد المطلب بن ربیعہ اور حضرت فضل بن
عباس سے کہا کہ تم دونوں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے
پاس جاؤ پھر بقیہ حدیث حسب سابق بیان کی اور اس میں
یہ زیادتی ہے کہ حضرت علی نے اپنی چادر بچھائی پھر اس پر
بیٹ گئے اور فرمایا ابوالحسن ہوں اور خدا کی قسم میں اس
وقت تک اپنی جگہ سے نہیں ہٹوں گا جب تک کہ تمہارے

۲۳۷۶ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى وَابْنُ بَشَّارٍ
قَالَا نَا مَعَادُ بْنُ هِشَامٍ قَالَ حَدَّثَنِي أَبِي عَنْ
قَتَادَةَ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَجَدَ تَمْرَةً فَقَالَ لَوْلَا أَنَا تَكُونُ
صَدَقَةً لَا كَلْبَتُهَا .

۲۳۷۷ - حَدَّثَنَا ثَعْلَبَةُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مُحَمَّدٍ بْنِ أَسَدٍ
الْقُضَيْبِيُّ قَالَ نَا جُوَيْرِثَةُ عَنْ مَالِكٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ
أَنَّ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عَبْدِ اللَّهِ بْنَ تَوْفِيدٍ بْنَ الْحَارِثِ
بْنَ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ حَدَّثَنَا أَنَّ عَبْدَ الْمُطَّلِبِ بْنَ
رَبِيعَةَ بْنَ الْحَارِثِ حَدَّثَنَا قَالَ أَجْتَمَعَ رَبِيعَةُ
بْنُ الْحَارِثِ وَالْعَبَّاسُ بْنُ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ رَضِيَ
اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُمَا فَقَالَا وَاللَّهِ لَوْ بَعَثْنَا هَذَيْنِ
الْعُلَامَيْنِ قَالَ لِي وَابْنُ الْعَبَّاسِ رَضِيَ
اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُمَا إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ فَكَلِمًا هُ فَا مَرَّهْمَا عَلَى هَذِهِ الصَّدَقَاتِ
فَأَذَى مَا يُؤْذِي النَّاسَ وَأَصَابَا بِمَا يُصِيبُ
النَّاسَ قَالَ فَبَيَّنَا هُمَا فِي ذَلِكَ جَاءَ عَلِيُّ بْنُ
أَبِي طَالِبٍ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ فَوَقَفَ عَلَيْهِمَا
فَقَا كَوْلَهُ ذَلِكَ فَقَالَ عَلِيٌّ لَا تَفْعَلَا هُوَ اللَّهُ
مَا هُوَ بِغَايِلٍ فَانْتَحَا رَبِيعَةُ بْنُ الْحَارِثِ
فَقَالَ وَاللَّهِ مَا تَفْسَنُ هَذَا إِلَّا نَفَاسَةً قَبْلَكَ
عَلَيْنَا قُوا اللَّهَ لَقَدْ نِلْتَ صِغَةً رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى
اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَمَا تَفْسَنَا هُ عَلَيْكَ قَالَ
عَلِيٌّ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ أَرْسَلُوهُمَا فَا نَطْلَعَا
وَاضْطَجَعَا عَلِيٌّ قَالَ لَنَا صَلَی رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى
اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الظُّلْمَ سَبَقَا إِلَى الْحُجْرَةِ
فَقُمْنَا عِنْدَهَا حَتَّى جَاءَ فَأَخَذَ بِأَذَانِنَا ثُمَّ
قَالَ أُمِرْجَا مَا نُسِرَ رَأَيْنَا لَمْ وَهَلْ وَهَلْمَا
عَلَيْهِ وَهُوَ يُؤْمِذُ عِنْدَ رَبِّنَا بِنْتِ جَحْشٍ

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے
کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک کھجور پائی اور فرمایا
اگر یہ صدقہ کی نہ ہوتا تو میں کھا لیتا۔

عبدالمطلب بن ربیعہ بن حارث بیان کرتے ہیں
کہ ربیعہ بن حارث اور عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہما
جمع ہوئے اور انھوں نے کہا کہ بخدا اگر ہم ان دونوں کو
کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں بھیج دیں تو پھر
اور فضل بن عباس رضی اللہ عنہما کے متعلق کہا اور یہ دونوں
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مرض کریں کہ آپ ان دونوں
کو زکوٰۃ وصول کرنے پر مائل بنادیں اور یہ دونوں آپ کو اس
طرح لاکر دیں جس طرح اوسلا کر دیتے ہیں اور جو اوسلا کر
کر لیتا ہے وہ ان لوگوں کو بھی مل جائے۔ اسی اشارہ میں
حضرت علی بن ابیطالب بھی آکر کھڑے ہو گئے انھوں نے
حضرت علی سے بھی اس بات کا تذکرہ کیا، حضرت علی نے
فرمایا، ایسا مت کرو، آپ اس طرح کرنے والے نہیں ہیں۔
اس پر ربیعہ بن حارث حضرت علی کو برا بھلا کہنے لگے اور
کہا کہ خدا کی قسم کہ تم صرف خدا کا بندہ پر ایسا کہہ رہے ہو جیسا
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دامادی کا شرف حاصل ہے
ہم تو اس بنابر تم سے خدا نہیں کرتے حضرت علی نے کہا اچھا
ان دونوں کو روانہ کر دو، ہم دونوں چلے گئے اور حضرت علی
بہت گئے۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ظہر کی نماز سے
فارغ ہوئے تو ہم آپ سے پہلے حجرے میں جا بیٹھے اور
آپ کے تشریف لانے تک حجرے کے پاس کھڑے
رہے، آپ تشریف لانے اور ہم دونوں کے کلاں بکھڑے
اور فرمایا جو تمہارے دل میں ہے اسے بتا دو۔ پھر آپ
اور ہم حجرے میں گئے۔ اس دن آپ حضرت زینب بنت
جحش رضی اللہ عنہا کے ہاں تھے ہم نے ایک دوسرے

بَابُ إِبَاحَةِ الْهَدِيَّةِ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
وَلِبَنِي هَاشِمٍ وَلِبَنِي عَبْدِ الْمُطَّلِبِ وَإِنْ
كَانَ الْهَدْيُ مَلَكَهَا بِطَرِيقِ الصَّدَقَةِ وَبَيَانُ
أَنَّ الصَّدَقَةَ إِذَا اقْبَضَهَا الْمُتَصَدِّقُ عَلَيْهِ

ذَالَ عَنْهَا وَصَفُ الصَّدَقَةِ وَحَلَّتْ لِكُلِّ
أَحَدٍ مِمَّنْ كَانَتْ الصَّدَقَةُ مُحَرَّمَةً عَلَيْهِ

۲۳۷۹ - حَدَّثَنَا هُثَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ نَأَيْتُ
حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رُمْحٍ قَالَ أَنَا اللَّيْثُ عَنْ ابْنِ
شِهَابٍ أَنَّ عُبَيْدُ بْنَ السَّيَّاقِ قَالَ إِنَّ جُؤَيْرِيَةَ
زَوْجَةَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَخْبَرَتْ
أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَخَلَ عَلَيْهَا
فَقَالَ هَلْ مِنْ طَعَامٍ قَالَتْ لَا وَاللَّهِ يَا رَسُولَ اللَّهِ
مَا عِنْدَنَا طَعَامٌ إِلَّا عَظْمٌ مِنْ شَاةٍ أُعْطِيَتْهُ
مَوْلَاتِي مِنَ الصَّدَقَةِ فَقَالَ قَرِيبٌ فَقَدْ
بَلَغَتْ مَجْلَهَا -

۲۳۸۰ - حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَعَدُو
التَّائِدُ وَاسْمُ بَنِي إِسْرَافِيلَ جَمِيعًا عَنْ ابْنِ
عُيَيْنَةَ عَنِ الزُّهْرِيِّ بِهَذَا الْإِسْنَادِ بِخَوَرٍ -
۲۳۸۱ - وَحَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَأَبُو
كَرَيْبٍ قَالَا نَا وَكَيْعٌ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُنْثَنِ
وَأَبْنُ بَشَّارٍ قَالَا نَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ كِلَاهُمَا
عَنْ شُعْبَةَ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسٍ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ
اللَّهِ بْنُ مُعَاذٍ وَاللَّفْظُ لَهُ قَالَ نَا ابْنُ قَتَادَةَ
شُعْبَةُ عَنْ قَتَادَةَ سَمِعَ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، بنو ہاشم اور بنو عبد المطلب
کے لیے ہدیوں کا جواز

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجہ حضرت جویریہ رضی اللہ عنہا
بیان کرتی ہیں کہ ان کے پاس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف
لائے اور پوچھا کچھ کھانا ہے؟ حضرت جویریہ نے کہا: یا رسول
اللہ! اس بھری کی ایک بڑی کے سوا کچھ نہیں ہے جو میری آزاد کرسی باندی نے اپنے صدقہ سے بدیہ کی
تھی، آپ نے فرمایا اس کو اسے اؤ کیونکہ صدقہ اپنی جگہ پہنچ
چکا ہے

ایک اور سند سے بھی یہ روایت منقول ہے۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں
کہ حضرت بریرہ رضی اللہ عنہا کو کچھ گوشت صدقہ دیا گیا تھا
انہوں نے وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بدیہ کیا، آپ
نے فرمایا یہ گوشت بریرہ کے لیے صدقہ تھا اور ہمارے
لیے بدیہ ہے۔

سَلَّمَ وَسَلَامًا قَدْ اَلْحَدِيثُ بِنَحْوِ حَدِيثِ مَالِكٍ وَ
 قَالَ فِيهِ قَاتِلِي عَلَى رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ رَدَّ آءَاءَ
 نَهْضَ طَجَعَ عَلَيْهِ وَقَالَ اَنَا أَبُو حَسَنِ الْقَدُّمُ وَ
 اللَّهُ لَا اِدْنِي مَكَانِي حَتَّى يَذِجَعَ إِلَيْكُمَا ابْنَاكُمَا
 بِحُورٍ مَا بَعَثْتُمَا بِهِ اِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ
 عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَالَ فِي الْحَدِيثِ شَعْرًا قَالَ لَنَا
 اِنَّ هَذِهِ الصَّدَقَاتِ اِثْمًا هِيَ اَوْ سَاخِرُ النَّاسِ
 فَلَا تَهَالَا تَحِلُّ لِمُحَمَّدٍ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
 وَلَا لِأَيِّ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَالَ
 اَيُّضًا ثُمَّ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
 سَلَّمَ اَدْعُو اِلَى مَحَبَّةِ بَنِي جُذَيْ وَهُوَ
 رَجُلٌ مِّنْ بَنِي آسَدٍ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى
 اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اسْتَعْمَلَهُ عَلَى
 اِلْدَحْمَانِ.

آل رسول کو زکوٰۃ دینے میں مذاہب | ائمہ اربعہ کے نزدیک بنو ہاشم کے لیے زکوٰۃ جائز نہیں ہے، اور بنو مطلب
 کے بارے میں امام احمد بن حنبل کے دو قول ہیں: امام شافعی کے نزدیک
 بنو مطلب کے لیے بھی زکوٰۃ جائز نہیں ہے۔ امام مالک کے نزدیک بنو مطلب زکوٰۃ لے سکتے ہیں البتہ بعض مالکیہ منع کرتے
 ہیں۔ امام ابو حنیفہ کے نزدیک بنو مطلب کے لیے زکوٰۃ جائز ہے صرف بنو ہاشم کے لیے جائز نہیں اور ان سے بھی
 آل ابی لہب مستثنیٰ ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اسی کی قرابت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے منقطع کر دیا ہے۔ بنو ہاشم میں
 آل علی، آل عباس، آل جعفر، آل عقیل، اور آل مدرث بن عبدالمطلب شامل ہیں۔ صدقات ناظر بنو ہاشم کو دینا جائز
 ہیں، البتہ یہ صدقات ان کو اعزاز اور اکرام سے دینے چاہئیں۔ امام شافعی کے اس مسئلہ میں دو قول ہیں ایک میں حلال قرار
 دیا ہے دوسرے میں حرام۔

۱۔ علامہ عبد اللہ بن احمد بن قدامہ حنبلی متوفی ۶۲۰ھ، المنی ج ۲ ص ۲۷۲، مطبوعہ دار الفکر بیروت، ۱۴۰۵ھ

۲۔ علامہ یحییٰ بن شرف نووی متوفی ۶۷۶ھ، شرح مسلم ج ۱ ص ۳۴۲، مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی ۱۳۷۵ھ۔

۳۔ علامہ ابو عبد اللہ وشتانی الکی متوفی ۸۲۸ھ، اکال اکال المسلم ج ۳ ص ۲۱۲، مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت۔

۴۔ علامہ ابن عابدین شامی متوفی ۱۲۵۲ھ، ردالمحتار ج ۲ ص ۹۰، مطبوعہ مکتبہ عثمانیہ استنبول، ۱۳۲۰ھ۔

۵۔ ملا نظام الدین متوفی ۱۱۵۰ھ، مالگیری ج ۱ ص ۱۸۹، مطبوعہ مطبعہ کبریٰ امیر برہ بلاق مصر ۱۳۱۰ھ۔

۲۳۸۵۔ وَحَدَّثَنِي أَبُو الطَّاهِرِ قَالَ نَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ أَخْبَرَنِي مَالِكُ بْنُ أَنَسٍ عَنْ رِبْعَةَ هِنِ الْقَاسِمِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهَا عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ اللَّهَ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعَثَ ذَلِكَ إِلَّا أَنَّهُ قَالَ وَهُوَ لَنَا مِنْهَا هَدِيَّةٌ.

۲۳۸۶۔ حَدَّثَنَا ابْنُ زُهَيْرٍ عَنْ حَرْبٍ قَالَ نَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ أَبِرَاهِيمَ عَنْ خَالِدٍ عَنْ حَفْصَةَ عَنْ أُورَ عَطِيَّةَ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهَا قَالَتْ بَعَثَ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِشَاةٍ مِنَ الصَّدَقَةِ فَبَعَثْتُ إِلَى عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهَا مِنْهَا بِشَىءٍ فَلَمَّا جَاءَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى عَائِشَةَ قَالَتْ هَلْ عِنْدَكُمْ شَىءٌ قَالَتْ لَا إِلَّا أَنَّ لُنُسَيْبَةَ بَعَثَتْ إِلَيْنَا مِنَ الشَّاةِ الَّتِي بَعَثْتُمْ بِهَا إِلَيْهَا قَالَ إِذَا قَدْ بَلَغَتْ مَحَلَّهَا.

۲۳۸۷۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ سَلَامٍ الْجَمْعِيُّ قَالَ نَا الرَّبِيعُ يَعْنِي ابْنَ مُسْلِمٍ عَنْ مُحَمَّدٍ وَهُوَ ابْنُ زِيَادٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ إِذَا أُتِيَ بِطَعَامٍ سَأَلَ عَنْهُ فَإِنْ قِيلَ هَدِيَّةٌ أَكَلَ مِنْهَا وَإِنْ قِيلَ صَدَقَةٌ لَمْ يَأْكُلْ مِنْهَا.

شرح

حضرت بریرہ کو جو صدقہ دیا گیا تھا وہ یحیثیت صدقہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے جائز نہ تھا لیکن جب حضرت بریرہ نے وہی مال نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو بریرہ کو دیا تو مالک کی تبدیلی سے اس چیز کا حکم تبدیل ہو گیا۔ اور اب آپ کے لیے اس کا استعمال جائز ہو گیا۔ فقہاء نے اس حدیث سے بہت سے مسائل مستنبط کیے ہیں حیلہ استقاط میں جب ایک ہی رقم کو بار بار مختلف لوگ مختلف اشخاص کو دیتے ہیں تو اس میں تردد و اجابت ہے، مساجد اور مدارس میں اس حیلہ سے زکوٰۃ کی رقم لگائی جاسکتی ہے۔ مثلاً ایک شخص اپنی زکوٰۃ کی رقم کسی مستحق کو دیدے تو وہ شخص اس رقم کو اپنی طرف سے مسجد یا مدرسہ کو ہدیہ دے سکتا ہے، اور مسجد یا مدرسہ میں وہی رقم لگائی جاسکتی ہے۔

ایک اور سند سے بھی حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے اسی طرح مروی ہے مگر اس میں یہ ہے کہ وہ ہمارے لیے ہریرہ ہے۔

حضرت اُمّ عطیہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے پاس صدقہ کی ایک بکری بھیجی میں نے اس میں سے کچھ گوشت حضرت عائشہ کے پاس بھیج دیا۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس آئے تو دریافت فرمایا: تمہارے پاس کچھ کھانا ہے؟ انھوں نے کہا نہیں البتہ نسیمہ (ام عطیہ) نے اس بکری سے کچھ گوشت بھیجا ہے جو آپ نے انھیں دی تھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وہ اپنی جگہ پہنچ چکی ہے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جب کھانا لایا جاتا تو آپ اس کے باسے میں دریافت فرماتے اگر بتلایا جاتا کہ یہ ہریرہ ہے تو آپ کھا لیتے اور اگر کہا جاتا کہ یہ صدقہ ہے تو پھر نہ کھاتے۔

تَعَالَى عَنْهُ قَالَ أَهْدَتْ بَرِّيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهَا إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَحْمًا تَصَدَّقَ بِهِ عَلَيْهَا فَقَالَ هُوَ لَهَا صَدَقَةٌ وَلَنَا هَدِيَّةٌ.

۲۳۸۲ - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُعَاذٍ قَالَ نَا أَبُو قَالَ نَا شُعْبَةُ ح وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى وَابْنُ بَشَّارٍ وَاللَّفْظُ لِابْنِ مُثَنَّى قَالَ نَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ قَالَ نَا شُعْبَةُ عَنِ الْحَكَمِ عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنِ الْأَسْوَدِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهَا وَأَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَدْخُمُ بَقْرًا فَقِيلَ هَذَا مَا تَصَدَّقَ بِهِ عَلَى بَرِّيْرَةَ فَقَالَ هُوَ لَهَا صَدَقَةٌ وَلَنَا هَدِيَّةٌ.

۲۳۸۳ - حَدَّثَنَا زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ وَأَبُو كُرَيْبٍ قَالَا نَا أَبُو مُعَاذٍ نَا هِشَامُ بْنُ عُرْوَةَ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ الْقَاسِمِ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَتْ فِي بَرِّيْرَةَ ثَلَاثُ قَضِيَّاتٍ كَانَ النَّاسُ يَتَصَدَّقُونَ عَلَيْهَا وَتُهْدَى لَنَا فَذَكَرْتُ ذَلِكَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ هُوَ عَلَيْهَا صَدَقَةٌ وَلَكُمْ هَدِيَّةٌ فَكُلُّوهُ.

۲۳۸۴ - وَحَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ قَالَ نَا حُسَيْنُ بْنُ عَلِيٍّ عَنْ زَائِدَةَ عَنْ يَمَالٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ الْقَاسِمِ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ ح وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى قَالَ نَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ قَالَ نَا شُعْبَةُ قَالَ سَمِعْتُ عَبْدَ الرَّحْمَنِ بْنِ الْقَاسِمِ قَالَ سَمِعْتُ الْقَاسِمَ يُحَدِّثُ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهَا عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِشَيْءٍ ذَلِكَ.

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں کچھ گائے کا گوشت لایا اور آپ کو بتلایا گیا کہ یہ گوشت حضرت بریرہ پر صدقہ کیا گیا تھا آپ نے فرمایا یہ ان کے لیے صدقہ تھا اور ہمارے لیے ہدیہ ہے۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان فرماتی ہیں کہ بریرہ میں تین باتیں تھیں، دوگ بریرہ پر صدقہ کرتے تھے اور ہمارے لیے وہ ہدیہ ہوتا تھا، میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کا ذکر کیا آپ نے فرمایا یہ اس پر صدقہ ہے اور تمہارے لیے ہدیہ ہے پس تم اس کو کھا لیا کرو۔

ایک اور سند سے بھی حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے اسی طرح مروی ہے:

ارد نہ فائب کے ساتھ پڑھنا چاہیے کہ فلاں علیہم السلام نے یہ بات کہی، البتہ زندہ اور فوت شدہ کو اس کے ساتھ خطاب کرنا مثلاً السلام علیکم کہنا سنت ہے۔^۱

جو لوگ غیر نبی کو استقلالاً صلوٰۃ کے ساتھ دعا کرنے کے قائل ہیں وہ اس حدیث میں اللہ صلی علیہ وسلم کا حق ہے اور اونی سے استدلال کرتے ہیں۔ علامہ نووی وغیرہ نے اس کا یہ جواب دیا ہے کہ یہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا حق ہے اور آپ اپنا حق کسی دوسرے کو دے سکتے ہیں ہمارے لیے جائز نہیں ہے اللہ تعالیٰ نے جہاں بالعموم صلوٰۃ کا لفظ استعمال کیا ہے وہ بھی اللہ تعالیٰ کے ساتھ خاص ہے اسی طرح صل علیہم میں بھی حضور کے ساتھ تخصیص ہے۔

غیر انبیاء کے لیے استقلالاً لفظ صلوٰۃ استعمال نہ کرنے کے دلائل | غیر انبیاء کے لیے لفظ صلوٰۃ استعمال نہ کرنے پر جو دلائل دیے جاتے ہیں ہم ان کی تخصیص، تحقیق اور توضیح کے ساتھ پیش کر رہے ہیں :

(۱)۔ امام عبد الرزاق اور امام ابن ابی شیبہ اپنی اسانید کے ساتھ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں

عن ابن عباس قال : لا ینبی الصلوٰۃ علی احد الا علی النبیین قال سفیان یکرہ ان یصلی الا علی نبی۔^۲

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں : کہ نبیوں کے سوا کسی شخص پر صلوٰۃ نہیں بھیجنی چاہیے۔ سفیان نے کہا نبی کے سوا کسی اور پر صلوٰۃ مکروہ ہے

عن ابن عباس قال ما اعلما الصلوٰۃ تنبی من احد علی احد الا علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم۔^۳

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) کے سوا کسی اور پر صلوٰۃ کا مجھے علم نہیں ہے۔ (۲)۔ قاضی عیاض نے ذکر کیا ہے اہل بدعت اور روافض کا عقیدہ ہے کہ اللہ اہل بیت نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے مساوی ہیں اور اسکا بدعتیہ کی بنا پر وہ اہل بیت پر صلوٰۃ و سلام بھیجتے ہیں اور جو کام کسی بدعتیہ فرقہ کی بدعتیہ کی بنا پر ہر اس کی مخالفت واجب ہے۔

علامہ قاری حنفی فرماتے ہیں یہ اہل بدعت کا شعار ہے اس لیے اس کی مخالفت واجب ہے۔^۴

(۳)۔ ابن قیم جزیریہ نے نقل کیا ہے کہ امام مالک رحمہ اللہ نے فرمایا کہ اگر غیر نبی پر صلوٰۃ بھیجی جاتی تو سلف صالحین ان پر صلوٰۃ بھیجتے تھے۔

(۴)۔ علامہ نووی کہتے ہیں کہ مسلمانوں کے عرف میں صلوٰۃ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ خاص ہو چکی ہے جیسا کہ

۱۔ علامہ یحییٰ بن شرف نوادی متوفی ۷۴۶ھ، شرح مسلم ج ۱ ص ۳۲۶، مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی ۱۳۷۵ھ۔

۲۔ امام عبد الرزاق بن ہمام متوفی ۲۱۱ھ، المصنف ج ۲ ص ۲۱۶ مطبوعہ مکتب اسلامی بیروت ۱۳۹۰ھ۔

۳۔ امام ابو یوسف بن ابی شیبہ متوفی ۲۳۵ھ، المصنف ج ۲ ص ۵۱۹، مطبوعہ ادارۃ القرآن کراچی ۱۴۰۶ھ۔

۴۔ قاضی عیاض بن موسیٰ مالکی متوفی ۵۴۴ھ، الشفاہ ج ۲ ص ۶۷، مطبوعہ عبد التواب اکیڈمی ملتان۔

۵۔ علامہ قاری حنفی متوفی ۱۰۱۴ھ شرح الشفاہ ج ۳ ص ۵۱۰ علی المثنیٰ نسیم الریاض مطبوعہ دار الفکر بیروت۔

۶۔ علامہ محمد بن ابوبکر ابن قیم جزیریہ متوفی ۷۵۱ھ، جلاء الافہام ص ۲۷۸، مطبوعہ مکتبہ نوریہ رضویہ فیصل آباد، پاکستان۔

بَابُ الدُّعَاءِ لِمَنْ آتَى بِصَدَقَتِهِ

صدقہ لائے دلے کو دعا دینا

۲۳۸۸ - حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى وَابْنُ بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَعَمْرُو بْنُ الْقَاسِمِ وَاسْحَقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ يَحْيَى أَنَا وَكُنَيْعٌ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ عَمْرِو بْنِ مُرَّةٍ قَالَ سَمِعْتُ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ أَبِي أَوْفَى ح وَحَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُعَاذٍ وَالتَّفْطُّ لَنَا قَالَ نَا فِي عَنْ شُعْبَةَ عَنْ عَمْرِو بْنِ مُرَّةٍ قَالَ نَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ أَبِي أَوْفَى قَالَ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا أَنَا قَوْمٌ بِصَدَقَتِهِمْ قَالَ اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَيْهِمْ فَإِنَّا هَؤُلَاءِ ابْنُواؤُفَى يَصَدَّقُ فَقَالَ اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى آلِ أَبِي أَوْفَى -

۲۳۸۹ - وَحَدَّثَنَا هُؤَالَةُ بْنُ مُعَاذٍ قَالَ نَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ إِدْرِيسَ عَنْ شُعْبَةَ بِهَذَا إِسْنَادٍ غَيْرَ أَتَى قَالَ صَلِّ عَلَيْهِمْ -

حضرت عبداللہ بن ابی اوفی رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس کوئی جماعت صدقہ لے کر آتی تو آپ فرماتے اے اللہ ان پر مسلوٰۃ (رحمت) نازل فرما! جب میرے والد ابو اوفی صدقہ لے کر آئے تو آپ نے دعا کی اے اللہ ابو اوفی کی اولاد پر مسلوٰۃ نازل فرما۔

ایک اور سند سے بھی یہ روایت منقول ہے لہذا اس میں صلّ علیہم ہے۔

غیر انبیاء پر استقلالاً صلوٰۃ پڑھنے میں مذاہب ائمہ انبیاء علیہم السلام کے علاوہ کسی شخص پر فقط صلوٰۃ کے ساتھ استقلالاً دعا کرنے میں ائمہ کا اختلاف ہے۔ علامہ عینی کہتے ہیں کہ امام احمد بن حنبل اس کو جائز قرار دیتے ہیں اور امام ابو حنیفہ، امام ابو یوسف، امام محمد، امام شافعی، امام مالک اور جہور علماء اس کو ناجائز قرار دیتے ہیں اس لیے یہ کہنا جائز نہیں ہے اللہم صل علی آل ابی بکر یا اللہم صل علی آل عمر۔ البتہ یوں کہا جاسکتا ہے اللہم صل علی النبی وعلی آلہ وعلی آل ابی بکر وعلی آل عمر۔۔۔۔۔ علامہ ندوی جہور کی طرف سے استدلال کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ عرف میں فقط صلوٰۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ خاص ہو گیا ہے اگرچہ معنی کے اعتبار سے یہ دعا ہر مسلمان کے ساتھ جائز ہے جیسا کہ عزوجل کا کلمہ عرف میں اشراف کے ساتھ خاص ہے ہر چند کہ معنی کے اعتبار سے یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے بھی جائز ہے کیونکہ آپ بھی عزیز و جلیل ہیں اس کے باوجود محمد عزوجل نہیں کہا جاتا، اسی طرح مثلاً ابو بکر صلی اللہ علیہ وسلم بھی نہیں کہا جاتا۔ البتہ اس بات میں اختلاف ہے کہ ابو بکر صلی اللہ علیہ وسلم کہنا حرام ہے۔ یا مکروہ تنزیہی ہے صحیح یہ ہے کہ مکروہ تنزیہی ہے۔ اصحاب شافعیہ میں سے شیخ محمد الجوزی نے کہا ہے کہ فقط سلام بھی صلوٰۃ کے حکم میں ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے دونوں کا اکٹھا ذکر کیا ہے اس لیے انبیاء علیہم السلام کے علاوہ کسی اور کے لیے فقط سلام نہیں کہنا چاہیے۔

۱۔ علامہ بدرالدین عینی متوفی ۸۵۵ھ، حلیۃ القاری ج ۲ ص ۹۵ مطبوعہ ادارة الطباعة المنيرية مصر ۱۳۴۸ھ۔

میں و للاخیرۃ خیر لکے من الاولیٰ (صفحہ ۴۱) ”آپ کا ہر بند والا مرتبہ پچھلے مرتبہ سے بڑھ کر ہوتا ہے“ اور اللہ تعالیٰ نے امت کو جو آپ پر صلوٰۃ بھیجنے کا حکم دیا وہ محض آپ کی نیجت و تشریف اور تعظیم و تحکیم کے لیے ہے اور اس کی وجہ اس کے سوا کچھ نہیں ہے کہ امت آپ کی تعظیم و توقیر کر کے اجر و ثواب پانے کے اور یہ حکم دینا امت مسلمہ پر اللہ تعالیٰ کا احسان عظیم ہے۔ برخلاف عام مسلمانوں کے کیونکہ انہیں تعظیم و تحکیم کے کلمات کے بجائے استغفار اور طلب رحمت کی دعاؤں کی ضرورت ہے اس لیے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے علاوہ عام مسلمانوں کے لیے صلوٰۃ کے ساتھ دعا نہیں کرنی چاہیے۔ علاوہ ازیں اگر نبی کے علاوہ دوسروں کے لیے صلوٰۃ بھیجی جائے تو یا سب پر بھیجی جائے گی یا بعض پر بعض کی تخصیص کی کوئی دلیل نہیں ہے اور اگر سب پر بھیجی جائے تو مثلاً چور، ذاکر اور شرابی اور زانی کے لیے بھی کہا جائے گا اللہم صل علیہ۔ حالانکہ یہ بالکل غیر معقول ہے بلکہ ناجائز اور حرام ہے کیونکہ فاسق کی تعظیم شرعاً حرام ہے اس کے حال کے مناسب یہی ہے کہ زندگی میں اس کے لیے ترفیق تو بہ اور ہدایت اور مرنے کے بعد استغفار اور طلب رحمت کی دعائیں کی جائیں۔

مذکورہ صدر دلائل سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ صلوٰۃ صرف نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا حق اور آپ کی خصوصیت ہے اور غیر نبی کے لیے اس کا استعمال خلاف ادب اور کراہت سے خالی نہیں۔

غیر نبی کے لیے صلوٰۃ بھیجتے والوں کے شبہات اور ان کے جوابات | امام احمد بن حنبل اور بعض دیگر علماء غیر نبی پر صلوٰۃ بھیجنے کے قائل ہیں ان کے شبہات اور جوابات حسب ذیل ہیں۔

(۱)۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: خذ من اموالہم صدقۃ تطہرہم و تزکیہم بها وصل علیہم۔ (توبہ: ۱۰۳) ”مسلمانوں کے اموال سے زکوٰۃ وصول کیجئے جو ان کو (گناہوں سے) پاک کرے اور ان کا تزکیہ کرے اور ان پر صلوٰۃ بھیجئے“ اس آیت میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو مسلمانوں سے زکوٰۃ وصول کرنے اور ان پر صلوٰۃ بھیجنے کا حکم ہے اور آپ کے بعد ائمہ اور حکام اس حکم کے مخاطب ہیں کہ وہ مسلمانوں سے زکوٰۃ وصول کر کے ان پر صلوٰۃ بھیجیں جس طرح نبی صلی اللہ علیہ وسلم صحابہ پر صلوٰۃ بھیجتے تھے جیسا کہ حضرت عبداللہ بن ابی اوفی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جب کوئی قوم صدقہ سے کراؤ آتی تو آپ فرماتے: اللہم صل علی آل فلان۔۔۔۔۔ اور جب میرے والد صدقہ سے کراؤ آئے تو آپ نے فرمایا: اللہم صل علی آل ابی اوفی۔

جواب:۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا صحابہ پر صلوٰۃ بھیجنا محل نزاع سے خارج ہے کیونکہ گفتگو اس میں ہے کہ آیا ہمارے لیے یہ جائز ہے کہ ہم غیر نبی کو صلوٰۃ بھیجیں یا نہیں؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنا حق اپنی شان رحمۃ اللعالمین سے کسی کو عطا کر دی تو یہ آپ کی خصوصیت ہے جیسا کہ آپ نے ان لوگوں کو معاف کر دیا جنہوں نے آپ کو اذان دی اور آپ کی شان میں گستاخی کی لیکن امت پر واجب ہے کہ ایسے لوگوں کو سزا دے اور اللہ تعالیٰ کا صل

عرف میں عزوجل اور تبارک و تعالیٰ اللہ تعالیٰ کے ساتھ خاص ہو گیا اس بنا پر محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے کہا کہ جو اس کی تلاوت کرے وہ جلیل میں اسی طرح غیر نبی کے لیے علیہ الصلوٰۃ نہیں کہا جائے گا۔

(۱۵)۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: لا تجعلوا دعاء الرسول بینکم کدعاء بعضکم بعضاً (نور: ۶۳) ”رسول کے لیے ایسی دعا نہ کرو جیسی آپس میں ایک دوسرے کے لیے دعا کرتے ہوئے یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے خاص دعا نہ کرنی چاہیے اور یہ اسی وقت ہوگا جب علیہ الصلوٰۃ صرف حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے استعمال کیا جائے۔ اگر عام افراد امت کے لیے بھی علیہ الصلوٰۃ کا لفظ استعمال کیا گیا تو آپ کے لیے خاص دعا نہ ہوگی۔ یہ استدلال قاضی عیاض مالکی نے کیا ہے۔

(۶)۔ اللہ تعالیٰ نے سورہ احزاب میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حقوق اور خواص بیان فرمائے کہ آپ کی ازواج کے ساتھ امت کا نکاح حرام ہے اور جو مورت اپنے آپ کو حضور کے لیے بہرہ کر دے آپ اس سے نکاح کر سکتے ہیں اور جو شخص آپ کو ایذا دے اس پر دنیا اور آخرت میں لعنت ہے، اس کے بعد آپ پر صلوٰۃ و سلام کا حکم بیان فرمایا۔ اس سیاق و سباق سے معلوم ہوا کہ صلوٰۃ و سلام بھی آپ کے خواص اور حقوق میں سے ہے اور اس میں عام افراد امت شریک نہیں ہیں۔

(۷)۔ اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کے لیے دنیا میں سلام مشروع کیا، اور مرنے کے بعد استغفار اور رحمت کی دعا مشروع کی لہذا دعا عام مسلمانوں کا حق ہے اور صلوٰۃ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا اسی لیے ناز جنازہ میں میت کے لیے مغفرت اور رحمت کی دعا کی جاتی ہے اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر صلوٰۃ پڑھی جاتی ہے، یوں نہیں کیا جاتا کہ میت پر صلوٰۃ ہو اور آپ کے لیے استغفار کیا جائے بلکہ ہر ایک کے لیے اس کے مقام اور حق کے مطابق کلمات کہے جاتے ہیں نیز صلوٰۃ و سلام میں جو تعظیم و تکریم کا معنی متضمن ہے وہ سرکاری کے مناسب ہے اور عام افراد امت کے حال کے لائق ہی ہے کہ ان کے لیے استغفار کیا جائے۔

(۸)۔ مسلمانوں کو عذاب سے نجات، مغفرت اور رحمت کی دعاؤں کی شدید ضرورت ہے اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو ان دعاؤں کی احتیاج نہیں ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے دنیا میں ہی آپ کی مغفرت اور سرخ روئی کا اعلان کر دیا ہے:

لیخفرك الله ما تقدم من ذنبك وما تاخر (فتح: ۲) ”اللہ تعالیٰ نے آپ کی مغفرت فرمادی ہے“ یوم لا ینفخ الا الله النبی (تحریم: ۸) ”اللہ تعالیٰ روز حشر نبی کو شرمندہ نہیں کرے گا“ سنی ان یبعثک ربک مقاما محمودا (اسراء: ۵۹) ”عقرب آپ کا رب آپ کو مقام محمود پر فائز کرے گا“ ولسوف یعطیک ربک فترضی (صحنی: ۵)

”عقرب آپ کا رب آپ کو اس قدر دے گا کہ آپ راضی ہو جائیں گے“ اسی لیے آپ پر صلوٰۃ صرف آپ کی تعظیم و تکریم اور مراتب اور درجات میں ترقی کے لیے ہوتی ہے اور اس میں بھی آپ ہماری صلوٰۃ کے محتاج نہیں

۱۔ غلام یحییٰ بن شرف نووی شافعی مترونی ۶۷۶ھ، شرح مسلم ج ۱ ص ۳۴۶، مطبوعہ نور محمد صالح المطابع کراچی ۱۳۷۵ھ۔

۲۔ قاضی عیاض بن موسیٰ مالکی مترونی ۵۴۴ھ، الشفا ج ۱ ص ۶۷، مطبوعہ عبد التواب اکیڈمی ملتان۔

علاوہ اور کسی پر صلوٰۃ نہیں بھیجی چاہیے۔ رابعاً: اس مجہول روایت سے بھی زیادہ سے زیادہ جواز مفہوم ہوتا ہے اور وہ کراہت کے خلاف نہیں ہے اور مجہور کا موقف یہ ہے کہ غیر نبی کے لیے استقلالاً صلوٰۃ مکروہ ہے۔ اس طرح کچھ اور ضعیف روایات سے بھی حضرت ابن عمر اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کا غیر نبی پر صلوٰۃ پڑھنا ثابت ہے اور یہی جوابات ان میں جاری ہو جائیں گے۔

اس مسئلہ میں فریقین کے دلائل ذکر کرنے کے بعد ہم غیر نبی پر صلوٰۃ اور سلام کے بارے میں مستند علماء کی آراء پیش کر رہے ہیں۔

غیر نبی پر صلوٰۃ اور سلام کے مسئلہ میں علماء کی آراء | مالکی المذہب علماء میں سے قاضی عیاض اس مسئلہ میں لکھتے ہیں: یحییٰ بن اسحاق کی مہبوط میں ہے: امام مالک نے فرمایا: میں غیر انبیاء پر صلوٰۃ کو مکروہ قرار دیتا ہوں اور (صلوٰۃ پڑھنے کے سلسلے میں) ہم کو جو حکم دیا گیا ہے ہمیں اس سے تجاوز نہیں کرنا چاہیے۔

شافعی المذہب علماء میں سے علامہ نووی لکھتے ہیں:

امام مالک، امام شافعی، اور اکثرین کا مذہب یہ ہے کہ انبیاء علیہم السلام کے غیر پر استقلالاً صلوٰۃ نہ بھیجی جائے اسلئے اللہ صلی علی ابی بکر یا صل علی عمر نہ کہا جائے البتہ تبعاً صلوٰۃ بھیجی جاسکتی ہے لہذا یوں کہا جاسکتا ہے اللہم صل علی محمد و علی آل محمد و اصحابہ و ازواجہ و ذریتہ۔ جس طرح احادیث میں وارد ہے اس کے بعد طویل بحث کر کے فرمایا: صحیح یہ ہے کہ غیر نبی کے لیے صلوٰۃ بھیجنا ترک ادب اور مکروہ تنزیہی ہے اور شیخ ابو محمد جریجی نے کہا ہے کہ نقطہ سلام بھی صلوٰۃ کے حکم میں ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے صلوٰۃ اور سلام کا ایک ساتھ ذکر فرمایا ہے اور سلام صرف زندوں اور مردوں کو بطور خطاب کرنا چاہیے اسلئے السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ کہا جائے اور ابو بکر علیہ السلام یا عمر علیہ السلام نہیں کہنا چاہیے۔

علامہ نووی نے کتاب الاذکار میں بھی اس مسئلہ پر گفتگو کی ہے۔

حنفی المذہب علماء میں سے علامہ خفاجی لکھتے ہیں:

صحیح یہ ہے کہ غیر انبیاء پر صلوٰۃ بھیجنا مکروہ تنزیہی ہے، مکروہ تحریمی نہیں ہے کیونکہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ صلوٰۃ اس طرح خاص ہے جس طرح اللہ تعالیٰ کے ساتھ عز وجل خاص ہے۔ اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ صلوٰۃ کی طرح آپ کے ساتھ سلام بھی خاص ہے اس لیے آپ کے علاوہ کسی کو علیہ السلام بھی نہ کہا جائے جیسا کہ فقہاء نے تصریح کی ہے۔ اس لیے وہ بھی مکروہ تنزیہی ہے۔

۱۔ قاضی عیاض بن موسیٰ مالکی متوفی ۵۴۲ھ، الشفا ج ۲ ص ۶۵ مطبوعہ عبدالقواب اکیڈمی لبنان

۲۔ علامہ یحییٰ بن شرف نووی متوفی ۶۷۶ھ، شرح مسلم ج ۱ ص ۱۷۲ مطبوعہ نور محمد ص ۱۳۷۵

۳۔ کتاب الاذکار ص ۱۰۸، مطبعہ مصطفیٰ البابی مد، طبع رجب ۱۳۵۵ھ

۴۔ علامہ شہاب الدین خفاجی متوفی ۱۰۶۹ھ، نسیم الریاض ج ۳ ص ۵۱۰، مطبوعہ دار الفکر بیروت

علیہم۔ فرماتا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ خاص ہے نیز یہ صلاہ صحت طلب رحمت کے واسطے ہے کہ امت کا صلی اللہ علیہ وسلم یا اللہم صل علیہ۔ کہنا ایک ایسی تنظیم و ترقیر کا شعار ہے جو صرف انبیاء علیہم السلام کے شایان شان ہے۔

(۲)۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: اُوَلَّذِي يَصِلُ عَلَيْكُمْ وَمَلَا تُكْتَرُ (احزاب: ۲۳) ”اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتے تم پر صلاہ بھیجتے ہیں“ نیز فرمایا اُوَلَّذِي يَصِلُ عَلَيْكُمْ صَلَوَاتُ مَنْ رُبِّهِمْ وَرَحْمَةً (بقرہ: ۱۷۵) ”ممبر کرتے والوں پر ہی اللہ تعالیٰ کی صلات اور رحمت نازل ہوتی ہے“ وجہ استدلال بالکل واضح ہے۔

جواب ہے: اللہ تعالیٰ اور فرشتوں کا صلاہ بھیجنا محل نزاع سے خارج ہے کیونکہ گفتار اس میں ہے کہ کیا امت کے لیے یہ مناسب ہے کہ وہ غیر نبی پر صلاہ بھیجے؟ نیز اللہ تعالیٰ اور فرشتے نہ ممکن ہیں نہ ان کے افعال پر بندوں کے افعال کا قیاس جائز ہے اللہ تعالیٰ جس بندے کو چاہے مار دیتا ہے، فرشتے روح قبض کر لیتے ہیں کیا اس پر قیاس کر کے بندوں کا کسی کو مار دینا جائز ہوگا؟ نیز اللہ تعالیٰ اور فرشتے جو صلاہ بھیجتے ہیں نہ صرف نزول رحمت کے معنی میں ہے جبکہ بندوں کا صلاہ کہنا ایک خاص تنظیم و ترقیر کا شعار ہے۔

(۳)۔ جعفر بن محمد اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ حضرت عمر کے پاس آئے وہاں عاتکہ حضرت عمر کفن میں پٹے بوسے تھے انھوں نے حضرت عمر سے مخاطب کر کہا صلی اللہ علیہ ما اُحَدَّثُكَ اَللّٰهُ بِصَحِيْفَتِهِ اَحَبُّ اِلَيَّ مِنْ هَذَا الْمَسْبُوحِي بَيْنَكُمْ۔ ”اللہ تعالیٰ تم پر صلاہ نازل کرے جو لوگ اپنے ناخدا اعمال کے ساتھ اللہ تعالیٰ سے ملاقات کریں گے ان سب سے زیادہ مجھے وہ محبوب ہے جو تمہارے درمیان کفن میں پٹا پہنے۔“ جواب ہے: یہ حدیث محمد بن سعد نے جعفر بن محمد سے روایت کی ہے۔ اولاً تو اس کی سند میں بعض اصحاب بنا کے عنوان سے ایک مجہول راوی ہے اس کی سند یہ ہے:

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَعْدٍ قَالَ: أَخْبَرَنَا بَعْضُ أَصْحَابِنَا عَنْ سَفْيَانَ بْنِ عَمِيْنَةَ أَنَّهُ سَمِعَ مِنْهُ هَذَا الْحَدِيثَ عَنْ جَعْفَرِ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ وَقَالَ لَمَّا أَتَيْتُهُ إِلَيْهِ عَلَى قَالَ لَهُ: صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ مَا أَحَدٌ... ”اللہ تعالیٰ اس حدیث سے پہلے محمد بن سعد راوی کی سند نے سفیان بن عیینہ سے جعفر بن محمد کی روایت ذکر کی ہے اور وہ جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ کی روایت سے اس بن سہرت رضی اللہ عنہ کا یہ پر راقول مذکور ہے لیکن صلی اللہ علیہ کے الفاظ نہیں ہیں بلکہ بن سعد نے اس کے علاوہ جعفر بن محمد کی پانچ روایات ذکر کی ہیں اور کسی میں صلی اللہ علیہ کے الفاظ نہیں ہیں۔ ثالثاً یہ مجہول روایت حضرت ابن عباس کی اس روایت کے خلاف ہے جو سند صحیح سے مروی ہے جس میں آپ نے فرمایا نبی کے

۱۔ امام محمد بن سعد متوفی ۲۴۰ھ۔ طبقات کبریٰ ج ۳ ص ۳۶۹، مطبوعہ دار صادر بیروت۔

۲۔

حَرْوَةً ثَنِي زُهَيْرِ بْنِ حَرْبٍ وَالتَّفْظُ لَهُ قَالَ قَالَ
 إِسْمَاعِيلُ بْنُ إِدْرِيسٍ هَيْمَةَ قَالَ أَنَا دَاوُدُ عَنْ
 الشَّعْبِيِّ عَنْ جَعْفَرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى
 عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
 إِذَا آتَاكُمْ الْمُصَدِّقُ فَلْيَصْنُدْ عَنْكُمْ وَهُوَ
 عَنْكُمْ مَا جِئَ بِهِ

تشریح | اس حدیث سے مقصود یہ ہے کہ عاقلین کے ساتھ خوش اخلاقی سے پیش آنا چاہیے تاکہ مسلمانوں میں خلفشار نہ ہو لیکن اگر عاقلین مد سے تجاوز کریں تو اس میں ان کی موافقت نہ کی جائے۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جس شخص نے حق کے مطابق سوال کیا اسے دیا جائے اور جس نے حق سے زیادہ مانگا اسے نہ دیا جائے (بخاری) ۳۰ رمضان المبارک ۱۲۰۰ھ کو شرح صحیح مسلم کی زیر تصنیف جلد ثانی مکمل ہو گئی۔ اللہ تعالیٰ اس کو قبول عام اور بقاء دوام عطا فرمائے اور اس کے کلمات میں تاثیر عمل پیدا کرے اور شرح صحیح مسلم کی باقی جلدوں کو بھی مکمل کرنے کی توفیق ارزانی فرمائے و آخر دعوانا ان الحمد لله رب العالمین والصلوة والسلام علی سید المرسلین وعلی آلہ واصحابہ وازواجہ وذریاتہ وعلیٰ امتہ اجمعین۔



علامہ آلوسی اس مسئلہ پر طویل بحث کرنے کے بعد آخر میں لکھتے ہیں:

تقانی نے شرح جوہرہ میں امام جوینی سے نقل کر کے کہا: انبیاء علیہم السلام کے غیر کے لیے تنہا سلام صحیح ہے، اس لیے علیہ السلام کی جگہ علی رضی اللہ عنہ کہا جائے اور یہ علم مخاطب کے علاوہ زمرہ میں اور مردوں میں بلیغ بہت اور حاضر اور مخاطب کو سلام عید کے ہے۔ تقانی نے لکھا ہے کہ اس مسئلہ پر اجماع ہے لیکن یہ بات محل اعتراض ہے۔

در منقود میں ہے کہ سلام، صلوٰۃ کی طرح ہے سو اس صورت کے جب حاضر یا غائب کی نیت اور تنظیم مقصود ہو اور بعض علماء نے یہ فرق کیا ہے کہ سلام ہر مومن کے حق میں مشروع ہے بخلاف صلوٰۃ کے لیکن یہ بات مدعا کے خلاف ہے اس لیے مقبول نہیں ہے اور السلام علینا وعلی عباد اللہ الصالحین سے استدلال کرنا صحیح نہیں ہے کیونکہ اول تو وہ خاص مورد ہے ثانیاً وہ سلام بالیقین ہے اور ہماری گفتگو سلام بالاستقلال میں ہے اور بعض علماء نے یہ تحقیق کی ہے کہ جو سلام زندہ اور مردہ کو شامل ہے یہ وہ سلام ہے جس سے نیت اور تنظیم کا قصد کیا جاتا ہے جیسے طاعات یا نیت قبر کے وقت سلام کیا جاتا ہے جو جو بجا جواب کا مستحق ہوتا ہے خواہ وہ رب فرضی ہو یا وجوب کفائی، اور جس سلام کے ساتھ دعا مقصود ہوتی ہے یعنی اللہ تعالیٰ سے سلامتی کا قصد ہو یہ وہ ہے جو امت کی طرف سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے خاص ہے لہذا آپ کے غیر پر یہ سلام صرف تبعاً کیا جاسکتا ہے۔ علامہ تقی الدین سبکی نے شفاء الغرام میں اسی طرف اشارہ کیا ہے اور اب علیہ السلام علیہ الصلوٰۃ کے حکم میں ہو گا یعنی علیہ السلام من اللہ تعالیٰ، اور سلام میں وہی تنظیم ملحوظ ہوگی جو صلوٰۃ میں ہوتی ہے۔

حرف مدعا غیر نبی پر صلوٰۃ اور سلام کی بحث میں ہم نے جو دلائل ذکر کیے اور جو عبارات نقل کی ہیں ان سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ غیر نبی پر صلوٰۃ بھیجنا مکروہ تنزیہی ہے اور غیر نبی پر سلام بھیجنے کی ممانعت اس سے کم درجہ کہے اور اس کو زیادہ سے زیادہ خلاف اولیٰ کہا جاسکتا ہے ہم نے اس مسئلہ پر اس لیے تفصیل سے گفتگو کی ہے کہ ہم نے عام طور پر لوگوں کو دکھایا کہ وہ اس مسئلہ میں جانہیں سے غلو اور تشدد کرتے ہیں اور دونوں جانب سے لوگ دلائل سے خالی ہوتے ہیں اس لیے ہم نے مناسب سمجھا کہ اس موضوع پر تفصیلی دلائل پیش کر دیے جائیں۔ — واللہ العرفق۔

بَابُ ارْضَاءِ السَّاعِي مَا لَمْ يَطْلُبْ حَرَامًا

زکوٰۃ وصول کرنے والے کو راضی رکھنا

حضرت جریر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تمہارے پاس زکوٰۃ وصول کرنے والا آئے تو اسے تمہارے پاس سے راضی ہو کر جانا چاہیے۔

۲۳۹۰ - حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى قَالَ أَنَا هُشَيْمٌ وَحَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ قَالَ نَا حَفْصُ بْنُ غِيَاثٍ وَابْنُ خَالِدٍ الْأَحْمَرُ وَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى قَالَ نَا عَبْدُ الرَّهْمَنِ وَ ابْنُ أَبِي عَدِيٍّ وَ عَبْدُ الْأَعْلَى كُلُّهُمْ عَنْ دَاوُدَ

Marfat.com

مسجد میں نماز جنازہ کے متعلق ضمیمہ | علامہ بدرالدین عینی لکھتے ہیں کہ امام ابو حنیفہ اور امام مالک رحمہما نے مسجد میں نماز جنازہ پڑھنا مکروہ ہے اور امام شافعی اور امام احمد رحمہما نے ایک

مسجد میں نماز جنازہ بلا کراہت جائز ہے۔ لے
فقہاء احناف کے نزدیک مسجد میں جنازہ رکھ کر نماز جنازہ پڑھنا بالاتفاق مکروہ ہے اور اس کی دلیل یہ صحیفہ ہے:
امام ابو داؤد روایت کرتے ہیں:

عن ابی ہریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من صلی علی جنازۃ فی المسجد فلا شیء لہ۔ لے

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس شخص نے مسجد میں رکھے ہوئے جنازہ پر نماز پڑھی اس کے لیے کچھ نہیں ہے۔
اس حدیث کو امام ابن ماجہ، امام عبد الرزاق، امام ابن ابی شیبہ، امام بیہقی نے بھی روایت کیا ہے۔ لے
فقہاء کا اس میں اختلاف ہے کہ یہ کراہت تحریمی ہے یا تنزیہی، علامہ ابن ہمام نے کراہت تنزیہی کو ترجیح دی ہے اور کہا ہے کہ یہ افضل اور اولیٰ کا خلاف ہے، یعنی مسجد میں نماز جنازہ پڑھنا بھی مباح ہے لیکن افضل یہ ہے کہ خارج مسجد نماز جنازہ پڑھی جائے لے، علامہ شامی نے بھی کراہت تنزیہی کو ترجیح دی ہے۔ لے

ہم اسے نزدیک علامہ ابن ہمام کا قول راجح ہے کیونکہ مکروہ تحریمی وہ کام ہوتا ہے جس کے ارتکاب پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی عذاب کی وعید سنائی ہو اور مسجد میں نماز جنازہ پڑھنے پر آپ نے کسی عذاب کی وعید نہیں سنائی بلکہ یہ فرمایا ہے اس شخص کو اجر نہیں ملے گا دوسری وجہ یہ ہے کہ اگر مسجد میں نماز جنازہ پڑھنا مکروہ تحریمی ہوتا تو بعد میں صحابہ کرام مسجد میں نماز جنازہ نہ پڑھتے حالانکہ بعد میں ان کا مسجد میں نماز جنازہ پڑھنا احادیث اور آثار سے ثابت ہے۔ امام عبد الرزاق روایت کرتے ہیں:

عن ہشام بن عروہ قال: دای ابی الناس ینخرجون من المسجد لیصلوا علی جنازۃ فقال ما یضرب هؤلاء؟ ما صلی علی بکر

ہشام بن عروہ بیان کرتے ہیں کہ میرے والد نے نماز جنازہ پڑھنے کے لیے لوگوں کو مسجد سے جاتے ہوئے دیکھا تو انھوں نے کہا یہ لوگ کیا کر رہے ہیں؟ حضرت ابو بکر

لے۔ علامہ بدرالدین ابو محمد محمود بن احمد عینی حنفی متوفی ۸۵۵ھ، عمدۃ القاری ج ۴، ص ۲۰، مطبوعہ ادارۃ الطباعة المنیریہ مصر، ۱۳۴۸ھ

لے۔ امام ابو داؤد سلیمان بن اشعث سجستانی متوفی ۲۴۵ھ، سنن ابو داؤد ج ۲، ص ۹۸، مطبوعہ مطبع مجتہبی پاکستان لاہور، ۱۴۰۵ھ

لے۔ امام ابو عبد اللہ محمد بن یزید ابن ماجہ متوفی ۲۴۳ھ، سنن ابن ماجہ ص ۱۰۹، مطبوعہ نور محمد کارخانہ تجارت کتب کراچی

لے۔ امام عبد الرزاق بن ہمام صنعانی متوفی ۲۱۱ھ، المصنف ج ۳، ص ۵۲۰، مطبوعہ مکتب اسلامی بیروت، ۱۳۹۰ھ

لے۔ امام ابو بکر عبد اللہ بن محمد بن حسین بن ابی شیبہ متوفی ۲۳۵ھ، المصنف ج ۳، ص ۳۶۴، ۳۶۵، مطبوعہ ادارۃ القرآن کراچی، ۱۴۰۶ھ

لے۔ امام ابو بکر احمد بن حسین بیہقی متوفی ۴۵۸ھ، سنن کبریٰ ج ۲، ص ۵۲، مطبوعہ نشر السنۃ لبنان

لے۔ علامہ کمال الدین ابن ہمام متوفی ۸۶۱ھ، فتح القدیر ج ۲، ص ۹۱-۹۰، مطبوعہ مکتبۃ نوریہ رضویہ سکھر

لے۔ علامہ سید محمد امین ابن عابدین شامی متوفی ۱۲۵۲ھ، رد المحتار ج ۱، ص ۸۲۹، مطبوعہ مطبع عثمانیہ استنبول، ۱۳۲۷ھ

صفت بنایا جائے تو پھر صرف اس وقت مسجد میں نماز جنازہ پڑھنا مکروہ ہوگا جب جنازہ مسجد میں رکھا ہوا ہو دوسری وجہ یہ ہے کہ اگر کراہت کی علت یہ ہو کہ مسجد کو صرف فرض نمازیں پڑھنے کے لیے بنایا گیا ہے تو پھر مسجد میں نماز جنازہ پڑھنا مطلقاً مکروہ ہے اور اگر کراہت کی علت یہ ہو کہ مسجد میں نجاست کے متلوٹ ہونے کا خدشہ ہے تو جب جنازہ مسجد سے باہر ہو تو پھر مسجد میں نماز جنازہ پڑھنا مکروہ نہیں ہوگا، شمس الائمہ نے مبسوط میں اسی طرف میلان کیا ہے۔ ۱۵

علامہ ابراہیم علیی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں:

واعلم ان لفظ حدیث ابی ہریرۃ محتمل لكل من الکراہۃ فی ہذہ الصورۃ وعدمہا فان البارد والمجروح ان تعلق بالفعل اقتضى الکراہۃ وان تعلق بصفة النکرة لم يقتضها وكذا تعليلهم للکراہۃ بكون المسجد لم يبن لها يقتضى الکراہۃ وتعليلهم بخوف التلویت يقتضى عدمها والى هذا قال في المبسوط في المحيط وعليه العمل وهو المختار۔ ۱۶

حضرت ابو ہریرہ کی حدیث میں دونوں احتمال ہیں اگر طرف کا تعلق صلی کے ساتھ ہو تو مسجد میں نماز جنازہ مطلقاً مکروہ ہے، اور اگر طرف جنازہ کی صفت ہو تو مسجد سے باہر رکھے ہوئے جنازہ پر مسجد میں نماز جنازہ پڑھنا مکروہ نہیں ہے، اسی طرح اگر کراہت کی علت یہ ہو کہ مسجد کو اس لیے بنایا نہیں گیا تو پھر اس صورت میں بھی مکروہ ہے، اور اگر کراہت کی علت تلویث نجاست کا خدشہ ہو تو پھر اس صورت میں نماز جنازہ مکروہ نہیں ہے، مبسوط میں اسی طرف میلان ہے اور محیط میں ہے کہ اسی پر عمل ہے اور یہی مختار ہے۔

علامہ شامی لکھتے ہیں:

جب ہم کراہت کی علت تلویث مسجد کا خدشہ قرار دیں تو جب جنازہ خارج مسجد ہو تو پھر مسجد میں نماز جنازہ پڑھنے میں کوئی حرج نہیں ہے، خواہ جنازہ کے ساتھ کچھ لوگ ہوں یا نہ ہوں، (ح) شرح المینۃ میں ہے کہ مبسوط اور محیط کا اسی طرف میلان ہے اور اسی پر عمل ہے اور یہی مختار ہے۔ میں کہتا ہوں کہ بلکہ غایت البیان اور غنایہ میں مذکور ہے کہ اس صورت میں بالاتفاق کراہت نہیں ہے (بالاتفاق کراہت اس وقت نہیں ہے جب جنازہ اور کچھ لوگ مسجد سے خارج ہوں اور جب صرف جنازہ مسجد سے خارج ہو تو اس صورت میں شائع کا اختلاف ہے، غنایہ میں اسی طرف لکھا ہے، علامہ شامی کو نقل میں تسامح ہوا ہے، سعیدی غفرلہ) البحر الرائق نے اس کو رد کر دیا ہے اور النہر الفائق میں اس کا یہ جواب دیا ہے کہ بالاتفاق کراہت اس وقت نہیں ہے جب کچھ نمازی اور جنازہ خارج مسجد ہوں، کراہت کی یہ علت بیان کی گئی ہے کہ مسجد کو صرف فرض نمازوں کے لیے بنایا گیا ہے، اس میں یہ اشکال ہے کہ جنازہ کی نماز پڑھ میت کے لیے دعائے اور اللہ کا ذکر ہے اور دعا اور ذکر ان امور سے ہے جن کے لیے مسجد کو بنایا گیا ہے، اور مسجد میں نماز استسقاء اور نماز کسوف اور دیگر دعاؤں کی بھی مانعت ہونی چاہیے۔ ۱۷

۱۵۔ علامہ جلال الدین خاں زمی بغایہ مع فتح القدر ج ۲ ص ۹۱-۹۰، مطبوعہ مکتبہ نوریہ رضویہ سکھر

۱۶۔ علامہ ابراہیم بن محمد علی متوفی ۹۵۶ھ، غنیۃ المستمل ص ۵۴۶، مطبوعہ مطبع مجتبیٰ دہلی

۱۷۔ علامہ سید محمد امین ابن عابدین شامی متوفی ۱۲۵۲ھ، رد المحتار ج ۱ ص ۸۲۸-۸۲۹، مطبوعہ مطبعہ عثمانیہ استنبول ۱۳۲۷ھ

فاذا كان الصبح ينهي عن المسجد فالميت
اولی۔ ۱۰

علامہ سید طحاوی کہتے ہیں:

و کلام شمس الاثنتی عشری یفید ان
هذا هو المذهب حیث قال وعندنا ان كانت
الجنائز خارج المسجد لم یکره ان یصلی علیها
فی المسجد۔ ۱۱

علامہ محمود بابر ترقی حنفی کہتے ہیں:

وعندنا اذا كانت الجنائز خارج المسجد لم
یکره ان یصلی الناس علیها فی المسجد۔ ۱۲
علامہ عالم بن العلام انصاری الدہلوی کہتے ہیں:

وقال الشافعی لا تکره وعن ابی یوسف روایتان
فی رواية كما قال الشافعی وفي رواية اذا كانت
الجنائز خارج المسجد والامام والقوم فی
المسجد فانه لا یکره۔ ۱۳

کو اپنی مسجدوں سے دور رکھو، وجہ یہ ہے کہ
دور رکھا جائے گا تو میت کو مسجد سے دور رکھنا اولیٰ ہے۔

شمس الاثنتی عشری کی عبارت سے یہ مستفاد ہوتا
ہے کہ احضار کا مذہب یہی ہے، کیونکہ انہوں نے کہا
کہ اگر جنازہ مسجد سے باہر ہو تو ہمارے نزدیک مسجد میں
نماز جنازہ پڑھنا مکروہ نہیں ہے۔

جب جنازہ مسجد سے باہر ہو تو ہمارے نزدیک
مسجد میں نماز جنازہ پڑھنا مکروہ نہیں ہے۔

امام شافعی نے کہا مسجد میں نماز جنازہ مکروہ نہیں ہے
امام ابو یوسف سے دو روایتیں ہیں، ایک روایت امام شافعی
کے قول کے مطابق ہے اور ایک روایت میں ہے، جب
جنازہ مسجد سے باہر ہو اصل امام اور قوم مسجد میں ہوں تو پھر
مسجد میں نماز جنازہ مکروہ نہیں ہے۔

خلاصۃ الفتاویٰ میں یہ اختیار کیا گیا ہے کہ مسجد میں نماز جنازہ مطلقاً مکروہ ہے خواہ جنازہ مسجد میں ہو یا مسجد سے باہر
فتح القدیر، در مختار، شامی، عالمگیری اور البحر الرائق میں خلاصۃ الفتاویٰ کی اتباع میں اسی قول کو مختار قرار دیا گیا ہے، اس کے
برخلاف طحاوی کا محیط اور غنایہ میں شمس الاثنتی عشری کے اس قول کو اختیار کیا گیا ہے کہ جب جنازہ مسجد سے باہر ہو تو پھر مسجد
میں نماز جنازہ مکروہ نہیں ہے۔

علامہ خوارزمی کہتے ہیں:

اس اختلاف کی وجہ یہ ہے کہ حدیث میں ہے: من صلی علی جنازة فی المسجد فلا شیء لہ، اس حدیث میں ظرف
(فی المسجد) کا تعلق اگر صلی کے ساتھ کیا جائے تو پھر مسجد میں نماز جنازہ پڑھنا مطلقاً مکروہ ہوگا اور اگر ظرف کو جنازہ کی

۱۰۔ شمس الاثنتی عشری مترقی ۲۸۳ ج ۲ ص ۶۸، مطبوعہ دار المعرفۃ بیروت، ۱۳۹۸ھ

۱۱۔ علامہ احمد بن محمد طحاوی متوفی ۱۲۳۱ھ، حاشیۃ الطحاوی علی مراق الفلاح ص ۳۶۰، مطبوعہ مطبع مصلح البانی و اولادہ مصر، ۱۳۵۶ھ

۱۲۔ علامہ محمد بن محمود بابر ترقی ۸۶ھ، غنایہ علی الممشی فتح القدیر ج ۲ ص ۹۰، مطبوعہ مکتبہ نوریہ مصر

۱۳۔ علامہ عالم بن العلام انصاری اندلسی دہلوی متوفی ۸۶ھ، فتاویٰ تاجدار خانہ ج ۲ ص ۱۴۸، مطبوعہ ادارۃ القرآن کراچی، ۱۴۱۱ھ

۱۴۔ علامہ طاہر بن عبد اللہ رشید بخاری خلاصۃ الفتاویٰ ج ۱ ص ۲۲۳-۲۲۴، مطبوعہ مکتبہ حبیبیہ کوئٹہ، ۱۳۹۷ھ

ابلیختہ۔

سے مسجد پر صلوٰۃ پڑھتا ہے وہ مجھے پہنچا دیا جاتا ہے۔

اس حدیث میں بھی فعل کا مفعول میں ظاہر اثر نہیں ہے اور مفعول اس حکم میں مکان یعنی قبرانور کے ساتھ مشروط ہے۔ ہم نے جو مثالیں پیش کی ہیں ان میں سے دو میں فعل صلتی ہے جس کے متعلق علامہ شامی نے یہ فرمایا تھا کہ اس فعل کا مفعول میں ظاہر اثر نہیں ہوتا اور اس کا مفعول مکان کے ساتھ مشروط نہیں ہوتا، اور ہم نے ان تینوں مثالوں میں مفعول کا مکان کے ساتھ مشروط ہونا واضح کر دیا ہے۔ واللہ الحمد علی ذلک۔ سو اس قاعدہ مختصرہ کی کلیت باطل کرنے کے بعد ہم یہ کہتے ہیں کہ حدیث ”من صلی علی جنازۃ فی المسجد فلا شیء لہ۔“ میں ظرف (فی المسجد) اگرچہ عقلی طور پر فعل اور مفعول دونوں کے ساتھ متعلق ہو سکتا ہے لیکن چونکہ صحیح مسلم میں ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے سہل بن بیضاء کی نماز جنازہ مسجد میں پڑھی، اور مصنف ابن ابی شیبہ میں ہے کہ حضرت ابو بکر اور حضرت عمر کی نماز جنازہ مسجد میں پڑھی گئی اور شمس الائمہ نسفی، علامہ ابن ہمام اور دیگر فقہار احناف نے ان احادیث میں اس طرح تطبیق دی ہے کہ یہ جنازے مسجد سے باہر رکھے گئے تھے، اور نماز جنازہ مسجد میں پڑھی گئی تھی، اور اس صورت میں کوئی کراہت نہیں ہے، اس لیے یہ ظرف، مفعول یعنی جنازہ کی صفت ہے اور کراہت کا حکم جنازہ کے مسجد میں ہونے کے ساتھ مشروط ہے، دوسری وجہ یہ ہے کہ کراہت کی صحیح علت تلویث مسجد ہے اور اس کا بھی یہی تقاضا ہے کہ ظرف مفعول کے ساتھ متعلق ہو، تیسری وجہ یہ ہے کہ امام ابو یوسف کا بھی یہی قول ہے جیسا کہ ہم نے تا تاریخ غانیہ سے نقل کیا ہے اور چوتھی وجہ یہ ہے کہ نماز جنازہ تو دعا، ثناء اور ذکر الہی ہے تو مسجد میں نماز جنازہ پڑھنا مطلقاً مکروہ کیسے ہو گا؟۔

علامہ شامی نے فرمایا کہ ظرف کا فعل کے ساتھ متعلق ہونا اطلاق کراہت کو ظاہر کرتا ہے اور یہی ظاہر الروایۃ کے مناسب ہے۔ ”میں کہتا ہوں کہ جامع صغیر کی عبارت ہے: ”ذکرہ الصلوٰۃ علی الجنازۃ فی المسجد“ اور اس عبارت میں بھی فی المسجد، جنازہ کی صفت ہے، یعنی مسجد میں رکھے ہوئے جنازے پر نماز پڑھنا مکروہ ہے، اس لیے ظاہر الروایۃ میں بھی یہ نہیں ہے کہ مسجد میں نماز جنازہ مطلقاً مکروہ ہے۔ علامہ نسفی نے اس کی تشریح میں لکھا ہے کہ جب جنازہ مسجد سے باہر ہو تو ہمارے نزدیک مسجد میں نماز جنازہ مکروہ نہیں ہے اور علامہ سید طحطاوی نے لکھا ہے کہ علامہ نسفی کا اس کو ہمارے نزدیک سے تعبیر کرنا یہ واضح کرتا ہے کہ یہی ہمارا مذہب ہے، سو یہی مذہب ہے اور یہی قول مختار ہے نہ کہ مطلقاً کراہت۔

ہر چند کہ علامہ شامی کے نزدیک سب میں نماز جنازہ پڑھنا مطلقاً مکروہ ہے خواہ جنازہ مسجد میں ہو یا مسجد سے باہر لیکن ان کے نزدیک یہ کراہت تنزیہی ہے۔ ذکر کراہت تنزیہی بھی اس وقت ہے جب بلا عذر مسجد میں نماز جنازہ پڑھی جائے اور اگر عذر ہو تو ان کے نزدیک مسجد میں نماز جنازہ پڑھنا (یعنی جنازہ کو مسجد میں رکھ کر نماز پڑھنا) اصلاً مکروہ نہیں ہے۔

علامہ شامی لکھتے ہیں۔

مسجد میں نماز جنازہ بلا عذر مکروہ ہے اور اگر عذر ہو تو پھر مکروہ نہیں ہے، بعض عذر یہ ہیں: (۱) بارش، (۲) دلی

علامہ سید محمد امین ابی عابدین شامی متوفی ۱۲۵۲ھ، رد المحتار ج ۵ ص ۶۵، مطبوعہ مطبعہ عثمانیہ استنبول، ۱۳۲۷ھ

جلد ثانی

marfat.com

Marfat.com

علامہ شامی کی رائے یہ ہے کہ مسجد میں نماز جنازہ مطلقاً مکروہ ہے اور حدیث شریفہ من صلی علی جنازۃ فی المسجد فلا شیء علیہ۔ میں ظن جنازہ کی صفت نہیں ہے بلکہ صلی کے متعلق ہے اس پر مفعول نے یہ دلیل قائم کی ہے کہ قاعدہ یہ ہے کہ اگر فعل کا مفعول میں کوئی ظاہر اثر نہ ہو جیسے ظلم اور ذکر تو مفعول مکان کے ساتھ مشروط نہیں ہوتا جیسے ان شتمت نایدا فی المسجد کیونکہ ظلم کا مفعول ہے موقوف کا برائی کے ساتھ ذکر کرنا، خواہ مشرق مسجد میں ہو یا نہ ہو، زندہ ہو یا مردہ، اسی طرح ذکر میں بھی مفعول (یعنی مذکور) مکان کے ساتھ مشروط نہیں ہوتا، اور اگر مفعول میں فاعل کے فعل کا ظاہر اثر ہو جیسے ضرب اور قتل تو مفعول مکان کے ساتھ مشروط ہوتا ہے، مثلاً من ذبح شاة فی المسجد یا من رمی صیدا فی الحرم یہاں حکم اس وقت سگے گا جب بکری کو مسجد میں ذبح کرے یا جب حرم میں شکار کرے۔ اور میت پر نماز پڑھنا ایک ایسا فعل ہے جس کا مفعول پر (یعنی میت پر) کوئی ظاہر اثر نہیں ہے، فیصلہ موت نماز پڑھنے والے کے ساتھ قائم ہے اس لیے من صلی علی میت فی مسجد یہ تقاضا کرتا ہے کہ صرف نمازی مسجد میں ہو خواہ جنازہ مسجد میں ہو یا نہ ہو، لہذا اس حدیث کے الفاظ سے یہ ثابت ہے کہ مسجد میں نماز جنازہ پڑھنا مطلقاً مکروہ ہے خواہ جنازہ مسجد میں ہو یا نہ ہو، اور یہی ظاہر الروایہ کے اطلاق کے بھی مناسب ہے، یہ میری منفرد تحقیق ہے جو اللہ تعالیٰ نے صرف مجھ پر منکشف کی ہے یہ

ہماری تحقیق یہ ہے کہ اس حدیث میں فی المسجد جنازہ کی صفت ہے، علامہ شامی رحمہ اللہ کا بیان کردہ قاعدہ، قاعدہ کلیہ نہیں ہے، کیونکہ بعض اوقات فعل کا مفعول میں کوئی ظاہر اثر نہ ہو مگر بھی مفعول مکان کے ساتھ مشروط ہوتا ہے، مثلاً اس قول میں من صلی علی ۱۰۰ صلی اللہ علیہ وسلم عند قبرہ المکرم فجل له شفاعتہ صلی اللہ علیہ وسلم اس قول میں بھی فعل صلی ہے جس کا مفعول میں ظاہر اثر نہیں ہے اور اس قول میں مفعول مکان کے ساتھ مشروط ہے کیونکہ ہر جگہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر صلوٰۃ پڑھنے کے لیے حصول شفاعت کی نوبت نہیں ہے، البتہ آپ کی قبر مبارک کی زیارت کرنے پر چونکہ حصول شفاعت کی بشارت ہے اس لیے آپ کی قبر مبارک کے پاس آپ پر صلوٰۃ پڑھنا آپ کی شفاعت کے حصول کو مستلزم ہے۔ نیز حدیث شریفہ میں ہے:

من زارنی بالمدینۃ محتسباً کنت له شفیعاً
وشہیداً ۱۔ ۲

جس شخص نے میری مدینہ میں محض ثواب کی نیت سے زیارت کی، میں اس کی شفاعت کروں گا اور اس کے حق میں گواہی دوں گا۔

زیارت کرنا بھی ایک ایسا فعل ہے جس کا مفعول میں ظاہر اثر نہیں ہے، اس کے باوجود یہاں پر مفعول مکان یعنی مدینہ مقورہ کے ساتھ مشروط ہے، اسی طرح ایک اور حدیث میں ہے:

من صلی علی عندا قبری
سبعۃ و من صلی علی نائیا

جو شخص میری قبر کے پاس مجھ پر صلوٰۃ پڑھتا ہے، میں اس کو (خصوصیت سے) سناتا ہوں، اور جو شخص دُور

۱۔ علامہ سید محمد ابن ابی عابدین شامی متوفی ۱۲۵۲ھ، رد المحتار ج ۱ ص ۸۲۸، مطبوعہ مطبعہ عثمانیہ استنبول، ۱۳۲۷ھ

۲۔ علامہ تقی الدین سبکی، شفا السقام فی زیارة غیر الانام ص ۳۶، مطبوعہ مکتبہ ندویہ رضویہ لائل پور

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

مراجع اور ماخذ

۱۔ قرآن مجید

احادیث

- ۲۔ صحیح بخاری۔ مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی ۱۳۸۱ھ، امام ابو عبد اللہ محمد بن اسماعیل بخاری متوفی ۲۵۶ھ
- ۳۔ صحیح مسلم۔ " " " " ۱۳۴۵ھ، امام مسلم بن حجاج قشیری متوفی ۲۶۱ھ
- ۴۔ جامع ترمذی۔ " " " " نور محمد کارخانہ تجارت کتب کراچی، امام ابو عیسیٰ ترمذی متوفی ۲۴۹ھ
- ۵۔ سنن ابوداؤد۔ " " " " مطبع مجتہائی پاکستان لاہور ۱۴۰۵ھ، امام ابوداؤد سلیمان بن اشعث متوفی ۲۴۵ھ
- ۶۔ سنن نسائی۔ " " " " نور محمد کارخانہ تجارت کتب کراچی، امام عبد الرحمن نسائی متوفی ۳۰۳ھ
- ۷۔ سنن ابن ماجہ۔ " " " " امام محمد بن یزید ابن ماجہ متوفی ۲۴۳ھ
- ۸۔ صحیح ابن خزیمہ۔ " " " " مکتب اسلامی بیروت ۱۳۹۵ھ، امام محمد بن اسحاق بن خزیمہ متوفی ۲۱۱ھ
- ۹۔ مؤطا امام مالک۔ " " " " مطبع مجتہائی پاکستان لاہور، امام مالک بن انس اصبحی متوفی ۱۷۹ھ
- ۱۰۔ مؤطا امام محمد۔ " " " " نور محمد کارخانہ تجارت کتب کراچی، امام محمد بن حسن شیبانی متوفی ۱۸۹ھ
- ۱۱۔ کتاب الکمار۔ " " " " ادارۃ القرآن کراچی، امام " " "
- ۱۲۔ " " " " مکتبہ اثریہ سانگلہ ہل، امام ابو یوسف یعقوب بن ابراہیم متوفی ۱۸۲ھ
- ۱۳۔ مسند دارمی۔ " " " " مطبع نظامی کانپور، ۱۲۸۳ھ، امام عبد اللہ بن عبد الرحمن دارمی متوفی ۲۵۵ھ
- ۱۴۔ مسند امام اعظم۔ " " " " محمد سعید اینڈ سنز کراچی، امام ابو حنیفہ نعمان بن ثابت متوفی ۱۵۰ھ
- ۱۵۔ مسند احمد بن حنبل۔ " " " " مکتب اسلامی بیروت ۱۳۹۸ھ، امام احمد بن حنبل متوفی ۲۴۱ھ
- ۱۶۔ مصنف عبد الرزاق۔ " " " " مکتب اسلامی بیروت ۱۳۹۲ھ، امام عبد الرزاق بن ہمام متوفی ۲۱۱ھ
- ۱۷۔ مصنف ابن ابی شیبہ۔ " " " " ادارۃ القرآن کراچی، ۱۴۰۶ھ، امام ابو بکر عبد اللہ بن ابی شیبہ متوفی ۲۳۵ھ
- ۱۸۔ سنن سعید بن منصور۔ " " " " مجلس علمی بیروت، امام سعید بن منصور
- ۱۹۔ سنن دارقطنی۔ " " " " نشر السنۃ عمان، امام علی بن عمر دارقطنی متوفی ۲۸۵ھ

یا جس کا حق نماز پڑھنا ہو اس کا مشکل ہونا اور بالترتیب دیگر نمازوں کا مشکل ہونا (الاولیٰ قولہ) اور اگر کسی کے باہر شرک پر نماز جنازہ پڑھی جاتی ہے اور اس سے اکثر نمازیوں کی شادی کا قاعدہ ہونا لازم آتا ہے۔ اگرچہ نماز میں نجس ہوتی ہیں اور نمازی اپنی نجس جوتیاں نہیں اتارتے اور ہم پہلے بیان کر چکے ہیں کہ شرک پر نماز پڑھنا مکروہ ہے اور جب کسی معاملہ میں تنگی ہو تو اس میں وسعت کی جاتی ہے اس لئے علماء دین عام کی تحقیق کے مطابق مسجد میں نماز جنازہ کے مکروہ تنزیہی یعنی خلاف اولیٰ کا فتویٰ دینا چاہیئے اور یہ مکروہ تنزیہی اس وقت ہے جب عذر ہو ورنہ اصلاً کراہت نہیں ہے۔

جائے ہاں جو لوگ مسجد میں نماز جنازہ نہیں پڑھتے وہ شرک پر نماز جنازہ پڑھتے ہیں حالانکہ اس صورت میں علامہ شامی کے نزدیک مسجد میں جنازہ رکھ کر بھی نماز جنازہ پڑھنا اصلاً مکروہ نہیں ہے تو جنازہ کو مسجد سے باہر رکھ کر نماز جنازہ پڑھنا بہ طریق اولیٰ بلکہ کراہت جائز ہوگا۔

ہماری تحقیق یہ ہے کہ نماز جنازہ کا اصل اور مسنون طریقہ یہ ہے کہ جنازہ گاہ میں نماز جنازہ پڑھی جائے لیکن اگر تمام رشتہ داروں، محلہ داروں اور مسجد کے تمام نمازیوں کا جنازہ گاہ میں جانا لوگوں کی اپنی اپنی مصروفیات کی وجہ سے مشکل ہو جیسا کہ اکثر ہوتا ہے (خیال رہے کہ فقہاء نے شرک پر نماز جنازہ پڑھنے کو بھی مکروہ سمجھا ہے۔ رد المحتار ج ۱ ص ۸۲۹ مطبوعہ استنبول) تو ایسی صورت میں جنازہ کو مسجد سے باہر رکھ کر نماز پڑھ لی جائے تو اس میں کوئی کراہت نہیں ہے۔ لوگوں کو مسئلہ بتاتے وقت لوگوں کی آسانی اور سہولت کو پیش نظر رکھنا چاہیے اور اگر کسی مسئلہ میں دو قول ہوں تو اس قول کو اختیار کرنا چاہیے جس کی وجہ سے لوگ حرج میں مبتلا نہ ہوں، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

مَا يَرِيدُ اللَّهُ لِيَجْعَلَ عَلَيْكُمْ مِنْ حَرْجٍ مَّا يَشَاءُ (۱۸۵)

وَمَا جَعَلَ عَلَيْكُمْ فِي الدِّينِ مِنْ حَرْجٍ - (حج، ۷۸)

يُرِيدُ اللَّهُ بِكُمُ الْيُسْرَ وَلَا يُرِيدُ بَكُمُ الْعُسْرَ -

(بقرہ: ۱۸۵)

اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:

بَشْرُوا وَلَا تَنْفَرُوا وَلَا يَسْرُوا وَلَا

تَعْسَرُوا۔

لوگوں کو خوشخبری دو اور ان کو متغیر نہ کرو اور ان کے لیے آسانی کرو اور ان کو مشکل اور دشواری میں نہ ڈالو۔

سورسہ آن اور سنت کا انشاء رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام کے عمل اور فقہاء احناف کے مذہب اور قول مختار کے مطابق۔ جنازہ کو مسجد سے باہر رکھ کر مسجد میں نماز جنازہ پڑھنا بلکہ کراہت جائز ہے، دین کے احکام پر عمل کرنے میں شریعت کی دی ہوئی آسانی اور سہولت کو پہنچانے کے لیے میں نے ذہنی مشقت اٹھا کر یہ طویل تحقیق کی۔ وَمَا تَوْفِيقِي إِلَّا بِاللَّهِ إِنَّهُ يَمْلِكُ الْأُمُورَ وَإِنَّهُ عَلَىٰ شَيْءٍ قَدِيرٌ وَالْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ وَالصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلَى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ خَاتَمِ النَّبِيِّينَ فَضْلُ الْمُرْسَلِينَ شَفِيعِ الْمَذْنُبِينَ وَعَلَىٰ آلِهِ وَاصْحَابِهِ وَارْوَاهُ وَآمَنَ أَجْمَعِينَ۔

علامہ سید محمد امین ابن عابدین شامی متوفی ۱۲۵۲ھ، رد المحتار ج ۱ ص ۸۲۹، مطبوعہ مطبعہ عثمانیہ استنبول، ۱۳۲۷ھ

علامہ۔ امام مسلم بن حجاج قشیری متوفی ۲۴۱ھ، مطبوعہ مطبعہ جامعہ المطابع کراچی، ۱۳۷۵ھ

۴۷ معارف القرآن " ادارۃ المعارف کراچی ۱۳۹۰ھ ، مفتی محمد شفیع مدنی ۱۳۹۲ء ۔

علوم قرآن

۴۸. ابرار فی علوم القرآن، مطبوعه دارالفکر بیروت۔
علامہ بدرالدین محمد بن عبداللہ زرکشی متوفی ۷۹۴ھ۔

۴۹ الاتقان فی علوم القرآن ، بشیل اکید می لاہور - علامہ جلال الدین سیوطی متوفی ۹۱۱ھ -

شرح الحدیث

۵. تحقیق الکواکب الدراری شرح البحار می مطبوعه دار احیاء التراث العربی بیروت ۱۴۰۱ھ، علامہ محمد بن یوسف زانی متوفی ۸۶۷ھ۔

٥١ عمدة القاري مطبوعه ادارة الطباعة المنيرية مصر ١٣٢٨ هـ ، علامه بدر الدين علي حنفى متوفى ٨٥٥ هـ .

۵۲ فتح اباری، " دار نشر المکتب الاسلامیہ لاہور ۱۴۰۱ھ، علامہ ابن حجر عسقلانی متوفی ۸۵۲ھ۔

۵۳ ارشاد الساری " مطبع میمنہ مصر ۱۳۰۶ء علامہ احمد قسطلانی متوفی ۱۱۹۰ھ .

۵۴ فیض الباری " مطبع حجازی مصر، ۱۳۵۷ھ شیخ نور شاہ کشمیری متوفی ۱۳۵۲ھ

۵۵ تفہیم البخاری " مکتبہ نبویہ رضویہ فیصل آباد، مولانا غلام رسول رضوی -

۵۶ شرح مسلم للنوادی : نور محمد اصبح المطالع کراچی ، ۱۳۵۷ھ ، علامہ یحییٰ بن شرف نوادی متوفی ۷۷۷ھ ۔

۵۷ اکمال اکمال المعلم " دارالکتب العلمیہ بیروت ، علامہ ابو نعیم احمد دہشتانی مالکی متوفی ۸۲۸ھ

۵۸ مکمل اکال المعلم " " " " علامہ محمد بن محمد سنوسی مالکی متوفی ۸۹۵ھ

۵۹ السراج المذلل .. مطبع مدنی بمبئی ۱۳۰۲ء

۴. فتح الملجم " مکتبۃ الحجاز کراچی
شیخ شبیر احمد عثمانی متوفی ۱۳۶۹ء۔

۶۱ تحفۃ الاولادی " نشر السنۃ ثلثان شیخ عبدالرحمن مبارکپوری متوفی ۱۳۵۲ھ۔

۶۲ نذل المجهود مکتبہ قاسمیه ملتان شیخ غلیل احمد مہارنپوری متوفی ۱۳۴۲ھ

۴۳ تمہید (شرح شوط) » مکتبہ قدوسیہ لاہور ۱۴۰۴ھ حافظ ابو عمر ابن عبد اللہ مالکی متوفی ۴۶۳ھ

٤٨ شرح الموطأ المطبعة الخيرية مصر
علامه محمد عبد الباقي زرقاني مترقي ١١٢٢ هـ

۴۵ مرقات ، مکتبہ ادب و لغت ملتان ۱۳۹۲ھ
ملا علی قاری متوفی ۱۰۱۴ھ

۶۶ اشعۃ اللغات ، مطبع تیج کار ٹکسٹر شیخ عبدالحق محدث دہلی متوفی ۱۰۵۲ھ۔

اسماء و رجال

۴۷ تاریخ بنیاد مطبوعه مکتبه سلفیه، مدینه منوره، حافظ ابو بکر علی بن احمد خطیب بنیادی متوفی ۴۶۳ هـ

۶۸ تہذیب التہذیب مطبوعہ دائرۃ المعارف حیدرآباد دکن ۱۳۴۶ھ، حافظ ابن حجر عسقلانی متوفی ۸۵۲ھ

۴۹ لسان المیزان، مطبوعه دائرة المعارف ۱۳۳۰ هـ، حافظ ابی جبر عسقلانی متوفی ۸۵۲ هـ.

- ۲۰۔ سنن کبریٰ، مطبوعہ نشر السنۃ ملتان۔
 ۲۱۔ خصائص کبریٰ، مکتبہ قریب رضویہ فیصل آباد،
 ۲۲۔ مجمع الزوائد، المکتبۃ القدسی دار الکتب العربیہ بیروت ۱۴۰۲ھ۔ حافظ نور الدین الہیثمی متوفی ۸۰۷ھ۔
 ۲۳۔ المستدرک، دائرة المعارف العثمانیہ دکن ۱۳۳۴ھ۔ امام محمد بن عبد اللہ حاکم نیشاپوری متوفی ۴۰۵ھ۔
 ۲۴۔ الجوہر النقی، نشر السنۃ ملتان، علامہ علاء الدین ترکمانی متوفی ۸۴۵ھ۔
 ۲۵۔ شمائل ترمذی، نور محمد کارخانہ تجارت کتب کراچی، امام ابو یوسف ترمذی متوفی ۲۴۹ھ۔
 ۲۶۔ نصب الراية، مجلس علمی سورت ہند، ۱۳۵۷ھ۔ حافظ جمال الدین ذہبی متوفی ۷۴۲ھ۔
 ۲۷۔ مشکوٰۃ، اصح المطابع دہلی، شیخ ولی الدین تبریزی متوفی ۷۴۲ھ۔
 ۲۸۔ کشف الاستار عن زوائد البیہار، عبود مؤسسۃ الرسالۃ بیروت، ۱۴۰۴ھ۔ حافظ نور الدین علی بن ابی بکر الہیثمی متوفی ۸۰۷ھ۔
 ۲۹۔ شرح معانی الآثار، مطبعہ مجتہبی پاکستان لاہور، ۱۴۰۰ھ۔ امام ابو جعفر احمد بن محمد طحاوی متوفی ۳۲۱ھ۔

تفاسیر

- ۳۰۔ احکام القرآن، مطبوعہ سہیل اکیڈمی لاہور ۱۴۰۰ھ
۳۱۔ تفسیر کبیر، دارالفکر بیروت ۱۳۹۸ھ
۳۲۔ الجامع لاحکام القرآن مطبوعہ انتشارات نامہ خسرو ایران ۱۹۶۷ء، علامہ ابو عبد اللہ احمد مالکی قرطبی متوفی ۶۶۸ھ
۳۳۔ تفسیر خازن مطبوعہ دارالکتب العربیہ پشاور
۳۴۔ عنایت القاضی، مطبوعہ دارصادر بیروت
۳۵۔ تفسیر ابوسعود علی ہاشم الکبیر مطبوعہ دارالفکر بیروت ۱۳۹۸ھ، علامہ ابوسعود حنفی متوفی ۹۸۲ھ
۳۶۔ تفسیر روح البیان مطبوعہ مکتبہ اسلامیہ کوئٹہ
۳۷۔ تفسیر مظہری، مطبوعہ بلوچستان بک ڈپو کوئٹہ
۳۸۔ تفسیر عزیز می " مطبع فاروقی دہلی
۳۹۔ تفسیر روح المسانی " داراحیاء التراث العربی بیروت
۴۰۔ مدارک التنزیل مطبوعہ دارالکتب العربیہ پشاور، علامہ ابوالبرکات، عبداللہ بن احمد نسفی متوفی ۵۷۱ھ
۴۱۔ البحر المحیط، مطبوعہ دارالفکر بیروت ۱۴۰۳ھ، علامہ البراہیمان محمد بن یوسف اندلسی متوفی ۷۵۲ھ
۴۲۔ احکام القرآن، مطبوعہ دارالمعرفۃ بیروت، علامہ ابو جگر محمد بن عبداللہ ابن العربی متوفی ۵۴۳ھ
۴۳۔ تفسیر فتح البیان " مطبع کبری امیریہ بولاق مصر ۱۳۰۱ھ، نواب صدیق حسن خاں بہوپالی متوفی ۱۳۰۷ھ
۴۴۔ حاشیۃ القرآن، مطبوعہ تاج کینی لاہور
۴۵۔ بیان القرآن " " "
۴۶۔ خزائن العرفان " مکتبہ رضویہ کراچی
- علامہ ابو جگر جصاص حنفی متوفی ۳۷۰ھ
امام فخر الدین رازی شافعی متوفی ۶۰۶ھ
علامہ ابو عبد اللہ احمد مالکی قرطبی متوفی ۶۶۸ھ
علامہ علی بن محمد عازن شافعی متوفی ۷۲۵ھ
علامہ شہاب الدین خفاجی حنفی متوفی ۱۰۶۹ھ
علامہ ابوسعود حنفی متوفی ۹۸۲ھ
علامہ اسماعیل حنفی متوفی ۱۱۳۷ھ
قاضی ثناء اللہ پانی پتی متوفی ۱۲۲۵ھ
شاہ عبدالعزیز متوفی ۱۲۳۹ھ
علامہ سیّد محمود آلوسی حنفی متوفی ۱۲۷۰ھ
عبداللہ بن احمد نسفی متوفی ۵۷۱ھ
علامہ البراہیمان محمد بن یوسف اندلسی متوفی ۷۵۲ھ
علامہ عبداللہ ابن العربی متوفی ۵۴۳ھ
نواب صدیق حسن خاں بہوپالی متوفی ۱۳۰۷ھ
شیخ محمود حسن دیوبندی متوفی ۱۳۳۹ھ
شیخ اشرف علی تھانوی متوفی ۱۳۶۲ھ
صدر الانا فضل محمد نعیم الدین مراد آبادی متوفی ۱۳۶۷ھ

- فقہ حنفی

- Marfat.com

- ۷۰ خلاصہ تہذیب تہذیب اکمال مطبوعہ مکتبہ اثریہ ساکنہ علی
 شیخ صفی الدین احمد بن عبد اللہ قادری
 ۷۱ المقاصد الحسنیہ، مطبوعہ مکتبۃ الخانجی مصر، ۱۳۷۵ھ، ابو الخیر شمس الدین ستادی سترنی ۵۹۰۲۔
 ۷۲ التعلیق المعنی، مطبوعہ نشر السنۃ عمان،
 شیخ محمد شمس الحق عظیم آبادی۔

لغات

۴۳. المفردات مطبوعہ المکتبۃ المرتضویہ ایران ۱۳۴۲ء ، علامہ حسین بن محمد رافعی صفہائی متوفی ۵۰۲ھ
 ۴۴. نہایہ " منوشتہ مطبوعاتی ایران ۱۳۶۴ء علامہ محمد بن اشیر الجزری متوفی ۶۰۶ھ۔
 ۴۵. تہذیب الاسماء واللغات مطبوعہ دار المکتب العلمیہ بیروت ، علامہ یحییٰ بن مشرف فراوی ۶۷۶ھ۔
 ۴۶. لسان العرب مطبوعہ نشر ادب الحوزہ قم ایران ۱۴۰۵ھ۔ علامہ جلال الدین ابن منصور مصری متوفی ۷۱۱ھ۔
 ۴۷. قاموس ، مطبوعہ مطبع مثنیٰ نول کشور کھنؤ۔ علامہ مجد الدین فیروز آبادی۔
 ۴۸. المنجد ، مطبوعہ ، دارالانشاء غنت کراچی ، ۱۹۷۵ع ، رئیس معلوف البیسوی۔
 ۴۹. مجمع بحار الانوار مطبوعہ مطبع مثنیٰ نول کشور کھنؤ۔ علامہ محمد طاہر چشتی متوفی ۹۸۶ھ۔
 ۸۰. لغات الحدیث مطبوعہ مطبع نور محمد کارخانہ تجارت کتب کراچی۔ شیخ وحید الزمان متوفی ۱۳۳۸ھ۔

فضائل و سیرت

- | | | | |
|----|--|------|--|
| ۸۱ | نشقاد۔ مطبوعہ عبدالقواب اکیڈمی ملتان، | ۴۵۴۲ | قاضی عیاض بن موسیٰ متوفی ۵۴۲ھ |
| ۸۲ | نسیم الریاض مطبوعہ دارالفکر بیروت | ۱۰۶۹ | علامہ شہاب الدین خفاجی متوفی ۱۰۶۹ھ |
| ۸۳ | شرح المشقہ، مطبوعہ " " | ۱۰۱۴ | ملا علی قاری ہردی متوفی ۱۰۱۴ھ |
| ۸۴ | جلال الانہام " مکتبہ نوریہ رضویہ فیصل آباد | ۷۵۱ | علامہ شمس الدین ابن قیم جوزیہ متوفی ۷۵۱ھ |
| ۸۵ | وفاد الوفاء " دار احیاء التراث العربی بیروت ۱۲۷۲ھ | ۹۱۱ | علامہ علی ابن احمد مہودی متوفی ۹۱۱ھ |
| ۸۶ | سعادت الدارین | ۱۳۵۰ | علامہ یوسف نبہانی متوفی ۱۳۵۰ھ |
| ۸۷ | کتاب الاذکار، مطبوعہ مطبع مصطفیٰ البابی و اولادہ، مصر، | ۶۷۶ | علامہ یحییٰ بن شرف نوری متوفی ۶۷۶ھ |
| ۸۸ | الصارم المسلول، مطبوعہ نشر الستہ طمان، | ۷۲۸ | شیخ ابوالعباس تقی الدین ابن تیمیہ حرانی متوفی ۷۲۸ھ |
| ۸۹ | لوائح الانوار القدسیہ مطبوعہ مطبع مصطفیٰ البابی و اولادہ، مصر، | ۹۷۳ | علامہ عبدالوہاب شرانی متوفی ۹۷۳ھ |
| ۹۰ | مدارج النبوت مطبوعہ مکتبہ نوریہ رضویہ مکتبہ، | ۱۰۵۲ | شیخ عبدالحق محدث دہلوی متوفی ۱۰۵۲ھ |
| ۹۱ | الوفاء باحوال المصطفیٰ مطبوعہ مکتبہ نوریہ رضویہ فیصل آباد، | ۵۹۶ | علامہ عبدالرحمن ابن جوزی متوفی ۵۹۶ھ |
| ۹۲ | زاد المعاد، مطبوعہ مطبع مصطفیٰ البابی و اولادہ، مصر، ۱۳۶۹ھ | ۷۵۱ | علامہ ابن قیم جوزیہ متوفی ۷۵۱ھ |
| ۹۳ | شرح المواہب اللدنیہ مطبوعہ دارالفکر بیروت، | ۱۱۲۳ | علامہ محمد عبدالباقی زرقانی متوفی ۱۱۲۳ھ |
| ۹۴ | البدایہ والنہایہ مطبوعہ دارالفکر بیروت | ۷۷۴ | حافظ ابوالفضل ابن کثیر متوفی ۷۷۴ھ |

۱۴۹ کتابت سادات المتقین مطبوعہ مطبع مینہ ۱۳۱۱ھ علامہ سید محمد زبیری متوفی ۱۲۰۵ھ۔

فقہ مالکی

۱۵۰ بدایۃ المجتہد مطبوعہ دار الفکر بیروت۔ قاضی ابوالولید ابن رشد اندلسی متوفی ۵۹۵ھ۔

فقہ حنبلی

۱۵۱ المنہی، مطبوعہ دار الفکر بیروت، علامہ عبد اللہ بن احمد بن قدامہ حنبلی متوفی ۶۲۰ھ۔

فقہ ظاہری

۱۵۲ المحلی، مطبوعہ ادارۃ الطباعة المنیریہ مصر ۱۳۴۹ھ۔

۱۵۳ مسک الحتام، شیخ علی بن احمد بن حزم اندلسی متوفی ۴۰۵ھ۔
نواب عبدیق حسن خاں جود پالی متوفی ۱۳۰۷ھ۔

فقہ جعفری

۱۵۴ ترویج المسائل مطبوعہ سازمان تبلیغ اسلامی ایران ۱۴۰۴ھ، شیخ روح اللہ نجینی

مذاهب اربعہ

۱۵۵ نیل الاوطار، مطبوعہ مکتبۃ النکلیات الازہریہ، مصر ۱۳۹۸ھ، شیخ محمد بن علی شوکانی متوفی ۱۲۵۰ھ۔
۱۵۶ الفقہ علی المذاهب الاربعہ مطبوعہ دار الفکر بیروت، علامہ عبدالرحمان الجزیری
۱۵۷ میزان الشریعۃ الکبریٰ، مطبوعہ مطبع مصطفیٰ البابي و اولادہ، مصر ۱۳۵۹ھ، علامہ عبدالوہاب شمرانی متوفی ۹۷۳ھ۔

عقائد و کلام

۱۵۸ شرح عقائد نسفی، مطبوعہ نور محمد صالح المطابع کراچی، علامہ سعد الدین تفتازانی متوفی ۷۹۲ھ۔
۱۵۹ شرح مواقف، مطبوعہ مطبع غشی نول کشور لکھنؤ۔ میر سید شریف متوفی ۸۱۲ھ۔
۱۶۰ شرح فقہ اکبر، مطبع مصطفیٰ البابي و اولادہ، مصر ۱۳۷۵ھ، علامہ علی قاری متوفی ۱۰۱۴ھ۔
۱۶۱ حاشیۃ الخیالی، حاجی عبدالحکیم اینڈ سنز پشاور، علامہ شمس الدین خیالی۔
۱۶۲ المنتقد من الفضائل، حیئۃ الاوقات لاہور، ۱۴۰۵ھ، علامہ محمد بن محمد غزالی متوفی ۵۰۵ھ۔
۱۶۳ ایرواقیت والجزاہر، مطبع مصطفیٰ البابي و اولادہ، مصر ۱۳۷۸ھ، علامہ عبدالوہاب شمرانی متوفی ۹۷۳ھ۔
۱۶۴ دریۃ المہدی، مطبوعہ، میور پریس دہلی، ۱۳۲۵ھ، شیخ وجید الزمان متوفی ۱۳۴۸ھ۔

۱۲۲	فنیۃ المستملی مطبوعہ مطبع مجتہائی دہلی
۱۲۳	صغیری ، " " " "
۱۲۴	درر الاحکام فی شرح غرر الحکام
۱۲۵	حاشیۃ الدرر والمقرر
۱۲۶	جامع الرموز مطبوعہ مکتبہ اسلامیہ ایران ،
۱۲۷	الجوسرۃ النيرة مطبوعہ مکتبہ امدادیہ ملتان
۱۲۸	عالمگیری ، مطبوعہ مطبع کبریٰ امیریہ بورلاہ
۱۲۹	بزازیہ مطبوعہ مطبع کبریٰ امیریہ بورلاہ
۱۳۰	رسائل ابن عابدین مطبوعہ سہیل اکیڈمی
۱۳۱	العقود الدررۃ مطبوعہ " "
۱۳۲	تقریرات رافعی مطبوعہ مکتبہ ماجدیہ کوئٹہ
۱۳۳	فتاویٰ عبدالحی ، " "
۱۳۴	فتاویٰ رضویہ ، مطبوعہ سنی دارالاشاعت
۱۳۵	الزبدۃ الزکیہ ، مطبوعہ محبوب المطابع دہلی
۱۳۶	بہار شریعت ، مطبوعہ شیخ غلام علی اینڈ سون
۱۳۷	فتاویٰ رشیدیہ ، مطبوعہ محمد سعید اینڈ کمپنی
۱۳۸	فتاویٰ دارالعلوم دیوبند ، مطبوعہ دارالاشاعت
۱۳۹	انسانی اعضاد کی پیوندکاری ، مطبوعہ محمد
۱۴۰	پروائیڈنٹ فنڈ پرسود اور زکوٰۃ کام
۱۴۱	اوزان شرعیہ مطبوعہ ، ادارۃ المعارف کراچی
۱۴۲	رسائل و مسائل ، مطبوعہ اسلامک پبلیکی
۱۴۳	۱-۵ است ذیلہ ار پارک (اردو مجلس

فقہ شافعی

۱۳۳	کتاب الأم، مطبوعه دار المعرفه بيزنت ۱۳۹۲ هـ .	امام محمد بن ادریس شافعی متوفی ۲۰۴ هـ
۱۳۵	المهذب، مطبوعه دارالفکر بیروت .	شیخ ابواسحاق شیرازی متوفی ۴۵۵ هـ
۱۳۶	شرح المهذب " " " "	علامه یحیی بن شرف متوفی ۶۷۶ هـ
۱۳۷	فتح العزيز شرح الوجيز، مطبوعه دارالفکر بیروت -	علامه ابوالقاسم محمد رافعی متوفی ۶۲۳ هـ
۱۳۸	معنی المحتاج، مطبوعه دار احیاء التراث العربی بیروت،	علامه محمد قزوینی الخطیب من قرن العاشر

منتقرات

- ۱۶۵ الصواعق المحرقة مطبوعہ مکتبۃ القاہرہ ۱۳۸۵ھ۔
- ۱۶۶ کتاب التعریفات " انتشارات ناصر خسرو ایران،
- ۱۶۷ الجامع المطبوع
- ۱۶۸ فتاویٰ حدیثیہ مطبوعہ، مطبع مصطفیٰ البابا و اولادہ مصر ۱۳۵۶ھ۔
- ۱۶۹ سباحۃ الفکر
- ۱۷۰ الکبریٰ اللاحقہ مطبوعہ مطبع مصطفیٰ البابا و اولادہ مصر ۱۳۷۸ھ۔
- ۱۷۱ الحادی للفتاویٰ، مطبوعہ مکتبۃ فہر رضویہ فیصل آباد،
- ۱۷۲ الاعتصام، مطبوعہ دارالمعرفۃ بیروت،
- ۱۷۳ بوادر نوادر، مطبوعہ شیخ غلام علی اینڈ سنز لاہور ۱۹۶۲ع
- ۱۷۴ براہین قاطعہ مطبوعہ مطبع بلال ساڈھوہ
- ۱۷۵ اسلام اور موسیقی، مطبوعہ ادارہ ثقافت اسلامیہ لاہور ۱۹۶۸ع
- ۱۷۶ المہند علی المہند مطبوعہ کتب خانہ دیوبند۔
- ۱۷۷ دو اسلام، مطبوعہ شیخ غلام علی اینڈ سنز۔
- ۱۷۸ مکتوبات امام ربانی، مطبوعہ مدینہ بہشتیگ کمپنی کراچی ۱۹۷۰ع۔
- ۱۷۹ الفتاویٰ الاسلامیہ من دارالافتاء المصریہ القاہرہ ۱۴۰۰ھ۔
- ۱۸۰ حسن الفتاویٰ، مطبوعہ ایچ۔ ایم سعید اینڈ کمپنی ۱۴۰۷ھ۔
- ۱۸۱ الابریز من کلام سعیدی عبدالحریر و باغ مطبوعہ مصطفیٰ البابا و اولادہ مصر، سعیدی احمد بن عبدالمبارک۔
- علامہ ابن جریر مکتی متوفی ۹۲۰ھ۔
- میر سید شریف متوفی ۸۱۶ھ۔
- محمد جبار اللہ متوفی ۹۸۵ھ۔
- علامہ ابن جریر مکتی متوفی ۹۲۰ھ۔
- مولانا عبدالحی کھٹوی متوفی ۱۳۷۴ھ۔
- علامہ عبد الوہاب شرانی متوفی ۹۷۳ھ۔
- علامہ جلال الدین سیوطی متوفی ۹۱۱ھ۔
- علامہ ابواسحاق ابراہیم بن مسک شاطبی متوفی ۷۹۰ھ۔
- شیخ اشرف علی تھانی متوفی ۱۳۶۶ھ۔
- شیخ غیل احمد انیسٹری متوفی ۱۳۴۶ھ۔
- شاہ محمد جعفر پھلواردی
- شیخ غیل احمد انیسٹری متوفی ۱۳۴۶ھ۔
- ڈاکٹر غلام جیلانی برقی۔
- حضرت مجدد الف ثانی متوفی ۱۰۴۲ھ۔
- مفتی رشید احمد کراچی۔

